فنِا دالہام

انوانصاری

وہ شخص اپنی سبز آنکھوں میں سرخی لیے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی اسے قتل کر ڈالے گا۔۔ "

مجھے انصاف چاہیے دالہام خانزادہ اپنے چچازاد بھائی سے بدلا لینا چاہتا تھا اپنے جڑواں بھائی کی موت کا۔۔ "

دیکھو دالہام انجانے میں قتل ہوا ہے صارم خان نے اپنے کیے گئے کارنامے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔۔ "

لالا یہ جھوٹ بول رہا ہے میں نے خود دیکھا تھا جب انہوں نے لالا کے پیشانی پر گولی ماری تھی دالہام خانزادہ کا 12 سالہ بھائی صارم خان سے ڈرتے ہوئے اپنے بڑے لالا کا بازو تھام کر بولا۔۔ "

میں اچھے سے جانتا ہوں صارم خان تمہارے نشے کی عادت کو دالہام خانزادہ تیش میں آتے چلایا۔۔ "

خاموش ہو جاؤ تم دونوں چونکہ صارم خان نے دالہام خانزادہ کے جڑوا بھائی کا قتل کیا ہے یا تو قتل کے بدلے صارم کو قتل کرے گا یا پھر صارم کی طرف سے اس قتل کی بھرپائی کی جائے گی سردار دونوں کو چپ کروانے کی خاطر بولا کیونکہ اب وہ دونوں ہاتھا پائی کی طرف آرہے تھے دالہام اس وقت سردار نہیں بنا تھا کیونکہ اس کے باپ نے مرنے سے

پہلے کہا تھا کہ جب تک دالہام خانزادہ 25 سال کا نہیں ہوجاتا وہ سردار نہیں بنے گا۔۔ "

میں اپنی زمینیں دینے کے لیے تیار ہوں صارم کے پاس بے شمار زمینیں تھی قتل کے بدلے اس نے زمینیں دے کر معاملے کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی۔۔ "

ہرگز نہیں میرا بھائی مجھ سے دور ہوا ہے میں صارم خان سے اس کے کسی اپنے کو دور کروں گا صارم خان کا ایک لمحے کے لیے رنگ اڑا دالہام خانزادہ کے الفاظ سن کر وہ اس کے کس اپنے کو دور کرنے کی بات کر رہا تھا۔۔

کس اپنے کو دور کرو گے تم سردار نے اپنے لہجے کو دھیمہ رکھ کے دالہام سے پوچھا وہ اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

صارم خان کی جو بیٹی پیدا ہوگی مجھے وہ ونی میں چاہیے دالہام خانزادہ نے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ سجائے کہا جو صارم خان کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔۔ "

ہر گز نہیں میں اپنی بیٹی ونی میں نہیں دوں گا۔۔ "

تمہیں دینی ہوگی صارم۔ دالہام اپنی جگہ سے اٹھ کر صارم کا گریبان پکڑنے لگا جب کچھ آدمیوں نے اس کے سامنے آتے اسے زبردستی واپس جگہ پر بٹھایا۔۔ "

یہ ابھی سے جوان مرد ہے جب میری بیٹی جوان ہوگی تو یہ۔۔۔۔۔۔

تمہیں اس بات سے فرق نہیں پڑنا چاہیے صارم خان کہ تمہاری بیٹی جوان ہوگی تب میری کیا عمر ہوگی دالہام چلاتے ہوئے دوبارہ اپنی جگہ سے اٹھ کر صارم کا گریبان پکڑنے لگا جب اس کے چھوٹے بھائی نے

اس کا ہاتھ سختی سے تھام لیا اپنے 12 سالہ بھائی کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر خود پر ضبط کرتے سختی سے آنکھیں میچ لی۔۔ "

تمہیں اپنی بیٹی کو ونی میں دینا ہوگا صارم سردار نے 21 سالہ دالہام خانزادہ کی طرف دیکھتے ہوئے صارم سے کہا وہ سب دالہام خانزادہ کے جنون سے اچھی طرح واقف تھے کہ وہ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لیے کس حد تک جا سکتا ہے۔۔ "

اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے صارم نے حامی بھر لی پنچایت ختم ہوتے ہی دالہام اپنے چھوٹے بھائی کو لیے وہاں سے حویلی کی طرف چل دیا اسے اس پل کا بے صبری سے انتظار تھا جب صارم خان کی بیٹی پیدا ہوگی اور وہ اسے اپنے پاس ونی کروا کر لے کر آئے گا۔۔ "

---

10 سال بعد۔۔۔۔

بستر اپنے اوپر سے ہٹا کر وہ ننھے ننھے قدم بڑھائے آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اپنے بکھرے بال اور حد سے زیادہ سونے کی وجہ سے سوجھی ہوئی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں جمع ہو گئے شاید اپنا عکس دیکھنے والی کو اپنی آنکھیں نہایت خوبصورت لگتی تھی .وہ بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی اس کے رونے کی آواز سنتے ہیں صارم خان تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔۔"

میری گڑیا کو کیا ہوا ہے ؟ اسے اپنی گود میں اٹھا کر صارم خان بیڈ پر بیٹھا چھوٹی سی طرسم اپنے بابا کے سینے پر سر رکھ کر اپنی سوجن زدہ آنکھوں سے ان کو دیکھنے لگی۔۔ "

بابا سائیں میری آنکھوں میں سوجن ہو گئی ہے اپنے ننھے ننھے ہاتھ رخسار پر رکھتے آنکھیں پٹپٹا کر کہا صارم خان اس کی معصومیت پر مسکرائے۔۔ "

میری گڑیا اداس کیوں ہو رہی ہے تھوڑی دیر بعد آنکھوں کی سوجن بالکل ٹھیک ہو جائے گی چلو شاباش اٹھ کر فریش ہو پھر آپ کا پسندیدہ ناشتہ کرتے ہیں طرسم بھاگتے ہوئے واش روم میں چلی گئی، منہ ہاتھوں کر وہ جلدی سے اپنے کپڑے تبدیل کر کے باہر آتے صارم خان کی طرف رخ کر کے اپنی باہیں پھیلائی صارم خان اپنی 10 سالہ بیٹی کو اٹھا کر لاؤنج میں گئے جہاں ناشتہ سیٹ کیا جا چکا تھا۔۔ "

بابا مجھے یہ نہیں کھانا اس میں میری پسند کا کچھ بھی نہیں ہے منہ بسور کے سامنے پڑے بریڈ اور جیم کو اٹھا کر زمین پر پٹک دیا علینا خانم نے غصے سے صارم خان کو دیکھا جن کے لاڈ پیار نے اسے حد سے زیادہ بگاڑ دیا تھا

"۔۔

میری گڑیا کو کیا کھانا ہے علینا خانم کی بات کو سرے سے نظر انداز کر کے اپنی چھوٹی سی گڑیا کے رخسار پر پیار کرتے ہوئے پوچھا۔۔ "

چاکلیٹ ، آئس کریم اور کیک انگلیوں پر چیزیں گنتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے اپنے بابا سائیں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "

چلو ہم اپنی بیٹی کے لیے چاکلیٹ ، آئس کریم اور کیک لے کر آتے ہیں اسے اپنی گود میں اٹھا کر باہر کی جانب چلے گئے پیچھے سے علینا خانم بولتی رہ گئی لیکن وہ دونوں باپ بیٹی کہاں ان کی سنتے تھے۔۔ "

پانچ منٹ بعد صارم خان نے اپنی کار ایک بیکری کے سامنے روکی دروازہ کھولا ہی تھا جب طرسم بھاگتے بیکری کے اندر چلی گئی صارم خان اپنی بیٹی کی شرارتی حرکات دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی پیچھے جانے لگے جب تک وہ اندر داخل ہوئے طرسم نے ڈیڑھ ساڑھی چاکلیٹس ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھی اور سیلز مین طرسم کے ہاتھ سے چاکلیٹ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ "

پیچھے ہٹو جو کچھ میری بیٹی پسند کر رہی ہے اسے لینے دو صارم خان کے کہنے کی دیر تھی کہ طرسم نے اور زیادہ چاکلیٹس اکھٹی کی جو اس کے ہاتھ سے گرنا شروع ہو گئی۔۔"

صارم خان طرسم کی پسند کی گئی چیزوں کی پیمنٹ کر رہے تھے جب طرسم کو باہر بلونز نظر آئے وہ نظریں بچاتے ہوئے باہر بھاگ کر گئی تاکہ غبارے والے سے غبارے لے سکے وہ ابھی اس آدمی کے پاس پہنچی ہی تھی جب کوئی پیچھے سے اس کے چہرے پر رومال رکھ کر اسے بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ صارم خان نے اپنی ننھی سی گڑیا کی چیزوں کو پکڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا تو وہاں وہ موجود نہ تھی۔۔ "

طرسم!۔۔۔

طرسم!۔۔

صارم خان نے اپنی بیٹی کو پکارتے ہوئے ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھا کہ شاید کہیں اسے وہ نظر آجائے صارم خان بھاگتا لیکن اسے اس کی بیٹی کہی نظر نہ آئی۔۔ "

آئیدن احزان نے اپنی گود میں سوئی ہوئی چھوٹی سی اس گڑیا کو دیکھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر اس کے لالا نے اس ننھی سی گڑیا کو اغوا کرنے کا کیوں کہا۔۔ "

لالا عجیب کام کروا رہے ہیں آپ مجھ سے ایک پولیس والا جو دوسروں کی بیٹیوں کی حفاظت کرتا ہے آج کسی کی بیٹی کو اغوا کر کے لے جا رہا ہے بڑبڑاتے ہوئے طرسم کو اپنی گود سے اٹھا کر سیٹ پر بٹھا دیا تین گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد وہ اسے لیے ایک سنسان جگہ پر بنے ہوئے خوبصورت گھر کے اندر داخل ہوا گھر کا اندرونی منظر دیکھ کر اس کی

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی گھر کو اس طریقے سے سجایا گیا تھا جیسے وہاں پر کسی کی شادی ہو۔۔ "

لالا! سامنے سے آتے ہوئے شخصیت کو دیکھ کر آئیدن احزان نے خفگی سے پکارا اس شخص نے اپنی سبز آنکھوں سے اشارہ کیا کہ بچی کو کمرے میں لے جا کر لٹا دو اس نے منہ بسورتے ہوئے اندر جا کر کمرے میں بیڈ پر طرسم کو لٹا دیا ابھی وہ مڑا ہی تھا جب دالہام خانزادہ قاضی اور گواہوں کو لے کر کمرے میں داخل ہوا۔ قاضی نے ایک نظر سوئی ہوئی اس چھوٹی سی بچی کی جانب دیکھا اور ایک نظر سامنے کھڑے نوجوان مرد کو دیکھا "۔۔

بیٹا جس سے آپ نے نکاح کرنا ہے وہ لڑکی کہاں ہے؟ قاضی نے اپنے ذہن میں ائے خیال کو جھٹکتے دالہام خانزادہ سے پوچھا۔۔ "

آپ کے سامنے ہے قاضی صاحب اس کی بھاری رعب دار آواز
کمرے میں گونجی آواز میں اس کی قدر سنجیدگی تھی کہ قاضی کو دالہام خانزادہ
سے خوف محسوس ہوا۔۔ "

دالہام خانزادہ نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر ہاتھ پر تھوڑا سا پانی
ڈال کر چھینٹے طرسم کے چہرے پر ماری وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی نیلی آنکھوں
میں خوف صاف نمایاں ہو رہا تھا رخسار پر دونوں ہاتھ رکھتے آنکھیں پٹپٹا کر
سامنے کھڑے دیو نما شخص کو دیکھا۔۔ "

دیو سچ میں بھی ہوتے ہیں وہ خوش ہوتے اچھلتے ہوئے دالہام خانزادہ کے
سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی
کہ وہ واقعی ہی میں دیو ہے۔۔ "

ہاں دیو ہوتے ہیں اور یہ دیو آج تمہارے ساتھ کھیلے گا اس نے طرسم
کے چہرے پر آئے ہوئے بھورے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے

ہوئے پیار سے کہا یا پھر صرف طرسم کو ہی اس کے لہجے میں پیار محسوس ہوا، وہاں پر کھڑے گواہ، آئیدن احزان اور قاضی کو اس کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔۔ "

تم میرے ساتھ گیم کھیلو گے؟ آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے اس کی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا دالہام خانزادہ نے حامی میں سر ہلایا

"۔۔

چلو میں تمہیں گیم بتاتا ہوں طرسم بیڈ پر چونکری مار کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ "

یہ انکل تم سے سوال پوچھیں گے اور تم نے قبول ہے کہنا ہے دالہام خانزادہ نے اس کی معصومیت کا فائدہ اٹھایا قاضی نے التجائی نظروں سے آئیدن احزان کی طرف دیکھا کہ اپنے لالا کو روکو وہ بہت بڑی غلطی کرنے

جارہا ہے.جس بچی سے وہ نکاح کرنے والا ہے وہ شاید ابھی بالغ بھی نہ ہو
۔۔۔"

آئیدن احزان نے نفی میں سر ہلایا.جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اپنے لالا کو نہیں روک سکتا۔۔"

آپ شروع کریں دالہام نے طرسم کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر کہا جو اسے مثبت نظر آئے تھے جب قاضی نے نکاح شروع نہ کروایا تو

دالہام خانزادہ نے خونخوار نظروں سے آنکھوں میں شعلے سمائے اس کی طرف دیکھا قاضی نے فوراً نکاح نامہ کھول لیا۔۔"

طرسم ولد صارم خان آپ کا نکاح دالہام ولد تمور خانزادہ کے ساتھ ایک کڑور حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟قاضی نے چھوٹی سی بچی کی طرف پریشانی دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔"

قبول ہے !طرسم نے جھٹ سے جواب دے دیا۔۔"

قاضی نے دو مرتبہ اور اس سے پوچھا اور دونوں ہی مرتبہ اس نے فوراً سے جواب دے دیا دالہام خانزادہ نے نکاح نامہ پکڑ کے طرسم کے سامنے رکھا اور اسے اشارہ کیا کہ اپنا انگوٹھا ان پیڈ پر لگاؤ اور پھر دالہام خان زادہ نے نکاح نامے پر جہاں دستخط کرتے ہیں وہاں پر شہادت کی انگلی رکھ کر اسے انگوٹھا کا نشان لگانے کا کہا۔۔ "

دالہام خانزادہ ولد تیمور خانزادہ آپ کا نکاح طرسم ولد صارم خان کے ساتھ حق مہر ایک کڑور طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ قاضی نے اب دالہام خانزادہ کی طرف رخ کیا۔۔ "

قبول ہے! دالہام خانزادہ کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب وہ اپنے جڑواں بھائی کو دفنا رہا تھا جس کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے اس نے 10 سالہ بچی کے ساتھ نکاح کیا۔۔ "

دو مرتبہ اور قبول ہے کہتے اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے قاضی شفقت سے طرسم کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے چلا گیا اگر وہ کچھ بولتا تو سردار دالہام تیمور خانزادہ اس کا سر قلم کر دیتا۔۔ "

میں نے گیم کھیل لی ہے اب مجھے بابا پاس چھوڑ کر آؤ دیو 10 سالہ طرسم اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے دالہام خانزادہ کے سینے پر مکے مارتے ہوئے اس سے کہنے لگی۔۔ "

لالا آپ نے اس چھوٹی سی بچی سے نکاح کیوں کیا ہے آئیدن احزان نے اپنے لالا کو ایک لمحے کے لیے گھور دیکھا جب دالہام خانزادہ نے سخت نظروں سے اس کی طرف جیسے ہی دیکھا وہ فوراً نظریں جھکا گیا۔۔ "

لالا میں جانتا ہوں آپ نے لالا کا بدلہ لینے کے لیے اس سے نکاح کیا ہے لیکن یہ غلط ہے اس میں اس چھوٹی سی بچی کا کوئی قصور۔۔۔۔۔

اپنے فلسفے بند کرواور دفع ہو جاؤ یہاں سے دالہام خانزادہ کی آنکھوں میں خون چھلکتے دیکھ آئندن احزان خاموشی سے اور بیچارگی سے طرسم کی طرف دیکھتے ہوئے کمرے سے چلا گیا۔۔ "

تمہیں سنائی نہیں دیا دیو مجھے گھر چھوڑ کر آؤ طرسم نے بیڈ سے نیچے اتر کر اس کے سینے پر مکے مارنے چاہے اس کا ہاتھ بمشکل دالہام خانزادہ کے سینے تک پہنچا وہ بھی اس لیے کیونکہ اس نے ایڑھیاں اوپر کی ہوئی تھی

"

دالہام خانزادہ نے نہایت ہی غور سے اس کے چہرے کے نقش دیکھے نیلی آنکھیں، چھوٹے چھوٹے کٹاؤ دار گلابی لب، مسکراتی تو ایک سائیڈ پر ڈمپل پڑتا، قد بمشکل چار فٹ تھا جبکہ دالہام خانزادہ کی سبز آنکھیں، گلابی لب جو ہمیشہ سنجیدگی میں ڈھلے رہتے، بھورے بال جو پیشانی پر پھیلے

ہوئے تھے قد چھ فٹ سے بھی لمبا تھا وہ اس کے سامنے کھڑی ایک گڑیا لگ رہی تھی اور وہ دیو۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گندے دیو مجھے گھر چھوڑ کر آؤ اب کی مرتبہ طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو گئے۔۔ "

بچی یہ آنسوا پنے باپ کے سامنے بہانا دلہام خانزادہ نے اسے اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا اور سفاکیت سے کہہ کر اس کی آنکھوں میں پھوک ماری کہ اس ننھی سی جان کو اس دیو نما شخص سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔ "

آپ تو اچھے دیو ہو نا مجھے بابا پاس لے جاؤ اپنے آنسو فراک کی آستینوں سے صاف کر کے بلائی لب باہر نکال کر دالہام خانزادہ سے کہا۔۔ "

ہم چھپن چھپائی کھیل رہے ہیں کچھ دیر تک تمہارے بابا تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں پر آئیں گے۔۔ "

بابا مجھے ڈھونڈ رہے ہیں بیڈ پر کھڑے ہو کر دالہام خانزادہ کے کان کے قریب جھکتے رازداری سے کہا گیا طرسم کو اس کا لہجہ پیار بھرا لگا تھا وہ ننھی سی گڑیا اس کے لہجے میں چھپی سفاکیت اور بدلے کا جنون نہ دیکھ پائی

"

بالکل تمہارے بابا تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں تو کیا تم اپنے بابا کے پاس واپس جا کر گیم کو خراب کرو گی وہ طرسم کو مکمل طور پر اپنے جال میں پھنسا چکا تھا۔۔ "

چلو او کے بابا پاس واپس نہیں جاؤں گی، دیو مجھے اب بھوک لگی ہے مجھے کھانا لا کر دو بابا تو پتہ نہیں کب آئیں گے جب طرسم کو یقین ہو گیا کہ وہ دیو اسے کچھ نہیں کہے گا جیسے وہ اپنے بابا کو نخرے دکھا کر اپنا کام کرواتی تھی

ویسا ہی لہجہ اپنا کر بیڈ پر چونکری مار کر حکمیہ انداز میں دالہام خانزادہ سے کہا۔۔ "

میں یعنی کہ سردار تمہارے لیے کھانا لائے گا؟ بے یقینی سے خود کی طرف شہادت کی انگلی کر کے اس کی طرف دیکھا اس نے آج تک خود کے لیے جگ سے پانی گلاس میں نہیں ڈالا تھا اور وہ ایک چھوٹی سی پدی کے کھانا لے کر آئے گا۔۔ "

ہاں تو سردار کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں گے مجھے کھانا لا کر دینے پر دلہام خانزادہ نے سر تا پاؤں تک گھور کر اس چار فٹی بچی کی طرف دیکھا جو اس پر حکم چلا رہی تھی جس کی زبان اس کے قد سے بھی زیادہ لمبی تھی۔۔ "

ایسے میری طرف ٹکڑ ٹکڑ کیا دیکھ رہے ہو دیو مجھے کھانا لا کر دو اس کے ماہرانیوں والے انداز پر تملاتا ہوا دالہام خانزادہ باہر گیا اور بلند رعب دار

آواز میں ملازم کو پکارا گھر میں موجود سارے ملازم بھاگتے ہوئے دالہام خانزادہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔۔ "

کھانا لے کر آؤ کمرے میں انہیں حکم دیتے سردار دالہام کمرے میں چلا گیا جہاں وہ پدی سی بچی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

دیو تم پھر خالی ہاتھ کمرے میں آ گئے میرا کھانا کہاں ہے؟ دالہام خانزادہ خود کو حیران ہونے سے نہ روک پایا اس کی زبان دس گز لمبی تھی 10 سال کی عمر میں ہی۔ اس سے قبل وہ کچھ بولتا ملازم کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا۔۔ "

یمی کھانے کی طرف دیکھتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیر کر طرسم نے ایک بڑا سا نوالہ توڑ کر سالن میں ڈالا جلد بازی میں وہ اپنے منہ میں ڈالنے لگی جب ساری مٹن کڑہائی اس کے کپڑوں پر گر گئی۔۔ دالہام نے ایک پل کے لیے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ "

دیو مجھے کپڑے لا کر۔۔۔۔۔کیا دیو دیو لگا رکھا ہے میں نوکر ہوں تمہارا جو کبھی تمہیں کھانا لا کر دوں تو کبھی کپڑے دلہام خانزادہ کا دماغ گھوم گیا اس کا حکمیہ لہجہ ایک مرتبہ پھر سے سننے پر آنکھوں میں غصہ لیے وہ 10 سالہ طرسم پر گرجا۔۔"

میں بابا کو بتاؤں گی دیو نے مجھے ڈانٹا نیلی آنکھوں سے پھر سے آنسو بہنے لگے اس نے اپنی آستینوں سے آنسو صاف کر کے پھر اپنا بہتا ہوا ناک صاف کیا۔۔وہ منہ بناتی ہوئی واش روم کے اندر چلی گئی اور شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی شاور چلنے کی آواز سن کر پہلے تو وہ ڈھیٹ بنا کر سی پر بیٹھا رہا کچھ دیر بعد جب وہ باہر نہ آئی تو دالہام خانزادہ اندر گیا وہ شاور کے نیچے کھڑی کپکپا رہی تھی کپڑے جسم کے ساتھ چپک چکے تھے بال جو شانوں تک آتے تھے وہ گردن اور رخسار کے ساتھ چپکے ہوئے تھے تیز قدم اس کی جانب بڑھاتے ہوئے شاور بند کر کے باتھ روب پکڑتے ہوئے

طرسم کے گرد پھیلا کر اسے باہوں میں اٹھائے کمرے کے اندر داخل ہو کر تقریباً پٹکنے والے انداز میں بیڈ پر بٹھایا طرسم اس مرتبہ بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی دالہام کا دل چاہا اس بچی کا سر دیوار سے دے مارے وہ بچی اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔ "

چپ ایک دم چپ مجھے تمہاری آواز نہ آئے، کپڑے لا کر دے رہا ہوں تمہیں منہ بند کر کے بیٹھی رہو یہاں پر اسے شانوں سے سختی سے دبوچتے ہوئے اپنے قریب کر کے کہا وہ جنون کی آگ میں یہ بھول گیا تھا کہ وہ ایک چھوٹی سی بچی ہے پاؤں پٹکتا ہوا باہر گیا جب اسے آئیدن احزان گھر سے باہر جاتا ہوا نظر آیا۔۔ "

بچی کے کپڑے لے کر آؤ دالہام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر عجیب سی کیفیت کہ زیرِ اثر جھجھکتے ہوئے کہا۔۔ "

کون سی بچی لالا؟۔۔

جسے تھوڑی دیر پہلے اغوا کر کے لائے ہوا پنے لالا کو دوبارہ غصے میں آتے دیکھ آئیدن احزان فوراًہاں میں سر ہلاتا ہوا تیز قدم بڑھاتے تقریبا بھاگتے ہوئے کار میں بیٹھ کر حد سے زیادہ سپیڈ میں دورانے لگا تاکہ جلد از جلد کپڑے لے کر واپس آسکے۔ دالہام خانزادہ ایک گھنٹہ لاؤنج میں چکر لگاتے آئیدن کا انتظار کرنے لگا مزید 15 منٹ اور انتظار کرانے کے بعد وہ تین سے چار سوٹ لے کر تقریباً بھاگتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا۔۔ "

کپڑے بنانے لگ گئے تھے وہاں پر آئیدن نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور کپڑے سردار دالہام خانزادہ کی طرف بڑھائے جنہیں وہ تھام کر کمرے میں داخل ہوا طرسم باتھ روب میں دبکی ٹھنڈ سے کپکپا رہی تھی ہونٹ، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن نیلے پڑ چکے تھے۔۔ "

یہ پکڑو اور پہن لو بیگ کھول کر جونسا بھی سوٹ ہاتھ میں آیا نکال کر بیڈ پر اچھالتے بیگ چیئر پر رکھ دیا۔۔ "

م۔ میرے ک۔ کپڑے مورے ب۔ بدلتی ہیں چونکہ دسمبر شروع ہونے والا تھا ان دنوں میں کلام میں ٹھنڈ حد سے زیادہ بڑھ جاتی تھی جس کی وجہ سے وہ ٹھنڈ کے کپکپاتے ہوئے بولی۔۔۔ "

اب میں تمہاری مورے کہاں سے لاؤں دالہام خانزادہ زیرِ لب بڑبڑایا

"

تم اتنی چھوٹی بچی نہیں ہو کہ اپنے کپڑے خود نہ بدل سکو طرسم اس کا شعلے برساتا لہجہ دیکھ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔ دالہام کو اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر تھوڑا سا رحم آیا۔ وہ باہر گیا اور ایک ملازمہ کو اندر بھیجا تاکہ وہ طرسم کے کپڑے تبدیل کروا سکے۔۔ "

صارم خان تمہاری بیٹی کو اس قدر اذیتیں دوں گا کہ تمہارا دل لرز اٹھے گا نفرت سے صارم خان کے بارے میں سوچتے ہوئے ہاتھ کا مکہ بنا کر شیشے کے ڈائننگ ٹیبل پر دے مارا کانچ ٹوٹ کر پورے لاؤنج میں بکھر گیا ہاتھ سے خون بہتے سفید فرش کو لال رنگ میں رنگنے لگا۔۔ "

دالہام خانزادہ کو اب صارم خان کا انتظار تھا جب وہ اپنی بیٹی کی تلاش میں اس ویران جگہ پر پہنچے گا اور اپنی بیٹی کو سردار کے نکاح میں پائے گا ۔ابھی وہ اس گہری سوچوں میں گم تھا جب ملازمہ کمرے سے باہر کچھ بڑبڑاتی ہوئی نکلی دالہام اسے نظر انداز کرتے جیسے ہی اندر داخل ہوا بے ساختہ اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا طرسم نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ساری پرفیوم زمین پر بوس کی ہوئی تھیں کھانا جو وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر گیا تھا برتن زمین پر بکھرے ہوئے۔۔۔ "

بچی یہ کیا کیا ہے تم نے تم اپنے باپ کے گھر نہیں ہو کہ جب تمہارا دل چاہے گا اپنی منمانی کرتی رہو گی دالہام خانزادہ نے زمین پر بیٹھی طرسم کو گود میں اٹھا کر پھر سے پٹکنے والے انداز میں بیڈ پر بٹھایا اس مرتبہ اس نے رونے کی بجائے اپنی پنک کلر کی فراک بیڈ پر پھیلائی اور چہرے پر آئے بھورے بالوں کو کان کے پیچھے کر کے غصے سے اس دیو کی جانب دیکھا

"

اگر تم گندے دیو بنو گے تو پھر میں تمہیں ماروں گی جیسے پریاں دیو کو ختم کرتی ہیں۔۔۔ "

چار فٹی بچی پہلے میری جتنی ہو تو جاؤ پھر مار بھی لینا مجھے دالہام نے تاسف سے طرسم کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا جو اس کے سینے تک بھی نہ پہنچتی تھی اور اسے مارنے کی باتیں کر رہی تھی۔۔ "

تو کیا ہوا اگر میں دیو تمہاری طرح لمبی نہیں ہوں ۔ میں جادو کر کے تمہیں غائب کر دوں گی بیڈ پر کھڑے ہوتے ہاتھ میں پکڑا چمچ اٹھا کر اس کی پیشانی پر مار دیا بے ساختہ دالہام خانزادہ کا ہاتھ اٹھا تھا جو اس نے ضبط کرتے ہوا میں ہی روک لیا طرسم ڈر اور سہم کر دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی آج تک اس کو تھپڑ مارنا تو دور کسی نے اس ننھی سی گڑیا کو مارنے کے لیے ہاتھ بھی نہیں اٹھایا تھا یہ سوچ کر ہی اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے گئے ۔ ۔ ۔ "

میں نے کیا کہا تھا تمہیں یہ آنسوا پنے باپ کے سامنے بہانا چہرے سے دبوچ کر اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا ۔ ۔ "

اسے وہیں بلند آواز میں ہچکیاں لیتے روتے ہوئے سن کر وہ پاؤں پٹختا کمرے سے باہر نکلتے دوسرے کمرے میں چلا گیا تاکہ اپنے غصے کو ٹھنڈا کر سکے ۔ ۔ "

آئیدن احزان پولیس آفیسر تھا اس نے اپنی ڈیوٹی پر جانا تھا لیکن دالہام خانزادہ کی وجہ سے اسے کافی زیادہ دیر ہو چکی تھی جیسے ہی وہ پولیس سٹیشن پہنچا گاڑیاں تیار ہو چکی تھی یتیم خانے پر ریڈ مارنے کے لیے کیونکہ وہاں پر یتیم بچیوں کی خرید و فروخت کا کام کیا جاتا تھا گاڑی کے اندر بیٹھے ہی اس نے سب آفیسرز کو اشارہ کیا یتیم خانے کی طرف روانہ ہونے کا۔ 15 منٹ کے اندر وہ سب یتیم خانے کے باہر تھے ایک ہی پل میں سب آفیسرز اپنی گاڑیوں سے باہر نکلے اور چاروں طرف سے یتیم خانے کو گھیرا کچھ آفیسرز اندر داخل ہوئے۔۔ "

آئیدن احزان جب اندر گیا سب آفیسرز وہاں کے آدمیوں کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے جو لڑکیوں کی خرید و فروخت کرتے تھے ایک رپورٹر بھی ساتھ آئی تھی جو یتیم خانے کے اندر کے حالات کا جائزہ لے کر تصویریں

کھینچ رہی تھی آئیدن احزان بھی اس رپورٹر کے ساتھ تھا جب وہ دونوں ایک روم میں داخل ہوئے جہاں ایک 17 سالہ لڑکی برہنہ حالت میں زمین پر پڑی ہوئی تھی اسے قبل رپورٹر اس کی تصویر کھینچتی آئیدن احزان نے چیئر پر پڑی چادر اٹھا کر لڑکی کے اوپر دی۔۔ "

اس کی تصویر نہ کھینچو آئیدن احزان نے تیش میں آکر رپورٹر سے کہا آخر ہے تو وہ بھی پٹھانوں کا خون تھا کیسے ایک لڑکی کی عزت پر انچ آنے دیتا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی بھی ہے یا پھر نہیں۔۔ "

لیڈی کا نسٹیبل کو اندر بھیجو اس نے موبائل پکڑ کر لیڈی کا نسٹیبل کو اندر بلایا کچھ لمحے بعد ہی تین لیڈی کا نسٹیبل بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی آئیدن احزان نے انہیں اشارہ کیا کہ لڑکی کو باحفاظت میڈیا کی نظروں سے بچا کر باہر لے جاؤ۔ آئیدن احزان کو تکلیف ہوئی تھی ایک یتیم لڑکی کو

اس حالت میں دیکھ کر اس نے اس 17 سالہ لڑکی کا چہرہ نہ دیکھا تھا

"۔۔

سارا معاملہ وہاں پر ختم کر کے آئیدن احزان میڈیا کی نظروں سے بچ کر پیچھے کی جانب سے نکلتے ہوئے کار میں بیٹھ کر بڑی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے اپنی چادر اٹھا کر اوڑھی سکن کلر کے شلوار قمیض کے اوپر کالی چادر لیے اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ چلتے وہ حویلی کے اندر داخل ہوا ملازمہ کو اشارہ کیا کہ اس کے لیے چائے لے کر آئے وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا جب اس کا ٹکراؤ نمیرہ کے ساتھ ہوا۔۔ "

زہِ نصیب آج اتنی بڑی شخصیت ہمارے چھوٹے سے گھر کیسے اپنے قدم لے آئی سیڑھیوں کے ساتھ ہی آئیدن احزان کا کمرہ تھا بے باکی سے سر تا پاؤں تک اس کا جائزہ لے کر اسے کھینچ کر لے جاتے اپنے کمرے میں

داخل ہوا اور دروازہ لاک کر کے اسے دروازے کے ساتھ لگاتے دونوں جانب ہاتھ رکھ کر راہِ فرار کا راستہ بند کیا۔۔ "

کیا بدتمیزی ہے یہ؟ نمیرہ نے حقارت سے آئیدن احزان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نکلنے کی کوشش کی جب وہ اس کے لبوں پر جھکا نرمی سے اپنی شدتیں اس پر نچھاور کرتے کئی لمحے اس کے لبوں سے رس پیتا رہا جب اس کی سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس کی تو وہ پیچھے ہوا نمیرہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔ "

ابھی تو میں نے ذرا سا تمہارے لبوں پر لمس چھوڑا ہے اور تم یوں لمبے لمبے سینس لے رہی ہو رخصتی کے بعد جب میں تمہارے حد سے زیادہ قریب آؤں گا تب تمہارا کیا حال ہوگا آئیدن احزان نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹا اور پھر وہ اس کی گردن پر جھکا نمیرہ نے ہاتھوں کا پنجہ بنا کر اس کی گردن پر ناخن مارے کہ وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوا۔۔ "

آج یہ حرکت کی ہے تم نے میرے ساتھ آئندہ مت کرنا مجھے نہیں پسند تمہارا چھونا اور کیا کہہ رہے ہو کہ رخصتی، وہ صرف تمہارے خواب و خیال میں ہی ہوگی کیونکہ مجھے تم سے طلاق۔۔۔اس سے قبل وہ اور زہر اگلتی آئیدن احزان اس کے لبوں پر دوبارہ سے جھکا اس مرتبہ اس کے لمس میں نرمی نہیں بلکہ حد سے زیادہ شدت تھی۔۔ "

اپنے ذہن سے یہ گند نکال دو نمیرہ بی بی کہ آئیدن احزان تیمور خانزادہ تمہیں چھوڑے گا اس کا چہرہ دبوچتے شدت سے آنکھوں پر لب رکھ کر کہا

"۔۔

میں کبھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی مجھے سمجھ نہیں آتی میری ماں کی جنہوں نے مجھ سے پانچ سال چھوٹے مرد سے میرا نکاح کروایا ہے نمیرہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے پھنکاری وہ مڑ کر جانے لگی جب آئیدن احزان

نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے شانے پر تھوڑی ٹکا کر گردن پر دانت گاڑھے بے ساختہ ہی نمیرہ کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی۔۔ "

یہ 22 سالہ مرد جنون کی حد تک تمہیں چاہتا ہے اور یہی تم سے پانچ سالہ چھوٹا مرد جس سے تمہارا نکاح ہوا ہے ایک پل میں تم پر قابض ہو سکتا ہے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کر کے سر کے پیچھے بالوں میں ہاتھ لے جاتے اپنے قریب تر کر کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے وحشت سے بولا۔۔ "

آج طلاق کا لفظ اپنے لبوں پر لائی ہو آئندہ اگر یہ لفظ تم نے ادا کرنے کی جرت کی تمہاری زبان کاٹ کر چیلوں کے آگے پھینک دوں گا آئیدن کا جنونی روپ آج پہلی مرتبہ نمیرہ نے دیکھا تھا۔۔ "

اب جاؤ یہاں سے اس سے قبل میں اپنا حق استعمال کرتے ہوئے تم پر حاوی ہو جاؤں آئیدن احزان کہ بے باک الفاظ سن کر وہ جھٹ سے مڑی

اور تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب جانے لگی جب وہ سامنے سے آتی ہوئی اپنی ماں کے ساتھ ٹکرائی۔۔ "

نمیرا کیا ہو گیا ہے؟۔۔

کیا ہوا ہے؟ آپ نے اس پاگل کے ساتھ مجھے باندھ دیا ہے زبردستی، اس سنکی کے دماغ میں یہ بات بٹھا دے کہ بہت جلد میں اسے طلاق لے لوں گی نمیرہ نہایت ہی بدتمیزی سے کہتے ہوئے پاؤں پٹکتی اپنے کمرے میں جاتی کھٹاک سے دروازہ بند کر گئی نمیرہ کی مورے صرف نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔ "

آئیدن احزان کے کمرے میں ملازمہ چائے لے کر داخل ہوئی وہ تلملاتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا لمبے ڈھگ بھرتے کار میں بیٹھا ہی

تھا جب اس کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔ اس کے پارٹنر نے میسج کیا تھا موبائل کا لاک کھول کر واٹس ایپ آن کر کے میسج دیکھا جہاں پر لکھا ہوا تھا کہ اس لڑکی کا کیا کرنا ہے جسے تم نے ہاسپٹل پہنچایا تھا میڈیا کی نظروں سے بچا کر۔ موبائل آف کر کے دوسری سیٹ پر پھینکا اور گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی جانب کر لیا۔ گاڑی روک کر جیسے ہی باہر نکلا لڑکیاں اس کی روعب دار شخصیت دیکھ کر جیسے آنکھیں جھپکنا بھول گئی۔ گہری کالی آنکھیں، سرخ و سفید رنگت، پیشانی کی ابھری ہوئی رگیں، گنے گھرے بھورے بال، قد چھ فٹ، چوڑا سینہ ایک لڑکی اپنے خوابوں میں جو راجکمار دیکھتی ہے آئیدن احزان خانزادہ بالکل ویسے ہی شخصیت رکھتا تھا سب کو اگنور کرتے تیزی سے ہاسپٹل کے اندر گیا اور اپنے پارٹنر کو میسج کیا کہ روم نمبر کونسا ہے جہاں اس لڑکی کو رکھا گیا ہے۔۔ جیسے ہی اس کے پارٹنر نے روم نمبر بتایا جو کہ پانچویں فلور پر تھا لفٹ کا استعمال کر کے وہاں پہنچا۔ کمرے

کا دروازہ کھولا وہ 17 سالہ لڑکی ہاسپٹل کے کپڑے زیب تن کیے ان سب سے ڈر اور سہم کر سمٹی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

سر یہ ہمیں اپنا چیک اپ کرنے نہیں دے رہی ڈاکٹر نے اکتا کر اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے آئیدن سے کہا۔ دھیمے دھیمے قدم اس لڑکی کی جانب بڑھائے جب اس نے پاس پڑی آزار سے بھری ٹرے اٹھا کر آئیدن کی طرف اچھالی بروقت وہ پیچھے ہو گیا نہیں تو آزار اس کے جسم کے اندر بھی جا سکتے تھے۔۔ "

ریلیکس ہو جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا بلکہ تمہاری حفاظت کے لیے میں یہاں آیا ہوں ہاتھ اوپر کی جانب سرنڈر کرنے کے انداز میں کھڑے کرتے ہوئے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کی۔۔۔ "

تم سب برے ہو اس کے جسم میں بے انتہا کپکپاہٹ طاری تھی ہاتھ اس قدر کانپ رہے تھے کہ وہ دوسرے ہاتھ کے ساتھ لگتے اور اسی پل پیچھے ہو جاتے۔۔ "

بالکل نہیں، ہر انسان برا تھوڑی نہ ہوتا ہے یہ دیکھو میں سب کچھ دور رکھ رہا ہوں گن نکال کر سائڈ پر رکھیں صوفے پر رکھی جو چاقو وغیرہ اس نے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے وہ بھی وہیں پر رکھ دیے۔ آئیدن کو تمام ہتھیار خود سے دور کرتے ہوئے دیکھ اسے ایک لمحے کے لیے لگا کہ شاید یہ ان مردوں کی طرح برا نہ ہو۔۔ "

تمہارا نام کیا ہے؟ پیار بھرے لہجے میں کہہ کر دھیرے دھیرے قدم اس کی جانب بڑھائے۔۔ "

ح۔ حبا اٹکتے ہوئے کہہ کر بیڈ پر پڑا تکیہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا وہ جیسے اپنے وجود کو چھپانا چاہ رہی تھی۔۔ "

یہ تو بہت پیارا نام ہے آئیدن احزان خانزادہ اسے بچوں کے انداز میں ہینڈل کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ اس کے ذہن سے وہ حادثہ مٹ جائے جو کچھ پل پہلے اس کے ساتھ ہوا تھا۔۔ "

ان کو اپنا ٹریٹمنٹ کرنے دو پھر یہ جو تمہیں چوٹ لگی ہوئی ہے بالکل ٹھیک ہو جائیں گی اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کر کے مسکرایا وہ حیا سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔ حیا نے اپنا ہاتھ پیشانی کی جانب لے جاتے جب چھوا جیسے ہی انگلیاں پیشانی پر لگے زخم پر لگی اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی تو اس نے حامی میں سر ہلایا ڈاکٹر نے لمبا سانس لیتے نرس کو اشارہ کیا کہ اس کی پٹی کرے۔۔ "

آپ نے ٹیسٹ وغیرہ کروائے ہیں اس کے یعنی کہ۔۔۔ آئیدن احزان نے اپنی بات مکمل نہ کی ڈاکٹر کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہا ہے

"۔۔

جی آفیسر ہم نے ٹیسٹ وغیرہ کروائے ہیں اس لڑکی کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے آئیدن نے صرف گردن ہلانا ہی بہتر سمجھا ڈاکٹر اسے اس لڑکی کے بارے میں تمام معلومات دے کر باہر چلی گئی اور اپنے ساتھ نرس کو بھی لے گئی جو کہ حبا کی مرہم پٹی کر چکی تھی۔ اب کمرے میں صرف آئیدن احزان اس کا دوست اور حبا موجود تھے۔۔ "

تمہیں اپنے کسی رشتہ دار کا پتہ ہے آئیدن احزان حبا کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

میں ج۔ جب پیدا ہوئی ت۔ تھی امی ابو اس دنیا سے چلے گ۔ گئے اور مجھے ک۔ کبھی میرا کوئی اپنا م ملنے ن۔ نہیں آیا اپنوں کا ذکر کرتے ہی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر ہاتھ پر گرے شہریار نے آئیدن احزان کی

جانب دیکھا اور کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی کہ اب اسے کہاں چھوڑنے کا ارادہ ہے۔۔ "

ایک کام کر اپنی حویلی لے جا وہاں اسے رکھ لینا آئیدن احزان نے کھا جانے والی نظروں سے شہریار کو دیکھا اگر وہ اسے حویلی لے کر جاتا دالہام خانزادہ نے اسے اٹھا کر حویلی سے باہر پھینک دینا تھا۔۔ "

ہرگز نہیں لالا کا تمہیں پتہ بھی ہے اگر انہوں نے مجھ سے پوچھا میں کس حق سے اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں تو؟ وہ دونوں ایک دوسرے کے کان میں گوہر افشائیاں کر رہے تھے اور حبا نہ سمجھی سے ان دونوں کی جانب دیکھے جا رہی تھی۔۔ "

ایک کام کرنا اپنے ساتھ لے جا اور یہ کہہ دینا کہ مجھے یہ فٹ پاتھ پر ملی ہے اور اسے کام کی ضرورت تھی تو میں نے اسے کہا کہ ہماری حویلی میں کام کر لو۔۔ "

تجھے پتہ ہے شہریار میرا کیا دل کر رہا ہے تجھے اٹھا کر اس کھڑکی سے نیچے پھینک دوں میرے لالا کا تو پتہ نہیں میری اماں سائیں نے مجھے کہنا ہے کہ تم راہ چلتے لوگوں کو اٹھا کر سرداروں کی حویلی میں لا رہے ہو شہریار نے ایک لمحہ حبا کی جانب اور پھر اپنے سر پھرے دوست کی طرف۔۔ "

یار ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے آئیدن احزان نے چہرے پر ہاتھ پھیرا واقعی میں ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا اب اس لڑکی کی حفاظت کے لیے اسے خود کے پلے باندھا تھا تو اب اس کی ذمہ داری تھی کہ اس کی مکمل طور پر حفاظت کرتا باقی سب لڑکیاں تو پولیس والے محفوظ جگہ پر یا پھر انہیں ان کے کسی رشتے دار کے پاس چھوڑ آئے تھے اور حبا کو اس نے اپنے پلے باندھ لیا تھا اگر اب وہ آفیسرز کو کہتا کہ اس کے پاس ایک لڑکی ہے. جس کو وہ میڈیا کی نظروں سے. بچا کر ہاسپٹل لے کر آیا ہے تو اس کی جاب خطرے میں پڑھ جاتی۔۔ "

کام کر لیتی ہو۔۔۔ آئیدن کو حبا سے پوچھنا عجیب لگ رہا تھا تو اس نے شہریار کو کہنی ماری کہ اس سے پوچھے۔۔ "

ہاں جھاڑو لگا لیتی ہوں اور ہانڈیا بھی بنا لیتی ہوں معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکا کر بولی شہریار نے آنکھوں سے اشارہ کیا کافی ہے اتنا کام یا پوری حویلی صاف کرنے والی چاہیے۔۔"

ٹھیک ہے پھر تم میرے ساتھ چلو میری حویلی وہاں پر کام کرنا ایک تمہیں رہنے کے لیے چھت بھی مل جائے گی اور دوسرا تم محفوظ بھی ہو گی حبا سوچ میں پڑھ گئی اس کے پاس رہنے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہ تھا کام کر کے کم از کم اسے رہنے کے لیے چھت اور کھانے کے لیے روٹی تو مل جاتی اسے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے تھا اس سوچ انداز میں اس نے حامی میں سر ہلا دیا اس کی پٹی وغیرہ کروا کے آئیدن نے شہریار کو بھیجا تاکہ اس کے لیے کوئی ڈھنگ کے کپڑے لے آئے آدھے گھنٹے

کے انتظار کے بعد شہریار کپڑے لے کر آیا ان کپڑوں کو زیب تن کرتے حبا ان کے ساتھ حویلی کے لیے روانہ ہو گئی۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے کھٹاک سے دروازہ بند کر کے آنکھیں موند کر صوفے پر بیٹھ گیا اسے ہنوز طرسم کہ بلک بلک کر رونے کی آوازیں آ رہی تھیں آخر کار تنگ آ کر اس کمرے میں داخل ہوا جہاں پر وہ بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی دروازہ نہایت ہی زور سے بند کر کے لمبے ڈگ بھرتا اس کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ "

کون مر گیا ہے جو ایسے رو رہی ہو ہچکیاں بھرتے ہوئے آستینوں سے رگڑ کر آنسو صاف کرتے کھڑے ہو کر دالہام خانزادہ کے سینے پر مکے برسانے لگی اسے ایک پل کے لیے اس ننھی سی گڑیا پر رحم آیا اسے ساتھ لگا کر پیٹھ سہلائی۔۔ "

چپ! آواز نہ آئے مجھے تمہاری گود میں اٹھا کر غصے سے اسے گھور کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھا دیا طرسم نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی درہم کی پرفیوم جو ایک بیچاری سلامت رہ گئی تھی اگر یہ پرفیوم ٹوٹ جاتی تو دالہام خانزادہ نے اسے سب سے اوپر والی منزل سے نیچے پھینک دینا تھا کیونکہ وہ پرفیوم اس کی پسندیدہ تھی اس سے قبل وہ اپنی پرفیوم اس کے ہاتھ سے لیتا طرسم نے جلدی سے پرفیوم لگالی۔ دالہام خانزادہ کا دل کیا ایک رکھ کر چپت اس کے سر پر لگائے۔۔ "

اپنا حلیہ درست کرو وہ اسے ایسے حکم دے رہا تھا جیسے وہ 10 سالہ بچی نہیں ایک جوان لڑکی ہوں اس نے آئینے میں دیکھا نیلی آنکھیں لال ہوئی تھی چہرہ بے انتہا سرخ وحد سے زیادہ پرکشش لگ رہی تھی پھر دالہام خانزادہ نے اسے اپنا حلیہ درست کرنے کا کیوں کہا۔۔ "

میں تو اتنی پیاری لگ رہی ہو دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے بتایا دالہام نے ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھایا اور اس کے سر کے اوپر رکھ دیا۔۔ "

میری مورے میرے بال بناتی ہیں دالہام خانزادہ خود پر ضبط کرتے اب اس کے بال بنانے لگا وہ اکثر اپنی بہن کے بال بناتا تھا اس نے طرسم کے بال نہیں بنانے تھے اگر اس کے باپ نے یہاں اسے لینے کے لیے نہ آنا ہوتا۔۔ "

دیو تم تو اتنے اچھے بال بنا لیتے ہو نفاست سے اپنے سیٹ کیے گئے بالوں کو دیکھ کر جن کے اوپر دو پنس لگائے ہوئے تھی اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ کر مسکرانے لگی اور پھر ڈریسنگ ٹیبل کے سٹول کے اوپر کھڑے ہو کے دالہام خانزادہ کے رخسار پر لب رکھ دیے وہ اپنی جگہ منجمند ہو کر رہ گیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔ "

تمہارا اپنے آپ پر خود کو بولنے سے باز رکھا وہ کیوں بھول جاتا تھا کہ وہ ایک چھوٹی سی بچی ہے اور ظاہر سی بات ہے اس کے حرکات بھی بچوں والی ہی ہونگے کسی بات سے خوش ہونا تو خوشی کا اظہار کرنے کے لیے اکثر بچے بوسہ دے دیتے ہیں۔۔ "

آج یہ حرکت کی ہے میرے ساتھ آئندہ مت کرنا آنکھوں میں غصہ اور اشتعال لیے جھک کر اس کی پیشانی پر شہادت کے انگلی ٹکا کر سنجیدگی سے کہا اس سے قبل وہ سیدھا ہوتا طرسم اس کے کندھوں پر وزن ڈال کر اس کے ایک کندھے پر بیٹھ گئی جس کی وجہ سے دالہام خانزادہ اپنے وزن پر برقرار نا رہ پایا اور کمر کے بل بیڈ پر گرا اس کے اوپر طرسم گری تھی دیو کے چہرے کو سرخ ہوتے دیکھ طرسم زور زور سے ہنسنا شروع ہو گئی ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہوتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی اسی پل صارم خان کمرے میں داخل ہوا اپنی بیٹی کو دالہام خان کے اوپر سینے پر سر رکھے

دیکھ اپنا سر تھامتے نظروں کا رخ دوسری جانب کیا اس میں جیسے سکت ختم ہو گئی تھی کہ وہ قدم بڑھا کر اپنی بیٹی کو دالہام سے دور کرتا۔۔ "

سسر جی کافی جلدی نہیں آ گئے آپ دالہام کی آواز سن کر طرسم نے چہرہ اس کے سینے سے اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا سامنے اپنے بابا کو دیکھ کر اٹھنے لگی جب اس دیو نے اسے اپنی گود میں اٹھایا۔۔ "

بابا سائیں خوشی سے چہکتے ہوئے وہ اپنے بابا کی جانب دیکھ رہی تھی صارم خان بے چین ہوتا تیز قدم بڑھاتے اپنی بیٹی کی جانب بڑھنے لگا جب دالہام خان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا۔۔ "

دیو مجھے بابا پاس جانا ہے اس کے سینے پر مکے مار کر دور ہونے کی کوشش کی دالہام نے سختی سے اسے خود کے ساتھ لگا لیا۔۔ "

دالہام میری بیٹی کو مجھے واپس کرو ہاتھوں کو مٹھی بنا کر تیش میں آتے کہا تو دلہام خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا جو پراسرار تھی

طرسم اس کی گود میں مزاحمت کر رہی تھی اپنے بابا کے پاس جانے کے لیے دلہام نے طرسم کو بیڈ پر پٹختے ہوئے صارم کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جاتے دروازہ کھٹاک سے بند کرتے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔ "

اگر تمہیں یاد ہو صارم خان تو دس سال پہلے جرگے میں یہ طے کیا گیا تھا کہ تمہاری جو بیٹی پیدا ہوگی وہ ونی ہو کر میرے پاس آئے گی اس کا گریبان پکڑ کے پھنکاڑا کنپٹی کی رگ حد سے زیادہ ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گی۔۔ "

جانتا ہوں یہ فیصلہ ہوا تھا لیکن ابھی میری بیٹی بچی ہے وہ بالغ نہیں ہوئی دالہام خان اور تمہاری ہمت کیسی ہوئی بنا نکاح کے میری بیٹی کے۔۔ صارم خان بولنا تو دور کی بات اس سے آگے سوچ بھی نہیں سکتا تھا اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بے چینی اور حقارت سے سردار دالہام کی طرف دیکھا۔۔ "

تو کیا ہوا اگر وہ بالغ نہیں ہے اور میں بے غیرت نہیں ہوں جو بنا نکاح کے اسے اپنے پاس رکھوں گا اس کے الفاظ سن کر صارم خان کے ہوش اڑے اس کے بات کا کیا مطلب تھا کہ وہ اپنے سے 21 سال چھوٹی بچی کے ساتھ نکاح کر چکا تھا اگر دالہام نے پہلے نکاح کر لیا ہوتا تو اب اس کی طرسم کی عمر کی ایک بیٹی ہوتی۔۔ "

اس قدر بھی بدلے کی آگ میں اندھے مت ہو جاؤ کہ تمہیں صحیح اور غلط میں فرق نظر آنا بند ہو جائے۔۔ "

ایک بات تم اپنے ذہن نشین کر لو صارم خان سردار دالہام تمور خانزادہ کبھی غلط فیصلے نہیں کرتا اور جس راستے سے آئے ہو اسی راستے سے واپس چلے جاؤ کیونکہ تمہاری بیٹی تو اب تمہارے پاس آنے سے رہی دالہام نے ایک لمحے کے لیے دروازے کی طرف دیکھا جو کب سے طرسم کھٹکھٹا رہی تھی صارم خان بے اختیار اپنے قدم دروازے کی

جانب بڑھا گیا جب دالہام نے اس کا گریبان پکڑتے اسے دروازے سے دور دھکا دیا۔۔ "

دالہام مجھے میری بیٹی واپس کرو جب وہ بالغ ہوگی میں خود اسے تمہارے پاس چھوڑ جاؤں گا لیکن اسے واپس کر دو صارم دروازے کی طرف ہنوز دیکھ رہا تھا ایک باپ کا دل تڑپ رہا تھا اپنی بیٹی کو سینے سے لگانے کے لیے اس نے طرسم کو کبھی ایک پل کے لیے بھی خود سے دور نہ کیا تھا وہ اگر کام سے باہر ہوتا یا کسی دوسرے شہر میں جاتا تو طرسم صرف ایک فون کرتی تھی اور وہ سارے کام چھوڑ کر گھر واپس آجاتا صرف اپنی ننھی سی گڑیا کے لیے۔۔ "

تمھیں دیکھ کر سردار دالہام کو سکون مل رہا ہے پراسرار قہقہ لگا کر جیسے اس کا مذاق اڑایا اور پھر اس کے گرد چکر کاٹنے لگا۔۔ "

اسی طرح میرا بھائی تڑپا تھا جب تم نے نشے کی حالت میں اسے گولی ماری اور اس کے پاس کھڑے ہوتے قہقہہ لگانے لگے، یہ مکافات عمل ہے صارم خان جیسے میرا بھائی تڑپا تھا آج تم اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہے ہو دالہام نے اس جگہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھی تھی جہاں صارم خان نے اس کے بھائی کو گولی ماری تھی اور وہ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور صارم خان اس کے پاس کھڑے قہقہہ لگاتے اس کے گرد چکر کاٹ رہا تھا

"۔۔

تمہیں اپنے بھائی کا بدلہ لینا ہے نا تم مجھے مار دو اور میری بیٹی کی جان چھوڑ دو۔۔۔"

اگر مارنا ہی ہوتا تمہیں تو دس سال پہلے ایک پل کے اندر تمہاری پیشانی پر گولی مار کے تمہیں موت دے دیتا لیکن میں تمہیں تڑپانا چاہتا ہوں جیسے میرا بھائی تڑپتا رہا اور اس کا انتقام لینے کے لیے جیسے میں 10 سال تڑپا

ہوں دالہام نے دروازے کے پاس پڑا واس اٹھا کر زمین پر بوس کیا
صارم اسی پل دور ہوا کیونکہ اگر وہ اس سے دور نہ ہوتا تو واس کے
ٹکڑے اس کے پاؤں پر جا کر لگنے تھے۔۔ "
اگر تم یہاں سے نہ گئے صارم خان تو میں تمہیں مستقبل میں جانتے ہو
کون سی دکھ سے آشنا کرواؤں گا اس کے گرد چکر کاٹتے ہوئے پھر اس
کے مقابل کھڑا ہو کر اپنی سبز آنکھیں اس کی بھوری آنکھوں میں گاڑھی
"۔۔

جب تمہاری بیٹی بالغ ہوگی تو اسے ماں بنا کر۔۔۔ خاموش ہو جاؤ دالہام
صارم نے سختی سے اپنے کانوں پر ہاتھ جما لیے اس کے بے باک اور
اپنی بیٹی کے لیے حقارت بھرے الفاظ سننے کی اس میں ہمت نہ
تھی۔ دالہام نے گارڈز کو گھر کے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا اور وہ
بھاگتے ہوئے اندر آئے۔۔ "

اب آپ خود یہاں سے دفع ہونا چاہو گے یا پھر دھکے دے کر سسر جی آپ کو نکلوائیں۔۔ "

میں اپنی بیٹی کو بہت جلد لے جاؤں گا سردار دالہام خانزادہ گارڈز صارم خان کو بازو پکڑنے لگے جب اس نے ان کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھا اور ایک لمحے کے لیے دروازے کی جانب دیکھ کر ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کر کے چلا گیا باہر جاتے ہوئے جبکہ دالہام خان نے حقارت سے صارم کی پشت کو دیکھا اور پھر گارڈز کو اشارہ کیا کہ وہ باہر چلے جائیں اب اس کا رخ کمرے کی جانب تھا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو طرسم بھاگتے ہوئے باہر جانے لگی اسے بازو سے کھینچ کر دروازہ لاک کرتے بیڈ پر پھینکا۔۔ "

اگر تم یہاں سے ہلی تو تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر باہر بندھے ہوئے کتوں کے آگے ڈال دوں گا اس کا جنونی اور سفاکیت بھرا انداز دیکھ کر

طرسم دبک کر بیک کراؤن کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی مبادہ کہی وہ واقع ہی میں اسے کتوں کے آگے نہ ڈال دے دالہام ایک نظر اس کی جانب دیکھتے صوفے پر بیٹھا۔۔۔ "

ادھر آؤ سخت لہجے میں پکار کر وہ اس ننھی سی جان کی سانسیں سینے میں اٹکا گیا۔۔ "

بابا پاس جانا ہے روتے ہوئے خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی دالہام خانزادہ تلملاتا ہوا صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس جا کر کھڑے ہوتے سختی سے طرسم کا چہرہ دبوچ گیا بے اختیار اس کے لبوں سے سسکی نکلی اپنے ننھے ننھے ہاتھ دالہام خانزادہ کے ہاتھوں پر رکھے۔۔ "

تم کبھی اب اپنے بابا پاس نہیں جا پاؤ گی تم دالہام خانزادہ کی قید میں آ چکی ہو بچی تمہیں یہاں سے رہائی موت کی صورت میں میسر ہو گی لہجہ اس قدر سخت

تھا کہ طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اور جبڑے کو اس قدر سختی سے دبوچا گیا کہ طرسم کے رونے میں مزید اضافہ ہوا۔۔"

تمہارے باپ کے کیے گئے قتل کی سزا تم بھگتو گی دالہام خانزادہ تمہیں تکلیف دے کر صارم خان کو تڑپائے گا جو سردار دالہام تیمور خانزادہ کہ سکون کا باعث بنے گا جیسے ہی اس نے طرسم کا چہرہ چھوڑا اس کا سر بیڈ کراؤن سے جا لگا سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر وہ بلند آواز میں دہاڑے مار کر رونے لگی وہ طرسم جسے صارم خان نے ہمیشہ پھولوں پر چلایا تھا اسے اب دالہام خانزادہ کانٹوں پر چلانے والا تھا وہ اپنے جنون کی آگ میں طرسم دالہام خان جھلسانے کا بخت ارادہ کیے ہوئے تھا۔۔"

تمہارے باپ کی طرف دیکھنے والی تھی جب اس نے اپنی بیٹی کو اس سے 21 سال بڑے مرد کے قریب دیکھا تھا اس کی رونے کی پرواہ کیے بغیر بیڈ پر ہاتھ رکھ کے جھکتے ہوئے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ

کرکے پھنکارا طرسم کو بالکل بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے بھیگی آنکھوں سے بھاری پلکے اٹھا کر بالائے لب باہر نکالتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے۔۔ "

دیو بابا کے آنے سے پہلے تم مجھے اتنے پیار سے بات کر رہے تھے میرے بال بھی بنائے تھے اب مجھے کیوں مار رہے ہو اپنا بہتا ہوا ناک صاف کرکے طرسم اپنا سر سہلاتے ہوئے دالہام خانزادہ سے

پوچھا۔۔ "

بچی میرا ضبط مت آزماؤ، مجھے معلوم ہے تم چھوٹی ہو تمہیں یہ وفی اور ان سب چیزوں کی سمجھ نہیں ہے لیکن ایک چیز اپنے ذہن نشین کر لو کہ تم یہاں اپنے باپ کے گئے قتل کے وجہ سے آئی ہو اور پوری زندگی تمہیں سردار دالہام تیمور خانزادہ کے ساتھ رہنا ہے، ابھی تم علیحدہ کمرے میں رہو گی جیسے ہی تم بالغ ہو گی تمہیں میں اپنے کمرے میں لے جاؤں گا

دالہام نے لمبی سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے لہجے کو کچھ حد تک نارمل کرکے طرسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت ہی غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔ "

بالغ کیا ہوتا ہے طرسم کو باتیں جاننے کا بہت شوق تھا جب بھی کوئی اس کے سامنے ایسے الفاظ بول دیتا جس کا مطلب اسے نہ پتہ ہوتا تو وہ تجسس سے اس کے پاس جا کر پوچھتی تھی اور اب وہ اپنا سر کا درد بلائے بیڈ پر کھڑی ہوتی دالہام خانزادہ کے قریب ہو کر رازداری سے پوچھا۔ سردار دالہام کو سمجھ نہ آئے کہ وہ اسے کیا کہے خفت اور عجیب ترین کیفیت کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ حد سے زیادہ سرخ ہو گیا۔۔ "

چار فٹی اپنی عمر کے مطابق چیزوں میں انٹرسٹ لیا کرو اس کا دماغ گھوم گیا اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے کیا بتائیں کہ لڑکی کا بالغ ہونا کیا ہوتا ہے۔۔ "

اور تم چھ فٹے دیو اسے سر تا پاؤں تک دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اس دیو نما شخص کا قد چھ فٹ سے اوپر ہوگا۔۔ "

خدا جانے صارم خان نے تمہیں 10 سال کیسے برداشت کیا ہے اس سے قبل وہ اپنی لمبی زبان باہر نکالتی دالہام خان نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا وہ پھر سے سہم گئی جب بھی وہ اپنا ڈر دور کر کے اس دل سے بات کرنے کی کوشش کرتی کبھی وہ دیو اپنا اصلی روپ اسے دکھا دیتا۔۔ "

مجھے بابا۔۔ دالہام کو خود کی طرف دیکھتے پا کر فورا نفی میں سر ہلا دیا کہ مبادا کہیں وہ پھر سے اسے نقصان نہ پہنچا دے۔۔ "

میں تمہیں حویلی لے کر جا رہا ہوں خبر دار اگر تم نے جا کر میرے ساتھ زبان درازی کی مجھے میری حویلی میں کسی کی اونچی آواز پسند نہیں ہے دالہام خانزادہ نے اسے شہادت کی انگلی دکھا کر خبر دار کیا اس کے

سامنے آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ ڈرے بغیر ایک لفظ بول پاتا اور یہاں طرسم تھی جو اس کے سامنے اپنی زبان کے جوہر دکھانے سے باز نہیں آرہی تھی۔۔ "

کیوں آپ کی حویلی میں سب گونگے ہیں دالہام نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ٹیپ نکال کر اس کے لبوں پر لگا دی جب وہ اپنے ہاتھ لبوں کے پاس لے جاتے ٹیپ اتارنے لگی کے دالہام نے طرسم کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی جانب لے جاتے اس کا چھوٹا سا دوپٹہ اٹھا کر ہاتھوں پر باندھ دیا جو بیڈ پر گرا ہوا تھا۔۔ "

حویلی جانے تک تم اسی طرح رہو گی کیونکہ اگر تم نے اب مزید بکواس کی تو میں تمہیں قتل کرنے سے گریز نہیں کروں گا اسے گود میں اٹھا کر لمبے ڈگ بھرتا کار کا پچھلا دروازہ کھول کے اندر بیٹھا اسے سائیڈ پر سیٹ پر بٹھانے لگا تو وہ جھٹپٹا کر اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی دالہام

نے اسے دوبارہ سے اپنی گود میں بٹھا کر سختی سے اسے پکڑلیا اور ڈرائیور کو اشارہ کیا کہ کار سٹارٹ کرو۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ وہ مزاحمت کرتی رہی کہ دالہام اسے چھوڑ گیا جب مزاحمت کرتے ہوئے تھک گئی تو اس کے سینے پر سر رکھے کچھ پل میں ہی گہری نیند میں چلی گئی۔ طرسم کو آنکھیں موندے دیکھ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گہری نیند سو چکی ہے تو اسے سائیڈ پر لٹا دیا طرسم کا سر دالہام خانزادہ کی گود میں تھا۔۔

حویلی سے کچھ دور جب کار پہنچی تو دالہام نے نرمی سے طرسم کہ لبو پر لگی ٹیپ اور بندے ہوئے ہاتھ کھول دیے اسے نیند سے جگانے کی غلطی نہ کی کیونکہ اگر حویلی کے اندر جا کر وہ کچھ آناپ شناب بک دیتی تو دالہام کے

عزت مٹی میں مل جاتی تھی دالہام خانزادہ اور آئیدن احزان کی کار ایک ساتھ حویلی میں داخل ہوئی۔ طرسم کو گود میں اٹھائے کار سے باہر نکلا سب ملازمین نے اپنے سردار کی گود میں ایک چھوٹی بچی کو دیکھا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں شہریار کا بھی کچھ یہی حال تھا اس نے ابرو اچکا کر آئیدن احزان کی جانب دیکھا اور اس کے کان کے قریب ہو کر پوچھا کہ یہ بچی کون ہے؟۔۔۔ "

السلام علیکم لالا وہ تینوں گھر کے اندر کی جانب قدم بڑھا رہے تھے جب شہریار نے دالہام کو سلام کی۔۔ "

وعلیکم السلام سنجیدگی سے سلام کا جواب دیکھ کر لاؤنج میں داخل ہوا ریحانہ خانم ملازمین کو رات کا کھانا لگانے کا کہہ رہی تھی ہاتھ پر بندی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہی تھی اور ابھی تک ان کے دونوں شہزادے حویلی نہیں پہنچے تھے جب اچانک ان کی نظر لاؤنج میں داخل

ہوتے آئیدن، شہریار اور دالہام کی گود میں سوئی ہوئی بچی پر پڑی حیرانگی سے نظریں اس بچی پر ٹکائے قدم ان سب کی جانب بڑھائے۔۔ "

دالہام یہ کون ہے؟ طرسم کے چہرے پر سے بال ہٹا کر دیکھا تو ریحانہ خانم کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی یہ دیکھ کر کہ وہ صارم خان کی بیٹی کو حویلی لے آیا ہے۔۔ "

دالہام۔۔۔ تم اسے۔۔۔ وفی کروا۔۔۔۔ کر لے۔۔۔ آئے ہو۔۔ چھوٹی بچی۔۔ ہے یہ اس کے۔۔ ساتھ کچھ غلط۔۔۔ تو نہیں کیا۔۔۔ تم نے پریشانی سے رک رک کر ریحانہ خانم نے الفاظ ادا کیے طرسم ابھی 10 سال کی تھی ان کا بیٹا کیسے انتقام کی آگ میں ایک چھوٹی بچی کو جھلسا دینے کا ارادہ کیے ہوئے تھا یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ "

جی بالکل اور کتنی دیر انتقام کی آگ اپنے سینے میں رکھتا دالہام نے اپنی گود میں سوئی اس نے ننھی سی پری کو دیکھا چہرے پر بے انتہا معصومیت سجائے سر دالہام خانزادہ کے سینے پر تھا۔۔ "

مورے سائیں میں نے لالا کو کہا دالہام خانزادہ کی خونخوار نظریں اپنے جانب دیکھتے آئیدن لبوہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا گیا اس کا مار کھانے کا ارادہ نہیں تھا۔۔ "

مورے سائیں میں نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہے اور آپ کو اپنی بیٹے کے قاتل کی بیٹی کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہونی چاہیے۔۔ "

مجھے میری بیٹی کے قاتل کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے دالہام کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہوتے دیکھ ریحانہ خانم نے اس کا کندھا سہلا کر محبت پاش لہجے میں کہا سردار دالہام نے نفی میں سر جھٹکا۔۔ "

تو پھر اس کی بیٹی کے ساتھ ہمدردی کیوں ہو رہی ہے آپ کو ایک قاتل کی بیٹی کے ساتھ ہمدردی کیوں ہو رہی ہے اس کا دل چاہا گود میں اٹھائی طرسم کو زمین پر پٹک دے۔۔ "

اگر تمہیں یاد ہو دالہام تو قتل اس کے باپ نے کیا ہے اس نے نہیں تو سزا کا مستحق صارم خان ہے یہ معصوم بچی نہیں طرسم کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے نرمی سے اپنے بیٹے کو کہا کہ شاید وہ ان کی بات مان لے۔۔ "

مجھے اس بارے میں۔۔۔۔۔ دیو ہم کہاں آ گئے؟ وہ اپنی مورے سائیں کو جواب دینے لگا جب طرسم نے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھتے پھر دالہام خانزادہ کو آنکھیں پٹپٹا کر دیکھ کر سوال داغا۔ اس نے لمبا سانس لیا تاکہ خود میں ہمت جمع کر سکے کیونکہ اس چار فٹی کی 10 فٹ لمبی زبان باہر نکلنے والی تھی۔۔ "

بڑی حویلی آئے ہیں اور چپ کر کے جیسے سوئے ہوئے زبان پر تالا لگا ہوا تھا ویسے ہی اب بھی تالا لگائے رکھو سخت لہجے میں کہا جو طرسم کی آنکھیں نم ہونے کا باعث بنا وہ نہایت ہی شرارتی بچی تھی لیکن جب کوئی اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتا تو اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو جاتے اور کچھ دیر بعد وہ خود کو پھر سے نارمل کر لیتی۔۔ "

لالا! سونیا اپنے کمرے سے نکل کر بھاگتے ہوئے دالہام خانزادہ کے پاس آئی لیکن اس کی گود میں چھوٹی سی بچی کو دیکھ کر اس کے قدم تھمے۔۔ "

لالا یہ کون ہے؟۔۔ "

تمہاری بھابھی دالہام خانزادہ کے بولنے سے قبل ہی آئیدن احزان نے اپنی ٹانگ اندر اڑائی۔ سونیا نے حیرانگی سے اپنے چھوٹے لالا کی طرف دیکھ کر پھر عجیب نظروں سے اس دس سالہ بچی کو دیکھا۔۔ "

لالا اتنی چھوٹی بھابھی 18 سالہ سونیا نے چھوٹے چھوٹے قدم بڑھا کر طرسم کا چہرہ دیکھا بے ساختہ ہی وہ اس کے رخسار چومنے لگی۔۔ "

ہائے یہ کتنی پیاری گڑیا ہے سونیا نے دالہام کی گود سے طرسم کو لے کر اپنے بازو میں اٹھایا۔۔ دالہام نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس نے سونیا کے ساتھ کبھی سخت رویہ نہیں اپنایا تھا تو وہ اب بھی اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا دالہام نے مورے سائیں کی طرف دیکھا انہوں نے کندھے اچکا دیے

"

کسی کی نظر ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی حبا پر نہ گئی تو شہریار نے آئیدن احزان کو کہنی مار کر پیچھے کی جانب دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔ "

مورے یہ لڑکی یتیم اور بے سہارا ہے اسے کام کی ضرورت تھی تو میں نے سوچا۔۔۔۔۔ حویلی میں کام کر لے جھجھکتے ہوئے مورے سائیں اور دالہام خانزادہ کی طرف دیکھ کر کہا۔۔ "

اسے سرونٹ کوارٹر میں لے جاؤ اور کچن کا کام سمجھا دینا ایک ملازمہ کو بلایا جو سب ملازمین کی ہیڈ تھی اسے سنجیدگی سے ریحانہ خانم نے کہا۔۔ "

جی بی بی سائیں فرمابرداری سے ہاں میں سر ہلا کر حبا کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا وہ یتیم معصوم بھولی بھالی لڑکی اس عورت کے ساتھ چلی گئی ایک لمحے کے لیے اس نے آئیدن احزان کو دیکھا تھا۔ اس کے جاتے ہی آئیدن نے سکون بھرا سانس لیا کہ ریحانہ خانم اور دالہام خانزادہ نے سوال نہیں کیے۔۔ "

مجھے آپ سے بات کرنی ہے مورے سائیں دالہام اپنی بات مکمل کرتے ریحانہ خانم کے کمرے میں چلا گیا اس کے پیچھے پیچھے مورے سائیں بھی کمرے میں داخل ہوئی۔۔ "

دالہام بیٹا کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔"

کیا ہو گیا ہے مجھے آپ لوگ اسے ایسے سر پر چڑھا رہے ہیں جیسے میں اسے ونی کروا کر نہیں بلکہ گود لے کر آیا ہوں تلملاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر زمین پر بوس کر دیا ریحانہ خانم نے سختی سے اپنے کانوں پر ہاتھ جمائے۔۔ "

کہنے کو یہ ونی ہو کر آئی ہے لیکن مجھے تگنی کا ناچ نچا رہی ہے دالہام خانزادہ نے اس کی گزشتہ حرکتیں سوچ کر جھرجھری لی۔۔ "

تمہیں کس نے کہا تھا 10 سال کی بچی کو نکاح میں لو جب وہ بالغ ہو جاتی تو ونی کروا لیتے اس مرتبہ ریحانہ خانم غصے سے بولی کیونکہ دالہام خانزادہ کا غصہ حد سے باہر ہو رہا تھا۔۔ "

مورے آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے میں نے اسے ونی کر کے نہیں مکمل طور طریقے سے بیاہ کر لانا تھا اور۔۔۔ دیو لالی پاپ کھول دو اس سے قبل دالہام خانزادہ اپنی مورے سائیں سے اور گوہر افشائیاں کرتا

جب اسی پل طرسم کمرے میں داخل ہوئی ۔ اور لالی پاپ اس کے سامنے کیا جو سونیا نے ترسم کو دیا تھا ۔ ۔ "

سردار دالہام تیمور خانزادہ کے پاس دنیا جہاں میں صرف ایک ہی کام رہ گیا ہے لالی پاپ کھولنا اپنے کھولتے ہوئے غصے پر قابو پا کر لالی پاپ کھول کے پکڑایا ۔ طرسم نے اپنی باہیں پھیلائی جیسے کہہ رہی تھی مجھے اپنی گود میں اٹھائیں ۔ ۔ خود پر ضبط کرتے دلہام نے طرسم کو گود میں اٹھا لیا اسے بے پناہ شرم محسوس ہوئی اس کی مورے سامنے کھڑی تھی ۔ ۔ "

دیو تم مشین ہو جو کبھی اچھے سے کام کرتی ہے اور کبھی کھر کھر چھوٹے چھوٹے ہاتھ لبوں پر رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو دالہام خانزادہ کی مورے اس چھوٹی سی گڑیا کو اپنے کھڑوس بیٹے کے سامنے بولتے دیکھ مسکرائی ۔ ۔ "

تم اپنی کھر کھر بند کرلو نہیں تو۔۔۔اس کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے جب طرسم نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔ "

اتنا غصہ نہیں کرو دیو مسکرایا کرو مجھے تمہارا غصہ دیکھ کر ڈر لگتا ہے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دالہام کا چہرا تھاما تو دیو سردار کے سرد لہجے میں گرم ہوا چلی اور سارا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔ طرسم نے لالی پاپ کھاتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا جیسے اسے شدید قسم کی نیند آرہی تھی۔۔ "

دالہام تم صارم خان کو تڑپانا چاہتے ہو۔ تڑپاؤ اسے میں منع نہیں کروں گی لیکن اس معصوم جان کو تکلیف مت دینا آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔۔ "

اسے تکلیف دوں گا تو پھر ہی صارم خان کو تکلیف ہوگی۔۔ "

تمہیں کون منع کر رہا ہے صارم خان کو تکلیف دینے سے، تم اس کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ تم نے اس کی بیٹی کے ساتھ غلط رویہ اپنایا ہوا ہے۔ تمہیں میری قسم ہے دالہام تم اس بچی کے ساتھ ویسا ظلم نہیں کرو گے جیسا وفی میں آئی لڑکی کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ہاں جب تک یہ بالغ نہیں ہو جاتی یہ سونیا کے ساتھ رہے گی ریحانہ خانم کی پہلی بات سن کر دالہام نے ہاں میں سر ہلایا اور دوسرے جملے پر آنکھیں گھمائیں۔۔"

دالہام میرا پیارا بیٹا اپنے بیٹے کا چہرہ تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔۔"

مجھے بابا پاس جانا ہے طرسم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے بولی وہ کل رات سے بھوکی تھی صبح ناشتے کے وقت اس نے ضد کی کہ چاکلیٹس کھانی ہے تب اسے آئیدن احزان اغوا کر کے لے گیا اور بعد میں جب وہ کھانا کھانے لگی سارا سالن اس کے کپڑوں پر الٹ گیا اب خالی پیٹ لالی پاپ کھانے کی وجہ سے پیٹ میں درد شروع ہو گئی۔۔"

میں نے تمہیں کیا کہا تھا بابا پاس نہیں جانا تم میرے پاس رہو گی طرسم بلک بلک کر رونا شروع ہو گئی ریحانہ خانم میں طرسم کو اپنی گود میں لیا اور اس کے چہرے سے بال ہٹاتے پیشانی پر بوسہ دے کر اپنے سینے سے لگایا۔۔ "

پری کیوں رو رہی ہے ؟۔۔

درد ہو رہا ہے ۔ مجھے بھوک لگی ہے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے لالی پاپ کو زمین پر پھینک دیا ریحانہ بیگم نے غصے سے دالہام کی جانب دیکھا یعنی کہ جب سے طرسم اس کے پاس تھی اس نے اتنی بھی زحمت نہ کی کہ بچی کو یہ پوچھ لے اسے بھوک لگی ہے یا پھر نہیں ۔ دالہام خانزادہ کو برا لگا وہ لاکھ برا سہی لیکن اس معصوم پر اس قدر ظلم نہیں کر سکتا تھا کہ اسے کھانا نہ دے۔۔ "

چلو آجاؤ میں پری کو کھانا کھلاتی ہوں ایک بازو میں طرسم کو اٹھائے ریحانہ خانم نے دوسرے ہاتھ سے دالہام خانزادہ کا ہاتھ تھامہ اور ڈائننگ ٹیبل کے پاس جارکی۔۔ "

سونیا، آئیدن، نمیرہ، صوفیا اور شہریار بھی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ آئیدن نے آج اسے اپنی حویلی رکنے کا کہا تھا۔۔ "

یہ کون ہے؟ صوفیا خانم نے ریحانہ خانم کی گود میں طرسم کو دیکھ کر پوچھا اور نمیرہ حیرانگی سے اس چھوٹی سی بچی کو دیکھ رہی تھی۔۔ "

صارم کی بیٹی ہے دالہام خانزادہ سردار کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے بائیں جانب ریحانہ خانم نے بیٹھتے ہوئے صوفیا خانم کو جواب دیا۔ صوفیا خانم کے شوہر نے انہیں طلاق دے دی تھی جس کی وجہ سے وہ بڑی حویلی میں رہتی تھی کبھی کبھار نمیرہ اپنے بابا سے ملنے کے لیے چلے جایا کرتی تھی یا یوں کہا جا سکتا ہے اسے مجبوراً جانا پڑتا تھا۔۔ "

ریحانہ یہ تمہارے بیٹے کے قاتل کی بیٹی ہے !اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے دالہام نے اسے ونی کروا کر لے کے آنا تھا ایک لمحے کے لیے دالہام اور دوسرے لمحے ریحانہ خانم کی گود میں بیٹھی طرسم کو دیکھ کر کہا تو ریحانہ خانم نے سر جھٹکا۔۔ وہیں نمیرہ کی آنکھیں بھیگی تھی یہ سن کر کہ دالہام طرسم کو ونی کروا کر لے آیا ہے یعنی کہ اس کی محبت کسی اور کو اپنے نکاح میں لے چکی ہے۔۔"

میرے بیٹے کا قاتل صارم خان ہے یہ معصوم بچی نہیں۔ کوئی جواز نہیں ہے ہمارے پاس اس بچی کو تکلیف دینے کا تو خبردار اس گھر میں اگر کسی نے بھی اس کے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا جیسا ونی میں آئی لڑکی کے ساتھ کیا جاتا ہے سب کی جانب سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے ریحانہ خانم نے حکمیہ لہجے میں کہا دالہام خاموشی سے کھانا کھانے میں مصروف تھا اس نے کسی کی جانب بھی نہ دیکھا اور اپنی مورے کی بات سن کر

چہرے پر کوئی تاثر بھی ظاہر نہ کیا۔ طرسم ریحانہ خانم کی گود میں بیٹھے بے صبری سے بریانی کی پلیٹ پر جھکے کھائے جا رہی تھی ایک پلیٹ ختم کر کے دوسری پکڑلی ریحانہ خانم کو دالہام پر بے پناہ غصہ آیا جس نے نہ جانے کتنے گھنٹے بچی کو بھوکا رکھا۔۔ "

دالہام نے ایک نظر اس معصوم سی پڑی کی جانب دیکھا جو کھانے میں مکمل طور پر کھوئی ہوئی تھی یک طرفہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھال کر کھانا کھانے لگا جو نمیرہ کی نظروں سے مخفی نہ رہا کھانا ادھورا چھوڑتے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی آئیدن احزان کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔۔ "

طرسم نے دو پلیٹ بریانی کی کھا کر ریحانہ بیگم کے سینے پر سر رکھ کر ان کے دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کیا۔ صوفیا بیگم اس کی بچکانی حرکتیں اور معصوم چہرہ دیکھ کر واقع ہی میں سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اس ننھی سی جان پر

ظلم کرنا غلط ہوگا۔ ریحانہ خانم نے مسکراتے ہوئے ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر طرسم کے ہاتھ اور چہرہ صحیح طریقے سے صاف کیا۔۔"

احزان کھانا مکمل کھاؤ اسے آدھا ادھورا کھانا چھوڑ کر اٹھتے دیکھ ریحانہ خانم نے اسے ڈپٹا۔۔ "

مورے سائیں مجھے بھوک نہیں ہے میں کھا کر آیا ہوں باہر سے شہریار نے گھور کر اس کی جانب دیکھا جو اپنی مورے سے سفید جھوٹ بول گیا تھا۔۔ "

اپنے کمرے میں جانے کی بجائے وہ نمیرہ کے کمرے میں داخل ہوا تاکہ اسے وجہ پوچھ سکے وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر کیوں چلی گئی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا کمرہ خالی تھا واش روم سے پانی کی آواز آرہی تھی ایک چکر کمرے میں لگا کر بیڈ پر جا کے بیٹھ گیا نمیرہ رو رو کر ہلکان ہو چکی

تھی اور اب اپنا چہرہ دھو کر باہر آئی جب اس کی نظر سامنے بیٹھے ہوئے آئیدن احزان پر گئی۔۔ "

کیا مسئلہ ہے تمہیں نمیرہ چلاتے ہوئے کہہ کر آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔ "

کھانا کیوں نہیں کھایا صحیح سے نمیرہ کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹا تو اس نے مزاحمت کرتے آئیدن کا بازو اپنے کمر سے ہٹانا چاہا اس سے قبل وہ مزید مزاحمت کرتے آئیدن اس کی گردن پر جھکا لمس چھوڑنے لگا۔ گردن سے چہرہ نکال کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اسے سمجھنے کا موقع کا دیے بغیر لبوں پر جھک کر شدتیں نچھاور کرنے لگا نمیرہ اس کے سینے پر مکے برسا کر مزاحمت کرتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن مقابل کھڑے شخص کو ذرا سا بھی فرق نہ پڑا پھر اس کی گردن پر ناخن مارے کہ شاید تکلیف کے باعث وہ اس سے دور ہو جائے

لیکن نمیرہ کی یہ کوشش بھی ناکام رہی۔۔آئیدن احزان اپنی طلب پوری کر کے پیچھے ہوا نمیرہ کا سر چکرانے لگا تھا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی جب آئیدن نے اس کی کمر میں بازو ڈالتے اسے تھاما۔۔ "

اب وجہ بتاؤ کھانا کیوں ٹھیک سے نہیں کھایا پیار بھرے لہجے میں کہہ کر نمیرہ کے چہرے پر لہراتی آوارہ لٹو کو کان کے پیچھے کر کے کان کی لو کو لبوں سے چھوا۔۔ "

تم دور رہ کر بات نہیں کر سکتے ہاتھ کی پشت سے اپنے لبوں کو بے رحمی سے صاف کرنے لگی اس کی یہ حرکت آئیدن احزان کے اندر موجود لاوے کو بھڑکا گئی۔۔ "

وہ اس قدر سختی سے اپنے لب صاف کر رہی تھی کہ نچلے ہونٹ کے کنارے سے خون کا ایک قطرہ نکلا۔ نمیرہ کے دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب لے جاتے ایک ہاتھ میں پکڑ کر شدت سے اس کے لبوں پر جھکا وہ تب

تک اپنی شدتیں اس پر نچھاور کرتا رہا جب تک اس کے منہ میں خون کا ذائقہ نہ شامل ہو گیا۔۔ "

آج کے بعد اگر میرا لمس خود پر سے تم نے مٹانے کی کوشش کی نمیرہ بی بی تو رخصتی کروانے میں ایک پل بھی نہیں لگاؤں گا بے باکی سے نمیرہ کے لبوں پر انگوٹھا پھرتے آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر کہا چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہو گیا کنپٹی اور ہاتھوں کی رگیں ابھری ہوئی تھی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔ "

میں کبھی رخصتی نہیں کراؤں گی نمیرہ نے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے جو اس چٹان جیسے شخص کے ایک ہاتھ میں جکڑے ہوئے تھے۔۔ "

تم سے اجازت کون لے گا نمیرہ بی بی ایک مرتبہ صرف میں نے مورے سائیں سے کہنا ہے کہ مجھے رخصتی چاہیے اسی پل میں تمہیں اپنے کمرے میں لے کر چلا جاؤں گا۔۔ نمیرہ کو اپنا آپ اس کے سامنے نہایت کم تر

محسوس ہوا اسے اپنی ماں کی بات یاد آئی سچ ہی تو کہا تھا اس کی ماں نے "
عورت اپنے محرم کے سامنے چاہے جتنی مزاحمت کر لے ناکام رہتی
ہے "۔۔

تمہیں کیوں سمجھ نہیں آتی ہم دونوں کبھی ایک ساتھ نہیں رہ پائیں گے
میں کبھی خود سے چھوٹے مرد کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی نمیرہ نے اسے
بچپن سے بچوں کی طرح ٹریٹ کیا تھا اور اب وہی بچہ اس کا شوہر بن چکا
تھا۔۔ "

ہماری ایج میں اتنا ڈفرنس نہیں ہے نمیرہ وہ الگ بات ہے کہ تم وقت
سے پہلے میچور ہو گئی اور مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ کرنا شروع ہو گئی میں
نے تو تمہیں کبھی نہیں کہا تھا کہ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ کرو آئیدن
احزان کو تپ چڑھ گئی نمیرہ کا بار بار وہی جملہ سن کر کہ میں خود سے چھوٹے
مرد کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔۔ "

گزارا تو تمہیں میرے ساتھ ہی کرنا پڑے گا اتنی شدتیں تم پر چھوڑوں گا کہ تمہیں میرے لمس کی عادت ہو جائے گی آئیدن احزان اپنا جملہ مکمل کرتے اس کے ہاتھوں پر اپنی گرفت سخت کر کے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسا کر دونوں رخسار، آنکھیں، ٹھوڑی، پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا اب اس کی نظریں پھر سے نمیرہ کے لبوں پر مرکوز تھی۔۔اس سے قبل نمیرہ مزاحمت کرتے اپنا چہرہ دوسرے جانب کرتی وہ ایک مرتبہ پھر سے اس کے لبوں کا رس پینے لگا پہلے ہی نمیرہ کو اپنے لبوں پر بے انتہا جلن محسوس ہو رہی تھی اور اب تو ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی کانٹے اس کے لبوں پر چبو رہا ہو۔اس کے لبوں کو چھوڑ کر اس مرتبہ اس کی گردن پر دانت گاڑھنے لگا نمیرہ کی نظر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر پڑی چہرہ آئیدن احزان کی شدتوں کی وجہ سے بے انتخا سرخ ہو چکا تھا لب کے دونوں کناروں سے خون کی بوند نکلی۔۔جھٹکے سے اس نے

آئیدن کو خود سے دور دھکا دیا وہ بھی ہوش آتا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نمیرہ کی جانب آنکھوں میں بے پناہ جذبات لیے دیکھنے لگا۔۔ "

اب اندازہ ہوا کہ میں کس حد تک جنونی ہو تمہارے لیے اگر اب تم نے غلط الفاظ استعمال کیے تو رخصتی سے پہلے رشتہ بنانے میں بھی دیر نہیں لگاؤں گا نمیرہ بے آواز روز و قطار آنسو بہاتے ہوئے واش روم میں بند ہو گئی آئیدن احزان لے آئینے میں خود کا عکس دیکھتے اپنا حلیہ درست کیا بال جو بکھر گئے تھے انہیں سیٹ کیا اور ایک سے دو مرتبہ واش روم کو ناک کیا لیکن نمیرہ باہر نہ نکلی۔۔ "

اف نمیرہ بی بی رونا بند کر دو نہیں تو نیچے جا کر میں رخصتی کی بات کر دوں گا

نمیرا جو دروازے کے ساتھ چپکی زمین پر بیٹھے لبوں پر ہاتھ جما کر اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کر رہی تھی آئیدن کے الفاظ سن کر

سانسیں سینے میں اٹکی وہ کیسے اپنے دل میں دالہام خانزادہ کی محبت لیے آئیدن احزان کی پناہوں میں جا سکتی تھی۔۔ "

دفع ہوجاؤ یہاں سے بلند آواز میں چلاتے ہوئے نمیرہ گھٹنوں میں سر دیے بے آواز رونا شروع ہوگئی۔۔ آئیدن مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرکے نیچے گیا سب کھانا کھا کر فارغ ہوچکے تھے۔۔ "

دیو دالہام خانزادہ کو پکارتے طرسم اس کی گود میں بیٹھ گئی سب سے زیادہ ڈانٹتا بھی وہی تھا اور وہ جاتی بھی اسی کے پاس تھی سردار دالہام خانزادہ نے ہاتھوں کی مٹھی بنا کر دیکھا سب ملازمین ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ریحانہ اور صوفیا خانم لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی کچھ رہی حال آئیدن احزان، شہریار اور سونیا کا تھا۔۔ "

تمہیں اٹھنے بیٹھنے کی تمیز نہیں ہے زبردستی اپنے لہجے کو نرم کرکے دانت کچکچاتے ہوئے طرسم سے پوچھا۔۔ "

دیو میں نے بد تمیزی نہیں کی بد تمیزی پتا ہے کیا ہوتی ہے طرسم نے اس کے رخسار پر تھپڑ مار کے اسے اچھی طرح بتایا کہ بد تمیزی کیا ہوتی ہے یہ سب اسے صارم خان نے بتایا تھا کہ زیادہ والی بد تمیزی زبان سے نہیں ہاتھ چلانے سے ہوتی ہے۔۔ سب نے بے ساختہ اپنے ہاتھ لبوں پر جمائے اور حیرانگی سے اس چھوٹی سی پدی کو دیکھا جو سردار کے چہرے پر تھپڑ مار گئی تھی ملازمین ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ اس بچی کی اب خیر نہیں۔۔ دالہام نے اسے کچھ کہنے کی بجائے اسے گود میں اٹھایا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور کھٹاک سے دروازہ بند کرتے طعسم کو بیڈ پر پٹکا۔۔ "

گندے دیو مجھے لگ گئی طرسم کی کمر بری طرح بیٹھ کے ساتھ لگی اپنی کمر سہلاتے ہوئے غصے سے دالہام خانزادہ کو دیکھتے کہا۔۔ "

تمہاری ہمت کیسے ہوئی سردار دالہام تیمور خانزادہ کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی اس کے دونوں جانب بیڈ کراؤن پر ہاتھ ٹکا کر جھک کر پھنکارا جس کی وجہ سے طرسم لمبے لمبے سانس لینے لگی یکدم اس کی سانسیں بری طرح اکھڑی۔ دالہام کو ایک پل کے لیے سمجھ نہ آیا کہ اسے ہو کیا رہا ہے اسے اپنی گود میں بٹھا کر پیٹھ سہلانے لگا تاکہ اسے سانس لینے میں آسانی ہو لیکن اس کی سانسیں نارمل نہ ہوئی اسے دوبارہ بیڈ پر بٹھا کر پردے سائیڈ پر کر کے کھڑکی اور بالکنی کا دروازہ کھول دیا۔ واپس اس کے پاس آ کر بیٹھا اور اپنی گود میں بٹھا کر دوبارہ سے اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔ 15 منٹ بعد طرسم کی سانسیں کچھ حد تک نارمل ہوئی۔۔ "

بابا اس سے آگے وہ بولنے لگی جب دالہام خان کی خونخوار نظریں خود کی جانب دیکھ کر آنسو بہاتے سر جھکا گئی۔۔ "

تم پہلی ہو چار فٹی بچی جس نے سردار دالہام تیمور خانزادہ کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی جرات کی ہے اور ابھی تک صحیح سلامت بیٹھی ہو نہیں تو اگر کوئی اس طرح کی جرات کرنے کے بارے میں سوچتا بھی ہے تو دالہام خانزادہ اس کے ہاتھ کاٹنے سے گریز نہیں کرتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے اس کی طرف غصے سے دیکھنے سے گریز کیا مبادہ کہیں اس کی سانسیں پھر سے اکھڑنا شروع نہ ہو جائیں۔۔ "

دیو تم قصائی ہو دالہام خانزادہ یکدم لمبے لمبے سانس لینے لگا کیونکہ طرسم اسے کچھ گھنٹوں میں ہی ضبط کی آخری مراحل پر لے آئی تھی نہ جانے وہ پوری زندگی اسے کیسے برداشت کرتا۔۔ "

دیو مجھے نیند آرہی ہے لوری سناؤ دالہام نے اپنے چہرے کا رخ اس کی جانب کر کے آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے جیسے جتلایا کہ میں تمہیں لوری سناؤں گا۔۔ "

دیو مجھے لوری سنے بغیر نیند نہیں آتی بالائی لب باہر نکال کر معصومانہ چہرہ بنا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیت دالہام نے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور باہر نکلا سونیا اپنی کمرے کی جانب جا رہی تھی اس کے قریب جا کر طرسم کو اس کی گود میں دے دیا۔۔ "

اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور لوری سنا کر سلاؤ بچی کو کہہ کر پاؤں پٹختا تلملاتے ہوئے اپنے کمرے میں گیا اور کھٹاک سے دروازہ بند کیا سونیا اور طرسم نے یکدم سختی سے آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب دیکھا سونیا نے اس کا سر اپنے کندھے کے ساتھ لگا لیا اور اسے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی اور جیسے ہی سونیا سے لوری سنانا شروع ہوئی چار منٹ کے اندر ہی وہ گہری نیند میں چلی گئی۔۔ "

صارم طرسم کہاں ہے ؟ صارم خان نڈھال گھر داخل ہوئے لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئے ، علینا خانم کچن سے باہر آئی تو بھاگتے ہوئے صارم خان کے پاس گئی صبح سے رو رو کر ان کا برا حال تھا۔۔ "

دالہام خانزادہ کے پاس ہے سر جھکائے اداسی اور فکرمندی کے تاثرات لہجے میں سمائے علینا خانم کو جواب دیا۔ دل پھٹنے کے قریب تھا کہ ان گڑیا ایک سفاک دیو کے پاس چلی گئی ہے ان کا نشے میں کیے گئے قتل کی سزا ان کی بیٹی کو بھگتنی پڑے گی۔ جب انھوں نے دالہام خانزادہ کے بھائی کا قتل کیا اس کے بعد صارم خان نے شراب نوشی سب کچھ چھوڑ دیا صرف اپنی بیٹی کی خاطر۔۔ اور آج ان کی بیٹی کسی کی قید میں جا چکی تھی جس چیز کا انھیں ڈر تھا گزشتہ دس سال سے آج وہ ڈر حقیقت میں بدل گیا۔۔ علینا خانم صارم خان کے الفاظ سن کر نے والے انداز میں صوفے

پر بیٹھی اور روز و قطار رونے لگی۔ یہ سوچ ہی سہانِ روح تھی کہ ان کی بیٹی ونی ہو کر بڑی حویلی کے افراد کا ستم سہنے کے لیے چلی گئی۔۔ "

میری بیٹی علینا خانم اپنا سر تھامے روئے جا رہی تھی جب دالہام خانزادہ نے ان کی بیٹی ونی میں مانگی تھی تب طرسم پیدا ہونے والی تھی اور ان دس سال میں علینا خانم اور صارم خان نے اپنی بیٹی کو ایک کانچ تک چبنے نہیں دیا تھا۔۔ "

یہ حقیقت ہے علینا تسلیم کر لو، ہماری بیٹی ہم سے دور ہو گئی ہے صارم خان تھکے ہوئے انداز میں اٹھ کر علینا خانم کو روتے ہوئے چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ جاننا مشکل تھا کہ جسمانی، ذہنی یا دل کی تھکاوٹ ہے۔ کمرے میں داخل ہو کر بیڈ پر ڈھہ جانے والے انداز میں بیٹھے۔۔ "

یا اللہ میرے گناہوں کی سزا میری بیٹی کے حصے میں نہ ڈالنا اوپر کی جانب دیکھ صارم خان نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی۔۔ وہ یہ بھول گیا تھا کہ

خدا کسی کے کیے عمل کی سزا کسی اور کے حصے میں نہیں ڈالتا جس نے گناہ کیا ہے اسی کے حصے میں گناہ ڈالے جاتے ہے۔۔ "

صارم آپ کیسے ہماری بیٹی کو ایک سفاک انسان کے حوالے کر کے آسکتے ہے صارم خان نے ابھی آنکھیں موندی ہی تھی جب علینا خانم غصے سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی روتے ہوئے اور غصے سے کہنے لگی ۔ صارم خان خاموش رہا اس پاس کوئی جواب نا تھا علینا کو دینے کے لیے۔۔ "

بابا طرسم کہاں 15 سالہ ہادی کمرے میں داخل ہوا اپنے بابا کے پاس بیٹھ کر استفار کرنے لگا۔۔ "

وہ اپنے اصل گھر جا چکی ہے ہادی نے نہ سمجھی سے صارم خان کی طرف دیکھا۔۔ "

کیا مطلب کہ وہ اپنے اصل گھر جا چکی ہے ہادی کو اپنے بابا کی بات کو سمجھ لگ رہی تھی لیکن پھر بھی اس نے استفار کرنا ضروری سمجھا کیونکہ ابھی اس کی بہن 10 سال کی تھی اس کی اتنی جلدی شادی کیسے ہو سکتی تھی

"۔۔

تمہیں ابھی ان سب چیزوں کی سمجھ نہیں ہے تو بہتر ہے خاموش رہو سنجیدگی سے کہتے ہوئے ہادی کو اس کے کمرے سے جانے کا اشارہ کیا ہادی ضد کر کے وہیں پر بیٹھا رہا۔۔ "

بابا سائیں مجھے نہیں پتہ مجھے میری بہن چاہیے ہادی بیڈ سے اٹھتے سینے پر ہاتھ باندھ کر سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اسے رونا آ رہا تھا وہ جتنا اپنی بہن کو تنگ کرتا تھا ایک پل میں ہی اسے اپنی بہن کی شدت سے یاد آنے لگی۔۔ "

تمہارے باپ نے قتل کیا تھا جس کی سزا اب تمہاری بہن کو بھگتنی پڑ رہی ہے صارم خان تقریباً تیش میں آتا تقریباً چلایا تھا۔۔ "

ہادی بیٹا ایسی کوئی نہیں ہے تمہارے بابا کو بس غصہ چڑھا ہوا ہے اس وجہ سے یہ سب بول رہے ہیں علینا خانم نے بات کو گول کرتے اس پر پردہ ڈال دیا کیونکہ صارم خان نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولا تھا قتل انجانے میں ہوا تھا۔۔ "

اگر آپ سے قتل ہوا بھی ہے بابا تو اس سزا کی حقدار میری بہن نہیں ہے ہادی کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو کر بہنے لگے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھے جا رہا تھا۔۔ "

یہ بات ہم سمجھتے ہیں لیکن معاشرہ یہ بات نہیں سمجھتا دالہام خانزادہ کا بھائی اس سے دور ہوا ہے وہ اس بات کی سزا مجھے دینے کے لیے میری بیٹی کو تڑپائے گا صارم خان مزید اپنے بیٹے اور بیوی کی باتیں نہیں

سن سکتے تھے ان میں ذرا سی بھی سکت نہ رہی ہمت کر کے کمرے سے باہر نکلے اور لمبے لمبے ڈگ بڑھتے چھوٹی حویلی سے چلے گئے ہادی علینا خانم پیچھے سے انہیں آوازیں دیتے رہ گئے لیکن وہ واپس نہ آئے۔۔ "

بھابھی لالا کہاں گئے اتنے غصے میں؟ وریام نے صارم خان کو لمبے ڈگ بھرتے باہر جاتے دیکھ علینا خانم سے سوال کیا۔۔ "

تیمور خانزادہ اور سفیان خانزادہ دو بھائی تھے ان کی ایک بہن صوفیا خانم تھی ان کے والدین ان کے بچپن میں ہی انتقال پا گئے۔ تیمور خانزادہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی بڑا بیٹا دالہام خانزادہ اس کا جڑوا بھائی سہیل خانزادہ، چھوٹا بیٹا آئیدن احزان اور اک لوتی بیٹی سونیا خانزادی۔۔

سفیان خان کے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا صارم اور چھوٹا بیٹا وریام خانزادہ۔۔ تیمور خان ایکسیڈنٹ میں وفات پا گیا۔۔ سفیان خانزادہ کی فیملی چھوٹی

حویلی میں رہنا شروع ہوگئی جب صارم نے سہیل خانزادہ کا قتل کیا تھا
۔۔"تیمور خان کی فیملی بڑی حویلی میں رہتی تھی۔۔ "
طرسم کو دالہام لے گیا ہے علینا خانم روتے ہوئے بولی ان کے الفاظ
وریام خانزادہ کے ہوش اڑا گئے اسے یہ سوچ کر ہی گن محسوس ہو رہی
تھی کہ دالہام خانزادہ خود سے 21 سال چھوٹی بچی کو لے گیا ہے وفی میں
"۔۔
لالا کو شرم نہیں آئی تھی اپنے کزن کی بیٹی سے نکاح کرتے ہوئے
وریام تیش میں آتے بولا وہ طرسم کے ساتھ حد سے زیادہ اٹیچ تھا جب وہ
آفس سے گھر آتا تو طرسم کے لیے کوئی نہ کوئی چیز لے کر آتا، جیسے
چاکلیٹس، کیک، بسکٹ، چیپس اسے یہ سب چیزیں انتہائی پسند تھی اس
وقت بھی وریام گھر آیا تھا اس کے ہاتھ میں چیزوں کا ایک بڑا سا بیگ تھا
جو وہ طرسم کے لیے لایا تھا لیکن وہ گھر میں موجود ہی نہ تھی۔۔"سر جھٹکتے

ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا علینا خانم روتے ہوئے ہادی کو ساتھ لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ "

صبح ہوئی دالہام خانزادہ چھ بجے ہی اٹھ گیا تھا نماز ادا کی فریش ہو کے گرے کلر کی شلوار قمیض اور گرے رنگ کی ہی واسکٹ پہن کر سفید رنگ کی چادر اوڑھی ان کے گھر میں سب اٹھ بجے سے پہلے پہلے ناشتہ کر لیتے تھے تقریباً ساڑھے سات دالہام خانزادہ نیچے آیا سب ٹیبل پر موجود تھے سوائے طرسم اور نمیرہ کے۔۔ "

پھپھو نمیرہ کہاں ہے سردار کی کرسی پر براجمان ہوتے صوفیا خانم سے پوچھا سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے شہریار رات ان کے گھر ہی رکا تھا۔۔ "

میں بلا کر لاتی ہو صوفیا خانم اٹھ کر چلی گئی ۔ دالہام خانزادہ ہاں میں سر ہلا کر کھانے کی طرف متوجہ ہونے لگا جب اسے اپنے دائیں جانب کرسی خالی نظر آئی ۔ ۔ "

دالہام کہاں جا رہے ہو ریحانہ خانم نے اسے دو نوالے لے کر اٹھتے دیکھ پوچھا تو دالہام نے صرف ایک لمحے کے لیے اپنے دائیں جانب خالی کرسی کی جانب دیکھا تو ریحانہ خانم

سمجھ گئی کہ وہ طرسم لینے جا رہا ہے ۔ ۔ "

سونیا کے کمرے کا دروازہ کھولا نظر بیڈ پر لیٹی طرسم پر پڑی جو آڑی ترچھی لیٹی ہوئی تھی ٹانگیں دائیں جانب بازوں بائیں جانب کمر درمیان میں دالہام خانزادہ تو کچھ لمحے ساکت کھڑا اسے دیکھنے لگا کہ کوئی اتنا برا کیسے سو سکتا ہے ۔ قدم طرسم کی جانب بڑھا کر اسے کندھے سے ہلایا لیکن وہ نہ اٹھی ۔ اگلی مرتبہ اسے کندھے سے تھامتے زور سے جھنجھوڑا لیکن اس

نے پھر بھی آنکھ نہ کھولی وہ شاید گہری نیند سوئی ہوئی تھی دالہام خانزادہ نے اسے گود میں اٹھایا اور واش روم میں جا کر واش بیسن سے ہاتھ میں پانی بھر کر طرسم کے منہ پر چھینٹے ماری ۔ اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولتے پہلے دالہام خانزادہ کی طرف دیکھا اور پھر ارد گرد دیکھتی رہی پھر اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی دالہام خانزادہ نے نہ سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اس نے تو طرسم کو اب ڈانٹا بھی نہ تھا لیکن وہ پھر بھی بلک بلک کر رو رہی تھی ۔ ۔ "

چار فٹی میں نے تمہیں کچھ کہا بھی نہیں ہے پھر گلا پھاڑ کر کیوں رو رہی ہو

" ۔ ۔

مجھے کیوں اٹھایا مجھے سونا تھا دالہام خانزادہ کے رخسار پر دانت گاڑھتے ہوئے غصے سے کہا اسے پسند نہ تھا کوئی اس کی نیند میں خلل پیدا کرے ۔ اس کی حرکت دیکھ کر دالہام خانزادہ نے اپنے لب آپس میں سختی سے

پیوست کر لیے تاکہ خود کو غلط الفاظ استعمال کرنے سے باز رکھے صرف اس وجہ سے کیونکہ اس کی مورے سائیں نے اسے قسم دی تھی۔۔ "

کسی دن تم میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گی دالہام خانزادہ نے خونخوار نظریں اس پر ٹکائی طرسم نے سہم کر اس کی گردن میں چہرہ چھپا لیا دالہام نے فوراً اسے گود سے نیچے اتار دیا وہ چاہے بچپنے میں ایسی حرکتیں کر رہی تھی لیکن دالہام کے لیے یہ حرکتیں ناقابل برداشت تھی وہ چھوٹی بچی تھی لیکن دالہام خانزادہ نہیں۔۔ "

بچی اپنے اپ پر قابو پاؤ۔۔ "

دیو میں نے کیا کیا ہے آنکھیں پٹپٹا کر نا سمجھی سے اس کے سامنے سوال داغا اس کو سمجھ نہ آئے کہ اسے کیا جواب دے وہ چھوٹی تھی بچے اکثر ایسی حرکات کر جاتے ہیں۔۔ "

کچھ نہیں کیا، کپڑے تبدیل کرواور نیچے آکر کھانا کھاؤ"چہرے کا رخ دروازے کی جانب کرکے طرسم سے کہا وہ اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی۔۔ "

دیو مجھے کپڑے بدلنے نہیں آتے میری مورے میرے کپڑے بدلتی ہیں کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر پاؤں اوپر کرتے اس کے برابر ہونا چاہا لیکن وہ چار فٹ کی بچی کیسے چھ فٹ سے بھی لمبے شخص کے برابر ہو سکتی تھی ۔۔ سختی سے آنکھیں بند کرکے پیشانی مسلنے لگا۔۔ "

میں مورے سائیں کو بھیجتا ہوں وہ آکر تمہاری مدد کر دیتی ہیں ہنوز چہرے کا رخ دوسری جانب کیے پاؤں پٹختا کمرے سے باہر چلا گیا غصے سے تلملاتا ہوا ڈائیٹنگ ٹیبل کے پاس پہنچا تو ریحانہ خانم نے ابرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا کہ طرسم کہاں ہے۔۔ "

وہ سونیا کے کمرے میں ہے جا کر اس کے کپڑے تبدیل کروادیں نمیرہ نے ایک نظر دالہام خانزادہ کو دیکھا بے ساختہ دل میں خیال آیا کہ کاش دالہام خانزادہ اس کے لیے بھی اتنی فکر دکھاتا لیکن یہ صرف اس کے خواب وخیال میں ہی ہو سکتا۔ دالہام نے نمیرہ کو ہمیشہ اپنی بہن کی طرح سمجھا تھا۔ ریحانہ خانم اٹھ کر سونیا کے کمرے کی طرف چلی گئی تاکہ طرسم کے کپڑے تبدیل کروادیں سب خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ریحانہ خانم کا انتظار کرنے لگے کیونکہ سب نے کھانا ایک ساتھ شروع کرنا تھا۔۔15 منٹ بعد طرسم کو ریڈ کلر کی فراک پہنا کر گود میں اٹھا کر نیچے لے کر آئیں دالہام نے نفی میں سر ہلایا۔ طرسم کی ٹانگیں نہیں ہے خود چل کر وہ نیچے نہیں آ سکتی ہے ہر کوئی اسے گود میں اٹھائے گھوم رہا ہے جیسے اسے گود لیا گیا ہو دل میں سوچا الفاظ کو لبوں تک آنے سے روکنے کے

لیے کھانا کھانے لگا ۔ ۔ ریحانہ خانم اسے اپنی گود میں بٹھا کر کھانا کھلانے لگی ۔ ۔ "

آنٹی دیو مجھ پر غصہ کرتا ہے رات کو کمرے میں جا کر مجھے بیڈ پر پھینک دیا تھا میری کمر میں درد ہو رہا ہے طرسم نے ریحانہ خانم کے قریب ہو کر کان میں سرگوشی کی دالہام خانزادہ کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اس کے بارے میں گوہر افشائیاں کر رہی ہے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا جب ریحانہ خانم نے اسے انکھیں دکھائی ۔ ۔ "

دالہام تمہیں شرم نہیں آتی بچی کے ساتھ ۔ ۔ ۔ پلیز مورے سائیں آپ کو اس کی حرکات کا نہیں پتہ دو دن کبھی اسے اپنے ساتھ رکھ کر دیکھے تنگ نہ آئی پھر کہیے گا مجھے دانت کچکچاتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا طرسم نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ کہنا چاہ رہی تھی آنٹی میں اچھی بچی ہوں میں گندی حرکتیں نہیں کرتی ۔ ۔ "

آنٹی دیو جھوٹ بول رہا ہے میں تو اچھی بچی ہوں نا اور اچھی بچیاں گندے کام نہیں کرتی اپنے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھتے انکھیں پٹپٹا کر بلائی لب باہر نکالا اور معصومیت سے کہہ کر ریحانہ خانم کے کندھے پر سر رکھ لیا دالہام خانزادہ اور آئیدن احزان اس کی معصومیت پر اش اش کر اٹھے ۔

آئیدن نے جب اسے اغوا کیا تھا اسے تبھی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بہت پہنچی ہوئی چیز ہے اور یقین تو تب ہوا جب رات کو اس نے سردار دالہام تیمور خانزادہ کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا اور اب اپنے لالا کے رخسار پر سرخ نشان دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ طرسم کی کارستانی ہے لیکن خود کو کہنے سے باز رکھا صبح صبح عزت افزائی کروانے کا اسے شوق نہیں تھا ۔ ۔ "

آنٹی ۔ ۔ پری آپ مجھے مورے سائیں کہا کرو جیسے دالہام مجھے مورے سائیں کہتا ہے نہ ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے محبت پاش لہجے میں کہا ۔ ۔ طرسم ہاں میں سر ہلا کر کھانا

کھانے لگی اور سر ہنوز ریحانہ خانم کے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔۔ نمیرہ دالہام خانزادہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے جا رہی تھی۔ طرسم نے ایک نظر نمیرہ کو اور پھر دالہام خانزادہ کو دیکھا۔۔ "

دیو یہ تمہاری کی بہن ہے دالہام نے اس جانب دیکھا جہاں طرسم نے اپنی نظر ٹکائی ہوئی تھی نمیرہ کی طرف نظر پڑتے اس نے حامی میں سر ہلایا۔ وہ ایک پل میں نمیرہ کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا جسے وہ اپنا سب کچھ مانتی تھی وہ اسے بہن سمجھتا تھا اور جب دالہام کو حقیقت معلوم ہونی تھی کہ نمیرہ اس سے محبت کرتی ہے تو نہ جانے کیا ہونا تھا یہ سوچ کر ہی نمیرہ نے جھرجھری لی۔۔ "

بی بی سائیں کھانا جبا ہاتھوں میں سالن کی ٹرے پکڑے ڈائننگ ٹیبل کے پاس آئی اور جھجکتے ہوئے کہا ریحانہ خانم نے اسے سالن ٹیبل پر رکھنے کا اشارہ کر کے طرسم کو نوالے بنا کر کھلانے لگی۔۔ آئیدن احزان نے

صرف ایک نظر اس کی جانب دیکھا تو شہریار نے اس سے کہنی
ماری۔۔ "

خانزادے تمہارا نکاح ہوا ہے تو غیر محرم لڑکی پر نظر ڈالنا تمہارے لیے گناہ ہے شہریار نے اس کے کان کے قریب جھکتے شرارتی انداز میں سرگوشی کی تو آئیدن نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور پھر اس کے کان کے قریب جھکتے دھیمی آواز میں بولا کہ اپنی زبان بند رکھو نہیں تو باہر جا کے تمہاری اس زبان کو کاٹ دوں گا۔۔ "

جا مڑ کر جانے لگی اس کا دوپٹہ جوڑے کے ساتھ اٹکا ہوا تھا اس کے مڑتے ہی سارا سالن زمین پر بوس ہو گیا زمین پر گرے سالن کی طرف دیکھتے ہی اس نے ڈر کر ریحانہ خانم کی طرف دیکھا اور سہم کر آنکھیں سختی سے بند کر لی اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے ابھی بے انتہا ڈانٹ پڑنے والی ہے آنکھوں میں یکدم موٹے موٹے آنسو جمع ہو گئے۔۔ "

دھیان سے کام کیا کرو ریحانہ خانم غصے سے نہ بولی لیکن ان کا لہجہ سخت تھا حبا ہاں میں سب ہلا کر تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں سے گئی۔۔ "

مورے آپ کا لہجہ سخت تھا آئیدن نے حبا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ لیے تھے ادب سے اپنی مورے کو کہا۔۔ "

لہجہ سخت اس لیے تھا آئیدن تاکہ آئندہ وہ ایسے غلطی نہ کریں ریحانہ خانم نہایت ہی رحم دل عورت تھی جس کام میں سختی برتنی ہوتی تھی وہ سخت لہجے میں بولتی اور جہاں نرمی اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی وہاں نرم لہجے میں بات کرتی۔۔ اسی لیے صارم خان کچھ حد تک پر سکون تھا کیونکہ وہ ریحانہ خانم کے رویے سے اچھی طرح واقف تھا۔ دالہام خانزادہ کسی کی نہیں سنتا تھا لیکن اپنی مورے کے ساتھ بدتمیزی یا ان کی حکم عدلی نہیں کرتا تھا۔۔ "

اللہ حافظ مورے دالہام ریحانہ خانم کے سامنے ہلکا سا جھکا تو انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپایا اس کے قبل وہ سیدھا ہوگا طرسم نے گردن میں بازو حائل کرلیا دالہام خانزادہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا تو اس نے فوراً طرسم کو پکڑا اگر وہ اسے نہ پکڑتا تو وہ کمر کے بل زمین پر گرتی۔۔ "

دیو مجھے بائے نہیں کیا ہنوز دالہام خانزادہ کی گردن میں بازو حائل کیے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔۔ آئیدن، شہریار اور سونیا کو اپنی مسکراہٹ روکنا مشکل لگ رہا تھا۔۔ نومیرہ کی آنکھیں بے انتہا ہوں چکی تھی طرسم کو دالہام کے قریب دیکھ کر وہ ننھی سی بچی سے جلن محسوس کر رہی تھی۔۔ دالہام اسے نیچے اتارنے لگا تو طرسم سختی سے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔ "

لالا بائے کردے اپنی چار فٹی بیوی کو نہیں تو ہم نے شرم سے بے ہوش ہو جانا ہے آئیدن نے نظریں ارد گرد دوڑاتے ہوئے دالہام سے

کہا تو اس نے شعلے برساتی آنکھوں سے دیکھا کیونکہ اس نے طرسم کو چار فٹی کہا تھا۔۔ "

سوری لالا دالہام کو خود پر سے نظریں ہٹاتے نہ دیکھ آئیدن نے سوری بول دیا آئیدن احزان دنیا کے لیے ایک سفاک انسان تھا لیکن اپنے لالا کے سامنے بولنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔۔ "

اللہ حافظ زبردستی چبا چبا کر اللہ حافظ کہہ کر طرسم کو نیچے اتارنے لگا تو اس نے دالہام خانزادہ کے رخسار پر بوسہ دے اللہ حافظ کہا۔۔ اس اچانک ہوئی حرکت پر دالہام خانزادہ ہڑبڑا گیا باقی سب کی نظریں جھک گئی ان سب نے پہلی مرتبہ سردار دالہام کو ہڑبڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ "

میں بابا کو ایسے اللہ حافظ کہتی ہو اس لیے تمہیں بھی ویسے ہی کہا۔ دیو مسکرا دیا کرو کیوں مجھے ہر مرتبہ ڈراتے ہو اس کی آنکھوں میں خون اترتے دیکھ طرسم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر آنکھیں پٹپٹا کر کہا

دالہام نے فوراً اسے ریحانہ خانم کی گود میں بٹھا دیا اور تلملاتے ہوئے چلا گیا۔ طرسم صارم خان نے اسے کہی کا نہیں چھوڑنا تھا دالہام نے اس چیز کا اندازہ کل رات ہی لگا لیا تھا۔۔۔ "

مورے میں یونی جا رہی ہوں دو گھنٹے تک واپس آ جاؤں گی آج کچھ ضروری نوٹس ملنے ہیں سونیا کھانا ختم کر کے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے بولی وہ فرسٹ سمسٹر کی سٹوڈنٹ تھی ریحانہ خان نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تو اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ ڈرائیور اس کے لیے دروازہ کھولنے لگا تو اس نے ڈرائیور کو نفی کا اشارہ کرتے ہوئے دروازہ کھول کر کار ڈرائیو کرنے لگی اور کار کا رخ یونیورسٹی کی طرف کیا۔۔ "

وہ نہایت ہی تیز سپیڈ سے کار چلا رہی تھی جب سامنے سے آتی ایک کار کے ساتھ ٹکرائی کار کے اندر موجود شخص کو دیکھ کر اس کی جانب یوں دیکھا جیسے اس کو آنکھوں سے ہی قتل کر دے گی۔۔ "

گاڑی چلانے کی تمیز نہیں ہے کار کا دروازہ کھول کر پاؤں پٹکتی اس کی کار کے پاس پہنچی اسی پل وریام بھی کار سے باہر آیا۔۔ "

او یہ کون رہا ہے جسے خود تمیز نہیں ہے وہ بھی وریام خانزادہ تھا اس نے سونیا خان کو دو بدو جواب دیا۔۔ "

ایک قاتل کے بھائی سے زیادہ مجھ میں تمیز ہے سونیا اسے سر تا پاؤں دیکھتے ہوئے بولی اس کو جیسے وریام خان کا وجود خود کے سامنے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

میرے لالا سے انجانے میں قتل ہوا تھا وریام نے آنکھوں میں لہوں رنگ لیے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا اس کی سونیا سے ملاقات 10 سال بعد ہوئی تھی وریام نے نفی میں سر ہلایا کیونکہ جب وہ چھوٹی تھی تو اس کی زبان اس قدر تیز نہیں تھی جیسے اب وہ پٹر پٹر بول رہی تھی۔۔ "

تمہارے لالا کے اس انجانے میں کیے گئے قتل سے کیا میرے لالا
واپس آ گئے؟ سونیا نے اس کی جانب قدم بڑھاتے اس کا گریبان پکڑا،
وہ آپ سے تم تک آ گئی وریام اس سے آٹھ سال بڑا تھا چھوٹے ہوتے
وہ اسے وریام لالا کہہ کر پکارتی تھی اور اب اسے تم کہہ کر پکار رہی تھی
۔ وریام نے اسے کلائیوں سے تھام کر دور جھٹکا دیا اسے سونیا کی یہ
حرکت ناقابلِ برداشت لگی تھی۔۔ "

ہاتھ سنبھال کر رکھو سونیا خانزادی وریام خانزادہ تمہارے ہاتھ کاٹنے میں
ایک پل نہیں لگائے گا سوبی کیئر فل آنکھوں میں شعلے برسانے کے
ساتھ ساتھ زبان سے بھی آگ اگلی گئی۔۔ "

کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ سردار دالہام تیمور خانزادہ کی بہن سونیا
تیمور خانزادی کے بارے میں اس طرح کا خیال بھی ذہن میں لائے۔ اگر

اپنی جان پیاری نہیں ہے تو اپنی قسمت آزما کر دیکھ لو سونیا کی آنکھوں میں وریام خانزادہ کے لیے واضح چیلنج تھا۔۔ "

تمہارا وہ سو کولڈ لالا برداشت نہیں کر پائے گا تمہارے کٹے ہوئے ہاتھ وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے آنکھوں سے ہی نگل لیں گے۔۔

ہاہاہا۔۔ جب انسان ڈر جائے تو اس کے پاس یہی الفاظ بچتے ہے ۔ وریام سونیا کی گردن پکڑنے لگا جب سونیا نے اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر چاقو نکالتے اس کی کلائی پر چاقو پھیر دیا۔ وریام نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کی جانب کیا جہاں سے خون رسنے لگا تھا۔۔"

تم سب بہن بھائی ایک جیسے ہو تمہارے لالا کو شرم نہیں آئی ہے خود سے 21 سال چھوٹی لڑکی سے نکاح کرتے ہوئے وریام کو اصل دالہام

خانزادہ پر تھا جس نے اس کی بھتیجی سے نکاح کر لیا تھا اور نہ جانے اب وہ اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیے ہوا تھا۔۔۔ "

تمہارے لالا میں تو جیسے بڑی شرم ہیں نا جنہوں نے میرے لالا کو قتل کر دیا۔ تو اب برداشت کریں اپنی بیٹی سے دوری وہ اپنے کار میں بیٹھ کر اسے تیز سپیڈ میں بھگا کے وہاں سے چلی گئی وریام بھی تلملاتا اپنی کار میں بیٹھا اور رخ یونیورسٹی کی جانب کیا۔۔ کیونکہ اسے وہاں پر کام تھا۔ سونیا اور وریام کی کار یونیورسٹی کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ تو سونیا اس کی کار کے سامنے سے اپنی کار تیز سپیڈ میں بھا گتے پارکی ایریا میں کار پارک ساتھ ہی وریا خان بھی اپنی کار پارک کر دی دونوں ایک ساتھ کار سے باہر نکلے اور آگ اگلتی آنکھوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ اپنا اپنا راستہ اختیار کیا۔ محبت سے ایک رہنے والے آج ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے تھے سونیا کا دوسرا ہفتہ شروع ہوا تھا یونی میں وہ اپنی کلاس

لینے کے لیے جلدی جلدی قدم بڑھا رہی تھی جب سامنے آتے وریام کے ساتھ ٹکرائی اور سونیا کی ساری بکس زمین پر گر گئی۔۔

آنکھیں نہیں ہیں آپ کے پاس دیکھ کر نہیں چل سکتے۔۔ نیچے جھک کر اپنی بکس اٹھاتے وہ ناگواری سے بولی تو وریام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا اس ٹڈی کی زبان بہت زیادہ لمبی ہو گئی تھی۔۔"

مس آنکھیں آپ کے پاس نہیں ہیں آپ کو دیکھ کر چلنا چاہیے تھا میں اپنے راستے پر جا رہا تھا آپ مجھ سے ٹکرائے میں نہیں۔ وریام بھی اسے ناگواریت سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔ سونیا اسے اگنور کرتے اپنی کلاس

میں چلے گئی۔۔اس سے ہر گز سامنے کھڑے شخص کے منہ نہیں لگنا تھا۔۔"

وریام نے ناگواری سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔اور سر جھٹکتے پرنسپل کے آفس کی جانب بڑھ گیا۔۔وریام یونیورسٹی میں چیکنگ کے لیے آیا تھا۔۔وہ quality assurance officer تھا۔۔

پرنسپل اپنے آفس میں نہ تھا وہ اس وقت سٹاف روم تھا تو وریام بھی سٹاف روم میں گیا جہاں سب ٹیچرز اور پرنسپل تھا۔۔"

جیسے کہ آپ جانتے ہیں۔میں یہاں چیکنگ کے لیے آیا ہوں۔۔میں کسی کی بھی کلاس کی چیکنگ کر سکتا ہوں۔۔مجھے امید ہے کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔وریام سب ٹیچرز کو دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے حامی نے سر ہلایا وہ ایک آفیسر کے سامنے بول کر اپنی یونیورسٹی کی ریپیٹیشن خراب نہیں کرنا چاہتے تھے وریام چیئر پر بیٹھ گیا اور پرنسپل اور ٹیچرز سے

کچھ گفتگو کرنے لگا سب خاموشی سے وریام خان کو سننے لگے وہ ایک نہایت ہی سخت آفیسر تھا۔۔"

B . com part 1

سے چیکنگ شروع کرتے ہیں۔۔ وریام نے چئیر سے اٹھتے ہوئے کہا۔۔ شہروز جس کا لیکچر تھا وہ وریام کے ساتھ اپنی کلاس میں آیا۔۔" وریام بھی چیکنگ کے لیے کلاس میں آیا سب سٹوڈنٹس کلاس میں اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔۔

"۔۔۔۔Listen to me student

پروفیسر شہروز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔"

یہ وریام سر ہے۔۔ یہ یہاں آپ سب کی کلاس لینے کے لیے آئے ہیں۔۔ مجھے امید ہے آپ بھرپور حصہ لینگے ہر سرگرمی میں۔ پروفیسر شہروز بول کر سائیڈ پہ ہوا۔ وریام نے سب سٹوڈنٹس پہ نظر ڈالی۔۔ پھر

لاسٹ بینچ پر بیٹھی سونیا کو دیکھا وہ ماتھے پر تیور ڈالے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اسے وریام کا یہاں آنا کافی ناگوار گزرا تھا۔۔"

سوگائز پہلے آپ سب سے اپنا انٹروڈکشن کرواتا ہوں میرا نام وریام خان ہے مجھے یہاں آپ لوگوں کی ایک کلاس لینے کے لیے بھیجا گیا ہے اور اب آپ سب اپنے اپنے نام مجھے بتائیں۔۔ وریام کے کہنے کی دیر تھی سب سٹوڈنٹس نے اپنا تعارف کروایا اسکے بعد وریام لاسٹ بینچ پر بیٹھی سونیا سے ہمکلام ہوا۔۔"

سٹینڈپ۔۔ سونیا کو دیکھ کر وریام نے اس کی طرف اشارہ کیا۔۔"

جی۔۔ سونیا اپنی جگہ پہ کھڑی ہوئی۔۔ اور ناگواری سے اس کی طرف دیکھا ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر کے اپنی انگلیاں مروڑنے لگی جیسے وہ وریام پر چڑھا غصہ اپنی انگلیوں پر نکال رہی تھی۔۔

" your name??

وریام جانتے ہوئے بھی انجان بنا۔۔

سونیا تیمور خانزادی سونیا بھی انجان بنتے ہوئے بولی جیسے اسے جانتی ہی نہ ہوں۔۔"

تو مس سونیا۔۔آپ کا پروگرام کیا ہے۔۔وریام نے ایک نظر سونیا پہ ڈالتے ہوئے کہا۔۔"

پروگرام۔۔؟

آپ کے objectives کیا ہے۔۔ابھی سونیا ہی بولی تھی کہ وریام پھر سے بولا۔۔"اب کی بار سونیا خاموش ہوئی تھی۔۔کیونکہ اسے پتہ تھا یہ جان بوجھ کر اسے بولنے نہیں دے رہا۔۔"

وریام نے سونیا کو دیکھا۔۔جو بلکل خاموش کھڑی تھی۔۔؟اس سے قبل وریام بولتا بیل بجتے ہی شہروز نے وریام کی طرف دیکھا۔۔"

سر لیکچر ختم ہوگیا ہے۔۔ پروفیسر شہروازنے وریام کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔ وریام نے سونیا کی طرف دیکھا اس سے بعد میں سبق سکھانے کا ارادہ اس نے دل میں کرلیا۔۔

اوکے !وریام بول کر روکا نہیں تھا باہر نکل گیا۔۔ "

بدتمیز۔۔ کمینہ۔۔ میری انسلٹ کرنے سوچ رہا تھا شاید۔۔ سونیا منہ بناتے بولتے ہوئے باقی اسٹوڈنٹس کی طرح باہر نکلی۔ اپنے ساتھ بڑبڑاتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اندر کھینچا۔۔ "

آہہہ۔۔۔ اس اچانک افتاد پر سونیا کی ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔ آس پاس نظریں گھمائیں مقابل نے اسے سٹور میں کھینچا تھا جہاں کتابیں وغیرہ پڑی ہوئی تھی۔۔ پھر سامنے کھڑے وریام کو دیکھا۔۔ "

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔ سونیا غصے سے بولی دل تو چاہ رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے۔۔"

میں بد تمیزی کر رہا ہوں۔۔ وریام نے خود کی طرف اشارہ کیا۔۔ وہ انجان بن گیا۔۔"

ظاہر ہے تمھارے علاوہ یہاں اور کوئی بد تمیز نہیں ہے تمھیں ہی کہہ رہی ہوں۔۔ وہ غرا کر بولی۔۔"

ششش۔۔ اپنے لالا کو سمجھاؤ میری بھتیجی کو طلاق دے دیں۔ ورنہ اس کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔ میری بھتجی چھوٹی ہے اس حیوان کے ساتھ اسکا کوئی جوڑ نہی۔۔ وریام اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا وہ بس چاہتا تھا طرسم جلد از جلد ان کے چھوٹی حویلی واپس آجائے۔۔"

تو کیا کر لو گے ہاں، میرے لالا غیرت مردوں میں سے ہر گز نہیں ہے جو اپنی بیوی کا طلاق دے گے اور تم کون ہوتے ہوں مجھ سے ہم کلام

ہونے والے اگر اتنی ہی ہمت ہے تو جاؤ میرے لالا کے منہ پر بولو کہ طرسم کو طلاق دے۔۔ وہ قدرے اونچی آواز میں بولی وریام کو آگ کی طرح لگ رہی تھی اس کی باتیں اگر وہ لڑکی نہ ہوتی تو اب تک اس کا برا حشر کر چکا ہوتا۔۔"

بہت زبان چل رہی ہے تمھاری لڑکی مت بولو لڑکیوں کے ساتھ لمبی زبان اچھی نہیں لگتی اگر آئندہ مجھ سے زبان چلائی تو۔۔"

تو کیا۔۔ سونیا نے کندھے اچکائے اور وریام کی بات مکمل ہونے سے پہلے تقریباً پھنکاری تھی۔۔"

تو یہ کہ میں کاٹ دونگا تمھاری یہ چلتی زبان۔۔ اگر میں نے تمھارے ساتھ کچھ کیا تم سے اور تمھارے سو کولڈ لالا سے برداشت نہیں ہوگا سو انہیں کہو میری بھتیجی کو چھوڑ دیں۔۔ اسی لیے وارن کر رہا ہوں۔۔ سونیا کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہنے لگا دالہام طرسم کو کو لے گیا تھا جس کی

وجہ سے پہلے ہی وریام کے اندر لاوا پھٹنے کے قریب تھا اور اوپر سے سونیا کے آگ اگلتے الفاظ۔۔ "

تم جو کر سکتے ہوں کرو۔۔ مجھے فرق نہیں پڑھتا۔۔ سونیا بے فکری سے بولی۔۔"

بہت مہنگی پڑھے گی تمھیں تمہاری یہ زبان لڑکی ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔۔ اسے پھر سے وارن کرنا چاہا لیکن وہ بھی دالہام خانزادہ کی بہن تھی کہاں اتنی اسانی سے اپنے اپ پر قابو پا سکتی تھی۔ وریام غصے سے جلتا بھنتا سٹور روم سے باہر چلا گیا کیونکہ اگر وہ ایک پل بھی وہاں رکتا تو سونیا کا حشر بگاڑ دیتا۔۔ "

صارم آپ پلیز جا کر ریحانہ بھابھی سے بات کریں وہ دالہام کو کہیں کہ طرسم کو ہمیں واپس کر دیں وہ ابھی چھوٹی بچی ہے۔۔ صارم جو کچھ دیر

پہلے گھر آیا تھا اور اپنی جلتی آنکھوں کو سکون دینے کے لیے بیڈ پر نیم دراز ہوا لیکن اسے نیند کہاں آنی تھی بیٹی اس کی اس سے دور جا چکی تھی جو شاید اس کے پاس کبھی واپس نہ آتی وہ کب سے بے چینی سے کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا علینا پھر سے اس کے پاس آ کر التجایا انداز میں بولی۔۔"

میں کیا کروں علینا میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے میں کیا کرو۔۔ اٹھ کر بیٹھتے وہ اپنا سر ہاتھوں میں تھام گئے آنکھوں سے آنسو پھسل کر بیڈ شیٹ میں جذب ہوا۔۔"

تو کیا صارم ہم پوری عمر اپنی پھول سی بیٹی کو اس جلاد کے پاس رہنے دیں گے جس نے میری بیٹی کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کیا۔۔ علینا خانم کو شدید قسم کی نفرت دلہام خانزادہ سے محسوس ہوئی۔۔"

بیگم سمجھنے کی کوشش کرو ہم کچھ نہیں کر سکتے وہ اب دالہام خانزدہ کی بیوی ہے۔۔ دوسرا میں نے خود ہی ہامی بھری تھی اپنی بیٹی ونی میں

دینے کی۔ اس کا گواہ پورا گاؤں ہے میں دالہام پر کیس بھی نہیں کر سکتا

صارم اچھا خاصا پریشانی میں بولا"...

صارم آپ جا کر ریحانہ بھا بھی سے بات کریں وہ دالہام سے بات کریں

وہ اپنی مورے کی بات رد نہیں کرتا۔۔۔ آنکھوں میں موٹے موٹے

آنسو لیے وہ التجائیہ بولی وہ اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے تڑپ رہی تھیں

"۔۔

میں جا کر بات کرتا ہوں تم پریشان نہ لو جلد ہی ہم اپنی طرسم کو لے آئیں

گے۔۔ صارم خان نے آگے بڑھتے علینا خانم کو آغوش میں لیا جن کی

حالت طرسم کے جانے کے بعد خراب ہو گئی تھی۔۔"

صارم میں نہیں جانتی مجھے میری بیٹی چاہیے۔۔ آپ کچھ بھی کر کے مجھے

میری بیٹی لا کر دے دیں وہ بہت معصوم ہے اس کی عمر پڑھنے کی ہیں

کہاں وہ 10 سال کی عمر میں بیوی کے درجے پر فائز ہو گئی ہے آنسو

بہاتے ان کے سینے سے چہرا نکال کر بھاری آواز میں کہا جو رونے کے باعث ہو گئی تھی۔۔"

تم پریشان نہ ہو بیگم انشاء اللہ جلد ہی ہماری طرسم ہمارے پاس ہو گی۔۔ میں ابھی جا کر ریحانہ چچی سے بات کرتا ہوں۔۔ وہ ضرور ہماری مدد کریں گی صارم نہیں اپنی خانم کو حوصلہ دیا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر وہ کمرے میں رکے تو علینا خانم کا رونا بند نہیں ہونا۔۔ "

طرسم باہر لان میں کھیل رہی تھی وہ کبھی چیئر کے اوپر چل کر چھلانگ مارتی تو کبھی لان میں بنی دو تین سیڑھیوں پر جا کر وہاں سے چھلانگ مارتی ابھی وہ اسی طرح کھیل کود کر رہی تھی لان میں بھاگتے ہوئے جب اس کا پاؤں پتھر کے ساتھ ٹکرایا اور وہ زمین پر گر گئی۔۔ "

اہہہ۔۔ ہلکی سی چیخ مار کر اٹھ کر بیٹھی گھٹنے سے نیچے چوٹ لگی تھی ٹراؤزر اوپر کر کے دیکھا تو وہاں سے خون رس رہا تھا اپنا خون دیکھ اس کی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہنا شروع ہو گئے اسے شدت سے اپنے بابا کی یاد آئی۔ اسے ہلکی سی بھی خراش آتی تو وہ پریشان ہو جاتے اور اسی پل یا تو ڈاکٹر کو چھوٹی حویلی بلاتے یا اسے اٹھا کر ہاسپٹل لے جاتے ایک لمحے کے لیے اس نے نظر اٹھا کر ارد گرد دیکھا کہ شاید اس کے بابا آ کر اسے ہاسپٹل لے جائیں۔ لیکن جب اس کے بابا نا آئے تو گھٹنوں میں سر دیے بے آواز روزو قطار رونے لگی۔۔ "

پری اداس کیوں بیٹھی ہوئی ہے ریحانہ خانم لان میں گئی جہاں طرسم گھٹنوں میں چہرا دیے بیٹھی ہوئی تھی اس کے پاس زمین پر بیٹھ کر اس کے بال سہلائے۔۔ "

بابا پاس جانا ہے گھٹنوں میں سے چہرہ اٹھا کر اوپر کیا تو اس کا سرخ چہرہ ،
بھیگے رخسار اور بھیگی آنکھیں دیکھ کر ریحانہ خانم نے اسے اپنی گود میں
اٹھایا اور کرسی پر بیٹھ گئی ۔۔ اسے اپنے بابا کی شدت سے یاد آرہی تھی اخر
کب تک ایک بیٹی اپنے ماں باپ سے دور رہتی ۔ طرسم اپنی ماں سے
زیادہ صارم خان کے ساتھ اٹیچ تھی صارم خان ہی اسے کھانا کھلاتا اس
کے بال بناتا اور اس کی ہر خواہش بولنے سے پہلے پوری کر دیتا تھا

"

بیٹا دالہام نے منع کیا ہے ریحانہ خانم نے اس کا سر اپنے سینے کے
ساتھ لگا کر پیٹھ سہلائی طرسم نے فوراً اپنا چہرہ ان کے سینے سے نکالا اور گود
سے اٹھ کر اس زمین پر جا کر بیٹھ گئی ۔۔ "

مجھے دیو پاس نہیں رہنا مجھے میرے بابا پاس جانا سختی سے وہ اپنے بھگے
رخساروں کو صاف کر رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے رخسار حد سے

زیادہ سرخ ہو گئے جیسے ابھی خون نکل آئے گا اس کی آنکھوں میں
سرخ دوڑے صاف نمایاں ہو رہے تھے۔۔ "
پری بیٹا آپ نے اپنی پوری زندگی یہیں پر گزارنی ہے تو خود کو عادت ڈال
لو یہاں پر رہنے کی اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھانا چاہا تو طرسم نے ریحانہ
خانم کے ہاتھ جھٹک دیے۔۔ "
مجھے مورے اور میرے بابا پاس جانا ہے وہ ایک ہی رٹ لگائی بیٹھی تھی
کبھی اپنے بہتے ہوئے ناک کو صاف کرتی تو کبھی بھیگے رخساروں کو اور کبھی
ضد کرتے ہاتھ کا مکا بنا کر زمین پر مارنے لگتی۔۔ اسے پاؤں پر بے انتہا
درد ہو رہی تھی جس کی وجہ سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے
تھے۔۔ "
پری بیٹا رونا تو بند کرو ریحانہ خانم نے پھر سے اسے اپنی گود میں اٹھانا چاہا
تو ایک مرتبہ پھر طرسم نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے بے ساختہ ہی ریحانہ

خانم کی نظر اس کی ٹانگ پر پڑی جہاں سے انہیں ٹراؤزر گیلا محسوس ہوا پہلے تو انہیں لگا کہ شاید پانی ہو لیکن جب طرسم کے پاؤں پر لال رنگ کے قطرے دیکھے تو فوراً اس کو ٹروزر اوپر کیا تو گھٹنے سے نیچے تقریباً چھ انچ کا گہرا کٹ لگا ہوا تھا ریحانہ خانم نے تکلیف سے اس ننھی سی جان کی جانب دیکھتے باہیں پھلائی کہ ان کی گود میں آجائے۔۔ "

مورے! بابا! پھر سے وہی الفاظ وہ صارم خان اور علینا خانم کو یاد کر رہی تھی ریحانہ خانم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ایک لمحے اس کی جانب دیکھا اور پھر اس کی ٹانگ کی طرف جہاں سے خون اس طرح بہہ رہا تھا جیسے پانی کا نل کھول دیا ہو مجبوراً انہوں نے حامی میں سر ہلا دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ جب دالہام کو معلوم ہوگا تو وہ کس قدر غصہ کرے گا۔۔ طرسم نے اسی وقت ان کی گردن میں بازو حائل کر دیے تو ریحانہ خانم اسے گود میں اٹھا کر حویلی کے اندر چلی گئی۔۔ "

مورے درد ہو رہا ہے ریحانہ خانم کے کندھے پر سر رکھ کر اب وہ بلک بلک کر رو رہی تھی انہوں نے حبا کو اشارہ کر کے خود کے پاس بلایا اور کہا کہ کمرے سے ان کا موبائل لے کر آئے ۔ کچھ دیر بعد ہی وہ موبائل لے کر ریحانہ خانم کے سامنے کھڑی تھی ۔ حبا سے موبائل لیتے ہی انہوں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر سفیان خانزادہ کا نمبر ملایا جو پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لیا گیا ۔ ۔ "

السلام علیکم بھابھی ! سفیان خان نے کال ریسیو کرتے ہوئے لہجے میں بھرپور خوشی سمائے ریحانہ خانم کو سلام کیا آج کئی سال بعد انہوں نے سفیان خان کو کال کی تھی ۔ ۔ "

وعلیکم السلام سفیان صارم کو لے کر بڑی حویلی آؤ مجھے ۔ ۔ ۔ بھابھی آپ سے شاید بولنے میں غلطی ہوئی ہے سفیان خانزادہ کو پہلے لگا کہ شاید انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے لیکن ریحانہ خانم کے الفاظ پر غور کیا تو انہوں نے

سوچا کہ شاید انہیں الفاظ ادا کرنے میں غلطی ہو گئی ہے اس لیے وہ ان کی بات پوری ہونے سے قبل بولے۔۔ "

مجھے کوئی غلطی نہیں ہوئی سفیان طرسم کو چوٹ لگی ہے اور ضد کیے جا رہی ہے مجھے بابا سے ملنا ہے تو اپنے بیٹے کو لے کر فوراً بڑی حویلی آؤ ریحانہ خانم نے سخت لہجہ اختیار کر کے سفیان خان کو کہا تو انہوں نے فوراً ہاں میں جواب دیا تو ریحانہ خانم نے کال کٹ کر دی۔۔ "

اب رونا بند کر دو تمہارے بابا اور دادا آ رہے ہیں الفاظ سنتے ہی طرسم آنکھوں میں کئی آنسو لیے مسکرانے لگی کہ وہ اپنے بابا سے ملے گی۔

اسے دالہام خانزادہ کے پاس آئے ابھی چوبیس گھنٹے ہوئے تھے پہلے تو اسے لگا کہ دالہام جھوٹ بول رہا ہے کہ وہ اسے گھر نہیں جانے دے گا لیکن جب وقت زیادہ ہو گیا تو اب اسے شدت سے اپنے بابا اور مورے کی یاد ستا رہی تھی۔۔ ریحانہ خانم نے طرسم کے زخم کے اوپر ڈھیر سارا

کاٹن رکھا تھا جو سفید رنگ سے لال رنگ اختیار کر گیا۔۔ صارم خان جو حویلی سے باہر نکلا تھا تاکہ بڑی حویلی جا کر ریحانہ خانم سے بات کر سکے اسی پل سفیان خان باہر آئے اور اپنے بیٹے سے کہا کہ ریحانہ خانم کی کال آئی ہے وہ تمہیں بڑی حویلی بلا رہی ہیں وہ دونوں کار میں بیٹھے اور کچھ دیر ہی میں بڑی حویلی پہنچ گئے۔ بڑی حویلی کے لاؤنج میں جیسے ہی داخل طرسم جھٹ سے اٹھ کر بھاگنے لگی جب وہ منہ کے بل لڑکھڑا کر نیچے گرتی کہ صارم خان نے بھاگ کر اسے اپنی گود میں اٹھایا تو وہ اپنے بابا کی گردن میں چہرہ چھپا کر بلک بلک کر رونے لگی صارم خان نے اپنی بیٹی کے گرد سخت حصار بنا لیا اور پھر اس کا چہرہ سامنے کر کے پیشانی، رخسار اور آنکھوں پر بوسہ دیا 24 گھنٹے انہیں 24 سال کے برابر لگے تھے۔ ریحانہ خانم رخ موڑے کھڑی تھی انہوں نے نہ سفیان خان کی جانب دیکھا اور نہ ہی صارم خان کی جانب۔۔ "

بابا جانی گھر جانا ہے صارم کے رخسار پر بوسہ دے کر آنسو بہاتے ہوئے کہا تو صارم خان نے فوراً حامی سر ہلایا اور اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دے کر اپنے سینے میں سختی سے بینچ لیا۔۔ "

اس کے پاؤں پر چوٹ لگی ہوئی ہے پٹی کروانے دو اسے ڈاکٹر کے آتے ہی ریحانہ خانم نے ہنوز دوسری جانب رخ کیے صارم خان سے کہا ۔۔ صارم نے طرسم کو صوفے پر بٹھایا اور اس کا ہاتھ سختی سے تھام کر اس کے پاس بیٹھ گیا ڈاکٹر طرسم کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگی تو وہ اور زیادہ بلند آواز میں روتے ہوئے اپنے بابا کے سینے میں چہرہ چھپا گئی حبا ہاتھ باندھے سر جھکائے وہاں کھڑی تھی۔۔ "

بابا کی جان اپنی گڑیا کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا کچھ دیر بعد ہی اس کی پٹی ہو چکی تھی اور اس کا رونا ابھی تک بند نہ ہوا۔۔ "

ریحانہ بھابھی سفیان خان نے نظریں چراتے ہوئے انہیں پکارا قتل بیٹے سے ہوا تھا لیکن شرمندگی انہیں محسوس ہو رہی تھی۔۔ "

ریحانہ بھابھی ایک مرتبہ پھر سے پکارا لیکن انہوں نے سفیان خان کو جواب نہ دیا۔۔ "

چچی میں طرسم کو لے کر جا رہا ہوں اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر صارم خان کھڑا ہو گیا۔۔ "

رک جاؤ صارم تم طرسم کو یہاں سے لے جا کر دالہام کے غصے کو ہوا دو گے اور پھر جو حالات وہ تمہارے لیے بنا دے گا تم سہہ نہیں پاؤ گے تو بہتر ہے طرسم کو یہیں پر چھوڑ جاؤ وہ ضد کر رہی تھی پٹی نہیں کروا رہی تھی اس وجہ سے میں نے تمہیں بلایا۔ مل لیا تم نے اپنی بیٹی سے اور تمہاری بیٹی نے تم سے۔۔ اب جا سکتے ہو یہاں سے تم ریحانہ خانم نہایت ہی

سخت لہجہ استعمال کر کے صارم خان کے پاس جا کر طرسم کو اپنی گود میں لینے لگی جب وہ سختی سے اپنے بابا کے ساتھ چپک گئی۔۔ "

بابا میں دیو پاس نہیں رہنا دیو مارتا ہے طرسم کے الفاظ سن کر صارم خان نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا دالہام خانزادہ جنون کی آگ میں اس قدر گم ہو گیا ہوا تھا کہ وہ ایک چھوٹی سی بچی پر ظلم کرنے لگا صارم خان صرف یہ سوچ ہی سکا۔۔ "

بھابھی آپ نے کیسے دالہام کو طرسم پر ظلم کرنے دیا۔ جانتا ہوں میرے بیٹے نے گناہ کیا ہے لیکن اس سزا کی حقدار طرسم ہرگز نہیں ہیں میں اس لیے خاموش رہا کیونکہ 10 سال پہلے زبان دی گئی تھی سفیان خانزادہ صارم خان کے بولنے سے قبل ہی بولے انہیں اس بات پر پختہ یقین تھا کہ ریحانہ خانم کے ہوتے طرسم کے ساتھ کبھی غلط رویہ اختیار نہیں کیا جائے گا انہوں نے بچے کی بات پر یقین کیا بچے تو بات کو ہمیشہ گول کر

کے بتاتے ہیں دالہام خانزادہ نے اس کے ساتھ نہایت سخت رویہ اختیار کیا لیکن اپنی مورے کی وجہ سے اب اس کا رویہ طرسم کے ساتھ پہلے سے کچھ نرم تھا۔۔ "

بچوں کا کام ہوتا ہے بڑھا چڑھا کر بات کرنا ریحانہ خانم نے انہیں صاف لفظوں میں نہ بتایا لیکن ڈھکے چھپے لفظوں میں واضح کر دیا کے ان کے بیٹے نے اس کے ساتھ غلط رویہ اختیار نہیں کیا۔۔ "

چچی میری بیٹی جب بالغ اور مکمل طور پر جوان ہوگی تو میں اسے خود دالہام کے پاس چھوڑ جاؤں گا لیکن اس سے پہلے نہیں، آپ بھی ایک عورت ہیں خود ہی سوچیں ایک چھوٹی سی بچی بیوی کے درجے پر کیسے فائض ہو سکتی ہے وہ ابھی نابالغ ہے صارم خان طرسم کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر اس کے بال سہلاتے ہوئے تڑپ کر بولا وہ کیسے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو ایک نوجوان مرد کے حوالے کر سکتا تھا۔۔ اس سے قبل ریحانہ خانم کچھ

بولتی صارم خان طرسم کو گود میں اٹھائے مڑا ہی تھا اپنے پیچھے دالہام خانزادہ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے۔۔ اور سفیان خانزادہ کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔ طرسم دالہام کو دیکھ کر اپنے بابا کے ساتھ اس طرح چپک گئی کہ دالہام اسے اس کے بابا سے جدا نہ کر پائے۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

لمبے ڈگ بھرتا وہ صارم خان کے مقابل جا کر کھڑا ہو گیا شعلے برساتی آنکھیں اس کے سینے سے لگی طرسم پر گاڑھی۔۔ "

کس کی اجازت سے تم بڑی حویلی داخل ہوئے ہو اور اپنی بیٹی کو یہاں سے لے جا رہے ہو دالہام تیش میں آتا دہاڑا اور پھر طرسم کو صارم سے علیحدہ کرنے لگا صارم دو قدم پیچھے کی جانب ہوا۔۔ "

دالہام تمہاری دشمنی مجھ سے ہے تم نے اپنے بھائی کے قتل کی جو سزا دینی ہے مجھے دو، میں اپنی بیٹی کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا صارم خان نے اس قدر طرسم کو سختی سے اپنے ساتھ لگایا کہ اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی آنکھوں سے آنسو جو پہلے ہی بہہ رہے تھے ان میں روانگی آئی۔۔ "

بالکل صحیح کہا تم نے صارم خان میری دشمنی تم سے ہے لیکن جیسے دشمنی کی اڑ میں میرا بھائی مجھ سے دور ہوا ہے میں تمہاری بیٹی تم سے دور کروں گا دالہام خانزادہ نے ایک جھٹکے سے طرسم کو اپنی گود میں لیا اس سے قبل سفیان خان آگے بڑھ کر اسے روکتے دالہام خان نے ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کا کہا۔۔۔ "

بڑے بابا صاحب ابھی بھی ویسے ہی خاموش رہے جیسے تب خاموش ہوئے تھے جب پنچایت میں میرے بھائی کے قاتل کو سزا دینے کی

بات کی جارہی تھی سخت لہجہ اور سخت نظریں سفیان خان پر ٹکا کر روتی ہوئی طرسم کو خونخوار نظروں سے دیکھا تو وہ ڈرنے کی بجائے اس کے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔ "

اسے لے جاؤ کمرے میں دالہام پاس کھڑی حبا کو دیکھتے ہوئے گرجا وہ ہڑبڑاتے ہوئے اس کے پاس آئی اور طرسم کو اپنی گود میں اٹھا لیا وہ اس قدر جھپٹا رہی تھی کہ حبا ایک مرتبہ گرتے ہوئے بچی۔ کسی طرح کر کے وہ طرسم کو کمرے میں لے گئی۔۔ صارم اپنی بیٹی کے پیچھے جانے لگا تو دالہام نے اس کا بازو پکڑ کر اسے باہر کی جانب دھکیلا۔۔ "

دالہام مجھے میری بیٹی چاہیے صارم اس کا گریبان پکڑنے لگا تو دالہام نے اس کی گردن پکڑلی۔ آئیدن احزان اور شہریار جو بڑی حویلی داخل ہوئے تھے اور سامنے ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھ کر

انہوں نے نفی میں سر ہلایا وہ دونوں ایک دوسرے کی جان لینے پر آ گئے۔۔ "

یہ آج تک کسی میں اتنی ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ وہ سردار دالہام خانزادہ کا گریبان پکڑ سکے صارم کو اس کی مضبوط گرفت میں اپنی گردن ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی سانس سینے میں اٹک گیا سفیان شاہ اپنے بیٹے کی اکھڑتی سانسیں دیکھ کر تقریباً بھاگتے ہوئے دالہام کے پاس آئے اور اس کا ہاتھ سے صارم کی گردن سے پیچھے کیا۔۔ "

دالہام انہوں نے تڑپ کر اسے پکارا وہ پہلے تو ایسا نہ تھا۔ سخت اور اکھڑ مزاج وہ ہمیشہ سے رہا لیکن کبھی اس قدر جنون میں پاگل نہ ہوا تھا۔ ریحانہ خانم کی آنکھیں نم ہوئی ان کا خاندان بکھر گیا تھا صارم اور دالہام دونوں جگری یار تھے لیکن جب صارم سے سے نشے کی حالت میں قتل ہوا تب

سے دالہام نے اس سے بات کرنا تو دور دیکھنا تک نہ گوارا کیا اسے اس قدر صارم خان سے نفرت ہو گئی تھی۔۔ "

بابا پیچھے ہٹیں آپ۔ جان سے مارنا چاہتے ہو مجھے مار دو لیکن میری بیٹی کو آزاد کرو طلاق۔۔۔۔ میں تمہاری طرح بے غیرت نہیں ہوں کہ اپنا بدلا پورا کرنے کے بعد اپنی عزت کو چھوڑ دوں دالہام اس کی بات کاٹتے ہوئے درمیان میں بولا صارم جو سفیان خان کو پیچھے کر چکا تھا وہ پھر سے ان کے درمیان میں آئے اور دالہام کو نفی میں اشارہ کیا جیسے وہ کہنا چاہ رہے تھے مزید بکھیرا مت کھڑا کرو۔۔ "

تم رکھو طرسم کو اپنے پاس لیکن اسے تکلیف دینے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ تم تیمور خانزادہ کے بیٹے ہو جس نے کبھی نہ تو غلط راہ چنی اور نہ ہی کبھی غلط انداز اپنایا سفیان خان نے دالہام کا کندھا ہلکے سے تھپتھپایا۔۔ "

ہر گز نہیں بابا میں اپنی بیٹی کو لے کر جاؤں گا میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا صارم دروازے کی جانب قدم بڑھانے لگا دالہام اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔ "

صارم خان وہ رہا راستہ جا سکتے ہو تم یہاں سے سردار دالہام خانزادہ کی حویلی میں قاتلوں کی جگہ نہیں ہے دالہام مزید ان کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا پاؤں پٹختا لمبے لمبے ڈگ برتاوہ اپنے کمرے میں چلا گیا جہاں حبا طرسم کو لے کر گئی تھی۔۔ آئیدن احزان اور شہریار ایک جگہ بنے کھڑے تھے نہ توریحانہ خانم انہیں روکنے کے لیے آگے بڑھی اور نہ ہی وہ دونوں۔ نمیرہ دالہام کے باہر جانے کے بعد کمرے سے باہر نکلی ہی نہ تھی۔۔ "

چلو صارم۔۔۔"

مجھے میری بیٹی چاہیے صارم خان کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے بھیگی آنکھیں دالہام خانزادہ کے کمرے پر مرکوز کی کہ شاید وہ اس پر رحم کھا کر اس کی بیٹی کو اس کے حوالے کر دے۔۔

تم بھی اپنے لالا سے ناراض رہو گی سفیان خان نے کچن سے نکلتی ہوئی صوفیا خانم کی طرف دیکھ کر کہا جب وہ سہیل کے قتل ہونے کے بعد بڑی حویلی چھوڑ کر جانے لگے تھے تو صوفیا خانم نے ان کی بہت منتیں کی تھی کہ وہ یہاں سے نہ جائیں لیکن سفیان خانزادہ بڑی حویلی کو چھوڑ کر چلے گئے۔۔ "

جب آپ کو اس حویلی سے جاتے وقت میرا خیال نہیں آیا تو اب کیوں میری طرف آرہے ہیں آپ صوفیا خانم ہنوز رخ مورے کے الفاظ ادا کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی سہیل کے قتل سے کچھ دیر پہلے ہی تیمور خان وفات پا گئے تھے صوفیا خانم کے پاس اکلوتا سہارا ان کا بڑا بھائی تھا

جو انہیں چھوڑ کر چھوٹی حویلی چلا گیا تھا۔۔ سفیان خان زبردستی اپنے بیٹے کو لے کر وہاں سے چلے گئے اور ایک لمحے کے لیے پیچھے مڑ کر انہوں نے ریحانہ خانم کو دیکھا جن کو انہوں نے اپنی چھوٹی بہن کی طرح پیار دیا تھا اج وہ ان سے روٹھ کر کھڑی تھی۔۔ "

مورے ان دونوں کے جاتے ہی ریحانہ خانم گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھی آئیدن احزان اپنی موڑے کو پکارتا ہوا ان کے پاس آ کر بیٹھا اور ان کا سر اپنے کندھے پر رکھا شہریار بھی پریشانی سے ان کے پاس کھڑا تھا۔۔ "

یہ سب کیا ہو رہا ہے آئیدن ایک لمحے کے لیے ریحانہ خانم بکھری تھی لیکن پھر خود کو مضبوط ظاہر کرتے سیدھے ہو کر بیٹھ گئی۔۔ "

اب آتے ہیں سردار دالہام خانزادہ کی طرف جو غصے سے بھرا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور جبا کو مارتی ہوئی طرسم کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھا۔۔ "

سردار جی وہ میں نے بی بی جی کو کچھ نہیں کہا یہ ویسے ہی مجھے مار رہی ہیں
جبا حد سے زیادہ معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی اسے لگا کہ شاید
دالہام اسے ڈانٹے کہ تم نے طرسم کو کچھ کہا ہے اس لیے وہ تمہیں مار
رہی ہے۔ اس نے کچھ کہنے کی بجائے ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ
کیا جبا خاموشی سے کمرے سے باہر چلی گئی دالہام کھا جانے والی نظروں
سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا تو طرسم ڈری سہمی ہوئی
گھٹنوں کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے بیٹھے رو رہی تھی۔۔ "
دیو مجھے بابا پاس جانا دالہام خانزادہ کی پیٹھ پر اس نے بے شمار مکے
مارے پیچھے مڑ کر اس نے طرسم کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر
چہرے سے دبوچتے اس کا سر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگایا۔۔ "
میں مارتا ہوں تمہیں !اپنی سبز آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں گاڑھ کر
پھنکارا تو طرسم نے فوراً حامی میں سر ہلایا اس کے لیے دالہام خانزادہ کا

رویہ مارنے کے برابر تھا کیونکہ کبھی اس کے ساتھ کسی نے سخت رویہ نہیں اپنایا تھا۔۔ "

پہلے تو نہیں مارتا تھا چار فٹی لیکن اب تمہیں میں بتاؤں گا کہ ظلم کرنا کہتے کسے۔۔۔ دالہام کی زبان یکدم رکی اس کے کانوں میں سفیان خان کے الفاظ گونجے کے بدلے کی آگ میں یہ مت بھول جانا کہ تم تیمور خانزادہ کے بیٹے ہو۔۔ "طرسم کا چہرہ چھوڑ کر چہرے پر ہاتھ پھیر کر جیسے خود کو پر سکون کرنے لگا سفیان خان صحیح تو کہہ رہا تھا کہ وہ جنون کی آگ میں صارن خان سے بدلہ لینے کے لیے ایک ننھی سی جان پر ظلم کر رہا ہے۔۔ "

دیکھو تم اپنے بابا پاس نہیں جاؤ گی تمہیں میرے پاس رہنا ہے تا عمر دالہام نے خود پر ضبط کر کے اس کے آنسو نرمی سے صاف کیے اور اس کے بال سہلا کر پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔ "

اگر تم اچھے بچوں کی طرح میرے ساتھ رہو گی تو پھر میں تمہیں ڈھیر ساری چاکلیٹس بھی لا کر دوں گا اور باہر بھی گھمانے لے کر جایا کروں گا لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے۔ دالہام ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا وہ بس کسی طرح طرسم کو حویلی میں رہنے کا اور خود کی عادت ڈالنا چاہتا تھا کیونکہ جس طرح آج اس نے ادھم مچا کر صارم خان کو بڑی حویلی بلایا تھا آئندہ وہ اس طرح کی گستاخی نہ کریں۔۔ "

کیسی شرط ؟ چھوٹے بچے جلد ہی باتوں میں آجاتے ہیں طرسم بھی اس وقت دالہام خانزادہ کی باتوں میں آچکی تھی دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کر آنسو صاف کرتے پوچھا۔۔ "

تمہارے بابا کی کبھی تم سے بات ہو یا پھر ملاقات ہو تم انہیں یہ کہو گی کہ میں تمہیں مارتا ہوں اور تم میرے کمرے میں رہتی ہو دالہام نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا اور بال کان کے پیچھے کیے۔۔ "

دیو تمہیں پیار کرنا بھی آتا ہے آنکھیں پٹپٹا کر سوال داغا دالہام خانزادہ کو یہی ہنر تو آتا تھا اپنی خوبصورت آواز اور خوبصورت لفظوں میں دوسروں کو پھنسانا۔۔ "

کیوں دیو پیار نہیں کر سکتا دالہام خانزادہ کا لہجہ سخت تھا لیکن طرسم کو اس کا لہجہ پیار بھرا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں میں سختی نہ تھی۔۔ "

دیو مجھے کبھی کبھی میرے بابا سے ملوا دو گے ڈرتے ہوئے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر پوچھا ننھی سی جان اندر سے بے انتہا ڈری ہوئی تھی آنکھوں میں کئی آنسوں لیے امید بھری نظروں سے دالہام خانزادہ کو دیکھا۔۔ "

مجھے نہیں معلوم فل وقت جو میں نے کہا ہے وہ کرنا ہے تمہیں چہرے کا رخ دوسری جانب کر کے دوبارہ سے اس کے بال سلائے اسے اٹھا کر بیڈ پر بٹھانے لگا جب طرسم نے سختی سے اس کے گرد حصار بنا لیا۔۔ اور

پھر لمبے لمبے سانس لینے لگی دالہام نے اس کا چہرہ سامنے کر کے رخسار تھپتھپائے تو طرسم نے بند ہوتی آنکھیں ایک مرتبہ کھول کر دالہام کی جانب دیکھا اور پھر آنکھیں موند گئی۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر ہاتھ پر تھوڑا سا پانی ڈال کے چھینٹیں اس کے منہ پر ماری اسے ہوش نہ آیا۔ پانچ منٹ دالہام خان اس کے رخسار تھپتھپاتا رہا۔ اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر ڈاکٹر کو کال کی جو ابھی ان کے گھر سے تھوڑی ہی دور گئی تھی دالہام خانزادہ کی کال اپنے موبائل پر دیکھ کر اس نے کال فوراً ریسیو کی۔۔ "

ڈاکٹر فوراً واپس آئے اپنی بات کہہ کر دالہام نے کال کٹ کر دی اور طرسم کو بیڈ پر لٹایا کھڑکیاں اور بالکنی کا دروازہ کھول دیا سب پردے ہٹا دیے تاکہ کھلی ہوا کمرے کے اندر داخل ہو۔۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئی ڈاکٹر کو دوبارہ حویلی میں آتے دیکھ ان کے پیچھے ریحانہ

خانم بھی اندر داخل ہوئی۔ طرسم کو بیڈ پر بے ہوش دیکھ کر ڈاکٹر نے اس کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی چل رہی تھی۔۔ دالہام خانزادہ بے چینی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا ریحانہ خانم طرسم کے پاس بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ گئی۔۔ "

سردار دالہام آپ کی بیوی کو سانس کا مسئلہ ہے تو احتیاط کیجئے گا انہیں کسی گھٹن والی جگہ پر نہ رکھیں اور ہر وقت ان کے پاس کسی ایک شخص کا موجود ہونا ضروری ہے ڈاکٹر نے کھلی کھڑکیوں اور بالکنی کی جانب دیکھا جہاں سے تازہ ہوا اندر داخل ہو رہی تھی اور طرسم کی سانسیں پہلے سے بہتر تھی۔۔۔ "

میں آپ کو کچھ میڈیسن لکھ کر دیتی ہوں وہ آپ انہیں روٹین سے کھلائیے گا، میڈیسن میں زیادہ تر طاقت کی گولیاں ہیں جن کی انہیں اشد کی ضرورت ہے۔۔ پہلے کبھی ان کی طبیعت یوں خراب ہوئی ہے طرسم

کے کمزور جسم کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر نے الفاظ ادا کیے دالہام تو اس ننھی سی گڑیا کی جانب دیکھ رہا تھا اسے 10 سال کی عمر میں سانس کا مسئلہ تھا دالہام نے کوئی جواب نہ دیا۔۔ڈاکٹر ایک مرتبہ پھر سے طرسم کا مکمل طور پر چیک اپ کر کے کمرے سے چلی گئی۔۔ "

دالہام تم نے ڈاکٹر کی بات کا جواب نہیں دیا، کیا طرسم کو پہلے یہ سب ہوا ہے؟ طرسم کو اٹھا کر اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ریحانہ خانم نے دالہام خانزادہ سے سختی سے پوچھا۔۔۔ "

جی مورے دو لفظی جواب دے کر دالہام خانزادہ صوفے پر براجمان ہوا آنکھوں میں اس قدر سختی تھی کہ سامنے والا خوف میں مبتلا ہو سکتا تھا۔۔ "

مورے آپ جائیں باہر میں ہوں یہاں پر دھیان رکھ لوں گا اس کا۔۔
ریحانہ خانم بولنے لگی تھی کہ جب ہم دالہام بولا انہوں نے نفی میں سر ہلایا
اور اٹھ کر کمرے سے باہر جانے سے پہلے طرسم کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ "
تم امتحان بن رہی ہو میرے لیے کبھی تمہارے ساتھ اپنا رویہ نرم نہ رکھتا
اگر میری مورے نے مجھے اپنی قسم نہ دی ہوتی یا پھر تمہارے دادا نے
میرے باپ کو نام بیچ میں لایا ہوتا دالہام ریحانہ خانم کے جاتے ہی
طرسم کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا اس کے کانوں میں بار بار سفیان خان
کے الفاظ گونج رہے تھے وہ اس کی کمزوری پر وار کر گئے تھے۔۔ "
بابا! موندی موندی آنکھیں کھول کر دالہام خانزادہ کی طرف دیکھا اور پھر
ارد گرد دیکھا اسے پھر سے اپنے بابا کی یاد ستانے لگی تھی۔۔ "
دالہام نے طرسم کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا اسے بچوں کو بہلانا اچھی طرح
آتا تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد سونیا کو اس نے ہی پالا تھا ریحانہ

خانم تو جیسے صدمے میں چلی گئی تھی اس وقت۔۔ پہلے شوہر کی موت کچھ دیر بعد بیٹے کی موت ان کا نہ سونیا پر دھان ہوتا اور نہ ہی آئیدن احزان پر۔ اپنے دونوں بہن بھائیوں کا دھیان دالہام رکھتا تھا چونکہ وہ بڑا تھا۔۔ "

سانس ٹھیک سے آرہا ہے اس کی پیٹھ سے سہلا کر اپنے لبوں پر مسکراہٹ لانی چاہی لیکن ناکام رہا۔۔ "

دیو چا کلیٹس جب اس نے دیکھا کہ وہ نہ تو اس کے بابا کو کال کر رہا ہے اور نہ ہی اسے لے کر جا رہا ہے تو اس نے چا کلیٹس کی ڈیمانڈ کر لی۔۔ " بعد میں لا کر دیتا ہوں اس کا ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا باہر جاتا اس کے بچوں والی چیزیں لے کر آتا وہ فل وقت سکون چاہتا تھا۔۔ "

دیو تم نے کہا ہے کہ اگر میں بابا سے کبھی کبھی ملا کروں گی تو تم میری ساری باتیں مانا کرو گے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے اسے کہا طرسم کے

ذہن میں یہ بات گھوم رہی تھی کہ وہ دالہام سے اپنی ساری باتیں منوایا کرے گی اور ریحانہ خانے کے سامنے رونے کا بہانہ کرکے ہر روز اپنے باپ کو اپنے پاس بلالیا کرے گی۔ وہ ننھی سی گڑیا یہی بھول گئی کہ اس کے رونے سے اب نہ تو اس کے بابا آئیں گے۔ اگر اس کے بابا نے ہمت کر بھی لی تو دالہام خانزادہ اس مرتبہ کا قتل کرنے سے باز نہیں آئے گا۔۔ "

دالہام نے طرسم کو بیڈ پر بٹھا کر گیا کچن میں چونکہ وہ سونیا کے لیے ڈھیر ساڑی چاکلیٹ لاکر فرج میں رکھ دیتا تھا وہاں سے تین چار چاکلیٹس اٹھائی اور لمبے ڈگ بڑھتا دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ چاکلیٹس طرسم کی گود میں رکھ دی۔۔ "

تم تو واقع ہی مت دیو ہو اتنی جلدی چاکلیٹس لے آئے دالہام نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور دوسری سائیڈ پر جاکر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا

پوری رات وہ پہلے ہی سکون سے نہ سویا تھا اور صبح جلد اٹھ کر ناشتہ کرتے وہ کام نپٹانے کے لیے چلا گیا تھا۔۔ "

طرسم خاموشی سے بیڈ پر بیٹھے چاکلیٹس کھانے لگی پانچ منٹ میں وہ پانچ چاکلیٹ ختم کر گئی تھی جب ساری چاکلیٹس ختم ہو گئی تو ایک نظر بیڈ کی دوسری سائیڈ پر لیٹے دیو کو دیکھا۔۔ اسے بھی اپنی نیند آنے لگی تھی کیونکہ جب ڈاکٹر نے اس کی ٹانگ پر پٹی کی تو ساتھ میں اسے سکون کے گولی دی تھی جو نیند کا کام کرتی تھی طرسم دائیں جانب بیڈ پر لیٹ گئی اور آنکھیں موند کر جو لحاف دالہام نے لیا تھا وہ خود پر لے لیا۔۔ "

دو گھنٹے بعد جب دالہام نے آنکھیں کھولی اسے اپنی گردن پر بالوں کی چبن محسوس ہوئی نظریں نیچے کی جانب کی طرسم اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ایک ہاتھ اس کے سینے اور ایک ٹانگ اس کی ٹانگ پر رکھے اری ترچھی تقریباً اس کے اوپر لیٹی ہوئی سوئی تھی دالہام اسے خود سے دور

جھٹکتے ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا چہرے پر بار بار ہاتھ پھیرا کہ وہ اس قدر گہری نیند کیسے سو گیا کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا طرسم اس کے اس قدر قریب سو رہی ہے۔۔ "

دالہام واش روم میں چلا گیا آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنا عکس دیکھا چہرا اور وجود پسینے سے تر تھا جیسے وہ ابھی شاور لے کر کھڑا ہوا ہو۔ دسمبر کے مہینے میں کلام میں سخت سردی پڑتی تھی اور دالہام خانزادہ اس موسم میں بھی پسینے سے نہایا گہری سوچ میں ڈوبا پیشانی مسلنے لگا۔۔ اپنی قمیض اتار کر دور اچھال دی اس کا چوڑا سینہ اور سرخ و سفید رنگت واللہ اس کی خوبصورتی دیکھنے والے کو اپنی سحر میں جکڑ لیتی تھی۔۔۔ "

طرسم نے موندی موندی آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا کوئی بھی موجود نہ تھا اپنے کپڑوں پر دھیان دیا جہاں خون لگا ہوا تھا رونے والا چہرہ بنا کر لڑکھڑاتے ہوئے ڈریسنگ روم میں گئی وہاں سے الماری کا دروازہ کھول

کر زمین پر بیٹھ گئی ٹانگ میں بے تحاشہ درد ہونے لگا آنسو بہاتے ہوئے کھڑے ہوئی اور دالہام کی ایک شرٹ پکڑلی ایک گھنٹہ لگا کر اس نے دالہام کی شرٹ پہنی اس کے کپڑے ہر جگہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ دیو کی شرٹ تقریباً کے پاؤں تک آتی تھی چیزوں کا سہارا لے کر ڈریسنگ روم کے دروازے تک پہنچی پھر وہاں زمین پر بیٹھ گئی اب اس میں ذرا سی بھی سکت نہ تھی کہ اٹھ کر بیڈ تک جاتی۔۔ "

سردار دالہام تیمور خانزادہ شاور لے کر بلیک کلر کا ٹراؤزر پہنے شرٹ لیس باہر آیا ٹاول سے بال خشک کر رہا تھا کمرے میں نظر دوڑائی طرسم کہیں پر بھی نہ تھی اسے لگا کہ شاید سونیا یا پھر اس کی مورے اسے اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔۔ "

تم یہاں کیا کر رہی ہو اور۔۔ دالہام نے اپنے بال خشک کر کے ٹاول بیڈ پر رکھا جب اس کی نظر ڈریسنگ روم کے دروازے کے ساتھ لگ کر

بیٹھی ہوئی طرسم پر گئی اس کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب دالہام نے اس کے بدن پر اپنی شرٹ کو دیکھا۔۔ "

درد ہو رہا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بلک بلک کر رونا شروع ہو گئی مرتا کیا نہ کرتا کے مترادف دالہام دانت کچکچاتے ہوئے اس کے پاس گیا اپنی گود میں اٹھا کر اسے بیڈ پر بٹھا دیا اور ڈریسنگ روم میں واپس گیا تاکہ شرٹ پہن سکے جو ٹراؤزر اس نے پہنا ہوا تھا پورا ڈریسنگ روم چھان مار لیا لیکن اسے اس کے ساتھ کی شرٹ نہ ملی ذہن پر زور ڈالنے پر پتہ چلا کہ جو شرٹ اس نے پہننی تھی وہ اس کی چار فٹی بیوی پہن کر بیٹھی ہوئی تھی غصے سے بھرا وہ ابھی باہر آیا ہی تھا کہ ریحانہ خانم کمرے میں داخل ہوئی طرسم کو دالہام کی شرٹ پہنے دیکھ اور اپنے بیٹے کو شرٹ لیس دیکھ کر انہوں نے اپنی نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔ "

مورے آپ غلط سمجھ رہی ہیں اپنی مورے کے یورخ بدلنے پر دالہام خانزادہ اپنی ہڑبڑاہٹ پر قابو نہ پا سکا اور فوراً بولا۔ ۔ ریحانہ خانم بنا اس کی بات کا جواب دیے طرسم کو گود میں اٹھایا اور اپنی چادر میں چھپا کر اپنے کمرے میں لے گئی۔۔ "

میں اس کے باپ سے بدلہ لے رہا ہوں اور یہ اس بات کا بدلہ مجھ سے لے رہی ہے دالہام کے ذہن میں سب سے پہلا خیال ہی یہی آیا جب سے وہ آئی تھی اس کی الٹی سیدھی حرکتوں نے سردار دالہام کا دماغ گھما دیا تھا اب اس کی موڑے نہ جانے کون سے خیالات اپنے ذہن میں لے کر اس چار فٹی کو اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر زمین پر بوس کیا۔۔ "

آئیدن جو بیک سائیڈ پر چکر لگا رہا تھا جبا کو ڈرتے ہوئے سرونٹ کوارٹر میں جاتے دیکھ وہ حیرانگی میں بتلا ہوا اور اپنے قدم اس کے پیچھے بڑھانے لگا۔۔ "

فرزانہ جو موبائل کان سے لگائے کسی کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھی جبا کو سرونٹ کوارٹر آتے دیکھ کال بند کرتے اس کے مقابل آئی جو الماری کے سامنے کھڑی اپنے لیے کپڑے نکال رہی تھی۔۔"

یہ کپڑے مجھے دے صاحب کو پتہ نہیں تجھ بھکارن میں کیا نظر آگیا جو تجھے اتنے سندر کپڑے لا کر دیے ہیں۔۔ فرزانہ جبا کے سرونٹ کوارٹر پہنچتے اسے بازو سے تھامیں جل بھن کر بولی۔۔"

چھوڑو مجھے۔۔ اپنے بازو میں فرزانہ کی سخت گرفت محسوس کرتے حبا درد سے کہراہ کر بولی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آئے۔۔"

پہلے اپنے سارے کپڑے مجھے دے پھر میں تجھے چھوڑ دونگی۔۔ مجھے سب سمجھ آتا ہے تو جیسے تیار ہو کر صاحب جی کے پیچھے گھومتی ہے نا۔۔ لگتا ہے کافی بھاری ہے کم دیتی ہے تجھے۔۔ حبا کی انکھوں سے زار و قطار انسو بہنے لگے وہ اس کی کردار پر الزام لگا رہی تھی۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی وہ تو ہمیشہ اجری ہوئی حالت میں رہتی تھی وہ کبھی آئیدن کے گرد نہیں گھومی تھی نہ کبھی اس نے اس نظر سے اسے کو دیکھا تھا۔۔

بول نا کتنے پیسے دیتی ہے تجھے۔۔

تم میرے کردار پر الزام لگا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ فرزانہ بہت دن سے اسے یہی باتیں سنا رہی تھی کہ تم صاحب جی کے ساتھ رہتی ہو راتوں کو

جاتی ہوان کے کمرے میں جب کہ وہ بیچاری تو اپنے کمرے میں بند رہتی تھی۔۔

آئیدن دروازے کے پاس کھڑا اس کے تمام باتیں سن رہا تھا چہرہ غصے سے سرخ ہوچکا تھا۔۔ ایک جست میں آئیدن احزان اس کی طرف بڑھا دل تو چاہ رہا تھا اسے قتل کردے آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ آئیدن احزان کے کردار پر بات کرسکے۔۔"

مم۔۔ معاف۔۔ باقی کے الفاظ فرزانہ کے منہ میں ہی دم چھوڑ چکے تھے جب آئیدن کا ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید ہوا۔۔"

ٹھاہ۔۔۔ کی آواز کے ساتھ جہانے زور سے آنکھیں میچ لی تھپڑ فرزانہ کو پڑا جب کہ ڈر کے مارے اچھلی وہ اپنی جگہ سے۔۔"

اگر کپڑے چاہیے تو مجھ سے پیسے مانگ لیتی میں دے دیتا میرے گھر کا نمک کھا کر میرے کردار پر کیچڑ اچھال رہی ہوں۔۔ دیوار میں دھنستی

فرزانہ کو دیکھتے وہ قدرے اونچی آواز میں چیخ کر بولا اور ایک نظر حبا پر ڈالی جو دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے فرزانہ سے زیادہ رو رہی تھی۔۔۔"

جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے آئندہ یہاں پر آنے کی ضرورت نہیں۔۔ آئیدن احزان نے شہادت کی انگلی سے فرزانہ کو باہر کا راستہ دکھایا کہ فرزانہ نفی میں سر ہلا کر جلدی سے اس کے پیر پڑ گئی۔۔"

صاحب جی معاف کر دو مجھے آئندہ نہیں کرونگی معاف کر دوں صاحب جی غلطی ہو گئی کام سے نہ نکالو میں کیا کرونگی۔۔"

جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ وہ غراتے ہوئے بولا کہ سہم کر فرزانہ اس کے قدموں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔"

صاحب۔۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتے کہ لیے منہ کھولتی آئیدن کی آنکھوں میں سرخی کو مزید بڑھتے دیکھ کر جلدی سے فرار ہو گئی۔۔ فرزانہ کے جاتے حبا نے ایک لمبی ہچکی لی دل ہولے سے لرزا۔۔"

لڑکی تم ٹھیک ہوں۔۔ آئیدن اسکے یوں اچانک رو کر گھبرانے پر پوچھنے لگا۔۔"

جج۔۔ جی۔۔ وہ خوف سے بولی آئیدن احزان کا غصہ دیکھ کر اسے اب اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔"

ڈرو مت دیکھو تمھیں کسی بھی چیز کی ضروت ہوں مجھے بتانا اور نہ ہی کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔۔ آئیدن نے اسے خوف زدہ ہوتے دیکھ نرمی سے کہا۔۔ حبا بولی کچھ نہی بس دھیرے سے ہامی میں سر ہلایا۔۔"

ہمممم۔۔ آئیدن یہ کہہ کر جانے کہ مڑا ہی تھا جب حبا ڈھرام سے زمین بوس ہوئی۔۔"

یک دم آئیدن نے اپنا رخ موڑا حبا کو نیچے گرتے دیکھ وہ بھاگ کر اسکی جانب لپکتے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔۔"

لڑکی اٹھو آریواوکے۔۔ آئیدن احزان نے اس کے گال

تھپتھپائے۔۔"

افف یار کیا مصیبت سے ایک ان لڑکیوں کا بات بات پر بے ہوش ہوجانا ہم جیسوں کے لیے عذاب ہے وہ منہ میں بڑبڑایا۔۔ دو سے تین بار مزید اسکا گال تھپتھپایا جبا کی جانب سے کوئی رسپانس نہ ملتے دیکھ اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔"

سائیڈ میں پانی کا چھوٹا سا کولر دیکھ کر آئیدن نے اٹھ کر گلاس میں تھوڑا سا پانی بھرا اور اسکے پاس آکر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر چہرے پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔۔ تو جبا نے مندی مندی آنکھیں کھولی خود پر جھکے آئیدن احزان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی۔۔"

تم ٹھیک ہوں۔۔ آئیدن نے اس کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر استفار کیا۔۔"

نمیرہ جو کہ چہل قدمی کیلیئے باہر آئی ہوئی تھی سرونٹ کوارٹر سے آوازیں سن کر اور فرزانہ کو روتے ہوئے نکلتے دیکھ وہ اندر داخل ہوئی آئیدن اور حبا کو دیکھتے چہرے پر ناگواری پھیلی۔۔اپنے اوپر گہری نظروں کی تپش محسوس کر کے آئیدن نے گردن موڑ کر دروازے کی جانب دیکھا نمیرہ اپنے سینے پر دونوں بازو باندھے کھڑے انہیں دیکھ رہی تھی آئیدن اسے دیکھ کر حبا سے دور ہوا۔۔"

حبا بھی جلدی سے ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ بیٹھی نمیرا کو دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔۔لیکن اگلے ہی پل اسکا سر پھر سے چکرایا اس سے پہلے وہ گرتی آئیدن کے اسکے گرد بازو کا گھیرا بنایا۔۔حبا کی حالت دیکھ کے وہ سمجھ چکا تھا اس کی بی پی لو ہو چکا ہے۔۔"

نمیرہ طنزیہ نظروں سے آئیدن احزان کو دیکھتے وہاں سے چلی گئی آئیدن نے اس کے چہرے پر اپنے لیے ناگواری کے تاثر صاف دیکھے

تھے۔۔حبا کو سہارا دیتے اس نے چارپائی پر لیٹایا اور اپنی فیملی فی میل ڈاکٹر کو کال کی تاکہ وہ آکر حبا کا چیک اپ کر لیں۔۔"

آئیدن وہی پر ہی دوسرے چارپائی پہ بیٹھ کر ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگا کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آچکی تھی اور حبا کا چیک اپ کیا۔۔"

مسٹر آئیدن ان کا بی پی لو ہو چکا ہے اسٹریس کی وجہ سے آپ لوگ پلیز ان کا خیال رکھیں ان کے سامنے کچھ ایسا نہ کریں جس سے یہ خوف زدہ ہوں۔۔ڈاکٹر نے دوائیوں سے بھری پرچی لکھ کر آئیدن کو دی اور ساتھ ساتھ حبا کا خیال رکھنے کی ہدایت دی آئیدن احزان نے ڈاکٹر کو رخصت کیا اور ساتھ ساتھ شہریار کو کال کر کے ڈاکٹر نے جو دوائیاں حبا کو لکھ کر دیتی وہ لانے کا کہا۔۔"

اپنا خیال رکھو اور کچھ ہی دیر میں دوائیاں تمہیں مل جائے گی وہ ٹائم سے کھا لینا۔۔آئیدن اس کے معصومیت سے بھرے چہرے پر نظریں

جمائے ہدایت دیتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے حویلی میں چلا گیا اس کا رخ اب نمیرہ کے روم کی جانب تھا جس کی طنزیہ نظریں اسے اچھے خاصی چبھی تھی۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ڈریسنگ روم میں اپنے لیے ڈریس سلیکٹ کر رہی تھی کیونکہ کل اسے اپنی فرینڈ کی منگنی پر جانا تھا۔۔"

کون سا پہنو۔۔ ٹھوڑی پر انگلی ٹکائے وہ پر سوچ انداز میں سوچنے لگی کہ اچانک اس کی سانسیں تھم گئیں اپنے پیٹ پر آئیدن احزان کے مضبوط ہاتھوں کو رینگتے محسوس کر کے۔۔"

اس نے جھٹ سے مزاحمت کے طور پر اپنے ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ کی گرفت پر رکھیں۔۔"

چھوڑو مجھے یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔ اپنے پیٹ سے اس کی گرفت
چھڑوانے کی وہ بھرپور کوشش کرکے اونچی آواز میں بولی۔۔"
یہ نیوی بلو فراک پہن لو بہت پیارا لگتا ہے تم پر۔۔ آئیدن اسکی مزاحمت
سے محفوظ ہوتے ہوئے بولا اپنی گرفت نمرہ پر مزید سخت کی۔۔"
اپنی زبان بند رکھو میں نے تم سے نہیں پوچھا آئیدن میں کہہ رہی ہوں
چھوڑو مجھے۔۔ اب کی بار نمیرہ پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخی کہ
آئیدن نے ناگواری سے اسے خود سے دور جھٹکتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں
دبوچا۔۔"
مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ میری محبت راس نہیں آرہی کیا چاہتی کیا
ہوں۔۔ مقابل بھی آئیدن احزان تھا جسے سامنے کھڑی اپنی متائے جان
سے عشق تھا لیکن وہ تھی جو ہمیشہ اسے چڑ کر رہتی تھی آئیدن ہمیشہ کی

طرح اس کا بچپنا سمجھ کر اس کی بد تمیزی کو اگنور کر دیتا لیکن جب نمیرہ حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے تو وہ بھی اپنا غصہ ہر گز کنٹرول نہ رکھ پاتا۔۔"

آئیدن۔۔ درد۔۔ ہو۔۔ رہا۔۔ ہے۔۔ چھوڑو وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے بولی اپنے جبڑے میں درد اٹھا محسوس کر کے آنکھوں میں پل بھر میں نمی جمع ہوئی یہی چیز مقابل کھڑے شخص کو اس پر نرمی برتنے پر مجبور کر دیتی۔۔"

میرے سوال کا جواب دو کیوں کرتی ہو میرے ساتھ بدزبانی۔۔؟ ماتھے پر شکنے مزید نمودار ہوئی جبکہ وہ اسکا جبڑہ چھوڑ چکا تھا۔۔"

مجھے نہیں پتہ۔۔ اس نے بے رخی سے اپنا چہرہ پھیر لیا یہی بات آئیدن احزان کو مزید تیش میں مبتلا کر گئی۔۔"

میرے سوال کا جواب دوں۔۔؟ غصے سے اپنا ہاتھ الماری پر مارتے وہ اپنے دونوں ہاتھ دائیں بائیں واڈروپ پر رکھے اس کے چہرے پر جھک

کر غرایا کہ نمیرہ نے سختی سے آنکھیں میچ لی لبوں پر زبان پھیرتے خشک حلق کو تر کیا ویسے تو وہ آئیدن احزان سے ڈرتی نہیں تھی لیکن جب وہ غصے میں آجاتا نمیرہ کی جان لبوں کو آجاتی۔۔"

سچ بولو یا جھوٹ۔۔ وہ ہنوز سختی سے آنکھیں میچے زیر لب بڑبڑائی۔۔ آئیدن احزان کو ٹوٹ کر اسکی معصومیت پر پیار آیا۔۔"

سچ بولو۔۔ وہ اس وقت بالکل بھی نمیرہ پر نرمی نہیں برتنا چاہتا تھا وہ ہنوز سختی سے بولا کہ نمیرہ نے دھیرے سے اپنی ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا آئیدن کے سرخ چہرے کو دیکھ کر وہ پھر سے اپنی آنکھیں زور سے بند کر گئی۔۔"

مجھے۔۔ آپ سے محبت نہی اس لیے۔۔ وہ سچ بول گئی۔۔ "آئیدن کو اس کی بات پر قطعئ غصہ نہ آیا بلکہ وہ اس کی معصومیت پر مسکرایا۔۔"

ضروری نہیں تمہاری محبت ۔ میں محبت کرتا ہوں کافی ہے ۔ ۔ مسز
آئیدن احزان آئیندہ خستاخی نہ کرنا اپنے مزاجی خدا کو خود سے دور جھٹکنے کی
ورنہ آگے تم بہتر سمجھ سکتی ہو شوہر ہوں تمہارا کچھ بھی کر سکتا ہوں وہ
دھیرے سے اپنا انگوٹھا اس کے گالوں پر سہلا کر بولا کہ نمیرہ جھرجھری
لے اٹھی کیا بھروسہ تھا مقابل کا وہ جو کہتا تھا وہ کر کے بھی دکھاتا تھا ۔ ۔ "
آئیدن مجھے طلا ۔ ۔ باقی کے الفاظ کو ہمیشہ کی طرح اسکے لبوں میں دبا چکا
تھا ۔ ۔ جتنی نفرت اسے تلاق لفظ سے تھی اسکی کل کائنات اتنا ہی اسے
اسکے سامنے استعمال کرتی وہ چاہ کر بھی اس پر اتنی سختی نہی برت سکتا تھا
جس سے وہ اس سے مزید بدگمان ہوں دن بہ دن اسے نمیرہ سے نئے
سرے سے محبت ہو رہی تھی لیکن وہ تھی اسکی فیلینگس کی ہرگز قدر نہیں
کرتی تھی ۔ ۔ تمام ترشدت اور غصہ اس کے لبوں پر انڈھیلتے وہ دور ہوا تو
نمیرہ نے خفگی اسے گھورا آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر پھسلا ۔ ۔ "

آئندہ مجھ سے اونچی آواز میں بات مت کرنا آئیدن احزان جتنی تم سے محبت کرتا ہے اگر اتنی نفرت کرنا شروع کر گیا میری جان تم ہر گز برداشت نہیں کر پاؤ گی بہتر ہو گا تم میری بے رخی اور نفرت کو دعوت نہ دوں۔۔"

اور دوسری بات تیاری کرو رخصتی کی تمھیں خود بخود ہی مجھ سے محبت ہو جائے گی جب میں تمہاری روح کی گہرائیوں میں اتر کر تمہیں خود میں شامل کروں گا اور صبح تم اٹھ کر اپنے آپ میں سرور تبدیلی محسوس کرو گی جو شادی کی پہلی صبح ہر عورت اپنے اندر محسوس کرتی ہے وہ قدرے بے باکی سے کہتا اسے آنکھ مار کر لمبے لمبے ڈھک بھرتے چلا گیا نمیرہ اس کی بے باکی پر اسے کوستی رہ گئی۔۔"

دالہام ریحانہ خانم کے جانے کے بعد تلملاتا ہوا شرٹ لیس کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا اس کی مورے نہ جانے کیا کچھ سوچ کر طرسم کو کمرے سے لے کر گئی تھی۔۔ "

اف اس چار فٹی بچی نے ہر چیز تہس نہس کر دی ہے میری زندگی میں آ کر دالہام نے الماری کے پاس جا کر دوسرا ٹروزر شرٹ نکال کر پہنا کیونکہ جو ٹراؤزر اس نے پہنا ہوا تھا اس کی شرٹ تو اس کی چار فٹی بیوی پہن کر چلی گئی تھی۔۔ "

مورے کپڑے بدلنے ہیں طرسم کو ریحانہ خانم نے بیڈ پر بٹھایا تو اس نے شرٹ کو دیکھتے منہ بنا کر کہا تو ریحانہ خانم نے سونیا کی الماری کھولی جہاں پر طرسم کے کپڑے رکھے ہوئے تھے دالہام نے تین سے چار سس کے

لیے کپڑے آئیدن سے کہہ کر منگوائے تھے لیکن بعد میں ریحانہ خانم نے بہت سارے کپڑے طرسم کے لیے منگوائے تھے۔۔ "

یہ دیکھو یہ کیسا ہے ریحانہ خانم نے وائٹ کلر کی شارٹ فراک نکالی جس کے ساتھ وائٹ ہی کلر کا ٹائسٹ تھا۔۔ "

جلدی پہنائیں طرسم کو جلدی سے وہ خوبصورت لباس زیب تن کرنا تھا ریحانہ خانم مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیٹھی اور اس کے کپڑے تبدیل کرنے لگی پانچ منٹ میں ہی انہوں نے طرسم کے کپڑے تبدیل کر کے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا بالوں کو کنگھی کی تو اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی سرخ لپسٹک پڑ گئی۔۔ "

مورے مجھے یہ لگانی ہے طرسم نے خوشی سے اچھلتے ہوئے وہ لپسٹک پکڑی اور ریحانہ خانم کی جانب بڑھائی جب انہوں نے لپسٹک کا لڈ کھول کر دیکھا تو گہری سرخ رنگ کے لپسٹک دیکھ کر انہوں نے ایک نظر

طرسم کی جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں بے شمار خوشی دیکھ کر ریحانہ خانم نے اس کے لبوں پر لال رنگ کی لپسٹک لگا دی۔۔ "

مورے مجھے ڈرائنگ کرنی ہے طرسم کو ڈرائنگ کرنے کا بہت شوق تھا پاؤں پٹکتے ہوئے ریحانہ خانم کی جانب دیکھتے ضدی انداز میں کہا تو انہوں نے طرسم کو گود میں اٹھایا اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر بیڈ پر بٹھا دیا۔۔ "

آپ یہاں بیٹھو میں لے کر آتی ہوں ریحانہ خانم نے صوفے کے پاس رکھے چھوٹے سے ٹیبل کے اوپر پڑی ایک ڈائری اٹھا کر طرسم کے آگے رکھ دی۔۔ اور پھر سائیڈ ٹیبل کا دراز کھول کر وہاں سے کلرز نکالے اور اسے تھما دیے۔۔ طرسم کو کام میں مصروف دیکھ ریحانہ خانم کمرے سے باہر چلی گئی۔۔ "

مورے میری ڈائری دیکھی آپ نے سردار دالہام خانزادہ کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے اور براؤن رنگ کی چادر لیے رعب دار شخصیت کے

ساتھ ریحانہ خانم کے سامنے کھڑے اپنی ڈائری کے بارے میں استفار کر رہا تھا۔۔ "

مجھے کیا پتہ تمہاری چیزوں کا تمہارے کمرے میں ہی ہوں گی انہوں نے خفگی سے جواب دیا دالہام کو سمجھ لگ گئی کہ وہ کیوں خفا ہیں۔۔ "

میری مورے جان! آپ کو لگتا ہے آپ کا دالہام ایسی حرکت کرے گا ان کے پیچھے کھڑے ہو کر کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر محبت پاش لہجے میں کہا

بے ساختہ ریحانہ خانم کے لبوں پر مسکراہٹ رقصہ ہوئی اور انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ "

تو پھر یوں غصے سے میرے جانب دیکھ کر آپ کیوں گئی تھی ریحانہ خانم کا رخ اپنی جانب کر کے پیشانی پر بوسہ دیا وہ اپنی مورے سے بے انتہا پیار کرتا تھا۔۔ "

تم نے اسے اپنے کمرے میں کیوں رکھا تھا بیٹا تمہیں معلوم ہے وہ چھوٹی بچی ہے اس طرح کی الٹی سیدھی حرکت کر دیتی ہے ریحانہ خانم نے دالہام کا ہاتھ تھام کر طرسم کے بارے میں سوچتے ہوئے اداس ہو گئیَ۔۔ "

مورے مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا وہ کوئی اس طرح کی حرکت کر دے گی۔ میں حد سے زیادہ تھک گیا تھا جس کے باعث میں بیڈ پر نیم دراز ہوا تو مجھے فوراً نیند آ گئیَ اٹھا تو وہ میرے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی اسے فوراً اپنے سے دور کیا اور فریش ہونے چلا گیا جب باہر آیا تو وہ میری شرٹ میں مبلوس ڈریسنگ ٹیبل کے دروازے کے پاس بیٹھی تھی دالہام نے ساری بات ریحانہ خانم کے سامنے رکھ دی۔۔ "

لیکن بیٹا احتیاط کرو وہ چھوٹی بچی ہے اگر اسے تمہاری عادت ہو گئیَ تو وہ ضد کیا کرے گی کہ اس نے تمہارے پاس رہنا ہے اور مجھے یہ سب کچھ

برداشت نہیں ہے دالہام وہ ابھی 10 سال کی بچی ہے اور نابالغ ہے
ریحانہ خانم لہجے میں پریشانی سمائے دالہام خانزادہ سے کہہ کر پریشانی سے
سونیا کے کمرے کی جانب دیکھا۔۔ "

مورے آپ ٹینشن فری ہوجائیں اسے میری عادت نہیں ہوگی۔ ایک
سفاک دیو کی عادت کس کو ہوگی؟ اسے نے ریحانہ خانم کو اپنے ساتھ
لگاتے محبت پاش لہجے میں کہا البتہ چہرے پر ابھی بھی سخت تاثرات تھے
وہ مسکراتا نہیں تھا۔۔۔ "

مورے میری ڈائری، مجھے دیر ہورہی ہے میرے تمام حساب اس
ڈائری میں ہے دالہام خانزادہ کو کھیتوں میں جانا تھا اسے دیر ہورہی تھی
اور پھر اس کے بعد اس نے آفس کے کام سنبھالنے تھے۔۔ "

میں سب ملازمین کو کہتی ہوں وہ دیکھتے ہیں ریحانہ خانم نے جو سب ملازمین
کا کام چیک کرتی تھی اس کو بلا کر کہا کہ دالہام کے کالے رنگ کی ڈائری

ڈھونڈیں ریحانہ خانم کے کہنے کی دیر تھی سب ملازمین پوری حویلی میں سردار دالہام کی ڈائری کو ڈھونڈنے لگے۔۔ "

مورے سونیا کے کمرے میں چیک کرتے ہیں اکثر وہ میرے کمرے میں بیٹھ کر اپنی پڑھائی کرتی ہے تو شاید غلطی سے میری ڈائری اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی ہو دالہام خانزادہ اور ریحانہ خانم نے سونیا کے کمرے کی جانب رخ کیا دروازہ کھولا ریحانہ خانم ارد گرد دیکھنے لگی کہ ڈائری کہاں ہو سکتی ہے۔۔ دالہام کی نظر بیڈ پر بیٹھی طرسم کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈائری پر پڑی تلملاتا ہوا اس کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا جب ڈائری پر اس کا دھیان گیا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دانت کچکچاتے ہوئے اس کو دیکھا۔۔ "

یہ کیا کیا ہے تم نے ؟ صدمے کی حالت میں اپنی ڈائری کو سامنے کیا آدھے سے زیادہ ڈائری کے پیج پھٹے ہوئے تھے جہاں اس نے ہر چیز کا

حساب لکھا ہوا تھا اور پھر اس پیج کو دیکھا جہاں طرسم نے اپنا کارنامہ دکھایا ہوا تھا جو کچھ یوں تھا کہ ایک اورنج رنگ کا چوزہ بنا کر اس کے نیچے کی جانب تین انڈے بنائے تھے. جس کے اندر چھوٹے چھوٹے چوزے بنے ہوئے تھے ریحانہ خانم دالہام کے پاس گئی جب ڈائری پر بنی تصویر کو دیکھا لبوں پر ہاتھ رکھ کر بمشکل انہوں نے اپنی مسکراہٹ کو روکا۔۔۔ "

دیو دیکھیں چوزے نے بے بی دیے ہیں خوش ہوتے تالیاں مار کر بمشکل کھڑے ہوئی اور دالہام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ڈائری پر بنی تصویر پر شہادت کی انگلی رکھی۔۔ "

تمہارے لیے چوزی نہیں چوزہ بچے دیتا ہے منہ میں ایک بڑبڑاتے دانت پیستے کھا جانے والی نظروں سے طرسم کو دیکھا جیسے اسے زندہ ہی نگل جائے گا۔۔ "

دیو بتاؤ نا کیسی بنی ہے ڈائری ہاتھ میں پکڑ کر اپنے ساتھ لگاتی ابرو اچکا کر بلائی لب باہر نکالتے دالہام خانزادہ سے پوچھا۔۔ "

اتنی خوبصورت بنی ہے کہ میرا دل چاہ رہا ہے اس ڈائری کو پکڑ کر آگ لگا دوں میری ایک سال کی محنت برباد کرتی تم نے چار فٹی بچی۔۔ دانت پیستے ہوئے آگے کی جانب بڑھ کر طرسم کا چہرہ دبوچنے لگا جب ریحانہ خانم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھوری سے نوازا۔۔ "

چھوٹی بچی ہے کوئی بات نہیں بچے ایسے حرکتیں کرتے ہیں تم بھی جب چھوٹے تھے اکثر تیمور کی ڈائری پھاڑ دیتے تھے طرسم کو اپنی گود میں اٹھا کر ریحانہ خانم نے دالہام خانزادہ کو اس کے بچپن کے کارنامے یاد دلوائے۔۔ "

میری پری کو کچھ نہیں کہنا۔۔۔ "

آپ کو یہ کہاں سے سردار دالہام خانزادہ کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے غور سے طرسم کے چہرے کو دیکھا سفید رنگت، بھورے بال، گلابی لب جو اس وقت سرخ رنگ میں رنگے گئے تھے، شانوں پر بکھرے بال، نیلی انکھیں، واللہ جب وہ جوان ہوگی تو کس قدر قیامت ڈھائے گی سردار دالہام تیمور خانزادہ پر۔۔ "

کیا ہوا دالہام کچھ کہنے والے تھے تم ریحانہ خانم نے ٹکٹکی باندھے اسے طرسم کی جانب دیکھتے ہوئے کندھے پر چٹکی کاٹی تو جیسے دالہام خانزادہ ہوش میں آیا۔۔۔"

ایسے ہی آپ اسے پری کہتی ہیں مجھے تو چڑیل لگتی ہے سفید جھوٹ بولتے نظریں چرائی۔۔ "

جی نہیں میں پری ہوں اور آپ دیو۔۔ آپ کو پتہ ہے مجھے پاپا نے نا سٹوری سنائی تھی جس میں دیو کو پری پیار ہو جاتا ہے دالہام نے اسے ریحانہ خانم کی گود سے پکڑ کر اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔ "

مورے اپ باہر جائیں مجھے ذرا آپ کی پری سے بات کرنی ہے دالہام نے ریحانہ خانم کو دروازے کی جانب اشارہ کیا تو انہوں نے ایک گھوری سے نوازا جیسے کہنا چاہ رہی تھی کہ خبردار تم نے اگر بچی کے ساتھ سخت رویہ اپنایا۔۔ اسے خبردار کرتے ہوئے ریحانہ خانم کمرے سے باہر چلی گئی۔۔ "

آج کے بعد اگر تم نے میری کسی چیز کو پکڑا۔۔۔ دالہام اس سے قبل کچھ اور بولتا طرسم نے اس کے لبوں پر اپنا ننھا سا ہاتھ رکھ دیا۔۔ "

دیو کبھی پیار سے بھی بات کر لیا کرو نہیں تو میں تمہیں جادو سے غائب کر دوں گی اس کے گردن میں بازو حائل کر کے ناک پر دانت گاڑھے۔۔ "

یہ عادتیں تمہیں کس نے سکھائی ہیں دالہام نے اسے بیڈ پر بٹھا کر اپنی ناک پر ہاتھ رکھا جو بے انتہا سرخ ہو گئی تھی۔۔ "

جب میرے بابا میری بات نہیں مانتے تو میں انہیں کاٹی کرتی ہوں آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا دالہام خانزادہ نے اپنی نظریں موڑ لی۔۔ "

دیو جیسے چوزے انڈے دیتے ہیں تو ان کے بے بی ہوتے ہیں اس طرح جب انسان انڈے دیتا ہے تو اس کی بھی بے بی ہوتے ہیں دالہام جو خود کو پر سکون کرنے کے لیے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو اٹھا کر گلاس میں پانی ڈال کر ابھی لبوں سے لگا کر ایک گھونٹ لیا ہے تھا کہ طرسم کے الفاظ سن کر فوارے کی صورت میں سارا پانی منہ سے باہر نکل آیا۔۔ "

مہربانی ہے چار فٹی اپنے یہ لاجک اپنے پاس رکھو ہاتھ اپنی داڑھی پر پھیر کر صاف کی۔ اور ساتھ میں نفی میں سر ہلایا واقع ہی میں آج کل کی جنریشن

حد سے زیادہ آگے بڑھ چکی ہے اپنی عمر سے بڑے سوال پوچھتے ہیں۔۔۔"

نہیں دیو مجھے جاننا ہے تم نے پہلے مجھے بالغ کا مطلب بھی نہیں بتایا تھا اور اب مجھے یہ بھی نہیں بتا رہے کہ بے بی انڈے سے آتے ہیں یا پھر نہیں۔۔ دالہام کا دل کیا اس کے منہ پر ٹیپ لگا دے یا پھر الفی پکڑ کر اس کے ہونٹوں پہ لگائے تاکہ کچھ دیر کے لیے اس کے کانوں کو سکون ملے نہ جانے اس کے ذہن میں ایسے سوال کہاں سے آ رہے تھے۔۔"

بتاؤ نا دیو بے بی انڈے میں سے باہر نکلتا ہے وہ اس قدر معصومیت سے پوچھ رہی تھی کہ وہ اسے ڈانٹ بھی نہیں سکتا تھا۔۔"

تم ابھی ان سب چیزوں کے لیے بہت چھوٹی ہو جب بڑی ہو گی تو تمہیں خود بخود معلوم پڑ جائے گا کہ بے بی کہاں سے آتا ہے اور بالغ کا مطلب

کیا ہے ایک ایک لفظ چبا چبا کر دانت پیستے ہوئے کہا اور اپنی ڈائری پکڑ کر دیکھی جو آدھے سے زیادہ پھٹ چکی تھی صفحے ڈھونڈنے چاہے کہ وہ کہاں پر ہیں۔۔۔ "

دیود یکھو میں بڑی ہوں طرسم کھڑے ہونے لگی پاؤں میں لگی چوٹ کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرتی کے دالہام نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گرنے سے بچا لیا۔۔ "

دیکھو دیو میں تمہارے جتنی ہوں مسکراتے ہوئے دالہام خانزادہ کی طرف دیکھا اس کی پیشانی دالہام کے لبوں تک آرہی تھی۔۔ "

بالکل تمہارا قد سات فٹ ہے اور میں تو ابھی زمین سے باہر بھی نہیں نکلا فرضی مسکراہٹ زبردستی اپنے چہرے پر سجا کر ہاتھوں کا مکا بنا کر طرسم کو بیڈ پر بٹھا دیا۔۔ "

دیو تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں پھر سے دالہام کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اس کے ننھے ننھے ہاتھ دالہام خانزادہ نے جب اپنی انکھوں پر محسوس کیے تو فوراً سے پیچھے ہو گیا طرسم کمر کے بل بیڈ پر گری جس ٹانگ پر چوٹ لگی ہوئی تھی وہاں پر ہاتھ رکھتے بلند آواز میں چیخی تھی۔۔ "

بچی !اسے پکارتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بٹھا لیا طرسم اس کے سینے پر سر رکھ کر بلک بلک کر رونے لگی۔۔ "

کچھ نہیں ہوا بالکل ٹھیک ہو تم اس کا چھوٹا سا چہرہ اپنے بڑے ہاتھوں میں تھام کر اسے پر سکون کرنا چاہا کیونکہ اگر وہ زیادہ روتی تو اسے پھر سے سانس کا مسئلہ شروع ہو جاتا۔۔ "

دالہام خانزادہ کا چہرہ طرسم کے بے حد قریب تھا اسی پل سونیا کمرے میں داخل ہوئی طرسم کو اپنے لالا کی گود میں بیٹھے اور ایک دوسرے کے

اس قدر قریب دیکھ کر اس کا چہرہ بے انتہا سرخ ہو گیا دالہام کی نظر جب دروازے پر کھڑی سونیا پر گئی تو فوراً سے طرسم کو بیڈ پر بٹھا کر کھڑا ہو گیا

"۔۔

سونیا بچے آپ کب آئی اس کے پاس جا کر سر پر ہاتھ رکھتے پیار بھرے لہجے میں استفار کیا۔۔ "

جب آپ میری بھابھی کے ساتھ رومینس کر رہے تھے نظریں جھکا کر شرماتے ہوئے کہا تو دالہام خانزادہ نے ہلکی سی گھوری سے اسے نوازا۔۔ "

میرے خیال سے وہ 10 سال کی بچی ہے البتہ اگر میری بہن اپنی شادی کی بات کرنا چاہ رہی ہے تو کر سکتی ہے دالہام نے اسے جان بوجھ کر تنگ کیا وہ جانتا تھا کہ سونیا سب سے زیادہ شادی کی بات پر چڑتی ہے

اپنے بڑے لالا کے الفاظ سن کر کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر ایک لمحے کے لیے گھوری سے نواز کر دالہام خانزادہ کے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔ "

اچھا میری جان مجھے کام پر جانا ہے اپنی اس چار فٹی بھابھی کا دھیان رکھنا اسے پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔۔۔ "

لالا اتنی پیاری میری بھابی ہے انہیں چار فٹی کہہ کر کیوں بلاتے ہیں طرسم کے پاس جا کر اسے اپنی گود میں بٹھایا اور خفگی سے اپنے لالا کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔۔ "

اوکے میں کام پر جا رہا ہوں سونیا کے پاس آ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تو طرسم کی آنکھیں یک دم نم ہوئی تھی اس کے بابا اس کی پیشانی پر بوسہ دیے بغیر کبھی نہیں گئے تھے۔۔ "

کیا ہوا؟ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جما ہوئے دیکھ بے ساختہ دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔ "

میرے بابا جب باہر جاتے تھے تو مجھے یہاں پر پیار کرتے تھے اپنی پیشانی پر جیسے ہی طرسم نے ہاتھ رکھا آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہنے لگے۔۔ "

سونیا نے اپنے لالا کو اشارہ کیا کہ طرسم کی پیشانی پر بوسہ دے دالہام نے فوراً نا میں سر ہلا دیا۔۔ تو سونیا طرسم کو بیڈ پر بٹھا کر دالہام کا ہاتھ پکڑ کر سائیڈ پر لے گئی۔۔ "

لالا وہ ننھی سی جان ہے اپنی مورے اور بابا سے دور ہے۔۔ بیٹی جب ماں باپ سے دور ہوتی ہے تو بعض اوقات کافی لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جو احساس محرومی کا شکار ہو جاتی ہیں پلیز لالا اس کے وہ سب نخرے اٹھائیں جو اس کے بابا اٹھاتے تھے میں جانتی ہوں وہ اسی شخص کی بیٹی ہے جس نے میرے لالا کا قتل کیا لیکن اس میں اس معصوم کی غلطی نہیں ہے سونیا کی آنکھوں میں بات کرتے ہوئے کئی آنسو جمع ہوئے

دالہام نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور ساتھ لیے طرسم کے پاس گیا کچھ لمحے سوچنے کے بعد نرمی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پیشانی پر ایک سیکنڈ کے لیے لب رکھ کر پیچھے ہو گیا۔۔ "

تھینک یو دیو دالہام نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور لمبے ڈگ بھرتا ہوا چلا گیا۔۔"

آئیدن نے کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے سات بجا رہی تھی وہ جب نمیرہ کمرے سے باہر نکلا تھا تو وہ اسی وقت چینج کر کے ڈرائیور کے ساتھ انگیجمنٹ پر جا چکی تھی۔۔ میری زندگی کو گئے کافی وقت ہو گیا ہے انگیجمنٹ کی رسم ہو گئی ہو گی اگر نہ بھی ہوئی ہو تو ہم دونوں ساتھ کر لیں گے نمیرہ کے بارے میں سوچتے ہوئے مسکرا کر سیڑھیاں اترتا

لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر گیا کار میں بیٹھ کر تیزی سے بھگانے لگا تاکہ جلد اس جلد اس جگہ پر پہنچ سکے جہاں اس کی دشمن جان تھی۔۔"

کچھ ہی دیر میں وہ نمیرا کی فرینڈ کے گھر کے باہر کھڑا ہوا تھا۔۔"

اندر سے کافی حلے گلے کی آوازیں آرہی تھی۔۔ آئیدن نے پاکٹ سے اپنا موبائل نکال کر نمیرا کو کال ملائی جو کہ اس نے ریسیو نہیں کی دو سے تین بار مزید اسے کال کرنے پر بھی نمیرا نے کال ریسیو نہیں کی تو مجبورا اسے خود ہی اندر جانا پڑا۔۔"

نمیرا تین بجے ہی ڈرائیور کے ساتھ جا چکی تھی اب شام کے سات بج رہے تھے سو وہ آج کے دن کو یادگار بنانے کی خاطر اسے خود پک کرنے آگیا تھا۔۔"

آپ پلیز اندر جا کر نمیرا کو بلا دیں۔۔ کافی لاؤڈ میوزک کی آواز سنتے آئیدن احزان نے خود اندر جانا بہتر نہ سمجھا اسکی غیرت گوارا نہیں کرتی تھی غیر

عورتوں کو دیکھتا سو اس نے گارڈ سے کہا جو نمیرا کو جانتا تھا چونکہ وہ اکثر اپنی دوست فائزہ کے گھر آتی رہتی تھی۔۔"

جی صاحب میں بلا کے آتا ہوں گارڈ ہامی میں سر ہلاتے نمیرا کو بلانے چلا گیا۔۔"

آئیدن اجلت میں بار بار ہاتھ میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے نمیرہ کا انتظار کرنے لگا اسکے لیے یہ وقت کافی قیمتی تھا۔۔"

کچھ ہی دیر میں نمیرا چہرے پر غصہ سجائے باہر آئی آئیدن احزان کو دیکھتے اسکے چہرے پر ہمیشہ کی طرح ناگواری پھیلی۔۔"

جبکہ ہمیشہ کی طرح آئیدن کے چہرے پر اسے دیکھ کر زندگی سی بھرپور مسکراہٹ رقصہ ہوئی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔"

کیا ہے آئیدن تمہیں کس نے کہا تھا مجھے لینے آؤ۔۔ آس پاس لوگ اور گارڈز کو دیکھے نمیرا اس کے قریب آتی خاصی دھیمی آواز میں بولی لیکن

لہجہ زہر سے بھی زیادہ زہریلا تھا جو کہ ہمیشہ آئیدن احزان جیسے مضبوط انسان کا دل زخمی کر دیتا۔۔ "

ظاہر ہے خود ہی آیا ہوں اور اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں سو مجھے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے وہ مسکرا کر کہتا بیوی لفظ پر زور دیا تاکہ مقابل کھڑی متاعِ جاں کو اچھے سے باور کروالیں وہ اس کی کیا لگتی ہے۔۔ "

افف۔۔ آئیدن دیکھو میری بات سنو بروقت میں اپنی فرینڈ کے ساتھ ہوں میں ڈرائیور کے ساتھ آجاؤں گی تم جا سکتے ہو۔۔ خود کو تکتے دو لڑکوں کو پا کر وہ مسکرا کر آئیدن سے بولی۔۔ "

بیوی تم میری ہو ڈرائیور کی نہیں ہو جوان کے ساتھ آؤ گی چلو خاموشی سے میرے ساتھ ورنہ مجھے زبردستی کرنا اچھے سے آتا ہے۔۔ وہ بھی

اسی کے انداز میں سختی سے بولا۔۔ نمیرہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا جو ہمیشہ عذاب کی طرح اس کے سر پر مسلط رہتا تھا۔"

آئیدن پلیز یہاں کوئی تماشہ نہ لگاؤ۔۔۔۔۔؟ آئیدن احزان کے ماتھے پر بے شمار تیور دیکھتے نمیر اگھبرا کر بولی وہ جانتی تھی اگر اس نے بھی بدلے میں آئیدن کے ساتھ بدتمیزی کی وہ ایک پل بھی نہیں لگائے گا اسے یہاں سے گھسیٹ کر لے جانے میں۔۔"

ڈارلنگ میں تماشہ نہیں لگا رہا سمپل سی بات ہے خاموشی سے میرے ساتھ چلو ورنہ مجھ سے اچھے کی امید مت رکھو۔۔ وہ اسے کلائی سے تھامیں اپنے قریب تر کر گیا نمیر اگھبرا کر جلدی سے اس سے دور ہوئی کیونکہ وہ دو لڑکے ابھی بھی اسے دیکھ رہے تھے۔۔"

آئیدن کی نظریں کب سے ان دونوں لڑکوں پر ہی تھی وہ سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا وہ کوئی تماشہ نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے نمیرا مزید اس سے بدگمان ہو۔۔"

آئیدن کی آنکھوں میں جو غصہ اور جنون تھا، وہ اس کے جسم کے ہر حصے میں واضح طور پر نظر آرہا تھا۔ اس کی نظریں ان دونوں لڑکوں پر مرکوز تھیں جواب تک نمیرا کو بے تکلفی سے گھور رہے تھے۔ اس کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔ وہ تیزی سے ایک لڑکے کی طرف بڑھا، جو ابھی تک نہیں سمجھے تھے کہ آئیدن احزان کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔۔"

دوبارہ میری عزت کی طرف دیکھنے کی جرات نہ ہو۔۔ آئیدن کا غصہ لبوں سے نکلتے ہی ایک لڑکے کی طرف بڑھا، اور اسے ایک زوردار مکا مارا، جس سے وہ لڑکا بے قابو ہو کر پیچھے گرا۔ دوسرے لڑکے کو بھی آئیدن نے ایک زوردار دھکہ مارا، جس سے وہ بھی زمین پر جا گرا۔۔ نمیرا

یہ سب دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی، اور وہ آئیدن کے جنونی انداز کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے جلدی سے آئیدن کو روکا۔۔"

آئیدن! بس کرو، یہ تم کیا کر رہے ہو پلیز کوئی تماشہ نہ لگاؤ۔۔۔"!

آئیدن کا غصہ ابھی تک تھما نہیں تھا وہ دونوں پر ٹوٹ پڑا تھا گارڈز بچارا دونوں لڑکوں کی جان خلاصی کروانے لگا۔۔"

آئیدن تمہیں میری قسم چھوڑوں انہیں۔۔ نمیرا نے اسے اپنی قسم دی تو جھٹ سے آئیدن نے دونوں لڑکوں کو ایک آخری نظر سے گھورا، اور پھر ان کی طرف ایک بار اور بڑھا، مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کرتا، نمیرا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے روکنے کی کوشش کی۔۔"

آئیدن، پلیز! تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے!" اس کی آواز میں خوف تھا، اور اس کا دل بے چین تھا۔ لیکن آئیدن اس کی باتوں کو نظر انداز کرتا ہوا ایک قدم پیچھے ہٹا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن چھوڑو انھیں نمیرہ نے آئیدن کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا وہ لڑکے وہاں سے بھاگ گئے انہیں تین سے چار مکے ہی پڑے تھے اور ان کا برا حال ہو گیا۔۔ ان لڑکوں کے جاتے ہی نمیرہ کا سختی سے پکڑ کر زبردستی کار میں بٹھایا۔۔ "

مجھے آواز نہ آئے تمہاری آئیدن احزان نمیرہ پر یکدم گرجا تو اس کے اوسان خطا ہوئے اس نے کبھی اس قدر سختی سے نمیرہ سے بات نہیں کی تھی۔۔ "

جب ایک مرتبہ میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ کار میں بیٹھو تو تمہارے سوال کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا نمیرہ آئیدن احزان کار کو حد سے زیادہ تیز سپیڈ میں چلاتے ہوئے پھنکارا تھا کہ نمیرہ کی روح فنا ہوئی آنکھوں میں اشک لیے اس کی جانب دیکھا۔۔ آئیدن کا ارادہ اپنی متاع جاں کو ڈیٹ پر لے جانے کا تھا لیکن جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد دل ہر چیز تہس نہس کر دینے کا کہہ رہا تھا۔۔ نمیرہ نے آنکھیں پھاڑے کچھ لمحے بعد آئیدن کی جانب دیکھا جو کار بڑی حویلی لے جانے کی بجائے نا جانے کہاں لے جا رہا تھا۔۔ "

آئیدن ہم کہاں جا رہے ہے با مشکل تھوک نگل کر اس سے استفار کیا جس کی آنکھوں میں صرف جنون تھا۔۔ "

متاع جاں سے سکون حاصل کرنے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے دوسرے ہاتھ سے نمیرہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا تو وہ کٹی پتنگ

کی طرح اس کے کندھے سے جا لگی، آئیدن کے الفاظ نمیرہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔ آئیدن احزان کی عطر کی خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تو جیسے اس نے روح میں بسیرا کر لیا۔۔ "

آئیدن مجھے گھر جانا ہے مورے۔۔ اس سے قبل وہ اپنے الفاظ مکمل کرتی آئیدن کار جھٹکے سے روک کر اس کے لبوں پر جھک کر الفاظ اس حلق میں ہی دبا گیا۔۔ "

متاع جاں مجھے تمہارا میرے قریب رہنا پسند ہے مجھ سے دور ہونے کی کوشش مت کیا کرو اپنے بازو کے حصار میں نمیرہ کو لیے آئیدن نے کار سٹارٹ کر دی وہ اس کی باہوں میں جھٹپٹاتی رہی لیکن مقابل کو کوئی فرق نہ پڑا اس نے کار ایک چھوٹی سے گھر کے سامنے روکی جو جھیل کے پاس تھا۔۔ "

چلو! کار سے باہر نکل کر دوسری جانب آتے دروازہ کھولا اور نمیرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالتے ہی بازوں میں اٹھا لیا اس کے انداز پر گھبرائی سی آنکھیں اس نے آئیدن پر ٹکائی۔۔ قدم بڑھاتے گھر کا دروازہ کھولا نمیرہ تو جیسے گھر کا اندرونی منظر دیکھ کر آنکھیں جھپکانا بھول گئی پورا گھر گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا ایک جانب بیڈ زمین پر سیٹ کیا ہوا تھا بائیں جانب ایک ٹیبل جس کے گرد دو کرسیاں اور مختلف کھانے لگے ہوئے تھے اور درمیان میں بڑا سا نمیرہ آئیدن احزان لکھا ہوا تھا ایک سائیڈ پر دروازہ لگا تھا وہ شاید واش روم تھا اور ایک چھوٹا سا اوپن کچن نہایت ہی خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔۔ "

کیسا لگا میری منکوحہ کو میرا سرپرائز آئیدن اسے بازوں میں اٹھائے قدم اندر بڑھا، دروازہ لاک کیا اور اسے چیئر پر بٹھایا۔۔ "

بتاؤ نمیرہ چیئر اٹھا کر نمیرہ کے پاس رکھتے ٹیبل پر کہنی رکھ کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے محبت پاش نظروں سے نمیرہ کی جانب دیکھا۔۔ "

تمہیں معلوم ہے میں نے یہ سب کچھ تمہارے لیے اپنے ہاتھوں سے سجایا، میں چاہتا ہوں ہم اکیلے میں سکون بھرے لمحے ایک دوسرے کے ساتھ گزارے نرمی سے کہہ کر نمیرہ ہاتھ پکڑا اس کا غصہ یکم ٹھنڈا ہو گیا نمیرہ کو اس کے یہی عادت بری لگتی تھی کبھی یکدم اتنا زیادہ غصہ کرنا شروع ہو جاتا اور اچانک ہی اس کا غصہ کم ہو جاتا۔۔ "

آئیدن اپنے جذبات مجھ پر ضائع مت کرو اس لڑکی پر کرو جسے تم بے انتہا چاہتے ہو جو تمہیں چاہتی ہو، میں تمہیں نہیں چاہتی آئیدن۔ وفا خلوص محبت عشق ہر وہ جذبہ جو محب کے لہجے میں ہوتا ہے اسے آئیدن کہ لہجے میں محسوس ہوا تو اس نے صاف لفظوں میں آئیدن کو کہا نمیرہ کے الفاظ اس کے دل کے سو ٹکڑے کر گئے وہ اپنے جذبات اس لڑکی پر لٹا رہا تھا

جسے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا لیکن وہ لڑکی اس سے محبت کرنے کی بجائے اس کے لالا کی محبت میں مبتلا تھی۔۔ "

پگلی اسی پر تو لٹا رہا ہوں جسے میں بے انتہا چاہتا ہوں دل کے درد کو چھپائے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر نمیرہ کے رخسار پر ہاتھ رکھتے مسکراتے ہوئے کہا۔ نمیرہ نے اس کا ہاتھ اپنے رخسار سے پیچھے کیا۔۔ "

لیکن میں تمہیں نہیں چاہتی۔۔۔۔ چپ ہو جاؤ نمیرہ مجھے تمہارے مزید یہ الفاظ نہیں سننے، میری محبت کافی ہے ہمارے پاک رشتے کے لیے نمیرہ کی پلیٹ میں بریانی ڈال کر چمچ اس کے لبوں کے سامنے کیا تو نمیرہ نے رخ موڑ لیا۔۔ "

اچھا چلو خود کھا لو چمچ واپس بریانی کی پلیٹ میں رکھ دیا اس سے قبل آئیدن پھر سے کوئی حرکت کرتا نمیرہ نے بامشکل تین سے چار چمچ بریانی کے

کھائے۔۔جب آئیدن نے دیکھا کہ وہ مزید کھانا نہیں کھا رہی تو اسے بازوں میں اٹھائے بیڈ کے جانب بڑھا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اسے بیڈ پر لٹا دیا فوراً اسے اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اپنے بازوؤں کے حصار میں سختی سے لیا۔۔"

چھوڑو مجھے کیا بد تمیزی ہے مزاحمت کرتے اس کے سینے پر مکے برساتے ہوئے خود سے دور کرنا چاہا تو آئیدن نے ایک سخت گھوری سے اسے نوازا۔۔"

بیگم یہ بد تمیزی نہیں ہے پیار ہے خاموشی سے میری باہوں میں لیٹی رہو مجھے کچھ پل سکون چاہیے۔۔۔نمیرہ نے چہرہ پر اکتاہٹ سجائے نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا اسے معلوم تھا وہ جتنی ضد کرے گی آئیدن اسے اس قدر ہی خود کے قریب کر لے گا۔۔"

میرے لمس سے تم کیوں اکتا جاتی ہو اب کی مرتبہ اس کے دل میں بے پناہ تکلیف پیدا ہوئی۔۔ "

ایک عورت مرد کے لمس سے کیوں اکتا جاتی ہے؟۔۔ "

عورت اس مرد کے لمس سے اس لیے اکتا جاتی ہے جو اس کا من پسند نہ ہو الفاظ ادا کر کے نمیرہ کی جانب دیکھا جس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی جیسے وہ کہنا چاہ رہی تھی ہمارے درمیان بھی یہی معاملہ ہے۔۔ "

کوئی بات نہیں جب ہماری رخصتی ہوگی تو تمہیں مجھ سے

پیار۔۔۔۔۔مجھے تم سے کبھی پیار نہیں ہوگا آئیدن زندگی میں محبت صرف ایک مرتبہ ہوتی ہے آنکھوں میں موٹے اشک لیے دل کی کیفیت اپنے منکوح کے سامنے بیان کر دی آئیدن نے اپنے ذہن میں آئے خیال کو جھٹکا۔۔ "

صحیح کہا۔۔۔ تم نے اور۔۔۔۔ تمہاری پہلی محبت میں۔۔۔ بنوں گا
۔۔ذہن میں بار بار ایک خیال آرہا تھا ہر مرتبہ اسے جھٹک کر بمشکل الفاظ ادا کیے۔۔ایک مرتبہ پھر سے دل میں خیال آیا کہ "شاید وہ کسی اور کو پسند کرتی ہو آئیدن احزان تم اس کی پہلی محبت نہ ہو۔۔ "

تمہیں معلوم ہے جب میں 18 سال کا تھا اور تم 23 کی۔۔۔ مجھے تم بہت خوبصورت لگتی تھی دل میں جذبات پیدا ہونے لگے پہلے پہل تو سمجھ نہ آتی کہ میرے دل کی کیفیت کیا ہے پھر دل کے کونے سے آواز آئی کہ آئیدن احزان تم نمیرہ سفیر خان کی محبت میں بتلا ہو چکے ہو اس سے جنون کی حد تک چاہنے لگے ہو نمیرہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کی تو نمیرہ نے سختی سے آنکھوں کو بند کیا وہ لڑکی اپنے دل میں کسی اور کی محبت سمائے اپنے شوہر کی باہوں میں تھی۔۔ "

مت دو مجھے اتنا پیار یہ پیار تمہارے لیے تکلیف بنے گا ڈھکے چھپے لفظوں میں نمیرہ نے دوبارہ سے اسے باور کروایا لیکن آئیدن ہر مرتبہ کی طرح اس مرتبہ بھی اپنے ذہن اور دل میں آئے تمام خیالات کو جھٹک کر محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

چھوڑو مجھے بہت ہو گیا نمیرہ کو اب اس کے حصار میں گھٹن ہونے لگی تھی۔۔ "

آج یہ بات کی ہے آئندہ کی تو حلق سے زبان کھینچ لوں گا چہرہ سختی سے دبوچ کر اپنے قریب تر کرتے پھنکارا۔۔ "

مجھے نہیں برداشت کہ میری بیوی مجھ سے دور جانے کی بات۔۔۔۔ہاں بالکل تم مردوں کو یہ چیز تو برداشت نہیں ہوتی کہ تمہاری بیوی تم لوگوں کو چھوڑ کر جائے لیکن خود دوسروں کو اپنی باہوں میں اٹھائے گھومتے

رہتے ہیں اس کی بات کاٹتے ہوئے نمیرہ غصے سے بولی آئیدن سمجھ گیا کہ وہ کس جانب اشارہ کر رہی ہے۔۔ "

نمیرہ صرف ہمدردی کے باعث ڈاکٹر کو بلایا تھا اٹھ کر بیٹھا تو نمیرہ وہاں سے جانے لگی جب اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے پاس بٹھاتے چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر سمجھانے والے لہجے میں کہا۔۔ "

میں نے تمہیں منع کیا ہوا ہے جس کے ساتھ مرضی جا کے ہمدردی کرو اس کی مضبوط گرفت سے اپنا نازک ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی لیکن میرا ناکام رہی۔۔ "

لِسن ٹومی میں ایک آفیسر ہوا ور حفاظت کے طور پر اسے گھر لے کر آیا تھا ایک یتیم بچی سمجھ کر اسے چیزیں مہیا کی آئیدن نے ایک مرتبہ پھر سے اس کے دل میں پیدا ہوئی بدگمانی کو دور کرنا چاہا۔۔ "

تو جس کے ساتھ مرضی جا کر ہمدردی کرو میں نے تمہیں منع نہیں کیا پھر سے وہی بات دوڑاتے نمیرہ وہاں سے جانے لگی تو آئیدن اسے بیڈ پر لٹاتے اس پر حاوی ہوا۔ نمیرہ کی گردن، لبوں اور رخسار پر شدتیں دکھانے کے بعد اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکا کر آنکھیں موند کر اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔ "

کوئی مزاحمت نہیں خاموشی سے میری باہوں میں سو جاؤ نہیں تو پھر جیسے تمہاری گردن لبوں اور رخسار پر شدت دکھائی ہے اسی طرح تمہیں اپنے پورے وجود پر آئیدن احزان کا لمس محسوس ہو گا شدت سے لبوں پر بوسہ دیتے اسے اپنے بازوں کے حصار میں لیے لیٹ گیا نمیرہ میں ذرا سی بھی سکت نہ رہی مزاحمت کرنے کی اس کا جسم جیسے بے جان ہو گیا جس کو اپنا محرم بنانا چاہتی تھی اس کی جگہ اس کا بھائی اس کے قریب ہو کر اپنی

شدتوں سے اسے آشنا کروا رہا تھا۔۔ نمیرہ خاموشی سے اس کی باہوں میں لیٹی رہی اور اسی طرح پوری رات کٹ گئی۔۔ "

وریام رات کو دس بجے بڑی حویلی داخل ہوا لاونج میں طرسم کو بیٹھے دیکھ تیز بڑھاتے اس کے جانب گیا اور اپنی گود میں اٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا طرسم بھی اپنے چچا کے سینے سے لگ کر اس کی پیٹھ پر مکے مارنے لگی

"

مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے ؟ ننھے ہاتھوں سے وریام کا چہرہ تھام کر خفگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔ "

میری گڑیا مجھے معلوم ہی آج ہوا کہ میری گڑیا کو دیو اٹھا کر لے گیا ہے طرسم کی پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کر کے اسے گود میں لیے صوفے پر

بیٹھ گیا جب ریحانہ خانم اپنے کمرے سے باہر آئی سامنے وریام خانزادہ کو دیکھ کر چہرے کے تاثرات سخت ہوئے۔۔ "

السلام علیکم چچی کھڑے ہو کر سر کو خم دیتے احتراماً سلام کیا۔۔۔ "

وعلیکم السلام بنا وریام کی طرف دیکھے سلام کا جواب دے کر ملازمین سے کہہ کر کھانا لگوانے لگی کیونکہ دالہام کے گھر آنے کا وقت ہو گیا تھا۔۔ "

کیوں آئے ہو یہاں پر ملازمہ سے کہہ کر اب وہ وریام خان کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کے یہاں آنے کی وجہ پوچھنے لگی۔۔ "

میں اپنی بھتیجی سے ملنے آیا ہوں اور ویسے بھی چچی یہ ہم سب کا سانجھا گھر ہے وریام نے طرسم کو صوفے پر بٹھا کر ریحانہ خانم کے پاس جا کر ان کا ہاتھ پکڑ کے پیشانی سے لگانا چاہا تو انہوں نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ "

جب تمہارے بھائی نے میرے بیٹے کا قتل کیا تھا تمہارے باپ نے اسی وقت ہم سے اپنا رشتہ ختم کر لیا تھا تو کس حق سے مجھے اپنی چچی کہہ

رہے ہو وریام چہرہ جھکا گیا ایک غلطی کی وجہ سے ان کا پورا خاندان بکھر گیا تھا ریحانہ خانم جو اسے اپنے بیٹوں سے بڑھ کر چاہتی تھی آج اس سے منہ موڑے کھڑی تھی۔۔ "

چاچو! اونچی آواز میں چیختے ہوئے وریام خان کو بلایا تو فوراً وریام طرسم کے پاس گیا اور اسے اپنی گود میں اٹھایا۔۔ "

چاچو، بابا اور دادا کو کہیں کہ یہاں پر آجائیں ہم سب اکٹھے رہیں۔۔۔۔۔ وریام جاؤ یہاں سے دالہام حویلی آنے والا ہے اس نے تمہیں اگر یہاں دیکھ لیا تو حد سے زیادہ غصہ کرے گا اس سے قبل طرسم اپنی بات مکمل کرتی ریحانہ خانم نے وریام خان سے کہا۔۔۔ "

کیا کریں گے دالہام لالا زیادہ سے زیادہ مجھے قتل کر دیں گے وہ بھی ڈھیٹ بنا طرسم کو اپنی گود میں لیے صوفے پر بیٹھ گیا اسی پل دالہام خانزادہ حویلی داخل ہوا کار سے باہر نکل کر لاونج میں آیا سامنے طرسم کو

وریام کی گود میں بیٹھے پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے تیز قدم بڑھاتا ان دونوں کی جانب بڑھنے لگا وریام نے طرسم کو صوفے پر بٹھایا اسی پل دالہام نے اس کے چہرے پر مکا مارا۔۔ "

لالا اس کے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے جب دالہام نے ایک مرتبہ اور اس کے چہرے پر مکا مارا اور اس کا سر پکڑ کر ٹیبل پر دے مارا۔۔ وہ ابھی اس سب سے سنبھلا نہ تھا جب دالہام نے پاس پڑا واس اٹھا کر اس کے سر پر مار دیا۔ اس سے قبل وہ وریام کو اور زیادہ مارتا طرسم کے زمین پر گرنے کی آواز سنتے دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ وریام طرسم کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھنے ہی لگا جب دالہام نے فوراً آگے ہوتے طرسم کو گود میں اٹھایا۔۔ "

لالاڈاکٹر کو بلائے اسے سانس کا مسئلہ ہے وریام نے لہجے میں بے انتہا فکر سمائے دالہام خانزادہ سے کہا سونیا شور کی آواز سن کر کمرے سے باہر آئی سامنے وریام کا خون آلود سر دیکھ کر بمشکل تھوک نگلا۔۔ "

دالہام وریام کی بات کو اگنور کیے طرسم کو کمرے میں لے گیا وریام نے سختی سے آنکھیں بند کر کے گھورتے ہوئے دالہام خانزادہ کی پشت کو دیکھا نہ جانے اسے کس بات کی اکڑ تھی۔۔۔ "

اف وریام خان مزہ آیا سونیا اس کے پاس کھڑے ہو کر آنکھوں دبا کر اس سے پوچھنے لگی وریام کا دل چاہا کہ اس کا سر پھاڑ دے جو اس کے زخموں پر مرچیں لگانے کے لیے سب سے آگے ہوتی تھی۔۔ "

سونیا اپنے کمرے میں جاؤ ریحانہ خانم نے وریام کی آنکھوں میں سخت تاثرات دیکھ کر سونیا کو اپنے کمرے میں جانے کا کہا لیکن وہ بھی ڈھیٹ

اندازمیں وہاں کھڑی اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر وریام خان کی جانب دیکھے جارہی تھی۔۔ "

چچی آپ کی بیٹی کو کچھ زیادہ ہی مجھ سے الجھنے کا شوق ہے اگر کسی دن مکمل طور پر میرے ساتھ الجھ گئی تو کبھی جدا نہیں ہو پائے گی سونیا نے آنکھیں گھما کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کیا اسے وریام کی بات سمجھ نہیں آئی تھی لیکن ریحانہ خانم وریام کہ لفظوں کی گہرائی کو سمجھ گئی تھی۔۔ وریام کا سر چکرایا لڑکھڑا کر گرنے لگا جب اس نے سونیا کے کندھے کا سہارا لیا جس کی وجہ سے سونیا اپنے وزن پر برقرار نہ رہ سکی اور پیچھے کی جانب صوفے پر گری اس کے اوپر وریام خانزادہ گرا تھا وہ سونیا کے اوپر سے اٹھنے لگا جب اس کی شرٹ کے بٹن کے ساتھ سونیا کا لاکٹ اٹک گیا وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے ریحانہ خانم آگے بڑھنے لگے جب

دالہام خانزادہ طرسم کو کمرے میں لٹا کر نیچے آیا وریام کو اپنی بہن کے قریب دیکھ کر اسے گریبان سے پکڑ کر جیسے ہی کھینچا سونیا نے دل خراش چیخ ماری۔۔ "

سونیا! سونیا کی گردن پر لاکٹ بری طرح لگا تھا چین ٹوٹ کر وریام کی شرٹ کے ساتھ لٹک رہی تھی۔۔ دالہام نے جب سونیا کا دوپٹہ اٹھا کر گردن کے پیچھے کی جانب دیکھا وہاں سے خون کے تین چار بوندیں نکلی تھی۔۔ "

دفع ہو جاؤ یہاں سے وریام خانزادہ۔ سردار دالہام خانزادہ کو حد سے زیادہ غصہ کرتے دیکھ وریام اپنے چکراتے سر کو تھام کر بڑی حویلی سے چلا گیا۔۔ "

میری گڑیا ٹھیک ہے اپنے سینے کے ساتھ سختی سے لگا کر سونیا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

لالا میں ٹھیک ہوں بھابھی ٹھیک ہیں۔۔ "

ٹھیک ہے تمہاری چارفٹی بھابھی ڈاکٹر نے جو انجیکشن دیا تھا وہ لگا کر آیا ہوں کچھ دیر تک ہوش آجائے گی اسے دالہام نے سونیا سے کہتے ہوئے ریحانہ خانم کو اشارہ کیا کہ سونیا اس کے کمرے میں لے جائیں۔۔ "

جیسے ہی طرسم کو ہوش آئے اسے سونیا کے کمرے میں چھوڑ آنا سونیا کو اپنے ساتھ لیے ریحانہ خانم دالہام سے کہتی ہوئی چلی گئی۔۔ تو وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔ "

کمرے میں داخل ہوا وہ ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا اور موبائل چلا کر کچھ ضروری ڈاکومنٹس دیکھنے لگا تقریباً دو گھنٹے بعد طرسم نے موندی موندی آنکھیں کھولی دالہام کو خود سے کچھ فاصلے پر بیٹھے دیکھ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ "

میرے چاچو کو کیوں مارا دالہام کے قریب ہوتے اس کے کندھے پر بے شمار مکے مارے تو دالہام نے اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑ کر پیچھے کی جانب لے جاتے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا کہ اس ننھی سی جان کی سانسیں سے سینے میں اٹک گئی۔۔ "

تمہارا وہ سو کولڈ چاچو کس کی اجازت سے سردار دالہام تیمور خانزادہ کے حویلی میں آیا تھا ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے چبا چبا کر کہا۔۔ "

کیوں تم پرائم منسٹر لگے ہوئے ہو دیو جو ہر کوئی تمہاری اجازت سے حویلی میں آئے گا اپنی نیلی آنکھوں میں غصہ سما کر کھا جانے والی نظروں سے دالہام کو گھورا تو وہ اس چار فٹی کی ہمت پر نظروں سے داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔۔ "

بہت ہمت ہے تم نے بچی سردار کے سامنے اپنی زبان چلا جاتی ہو تم ہاتھ چھوڑ کر اب اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔ "

مجھے دوسروں کی طرح دیو کے سامنے گونگا بننا نہیں آتا وہ بھی طرسم تھی
جواب نہ دیتی تو زبان میں کھجلی ہوتی رہتی۔۔ "
اپنی زبان کو لگام دو۔۔۔ "
اف دیو تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم انسانوں کو نہیں گھوڑوں کو لگام ڈالی
جاتی ہے طرسم نے نفی میں سر ہلا کر دالہام کی پیشانی پر ہلکی سی چپت
لگاتے ہوئے بڑی اماں کی طرح اسے سمجھانا چاہا۔۔ "
او مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا تم نے تو میری معلومات میں اتنا بڑا اضافہ کیا
ہے تلملاتے ہوئے دانت کچکچا کر کہہ کے جیسے اس پر احسان کیا تھا۔۔ "
مجھے معلوم ہے میں سب کو بہت اچھی چیزیں بتاتی ہوا اپنے بال ایک ادا
سے جھٹکتے ہوئے آنکھوں کو بمشکل کھولا جو نیند سے بند ہو رہی تھی۔۔ "

دیو مجھے نوڈل کھانے ہیں گردن میں بازو حائل کر کے کندھے پر سر رکھا دالہام کو طرسم کی اس حرکت سے چڑ تھی جب وہ اس کی گردن میں بازو حائل کرتی تھی۔۔ "

میں تمہیں کھانا بنانے والا نظر آتا ہوں اپنی گود سے اٹھا کر تقریباً اسے بیڈ پر پٹکا تھا اسی وقت طرسم کا سپیکر شروع ہو گیا اور وہ بلند آواز میں رونے لگی دالہام نے اس کے لبوں پر فوراً ہاتھ رکھ دیا وال کلاک کی جانب دیکھا جو رات کا ایک بجا رہی تھی۔۔ "

مجھے نوڈل کھانے ہے جیسے ہی دالہام نے اپنا ہاتھ اس کے لبوں سے ہٹایا پھر سے وہی بات سن کے زہر خند نظروں سے طرسم کو دیکھا۔۔ "

سردار دالہام تیمور خانزادہ کا یہ منظر ایک پیچیدہ اور غیر متوقع لمحہ تھا جس میں اس کا اور اس کی دس سالہ بیوی طرسم کی شخصیتوں کے مختلف پہلو نمایاں ہوئے۔ رات کے ایک بجے دالہام تھکاوٹ اور ذہنی انتشار سے مغلوب تھے۔ پورے دن کی محنت کے بعد وہ بس آرام کرنا چاہتے تھے، لیکن طرسم کو کہاں سکون تھا۔۔ "

دیو۔، مجھے نوڈلز چاہیے! جلدی بنا دو، بھوک سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں کسی اور کو تو بھوک لگتی نہیں ہے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے لبوں پر زبان پھیر کر دالہام کا ہاتھ پکڑا۔۔ "

سردار دالہام نے اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کی، مگر وہ نہیں رکی۔ اس کے لہجے میں بے حد چھیڑ چھاڑ اور طنز تھا۔ وہ جانتی تھی کہ سردار دالہام تھکا ہوا ہے، لیکن اسے اپنی بھوک کے آگے دالہام کی تھکاوٹ نظر نہیں آ رہی تھی۔۔ "

"کیا ہوا؟ دیو کے لیے یہ مشکل ہو گیا؟ بس تھوڑا سا صبر کر لو پھر آرام کر لینا، نوڈلز تو بنا دو"!

سردار دالہام نے اپنی آنکھیں بند کیں اور سر ہلایا۔ وہ جانتے تھا کہ یہ اس کی طبیعت کا حصہ ہے اور اس وقت وہ اس کی بے تکی باتوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، بنا دیتا ہوں۔ مجھے تم کچن میں نظر نہیں انی چاہیے بھاری اور رعب دار آواز میں کہہ کر اس نے کچن کا رخ کیا، جہاں سب کچھ بے ترتیبی سے پڑا تھا۔ وہ نوڈلز بنانے کی تیاری کر رہا تھا، لیکن اس کے اندر ایک غصہ تھا، ایک بے چینی تھی جسے وہ اس چار فٹی کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ طرسم نے کمرے سے اس کی نگرانی شروع کی، اور چھیڑ چھاڑ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے پاؤں پر گہرا زخم ہے لیکن پھر بے لڑکھڑاتے ہوئے کچن میں گئی دالہام

نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا جو لڑکھڑاتے ہوئے چل رہی تھی دوبارہ سے وی نوڈلز کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔ "

"کتنی عجیب بات ہے! دیو تمہیں نوڈلز بنانے آتے ہے؟ یا پھر مورے نے تمہیں بس یہ سکھایا تھا؟ طرسم نے اسے مہارت سے نوڈل بناتے دیکھ کر کہا وہ اکثر سونیا کے لیے نوڈل بناتا تھا کیونکہ سونیا کو اپنے لالا کے ہاتھ کے نوڈل بے حد پسند تھے۔۔ "

سردار دالہام نے ایک گہری سانس لی اور اس چارفٹی کی باتوں پر سر جھکاتے ہوئے نوڈلز بنانا شروع کیا۔ وہ جانتے تھا کہ اس لمحے میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ اس کے لیے اس کی بیوی کا یہ مزاحیہ انداز کچھ زیادہ اہم نہیں تھا، لیکن وہ اس کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی برداشت کا امتحان دے رہا تھا۔

میری مورے نے مجھے کھانا بنانا سکھایا تھا تو میں نے سیکھ لیا اور مجھے معلوم ہے تمہیں زبان درازی کا شوق ہے لیکن فی الوقت اپنا منہ بند کر کے بیٹھی رہو میرا دماغ مت خراب کرو دالہام کا یکدم پاڑاہائی ہوا تھا اس نے کبھی کسی کے لیے کھانا نہیں بنایا تھا سوائے اپنی مورے یا بہن کے لیے۔۔ "

طرسم نے یہ سنا اور پھر بھی اس کا مذاق اڑانے کا سلسلہ نہیں روکا۔

اچھا! یہ بات ہے؟ تو پھر تمہیں نوڈلز بنانے کا شوق کیوں تھا؟ کھانا اور نوبل علیحدہ ہوتے ہیں نا تو کیا یہ تمہاری زندگی کا مقصد ہے؟ "سردار دالہام نوڈلز کی تیاری میں مصروف تھے، اور اس کی خاموشی اور تھکن اس لمحے کی شدت کو بڑھا رہی تھی۔ وہ سمجھتے تھا کہ یہ سب کچھ وقتی ہے اور ایک دن یہ سب ختم ہو جائے گا، لیکن اس وقت اس کی بیوی کے

طنزاور زبان کو برداشت کرنا اس کے لیے سب سے مشکل ترین کام تھا

۔۔"

"بس، اب کچھ نہیں بولو۔ نوڈلز بن رہے ہیں۔ دالہام تیمور خان زادہ رنجیدہ لہجے میں بولا۔۔ آخر کار، نوڈلز تیار ہو گئے اور دالہام نے پلیٹ میں ڈالے۔۔۔ "

"واہ، کتنے مزے کے لگ رہے ہیں! مگر میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تمہیں یہ سب کرنا پڑے گا طرسم صارم خان کو کوئی منع نہیں کر سکتا کیونکہ پریوں سے تو سب کو پیار ہوتا ہے۔ "طرسم نے ان کی تھکن کو دیکھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔۔ سردار دالہام نے ایک طویل سانس لی اور اس چار فٹی کے طنز کو دل سے نہیں لیا۔ اس نے طرسم کو نوڈلز دے دیے، اور اس لمحے کی سادگی میں ایک پیچیدہ رشتہ چھپا ہوا تھا۔۔۔"

دیو تم نہیں کھاؤ گے طرسم نے دالہام کا ہاتھ پکڑلیا اسے قبل وہ کچن سے باہر جاتا ہے۔۔ "

نہیں کیونکہ مجھے سونا ہے اور صبح چھ بجے اٹھ کر دوبارہ سے جو تم نے کام بگاڑا ہے وہ کھیتوں میں جا کر حل کرنا ہے پہلے تم نے کھیتوں والا کام خراب کیا اب ایک کام کرنا جو میری آفس کی فائل پڑی ہوئی ہے اس پر ڈرائنگ بنا کر میری چھ ماہ کی محنت کو ضائع کر دو تلملاتا ہوا بول کر اسے اچھے خاصے طنز سے نوازا طرسم نے فوراً ہاں میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہی تھی ٹھیک ہے میں اس فائل پر بھی ڈرائنگ بنا دوں گی۔۔ "

یہاں چربی تو نہیں بھری ہوئی دالہام نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھ کر پوچھا کہ یہاں پر دماغ نامی چیز ہے بھی یا پھر نہیں۔۔ "

دیو تم سرداری چھوڑ کر باورچی خانہ سنبھال لو، نوڈلز بہت یمی ہے اور چربی کیا ہوتا ہے؟ اس کے الفاظ سن کر دالہام خانزادہ کا منہ کھل گیا اور

اس کے ایک اور نئے بے تکے سوال سے دالہام خانزادہ کا سر چکرانے لگا آج تک کسی نے اس کا اتنا دماغ خراب نہیں کیا تھا اس سے قبل وہ اسے کوئی جواب دیتا اس کا فون رنگ ہوا۔۔ "

سردار سنا ہے تم نے اپنے بھائی کے قاتل کی بیٹی سے نکاح کر لیا ہے اور وہ قیامت خیز حسن رکھتی ہے کال ریسیو کرتے ہی کسی کی کمینگی سے بھرپور آواز سپیکر میں گونجی۔۔"

پیٹھ پیچھے چھپ کر کیوں بھونک رہا ہے میرے سامنے آ کر اپنے حلق سے ایک لفظ نکال کر دکھا تیری زبان کاٹ کر اپنے پاؤں تلے کچل دوں گا دالہام اپنی آواز دھیمی رکھتے گرجا طرسم اس کے سخت تاثرات دیکھ کر سہم گئی ابھی دو چمچ نوڈل کے کھائے تھے واپس سے چمچ باؤل کے اندر رکھ دیا۔۔ "

تم ٹینشن نہ لو سردار تمہارے سامنے آؤں گا اور پھر تمہاری اس
خوبصورت بیوی۔۔۔۔اپنی زبان کو لگام دو ایک مرتبہ میرے سامنے
آؤ تم تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے ڈالوں گا اپنی
عزت کے بارے میں اس طرح کی بے ہودہ بکواس سن کر دالہام کا غصہ
اپے سے باہر ہو رہا تھا موبائل پکڑ کر دیوار میں دے مارا طرسم نے ڈر کر
سختی سے اپنے کانوں پر ہاتھ جما لیے۔۔دالہام نے ایک نظر طرسم کی
جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے سردار دالہام
تیمور خانزادہ کا خون کھول اٹھا۔۔"

تم عبایا پہنا کرو گی مجھے ہر وقت تمہارے سر پر حجاب نظر آئے دالہام
جنونی انداز میں چیئر پر بیٹھ کے سختی سے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا اور
دوسرے ہاتھ سے اس قدر مضبوطی سے اس کا بازو پکڑا کے طرسم کے
لبوں سے سسکی ادا ہوئی۔۔۔"

دیو میں نے کیا کیا ہے ڈر کر طرسم نے ہاتھ دالہام کہ دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کے بھیگی آنکھیں اس سفاک دیو پر ٹکائی ۔۔ دالہام نے ایک نظر طرسم کے قیامت خیز حسن کو دیکھا اور فوراً سے اپنی آنکھیں موڑلی اس کی نیلی آنکھیں ، سفید رنگت گلابی کٹاؤ دار لب ، شانوں تک آتے بال پہلی نظر میں ہی کسی کو قتل کرنی کی صلاحیت رکھتے تھے ۔۔ ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی اپنے چہرے پر بار بار ہاتھ پھیرا اور خود کو پر سکون کرنا چاہا وہ ایک ننھی سی بچی کو پردہ کرنے کا کہہ رہا تھا جسے پردے کا مطلب مکمل طور پتہ نہیں تھا ۔۔ "

تم اچھی بچی ہو نا سر پر دوپٹہ لینا ہے جو اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں وہ اپنے بال چھپا کر رکھتی ہیں دالہام کے دل کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی اس کے خاندان کی عورتوں کے بارے میں کبھی کسی نے ایسی بکواس نہیں کی تھی کیونکہ کبھی کسی میں اتنی ہمت پیدا ہی نہ ہوئی کہ وہ سردار کے خاندان

کی عورتوں پر بات کریں ۔۔ پیار سے اسے چیر پر بٹھایا اور نوڈل اس کے لبوں کے پاس کیے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کر کے طرسم خاموشی سے نوڈل کھانے لگی ۔۔ "

دیو میں ایک شرط پر دوپٹہ لوں گی اگر تم مجھے روز نوڈل بنا کر دیا کرو گے تو! دالہام خانزادہ کا نرم رویہ دیکھ کر طرسم نے مسکراتے ہوئے کہا دالہام نے بے ساختہ ہاں میں سر ہلا دیا اس کے ذہن میں صرف وہی باتیں گردش کر رہی تھی ۔۔۔ "

دیو ختم ہو گئے طرسم نے اسے خالی چمچ اپنے لبوں کے پاس کرتے دیکھ اس کے کندھے پر تھپڑ مار کر کہا تو دالہام خانزادہ جیسے ہوش میں آیا اس کا ذہن سن ہو رہا تھا یہ سوچ کر ہی کہ کون کمینہ اس کی بیوی پر نظر رکھے ہوئے ہے ۔۔ "

چلو جاؤ شاباش اپنے کمرے میں سو جاؤ جا۔۔۔ دالہام کے باقی الفاظ منہ میں رہ گئے جب اس کی نظر طرسم کی ٹانگ پر پڑی جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی اسے گود میں اٹھا کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سونیا کے کمرے کا دروازہ کھولا وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی طرسم کو سونیا کے پاس لٹایا تو اس نے دالہام کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

دیو ڈرلگ رہا ہے سونیا سو گئی طرسم نے اپنے پاس لیٹے ہوئے سونیا کی جانب دیکھ کر کہا طرسم کو یوا کیلے سونے کی عادت نہ تھی جب تک وہ سو نہ جاتی اس کی مورے یا پھر صارم خان اس کے پاس رہتے تھے دالہام اپنی پیشانی مسلتا ہوا اس کے پاس بیٹھا تو طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگلیاں اپنے بالوں کے اندر کی جیسے وہ کہنا چاہ رہی تھی میرے بال سہلاؤ۔۔ پانچ منٹ دالہام نے اس کے بال سہلائے تو گہری نیند میں چلی گئی اس کے سوتے ہی وہ تلملاتا ہوا باہر آیا۔۔ "

اپنے کمرے میں داخل ہوا اور لیپ ٹاپ پکڑ کر بیٹھ گیا تاکہ معلوم کرے جو کال اسے تھوڑی دیر پہلے آئی تھی وہ کس جگہ سے کی گئی اور نمبر ٹریس کر سکے۔۔ "

تو اب آتے ہیں نمیرہ اور آئیدن کی طرف جو جیل کے پاس ایک چھوٹے سے گھر میں پر سکون نیند سوئے ہوئے تھے نمیرہ کا سر آئیدن کی گردن میں چھپا ہوا تھا۔۔ "

نمیرہ نے آنکھیں کھولی خود کو آئیدن کے قریب دیکھ کر جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی اور بیڈ سے دور جا کر کھڑی ہو گئی آئیدن نے خمار آلود آنکھیں نمیرہ پر ٹکائی اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ نمیرہ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کشمکش اور غصہ تھا، جبکہ آئیدن کی آنکھوں میں محبت اور شدت کی جھلک رہی تھی۔۔۔ "

آئیدن کی جان! کون سی چیز ہے تنگ کر رہی ہے جو تمہارے دل کی بے چینی ختم نہیں ہو رہی اور میری محبت کیا تمہیں تکلیف سے آشنا کرواتی ہے قدم بڑھاتا ہے نمیرہ کے پاس گیا آئیدن بس چاہتا تھا کہ وہ دونوں ایک خوشگوار زندگی گزارے۔۔ "

"آئیدن، تم ہمیشہ یہی کرتے ہو۔ مجھے ہر وقت اپنے قریب لاتے ہو، مجھے اپنی محبت سے بھر دیتے ہو، اور پھر... پھر تمہیں یہ نہیں سمجھ آتا کہ میں کس تکلیف میں ہوں؟ آئیدن جو نمیرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھنے لگا تھا اس نے فوراً جھٹک کر غصے سے کہا آئیدن کے لبوں پر پھر بھی مسکراہٹ تھی کیونکہ محب کو محبوب کے دیے گئے زخم بھی عزیز ہوتے ہیں۔۔ "

"تمہاری تکلیف میں شامل ہونے کے لیے میں یہاں ہوں، نمیرہ۔ تمہیں مجھ سے دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری محبت تمہارے لیے ہے، ہمیشہ اور میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے سکون کا

باعث ہوتے ہیں نمیرہ کو آئیدن نے اپنے سینے سے لگایا تو وہ مزاحمت کرتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔ "

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ کہ تمہاری محبت مجھے سچ میں چاہیے؟ میں تم سے کچھ نہیں چاہتی، آئیدن۔ بس مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کر رہے ہیں آئیدن اتنے پر خلوص انداز میں اس سے اظہار محبت کرتا تھا کہ اسے تکلیف ہوتی تھی جب اسے معلوم پڑے گا کہ وہ اس کے بھائی کی محبت میں مبتلا ہے تو آئیدن احزان خانزادہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔ "

"میں تمہاری تکلیف سمجھتا ہوں، نمیرہ، اور اس سے زیادہ میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں کتنی محبت ہے۔ تمہیں شاید خود ہی پتہ نہیں، لیکن میں جانتا ہوں کہ تم مجھے اپنے قریب چاہتی ہو، تمہیں صرف اپنی خواہشوں کو پہچاننے کا وقت چاہیے۔ آئیدن ہمیشہ کی طرح اپنے دل میں

غلط فہمیاں پال رہا تھا کہ نمیرہ کے دل میں اس کے لیے احساسات ہیں لیکن اسے پہچاننے میں وقت لگ رہا ہے اس بات سے انجان کہ وہ اس کے لالا کے لیے احساسات اپنے دل میں رکھتی ہے۔۔ "

نہیں، آئیدن! بس، بس کر دو۔ تم نہیں جانتے کہ میرے دل میں اور کیا کچھ ہو رہا ہے۔ تم مجھے اپنے قریب مت لاؤ، تمہیں نہیں پتہ کہ میں ۔۔۔۔ بات کو ادھوری چھوڑتے آئیدن کی جانب کچھ قدم بڑھائے جیسے ہی وہ نمیرہ کے قریب انے لگا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کا کہا چہرے پر غصہ اور دل میں بغاوت کی جھلک۔ محبوب کبھی محب پر رحم نہیں کھاتا۔۔ "

میں تمہاری محبت کو سمجھتا ہوں، نمیرہ، تم جو بھی چاہتی ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہاری ہر بات میرے لیے اہم ہے، لیکن مجھے تم سے ایک سوال پوچھنے دو: کیا تم واقعی مجھے اپنے زندگی کا حصہ سمجھتی ہو؟"

نمیرہ کے قریب آکر، نرم لہجے میں، اس کی آنکھوں میں محبت اور تھوڑی سی حیرانی بھی ہے کیا آخر اس نے اپنی بات ادھوری کیوں چھوڑی وہ کیا کہنا چاہتی تھی؟۔۔ "

مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔ تمہاری محبت کی شدت میں کچھ ایسا ہے جو مجھے بہالے جاتا ہے، جو مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں تمہیں اصلیت بتادوں لیکن میں نہیں چاہتی کہ تمہیں یہ سچ بتاؤں۔ دور جانے کی کوشش کی تین لفظ اس نے لبوں سے ادا کیے اور آخری جملے دل میں سوچا۔۔ "

نمیرہ، کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہارے دل میں کیا ہے؟ میں تمہاری تکلیف کو دیکھ رہا ہوں، اور تمہاری ہر خاموشی میں تمہاری سچائی چھپی ہوئی ہے۔ مجھے صرف یہ جاننے دو کہ تم کیا چاہتی ہو، مجھے تمہارے دل کا راستہ ملے گا۔ "نمیرہ کی طرف بڑھتے ہوئے، اس کے چہرے کو آہستہ سے چھوتے ہوئے، آنکھوں میں درد اور محبت کی شدت تھی۔۔ "

تم نہیں سمجھ سکتے آئیدن! میں تمہیں کبھی بھی نہیں بتا سکوں گی۔ تمہیں اس بات کا کوئی حق نہیں ہے کہ تم مجھ سے یہ سوال پوچھو۔ ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے، دل میں عجیب سی بے چینی محسوس کی وہ کس کو کہہ رہی تھی جو اس پر ہر اختیار ہر حق رکھتا تھا۔۔ آئیدن کے چہرے پر زخمی سی مسکراہٹ آئی۔۔ "

تم میری زندگی کا حصہ ہو، نمیرہ۔ تمہاری خاموشی میں بھی تمہاری محبت محسوس ہوتی ہے، اور میں تمہیں کبھی بھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ تم چاہے مجھے محبت دو یا پھر نہ دو غمگین ہو کر، لیکن پھر بھی محبت سے نمیرہ کو دیکھتے ہوئے پیشانی پر بوسہ دے دیا نمیرہ نے جھٹکے اسے خود سے دور کیا۔۔ "

تم نہیں جانتے کہ میرے دل میں کیا ہے، آئیدن۔ تم مجھ سے دور جاؤ، مجھے خود سے بات کرنے دو۔ دل میں ایک اضطراب کی لہر اٹھتی، مگر

آئیدن کے قریب آجانے پر اسے اپنے جذبات سے لڑنا پڑتا اسے گن محسوس نہیں ہوتی تھی نمیرہ کو تکلیف ہوتی تھی کہ وہ دغا کر رہی ہے اس کے ساتھ۔۔ "

میں تمہاری تکلیف کو جانتا ہوں، نمیرہ۔ میں تمہاری ہر بات سمجھوں گا، بس تم مجھے بتا دو کہ تمہاری خاموشی میں کیا ہے۔ نمیرہ کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے، پھر اس کی طرف محبت سے دیکھا پھر کچھ لمحے رکا اور کہا۔۔ "

آئیدن، تمہیں کبھی نہیں پتہ چلے گا۔ میں تمہیں یہ کبھی نہیں بتا سکوں گی کہ میرا دل کس کے لیے دھڑکتا ہے آئیدن کے چہرے کا رنگ سپاٹ ہو گیا جیسے جسم میں ایک خون کا قطرہ بھی نہ رہا ہو اس کی بیوی کا دل کسی اور مرد کے لیے دھڑکتا ہے۔۔۔ "

"میں تمہاری سچائی کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں، نمیرہ۔ مجھے تم سے محبت ہے، اور تم جو بھی چاہو، میں تمہاری ہر حالت میں ساتھ ہوں۔

ایک مرتبہ کہہ دو یہ آخری جملہ جو تم نے بولا ہے وہ غلط ہے تمہارا دل صرف آئیدن احزان تیمور خانزادہ کے لیے دھڑکتا ہے تم صرف اس کی ہو نمیرہ نے ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں بے انتہا تکلیف تھی کسی اپنے کے دور ہو جانے کی۔۔ "

میرا دل کسی کے لیے بھی نہیں دھڑکتا ہاں البتہ جس دن دل کی دھڑکن حد سے زیادہ بے قابو ہوئی تو تمہیں بتا دوں گی ادھا جھوٹ اور آدھا سچ ملا کر اس نے آئیدن سے کہا۔۔ نمیرہ کے کہنے کی دیر تھی کہ آئیدن کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ میں احاطہ کیا کہ اس کی بیوی صرف اس کی ہے۔۔ "

چلو چلیں ٹائم سے گھر پہنچنا ہے مسکراتے ہوئے اپنی چادر اٹھائی اور نمیرہ کو باہر آنے کا اشارہ کر کے چلا گیا ایک لمحے کے لیے نمیرہ نے اوپر کی جانب دیکھا جیسے اپنے خدا سے کہنا چاہ رہی تھی سب کچھ تیرے حوالے ہے تو ہی سب کچھ ٹھیک کرنے والا ہے اپنی بڑی سی چادر خود کے گرد اوڑھ کر باہر چلی گئی اس کے کار میں بیٹھتے ہی آئیدن نے کار سٹارٹ کر دی اور رخ بڑی حویلی کی جانب کیا۔۔ "

جیسے ہی کار بڑی حویلی سے کچھ دوری پر پہنچی ایک کار کو کھائی میں گرے ہوئے دیکھ آئیدن نے فوراً کار روکی اور باہر نکلتے تیز قدم بڑھاتے ہوئے اس کار کے پاس گیا اندر وریام خانزادہ کو ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ کار کا دروازہ کھول کر بمشکل اسے بازوں میں اٹھائے اوپر آیا نمیرہ لبوں پر ہاتھ جما کر ان دونوں کی جانب دیکھنے لگی۔۔ "

وریام لالا، لالا آئیدن نے وریام کہ رخسار تھپتھپاتے ہوئے اسے جھنجھوڑا اسے ہوش میں نہ آتے دیکھ کار کی بیک سیٹ پر لٹایا اور کار کو تیز دوڑاتے ہوئے بڑی حویلی چلا گیا آئیدن کی کار جب حویلی میں داخل ہوئے اسی وقت شہریار بھی حویلی آیا کیونکہ آئیدن نے اسے کہا تھا کہ صبح ہم دونوں ساتھ ڈیوٹی پر جائیں گے۔۔ "

شہریار میری مدد کرو کار سے باہر نکلا اور پھر ہڑبڑاتے ہوئے کار کی پچھلی جانب کا دروازہ کھولا شہریار اس کی ہڑبڑاہٹ دیکھ کر فوراً کار سے باہر نکلا اور جب نظر کار کے اندر بے ہوش پڑے وریام خانزادہ پر گئی جھٹکے سے اس نے اپنے دوست کی جانب دیکھا اور دل میں سوچا کہ تو نے غلطی کر دی ہے اسے بڑی حویلی میں لا کر اب اپنے لالا کا غصہ سہنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔ "

جیسے ہی وہ وریام کو لے کر اندر گئے سامنے دالہام خانزادہ اپنی رعب دار شخصیت لیے سیڑھیاں اتر رہا تھا نظر جب سامنے سے آتے ہوئے شہریار اور اپنے بھائی کے بازوں میں بے ہوش پڑے وریام پڑ گئی تو خونخوار نظروں سے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے تیز قدم بڑھاتے ان کے پاس پہنچا۔۔ "

لالا! وریام لالا کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے آئیدن کی آنکھوں میں فکر تھی وریام خان کے لیے دالہام نے مجبوراً انہیں اشارہ کیا کہ اسے کمرے میں لے جاؤ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں وہ سردار تھا اور اس کا یہ فرض تھا انصاف کرنا کسی کے کیے کی سزا کسی اور کو نہ دینا لیکن بعض اوقات اس کا غصہ اس پر حاوی ہو جاتا تھا۔۔"

لالا اسے کیا ہوا ہے سونیا اپنے لالا کے پاس کھڑی ہوتی پوچھنے لگی تو دالہام نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ڈاکٹر آیا اور وریام چیک اپ کرنے کے لیے اندر چلا گیا۔۔"

شہریار کال ریسیو کرنے کے لیے باہر گیا وہ فون پر کسی ضروری بات میں مشغول تھا۔۔

لیکن جب اس کی نظر گارڈن میں ٹہلتی ہوئی حبا پر پڑی، تو اس کا دل ایک لمحے کے لیے رک سا گیا۔ حبا، جو کچھ دیر پہلے ایک پر سکون انداز میں ٹہل رہی تھی، اب اچانک مڑ کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔ ان کی نظروں کا ٹکراؤ ایک ایسا لمحہ تھا جو دونوں کے لیے نیا تھا، جیسے وقت نے خود کو روک لیا ہو۔ شہریار نے پہلی بار حبا کو بغور دیکھا۔ اس کی کالی آنکھیں جیسے گہرائیوں میں ڈوبتی جا رہی تھیں، گندمی رنگ جو ایک خوبصورت توازن کے ساتھ چمکتا تھا، اور لبوں کے نیچے وہ دو چھوٹے تل جو اس کے

چہرے کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔ اس کی گھنی پلکیں، جو ہر بار ہلکے سے جھک کر نظر آتی تھیں، جیسے ایک راز چھپانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔"

شہریار کی نظریں جب اس کی صورت پر رکی، تو حبا نے فوراً نظر چُرا لی، جیسے وہ اس لمحے میں کسی ناخوشگوار صورتحال سے گزر رہی ہو۔ شہریار کو ایسا لگا جیسے کوئی غم یا دھیما سا دکھ اس کی آنکھوں میں گم ہو، مگر پھر وہ خود کو روکتا ہوا نیچے کی جانب دیکھنے لگا۔ دل نے یکدم ضد کی، جیسے وہ کہہ رہا ہو، ایک لمحہ اور، اسے اور دیکھو...!! شہریار نے سر کو جھٹک کر خود کو سنبھالا، لیکن حبا کی تصویر اس کی ذہن سے محو نہ ہو سکی یہ پہلی بار تو نہ تھا اس نے حبا کو دیکھا ہوں لیکن آج غور سے اسے دیکھتے وہ عجیب سے کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔۔"

اسی لمحے حبا نے ایک اور نظر شہریار پر ڈالی۔ شہریار کی نظریں اب براہ راست اس کے چہرے پر مرکوز تھیں، اور ان دونوں کے درمیان ایک نرم سا سکوت چھا گیا۔۔"

حبا کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہو، لیکن لفظ کہاں سے آئیں؟ وہ بس خاموش رہی، لیکن اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے وہ کسی نئی بات کا انتظار کر رہی ہو۔۔ شہریار نے آہستہ سے قدم اٹھائے اور حبا کے قریب پہنچ گیا۔۔۔"

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ شہریار نے ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا شہریار کی آواز میں وہ ہمدردی اور فکر تھی جو حبا نے شاید ہمیشہ سے اپنے لیے آئیدن احزان کے لہجے میں محسوس کیا کرتی تھی۔۔"

جی الحمدللہ میں اب بہتر ہوں، بس تھوڑی تھکن محسوس ہو رہی ہے۔۔ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے جواب دینے کے بعد آہستہ سے اپنی آنکھوں کی پلکیں جھکانے لگی، جیسے وہ چاہتی ہو کہ اس کی تھکن اور کمزوری کسی کو دکھائی نہ دے۔۔"

کہ اچانک اسے ایک عجیب سا دھیما سا چکر آیا۔۔ جبا کا جسم ہلکا سا کانپنے لگا، اور پھر اچانک اس کی ٹانگیں لاغر ہو گئیں۔ وہ پوری قوت سے زمین کی طرف گرتی چلی گئی، جیسے اس کے جسم نے اس لمحے کی متحمل نہ ہو سکیں۔ اس کا جسم زمین کی طرف جھکنے سے پہلے شہریار نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا، لیکن اس کے ہاتھ میں وہ لچک اور توازن نہ تھا جو ضروری تھا۔ اور پھر جبا زمین پر بوس ہو گئی۔۔"

جبا۔۔۔ چونکہ شہریار اس سے قدرفاصلے پر کھڑا تھا وہ اسے سنبھال نہ سکا۔۔"

حبا تم ٹھیک ہو۔۔ شہریار اس کے گال تھپتھپا کر بولا جو ابھی اس سے کہہ رہی تھی میں ٹھیک ہوں۔۔"

اس نے فوراً حبا کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور بے اختیار گاڑی کی جانب دوڑا۔۔ حبا کا وزن اس کے ہاتھوں میں بلکل ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔۔ وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا یوں اچانک اسکی طبعیت خراب ہونے پر۔۔"

وہ گارڈن سے باہر نکلا اور گاڑی کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔ اس کا ہاتھ حبا کی پشت کے نیچے تھا، اس کا چہرہ اس کے سینے سے لگا ہوا تھا، اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ ہر قدم کے ساتھ اسکا دل ڈھرک رہا تھا احساس کچھ انجانہ سا تھا شہریار کے قدموں کی آواز تیز ہو گئی تھی، جیسے وہ گلیوں میں ایک دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح بھاگ رہا ہو، ہر لمحہ میں صرف ایک ہی فکر تھی اسکی باہوں میں جو لڑکی کے وہ اسکی زمہ داری ہے۔۔"

شہریار نے گاڑی کے دروازے کو کھولا، اور پھر تیزی سے حبا کو اس میں لٹا دیا۔ اس کی آنکھوں میں پریشانی اور شدت تھی۔۔ اگلے ہی پل وہ تیزی سے گاڑی ہاسپٹل کی جانب دوڑانے لگا ایک نظر مرر سے بیک سیٹ پر ڈالی جس کے لبوں پر ہلکی سی سرخی تھی اور آنکھیں بند تھی چہرے پر معصومیت تھی آنکھوں کے نیچے سیاہ گہرے ہلکے۔۔"

وہ گاڑی تیز رفتاری سے ہسپتال کی طرف دوڑتا رہا کچھ ہی دیر میں وہ ہاسپیٹل پہنچ چکا تھا۔۔"

چند لمحوں میں، وہ ہسپتال پہنچ چکا تھا۔ گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے، شہریار نے حبا کو احتیاط سے باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہسپتال کی ایمرجنسی روم کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ اس کا جسم اپنی بانہوں میں تھامے ہوئے تھا، اور اس کی نظریں ہر طرف پھیل کر ڈاکٹر کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔۔"

نرس ایمرجنسی پیشنٹ کو دیکھ کر ڈاکٹر کو بلانے چلے گئی حبا کو اسٹیچر پر لٹاتے ایمرجنسی میں لے کر چلے گئے۔۔چند لمحوں بعد، ڈاکٹر فائزہ اندر داخل ہوئی۔۔'

حبا کی حالت دیکھتے ہی فوراً اس کا معائنہ کرنا شروع کیا۔شہریار کے چہرے پر اضطراب تھا، اور وہ ہر ایک حرکت پر نظر رکھ رہا تھا۔ڈاکٹر فائزہ نے حبا کی نبض کو چیک کیا اور پھر اس کی آنکھیں دیکھیں۔۔"

آپ کی وائف کو بی پی ڈاؤن ہونے کا ایشو ہے باقی کوئی خطرے کی بات نہیں بے پی لو ہو جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہیں ڈاکٹر فائزہ نے چیک کرتے سنجیدہ انداز میں کہا۔۔ "

لیکن یہ کوئی عام ایشو نہیں ہے بی پی لو ہونے کا مسئلہ کافی سنگین ہو سکتا ہے آپ کی وائف کسی ذہنی دباؤ میں مبتلا ہے، یا کسی بات کا سٹریس لے رہی ہے.جس کی وجہ سے اس کا بی پی ہموار نہیں رہتا۔آپ کو اس

کے ذہنی اور جسمانی صحت کا خیال رکھنا ہوگا۔ ان کا بی پی اکثر شوٹ کر جاتا ہے، اور اس وجہ سے وہ بار بار بے ہوش ہو جاتی ہے۔ حبا کی حالت کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر فائزہ نے کچھ اور میڈیسن لکھتے شہریار کو بتایا۔۔"

آپ کو اپنی وائف کا مکمل علاج کروانا ہوگا۔ کچھ روز تک اس کا روٹین وائز چیک اپ بھی ضروری ہوگا۔۔ "ڈاکٹر کے بار بار وائف کہنے پر شہریار نے بالوں میں ہاتھ پھیرا لبوں پر کمینگی مسکراہٹ رقصہ ہوئی بھلا اتنے اچھے دن کہاں آئے ہیں اسکے جو بیوی کا شوہر بنے۔۔

کیا واقعی ڈاکٹر سٹریس لینے کی وجہ سے بی پی لو ہو جاتا ہے۔۔۔؟ شہریار نے سوال داغا۔۔"

جی بلکل آپ کی وائف شاید آپ کو نہیں بتاتی لیکن ذہنی دباؤ اور سٹریس انسان کی صحت پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔۔ انہیں مزید آرام کی ضرورت ہے۔ اور آپ کو اس کی حالت کا خیال رکھنا ہوگا۔۔ ڈاکٹر فائزہ

نے نرم انداز میں جواب دیا۔۔۔ اتنے میں حبا کو بھی ہوش آگیا اور وہ ان دونوں کی جانب نہ سمجھی اسے دیکھنے لگی۔۔ "

آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے ان کا خیال رکھیے ڈاکٹر خیال رکھنے کی تکلیف کر کے ایمرجنسی باہر سے گئی حبا نے آنکھیں پھاڑے شہریار کی طرف دیکھا اسے شہریار پر غصہ آرہا تھا جب ڈاکٹر نے اسے شہریار کی بیوی بنایا تو اس نے کچھ بولا کیوں نہیں تھا۔۔ "

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری ؟ اسے سہارا دے کر بٹھانے لگا تو حبا نے ہاتھ سے روک دیا بہادر بنتے خود سٹریچر سے اتر کر چلنے کی تو لڑکھڑا کر گرنے لگی شہریار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے تھاما حبا کی سانسیں اسی پل سینے میں اٹک گئی۔۔ "

تم نہیں چل پاؤ گی کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے اتنا کہتے ہی اسے بازوؤں میں اٹھا لیا اور اسی لیے باہر گیا کار کی فرنٹ سیٹ پر اپنے ساتھ بٹھایا حبا

کی زبان جیسے تالو کے ساتھ چپک گئی یا شاید الفاظ نہیں مل رہے تھے ادا کرنے کے لیے۔۔ شہریار نے کار کو سلور کھا تھا تاکہ حبا کو مسئلہ نہ ہو اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ حبا کے ساتھ اتنا نرم رویہ کیوں اختیار کر رہا ہے آج تک اس نے کسی لڑکی کے ساتھ بات نہ کی تھی اور اب وہ حبا کو بازو میں اٹھائے گھوم رہا تھا۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار حبا کو لیے حویلی پہنچا۔ کار حویلی کے اندر رکتے ہی حبا جلد بازی میں کار کا دروازہ کھول کر سرونٹ کوارٹر کی طرف بھاگی تھی جیسے اس کے پیچھے کوئی چور لگا ہو شہریار کے دل میں سب سے پہلا خیال ہی یہی آیا تھا۔۔ لانج میں داخل ہوا سامنے ریحانہ خانم، سونیا اور نمیرہ بیٹھی ہوئی

تھیں ریحانہ خانم کو سلام کرتے شہریار اس کمرے میں گیا جہاں وریام کو رکھا ہوا تھا اندر داخل ہوا سامنے دالہام خانزادہ اور آئیدن احزان کھڑا تھا وریام کو ابھی تک ہوش نہ آیا۔۔ "

ان کے سر پر گہری چوٹ لگی ہے دوا لگا کر میں نے پٹی کر دی ہے کچھ دیر تک انہیں ہوش آجائے گا ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے باہر چلا گیا دالہام کا دل چاہا ایک اور واس پکڑ کر بے ہوش پڑے وریام کے سر پر مارے تاکہ اسے ہوش آئے ، دالہام کا موبائل رنگ ہونے لگا پاکٹ سے نکال کر دیکھا تو اوپر "کمینہ صارم" جگمگا رہا تھا۔۔ "

دالہام میرا بھائی کہاں ہیں دالہام کے کال ریسیو کرتے ہی صارم بلند آواز میں بولا یہ سوچ سوچ کر ہی صارم کی روح فنا ہو رہی تھی کہ کہیں اس کے بھائی کو دالہام نے کچھ کر نہ دیا ہو۔۔ "

میری گود میں بیٹھا ہے جل بھن کر جواب دیا آئیدن اور شہریار نے بامشکل اپنی ہنسی پر قابو کیا۔۔ "

دالہام وہ طرسم سے ملنے کے لیے بڑی حویلی گیا تھا اور ابھی تک گھر واپس نہیں آیا صارم کے لہجے میں فکرمندی اور پریشانی تھی اپنے بھائی کے لیے۔۔ "

زندہ ہی ہے مرا نہیں ہے گھر آجائے گا تھوڑی دیر تک سخت لہجے میں کہہ کر کال کٹ کردی صارم کا دل چاہا کہ وہ اس کا سر پھاڑ دے قتل اس نے کیا تھا اور دالہام خانزادہ سزا اس کے پورے خاندان کو دے رہا تھا۔۔ "

پانچ منٹ مزید وریام کے پاس کھڑے ہو کر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ 10 منٹ گزر گئے لیکن وریام کو ہوش نہ آیا تو دالہام

نے سائیڈ ٹیبل پر پانی کا جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈالتے پورا گلاس پانی کا اس کے چہرے پر انڈیل دیا وہ بیچارہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔"

صبح بخیر بازو سے پکڑتے کھینچ کر اسے بٹھایا وریام نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ خود کے سامنے کھڑے دالہام، آئیدن اور شہریار کو دیکھ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت بڑی حویلی میں ہے۔۔"

اپنے گھر دفع۔۔۔۔ وریام جب تک تمہاری طبیعت تھوڑی بہتر نہیں ہو جاتی تم بڑی حویلی رہ سکتے ہو اس سے قبل وہ اپنی بات ختم کرتا ریحانہ خانم کمرے میں داخل ہوئی اور دالہام سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔"

دالہام میں اسے مستقل یہاں رہنے کے لیے نہیں کہہ رہی محض آج کا دن۔ کل چھوٹی حویلی چلا جائے گا دالہام نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے جب ریحانہ خانم نے آنکھوں کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہا دالہام ایک قاتل کو سزا دینے کے لیے اس کے

پورے خاندان کو سزا دے رہا تھا۔۔ دالہام خانزادہ تلملاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا کیونکہ اگر وہ وہاں رکتا تو وریام کی جان لے لیتا۔۔ "

چچی مجھ سے خفا کیوں ہے اپ ریحانہ خانم کمرے سے باہر جانے لگے

جب وریام اجلت سے بیڈ سے اترا اور اپنی چچی کا ہاتھ تھام لیا۔۔ "

اپنے بھائی سے جا کے پوچھو جس نے ہمارے درمیان دوریاں ڈال دی ہیں تمہارے بھائی کی وجہ سے ہمارا پورا خاندان بکھر گیا ہے مجھ سے میرا بیٹا جدا ہو گیا سفیان بھائی جنہوں نے ہمیشہ ایک باپ کی طرح میرے سر پر ہاتھ رکھا تھا وہ بڑی حویلی کو چھوڑ کر چلے گئے میرا بیٹا جو ہمیشہ مسکراتا رہتا تھا وہ آج سنجیدہ بن گیا ہے۔۔ سب کچھ ختم کر دیا تمہارے بھائی نے ریحانہ خانم کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے۔۔ وریام نے ریحانہ خانم کو اپنے ساتھ لگا لیا۔۔ "

جانتا ہوں چچی لیکن اس سب میں میرا اور بابا کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔
ایک باپ اپنی اولاد کو نہیں چھوڑ سکتا اس لیے بابا صارم بھائی اور ہم
سب کو لے کر بڑی حویلی سے چلے گئے تاکہ دالہام لالا ہم سے بدگمان نہ
ہوں وریام نے ریحانہ خانم کا چہرا ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر محبت
پاش لہجے میں کہا۔۔ "

مجھے اس متعلق مزید بات نہیں کرنی وریام تو بہتر ہے خاموش ہو جاؤ خود پر
سنجیدگی کا خول چڑھا کر سخت لہجے میں وریام سے کہا تو اس نے نفی میں سر
ہلاتے اپنی چچی کی جانب دیکھا۔۔ "

اوئے میری مورے کے ساتھ زیادہ فری نہ ہو آئیدن نے وریام کو
ریحانہ خانم سے دور دھکا دیا اور اپنی مورے کو خود کے ساتھ لگا لیا۔۔ "
تمیز سے بڑا بھائی ہوں تمہارا وریام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا
تو آئیدن نے بھی اسی انداز میں وریام کو گھورا۔۔ "

بڑا بھائی! میری جوتی بھی بڑا بھائی نہیں کہتی جیسے 10 سال پہلے دفع ہوئے تھے نا یہاں سے اب بھی چلے جائیں آئیدن نے نہایت بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے کہہ کر شہریار کو اشارہ کیا کہ اس کے پاس آئے۔۔ "

اس طرح کے اشارے تو بیویاں بھی نہیں کرتی جس طرح کہ تو مجھے کر رہا ہے شہریار نے اس کے پاس کھڑے ہوتے کہنی اس کے پیٹ میں ماری تو آئیدن نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا تو ہی رہ گیا ہے بیوی بنانے کے لیے۔۔ "

اوہیلو میری بیوی ہے اور الحمدللہ مجھے بہت عزیز ہے آئیدن نے اپنے بال سیدھے کرتے ہوئے آنکھ دبا کر کہا تو شہریار نے نفی میں سر ہلاتے اس کے کان کے قریب ہو کے ایک لفظ بولا "رن مرید" یہ لفظ سننے کی دیر تھی کہ آئیدن نے اپنا جوتا اتار کر شہریار کے کمر پر مارا وہ بیچارہ درد سے کراہ اٹھا۔۔ "

شرم کرلو تم دونوں جوان ہو اور لڑتے اس طرح ہو جیسے چھوٹے بچے ہو
ریحانہ خانم دونوں کے سر پر ہلکی سی چپت لگا کر مسکراتے ہوئے کمرے
سے باہر چلے گئی۔۔ "

چل یار باہر چلیں آئیدن شہریار کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ساتھ لیے
باہر چلا گیا وریام نے تاسف سے سر ہلاتے اپنے قدم باہر کی جانب
بڑھائے۔۔ "

سردار دالہام خانزادہ لاؤنج میں بیٹھ کر آفس کے کچھ فائلز چیک کر رہا تھا
جب اسے لاونج میں داخل ہوتی ایک خوبصورت لڑکی نظر آئی ریحانہ خانم
جو کچن سے باہر نکلی تھی اپنی بہن کو دیکھ کر خوشی سے اس کے جانب
بڑھی اور اسے گلے لگایا۔۔ "

قندیل کیسی ہو اور سفر صحیح گزرا تھا؟ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا
تو قندیل نے ہامی میں سر ہلا دیا آئیدن نے قندیل کو دیکھتے ہی آنکھیں

گھمائی اسے بچپن سے ہی قندیل سے چڑ تھی قندیل ریحانہ خانم کی ستیلی بہن تھی اوران کی اولاد کی عمر کی تھی۔۔۔ "

کیسے ہو دالہام قندیل دالہام کے پاس بیٹھی اوراس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے لگی جب اس کے چہرے کے سپاٹ اور سنجیدہ تاثرات دیکھے تو اپنا ہاتھ فوراً پیچھے کی جانب کرلیا۔۔ "

الحمدللہ ٹھیک مختصر سا جواب دیتے دوبارہ اپنی فائل کی جانب متوجہ ہوگیا سونیا طرسم کو گود میں اٹھائے اپنے کمرے سے نیچے آئی سامنے قندیل کو دیکھ کر احترام سلام کیا۔۔ "

یہ کون ہے سونیا۔۔ سونیا کی گود میں ایک ننھی سی پری کو دیکھ کر قندیل نے سونیا سے استفار کیا۔۔ "

میری بھابھی، میرے دالہام لالاکی بیوی سونیا نے "بھابھی "اور"
میرے لالاکی بیوی "پر زور دیتے ہوئے کہا تو قندیل کا چہرہ اچانک مرجا
گیا۔۔ "
تم نے شادی کرلی دالہام پریشانی سے استفار کیا تو آئیدن اور وریام نے
کھا جانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔"
ارے ہاں مجھے یاد آیا یہ تو صارم کی بیٹی ہے اور یہ تم نے اسے وٹی کروا
کر لانا تھا یعنی کہ یہ قتل کے بدلے آئی ہے دالہام نے جب کوئی جواب نہ
دیا تو قندیل نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر طرسم کی جانب دیکھا اور
پھر محبت پاش نظروں سے دالہام خانزادہ کی جانب۔۔ "
دیو! بلند آواز میں چیخ کر دالہام خانزادہ کو پکارا اسی پل سردار نے اپنی
نظروں کا رخ اپنی چار فٹی بیوی کی جانب کیا اور فائلز بند کر دی۔۔ طرسم
سونیا کی گود سے اتر کر دالہام کی گود میں بیٹھ گئی اور یہ چیز سب کو شرم سے

نظریں جھکانے پر مجبور کر گئی ایک فرد ایسا تھا جس کی آنکھوں میں پھٹتے لاوے کی طرح غصہ تھا اور وہ قندیل تھی۔۔"

دیو یہ کون ہے طرسم نے جب مستقل قندیل کی نظریں دالہام پر محسوس کی تو اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر استفار کیا۔۔ وریام کو طرسم کا انداز دیکھ کر ایک پل کے لیے حیرانگی ہوئی پھر یاد آیا کہ وہ تو کچھ پل میں ہی اس شخص کے ساتھ جڑ جاتی ہے جو اس سے پیار بڑا لہجہ اپنائے۔۔"

دالہام کی خالہ ہے دالہام کے بولنے سے قبل ہی وریام خان بولا تو خالہ لفظ سن کر قندیل کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہی طرسم نے آنکھیں پٹپٹا کر وریام اور دالہام کی جانب دیکھا۔۔"

چاچو آپ دیو کو لالا کیوں بلا رہے ہیں لالا تو بھائی کو کہتے ہیں۔۔ "

جی چاچو کی جان بھائی کو لالا کہتے ہیں اور دالہام لالا میرے بڑے بھائی ہیں وریام نے جب طرسم کو چاچو کی جان بولا تو دالہام نے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا طرسم اپنے چاچو کا جواب سن کر سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ "

دیو تم میرے چاچو ہو طرسم کہ ایک اور نئے شوشے پر دالہام کا دل کیا یا تو اس کے اس سو کولڈ چاچو کا سر پھاڑ دے یا پھر اس کی زبان کاٹ دے

"۔۔

دیو بتاؤں نا تم میرے چاچو۔۔۔ خاموش ایک دم خاموش مجھے تمہاری آواز نہ آئے۔۔ میں۔۔۔۔۔ تمہارا۔۔۔۔۔۔ چاچو۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوں ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا اس کی آنکھوں میں لال ڈورے دیکھ کر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے ڈرنے کی بجائے الٹا گھورنا شروع ہو گئی۔۔ "

جی نہیں چاچو نے کہا ہے دیو تم ان کے بھائی ہو یعنی کہ میرے چاچو ہو تو میں دیو تمہیں چاچو بلایا کروں گی دالہام نے دانت پیستے ہوئے وریام کی جانب دیکھا طرسم کو تو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا لیکن وریام خان کا کچومرا اچھی طرح بنا سکتا تھا۔۔ "

طرسم بیٹا یہ آپ کے چاچو نہیں ہیں دالہام کو مستقل خود کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے محسوس کر کے وریام فوراً بولا۔۔ "

لیکن چاچو آپ نے ابھی کہا ہے یہ آپ کے بڑے لالا ہیں۔۔ "

جی میری جان یہ میرے بڑے لالا ہیں لیکن آپ کے چاچو نہیں ہیں یہ آپ کے شوہر ہیں وریام نے خود پر ضبط کرتے ہوئے شوہر لفظ بولا اس ننھی سی گڑیا کو کیا معلوم کہ شوہر کیا ہوتا ہے۔۔ "

ٹھیک ہے پھر میں دیو کو دیو شوہر بلایا کروں گی خود پر ضبط کرنے کی وجہ سے دالہام کا چہرہ بے انتہا سرخ ہو گیا تھا بار بار چہرے پر ہاتھ پھیر کر جیسے

اپنے غصے کو کنٹرول کرنا چاہا۔۔قندیل نے اپنی خونخوار نظریں طرسم پر ٹکائی ہوئی تھی۔۔۔"

یہاں سے دفع ہو جاؤ وریام خانزادہ نہیں تو تمہارا قتل کر دوں گا دالہام نے شعلے برساتی آنکھیں وریام ٹکا کر کہا وریام صوفے سے اٹھا اور طرسم کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا اور یہ چیز دالہام خانزادہ کے تن بدن میں آگ لگا گئی جس کی وجہ سے خود معلوم نہ تھی کہ آخری کیوں ؟۔۔۔ "

دیو شوہر مجھے نوڈل کھانے ہیں۔۔۔ "

رات کو نوڈل کھا کر سکون نہیں ملا دانت پیستے ہوئے کہہ کر اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھایا وہ مزید اپنی جوان بہن کے سامنے اپنی بیوی کو خود کی گود میں نہیں بٹھا سکتا تھا۔۔ "

کھائے تھے لیکن وہ تو ختم ہو گئے ہاتھ سینے پر باندھ کر اداس ہوتے کہا تو اس کی کیوٹ سی حرکت دیکھ کر سب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

"

نوڈل بنا کر لاؤ پاس کھڑی ملازمہ سے کہا تو طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"

تم نہیں بناؤ گی مجھے نوڈل میرا دیو بنا کر دے گا ملازمہ کا ہاتھ چھوڑ کر کمر پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ ٹکاتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر بلائی لب باہر نکالتے دالہام کے کندھے پر سر رکھ کر کہا۔۔ "

یہ دیکھو دیو میں نے دوپٹہ بھی لیا ہوا ہے طرسم نے اپنے گلے میں ڈالے ہوئے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا تو دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس ننھی سی گڑیا کی جانب دیکھا جو گلے میں پٹے کی طرح دوپٹہ ڈالنے کو دوپٹہ لینا کہہ رہی تھی۔۔ "

اسے دوپٹہ لینا نہیں کہتے دالہام نے اس کی گردن سے دوپٹہ نکال کر حجاب بنایا اور ریحانہ خانم نے جس پن سے اپنی شال سیٹ کی ہوئی تھی وہ پن نکالتے طرسم کہ حجاب پر لگائی جب حجاب مکمل ہوا تو ایک پل کے لیے سب آنکھیں جھپکانا بھول گئے وہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی جیسے اسمان سے اتری پری ہو۔۔ "

دیکھو دیو میں نے دوپٹہ لے لیا اب مجھے نوڈل بنا کر دو۔۔ "

ناشتہ کرو جب شام کو گھر آؤں گا تب بنا دوں گا اپنی فائلز اٹھا کر دالہام خانزادہ کمرے میں چلا گیا اور طرسم کا منہ بن گیا اس کی بات سن کر۔۔ "

سونیا تیز قدم بڑھاتی باہر کی جانب بھاگی کیونکہ اس نے آج پھولوں کو پانی نہیں دیا تھا باہر جا کر فوراً سے پانی کا پائپ پکڑ کر ان کرتے پھولوں کو پانی دینے لگی وریام گاڑی کے قریب کھڑا تھا اور دروازہ کھول کر بیٹھنے ہی والا تھا کہ اچانک سونیا کے ہاتھ میں موجود پائپ کا رخ تیز پانی کے ساتھ اُس

کی جانب ہوگیا۔ پانی کا پریشر اتنا زیادہ تھا کہ وِریام کو فوراً پتا چل گیا کہ وہ اچانک بھیگنے والا ہے۔ اُس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھوں کو بچانے کی کوشش کی، لیکن پانی نے اُس کے چہرے اور سینے کو پوری طاقت سے چھولیا۔

"اے! تم نے کیا کیا؟" وِریام کا چہرہ پانی سے تر ہوچکا تھا، اور وہ غصے میں سونیا کی طرف مڑا۔ اُس کی آواز میں غصہ تھا، لیکن ساتھ ہی کچھ حیرانی بھی تھی۔

سونیا، جو پہلے ہی وِریام کو دیکھ کر چڑھی ہوئی تھی، اچانک چونک کر پائپ کا رخ اپنی طرف دیکھنے لگی۔ اس کے ہاتھ سے پانی کا پائپ ڈھیلا ہوگیا، اور وہ خود بھی پانی سے بھیگ گئی۔ وہ فوراً پائپ کو واپس اپنی طرف موڑتی ہے، لیکن اس کا رخ پھر وریام کی طرف ہوجاتا ہے۔

"اوہ، تمہیں تو کچھ کرنا نہیں آتا!" سونیا نے چڑھتے ہوئے کہا، لیکن اس کے چہرے پر کچھ شرمندگی بھی نظر آنے لگی۔ پانی کا پریشر ابھی بھی دونوں کے جسموں پر گرتا جا رہا تھا۔

"تمہارے ہاتھ سے کبھی کچھ صحیح نہیں ہوتا۔" وریام نے ایک لمحے کے لیے سونیا کی طرف دیکھا، اور پھر بیزاری سے کہا، وہ پائپ سے اپنا ہاتھ ہٹا کر پانی کا رخ دوبارہ سونیا کی طرف موڑتا ہے، اور اس کا چہرہ مکمل طور پر تر ہو چکا تھا۔۔۔

"اب کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں خود کو بھیگتے دیکھوں گی؟" سونیا نے غصے میں آ کر پائپ پکڑتے ہوئے کہا، اور پھر ایک اچانک حرکت سے پائپ کا رخ وریام کی طرف موڑ دیا۔نتیجے کے طور پر دونوں ایک ہی وقت میں پانی سے بھیگ گئے۔۔

سونیا اور وریام کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہمیشہ سے ہی کشیدہ رہا تھا، لیکن آج یہ چھوٹی سی ٹکراوان کے بیچ مزید تلخی کا باعث بن گئی تھی۔ جب دونوں پانی سے بھیگے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے، تو فوراًان کی زبانوں سے طنزیہ اور چڑھتے ہوئے الفاظ نکلنے لگے۔۔۔ سونیا، جس کے ہاتھ میں پائپ تھا، پانی کے ساتھ کھیل رہی تھی اور اس کا چہرہ غصے اور شرمندگی کی آمیزش سے لبریز تھا۔ اُس نے وریام کو مزید ستانے کی نیت سے پائپ کا رخ پھر سے اُس کی طرف موڑ لیا۔ وریام، جو پہلے ہی پانی سے تر ہو چکا تھا، غصے میں آیا، لیکن پھر بھی کچھ بے ساختہ سا تھا۔۔۔ "

تمہیں کبھی کچھ ٹھیک سے کرنے کی تربیت نہیں ملی؟ وریام نے غصے سے اس کی طرف گھومتے ہوئے کہا دل تو چاہ رہا تھا اس کی زبان کھینچ لے جو اس کی ہائٹ سے بھی زیادہ لمبی تھی۔۔ "

تمہاری طرح کسی کی تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کم از کم میں اتنی بڑی حرکت نہیں کرتی کہ خود کو بیوقوف بناؤں، جیسے اب تم نے اپنے آپ کو عقلمند ثابت کرنے کے لیے پانی کا پائپ تو پکڑ لیا لیکن ہینڈل تم سے ہوا نہیں!" سونیا نے سر اٹھا کر مذاق اُڑایا۔۔ "

" بیوقوف؟ "تمہاری تو بات ہی الگ ہے! تمھارے ہاتھ سے تو پانی تک صحیح نہیں نکلتا۔ وریام نے ہنکارا بھرا اگر وہ طنز کے تیر برسا رہی تھی تو وریام خان کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔ "

ہاہ، کم از کم میں غلط طریقے سے پانی کا پائپ نہیں پکڑتی!" سونیا نے بیزاری سے کہا، اور اس کا چہرہ نفرت سے سست پڑنے لگا۔

تمہیں کچھ نہیں آتا۔ جب تک تم پانی کی طرح خود کو بھی نہیں سدھار لوگی، یہ تماشے نہیں رکیں گے۔ وریام نے ایک اور تیز نگاہ سونیا پر ڈالی اور پھر ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے بیزاری سے کہا۔۔ "

تمھارے جیسے خود کو سدھارنے سے بہتر ہے کہ میں تمھیں کچھ
سکھاؤں!"سونیا کا چہرہ غصے سے لال ہوگیا، اور اس نے تیزی سے پانی کا
پائپ پکڑا۔۔۔ "

اس نے آگے بڑھتے ہوئے پائپ کا رخ پھر سے وریام کی طرف موڑ
دیا، اور پانی کی دھار کا زور مزید بڑھ گیا۔ وریام جو اس کی حرکت کے لیے
تیار نہیں تھا، ایک بار پھر بھیگ گیا۔ اور غصے میں آکر قدم سونیا کی جانب
بڑھائے، اور اس کا لہجہ پل بھر میں شدید ہوگیا۔۔۔ "

"کیا تمھیں کبھی کوئی حدود یاد آئیں گی؟" وریام نے اس سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جس طرح کے سونیا کے کام تھے ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسے اس کی کوئی حدود نہیں ہے۔۔ "

"تمھیں کیا لگتا ہے ؟ تم سے ملاقات کے بعد میری کوئی حدود سلامت رہی ہوں گی ؟" سونیا نے جواب دیا اور اس کا یہ جواب سامنے والے کے تن بدن میں اگ لگا گیا۔۔ "

تمھاری ساری حرکتوں سے تو یہ لگتا ہے کہ تمھیں زندگی میں کسی چیز کی کمی ہے۔"

وریام نے قہقہ لگاتے ہوئے کہا جیسے وہ سونیا کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔ "

"کمزوری ؟" سونیا نے تیز آواز میں کہا، "کمزوری وہ ہے جو تم میں ہے۔ تمھارے اندر جو خالی جگہ ہے، وہ کبھی پُر نہیں ہو سکتی سونیا کا اشارہ اس مرتبہ اس کی پیشانی کی طرف تھا یعنی کہ وہ ایک خالی دماغ والا شخص کہہ رہی تھی یا شاید اس کی بات کا مطلب کچھ اور تھا۔۔۔"

"میرے لیے کمزوری وہ نہیں جو تمھیں نظر آرہی ہے، بلکہ وہ بے وقوفی ہے جو تمہیں پائپ پکڑتے وقت نظر آتی ہے۔" وریام کی آنکھوں میں غصہ اور چمک آگئی۔۔ "

تو پھر تمہارا کیا حال ہے؟ "اگر اتنے عقلمند ہو، تو پھر اس پانی کے پائپ سے کیا تم کچھ سیکھ پاؤ گے؟" سونیا نے چڑھتے ہوئے کہا۔۔ "

تمھاری عقل کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لیکن تمھیں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ تمھارے طریقے کبھی نہیں بدلیں گے۔۔ وریام نے تاسف سے سر ہلایا کہ سونیا تمور خانزادی کا کچھ نہیں ہو سکتا"

اب دیکھو، یہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ سونیا کے چہرے پر ہنسی تھی، اور اس نے پائپ کو اُٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اس دوران پانی کا پریشر پھر سے تیز ہو جاتا ہے اور وریام ایک بار پھر بھیگ جاتا

ہے۔ دونوں کی باتوں میں ایک خاص تلخی تھی، اور ایسا لگتا تھا جیسے ایک دوسرے پر حملہ کرنے کا وقت آگیا ہو۔۔۔ "

"بس کردو! اب مجھے تمھارے مزید طنز برداشت نہیں ہوتے!" وریام نے غصے میں آکر کہا وریام خانزادہ کی اب بس ہوگئی تھی وہ مزید سونیا سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بھاڑ میں جاؤ تم سونیا نے ایک ادا سے اپنے گلے بال جھٹکے۔۔ "

میری طرف سے بھی تم بھاڑ میں جاؤ۔۔ "

دونوں کا طنزیہ تبادلہ ایک لمحے کو اور بڑھتا ہے، اور پھر وہ دونوں مختلف سمتوں میں چل پڑتے ہیں، ان کے درمیان ایک نئی چپکی ہوئی نفرت کے باوجود۔

سونیا تمہارے کپڑے کیسے بھیگے ہے آئیدن نے سونیا کے بھگے کپڑوں کی جانب دیکھتے ہوئے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے اور اپنی چادر اتار کر سونیا کے گرد پھیلادی۔۔ "

وہ پودوں کو پانی دے رہی تھی اس وجہ سے کپڑے بھیگ گئے نظریں چراتے ہوئے کہا اسے وریام خانزادہ سے نفرت محسوس ہو رہی تھے جواب دیتے ہی وہ اپنے کمر میں چلی گئی۔۔ "

لالا ادھر آؤ طرسم نے آئیدن کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔ "

چاچو نے سچ بولا تھا کہ دیو میرا چاچو ہے رازداری سے اس کے کان کے قریب ہوتے پوچھا یکدم آئیدن کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ

کیا تھا اگر وہ اپنی چھوٹی سی بھابھی کو سچ بتا دیتا کہ دالہام اس کا چاچو لگتا ہے تو اس نے اس کے بڑے لالا کی کان کھا لینے تھے چاچو پکار پکار کر۔۔ "

نہیں میری چھوٹی سی بھابھی میرے لالا آپ کے چاچو نہیں لگتے صاف جھوٹ بول کر اس کا دھیان اس بات سے بھٹکانا چاہا طرسم کی یہ بہت بری عادت تھی کہ وہ جس بات کے پیچھے پڑ جاتی تھی جب تک اسے معلوم نہ ہو جائے وہ اس بات کا پیچھا نہ چھوڑتی۔۔۔ "

میں دیو پاس جا رہی ہوں طرسم صوفے سے جمپ مار کر اتری ٹانگ پر آئے زخم میں درد نے شدت اختیار کر لی آنکھوں میں یکدم آنسو جمع ہو گئے۔۔ "

چلو میں تمہیں تمہارے دیو کے کمرے تک چھوڑ آتی ہو قندیل نے طرسم کو اپنی گود میں اٹھا لیا طرسم کا ایک لمحے کے لیے دل چاہا کہ اسے کہے مجھے اپنی گود سے اتارو میرے پاؤں ہے میں خود چل کر جا سکتی ہوں لیکن پھر

وہ خاموش رہی قندیل تیز قدم بڑھاتے سیڑھیاں چڑھنے لگی وہ اسے دالہام کے کمرے میں لے جانے کی بجائے چھت پر بنی بیک سائیڈ پر لے گئی۔۔ "

اوے گندی مجھے نیچے اتارو طرسم نے اسے کہا جب قندیل نے اسے نیچے نہ اتارا تو طرسم نے قندیل کے کندھے پر دانت گاڑھ دیے اس نے فوراً اسے نیچے اتار تو طرسم کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی

"۔۔

ٹڈی فتنی مجھے تو لگتا تھا تمہاری زبان صرف لمبی ہے زبان کے ساتھ تمہارے دانت بھی بہت چلتے ہیں قندیل نے اپنا کندھا سہلاتے ہوئے کہا اسے بے انتہا جلن محسوس ہوئی جہاں طرسم نے دانت گاڑھے تھے۔۔ "

اوئے گندی مجھے ٹڈی فتنی نا کہو، تم فتنی، تمہارا بھائی فتنہ، تمہاری زبان فتنی طرسم نے ایک سانس میں سارے لفظ ادا کیے قندیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا وہ ٹڈی اپنے قد سے زیادہ لمبی زبان رکھتی تھی۔۔ "

تمہاری یہ زبان تو تب کٹے گی جب دالہام کا اصلی روپ تم پر اشکار ہو گا قندیل نے اسے دالہام کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔۔ طرسم نے اس کی جانب دیکھا اسے بالکل بھی قندیل کی باتوں کی سمجھ نا آئی

"۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتی دالہام کی آخر اس نے تم سے نکاح کیوں کیا تم اتنی چھوٹی ہو کے وہ تم سے اپنی طلب بھی پوری نہیں کر سکتا قندیل نہایت میں شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلیظ سوچ اور بے ہودہ باتیں

طرسم کے سامنے بیاں کر رہی تھی طرسم نے آنکھیں پٹپٹا کر پر سوچ انداز میں اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کی۔۔ "

ایسے کیا سوچ رہی ہو۔ سچ میں تمہارے اندر ہے کیا جو دالہام نے تمہیں چنا مجھے چھوڑ کر قندیل نے سختی سے طرسم کا چہرہ دبوچا کہ اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی چہرہ یک دم سرخ ہو گیا درد برداشت کرنے کی وجہ سے۔۔ "

تمہیں دیکھتے ہی سب سے پہلے میں نے دل سے تمہیں بددعا دی تھی کہ دالہام کا تم سے دل بھر جائے اور وہ تم پر ظلم کر کے تمہیں کہیں پھینک دے قندیل کے الفاظ سن کر وہ بلک بلک کر رونے لگی اس کی سسکیاں دبانے کے لیے اس نے طرسم کے لبوں پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس کی سسکیاں کوئی سن نہ لے۔۔ "

سردار دیو کے کانوں میں یہ بات ڈالو کہ تمہیں اپنے بابا کے پاس جانا ہے نہیں تو تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تم آج کے بعد دالہام کی گود میں بیٹھنا تو دور اس کے پاس جانے کے بارے میں سوچ کر ہی لرز اٹھو گی اس نے جسم کی تمام تر قوت ہاتھوں میں اکٹھا کرتے پیچھے کی جانب دھکا دیا تو طرسم کمر کے بل زمین پر گری اور بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی قندیل تیز قدم بڑھاتی وہاں سے چلی گئی دالہام کی ایک فائل لاونج میں ٹیبل پر رہ گئی تھی اسے لینے کے لیے باہر آیا جب اسے طرسم کی رونے کی آواز آئی آواز کا پیچھا کرتے ہوئے وہ بیک سائیڈ پر پہنچا جہاں طرسم زمین پر گری آنکھوں پر ہاتھ رکھے بلک بلک کر رو رہی تھی ٹانگ پر لگی ہوئی پٹی سے خون رس کر اس کے پیچ کلر کی فراک کو رنگ گیا تھا۔۔ "

کیا ہوا دالہام نے روتی ہوئی طرسم کو گود میں اٹھایا اور کمرے میں چلا گیا اس کا رونا کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اسے بیڈ بٹھایا اور گلاس میں

پانی ڈال کر لبوں کے قریب کیا تو طرسم ایک سانس میں پانی کا پورا گلاس اپنے اندر انڈیل گئی۔۔ "

ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا اپنے بھاری اور سخت ہاتھوں سے اس کی پیٹھ سہلاتے اس کی سانسوں کو بحال کرنا چاہا جو بگڑ رہی تھی۔۔ طرسم نے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا وہ بے انتہا ڈر گئی ہوئی تھی جسم لرز رہا تھا جس طرح قندیل نے اس کا چہرہ دبوچا اور اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی جانب دھکا دیا تھا۔۔ "

مجھے بابا، ہادی بھائی اور مورے پاس جانا ہے مجھے یہاں نہیں رہنا ہنوز روتے ہوئے ضدی انداز میں کہہ کر اس کے سینے پر مکے ماریں جیسے کہنا چاہ رہی تھی مجھے ابھی اور اسی وقت میرے بابا پاس چھوڑ کر آؤ۔۔ "

میں نے کیا سمجھایا تھا کہ تم اپنے بابا کے پاس جانے کی ضد نہیں کروگی اس کی جانب دیکھا جیسے اسے طرسم کی چھوٹی حویلی واپس جانے کی بات پسند نہ آئی ہو۔۔ "

مجھے یہاں نہیں رہنا دالہام خانزادہ کا غصہ دیکھ کر اور زیادہ بلک بلک کر رونا شروع ہوگئی اور اس سے دور ہو کر بیڈ کے درمیان میں بیٹھی گئی چہرا ہاتھوں میں چھپایا اور لمبی لمبی ہچکیاں بھرنے لگی۔۔ دالہام بیڈ سے اٹھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ پر بیٹھتے طرسم کی ٹانگ پکڑتے ہوئے اپنے قریب کھینچ کر ٹراؤزر ذرا سا اوپر کر کے پٹی کھولی اس سب کے دوران اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی۔۔ "

کیسے گری تھی اس کی آنکھوں اور سرخ چہرے کو نظر انداز کرتے ہوئے زخم صاف کرتے پوچھا۔۔۔ "

مجھے نہیں پتا مجھے گھر جانا۔۔۔۔چار فٹی اس وقت تم اپنے گھر میں ہی موجود ہو خبر دار اگر تم نے واپس جانے کی بات کی اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ دہاڑا تو اس ننھی سی پری نے آنکھیں سختی سے بند کرلی تاکہ اس کا ڈر دیکھ کر اسے ڈانٹنا بند کردے۔۔کچھ لمحے بعد آنکھیں کھول کر دیکھا تو دالہام اس کی پٹی کر چکا تھا اور فرسٹ ایڈ باکس بھی دراز میں رکھ کر اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔ "

اب خاموشی سے یہ بتاؤ کہ تم کیسے گری دالہام نے اب کی مرتبہ پر سکون انداز میں اس سے استفار کیا کیونکہ وہ اب دالہام سے زیادہ ڈرنا شروع ہوگئی تھی۔۔۔اس سے قبل وہ کوئی جواب دیتی سانسوں میں اتھل پتھل شروع ہوگئی بے ساختہ طرسم نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اسے قندیل کا زہر خند لہجہ یاد آرہا تھا۔۔دالہام کو اس کی حالت تشویش میں بتلا کر رہی تھی کہ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا ہے جو بات کرتے ہی اس کی سانسیں

اکھڑنا شروع ہو گئی ۔ ۔ دالہام نے فوراً سائیڈ ٹیبل کے دراز سے انہیلر نکالا جو ڈاکٹر نے عارضی طور پر دیا تھا کہ اگر اچانک طبیعت بگڑ جائے تو انہیلر سے انھیں مصنوعی سانسیں دے ۔ ۔ طرسم انہیلر کو زور سے دبا کر خود کی سانسوں کو بحال کرنے لگی کچھ لمحے بعد اس کی سانسیں بہتر ہوئی تو دالہام کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لی ۔ ۔ "

چلو شاباش تم سو جاؤ دالہام نے اس کا حجاب کھولا اور بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر کمبل دیا پر سکون ہونے کی وجہ سے وہ کچھ پل میں ہی گہری نیند میں چلی گئی ۔ ۔ اسی پل دالہام کا فون رنگ ہوا موبائل پر ان ناؤن نمبر دیکھ کر پیشانی پر بل نمودار ہوئے ۔ ۔ "

اف دالہام تمہاری بیوی حجاب میں چاند کا ٹکڑا لگتی ہے دالہام کی پیشانی کی رگیں ابھری ، بل مزید نمودار ہوئے ، آنکھوں میں لہو رنگ اتر آیا جیسے

ابھی خون نکل آئے گا، ہاتھوں کی رگیں اس قدر ابھری ہوئی تھی کہ پھٹ جائے گی۔۔ "

اف میں اس کی خوبصورتی۔۔۔۔۔کمینے بہت جلد تجھے ڈھونڈھ کر کتے کی موت ماروگا دالہام اس کی بات کاٹتے ہوئے دہاڑا دل تو چاہ رہا تھا وہ اس کے سامنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔۔ "

بہت جلد میں تمہاری بیوی کو اپنے پاس لے اس سے قبل وہ اور بکواس کرتا دالہام خانزادہ نے اپنا موبائل دیوار پر دے مارا جو ابھی اس نے کچھ گھنٹے پہلے نیا لیا تھا۔۔ پھر ایک نظر پاس سوئی ہوئی طرسم کہ جانب دیکھا جو نیند کے مزے لے رہی تھی اس کے خوبصورت نقوش دیکھ کر کمبل اس کے چہرے پر دے دیا تاکہ اس کا چہرہ کوئی بھی نہ دیکھ سکے۔ دالہام کے ذہن میں اس وقت صرف ایک سوچ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔کہ آخر طرسم کو اس کمینے انسان نے کہاں پر دیکھا ہے اور آج اس نے

حجاب کیا ہے یہ بات اسے کیسے پتہ چلی۔۔ اضطراب کی کیفیت میں کئی لمحے کمرے میں چکر کاٹتا رہا جب سکون نہ ملا الماری سے اپنی گن نکال کر کالے رنگ کی چادر اوڑھتے ہوئے لمبے ڈھگ بھرتا نیچے گیا اور جیپ میں بیٹھ کر شکار کرنے کے لیے چلا گیا تھا تاکہ خود کو پر سکون کر سکے جو غصہ اسے فون کرنے والے شخص پر آیا تھا مبادہ کہی وہ اپنے گھر والوں پر نہ نکال دے۔۔ "

سونیا اپنے کمرے میں بند رہی دوپہر کے کھانے پر سب موجود تھے سوائے سونیا، طرسم اور آئیدن۔۔ طرسم نیند کے زیر اثر سوئی ہوئی تھی سونیا بھی خود کو پر سکون کرنے کے لیے گہری نیند کی وادیوں میں گم تھی اور آئیدن احزان اپنی ڈیوٹی پر گیا ہوا تھا گھر میں صرف خواتین موجود تھی اور وہ دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے ٹیبل پر بیٹھے ہلکی پھلکی گفتگو کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ کچھ لمحوں میں ہی دن سے رات ہو گئی رات کے کھانا

بھی سونیا نے اپنے کمرے میں کھایا اور طرسم ابھی تک سوئی ہوئی تھی
دالہام شکار سے واپس ابھی تک نہ آیا تھا اور آئیدن کی ڈیوٹی لیٹ نائٹ
تک تھی۔۔ تقریباً رات کے گیارہ بجے دالہام خانزادہ بڑی حویلی داخل
ہوا اور سیدھا اپنے کمرے میں گیا تاکہ کپڑے تبدیل کر سکے۔ جیسے ہی
کمرے میں داخل ہوا سامنے بیڈ پر طرسم سوئی ہوئی ملی ایک پل کے لیے
حیرانگی ہوئی کہ وہ ابھی تک اٹھی نہیں۔ اسے دیکھتے ہی اچانک ذہن میں
اس غلیظ انسان کے الفاظ گونجنے لگے دل چاہا ہر چیز تہس نہس کر دے
شکار سے فارغ ہوتے اس نے اپنے آدمیوں کو اس شخص کو ڈھونڈنے
کے لیے لگا دیا جس نے اسے کال کر کے اس کی بیوی کے بارے میں
بکواس کرنے کی ہمت کی تھی۔۔ تھکاوٹ حد سے زیادہ ہونے کی وجہ
سے کپڑے بھی تبدیل نہ کیے اور چادر اتار کر صوفے پر پھینکتے ہوئے
دراز کھولا اور دو نیند کی گولیاں کھا کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا اس بات پر غور

کیے بنا کہ اس کے علاوہ کمرے میں ایک اور وجود بھی ہے۔۔ رات کے 12 بجے طرسم کی آنکھیں کھلی سونے کی وجہ سے آنکھوں میں کافی حد تک سوجن ہو گئی تھی آئینے میں جب اپنا عکس دیکھا تو دل چاہا جی بھر کر روئے اسے اپنی آنکھوں پر سوجن پسند نہیں تھی پھر سائیڈ پر سوئے ہوئے دیو کو دیکھا جو پر سکون نیند کے مزے لے رہا تھا ذہن میں اچانک ایک شیطانی خیال آیا دیو سے بدلہ لینے کا کیونکہ اس نے اس ننھی سی پری کو ڈانٹا تھا۔۔"

دیو!۔۔

دیو! دو مرتبہ پکارا جب وہ نہ اٹھا تو چہرے پر مسکراہٹ لیے بنا آواز پیدا کیے لڑکھڑاتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس پہنچی دراز کھول کر کینچی نکالی اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی ایک پل کے لیے سوچا کہ اگر وہ سفاک دیو اٹھ گیا تو؟ پھر اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے دالہام خانزادہ جو دائیں جانب

کروٹ لیے سویا ہوا تھا اس کے سر کے بائیں جانب سے بال کاٹ
دیے دالہام خانزادہ کے بال حد سے زیادہ گھنے تھے اسے اپنے بال کٹوانا
نہایت ناپسند تھا طرسم نے جب اس کے بال کینچی سے کاٹ کر اوپر ہاتھ
لگایا تو مٹھی بھر کر بال اس کے ہاتھ میں آ گئے۔۔ "

دیو گنجا ہو گیا لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ پر قابو پانا چاہا کہ کہیں دیو اس
کی مسکراہٹ کی آواز سن کر اٹھ نہ جائے آدھا گھنٹہ اس دیو کی جانب
دیکھتی رہی لیکن وہ پھر بھی نہ اٹھا تو طرسم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ
سے گلاس میں پانی ڈال کر سارا کا سارا دالہام خانزادہ کے چہرے پر انڈیل
دیا اچانک چہرے پر پانی پڑنے کی وجہ سے وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا
حالانکہ وہ نیند کی گولیاں کھا کر سویا تھا۔۔ "

اتنی دیر سونا اچھی بات نہیں ہے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر ٹھوڑی کے
نیچے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہا دالہام

نے وال کلاک کی جانب دیکھا جو تقریباً ایک بجا رہی تھی اسے سوئے ابھی دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے اور اس چارفٹی نے اس کی نیند حرام کر دی تھی۔۔ "

بالکل تقریباً دو گھنٹے سونا بری بات ہے اور 12 گھنٹے سونا بالکل بھی بری بات نہیں ہے دانت پیستے ہوئے طنز کیا تو اس نے اپنی بتیسی دکھاتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو دالہام نے چہرے پر ہاتھ پھیر کے جیسے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ چارفٹی ہر مرتبہ اسے ضبط کے آخری مراحل پر پہنچا دیتی تھی۔۔ "

دیو میں بور ہو رہی تھی مجھے کھیلنا تھا اس لیے تمہیں اٹھایا اب مجھے طنز نہ کرو اور میرے ساتھ کھیلو۔۔ "

رات کے ایک بجے 31 سال کی عمر میں، میں تمہارے ساتھ چھپن چھپائی کھیلنے سے رہا طرسم نے آنکھیں بار بار جھپکی اور پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

31 سال کو انگلش میں کیا کہتے ہیں؟ دالہام نے حیران کن نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا آخر اس کے ذہن میں ایسے سوالات آتے کہاں سے تھے اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ گنتی کے کس ڈیجٹ کو اردو میں 31 کہتے ہیں۔۔ "

تھرٹی ون کو 31 کہتے ہیں دالہام نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔ "

رات کے وقت کھیلنے سے بوڑھے لوگوں کی ٹانگیں ٹوٹتی ہیں اور تم تو اب بھی بوڑھے نہیں ہوئے دالہام کا ایک لمحے کے لیے دل چاہا کہ اپنا

سر بیڈ کراؤن کے ساتھ مار لے اس کا ضبط جواب دے رہا تھا ابھی تو اس نے اپنے کٹے ہوئے بال نہیں دیکھے تھے۔۔ "

دیو میرے ساتھ کھیلو طرسم نے کشن اٹھا کر اس کے سینے پر مارا تو دالہام نے اس کے ہاتھ سے کشن لینا چاہا لیکن وہ بھی طرسم خانزادی جی اتنی آسانی سے کیسے ہار مان لیتی جیسے ہی دالہام نے کشن پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا طرسم نے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ دیے۔۔۔ "

کشن نہیں لینا پہلے میرے ساتھ کھیلیے!۔۔۔"

میں چھوٹا بچہ نہیں ہوں جو تمہارے ساتھ کھیلوں اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اس ننھی سی گڑیا کو کیسے سمجھائے کہ وہ اس کی عمر کا نہیں ہے جو اس کے ساتھ کھیلے۔۔۔ "

پھر مجھے چھوٹا بچہ لادے دالہام کا منہ کھل گیا اس کے الفاظ سن کر اس نے الفاظ بچپنے میں کہے تھے لیکن جو مطلب دالہام کو سمجھ آیا تھا اس کے کان کی لو تک سرخ پر گئی۔۔ "

چار فٹی کتنی مرتبہ تمہیں کہا ہے جتنی تمہاری عمر ہے اتنی باتیں کیا کرو اسے شانوں سے سختی سے تھام کر سیدھا کر کے بٹھایا جو کبھی دائیں جانب ہلتے ہوئے لیٹ رہی تھی تو کبھی بائیں جانب۔۔ "

میں نے کون سا غلط بات کہی میں نے تو صرف اتنا کہا کہ میرے ساتھ کھیلو اگر نہیں کھیل سکتے تو پھر مجھے میرے جتنا بچہ لادو تاکہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں دالہام اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا اس کا ابھی بچپن تھا اس نے اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ کھیلنا تھا اور وقت سے پہلے سردار دالہام خانزادہ نے اپنا بدلہ لینے کے لیے اسے وفی میں لے لیا تھا۔۔ "

کیا کھیلنا ہے ! مجبوراً اسے کہنا پڑا کیونکہ اگر وہ اس کے ساتھ نہ کھیلتا تو وہ مزید الٹے سیدھے سوال کرتی جس کا جواب دالہام خانزادہ کے پاس نہیں ہونا تھا۔۔ "

ہم طوطا اُڑ، مینا اُڑ کھیلیے گے دالہام نے چہرے کے عجیب زاویے بنا کر اس کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا یہ کون سا کھیل ہے۔۔ "

اپنی شہادت کی انگلی کشن کے اوپر رکھے جب میں بولوں گی طوطا اُڑ، مینا اُڑ آپ نے انگلی اٹھانی ہے اگر آپ نے غلط جانور پر انگلی اٹھائی تو میں آپ کی پیٹھ پر تھپڑ ماروں گی دالہام کا ہاتھ پکڑ کر درمیان میں رکھے ہوئے کشن پر رکھا اور اسے اشاروں سے بتایا کہ اس طرح کھیلنا ہے جب دالہام نے اس کے آخری الفاظ سنیں تو آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا تم سردار دالہام خانزادہ کو مارو گی اس کے اشاروں کو سمجھتے ہوئے طرسم نے فوراً ہامی میں سر ہلایا۔۔ "

چلو کھیلتے ہیں ، چڑیا اُڑ طرسم کے بولتے ہی دالہام نے شہادت کی انگلی اوپر اٹھائی ۔ ۔ "

طوطا اُڑ، مینا اُڑ، کوا اُڑ، باز اُڑ، مینڈک اُڑ پہلے تین پرندوں کی دفعہ انگلی اٹھاتے ہوئے چھوتے نام پر غور کیے بنا دالہام نے انگلی اٹھا دی تو طرسم نے فوراً کھڑے ہوتے اس سے قبل دالہام اس کی حرکت سمجھ پاتا اس نے سردار کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ مارتے وقت جب وہ اوپر ہوئی تھی ہاتھ کی مٹھی میں جو اس نے بال پکڑے ہوئے تھے وہ سب باہر نکلتے دالہام کی گود، شانوں اور گود میں گر گئے وہ طرسم کو ڈانٹے ہی لگا تھا جب اس کا دھیان اپنی گود میں گرے بالوں کی جانب گیا آنکھیں پھیلا کر طرسم کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر میسنوں کی طرح مسکرا کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے حد سے زیادہ معصوم چہرا بنایا تاکہ دالہام اسے ڈانٹے نہیں ۔ ۔ "

یہ کیا کیا تم نے !دالہام خانزادہ نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو اس کے بائیں جانب سے مٹھی بھر کر بال کاٹے گئے تھے وہ بچارا صدمے کی حالت میں اپنے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ "

آپ کی حجامت بنائی ٹانگیں پھیلا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی اور پھر ہتھیلی پر چپکے بالوں کو پھونک مار کر آڑایا۔۔ "

تمہاری حجامت تو میں بناتا ہوں دالہام نے غصے سے کہتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کے اس کی پیٹھ کے ساتھ لگا کر اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے دوسرے ہاتھ سے اپنی گود میں بکھرے بالوں کو ہاتھ میں پکڑ کر طرسم کے بالوں میں ڈال دیے اور کچھ اس کی گردن پر لگا دیے۔۔ "

دیو میرے بال نہیں کاٹنے میرے چھوٹے چھوٹے بال ہیں طرسم نے اپنے شانوں تک آتے بالوں کو آئینے میں دیکھ کر رشک بھری نگاہ سے کہا کیونکہ اس کے بال حد سے زیادہ پر کشش تھے۔۔ "

ہاں میرے تو جیسے کمر سے نیچے تک تھے جل بھن کر کہتے ہوئے طرسم کے رخسار کے ساتھ اپنے سر کے بائیں حصے کو سختی سے دو مرتبہ مس کیا تو حد سے زیادہ جلن طرسم کے رخسار میں ایک لمحے میں پیدا ہوئی۔۔ "

تمہاری تو حجامت میں ایسی بناؤں گا آج کے بعد کسی کی حجامت بنانے کے قابل نہیں رہو گی دالہام نے اپنی خونخوار نگاہیں اس کے بالوں پر ٹکائی ہوئی تھی اسے طرسم کے بال فل وقت زہر لگ رہے تھے۔۔ "

آپ میرے ہاتھ کاٹ دے گے، ہائے اللہ دیو میں پھر چا کلیٹس کیسے کھاؤ گی، کھیلنا اور سب کو تنگ کیسے کروں گی چہرے پر حد سے زیادہ ڈر تھا جیسے اسے یقین تھا کہ دالہام خانزادہ اس کے ہاتھ اور بال کاٹ دے گا پھر وہ ٹونڈی اور گنجی ایک ساتھ ہو جائے گی۔۔ دالہام خانزادہ کے دل میں بے ساختہ خیال آیا کہ اوپر والے نے اسے دماغ دے کر جب بھیجا تھا

تو یقیناً اس نے اپنا سر دیوار کے ساتھ فوری طور پر مارا تاکہ اس کا اوپر والا مالا خالی ہو جائے۔۔ "

مجھے ایک بات بتاؤ، سچ سچ بتانا پھر تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔ تمہارا اوپر والا مالا خالی ہے دالہام نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھتے ہوتے تصدیق کرنی چاہی کہ کہی سچ میں تو اس کا اوپر والا مالا خالی تو نہیں۔۔ "

یہاں پر تو دماغ ہوتا ہے۔ کیوں آپ کے اوپر والے مالے میں دماغ نامی چیز نہیں ہے دالہام خانزادہ کا دل ایک لمحے کے لیے کیا کہ کاش یہ لڑکی نہ ہوتی اگر یہ لڑکا ہوتی تو تھپڑ مار مار کر سر دار دالہام خانزادہ نے اس کا وہ حشر کرنا تھا کہ اس کے بعد کسی کے ساتھ زبان درازی کرنا تو دور بات کرنے سے پہلے بھی سو مرتبہ سوچے گی۔۔ "

خاموشی سے سونیا کے کمرے میں چلی جاؤ نہیں تو سچ میں، میں نے تمہارے بال اور ہاتھ کاٹ دینے ہے دالہام نے آنکھوں میں اس قدر

غصہ تھا جیسے وہ آنکھوں کے راستے سی طرسم کو زندہ نگل جائے گا۔۔
اسی پل ریحانہ خانم دالہام کے کمرے میں داخل ہوئی کیونکہ انھیں اپنے بیٹے سے کچھ ضروری بات کرنی تھی لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے دالہام نے طرسم کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے اور اس کے بال اس کی ننھی سی پری کے چہرے اور گردن پر تھے دونوں کی حالت بکھری ہوئی تھی دالہام خانزادہ فوراً طرسم سے دور ہوا۔۔ "

دالہام! بے یقینی سے انہوں نے اپنے بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے اسے پکارا تو دالہام کا چہرا خفت سے سرخ پر گیا۔۔ "

مورے پلیز اس مرتبہ پہلے کی طرح غلط مطلب اخذ مت کریے گا اور یہ دیکھے جیسے آپ پری کہتی ہیں اس نے چڑیل کی طرح میرے بال نوچے ہے بیڈ سے اٹھ کر صدمے کی کیفیت میں کہتے ہوئے اپنے بال دیکھائے بے ساختہ ریحانہ خانم نے اپنی ہنسی پر قابو پایا۔۔ "

چلو پری ہم چلے سونیا کے کمرے میں ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے طرسم کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ان کے کہنے کی دیر تھی طرسم بھاگ کر دالہام کے پیچھے جا کر سہم کر چھپی تھی ریحانہ خانم اور سردار دالہام کو اس کی حرکت اور ڈر پریشانی میں بتلا کر گیا۔۔ "

دیو مجھے نہیں جانا مجھے تمہارے پاس رہنا دالہام کی شرٹ کھینچی اور ہاتھ اس کی جانب کیے جیسے کہنا چاہا کہ مجھے گود میں اٹھا لو دالہام کے گود میں اٹھانے کی دیر تھی کہ وہ اس طرح اس کے ساتھ چپکی جیسے ایک بچہ سہم کر ماں کے ساتھ چپک جاتا ہے۔۔ اسی دوران اس کی سانسیں بگڑنا شروع ہو گئی۔۔ "

اچھا ہم کہی نہیں جارہے تم اپنے دیو پاس رہو جب اس کی حالت زیادہ بگڑنے لگی توریحانہ خانم نے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے اس کو پر سکون کرنا چاہا۔۔ "

پری کیا چیز تمہیں خوف میں بتلا کر رہی ہے۔۔ "

ڈ۔ر۔۔۔ڈر زبان ساتھ چھوڑنے لگی ہلنے سے انکار کر دیا اور تالوں کے ساتھ چپک گئی، اپنی گرفت طرسم نے دالہام خانزادہ پر سخت کرلی۔۔ تو دالہام نے اپنی مورے کو نفی میں اشارہ کر کے کسی قسم کا بھی سوال پوچھنے سے منع کر دیا۔۔ "

کہی نہیں جارہی تم چلو خاموشی سے بیڈ پر جا کے لیٹو اور سو جاؤ مجھے چوچرا کی آواز بھی نہیں آنی چاہیے سخت لہجہ استعمال کیا تاکہ طرسم کا دھیان بھٹک جائے۔۔ "

مجھے نیند و نہیں آ رہی اپنی ننھے ننھے ہاتھ دالہام خانزادہ کے رخسار پر رکھے اور سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا وہ بے انتہا ڈری ہوئی تھی۔۔ "

اور نیند کیوں نہیں آ رہی؟۔۔۔

ڈر لگ رہا ہے صاف گوئی سے جواب دیا تو دالہام گہری سوچ میں گم ہو گیا آخر کس چیز کا ڈر ہے نہ وہ بتا رہی تھی اور بار بار کہہ رہی تھی ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

آنکھیں بند کرو نیند آ جائے گی دالہام نے اسے بیڈ پر لٹایا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا ریحانہ خانم طرسم کے بائیں جانب اور دالہام خانزادہ دائیں جانب بیٹھ گیا آدھا گھنٹہ وہ ٹکر ٹکر ان دونوں کی جانب دیکھتی رہی پھر نیند کے خمار کی وجہ سے آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئی۔۔ "

مورے اسے کمرے میں لے جائے دالہام نے طرسم کو اٹھا کر ریحانہ خانم کی گود میں لٹا دیا۔ پیشانی پر فکرمندی کے تاثرات سجائے ننھی سی پری کو لے کر چلی گئی۔۔۔ "

آئیدن نمیرہ کے کمرے میں تقریباً رات کے ڈھیر بجے گیا کمرہ ہلکی روشنی سے منور تھا اور ہوا میں ایک عجیب سا سکون تھا، مگر آئیدن کا دل بے چین تھا۔ نمیرہ بستر پر بیٹھی تھی، کتاب ہاتھ میں لیے، جیسے وہ دنیا سے بے خبر ہو۔ آئیدن کا دل اس کی ہر حرکت پر مرتا تھا، اس کو معلوم ہوگیا کہ آئیدن کمرے میں آیا ہے لیکن اس نے ایک نظر بھی اس پر نا ڈالی نمیرہ کی سرد مہری نے اسے مزید بے چین کر دیا تھا۔۔

میری بیوی کو کیا ہوا ہے دروازہ بند کر کے ٹیک لگا کر کھڑے ہو اجب نمیرہ نے اس سے بات کرنا تو دور اس کی جانب دیکھا بھی نہ تو آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔ "

آئیدن پلیز یہاں سے جاؤ مجھے تم سے بات نہیں کرنی کتاب کو بند کر کے سائڈ پر رکھا بیڈ پر نیم دراز ہونے لگے جب آئیدن نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر بائیں جانب کھسکا کر دائیں جانب نیم دراز ہوتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا۔۔ "

مجھے ایک بات بتاؤ جب ہمارے بچے ہو جائیں گے تب بھی تم ایسا ہی کرو گی نمیرہ کی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی پکڑتے ہوئے اپنے چہرے کے قریب تر کر کے ناک سے ناک مس کی۔۔ "

آئیدن مجھے چھوڑو نہیں تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی اس کے سینے پر مکے برساتے ہوئے اٹھنا چاہا لیکن ایس پی آئیدن احزان کی گرفت اس کی کمر پر اس قدر سخت تھی کہ وہ ایک انچ بھی نا ہل پائی۔۔ "

میری جان ابھی تم میں اتنی ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ تم ایس پی آئیدن احزان کی مضبوط باہوں سے خود کو نکال پاؤ نمیرہ کی پیشانی پر شدت سے لب رکھ کر محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔ نمیرہ نے بدلے میں اسے کھا جانے والی نظروں سے نوازا۔۔ "

جانتی ہو دوسرے شوہروں کو ان کی بیوی کا پیار اٹریکٹ کرتا ہے اور مجھے تمہارا غصہ آئیدن نے نمیرہ کی سرخ ہوئی ناک کو کھینچ کر اس کے دونوں رخسار کھینچے۔ پہلے غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہوا تھا اور اب اس کے جلاد شوہر نے ناک اور رخسار کھینچ کر چہرے کو اس قدر سرخ کر دیا جیسے کسی نے بے تحاشہ تھپڑ مارے ہو۔۔ "

تمہیں ایک مرتبہ میری بات سمجھ نہیں آتی چھوڑو مجھے تمہارے قریب رہنا اچھا نہیں۔۔۔۔ لیکن مجھے تمہارے قریب رہنا حد سے زیادہ اچھا لگتا ہے نمیرہ کی بات کاٹتے ہوئے اس کی کمر پر گرفت پہلے سے زیادہ سخت گی اور اپنی سرمئی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔۔ "

پلیز انف چھوڑو مجھے نمیرہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا اور التجائی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔ "

تمہارا رویہ دیکھ کر میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اس کی کمر سے بازو ہٹا کر اٹھ بیٹھا اور نمیرہ کو بھی اپنے ساتھ زبردستی بٹھایا۔۔ نمیرہ کی آنکھوں میں ایک انجانہ سا ڈر بیٹھ گیا۔۔ "

میں مورے اور لالا سے بات کروں گا رخصتی کی ہماری رخصتی میں جتنی دیر ہوں گی ہمارے درمیان اختلافات بھرتے جائیں گے اور میں یہ ہرگز نہیں چاہتا نمیرہ میں چاہتا ہوں ہماری زندگی خوشگوار گزرے نمیرہ کا چہرہ

ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر وہ اس قدر پیار بھرے لہجے میں بولا تھا کہ نمیرہ کے پاس الفاظ ہی نہ رہے ادا کرنے کے لیے۔۔ "

یہ چیز اکثر ہر انسان کے ساتھ ہوتی ہے اگر ہم کسی فیصلے پر راضی نہ ہو تو سامنے والا اس قدر ہم سے پیار بھرے لہجے میں بات کرتا ہے کہ ہم نہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ہماری زبان ہمارا ساتھ نہیں دیتی ہمارے دل میں ہزاروں وسوسے آجاتے ہیں اگر ہم نے منع کر دیا تو نہ جانے سامنے والوں کو کس قدر تکلیف ہو۔ نہ جانے اس نے ہمیں کتنے ارمان دل میں بسائے کہا ہے۔۔ "

آئیدن میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں کئی لمحے خاموش رہنے کے بعد نمیرہ بولی اس میں ہر گز اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے دل میں کسی اور کی محبت سمائے اپنے شوہر کے پہلو میں رہے۔۔ "

اس لیے تو رخصتی کروا رہا ہوں ۔ جو لڑکی شادی کے لیے راضی نہیں ہوتی اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی جب اس کی رخصتی ہو جاتی ہے تو وہ اپنے اسی شوہر کی عادی ہو جاتی ہے اور میں چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تم سے محبت نہیں کرتی نمیرہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی چلائی آئیدن کی آنکھوں میں ایک لمحے میں ہی ہزاروں تکلیف ، دکھ سما گئے ۔ ۔ آنکھوں کو بار بار جھپکتے جیسے اس نے اپنی تکلیف کو چھپانے کی کوشش کی ۔ ۔ "

میں نہیں چاہتا تم مجھ سے محبت کرو میں چاہتا ہوں تم میری عادی بنو کیونکہ محبت عشق سے بھی زیادہ جان لیوا عادت ہوتی ہے اور میں تمہاری عادت بننا چاہتا ہوں تمہارے دل ، دماغ ، تمہاری ہر حرکت میں خود کو محسوس کرنا چاہتا ہوں آئیدن نے اس کی کمر پر ہاتھ سختی سے رکھا اور اپنے سینے کے ساتھ لگا کر اس کے بال سہلاتے ہوئے جنونیت سے بھرپور

انداز میں کہا بے ساختہ نمیرہ کے دل میں خیال آیا اگر اس نے واقعی ہی میں اسے خود کا عادی بنا لیا تو اور عادت تو محبت سے بھی زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔۔ "

ریڈی ہو جاؤ رخصتی کے لیے اس رات تمہیں مکمل طور پر میں اپنا بنا لوں گا تمہیں خود سے صرف میری خوشبو آئے گی تمہیں ہر پل ایسا محسوس ہو گا جیسے آئیدن احزان تمہاری بے حد قریب ہے تمہاری روح میں سما چکا ہے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا نمیرہ کے لیے حد سے زیادہ مشکل ہو رہا تھا اس کی خمار آلود آنکھوں میں دیکھنا۔۔ "

میں تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دوں گی نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے ایک پختہ ارادہ اپنے دل میں کیا آئیدن نے بھی اس کی بات سن کر نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب رہیں گے۔۔ "

چلو بیگم سوجائے مجھے بہت نیند آرہی ہے آئیدن نمیرہ کو لیے نیم دراز ہوگیا وہ دوسال سے اس طرح یہ کرتے آرہا تھا جب بھی اسے اپنے کمرے میں نیند نہ آتی تو نمیرہ کے کمرے میں آجاتا اور زبردستی اسے اپنی باہوں میں لے کر سوتا۔۔ کہیں نہ کہیں نمیرہ اس چیز کی عادی ہوچکی تھی لیکن ابھی وہ اس بات سے انجان تھی۔۔ "

تقریباً صبح کے چھ بجے آئیدن کی آنکھوں کھلی نمیرہ اس کے بے حد قریب لیٹی ہوئی تھی اور نیند کے مزے لوٹ رہی تھی آئیدن نے اسے تکیے پر منتقل کیا اور اس کے چہرے کے ہر نقش کو لبوں سے چھو کر کھڑا ہوگیا اور تیز قدم بڑھاتے باہر چلا گیا اگر وہ مزید وہاں رکتا تو خود پر قابو کھود دیتا۔۔ وہ اپنے کمرے میں جانے لگا تھا جب اس کا دیہان اپنے لالا کمرے کی جانب گیا جس کی لائٹ آن تھی اور دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا اس نے اپنے قدم دالہام خانزادہ کے کمرے کی جانب بڑھائے دروازہ

ناک کر کے اندر داخل ہوا تو دالہام نے ابرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا۔۔ "

وہ مجھے اپ کی یاد آرہی تھی آئیدن دالہام کے پاس بیٹھ گیا اور اپنا سر اپنے لالا کے کندھے پر رکھ دیا۔۔ "

چھوٹے کیا کام ہے دالہام کو معلوم تھا کہ وہ صرف کام کے لیے آیا ہے جب بھی وہ اس طرح کے مسکے اسے لگاتا تھا اسے کوئی نہ کوئی کام ہوتا تھا۔۔۔ "

لالا آپ کو لگتا ہے کہ میں صرف تب آپ کے پاس آتا ہوں جب مجھے کوئی کام ہوتا ہے چہرے پر فرضی پریشانی سے جا کر دالہام خانزادہ سے پوچھا تو اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

بالکل نہیں لالا مجھے تو آپ کی بہت یاد آرہی تھی آئیدن نے اب کی مرتبہ دالہام کے کندھے پر سر رکھ کر اس کے گرد حصار بنایا تو اس نے زبردست گھوری سے اپنے چھوٹے بھائی کو نوازا۔۔ "

اچھا بتاتا ہوں مسلسل دالہام خانزادہ کی غصیلی نظر خود کی جانب دیکھ کر آئیدن سیدھا پوائنٹ پر آیا۔۔ "

لالا رخصتی کروانا چاہتا ہوں۔ دالہام فوراً نہ میں سر ہلا دیا ابھی آئیدن محض 22 سال کا تھا وہ اتنی جلد اس کے رخصتی نہیں کروانا چاہتا تھا کیونکہ شادی کے بعد ایک مرد پر ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہے جیسے ایک عورت پر بڑھتی ہے۔۔ "

لالا پلیز میری پوری بات سن لے پھر اپ کو جو فیصلہ ہوگا مجھے منظور ہوگا۔۔ میرے اور نمیرہ کے نکاح کو دو سال ہو گئے ہیں میں جانتا ہوں میں نے ضد کر کے نکاح کروایا تھا اور اب رخصتی کی بھی جلدی کر رہا ہوں

لیکن اس کے پیچھے وجہ ہے لالا۔ نکاح کے بعد رخصتی میں جتنی زیادہ دیر کی جائے میاں بیوی میں اتنے ہی اختلافات بڑھتے ہیں اور میں نہیں چاہتا میرے اور نمیرہ کے درمیان اختلافات بڑھے لالا آپ مجھ سے نو سال بڑے ہیں آپ کو اس بارے میں بہتر طریقے سے معلوم ہو گا آئیدن نے نہایت ہی دھیمے لہجے میں کہا اس کے الفاظ اس قدر با معنی تھے کہ دالہام کے دل میں بے ساختہ ہی خیال آیا کہ اسے رخصتی میں دیر نہیں کروانی چاہیے اس کا بھائی بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا رخصتی میں جتنی دیر ہو میاں بیوی میں اتنے ہی اختلافات بڑھتے ہیں۔۔ "

ٹھیک ہے مورے اور میں رات کو یا پھر کل پھپھو سے بات کریں گے رخصتی کے بارے میں دالہام آئیدن کی پیٹھ سہلاتے ہوئے دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔ "

ہائے میرے پیارے لالا سختی سے اپنے بڑے لالا کے گلے لگا پھر اس کی نظر لیپ ٹاپ پر پڑی جہاں دالہام کسی نمبر کے بارے میں انفارمیشن نکال رہا تھا۔۔"

لالا یہ آپ کس کے بارے میں۔۔۔ایک کمینے کے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہا ہو اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دالہام خانزادہ بولا تو آئیدن نے فوراً اثابت میں سر ہلایا۔۔ "

یہ آدمی بار بار سم بدل کر مجھے کال کر کے میری عزت کے بارے میں بھونک رہا ہے میرے آدمی اسے ڈھونڈنے میں لگے ہوئے ہیں

آئیدن کی پیشانی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئی یہ سوچ کر ہی کہ کسی میں اتنی ہمت کیسے پیدا ہو گئی کہ وہ ان کے خاندان کی عزت کے بارے میں بھونکنا شروع ہو جائے۔۔ "

لالاایک بات بتائیں مجھے، بھابھی آپ کو کیسی لگتی ہے۔ آئیدن نے اپنے لالا کے غصے کو کم کرنے کی خاطر ہلکے پھلکے انداز میں کہا اور بات کو بدل دیا۔۔ "

پاگل !یک لفظ جواب دیتے ہوئے دالہام خانزادہ اس کی بچگانہ حرکتیں سوچ کر جھرجھری لی۔۔ "

لالاجب میری چھوٹی سی بھابھی آپ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی ماں۔۔۔۔ سوری دالہام خانزادہ اس قدر خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا کہ آئیدن اپنی بات کو ادھوری چھوڑ کر معافی مانگنے لگا۔۔ "

دروازہ وہ ہے آئیدن خاموشی سے جی لالا کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ "

سونیا چھٹی ہوتے ہی اپنی دوستوں کے ساتھ کیفے میں آئی ہوئی تھی۔۔
کیفے کا ماحول ہمیشہ کی طرح ہلچل سے بھرا ہوا تھا، گاہکوں کی آوازیں،
چمچوں کی کھنک اور چائے کے کپوں کی سرسراہٹ کے درمیان، وریام
داخل ہوا۔ اس کی نظریں فوراً کیفے میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر گئیں اور پھر
جیسے ہی اس کی نظر سونیا پر پڑی، اس کا چہرہ کٹھور ہو گیا۔ سونیا بھی اپنے
دوستوں کے ساتھ چائے پی رہی تھی اور جیسے ہی وریام قدم بڑھاتے
اس کے قریب آیا، اس کے چہرے پر وہی طنزیہ مسکراہٹ آگئی، جو
اکثر دونوں کے بیچ کا خاصہ ہوتی ہے۔۔۔ "

" واہ! وریام! تم یہاں؟ کبھی سوچا بھی تھا کہ ایک دن تمہاری شکل ایسی
کسی کیفے میں دکھے گی؟ لگتا ہے آج کل تمہاری زندگی کا کوئی مقصد نہیں
بچا، سو بس کیفے کا راؤنڈ مارنے نکل آئے ہو!" سونیا نے ایک گہری
سانس لی اور چمچ سے چائے ہلاتے ہوئے بیزاری کے انداز میں کہا اسے

وریام پر بے انتہا غصہ تھا کیونکہ اس نے کل اسے بھیگو دیا تھا جس کی وجہ سے وہ پوری رات چھینکیں مارتی رہی۔۔ "

تمہاری شکل دیکھ کر تو یہی لگ رہا ہے کہ تمہارا دماغ کیفے کے سٹور کی جوتوں کی شیلف پر رکھ کر آئی ہو۔ اور یہ چائے کیا ہے؟ کسی غریب کو دھوکہ دے کر بنائی ہے؟ ذرا ذائقہ تو چکھو، تمہاری چائے کی حالت تو تیزاب سے بھی بدتر ہے۔ وریام نے ایک گہری نظر سونیا پر ڈالی اور بیزاری سے کہا اس نے بھی پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ اج اسے ناکوچنے نہ چبوائے تو اس کا نام بھی وریام سفیان خانزادہ نہیں۔۔ "

یہ چائے نہیں، تمہاری عقل کا تجزیہ کرنے کا نسخہ ہے۔ اگر تم یہ چائے پی لو، تو تمہیں اپنی تمام احمقانہ باتوں کا پتا چل جائے گا! لیکن تم تو شاید نا سمجھی میں ہی خوش ہو۔ سونیا نے چائے کا کپ وریام کی طرف

بڑھاتے ہوئے کہا اور چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائی جو وریام کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔۔ "

جوتوں کی رنگت دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ تم نے کسی غریب پرانے چمچوں کی دکان سے لے لیے ہیں۔ تمہاری شان و شوکت تو اتنی خراب ہو گئی ہے کہ میں تمہیں دیکھ کر خود کو کافی بہتر محسوس کرتا ہوں! وریام نے اس کی حالت پر اچھا خاصا طنز کیا سونیا کا ضبط جواب دینا شروع ہو گیا۔۔ "

تمہاری شکل ایسی ہو گئی ہے جیسے کسی غبارے کے اندر ہوا بھری ہو، بس چہرہ پھولتا جائے اور کوئی سنجیدہ بات نہ کرے۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہاری آواز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ تمہاری آواز سے کیفے کی دیواروں کو بھی درد ہوتا ہے؟ منہ بناتے ہوئے کہہ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور چائے کا ایک سپ لیا۔۔۔ "

اور تمہاری آنکھیں ایسی ہیں جیسے جھیل میں بدبو آرہی ہو، بس تمہاری نظریں ہی کسی پانی کے غبارے کی طرح بگڑجاتی ہیں۔ اگر تم میری نظر میں ہو، تو تمہاری شکل سے مجھے تمہاری دماغی حالت کا اندازہ ہوجاتا ہے!" وریام نے فوراً جواب دیا وہ دونوں اس قدر ایک دوسرے پر طنز کی برسات کررہے تھے کہ سونیا کی دوستیں لبوں پر ہاتھ جمائے دونوں کی لڑائی آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔۔۔ "

" تمہارے دماغ کے خلیات کی حالت تو ایسی ہے جیسے کسی خراب پینٹر نے رنگوں کے ساتھ کھیل کر پورے کینوس کو برباد کردیا ہو۔ تمہیں دیکھ کر تو لگتا ہے کہ تمہیں پچھلے پانچ سال میں کسی نے کبھی آئینے میں نظر نہیں ڈالنی دی!" سونیا نے برہمی سے کہا وریام نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا اور ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی۔۔ "

آئینہ ؟" وریام نے شوخی سے کہا، "تمہیں تو آئینے میں دیکھ کر خوف آنا چاہیے، تمہاری شکل تو اتنی عجیب ہے کہ کوئی بھی عکس تمہیں دیکھ کر پھر سے اپنا رخ بدل لے !ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا اور ہاتھ اس کے سر سے پاؤں تک لے جا کر اشارہ کر کے جیسے اچھا خاصا ذلیل کیا۔۔۔ "

تمہاری باتوں میں کچھ نہیں، سچ کہوں تو تمہاری عقل وہی ہے جو تمہاری جیب میں پڑے ہوئے کاغذوں کی حالت ہے !زیادہ وقت گزارنے سے کچھ نہیں ملے گا، تمہیں تو بس ڈھنگ سے اپنے بالوں کا حساب رکھنا سیکھنا چاہیے !" سونیا نے اس کے نرم لائم بالوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو ہر وقت پیشانی پر بکھرے رہتے تھے اور دیکھنے والے کو اس قدر حسین لگتے تھے دل چاہتا تھا کہ اسے چھو کر محسوس کرے۔۔ "

تمہارے بالوں کی حالت تو ایسی ہے جیسے کسی پنکھے میں فیتے پھنس گئے ہوں، اور پھر تم ان کو ایسی دریا دلی سے دنیا بھر کے گہرے رنگ دے

کر خود کو مزید بد صورت بنا لیتی ہو۔۔ وریام نے سونیا کے بال کبھی نہیں دیکھے تھے لیکن اس کے بالوں کا مزاق اڑانے کے لیے کہا اور سونیا کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ دے جو منہ کھولے بکواس کیے جا رہا تھا۔۔۔ "

کم سے کم میری جیب میں کچھ تو ہے!" سونیا نے فوراً چمچ سے چائے کی ایک بڑی گھونٹ لیتے ہوئے کہا، "تمہیں دیکھ کر تو لگتا ہے کہ تمہاری جیب میں تو بس ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے بے وقوفی! بس اسے سنبھال کر رکھنا، کہیں تمہاری جیب سے نکل نہ جائے۔ دونوں ہی پاگل ہو چکے تھے انہیں یہ تک لحاظ نہیں تھا کہ ان کے ارد گرد لوگ کھڑے ہیں وہ بس ایک دوسرے کو طنے دینے میں مصروف تھے۔۔ "

تمہاری آواز سن کر تو میرا دماغ ہی چکرا جاتا ہے، اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری باتوں کا جواب دوں گا؟ میں تو بس یہ دعا کر رہا ہوں کہ تمہاری

طنزیہ مسکراہٹ جلدی غروب ہو جائے!" وریام نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا جیسے اس نے شیطان کو دیکھ اور سن لیا ہو۔۔۔ "

دونوں کی جملوں کی بارات ایک دوسرے کے ساتھ اس تیزی سے ٹکرا رہی تھی کہ کیفے میں بیٹھے لوگ ہیرے کی طرح چمکتے ان کے لفظوں کے خطرناک وار دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے۔ دونوں کے بیچ طنز کی جنگ اتنی شدت اختیار کر چکی تھی کہ ماحول میں گویا بجلی کے جھرمٹ سے گزرنے کا احساس تھا۔کیفے میں موجود ہر فرد ساکت ہو چکا تھا، بس وریام اور سونیا کی جنگ تھی جو ہر طرف گونج رہی تھی۔ جیسے ہی وریام نے سونیا کی طرف قدم بڑھایا، اس کے چہرے پر ایک اور طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کرو سونیا خانزادی۔۔ "

تم بھی اپنی زبان سنبھال کر بات کرو وریام خانزادہ سونیا بھی اسی انداز میں بولی تھی جو انداز وریام خانزادہ نے اپنایا تھا۔۔ "

محترمہ آج تمہاری بہت زیادہ زبان درازی سہی ہے میں نے اگر ائندہ تم نے میرے ساتھ ایسی زبان درازی کی تو پھر تمہیں وریام سفیان خانزادہ بتائے گا کہ صحیح معنی میں زبان درازی کہتے کسے ہیں اس کی آنکھوں میں صرف جنون تھا لیکن سونیا کو اس سے ریت کے دانے کے برابر بھی ڈر نہ لگا۔۔ "

تم سے میرے جوتی بھی نہ ڈریں اس نے وریام کو خود سے دور دھکا دیا۔ دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر وہاں سے چلے گئے وریام کا رخ دائیں جانب تھا اور سونیا کا بائیں جانب دونوں نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ اس زبان درازی کو بدلہ ضرور لے گے۔۔ "

کیا ہوا؟ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے وہ نوجوان مرد ایک 18 سالہ لڑکی کے پاس بیٹھا جو بگڑی ہوئی حالت میں بیٹھی تھی چہرے پر کالک، پھٹے ہوئے کپڑے، دوپٹہ اس کے وجود پر نہ تھا وہ حد سے زیادہ کانپ رہی تھی۔۔"

پیچھے ہٹو گندے! اس نوجوان مرد کے سینے پر زور سے مکا مارا جیسے اسے مرد کا خود کے قریب بیٹھنا پسند نہ آیا ہو۔۔"

میں گندا نہیں ہوں میں تمہارا بہت زیادہ دھیان رکھوں گا تمہیں سدا اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھوں گا اپنے ہاتھ اس لڑکی کی جانب بڑھائے جو کانپ رہے تھے نہ جانے کیوں اس نوجوان اور مضبوط مرد کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔"

گندا کہہ کر وہ زمین پر پڑا روٹی کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال گئی جو لکڑی کی طرح سخت تھا اس نوجوان شخص نے بہت کوشش کی کہ وہ روٹی کا ٹکڑا منہ

میں نہ ڈالے ۔۔ اس کی حالت ناقابل برداشت تھی وہ اٹھ کر باہر چلا گیا اور اس کے لیے ڈھیر سارے کھانے لے کر آیا تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھائے ۔۔ "

یہ کیا ہے ؟ ایک ساتھ زیادہ اور مختلف قسم کے کھانے دیکھ کر اپنے دونوں کندھے پر ہاتھ رکھ کر جسے خود کو چھپاتے ہوئے پوچھا ۔۔ "

یہ کھانا ہے تمہیں بھوک لگی اس سے قبل وہ اپنا جملہ مکمل کرتا وہ لڑکی بے صبری سے مختلف کھانے میں سے ایک ڈش اٹھا کر اپنی گود میں رکھ کر بڑے بڑے نوالے اپنے منہ میں ڈالنے لگی نا جانے وہ کب سے بھوکی تھی ۔۔ "

تمہیں ۔۔۔ پسند ۔۔۔۔۔ آیا وہ زبان سے جواب دیے بغیر ہاں میں سر ہلاتے ہوئے بس کھانے میں مصروف تھی ۔۔ ایک پلیٹ رکھ کر وہ دوسری ڈش اٹھاتے ہوئے کھانے لگی اس نوجوان شخص کا شدت سے

دل چاہا کہ اس لڑکی کو سختی سے اپنے سینے سے لگا کر محسوس کرے لیکن وہ تو اس کے پاس بیٹھنے پر گھبرا جاتی تھی۔۔ "وہ آدھے گھنٹے سے کھائے جا رہی تھی اس نے بالکل بھی اس لڑکی کو نہ روکا کھانے سے وہ بس چاہتا تھا کہ وہ جی بھر کر اپنا پیٹ بھرے۔۔ "

پ۔ پانی گلے میں نوالہ پھنسا تو آنکھوں سے کئی آنسو نکل کر کھانے میں گرے فوراً پانی کا گلاس اس لڑکی کی جانب بڑھایا ایک سانس میں ہی وہ پورا گلاس اپنے اندر انڈیل گئی۔۔ "

بش! (بس) اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیوار کے ساتھ سر ٹکایا اور کچھ لمحے میں ہی وہ پر سکون نیند سو گئی کیونکہ آج پہلی مرتبہ اس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا۔۔ "

اس کے سونے کی دیر تھی اس شخص نے اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بینچا۔ حصار اس قدر اس کے گرد سخت کیا جیسے کوئی اسے چھین کر لے

جائے گا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

میری جان! کہہ کر اسے اٹھا کر ایک خوبصورت بیڈ پر اسے لٹایا لحاف اس کے اوپر دے کر ایک مرتبہ پھر سے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر لائٹ اف کر کے سائیڈ لیپ آن کیا اور باہر چلا گیا۔۔۔ "

جب میں نے تمہیں کمرے کی صفائی کی ذمہ داری دی تھی تو وہاں روٹی کا ٹکڑا کیا کر رہا تھا ایک عورت (ملازمہ) سے نہایت سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے اپنی پیشانی مسلی اسے ہر گز برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ جس میں اس کی جان بستی ہے اس نے لکڑی کی مانند سخت روٹی کا ٹکڑا کھایا ہے۔۔ "

سر میں نے صفائی کی تھی مجھے نہیں معلوم کیسے جب اس شخص کی خونخوار نظریں خود کی جانب دیکھی تو سر جھکا گئی۔۔ "

آج کے بعد اگر مجھے ذرا سی بھی تم لوگوں کے کام میں کوتاہی نظر آئی تو سب کو یہاں سے نکالنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگاؤں گا وہ سب پر غصے سے چلاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔"

دالہام خانزادہ صبح کے نو بجے ہی گھر سے نکل کر بال کٹوانے گیا فوجی کٹ کروایا جب اس کے بال کٹ رہے تھے اسے جی بھر کر طرسم پر غصہ آیا جس کی وجہ سے اس کے خوبصورت بال ضائع ہوئے تھے اور اس وقت وہ ڈیرے پر موجود ایک آدمی کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔۔ "

سردار وہ آدمی اس وقت اوشن بلو ہوٹل میں موجود ہے اس کے وفادار آدمی کے بتانے کی دیر تھی ڈیرے میں موجود کمرے میں گیا اور وہاں سے اپنی گن اور چاکو اٹھا کر جیپ میں بیٹھ کر ہوٹل کی جانب روانہ ہو گیا۔۔ اس کی جیپ کے پیچھے سات جیپ موجود تھی جس میں گارڈز تھے۔

دالہام نے اپنے خاص آدمی کو میسج کیا کہ اس آدمی کو لے کر پرانے ڈیرے پر آئے۔ دالہام کے تمام آدمی ہوٹل گئے اور وہاں سے اس آدمی کو اٹھا کر ڈیرے پر لے گئے دالہام کے ڈیرے پر پہنچنے سے پہلے ہی آدمی وہاں موجود تھا۔۔"

وہ آدمی اس وقت خوف سے کپکپا رہا تھا کہ نہ جانے اس کے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار دالہام خانزادہ کی وحشت سے اچھی طرح واقف تھا۔۔ کچھ لمحے گزرے تھے جب وہ اپنی رعب دار شخصیت لیے بھاری قدم اٹھاتے ڈیرے میں موجود ایک ویران سے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ "

م۔ میں نے کچھ نہیں ک۔ کیا مجھے چھ۔ چھوڑ دو ابھی دالہام خانزادہ اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے بھی نہ تھے کہ وہ کپکپاتے لہجے میں بولا جسم میں حد سے زیادہ کپکپاہٹ طاری تھی۔۔ "

میری عزت کے بارے میں تم بھونکے تھے تم نے اسے نظر بھر دیکھا
سے اس کی ہاتھ کی پشت پر جیب سے چاکو نکالتے ہوئے مارا یہاں پر
سردار کے ہاتھ نہ رکے اس ہاتھ سے چاکو نکال کر دوسرے ہاتھ پر
مارتے ہوئے اس کے کندھے پر مار دیا کمرے میں ہر طرف اس کی
دردناک چیخیں گونج رہی تھی دالہام نے اس کا چہرہ دبوچ کر اس کی زبان
کے درمیان پر کٹ لگایا۔۔ "

آج کے بعد کسی کے بارے میں بولنے کے قابل نہیں رہو گے تم
دالہام نے چاقو پکڑ کر اس کے گردن پر چھ سے سات مرتبہ مارا اور پھر
آخری مرتبہ اس کی گردن میں چاکو اتارتے ہوئے دوسری جیب سے گن
نکال کر اس کی پیشانی اور سینے پر گن میں وجود ساری گولیاں ماردی۔۔ "
سردار چھوڑ دے دالہام کے خاص آدمی نے اس کے ہاتھ سے گن پکڑ
لی وہ اپنے آپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔ "

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا اس کی ہمت کیسے ہوئی میری عزت کے بارے میں بات کرنے کی دالہام اس کی گردن سے چاکو نکال کر اس کے تھائیز پر مارنا شروع ہو گیا۔۔ "

سردار بس کر دے وہ مر گیا ہے دالہام کے خاص آدمی نے با مشکل اسے مردہ جسم سے دور کیا اس کی سفید شلوار قمیض لال رنگ میں رنگی ہوئے تھی چہرے پر خون کے قطرے، ہاتھ خون آلود اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پر خون نہ لگا ہو۔۔ "

اِس آدمی کو کس نے ہائر کیا تھا پتہ لگواؤ دالہام کی وحشت زدہ نظریں ابھی بھی اس آدمی کے بے جان وجود پر ٹکی ہوئی تھی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اس آدمی کو کسی نے ہائر کیا ہے کیونکہ وہ جیسے کپکپا رہا تھا اسے صاف واضح ہوا کہ وہ کسی کے لیے کام کرتا ہے۔۔ "

دالہام لمبے ڈب بھر تا جیپ میں بیٹھ کر وہاں سے ڈیرے پڑ گیا اور اپنے کپڑے تبدیل کیے وہ اس حال میں ہر گز گھر نہیں جا سکتا تھا گھر والوں کے لیے وہ ایک سنجیدہ اور سخت انسان تھا لیکن دنیا اس کا اصل روپ جانتی تھی کہ سردار دالہام تیمور خانزادہ کس قدر سفاک ہے۔۔ خود کو کافی حد تک پر سکون کر کے گھر کی جانب روانہ ہوا تاکہ دوپہر کا کھانا سب کے ساتھ کھائے۔۔ "

السلام علیکم بڑی حویلی داخل ہوتے ہی لاؤنج میں موجود خان حویلی کے سب افراد کو سلام کیا جس کا جواب سب نے یک زبان دیا تھا۔۔ "

خیریت ہے آج اتنی جلدی گھر آ گئے ریحانہ خانم نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اپنے ساتھ بٹھایا اور محبت پاش لہجے میں پوچھا۔۔ "

اگر آپ کہتی ہیں تو میں واپس چلے جاتا ہوں ریحانہ خانم نے ہلکی سی چپت اس کے کندھے پر لگائی جیسے کہنا چاہ رہی تھی تم مجھے واپس جا کر دکھاؤ۔

آئیدن ان دونوں کی تکرار دیکھ کر مسکرایا رات کو اس نے لیٹ نائٹ ڈیوٹی دی تھی اس وجہ سے آج اسے چھٹی تھی سونیا بھی یونیورسٹی سے گھر آگئی اور اس وقت سب لاونج میں موجود تھے طرسم ہر چیز سے بے خبر اپنی گڑیا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔۔ دالہام نے ایک نظر اس ننھی سی گڑیا پر ڈالی جس کے سر پر حجاب تھا وہ اپنی گڈا گڈی کے ساتھ کھیل رہی تھی اس بات سے انجان کہ اس کا دیو اس پر نظر رکھنے والے کو ایک گڈے کی طرح ہی مسل کر آیا ہے۔۔ "

مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے دالہام نے صوفیا خانم کا ہاتھ پکڑا جو اس کے دائیں جانب بیٹھی ہوئی تھی ریحانہ خانن نے حامی بے سر ہلایا کیونکہ صبح کے سردار انہیں آئیدن کے ساتھ ہوئی گفتگو کے بارے میں بتا چکا تھا۔۔ "

ہاں بولو بیٹا صوفیا خانم نے دالہام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حد سے زیادہ محبت بھرے لہجے میں کہا۔۔ "

مجھے لگتا ہے اب ہمیں آئیدن اور نمیرہ کی رخصتی کر دینی چاہیے پھپھو نمیرہ میچور ہے وہ میاں بیوی کے رشتے کو اچھی طرح ہینڈل کر سکتی ہے آئیدن کم عمر ہے لیکن مجھے یقین ہے وہ ہر زمہ داری بھرپور طریقے سے نبھائے گا آئیدن احزان کے چہرے پر خوشی کا ہر رنگ موجود تھا اس کی محبت مکمل طور پر اب اس کے حوالے ہونے والی تھی دالہام کا لہجہ اس قدر پر سکون تھا کہ صوفیا خانم نے حامی بے سر ہلایا وہ بھی چاہتی تھی کہ اب جلد از جلد ان کی بیٹی اپنے گھر کی ہو جائے۔ صوفیا خانم نے جب نمیرہ کے جانب دیکھا تو اس نے نفی بے سر ہلا دیا اس کے مورے نے آنکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا وہ جانتی تھی وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے جب انہوں نے اس کا نکاح آئیدن سے کروایا تھا وہ

تب بھی راضی نہیں تھی لیکن اپنی مورے کی خوشی کے لیے اس نے نکاح کرلیا۔۔ "

میرے خیال سے صوفیا دو ہفتے بعد کی ڈیٹ صحیح رہے گی رخصتی کے لیے ریحانہ خانم نے مسکراتے ہوئے کہہ کر کھڑے ہوتے صوفیا کو گلے لگایا تو انہوں نے بھی ہامی میں سر ہلادیا نمیرہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی اس کے برداشت سے یہ بات باہر تھی کہ جس سے وہ محبت کرتی ہے وہی اسے اپنے بھائی کو سونپ رہا ہے۔۔ آئیدن کے دل میں ایک پل کے لیے تکلیف پیدا ہوئی وہ جانتا تھا نمیرہ کیوں وہاں سے اٹھ کر گئی ہے دوسروں کے لیے وہ اس کا شرمیلہ پرتھا لیکن اصل وجہ تو اس کا شوہر جانتا تھا۔۔ "

لالا! دالہام جیسے ہی دوسرے صوفے پر بیٹھا آئیدن پیار بھرے لہجے میں اسے پکار کر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔ شہریار کو پتہ چل گیا کہ یہ ضرور

کوئی تماشہ کرنے والا ہے وہ کچھ دیر پہلے ان کے گھر آیا تھا جب دالہام صوفیا خانم سے رخصتی کی بات کر رہا تھا۔۔ "

میں اتنی کم عمر میں باپ بن جاؤں گا اور آپ مجھ سے نو سال بڑے ہیں آپ تو کوئی دس سال بعد۔۔۔ اس بیچارے کے باقی کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب دالہام نے اس کی گردن پیچھے سے پکڑ کر سختی سے دبائی چہرہ یک دم سرخ ہوا ہاتھوں کو مٹھی میں تبدیل کر لیا کہیں اس کے منہ سے درد بھری چیخ نہ نکل جائے۔۔ "

ایک بات یاد رکھنا آج کے بعد اس طرح کا فضول قسم کا مذاق میرے ساتھ نہیں کرنا اور دوسرا جو بچہ پیدا ہو گا وہ سردار دالہام خانزادہ کے پاس رہے گا تمہیں کس نے کہہ دیا کہ وہ تمہارا ہو گا آئیدن نے آنکھیں پھاڑے اپنے لالا کی جانب دیکھا یعنی کہ بچہ اس کا اور رہے گا اپنے بڑے پاپا کے پاس اس نے بار بار نفی میں سر ہلایا۔۔ "

لالا وہ میرا بچہ ہوگا تو میرے پاس رہے گا۔۔۔ "

یہ تو وقت بتائے گا کہ وہ کس کے پاس رہے۔۔۔ بس کر دو تم دونوں ابھی رخصتی ہوئی نہیں اور تم لوگ پہلے ہی بچے کی پلاننگ کرنا شروع ہو گئے ہو صوفیا خانم اور ریحانہ خانم ایک ساتھ بولی دالہام کی بات ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی تو وہ درمیان میں ہی بول پڑی اسی پل قندیل نیچے آئی اور سب کے ساتھ بیٹھ گئی اس کے آتے ہی طرسم بھاگ کر دیو کی گود میں بیٹھ گئی اور اس کے سینے میں چہرہ چھپا دیا جو گڈا گڈی ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے وہ اس وقت زمین کو سلامی پیش کر رہے تھے۔۔ یہ چیز قندیل کو آگ بگولا کر گئی اس نے حد سے زیادہ طرسم کو ڈرایا تھا لیکن وہ پھر سے دالہام کی گود میں جا کر بیٹھ گئی۔۔ سردار کو اس کا ڈرنا عجیب لگ رہا تھا۔۔ "

لالا آپ نے بال کیوں کٹوائے ہیں؟ سونیا اور آئیدن دالہام کے فوجی کٹ کو دیکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں کہا جہاں تک انہیں یاد تھا ان کا لالا

اپنے بالوں کو لے کر حد سے زیادہ پوزیسو تھا وہ کبھی اپنے بال نہیں کٹواتا تھا اس کے بال ہمیشہ گھنے ہوتے تھے لیکن وہ لمبے نہیں ہوتے تھے۔۔ "

وہ بس کٹوا دیے دالہام خانزادہ کے لہجے میں غصہ تھا وہ اب انہیں کیا بتاتا کہ اس کی چار فٹی بیوی نے اسے اٹھانے اور بدلہ لینے کی خاطر اس کے بال کاٹ دیے ریحانہ خانم اپنے دونوں بچوں کی باتیں سن کر مسکرائی انھیں اصل وجہ معلوم تھی۔۔ "

آئیدن نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی جب دالہام طرسم کو گود میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا اس سے قبل اس کی طبیعت بگڑتی ریحانہ کو طرسم کا ڈرنا ایک مرتبہ پھر سے تشویش میں مبتلا کر گیا کیونکہ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔۔ "

شہریار کی نظر حبا پر پڑی جو چائے لیے ان کی جانب آ رہی تھی واللہ کیا خوبصورتی تھی اس لڑکی کی جو ایک نظر میں ہی سامنے والے کو اپنا دیوانہ بنا لیتی تھی۔ وہ چائے ٹیبل پر رکھ کر واپس کچن میں چلی گئی شہریار نظریں بچاتے ہوئے اس کے پیچھے کچن میں گیا۔۔ "

طبیعت کیسی ہے؟ اچانک اپنے پیچھے آواز سن کر جھٹکے سے مڑی سامنے شہریار خان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر وہ اس کے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے پہلے اسے باہوں میں اٹھا کر ہاسپٹل لے کر جانا اور دوبارہ باہو میں اٹھا کر حویلی واپس لے کر آنا عجیب سی کشمکش میں بتلا کر رہا تھا۔۔۔ "

ٹھ۔ ٹھیک یک لفظی دے جر کر سنک کی طرف متوجہ ہوئی اور برتن دھونے لگی۔۔ "

اتنا جھجھک کیوں رہی ہو مجھ سے شہریار اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا حبا کے ہاتھ کپکپانے لگے اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹ زمین پر گرتے چکنا چور ہو گئی گھبرا کر نیچے زمین کی جانب دیکھا ہاتھ شیلف پر رکھے ہوئے برتنوں کے ساتھ ٹکرایا اور تقریباً 15 برتن زمین پر گر کے ٹوٹ گئے یک دم آنکھیں موٹے موٹے آنسو سے بھر گئی شور کی آواز سن کر ریحانہ خانم کچن میں داخل ہوئی ایک نظر ہولے ہولے لرزتے ہوئے حبا کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے بے شمار آنسو نکل رہے تھے اور پھر شہریار کی جانب جو حیرانگی سے کبھی زمین پر گرے برتنوں کی جانب دیکھتا کبھی حبا اور کبھی ریحانہ خان کی جانب۔۔ "

آنٹی اس کی کوئی غلطی نہیں ہے یہ برتن دھونے میں کچھ زیادہ ہی مصروف تھی میں اچانک کچن میں آیا اس سے گرم دودھ کا کہا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے ہاتھ میں موجود برتن زمین پر گرا پیچھے مڑی اور بازو شلف پر رکھے

ہوئے برتنوں کو لگ گیا شہریار کو معلوم تھا کہ ریحانہ خانم اس بیچاری کو ضرور ڈانٹیں گی اس لیے آدھا جھوٹ اور آدھا سچ ملا کر انہیں بتا دیا۔۔ "

یہ بیچاری تو ہر وقت چھوٹی چھوٹی بات پر روتی رہتی ہے میں نے اسے کیا ڈانٹنا ہے ریحانہ خانم نے اس کے پاس جا کر ہلکا سا کندھا تھپتھپایا جیسے اسے حوصلہ دینا چاہ رہی تھی۔۔ "

دھیان سے کام کیا کروں کہہ کر واپس لاؤنج میں چلی گئی شہریار نے بھی واپس چلے جانا مناسب سمجھا کیونکہ اگر وہ وہاں پر رکتا تو پھر معاملہ خراب ہو سکتا تھا۔۔۔ "

ان دونوں کے جاتے ہی حبا زمین پر بیٹھ کر رونا شروع ہو گئی اس کی زندگی عجیب ڈگر پر چل رہی تھی اس کے پاس کوئی مستقل سہارا نہ تھا رہنے کے لیے جو اس کا اپنا ہوتا۔۔۔ "

چہرے پر سیاہ رنگ کا ماسک لگائیں فیکٹری میں بنے ایک مخصوص کمرے میں داخل ہوا اس کے پیچھے بیس کی تعداد میں آدمی کمرے میں داخل ہوئے جن کے ہاتھ میں گنز تھی۔۔ سامنے بیٹھے اس شخص کی سانس سے سیدھے بے اٹکے جسم لرزنا شروع ہوگیا۔۔ "

مرزا کہا ہے آنکھوں میں سفاکیت اور جنون لیے سرد اور سخت لہجے میں استفار کیا۔۔ "

م۔ مجھے۔۔۔ن۔ نہیں۔۔۔م۔ معلوم اس نے دو سے تین لفظ ادا کیا جب اس کی دردناک چیخے کمرے میں گونجی کیونکہ اس شخص نے اس کے تھائے پر چاکو مار کر گوشت کا کچھ حصہ نکال لیا تھا اور پر سکون انداز میں آنکھیں بند کی جیسے اسے اس آدمی کی چیخ و پکار سکون دے رہی تھی۔۔ "

مرزا کہاں پر ہے ؟ وہ شخص اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں تھا لیکن وہ کسی بھی طرح مرزا کو ڈھونڈنا چاہتا تھا جس نے اس سے دشمنی مول لے کر اپنی موت کو دعوت دی تھی ۔ ۔ "

مج ۔ ۔ ۔ ھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یں اس سے قبل وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مکمل کرتا اس سفاک انسان نے چاقو اس کی گردن میں اتار دیا اور اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ اس کے اندرونی حصے نکال کر جن لوگوں کو دل یا گردے وغیرہ کی ضرورت ہے انہیں دے دو ۔ ۔ "

اور پھر بے چینی سے ارد گرد چکر کاٹنے لگا ۔ ۔ "

یکدم حبا کا سر چکرانے لگا ہمت کر کے اٹھتے ہوئے وہ سرونٹ کوارٹر چلی گئی تاکہ کچھ دیر آرام کر سکے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی دل میں عجیب سی تکلیف نے جنم لیا وہ بار بار اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی اور اسے اپنی زندگی کے سیاہ لمحات یاد آئے جب وہ یتیم خانے میں ظلم سہتی تھی لیکن کوئی اسے بچانے کے لیے نہیں آتا اور وہ بلک بلک کر روتے ہوئے سو جاتی۔ ان تلخ یادوں کو سوچتے ہوئے حبا چارپائی پر لیٹی اور موٹے موٹے آنسو بہانے لگی۔۔ "

وہ لڑکی کہاں ہے جو چائے لے کر آئی تھی شہریار کچھ دیر بڑی حویلی کے افراد کے درمیان بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر کچن کی جانب رخ کیا حبا کی غیر موجودگی محسوس کر کے ایک ملازمہ سے سخت لہجے میں استفار کیا۔۔ "

صاحب جی وہ اس لڑکی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اس وجہ سے وہ آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی ہے ملازمہ نے سر جھکائے ادب سے جواب دیا۔۔ "

شہریار خان نے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے سرونٹ کوارٹر کی طرف رخ کیا۔ جہاں تمام ملازمین کے کمرے تھے، لیکن وہ اب یہاں چھپ کر حبا سے ملنے آیا تھا۔ حبا کی طبیعت خراب تھی اور وہ اس کی خیریت پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر ساتھ ہی یہ بھی جانتا تھا کہ حبا اس سے خوف کھاتی تھی، یا شاید ہے مرد سے۔۔۔ "

شہریار نے دروازے پر پہنچ کر ہلکی سی دستک دی، اس کے دل کی دھڑکن تیز تھی، اور دماغ میں کئی سوالات تھے کہ کیا وہ حبا سے بات کرنے میں کامیاب ہو پائے گا یا نہیں۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر

جھانکا۔ حبا ایک پرانے بستر پر لیٹی ہوئی تھی، اس کی آنکھوں میں بے بسی اور خوف کی جھلک تھی۔۔۔۔ "

حبا! کیسی ہو؟ شہریار نے نرمی سے کہا، حبا نے کانپتے ہوئے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں بے شمار خوف تھا، اور اس کے جسم میں ایک ہیجان سا تھا، جیسے وہ کسی خطرے کا سامنا کر رہی ہو۔ اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں اور ہاتھوں کی ہلکی لرزش شہریار کی نظریں چھپنے میں ناکام ہو رہی تھی آنکھوں میں بے شمار آنسو۔۔۔ "

آپ... آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" حبا کی آواز میں خوف تھا، جیسے اس کے سامنے کوئی بڑا خطرہ کھڑا ہو فوراً سے سائیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر سر پر لے لیا۔۔ "

ڈرنے کی بات نہیں ہے، میں صرف تمہاری طبیعت پوچھنے آیا ہوں۔ مجھے ملازمہ نے بتایا کہ تمہاری طبیعت پھر سے خراب ہو گئی ہے، کسی

چیز کی ضرورت ہے تو مجھے بتا دو؟ شہریار نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں صرف ہمدردی اور نرمی تھی جو حبا کو اور زیادہ خوف میں بتلا کرنے لگی۔۔"

"نہیں... نہیں چاہیے۔ آپ یہاں سے جائیں، حبا کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے تذبذب آیا، پھر اس نے بادل ناخواستہ سر جھکایا اور کہا۔۔ حبا، میں صرف تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ بی بی کا مسئلہ بعض اوقات جان لیوا بھی ہو سکتا ہے اگر زیادہ تکلیف ہو رہی ہے تو میں تمہیں ہاسپٹل لے جاتا ہوں شہریار کی آنکھوں میں غم کی جھلک تھی، اس نے قدم اور آگے بڑھایا لیکن اس کے جسم کی زبان حبا کے خوف کو مزید بڑھا رہی تھی۔"

آپ... آپ جائیں، مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں خود ٹھیک ہو جاؤں گی۔
اور پلیز میرے ساتھ یہ ہمدردی کا ناٹک مت کریں۔ جبا نے اپنی آنکھیں
بند کر لیں، جیسے شہریار کی آواز اس کے کانوں میں دھڑکتی ہوئی کسی بڑی
زنجیر کی طرح گونج رہی ہو۔ اس نے اپنے جسم کو مزید سکیڑ لیا اور آہستہ
سے کہا، شہریار کا دل اچانک بوجھل ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے
جبا کی طرف دیکھا، جس کی آنکھوں میں واضح طور پر خوف تھا، جیسے وہ ہر
مرد سے، شہریار سے بھی، پناہ مانگ رہی ہو۔
تمہیں کوئی تکلیف ہو رہی ہو تو مجھے بتاؤ، میں تمہیں میڈیسن لا دیتا ہوں یا
پھر ڈاکٹر کو بلواتا ہوں۔۔ شہریار نے پھر نرمی سے کہا نا جانے کیوں اسے
جبا کے ساتھ حد سے زیادہ کھنچاؤ محسوس ہو رہا تھا۔۔ "
میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے آپ۔ آپ جائیں، مہربانی ہو گی آپ
کی۔۔ جبا نے سر نیچے کر لیا اور آہستہ سے کہا، وہ جبا کی آنکھوں میں

گہرے خوف کے ساتھ اس کے اندر کی بے بسی کو دیکھ رہا تھا۔ حبا کی حالت اسے بہت تکلیف دے رہی تھی، لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ اس خوف کو ختم نہیں کر سکتا، کم از کم ایک لمحے میں نہیں۔ شہریار اچھے سے جانتا تھا کہ وہ کس خوف میں مبتلا ہے۔ اسی لیے شاید اسے حبا کے ساتھ حد سے زیادہ ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔۔ "

حبا، میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ "شہریار نے دھیرے سے کہا، اس کے لہجے میں نرمی اور دلی ہمدردی تھی۔۔۔ "

آپ... آپ بس چلے جائیں۔ حبا کی سانسوں میں شدت آئی۔ اس کے چہرے پر بے چینی کی علامات واضح ہو رہی تھیں، جیسے کسی بھاری بوجھ تلے دب گئی ہو۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے سر جھکایا اور پھر بڑی مشکل سے کہا۔۔ "

حبا اگر کسی چیز۔۔۔۔ شہریار کے قدم ایک لمحے کے لیے رک گئے، اور پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا، مگر حبا کا رد عمل اس کے دل میں ایک خلش پیدا کر رہا تھا۔

"نہیں، آپ بس جائیں... مجھے کچھ نہیں چاہیے، براہ کرم... حبا نے آہستہ سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، اس کی آواز میں کانپتی ہوئی ایک لرزش تھی، جیسے وہ ہر لفظ کے ساتھ شہریار کو دور کرنا چاہتی ہو۔"

کیا تمہیں مجھ سے خوف محسوس ہو رہا ہے؟ کیا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں یہ نقصان پہنچاؤں گا؟۔۔۔"

نہیں... آپ سے نہیں۔ حبا کی آنکھوں میں مزید خوف اور اضطراب نظر آیا، جیسے وہ شہریار کی باتوں کو نہیں سننا چاہتی ہو۔ اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں، جیسے وہ کسی بری یاد سے چھٹکارا پانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ حبا کا خوف کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ وہ خوف

تھا جو شاید برسوں سے اس کے اندر بس چکا تھا، جس نے اس کی زندگی کو سیاہ کر دیا تھا۔۔۔ "

میں تمہیں کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا، حبا۔ "شہریار نے نرمی سے کہا، لیکن اس کی آواز میں شکست کی گونج تھی۔ "تمہارا خوف میری وجہ سے نہیں ہے۔ "

حبا کی سانسیں تیز ہو گئی تھیں، اور وہ آہستہ سے بستر سے اُٹھنے کی کوشش کرنے لگی، جیسے وہ فوراً اٹھ کر دروازہ کھول کر شہریار کو باہر نکالنا چاہتی ہو۔ اس کے جسم کی لرزش اور اس کی بے بسی شہریار کی آنکھوں میں واضح ہو رہی تھی۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے، آپ بس... بس جائیے۔۔ حبا نے سر جھکاتے ہوئے کہا وہ بس ایک بات بار بار دہرائے جا رہی تھی۔۔۔۔ "

اگر کبھی تمہیں میری ضرورت ہو، تو مجھے یاد کرنا۔ میں تمہاری مدد کرنے کے لیے ہمیشہ یہاں ہوں۔ شہریار کے دل میں ایک بوجھ تھا، جیسے کوئی بگڑا ہوا وعدہ یا شکایت اس کے اندر دبی ہوئی ہو، جو وہ کسی سے نہ کہہ سکتا ہو۔۔ لیکن کیا؟ یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔ وہ کچھ لمحے کے لیے خاموش رہا، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔۔۔ "

جبا نے بغیر کچھ کہے سر جھکایا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی، جیسے وہ نہیں چاہتی تھی کہ شہریار اور وہ دونوں اس لمحے کو مزید طویل کریں۔ شہریار نے ایک آخری نظر جبا پر ڈالی، اور پھر باہر کی جانب رخ کرتے دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ اس کے قدموں کی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہو گئی، اور جبا کے اندر کا خوف جیسے اس کے پیچھے ہی رہ گیا ہو۔ لیکن شہریار کے جانے کے بعد بھی جبا کی سانسوں میں تیزی تھی، اور وہ جانتی

تھی کہ اس کا خوف اب تک اس کے اندر موجود ہے، شاید ہمیشہ کے لیے۔۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈر کیوں رہی ہو، میرے سامنے تو تمہاری بہت زبان چلتی ہے دالہام نے طرسم کو بیڈ پر بٹھایا اور اس کے سامنے کھڑے ہوتے زبردست گھوری سے نوازا۔۔ "

طرسم خانزادی نہیں ڈرتی اپنی کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کے بیڈ پر کھڑی ہوئی اور نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا کہیں دیو کو اس کی آنکھیں نم نظر نہ آجائے۔۔ "

میری جانب دیکھو دالہام نے اس ننی سی پری کو گود میں اٹھایا اور پھر اس کا حجاب ٹھیک کرتے ہوئے محبت پاش لہجے میں کہا تاکہ اس کے دل میں جو ڈر بیٹھا ہے وہ ذرا کم ہو۔۔۔ "

میری ایک بات ذہن نشین کر لو اگر تم صحیح ہو اور تمہیں کوئی غلط کہہ رہا ہے ایک مرتبہ بولو کہ تم نے کچھ نہیں کیا اگر وہ دوبارہ وہی الزام تم پر لگائے اور پر یقین ہو تو پھر اسے اپنا سیاہ رنگ دکھاؤ۔ جیسے میرے سامنے زبان چلاتی ہو ویسے اپنی زبان کے جوہر وہاں بھی دکھانا دالہام کا رعب دار لہجہ اور گھمبیر آواز سن کر طرسم نے لمبا سانس لیا اور پھر حامی میں سر ہلایا وہ کمزور ہر گز نہیں تھی وہ محض کچھ پل کے لیے ڈر گئی تھی لیکن اب اس دیو کا حوصلہ دینا اس کے اندر پہاڑ جتنی ہمت پیدا کر گیا تھا۔۔۔ "

دیو بال اچھے لگ رہے ہیں طرسم نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا دالہام کو پسند نہیں تھا کوئی اس کے بالوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے اس کی نظر بے ساختہ آئینے کی طرف گئی اپنے بالوں کو دیکھ کر اس کا تن بدن بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے لگا۔۔ "

میرے بال! اپنے سر پر ہاتھ رکھتے صدمے کی کیفیت میں کہا اسے اپنے مرحوم بالوں کہ شدت سے یاد آئی۔۔۔ "

مجھے تمہارے بال بہت پسند آئے اس کی باتوں کو اگنور کر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا دالہام خانزادہ کا ضبط جواب دینا شروع ہو گیا اس نے طرسم کو بیڈ پر بٹھا دیا چونکہ اب وہ پر سکون تھی تو سردار نے سوچا کہ وہ اپنا کام کر لے جو اس چار فٹی کی وجہ سے ادھورا پڑا ہوا تھا۔۔ دالہام ایک نقشہ کھول کر کمرے میں سائیڈ پر رکھی کرسی پر بیٹھا اور نقشے کو ٹیبل پر پھیلا دیا۔ آدھا گھنٹہ طرسم دیو کو دیکھتی رہی کہ وہ بات کرے گا لیکن وہ تو مکمل طور پر اپنے کام میں مگن تھا اس ننھی سی گڑیا کا دل چاہ رہا تھا وہ باتیں کرے اور جی بھر کر سوال پوچھے۔ جب اس سے مزید صبر نہ ہوا زبان میں حد سے زیادہ کھجلی اور سر میں ہاتھی ناچنے لگے تو بیڈ سے اٹھ کر دیو کی جانب رخ کیا۔۔۔ "

دیو! کیا کر رہے ہو؟ اتنی سنجیدہ شکل کیوں بنا رکھی ہے؟" طرسم ہنستے ہوئے، سردار کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔۔ "

میرا ایک نام ہے دالہام، مجھے دیو نہ کہو، چار فٹی؟ سردار دالہام خانزادہ غصے سے نظریں اٹھاتے ہوئے اس کی جانب دیکھ کر دوبارہ سے نقشے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔ "

کیوں؟ تم تو واقعی دیو کی طرح لگتے ہو! اتنی بڑی ہڈیوں والے، اور وہ نظر... ایسا لگتا ہے جیسے ہر وقت لوگوں کو کھا جانا چاہتے ہو! طرسم کو اس کا غصے سے دیکھنا بالکل بھی اچھا نہ لگا وہ چاہتی تھی دیو بس اس سے پیار سے بات کرے۔۔ "

دیو، تمہیں کبھی نیند نہیں آتی؟ اتنی بڑی آنکھیں، کیا تم کبھی پلکیں بھی جھپکتے ہو؟ طرسم نے اسے بہت کم سوتے ہوئے دیکھا تھا وہ زیادہ سے زیادہ بھی پانچ گھنٹے نیند لیتا اور اس کی نیند کبھی گہری نہیں ہوتی تھی اس

کے ایک اور بے وقوفانہ سوال پر دالہام خانزادہ نے آنکھیں گھمائی

"۔۔

تمھیں کچھ اندازہ بھی ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ یہ اہم کام ہے، چار فٹ ی!اس کے بعد وہ ایک طویل سانس لے کر، بہت سنجیدہ انداز میں بولا طرسم بار بار سوال کر کر اس کے کام میں خلل پیدا کر رہی تھی۔۔ "

کام، کام! ہمیشہ ایک ہی لفظ بولتے رہتے ہو! تم جب کھانا کھاتے ہو تو کیا کام کا بھی حساب لگاتے ہو؟ جیسے : "آج روٹی زیادہ کھاؤں گا، کیونکہ کل جنگ ہو سکتی ہے!"" طرسم ہنستے ہوئے، اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی چلانا شروع ہو گئی وہ بس چاہتی تھی دیو اس سے جی بھر کر باتیں کرے لیکن سردار دالہام خانزادہ تو اپنے کام میں مصروف

تھا۔۔۔ "

یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟ میں کھانے کا حساب کیوں لگاؤں گا۔ اور ہر وقت ہی صرف کھانا یاد آتا ہے چہرے پر حد سے زیادہ سنجیدگی سجا کر ایک لمحے کے لیے اس کی جانب دیکھا اور پھر سے اپنی کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔ "

ارے دیو! تم تو ہر بات پر کھڑوس بن جاتے ہو! لیکن بتاؤ، اگر تمہارے قدموں کے نیچے کوئی کیڑا آ جائے تو تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ تم چھوٹا سا 'دیو' بن کر اس پر پاؤں رکھ دو گے؟" طرسم نے مچلتے ہوئے سوال کیا سردار الہام خانزادہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا جب بھی وہ اس سے سوال پوچھتی تھی اس کے ذہن میں پہلا خیال ہی یہی آتا کہ نہ جانے اس کی ذہن میں اتنے الٹے سیدھے اور بے وقوفانہ سوال کہاں سے آتے ہیں؟۔۔۔۔ "

تمھیں شاید یہ سمجھ نہیں آتا کہ میرے کام کتنے اہم ہیں۔ لیکن تمہیں یہ سب بتانے کا کیا فائدہ؟ سردار دالہام خانزادہ نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے چہرہ تیز کیا اور اپنی نظریں ایک لمحے کے لیے زمین پر جھکائیں۔ پھر، اسے یوں لگا جیسے اس کا ضبط ختم ختم ہو رہا ہے، لیکن اس نے اپنا غصہ چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔ "

آہ! دیو تو تم یہی چاہتے ہو کہ میں چپ رہوں؟ لیکن میں نہیں مانوں گی! تمہاری اتنی بڑی ہڈیاں کیوں ہیں؟ تمہیں پتہ ہے، میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ اگر تم تھوڑی سی ہڈی کھاتے تو اور بھی تیز دوڑ سکتے تھے! دالہام نہیں اپ یہ چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا اب یہ دورنے کی بات کہاں سے آگئی اور ہڈیاں۔ اس نے تاسف سے سر ہلایا۔ طرسم ایک لمحے کے لیے اداس ہوئی کیونکہ جب وہ اپنے بابا سے اس طرح کے

سوال پوچھتی تھی تو وہ فوراً مسکراتے ہوئے جواب دیتے لیکن دیو تو اکتاہٹ ظاہر کر رہا تھا وہ اسے یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ اسے بابا کی یاد آرہی ہے اگر وہ کہتی تو دیو اس پر غصہ کرتا اور پھر وہ رونا شروع ہو جاتی اور اس نے اس وقت رونا نہیں تھا۔۔۔ "

طرسم! تمھیں میری ہڈیاں کیوں نظر آرہی ہیں؟ کیا تمہیں واقعی میری شکل اتنی عجیب لگتی ہے؟ سردار دالہام خانزادہ غصے سے نظریں چمکاتے ہوئے کہا اور ایک نظر سائیڈ پر لگے ہوئے آئینے میں دیکھا کیا اس کی شکل واقع ہی اتنی عجیب تھی کہ وہ اسے دیو کہہ کر پکارتی اور اسے اب یہ کہہ رہی تھی کہ تمہاری ہڈیاں بہت زیادہ ہے خوامخواہ وہ سردار کو وہم میں مبتلا کر گئی۔۔۔ "

نہیں، نہیں! بس تمہاری ہڈیاں ایسی لگتی ہیں جیسے دوڑتے ہوئے درخت کے تنوں سے ٹکرا جائیں گی! طرسم نہیں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور

آنکھیں پٹپٹا کر کہتے ہوئے اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی دالہام اس کی حرکتوں کی اب صحیح معنی میں سمجھ آئی کہ وہ اس کی گود میں بیٹھ کر اپنے فضول سوالات اس کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھی۔۔ "

بس! میں تمہیں آج سبق سکھاؤں گا! مجھے مزید تنگ نہ کرو!"سردار غصے سے اس کا ناک اور رخسار کھینچے۔ وہ جو سردی کی وجہ سے پہلے کی سرخ انار بنی رہتی تھی دیو کے ناک اور رخسار کھینچنے کی وجہ سے چہرہ سے زیادہ سرخ ہوگیال۔۔۔ "

دیو، تم مجھے سبق سکھاؤ گے؟ اچھا! تو کیا تم مجھے بیہوش کرنے کے لیے اپنی ہڈی سے مارو گے؟ دالہام خانزادہ کی اب بس ہوگئی سردار نے غصے سے ایک گہری سانس لی اور پھر اپنے آپ کو سنبھالا۔۔۔ "

تمہاری باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اب تم چپ رہو!"سردار دالہام خانزادہ دانت پیس کر کہا۔۔ "

دیو! تمہارے لیے تو ہم سب چھوٹے بچے ہیں ۔ یہ چھوٹا سا سوال ، وہ بڑا سا سوال... تمہیں کیا پتا! شاید کل تم ہی چھوٹے سوال بن جاؤ ، اور میں تم پر ہنسوں! وہ انجانے میں بہت بڑی بات کہہ گئی تھی اداس چہرہ لیے دالہام کی گود سے اٹھ کر چلی گئی اس نے بھی طرسم کو نہ روکا کیونکہ وہ جانتا تھا تھوڑی دیر بعد یہ خود ہی بڑبڑ کرتے ہوئے واپس آجائے گی ۔ ۔ ۔ "

جلد از جلد اس آدمی کو ڈھونڈو جس نے اس کمینے کو ہائر کیا تھا میری عزت کے بارے میں بھونکنے کے لیے سردار دالہام خانزادہ نے اپنی جیب سے موبائل نکال کر اپنے خاص آدمی کو کال کر کے پھنکارا تھا دوسری جانب سردار کے خاص آدمی نے فوراً "جی سردار" کہا تو دالہام نے کال کٹ کر دی ۔ سوچ سوچ کر ہی خون کھول رہا تھا کہ اس کی بیوی کو کسی غیر مرد نے نظر بھر کر دیکھا ہے ۔ ۔ "

سونیا کی یونیورسٹی فیلوز کے ساتھ گیٹ ٹوگیدر تھی وہ آدھے راستے میں پہنچی جب اس کی کار خراب ہوگئی حیرانگی سے منہ کھولے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔ کار سے باہر نکلی تو اس کی نظر ٹائر کی جانب گئی کار کے چاروں ٹائر پنچر ہو چکے تھے۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ ٹائر کے اندر کیل گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی ساری ہوا نکل گئی۔۔ "

سونیا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ارد گرد دیکھنے لگی وہ اس وقت ویران راستے پر تھی اچانک ہی اس کی نظر سائیڈ پر کار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے وریام خانزادہ پر گئی ایک لمحہ لگا تھا اسے سمجھنے میں کہ یہ کارستانی کس کی ہے۔ کار کی ڈکی سے ڈنڈا اٹھا کر بے انتہا غصے سے وہ وریام خانزادہ کی طرف بڑھی اس سے قبل وہ کچھ سمجھ پاتا سونیا نے اس کی کار کے شیشے کو دو سے تین مرتبہ ڈنڈا مار کر توڑ دیا۔۔ "

میں سونیا تیمور خانزادی کسی کا ادھار نہیں رکھتی ڈنڈا وریام کے سامنے لہراتے ہوئے اک ادا سے کہا وریام کا دل چاہا اس کو پکڑ کر دو سے تین کھینچ کر لگائے جس نے اس کی مرسڈیز کا شیشہ توڑ دیا تھا وریام نے اسے بازو سے سختی سے پکڑا۔۔ "

آج کے بعد سردار الہام خانزادہ کی بہن کو ہاتھ مت لگانا جس طرح میرے لالا ہاتھ توڑتے ہیں اسی طرح سونیا خانزادی توڑے گی سونیا نے اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں دے مارا اور پھر اس کا ہاتھ مڑورتے ہوئے خود سے دور دھکا دیا۔۔ "

وریام خانزادہ بھی ہر چیز سود سمیت واپس کرتا ہے وریام نے سونیا کے ہاتھ ڈنڈا پکڑ کے اس کی کار پر مار دیا دونوں سامنے کھڑے خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔۔ "

کیسا لگا میرا کارنامہ وریام خانزادہ۔ اب کی مرتبہ سونیا نے وریام کے ہاتھ سے ڈنڈا پکڑا اور اس کی کار کے دروازے کے شیشے پر مار کر توڑ دیا اسے قبل وہ پچھلے دروازے کا شیشہ توڑتی وریام نے اس سے ڈنڈا پکڑ کر دور اچھال دیا۔۔ "

جس طرح یہ توڑا ہے اسی طرح تمہاری اکڑ توڑوں گی سونیا نے کھانے جانے والی نظروں سے اس انا پرست انسان کو گھورا جو ابھی بھی اپنی چال میں اکڑ سمائے کار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔۔۔ "

در حقیقت اکڑ تو تمہارے اندر ہے سونیا خانزادی جو اپنے سامنے کسی کو کچھ سمجھتی نہیں ہو وریام نے اپنی کار کی جانب دیکھا جس کی حالت ٹوٹی پھوٹی تھی جو چند لمحے پہلے بالکل صحیح سلامت تھی۔۔ "

مجھے اپنا اصلی روپ دکھانے پر مجبور نہ کرو کہ تم مجھ سے خوف کھانا شروع ہو جاؤ وریام کی آنکھوں میں اس وقت صرف وحشت تھی۔۔۔ "

سونیا خانزادی اپنے خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتی سونیا نے اس مرتبہ اس کا گریبان پکڑا اور یہ چیز وریام کو تیش میں آنے پر مجبور کر گئی وہ صرف اس لیے اس کا لحاظ کرتا تھا کیونکہ وہ ایک لڑکی تھی۔۔ "

تمہیں تگنی کا ناچ نہ نچوایا تو پھر کہنا اسے دور جھٹکتے ہوئے سونیا وہاں سے جانے لگی جب وریام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا وہ اسے یوں تنہا جانے نہیں دے سکتا تھا اختلافات اپنی جگہ لیکن وہ ان کے خاندان کی عزت تھی۔۔ "

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی سونیا مڑ مقابل کو دیکھتے ہوئے دہاڑی۔۔ "

سونیا تیمور خانزادی تم ہمارے خاندان کی عزت ہو اور یوں آدھی رات کو گھر کی عزت سڑکوں پر خوار ہو ایک مرد کی غیرت گوارا نہیں کرتی وریام

کا انداز حد سے زیادہ سنجیدہ تھا جسم کا سارا خود جیسے چہرے پر سمٹ آیا۔۔ "

ہاں ہم ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میرے معاملے میں تمہاری غیرت نہیں آنی چاہیے کیونکہ تم میرے کچھ نہیں لگتے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور پاؤں پٹکتے وہاں سے جانے لگی جب وریام نے دوبارہ سے اس کا ہاتھ سختی سے تھام کر اپنی جانب کھینچا تو وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔۔ "

زیادہ ل زبان مت چلاؤ میرے ساتھ چپ کر کے کار میں بیٹھو۔ مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو وریام نے ایک کار جوان کی جانب آ رہی تھی اس کی طرف اشارہ کیا سونیا نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ اس کے ساتھ ہرگز نہیں جائے گی لیکن وریام کے چہرے پر بھی پراسرار مسکراہٹ

تھی اس کی گردن کی مخصوص نبض دبا کر اپنے ساتھ کار میں بٹھایا اور بڑی حویلی کی جانب روانہ ہو گیا۔۔۔ "

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ شخص کمرے میں داخل ہوا سامنے وہ لڑکی حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ کہاں پر ہے کیونکہ جب وہ کھانا کھا رہی تھی تو کمرے میں زیرو بلب ان تھا جس کی روشنی بہت ہی کم ہوتی ہے تب وہ کمرے کو دھیان سے نہیں دیکھ پائی تھی لیکن اب جب اس نے سارے بٹن چلائے اور پورا کمرہ روشنی سے منور ہو گیا اس کا تو حیرت سے منہ بند نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ "

کیا ہوا؟ پریشانی سے اس کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھا تو وہ لڑکی ڈر کر دیوار کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی وہ ہر انسان سے ڈرتی تھی اس نے آج تک تین سے چار اشخاص کے علاوہ کسی انسان کو نہیں دیکھا تھا۔۔ "

اوئے گندے مجھ سے دور رہو ڈرتے ہوئے اسے خود سے دور دھکا دینا چاہا لیکن ہاتھ اس شخص کے وجود سے لگنے سے پہلے ہی اس نے اپنے سینے پر رکھ لیے۔۔۔ "

ڈرو مت میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا، ہم دونوں دوست بن کر رہتے ہیں حد سے زیادہ میٹھے لہجے میں اس سے بات کی تاکہ وہ پر سکون ہو جائے اس معصوم لڑکی میں اس نوجوان مرد کی جان بستی تھی۔۔ "

دوست کیا ہوتا ہے؟ آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے پوچھا اس شخص نے ٹھنڈی آہ خارج کی۔ اس لڑکی کو کچھ بھی معلوم نہ تھا دنیا داری کا دوست کیا ہوتا ہے دشمن کسے کہتے ہیں ظلم، پیار کیا ہے؟۔۔۔۔ "

تمہارا نام کیا ہے؟ پھر سے محبت پاش لہجہ اپنا کر اس سے استفار کیا تو اس معصوم سی لڑکی نے کندھے اچکا دیے اسے کبھی کسی نے نام سے نہیں بلایا تھا۔۔ "

میری راہا!وہ شخص اس کا ہاتھ پکڑنے لگا جب لڑکی نے ہاتھ پیچھے کی جانب کرلیا لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے اسے وہ نام پسند آیا ہو۔۔"

میرا نام راہا آنکھیں پٹپٹا کر اس شخص کے ہاتھ کو دیکھا جس نے اب اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اس کے سرخ و سفید ہاتھ میں اپنا سانولا ہاتھ دیکھا جو کالک لگنے کی وجہ سے ہوا تھا اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔"

تمہیں معلوم ہے میرا نام کیا ہے ؟ اس لڑکی نے فورا نفی میں سر ہلایا اسے شاید وہ شخص پسند آیا تھا جو اسے پیار سے بات کر رہا تھا اور اسے ڈھیر ساری چیزیں بھی لا کر دی۔۔۔"

دائم راہا کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنی پیشانی پر لگایا۔۔"

یہ میں کہاں پر ہوں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ ہمارا گھر ہے اس لڑکی نے چاروں طرف کمرے کی جانب دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئی ۔ ۔ ۔ "

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی سامنے بیڈ اور اس کے دونوں جانب سائیڈ ٹیبلز، دائیں جانب الماری اور اس کے ساتھ واش روم، بائیں جانب پر ڈریسنگ ٹیبل، دروازے کے ساتھ دو کرسیاں رکھی گئی تھی جن کے درمیان میں چھوٹا سا ٹیبل تھا ۔ ۔ پرنسز تھیم سے تیار کیا گیا کمرا۔ بیڈ کراؤن پر پرنسز لکھا ہوا تھا لائٹ پنک کلر کا پینٹ کمرے میں کیا ہوا اور فرنیچر بھی پنک اور وائٹ کلر کا تھا بیڈ کراؤن کے ساتھ بلون لٹکائے ہوئے تھے بیڈ سے نیچے گلاب کی پتیاں ۔ ۔ "

تمہیں پسند نہیں آیا بال سہلاتے ہوئے پوچھا تو راہا نے جھٹکے سے مڑ کر دائم کی جانب دیکھا اور فوراً ہامی میں سر ہلایا۔۔ "

اتنے پیارے کمرے بھی ہوتے ہیں؟ بیڈ کراؤن پر لکھے ہوئے پرنسز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے حسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کی حسرت دیکھ کر دائم کے دل میں ٹھیس اٹھی۔۔ "

راہا نے نئے کپڑے پہننے ہیں؟ دائم نے اس کا رخسار ہلکے سے سہلاتے ہوئے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا راہا کو سمجھ نہ آئے کہ وہ اسے کیا جواب دے خاموشی سے بیٹھی رہی اور محض سر ہلانے میں بہتری سمجھی۔۔ دائم باہر چلا گیا اور ایک ملازمہ کو اندر بھیجا تاکہ وہ راہا کو تیار ہونے میں مدد کریں۔۔ ملازمہ نے بہت مشکل سے راہا کا ہاتھ منہ خود دھلوایا اور پھر اسے کہا کہ شاور لے ملازمہ نے اس کا چہرہ غور سے نہیں

دیکھا تھا۔ راہا جب واش روم گئی اسے سمجھ نہ آیا کہ نہانا کہاں پر ہے کیونکہ وہ یہ سب چیزیں پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی۔۔"

ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا ہے اندر گئے ابھی تک باہر نہیں آئی ملازمہ کو اب فکر ستانے لگی واش روم کا دروازہ کھول کر دیکھا تو راہا زمین پر بیٹھی ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔ "

بی بی جی آپ نہائی نہیں۔۔۔ "

پانی کہاں پر ہے انکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا ملازمہ کو ایک لمحے کے لیے لگا کہ کہیں یہ دوسری دنیا سے تو نہیں آئی سامنے شاور لگا ہوا ہے اسے آن کرے اور نہا لے۔ ملازمہ نے آگے بڑھ کر شاور آن کیا۔۔ "

اب آپ نہا لے اور جلدی باہر آجائیے گا احتراماً کہتے ہوئے ملازمہ باہر چلی گئی راہا تقریباً گھنٹے بعد باہر آئی کیونکہ اسے گرم پانی سے نہانے میں مزہ

آرہا تھا۔۔ ملازمہ نے جب اس کا چہرہ دیکھا وہ تو جیسے آنکھیں جھپکنا بھول گئی راہا جب واش روم میں گئی تھی تب اس کا رنگ حد سے زیادہ سانولا تھا لیکن جب باہر آئی تو دودھ جیسی سفید رنگت۔ کتنی دیر وہ راہا کو دیکھتی رہی۔۔ "

میں آپ کو تیار کر دیتی ہوں ملازمہ نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا راہا بس اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی اس کے ہاتھ دودھ جیسے سفید ہو گئے تھے بالکل دائم کے ہاتھوں کی طرح۔۔ ملازمہ نے اس کے بالوں کی کنگھی کی اور پھر ہلکی سی پنک کلر کی لپسٹک اس کے لبوں پر لگانے لگی لیکن اس کے لب تو پہلے ہی لال انار کی طرح تھے ملازمہ نے لپسٹک واپس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی۔۔۔ اچانک راہا کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر گئی اپنا عکس دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے وہ بلند آواز میں چیخنے لگی ملازمہ ڈر کر پیچھے ہو گئی دائم جو کمرے کے باہر کھڑا انتظار

کر رہا تھا راہا کے تیار ہونے کا اس کی چیخیں سن کر فوراً اندر داخل ہوا۔۔
راہا اپنے بال پکڑ کر بلند آواز میں چیخ رہی تھی دائم نے آگے بڑھتے اسے
اپنے سینے سے لگایا اس کا وجود لرز رہا تھا چہرہ سفید و سرخ سے زرد ہو
گیا۔۔۔ "

راہا! گڑیا! لالا کی جان!، کیا ہوا؟ دائم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں
میں تھام کر پریشانی سے استفار کیا راہا کا زرد چہرہ اسے تکلیف میں مبتلا کر
رہا تھا۔۔ "

وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ مارے۔۔۔ گا راہا نے آئینے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کانپتے ہوئے کہا دائم نے سختی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا یہ
سوچ ہی سہانِ روح تھی کہ اس کی بہن کے ساتھ 15 سال نہ جانے کیا
ہوتا رہا ہے۔۔ "

میری گڑیا کے لالا اس کے پاس ہے کوئی اسے کچھ نہیں کہے گا اپنی چادر کے اندر اس نے راہا کو چھپا لیا وہ اس کے سینے سے لگے کانپ رہی تھی اس کی کپکپاہٹ میں کمی آنے کی بجائے اضافہ ہو رہا تھا۔۔ "

باہر جاؤ تم دائم نے ملازمہ کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھا وہ ڈرتی ہوئی باہر چلی گئی دائم راہا کو لیے بیڈ کے پاس گیا اور اسے بٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر راہا کے لبوں کے پاس کیا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گلاس پکڑنے کی کوشش کی لیکن لڑکھڑاہٹ اس قدر تھی کہ ایک پانی کا گلاس تھامنا بھی مشکل تھا دائم نے اسے اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا اور راہا کے پاس بیٹھ کر اپنی بہن کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔ "

سب ٹھیک ہے میں ہوں نا تمہارے پاس دائم نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا راہا ہچکیاں بھرتے ہوئے رو رہی تھی جسم کی کپکپاہٹ میں کمی نہ آئی۔۔ "

میری راہا کو بھوک لگی ہے دوبارہ سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھاما تو راہا نے ہاں میں سر ہلایا اسے کھانا بہت پسند تھا لیکن کبھی اسے پیٹ بھر کر کھانا نہیں دیا گیا تھا۔۔ "

میری بہادر بہن آج اپنے لالا کے ساتھ کھانا کھائے گی دائم اسے اپنے بازو کے حصار میں لیے باہر گیا راہا نے جھٹکے سے اپنا چہرہ دائم کی جانب کیا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پریوں کی دنیا میں آ گئی ہے۔۔ "

یہ میری راہا کا گھر ہے دائم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ لیے ڈائینگ ٹیبل کے پاس رکا چیئر پیچھے کر کے بٹھاتے کچن میں گیا اور

مختلف کھانے کی ڈش ڈائینگ ٹیبل پر سجائی کھانا دیکھتے ہی راہا بے صبری سے کھانا شروع ہو گئی۔۔ "

راہا کھانا بند کرو دائم نے سخت لہجے میں کہا تو راہا کی آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہنے لگے۔۔ "

میری بہن! میری جان! آج میرے ہاتھوں سے کھانا کھائے گی راہا کے ہاتھ ٹشو سے صاف کر کے نوالہ بنا کر اس کے لبوں کے پاس کیا کئی آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ کر پنک رنگ کی فراک میں جذب ہونے لگے روتے ہوئے اپنے لالا کے ہاتھوں سے کھانا شروع ہو گئی۔۔ "

تم میرے بھائی ہو دائم کے ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہوئے سوال داغا تو اس نے مسکراتے ہوئے ہاں کہا۔۔ "

پھر تو۔۔۔ تم مجھے بچاؤ گے وہ گندے لوگ مجھے نہیں ماریں گے دائم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے دنیا جہاں کی خوشی چہرے پر سجا کر کہا۔۔۔ "

کوئی ہاتھ لگا کر دکھائے میری بہن کو پھر وہ ایک بھائی کا جنونی روپ دیکھے گا

راہا کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا اس کو کھانا

کھلاتا رہا وہ کھانا کھاتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھ کر سو گئی تھی

دائم نے نوالہ اس کے لبوں کے پاس کیا جب اس نے نہ کھایا تو گردن

ٹیڑی کر کے اس کا چہرہ دیکھا وہ گہری نیند میں جا چکی تھی بے ساختہ دائم

کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا اپنی بہن کو بازو میں اٹھا کر

کمرے میں لے گیا اور بیڈ پر لٹاتے لحاف اس کے اوپر دے کر سائیڈ

لیپ آن کر کے باہر چلا گیا۔۔۔ "

تمہارے علاوہ راہا کے کمرے میں کوئی اور ملازمہ نہ جائے دائم نے ایک

31 سالہ ملازمہ کو سنجیدگی سے کہا اور گھر سے باہر چلا گیا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام نے اپنے ساتھ والی سیٹ پر نظر ڈالی جہاں سونیا خانزادی ہوش و حواس سے بیگانہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ تھوڑی دیر بعد سونیا کی آنکھوں کھلی اردگرد دیکھا سرحد سے زیادہ بھاری تھا کار اس وقت بڑی حویلی کے باہر کھڑی تھی۔۔ "

بے غیرت انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے بے ہوش کرنے کی سونیا نے کھینچ کر اس کے کندھے پر مکا مارا وریام بت بنا اپنی جگہ پر بیٹھا رہا وہ تلملاتی ہوئی بڑی حویلی کے اندر چلی گئی وہ ابھی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی سامنے قندیل سینے پر ہاتھ باندھے سونیا کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

اتنی رات کو کہاں سے آرہی ہو ابرو اچکا کر پوچھا تو سونیا نے آنکھیں گھمائی اسے قندیل کا یوں سوال پوچھنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔ "

میں سونیا خانزادی اپنی مورے اور اپنے دونوں لالا کو جواب دہ ہو لہجہ سخت تھا اور انداز سرد۔ اپنا جملہ مکمل کرتے پاؤں پٹکتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی اور یہ چیز قندیل کو آگ بگولا ہونے پر مجبور کر گئی۔۔ "

یہ سمجھتی کیا ہے خود کو!۔۔۔ تمہاری اکڑ تو تب میں ٹھکانے لگاؤں گی جب یہ حویلی میرے قبضے میں ہوگی سونیا کی پشت کو نفرت اور حقارت سے دیکھتے ہوئے کہہ کر وہاں سے جانے لگی جب سامنے سے آتی ہوئی طرسم کے ساتھ ٹکرائی۔۔۔ "

تم سکون سے ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتی حقارت بھری نگاہیں اس ننھی سی پری پر ٹکا کر اسے دھکا دینے لگی جب طرسم کچھ قدم پیچھے ہوئی۔۔ "

خالہ جی اگر میں ایک جگہ بیٹھ جاؤں تو میری ٹانگوں میں درد شروع ہو جاتا ہے اپنا حجاب سیدھا کرتے ہوئے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجا کر کہا وہ ننھی سی گڑیا اپنی ٹون میں واپس آ چکی تھی۔۔ "

لگتا ہے پچھلا رویہ بھول گئی تم قندیل اس کا چہرہ دبوچنے لگی جب طرسم نے اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں مارا۔۔

میں تمہیں بتاتی ہوں بدتمیز اس سے قبل قندیل اسے پکڑتی وہ بھاگ کے صوفے کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ "

خالہ جی پہلے مجھے پکڑ کر تو دکھاؤ قندیل غصے سے اس کے پیچھے بھاگی طرسم بھاگتے ہوئے ٹیبل کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی قندیل وہاں پہنچی تو وہ دوبارہ پھر صوفے کے پیچھے چلی گئی۔۔ "

خالہ جی آپ کی ٹانگوں میں درد تو نہیں ہو رہا صوفے کے اوپر چڑھ کر بیٹھی اور ٹانگیں ہلاتے ہوئے کہا قندیل کا دل چاہ رہا تھا ٹیبل پر پڑا شوپیس اٹھا کر اس پٹاکے کے سر پہ مار دے۔۔۔ قندیل اس کی جانب لپکی تو اس نے صوفے سے جمپ لگایا بنا سامنے دیکھے وہ بھاگے جا رہی تھی جب وہ سامنے سے آتے ہوئے سردار دالہام خانزادہ کے ساتھ ٹکرائی۔۔ "

ارے دیہان سے قندیل خود پر خول چڑھا کر محبت پاش لہجے میں
بولی۔۔۔ طرسم نے گھور کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ "
یہ چھوٹے بچے بھی نا۔۔ مجھے کہہ رہی تھی میرے ساتھ پکرن پکڑائی
کھیلوں قندیل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے میٹھے لہجے میں کہا۔ طرسم نے
دالہام کی چادر کھینچی اور اپنی باہیں اس کی جانب پھیلادی اس کا اشارہ
سمجھتے ہوئے دالہام نے اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔۔ "

دیو میں خالہ جی کے ساتھ پکرن پکرائی کھیل رہی تھی اب خالہ جی آپ
جائے میں دیو کے ساتھ کھیلوں گی طرسم نے دالہام کی گردن میں بازو
حائل کیے اور کندھے پر سر ٹکا لیا دالہام کو اب ان سب چیزوں کی
عادت ہو چکی تھی اسے معلوم تھا اس چار فٹی کو وہ جب بھی گود میں
اٹھائے گا اس نے یہی حرکت کرنی ہے۔۔ "

دالہام میں سوچ رہی تھی کہ ہم دونوں چائے پیتے۔۔۔۔۔۔دیو میری چاکلیٹ!تم نے کہا تھا تم مجھے روزانہ چاکلیٹ لاکر دیا کروگے قندیل کی بات کاٹتے ہوئے دالہام کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر بلائی لب باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔ سختی سے اس نے آنکھیں بند کرلی یعنی کہ اب وہ آدھی رات کو اس کے لیے چاکلیٹ لینے جائے گا۔۔۔ "

دیو چاکلیٹ رہنے دو مجھے تم نوڈل بنا کر دو دالہام نے خود کو غصہ کرنے سے روکا وہ اسے ایسے حکم دے رہی تھی جیسے طرسم سردارنی ہو اور دالہام خانزادہ غلام۔ ان دونوں کا پیار بھرا انداز دیکھ کر قندیل کے دل میں حسد پیدا ہوا اس کی نظر طرسم کی پیشانی پر گئی جہاں سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا سا تل تھا جو اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگاتا تھا۔۔ سردار اسے لے کر کچن کی جانب رخ کرنے لگا جب اس کا موبائل رنگ ہوا قندیل ایک حسد بھری نگاہ سے طرسم کو نوازتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔ "

تم کچن میں جاؤ میں آتا ہوں دالہام کال اٹینڈ کرنے کے لیے باہر چلا گیا۔۔ "

کیا خبر ہے ؟ دالہام خانزادہ کا لہجہ چٹان کی مانند سخت تھا۔۔ "

سردار میں نے بہت کوشش کی لیکن اس آدمی کا پتہ نہیں چلوا۔۔۔۔ اگلے 24 گھنٹے کے اندر وہ آدمی میرے سامنے ہو۔ نہیں تو اس کی جگہ تمہیں باندھ کر تمہاری درگٹ بناؤں گا جنونیت اور سفاکیت سے کہتے ہوئے کال کٹ کر دی۔۔ دالہام خانزادہ کو یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر لاوا پھٹنے کے قریب ہو۔ ہاتھوں کو مٹھیوں کی شکل دے کر لاؤنج میں داخل ہوا۔۔ طرسم اسے دیکھتے ہی اس کی جانب بھاگی۔ جلد بازی کرنے کی وجہ سے وہ منہ کے بل زمین پر گری۔ دالہام بھاگتے ہوئے اس کے قریب گیا اور گود میں اٹھایا اس کی پیشانی سے خون کی لکیر نکل کر گردن تک آ گئی۔۔ "

"کسی نے صحیح کہا ہے نظر انسان کو کھا جاتی ہے۔۔ نظر ایک پل میں سونے کو کھولتے ہوئے لاوے میں تبدیل اور خوشیوں کو راکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کرتی ہے۔۔۔ "

طرسم دالہام کے کندھے پر سر رکھے روئے جا رہی تھی۔۔ "

چار فٹی نوڈل نہیں کھانے؟ دالہام نے اپنی چادر اس کی پیشانی پر رکھ کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تاکہ اس کا رونا کم ہو۔۔۔ "

کھانے ہیں روتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے دوبارہ سے کندھے پر سر رکھ لیا طرسم کی پیشانی پر جہاں تل تھا اسی جگہ پر چوٹ لگی تھی۔۔ سردار نے اسے چیئر پر بٹھایا اور پانی چلہے پر رکھا اور دوسرے چولہے پر آگ جلا کر اپنی چادر اوپر کی جیسے ہی وہ گرم ہوئی طرسم کی پیشانی پر لگا کر اس کے سوجن کو کچھ کم کرنا چاہا۔۔۔ تھوڑی دیر چادر گرم کر کے اس کی پیشانی پر لگاتا رہا اور پھر پیکٹ میں سے نوڈل نکال کر پین میں ڈالے۔۔۔ "

اگر تم روئی تو پھر میں نوڈل نہیں بنا کر دوں گا دالہام نے سخت گھوری سے اسے نوازا طرسم فوراً چپ ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔ "

اسی پل کچن میں صوفیا خانم، ریحانہ خانم، آئیدن، سونیا اور شہریار داخل ہوئے دالہام کو نوڈل بناتے دیکھ حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے لبوں پر ہاتھ جما لیا۔ ریحانہ خانم اور صوفیا خانم کچن دیکھنے آئی تھی کہ ملازمہ نے صحیح صفائی کی ہے یا پھر نہیں۔ سونیا، آئیدن اور شہریار کو بھوک لگی تھی اس لیے وہ بھی کچن میں آ گئے لیکن سامنے اپنے لالا کو نوڈل بناتے دیکھ ان سب کے منہ کھلے رہ گئے۔۔۔ "

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں پہلے کبھی دیکھا نہیں؟ ان سب نے ایک ساتھ نفی میں سر ہلایا تو دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے ان کی جانب دیکھا۔۔ "

ہمارا مطلب ہے کبھی تمہیں سونیا کے علاوہ کسی اور کے لیے نوڈل بناتے نہیں دیکھا صوفیا خانم اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے بولی۔۔ "

سونیا میری بہن ہے اس لیے میں اس کے لیے بناتا ہوں اور اب اپنی بیوی۔۔۔ بے ساختہ دالہام کے منہ سے " بیوی " نکل گیا سب نے بمشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا۔ طرسم کرسی سے اٹھ کر دیو کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور اس کی چادر کھینچی۔۔ "

بیوی کیا ہوتا ہے!۔۔۔۔ بھابھی میں بتاتی ہوں اس سے قبل دالہام کچھ بولتا سونیا نے طرسم کو اپنی گود میں اٹھا لیا سردار نے نفی میں سر ہلایا کہ اس کے دماغ میں کوئی الٹی سیدھی بات نہ ڈالنا۔۔ "

بیوی ناشوہر پر حکم چلاتی ہے اس سے اپنی ہر ایک بات منواتی ہے اور رات کے وقت شوہر کے گھر آنے سے پہلے بیوی اسے کال کر کے اپنے لیے چیزیں لانے کا کہتی ہے سونیا نے تمام الٹی سیدھی باتیں اس

کے ذہن میں بٹھا دی اسے معلوم تھا اس کے لالا نے اسے تو کچھ کہنا نہیں ہے اس لیے اس کے منہ میں جو آتا گیا اس نے بول دیا۔۔ "

دیو کتنے گندے شوہر ہیں میرے لیے کبھی رات کو چیز نہیں لے کر آئے اب میں روز کال کر کے میں اپنے لیے زیادہ ساری چیزیں منگایا کروں گی طرسم نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر پر سوچ انداز میں کہا وہ اپنی پیشانی کا درد بھول چکی تھی اگر کچھ یاد تھا تو صرف دالہام سے اپنی چیزیں منگوانا۔۔ "

ریحانہ خانم کی نظر طرسم کی پیشانی پر گئی تو انہوں نے دالہام کی جانب دیکھا۔ آہستہ سے آنکھیں بند کر کے اپنی مورے کی جانب دیکھا جیسے وہ کہنا چاہ رہا تھا وہ ٹھیک ہے اور اس متعلق، میں آپ سے بعد میں بات کروں گا۔۔ "

لالا بہت بھوک لگی ہے نوڈل زیادہ بنا لیں آئیدن میسنوں کی طرح کہہ کر اور مسکراتے ہوئے چیئر پر بیٹھ گیا اس نے دالہام کی طرف نہیں دیکھا تھا

کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اس نے اپنے جلاد لالا کی طرف دیکھا تو اس کے نوڈل کھانے کے موڈ کا بیرا گڑک ہو جانا تھا۔۔ "

لالا سچی نوڈل کھانے کا بہت دل کر رہا ہے سونیا بھی اپنی چھوٹی سی بھابھی کو گود میں اٹھائے چیئر پر بیٹھ گئی۔۔ "

دیوسب کے لیے نوڈل بناؤ مورے، پھپھو اور شہریار لالا آپ سب بھی نوڈل کھانا ہاتھ کے اشارے سے ان سب کو چیئر پر بیٹھنے کا کہا مسکراہٹ چھپاتے ہوئے وہ تینوں بھی چیئر پر بیٹھ گئے۔۔ دانت پیستے ہوئے دالہام نوڈل بنانا شروع ہو گیا اس چارفٹی کی وجہ سے اسے پورے خاندان کے لیے نوڈل بنانے پڑ رہے تھے سردار دالہام خانزادہ جو خود پانی کا گلاس اٹھا کر نہیں پیتا تھا اب اپنے پورے خاندان کے لیے اس چارفٹی کی وجہ سے نوڈل بنا رہا تھا۔۔ پندرہ منٹ بعد نوڈل بنا کر اس نے

سب کے سامنے رکھے اور تلملاتے ہوئے وہاں سے جانے لگا اس کی چارفٹی بیوی نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔۔ "

ادھر بیٹھو طرسم نے اپنی ساتھ والے چیئر پر اشارہ کیا مرتا کیا نہ کرتا بیچارے کو بیٹھنا پڑا کیونکہ اس کی مورے نے امید بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کے بیٹھتے ہی طرسم دیو کی گود میں بیٹھی اور نوڈل کا باؤل پکڑ کے دالہام کے لبوں کے سامنے کیا۔۔۔ "

میں نوڈل نہیں۔۔۔۔اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس کی چارفٹی بیوی نے نوڈل کا چمچ اس کے منہ کے اندر ڈال دیا۔۔"

نہیں کھاتے تو پھر اب کھانا شروع کردو کیونکہ تمہاری بیوی کھاتی ہے خود پڑ جبر کرتے ہوئے نوڈل کھائے اس کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی جب طرسم بار بار بیوی یا پھر شوہر لفظ کا استعمال کرتی۔۔ "

ریحانہ خانم نے سب کی جانب دیکھا جب سے سہیل کا قتل ہوا تھا جیسے سب نے مسکرانا چھوڑ دیا تھا اور اب اس ننھی سی پری کے آنے کی وجہ سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔ "

آئیدن جلدی سے رخصتی کرا اور مجھے بچہ پیدا کر کے دے۔۔۔ "

لاحول ولا قوۃ میں مرد ہوں تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے عورتیں بچہ پیدا کرتی ہیں بے وقوف انسان آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے چمچ نوڈل کے باؤل میں پھینک کر خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔ "

بچہ تیرا ہو گا تو ہی پیدا۔۔۔بچہ تو میرا ہو گا کمینے انسان لیکن بچہ پیدا عورت کرتی ہے مرد نہیں کرتا آئیدن نے کئی تھپڑ اس کے کندھے پر مارے جس کا دماغ ہل گیا تھا۔۔ "

میرے کہنے کا وہی مطلب تھا سر کھجاتے ہوئے کیا۔۔ "

میرا جینڈر خراب کر کے اور پھر بعد میں میرے کہنے کا وہی مطلب تھا

آئیدن نے شہریار کے بال پکڑ لیے۔۔ "

لالا نوڈل بہت مزے کے ہے آئیدن اور شہریار ایک ساتھ بولے جب انہوں نے دالہام کی غصیلی نظریں خود کی جانب دیکھی۔ شہریار ایک دن اپنے گھر اور دس دن بڑی حویلی میں ہوتا اس کا گزارا آئیدن کے بغیر مشکل تھا۔۔ "

بس میں نہیں کھاتا کب سے طرسم اسے نوڈل کھلائے جا رہی تھی۔۔ "

دیو! اسے دالہام کا منع کرنا برا لگا تھا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لے کر اداسی لہجے میں سما کر اسے پکارا ریحانہ خانم نے التجائی نظروں سے اپنے بیٹے کی جانب دیکھا جسے کہنا چاہ رہی تھی میری خوشی کے لیے کھا لو۔۔ اسی پل قندیل کچن میں داخل ہوئی دالہام اور طرسم کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر اس کے دل میں حسد اور زیادہ بڑھ گیا۔۔ "

قندیل آجاؤ تم بھی کھالو ریحانہ خانم نے اپنی بہن کی جانب دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا قندیل نفی میں سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔ آئیدن کے ذہن میں نمیرہ کا خیال آیا وہ کیا کر رہی ہوگی۔۔

صوفیا کہاں جا رہی ہو ریحانہ خانم نے صوفیا خانم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو اپنی چادر سیٹ کرتے ہوئے رخ کچن سے باہر کی جانب کرنے لگی تھی۔۔ "

میں نمیرہ کو دیکھنے جا رہی ہوں صوفیہ خانم ریحانہ خانم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نمیرہ کے کمرے میں چلی گئی جب اندر داخل ہوئی وہ بیڈ پر بیٹھے روزو قطار رو رہی تھی۔۔ "

نمیرہ کیا ہوا ہے؟ صوفیا خانم پریشانی سے اس کے پاس بیٹھی۔ نمیرہ کو اپنے ساتھ لگانے لگی تو وہ جھٹکے سے اپنی مورے سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔ "

کیوں کر رہی ہے آپ میرے ساتھ ایسا؟ جب آپ جانتی ہیں کہ میں آپ کے بھتیجے کو پسند نہیں کرتی تو کیوں زبردستی مجھے اس کے ساتھ باندھ رہی ہے؟ چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر حلق کے بل چلائی اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا وہ کبھی آئیدن احزان کے پہلو میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔ "

نمیرہ وہ تمہارے لیے ایک اچھا ہم سفر ثابت ہو گا جیسا ایک لڑکی اپنے لیے سفر سوچتی ہے بالکل ویسا۔ صوفیا خانم نے اس کے قریب ہوتے اپنے سینے میں بھینچا اپنی ماں کے سینے سے لگتے ہیں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔ آئیدن جو صوفیا خانم کے پیچھے کمرے تک آیا تھا

نمیرہ کے رونے کی آواز اور اس کے الفاظ سن کر کچھ پل کے لیے اس کی سانسیں رکی پھر ہمت جمع کرتے دروازہ کھولا نمیرہ نے ایک لمحے کے لیے نظریں اس پر ٹکائی اور پھر بے رخی دکھاتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

صوفیا خانم نمیرہ کی پیشانی چوم کر کمرے سے چلی گئی۔۔ "

یہ سب کیا ہے ؟ قدم اس کی جانب بڑھاتے ہوئے دھیمے اور پر سکون لہجے میں استفار کیا لیکن اس کی متاعِ جاں نے جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور بیڈ پر نیم دراز ہوتے کشن میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔ "

یہاں سے چلے جاؤ فل وقت میں ضبط کے آخری مراحل پر ہوں نمیرہ کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو گئی تھی۔۔ لڑکھڑاہٹ لہجے میں صاف واضح تھی۔۔ "

کیوں خود کو سزا دے رہی ہو آئیدن اس کے پاس بیٹھا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر رخ اپنے جانب کرنا چاہا نمیرہ نے سختی سے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا، وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔ "

تمہیں کیوں سمجھ نہیں آتی، جب میں تم سے محبت نہیں کرتی تو کیوں زبردستی مجھے اس رشتے میں قید کر رہے ہو۔۔ "

کیونکہ آئیدن احزان تیمور خانزادہ تمہیں دل و جاں سے چاہتا ہے اس کے لہجے میں جنون، محبت، عشق، ضروری ہونا، دلِ عزیز، ہر وہ احساسات و جذبات تھے جو ایک محب کے لہجے میں ہوتے ہیں جو ایک محب کے اظہار میں ہوتے ہیں۔۔ "

میں فریش ہونے جا رہا ہوں تب تک اپنا یہ روندو چہرہ ٹھیک کر لو پھر میں اپنی متاعِ جاں سے محبت بھری گفتگو کروں گا آئیدن نے اس کے بال ہلکے

سے سہلائے اور رخ الماری کی جانب کیا جب وہ نمیرہ کی آواز پر

مڑا۔۔ "

اپنے کمرے میں جا کر فریش ہو یہاں تمہارے کپڑے نہیں ہیں نمیرہ

نے بے رخی سے کہا تو آئیدن کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی۔۔ "

متاعِ جاں اگر تمہیں یاد ہو تو بعض اوقات ملازمہ میرے کپڑے

تمہارے کمرے میں رکھ دیتی ہے اب بھی یقیناً میرے کچھ ٹروزر شرٹ

یا پھر سوٹ تمہاری الماری میں پڑے ہوں گے اور ایسا ہی ہوا جب

آئیدن نے الماری کھنگالی تو وہاں پر اس کے چار سے پانچ سوٹ پڑے

ہوئے تھے ایک اٹھا کر واش روم میں بند ہو گیا نمیرہ تلملا کر رہ گئی اس کی

نظر وال کلاک پر پڑی جو رات کا ایک بجا رہی تھی اس کی عشاء کی نماز قضا ہو

چکی تھی لیکن پھر دل کیا کہ ابھی نماز پڑھ لیں۔ اچانک سر کی درد نے شدت

اختیار کر لی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے سیرپ نکال کر سارا کا سارا لبوں کے

ساتھ لگا لیا اس نے یہ دھیان نہ کیا کہ زیادہ سے زیادہ صرف تین چمچ سیرپ کے پینے ہوتے ہیں اور وہ تقریباً پوری باٹل ختم کر چکی تھی۔ پھر سونیا کے کمرے میں گئی وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا وضو کر کے دوبارہ اپنے کمرے میں آگئی کیونکہ وہ کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی جائے نماز بچھایا اور نماز ادا کرنے لگی جب وہ دعا مانگ رہی تھی اس کا سر چکرانے لگا جیسے گنودگی چھا رہی ہو۔ دعا مانگ کر جیسے ہی چہرے پر ہاتھ پھیرا آئیدن فریش ہو کر باہر آچکا تھا نمیرہ اٹھنے لگی جب اسے چکر آیا اس سے قبل وہ لڑکھڑا کر گرتی آئیدن احزان نے اسے تھام لیا اور بیڈ پر بٹھایا۔۔ "

کیا ہوا؟ آئیدن نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا نمیرہ اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی لیکن جیسے ہاتھ ساتھ چھوڑنے لگے، زبان تالو کے ساتھ چپک گئی، تمام ہمت جیسے کہیں گم ہو گئی، آنکھیں جھپکنے کی سکت نہ

رہی ۔ ۔ خمار آلود آنکھوں سے آئیدن کی جانب دیکھا اور ہمت ہارتے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ اس کی خمار آلود انکھیں ، اور یوں سر کندھے پر رکھنا آئیدن احزان کے جذبات کو جگا گیا۔ اسی پل نمیرہ نے اس کے گرد حصار بنایا اس کے جسم کی جیسے تمام ترسکت ختم ہو رہی تھی۔ نمیرہ کا یوں اپنے شوہر کے گرد حصار بنانا اس کے قابو کیے ہوئے جذبات کو بے قابو کر گیا۔ آئیدن احزان نے سائیڈ لیمپ آف کیا اور اپنی متاعِ جاں پر قابض ہو گیا۔ اپنا حق جتانے اور وصول کرنے لگا اس بات سے انجان کہ اس کی بیوی اس کی قربت سے نفرت کرتی ہے وہ ایک ان چاہے مرد کی قربت میں نہیں آنا چاہتی تھی ۔ ۔ اس چاندنی رات میں آئیدن احزان نے بنا اپنی بیوی کی رضامندی سے اس سے اپنا حق لیا ۔ ۔ "

صبح کے وقت سورج طلوع ہوا کرنیں کمرے میں داخل ہو کر نمیرہ کی آنکھوں سے ٹکرائی، بمشکل ہلکی سی آنکھیں کھولی اور وال کلاک کی جانب دیکھا جو صبح کے 10 بجا رہی تھی اپنا بھاری ہوا سر تھام کر دائیں جانب دیکھا جہاں آئیدن اس کے ساتھ نیم دراز چہرے پر مسکراہٹ سجائے محبت پاش نظروں سے اپنی متاعِ جاں کو دیکھنے میں مصروف تھا اچانک ذہن کے پردوں کے سامنے رات کا گزرا ہوا منظر لہرایا۔

آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہوئے جسم اور دل حتیٰ کہ روح لرز اٹھی یہ سوچ کر ہی کہ رات کو اس کے شوہر نے اس سے اپنا حق لے لیا۔۔ "

نمیرہ! فکرمندی سے اسے پکارتے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھا تو نمیرہ نے ضبط کھوتے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔ جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ایک پل آئیدن احزان کی جانب دیکھا اور پھر زمین پر بیٹھتے بلند آواز

میں بلک بلک کر رونے لگی۔ بے ساختہ آئیدن نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ دل میں خیال آیا کہ واقع ہی وہ اس کا محرم ہے؟ کیونکہ ایک عورت کبھی اپنے محرم کے قریب آنے پر اس طرح نہیں روتی۔۔ دل ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا روح زخمی، لب پھڑپھڑائے لیکن حلق سے آواز نہ نکلے اٹھ کر اسے چپ کروانا چاہتا تھا لیکن جسم کا ہر حصہ ہلنے سے انکار کر گیا۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہے اور داڑھی میں جذب ہوئے۔ کچھ لمحے ساکت بیٹھا اسے دیکھتا رہا ہمت جمع کر کے اس کی جانب قدم بڑھائے لڑکھڑا کر گرنے لگا جب اس نے بیڈ کا سہارا لیا آنکھیں سختی سے میچ کر نمیرہ کے پاس زمین پر بیٹھا۔۔ "

کیا۔۔۔۔ میری۔۔۔ قربت۔۔۔۔ سے۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔ اس قدر۔۔۔ نفرت۔۔۔ ہے۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔۔؟ الفاظ ساتھ چھوڑ گئے

کپکپاتے ہاتھ اس کے گھٹنے پر رکھے تو نمیرہ نے حد سے زیادہ بے رخی دکھاتے جھٹک کر اپنا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔ "

آئیدن احزان ناپسندیدہ مرد کا لمس عورت کو اپنے وجود پر سانپ کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ تمہارا لمس میرے لیے ناپسندیدہ ہے! آئیدن کا گریبان پکڑتے وہ حلق کے بل چلائی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔ آئیدن نے سختی سے آنکھیں میچی اور پھر کئی لمحے اپنی متاعِ جاں کو محبت پاش اور تکلیف دہ نظروں سے دیکھا۔۔ "

لیکن میں تمہارا شوہر۔۔۔۔۔ تمہارے کہنے سے کیا ہو گا جب میں تمہیں دل سے اپنا شوہر نہیں مانتی، تمہیں تمہارے حقوق دینے کے لیے تیار نہیں ہوں تو پھر کیوں تم بار بار "شوہر" کی رٹ لگا کر بیٹھ جاتے ہو نمیرہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اسے خود سے دور دھکا دیا اور اپنی جسم پر ہاتھ پھیرنے لگی جیسے خود پر سے وہ آئیدن کا لمس مٹانا چاہتی تھی۔۔ "

ایم سوری! میری جان مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی آئندہ تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا اپنی تمام تر تکلیف اور آنسو پر ضبط کرتے ہوئے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجا کر کہا اگر اس کا کوئی عزیز اس کے چہرے پر کھوکھلی مسکراہٹ دیکھتا تو خون کے آنسو روتا لیکن اس کی متاعِ جاں کو ریت کے دانے کے برابر بھی ہمدردی نہ ہوئی۔ آئیدن کے ہاتھ کپکپا رہے تھے دل لرز اٹھا اور کہنے لگا مجھ سے اس قدر تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تم کیوں چہرے پر مسکراہٹ سجائے اپنی عزتِ نفس کو کچل رہے ہو۔۔

"محب کو اپنے محبوب کی طرف جانے والے راستے پر آئے کانٹے بھی پھول محسوس ہوتے ہیں "

آئیدن اس پل ان لفظوں کی جیتی جاگتی تصویر لگ رہا تھا نمیرہ کے الفاظ اس کے دل میں تیر کی مانند لگے لیکن چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔ "

تم اس قدر ڈھیٹ کیوں ہو آئیدن ؟ کیا تمہیں میری باتوں سے تکلیف نہیں ہوتی ۔ ایک مرد کی غیرت کبھی اسے یہ گوارا نہیں کرتی ۔ اگر عورت اسے ذلیل کرے تو وہ کبھی اس عورت کے پاس مڑ کر نہیں جاتا نمیرہ نے جب مسلسل اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تو اکتاہٹ بھرے لہجے میں پوچھا کہ آخر کیوں وہ ہر مرتبہ اس کے لفظوں سے زخمی ہونے کے باوجود پیار بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوتا اور اپنی دل و جان سے اس پر پیار نچھاور کرتا ۔ ۔ "

ہاں صحیح کہا تم نے مرد کبھی اس عورت کے پاس واپس نہیں جاتا جو اس کی عزتِ نفس پر وار کرے لیکن اگر وہ عورت مرد کی پسندیدہ ہو تو اسے ہزار مرتبہ بھی اس کے ہاتھ ، الفاظ ، لہجے اور ان قاتل آنکھوں میں ، جن میں ہر وقت اکتاہٹ ہوتی ہے ان سے زخمی ہونا دل و جاں سے قبول ہوتا ہے وہ اپنے لفظوں سے نمیرہ کو لاجواب کر گیا اسے ایک پل کے

لیے محسوس ہوا جیسے اس کی محبت جو دالہام کے لیے ہے۔ آئیدن کی محبت اور عشق کے سامنے کچھ بھی نہیں۔۔ "

خود کو یوں گناہگار مت کرو۔ میں اپنی متاعِ جاں کو گناہ ملتے نہیں دیکھ سکتا آئیدن اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور سائیڈ ٹیبل کے ساتھ سر ٹکا لیا۔۔ "

چلے جاؤ یہاں سے۔ یہ جھوٹے دکھاوے میرے سامنے مت کیا کرو کوئی کسی سے اتنی محبت نہیں کرتا۔ ہر مرد ایک جیسا ہوتا ہے میرا باپ بھی تھا ہر پل میری ماں سے یہی کہتا تھا میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن جیسے ہی میری ماں سے زیادہ خوبصورت لڑکی ملی ساری محبت ختم احساسات ختم۔ تم بھی اسی طرح ہو آئیدن احزان ایک دن تمہارا دل مجھ سے بھر جائے گا اور اپنی ماں کی طرح میری طلاق۔ آئیدن نے فوراً اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اور نفی میں سر ہلایا۔۔ "

اس طرح کے الفاظ منہ مت نکالا کرو، ہمیں نہیں علم کب ہماری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پکڑ لیے جائیں۔ آئیدن کی بات سن کر اس کی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہنے لگے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے واش روم کی جانب بھاگ گئی۔ سچ ہی تو کہا تھا اس نے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کب قبول ہو جائے انسان کو نہیں پتہ چلتا۔۔۔ اپنے ساتھ خالی جگہ کو ٹکر ٹکر دیکھتا رہا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اس کی بیوی اس سے ناخوش تھی یہ سوچ کر ہی دل سے خون رس کر اسے کمزور کر رہا تھا وہ ٹوٹ رہا تھا۔۔ "

نمیرہ واش روم میں زمین پر بیٹھی روتے ہوئے اپنے جسم پر بار بار ہاتھ پھیر کر لمس کو مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کیوں گھر آئے ہو وہیں پر رہ جاتے مجھے تو کبھی کبھار لگتا ہے تم میرے بیٹے نہیں ریحانہ کے بیٹے ہو شہریار کی مورے خفگی سے اپنے بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے بولی ریحانہ خانم اور فاریہ خانم بچپن کی دوست تھی۔۔ "

مورے آپ جانتی ہے میرا آئیدن کے بغیر گزارا نہیں ہے شہریار نے اپنی مورے کے گرد حصار بنایا اور اپنے ساتھ لیے کمرے میں چلا گیا اس کے پیچھے الطاف خان بھی کمرے میں داخل ہوئے۔۔ "

اور ہمارا، ہمارے بیٹے کے بغیر گزارا نہیں ہے الطاف خان نے اپنے بیٹے کے گلے لگتے ہوئے کہا وہ دس دن بعد اپنے بیٹے سے مل رہے تھے

۔۔ "

تو آپ بھی میرے ساتھ بڑی حویلی آجائے۔۔ "

ہم بڑی حویلی آجائیں لیکن تم گھر نہ آنا الطاف خان نے ہلکی سی چپت اس کے سر پر لگائی وہ بچپن سے ایسا ہی کرتے آرہا تھا ایک دن اپنے گھر 10 دن بڑی حویلی میں موجود ہوتا اس کے ماں باپ اس کی شکل دیکھنے کے لیے ترس جاتے۔ ان کا وہ ایک لوتا بیٹا تھا اور کوئی اولاد بھی نہ تھی شہریار سے بڑا ایک بیٹا تھا لیکن وہ بھی انہیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے خدا کے پاس چلا گیا۔۔ اور وہ دونوں بیچارے جو بیٹا ان کے پاس تھا اس کی شکل دیکھنے کے لیے ترس جاتے۔۔ "

آپ جانتے ہیں بابا، آئیدن میرا بھائی، میرا جگری یار ہے شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اپنے دوست کے بارے میں سوچتے ہوئے ہمیشہ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل جاتے۔۔ "

یعنی کہ ان ڈائریکٹ تم یہ کہہ رہے ہو کہ تمہیں اپنے ماں باپ سے زیادہ ضروری اپنا دوست ہے الطاف خان کے لہجے میں ہلکی سی اداسی تھی جیسے انہیں برا لگا تھا۔۔ "

جی نہیں میرے بابا جان، انسان کی زندگی میں ہر شخص کا علیحدہ مقام ہوتا ہے جو میرے ماں باپ کا میرے دل میں مقام اور عزت ہے وہ کسی اور کے لیے نہیں ہے اور جو میرے دل میں میرے دوست کے لیے عزت ہے وہ شاید میں کسی اور کو نہ دے پاؤں۔۔ تو اپنے دل سے اس خیال کو نکال دیں کہ میں آپ سے زیادہ اپنے دوست سے پیار کرتا ہوں میرے لیے آپ تین سانس کی طرح ہو اگر ایک بھی مجھ سے دور ہوا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا شہریار نے اپنے بازو کے حصار میں اپنے بابا اور مورے کو لیا۔۔ "

شہریار بیٹا میں چاہتی ہوں اب تمہاری شادی کر دی جائے ہماری یہ چھوٹی سی خواہش پوری کر دو فاریہ خانم نے شہریار کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر محبت پاش لہجے میں کہا ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا شادی کر لے۔۔ لیکن شہریار ہمیشہ اپنی منمانی کرتا تھا وہ امیر باپ، ایک بزنس ٹائیکون کی ایک لوتی اولاد تھا لیکن اس نے اپنے باپ کا بزنس چھوڑ کر پولیس آفیسر بننا چنا اور پھر جب اس کے ماں باپ نے اسے شادی کرنے کا کہا تو اس نے منع کر دیا اور اب پھر اس کی ماں نے دوبارہ اس کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔۔ "

مورے!۔۔۔۔ شہریار اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو مجھے بتا دو میں اس سے تمہاری شادی کروا دوں گی فاریہ خانم اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بولی تو شہریار نے نفی میں سر ہلایا وہ جانتا تھا اس کی مورے کبھی اس لڑکی کے لیے راضی نہیں ہوگی جو اسے پسند آئی تھی۔۔ "

مورے مجھے ابھی کوئی لڑکی پسند نہیں ہے جب پسند آئے گی تو آپ کو بتا دوں گا اس نے سفید جھوٹ بولا کیونکہ وہ جانتا تھا جب وہ اپنی مورے کو بتائے گا کہ اس کا دل ایک ملازمہ پر آیا ہے تو اس کی ماں کبھی راضی نہیں ہوگی کہ وہ اپنے امیر اور خوبصورت بیٹے کا نکاح ایک ملازمہ سے کروائے۔۔ "

برخودار مجھے انتظار رہے گا اس دن کا جب میرے بیٹے کو کوئی لڑکی پسند آئے گی الطاف خان نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا وہ کافی کھلے ذہن کی مالک تھے انہوں نے کبھی امیر اور غریب میں فرق نہیں کیا تھا فاریہ خانم بھی فرق نہیں کرتی تھی لیکن وہ اپنے بیٹے کے لیے کبھی ایک ملازمہ کا انتخاب نہیں کر سکتی تھی۔۔ "

اچھا اگر اب آپ سب کی اجازت ہو تو میں کچھ پل سونا چاہتا ہوں۔۔ "

ہاں صحیح ہے دس دن ہم نے گھر نہیں آنا اور جب ہم گھر آ کر اپنے ماں باپ کو چہرہ دکھائیں اور پھر کہہ دیں کہ ہمیں سونا ہے ماں باپ کو تو بالکل برا نہیں لگتا وہ تو بلکہ خوش ہوتے ہیں ان کا بیٹا اپنی ایک جھلک دکھا کر کمرے میں بند ہو گیا ہے الطاف خان کے میٹھے طنز پر شہریار مسکرایا۔۔ "

او کے میرے بابا جانی میں نہیں سو رہا شہریار اپنے بابا اور مورے کو لیے بیڈ پر بیٹھا اور ان سے باتیں کرنے لگا الطاف خان اور فاریہ خانم اپنے بیٹے سے حد سے زیادہ محبت کرتے تھے۔۔ "

ماں باپ کو وقت دینا چاہیے کیونکہ اگر ہم ماں باپ کو وقت نہیں دیتے تو ان کے دل میں بے شمار تکلیفات سما جاتی ہے وہ ہمارے بچپن میں ہمیں حد سے زیادہ سنبھالتے ہیں جب ہم آدھی رات کو روتے ہیں تو ہماری ماں اپنی نیند قربان کر کے ہمیں چپ کرواتی ہے ہمیں بھوک لگی ہو تو ہماری بھوک کو مٹاتی ہے وہ اپنا سب کچھ ہم پر قربان کر دیتی ہے۔

اگر ایک باپ کو دیکھا جائے تو وہ بھی ہمارے لیے حد کے زیادہ قربانیاں دیتا ہے جیب میں پیسے نہ ہوں تب بھی رات کو گھر آتے وقت اپنی اولاد کے لیے اس کی من پسند چیزیں لے کر آتا ہے۔ کیا اولاد اپنے ماں باپ کو کچھ پل خوشی کے نہیں دے سکتی؟ انہیں خوش کرنے کے لیے ان سے پیار بھری باتیں نہیں کر سکتی؟ ماں باپ اولاد سے ان کی جان یا سانسیں نہیں مانگتے ہیں وہ تو بس اپنی اولاد سے کچھ پل مانگتے ہیں۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ دیکھ، میں اس کے لیے تحفہ لے کر جا رہا ہوں۔۔ "

یا روہ مجھ سے پیار کرتی ہے؟۔۔۔۔ "

میں بہت جلد اس سے شادی کر لوں گا۔۔ "لوسیفر نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی اس کے کانوں میں وہیں الفاظ بار بار گونجنے لگے اس نے

اپنی کانوں پر سختی سے ہاتھ جما لیا لیکن اوازیں بند ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اور چیئر سے اٹھ کر کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ "

چپ ہو جاؤ، چپ بلکل چپ۔۔ کانوں پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ چلا رہا تھا اسے سکون چاہیے تھا لیکن وہ آوازیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔ "

مرزا تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ دیکھنے والے روح کانپ اٹھے گی لوسیفر کی آنکھوں میں لہو رنگ اترا پیشانی کی اور کنپٹی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئیں۔۔ "

بہت جلد ہمارا سامنا ہو گا اور پھر تم کٹپتلی کی طرح لوسیفر کے ہاتھوں سے کچلے جاؤ گے اپنے ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیا جیسے ان کے درمیان مرزا ہو۔۔ "

بہت شوق تھا تمہیں لوگوں کو خودکشی کرتے ہوئے دیکھنے کا لیکن جب اس سولی کو دیکھو گے جس پر تمہیں لٹکایا جائے گا اس پل جو تمہاری آنکھوں میں خوف ہوگا اسے دیکھنے کے لیے میں بے تاب ہوں لوسیفر انگلیوں کو آپس میں مروڑتے ہوئے اضطراب کی کیفیت میں کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔۔ "

بوس ہمیں مرزا کا پتہ نہیں چلا لوسیفر کا ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا اور سر جھکا کر کہا اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ لوسیفر کی آنکھوں میں دیکھ کر الفاظ ادا کرتا۔۔۔ "

تو پھر تمہیں اس کی جگہ ٹارچر سیل میں لے جاؤ؟ لوسیفر اس آدمی کی گردن دبوچتے ہوئے دہاڑا اسے ناکام ہو کر لوٹنے والوں سے نفرت تھی۔۔ "

بوس۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ کوشش۔۔۔۔ کرتا۔۔۔۔۔ ہوں وہ آدمی اٹکتے ہوئے بولا تو لوسیفر نے جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی وہ لڑکھڑا کر

زمین پر گرا اس سے قبل لوسیفر اسے دوبارہ پکڑتا وہ اوندے منہ بھاگتے ہوئے باہر چلا گیا۔۔ "

میری زندگی سے تم نے خوشی چھینی تھی میں تمہاری زندگی عذاب بنا دوں گا خود سے باتیں کرتے ہوئے وہ جنونی پاگل انسان لگ رہا تھا جس کے دل و دماغ پر صرف بدلہ لینے کا جنون سوار تھا اسے کسی بھی حال میں مرزا سامنے نے چاہیے تھا۔۔ "

وریام چھوٹی حویلی داخل ہوا جب اسے ہادی کی چلانے کی آوازیں سنائی دی اس نے اپنے قدم صارم خان کے کمرے کی جانب بڑھائے جہاں

سے آوازیں آرہی تھی اندر داخل ہوا تو ہادی بھاگتا ہوا اس کے پاس گیا۔۔ "

چاچو بابا کو کہے مجھے کہیں نہیں جانا۔ ہادی وریام کا ہاتھ پکڑ کر التجائی لہجے میں بولا صارم خان اسے بیرون ملک بھیجنا چاہتا تھا۔۔ "

لالا آپ ہادی کو کہاں بھیج رہے ہیں وریام نے سنجیدگی سے اپنے لالا سے سوال کیا۔۔ "

اپنی بیٹی کھو چکا ہوں میں، بیٹے کو کھونے کی ہمت نہیں ہے، میں اسے بیرون ملک بھیج رہا ہوں۔ صارم خان نے اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے کہا اسے دالہام پر ریت کے دانے کے برابر بھی بھروسہ نہیں رہا تھا اگر وہ اس کی 10 سالہ بیٹی کو بدلے کے لیے اپنے نکاح میں لے سکتا ہے تو بدلے کے لیے اس کے بیٹے کو بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرے گا۔۔۔ "

وریام سمجھاؤانھیں میں اپنے بیٹے سے دور نہیں رہ سکتی اسے بیرون ملک نہ بھیجیں علینا خانم روتے ہوئے بولی وہ کب سے اپنے شوہر کی منتیں کر رہی تھی۔۔ "

لالا اسے بیرون ملک بھیجنے سے مسائل حل ہوجائیں گے؟ وریام نے 15 سالہ ہادی کو اپنے ساتھ لگایا۔۔ "

ہاں ہوجائے گیا سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا اگر میں اسے بیرون ملک بھیج دوں گا تو۔۔ صارم خان نے ہادی کو اپنی جانب کھینچا۔۔ "

مجھے کہیں نہیں جانا مجھے بس میری بہن کے پاس جانا ہے اپنے ہاتھ اپنے بابا کے ہاتھوں سے چھڑواتے ہوئے باہر کی جانب بھاگا سفیان خان جو کمرے میں داخل ہوئے تھے انھوں نے اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا ان کے ساتھ رضیہ خانم بھی داخل ہوئی۔۔ "

صارم کیوں بچے کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو؟ سفیان خان نے اپنے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر محبت پاش لہجے میں کہا ان کا خاندان پہلے ہی بکھر چکا تھا اور اب ان کا بیٹا مزید بکھیر رہا تھا۔۔ "

بابا جب آپ نے اپنے بھائی کو کھویا تھا تو ہمت بچی تھی اپنے خاندان میں سے کسی اور کو کھونے کی؟ سفیان خان خاموش ہو گئے ان کے پاس صارم کا سوال کا جواب نہ تھا جب ان کا بھائی ان سے دور ہوا تھا وہ اذیت ناک لمحے وہ کبھی نہیں بھول سکتے تھے۔۔ "

آپ حد سے زیادہ تڑپے تھے بابا اپنے بھائی کی موت پر لیکن آپ کو حوصلہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے اصل گھر چلا گیا ہے اپنے خدا کے پاس۔ لیکن میری بیٹی نا جانے وہ کس حال میں ہو گی۔ وہ جنونی سفاک انسان میری چھوٹی سی پری پر نہ جانے کس قدر ظلم ڈھا رہا ہو گا الفاظ ادا کرتے ہوئے صارم خان کی آنکھیں بھیگی تھی یہ سوچ ہی اس کے دل کو ہزار ٹکڑوں

میں تقسیم کر دیتی تھی کہ اس کی 10 سالہ بیٹی بیوی کے رتبے پر فائض ہو چکی ہے۔۔۔ "

بابا میں دالہام چاچو پاس جاؤں گا انھیں کہوں گا میری بہن کو واپس کر دیں ہادی اپنے بابا کے گلے لگتے ہوئے روزو قطار آنسو بہاتے کہہ رہا تھا۔۔ "

وہ کبھی تمہاری بہن کو واپس نہیں آنے دے گا صارم خان نے ہادی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر بیڈ پر پڑا سوٹ کیس اٹھایا اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب چلا گیا۔۔ "

صارم مجھ پر یہ ظلم مت کریں۔۔۔ علینا خانم روتے ہوئے اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہو گئی اور اپنے بیٹے کا ہاتھ چھڑوا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔۔ "

اگر چاہتی ہو تمہارا بیٹا زندہ رہے تو اسے جانے دو صارم خان نے ہادی کو علینا خانم سے زبردستی دور کیا سفیان خان آگے بڑھے اور ہادی کی پیشانی

چومی پھر رضیہ خانم ہادی سے ملی اس کے بعد اس کا چاچو آگے بڑھا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا ہادی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔۔ علینا خانم گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھی اور چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر ہچکیاں بھرتے رونے لگی صارم نے ہمدردی سے اپنی بیوی کی جانب دیکھا اور اپنے بیٹے کو کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔۔ وریام لمبے ڈھگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا رضیہ خانم علینا کے پاس بیٹھی اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اسے چپ کروانے لگی۔۔ "

وریام بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا اور اپنا سر تھام لیا 10 سال سے اس کے گھر میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی اس کا لالا 10 سال اس خوف میں مبتلا رہا کہ نہ جانے کب دالہام خانزادہ آئے گا اور اس کی بیٹی کو وفی میں لے جائے گا۔ اچانک اس کی نظر اپنی شرٹ پر پڑی جس کے ساتھ بریسلیٹ لٹکا ہوا

تھا اٹھ کر صوفے پر بیٹھا اور اپنی شرٹ اٹھائی بریسلٹ پر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو مغرور خانزادی کا بریسلٹ ہے۔ بے ساختہ اس کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے اس مغرور خانزادی کا خوبصورت سراپا لہرایا۔۔"

بہت مغرور ہو تم لیکن تمہاری اس خوبصورتی پر مغروریت جچتی ہے

وریام اس کے خوبصورت سراپا کو سوچتے ہوئے مسکرایا دس سال قبل وہ معصوم تھی ایک چھوٹی سی گڑیا معلوم ہوتی تھی لیکن اب وہ قیامت خیز حسن رکھتی تھی۔۔ وریام صوفے پر نیم دراز ہوا آنکھیں جیسے ہی بند کی تو اسے پھر سے اس مغرور خانزادی کا چہرہ نظر آیا جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔ اور کمرے میں چکر لگانے لگا بار بار اس کے ذہن میں سونیا کا خیال آئیں سر کو جھٹکتے جیسے وہ اپنے ذہن سے اس کے خیال کو نکالنا چاہتا تھا لیکن جب مسلسل اسے سونیا کا چہرہ نظر آنے لگا تو واش روم میں جاتے شاور کے

نیچے کھڑا ہو گیا۔۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ شاور کے نیچے کھڑا رہا اور پھر ڈریسنگ روم میں جا کر کپڑے تبدیل کر کے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا اسی پل رضیہ خانم کمرے میں داخل ہوئی سائیڈ ٹیبل پر بریسلٹ دیکھا تو اس جانب قدم بڑھاتے وہاں سے بریسلٹ کو اٹھا لیا۔۔ "

وریام ایک لڑکی کا بریسلیٹ تمہارے پاس کیا کر رہا ہے رضیہ خانم نے اپنے بیٹے سے پوچھا جواب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے اپنے بال بنا رہا تھا اپنی مورے کا سوال سن کر جھٹکے سے ان کی جانب رخ کیا

"۔۔

آپ کی سونو کا ہے وریام کے کہنے کی دیر تھی رضیہ خانم کے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔ "

مورے آپ تو ایسے خوش ہو رہی ہیں جیسے میں نے آپ کی بہو کا نام۔۔۔ وریام نے فوراً اپنی چلتی ہوئی زبان کو بریک لگائی تو رضیہ خانم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

آہ۔۔ یہی سمجھ لو جب ہم سب بڑی حویلی رہتے تھے تو میری شدید خواہش تھی میں تمہاری شادی سونیا سے کرواؤں لیکن سہیل کے قتل کے بعد سب کچھ بدل گیا رضیہ خانم نے اداس بھری سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے ماضی کی یادوں کو سوچ کر تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "

اور آپ کو لگتا تھا کہ وہ مغرور خانزادی مجھ سے شادی کرے گی۔۔ "

ہرگز نہیں میری سونو مغرور نہیں ہے رضیہ خانم نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا اور بریسلٹ لے کر جانے لگی تو وریام نے اپنی مورے کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

یہ مجھے دے کر جائے میں نے اسے واپس کرنا ہے وریام نے اپنی مورے کے ہاتھ سے بریسلیٹ لے لیا تو انہوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک نظروں سے اس کی جانب دیکھا وریام کندھے اچکا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ "

مغرور خانزادی! سونیا کے بارے میں سوچتے ہوئے وریام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔ "

وہ کہاں پر ہے؟ سردار دالہام خانزادہ نے ڈیرے پر داخل ہوتے اپنے خاص آدمی سے پوچھا تو اس نے ڈیرے کی پچھلی سائیڈ پر بنے ایک مخصوص کمرے کی جانب اشارہ کیا دالہام خان لمبے ڈھگ بھرتا ہوا کمرے کی جانب رخ کر گیا اس آدمی کا ایک اور مہرا دالہام خانزادہ کے ہاتھ لگا تھا۔۔ "

تمہیں بھونکنے کے لیے کس نے پیسے دیے تھے دالہام خانزادہ اس کا چہرہ دبوچتے ہوئے پھنکارا وہ پہلے ہی خوف سے لرز رہا تھا اور اب اس سفاک انسان کا جنونی روپ دیکھ کر سانس لینا بھول گیا۔۔ "

مجھے۔۔۔ صرف۔۔۔۔ اس۔۔۔ کا۔۔۔۔ نام۔۔۔۔۔ معلوم۔۔۔ ہے وہ آدمی اٹکتے ہوئے با مشکل بولا تو دالہام نے اپنے ہاتھ کا دباؤ اس کے چہرے پر زیادہ کیا کہ اس آدمی کو اپنے جبڑے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔ "

اس کا نام کیا ہے؟ دالہام اپنا ضبط کھوتے دہاڑا۔۔ "

یاور اس آدمی کے کہنے کی دیر تھی اسی پر دالہام نے ہاتھ پیچھے کی جانب گیا تو اس کے خاص آدمی نے اس کے ہاتھ پر تیز دھار والا چاکو رکھا۔۔ وہ آدمی نفی میں سر ہلانے لگا آنکھوں میں موت کا ڈر تھا دالہام نے چاکو آدمی کی گردن پر بنا رکے مارنا شروع ہو گیا اس کی ایک بلند چیخ کمرے میں

گونجی تھی دالہام خانزادہ کے ہاتھ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ جنونی انداز میں ایک وحشی درندہ بنے کبھی اس کی گردن میں چاکو اتارتا تو کبھی اس کی آنکھوں میں۔۔ "

سردار اس کے خاص آدمی نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے سردار سے چاکو لینا چاہا تو دالہام نے تمام تر وحشت آنکھوں میں سمائے اس کی جانب دیکھا اس نے فوراً پیچھے کی جانب قدم بڑھائے۔۔ "

اوئے ڈرائیور میرا دیوشوہر کہاں ہے طرسم کمرے میں داخل ہوئی اور دالہام کے خاص آدمی یعقوب کی جانب دیکھتے ہوئے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر غصے سے پوچھنے لگی دالہام خانزادہ چونکہ اپنے آدمیوں کے پیچھے کھڑا تھا طرسم اسے نہ دیکھ پائی۔ دالہام کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی کہ آخر یہ چارفٹی یہاں پر کیسے آئی۔۔ "

بی بی جی۔۔۔ آپ کا دیو۔۔۔ یہاں پر۔۔۔ نہیں ہے یعقوب نے اٹکتے ہوئے کہا وہ جب دالہام کو یاور کے آدمی کے بارے میں بتانے کے لیے بڑی حویلی کیا تھا اس وقت اسے دالہام تو نہ ملا لیکن اس کے چارفٹی بیوی ضرور مل گئی تھی جو گارڈن میں کھڑی تھی اور یعقوب کو اپنے دیو کو ڈھونڈتے دیکھ اس کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ مجھے دیو کے پاس لے کر جاؤ وہ گھر نہیں ہے یعقوب بیچارا جسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ سردار کہاں پر ہے اس نے منع کرنے کے لیے اپنے لب کھولے ہی تھے جب طرسم غصے سے بولی "مجھے دیو کے پاس لے کر جاؤ نہیں تو میں اس سے کہہ کر تمہیں اللہ جی کے پاس پہنچا دوں گی" یعقوب کے پسینے چھوٹ گئے اس چارفٹی کی باتیں سن کر بیچارا مرتا کیا نہ کرتا کے مترادف اسے ساتھ لیے پرانے ڈیرے پر آگیا جہاں دالہام خانزادہ اکثر پایا جاتا تھا اگر دالہام کو پتہ چل جاتا کہ یعقوب اس کی چارفٹی بیوی کو یہاں پر لے کر آیا

ہے تو طرسم کے کہنے سے پہلے ہی اس نے یعقوب کی ٹکٹ کٹوا دینی تھی۔۔ "

ڈرائیور میرے ساتھ جھوٹ نہ بولو تم نے مجھے کہا تھا کہ دیو یہاں پر ہے وہ دیکھو میرے دیو شوہر کی شال بھی یہیں پر ہے طرسم نے اپنے ننھے ہاتھوں سے چیر پر پڑی دالہام خانزادہ کی چادر کی طرف اشارہ کیا یعقوب نے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا اس چھوٹی سی بچی کا دماغ کس قدر تیز چلتا تھا۔۔ "

بی بی جی آپ کا دیو یہاں پر نہیں ہے وہی الفاظ یعقوب نے دوبارہ دہرائے۔ طرسم گھور کر اس کی جانب دیکھا جیسے اسے نظروں سے ہی مار ڈالے گی دالہام کے دوسرے آدمی سوچ میں پڑ گئے کہ یہ کس کو دیو بلا رہی ہے کیونکہ ان سردار اتنی بچی کو اپنے نکاح میں لینے سے رہا۔۔ "

اگر وہ یہاں پر نہیں ہے تو ان کی چادر ہوا میں اُڑ کر آئی ہے، مجھے معلوم ہے دیو یہاں پر ہے اب کی مرتبہ وہ ضدی لہجے میں بولی اور پاؤں پٹکتے قدم بڑھائے۔ دالہام خانزادہ جو اپنے گارڈز کے پیچھے خون آلود کپڑوں میں کھڑا تھا اس نے تاسف سے سر ہلایا اور اپنی شرٹ اتار کر پاس پڑی پانی کی بوتل اٹھا کر اپنے جسم پر انڈیلی اور اپنے خون آلود ہاتھ صاف کیے اور پھر غصے سے اپنے آدمیوں کے پیچھے سے باہر نکلا آنکھوں میں اس قدر وحشت تھی کہ وہ ننھی سی گڑیا سہم کر کچھ قدم پیچھے ہوئی۔۔

شیم، شیم! دیو کپڑے پہنو طرسم نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے شرم دلانی چاہی۔ سردار دالہام خانزادہ نے ایک نظر اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا جن کے منہ حیرت سے کھلے ہوئے تھے کیونکہ لوگ سردار دالہام خانزادہ کا نام لینے سے ڈرتے تھے اور وہ چار فٹی اسے دیو کہہ کر بلا رہی تھی طرسم دالہام کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنی باہیں پھیلائی کہ

مجھے گود میں اٹھاؤ۔ دالہام نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہا تھا ہم گھر کے باہر موجود ہیں۔۔ "

دیو مجھے گود میں اٹھاؤ زمین پر زور سے پاؤں مارتے ہوئے چیخے مارنے لگی۔۔ مجبوراً سردار کو اسے گود میں اٹھانا پڑا۔ اس کی حالت اُس وقت ان الفاظ کے مترادف تھی۔ "ایک طرف کنواں اور ایک طرف کھائی "۔۔ اگر اس چار فٹی کو گود میں نہ اٹھاتا تب بھی عزت کا جنازہ نکلنا تھا اور اٹھا کر بھی جنازہ نکلنا تھا۔۔۔ "

تم یہاں کس کے ساتھ آئی ہو دانت پیستے ہوئے اس سے پوچھا۔ طرسم نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن میں بازو حائل کیے یکدم اس کا چہرہ خفت سے حد سے زیادہ سرخ ہو گیا۔ سردار کے تمام آدمی اپنے لبوں پر ہاتھ جما گئے۔۔ "

ڈرائیور لے کر آیا طرسم نے یعقوب کی جانب اشارہ کیا وہ بیچارہ اپنی نظریں نیچی کر کے مجرموں طرح کھڑا ہوا تھا دالہام نے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا یعقوب اچھے سے جانتا تھا کہ دالہام کس قدر بے درتی سے قتل کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ اس چار فٹی کو وہاں پر لے آیا اگر وہ اس آدمی کا حلیہ دیکھ لیتی جس کا قاتل دالہام نے کیا تھا اس کی سانس وہیں بند ہو جاتی تھی۔ اس آدمی کی آنکھیں باہر نکلی ہوئی انگلیوں ٹکڑوں میں تقسیم اور دل کی مقام سے دل نظر آرہا تھا۔۔ "

تمہیں تو میں بعد میں دیکھتا ہوں سردار کے الفاظ سن کر یعقوب نے بامشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔ "

سردار میں کیا کرتا بی بی جی نے کہا تھا اگر میں انہیں یہاں نہ لے کر آیا تو وہ آپ سے کہہ کر مجھے اوپر پہنچا دیں گی یعقوب ڈرتے ہوئے بولا اس کا ارادہ اپنے جسم پر کوڑے کھانے کا بالکل بھی نہیں تھا۔۔ "

اس کے کہنے پر، تو مجھے پتہ نہیں لیکن اب ضرور میں تمہیں اوپر پہنچاؤں گا دالہام نے دانت پیستے ہوئے کہا اور یعقوب کو اشارہ کیا کہ اس آدمی کی لاش کو ٹھکانے لگاؤ طرسم کو نیچے اتار کر شال اپنے گرد لپیٹی ہی تھی جب وہ دوبارہ سے چیخیں مارنے لگی کہ مجھے اٹھاؤ۔ خود پر حد سے زیادہ ضبط کرتے ہوئے اپنی اس چارفٹی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے گود میں اٹھا باہر لے گیا۔۔ "

دیو کال پک کیوں نہیں کی اس کی گردن پکڑ کر پوچھا، دالہام نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ کر پیچھے کیا گرفت اس قدر سخت تھی کہ طرسم کی کلائی پر نشان پر گیا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے دیو کی جانب دیکھا۔۔ "

میں تمہیں کچھ کہتا نہیں ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے تم اپنی حد بھول جاؤ ایک مہینے بعد آج پھر طرسم کو اس کی آنکھوں میں وہی غصہ ،

جنون ، وحشی پن ، سفاکیت ، درندگی نظر آئی جو پہلی ملاقات میں نظر آئی تھی ۔ ۔ "

گندہ دیو شوہر موٹے موٹے آنسو آنکھوں سے پھسل کر دالہام خانزادہ کے سینے پر گرے ۔ طرسم لبوں پر ہاتھ جما کر سسکیاں بھرتے رونے لگی ۔ ۔ جب لوگ ڈیرے پر داخل ہوئے سردار کی گود میں ونی میں آئی اس لڑکی کو دیکھ کر سب سرگوشیاں کرنے لگے جن میں سے کچھ لوگوں کے الفاظ تھے : ارے لگتا ہے ونی تو بس بہانا ہے درحقیقت سردار کا دل اس خوبصورت بچی پر آگیا تھا ، دیکھو تو سہی کس قدر خوبصورت ہے

دالہام نے فوراً طرسم کو اپنی گود سے اتارا اور ان دونوں آدمیوں کا گریبان پکڑ لیا جو بکواس کر رہے تھے بنا کسی کی جانب دیکھے وہ ان دونوں کے چہرے پر درادر مکے مار رہا تھا یعقوب اس آدمی کی لاش ٹھکانے لگا کر باہر آیا سردار کو مار پیٹ کرتے دیکھ بھاگتے ہوئے آگے بڑھا اور

15 منٹ کی جدوجہد کے بعد وہ دالہام خانزادہ کو ان دونوں سے دور کرنے میں کامیاب ہوا، اس کی چادر زمین پر گر چکی تھی دونوں آدمی لہو لہان ہو چکے تھے یعقوب نے سب لوگوں کو وہاں سے جانے کا کہا چند منٹوں میں ہی سب وہاں سے الدین کے جن کی طرح غائب ہوئے۔۔ طرسم سہمی ہرنی کی طرح وہاں کھڑے روئے جا رہی تھی اس نے دیو کا یہ روپ پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔۔ دالہام نے اسے گود میں اٹھایا اور لمبے ڈھگ بھرتا کار میں جا کر بیٹھا یعقوب بھی اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے گیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ "

کون سی آگ لگی ہوئی تھی تمہیں حویلی سے باہر نکلنے کی دالہام خانزادہ کے لہجے میں حد سے زیادہ بے رخی تھی طرسم کا چہرہ تقریباً دبوچتے ہوئے دہاڑا تھا۔۔ "

کال نہیں۔۔۔ اٹھا رہے۔۔۔۔۔ تھے روتے ہوئے ہچکیوں کے

درمیان میں بولی۔۔ "

مر نہیں گیا تھا میں گھر واپس آجانا تھا دالہام نے جھٹکے سے اسے خود سے

دور کیا اس کے دماغ میں صرف ان دو آدمیوں کی باتیں گھوم رہی تھی جو

اس کی عزت کی خوبصورتی پر تذکرے کر رہے تھے۔۔ "

آپ گندے شوہر ہو چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر بلک بلک کر روتے ہوئے

بولی وہ ناراضگی میں اور ڈر کی وجہ سے دالہام کو آپ کہہ کر بلاتی تھی اس

بات پر دالہام نے اب غور کیا کیونکہ جب سونیا نے اسے بتایا تھا کہ شوہر

رات کے وقت گھر آتے ہوئے بیوی کے لیے چیزیں لے کر آتا ہے

تو طرسم نے اسے آپ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔ "

گندہ ایک لفظ اس نے ادا کیا اور سانسوں میں اتھل پتھل شروع ہو گئی

سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی دالہام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ

ماراوہ کیسے بھول گیا کہ اسے سانس کا مسئلہ ہے فوراًاس کی جانب رخ کیا اوراسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔ "

کچھ نہیں ہوا، لمبے لمبے سانس لو دالہام نے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے پریشانی لہجے میں سما کر کہا سارا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔۔ "

یعقوب ہاسپٹل چلو دالہام خانزادہ بلند آواز میں چلایا یعقوب نے فوراً گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی جانب کرلیا۔۔ ہاسپٹل کے باہر پہنچتے ہی دالہام نے طرسم کو گود میں اٹھایا اور اندر کی جانب بھاگا ڈاکٹر اسے فوراًایمر جنسی روم میں لے گئے۔۔ دالہام خانزادہ بے چینی سے ایمر جنسی روم کے باہر چکر کاٹنے لگا کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آئی۔۔ "

وہ ٹھیک ہے اور سر اپنی بیٹی کا دھیان رکھیے اسے سانس کا مسئلہ ہے تو اس سے ہر قسم کی پریشانی دور رکھے ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولی اسے

لگا تھا کہ وہ بچی سردار کی بیٹی ہے اور اس نے عجیب نظروں سے دیکھا کیونکہ دالہام خانزادہ شرٹ لیس تھا۔۔ "

میری۔۔۔۔ب۔ بیوی۔۔۔۔ہے دالہام خانزادہ کی زبان پہلی مرتبہ لڑکھڑائی تھی خفت سے چہرے کا رنگ حد سے زیادہ سرخ ہو گیا اس سے قبل ڈاکٹر اپنی حیرت کا اظہار کرتی وہ ایمرجنسی روم میں چلا گیا طرسم نے اسے دیکھتے ہی اپنے چہرے کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔ "

جائے یہاں سے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر خفگی سے کہا یکدم دالہام کے لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اس کی ناراضگی دیکھ کر۔۔ "

چار فٹی خیریت ہے اتنی عزت دی جا رہی ہے مجھے دالہام خانزادہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا وہ یاور اور ان دونوں آدمیوں کا سارا غصہ اپنی چار فٹی بیوی پر نکال چکا تھا۔۔"

جی نہیں، میں نے کوئی عزت نہیں دی اور ویسے بھی گندے شوہر سے بات نہیں کرتے طرسم بیڈ سے اٹھ کر جانے لگی جب دالہام نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔۔ "

مجھ سے چیزیں نہیں منگوانی، دالہام نے پر سوچ انداز میں کہا کیونکہ رات کو اس نے اٹل لہجے میں کہا تھا کہ میں کل اپنے لیے بہت ساری چیزیں منگواؤں گی۔۔ "

وہ تو میں نے کال کر کے منگوانی تھی لیکن آپ نے کال ریسیو نہیں کی دالہام کو یکدم کھانسی کا دورہ پڑا اسے اتنی عزت ہضم نہیں ہو رہی تھی ایک ماہ سے وہ صرف تو کہہ کر بلاتی رہی اور اب ناراض ہونے کی وجہ سے آپ کہہ کر مخاطب کر رہی تھی۔۔ "

تمہاری مہربانی ہے تم مجھے "تم" کہہ کر پکار لو، مجھے اتنی عزت ہضم نہیں ہو رہی دالہام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔ "

پہلے میرے لیے ڈھیر ساری چیزیں لے کر آؤ پھر میں "تم "کہہ کر بلاؤں گی دالہام نے نفی میں سر ہلایا کہ اس کا کچھ نہیں ہو سکتا چونکہ اس نے اپنی مورے سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اسے تکلیف نہیں دے گا، اس لیے اسے اپنی گود میں اٹھائے ہاسپٹل سے باہر گیا سب لوگ سردار کو شرٹ لیس اور ایک بچی کو گود میں اٹھائے دیکھ لبوں پر ہاتھ جما کر حیرت سے آنکھیں پھیلائے ان دونوں کی جانب دیکھنے لگے لیکن دالہام خانزادہ ان سب کو اگنور کیے کار میں بیٹھا اور یعقوب کو کہا کہ بیکری کی طرف رخ کرے۔۔ بیکری کے باہر کار رکتے ہی دالہام اسے لیے اندر داخل ہوا طرسم نے اس کے سینے پر مکے مارے کہ مجھے نیچے اتارو، دالہام کے نیچے اتارنے کی دیر تھی وہ بھاگتے ہوئے باسکٹ پکڑ کر ڈھیر ساری چیزیں اس میں ڈالنے لگی تین باسکٹ اس نے لیز، چاکلیٹ، کیک، بسکٹ، نوڈلز، نمکو، کینڈی، جیلی، کرکرے اور چیٹوز سے بھری تھی

دالہام لبوں پر ہاتھ جمائے اس چارفٹی کو دیکھ رہا تھا جو چیزیں اٹھاتے ہوئے تھک نہیں رہی تھی یعقوب نے اپنی چادر اتار کر اس کے کندھوں پر دی تو دالہام نے یک طرفہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی وہ اس کا وفادار آدمی تھا۔۔ "

جتنے مرضی میٹھے بن جاؤ تم درگٹ تو تمہاری حویلی جا کر بناؤں گا یعقوب نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دل میں سوچا یعنی کہ میری شامت پکی ہے۔۔ "

دیوا بھی یہ لے جاتے ہیں کل پھر آؤں گی اور جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ لے کر جائیں گے بے ساختہ دالہام اور یعقوب کا منہ کھل گیا چار بڑی باسکٹ اس نے اپنی چیزوں سے بھر لی تھی اور ابھی بھی کچھ چیزیں رہتی تھی جو اس نے کل لے کر جانی تھی۔۔ "

میں ایک کام کرتا ہوں پوری بیکری تمہارے نام کروادیتا ہوں دانت پیستے ہوئے وہ بڑبڑایا اور پیمنٹ کر کے یعقوب کو اشارہ کیا کہ ساری چیزیں کار کی ڈکی میں رکھیں۔۔ "

دیو گھر جا کر مجھے سیری لیک بنا کر دینا ہے، "سیری لیک "لفظ سن کر اس نے اپنے ذہن پر زور ڈالا پھر سے یاد آیا کہ جب سونیا دو سال کی تھی تب اس کی مورے اسے سیری لیک کھلاتی تھی۔۔ "

وہ تو دو سال کا بچہ کھاتا ہے حیرت سے اس چار فٹی کی جانب دیکھا ڈرائیونگ کرتے ہوئے یعقوب نے ایک ہاتھ اپنے لبوں پر جما لیا کہ کہیں سردار اس کی ہنسی کی اواز نہ سن لے۔۔

ہاں تو، کیا میں نہیں کھا سکتی ؟ اس کے سینے پر تھپڑ مارا تو چادر ڈھلک کر سیٹ پر گر گئی طرسم نے اس کے سینے کی جانب دیکھا اور نظر آتے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے چٹکی بھر کر کھینچا بے ساختہ دالہام نے چیخ مار دی یعقوب نے دانت نکالتے ہوئے فرنٹ مرر سے اپنے سردار کے سرخ ہوئے چہرے کو دیکھا۔۔ "

تمہارے ہاتھ کاٹ دینے ہیں میں نے، بہت چلنا شروع ہو گئے ہیں چادر اپنے گرد لپیٹتے ہوئے اپنا سینہ سہلایا۔۔ "

دیو درد ہوتا ہے ؟ معصومیت کی انتہا پر پہنچتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔۔ "

نہیں تو بہت زیادہ مزہ آتا ہے اس نے دانت پیستے ہوئے کہا سینے پر بے انتہا جلن ہو رہی تھی کیونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ اس کے سینے کے بال کھینچے تھے۔۔ "

مجھے دوبارہ کھینچنے ہے جیسے ہی دالہام نے اپنا جملہ مکمل کیا وہ فٹ سے بولی دالہام کا دل چاہ رہا تھا کوئی چیز اسے ملے اور اپنے سر پر مار دے تاکہ کچھ پل کے لیے اسے سکون مل جائے۔۔"

دیو کیا ہوا؟ اسے اپنی پیشانی مسلتے اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھ کر کہا۔۔ "

مر گیا دیو، ایک دم چپ ہو جاؤ مجھے تمہاری آواز نہ آئے دالہام خانزادہ کا ضبط جواب دے چکا تھا اس میں اب مزید ہمت نہیں تھی اپنی بیوی کی گوہر افشائیاں سننے کی۔۔ طرسم جس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے منہ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی اور ٹکر ٹکر کبھی دیو جانب دیکھتی تو کبھی یعقوب کی جانب۔۔ "

ڈرائیور تمہاری شادی ہوئی ہے؟ محض دو منٹ وہ چپ رہی اور اس کی زبان میں کھجلی ہونا شروع ہو گئی وہ دیو سے تو سوال کر نہیں سکتی تھی

کیونکہ وہ پہلے ہی غصے سے تپا ہوا بیٹھا تھا اس لیے اس نے اب یعقوب کو پکڑلیا۔۔ "

نہیں بی بی جی !ڈرائیونگ کرتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔۔ "

تم اچھے شوہر بننا دیو کی طرح گندا شوہر مت بننا، دیو مجھے روز ڈانٹتا ہے میرے لیے چیزیں بھی نہیں لاتا جسے رات کو شوہر لے کر آتے ہیں میری باتیں بھی نہیں مانتا، مجھ سے پیار بھی نہیں کرتا، ڈرائیور تم اپنی بیوی کی ساری باتیں ماننا پھر وہ تمہیں پیار کرے گی دیو میری باتیں نہیں مانتا اس لیے میں اسے پیار نہیں کرتی اپنے ذہن کے مطابق وہ بولتی گئی اور دالہام خانزادہ کا چہرہ پہلے غصے سے اور پھر اس کے آخری الفاظ سن کر خفت سے سرخ پر گیا یعقوب کو جیسے سانپ سونگ گیا وہ بیچارا بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر چہرے پر چھائی سرخی کو کم کرنے کی کوشش کرنے میں لگا رہا لیکن چہرہ مزید سرخ ہوتا جا رہا تھا بے ساختہ اس کے دل

میں خیال آیا کہ اس کا سردار کیسے اس آفت کو سنبھالتا ہے۔ یعقوب چپ کر کے کار ڈرائیو کرتا رہا دالہام نے بھی ایک لفظ نہ بولا اسے معلوم تھا اگر وہ بولا تو پھر اس کی زبان نے اپنے جوہر دکھانا شروع کر دینا تھا بڑی حویلی کے اندر کار داخل ہوئی دالہام کار سے باہر نکلا تھا۔۔ "

ڈرائیور تمہیں میری بات سمجھ آگئی ہے نا تم نے اپنی بیوی پر غصہ نہیں کرنا طرسم جیسے ہی کار سے باہر نکلی یعقوب کو کار سے باہر نکلتے دیکھ کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر غصے سے کہا دالہام نے اس کی کمر سے پکڑتے جیسے بیگ کو اٹھاتے ہیں ویسے اٹھا کر اندر لے گیا یعقوب آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر ڈکی کی جانب ہوا اور ساری چیزیں نکالنے لگا۔۔ "

دالہام یہ کیا طریقہ ہے بچی کو پکڑنے کا صوفیا خانم نے اس کے ہاتھ میں لٹکی ہوئی اس ننھی سی گڑیا کو دیکھا تو غصے سے اپنے بھتیجے کو کہا۔۔ "

بچی نہیں آفت ہے یہ، میری زندگی عذاب بنا کر رکھ دی ہے پورے کلام میں مجھے ذلیل کروا کر آئی ہے دالہام خانزادہ دانت پیستے ہوئے حد سے زیادہ غصے میں بولا صوفیا خانم خاموش ہو گئی انہیں معلوم تھا کہ ان کا بھتیجہ خامخواہ اتنا غصہ نہیں کرتا۔۔ "

دالہام تم نے یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟ ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کی جانب حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا جس نے ٹراؤزر اور اوپر شال لی ہوئی تھی اور پھر جب ان کی نظر طرسم پر پڑی تو بھاگتے ہوئے اپنے بیٹے کے پاس پہنچ کر اس ننھی سی پری کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔۔ "

یہ کیسے تم نے پری کو اٹھایا ہوا ہے ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی چوم کر سر اپنے کندھے پر رکھا دالہام کا ضبط جواب دینا شروع ہو گیا۔۔ "

سنبھال لے اپنی اس چڑیل کو پاؤں پٹختا ہوا غصے سے بھرا اپنے کمرے میں چلا گیا اسی پل سونیا اپنے کمرے سے باہر نکلی اپنے لالا کا حلیہ دیکھ کر بمشکل اس نے اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا۔۔ "

سونیا آپی دیو بالکل اچھے شوہر نہیں ہے اپنے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کر غصے سے زمین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا ان سب کو جی بھر کر اس ننھی سی پڑی پر پیار آیا۔۔ "

مورے مجھے نیچے اتاریں میں سیری لیک بنانے جا رہی ہوں طرسم نے ریحانہ خانم سے کہا تو انہوں نے فوراً اسے نیچے اتار دیا اور جب اس کے لفظوں پر غور کیا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی۔۔ "

میں اپنی پری کو سیری لیک بنا دیتی ہوں ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی اور رخسار کو چومتے ہوئے کہا طرسم نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔ "

نہیں مورے میں نے گندے دیو شوہر کو کہا تھا لیکن اس نے مجھے نہیں بنا کر دیا اب میں خود بنانے جا رہی ہوں طرسم پاؤں پٹکتی ہوئی کچن میں چلی گئی ریحانہ خانم اور صوفیا خانم غصے سے دالہام کے کمرے میں گئی اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر سخت گھوری سے نوازنے لگی۔۔ "

کیا ہوا ہے اپنی مورے اور پھپھو کے چہرے پر غصہ دیکھ کر کندھے اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔ "

پری کو سیری لیک بنا کر دو وہ دونوں ایک ساتھ تقریباً چیخی تھی دالہام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پھر ان دونوں کی جانب دیکھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس چارفٹی نے سب پر جادو کر دیا ہے ہر کوئی اس کی طرف داری کرنے میں مصروف ہے۔۔ "

جلدی جاؤ وہ خود بنا رہی ہے وہ دونوں پھر سے ایک ساتھ بلند آواز میں بولی دالہام غصے سے پاؤں پٹکتا ہوا نیچے چلا گیا۔۔ طرسم کچن میں اِدھر

اُدھر دیکھتے ہوئے سری لیک ڈھونڈنے لگی کہ یعقوب نے کہاں پر رکھا ہے یعقوب چیزیں حویلی کے اندر رکھتے ہی وہاں سے بھاگ گیا تھا تاکہ اسے سردار کا ظلم نہ سہنا پڑے، اچانک اسے کسی کی آوازیں آئی کچن کے بیک ڈور کی جانب گئی تو وہاں پر بیک سائیڈ پر قندیل کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔۔ "

بہت جلد وہ اس پدی کو چھوڑ دے گا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا آخر اسے اس بچی میں کیا نظر آیا تھا قندیل کے چہرے پر طرسم کے لیے نفرت اور حقارت تھی اس ننھی سی پڑی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کس کے بارے میں بات کر رہی ہے۔۔ "

دالہام نے صرف اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے اسے پاس رکھا ہوا ہے کیونکہ جس قدر وہ خوبصورت ہے ہر مرد کی نیت اس پر خراب ہو سکتی ہے قندیل اپنی زبان سے زہر خند لفظ ادا کر رہی تھی طرسم سوچ میں پڑ گئی

کہ ہوس کیا ہوتا ہے ؟ کیا دیو اس سے ہوس پوری کر رہا ہے ؟ اس بچی کی ذہن میں بے شمار سوالات آنے لگے دروازہ تھوڑا سا کھول کر باہر دیکھنے کی کوشش کی کہ کون اس کے اور دیو کے بارے میں بات کر رہا ہے لیکن جب دروازہ تھوڑا سا کھولا تو وہاں پر کوئی بھی موجود نہ تھا۔۔ منہ بناتی واپس مڑی تو سامنے سردار دالہام خانزادہ کھڑا تھا اسے دیکھتے ہی آنکھیں گھما کر سٹول شیلف کے پاس رکھا اور اوپر چڑھ کر بیٹھ گئی اور ایسے ری ایکٹ کرنے لگی جیسے وہ سیری لیک ڈھونڈ رہی ہے بنانے کے لیے۔۔ "

بند کر دو یہ ناٹنکی بنانے لگا ہوں تمہارے لیے سیری لیک چار فٹی دالہام خانزادہ جس انداز میں بولا تھا وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئی ہنستے ہوئے جب دیو کی جانب دیکھا تو وہ خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا اس نے فوراً سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما کر سر جھکا لیا۔۔ دالہام نے دودھ

گرم کرنے کے لیے چولہے پر رکھا کیا دن آ گئے تھے اس بیچارے کے ،
لوگ اس کے آگے تھر تھر کانپتے تھے اور اس کی چار فٹی بیوی اس پر
اپنی حکمرانی کرتی تھی ۔۔ "

دیو کل مجھے سکول چھوڑ کر آنا میں ایک ماہ سکول نہیں گئی ، تم مس سے کہہ
دینا میری طبیعت خراب تھی اس لیے چھٹیاں کی ۔ چہرے کا رخ
دوسری جانب کر کے کہا اسے اپنے سکول کے دوستوں کی یاد آ رہی
تھی ایک مہینہ ہو گیا تھا وہ ان سب سے ایک مرتبہ بھی نہیں ملی تھی
شیلف پر پڑے اس کی چیزوں کے شاپر میں سے دو چاکلیٹس نکالی اور
کھانا شروع ہو گئی ۔۔ "

اور میں جھوٹ کیوں بولو گا ؟ آنکھوں میں سوالیہ انداز تھا چمچ پکڑ کے دودھ
کے اندر چلانے لگا ۔۔ "

جھوٹ! دیو میری طبیعت سچ میں خراب تھی میں ابھی ہوسپٹل سے ہو کر آئی ہو۔۔

دالہام نے سیری لیک بناتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی کہنے کو وہ بیمار تھی لیکن دونوں ہاتھوں میں چاکلیٹ پکڑے بے صبری کی انتہا پر تھی

"۔۔

میں نے تمہاری مس سے کچھ بھی نہیں کہنا دالہام خانزادہ نے صاف لفظوں میں منا کر دیا یہی دن دیکھنے رہ گئے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے سکول میں جا کر اس کی ٹیچر سے سفارش کرے گا۔۔ "

دیو تم کچھ بھی مت کہنا مس کو پتا ہو گا کہ میں سردار کی بیوی ہو چہرے کے کیوٹ زاویے بناتے ہوئے کہا اور اپنے حجاب کو کندھوں پر پھیلایا جو اکٹھا ہو گیا تھا۔۔ "

شوہر کا مونث بیوی ہوتا ہے تو سردار کا مونث کیا ہوگا؟ شلف پر بیٹھی تیز رفتار میں پاؤں ہلانے لگی اپنے دماغ پر انگلی رکھے گہری سوچ میں گم تھی جیسے وہ بڑا مہان کام سوچ رہی ہو۔۔ سردار جو اس کی پہلی بات سمجھنے اور ہضم کی کوشش کر رہا تھا اس کا نیا شوشا سن کر بے دھیانی میں ہاتھ میں پکڑا گرم چمچ اپنی پیشانی پر مار لیا۔۔ "

ہاں یاد آیا سردارنی کہتے ہیں، اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ سردارنی کو کچھ کہے ایک ادا سے کہہ کر اپنے دیو شوہر کی جانب دیکھا جو دودھ گرم کرنے میں مصروف تھا۔۔ "

آنہہ، چار فٹی سردارنی! سردار دالہام خانزادہ زیرِ لب بڑبڑایا اتنا فلیکس کبھی اس نے نہیں مارا تھا جتنا اس کی چار فٹی بیوی مار رہی تھی۔۔ "

دیو مجھے ایک سوال پوچھنا ہے؟ ٹھوڑی کے

نیچے ہاتھ رکھ کر پر سوچ انداز میں بولی ۔ سردار نے تاسف سے سر ہلایا،
اب نا جانے اس کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی ۔ ۔ "

دیو "ہوس "کیا ہوتی ہے ؟ اس کے الفاظ سن کر دالہام خانزادہ کی پیشانی پر
بے شمار بل نمودار ہوئے آنکھوں میں لہو رنگ اترا جھٹکے کے رخ طرسم
کی جانب کیا کہ آخر کس نے اس کے دماغ میں یہ بات ڈالی ہے ۔ ۔ "

دیو بتاؤ "ہوس "کا کیا مطلب ہے ؟ ضدی انداز میں کہتے ہوئے زور دالہام
کے بازو پر تھپڑ مارا ۔ ۔ دالہام نہیں اس کے سوال کا جواب نہ دیا، بیگ
میں سے سیری لیک نکال کر دودھ باؤل میں ڈالا اور اس کے اندر سری
لیک مکس کرنے لگا اس کی پیشانی پر لال نشان بن گیا تھا چمچ لگنے کی وجہ
سے ۔ ۔ "

دیو بتاؤ دالہام نے اسے بازوں میں اٹھا کر چیئر پر بٹھایا اور اس کے
سامنے سیری لیک رکھ دیا طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو

گئے دالہام چیئر پر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اسی پل اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔۔ "

دیو۔۔۔اس کا مطلب سمجھنے کے لیے تم بہت چھوٹی ہو بس اتنا جان لو کہ اس طرح کی باتوں پر چھوٹے بچوں کو دھیان نہیں دینا چاہیے، بعض اوقات ہم ایسی باتیں سن لیتے ہیں جو ہمارے لیے ٹھیک نہیں ہوتی، میں بھی اپنے بچپن میں جب اپنی عمر سے بڑی باتیں سن لیتا تھا اور اپنی مورے یا پھر بابا سے پوچھتا تھا لیکن جب وہ منع کرتے تھے تم ضد کرتا تھا کہ مجھے بتائیں لیکن میں غلط کرتا تھا ہمیں ان باتوں میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے جو باتیں ہماری عمر سے زیادہ بڑی ہو، مجھے امید ہے چار فٹی اب اس بارے میں مجھ سے نہیں پوچھے گی دالہام نے حد سے زیادہ محبت بھرا لہجہ اپنا کر اس سے کہا۔۔ "

"جب بچے ہم سے اپنی عمر سے بڑی باتیں پوچھیں تو انہیں ہر گز نہیں ڈانٹنا چاہیے بلکہ انہیں پیار سے سمجھائیں کہ یہ باتیں آپ کے سمجھنے والی نہیں ہے، جب ہم بچوں کو ڈانٹتے ہیں اور غصے سے منع کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں وہ بات بیٹھ جاتی ہے اور پھر وہ اس بات کا مطلب جاننے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں"

طرسم کی آنکھوں میں پھر سے آنسو جمع ہو گئے دالہام خانزادہ نے ایک لمحے کے لیے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے بابا کو یاد کر رہی ہے اسے خود کے ساتھ لگا کر پیٹھ سہلانے لگا جب اچانک اس نے اپنے خیالات پر غور کیا تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلی وہ اپنی چار فٹی بیوی کی باتیں بنا کہے سمجھنے لگا تھا اس کی چھوٹی چھوٹی بات نوٹس کرنا شروع ہو گیا یہ سوچ اس کی دھڑکنوں کو حد سے زیادہ تیز کر گئی۔۔ "

دیو میرے بابا بھی مجھے اسی طرح پیار سے سمجھاتے تھے اس کی گردن میں اپنے ننھے بازو حائل کر کے روتے ہوئے کہا۔۔ "

چلو شاباش سیری لیک کھاؤ دیو کے الفاظ سن کر اپنی نیلی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں مرکوز کی تو دالہام نے باؤل اٹھایا اور اسے سیری لیک کھلانا شروع ہو گیا سونیا، شہریار اور آئیدن جو کچن کے دروازے کے پاس کھڑے تھے اپنے لالا کو اپنی چار فٹی بیوی کو کھانا کھلاتے دیکھ ایک دوسرے کی جانب حیرت سے دیکھتے ہوئے ان دونوں پر نظریں مرکوز کی۔۔ "

یار دالہام لالا کو ہم جتنے ہٹلر سمجھتے تھے وہ اتنے ہی۔۔۔۔ شہریار نے بات ادھوری چھوڑ دی سونیا اور آئیدن اس کی بات کا مطلب سمجھتے لبوں پر ہاتھ جما کر آنکھوں سے اشارہ کیا کہ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔۔ "

دیو مجھے نیند آرہی ہے دالہام نے گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی اسے گود میں اٹھا کر سونیا کے کمرے میں لے گیا اور وہاں پر لٹا دیا کچھ لمحے میں ہی وہ گہری نیند سو گئی سونیا کمرے میں داخل ہوئی اپنے لالا کو اپنی چھوٹی سی بھابھی کے پاس بیٹھے دیکھ مسکراہٹ چھپائے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی دالہام سونیا کے سامنے کھڑے ہو کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھے اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

جو پوچھنا ہے بلا جھجھک پوچھ لو اپنی بہن کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے گرد حصار بناتے اپنے کندھے پر اس کا سر رکھ کر پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔ "

لالا آپ کو بھابھی کی عادت ہو گئی ہے اور مجھے لگتا ہے کچھ دیر تک آپ کو محبت۔۔۔ اس سے قبل سونیا اپنی بات مکمل کرتی دالہام نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ "

وہ ایک چھوٹی بچی ہے سونیا اور تم کیسی باتیں کر رہی ہو دالہام کی دل کی کیفیت عجیب سی ہو گئی اپنی بہن کی باتیں سن کر۔۔ "

صحیح کہا آپ نے لالا وہ چھوٹی سی بچی ہے اور انسان کو سب سے بری عادت اور محبت بچوں سے ہوتی ہے، مجھے یقین ہے اگر آپ کی شادی ایک بالغ اور نوجوان لڑکی سے ہوتی تو اس سے محبت ہونا مشکل تھا لیکن ایک حد سے زیادہ سنگ دل انسان بھی کچھ دنوں میں بچی کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے سونیا کی باتیں سن کر دالہام کے دل نے کہا کہ میں اس کی بات سے متفق ہوں اس نے فوراً جھڑجھڑی لی اور تیز قدم بڑھاتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ وہ ہر گز اپنے ذہن میں ایسے خیالات نہیں لانا چاہتا تھا لیکن اسے اپنے آپ میں تبدیلی محسوس ہو رہی تھی۔۔ "

دالہام صبح کے وقت طرسم کو سکول لے کر جانے لگا تھا جب اس کی طبیعت دوبارہ سے خراب ہو گئی ڈاکٹر کو گھر بلایا اس نے کہا کہ انہیں

مکمل طور پر بیڈ ریسٹ کی ضرورت ہے، دو ہفتے پر لگا کر اڑ گئے دالہام خانزادہ طرسم سے ملنے سے گریز کرتا تھا کیونکہ جب اسے اپنی چار فٹی بیوی نظر آتی اس کے کانوں میں سونیا کی باتیں گونجنا شروع ہو جاتی تھی۔۔ "

شہریار یار دو دن پھر میری محبت میرے پاس آئیدن بیڈ پر نیم دراز اوپر کی جانب دیکھتے ہوئے لہجے میں حد سے زیادہ محبت سمائے کہہ رہا تھا

شہریار نے اپنے دوست کے چہرے پر خوشی کے جذبات دیکھ کر بے ساختہ ماشاء اللہ کہا اور دل میں اس کی نظر اتاری۔۔ "

میری بات یاد ہے نا بچہ پیدا کر کے مجھے دینا ہے شہریار کی بات سن کر آئیدن نے قہقہہ لگایا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ "

یہ صحیح ہے بچہ میرا، لالا اور تم ایسے مانگ رہے ہو جیسے وہ میرا نہیں تم دونوں کا بچہ ہو آئیدن نے کشن کو اپنے سینے میں بھینچا جیسے وہ اپنے بچے کو سینے سے لگا کر اپنے دوست سے چھپا رہا ہے۔۔ "

دیکھ وہ کہتے ہیں نا جو تیرا ہے وہ میرا ہے اور جو میرا ہے وہ تیرا ہے۔۔۔ "

ہرگز نہیں آئیدن نے زور سے نفی میں سر ہلایا ابھی اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا تھا اور وہ اپنے دوست سے لڑ رہا تھا کہ وہ اسے اپنا بچہ نہیں دے گا۔۔ "

اوہیلو جو تیرا بچہ پیدا ہو گا وہ میں لوں گا اور جو میرا ہو گا وہ تو لے لینا شہریار نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔۔ "

بیٹا پہلے شادی کر جب تیری شادی ہو جائے گی اور جب تیرا بچہ پیدا ہو گا تب مجھ سے آ کر یہ بات کرنا آئیدن نے اس کی کمر پر ٹانگ ماری وہ بیچارا منہ کے بل زمین پر گرا بے ساختہ منہ سے چیخ ادا ہوئی اور کمر پر ہاتھ رکھتے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے غصے سے اپنے دوست کی جانب دیکھا۔۔ "

ایک مرتبہ تیرا بچہ پیدا ہونے دے اٹھا کر لے جاؤں گا شہریار نے دہائی دینے والے انداز میں اپنی کمر اور پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کھا جانے والی نظریں آئیدن پر ٹکائی۔۔ "

نہایت ہی کوئی کمینے قسم کا انسان ہے تو آئیدن بیڈ سے اٹھا اور سہارا دے کر شہریار کو بیڈ پر بٹھا دیا۔۔ "

آئیدن یار اپنا صدقہ دے مجھے ڈر لگ رہا ہے اتنا نہ مسکرا کہیں تیری خوشی کو میری نظر نہ لگ جائے شہریار نے اپنے دوست کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی چہرہ خوشی کی وجہ سے حد سے زیادہ سرخ تھا۔۔ "

کیسی باتیں کر رہا ہے تو، آج تک مجھ جیسے شیطان کو کسی کی نظر لگی ہے آئیدن نے بات کو مذاق میں اڑا دیا اور الماری کھولی یہاں اس نے دو ہفتے پہلے سے ہی اپنی خوبصورت بیوی کے لیے منہ دکھائی کا تحفہ لے لیا

تھا ایک نظر اس ڈبے کو دیکھتے ہوئے الماری کا دروازہ بند کر دیا۔۔ جب سے نمیرہ اور اس کے درمیان بحث ہوئی تھی وہ اسے ملنے نہیں گیا تھا تاکہ وہ اسے مزید تکلیف میں مبتلا نہ کر دے پہلے ہی آئیدن کے دل سے یہ گلٹ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس سے اپنا حق وصول کیا ہے، ملازمہ چائے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ "

اچھا سن یار سونیا کہہ رہی تھی اس نے کل مایوں کی رسم کرنی ہے تو سفید رنگ کے کُرتے بنوا لیتے شہریار نے آئیدن کی بات سن کر حامی میں سر ہلایا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر سارے پیسے نکال کے اس کے سر سے وار کر ملازمہ کو پکڑائے کہ یہ سارے ملازمین میں تقسیم کر دے۔۔ "

تو پاگل ہو گیا ہے ؟ آئیدن نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا شہریار کو آج اس کی 30 لاکھ سیلری ملی تھی جو اس نے اپنے دوست کے سر سے وار کر صدقہ دے دیا۔۔ "

کیا کیا ہے میں نے ؟ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گیا آئیدن احزان نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

ایسے کیا دیکھ رہا ہے تجھ پر تو میں اپنی جان بھی قربان کر دوں یہ تو پھر 30 لاکھ تھے شہریار نے اپنی جیب سے ایک باکس نکالا اور آئیدن کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔ "

یہ ہمیشہ تو نے اپنے پاس رکھنا ہے آئیدن نے شہریار کا دیا ہوا باکس کھولا سفید رنگ کا بروچ جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے ہیرے لگے ہوئے تھے اور درمیان میں کالے رنگ کا موتی تھا۔۔ "

تو کچھ زیادہ ہی سینٹی نہیں ہو گیا۔۔۔ "

ابے جا میں سینٹی نہیں ہوا بس کل مارکیٹ گیا تھا تو مجھے یہ اچھا لگا تو تیرے لیے خرید لیا شہریار اس کے کندھے پر بازو رکھ کر باہر لے گیا۔۔ "

اب آتے ہیں نمیرہ کی طرف جس نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا اسے ابھی بھی آئیدن کا لمس اپنے وجود پر محسوس ہوتا تھا بیڈ پر بیٹھے رو رہی تھی جب صوفیا خانم کمرے میں داخل ہوئی۔۔ "

بس کر دو نمیرہ پرسو تمہاری رخصتی ہے، دو سال سے زیادہ عرصہ تمہارے نکاح کو ہو گیا ہے ابھی تک تم آئیدن کو قبول نہیں کر پائی صوفیا خانم نے سخت لہجہ استعمال کیا تھا ان کی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر یہ لڑکی اس طرح کیوں کر رہی ہے۔۔ "

تھوڑی دیر تک ریحانہ بھابھی تمہارے کمرے میں شادی کے زیورات لے کر آئیں گی ان کے سامنے اپنا حلیہ درست کر کے آنا غصے سے اپنی

بیٹی کی جانب دیکھتے ہوئے صوفیا خانم باہر چلی گئی دو ہفتے سے وہ لگاتار اسے سمجھا رہی تھی اس کی باقاعدہ منتیں کر رہی تھی کہ اپنے اور آئیدن کے رشتے کو قبول کر لو۔۔ "

کیسے قبول کرو اس رشتے کو؟ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر حلق کے بل چیختے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔ اچانک جی متلانے لگا دل کے مقام پر ہاتھ مسلتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بھاگتے ہوئے واش روم میں جا کر الٹیاں کرنے لگی چند منٹ بعد منہ دھو کر ابھی واش روم سے باہر نکلی ہی تھی کہ دوبارہ سے جی متلانے لگا اور واپس سے واش روم میں داخل ہوتے وامٹ کرنا شروع ہو گئی نڈھال وجود کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے بیڈ تک آئی اور گرنے والے انداز میں بیٹھ کر سر تھام کر رونے لگی۔ ایک ہفتے سے اس کی طبیعت خراب تھی لیکن اس نے کسی کو بھی بتانا گوارا نہ کیا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ریحانہ خانم زیورات لے کر نمیرہ کے کمرے میں داخل ہوئی اس کی حالت دیکھ کر زیورات بیڈ پر رکھے۔ نمیرہ کے پاس بیٹھ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور پیٹھ سہلانے لگی۔۔ "

طبیعت ٹھیک ہے ؟ چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پریشانی سے استفار کیا تو اس نے مسکراتے ہوئے حامی میں سر ہلایا دیا لیکن ریحانہ خانم کی تسلی کے لیے اس کا حامی میں سر ہلانا کافی نہیں تھا۔۔ "

یہ خاندانی زیورات ہیں جو میرے حصے میں آئے تھے آدھے میں نے طرسم کے لیے نکال کر رکھ لیے ہیں جب وہ جوان ہوگی اور ان کی شادی کی رسمیں کروگی تو اسے دوں گی اور یہ تمہارے لیے کیونکہ اب تمہاری رخصتی ہونے والی ہے ریحانہ خانم نے نمیرہ کی پیشانی چومی اور زیورات

کے ڈبے کھول کر اسے دکھانے لگی۔ نمیرہ کے دل میں خیال آیا کہ کاش طرسم کی جگہ وہ ہوتی اور آج وہ دالہام کے نکاح میں ہوتی۔۔ "

اچھے نہیں لگے تمہیں اسے خاموش بیٹھے دیکھ ریحانہ خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔ "

ممانی یہ بہت خوبصورت ہیں نمیرہ نے زیورات کے اوپر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو ریحانہ خانم کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔۔ "

سونیا بہت ضد کر رہی ہے کہ کل ہلدی کی رسم کرنی ہے اسی پل ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی ریحانہ خانم نے اس کے ہاتھ سے ایک سوٹ لے کر نمیرہ کے سامنے رکھا جس کا رنگ ہلکا زرد تھا اوپر سفید موتیوں کا نفیس کام کیا گیا تھا۔۔ "

یہ تمہارا کل کے فنکشن کا لباس ہے امید کرتی ہوں بیٹا تمہیں ساری چیزیں پسند آئی ہوں گی ویسے بہتر ہوتا اگر تم اپنے شوہر کے ساتھ جا کر

شاپنگ کر لیتی ولیمے۔۔۔۔ نہیں ممانی آپ کو جو پسند ہے آپ میرے لیے خرید لیجیئے گا نمیرہ ریحانہ خانم کی بات پوری ہونے سے پہلے بول پڑی سر بھاری ہو رہا تھا بند ہوتی آنکھیں وہ بمشکل کھولے بیٹھی تھی۔۔ "

نمیرہ بیٹا طبیعت ٹھیک ہے۔۔ "

ممانی میں بالکل ٹھیک ہوں چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجا کر کہا تاکہ اس کی ممانی کو یقین ہو جائے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ "

اچھا چلو بیٹا اپنا دھیان رکھنا میں دوسرے انتظامات دیکھ لوں ریحانہ خانم اس کی پیشانی چوم کر باہر چلی گئی نمیرہ اوندے منہ بیڈ پر لیٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔ "

مجھے نہیں رہنا آئیدن کے ساتھ روتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے اپنے رب سے دعا کی اور شاید اس کی یہ دعا سن لی جانی تھی۔۔ "

۔۔۔۔

دالہام بیٹا سفیان بھائی کو کال کرواورانہیں کہنا کہ کل بڑی حویلی آجائیں اپنی فیملی کولے۔۔۔ مورے سردار نے آنکھوں میں لہورنگ لیے خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنی مورے کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ان کو پکارا۔۔ "

دالہام میری پوری بات۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا مورے آپ کیسے اپنے بیٹے کے قاتل اوراس کے گھروالوں کویہاں بلا سکتی ہیں دالہام خانزادہ کالہجہ خودباخود سخت ہوگیا ریحانہ خانم کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے سمجھائیں قتل صارم نے کیا ہے اور سزا اس کی پوری فیملی بھگتے یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔ "

تم بھول رہے ہو کہ میں ابھی فیصلے کرنے کے لیے زندہ ہوں، صارم اس حویلی میں نہیں آئے گا لیکن سفیان بھائی، رضیہ بھابھی، وریام، علینا اورہادی بڑی حویلی آئیں گے ریحانہ خانم کل ہجہ اٹل تھا۔۔ "

تم جو مرضی کر لینا جب میں مرجا۔۔۔۔ دالہام نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے جب ریحانہ خانم بولی اس سے قبل وہ اپنا جملہ مکمل کرتی دالہام نے اپنی مورے کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "

پلیز مورے یہ الفاظ مت بولا کریں مجھ میں ہر گز اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں اپنے باپ اور بھائی کے بعد کسی اور کو کھو سکوں، صرف آپ کی خاطر سردار دالہام نے اپنی ماں کو گلے لگا کر سخت حصار ان کے گرد بنایا جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ڈر جاتا ہے اپنی ماں کو کھونے سے۔۔ "

اتنے سنگ دل مت بنو کہ کسی کے کیے کی سزا کسی اور کو دینا شروع ہو جاؤ۔۔ "

آپ اچھی طرح جانتی ہیں مورے میں سنگ دل کیوں بنا ہوں دالہام الفاظ ادا کر کے وہاں رکا نہیں اور لمبے ڈھگ بھرتا ہوا حویلی سے باہر چلا

گیا۔ ریحانہ خانم نے سفیان خان کو کال کی جو پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لی گئی۔۔ "

السلام علیکم !کال ریسیو کرتے ہیں سفیان خان محبت بھرے لہجے میں بولے تو ریحانہ خانم نے نارمل لیکن سخت لہجہ استعمال کرتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔۔ "

کل آئیدن اور نمیرہ کی ہلدی کی رسم ہے صارم کو چھوڑ کر آپ سب بڑی حویلی آجائیے گا ریحانہ خانم کے الفاظ سن کر سفیان خان کے چہرے پر زندگی سے بھرپور خوشی چھائی 10 سال بعد ان کا پورا خاندان اکٹھا ہو رہا تھا۔۔ "

ریحانہ ہم آجائیں گے سفیان خان خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے سفیان خان کے کہنے کی دیر تھی ریحانہ خانم نے کال کٹ کر دی اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔۔ "

سفیان خان نے ایک مرتبہ موبائل کی طرف دیکھا اور پھر خوشی سے کمرے میں داخل ہوتی رضیہ خانم کو دیکھتے ہی ان کی جانب بڑھے اور

انہیں اپنے ساتھ لگایا۔۔ "

سفیان کیا کر رہے ہیں۔۔ "

رضیہ ریحانہ کی کال آئی تھی کہہ رہی تھی کہ کل ہم سب بڑی حویلی آجائیں آئیدن اور نمیرہ کی ہلدی ہے سفیان خان کے چہرے سے مسکراہٹ غائب نہیں ہو رہی تھی رضیہ خانم بھی خوشی سے کھل اٹھی۔ وہ دونوں نیچے گئے اور جا کر سب کو بتایا۔ صارم کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی ایک طرف اسے خوشی تھی کہ ان کی ساری فیملی اکٹھی ہو رہی ہے لیکن ایک طرف اس کے دل میں بے پناہ تکلیف پیدا ہوئی کہ اس کی ایک غلطی کی وجہ سے وہ اپنے خاندان سے دور ہو گیا اپنے جگری یار سے دور

ہوگیا جو ایک دوسرے کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتے تھے 10 سال سے اس کا دوست اس کے لیے دل میں نفرت سمائے بیٹھا تھا۔۔ "

یہ تو بہت اچھی بات ہے بابا آپ سب جائیں اور میری بیٹی کیسی ہے مجھے ضرور بتا دینا پہلے اپنے بابا سے کہہ کر پھر اپنی بیوی کی جانب متوجہ ہوا اور با مشکل چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کہا۔۔ "

کاش صارم آپ شراب نہ پیتے اس دن اور سب کچھ ٹھیک ہوتا ہمارے بیٹی ہمارے پاس ہوتی ہمارا بیٹا ہم سے دور نہ جاتا اور نہ ہی آپ اپنے خاندان سے علیحدہ ہوتے علینا نے اداسی سے کہا شادی کے بعد چھ سال وہ بڑی حویلی رہی تھی اور خوشگوار زندگی گزاری لیکن جب سہیل کا قتل ہوا اس کے بعد دل میں صرف یہی پریشانی تھی کہ نہ جانے کب ان کی بیٹی ان سے دور ہو جائے۔۔ "

جو ہونا تھا ہو گیا علینا اب کچھ نہیں بدل سکتا یہ معجزہ ہی ہو گا کہ دالہام خانزادہ مجھے معاف کر دے صارم صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنا سر تھام لیا جب سفیان خان نے اسے بتایا تھا کہ ریحانہ خانم نے انہیں بڑی حویلی بلایا ہے سب سے پہلے اس کے دل میں یہی خیال آیا دالہام کیسے اجازت دے سکتا ہے؟۔۔"

میری چھوٹی سی گڑیا علینا خانم نے طرسم کے بارے میں سوچتے ہوئے مسکرا کر کہا اور کشن کو اپنے سینے سے لگایا جیسے اس کی بیٹی ہو۔۔ "

صبح چھ بجے طرسم نیند سے بیدار ہوئی وہ سونیا کے کندھے پر سر رکھ کر سوئی تھی آنکھیں مسلتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا اپنی سوجن زدہ آنکھوں کو دیکھ کر آنسو بہاتے ہوئے دروازہ کھولا اور دالہام کے کمرے میں بنا ناک کیے چلی گئی سامنے وہ ہر چیز سے بے خبر

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا۔ طرسم پہلے اس کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھی، پانچ منٹ انتظار کیا، وہ نہ اٹھا تو پھر اس کے ساتھ نیم دراز ہو کر اس کی پلکوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی پھر اس کی مونچھوں پر ہاتھ لگایا اس کے بعد داڑھی پر لیکن وہ پھر بھی گہری نیند سے ایک لمحے کے لیے بھی بیدار نہ ہوا غصے سے اس کی چار فٹی بیوی نے اس کی گردن پر دانت گاڑھ دیے، تکلیف محسوس کرتے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور اپنی گردن کو سہلانے لگا۔۔ "

یہ کیا طریقہ ہے اٹھانے کا؟ دالہام کا لہجہ یکدم سخت ہوا لیکن جب اس کی سرخ آنکھیں دیکھی تو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اپنی چار فٹی بیوی کو گود میں بٹھا لیا۔۔ "

کیا ہوا؟ نیند کے خمار سے بامشکل آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا وہ رات کے تین بجے بڑی حویلی واپس آیا تھا اور چھ بجے آکر اس کی چار فٹی بیوی نے انتہائی خوبصورت طریقے میں اسے اٹھا دیا۔۔ "

دیو میں رات کو کیا پہنوں، میرے پاس وائٹ ڈریس نہیں ہے اداس چہرہ بنا کر اس کے کندھے پر سر ٹکایا دالہام خان سمجھ گیا کہ اس نے رات کو وائٹ ڈریس پہننا ہے۔۔ "

میں لادوں گا اور کچھ چاہیے؟ اس کے چہرے سے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا اس کے سر پر اس وقت حجاب نہیں تھا کیونکہ وہ ابھی سو کر اٹھی تھی۔۔ "

ہاں! مجھے ریڈ لپسٹک، وائٹ شوز، وائٹ چوریاں، وائٹ ٹاپس اور وائٹ دوپٹہ جس سے میں حجاب بناؤں گی ہاتھوں کی انگلیوں پر چیزیں گنتے ہوئے کہا بے ساختہ دالہام کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور اس کے

کانوں میں جیسے ہی سونیا کی باتیں گونجی فوراً نفی میں سر ہلایا جیسے وہ ان لفظوں سے پیچھا چھڑوانا چاہتا تھا۔۔ "

چلو حجاب کرو اپنا میں نہیں چاہتا تمہیں کوئی بغیر حجاب کے دیکھے دالہام نے اسے گود میں اٹھایا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھا کر باہر گیا، اپنی بہن کے کمرے میں داخل ہوا الماری کھول کر اس کے کپڑے اور ساتھ میچنگ دوپٹہ نکال کر جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا سامنے قندیل کھڑی تھی۔۔ "

سر داروفی میں آئی ہوئی لڑکی کے لیے ملازموں کی طرح کام کر رہا ہے قندیل نے چہرے پر فرضی اداسی سجا کر کہا دالہام خانزادہ اسے نظر انداز کرتے اپنے کمرے میں چلا گیا قندیل نے حیرت سے اسے اپنے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا یعنی کہ وہ پدی اس کے کمرے میں تھی۔ یہ سوچ کر ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ وہ دونوں ایک ساتھ ایک

کمرے رات کو رہے ہے ، اس نے اپنے گندے ذہن کے مطابق
سوچا۔۔ "
چلو جا کر کپڑے تبدیل کرو دالہام نے اس کی گود میں کپڑے رکھے اور
دوپٹہ بیڈ پر رکھ دیا۔۔ "
دیو میں گھنٹہ لگاتی ہوں مجھ سے کپڑے نہیں بدلے جاتے بلائی لب باہر
نکال کر غصے سے کپڑوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "
اب تم بڑی ہو رہی ہو خود کپڑے تبدیل کیا کرو کب تک مورے
تمہارے کپڑے کی تبدیل کریں گی ، یہ گندی بات ہوتی ہے جب بڑے
ہو جائیں تو خود کپڑے بدلنے چاہیے چلو شاباش جا کر کپڑے تبدیل کرو ،
آنکھیں گھماتے ہوئے اس کا لیکچر سن کر کپڑے اٹھا کر ڈریسنگ روم میں
بند ہو گئی اور اپنے کہنے کے مطابق گھنٹہ لگا کر کپڑے تبدیل کیے اور پھر
باہر آئی اور پاؤں پٹکتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس رکھیں سٹول پر بیٹھ

گئی اور آنکھوں سے دیو کو اشارہ کیا کہ میرا حجاب بناؤ۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کا حجاب بنانے لگا اسے عادت سی ہو گئی تھی اس چار فٹی کے نخرے اٹھانے کی۔۔ "

جیسے ہی حجاب بنا سٹول کے اوپر کھڑے ہو کر دا لہام کے رخسار پر بوسہ دیتے ہوئے بھاگ کر کمرے سے باہر چلی گئی جب تک سردار کو سمجھ آیا کہ اس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے تب تک وہ غائب ہو چکی تھی۔۔ "

یہ چار فٹی کچھ زیادہ ہی میرے ساتھ فری ہوتی جا رہی ہے رخسار پر ہاتھ رکھ کر وہ واش روم میں بند ہو گیا اب نیند آنکھوں سے کوسوں دور جا چکی تھی۔۔ "

نو بجے کے قریب سب لاؤنج میں بیٹھے تھے جب سفیان خان اپنی فیملی کو لے کر بڑی حویلی داخل ہوا۔ علینا کو جیسے ہی اپنی بیٹی سامنے نظر آئی ہر

ایک کو نظر انداز کر کے تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس گئی اور گھٹنوں
کے بل زمین پر بیٹھ کے اپنی بیٹی سینے میں بھینچا اور پھر دیوانہ وار اس کا
چہرہ چومنے لگی۔ طرسم آنکھوں میں آنسو لیے یقین کرنے کی کوشش کر
رہی تھی کہ اس کے مورے اس سے ملنے آئی ہے اور متلاشی نظروں
سے جب پیچھے کی جانب دیکھا تو اس کے بابا موجود نہیں تھے۔۔ "
مورے بابا کہاں ہیں؟ علینا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام روتے
ہوئے پوچھا تو اس کی مورے نے نفی میں سر ہلا کر اسے گود میں اٹھایا اور
سختی سے خود میں بھینچ لیا۔۔ سفیان خان نے سب کو سلام کی تو ان سب
نے یک زبان جواب دیا سوائے دالہام کے وہ خاموشی سے سردار کی
کرسی پر بیٹھا رہا۔ وریام نے ایک نظر دالہام کی جانب دیکھا اور پھر صوفے
پر بیٹھ گیا علینا بھی طرسم کو گود میں اٹھائے صوفے پر بیٹھ گئی وہ کسی سے

بھی نہ ملی اسے بس اپنی بیٹی چاہیے تھی اور وہ اس وقت اس کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

مبارک ہو آئیدن سفیان خان نے اپنے بھتیجے کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو بدلے میں اس نے بھی مسکراتے ہوئے مبارک قبول کی۔۔ طرسم اپنی مورے کو اپنے کارنامے بتانے میں مصروف تھی۔۔ صوفیا اپنے بھائی کے پاس جا کر بیٹھی اور ان کے سینے سے لگ کر بے ساختہ رو پڑی وہ خود پر اب مزید ضبط نہیں کر سکتی تھی 10 سال اپنے بھائی سے دوری برداشت کی تھی۔۔ "

صوفیا چپ، روتے نہیں اپنی بہن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا کر بیٹھ گئے۔۔ "

دالہام بیٹا کیسے ہو؟ سفیان خان نے دالہام خان کی جانب دیکھا جو موبائل میں مصروف تھا ایک ابرو اچکائی اور موبائل بند کر دیا۔۔ "

جیسا دس سال پہلے چھوڑ کر گئے تھے ، میرے باپ کے مرنے کے بعد آپ کے لیے ہم سب بھی مر گئے ، حیرت ہے مجھے لگا تھا ہم سے ملنے کے لیے آپ قبرستان جائیں گے لیکن اپ تو بڑی حویلی آ گئے دالہام کا شکوہ اور طنز سن کر رضیہ خانم اور سفیان خان کی آنکھیں نم ہوئی تھی ۔ ۔ "

سہیل کے قتل کے بعد کیا تم ہمیں یہاں پر برداشت کر لیتے ؟ سفیان خان سخت لہجے میں کہہ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ۔ ۔ "

میرے خیال سے قتل آپ کے بیٹے نے کیا تھا اور بھاگے آپ سب تھے جیسے آپ بھی اس کے ساتھ قتل میں شریک ہوں ، یہ چیز میرے دل میں محبت پیدا کرنے سے تو رہی ؟ پھر سے وہی طنزیہ لہجہ سفیان خان نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا وہ تیمور خان کا بیٹا تھا لیکن حرکات

سفیان خانزادہ کی طرح تھی۔۔جب سردار بنانے کے لیے ان کے خاندان میں سے کسی کو چنا جانا تھا تو دالہام کہ دادا نے اپنے بڑے بیٹے کی بجائے چھوٹے بیٹے کو چنا کیونکہ سفیان خانزادہ حد سے زیادہ سنگ دل انسان تھا۔۔"

مجھے اس وقت جو بہتر لگا میں نے کیا لیکن اب میرا ارادہ بدل رہا ہے سفیان خان کی باتوں کا مطلب سمجھتے سردار دالہام خانزادہ کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ آئی۔۔"

صرف چار دن کے لیے آپ یہاں پر ہیں اس کے بعد۔۔۔بس کر دے آپ دونوں، سفیان بھائی آپ چھوٹے بچے نہیں ہیں اور دالہام تم بھی بات کرتے وقت لحاظ کر لیا کرو سامنے تمہارے بڑے بابا ہیں ریحانہ خانم نے پہلے سفیان خان کی جانب رخ کیا اور پھر اپنے بیٹے کو غصے سے ڈپٹا۔۔"

لالارات کو ہلدی کا بڑا سا فنکشن کرنا ہے سونیا لاونج میں داخل ہوئی اور بنا اردگرد دیکھیں دالہام کے پاس بیٹھ کر خوشی سے چہکتی ہوئی بولی وریام کی محبت پاش نظریں اس پر ٹکی ہوئی تھی لیکن کچھ لمحے بعد ہی اس نے اپنی نظروں کا رخ نیچے جانب کر لیا کیونکہ اگر کوئی اس کی نظروں میں سونیا کے لیے جذبات دیکھ لیتا تو پچھلی مرتبہ کی طرح اس مرتبہ بھی اس نے پٹ کر گھر جانا تھا۔۔ "

نہیں سونیا ہلدی کا چھوٹا سا فنکشن ٹھیک ہے کل مہندی کا بڑا فنکشن کرنا ہے آئیدن نے سونیا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور سونیا کا بازو کھینچ کر اپنے پاس لیا۔۔ "

تم چاہتی ہو ہلدی کا فنکشن بڑا ہو تو پھر ہلدی اور مہندی آج ہی کر لیتے ہیں کل رخصتی کر لیں گے آئیدن نے اپنا فائدہ سوچ کر کہا تو سونیا نے جھٹ سے ہاں بولا۔۔ "

ہم ایک کام کرتے ہیں تھوڑی دیر بعد ہلدی کا فنکشن کرلیں گے اور پھر شام کو مہندی کا آئیدن نے سونیا کے آگے ہاتھ کیا تو اس نے اپنے لالا کے ہاتھ پر ہاتھ مارا سب نے دالہام کی جانب دیکھا کیونکہ جب تک وہ اجازت نہیں دے گا دو فنکشن ایک دن نہیں ہوسکتے تھے۔۔ "

جو آپ سب کو بہتر لگے کرلیں ویسے بھی میری کون سنتا ہے یہاں پر تلملاتے ہوئے کہہ کر وہ اپنے کمرے میں جانے لگا طرسم اپنی مورے کی گود سے اٹھ کر دیو کی گود میں بیٹھ گئی، علینا، وریام، سفیان خان اور رضیہ خانم کا منہ کھل گیا کیونکہ انہوں نے پہلی مرتبہ طرسم کو اس طرح بلا جھجھک سردار کے گود میں بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ "

آپ کتنے بد تمیز ہو گئے ہو بڑوں سے اس طرح بات کرتے ہیں اور کیا کہا کہ کوئی آپ کی بات نہیں سنتا، کتنے جھوٹے ہیں آپ اس کے آپ بولنے کی دیر تھی دالہام سمجھ گیا کہ وہ پھر اس سے خفا ہو گئی ہے۔۔ "

ہر مرتبہ بڑے صحیح نہیں ہوتے اور اپنا یہ "آپ" نامہ بند کر لو دالہام
خانزادہ دانت پیستے ہوئے بولا اور اس چار فٹی کو اپنی گود سے ہٹانا چاہا
کیونکہ اسے بے انتہا شرمندگی محسوس ہو رہی تھی یوں سب کے سامنے
اپنی چار فٹی بیوی کو اپنی گود میں بٹھانے پر۔۔ جب اس کی آنکھوں میں
انسو دیکھے تو سردار نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے اور ان کی مٹھی بنا کر خود پر
ضبط کیے بیٹھا رہا۔۔ "

طرسم بیٹا ایسے نہیں بیٹھتے سب کے سامنے علینا نے جھجھکتے ہوئے اسے
کہا اور دالہام کی گود سے اٹھانے لگی، طرسم فٹ سے اس کی گردن میں
بازو حائل کرتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی اور یہاں سردار کی بس ہو
گئی وہ مزید یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ اسے اٹھا کر اس کی ماں
کی گود میں بٹھاتے ہوئے پاؤں پٹختا حویلی سے چلا گیا طرسم بلک بلک کر
بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی ریحانہ خانم، علینا، سفیان خان ہر شخص

نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی لیکن وہ بلند آواز میں روئے جا رہی تھی یہاں تک کہ اس کی سانسیں اکھڑنا شروع ہو گئی روتے ہوئے بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی کہ شاید اس کا دیو واپس آجائے "۔۔

طرسم چپ ہو جاؤ دالہام آجاتا ہے کچھ دیر تک واپس علینا خانم اسے اپنے سینے سے لگائے پیٹھ سہلاتے ہوئے روتے ہوئے بول رہی تھی ریحانہ خانم کبھی طرسم کو چپ کرواتی تو کبھی علینا کو۔۔ "

پری چپ ہو جاؤ میں کال کرتی ہوں ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی چوم کر دالہام کو چار سے پانچ مرتبہ کال کی، اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ "

د۔۔۔یو۔۔۔۔۔۔۔پا۔۔۔۔س با مشکل دو لفظ حلق سے نکالے
سانس لینا محال تھا کچھ لمحے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر ہوش و حواس
سے بیگانہ اپنی ماں کے بازو میں جھول گئی۔۔ "
مورے ڈاکٹر کو بلائے بلند آواز میں کہتے ہوئے طرسم کے رخسار
تھپتھپائے، سونیا نے پانی کا گلاس لا کر دیا تو علینا نے ہاتھ پر تھوڑا سا پانی
ڈالتے ہوئے اس کے منہ پر چھینٹیں ماری، اسے جھنجھوڑا لیکن وہ ہوش
میں نہ آئی۔۔ وریام طرسم کو اٹھا کر سونیا کے کمرے میں لے گیا کچھ دیر
بعد ڈاکٹر آئی سب کو باہر بھیج کر اس نے طرسم کا چیک اپ کیا۔ سب
بے صبری سے باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے اور دل کی گہرائیوں سے
دعا کی کہ وہ ننھی سی پری ٹھیک ہو۔۔ "
آپ کو میں کوئی سو مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ بچی کا دھیان رکھیں اسے تھوڑی
سی بھی پریشانی نہ دیں، لیکن مجھے لگتا ہے بی بی جی آپ کو یہ ننھی سی گڑیا

عزیز نہیں ہے ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلی اور پروفیشنل انداز میں بولی ہر دوسرے دن وہ بڑی حویلی طرسم کا چیک اپ کرنے آئی ہوتی تھی اور ہر مرتبہ اس کے یہی الفاظ ہوتے تھے، علینا خانم نے بھیگی آنکھوں سے ریحانہ خانم کی جانب دیکھا اسے لگا تھا کہ ریحانہ خانم اس کی بیٹی کا خیال رکھ رہی ہیں لیکن وہ اتنی بری حالت میں ہے اسے اب معلوم ہوا تھا۔۔ "

میری بیٹی کو کوئی مسئلہ ہے یعنی کہ کوئی بیماری؟ علینا نے انسو بہاتے ہوئے ڈاکٹر سے استفار کیا تو انہوں نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

دو سال سے آپ کی بیٹی کو سانس کا مسئلہ ہے ڈاکٹر نے جب دو سال کہا تو علینا

لڑکھڑا کر گرنے لگی تو ریحانہ خانم نے آگے بڑھتے ہوئے تھاما، لیکن ذہن میں صرف ایک بات گردش کر رہی تھی کہ اس کے شوہر نے اس

سے چھپایا تھا کہ ان کی بیٹی کو سانس کا مسئلہ ہے اور اس سب میں بڑی حویلی کے افراد کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔"

علینا پری ٹھیک ہو جائے گی، پری کو ہوش آیا ریحانہ خانم نے پہلے علینا سے کہا اور پھر ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی تو انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا، علینا تو بس ریحانہ خانم کی طرف دیکھ رہی تھی اس کے یوں پری بلانے پر ان کا دل کچھ پر سکون ہوا تھا کہ اس کی بیٹی کے ساتھ ریحانہ خانم کا رویہ بالکل ماں جیسا ہے۔۔"

نہیں انھیں ہوش نہیں آیا لیکن امید ہے تھوڑی دیر تک ہوش آ جائے گا اور وہ جس پریشانی میں مبتلا ہیں آپ کی مہربانی ہوگی انہیں اس پریشانی سے باہر نکال دیں اگر وہ ہوش میں آئی اور اسی پریشانی نے مبتلا رہی تو نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے ڈاکٹر الفاظ ادا کرتے ہوئے اپنا سوٹ کیس اٹھا کر وہاں سے چلی گئی، علینا پھوٹ پھوٹ کا رونا شروع ہو گئی

اجلت میں کمرے میں داخل ہوئی سامنے طرسم ہوش وحواس بیگانہ بیڈ پڑی تھی اپنی بیٹی کو کبھی علینا نے رونے نہیں دیا تھا اور آج وہ بلک بلک کر روتے ہوئے بے ہوش ہوگئی اور اب آکسیجن ماسک لگائے بیڈ پر تھی۔۔ "

چھوٹی ماما پلیز آپ دالہام لالا کو کال کریں اور انہیں کہیں گھر آجائے میری بیٹی کے لیے علینا طرسم کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے ریحانہ خانم کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور پھر اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دے کر اس کے رخسار سہلانے لگی۔۔ وریام، آئیدن، شہریار، سفیان خان گھر کے سارے مرد صرف دالہام کو کال کر رہے تھے لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ نمیرہ مائیو میں بیٹھی ہوئی تھی اسے کمرے میں گھٹن ہونا شروع ہو گئی وہ کمرے سے باہر نکلی، لاونج کھالی اور سونیا کے کمرے کے باہر سب کھڑے تھے اپنے قدم اس جانب بڑھائے جب کمرے کے اندر

دیکھا تو وہاں چھوٹی حویلی کے افراد موجود تھے طرسم خوش وہواس سے بیگانہ اپنی مورے کی گود میں تھی۔۔ "

کیا ہوا ہے؟ صوفیا خانم کے پاس کھڑے کرتے پوچھا تو انہوں نے آہستہ آواز میں اسے سب کچھ بتا دیا اسے سن کر برا لگا وہ دالہام سی محبت کرتی تھی لیکن کبھی اس نے طرسم کے لیے برا نہیں سوچا تھا۔۔ "

بھابھی طرسم ٹھیک ہو جائے گی علینا کے پاس جا کر سونیا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا علینا جس کے آنسو کچھ لمحے کے لیے رکے تھے پھر سے بہنا شروع ہو گئے۔۔ "

دالہام خانزادہ خود کو کافی حد تک پر سکون کر چکا تھا اب وہ مارکیٹ میں اپنی چار فٹی بیوی کے لیے کپڑے اور اس کی کہی گئی اشیاء خرید رہا تھا اس نے صرف ابھی سفید کُھسہ لیا تھا۔ ایک مارکیٹ میں داخل ہوا ہے اسے سفید

رنگ کا خوبصورت لہنگا نظر آیا جو چھوٹے بچوں کے لیے تھا اس پر حد سے زیادہ نفاست سے کام کیا گیا تھا سفید رنگ کے لہنگے پر سفید رنگ کے ہی موتی اور کڑھائی ہوئی تھی۔۔ "

اسے پیک کردے دالہام نے بنا پرائز کی جانب دیکھ کر سیل گرل کو کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے ڈریس سٹیچو سے اتارنے لگی پھر دالہام نے اپنا رخ جیولری کی جانب کیا یہاں سے اس نے ڈائمنڈ کے ٹاپس لیے، سفید رنگ کی کانچ کی چوڑیاں اور ڈائمنڈ کے کڑے لیے پھر کاسمیٹکس کی شاپ پڑ گیا وہاں سے ریڈ کلر کی لپسٹک اور سیل گرل سے کہا کہ جو لڑکیاں میک اپ کے لیے اشیا استعمال کرتی ہیں وہ بھی پیک کردے۔۔ بیگ کھول کر چیک کیا کہ سارا سامان اپنی چار فٹی بیوی کے لیے لے لیا ہے تاکہ جب سردار گھر جائیں تو اپنی خفگی ختم کردے اپنے لیے چیزیں دیکھ کر۔۔ مارکیٹ سے نکل کر وہ بیکری میں گیا ہوں وہ سے ڈھیر ساری اس

کے لیے چاکلیٹس، جیلی، کیک، بیسکٹ وہ تمام اشیاء لی جو اسے پسند تھی اس قدر شاپنگ سردار نے پہلے مرتبہ اپنی زندگی میں کی تھی۔۔اب اس کا ارادہ ڈیرے پر جانے کا تھا تاکہ وہاں جا کر جو کام ادھورے ہیں وہ سر انجام دے۔ کار میں بیٹھا موبائل پر دھیان دیا جو آف تھا جب آن کیا تو بڑی حویلی سے تقریباً 200 کالز آئی ہوئی تھی فوراً سے اس نے ریحانہ خانم کو کال کی جو پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لی جائے۔۔ "

دالہام بیٹا جلدی حویلی آجاؤ پری کو ہوش نہیں آرہا ریحانہ خانم روتے ہوئے بولی دالہام کے ہاتھ سن ہو گئے کار جھٹکے سے روکی اور اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو بحال کرنے کی کوشش کی جو بحال ہونے کی بجائے بگڑتی جا رہی تھی موبائل دوسری سیٹ پر پڑا ہوا تھا اسے کچھ معلوم نہ تھا اس کی مورے کیا کہہ رہی ہیں 15 منٹ وہ اپنے سن ہوئے دماغ کے ساتھ بیٹھا رہا جب اچانک اس کے کانوں میں چارفٹی کی آواز کو جو چلا رہی

تھی مجھے دیو پاس جانا ہے۔۔ سردار نے موبائل کی جانب دیکھا جہاں کال بند ہو چکی تھی۔ کار کو حد سے زیادہ تیز چلانے لگا۔۔ "

دیو، مورے دیو وہ ہوش میں آتے ہی بلند آواز میں دیو کو پکارنا شروع ہو گئی علینا اور ریحانہ خانم نے اسے بہت خاموش کروانے کی کوشش کی لیکن وہ بلند آواز میں روتے ہوئے بار بار سردار کو پکار رہی تھی یہاں تک کہ اس کی سانسیں پھر سے اکھڑنا شروع ہو چکی تھی۔۔ "

پری میں نے دیو کو کال کی ہے وہ آرہا ہے ریحانہ خانم کے کہنے کی دیر تھی طرسم کے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی علینا بار بار اس کی پیٹھ سہلا رہی تھی۔۔ "

مورے دیو سے بات کرنی ہے طرسم نے ریحانہ خانم اور علینا خانم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لے کر کہا۔۔ "

میری جان چھوٹی ماما نے دالہام لالا کال کی ہے وہ حویلی آ رہے ہیں علینا نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے ۔ دالہام نے گھنٹے کا راستہ آدھے گھنٹے میں طے کیا کار حویلی کے باہر روکتے ہی بھاگتا ہوا حویلی کے اندر داخل ہوا اور اجلت میں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سونیا کے کمرے میں گیا جیسے ہی وہ اندر داخل ۔ طرسم اپنی مورے کی گود سے اٹھ کر بھاگتے ہوئے اس کی جانب گئی اور اپنے بازو دونوں اعتراف میں پھیلا دیے سردار دالہام خانزادہ نے اسے اپنی گود میں اٹھایا تو اس کی چار فٹی بیوی نے اس کی گردن میں بازو ہائل کرتے اس کے گردن میں اپنا چہرہ چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی ۔ ۔ "

چار فٹی چپ ، نہیں تو میں واپس چلا جاؤں گا دالہام نے سخت لہجہ اپنا کر کہا لیکن اس کی آنکھوں میں سختی ہر گز نہ تھی اس کی آنکھوں میں فکر ، پریشانی اور جذبات تھے ، نمیرہ نی بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے جس سے وہ محبت

کرتی تھی وہ تو اپنی زندگی میں حد سے زیادہ خوش تھا اپنی بیوی کے ساتھ اور آج تو اسے دالہام کی آنکھوں میں طرسم کے لیے جذبات نظر آرہے تھے۔۔ "

گندے دیو شوہر آپ کہاں گئے تھے طرسم نے اس کی رخسار پر دانت گاڑھے تو دالہام نے آنکھیں سختی سے بند کی لیکن اسے کچھ بھی نہ کہا اسے معلوم تھا اگر اس نے ایک بھی سخت الفاظ استعمال کیا تو اس کی چار فٹی بیوی کی طبیعت خراب ہو جانی ہے۔۔ وریام، سفیان خان، آئیدن اور شہریار مسکرائے تھے وہ پر سکون تھے اور اچھے سے جانتے تھے کہ سردار جتنا مرضی ظالم بن جائے لیکن وہ اپنی چار فٹی بیوی پر غصہ نہیں کر سکتا۔۔ ملازم ہاتھ میں ڈھیر ساری چیزیں پکڑ کر کمرے میں داخل ہوا دالہام نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ بیڈ پر رکھ دو اور ساتھ میں آنکھیں گھماتے سفیان خان اور اس کی فیملی کو دیکھا جیسے کہنا چاہا کہ آپ سب پلیز

صوفے پر تشریف رکھ لیں۔ وریام اور سفیان خان مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھے۔ آئیدن اور شہریار بھی صوفے پر بیٹھ گئے۔۔ "

یہ آپ کیا لائے ہیں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے دوسری جانب چہرے کا رخ کرتے ہوئے کہا۔۔ "

یہ آپ کی منگوائی گئی چیزیں ہیں سردار صاحبہ دالہام بھی اسی کے انداز میں بولا تو وہ مسکرانے لگی اور اس کے کندھے پر سر رکھ دیا دالہام خانزادہ سمجھ گیا کہ اس کی ناراضگی ختم ہو چکی ہیں۔۔ "

اسے بیڈ پر بٹھانے لگا تو طرسم نے اس کے گرد اپنی گرفت سخت کر لی دالہام بیڈ پر بیٹھا اور اسے بھی گود میں بٹھا لیا اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی کون کیا سوچے گا اور کیا نہیں۔ اسے اگر اس وقت کسی کی فکر تھی تو صرف اپنی چار فٹی بیوی کی۔۔ طرسم بے صبری سے بیگ کھولیں سب سے پہلے بیگ میں سے سفید رنگ کا لہنگا نکلا اسے دیکھ کر لبوں پر ہاتھ جما

کر دیو کی جانب دیکھا اور پھر لہنگے کو سختی سے خود کے ساتھ لگایا۔۔ دوسرا بیگ کھولا اس میں سے کڑے ،ٹاپس ، لپسٹک اور مختلف میک اپ کا سامان نکلا طرسم لبوں پر ہاتھ جمائے بس اشیا کو دیکھے جا رہی تھی خوشی سے اچھلتے ہوئے دیو کے رخسار پر لب رکھے شہریار، سفیان خان اور سب مردوں میں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر نظریں جھکا لی یہی کچھ حال ریحانہ خانم ، صوفیا خانم ، علینا اور سونیا کا تھا نمیرہ کا ضبط جواب دے رہا تھا یہ سب دیکھتے ہوئے وہ آنکھوں میں موٹے آنسو لیے پیشانی پر ہاتھ رکھتے کمرے سے باہر چلی گئی تاکہ کوئی اس کے آنسو نہ دیکھ لے ، آئیدن نے اسے باہر جاتے دیکھا ایک لمحے کے لیے اس کا دل چاہا کہ اس کے پیچھے جائے لیکن پھر دل کے ہاتھوں مجبور وہیں پر بیٹھا رہا اگر اس کے پیچھے جاتا تو نمیرہ کو اور تکلیف ہوتی اس کا چہرہ دیکھ کر اسے دو ہفتے پہلے گزرے رات کے لمحے یاد آتے۔۔ "

دیو آج مجھے لگ رہا ہے کہ تم تھوڑے سے اچھے شوہر ہو دالہام نے نفی میں سر ہلایا اس کے لیے اتنی زیادہ چیزیں لے کر آیا تھا لیکن ابھی بھی وہ اس کے لیے بس تھوڑا سا اچھا شوہر تھا۔۔ "

سونیا! رات کو ایک ساتھ مہندی اور ہلدی کا فنکشن ایک کر لینا فل وقت چار فٹی محترمہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے آئیدن نے دالہام کی بات سن کر ہاں میں سر ہلایا کیونکہ واقعی جس قدر طرسم کی بری حالت ہو گئی تھی اس کے بعد اتنی جلدی فنکشن رکھنا پھر اس کی طبیعت خراب کر سکتا تھا۔۔ "

دیو تم مجھے چار فٹی کیوں کہتے ہو دیکھنا ایک دن میں صحیح لمبی لڑکی بنوں گی پھر تم مجھے چار فٹنگ کہہ کر دکھانا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی طرسم نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے دونوں رخسار پر رکھتے ہوئے دانت کچکچا کر کہا جیسے اس کے دانتوں کے درمیان دیو ہو۔۔ "

جب بڑی ہوگی تب دیکھ لیں گے میں تو تب تمہیں لمبی مانوں گا جب تمہاری ہائٹ میری جتنی ہوگی طرسم نے حیرانگی سے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا جو دیو کی مانند لگتا تھا۔۔ "

اگر میں تمہاری جتنی ہوگئی تو پھر میں دیو کی دیونی لگوں گی طرسم نے بے حد سے زیادہ سوچا لیکن پھر اس کے منہ میں جو آیا اس نے بول دیا بے بے اختیار کے چہروں پر مسکراہٹ آئی۔ علینا نے اپنی بیٹی کی خوشی کی نظر اتاری اور دل میں شدت سے دعا کی کہ اس کی بیٹی یوہی خوش رہے وہ حد سے زیادہ پر سکون ہوگئی تھی دالہام کا اور باقی سب حویلی والوں کا اپنی بیٹی کے ساتھ رویہ دیکھ کر۔۔ "

چلو شاباش آرام کرو دالہام نے اس سے بیڈ پر لٹایا اٹھ کر جانے لگا تو اس نے دیو کا ہاتھ پکڑ لیا اور آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا جیسے کہنا

چاہ رہی تھی کہ میرے پاس بیٹھے رہو۔ دالہام خانزادہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ "

کھانا تیار ہے سب نیچے چل کر کھانا کھالیں ریحانہ خانہ نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو سب ہاں میں سر ہلا کر باہر چلے گئے سوائے علینا کے۔۔ "

لالا میری بیٹی کا دھیان رکھیے گا نظریں جھکا کر جھجھکتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلی گئی طرسم ٹکر ٹکر دیو جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

دیو میری مورے تمہیں لالا کیوں کہہ رہی ہیں دالہام نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا اسے معلوم تھا کہ اگر وہ کچھ بولتا تو اس کی پٹر پٹر پھر زبان چلنا شروع ہو جانی تھی۔۔ دالہام نے اسے ایک سیرپ دیا کچھ دیر میں وہ گہری نیند سو گئی۔۔ "

سب مہندی کی تیاریاں کرنے میں لگے ہوئے تھے رات کے سات بجے
تک مہندی کی ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھی علینا اور سونیا نے مل کر
نمیرہ کو تیار کیا ریحانہ خانم اور صوفیا خانم اور رضیہ خانم کمرے میں داخل
ہوئی نمیرہ کو دلہن بنے تھے بے ساختہ انہوں نے ماشاء اللہ کہا۔۔ اسے
ساتھ لیے نیچے گئے سامنے سیڑھیوں کے پاس کھڑے آئیدن بے
صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر اس نے
اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا وہ اس وقت پیلے رنگ کے بھاری لہنگے
میں مبلوس لائٹ پنک کلر کی لپسٹک لگائے ہلکا پھلکا میک اپ کیے
قیامت ڈھا رہی تھی آئیدن چل کر اوپر گیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا نمیرہ
نے جب اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ رکھا تو وہ اداس ہو گیا سونیا نے فوراً
سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لالا کے میں رکھ دیا اس کا ہاتھ تھامے اسے
نیچے سٹیج پر لے آیا اور صوفے پر بٹھا دیا۔۔ سب لڑکوں نے سفید رنگ

کی شلوار قمیض اور گرے رنگ کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی گرے رنگ کی چادر اوڑھے حد سے زیادہ خوبصورتی لیے وہاں کھڑے تھے۔ لیکن ان سب میں حد سے زیادہ خوبصورت سردار الہام خانزادہ لگ رہا تھا جس کی سبز آنکھیں کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ سکتی تھی اس کی چار فٹی بیوی ابھی تک تیار نہ ہوئی تھی بے صبری سے انتظار کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ نہ جانے وہ لباس میں کس حد تک خوبصورت لگے گی۔۔ سونیا کی جانب ایک لمحے کے لیے وریام نے دیکھا تو وہ جیسے آنکھیں جھپکانا بھول گیا سونیا لائٹ پنک کلر کے لہنگے میں مبلوس پنکش میک اپ کیے حد زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ابھی بھی وہی مغروریت تھی جو وریام کو ہمیشہ اس کے چہرے پر نظر آتی تھی۔۔ اسی پل حبالا ونج میں داخل ہوئی تو شہریار نے بے ساختہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھا وہ

سادے سے حلیے میں بھی نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ "

وریام ڈی جے کے پاس گیا اور اسے گانا پلے کرنے کا کہا۔۔ "

انی زیادہ سوہنی ہے تو سوہنی رکھ دوں میں تیرا نام وے

وریام سٹیج پر جاتے ہی نامحسوس طریقے سے سونیا کی جانب دیکھتے ہوئے گانے کے الفاظ بولے اور پھر بھنگڑا ڈالنے لگا اس کی نظریں خود کی جانب محسوس کرتے کھا جانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سونیا نے رخ موڑ لیا۔۔ "

تیرا رکھوں گا خیال میری ذمے واڑی ہے

شہریار نے بھی وریام کے ساتھ سٹیج پر کھڑا اس کے ساتھ بھنگڑا ڈالتے ہوئے حبا کی جانب دیکھتے ہوئے الفاظ کہے۔۔ "

کہہ دے گھر والوں سے کہ اب میری باری ہے

ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے وریام اور شہریار میں بلند آواز میں تقریباً چلائے تھے اور ساتھ ساتھ ہلکے پھلکے سٹیپ کرنے لگے۔۔ "

انہیں چھوڑ کے تو بس میری ہونے والی ہے

ایک دوسرے کا بازو پکڑ کے جگہ ایکسچینج کرتے ہوئے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ایک ہاتھ اوپر کرتے ڈانس سٹیپ کیا تو آئیدن نے سیٹی ماری۔۔ "

تیری گلی میں ہی میں نے گھوڑی موڑ دی

ہاتھ کا مکا بنا کر سامنے کی طرف کرتے ہوئے گول گول گھما کر وریام نے سونیا کی جانب دیکھا اور شہریار نے حبا کی جانب ، دالہام کو ایک لمحے کے لیے لگا جیسے وریام نے سونیا کی جانب دیکھا ہے ۔۔ "

منڈا سونا ہو میں کڑی تو کروڑ دی

ہو منڈا سونا ہو میں کڑی تو کروڑ دی

پہلے شہریار نے لائن بولی پھر وریام خان نے اور پھر ایک زبردست بھنگڑا ڈال کر سٹیج کی جانب بھاگے ۔۔ "

تیرے لیے میں نے پہلی والی چھوڑ دی

گانے کی لائنز پلے ہو رہی تھی جب شہریار سٹیج سے یہ نیچے اتر گیا اور آئیدن کا ہاتھ تھام کر اسے سٹیج پر لے آیا اس نے نفی میں سر ہلایا تو

شہریار نے اس کی کمر پر تھپڑ مارتے اسے اشارہ کیا کہ چپ کر کے ڈانس کر ہمارے ساتھ۔۔ "

ہو کل رات میں نے کہہ دیا میرے یاروں سے
میں تو چاند کو چُرا کے لایا ہوں ستاروں سے

جیسے ہی یہ لائنز پلے ہوئی آئیدن نے اپنے ہاتھ دونوں اعتراف کیے دائیں ہاتھ پر وریام نے ہاتھ مارا اور بائیں ہاتھ پر شہریار نے، آئیدن ایک لمحے کے لیے بھول گیا تھا کہ وریام ان کے بھائی کے قاتل کا بھائی ہے۔۔ "

اب تجھ کو بچا کے رکھوں گا میں ساروں سے

ان تینوں نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گول دائرہ بنایا اور ایک ٹانگ اوپر کر کے ہاتھ اوپر کی جانب کرتے ہوئے سٹیپ کرنے لگے۔۔ "

تیری گلی میں ہی میں نے گھوڑی موڑ دی

تینوں نے دونوں ہاتھ کے مکے بنا کر سامنے کیے اور گول گول گھومے

"۔۔

نمیرہ نے ایک لمحے بھی اس کی جانب نہ دیکھا تھا وہ ہنوز نظریں جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

منڈا سونا ہو میں کڑی تو کروڑ دی

ہو منڈا سونا ہو میں کڑی تو کروڑ دی

تیرے لیے میں نے پہلی والی چھوڑ دی

ان تینوں نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا جیسے اپنی خوبصورتی پر اترا رہے تھے اور پھر اپنے کُرتے کا کالر ٹھیک کر کے وریام نے سونیا، شہریار نے حبا اور آئیدن نے نمیرہ کی جانب دیکھا۔

اوئے میری یہ پہلی ہے گانے آخری الفاظ سن کر آئیدن نے ان دونوں کے سر پر تھپڑ مارا اور چپ کر کے سٹیج پر جا کر بیٹھ گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار بیٹا لڑکی پسند ہے تو ہمیں بتا دو۔ فاریہ خانم نے شہریار کے پاس کھڑے ہوتے مسکرا کر کہا جس طرح وہ بے حد خوشی چہرے پر سجائے ڈانس کر رہا تھا فاریہ خانم کو لگا کہ ضرور اسے کوئی لڑکی پسند ہے۔۔ "

مورے جب مجھے کوئی لڑکی پسند آئے گی تو بتا دوں گا شہریار جھوٹ بولتے آئیدن کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا اور شکر کا کلمہ پڑھا کہ اس کی مورے نے مزید کوئی سوال نہیں کیا۔۔ "

وریام کوئی لڑکی پسند آگئی ہے سفیان خان اپنے بیٹے کے پاس کھڑے ہوئے اور بلا جھجھک اس سے استفار کرنے لگے انھیں بے شک پڑ رہا تھا کہ ان کا بیٹا کسی لڑکی کے چکر میں ہے۔۔ "

بابا جس دن کوئی پسند آئی گی۔۔۔ تو بتا دوگا سونیا پر نا محسوس طریقے سے نظر ٹکائی اس سے قبل سفیان خان اس کی نظروں کا تعاقب کر دے فوراً سے اس نے اپنی نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا اس کے بھائی نے جس کا قتل کیا ہے اسی کی بہن پسند آگئی ہے۔۔ "

نمیرہ بس آج کی رات پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم آئیدن احزان تیمور خانزادہ کی ہو جاؤ گی مکمل طور پر۔ آئیدن کے لبوں پر مسکراہٹ جیسے چپک گئی تھی وہ چاہتا تھا جلد از جلد رخصتی ہو اور اس کی بیوی اس کے پاس آجائے، دوسری طرف نمیرہ خاموشی سے بیٹھی رہی اس نے کسی سوال کا بھی جواب نہ دیا آئیدن اس سے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے میں مصروف تھا لیکن وہ اکتاہٹ لہجے اور آنکھوں میں سمائیں خاموش بیٹھی تھی۔۔"

دالہام خانزادہ اپنی چار فٹی بیوی کا انتظار کر رہا تھا کہ آخر اس کے دیے گئے کپڑوں میں کیسی لگے گی پہلی مرتبہ اس نے اپنی چار فٹی بیوی کے لیے کپڑے خریدے تھے مزید کچھ لمحے انتظار کرنے کے بعد طرسم حبا کا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اتر رہی تھی سفید رنگ کا لہنگا، لال رنگ میں رنگے ہوئے خوبصورت کٹاؤ دار لب، نیلی آنکھوں میں کاجل، سرخ و سفید

رنگت اور واللہ اوپر سے سفید حجاب میں وہ خوبصورت پری لگ رہی تھی۔۔ "

دیو میں کیسی لگ رہی ہوں اپنا لہنگا پھیلا کر کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے اور آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا دالہام خانزادہ کے پاس الفاظ ختم ہو گئے اپنی چار فٹی بیوی کی تعریف کرنے کے لیے ٹکٹکی باندھے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جب وریام آیا اور اس نے اپنی بھتیجی کو گود میں اٹھا لیا، دالہام خانزادہ کا چہرہ غصے سے خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا۔ وہ بامشکل چھوٹی حویلی کے افراد کو بڑی حویلی میں برداشت کر رہا تھا اور اب یوں وریام کا طرسم کو اپنی گود میں اٹھا لینا اسے ضبط کے اخری مراحل پر لے گیا۔۔ "

پکڑاؤ مجھے دالہام نے اپنے بازو آگے کیے آنکھوں میں وارننگ تھی کہ فوراً اس کی چار فٹی بیوی کو اس کے حوالے کرو۔۔ "

میری بھتیجی ہے کیا میں اسے اٹھا نہیں سکتا؟۔۔ "

بلکل نہیں وریام خانزادہ، یہ سردار دالہام تیمور خانزادہ کی۔۔۔۔بے ساختہ اس کے لب ہلنا رک گئے زبان تالو کے ساتھ چپک گئی وریام نے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائی۔۔"

کیا ہوا لالا جملہ مکمل کرے وریام نے طرسم کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا وہ ان دونوں کی جانب ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا کر رہے ہیں

"۔۔

یہ میری ملکیت ہے دالہام نے الفاظ ادا کرتے ہی اسے اپنے بازوں میں اٹھا لیا اور گھور کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ خاموشی سے اس کی گود میں کیوں تھی یہ کیوں نہیں کہا کہ مجھے دیو کے پاس جانا ہے۔۔"

گندہ دیو مت بنو اس کی آنکھوں میں بے پناہ غصہ دیکھ کر چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھاما حویلی میں موجود سب مہمانوں کی نظر ان

دونوں پر ٹکی ہوئی تھی سب آپس میں سرگوشیاں کرنے لگی کہ یہ تووفی میں آئی ہوئی لڑکی ہے اور سردار اسے گود میں اٹھائے گھوم رہا ہے۔۔ "

دالہام طرسم کو گود سے اتارو سب تمہاری جانب دیکھ رہے ہیں سفیان خان اپنے بھتیجے کے پاس گئے اور سرگوشی نما آواز میں کہا اس نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اس ننھی سی گڑیا کو نیچے اتارا تو غصے سے اس کے جانب دیکھنے لگی کہ مجھے نیچے کیوں اتارا ہے۔۔ "

بہت دلکش لگ رہی ہو اس کا رخسار سہلا کر کہتے ہوئے اپنے بھائی کے پاس چلا گیا کیونکہ اگر وہ مزید اپنی چار فٹی بیوی کے پاس رکتا تو لوگوں کو اور بہانا مل جانا تھا ان کے خلاف باتیں کرنے کا اور یہ سردار کو ہرگز برداشت نہیں تھا۔۔ "

لالا میں آپ سے پہلے۔۔ آئیدن نے بات ادھوری چھوڑ دی دالہام سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے اس کے کندھے پر ہلکی سی چپت لگاتے

ہوئے پاس بیٹھ گیا گھر کے بڑے رسم کر چکے تھے جیسے ہی تیل اس کے سر پر لگانے لگا سردار کی چار فٹی بیوی بھاگتی ہوئی آئی اور نمیرہ کے پاس بیٹھ گئی۔۔ "

گندے دیو شوہر میرے بغیر رسم کر رہے ہو آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھ کر تیل کے اندر اپنا پورا ہاتھ ڈبونے لگی تو ریحانہ خانم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

پری بس دو انگلیاں تھوڑی سی تیل کے اندر ڈالنی ہے اور پھر نمیرہ اور آئیدن کے سر پر لگاؤ پھر تھوڑی سی مہندی اٹھا کر ان کے ہاتھ میں رکھو اور مٹھائی کھلاؤ ریحانہ خانم نے ساری رسم سمجھائی تو وہ بڑی اماں کی طرح ہاں میں سر ہلا کر رسم کرنے لگی ریحانہ خانم، رضیہ خانم، فاریہ خانم اور علینا اُس کی اِس کیوٹ سی حرکت پر مسکرائی۔۔ دالہام نے رسم کی اور پھر اپنی جیب سے پیسے نکال کر نمیرا اور اپنے بھائی کے سر سے وار کر

ملازمین کو پکڑائیں، طرسم نے دیو کے آگے ہاتھ کیا کہ مجھے بھی پیسے دو، دالہام نے جیب میں ہاتھ ڈالا اس کے ہاتھ میں جتنے پیسے آئے نکال کر اپنی چار فٹی بیوی کے ہاتھ میں رکھ دیے تو پھر اس نے بھی اپنے شوہر والا عمل دہرایا لوگ تو سردار کا اس بچی کے ساتھ رویہ دیکھ کر حد سے زیادہ حیران تھے۔۔ سونیا نے اپنے لالا کے ساتھ بیٹھ کر رسم کی اور پھر شہریار کو اشارہ کیا کہ ہلدی کا باؤل پکڑائے وہ تیز قدم بڑھاتے کچن میں گیا اور باؤل اٹھا کر باہر لے آیا آئیدن نے نفی میں سر ہلا کر اپنی بہن کی جانب دیکھا کہ میرے ساتھ یہ حرکت مت کرنا۔۔ "

لالا شادی ایک مرتبہ ہوتی ہے سونیا نے کہتے ہی اپنا پورا ہاتھ ہلدی میں ڈالا اور اپنے بھائی کے دونوں رخسار پر ہلدی لگا کر ہاتھوں پر لگائی اور یہی عمل اپنی بھابھی کے ساتھ کیا۔ سونیا کے بعد شہریار اور وریام دونوں بیٹھے

ایک مرتبہ ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور دل میں سوچا کہ ہماری بیوی ہے ہی نہیں جو ہمارے ساتھ بیٹھ کر رسم کرتی۔۔ "

اللہ آپ دونوں کو ڈھیر ساری خوشیاں وریام اور شہریار ایک ساتھ بولے اور ہلدی میں دو انگلیاں ڈبو کر نمیرہ کے ہاتھوں پر لگائی اور پھر آئیدن کی جانب شیطانی نظروں سے دیکھتے دونوں نے اپنے دونوں ہاتھ باؤل میں ڈالیں اور آئیدن کے پورے منہ پر ہلدی لگا دی اس سے قبل وہ انہیں پیچھے کرتا انہوں نے آئیدن کے سارے کپڑے خراب کر دیے۔۔ "

تیری تو۔۔۔۔کیا میری تو شادی ایک بار ہوتی ہے شہریار نے اس کی پیشانی کا جو حصہ صاف رہ گیا تھا اس پر بھی ہلدی لگا دی وہ بیچارا تلملا کر رہ گیا۔۔ "

تمیز سے بات کرنا لالا ہو تمہارا وریام نے پہلے ہی وارن کر دیا اس سے قبل وہ کوئی الٹی سیدھی بکواس کرتا ہے۔۔ "

وہ لالا جس نے میرے بڑے لالا کا قتل کیا تھا طنزیہ انداز میں کہہ کر اپنے چہرے کا رخ شہریار کی جانب کیا۔۔ "

ممانی میں تھک گئی ہوں مجھے کمرے میں جانا ہے نمیرہ نے اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے کہا تو ریحانہ خانم نے اس کا ہاتھ تھاما اور کمرے میں لے گئی آئیدن منہ اٹھا کر سب کے چہرے دیکھنے لگا رہا، دو ہفتے سے اپنی متاعِ جان سے آئیدن احزان نہیں بات نہیں کی تھی۔۔ "

ہائے میرے یار کا کمرے میں جانے کا دل چاہ رہا ہے شہریار اپنے دوست کے پاس بیٹھا اور کندھے پر سر رکھ کر پوچھا۔ آئیدن بیچارا کیا کرتا ہامی میں سر ہلا کر رہ گیا۔۔ "

تھوڑی دیر بعد ریحانہ آنٹی نیچے آجائیں گی تو بس چل ہو کر بھابھی کے کمرے میں جانا باقی تیرا دوست ہینڈل کر لے گا شہریار نے انکھ دبا کر کہا تو آئیدن کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔ "

چاچو دیو کہاں ہے طرسم نے وریام کی قمیض کھینچ کر چہرے پر پریشانی سجا کر پوچھا۔۔ "

مجھے نہیں معلوم چاچو کی جان کہ دیو کہاں پر ہے وریام اسے گود میں اٹھانے لگا اپنی بھتیجی کے پیچھے سردار کو دیکھ کر اس نے آنکھیں گھمائی وہ سائے کی طرح اس کی بھتیجی کے پیچھے رہتا تھا۔۔ "

رات ہو گئی ہے اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ دالہام نے اسے کمرے کی جانب اشارہ کیا تو وہ منہ بنا کر پاؤں پٹکتی ہوئی ناراض ہو کر کمرے میں چلی گئی سردار بھی مردان خانے چلا گیا۔۔ دو گھنٹے بعد سب مرد مردان خانے میں تھے اور عورتیں حویلی کے اندر موجود تھی وریام حویلی داخل ہوا اور کچن میں گیا جہاں سونیا اپنے لیے کافی بنا رہی تھی۔۔ "

اللہ پوچھے میک اپ بنانے والوں سے چڑیل کو بھی پری بنا دیتے ہیں
وریام نے کپ پکڑا اور اس میں کافی، چینی اور کچھ پانی کے قطرے ڈال
کر مکس کرنے لگا۔۔ "

اور اللہ پوچھے گزبڑی لمبی زبان والوں سے جو ہر وقت بکواس کرتے
رہتے ہیں دانت پیستے ہوئے چمچ حد سے زیادہ تیز کپ میں ہلانے لگی جیسے
کپ کے اندر کافی نہیں وریام خانزادہ ہو۔۔ "

بالکل صحیح کہا کچھ لوگوں کی زبان بہت لمبی ہے سونیا کو سر تا پاؤں دیکھ کر
اس نے بھی چمچ چلانے کی رفتار تیز کرلی۔ ایک لمحے کے لیے سونیا کا دل
چاہا کہ وہ کپ ہی اس کے سر میں مار دے۔۔ "

یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔ "

اگر میں یہاں سے دفع نہ ہوا تو کیا کروں گی اپنی قاتل آنکھوں سے مارو گی یا
پھر اپنی اداؤں سے، وریام جو اس کے پیچھے کھڑا تھا سونیا اس کے الفاظ

سن کر جھٹکے سے اس کی جانب مڑی ، سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی ۔۔ "

نہایت ہی کوئی ۔۔۔۔ خوبصورت انسان ہو تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اس کی بات کاٹتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی خوبصورتی پر اتراتے ہوئے کہا ۔۔ "

خوبصورت نہیں واہیات وریام سفیان خانزادہ سونیا دوسری جانب جا کر کھڑی ہو گئی ، وریام ڈھیٹ بنا اس کے ساتھ کھڑے ہوتے کافی بنانے لگا ، سونیا نے دودھ گرم کرنے کے لیے چولہے پر رکھا تو وریام نے بھی چولہے پر دودھ رکھ دیا ۔۔ "

میری نقل کیوں اتار رہے ہو ۔۔ "

اف خوبصورت مغرور خانزادی میں تمہاری نقل نہیں اتار رہا بلکہ اپنے لیے کافی بنا رہا ہوں آنکھ دبا کر کہتے ہوئے دودھ کپ میں ڈالا اور گرم گرم کافی لبوں کے ساتھ لگائی۔۔ "

کچھ زیادہ ہی فری نہیں ہو رہے تم میرے ساتھ سونیا کو اس کا یوں خود کے ساتھ فری ہونا آگ بگولا کر گیا۔۔ "

معلوم نہیں کب تمہارے ساتھ تمہارے قریب۔۔۔ اپنی زبان کو لگام دو وریام خانزادہ سونیا اس کا جملہ مکمل ہونے سے قبل ہی چلائی اسے اس قدر وریام سے بے باکی کی امید نہیں تھی۔۔ دودھ کپ میں ڈال کر سونیا غصے سے تلملاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی وریام کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور دل کھول کر مسکرایا وہ جانتا تھا وہ محبت کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ چکا ہے۔۔ جا کچن میں داخل ہوئی تو وریام وہاں سے چلا گیا اس کے جاتے ہی شہریار کچن میں آ گیا۔۔ "

ایک کپ چائے بنا دو شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھوں میں جذبات لیے حبا کی جانب دیکھتے کہا، اس معصوم سی لڑکی کو گھبراہٹ نے آن گھیرا۔۔ "

ساتھ میں انڈے بھی بوائل کر دو بہت ٹھنڈ ہے شہریار نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑا اور پھر شیلف کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ حبا کے ہاتھ اس کی موجودگی میں کپکپانے لگے۔۔ "

صاحب جی! پلیز آپ باہر چلے جائیں میں چائے لے آتی ہوں ڈرتے ہوئے کہہ کر چائے کا پانی چولہے پر چڑھایا۔۔ شہریار کو اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح نظر آ رہی تھی۔۔ "

میری مرضی میں جہاں مرضی بیٹھوں تمہارا کام ہے میرا کہا گیا کام کرنا تو خاموشی سے جو کام میں نے دیا ہے وہ کرو لہجہ حکمیہ اپنایا اور نظر چاروں

طرف دوڑانے لگا آخر کار اس کی نظریں پھر سے اس معصوم لڑکی پر جا ٹھہرتی۔۔ "

کیا ہو رہا ہے یہاں پر سفیان خان اور الطاف خان کچن میں داخل ہوئے تو شہریار ہڑبڑا کر شیلف سے نیچے اترا۔۔ "

بڑے بابا میں چائے بنوانے آیا تھا سر کھجاتے ہوئے کہا سفیان خان اور الطاف خان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا وہ بھی اس دور سے گزرے ہوئے تھے کہ اولاد ماں باپ سے اس طرح کے سچ چھپانے کے لیے کتنے جھوٹ بولتی ہے۔۔ "

بیٹا چائے کا کہہ کر اگر تم باہر چلے جاتے تب بھی بن ہی جانی تھی الطاف خان نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ "

رنگ میں بھنگ ڈالنا اچھے سے آتا ہے بزرگوں کو شہریار بڑبڑایا اور زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سے جا کر ان کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

کچھ کہا تم نے وہ دونوں یک زبان بولے تو اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت جانی۔۔ "

بیٹا یہ تنگ تو نہیں کر رہا تھا آپ کو؟ سفیان خان نے حبا کے پاس جا کر پوچھا انہیں معلوم تھا شہریار کیسا لڑکا ہے لیکن پھر بھی وہ بن ماں باپ کی بچی تھی اس وجہ سے اس سے پوچھ لینا بہتر سمجھا۔۔ "

نہیں صاحب جی۔۔ وہ چائے کا کہنے آئے تھے۔۔۔ اور پھر یہیں پر بیٹھ گئے دو مرتبہ درمیان میں خاموش ہوتے اپنا جملہ مکمل کر کے چائے بنانے کی جانب متوجہ ہو گئی سفیان خان اور الطاف خان کچن سے باہر چلے گئے۔۔ "

ایک تو میرے گھر کے بزرگوں کو پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے ہر مرتبہ میرے رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہیں پہلے آنٹی اور اب بڑے بابا اور میرے

باباوہ تلملاتا ہوا تو ہڑبڑی میں باہر جا رہا تھا جب سامنے سے آتے ہوئے سردار سے ٹکرایا۔۔ "

سوری لالا دالہام نظر انداز کرتے ریحانہ خانم کے کمرے میں چلا گیا کیونکہ اسے کچھ ضروری بات کرنی تھی شہریار نے حیرانگی سے دالہام کی جانب دیکھا آج وہ اسے ڈانٹے بغیر چلا گیا تھا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔

وہ بڑی حویلی کے باہر پہنچا اور چہرے پر رومال باندھ کر اندر داخل ہوا چونکہ مہمان تھے اس وجہ سے اس کی زیادہ چاکنگ نہ کی گئی اسے اب کسی طرح سردار کے کمرے میں جانا تھا لاؤنج میں داخل ہوا اور شکر کا کلمہ ادا کیا کیونکہ لاؤنج بالکل خالی تھا تیز قدم بڑھاتے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سردار کے کمرے میں گیا دروازہ بند کیا سامنے اس کی ننھی سی گڑیا سوئی ہوئی تھی تیز قدم بڑھاتا بیڈ پر جا کر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بٹھاتے پیشانی

پر بوسہ دے کر اپنے سینے میں سختی سے بھینچ لیا۔ طرسم نے جب اپنے گرد سخت حصار کو محسوس کیا خمار آلود، موندی موندی آنکھیں کھول کر دیکھا سامنے اپنے بابا کو دیکھ کر اس سے قبل چیخ مارتی صارم نے کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ "

چیخنا نہیں، نہیں تو پھر وہ دیو آجائے گا اور تمہیں تمہارے بابا سے دور لے جائے گا طرسم کی پیشانی اور رخسار ایک مرتبہ پھر سے چوم کر اپنے سینے سے لگا لیا بیٹی کو سینے سے لگا کر جیسے اس کے سارے غم دور ہو گئے تھے۔۔ "

میری بیٹی ٹھیک ہے؟ بھیگی آنکھوں لیے اس کا رخسار سہلاتے ہوئے استفار کیا۔ طرسم نے اپنے بابا کے سوال کا جواب نہ دیا وہ بس ٹکر ٹکر اپنے بابا کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر محسوس کر رہی تھی کہ اس کے بابا اس کے پاس ہے۔۔ "

تم اس کمرے میں رہتی ہو؟ صارم کے ذہن میں دالہام کے الفاظ گونجے (تمہیں مستقبل میں جانتے ہو کون سے دکھ سے آشنا کرواؤں گا، جب تمہاری بیٹی بالغ ہوگی تو اسے ماں بنا کر) اس نے فوراً اپنے سر کو زور سے نفی میں ہلایا اور اپنی بیٹی کی جانب متوجہ ہوا۔۔ "

ہاں میں یہاں پر رہتی ہوں دیو کے پاس طرسم کو دالہام کی بات یاد آئی جب اس نے کہا تھا کہ اگر تم کبھی اپنے بابا سے ملی تو تم انہیں کہو گی کہ تم میرے ساتھ میرے کمرے میں رہتی ہو۔۔ صارم نے ایک لمبا سانس لیا جیسے اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔ "

بابا آپ ٹھیک ہو صارم کے رخسار پر بوسہ دیا، وہ اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر بے آواز رونے لگا۔۔ "

تم۔۔۔ دونوں۔۔۔۔۔ ایک۔۔۔۔ ساتھ بیڈ کی جانب دیکھتے وہ بمشکل بول پایا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بیٹی سے اس طرح کے سوال

پوچھتا لیکن دل پھٹنے کے قریب تھا یہ سوچ کر ہی کہ دالہام اس کی 10 سالہ بیٹی کو اپنے ساتھ ایک کمرے میں رکھ رہا ہے۔۔ "

ہاں میں یہاں پر سوتی ہوں اور دیو وہاں پر طرسم نے پہلے دائیں جانب اشارہ کیا اور پھر بائیں جانب صارم دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اپنی بیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔۔ "

اور پاپا آپ کو پتہ ہے دیو بہت گندا سوتا ہے آج صبح میں نے اس کی گردن پر کاٹی کر کے اسے اٹھایا، اور اگر کبھی میں اس کے یہاں پر سر رکھ کر سو جاؤں تو وہ۔۔۔ طرسم نے اپنے بابا کے سینے پر ہاتھ رکھ کر انہیں بتایا کہ وہ سردار کے سینے پر سر رکھ کر سوتی ہے اس سے قبل وہ آگے بولتی صارم نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اس کے ذہن میں جو خیالات آرہے تھے دل چاہ رہا تھا وہ خودکشی کر لے، دل میں خود کو ہزار گالیاں نکالی کہ وہ اپنی بیٹی کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔ "

خاموش ہوجاؤ صارم کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی داڑھی میں جذب ہوئے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر وہ روئے جا رہا تھا اچانک اسے کمرے کے باہر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔۔ "

کسی کو بتانا مت میں یہاں پر آیا ہوں اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دے کر بالکنی میں پردے کے پیچھے چھپ گیا تاکہ اسے کوئی دیکھ نہ سکے۔۔ سردار دالہام خانزادہ کمرے میں داخل ہوا سامنے اس ننھی سی گڑیا کو لہنگے میں مبلوس بیڈ پر بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔ "

میں نے تمہیں کہا تھا سو جاؤ پھر رات کو مجھے تنگ کرتی ہو دالہام نے صبح کے بارے میں سوچتے ہوئے طرسم سے کہا لیکن صارم کو اس کی بات کا کچھ اور ہی مطلب سمجھ آیا تھا۔ صارم کی نظر دالہام کی گردن اور رخسار پر گئی جہاں دانتوں کے نشان تھے، برداشت وہاں ختم ہوئی جب اپنی بیٹی

کی کلائی پر نشان دیکھا دل پر ہاتھ رکھا آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو بہنے لگے۔۔ "

کپڑے نہیں چینج کیے تم نے دالہام اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ خاموش بیٹھی ٹکر ٹکڑاس کی جانب دیکھتی رہی اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے بابا کی گود میں بیٹھے اور ان سے باتیں کرے ان سینے پر سر رکھ کر سوئے جیسے وہ اکثر سوتی تھی۔۔ "

دیو طرسم کی آنکھیں نیند کے خمار سے بند ہو رہی تھی کیونکہ جب وہ کمرے میں آئی تھی تو ملازمہ نے اسے میڈیسن دی تھی جن میں نیند کی گولی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اسے کچھ دن نیند کی گولی دیں۔ یہ جتنی دیر سوئے گی اس کی صحت کے لیے اتنا ہی اچھا ہے۔۔ گنودگی حد سے زیادہ اس پر سوار ہوئی سر سردار کے سینے پر رکھ کر گہری نیند میں چلی گئی۔۔ دالہام نے اسے بیڈ لٹایا تو طرسم کی چین دالہام کی واسکٹ کے بٹن کے ساتھ

اٹک گئی ، ان دونوں کا چہرہ ایک دوسرے کے قریب تھا ، صارم کا ہاتھ بے ساختہ پیچھے کہ جانب گیا اس کے پیچھے واس تھا جس کی وجہ سے شور پیدا ہوا ، دالہام نے جھٹکے سے بالکنی کی جانب رخ کیا ۔ ۔ "

اس سے قبل وہ اٹھتا اس کی چار فٹی بیوی نے سختی سے نیند میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا سردار نے اس کی چین اپنی واسکوٹ کے بٹن میں سے نکالی اور اس کے پاس بیٹھ کر کئی لمحے اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر کمرے سے چلا گیا ۔ ۔ صارم اسی وقت پردے میں سے باہر نکلا اور اپنی بیٹی کے پاس جا کر بیٹھ گیا کلائی دیکھی جہاں پر انگلیوں کے نشان تھے طرسم نے موندی موندی آنکھیں کھول کر اپنے بابا کی جانب دیکھا گنودگی حد سے زیادہ طاری ہو رہی تھی ۔ ۔ "

میری پیاری بیٹی ، وہ تمہارے قابل نہیں ہیں آج معلوم ہوا جسے میں اپنا جگری یار مانتا تھا وہ ایک درندہ نکلا ، ایک نابالغ بچی سے اس نے اپنی

ہوس پوری کی، وہ ہوس پرست نکلا، وہ سفاکیت اور صرف ہوس دکھانا جانتا ہے اپنی بیٹی کی کلائی سہلائی صارم کی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہہ کر اس کی بیٹی کے چہرے پر گر رہے تھے طرسم نے مکمل طور پر آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن دوائی کے زیرِ اثر وہ بمشکل اپنے بابا کو دیکھ پا رہی تھی۔۔ "

میری بیٹی اپنے بابا کی بات مانے گی اور کبھی اس دیو کو خود کے قریب نہیں آنے دے گی، کبھی اس کی گود میں نہیں بیٹھے گی اور نہ اس کے کمرے میں رہے گی بھیگی آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا اور پھر اس کی پیشانی پر بھوسہ دیا۔ پاکٹ سے ایک بریسلیٹ نکال کر۔ طرسم کی کلائی پر پہنا دیا۔۔ "

میری بیٹی اپنے بابا کی بات ماننے کی صارم ایک مرتبہ پھر سے اس کی پیشانی چوم کر اٹھ کھڑا ہوا اور سب کی نظروں سے بچتے بچاتے بڑی حویلی سے چلا گیا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔

آئیدن ریحانہ خانم کے کمرے سے باہر نکلتے ہی نمیرہ کے کمرے میں چلا گیا وہ بیڈ پر نیم دراز آنکھوں پر ہاتھ رکھے گہری سوچ میں گم تھی اسے اندازہ نہ ہوا کب آئیدن احزان اس کے کمرے میں آیا۔۔ "

متاعِ جاں! آئیدن اسے پکارتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا نمیرہ تقریباً اچھلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی اچانک اس کی موجودگی کمرے میں محسوس کر کے اس کا دل پسلیاں طور پر باہر آنے کو بیتاب تھا۔۔ "

یہ کیا حرکت ہے یوں کسی کے کمرے میں منہ اٹھا کر نہیں آجاتے آئیدن احزان۔۔ نمیرہ نے اس کی طرف دیکھنے کی غلطی نہ کی، آنکھوں

میں جیسے حقارت تھی اور اس کی یہی حرکت اس کے شوہر کے دل میں کانٹے پیوست کر گئی۔۔ "

پہلی بات مسز آئیدن احزان یہ میری بیوی کا کمرہ ہے میں جب چاہے یہاں آسکتا ہوں اور اتنی بے رخی کسی کو نہیں دکھاتے کہ سامنے والا برداشت ہی نہ کر پائے آئیدن نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو نمیرہ نے فوراً سے اپنا ہاتھ کمبل کے اندر کر دیا۔۔ "

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ آئیدن نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور محبت لہجے میں سمائے اس سے استفار کیا۔۔ "

میری طبیعت سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے اپنے کام سے کام رکھو۔۔ "

متاعِ جاں تم سے تو ہر مطلب میرا شروع ہوتا ہے آئیدن نے اس کے تلخ لہجے کو نظر انداز کیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔۔ "

جان چھوڑو میری نمیرہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا پہلے ہی جی متلا رہا تھا اوپر سے آئیدن کی باتیں سن کر اسے اور اکتاہٹ محسوس ہونا شروع ہو گئی۔۔ "

جان ہی تو ہو اس لیے تو نہیں چھوڑ سکتا، جینے کے لیے جان ہی تو ضروری ہوتی ہے ہلکی سی بھیگی سرمئی نم آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی، دونوں کی نظروں کا تسام ہوا اور یہ لمحہ تھا جو ان دونوں کے لیے رک گیا۔۔ "

نمیرہ میں نہیں جانتا تمہیں مجھ سے محبت کیوں نہیں ہے لیکن اتنا کہوں گا کہ آج رات یہ ساری خلش میرے لیے جو تمہارے دل میں ہے انہیں دور کر دو تاکہ کل سے ہم اپنی خوبصورت زندگی کی شروعات کر سکے

آئیدن نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پیار بھری ہوں

مہر اس کی پیشانی پر ثبت کی، پہلے پہل نمیرہ سمجھ نہ پائی کہ اس نے کیا کیا ہے جب احساس ہوا تو اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود سے دور جھٹکا۔۔ "

کتنی مرتبہ تمہیں کہا ہے میرے قریب مت آیا کرو، کیا قریب آنا ہی صرف تمہاری محبت ہے اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

آئیدن کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے دل سے آئیدن احزان کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہے اور پھر بے ساختہ وہ اپنے خیال پر تلخ مسکراہٹ لبوں پر سجائے مسکرایا، وہ اس کے دل میں ہی نہیں تھا تو پھر مٹانا کیسا؟۔ دل سے مٹایا تو اسے جاتا ہے جس کا دل پر بسیرا ہو۔۔ "

اگر قریب آنا میری محبت ہوتی تو دو سال پہلے ہی تمہیں مکمل طور پر اپنا بنا لیتا آئیدن احزان نے اپنے لہجے کو ہر گز سخت نہ کیا سکون سے چونکری مار کر بیڈ پر بیٹھ گیا اس کے تلخ الفاظ ہی سہی لیکن وہ اسے سننا چاہتا تھا، دو ہفتے سے اس نے اپنی متاعِ جاں کو سننے کی تڑپ محسوس کی تھی۔۔ "

ویسے میں نے تمہارے لیے منہ دکھائی کا تحفہ لیا ہوا ہے، اگر تم نے کچھ سوچا ہوا ہے کہ مجھے یہ منہ دکھائی میں چاہیے تو مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے خرید۔۔۔۔۔ تم اس طرح بیہیو کیوں کر رہے ہو جیسے ہمارے بیچ سب کچھ نارمل ہے ہم ایک پرفیکٹ کپل ہیں کیوں ہر مرتبہ اپنی تذلیل کروانے کے لیے میرے پاس آجاتے ہو اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے ہوئے نمیرہ بولی اور سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مارا جو وہاں پر پڑے ایک جگ کو لگا زمین پر بوس ہوتے اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔۔ "

کیونکہ زندگی ہو تم میری، تمہارے بغیر میرا گزارا نہیں ہے آئیدن کے چہرے پر مسکراہٹ لیکن آنکھوں میں تکلیف تھی۔۔ "

اچھا یار سنو! ان اختلاف کو سائیڈ پر رکھو اور ایک دوست بن کر مجھے بتاؤ تمہیں کل کیا تحفہ چاہیے منہ دکھائی کے علاوہ انداز ہلکا پھلکا رکھتے مسکرا کر

اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا نمیرہ نے اپنا سر جھٹکا اور بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔۔ "

نمیرہ یار بتاؤ نا کیا چاہیے پھر میں تمہارے لیے لے کر آؤں گا آئیدن محض یہ چاہتا تھا کہ وہ اس سے باتیں کرے تلخ ہی سہی لیکن اس کے کانوں میں اس کی متاعِ جاں کی آواز جائے۔۔ "

مجھے کچھ نہیں چاہیے پلیز چلے جاؤ میری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے تمہاری ان باتوں سے اور زیادہ خراب ہو رہی ہے اور۔۔۔۔۔ نمیرہ کیا ہوا ہے؟ اسے کندھوں سے تھام کر بٹھایا ایک ہاتھ چہرے پر اور دوسرے سے بازو پکڑا، آنکھوں کے گوشے ہلکے سے نم تھے، نمیرہ نے اس کا ہاتھ اپنے چہرے اور بازو سے پیچھے کیا۔۔ "

تم چاہتے ہو میری طبیعت بہتر ہو جائے تو یہاں سے چلے جاؤ، مجھے تمہارا وجود برداشت نہیں ہے آئیدن نے اس کے الفاظ سن کر اپنا بلائی لب

دانتوں میں سختی سے دبایا اس کے منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگا۔ کئی لمحے بولنے، آنکھیں جھپکنا، ہلنے کے قابل نہ رہا۔ جسے وہ چاہتا تھا اسے اس کا وجود برداشت نہیں تھا اس کی محرم کو اس کی موجودگی سے نفرت تھی۔۔ "

مجھے اس دن کا انتظار رہے گا جس دن تمہیں میری موجودگی میں خوشی ہوگی، میری قربت میں تم خوش ہوگی، میرے بارے میں سوچ کر تمہارے چہرے پر مسکراہٹ آئے گی، تمہاری آنکھوں میں مجھے خود کے لیے جذبات نظر آئیں گے، تمہاری ہر ایک حرکت میں آئیدن احزان نظر آئے گا۔ اپنا دھیان رکھنا کھڑے ہوتے زبردستی اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پیشانی پر محض ایک سیکنڈ کے لیے لب رکھ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی نمیرہ منہ پر ہاتھ رکھ کر واش روم کی جانب بھاگی 20 منٹ بعد ہلکان ہو کر گرنے والے انداز میں بیڈ پر

بیٹھ گئی۔۔ اچانک اس کے دل میں خیال آیا "کہیں وہ.... "اس سے اگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ وہ اتنی چھوٹی بچی نہیں تھی کہ اپنے اندر محسوس ہونے والی تبدیلیوں کو پہچان نہ پاتی۔۔ "

کیا فضول سوچیں میں اپنے ذہن میں پال رہی ہوں، ایسا کچھ نہیں ہے اپنے سر کو بار بار جھٹکتے نیم دراز ہوئی اور کمبل میں دبک کر کشن چہرے کے سامنے کرتے اپنا چہرہ چھپا لیا حالانکہ وہ لحاف کے اندر تھی اسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن پھر بھی جیسے وہ خود کو ابھی بھی چھپانا چاہتی تھی۔۔ "

میری راہا کیا کر رہی ہے دائم کمرے میں داخل ہوا راہا بیڈ پر بیٹھی کھلونے کو دیکھ رہی تھی اس کے لیے ہر چیز نئی تھی اسے سمجھ نہیں آتا کون سی

چیز کیسے استعمال کرنی ہے ، اس لیے دائم نے اس کے پاس ایک ملازمہ رکھی ہوئی تھی جو اس کی ہر چیز کا دھیان رکھتی ۔ ۔ "

لالا یہ گندا میری بات نہیں مان راہا نے بھالوں کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے اسے زمین پر پھینک دیا ۔ "

گڑیا یہ تو ایک کھلونا ہے یہ آپ کی بات کیسے مانے گا راہا دائم کی بات سن کر مایوس ہو گئی اور بیڈ پر نیم دراز ہو کر رخ دوسری جانب کر لیا ۔ ۔ "

راہا گڑیا باہر چلیں جھولے لینے دائم نے اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا تو راہا نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور ٹانگیں ہلانے لگی ۔ ۔ دائم اسے لے کر پارک چلا گیا وہاں پر جھولے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے راہا ڈر کے اپنے لالا کے ساتھ چپک گئی ۔ ۔ "

چلو ہم جھولے لیتے ہیں دائم نے اسے جھولے پر بیٹھایا اور آہستہ سے چلانے لگا تاکہ وہ ڈر نہ جائے ۔ ۔ "

لالا مجھے دنیا دیکھنی ہے، آپ کے ساتھ ہر جگہ جانا ہے راہا کو اب دائم کی عادت ہو رہی تھی اور وہ چاہتی تھی اپنے لالا کے ساتھ ہر جگہ جائے۔۔ "

بالکل میں اپنی راہا کو مختلف ممالک میں لے کر جاؤں گا وہاں ہم دونوں بہن بھائی خوب مزہ کریں گے راہا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے اسے دوسرے جھولے کی جانب اشارہ کیا کہ چلو وہاں جا کر بیٹھتے ہیں، راہا خوشی سے اچھلتے ہوئے بھاگ کر اس جانب جا رہی تھی جہاں دائم نے اشارہ کیا جب وہ سامنے سے آتے ایک شخص کے ساتھ بری طرح ٹکرائی۔۔ "

چشمِ بدور وہ آدمی بے باک نظروں سے راہا کی جانب دیکھتے ہوئے کمینگی سے بولا، دائم غصے سے بھرا لمبے ڈھگ بھرنے لگا، اس سے قبل وہ شخص اس کی بہن کو ہاتھ لگاتا دائم نے اس کا گریبان پکڑتے بنا سے

سمجھنے کا موقع دیے چہرے پر مکے مارنا شروع ہو گیا، پارک میں موجود سب لوگ ان کی جانب ہوئے دائم کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن وہ جنونی انداز میں اس آدمی کو مارے جا رہا تھا راہا دور کھڑی رو رہی تھی۔۔۔ "

مجھے ہاتھ مت لگاؤ، دور ہٹو راہا کانوں پر ہاتھ رکھتے بلند آواز میں چلانے لگی دائم اپنی بہن کی آواز سن کر ادمری حالت میں اس آدمی کو زمین پر پھینکتے اپنی بہن کی جانب ہوا اور سختی سے اپنے سینے سے لگا کر اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔ "

راہا لالا کی جان سب ٹھیک ہے کوئی میری بہن کو ہاتھ نہیں لگائے گا، راہا تو اپنے لالا پاس ہے، اس کے لالا ڈشوم ڈشوم سب کو ماریں گے جو راہا کو تنگ کرے گا ایک ہاتھ راہا کے رخسار پر رکھتے اس کے آنسو صاف کیے اور دوسرے ہاتھ سے مکا بنا کر اسے دکھایا کہ کوئی بھی اس کی بہن کو

اگر ہاتھ لگائے گا تو ایسے ہی مکا بنا کر اسے مارے گا، راہا نے اپنے لالا کی ہاتھ کی پشت کو سہلایا جو مارنے کی وجہ سے سرخ ہو گئی تھی پھر ہاتھ کی پشت کو اپنی رخسار کے ساتھ لگایا، وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی جب اس کی نظر اس آدمی پر پڑی جو زخمی حالت میں لوگوں کے سہارے کھڑا راہا کی جانب حقارت سے دیکھ رہا تھا وہ ڈر کر اپنے لالا کے سینے میں چھپا گئی ، وجود کچھو لے کھانے لگا۔۔ دائم نے پیچھے کی جانب دیکھا اس آدمی کی نظر اپنی بہن پر محسوس کر کے راہا کو اپنے حصار میں لیے کار کی جانب گیا دروازہ کھول کر اسے بٹھاتے اس کی پیشانی پر عقیدت کی بوسہ دے کر دروازہ بند کرتے پارک میں داخل ہوا اور ہاتھ پیچھے کی جانب لے جاتے اپنی گن نکال کر جتنی گولیاں اس کے اندر موجود تھی اس آدمی کے سینے میں پیوست کر دی۔ سب لوگ ڈر کر پیچھے ہوئے اور لبوں پر ہاتھ جما کر اس پاگل جنونی انسان کو دیکھنے لگے۔۔ ایک پراسرار نظر اور مسکراہٹ اس

کی جانب اچھالتے ہوئے پارک سے باہر گیا پر سکون انداز میں بیٹھ کر کار ڈرائیو کرنے لگا جاتے وقت وہ رہا کہ ہاتھ میں ایک کھلونا پکڑا کر گیا تھا وہ اس سے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔ "

لالا مزہ آیا آپ نے اسے ڈشوم ڈشوم مارا راہا بھی دائم کی طرح مکے بنا کر اسے بتا رہی تھی کہ جب وہ اسے مار رہا تھا تو اسے بہت مزہ آیا۔۔ دائم نے راہا کا بازو پکڑ کر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا اور اس کا رخسار سہلانے لگا۔۔ "

صبح کے چھ بجے سردار اپنے کمرے میں داخل ہوا اس کی چار فٹی بیوی پر سکون انداز میں سو رہی تھی، ایک نظر اسے دیکھ کر واش روم میں چلا گیا فریش ہو کر باہر آیا اور ڈریسنگ روم میں جا کر کپڑے تبدیل کیے، اور کچن میں چلا گیا کل رات وہ خفا ہو گئی تھی اس سے تو سردار نے سوچا کہ

اس کے لیے اس کی فیورٹ چیز بنا کر اسے منایا جائے۔۔ طرسم کی آنکھ کھلی ابھی وہ مکمل طور پر نیند سے بیدار نہیں ہوئی تھی جب اس کے کانوں میں اس کے بابا کے کہے گئے الفاظ گونجنے لگے آنکھوں میں آنسو جمع ہوتے گر کر لحاف میں جذب ہو رہے تھے اپنی کلائی کی جانب دیکھا جہاں اس کے بابا نے بریسلیٹ پہنایا تھا اس پر لب رکھتے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر آنسو بہانے لگی۔ کتنی دیر وہ روتی رہی اور پھر اٹھنے کے لیے اس نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ رکھا جس پر سیاہ رنگ پڑا ہوا تھا، اسے گزشتہ گزری ہوئی رات اس رنگ سے زیادہ سیاہ لگ رہی تھی۔۔ دالہام نوڈلز لے کر کمرے میں داخل ہوا۔۔ "

دیکھو تمہارے لیے میں کیا لایا ہو۔ سردار اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اور نوڈل اسکے سامنے رکھے تو طرسم نے ہاتھ مار کر سارے نوڈلز زمین پر

گرائے اور غصے سے سردار کی جانب دیکھنے لگی اسی دوران اس کا بریسلٹ زمین پر گر گیا۔۔"

ارے !اتنا غصہ اس کی حرکت کو نظر انداز کرتے اس کے پاس گیا طرسم کو گود میں اٹھانے لگا تو اس نے سردار کے چہرے پر ہاتھ میں پکڑا سیاہ رنگ لگا دیا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئی۔۔ "

مجھے ہاتھ مت لگاؤ! نفرت سے اس کی جانب دیکھتے چلائی اور اپنا بریسلٹ تلاش کرنے لگی جو اسے اس کے بابا نے دیا تھا۔۔ "

یہ کیا حرکت ہے لہجے کو دھیمہ رکھ کر سکون سے پوچھا وہ اکثر اس سے ناراض ہوتی تھی لیکن کبھی اس طرح کی حرکت نہ کی تھی اگر اس کی جگہ کوئی اور سردار الہام تیمور خانزادہ کے چہرے پر سیاہ رنگ لگاتا تو سردار نے اس کے ٹکرے ٹکرے کر دینے تھے۔۔۔ "

گندے دیو ہو تم جو صرف ہوس پوری کرتے ہیں طرسم نے صارم خان کے کہے گئے الفاظ دہرائے اس کی آنکھوں میں حقارت تھی سردار کے لیے۔۔ "

تمہارے ذہن میں کس نے یہ بات ڈالی ہے سردار کو معلوم تھا یہ اس کی چار فٹی بیوی کے الفاظ نہیں بلکے کسی اور کے کہے گئے الفاظ ہے۔۔۔ "

کسی نے نہیں ڈالی، مجھے گھن آتی ہے اپنے بازوں صاف کرتے ہوئے کہا اس کے ذہن میں صرف صارم کے الفاظ تھے اور وہ وہی اپنی زبان پر لا رہی تھی اس ننھی سی گڑیا کو اندازہ نہیں تھا وہ کیا بولے جا رہی ہے اسے صرف اپنے بابا کے آنسو یاد آ رہے تھے۔۔۔ "

تمہیں معلوم ہے تم کیا بول رہی ہو دالہام کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی سرد سانس فضا کے سپرد کی، اور پھر اس کے پاس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔

جاؤ یہاں سے میں گندے لوگوں سے بات نہیں کرتی۔۔ دوبارہ سے نظریں ارد گرد دوڑائی شاید اس کا بریسلیٹ کہیں پر مل جائے۔۔ "

اتنی زیادہ ناراضگی نہیں دیکھاتے، سردارنی تو اچھی بچی ہے دالہام نے طرسم کا ہاتھ پکڑا۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی طرسم کے رویے سے، اسے اپنی شرارتی چار فٹی بیوی پسند تھی۔۔ "

تمہیں کیوں سمجھ نہیں آ رہی مجھے ہوس پرست لوگ نہیں پسند ایک مرتبہ پھر سے صارم خان کے کہے گئے الفاظ دہرائے گئے

اور سردار دالہام خانزادہ کا دل سو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا، اس نے تو ہمیشہ اسے بچوں کی طرح سنبھالا وہ کام تک کیے جو اس نے کبھی سوچے بھی نہ تھے اور آج وہ اسے ہوس پرست کہہ رہی تھی۔۔۔ "

یہ لفظ تمہارے ذہن میں کس نے ڈالا ہے اس مرتبہ دالہام کا لہجہ کچھ سخت ہوا تھا کیونکہ وہ ہر بات میں ہوس لفظ کو استعمال کر رہی تھی دالہام نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔ "

کسی نے نہیں ڈالا، مجھ سے دور ہٹو مجھے گندا لگتا ہے تمہارا ہاتھ لگانا اس کے ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتے بھاگتے ہوئے سونیا کے کمرے میں چلی گئی۔ دالہام کئی لمحے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا رہا چہرے پر ہاتھ پھیر کر بیڈ پر جا کر بیٹھا خود کو پر سکون کر کے باہر گیا اور ملازمہ کو کہا کہ کمرے میں جا کر صفائی کر دے۔۔ "

لالا سب ٹھیک ہے علینا نے دالہام کے چہرے پر غصہ دیکھا تو جھجکتے ہوئے پوچھا، دالہام نے اپنی پیشانی مسلی اور پھر اپنا رخ علینا کی جانب کیا۔۔ "

رات کو ملی تھی اپنی بیٹی سے ؟ دالہام نے اپنے دل کی بات کہہ دی اسے شک پر رہا تھا کہ شاید علینا ملی ہو رات کو اپنی بیٹی سے اور اس نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی ہو۔۔ "

ہاں جب مہندی کا فنکشن چل رہا تھا تب طرسم میرے پاس تھی لیکن جب آپ نے اسے کہا تھا کہ کمرے میں جاؤ اس کے بعد میں نہیں ملی علینا نے عجیب نظروں سے اس کی جانب دیکھا آخر وہ کیوں اس سے یہ سوال پوچھ رہا تھا کہی طرسم نے اس کے ساتھ غلط رویہ تو استعمال نہیں کیا۔۔ "

کچھ ہوا ہے ؟ ایک مرتبہ پھر پوچھا لیکن اس دفعہ اس کے لہجے میں جھجھک نہیں پریشانی تھی۔۔"

کچھ نہیں ہوا کہتے ہی وہ باہر چلا گیا تاکہ شادی کے انتظامات دیکھ سکیں۔۔ "

یہ کہاں چلی گئی شہریار کچن میں گیا لیکن اسے حبا وہاں پر نظر نہ آئی بلائی لب دانتوں میں دبا کر سرونٹ کوارٹر کی طرف رخ کیا اس کمرے کا دروازہ ناک کیا جہاں پر حبا رہتی تھی۔۔ دروازے پر دستک سن کر اس نے دروازہ کھولا اور سامنے شہریار کو دیکھ کر بند کرنے لگی تو شہریار نے اپنی ٹانگ سامنے کی، حبا نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔۔ "

طبیعت ٹھیک ہے ؟ آج حویلی کے اندر نہیں گئی، صبح صبح تم نے میری مارننگ واک کرادی پوری حویلی گھوم کر آرہا ہوں میں۔ شہریار پیشانی سے

بال پیچھے کرتے ہوئے چارپائی پر جا کر بیٹھ گیا جبا نے گھور کر سر تا پاؤں تک اسے دیکھا، جو ہر مرتبہ اس کی سانس سینے میں اٹکا دیتا تھا۔۔ "

مارننگ واک صبح کے وقت ہی کرتے ہیں معصومیت کا اظہار کرتے ہوئے اسے بتایا، شہریار نے ابرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا جسے کہنا چاہ رہا تھا مجھے معلوم ہے کہ مارننگ واک صبح ہی کی جاتی ہے بس میں چاہتا تھا تم مجھ سے بات کرو۔۔ "

لڑکی بات دھیان سے سن لو جب تک میں یہاں پر موجود ہوں مجھے صبح کے وقت تمہارے ہاتھ کی چائے چاہیے کیونکہ میں ناشتے سے پہلے چائے پینے کا عادی ہوں شہریار نے حکمیہ انداز میں کہا جبا محض سر ہلا کر رہ گئی، دل میں سوچا کہ یہ تو ہر دوسرے دن حویلی پہنچا ہوتا ہے اور بار بار باہر کی جانب دیکھنے لگی اگر کسی نے شہریار کو اس کے کمرے میں دیکھ لیا اس کے کردار کے بارے میں باتیں کی جائیں گی۔۔ "

اتنا ڈرتی کیوں ہو تم ؟ چارپائی پر چونکری مار کر بیٹھا اور اسے سر تا پاؤں تک دیکھتے ہوئے پوچھا، اسے پر سکون چارپائی پر چونکری مار کر بیٹھتے دیکھ حبا کا بی پی لو ہونا شروع ہو گیا۔۔ "

آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں ایک ایک لفظ ادا کرتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

نہیں یار حویلی کے اندر نا سردی بہت ہے تمہارا کمرہ کافی گرم ہے سوچ رہا ہوں یہیں پر بیٹھ کر چائے پی لوں حبا نے فوراً نفی میں سر ہلایا اس کے پہلے ہی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اوپر سے شہریار کی باتیں اس کے چہرے کو لال انار بنا گئی۔۔ "

اپ پلیز حویلی کے اندر جائیں میں آپ کو چائے بلکہ اس کے ساتھ انڈا بنا کر دیتی ہوں سپیشل والا جو میں خود کے لیے بناتی ہوں حبا نے التجائی لہجے کہا اس سے قبل وہ اگے بولتی شہریار ہڑبڑا کر چارپائی سے اٹھ بیٹھا، حبا

جھٹکے سے پیچھے مڑی سامنے الطاف خان اور سفیان خان کھڑے تھے۔۔ "

صاحب جی میں نے کچھ نہیں کیا وہ یہ۔۔ اسے سمجھ نا آئی وہ کیا بولے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے سر چکرانے لگا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی تو شہریار نے اسے تھام کر چارپائی پر بٹھایا، ہاتھ پاؤں حد سے زیادہ سرد ہو گئے تھے۔۔ "

بابا ڈاکٹر کو بلائیں شہریار اپنے بابا کی جانب دیکھ کر بولا جو بے ہوش ہونے کے در پر تھی آنکھیں بند ہو رہی تھی الطاف خان نے ڈاکٹر کو کال کی کچھ دیر بعد ڈاکٹر بڑی حویلی آ گئی۔۔ "

میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ آپ اپنی وائف کا دھیان رکھیں انہیں بی پی کا مسئلہ ہے اگر یوں یہاں لاپرواہی کریں گے تو اپنی بیوی کو کھو بیٹھیں گے ڈاکٹر دوائی کے لسٹ شہریار کے ہاتھ میں پکڑا کر وہاں سے چلی

گئے الطاف خان اور سفیان خان دونوں حیران کن نظروں سے شہریار کی جانب دیکھ رہے تھے وہ شادی کر چکا تھا۔۔ "

بڑے بابا، بابا اپ لوگ اپنے ذہن میں کوئی غلط فہمی نہ پالیں میں نے شادی نہیں۔۔۔۔ اگر تم نے شادی نہیں کی تو ڈاکٹر اس لڑکی کو تمہاری بیوی کیوں کہہ کر گئی ہے الطاف خان غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے ان کا اکلوتا بیٹا تھا اور اس نے بنا بتائے شادی کر لی۔۔ "

تمہیں شرم نہیں تھی آئی اپنے باپ کو بتائے بغیر شادی کرتے ہوئے اور اگر کر بھی لی تو اسے ملازموں کے درمیان رکھا ہوا ہے سفیان خان کو شہریار کی حرکت پر بے انتہا غصہ آیا کہ وہ کیسا مرد ہے. جس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ نکاح کر کے اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جاتا۔۔ "

او میری بھی بات سن لو، اپنی سنائی جا رہے ہو سب، دو ہفتے پہلے میں حویلی آیا تھا تب اس کی طبیعت خراب ہوئی تھی تو میں ہاسپٹل لے کر چلا گیا

وہاں غلطی سے ڈاکٹر اسے میری بیوی سمجھ بیٹھی میں اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا لیکن وہ باہر چلی گئی اور پھر وہ اسے میری بیوی سمجھ رہی تھی شہریار نے اپنا سر پکڑ کر ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا اور ساری بات انہیں بتا دی۔ حبا جسے دو منٹ پہلے ہوش آیا تھا ان سب کی لڑائی دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ "

چلو ٹھیک ہے میں وہ مان لیتا ہوں کہ ڈاکٹر کو غلط فہمی ہوئی ہے لیکن تم صبح صبح یہاں کیا کر رہے ہو؟ الطاف خان نے پوائنٹ کی بات پکڑی شہریار نے دل میں اپنے خدا کو یاد کیا کہ اللہ ایک بار بچا لے۔۔ "

بابا وہ۔۔۔۔۔ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اس سے قبل وہ اپنی بات مکمل کرتا الطاف خان بولے ان کی آنکھوں میں امید تھی کہ ان کا بیٹا کوئی غلط حرکت نہیں کر سکتا۔۔ "

جیسے ہی تمہاری طبیعت ٹھیک ہوتی ہے جلدی سے اٹھواور میرے لیے چائے ساتھ میں سپیشل والاانڈا بناؤاور بابا باہر چلے میں اپ کو سب کچھ بتاتا ہوں شہریار نے ایک نظر حبا کی جانب دیکھا اسے کہہ کر۔ اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گیا سفیان خان بھی باہر چلے گئے۔۔ "

بابا میں حبا کو پسند کرتا ہوں لیکن یہ بات اسے نہیں معلوم وہ حد سے زیادہ ڈرپوک لڑکی ہے اور میں نے بتایا اس لیے نہیں کیونکہ مورے کبھی راضی نہیں ہوں گی شہریار نے سچی بات اپنے بابا کو بتادی۔۔ "

ٹھیک ہے میں یہ بات مان لیتا ہوں تمہاری مورے کا راضی ہونا مشکل ہے، مجھے کیوں نہیں بتایا؟ الطاف خان نے پیچھے سے اس کی گردن پکڑی شہریار بیسنو کی طرح مسکرا کر اپنے بابا کے گلے لگ گیا۔۔ "

اچھا اب پتہ چل گیا نا، اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنی بیوی کو منائیں گے شہریار نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ سفیان خان

خاموش ہوئے انہیں وہ باتیں یاد آئی جو رات کو دالہام ریحانہ خانم سے کر رہا تھا کہ وہ سونیا کا رشتہ لے کر فاریہ خانم کے پاس جائے کیونکہ اس نے وریام کی نظریں اپنی بہن پر محسوس کی تھی۔۔ "

جلدی بناؤ مجھے بھوک لگی ہے حبا آدھے گھنٹے بعد بڑی حویلی کے اندر موجود تھی اور شہریار اس کے پاس کھڑا اپنے لیے چائے اور انڈا بنوا رہا تھا سپیشل والا۔۔ حبا نے جلدی جلدی ہاتھ چلائے تاکہ شہریار جلد از جلد کچن سے باہر چلا جائے۔۔ "

کتنی سلو تم کھانا بناتی ہو بھوک سے میرے پیٹ میں ہاتھی چوہے سب کچھ کود رہا ہے شہریار کی نظریں اس کے ہاتھوں کی جانب تھی جو حد سے

زیادہ تیز رفتار میں کھانا بنا رہی تھی 15 منٹ کے اندر اس نے چائے اور انڈا بنا کر شہریار کے سامنے پیش کیا، شہریار نے غور سے انڈا دیکھا درمیان سے کٹ کیا تو اوپر انڈے کی سفیدی اور اندر زردی اس کے اندر وٹجیٹیبلز تھی۔۔ اسے کھانا دیتے ہی حبا کچن سے بھاگ گئی وہ حد سے زیادہ شہریار سے ڈرنا شروع ہو گئی تھی۔۔"

وریام تیار کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے اوپر کالے رنگ کا کوٹ پہن کر تمام تر خوبصورتی لیے سونیا کے کمرے کی جانب دیکھ رہا تھا اور دل میں شدت سے خیال آیا کہ وہ مغرور خانزادی کس قدر قیامت ڈھا رہی ہو گی۔ سونیا سکائی بلو رنگ کا لہنگا پہن کر سیڑھیاں اتر رہی تھی جب وریام سیڑھیوں کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔"

تمہارے چہرے پر یہ مغروریت مجھے پاگل کر رہی ہے وریام خانزادہ پہلی مرتبہ بہکا تھا سونیا خانزادی اپنی تیکھے نقش پر ہلکا سا میک اپ اور سرخ

رنگ کے لپسٹک لگائے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی ہمیشہ کی طرح بالوں کو حجاب میں قید کیا گیا تھا دل میں بے ساختہ شدت سے خیال آیا اس کے بال دیکھنے کا۔۔ "

تم چاروں کھانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔۔ "

اپنی بکواس بند کرلو نہیں تو تمہارے چاروں خانے چت کر کے ایسی جگہ پھینکوں گی کوئی ڈھونڈ بھی نہیں پائے گا سونیا دانت پیستی ہوئی بول کر وہاں سے جانے لگی تو وریام نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔ "

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی سونیا ہاتھ اٹھانے لگی جو ہوا میں ہی وریام خانزادہ نے پکڑلیا۔۔ "

اف میری مغرور خانزادی، کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ وریام خانزادہ پر ہاتھ اٹھا سکے وریام نے نرمی سے اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ دیا، سونیا کے اندر لاوا پھٹنا شروع ہوگیا اس کی حرکت دیکھ کر۔۔ "

کم غیرت خانزادہ کیوں تمہیں میرے ہاتھوں سے زلیل ہونے میں مزہ آتا ہے سونیا نے دو قدم اس کی جانب بڑھائے اور پھر نا محسوس طریقے سے اپنے ڈوپٹے سے پن اتار پر اس کے سینے میں چبودی۔۔ درد کی ایک لہر پیدا ہوئی لیکن وریام خانزادہ سر دڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔۔ "

تمہارے ان ننھے ننھے وار سے میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا البتہ تمہاری قاتل آنکھیں میرا قتل کر دیں گی سونیا نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا کچھ دنوں میں ہی اسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا پاگلوں کی طرح الٹی باتیں کرنا شروع ہو گیا۔۔ "

قتل ہونا چاہتے ہو؟ سونیا نے الفاظ ادا کر کے قدم کچن کی جانب بڑھائے اور چاکو پکڑ کر باہر آئی۔۔ "

اب بتاؤ قتل ہونا ہے ؟ اس کی آنکھوں کے سامنے چاقو لہراتے ہوئے ابرو اچکائی ، اس کے تیور دیکھ کر وریام کو لگا کے وہ واقع ہی میں اس کا قتل کر ڈالے گی ۔ ۔ "

لگتا ہے مغرور خانزادی تمہارا جیل جانے کا ارادہ ہے وریام نے اس کے ہاتھ سے چاکو لینا چاہا تو سونیا نے ہاتھ پیچھے کی جانب کرتے اس کی کلائی پر کٹ لگا دیا ۔ ۔ "

مجھ سے دور رہو وریام خانزادہ میں قتل کرنے سے پہلے سوچتی نہیں ہوں چاکو زمین پر پھینکتے پاؤں پٹکتے ہوئے اپنی مورے کے کمرے میں چلی گئی ۔ ۔ "

زہریلی خانزادی وریام خانزادہ نے اپنی کلائی پر ہاتھ رکھا اور تلملاتا ہوا مردان خانے چلا گیا ۔ ۔ "

اب آتے ہیں دالہام خانزادہ کی طرف جو اپنی چار فٹی بیوی کے لیے پنک کلر کا لہنگا لے کر آیا تھا وہ جانتا تھا اس کی چار فٹی بیوی اس سے ناراض ہے اس لیے سردار نے لہنگا علینا کو پکڑا دیا کہ یہ اپنی بیٹی کو پہنا دینا۔۔ " لالا آپ خود جا کر طرسم کو۔۔۔ اگر نہیں دینا تو مجھے بتا دو دالہام خانزادہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے بولا تو علینا نے فوراً ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ "میں دے آتی ہو"۔۔

دالہام اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ رات کے لیے تیار ہو سکے۔ تقریباً رات کے سات بجے دالہام خانزادہ بیک سائیڈ پر کھڑا تمام تیاریاں کروا رہا تھا وہ کالے رنگ کی شلوار کی مبلوس کالے رنگ کی چادر لیے کھڑا تھا جب طرسم اپنی مورے کو ڈھونڈتی ہوئی وہاں پہنچی۔۔ "

مورے میری ڈوری بند کرے پاؤں پٹکتے ہوئے چاروں طرف دیکھا جب اسے سردار نظر آیا اس سے قبل وہ جاتی دالہام نے اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔۔ "

کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے چارفٹی جو تم مجھ سے بات نہیں کررہی اس کے رخسار سہلائے۔ طرسم اس کا بازو پکڑ کر دانت گاڑھنے لگی تو اس کے کانوں میں صارم خان کے الفاظ گونجے۔۔ "

چھوڑو مجھے سینے پر مکے مارتے اس کی گود سے اترنا چاہا لیکن دالہام خانزادہ کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ طرسم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔ "

پہلے مجھے بتاؤ مجھ سے بات کیوں نہیں کررہی سردار نے اس کے رخسار دوبارہ سے سہلائے، وہ گہرے گلابی رنگ میں سردار کے دل میں اتر رہی تھی، دل میں سوچا اسے ناجانے سرخ رنگ اپنے لبوں پر لگانا کیوں اس قدر پسند ہے۔ فوراً دالہام نے اپنی نظریں دوسری جانب کی دل

بہک رہا تھا۔ اپنے سر کو نفی میں جھٹکا کہ وہ کس طرح کے خیالات اپنے ذہن میں لا رہا ہے۔۔ "

ہوس سے بھرے دیو چھوڑو مجھے دالہام اس کا چہرہ دبوچنے لگا جیسے ہی ہاتھ اس نے چہرے کے قریب کیا۔ اس کی مٹھی بنا لی ہمت نہ ہوئی اس پر ظلم ڈھانے کی۔۔ "

ایک مرتبہ مجھے بتا دو تمہارے ذہن میں یہ بات کس نے ڈالی ہے، دانت کچکچاتے ہوئے کہا جیسے دانتوں میں وہ انسان ہو جس نے اس کی چار فٹی بیوی کے ذہن میں باتیں ڈالی تھی۔۔ "

کسی نے بھی نہیں ڈالی، چھوڑو مجھے ہوس سے طرسم پھر سے وہی الفاظ بولنے لگی۔ دالہام نے اس کے لبوں پر سختی سے ہاتھ جما دیا، وہ اپنا غصہ اس ننھی سی پری پر نہیں نکالنا چاہتا تھا۔۔ "

دیکھو مجھے سچ سچ بتاؤ کس نے تمہیں یہ ہوس لفظ سکھایا ہے دالہام حد سے زیادہ محبت بھرے لہجے میں بولا، وہ عادی ہو رہا تھا اپنی چار فٹی بیوی کا، اب تو ایک پل بھی اس کے بغیر گزارا مشکل لگتا تھا، اس نے اپنی ننھی ننھی پیاری پیاری حرکتوں سے سردار کو اپنا دیوانہ بنا لیا، یا شاید نکاح میں اس قدر طاقت تھی کہ دونوں ایک دوسرے کے عادی ہوئے لیکن رقیب نے ان کے درمیان، ایک کے دل میں نفرت پیدا کر دی۔۔ "

مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے جانا ہے طرسم نے مزاحمت کرتے اس کے گود سے اترنا چاہا اس کے ذہن میں صرف اس کے بابا کی باتیں گھوم رہی تھی۔۔ دالہام نے اسے گود سے اتار دیا جب اس کی نیلی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے سردار کے نیچے اتارنے کی دیر تھی وہ روتے ہوئے بڑی حویلی داخل ہوئی علینا نے اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ سونیا کے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔۔ منتیں کرنے کے بعد جب وہ

میرج ہال کے لیے نکل رہے تھے تب بمشکل وہ باہر نکلی سب ہال
کے لیے نکل چکے تھے سوائے حبا کے کیونکہ اس کی طبیعت خراب تھی
جس کی وجہ سے وہ بڑی حویلی کے افراد کے ساتھ نہ گئی اور ویسے بھی وہ
ملازم تھی اور ملازم تھوڑی نہ مالکوں کے بیچ بیٹھتا ہے۔۔ "
شادی کا فنکشن پر سکون ماحول میں گزرا نمیرہ ہنوز خاموش تھی اس نے
کسی سے بات نہ کی۔ دالہام آئیدن کے ساتھ سٹیج پر بیٹھا تھا جب سونیا آئی
اور اپنے لالا کے سامنے دودھ کا گلاس کیا۔۔ آئیدن نے مسکراتے
ہوئے تھام کر ایک گل پیا اور پھر نمیرہ کو پکڑا دیا مجبوراً اسے بھی پینا
پڑا۔۔ "
یہ لو جب نمیرہ نے پی لیا آئیدن نے گلاس اپنی بہن کو پکڑا دیا۔۔ "
لالا مجھے گلاس کے ساتھ پیسے بھی چاہیے دودھ پلائی کے۔ "

دودھ پلائی تو دلہن کی بہن کرتی ہے تم تو میری بہن ہو آئیدن نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمیرہ کی کمر میں نامحسوس طریقے سے ہاتھ ڈالا، سونیا نے گھور کر اپنے لالا کی جانب دیکھا۔۔ "

بڑے لالا! سونیا کے پکارنے کی دیر تھی دالہام نے غصے سے اس کی جانب دیکھا آئیدن نے خاموشی سے دو لاکھ اپنی جیب سے نکال کر اپنی بہن کو پکڑا دیا۔۔ "

اتنا کیش جیب میں رکھ کر بیٹھتا ہے شہریار اس کے پاس بیٹھا تھا اس کے پیٹ میں کہنی مارتے شرارت سے کہا۔۔ "

کیونکہ بیٹا مجھے پتہ تھا شادی ہے تو میری بہن نے اچھا خاصا لوٹنا ہے آئیدن نے صاف لفظوں میں اسے بتا دیا تو شہریار ہامی میں سر ہلا کر رہ گیا۔۔ "

طرسم سٹیج پر اپنا لہنگا اٹھا کر چڑھ رہی تھی جب دالہام اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور چار سے پانچ، پانچ ہزار کے بنڈل نکال کر اپنی چار فٹی بیوی کے سر پر وار کر ہوا میں اچھال دیے۔ سفیان خان، آئیدن، شہریار، وریام، اور گھر کی تمام عورتیں آنکھیں پھاڑے سردار کی جانب دیکھ رہی تھی جو مکمل طور پر اس ننھی سی پری کے جادو میں قید ہو چکا تھا۔ نمیرہ نے ایک لمحے کے لیے بھی ان دونوں کی جانب نہ دیکھا۔۔۔ صارم جو چھپکے میرج حال میں داخل ہوا تھا دالہام کا عمل دیکھ کر کئی لمحے وہ آنکھیں جھپکنا بھول گیا تھا وہیں قندیل آگ بگولا ہو گئی اس نے صحیح طریقے سے کسی فنکشن میں پہل نہیں کی تھی رسم کے وقت آتی، رسم کر کے دوبارہ کمرے میں بند ہو جاتی تھی۔۔۔ طرسم نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا اور پھر اپنے چاچو کے گود میں جا کر بیٹھ گئی دالہام کو خود پر ضبط کرنا حد سے زیادہ مشکل لگنے لگا اسے ہرگز برداشت نہیں تھا کہ اس کے

علاوہ اس کے چار فٹی بیوی کسی اور کی گود میں بیٹھے ، یہ حق صرف سردار دالہام تیمور خانزادہ کا تھا۔۔ "

وریام اتاروں اسے گود سے دالہام نے خونخوار نظروں سے وریام کو دیکھا اور اس سے قبل وہ اس ننھی سی گڑیا کو اپنی گود سے اٹھاتا سردار نے اسے پکڑ کر سنگل صوفے پر بٹھا دیا ، وہ اٹھ کر جانے لگی تو دالہام اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا اور سختی سے ہاتھ پکڑ لیا اور وہ ننھی سی جان اس دیو کے ساتھ دب کر رہ گئی۔۔ "

مجھے کچلنے کا ارادہ ہے مزاحمت کرتے کچھ اٹھنے کوشش کی پنک کلر کے حجاب میں اس کا سرخ چہرہ واللہ قتل کر رہا تھا۔۔ "

تمہیں تو ایک کانٹا بھی چبنے نہ دو سردار کی سردارنی سردار نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی کون کیا بولے گا مہندی کی رات جب اس نے اپنی چار فٹی بیوی کو گود میں اٹھایا تھا تو سفیان خان کی

وجہ سے اسے گود سے اتارنا پڑا لیکن اب اسے کسی کے کچھ بھی کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔۔ "

مجھے چھوڑو ہو۔۔۔اس سے قبل وہ پھر سے وہی الفاظ ادا کرتی سردار نے اس کے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھا اور گود میں اٹھا کر ریحانہ خانم کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ میں اپنی چار فٹی بیوی کو لے کر جا رہا ہوں آپ گھر آجائیے گا۔۔دالہام اپنی چار فٹی سردارنی کو لیے گھر پہنچا۔۔ "

اتنے برے طریقے تنگ نہیں کرتے۔ مجھے تم شرارتی پسند ہو، مجھے تنگ کرتے ہوئے، میری گود میں بیٹھتے ہوئے اور شرارت میں میرے رخسار پر دانت گاڑھتے ہوئے دالہام نے اسے ہنوز گود میں اٹھائے سونیا کے کمرے میں گیا اور بیڈ پر بٹھایا۔ اس ننھی سی گڑیا نے رخ موڑ لیا۔۔ "

سردار کی چھوٹی سی جان! دالہام اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا، طرسم نے پہلی مرتبہ بے رخی دکھائی تھی اور دالہام کے لیے یہ لمحے حد سے مشکل تھے اس کی ننھی سی گڑیا اپنے دیو کا پیار دیکھ کر کچھ پل خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھی رہی اچانک اس کے ذہن میں اس کے باپ کی الفاظ گردش کرنے لگے۔۔ "

گندے دیو پیچھے ہٹو اس کے سینے پر مکے برسا کر بیڈ پر نیم دراز ہوتے لحاف کے اندر چھپ گئی دالہام اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا وہ جانتا تھا کچھ پل کی ناراضگی ہے وہ زیادہ دیر اس سے ناراض نہیں رہ سکتی۔۔ سب لوگ تھکے ہارے حویلی داخل ہوئے تھوڑی دیر ہلا گلا کیا۔۔ "

تو اپنے دوست کو بھول جائے گا اب شہریار نے دکھی انداز میں کہا تو آئیدن نے اس کی کمر پر تھپڑ مارا دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر

مسکرانے لگے۔ سب نے دل میں ان کی دوستی اور خوشی کی نظر

اتاری۔۔ "

تجھ جیسے کمینے کو کون بھول سکتا ہے آئیدن نے اس کے کندھے پر ہاتھ

رکھا۔۔ "

اوئے میری بات یاد ہے نہ تیری پہلی اولاد۔۔۔۔۔ میری ہوگی

شہریار بول رہا تھا جب سردار دالہام خانزادہ اس کی بات کاٹتے ہوئے

بولا شہریار کا منہ بن گیا۔۔ "

لالا!۔۔

کیا لالا۔ اللہ تجھے بیٹی دے یا پھر بیٹا وہ اپنے بڑے بابا کے پاس رہیں گے

دالہام کا لہجہ اٹل اور حکمیہ تھا جیسے وہ آئیدن کا نہیں اس کا بچہ ہوگا۔۔ "

لالا آپ رات کے وقت اسے اپنے پاس بلا لینا ہے اور دن کو میری بیوی سنبھال لیا کریں آئیدن بے شرمی کا اظہار کرتے ہوئے بولا دالہام اٹھ کر اس کے پاس گیا اور سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔ "

نہ دن کو وہ تمہارے پاس رہے گا نہ رات کو وہ صرف اپنے بڑے بابا پاس رہے گا پوری زندگی۔ سردار نے کہا تو آئیدن نے ہاں میں سر ہلایا دالہام اپنی جگہ پر جا کر واپس بیٹھ گیا سب لوگ ہلکی پھلکے گفتگو کرنے لگے

سردار کی چار فٹی بیوی اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی دل چاہا اس کے پاس جائے اور جی بڑھ کر باتیں کرے لیکن وہ تو اس سے ناراض تھی ہر بات پر اپنے دیو کو ہوس پرست کہہ دیتی۔۔ "

لالا اگر اپنی چھوٹی سی بیوی کی یاد آرہی ہے تو کمرے میں چلے۔۔ آئیدن اپنے بڑے لالا کی خونخوار نظر اپنی جانب دیکھ کر خاموش ہو گیا علینا آج حد سے زیادہ خوش تھی کہ اس کی بیٹی بڑی حویلی میں شہزادیوں کی طرح رہ

رہی ہے جیسے وہ اپنے باپ کے گھر رہتی تھی یہ بھی اس کے باپ کا ہی گھر تھا جو اس کی ایک غلطی کی وجہ سے وہ گوا بیٹھا۔۔ نمیرہ کو انہوں نے کمرے میں بٹھا دیا صوفیا خانم اس کے پاس موجود تھی۔۔ "

نمیرہ آج تمہاری زندگی کی میری خوبصورت شروات ہو رہی ہے میں نے ایک بے وفا مرد کے ساتھ وفا کی اور اس نے میرے ساتھ دغا۔ آئیدن تمہیں دل و جاں سے چاہتا ہے اس سے وفا کرنا دغا نہیں۔ جانتی ہو جب مجھے طلاق ہوئی تھی تو لوگوں نے میری غلطی نکالی کہ یہ ہی غلط ہو گئی اس میں کوئی کھوٹ ہو گا اس لیے اس کے شوہر نے چھوڑ دیا۔ میرے بھائی اچھے تھے نمیرہ انہوں نے مجھے سنبھال لیا۔ نہیں تو میں کب کی مر چکی ہوتی۔ تمہیں میں نے نہیں تیمور لالا اور ریحانہ بھابھی نے پالا ہے اور جب سفیان لالا

بڑی حویلی میں تھے انہوں نے ۔ یہ دھبہ عورت کو ختم کر دیتا ہے ، میں نے دھوکہ کھانے کے بعد شادی نہیں کی ۔ تمہارے اور اپنے دونوں لالا کی سہارے اپنی زندگی گزار دی میں چاہتی ہو میری بیٹی ایک خوشگوار زندگی گزارے ۔ میرا آئیدن میری بیٹی سے بہت پیار کرتا ہے وہ میری بیٹی کو کبھی نہیں چھوڑے گا اور میری جان اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ تم سے عمر میں چھوٹا ہے ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"بہترین نکاح وہ ہے.جس میں عورت مرد سے بڑی ہو"

صوفیا خانم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر لہنگا سیدھا کیا ۔ اور پھر کمرے سے چلی گئی ان کے جاتے ہے نمیرہ بلک بلک کر چھوٹے بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئی ۔ اس کی مورے کی باتیں غلط نہ تھی لیکن وہ کسے ان

چاہے مرد کے پہلو میں جاتی، اس کے دل میں اپنے شوہر کے بھائی کے لیے جذبات تھے۔۔ "

مجھے آئیدن احزان کے پہلو میں نہیں رہنا سائیڈ ٹیبل سے دالہام کی تصویر اٹھا کر زمین پر بیٹھتی سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی رونے کی وجہ سے اس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا دل پھٹ رہا تھا وہ پہلی دلہن تھی جو رخصتی کہ رات اپنے محبوب کے لیے رو رہی تھی۔۔ "

میں آئیدن احزان سے نہیں سردار دالہام تیمور خانزادہ تم سے محبت کرتی ہوان دونوں بھائیوں کی تصویر اپنے سامنے کرتے دالہام کے چہرے پر ہاتھ پھرا، وہ دالہام کی محبت دل میں سمائے ان چاہے مرد کی قربت میں نہیں جانا چاہتی تھی آئیدن کمرے میں داخل ہوا، نمیرہ کو روتے دیکھ اس کی طرف بڑھنے لگا تھا جب اس کی الفاظ نے آئیدن

احزان کے قدم جکڑ لیے، بے ساختہ ہاتھ دل کے مقام پر گیا اس کی بیوی اس کے لالا کی محبت میں گرفتار تھی۔

میں نے تمہارے پہلو میں جانے کے خواب سجائے تھے دالہام، میں تمہارے بھائی کی قربت میں نہیں جانا چاہتی اب کی بار وہ حلق کے بل چلائی تھی دل لرز رہا تھا یہ سوچ کر کہ کچھ لمحے بعد اس کا شوہر کمرے میں ہوگا اور اس سے حقوق طلب کرے گا جس سے آئیدن احزان چھ سال سے عشق کرتا تھا اس کے علم میں یہ بات تھی کہ اس کا محبوب اس سے محبت نہیں کرتا۔ اس کی بیوی اس کے لالا کے پہلو میں جانا چاہتی تھی، وہ گرنے لگا تھا جب اس نے صوفے کا سہارا لیا۔۔ "

میں کیسے تمہاری محبت دل میں سمائے تمہارے بھائی کے پہلو میں نہیں جانا چاہتی، میں طرسم کی جگہ تم پر حق جمانا چاہتی ہو، تمہاری بیوی کی جگہ میں تمہارے پہلو میں رہنا۔۔۔۔۔۔بس نمیرہ حسن مجھ میں اتنی سکت

نہیں ہے کہ اپنی بیوی کے منہ سے اپنے لالا کے لیے.... آئیدن اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا اور اپنی بات ادھوری چھوڑ دی سانس سینے میں اٹک گیا اپنی شیروانی کے اوپر والے دو بٹن کھولے تاکہ سانس بحال ہو، دل کے مقام پر ہاتھ سہلانے لگا قدم اپنی دشمنِ جاں کی طرف بڑھائے وہ آئیدن کی آواز سن کر اٹھ کھڑی ہوئی تصویر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی، آنکھوں میں موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔ "

ایسے کیا دیکھ رہے ہو، وجہ پوچھتے تھے مجھ سے تمہیں معلوم ہو گیا کہ میں تم سے نہیں دالہام سے، نمیرہ کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے جب آئیدن احزان نے ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر زمین پر بوس کیا جو ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہوا بلکل آئیدن احزان کے دل کی طرح، اس نے نمیرہ کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنے قریب کھینچا۔۔ "

چپ ہو جاؤ میری غیرت گوارا نہیں کر رہی

کہ میں اپنی بیوی کے منہ سے۔۔۔۔۔کون سی غیرت آئیدن احزان ،
اگر تم میں اتنی ہی غیرت ہوتی تو جب تمہاری بیوی نے کہا تھا کہ وہ تم
سے محبت نہیں کرتی اور تمہاری تذلیل کرتی تھی تو تم اسے تب ہی چھوڑ
دیتے۔۔۔۔۔چپ ہو جاؤ، بلکل چپ آئیدن نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ
لیا تھا اور بلند میں چلایا وہ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا دل درد سے پھٹنے
لگا۔۔۔"

کیوں خاموش ہو جاؤ، تم جیسا بے غیرت مرد نہیں دیکھا جسے معلوم ہو گیا
ہے کہ اس کی بیوی اس کے بھائی سے محبت کرتی ہے اور خاموش کھڑا
ہے۔۔"

میں آئیدن احزان تیمور خانزادہ تمہیں اپنے پورے ہوش و حواس میں
طلاق دیتا ہو.....آئیدن نے اسے شانوں سے تھام کر آنکھیں سختی
سے بند کیے الفاظ ادا کیے دل نے کئی مرتبہ منع کیا کہ اس سے آگے

مت بولنا ایک طلاق دی ہے دوسری دو طلاق مت دینا اور ساتھ خون
کے آنسو ہو رہا تھا کیا ہوتا اگر اس کی بیوی اس کی محبت میں مبتلا
ہوتی۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

میں آئیدن احزان تیمور خانزادہ تمہیں اپنے
پورے ہوش و حواس میں طلاق..... آئیدن کے منہ پر پڑنے والے
تھپڑ کی وجہ سے اس کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے ریحانہ خانم نمیرہ کو
دیکھنے آئی تھی کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں جب دروازہ کھولا اور
اپنے لاڈلے بیٹے کے الفاظ سنے دل جیسے دھڑکنا بند ہو گیا اسے گناہ
کرنے سے روکنے کے لیے اس کے منہ پر کئی تھپڑ انہوں نے
مارے۔۔ "

پاگل ہو گئے ہو تم ۔۔۔ تمہاری غیرت کہاں ۔۔ مر گئی ہے ۔۔۔ اپنی بیوی کو پہلی رات ۔۔ ہی طلاق دے رہے ہو ریحانہ خانم بھاری آواز میں بولی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ان کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا ان کا بیٹا اپنی من پسند عورت کو شادی کی پہلی رات ہی طلاق دے گا آئیدن کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی جیسے وہ سب کچھ ہار گیا ہو۔ ریحانہ خانم نے نمیرہ کے جانب دیکھا جو زمین پر بیٹھی صدمے کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اس کے ذہن میں اپنی مورے کی باتیں گھومنے لگی ۔۔ "

(نمیرہ آج تمہاری زندگی کی میری خوبصورت شروات ہو رہی ہے ۔۔۔ آئیدن تمہیں دل وجاں سے چاہتا ہے اس وفا کرنا دغا نہیں ۔۔۔۔ جانتی ہو جب مجھے طلاق ہوئی تھی تو لوگوں نے میری غلطی نکالی کہ یہ ہی غلط ہو گئی اس میں کوئی کھوٹ ہو گا اس لیے اس کے شوہر نے چھوڑ

دیا۔۔۔۔ یہ دھبہ عورت کو ختم کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہو
میری بیٹی ایک خوشگوار زندگی گزارے۔۔۔۔ میرا آئیدن میری بیٹی
سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔۔ وہ کبھی میری بیٹی کو نہیں چھوڑے گا
"۔۔)

نمیرہ! نمیرہ ریحانہ خانم نے اس کے رخسار تھپتھپاتے ہوئے اسے
جھنجھوڑا وہ بلند آواز میں اسے پکار رہی تھی دالہام صوفیا خانم سے بات
کرتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہا تھا جب ریحانہ خانم کی بلند آوازان کے
کانوں کے ساتھ ٹکرائی دونوں فوراً آئیدن کے کمرے کی جانب
بھاگے۔۔ ریحانہ خانم نمیرہ کو چھوڑ کر اٹھی اور ایک مرتبہ پھر کئی تھپڑ
اپنے بیٹے کے چہرے پر مارے۔۔ "

بھابھی کیا کر رہی ہیں آپ جوان بیٹے کو مار رہی ہیں صوفیا خانم نے ریحانہ خانم کو آئیدن سے دور کیا وہ بت بنا کھڑا تھا جیسے جسم میں جان نہ ہو۔۔ "

اس جوان بیٹے نے تمہاری بیٹی کو پہلی طلاق دے دی ہے صوفیا خانم لڑکھڑا کر گرنے لگی سردار نے انہیں تھام لیا انہوں نے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا جو سوکھی آنکھیں لیے زمین پر بیٹھی اپنے ہاتھوں پر نظر ٹکائے ہوئے تھی۔۔ "

آئیدن۔۔۔ تم۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ میری۔۔۔۔ بیٹی۔۔۔۔۔۔۔ سے۔۔ ۔۔۔ محبت۔۔ اٹک اٹک کر الفاظ ادا کرتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا صوفیا خانم میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ چل کر اپنی بیٹی کے پاس جاتی جو دکھ انہوں نے سہا تھا ان کی بیٹی نے تو شادی کی پہلی رات ہی سہہ لیا۔۔ "

کیوں طلاق دی تم نے سردار سختی سے اس کا بازو پکڑتے اپنی جانب رخ کرتے ہوئے پھنکارا آئیدن نے بھیگی آنکھیں اپنے لالا پر ٹکائی اور ان کے گلے لگ گیا پہلی مرتبہ کوئی معاملہ اسے سمجھ نہ آیا اس کا بھائی اپنی بیوی سے حد سے زیادہ محبت کرتا تھا تو پھر طلاق کیوں دی۔۔ "

آئیدن۔۔۔لالا پلیز میری غیرت مجھے گوارا نہیں کرتی کہ میں اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان ہوئے معاملات کسی کو بتاؤ، ہاں البتہ ایک چیز بتا سکتا ہوں کہ بہت جلد اسے مکمل طور پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آزاد کر دوں گا آئیدن اپنے لالا کی بات مکمل ہونے سے قبل بولا اور اپنا جملہ مکمل کرنے سے قبل کئی لمحے کے لیے خاموش ہو گیا ہمت نہیں ہو رہی تھی اب۔کہ اپنی من پسند عورت کو دوسری طلاق دے لیکن وہ اپنے ساتھ اسے زبردستی نہیں باندھنا چاہتا تھا اور نہ اس کی غیرت گوارا کرتی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پہلو میں رکھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی

اور کی محبت میں بتلا ہے اس نے اپنے دل میں کسی اور کے لیے خواب سجائے تھے۔۔ "

آئیدن میری بیٹی کو طلاق مت دینا تمہیں اگر کوئی اور لڑکی پسند ہے تو تم مجھ سے شادی کر لو میری بیٹی کو اپنے نام پر رہنے دو، خدا کے لیے رجوع کر لو صوفیا خانم نے آئیدن کے آگے ہاتھ جوڑ دیے وہ کبھی بھی اپنی بیٹی پر طلاق کا دھبہ نہیں لگوانا چاہتی تھی۔۔ شور کی آواز سن کر حویلی کے تمام افراد آئیدن کے کمرے میں داخل ہوئے سوائے طرسم کے۔۔ "

ہاتھ مت جوڑے، میرے پاس رجوع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دے کہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں جسے پسند کرتا ہوں وہ۔۔۔۔۔ کھوکھلی مسکراہٹ نے اس کے لبوں پر احاطہ کیا بات ادھوری چھوڑی، مکمل کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ نمیرہ علینا اور رضیہ خانم نمیرہ کے پاس گئی اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ

جسے پتھر کی ہو گئی تھی نہ آنکھیں جھپک رہی تھی اور نہ جسم کو کوئی حرکت دے رہی تھی۔۔ اسے محض دو لوگوں کے الفاظ سنائی دے رہے تھے ایک اپنی مورے اور دوسرا اپنے شوہر کے الفاظ۔۔ "

آئیدن رجوع کر لو میں نہیں جانتا تم نے کس وجہ سے میری بھانجی کو طلاق دی ہے ہمارے گھر پہلے ہی ایک طلاق یافتہ عورت ہے جسے دیکھ کر میرا دل پھٹتا ہے تم یہ مت کرو سفیان خان کی آنکھوں میں آنسو تھے ایک مضبوط مرد آج بھیگی آنکھیں لیے کھڑا تھا۔ سب حیران و پریشان تھے کہ اس قدر محبت کرنے والا شخص کیسے شادی کی پہلی رات اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔۔ "

سب ختم! آئیدن کہہ کر رکا نہیں وہاں سے لمبے ڈھگ بھرتے ہوئے چلا گیا سفیان خان، وریام اس کے پیچھے جانے لگے سردار نے ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔ "

اس وقت جذبات میں ہے جب خود کو پر سکون کر کے ہر واپس ائے گا تب اس سے اس متعلق بات کریں گے دالہام نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پھر شہریار کی جانب دیکھا جس کی نظر زمین پر تھی جہاں کچھ دیر پہلے اس کا دوست کھڑا تھا اس کے ذہن میں بھی وہی سوال گردش کر رہا تھا جو باقی سب کے ذہن میں تھا۔۔ "

نمیرہ میری جان صوفیہ خانم ، ریحانہ خانم ، رضیہ خانم ان سب نے مل کر اسے اٹھایا اس سے قبل وہ سے بیڈ پر بٹھاتے وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانا ہوتے ان کے بازوں میں جھول گئی۔۔ "

دالہام ڈاکٹر کو بلاؤ صوفیہ خانم پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اپنی بیٹی کا سر اپنی گود میں رکھ کر بلند آواز میں بولی سردار نے فوراً ڈاکٹر کو کال کی جو 15 منٹ بعد بڑی حویلی میں موجود تھی۔۔ "

پلیز آپ سب باہر جائیں مجھے چیک اپ کرنا ہے ڈاکٹر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان سب کو باہر جانے کا کہا اور پھر سکون سے نمیرہ کا چیک اپ کیا آدھا گھنٹہ انتظار کیا لیکن ڈاکٹر باہر نہ آئی تو سب عورتیں کمرے کے اندر چلی گئیں سونیا نم آنکھیں لیے کمرے سے باہر ہی رہی اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اندر جاتی بے انتہا رونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں پر سوجن ہو گئی تھی۔۔"

بی بی جی میری بات کا برا مت منائیے گا لیکن لگتا ہے کہ آپ کو اپنی بہوئیں عزیز عزیز نہیں ہے آپ کی بڑی بہو جسے سانس کا مسئلہ ہے ہر دوسرے دن ان کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور اب اپ کی چھوٹی بہو ماں بننے والی ہیں لیکن اپ کو ذرا سی بھی ان کی پرواہ نہیں۔ ڈاکٹر حیرت میں مبتلا تھی کہ کیسے بڑی حویلی کے افراد اس قدر لاپرواہ ہو سکتے ہیں ریحانہ

خانم کا جسم جیسے سن ہو گیا صوفیہ خانم کا بھی کچھ یہی حال تھا کہ ان کی بیٹی کو بھی ان کی طرح ہی اکیلے زندگی گزارنی پڑے گی اپنی اولاد کے ساتھ۔۔ "

اپنی بیٹی کا دھیان رکھے اگر ان کی حالت اسی طرح رہی تو پھر بچے کو نقصان ہو سکتا ہے ڈاکٹر نے صوفیہ خانم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر الفاظ ادا کیے اسی پل نمیرہ کو ہوش آئی اور ڈاکٹر کے الفاظ سن کر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور خالی نظروں سے کمرے میں دیکھنے لگی کہ شاید آئیدن کمرے میں موجود ہو۔۔ "

میں ماں بننے والی ہوں آئیدن مجھے طلاق نہیں دے گا خوشی سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی آنکھوں میں بے شمار آنسو تھے جو اس کے لال جوڑے پڑ گر رہے تھے صوفیا خان اور ریحانہ خانم کے لیے یہ سمجھنا مشکل تھا کہ اس کے آنسو خوشی کے ہیں یا غم کے۔۔"

مورے آئیدن مجھے طلاق نہیں دے گا میں اس کو بلا کر لاتی ہوں اور اسے بتاتی ہوں کہ وہ باپ بننے والا ہے نمیرہ نے اپنے اوپر سے لحاف ہٹایا ریحانہ خانم صوفیا خانم اور رضیہ خانم اسے پکڑنے لگی تھی لیکن وہ کمرے سے باہر بھاگ گئی اور جلد بازی میں سیڑھیاں اترتے لاؤنج میں گئی اس سے قبل وہ مین گیٹ تک جاتی سردار نے اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اس کا بازو پکڑ لیا۔۔ "

دالہام میں آئیدن کو بلانے جا رہی ہوں میں اسے بتاؤں گی وہ باپ بننے والا ہے وہ پھر مجھے طلاق نہیں دے گا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے سردار کی جانب دیکھا سفیان خان، وریام اور شہریار نے کی آنکھیں نم ہوئیں نمیرہ جیسے صدمے میں پاگل ہو چکی تھی۔۔ "

نمیرہ کمرے میں جاؤ آئیدن گھر آجائے گا سردار نے اس کی جانب نہ دیکھا کیونکہ وہ بغیر دوپٹے کے اس کے سامنے دلہن کے روپ میں کھڑی تھی۔۔ "

دالہام وہ ناراض ہوکر گیا ہے وہ گھر نہیں آئے گا میں اسے بلا کر لاتی۔۔۔۔کہاں سے بلا کر لاؤ گی اسے چپ چاپ اپنے کمرے میں جاؤ دالہام نے اپنے لہجے کو سخت کیا کیونکہ وہ مزید گھر کے ملازمین کے سامنے اپنے خاندان کی عورت کو بغیر دوپٹے کے کھڑا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ "

ممانی آپ کہیں نا دالہام سے مجھے جانے دے میں نے آئیدن کو بتانا ہے اب کی مرتبہ نمیرہ ریحانہ خانم کی جانب ہوئی انہوں نے سختی سے اپنے سینے سے لگا لیا نمیرہ فوراً ان سے دور ہوئی ریحانہ خانم نے اپنی چادر اتار کر اس کے گرد پھیلا دی۔۔ "

ممانی میں ماں بننے والی ہوں آئیدن کو پتہ چلے گا نا کہ ہمارا بچہ ، وہ مجھے نہیں چھوڑے گا نمیرہ اپنے بال پکڑتے ہوئے صدمے سے نیم پاگل ہو چکی تھی ۔ ۔ ریحانہ خانم ، صوفیا خانم ، رضیہ خانم ، علینہ ، سونیا ہر کوئی اس کی حالت دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا صبح قندیل کے وہ خاموشی کھڑے جیسے تماشہ دیکھ رہی تھی ۔

مورے میری تو طلاق نہیں ہوئی کیونکہ حاملہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی نمیرہ آنکھوں میں آنسو لیے لبوں پر مسکراہٹ سجائے بولی ۔ ۔ "

نمیرہ حاملہ عورت کو طلاق ہو جاتی ہے

ریحانہ خانم کی بات سن کر آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے سب کی جانب ایک نظر دیکھتے ہوئے وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی ۔ ۔ "

طلاق ہر حال میں ہو جاتی ہے چاہے عورت حاملہ ہو یا پھر نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو حمل میں طلاق دے تو وہ عورت اپنے مرد پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر البتہ وہ ایک یا پھر دو طلاق دے تو پھر رجوع کر سکتا ہے تین ماہ کے اندر، اگر ایک طلاق دینے کے بعد مرد تین ماہ کے اندر اپنی عورت کو دوسری دو طلاق نہیں دیتا تو ان کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔۔۔"

سفیان خان اسے سہارا دے کر کمرے تک لے کر گئے۔۔ نمیرہ کو انہوں نے سکون کی گولیاں دے دی تاکہ وہ کچھ پل سکون سے سوئی رہے۔۔ صوفیہ خانم اور ریحانہ خانم نمیرہ کے پاس بیٹھی رہی رضیہ خان کمرے سے باہر چلی گئی تاکہ اگر کوئی معاملہ ہو تو وہ سنبھال لے۔۔ سب مرد مردان خانے میں تھے۔۔ "

آئیدن سڑکوں پر خوار ہو رہا تھا آنسور کنے کا نام نہیں لے رہے تھے اور کانوں میں اپنی دشمنِ جاں کے الفاظ گونج رہے تھے کار خراب ہو گئی اسے بیچ سڑک میں چھوڑ کر پیدل چلنے لگا چلتے ہوئے وہ ایک مزار پر پہنچا اور زمین پر بیٹھ گیا اچانک بارش شروع ہو گئی اور بوندیں اس کے چہرے پر گرنے لگی ایک ملنگ اس کے پاس آکر بیٹھا اور اسے بھیگتے ہوئے دیکھنے لگا وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے تھے۔۔ "

عشق ہوا؟ ملنگ نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا اور اس سے سوال کیا۔۔ "

ہاں! آئیدن نے بنا اس کی جانب دیکھے یک لفظ جواب دیا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔ "

محرم بنا؟ ملنگ نے ایک اور سوال کیا آئیدن نے سختی سے آنکھیں بند کرلی اسے کیا بتاتا کہ محرم بن کر بھی وہ اپنی بیوی کے لیے نامحرم رہا۔۔"

ہاں! پھر سے یک لفظ جواب۔ ملنگ کو آئیدن بے انتہا ٹوٹا محسوس ہونے لگا۔۔"

یعنی مل گیا! چہرے پر مسکراہٹ آئی کہ چلو کسی ایک کو تو اس کی محبت ملی وہ اس کا محرم بن گیا لیکن وہ پھر اداس کیوں تھا دل میں ایک سوچ پیدا ہوئی۔۔"

نہیں! اس کا جواب سن کر ملنگ نے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا دل میں بے شمار سوال پیدا ہوئے۔۔"

عشق ہوا، محرم بنا، ملا کیسے نہیں؟ ملنگ نے آئیدن کا ہاتھ پکڑلیا۔۔"

ضروری نہیں عشق محرم بنے اور حاصل ہو جائے
کچھ عشق حاصل ہو کر بھی لاحاصل رہتے ہیں
)انو انصاری (

عشق ہوا، شدت سے ہوا، محرم بنا، وجود حاصل ہوا، محب محبوب کے دل سے محروم ہوا، دل میں بسنے سے محروم ہوا آئیدن نے کھوکھلا قہقہہ لگایا ملنگ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا وہ اسے ایک بھلے گھر کا معلوم ہو رہا تھا اور ایسے امیر زادوں کے لیے اپنا عشق حاصل کرنا چٹکی کا کام ہوتا ہے۔۔ "

لیکن لوگ تو وجود سے عشق کرتے ہے ملنگ نے ڈھکے چپے لفظوں میں اپنی اپ بیتی بتا دی۔۔ "

وجود سے کون عشق کرتا ہے؟ آئیدن احزان کو اپنے محبوب کی روح، دل، سانس، سوچ، دھڑکن، رگوں میں بہنے والے لہو پر حق چاہیے۔ جس

نے وجود سے عشق کیا، کیا اس نے عشق کیا؟ آئیدن کو نمیرہ کی باتیں یاد آنے لگی اور پھر اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا اس نے تو کبھی اس کے وجود سے محبت نہیں کی تھی ہمیشہ اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ "

اگر تم عشق میں اس قدر گہرائی رکھتے ہو تو محبوب کیوں نہیں تمہیں ملا؟

بات حیران کن تھی کہ اگر انسان عشق میں گہرائی رکھتا ہو تو اسے حاصل کیوں نہ ہوا۔۔"

ہائے یہ قسمت کہاں گہرائی دیکھتی ہے، کچھ عشق نصیب کے محتاج ہوتے ہے۔۔ آئیدن احزان کا عشق بھی نصیب کا محتاج تھا اگر اس کے نصیب میں اس کا عشق لکھا ہوتا تو اسے مل جاتا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موندلی۔۔"

نیت صاف ہو تو عشق کو خدا ملاتا ہے۔۔ "

لیکن اگر کسی ایک کے دل میں کھوٹ ہو تو خدا ہمیشہ کے لیے جدا کر دیتا ہے ۔ ۔ آئیدن کا جواب سن کر ملنگ چپ ہو گیا وہ انسان حد سے زیادہ اپنے اندر گہرائی رکھتا تھا ۔ ۔ "

خدا دل کے جذبات تبدیل کر دیتا ہے ۔ ۔ اسے مثبت راہ دکھانے کی کوشش کی کہ شاید وہ پر امید ہو جائے ۔ ۔ "

اے بزرگ کاش تیری دعا میری دشمنِ جاں کے دل چیر دینے والے الفاظ ادا ہونے سے قبل قبول ہو جاتی ۔ ۔ وہ چاہ کر بھی اس کے الفاظ نہیں بھول پا رہا تھا دل نے شدت سے دعا کی کاش وہ اس کے وہ الفاظ سننے سے پہلے بہرا ہو جاتا ۔ ۔ "

حیران ہو کیسے تم دل دکھ کا پہاڑ بسائے سوکھی آنکھوں سمیت بیٹھے ہو ۔ ۔ ۔ آئیدن نے ایک مرتبہ پھر کھوکھلا قہقہہ لگایا ۔ ۔ "

جب دل خون کے آنسو رو رہا ہو تو آنکھیں خاموش ہو جاتی ہے انھیں سکون آجاتا ہے۔۔ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے سہلایا جیسے وہ اپنے سینے کو سہلا کر تکلیف کم کرنا چاہ رہا تھا لیکن یہ تکلیف کہاں کم ہونی تھی جس کے ساتھ ہم وفا کریں اور وہ ہمارے ساتھ دغا کرے۔ اس دشمنِ جاں کے الفاظ انسان کو مرتے دم تک یاد رہتے ہیں۔۔ "

آنکھیں روتی ہے تو دل ہلکا ہو جاتا ہے، دل روتا ہے تو پھٹ جاتا ہے ۔۔ ایک مرتبہ پھر اسے مثبت راہ دکھانے کی کوشش کی گئی۔۔ "

کچھ ہمارا، ہمارے پاس نہ رہا، دل اس کے حوالے کیا کچل دیا گیا، سانسیں دی ختم کر دی گئی، دھڑکن بند ہو گئی، عزت دی تو عزت نفس ظالم محبوب نے پاؤں میں رول دی۔۔ بزرگ لاجواب ہو گیا نہ سوال رہا، نہ جواب، ایک خالی پن محسوس ہوا تو بے ساختہ اس اجڑے ہوئے انسان کی جانب دیکھا جو اپنا سب کچھ ہار کر اس کے پاس آ بیٹھا تھا۔۔"

واپس چلا جا اس کے پاس ورنہ مر جائے گا تو کچھ لمحوں میں۔ ملنگ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ شخص نا جانے کیا کھو کر آیا تھا۔۔ "

ابھی تو بے جان وجود سامنے ہے اگر مظلوم، ظالم کے پاس چلا گیا تو یہ وجود قبر میں اتر جائے گا۔۔ آئیدن الفاظ ادا کر کے وہاں رکا نہیں اور اٹھ کر چلا گیا چال میں لڑکھڑاہٹ تھی دل سست رفتار میں دھڑکا جیسے کچھ لمحوں میں بند ہو جائے گا۔۔

۔۔۔۔۔۔

طرسم نے آنکھیں کھولی سونیا کمرے میں موجود نہ تھی بیڈ سے اتر کر کمرے سے باہر جا کر لاؤنج کے درمیان میں کھڑی ہو گئی جب اسے ایک بلی کا بچہ نظر آیا۔ بچہ باہر کی جانب بھاگا تو وہ ننھی سی گڑیا بھی اس بلی کے بچے کے پیچھے بھاگنا شروع ہو گئی۔ بچہ بیک سائیڈ پر بنے بیک ڈور سے باہر چلا گیا تھا طرسم نے جب دروازہ کھلا دیکھا تو اس جانب بھاگ گئی

گارڈز غلطی سے آج دروازہ بند کرنا بھول گئے تھے ابھی وہ ننھی سی گڑیا باہر نکلی ہی تھی جب کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھا اور بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔۔ "

مکافاتِ عمل ہوگا، خاندان چھینا جائے گا، عشقِ دالہام فنا ہوگا، تمہارے بخت سے تخت یاور مرزا مٹائے گا۔ میرے دل میں انتقام کی سلگتی چنگاریاں لاوے کی طرح پھٹ کر ہر کانٹے کو جھلسا دے گی پوری دنیا یاور مرزا کا انتقام دیکھے گی، سردار دالہام تیمور خانزادہ ہر ایک سے قبل میرے انتقام کی زد میں آئے گا یاور مرزا نے اپنے پاس سیٹ پر بے ہوش پڑی طرسم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا دل سردار دالہام خانزادہ کے لیے نفرت سے بھرا ہوا تھا۔۔ "

سردارنی کہاں ہو؟ دالہام حویلی کے اندر داخل ہوا اور سونیا کے کمرے میں گیا خالی کمرا اسے منہ چڑھا رہا تھا بیڈ سے لحاف اور چادر اٹھا کر دور

اچھالی، بالکنی، واش روم، بیڈ کے نیچے، صوفے نیچے، لیکن ہر چیز اسے منہ چڑھا رہی تھی۔ دل میں وسوسہ پیدا ہوا، وہ اُس سے دور.... نہیں یہ سوچ ہی روح فنا کر رہی تھی۔۔ "

مجھے تنگ مت کرو ارد گرد دوبارہ نظریں دوڑائیں کہ وہ کہی سے باہر نکل آئے گی اور کہے گی میں تو اپنے گندے دیو کو تنگ کر رہی تھی، کیسا لگا میرا مزاق، آنکھوں کے پردوں کے سامنے اس کی معصوم چہرا گردش کر رہا تھا۔۔ "

دیکھو میں غصہ نہیں کروگا چار فٹی مسکرا کر کہا اور ایک مرتبہ پھر نگاہیں بے اختیار ہوئیں اور تلاش جاری کی لیکن نیراش، کہی سے اس کا مسکراتا چہرا نظر نہ آیا۔ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں گیا کہ شاید اسے اس کی چار فٹی بیوی وہاں ہو، جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اجلت میں واش روم ، بالکنی، ڈریسنگ روم، بیڈ کے نیچے کمرے کا کونہ کونہ چیک کیا، دل پر

ہاتھ رکھتے، بھاگتے ہوئے باہر گیا اور بن ناک کیے علینا کے کمرے میں داخل ہوتے تلاشی لینے لگا، وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو ایک عورت کے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا، کمرے کا کونہ کونہ دیکھ کر الماری کھولی سارے کپڑے باہر پھینک دیے کہ شاید کپڑوں کے پیچھے چھپی ہو۔۔ "

لالا کیا ہوا ہے؟ علینا نے اس کا حد سے زیادہ سرخ چہرا دیکھ کر پوچھا، سانسیں معمول کے مطابق تیز تھی، انتہا کی ٹھنڈ میں وہ پسینے میں شرابور تھا اس کی بات کا جواب دیے بغیر اپنی مورے کے کمرے کی جانب رخ کیا، اندر داخل ہوتے بے صبری سے کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ علینا بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی تھی، ریحانہ خانم کے چہرے پر پریشانی تھی ریحانہ خانم کچھ پل پہلے اپنے کمرے میں آئی تھی۔۔ "

دالہام کیا ہوا ہے ؟ سردار کو کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی وہ بس پاگلوں کی طرح اپنی سردارنی ، اپنی چار فٹی بیوی کو ڈھونڈ رہا تھا مکمل کمرے کی تلاشی لے کر اب اس نے سفیان خان کے کمرے کی جانب رخ کیا ۔ ۔ "

چھوٹی ماما لالا کو پتا نہیں کیا ہوا ، وہ میرے کمرے میں آئے تھے اور تلاشی لے کر یہاں آ گئے علینا نے اپنی بات مکمل کی تھی ریحانہ خانم کمرے سے باہر دالہام کے پیچھے چلی گئی علینا بھی ان کے پیچھے تھی ۔

دالہام سفیان کے کمرے میں داخل ہوا ، سفیان خان جو نمیرہ اور آئیدن کے بارے میں سوچ رہے تھے جھٹکے سے نظریں اس کی جانب کی ، دالہام کے لیے تو جیسے کوئی حویلی میں موجود نہ تھا سفیان خان کے کمرے کی حالت اتھل پتھل کر کے وہاں سے چلا گیا رضیہ خانم نے ریحانہ خانم کی جانب دیکھا جن کی آنکھیں نم تھی انہوں نے اپنے بیٹے کی اس

طرح کی حالت اپنے شوہر اور بیٹے کے موت کے وقت دیکھی تھی۔۔
سفیان خان اور رضیہ خانم پریشانی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب
دالہام کے پیچھے گئے، سب حیران تھے کہ آخر اسے ہوا کیا ہے وہ کسی
کے سوال کا جواب نہیں دے رہا تھا بس پاگلوں کی طرح کچھ تلاش کر رہا
تھا۔۔"

دالہام بیٹا کیا ڈھونڈ رہے ہو ریحانہ خانم نے اس شانوں سے تھاما جو لاونج
میں کھڑا چاروں طرف نظر دوڑاتے حد سے زیادہ بے چین تھا۔۔ اپنی
مورے کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹا کر وریام کے کمرے میں گیا کہ
شاید وہ اپنے چاچو کے پاس ہو۔ وریام جو گہری سوچ میں گم تھا اچانک
دروازہ کھلنے کی آواز سن کی جھٹکے اٹھ بیٹھا، دالہام نے اس کے کمرے کی
حالت بھی بکھار دی سب کی طرح اس نے بھی سوال کیا، دالہام اس

کے سوالوں کا جواب دیے بغیر شہریار کے کمرے میں گیا حویلی کا کونا کونا چھان مارا۔ اس کی چار فٹی بیوی سے نہ ملی۔۔ "

لاونج میں کھڑے ہو کر متلاشی نظریں چاروں طرف دوڑائی، وہ کہاں جا سکتی تھی پوری حویلی چھان مارلی، "کہیں صارم کے پاس" دل کے کونے سے آواز آئی۔۔ "

دالہام کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ سفیان خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا آخر اسے کیا ہوا تھا؟ وہ پاگلوں کی طرح کیا ڈھونڈ رہا تھا۔۔ "

آپ کا بیٹا میری زندگی لے گیا، دالہام سفیان خان کو شانوں سے تھام کر چلایا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا اس کی بیوی اس سے دور ہو گئی۔ سفیان خان کو سمجھنے میں کچھ لمحے لگے۔۔ "

آپ کے بیٹے کا میں وہی حال کروگا جو میں اپنی عزت کی جانب دیکھنے والوں کا کرتا ہو، اس کے جسم کا ہر عضو اس کے بدن سے جدا کردوگا آنکھوں میں سفاکیت، جنون تھا جو دیکھنے والے کو خوف میں بتلا کر رہا تھا سبز آنکھوں میں سرخی شامل ہوئی، سفیان خان کو لگا سب کچھ تباہ کر دے گا اگر اسے طرسم نہ ملی۔۔ "

دالہام! پر سکون ہو جاؤ وہ اپنے باپ کے پاس۔۔۔۔۔ پر سکون، بات مکمل کرنے سے قبل اس نے لفظ ادا کیا ابرو اچکائی گئی پر اسرار قہقہہ لگایا گیا جھٹکے سے مڑ کر سفیان خان کی جانب دیکھا۔۔ "

میری زندگی آپ کے بیٹے سے لے کر، اس کی زندگی ختم کردوگا، بیٹے کی قبر پر مٹی ڈالنے کے لیے تیار رہے، لبوں پر پر اسرار مسکراہٹ، رخسار کے گرے نمایا ہوئے،

اس کا روپ سب کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا ایک وحشی درندہ بن گیا تھا دیو اپنی پری کے لیے۔ سفیان خان نے نفی میں سر ہلایا انھیں معلوم تھا وہ جو کہتا ہے وہ کر گزرتا تھا۔ ریحانہ خانم کو ڈر لگنے لگا انھوں نے اپنے بیٹے کا جنونی روپ اپنے شوہر کی موت کے وقت دیکھا اور آج اس کی آنکھوں میں وہی جنون تھا۔۔ "

دالہام لالا میرے لالا پاس۔۔۔۔۔۔ بکواس بند، دالہام خانزادہ کو کسی کی زبان خود کے سامنے چلتی برداشت نہیں، دالہام وہاں سے جانے لگا رضیہ خانم نے اس کا بازو پکڑ لیا وہ اپنے بیٹے کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔ سردار نے نرمی سے ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کیا وہ عورت تھی اور قابلِ احترام تھی۔۔"

صارم جو طرسم سے ملنے کے لیے بڑی حویلی میں داخل ہوا، سامنے بڑی حویلی کے تمام افراد کو دیکھ کر اس کے قدم رکے، اس کے اندازے

کے مطابق سب سو چکے تھے۔ وہ کچھ پل رکا اور پھر لاونج میں داخل ہوا،
جیسے ہی دالہام کی نظر اس پر پڑی اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کا
گریبان پکڑتے اس کے چہرے پر کئی مکے مارے یہاں تک کہ وہ لہو
لہان ہوگیا، صارم نے پہلے تو کچھ نہ کہا لیکن جب وہ حد سے زیادہ اکھڑنے
لگا تو اس نے بھی اپنے ہاتھ چلائے، وریام اور سفیان خان آگے بڑھے
انھیں دور کرنا چاہا تو دالہام نے وریام کو دور دھکا دیا منہ کے بل زمین پر
گرا۔۔ "

میری بیوی کہاں ہے صارم خان؟ دالہام نے اس کی گردن دبوچی،
دوسرے ہاتھ سے اپنی جیب سے چاقو نکالا۔ قندیل کے چہرے پر
مسکراہٹ تھی کہ چلو اس کے راستے کا کانٹا دور ہوا۔ طرسم دالہام سے
جدا ہوگئی۔ سفیان نے اس کے ہاتھ سے چاقو لینا چاہا، دالہام نے چاقو
دیکھا کر پیچھے کیا۔۔ "

کیا بکواس کر رہے ہو دالہام، میری بیٹی کہاں گئی وہ تمہارے پاس تھی ویسے بہت غیرت مند۔۔۔جھوٹ بولنا بند کرو صارم میں تمہاری زبان کاٹ دوگا، بات کو بدلنے کی کوشش نہ کرو، میری بیوی کہاں ہے؟

دالہام اس کی بات کاٹتے دہاڑا اور چاقو صارم کے بازو پر مارا، ہاتھ بے اختیار ہو رہے تھے وہ مچل رہے تھے کسی کے وجود کے ٹکڑے کرنے کے لیے۔۔"

طرسم میرے پاس نہیں صارم بول رہا تھا جب دالہام نے اس کے دوسرے بازو پر چاقو مار دیا۔۔ ریحانہ خانم، رضیہ خانم، علینا آگے بڑھ کر روکنے لگی سفیان خان نے، خونخوار نظریں ان پر ٹکائی اور وریام کا ہاتھ پکڑا۔ انھیں معاملہ خطرناک لگ رہا تھا۔ وریام نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تو سفیان خان نے اس قدر سختی سے اس کا ہاتھ دبایا کہ اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی۔۔ علینا روئے جا رہی تھی اسے ڈر لگ رہا

تھا کہیں دالہام اس کے شوہر کا مار نہ دے۔۔ دالہام اس کے سینے پر چاقو مارنے لگا، صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور خونخوار نظریں اس پر ٹکائی اسے اپنی بیٹی کے ہاتھوں پر بنے نشان نظر آنے لگے۔۔ دونوں کی آنکھوں میں وحشت تھی دو دوست جانی دشمن بنے ایک دوسرے کی جان لینے کے در پر تھے۔۔ "

اپنی بیٹی کو میں ڈھونڈ لوگا سردار دالہام خانزادہ، ایک طرح سے اچھا ہوا وہ تم جیسے ہوس پرست کی قید سے آزاد ہو گئی صارم نے چاقو دالہام کی جانب موڑا، دالہام نے اس کا ہاتھ گھمایا اور چاقو صارم کے بازو میں جا لگا۔۔ "

وہ میری ہے صارم خان اسے میں ڈھونڈ کر رہو گا اور تا عمر اس دیو کی قید میں رہے گی وہ اس دیو کی پری ہے اور جانتے ہو نہ دیو پاتال سے بھی پری کو ڈھونڈ نکالتا ہے دالہام خانزادہ کی آنکھوں میں جنون تھا اور صارم

نے حقارت سے اس کی جانب دیکھا وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ وہ اس ننھی سی گڑیا کے باپ سے بات کر رہا ہے۔۔ "

تم سے پہلے میں اپنی بیٹی کو ڈھونڈ لوگا اور وہ اپنے بابا کے پاس رہے گی ہمیشہ۔۔ "

دیکھتے ہے صارم خان کون دیو کی پری کو ڈھونڈتا ہے دالہام کا لہجہ چیلنجنگ تھا وہ اپنی سردارنی کو خود سے دور برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

کبھی بھی میں اپنی بیٹی کو تمہارے پاس نہیں رہنے دوگا کیونکہ تم صرف اس سے اپنی ہوس صارم کے منہ پر نے والے تھپڑ نے اس کا منہ بند کر دیا، دالہام کو ایک لمحہ لگا سمجھنے میں کہ اس نے طرسم کے ذہن میں گند بھرا ہے۔۔ دالہام نے اسے گریبان سے پکڑ لیا۔۔ "

تف ہے تجھ پر اور تیری سوچ پر صارم خان، تجھ جیسے کو جواب دہ نہیں ہو میں، میں جانتا ہوں دیو نے پری کو کیسے سنبھالا ہے دالہام اسے دھکا

دے کر چلا اس کے لیے فل وقت ضروری اپنی چار فٹی بیوی کو ڈھونڈنا تھا۔۔"

میری بیٹی صارم باہر کی جانب جانے لگا علینا نے صارم کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔"

کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی، دالہام لالا ڈھونڈ لیں گے میری بیٹی کو۔ شرم آنی چاہیے تھی آپ کو اپنی بیٹی کے ذہن میں ایسا گند بھرتے ہوئے سٹیج پر جب وہ ہوس لفظ بولنے لگی تھی تو لالا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ ہم میں کسی کو پتہ نہ چلے، جانتے ہیں کون سے ہوس پوری کرتے تھے لالا، اسے شہزادیوں کی طرح اپنے ساتھ رکھتے، اس کا ہر نخرا اٹھاتے۔ میں جب پہلی مرتبہ لالا سے ملی تھی وہ کسی کو اپنے رخسار کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے اور میری بیٹی وہاں پر دانت گاڑھتی ان کے بال خراب کرتی، اس طرح کی ہوس پوری کرتے تھے لالا۔ علینا نے سب کچھ

اپنے شوہر کو بتا دیا سفیان خان آگے بڑھے اور اس کے چہرے پر زور دار تھپڑ مارا۔۔ "

شرم سے ڈوب مرو صارم خان، پہلے تم نے قتل کیا جس سے ہمارا خاندان بکھر گیا اور تمہاری وجہ سے ایک مرتبہ پھر ہمیں دکھ سہنا پڑے گا سفیان خان غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تاکہ اپنی پوتی کو ڈھونڈ سکیں صارم خان کو آج اپنا آپ اکیلا محسوس ہو رہا تھا ریحانہ خانم کی جانب دیکھا جنہوں نے رخ موڑ لیا، علینا روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی، قندیل بھی آنکھیں گھماتی ہوئی چلی گئی۔۔ صارم خان بھاگتے باہر گیا اور اپنی کار میں بیٹھ کر اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے لگا سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے کون سے دکھ پر روتے نمیرہ کے یا پھر طرسم کے۔۔ "

دالہام اپنی چار فٹی بیوی کو ڈھونڈنے کے لیے دربدر بھٹک رہا تھا،
موبائل رنگ ہوا یعقوب کا نام جگمگا رہا تھا۔۔ "
سردار اگر یہ کام صارم خان کا نہیں ہے تو پھر یاور کا ہے یاور کا ایک
آدمی اس وقت جنگل کے قریب ایک چھوٹے سے گھر میں ہے یعقوب
کی بات سنتے ہی دالہام نے کال بند کر دی اور اپنا رخ جنگل کی جانب کیا
اسی کے پیچھے سفیان خان اور صارم تھا انہوں نے بھی اپنی کار دالہام
کے پیچھے لگا دی۔۔ جنگل سے کچھ دور کار روک کر گن اور چاکو لے کر لمبے
ڈھگ بھرتا گھر کے پاس پہنچا، ٹانگ مار کر دروازہ توڑتے اندر داخل ہوا
وہ آدمی سردار کو اپنے سامنے دیکھ کر بھاگنے لگا۔ دالہام نے ہاتھ میں
پکڑا چاکو اس کی طرف پھینکا جو پاؤں پر جا کر لگا۔۔ "
یاور مرزا کہاں پر ہے اس کی گردن دبوچتے دہاڑا، گن اس کے سینے پر رکھی
اسی پل سفیان خان اور صارم خان گھر کے اندر داخل ہوئے۔۔ "

مجھے نہیں پتہ وہ کہاں پر ہے ؟ ہر مرتبہ کی طرح اسے آج پھر یاور کے آدمی سے وہی الفاظ سننے کو ملے اس کے پاؤں سے چاقو نکال کر جبرا دبوچتے منہ کے اندر چاکو مارنا شروع ہو گیا۔۔ سفیان خان اور صارم اس کا وحشی پن آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے دیکھ رہے تھے۔۔ دالہام کے ہاتھوں رکے نہیں تھے اس کے منہ کو چھوڑ کر سینے پر چاکو مار رہا تھا بے دردی سے سینے سے چاکو نکال کر اس کی شہ رگ پر مارا پھر اس کی پیشانی کے اندر مارنا شروع ہو گیا، ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ دی، سفیان خان آگے بڑھے اور دالہام کے ہاتھ سے چاکو چھین لیا لیکن پھر بھی جیسے اس کی وحشت ختم نہیں ہو رہی تھی ہاتھ میں پکڑی گن میں جتنی گولیاں تھی ساری کی ساری اس آدمی کے وجود میں اتار دی۔۔ "

پاگل ہو گئے ہو تم سفیان خان نے اس کے ہاتھ سے گن پکڑلی، دالہام نے اپنا رخ موڑ کر گردن ٹیڑی کر کے ان کی جانب دیکھا سفیان خان کو ایک لمحے کے لیے اس سے خوف محسوس ہوا۔۔ "

ہر ایک کو اس طرح قتل کرو گے۔۔ "

ہاں! جو مجھ سے یہ کہے گا کہ اسے نہیں معلوم میری بیوی کہاں پر ہے اس کے یونہی ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دوں گا دالہام شعلے برساتی آنکھوں سے صارم کی جانب دیکھتے ہوئے وہاں سے چلا گیا اس کے کپڑے خون آلود تھے جسم کا ایک حصہ بھی ایسا نہ تھا جہاں پر خون نہ لگا ہو۔۔ "

ایسے حیرانگی سے کیا دیکھ رہے ہو اگر وہ آج وہ وحشی درندہ بنا ہے تو صرف تمہاری وجہ سے سفیان خان کو اپنے بیٹے پر حد سے زیادہ غصہ تھا جس کی وجہ سے سب کچھ خراب ہو رہا تھا۔ 10 سال بعد ان کا خاندان اکٹھا ہوا تھا اور ان کے بیٹے کی وجہ سے ایک مرتبہ پھر سے بکھر رہا تھا۔۔ "

آنکھیں کھولی، وہ اپنے کمرے میں موجود تھی سر پر چھت تھی لیکن ایسا محسوس ہوا جیسے چھت چھین لی گئی، آنکھوں میں آنسو لیے چاروں طرف دیکھا کوئی بھی اس کے پاس موجود نہ تھا وہ تنہا تھی رہ گئی تھی خود کی بدولت۔۔ "

مورے! ہمت کرتے اپنی مورے کو پکارا آواز اس قدر دھیمی تھی کہ اگر اس کے بے حد قریب کوئی بیٹھا ہوتا تو شاید سن پاتا۔ ایک مرتبہ پھر پکارا لیکن کوئی نہ آیا۔۔۔ "

سب ختم! کانوں پر سختی سے ہاتھ رکھا آوازیں بند نہ ہوئی، ہتھوڑے کی مانند سر پر لگ رہی تھی، نظریں بے اختیار ہو رہی تھی اس شخص کے لیے جسے نمیرہ حسن کہتی تھی مجھے تم سے محبت نہیں، تمہاری موجودگی

مجھے برداشت نہیں، آج اسی کی منتظر تھی اس کے رجوع کی منتظر تھی۔۔ "

کیونکہ زندگی ہو تم میری، تمہارے بغیر میرا گزارا نہیں ہے۔۔

جان ہی تو ہو اس لیے تو نہیں چھوڑ سکتا، جینے کے لیے جان ہی تو ضروری ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں اپنا سر تھامتے، باربار نفی میں ہلاتے ہوئے اس کے الفاظ سے پیچھا چھڑوانا چاہا، نمیرہ کو آئیدن احزان کے خوبصورت الفاظ چب رہے تھے، وہ جس سے محبت کرتی اس نے کبھی نظر بھر کر اس کی جانب نہ دیکھا تھا۔۔

مجھے تمہیں اپنا عادی بنانا ہے۔۔ نمیرہ کو آئیدن کے الفاظ سچ لگ رہے تھے نمیرہ حسن بچپن سے عادی تھی لیکن انجان تھی ہمیں خطرناک عادت کاتب انداز ہوتا ہے جب جس کی عادت ہو وہ ہم سے دور ہو جائے۔ وہ

جکڑلی گئی تھی محبت اور عادت کے بیچ۔جس شخص کی عادی تھی اسے کھو دیا اور جسے چاہا وہ کبھی اس کا تھا ہی نہیں۔۔۔ "

متاعِ جاں !واش روم کی طرف سے آواز آئی تو مڑ کر اس جانب دیکھا، وہ کہاں تھا؟ کیا وہ اسے اپنائے گا؟ اپنے بچے کو اپنائے گا؟ طلاق ہوگی؟ کئی سوال دل میں پیدا ہوئے، دل خون کے آنسو رونے لگا۔۔ "

(آئیدن تمہیں دل وجاں سے چاہتا ہے اس سے وفا کرنا دغا نہیں)

مورے آپ کی بیٹی دغا کر گئی، میں اپنی ماں کی طرح وفادار بننا چاہتی تھی لیکن اپنے باپ کی طرح دغا باز بن گئی اپنے بال نوچتے ہوئے چلائی اور دہاڑے مار مار کر رونے لگی وہ ہار چکی تھی اس شخص کو جو اس پر اپنی جان قربان کرتا تھا۔۔ "

یا اللہ مجھے معاف کردے اوپر کی جانب دیکھتے اپنا سر تھامے اپنے خدا سے معافی مانگنے لگی یہ جانتے ہوئے بھی کہ جب تک وہ انسان معاف نہ کرے جس کو تکلیف پہنچائی ہو، خدا بھی معاف نہیں کرتا۔۔ "

نمیرہ! صوفیا خانم کمرے میں داخل ہوئی اسے اپنے بال نوچ کر بلک بلک کر روتے دیکھ اس کے پاس بیٹھی اور اپنے سینے سے لگایا۔۔ "

مورے میں دغا باز نکلی، میرے باپ کا خون رنگ لے آیا، اس کی طرح اس کی بیٹی بھی دغا کر گئی اپنے وفادار شوہر سے صوفیا خانم نے پتھریلی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا اور سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے، جو سمجھ دل کو آئی وہ اپنانے کے قابل نہ تھی۔۔ "

نمیرہ مورے کی جان کیا کہہ رہی ہو؟ ایک مرتبہ تصدیق کرنا چاہی کہ شاید ان کی بیٹی صدمے میں ہے اس لیے ایسے الفاظ بول رہی ہے۔۔ "

مورے میں نے ایک وفادار مرد کی وفا کو ٹھکرادیا، ایک نامحرم کی محبت میں نمیرہ سختی سے اپنی بال پکڑکر گھٹنوں میں چھرادے گئی۔ صوفیا خانم نے نفی میں سر ہلایا ان کی بیٹی ایسا نہیں کر سکتی تھی اس کی تربیت تو بڑی حویلی کے افراد نے کی تھی، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تربیت کی جگہ خون رنگ دکھا جاتا ہے۔۔ "

میں دالہام سے محبت اس سے قبل وہ اپنی بات مکمل کرتی صوفیا خانم نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا، صوفیا خانم کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا کہ طلاق ہونے کی بڑی وجہ ان کی اپنی بیٹی ہے۔۔ "

نمیرہ یہ الفاظ ادا کرنے سے پہلے مر کیوں نہ گئی تم، نکاح میں ہوتے ہوئے بھی کسی اور کی محبت اپنے دل میں پیدا کی اور وہ بھی اپنے شوہر کا بھائی صوفیا خانم اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔ "

ایک نامحرم کی محبت تمہیں کس موڑ پر لے آئی ہے نمیرہ، حرام کا نتیجہ حرام ہی ہوتا ہے، اب تم بے شرموکی طرح یہ کہوں گی کہ مرد اگر نکاح کے بعد کسی اور عورت کی محبت میں بتلا ہو جائے تو معاشرہ اسے گناہ تصور نہیں کرتا؟۔۔ہاں ہمارا معاشرہ اسے گناہ تصور نہیں کرتا لیکن وہ مرد خوش نہیں رہ پاتا، اپنے باپ کا حال دیکھ لو اسے خدا نے اپنی سب سے بڑی رحمت سے محروم کر دیا، بیٹی سے محروم کر دیا، وہ امیر ہو کر بھی غریب ہے۔ معاشرہ مرد کا گناہ نہیں مانتا لیکن خدا تو سب دیکھتا ہے اس کے لیے سب ایک جیسے ہے صوفیا خانم روزو قطار روتے ہوئے کہہ رہی تھی ان کے الفاظ سننے کے بعد نمیرہ کے پاس کوئی الفاظ نہ رہے ،جب الفاظ ہی ختم ہو جائے تو کیسے سوال اور کیسے جواب، ایک نظر اس نے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا جو خالی تھی انھیں تھامنے والا چھوڑ کر جا چکا تھا جب انسان اپنا سب کچھ کھو دے تو وہ اپنی کھالی ہتھیلیوں کو

دیکھتا ہے۔۔ صوفیا خانم چلی گئی ان میں تمام ترسکت ختم ہوگئی اپنی بیٹی کے الفاظ سن کر۔۔۔ "

(نامحرم کی محبت تمہیں کس موڑ پر لے آئی، حرام کا نتیجہ حرام ہی ہوتا ہے) کانوں میں صرف یہی الفاظ تھے وہ محبت میں اس قدر غرک ہو چکی تھی کہ اسے حلال و حرام میں فرق سمجھ آنا ختم ہوگیا۔۔۔ "

یا اللہ مجھے معاف کردے میں نے نامحرم کی محبت کی وجہ سے، میں نے اپنے محرم کو کھودیا۔ ایک وفادار، جان نچھاور کرنے والے شخص کو کھو دیا، یا اللہ میں تیرے فیصلے پر صبر کر سکتی تھی لیکن میں نے شیطان کی سنی اور سب کچھ کھو بیٹھی، یا اللہ ایک صرف ایک موقع دے مجھے میں تیری راہ مضبوطی سے تھام لوگی، جو فرائض تو نے میاں بیوی کے مقرر کیے ہیں میں اس پر پوری اتروں گی، یا اللہ مجھے برباد ہونے دے بچالے، اپنی بندی کو بچالے نمیرہ دل دہلا دینے والی چیخیں مار رہی تھی، دل پچھتاوے

میں بتلا تھا کہ وہ بہتر کی تلاش میں بہترین کھو بیٹھی، وہ اس قدر گمراہی کے راستے پر چل پڑی تھی کہ اپنے شوہر کو کہہ گئی وہ اس کی بجائے اس کے بھائی کے پہلو میں جانا چاہتی ہے۔۔ "

مجھے معاف کر دے میرے خدا بلند آواز میں چلائی۔ دل پھٹنے کے قریب تھا دہاڑے مار کر رونے لگی۔۔ "

شہریار سردار، سفیان خان ان سب کے باہر نکلتے ہی وہ بھی باہر چلا گیا تاکہ اپنے دوست کو حویلی لا سکے تین گھنٹے خوار ہونے کے بعد وہ آئیدن کو لیے حویلی داخل ہوا۔۔ "

آئیدن یہ کیا ہے اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل دیکھ کر ریحانہ خانم دکھ دل میں سمائے، آنکھوں میں آنسو لیے، تکلیف کے زیرِ اثر بولی ان کا بیٹا حرام شہ کو منہ لگا رہا تھا۔۔ "

سکون! آئیدن نے ایک نظر شراب کی بوتل دیکھا جو اسے سکون نظر آرہی تھی۔ وہ غم میں یہ بھول رہا تھا حرام شہ سکون نہیں تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔۔ "

ادھر دو مجھے ریحانہ خانم اس کے ہاتھ سے بوتل پکڑنے لگی تو اس نے بوتل پیچھے کی جانب لے جاتے کمر کے ساتھ لگالی۔۔ "

میرا سکون مجھ سے دور ہو گیا یہ مت دور کرے، دماغ کی نسیں، دل پھٹ رہا ہے، ایسا لگ رہا خون کی گردش شدت اختیار کر گئی ہے اور دماغ تک پہنچ کر اسے مفلوج کر دے گی اور آپ کے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے سکون مل جائے ریحانہ خانم اس کے الفاظ سن کر تڑپ اٹھی، انھیں وجہ نہیں معلوم تھی سمجھ سے باہر تھا بیٹے کا ساتھ دے یا اپنی بہو جسے بیٹیوں کی طرح پالا کسے، سنبھالے وہ دوراہے پر کھڑی تھی۔۔ "

مورے حل نہیں مل رہا تکلیف کا سکون خفا ہوگیا ، اوئے دیکھ تو کہہ رہا تھا نظر لگ جائے گی ، لگ گئی ، آئیدن احزان تیمور خانزادہ تباہ ہوگیا ، سب ختم اوپر کی جانب چہرا کر کے بلند آواز میں چلایا ۔ ہاتھوں کو آپس میں جوڑا درمیان میں حرام شہ تھی ۔ ۔ "

ایک یار کو یار کی نظر کھا گئی شہریار اس کے پاس گیا اور گلے لگ گیا آئیدن نے مضبوط گرفت اس کے گرد بنالی ، کچھ لمحے بعد اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما ۔ ۔ "

تیری نظر نہیں لگی ، جو یارا اپنے یار کا صدقہ دے اس کی نظر لگتی ہے ؟

آئیدن احزان اپنے نصیب کے آگے ہارا ، اپنی منمانی کروا کر اپنے عشق کو حلال کیا ، اپنی منمانی کروا کی رخصتی کروائی اور رخصتی کی رات جدا کر دیا خود سے ، اپنی روح کو جسم سے جدا کر دیا آئیدن احزان نے ایک مرتبہ پھر

سے کھوکھلا قہقہہ لگایا، شراب کی بوتل ہاتھ میں تھی اور وہ دکھ کے نشے میں ڈوب چکا تھا۔۔ "

جو گناہ کیا ہے اس کی تلافی کر لو سکون مل جائے گا ریحانہ خانم نے اس کی تکلیف کا حل بتایا تو آئیدن نے زخمی نگاہوں سے اپنی مورے کے جانب دیکھا۔ کاش انھیں اصلیت معلوم ہوتی۔ صحیح کہا مرد کسی سمجھ نہیں آیا یا کسی نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی، آج آئیدن احزان بھی اسی مقام پر تھا۔۔ "

آئیدن رجوع کر لو صوفیا خانم آئیدن کے پاس گئی اس کا ہاتھ تھاما آنکھیں خشک نہیں تھی ایک ماں کی آنکھیں کیسے اپنی بیٹی کی طلاق پر خشک ہو سکتی تھی۔۔ "

رجوع ؟ میرے پاس کوئی جواز نہیں ہے آئیدن کہہ کر وہاں سے جانے لگا جب اس قدم شہریار کے الفاظ پر رکے۔۔ "

اپنی اولاد کی خاطر بھی رجوع نہیں کرے گا، اسے باپ کے پیار کے لیے ترسائے گا جیسے خود ترسا ہے جیسے خود بلک بلک کر روتا تھا تنہائی میں، اسے بھی اس محرومی سے آشنا کروائے گا آئیدن احزان کی روح صحیح معنی میں اب جسم سے جدا ہوئی، دل میں درد کی لہر پیدا ہوئی، سانس لینے میں مشکل ہوئی، مڑ کر کسی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی، کیا ہو گیا؟ وہ کیا کر گیا تھا؟۔۔ "

اگر یہ جھوٹ ہوا تیری جان لے لوگا آئیدن لڑکھڑاتے ہوئے شہریار کے پاس گیا ذہن کام کرنا بند ہو گیا، شہریار نے نظریں دوست پر ٹکائی ہوئی تھی جو ہارا ہوا اس کے سامنے تھا۔۔ "

یہ تو تجھے معلوم ہو گا یہ سچ ہے یا پھر جھوٹ شہریار نے ڈھکے چھپے لفظوں میں ہر بات واضح کر دی۔ آئیدن نے سب کی جانب دیکھا جن کی نظریں آئیدن پر تھی۔۔ "

آئیدن اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہوتی کہ تم نے رخصتی سے پہلے اپنے رشتہ کو آگے بڑھالیا تو میں تمہیں بہت ڈانٹتی لیکن اب میں بہت خوش ہوں کہ خدا نے تم دونوں کے رشتے کو بچالیا، خدا کے لیے رجوع کرلو آئیدن نے ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کی وہ ایک عجیب موڑ پر آگیا تھا پہلے اپنے محبوب کی خوشی کی خاطر اسے چھوڑنے کے لیے تیار ہوگیا اور اب اپنی اولاد کی خاطر اسے اپنانے کی حامی بھرنے والا تھا۔۔۔ "

اگر تم نے کچھ وقت تک رجوع نہ کیا میری بیٹی پاگل ہوجائے گی صوفیا خانم نے نمیرہ کی حالت یاد کرتے روتے ہوئے کہا وہ پہلے ہی نیم پاگل ہوچکی تھی طلاق کا لفظ سن کر۔۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ماں بننے والی ہے اس کے ذہن میں وہ تمام باتیں گردش کرنے لگی وہ تمام حالات سامنے آنے لگے جو اس کی ماں نے برداشت کیے تھے اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ لوگوں کے طنز برداشت کرتی۔ اپنی اولاد کو محرومی

دیتی اس نے حد سے زیادہ محرومیاں سہی تھی چھوٹے ہوتے بلک بلک کر روتی تھی کہ کاش وہ اپنے باپ کے گھر ہوتی جیسے سب باپ اپنی اولاد کے لاڈ اٹھاتے ہیں اس کا باپ بھی اٹھاتا۔۔۔ "

آئیدن کسی کی جانب نہ دیکھا اور نمیرہ کے کمرے میں داخل ہوا نمیرہ گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی اس کی ہچکیوں کے آواز جیسے ہی آئیدن کے کانوں کے ساتھ ٹکرائی۔ ایک لمحے کے لیے دل کیا اسے اپنے سینے میں بھینچ لے، محض ایک لمحے کا احساس پھر دشمنِ جاں کے زہر خند الفاظ گونجنے لگے۔ بنا آواز پیدا کیے اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ کیا کہتا اس کے پاس الفاظ نہیں تھے۔ جس سے حد سے محبت کی اس نے دغا کر دی، نمیرہ کے ناک کے نتھنوں سے آئیدن کے عطر کہ خوشبو ٹکرائی، روئی سوجھی ہوئی آنکھیں اس کی جانب کی، لیکن جھکی ہوئی۔ ہمت نہ تھی

نظریں ملانے کی جو الفاظ وہ ادا کر گئی تھی اس کے بعد کچھ نہیں بچا تھا کہنے کو۔ نامحرم کی محبت اسے تباہ کر گئی۔ آئیدن نے ایک پل کے لیے اسے غور سے دیکھا جو اجڑی ہوئی حالت میں بیٹھی تھی۔ بال بکھرے، آنکھوں کے نیچے کاجل پھیلا، آنکھیں سوجن زدہ، لباس کس جانب جا رہا تھا پہننے والی کو کوئی خبر نہیں تھی، وہ ابھی دلہن کے لباس میں ملبوس تھی، آئیدن نے وال کلاک کی جانب دیکھا جو صبح کے دس بجا رہا تھا۔۔ "

آ۔ آئید۔۔ آئیدن اٹکتے ہوئے پانچ منٹ لگا کر اس کا نام بولا، وہ بت بنا پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا، ہاتھ دل کے مقام پر تھا خیالات بے شمار تھے ان میں سے ایک، کہ اگلے ہی پل سانسیں بند ہو جائے گی اسے سکون آجائے گا ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔۔ "

کیا۔۔۔ چاہتی۔۔۔ ہو، بچہ اپنے۔۔۔ پاس۔۔۔ رکھنا۔۔۔ ہے

۔۔۔۔ یا۔۔۔ پھر ایک مرتبہ پوچھ لینا بہتر سمجھا کہ اسے بچہ اپنے پاس

رکھنا ہے یا آئیدن کے حوالے کرنا ہے کیونکہ وہ ان چاہے مرد کی اولاد تھی ۔ آئیدن کے ذہن میں خیال آیا کہ چاہے وہ اس سے محبت نہیں کرتی ، وہ ماں تو ہے اور ماں کبھی اپنی اولاد کو خود سے دور نہیں کرتی ۔ نمیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ، جیسے نمیرہ نے محرومیاں سہی تھی ویسے ہی آئیدن نے بھی سہی تھی پھر وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ بچہ تم نے اپنے پاس رکھنا ہے ؟ ، وہ کچھ نہ بولی ہمت نہیں تھی یہ کہنے کی کہ رجوع کر لو۔۔ "

دونوں۔۔۔کے۔۔۔۔پاس۔۔۔۔رہنا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر 15 منٹ بعد بولی وہ اپنی اولاد کو محرومیاں نہیں دینا چاہتی تھی ۔۔ آئیدن نے اس کی جانب دیکھا جو اس سے نظریں ملا کر بات کرتی تھی آج نظریں ملانے کی ہمت نہ تھی اس میں ۔۔ آئیدن اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا شراب کی بوتل سائیڈ پر رکھ دی اور نمیرہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھا

آنکھیں بند کی تو پھر سے وہی الفاظ، نمیرہ نے آنکھیں میچ لی آج نا جانے کیوں اسے لمس نے سکون دیا، وجہ پچھتاوا، احساس، قدر تھی جو اسے کچھ گھنٹوں میں معلوم ہوئی، طلاق کا لفظ سننے کے بعد۔۔ "

میں آئیدن احزان تیمور خانزادہ رجوع کرتا ہو ہنوز آنکھیں موندے اس کے کان کے قریب اپنے لب کرتے آنکھوں میں آنسو لیے کہا۔ پیچھے ہوا اور جب آنکھیں کھولی آنکھیں سوکھی تھی، نمیرہ اپنا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر دہاڑے مار کر رونے لگی، دل پھٹ رہا تھا، پھر پیٹ پر ہاتھ رکھ دہاڑوں کی آواز بلند ہوئی۔ آئیدن نے زبان تالو کے ساتھ چپکا لی تاکہ آنکھیں بھیگنے سے رہ جائے، جس کی آنکھوں میں ایک آنسو برداشت نہیں تھا اسے ضبط کھوتے چلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، نمیرہ کی آنکھیں بھیگی تھی غبار نکل رہا تھا لیکن آئیدن احزان اس کا دل رو رہا تھا جب دل روئے تو انسان کی روح روتی ہے۔۔ "

رومت !جو محرومیاں ہم دونوں سے سہی ہے میں ہماری اولاد کو سہنے نہیں دوگا ، دل چاہا ایک تھپکی دے کر اسے چپ کروائے لیکن وہ مزید اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔ نمیرہ نے نظر اس کے ہاتھوں کی جانب دیکھا جن میں شراب تھی بے ساختہ اس کی نظریں اٹھی ، نظروں کا تسام ہوا ، محض ایک لمحے کا تسام ، نمیرہ نے یکدم لمبی سانس لی اگلی سانس لینا محال ہوا ۔ جس کی آنکھیں مسکراتی تھی آج ان میں ویرانی ، تکلیف ، سرخ ، خاموشی ، کوئی تاثر نہ تھا اس کی آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھی ۔ بالوں کو مٹھی میں جکڑلیا وہ کیا کر گئی ایک ہنستے مسکراتے ہوئے انسان کی خوشی کھا گئی تھی ۔ آئیدن اٹھ گیا دونوں کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہ تھا ۔ نمیرہ سینے پر ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی آئیدن نے فوراً سائیڈ ٹیبل سے جگ پکڑ کر گلاس میں پانی ڈالا اور اس کے سامنے کیا نمیرہ لبوں سے لگا کر ایک سانس میں اپنے اندر انڈیل گئی ، سکت ختم

تھی اس نے تقریباً دو دن سے کچھ کھایا نہیں تھا۔۔۔ آئیدن اپنے کمرے میں چلا گیا اس کے سے باہر نکلتے ہی ریحانہ خانم، رضیہ خانم، صوفیا خانم کمرے میں داخل ہوئی، نمیرہ کے پاس جاتے ریحانہ خانم نے اسے گلے لگایا وہ جانتی تھی ان کا بیٹا رجوع کر چکا ہے۔۔ "

بھابھی اسے آئیدن کے کمرے میں چھوڑ آئے، صوفیا خانم نے آنکھوں میں آنسو لیے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا اور اپنے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی بیٹی کی زندگی اجڑنے سے رہ گئی۔۔۔ "

صوفیا ابھی اس کی حالت۔۔۔ بھابھی پلیز اسے چھوڑ آئے آئیدن کے پاس یہ اب نہ آپ کی ذمہ داری ہے نہ میری، یہ اپنے شوہر کی ذمہ داری ہے، اس کی امانت ہے ریحانہ خانم خاموش ہو گئی صوفیا خانم صحیح کہہ رہی تھی وہ امانت تھی اس کی اور ان کے درمیان اختلافات تھے اگر دور رہتے تو معاملہ خراب بھی ہو سکتا تھا۔۔ "

چلو اٹھو بیٹا ریحانہ خانم اور رضیہ خانم نے اسے اٹھا کر بیٹھایا اور سہارا دے کر آئیدن کے کمرے میں لے گئے۔ آئیدن اوندے بیڈ پر لیٹا تھا، ریحانہ خانم نے سائیڈ ٹیبل کی جانب دیکھا اور پر سکون سانس لی اس نے شراب نہیں پی تھی لیکن سائیڈ ٹیبل پر نیند گولیاں تھی، نمیرہ کو رضیہ خانم کے سہارے پر چھوڑتے سائیڈ ٹیبل کے پاس گئی، گولیوں کا پتا دیکھا جس میں تین نکالی گئی تھی یعنی اس نے حد سے زیادہ نہیں کھائی تھی۔۔ نمیرہ کو انہوں نے بیڈ پر بٹھا دیا۔۔ "

نمیرہ کھانا لادو، بیٹا تم نے دو دن سے کچھ ٹھیک سے نہیں کھایا ریحانہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا اس نے نفی میں سر ہلایا ہے۔۔ "

مورے کھانا لے کر آئے اوندے منہ لیٹے آئیدن نے کہا ریحانہ خانم کھانا لینے چلی گئی، نمیرہ کو حیرت کا جھٹکا لگا تین نیند کی گولیاں کھانے کے بعد بھی اسے نیند نہیں آئی تھی۔ جیسے ہی ریحانہ خانم کھانا لے کر آئی وہ

اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ کھانا رکھ کر چلی گئیں۔ آئیدن نے کھانا اس کے سامنے رکھا، ناچاہتے ہوئے بھی اس نے ہاتھ کھانے کی جانب بڑھا لیے، آئیدن کھانے کی جانب دیکھ رہا تھا کہ وہ کتنا کھا رہی ہے کیسے کھا رہی تھی نمیرہ نے اس کی جانب دیکھا جہاں کوئی تاثر نہ تھا۔ پروا تھی؟ معلوم ہونا مشکل تھا آئیدن نے اس کی جانب نہ دیکھا، نمیرہ کو برا لگا وہ شخص جو اس کی جانب دیکھتے ہوئے آنکھیں نہ جھپکتا تھا وہ سامنے ہوتی تو دیوانہ وار دیکھا کرتا، آج اس کو ایک سرسری نگاہ سے بھی نہ نوازا۔۔ "

ختم کرو، دو نوالے کر اسے کھانا چھوڑتے دیکھ کر کہا لہجے میں انجانا پن تھا محبت محسوس نہ ہوئی، ایسا لگا کہ وہ محض اپنی اولاد کے لیے کہہ رہا ہے اس کو مجبوراً کھانا پڑا، وہ خود بھوکی رہ سکتی تھی لیکن اپنی اولاد کو بھوکا نہیں رکھ سکتی تھی۔۔ جیسے ہی نمیرہ نے کھانا ختم کیا آئیدن لیٹ گیا اور چہرے پر کشن رکھ لیا وہ اسے قدموں پاس بیٹھی رہی، سر چکرانے لگا

چکراتے سر کو تھامتے ڈریسنگ روم گئی تاکہ کپڑے تبدیل کرلے
آدھے گھنٹے بعد کپڑے تبدیل کرکے کمرے میں داخل ہوئی وہ ابھی بھی
اسی حالت میں بیڈ پر تھا، بکھری حالت جوتے پاؤں میں تھے۔ بیڈ کے
پاس جاکر کھڑی ہوگئی، وہ کہاں پر سوتی۔ جوالفاظ وہ ادا کرچکی اس کے بعد
بیڈ تو ہرگز نہیں۔ الماری سے کمبل نکال کر صوفے کی جانب ہوئی آئیدن
بیڈ سے اٹھا اور کمبل اس کے ہاتھ سے پکڑ کر صوفے پر لیٹ گیا تھا اس کی
طبیعت حساس تھی صوفے پر سوتی تو طبیعت خراب ہوجاتی۔ نمیرہ کا دل
کیا اپنی جان نکال لے۔ وہ مخلص انسان کو کھو بیٹھی تھی۔۔ قدم بیڈ کی
جانب بڑھائے، بیٹھ کر اس کی جانب دیکھنے لگی وہ چھ فٹ کا انسان
تقریباً پانچ فٹ کے صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔۔ آنکھوں سے نیند کوسوں دور
تھی، وہ دونوں جب بھی کمرے میں ایک ساتھ ہوتے تھے تو آئیدن
اسے اپنی باہوں میں لے کر سوتا تھا۔۔ لیکن آج وہ اس سے دوری بر

قرار رکھے ہوئے تھا، جو بے تاب تھا رخصتی کے لیے اب خاموش تھا۔
عادت انسان کو بعض اوقات اندر اندر ختم کرنا شروع ہو جاتی ہے جب
ہمیں وہ انسان میسر نہ ہو جس کے ہم عادی ہو، نمیرہ حسن کے سامنے
آئیدن احزان موجود تھا لیکن قریب اور میسر نہ تھا۔۔ "

بوس یاور مرزا نے سردار کی بیوی کو اغوا کر لیا ہے لوسیفر کا آدمی ٹارچر
سیل میں داخل ہوا اور سر جھکا کر کہا لوسیفر کے چہرے پر شیطانی
مسکراہٹ نے احاطہ کیا وہ اپنی نئی چال چلنے والا تھا یاور مرزا سے بدلا
لینے کے لیے اس نے آپنے ادمی کو اشارہ کیا کہ کار تیار کرو اور ساتھ میں
ہتھیار بھی۔۔ "
انتقام کی آگ میں پہلے کون جلسے کا یاور مرزا یہ تو وقت بتائے گا، دو
دشمنوں آج سامنا ہو گا دیکھتے ہیں کون زندہ رہتا ہے۔ لوسیفر کی آنکھوں

میں لہو رنگ تھا وہ اپنے انتقام کی آگ میں یاور مرزا کو جھلسانا چاہتا تھا۔۔ اپنے آدمیوں کو لے کر یاور مرزا کے ٹھکانے کی طرف رخ کیا۔۔ "

اف دالہام خانزادہ تم نے تو اپنے پاس ہیرا رکھا ہوا ہے یاور مرزا نے بیڈ پر بے ہوش لیٹی ہوئی اس ننھی سی گڑیا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو اسے پری معلوم ہو رہی تھی۔۔ "

جیسے میں تڑپا ہوں ویسے ہی تمہیں تڑپاؤں گا میرے جینے کی وجہ تم نے مجھ سے دور کی تھی میں نے تمہاری زندگی تم سے دور کر دی۔ تا عمر بھی اگر تم اسے ڈھونڈتے رہو گے تب بھی یہ تمہیں نہیں ملے گی یاور نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ایک عزم سے کہا اور اس ننھی سی پری کے پاس بیٹھ گیا۔۔ "

طرسم نے آنکھیں کھولی اور اس کی جانب دیکھا جو پتھرائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ "

اوئے گندے تم کون ہو طرسم آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی ارد گرد دیکھا انجانی جگہ پر خود کو محسوس کر کے غصے سے اس آدمی کی جانب دیکھا۔۔"

تمہاری موت۔ اس ننھی سی گڑیا کا چہرہ دبوچتے پھنکارا طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے یاور مرزا کا دل چاہ رہا تھا اس کی جان لے کر تحفے سردار کو اس کا مردہ جسم بھیجے۔۔ "

موت تو اللہ دیتا ہے اس کے ہاتھ پر ناخن مارتے ہوئے کہا یعقوب نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور پیچھے کی جانب لے جا کر اپنے ہاتھ میں قید کرتے ہنوز چہرہ دبوچے اسے اٹھا کر کھڑا کیا وہ اس کے سینے تک بھی نہیں آتی تھی۔۔ "

اوئے گندے مجھ سے سائن نہیں کروانے ، اور میں نے تمہارے پاس
بھی نہیں رہنا طرسم کو یاد آیا جب دیو نے اسے اغوا کیا تھا تو اس نے
سائن کروا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا اس کے بابا کے پاس اسے نہیں
جانے دیتا تھا۔۔ آنکھوں میں ڈر نہیں تھا اور یہ چیز یاور مرزا کو حیرت
میں مبتلا کر رہی تھی کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ اگر کوئی اس رویے سے
بات کریں تو وہ ڈر کر بیٹھ جاتا ہے اور یہ لڑکی اگے سے زبان چلا رہی
تھی۔۔ "

تم تب تک میرے پاس رہو گی جب تک تم زندہ ہو یاور نے اس کے
چہرے پر زوردار تھپڑ مارا وہ منہ کے بل زمین پر گری اس کا چہرہ دوبارہ
دبوچا اور ہاتھ پر چاکو سے کٹ لگائے ، اس کے چہرے پر نشان دینے لگا
جب اس کا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔۔ "

بوس کچھ گاڑیاں ہمارے اڈے کی طرف آرہی ہیں۔ یاور نے طرسم کو دھکہ دیا وہ منہ کے بل زمین پر گری اور بلک بلک کر رونے لگی۔۔ "

کیسے ہو یاور مرزا۔ وہ جیسے ہی باہر نکلا سامنے لوسیفر چہرے پر ماسک لگائے کھڑا تھا آج تک لوسیفر کا چہرہ کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔۔ یاور کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ آئی۔۔ "

جس کام کے لیے آئے ہو وہ بکو، تمہاری فضولیات سننے کا میرے پاس ٹائم نہیں ہے یاور اسے سر تا پاؤں تک سفاکیت سے دیکھتے ہوئے بولا اسے معلوم نہیں تھا کہ لوسیفر کی اس سے کیا دشمنی ہے جو اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے لوسیفر نے اس کے سو کی تعداد میں ادمی مارے تھے۔۔ "

میں نے سنا ہے تم نے سردار کی بیوی کو اغوا کر لیا ہے اپنی بہن والا کام شروع کر لیا ہے جیسے تمہاری بہن لڑکے پھنسا کر ان سے اپنی

خواہشات۔۔۔ لوسیفر اس سے آگے بولتا۔ یاور نے اپنی جیب سے کل نکال کر اس کے کندھے پر گولی ماردی اس کی پیشانی پر گولی مارنے لگا جب لوسیفر پیچھے کی جانب جھکا اور نشانہ چوک گیا۔۔ "

کیا ہوا غصہ آرہا ہے، بے بی ایسے کام کرتے ہی نہیں ہیں کہ بعد میں سہن نہ کرپائیں لوسیفر نے اپنی جیب سے گن نکالی اور یاور کے کندھے پر گولی ماردی۔۔ "

میں تمہاری جان لے لوں گا لوسیفر یاور کے سارے آدمی گھر کے اندر داخل ہوئے اور گن کا رخ لوسیفر کی جانب کرلیا یاور نے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے اور گریبان سے پکڑنے لگا جب شہریار نے اس کے ہاتھ پر چاکو دے مارا یاور جھٹکے سے دور ہوا۔۔ یاور کے آدمیوں نے گولیاں چلائی شہریار جھکا اور ان کی چلائی گولیاں ان کو ہی لگی۔ یاور گن نکالنے لگا اچانک ہر جگہ دھواں پھیل گیا اور پانچ منٹ بعد جب دھندلا

منظر صاف ہوا لوسیفر وہاں سے غائب تھا۔ وہ جو کام کرنے آیا تھا وہ کر کے جا چکا تھا۔۔۔ "

وہ غصے سے بھرا کمرے میں گیا اور طرسم کا حجاب اتار کر دور اچھالا وہ اپنی ساری وحشت اس ننھی سی جان پر نکالنا چاہتا تھا اس نے کبھی زنا نہیں کیا تھا لیکن لوسیفر کی باتیں اسے مجبور کر رہی تھی اور انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی وہ سردار سے بدلہ لینا چاہتا تھا جیسے اس کے خاندان کی عزت خراب ہوئی تھی وہ سردار کے خاندان کی عزت خراب کرنا چاہتا تھا۔۔ "

پیچھے ہٹو طرسم نے بے ساختہ اپنے کندھوں پر ہاتھ رکھا اسے دیو کی بات یاد آئی کہ تمہارا حجاب سر سے نہ اترے۔۔ "

سردار کے گناہوں کی سزا تم بھگتو گی، یاور مرزا اسے گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ لے گیا کہاں پر؟، اور اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے وہ ننھی سی

گڑیا نہیں جانتی تھی۔ وہ چیختی چلاتی رہی لیکن جیسے وہ اپنے کان بند کر گیا تھا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

دالہام دو ہفتے سے اسے پاگلوں ڈھونڈ رہا تھا آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے پڑ گئے تھے اسے وہ کہیں نہ ملی ہر جگہ چھان مار لی۔ سفیان خان کو صارم نے واپس بھیج دیا تھا وہ دونوں خوار ہو رہے تھے ایک اپنی بیوی کے لیے اور دوسرا اپنی بیٹی کے لیے۔۔ "

(دیو مجھے نوڈل بنا کر دو) ایک مرتبہ واپس اجاؤ تمہارا دیو تمہاری ہر بات مانے گا دل میں اپنی چار فٹی بیوی کو پکارا۔۔ "

کس سے دشمنی مول لی ہوئی ہے تم نے دالہام، جس کی وجہ سے وہ میری بیٹی کو اغوا کر کر لے گیا صارم اپنا سر تھامے ارد گرد دیکھ رہا تھا وہ اس وقت جھیل کے کنارے کھڑے تھے۔۔ "

اگر تم اس کے دماغ میں گند نہ بھرتے ، تو میرے پاس موجود ہوتی میں
کبھی اسے حویلی سے باہر قدم نہ رکھنے دیتا سردار نے خونخوار نظروں سے
اس کی جانب دیکھا جو سارا ملبہ اس پر ڈال رہا تھا کہیں نہ کہیں ان دونوں کی
غلطی تھی ایک نے اس کے ذہن میں گند بھرا اور دوسرے کی دشمنی کی
وجہ سے وہ ننھی سی جان مشکل میں پڑ گئی ۔ ۔ "
وہ مل جائے گی دالہام اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ کر صارم نے کہا
سردار نے آنکھوں میں سفاکیت لیے اس کی جانب دیکھا جو تکلیف دیکھ
کر ہمدرد بن رہا تھا ۔ ۔ "
اپنی یہ دو نمبری ہمدردی اپنے پاس رکھو سردار نے یعقوب کو کال کی
جس نے پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لی ۔ ۔ "
سردار میں نے حویلی کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کیے ہیں لیکن ان میں
رات کے وقت کی کوئی فوٹیج موجود نہیں ہے سردار نے اپنا موبائل پکڑ کر

جھیل میں پھینک دیا دماغ سن ہو رہا تھا کہ اس کی چار فٹی بیوی کہاں پر گئی۔۔ "

دالہام ہمیں پولیس میں رپورٹ کر دینی۔۔۔ کیا کرے گی پولیس ہمارا قانون کچھ نہیں کرتا۔ سردار اس کی بات کاٹتے ہوئے دہاڑا اسے بس اس کی چار فٹی بیوی اپنے پاس چاہیے تھی ایک ہفتے سے اس کی کیا حالت تھی وہ صرف دالہام خانزادہ جانتا تھا یا پھر اس کا خدا۔۔ "

وہ جنگل کی جانب چلا گیا تاکہ وہاں پر اسے ڈھونڈ سکے آدھی رات کو وہ دربدر بھٹک رہا تھا اور دیوانوں کی طرح اسے پکار رہا تھا۔۔ صارم بھی سردار کے ساتھ جنگل میں دربدر بھٹک رہا تھا نیراش ہو کر دو ہفتے بعد وہ حویلی داخل ہوا۔۔ ریحانہ خانم صوفیہ خانم اس کے پاس آئی بنا کسی کی جانب دیکھے اور بنا جواب دیے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ "

وریام نے دو ہفتوں میں اپنی حد سے زیادہ بری حالت بنالی تھی وہ کبھی پولیس اسٹیشن جاتا تو کبھی کلام کا کونا کونا چھان مارتا تاکہ اپنی بھتیجی کو ڈھونڈ سکے۔ وہ بیڈ پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا ہاتھ میں موبائل پکڑا ہوا تھا فریش ہونے کے لیے واش روم میں گیا موبائل بیڈ پر رکھ دیا غلطی سے اس سے فون کی گیلری ان ہو گئی۔۔ سونیا پریشانی میں غلطی سے وریام کے کمرے میں چلی گئی بیڈ پر بیٹھی کمرے پر غور کیا تو اپنے سر پر ہاتھ مارا اٹھنے لگی جب اس کی نظر بیڈ پر پڑے فون پر گئی اور وہاں جگمگاتی اپنی تصویر کو دیکھ کر آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی، سانس رک گیا جب تصویر کے اوپر لکھی تحریر پڑی۔۔ "

"تمہاری مغروریت ہمارے دل میں جگہ بنا گئی، ہمیں آہستہ آہستہ تمہارے عشق میں مبتلا کر رہی ہے اور میں شدت سے دل میں دعا کرتا ہوں کہ یہ عشق مجھ پر حاوی ہونے سے پہلے خدا تمہیں میرا محرم بنا دے

"سونیا نے جب یہ تحریر پڑی حد سے زیادہ ٹھنڈ میں بھی وہ پسینے سے شرابور ہو گئی۔ وریام منہ دھو کر واش روم سے باہر آیا سامنے سونیا کو بیٹھے دیکھ اس کے پاس گیا اس سے قبل وہ کچھ بولتا سونیا نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔۔ "

شرم آنی چاہیے تمہیں، پہلے تو تم کہتے تھے کہ میں تمہاری بہنوں جیسی ہوں میں تمہارا لالا ہوں، اب وہ بھائی چارہ کہاں گیا۔ تمہارا لالا میرے لالا کو ہوس پرست کہہ رہا تھا، اصل ہوس تو تم میں ہے وریام خانزادہ، جس کو تم بہن کہتے تھے اسی پر تمہاری نیت خراب ہو گئی۔ اگر تم اپنے دل میں یہ خیال رکھتے ہو کہ تم میری مورے یا پھر میرے لالا سے بات کرو گے تو اپنے ذہن سے اس خیال کو نکال دو میں اپنے کردار کو داغدار ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ اور نہ ہی میں تمہاری ہوس کا نشانہ بننا چاہتی ہوں۔ ایک بھائی قاتل اور دوسرا ہوس پرست سونیا نے ایک اور طمانچہ

اس کے چہرے پر مارا اور تلملاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی جیسے ہی وہ اس کے کمرے سے نکلی، آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہنے لگے بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں جاتے وہاں بند ہو گئی۔۔ "

چھ سال بعد۔۔۔

بابا جانی! شیر طیان دالہام کے کمرے میں پاؤں پٹختا ہوا داخل ہوا اور کھٹاک سے دروازہ بند کر کے اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔ دالہام جو لیپ ٹاپ پر امپورٹنٹ فائل دیکھ رہا تھا شیر طیان نے ہاتھ مار کر لیپ ٹاپ بند کیا اور غصے سے اپنے بڑے بابا کی جانب دیکھا۔۔ "

آپ کا گندا بھائی مجھ سے پیار نہیں کرتا میں آج کے بعد رات کے وقت
کبھی ان کے کمرے میں نہیں سوؤں گا پانچ سالہ شیر طیان سردار کی گود میں
بیٹھے چہرے کے الٹے سیدھے بنا کر کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ ایسے رہا تھا جیسے وہ
روزا اپنے بابا کے کمرے میں سوتا ہے ایک دن اپنے ماں باپ کے
پاس اور دو ہفتے سردار کے پاس سوتا تھا۔۔ "
اب کیا کر دیا تمہارے بابا نے چہرے پر سنجیدگی تھی پہلے جو وہ ہلکا سا مسکرا
لیتا تھا چھ سال سے کسی نے اس کا مسکراتا ہوا چہرہ نہ دیکھا۔ شیر طیان
جب پیدا ہوا تھا تب سے ہی سردار کے پاس تھا آئیدن نے اپنا بیٹا اپنے
لالا کے حوالے کر دیا کیونکہ وہ حد سے زیادہ ڈپریشن میں رہنا شروع ہو گیا
تھا دا لہام ایک ماہ بات گھر آتا تھا نہ کسی سے بات کرنا گھر آتے ہی
کمرے میں بند ہو جانا۔ جب شیر طیان پیدا ہوا آئیدن نے اسے سردار کی
جھولی میں رکھ دیا اور شیر طیان کو بھی حد سے زیادہ اپنے سگے باپ سے

زیادہ اپنے بابا جانی کی عادت ہو گئی سردار اس ننھے شیطان کی وجہ سے ٹائم سے گھر آجاتا اور اسے اپنے گود میں لیے بیٹھا رہا تھا اسے شیر طیان کی شرارتوں میں اپنی چار فٹی بیوی نظر اتی تھی۔۔"

بابا میرے لیے برگر نہیں لے کر آئے کہہ رہے تھے تم روز برگر کھاتے ہو، پیٹ خراب ہو جائے ہے، بابا جانی آپ بتائے میں روز برگر کھاتا ہو دالہام کے سینے پر سر رکھ کر پوچھا، دالہام نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اسے اگر کہتا تمہارے بابا نے صحیح کہا ہے تو اس نے منہ بنا کر بیٹھ جانا تھا۔۔ دالہام لیٹ گیا سر میں شدید درد تھا اگر وہ جاگتا تو شیر طیان نے بھی ضد کرنی تھی جاگنے کی اس لیے وہ خاموشی سے لیٹ گیا، طیان نے اس

کے سینے پر رکھا۔ شیر طیان جب دالہام پاس سوتا تھا تو دالہام کو نیند آجاتی تھی نہیں تو وہ پوری رات جاگتا رہتا۔۔ "

دروازہ کھلنے کی آواز آئی دالہام اٹھ کر بیٹھ گیا دروازے کی جانب دیکھا طرسم سرخ رنگ کی فراک پہن کر دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ دیو کو بیڈ سے اٹھتے دیکھ طرسم نے اس کے جانب قدم بڑھائے، اس کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے۔۔ "

دیو میں نے تمہیں بہت مس کیا طرسم دالہام کے سینے لگی کھڑی تھی ایک ہاتھ سینے پر دوسرا کمر پر تھا۔ دالہام نے آنکھیں بند کرکے اسے محسوس کیا، چھ سال بعد اپنی سردارنی کا لمس محسوس کرکے وجود میں مکمل طور پر سکون سرائیت کرگیا۔۔ "

دیو تم نے مجھے مس کیا ایڑیاں اوپر کر کے اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھامنا چاہا، پاؤں اوپر کر کے بھی وہ اس کے سینے تک آ رہی تھی دالہام خانزادہ نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹا اور اسے اوپر کی جانب اٹھایا۔ طرسم نے مسکراتے اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔ اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔ دالہام نے اس کی ناک کے ساتھ ناک مس کی اور عقیدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

دل وجہ مانگتا تھا جینے کی، جسم روح کی خواہش کرتی، آنکھیں خوبصورت منظر ڈھونڈتی، ہاتھ اپنی سردارنی کے نازک ہاتھ چاہتے، تمہارے دیو کی گود اپنی پری کو مانگتی، ہر لمحہ تمہارا دیو نیراش ہوتا، چھ سال کی تڑپ سردار کو ختم کر گئی۔ آنکھیں بند کر کے پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکا کر سرگوشی نما آواز میں کہا، آواز میں تکلیف کے ساتھ ایک سکون تھا چھ سال بعد محبوب کے ملنے کا۔۔ "

مجھے چھوڑ کر مت جانا، دیو کو پری چاہیے۔ آواز میں حد زیادہ غم تھا گرفت حد سے زیادہ اس کے گرد سخت کرلی، اسے بیڈ پر بٹھایا، چہرے پر آئے بال پیچھے کیے، مسکراتے ہوئے ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔"

میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی دیو طرسم نے اس کے سینے پر سر رکھا اور شہ رگ پر دانت گاڑھ دیے، دالہام کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا، اسے یہ ننھی سی تکلیف سکون دے گئی۔ دل چاہا وہ یونہی شرارتیں کرتی رہے۔۔"

کہاں جارہی ہو دالہام نے اسے اٹھتے دیکھ پوچھا اس سے قبل وہ جاتی اس کا ہاتھ تھام لیا آنکھوں میں ڈر تھا اس کے چھوڑ جانے کا۔۔"

میں آتی ہو دیو طرسم اتنا کہہ کر اسے زبان باہر نکال کر دکھا ہوئے ہاتھ چھڑوا کر بھاگی۔۔"

چارفٹی مجھے تنگ نہ کرو، چارفٹی دالہام نے بلند آواز میں اسے پکارا۔ اور ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ارد گرد دیکھا کوئی بھی نہ تھا، بے اختیار نظریں ضد کرے دیو کی پری کو دیکھنے کے لیے، لیکن وہ کہاں تھی؟۔۔ایک لمحے اپنے پاس سوئے شیر طیان کو دیکھا اور پھر واش روم، بالکنی دیکھی کہ شاید وہ واپس آگئی ہو۔۔چھ سال میں اس نے تقریباً 50 ممالک میں جا کر اسے کھوجا، نیراش ہونے کے علاوہ اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔۔"

بابا جانی آپ کس کو ڈھونڈ رہے شیر طیان نے آنکھیں کھولی سردار کو کمرے کے درمیان میں کھڑے چاروں طرف بے چینی سے نظریں دوڑاتے دیکھ پوچھا۔۔۔دالہام آنکھیں سختی سے بند کیے کھڑا تھا طیان کی بات کا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ "

بابا جانی یہ چار فٹی کون ہے ؟ دالہام کی گود میں سر رکھتے پوچھا ، سر دار کی دھڑکنیں معمول کے مطابق نہ رہی ، دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔ "

زندگی ! آنکھیں بند کر کے اس کا خوبصورت چہرا یاد کیا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے شیر طیان کی جگہ وہ اس کی گود میں سر رکھے لیٹی ہے۔ شیر طیان نے آنکھوں میں آنسو لیے اپنے بابا جانی کی جانب دیکھا۔۔ "

میں آپ کی زندگی نہیں ہو بابا جانی ؟ دل میں آیا سوال دالہام خانزادہ کے سامنے پیش کر دیا۔ دالہام لیٹ گیا شیر طیان کا سر اس کے سینے پر تھا۔ وہ ٹکر ٹکر اپنی بابا جانی کی جانب دیکھ کر اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔ "

تم جینے کا سہارا اور وہ زندگی سر دار دالہام خانزادہ نے ذہن کے پردوں پر اس کا چہرا سوچتے ہوئے کہا۔ نا جانے وہ کیسی لگتی ہو گی ، دل میں خیال آیا وہ بچپن میں قیامت خیز حسن رکھتی تھی اب تو سر دار تمہاری سر دارنی

تماری سانس سینے میں اٹکا دے گی، اس کی موجودگی میں ایک کام کر سکو گے سانس یا جی بھر کر اسے دیکھنا۔۔ "

ضروری کون ہوا؟ شیر طیان اپنے باباجانی کے ساتھ کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے معصومانہ سوال پر دالہام نے اس کے بال سہلاتے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

سوال کے جواب کے بدلے جان لے لو شیرو، میں تم دونوں میں سے کسی ایک کو نہیں چن سکتا دالہام خانزادہ نے اس کی پیشانی پر بکھرے بال پیچھے کیے، شیر طیان اس کے سینے پر تھپڑ مارنا شروع ہو گیا۔۔ "

بابا کہتے ہیں مرنے کی باتیں گندے لوگ کرتے ہے اور میرے باباجانی گندے نہیں ہے شیر طیان نے تھپڑ مار کر دالہام کے گرد سخت حصار بنا لیا۔۔ "

چلو اٹھو شاباش ناشتہ کرے دالہام نے گود میں اٹھایا اور واش روم میں لے جا کر اس کا منہ دھلوایا، برش کروایا، باہر لا کر اس کے کپڑے تبدیل کروائے۔ دونوں نے سیاہ رنگ کا لباس زیب تن کیا تھا ساتھ میں سفید رنگ کی چادر، دالہام نے شیر طیان کے لیے چھوٹی چھوٹی چادریں منگوا کر رکھی تھی۔۔ دونوں نیچے گئے۔ سب ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھے سوائے نمیرہ اور آئیدن کے، دالہام سردار کی کرسی پر بیٹھا اور خاموشی کھانا کھانے لگا۔ سونیا نے اپنے لالا کی جانب دیکھا جو بلکل بدل گئے تھے، کسی سے بات نہ کرتے اگر کوئی بیمار ہوتا اس کے پاس پوری رات خاموشی سے بیٹھے رہتے، کوئی سوال کرتا جو جواب دے دیتے، ریحانہ خانم کو اندر ہی اندر دالہام کا یہ روپ تکلیف دے رہا وہ ہر روز اپنے خدا سے رو رو کر دعا مانگتی کہ ان کے بیٹے کی خوشی اسے مل جائے، اس کی پری اسے مل جائے۔۔"

نمیرہ اور آئیدن کہاں ہے؟ صوفیا خانم ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر بولی، سونیا نے ان کے کمرے کی جانب دیکھا۔۔ "

میں گئی تھی تھوڑی دیر پہلے آئیدن لالا شاور لے رہے تھے سونیا نے کھانا کھاتے ہوئے جواب دیا۔ بڑی حویلی ایک ویران جگہ بن کر رہ گئی تھی افراد تھے ہل چل نہ تھی خوشیاں نہ تھی۔۔ "

نمیرہ شیر طیان کی تصویر پکڑ کر بیٹھی تھی جو اس کی پیدائش کے فوراً بعد کی تھی۔ آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرانے لگا جب نمیرہ شیر طیان کو گود میں اٹھائے بیڈ پر بیٹھی تھی اور آئیدن کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ آئیدن اس کے پاس گیا اور اپنے بیٹے کو گود میں لے کر اس کی پیشانی چومی اور نمیرہ کی جانب دیکھا۔۔ "

مبارک ہو! آئیدن نے مسکراہٹ لبوں پر سجا کر کہا، نمیرہ کو خوشی ہوئی لیکن دل ڈوب گیا اسے لگا تھا کہ اس کی پیشانی پر اپنا لمس دے کر مبارک

دے گا، لیکن اس نے لمس دینا تو دور اسے اپنے حصار تک میں نہ لیا۔۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ "

کیا ہوا؟ اس کی آنکھوں کو نم دیکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا نمیرہ خاموش رہی۔ اور نفی میں سر ہلایا دیا۔۔ اچانک اسے پیٹ میں درد کا احساس ہوا۔۔ "

میں ڈاکٹر کو بلاتا ہو آئیدن اپنے بیٹے کو گود میں لیے باہر گیا۔ نمیرہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔ وہ اس کی پروا کرتا تھا حد سے زیادہ کرتا تھا لیکن اپنے لمس سے آشنا نا کرواتا۔ ہر بات مانتا لیکن دوری قائم کر کے۔۔۔ جان نچھاور کر دینے کی حد تک لہجے میں پیار سمائے اس کی ہر بات بنا کہے سمجھ جاتا۔۔۔"

LRI ^ ——— ^ PDI LRI ^ ——— ^ PDI

دھیان سے کیا کر رہی ہو آئیدن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھا دیا وہ کچھ دیر پہلے گھر آئے تھے اور نمیرہ چلنا شروع ہو گئی۔۔ "

سو جاؤ رات ہو گئی ہے تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے نمیرہ نے ہاں کہا اور بیڈ پر لیٹ گئی اس لگا تھا کہ آئیدن اس کے ساتھ بیڈ پر سوئے گا لیکن وہ صوفے پر جا کر لیٹ گیا، دل ایک مرتبہ پھر ٹکروں میں تقسیم ہوا۔۔ "

اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے بتا دینا آئیدن نے صوفے پر لیٹے اس سے کہا، دل چاہا اسے کہہ دے مجھے تمہاری ضرورت ہے، ایک سال کافی ہے اب اور برداشت نہیں ہو رہا ہے، لیکن اس میں ہمت ہی تو ختم ہو گئی تھی، ان کے درمیان ایک خاموشی تھی جو ان دونوں پر حاوی تھی۔۔ "

LRI^ ——— ^PDI LRI^ ——— ^PDI

بابا مورے کو پیار کرے جیسے مجھے کیا شیر طیان نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کر کہا تو آئیدن نے بلائی لب سختی سے دانتوں میں دبا لیا۔ نمیرہ جانتی تھی وہ کبھی نہیں کرے گا۔ اسے کبھی اپنے لمس سے آشنا نہیں کروائے گا۔۔ "

بیٹا میں بعد میں کروگا آئیدن نے تین سالہ شیر طیان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ نمیرہ اٹھنے لگی تو طیان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

بابا مورے کو پیار کرے طیان ضد کرنے لگا آئیدن نے ہامی میں سر ہلایا اور نمیرہ کے رخسار کے پاس اپنے لب کیے اس کے رخسار پر بال تھے ، آئیدن نے بالوں پر ہلکے سے لب رکھے ، وہ اسے اپنا لمس دیے بغیر پیچھے ہو گیا۔۔ "

سارے گزرے لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگے ، چھ سال آئیدن نے اس کی بے انتہا پروا کی ، ہر خواہش پوری کی ، منہ مانگی اشیا لا کر

دی، ایک چیز نہ دے سکا اپنا لمس۔ اور نمیرہ اب اپنے محرم کا لمس
چاہتی تھی، اسے اب شدت سے گزرے سالوں میں آئیدن کی تڑپ کا
اندازا ہو رہا تھا۔ دل ہر وقت پچھتاوے میں رہتا کاش وہ نامحرم کی محبت
کو خود پر حاوی نہ کرتی۔۔ آئیدن نے کبھی اسے اس چیز کا طنز نہ کیا کہ تم
میرے لالا سے محبت کرتی ہو یا ان کے پہلو میں جانے کے خواب
سجائے تھے اور یہی چیز نمیرہ کو اندر اندر مار رہی تھی اس کی خاموشی مار
رہی تھی کہ آخر وہ شکوہ کیوں نہیں کر رہا، اس سے جھگڑ کیوں نہیں رہا۔۔
وہ بیڈ سے اٹھ کر زمین پر بیٹھ کر رونے لگی جہاں وہ چھ سال پہلے روئی تھی
ایک نامحرم کے لیے، اور آج اپنے محرم کے لیے رو رہی تھی۔ آئیدن
واش روم سے شاور لے کر باہر آیا، نمیرہ کو روتا دیکھ ٹاول صوفے پر
رکھا اور اس کے پاس زمین پر بیٹھا۔۔ "

کتنی مرتبہ کہوں تم سے دشمنِ جاں، یوں رو کر مجھے ازیت میں بتلا مت کیا کرو آئیدن نے ساکت آنکھیں اس پر ٹکائی، نمیرہ کا دل شدت سے چاہا اس کے سینے سے لگ جائے، بے اختیار ہوتے وہ اس کے سینے سے لگ کر رونے لگی، آئیدن آنکھیں موندے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا رہا اس کے گرد حصار نہ بنایا اور اس چیز نے نمیرہ کے رونے اور اضافہ کیا۔۔ کچھ دیر بعد وہ چپ ہو گئی، آنکھوں اس ستم گر پر ٹکائی جسے شاید سکون آچکا تھا۔۔ "

ناشتہ کرنے چلے مجھے بھوک لگی دشمنِ جاں مسکراتے لبوں سے اس کی جانب دیکھا وہ بس ظاہری مسکرا رہے تھے اندر کتنی تکلیف تھی وہ صرف آئیدن احزان جانتا تھا۔۔ "

اتنا صبر کہاں سے آیا آئیدن تمہارے اندر نمیرہ بیڈ کا سہارا لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ آئیدن ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بنانے لگا۔۔ "

خدا نے دیا چند لفظی جواب دے کر برش ٹیبل پر رکھا اور اس کی جانب مڑا۔۔ "

کاش خدا مجھے بھی اتنا صبر دے نمیرہ کی نظریں اس کی سرمئی آنکھوں پر ٹکی تھی جواب مسکراتی نہیں تھی۔۔ "

آنکھوں کو سکون دو، تمہیں صبر آجائے گا دشمنِ جاں آئیدن نے الفاظ ادا کیے اور اشارہ کیا کہ چلو ہمیں جانا ہے، نمیرہ کو اس کے الفاظ دل میں چبے، یہی چیز تو اس سے نہیں ہوتی تھی۔۔ "

آئیدن آنکھیں خشک ہو جائے تو دل سخت ہو جاتے ہے نمیرہ نے الفاظ ادا کیے اور باہر چلی گئی۔ آئیدن کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی وہ

سنگ دل بنا تھا؟ کیوں، وجہ وہ جانتا تھا۔ وہ بھی باہر چلا گیا، بڑی حویلی کے افراد کے سامنے ان کے درمیان سب کچھ ٹھیک تھا۔۔ آئیدن شیر طیان کے ساتھ والی کرسی کر بیٹھا، نمیرہ آئیدن کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ "

دالہام مجھے کچھ ضروری کام ہے تم مجھے ساتھ لے۔۔۔۔ بابا جانی شیر طیان دالہام کو پکار کر اس کی گود میں بیٹھ گیا۔۔ "

آپ کھانا کھائے میرے ساتھ شیر طیان نے اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔ اسے وہ پل یاد آئے جب قندیل نے اسے چائے پینے کا کہا تھا اور طرسم نے کہا تھا کہ دیو میرے ساتھ کھیلنے لگا ہے، اسے ہر پل طرسم یاد آتی تھی سردار کو ایسا لگتا تھا اگر اسے اب اس کی پری نہ ملی تو وہ پاگل ہو جائے گا۔ دالہام نے جلدی ناشتہ ختم کر لیا، شیر طیان کی پیشانی پر بوسہ دے کر ریحانہ خانم کے سامنے ہلکا سا جھکا انہوں نے اس کا چہرا

تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ سردار چلا گیا شیر طیان اپنے بابا جانی سے ناراض تھا اس لیے انھیں چھوڑنے کے لیے باہر تک نہ گیا۔۔ قندیل نے غصے سے اس فتنے کی جانب دیکھا جو طرسم سے بھی دس ہاتھ آگے نکلا تھا۔ شروع کے چار سال وہ واپس چلی گئی اب واپس آئی تھی اور یہ فتنا ہر وقت دالہام کے ساتھ چپکا رہتا تھا کسی کو اس کے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔۔ "

طیان کیا ہوا؟ آئیدن نے اس کا اداس چہرا دیکھ کر پوچھا۔۔ "

بابا جانی کو مجھ سے زیادہ کوئی چار فٹی، پری، سردارنی عزیز ہے طیان نے اکثر سردار کے لبوں سے یہ لفظ سنے تھے اور اسے شدید جلن ہوتی تھی وہ چاہتا تھا اس کے بابا جانی صرف اس سے بات، پیار، توجہ، سب کچھ شیر طیان خانزادہ کو دے۔۔ "

بیٹا وہ بڑی مورے آئیدن نے اس ننھے سے شیطان کی مشکل آسان کی ، بڑی مورے کا لفظ سن کر اس نے غصے سے اپنے بابا کی جانب دیکھا۔۔ "

وہ میرے بابا جانی پاس رہے گی ، جیسے مورے آپ کے ساتھ ایک کمرے رہتی ہے ، اپ دونوں بیڈ شیئر کرتے ۔ وہ میرے بابا جانی کے ساتھ رہے گیں ۔ نہیں ہرگز نہیں ، صرف شیر طیان اپنے بابا جانی کے کمرے رہے گا صرف شیر طیان ان کے ساتھ بیڈ شیئر کرے گا وہ بلند آواز میں چلایا تھا ، آئیدن اور نمیرہ ایک بیڈ پر سوتے تھے جب شیر طیان ان کے کمرے میں موجود ہوتا تھا ، آئیدن کو اس کے الفاظ کانوں کو ہاتھ لگانے پر مجبور کر گئے ۔۔ ان دونوں کو کبھی کبھار لگتا تھا کہ شیر طیان ان کا بیٹا نہیں سردار دالہام تیمور خانزادہ کا بیٹا تھا ۔۔ "

بابا آپ بابا جانی کو کہے اگر ان کی چار فٹی یہاں آئے گی تو ان کے ساتھ نہیں رہے گی، میرے بابا جانی کے ساتھ صرف میں رہو گا شیر طیان کا چہرا حد سے زیادہ سرخ تھا یہ سوچ کر ہی اگر اس کے بابا جانی کی چار فٹی آگئی تو اس کا کیا ہو گا۔ وہ تو لٹ جائے گا۔۔ "

بیٹا تو جو مرضی کر لے تیرے بابا جانی کا اپنی چار فٹی کے آنے کے بعد ایک لمحہ بھی دور رہنا مشکل ہے آئیدن نے اسے حقیقت سے آگاہ کر دیا ، شیر طیان نفی میں زور سے ہلانے لگا اور کھانا چھوڑ کر اٹھ گیا۔۔ "

طیان بیٹا کھانا کھاؤ نمیرہ اٹھی اور اسے اٹھا کر چیئر پر بٹھایا۔ وہ جھٹپٹا کر چیئر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔ "

طیان بیٹا وہ آپ کے بابا جانی کی بیوی ہے ظاہر سی بات ہے وہ ان کے ساتھ ان کے کمرے میں رہے گی نمیرہ نے اسے اپنی گود میں بٹھا کر اسے

سمجھانے کی کوشش کی، آج سے پہلے اس نے سردار کی بیوی کے بارے میں بات نہیں کی تھی۔۔ "

شیر طیان خانزادہ صرف اپنے باباجانی کے پاس رہے گا، ان کی کوئی پری ، چار فٹی سردارنی ان کے پاس نہیں رہے ٹیبل پر ہاتھ مار کر پلیٹ نیچے گرا کر نمیرہ کی گود سے اٹھ گیا۔ اس میں تمام حرکات سردار دالہام تیمور خانزادہ کی تھی وہ اس کی کاپی تھی غصے، جنون، سفاکیت میں۔ وہ پانچ سال کی عمر جس چیز کی ضد کرتا اسے ہر حال میں چاہیے ہوتی تھی، وہ بے انتہا ضدی تھا۔۔ "

یہ کیا طریقہ ہے طیان ریحانہ نے اسے ڈپٹا، طیان پاؤں پٹختا سردار کے کمرے میں چلا گیا۔۔ "

مورے آپ کو معلوم ہے وہ لالا کے ساتھ کسی کو بھی نہیں برداشت کر سکتا حتیٰ کے اپنے سگے باپ کو بھی نہیں، آئیدن نے دو نوالے

کھانے کے لیے اور ڈیوٹی پر چلا گیا نمیرہ کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار ایک فلیٹ کے باہر کھڑا تھا دستک دے کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا، دو منٹ بعد جانے دروازہ کھولا۔ شہریار اندر چلا گیا۔۔ پانچ سال پہلے جب وہ حویلی گیا تھا جا کے کمرے میں ایک ملازم گیا تھا جس کی اس پر گندی نظر تھی، عین ٹائم پر شہریار وہاں آگیا اور اس کی عزت بچائی، اس دن کے بعد وہ اسے فلیٹ میں لے آیا اور اس کے تمام اخراجات اپنے سر لے لیے۔ وہ اس کا تمام ڈر نکالنا چاہتا تھا اس لیے اسے سٹڈی کی جانب متوجہ کروا دیا تاکہ وہ مصروف ہو جائے۔۔ وہ کافی حد تک اپنے ڈر سے باہر نکل چکی تھی، لیکن اس نے اپنے راز ابھی تک شہریار کو نہیں بتائے تھے، بعض اوقات وہ رات کو ڈر جاتی اور پھر شہریار کو

چھپتے چھپاتے اس کے پاس جانا پڑتا۔۔ الطاف خان کو معلوم تھا وہ حبا کے اخراجات اٹھا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نکاح کر لو اس سے شہریار نے منع کر دیا اور کہا کہ میں اسے ٹائم دے رہا ہو۔۔ "

سٹڈی کیسی جا رہی ہے صوفے پر بیٹھ کر اس سے استفار کیا، حبا دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی اور مسکرانے لگی ان میں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔ "

اچھی جا رہی ہے ایک پروفیسر کے لیکچر کی سمجھ نہیں آتی حبا نے اس کھڑوس پروفیسر کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا جو ہر زورا سے بنا وجہ کے ڈانٹتا تھا۔۔ "

اس کے سبجیکٹ میں مارکس کتنے آتے ہے تمہارے شہریار کے سوال پر حبا کا منہ بن گیا وہ کیا اسے بتاتی کہ وہ پروفیسر جان بوجھ کر اس کے مارکس کاٹتا ہے۔۔ "

میں سب سبجیکٹ اچھے سے یاد کرتی ہو لیکن۔۔۔ وہ خاموش ہو گئی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس کے آنسو شہریار کے دل پر گرنے لگے۔ غصے کا لاوا اندر اودھم مچانے لگا۔۔ "

روتے نہیں معصوم گڑیا، آج کے بعد وہ تمہارے نمبر کٹ نہیں کرے گا، اس کی آنکھوں میں سفاکیت، ایک انجانا جنون تھا جو حبا کو خوف میں مبتلا کر گیا۔۔ "

ریلیکس میں یونی کے پرنسیپل سے بات کرو گا اس کا خوف دور کرنے کے لیے کہا۔ حبا نے سکون کا سانس لیا۔۔ "

ہاں آپ بات کرنا، پروفیسر احتشام مجھے فضول میں ڈانٹتے ہیں حبا نے انگلیوں کو مڑورتے ہوئے کہا۔ اسے پروفیسر پر بے انتہا کا غصہ آتا تھا۔۔ "

مجھے اپنے ہاتھ کی چائے اور سپیشل والا انڈا کھلا دو شہریار کی بات سن کر حبا اٹھ گئی اور اس کے لیے انڈا اور چائے بنانے لگی۔ شہریار نے اسے اوشن بلو ہوٹل میں فلیٹ لے کر دیا تھا جو دو کمروں پر مشتمل اور بے انتہا خوبصورت تھا، چھوٹا سا لاونج، اوپن کچن، کمرے سے باہر سٹڈی ایریا اور بالکنی تھی، پورا فلیٹ سفید رنگ کا تھا، شہریار سفید رنگ کا شوقین تھا۔۔ حبا کے جاتے ہی اس نے اپنے آدمی کو کال کی۔۔ "

میری معصوم گڑیا کی یونی میں پروفیسر احتشام کو ایسا سبق سکھاؤ کہ وہ یونی جانے کے بارے میں سوچ کر ڈر جائے، اس کی ایسی حالت کرو کہ وہ اٹھنے کے قابل نہ رہے شہریار کو اس پروفیسر کے بارے میں علم تھا اس کے خلاف دو مرتبہ رپورٹ بھی کی گئی تھی کسی آفیسر سے لیکن اس کی امیری کی وجہ سے معاملہ رفع دفع ہو گیا تھا۔۔"

یہ لے آپ کی چائے اور انڈا حبا نے اس کے سامنے چائے اور انڈا رکھا وہاں سے جانے لگی تو شہریار نے ابرو اچکائی۔۔ "

میرے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرنے سے کسی کو تکلیف نہیں ہو گئی وہ اس قدر سنجیدگی سے بولا تھا کہ حبا تھوک نگلتے بیٹھ گئی شہریار اکثر صبح کا ناشتہ اس کے فلیٹ میں کرتا تھا وہ عادی ہو چکا تھا اس کی چائے اور انڈے کا اور رات کے وقت وہ بڑی حویلی ہوتا۔۔ "

جلدی ناشتہ کرو پھر میں تمھیں یونی چھوڑ آؤں شہریار نے پانچ منٹ سے پہلے ناشتہ کر لیا حبا جس نے آدھا بھی نہیں کھایا تھا اس کی طرف حیران کن نظروں سے دیکھنے لگی۔ اس نے کھانا منہ کے ذریعے کھایا ہے یا آنکھوں کے ذریعے۔۔ "

ہمم حبا صرف اتنا ہی کہہ سکی جلدی سے کھانا ختم کیا، شہریار اسے یونی چھوڑنے گیا، کار پارکنگ ایریا میں پارک کی حبا کار سے باہر نکلی سب

لڑکیوں نے رشک سے اس کی جانب دیکھا ان سب کو لگتا شہریار حبا کی شوہر ہے اور شہریار نے بھی حبا کو منع کر دیا کہ کسی کو بھی نہ بتائے وہ دونوں محرم نہیں ہے۔ حبا کو پہلے عجیب لگا پھر نا جانے کس خیال کے تحت خاموش ہو گئی۔ ساری لڑکیاں شہریار کی پرسنیلٹی پر لٹو تھی۔ شہریار اسے چھوڑتے ہی اپنی بی ایم ڈبلیو وہاں سے لے چلا گیا۔۔ "

صارم! علینا کمرے داخل ہوئی اور اپنے شوہر کو پکارا جو بیڈ پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔۔ "

طرسم کا پتا چلا وہ کہاں ہے؟ علینا بیڈ پر صارم کے پاس بیٹھی اور کندھے پر سر رکھ دیا۔ صارم نے لمبی سانس فضا کے سپرد کی۔۔ "

نہیں علینا حسب معمول رونے لگی وہ روز صارم سے پوچھتی اور پھر "نہیں "لفظ سن کر رونا شروع ہو جاتی۔ بیٹا چھ سال میں ایک مرتبہ بھی ملنے نہیں

آیا تھا کال کرتی تو صرف اپنی ماں سے بات کرلیتا، جب علینا ہادی سے کہتی اپنے بابا سے بات کرو لووہ کال بند کردیتا۔۔ وریام چھ سال پہلے جرمنی چلا ایک مرتبہ بھی اس مڑ کر واپس نہ دیکھا، سب نے وجہ پوچھی کیوں جارہے ہو تو اس نے خاموشی اختیار کرلی۔۔ بڑی حویلی اور چھوٹی حویلی کے افراد ٹوٹ گئے، علیحدہ ہو گئے ایک مرتبہ پھر۔ سفیان خان صارم سے خفا رہتے بیٹے کی وجہ سے ان کے سارے رشتے ان سے دور ہو گئے۔ صارم کی تڑپ، پچھتاوے میں اضافہ ہوا، پہلے اسے قتل جینے نہیں دے رہا تھا اور اب بیٹی کا دکھ، وہ ہار گیا تھا، اولاد، بھائی، باپ کا پیار، سب سے بڑھ کر ایک مخلص دوست سردار دالہام خانزادہ کو، وہ دوست جنہیں ایک دوسرے کے بغیر ایک پل سکون نہیں آتا تھا اب سالوں ان کی بات نہ ہوتی تھی، دالہام اگر اس کے پاس سے گزرتا تو اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا۔۔ "

صارم مجھے میری اولاد واپس چاہیے، نہیں تو میں آپ کو چھوڑ کر۔۔۔۔ علینا خاموش ہو گئی جب صارم نے آنکھوں میں نمی لیے اس کی جانب دیکھا، اپنے من پسند شوہر کی آنکھوں میں آنسو میں دیکھ کر اس کے سینے پر سر رکھ کر خاموش ہو گئی۔۔ "

میں تو اب بس یہی دعا کرتا خدا مجھے اپنے پاس بلا۔۔۔۔ علینا نے صارم کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ جانتی تھی اس کا شوہر بے انتہا ٹوٹ گیا ہے۔ صارم کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "

کسی اور کا نہ سہی میرا خیال کر لے صارم میری اولاد میرے پاس نہیں ہے اگر ہو بھی تو آپ میرا آخری سہارا ہو اس دنیاوی زندگی میں، ایسی بات مت کیا کرے علینا نے صارم کی پیشانی پر بوسہ دیا وہ آنکھوں موندے سختی سے علینا کو اپنے سینے سے لگا گیا۔۔ "

جلد ہماری بیٹی ہمیں مل جائے گی۔ علینا نے صارم کو حوصلہ جو نا امید ہو چکا تھا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر صارم کو لٹا دیا تاکہ وہ آرام کر لے، کچھ دیر سو جائے، وہ روزانہ رات کو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے طرسم اور ہادی کی تصویر پکڑ کر بیٹھا رہتا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ ہادی کو دا لہام سے کوئی خطرہ نہیں اس نے ہادی کو واپس آنے کا کہا لیکن اس نے منع کر دیا اور وہ آخری دفعہ تھا کہ ہادی نے صارم خان سے بات کی تھی۔۔ "

صارم سو جائے، علینا صارم خان کا سر دبانے لگی تاکہ اسے سکون ہو، چھ سال میں سب کی زندگی اداس ہو گئی تھی۔ صارم اٹھ بیٹھا نیند آنا مشکل تھی، آنکھیں بند ہوتی اپنی بیٹی کا چہرا نظر آتا، اور صارم خان تڑپ اٹھتا، سفیان خان کمرے میں داخل ہوئے، علینا بیڈ سے اٹھ گئی وہ اپنے بیٹے پاس جا کر بیٹھ گئے۔۔ "

پچھتاوے میں بتلا رہنے سے کیا ہوگا، یو پچھتاوے میں رہنے سے بہتر ہے دالہام سے معافی مانگ لو سفیان خان نے آسان حل بتایا، صارم نے نفی میں سر ہلا دیا وہ جانتا تھا سردار کبھی اسے معاف نہیں کرے گا۔۔۔"

بابا وہ کبھی معاف نہیں کرے گا اور معجزہ مجھ جیسے قاتل کی زندگی میں ہونے رہا ہے۔۔"

مایوسی کفر ہے، ہمارا اور ہمارے نبیوں کا خدا ایک ہے. جس نے نبیوں کی زندگی میں معجزے کیے، وہ ہمیں اپنے معجزوں سے نواز سکتا ہے کبھی دل سے اس سے مانگ کر تو دیکھو۔ سفیان نے اسے مایوسی سے باہر نکالنا چاہا، صارم اپنے بابا کے سینے سے لگ گیا اور جی بھر کر اپنے دل کا غبار نکالنے لگا، آج کتنے عرصے بعد اس کے بابا نے اس سے

محبت بھرے لہجے میں بات کی تھی۔ سفیان خان نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔۔ "

بابا اسے کہے مجھے معاف کردے میں مرجاؤگا مزید یہ بوجھ دل پر نہیں رکھ سکتا، بابا اسے کہے ایک دفعہ اپنے صارم کو معاف کردے ہماری بچپن کی دوستی کی خاطر صارم کی آواز رونے کی وجہ سے کافی بھاری ہوگئی تھی۔۔ "

میں بات کروگا صارم سفیان خان کو اپنے بیٹے کی حالت پر رونا آرہا تھا، کس کی نظر کھا گئی ان کے خاندان کو، بکھرنے کے ساتھ ان کی زندگیاں بھی اجڑ گئی تھی۔۔ سفیان خان اس کی پیٹھ تھپتھپاتے رہے، باپ کا پیار صارم کو کچھ حد تک سکون دے گیا، وہ آہستہ آہستہ نیند میں جارہا تھا سفیان کو جب محسوس ہوا کہ وہ سوگیا ہے تو اسے بیڈ پر لٹا دیا۔۔ پھر علینا کی جانب دیکھا جس نے رو رو کر اپنی حالت خراب کی ہوئی تھی۔۔ "

اللہ پر یقین رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا بیٹا سفیان خان نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا، علینا نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے۔۔ سفیان خان باہر چلے گئے علینا صارم کے سرہانے بیٹھ گئی۔۔ وقت نے نا جانے انھیں کتنے غموں سے آشنا کروانا تھا۔ اپنے دونوں بچوں کی تصویر کو پکڑ کر سینے سے لگایا۔ ماں کی تڑپ کو کہاں سکون ملتا ہے جب تک اس کی اولاد اس کے سینے سے نہ لگ جائے۔۔ "

"اللہ کی آزمائش کو صبر سے پار کرے تو کانٹوں کے بعد ہمارے قدموں میں پھول بچھا دیے جاتے ہے، ہمیں وہ تمام غم بھول جاتے ہے جو آزمائش میں ہمیں ہمارے خدا کی طرف سے ملے ہو۔"

۔۔۔۔۔۔۔

وریام خانزادہ کام سے تھک کر اپنے فلیٹ میں آیا، زہن میں سونیا کے اور سفیان خان کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔ جب اس نے جرمنی

جانے کا فیصلہ کیا تھا تو اس نے اپنے بابا کو رضیہ خانم سے بات کرتے سنا تھا کہ دالہام چاہتا ہے سونیا کا نکاح شہریار سے ہو جائے۔ اسی پل سونیا کے باتیں ذہن میں آئی۔ کیا وہ شہریار کو۔۔۔۔ اس سے آگے سوچنا محال تھا۔۔ "

کیا اس کا نکاح ہو گیا ہو گا، وہ اپنی زندگی میں خوش ہو گی وریام کا دل مچلنے لگا۔ جسے چاہا تھا کیا وہ کسی اور کے پہلو میں ہو گئی، نا جانے وہ اپنی زندگی کے سفر میں کتنا آگے نکل چکی ہو گی۔۔ وریام بیڈ پر کروٹ لینا شروع ہو گیا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی ہر پل اس کے ذہن میں اس کی مغرور خانزادی سوار رہتی تھی، اٹھتے بیٹھتے ہر پل۔ وریام خانزادہ اپنے آپ کو بے انتہا مصروف رکھنے لگا کہ اسے سونیا کا خیال نہ آئے لیکن وہ کبھی نہ کبھی، کہی نہ کہی، کوئی نہ کوئی منظر اسے اس مغرور خانزادی کی یاد دیلا دیتا۔۔ "

نکل جاؤ میرے زہن سے ، نہیں چاہیے مجھے تمہاری یادیں ، نہیں چاہیے وریام خانزادہ ہنذیانی انداز میں چیخا ، اسے سونیا کا مسکراتا ہوا چہرا یاد آیا ، وہ پل یاد آئے جب وہ گارڈن میں بھیگے تھے اور وہ ناراض ہو کر چلی گئی ، کیفے میں ہوا جھگڑا ، وریام نے اپنا سر تھام لیا وہ کچھ پل ، کچھ یادیں اس کے ذہن پر ہاوی ہو رہی تھی ۔ ۔ ۔ "

ہوس ! تمہیں میری نظروں میں ہوس نظر آتی تھی سونیا خانزادی میں نے ہمیشہ تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا ، ہاں تم سے بچوں کی طرح لڑتا تھا ۔ لیکن کبھی تمہارے لیے برا نہ سوچا وریام کی آنکھیں بھیگی تھی ، موبائل میں نظر آتی اس کی تصویر کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا ۔ ۔ وریام آئیدن سے رابطے میں رہتا اور اس سے طرسم کے بارے میں پوچھتا رہتا کہ اس کا پتا چلا ۔ ۔ وریام نے نیند کی دو گولیاں کھالی تاکہ سکون مل جائے ۔ صحیح کہتے

ہے جس انسان کے پاس دولت، ہر شہ ہوا سے سکون کی کمی ہو جاتی ہے۔۔۔"

وریام دو گھنٹے کروٹ بدلتا رہا جب نیند نہ آئی تو اپنے پی اے کو کال کہ میٹنگ اریج کرو۔۔ اٹھ کر کپڑے تبدیل کیے وائلٹ اور موبائل پکڑ کر میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے چلا گیا وہ چوبیس گھنٹوں میں بیس گھنٹے کام کرتا تھا خود کو مصروف رکھنے کے لیے۔۔"

لالا یہ بند نہیں ہو رہا دائم کے پاس آ کر اس کے آگے پرس کیا جس کے ٹچ بٹن میں کوئی چیز اٹک گئی تھی راہا چوبیس سال کی ہو گئی تھی۔ وہ ابھی بھی حد سے زیادہ معصوم تھی۔ اسے دنیا داری کوئی سمجھ نہیں تھی دائم نے بہت کوشش کی اس کا ڈر ختم کرنے کی لیکن ختم نہ ہوا، دائم نے اسے سکول بیجھا، وہ ڈر کر رونے لگ جاتی اور ضد کرتی میں نے نہیں جانا، دائم

ایک ٹیچر اس کے لیے گھر بلایا کرتا تھا جو اسے تمام سبجیکٹ پڑھاتا۔ آج کل اس پروفیسر کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ چھٹی پر تھا اور راہا بے انتہا خوش تھی کہ اسے پڑھنا نہیں پڑے گا وہ پڑھائی سے جان چھڑواتی اور دائم اسے زبردستی پڑھاتا تھا۔۔ "

یہ لو دائم نے ٹچ بٹن میں سے وہ شہ نکال کر بند کر دیا اس کی طرف بڑھایا راہا خوش ہوتے اپنے لالا کے گلے لگ گئی۔ دائم نے اس کا ٹیسٹ کروائے تھے کہ اسے کہی انسانوں سے فوبیا تو نہیں، کیونکہ اکثر وہ جب زیادہ لوگوں کو دیکھتی تو اس کی طبیعت بگڑ جاتی ہے۔۔ "

لالا مجھے یاد آیا آپ نے میرے ٹیسٹ کروائے تھے، کس چیز کے تھے۔۔ راہا نے اپنے لالا کے کندھے پر سر رکھ کر پوچھا، دائم نے چپ اختیار کر لی۔۔ "

لالا کی جان ! آج پروفیسر نے آنا ہے جلدی سے پڑھ لو کیونکہ پھر جب تمہیں سبق نہیں آتا رونا شروع ہو جاتی ہو، دائم نے ہلکی سے چپت اس کے سر پر لگائی، راہا ہنسنے لگ گئی اسے وہ پروفیسر اچھا نہیں لگتا تھا۔۔ "

اسلام علیکم اس سے قبل راہا اپنے لالا کو کچھ کہتی پروفیسر گھر داخل ہوا، دائم نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا، یہ کوئی اور تھا راہا کو جو پروفیسر پڑھاتا تھا وہ یہ نہیں تھا۔۔ "

وعلیکم اسلام ! آپ کون ؟ دائم نے اس سے ہاتھ ملا کر پوچھا تو اس نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔۔ "

دراصل جو پروفیسر آپ کی بہن کو پڑھانے آتے ہے وہ میرے دوست ہے ان کی طبیعت کافی ناساز ہے اس لئے اپنے علاج کے لیے بیرون ملک چلے گئے ہے۔ التمش نے نہایت ہی پر سکون لہجے میں کہا، دائم نے غور سے اس کی جانب دیکھا اور پھر اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ

کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھا تو راہا نے گھور کر اس کی جانب دیکھا اللہ اللہ کر کے اس کی پڑھائی سے جان چھوٹی تھی اور اب یہ التمش صاحب آ گئے۔۔ راہا کہنے کو چوبیس سال کی تھی لیکن اس کی حرکات 12 سے 14 سال کے بچوں کی طرح تھی کیونکہ دائم نے اسے ہمیشہ بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کیا تھا۔۔ "

آپ کو آپ کے پروفیسر نے پڑھائی کا کام دیا تھا آئی ہوپ سو آپ نے کر لیا ہو گا سنجیدگی سے کہا گیا راہا نے آنکھیں گھمائی اس کی سنجیدگی پر، اسے اپنے لالا کے علاوہ کوئی مرد بھی پسند نہیں تھا۔۔ "

گڑیا دیہان سے پڑھنا ہے دائم نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور اپنے آفس چلا گیا، وہ بے فکر تھا کیونکہ اس نے گھر میں سی سی ٹی کیمرے لگوائے ہوئے تھے۔۔ "

یاد ہو گیا التمش نے دس منٹ انتظار کیا اور پھر پوچھا۔ راہا بک کھول کر اسے دیکھنے میں مصروف تھی نہ کے پڑھنے میں۔۔ "

مجھے نہیں آتا اس نے صاف لفظوں میں منع کر دیا کہ مجھے نہیں، التمش نے نفی میں سر ہلایا اسے سمجھ لگ گئی تھی یہ آسانی سے پڑھنے والی لڑکی نہیں تھی اس کا بے انتہا دماغ کھپنے والا ہے۔۔ "

آپ یہ یاد کرے مجھے سننا ہے التمش نے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی راہا کا منہ بن گیا، اس نے پکا ارادہ کیا کہ وہ آج نہیں پڑھے گی۔۔"

یاد ہو گیا دس منٹ بعد پھر پوچھا تو راہا نے دوبارہ نفی میں سر ہلایا۔ التمش کا دماغ گھومنا شروع ہو گیا، کس مصیبت میں پھنس گیا تھا وہ۔۔ "

کیوں یاد نہیں ہو رہا۔۔ "

دل نہیں کر رہا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے ، بلائی لب دانتوں میں دبایا ، التمش اس کی معصومیت پر عش عش کر اٹھا ۔ اگر وہ کسی کو اتنی خوبصورتی سے منع کرے تو سامنے والا تو کہے گا جیسا آپ کہے ، لیکن سامنے بھی کھڑوس التمش تھا جس پر یہ حرکات کوئی اثر نہیں کر سکتی ۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا ذہن چھوٹے بچوں کی طرح

ہے ۔ ۔ ۔ "

میں ٹاپک پڑھا دیتا ہو پھر مزہ آئے گا یاد کرنے میں اور ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں آپ اوپر نمک مرچ لگائے گے جو مزہ آئے گا التمش کی بات درمیان میں کاٹ کر وہ معصومیت سے بولی ۔ اس نے ٹھنڈی آہ خارج کی ۔ ۔ "

آپ چھوٹی بچی نہیں ہے ، التمش نے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی ۔ وہ ایک جوان لڑکی معلوم ہو رہی تھی اور اس عمر میں اس نے میٹرک کے پیپرز دینے تھے ۔ ۔ "

مجھے تو آپ انکل جی لگ رہے التمش کو سر تا پاؤں تک دیکھ کر کہا۔
التمش کا منہ کھل گیا وہ اسے انکل نظر آرہا تھا جسے ابھی جوانی بھی مکمل طور پر نہیں چڑھی تھی وہ 21 سالہ نوجوان اسے انکل لگ رہا تھا۔۔ "
تمہیں میں کہاں سے انکل نظر آرہا ہو دانت پیستے ہوئے کہا تو راہا نے اس کی داڑھی کی طرف اشارہ کیا، التمش نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا جو زرہ بھاری تھی کیونکہ اسے بھاری داڑھی رکھنے کا شوق تھا۔۔ "
جو انکل ہوتے ہے نہ وہ ایسے داڑھی رکھتے ہے راہا نے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا، بے ساختہ التمش نے موبائل کا کیمرہ آن کیا غور سے اپنی داڑھی دیکھی اس طرح کی بھاری داڑھی آج کل ہر نوجوان نے رکھی تھی۔۔ "

اچھا اس طرح تو پھر تمہارا لالا بھی انکل ہے التمش نے اپنی بھڑاس نکال لی، کیونکہ دائم کی داڑھی بھی بھاری تھی۔ "

جی نہیں میرے لالا انکل نہیں ہے، میرے لالا پیارے لگتے ہے
بھاری داڑھی میں اپنے لالا کے بارے میں سوچتے مسکرا کر رہا۔۔ "
ہاں تو کیا میں تمہیں جن نظر آرہا ہو، التمش کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہر چیز
تہس نہس کر دے۔ لڑکیاں اس کی خوبصورتی پر مرتی تھی اور وہ اسے
انکل کہہ رہی تھی۔۔ "
جن نہیں انکل لگ رہے ہے راہا پھر سے بولی التمش نے ٹھنڈی آہ
خارج کی وہ لڑکی دماغ خراب کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔ "
لیسن یاد کروا التمش نے سائنس کی کتاب اس کی گود میں رکھی تو راہا نے
غصے سے کھڑوس کی جانب دیکھا، اچھا بھلا اسے باتوں میں لگا لیا تھا لیکن
وہ کھڑوس کہیں کا کتاب پھر اس کی گود میں رکھ دی۔۔ "
چاند پر پہلا قدم کس نے رکھا تھا؟ التمش نے پندرہ منٹ بعد کتاب اس کی
گود سے اٹھالی۔۔ "

انسان نے !تالیاں بجاتے ہوئے کہا التمش نے دانت پیستے جیسے اپنے غصے پر قابو پانا چاہا۔۔ "

نہیں، نہیں، چاند پر پہلا قدم آیلین نے رکھا آنکھیں پھیلا کر چہرے کی ڈراؤنے زاویے بنا کر آیلین بننے کی کوشش کی۔ التمش نے اپنا سر پکڑ لیا، آج پہلا دن تھا اور اس لڑکی نے اس کا دماغ مکمل طور پر چاٹ لیا تھا۔۔ "

نیل۔۔۔۔ آرم۔۔۔ سٹرانگ۔۔۔۔۔۔ نے۔۔۔۔ پہلا۔۔۔۔۔ قدم ۔۔۔۔۔۔ چاند۔۔۔ پر۔۔۔ رکھا۔۔۔ تھا ایک ایک لفظ پر زور دیا، راہا نے ہاں میں سر ہلایا جیسے اسے ساری چیزیں سمجھ آ گئی تھی۔۔ "

چاند پر دوسرا قدم کس نے رکھا تھا؟ التمش نے ابرو اچکا کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا، راہا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔ "

ارے انکل پروفیسر جی !جس نے پہلا قدم رکھا ہے ظاہر سی بات ہے دوسرا قدم بھی اس نے ہی رکھا ہوگا۔ اپنی بات مکمل کر کے اس نے تاسف سے سر ہلایا جیسے پروفیسر کی بیوقوفی پر افسوس کر رہی ہو۔۔ "

اللہ حافظ ہے تمہارا التمش نے منمنایا، اس کے سامنے کہتا تو پھر سے کوئی بات سلجھ جانی تھی۔۔"

ناسا کا پورا نام ؟ ایک اور سوال پوچھا راہا کو یہ آتا تھا لیکن خاموش رہی اس نے اب نہیں سنانا تھا کیونکہ اسے اس کھڑوس پروفیسر کے منہ کے زاویے پر غصہ آرہا تھا جو اکتاہٹ سے بھرے تھے۔۔ "

محترمہ بتانے کی زحمت کرلے راہا کو اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھتے کہا وہ ہنوز اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتی رہی التمش کی بات کا کوئی جواب نہ

دیا۔۔۔ راہا پورا دن اس کا دماغ کھاتی رہی وہ سوال پوچھتا تو جواب دے دیتی اگر دل نہ کرتا تو منہ سی لیتی۔۔ "

مس راہا! التمش کی اب بس ہو گئی تھی اس نے سخت لہجہ اپنایا، اور وہی راہا کا رونا شروع، دائم گھر داخل ہوا اپنی بہن کو روتے دیکھ اس کے پاس گیا اور گلے لگا لیا۔۔ "لالا اس نے ڈانٹا آنکھیں مسلتے چہرا دائم کے سینے میں چھپایا، التمش تو چلا کی پر عش عش کر اٹھا، اس نے ڈانٹا کہا تھا زرہ سا سخت رویہ استعمال کیا تھا۔ "

پروفیسر التمش! دائم جانتا تھا اس کی کوئی غلطی نہیں ہے اپنی بہن کی خاطر اس سے سخت لہجے میں بات کی۔۔ "

سر میں نے آپ کی بہن کو کچھ نہیں کہا، چند گھنٹوں میں اس نے میرا دماغ خالی کر دیا ہے التمش نے درد سے پھٹتے اپنے سر کو تھاما۔ دائم نے

ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جو روندو چہرا بنائے اپنے لالا کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

راہا گڑیا آپ اندر جاؤ دائم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اندر کی جانب اشارہ کیا وہ اٹھ کر غصے سے اس کی جانب دیکھتے زبان دکھا کر چلی گئی۔۔ "

اس کی حرکتیں بچکانہ ہے اگر کوئی الٹی سیدھی حرکت کرے تو ٹالریٹ کر لینا۔ دائم نے سنجیدگی اپنائی۔ التمش نے اپنی پیشانی مسلی یعنی کہ روز اس کے ساتھ یہ سب ہونے والا تھا۔۔ "

جاتے وقت سر درد کی میڈیسن لے لیجئے گا دائم کہہ کر کمرے میں چلا گیا تاکہ راہا کو وقت دے سکے۔۔۔ "

دونوں بہن بھائی کھسکے ہوئے ہیں التمش اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر اپنی چیزیں اٹھاتے تلملاتا ہوا چلا گیا ایک نے سر درد لگوائی اور دوسرا میڈیسن لینے کا کہہ رہا تھا۔۔ "

بوس یہ لو سیفر نے بھیجا ہے یاور کا ایک آدمی موبائل لے کر اس کے پاس آیا اس نے موبائل ان کیا اس پر پاسورڈ نہیں لگا تھا گیلری ان کی اس میں ایک ویڈیو تھی۔۔ "

میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں، میں جلد ہی بھائی اور بابا کو منا لوگی ہماری شادی کے لیے ایک لڑکی مسکراتے ہوئے ایک نوجوان مرد سے کہہ رہی تھی۔۔ "

دیکھو تم جلدی منا لو میرے گھر میں سب مان گئے ہیں انہیں کوئی مسئلہ نہیں ، تمہارا بھائی اور تمہارے بابا راستے کا کانٹا بن رہے ہیں وہ آنکھ دبا کر بولا اس لڑکی نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔ "

کِلپ محض ایک منٹ کا بھی نہیں تھا ، اسی وقت واٹس ایپ پر لوسیفر کا میسج آیا جس میں یہ الفاظ لکھے تھے۔۔ "

Tum bilkul apni bahan jaise ho Jo Pyar Ke jaal Mein phansa Kar unse khwahish puri Karke ... Unki aisi halat kar dety , ky voh khud Khushi karne per majbur ho jaaye... Tumne bhi 6 Saal pehle sardar ki biwi se.....

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی یاور نے موبائل دیوار پر دے مارا، وہ اس کی بہن کے بارے میں کیسے جانتا تھا اور جو فوٹیج لوسیفر نے اسے سینڈ کی تھی وہ کالج کی فوٹیج تھی جب اس کی بہن سیکنڈ ایئر میں تھی۔۔ "

اس لوسیفر کو ڈھونڈو مجھے یہ اپنے پاس چاہیے اور سردار کا حال حوال بھی مجھ تک پہنچا دینا اپنی سردارنی کے بغیر کیسے جی رہا ہے ذرا میں بھی تو دیکھوں۔ یاور کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی اسے سردار کی طرف دیکھ کر سکون مل رہا تھا سردار چھ سال سے یاور اور اپنی سردارنی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔ "

بوس چھ سال پہلے جس لڑکی کو آپ نے اغوا کروایا تھا اس کا کیا کیا آپ۔۔۔۔اس سے قبل وہ اپنا جملہ مکمل کرتا یاور نے نظروں کا رخ اس کی جانب کیا جیسے آنکھوں سے ہی اسے نگل جائے گا اس آدمی

نے وہاں سے بھاگنے میں ہی اپنی بہتری سمجھی کیونکہ اگر وہ وہاں رکتا تو یاور نے ایک پل نہیں لگانا تھا اسے ختم کرنے میں۔۔ "

سردار الہام خانزادہ تمہاری تڑپ مجھے سکون دے رہی ہے یونہی تمہیں تڑپتا ہوا میں دیکھنا چاہتا ہوں یاور نے پراسرار قہقہہ لگایا اور اپنے کمرے میں بیڈ پر جا کر لیٹ گیا جب اسے ایک رونگ نمبر سے کال آئی آنکھیں گھماتے ہوئے کال کٹ کر دی اگلے ہی پل پھر سے کال اگئی دوبارہ کٹ گئی۔ ایک مرتبہ پھر کال آئی یاور نے سوچا کال کرنے والا انتہا کا ڈھیٹ ہے غصے سے سرخ چہرہ لیے کال پک کی۔۔ "

جب میں ایک دفعہ کال کٹ کر رہا ہوں تو تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ اب اگر تم نے کال کی تو تمہارے گھر میں گھس کر تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا سامنے والے کی بات سنے بغیر وہ دہاڑا تھا اور کال کٹ کر کے بیڈ پر پھینکا اس کے پاس دو موبائل تھے ایک تو وہ توڑ چکا تھا فل وقت

دوسرا نہیں توڑنا چاہتا تھا کیونکہ اس میں اس کے تمام ثبوت تھے اچانک موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔۔ "

کتنے آدمی ماروں گے تم دالہام خانزادہ، یاور نے موبائل پر آئی تصویر چیک کی جو اس کے آدمی نے بھیجی تھی جس میں سردار نے یاور کے پچاس کی تعداد میں آدمی مارے تھے۔۔ یاور مرزا نے پراسرار قہقہہ لگایا آخر کب تک وہ اس کے آدمی مارے گا ایک نا ایک دن تھک جائے آدمیوں کو مارتے ہوئے اور اپنی چار فٹی بیوی کو ڈھونڈتے ہوئے۔۔ "

مجھے سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی سردار تم نے ہیرا نہیں اپنے پاس چاند رکھا ہوا تھا جس کے جانے کے بعد تمہاری زندگی میں آندھرا چھا گیا۔ بہت جلد ملاقات ہوگی، یاور بیڈ اٹھا اپنی شرٹ اتاری کسرتی جسم، سکس پیک، چوڑا سینہ، وہ انتہا کا خوبصورت تھا، گہری سیاہ آنکھیں اور بال، عنابی لب، گندمی رنگت، اس کی آنکھوں میں نشیلا پن تھا جو ہر ایک وہ اپنی

جانب متوجہ کرتا، لیکن دشمنوں کو خوف میں بتلا کر دیتا تھا۔۔ واش روم گیا اور شاور کے نیچے کھڑا ہو کر لوسیفر کے بارے میں سوچنے لگا کہ آخر وہ اس کی بہن کے پیچھے کیوں پڑا ہوا تھا، اس کا اس کی بہن سے کیا لنک ہے۔۔ شاور لے کر شرٹ لیس باہر آیا، شرٹ پہن کر آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "تم بہت خوبصورت ہو" ایک سریلی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔ "

وہ کون تھی دماغ نے عکس سامنے لانا چاہا لیکن ناکام۔ یاور نے دل میں تہیہ کیا کہ اس لڑکی کو ڈھونڈے گا۔۔ "

دالہام خانزادہ ڈیرے پر داخل ہوا اس کے پیچھے یعقوب تھا، سامنے دو آدمی بندھے تھے صارم جو دالہام سے ملنا چاہتا تھا اس کے پرانے

اڈے پر آیا اور کمرے میں داخل ہوا دالہام نے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی، اس کی نظر میں صارم کی کوئی اہمیت نہ تھی۔۔ "

ہمیں نہیں معلوم! دالہام کو دیکھتے ہی انھوں نے الفاظ بولے، کیونکہ دالہام نے یاور مرزا کے ہزاروں کی تعداد میں آدمی مارے تھے۔۔ "

جان بخش دوگا۔ اگر مجھے تم بتادوگے کہ میری بیوی کہاں ہے دالہام نے ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے وہ رعب دار شخصیت کا مالک، خونخوار آنکھوں کو ساکت کیے اس پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اپنی زندگی دونوں کو پیاری تھی۔۔ وہ درندگی کی موت نہیں مرنا چاہتے تھے۔۔ "

ہمیں اتنا معلوم ہے کہ وہ چھ سال سے یاور مرزا کی قید میں ہے، یہ نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا مر۔۔۔۔ دالہام نے ان کے لبوں سے "مردہ" لفظ ادا ہونے سے پہلے ان دونوں کی شہ رگ پر چاقو اتار دیا اور پھر ایک

مرتبہ نہیں کئی مرتبہ۔ صارم نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا جو خون آلود تھا اور لوگوں کو ایسے چاقو سے قتل کرتا تھا جیسے وہ کوئی چیز ہو۔۔ "

آج کے بعد میرے سامنے آنے کی غلطی مت کرنا صارم خان نہیں تو تمہاری بھی یہی حالت کرنے میں دیر میں لگاؤں گا دالہام نے سرسری نگاہ ان دونوں پر ڈالی جن کی گردنیں تقریباً ان کے وجود کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔۔ صارم نے جھرجھری لی، دالہام اس قدر سفاک بن گیا تھا اس کے وہم وگماں میں نہ تھا۔۔ "

دالہام میری بیٹی کو۔۔۔۔ وفی ہونے کے بعد اس کا واحد رشتہ سردار دالہام خانزادہ ہے، تم فرض کرلو کہ تمہاری بیٹی تھی ہی نہیں کبھی۔

صارم نے تکلیف سے آنکھیں بند کی۔ وہ صحیح معنی میں ایک سفاک دیو بن گیا تھا یعقوب ان آدمیوں کی لاش کو ٹھکانے لگا، صارم لبوں پر چپ لگائے کھڑا رہا۔۔۔ "

یاور مرزا تیار ہو جاؤ سردار سے ملاقات کرنے کے لیے، دالہام وہاں سے باہر نکلا اور جیپ میں بیٹھا اور رخ کلام کی ہوٹلوں کی جانب کیا، اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اگر وہ یاور کے پاس ہے تو وہ اس سے چھپانے کے لیے اسے کلام سے باہر نہیں بھیجے گا بلکے اسے کلام میں ہی کہی رکھے گا۔ اکثر انسان کا دماغ تکلیف میں کام کرنا چھوڑ جاتا ہے اس نے تین مرتبہ ہوٹلز میں چیک کیا تھا لیکن طرسم دالہام خانزادہ کے نام سے۔۔ "

بلو ڈائمنڈ ہوٹل کے سامنے جیپ روک کر بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔ "

اس ہوٹل میں طرسم دالہام خانزادہ ہے دالہام نے ریسپشنز سے پوچھا تو وہ چیک کرنے لگی وہ سردار کو منع کر کے اپنی موت کو دعوت نہیں دینا چاہتی تھی۔ دالہام کا انتظار عروج پر تھا۔۔ "

نو سر یہاں اس نام کی کوئی لڑکی نہیں۔۔۔ "

طرسم۔۔۔۔یاور ضبط کے آخری مراحل پر پہنچ کر اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد اپنے دشمن کا نام جوڑا۔۔اس نے چیک کر کے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔۔دالہام نے اس مرتبہ نا امیدی کو ناتھاما اور دوسرے ہوٹل کی جانب رخ کیا ہر ہوٹل دیکھ لیا لیکن وہ اسے کہی نہ ملی، ایک مرتبہ پھر نیراش، کھالی ہاتھ لیے دالہام رات کے اندھیرے میں سڑک کے کنارے پر چل رہا تھا گھر جانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔چھ سال سے اس کی یہی روٹین تھی، یعقوب اس کے پیچھے چل رہا تھا اس کا سایہ بن کر۔۔"

سردار حویلی چلے ڈرتے ہوئے کہا سردار نے کوئی جواب نہ دیا، اس کے ذہن پر وہ چھا چکی تھی، سکون سے سانس نہ لینے دیتی، آنکھوں کے پردوں پر ہر پل اس کا عکس۔۔۔"

تم جاؤ ایک لمبے وقفے کے بعد جواب دیا گیا۔۔"

سردار میں آپ کے بغیر نہیں جاؤ گا۔۔"

وہ چھوڑ گئی دیو کو ادھورا کر گئی ، اسے مجھ سے دور کر دیا گیا ، کیوں خدا!
کیوں تو نے اسے مجھ سے دور کیا ، تیرا بندہ بکھر گیا سردار زمین پر گھٹنوں
کے بل بیٹھا ، ہنذیانی انداز میں چیخا پیشانی کی رگیں ابھری گئی ۔ ہاتھ کانپ
رہے تھے ۔ ۔ "

سب کچھ ختم دالہام خانزادہ چہرا ہاتھوں میں چھپائے ایک مرتبہ پھر چلایا ،
یعقوب اس کے پاس زمین پر بیٹھا ۔ ۔ "

سردار آپ انہیں ڈھونڈنا چھوڑ دے ، کیا معلوم وہ مر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں
تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوگا سردار نے اس کے چہرے پر زوردار
تھپڑ مارا ، اس کی بات کاٹی ، یعقوب نے سر جھکا لیا ۔ ۔ "

اسے کوئی کچھ نہیں کر سکتا وہ ننھی سی پری ہے ، میں اسے بدلے کے لیے
لے کر آیا تھا لیکن اس پر ظلم نہ کر سکا دالہام خانزادہ نے اس کا گریبان

پکڑا اور ضبط کھوتے بلند آواز میں بولا یہ سوچ ہی سوہان روح تھی کہ اس کی پری کو کچھ ہو گیا۔۔ "

سردار کب تک آپ حقیقت کو۔۔۔ یعقوب کے الفاظ حلق میں ٹوٹ گئے، سردار نے اس کے چہرے پر ایک ساتھ کئی تھپڑ مارے۔۔ "

نہیں وہ میرے پاس واپس آجائے گی، اسے کچھ نہیں ہوا، اسے کچھ نہیں ہو سکتا وہ میری ہے، اسے کچھ نہیں ہوا دالہام اپنا سر پکڑے چیخ رہا تھا، ایک بات بار بار دہرائے جا رہا تھا۔۔ "

سردار یعقوب نے اسے لمبے سانس لیتے دیکھ اس کی قمیض کے اوپر والے دو بٹن کھولے۔ دالہام خانزادہ کا بدن انتہا کی ٹھنڈ میں بھی پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ صارم اکثر اس سڑک پر اپنی پریشانی کو دور کرنے کے لیے جھیل کا منظر دیکھنے آتا تھا سامنے دالہام کو زمین پر چیختے اور لمبے سانس لیتے دیکھ بھاگتا ہوا اس کے پاس گیا۔۔ "

دالہام کیا ہوا؟ اس کی سرخ آنکھیں اور سانسوں کی تنگی کو دیکھ کر پریشانی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، ان دونوں میں لاکھ نفرت صحیح لیکن ہے تو ایک خاندان کا خون، تکلیف کیسے نہ ہوتی۔۔ "

اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہہ رہا ہے میری پری مر۔۔۔جملہ ادھورا چھوڑ کر اپنا سر تھام لیا، صارم کو اس کی حالت ناگوار گزری۔ چھ سال سے سارا بزنس آئیدن نے ہینڈل کیا ہوا تھا یہ کبھی کبھار چلا جاتا تھا میٹینگ اٹینڈ کرنے۔۔ "

اسے کچھ نہیں ہو سکتا، صام اسے کچھ نہیں ہوگا، صام وہ میرے پاس واپس آئے گی نا، صام اسے کچھ نہیں ہوا وہ ہنوز اپنا سر پکڑے بلند آواز میں کہہ رہا تھا صارم کی آنکھیں نم ہوئی سولہ سال بعد دالہام خانزادہ نے اسے صام کہہ کر پکارا تھا۔ دالہام کی حالت اسے تشویش میں بتلا کر رہی تھی اس نے جھٹکے سے یعقوب کی جانب دیکھا جو سر جھکا گیا۔۔ "

دالہام مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی اٹھو ہمت کرتے الفاظ ادا کیے۔ دل ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہوا، اس نے کبھی دالہام کی حالت اس طرح نہیں دیکھی تھی حتیٰ کہ اس کے باپ کی موت کے وقت بھی نہیں۔۔ "

نہیں جانا مجھے، میں اسے ساتھ لے کر جاؤں گا، صام وہ زندہ ہے صام وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی دالہام کی سانسیں اکھڑی تھی دل کے مقام کو سہلاتے ہذیانی انداز میں چیخا، صارم کو یقین ہو گیا وہ ہوش میں نہیں ہے اگر وہ ہوش میں ہوتا تو کبھی اپنا دکھ اس کے ساتھ نہ بانٹتا۔۔ "

دالہام وہ زندہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو گئی جملہ مکمل کرنے سے پہلے ایک لمبا وقفہ لیا، وہ پر یقین نہیں تھا کہ اس کی بیٹی زندہ ہے بھی یا نہیں کیونکہ چھ سال میں اس کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔۔ "

میں تجھے کہتا تھا نا کہ تو مجھے نیلی آنکھوں والی گڑیا لا کر دے گا میں نے تیری ہی گڑیا لی اور خدا نے جدا کر دیا، دعا کر وہ میرے خدا پاس نہ چلی گئی ہو دالہام خانزادہ دہاڑے مار کر رونے لگا، وجود ہچکولے کھانا شروع ہو گیا ، صارم نے اسے گلے لگا لیا یعقوب اور صارم کی آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے دالہام کی حالت دیکھ کر۔ انہوں نے کہا دیکھا تھا اسے اس قدر ٹوٹا ہوا، انہوں نے تو ہمیشہ اسے مضبوط، غصے اور اکڑ میں رہتے دیکھا تھا۔۔ "

یا اللہ! آسمان کی جانب دیکھ کر بلند آواز میں چیخا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ "

یا اللہ! یا اللہ اپنا سر پیچھے بنی گرل کے ساتھ مارنا شروع ہو گیا۔ دل چاہ رہا تھا خود کو ختم کر لے سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔ "

دالہام! یعقوب اور صارم نے اسے قابو کرنے کی کوشش کی، صارم نے اسے گلے لگا لیا۔۔ "

مجھے وہ میرے چاہیے، اسے میرے پاس لے کر آؤ، میری چار فٹی! آواز آہستہ آہستہ دھیمی ہوتی گئی اور آخری الفاظ ادا ہوتے ہی آنکھیں بند، ہاتھ جو صارم کی پشت پر تھے ڈھلک کر نیچے گر گئے، صارم نے فوراً اس کا چہرا سامنے کیا، سانسیں اور آنکھیں بند، بے جان وجود صارم کے بازوؤں میں تھا۔۔ "

دالہام، دالہام تڑپ، تکلیف، آنسو، کھو دینا ہر تکلیف نے صارم کی آنکھوں میں جگہ لی۔ اسے ہلتے نہ دیکھ بازوں میں اٹھائے کار میں ڈالا اور ہاسپٹل کی طرف رخ کیا، رات کے ایک بجے وہ ہاسپیٹل پہنچے۔۔ "

ڈاکٹر، ڈاکٹر صارم نے اسے بازوں میں پکڑا تھا اور یعقوب بلند آواز میں چلاتے ہوئے ڈاکٹر کو پکار رہا تھا۔۔ سٹیچر پر دالہام کو لیٹایا۔۔ "

آپ انھیں ساتھ والے روم میں لے جائے ڈاکٹر آدھے گھنٹے تک آتے ہے ڈاکٹر کا سکریٹری بولا تو صارم نے اس کا چہرا دبوچ لیا، اور چہرے پر کئی مکے مارے۔۔۔ "

ڈاکٹر کا کیبن کونسا ہے؟ اس کے لہولہان ہوئے چہرے کو سختی سے دبوچتے دہاڑا، اس نے دائیں جانب اشارہ کیا، صارم نے یعقوب کی جانب دیکھا تو اس نے ہامی میں سر ہلایا۔۔ "

جان کچھ دیر۔۔۔۔۔ باہر آؤ صارم خان دروازے کو توڑنے والے انداز میں کھول کر اندر داخل ہوا، ڈاکٹر نے غصے سے اس کی جانب دیکھا جو اس کی پرائیویسی میں دخل اندازی کر رہا تھا۔۔ "

کیا بدتمیزی ہے یہ؟۔۔ "

تیری بدتمیزی تو میں نکالتا ہو، تجھ جیسے کمینے ڈاکٹر ہوتے ہے جو اپنی محبوبہ کے ساتھ مصروف ہو کر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہے

صارم اسے گریبان سے پکڑ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے باہر لے کر گیا۔ اور ایمرجنسی روم کے اندر لے گیا جہاں دالہام کو یعقوب لے کر آیا تھا۔۔ "

اگر میرے دوست کو کچھ ہوا تو تیرا سر تیرے وجود سے علیحدہ کر دوگا صارم نے محض ایک لمحے کے لیے دالہام کے زرد چہرے کو دیکھا مزید ہمت نہ ہوئی اسے دیکھنے کی۔۔۔ "

آپ باہر جائے۔ ڈاکٹر نے ڈرتے ہوئے کہا تو صارم نے خونخوار نظروں سے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا جو کرنا ہے میرے سامنے کرو۔۔ صارم دائیں جانب اور یعقوب بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔۔ ڈاکٹر نے ایک نظر مشین کی جانب دیکھا جہاں دالہام کی سانسیں نہ ہونے کے برابر تھی۔ ڈاکٹر نے مشین اٹھائی اور اسے الیکٹرک جھٹکے دینا شروع ہوا

تاکہ اس کی دھڑکن سپیڈ پکڑے اور سانس کچھ حد تک نارمل ہو۔ ان دونوں نے سختی سے آنکھیں بند کی۔۔ "

صام کے زہن کے پردوں پر وہ منظر لہرایا جب اس کا اور دالہام کا ایک دوسرے کے بغیر گزارا نہیں تھا۔۔ "

صام تو نے شادی کرلی تیرا تین سالہ بیٹا بھی ہے، میری مورے کے جتنے ارمان ہے شادی کو لے کر مجھے لگتا ہے ان کے ارمان پورے ہونے سے پہلے میں ختم ہوجا۔۔۔ اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا صارم نے اسے دھکہ دیا دالہام جو اس کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اس کے یوں دھکہ دینے پر آنکھیں گھمائی۔۔ "

کیا مسئلہ ہے تجھے دالہام نے مکا بنا کر اس کے چہرے کے پاس کیا لیکن مارا نہیں۔ ان دونوں میں عمر کا پانچ سال کا فرق تھا لیکن دوستی اس قدر گہری تھی جیسے ہم عمر ہو۔۔ "

میرے ساتھ ایسی بکواس کرنی ہوتی ہے تو میرے ساتھ نہ بیٹھا کرو دالہام نے اس کی آنکھوں میں دکھ دیکھا محض الفاظ کی وجہ سے۔ اسے اندازہ ہوا کہ وہ صارم کے لیے کس قدر ضروری ہے۔۔ "

نہ کر علینا کو برا لگے گا کہ اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر اپنے دوست کے لیے تڑپ رہا ہے صارم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھا اسی پل علینا کمرے میں داخل ہوئی ان دونوں کو قریب دیکھ کر اسے زور کا اُچھکا لگا۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اپنے شوہر کی جانب دیکھا جو اس کی بجائے اپنے دوست کے ساتھ ایک بستر میں لیٹا تھا۔۔ "

ہائے! علینا اپنے شوہر کی حرکتیں دیکھ لو شادی شدہ ہے اور توبہ، اپنے دوست کے ساتھ۔۔ دالہام نے سنجیدگی سے کہتے کانوں کو ہاتھ لگایا، انداز ایسا تھا کہ سننے اور دیکھنے والے کو وہ سو فیصد سچا لگے وہ صرف صارم سے فری ہو کر بات کرتا باقی سب کے لیے وہ اکڑو انسان تھا۔۔ "

صارم آپ۔۔۔۔چھیی کانوں کوہاتھ لگایاکہ اس کا شوہر لڑکوں کے ساتھ سوچ کرہی الٹیاں آرہی تھی۔۔ "

علینا، یہ جھوٹ بول رہاہے یارمیں نے کچھ نہیں کیا صارم کواتنا عجیب لگ رہاتھاسچاہوتے ہوئے بھی اسے سفائی دینی پررہی تھی۔۔ "

لالاجھوٹ نہیں بولتےاور مسٹرصارم خان ایک سنجیدہ انسان جھوٹ نہیں بولتا، آپ کوشرم آنی چاہیے۔۔۔۔چھیی میں اس سے آگے بول کیاسوچ بھی نہیں سکتی صارم۔۔ علینا کہہ کرپاؤں پٹکتی ہوئی کمرے سے چلی گئی صارم نے کھاجانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھاجوان دونوں میاں بیوی کے درمیان لڑائی کرواکے سکون سے پھیل کربیڈپر نیم درازہوگیا۔۔ "

ابے تیری اٹھ صارم اس کے پاس گیا کمبل اس کے اوپرسے کھینچ کر اتارا۔ دالہام سرد ڈھیٹ بنتاچہرے پرکشن رکھ کرلیٹ گیا۔۔ "

دالہام اٹھ جا نہیں تو میں تیرا سر پھاڑ دوں گا صارم نے دانت پیستے ہوئے کہا لیکن اسے ریت کے دانے کے برابر بھی اثر نہ ہوا۔۔ "

میں چچی کو کہتا ہوں تیری لیے رشتہ ڈھونڈے صارم نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا دالہام فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا صارم نے بیڈ پر کمبل پھینکا جو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۔"

صام کے بچے خبر دار اگر تم نے مورے سے کچھ کہا میں علینا کے ذہن میں الٹی سیدھی باتیں ڈال دوں گا کہ تو لڑکیوں کے ساتھ مصروف ہوتا ہے اس کے دھڑلے پر صارم منہ کھولے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

دالہام پھیل کر بیڈ پر بیٹھا۔ اسے تو مزہ آرہا تھا صام کو تنگ کرنے میں۔۔ "

کمینے ادھر آ تو میں تجھے بتاؤ صارم نے جوتا پکڑا، دالہام اچھل کر بیڈ کی دوسری جانب ہو گیا کون کہہ سکتا تھا کہ ایک 18 سالہ لڑکا جو دکھنے میں نوجوان مرد لگتا تھا اور 23 سالہ مرد جس کا 3 سالہ بیٹا تھا وہ بچوں کی طرح لڑ رہے تھے۔۔ "

اوئے شرم کر صام مجھ چھوٹے سے بچے کو مارے گا دالہام نے چہرے پر حد سے زیادہ سنجیدگی سجائی جو اکثر وہ صارم کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بات کرتے وقت اپناتا تھا۔۔۔ "

اوئے دو نمبری میں تیری سنجیدگی کے جھانسے میں نہیں آنے والا تو جو مرضی کر لے صارم نے جوتا اس کی طرف اچھالا، دالہام خانزادہ نے نیچے جھکا اور دوسری جانب بھاگ گیا صارم نے دوسرا جوتا اس کی طرف اچھالا ایک مرتبہ وہ پھر جھکا اور جوتا سیدھا کمرے میں داخل ہوتے وریام کو لگا۔ 13 سالہ وریام پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز میں رونا شروع

ہوگیا۔ دالہام نے فوراً جوتے پکڑ کر صارم کی طرف اچھالے اس نے پاؤں میں پہن لیے۔ اس کے رونے کی آواز سن کر رضیہ خانم اور ریحانہ خانم کمرے میں داخل ہوئی، صارم اور دالہام ایک ساتھ کھڑے ہو گئے، جیسے ان دونوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔ "

وریام بیٹا کیا ہوا رضیہ خانم نے وریام کو اپنے سینے سے لگایا۔ اس نے روتے ان دونوں کی جانب اشارہ کیا اور پھر ہچکیاں بھرتے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر رونے لگا۔۔ "

کیا کیا تم دونوں نے؟ ریحانہ خانم غصے سے بولی ان دونوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ "

ہم معصوم بچے کچھ کر سکتے ہیں چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ وہ سب سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ سچ بول رہے ہے یا جھوٹ۔ صارم اور دالہام نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ "

امی صارم نے کچھ کیا ہے یہ لالا کے ساتھ۔۔۔چھی، علینا کمرے میں داخل ہوئی وریام کو روتا دیکھ ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔ "

دالہام کے ساتھ کیا کیا؟ جیسے علینا نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا وہ دونوں تشویش میں بتلا ہو گئیں کہ آخر انہوں نے ایسا کیا کر دیا ہے۔۔ "

امی دالہام کہہ رہا تھا کہ اس نے شادی کرنی ہے اکیلے کمرے میں رہ کر بور ہو گیا ہے اس لیے ساتھ بی۔۔۔۔دالہام نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، ریحانہ خانم تو طاق میں بیٹھی ہوئی تھی کہ کب دالہام ہاں کرے اور وہ اس کی شادی کرے کیونکہ وہ عادات اور دیکھنے میں بھی ایک نوجوان مرد لگتا تھا۔۔ "

مورے اس کا دماغ کھسک گیا ہے۔۔ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی دالہام نے ایک طرف کی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور کھا جانے والی نظروں سے صارم کو دیکھا۔۔ "

مورے ،چچی صارم لالا اور دالہام لالا نے مارا ہے وریام نے جب دیکھا اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تو روتے ہوئے بولا ریحانہ خانم اور رضیہ خانم پھر ان دونوں کی جانب ہوئی۔۔ "

مورے ہم نے اسے کچھ نہیں کہا کھیلتے ہوئے آرہا تھا اور فٹ بال اچھالا جو گر کر اوپر کی جانب آیا اور پیشانی پر لگ گیا دالہام نے ہادی کے فٹ بال کی طرف اشارہ ، وریام نے نفی میں سر ہلایا تو صارم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا کہ تو مجھے اکیلے مل۔۔ "

چھوڑو تم ، ان دونوں کو چلو میرے ساتھ رضیہ خانم اور ریحانہ خانم اسے ساتھ لے کر چلی گئیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان دونوں نے بات کو گھمانا ہے۔۔ "

بچ گئے ان سب کے جاتے ہی دونوں بیڈ پر گر گئے۔ صارم نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا جو شادی سے نا جانے کیوں اس قدر کتراتا تھا۔۔ "

اوئے تو شادی کے لیے کیوں نہیں مانتا ، اب یہ مت کہنا ابھی تو چھوٹا ہے یہ مجھے معلوم ہے اصل بات مجھے بتا۔۔ "

میری کچھ فرمائش ہے لڑکی کو لے کر صارم نے رخ اس کی جانب کیا ، دالہام بھی اس کی جانب مڑا۔۔ اس نے ابرو اچکائی کہ کیسی فرمائش۔۔ "

نیلی آنکھوں والی گڑیا، معصوم بھولی بھالی، بولڈ نہ ہو، خود کو ڈھانپے والی ہو، اور مکمل طور پر پردہ کرتی ہو، پیسے کا اور خوبصورتی کا لالچ نہ ہو۔ کیونکہ یار صام ہر لڑکی میری خوبصورتی، پرسنیلٹی، پیسہ دیکھ کر امپریس ہوتی ہے دالہام نے ساری بات اس کے سامنے رکھ دی صارم کو اس کی ساری بات سمجھ آگئی اس کے خیالات بھی اچھے لگے، لیکن نیلی آنکھوں والی بات پر اس کی جانب دیکھا۔۔ "

دیکھ میری آنکھیں سبز ہے تو مجھے نیلی آنکھوں والی بیوی چاہیے اور وہ تو ڈھونڈے گا میرے لیے، سب سے زیادہ بھنگڑے بھی تو نے ڈالنے ہے دالہام مسکراتے ہوئے بولا تو صارم نے اس کی پیٹ پر کہنی ماری دونوں ہنسنا شروع ہو گئے۔۔ آنکھوں کے سامنے سے یکدم منظر غائب ہوا، چہرے پر ماضی سوچتے ہوئے جو مسکراہٹ آئی تھی وہ پل بھر

میں غائب ہوئی، اس نے دالہام کی جانب دیکھا جس کا رنگ ابھی بھی زرد تھا۔ یعقوب دالہام کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا تھا۔۔ "

یہ بہتر ہے اب لیکن۔۔۔ ڈاکٹر خاموش ہو گیا اسے ڈر لگنے لگا کہیں صارم اسے مارنا شروع نہ ہو جائے مکمل بات سن کر، ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی۔۔ "

لیکن کیا ڈاکٹر صارم یکدم دہاڑا ڈاکٹر ڈر کر دو قدم پیچھے ہوا۔۔ "

یہ ڈپریشن کے مریض بن چکے ہوئے انھیں ساتواں پینک اٹیک ہوا ہے ڈاکٹر نے الفاظ ادا کیے یعقوب چیئر پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

صارم کے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے، اس کا دوست جس پر کبھی کسی ٹینشن نے اثر نہیں کیا تھا آج وہ مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔ "

انسان کی اس طرح کی حالت تب ہوتی ہے جب انسان نے کئی سال پریشانی میں گزارے ہو، کچھ دیر تک ہوش آ جائے گی، انھیں روٹین سے

میڈیسن دیجیے گا ڈاکٹر ڈرتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔ صارم اس کا ہاتھ تھام کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔ "

اوئے اٹھ، تو نے تو اپنی نیلی آنکھوں والی گڑیا ڈھونڈلی ہے نہ، تو ٹھیک ہو پھر میں بھنگڑے بھی ڈالوگی، ہم دونوں تمہاری نیلی آنکھوں والی گڑیا کو ڈھونڈ لے گے، میں خود اس کی شادی تیری اس کے ساتھ دھوم دھام سے کرواؤں گا صارم نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا۔ جب تک اسے ہوش نہ آیا صارم اور یعقوب اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھے رہے۔۔

آدھے گھنٹے بعد رات کے تقریباً تین بجے آنکھیں کھولی خود کو ہاسپٹل میں دیکھ کر جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا سر کو جھٹکا لگا تو درد کی شدید لہر پیدا ہوئی۔۔ اپنا ہاتھ جھٹکے سے صارم کے ہاتھوں سے نکالا، اور ہاتھوں سے ڈرپس اتار کر دور اچھال دی۔۔ "

صارم خان ، آج کے بعد مجھے ہاتھ لگانے کی ہمت نہ کرنا ، دالہام نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا ، اور وہاں سے جانے لگا تو صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ چاہا ، دالہام نے اپنا بازو پیچھے کر لیا آنکھوں میں بے پناہ نفرت سمائے اس کی جانب محض ایک لمحے کو دیکھا ۔ ۔ یعقوب کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا ، اس نے جیسے ہی کان سے لگایا سامنے والے کا وائس میسج سن کر اس کے رنگ اڑے ۔ ۔ دالہام نے فوراً اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر کانوں کے قریب کیا ۔ ۔ "

"اف سردار تمہارا چاند بہت خوبصورت ہے ، دل چاہتا ہے اسے دیکھتا رہوں اور آنکھیں نہ تھکے ، دل کی نیت بڑھتی جائے دالہام کی آنکھیں سرخ رنگ میں تبدیل ہو گئی ، خون نکلنا رہ گیا تھا ۔ ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کر کے موبائل کو درمیان میں مسلنا چاہا ۔ ۔ "

موت تجھے بہت جلد نصیب کروگا میں موبائل کو اس طریقے سے مسلا جیسے ہاتھوں کے درمیان یاور مرزا ہو دالہام کا دل پر سکون ہوگیا کہ وہ زندہ ہے ، لیکن کس حال میں یہ خیال جان نکال رہا تھا۔۔۔ "

یعقوب معلوم کرو یہ نمبر کس جگہ پر موجود ہے دالہام کا سر چکرا رہا تھا یعقوب آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھامنے لگا سردار نے ہاتھ کے اشارے اسے وہی روک دیا۔ اور لمبے ڈھگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔ "

یعقوب تمہیں معلوم تھا دالہام کی طبیعت کے بارے میں صارم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا یعقوب خاموش ہوگیا۔۔ "

میں نے کچھ پوچھا ہے صارم اس کا گریبان پکڑنے لگا تو اس نے فوراً جی کہا۔۔ "

مجھے معلوم تھا لیکن سردار نے منع کیا تھا کہ میں کسی کو نہ بتاؤ، مجھ سے قسم اٹھوالے صارم صاحب مجھے نہیں معلوم تھا کہ انہیں ساتواں اٹیک

ہوا ہے صارم نے اپنا سر تھام لیا، وہ چھ سے سال سے زیادہ عرصہ ڈپریشن میں رہا۔۔ "

دعا کرو وہ گھر گیا ہو صارم الفاظ ادا کر کے چلا گیا اس کی چال میں تھکاوٹ تھی نا جانے وہ کب کا تھک چکا تھا۔۔ "

طیان آپ کے بابا جانی نے نہیں آنا چلو اندر آئیدن نے گارڈن میں زمین پر بیٹھے شیر طیان کو اندر لے جانا چاہا تو اس نے ضد کی کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک بابا جانی نہیں آجاتے۔۔ "

شیر طیان خانزادہ انتی ضد نہیں کرتے آئیدن کو غصہ آگیا اس کی حرکت پر وہ حد سے زیادہ ضدی ہو رہا تھا اور جنونی پن کی حد اس نے 5 سال کی عمر میں کر دی تھی آگے جا کر نہ جانے اس کا کیا ہونا تھا۔۔ "

بابا جانی پھر سے وہی الفاظ اور زمین پر پاؤں مارنے لگا۔۔ "

جب تمہارے بابا جانی کا بے بی آئے گا تو وہ تمہیں بھول جائے گا

آئیدن نے آخری حربہ استعمال کرنا چاہا۔۔ "

نہیں بابا جانی میرے ہے ان کا بے بی نہیں آئے گا وہ نا جانے کس

خیال کے تحت بولا تھا آئیدن کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے، اس لڑکے کو

دالہام کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تھا حتیٰ کہ اس کی ماں بھی نہیں۔۔ "

شیر طیان بیٹا چلو اندر باہر بہت ٹھنڈ ہے نمیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے

اٹھانا چاہا، شیر طیان اپنی مورے کے ہاتھ پر دانت گاڑھنے لگا آئیدن نے

فوراً اس کا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ "

شیر طیان! آئیدن کا لہجہ سخت ہو گیا وہ بد تمیز ہوتا جا رہا تھا۔ دالہام کی کار

حویلی میں داخل ہوئی شیر طیان بھاگتے ہوئے کار کی جانب گیا دالہام جیسے

ہی باہر نکلا اس نے اپنی باہیں پھیلا دی، اس نے شیرو کو گود میں اٹھا لیا،

پھر آئیدن کی جانب دیکھا جو پریشان کھڑا تھا آنکھوں سے اسے اشارہ کیا

کہ میں اسے سمجھاتا ہو۔ آئیدن کچھ حد تک پر سکون ہوا کیونکہ وہ سر دار دالہام کی کربات مانتا تھا۔۔ نمیرہ دالہام کے آتے ہی اندر جا چکی تھی وہ کم ہی دالہام کے سامنے آتی تھی آئیدن بھی کمرے میں چلا گیا۔۔ دالہام اسے اٹھا کر کمرے میں گیا۔ اسے بیڈ پر بٹھایا اور واش جا کر کپڑے تبدیل کر کے باہر آیا تو یاد آیا کہ اس نے امپورٹنٹ فائنل تیار کرنی تھی، دالہام نے پچھلے چھ سال سے سارا بزنس آئیدن پر ڈالا ہوا تھا اب اسے سارا سنبھلنا تھا۔۔ بزنس مین بھول گئے تھے کہ دالہام خانزادہ کون ہے، اب وقت تھا دنیا کو بتانے کا کہ دالہام خانزادہ واپس آرہا ہے۔۔ "

بابا جانی میں آپ کا بے بی نہیں آنے دوگا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر پر عزم انداز میں کہا۔ دالہام جو اپنی امپورٹنٹ فائل بناتے پانی کا گلاس اپنے لبوں سے لگایا تھا اسے زوردار غوطا لگا، پانی فوارے کی صورت میں باہر آیا۔۔ "

کیا ؟ لیپ ٹاپ بند کر کے اپنا چہرا صاف کیا چہرے کا رنگ ایک لمحے کے لیے اڑ گیا ، اٹھ کر اس کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھا ۔ ۔ "

بابا جانی آپ کا بے بی نہیں آئے گا ، آنکھوں میں غصہ اور جلن تھی دالہام جس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے اس کے الفاظ سن کر لب آپس میں پیوست کیے تو زبان دانتوں تلے آ گئی ۔ ۔ "

شیرو کتنی مرتبہ تمہیں کہا ہے اپنی عمر کے مطابق بات کیا کرو ، شیر طیان کو اپنی گود میں بیٹھا کر پیار بھرے لہجے میں کہا اگر وہ ڈانٹتا تو اس نے ضد کرنی تھی ۔ ۔ ۔ "

بابا جانی ، بابا کہہ رہے تھے کہ جب آپ کا بے بی آئے گا آپ مجھے بھول جاؤ گے ، جب آپ کا بے بی ہی نہیں آئے تو آپ کا سارا پیار میرا اور ، اور بابا جانی جب آپ کی چار فٹی بیوی آئے گی تو وہ آپ کے ساتھ کمرے میں نہیں رہے گی یہ شیر طیان کی جگہ ہے شیر طیان سردار دالہام

خانزادہ کی گود سے اٹھ کر بیڈ کے درمیان میں بیٹھ کر دونوں اطراف ہاتھ پھیرتے ضدی لہجہ اپنا کر بولا۔۔ "

وہ آپ کے بابا جانی کی بیوی ہے تو اُس کا اس کمرے پر مکمل حق ہے

دالہام نے ذہن میں اس کے چہرے کو سوچتے ہوئے کہا وہ تو

بے صبری سے انتظار کر رہا تھا کہ کب اس کی چار فٹی بیوی آئے اور وہ

اسے اپنے کمرے پر حق جماتے ہوئے دیکھے گا۔۔ "

اس کمرے پر حق ہے نہ تو دیوار پر چڑھ کر سو جائے کیونکہ یہ بیڈ اور بابا جانی

میرے ہے، شیر طیان کسی بھی حال میں سردار کی چار فٹی بیوی کو اپنے

بابا جانی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

کیا! وہ دیوار پر چڑھ کر کیسے سوئے گی دالہام نے پیشانی مسلی۔۔ اور

آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا جو اپنی بڑی مورے کو دیوار پر

سولانے کے لیے تیار بیٹھا تھا لیکن بیڈ پر اپنے بابا جانی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

بابا جانی آپ انہیں کمرے کی چھت پر بستر کر دینا میں اور آپ بیڈ پر مزے سے سوئے گے۔۔ وہ چھوٹا سا بچہ اپنے زہن کے مطابق بول رہا تھا، بچہ جب حد سے زیادہ کسی کے ساتھ اٹیچ ہو جائے تو وہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کے من پسند انسان کے پاس کوئی دوسرا آئے۔۔ "

بابا جانی کے شہزادے! اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو، جو تمہاری جگہ ہے میرے دل میں کسی اور کو نہیں دے سکتا اور۔۔۔۔ جو آپ کی چار فٹی سردارنی ہے اسے بھی نہیں؟ درمیان میں بول کر بے صبری کا مظاہرہ کرتے دالہام کے پاس بیٹھ کر سینے پر سر رکھا۔۔ اس نے محض ہامی میں سر ہلا دیا۔۔ حقیقت تو یہ تھی کہ نہ وہ پری کی جگہ کسی کو دے سکتا تھا نہ شیر طیان کی جگہ کسی کو دے سکتا ہے۔۔ "

بابا جانی آپ میرے ہوشیر طیان نے اس کی گردن میں بازو حائل کر لیے ، دالہام نے بمشکل تھوک نگلا اس کی کافی زیادہ عادات طرسم سے ملتی تھی ، کسی کو سردار کے پاس نہ آنے دینا ، اور اگر کوئی پاس آجاتا تو سردار کی گردن میں بازو حائل کر کے اس کے ساتھ چپک جانا ۔ ۔ "

اچھا میرے باپ ! دالہام نے اسے بیڈ پر لٹایا اور ساتھ لیٹ گیا کیونکہ جب تک دالہام نے نہ لیٹتا اس نے بھی بیٹھے رہنا تھا ۔ ۔ "

آپ میرے بابا جانی ہو اور میں آپ کا بیٹا شیر طیان نے اس کی درستگی کی ، دالہام کو اب سمجھ لگ رہی تھی کہ اس (دالہام) کے ماں باپ نے کس طرح اس کے بچپنے کو سنبھالا تھا ۔ شیر طیان دالہام کے سینے پر سر رکھے کچھ دیر میں گہری نیند سو گیا ۔ ۔ سردار کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی ۔ ۔ "

ہم سے جدا ہو کر نہ جانے وہ کیسا ہو گا

ہماری تڑپ محسوس کر کے نہ جانے وہ کیسا ہو گا

خدا نہ کرے اسے ہماری تکلیف محسوس ہو

ہم مر جائے گے اگر معلوم ہوا وہ کیسا ہو گا

)انوانصاری (

دالہام کے ذہن میں صرف وہ تھی، بے چینی عروج پر تھی۔ شیر طیان کو تکیے پر منتقل کیا، اٹھ کر بالکنی میں چلا گیا۔ دل کہہ رہا تھا اپنی زندگی کو سوچ لیکن دماغ کہہ رہا تھا اسے مزید سوچے گا تو مر جائے گا، پاگل ہو جائے گا، وہ دل و دماغ کی جنگ میں پس رہا تھا۔۔ "

کچھ دیر، پھر تم میرے پاس ہوگی اپنی تمام ترشرارتوں سمیت دالہام نے سرد سانس فضا کے سپرد کی، کھلی ہوا میں بھی سانس کی تنگی ہو رہی تھی۔۔ "

ایک پل سکون کا میسر نہیں ہے تمہارے بغیر، اپنے دیو پاس واپس آجاؤ ، دل ضد پر ہے، آنکھیں انتظار میں ہیں دالہام نے موبائل سے اس کی پک نکالی جو اس نے ضد کر کے دالہام کے ساتھ بنوائی تھی۔۔ "

دیو! طرسم پرپل کلر کی فراک پہن کر کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر پھیل کر بیٹھ گئی، دالہام خانزادہ واش روم سے باہر آیا۔۔ "

دیو میں نے پک بنانی ہے سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ کر اس کی جانب بڑھایا دالہام نے ابرو اچکائی کہ کیوں پک بنانی ہے۔۔ "

میں جب نئے کپڑے پہنتی ہو تو بابا کے ساتھ پک بناتی ہو، اب بابا یہاں نہیں ہے تو تمہارے ساتھ بناؤں گی۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر اس نے ضد کر کے تصویر بنائی، کبھی ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر تو کبھی اپنی فراک کو پکڑ۔۔ "

محض ایک سیکنڈ کے لیے دالہام کے لبوں پر مسکراہٹ آئی وہ اپنی یادوں کی چھاپ چھوڑ گئی تھی۔ اس کے پیچھے اس سارے اپنے تڑپ رہے تھے۔۔۔ کیا اسے ان کی تڑپ کا اندازا ہوگا۔۔ ذہن بھاری ہونا شروع ہوگیا، اپنی اس عادت کی وجہ سے وہ ڈپریشن کا مریض بن چکا تھا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن! نمیرہ بیڈ پر کروٹ لے رہی تھی جب نیند نہ آئی تو اٹھ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ آئیدن کو پکارا جو گہری سوچ میں گم تھا۔۔ اٹھ کر اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔ "

کیا ہوا؟ آئیدن موبائل یوز کرنے لگا نہ اس کی جانب دیکھا اور نہ ہی جواب دیا، نمیرہ اپنے لبوں کو آپس میں سختی سے پیوست کر گئی۔ وہ خود کو اس کے رویے کی عادی کرنا چاہتی تھی لیکن یہ اس کے مشکل ترین کام بنتا جا رہا تھا۔ وہ بچپن سے اس کے نرم رویے کی عادی ہے۔۔ "

اگر کسی سے غلطی یا گناہ ہو جائے اور اسے پچھتاوا ہو، اس سے لڑ جھگڑ لو لیکن خاموش نہ رہو، کیونکہ سامنے والے کو ہمارے الفاظ سے زیادہ خاموشی اندر ہی اندر مار دیتی ہے نمیرہ آئیدن کے کندھے پر سر رکھنے لگی وہ اٹھ کر کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ "

لیکن دشمنِ جاں مجھے تمہارے الفاظ مار گئے اس کی بات سن کر نمیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر دوپٹے میں جذب ہوئے۔ لبوں پر مسکراہٹ آئی کہ چلو چھ سال بعد ہی سہی، تھوڑا سا شکوہ تو کیا۔ کہ اسے اس کی بیوی کے الفاظ مار رہے ہیں۔۔ "

کیا تم بھول نہیں سکتے؟ ہمت کرتے سوال کیا، یہ وہ لمحہ تھا جب آئیدن احزان خانزادہ کی آنکھیں پتھرا گئیں، لمحہ بالمحہ سرخ رنگ ان میں شامل ہونے لگا، موبائل پر گرفت سخت ہو گئی۔ وہ اسے کیسے بتاتا کہ آئیدن احزان تیمور خانزادہ اس کی تمام خطائیں معاف کر سکتا ہے یہ تک کہ وہ اس کے لالا کو پسند کرتی ہے، ایک خطا ایسی ہے جو آئیدن احزان معاف نہیں کر سکا اس کے ظالم الفاظ کہ میں تمہارے بھائی کے پہلو میں رہنا چاہتی ہو۔۔ چھ سال اس نے دعا کی تھی اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ دے اور وہ اس کے تمام الفاظ بھول جائے۔۔ "

جانتی ہو، عورت حیا اور شرم کا دوسرا نام ہے، اس دن تم نے اپنی حیا کو نہیں، آئیدن احزان کی حیا، عزت، دل، سانس، دھڑکن ہی چیز کو ختم کر دیا۔ میں تمہیں عزت دیتا ہو، آج بھی میرے دل تمہارا وہی مقام ہے لیکن اپنے بچے کی ماں کی حیثیت سے۔ نمیرہ کے گلے میں آنسوں کا

گولہ اٹکا، لب پھڑپھڑانے لگے، ہاتھ چہرے پر پھیرا تاکہ آنکھوں میں آنسو آنے سے رہ جائے۔ لرزاطاری ہوئے ہاتھوں کو صوفے پر رکھا، آنکھیں بار بار جھپکی لیکن ناکام رہی آنسو موتیوں کی طرح بہنے لگے۔۔ایک لمبا وقفہ خاموشی کا آیا، وہ کس دوراہے پر تھے نہ ایک دوسرے سے دستبردار ہوسکتے تھے نہ ایک دوسرے کے قریب آسکتے تھے، نمیرہ رخصتی سے پہلے اس کی محبت کو حوس کہتی تھی، اگر واقعی اس کی محبت حوس ہوتی تو اب تک اپنی تمام تر خواہشات اس سے پوری کرچکا ہوتا، اس کے رویے کو دیکھ کر وہ سوچنے پر مجبور ہوگئی۔۔ " اگر عورت دغا کر کے دل سے وفا کرے تو کیا اسے اپنے شوہر کے دل میں بیوی کی حیثیت سے مقام نہیں مل سکتا؟ سوال، آئیدن احزان انہیں سوالوں سے تو بچنا چاہتا تھا، حقیقت دل میں چھپائے لبوں پر قفل لگالیا۔ حقیقت بتاتا تو رو دیتا، ضبط کھو دیتا، مرجاتا درد سے۔۔ "

صرف اس سوال کا جواب دے دو، کبھی تم سے دوبارہ سوال نہیں کروگی
نمیرہ لڑکھڑاتے ہوئے اس کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی، آئیدن کی
نظروں کا رخ دوسری جانب تھا، نمیرہ اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی
تاکہ وہ اس کی جانب دیکھے۔۔ "

میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے کہہ کر وہاں سے جانے لگا، آگے بڑھ
کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا، آئیدن اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا کرنے لگا لیکن
ہمت نہ ہوئی کہ اپنی من پسند عورت کا ہاتھ جھٹکے۔ آہستہ سے ہاتھ اس
کے ہاتھوں سے نکال لیا نظریں جھکی تھی تاکہ وہ ضد نہ کرے اس کی
جانب دیکھنے کی، وہ بچ رہا تھا، کس چیز سے یہ وہ خود بھی نہ جانتا تھا۔۔ "

آئیدن ایک مرتبہ مجھے بیوی ہونے کے تمام ترحق ادا کرنے دو، میں
وعدہ کرتی ہو تم سب بھول جاؤ گے، پچھلے چھ سال سے میں ماں ہونے
فرائض ادا کر رہی ہو، اب۔۔۔ آئیدن نے اس کی جانب دیکھا الفاظ

حلق میں ہی دم توڑ گئے۔۔ بمشکل حلق سے تھوک نگلا، دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو گئی تاکہ وہ باہر نہ جا سکے۔۔ آنکھوں میں شرمندگی جو آنکھوں جھکائے ہوئے تھی۔۔ "

کیوں خود کو میرے پیچھے خوار کر رہی ہو میں کبھی۔۔۔ آئیدن نے اپنا سر پکڑ لیا وہ کیا کرتا، دماغ پھٹ رہا تھا، من پسند عورت ہی مرد کے سکون کی وجہ ہوتی ہے اور وہی اس کی تکلیف کی وجہ۔۔ "

اگر مجھے وہ بھلا سکتی ہو، تو بھلا کر دیکھاؤ، ایک بات یاد رکھنا تکلیف برداشت سے باہر ہو گئی، جب تم جدوجہد کرو میرے ذہن سے الفاظ نکالنے کے لیے تو برا اثر تم پر چھوڑے گے آئیدن احزان ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے اپنی گزشتہ سال کی حالت کے بارے میں آگاہ کر گیا۔۔ "

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی، اس بات کس حد گہرائی تک جا پہنچی تھی یہ وہ دونوں جانتے تھے، برداشت سے ہونے لگا درد، زمین پر بیٹھ کر چہرا ہاتھوں میں چھپا کر ضبط کھوتے رو رہی تھی آئیدن نے آنکھیں سختی سے میچی اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔ وہاں سے جانے لگا نمیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

مت جاؤ، سہن نہیں ہو رہا آئیدن خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گیا نمیرہ اس کے کندھے پر سر رکھ گئی اور اس کے گرد حصار سخت کر لیا، خود بے حصار تھی روتے ہوئے سرخ آنکھیں اس پر ٹکائی لیکن اس ستم گر کی ساکت آنکھیں نا جانے کسے ڈھونڈ رہی تھی۔۔ "

ح۔۔۔۔ حص۔۔۔ حصار؟ آئیدن کی آنکھوں کا تاثر تبدیل نہ ہوا۔ دل چاہا اس کے گرد حصار بنا خود میں بھینچ لے، لیکن کیسے ہاتھ ملنے سے انکار کر رہے تھے، دماغ دل پر حاوی تھا۔ انسان کو کبھی اپنے ذہن کو دل پر

حاوی نہیں ہونے دینا چاہیے کیونکہ میں ذہن میں اکثر شیطان بیٹھ جاتا ہے۔۔ "

مجھ سے بات کرو۔ نمیرہ نے سینے پر ٹھوڑی ٹکائی۔ آئیدن زبان تالوں کے ساتھ چپکی تھی۔ اس کا اپنے آپ پر قابو نہیں رہا تھا۔۔ "

الفاظ نہیں مل رہے آنکھیں بند کیے چند لفظ ادا کیے، لمبی سانس فضا کے سپرد کی، اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ چھ سال پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔۔ "

کیا محبوب شخص سے بات کرتے ہوئے بھی الفاظ سوچنے پڑتے ہے ؟ پوچھا کیونکہ دل کہہ رہا تھا، آنکھوں میں آنسو کی صورت میں آنسو تھے، ہاتھ اس کے سینے پر تھے۔۔ "

ہاں !اگر محبوب شخص مکمل طور پر آپ کا نہ ہو تو۔ ۔ آج وہ شخص سوچ رہا بات کرنے سے قبل جو بلا جھجھک اس کے سامنے اپنے دل کا حال بیان کرتا تھا۔ ۔ آئیدن کے ہاتھ پاؤں ہل رہے تھے۔ ۔ "

اور جب آپ کا ہو جائے تو۔ نمیرہ سیدھی ہو کر بیٹھی، وہ عادی ہو چکی تھی مکمل طور پر، چاہے اس کا شوہر اس سے بے رخی اپنائے ہوئے تھا۔ ۔ آئیدن لمبا سانس لیا، دل اور آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔ ۔ "

یہ کبھی نہیں ہوتا کیونکہ انسان پہلی محبت نہیں بھولتا۔ وہ جانتا تھا کیونکہ قندیل کوشش کرتی تھی اس کے لالا کے قریب جانے کی لیکن دالہام کے لبوں پر ہر وقت اس کی بیوی کا نام ہوتا۔ وہ بے رخی اپنا رہا تھا نمیرہ سے لیکن دل اس کی حالت دیکھ کر رو رہا تھا کیونکہ وہ آئیدن احزان تیمور خانزادہ کا عشق تھی۔ ۔ "

انسان کو پہلی محبت حاصل نہ ہو تو وہ بھولتا نہیں، لیکن زندہ رہ لیتا ہے، لیکن اگر عادت حاصل نہ ہو تو انسان مر جاتا ہے۔ پھر سے اس کے سینے سے لگ گئی کہ شاید اس مرتبہ وہ اس کے گرد حصار بنا لے۔ وہ ساکت وجود لیے بیٹھا رہا۔۔ "

لیکن جس کی ہمیں عادت ہوتی ہے پہلی محبت دل میں رکھے ہم اس کے ساتھ وفادار نہیں ہوتے کیونکہ ہمارے دل میں ہمیشہ اس (پہلی محبت) شخص کا عکس ہوتا ہے۔ آئیدن کی بات سچی تھی محب کو اپنا محبوب کسی صورت میں نہیں بھولتا۔۔ نمیرہ نے اس پر آنکھیں ٹکائی تھی کہ کیسے وہ سپاٹ چہرا لیے بیٹھا ہے۔۔ "

تم تو کہتے تھے عادت محبت زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔ ماضی میں اس کے کہے گئے الفاظ دہرائے۔ ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا، آئیدن نے

دانتوں کو جوڑ لیا، زبان تالو کے ساتھ چپکا لیا تاکہ آنسو کا گولہ حلق سے ہی نیچے چلا جائے، ہاتھوں کی مٹھیاں بنا لی۔۔ "

ہاں! عادت جان لیوا ہے، ہمارا عادی شخص یا چیز کے بغیر گزارا نہیں، لیکن اگر ہمارا کوئی ایک شخص جو ہماری عادت، عشق، محبت، سانسیں ہو وہ دغا کر دے تو کیا ہم زندہ رہ سکتے ہے؟ دغا لفظ سن کر نمیرہ نے یکدم با مشکل سانس لیا اور چہرا سینے میں چھپایا، آئیدن کے ہاتھ بے اختیار ہوئے اس کی پیٹھ سہلانے لگے۔۔ "

آنکھیں دھندلانے لگی تب بھی ہمیں ہماری پہلی محبت یاد آتی ہے نمیرہ کی آنکھیں بے قابو ہو گئی آنسور کنے کا نام نہ لے، آئیدن کے الفاظ دل میں چب رہے تھے۔۔ "

عادت محبت پر حاوی ہو جائے تو محبت شاید ختم ہو جائے نمیرہ اپنے دل سے دالہام کی محبت کو ختم کرنا چاہتی تھی اور یہ تب ہی ممکن تھا جب

آئیدن احزان اسے اسے مکمل طور پر اپناتا، اس نے اپنا ہاتھ آئیدن کے دل کے مقام پر رکھا۔۔ "

میرے دل سے الفاظ مٹ جائے، میں اپنا آپ تم پر وار دوگا۔ آئیدن چاہتا تھا کہ وہ اپنا رشتہ ٹھیک کرے لیکن نہیں ہو پا رہا تھا اسے کوئی شہ روک رہی تھی۔۔ "

پہل کرنے کی کوشش کرو مٹ جائے گے نمیرہ نے ایک طریقہ اس کے سامنے پیش کیا آئیدن نے نفی میں سر ہلایا وہ نہیں کر سکتا تھا، پہل کرنے کی ہمت نہیں تھی ایک مرتبہ پہل کی تھی لیکن نتیجے میں اس کے ہاتھ ہوس لفظ آیا تھا اور من پسند بیوی سے سننے کو ملا کے وہ ان چاہے مرد کی قربت میں رہی ہے۔۔ "

وہ ہی تو نہیں ہو رہا دل کی بات کہہ دی ہاتھ چہرے پر پھیرے، با مشکل وہ آنسو پر قابو پائے بیٹھا تھا۔۔ "

مجھے اجازت دو، تمہارا عشق، تماری عادت تمہیں اس سب سے باہر نکال دے نمیرہ نے اس کے ہاتھ سختی سے تھامے سر اس کی گود میں رکھا اور آنکھیں بند کرلی، جیسے اس کیا آنکھیں بھی تھک گئی تھی روتے ہوئے۔۔"

تم سے سہن نہیں ہوگا نمیرہ اس کا ہاتھ لبوں سے لگا کر بلند آواز میں ہچکیاں بھرتے رونے لگی سب کچھ ہاتھ سے نکل رہا تھا، روح کانپ رہی تھی گود سے سر اٹھا کر آئیدن کے چہرے کو ہاتھ کے پیالے میں تھاما، دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے قریب تھے، آئیدن کی نظروں کا رخ دائیں جانب تھا، نمیرہ نہروں کا تسام چاہتی تھی۔۔۔ "

آئیدن میری طرف دیکھو آئیدن نے آنکھیں بند کرلی، جو نمیرہ کر رہی تھی یہ خواہش اس نے چھ سال پہلے کی تھی۔ کہ وہ اس کے قریب آئے اس سے پیار کرے۔۔ "

برداشت نہیں ہوگا تم سے آئیدن نے اس کے ہاتھ اپنے رخساروں سے ہٹانے چاہے تو نمیرہ نے اس کے قریب ہو کر بیٹھ گئی دونوں میں ایک انچ کا بھی فاصلہ نہ رہا۔ وہ اسے درد سے بچانہ چاہتا تھا اور نمیرہ خود غموں کے قریب جارہی تھی۔۔ "

کرلوگی؟ نمیرہ نے آئیدن کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔ نمیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر آئیدن کے لبوں سے گراس کی داڑھی میں جذب ہوئے۔۔ "

نمیرہ اس کی آنکھوں کی جانب دیکھ رہی تھی آئیدن نے آنکھیں کھولی، سرخ سرمئی آنکھیں، نمی واضح چھلک رہی تھی، درد، اذیت، تڑپِ محبت، غم کا سمندر، کیا کچھ تھا اس کی آنکھوں میں۔ نمیرہ کی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت میں آنسو بہنے لگے، آئیدن نے اس کی آنکھوں میں اپنی سرمئی آنکھیں گاڑھی، نمیرہ کی سوجن زدہ آنکھیں جن میں سرخ

ڈورے نمایا ہورہے تھے۔ آئیدن کی آنکھوں میں نمی آنسو میں تبدیل ہوئی، نظروں کا تسام زبردست تھا جس نے دوچاہنے والوں کو رولایا، آنکھوں کے ساتھ ان کے دل رورہے تھے۔۔ دو منٹ بھی نمیرہ اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ پائی اور اس کی گردن میں چہرا چھپا کر دہاڑے مار کر رونے لگی۔ آئیدن جب بھی اس کی جانب دیکھتا تھا نمیرہ کو الفاظ یاد آتے تھے، جیسے اس کے دل میں اس کی دشمنِ جاں کے کہے گئے لفظوں کا عکس اس کی آنکھوں میں نظر آتا تھا۔۔ آئیدن کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی، آنسو بہہ کر داڑھی اور قمیض کے کالر میں جذب ہونا شروع ہو گئے۔۔ "

تم نہیں کر پاؤ گی نمیرہ، میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا، خدارا مجھے مت تڑپاؤ۔ بامشکل اپنے جذبات پر قابو کیے ہو۔ مجھے بے قابو مت کرو آئیدن نے اس کا چہرا اپنی گردن سے نکالا اور ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ پر بٹھایا

اور ہاتھ سے لیٹنے کا اشارہ کیا، وہ لیٹ گئی، اس نے اپنی دشمنِ جاں پر کمبل دیا اور ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے کھڑا ہو گیا نظروں کا رخ بالکنی کی جانب تھا۔۔ نمیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن وہ پیچھے کی جانب تھے اس کے پیٹ اور سینے کے درمیان میں ہاتھ رکھا، دوسرے ہاتھ سے بیڈ کی دوسری جانب اشارہ کیا۔۔ آئیدن احزان خاموش رہا، الفاظ دونوں کے پاس ختم ہو گئے تھے۔۔ پھر ہاتھ رکھا اور سختی سے رکھا۔ اس مرتبہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ نمیرہ نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ وہ آئیدن کے دل میں دوبارہ وہ مقام حاصل کرے گی اور اس کے دل سے اپنے کہے گئے لفظوں کی چھاپ مٹائے گی۔۔ نمیرہ جب تک سو نہ گئی وہ اس کے پاس کھڑا رہا، جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ سو گئی ہے صوفے پر جا کر لیٹ گیا لحاف زمین پر گرا ہوا تھا۔۔ "

سونیا اپنے کمرے میں بیٹھی تھی پوری رات گزر گئی لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، آنکھیں بند کرتی لیکن نیند نہ آتی۔ وجہ سے وہ انجان تھی۔۔ "

اف کیا مصیبت ہے ہر روز صبح کا سورج نکلنے سے پہلے نیند نہیں آتی، لحاف خود پر سے ہٹاتے اچھال کر دور کیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی وال کلاک کی جانب دیکھا جو صبح کے سات بجا رہا تھا وہ پوری رات جاگتی رہی۔ ایک بے سکونی بڑی حویلی میں پھیل گئی تھی۔۔ "

اف ایک تو پڑھائی بھی ختم ہو گئی ہے، گھر رہ کر بور ہو جاتی ہو، سونیا سر تھام کر بیٹھ گئی اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں تھا۔۔ موبائل رنگ ہوا کسی انجان نمبر سے کال تھی۔ آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کر نمبر کو دیکھا

کال اٹھائی اور جو آواز کانوں میں گئی وہ اس کا وجود ساکت کرنے کے لیے کافی تھی۔۔ "

کیسی ہو؟ دو الفاظ تھے جو گزشتہ چھ سال سے پہلے ہوئے واقعے کو ایک مرتبہ پھر تازہ کر گئے۔۔ "

الحمدللہ ٹھیک، تم سناؤ حیرت کو چھپانے کے لیے لہجے کو ہلکا پھلکا رکھتے کہا۔ وہ اس پر واضح نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس کے کال کرنے پر حیرت میں مبتلا ہو گئی۔۔ "

شہریار کیسا ہے؟ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ شہریار کے بارے میں کیا کہے گی۔ وہ آئینے میں دیکھ رہا تھا۔۔ "

ٹھیک ہے! اس مرتبہ وہ اپنی حیرت نہ چھپا پائی کہ وہ شہریار کے بارے میں کیوں پوچھ رہا ہے اس کا کیا تعلق بھلا اس سے۔ اٹھ کر وہ بھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر آئینے میں خود کا عکس دیکھنے لگی۔۔ "

چھ سال پہلے کہا گیا سوال آج پھر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے شادی کروگی وریام نے دل کے مقام پر ہاتھ کر اپنی بے قابو دھڑکنوں پر قابو پانا چاہا۔۔اس کا جواب کیسا ہوگا؟ دل و دماغ میں ایک ساتھ خیال آیا۔۔" جو جواب میرا چھ سال پہلے تھا آج بھی وہی ہے سونیا نے صاف لفظوں میں آج پھر منع کیا۔ وریام کے لبوں پر مسکراہٹ آئی، اس نے صرف ایک مرتبہ اس سے پوچھنا تھا اور وہ اس نے پوچھ لیا تھا۔۔ "

"وریام تم چھ سال سے جرمنی ہو وہاں کوئی لڑکی پسند کرو اور شادی کرلو۔۔ "

کیا کرو اس کمبخت دل کو تمہارے علاوہ کسی کو دیکھنا تو دور دل میں خیال بھی نہیں لانے دیتا۔ سونیا کیا کرتی اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔ وہ اس کے لالا کے قاتل کا بھائی تھا، وہ اپنے لالا کے قاتل کے گھر نہیں جا سکتی تھی سونیا نے موبائل سپیکر پر کر کے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔ "

کیا غضب لمحہ ہوگا وہ جب تم میری محرم ہوگی اور میری پناہوں میں ہوگی۔ سونیا نے بے ساختہ ڈریسنگ ٹیبل کو تھاما۔۔ "

وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، اس نے تو کبھی وریام کے ساتھ نرم رویہ نہیں اپنایا تھا جس کی بنا پر وہ اس کی طرف مائل ہوتا، عجیب صورتحال تھی، دل و دماغ میں چھ سال سے یہی سوال تھا جس سے وہ پیچھا نہیں چھڑوا پا رہی تھی۔۔ "

سونیا! پہلی مرتبہ کسی کے لبوں سے ادا ہوئے اپنے نام اسے بے انتہا مٹھاس محسوس ہوئی، اور جسے محسوس کرتے ہی خود سے نفرت ہونے لگی، وہ اس کے نرم رویے کی طرف مائل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔ "

کیا ہوا؟ اس کی جانب سے سناٹا سن کر بولا۔ سونیا نے ضبط کرتے آنکھیں بند کرلی۔۔۔ "

آج کے بعد مجھے کال یا پھر بات کرنے کی کوشش مت کرنا وریام خانزادہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں الفاظ ادا کر کے کال بند کر دی یہ نہ سوچا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی۔۔ "

وریام بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹا۔ آنکھیں مسکرائیں کہ اس کی محبت اس کی ہو سکتی ہے وہ کسی کے نکاح میں نہیں گئی۔۔ وریام نے کچھ دیر پہلے آئیدن سے بات کی تھی۔۔ "

کیسے ہو آئیدن! سلام کر کے اس سے اس کا حال پوچھا آئیدن نے الحمدللہ کہا۔۔ "

حویلی میں سب کیسے ہے؟ وریام ڈائیریکٹ اس سے یہ نہیں پوچھ سکتا تھا کہ سونیا کیسی ہے اس لیے بات کو گھما دیا۔۔ "

ہاں سب ٹھیک ہے۔ آئیدن صوفے پر لیٹا ہوا تھا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔۔ "

طرسم کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟ وریام نے اپنا وائلٹ سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا اور پھر اس میں سے طرسم کی تصویر دیکھ کر پوچھا۔۔ "

نہیں، میرے لالا کا قاتل اور میرے لالا ڈھونڈ رہے ہیں آئیدن صارم کا نام بھی نہیں لینا چاہتا تھا۔۔ وریام نے لمبی سانس فضا کے سپرد کی۔ چھ سال سے یہی الفاظ سننے کو مل رہے تھے کہ لالا ڈھونڈ رہے ہے۔۔ "

تمہارا دوست اس کا سناؤ شادی کر کے خوش ہے آج پہلی مرتبہ وریام نے شہریار کی بابت پوچھا۔۔ "

کون سی شادی ابھی تک کنوارا گھوم رہا ہے۔ کمینہ کسی کو پسند کرتا ہے لیکن فاریہ آنٹی کو بتا نہیں رہا۔ جہاں وریام کے دل کو اس کی پہلی بات سن کر سکون ہوا اگلا جملہ سن کر سانس رک گیا، کہیں وہ سونیا کو پسند؟ اس

نے روز سے نفی میں سر ہلایا۔۔ "کسے۔۔۔ پسند۔۔۔ کرتا۔۔۔۔ ہے
وریام نے بے تابی سے پوچھا کہ وہ کس کو پسند کرتا ہے۔۔"
ہم نے یتیم خانے پر ریڈ ڈالی تھی وہاں سے ایک لڑکی کو بچایا تھا اسے پسند کرتا ہے وریام نے سکون کا سانس لیا۔ وہ سونیا کو پسند نہیں کرتا اور نہ ان کی شادی ہوئی ہے، اسے خود پر غصہ آرہا تھا آدھی بات معلوم ہونے پر جلد بازی میں کیے فیصلے بعض اوقات ہمیں ہمارے اپنوں سے دور کرتے ہے یا کسی نقصان میں بتلا کر دیتے ہے۔۔"
اسے کہو اپنی مورے کو منائے۔۔۔ مجھے صبح صبح لیکچر نہ دے آگے ہی دماغ گھوما ہوا ہے آئیدن نے اس کی بات درمیان ہی کاٹ کر کال کٹ کر دی، صبح کے چھ بجے فون کر کے وہ سوال پوچھیں جا رہا تھا۔۔"

LRI^ ^PDI LRI

وریام اس کی باتیں سوچ کر مسکرانے لگا اس کی محبت اس کی محرم بن سکتی تھی۔۔ "

سونیا تیمور خانزادی! سونیا وریام خان بننے کے لیے تیار ہو جاؤ، میں چھپ کر تمہیں نکاح میں نہیں لوگا، دنیا دیکھے گی کہ وریام خان نے اپنی محبت کو اپنے نکاح میں لیا ہے وریام کبھی دائیں جانب کروٹ لیتا تو کبھی بائیں جانب، چھ سال بعد اس کے دل کو قرار آیا تھا، یہ سن کر کہ اس کی محبت کا نکاح نہیں ہوا۔۔ "

راہا کمرے میں بیڈ پر پھیل کر لیٹی تھی آج دائم گھر نہیں تھا وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں باہر تھا۔۔ التمش اپنے ٹائم پر اسے پڑھانے کے لیے آگیا۔ اسے دیکھتے ہی ملازمہ نے کمرے کی طرف اشارہ کیا کہ راہا بی وہاں ہے۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اسے آری ترچھی لیٹے دیکھ

نظریں نیچے کرلی، وہ پھر بھی سیدھی نہ ہوئی اور التمش کی طرف رخ کر کے الٹی ہو کر لیٹی، پاؤں اوپر کی جانب اٹھا کر ٹھوڑی کے ہاتھ ٹکا کر اسے غصے سے دیکھنے لگی جو اپنے ٹائم پر آیا تھا، التمش کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اسے ایک لڑکی کے کمرے میں ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔۔ وہ باہر جانے لگا اس کے قدم راہا کے الفاظ پر رکے۔۔ "

پروفیسر انکل جی! باہر گئے تو میں رو کر لالا کو بلاؤ گی انہیں کہوں گی تم نے مجھے مارا ہے اور پھر تمہیں مار پڑے گی۔ اس کے الفاظ سن کر اس کا دماغ گھوم گیا کہاں سے اس کا دماغ بچوں والا تھا ہر چلا کی تو اس میں موجود تھی، التمش غصے سے نظریں جھکائے بیڈ کے پاس رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔ "

گھر سے مار کھا کر آئے ہو جو منہ نیچے کر کے بیٹھے ہو راہا سیدھی ہو کر تمیز سے بیٹھی، سر پر دوپٹہ لیا۔ التمش نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

میں لالا کو بتاؤں گی تم ایسے دیکھتے ہو مجھے راہا نے آنکھیں چھوٹی کر کے، آدھی زبان باہر نکالی اور عجیب و غریب چہرے بنا کر بتایا، التمش نے اس کی کسی حرکت کو خاطر میں نہ لایا اور اس کا بیگ صوفے سے اٹھا کر واپس چیئر پر بیٹھ گیا، مطالعہ کی بک اس کے سامنے کی۔۔ "

اس چیپٹر کے مختصر سوال یاد کرو بیڈ پر بک رکھ کر موبائل میں مصروف ہو گیا تاکہ وہ تب تک سوال یاد کر لے۔۔ آدھا گھنٹہ وہ موبائل یوز کرتا رہا ٹائم کی جانب دیکھا تو موبائل بند کر کے رکھ دیا، اس کی جانب دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کر کے سوال پڑھ رہی تھی۔۔ "

افرادی قوت سے کیا مراد ہے اس میں کون سے لوگ شامل ہوتے ہے ؟
التمش نے سنجیدگی سے سوال داغا تو راہا نے اس کا کیا گیا سوال دہرا دیا ،
التمش نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اسے ہلی ہوئی لگ رہی
تھی ۔ ۔ ۔ "

راہا میدم میں نے سوال پوچھا ہے ، آپ کو جواب ہے دینا ہے ابرو اچکا
کر اس کی جانب دیکھا ۔ وہ کندھے اچکا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر
بیٹھ گئی ۔ ۔ "

آپ نے کہا تھا سوال یاد کرو میں نے سوال یاد کر لیے راہا نے ایک مرتبہ
پھر التمش کا کیا گیا سوال دہرایا ، اسے شک ہوا یہ واقعی میں ایسا دماغ رکھتی
ہے یا بس اسے تنگ کرنے کے لیے ایسی حرکات کر رہی ہے ۔ "

دماغ نامی چیز نہیں ہے تم میں ؟ ، جب میں کہوں کہ سوال یاد کرو اس کا مطلب ہے ساتھ میں جواب بھی یاد کرنے ہے التمش نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا ۔ اور بک اس کی گود میں پھینکی ۔ ۔ "

تمہارا دماغ خراب ہے ۔ جو تم مجھے کہو گے میں تو وہی کروگی ۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر زرہ سا جھکی اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی کہیں اس کی آنکھیں دماغ کی طرح الٹی تو نہیں ۔ ۔ "

میرا دماغ خراب ہے ؟ مہربانی فرما کر یاد کرو اپنی پیشانی مسل کر موبائل پکڑ لیا اگر وہ اس کی جانب دیکھتا تو اس کے دماغ خراب کرنے والے سوال پھر شروع ہو جانے تھے ۔ ۔ ۔ "

ابادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا کونسا صوبہ ہے ؟ سوال پوچھ کر پہلے ہی پیشانی پکڑلی تاکہ اس کے الٹے سیدھے جوابات کے لیے خود کو تیار کرلے ۔ ۔ "

پاکستان کا ابادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ پنجاب ہے اور ترپن فیصد ابادی پنجاب میں ہے ۔ لفظ با لفظ کتاب والا جواب سن کر حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا تو اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا ۔ وہ اسے زیادہ ہی نکما سمجھ رہا تھا ۔ ۔ "

پھر اس نے تین سے چار سوال پوچھے جن کا جواب راہا نے بلکل صحیح دیا اور ہاتھ کمبل کی جانب بڑھا کر، کمبل کے اندر دبک کر لیٹ گئی ۔ ۔ "

یہ کیا طریقہ میں پڑھا رہا ہوا اور تم سونے کی تیاری پکڑ رہی ہو التمش اس کے اوپر سے لحاف کھینچنے لگا پھر یاد آیا کہ اگر وہ اس کے اوپر سے لحاف اتارے گا تو وہ آری ترچھی حالت میں لیٹی ہوگی ۔ وہ اس کی کچھ نہیں لگتی تھی ۔ ۔ "

راہا اٹھو مجھے آج جلدی گھر جانا ہے التمش نے بہانا بنایا ۔ ۔ "

دروازہ سامنے ہے!وہ کمبل کے اندر سے بولی التمش کا پارا ہائی ہونا شروع ہوگیا۔۔ "

میں تمہارے لالا کو کال کرنے لگا ہو کہ آپ کی بہن پڑھ نہیں رہی التمش نے جیسے ہی الفاظ ادا کر کے موبائل اٹھایا۔ راہا فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ سارے بال چہرے کے آگے آ گئے بے ساختہ التمش کا چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجا، وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہوگیا۔ راہا نے چہرے کے سامنے سے بال پیچھے کیے، التمش جو ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا تھا پھر سے قہقہہ لگانے لگا۔ اس نے سائیڈ سے اپنی تقریباً ایک فٹ کی گڑیا اٹھا کر اس کے سر پر مار دی، ہنسی وہی پر بند ہوگی۔۔ "

تمہارا دماغ خراب ہے؟ اپنا سر سہلاتے ہوئے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا تو راہا نے اسے زبان دکھائی۔۔ "

مجھ پر ہنسنا نہیں! گڑیا اس کے سامنے کی کہ اگر تم نے مجھے مارا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوگی۔۔ "

اللہ جانے اس کا بھائی اسے کیسے سنبھالتا ہوگا۔ التمش تلملاتے ہوئے دل میں سوچ سکا اور انگلش کی کتاب اس کے سامنے رکھی۔ اور بیگ سے سر درد کی گولی نکال کر کھالی اسے معلوم تھا کچھ دیر تک میرا سر درد شروع ہونے والا ہے۔ اس لیے وہ اپنی تیاری کر کے گھر سے نکلا تھا۔۔ "

مجھے بھوک لگی ہے آدھے گھنٹے بعد وہ پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تو التمش اٹھ کر باہر گیا اور ملازمہ سے کہا کہ کھانا لے کر آئے۔ وہ واپس آیا تو اپنی جگہ پر بیٹھا، اسے کچھ گیلا گیلا محسوس ہوا لیکن اس نے نظر انداز کر دیا جو اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔ "

کچھ دیر بعد ملازمہ کھانا لے کر آئی تو راہا مسکراتے ہوئے کھانا کھانے لگی التمش کے کان بج رہے تھے کہ کچھ تو گڑبڑ ہے لیکن کیا یہی تو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ "

دالہام خانزادہ شیر طیان کی سکول میں پی ٹی ایم پر آیا تھا۔۔اس کی کلاس روم میں ٹیچر کی چیئر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔ "

سر دار آپ کا بیٹا کلاس میں بہت شرارتیں کرتا ہے، اگر میں روکو تو آگے سے بدتمیزی کرے گا، آپ کا بیٹا ہمارے کنٹرول سے باہر ہے شیر طیان کی ٹیچر نے سر اینڈر کرنے والے انداز میں ہاتھ اوپر کیے،

سر دار نے ایک نظر شیر طیان کی جانب دیکھا جو دانت نکال رہا تھا۔۔ "

آئیندہ نہیں کرے گا دالہام ٹیچر سے شیر طیان کی پڑھائی کے بارے میں بات کر رہا تھا جب وہ اس کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔۔ "

پڑھائی میں بہت اچھا ہے کلاس میں اس کے سب سے زیادہ نمبر ہوتے ہے دالہام نے دل میں شکر کا کلمہ پڑھا کہ کوئی تو کام وہ اچھا کر لیتا ہے۔۔ "

بابا جانی آپ کو آنکھوں کا کون سا رنگ پسند ہے ؟۔۔

نیلا وہ ٹیچر سے شیر طیان کی سٹڈی کی متعلق پوچھ رہا تھا بے ساختہ اس کے لبوں سے پھسلا۔۔ شیر طیان کو حد سے زیادہ غصہ آیا اس کے بابا جانی کو اس کی سرمئی آنکھوں سے زیادہ نیلی آنکھیں پسند تھی۔۔ "

زیادہ پسند ہے ؟ دالہام نے ہاں میں سر ہلا دیا شیر طیان تلملاتے ہوئے کمرے سے باہر آگیا تاکہ ٹیچر جی بھر کے اس کی شکایت لگا لے اور اس کے بابا جانی بھی اپنی امپورٹنٹ باتیں کرے ، اسے ٹیچر پر غصہ آرہا تھا جو اس کے بابا جانی کے ساتھ فری ہو رہی تھی ، گراؤنڈ میں چکر لگا رہا تھا جب اس کی نظر ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی پر گئی ، ذہن میں پہلا خیال ہی

دالہام خانزادہ کا آیا، اس کی دادی اکثر کہتی تھی وہ میری نیلی آنکھوں والی پری ہے۔۔ تب سے اسے نیلی آنکھوں سے نفرت ہوگئی تھی۔۔ اس کے پاس جا کر کھڑا ہو کر غصے سے دیکھنے لگا۔۔ اس کی دوست نے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تو نیلے عبائے والی لڑکی پیچھے مڑی سامنے ایک خوبصورت بچے کو دیکھ کر مسکرائی جو شیر طیان کو اس کی آنکھوں سے محسوس ہوا۔ اسے اس لڑکی کی مسکراتی نیلی آنکھیں بے انتہا بری لگی۔۔ "

اپنی آنکھیں بدل لو خونخوار نظریں اس کی آنکھوں پر ٹکائی۔ نیلی آنکھوں میں غصہ شامل ہونے لگا لیکن اس نے خود پر ضبط کیا۔۔ "

میں اپنی آنکھیں کیوں بدلو۔ ایک ایک لفظ پر زور دیا، ناچاہتے ہوئے بھی وہ اپنے لہجے کو سخت کر گئی۔۔ "

کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے شیر طیان کو کا چہرا غصے سے سرخ ہو گیا۔
پیشانی کی رگیں پھٹنے کی حد تک ابھر گئی۔۔ "
تم ہوتے کون ہو جس کے کہنے پر میں اپنی آنکھیں بدلو، وہ بھی اس کے
انداز میں بولی، دونوں کی آنکھیں سرخ اور پیشانی پر بل نمودار
ہوئے۔۔ "

میں شیر طیان خانزادہ ہو، جسے پسند نہیں کہ کوئی اس کی بات کو منع کرے،
انداز سردار دالہام خانزادہ کی طرح تھا وہ دو سال کی عمر سے دالہام کے
ساتھ پنچایت میں جاتا تھا، وہ اپنے بابا جانی کی ایک ایک حرکت کو نوٹ
کرتا اور پھر اسی کے انداز میں بات کرتا۔۔ "
میں بھی طرسم خانزادی ہو جو مر جائے گی لیکن اپنی مرضی کے بغیر کسی کی
بات نہیں مانے گی غصہ دونوں میں برابر کا تھا جلن، اور اپنی چیزوں کو
لے کر جنونی تھے۔۔۔۔ "

میں تمہاری آنکھوں پر پتھر مار دوگا ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر چیخا۔۔ "

میں وہی پتھر اٹھا کر تمہارے ہاتھ کچل ڈالوگی طرسم نے اپنا نقاب درست کرتے ہاتھ کی کی مٹھی بنا کر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں پر ماری، جیسے اسے دکھا کر ڈرانا چاہ رہی تھی کہ میں تمہیں ایسے ماروگی۔۔ "

ہاہاہا چمکا دڑ، جب تمہاری آنکھیں ہی چلی جائے گی تو تمہیں خاک نظر آئے گا، جیسے چمکا دڑا ایسے آنکھیں کر کے اڑتی ہے تم بھی ایسے چلوگی شیر طیان کھلکھلا ہنسا اور پھر زوردار قہقہہ لگایا۔ آنکھیں چھوٹی کر کے دونوں ہاتھ سامنے کی جانب کر کے اسے بتایا کہ تم اس طرح چلوگی۔۔ "

ہو تم چھوٹے سے پدے لیکن حرکتیں شیطان جیسی ہے۔ تمہارا نام شیر طیان نہیں مہا شیطان ہونا چاہیے تھا دانت پیستے ہوئے کہا۔ دل تو چاہ رہا تھا اس بچے کو پکڑ کر سکول کی چھت سے نیچے گرا دے، جس کی زبان گز بھر لمبی تھی۔۔ "

اور تمہارا طرسم نہیں۔۔۔ام ام کیا ہونا چاہیے؟ شیر طیان بولتا ہوا چپ ہوگیا کہ اسے کیا نام دے کیونکہ اس کا نام ہی اتنا عجیب تھا کوئی الٹا نام ہی نہیں بن رہا تھا۔ام ام بولتے ہوئے سوچ میں پڑ گیا۔۔ "

کیا ام، ام لگایا ہوا ہے، میرا نام ہی اتنا پیارا ہے کہ اس کا کوئی الٹا نام ہی نہیں بنتا اپنا حجاب تھوڑا سا پیچھے کیا جیسے بال جھٹک رہی ہو۔۔۔ "

ہاں یہ تو صحیح کہا، کوئی الٹا نام ہی نہیں بن رہا۔ افف! ویسے اس نام کا مطلب کیا ہے شیر طیان دو قدم اس کے پاس ہوا اور آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے پوچھا طرسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا جو پہلے کھانے کو دور رہا تھا اور اتنا میٹھا لہجہ اپنا کر بات کر رہا تھا۔۔ "

جنت کا پھول طرسم نے اپنا عکس سامنے بنی ایک کھڑکی میں دیکھا وہ درحقیقت ایک نازک پھول تھی۔۔ "

تم اور جنت کا پھول مجھے تم جنت کا کانٹا لگ رہی ہو، شیر طیان نے اسے سر تا پاؤں تک کھا جانے والی نظروں سے دیکھا طرسم کا منہ کھل گیا اسے اپنے نام کا مطلب بے پناہ پسند تھا اور اس نے پل بھر میں اس کے نام کا مطلب بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔۔ "

اوئے شیطان اپنی زبان بند کرلے طرسم آگے بڑھ کر اسے مارنے لگی تو اس کی دوست نے اسے پکڑ لیا۔۔ "

اپنی آنکھیں بدل لو نہیں تو میں یہ ہیں تمہاری آنکھوں میں یہ مار و گا پاکٹ میں ڈالا ہوا پین نکال کر اسے دیکھایا۔ طرسم بولنے لگی اس کی دوست نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ "

آپ کو اس آنکھیں کیوں بری لگ رہی ہے یہ تو اتنی پیاری ہے اس نے پیارے بھرے لہجے میں کہا۔۔ "

مجھے یہ آنکھیں گندی لگتی ہے کیونکہ میرے بابا جانی نے کبھی میری آنکھوں کی تعریف نہیں کی انہیں نیلی آنکھیں پسند ہے دانت پیستے ہوئے الفاظ ادا کیے۔۔ "

ہاں تو پھر جا کر اپنی آنکھیں تبدیل کرواؤ شیطان، میں کیوں کراؤ طرسم نے شیر طیان کو دھکا دیا وہ گرنے لگا تو اس نے اس کا عبایا پکڑ لیا دونوں ایک ساتھ زمین پر گرے۔۔ "

"شیطان تیری کارستانی!۔ "

جنت کے کانٹے نے کانٹا چبھا دیا! دونوں اپنی کمر پکڑ کر دہائی دے رہے تھے، شیر طیان نے غصے سے اس کے بازو پر دانت گاڑھے، طرسم نے پہلے اس کے بال پکڑ کر کھینچے پھر اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھے، اس کی دوست نے ان دونوں کو دور کرنا چاہا تو انہوں نے سختی سے ایک دوسرے کو پکڑ لیا، آنکھوں میں آنسو لیے وہ ایک دوسرے کو اور زیادہ

تکلیف پہنچا رہے تھے۔۔ ایک ٹیچر پاس سے گزر رہی تھی اس نے دونوں کو دور کرنے کی جو جدوجہد جاری کر دی لیکن وہ دونوں ڈھیٹ اپنے کام میں مصروف رہے۔ مس نے دونوں کے سر پر ایک ایک تھپڑ لگا کر دور کیا۔ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔۔ "

آپ چھوٹی بچی ہو؟ مس نے غصے سے طرسم کو کہا۔ اس نے اپنی نظریں شیر طیان سے نہیں ہٹائی تھی۔۔ "

اور آپ کو شرم نہیں آئی بڑی آپی کے ساتھ بد تمیزی کرتے ہوئے مس نے رخ اب شیر طیان کی جانب کیا جو سرخ آنکھیں طرسم پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔ "

یہ آپ کو چھوٹا لگتا ہے!؟۔۔۔

یہ آپ کو بڑی لگتی ہے ؟ دونوں ایک ساتھ چیخے ، مس نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے ، طرسم دوسری جانب چلی گئی اور شیر طیان دالہام کے پاس ۔ غصے سے بھرا کمرے میں داخل ہوا اور اپنے بابا جانی کی گود میں بیٹھ گیا ۔ ۔ دالہام نے اس کی حالت دیکھ کر اس کا چہرا اپنی جانب کیا ۔ سرخ چہرا ، بال بکھرے ہوئے ، ہاتھ سے خون رس رہا تھا ، سردار کا ایک ہاتھ اس کی پشت پر تھا جہاں اسے سوجن محسوس ہوئی ۔ ۔ "

کس نے مارا تمہیں ، پل بھر میں دالہام غصے سے تپنے لگا ۔ اس نے کسی کو کبھی اپنے شیرو کو ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا یہ کون تھا جس نے اس کے بیٹے کو اس قدر برے طریقے سے مارا تھا ، اسی پل مس اندر داخل ہوئی اور غصے سے اس پدے شیطان کی جانب دیکھا ۔ ۔ "

سر دار صاحب آپ کا بیٹا باہر اچھی خاصی جنگ لڑکر آرہا ہے مس کی بات سن کر دالہام نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا، اور رخ مس کی طرف کیا۔ "

بابا جانی اس جنت کے کانٹے نے پہلے مجھے مارا تھا، آپ کو معلوم ہے نہ میں کسی کو مارتا نہیں ہو، آنکھیں پٹپٹا کر معصوم بننے کی کوشش کی۔۔ "

سر دار صاحب آپ کا بیٹا اور وہ لڑکی دونوں ہی ایک دوسرے کے بال پکڑ کر ایک دوسرے کو کاٹنے میں مصروف تھے اگر میں انھیں علیحدہ نہ کرتی تو مجھے لگتا ہے یہ دونوں ایک دوسرے کا گوشت کا ٹکڑا دانتوں میں لے کر ایک دوسرے سے دور ہوتے مس نے غصے سے الفاظ ادا کر کے شیر طیان کے ہاتھ کے طرف اشارہ کیا۔۔ دالہام کو شیر طیان پر غصہ آیا۔ لیکن محض کچھ لمحے کے لیے۔ وہ تو بچہ ہے، جس نے اس کے

ہاتھ پر دانت گاڑھے تھے اس شرم نہیں آئی چھوٹے بچے پر ظلم کرتے ہوئے۔۔ "

وہ لڑکی کہاں ہے؟ سردار نے شیر طیان کو اپنی گود میں اٹھایا، لیکن اگلے ہی پل واپس بٹھا دیا اگر وہ غصہ کرتا تو اس نے بھی وہی کرنا تھا۔۔ "

سردار آپ۔۔۔ دالہام مس کی پوری بات سنے بغیر باہر قدم بڑھانے لگا جب اس کے کانوں کے ساتھ شیر طیان کے الفاظ ٹکرائے " نیلی آنکھوں والی چڑیل "۔ نفی میں سر جھٹکتے وہ باہر چلا گیا، ارد گرد دیکھا کہ کون سی نیلی آنکھوں والی چڑیل ہے. جس نے اس کے بیٹے کو مارا ہے۔

ایک طرف طرسم زہن پر سوار تھی اس کی بھی نیلی آنکھیں تھی دالہام خانزادہ کی من پسند آنکھوں کا رنگ اس کی پری کی آنکھوں میں موجود تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ کیسی دکھتی ہوگی جب اچانک ایک لمحے میں اس کے سامنے سے ایک وجود گزرا۔ نکاب میں نظر آتی نیلی آنکھیں، ان کو بھلانا

، سانسیں بھلانے کے مترادف تھا، وہ نیوی بلو عبایا اس کے ساتھ ہم رنگ نقاب کیے لڑکی سے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی کون کہہ سکتا تھا جو کبھی دیر پہلے بچے سے برے طریقے سے لڑ رہی تھی اب پر سکون تھی۔ اس سے قبل وہ خود کو اپنی دھڑکنوں کو سنبھال پاتا۔ چھٹی کی گھنٹی بجھی اور پورا گراؤنڈ بچوں سے بھر گیا دیو کی پری کہیں گم ہو گئی۔ دالہام خانزادہ اجلت میں چاروں طرف نظر دوڑانے لگا بچوں کو پیچھے کر کے اس جانب گیا جہاں پر نیلی آنکھوں والی گڑیا کھڑی تھی لیکن اب وہاں وہ نہ تھی۔۔ شیر طیان نے اپنے بابا جانی کی جانب دیکھا جو اسے وہی چھوڑ کر گیٹ کی جانب بھاگے، وہاں نیلے عبائے والی کوئی لڑکی نہ تھی۔ اب کلاسز کی جانب رخ کیا تھا ہر کلاس چھان ماری اور ہر کلاس سے کھالی ہاتھ واپس آیا۔۔ "

بابا جانی وہ رہی، جنت کا کانٹا شیر طیان نے دروازے کی جانب اشارہ کیا ، وہ کار میں کسی کے ساتھ بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی دالہام وہاں جانے لگا تو اب کی مرتبہ، سینئر کلاسز کے بچوں کو چھٹی ہوئی، اس سے قبل وہ وہاں جاتا، کار کا وہاں نام و نشان نہ رہا۔۔۔"

دالہام خانزادہ پرنسپل کے آفس گیا اور ٹیبل پر سختی سے ہاتھ مارا، پرنسپل پہلے تو حیران ہوا کہ سردار کو اس نے کیا کہہ دیا ہے جو غصے میں جھلستا ہوا وہ اندر آیا ہے۔۔ "

مجھے ایک لڑکی کی انفارمیشن چاہیے، مجھے شک ہے وہ آپ کے سکول کی ہے دالہام نے گردن ٹیڑھی کرتے سفاکیت سے کہا۔ پرنسپل نے با مشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔ آفس میں موجود ٹیچر حیرانگی سے اس کی

جانب دیکھنے لگی جو ہر چیز خراب کرنے کا جنوں آنکھوں میں سمائے کھڑا تھا۔۔ "

سردار میں جانتا ہوا آپ ایک بڑی شخصیت ہے لیکن ہم کسی کی بیٹی کی انفارمیشن آپ کو نہیں۔۔۔۔ طرسم خانزادی کا سارا ڈیٹا مجھے چاہیے یہ الفاظ میرے کانوں میں نہ جائے کہ اس سکول کے ریکارڈ میں سردار کی سردارنی کا ریکارڈ نہیں ہے۔ سوچ سمجھ کر الفاظ ادا کرنا، منفی جواب کی صورت میں اس سکول کو کھولتے لاوے میں جھلسا دوں گا مجھے اس کا ریکارڈ دو منٹ کے اندر نکال کر دو دالہام نے ٹیبل پر پڑی چیزیں ہاتھ مار کر زمین پر بوس کی، چیئر اٹھا کر زمین پر پٹکی، ٹیبل کے شیشے پر ہاتھ مار کر توڑ دیا، کانچ ہاتھوں کے اندر پیوست ہوئے۔ پرنسپل جس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے دالہام کا ری ایکشن دیکھ کر ڈر کر چیئر سے اٹھ کر دور ہو گیا اسے اپنی درگت بنتی نظر آ رہی تھی۔۔ "

ہ۔۔ ہم د۔۔ دیکھتے۔۔۔۔ہ۔۔ ہے ایک ٹیچر نے کمپیوٹر سے طرسم خانزادی کی انفارمیشن نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے نام کا کوئی ڈیٹا نہ ملا، ڈرتے ہوئے دوبارہ چیک کیا۔ طرسم نامی کوئی لڑکی کی انفارمیشن سامنے نہ آئی۔۔ "

سر طرسم نامی لڑکی کا کوئی ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں ہے ٹیچر نے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائی، سردار کی جانب دیکھنے کی غلطی نہ کی، اس نے ڈر کر بے ہوش نہیں ہونا تھا۔۔ "

سکول بند کرنے کے پیپرز آپ کو مل جائے گے دالہام ایک ایک پر زور دیتے ہوئے بولا۔ اس سے قبل وہ کچھ اور بولتا شیر طیان آفس میں داخل ہوا۔ اپنے بابا جانی کی سرخ آنکھیں اور پرنسپل کی آڑی ہوئی رنگت دیکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے اسے معلوم تھا اس کے بابا جانی اس لڑکی انفارمیشن نکلوانے آئے، اگر اس کے بابا جانی اس کی نیلی آنکھوں والی چڑیل کو

دیکھ لیتے تو انہیں اس کی آنکھیں اچھی لگنی تھی یہ سوچ اس کے ذہن میں آئی تو دالہام کے پاس جا کر اس کی قمیض کھینچی، دالہام نے ضبط سے آنکھیں بند کی پہلے ہی شیر طیان کی حرکات اپنی عمر سے بڑی تھی کیونکہ وہ دالہام کی ہر حرکت کو نوٹ کرتا تھا۔۔ "

بابا جانی آپ نے یہ سب کیوں خراب کیا ہے اور آپ اس سکول کو بند نہیں کروائے گے کیونکہ یہ سکول مجھے پسند ہے اس کے گود میں اٹھاتے ہی شیر طیان بولا اس نے دالہام خانزادہ کے الفاظ سن لیے تھے وہ نہیں چاہتا تھا اس کے بابا جانی اس کے لڑکی کے بارے میں معلوم کرے۔۔ "

لیکن۔۔۔ بابا جانی دالہام خانزادہ شیر طیان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں وہی معصومیت، وہی مٹھاس تھی لہجے میں جو اسے اپنی چار فٹی بیوی کی لہجے میں محسوس ہوتی تھی جب اس نے اپنی بات منوانی

ہوتی تھی۔ شیر طیان کو اس کے پاس رہ کر سکون ملتا تھا لیکن دالہام خانزادہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا، اس نے ہاں میں سر ہلا دیا، ٹیچرز اور پرنسپل نے سکون کا سانس لیا۔ کہ اس بچے کی وجہ سے ان کا سکول بچ گیا۔۔ "

اگر اس کا ریکارڈ آپ کے سٹوڈنٹس میں موجود نہیں ہے تو وہ آپ کے سکول میں کیا کر رہی تھی۔ دالہام نے آواز کو دھیمہ رکھتے لیکن سخت لہجے میں کہا۔ اس کی بلند آواز شیر طیان پر برا اثر چھوڑ سکتی تھی۔۔ "

سر ہمیں نہیں معلوم آپ نے کس لڑکی کو دیکھا ہے، آج پی ٹی ایم ہے اور کافی بچوں کی ماں اور بہنیں آئی ہوئی تھی پرنسپل نے ڈرتے ہوئے کہا اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ واضح تھی جو شیر طیان نوٹ کر رہا تھا کہ اس کے بابا جانی کے سامنے سب کا نپتے ہے۔۔ "

شیر و جو ٹیچر آپ کو اندر لے کر آئی تھی اس نام کیا ہے ؟ دالہام نے شیر طیان کو چیئر پر بیٹھا کر اس سے استفار کرنے لگا ، اس کی نظر اپنے بابا جانی کے ہاتھوں کی جانب گئی جہاں سے خون بہہ کر زمین پر گر رہا تھا ۔ ۔ " بابا جانی خون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نام ؟ شیر طیان بول رہا تھا جب دالہام نے اس کی بات کاٹ کر سوال پوچھا ۔ لہجہ سفاک اور سرد تھا ۔ ۔ "

نادیہ ! منہ بنا کر مس کا نام بتا دیا ، ایک ٹیچر مس نادیہ کو بلانے چلی گئی ۔

دالہام بے صبری سے آفس میں چکر کاٹنے لگا وہ بس چاہتا تھا اس کی پری اس کے پاس ہو ، کچھ دیر بعد مس نادیہ آفس میں داخل ہوئی دالہام نے ان کی جانب رخ کیا ۔ ۔ "

وہ لڑکی کون تھی جس نے میرے بیٹے کے ساتھ جھگڑا کیا تھا ؟ ایک سانس میں سوال کیا ۔ مس نادیہ نے نا سمجھی سے ان کی جانب کیا ۔ ۔ "

مجھے نہیں معلوم سر، میں نے تین دن پہلے اس سکول کو جوائن کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ کون سا بچہ کس کلاس کا ہے دالہام نے چیئر زاٹھا کر شیشے کے دروازے پر دے ماری سارے کانچ ٹوٹ کر بکھر گئے کچھ کانچ سردار سینے میں پیوست ہوئے، شیر طیان نے سختی سے آنکھیں بند کی، اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، آفس کا حشر بگاڑ کر شیر طیان کو گود میں اٹھائے ہاسپیٹل لے گیا، اس کے ہاتھ پر پٹی کروائی کیونکہ دانتوں کے نشانات کافی گہرے تھے۔۔۔ "

بابا جانی آپ پٹی کروالو شیر طیان نے دالہام کے خون الود ہاتھ تھامے، اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی پٹی ہوتے ہی اسے دوبارہ گود میں اٹھایا۔ حویلی چھوڑ کر جانے لگا۔ شیر طیان اپنی مورے کی گود میں بلک بلک کر رونے لگا اور ہاتھ دالہام کی جانب بڑھائے، اس کا رونا دیکھ کر سردار نے اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔۔ "

بابا جانی شیر طیان اسے پکار کر اس کے ساتھ لپٹ گیا، آئیدن جو ڈیوٹی سے واپس آیا تھا اپنے بیٹے کو روتے دیکھ اس کے پاس گیا اور بال سہلانے لگا۔۔ "

شیرو بابا پاس جاؤ دالہام نے اپنا رخ آئیدن کی جانب کیا شیر طیان اس کے ساتھ پہلے سے زیادہ چپک گیا۔۔ "

لالا یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا ہے آئیدن کا دیہان اس کے ہاتھوں کی جانب گیا جو خون آلود تھے۔۔ "

کچھ نہیں ہوا! شیر طیان کو آئیدن کو دینا چاہا تو وہ بلند آواز میں رونا شروع ہو گیا۔۔ "

آپ جانتے ہے لالا جب وہ آپ کے پاس ہو تو کسی کے پاس نہیں جاتا آئیدن نے مسکراتے اپنے شیطان کو دیکھا جسے اپنے بابا جانی کے علاوہ

کوئی نظر نہیں آتا تھا، نمیرہ نے اپنی نظروں کا رخ اپنے محرم کی طرف کیا جو مسکرا رہا تھا۔۔ "

آئیدن سنیے! ملازم جو آئیدن کے لیے پانی لایا تھا اس نے لبوں کے ساتھ لگایا نمیرہ کے اتنی عزت دینے پر بری طرح غوطہ لگا وہ بری طرح کھانسنے لگا، شیر طیان اپنا رونا بھول کر اپنے بابا کو دیکھنے لگا، نمیرہ بھاگ کر اس کے پاس گئی اور اس کی پیٹھ سہلانے لگی۔۔ "

آئیدن کیا ہوا آپ کو؟ آرام سے پانی پینا تھا آپ نے۔ آئیدن احزان نے سرسری نگاہ سے نوازا، اور ابرو اچکائی۔۔ "

ہل گئی ہے اس لیے آپ بلا رہی ہے وہ منمنایا۔۔ "

مورے بابا کو آپ کا "آپ" بلانا ہضم نہیں ہوا۔ آپ نے پہلی بار بابا کو آپ کہا ہے۔ شیر طیان اور دالہام نے آئیدن کا بڑبڑانا سن لیا تھا، اس کے بیٹے کو اپنی زبان میں کھجلی ہوئی تو اس نے کہہ دیا، نمیرہ کو شرمندگی

ہوئی۔ اس کے بیٹے نے بھی نوٹ کیا تھا کہ اس کی مورے نے پہلی مرتبہ اس کے بابا کو آپ کہہ کر بلایا ہے۔۔ "

لالاان کا چلتا رہے گا آپ اپنے کپڑے چینج کرے اور زخم پر مرہم لگائے، آئیدن نے زبردستی اپنے بیٹے کو لیا وہ دہاڑے مار کر رونا شروع ہوگیا، آئیدن نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ آپ جائے میں ہینڈل کر لوگا۔ دالہام اندر چلا گیا۔۔ "

چپ کرو، تمہارے بابا جانی کو چوٹ لگی ہے انہیں اپنے زخم پر مرہم لگا لینے دو۔ آئیدن نے پیار سے اسے اپنے سینے سے لگا کر کہا۔۔ "

میں لگا دیتا ہو بابا جانی کو مرہم شیر طیان آئیدن کے سینے پر مکے مارنا شروع ہوگیا۔ تاکہ وہ اسے نیچے اتار دے۔۔ "

ایک کام کر مرہم کے ساتھ جا کر اپنے بابا جانی کے کپڑے بھی تبدیل کروا دے آئیدن نے اسے نمیرہ کی گود میں پٹکا اور تلملاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔ "

مورے بابا گندے ہے شیر طیان نمیرہ کے کندھے پر سر رکھ کر منہ بناتے بولا۔ نمیرہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ اور اسے لیے اپنے کمرے چلی گئی۔ آئیدن شاور لے رہا تھا۔۔ "

طیان مورے کی ایک بات مانو گے نمیرہ اسے بیڈ پر بٹھا کر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ اس نے ہاں میں سر ہلایا وہ اپنی مورے کا فرمابردار بیٹا تھا۔۔ "

آج آپ میرے پاس سو جاؤ اور۔۔ نمیرہ چپ ہو گئی اسے شرم محسوس ہو رہی تھی اپنے بیٹے سے پوری بات کہتے ہوئے۔۔ "

اور کیا مورے شیر طیان نمیرہ کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔ اس نے لمبا سانس خارج کیا۔۔ "

آپ سائیڈ پر سونا اور بابا کو کہنا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان میں سوئے نمیرہ اٹھ کر بیٹھ گئی، شیر طیان سوچ میں پر گیا پہلے اس کی مورے نے کہا تھا کہ وہ ان کے پاس سوئے اور اب کہہ رہی تھی کہ وہ اپنے بابا کو کہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان میں سوئے۔۔ "

اچھا میں کہہ دوگا الٹے سیدھے چہرے کے زاویے بنا کر کہا اس کا دل تھا کہ وہ اپنے بابا جانی کے پاس سوئے لیکن اب اس کی مورے نے کہہ دیا کہ ان کے پاس سوجاؤ۔۔ "

میرا پیارا بیٹا نمیرہ نے اس کی پیشانی چومی اور ناک سے ناک مس کی، شیر طیان کھلکھلا کر ہنسنے لگا، آئیدن شرٹ لیس باہر آیا۔ ان دونوں کو

کھلکھلا کر ہنستے دیکھا اپنے بال بنانے لگا لیکن نظریں ان دونوں کے مسکراتے چہرے پر تھی۔ "

بابا آپ کو شرم نہیں آتی ننگے ہو کر میری مورے کے سامنے آتے ہوئے شیم شیم شیر طیان نے نمیرہ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ آئیدن نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اسے معلوم تھا کہ اس کا بیٹا کیوں بول رہا ہے کیونکہ جب شیر طیان نہا کر شرٹ لیس باہر آتا تھا تو آئیدن اسے کہتا تھا "تمہیں شرم نہیں آتی اپنی مورے کے سامنے ننگے ہو کر آجاتے ہو، شیم شیم ۔۔"

میں جیسے مرضی باہر آؤ وہ میری بیو۔۔۔ آئیدن بولتے ہوئے رک گیا۔ نمیرہ نے اپنی آنکھوں میں نمی کو آنے سے روکا۔ اور مسکرا کر اپنے بیٹے کی جانب دیکھنے لگی۔۔ "

بابا، آپ کتنے موٹے ہو اس کے سکس پیک کو دیکھتے شیر طیان بولا،
آئیدن نے اپنا عکس دیکھا اس کے بیٹے کو اس کے سکس پیک جو اس
نے سال بھر جم کر کے بنائے موٹا پا لگ رہا تھا۔ "
موٹے لوگ تو کسی کو بھی نہیں اٹھا پاتے، ہاہاہا شیر طیان بلند آواز میں قہقہے
لگانے لگا آئیدن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ نمیرہ لبوں پر ہاتھ رکھ کر مسکرانے
لگی۔ جو اس کی نظروں سے مخفی نہ رہا۔۔ "
او ہیلو میں سب کچھ اٹھا سکتا ہو آئیدن اس کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ "
اچھا تو پھر مورے کو اٹھا کر دیکھائے بیس منٹ شیر طیان بیڈ پر کھڑے
ہوتے چیلنجنگ انداز میں بولا، نمیرہ ان دونوں باپ بیٹے کی باتوں کو سن کر
حیرت میں بتلا ہو گئی۔۔ "
یہ لو آئیدن غصے میں سب کچھ بھلائے نمیرہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر
اسے برائیڈل سٹائل میں باہوں میں اٹھائے کھڑا ہو گیا۔ نمیرہ نے

آنکھیں پھیلائے ان دونوں کی جانب دیکھا جو چیلنجنگ انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے فوراً آئیدن کی گردن میں بازو حائل کیے کہیں اس کا بیٹا اسے کوئی اور چیلنج نہ دے دیں اور وہ زمین پر گر جائے اور بیٹھ کر رونا شروع ہو جائے۔۔ "

دیکھا میں اٹھا سکتا ہو، ایک بچی کے جتنا تمہاری مورے کا وزن ہے اس نے نمیرہ کو اچھال کر بازوں میں پکڑا، اس کے لبوں سے بے ساختہ چیخ ادا ہوئی۔۔ "

اوئے بابا دیہان سے میری مورے آپ کی گود میں ہے کوئی کھلونا نہیں ہے۔ شیر طیان نے آئیدن کے کندھے پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکے بنا کر مارے۔۔ "

ہاں تو میں نے کب کہا ہے کہ کھلونا ہے آئیدن نے اس کے گرد گرفت سخت کر لی۔ نمیرہ آنکھیں موند کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی انجانے میں،

کھیل میں سہی وہ اپنے شوہر کے قریب تو تھی۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی ایک ہاتھ آئیدن کی گردن میں تھا اور دوسرے اس کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔۔ "

بابا آج میں نے یہاں سونا ہے بیڈ پر پھیل کر بیٹھ گیا اور ارد گرد ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ "

او شکریہ دو ہفتے بعد اپنے ماں باپ کے پاس سونے لگے ہو آئیدن نے طنز کیا، وہ مسکرا کر بیڈ سے اٹھ گیا۔۔ "

میں اپنے بابا جانی کے پاس جا رہا ہو۔ پانچ منٹ تک واپس آتا ہو میری مورے کو اٹھا کر رکھنا ہے۔۔۔ "آئیدن نے ہاں میں سر ہلایا۔ "

وعدہ میرے باپ نہیں اتارو گا وہ اپنے بابا کی جانب شاکی نظروں سے دیکھ رہا تو اس نے وعدہ کر لیا کہ اس کی مورے کو نیچے نہیں اتارے گا۔

شیر طیان کمرے سے باہر چلا گیا آئیدن نے مسکراتے ہوئے نفی میں

سر ہلایا۔ چند لمحوں بعد اس کا دیہان اپنے سینے سے لپٹی نمیرہ پر گیا۔ جو پر سکون ہو کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھی۔۔"

آپ نے وعدہ کیا ہے طیان سے نمیرہ نے جب اس کی گہری نظریں خود پر محسوس کی تو دونوں ہاتھوں کو گردن میں حائل کر کے گردن میں چہرا چھپا لیا۔ آئیدن کا اوپر والا سانس اوپر اور نیچے والا نیچے رہ گیا اسے نمیرہ سے اس طرح کی بے باکی کی امید نہیں تھی جو اسے ہاتھ بھی نہیں لگاتی تھی اب اس کی گردن میں منہ چھپائے پر سکون تھی۔۔ "

میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں بازو میں اٹھائے رکھوگا، محترمہ تم نے کوئی وعدہ نہیں کیا آئیدن نے گردن کو دونوں جانب ہلایا تاکہ وہ اس کی گردن سے چہرا نکالے۔ نمیرہ بھی سر دڈھیٹ بنے اس کی گردن میں سختی سے بازو حائل کیے۔۔ "

نمیرہ! آئیدن اس کی کمر پر انگلیوں سے گدگدی کرنے لگا۔۔ "

آئیدن۔۔۔آپ۔۔۔کیا۔۔۔۔کر۔۔۔۔رہے۔۔۔۔ہے ہنستے ہوئے اس کی گردن سے چہرا باہر نکلا، شرم سے نمیرہ کا چہرا جیسے دھواں چھوڑ رہا تھا۔۔"

یہ بہتر ہے اس کی طرف دیکھے بنا الفاظ ادا کیے، نمیرہ کو دکھ کے ساتھ غصہ بھی آیا جو اسے عادت ڈال کر خود سفاک بن گیا تھا۔۔"

جتنی سفاکیت دکھانی ہے دیکھا لے آپ، میں بھی آپ کو پرانے والا آئیدن بنا کر چھوڑوں گی، مجھے لگتا ہے ستر فیصد غلطی میری ہے جو میں نے پہل نہیں کی لیکن اب میں ایسی پہل کروگی کہ آپ پیچھے ہٹ نہیں پائے گے نمیرہ نے دل میں پکا عزم کیا اس کے سامنے نہ بولی۔ اب اس نے آئیدن کے سینے پر سر رکھا وہ آئیدن کو حد سے زیادہ مجبور کر دینا چاہتی تھی۔۔"

آئیدن آپ کو پتہ آج ایک عورت حویلی آئی، اس نے معلوم کیا کہا؟
نمیرہ نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر کہا چہرے کے تاثرات اس قدر
سنجیدگی میں ڈھلے ہوئے تھے کہ آئیدن نے ابرو اچکا کر پوچھنا چاہا کہ کیا کہہ
رہی تھی۔۔ "

اس نے پہلے مجھ سے پوچھا تمہاری شادی کو کتنے سال ہو گئے ہیں میں
نے اسے بتایا کہ 8 سال نکاح کو اور 6 سال رخصتی کو ہو گئے ہے پھر پتا
ہے آئیدن انہوں نے کیا کہا؟ نمیرہ نے حیرانگی چہرے پر سجا کر آئیدن
کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر رخ اپنی جانب کیا۔۔ "
کیا کہا؟ چہرے پر اکتاہٹ سجائی لیکن دل میں تجسس تھا کہ اس عورت نے
نمیرہ سے کو ایسا کیا کہہ دیا جو وہ اس قدر حیرانگی میں بتلا ہے۔۔ "
کہتی ہے تمارے اولاد ہے میں نے کہا ہاں ایک بیٹا ہے 5 سال کا، پھر پتا
ہے کیا کہا اس نے؟ وہ جان بوجھ کر بات کو بڑھا چڑھا کر بول رہی تھی

تاکہ وہ اس کی باتوں میں انٹرسٹ لے۔ آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا۔ آئیدن اب تشویش میں مبتلا ہو گیا۔۔ "

وہ کہہ رہی تھی کہ ہمارے زمانے میں یہ رخصتی وغیرہ کچھ نہیں ہوتا تھا، نکاح ہوا شوہر کے گھر گئے اور چند ماہ بعد اولاد گود میں ہوتی تھی میں حیران ہو لڑکی تمہاری شادی کو 8 سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایک بچہ ہے ہمارے آٹھ سال میں 9 بچے ہوتے تھے نمیرہ اس عورت کی طرح چہرے کے زاویے بنا کر بات کر رہی تھی آئیدن جو نمیرہ کی بات بہت دیہان سے سن رہا تھا جب غور کیا تو چہرا سرخ ہو گیا اور 9 بچوں والی بات پر منہ کھل گیا کہ 8 سال میں 9 بچے کیسے ہو سکتے ہے۔ گھور کر نمیرہ کی جانب دیکھا۔۔ "

اس نے ایسے ہی کہا تھا نمیرہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا وہ جانتی تھی آئیدن کے زہن میں ان لفظوں کا کیا مطلب نکلا ہے، آنکھیں میچ کر سر پر ٹکانے لگی آئیدن نے اسے اوپر کی جانب اچھالا۔۔ "

سیدھی طرح کہہ دو کہ تمہیں بچہ۔۔۔۔۔ نمیرہ نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا چہرا دھواں چھوڑ رہا تھا، وہ سرخ انار بنی آئیدن احزان کے جذبات کو جگا رہی تھی۔۔ "

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا آپ غلط مطلب نکال۔۔۔ نمیرہ کے الفاظ منہ رہ گئے جب آئیدن نے اسے اتار دیا۔۔ "

بیس منٹ پورے ہو گئے ہیں! آئیدن ڈریسنگ روم میں گیا اور کپڑے بدلنے لگا۔ نمیرہ کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی لیکن چہرے پر مسکراہٹ تھی شیر طیان کمرے میں داخل ہوا اور تلملاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا نمیرہ

نے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور چٹا چٹ چومنے لگی۔ اسے گول گول گھمانے لگی۔۔ "

میری جان تھینکیو آج تمہاری وجہ سے مجھے اتنی بڑی خوشی ملی شدت سے اس کے رخسار پر بوسہ دیا شیر طیان نا سمجھی سے اپنی مورے کو دیکھنے لگا بھلا اس کی وجہ سے کون سی خوشی اس کی مورے کو ملی تھی۔۔ "

تمہاری وجہ سے مجھے آج تمہارے بابا نے مجھ نمیرہ چپ ہو گئی جب اس کی نظر ڈریسنگ روم کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے آئیدن پر پڑی جو ابرو اچکا کر دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا، شیر طیان نے اپنے بابا کی جانب ہاتھ بڑھائے اس نے اٹھا لیا۔۔ "

بابا! بابا جانی کے کمرے کا دروازہ بند ہے رونے والا چہرا بنایا، آئیدن کو خود پر غصہ آنا شروع ہو گیا اس نے کیوں سوچا کہ اس کے بیٹے کو اس کی یاد آئی ہے۔۔۔ "

چلو جی دیکھتے ہے تمہارے بابا جانی کو آئیدن کے کہنے کی دیر تھی وہ خوشی سے کھلکھلا اٹھا۔۔ "

دالہام نے چائے کا کپ منگوایا تھا تاکہ جسم کا درد کچھ حد تک ٹھیک ہو۔ مرہم پٹی اس نے ابھی تک نہیں کی تھی۔ اس نے کمرے کو لاک کیا ہوا تھا وہ کھول کر بیڈ پر بیٹھ گیا ملازمہ چائے لے کر آئی، وہ پیتے ہی کچھ دیر بعد سر بھاری ہونے لگا، آنکھیں گنودگی سے بند ہو رہی تھی۔ چائے پینے کے پانچ سے چھ منٹ بعد قندیل کمرے میں داخل ہوئی اسے نڈھال بیڈ پر لیٹے دیکھ اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی دالہام نے آنکھیں کھولنے کی کوشش لیکن نشے کی وجہ سے آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔ "

کئی سال انتظار کیا کہ کب تم میری جانب نظر بھر کر دیکھو گے لیکن تم نے نہ دیکھا تو مجھے یہ حربہ اپنانا پڑا قندیل نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔ وہ محرم اور نامحرم کے درمیان کا فرق بھول چکی تھی۔۔ "

میں تمہاری ہو جانا چاہتی ہو، پہلے وہ پدی مجھے تمہارے پاس نہیں آنے دیتی تھی اور اب وہ شیطان تمہاری جان نہیں چھوڑتا قندیل بے باکی سے اس کے چہرے اور گردن پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔ دالہام نشے میں تھا اسے کچھ معلوم نہیں تھا اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اس پر نشہ اثر نہیں کرتا تھا چونکہ اب وہ ڈپریشن کا مریض بن چکا تھا ایک نیند کی گولی بھی اس پر اپنا اثر زیادہ دکھا جاتی تھی۔۔ قندیل نے دالہام کی شرٹ اتاری۔۔ "

اب صرف ہم دونوں ہے قندیل نے اس کے لبوں کے پاس اپنے لب کیے اس سے قبل وہ کوئی بے خودہ حرکت سر انجام دیتی آئیدن

احزان شیر طیان کو گود میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوا، آئیدن نے فوراً شیر طیان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا، قندیل بیڈ سے اٹھ گئی۔۔ "

طیان باہر جاؤ آئیدن نے اسے کمرے سے باہر کھڑا کر کے غصے سے کہا، شیر طیان کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اس کے بابا نے اس طرح کا لہجہ کبھی نہیں اپنایا تھا، صوفیا خانم اور ریحانہ کام کے سلسلے میں باہر گئی ہوئیں تھی۔ سونیا اپنے کمرے سے کم ہی باہر نکلتی تھی۔۔ آئیدن اندر گیا اور اپنے لالا کے اوپر لحاف دیا قندیل کا بازو پکڑ اسے دالہام سے دور کرتے اس پر ہاتھ اٹھانے لگا خود پر ضبط کرتے ہوا میں اپنا ہاتھ روک لیا۔۔ "

شرم آنی چاہیے تمہیں، اس طرح کی بے خودہ حرکت کرتے ہوئے۔ آئیدن نے اسے دھکہ دیا قندیل کا سر الماری سے جا لگا۔۔ "

تف ہے تم جیسی عورت پر جو ایک نامحرم کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا رہی ہے آئیدن احزان کی پیشانی کی رگیں ابھری ہوئی تھی آنکھیں میں سرخ رنگ شامل ہوا۔۔ "

میں محبت کرتی ہو دالہام سے قندیل بے حیائی کی انتہا کرتے ہوئے بولی اور دالہام کے چہرے کی جانب دیکھنا شروع ہو گئی آئیدن اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تاکہ اس کی نظر دالہام کی جانب نہ جائے۔۔ "

دفع ہو جاؤ یہاں سے قندیل میں نہیں چاہتا تمہاری یہ بے حودہ حرکات میری مورے کو معلوم ہو۔ اگر چاہتی ہو یہ بات پردے میں رہے تو دفع ہو جاؤ ابھی کے ابھی آئیدن احزان دہاڑا تھا اس نے اپنے لہجے کو دھیما رکھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، وہ نہیں چاہتا کہ اس کی عزت خراب ہو۔ کیونکہ عورت کے پاس سب سے قیمتی شہ عزت ہوتی ہے۔۔ قندیل باہر چلی گئی شیر طیان کب سے باہر کھڑا تھا اس چڑیل کو باہر نکلتے دیکھ

جلدی سے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ اس کے منہ پر بند کیا۔ آئیدن نے دالہام کے سینے پر بنے زخموں پر مرہم لگائی، ہاتھوں پر پٹی کی اور پھر اسے شرٹ پہنا کر گیلا کپڑا اس کی پیشانی پر لگایا جیسے وہ قندیل کا لمس اپنے لالا پر سے مٹانا چاہتا تھا۔ شیر طیان دالہام کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گیا، آئیدن دو گھنٹے سوچوں میں گم رہا اسے پتا نہ چلا کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

وہ تینوں ایک بیڈ پر سو رہے تھے دالہام درمیان میں تھا اس کے دائیں جانب شیر طیان اور بائیں جانب آئیدن تھا۔۔ "

راہا جب کھانا کھا رہی تھی اس نے التمش کو کھانے کا کہا اسے بھی شدت سے بھوک لگی تھی اس نے بھی تھوڑا سا کھانا اس کے ساتھ کھا لیا۔ وہ دونوں کھانا کھاتے ہی سو گئے، شاید کھانا میں کچھ نشیلی چیز شامل تھی

التمش چیئر پر اور راہا بیڈ پر بیٹھی سو رہی تھی۔۔ "

اس کی آنکھ تقریباً رات کے 3 بجے کھلی ارد گرد دیکھا، حیرت چہرے پر چھائی وہ اب تک یہاں کیا کر رہا ہے۔ اٹھنے لگا لیکن اٹھ نہ پایا کیونکہ اس کے کپڑے چیئر کے ساتھ چپک گئے تھے۔ اسے ایک لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ یہ کارستانی کس کی ہے۔ بچارا اٹھنے کے قابل نہ رہا۔۔ "

یہ کیا تم نے !! التمش نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں کہ کوئی ہے تو نہیں ہلانکہ وہ اکیلا کمرے میں تھا راہا نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔ "

ایک دفعہ تم اٹھو پھر میں تمہیں بتاؤں گا۔ التمش جھٹکے سے اٹھا جب اسے کچھ پھٹنے کی آواز آئی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا، آج اس کی عزت کا جنازہ نکلنا تھا، اس نے لحاف راہا کے اوپر اتار کر اپنے گرد لپیٹ لیا اسے کپڑے بدلنے تھے لیکن کیسے یہ ہی تو سمجھ نہیں آرہا تھا کپڑے لائے

کہاں سے ۔ راہا کو جب ٹھنڈ لگی تو اس نے موندی موندی آنکھیں کھولی اور مسکرا کر التمش کی جانب دیکھنے لگی ۔ ۔ "

ایک مرتبہ مجھے میرا حلیہ درست کر لینے دوپھر میں تمہاری بتیسی نکالتا ہو التمش دانت کچکچاتے ہوئے بولا اس لڑکی نے قسم اٹھا رکھی تھی اس کے حصے میں سر درد اور ذلالت دینے کی ۔ بچارا چاروں طرف دیکھے کہ کوئی تو شہ مل جائے ۔ ۔ "

اٹھوا پنے لالا کے کمرے میں جاؤ اور مجھے ٹراؤزر لا کر دو اچانک اسے یاد آیا کہ دائم کے کپڑے گھر موجود ہے ۔ اب وہ پٹھی ہوئی پنٹ پہن کر گھومنے سے رہا تھا ۔ ۔ "

میں کیوں جاؤ! راہا رخ دوسری جانب کر کے لیٹ گئی اسے غصہ آرہا تھا کہ اس نے اتنا زیادہ لیسن کیوں دیا اسے ۔ ۔ "

چپ کر کے جاؤ اپنے لالا کے کمرے میں نہیں تو تمہیں اٹھا کر زمین پر پٹک دوگا التمش نے اس کا بازو دبوچتے اسے اٹھا کر بیٹھاتے پھنکارا تھا راہا کی آنکھوں میں آنسو، ڈر، خوف پیدا ہوا، جسم لرزنے لگا اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔۔ "

مجھے مت مارنا، مجھے مت مارنا راہا کانوں پر سختی سے ہاتھ رکھے چیخی جا رہی تھی التمش کمبل خود کے گرد لپیٹے دائم کے کمرے میں گیا اور کپڑے تبدیل کر کے واپس راہا کے کمرے میں آیا اس کی حالت بگڑتے دیکھ، جھجھکتے ہوئے اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ راہا کی حالت کیوں خراب ہوئی۔۔ "

مجھے بچاؤ وہ روتے ہوئے چیخے مار رہی تھی التمش نے اس کے گلے کی مخصوص رگ دبائی، ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی وہ اس کے بازو میں جھول گئی۔۔ اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر کمبل دیا۔۔ "

اگر انسان کا ذہن زیادہ دیر بعد میچور ہو تو اس کی ایسی کنڈیشن نہیں ہوتی۔
اِسے کوئی مسئلہ ہے کیا؟ کیونکہ جیسے وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخ رہی تھی
انسان تب ایسا کرتا ہے جب وہ کسی بڑے ٹروما سے گزرا ہو التمش کے
زہن میں بے شمار سوال آرہے تھے وہ اس کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کے
ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔۔ "

اٹھ کر کمرے کا جائزہ لینے لگا کمرے میں تمام چیزیں بچوں والی تھی ٹیڈی
بیئر، گڑیا اور مختلف کھلونے پڑے ہوئے تھے ایک چھوٹی سی فریج تھی
کھولی تو اس میں آئس کریم، چاکلیٹس پڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں کوئی
آئینہ نہیں تھا۔۔ "

کمرے میں کوئی آئینہ کیوں نہیں ہے حالانکہ لڑکیوں کو تو آئینہ حد سے زیادہ
پسند ہوتا ہے بڑبڑاتے ہو ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑا ہوا جس پر شیشہ

نہیں تھا ایسا لگ رہا تھا جیسا وہاں سے شیشہ ہٹایا گیا تھا۔ لیکن کیوں ؟ اسے تجسس اور عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔۔ "

تم ایک پہیلی ہو راہا! اور میرا دل چاہ رہا ہے میں اس پہلی کا جواب پتہ لگواؤ آخر تم کیوں اتنا ڈرتی ہو، تمہیں کس چیز کا خوف ہے التمش دوسری چیئر کھینچ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ سوئی ہوئی راہا کی پیشانی پر بل اور پسینے کی بوندیں تھی وہ بے ہوشی کی حالت میں بھی ڈر رہی تھی۔۔ "

پوری رات التمش اس کے پاس رہا صبح ہوتے ہی جب ساری ملازمہ گھر آ گئی وہ وہاں سے چلا گیا۔۔ "

شہریار کئی دنوں بعد حبا سے ملنے فلیٹ میں آیا وہ اپنے کاموں میں بے انتہا مصروف ہو گیا تھا فلیٹ کے باہر کھڑے ہو کر دروازے پر دستک دی کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھل گیا حبا بکھرے حلیے میں بغیر دوپٹے کے اس کے

سامنے کھڑی تھی شہریار نے نظریں نیچے کرلی جبا نے جب اپنی حالت پر غور کیا تو واپس اندر کی جانب بھاگی اور دوپٹہ لیا، شہریار اندر جا کر صوفے بیٹھ گیا۔ جبا دوپٹہ لیے اس کے سامنے بیٹھ گئی۔۔ "

کہاں مصروف ہو گئے آپ۔۔ جبا نے جھجکتے ہوئے پوچھا شہریار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ جبا کو اس کی پروا تھی یہ احساس روح کو سکون دے گیا۔۔ "

کام میں مصروف تھا چند لفظی جواب دیا جبا کو برا لگا وہ بات کا چھوٹا جواب کیوں دے رہا تھا۔۔ کچن میں کھڑی کم عمر ملازمہ شہریار کی جانب دیکھ کر رہی تھی جبا کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔ "

کیا ہوا؟ اس کا سرخ چہرا دیکھ کر شہریار نے پوچھا اس کے پوچھنے پر جبا اور زیادہ تپنے لگی۔۔ "

کچھ نہیں ہوا مجھے۔ انگلیاں مڑورتے سر جھکا کر اپنی گود سے فراک کو درست کرنے لگی، شہریار نے کچن کی جانب دیکھا جہاں ملازمہ کھڑی کام کم اور اسے زیادہ دیکھ رہی تھی۔۔ "

مجھے سمیل آرہی ہے شہریار ناک پکڑ کر دوسرے ہاتھ کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے بولا۔ حبا کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ دے اس کا ناک کچھ زیادہ ہی کھل گیا تھا جو اسے انسان کے جلنے کی سمیل آرہی تھی۔۔ "

حبا تمہیں سمیل آرہی ہے شہریار نے اسے تنگ کرنا چاہا وہ چاہتا تھا کہ حبا خود اپنی جلن کا اظہار کرے وہ گزشتہ ایک سال سے محسوس کر رہا تھا کہ حبا کے دل میں اس کے لیے احساسات پیدا ہو رہے ہے۔۔ "

بتاؤ نہ یار مجھے بہت سمیل آرہی ہے کیا جل رہا ہے شہریار اس کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ "

میرا دل جل رہا ہے جلن میں وہ سچ اگل گئی اگلے ہی پل لبوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ شہریار محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

دل کیوں جل رہا ہے شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑا تو حبا کے وجود میں جیسے کرنٹ سا دوڑنے لگا۔ ہاتھ چھڑانا چاہا، اس نے اپنی گرفت اس کے ہاتھ پر مضبوط کرلی۔۔ "

میری بات کا جواب دو کیوں تمہارا دل جل رہا ہے شہریار نے ٹھوڑی سے اس کا چہرا پکڑتے اپنی جانب کیا۔۔ "

بولو! حبا نے آنکھیں سختی سے بند کرلی وہ کیوں ضد کر رہا تھا اس کے احساسات جاننے کی۔۔ "

جب آپ کو معلوم ہے تو کیوں مجھ سے پوچھ رہے ہے کہ میرا دل کیوں جل رہا ہے حبا نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے آزاد کروایا۔۔ "

لیکن میں تمہارے لبوں سے سننا چاہتا ہوں شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے پیچھے کر لیا اور ملازمہ کی جانب دیکھا جو شہریار کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔ وہ غصے سے اٹھی اور ملازمہ کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی وہ فوراً نظروں کا زاویہ بدلتے برتن دھونے لگی۔۔ "

اب کیوں برتن دھو رہی ہو اب بھی ان کی طرف دیکھو! غصے سے چلائی اس کا دل تو چاہ رہا تھا اس لڑکی کو گنجا کر دے۔۔ "

کیا کر رہی ہو چلو شہریار کچن میں گیا اسے شانوں سے تھام کر باہر لانے لگا جانے گھور کر اس کی جانب دیکھا وہ چپ کر کے کھڑا ہو گیا۔۔ "

آپ کو تو خوشی ہو رہی ہو گی کہ یہ آپ کی طرف دیکھ رہی ہے جانے اس کے کندھے پر مکے مارے ملازمہ نے ایک مرتبہ پھر شہریار کی جانب دیکھا جا اس کے بال پکڑنے لگی تھی شہریار اس کا بازو پکڑ کر اندر کمرے میں لے گیا۔۔ "

مجھے اندر کیوں کے کر آئے ہیں آپ حبا کو غصہ آرہا تھا آنکھوں میں نمی تھی اس کے پاس شہریار واحد شخص تھا جس کی اسے مکمل طور پر توجہ ملی تھی۔۔ "

روکیوں رہی ہو شہریار نے اسے گلے لگانے کے لیے ہاتھ بڑھائے اور اگلے ہی پل پیچھے کر لیے۔ کوئی حق نہیں تھا اسے سینے سے لگانے کا۔۔ "

آپ جائے باہر جا کر بیٹھے اور وہ آپ کو نظر بھر کر دیکھے حبا اپنے آنسو صاف کرتی بیڈ پر بیٹھ گئی، شہریار کو اس کا رونا برا لگا اور اس کا ناراض ہونا حق جتانا سکون کا باعث بنا، پہلی مرتبہ اس نے تھوڑا ہی سہی اظہار تو کیا۔۔ "

دیکھنے دو جو دیکھتا ہے میرے دل میں تو تم ہو شہریار اس سے فاصلہ بنا کر کھڑا تھا اس کے الفاظ سن کر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے ساختہ لبوں پر مسکراہٹ آئی چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔ "

اسے یہاں سے بھیجے مجھے وہ یہاں نہیں چاہیے میں اپنے کام خود کر لوگی چہرا ہنوز ہاتھوں میں چھپائے کہا اسے کہاں برداشت تھا اپنے واحد شخص پر کسی کی نظر ہونا۔۔ "

ایک شرط پر اگر تم نکاح کے لیے ہاں کروگی شہریار کی شرط سن کر اس کی جانب دیکھا وہ ایک یتیم بے سہارا لڑکی کو شادی کے لیے کہہ رہا تھا جسے محض اپنے باپ کا نام معلم تھا یتیم خانے میں اسے ناجائز کہہ کر پکارتے تھے۔۔ "

آپ وہ بات مت کہے جو آپ سے پوری نہ ہو جبا اٹھ کر دیوار کی جانب چہرا کر کے کھڑی ہو گئی تاکہ وہ اس کے آنسو نہ دیکھے۔۔ "

وہی بات کہہ رہا ہو جو تا عمر پوری کروگا۔ میں تمہارے انتظار میں تھا کب تم مجھ پر اپنے احساسات اشکار کروگی۔ میں جلد اپنی مورے سے ہمارے نکاح کی بات کرتا ہو بابا تو پہلے سے ہی مانے منائے ہے جبا نے

آنکھوں میں آنسو لیے اس کی جانب دیکھا اور سینے سے لگ گئی شہریار
اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی۔۔ "
اگے ہی چھ سال سے تم سے مل کر تمہیں گناہ میں مبتلا کر رہا ہو یوں، میں
مزید تمہیں گناہ ملتے نہیں دیکھ سکتا جبا ہڑبڑا کر اس سے دوڑ ہوئی شہریار کے
لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔ "
جب محرم بنے گے تب جتنا مرضی گلے لگ جانا نہیں روکو گا تمہیں۔
شہریار سر کو ہلکا سا خم دے کر جسم کو جھکایا جیسے غلام شہزادی کے
سامنے جھکتے ہے۔ خوشی سے وہ مزید رونے لگی اس نے کبھی نہیں سوچا
تھا شہریار اس سے اس قدر محبت کرے گا۔۔ "
ویسے میں کیا سوچ رہا ہو نکاح کر لیتے ہے جب چار بچے ہو جائے گے پھر
سب کو بتائے گے جبا آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھنے لگی جب

اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھی تو سینے پر تھپڑ مارنا شروع ہوگئی۔۔ "

جی نہیں۔ مجھے سہی والی شادی کرنی ہے۔۔ "

اہا صحیح والی شادی شہریار لہجے میں شرارت سمائے بولا حبا کو ڈھیروں شرم اس سے محسوس ہونے لگی۔ اسے کبھی شہریار کی شرارتوں میں وہ بے ہودگی محسوس نہیں ہوئی جو ایک آوارہ بے غیرت لڑکوں کے لہجے میں ہوتی ہے۔۔ "

جلد بات کریے گا۔۔ جھجھکتے ہوئے حبا شرما کر بولی شہریار کمرے سے چلا گیا وہ مزید وہاں نہیں رکنا چاہتا تھا اس کا سرخ چہرا جذبات اجاگر کر رہا تھا۔۔ حبا بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹی اسے کبھی شہریار سے ڈر لگتا تھا اور اب اس کے بغیر گزارا نہیں تھا۔۔ "

دالہام کی آنکھ کھلی دائیں کندھے پر شیر طیان اور بائیں کندھے پر آئیدن سر رکھے سویا ہوا تھا۔ سر بھاری ہو رہا تھا کچھ یاد نہیں تھا کہ کب آئیدن اور شیر طیان کمرے میں آئے اسے تو یہ تک یاد نہیں تھا وہ گھر کب آیا تھا۔ سونیا کمرے میں داخل ہوئی اپنے دونوں لالا کو ایک ساتھ سوتے، مسکراتے اور پھر غصے سے ان کی جانب دیکھا آئیدن کے پاس جا کر بال کھینچے وہ تلملاتا اٹھ کر بیٹھ گیا دالہام بھی اٹھ کر بیٹھا شیر طیان نے آنکھیں کھولی اور بیٹھ کرا اپنے بابا جانی کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔۔ "

پیچھے ہٹے سونیا نے آئیدن سے کہا تو اس نے ابرو اچکائی کہ میں کیوں ہٹو، سونیا نے اسے دھکا دے کر بیڈ سے اٹھایا اور جھٹ سے اس کی جگہ پر بیٹھ کر دالہام کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔۔ "

اوئے پیچھے ہو آئیدن نے سونیا کو دور کرنا چاہا تو دالہام نے گھور کر اسے دیکھا وہ اپنی چمچی بہن کے پاس بیٹھ گیا وہ تینوں بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر بیٹھے تھے۔۔ "

لالا آپ کو کیا ہوا؟ سونیا نے دالہام کا ہاتھ پکڑ کر پریشانی سے پوچھا دالہام نے نفی میں سر ہلا دیا۔ شہریار حویلی آیا لاؤنج میں کوئی نہیں تھا دالہام کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اس نے اندر جھانکا تو سب اندر تھے وہ بھی اندر داخل ہوتے شیر طیان کے پاس بیٹھ گیا۔۔ "

لالا آپ سب تو مجھے بھول گئے ہے !ڈرامیٹک انداز میں کہہ کر شیر طیان کے چہرے کو دیکھا شیطان ابھی تک سویا ہوا تھا اسی لیے کمرے میں خاموشی تھی۔۔ "

مجھ سے تھپڑ نہ کھا لینا ایک ہفتے خود غائب ہوا تھا اور کہہ ہمیں رہا ہے کہ ہم بھول گئے آئیدن نے کشن پکڑ کر اس کی طرف اچھالا۔۔ "

سونیا اپنے لالے کو سنبھالو کچھ زیادہ ہی بگڑ رہا ہے بیوی سے خود اسے فرصت نہیں ہے شادی کے بعد مجھے بھول گیا ہے شہریار نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔ "

اوئے چپ کرو میرے بابا جانی کی نیند خراب کر دی شیر طیان آنکھیں کھول کر سب کی جانب دیکھنے لگا، شہریار تو اس چھوٹے سے شیطان کی بات پر حیران ہو گیا جسے اپنے سے زیادہ اپنے بابا جانی کی نیند کی پڑی ہوئی۔۔ "

لالا آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے سونیا نے نم آنکھوں سے اپنے لالا کی جانب دیکھا دالہام اب ان سب کے درمیان بہت ہی کم بیٹھتا تھا۔۔ "

گڑیا! بات کرتا تو ہوں سونیا کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا اپنی بہن کو اس نے بیٹی کی طرح پالا تھا۔۔ "

آج ہم سب باہر جائے گے شیر طیان خوشی سے اچھلتے ہوئے بولا اس کا باہر جانے کو دل کر رہا تھا۔۔ "

او کے رات کو چلے گے دالہام کے کہنے کی دیر سب کے چہرے پر خوشی چھا گئی۔ شہریار نے شیر طیان کے رخسار پر بوسہ تو وہ منہ بنا کر شہریار کی جانب دیکھنے لگا سونیا اپنے لالا کے کندھے پر سر رکھے اور آئیدن سونیا کو چٹکیاں کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ وہ اس کی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔۔ ملازمہ کمرے میں آئی اور آکر انہیں ریحانہ خانم کا پیغام دیا ریحانہ خانم نیچے ناشتے پر سب کا انتظار کر رہ تھی آدھے گھنٹے بعد وہ سب نیچے گئے۔ نمیرا کو آئیدن پر غصہ آرہا تھا وہ پوری رات اس کا انتظار کرتی رہی تھی۔۔ ناشتہ کرنے کے بعد سردار ضروری کام کے لیے باہر چلا گیا جو کہ طرسم کو ڈھونڈنا تھا آئیدن نے ڈیوٹی پر جانا تھا اس کی کار خراب ہو گئی تو وہ بھی سردار کے ساتھ حویلی سے نکل گیا۔۔ زہن پر اس معصوم پری کو

سوار کیے بے دھیانی میں کار چلا رہا تھا آئیدن نے اپنے لالا کی جانب دیکھا جن کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ جب اس کے سامنے ایک لڑکی آئی، کار سے ٹکراتے وہ اچھل کر زمین پر گری۔ دالہام کار سے باہر آیا اور جب اس لڑکی کی بند آنکھیں دیکھی بے ساختہ ہاتھ دل کے مقام پر گیا۔۔ گھٹنوں کے زمین پر بیٹھا بے یقینی سے اس کی جانب دیکھتا اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اپنے پاس کیا نکاب میں نظر آتی اس کی بند آنکھیں سردار کی دھڑکن کو کم کر رہی تھی آئیدن کار سے باہر نکلے اپنے بھائی کی گود میں ایک لڑکی کو دیکھ رہا تھا اسے نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ کون ہے۔۔ "

پ۔ پری دالہام نے بے انتہا سختی سے اسے خود میں بینچ لیا اس کی آنکھیں بند تھی دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔ "

پری! میری پری دالہام نے اس کا چہرا سامنے کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اس کے چہرے پر بار بار ہاتھ پھیرے، اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھے، اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔ آئیدن اپنے لالا کی جنونیت دیکھ رہا تھا جسے کوئی پروا نہیں تھی وہ سڑک کے درمیان میں بیٹھا ہے۔۔ "

آئیدن میری پری دالہام نے بے تابی سے کہتے ہوئے آئیدن کی جانب دیکھ کر ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی اور آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔ "

لالا بھابھی کو ہاسپٹل لے جائے آئیدن نے اس کے سر سے خون نکلتے دیکھ کر کہا دالہام نے اسے گود میں اٹھایا اور پچھلی سیٹ پر لے کر بیٹھ گیا، آئیدن تیز رفتار میں کار ڈرائیو کرنے لگا۔۔ "

پری اٹھو تم اپنے دیو کے پاس ہو میری جان آنکھیں کھولو دالہام اس کے رخسار تھپتھپاتے، کبھی اپنے سینے میں بھینچتا تو کبھی اس چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کی خون آلود پیشانی پر بوسہ دیتا۔۔ "

پری دیو کی جان! دالہام اسے پکار رہا تھا وہ آنکھیں موندے اس کی گود میں تھی دل کی گہرائیوں سے دعا کی کہ اسے کچھ نہ ہو۔ آئیدن ایک نظر طرسم کی جانب دیکھتا اور پھر سڑک کی جانب۔۔"

پری دالہام نے اس کا چہرا اپنی گردن میں چھپا لیا۔ پندرہ منٹ کا راستہ طے کرتے وہ ہاسپٹل پہنچے۔ دالہام اسے اٹھائے اندر لے گیا۔۔ "

ڈاکٹر، ڈاکٹر سردار بلند آواز میں ڈاکٹر کو پکار رہا تھا اس کی گود میں طرسم اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔ نرس نے اس کے آگے سٹریچر کیا کہ یہاں پر لٹا دے آئی۔ سی۔ یو میں لے کر جانا ہے دالہام نے اسے سٹریچر پر نہ لٹایا اور اپنی باہوں میں اٹھائے آئی۔ سی۔ یو میں لے گیا۔ اسے لیے وہاں بیٹھ گیا۔۔ "

آپ باہر جائیں ہمیں ان کا چیک اپ کرنے دے ڈاکٹر نے اسے کہا تو دالہام نے شعلے برساتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا ڈاکٹر خاموش

ہوگیا طرسم کا سر دالہام کے سینے پر تھا ڈاکٹر اس کا حجاب اتارنے لگا
سر دار نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔"
فی میل ڈاکٹر کو بھیجو سر دار نے کھا جانے والی نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا وہ کبھی ایک نا محرم کے سامنے اپنی بیوی کا دوپٹہ اترتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ ڈاکٹر باہر چلا گیا تھوڑی دیر بعد فی میل ڈاکٹر اندر آئی اس نے سر دار کو یہ کہنے کی غلطی نہ کی کہ لڑکی کو خود سے دور کرو۔ اس کے سینے سے لگی طرسم کا حجاب اتار کر اس کی پیشانی کا زخم صاف کرنے لگی اس کے چہرے پر ابھی بھی نقاب تھا سر دار نے اس کا چہرہ مکمل نہ دیکھا کہ وہ چھ سال بعد کیسی دکھتی ہے۔۔ "
سر اب ہمیں ان کے وجود کا چیک اپ کرنا ہے کہ کہیں اور چوٹ تو نہیں لگی یا پھر کہیں گم چوٹ ڈاکٹر نے مرہم پٹی کی اور جب دیکھا کہ سر دار اسے خود سے دور نہیں کر رہا تو جھجکتے ہوئے کہا۔۔ "

محض پانچ منٹ کے لیے آپ باہر چلے جائیں اس کے بعد واپس آ جائیے گا ڈاکٹر نے منت کرنے والا لہجہ اپنایا سردار نے اس کا سر تکیے پر منتقل کیا اور پیشانی پر شدت سے بوسہ دے کر آئی سی یو سے باہر گیا پورے پانچ منٹ بعد وہ آئی سی یو کے اندر چلا گیا ڈاکٹر نے منہ کھولے اس کی جانب دیکھا جو ایک سیکنڈ زیادہ باہر انتظار نہیں کر سکا تھا بیڈ پر آ کر بیٹھا اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔۔ "

کمر پر چوٹ لگی ہے زیادہ برا ایکسیڈنٹ نہیں ہوا ان کا۔ کچھ دیر تک ہوش آ جائے گی ڈاکٹر کہہ کر باہر چلی گئی دالہام کا ایک لمحے کے لیے دل چاہا اس کے چہرے سے نقاب ہٹائے اور جی بھر کر اس کا چہرہ دیکھے لیکن پھر بے ساختہ دل میں خیال آیا کہ سردار جب وہ اپنی نیلی آنکھیں کھولے گی تب اس کا خوبصورت چہرہ تکنا۔ سردار نے اس کا حجاب پھر سے بنا دیا

"

دالہام نے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہ کیا اور اسے باہوں میں اٹھائے آئی سی یو سے باہر آیا آئیدن بے صبری سے باہر کھڑا انتظار کر رہا تھا دالہام نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھیک ہے اور اسے اٹھا کر گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا آئیدن کار ڈرائیو کرتے بڑی حویلی پہنچا کار پورچ میں کھڑی کی۔ سردار اسے باہوں میں اٹھائے حویلی کے اندر داخل ہوا سامنے حویلی کے تمام افراد کھڑے تھے۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دالہام کے بازوں میں لڑکی کو دیکھ کر سب اس کی جانب بڑھے وہ لاونج کے درمیان میں کھڑا تھا اس کے ساتھ آئیدن کھڑے مسکرا رہا تھا۔ ریحانہ بیگم نے نا سمجھی سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ سردار اپنی سردارنی کا چہرا مزید اپنے سینے میں چھپا گیا۔۔۔ "

مورے !دیو کی پری دالہام نے اس کی بند آنکھوں دیکھی اور بغیر کسی کی طرف دیکھے وہ اسے اپنے کمرے میں لے گیا، صوفیا خانم ، ریحانہ خانم ، سونیا اور شہریار تو جیسے خوشی سے صدمے میں چلے گئے۔ نمیرہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی یہ سوچ کر کہ سردار دالہام جس کے لیے چھ سال سے تڑپ رہا تھا وہ اس کے پاس آگئی ہے۔۔ "

وہ پری ہے ؟ ریحانہ نے آئیدن کا ہاتھ پکڑا اور حیرانگی سے سوال داغا اس نے ہامی میں سر ہلا دیا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ "

ریحانہ بھابھی چلیں پری کو۔۔۔۔ پھپھو میرے خیال سے بھابھی جب ہوش میں آئے انہیں سب سے پہلے لالا کو دیکھنا چاہیے آئیدن نے کسی خیال کے تحت کہا ریحانہ خانم اور صوفیا خانم اس کی بات کو سمجھتے خاموش ہو گئی۔۔۔ "

لالا بھابھی کہاں ملی آپ کو؟ اور اگر یہ زندہ تھی تو واپس کیوں نہیں، کون لے گر گیا تھا انہیں اچانک حویلی سے غائب ہو گئی تھی سونیا نے ایک سانس میں کئی سوال کر دیے، یہ سوالات سب کے دماغ میں تھے کہ آخر وہ واپس کیوں نہیں آئی۔۔ "

یہ تو بھابھی ہی بتا سکتی ہے آئیدن نے جھٹکے سے اپنے بازو کی جانب دیکھا جو نمیرہ نے تھاما تھا۔ سونیا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ وہ واپس آ گئی ریحانہ خانم کی آنکھیں نم تھی وہ صوفیا خانم کو لے کر کچن میں چلی گئی تاکہ طرسم کے لیے کھانا بنائے۔۔ "

صارم کو بتانا ہے طرسم کا؟ شہریار آئیدن کے پاس گیا اس نے کندھے اچکا دیے۔۔۔ "

یہ تو لالا کو معلوم ہو شہریار سے کہہ کر نا محسوس طریقے سے نمیرہ کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹانا چاہا تو اس نے اپنی گرفت سخت کر لی۔۔ "

طیان کہاں ہے؟ نمیرہ نے اپنے کمرے کی جانب اشارہ کیا شہریار گارڈن میں چلا گیا اسے ضروری کال کرنی تھی اور وہ آئیدن اور نمیرہ کے درمیان ہڈی نہیں بننا چاہتا تھا۔۔ "

آئیدن رات کو آپ کمرے میں کیوں نہیں آئے؟ سونیا بھی مسکراتے نظریں جھکا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ آئیدن کو عجیب محسوس ہونے لگا اس نے ایک مرتبہ پھر اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹانا چاہا۔۔ "

میرے سوال کا جواب نہیں دیا آپ نے! نمیرہ نے اپنا سر اس کے کندھے کے ساتھ ٹکایا۔ آئیدن کو وہ تھکی ہوئی محسوس ذہنی طور پر۔۔ "

لالا کے پاس تھا ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اپنے بازو کو گیلا محسوس کیا تو اس کے سوال کا جواب دے کر ٹھوڑی سے چہرا تھام کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔ "

کسی کو تکلیف دے کر تمہیں شاید سکون ہوتا ہے آئیدن کا ہاتھ اس کے رخسار پر تھا نمیرہ کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔۔ "

بلکل جیسے کسی کو مجھے بے رخی دکھا کر سکون ملتا ہے نمیرہ نے اس کے ہاتھ پر لب رکھے، آئیدن نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ "

خدا کے علاوہ کوئی کسی کے دل میں جھانک نہیں سکتا کہ کون تکلیف میں اور کون سکون میں ہے آئیدن سمندر کے مترادف گہرائی رکھنے والے الفاظ ادا کر کے چلا گیا تھا اگر انسان اس کا مطلب سمجھنے بیٹھے تو ہر حرف کا الگ مطلب نکلے گا۔۔ "

آپ تکلیف کی وجہ ہی تو جاننا چاہتی ہو آئیدن احزان ، اتنا تو معلوم ہو گیا ہے ماضی میں ادا کیے گئے میرے الفاظ آپ کی تکلیف کا باعث نہیں ہے ، اگر آپ ان الفاظ کو آنا کا مسئلہ بناتے تو اپنی اولاد کی خاطر بھی رجوع نہ کرتے کیونکہ مرد کے لیے دوسری شادی کرنا مشکل نہیں ہے نمیرہ اس کے رویے ، آنکھوں پر بھرپور توجہ دے رہی تھی ، جب وہ روتی تھی آئیدن کی آنکھوں میں تکلیف واضح ہوتی تھی ۔ اس کے بنا کہے بات سمجھ جانا یہ چیزیں تب ہوتی ہے جب کسی کے دل کی گہرائیوں میں ہمارا بسیرا ہو ۔ نمیرہ مسکرائی ، کچھ وجوہات کا علم ہمیں بے انتہا پیار بھرا رویہ اپنا کر معلوم ہوتا ہے ۔ ۔ "

جلد آپ پہلے والے آئیدن احزان بن جاؤ گے آپ کا عشق آپ کے درد کو دور کرے گا نمیرہ مسکراتی ہوئی کچن میں گئی اور اپنی مورے اور

ممانی کی مدد کروانے لگی۔ ریحانہ خانم کے چہرے سے مسکراہٹ غائب نہیں ہو رہی تھی۔۔ "

دالہام نے طرسم کو بیڈ پر لٹایا اس کے اوپر لحاف دیا اس کا ہاتھ تھام کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا تھا کب وہ اٹھے گی اور وہ اس کا مکمل چہرا دیکھے گا، اسے اپنے سینے سے لگا کر محسوس کرے گا۔۔ گھنٹہ وہ اس کے پاس اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے دیکھتا رہا۔۔۔ "

اٹھ جاؤ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر، سر اپنی گود میں رکھ کے اپنی پیشانی اس کی پیشانی کے ساتھ ٹکائی، اتنے قریب سے اس کی بند آنکھیں دیکھ کر آنکھوں اور دل میں تکلیف پیدا ہوئی۔۔ "

مت تنگ کروا اپنے دیو کو دالہام نے اس کی آنکھیں پر انگوٹھا نرمی سے پھیرا۔ پیشانی پر لگی پٹی پر انگلیاں پھیری۔۔ اپنے ہاتھ پر بھاری ہاتھوں کا

لمس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولی۔ بھاری سر لیے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی جب دیہان اوپر کی جانب گیا دالہام خانزادہ کا چہرا خود کے قریب دیکھ کر اس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولی، وہ تو سکول جا رہی تھی۔ وہ یہاں کیسے پہنچی۔۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی دالہام جس نے ایک لمحہ اس کی آنکھیں بھی نہیں دیکھی تھی اس کے یوں ہڑبڑانے پر پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔۔ "

میں یہاں! پورا کمرے پر نظریں دوڑائیں وہی کمرا ہر چیز وہی تھی وہ کیسے اس کمرے کو بھول سکتی تھی۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ "

مجھے جانا ہے! وہ بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی جانب بھاگنے لگی کمر میں شدت سے درد پیدا ہوا، بیڈ سے اتر کر دو قدم چلی تھی وہی پر زمین پر بیٹھ گئی مزید ایک قدم بڑھانا مشکل ترین تھا، کمر پر ہاتھ رکھا آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہہ رہے تھے۔۔ "

پری! دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس اٹھانا چاہا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیا کمر میں حد سے زیادہ درد ہونے لگا۔ اس کے ہاتھ جو کمر پر اور آنکھوں پر جہاں سے روز قطار آنسو بہہ رہے تھے وہاں دالہام کی آنکھیں ٹکی ہوئی تھی

"۔۔

مجھے جانا ہے وہ روتے ہوئے بولی وہ اس کے پاس نہیں رہنا چاہتی تھی زہن میں کسی کے کہے گئے الفاظ گردش کر رہے تھے۔۔ (وہ تم سے حوس پوری کر رہا تھا، اسے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے تمہاری خوبصورتی اسے تمہاری جانب متوجہ کرتی ہے، زیادہ عمر کے مرد، کم عمر اور خوبصورت لڑکیوں کی جانب متوجہ ہوتے ہے، اسے تمہارے وجود کی طلب ہے) وہ چہرا ہاتھوں میں چھپائے روئے جا رہی تھی۔

دالہام اسے سینے سے لگانے لگا طرسم نے اسے دور جھٹک دیا۔۔ "

مجھے جانے دو! طرسم نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے دالہام نے یکدم لمبا سانس لیا جیسے اگلے لمحے سانس ہی نہیں آئے گا اس نے طرسم کے ہاتھ تھام لیے اسے کہا منظور تھا اس کی پری کا اس کے سامنے ہاتھ جوڑنا۔۔ "

چھ سال پہلے چلی گئی تھی اب جا کر مجھے مارنا چاہتی ہو اس کے ننھے نرم ہاتھوں کو سخت ہاتھوں میں لیا۔۔ طرسم اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھی۔۔ "

مجھے جا۔۔۔۔ دالہام نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھی، وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیوانہ وار اس کو دیکھ رہا تھا۔ ٹھوڑی سے چھرا تھامنا چاہا اس نے سردار کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔ "

میرے پاس آؤ دالہام زمین پر بیٹھا تھا اپنے بازو دونوں اعتراف پھیلائے طرسم نے نظریں نہ اٹھائی، دالہام نے با مشکل حلق سے تھوک نگلا۔ سانسیں بھاری ہونا شروع ہو گئی۔۔ "

میں گندہ لگتا ہو تمہیں، ابھی تک ناراض ہو، مجھے بتاؤ مجھ سے چھ سال پہلے کیا غلطی ہوئی تھی تمہارا دیو اس کی بھرپائی کرے گا دالہام نے ایک مرتبہ پھر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ "

مجھے جا۔۔۔۔ کہیں نہیں جانے دو گا دالہام نے جنونی انداز اپنا کر اسے شانوں سے تھام کے رخ اپنی جانب کیا ٹھوڑی سے چہرا تھامتے چہرا اوپر کی جانب کیا اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔ "

تم میرے پاس رہو سردار دالہام خانزادہ کے پاس۔ دالہام نے الفاظ ادا کیے تھے طرسم کے کانوں میں پھر سے وہی الفاظ گونجنے لگے، "اسے تمہارا وجود چاہیے" وہ اب اتنی چھوٹی نہیں تھی کچھ چیزوں سمجھ لگ چکی

تھی اسے ۔۔ دالہام کے ہاتھ پیچھے کر کے چھراہاتھوں میں چھپا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ طرسم کو سینے سے لگانے لگا اس نے ہاتھ جھٹک دیے۔۔ "

تم گندے ہو مجھے نہیں رہنا یہاں وہ کھڑی ہو گئی اور اسے انگلی دکھاتے کہا وجود لرز رہا تھا آنکھوں کا رخ ابھی بھی نیچے کی جانب تھا۔۔ "

تم گندے ہو، صرف ہوس پوری کر سکتے ہو اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کیے دالہام کو یاد آیا کہ صارم نے اس زہن میں الفاظ ڈالے تھے، لیکن وہ بچی تھی اس وقت اور بچوں کے زہن سے باتیں نکل جاتی ہے تو وہ کیوں انھیں سر پر سوار کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

اب تمہیں کچھ چیزوں کی سمجھ ہے مجھے بتاؤ تین ماہ سے زیادہ تم میرے پاس رہی ہو۔ تمہیں کبھی میرے چھونے سے یا میری نظروں میں ہوس نظر آئی ہو؟ دالہام نے اسے دوبارہ شانوں سے تھاما اور تقریباً جھنجھوڑا

تاکہ وہ اس کی جانب دیکھے۔۔ وہ خاموش رہی شاید اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ "

میری طرف دیکھو الہام کا دل بے پناہ بے چین تھا اسے اس کی آنکھیں، اس کا چہرا دیکھنا تھا۔ اسے جی بھر دیکھ کر اپنے دل کو سکون پہنچانا تھا وہ بت بنی نظریں جھکا کر کھڑی رہی، جسم کو کوئی حرکت نہ دی۔۔ "

پری! اس کے لہجے میں تڑپ تھی آنکھوں میں ہلکی سی نمی شامل ہوئی۔ (وہ اچھا نہیں ہے تم سے محبت نہیں کرتا) الفاظ خنجر کی طرح دل میں پیوست ہو رہے تھے۔۔ "

پری! چار فٹی۔۔ طرسم کا ضبط ختم ہو گیا اپنے شانوں سے اس کے ہاتھ ہٹائے اس کے سینے پر مکے مارنے لگی۔۔ "

تم گندے ہو، بہت گندے ہو تم مجھ سے پیار نہیں کرتے، تم نے مجھے ڈھونڈا نہیں، ایک مرتبہ بھی تم مجھ سے ملنے نہیں آئے اپنی نیلی آنکھیں اس کی جانب کی۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے، دالہام نے پہلی مرتبہ اس کی نیلی آنکھوں میں سرخی دیکھی تھی، وہ تو جیسے سانس لینا بھول گیا۔ وہ حیران تھا اس کی آنکھوں سے واضح ہو رہا تھا۔ دالہام کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی وہ اگر اسے بتاتا کہ اس نے پاکستان کا کوئی کونہ تو کیا، کوئی 50 ممالک یا اس سے بھی زیادہ ممالک میں اسے ڈھونڈنے گیا تھا وہ کس قدر خوار ہوا ہے اس نے اپنا کس قدر گزشتہ چھ سال میں نقصان کیا معلوم ہونے پر اس کی آنسو سے لڑیوں کی مانند بہنے تھے جو شاید ختم بھی نہ ہوتے۔۔ "

میں نے تمہیں ڈھونڈا!چند لفظ ادا کیے اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما طرسم نے اس کے ہاتھ پیچھے کر دیے دالہام نے نچلا لب دانتوں میں دبایا، سختی اس قدر تھی کہ منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا۔۔ "

مت کرو پری، تمہارے پہاڑ نما ہڈیوں والے دیو سے تکلیف برداشت نہیں ہو رہی سردار کے سر میں بے تحاشہ درد ہونے لگا۔۔ طرسم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ آنکھیں جھپکا نہیں رہا تھا اس کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی۔۔۔ "

تم بہت گندے ہو، میں تمہارے ساتھ۔۔۔ دالہام اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا وہ پلکیں جھپکائے بغیر اس کے جانب دیکھتے اپنے دل و روح کو سکون دے رہا تھا وہ بلند آواز میں چلا رہی تھی دالہام کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا اس کا نکاب خراب ہونے لگا اس کا ہاتھ پیشانی کو لگا کر اس کا نکاب ٹھیک کیا۔۔ "

پری! دیو کی پری دالہام کے چہرے پر تکلیف زدہ مسکراہٹ تھی۔ طرسم کی آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہو کر بہنے لگے۔ کسی کے کہے گئے الفاظ پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے (وہ تم سے محبت نہیں کرتا)۔۔ اس نے دالہام کی جانب دیکھا جو تکلیف کے آخری مراحل پر تھا کانوں پر ہاتھ کر وہ ایک مرتبہ پھر ضبط کھوتے اس کے سینے پر سر رکھ کر دہاڑے مار کر رونے لگی، چھ سال وہ جس تکلیف میں رہی تھی وہ صرف وہی جانتی تھی۔۔ "

دالہام نے اس کے گرد سخت حصار بنا کر خود میں بینچ لیا۔ کبھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتا کبھی اس کی پیٹھ سہلا کر اسے چپ کروانے لگتا، پانچ منٹ وہ اس کے گلے لگے رہی۔۔ "

مجھے جانا ہے اس کے ہاتھ اپنے گرد سے ہٹائے۔ دالہام نے پھر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔ "

ہمیشہ میرے پاس رہنا ہے کہیں نہیں جانا اس کا چہرا تھام کر پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔ دالہام کی آنکھیں ہنوز اس کی آنکھوں کی جانب رخ کیے ہوئے تھی۔۔ "

کہاں تھی؟ ایک مرتبہ اس کا نکاب پھر سے ٹھیک کیا جو ناک سے نیچے ڈھلک رہا تھا۔۔ طرسم نے نظریں اب اس کے ہاتھوں کی جانب تھی جو بار بار اس کا نکاب ٹھیک کر رہے تھے پھر سے کانوں میں کسی کے کہے گئے الفاظ گونجے (جس مرد کے دل میں حوس نہیں ہوتی وہ اپنی عورت کو ہمیشہ پردے میں رکھتا ہے) کیا اس میں ہوس نہیں تھی۔ اسے اب وہ سارے الفاظ غلط لگ رہے تھے جو اس سے کہے گئے۔۔ "

میرے پاس جواب نہیں ہے وہ کسی کو نہیں بتانا چاہتی تھی وہ کہاں اور کس کے پاس تھی۔ ایک طرف دل چاہ رہا تھا واپس چلی جائے لیکن

سردار کو دیکھنے کے بعد واپس جانے کا دل نہیں کر رہا تھا وہ اپنی فیملی کے پاس رہے ان کے ساتھ خوبصورت پل گزارنا چاہتی تھی۔۔ "

اگر تم نہیں دینا چاہتی تو مجھے جواب کی ضرورت نہیں دالہام نے اسے اپنے سینے سے دوبارہ لگایا دل کو یہ سوال کھٹک رہا تھا کہ وہ صحیح حلیے میں تھی حالانکہ وہ تو اغوا ہوئی تھی اور اغوا ہوئی لڑکیوں کے ساتھ انتہا کا غلط سلوک کیا جاتا ہے۔ دماغ ضد کر رہا تھا کہ جاننے کی کوشش کرو، وہ کہاں رہی ہے؟ دالہام نے اپنے دماغ کی بجائے دل کی سنی وہ ہمیشہ سے اپنے دماغ کی سنتے آیا تھا۔۔ "

میرے پاس رہو گی نہ؟ طرسم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور یہی چیز دالہام کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔ "

مجھے دیو پکارو دالہام نے اس کا چہرا اپنے مقابل کر کے قریب کیا طرسم نے نظریں جھکالی۔۔ "

یو نظریں مت مجھ سے چراؤ آنکھیں پر لب رکھنے لگا تھا خود پر ضبط کرتے پیچھے ہو گیا۔ اس نے نظریں اس کی جانب کی جو ابھی بھی بنا آنکھیں جھپکے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔ "

آنکھیں بند کرو۔ دالہام نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو گئی۔ وہ سبز آنکھیں جو طرسم کو بے انتہا پسند تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے ان میں خون جمع ہو گیا ہے۔۔ "

پہلے دیو بولو! طرسم اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھنے لگی دالہام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور پھر وہی الفاظ دہرائے۔۔ "

آنکھیں بند کرو، دالہام خانزادہ نے پھر سے وہی عمل دہرایا۔ اسے اپنی سردارنی کے لبوں دیو سننا چاہتا تھا۔۔ "

دیو آنکھیں بند کرو طرسم نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر کے بلند آواز میں کہا دالہام نے اسے سینے لگا کر آنکھیں جیسے ہی بند کی ان سے پانی نکلنا

شروع ہوگیا۔ آنکھوں میں بے انتہا جلن شروع ہوگئی۔ طرسم اس کے سینے لگے رو رہی تھی وہ دونوں اپنے دل غبار ہلکا کر رہے تھے۔

شیر طیان اپنے بابا جانی کے کمرے میں آیا وہ اپنے بابا اور مورے کے کمرے میں سویا ہوا تھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا اسے اپنے بابا جانی کی یاد ستانے لگی۔ اندر داخل ہوا اپنے بابا جانی کے سینے سے لگی کسی لڑکی کو دیکھ کر پاؤں پٹکے ان دونوں کے پاس جا کر اس لڑکی کا عبایا کھینچا، دالہام نے آنکھیں کھول کر اس چھوٹے سے شیطان کو دیکھا، طرسم مڑی سامنے اس شیطان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلی، شیر طیان پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں پھاڑے طرسم کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

جنت کا کانٹا! وہ چیخ کر اس کا عبایا کھینچ کر اسے اپنے بابا جانی سے دور کرنے لگا۔۔ "

مہا شیطان میرا عبایا چھوڑو طرسم نے اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی ۔ دالہام منہ کھولے ان دونوں کی جانب دیکھنے لگا ۔ وہ ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے تھے ۔ ۔ "

جنت کے کانٹے میرے گھر کیا کر رہی ہو شیر طیان نے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھے. جس ہاتھ سے طرسم اسے چٹکی کاٹ رہی تھی ۔ ۔ "

یہ میرا گھر ہے سمجھے تم میرے گھر کیا کر رہے ہو طرسم کے منہ سے بے اختیار "میرا گھر" نکل رہا تھا ، دالہام کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے مسکراہٹ آئی اپنی سردارنی کے منہ سے "میرا گھر" سن کر ۔ ۔ "

اوئے جنت کے کانٹے یہ میرا گھر ہے شیر طیان نے زور سے پاؤں زمین پر مارے ۔ ۔ "

میں تمہارے منہ پر تھپڑ ماروگی ، اور ڈگ دماغ جنت میں کانٹے نہیں ہوتے طرسم اس کے ہاتھوں سے اپنا عبایا چھڑوانے کی کوشش کر

رہی تھی۔ دالہام آگے بڑھ کر شیر طیان کو طرسم سے دور کرنے لگا شیر طیان نے اس کا عبایا زور سے پکڑ لیا دالہام نے جیسے ہی اسے اٹھایا طرسم کا سارا عبایا اور کی جانب اٹھ گیا۔۔ "

اسے نیچے اتارو طرسم چلائی دالہام نے فوراً اسے نیچے اتار دیا۔ شیر طیان اس کا عبایا چھوڑ کر دالہام کے ساتھ چپکنے لگا طرسم نے اسے کھینچ کر دور کیا وہ چاہے جتنی بھی بدگمان تھی سردار سے، وہ کے پاس کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ "

اوئے مہا شیطان! اپنے اس بابا جانی کے ساتھ جا کر چپک، یہ میرا دیو ہے دانت پیستے ہوئے بولی جیسے دانتوں کے درمیان اسے چبا رہی ہو۔ طرسم غصے اور جلن میں سچ اگل گئی۔۔۔ "

جنت کے کانٹے۔۔۔۔ اوئے تجھے کہا نہ جنت میں کانٹے نہیں ہوتے طرسم اس کی بات کاٹ کر چیخ کر بولی دالہام کو سمجھ نہ آئے کس کو پہلے روکے ان دونوں کی مثال "ایک شیر، دوسرا سوا شیر" جیسی تھی۔۔ "

اگر جنت میں کانٹے نہیں ہوتے تو تم جہنم کا کانٹا ہو اور جہنم کے کانٹے کے یہ میرے بابا جانی ہے شیر طیان اسے اپنے بابا جانی سے دور کرنے کی جدوجہد کرنے لگا طرسم کا منہ کھل گیا اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر۔

طرسم نے دالہام کا دائیاں ہاتھ پکڑ لیا اور شیر طیان نے بائیاں ہاتھ۔ طرسم اسے اپنی جانب کھینچنے لگی اور شیر طیان اپنی جانب دالہام کو لگا اس کے بازو جسم سے جدا ہو جائے گے۔۔ "

دیو میرا ہے۔ طرسم اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے بولی۔۔ "

بابا جانی میرے ہے۔ شیر طیان اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے کھا جانے والی نظروں سے طرسم کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ دونوں بلند آواز میں

لگے ہوئے ان کے شور کی آواز سن کر حویلی کے تمام افراد کمرے میں داخل ہوئے سوائے قندیل کے وہ اس وقت حویلی سے باہر تھی۔۔۔ "

چھوڑو مجھے دالہام نے دونوں سے اپنے بازو آزاد کروائے اگر وہ مزید ان کے درمیان پیستا تو اس کا کچھ نہیں رہنا تھا۔ ریحانہ خانم کو دیکھ طرسم خاموش ہوگئی شیر طیان دالہام کو غصے میں آتا دیکھ چپ کر گیا۔۔ "

پری! ریحانہ خانم اس کے پاس گئی اور اس کی پیشانی چوم کر اسے گلے لگایا طرسم ان کے سینے سے لگ کر رونے لگی شیر طیان کو جلن ہو رہی تھی کیونکہ سب اسے چھوڑ کر طرسم پر توجہ دے رہے تھے۔۔ پھر صوفیا خانم اس کے گلے ملی۔ آئیدن اور شہریار نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ سونیا مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھی۔۔۔ "

بھابھی میں نے آپ کو بہت مس کیا سونیا نے مضبوطی سے اسے گلے لگایا طرسم بھی خوش دلی سے اسے ملی اس کا سونیا کے ساتھ بہت اچھا

وقت گزرا تھا۔۔ نمیرہ ہمت کرتے آگے ہوئی اور جھجکتے اس سے ملی طرسم نے اسے گلے لگایا۔۔ "

میں نے اپنی پری کے لیے بہت سارے کھانے بنائے ہے ان میں نوڈلز بھی ہے ریحانہ خانم نوڈلز کا نام لے کر مسکرائی انہیں یاد تھا طرسم نوڈلز کو لے کر دالہام کو کتنا تنگ کرتی تھی۔۔ "

مورے! بابا!، ہادی لالا، چاچو سب کہاں ہے طرسم کو اپنی فیملی کی یاد ستانے لگی دل بے چین تھا اپنے بابا اور مورے کو دیکھنے کے لیے۔۔ "

وہ چھوٹی حویلی میں ہے ریحانہ خانم نے ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا دالہام کی نظریں اس پر سے ہٹ نہیں رہی تھی۔ شیر طیان کو غصہ آرہا تھا طرسم پر، اس کے بابا جانی اس کی جانب دیکھے جا رہے تھے۔۔ "

میرے گھر سے جاؤ جہنم کے کانٹے شیر طیان نے اس کا عبایا کھینچا اسے جلن ہو رہی تھی۔۔ "

میں کیوں جاؤ مہا شیطان! طرسم کو زہر لگ رہا تھا وہ سب ان کی جانب حیرانگی سے دیکھ رہے تھے جن کی آپس میں سب سے زیادہ بننی چاہیے تھی وہ ایک دوسرے کو کاٹنے کو دوڑ رہے تھے۔۔ "

میرے بابا تمہاری طرف دیکھ رہے ہے اس لیے۔ شیر طیان سچ بول گیا طرسم کو جلن ہونے لگی وہ بار بار دیو کو "میرا" کیوں بول رہا تھا۔۔ "

یہ تم بار بار "میرا" کیوں بول رہے ہو طرسم اس کے بال پکڑنے لگی دالہام نے اسے پیچھے کو کھینچ کر اپنے پاس کھڑا کیا۔ شیر طیان ہنسنے لگ گیا اسے معلوم تھا اس کے بابا جانی کسی کو بھی اسے مارنے نہیں دے گے۔۔ "

وہ چھوٹا بچہ ہے !دالہام نے پیار سے کہا طرسم نے کھا جانے والی نظریں اس پر ٹکائی وہ بس شکل سے ہی بچہ لگتا تھا اس کی حرکتیں شیطان والی تھی۔۔ "

اس نے مجھے یہاں کاٹا تھا میرے بازو پر زخم بن گیا ہے طرسم نے اپنے بازو پر ہاتھ رکھا آنکھوں میں تکلیف واضح تھی۔۔ "

باباجانی اس نے مجھے کاٹا تھا یہ دیکھے شیرطیان نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا دالہام کا ہاتھ بے ساختہ پیشانی پر گیا ان دونوں کی پہلی ملاقات اس قدر خطرناک تھی آگے جا کر انہوں نے پتا نہیں کیا کرنا تھا۔ نمیرہ نے شیرطیان کے ہاتھ پر پٹی دیکھی تو اس کے پاس جا کر اپنی گود میں اٹھایا اس نے لانگ ہوڈی پہنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کی پٹی کسی کو بھی نظر نہیں آئی۔۔ "

طرسم اس طرح تو نہیں کرتے وہ چھوٹا بچہ ہے نمیرہ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ پر لب رکھے ، اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا ، آئیدن نے کچھ نہ کہا اسے اپنے بیٹے کی حرکات کا اچھی طرح معلوم تھا۔۔ "

نمیرہ آپی اس نے بھی میرے بازو پر کاٹا تھا میرا اتنا زیادہ خون نکلا ہے طرسم اپنا بازو سہلا رہی تھی سب خاموشی سے شیر طیان اور طرسم کو دیکھ رہے تھے سونیا مسکرائی ان کے گھر ہر روز دھنگل شروع ہونا تھا ان کے گھر پھر سے رونک آگئی۔۔ دالہام نے موبائل پر آئیدن کو میسج کیا کہ تم ان سب کو باہر لے کر جاؤ اگر یہ یہاں رکے ، تو شیر طیان اور بیگم صاحبہ کی تیسری جنگِ عظیم شروع ہو جانی ہے۔۔ "

چلو بھابھی کو آرام کرنے دے مورے ، جب سارا کھانا بن جائے گا تب لالا اور بھابھی نیچے آجائے گے آئیدن ان سب کو لیے باہر چلا گیا طرسم کی نظریں ابھی بھی دروازے کی جانب تھی اسے شیر طیان زہر لگ رہا تھا

جواسے دالہام سے دور کر رہا تھا، پھر ذہن میں خیال آیا مجھے تو وہ اچھا نہیں لگتا میں کیوں جیلس ہو رہی ہو۔۔"

پری !اس کے پکارنے پر طرسم مڑی دالہام کی نظریں اب بھی اس کی آنکھوں کی جانب تھی اس کی نظریں اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گئی۔۔اس نے اپنی ناک پر شہادت کی انگلی رکھ کر نیچے کی جانب کی۔ طرسم نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

میں دیکھنا چاہتا ہو دالہام اس کے پاس گیا شانوں سے تھام کر اپنے پاس کیا۔۔ "

مجھے کیوں دیکھنا ہے اپنا نقاب درست کر کے اس کے ہاتھ شانوں سے ہٹانے چاہے۔۔ "

دل کو سکون پہنچانا ہے صاف لفظوں میں جواب دیا گیا۔۔"

کیا خوبصورتی ہی دل کو سکون پہنچاتی ہے اسے پھر سے وہی باتیں یاد آئے کہ وہ صرف تمہاری خوبصورتی سے محبت کرتا ہے۔۔۔ "

نہیں!۔۔

پھر مجھے کیوں دیکھنا ہے؟ اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹا دیے جب انسان کے دماغ میں کوئی خناس بھر دے اسے سمجھ نہیں آتا وہ نرم رویہ اختیار کرے یا سخت رویہ اختیار کرے۔۔ "

جب ہم کسی سے محبت کرتے ہے کوئی ہمیں اچھا لگتا ہے کیا ہم اس کی شکل و صورت دیکھتے ہے؟ جواب کے بدلے اس نے طرسم کے سامنے سوال رکھ دیا۔۔ "

نہیں! محبت تو دل سے ہوتی ہے طرسم کو اپنے بابا کی باتیں یاد تھی کہ کبھی محبت چہرا دیکھ کر مت کرنا چہرے اکثر دھوکا دیتے ہے۔۔ "

تو پھر تم مجھے کیسے کہہ سکتی ہو مجھے تمہاری خوبصورتی دیکھنی ہے اس کے الفاظ میں گہرائی تھی جو طرسم نہ سمجھ پائی، کھڑکی سے سرد ہوا کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔۔ "

میرا چہرا دیکھ کر کیا کرو گے؟ اسے ڈر لگنے لگا، کہی اس شخص کے الفاظ سچ نہ ہو جائے کہ وہ صرف تمہاری خوبصورتی چاہتا ہے۔۔ "

تمہیں دل میں ہمیشہ کے لیے نقش کر لو گا آنکھیں اس قدر جذبات رکھ رہی تھی اس کا ہاتھ بے اختیار اٹھا اور نکاب نیچے کر گیا۔ نیلی آنکھیں، تیکھا ناک، کٹاؤ دار گلابی لب، رخسار پر ڈمپل بنا بات کیے نمایا ہو رہے تھے نچلے لب کے عین نیچے دونوں اعتراف دو تل۔ دالہام خانزادہ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا، طرسم کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے لگا دالہام کا یوں بت بنے اسے دیکھنا واللہ کسی کو بھی سرخ ہونے پر مجبور کرتا۔ وہ نقاب اوپر کرنے لگی دالہام خانزادہ نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

بے قابو ہوتے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔ طرسم نے آنکھیں سختی سے بند کی۔۔ دالہام نے دوبارہ اس کا نقاب اوپر کر دیا اور سینے سے لگا لیا مزید اسے دیکھتا تو سانسیں بند ہو جاتی۔۔ "

تم کتنے عجیب اور بدل گئے ہو پہلے مجھے ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور اب دو منٹ بعد میرے ساتھ چپک رہے ہو جیسے کوئی اور کام ہی نہ ہو۔ اسے پیچھے کیا اور اپنا عبایا دیکھا جو پھٹا ہوا تھا۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے

اسے اپنا عبایا بہت پسند تھا۔۔۔ "

کہاں جا رہی ہو؟ دالہام نے اسے دروازے کی جانب دیکھ ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

سونیا آپی کے کمرے میں جا رہی ہو!۔۔ "

تم میرے کمرے میں رہو گی دالہام کے لہجے میں جھجھک تھی ایک عجیب سا احساس تھا وہ 37 سالہ مرد اور اس کی بیوی سولہ سال کی تھی جسے وہ اپنے کمرے میں رہنے کا کہہ رہا تھا۔۔ "

میں تو آپی کے کمرے میں رہتی تھی طرسم کو عجیب لگا اس کا کہنا کہ تم میرے کمرے میں رہو گی حالانکہ جب وہ چھوٹی تھی اس کے کمرے میں سو جاتی تو وہ غصہ ہوتا تھا۔۔ "

پہلے سوتی تھی۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ تم۔۔۔ تب بچی تھی دالہام بار بار نچلا لب دانتوں میں دبا رہا تھا۔۔ "

تو کیا اب میں بڑی اماں بن گئی ہو طرسم نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا، دالہام نے اسے گود میں اٹھایا اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔۔ "

دیو۔۔۔ جی دیو پری! طرسم نے ہڑبڑی میں اسے دیو کہا مقابل کا پیار بھرا انداز اسے بے ہوش ہونے کے در پر لے گیا۔۔۔ "

کیا ہوا؟ پہلے بھی تو تم میری گود میں بیٹھتی تھی اب اتنا گھبرا کیوں رہی ہو دالہام نے اس کی کمر کے گرد حصار بنایا۔۔ طرسم اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ دالہام کو اس کا یوں دور ہونا برا لگا۔۔۔"

مجھے منہ دھونا ہے طرسم دالہام سے کہہ رہی تھی جب اس کے موبائل پر کال آئی اور سائیڈ پر جا کر وہ موبائل پکڑ کر کال سن رہا تھا۔ طرسم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے بیگ کو دیکھا جس سے وائبریشن کی ہلکی سی آواز آ رہی تھی پرس سے موبائل نکال کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔ "

کہاں ہو تم اس وقت وہ انسان خود پر ضبط کرتے ہوئے بولا اگر وہ دالہام کے پاس تھی تو اس کے لیے وہ سب سے بڑا خطرہ تھا کیونکہ اگر طرسم سردار کے پاس پہنچ جاتی تو وہ تمام راز اس ننھی سے گڑیا سے با آسانی اگلوا سکتا تھا اس کو اور پریشانی ہونے لگی۔۔ "

لالا میں دیو کے پاس ہو طرسم ڈرتے ہوئے بولی ارد گرد دیکھا کہیں کوئی واش روم کی جانب تو نہیں ارہا۔۔ "

دیو یعنی کہ تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک ہوس پرست انسان ہے طرسم نے جب دیو بولا تو اسے سمجھ لگ گئی کہ وہ سردار کے ساتھ نرم رویہ اپنا چکی تھی۔۔ "

وہ صرف تمہاری خوبصورتی سے محبت کرتا ہے تم نے غور نہیں کیا کہ اتنے سالوں کے بعد وہ جب تم سے ملا ہے تو تمہارا چہرہ دیکھنے کی ضد کر رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے صرف تمہاری خوبصورتی چاہیے اس نے پھر سے اس کے دماغ میں گند بھرنے کی کوشش کی، انجانے میں وہ یہ بات بول گیا کہ دالہام نے اس کا چہرا دیکھنے کی ضد کی ہے حالانکہ وہ وہاں موجود نہ تھا اور یہ بات طرسم کو سمجھ نہ آئی۔۔ اس کے ذہن میں وہ تمام الفاظ گھومنے لگے جو دالہام نے کچھ دیر پہلے اس

سے کہے تھے یعنی وہ صرف اس کی خوبصورتی سے محبت کرتا تھا اس کی محبت کا روح سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔ "

وہ انسان صرف خوبصورتی کی جانب مائل ہوتا ہے میں تمہیں کچھ تصاویر بھیجتا ہوں خود دیکھ لینا اس نے طرسم کو وہ تصاویر سینڈ کی جس میں قندیل سردار کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھی اس کے لب سردار کے لبوں کے قریب تھے، ایک تصویر میں وہ اس کی شرٹ اتار رہی تھی بے باکی سے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرنا۔ آخر میں ایک ویڈیو تھی جو کچھ ان تصاویر میں دکھایا گیا تھا وہ سب اس ویڈیو میں نظر آرہا تھا۔۔ طرسم واش روم میں زمین پر بیٹھ گئی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہنے لگے کیا سردار اس کے لیے دل میں صرف جسمانی محبت رکھتا تھا۔۔ لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کا گلا گھوٹنا چاہا لیکن انسو تھے جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ "

کیا اب بھی تم اس انسان کے پاس رہنا چاہو گی جو دن میں کپڑوں کی طرح لڑکیوں کو تبدیل کرتا ہے، ہر لڑکی کو اپنے بستر کی زینت بناتا ہے۔

موبائل زمین پر پڑا تھا جب مقابل شخص کی آواز اس کے کانوں میں گونجی موبائل اٹھا کر اپنے قریب کیا اور گھٹنوں میں چہرا چھپا کر بے آواز رونے لگی۔۔"

تمہیں جب میں نے اس کی سچائی بتائی تھی تم نے کہا تھا وہ ایسا نہیں ہے اب یقین آگیا اپنی نظروں سے دیکھ کر، میں تمہیں اسی دکھ سے بچانا چاہتا تھا مقابل شخص کی باتیں اس کے دل کو چیر رہی تھی یہ سوچ سوہان روح تھی کہ وہ سردار کے لیے محض ایک گڑیا ہے اس علاوہ کچھ نہیں۔۔ اپنے آنسو ہاتھ کہ پشت سے سختی سے صاف کیے کمر میں انتہا کا درد تھا۔۔۔ "

ارے وہ تو انسان کی شکل میں ایک درندہ ہے جس نے اپنے باپ کے مرنے پر شکر ادا کیا تھا۔۔ "

نہیں لالا کوئی بیٹا اپنے باپ کے مرنے پر خوش نہیں ہوتا طرسم بار بار نفی میں سر ہلانے لگی جسم میں لرزاہٹ طاری ہوئی۔۔ "

تمہاری سوچ سے بھی بڑا درندہ ہے وہ، طرسم جلدی واپس آؤ کسی طرح وہاں سے نکلو اس نے طرسم کے دل میں بھڑاس بھر دی کے وہ واپس آجائے دالہام سے نفرت کرے اس سے پیار بھرا رویہ نہ اپنائے۔۔ "

میں واپس آجاؤگی لالا طرسم نے موبائل پر اپنی گرفت سخت کی۔ دروازے کا سہارا لے کر اٹھی۔۔ "

جتنی جلدی ہو سکے واپس آؤ مقابل شخص کو کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔۔ " میں بابا سے مل کر آجاؤگی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے کہا وہ اپنے ماں باپ سے ملنا چاہتی تھی اپنے ہادی لالا سے، اپنے چاچو، دادو ، دادی سب سے ملنے کو حد سے زیادہ دل چاہ رہا تھا۔۔ "

ٹھیک ہے۔ لیکن کسی کو مت بتانا کہ تم میرے پاس تھی اسے ڈر تھا کہی وہ کسی کو بتا نہ دے کہ وہ اس کے پاس تھی۔ وہ اس کی ہم راز بن چکی تھی۔۔ "

اوکے لالا میں کسی کو نہیں بتاؤگی طرسم کو دروازے کی جانب قدم بڑھتے سنائی دیے، دل حلق میں آگیا۔۔ "

لالا میں آپ سے بعد میں بات کر۔۔۔ ٹھیک ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا بھول کر بھی اس ہوس پرست کے ساتھ نرم رویہ مت اپنانا وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا طرسم نے ہامی میں سر ہلا کر کال بند کر کے موبائل بیگ میں ڈال لیا، دروازہ کھولا سامنے دالہام سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑنے لگا طرسم سائیڈ سے نکل گئی۔۔ "

پری! دالہام اس پیچھے گیا، اس کا ہاتھ پکڑنے لگا طرسم نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔ "

میں تمہاری پری نہیں ہو طرسم حلق کے بل چلائی تھی، دالہام اس کے اچانک رویہ تبدیل ہونے پر حیران ہوا۔۔۔ "

اچانک تمہارے رویے کو کیا ہوا ہے دالہام اس کے پاس گیا طرسم نے اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے۔۔ "

مجھے تمہارے پاس نہیں رہنا، مجھے یہاں سے جانا ہے وہ دروازے کی جانب جانے لگی دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔۔"

کہیں نہیں جاؤگی تم۔۔۔اور تمہیں لگتا ہے میں تم سے پوچھ کر جاؤگی وہ اس کی بات کاٹتی چلائی دالہام ایک پل کے لیے وہ انجان لگی اسے وہ دیو کی پری نہیں لگ رہی تھی کیونکہ اس نے کبھی اپنے دیو سے اس طرح بات نہیں کہ تھی ہمیشہ اس کے ساتھ شرارتیں کی۔۔ "

پری!۔۔۔

یہ دوغلا رویہ میرے ساتھ نہ اپناؤ، میں دوسری لڑکیوں کی طرح تمہارے بستر کی زینت نہیں بننا چاہتی طرسم خنجر کی مانند تکلیف دینے والے الفاظ کہہ کر سونیا کے کمرے میں چلی گئی اس نے وہ سب کہا جو اس کے دماغ میں ڈالا گیا تھا۔ دالہام کے سر میں درد بے پناہ شدت اختیار کر گیا سر کو تھامے وہ بیڈ پر بیٹھا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے میڈیسن نکال کے ایک ساتھ تین گولیاں کھالی تاکہ سر کا درد ٹھیک ہو۔ پندرہ منٹ وہ سر پکڑ کر بیٹھا رہا، اسے زرہ برابر بھی سکون نہ ملا۔ دو گولیاں اور کھالی پانچ منٹ بعد آنکھیں بند ہونے لگی بیڈ پر وہ پیچھے کی جانب گر گیا پاؤں نیچے کی جانب تھے ہمت نہ ہوئی کہ سیدھا ہو کر بیڈ پر لیٹ جائے۔۔ آنکھیں بند کی اس کا چہرا سامنے آیا، اس نے سختی سے سر تھاما، اس کی پری تلخ الفاظ ادا کر کے اسے تڑپنے کے لیے چھوڑ کر چلی گئی۔۔ "

میں دوغلا نہیں ہو آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے الفاظ ادا کیے۔۔"

قندیل حویلی داخل ہوئی سب کی نظروں سے بچ کر دالہام کے کمرے میں گئی اس کے پاس بیٹھ کر بے باکی سے اس کی سینے پر ہاتھ پھیر کر اسے بیس منٹ لگا کر سیدھا کر کے لٹایا، سردار کے بھاری بھر کم وجود کو سیدھا کرنا کسی عورت کے بس کی بات نہیں تھی۔۔ "

جلد میں تمہاری زندگی میں شامل ہوگی قندیل اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلی گئی دالہام کے ہاتھوں پر لگی پٹی سے خون رس رہا تھا۔۔ "

دو گھنٹے بعد طرسم سونیا کے کپڑے پہن کر نیچے آئی وہ جلد از جلد اپنے ماں باپ سے مل کر وہاں سے چلے جانا چاہتی تھی آکر کرسی پر بیٹھی قندیل نے غور سے اس کی جانب دیکھ کر پہچانے کی کوشش کی کہ یہ کون ہے کیونکہ طرسم نقاب میں ملبوس تھی۔۔ "

دالہام نہیں آیا ریحانہ خانم نے پوچھا کیونکہ کھانے کے ٹیبل پر سب موجود تھی سوائے دالہام کے۔۔ "

آپا وہ سویا ہوا ہے قندیل نے مسکراتے ہوئے کہا آئیدن کو اس کی مسکراہٹ کھٹک رہی تھی ریحانہ خاموش ہوگئی، طرسم خاموشی سے نقاب کے نیچے سے کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے کسی کی جانب نہ دیکھا۔۔ "

طیان کھانا کھاؤ نمیرہ نے اس کے لبوں کے سامنے نوالہ کیا وہ منہ بند کیے گھور کر طرسم کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ "

پری نوڈل نہیں کھا رہی ریحانہ خانم نے اس کی سامنے نوڈل کیے، یکدم اسے اپنی پسندیدہ چیز سے نفرت ہونے لگی۔ وہ انہی نوڈل کو لے کر دالہام سے ضد کرتی تھی قندیل نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا "پری"

یعنی کہ وہ آچکی تھی وہ کیسے واپس آسکتی تھی دل میں نفرت کی آگ گئے پھر سے جلنے لگی۔۔ "

مورے مجھے ابھی نوڈل کی بھوک نہیں ہے صاف جھوٹ بولا گیا در حقیقت اسے وہ نوڈلز دالہام خانزادہ کی یاد دلا رہے تھے۔۔ "

مجھے میری مورے اور بابا پاس جانا ہے طرسم نے کھانا ختم کر کے ریحانہ خانم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔ "

میں دالہام سے بات کروگی۔۔ "

کیا بات کرنی ہے مورے دالہام اپنی سرخ آنکھوں سمیت نیچے آیا وہ کالی شلوار قمیض، کالے ہی رنگ کی چادر اوڑھے سردار کی پر بیٹھا، کچھ دیر پہلے ہوش آئی خود سنبھالتے نیچے آگیا تاکہ اس کی مورے پریشان نہ ہو۔۔ "

پری کہہ رہی ہے اس نے اپنے بابا اور مورے سے ملنا ہے دالہام نے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا، اپنی مورے کی بات سن کر جیسے اس کے نوالے میں بدمزگی پیدا ہوئی۔۔ "

پری تم جانتی ہو۔۔۔ اگر مجھے میرے بابا کے پاس نہ لے جایا گیا تو میں خود چلی جاؤں گی طرسم اس کی بات کاٹتے درمیان میں بولی۔ سب کے لبوں پر قفل لگ گیا دالہام کو ہرگز پسند نہیں تھا کوئی اس کی بات درمیان میں کاٹ کر اپنی چلانا شروع کردے۔۔ "

نہیں جانا دو لفظی جواب دے کر وہ کھانے کی جانب متوجہ ہوگیا، طرسم کو اس پر غصہ آنے لگا آخر وہ خود کو کیا سمجھتا تھا۔۔ "

وہ تھوڑی نہ باپ سے دوری کا درد سمجھ سکتا ہے. جس نے اپنے باپ کے مرنے پر شکر ادا کیا ہو دالہام کے ہاتھ سے چمچ گر گیا، آنکھیں بند کر کے کھول کر نمی آنکھوں میں لیے اس کی جانب دیکھا۔ طرسم کی

نظروں میں حقارت تھی دالہام کے لیے۔۔ ریحانہ خانم اور صوفیا خانم کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے، آئیدن بولنے لگا دالہام نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔۔ "

مجھے میرے بابا پاس جانا ہے طرسم ضدی لہجے میں بولی دالہام نے ہامی میں سر ہلا دیا، وہ اس سے آگے اب کچھ نہیں سننا چاہتا تھا اسے وہ ایک انجان لڑکی معلوم ہو رہی تھی اسے اپنی گڑیا نہ لگی جو اپنے دل میں معصومیت رکھتی تھی۔۔ دالہام کے ہاتھ لرز رہے تھے وہ اپنے باپ کی موت پر نیم پاگل ہو گیا تھا اور اس کی پری کہہ رہی تھی کہ اس نے شکر ادا کیا تھا۔۔۔ "

دالہام کھانا چھوڑ کر مردن خانے چلا گیا آئیدن غصے سے طرسم کو دیکھتا دالہام کے پیچھے گیا شہریار بھی اس کے پیچھے تھا۔۔ "

لالا! دالہام کو پکارا وہ صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔ "

چلے جاؤ یہاں سے آئیدن مجھے تنہا چھوڑ دو دالہام نے دروازے کی جانب اشارہ۔ شہریار آئیدن کو لے کر باہر گارڈن میں آگیا۔۔ "

آئیدن لالا کو تنہا چھوڑ دو انہیں تنہائی کی ضرورت ہے۔ شہریار کو اگر معلوم ہوتا وہ ڈپریشن کا مریض بن چکا ہے تو کبھی یہ بات نہ کہتا۔۔ "

بھابھی نے اس طرح کے الفاظ کیوں بولے آئیدن کی آنکھیں نم تھی اس کی بھابھی کیسے اس قدر سفاک بن سکتی تھی۔۔ "

یعقوب واپس آجاؤ لالا کسی کو اپنے پاس نہیں بیٹھنے دے رہے حتیٰ کسی کی آواز بھی نہیں سننا چاہتے آئیدن نے اس کے قدم مردان خانے کی طرف بڑھتے دیکھ کر روک دیا۔۔ "

کیا ہوا سردار کو اسے پریشانی لاحق ہوئی کیونکہ وہ دالہام کی طبیعت سے آگاہ تھا۔۔ آئیدن نے اسے ساری بات بتادی کیونکہ چھ سال وہ دالہام کے ساتھ سب سے زیادہ رہا تھا۔۔ "

بی بی جی نے ایسا کیوں کہا یعقوب کی آنکھیں بھی نم ہوئی وہ بیس سال سے دالہام کے ساتھ تھا۔ وہ اس کا ہم راز تھا۔۔ "

۔۔۔۔۔

اف دالہام خانزادہ اب کھیل کا مزہ آئے گا۔ اگر میں اسے مار دیتا تو تم زندہ رہتے لیکن اس قدر تکلیف میں مبتلا نہ ہوتے جیسی تکلیف میں، میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہو۔ اب تم پل پل تڑپو گے اور اِسی تڑپ کو سہتے تم موت کے منہ میں چلے جاؤ گے پراسرار قہقہہ لگا کر بلند آواز میں بولا، اس نے طرسم کے جسم میں ایک چپ بھیجی تھی جو اسے تمام چیزوں کے بارے میں معلوم ہو رہا تھا۔۔ "

میرا بھائی بھی ایسے ہی تڑپا تھا یاور مرزا کی آنکھوں میں وحشت تھی سب کچھ ختم کر دینے کی۔۔ "

تمہارے ہر اپنے کو تڑپاؤ گا تمہیں سانس لینے کے قابل نہیں چھوڑو گا وہ اپنوں کی دوری کا بدلا دالہام خانزادہ سے لینا چاہتا تھا۔۔ "

مکافاتِ عمل تم پر بھاری پڑے گا دالہام خانزادہ یاور مرزا نے ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں زمین پر بوس کی۔۔ "

ہر چیز تم سے چھین لوگا میں، تمہاری خوشیاں تمہارا سب کچھ تم سے دور کردوں گا وہ حلق کے بل چلایا، موبائل رنگ ہوا، کسی ان ناؤن نمبر سے کال آرہی تھی۔۔۔ "

اماں آپ کب گھر آؤ گی کسی خوبصورت لڑکی کی آواز سن کے اسے جھٹکا سا لگا۔۔ "

رانگ نمبر ہے یاور نے غصے سے کہہ کر کال کٹ کر دی وہ لڑکی کسی مرد کی آواز سن کر لبوں پر ہاتھ جما کر بیٹھ گئی۔۔ "

سردار! کمرے سے باہر کھڑے ہو کر بلند آواز میں دالہام کو پکارا اور آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا دالہام ہنوز آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔۔ "

یہ لفافہ آیا ہے آپ کے لیے یعقوب اس سے کچھ دوری پر کھڑا ہو گیا سردار نے اکتاہٹ بھرے انداز میں لفافہ پکڑ کر کھولا جس پہ کچھ یوں تحریر لکھی ہوئی تھی۔۔ "

"تمہاری بیوی کے دماغ میں خناس بھرا جا رہا ہے جو الفاظ وہ تمہارے سامنے بول رہی ہے وہ اس کے اپنے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ الفاظ ہیں جو اس کے ذہن میں ڈالے جا رہے ہیں۔ جتنی جلدی ہو سکے اس انسان کو ڈھونڈو جس نے تمہاری بیوی کے ذہن میں یہ خناس بھرا ہے نہیں تو بہت جلد اپنی سردارنی کو کھو دو گے۔ "

STL...

صفحے کے آخر پر " STL " بڑے لفظوں میں لکھا ہوا تھا سردار چہرے پر ہاتھ پھیر کر غور سے اس تحریر کے آخر پر لکھے الفاظ بار بار پڑھ رہا تھا کہ اب یہ ایس ٹی ایل کون تھا۔۔

یہ لفافہ کس نے دیا ہے تمہیں سردار نے سرد لہجہ اپنا کر یعقوب کی جانب دیکھا۔۔ "

سردار آپ کی کار کے اوپر پڑا تھا میں نے کیمرہ چیک کیے لیکن اس جانب کوئی بھی نہیں آیا تھا۔۔ یعقوب نے سچی بات اس کے سامنے رکھ دی سردار سوچ میں پڑ گیا کیا جب اس کی بیوی غائب ہوئی تھی تب بھی فوٹیج غائب تھی اور اب اس لفافے کے وقت بھی فوٹیج غائب ہوئی تھی کیا اس کی سیکیورٹی میں سے کوئی یہ کام کر رہا تھا۔۔ "

کس وقت کے فٹیج غائب ہے؟۔۔

سردار پانچ سے چھ بجے کے درمیان کی فٹیج غائب ہے۔ سردار ایک بات کہنی ہے دالہام کو اپنی پیشانی مسلتے دیکھ اس نے جھجکتے ہوئے کہا وہ جانتا تھا سردار کے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔۔ دالہام نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ یعقوب صوفے پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔ "

آپ اس طرح پریشانی میں بتلا ہو کر ہم سب کو بہت تکلیف دے رہے ہیں میں تو ایک معمولی سا نوکر ہوں آپ کا لیکن میں نے ہمیشہ آپ کو

بڑے بھائی سمجھا ہے۔ آپ کے یوں پریشان رہنے کی وجہ سے سب تکلیف میں ہیں اور جب انہیں پتہ چلے گا آپ۔۔۔ یعقوب خاموش ہو گیا ہمت نہیں تھی سردار کو ڈپریشن کا مریض کہنے کی ہاتھ سختی سے آپس میں پیوست کر لیے۔۔ "

آپ کے دشمن آپ کی بیماری کا فائدہ اٹھا رہے ہیں انہیں لگ رہا ہے کہ سردار دالہام تیمور خانزادہ ہار مان گیا ہے۔ اگر آپ اسی طرح خاموش رہے ابھی انہوں نے آپ کے خاندان میں سے ایک فرد کو آپ سے دور کیا تھا یہ نہ ہو کہ۔۔۔ اسے بات پوری کرنے کی ضرورت نہیں تھی سردار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ہر گز نہیں وہ کسی اپنے کو خود سے دور نہیں ہونے دے سکتا تھا وہ پچھلے چھ سال میں اس قدر خود میں الجھ گیا کہ اسے اپنی فیملی کا دھیان ہی نہ رہا۔۔ "

یعقوب! پہلی بات تم میرے لیے ایک نوکر کی حیثیت نہیں رکھتے پچھلے 20 سال سے تم میرے ہم قدم اور ہم راز رہے ہو۔ دوسرا میں نے غلطی کی ہے اپنے آپ کو اس کی یادوں میں حد سے زیادہ الجھا کر۔ ساری سکیورٹی کو بیک سائیڈ پر اکٹھا کرو سردار پہلے نرم لہجے میں بولا آخری بات پر اس کا لہجہ برف کی مانند سرد تھا یعقوب مسکرا کر سردار کی جانب دیکھتے باہر گیا اور ساری سیکیورٹی کو بیک سائیڈ پر اکٹھا کیا دالہام نے وہاں پر پڑے جگ سے ہاتھ میں پانی ڈال کر اپنے منہ پر چھینٹیں ماری۔ اور بیک سائیڈ کی جانب رخ کیا۔۔ چھ سال پہلے جیسے اس نے تمام سکیورٹی کو کھڑا کیا تھا آج پھر وہی سکیورٹی بیک سائیڈ پر ایک قطار میں کھڑی تھی دالہام خانزادہ اپنی چادر کو درست کرتے حویلی کی بیک سائیڈ پر گیا سکیورٹی میں موجود سب لوگوں نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔ "

سکیورٹی روم میں کون گیا تھا جہاں تمام کیمرے کی ریکارڈنگ ہوتی ہے۔
دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھتے خونخوار نظروں سے ان کی جانب دیکھا
ایک سرد ہوا کے جھونکے کی وجہ سے، دوسرا دا الہام کی خونخوار نظروں کو
اپنی جانب دیکھ کے انہیں سانس لینا مشکل لگ رہا تھا جسم لرزنا شروع
ہوگیا۔۔ "

سردار میں سکیورٹی روم سنبھالتا ہوں لیکن میں نے کوئی گڑبڑ نہیں کی ایک
آدمی آگے بڑھا اور سر جھکائے ڈرتے ہوئے کہہ کر ہاتھوں کو آپس میں
سختی سے پیوست کر کے انگلیاں مروڑنے لگا۔۔ "

اگر تم نے کوئی گڑبڑ نہیں کی تو پانچ سے چھ بجے کے درمیان کی فوٹیج کہاں
ہے سردار نے اس کا گریبان پکڑا وہ آدمی تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔ "

سردار آپ جس کی کہیں، میں قسم اٹھانے کو تیار ہوں میں نے کوئی فوٹیج
غائب نہیں کی اور میں صبح سے لے کر اب تک وہاں تھا صرف پانچ

منٹ کے لیے واش روم گیا تھا اور جب واپس آیا ساری چیزیں ویسے ہی سیٹ تھی اگر کوئی سیکیورٹی روم میں آیا ہوتا تو معلوم ہو جاتا دالہام نے اس کا چہرہ دبوچ کر اپنے مقابل کیا اس کی آنکھوں میں فریب نہیں تھا جو ایک جھوٹ بولنے والے انسان کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔۔ "

سردار ہم آپ کے ساتھ دغا کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتے دوسرا آدمی آگے آیا جو تمام سیکورٹی کو یعقوب کی غیر موجودگی میں چیک کرتا تھا۔۔ "

میری ایک بات کان کھول کے سن لو تم سب سیکورٹی روم یا پھر کہیں بھی تم لوگوں کی ڈیوٹی لگی ہو کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلنا نہیں چاہیے اور یعقوب سیکورٹی حویلی میں ڈبل کر دو میری اجازت کے بغیر باہر کا کوئی بھی شخص اندر نہیں آنا چاہیے۔۔ سردار سرد لہجے میں کہہ کر اندر چلا گیا۔۔ "

دالہام بیٹا ٹھیک ہو؟ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا ریحانہ خانم نے اس کے پاس جا کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔ "

دالہام! صوفیا خانم نے اسے پکار کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ "

پھپھو مورے میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے کیا ہونا ہے اس نے حد سے زیادہ ہلکے پھلکے انداز میں کہا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں پھر آئیدن کی جانب بڑھا جو اپنے لالا سے کچھ فاصلے پر خاموش کھڑا تھا۔۔ "

ابھی اپنے سسر کے گھر جا رہا ہوں واپس آ کر تم سے تسلی سے بات کروں گا سردار نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور شہریار کی طرف متوجہ ہوا۔۔ "

جسے پسند کرتے ہو گھر جا کر اپنی مورے کو بتاؤ اس سے قبل میں ساری سچائی ان کے سامنے جا کر کھول دو سردار الفاظ ادا کر کے سونیا کے کمرے کی جانب گیا جہاں طرسم تھی شہریار کا منہ کھل گیا اسے لگا تھا کہ دالہام کو اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے وہ چھ سال سے صرف

اپنی بیوی کو ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔ کمرے میں داخل ہوا سونیا سامنے منہ بنا کر بیٹھی تھی اسے اپنی بھابھی پر غصہ تھا جس نے اس کے لالا کو تلخ الفاظ بولے تھے اپنے لالا کو سامنے دیکھتے ان کے سینے سے جا لگی۔۔ "

گڑیا کیا ہوا ہے؟ سونیا نے اپنے لالا کی جانب دیکھا جن کا انداز چھ سال پہلے کی طرح تھا۔۔ "

اپنی بھابھی کو کچھ غلط تو نہیں بولا دالہام اس کے کان کے قریب جھکا اور سرگوشی کی سونیا نے نفی میں سر ہلا دیا وہ طرسم سے کچھ غلط کہہ کر وہ اپنے لالا کو تکلیف نہیں پہنچا سکتی تھی۔۔ "

چلو تمہیں اپنے سسر کے گھر لے چلو دالہام نے اس کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا وہ تلملاتی ہوئی اٹھی اور سونیا کا عبایا پکڑ کر پہنتے کمرے سے باہر چلی گئی سونیا نے غصے سے اپنے لالا کی طرف دیکھا

اب اسے اپنے لالا پر غصہ آ رہا تھا جس نے اپنی بیوی کو سر پر چڑھا رکھا تھا۔۔ "

سونیا گڑیا وہ چھوٹی ہے آپ تو بڑی ہو نا اس طرح نہیں کرتے اسے غصے سے سرخ ہوتے دیکھ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر ایک مرتبہ اپنے ساتھ لگا کر نیچے گیا اپنی چار فٹی بیوی کو کار میں بیٹھتے دیکھ اس کی سپیڈ پر عش عش کر اٹھا۔۔ "

دالہام بیٹا وہاں پر جھگڑا مت کرنا۔ یہ سمجھ کر کچھ دیر وہاں رک جانا کہ وہ تمہارے بڑے بابا کا گھر ہے صوفیا خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ نہیں چاہتی تھیں کہ اس کے بھتیجے اور بھائی کے درمیان پھر سے اختلافات پیدا ہوں۔۔ "

اگر آپ کے اس سو کولڈ بھتیجے نے بکواس نہ کی تو پھر میں بھی خاموشی سے دو تین گھنٹے کے لیے اسے وہاں لے کر جاؤں گا اور پھر واپس لے

آؤں گا۔۔ دالہام نے صوفیہ خانم کے سامنے ہلکا سا سر نیچے کیا انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کی مورے نے اس کا کندھا تھپتھپا کر اس کا چہرہ تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ سردار ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھا ایک نظر اس کی جانب دیکھا جو غصے سے منہ پھلا کر بیٹھی تھی اس کی آنکھوں میں غصہ صاف نظر آرہا تھا کار سٹارٹ کر کے 15 منٹ کا راستہ اس نے 45 منٹ میں طے کیا۔۔۔ طرسم بھی خاموشی سے بیٹھی رہی کیونکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ بڑی حویلی سے چھوٹی حویلی تک کا راستہ کتنا لمبا ہے۔۔ "

جیسے ہی اس کی کار چھوٹی حویلی کے پورچ میں داخل ہوئی طرسم بنا دالہام کے باہر نکلنے کا انتظار کیے حویلی کے اندر کی جانب بھاگی علینا ملازمین کو جلدی سے کھانا بنانے کا کہہ کر لاؤنج میں آئی جب ایک نقابی لڑکی کو لاؤنج میں دیکھ کر پہلے تو ایک لمحے کے لیے حیران ہوئی لیکن جب اس کی

آنکھوں پر غور کیا۔ آنکھوں میں بے شمار آنسو لیے اس کی جانب بڑھی
اور تڑپ کر اپنے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔
رضیہ خانم جو صارم اور سفیان خان بلا کر باہر لے کر آئی تھی علینا کی
رونے کی آواز سن کر وہ تینوں اس کے جانب بڑھے۔ علینا اپنی بیٹی
کے چہرے سے نقاب نیچے کر کے اس کی آنکھیں اس کا پورا چہرہ بار بار
چوم رہی تھی۔۔ "

صارم! ہماری بیٹی علینا خانم نے اپنے پاس کھڑے اپنے شوہر کو کہا
صارم نے ہمت کر کے اپنا ہاتھ طرسم کے سر پر رکھا اس کے ہاتھ کپکپا
رہے تھے طرسم سختی سے اپنے بابا کے گلے لگ کر ہچکیاں بھرتے
رونے لگی صارم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے چھ سال بعد اپنی بیٹی
کو اپنے سینے سے لگا کر اس کی روح کو سکون مل گیا تھا ایک باپ کو سکون
مل گیا تھا۔ کئی لمحے وہ دونوں اسی طرح کھڑے رہے سفیان خان آگے

بڑھے اور اپنی پوتی کو اپنے سینے سے لگایا اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔ رضیہ خانم نے اپنی پوتی کی پیشانی پر بوسہ کر اسے اپنے سینے سے لگائے کئی لمحے کھڑی رہی۔۔ "

بابا میں نے آپ سب کو بہت مس کیا۔ صارم نے ایک مرتبہ پھر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔ وہ بھی دالہام کی طرح تشویش میں بتلا تھا ان سب کو یقین تھا کہ طرسم اغواہوئی ہے اور اغواہوئی لڑکی۔۔۔۔۔ اس سے آگے صارم سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ "

یہ چوٹ کیسے لگی ہے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فکرمندی سے استفار کیا۔۔ "

یہ اپنے اس داماد سے پوچھیں گا جس نے مجھے اپنی گاڑی ماری تھی کھا جانے والی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

اسی پل سردار دالہام خانزادہ حویلی میں داخل ہوا اسے چھوٹی حویلی میں دیکھ کر سب حیرت میں مبتلا ہو گئے یقین کرنا مشکل تھا کہ سردار چھوٹی حویلی آیا ہے۔۔ "

دالہام! سفیان خان اس کی جانب ہے اسے گلے سے لگایا دالہام نے ان کے پشت پر ہاتھ نہ رکھا۔۔ "

زیادہ چپکا چپکی کرنا اچھی بات نہیں ہوتی سردار نے اپنی بیوی کو اپنے سسر سے پیچھے کی جانب کھینچ کر اپنی ساسوماں کی طرف کر دیا۔۔ طرسم کا سر چکرانے لگا وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگی تھی علینا خانم نے اگر اسے تھاما نہ ہوتا تو اب تک زمین پر بوس ہو چکی ہوتی۔۔ "

پری! دالہام اس کے پاس گیا اس کے رخسار تھپتھپائے، اس نے موندی موندی آنکھیں کھولی جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا گم چوٹ جسم کے

مختلف حصوں پر لگی ہوئی تھی دالہام نے اسے اپنے سہارے پر کھڑا کیا طرسم میں نے ہمت نہ تھی کہ وہ اسے خود سے دور کر پاتی۔۔ "

اس کا کمرہ کون سا ہے؟ سردار نے علینا سے پوچھا تو اس نے اوپر کی جانب سیڑھیوں کے سامنے والے کمرے پر اشارہ کیا۔۔ دالہام اسے اپنے بازوں میں اٹھائے بنا کسی کی پرواہ کیے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ چاروں بھی اس کے پیچھے تھے دالہام نے دروازہ کھول کر اسے بیڈ پر لٹایا

جب طرسم کے الفاظ سن کر سب نے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

مجھے اکیلے اپنے کمرے میں سونا ہے۔۔"

کیا مطلب طرسم؟ دالہام لالا تمہارے ساتھ اس کمرے میں رہیں گے علینا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔ "

مورے ہادی لالا اور وریام چاچو کہاں ہے ؟ اپنی مورے کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی وہ سب خاموش ہو گئے ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔۔۔ "

بابا کی جان تم آرام کرو تمہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے صارم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا سردار نے اپنی پیشانی مسلی۔۔ "

آپ سب باہر جا سکتے ہیں جب صبح ہو گی تو اپنی بیٹی سے جی بھر کر باتیں کر لیجیئے گا ان سب سے کہہ کر سردار علینا کی جانب متوجہ ہوا۔۔ "

میں نے اپنے کمرے میں اکیلے سونا ہے اور مورے ، بابا ، دادو ، دادی آپ کہیں نہیں جاؤ گے سردار کا چہرہ سفید رنگ سے گہرے لال رنگ میں تبدیل ہو گیا سفیان خان کو معاملہ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔ "

وہ یہیں پر۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ رہے گا اور۔۔۔ ہم بیٹا صبح بات کر لیں گے صارم بمشکل بولا اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگا کر جی بھر کر اسے باتیں کرے۔ اس سے پوچھے وہ اتنے سال کس حال میں رہی۔۔ وہ سب باہر چلے گئے علینا نے جانے سے پہلے اس کی آنکھوں پر اور پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

پانچ منٹ سردار اسے دیکھتا رہا وہ بیڈ سے اٹھی دالہام اسے سہارا دینے لگا تو طرسم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا اور چیزوں کا سہارا لے کر واش روم میں چلی گئی دل تو چاہ رہا تھا اس کا قتل کر دے اس کی وجہ سے وہ اپنے ماں باپ سے بات بھی ٹھیک سے نہیں کر پائی۔۔ پانچ منٹ بعد واش روم سے باہر نکلی دالہام کو بیڈ پر بیٹھے ہوئے دیکھ ایک اسے تب چڑھ گئی۔۔ "

میرے بیڈ سے اٹھو طرسم چلاتی ہو بیڈ کے پاس گئی اور اس کے اوپر سے لحاف کھینچنے لگی دالہام نے لحاف سختی سے پکڑ کے اپنے اوپر لے لیا

" ۔۔

تم نے وہ بات نہیں سنی شوہر کی ہر چیز بیوی کی اور بیوی کی ہر چیز شوہر کی تمہارا بیڈ میرا ہوا دالہام بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر سینے پر ہاتھ باندھ کر مسکراتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

لیکن مجھے یہ شوہر پسند نہیں ہے تو میں اپنا بیڈ شیئر نہیں کروں گی۔ بڑی حویلی واپس جاؤ اور اپنے بیڈ پر جا کر سو طرسم بچوں کی طرح پاؤں پٹکتی اس کے اوپر سے لحاف کھینچ رہی تھی دالہام نے جھٹکے سے لحاف کھینچا وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے پر جا گری۔۔ "

پری! سیدھی طرح کہہ دو تمہیں میرے سینے پر سر رکھ کر سونا ہے دالہام نے اس کا حجاب ٹھیک کرتے ہیں ٹھوڑی سی چہرہ تھام کرا اپنے چہرے کے قریب کیا۔۔ "

تمہارے سینے پر سر رکھ کے سونے سے اچھا ہے میں تکیے پر کانٹے رکھ کر سوجاؤاس کے اوپر سے اٹھ کر سینے پر ہاتھ باندھ کے گھور کراس کی جانب دیکھنے لگی جواسے اس وقت اپنے بیڈ پر اوراس کی سائیڈ پر لیٹے زہر لگ رہا تھا۔۔ "

مجھے تنگ مت کرو نہیں تو میں تمہارے سر پر کچھ ماردوں گی اسے بے تحاشہ نیند آرہی تھی دل چاہ رہا تھا بس بیڈ ہو اور وہ آرام سے نیم دراز ہو کر سکون بھری نیند لے اپنے گھر میں اپنے کمرے میں۔۔ "

پری ایسا مت بولو میں تمہیں بیوہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا، طرسم نے اپنا سارا پکڑلیا کچھ دیر پہلے وہ اس کے رویے پر حد سے زیادہ پریشان تھا اور اب اسے مذاق سمجھ رہے تھے۔۔ "

ویسے تم سے بڑا جھوٹا میں نے آج تک نہیں دیکھا تم نے جھوٹ بولا تھا مجھ سے، تم رشتے میں میرے چاچو لگتے ہو۔ طرسم چھ سال پہلے چھوٹی تھی اسے سمجھ نہیں تھی لیکن اب اسے علم ہو گیا تھا کہ اس کے بابا اور اس کا شوہر دونوں آپس میں چچازاد بھائی ہیں۔۔ "

لڑکی میں نے تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے میں تمہارا چاچو نہیں ہوں سردار کو کہاں منظور تھا اپنی بیوی کے منہ سے چاچو لفظ سننا۔ تلملاتا اٹھ کر بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھ گیا۔۔ "

میں تو تمہیں بلاؤں گی چاچو! طرسم نے اچھا خاصا چاچو لفظ پر زور دے کر کہا اور اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی۔ دالہام کی وجہ سے اس کے بابا اور دادا نے کہا تھا کہ تم دونوں ایک کمرے میں رہو۔۔ "

چار فٹی چاچو بلانا بند کرو میں تمہارا چاچو نہیں ہوں سردار بیڈ سے اٹھ کر خود پر ضبط کرتے دانت پیس کر بولا ہاتھوں کے بار بار مکے بنا کر کھول رہا تھا تاکہ اپنی بیوی پر اس کا غصہ نا نکلے۔۔ "

میں بلاؤں گی تمہیں چاچو۔ اور ہیلو مسٹر میں اب چار فٹی نہیں ہوں میری ہائٹ لمبی ہو گئی ہے آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنی پیشانی پر انگلی رکھتے پاؤں کی طرف اشارہ کر کے اسے بتایا کہ میں اب لمبی ہو گئی ہوں۔۔ "

تقریباً سوا پانچ فٹ تمہارا قد ہے پہلے چار فٹی کہتا تھا اب پانچ فٹی کہہ لیا کروں گا۔۔ دالہام نے دل میں پختہ ارادہ کیا تھا کہ وہ چاہے جتنی ناراضگی

دکھائے غلط الفاظ بولے وہ اس سے پیار کے ساتھ پیش آئے گا اسے
دوبارہ اپنے جانب کھینچے گا پیار بھرا لہجہ اپنا کر۔۔ "
ہاں تو کبھی خود پر غور کیا ہے چھ فٹا کہیں کا طرم نے سر سے لے کر پاؤں
تک اسے گھورتے ہوئے کہا وہ اس کے سامنے کھڑی اب بھی چھوٹی
سی بچی ہی معلوم ہوتی تھی صرف اپنی ہائٹ کی وجہ سے۔۔ "
میری اسی ہائٹ اور پرسنلٹی پر لڑکیاں مرتی ہیں سردار نے اپنی عادت
سے ہٹ کر بات کی وہ کبھی اس طرح کا مذاق نہیں کرتا تھا لیکن اپنی پری
کے لیے اسے یہ بھی منظور تھا۔۔ "
بالکل مر ہی جاتی ہوں گی دانت پیستے ہوئے کہا اور جھٹ سے بیڈ پر لیٹ
گئی سردار نے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھا جو اپنی چلاکی دکھا گئی
تھی۔۔ سردار نے اسے کچھ نہ کہا وہ کمبل میں دبکی لیٹی تھی وہ دوسری
جانب گیا اور بیڈ پر لیٹ گیا کمبل کے اندر منہ کر کے اسے دیکھا طرسم کی

جب اس پر نظر پڑی تو دالہام نے آنکھ ماری۔۔اس نے فوراً اپنے اوپر سے کمبل اتار دیا۔۔ "

صوفے پہ سو جا کے، میرے ساتھ نہیں سونا۔۔ "

چھ فٹ سے بھی لمبا انسان اس چار فٹے صوفے پر پورا آ جائے گا۔ سردار نے اس کی جانب دیکھ کر صوفے کی طرف اشارہ کیا کہ تم اس پر پوری آ سکتی ہو۔۔ "

ٹھیک ہے میں سو جاتی ہوں وہاں جا کر سردار نے اپنا سر پکڑ لیا اسے اشارہ کرنا بھاری پڑ گیا تھا وہ تلملاتی ہوئی کمبل کھینچ کر صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔۔ "

پری چھپکلی! سردار یک دم بلند آواز میں بولا طرسم اچھل کر صوفے سے اٹھ کر بھاگ کر بیڈ پر دبک کر بیٹھ گئی۔۔ "

چھ۔ چھپکلی۔ چھپکلی کا نام لیتے ہوئے اس کا جسم کانپنا شروع ہو گیا
آنکھیں پھاڑے وہ صوفے کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں واقعی ایک موٹی
تازی چھپکلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ "

میری پانچ فٹی پری آج تمہیں اپنے دیو پاس ہی سونا پڑے گا طرسم نے
کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور سارا کمبل اپنے اوپر لے کر اس
کے اندر چھپ گئی دالہام نے اپنا سر کھجایا اٹھ کر الماری دیکھی کہ شاید
وہاں پر کوئی لحاف پڑا ہو لیکن وہاں کوئی بھی اوڑھنے والی چیز نہیں
تھی۔۔ "دالہام چھت کی جانب دیکھتا رہا جیسے جیسے ٹائم گزر رہا تھا ٹھنڈ
بڑھتی جا رہی تھی سردار نے کھڑکی کی جانب دیکھا باہر برف باری ہو رہی
تھی۔۔ سینے پر ہاتھ باندھے کبھی طرسم کی جانب دیکھتا تو کبھی ارد گرد۔۔ "
اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کا دراز دیکھنے لگا وہاں اسے ایک ڈائری ملی اسے پکڑ کے
چونکڑی مار کر بیٹھا اور پہلا صفحہ کھولا۔۔ جہاں طرسم کی پیدائش کے وقت

کی تصویر لگی تھی اور نیچے لکھا ہوا تھا موڑے اور بابا کی خوبصورت

پری۔۔ "

اگلا صفحہ کھولا وہاں ایک تحریر لکھی ہوئی تھی جسے پڑھ کر دالہام کے لبوں پر

مسکراہٹ آئی۔۔ "

"اللہ جی میری ایک آپ سے چھوٹی سی دعا ہے جیسے پریاں جادو کر کے

زیادہ ساری چاکلیٹ لاتی ہیں ویسے آپ مجھے زیادہ ساری چاکلیٹس دینا

"

اس کے بچپن کی خواہش پڑھ کر چہرے سے مسکراہٹ غائب نہیں ہو

رہی تھی اس کی پری حد سے زیادہ معصوم تھی اس میں کوئی شک نہیں

ہے۔۔ اگلا صفحہ کھولا اس میں ایک فش کے پاس تین انڈے پڑے

ہوئے تھے دالہام کے دل میں خیال آیا کہ پتہ نہیں اسے جانوروں کے

ساتھ انڈے بنانے میں کیا مزہ اتا ہے۔۔ "

رات کے تین بج گئے جسم بے تحاشہ سرد ہو چکا تھا اور اس کی پری گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی دالہام نے تھوڑا سا لحاف کھینچ کر اپنے اوپر لے لیا اسے معلوم تھا صبح اٹھ کر اس کی چار فٹی نے شروع ہو جانا ہے جو کہ اب پانچ فٹی ہو چکی تھی۔۔ صبح کے آٹھ بجے دالہام کی آنکھ کھلی اپنے سینے پر وزن محسوس کرتے نظریں نیچے کی جانب کی وہ آدھی سے زیادہ سردار کے اوپر لیٹی ہوئی تھی۔ عجیب سے احساس کے زیر اثر وہ ساکت لیٹا رہا۔ 15 منٹ بعد طرسم ذرا سا کسمسائی پیشانی پر سردار کی داڑھی کی چبن محسوس کر کے چہرہ اوپر کی جانب کر کے آنکھیں کھولی اس کی نیلی آنکھوں کا رخ اپنی جانب دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھنے لگی سردار نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کیا۔۔ "

تمہاری وجہ سے مجھے یہاں رات رہنا پڑا سردار نے اس کے خراب ہوئے حجاب سے پن اتار دی۔ حجاب کھلنے لگا تو اس نے دوپٹے پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ "

احسان نہیں کیا میرے ساتھ یہاں رک کر اچھا ہوتا اگر تم یہاں سے چلے جاتے تو کم از کم میں سکون سے سو جاتی اس نے سردار پر وزن ڈال کر اٹھنے کی کوشش کی سلطان کی گرفت اس کی کمر پر اس قدر سخت تھی کہ وہ ہل بھی نہ پائی۔۔ "

سنو! طرسم نے اس کے بلانے پر اس کی طرف نہ دیکھا آنکھیں سختی سے بند کر لی سردار کا دل چاہ رہا تھا اس کی آنکھیں جی بھر کر دیکھیں ناراضگی میں بھی اس کے رخسار پر ڈمپل نمایا ہو رہا تھا۔۔ "

مجھے چھوڑ دو گے؟ سمجھ نہیں آتی کیوں بلا وجہ اپنے پاس کرتے ہو تم

طرسم نے گھور کر اس کی جانب دیکھا مزید بولنے کے لیے لب

پھڑپھڑائے تھے جب اس کی آنکھوں پر نظر پڑی وہ اپنی آنکھوں میں دنیا جہاں کے جذبات سمیٹے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کبھی کبھار اسے لگتا کہ یاور مرزا کی کہی گئی ساری باتیں غلط ہیں سردار ایک بہت اچھا انسان ہے لیکن اگلے ہی پل پھر سے وہی باتیں ذہن پر سوار ہونے لگتی۔۔ "

جب انسان کے ذہن میں غلط باتیں ڈال دی جائیں تو وہ اس کے دل و دماغ پر سوار ہو جاتی ہیں اسے سمجھ نہیں اتا وہ کیا کرے وہ اپنے آپ پر قابو کھو دیتا ہے اور غلط الفاظ بولتا ہے اور یہی کام طرسم کر رہی تھی۔۔ "

کیا کروں چھوڑ ہی تو نہیں سکتا! دل کے ہاتھوں مجبور ہوں طرسم بار بار کمر پر ہاتھ لے جاتے اس کا ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی دالہام مسکرا کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا سر میں درد کا اضافہ ہوا۔۔ "

آئی مس یودالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے طرسم کے سر کو نیچے کی جانب کر کے اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کر کے واش روم میں چلا گیا وہ سختی سے آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی اسے ابھی بھی اس کا دہکتا لمس اپنی پیشانی پر محسوس ہو رہا تھا۔۔۔"

تم بس یہی سب کر سکتے ہو تم بہت گندے ہو پھر سے اس کے ذہن پر یاور مرزا کی باتیں سوار ہونے لگی۔۔"

اس سے قبل وہ واش روم سے نکلتا طرسم ہمت کرتے اپنے بابا اور مورے کے کمرے میں چلی گئی صارم خان لیپ ٹاپ میں کچھ ضروری چیزیں دیکھ رہا تھا اپنی بیٹی کو دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر سینے پر ہاتھ

باندھے غصے سے اپنی جانب دیکھتے لیپ ٹاپ بند کیا اس کے پاس جا کر سہارا دیتے اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا علینا خانم اس وقت کچن میں موجود تھی کمرے میں وہ دونوں باپ بیٹی تھے۔۔ "

میری بیٹی کو کیا ہوا ہے اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو سالم خان نے طرسم کو اپنے ساتھ لگا کر اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دے کر رخسار پر ہاتھ رکھتے پوچھا ہاتھوں کی انگلیوں کو وہ آپس میں مروڑ رہی تھی اپنے بابا کو کیا بتاتی کہ وہ کس کشمکش میں مبتلا ہے۔۔ "

کہاں پر تھی اتنے سال؟ کون لے کر گیا تھا تمہیں؟ صارم خان نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر نم آنکھیں لیے پوچھا یہ سوچ ہی اسے اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی کہ کہیں اس کی بیٹی کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو گیا ہو۔۔ "

بابا میں نہیں بتا سکتی لیکن اتنا کہوں گی کہ میں ٹھیک تھی اور یہ وجہ بھی نہیں بتا سکتی کہ میں واپس کیوں نہیں آئی یا مجھے کیوں آنے نہیں دیا گیا۔ بات کو گول کرتے نظریں جھکا گئی صارم خان کو اس کا لہجہ انجان سا لگا اسے وہ اپنی بیٹی نہیں لگ رہی تھی جو ہر بات اپنے بابا سے شیئر کرتی تھی۔۔ "

کوئی بات پریشان کر رہی ہے اس کے رخسار کھینچ کر مسکرا کر کہا تاکہ اس کے دل میں جو باتیں ہیں وہ نکال لے۔ طرسم نے دانتوں تلے نیچے لب کو دبایا اور جھجکتے ہوئے اپنے بابا کی جانب دیکھا دوبارہ سے نظریں جھکا گئی اس کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔ "

بابا ایک بات پوچھو؟ مجھے طنز نہیں دینے بلکہ صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا ہے۔۔ ایک لمبے وقف بعد صارم خان سے کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا اور چہرے پر مسکراہٹ تھی کہ اس کی بیٹی اس سے اپنے دل کی بات

کر رہی ہے ، دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ جان کر رہے گا اخر اس کی بیٹی کو کون لے کر گیا تھا پہلے تو وہ سب اس کی جدائی میں جیسے صدمے میں چلے گئے تھے کچھ کرنے کی سکت نہیں رہی تھی لیکن اب ان کے پاس وہ ننھی سی پری آ گئی تھی۔۔ "

اگر کوئی ہمارے ساتھ صحیح رویہ اپنائیں کبھی ہمارے لیے کچھ غلط نہ سوچا ہو، اور ہر شخص ہمیں کہے کہ وہ انسان غلط ہے اور ثبوت بھی ہمارے ہاتھ میں پکڑا دے۔ تو کیا وہ انسان صحیح ہو گا؟ طرسم نے اپنے بابا کی جانب نہیں دیکھا تھا ہمت نہیں تھی صارم خان کی آنکھوں میں دیکھ کر یہ بات کہنے کی۔۔ صارم خان سمجھ گیا کہ وہ دالہام کے متعلق بات کر رہی ہے ، جو اس کے ذہن میں باتیں ڈال رہے تھے ان میں سے ایک فرد تو وہ خود تھا جس نے چھ سال پہلے اپنی بیٹی کے ذہن میں خناس بھری تھی

اپنے جگری یار کے متعلق۔ لیکن یہ بات تشویش میں بتلا کر گئی کہ اس کے علاوہ کس نے سردار کے متعلق اسے بھڑکایا ہے۔۔ "

پہلی بات بیٹا، چھ سال پہلے جو باتیں میں نے تم سے کہی تھی تب میں ایک غلط فہمی کی زیرِ اثر تھا میرا دوست میرا بھائی ہوس پرست نہیں ہے، جب وہ تمہیں مجھ سے دور لے کر گیا مجھے اس پر غصہ تھا مجھے لگا کہ وہ مجھ سے بدلہ لینے کی خاطر تمہارا غلط استعمال کرے گا لیکن میں غلط تھا۔ بابا کی جان وہ تمہارے لیے اپنی جان تک دے سکتا ہے، لیکن کبھی تمہیں ہوس بھری نظر سے نہیں دیکھ سکتا طرسم نے اپنا سر تھام لیا کبھی کوئی اسے کہتا ہے کہ سردار غلط ہے اور کوئی کہتا ہے کہ سردار سے اچھا کوئی نہیں۔۔ "

جو کوئی بھی تمہیں اس کے خلاف بھڑکا رہا ہے میں صرف اتنا کہوں گا کہ میری پیاری بیٹی کسی کی باتوں میں نہ آئے وہ دیکھے وہ محسوس کرے جو

اسے اچھا لگتا ہے ، میں تمہارے شوہر کا بھائی یا راس کا جگری رہا ہوں وہ الگ بات ہے کہ اب وہ میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا ، کہتے ہوئے صارم کے لبوں پر تکلیف دہ مسکراہٹ آئی حد سے زیادہ تکلیف ہوتی تھی جب وہ سردار کا رویہ دیکھتا تھا ۔ ۔ "

میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں ، پہلی نظر میں ہر لڑکی اس پر فدا ہو سکتی ہے ، گزشتہ سالوں پہلے جب ہم دونوں ایک ساتھ تھے اس نے کبھی کسی لڑکی کی جانب نہیں دیکھا تھا بلکہ مجھ سے کہتا تھا میرے لیے نیلی آنکھوں والی گریا ڈھونڈنا ، اور دیکھو اللہ نے مجھے نیلی گڑیا دی کہ تمہیں اپنے بھائی کے لیے نیلی گڑیا ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑے گی تم اپنی ہی بیٹی اسے دو گے ۔ چھ سال جس قدر وہ تمہارے لیے خوار ہوا ہے شاید ہی تمہارا باپ اس قدر خوار ہوا ہو ۔ ایک بات ذہن نشین کر لو تمہیں ڈھونڈنے کے لیے تمہارے بچکانہ حرکتوں کو یاد کر کے میرے بھائی

نے اپنا بہت نقصان کروایا ہے مزید اسے کسی نقصان میں مبتلا مت کرنا۔ ڈھکے چھپے لفظوں میں اس نے ساری بات طرسم پر واضح کردی۔۔ اس میں ہمت نہیں تھی اسے بتانے کی کہ اس کا شوہر ڈپریشن کا مریض بن چکا ہے۔۔ "

بابا! اس کے قریب۔۔ طرسم صارم کے سینے میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی قندیل کو اس کے قریب سوچ کر اسے رونا آرہا تھا دل تکلیف سے پھٹنے لگا کہ جس کی گود میں وہ بیٹھتی تھی اس کے قریب اب کوئی اور لڑکی تھی۔۔ "

کھل کر بات کرو مجھ سے۔۔ "

کچھ نہیں بابا آپ نے جو کہا ہے میں اس بارے میں سوچوں گی اور اگر آپ کے داماد نے کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو میں چھوٹی حویلی آجاؤں گی ہمیشہ کے لیے۔ اپنے آنسو صاف کر کے صارم کے کندھے پر سر رکھا

اس کا ذہن ابھی بھی بچوں والا تھا کوئی اگر اسے سمجھاتا تو اس کی بات مان لیتی اور اگر کوئی خناس اس کے ذہن میں بھرتا تو اس پر عمل کرنا شروع ہو جاتی۔۔ "

سسر صاحب سے باتیں کر لی ہوں تو گھر واپس چلیں سردار بنا ناک کیے کمرے میں داخل ہوا اپنی پانچ فٹی بیوی کو صارم کے کندھے پر سر رکھے دیکھ لمبے ڈھگ بھرتا اس کے پاس گیا۔۔ "

دالہام میرے پاس کچھ دیر رہنے دو اسے۔ نہایت پر سکون انداز میں صارم بولا اور مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔۔ "

اتنی غنیمت جانو تم کہ میں اسے یہاں لے آیا ہوں اور رات اپنے بھائی کے قاتل کے گھر رہا ہو اس کے پاس جا کر طرسم کا ہاتھ پکڑتے کھینچ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔ "

تمہارا کیا مسئلہ ہے کیوں تم ۔۔۔ دالہام نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی گھور کر صارم کو دیکھتے ایک پل میں اس نے اپنی آنکھوں میں دنیا جہاں کے جس بات سما لیے تھے اپنی پری کے لیے

" ۔۔

دیو کی پری تم بس اپنے دیو کے پاس اچھی لگتی ہو طرسم کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا صارم نے تاسف سے سر ہلایا سردار کا کچھ نہیں ہو سکتا ۔۔ "

اپنے ماں باپ سے مل لیا ہو تو گھر چلنے کی تیاری کرتے ہیں ۔۔ "

دالہام کچھ دیر یہاں رک جاؤ صارم نے اس کا ہاتھ پکڑا دالہام پیچھے کرنے لگا تو طرسم نے ان دونوں کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا ۔۔ "

مجھے ناشتہ کر کے جانا ہے ؟ اپنے بابا کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر طرسم نے اپنی تمام تر تکلیف بھلا دی جو کچھ اس نے تصویروں میں یا ویڈیو میں دیکھا سب کچھ بلائے وہ سردار کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئی ۔۔ "

کچھ دیر رک جاؤ دیو۔ طرسم "دیو" پر زور دے کر بولی وہ جانتی تھی اگر وہ سردار کو دیو بلائے گی تو وہ اس کی بات مان جائے گا۔ صارم اپنی بیٹی کی چالاکی پر مسکرایا۔۔ "

صرف ناشتہ کرنے تک، اس کے بعد تم میرے ساتھ چلو گی دانت پیستے ہوئے مجبوراً اسے کہنا پڑا کیونکہ جب سے طرسم آئی تھی پہلی مرتبہ اس نے پیار سے اسے دیو بلایا تھا۔۔ "

زیادہ تری دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، بابا چلیں نیچے چل کر ناشتہ کرتے ہیں کچھ لوگوں کو تو ویسے ہی طنز مارنے کی عادت ہوتی ہے طرسم نے پہلے سردار سے کہا اور پھر اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔۔۔ "

ایک مرتبہ اس کا رویہ بہتر ہونے دو پھر تمہیں بتاؤں گا میں صارم خان۔ دالہام اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر باہر گیا، طرسم صارم کے ساتھ والی

کرسی پر بیٹھنے لگی سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کرسی پیچھے کی جانب کر کے اسے بٹھایا اور خود اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ "

چپ کر کے کھانا کھاؤ نہیں تو ایک لمحہ نہیں لگاؤ گا تمہیں یہاں سے لے جانے میں طرسم دانت پیستے ہوئے چپ کر گئی، ابھی وہ کچھ نہیں بول سکتی تھی کیونکہ وہ چھوٹی حویلی میں موجود تھی بڑی حویلی جا کر اس نے سردار کی اچھی خاصی درگٹ بنانی تھی۔۔ "علینا نے اپنی بیٹی اور سردار کی جانب دیکھا دل میں دونوں کی نظر اتاری سفیان خان نے سکون کا سانس لیا دالہام کا رویہ نارمل دیکھ کر، ان سب کے لیے طنز کرنے والا سردار نارمل تھا لیکن چپ رہنے والا ابنارمل۔۔ "

میرے بغیر سب کھانا کھا رہے ہو وریام حویلی میں داخل ہوتے بلند آواز میں بولا سفیان خان چھ سال بعد اپنے بیٹے کو روبرو دیکھ کر کھانا چھوڑ کر اس کی جانب گئے اور سختی سے اسے سینے سے لگایا صارم، رضیہ خانم

وہاں موجود ہر فرد کے چہرے پر مسکراہٹ تھی سوائے کھڑوس سردار کے، آئیدن نے اسے بتا دیا تھا جب طرسم گھر آئی تھی، وریام ایک پل بھی مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا فوری طور پر فلائٹ کروا کر پاکستان واپس آگیا تاکہ اپنی ننھی سی گڑیا اور مغرور خانزادی سے مل سکے۔۔ "

میرا بیٹا رضیہ خانم تیز قدم اس کے جانب بڑھاتے اس کی پیشانی چوم کر اس کے سینے سے لگ گئی دل میں خدا کا ہزاروں مرتبہ شکر ادا کیا کہ ان کی پوتی اور بیٹا دونوں واپس آ گئے۔۔ "

لالا! وریام صارم کے گلے لگا کچھ دیر وہ دونوں بھائی سکون سے ایک دوسرے کے گلے لگے رہے، صارم نے اس کے بال پکڑ کر اسے پیچھے کیا۔۔ "

واپس کیوں نہیں آئے تھے؟۔۔ "

پہلے تم یہ بتاؤ گئے ہی کیوں تھے تم ؟ پہلے صارم پھر سفیان خان بولے اس سے قبل وہ دونوں اس کے سر پر چپت لگاتے طرسم نے ان دونوں کو اپنے چاچو سے پیچھے کیا۔۔ "

خبر دار کسی نے میرے چاچو کو کچھ کہا طرسم نے سب کو انگلی دکھائی اور پھر وریام کے گلے لگ گئی اس نے سب کو زبان دکھاتے طرسم کے گرد حسار بنایا۔۔ "

چھ سال بعد شوہر کو ملی تو اس سے تو دور بھاگ گئی تھی چاچے کے ساتھ ایسے چپک رہی ہو جیسے ثواب کا کام ہے سردار نے کسی کا لحاظ نہ کیا۔ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے جانب کھینچا، وہ سب ہکا بکا رہ گئے سردار کی جلن دیکھ کر۔ وہ اسے اس کے محرم مردوں کے ساتھ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

دالہام کیا ہو گیا ہے چاچو ہے اس کا۔۔ "

اگر آپ کو علم ہو تو اسلام اس چیز کی اجازت نہیں دیتا کہ جب بیٹی جوان ہو جائے وہ اپنے باپ، چاچو یا بھائی کے یو گلے لگے سفیان خان کے بولنے پر وہ تپ کر بولا۔ طرسم کبھی سردار کی جانب دیکھتی تو کبھی اپنے گھر والوں کی جانب جن کے چہرے پر حد سے زیادہ حیرانگی تھی۔۔ "

اگر اتنا تمہیں معلوم ہے تو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اسلام کہتا ہے کہ کسی کے سامنے یوں کھلے عام اپنی بیوی کو خود کے قریب نہیں کرنا چاہیے صارم نے دانت پیستے ایک ایک لفظ چبایا۔ اسے شرمندگی اور عجیب سے احساس نے آگیرا۔ اس کا دوست اس کی بیٹی کو اپنے قریب کیے کھڑا تھا اس سے زیادہ شرمندگی کی کیا بات ہو سکتی تھی ایک باپ کے لیے۔۔ "

ہاں بالکل! اسلام تو یہ بھی کہتا ہے کہ نشہ کر کے قتل کرو۔ سردار نے طنز کیا، سب خاموش ہو گئے ایک تکلیف ان سب کے چہرے پر واضح ہوئی

طرسم نے دانت پیستے ہوئے دیو کے بازو پر گاڑھ دیے۔۔ آنکھیں سختی سے بند کر کے خود پر ضبط کیا پری کے منہ میں جب خون کا ذائقہ شامل ہوا تو سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔۔ "

ناشتہ کرتے ہیں۔ مسکرا کر وہ سب کی جانب دیکھتے ہوئے چیئر پر جا کر بیٹھتے پراٹھا کھانے لگی وہ سب دبے پاؤں ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھ گئے وریام اپنی مورے کے پاس بیٹھا رضیہ خانم اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلانے لگی۔ انہوں نے طے کیا تھا کہ سردار کے جانے کے بعد اس کی اچھی خاصی کلاس لیں گے۔۔ "

سب نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ طرسم نے ٹیبل کے نیچے سے اپنے چاچو کو ٹانگ ماری آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کمرے میں آؤ مجھے آپ سے جی بھر کر باتیں کرنی ہے۔ وہ خاموشی سے وریام کے کمرے میں گئی پیٹ میں درد ہوئی تو واش روم میں بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وریام

کمرے میں گیا واش روم سے پانی کی آواز سن کر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی ننھی سی گڑیا واش روم میں ہے موبائل پکڑ کر لاک کھولا ہوم سکرین پر مغرور خانزادی کی تصویر تھی۔۔ "

عشق میں غرق ہوں، غرق کرنا آتا ہے
قتل کرتے ہو، سہنا آتا ہے
)انوانصاری(

اس کی تصویر دیکھ کر شعر بولا۔۔ "

کچھ دن دل نشین پھر ہم دونوں روبرو، بہت سہہ لی جدائی اب تم سے محرم بن کر ملوں گا، پوری دنیا دیکھے گی کہ خانزادے نے اپنی نکچڑی خانزادی کو اپنے نکاح میں لیا ہے۔۔ وہ اپنے آپ میں کھوئے ہاتھ میں

موبائل پکڑے سونیا کی تصویر دیکھ کر باتیں کر رہا تھا صارم جس نے اپنے بھائی سے ملنے کے لیے اس کے کمرے کی جانب رخ کیا ہوا تھا وہ دائیں جانب سے آرہا تھا اور دالہام بائیں جانب سے دونوں ایک ساتھ دروازے کے باہر کھڑے ہوئے صارم کی نظر وریام کے موبائل میں نظر آتی تصویر پر پڑی اس سے قبل دالہام دیکھتا۔۔ "

دالہام !اس نے بلند آواز میں دالہام کو پکارا، وریام اپنے لالا کی آواز سن کر اور سردار کا نام سن کر ہڑبڑا کے موبائل بند کیا۔ سردار نے عجیب نظروں سے اپنے سسر کی جانب دیکھا جس کا سپیکر یکدم اونچا ہو گیا تھا۔ اسے نظر انداز کرتے سردار کمرے میں گیا اس نے طرسم کو اپنے چاچو کے کمرے میں جاتے دیکھ لیا تھا وہ پہلے اپنی پڑی کے کمرے میں گیا وہاں سے اس کا نقاب پکڑ کے وریام کے کمرے کی جانب ہوا تھا۔۔ پری واش روم سے باہر نکلی سامنے دیو کو دیکھ کر دانت کچکچائے، وہ ہر

جگہ اس کے پیچھے سائے کی طرح پہنچ جاتا تھا۔۔ وریام کو اپنے لالا کے تاثرات دیکھ کر سمجھ لگ گئی کہ انہوں نے اس کے موبائل پر سونیا کی تصویر دیکھ لی ہے۔۔ "

دیر ہو رہی ہے دالہام نے اسے نقاب کیا۔ طرسم بولنے لگی تھی صارم نے نفی میں سر ہلا تو وہ خاموش رہی۔۔ "

میری بات یاد رکھنا، اور وعدہ کرو اپنے بابا سے کہ تم اس پر عمل کرو گی

صارم نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو دالہام نے آنکھیں گھمائی۔۔ طرسم سب سے ملی آنکھوں میں بے شمار آنسو تھے کہ وہ ٹھیک سے اپنی فیملی کے ساتھ وقت نہیں گزار پائی۔ وریام کو غصہ آ رہا تھا دالہام پر کہ وہ اس کی بھتیجی کو لے کر جا رہا ہے اور اس کے دل میں ڈر بھی تھا کہ اس کے جانے کے بعد صارم اس کی کلاس لینے والا ہے۔۔ "

دالہام نے یعقوب کو میسج کیا اور اپنی پانچ فٹی بیوی کو حویلی چھوڑ کر چلا گیا کیونکہ اسے ضروری کام کے سلسلے میں جانا تھا، چہرے پر پراسرار مسکراہٹ تھی جو اس کے دشمنوں کے لیے جان لیوا ثابت ہونے والی تھی۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔

مورے مجھے آپ سے بات کرنی ہے صبح کے چھ بجے شہریار گھر پہنچا تھا اور اب آٹھ بجے فاریہ خانم کے کمرے میں موجود تھا۔۔"

ہاں بولو! فاریہ خانم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا شہریار اپنی مورے کی گود میں لیٹ گیا، دل میں ایک عجیب سا ڈر بھی تھا کہ اس کی مورے نے ایک یتیم لڑکی کو اپنی بہو بنانے سے انکار کر دیا تو؟۔۔"

مورے ایک چھوٹا سا سوال ہے پہلے اس کا جواب دیں پھر میں آپ کو بات بتاؤں گا۔۔"

پوچھو بیٹا! فاریہ خانم نے اس کی پیشانی سے بال پیچھے کر کے بوسہ دے کر کہا الطاف خان کمرے میں داخل ہوئے اور بیڈ پر بیٹھ کر ان دونوں ماں بیٹے کی جانب دیکھنے لگے۔۔ "

ایک طرف آپ کے بیٹے کی خوشی ہو، اور ایک طرف کوئی ایسی انسان جسے آپ اپنی بہو کے توڑ پر قبول نہ کر سکتی ہو۔ تو آپ اپنے بیٹے کی خوشی کو چنیں گی یا پھر۔۔۔۔ شہریار نے بات ادھوری چھوڑ دی فاریہ خانم نے نہ سمجھی سی اس کی جانب دیکھا۔ الطاف خان مسکرا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔۔ "

مورے میں ایک لڑکی کو پسند کرتا ہوں اور وہ یتیم ہے۔۔۔

شہریار اپنی مورے کے تاثرات دیکھ رہا تھا سمجھنا مشکل تھا اس کی مورے حیرانگی میں بتلا ہیں یا غصے میں۔۔ "

مورے لڑکی بہت اچھی ہے آپ کو جیسی بہو چاہیے تھی بالکل ویسی ہے ، معصوم سی ، پیار سے رہنے والی ، ذمہ داریاں سنبھالنے والی شہریار نے اپنے مورے کے دونوں ہاتھ تھامے اٹھ کر بیٹھ کے ہاتھ اپنی پیشانی سے لگائے۔۔ "

بیگم مان جاؤا اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے الطاف خان نے اپنا رخ فاریہ خانم کی جانب کیا۔ چھ سال سے وہ شہریار کو دیکھ رہے تھے کہ اس لڑکی کے ایک مرتبہ بلانے پر وہ جھٹ سے اس کے پاس موجود ہوتا۔۔ "

شہریار اکثر غریب لڑکیاں لالچی ہوتی ہیں فاریہ خانم اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے چاند سی بہو لانا چاہتی تھی جو ان کے گھر میں خوشیاں لائے نہ کہ دکھ۔۔ "

مورے چھ سال سے آپ کا بیٹا اسے پسند کرتا ہے، آج تک آپ کے
بیٹے نے اس کی نظروں میں لالچ نہیں دیکھا، ہر لڑکی آپ کے بیٹے پہ
مرتی ہے لیکن اس نے چھ سال بعد ڈھکے چھپے لفظوں میں اپنے
احساسات مجھ پر اشکار کیے ہیں شہریار کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ فاریہ
خانم کا دل راضی نہیں تھا لیکن اپنے بیٹے کے چہرے پر خوشی دیکھ کر
انہوں نے حامی میں سر ہلا دیا الطاف خان شہریار دونوں ہکا بکا رہ گئے کہ
فاریہ خانم اتنی آسانی سے مان گئی شہریار نے ہاتھ آگے کیا اس کے بابا
نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔ "
پہلے مجھے لڑکی دکھاؤ اسے دیکھنے کے بعد میں پکے والا فیصلہ کروں گی فاریہ
خانم دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ لڑکی سیرت سے خوبصورت ہے یا پھر نہیں،
شہریار نے اپنی ماں کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی چوم کر ہاں میں سر ہلاتے

پاکٹ سے موبائل نکال کر حبا کو کال کی۔ جو کہ پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لی گئی تھی۔۔ "

حبا جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں تمہیں لینے آ رہا ہوں اپنی بات مکمل کرتے بنا اس کی بات سنیں شہریار نے کال کٹ کر دی فاریہ خانم اور الطاف خان سر تا پاؤں تک اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے رہ گئے جسے نکاح کرنے کی نہ جانے کون سی آگ لگی ہوئی تھی جو ایک دن انتظار نہ کر سکا اور اسی پل حبا کو کال کر دی۔۔ "

آدھے گھنٹے تک میں واپس آتا ہوں شہریار دنیا جہاں کی خوشی چہرے پر سجا کر اپنی مورے کی پیشانی پر بوسہ دے کر لمبے ڈھگ بڑھتا باہر چلا گیا۔۔ "

حبا یار جلدی دروازہ کھولو۔ شہریار پانچ منٹ میں حبا کے فلیٹ کے باہر کھڑا تھا اس نے دروازہ کھولا۔ شہریار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیے تیز

قدم بڑھاتے کار تک لایا حبا نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے اس نے آنکھوں کے چپ رہنے کا کہا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دس منٹ کا راستہ اس نے چار منٹ میں طے کیا۔۔اس دوران حبا بولنے کی کوشش کرتی شہریار کبھی اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ دیتا تو کبھی آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتا۔۔ "

ملکہ شہریار باہر آئیں !شہریار نے محل نما گھر کے اندر کار روک کر باہر نکلتے دروازہ کھولتے غلام کی طرح سر جھکا کر جیسے مہرانیوں کا استقبال کرتے ہیں اس انداز میں کہا۔۔ "

آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟ حیرانگی کا اظہار کرتے وہ کار سے باہر نکلی اور شہریار کے ساتھ چلنے لگی اندر داخل ہوئی سامنے فاریہ خانم اور الطاف خان کھڑے تھے اس کے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے اسے نہیں

معلوم تھا کہ یہ شہریار کا خاندانی گھر ہے وہ آنکھیں پھاڑے اس محل نما گھر کو دیکھ رہی تھی۔۔ "

یہ تو نوک۔۔۔۔ مورے یہ نوکر نہیں ہے آئیدن کو یہ یتیم خانے سے ملی تھی اور اس کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی رہنے کے لیے اس وجہ سے اسے بڑی حویلی لے گئے تھے شہریار اپنی ماں کی بات درمیان میں کاٹتے بولا وہ نوکر نہیں تھی آئیدن شہریار نے اسے بنایا تھا اور اس بیچاری کو مجبوراً زندہ رہنے اور حفاظت کے لیے وہاں رہنا پڑا۔۔ حبا کانپ رہی تھی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔۔ "

مورے !شہریار نے اسے روتے دیکھ اپنی مورے کی جانب التجائی نظروں سے دیکھا فاریہ خانم کو وہ پیاری لگی تھی لیکن ایک نوکرانی کے ساتھ۔ انہوں نے اپنے ذہن میں آئے اس خیال کو جھٹک دیا اور اپنی بیٹے کی خوشی کی خاطر اسے اپنے گلے لگایا۔ حبا کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئی اسے لگا تھا فاریہ خانم اس پر غصہ کریں گی الٹی سیدھی باتیں سنائیں گی لیکن انہوں نے تو اسے گلے لگا لیا۔۔ "

میں سیدھی بات کرنے کی عادی ہوں میں تمہیں صحیح طریقے سے نہیں جانتی فی الوقت میں اپنے بیٹے کی خوشی کی خاطر تمہیں قبول کر رہی ہوں دل سے قبول تمہیں تب کروں گی جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم ہمارے بیٹے کو ہمیشہ ہمارے پاس رکھو گی کبھی اسے ہم سے علیحدہ کرنے کی کوشش نہیں کروں گی فاریہ خانم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جبا نظریں جھکا کر کھڑی تھی اور یہی چیز فاریہ خانم کو اس کے متعلق اچھی لگی وہ لائٹ پنک کلر کی فراک اور ایک بڑا سا دوپٹہ لیے کھڑے تھے جس کا رنگ پرپل تھا۔۔ "

میں کوشش کروں گی آپ کی امیدوں پر پوری اترو۔ جھجکتے ہوئے کہہ کر ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیا۔۔ "

مجھے لگتا ہے ہٹلر ساس بنو گی تم ،پیچھے ہٹو فضول میں بچی کو ڈرا رہی ہو الطاف خان فاریہ خانم کو تنگ کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور حبا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔ "

آپ کو اکیلے فلیٹ میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں جب تک نکاح نہیں ہو جاتا آپ اس گھر میں رہ لو اور بے فکر رہو جو آپ کے ذہن میں آرہا ہے کہ میری شادی نہیں ہوئی اور میں اپنے ہونے والے شوہر کے گھر رہ رہی ہوں تو یہ چیز اپنے ذہن سے نکال دو کیونکہ تمہارا شوہر ایک دن یہاں اور 15 دن بڑی حویلی میں موجود ہوتا ہے اس بات کا علم ہو گا تمہیں کیونکہ ایک سال سے زیادہ عرصہ تم نے بھی بڑی حویلی میں گزارا ہے حبا کو پہلے تو عجیب لگا کہ شادی سے پہلے وہ یہاں پر رہے گی پھر الطاف خان کی آخری بات سن کر بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا شہریار کو اس طرح کے طنز سننے کی عادت ہو گئی تھی۔۔ "

بابا آپ دونوں میرے ہونے والی بیوی کے ساتھ باتیں شاتیں کریں اسے بورمت ہونے دیجیے گا اسے اس طرح محسوس کروائے جیسے وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہے، میں بڑی حویلی جارہاہوں شہریار نے سر کھجاتے ہوئے کہا اسے معلوم تھا اب اس کے بابا اور مورے کے طنز شروع ہونے والے ہیں۔ "

تم واپس ہی کیوں آتے ہو وہیں پر رہ لینا شادی کر کے بھی تمہارا مجھے لگتا ہے یہی حال رہنا ہے اب ماں انتظار کرتی ہے شادی کے بعد بیوی انتظار کرتی رہے گی میرا شوہر کب آئے گا گھر۔ فاریہ خانم نے اس کی کمر پر زور سے تھپڑ مارا، دوسرا تھپڑ الطاف خان کی جانب سے پڑا، شہریار اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔ "

کیسے ماں باپ ہیں آپ دونوں اپنے بیٹے پر ظلم کر رہے ہیں معصوم سا چہرہ بنا کر اس سے قبل اسے اپنے باپ سے جوتے پڑتے وہ گھر سے باہر بھاگ گیا۔ اجلت میں کار میں بیٹھتے بڑی حویلی کی جانب رخ کیا۔۔ "

میں بتا رہی ہوں الطاف اگر اس نے شادی کے بعد بھی یہی حرکات اپنی رکھی تو میں نے اس کا نکاح ہی نہیں کروانا فاریہ خانم تلملاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی الطاف خان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی ان کی بیوی ایک طرف کہہ رہی تھی کہ میں دل سے راضی نہیں ہوں اور دوسری طرف نکاح کے بعد تک کا سوچ لیا تھا۔۔ "

بیٹا آپ کا کمرہ تیار کروا دیا ہے میں نے آپ وہاں پر کچھ دیر ریسٹ کر لو پھر رات کا کھانا ہم تینوں ساتھ کھائیں گے کیونکہ وہ بے شرم تو گھر نہیں آنے والا جا نے ہاں میں سر ہلایا ایک ملازمہ اس کے پاس آئی جبا اس کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ "

میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی ؟ یاور مرزا بار بار طرسم کو کال کر رہا تھا لیکن اس کا فون بند تھا۔ موبائل کو غصے سے دیکھتے دوبارہ پھر کال ملائی اس مرتبہ پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لی گئی۔۔ "

فون کیوں بند جا رہا ہے تمہارا؟ اس کی کال اٹھاتے ہی یاور مرزا غصے سے بولا تھا۔۔ "

بے بی میں مصروف ہوتا ہوں اب ہر وقت آپ کی کال کا انتظار نہیں کر سکتا لو سیفر کی آواز سن کر یاور مرزا کو زوردار جھٹکا لگا طرسم کا موبائل اس کے پاس کیا کر رہا تھا۔ موبائل سامنے کر کے تصدیق کرنی چاہیے کہ اس نے طرسم کا نمبر ہی ملایا ہے۔۔ "

بے بی کیا ہوا حیرت کا جھٹکا لگا قہقہہ لگاتے ہوئے لوسیفر بولا آواز اس قدر بھاری تھی کہ سننے والا خوف میں مبتلا ہو جاتا لیکن سامنے بھی یاور مرزا تھا جو ڈرنا نہیں ڈرانا جانتا تھا۔۔۔ "

اس کا موبائل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے یاور مرزا نے کال سپیکر پر کر کے سائیڈ ٹیبل پر موبائل پھینکنے والے انداز میں رکھا اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا پریشانی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئی۔۔ "

دیکھ لو بس میرے ہاتھ آگیا لیکن ابھی سردار کی بیوی کو علم نہیں ہے کہ اس کا موبائل غائب ہے۔ اب تم کیسے اس سے رابطہ کرو گے کیونکہ بڑی حویلی کے اندر جانا تو تمہارے لیے ناممکن ہے جب تم نے اسے اغوا کیا تھا تم نے حویلی کے باہر بلوایا تھا۔۔ ایم آئی رائٹ؟)

(am I right?۔ لوسیفر کی آنکھوں میں شیطانی مسکراہٹ تھی۔

دائیں ہاتھ سے موبائل پکڑ کر بائیں ہاتھ سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔ "

تمہیں مجھ سے پنگا لینا بہت مہنگا پڑے گا لوسیفر، جیسے میں سردار کو برباد کر رہا ہوں اس طرح ہی تمہیں برباد کر دوں گا، شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی غلطی نہ کرو، مت بھولو بادشاہ صرف ایک ہوتا ہے۔ یاور مرزا نے ظاہر نہ کیا لیکن وہ حیرت میں مبتلا تھا کہ آخر اسے سب کچھ کیسے معلوم ہو رہا ہے، جب اس نے طرسم کو اغوا کیا تھا تب بھی اسے معلوم تھا اور اب جب وہ اس سے رابطے میں ہیں یہ بھی بات اسے کیسے معلوم ہوئی کون اسے خبر دیتا ہے۔۔ "

اپنے ذہن سے یہ غلط فہمی نکال دو کہ تم سردار کو برباد کر رہے ہو۔ اور کیا کہا تم نے جنگل کا بادشاہ ایک ہوتا ہے لوسیفر نے بلند قہقہہ لگایا جیسے اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔۔ "

اگر تم اپنے آپ کو جنگل کا بادشاہ سمجھ رہے ہو تو یہ بھی معلوم ہو گا بادشاہ صاحب کہ شیر کی بادشاہی میں بھیڑیے نہیں گنے جاتے۔ تمہارے پیچھے

اس وقت ایک نہیں دو بھیڑیے ہیں جو تمہیں چیڑ پھاڑ کر رکھ دیں گے۔
لوسیفر نے ٹیک لگائی اور اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔ لوسیفر یاور مرزا کو
ایسی موت دینا چاہتا تھا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا یاور مرزا پیدا نہ
ہو۔۔"

ارے ارے میں ڈر گیا دیکھو میرے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے، یاور مرزا
ڈری سہمی آواز میں بولا لیکن اس کے لہجے میں طنز واضح تھا، اس کے
ذہن میں خیال آیا کہ سردار اور لوسیفر کہیں ایک دوسرے کے ساتھ
ملے نہ ہوں۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس خیال کو جھٹک دیا کیونکہ اگر
لوسیفر سردار کے ساتھ ہوتا تو جب اس نے طرسم کو اغوا کروایا تھا اسے
کچھ گھنٹے بعد ہی سردار اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔۔"

زیادہ گہری سوچوں میں مت جاؤ یاور مرزا، میرے اگلے قدم کے لیے
تیار رہنا لوسیفر نے کہہ کر کال بند کر دی اور موبائل سے سم نکال کر

جھیل میں پھینک دی۔ موبائل میں موجود تمام نمبر ڈیلیٹ کر دیے۔ اب اسے یہ موبائل دوبارہ سے سردارنی کے پرس میں رکھنا تھا۔۔ "

بہت پچھتاؤ گے تم لوسیفر! بہت جلد میں پتہ لگوالوں گا کہ تم مجھ سے دشمنی مول کیوں لے رہے ہو اور تم میری بہن کو کیسے جانتے ہو یاور نے ہاتھ سے پکڑا موبائل دیوار پر دے مارا جب بھی اسے غصہ آتا تھا وہ اپنا ایک موبائل توڑ دیتا۔۔ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک تصویر نکالی اور اپنے سینے سے لگا کر پشت بیڈ کراؤن کے ساتھ لگائی۔۔ "

جیسے میں تنہا رہا ہوں، جس تکلیف سے میں گزرا ہوں اسی تکلیف سے سردار تمہیں آشنا کرواؤں گا۔ لوسیفر نے تصویر کی جانب دیکھا اور پھر اپنے لب تصویر پر رکھے۔۔ "

بہت یاد کرتا ہوں میں آپ سب کو اور آپ کے قاتلوں کو یکدم موت نہیں دوں گا بلکہ تڑپا تڑپا کر ماروں گا ان کی بے بسی دیکھ کر مجھے سکون مل

رہا ہے یا ور مرزا تصویر کی جانب دیکھ کر جنونیت بڑے انداز میں کہہ رہا تھا آنکھوں میں صرف سفاکیت تھی۔۔ "

باباجانی! شیر طیان کار پورچ میں رکنے کی آواز سن کر بھاگتا ہوا باہر گیا شہریار کو کار سے باہر نکلتے دیکھ اس کا منہ بن گیا اسے لگا کہ اس کے بابا جانی آئے ہیں وہ کل رات سے اپنے باباجانی کا انتظار کر رہا تھا پوری رات اس نے آئیدن اور نمیرہ کو تنگ کیا دالہام کے کمرے کے باہر بیٹھا رہا کہ جب تک باباجانی نہیں آئیں گے میں کمرے میں نہیں جاؤں گا۔۔ "

چھوٹے شیطان کیا ہوا؟ اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ کر شہریار اس کے پاس گیا اور اس کے بال بکھیرے شیر طیان نے اس کے بازو پر تھپڑ مارا۔۔ "

چھوٹے شیطان اتنا غصہ ، کیا بابا جانی گھر نہیں ہے ؟ شیر طیان کا صرف دو وجہ سے زیادہ تر منہ بنتا تھا ایک اس کے بابا جانی گھر نہیں ہیں اور دوسری وجہ یہ ہوتی تھی کہ اس کے بابا جانی کے قریب اس کے علاوہ کوئی اور کیوں گیا۔۔ "

میں اتنی شدت سے انتظار کر رہا تھا کب میرے بابا جانی گھر آئیں گے کار باہر رکی مجھے لگا بابا جانی آئے ہیں لیکن اپ کو دیکھ کر سارا موڈ خراب ہو گیا۔ اگر وہ بچہ نہ ہوتا تو شہریار نے دو اڈ کے منہ پر لگانی تھی۔۔ "

اچھا ، مجھے اپنا موبائل دو شیری۔۔۔۔۔۔ چاچو شیر طیان نے اسے پہلے شیری پکارا اور جب شہریار نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تو اس نے چاچو پر زور دے کر دانت کچکچائے۔ اس نے اپنا موبائل نکال کر اس کی جانب بڑھایا شیر طیان موبائل پکڑ کر اپنے بابا کے کمرے میں بھاگ گیا۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ سردار کی تصویر پکڑ کے اپنی تصویر بنائے ،

سائیڈ ٹیبل پر اپنے بابا اور بابا جانی کی تصویر اٹھا کر اپنے سینے کے ساتھ لگا کر کیمرہ ان کیا اور ایک خوبصورت سی تصویر کھینچی۔۔ "

ائی پیٹ میں درہو رہا ہے آنکھیں بند کر کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ اس نے بیک کیمرہ سے تصویر بنائی تھی تصویر کلک کر کے زیادہ ہوشیار بنتے ہوئے پیچھے سے ہی کیمرہ بند کر کے واش روم میں چلا، لیکن کیمرہ بند ہونے کی بجائے ویڈیو ریکارڈنگ شروع ہو گئی۔۔۔ "

نمیرا کمرے میں داخل ہوئی دل اداس ہو رہا تھا وہ چاہتی تھی اس کا شوہر اس کے سامنے ہو۔ اور اس کی دعا اسی پل خدا نے سن لی۔ آئیدن احزان کمرے میں داخل ہوا۔ وہ صوفے کے پاس کھڑا تھا نمیرہ اس کے گلے لگ گئی۔ ایک لمحہ تو اسے سمجھ نہ آیا کہ آخر ہوا کیا ہے، اس نے ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی۔۔ "

نمیرہ سب ٹھیک ہے؟ ہلکے سے اس کا کندھا تھپتھپا کر پوچھا۔۔۔ "

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے آپ بہت بدل گئے ہو، پہلے تو کہتے رہتے تھے
میں تم سے عشق کرتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں۔ اب کہاں گیا وہ سارا
عشق پیار۔ مجھے لگتا تھا آپ سب سے علیحدہ ہو لیکن آپ بدل گئے
آئیدن۔ یکدم آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہنے لگے ٹھوڑی اس
کے سینے پر ٹکا کر گردن میں بازو حائل کیے۔ آئیدن نے نظروں کا رخ
دوسری جانب کرلیا۔۔ "

پہلے جب کہتی تھی بات نہیں کرنی تو زبردستی بات کرتے تھے اور اب
جب میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ سے بات کرو میرے قریب۔۔۔ اس
نے بات ادھوری چھوڑ دی، آئیدن کے لبوں پر اپنی پیشانی ٹکا کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ آئیدن نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں تھاما اور آنسو صاف کیے اپنی متاعِ جاں کی آنکھوں میں درد
دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا۔ بے اختیار ہوتے شدت سے اس کے

لبوں کو چھوا۔ ۔ چھ سال بعد اس نے اپنی بیوی کو اپنا لمس دیا تھا۔ نمیرہ نے آنکھیں بند کر کے محسوس کیا۔ بند آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہنے لگے۔ ۔ آئیدن اس کے آنسو صاف کر کے اور پیشانی پر بوسہ دے کر پیچھے ہونے لگا نمیرہ نے اس کی گردن میں سختی سے بازو حائل کیے جن کی گرفت نرم ہو گئی تھی۔ اس نے پاؤں اوپر کرتے آئیدن کے رخسار پر لب رکھے۔ ۔ "

خبردار اگر مجھ سے دور جانے کے بارے میں سوچا۔ صحیح کہا ہے کسی نے اگر کوئی آپ کو آپ کا حق نہ دے تو زبردستی لو، مجھے آپ کا وقت چاہیے میں چاہتی ہوں ہم دونوں جی بھر کر باتیں کریں، آئیدن احزان آپ صرف میرے ہو، مجھے اب کوئی اختلافات ہمارے درمیان نہیں چاہیے۔ اِسے چاہے آپ میرا حکم سمجھ لیں یا التجا نمیرہ نے آئیدن کے سینے پر سر رکھا۔ وہ اس سے پیچھے نہ کر سکا آج پہلی مرتبہ اس نے حق سے

کہا تھا کہ تم میرے ہو۔ ۔ وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ ان کا یہ خوبصورت لمحہ کسی اور کے موبائل میں قید ہو چکا ہے ، اور اس موبائل کی سیٹنگ بھی کچھ ایسی تھی کہ جب ایک منٹ کا کلپ ریکارڈ ہوتا تو وہیں پر سٹاپ ہو کر سیو ہو جاتا اور اگلا ایک منٹ کا کلپ ریکارڈ ہونا شروع ہو جاتا ، اور یہ کلپ تقریباً موبائل میں پانچ جگہ پر سیو ہوتا تھا ۔ ۔ اس سے قبل وہ دونوں کوئی بات کرتے شیر طیان کمرے سے باہر آیا ان دونوں کو ایک دوسرے کی قریب دیکھ کر آنکھیں پھیلائی نمیرہ جھٹکے سے دور ہو کر کھڑی ہو گئی ۔ ۔ "

پیار ہو رہا ہے ۔ مسکراتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھا نمیرہ شرم سے سرخ ہو گئی اس کے بیٹے کے منہ میں جو آتا تھا وہ بولنے سے پہلے سوچتا سمجھتا نہیں تھا ۔ ۔ "

آئیدن میں نے آپ کے لیے کھانا بنایا ہے اب آکر کھالیں نمیرہ الادین کے جن کی طرح وہاں سے غائب ہوئی۔۔ شیر طیان پاؤں پٹختا ہوا باہر چلا گیا اس کے باپ نے دل میں سوچا پتا نہیں کیا کھا کر میری بیوی نے اسے پیدا کیا ہے۔۔ شیر طیان اس کمرے میں گیا جہاں شہریار رہتا تھا۔ "

چھوٹے شیطان موبائل دو۔ میرا مووی دیکھنے کا دل کر رہا ہے شہریار نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا جو بند تھا جب اوپن کیا تو کیمرہ ان ہوا اس نے بنا دیکھے بیک کر کے گیلری ان کرتے انگلش مووی لگالی۔ شیر طیان بھی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا شہریار نے پہلے تو آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی جانب دیکھا کہ خیر ہی ہے یہ آج اس کے پاس بیٹھ گیا ہے۔۔ وہ دونوں خاموشی سے مووی دیکھ رہے تھے جب درمیان میں ایک بولڈ سین آیا شہریار سین کٹ کرنے لگا غلطی سے اس کی انگلی

نیکسٹ ویڈیو پر ٹچ ہو گئی سامنے والا سین دیکھ کر شیر طیان مسکرانے لگا لیکن شہریار کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی اس نے موبائل بند کر کے تکیے کے پیچھے رکھ لیا۔۔ شہریار کا چہرہ انار کی طرح سرخ ہو گیا۔۔ "

آپ نے بند کیوں کیا میرے بابا میری مورے کو پیار کر رہے تھے

شہریار نے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا۔ موبائل پر ڈائریکٹ وہی ویڈیو آن ہوئی جہاں آئیدن نمیرہ کے لبوں پر جھکا ہوا تھا۔ شیر طیان تو بچہ تھا اس نے اپنے ذہن کے مطابق سوچنا تھا۔۔ "

چلو چھوٹے شیطان کھانا کھائے جا کر کوئی موو ی نہیں دیکھنی شہریار کا سارے موڈ کا بیرا گرک ہو گیا پہلے ایک بچے کے ساتھ موو ی میں بولڈ سین دیکھ کر اور جو کثر رہ گئی تھی وہ اس کے ماں باپ کا سین دیکھ کر پوری ہو گئی۔ شیر طیان غصے سے اس کی جانب دیکھ کر پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا شہریار بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا لیکن

سرخی اس کے چہرے سے ختم نہ ہوئی وہ دونوں نیچے گئے اور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے، آئیدن بھی خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا نمیرہ کا چہرہ ابھی تک سرخ تھا ریحانہ خانم، صوفیا خانم اور سونیا گھر کے تمام افراد ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے سوائے سردار کے۔۔ طرسم نے حویلی آنے کے بعد کسی سے بھی بات نہ کی ایک نظر چھوٹے شیطان کی جانب دیکھ کر وہ کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔ "

بابا آپ مورے کو پلس پر پیار کیوں کرتے ہیں؟ شیر طیان کے ذہن میں ابھی بھی وہ ویڈیو ہی گھوم رہی تھی جو اس نے تقریباً چھ سیکنڈ کی دیکھی تھی اور یہاں آئیدن احزان کو لگا کہ اسے کسی گناہ کی صورت میں یہ شیطان عطا کیا گیا تھا جس کی وجہ سے شرمندگی سے ڈوب مرنے کو دل کر رہا تھا۔

شہریار پانی پی رہا تھا جیسے ہی اس نے گھونٹ بھتا فوارے کی صورت میں سارا پانی منہ سے باہر نکل آیا۔۔ "

ایسا کچھ نہیں ہے۔ اپنی عمر کے مطابق بات کیا کرو آئیدن غصے سے بولا ریحانہ خانم، صوفیا خانم اور سونیا تینوں لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ نمیرا ہ انگلیوں کو مڑور رہی تھی۔۔ "

بابا میں نے شیری چاچو کے موبائل میں ویڈیو دیکھی ہے جہاں آپ مورے کے پلس پر پیار کر رہے تھے۔ آئیدن نے کھا جانے والی نظروں سے شہریار کو دیکھا تو اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا جسے کہنا چاہ رہا تھا تمہارا بیٹا جھوٹ بول رہا ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔ "

شیری چاچو میرے ساتھ کمرے میں آئیے مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے آئیدن دانت پیستے ہوئے بولا شہریار نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا اسے آج اپنی درگٹ بنتی نظر آ رہی تھی اس چھوٹے شیطان کی وجہ سے۔۔۔ "

آئیدن مجھ سے قسم اٹھوالے میں نے ویڈیو نہیں بنائی شہریار منتیں کرنا شروع ہوگیا شیر طیان خاموشی سے بیٹھا رہا اسے کہیں نہ کہیں شک ہو رہا تھا کہ شاید اس سے ویڈیو بن گئی ہے اپنے بابا کو غصے میں دیکھ ایک انگلی لبوں پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے پلیٹ میں چمچ چلانے لگا۔۔آئیدن شہریار کے پاس گیا بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ کمرے میں لے کر گیا۔۔"

کمینے انسان تیری وجہ سے پورے خاندان کے سامنے میرا چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کو دل کر رہا تھا۔اور اوپر سے وہ شیطان بابا آپ مورے کے پلس پر پیار۔۔۔۔آئیدن نے سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا شرمندگی سے شہریار کے چہرے پر مزید سرخی چھا رہی تھی۔۔۔"

آئیدن میرے یار، میرے بھائی معاف کردے ایک دفعہ ۔ آئیدن کو اپنا بیلٹ اتارتے دیکھ، شہریار نے کوئی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی معافی مانگی۔۔"

یار میری بات سن، میں جب حویلی آیا تھا تیرے بیٹے نے مجھ سے موبائل لیا یہ کہہ کر کہ مجھے تصویر بنانی ہے موبائل لے کر وہ تیرے کمرے میں چلا گیا تھوڑی دیر بعد میرے کمرے میں آیا میں نے کہا مجھے میرا موبائل دو مجھے مووی دیکھنی ہے ہم دونوں بیٹھ کر مووی دیکھنے لگے درمیان میں ایک بولڈ سین آیا میں کٹ کرنے لگا تو آگے تمہارا۔۔۔۔ شہریار نے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا، آئیدن کا چہرہ غصے سے سرخ تھا بار بار چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ "

مجھے ایک بات بتا تجھے کہا کس نے تھا کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر تم مووی دکھاؤ وہ جو نسی چیز دیکھتا ہے وہ سوال آکر مجھ سے یا لالا سے کرتا ہے اور

وہ بھی پورے خاندان کے سامنے آئیدن نے اس کی کمر پر بیلٹ مارا شہریار نے سختی سے آنکھیں بند کی دوسرا بیلٹ مارنے لگا اس نے فوراً ہاتھ پکڑلیا۔۔ "

کبھی مجھے اس قدر شرمندگی نہیں ہوئی جتنی آج ہوئی ہے آئیدن نے بیلٹ زمین پر پھینکا اور بیڈ پر بیٹھ کے گھور کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

آئیدن احزان صاحب آپ کو جو آج شرمندگی سہنی پڑی ہے صرف اپنے بیٹے کی وجہ سے اور مار مجھے ایسے رہے ہو جیسے میں نے ویڈیو۔۔۔۔تجھے کہا کس نے تھا اسے موبائل پکڑا جب تمہیں اچھی طرح معلوم ہے وہ نارمل بچوں کی طرح معصوم ہر گز نہیں ہے آئیدن اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا وہ اٹھنے لگا شہریار نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔ "

ویسے مجھے نہیں معلوم تھا تو اتنا رومینٹک۔۔آہہہ آئیدن نہ محسوس طریقے سے ذرا سا نیچے جھکا زمین سے بیلٹ اٹھا کر تین دفعہ اس کی کمر پر مارا۔بے ساختہ اس کے منہ سے چیخ نکلی۔۔"

تجھے اللہ پوچھے آئیدن احزان خانزادہ شہریار اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر دہائی دینے لگا۔۔"

موبائل دے اپنا۔آئیدن کا بے پناہ غصہ دیکھ کر شہریار نے فوراً اپنا موبائل نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیا، آئیدن نے تمام ویڈیوز اس کے موبائل سے ڈیلیٹ کر دی۔۔"

خبردار آج کے بعد تم نے طیان کو موبائل پکڑایا شہریار نے فرمانبردار بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا اور دل میں پختہ ارادہ کیا کہ آج کے بعد کبھی اسے اپنا موبائل نہیں پکڑائے گا جتنے بیلٹ اسے آج پڑ گئے تھے پوری زندگی کے لیے کافی تھے۔۔"

نمیرہ سر جھکائے بیٹھی تھی چہرہ بے انتہا سرخ تھا سونیا نے مسکراتے ہوئے اپنی بھابھی کو کہنی ماری۔۔۔ "

بھابھی بچوں کے سامنے اس طرح نہیں کرنا چاہیے سونیا کے کہنے کی دیر تھی نمیرہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا صوفیہ خانم، ریحانہ خانم دونوں خوش تھی نمیرہ کے چہرے پر خوشی دیکھ کر۔۔۔"

کیا بچوں کے سامنے نہیں کرتے طرسم نے اس پدے شیطان کی جانب دیکھا جو ہر بات کے پیچھے پڑ جاتا تھا۔۔ "

تم اپنی عمر کے مطابق باتیں کیا کرو زمین سے ابھی مکمل طور پر نکلے نہیں اور باتیں سن لو اس کی۔ طرسم نے سر تا پاؤں تک اسے گھور کر کہا شیر طیان اپنی چیئر سے اٹھا اور اسے چرانے کے لیے سردار کی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔ "

میں نے کسی سے بات نہیں کی اور کوئی دیکھ لے میں اپنے بابا جانی کی کرسی پر بیٹھا ہوں طرسم نے سختی سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی اسے معلوم تھا کہ وہ محض اسے تنگ کرنے کے لیے یہ سب کر رہا ہے۔۔ "

ہاں تو بیٹھے رہو میں نے تمہیں پکڑا ہے۔۔ "

ہائے میرے پیارے بابا جانی گھر آئیں گے، میں ان کی گود میں بیٹھوں گا ، ان کے ہاتھ کے نوڈل کھاؤں گا، اور پھر ان کے کمرے میں بھی سوؤں گا شیر طیان نے مزے سے نوالہ اپنے منہ میں ڈال کر کہا طرسم نے کرسی کی ٹانگ پر زور سے اپنا پاؤں مارا اور غصے سے اس کی جانب دیکھا دل میں بے اختیار جلن پیدا ہوئی سردار کی گود میں بیٹھ کر اس کے ہاتھ سے نوڈل کھانا یہ سب وہ کیا کرتی تھی یہ سب اس کا حق تھا تو پھر وہ چھوٹا شیطان کیوں اس کے دیو کی گود میں بیٹھے گا۔۔ "

اوئے گندی !جہنم کے کانٹے شیر طیان چیئر پر کھڑا ہوا دونوں کمر پر لڑاکو عورتوں کی طرح ہاتھ رکھ کر چلایا۔۔ "

ہاں بول مہا شیطان !طرسم بھی اپنی چیئر پر کھڑی ہو گئی نمیرہ اور ریحانہ خانم نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا شیر طیان تو بچہ تھا اور اس کی زبان اس کے قد سے زیادہ لمبی تھی اور طرسم صرف کہنے کو بڑی ہوئی تھی عادات ابھی بھی 10 سال کی بچی کی طرح تھی۔۔ "

تم میری بابا جانی کے کمرے میں نہیں سوگی وہاں پر صرف میں سو سکتا ہوں اپنے بابا جانی کے کندھے پر سر رکھ کر شیر طیان نے دانت پیستے کہا اسے معلوم تھا یہ گھر آگئی ہے تو ضرور اس کے بابا جانی کے پاس سوئے گی۔۔ "

اور تمہیں لگتا ہے میں تم سے پوچھ کر سوؤں گی ؟ طرسم لے ایک ادا سے اپنا حجاب پیچھے کی جانب کیا نکاب میں نظر آتی اس کی نیلی آنکھوں پر شیر طیان کو غصہ آرہا تھا۔۔"

میرے بابا جانی تمہیں اپنے کمرے میں ہی نہیں رکھیں گے شیر طیان نے جیسے اپنے دل کو سمجھانا چاہا تھا کہ اس کے بابا جانی صرف اپنے بیٹے کو ہی اپنے کمرے میں رہنے کی اجازت دیں گے۔ ہاتھ ابھی بھی اس نے کمر پر رکھے ہوئے تھے۔۔ "

ہاہاہا۔۔ میں نے ایک مرتبہ بس تمہارے بابا جانی سے کہنا ہے کہ مجھے آپ کمرے میں سونا ہے تو انہوں نے فوراً کہنا ہے میری سردارنی آپ تشریف لائیے کمرے میں مقابل بھی طرسم تھی وہ کیسے پیچھے رہ سکتی تھی اس نے مہا شیطان کو جلانے میں کوئی کثر نہ چھوڑی۔۔ صوفیہ خانم، ریحانہ خانم، نمیرہ اور سونیا نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا وہ دونوں ان کے

قابو سے باہر تھے وہ چاروں سوچ میں پڑ گئی کہ پہلے کسے روکے، سونیا کو ایک لمحے کے لیے اس کے انداز پر ہنسی آئی۔۔"

نہیں میرے بابا جانی ایسا نہیں کہیں گے کیونکہ وہ صرف مجھے اپنے کمرے میں سلاتے ہیں شیر طیان چیئر سے نیچے اتر کر طرسم کا عبایا کھینچنا شروع ہو گیا وہ فوراً سے نیچے اتری اور اس کے بال پکڑ لیے۔ شیر طیان بھی اس کا جوڑا پکڑ کر کھینچنے لگا۔۔ "

طیان چھوڑو! نمیرہ اپنے بیٹے کو پیچھے کرنے لگی ریحانہ خانم اٹھی اور طرسم کو پیچھے کرنے کی کوشش کی وہ دونوں ڈھیٹ بنے ایک دوسرے کے بال کھینچ رہے تھے۔۔ "

اوتیری! آئیدن اور شہریار کمرے سے باہر نکلے ان دونوں کو دیکھ کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ان کی جانب بھاگے۔۔ "

طیان چھوڑو! آئیدن نے نمیرہ کو پیچھے کرتے شیر طیان کو پکڑنا چاہا تو اس نے اپنی گرفت طرسم کے بالوں پر سخت کی، طرسم نل زور سے اس کے بال کھینچ رہی تھی جیسے جڑ سے ہی اکھاڑ دے گی۔۔ "

پری چھوڑو! ریحانہ خانم نے طرسم کو پیچھے کیا وہ خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی شیر طیان بھی کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نمیرہ نے اپنے بیٹے کو کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا اس پر غصہ بھی آرہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ کر اسے دکھ بھی ہو رہا تھا۔۔ "

میں آج تمہیں دیو کے کمرے میں سو کر دکھاؤں گی جو کرنا ہے کر لو طرسم ضدی انداز میں کہہ کر پاؤں پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی شیر طیان نے آنکھوں میں آنسو لے کر اپنی مورے کو دیکھا۔۔ "

میں نے اپنے بابا جانی کے کمرے میں سونا ہے غصے سے کہہ کر تلملاتے ہوئے وہ مردان خانے چلا گیا۔ آئیدن اپنی پیشانی مسلتا رہ گیا وہ بالکل اس کے لالا کی طرح تھا غصہ اس سے قابو نہیں ہوتا تھا اور جب اپے باہر ہونے لگتا تو مردان خانے جا کر بند ہو جاتا۔۔ "

اللہ جانے کون سے گناہوں کی صورت میں مجھے یہ عطا کیا

گ۔۔۔۔ آئیدن کے الفاظ منہ میں رہ گئے جب نمیرہ کو خود کی جانب گھورتے پایا۔۔ "

آج کے بعد اٹھائیے گا میرے بیٹے کو پھر بتاؤں گی میں نمیرہ کھانا وہیں چھوڑ کر منہ بنا کر کمرے میں چلی گئی بھلا اولاد کو بھی کوئی اس طرح کہتا ہے وہ ماں تھی کیسے اپنی اولاد کے لیے اس طرح کے الفاظ برداشت کر سکتی تھی۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا! گڑیا کب سے سو رہی ہو اٹھ جاؤ دائم صبح کے 12 بجے راہا کے کمرے میں گیا وہ ابھی بھی کمبل میں دبکی سو رہی تھی۔۔ اس کے پاس بیٹھ کر چہرے سے کمبل ہٹاتے رخسار پر ہاتھ رکھ کر محبت باش لہجے میں کہا۔۔ "

لالا نیند آ رہی ہے راہا اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی دائم اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بال سہلانے لگا۔۔ "

چلو شاباش اٹھ جاؤ التمش آتا ہو گا پھر پڑھنا بھی ہے پروفیسر کا نام سن کر ہی اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی حلق سے تھوک نگلتے دائم کی جانب دیکھا اگر وہ اس کے لالا کو بتا دیتا کہ اس نے گزشتہ ملاقات میں جو حرکت کی تھی۔۔ "

یا اللہ آپ کو پتہ ہے نا میں معصوم سی گڑیا ہوں۔ دائم نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا جب وہ یہ الفاظ بولتی تھی تب ہی اس نے کوئی نہ کوئی رائتہ پھیلایا ہوتا تھا۔۔ "

میری راہا گڑیا نے کیا کیا ہے۔ دائم نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کر کے سکون سے پوچھا وہ اس پر ایک لمحے کے لیے بھی غصہ نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

لالا وہ میں چیزیں بنا رہی تھی تو غلطی سے چیئر پر گلو کر گئی اور پروفیسر اس پر بیٹھ گیا سر کھجاتی دائم کے سینے پر سر رکھ کر کہا پہلے تو دائم کا چہرہ سرخ ہوا پھر یکدم چہرے پر آئی مسکراہٹ پر قابو کیا۔۔ "

تو پھر التمش انہیں کپڑوں میں گھر۔۔۔ دائم کو سمجھ نہ آئے وہ ابھی کیا بولے اس بیچارے کے ساتھ اس کی بہن نے بہت بری کی تھی۔۔ "

لالا جب پروفیسر کو پتہ چلا کہ ان کی پینٹ چیئر کے ساتھ چپک گئی ہے تو مجھے غصے سے دیکھ کر کہتے ہیں کہ اپنے لالا کے کمرے سے کپڑے لا کر دو۔ اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں میرے سر میں بہت درد ہونے لگا راہا دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کے بلائی لب باہر نکال کر بول رہی تھی دائم کے

چہرے پر پریشانی ظاہر ہوئی راہا کے سر میں درتب ہوتا تھا جب اسے اپنے ماضی کی یاد آتی تھی۔۔ "

چلو شاباش چھوڑو سب کچھ آپ اٹھ کر ریڈی ہو جاؤ، پھر پڑھنا ہے اور پروفیسر کو بالکل تنگ نہیں کرنا میں رات کو جلدی گھر آنے کی کوشش کروں گا دائم نے اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا راہا اٹھ کر واش روم میں بند ہو گئی کپڑے تبدیل کر کے بالوں کو کنگی کی اور سر پر دوپٹہ لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی ملازمہ نے اس کا سارا کمرہ درست کر دیا تھا۔۔ کچھ دیر بعد التمش کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھ کر چہرے پر ہاتھ پھر کر ایک لمبا سانس فضا کے سپرد کیا وہ گھر سے تین سر درد کی گولیاں کھا کر نکلا تھا۔ دائم کمرے میں داخل ہوا۔۔ "

مائنڈ مت کرنا التمش اس کا ذہن بچوں والا ہے اس لیے اس طرح کی شرارتیں کرتی ہے دائم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو التمش کی نظروں سے مخفی نہ رہی اسے دونوں بہن بھائی پر غصہ آنے لگا۔۔ "

آپ کی بات ٹھیک ہے اس کا ذہن بچوں والا ہے ابھی وہ میچور نہیں ہوئی لیکن اسے تھوڑا سمجھائیں کہ اس طرح کی حرکات نہیں کرتے خاص کر مرد کے ساتھ ہر لفظ پر زور دے کر بولا دائم نے ہاں میسر ہلایا وہ خاموش تھا کیونکہ غلطی اس کی بہن کی تھی۔۔ دائم ہلکے سے اس کا کندھا تھپتھپا کر چلا گیا۔ التمش بیڈ کے پاس کرسی رکھ کر بیٹھ گیا اور اسے کتابیں کھولنے کا کہا۔۔ "

پروفیسر انکل کسی نے آپ کی پھٹی پنٹ دیکھ کر شیم شیم تو نہیں کی راہا لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی التمش

خاموشی سے اپنے موبائل پر مصروف رہا اس نے راہا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔۔ "

جو پرسوں ٹیسٹ دے کر گیا تھا وہ ریوائز کرو میں نے لکھوانا ہے التمش نے میتھ کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ ڈی راہا آدھا گھنٹہ کتاب کھول کر بیٹھی رہی التماش نے کتاب بند کر کے کچھ سوال نوٹ بک پر لکھ کر دیے مزید آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد جب اس نے کاپی پکڑی اس کا دل چاہا اپنا سر دیوار پر مار دے۔ راہا نے نوٹ بک پر بھی چھ سوال میں سے تین کے سوال لکھے تھے اور تین کے جواب میں اس نے التمش کہ الٹے سیدھے نام لکھے ہوئے تھے۔۔ "

انکل جی! ڈرونی شکل والا، کھڑوس، پاگل، جانور التمش جیسے جیسے نام پڑتا جا رہا تھا اس کا ضبط جواب دینا شروع ہو گیا۔۔ "

لڑکی تم میرا دماغ خراب کر رہی ہو التمش نے نوٹ بک بیڈ پر پھینکی راہا سہم کر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگ گئی۔ التمش تشویش میں بتلا ہو گیا کہ وہ چھوٹی سی چیز سے بھی ڈر جاتی ہے۔۔ "

ریلیکس ہو جاؤ کوئی بات نہیں۔ التمش نے اسے حد سے زیادہ ڈرتے دیکھ پریشانی سے کہا راہا کہ ہاتھ پاؤں کپکپا رہے تھے آنکھوں میں ڈر صاف واضح تھا لب کچھ بولنے کے لیے پھڑپھڑائے۔۔ "

غصہ نہ کرو۔ ڈر کر اپنے ہاتھ سینے پر رکھتے لمبے لمبے سانس لے کر کہا التمش نے ہلکا سا مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تاکہ اس کا ڈر کم ہو۔۔ "

ڈرتے نہیں راہا تو اچھی بچی ہے التمش نے مسکرا کر کہا تو راہا بھی مسکرانے لگی اس کھڑوس کو مسکراتے دیکھ۔۔ "

مجھے ڈانٹا نہ کرو۔ مجھے ڈر لگتا ہے راہا نے اپنے پاؤں بیڈ سے نیچے کیے اور التمش کا ہاتھ تھام کر کہا اپنے لالا کے بعد یہ دوسرا شخص اسے اچھا لگا تھا۔۔ التمش نے فوراً اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔ "

راہا ایک بات پوچھو؟ التمش نے اسے اپنی باتوں میں الجھانا چاہا تاکہ اس کے متعلق جان سکے کہ وہ اس قدر کیوں ڈرتی ہے۔۔"

تم اتنا ڈرتی کیوں ہو راہا کے ہاں میں سر ہلاتے ہی التمش نے سوال پوچھا اس کے ہاتھ پھر سے کپکپانے لگے۔ سانسیں اکھڑ رہی تھی، اس کی حالت دیکھ التمش کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اس سے اس طرح کے سوال نہیں پوچھ سکتا جو سوال پوچھنے پر ہی اس قدر اپنی طبیعت خراب کر لیتی ہے نہ جانے بتاتے ہوئے اس کا کیا حال ہو گا۔۔ "

چلو نیکسٹ بک کا یاد کروالتمش نے اس کے سامنے انگلش کی کتاب رکھی تاکہ اس کا دھیان اپنے ماضی سے ہٹ کر کتابوں کی جانب ہو۔۔ "

مجھے نہیں پڑھنا کتاب کو دیکھ کر اس کی حالت ٹھیک ہو گئی کتاب اٹھا کر اس نے زمین پر پھینک دی۔۔ "

مجھے میرے بھالو ساتھ کھیلنا ہے راہا بیڈ پر پڑے اپنے بڑے سے بھالوں کو اپنی گود میں بٹھا کر اسے ہگ کر لیا۔۔ "

پہلے پڑھ لو اس کے بعد کھیل لینا محبت پاش لہجے میں کہا تاکہ اس کی بات خاموشی سے مان لے کوئی بحث نہ کرے۔۔ راہا اس کا پیار بھرا لہجہ دیکھ کر سوال جواب یاد کرنے لگی۔۔ التمش واش روم میں چلا گیا تھوڑی دیر بعد باہر آیا وہ لیسن یاد کرتے ہوئے سو چکی تھی۔۔ "

تمہارے رزلٹ پر اگر تمہارے بھائی نے مجھے یہ کہا کہ تم نے میری بہن کو پڑھایا نہیں ہے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہونا پھر تم دونوں کے لیے التمش نے دل میں سوگالیاں اپنے اس دوست کو نکالی جس کی وجہ سے وہ یہاں پھنس چکا تھا۔ اپنا بیگ اٹھا کر وہ چلا گیا۔۔ "

دالہام خانزادہ یعقوب کے ساتھ ایک ویران جگہ موجود تھا جہاں سامنے ایک بڑا سا گودام بنا ہوا تھا۔۔ "

سردار یہ یاور مرزا کا گودام ہے جہاں وہ ڈرگز رکھتا ہے۔ یعقوب نے نفرت سے اس گودام کی جانب دیکھا جس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ نشہ کر رہے تھے۔۔ "

دالہام نے ہاتھ پیچھے کی جانب کیا یعقوب نے اس کے ہاتھ پر بیگ رکھا۔ بیگ میں سے اس نے چوہے کی طرح دکھنے والی تین سے چار چیزیں

نکالی ایک ایک کر کے انہیں موبائل کے ذریعے کنٹرول کرتے گودام کے پاس بھیجتے چاروں کناروں پر کھڑا کر دیا۔ کام پورا کرتے ہی اس نے یعقوب کو اشارہ کیا کہ وہاں سے نکلے جلدی، یعقوب کیمرہ ہوا میں چلا رہا تھا، وہ دونوں بنا آواز پیدا کیے وہاں سے کچھ دوری پر کھڑی کار میں بیٹھ گئے جیسے ہی سردار نے اپنا انگوٹھا موبائل پر بنے سرخ نشان پر رکھا ایک زبردست دھماکے کی آواز ان کے کانوں میں گئی۔۔ "

میرا ایک ہی دشمن ہے اور وہ تم ہو یاور مرزا تم نے بہت بڑی غلطی کر دی سردار کے سردارنی کو اس سے دور کر کے تم نے اسے میری کمزوری سمجھا لیکن درحقیقت وہ میری طاقت نکلی۔ اپنے انجام کے لیے تیار رہنا سردار کے دل میں شعلے بھڑک رہے تھے یاور مرزا کی نفرت میں۔۔۔ "

کیمرے میں ریکارڈ ہوئی دھماکے کی فوٹیج یاور مرزا کو سینڈ کر دو اور سینڈ کرتے ہی موبائل توڑ دینا سردار نے آنکھیں بند کر لی آنکھوں کے سامنے اس کی پری کا چہرہ گھومنے لگا۔۔ "

سردار میں نے یاور کا ایک آدمی پکڑا ہے جو حویلی کے گرد گھوم رہا تھا اس کمینے کو بہت مارا لیکن وہ ماننے سے انکار کر رہا ہے کہ وہ یاور مرزا ہے یعقوب نے غصے سے کہا سردار نے اسے اشارہ کیا کہ کار ڈیرے کی جانب لے جاؤ۔۔ "

ڈیرے پر پہنچتے ہی سردار کار سے باہر نکلتے وہاں بنے کمرے میں داخل ہوا سامنے یاور مرزا کا آدمی رسیوں میں باندھا ہوا تھا۔۔ "

یاور مرزا کہاں ہے ؟ سردار نے جیب سے چاکو نکال کر اس کی شہ رگ پر رکھتے پوچھا وہ آدمی خوف سے کپکپانے لگا جب یعقوب نے اسے پکڑا تھا

اس نے تبھی اپنی موت کو تسلیم کرلیا تھا کہ ایک یا دو دن بعد اس کی زندگی ختم ہو جانی ہے۔۔ "

ہم۔۔۔۔یاور۔۔مرزا۔۔۔۔کے۔۔۔اندر۔۔۔کام۔۔۔کرنے۔۔۔ ۔والے۔۔۔چھوٹے۔۔۔موٹے۔۔۔آدمی۔۔۔ہیں۔۔۔ہمیں۔۔۔کبھی ۔۔۔وہ۔۔۔اپنا۔۔۔مستقل۔۔۔پتہ۔۔۔نہیں۔۔۔بتاتا۔وہ آدمی اٹکتے ہوئے بولا سردار نے چاکو اس کے شہ رگ میں اتار دیا ایک درد ناک چیخ پورے کمرے میں گونجی اس کی شہ رگ سے فوارے کی صورت میں خون نکل کر سردار کے چہرے کو لال رنگ میں رنگ گیا۔۔ سردار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خون صاف کرنے کی کوشش کی۔۔ "

سردار! ایک سوال آپ یاور مرزا کے آدمیوں سے پوچھتے ہیں اور جواب سنتے ہی ان کو قتل کر دیتے ہیں۔ یعقوب کے سانس سینے میں اٹک گئے سردار کو اس آدمی کو مارتے دیکھ۔ کٹ اس قدر گہرا تھا خون ایسے نکل

رہا تھا جیسے نل کھول دیا ہو۔ وہ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا جس طرح قربانی کا جانور تڑپتا ہے۔۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کسی کو معلوم ہوا، سردار لوگوں کا قتل کرتا ہے تو سردار کو قاتل بلائیں گے۔۔ "

ایک قتل کرنے سے انسان تھوڑی نہ قاتل بن جاتا ہے یعقوب نے منہ کھولے اس کی جانب دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں قتل کر چکا تھا اور حیرانگی تو اس بات پر ہوئی کہ اس کے دل کی بات کیسے سمجھ گیا۔۔۔ "

یعقوب میرے ساتھ تم 20 سال سے ہو تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور یک طرفہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی یعقوب نے اپنی چادر اتار کر سردار کو دی کیونکہ اس کے کپڑے خون الود تھے پھر پانی کی بوتل کھول کر پانی نیچے گرانے لگا سردار نے ہاتھ گیلے کر کے اپنا چہرہ اور ہاتھ صاف کیے۔۔ دونوں کار میں بیٹھے اور حویلی کی جانب رخ کیا۔۔ "

میں بھی دیکھتی ہوں کیسے مجھے اس کمرے سے باہر نکلوائے گا طرسم غصے سے ارد گرد دیکھ رہی تھی نظر اپنے عبائے پر گئی وہ کب سے سونیا کا عبایا پہنے ہوئے تھے۔۔ "

میرے کپڑے طرسم منہ بناتے بیڈ پر بیٹھی۔ اس کے پاس کپڑے نہیں تھے جو وہ تبدیل کر لیتی۔ چار ملازمہ کمرے میں ڈھیر سارے کپڑے اور مختلف رنگ کے عبایا لیے داخل ہوئی۔ وہ آنکھیں پھیلائے ان چاروں کی جانب دیکھ رہی تھی جو اب ڈریسنگ روم میں گئی اور الماری میں چیزیں سیٹ کر رہی تھیں۔۔ "

بی بی جی یہ سردار نے آپ کے لیے چیزیں بھجوائی تھی ملازمہ سر جھکا کر ادب سے کہتے ہوئے کمرے سے چلی گئی طرسم لبوں پر ہاتھ رکھ کر ڈریسنگ روم میں گئی کھلی الماری کو دیکھنے لگے جہاں بے تحاشہ خوبصورت کپڑے اور مختلف رنگ کے عبائے لٹکے ہوئے تھے۔۔ "

یہ کتنا پیارا ہے ؟ طرسم الماری کے پاس کھڑی ہو کر وائٹ کلر کے لانگ فراک نکال کر اپنے ساتھ لگاتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی۔ فراک کے ساتھ ہی ہم رنگ نقاب اور حجاب تھا۔ فراک کے اوپر سفید رنگ کا موتیوں کا کام ہوا تھا۔۔ طرسم فراک پکڑ کر واش روم میں بند ہو گئی تقریباً 15 منٹ بعد باہر نکلی اپنے گیلے والوں کو کنگھی کر کے کچھ دیر اپنے چہرے کو دیکھا اور پھر بالوں کا جوڑا بناتے حجاب کرتے نقاب کر لیا۔۔ "

طرسم نے وال کلاک کی جانب دیکھا جو رات کے نو بجا رہا تھا۔ ٹھنڈ بہت زیادہ ہے طرسم نے صوفے پر پڑی دالہام کی کالی چادر اوڑھ لی۔۔ کمرے سے باہر نکلی حویلی کے پورچ میں کار کھڑی ہونے کی آواز آئی۔ سردار کار سے نکلتے لاؤنج میں داخل ہوا۔ آواز سن کر شیر طیان مردان خانے سے باہر نکلا، وہ دونوں اپنے قدم سردار کی جانب بڑھانے لگے تھے جب قندیل کچن سے باہر نکلتی سردار کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ طرسم اپنی جگہ پر ساکت ہوئی شیر طیان دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔۔ "

دالہام مجھے میری دوست کے گھر چھوڑ آؤ قندیل نے اپنا ہاتھ دالہام کے کندھے پر رکھا سردار اس کا ہاتھ پیچھے کرنے لگا تو قندیل نے اپنے ایک پاؤں کو ٹیرا کیا اور گرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے دالہام کے سینے پر سر رکھ کر اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔ سردار اسے خود سے پیچھے کرنے

لگا جب اس کی نظر اپنی سردارنی کی سرخ ہوئی آنکھوں پر پڑی جن میں نمی شامل ہو رہی تھی سردار نے نفی میں سر ہلایا۔۔ طرسم لمبے ڈھگ بھرتی سردار کے پاس گئی اور قندیل کا بازو پکڑ کر اسے اپنے دیو سے دور دھکا دیا وہ بامشکل گرتے ہوئے بچی۔۔ شیر طیان غصے سے چلتا ہوا آیا اور قندیل کو دھکا دے دیا وہ سیدھا زمین پر گری۔۔ "

زیادہ شوق چڑھا ہوا ہے لڑکیوں کو اپنے ساتھ چپکانے کا طرسم نے دیو کی چادر مٹھیوں میں جکڑ کر اسے نیچے کی جانب جھکایا۔۔ "

تم پیچھے ہٹو شیر طیان کو آگے بڑھتے دیکھ طرسم غصے سے چلائی شیر و بلائی لب باہر نکال کر سردار کو دیکھنے لگا۔۔ "

تمیز نامی چیز نہیں ہے تم میں قندیل اٹھ کر بلند آواز میں بولی۔ طرسم جھٹکے سے مڑی اور اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی، شیر طیان کا رونے والا چہرہ دیکھ کر سردار نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ "

آپ کو شرم نہیں آئی اپنے بھانجے کی گردن میں بازو حائل کرتے ہوئے تو پھر مجھ میں صبر اور تمیز کیسے آتی آپ جیسی بے حیا عورت کو اپنے دیو کے قریب دیکھ کر طرسم دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ آنکھوں میں مزید سرخی شامل ہونے لگی۔۔ "

میرا پاؤں پھسلا تھا قندیل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ طرسم کہ گردن دبا دے۔۔ "

پاؤں پھسلا تھا یا پھر نیت۔ سردار نے ایک ہاتھ لبوں پر رکھ کر آنکھیں پھیلائے اپنی پانچ فٹی سردارنی کو دیکھا جسے قندیل کا اسے چھونا برداشت نہیں ہوا تھا۔ قندیل تلملاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ "

نیچے اتارو اسے طرسم نے جب سردار کی گود میں اس مہا شیطان کو دیکھا اس کا پاڑا ایک مرتبہ پھر سے ہائی ہوا۔۔ دالہام اسے اپنے بازو کے حسار میں لینے لگا طرسم نے زور سے اس کے بازو پر تھپڑ مارا۔۔ "

نیچے اتارو اسے طرسم دالہام کے اس ہاتھ پر تھپڑ مارنا شروع ہو گئی جس ہاتھ میں اس نے طیان کو اٹھایا ہوا تھا۔۔ "

شیرو آپ تھوڑی دیر دادو کے پاس جاؤ پھر میرے کمرے میں آجانا ہے مجھے آپ کی بڑی مورے سے کچھ ضروری بات کرنی ہے سردار نے اسے اپنی گود سے نیچے اتارا شیر طیان روتا ہوا ریحانہ خانم کے کمرے میں چلا گیا۔۔ سردار اس کے پیچھے جانے طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ سردار نے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اسے بازو میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔۔ وہ مزاحمت کرتی ہاتھ پاؤں چلانے لگی تاکہ وہ اسے نیچے اتار دے وہ کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند کر کے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر کے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے طرسم کے گرد سخت حصار بنایا۔۔ "

اتنا غصہ نہیں کرتے سردارنی دالہام نے اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائی واللہ طرسم خانزادی کی سفید نقاب میں نیلی آنکھیں سردار کو پاگل کر رہی تھی۔ سردار کی سرداری سانس روکے آئینے میں اپنا اور اپنے دیو کا عکس دیکھ رہی تھی۔۔ "

تمہارا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی لڑکی آکر چپکے تمہارے ساتھ اور میں مسکرا کر اسے گلے لگا کر کہوں بہت اچھا کام کر رہی ہو طرسم جلن میں یہ بات بھول گئی کہ وہ سردار سے خفا ہے دالہام اس کا نقاب نیچے کرنے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ پر زور سے مکا مارا۔۔ "

جا کر اس قندیل کے ساتھ چپکو گندے دیو خبردار اگر میرا نقاب اتارا یا پھر مجھے ہاتھ لگایا پیچھے ہٹو اب کی مرتبہ اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی اس کے ہاتھوں پر چٹکیاں کاٹتے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ "

پری اچانک وہ سب۔۔۔۔۔ہاں سب کچھ اچانک ہی ہوتا ہے آنکھوں سے آنسو بہہ کر سفید نقاب میں جذب ہوئے۔ سردار نے اس کا رخ اپنی جانب کر کے آنسو صاف کیے اور اپنے سینے میں بیج لیا وہ خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھے آنسو بہاتی رہی۔۔ "

میں کبھی تمہارے علاوہ کسی اور کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتا ٹھوڑی سے اس کا چہرہ پکڑتے ذرا سا جھکا اور آنکھوں پر پھونک ماری۔ طرسم نے سختی سے آنکھیں بند کر کے اگلے لمحے اس کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔ جہاں جذبات کا ایک سمندر آباد تھا۔۔ اسے اپنے بابا کی باتیں سچ معلوم ہوئیں کہ وہ تم پر اپنی جان قربان کر سکتا ہے۔۔ تو کیا پھر یاور مرزا کی ساری باتیں غلط تھی۔ طرسم نے ابھی تک اپنا موبائل نہیں دیکھا تھا کہ وہ پرس میں ہے بھی یا پھر نہیں۔۔ "

جھوٹ بول رہے ہو تم دیو، تم مجھ سے پیار نہیں کرتے اگر مجھ سے پیار کرتے تو کبھی بھی اسے اپنے قریب۔۔ طرسم نے ہر ایک کی کہی گئی باتیں جھٹلا دی لیکن وہ ان تصاویر اس ویڈیو کو کیسے جھٹلاتی جس میں قندیل اس کے دیو کے قریب آ رہی تھی۔۔ "

پری وہ سب اتفاقاً ہوا ہے ان کا پاؤں پھسلا اور۔۔۔۔ میں اس کی بات نہیں کر رہی دیو طرسم اس کی بعد کاٹتے جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئی اسے کیسے بتاتی کہ اس نے قندیل کو اس کے بے حد قریب دیکھا ہے۔۔ "

کس بارے میں بات کر رہی ہو؟ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما اور پریشانی سے پوچھا۔ قندیل تو صرف ایک مرتبہ اس کے ذرا سا قریب ہوئی تھی کچھ لمحے پہلے۔ تو پھر اس کی پری کس بارے میں بات کر رہی تھی۔ پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔ "

مجھے کوئی بات نہیں کرنی طرسم نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے۔ سردار نے اسے اپنے بازوں میں اٹھایا بیڈ پر بیٹھتے اپنی گود میں بٹھا کر طرسم کے گرد سخت حصار بنا لیا تاکہ وہ اسے دور نہ جائے۔۔ "

اچھا سردار کی سردارنی سے میں کچھ نہیں پوچھ رہا۔ سردار نے ایک مرتبہ پھر اپنا ہاتھ اس کے نقاب کی جانب بڑھایا طرسم نے اس کا سخت اور بھاری ہاتھ اپنے نرم و ملائم چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں تھام لیا۔۔ "

میرا چہرہ کیوں دیکھنا ہے؟ ایک مرتبہ پھر اس نے وہی سوال کیا جب دالہام نے پہلی مرتبہ اس کا نقاب ہٹایا تھا۔۔ "

تم پردہ کرتی ہو؟ سردار کے سوال پر اس نے لمحے کے لیے گھور کر اس کی جانب دیکھا۔۔ "

ہاں! طرسم کو حد سے زیادہ اس کا سوال عجیب لگا یک لفظی جواب دے کر بلائی لب دانتوں تلے دبایا۔۔ "

کس سے ؟ اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر لمبا سانس لیا۔ سردار نے اس کا نقاب ٹھیک کرتے محبت پاش لہجے میں سوال کیا تھا۔۔ "

نامحرم سے !پھر سے چند لفظی دے کر اپنے ناخن دیکھنے لگی جو تھوڑے سے بڑے ہو گئے تھے۔۔ "

میں تمہارا محرم ہوں یا نامحرم ؟ طرسم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا آخر سردار اس سے اس طرح کے سوال کیوں پوچھ رہا تھا وہ اتنی بھی چھوٹی بچی نہیں تھی کہ اسے معلوم نہ ہوتا کہ دیو اس کا محرم ہے یا پھر نامحرم۔۔ "

محرم !کیونکہ شوہر محرم ہوتا ہے غصے سے جواب دے کر اس کی چادر کو کھینچنے لگی دالہام نے اس کے ہاتھ پیچھے کر دیے کیونکہ اس کے کپڑوں پر خون کے نشانات تھے جو اس نے چادر سے چھپائے ہوئے تھے۔۔ "

تو کیا شوہر سے پردہ کرنا جائز ہے ؟ طرسم نے زور سے اپنی پیشانی اس کے کندھے پر مار کر اسے گھور کر دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

تو پھر میرے سامنے نقاب کیوں کرتی ہو۔ عورت کو اپنے چچازاد ماموزاد ، خالہ زاد اور پھپھوزاد بھائیوں سے پردہ کرنا چاہیے یعنی کہ مختصر ہر اس مرد سے پردہ کرنا چاہیے جن سے آپ کا نکاح جائز ہو۔ شریعت محرم سے پردہ کرنے کو جائز قرار نہیں دیتی۔ خاص کر شوہر سے، میاں بیوی تو پوری زندگی کے ساتھی ہوتے ہیں روح کے ساتھی ہوتے ہیں ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا دالہام نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر اپنی پیشانی سے لگایا۔ طرسم کی لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی اس کے بابا بھی اس کی مورے کو اسی طرح عزت دیتے تھے جب وہ ناراض ہوتی تو ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگا کر اپنی پیشانی سے لگاتے۔۔ اسے رونا آرہا تھا وہ کس کی بات پر عمل کرے یاور مرزا کی باتوں پر یا پھر اپنے بابا کی باتوں پر یا اسے جو نظر آرہا تھا اس پر یقین کر کے اپنے دیو کے ساتھ پیار بھرا لہجہ اپنا کر رہے۔۔ "

تم بدل تو نہیں جاؤ گے نا بچوں کی طرح اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنسو بہاتے پوچھا۔ آنکھوں میں ایک تڑپ تھی جو سردار کے دل میں خنجر پیوست کر گئی۔۔ "

چھ سال بعد تمہیں اپنے دیو میں کوئی تبدیلی محسوس ہوئی ؟ سردار نے اس کے گرد سے حسار ہٹاتے ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا چہرہ تھام کر پیشانی پر بوسا دیا۔ طرسم نے نفی میں سر ہلایا وہ بار بار اپنے ذہن میں آئی ان تصاویر کو جھٹک رہی تھی۔۔ "

کپڑے بدلو۔ اسے پیچھے کی جانب دھکا دے کر گود سے اٹھ کر سینے پر ہاتھ باندھتے غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا سردار کھڑا ہو گیا اور سر تا پاؤں تک اس کا جائزہ لیا جو سفید رنگ کی فراک پہنے اور ہم رنگ حجاب اور نقاب کیے قیامت خیز رکھ رہی تھی، بے ساختہ سردار کا ہاتھ دل کے مقام پر گیا وہ اس کی سیاہ چادر لپیٹیں کھڑی تھی۔۔ "

ایک شرط پر! سردار کو سمجھ لگ گئی کہ وہ اس کے کپڑے کیوں تبدیل کروا رہی ہے۔۔ "

کیسی شرط؟ کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر دو قدم اگے بڑھاتے ائی بروا چکا کر استفار کرنے لگی۔۔ "

آدھی شرط ابھی بتا دیتا ہوں آدھی کپڑے تبدیل کرنے کے بعد بتاؤں گا لیکن تم وعدہ کرو کہ تم شرط پوری کرو گی سردار نے دو قدم اس کی جانب بڑھائے اب دونوں کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ تھا۔۔ طرسم نے آنکھوں سے اشارہ کیا "بولو کون سی شرط ہے۔۔ "

جب میں کپڑے تبدیل کر کے آؤں گا تم مجھے اپنے بال دکھاؤ گی اور اس کمرے میں میرے ساتھ رہو گی دالہام ہلکا سا مسکرایا۔ وہ طرسم کو مکمل طور پر اپنا عادی بنانا چاہتا تھا۔۔ وہ سوچ میں پڑ گئی اس نے آج رات اس کمرے میں رکنا تھا۔ اس مہا شیطان کو ہرانے کے لیے اس نے

ہاں میں سر ہلا دیا۔۔ دالہام واش روم میں چلا گیا سر مئی رنگ کا ٹراؤزر شرٹ پہن کر باہر آیا۔ طرسم جیسے نظریں جھپکانا بھول گئی بکھرے بالوں اور رف سے حلیے میں وہ کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔ "

شرط پوری کی جائے سردار سینے پر ہاتھ باندھ کر ڈریسنگ روم کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔ حجاب سے پن اتاری ایک جھجھک سی محسوس ہوئی دوپٹہ اتارنے میں۔۔ لمبا سانس لے کر خود کو یہ سمجھاتے ہوئے حجاب کھولا کہ وہ تمہارا محرم ہے تمہارے بال اور تمہیں بغیر دوپٹے کے دیکھ سکتا ہے۔۔ حجاب کھول کر اس نے اپنا نقاب بھی اتار دیا سفید رنگ کی فراک میں اس کی سفید و سرخ رنگت دیکھ کر سردار کا چہرہ سرخ ہونے لگا ایک انجانے احساس سے۔۔ "

بال۔۔۔۔ کھولو ایک لفظ بول کر لمبا وقفہ لیتے دوسرا لفظ ادا کیا طرسم نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔ "

دیو تم نے کہا تھا کہ بال دکھانے ہیں یہ نہیں کہا تھا کہ کھول کر دکھانے ہیں طرسم نے زور سے تین سے چار دفعہ نفی میں سر ہلایا۔ سردار کا منہ بن گیا۔۔ "

اچھا کھول رہی ہوں دیو زیادہ منہ مت بناؤ دانت کچکچاتے ہوئے کہہ کر اپنے بال کھولے جو کمر سے نیچے تک گئے بالوں سے پانی کی بوندیں گر رہی تھی کچھ آوارہ لٹے چہرے پر لہرانے لگی۔۔ "

مجھ پر لمبے بال اچھے نہیں لگ رہے؟ اسے ایک جگہ ساکت کھڑے بغیر آنکھیں جھپکائے اپنی جانب دیکھتے پا کر طرسم کو لگا کے شاید اسے اپنی بیوی کے لمبے بال پسند نہیں آئے۔۔ سردار اس کے پاس گیا اور ارد گرد چکر لگاتے اس کے بالوں پر نظر ٹکائے ہوئے تھا۔۔ "

یہ بال اصلی ہے ؟اس کے بالوں کو پکڑ کر حیرت سے پوچھا۔۔ "

نہیں وگ لگائی ہوئی ہے اپنے بال اس کے ہاتھوں سے چھڑواتے پیچھے کی جانب دھکا دیا۔۔ "

چشم بدور پاگل کر دوگی تم اپنے دیو کو سردار نے اسے شانوں سے تھامتے اپنے سینے سے لگایا۔ شیر طیان بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھول کر اندر جھانکنے لگا سامنے جہنم کے کانٹے کو اپنے بابا جانے کے گلے لگا دیکھ کر دبے پاؤں اندر آیا اور بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کر کے ان دونوں کے دائیں جانب کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ باندھ کر غصے سے ان دونوں کی جانب دیکھنے لگا۔۔ "

بہت خوبصورت ہو تم !سردار نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما اس کی پیشانی پر بوسہ دینے لگا اچانک طرسم کی نظر سائیڈ پر کھڑے اس مہا شیطان پر گئی بے ساختہ اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ سردار نے

اس کی نظروں کا تعاقب کیا سامنے اس چھوٹے شیطان کو دیکھ کر خفت سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ "

بابا جانی آپ نے کبھی مجھے تو نہیں کہا کہ خوبصورت ہو تم! شیر طیان دانت پیستے ہوئے طرسم کی جانب دیکھ کر بولا۔۔ "

وہ تمہیں کیوں بولیں گے مہا شیطان میں تمہارے جانی کی بیوی ہوں تو وہ مجھے خوبصورت بولیں گے اسے جلانے کی خاطر دالہام کے سینے پر سر رکھ کر کھڑی ہو گئی وہ پاؤں پٹختا ہوا سردار کے پاس پہنچا اور اس کی شرٹ کھینچتے ہاتھ اوپر کے جانب کیے کہ مجھے اپنی گود میں اٹھاؤ۔۔ "

دیو تم اسے گود میں نہیں اٹھاؤ گے، صرف میں تمہاری گود میں بیٹھ سکتی ہوں اس نے سردار کا ہاتھ پکڑ لیا دوسرا ہاتھ شیر طیان نے پکڑ لیا دالہام نے لمبا سانس فضا کے سپرد کیا ان دونوں کی جنگ پھر سے شروع ہونے والی تھی۔۔۔ "

دونوں میرے پاس سوجاؤ، شاباش لڑنا نہیں سردار نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر چھوٹے شیطان کو اپنی گود میں اٹھایا اور طرسم کو اپنے بازو حصار میں لیا۔۔۔ "

نہیں وہ دونوں ایک ساتھ چلائے دالہام کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔ "

بابا جانی آپ کے ساتھ میں سوتا ہوں نا۔۔

دیو تم نے کہا تھا نا کہ آج میں تمہارے کمرے میں رہوں گی پہلے شیر طیان بولا اس کے بعد طرسم۔ دالہام نے ایک نظر اپنی بیوی کی جانب اور پھر اپنے بھتیجے کی جانب دیکھا۔ "

ایک کام کرو مجھے آدھا آدھا کر لو۔ آدھا تم اپنے کمرے میں لے جانا شیرو اور آدھا پری تم اپنے کمرے میں لے جانا۔ وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔ "

باباجانی میں درمیان میں سوؤں گا شیر طیان جھٹ سے بولا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کے باباجانی کے ساتھ جہنم کے کانٹے سوئیں۔۔ "

دیو درمیان میں میں سوگی طرسم بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کا دیو اس مہا شیطان کے ساتھ سوئے دالہام نے شیر طیان کو بیڈ پر دائیں جانب لٹایا اور پھر طرسم کو بازو میں اٹھا کر بائیں جانب لٹا کر درمیان میں خود لیٹ گیا وہ دونوں اٹھنے لگے دالہام نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر گراتے اوپر لحاف دیا اس کا سر درد سے پھٹنا شروع ہو گیا تھا اسے اس وقت سکون چاہیے تھا لیکن وہ دونوں تھے کہ لڑنے سے باز نہیں آ رہے تھے۔۔"

اوئے مہا شیطان پیچھے ہو کر لیٹ طرسم نے سردار کے سینے پر ہاتھ رکھتے اس مہا شیطان کا سر پیچھے کرنا چاہا۔۔ "

جہنم کے کانٹے تم میرے بابا جانی سے پیچھے ہو کر سو شیر طیان نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔ سردار نے لمبا سانس فضا کے سپرد کیا ان دونوں کے ساتھ رہنے کے لیے اسے بے انتہا ہمت کی ضرورت تھی۔۔ "

بابا جانی۔۔۔ شیرو ایک دم خاموش مجھے تم دونوں کی آواز نہ آئے نہیں تو میں اٹھ کر کمرے سے باہر چلا جاؤں گا پھر دونوں سوتے رہنا یہاں پر اکیلے دالہام نے دونوں کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ شیر طیان رونے لگ گیا کیونکہ اس کے بابا جانی نے پہلے جہنم کے کانٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔ "

شیرو کیا ہوا ہے دالہام نے اس کی پیشانی پر دوبارہ سے بوسہ دے کر پوچھا تو شیر طیان نے طرسم کو آنکھ مار کر چیڑایا کہ میرے بابا جانی نے مجھے دو مرتبہ بوسہ دیا ہے۔۔ "

دیو مجھے دوبارہ دو طرسم نے اپنی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھی سر دار نے دوبارہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا شیر طیان نے اپنے بابا جان کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر اپنی جانب ان کا رخ کرتے اپنی پیشانی پر انگلی رکھی تو سر دار نے ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی پر لب رکھے ۔ طرسم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر ذرا سا اوپر ہوتے اس کی پیشانی پر لب رکھے ۔ ۔ شیر طیان دانت پیستے ہوئے اٹھ کر بیٹھا اور اپنے بابا جانی کا چہرہ اس کے ہاتھوں سے آزاد کروا کر ان کے دونوں رخسار اور پیشانی پر بوسہ دیا ۔ پری دوبارہ سے اس کا چہرا تھامنے لگی دالہام نے دونوں کو پیچھے کیا اٹھ کر بیٹھتے اپنا سر تھام لیا وہ ان دونوں کے درمیان اگر مزید رہتا تو اس نے پاگل ہو جانا تھا ۔ ۔ "

تم دونوں پاگل ہو یا پھر مجھے پاگل کرنے کی کوشش کر رہے ہو سر دار نے ایک لمحے کے لیے ان دونوں کو گھوری سے نوازا ۔ طرسم نے اسے

پیچھے کی جانب دھکا دے کر بیڈ پر لٹاتے اس کے سینے پر سر رکھا شیر طیان بھی اپنے بابا جانی کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ پری اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی تو وہ مہا شیطان اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک دیتا اور جب وہ رکھتا تو پھر طرسم پیچھے کر دیتی وہ دونوں سردار کے سینے پر لیٹے جنگ لڑ رہے تھے۔۔۔ "

تم دونوں کو خدا کا واسطہ ہے خاموشی سے سو جاؤ میرے سر میں مزید درد مت لگواؤ اس مرتبہ سردار نے دونوں کا سر پکڑ کے اپنے لبوں کے پاس کرتے ایک ساتھ ان کے بالوں پر اپنے لب رکھے تاکہ دونوں میں لڑائی پیدا نہ ہو۔۔۔ "

دیو صبح اٹھ کر پہلے مجھے گڈ مارننگ والا پیار کرنا ہے طرسم نے آنکھیں بند کرنے سے پہلے پیار بھرے لہجے میں کہا جلن میں ہی سہی وہ نرم لہجہ اپنے

دیو کے ساتھ اپنا چکی تھی اور یہی چیز سردار کے دل کے سکون کا باعث بنی۔۔ "

بابا جانی مجھے پہلے کرنا ہے شیر طیان کہہ کر آنکھیں موندے کچھ لمحوں میں ہی گہری نیند میں چلا گیا ان دونوں کے سونے کے بعد سردار نے پر سکون سانس لی دونوں کی پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کرتے آنکھیں موندلی۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کی آنکھوں فجر کی آذان کے وقت کھلی۔ سردار کے سینے پر وزن ڈال کر اٹھی ایک نظر اس کے پر سکون ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر اس مہا شیطان کو جو اس کی گردن میں چہرہ دیے سویا تھا۔۔ اپنے اوپر سے لحاف ہٹا کر بال باندھے سر پر دوپٹہ لیتے ہوئے واش روم میں گئی فریش

ہو کر وضو کرتے جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔ ابھی اس نے پہلی رکعت شروع کی تھی جب سردار اٹھا جلدی سے واش روم میں جا کر اس نے وضو کیا اور اپنی سردارنی کے ساتھ دو قدم آگے کی جانب جائے نماز بچھا کر فجر کی نماز پڑھنا شروع ہو گیا۔ دس منٹ بعد دونوں نے ایک ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔ "

میرے اللہ تو دل کے ہر راز جانتا ہے میں نے خود کو تیرے راستے پہ چلایا۔ بے شک اس میں تیری رضا تھی۔ یا اللہ مجھے میاں بیوی کے رشتے کی اتنی سمجھ نہیں ہے اس رشتے میں صحیح راستے پر مجھے رکھنا۔ میں گناہ کے زیر اثر خود کو نہیں رکھنا چاہتی۔ دیو کے خلاف مجھے ایک شخص ثبوت دے رہا ہے اور میرے بابا میرے شوہر کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ میں پاگل سی ہونے لگتی ہوں یہ سوچ کر کہ کون غلط اور کون صحیح ہے۔ میرے خدا تو ہر چیز جانتا ہے مجھے سیدھے راستے پر لے جا

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اللہ سے دعا کی۔ آنسو ہتھیلیوں میں گر کے اس کے دل کے بوجھ کو ہلکا کر رہے تھے، ناک اور رخسار ٹماٹر کی طرح سرخ تھے۔۔۔ "

یا اللہ تو ہر چیز جانتا ہے کوئی چیز تجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہے میری سردارنی کو ہمیشہ میرے پاس رکھنا اور مجھے ان درندوں کے پاس لے جا جو تیری بنائی گئی خوبصورت اور انمول چیز کو اپنے پاؤں کے جوتی سمجھ کر روند دیتے ہیں سردار نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کے اپنی سردارنی کے جانب دیکھا جس کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے تھوڑا سا پیچھے کی جانب بیٹھتے اس کے گرد پیچھے سے ایک بازو کا حسار بنایا اور دوسرا ہاتھ اس کے دونوں ہاتھوں کے نیچے رکھا۔ دونوں نے ایک ساتھ آمین کہا طرسم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنا رخ دالہام کی جانب کیا۔۔ "

مجھے بات کرنی ہے۔ تھکے ہوئے انداز میں کندھے پر سر رکھا۔۔"

آج کے بعد دیو تم جہاں پر بھی جاؤ گے مجھے بتا کر جاؤ گے، میں جب کال کروں تم کال پک کیا کرو گے چاہے جتنا بھی ضروری کام ہو، کسی لڑکی کو اپنے پاس نہیں آنے دینا اور وہ قندیل چڑیل مجھے تمہارے اس پاس نظر نہ آئے، اور ہاں اس مہا شیطان کو سمجھا دینا کہ جب میں تمہارے پاس ہوں تو فضول میں تمہارے ساتھ چپکا چپلی نہ کیا کرے۔ ٹھیک ہے تمہارا بھتیجہ ہے تمہارے پاس رہتا ہے لیکن اس کا ہر گز مطلب نہیں ہے کہ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ چپکا رہے طرسم نے اس کی شرٹ سے پکڑ کر چہرہ اپنے قریب کیا سردار نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا اسے حکم چلاتی اپنی سردارنی بے حد پسند آئی تھی۔۔ "

اور کوئی حکم اس غلام کے لیے سردارنی صاحبہ دالہام نے اس کے گرد حسار بناتے عقیدت سے پیشانی پر لب رکھے شیر طیان نے موندی

موندی آنکھیں کھولی خود کو اکیلے بیڈ پر پا کر اٹھ کر بیٹھا ان دونوں کو ایک دوسرے کے پاس بیٹھے دیکھ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بے آواز روز و قطار رو رہا تھا کیونکہ پہلے اس کے بابا جانی اپنی تمام توجہ اسے دیتے تھے اور اب اپنی بیوی کو۔۔۔ بے ساختہ اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی سردار پیچھے کی جانب مڑا اسے بیڈ پر بیٹھے ہچکیاں بھرتے روتے دیکھ فوراً اٹھ کر اس کے پاس گیا اس سے قبل وہ اسے اپنی گود میں اٹھاتا شیر طیان بیڈ سے اتر گیا۔۔ "

میں آج کے بعد آپ کے کمرے میں نہیں سوؤں گا میں اپنے بابا پاس سو گا آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے آپ کو بس اپنی سردارنی چاہیے اور کوئی نہیں آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح بہہ رہے تھے دالہام کو اس کا رویہ پانچ سال کے بچے کی طرح ہرگز نہیں لگ رہا تھا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ شیر طیان اس قدر اس کا عادی ہو جائے گا۔۔ "

بابا جانی کی جان ادھر آؤ سردار گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اپنے بازو دونوں اعتراف پھیلائے وہ روتے ہوئے اس کے سینے سے جا لگا۔

دالہام کتنی دیر اس کی پیٹھ سہلاتا رہا لیکن اس کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔ اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا اور ایک ہاتھ سے اپنی سردارنی کو اشارہ کیا کہ اس کے پاس آ کر بیٹھے طرسم منہ بناتی اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ دالہام نے ایک بازو کے حصار میں اپنی بیوی اور دوسرے بازو کے حسار میں اپنے بھتیجے کو لیا۔۔ "

میرے لیے تم دونوں خدا کے بعد سب سے زیادہ اہم ہو۔ اس طرح جھگڑا مت کرو شیرو پہلے تم اکیلے تھے میرے پاس میری تمام تر توجہ تمہیں ملتی تھی لیکن اب میری بیوی میرے پاس ہے میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ تم دونوں کو مکمل توجہ دو اس طرح جھگڑ کر تم

دونوں مجھے ہرٹ کرتے ہو سردار نے ان دونوں کا سر اپنے سینے پر رکھا اور محبت پاش لہجے میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔۔ "

چلو ایک کام کرتے ہیں۔ شام کو جب آفس سے میں واپس آیا کروں گا تب ایک گھنٹہ شیرو کا اور پھر ایک گھنٹہ میری سردارنی کا اور اس کے بعد تم دونوں خاموشی سے میرے پاس سو جاؤ گے بنا مجھے تنگ کیے اور صبح اٹھ کر دونوں کو ایک ساتھ گڈ مارننگ بولا کروں گا کسی نے جھگڑنا نہیں ہے آپس میں۔ نہیں تو پھر میں نے حویلی چھوڑ کر چلے جانا ہے ان دونوں کو منہ بناتے دیکھ سردار نے کہا آدھی بات سن کر وہ دونوں مسکرائے لیکن جب آخری الفاظ سنے تو دونوں گھور کر سردار کی جانب دیکھنے لگے۔۔ "

اگر کوئی حویلی چھوڑ کر گیا تو پھر میں نے ڈنڈا پکڑنا ہے اور اس کی ٹانگوں پر مار کر اسے ہمیشہ کے لیے ویل چیئر پر بٹھا کر پوری حویلی گھمایا کروں گی

طرسم نے مسکرا کر اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کے بازو پر چٹکی کاٹی دوسری جانب شیر طیان نے اس کے بازو پر دانت گاڑھ دیے۔۔ "

یا اللہ یا تو مجھے صبر دے یا پھر ان دونوں کو عقل سردار نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر دل کی گہرائیوں سے خدا سے دعا مانگی کیونکہ وہ دونوں اسے پاگل کر رہے تھے۔۔ "

دیکھو مہا شیطان ہم جھگڑا نہیں کریں گے لیکن اگر تم میرے ٹائم پہ دیو کے پاس آئے تو پھر تمہیں ماروں گی طرسم نے اسے انگلی دکھا کر خبر دار کیا کہ جب میرا ٹائم ہوگا تو صرف دیو کے پاس میں رہوں گی۔۔ "

او کے ڈن اگر میرے ٹائم میں تم میرے بابا جانی کے پاس آئی تو پھر میں تمہیں ماروں۔۔۔ شیرو آج کے بعد میں تمہاری بڑی مورے کے لیے تمہارے زبان سے تم لفظ نہ سنو آپ کہہ کر بلایا کرو رشتے میں اور عمر میں وہ تم سے بڑی ہیں سردار نے پیار سے لیکن سخت لہجے میں سمجھایا۔

آئیدن کی جگہ وہ اپنے بھتیجے کی پرورش کر رہا تھا اگر وہ بد تمیز بنتا تو انگلی اس کے ماں باپ سے زیادہ سر دار پر اٹھائی جانی تھی۔۔ "

سوری بابا جانی آج کے بعد نہیں کروں گا شیر طیان نے سر دار کے سینے پر سر رکھا تو دالہام طرسم کی جانب متوجہ ہوا۔۔ "

پری وہ چھوٹا ہے کل اس نے بد تمیزی کی تھی لیکن تم تھوڑا بڑی ہونے کا مظاہرہ کر کے خاموش رہا کرو یوں دونوں کا بچوں کی طرح لڑنا اچھی بات نہیں ہے طرسم نے اچھے بچوں کی طرح ہامی سر ہلایا اور لبوں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا کے بیٹھ گئی۔۔ "

بھوک لگی ہے دونوں کو لبوں پر ہاتھ جما کر سر جھکائے دیکھ پوچھا۔۔ "

بہت زیادہ !ان کے یک زبان بولنے پر دالہام نے شیر طیان کو گود میں اٹھایا، طرسم نے اپنا سفید رنگ کا نقاب پکڑ کر باندھ لیا پھر سر دار اپنی سر دارنی کو بازو کے حصار میں لیے نیچے لے کر گیا کچن میں داخل ہوتے

طیان کو شیلف پر بٹھایا۔ طرسم جمپ لگا کر شیلف پر مہا شیطان کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ دالہام نے نفی میں سر ہلایا وہ بس قد سے ہی بڑی ہوئی تھی حرکات ابھی بھی 10 سال کی بچی کی طرح تھی۔۔ "

نوڈلز کھانے ہیں!۔۔

ناشتے میں نوڈل کھاؤ گے تم دونوں؟ ان دونوں کو یک زبان بولتے دیکھ دالہام حیرت میں بتلا ہوا۔ طرسم اور شیر طیان نے ہاں میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہے تھے کہ ہم دونوں نے ناشتے میں نوڈل ہی کھانے ہیں۔۔ 15 منٹ تک نوڈل بنا کر دالہام نے ٹیبل پر رکھیں شیر طیان کو شیلف سے نیچے اتارا، طرسم جمپ مار کر اتری اور چیئر پر جا کر دونوں بیٹھ گئے اور ٹکر ٹکر دالہام خانزادہ کو دیکھنے لگے۔۔ "

دیو مجھے نوڈل کھلاؤ۔۔

بابا جانی نوڈل کھلائیں۔ پہلے طرسم اور اس کے بعد شیر طیان بولا گا دالہام نے لمبا سانس لیا ان دونوں کا جھگڑا پھر شروع ہونے والا تھا۔۔ "

دیو نے کہا ہے لڑنا نہیں ہے تو پھر ہم راک پیپر سیزر کر لیتے ہیں جو جیتا دیو پہلے اسے بائٹ کھلائے گا اور اس کے بعد دوسرے والا کھائے گا

شیر طیان نے ہاں میں سر ہلایا دونوں نے ہاتھ ملاتے اوپر کی جانب اچھالا۔ شیر طیان نے سیدھا ہاتھ رکھا اور تم نے مکا بنا لیا۔۔۔ "

میں جیت گیا شیر وا اوپر کی جانب دونوں ہاتھ کر کے چلایا طرسم کا منہ بن گیا دالہام نے پہلے اپنے چھوٹے شیطان کو نوڈل کی بائٹ کھلائی اس کے بعد طرسم کے جانب نوالہ کیا اس نے منہ بناتے کھایا۔۔ سردار کبھی اپنی بیوی کے منہ میں چمچ ڈالتا تو کبھی شیر طیان کے منہ میں۔۔ "

نیند آرہی ہے دونوں ٹشو پکڑ کر اپنا چہرہ صاف کر کے کچن سے چلے گئے طرسم اپنے کمرے میں اور وہ چھوٹا شیطان اپنی مورے کے پاس گیا۔ سردار کو ڈیرے پر جانا تھا بنا ناشتہ کیے وہ بڑی حویلی سے چلا گیا۔۔ "

مورے! شیر طیان کمرے میں گیا بیڈ پر بیٹھ کر نمیرہ کے کندھے پر سر رکھتے اسے پکارا آئیدن واش روم سے باہر نکلا صوفے پر لیٹنے لگا جب اس کی نظر سامنے بیٹھے اپنے پروڈکٹ پر گئی پہلے تو حیرت ہوئی پھر خاموشی سے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کے سامنے صوفے پر نہیں سو سکتا تھا۔۔ "

بابا مورے نہیں اٹھ رہی شیر طیان آئیدن کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔ "

بیٹا آپ کی مورے سوئی ہیں انہیں مت جگاؤ آئیدن نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔ "

بابا ایک بات پوچھو؟ اپنے بابا کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر ٹکر ٹکر ان کی جانب دیکھتے سوال پوچھنے کی اجازت چاہی۔۔ آئیدن نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

بابا جانی کی سردارنی اپنا چہرہ کیوں چھپاتی ہے اس کے ننھے سے دماغ میں گزشتہ دنوں سے یہی بات گھوم رہی تھی کہ طرسم اپنے اپ کو چھپا کر کیوں رکھتی ہے۔۔ "

میرے پیارے بیٹے آپ کی بڑی مورے پردہ کرتی ہیں۔ ائیدن بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بٹھاتے اس کی پیشانی سے بال پیچھے کیے۔۔ "

بابا پردہ کیا ہوتا ہے؟ اس کے اتنے خوبصورت سوال پر آئیدن مسکرایا۔۔ "

غیر مردوں سے خود کو چھپانا۔ آئیدن کے جواب پر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے پر سوچ انداز میں اس نے اپنے بابا کو دیکھا۔۔ "

غیر مرد یعنی کے باہر کے مرد تو پھر وہ آپ سے پردہ کیوں کرتی ہیں آپ تو گھر کے مرد ہو وہ چھوٹا سا بچہ اپنے ذہن کے مطابق سوال کر رہا تھا جو سوال اس کے دل میں آتا وہ اپنے بابا سے پوچھتا جا رہا تھا۔۔ "

آپ کی بڑی مورے شرعی پردہ کرتی ہیں۔

بابا شرعی پردہ کیا ہوتا ہے؟ اس کے بابا کے سوال اسے مزید الجھا رہے تھے آئیدن کو ایک لمحے کے لیے سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے کیسے سمجھائے۔۔ "

باپ، بھائی، سگے چچا، سگا ماموں، دادا، نانا، بھتیجے اور بھانجے سے ایک عورت کا پردہ نہیں ہوتا اس کے علاوہ کوئی بھی مرد ہو اس سے ایک عورت کا پردہ جائز ہے، بیٹا جیسے آپ کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ

باہر کے مردوں سے پردہ کرنا چاہیے اور گھر کے مردوں سے نہیں۔
آپ تو چھوٹے ہو آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی لیکن آج کل کی
سمجھدار لوگ بھی یہی باتیں کرتے ہیں کہ باہر پردہ کرنا ٹھیک بات ہے گھر
میں پردہ کیوں کرتی ہے گھر میں تو سب اپنے ہیں۔ آئیدن نے اس کا چہرہ
ہاتھوں میں تھام کر تفصیل سے اور آسان لفظوں میں سمجھایا۔ شیر طیان
مزید سوچ میں پڑ گیا ذہن میں بے شمار سوالات آنے لگے۔۔ "

بابا اگر عورت پردہ نہ کرے تو گناہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اسے روک تو
اسے بھی گناہ ہوتا ہے؟ شیر طیان نے آئیدن کے سینے پر سر رکھ کر
پوچھا۔۔۔ "

ہاں گناہ ہوتا ہے یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ گھر میں سب مرد اپنے ہیں وہ خود
بھی گناہ میں بتلا ہو رہے ہوتے ہیں اپنی بیٹی، بہن اور بیوی کو بھی گناہ
میں بتلا کرتے ہیں نامحرم مرد کبھی ایک عورت کے اپنے نہیں ہوتے وہ

اس کے لیے قبر کے سانپ اور جہنم کی آگ ہوتے ہیں۔ طیان میرے شہزادے آپ اپنی بڑی مورے کا عبایا کھینچتے ہوان کے بال بھی آپ نے پکڑے یہ گندی بات ہے اس طرح کی حرکات نہیں کرتے۔

آئیدن نیم دراز ہوا اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر پیشانی پر بوسہ دے کر آنکھیں بند کرنے سے قبل نمیرہ کی جانب دیکھا جوان کی طرف رخ کیے کب سے انہیں دیکھ رہی تھی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی یہ دیکھ کر کہ اس کا شوہر اپنی بیٹے کو وہ باتیں سمجھا رہا ہے جو ایک مرد کو سمجھنی چاہیے۔۔ نمیرہ بیڈ سے اٹھی اور اپنے بیٹے کو دیکھا جو چند منٹ میں ہی گہری نیند میں سو گیا آئیدن کے سینے سے اسے اٹھا کر اپنی سائیڈ پر لٹاتے خود درمیان میں لیٹ گئی۔۔ "

کل تک تو یہ گناہوں کی سزا تھا سینے پر ہاتھ باندھ کر چھت کو گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔ آئیدن اس کی جانب رخ کر کے لیٹ گیا۔۔ "

ناراض۔۔۔آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے آپ نے تو بس کچھ لمحے کے لیے میرے چہرے پر مسکراہٹ لا کر بعد میں اداس کرنا تھا اور وہ آپ کر چکے ہو۔ اس نے ابھی ایک لفظ ہی بولا تھا نمیرہ اس کی بات کاٹ کر اس کی جانب رخ کرتے غصے سے بول کر آنکھیں بند کر گئی۔۔ "

ایسی بات۔۔۔آئیدن اگر ایسی بات نہ ہوتی تو آپ میرے ساتھ بیڈ پر سوتے لیکن آپ صوفے پر جا کر سو گئے اور اب بھی اس لیے بیڈ پر آئے ہیں کیونکہ ہمارا بیٹا کمرے میں آگیا ہے نمیرہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اور دوسری جانب رخ کرنے لگی آئیدن نے اس کی کمر میں بازو لپیٹتے اس کے گرد حصار بنایا۔۔ "

میری بات دھیان سے سننا بس کچھ پریشانیاں ذہن میں تھی اس وجہ سے صوفے پر سو گیا اور میں اب سکون کی زندگی چاہتا ہوں کوئی پریشانی نہیں

صرف سکون۔ ماضی میں ہوئی ہر چیز کو بھلا کر اپنی من پسند عورت سے
سکون چاہتا ہوں آئیدن نے ہلکا سا مسکرا کر اس کی پیشانی پر لب
رکھے۔۔ نمیرہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے آنسو بہانے لگی آئیدن
نے اس مرتبہ اسے نہ روکا اسے جی بھر کر رونے دیا تاکہ اس کے دل کا
غبار ہلکا ہو چھ سال کسی وجہ کے باعث وہ اس سے دوری اختیار کیے
ہوئے تھا لیکن اب اس نے سب کچھ اپنے اللہ کے حوالے کر دیا۔ وہ
مزید خود کو اور اپنی من پسند عورت کو تکلیف میں نہیں رکھنا چاہتا
تھا۔۔ "

میں نے رونے کی اجازت کیا دے دی تم نے تو نل کھول لیا ہے اس کا
چہرہ سامنے کر کے آنسو صاف کیے اور مسکرا کر ایک مرتبہ پھر اس کی
پیشانی پر لب رکھے۔۔ نمیرہ نے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "

آئیدن ایم سوری! میری بات پوری سن لیں اس کے بعد جو مرضی بول لیجئے گا چھ سوال پہلے جو الفاظ میں نے کہے تھے میں نے بہت بڑا گناہ کیا اپنے محرم سے اس طرح کے واحیات الفاظ کہہ کر۔ یہ سچ ہے کہ ہر لڑکی جس کو پسند کرتی ہے اپنے دل میں اس مرد کو لے کر ارمان بسا لیتی ہے لیکن میں نے وہ سارے الفاظ اپنے محرم سے کہہ دیے کہ میں ایک نامحرم کے۔۔۔۔ نمیرہ اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر روزو قطار آنسو بہانے لگی۔۔ "

ایک گناہ یہ میں نے کر دیا۔ دوسرا گناہ میں نے آپ کو ہوس پرست کہہ کر کیا تھا جب آپ نے اپنا حق لیا تھا۔ تیسرا گناہ میں نے دوری اختیار کر کے کیا ایک تو میں نے غلط الفاظ بولے اور پھر اختلافات ختم کرنے کے لیے پہل بھی نہیں کی۔ ان چیزوں کے پچھتاوے میں میں ہمیشہ مبتلا رہوں گی کہ میں نے ایک نامحرم کی محبت میں آکر اپنے مخلص محرم کو

دھوکہ دیا۔ جو میرے ساتھ حد سے زیادہ وفادار تھا۔ میں اتنا جانتی ہوں آئیدن کہ آپ ان الفاظ کی وجہ سے مجھ سے دوری اختیار کیے ہوئے نہیں تھے وجہ کچھ اور ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں لیکن میں اب نہیں پوچھوں گی کیونکہ اب آپ نے ہر چیز سلجھا دی چند الفاظ بول کر۔

نمیرہ نے آنکھوں میں آنسو لیے خوشی سے بھرپور مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر آئیدن کی پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کی۔ آئیدن نے آنکھیں بند کر کے اپنی من پسند عورت کے لمس کو محسوس کیا۔۔ "

کچھ بولنے کے لیے تم نے چھوڑا ہی نہیں آئیدن نے اس کے گرد اپنا حصار سخت کر دیا چھ سال بعد ان دونوں کے دل کو سکون ملا تھا۔۔ "

تمہیں پتہ ہے مجھ سے زیادہ دوسرے مرد خوش قسمت ہے آئیدن احزان نے اس کا چہرہ سامنے کرتے کچھ سوچتے ہوئے کہا نمیرہ اٹھ کر بیٹھی تو آئیدن بھی بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ "

میں نے تو سنا ہے وہ مرد خود کو خوش قسمت تصور کرتا ہے. جس کی من پسند عورت اس کے پاس ہو نمیرہ اس کے پاس بیٹھی اور اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔۔ "

بالکل ایسا ہی ہے. جس مرد کو اس کی من پسند عورت ملتی ہے وہ خود کو خوش قسمت تصور کرتا ہے لیکن اس کی من پسند عورت اس کے لیے تیار ہوتی ہے تم کون سا میرے لیے۔۔۔۔ آئیدن بات ادھوری چھوڑتے جلدی سے اٹھا اور واش روم میں بند ہو گیا نمیرہ سوچ میں پڑ گئی آنکھوں میں نمی شامل ہونے لگی رخصتی ہونے کے بعد ایک مرتبہ بھی وہ اپنے شوہر کے لیے تیار نہیں ہوئی تھی۔۔۔ "

ایسا تیار ہوں گی کہ آپ نظریں نہیں ہٹا پاؤ گے لیکن اگر شیر طیان نے مجھے تیار ہوا دیکھا تو الٹے سیدھے سوال پوچھے گا کیونکہ وہ بولنے سے پہلے سوچتا نہیں ہے نمیرہ کو کھانے کے ٹیبل پر اپنے بیٹے کی باتیں یاد آئی تو کانوں سے دھوئیں نکلنا شروع ہو گئے وہ کبھی اس کے سامنے تیار ہونے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔۔ کتنی دیر بیٹھ کر آئیدن کا انتظار کرتی رہی جب وہ باہر نہ آیا تو اپنے بیٹے کو خود کے ساتھ لگا کر آنکھیں موندی اور کچھ پل میں ہی گہری نیند میں چلی گئی۔ آئیدن باہر نکلا اسے پر سکون انداز میں سوئے دیکھ اس کے پاس بیٹھ گیا اس نے اپنی بیوی کے ذہن میں یہ بات اس لیے ڈالی تھی تاکہ وہ گزشتہ چھ سال یہ تلخ یادوں سے خود کو باہر نکال دے۔۔ "

میں نے صرف تمہارے دماغ سے وہ تلخ یادیں نکالنے کے لیے بیوی کے تیار ہونے والی بات تمہارے زہن میں ڈالی تھی لیٹس سی میری

متاعِ جاں میرے لیے تیار ہوتی ہے یا پھر نہیں آئیدن نے جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور کمرے سے باہر اپنی مورے کے کمرے میں چلا گیا۔۔ "

مورے یہ کپڑے کس کے لیے ہے آئیدن نے ریحانہ خانم کو بھاری سوٹ اور ساتھ جیولری کو سیٹ کرتے دیکھ پوچھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو زبردست گھوری سے نوازا۔۔ "

سونیا کے رشتے کے لیے ایک فیملی آرہی ہے آئیدن کی انکھیں پھیل گئ اپنی مورے کی بات سن کر۔ لبوں پر ہاتھ رکھ کر ایک لمبا سانس لیا۔۔ "

ہمیں آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔ "

تم فارغ ہوتے تو تمہیں بتاتی نا تم اپنے مسائل میں الجھے ہو دالہام کو بتایا تھا وہ کچھ دیر تک گھر آرہا ہے ریحانہ خانم نے صاف طنز کیا آئیدن کو شرمندگی نے ان گھیرا وہ اب سونیا کو بہت ہی کم ٹائم دیتا تھا۔ سونیا

کمرے میں داخل ہوئی آئیدن کی جانب دیکھیں بنا وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔ "

سونیا لالا سے ناراض ہو آئیدن اس کے پاس بیٹھا اور گرد سخت حسار بنایا سونیا نے اس کے پیٹ پر کہنی مار کر دور کرنا چاہا تو آئیدن نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔ "

لالا کی چھوٹی سی گڑیا ایم ریلی سوری مجھے نہیں معلوم تھا کہ آج میری بہن کے رشتے کے لیے ایک فیملی آرہی ہے جانتا ہوں اپنے مسائل میں بہت الجھ گیا تھا سونیا نے با مشکل اپنے آنسو کو روکا۔ صبح ریحانہ خانم نے اسے بتایا تھا کہ اس کے رشتے کے لیے ایک فیملی آرہی ہے تب سے دل کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔ "

سونیا تم نکاح کے لیے راضی ہو آئیدن نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر محبت پاش لہجے میں کہا وہ چاہتا تھا اس کی بہن اسے دل کی بات بتائے

اگر وہ رشتے سے نہ خوش تھی تو وہ کبھی بھی اپنی بہن کا رشتہ نہیں کروائے گا جب تک وہ خود نہ کہے۔۔ "

آپ سب کو جو بہتر لگتا ہے آپ کریں سونیا سختی سے اپنی لالا کے گلے لگ گئی آئیدن اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔ "

چلو چھوڑو اسے، یہ کپڑے پکڑو اور سونیا بیٹا تم جلدی سے تیار ہو جاؤ ریحانہ خانم نے سونیا کی گود میں کپڑے رکھیں وہ ہاں میں سر ہلاتی جیولری اور کپڑے اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ "

مورے! جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا اگر فیملی اچھی لگی لڑکا اچھا ہوا تو پھر میں اپنی بہن کو اس کے حوالے کروں گا نہیں تو میں ان کے سامنے منہ پر ہی انکار کر دوں گا آئیدن سخت لہجے میں کہہ کر کمرے سے چلا گیا۔۔۔ صوفیہ خانم ریحانہ خانم دونوں تمام انتظامات دیکھ رہی تھی دوپہر کے ایک بجے نمیرہ اور طرسم کی آنکھوں کھلی فریش ہو کر دونوں نیچے

آئی ۔ صوفیا خانم اور ریحانہ خانم کو مختلف کھانے بنواتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا ۔ جب طرسم کی نظر لاؤنج میں بیٹھی قندیل پڑ گئی ۔ شیر طیان آنکھیں مسلتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر موندی موندی آنکھیں کھولتے سیڑھیاں اتر رہا تھا بغیر کسی کی جانب دیکھیں وہ صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا جب اپنے سامنے والے صوفے پر قندیل کو دیکھا عجیب و غریب منہ کے زاویہ بنا کر اس نے پیچھے کھڑی اپنی مورے اور اپنی بڑی مورے کی جانب دیکھا ۔ ۔ طرسم شیر طیان کے پاس بیٹھ گئی اور اسے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ ، الٹے سیدھے منہ کے زاویے بناتے وہ جہنم کے کانٹے کے قریب ہو کر بیٹھا ۔ ۔ "

ہم دونوں کی آپس میں دشمنی ہے مہا شیطان یہ تیسری ہماری پراپرٹی (دالہام) پر قبضہ جمانے کی کوشش کر رہی ہے تم نے کل دیکھا تھا نا یہ

کیسے دیو کے ساتھ چپک رہی تھی شیر طیان نے حامی میں سر ہلایا اور غصے سے قندیل کو دیکھا۔ کچھ یہی حال طرسم کا تھا۔۔ "

اسے بابا جانی سے دور کرنے کے لیے کیا کرے وہ دونوں جانی دشمن ایک دوسرے کے قریب بیٹھ کر منصوبے بنا رہے تھے کہ اس تیسرے انسان کو سردار سے دور کیسے کرے۔۔ "

کچھ سوچنا پڑے گا کیونکہ اسے میں اپنے دیو کے قریب برداشت نہیں کر سکتی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے سوچ میں پڑ گئی وہ کسی بھی حالت میں اس قندیل چڑیل کو سردار کے قریب نہیں دیکھنا چاہتی تھی اس کے لیے چاہے اسے شیر طیان کے ساتھ دوستی ہی کیوں نہ کرنی پڑتی۔۔ "

ہم کچھ دیر کے لیے جھوٹے دوست بن جاتے ہیں جب یہ چڑیل میرے دیو اور تمہارے بابا جانی سے دور ہو جائے گی پھر ہم علیحدہ ہو جائیں گے طرسم نے اس کے آگے اپنا دائیاں ہاتھ کیا شیر طیان نے مسکراتے

ہوئے ہاتھ ملایا کیونکہ وہ بھی چاہتا تھا یہ چڑیل اس کے بابا جانی کے پاس نہ آئے نمیرہ نے ان دونوں کو ہاتھ ملاتے دیکھ دل میں خدا سے دعا کی کہ یہ دونوں کوئی نیا بکھیرہ کھڑا مت کر دے۔۔ "

کل تک تو تم دونوں ایک دوسرے کے بال کھینچ رہے تھے اور اب ہاتھ ملا رہے ہو قندیل نے طنز کیا چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔ "

مہا شیطان شریک جل رہے ہیں طرسم نے اپنا نقاب سیٹ کرتے ہیں ایک ادا سے کہا۔۔ "

جہنم کے کانٹے آپ صحیح کہہ رہی ہو کوئی ہم سے جل رہا ہے قندیل کو جلانے کے لیے دونوں نے ہلکا سا مسکراتے پر سکون انداز میں کہا ان کا انداز قندیل کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔۔ نمیرہ کچن میں گئی تو صوفیہ خانم اور ریحانہ خانم نے اسے سونیا کے پاس بھیجا کہ اسے تیار کرواؤ۔ وہ پانچ

منٹ بعد سونیا کے کمرے میں موجود تھی سونیا کپڑے پہنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔۔ "

کیا ہوا؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تم ایک پاک رشتے میں جا رہی ہو برش پکڑ کر اس کے بال کنگھی کرنا شروع ہو گئی سونیا نے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ زبردستی لائی۔۔۔ "

بھابھی سچ بولوں تو میری کیفیت اس وقت بہت عجیب ہو رہی ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا سونیا نے آدھی بات اسے بتائی اس کے ذہن میں وریام خانزادہ سوار تھا۔ "

ایسا ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ تمہیں سب اچھا لگے گا نمیرہ نے مسکراتے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا اور اسے ہلکا پھلکا میک اپ کرنے لگی۔۔ "

علینا کام کاج چھوڑ کر کبھی شوہر پر بھی توجہ دے دیا کرو صارم کمرے میں داخل ہوتے ، ڈریسنگ ٹیبل سیٹ کرتی ہوئی علینا کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنی بیوی کی خوشبو روح میں اتارتے بہکے ہوئے انداز میں کہا۔ علینا یو اس کے قریب آنے پر سٹپٹا گئی۔۔ "

صارم مجھے کام کرنا ہے علینا نے اسے دور کرنے کی کوشش کی تو صارم نے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کے رخسار پر مہر ثبت کی۔ وہ شرم سے لال ٹماٹر بن گئی چہرہ خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا۔۔۔ "

کام ہوتے رہیں گے بعد میں ، پہلے اپنے شوہر کو ٹائم دو صارم اسے بازو میں اٹھا کر صوفے پر بیٹھتے اپنی گود میں بٹھایا۔ وہ اس کی گود سے اٹھنے لگی تو صارم نے اس کی کمر کے گرد سخت حصار بنا کر اپنے قریب تر کیا۔۔ "

صارم شرم کیا ہوتی ہے ؟ علینا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر وزن ڈالتے ہوئے اس کی گود سے اٹھنا چاہا۔۔ "

بیگم میں تو یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں صارم نے اس کی ناک سے ناک مس کرتے ہوئے آنکھوں پر پھونک ماری۔۔ علینا کا حلق خشک ہو گیا آج نہ جانے اس کے شوہر کو کیا دوڑا پڑ گیا ہے۔۔ "

صارم کچھ شرم کر لیں آپ کی حرکتیں دیکھ کر کون کہے گا کہ آپ کی عمر 42 سال ہے علینا اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے لگی۔ لیکن گرفت میں اس قدر سختی تھی کہ وہ ایک انچ بھی اس کی انگلیوں کو نہ ہلا پائی۔۔ "

بالکل بیگم میرے خوبصورت چہرے اور ڈیشنگ پرسنلٹی کو دیکھ کر میری عمر کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا صارم نے دائیں جانب نظر کر کے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ علینا سوچنے پر مجبور ہو گئی واقع ہی میں اس کی عمر 42 نہیں لگتی تھی ہلکی سی داڑھی، گہری سیاہ انکھیں، کالے بال،

سفید رنگت، چوڑا سینہ، اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ دو جوان بچوں کا باپ ہے۔۔ "

مجھے تو لگتی ہے آپ کی عمر زیادہ اس نے سفید جھوٹ بولا اور آنکھیں گھمانے لگی۔ صارم نے اس کے رخسار کے ساتھ اپنی داڑھی رگڑ کی، چبن محسوس کر کے علینا نے سختی سے آنکھیں بند کر لی۔۔ "

صارم آپ کیا کر رہے ہیں علینا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیچھے کیا۔۔۔ "

کیسی بیوی ہو تم گھر میں تمہیں سب کی پڑی ہوتی ہے لیکن شوہر تمہیں یاد نہیں رہتا صارم نے اس کی ٹھوڑی پر دانت گاڑھے۔ بے ساختہ اس کے لبوں سے سسکی ادا ہوئی۔۔ "

بیگم ہمارا بیٹا ہم سے ناراض ہے چھ سال سے وہ واپس نہیں آیا بیٹی اپنے گھر کی ہو گئی ہے تو میں سوچ رہا ہوں ہمارے دونوں بچوں کا ایک

بہن یا بھائی آجانا چاہیے صارم کی بات سن کے علینا نے آنکھیں
پھیلائے منہ کھولیں اسے دیکھا۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ اس کے شوہر کا
دماغ ہل گیا ہے۔۔ "
ایسے کیا دیکھ رہی ہو صحیح کہا ہے میں نے، وہ کہتے ہیں نا بچے چار ہی اچھے
اور ہمارے تو ابھی دو ہیں تو میرے خیال سے دو اور آجانے چاہیے
علینا کا سر چکرانا شروع ہوگیا صارن کی باتیں سن کر دونوں ہاتھوں سے
اپنا سر تھام کر وہ بیچاری گہری سوچ میں چلی گئی۔۔ "
صارم ہم ہاسپٹل چلے مجھے آپ کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا صارم
کا چہرہ تھام کر پریشانی سے آنکھوں میں نمی لیے اسے کہا صارم کا دل کیا
اپنا سر دیوار سے ماردے۔ اس کی بیوی ابھی تک معصوم تھی۔۔ "
مجھے لگتا ہے مجھے تمہارا چیک اپ کروالینا چاہیے کہیں تمہارا دماغی توازن
تو نہیں ہل گیا بچے کی بات سن کر۔ علینا نے آنکھیں بند کی سر حد سے

زیادہ چکرانے لگا بے ہوش ہوتے وہ صارم خان کے بازوں میں جھول گئی۔۔ "

علینا! اس کے رخسار تھپتھپا کر بازوں میں اٹھائے بیڈ پر لیٹاتے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر ہاتھ میں تھوڑا سا پانی ڈالتے اس کے منہ پر چھینٹے ماری۔ علینا نے موندی موندی آنکھیں کھول کر صارم کی جانب دیکھا۔ لبوں پر ہاتھ جما کر سوچ میں پڑ گیا اسے بچے کی بات کرنا مہنگا پڑ گیا تھا اس نے تو مذاق کیا تھا لیکن مذاق بھاری پڑ گیا۔۔ "

یار میں نے تو مذاق کیا تھا تم تو سیریس ہی لے گئی اس کا سر اپنی گود میں رکھتے محبت پاش لہجے میں کہہ کر اس کے ناک کے ساتھ ناک مس کی۔۔ علینا کے پاس الفاظ نہیں تھے وہ کیا بولے شرم سے آنکھیں بند کی ہوئی تھی۔۔ "

میں تمہارے لیے گرم دودھ لے کر آتا ہوں میرے خیال سے بی پی لو ہو گیا صارم اس کی پیشانی پر بوسہ دیکھ کر باہر گیا جب اس کی نظر وریام کے کمرے پر پڑی پاس سے گزرتی ملازمہ کو علینا کے لیے دودھ لے جانے کا کہہ کر اس کے کمرے کی جانب رخ کیا۔۔ "

وریام یہ سونیا کا کیا چکر ہے صارم خان اپنے چھوٹے بھائی کے کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند کرتے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔ "

کوئی چکر نہیں۔۔۔۔۔ وریام میرے ساتھ جھوٹ مت بولو صارم خان اس کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے بولا۔۔ وریام نے آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولتے اپنے لالا کو دیکھا۔۔ "

پسند کرتا ہوں اسے لیکن آپ کا سو کولڈ جگری یار کبھی نہیں مانے گا ہمارے نکاح کے لیے وریام نے دانت کچکچاتے ہوئے سردار کے

بارے میں سوچا کاش اس کے لالا نے قتل نہ کیا ہوتا تو آج سونیا اس کے نکاح میں ہوتی۔۔ "

سونیا بھی تمہیں پسند کرتی ہے؟ صارم نے کلیئر کرنا چاہا کہ دونوں کی طرف سے پسندگی ہے یا پھر یہ سب یکطرفہ ہے۔۔ "

وہ مغرور خانزادی مجھے کبھی پسند نہیں کرے گی وریام کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے اس کا خوبصورت عکس لہرانے لگا۔۔ "

سردار کا ماننا آسان ہوتا اگر سونیا تمہیں پسند کر لیتی تو! صارم نے بیڈ کراؤن کے ساتھ پشت ٹکائی۔ وریام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے لالا کی جانب دیکھا وہ اسے حل بتانے کی بجائے مزید ٹینشن دے رہا تھا۔۔ "

فل وقت میں بڑی حویلی جا رہا ہوں۔۔ "

پچھلی مرتبہ جو درگٹ بنی تھی وہ بھول گئے ہو اس لیے وہاں جانے کا ارادہ بن رہا ہے صارم نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے گردن پر کھینچ کر تھپڑ لگاتے اسے یاد کروایا کہ جب وہ ان کے گھر اپنی بھتیجی سے ملنے گیا تھا تو سردار نے اس کی کیا حالت کی تھی۔۔ "

یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے سر پر موت کا ڈنڈا لٹکا کر بڑی حویلی کے اندر جانا ہے۔ اپنی محبوبہ سے ذلیل ہو کر اور اپنے فیوچر سالے سے مکے ٹھڈے کھا کر واپس آنا ہے وریام خانزادہ پیشانی پر ہاتھ کی پشت رکھتے دیوداس کی پاروں کی طرح دہائی دینے والے انداز میں بولا۔ صارم نے جوتا اٹھا کر جانب اچھالا اس سے قبل اسے لگتا وہ کمرے سے باہر بھاگ گیا۔۔ "

سردار کبھی نہیں مانے گا صارم نے ٹھنڈی آہ خارج کی اور اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ علینا کا دھیان رکھیں۔۔ "

اللہ جی سب کچھ آپ کے حوالے لمبا سانس فضا کے سپرد کر کے بڑی حویلی کے باہر کار روک کر باہر نکلا گارڈ نے جب دیکھا کہ یہ بڑی حویلی کے افراد میں سے ہی ہے تو اسے اندر جانے کی اجازت دی۔ وریام لاؤنج میں داخل ہوا۔ لاؤنج میں کسی فیملی کو دیکھ کر پہلے تو تعجب ہوا پھر اپنی حیرانگی کو چھپاتے قدم بڑھائے۔ سردار بڑی حویلی میں موجود نہیں تھا۔۔ وریام آئیدن کے پاس بیٹھ گیا لاونج میں سب موجود تھے سوائے نمیرہ سونیا اور طرسم کے۔ شیر طیان اپنے بابا کی گود میں بیٹھ کر اس فیملی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ "

یہ کون ہے آئیدن؟ وریام نے ہلکا سا اسے کندھا مار کر پوچھا آئیدن نے اسے کوئی جواب نہ دیا صوفیا خانم اور ریحانہ خانم وریام کو حویلی میں دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔ قندیل منہ بنائے بیٹھی ہوئی تھی جو اس کا معمول تھا۔۔"

کچھ پوچھا ہے میں نے ؟ وریام نے یہ دانت پیستے ہوئے ہر لفظ پر زور دے کر کہا شیر طیان نے سر تا پاؤں تک وریام خانزادہ کو دیکھا وہ پہلی مرتبہ اسے دیکھ رہا تھا وہ کون تھا جو اس کے بابا کو کہنیاں مار کر دانت پیستے ہوئے سوال کر رہا تھا۔۔ "

سونیا کا رشتہ آیا ہے ؟ آئیدن کے الفاظ وریام خانزادہ کی سانسیں سینے میں اٹکا گئے۔ اس کی محبت کا رشتہ آیا تھا وہ تو اسے اپنا محرم بنانے کا خواب سجائے بیٹھا تھا۔ نمیرہ اور طرسم سونیا کے ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اترتی نیچے آ رہی تھی وریام سانس روکے سونیا کی جانب دیوانہ وار نظروں سے دیکھنے لگا۔ نمیرہ اور طرسم نے سونیا کو ریحانہ خانم اور صوفیہ خانم کے درمیان بٹھا دیا اور خود ایک صوفے پر سائیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔ طرسم رات والی سفید فراک میں ہی ملبوس تھی۔۔ سونیا نے نظریں جھکائی ہوئی تھی

جس کی وجہ سے وہ وریام کو نہ دیکھ پائی، طرسم کی نظر جب وریام پر گئی تو اس کے پاس جا کر اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ گئی۔۔ "

ماشاءاللہ آپ کی بیٹی بہت پیاری۔۔۔ جی ہمیں معلوم ہے ماشاءاللہ سے بہت پیاری ہے وریام ان کی بات پوری ہونے سے قبل بولا

آئیدن نے مسکرا کر دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔ ریحانہ خانم اور صوفیہ خانم بھی ہلکا سا مسکرائی تاکہ مہمانوں کو عجیب محسوس نہ ہو، سونیا نے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھا وہ کب جرمنی سے واپس آیا تھا ؟۔۔ "

یہ کون ہے ؟ ایک آدمی نے وریام خانزادہ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ "

یہ بھائی ہے سونیا۔۔۔ جی آئیدن بھائی ہے سونی کا وریام صوفیا خانم کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے بولا اسے اپنی محبت کا بھائی بننا ہرگز

منظور نہیں تھا اس کے سونی بولنے پر سونیا نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔ آئیدن، نمیرہ، صوفیہ خانم اور ریحانہ خانم حتیٰ کہ لاؤنج میں بیٹھے ہر فرد نے آنکھیں پھاڑے نظریں وریام خانزادہ پر ٹکائی۔ بڑی حویلی کے افراد کو اب اس کی حرکتیں مشکوک لگ رہی تھی۔۔ شہریار نے بڑی حویلی کے پورچ میں کار کھڑی کی۔ اسے معلوم تھا آج سونیا کا رشتہ دیکھنے کے لیے ایک فیملی آرہی ہے جلد بازی کرتے ہوئے بھی وہ لیٹ ہو گیا تھا۔

یسنو کی طرح مسکراتے ہوئے وہ آئیدن کے ساتھ بیٹھا۔۔ "

یہ میرے کزن ہیں یعنی کہ میرے لالا آئیدن کو وریام پر غصہ آرہا تھا جو اس کی بہن کے بارے میں اتنا فرینڈلی ہو کر بات کر رہا تھا۔۔ "

آپ کا بیٹا کیا کام کرتا ہے؟ وریام نے لڑکے کے باپ کی جانب دیکھتے ہوئے سوال داغا بڑی حویلی کے تمام افراد خاموش رہے کیونکہ وہ مہمانوں کے سامنے کچھ بولنا نہیں چاہتے تھے۔۔ "

میرے بیٹے کا دبئی میں کار کا شوروم ہے ایک ہفتے تک وہ واپس پاکستان آرہا ہے۔ لڑکے کا باپ مسکراتے ہوئے فخر سے بولا۔ اس کے جواب پر وریام نے ابرو اچکائی۔۔ "

ویسے انکل میرے جرمنی میں چار کار کے شوروم تین ریسٹورنٹس، تین بنگلے باقی آپ کو یاد کر کے بتاتا ہوں وریام ہاتھوں کی انگلیوں پر چیزیں گنتے ہوئے بولا۔ آئیدن نے چہرے پر ہاتھ پھیرا شہریار حیرانگی سے اسے دیکھنا شروع ہو گیا وہ کیا کر رہا تھا۔۔ "

بیٹا یہ تو اچھی بات ہے اپنے کامیاب بزنس مین ہو۔

انکل آپ کے بیٹے کی ہائٹ کتنی ہے؟ وریام کے سوالات پر سونیا نے اپنا دوپٹہ سختی سے ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ اسے ڈر لگ رہا تھا کہیں وہ سب کے سامنے سچ نہ اگل دے۔۔۔ "

تقریباً چھ فٹ ، لڑکے کی باپ نے اس مرتبہ بھی مسکرا کر جواب دیا وریام نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے سونیا کی جانب دیکھا۔۔ "

انکل میری ہائٹ چھ فٹ ایک انچ ہے وریام کے اپنی ہائٹ بتانے پر، سب نے نہ سمجھی سے اس کی جانب دیکھا وہ اس لڑکے کے بارے میں انٹرویو لیتے ہوئے اپنے بارے میں سب کچھ کیوں بتا رہا تھا اور سب سے بڑھ کر وہ انٹرویو ہی کیوں لے رہا تھا۔۔ "

آپ کے بیٹے کا رنگ کیسا ہے اب کی مرتبہ لڑکے کے باپ کو حیرت ہوئی وہ اس طرح کے سوال کیوں پوچھ رہا تھا اتنی انویسٹیگیشن تو لڑکی کے بھائی اور ماں نے نہیں کی تھی۔۔ "

میرے بیٹے کا رنگ گندمی ہے۔۔ "

میرا تو سرخ و سفید رنگ ہے اس کے اترانے پر آئیدن کا دل کیا ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔ اسی پل سردار بڑی حویلی داخل ہوا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام کو آئیدن کے ساتھ بیٹھے دیکھ دالہام مہمانوں کا لحاظ کرتے سردار کی کرسی پر براجمان ہوا۔۔ سونیا نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی وریام اس کی لالا کے سامنے کچھ غلط نہ بولے۔۔ قندیل اٹھ کر کمرے میں چلی گئی اسے ان کا فیملی ڈرامہ دیکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔۔ "

ہمیں آپ کی بہن پسند آئی ہے۔ ماشاء اللہ سے بہت۔۔۔۔۔۔ آنٹی آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے مجھے معلوم ہے سونی بہت پیاری ہے سونیا کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی سردار نے اپنے ہاتھوں کی

مٹھیاں بنالی اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ وریام خانزادہ کی نظر کئی سالوں سے اس کی بہن پر ٹکی ہوئی ہے اس کے سونی کہنے پر سردار کی پیشانی کی رگیں سے زیادہ ابھری۔۔ آئیدن سائیڈ سے کشن پکڑ کر اسے مروڑنے لگا۔ شہریار کو اس کی درگٹ بنتی نظر آرہی تھی۔ صوفیہ خانم ریحانہ خانم نے دالہام کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا کہ مہمانوں کے سامنے کچھ مت کرنا۔۔ "

آپ کا بیٹا جب پاکستان واپس آئے گا اس سے ملاقات کے بعد ہم کچھ فیصلہ کریں گے۔ دالہام خانزادہ سخت لہجے میں بولا وریام نے اس کے غصے کو کسی خاطر میں نہ لایا اسے معلوم تھا اس نے یہاں سے مار کھا کر واپس جانا ہے۔ لڑکے کے ماں باپ اور چچا نے حامی میں سر ہلایا۔۔ "

بیٹا آپ پڑھائی میں کیسی۔۔۔ ماشاء اللہ سے سونی نے ہمیشہ اے پلس گریڈ حاصل کیا ہے پہلے کی طرح وریام ان کی بات کاٹتے انہی کے انداز

میں بولا۔ سردار نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے ہاتھوں پر ابھی بھی کانچ کے نشان تھے۔۔ سونیا، نمیرہ، ریحانہ خانم، صوفیہ خانم لاؤنج میں موجود ہر فرد کو وریام خانزادہ کی بری ہوتی حالت نظر آرہی تھی۔۔ "

پھر ملاقات ہوگی۔ انداز ایسا تھا کہ سب کو سانپ سونگ گیا لڑکے کے والدین اور چچا کھڑے ہو کر سردار سے ملتے حویلی سے چلے گئے۔ سردار دالہام خانزادہ سردار کی کرسی سے اٹھا اور وریام کا گریبان پکڑتے اس کے چہرے پر بنا رکے مکے مارنا شروع ہو گیا۔۔ ایک بھائی کیسے اپنی بہن پر کسی غیر مرد کی نظر برداشت کر سکتا تھا۔۔ آئیدن اور شہریار پر سکون انداز میں کھڑے تھے سب کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ شیر طیان خاموشی سے صوفے پر بیٹھے اپنے بابا جانی کو اس آدمی کو مارتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ طرسم اپنا سر تھامے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی دیو اس کے چاچو کو کیوں مار رہا تھا۔۔ "

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے بارے میں سوچنے کی سردار اس کی بات سنے بغیر اسے مارتے ہوئے اس کا چہرہ لہولہان کر چکا تھا۔ وریام اپنی نظریں سونیا پر ٹکائے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجائے اپنے فیوچر سالے سے مار کھا رہا تھا۔۔ "

چھوڑے میرے چاچو کو طرسم نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے چاچو سے دور کرنا چاہا، سردار طرسم کا ہاتھ جھٹکتے اس کے پیٹ میں مکے، ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر وریام کے سر پر مارنے لگا طرسم اس کے سامنے کھڑی ہو گئی سردار کا ہاتھ ہوا میں رک گیا۔۔۔ "

تم پاگل ہو گئے ہو دیو، میرے چاچو کو کیوں مار رہے ہو طرسم نے غصے سے سردار کو دیکھا وریام کا سر چکرا رہا تھا آنکھیں بند ہونے لگی ناک، منہ پیشانی چہرے کے ہر نقش سے خون نکل رہا تھا۔۔ "

جان سے ماردوں گا تمہارے اس چاچو کو اسے کہو دفع ہو جائے یہاں سے ، ایک لمحہ لگے گا مجھے اس کی گردن کاٹنے میں سردار نے گردن ٹیڑی کیے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جیسے وہ ایک مجرم کو قتل کرنے سے پہلے دکھتا تھا، وریام کا خون بہہ کر اس کے کُرتے میں جذب ہو رہا تھا۔

آئیدن، شہریار، وریام لاؤنج میں کھڑے ہر فرد کو سردار سے خوف محسوس ہونے لگا طرسم کے ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے اس کی آنکھوں میں وحشت اور سفاکیت دیکھ کر۔۔ "

لالا میں نے کچھ غلط نہیں کیا پسند کرتا ہوں آپ کی بہن کو اور اپنے نکاح میں لینا چاہتا۔۔۔۔ سردار نے طرسم کو پیچھے کیا اور اس کی پیشانی پر کئی مکے مارے۔ سونیا تیز قدم بڑھاتی اپنے لالا کے پاس گئی اور ان کا بازو پکڑ کر پیچھے کرنے کی کوشش کی۔ طرسم دائیں جانب سے سردار کو پیچھے

کرنے لگی۔ اگر وہ مزید کچھ منٹ وریام خانزادہ کو مارتا اس کی جان اس کے جسم سے نکل جانی تھی۔۔ "

دیو چھوڑو چاچو کو روتے ہوئے بلند آواز میں چیخی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اپنے چاچو کی ابتر حالت دیکھ کر۔ سردار اپنی سردارنی کی آواز میں تکلیف محسوس کر کے پیچھے ہو گیا۔ وریام چکرا کر گرنے لگا طرسم نے آگے بڑھتے اپنے چاچو کو سہارا دیا۔۔ "

دالہام کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ریحانہ خانم اور صوفیہ خانم نے حیرت سے اسے دیکھا ان کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ سردار اس قدر سفاک بن گیا ہے۔۔۔ "

دفع ہو جاؤ یہاں سے وریام خانزادہ، سردار اسے ایک مرتبہ پھر مارنے لگا شہریار اور آئیدن نے اس کے بازو پکڑ کے اسے روکا۔۔ "

جان سے مار دے مجھے لالا لیکن ایک بات یاد رکھیے گا وریام خانزادہ اپنی محبت کو پورے کلام کے سامنے اپنے نکاح میں لے گا وریام کو اتنی مار کھا کر بھی سکون نہ آیا طرسم اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی شیر طیان سہم کر کوشن اپنے سینے سے لگائے صوفے پر بیٹھا تھا نمیرہ، ریحانہ خانم اور صوفیہ خانم جیسے صدمے میں چلی گئی۔ شرمندگی سے سونیا کا چہرہ حد سے زیادہ سرخ اور جھکا ہوا تھا۔۔ "

تم بھول رہے ہو وریام خانزادہ سردار دالہام تیمور خانزادہ ایک لمحے میں تمہیں اس دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچا دے گا۔ گارڈز۔۔ سردار نے بلند آواز میں گارڈز کو پکارا وہ تقریباً بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر آئے سردار نے وریام خانزادہ کی جانب اشارہ کیا گارڈز اسے بازو سے پکڑنے لگا وریام نے سفاکیت بھری نظر ان پر ٹکائی۔۔ "

میری پیاری گڑیا اپنا دھیان رکھنا ، اور ہاں اپنے سفاک دیو سے ناراض
مت ہونا نہیں تو اس نے تمہاری نند کو تمہاری چچی نہیں بننے دینا وریام
اس کی پیشانی پر بوسہ دینے لگا سردار نے طرسم کا بازو پکڑ کے کھینچتے
ہوئے اپنے ساتھ لگایا۔۔ وریام چہرے پر مسکراہٹ سجا کر لڑکھڑاتے
ہوئے بڑی حویلی سے چلا گیا۔ سونیا نے بے آواز رو رہی تھی جسم
ساکت ہو گیا تھا۔ وریام کا سب کے سامنے اظہار کرنا اسے شرمندہ کر گیا
اس کے دونوں بھائی اس کے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے۔۔ "
سونیا! دالہام اور آئیدن سونیا کے پاس گئے اور اسے اپنے ساتھ
لگایا۔۔"

ارے ہماری پیاری بہن کیوں رو رہی ہے ؟ اپنے بھائیوں کا پیار بھرا
انداز دیکھ کر اسے اور زیادہ رونا آنے لگا۔۔۔ "

لالا میں نے کبھی اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش نہیں کی ہمیشہ اسے لڑائی کی اسے دھتکارا سونیا روتے ہوئے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر کے سفائی دینے والے انداز میں بولی۔۔ "

میں جانتا ہوں میری بہن نے پہل نہیں کی۔ اور اس بارے میں سوچنا بند کر دو پر سکون ہو کر اپنے کمرے میں جاؤ تمہارے بھائی کبھی تمہارے بارے میں غلط نہیں سوچ سکتے۔ اور ہاں جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے کچھ دیر سوچو اگر نہیں پسند تو ہمیں بتا دو ہم انکار کر دیں گے۔ لیکن کبھی تمہیں وریام خانزادہ کے حوالے نہیں کریں گے دالہام خانزادہ نے سختی سے اپنی بہن کو خود کے ساتھ لگایا اور ایک نظر طرسم کی جانب دیکھا جو بھیگی آنکھیں اس پر ٹکائے کھڑی تھی۔۔ دالہام کے پاس فل وقت کوئی جواب نہیں تھا وہ بنا کسی کی جانب دیکھیں اپنے کمرے میں چلا گیا سر میں بے انتہا درد رہنا شروع ہو گیا تھا۔ شیر طیان سہم کر اپنے بابا کے

ساتھ چپک گیا طرسم منہ بنا کر ریحانہ خانم کے کمرے میں چلی گئی۔ سونیا نے سر جھکائے اپنے کمرے کی جانب رخ کیا۔۔ ریحانہ خانم اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی اور دل میں اپنے خدا سے دعا کرنے لگی کہ ان کی بیٹی کی زندگی میں آسانیاں پیدا ہوں۔۔ "

نمیرہ طیان کو کمرے میں لے جاؤ آئیدن نے شیر طیان کو نمیرہ کے طرف کیا وہ اسے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ وہ اپنی مورے کے پاس بیٹھا صوفیہ خانم ریحانہ خانم کے دائیں جانب بیٹھے ان کی پیٹھ سہلاتے انہیں حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ "

مورے سب ٹھیک ہو جائے گا آئیدن نے اپنی مورے کے کندھے پر رکھا اور ان کے گرد حصار بناتے محبت پاش لہجے میں کہہ کر ان کی پریشانی کو ختم کرنا چاہا۔۔ "

آنٹی ریلیکس ہو جائیں، اللہ پر یقین رکھے آپ نے کبھی کسی کی بیٹی کے ساتھ غلط ہے کیا۔ بھابھی یہاں قتل کے بدلے آئی تھی لیکن آپ نے ان کے ساتھ محبت پاش لہجہ اختیار کیا تو بے فکر رہے خدا آپ کی بیٹی کے ساتھ غلط نہیں کرے گا شہریار نے مسکرا کر کہا اس کے الفاظ ریحانہ خانم کے دل کو سکون پہنچا گئے۔ انہوں نے مسکرا کر کھڑے ہوتے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا وہ اسے اپنا تیسرا بیٹا کہتی تھی۔۔ "

شہریار بیٹا گھر چلے جاؤ تمہاری ماں مجھ سے لڑتی ہے کہ تم نے میرے بیٹے پر جادو کر دیا ہے وہ گھر واپس نہیں آتا ریحانہ خانم ہنستے ہوئے بولی شہریار نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

سیدھی طرح کہتے ہیں آنٹی آپ چاہتی ہیں میں آپ کی حویلی میں نہ آیا کرو شہریار نے ابھی جملہ مکمل کیا تھا جب ریحانہ خانم نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔ "

تم میرے تیسرے بیٹے ہو جب چاہے یہاں آؤ یہ تمہارا گھر ہے۔
ریحانہ خانم نے اب کی مرتبہ اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ صوفیا خانم نے آئیدن کی جانب مسکرا کر دیکھا اور اپنی بیٹی کی قسمت پر خوش ہوئی کہ اس کے شوہر نے اپنی بیوی کے دغا کرنے کے باوجود بھی اسے اپنایا۔ وہ یہ سوچ کر خوش تھی کہ ان کی بیٹی کے لیے وہ سب ایک آزمائش تھی جو ختم ہو گئی تھی۔۔ آئیدن ملازمہ سے زمین پر گرے خون کو صاف کرنے کا کہہ کر شہریار کے ساتھ اس کے کمرے میں چلا گیا۔۔ "

وریام حویلی کے باہر کار میں بیٹھا تکلیف برداشت کرتے سختی سے آنکھیں بند کی ہوئی تھی۔۔ ٹشو پکڑ کے چہرے سے خون صاف کیا۔ جو پھر سے بہنا شروع ہو گیا۔ نظر سونیا خانزادی کے کمرے کی کھڑکی کی جانب گئی وہ اس سے ملاقات کیے بغیر وہاں سے نہیں جانا چاہتا تھا۔ ہمت

کرتے کار سے باہر نکلا اور پائپ چڑھتے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت لگا کر تکلیف برداشت کرتے بنا آواز پیدا کیے کمرے کی کھڑکی کھول کر پردہ سائیڈ پر کرتے اندر جھانکا۔ سونیا کمرے میں موجود نہ تھی۔ شکر کا کلمہ پڑھتے کمرے میں داخل ہوا پورا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ سردار کو گالیاں نکالنے کا دل کیا جس نے جانور کی طرح اسے مارا تھا۔ اگر اس کی سردارنی نہ روکتی تو وریام خانزادہ کا اس نے چیر پھاڑ کر دینا تھا۔ کمر پر ہاتھ رکھتے بیڈ پر بیٹھا واش روم سے پانی کی اواز آرہی تھی یعنی کہ اس کی مغرور اور نکچڑی خانزادی واش روم میں موجود تھی۔۔ سونیا چہرہ صاف کرتی واش روم سے باہر نکل کر آنکھیں بند کیے بیڈ پر بیٹھ گئی خود کے پاس عطر کی خوشبو محسوس کر کے اپنے دائیں جانب رخ کرتے آنکھیں کھولیں سامنے وریام خانزادہ کو دیکھ کر سانس سینے میں اٹک گئے وہ اتنی مار کھانے کے باوجود بھی واپس نہیں گیا تھا۔۔ "

سانس لو، مجھے مارنے کا ارادہ ہے اس کے سامنے چٹکی بجائی سونیا لمبے لمبے سانس لینا شروع ہو گئی وریام اس کی حالت دیکھ کر مسکرانے لگا۔۔۔ "

بہت مار پڑوائی ہے آج تم نے، ایک دفعہ نکاح ہوئے تو سارے بدلے سود سمیت واپس لوں گا آئینے میں اپنا ناک دیکھا جو نیلا پڑ چکا تھا رخسار پر انگلیوں کے نشان، ہونٹ پھٹے ہوئے۔۔ "

کتنے ڈھیٹ ہو تم اتنی مار کھا کر بھی تمہیں سکون نہیں ملا، ابھی بھی کہہ رہے ہو کہ تم سے نکاح کرنا ہے سونیا کو وہ پاگل سنکی لگ رہا تھا جو مرنے والی حالت میں اس کے سامنے بیٹھے سر ڈیڈ ثابت ہوتے نکاح کی بات کر رہا تھا۔ وریام نے با مشکل مسکراتے بالوں میں ہاتھ پھیرا سونیا کو اس کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیے دکھ ہوا۔۔ "

بہت سنگ دل ہو تم ذرا رحم نہیں آرہا مجھ پر وریام اس سے دوری
بنائے بیٹھے رہا۔ آنکھوں میں ایک امید تھی کہ شاید وہ ہاں کر دے۔۔ "
فضول میں اپنے جذبات مجھ پر ضائع مت کرو میرے دل میں تمہارے
لیے جذبات نہیں ہے میں اپنے گھر والوں کی مرضی سے شادی کروں گی
سونیا سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہیں بیڈ سے اٹھ گئی اور کھڑکی سے باہر
دیکھنے لگی۔ وریام کو اس کے انداز سے معلوم ہو گیا کہ یہ گھی سیدھی انگلی
سے نہیں نکلنے گا انگلی ٹیری کرنی پڑے گی۔۔ "
لوگ کہتے ہیں عشق کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں محبوب تک پہنچنے
کے لیے، میرے عشق کی راہ میں کانٹے نہیں میرے فیوچر سالے
پھیل کر لیٹ گئے ہیں جو اٹھنے کا نام نہیں لے رہے وریام بیڈ پر چونکری
مار کر بیٹھ گیا سونیا نے اس کا جملہ سن کر اس کی جانب رخ کیا جو سائیڈ ٹیبل

سے پانی کا جگ اٹھا کر لبوں کو لگا کے پینا شروع ہو گیا وریام کو لبوں پر بے انتہا جلن محسوس ہو رہی تھی پانی پی کر اسے سکون ملا۔۔ "

اپنی یہ بک بک بند کرو اور دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے۔۔ "

تمہاری وجہ سے مجھے مار پڑی ہے پہلے میری مرہم پٹی کرو پھر جاؤں گا

وریام پر سکون انداز میں بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا سونیا اس کا انداز دیکھ کر تلملاتے ہوئے اس کے سر پر جا کے کھڑی ہو گئی۔۔ "

دیکھو وریام۔۔۔۔۔ دیکھ ہی تو رہا ہوں اس کے بات کاٹتے ہوئے دیوانہ وار نظریں اس پر ٹکائی۔ سونیا نے سٹپٹا کر نظروں کا رخ تبدیل کر لیا۔۔ "

میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا بس میری مرہم پٹی کر دوں میں چلا جاؤں گا۔ سونیا کا دل چاہ رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے اگر کوئی وریام کو اس کے کمرے میں دیکھ لیتا تو نہ جانے اس کے بارے میں کیا سوچتا۔۔ "

اگر تم نے مرہم پٹی نہیں کرنی تو کوئی بات نہیں میں سوجاتا ہوں ویسے بھی کمر میں بہت۔۔۔۔۔خبردار اگر تم میرے بیڈ پر لیٹے سیدھے ہو کر بیٹھو، لگاتی ہوں تمہارے زخموں پر نمک میرا مطلب مرہم وریام کو بیڈ پر لیٹتے دیکھ انگلی دکھا کر خبردار کرتے دانت پیستے ہوئے کہہ کر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ریٹ باکس نکال کر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی۔۔"

ظالم محبوبہ ذرا آرام سے مرہم لگانا درد بہت ہو رہا ہے یہاں پر معصومانہ چہرہ بنا کر کہتے آخر میں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں میں شرارت لیے کہا۔ سونیا کو اس کا حد سے زیادہ فری ہونا غصہ چڑھا رہا تھا۔۔ سونیا نے اس کی پیشانی کے زخم پر پائوڈین لگائی اس کے رخسار پر لگانے کے بعد فرسٹ ریٹ باکس بند کرنے لگی وریام نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کاٹن اپنے لبوں کے پاس کی جیسے کہنا چاہ رہا تھا میرے لبوں کا زخم کون صاف

کرے گا؟ ۔۔اس کا ہاتھ جھٹکتے زور سے کاٹن اس کے ہونٹوں پر لگایا
بے ساختہ وریام کہ منہ سے چیخ نکلی۔ صوفیا خانم جو سونیا سے ملنے، اس
کے کمرے کی جانب آرہی تھی چیخ کی آواز سن کر ان کا رنگ اڑا۔۔۔ "
سونیا بیٹا دروازہ کھولو صوفیہ خانم نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے
پریشانی لہجے میں سما کر کہا سونیا اور وریام کے اوپر والے سانس اوپر اور
نیچے والے نیچے رہ گئے۔۔ "

دفع ہو جاؤ یہاں سے سونیا انتہا کی ٹھنڈ میں بھی پسینے سے شرابور ہو
گئی۔۔۔ "

جتنا مجھے تمہارے بھائی نے مار دیا ہے اس کے بعد ملنے کے قابل نہیں
رہا دو منٹ کے اندر میں واپس کیسے جاؤں گا کھڑکی کے راستے وریام کا
دل کیا اس کی عقل پر ماتم کرے تقریباً گھنٹہ لگا کر وہ اس کے کمرے میں

آیا تھا۔ جسم میں اب اتنی سکت نہیں تھی کہ دوبارہ سے پائپ سے نیچے اتر کر حویلی سے باہر جاتا۔۔ "

مار کھانے کے 15 منٹ بعد پائپ چڑھنے کی سکت ہے تم میں دانت پیستے ہوئے اس کے سینے پر مکا مارا وریام کے لبوں سے ایک مرتبہ پھر چیخ ادا ہوئی صوفیا خانم زور سے دروازے پر دستک دینا شروع ہو گئی۔۔۔ "

وریام تم مجھے مرواؤ گے چھپ جاؤ کہیں پر مہربانی ہے تمہاری مجھے میری عزت بہت عزیز ہے سونیا بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی وریام نے اپنا سر تھام لیا وہ کہاں جاتا اگر جلد بازی میں کھڑکی کے راستے نیچے جانے کی کوشش کرتا تو اس نے اللہ کے پاس پہنچ جانا تھا۔ کیونکہ اس میں پائپ دوبارہ اترنے کی ہمت نہیں تھی چڑھ کر اوپر آگیا تھا اتنا درد برداشت کرنا کافی تھا اس کے لیے۔۔ "

محترمہ مجھے بھی میری عزت بہت عزیز ہے پھپھو کیا سوچیں گی سونیا مجھے اپنے کمرے میں بند کر کے بیٹھی ہے ہائے میری عزت کا کیا بنے گا ڈرامیٹک انداز میں کہہ کر پیشانی پر ہاتھ کی پشت رکھتے اتنی مشکل سچویشن میں بھی وہ تنگ کرنے سے باز نہ آیا۔ سونیا سائیڈ ٹیبل پر بڑا لیمپ اٹھا کر اس کے سر پر مارنے لگے وریام نے اس کے ہاتھ سے لیمپ کھینچ کر واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔ "

تم جیسا کمینہ انسان نہیں میں نے دیکھا کہیں پر چھپ گیا جاؤ اگر کسی نے تمہیں یہاں پر دیکھ لیا زندہ یہاں سے باہر نہیں نکل پاؤ گے سونیا نے اسے بیڈ سے دھکا دیا ہے وہ کمر کے بل زمین پر گرا ایک مرتبہ پھر اس کے لبوں سے چیخ نکلی سونیا نے اپنا سر بیڈ کراؤن کے ساتھ مار دیا صوفیا خانم زور سے دستک دینا شروع ہو گئی ان کے دروازہ پیٹنے کی وجہ سے ریحانہ خانم اور طرسم بھی کمرے سے باہر آ گئی۔۔۔ "

صوفیا کیا ہوا ہے اس طرح دروازہ کیوں ہے پیٹ رہی ہو؟ صوفیا خانم کے چہرے کا اڑا ہوا رنگ دیکھ کر ریحانہ خانم پریشانی سے بولی طرسم نے پہلی مرتبہ صوفیا خانم کا سہما ہوا انداز دیکھا تھا۔۔ "

بھابھی اندر سے چیخوں کی آوازیں آرہی ہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے صوفیا خانم کی بات سن کر ریحانہ خانم بھی دروازے پر دستک دینا شروع ہو گئیں۔۔۔ "

سونیا بیٹا دروازہ کھولو اپنی مورے کی آواز سن کر سونیا نے لمبا سانس لیتے غصے سے وریام کو دیکھا جو اپنی کمر پکڑ کر زمین پر بیٹھا تھا۔۔ "

میں تمہارا قتل کر دوں گی کہیں پر چھپ جاؤں سونیا اس کے پاس زمین پر بیٹھی اس کی گردن پکڑنے لگی خود پر قابو پاتے اپنے ہاتھ پیچھے کی جانب کیے۔۔ "

مجھ سے نکاح کر کے خود میں چھپا لو وریام نے بیڈ سے اپنی چادر اٹھانی چاہی سونیا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا اور حجاب کے اوپر سے اپنے بال پکڑ لیے اس قدر مشکل حالت میں بھی اسے اپنا ٹھرک جھاڑنا یاد آ رہا تھا۔۔ "

سونیا دروازہ کھولو ریحانہ خانم اور صوفیا خانم ایک ساتھ بولی ان کی بلند آواز سن کر سونیا کو خدشہ لاحق ہونے لگا اگر سردار ان کی اونچی آوازیں سن کر کمرے سے باہر آ گیا تو؟ اور یہی خیال وریام کے دل میں بھی آیا۔۔ وریام معاملے کو بگڑتے دیکھ الماری کھول کے کپڑوں کو سائیڈ کر کے ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا سونیا نے سارے کپڑے اس کے سامنے کر کے الماری کو بند کیا۔۔ اور تیز قدم بڑھاتے دروازے کا لاک کھولا۔۔ "

سونیا تم چیخ کیوں رہی تھی اسے بالکل صحیح حالت میں دیکھ کر ریحانہ خانم اور صوفیا خانم پریشانی میں یک زبان بولی طرسم کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں وریام کی چادر تھی۔۔"

مورے پھپھو کھڑکی کے راستے چھپکلی میرے کمرے میں آگئی اور وہ میرے بیڈ پر بیٹھ گئی ریحانہ خانم اور صوفیا خانم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ دونوں بے پناہ گھبرا گئی تھی کہ نہ جانے سونیا کو کیا ہو گیا ہے طرسم کی نظر بیڈ پر بڑی چادر پر ٹکی ہوئی تھی کھڑکی سے چھپکلی آئی تھی یا پھر اس کا میل جنڈر، سوچتے ہوئے وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی اور وریام کی چادر پکڑلی

سونیا کے سانس سوکھ گئے اپنی بھابھی کی ہاتھ میں اس کے چاچو کی چادر دیکھ کر۔۔"

سونیا بیٹا ہمیں تم سے بات کرنی ہے، ریحانہ خانم بیڈ پر بیٹھی انہیں زمین پر خون کے قطرے دکھائی دیے پریشانی سے جھٹکے سے مڑ کر سونیا کی جانب دیکھا۔۔"

خون! ریحانہ خانم کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی سونیا سٹپٹا کر ان کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی صوفیا خانم بھی آنکھیں پھاڑے زمین پر گرے خون کو دیکھ رہی تھی طرسم کے دماغ میں صرف اس کے چاچو کا خیال تھا کہ وہ اس کمرے میں آئے ہیں۔۔ وریام کو سانس لینا مشکل لگ رہا تھا سونیا نے تھوڑی سی بھی الماری کھلی نہیں چھوڑی تھی وہ اپنے سینے پر بار بار ہاتھ پھیرتے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔"

اور مجھے رشتے کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے سونیا نے ان کا دھیان خون کی جانب سے ہٹانے کی کوشش کی وہ بس چاہتی تھی وہ وہاں سے چلے جائیں تاکہ وہ وریام کو جلد از جلد اپنے کمرے سے باہر نکالے اور دل میں دعا کر رہی تھی کہ اس کی بھابھی یہ نہ کہہ دے کہ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چادر وریام خانزادہ کی ہے۔۔

وریام نے چھینک ماری۔ سونیا نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی ریحانہ خانم اور صوفیہ خانم کمرے میں نظر دوڑانے لگی۔۔ "

مورے میرے ناک میں کچھ چلا گیا طرسم اپنا ناک دبا کر بولی جیسے چھینک اس نے ماری ہے۔۔۔ ان دونوں نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، سونیا کو علم ہو گیا کہ اس کی بھابھی کو پتہ چل گیا ہے اس کے چاچو یہیں پر ہیں۔۔ "

ٹھیک ہے بیٹا اور مہربانی ہے تمہاری آج کے بعد کمرے کو لاک مت لگانا اور چھپکلی کو دیکھ کر کبھی اس طرح کی چیخیں نہ مارنا جان نکال دی تم نے ہماری صوفیا خانم اور ریحانہ خانم غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بول کر کمرے سے چلی گئیں طرسم چہرے پر ہاتھ رکھے وہیں پر بیٹھی رہی ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ٹکایا اور آنکھیں چھوٹی کر کے سونیا کو دیکھا۔۔ "

چاچو کہاں پر ہے ؟ چادر بیڈ پر پھینک کر کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے غصے سے سونیا سے پوچھا۔ سونیا نے دروازہ بند کیا اور فوراً الماری کھولی وریام خانزادہ کھانستے سے ہوئے الماری سے باہر آیا لڑکھڑا کر گرنے لگا طرسم نے آگے بڑھ کر اسے تھاما وریام اسے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوا۔۔ "

کیا ضرورت تھی یہاں پر واپس آنے کی جس کی وجہ سے آپ کو اتنا زیادہ مار اگیا اسی کے کمرے میں اپ واپس آ گئے چاچو طرسم نے اپنے چاچو کو سہارا دے کر بیڈ پر بٹھایا۔۔ وریام نے لمبی سانس خارج کی۔۔"

ایک سوال پوچھو تم سے ؟ طرسم نے ہاں میں سر ہلایا تو وریام نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا سونیا سینے پر ہاتھ باندھے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

اگر کبھی تمہاری وجہ سے تمہارا دیو مار کھائے ، کیا وہ تمہیں برا بھلا کہہ کر تم سے دور چلا جائے گا وریام کی بات پر طرسم نے نفی میں سر ہلایا اور سیدھی ہو کر بیٹھتے رخسار پر ہاتھ رکھتے سوچ میں پڑ گئی۔۔ "

جیسے تمہارا دل تمہیں نہیں چھوڑ سکتا میں سونیا کو نہیں چھوڑ سکتا ہمارا نکاح نہیں ہوا لیکن بہت جلد میں سب کو راضی کر لوں گا اور پھر تمہاری

نند تمہاری چچی بن جائے گی وریام نے مسکراتے اس کا رخسار ہلکے سے تھپتھپایا۔۔ "

اپنے دیو سے ناراض مت ہونا نہیں تو اس نے سارا غصہ مجھ پر نکالنا ہے طرسم جس کا غصہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا تھا وریام کی بات سن کر اور زیادہ غصہ آنے لگا۔۔ "

چاچو آپ جلدی یہاں سے چلے جاؤ گندا دیو آپ کو بہت مارے گا طرسم نے اپنے چاچو کے رخسار پر ہاتھ رکھا جہاں پر انگلیوں کے نشان تھے۔۔ "

اوکے میری گڑیا، طرسم بیٹا آپ باہر جاؤ مجھے سونیا سے کچھ بات کرنی ہے اس کے بعد میں چلا جاؤں گا وریام اس کا نقاب ٹھیک کرتے مسکرایا۔۔ "

لیکن چاچو اگر آپ مین گیٹ سے کہیں تو پھر دیو آپ کو دیکھ کر مارے گا۔۔

میری پیاری گڑیا میں مین گیٹ سے اندر نہیں آیا جس راستے سے آیا ہوں اسی راستے سے واپس چلا جاؤں گا چلو شاباش جلدی سے جاؤ اس سے پہلے کوئی آئے اور تمہارے چاچو کو اوپر پہنچا دے وریام نے طرسم کو کھڑا کیا اسے معلوم تھا اس کی بھتیجی کبھی کسی کو نہیں بتائے گی اس کو چاچو یہاں پر ہے کیونکہ اسے خود سے زیادہ اپنا چاچو عزیز تھا۔۔ "

اپنا دھیان رکھیے گا چاچو طرسم وریام کے گلے لگ کر کمرے سے باہر چلی گئی اسے سونیا پر غصہ جس کی وجہ سے اس کے چاچو کو مار پڑی تھی۔ سونیا دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔ "

بہت جلد میں تمہیں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔ سب جھوٹ، مرد صرف عورت کو محبت کے جال میں پھنسا کر رسوائی اور رخسارے کے زد میں

چھوڑ دیتا ہے مجھے اپنے حصے رسوائی اور خسارا نہیں چاہیے وہ اس کی بات کاٹتے بولی، وریام نے قدم اس کی جانب بڑھائے سونیا پیچھے قدم بڑھانے لگی لیکن پیچھے راستہ نہ تھا۔ وریام نے دونوں اطراف ہاتھ رکھے۔ سونیا نے سختی سے آنکھیں بند کی، عطر کی خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی، پورے کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ وریام کی نظریں اس کی آنکھوں پر تھی۔۔ "

ایک غیرت مند مرد عورت کو حرام کی طرف لے جانے کی بجائے خود پر حلال کرتا ہے، ہر شخص سے لڑ جاؤ گا اپنے عشق کو خود پر حلال کرنے کے لیے۔ عشق جب محرم نہ بنے وہ عشق حرام ہو جاتا ہے۔۔ اس کے الفاظ سن کر سونیا نے آنکھیں کھولی، وریام پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ آنکھیں مسکرا رہی تھی سو جن زدہ چہرا اس سے ہمدردی کرنے کو کہہ رہا تھا۔۔ "

پھر آؤگا اپنے فیوچر سالو سے مار کھانے وریام کھڑکی سے کودا سونیا بھاگ کر کھڑکی کی جانب گئی، وریام پائپ کو پکڑ کر مسکراتے اس کو دیکھتے نیچے اترنے لگا۔۔ "

دالہام اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا ذہن میں وریام کی باتیں گونجی رہی تھی۔ اس کا موبائل رنگ ہوا، کسی ان ناؤن نمبر سے کال آرہی تھی۔۔ "

سردار تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گودام کو اڑانے کی کال پک کرتے ہی دالہام کے کانوں میں یاور مرزا کی آواز گونجی، آواز اس قدر بلند تھی کہ دالہام نے موبائل کان سے پیچھے کیا۔ یاور کو کچھ دیر پہلے اس کے آدمی نے بتایا تھا اور یعقوب نے بھی اسے فوٹیج سینڈ کر دی تھی۔۔ "

آواز دھیمی رکھو یاور مرزا سردار کو اونچے لہجے پسند نہیں ہے دالہام صوفے پر بیٹھ گیا، نظریں بیڈ پر ٹکائی جہاں اس کی پری کی چین پڑی ہوئی تھی۔۔لہجے میں چٹان سی سختی تھی۔۔ "

تم نے میرے گودام اڑائے ہے یہ نقصان میرے لیے کچھ نہیں ہے اصل نقصان تو میں تمہارا کروگا یاور مرزا رولنگ چیئر کو گھماتے وحشت ناک لہجے میں بولا۔۔ "

افف یہ غلط فہمی نہ پالو، سردار کو اس کے دشمنوں نے ہلکے میں لے لیا ہے اب اس کا خسارا برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ دالہام نے ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکایا۔۔ "

بہت جلد ملاقات ہوگی سردار۔۔

انتظار رہے گا اس پل کا جب ہم دونوں کی ملاقات ہوگی اور ایک موت کے گھاٹ اترے گا سردار نے اس کے سوال کا جواب، لہجے میں

وحشت سما کر دیا جو سامنے والے کو باخوبی محسوس ہوا۔۔ دونوں نے ایک ساتھ کال بند کر دی، یاور نے موبائل زور سے زمین پر پھینکا، وہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا۔۔ "

مجھے کسی طرح طرسم سے رابطہ کرنا ہو گا یاور مرزا نے چلاتے ہوئے ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ہاتھ مار کر زمین پر بوس کیا۔۔ دالہام صوفے سے اٹھا جب قندیل کمرے میں داخل ہوئی، اس نے ابرو اچکا کر جیسے پوچھنا چاہا، "کوئی کام ہے"۔۔

دالہام مجھے ضروری بات کرنی ہے قندیل اس کی جانب قدم بڑھاتے اس کے پاس کھڑی ہو گئی، دالہام نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ "

دالہام مجھے ایک لڑکا تنگ کر رہا ہے قندیل کی آنکھوں میں آنسو آئے، ہاتھ چہرے پر رکھے۔۔ دالہام نے اپنی پیشانی مسلی۔۔ "

کوئی ائیڈیا ہے کون ہے وہ؟ دالہام نے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔ "

مجھے نہیں معلوم وہ کون ہے میسج پر وہ بس ایک بات کہتا ہے مجھ سے ملاقات کرو نہیں تو میں تمہاری تصاویر لیک کر دوں گا اپنے آنسو صاف کرتے دالہام کا بازو پکڑا۔۔ "

کیسی تصاویر، دالہام خانزادہ کی پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔ "

میری پرسنل تصاویر اس کے پاس ہے مجھے نہیں معلوم اس کے پاس کیسے پہنچی قندیل روتے ہوئے کہہ کر اس کے سینے سے لگ گئی۔۔ طرسم کو کپڑے تبدیل کرنے تھے بنا ناک کیے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا، بیڈ کے پاس قندیل دالہام کے سینے پر سر رکھے کھڑی تھی۔ طرسم کو دیکھ دالہام نے فوراً اسے خود سے دور کیا، اس کی سردارنی کی آنکھوں میں غصہ چھلکنے لگا۔ قندیل دل میں اسے کوسنے لگی۔۔ "

واہ کیا سین چل رہا ہے دیو گلے کیوں لگایا گود میں بٹھا لیتے۔۔ طرسم نے تالیاں بجاتے پاؤں مار کر دروازہ بند کیا۔ دل میں لاوے بھڑ رہے تھے۔

دالہام نے نفی میں سر ہلایا وہ غلط سمجھ رہی تھی۔ قندیل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ یہی تو چاہتی تھی کہ ان کے درمیان دراڑ پڑے۔۔ "

ارے مجھے بتا دیتے کمرے میں مووی چل رہی ہے میں پاک کارن بنا کر لاتی اور مووی انجوائے کرتی۔۔ طرسم نے کوشش کی کہ اپنی آنکھوں سے چھلکتی تکلیف کو چھپائے، لیکن وہ اپنے دیو کی نظروں سے اوجھل نہ رکھ پائی۔۔ "

افف رک کیوں گئے رومینس جاری رکھے، قندیل چڑیل صاحبہ بے حیائی دکھانا شروع کرو وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھی ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ مزے سے نقاب کے نیچے کھائی لیکن اس کا ذائقہ زہر سے بھی زیادہ کڑوا محسوس ہوا نقاب میں سے نظر آتی نیلی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔۔ اور دل جل رہا تھا۔ دالہام اس کے پاس جانے لگا، طرسم نے

ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ قندیل دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔۔۔ "

مووی کانٹینیو کرے، اگر میرے یہاں موجود ہونے پر مسئلہ ہے تو میں چلی جاتی ہوں طرسم تلملاتی کمرے سے جانے لگی دالہام نے اس کا بازو پکڑ کے کھینچ کر اپنے قریب کیا چاکلیٹ زمین پر گر گئی۔ طرسم کی نظر قندیل پر گئی جس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ اسے چال سمجھنے میں وقت نہیں لگا تھا وہ اس قندیل کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دے سکتی تھی۔ سردار کے سینے پر بامشکل آنکھوں سے مسکراتے سر رکھا۔ اسے دیو پر غصہ تھا اس نے اس کے چاچو کو مارا تھا اور اب اس قندیل کے ساتھ کمرے میں پکڑا گیا تھا۔ قندیل اس کے سینے لگنے سے پر بھن گئی۔۔۔ دالہام خانزادہ کو حیرت ہوئی اس کے گلے لگنے پر۔۔ "

دیو مجھے نیند آرہی ہے طرسم نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے سر دار سانسیں روکے آنکھیں ساکت کیے اس کی ادائیں دیکھ رہا تھا اسے شک ہونے لگا یہ اس کی معصوم چار فٹی ہے۔۔ "

دالہام میں چلتی ہو بعد میں تم سے بات کروگی قندیل طرسم کی جانب دیکھ کر باہر چلی گئی۔ اس کے دروازہ بند کرتے ہی اس سے قبل سر دار کچھ سمجھ پاتا طرسم نے سائیڈ ٹیبل پر لیپ اٹھا اس کے سر مارا، دالہام کا دماغ گھومنا شروع ہوگیا، اس نے اتنا شکر ادا کیا کہ اس نے حد سے زیادہ مضبوطی سے نہیں مارا۔۔۔ "

زیادہ شوق چڑھا ہے میرے دیو کو اس چڑیل کو اپنے گلے لگانے، طرسم دوبارہ سے اس کے سر مارنے لگی دالہام نے اس کی کلائی پکڑلی۔ طرسم کا بس نہیں چل رہا تھا اس قندیل کا قتل کر دیتی لیکن وہ اس پر واضح نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ جل رہی ہے۔۔ "

تم غلط سمجھ رہی ہو پری میں۔۔۔۔۔خبردار اگر مجھے پری کہا، دیو صرف اپنی پری کے پاس رہتا ہے اِدھر اُدھر منہ نہیں مارتا طرسم اس کی بات کاٹتے اسے بیڈ پر دھکا دیتے ہاتھ پکڑ کر اٹھا کر بٹھاتے دروازہ لاک کر کے اس کے بیٹھی دالہام اپنا سر تھامے بیٹھا تھا وہ سردار جس کا پورے کلام پر رعب تھا اپنی سردارنی کو وہ کچھ بھی کہنے سے قاصر تھا۔۔۔طرسم نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے قینچی نکال کر دالہام کی شرٹ کا گریبان پکڑ کر سیدھی قینچی چلادی پھر پیچھے سے پکڑ کر قینچی چلائی دالہام نے اپنی شرٹ کو دیکھا جو اس کے بازو پر لٹک رہی تھی۔۔"

پری یہ کیا کیا تم نے دالہام کا لہجہ سخت ہوا۔ طرسم نے قینچی سائیڈ پر رکھ کر غصے سے گھور کر اسے دیکھا، اپنا نقاب اتار کے بیڈ پر رکھ دیا۔ دالہام نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ لیا، وہ چاروں خانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔"

ہاں جی دیو صاحب کچھ بول رہے تھے تم طرسم اس کی کندھے اور بازو پر لٹکی شرٹ کو کھینچ کر اتارتے باسکٹ میں پھینک کر اس کی پاس بیٹھی۔۔ "

پہلے تم نقاب کرو دالہام کے لیے سانس لینا مشکل ہونے لگا۔ طرسم مسکرائی کیا اس کے چاچو نے صحیح کہا تھا اس کا دیو کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ "

ہل گئے ہو پہلے کہتے تھے نقاب اتارو اب اتارا ہے تو کہہ رہے ہو نقاب کرو طرسم نے اس کے سینے سے بال کھینچے دالہام اس کے ہاتھ پیچھے کرنے لگا طرسم نے اپنی نیلی آنکھوں کا رخ اس کی جانب کیا اور ہاتھ اس کے سینے سے بال کھینچ رہے تھے۔ سردار بے بس ہو گیا اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر سینے پر ہوتی بے انتہا جلن بھی اسے سکون دینے لگی۔۔ "

دیو یہ سزا ہے تمہاری آدھا گھنٹہ تم یہ سہو گے طرسم نے دانت پیستے ہوئے کہا اور ہاتھوں کو تیزی دیتے بال کھینچے یہاں تک کے سینے سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ وہ اس کی آنکھوں میں محو تھا طرسم نے جب اس کے سینے کو دیکھا جو لہولہان ہو چکا اس نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیے۔۔ "

خون! طرسم کی نظریں اس کے سینے پر ٹکی ہوئی تھی، اس نے طرسم کا چہرا ٹھوڑی سے تھامتے اوپر کی جانب کیا۔۔ "

اگر تم مزید سزا مجھے دینا چاہتی ہو تو منظور ہے بشرطیکہ ان آنکھوں کے سحر میں جکڑلو طرسم آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، جہاں محبت، عشق، سکونِ قلب ہر جذبہ نظر آرہا تھا۔۔ "

دیو تم پاگل ہو طرسم کو اس کے چہرے ریت کے دانے کے برابر بھی درد نظر نہ آیا۔ بلکہ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔۔ "

یقین جانو دل چاہ رہا تھا یہ لمحے ایسے ہی گزرے طرسم کے دل کی حالت عجیب ہونے لگی اسے دالہام کے اس رویے کی عادت نہ تھی، نظریں ہٹانا دونوں کے لیے مشکل تھا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام کیا ہوا ہے وریام جیسے ہی چھوٹی حویلی کے اندر داخل ہوا سفیان خانزادہ اپنے بیٹے کی ابتر حالت دیکھ تیز قدم بڑھاتے اس کے قریب گئے اور اسے سہارا دے کر صوفے پر بٹھایا۔۔۔چہرے پر حد سے زیادہ پریشانی تھی۔۔ "

تمہیں کس نے مارا ہے سفیان خانزادہ کی پیشانی پر بے شمار بلند نمودار ہوئے کس میں اتنی ہمت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سفیان خانزادہ کے بیٹے کو مارے۔۔ "

بابا جو اس کی حالت ہوئی ہے اس میں سراسر قصور آپ کے بیٹے کا ہے تو کسی اور کو سنا بند کر دے صارم نے سکون سے صوفے پر بیٹھتے کہنیاں صوفے کی پشت پر ٹکائی۔ رضیا خانم اور علینا دونوں نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔ "

کیا مطلب؟ سفیان خان سنجیدگی سے صارم سے استفار کرنے لگے وریام نے اپنے بڑے لالا کی جانب دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا کہ بابا کو کچھ مت بتانا میری بہت دھلائی ہوگی۔۔ "

آپ کا بیٹا آپ کی بھتیجی کو پسند کرتا ہے اور بڑے دھڑلے سے بڑی حویلی جا کر یقیناً بکواس کر کے آیا ہے اور پھر سردار صاحب سے مکے ٹھڈے کھا کر ٹوٹی ہوئی حالت میں آپ کے سامنے بیٹھا ہے صارم نے اے ٹوزی بات سفیان خان کو بتا دی دانت سختی سے آپس میں جوڑتے

غصے سے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگے جس نے ان کی عزت اور تربیت کو چار چاند لگائے تھے۔۔ "

بابا یقین جانے میں کوئی الٹی بکواس نہیں کر کے آیا بس اتنا کہا تھا کہ مجھے سونی پسند ہے۔۔۔۔ میرا مطلب سونیا اس کے سونی بولنے پر سفیان خانزادہ نے زور سے اس کے کمر پر مکا مارا کمر پر ہاتھ رکھتے اس نے مغرور خانزادی کا اصل نام بولا۔۔ "

تمہیں اچھی طرح معلوم ہے دالہام کی عادات کا لیکن پھر بھی کارنامہ کرنے سے پہلے ایک مرتبہ بھی تمہیں اپنے باپ کی عزت کا خیال نہیں آیا سفیان خانزادہ غصے سے صوفے سے اٹھے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔ "

بابا اگر آپ کو یاد ہو تو ہم ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے صرف اتنا ہی بڑی ویلی جا کر کہا ہے کہ میں سونی مطلب سونیا کو پسند کرتا

ہوں وریام کی زبان سے بار بار سونیا کی بجائے سوفی نکل رہا تھا۔ سفیان خان گہری سوچ میں گم ہو گئے، علینا ہلدی والا دودھ بنا کر وریام کے لیے لے کر آئی۔۔ "

سب اپنا سامان پیک کرو ہم جا رہے ہیں سفیان خان نے اٹل لہجے میں کہہ کر اپنے کمرے کی جانب رخ کیا سب ان کی بات سن کر حیرانگی میں مبتلا ہو گئے۔۔ "

لیکن بابا کہاں ؟ صارم نے سوال داغا سفیان خان اس کے بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر کمرے میں داخل ہوتے کھٹاک سے دروازہ بند کیا۔

صارم نے رضیہ خانم کی جانب دیکھا تو انہوں نے کندھے اچکا دیے۔۔ "

کیا ضرورت تھی تمہیں وہاں جانے کی رضیہ خانم پریشانی سے کہتے ہوئے وریام کے پاس بیٹھی اور اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔ "

جو تمہارے بابا نے کہا ہے چپی لبوں لگا کر کرور ضیہ خانم نے صارم کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ "

صارم بابا جو کہہ رہے ہیں خاموشی سے مان لیں کیا پتہ ہم ویسے ہی کچھ دنوں کے لیے کہیں جا رہے ہوں علینا نے صارم کے پاس بیٹھتے تھی اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ وریام لبوں پر فقط لگائے بیٹھا تھا اسے معلوم تھا اگر اس نے ایک لفظ بھی بولا تو سب سے اس کی دھلائی ہو جانی ہے۔۔۔ "

آپ جا کر بابا کا غصہ تھوڑا ٹھنڈا کریں۔۔ "

وریام۔۔۔ اس نکمے کو میں سنبھال لوں گا آپ جائیں صارم نے اپنے بھائی کا سر اپنی مورے کے کندھے سے ہٹاتے انہیں کھڑے کیا رضیہ خانم نے دونوں کی طرف ایک نظر دیکھ کر اپنے کمرے کی جانب رخ کیا۔۔ "

اب مجھے سچ بتانا کہ وہاں جا کر کیا بکواس کر کے آئے ہو صارم نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا، وریام کی آنکھیں درد سے باہر کو نکلنے کو تھی۔۔ "

لالا آپ کے اندر دا لہام لالا کی روح کہاں سے آگئی اس کے ہاتھوں کی سختی وریام کو بالکل سردار کے ہاتھوں کی سختی کے مترادف لگ رہی تھی۔۔ صارم کو اپنا ہاتھ نہ چھوڑتے دیکھ وریام نے بڑی حویلی میں ہوا سارا واقعہ صارم کو بتا دیا سوائے کمرے والے حصے کو چھوڑ کر۔۔ وہ اگر کسی کو معلوم ہوتا تو اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر سب نے اسے ہاسپٹل ایڈمٹ کروا دینا تھا۔۔ "

علینا کمرے میں جا کر سامان پیک کرو، میں اس نکے ڈون کا سامان پیک کر کے آتا ہوں صارم علینا سے کہہ کر وریام کے کمرے میں چلا گیا اور کچھ دیر بعد علینا اپنے کمرے میں چلی گئی۔ وریام منہ اٹھا کر خالی لاونج کو دیکھنا شروع ہو گیا ٹیبل سے ہلدی والا دودھ پکڑ کر پینے لگا اس گھر میں اس کی

کسی کو پرواہ نہیں تھی وہ مار کھا کر آیا ہے اس کے ہاتھ پاؤں دباتے
تھوڑی سیوا کرتے ، لیکن وہ الٹا اسے باتیں سنا کر گھر سے نکلنے کا کہہ رہے
تھے ۔ ۔ تھوڑی دیر بعد ہی سفیان خان غصے سے بریف کیس پکڑ کر
کمرے سے نکلتے سیڑھیاں اتر رہے تھے ان کے پیچھے رضیہ خانم تھی
کمرے میں وہ ان سے پوچھتی رہی کہ کیا ہوا ہے ؟ ہم کہاں جا رہے ہیں ؟
لیکن انہوں نے کسی سوال کا جواب نہ دیا ۔ ۔ پانچ منٹ انتظار کرنے کے
بعد صارم اور علینا کمرے سے باہر نکلے دونوں کے ہاتھ میں بریف کیس
تھا ۔ ۔ سفیان خان انہیں باہر نکلتے دیکھ لمبے ڈھگ بھرتے کار میں جا کر
بیٹھ گئے سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر پیشانی پر ہاتھ مارا
انہیں آج تک سفیان خان کی سمجھ نہیں آئی تھی صارم نے وریام کو
سہارا دے کر کار میں بٹھایا وہ پانچوں اس وقت ایک کار میں موجود تھے
اور گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ سفیان خانزادہ بے تحاشہ کار کو تیز سے

دوڑا رہے تھے۔ سب کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اگلے لمحے وہ اوپر پہنچنے والے ہیں۔ جھٹکے سے سفیان خان نے کار بڑی حویلی کے گیٹ کے سامنے روک کر ہارن دینا شروع ہو گئے۔ صارم کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی، اس کے بابا انہیں بڑی حویلی کیوں لے کر آئے تھے۔۔ گارڈز نے ڈرائیونگ سیٹ پر سفیان خان کو دیکھ کر فوراً گیٹ کھولا، تیزی سے کار اندر لے جاتے کار کو پورچ میں کھڑی کر دیا۔۔ "

بابا ہم یہاں کیوں۔۔۔۔؟ میں تم سب کو جوابدہ نہیں ہوں منہ بند کر کے کار سے باہر نکلو صارم کے سوال کو درمیان میں کاٹتے غصے سے پھنکارے، چہرے پر حیرانگی اور پریشانی سجائے وہ چاروں کار سے باہر نکلے۔۔ بریف کیس انہوں نے کار کی ڈکی میں ہی رہنے دیے۔۔۔ "

مورے مجھے لگ رہا ہے آپ کے شوہر کا دماغ ہل گیا ہے صارم دانت کچکچاتے ہوئے کہہ کر سفیان خان کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ سب بڑی حویلی

کے لاؤنج میں داخل ہوئے۔ ریحانہ خانم رات کے کھانے کی تیاریاں کروا رہی تھی داخلی دروازے سے سفیان خان اور ان کے پیچھے ان کی پوری فیملی کو دیکھ کر ریحانہ خانم نے اپنی حیرت پر قابو پایا، سنجیدگی چہرے پر سجا کر ان کی جانب قدم بڑھانے لگی۔۔ "

خیریت ہے آپ سب یہاں ریحانہ خانم نے صارم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا در حقیقت انہوں نے صارم کے بارے میں پوچھا تھا انہیں باقی سب کے بڑی حویلی میں آنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔ "

اگر تمہیں یاد ہو ریحانہ تو یہ میری حویلی بھی ہے سفیان خان کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے بولے ریحانہ خانم کو آج پرانے والا سفاک سفیان خان لگ رہے تھے جب تیمور خان زندہ تھا۔۔ "

میرے خیال سے آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ سردار آپ کو اس حویلی میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا۔ ریحانہ خانم کو اب پریشانی نے

ان گھیرا اگر دالہام کو بڑی حویلی میں صارم کی موجودگی کا علم ہو جاتا تو ؟ ۔ ۔ "

میری بہن مجھے دروازے پر ہی کھڑا رکھے گی یا پھر اندر داخل ہونے کا کہنا منع ہے سفیان اپنی وحشت پر قابو پانے کی کوشش کی وہ پرانے والا سفیان خان نہیں بننا چاہتے تھے ۔ "

بالکل آپ سب اندر آسکتے ہیں صرف ایک قاتل کو چھوڑ کر ریحانہ خانم ان کے راستے سے ہٹ گئی صارم نے وریام کو رضیہ خانم کے سہارے پر کیا سب لانچ میں صوفے بیٹھ گئے سوائے صارم کے اس کا چہرہ جھک گیا نشے کی حالت میں کی گئی غلطی کئی سال سے اسے بھگتنی پڑ رہی تھی، نشے میں کی گئی ایک غلطی کی وجہ سے وہ اپنا جگری یار کھو بیٹھا، اپنے خاندان سے جدا ہو گیا اس کی بیٹی اس سے دور ہو گئی بیٹا کئی سال سے اسے منہ موڑے بیرون ملک بیٹھا تھا ۔ ۔ آئیدن شہریار کے ساتھ

اس کے کمرے سے باہر نکلا سیڑھیاں اتر رہا تھا جب اس کی نظر صارم خان پر گئی ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے آگے بڑھنے لگا شہریار نے اسے بازو سے تھام کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "

آئیدن دالہام کو بلاؤ ریحانہ خانم تھوڑی دیر بھی اپنے بیٹے سے ان کی موجودگی کا چھپا کر اسے خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتی تھی آئیدن سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑا تھا جب وہ اوپر کی جانب چڑھتے ہوئے لمبے ڈھگ بڑھتے سردار کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر زور سے دستک دینے لگا۔۔ "

دالہام جو کپڑے تبدیل کر کے واش روم سے باہر نکلا تھا زور سے دروازے پر دستک سن کر طرسم کو نقاب کرنے کا اشارہ کرتے دروازہ کھولا۔۔"

لالا! بڑے بابا اور ان کی پوری فیملی اس وقت بڑی حویلی میں موجود ہے۔۔ آئیدن کی بات سن کر دالہام خانزادہ نیچے گیا لاؤنج میں ان سب کو بیٹھے دیکھ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی جب اس کی نظر بڑی حویلی کے اندرونی دروازے پر کھڑے صارم پر گئی۔۔ "

کس کی اجازت سے آپ بڑی حویلی میں داخل ہوئے ہے دالہام خانزادہ کے بازو، کانپٹی کی رگیں اس حد تک ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائے گی۔۔۔ "

سردار صاحب جتنی یہ حویلی آپ کی ہے اتنی ہی میری، یہ حویلی مجھے میرے آبا واجداد سے ملی ہے اور آپ کو ہم سے سفیان خان نے واضح لیکن میٹھے لہجے میں طنز کیا اور صوفے کی پشت پر اپنی کہنیاں ٹکائی۔۔۔ "

یہ حویلی اور سردار کی کرسی سونپنے سے پہلے میرے حوالے کردی گئی تھی دالہام سردار کی کرسی پر براجمان ہوا اس مرتبہ اس نے صارم کی

جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی وہ جہاں کھڑا تھا وہ اسی جگہ کا مستحق تھا۔۔ "

میرا غصہ حد سے زیادہ ہونے کی وجہ سے بابا نے مجھے سردار کی کرسی نہیں دی تھی میری جگہ انہوں نے تمہارے بابا کو کرسی سونپ دی، اور تمہارے بابا نے تمہیں لیکن وہ یہ بات بھول گئے کہ تمہاری عادات سفیان خانزادہ کی طرح ہیں سفیان خان اور دالہام خان کی آنکھوں میں سفاکیت اور وحشت تھی جو رضیہ خانم اور ریحانہ خانم دونوں نے محسوس کی۔ علینا اردگرد نظر دوڑاتے اپنی بیٹی کو تلاشنے کی کوشش کی۔۔ "

یہ ہمارے خاندانی حویلی ہے سردار دالہام خانزادہ اور اس پر ہم سب کا برابر کا حق ہے۔۔ "

مجھے ہر انسان اس حویلی میں برداشت ہے لیکن آپ کے دونوں بیٹے نہیں، انہیں آپ جہاں مرضی پھینک آئیں میری طرف سے آپ

تینوں یہاں رہ سکتے ہیں سردار سفیان خان کی عمر اور رشتے کا لحاظ کر رہا تھا
اس کی ان تینوں سے کوئی دشمنی نہیں تھی لیکن ان کے بیٹے دالہام
خانزادہ کو ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔۔ "

سردار صاحب رشتے کا لحاظ مت کرو، جیسے اس خاندان کی آدھی جائیداد
کے مالک تم ہو اسی طرح میں بھی ہو کیوں ہر مرتبہ تم بھول جاتے ہو،
میرے ساتھ میرے دونوں بیٹے بھی یہاں پر رہیں گے روک سکتے ہو تو
روک لو مجھے سفیان خان نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی آنکھیں جھپکائے بغیر
وہ دالہام خانزادہ کو دیکھ رہے تھے۔۔ "

سفیان خان آپ بھی جانتے ہیں کے سردار کو کوئی نہیں روک سکتا پھر
فضول میں اپنے الفاظ ضائع کر رہے ہیں دالہام نے ہاتھوں کی سختی سے
مٹھیاں بنالی۔ طرسم نقاب کر کے کمرے سے باہر نکلی لاؤنج میں اپنے
داداچاچو اور مورے کو دیکھ کر اس کے لبوں کے ساتھ آنکھیں بھی

مسکرائی لیکن جب اس کی نظر اپنے بابا پر گئی وہ چیخ مارتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ صارم نے اپنی بیٹی کو دیکھا جیسے وہ اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہا تھا شاید وہ بھی تڑپ رہی تھی اپنے باپ کے لیے۔۔ "

بابا! طرسم بھاگتے ہوئے اپنے بابا کے گلے لگی دالہام کا ضبط جواب دینا شروع ہوگیا سفیان خان کو دالہام کے غصے اور نفرت کی دوسری وجہ سمجھ لگ گئی وہ نہیں چاہتا تھا کہ طرسم اپنے باپ کے پاس رہے۔۔ "

بابا آپ مجھ سے ملنے آئے ہو طرسم نے صارم کے ہاتھ پکڑ کر اپنے پیشانی سے لگائے صارم اسے اپنے سینے سے لگانے لگا دالہام غصے سے بھرا سردار کی کرسی سے اٹھا صارم کی جانب قدم بڑھاتے طرسم کو کھینچ کر اپنے پیچھے کھڑا کیا۔۔ "

دیوکی پری تم کیوں بھول جاتی ہو کہ تم یہاں پروفی ہو کر آئی ہو اور وفی ہوئی لڑکیاں اپنے ماں باپ سے نہیں ملتی سردار نے گردن ٹیڑی کیے اپنے سبز آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں گاڑھی۔۔ طرسم کے جسم میں لرزاہٹ طاری ہوئی۔۔ "

دالہام قتل مجھ سے ہوا ہے میری بیٹی کا اس میں کوئی قصور نہیں تو اس کے ساتھ اپنا لہجہ سخت مت کرو صارم نے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر با بمشکل اپنے لہجے کو نم ہونے سے روکا۔۔ "

میرے معاملات کا فیصلہ کرنے والے تم ہوتے کون ہو؟ صارم نے سختی سے اپنی آنکھوں کو بند کیا اس کے لیے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ اس کا وہی دوست ہے جو اس پر جان نچھاور کرتا تھا۔ 16 سال سے وہ اپنے دوست کی نفرت برداشت کر رہا تھا۔۔ "

تمہارا دوس۔۔۔۔اپنی زبان کو لگام دو یہ لفظ دوستی میں بے وفائی کرنے والوں کے لیے نہیں ہے دالہام نے اس کا گریبان پکڑا، طرسم نے ایک نظر اپنے چاچو کی جانب دیکھا جو دیو نے اس کے چاچو کی حالت کی تھی کیا وہ اس کے بابا کو بھی اسی طرح مارے گا؟۔۔۔ "

میں نے بے وفائی نہیں کی دوستی میں نشے کی حالت میں ایک گناہ ہو گیا جس کا خمیازہ 16 سال سے بھگت رہا ہوں صارم نے دالہام کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس نے فوراً اپنے ہاتھ پیچھے کی جانب کھینچے۔۔ "

دالہام خانزادہ خبردار اگر تم نے میرے بیٹے کو ہاتھ لگایا سفیان خان سوفے سے کھڑے ہوتے بلند آواز میں دہاڑے، دالہام نے شعلے برساتی نظروں کا رخ ان کی طرف کیا بدلے میں سفیان خان نے بھی اسے انہی نظروں سے نوازا۔۔ "

کیا کریں گے آپ گولی ماریں گے دالہام طرسم کا ہاتھ سختی سے پکڑتے سفیان خان کی طرف جانے لگا سفیان خان نے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے۔۔ "

دالہام نہیں۔۔ ریحانہ خانم ان دونوں کے درمیان میں کھڑی ہوگئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ خاندان کے ایک اور فرد کا قتل ہو۔۔۔ "

آپ دونوں چاہتے ہیں کہ اس خاندان کا ایک اور فرد قتل ہوجائے، پہلے ہی میں اپنے بیٹے کا چہرہ نہیں بھول پا رہی مہربانی ہے آپ دونوں اپنے غصے پر قابو پائیں ایک نے نشے کی حالت میں قتل کر دیا اب آپ دونوں اپنے غصے کی وجہ سے مزید خون مت بہائیے گا ریحانہ خانم نے ان دونوں کو پیچھے کی جانب دھکیلا۔۔ "

آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں، رہیے لیکن آپ کا۔۔۔۔ ریحانہ خانم میرے ساتھ میرے دونوں بیٹے بڑی حویلی میں رہیں گے سفیان خان

نے خونخوار نظریں سردار پر مرکوز کی، سردار نے اپنی پیشانی مسلتے ابرو اچکا کر سفیان خان کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا ہمت ہے تو اپنے بیٹوں کو یہاں رکھ کر دکھائیں۔۔ "

ہمت ہے تو روک کر دکھاؤ مجھے ریحانہ خانم بے آواز رونا شروع ہو گئی آنکھوں میں کئی آنسو لیے ان دونوں کی جانب دیکھا، جو سفاکیت اور وحشت کی زد کھڑے ایک دوسرے کو انکھوں سے ہی قتل کر دینا چاہتے تھے۔۔ "

میرے اصلی روپ سے واقف ہیں آپ، جب سردار وحشی بنتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے سامنے کون ہے؟ سردار کا انداز ایسا تھا کہ ہر کوئی خوف میں بتلا ہو گیا۔۔ "

آئی ہیٹ یو طرسم نے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھتے اپنا ہاتھ چھڑوایا، واپس اپنے بابا کے گلے لگ گئی۔۔ "

- - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - -

ریحانہ خانم نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا ان کی آنکھیں بند ہونے لگی۔۔ "

ریحانہ خانم!۔۔

مورے ، اس سے قبل ریحانہ خانم گرتی دالہام نے انھیں تھاما ، رضیہ خانم ، آئیدن لاونج میں موجود ہر فردان کے گرد کھڑے ہو گئے۔۔ "

صارم طرسم کو ساتھ لیے آگے بڑھا ، طرسم نے سب کو پیچھے کرتے ریحانہ خانم کو سہارا دیا۔ دالہام کے ہاتھ ریحانہ خانم کے شانوں سے ہٹائے۔۔ "

مورے آپ ٹھیک ہے طرسم نے انھیں صوفے پر بٹھاتے ان کے رخسار پر پیار کرتے پوچھا، ریحانہ ہنوز دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی تھی۔۔ "

مور۔۔۔۔پیچھے ہٹے جب آپ سب کو جھگڑتے ہوئے مورے کا خیال نہیں آیا تواب بھی دور رہے طرسم نے آئیدن اور دالہام کو آگے بڑھتے دیکھ ہاتھ کے اشارے سے روکتے غصے سے کہا، علینا ان کے پاس بیٹھ کر ان کا ہاتھ سہلانے لگی۔ "

مورے آپ کیا چاہتی ہے طرسم نے ان کا چہرا تھام کر ایک مرتبہ پھر ان کے رخسار پر پیار کیا۔۔ "

میں دوبارہ وہ سکون اس گھر میں چاہتی ہو جو تیمور کی موجودگی میں تھا ریحانہ خانم کی آنکھیں نم ہوئی اپنے شوہر کے بارے میں سوچ کر۔۔۔"

مورے یہ حویلی دادو (سفیان خان) کی بھی ہے؟۔۔

اس حویلی پر یہاں پر موجود پر فرد کا حق ہے اور یہ حویلی دو کے نام پر ہے ایک دالہام اور دوسرے تمہارے دادو ریحانہ خانم کی آنکھوں سے روز وآنسو بہہ رہے تھے۔ طرسم ان کے آنسو صاف کر کے ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر صوفے سے اٹھی۔۔ "

مورے کے الفاظ کے مطابق یہ حویلی یہاں کھڑے ہر فرد کی ہے تو یہاں پر موجود ہر ایک کا حق ہے طرسم نے اپنے بابا اور دیو کی جانب دیکھا۔ دالہام کو دیکھ کر یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی جلت سے خون بہنے والا ہے۔۔ "

تم اس معاملے میں نہ۔۔۔۔۔ چپ ایک دم چپ! طرسم نے دالہام کی بات درمیان میں کاٹتے لبوں پر انگلی رکھ کر آنکھوں میں غصہ سمایا۔۔ "

آپ دونوں نے اپنے غصے کا نتیجہ دیکھ لیا طرسم نے ریحانہ خانم کی جانب اشارہ کیا، جنہیں رضیہ خانم اور علینا سنبھال رہی تھی۔۔"

کیا کہہ رہے تھے تم دیو کہ میں ونی ہو کر آئی ہو، بلکل میرے پیارے دیو
اس ونی میں آئی لڑکی کے تم نے ہر ناز نخرے اٹھائے، راتوں کو اس
کے لیے نوڈل بناتے تھے، اس کے بال کاٹنے پر خاموش رہے، اور
کیا کہا تھا کہ ونی میں آئی لڑکیاں اپنی ماں باپ سے نہیں ملتی تو پھر مجھے
کیوں میرے بابا سے ملوانے لے گئے تھے طرسم نے دالہام کے لبوں
پر قفل لگا دیا۔ اسے دالہام کی ونی والی بات بہت بری لگی تھی، طرسم واحد
انسان تھی جس کے سامنے دالہام خاموش ہو جاتا تھا۔۔ "
اور دادو دیو تو اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ پاتا آپ تو اپنا غصہ سنبھالے
طرسم نے اب اپنے دادو کی طرف رخ کیا سفیان خان اپنی پیشانی مسلی
جذبات میں آکر وہ کچھ زیادہ ہی غصہ کر گئے تھے۔۔ "
آپ وہی پر رک جائے آئیدن لالا آگے کم بکھیرا نہیں ہوا آئیدن کو
آگے بڑھتے اور بولنے کے لیے لب پھڑپھڑاتے دیکھ طرسم نے اسے

چپ رہنے کا کہا، صارم نے سر تا پاؤں تک اپنی بیٹی کو دیکھا کیا یہ اس کی معصوم گڑیا تھی؟ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا اس نے سردار دالہام تیمور خانزادہ کو اپنے قابو میں کر لیا تھا۔۔ "

سردار کے بعد سردارنی فیصلہ کرتی ہے چونکہ اس وقت سردار کا دماغ گھوم گیا ہے اس لیے فیصلہ سردارنی کرے گی دالہام نے اس کا بازو پکڑتے رخ اپنی جانب کرتے نفی میں سر ہلایا، طرسم نے دیو کا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگا کر مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا اور یہ وہ لمحہ تھا جب دالہام خانزادہ اپنا سب کچھ اپنی پری پر ہار گیا۔۔ آئیدن نے آنکھیں بند کی اور خدا سے دعا کی کہ سب کچھ تیرے حوالے، تو جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔۔ "

میرے بابا یعنی کہ صارم خان اس حویلی میں رہے گے 16 سال سزا کے لیے کافی ہے، اب سردار کی حویلی میں صارم خان واپس آجائے

طرسم کی آنکھوں میں آنسو آئے، صارم نے اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگایا۔۔ دالہام غصے سے اپنے کمرے میں چلا گیا وہ اپنے غصے کی وجہ سے اپنی مورے کہ طبیعت مزید خراب نہیں کرنا چاہتا تھا، ریحانہ خانم خاموش رہی صارم کے حویلی واپس آجانے پر شاید سب کچھ نارمل ہوجاتا۔۔ علینا نے ریحانہ خانم کے ہاتھ مضبوط گرفت کرتے جیسے حوصلہ دینا چاہا کہ ہر چیز ٹھیک ہوجائے گی، آئیدن سر تھامے صوفے پر بیٹھ گیا، شہریار آئیدن کے ساتھ بیٹھا اس کی صارم سے کوئی دشمنی نہیں تھی اسے ایک چیز اس کے بارے میں بری لگتی تھی اور وہ اس کی نشے کی عادت، جواب وہ چھوڑ چکا تھا، وریام نے ٹھنڈی سانس خارج کی جب سب جھگڑ رہے تھے ایک پل کے لیے وہ بھی گھبرا گیا تھا اور اگلے لمحے ہی اس کی نظر اپنی بھتیجی پر گئی جو دیوسر دار کو قابو کر سکتی تھی، سونیا، نمیرہ اور قندیل اپنے کمرے میں تھی شیر طیان سویا ہوا تھا وہ اپنے بڑے بابا کا غصے والا روپ

دیکھ کر ڈر گیا تھا۔۔ طرسم نے سب کی جانب دیکھا کسی کے چہرے پر سکون تھا تو کوئی پریشانی سجائے بیٹھا تھا، صارم گھٹنوں کے بل زمین پر ریحانہ خانم کے پاس بیٹھا۔۔ "

چچی! میں نے ہوش میں قتل نہیں کیا، میری نشے کی عادت نے مجھ سے میرے سب رشتے چھین لیے، سب سے بڑھ کر میرا دوست جو آج میرا جانی دشمن بنا ہوا ہے۔ میں تو آپ سب کا صام ہوں صارم نے ریحانہ خانم کا ہاتھ پکڑا، انہوں نے ضبط سے آنکھیں بند کی۔۔۔ "

کوشش کروگی کہ تمہیں دوبارہ اپنے دل میں اپنے بیٹے کے مقام پر لا سکو، جو تمہارا 16 سال پہلے تھا ریحانہ خانم نے اپنا ہاتھ صارم کے ہاتھ سے چھڑوالیا صارم کی آنکھوں میں آنسو آئے لیکن لبوں پر مسکراہٹ تھی اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اس کی چچی اسے معاف کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔ "

آئیدن!۔۔۔۔ میری طرف مت آئیے گا میں غلط الفاظ بول کر اپنی تربیت کو غلط ثابت نہیں کرنا چاہتا آئیدن نے اس کی بات کاٹتے سخت لہجے میں کہا وہ ابھی کوئی رد عمل نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ "

ریحانہ خانم آرام کی ضرورت ہے تمہیں سفیان خان نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ "

علینا بیٹا انھیں کمرے میں چھوڑ آؤ علینا سفیان خان کے کہتے ہی ریحانہ خانم کو سہارا دے کر کمرے میں لے جانے لگی تو انھوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

میں ٹھیک ہو، پری دالہام کو بلاؤ اس نے کل دوپہر کا کھانا کھایا ہوا ہے ریحانہ خانم کو دالہام کی فکر ہو رہی تھی وہ اپنے غصے میں بعض اوقات خود کو نقصان پہنچا جاتا تھا۔۔ "

بابا! آپ بیٹھے ، مورے ، چاچو، دادی میں آپ سے بعد میں ملتی ہوا بھی فل وقت اپنے دیو کا غصہ ٹھنڈا کر لو طرسم نے صارم کو شانوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا، مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب رخ کیا۔۔ وریام نے آئیدن کو دیکھا بدلے میں اس نے کھانے جانے والی نظروں سے نوازا اسے اب سمجھ لگی تھی کہ یہ اس کی بہن اور شہریار کے بارے میں کیوں پوچھ رہا۔ دل میں وریام کو وہ گالیوں سے نواز رہا تھا، وریام نے نظروں کا رخ بدل لیا دوسرے سالے سے مار کھانے کا ارادہ نہیں تھا اس کا۔۔۔ "

طرسم نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاک تھا۔۔ دبے پاؤں کچن میں گئی اور ڈوبلیکیٹ چابی اٹھا کر واپس اوپر جاتے دروازے کا لاک کھولا۔ کمرے میں ہر شہ بکھری حالت میں پڑی تھی، متلاشی نظروں سے دالہام کو ڈھونڈا، بالکنی میں گئی وہاں سردار کرسی پر بیٹھے کئی سگریٹ

پھونک چکا تھا، زمین پر ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔۔ طرسم اس کی گود میں بیٹھ گئی اپنی سوچوں میں گم دالہام خانزادہ نے اپنی سردارنی کو گود میں بیٹھے دیکھ ہاتھ میں پکڑا سگریٹ زمین پر پھینکتے پاؤں سے مسل دیا۔۔ "

تھوڑے سے اور سگریٹ پی لو طرسم نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے دالہام نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا، اس نے سردار کا چہرا ہاتھوں میں تھام کے رخ اپنی جانب کرتے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا دالہام نے آنکھیں بند کرلی وہ دوبارہ اس کا اسیر نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔ "

میں بدصورت ہو؟ رونے والا چہرا بنایا، دالہام نے بامشکل خود کو آنکھیں کھولنے سے روکا۔۔ "

دیو میں تمہیں چھوڑ کر دالہام نے آنکھیں کھولتے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے اس چپ کروایا۔ "

مجھے چھوڑ کر جانے کی غلطی مت کرنا دیو کی پری نہیں تو تمہارا دیو ہر چیز کو تباہ و برباد کر دے گا دالہام نے اس کی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھی، اپنی پری کی آنکھوں میں محبت محسوس کرتے وہ اس کے سحر میں جکڑ چکا تھا۔۔ "

اتنا غصہ کیوں کرتے ہو دیو، غصہ مت کیا کرو۔ مجھے ڈر لگتا ہے طرسم نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا جس طرح وہ چھ سال پہلے اپنے دیو کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس کے رخسار کر بوسہ دیتی تھی، دالہام نے آنکھیں بند کیے کئی لمحے اس کے لمس کو محسوس کیا۔۔ "

وہ قاتل ہے میرے بھائی کا دالہام نے نظروں کا رخ دوسری جانب کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھٹک کر دوبارہ اس پری کے چہرے پر جاتی۔۔ "

وہ دوست ہیں تمہارے طرسم نے چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اسے پر سکون کرنا چاہا جو غصے سے تپ رہا تھا۔۔ "

دغا کی ہے اس نے۔ دالہام کے لیے صارم دغا باز تھا، وہ طرسم کو منع کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس سے ماضی کی باتیں نہ کرے لیکن وہ اپنے سحر میں جکڑے ہر بات اگلوا رہی تھی۔۔ "

دیونشے کی حالت میں قتل ہوا تھا اب کی مرتبہ طرسم نے اس کے سینے پر سر رکھا تو دالہام نے لمبا سانس لیا۔۔ "

کئی مرتبہ میں نے تمہارے اس سوکولڈ باپ کو کہا صام نشہ کرنا چھوڑ دے ، لیکن نہیں اس نے کسی کی نہ سنی اور آج اپنا سب کچھ گنوا کر بیٹھا ہے اس نے صرف اپنا نہیں میرا بھی برابر کا نقصان کروایا ہے دالہام کو آج بھی وہ لمحے یاد تھے جب وہ اپنے بھائی کو دفنا کر اس کی قبر پر مٹی ڈال رہا تھا۔۔ "

غلطی معاف کردے نہ ایک اور کوشش کی گئی سردار کو منانے
کی۔۔ "

غلطی نہیں گناہ کیا ہے اس نے کیا میرے معاف کرنے سے میرا بھائی
واپس آجائے گا دالہام نے اس کا چہرا اپنے مقابل کیا، طرسم اس مرتبہ
لاجواب ہوئی۔۔ "

میں کبھی وہ لمحے نہیں بھول سکتا جب میرا بھائی تڑپ رہا تھا اور تمہارا باپ
نشے کی حالت میں اس کے گرد چکر کاٹتے قہقہے لگا رہا تھا دالہام کی
آنکھوں کے گوشے نم ہوئے۔ طرسم نے اس کی ہاتھ کی پشت پر لب
رکھے دالہام خانزادہ اس کی گردن میں چہرا چھپا گیا آنکھیں موندے کچھ
لمحے سکون حاصل کرنا چاہتا تھا۔ طرسم عجیب سے احساسات کی زد میں
آگئی جن سے وہ ابھی انجان تھی۔۔ "

دیو کھانا کھائے طرسم نے اس کا چہرا اپنی گردن سے باہر نکالتے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔۔ "

مجھے بھوک نہیں ہے دالہام نے سفید جھوٹ بولا اس نے چوبیس گھنٹے سے کھانا نہیں کھایا تھا۔۔ "

میں بھی کھانا نہیں کھاؤگی طرسم ناراضگی سے اس کی گود سے اٹھنے لگی دالہام نے اس کے گرد سخت حصار بنایا۔۔ "

میں تمہارے باپ کا چہرا نہیں دیکھنا چاہتا اس کا چہرا میرے غصے کو جگاتا ہے دالہام نے سچی بات اسے بتادی طرسم نے لمبی سانس خارج کی۔۔ "

اس طرح تو بابا کو لگے گا دیو ڈر گیا۔۔۔

میری چھوٹی سی جان اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم ان باتوں سے سردار دالہام تیمور خانزادہ کو ورغلا سکتی ہو تو تم غلط ہو سردار نے سخت گرفت اس کے گرد بنائی۔۔ "

دیو میں ناراض ہو جاؤ گی اگر تم نیچے نہ گئے تو سردار کو اب خود پر غصہ آنا شروع ہو گیا اس نے کیوں خود کو اس قدر اپنی سردارنی کا عادی کیا تھا کہ وہ اسے ناراض نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ "

اگر میں نے کچھ بول دیا تو پھر مجھ سے منہ مت بنانا اور خبردار اگر تم میری موجودگی میں اپنے اس سو کولڈ بابا پاس گئی دالہام دانت پیستے ہوئے بولا جیسے دانتوں تلے صارم کو چبا رہا ہو۔۔ "

میں کچھ بولنے دو گی تو پھر نہ طرسم نے مسکراتے اس کی گردن میں بازو حائل کیے دالہام نے با مشکل حلق سے تھوک نگلا وہ خود پر قابو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔ "

آئی ہیٹ یو، کیوں بولا تھا دالہام نے اس کا چہرے بے حد قریب کیا طرسم کی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔ "

وہ غصے میں۔۔۔۔ اج کے بعد غصے میں بھی یہ الفاظ تمہارے لبوں سے ادا ہوئے تو تم سردار کا وحشی روپ دیکھو گی دالہام نے اس کی آنکھوں پر پھونک ماری ایک لمحے کے لیے طرسم کانپنے لگی۔۔ "

پہلی بات سردار کبھی اپنی گندے والا روپ مجھے نہیں دکھائے گا اور دوسرا خود بھی تو بولا تھا تم ونی میں آئی ہو طرسم نے دالہام کی طرح چہرے کے تاثرات سخت کرتے ہوئے کہا۔۔ "

آئی ایم سوری دیو کی پری آئیندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی دالہام نے اس کی ناک کھینچتے میٹھاس لہجے میں سما کر اس کی ناک سے ناک مس کی۔۔ "

او کے پری کے دیو، پری بھی ایسی غلطی نہیں کرے گی طرسم نے اس کی سینے پر سر رکھا وہ یاور مرزا کی باتوں کو مکمل طور پر بھلا چکی تھی اسے یہ

تک یاد نہیں تھا کہ یاور نے اسے کوئی موبائل دیا ہے اس کا بیگ ابھی تک ڈریسنگ روم کی الماری میں تھا۔۔ "

چلو کھانا کھانے چلے طرسم اس کی گود سے اٹھی نقاب کرتے، ہاتھ تھام کر لاونج میں لے گئی سب نے دالہام کا سرخ چہرا دیکھا۔۔ "

جوروں کا غلام سفیان خان ہلکے سے بڑبڑائے دالہام نے ان کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی سب ڈائیٹنگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔ دالہام سردار کی کرسی پر براجمان ہوا، بائیں جانب طرسم اور دائیں جانب ریحانہ خانم۔ سامنے والی کرسی پر سفیان خان تھے ان کے بائیں جانب رضیہ خانم اور دائیں جانب صارم خان۔۔ "

حویلی کے دوسرے افراد سے کہوں سب ڈائنگ ٹیبل پر موجود ہو دالہام نے ملازمہ سے سخت لہجے میں کہا وہ جی سردار کہہ کر نمیرہ، قندیل، سونیا اور شیر طیان کو بلانے چلی گئی۔۔ "

سفیان خان آپ کو یاد ہو تو شاید کوئی بیٹے جوان ہونے کے بعد بھی
کمرے سے پورا دن باہر نہیں نکلتا تھا اصل جوروں کا غلام تو پھر وہ ہوا
دالہام کے طنز پر اداسی بھرے ماحول میں بھی سب کے لبوں پر
مسکراہٹ آئی ۔۔ سفیان خان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے
دیکھا ۔۔ "

بلکل تمہاری طرح جو اپنی بیوی کے اشاروں ۔۔۔۔ سفیان خان نے
خود کو بولنے سے باز کیا وہ کھانے کے ٹیبل پر بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتے
تھے ۔۔ "

کمرے سے باہر نہ نکلے تو جوروں کے غلام بن جاتے ہے، ویسے
جوروں کا غلام ہوتا کیا ہے ؟ طرسم نے دالہام کی پلیٹ پر بریانی ڈالتے
معصومیت سے پوچھا ۔۔ سونیا قندیل اور نمیرہ شیر طیان کو گود میں اٹھائے

اپنے اپنے کمرے سے باہر آئی، سونیا صارم خان کو ٹیبل پر موجود دیکھ کر واپس جانے لگی دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑ کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ "

ایک قاتل کی وجہ سے تم اپنا ڈنر کیوں ضائع کر رہی ہو یہ تمہارا گھر ہے سکون سے بیٹھ کر کھانا کھاؤ دالہام نے دانت پیستے ہوئے الفاظ ادا کیے

سونیا آنکھوں میں سرخی لیے بیٹھ گئی ایک لمحے کے لیے وریام نے سونیا کی جانب دیکھا، وہ سرخی چہرے پر سجائے پلیٹ میں غصے سے بریانی ڈال رہی تھی۔۔ نمیرہ آئیدن کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی، شیر طیان ڈرتے ہوئے نمیرہ کی گود سے اتر کر سردار کی گود میں بیٹھ گیا، قندیل سونیا کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی اسے حیرانگی ہوئی تھی سفیان خان کو بڑی حویلی میں دیکھ کر۔۔ "

دیو مجھے کھانا کھلاؤ طرسم نے قندیل کو جلانے کی خاطر الفاظ ادا کیے۔

قندیل خاموشی سے بریانی کھاتی رہی۔۔ "

بابا جانی مجھے بھی طیان نے دالہام کے چہرے کو دیکھا جو غصے کی وجہ سے سرخ تھا، سردار نے ایک نوالہ طرسم کے منہ میں ڈالا اور دوسرا شیر طیان کے منہ میں۔ صارم اور علینا نے ایک دوسرے کو دیکھا کہ ان کی بیٹی خوش ہے دالہام نے طرسم سے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا۔۔ "

دیو بتاؤ نہ دالہام نے کندھے اچکا دیے کہ کیا بتاؤ، وہ صارم اور وریام کی موجودگی کو نظر انداز کر رہا تھا۔۔ "

سردار صاحب اپنی بیوی کو بتائے گے نہیں آپ کہ جوروں کا غلام کسے کہتے ہے، ارے آپ کیوں بتائے گے آپ تو خود۔۔۔ سفیان خان بات ادھوری چھوڑتے طنز کرنے سے باز نہ آئے، دالہام خانزادہ نے جھٹکے سے نظروں کا رخ سفیان خان کی جانب دیکھا۔ وہ مسکراتی آنکھیں سے دالہام کو دیکھ رہے تھے۔۔ "

دیو بتاؤ نہ جوروں کا غلام کسے کہتے ہے؟

یہ چھوٹوں کی سمجھنے والی بات نہیں ہے خاموشی سے بریانی کھاؤ" الہام نے اسے ضد کرتے دیکھ نہایت ہی پیار سے کہتے اس کے منہ میں نوالہ ڈالا۔ صارم غش کھا کر بے ہوش ہونے والا تھا سردار کا لہجہ دیکھ کر۔۔۔ کھانا کھا کر سب لاونج میں بیٹھ گئے۔ نمیرہ چپ کر کے لاونج میں بیٹھی تھی اس کا ارادہ تھا آج آئیدن کے لیے تیار ہونے کا لیکن اب اس کے شوہر کا موڈ ہی خراب تھا۔۔ "

بابا جانی یہ کون ہے؟ طیان ان سب کو دیکھ رہا تھا اس کے لیے یہ چہرے نئے تھے، طرسم سردار کی کرسی کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔ "

یہ آپ کے دادو۔۔۔ چاچو الہام نے طرسم کی بات کاٹتے درستگی کی وریام اور صارم شیر طیان کے چاچو اور بڑے پاپا تھے۔۔ "

نہیں دیو یہ مہا شیطان کے دادو ہے طرسم نے اپنی مورے کا ہاتھ پکڑ کر انھیں ہامی میں سر ہلانے کا اشارہ کیا کہ سر دار کو بتاؤ کہ آپ کے شوہر شیر طیان کے دادو ہے۔۔ "

یہ شیرو کے دادو نہیں ہے تمہارے دادو میرے بڑے بابا ہے اور شیرو کے دادو، تمہارے چاچو شیرو کے چاچو ہے دالہام نے اس کی کنفیوژن دور کرنے کی کوشش کی طرسم اپنی جانب سے صحیح کہہ رہی تھی اور دالہام اپنی جانب سے۔۔ "

دیکھو یہ تمہارا بھتیجا ہے میں اس کی بڑی مورے ہو تو میرے بابا اس کے دادو ہوئے۔۔۔ "

آئیدن اور تمہارے بابا کزن ہے اس لحاظ سے تمہارے چاچو اور بابا شیرو کے چاچو ہوئے، جو تمہارے بچے ہوگے تمہارے بابا ان کے دادو ہوگے دالہام جلد بازی میں اپنے لفظوں پر غور کیے بغیر الفاظ ادا کر گیا،

آئیدن ، شہریار ، ریحانہ خانم ہر فرد لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا ، صارم خان عجیب احساسات کے زیرِ اثر تھا ایک طرف اس کا دوست اور دوسری طرف اس کی بیٹی ، قندیل کا چہرا دھواں چھوڑنا شروع ہوگیا ۔ ۔ "

بابا جانی جہنم کے کانٹے کے بچے کہاں سے آئے گے شیر طیان کی بات سن کر دالہام نے اپنے لفظوں پر غور کیا ، طرسم کو دیکھا جو آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھ رہی تھی آنکھوں سے صاف واضح تھا کہ اس کے ذہن میں بے شمار سوالات آرہے ہے ۔ ۔ "

لالا جواب دے میرے بیٹے کو آئیدن جان بوجھ کر بولا تاکہ ماحول تھوڑا سا ہلکا ہو ماحول میں چھائی اداسی دور ہو جائے ۔ ۔ "

دیو میرے بچے میرے بابا کو دادو بولیں گے دالہام نے اپنی پیشانی مسلی ، دل تو چاہا اپنے سر پر کچھ مار دے ، وہ کہاں پھنس گیا تھا کیا جواب دیتا

اپنی بیوی اورا پنے بھتیجے کووہ باتیں ان کے سمجھنے والی ہی نہیں تھی،
کہنے کوطرسم بڑی ہوگئی تھی لیکن سمجھ اسے کسی چیز کی نہیں تھی۔کہ کون
سی بات کس وقت کرنی ہے۔۔ "

تم دونوں اپنی زبان بند کرکے بیٹھ جاؤجس بات کا جواب میں نہ دوں تو
خاموشی اختیار کرلیا کرو۔ دالہام کا چہرہ اس مرتبہ خفت سے سرخ پڑا، وہ
دونوں سردار کوشرمندہ کرتے تھے سب کے سامنے۔۔ سونیا نے
وریام کی جانب نظریں کی جواسے ندیدو کی طرح دیکھ رہا تھا۔ کشن پکڑکر
اپنی گودمیں رکھتے اسے مروڑنا شروع ہوگئی دل توچاہ رہا تھا اپنے لالا کو
بتائے کہ وہ اسے گھور رہا ہے اس کی چٹنی بن جاتی۔۔ "
سفیان خان آپ اپنے بیٹے کولگام ڈال دیں نہیں تواگلی مرتبہ آپ کویہ
ہاسپٹل ایڈمٹ نظر آئے گا دالہام نے اسے اپنی بہن کی جانب گھورتے

دیکھ شعلے برساتی نظریں اس پر ٹکائی۔۔ سفیان خان نے اپنے بیٹے کو گھوری سے نوازا۔۔ شہریار کا موبائل رنگ ہوا، مورے لفظ اوپر جگمگا رہا تھا کال ریسیو کرتے ہی اس کی مورے کی پریشانی بھری آواز سپیکر میں گونجی۔۔ "

شہریار حبا اپنے کمرے میں نہیں ہے میں نے پورا گھر دیکھ لیا ہے الفاظ تھے کہ گویا تیر جو دل کو بری طرح زخمی کر گئے۔۔ "

کیا مطلب حبا گھر میں نہیں ہے وہ بلند آواز میں کہتا اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا سردار، آئیدن وریام، صارم کھڑے ہو گئے۔۔ "

میں گھر آرہا ہوں۔ الفاظ ادا کرتے اس نے کال کٹ کر کے موبائل پاکٹ میں ڈالا ایک پل میں ہی وہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔ "

شہریار کس کی کال تھی سردار نے فوراً سوال داغا، آئیدن پریشانی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ "

مورے کی کال آئی تھی حبا گھر میں کہیں پر موجود نہیں ہیں، شہریار نے جیسے ہی اپنی بات مکمل کی سردار نے باہر کی جانب اشارہ کیا، آئیدن، شہریار، دالہام اور صارم چاروں اپنی اپنی کار میں بیٹھتے بڑی حویلی سے چلے گئے۔ وریام جانا چاہتا تھا لیکن اپنی ٹوٹی حالت کی وجہ سے بیچارا وہیں صوفے پر بیٹھا رہا۔۔"

خدا خیر کرے لاؤنج میں موجود ہر فرد پریشانی میں مبتلا ہو گیا ایک پریشانی ختم ہوتی نہیں تھی اور دوسری شروع ہو جاتی۔۔۔"

وہ چاروں کی کار شہریار کے گھر کے باہر رو کتے تقریباً بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور گھر کے کونے کونے میں حبا کو تلاشنے لگے آدھے گھنٹے بعد چاروں لاونج میں کھڑے تھے لیکن انہیں حبا کہیں پر بھی نہ ملی۔۔"

سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرواب وہ چاروں سکیورٹی روم کی جانب
بھاگے تھے کسی کیمرے میں انہیں حبا گھر سے باہر نکلتی ہوئی دکھائی نہ
دی۔ دوبارہ وہ لاؤنج میں آکر کھڑے ہو گئے۔۔ "
تمہارا کوئی ایسا دشمن جو تمہارے گھر تک پہنچ سکتا ہو پولیس کی جاب میں
ہزاروں دشمن بنتے ہیں دالہام نے آئیدن اور شہریار کو دیکھتے ہوئے
پوچھا صارم اپنی داڑھی سہلاتے کسی سوچ میں گم تھا۔۔ "
لالا ہمارے ہزاروں دشمن ہیں اب ہم کس کو یاد رکھیں۔ ایک سے بڑھ
کر ایک ہے آئیدن اور شہریار یک زبان بولے، صارم نے چٹکی بجاتے
ان تینوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔ "
تمہارے گھر میں کوئی ایسا راستہ ہے جہاں پر کیمرہ ریکارڈنگ نہ کر پائے
صارم کا سوال سن کر شہریار کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔۔ "

میرا روم وہاں ایک خفیہ دروازہ ہے جسے ہم گھر سے دور ڈائریکٹ نکلتے ہیں اور کیمرے میں نظر بھی نہیں آتے شہریار نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ سب شہریار کے کمرے میں گئے بک شیلف میں سے کچھ بکس بیڈ پر تھی سامنے ایک بٹن نظر ارہا تھا اسے دبایا بک شیلف سائڈ پر ہو گئی اور سامنے ایک دروازہ تھا وہ سب اس دروازے سے باہر نکلے زمین پر حبا کا دوپٹہ گرا ہوا نظر آیا۔۔ "

حبا شہریار نے اس کا دوپٹہ زمین سے اٹھا کر اپنے دل کے مقام پر لگاتے اسے پکارا متلاشی نظروں سے ارد گرد دیکھا لیکن وہاں کسی انسان کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔ "

یہیں پہ رکو ان سب کو آگے بڑھتے دیکھ دالہام سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ اسے کسی عجیب سی شہہ کی سمیل آنے لگی۔۔۔ "

اپنی سانسیں روک لو دالہام کے کہنے پر ان سب نے سانس لینا بند کی اور عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ اچانک ہر طرف دھواں پھیل گیا ان سب نے اپنی جیب سے رومال نکال کر چہرے پر باندھا، اپنی گن نکالتے ان چاروں نے لوڈ کرلی۔۔ اچانک گولیاں چلنے لگی وہ چاروں منہ کے بل زمین پر لیٹے اور ہاتھ چھ انچ اوپر کی جانب کرتے گولیاں چلانا شروع ہو گئے، کس جانب کس کو گولیاں لگ رہی ہیں انہیں کچھ اندازہ نہیں تھا پانچ منٹ بعد جب دھواں کم ہوا 15 آدمی زمین پر گرے تڑپ رہے تھے۔۔ "

دالہام ٹھیک۔۔۔۔ اپنی جھوٹی پرواہ دکھانا بند کرو صارم نے دالہام کے بازو سے خون نکلتے دیکھ فکرمندی سے کہا وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے تقریباً دہاڑا تھا۔۔ آئیدن اور شہریار دونوں نے اپنی گنز دوبارہ لوڈ کی۔۔ "

سبحان اللہ تم جیسے پولیس آفیسرز پر جو اپنی گن بھی پوری لوڈ نہیں کر کے رکھتے۔ سردار نے کھلم کھلا طنز کیا وہ دونوں ٹھنڈی آہ خارج کر کے رہ گئے۔۔ "

اپنے اس موٹے دماغ پر زور ڈالو شہریار کوئی ایسا دوست جسے تمہارے راز کے بارے میں معلوم ہو، کیونکہ اس طرح کے کام دشمنوں سے زیادہ دوست کرتے ہیں دالہام نے موبائل نکال کر یعقوب کو کال کر کے اس جگہ پر آنے کا کہا۔۔ "

لالا اس وقت دماغ نہیں کام کر رہا، حبا! شہریار نے اس کا دوپٹہ سختی سے ہاتھوں میں جکڑا رکھا تھا بار بار ذہن میں یہی خیال آ رہا تھا نہ جانے وہ کس حال میں ہوگی۔۔ "

کس کے آدمی ہو تم دالہام گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور ایک آدمی کو گریبان سے پکڑتے اوپر کی جانب کھینچا جو آخری سانسیں لے رہا تھا۔۔ "

وائلڈ ڈریگن وہ آدمی نام بتاتے ہی آنکھیں موندھ گیا دالہام نے اس کے مردہ وجود کو زمین پر پھینک دیا۔۔ "

یعنی وہ یاور مرزا نہیں ہیں سردار کو پہلے لگا کہ حبا کو اغوا کرنے والا یاور مرزا ہے لیکن اس آدمی کے لبوں سے کسی اور کا نام سن کر اس کی پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔ "

وائلڈ ڈریگن کہاں ہے؟ شہریار نے اس ایک آدمی کو پکڑا جس کی سانسیں ابھی چل رہی تھی گن اس کی شہ رگ پر رکھتے دہاڑا 15 سیکنڈ اس نے انتظار کیا اس آدمی کے بولنے کا جب وہ نہ بولا تو اس کی شہ رگ پر کئی گولیاں اس نے اتار دی۔۔ "

شہریار! جبا لڑکھڑاتی ہوئی ان کے جانب بڑھ رہی تھی شہریار نے بھاگتے اسے سہارا دے کر اس کا ہاتھ تھامتے ایک پتھر پر بٹھایا اپنی جیکٹ اتار کے اس کے کندھوں پر رکھی تاکہ اس کے پھٹے ہوئے کپڑوں سے اس کے جسم کی نمائش نہ ہو، جبا اس کے سینے پر سر رکھ کر دہاڑے مار کر رونا شروع ہو گئی۔۔ "

جبا کہاں تھی تم؟ شہریار نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پوچھا۔ اس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔ یعقوب بھی اس جگہ پہنچ گیا وہ چاروں سینے پر ہاتھ باندھے ایک قطار میں کھڑے تھے۔۔ "

میں۔۔ تمہارے کمرے۔۔۔۔ میں گئی،۔۔۔۔ بکس دیکھ رہی۔۔۔۔ تھی کہ مجھے۔۔۔ پیچھے بٹن دکھائی۔۔۔ دیا وہ دبایا۔۔۔۔ تو سامنے دروازہ۔۔۔ نظر آیا کھول کر۔۔۔۔ باہر آئی کسی نے۔۔۔ میرے منہ پر۔۔۔۔ رومال رکھ دیا اور۔۔۔۔ جب ہوش آئی میں۔۔۔۔ اس جگہ

سے۔۔۔۔۔کافی دور زمین پر پڑی۔۔۔۔ہوئی تھی حبا ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی شہریار نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔"

شہریار میرے ساتھ کچھ غلط اسے اپنے پھٹے ہوئے کپڑے دیکھ کر کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔ شہریار نے اس کے آنسو صاف کر کے نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کچھ نہیں ہوا تمہارے ساتھ۔۔"

ریلیکس ہو جا کچھ نہیں ہوا تمہارے ساتھ سردار کی رعب دار آواز اس ویران جگہ پر گونجی حبا جو پہلے ہی ڈر سے کانپ رہی تھی شہریار کا بازو پکڑتے اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی اسے پہلے دن سے ہی سردار سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔"

وائلڈ ڈریگن کا مقصد اسے اغوا کرنا نہیں صرف ہمیں اپنا تعارف کرانا تھا، اپنے گھر کی سکیورٹی بڑھاؤ یا پھر اپنے والدین اور اسے کسی اور جگہ پر منتقل کرو سردار کی بات پر صارم اور آئیدن نے بھی ہاں میں سر ہلایا وہ اپنی جان کا رسک تو لے سکتے تھے لیکن اپنے خاندان والوں پر ایک انچ بھی برداشت کرنا مشکل تھا۔۔ "

آئیدن بڑی حویلی کے سامنے جو گھر ہے میرے اکاؤٹ سے پیسے لے کر وہ گھر خریدوں مورے بابا اور حبا وہیں پڑ رہیں گے شہریار حبا کا ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔۔ "

میں نے پیسے مانگے ہیں؟ آئیدن نے ابرو اچکا کر اسے گھورا۔۔ "

ہاں تو کیا، کروڑوں کے حساب سے وہ گھر بک رہا ہے۔۔۔ بکواس بند کرو اور حبا کو گھر کے اندر لے کر جاؤ دالہام نے ان دونوں کو جھگڑتے دیکھ آئیدن کی گردن پر رکھ کر ایک تھپڑ لگایا، یعقوب نے بمشکل اپنی

ہنسی پر قابو کیا اس کی یہ بہت بری عادت تھی مشکل وقت میں بھی اس کی مسکراہٹ اس سے قابو نہیں ہوتی تھی۔۔ "

سردار یہ وائلڈ۔۔۔اس بارے میں بعد میں بات کرلینا سب صارم نے حبا کو ڈرتے دیکھ دانت پیستے ہوئے کہا تو سب خاموش ہو گئے۔۔ "

چلو مسجد جانا ہے پہلے وہ سب گھر کی جانب رخ کرنے لگے شہریار کی بات سن کر وہ چاروں ایک ساتھ پیچھے کی طرف مڑے۔۔ "

پہلے نکاح کرنا ہے اس کے بعد گھر چلیں گے اور مورے اور بابا کو دو دن کے لیے بڑی حویلی لے جائیں جب تک نیا گھر نہیں میں خرید لیتا آئیدن اور دالہام کو لگا وہ دماغ سے فارغ ہو گیا ہے، اس مشکل سچویشن میں اسے نکاح یاد آرہا تھا سردار کو ان کے بڑی حویلی میں رہنے پر کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔ "

لالا پلیز اس بارے میں کچھ مت بھولیے گا میرے ذہن میں اس وقت صرف یہی چل رہا ہے اس دشمن کو تو بعد میں دیکھوں گا پہلے مجھے حبا کو اپنے نکاح میں لے کر محفوظ کرنا ہے جانتا ہوں مورے اور بابا ناراض ہوں گے لیکن میں ہینڈل کر لوں گا میں کون سی دھوم دھام سے شادی کر رہا ہوں ۔ وہ سب کندھے اچکاتے ہیں اس کے ساتھ قریبی مسجد میں چلے گئے ، ایک گھنٹے تک نکاح کے پیپرز بنوا کر وہ سب قاضی کے سامنے بیٹھے تھے ، حبا کی جانب سے گواہ سردار اور یعقوب بنے شہریار کی جانب سے گواہ آئیدن اور صارم بنے ، قاضی کے آنے سے پہلے دالہام نے اپنی چادر اتار کر حبا کے گرد پھیلا کر سر پر گھونگھٹ کی طرح دی ۔ ۔ "

سردار یہ گھر سے بھاگے ہوئے تو نہیں ہیں قاضی نے ڈرتے ہوئے پوچھا کیونکہ نہ لڑکی کے ماں باپ پاس تھے اور نہ ہی لڑکے کے ۔ ۔ "

بے فکر ہو جائیں قاضی صاحب بھائی ہے میرا سردار کے کہنے کی دیر تھی قاضی نے نکاح نامہ کھولا دونوں کی ماں باپ کا نام پوچھتے نکاح شروع کیا۔۔ "

شہریار ولد الطاف خان آپ کا نکاح حبا ولد یزدان کے ساتھ 80 لاکھ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ قاضی نے شہریار کو دیکھتے ہوئے پوچھا دونوں کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔ "

قبول ہے!

اپنے پورے ہوش و حواس میں، میں حبا یزدان کو اپنے نکاح میں قبول کرتے اپنی روح کا ساتھی بنایا ہے اور ہمیشہ تمہارے ہم قدم رہوں گا۔ دل کی گہرائیوں سے اس نے حبا یزدان کو اپنے نکاح میں قبول کیا۔۔ "

شہریار ولد الطاف خان آپ کا نکاح حبا ولد یزدان کے ساتھ 80 لاکھ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

قبول ہے ! تمہارے دل میں کس چیز کا ڈر ہے وعدہ کرتا ہوں اس ڈر کو بہت جلد دور کر دوں گا تم اپنے محرم کے پاس محفوظ رہو گی شہریار کی نظریں اپنی ہمسفر پر ٹکی تھی ۔۔ "

شہریار ولد الطاف خان آپ کا نکاح حبا ولد یزدان کے ساتھ 80 لاکھ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟

قبول ہے ! بندہ بشر ہوا گر کبھی کوئی غلطی ہو گئی تو معافی مانگنے سے ہچکچاؤں گا نہیں انا کو کبھی ہمارے رشتے کے درمیان نہیں لے کر آؤں گا شہریار نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ کبھی وہ اپنے پاک رشتے میں اپنی انا کو نہیں لائے گا کیونکہ اکثر انا سے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں ۔۔ شہریار نے نکاح نامہ پکڑ کر سائن کیے ۔۔۔ "

حبا ولد یزدان آپ کا نکاح شہریار ولد الطاف خان سے حق مہر 80 لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟ قاضی نے اب اپنا رخ حبا کی جانب

کیا اس کی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہہ رہے تھے دل میں شدت سے
یا خیال آیا کاش اس موقع پر اس کے ماں باپ اس کے ساتھ
ہوتے۔۔ "

ق۔ قبول ہے !

میری زندگی میں یہ موڑ اچانک آیا ہے میں اپنی پوری کوشش کروں گی
کہ اپنے ہمسفر کہ ہم قدم چلوں۔۔ نظریں اوپر کی لیکن سامنے چادر تھی
جس کی وجہ سے وہ شہریار کو نہ دیکھ پائی۔۔ "

جا ولد یزدان آپ کا نکاح شہریار ولد الطاف خان سے حق مہر 80 لاکھ
طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟

قبول ہے ! میرے ماں باپ میرے پاس نہیں تھے جو مجھے سکھاتے کہ
شوہر اور ساس سسر کے ساتھ کیسے رہنا ہے میں اپنی پوری کوشش

کروں گی کہ ایک بیٹی بن کر دکھاؤں۔۔اس مرتبہ اس نے بنا ہچکچاہٹ کے قبول ہے بولا۔۔ "

جبا ولد یزدان آپ کا نکاح شہریار ولد الطاف خان سے حق مہر 80 لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

قبول ہے! میں اپنے آپ کو اپنے محرم کے حوالے کرتی ہوں دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے پین پکڑ کر نکاح نامے پر سائن کیے۔۔سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ان دونوں کی خوشحال زندگی کے لیے دعا کی۔۔یہ پہلا، ایک دوسرے کو محبت کرنے والا جوڑا تھا جن کا نکاح رات کے ایک بجے بکھری ہوئی حالت میں مسجد میں ہوا۔۔ "

مبارک ہو ہماری قطار میں شامل ہو گئے لیکن ابھی مجھ سے پیچھے ہو آپ سب آئیدن نے کھڑے ہوتے شہریار کو گلے لگایا اس کی پہلی بات سن کر سب مسکرائے اگلے الفاظ سن کر ان تینوں نے دانت پیسیں۔۔ "

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں میری طرف لالا آپ اور شہریار مجھ سے پیچھے ہیں مطلب میں باپ بن گیا ہوں دالہام کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ آئیدن یعقوب کے پیچھے کھڑا ہو گیا سردار نے اسے نظر انداز کرتے شہریار کو گلے لگایا۔۔ "

مبارک ہو! دالہام نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی وہ مسکرانے لگا۔۔ سردار کے بعد یعقوب اور اس کے بعد صارم نے شہریار کے گلے لگ کر اسے مبارکباد دی۔۔ "

مبارک ہو! دالہام نے حبا کے سر پر ہاتھ رکھا وہ گھونگٹ کے نیچے بے آواز رو رہی تھی۔۔ شہریار اس کے پاس گیا اسے کھڑے کرتے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا تاکہ وہ جی بھر کر اپنا غبار نکال لے۔۔ کچھ دیر رونے کے بعد حبا اپنے آنسو صاف کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔۔ "

لالا حویلی جا کر مورے اور بابا کو سنبھال لینا شہریار نے التجائی نظروں سے سردار کو دیکھا اس نے نفی میں سر ہلا کر ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں اوپر کیے جسے کہنا چاہ رہا تھا یہ تمہارا معاملہ ہے اور تم خود ہی ہینڈل کرو۔۔ تقریباً رات کے دو بجے بڑی حویلی کے پورچ میں انہوں نے اپنی کار کھڑی کی لاؤنج میں داخل ہوئے پورا خاندان لاونج میں بیٹھے ان کا انتظار کر رہا تھا ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو سویا ہو شیر طیان ہاتھ میں فٹبال پکڑے لانچ کے درمیان میں کھڑا تھا۔۔ "

بابا جانی آپ کہاں چلے گئے تھے شیر طیان بھاگتے ہوئے دالہام کے پاس گیا اس نے اس ننھے شیطان کو اپنی گود میں اٹھایا وہ پانچوں خاموشی سے لاؤنج میں صوفے پر جا کر بیٹھ گئے۔ طرسم پریشانی چہرے پر سجائے دالہام کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے غصے سے اسے دیکھنے لگی، نمیرہ آئیدن کے پاس سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے گھور رہی تھی وہ بنا بتائے

حویلی سے چلے گئے تھے اور پیچھے ان کی بیویاں پریشانی سے مرنے کے در پر پہنچ گئی تھی۔۔ علینا صارم کے دائیں جانب سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی تھی اس کی نظروں میں غصہ نہیں لیکن پریشانی حد سے زیادہ تھی۔ شہریار حبا کو لیے صوفے پر بیٹھا یعقوب بیچارا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر ان سب کی جانب دیکھنے لگا کاش اس کی بھی بیوی ہوتی جو اس کے گھر آنے کا انتظار کرتی۔۔ "

کہاں پر تھے تم پانچوں سفیان خان نے اس لڑکی کو غور سے دیکھا جو بالکل ٹھیک حالت میں صوفے پر بیٹھی تھی اگر کوئی گھر سے غائب ہو تو اس کی حالت خراب ہوتی ہے وہ اس بات سے انجان تھے کہ وہ آتے وقت مال سے اس کا حلیہ درست کروا کر بڑی حویلی آئے تھے تاکہ کسی کو شک نہ ہو دالہام نے شرٹ کا بازو نیچے کر کے اپنا زخم چھپایا ہوا تھا۔۔ "

کیا ہے کہ ہم بڈھے انسان نہیں جو گھر پر ایک جگہ ٹک کر بیٹھے رہیں ہمیں کام ہوتے ہیں سردار نے اپنی کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھی اپنی پری کو کھینچ کر اپنے ساتھ والے صوفے پر بٹھایا۔۔ "

دالہام بیٹا یہ کیا طریقہ ہے کب سے ہم پریشان ہو رہے ہیں نہ جانے بچے کہاں چلے گئے ریحانہ خانم نے اسے ڈپٹا جو کسی کی پریشانی کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔۔ "

مورے اب ہم چھوٹے بچے نہیں ہیں میں ایک بچے کا باپ ہوں آئیدن نے اپنی بیوی کا بازو کھینچ کر اسے اپنے پاس بٹھایا، شہریار اور دالہام کا دل کیا اس کی گردن دبا دیں جو بار بار ایک ہی بات کہہ رہا تھا میں ایک بچے کا باپ ہوں۔۔ "

صارم!رضیہ خانم نے فکرمندی سے اپنے بیٹے کو دیکھا، وریام لڑکھڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا صوفے پر بیٹھتے ان سب کی عزت افزائی ہوتے دیکھنے لگا۔۔ "

مورے میں بالکل ٹھیک ہوں بس ایسے ہی باہر گیا تھا اور تم کیوں کھڑی ہو بیٹھو یہاں پر اپنی مورے سے کہہ کر صارم نے علینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھایا۔۔ "

شہریار حبا کہاں تھی؟ فاریہ خانم اور الطاف خان نے حبا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا شہریار نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کی بینڈ بجنے والی تھی۔۔ "

مورے فٹ بال سے کھیلتی ہوئی گھر سے کچھ دور چلی گئی تھی اور آپ کو لگا خدانخواستہ اسے کچھ ہو گیا ہے شہریار نے جھوٹ کا سہارا لیا پورا خاندان بیٹھا ہوا تھا اور اس نے سب کے سامنے تھپڑ نہیں کھانے تھے۔۔ "

شہریار اصل بات بتا دو یعقوب نے اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے آگ لگانے کی کوشش کی آئیدن اور صارم نے بمشکل اپنی ہنسی پر قابو کیا۔۔ "

کون سی اصل بات فاریہ خانم کے کان بجنا شروع ہو گئے انہیں حبا کا شہریار کے پاس بیٹھنا عجیب لگ رہا تھا کیونکہ شہریار کبھی کسی نامحرم کو اپنے اس قدر قریب نہیں بٹھاتا تھا۔۔ "

مورے آپ کو پتہ ہے اس کا دماغ لالا کے ساتھ رہ کر کھسک گیا ہے اور کوئی بات نہیں۔۔ "

کس کے ساتھ رہ کر یعقوب کا دماغ کھسکا ہے دالہام کی رعب دار آواز لاؤنج میں گونجی شہریار فوراً نفی میں سر ہلایا اسے اپنے ماں باپ سے پہلے دالہام سے اپنی دھلائی ہوتی نظر آ رہی تھی۔۔ "

دیو آپ کہاں تھے ؟ طرسم صوفے سے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی کون دیکھ رہا ہے اور کون نہیں اسے صرف اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا شیر طیان نے دالہام کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔۔ "

پری !شیرو! کام کے سلسلے میں گیا تھا آئندہ تم دونوں کو تفصیل سے بتا کے جاؤں گا مہربانی کر کے دونوں اب بیٹھ جاؤ مزید میرا دماغ مت چاٹنا کیونکہ فی الوقت میرا دماغ پہلے ہی گھوما ہوا ہے یہ نہ ہو میں کچھ غلط بول جاؤں اور پھر تم دونوں منہ بنا کر ایک کونے میں بیٹھے ہو ایک ایک لفظ پر زور دیتے چبا چبا کر کہا شیر طیان نے اپنے بابا جانی کے سینے پر سر رکھ لیا طرسم نے دالہام کو دائیں طرف کیا اور تھوڑی سی جگہ بنا کر اس کے ساتھ اس صوفے نما کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ "

آپ سب میری طرف ایسے کیا دیکھ رہے ہیں یہ سردار کی کرسی ہے اور میں سردارنی ہوں تو پھر میں سردار کے ساتھ بیٹھوں گی۔ سفیان خان کا زوردار قہقہہ گونجا سردار کو اچھے طریقے سے قابو کرنا وہ جانتی تھی۔ باقی سب نے بمشکل اپنی مسکراہٹ اور قہقہوں کو قابو کیا ہوا تھا۔ قندیل اسے سردار کے ساتھ چپک کر بیٹھتے دیکھ جل کر سوا ہو گئی۔۔ "

دالہام بتا کر جایا کرو سب کو پریشانی ہو رہی تھی۔۔ "

دیو خالہ جی صحیح کہہ رہی ہیں تمہیں کو بتا کر جانا چاہیے تھا آئندہ مجھے بتا دینا پھر میں آپ کی خالہ جی کو نا تھوڑا حوصلہ دے دوں گی طرسم نے ظاہری طور پر چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی لیکن اس کا دل جل رہا تھا قندیل کا میٹھا لہجہ سن کر۔۔ "

آئیدن آپ بتا کر نہیں جا سکتے تھے ؟ نمیرہ نے اس کے کندھے پر چٹکی کاٹی اس نے مسکرا کر اپنی بیگم کو دیکھا جو آج خالص بیویوں کی طرح حرکات کر رہی تھی۔۔ "

کمرے میں چلے میں آپ کو بتاتی ہوں علینا نے مشکل سے اپنے لہجے کو نم ہونے سے روکا صارم کے یوں اچانک حویلی سے جانے پر اسے رونا آرہا تھا اور ایک مرتبہ کمرے میں جا کر وہ جی بھر کر رو کے باہر آئی تھی۔۔ "

بابا جانی آپ نے کہا تھا جہنم کے کانٹے کے بے بی آئیں گے بے بی کہاں سے آئیں گے ؟ دالہام نے اپنے دانتوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیا، وہ دونوں ایک بات کے پیچھے کیوں پڑ جاتے تھے۔۔ ملازمہ پانی لے کر آئی وہ پانچوں پانی کا گلاس لبوں سے لگائے پی رہے تھے۔۔ "

دیو تمہیں پتہ ہے جب سے میں نے مہا شیطان کو دیکھا تھا میں سوچتی تھی میرے بابا اس کے دادو لگتے ہیں یہ میرے بابا کو دادو بلائے گا لیکن میرے بابا تو اس کے تایا ابو ہے، اب میرے بابا کو دادو کون بلائے گا؟ طرسم کا بے وقوفانہ سوال سن کر ان پانچوں کے منہ سے فوارے کی صورت میں پانی باہر نکلا۔ صارم نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کی بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ اپنے باپ کو بھی شرمندہ کروا رہی تھی۔۔

نمیرہ آئیدن کی پیٹھ سہلانے لگی جو بری طرح کھانس رہا تھا، شہریار ٹشو پکڑ کے اپنا منہ صاف کرنے لگا، یعقوب پیشانی پکڑ کر سر نیچے کی جانب کر گیا، وریام نے سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جمایا اس کی بھتیجی اس کا بدلہ صحیح طریقے سے لے رہی تھی۔۔ مسکراہٹ پر قابو کرنے کی وجہ سے سب کے چہرے حد سے زیادہ سرخ ہو گئے سوائے ایک فرد کو چھوڑ کر، قندیل جو حسد کی نگاہ سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ "

بابا جانی آپ نا جہنم کے کا ننٹے کو ہاسپٹل سے بے بی لادے جو اس کے بابا کو دادو بلائے سب کی گھٹی گھٹی ہنسی کی آوازیں لاؤنج میں گونج رہی تھی۔ صارم اور سردار، بیچارے دونوں اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے تھے آج تک انہیں اس قدر شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔۔ "

دیو پلیز اس جیسا نمونہ ہاسپٹل سے مت اٹھا کر۔۔۔۔ طرسم بول رہی تھی جب دالہام خانزادہ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا اور شیر طیان کو اپنی گود سے اٹھاتے زمین پر کھڑا کیا۔۔ "

دیو!

بابا!ان دونوں نے دالہام کو پکارتے چہرے پر معصومیت سجائی۔۔ "

دونوں اپنے کمرے میں جارہے ہویا پھر طرسم اور شیرطیان رونے والا منہ بنا کر، ایک دوسرے کے ساتھ انتہا کا جھگڑنے کے باوجود بھی ہاتھ پکڑتے سردار کے کمرے میں چلے گئے۔ دالہام غصے سے لمبے ڈھگ بھرتا مردان خانے چلاگیا۔ اس کے پیچھے یعقوب بھی چلاگیا ایک ایک کرتے ہر مرد ایک دوسرے کے پیچھے مردان خانے چلے گئے لاؤنج میں صرف عورتیں اور مردوں میں الطاف خان، سفیان خان اور وریام تھے۔۔ "

تم کہاں جارہے ہو، چلوا پنے کمرے میں وریام جو مردان خانے کی طرف جانے لگا تھا رضیہ خانم نے اس کا ہاتھ پکڑکر کمرے کی جانب رخ کیا۔ پانچ منٹ تک سب اپنے کمرے میں چلے گئے اب آتے ہیں مردان خانے کی جانب جہاں وہ پانچوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے

تھے سر داران چاروں کو گھور رہا تھا جو منہ اٹھا کھا کے اس کے پیچھے آ گئے تھے۔۔ "

سر دار وائلڈ ڈریگن کون ہے ؟ یعقوب کی سوئی ابھی بھی وائلڈ ڈریگن پر ہی ٹکی ہوئی تھی اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے پر سوچ انداز میں اس نے پوچھا۔۔ "

میرا چاچا دالہام کا انداز حد سے زیادہ سنجیدہ تھا لیکن پھر بھی ان چاروں کے لیے اپنے قہقہے کنٹرول کرنا مشکل ہونے لگا۔۔ "

حبا مل گئی، نکاح کر لیا، سکون آ گیا، اب اپنے اس موٹے دماغ پر زور ڈال کر سوچو اسے اغوا کرنے کی ہمت کس نے کی ہے دالہام نے کھا جانے والی نظریں اس پر ٹکائی شہریار کے ذہن میں اس وقت ایسا کوئی شخص نہیں آ رہا تھا جو اس کے گھر داخل ہونے کی جرت کرے جسے اس

کے خوفیہ دروازے کے بارے میں علم ہو کیونکہ آئیدن کے علاوہ اس دروازے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ "

سردار! یعقوب کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا پاکٹ سے موبائل نکال کر چیک کیا کسی ان نون نمبر سے ویڈیو آئی تھی لاک کھولتے کرنے کے بعد واٹس ایپ اوپن کرتے، ویڈیو کو دیکھتے بے ساختہ اس نے بلند آواز میں دالہام کو پکارا۔ ان چاروں نے ایک لمحے میں زرد ہوئے اس کے چہرے کی طرف رخ کیا۔۔ "

سردار مزدوروں کی فصلوں میں آگ لگ گئی کسی ان ناؤن نمبر سی ویڈیو آئی ہے یعقوب نے موبائل سردار کو پکڑایا جہاں کئی فصلوں میں آگ لگی ہوئی تھی اور مزدور بھاگتے ہوئے ہاتھوں میں پانی کی بالٹیاں پکڑے اس کے اوپر انڈیل رہے تھے۔۔ "

یاور مرزا! دالہام موبائل ٹیبل پر پھینکتے اپنی جیپ میں بیٹھا اس سے قبل وہ جیپ چلاتا یعقوب اس کے ساتھ بیٹھ گیا سردار جیپ کو کھیتوں کی طرف کیا۔۔ "

یعقوب کال کر کے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجو کھیتوں کی آگ 10 منٹ کے اندر ختم ہو جانی چاہیے اور آدمیوں سے کہنا مزدوروں سے کہیں جتنا ان کا نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی کر دی جائے گی۔ دالہام جیپ کو ہواؤں سے باتیں کروا رہا تھا۔۔ "

سردار یاور مرزا کی آپ سے کیا دشمنی ہے؟ سوال پوچھتے ہوئے اس نے آدمیوں کو کال کر کے کھیتوں میں پہنچنے کا کہا۔۔ "

یہ تو اس سے ملاقات کے بعد ہی پتہ چلے گا، جس نمبر سے تمہیں ویڈیو آئی ہے اس نمبر کی آخری لوکیشن چیک کرو یعقوب تیزی سے موبائل پر انگلیاں چلاتے لوکیشن چیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ "

سردار regal one hotel میں اس کی آخری لوکیشن آرہی ہے۔ سردار نے اپنی جیپ پیچھے موڑی ریگل ون ہوٹل سے اس کی جیپ آگے نکل گئی تھی ہوٹل کے باہر جھٹکے سے جیپ روکی۔۔ گھڑی پر ٹائم دیکھا رات کے تین بج رہے تھے اپنی رعب دار شخصیت لیے قدم بڑھاتے ہوٹل کے اندر داخل ہوا یعقوب موبائل پر اس کی لوکیشن دیکھ رہا تھا فلیٹ نمبر چیک کرتے ہیں ریسپشنز کے پاس جاتے ڈپلیکیٹ چابی لی ریسپشنز نے خاموشی سے ڈپلیکیٹ چابی اسے پکڑادی کیونکہ سردار کا غصہ دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔ یاور مرزا کے فلیٹ کے باہر پہنچ کر یعقوب نے دروازہ کھولا سامنے یاور مرزا رولنگ چیئر پر بیٹھے سگرٹ پھونک رہا تھا۔۔ "

تشریف لائیے سردار صاحب آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا یاور نے اپنی کرسی سردار کی جانب موڑی اپنے سامنے رکھیں صوفے پر اشارہ کیا

دالہام خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے کہنیاں صوفے کی پشت پر ٹکائی اس کے پیچھے یعقوب کھڑا ہو گیا۔۔"

موت سے ڈر نہیں لگتا تمہیں یاور مرزا؟ دالہام اپنی نظروں میں وحشت سما کر اسے دیکھ رہا تھا، یاور مرزا کا زوردار قہقہہ فلیٹ کے ہال میں گونجا۔۔ "

تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے اسی لیے منہ اٹھا کر موت کے منہ میں داخل ہوئے ہو۔ یاور کی بات سن کر اس مرتبہ دالہام خانزادہ نے پراسرار قہقہہ لگایا۔۔ یعقوب کو کسی گڑبڑ کا احساس ہونے لگا وہ دونوں سکون سے بیٹھے بات کر رہے تھے یہ ناممکن تھا کہ بنا کوئی چال چلے دو جانی دشمن ایک دوسرے سے سکون سے باتیں کریں۔۔ "

میرے گودام جلانے کے بدلے میں فصلوں میں لگی آگ کو دیکھ کر کیسا لگا سردار، یاور مرزا سے غصہ دلانا چاہتا تھا لیکن وہ پر سکون انداز میں بیٹھا تھا جیسے اپنے دشمن کے گھر نہیں کسی دوست کے گھر آیا ہو۔۔ "

افسوس ہوا تمہاری بزدلی دیکھ کر، تمہارا گودام! تمہارا اربوں کا مال جلا دیا میں نے، اور تم میرا دس کروڑ کا نقصان بھی نہیں کر پائے دالہام کا لہجہ مذاق اڑانے والا تھا یاور مرزا سے غصہ دلانا چاہتا تھا لیکن اس کی باتیں سن کر خود کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔ "

لیکن تمہارا اصل نقصان تو میں کر چکا ہوں تمہاری بیوی کو اپنے پاس رکھ کر سردار کو اپنا غصہ قابو کرتے دیکھ اسے یہ آخری ہربہ نظر آیا جو کام کر گیا تھا سردار اپنے صوفے سے اٹھا اسے گریبان سے پکڑتے چہرے پر مکے مارنے لگا جب اس کے چاروں طرف کمروں سے گارڈز نکلتے اپنی گن کا رخ سردار اور یعقوب کی جانب کر گئے۔۔۔ "

اگر مجھے ذرا سی بھی تکلیف دی تم نے تمہارے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوگا جہاں گولیاں پیوست نہ ہوئی ہو، پھر تمہاری سردارنی کو اپنے پاس بلا کر اسے تمہارا مردہ وجود دکھاؤں گا اور پھر اسے ہمیشہ کے لیے خود کی پاس رک۔۔۔اس سے قبل وہ مزید بکواس کرتا دا لہام کسی چیز کی پرواہ کیے بغیر اس کے چہرے پر مکے مارنے لگا یاور اس کے پیٹ میں مکے مار رہا تھا کبھی سردار کا رخ دائیں جانب ہوتا اور کبھی یاور کا گارڈز کو سمجھ نہ آئی وہ گولی چلائیں کیسے ایک لمحے میں ان کے رخ تبدیل ہوتے تھے۔۔یاور کے پیٹ میں سردار نے پاؤں اوپر کی جانب کرتے جسم کی تمام ترقوت اکٹھی کرتے مارا وہ منہ کے بل زمین پر گرا یاور کے آدمیوں نے ایک ساتھ گولیاں چلائی دا لہام کمر کے بل پیچھے کی جانب جھکتے ہاتھوں کو زمین پر رکھتے جسم کا تمام وزن ہاتھوں پر ڈالا، یعقوب بھی سردار کا طریقہ اختیار کرتے پیچھے کی جانب جھکا، گولیاں کسی کے دل، پاؤں، ہاتھ اور پیٹ میں

پیوست ہوئی آدھے آدمی فرش پر گرے تڑپ رہے تھے ، یاور نے کھڑے ہوتے اپنی جیب سے گن نکال کر گولی دالہام کو ماری اچانک یعقوب اس کے سامنے آگیا گولی اس کے پیٹ کے دائیں جانب سے چھو کر گزر گئی ، اسی پل فلیٹ شہریار ، آئیدن اور صارم داخل ہوئے تینوں کے ہاتھ میں گنز تھی یعقوب نے خون نکلنے کی پرواہ نہ کی اور اپنی جیب سے گن نکال کر وہاں کھڑے ان 10 ادمیوں پر گن تانی ۔ یاور اور دالہام کی گن کا رخ ایک دوسرے کی جانب تھا ۔ ۔ "

یہاں سے زندہ واپس جانا تم سب کے لیے نا ممکن ہے یاور کے کہتے ہی اس کے کئی آدمی فلیٹ میں داخل ہوئے ۔ دالہام کا پراسرار قہقہہ وہاں گونجا ۔ ۔ "

ہم چند تم سب پر بھاری ہیں سردار نے چاروں گرد نظر دوڑائی اندازے کے مطابق وہاں 50 کی تعداد میں آدمی کھڑے تھے ۔ ۔ "

دیکھتے ہیں کون یہاں سے زندہ واپس جاتا ہے یاور کا انداز چیلنجنگ تھا۔۔ دالہام نے ایک ہاتھ سیدھا کرتے اپنے تھائے پر رکھا اور پھر انگوٹھا ہتھیلی کے ساتھ لگایا اب اس کی چار انگلیاں تھائے پر تھی۔ ان چاروں کی نظر سردار انگلیوں پر تھی۔۔ "

تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے میری بیوی کو چھ سال اپنے پاس رکھ کر دالہام خانزادہ اسے اپنی باتوں میں الجھانے لگا۔۔۔ "

ابھی تو مزید اسے اپنے پاس رکھنے کا ارادہ تھا یاور مرزا کمینگی سے بولا سردار نے شہادت کی انگلی ہتھیلی پر رکھی اس کی تین انگلیاں اب ان چاروں کو نظر آئی۔۔ دوسرے لمحے اس نے درمیانی انگلی ہتھیلی پر رکھی پھر سب سے چھوٹی۔ اس سے قبل وہ مزید کمینگی سے بھرپور الفاظ بولتا سردار نے اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنائی پانچوں نے بنا کسی کو سمجھنے کا موقع دیے 10 سیکنڈ کے اندر ہر ایک نے چھ گولیاں چلائی، ایک گولی یاور

مرزا کے بازو پر لگی ، یاور نے اپنی دوسری گن نکالتے دونوں سے
گولیاں چلائی ایک گولی دالہام کی ٹانگ پر لگی دوسری گولی اس سے پہلے
سردار کو لگتی صارم اس کے سامنے آگیا اور گولی اس کے کندھے پر لگی ،
یاوران سب کو اپنے آدمیوں کو مارتے دیکھ اور دالہام کو صارم کی طرف
حیرانگی سے دیکھتے پا کر وہاں سے نکل گیا ، کیونکہ اگر ایک لمحہ بھی وہ وہاں
رکتا تو شاید جان گنوا بیٹھتا اور اپنے خاندان کا بدلہ لینے سے پہلے وہ مرنا
نہیں چاہتا تھا ، اگر سردار کے ساتھی وہاں پر نہ آتے تو اس کی سوچ کے
مطابق وہ سردار کو ختم کر سکتا تھا ۔ ۔ "

لالا ! آئیدن دالہام کے پاس گیا یعقوب نے دالہام کو بازو سے پکڑ کر جیسے
سہارا دینے کی کوشش کی تھی ، صارم دالہام کو دونوں شانوں سے تھام
کر اس کے گلے لگ گیا ، یعقوب ، شہریار اور آئیدن حیرانگی سے ان

دونوں کو دیکھنے لگے ، دالہام محض ایک لمحے کے لیے ساکت ہوا تھا ،
صارم کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلا۔۔ "
یعقوب ٹھیک ہو تم سردار نے یعقوب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر
فکرمندی سے کہا صارم کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے اس کے
دوست نے ایک مرتبہ بھی اس کا حال پوچھنا تو دور، اس کی طرف فکر
مندی سے بھی نہ دیکھا۔۔ "
لالا ہاسپٹل چلتے ہیں آئیدن دالہام کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے سہارا
دینے لگا تو سردار نے یعقوب کی جانب اشارہ کر دیا، شہریار اس کی
جانب آنے لگا دالہام پیچھے ہو گیا شہریار نے صارم کو بازو سے پکڑا جس کی
آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔ وہ پانچوں ہاسپٹل گئے ان دونوں کی پٹیاں ہوئی
گہری چوٹ دالہام کی ٹانگ پر لگی تھی۔۔ "

ہم نے دو اشخاص کی پٹیاں کر دی ہیں لیکن سر دار کے پاؤں پر زخم گہرا ہے ان کا کافی خون ضائع ہو چکا ہے آپ خون کا انتظام کرے ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں ان دونوں سے کہا، صارم اور یعقوب کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا لیکن سر دار ابھی آئی سی یو میں تھا۔۔۔"

بلڈ گروپ کون سا ہے شہریار نے فکر مندی سے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔ "

ڈاکٹر میرا او نیگٹو بلڈ ہے میرا خون لے صارم ڈاکٹر کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا کیونکہ اسے سر دار کے بلڈ گروپ کا پتہ تھا۔۔ آئیدن نے خاموشی اختیار کر لی کیونکہ اس وقت سب سے زیادہ ضروری اس کے لیے اس کا لالا تھا۔۔ "

مسٹر صارم آپ کو گولی لگی ہے آپ کا خون لیا تو آپ کو خون کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ کام رسکی ہے ڈاکٹر نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا جسے اپنے سے زیادہ سر دار کی فکر تھی۔۔ "

تھوڑا سا خون نکلنے سے مر نہیں جاؤ گا صارم خان کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کا خون لینا شروع کیا۔ شہریار اور آئیدن چیئر پر بیٹھ گئے یعقوب پیٹ کے دائیں جانب ہاتھ رکھے فکر مندی سے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا کہ کب ڈاکٹر سردار کو باہر لے کر آئیں گے۔۔ دو گھنٹے سردار آئی سی یو سے باہر آیا جیسے ہی اسے خون لگا تھا ڈرپ اتار کر لڑکھڑاتے ہوئے روم میں داخل ہوا۔۔ "

چلو اٹھو سب گھر جانا ہے سردار اپنے وزن پر کھڑا تھا ان سب نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا، اسے اپنی کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔ یعقوب کو شہریار نے سہارا دیا اسے چلا نہیں جا رہا تھا کیونکہ گولی ہڈی کے ایک انچ اوپر سے چھو کر گزری تھی۔۔ صبح کے سات بجے بڑی حویلی کے پورچ میں کار کھڑی کی سردار کی جیپ بڑی حویلی میں موجود تھی کیونکہ اس کا ایک آدمی ہوٹل جا کر جیپ لے آیا تھا سردار اور یعقوب لڑکھڑاتے صارم اپنے کندھے پر ہاتھ

رکھ کر لاونج میں داخل ہوئے جو خالی تھا، سب اپنے کمرے میں سوئے ہوئے تھے کیونکہ رات کے تقریباً تین بجے تک سب جاگتے رہے تھے۔۔ "

چلو شاباش تیار ہو جاؤ اپنی اپنی بیویوں سے باتیں سننے کے لیے آئیدن اور شہریار نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ان تینوں کو دیکھ کر ان کے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔ یعقوب کو شہریار اپنے کمرے میں لے گیا صارم لمبی سانس خارج کرتے اپنے کمرے میں گیا سردار کو ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ اسے خون صارم نے دیا ہے آئیدن اپنے لالا کا بازو پکڑ کر انہیں ان کے کمرے تک چھوڑ کر اپنے کمرے میں گیا۔ نمیرہ مہرون رنگ کی ساڑی پہنے بیڈ پر دائیں جانب پر بیٹھے بیڈ کراؤن کے ساتھ سر ٹکائے سو رہی تھی، آئیدن دروازے کو لاک کر کے اس کے پاس جا کر بیٹھا، چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے اس کے خوبصورت نقش دیکھنے لگا

کیا وہ اس کے لیے تیار ہوئی تھی، پریشانی کے باوجود بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جیسے ہی اس نے نمیرہ کے رخسار پر ہاتھ رکھا وہ جھٹ سے آنکھیں کھول کر خطرناک حد تک پھیلائے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔۔ "

آپ کیوں آئے ہیں؟ جہاں پوری رات رہے ہیں دوبارہ واپس چلے جائیں مجھے نہیں ضرورت آپ کی، نمیرہ نے اسے دھکہ دیا وہ بیچارا بیڈ سے گرتے بمشکل بچا۔۔ "

شوہر کا سر پھاڑنے کا ارادہ ہے آئیدن نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے بہکے ہوئے انداز میں کہا۔۔ "

یہ شوہر پوری رات جہاں آوارہ گرتی کر کے آیا ہے وہیں واپس چلا جائے ،اس شوہر کو اپنی بیوی کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس کی بیوی اس کے لیے ساڑی پہن کر اس کے سامنے تیار ہونا چاہتی تھی نمیرہ نے اپنا بازو

اس کی گرفت سے آزاد کرواتے اپنی ساڑی کا پلو سے دکھایا جسے بتانا چاہ رہی تھی کہ دیکھیں میں نے آپ کے لیے ساڑی پہنی ہے۔۔ "

متاعِ جاں وہ تو مجھے نظر آرہا ہے، چلو شاباش ساری ناراضگی ختم کرو اور میرے سامنے تیار ہو آئیدن نے اسے شانوں سے تھام کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کیا اور اس کے پیچھے کھڑے ہوتے سینے پر ہاتھ باندھ کر آئینے میں اس کا عکس دیکھنے لگا۔ نمیرہ نے کوئی جھگڑا نہ کیا وہ اتنے اچھے لمحوں کو جھگڑا کر کے ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اس نے آنکھوں میں کاجل اور لبوں پر گہرے سرخ رنگ کی لپسٹک لگائی اس کے گلابی رخسار پر بلشن لگانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔ آئیدن نے اسے تیار ہوتے دیکھ بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔ اس کا بازو پکڑ کے اپنی جانب رخ کرتے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا نمیرہ کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی، آئیدن دیوانہ وار

اسے دیکھ رہا تھا اس کی بیوی کا محض کاجل اور لپسٹک لگانا ہی اسے پاگل کر رہا تھا۔ آئیدن اس کے بازو چھوڑ کر کمرے سے باہر جانے لگا نمیرہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اس سے قبل وہ باہر جاتا وہ جلدی سے دروازے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔ "

آئیدن آپ نے تو کہا تھا کہ ہمیں نارمل زندگی کی گزاریں گے نمیرہ اس کے یوں دروازے کی جانب رخ کرنے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بے آواز رو رہی تھی۔۔ "

میں فل وقت تم میں خود کو گم نہیں کر سکتا آئیدن بار بار اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کر رہا تھا۔۔ "

ایک بات یاد رکھیے گا اگر آپ کمرے سے باہر گئے تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے بابا پاس واپس چلی جاؤں گی، کبھی واپس نہیں آؤں گی نہ اپنی مورے کے لیے، نہ اپنے بیٹے کے لیے اور نہ اپ۔۔۔ نمیرہ نے

سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔۔ آئیدن نے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر آنسو لبوں سے چنتے، اس کی آنکھوں پر پیار بھری مہر ثبت کی۔۔ "

سوچ لو میں اپنے تمام طرح حقوق تم سے لے لوں گا نمیرہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے سینے پر سر رکھتے اس کے گرد سخت حصار بنایا جیسے اس کو چھوڑ کر کہیں جا رہا تھا۔۔ "

میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔۔ "

مجھے نہیں پتا بیوی کے پاس ان سوالات کے کوئی جواب نہیں ہوتے نمیرہ نے اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھے۔ آئیدن نے اسے بازو میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا اس کے پاس بیٹھتے اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے۔۔ "

مجھے تمہاری تمام تر توجہ چاہیے، ہمارا بیٹا تو ہم سے زیادہ لالا پاس رہتا ہے، تو تم یہ بہانہ بھی نہیں بنا سکتی کہ مجھے طیان کا دھیان رکھنا ہے نمیرہ نے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے ہاں میں سر ہلایا، وہ اپنی تمام تر توجہ، تمام تر محبت اسے دینے کو تیار تھی، اسے اس بات پر پختہ یقین تھا کہ شوہر کا پیار بیوی کے دل میں سے ایک نامحرم کی محبت کو ختم نہیں لیکن کم ضرور کر سکتا ہے۔۔ "

میں اپنے تمام تر توجہ آپ کو دوں گی، لیکن بدلے میں بھی آپ کے تمام توجہ چاہیے۔۔ "

اگر کسی کو یاد ہو تو میں اپنی تمام توجہ ہر روز اسے ہی دیتا ہوں آئیدن اس کے ہر نقش پر مہر ثبت کرتے اسے مکمل طور پر اپنے آپ میں گم کر گیا، ایک سکون بھر الحہ دونوں محسوس لگے، نمیرہ حسن اپنا سب کچھ اپنے محرم پر وار گئی، اور دل میں شدت سے دعا کی کہ اس کے دل سے دالہام

خانزادہ کی محبت ختم ہو جائے ، اب اپنی تمام تر توجہ محبت صرف اپنے شوہر کو دے ، آئیدن احزان نے چھ سال بعد اپنی زوجہ سے سکون حاصل کیا۔۔ "

راہا فریش ہو کر لاؤنج میں بیٹھی چاکلیٹ کھا رہی تھی دائم کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ جب اسے دروازے پر دستک سنائی دی ، وہ اٹھنے لگی تو ملازمہ نے مسکرا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے دروازے کی جانب بڑھی جیسے ہی دروازہ کھولا چار آدمی چہرے پر نقاب لگائے ملازمہ پر گن تانے گھر کے اندر داخل ہوئے انہوں نے گارڈز کے یونیفارم پہنے ہوئے تھے ، راہا شور کی آواز سن کر صوفے سے اٹھی چار ہٹے کٹے آدمیوں کو گھر میں دیکھ کر مشکل سے حلق سے تھوک نگلا۔۔ "

اوئے تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ راہا ڈرتے ہوئے پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے ان آدمیوں کو دیکھ کر، وہ چاروں آدمی راہا کی خوبصورتی میں جیسے گم سے ہو گئے تھے انہوں نے اس قدر حسین لڑکی آج تک نہ دیکھی تھی، سنہرے بال اور سنہری آنکھوں میں ڈر کسی کو بھی اپنی جانب مائل کر سکتا تھا۔۔ "

یار مجھے نہیں علم تھا کہ اس گھر میں ہمیں اس قدر خوبصورت حسینہ بھی ملے گی ان میں سے ایک آدمی کمینگی سے قہقہہ لگاتے ہوئے راہا کی طرف قدم بڑھانے لگا، سب ملازمین کو انہوں نے ایک جگہ کھڑے کر کے ایک آدمی نے ان پر گن تانی ہوئی تھی اور باقی تین راہا کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔ "

دیکھو تم اچھے ہو نا یہاں سے چلے جاؤ میرے لالا تمہیں ماریں گے معصومیت سے کہتے انہیں وہاں سے بھیجنا چاہا اسے ان چاروں مردوں کی

جسامت دیکھ کر ڈر لگ رہا تھا جب وہ قید میں تھی تب بھی تین سے چار آدمی کمرے میں آکر اسے ڈراتے تھے اس کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے۔۔ "

تھوڑی دیر پہلے تک اچھے تھے لیکن تمہاری خوبصورتی نے ہماری نیت خراب کر دی ایک آدمی نے تیزی سے راہا کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا، اس کا ڈر ان چاروں مردوں کو بھکا رہا تھا، تین آدمی اسے بالوں سے پکڑے ہوئے کمرے میں لے گئے، راہا ایک آدمی کے بازو پر دانت گاڑھتے وہاں سے بھاگنے لگی دوسرے نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پھینکا بازو سے پکڑنے کی وجہ سے اس کے کندھے سے فراک کی سلیو ہاتھ میں آگئی۔ رہا دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی ان تینو میں سے ایک آدمی نے اس کا دوسرا بازو پھاڑا، وہ باہر بھاگنے لگی اور اس آدمی نے

اس کے بال پکڑ کر چہرہ سامنے کرتے تین تھپڑ اس کے منہ پر مارے ،
دودھ جیسی سفید رنگت پل بھر میں سرخ ہو کر زرد رنگ میں تبدیل ہوئی ،
ہاتھ پاؤں چلاتے اس آدمی کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی ، پیچھے
سے دوسرے آدمی نے اس کی بیک سے فراک پھاڑ دی ۔ ۔ "

التمش کھانا کھا کر کار میں بیٹھا اسے راہا کو پڑھانے کے لیے جانا تھا آج وہ
کافی لیٹ ہو گیا تھا گاڑی تیز رفتار میں چلاتے گھر کے باہر رکی دروازہ کھلا
دیکھ اسے حیرت ہوئی گارڈز زمین پر بے ہوش پڑے تھے ، اجلت میں
کار سے باہر نکلتے اندر کو بھاگا سامنے ایک آدمی ملازمین پر گن تانے کھڑا
تھا التمش نے سائیڈ سے واس پکڑ کر بنا آواز پیدا کیے اس کے پیچھے
کھڑے ہوتے سر پر واس دے مارا اس آدمی نے آنکھیں بند کر کے
کھولی اس سے قبل وہ پیچھے مڑ کر التمش کو دیکھتا ایک مرتبہ پھر التمش نے
اس آدمی کے سر پر واس مار دیا ۔ ۔ "

راہا کہاں ہے ؟ پریشانی چہرے پر سجائے ملازمین سے پوچھا انہوں نے کمرے کی طرف اشارہ کیا التمش کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی، کمرے کے پاس پہنچ کر جھٹکے سے دروازہ کھولا تین آدمی راہا کے ساتھ کمرے میں موجود تھے ایک نے اس کا بازو پکڑا تھا دوسرے نے بال اور تیسرا اس کا چہرہ دبوچے اس کے بے حد قریب کھڑا تھا، التمش کو دیکھتے ہی جس آدمی نے بازو پکڑا ہوا تھا اس نے گولی چلائی وہ نیچے کی طرف جھکا نشانہ چوک گیا، اس نے التمش کو گریبان سے پکڑا، اس کے چہرے پر مکے مارنے لگا التمش نے اس کے پیٹ پر ٹانگ ماری وہ کمر کے بل زمین پر گرا۔ راہا ان دو آدمیوں کے بازوں میں ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتے جھولنے لگی، راہا کو بیڈ پر پھینکتے التمش کی طرف رخ کرتے گولیاں چلائی، وہ کبھی نیچے کی جانب جھکتا تو کبھی اپنا رخ تبدیل کر کے ان کے

نشانے کو بیکار کرتا اسے خود پر غصہ آرہا تھا وہ اپنی گن ساتھ کیوں نہ لایا،
اس کی نظر زمین پر گری گن کی طرف گئی۔۔ "

اوئے لڑکے دفع ہو جاؤ یہاں سے نہیں تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا
ہاتھ اوپر کر۔ التمش کے ہاتھ سیدھے دیکھ کر ایک آدمی دہاڑا، وہ تیسرا
آدمی بھی زمین سے اٹھ گیا اس کے دھیان میں نہ رہا کہ اس کی گن زمین پر
گر چکی ہے۔۔ "

لڑکی کو چھوڑ دو ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر خونخوار نظریں ان تینوں پر
ٹکائی۔۔ ان تینوں کا کمینگی سے بھرپور قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔ "

خواب سے جاگ جا۔ جو لڑکی ہمارے ہاتھ آجاتی ہے اس سے مزے لیے
بغیر ہم چھوڑنے کی غلطی نہیں کرتے راہا کی جانب ہوس بھری نظروں
سے دیکھ کر التمش کو جواب دیا۔ راہا کے چہرے پر نشانات
تھے۔۔ التمش نے پاؤں کو حرکت دیتے گن کو اپنے پیچھے کیا، دو آدمیوں

کی نظر راہا پر تھی اور تیسرا التمش کا چہرا تک رہا تھا اس نے پاؤں سے گن کو دوسرے پاؤں کے ساتھ لگاتے اوپر کو لے جانے لگا جب گن تھائے پر پہنچ گئی تو ہاتھ پیچھے کو کرتے گن پکڑلی۔۔ "

اچھا بس اسے زندہ چھوڑ دینا التمش معصوم چہرا بنا کر باہر کی طرف مڑا ان آدمیوں کے کمینگی کے بھرپور قہقہے گونجنے لگے دو راہا کی طرف جا رہے تھے اور ایک دروازہ بند کرنے لگا تھا التمش جھٹکے سے مڑا اور گولی اس آدمی کی شہ رگ پر ماری، اس سے پہلے وہ دو آدمی گن کا رخ التمش کی طرف کرتے اس نے گن میں موجود ساری گولیاں ان دونوں کے سر میں اتار دی۔۔ "

راہا! راہا آنکھیں کھولو التمش نے اپنی چادر اتار کر اس کے اوپر دی اس کو اپنے بازو میں بھرتے رخسار تھپتھپا رہا تھا راہا کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی چل رہی ناک کے نیچے ہاتھ رکھا سانسیں نہ ہونے کے برابر تھی،

التمش نے لمبا سانس لے کر اوپر کی طرف دیکھا، "یا اللہ مجھے اس کام کے لیے معاف کر دینا" دل کی گہرائیوں سے اللہ سے معافی مانگتے راہا کے لبوں پر جھکتے اسے مصنوعی سانس دینے لگا جب گاؤں کے کچھ لوگ شور و غل کی آواز سن کر گھر کے اندر داخل ہوئے ملازمین کو ڈرا سہما دیکھ کر، کمرے میں گئے التمش کو راہا کے اوپر جھکے دیکھ کچھ آدمی اسے راہا سے دور کرنے لگے التمش ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹا اور اس کے رخسار زور سے تھپتھپانے لگا۔۔ "

راہا آنکھیں کھولو التمش نے ان لوگوں کو سرے سے نظر انداز کیا۔ "

پیچھے ہٹو۔ ایک آدمی نے التمش کی شرٹ پکڑتے اسے پیچھے کھینچنے لگا تھا

جب وہ چلایا۔۔ "

دور ہٹو لڑکی سے وہاں موجود چار عورتوں نے التمش کو پیچھے کیا اور راہا کی ہتھیلیاں سہلانے لگی ایک اس کے رخسار تھپتھپا رہی تھی۔۔ "

اسے بیچ چوڑاہے میں سولی پر لٹکاؤایک آدمی نے حقارت سے التمش کو دیکھتے ہوئے کہاان کے گاؤں میں پہلی مرتبہ اس طرح کا واقعہ ہوا تھا کسی مرد نے کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا۔۔ "

دیکھیں آپ سب غلط مطلب اخذ کر رہے ہیں میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا التمش سٹپٹا گیا اس نے تو راہا کی حفاظت کرنی چاہی تھی۔۔۔ "

صحیح کہہ رہا ہے یہ اسے پتھر مار کے قتل کر دو عورتیں انسو بہاتے ہوئے راہا کو دیکھ رہی تھی وہ معصوم سی گڑیا اپنے ہوش گوائے ان کی گود میں تھی۔۔ "

دیکھیں آپ میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا جب آپ لوگ کمرے میں داخل ہوئے ہیں میں اسے مصنوعی سانس دے رہا تھا کیونکہ اسے سانس ٹھیک سے نہیں آ رہی تھی التمش نے اپنے کردار اور اس کی عزت کی حفاظت کے لیے سفائی دی اچانک اس کے ہاتھوں میں

کپکپاہٹ طاری ہوئی پہلی مرتبہ اس کے کردار کے بارے میں بات کی گئی تھی کسی لڑکی کی عزت خراب کرنے کا الزام اس پر لگایا گیا تھا۔۔ "

ہاں اس لڑکے کو قتل کر کے کہیں پھینک آؤ جو عورت راہا کے پاؤں سہلا رہی تھی وہ حقارت سے التمش کو دیکھ کر بولی۔۔ "

"پاگل مت بنو اس لڑکے کو سولی پر لٹکانے سے اس لڑکی کو مکمل طور پر انصاف نہیں ملے گا کوئی مرد اسے اپنائے گا نہیں۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی کمرے میں داخل ہوا اس معصوم لڑکی کو بے ہوش ہوئے دیکھ اور ایک نوجوان لڑکے کے چہرے کا رنگ زرد دیکھ کر اسے معاملہ سمجھ آگیا۔۔ "

تو کیا کریں ہم، اس لڑکی کو اس درندے کے نکاح میں دے پوری زندگی اسے اس درندے کے ساتھ گزارنے پر مجبور کریں وہاں موجود کچھ آدمی اونچی آواز میں بولے اس ادھیڑ عمر کے شخص نے التمش کو دیکھا جو بار بار نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔ "

لڑکے سے غلطی ہوئی ہے لیکن اس کی سزا اس لڑکی کی ذمہ داری کے طور پر دی جائے گی اور یہ لڑکا اس گاؤں میں اپنا گھر لے گا اور کچھ عورتیں دن میں کوئی دس مرتبہ اس کے گھر میں چکر لگا کر دیکھیں گی کہ وہ لڑکی خوش ہے یا پھر نہیں اس کی تمام ضروریات پوری کی جا رہی ہے یا پھر نہیں ؟ اس بزرگ کی بات سن کر سب کے چہرے پر حیرت چھائی وہ بزرگ کیسے ایک معصوم بھولی بھالی لڑکی کو ایک درندے کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر سکتا تھا وہ بزرگ گاؤں کا منشی تھا جس نے ہمیشہ صحیح فیصلے کیے تھے۔۔ "

دیکھیں میں نے کچھ نہیں کیا میں اسے نکاح۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا ہے اس ادھیڑ عمر کے شخص نے اس کے منہ پر تھپڑ ماڑا۔۔ "

جب اِس لڑکی کے قریب جانے کی ہمت کی تھی تو اب سزا بھگتنے کی
ہمت بھی جمع کر لو جیسے ہی یہ لڑکی ہوش میں آئے گی تم دونوں کا نکاح کر
دیا جائے گا، اپنا سر تھام کر بار بار نفی میں سر ہلانے لگا اس نے ایسا تو نہ
سوچا تھا۔۔"

میں یہ نکاح نہیں کر سکتا۔۔

اگر تمہاری بہن کے ساتھ کوئی اس طرح کی حرکت کرتا تو کیا۔۔۔۔

میری بہن تک نہ جاؤ میں نکاح لوں گا اس لڑکی سے نکاح لیکن اس
معاملے میں میری بہن کا ذکر مت کرنا نہیں تو ہر تمیز لحاظ بھول جاؤں گا
التمش حلق کے بل دہاڑا تھا ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست
کیا۔۔ تقریباً دو گھنٹے بعد راہا نے موندی موندی آنکھیں کھولی ارد گرد
لوگوں کو دیکھ کر جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی التمش ہاتھ باندھے مجرموں کی طرح
کھڑا تھا راہا کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی وہ بھاگتے ہوئے اس کے سینے سے

جا لگی اس کے گرد سخت حصار بناتے اونچی آواز میں رونے لگی، کمرے میں موجود تمام افراد ہکا بکا رہ گئے۔۔ "

و۔۔۔وہ۔۔۔ مجھ۔۔۔۔مجھے م۔۔۔مارا التمش کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر بمشکل الفاظ ادا کرتے دوبارہ سے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔ "

چلو دوسرے کمرے میں تمہیں لے کر جائیں، تمہارا نکاح کروانا ہے راہا نے نہ سمجھی سے اس عورت کو دیکھا اور اپنا ہاتھ جھٹکتے دوبارہ سے التمش کے گلے لگی اسے اپنے لالا کے علاوہ صرف التمش اچھا لگتا تھا اسے ہر انسان سے نفرت تھی سوائے ان دو اشخاص کے۔۔ "

پروفیسر نکاح کیا ہوتا ہے؟ نا سمجھی سے اس کو دیکھتے ہوئے سوال داغا۔۔ "

جیسے تم اپنی گڑیا اور گڈے کی شادی کرتی ہو نا ایسے ہی ہم دونوں کی شادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوگی التمش نے جملہ مکمل کرنے سے پہلے ایک

لمبا وقفہ لیا، اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ راہا سے نکاح کرے گا اور اگر دائم کو پتہ چل جاتا اس نے بنا کچھ سوچے سمجھے التمش کو قتل کر دینا تھا۔
وہ ابھی بھی نا سمجھی سے التمش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ "

جہاں یہ آنٹی کہہ رہی ہیں ان کے ساتھ جاؤ التمش کی کیفیت عجیب سی ہونے لگی پل بھر میں اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا عورتیں راہا کو دوسرے کمرے میں لے گئی قاضی کو وہ پہلے ہی بلوا چکے تھے۔ اور کچھ پل میں ہی راہا التمش کے نام کر دی گئی لالا کی گڑیا سے وہ اپنے شوہر کی گڑیا بن گئی، اور یہ وقت نے بتانا تھا کہ وہ اس گڑیا کو سنبھال کے رکھتا ہے یا پھر ایک کھلونے کی طرح اس کے ساتھ کھیلتا ہے۔۔

جلد از جلد اس گاؤں میں اپنا گھر لو اپنی بیوی کو لے کر وہاں رہنا شروع کرو ہمیں اگر پتہ چلا کہ تم نے اس لڑکی کے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے اسی پل تمہیں گاؤں کے چوراہے میں کھڑے کر کے پتھر مار کر قتل کریں گے

چار سے پانچ ہٹے کٹے آدمی التمش کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے التمش نے ان کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔۔ "

چھوڑو مجھے، وہ مجھے مار دے گا، چھوڑو التمش لاؤنج میں بیٹھا تھا جب اسے دائم کے کمرے میں موجود راہا کی چیخنے کی آوازیں آنے لگی وہ جلد بازی میں کمرے میں گیا راہا زمین پر بیٹھے چیختے ہوئے لمبے لمبے سانس لے کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ "

وہ مجھے مار دے گا، وہ مجھے مار دے گا بار بار ایک ہی جملہ دہرا کے اپنے بالوں کو سختی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے ہذیانی انداز میں چیخی۔۔ "

باہر جائیں آپ سب التمش نے چٹکی بجاتے کمرے سے باہر کی طرف اشارہ کیا وہاں موجود عورتیں کمرے سے چلی گئیں گھر کو ملازمین نے صاف کر دیا تھا اور جو لاش راہا کے کمرے میں پڑی ہوئی تھی وہ التمش نے کچھ آدمی بلوا کر وہاں سے نکلوا دی تھی۔۔ "

راہا تم اپنے گھر میں موجود ہو بالکل سیف التمش دروازہ بند کرتے اس کے پاس زمین پر بیٹھا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھنے لگا ذہن میں ایک سوچ آتے ہی اپنا ہاتھ اپنی کمر کے ساتھ لگا لیا۔۔ "

پروفیسر وہ مجھے مار دے گا اس نے مجھے یہاں پر مارا اور یہاں پر بھی راہا نے پہلے اپنے رخسار اور پھر بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے بتایا التمش نے محض ایک لمحے کے لیے اس کے رخسار کی جانب دیکھا جہاں انگلیوں کے نشان تھے اور فوراً اپنی نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا اس میں مزید ہمت نہیں تھی اس کے پھٹے ہوئے کپڑے دیکھنے کی سائیڈ پر پری چادر اٹھا کر اس کے اوپر دی تاکہ اس کے جسم کی نمائش نہ ہو۔۔ "

التمش نے ارد گرد نظر دوڑائی ، اسے دائم کا کمرہ کچھ عجیب لگا وہ راہا کے پاس زمین پر بیٹھ گیا راہا کو جب اس نے تھاما تھا اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گیا تاکہ جب اسے ہوش آئے تو وہ ان مردہ وجود کو دیکھ کر ڈر نہ جائے اور لوگوں کو لاش کے بابت علم نہ ہو جائے جب گاؤں کے لوگ گھر کے اندر نہیں آئے تھے تب راہا اپنے روم میں تھی ، ان کے آنے سے قبل ہی وہ راہا کو اس کے پلے روم میں لے گیا ۔ ۔ ۔ "

سب ۔ ۔ ۔ ٹھیک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے التمش نے ایک ایک لفظ ادا کر کے درمیان میں لمبا وقفہ لیا ، راہا اپنے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر جیسے خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی ، ذہن میں ان آدمیوں کے چہرے گھوم رہے تھے ، اسے وہ سب وہی آدمی لگ رہے تھے جب وہ اس کھنڈر میں قید تھی اور کچھ آدمی اسے ڈرانے آتے تھے ۔ ۔ ۔ "

پروفیسر۔۔۔۔ میں کھلونا نہیں ہوا پنے سر کو ہاتھوں میں تھامتے وہ چلائی ، "دل چاہتا ہے اس گڑیا کے ساتھ میں کھیلوں ، اس سے لزت حاصل کرو" وہ زور سے اب کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلا رہی تھی ۔ التمش ساکت ہوا آنکھیں پتھرا گئی اسے کیا ہوا تھا اچانک ۔۔ "

نہیں ۔۔ میرے پاس ۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔ آنا بلند آواز میں چلاتے ہوئے اپنے بالوں کو جکڑا ، التمش نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا راہا اس کا ہاتھ جھٹکتے پیچھے کی جانب خود کو گھسیٹنے لگی ۔۔ "

ریلیکس ہو جاؤ مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے راہا ۔ وہ دو قدم اس کے قریب ہوا ، راہا اپنے بال کھینچ رہی تھی ، التمش نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے ، وہ دل دہلا دینے والی چیخے مار رہی تھی ۔۔۔ "

راہا! ہوش کرو ، کچھ نہیں ہے التمش اس کے رخسار پر ہاتھ رکھنے لگا راہا اپنے سر کو دائیں بائیں ہلانے لگی آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہہ

رہے تھے۔ اس نے راہا کے لبوں پر ہاتھ رکھا وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔۔ "

راہا تم ٹھیک ہو۔۔ محفوظ ہوا لتمش نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھنا چاہا راہا نے اس کے مضبوط گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور باہر کو بھاگنے لگی۔ کمرے میں داخل ہوتے التمش نے دروازہ لاک کر دیا تھا۔ اجلت میں دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر دروازہ کھولنے کی جدوجہد کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ بے انتہا سرخ ہو گئے۔ لیکن اس کے ہاتھ نہ رکے، چادر التمش کے قدموں میں گری ہوئی تھی وہ اٹھ کر اس کے پاس گیا۔۔۔ "

راہا! میں التمش، پروفیسر انکل ایک لمحے کے لیے اس کے ہاتھ نے راہا کے کندھے کو چھوا تھا، راہا ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتے زمین پر

گرنے لگی اس نے ہاتھ بڑھاتے اسے بازوں میں تھاما۔ اس کا رنگ سرخ سے زرد تھا جیسے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ ہو۔۔۔ "

راہا! راہا! کئی مرتبہ اسے پکارا، اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ التمش نے اسے بیڈ پر لٹایا، سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر ہاتھ پر تھوڑا سا پانی ڈال کر اس کے منہ پر چھنکا، اس نے آنکھوں کو ہلکی سے جھنبش دی۔۔۔ التمش حیران و پریشاں تھا کہ آخر اسے اچانک کیا ہوا ہے جو یوں چلانا شروع ہو گئی تھی، اگر کسی لڑکی پر اس طرح کا وقت آئے تو اس کی حالت خراب ہو جاتی ہے مگر راہا کی حالت اسے تشویش میں بتلا کر رہی تھی۔۔ "

راہا آنکھیں کھولو التمش نے اس کے رخسار تھپتھپائے، اس نے بامشکل موندی موندی آنکھیں کھولی۔۔ "

مجھے چھوڑ دو بے ہوشی کی حالت میں بھی وہ ہاتھ پاؤں بیڈ پر مارتے خود کو، کسی سے جیسے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ التمش کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے کیسے سنبھالے۔۔۔ ایک تو اچانک نکاح پھر اس کی عجیب حرکات۔۔ "

بچاؤ! وہ بلند آواز میں دل دہلا دینے والی چیخ ادا کرتے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔ "

راہا تم بالکل ٹھیک ہو التمش نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اپنے قریب کرتے اس کے رخسار ہلکے سے انگوٹھے سے سہلائے۔۔ "

میرے کپڑے راہا اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر آنسو بہانے لگی۔۔ "

پروفیسر میرے کپڑے کیسے پھٹے اپنے آنسو صاف کر کے معصومیت سے پوچھا التمش اس کی بات سن کر پسینے سے شرابور ہو گیا اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ ان کا نکاح اور ان مردوں کا گھر کے اندر آ کر اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرنا۔۔ "

پروفیسر تم جاؤ مجھے شرم آ رہی ہے مجھے کپڑے بدلنے ہیں اپنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیڈ پر پڑا کمبل اپنے اوپر لیا التمش گہری سوچ میں گم ہو گیا راہا کو جتنا وہ سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا ہی الجھتی جا رہی تھی۔۔ "

وہ تم سیڑھیوں سے گر گئی تھی اس لیے تمہارے کپڑے پھٹ گئے اس کی حالت کو مد نظر رکھتے التمش نے جھوٹ بول دیا وہ بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا کیا اسے نکاح بھی بھول گیا۔۔ "

یہ کیا ہے؟ راہا نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے نکاح کے پیپرز اٹھا کر دیکھے، "نکاح نامہ" اوپر لکھے ہوئے لفظ کو پڑھ کے ٹھوڑی پر شہادت کی

انگلی رکھی۔ التمش پسینے سے بھیگ چکا تھا وہ یکدم پاگلوں کی طرح بہیو کرنا شروع ہو جاتی تھی اور اچانک وہ بالکل نارمل بیہیو کرتی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔ "

مجھے یاد آیا میں نے جیسے اپنی گڑیا اور گڈے کی شادی کی تھی ویسے میری شادی ہوئی ہے لیکن کس کے ساتھ آنکھیں بار بار جھپکاتے اپنے نام کو پڑھتے سائیڈ پر لکھے اپنے شوہر کا نام پڑھا وہ نام پڑھ کے اپنا سر کھجانا شروع ہو گئی التمش نے فوراً اس کے ہاتھ سے نکاح کے پیپر پکڑ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ دیے۔۔ "

گندے پروفیسر انکل تم نے مجھ سے شادی کر لی اپنے گرد اچھے طریقے سے کمبل لپیٹ کر غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا التمش کا سر درد سے پھٹنے لگا راہا کا بیہیویئر اس کی حالت خراب کر رہا تھا۔۔۔ "

تم کسی ڈاکٹر سے چیک اپ کرواتی ہو التمش نے حد سے زیادہ پیار بھرے لہجے میں اس سے پوچھا راہا زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "

یہ کیسے ہو سکتا ہے. جس طرح اچانک اس کی طبیعت بگڑتی ہے اور بے ہوش ہونے کے بعد جب ہوش میں آتی ہے اس کی طبیعت نارمل ہو جاتی ہے ایسا انسان سائیکالوجسٹ کے پاس جاتا ہے اس کا مکمل طور پر ٹریٹمنٹ ہوتا ہے تو یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتی

التمش نے دل میں سوچا وہ جب بھی راہا کا عجیب بہیویر دیکھتا تھا اس کے ذہن میں یہی خیال آتا کہ کیا اسے کوئی مسئلہ ہے یا پھر اس کے ماضی میں کوئی گھنونا واقعہ ہوا ہے. جس کی وجہ سے اس کی حالت خراب رہتی ہے۔۔ "

ہاں ہماری شادی ہو گئی ہے لیکن یہ بات ابھی تم اپنے لالا کو نہیں بتاؤ گی جب وہ واپس آئیں گے تو میں خود بات کروں گا اس سے پہلے تم کوئی

بات نہیں کروگی التمش نے ہلکا سا اس کے کندھے کو چھو کر نرمی سے کہا تاکہ وہ اچھے بچوں کی طرح اس کی بات مان لیں ضد نہ کریں، اسے نہیں معلوم تھا کہ دائم کب تک گھر واپس آئے گا اور اس کا کیا ری ایکشن ہوگا اپنی بہن کے نکاح کے معلوم ہونے پر۔۔ "

میں تمہارے کپڑے لا دیتا ہوں چینج کر لو التمش راہا کے کمرے میں گیا جو بالکل صاف ہو چکا تھا ملازمین ابھی بھی حال میں ڈرے سہمے کھڑے تھے۔ راہا کی الماری سے ایک سوٹ نکال کر دائم کا کمرہ ناک کرتے اندر داخل ہو کر بیڈ پر کپڑے رکھ کے واپس ہال میں آیا۔۔ "

جب وہ لوگ مجھ پر الزام لگا رہے تھے تم سب کے منہ میں زبان نہیں تھی التمش غصے سے دہاڑا۔۔ "

صاحب جی ہم بہت ڈر گئے تھے ان لوگوں کو دیکھ کر، گولیوں کی آواز سن کر، ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور بی بی جی کے ساتھ وہ زبردستی کر

چکے۔۔۔۔۔۔اپنی بکواس بند کرو کوئی زبردستی اس کے ساتھ نہیں ہوئی وقت پر میں پہنچ گیا تھا لیکن تم لوگوں نے ایک مرتبہ بھی گاؤں کے افراد سے نہیں کہا کہ میں نے کچھ نہیں کیا اگر دائم کے سامنے تم لوگوں نے اپنی زبان بند رکھی ان آدمیوں کی طرح تم سب کا بھی قتل کردوں گا التمش نے بمشکل اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھا اگر وہ عورتیں نہ ہوتی تو اب تک انہیں مار مار کر ان کا حشر برا کر دیتا، وہ سب ڈر سے پہلے ہی کانپ رہی تھی۔۔ "

اس گھر کو مکمل طور پر صاف کرو۔ التمش غصے سے ان کو کہتے دائم کے کمرے میں داخل ہوا راہا کپڑے تبدیل کر کے بیڈ پر پڑا ٹیڈی بیئر اپنی گود میں رکھ کر کھیل رہی تھی۔۔"

یہ میڈیسن تم نے کھائی ہے؟ التمش کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی میڈیسن پڑ گئی ابرو اچکا کر اس سے سوال پوچھا۔۔ "

ہاں یہ میڈیسن میری ہے لالا نے کہا تھا ٹائم سے میڈیسن کھا لینا ٹائم
دیکھیں کتنا زیادہ ہو گیا ہے آج میں نے لیٹ میڈیسن کھائی لالا ڈانٹے
گے بات کرتے ہوئے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی آنکھیں مسل کر بیڈ
پر نیم دراز ہوتے ہیں اچھے سے کمبل اوڑھتے دو سے تین منٹ کے اندر
وہ گہری نیند میں چلی گئی جب التمش کو یقین ہو گیا کہ وہ مکمل طور پر نیند میں
جا چکی ہے سائیڈ ٹیبل پر پڑی میڈیسن چیک کی جن میں سکون کی گولی تھی
یعنی کہ نیند کی اور کچھ گولیاں کس بیماری کی تھی التمش کو سمجھ نہ آیا۔۔۔ "
بہت بڑی پہیلی ہو تم جلدی اس پہیلی کو سلجھا لوں گا اور بے بی گرل جس
مقصد کے لیے میں یہاں آیا ہوں وہ پورا کیے بغیر میں یہاں سے جاؤں گا
نہیں التمش گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھا آنکھوں میں عجیب سے جذبات لیے
وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔ "

جو تم نے کہا تھا میں نے کر دیا۔ گاؤں کا منشی ایک نقاب پوش کے سامنے کھڑا تھا۔ جس کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی۔۔ "

میں نے تمہیں کہا تھا ان کا دیہان دوسری جانب متوجہ کروا دینا یہ نہیں کہا تھا کہ تم اس کا نکاح کروا دو نقاب پوش کے ہاتھ آگے بڑھے تھے اس کا گلہ دبانے کے لیے لیکن خود پر قابو پاتے ہاتھ آپس میں سختی سے پیوست کرتے انگلیاں مڑورنے لگا۔۔ "

دیکھو مجھے صرف ایک یہی راستہ نظر آیا تھا ان سب کا دیہان لاش کی جانب سے ہٹانے کا، وہ لڑکی طرف گئے تھے انہوں نے ملازمین سے نہیں پوچھا یا یوں کہو کہ میں نے انہیں اس جانب جانے ہی نہیں دیا۔۔ منشی کا حلق خشک تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اگلے لمحے ہی وہ اسے قتل کر دے گا۔۔ "

ایک یہی تو کام تم نے اچھا کیا کہ ان سب کا دیہان لڑکی کی طرف ہی رکھا ہے، گولیاں چلی ہیں لیکن لگی کس کو ہے؟ بے وقوف لوگوں نے ایک مرتبہ بھی اس طرف دھیان نہ دیا، اگر وہ ان آدمیوں کو دیکھ لیتے یا ملازمین بتا دیتے تو میرے تمام راز کھل جانے تھے اور اب اس التمش کا کچھ کرنا پڑے گا نکاح تو اس نے کر لیا ہے۔۔ نقاب پوش کی آنکھیں پراسرار انداز میں مسکرائی جیسے اب وہ مکمل طور پر پر سکون ہو چکا تھا۔۔ "

میرے بیٹے کو چھوڑ دو منشی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔۔ " تمہارا بیٹا تمہیں مل جائے لیکن یہ بات کسی کو پتا نہیں چلنی چاہیے کہ تم اس واقعے کے رازدا ہو نقاب پوش نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور ایک منٹ سے پہلے وہاں سے غائب ہوا۔۔ "

سر دار دو گھنٹے سے اسے گہری نیند میں سوئے ہوئے دیکھ رہا تھا، اسے جگانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس نے اٹھتے ہی پوری حویلی سر پر اٹھا لینی تھی ، اور دالہام خانزادہ نے لبوں پر قفل لگائے اس کو تکنا تھا ابھی بھی وہ یہ کام بخوبی سر انجام دے رہا، من پسند محرم کو تکنا انسان کی روح کو سکون دیتا ہے۔ دالہام نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے، شیر طیان اس کے کندھے پر سر رکھے سویا ہوا۔ بے ساختہ اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا طرسم اور شیر طیان نے ہر وقت تیسری جنگ عظیم شروع کی ہوتی تھی اب سکون سے ایک دوسرے کے ساتھ چپکے سوئے ہوئے تھے، کچھ لمحے گزرے اسے جلن محسوس ہونے لگی اس کی چار فٹی بیوی اس کے کندھے پر سر رکھ کر سوتی تھی اور اب شیر طیان اس کے کندھے پر سر رکھے سویا تھا، دل چاہا ان دونوں کو سائیڈ پر کر کے خود درمیان میں لیٹ جائے۔ پھر ذہن میں طرسم کا خیال آیا، وہ پہلے ہی

ناراض ہے اگر وہ سائیڈ پر کر کے لٹاتا تو اس نے دالہام کو گنجا کر دینا تھا جیسے چھ سال پہلے محض اسے اٹھتے نہ دیکھ اس کے بال کاٹ دیے تھے ، وہ زور زور سے نفی میں سر جھٹکنے لگا دوبارہ اپنے بال کٹوانے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔ "

یہ صحیح ہے شوہر گولی لگوا کر بیٹھا ہے اور یہ محترمہ سکون سے اپنی نیند پوری کر رہی ہے جیسے برسوں سے نیند کو ترسی ہو۔ اور اس کا شیر وہ تو کبھی ٹانگ دائیں جانب کرتا تو کبھی بائیں جانب۔۔ دالہام دیوانہ وار طرسم کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے پاس بائیں جانب بیڈ پر نیم دراز ہو گیا ٹانگ میں درد شدت اختیار کر رہی تھی۔۔ کچھ لمحے لیٹنے کے بعد وہ ڈریسنگ روم میں گیا تاکہ اپنے کپڑے تبدیل کر لیں۔ اس کے جاتے ہی طرسم نے آنکھیں کھولی ارد گرد دیکھا اس کا دیوا بھی تک گھر نہیں آیا تھا غصے سے چہرہ یکدم سرخ ہوا شیر طیان کا سر تکیے پر منتقل کرتے اٹھ کر

بیٹھی نظر سائیڈ ٹیبل کے کھلے ہوئے دراز پڑ گئی جہاں اس کا پرس پڑا ہوا تھا انکھیں مسلتے دھیان سے دیکھنا چاہا کہ اس کا ہی پرس ہے کیونکہ یہ پرس اس نے الماری میں رکھا تھا۔۔ "

اتنے دن ہو گئے ہیں میں نے لالا سے بات نہیں کی؟ طرسم کے ذہن میں یاور مرزا کا خیال آیا جب سے وہ بڑی حویلی آئی تھی صرف ایک مرتبہ اس نے یاور سے بات کی تھی بیگ دراز سے نکال کر کھولا مسکراتے موبائل کو پکڑتے ان کیا، کنٹیکٹ لسٹ میں صرف ایک انسان کا نمبر تھا اور وہ یاور تھا لیکن اُس وقت کنٹیکٹ لسٹ empty تھی۔۔۔ "

نمبر کہاں گیا؟ پریشانی سے بار بار موبائل بند کر کے، دوبارہ ان کر کے دیکھا کہ شاید نمبر واپس آجائے۔ اس کا دماغ جیسے کام کرنا بند ہو گیا تھا ایک دفعہ ڈیلیٹ ہوا نمبر کیسے واپس آسکتا ہے جب تک اسے خود دوبارہ سیو نہ کیا جائے۔۔ "

کیا مصیبت ہے؟ موبائل پرس میں ڈال کر واپس دراز میں رکھ دیا سر ہاتھوں میں تھام کر وال کلاک کی طرف دیکھا جو صبح کے نو بجا رہا تھا۔۔ " افف۔۔۔ اللہ جی سوری آج فجر کی نماز نہیں پڑھی میں نے۔ طرسم خان جلدی سے اٹھ کر نماز پڑھ اپنا دوپٹہ پکڑ کر اجلت میں واش روم میں آ گئی فریش ہو کر وضو کرتے باہر آئی جائے نماز بچھا کر اپنی قضا ہوئی نماز پڑھنے لگی۔۔ سردار کپڑے تبدیل کر کے لڑکھڑاتا ہوا ڈریسنگ روم سے باہر نکلا، اس کے چار فٹی بیوی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی درد برداشت کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر، اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو منانے کے لیے اس کی گود میں سر رکھ کر زمین پر لیٹ گیا وہ سردار جو ہر ایک کو آنکھوں سے ہی قتل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا اپنی چار فٹی بیوی کے سامنے اس کی تمام اکڑ ختم ہو جاتی تھی اس سے بات کرتے وقت آنکھوں میں محبت پاش جذبات سما جاتے۔ دالہام اس کے ہاتھ کی پشت

پر اپنی انگلیاں چلا رہا تھا ایک سکون سا ملا دعا مانگتی ہوئی اپنی بیوی کی گود میں سر رکھ کر، دعا مانگ کر اس کی سردارنی نے ناراضگی کے باوجود اس کا ہاتھ پکڑتے ہاتھ کی پشت پیشانی سے لگائی۔۔ دالہام کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا، اسے اب درد جیسے محسوس نہیں ہو رہا تھا ٹانگ سے نکلنے والے خون کی اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ طرسم اٹھنے لگی سردار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیے اپنے لبوں کے ساتھ لگا کر مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔۔ "

ناراضگی ختم کردو تم دونوں بے فضول سوال مجھ سے مت پوچھا کرو سب کے سامنے بہت شرمندگی ہوتی ہے تم اور شیرو بنا سوچے سمجھے کوئی بھی سوال پوچھ لیتے ہو، تھوڑا سا غصہ آگیا تھا مجھے لیکن ائندہ وہ بھی نہیں کروں گا اور آج کے بعد اس طرح کے سوال پوچھنے ہوں تو اکیلے میں پوچھ لینا اگر جواب دینے لائک ہوا تو میں دے دیا کروں گا۔ ہاتھ جوڑ دیتا

ہوں تمہارے اگے لیکن اس طرح کے سوال سب کے سامنے مت کرنا دالہام نے ایک مرتبہ پھر اس کے ہاتھ کی پشت کو اپنے لبوں سے لگایا طرسم کا دھیان اس کی ٹانگ کی طرف نہ گیا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔۔ "

ٹھیک ہے پھر میں آپ سے کوئی بھی سوال نہیں پوچھا کروں گی اب اٹھ جائیں کیونکہ میں تو بے وقوفانہ سوال کرتی ہوں نا طرسم اس کا سر اپنی گود سے اٹھانے لگی تو دالہام نے اسے بازو سے تھام کر چہرہ اپنے قریب کرتے پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔ "

سردار کی سردارنی جب چاہے اس سے سوالات کر سکتی ہے اور میں خاموشی سے ہر سوال کا جواب دوں گا بنا کوئی سوال کیے۔ مجھے ناراضگی مت دکھایا کرو یہ ناراضگی مجھ سے سہن نہیں ہوتی مجھے اپنی بیوی اور اپنے اس بیٹے کا پیار مکمل طور پر چاہیے مجھے تم دونوں کے قریب کوئی

انسان پسند نہیں ہے جب میں تم دونوں کے پاس ہوں، تم دونوں کا
وقت چاہیے، جیسے تم دونوں جیلس ہوتے ہو ایک دوسرے سے اس
طرح مجھے جلن ہوتی ہے جب تم دونوں کے پاس کوئی آتا ہے صرف
تمہاری وجہ سے میں نے تمہارے باپ کو اس گھر میں رکھا ہے، مجھے
نفرت ہے تمہارے باپ سے، اور خبردار اگر تم میری موجودگی میں اس
شخص کے پاس گئی میں ہمیشہ کے لیے یہ حویلی چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور پھر
میری لاش ملے گی تم سب۔۔۔۔ طرسم نے تڑپ کر اس کے لبوں پر
ہاتھ رکھا وہ کیسی باتیں کر رہا تھا آنکھوں سے روز و قطار آنسو بہنے لگے۔
دالہام نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے درد برداشت کرتے
گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر نفی میں سر
ہلایا جیسے کہنا چاہ رہا تھا آنسو بہانہ بند کرو مجھے تمہارے آنسو تکلیف دے
رہے ہیں۔۔ "

ٹھیک ہے میں وہ غصے والا ناراض نہیں ہوں لیکن جب تک مجھے میری مرضی کے مطابق منایا نہ گیا میں بات نہیں کروں گی طرسم نے ایک مرتبہ پھر اس کے ہاتھ کی پشت اپنی پیشانی سے لگائی اٹھ کر جائے نماز کو تہہ لگاتے صوفے پر رکھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی ابھی تک اس کا دھیان زمین پر گرے خون کی جانب نہ گیا تھا۔۔ سردار نے جب دیکھا کہ وہ اپنا حجاب درست کر رہی ہے لڑکھڑاتے ہوئے اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔ "

تو میری پری کیسے مانے گی؟ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سر اپنے کندھے پر رکھا، کوئی اگر سردار کا یہ روپ دیکھ لیتا تو غش کھا کر بے ہوش ہو جاتا۔ اگر اس سے کوئی روٹھ جاتا تو وہ منانا گوارا نہیں کرتا تھا کبھی اس سے اس طریقے سے محبت باش لہجہ اختیار کر کے بات نہ کی۔ اور اپنی شرارتی بیوی کے لیے ہمیشہ اس کا لہجہ محبت بھرا رہتا۔۔ طرسم کے دل میں خیال آیا سردار سے پوچھ لے کہ اس کا پرس سائیڈ ٹیبل کے دراز میں

کیسے آیا ہے لیکن پھر وہ خاموش رہی کیونکہ اس سے یہ پوچھنا مناسب نہیں لگ رہا تھا اگر اس کے دیو کو پتہ چل جاتا کہ وہ یاور مرزا سے رابطے میں ہے تو؟۔۔۔۔ "

یہ تو آپ کو پتہ ہو مجھے کیسے منانا ہے۔ طرسم کے آپ بولنے پر سردار نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا، لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔ "

مجھے نہیں معلوم میری سردارنی کیسے مانے گی؟ سردار نے اسے تنگ کرنے کے لیے کہا، طرسم نے منہ بناتے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائی اس وقت وہ سردار کے سامنے بغیر نقاب لیکن حجاب میں تھی، اس کے دیو کو اتنا بھی نہیں معلوم تھا کہ اس کی پری کیسے مانیں گی۔۔ "

سنو! دالہام نے اسے پکارتے اس کے حجاب کی طرف اشارہ کیا جو سائیڈ سے تھوڑا سا خراب ہو گیا تھا طرسم نے اپنا حجاب کھول دیا اسے لگا کے شاید دیوا سے بغیر حجاب کے دیکھنا چاہتا ہے۔ دالہام دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بنا آنکھیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے یکدم لمبی سانس لی جیسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہو۔۔ "

دیو تم ٹھیک ہو طرسم نے اپنے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کرتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فکرمندی سے پوچھا۔ ایک ہاتھ سے سردار کا مضبوط ہاتھ تھاما جو برف کی مانند سرد تھا۔۔ "

دوپٹہ لو سر پر دالہام نے نظروں کا رخ دوسری طرف کر لیا طرسم نے غصے سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے اپنی طرف کرتے اس کے رخسار پر دانت گاڑھے تاکہ وہ آئندہ اپنا زاویہ بدلنے کے بارے میں سوچیں بھی نا۔۔ "

بہت ظالم بنتی جارہی ہو تم !دالہام اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں معصومیت تھی، طرسم کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا اس کی نظروں کو محسوس کر کے۔۔۔ "

دیو! طرسم کی نظر زمین پر گرے خون پڑ گئی اور پھر اس نے خون کا تعاقب کرتے سردار کی ٹانگ کو دیکھا جہاں سے خون اس طرح بہہ رہا تھا جیسے کسی نے نل کھول دیا ہو۔۔۔ "

دیو یہ! طرسم کے ہاتھ کپکپانا شروع ہو گئے آنکھوں میں ڈھیر سارے انسو جمع ہوئے، سردار نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی تھامتے اپنے مقابل کیا، پری کے لب پھڑپھڑا رہے تھے لیکن حلق سے ایک لفظ بھی ادا نہ ہوا۔۔ "

کچھ نہیں ہوا ہلکی سی چوٹ لگی ہے مسکرا کر اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے دیوانہ وار اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا جو ہر مرتبہ کی طرح

اس کا معمول تھا وہ اپنے ہر درد کو بھلا گیا تھا، طرسم کا دل لرز اٹھا اس کی ٹانگ سے بے انتہا خون نکلتے دیکھ۔۔ "

تمہارے لیے یہ ہلکی سی چوٹ ہے آنکھوں میں کئی آنسو لیے اس کے سینے پر مکا مارا، آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہنے لگے۔۔"

تم تو مجھ سے ناراض تھی مائے فیری دالہام خانزادہ نے اپنا تمام درد بھلائے اس کے آنسو صاف کرتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا طرسم پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی کچھ لمحے رونے کے بعد زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی۔ جیسے ہی اس نے سردار کے پاؤں کو ہاتھ لگایا اس نے طرسم کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔ "

خبردار اگر تم نے آج کے بعد میرے پاؤں کو ہاتھ لگایا، عورت کا مقام مرد کے دل میں ہے نا کہ اس کے قدموں میں، آج کے بعد یوں میرے

قدموں میں مت بیٹھنا دالہام خانزادہ نے اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔ "

خون! ہچکیاں بھرتے روتے ہوئے نظر اس کے ٹانگ پر ٹکائی ہوئی تھی جہاں سے خون بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا۔۔ مزاحمت کرتے اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹا کر واپس زمین پر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ نازک جان سردار کی مضبوط گرفت سے کو آزاد نہ کروا پائی۔۔ کچھ لمحے آنسو بہاتے اس کو دیکھا پھر اسے خود سے تھوڑا سا دور کر کے تھائے سے سردار کی ٹانگ پکڑ کر اپنی گود میں رکھتے، ٹخنوں سے ٹروزر کو گھٹنے تک اوپر کیا سفید پٹی خون سے بھیگی ہوئی تھی۔ کپکپاتے ہاتھ پٹی پر رکھ کر ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی سردار نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ "

چپ ایک دم چپ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر سخت نظروں سے اسے دیکھ کر سخت لہجہ اپنائے کہا۔۔۔ وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ "

مجھے چپ کروانے کی بجائے آپ خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔ نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر طرسم نے اس کی گود میں رکھیں ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے آنسو صاف کیے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ پر رکھا۔ اس کے ہاتھ مسلسل کپکپا رہے تھے۔ طرسم کی آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گئے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سردار کی پٹی اتار کر کاٹن کو بھیگو کر خون صاف کیا۔۔ پھر پٹی کر کے ٹراؤزر نیچے کیا۔۔ "

میرے پاؤں کو ہاتھ۔۔۔۔ بنا آواز پیدا کیے آپ خاموشی سے یہاں بیٹھ جائیں نرمی سے اس کو شانوں سے تھام کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا

کراس نے بٹھایا۔ آنکھوں کے گوشے ابھی بھی نم تھے سردار کو معلوم ہوگیا کہ وہ ناراض ہوگئی ہے کیونکہ وہ آپ اسے تب بھی کہتی تھی جب وہ ناراض ہوتی تھی۔۔ "

میں ٹھیک ہوا سے اپنے کندھے دباتے دیکھ سردار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں قید کر کے ان پر لب رکھے اور مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ طرسم کو لگا کہ اس کے کندھے دبانے سے شاید اس کے دیو کا درد کم ہو جائے۔۔ "

آپ کو گولی لگی ہے اس وجہ سے پورے جسم میں درد ہو رہا ہوگا کیونکہ جب اکثر ٹانگ میں درد ہو تو ہمیں پورے جسم میں درد محسوس ہوتا ہے طرسم ناراضگی میں بھی اس سے پیار بھرے لہجے میں بات کر رہی تھی لیکن اس کا آپ کہنا سردار کو برا لگ رہا تھا اسے تم بلاتی ہوئی اس کی سردارنی پسند تھی۔۔ "

سردار کی سردارنی تمہارا دیو بالکل ٹھیک ہے جو درد تھا تمہاری پرواہ دیکھ کر ختم ہو گیا، فل وقت مجھے سکون کی طلب ہو رہی ہے خاموشی سے میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ جاؤ، ابھی تو اس چھوٹے شیطان نے اٹھ کر پوری حویلی سر پر اٹھانا ہے دالہام نے اس کا بازو پکڑ کر تقریباً اپنی جانب کھینچا تھا طرسم اس کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔ نظریں ابھی بھی گھٹنے کے نیچے لگی ہوئی پٹی پر تھی، اس کے سینے پر سر رکھتے ہی سردار نے آنکھیں موندی اسے شدت سے نیند آ رہی تھی، تقریباً 20 منٹ بعد طرسم نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی وہ گہری نیند میں چلا گیا تھا دل چاہا اپنے بابا سے ملنے کا، دبے پاؤں اٹھ کر حجاب کر کے نقاب کرتے کمرے سے باہر چلی گئی کیونکہ سردار کے جاگتے ہوئے وہ اپنے بابا سے نہیں مل سکتی تھی۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔

صارم اپنے کندھے پر ہاتھ رکھے علینہ کے پاس بیڈ پر بیٹھا تھا جو گہری نیند میں گم تھی اسے کوئی ہوش نہیں تھا کہ کتنا وقت ہو گیا ہے اس کے شوہر کو اس کے پاس بیٹھے اسے تکتے ہوئے۔۔ "

دوسروں کی بیویاں تو چلا رہی ہوں گی لیکن میری بیوی نے اٹھتے ہی رونے لگ جانا ہے صارم نے جھک کر علینا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ وہ نیند میں ذرا سا کسمسائی۔۔ "

ہمارے بچے جوان ہو گئے ہیں لیکن ابھی بھی تمہاری حرکتیں معصوم بچوں کی طرح ہے بہت کم عمر میں تمہیں اس پاک رشتے میں باندھ دیا گیا تھا صارم اس کی پلکوں کے ساتھ چھیڑ چھار کر رہا تھا پھر اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا اور تھوڑی سے چہرہ تھام کر اس کی ناک سے ناک مس کی۔۔ صارم اب اس کی رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیر رہا تھا۔۔ "

صارم !دہکتے لمس کو محسوس کرتے علینا نے موندی موندی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا صارم کو اپنے پاس بیٹھے دیکھ فوراً اٹھ بیٹھی ۔ لیکن جب نظر اس کے کندھے پر لگی پٹی پڑ گئی آنکھوں سے روزو قطار آنسو بہنے لگے ۔۔ "

صارم !ایک مرتبہ پھر اسے پکارتے لرزہ طاری ہوئے ہاتھوں کو اس کے کندھے پر لگی پٹی پر رکھا موٹے موٹے آنسو لیے اپنے شوہر کو دیکھا جس کے چہرے پر صاف پریشانی واضح ہو رہی تھی اپنی بیوی کے رونے کی وجہ سے ۔۔ "

علینا !۔۔۔۔۔آپ کو بالکل بھی میرا خیال نہیں ہے اس نے علینا کو ابھی پکارا ہی تھا جب وہ روتے ہوئے بولی صارم اکثر اس طرح کرتا تھا کسی سے جھگڑا کر کے چوٹ لگوا کر گھر واپس آجاتا یا پھر اپنی کار کہیں پر مار دیتا جس کی وجہ سے اسے کافی زخم آتے تھے ۔۔ "

بابا!اس سے قبل وہ علینا کو سنبھالتا طرسم اس کے کمرے میں داخل ہوئی اپنے بابا کے کندھے پر پٹی لگے دیکھ نقاب میں نظر آتی نیلی آنکھوں میں آنسو جمع ہو کر بہنے لگے۔۔ صارم کے پاس جا کر اس کے سینے سے لگتے آنسو بہانے لگی وہ اپنے بابا کے دائیں جانب بیٹھی تھی، اور علینا بائیں جانب بیٹھے کندھے پر سر رکھیں آنسو بہا رہی تھی۔۔ "

کچھ نہیں ہوا بس ایک گولی ہی تو لگی ہے!صارم نے بالکل ہلکے پھلکے انداز میں کہا جیسے گولی لگنا کوئی عام بات ہو علینا اور طرسم نے تڑپ کر اسے دیکھا جو انہیں اپنے الفاظ سے تکلیف دے رہا تھا۔۔ "

ہاں آپ کے لیے اور دیو کے لیے تو گولی لگنا عام بات ہے۔ بیوی کی تو دونوں کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے بیویاں گھر انتظار کر رہی ہیں یا پھر ناراض ہے کوئی پرواہ نہیں آپ کو، اور جب بیویاں دھیان رکھنے لگے جسم کے اس عضا پر پٹی کرے جہاں چوٹ لگی ہو تو آگے سے شوہروں

کی نئی نئی باتیں سننے کو ملتی ہیں، روئے تو ان کی رونے سے تنگ
آجاتے ہیں طرسم سردار کا سارا غصہ اپنے بابا پر نکالنا شروع ہو گئی
صارم نے نفی میں سر ہلایا اس کی بیٹی اپنے شوہر کا سہارا غصہ اپنے باپ
پر نکال رہی تھی۔۔"۔۔"
بلکل صحیح کہا ہے میری بیٹی نے علینا نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی
کیونکہ اکثر جب صارم کے پاؤں پر چوٹ لگتی یا جسم کے کسی اور عضو میں
چوٹ لگتی تو وہ اسے ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا کیونکہ علینا اس کا زخم صاف
کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہوتی تھی۔۔"
دالہام سے جھگڑ کر آئی ہو؟ ایک ہاتھ سے طرسم کے اور دوسرے ہاتھ
سے علینا کے آنسو صاف کیے۔ اپنے بابا کے سوال پر اس نے تقریباً
گھور کر دیکھا تھا۔۔"
ہاں کیونکہ اپ لوڈ کے دوست کے کارنامے ہی اتنے اچھے ہیں۔۔"

ارے نہیں میرا دوست تو بہت شریف ہے !صارم نے مسکراتے ہوئے سردار کے بارے میں سوچ کر کہا، طرسم کی آنکھیں حیرانگی سے باہر نکلنے کو تھی اس نے سردار کی شرافت اس وقت دیکھ لی تھی جب وہ اس کے وریام چاچو کو مار رہا تھا۔۔ "

یہ میں بھی جانتی ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ کا دوست پلس داماد کتنا شریف ہے، اور مہربانی کر کے آپ اپنے اس شریف داماد کے پاس ہی جائیں اس کمرے میں آپ کے لیے جگہ نہیں ہے۔ طرسم نے سہارا دے اپنے بابا کو بیڈ سے اٹھایا اور نہایت ہی پیار سے دروازہ کھول کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا علینا روکنا چاہتی تھی لیکن اپنی بیٹی کے غصے کو دیکھ کر اور اپنے شوہر کی حرکات کو یاد کرتے وہ خاموش ہو گئی کیونکہ اس کے شوہر کا یہ معمول بن گیا تھا ہر روز زخم رہتا تھا جسم کے ایک عضو پر۔۔ "

طرسم میری۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے قبل وہ اپنی بات پوری کرتا اس کی بیٹی نے اس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا الفاظ ادا کرنے کے لیے اس بیچارے کا منہ کھلا رہ گیا۔۔ طرسم تلملاتی ہوئی بیڈ پر جا کے بیٹھ گئی۔۔ "

خبر دار مورے آپ نے اگر بابا کو اندر بلایا، طرسم نے غصے سے کہہ کر اپنی مورے کو بیڈ پر لٹایا اور خود ان کے ساتھ نیم دراز ہو گئی علینا آنسو بہاتے اپنی بیٹی کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی لیکن آنکھوں سے آنسو بہنا بند نہ ہوئے۔۔ "

مورے رونا بند کریں چوٹ لگوا کر جب گھر آتے ہیں تو بہت پرواہ دکھاتے ہیں اگر ان کو اتنی ہی ہماری پرواہ ہے تو چوٹ لگوائے ہی نہ خود کو۔ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی پہلے اپنے دیو کے ٹانگ پر گولی لگے دیکھنا اور پھر اپنے بابا کے کندھے پر گولی لگے ہوئے دیکھنا اسے بے انتہا تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا۔۔ "

لوگوں کی بیویاں انہیں اپنے کمرے سے باہر نکالتی ہیں میری بیٹی نے
مجھے میرے کمرے سے باہر نکال دیا صارم نے چہرے پر ہاتھ پھیرا ارد
گرد دیکھا ابھی تک لاؤنج خالی تھا بڑی حویلی کے تمام افراد ابھی تک
سوئے ہوئے تھے ہمت کرتے سردار کے کمرے کے باہر پہنچا دروازہ
کھلا ہوا تھا اندر داخل ہوتے بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کیا سردار بائیں
جانب اور شیر طیان دائیں جانب لیٹا ہوا تھا بیڈ کے پاس کھڑے ہو کر
سوچا کہ اس چھوٹے سے شیطان کو درمیان میں کر دے لیکن کندھے پر
گولی لگے ہونے کی وجہ سے وہ اس بازو پر زور نہیں ڈال سکتا تھا اس لیے
خاموشی سے درمیان میں لے گیا، ایک نظر اپنے دوست پر ڈالی جو گہری
نیند میں تھا اسے شدت سے نیند آ رہی تھی، "جب یہ نیند سے جاگے کوئی
تماشہ نہ شروع کر دے مجھے اپنے کمرے میں سوئے ہوئے دیکھ کر" دل

میں بے ساختہ خیال آیا نیند کی وجہ سے آنکھیں بند ہو رہی تھی کچھ دیر میں ہی گہری نیند میں چلا گیا۔۔۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار کو نیند نہیں آ رہی تھی یعقوب اس کے پاس بیڈ پر لیٹا گہری نیند میں تھا کیونکہ ڈاکٹرز نے اسے ایک نیند کی گولی دی تھی تاکہ وہ سو یا رہے اور اسے درد کم محسوس ہو، شہریار کو شرٹ اتار کر سونے کی عادت ہی اس وقت وہ بنیان میں ملبوس تھا۔۔ "

نیند تو آنی نہیں ہے کیوں نہ اپنی نئی نویلی دلہن سے نکاح کے بعد پہلی ملاقات کر لی جائے شہریار کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی تھوڑا سا دروازہ کھول کر ارد گرد دیکھا لاؤنج کو خالی دیکھ کر سائیڈ پر بنے آخری کمرے کی جانب قدم بڑھانے لگا دروازے کے پاس پہنچ کر بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھولا اندر داخل ہو کر لاک کرتے بیڈ کے پاس جا کر کھڑے ہو

کر آنکھوں میں جذبات لیے اڑی تڑچھی پیڈ پر سوئی ہوئی اپنی منکوحہ کو دیکھنے لگا۔۔ ناک کے نتھنوں سے عطر کی خوشبو ٹکرائی، نیند میں بھی وہ شہریار کی خوشبو کو پہچان گئی جھٹ سے آنکھیں کھول کر دائیں جانب دیکھا سامنے شہریار سینے پر ہاتھ باندھے آنکھوں میں دنیا جہاں کے جذبات سمائے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ "

آ۔ آپ یہاں حبا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا شہریار کو اپنے کمرے میں دیکھ کر کیونکہ جب بھی بڑی حویلی میں وہ اس کے کپڑے میں آتا تھا کوئی نہ کوئی پولیس کی طرح ریڈ مارنے کے لیے ان کے کمرے پر پہنچ جاتا تھا، اور اوپر سے اسے شرٹ نہ پہنے ہوئے دیکھ حبا مشکل سے اپنے حلق سے تھوک نگل رہی تھی۔۔ "

کیوں میں اپنی بیوی سے ملنے کے لیے نہیں آسکتا، اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اپنے قریب تر کرتے بہکے ہوئے انداز میں

کہا۔ حبا سانس روکے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ "

شہریار دیکھیں ہمارے نکاح کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے حبا نے اس کے سینے پر وزن ڈال کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ "

میری منکوحہ صاحبہ بہت جلد میں سب کو بتا دوں گا ہمارے نکاح کے بارے میں اور گھبرا کیوں ہو محرم ہو تمہارا۔۔ شہریار نے جب محرم لفظ بولا حبا نے تمام تر مزاحمت ترک کر دی۔۔ "

آج جی بھر کر میرے گلے لگ سکتی ہو نکاح سے پہلے جب تم میرے گلے لگی تھی تب تمہیں گلے لگانے کا نہ مجھے حق تھا اور نہ تمہیں گلے لگنے کا۔ لیکن اب ہم محرم ہیں! شہریار کے الفاظ سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ

وہ چاہتا تھا اس کی بیوی اس کے سینے سے لگے، جبا اس کی فرمائش پر شرم سے سرخ ہو گئی۔۔ "

کیا بات ہے اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو خدا نخواستہ میں نے بھی حرام خواہش نہیں بلکہ حلال خواہش ظاہر کی ہے شہریار شرارتی انداز میں بولا جبا نے شرماتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھا، شہریار نے اس کے گرد حد سے زیادہ مضبوط گرفت قائم کی۔۔ "

شہریار میں بہت غلطیاں کرتی ہوں جبا نے اپنا ڈر اس کے سامنے ظاہر کیا۔۔ "

میں غلطیاں سدھار دوں گا شہریار نے اس کے بال سہلائے۔۔ "

میں بات بات پر روتی ہوں! ایک اور چھوٹا سا ڈر اپنے شوہر کو بتایا شہریار اس کی بات پر مسکرانے لگا۔۔ "

میں تمہیں ہنسا دیا کروں گا اور تمہارے آنسو نرمی اور محبت سے صاف کیا کروں گا شہریار نے اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیری۔۔ "

مجھے آدھی رات کو بھوک لگتی ہے ہنوز اس کے سینے پر سر رکھے اس کے سینے پر ہاتھوں کی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے ایک اور بات اسے بتائی۔۔ "

میں آدھی رات کو تمہارے لیے کھانا بنا دیا کروں گا۔۔ "

مجھے کبھی کبھار غصہ بھی بہت آتا ہے !شہریار اس کی باتیں سن کر کھل کر مسکرایا دل کو سکون ملا تھا یہ جان کر کہ اس کی بیوی اس سے اپنی باتیں شیئر کر رہی ہے۔۔ "

یہ ناچیز ہمیشہ آپ کے سامنے رہے گا آپ کے غصے کو برداشت کرنے کے لیے حبا کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے مقابل کرتے اس کی پیشانی پر

بوسہ دیا۔۔ حبا شرم سے بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی پہلی مرتبہ اس کے محرم نے اسے اپنے لمس سے آشنا کروایا تھا۔۔ "

اگر تم یوں شرماؤ گی تو میں اپنی ہر حد پار کر جاؤں گا شہریار نے محض اسے تنگ کرنے کے لیے الفاظ ادا کیے حبا کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی اپنے شوہر کے الفاظ سن کر۔۔۔ "

میں مذاق کر رہا ہوں اس کے رخسار کھینچتے ہوئے مسکرا کر کہا، حبا غصہ کرنے کے بجائے مزید سرخ ہو گئی، دروازے پر دستک سن کر دونوں نے جھٹکے سے دروازے کی جانب دیکھا۔۔ "

حبا بیٹا دروازہ کھولو الطاف خان کی آواز سن کر دونوں کے رنگ اڑ گئے، شہریار نے دایاں ہاتھ بائے کندھے پر اور بایاں ہاتھ دائیں کندھے پر رکھ لیا اگر اس کا باپ اسے اس حالت میں حبا کے کمرے میں دیکھ لیتا اس کے باپ نے اس کا قیمہ بنا دینا تھا۔۔ "

شہریار!حبا کی آنکھیں ڈر سے باہر نکلنے کو تھی آنسو بہہ کر ہتھیلیوں پر گرنے لگے۔۔ "

ایک تو ہر وقت میرا باپ کباب میں ہڈی بننے کے لیے پہنچ جاتا ہے

شہریار بیڈ سے اتر کر کھڑے ہوتے ارد گرد دیکھنے لگا کہ وہ کہاں پر چھپے۔۔ "

شہریار اگر انہوں نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو، اور اگر انہیں نکاح کا پتہ چل گیا؟ حبا کا جسم ڈر سے کانپ رہا تھا، اگر الطاف خان کو ان کے نکاح کے بارے میں معلوم ہو گیا تو ان کا ری ایکشن کیا ہو گا۔ انہوں نے تو اپنے بیٹے کے نکاح کے لیے حامی بھر دی تھی کس حد تک انہیں تکلیف ہوتی یہ معلوم ہونے پر کہ ان کے بیٹے نے چھپ کر نکاح کیا ہے۔۔ "

اس وقت یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے مجھے یہ بتاؤ میں کہاں چھپوں اگر تم بیوہ نہیں ہونا چاہتی تو اپنے شوہر کو کہیں پر چھپا دو شہریار ابھی تیار نہیں تھا

اپنے باپ کے طانے اور ماں کے ناراضگی برداشت کرنے کے لیے ،
اسے ایک اچھے پل کا انتظار تھا جب اس کی مورے اور بابا ایک اچھے موڈ
میں ہو اور وہ انہیں آرام و سکون سے بیٹھ کر اپنے نکاح کے بارے میں
بتائے اور وہ غصہ بھی نہ کریں ۔ ۔ "
کچھ نہیں سمجھ آرہا ہے میں آپ کو کہاں چھپاؤں ہاتھوں کو اوپر نیچے
ہلاتے ہوئے وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی کہ وہ شہریار کو کہاں پر چھپائے ،
مشکل میں ہمیں چھپنے کی کوئی جگہ بھی نظر نہیں آتی حالانکہ ہمارے سامنے
ہزاروں جگہ ہوتی ہے چھپنے کے لیے ۔ ۔ ۔ "
تم نے آج بیوہ ہو جانا ہے شہریار ہنوز اپنے کندھوں کو تھامے کھڑا تھا
جیسے خدانخواستہ اس کی عزت کو خطرہ ہو ۔ ۔ "
شہریار کیسی باتیں کر رہے ہیں اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو اور انکل اتنے
بھی جلاد نہیں ہیں کہ نکاح کا معلوم ہونے پر آپ کو قتل کر دے ۔ ۔ "

میری پیاری بیوی تمہیں ابھی الطاف خان کے جلادروپ کا پتہ نہیں ہے دکھنے میں وہ بہت سویٹ اور کیوٹ لگتے ہیں لیکن جب وہ سختی کرنے پر آتے ہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ سامنے ان کا بیٹا کھڑا ہے شہریار بار بار چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ "

بیٹا دروازہ کھولو الطاف خان کا لہجہ اس مرتبہ سخت ہوا شہریار کو شک ہونے لگا کہیں اس کے باپ کو پتہ تو نہیں چل گیا کہ وہ حبا کے کمرے میں ہے۔۔ "

آپ ٹھیک ہو پریشانی سے پوچھا لیکن ناراض وہ ابھی بھی تھی سردار نے اس کے کندھے پر سر رکھ لیا۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا وہ خود کو کیسے

سکون پہنچائے۔۔ سردار نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے اس کا نقاب نیچے کیا اپنی سبز آنکھوں سے وہ اس کی نیلی آنکھیں دیکھنے لگا بے اختیار ہاتھ اس کی سردارنی کے رخسار پر جاتے انہیں سہلانے لگے۔۔۔ "

دیو! طرسم نے گھبرا کر اس کا ہاتھ اپنے رخسار سے پیچھے کرنا چاہا دالہام سیدھا ہو کر بیٹھا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے قریب کرتے اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔ وہ اپنی جگہ پر منجمند ہو کر رہ گئی۔ اچانک اس کے دیو کو کیا ہو گیا تھا۔ قندیل پردے کے پیچھے چھپے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔ قندیل ایک لمحے کے لیے طرسم کا چہرہ دیکھتے رہ گئی وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ دیکھنے والا اس میں مہو ہو جاتا۔۔ اب وہ اس کا حجاب کھول رہا تھا، ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے بال کیچر سے آزاد کیے لمبے اور لمبے گھنے بال ارد گرد بیڈ پر پھیل گئے، دالہام خانزادہ نے لمبا

سانس لیا اس کی حالت عجیب ہونے لگتی تھی جب وہ اپنی بیوی کو کھلے بالوں میں دیکھتا تھا۔ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اس کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا۔ طرسم خاموشی سے ایک جگہ بت بن کر بیٹھی تھی، عجیب سے احساسات دل میں پیدا ہونے لگے۔۔ "

دیو کی پری تمہاری خوبصورتی تمہارے دیو کو پاگل کر رہی ہے، اس قدر خوبصورت مت لگو کہ دالہام فنا ہو جائے ہلکے سے اس کی گردن کو چھوتے گردن سے چہرہ نکال کر اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی طرسم نے سختی سے آنکھیں بند کر لی۔ سردار نے اس کی کمر کے گرد اپنے دونوں بازو لپیٹے، قندیل انہیں ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر جل کر سوا ہو گئی۔۔ "

تم نے تو جھگڑنا تھا مجھ سے سر میں شدید درد ہونے کے باوجود بھی اس نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائی ٹھوڑی سی اس کا چہرہ پکڑ کر اپنے

قریب تر کرتے اس کی ناک سے ناک مس کرتے اس کے لبوں پر جھکا۔
سختی سے طرسم نے آنکھیں کھولی اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیل
گئیں۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ پیچھے ہوا اور اس کا چہرہ ٹھوڑی سی تھام کر آنکھوں
پر پھونک ماری۔۔ وہ کافی حد تک پر سکون ہو چکا تھا انسان کے ذہن کو
سکون اس کے من پسند شخص کے پاس رہ کر ملتا ہے۔۔ طرسم شرم
سے لال ٹماٹر بن گئی آج پہلی مرتبہ سردار نے اس کے ساتھ اس طرح
کی کوئی حرکت کی تھی۔۔۔ "

آج کے بعد مجھے تم کسی اور کو ہاتھ لگاتے ہوئے نظر نہ آؤ جتنا چاہے ہم
میں جھگڑا ہو، کچھ بھی ہو جائے کبھی کمرے سے باہر نہیں نکلنا مجھے ہر
وقت تم میرے سامنے موجود چاہیے ہو دالہام نے اس کا چہرہ تھامتے
شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا طرسم آنکھیں بند کیے کپکپا رہی
تھی۔۔ "

تم کتنے گندے ہو اس طرح گندی حرکتیں کیوں کی میرے ساتھ طرسم نے اس کے سینے پر مکے مارے مسکرا کر اس کے گرد حصار بناتے اپنے سینے مین سختی سے بیچ گیا۔۔ لبوں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ تھی، ایک حاسد اپنی نظر لگانے کھڑا تھا ان کی خوشیوں کو۔۔ "

تمہاری ٹانگ سے خون نکل رہا ہے طرسم نے ایک مرتبہ پھر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ کیوں بار بار بھول رہی تھی کہ اس کی ٹانگ پر گولی لگی ہے۔۔ "

ٹھیک ہے جتنا خون ضائع ہونا تھا ہو گیا دالہام خانزادہ نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا جو خون سے بھیگا ہوا تھا۔۔ "

دیو تم مار کھانے والے ہوئے ہو طرسم نے اس مرتبہ اسے تم بلایا تاکہ وہ خاموشی سے اپنی ٹانگ پر پٹی کروالے۔ دو منٹ وہ چپ ہو کر بیٹھ گیا اس نے فرسٹ ایڈ باکس پکڑ کے اس کی ٹانگ پر پٹی کی۔ وہ مسکراتے

ہوئے اس کی خوبصورتی کو دیکھ رہا تھا دل زور سے دھڑکتے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔ "

دوپٹہ لو سر پر تمہیں مزید دیکھنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں دالہام خانزادہ نے دوپٹہ اٹھا کر اس کے سر پر دیا اور ایک مرتبہ پھر اس کے رخسار پر لب رکھے طرسم تو اس کے جنونی روپ کو دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔۔ "

ائندہ میں ٹائم سے گھر واپس آیا کروں گا سردار دالہام تیمور خانزادہ کے لیے اس کی چار فٹی بیوی اس کا سکون تھی جسے وہ کبھی ناراض نہیں کر سکتا تھا اس پر غصہ نہیں کر سکتا تھا ایک لمحے کے لیے اگر اسے غصہ آتا تو اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر اس کا غصہ جاگ کی طرح بہہ جاتا۔۔ طرسم نے حجاب کر کے نقاب کرتے کھڑے ہو کر اس کے سامنے ہاتھ کیا کہ میں تمہیں سہارا دے کر باہر لے کر جاؤں گی تم اپنے پاؤں پر زیادہ وزن نہیں ڈالو گے۔۔۔ "

میرا وزن سہہ لوگی سردار دالہام خانزادہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا طرسم نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف لے جانے لگی جب وہ دونوں باہر نکلے سردار کے چہرے پر مسکراہٹ تھی حویلی کے تمام افراد ہکا بکا اسے دیکھنے لگے جس کے چہرے پر کئی عرصے بعد انہوں نے مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔۔"

چلیں کھانا کھاتے ہیں بہت بھوک لگی ہے طرسم نے دالہام کو ساتھ لیے اسے سردار کی کرسی پر بٹھایا اور پھر اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی سب ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھ کر سکون سے کھانا کھانے لگے۔۔ "

میرے پاؤں پر چوٹ لگی ہے ہاتھ پر نہیں طرسم نے نوالہ بنا کر اس کے لبوں کے سامنے کیا صارم نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی بیوی کو اور اپنے دوست دیکھا جس کے بازو پر چوٹ لگی تھی اسے کوئی کھلا نہیں رہا تھا اور جس کی ٹانگ پر چوٹ لگی تھی اسے اس کی بیوی کھلا رہی تھی۔۔ "

مورے بابا اداس ہو گئے ہیں انہیں کھانا کھلا دے طرسم کے بولنے کی دیر تھی علینا شرم سے سرخ ہو گئی بچے جوان ہو گئے تھے اب وہ اس طرح کی حرکتیں کرتے اچھے لگتے تھے سب کے سامنے۔ اور ایک اسے اپنی بیٹی کی سمجھ نہیں آرہی تھی باپ سامنے بیٹھا تھا اور وہ شوہر کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا رہی تھی۔۔ "

ارے آپ سب میری طرف ایسے کیا دیکھ رہے ہیں کھانا کھائے اپنے دھیان سے سردار کا چہرہ تقریباً دبوچ تھوڑا سا کھول کر زبردستی اس کے منہ میں نوالہ ڈالا، صارم، وریام، سفیان خان اور الطاف خان نے بمشکل تھوک نگلا وہ پہلی تھی جو سردار کے ساتھ زبردستی کر رہی تھی۔۔ "

کل رات کہاں تھے تم سب؟ کھانا کھاتے ہوئے سفیان خان نے ان سب کی طرف دیکھا۔۔ "

مجرا دیکھنے گئے تھے دالہام کا جواب سن کر سفیان خان نے اپنے غصے پر قابو کرنے کی کوشش کی اس سے سیدھے جواب بھی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔۔ "

لگتا ہے ساتھ خود بھی ناچنے لگ گئے تھے اس لیے صبح کے سات بج گئے سامنے بھی سفیان خان تھے وہ کیسے خاموش رہ جاتے وہ دونوں اچھے سے ایک دوسرے کو آگ لگانا جانتے تھے۔۔۔ "

گولیاں کیسے لگی تم دونوں کو سفیان خان نے ایک سوال کیا وہاں موجود تمام مرد خاموش بیٹھے تھے انہیں معلوم تھا سردار جواب دے گا۔۔۔ "

وہ کیا ہے نا آپ کے کہنے کے مطابق ہم ناچ رہے تھے تو مردوں کو ناچتے دیکھ انہوں نے گولیاں مار دی دالہام کا جواب سن کر سفیان خان نے چمچ پلیٹ میں پھینکا۔۔۔ ریحانہ خانم کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے سردار نے اپنے دائیں بازو کے حصار میں اپنی مورے کو

لیتے ان کا سر اپنے سینے پر رکھ کر جیسے انہیں حوصلہ دینا چاہا تھا وہ جانتا تھا اس کی مورے کیوں رو رہی ہیں۔۔۔ "

وریام بیچارا سونیا سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تو اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی۔۔ ان سب کو اپنے کمرے میں جان لینے گے دو پھر تمہیں بتاؤں گا مغرور خانزادی وریام نے دل میں سوچا اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا اس کی عقل ٹھکانے لگانے کا وہ بار بار اسے کہتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن وہ بھی ضد پر تھی۔۔۔ وہ سب سکون سے کھانا کھا رہے تھے اور سردار کو اس کی چار فٹی بیوی کھلا رہی تھی۔۔ "

اب رخ کرتے ہیں آئیدن اور نمیرہ کی جانب جو گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔۔ نمیرہ نے موندی موندی آنکھیں کھولی وال کلاک کی جانب دیکھا جو 12 بجا رہی تھی اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے وہ ہڑبڑا کر اٹھنے لگی لیکن

آئیدن احزان کی مضبوط گرفت کی وجہ سے وہ ایک انچ بھی نا ہل
پائی۔۔ "
چپ کر کے واپس لیٹ جاؤ مشکل سے گھنٹہ ہوا ہے ہمیں سوئے، اٹھنے کی ہمت نہیں ہے پوری رات جاگتا رہا ہوں آئیدن نے آنکھیں بند کیے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے حد سے زیادہ سختی سے حصار اس کے گرد بنا لیا۔۔۔ "
آئیدن پلیز اٹھے سب کیا سوچیں گے کہ 12 بج گئے ہیں ابھی تک دونوں اپنے کمرے میں بند ہیں نمیرہ نے تھوڑا سا اوپر ہوتے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے اس کا ناک کھینچا۔۔۔ "
کیا مسئلہ ہے تمہیں، نمیرہ لوگوں کی بیویاں جب ان کی پہلی صبح ہوتی ہے پیار محبت سے جگاتی ہے تم میرا ناک کھینچ کر مجھے جگا رہی ہو آئیدن نے گھور کر اسے دیکھا جو بالکل بھی رومینٹک نہیں تھی۔۔۔ "

اوہیلو ہماری کون سی پہلی صبح ہے چھ سال ہو گئے ہیں ہمیں ایک ساتھ رہتے ہوئے نمیرہ نے اب اس کے رخسار کھینچے تھے۔۔ "

کیا ان چھ سالوں میں ہم ساتھ تھے؟ نمیرہ کی نظریں جھک گئیں چھ سالوں میں وہ صرف کہنے کو ایک ساتھ تھی بدن قریب تھے لیکن روحیں جیسے نہ جانے کتنی دور چلی گئی تھی۔۔ "

نمیرہ بیوی کے چہرے پر شرم ہوتی ہے وہ حد سے زیادہ سرخ ہو جاتی ہے لیکن تم بالکل نارمل ہو اس کا رونے والا منہ بنا دیکھ آئیدن نے بات کا رخ بدل دیا اس نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر لی جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر اکٹھا ہوا، شرم سے ڈوب مرنے کو دل چاہ رہا تھا اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپاتے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی۔۔۔ "

مجھے تو لگا تھا بس تمہیں پہلی صبح شوہر کے ناک کھینچ کر اسے اٹھانا آتا ہے تم شرماتی بھی ہو آئیدن نے اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی نمیرہ جھٹکے سے اس کے سینے پر وزن ڈال کر بیڈ سے اٹھی اس سے قبل آئیدن سمجھ پاتا وہ واش میں بھاگ گئی۔۔ "

ایک تو ان بیویوں کی سمجھ نہیں آتی۔ افف آئیدن احزان اٹھ جا نہیں تو تیری ماں سے تیری اچھی خاصی عزت افزائی ہونی ہے آئیدن اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اٹھا الماری سے اپنے کپڑے نکال کر دروازہ کھولتے شہریار کے کمرے میں جاتے اس کے واش روم میں بند ہو گیا تاکہ فریش ہو کر جلدی سے نیچے جا سکے۔۔۔ "

مجھے لالا پاس جانا ہے راہا اپنے بیڈ پر بیٹھے بلند آواز میں رو رہی تھی وہ اپنے لالا کے پاس جانا چاہتی تھی التمش صوفے پر سویا ہوا تھا راہا کہ رونے کی آواز سن کر اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔ "

آجائیں گے تمہارے لالا خاموشی سے سو جاؤ التمش اس کے پاس بیٹھ گیا اس کے اوپر لحاف دیتے آنکھیں بند کی راہا اٹھ کر بیٹھ گئی اور بلند آواز میں رونے لگی۔۔ "

راہا چپ ہو جاؤ اسے مسلسل روتے دیکھ التمش نے اس کا کندھا تھپتھپایا وہ مزید رونا شروع ہو گئی۔۔ "

چلو ہم آئس کریم کھانے چلتے ہیں آئس کریم کا نام سنتے ہی راہا مسکرانے لگی اسے ائس کریم بہت پسند تھی لیکن دائم سردی کی وجہ سے اسے ایس کریم کم کھلاتا تھا۔۔ "

ایس کریم کھانے کے بعد پھر لالا پاس جائیں گے التمش نے محض ہاں میں سر ہلانے کو بہتر سمجھا اور ایک بڑی سی چادر پکڑ کر اسے دیتے اپنے ساتھ لیے کار میں بیٹھا در حقیقت اسے وہ کہیں اور لے جانا چاہتا تھا۔ جس مقصد کے لیے وہ واپس آیا تھا وہ پورا کیے بغیر کیسے اسے سکون مل سکتا تھا؟۔۔۔ وہ معصوم سی لڑکی مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ راستے سے اسے آئس کریم لے کر دی وہ بے حد خوش تھی آئس کریم کھا کر۔ مزید تقریباً ایک گھنٹہ ڈرائیو کرنے کے بعد اس نے اپنی گاڑی بڑی حویلی کے باہر روکی۔ ٹھنڈی سانس خارج کی۔ راہا کی طرف دیکھا جس نے آئس کریم کھاتے ہوئے اپنے ہونٹوں کے نیچے اوپر سے اور پوری ٹھوڑی پر آئس کریم لگائی ہوئی تھی۔۔ التمش نے مسکراتے ہوئے ٹشو پکڑ کے اس کا چہرہ صاف کیا اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے اپنے قریب کیا راہا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ مسکراتے

ہوئے اس نے راہا کے لبوں کو چھوا اس کے بعد اس کے دونوں رخسار کو چھوا۔ رخسار اور لبوں پر مہر ثبت کر کے اس نے راہا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ راہا ہچکیاں بھرتے رو رہی تھی۔۔۔ "

بے بی گرل روتے نہیں ہماری شادی ہوئی ہے اس لیے میں تم سے پیار کر رہا ہوں اس کے ذہن کے مطابق التمش نے اسے جواب دیا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ میں سر ہلا کر اپنے آنسو صاف کر کے خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔ "

چلو شاباش اندر چلتے ہیں التمش نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے گرد اچھے سے چادر دے کر وہاں سے باہر نکل کر دروازہ کھولتے اسے سہارا دے کر باہر نکالا اور اپنے حصار میرے لیے گیٹ کے پاس گئے گارڈز نے انہیں دیکھ کر دروازہ نہ کھولا کیونکہ ان کے لیے وہ دونوں انجان تھے۔۔ "

کس سے ملنا ہے تم دونوں کو؟ گارڈ نے سخت لہجے میں ان دونوں سے پوچھ رہا ہے راہا ڈر کر التمش کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔ التمش نے موبائل نکال کر اسے ایک تصویر دکھائی گارڈ نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ اسے اپنے ساتھ لے گئے وہ حویلی کے اندر داخل ہوا لاونج میں گیا وہاں ریحانہ خانم کھڑی تھی انہوں نے حیرت سے اس جوڑے کو دیکھا ان دونوں کے لیے وہ چہرے نئے تھے۔ التمش نے ہلکا سا مسکراتے ریحانہ خانم کو دیکھا وہ اسے نہیں پہچان پائی تھی۔۔ "

کیا حال ہے دادی؟ راہا کو وہیں پر کھڑے کرتے، ان کے پاس گیا اور ہلکا سا جھکتے سر ان کے سامنے کیا، اس کے دادی کہنے پر حیران ہوئی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ابھی بھی حیرانگی دیکھ رہی تھی۔۔ "

ہادی! علینا صارم کے لیے گرم دودھ لینے کے لیے کمرے سے باہر نکلی سامنے اپنے بیٹے کو دیکھ کر بلند آواز میں اسے پکارتے اس کی طرف قدم

بڑھاتے اس کے پاس گئی بے یقینی سے اس کے قریب کھڑے ہو کر آنکھوں میں بے شمار انسو لیے اسے دیکھ رہی تھی اس کا بیٹا ایک نوجوان مرد بن چکا تھا۔۔۔ "

ہادی! ایک مرتبہ پھر اسے پکارتے علینا چہرے پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں رونے لگی علینا کے رونے کی آواز سن کر حویلی کا ہر فرد کمرے سے باہر آگیا سوائے دالہام کے وہ مردان خانے میں کچھ ضروری کام کر رہا تھا طرسم اپنے کمرے میں تھی، شیر طیان کو انہوں نے اٹھایا لیکن وہ اٹھ کر روتے ہوئے دوبارہ پھر سو گیا تھا کیونکہ وہ بھی رات کے تین بجے سویا تھا۔۔۔ ہادی نے بنا کچھ کہے اپنی ماں کو اپنے سینے سے لگا لیا اپنے بیٹے کے سینے سے لگتے ہی علینا کے رونے میں مزید تیزی آئی، صارم آگے بڑھنے لگا ہادی نے اسے ہاتھ کے اشارے سے

وہیں روک دیا، اس کے باپ نے اسے کھونے کے ڈر سے اپنے بیٹے کو خاندان کے پیار سے محروم کر دیا چھ سال کے لیے۔۔۔ "

واپس کیوں نہیں آتے تھے؟ علینا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بوسوں کی برسات اس پر کر دی لیکن اس کی ممتا کو سکون نہ ملا۔۔ "

آپ لوگوں نے ہی تو بھیجا تھا اپنی ماں کی پیشانی پر پیار کرتے ان کے آنسو صاف کر کے مسکرا کر دیکھا اس کے جانے کے بعد سب سے زیادہ اس کی ماں روئی تھی۔۔۔ "

سفیان خان نے اس کی پیٹھ ہلکی سی چپت لگاتے ہیں اسے اپنے سینے سے لگایا ان کا پوتا ایک نوجوان مرد بن چکا تھا ٹھنڈی آہ خارج کرتے ایک مرتبہ پھر سے اسے گلے لگایا۔۔۔ وریام نے اگے بڑھتے مسکرا کر اسے دیکھا دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور سختی سے ایک

دوسرے کے گلے لگے وہ دونوں چاچا بھتیجا کم اور دوست زیادہ تھے۔۔"

ان سب کا ایموشنل ڈرامہ ختم ہونے دے پھر تمہیں بتاؤں گا میں وریام نے پیچھے ہوتے سرگوشی نما آواز میں کہا ایک نظر پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے ابرو اچکائی کہ یہ کون ہے؟۔۔۔ سب باری باری اس سے ملے نمیرہ نے مسکرا کر اسے دیکھتے سلام کی۔ آئیدن نے اسے گلے نہ لگایا پھر اپنے ذہن میں آئے تمام خیالات کو جھٹکتے آگے بڑھ کر اس کے گلے لگا اس کے باپ نے قتل کیا تھا نہ کہ اس نے۔۔ صارم نے دوبارہ آگے بڑھنے کی کوشش کی ہادی نے اپنا رخ دوسری جانب کر لیا اس کے قدم وہی رک گئے۔ راہا ان سب کو ہادی سے پیچھے کرتے اس کا بازو سختی سے پکڑ کر اس کے کندھے پر سر ٹکا کے کھڑی ہو گئی سب نے حیرت سے ہادی کو دیکھا۔۔"

یہ کون ہے ؟ علینا نے ہادی سے سوال کیا اس نے اپنا سر کھجایا اب انہیں کیا بتاتا کہ کس حال میں اس کا نکاح ہوا ہے۔۔ "

آپ کی بہو ہے بہو لفظ سن کر سفیان خان نے لمبا سانس لیا ہر کوئی یہاں کارنامے سر انجام دے رہا تھا الطاف خان نے اپنی پیشانی مسلی ان کے بیٹے نے بھی چھپ کر نکاح کیا تھا اور سفیان خان کے پوتے نے بھی وہی کارنامہ کیا ان دونوں کو حد سے زیادہ غصہ آیا۔۔۔ "

اپ سب غلط سمجھ رہے ہیں میں نے چھپ کر نکاح نہیں کیا حالات ہی ایسے تھے کہ مجھے نکاح کرنا پڑا اب یہ مت پوچھے گا کیسے حالات تھے بس اسے اپنی بہو کے طور پر قبول کر لیں ہادی بول رہا تھا جب اس کی نظر اپنے کمرے سے نکلتی ہوئی طرسم پر گئی چہرے پر نقاب ہونے کے باوجود بھی وہ اپنی گڑیا کو پہچان گیا تھا وہ جتنا اسے تنگ کرتا تھا اسے کئی زیادہ اسے اپنی بہن سے پیار تھا۔۔۔ "

وہ پہلے تو کئی لمحے دیکھ کر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ اس کے ہادی لالا ہیں جب یقین ہوا تو بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر اپنے بھائی کے گلے لگی۔ راہا سسکیاں بھرتے زار و قطار رونے لگی، طرسم اس کے سینے سے لگے رو رہی تھی صارم کو اس لڑکی کی حالت عجیب لگ رہی تھی۔۔ ہادی کو سمجھ نہ آئے وہ کس کو پہلے چپ کروائے ایک طرف بہن ایک طرف بیوی اس نے ایک بازو کے حصار میں طرسم کو رکھا اور دوسرے بازو کے حصار میں راہا کو لیا۔۔ "

چپ کر جاؤ دونوں ہادی نے دونوں کا چہرہ سامنے کرتے آنسو صاف کیے۔۔ طرسم نے دوبارہ اپنے بھائی کے سینے پر سر رکھ لیا سردار اس وقت حویلی کے اندر موجود نہیں تھا اگر وہ اپنی پری چار فٹی بیوی کو اس کے بھائی کے یوں گلے لگے دیکھ لیتا اس نے پوری حویلی سر پر اٹھا لینی تھی۔۔۔ "

ہادی لالا یہ کون ہے ؟ طرسم نے اپنے لالا کے حسار میں کسی دوسری لڑکی کو دیکھ کر گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ "

میری بیوی !ہادی کے کہنے کی دیر تھی طرسم اس کے سینے پر مکے مار کر رونے لگی راہا جس کا رونا بند ہوا تھا وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی۔۔ "

اوئے چپ کرو میرے لالا نے چھپ کر تم سے نکاح کر لیا رونا مجھے چاہیے میں اپنے لالا کے نکاح پر نہیں تھی تم کیوں رو رہی ہو طرسم نے بڑی اماں کی طرح اسے ڈانٹتے ہوئے چپ کروایا جو چھوٹے بچوں کی طرح رو رہی تھی ہادی بیچارا ان دونوں کے درمیان پھنس گیا تھا۔۔ "

ہادی !صارم اس کے پاس کھڑا ہو گیا تکلیف برداشت سے باہر ہو رہی تھی اس کا بیٹا اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا بات کرنا تو دور۔۔ "

اب کیوں آ رہے ہیں میرے پاس جب اتنے عرصے کے لیے مجھے خود سے دور کرنے سے پہلے نہیں سوچا تھا تو اب کیوں بیٹے کے لیے تڑپ

محسوس ہو رہی ہے ہادی بے رحم بنا آنکھوں میں سفاکیت سمائے بغیر اپنے بابا کے جانب دیکھ کر الفاظ ادا کیے۔ صارم کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی نہ جانے اس طرح کی تکلیفیں اسے کب تک برداشت کرنی تھی۔۔۔ "

معاف کر دو اپنے باپ کو! صارم اس کے آگے ہاتھ جوڑنے لگا ہادی نے اپنے بابا کے ہاتھ پکڑ رہے اور ان کے گلے لگ گیا دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کے گلے لگے آنسو بہانے لگے وہ کسی کے گلے لگ کر رویا نہیں تھا لیکن اپنے باپ کے گلے لگ کر اسے آنسو پر ضبط کرنا مشکل لگنے لگا۔۔۔ "

بہت برا کیا آپ نے میرے ساتھ ہادی پیچھے ہوا اپنے آنسو صاف کر کے اپنے باپ کے آنسو صاف کیے دونوں اپنے آنسو صاف کر کے مسکرانے لگے۔۔ "

لالا طرسم نے ہادی کو پکار کے اس کے کندھے پر مکا مارا وہ منہ بنا کر آنکھوں میں نمی لیے کبھی اپنی بھابھی کی طرف دیکھتی تو کبھی اپنے بھائی کی طرف۔۔۔ "

میری گڑیا لالا کی جان !ہادی نے اسے گلے لگایا تھا جب داخلی دروازے سے حویلی کے اندر سردار الہام تیمور خانزادہ داخل ہوا، ان دونوں کو سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلی لمبے ڈھگ بھرتا وہ ان دونوں کی طرف جانے لگا راہا اپنے لالا کو دیکھ کر بھاگتے ہوئے ان کے سینے سے لگی۔۔ "

لالا! راہا نے روتے ہوئے اپنے لالا کو پکارا اپنی بہن کو بڑی حویلی میں دیکھ کر اسے حیرانگی ہوئی تھی لیکن التمش اس کی بہن کو بڑی حویلی لے کر کیوں آیا تھا کیا اسے پتہ تھا کہ وہ سردار کی بہن ہے کیا وہ دائم کی اصلیت

جانتا تھا؟۔۔۔۔ سردار اس بات سے انجان تھا کہ وہ التمش نہیں صارم خان کا بیٹا ہادی خانزادہ ہے۔۔ "

تم یہاں کیوں آئے ہو ایک ایک لفظ پر زور دے کر دالہام خانزادہ بولا۔۔ وہ اس انداز سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی قتل کر ڈالے گا، طرسم اپنے لالا کے سامنے کھڑی ہو گئی وہ کیوں اس کے لالا کو اس طرح گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔ "

آپ میرے لالا کو اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں طرسم کہ لالا کہنے پر دالہام نے جھٹکے سے التمش کو دیکھا یعنی کہ وہ ہادی تھا۔۔ "

ہادی! دالہام خانزادہ زیر لب بڑبڑایا۔ ہادی کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ تھی جو سردار کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی۔۔۔ "

بھنوئی جی کیسے ہیں آپ ؟ ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔ سفیان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا ان کے گھر میں کیا ہو رہا تھا ہر چیز سمجھ سے باہر تھی۔ راہا سردار کو بھائی بلا رہی تھی۔۔ "

یہ لڑکی تمہیں لالا کیوں بلا رہی ہے ؟ سفیان خان نے ان دونوں کے پاس کھڑے ہو کر سوال کیا، اس نے کوئی جواب نہ دیا سردار اور ہادی ایک دوسرے کو گھورنے میں مصروف تھے۔۔ "

دالہام یہ کون ہے ریحانہ خانم نے اس خوبصورت اور معصوم لڑکی کی طرف دیکھا جو ڈر کر سردار کے سینے سے لگی تھی۔۔ "

مورے میں آپ کے سوالات کا جواب بعد میں دوں گا فل وقت مجھے کسی اور سے نپٹنا ہے راہا کے سر پر ہاتھ رکھتے ہادی کے ساتھ کھڑی طرسم پر اپنی نظریں ٹکائی۔۔۔ "

تم اسے یہاں کیوں لے کر آئے ہو دالہام نے آنکھوں میں بے انتہا غصہ لیے استفار کیا ہادی نے کندھے اچکا دیے اور اپنی بہن کے کندھے پر ہاتھ رکھا، سردار نے اپنے غصے پر قابو کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ راہا کے سامنے غصہ نہیں کر سکتا تھا جس کی وجہ راہا کی طبیعت خراب ہونا تھی۔۔"

لالا آپ پروفیسر کو مت ڈانٹو میں نے انہیں کہا تھا مجھے لالا پاس لے کر جاؤ انہوں نے مجھے آئس کریم بھی لے کر دی اور پیار بھی کیا راہا کے آخری تین لفظ سن کر سردار کی آنکھوں میں خون اترا، ہادی کے چہرے پر سکون سا اتر گیا اپنی منکوحہ کے آخری لفظ سن کر۔۔۔ "

پیار؟ سوالیہ نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا کہ شاید وہ اس کے الفاظ کا غلط مطلب اخذ کر رہا ہے۔۔ "

ہاں !جب میں نے آئس کریم کھائی تو میرے منہ پر پھیل گئی تھی پروفیسر نے ٹشو پکڑ کے پہلے آئس کریم صاف کی پھر میرے دونوں گالوں پر اور پھر ہونٹوں پر پیار کیا راہا نے مسکراتے ہوئے معصومیت سے کہہ کر اپنے دونوں رخسار پر اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنے لالا کو بتایا کہ ہادی نے اسے یہاں پر پیار کیا ہے۔۔ "

بے غیرت انسان راہا کے گرد سے حسار ہٹاتے وہ دہاڑتے ہوئے ہادی کا گریبان پکڑ کر اس کے چہرے پر مکے مارنے لگا اس کی ہمت کیسے ہوئی تھی اس کی بہن کے قریب جانے کی ، راہا اپنی فراک کو دونوں مٹھیوں میں جکڑ کر کانپتے ہوئے اپنے لالا کو دیکھنے لگی ، سردار کو سفیان خان ، آئیدن ، الطاف خان تینوں نے پکڑ کر پیچھے کرنے کی کوشش کی ، شہریار اپنے کمرے سے باہر نکلا ان سب کو لڑتے دیکھ تقریباً بھاگتے ہوئے نیچے آیا اور سردار کو پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگا وہ چاروں مل کر

بھی اسے پیچھے نہ کر پائے سردار ایک مرتبہ پھر ہادی کے چہرے پر مکا مارنے لگا طرسم نے اپنا چہرہ آگے کر دیا اس کا ہاتھ عین اس کی آنکھوں کے پاس جا کر رکا صرف ایک انچ کا فرق تھا اگر وہ اپنے ہاتھ کو نہ روکتا اس کا زوردار مکا اس کی بیوی کے چہرے پر لگنا تھا۔۔ "

پیچھے ہٹے میرے لالا سے، ہر کسی کو مارنا شروع ہو جاتے ہیں طرسم بلند آواز میں چلائی پہلے اس کے چاچو اور اب اس کا بھائی۔۔"

پیچھے ہٹ جاؤ، سردار نے ہادی کا گریبان چھوڑا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا صارم نے آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو تھاما، راہا ہچکیاں بھرتے ہوئے کانپ رہی تھی، سونیا مسلسل راہا پر نظر ٹکائے ہوئے تھے۔۔ "

سالے صاحب اتنا غصہ کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔ آپ تو ایسے اچھل رہے ہیں جیسے خدانخواستہ میں نے کسی غیر لڑکی کو چھو لیا، اپنے غصے پر قابو رکھیں اپنی بیوی پر اپنا حق جتایا ہے کسی غیر عورت پر نہیں ہادی اس

کا بے انتہا غصہ دیکھنے کے باوجود بھی باز نہ آیا اپنے ہونٹ سے نکلتے خون کو صاف کرتے مسکراتے ہوئے سردار کے تن بدن میں مزید آگ لگائی۔۔ "

کیا بکواس۔۔۔۔ لالا! دالہام خانزادہ حد سے زیادہ بلند آواز میں چلایا اس کے باقی الفاظ حلق میں رہ گئے جب راہا نے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اسے پکارا اس کا چہرہ مکمل طور پر زرد پڑ چکا تھا جسم بری طرح لرزنے لگا، دالہام سب کو نظر انداز کرتے راہا کی طرف بڑھا اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کی کمر سہلانے لگا تاکہ اس کی سانس کچھ بحال ہوں۔۔ "

لالا۔۔۔۔۔۔ پروفیسر۔۔۔۔۔۔ اچھے۔۔۔۔۔۔ ہے انہوں۔۔۔ نے۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ بچایا۔۔۔۔ گندے۔۔۔۔۔ لوگوں۔۔۔۔۔ سے راہا نے اٹکتے ہوئے اپنی بات مکمل کی، دالہام نے ہاں میں سر ہلایا

وہ اب مزید شدید قسم کاری ایکشن اپنی بہن کے سامنے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔"

لالا۔۔۔آپ ان کو۔۔۔اس۔۔۔لیے مار۔۔۔رہے ہو۔۔۔کیونکہ۔۔۔انہوں۔۔۔نے۔۔۔مجھے۔۔۔پیار کیا۔۔۔وہ تو میرے۔۔۔شوہر ہیں۔۔۔نا اور۔۔۔انہوں نے۔۔۔کہا تھا۔۔۔شوہر پیار۔۔۔کرتے ہیں ہادی نے دوبارہ اپنے ہونٹ کے کنارے سے نکلتے ہوئے خون کو صاف کیا اس کا اپنایا ہوا حربہ کام آگیا تھا۔ وہ جانتا تھا راہا اپنے لالا سے کوئی بات نہیں چھپاتی اس لیے تو اس نے اپنی بیوی پر مہر ثبت کی تھی تاکہ وہ سردار کو بتائے کہ اس کا شوہر اس کے قریب آیا ہے۔۔"

بالکل میری پیاری گڑیا شوہر پیار کرتا ہے اور اب آپ کے شوہر کو میں اس طرح کا پیار کروں گا کہ آج کے بعد کسی کو پیار کرنے کے لائق نہیں

رہے گا حد سے زیادہ میٹھا لہجہ اپنا کر اپنی بہن کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تاکہ وہ پر سکون ہو، اور پھر اپنی سبز سرخ ہوئی آنکھیں اپنی بیوی اور سالے پر ٹکائی جو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چپکے کھڑے تھے، جس کی وجہ سے سردار اپنی برداشت کے آخری مراحل پر پہنچ گیا۔۔۔ "

لالا آپ میرے شوہر کو پیار۔۔۔۔۔ کیوں کرو گے مطلب وہ آپ کی بیوی نہیں۔۔۔۔ ہے شوہر بیوی کو پیار کرتا ہے اپ۔۔۔۔۔ تو میرے لالا ہو اپ ان سے۔۔۔۔ پیار کیوں کرو گے راہا کی حالت کچھ بہتر ہوئی اپنے لالا کا نارمل رویہ دیکھ کر لیکن ان دونوں کو دیکھ کر باقی سب کی حالت خراب ہو رہی تھی، ریحانہ خانم کے ذہن میں جو سوچ آ رہی تھی وہ بار بار نفی میں سر ہلاتے جیسے سوچ کو اپنے ذہن سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی لیکن دل میں ایک خوشی بھی تھی۔۔۔ "

میری جان اگر یہ آپ کا شوہر ہے تو میرا سالا پلس بہنوئی ہے میرا حق تو بنتا ہے اس سے پیار کرنے کا سردار نے خونخوار نظریں اس پر ٹکائی اگر اس وقت راہا وہاں موجود نہ ہوتی تو اب تک وہ ہادی کا قتل کر چکا ہوتا۔ طرسم کو اس باتیں سمجھ آ رہی تھی اس کی نظریں اس کے ہر احساس و جذبات کا اظہار کرتی تھی۔۔۔ "

لالا آپ بھی ان کے ہونٹوں پہ پیار کرو گے راہا کی بات سن کر بے ساختہ ہادی کا قہقہہ وہاں گونجا، پریشانی ہونے کے باوجود بھی شہریار اور وریام نے مشکل اپنی ہنسی کو قابو کیا۔ سردار نے چہرے پر فرضی مسکراہٹ سجا کر ہادی کا بازو سختی سے پکڑا گرفت اس حد تک سخت تھی کہ ہادی کو لگا اگلے لمحے سردار کی انگلیاں اس کے بازو کے اندر پیوست ہو جائیں گی۔۔۔ "

میرے لالا کا بازو چھوڑیں دے سردار نے ابرو اچکائی اس کی بیوی ہر کسی کے سامنے ڈھال بن کر آجاتی تھی۔۔۔ "

تم ادھر آؤ دالہام خانزادہ نے اس کا بازو کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا اس وقت راہا اور طرسم اس کے ساتھ لگے کھڑی تھی۔۔۔ "

یہاں پہ موجود ہر مرد اپنے دماغ میں یہ بات بٹھالیں کہ میری موجودگی میں مجھے میری بہنوں اور بیوی کے قریب کوئی نظر آیا تو مجھ سے برا اس کے لیے کوئی نہیں ہوگا سردار نے سخت اور خونخوار لہجہ اپنا کر کہا، اسے برداشت نہیں تھا اس کی بیوی یا بہنوں کے قریب اس کی موجودگی میں کوئی اور مرد آئے چاہے وہ ان کا محرم ہی کیوں نہ ہو۔۔۔"

راہا گڑیا آپ اپنے ایئر زمیں یہ لگاؤ اور پوئم سنو سردار نے اپنی پاکٹ سے ایئر پوٹس نکال کے راہا کے کان میں لگا کر اپنے موبائل پر پوئم لگا دی تاکہ اسے باہر کا شور سنائی نہ دے۔۔۔ "

دالہام یہ سب کیا ہے ؟ ریحانہ خانم سے مزید برداشت نہ ہوا وہ جاننا چاہتی تھی اس لڑکی کے بارے میں بے آواز زار و قطار روتے ہوئے اپنے بیٹے کا بازو پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا۔۔۔ "

آپ کی راہا! آپ کی بیٹی دالہام نے اپنی مورے کے دونوں بازو پکڑ کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے، ریحانہ خانم اپنے بیٹے کے سینے سے لگ کر دہاڑے مار کر رونے لگی، جسے وہ 21 سال سے مرا ہوا سمجھ رہی تھی وہ زندہ تھی۔ آئیدن حیرت سے اپنی بہن کو دیکھنے لگا جو اپنے ہاتھ میں موبائل پکڑے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ "

لالا یہ ہماری گڑیا آئیدن کی آنکھیں نم ہوئی وہ توکب کا اپنی بہن کو مرا ہوا سمجھ چکا تھا سو نیا بت بنی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔۔۔ "

مورے ابھی اس کے پاس مت جائیں اسے آپ میں سے کسی کہ پہچان نہیں ہے ، اسے زیادہ لوگوں سے فوبیا ہے اچانک اگر آپ سب اس کے پاس جائیں گے اس کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے دالہام نے ریحانہ خانم کو بازو سے سختی سے پکڑلیا کیونکہ وہ اپنا رخ راہا کی جانب کرنے لگی تھی ۔ ۔ "

میں غیر نہیں ہوں اس کی ماں ہوں ۔ ۔ ۔

مورے اسے تھوڑا پر سکون ہونے دیں پھر ایک ایک کر کے سب اس سے ملیے گا یوں اچانک اگر آپ اس کی طرف بڑھیں گے وہ آپ میں سے کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دے گی بلکہ مزید اپنی طبیعت خراب کروا لے گی دالہام نے آئیدن کا ہاتھ بھی پکڑلیا وہ تقریباً راہا کے پاس پہنچ گیا تھا ۔ ۔ "

لالا! آنسو پر ضبط کرنے کی وجہ سے آئیدن کی آواز بھاری ہو گئی تھی اپنے لالا کے گلے سختی سے لگ کر اپنے آنسوں پر ضبط کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بہتے ہی چلے گئے۔۔ سونیا آگے بڑھی، اپنی مورے کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگی، آئیدن نے سردار کے دائیں کندھے پر ریحانہ خانم نے بائیں کندھے پر اور سونیا ریحانہ خانم کے کندھے پر سر رکھیں رو رہی تھی۔۔ رضیہ خانم سفیان خان وہاں موجود ہر شخص خاموشی اختیار کیے تھا۔۔ "

اپ سب پر سکون ہو کر بیٹھیں۔ دالہام نے اپنی مورے کی پیشانی پر بوسہ دیا کیونکہ وہ ان کی طبیعت خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا پچھلے کچھ دنوں سے اس کے مورے کی طبیعت خراب رہ رہی تھی زیادہ ٹینشن لینے کی وجہ سے۔۔ "

میری بیٹی ریحانہ خانم کی نظریں اپنی بیٹی پر ٹکی ہوئی تھی۔۔ اپنے شوہر کو روتے دیکھ نمیرہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔ سردار نے سب کو صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا سوائے ہادی اور صارم خان کو چھوڑ کر۔ فاریہ خانم، رضیہ خانم، ریحانہ خانم، نمیرہ، سونیا، علینا اور کمرے سے نکلتی ہوئی قندیل بے لاؤنج میں داخل ہو کر صوفے پر بیٹھ گئی حویلی کے تمام مرد کھڑے تھے۔۔ "

میری بہن کو آزاد کرو اس رشتے سے سردار کے الفاظ سن کر ہر ایک کو زوردار جھٹکا لگا صارم نے نفی میں سر ہلایا یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا اس کا دوست انتقام میں اپنی بہن کا گھر خراب کرنے چلا تھا۔۔ ریحانہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی سونیا نے اپنی مورے کا سر اپنے کندھے پر رکھ کر انہیں چپ کروانے کی کوشش کی۔۔۔ "

پاگل ہو گئے ہو تم دالہام انتقام کی وجہ سے اپنی بہن کا رشتہ خراب مت کرو، چاہے جن حالات میں بھی ہوا۔ تمہاری بہن کا نکاح میرے بیٹے سے ہو چکا ہے صارم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا جس کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔۔۔ "

میں اسے کبھی اس رشتے سے آزاد نہیں کروں گا بے پرواہ انداز میں کہا جیسے سردار کی باتیں اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔۔ ریحانہ خانم کو ہادی کا سخت لہجہ اور بے پرواہ انداز دیکھ کر تھوڑا سا سکون ملا۔۔ "

آزاد تو تمہارا باپ بھی کرے گا۔۔ دالہام خانزادہ نے دانت کچکچاتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔ سفیان خان کا دل چاہا دونوں کے چہرے پر ایک ایک تھپڑ لگائے۔۔ "

اچھا تو پھر باپ سے ہی آزاد کروالیں ہادی نے بھی اسی کے انداز میں کہا اور اپنی بہن کو ایک مرتبہ پھر اپنے ساتھ لگایا دالہام نے اس کی پیشانی پر مکا مارتے طرسم کو اپنی طرف کھینچ کر اپنے ساتھ سختی سے لگا لیا ہادی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اپنی پیشانی سہلائی اسے اپنی بہن پر ترس آرہا تھا نہ جانے وہ اس پاگل انسان کو کیسے برداشت کر رہی تھی۔۔۔ ہادی نے راہا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔۔ "

کیا مسئلہ ہے خود مجھے اپنے ساتھ چپکا کر کھڑے ہو اگر میرے لالا نے اپنی بیوی کو اپنے ساتھ کھڑا کر لیا ہے تو کیوں جلن ہو رہی ہے طرسم نے اپنے لالا کی طرف بڑھتے ہوئے سردار کو دونوں بازو سے تھام کر روکا۔۔ "

میری بہن ہے وہ! اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنی بیوی پر غصہ نکالنے سے خود کو روکا۔۔۔ "

پھر تو میں بھی اپنی لالا کی بہن ہوں تو میں پھر ان کے پاس جا کر کھڑی ہو جاتی ہوں اپنی بہن کو اپنے پاس بلا لے طرسم نے بھی دو بدو جواب دیا۔۔ "

میری بہن کو تین لفظ کہہ کر اس رشتے سے آزاد کرو۔۔۔۔۔ دالہام خانزادہ اپنی بہن کو ایک قاتل کے بیٹے کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ "

ٹھیک ہے آپ میری بہن کو اس رشتے سے آزاد کریں میں آپ کی بہن کو کر دوں گا۔۔۔ صارم نے ہادی کے منہ پر زور تار تھپڑ مارا، اور ریحانہ خانم نے دالہام کی طرف جاتے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا۔۔ "

خبر دار اگر تم دونوں نے اس طرح کے الفاظ دوبارہ اپنی زبان پر لائے، اپنی بیٹی کا فیصلہ کرنے کے لیے میں زندہ ہوں سردار دالہام خانزادہ، اس کے لیے کیا صحیح اور کیا غلط ہے تم سے بہتر ایک ماں جانتی ہے۔ اگر مجھے لگا میری بیٹی اس کے ساتھ نہ خوش ہے تو۔۔۔ ریحانہ خانم بات کو

ادھوری چھوڑتے خاموش ہو گئی ، ہادی اور دالہام دونوں اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کر چہرہ جھکا گئے ۔ ۔ "

اور تم کون ہوتے ہو میری بیٹی کا فیصلہ کرنے والے ، خبر دار آج کے بعد اگر یہ الفاظ تمہاری زبان پر آئے ، تمہاری زبان کو گدی سے کھینچ لوں گا میں ۔ صارم نے غصے سے اسے گھورا جیسے آنکھوں سے ہی قتل کر دے گا ۔ اس کا دوست اور بیٹا پاگل ہو گئے تھے ۔ ۔ "

میری بیٹی سے تم نے پسند کا نکاح کیا ہے ریحانہ خانم نے ہادی کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے سوال کیا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا ۔ ۔ "

مجبوری کے تحت ! کچھ لوگ زبردستی جس گھر میں آپ کے بیٹے نے راہا کو رکھا تھا وہاں داخل ہوئے اور آپ کی بیٹی کے ساتھ

زبردس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بروقت میں وہاں پہنچ گیا آپ کی بیٹی کی حفاظت کی لیکن گاؤں والے اندر داخل ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کے ساتھ غلط کیا

ہے اور اسے میرے نکاح میں دے دیا ہادی نے ساری بات ریحانہ خانم کو بتا دی زبردستی لفظ بولنا اس کے لیے حد سے زیادہ مشکل تھا، یہ لفظ سوچ کر ہی اس کی روح کانپتی تھی۔۔۔ "

جو ہونا تھا ہو گیا، میری بیٹی تمہارے نکاح میں ہے اس کا دیہان۔۔۔۔ مورے آپ کی بیٹی ذہنی طور پر میچور نہیں ہے اس کا ذہن بچوں والا ہے وہ رشتے پر پوری نہیں اتر سکتی، اور یہ آپ کا سوکولڈ پوتا میری بہن سے اکتا جائے گا اور یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ مجبوری کے تحت اس نے نکاح کیا ہے لیکن کہیں نہ کہیں اس کا اپنا مفاد شامل ہے اپنی ماں کی بات کاٹتے ہوئے ہر لفظ پر زور دے کر بولا آخری جملہ اس نے دل میں کہا تھا کیونکہ اسے ہادی کی آنکھوں میں کہیں نہ کہیں پراسراریت نظر آتی تھی بدلا لینے کی۔۔۔ "

چاہے مجبوری کے تحت نکاح ہوا ہو لیکن نکاح کے بعد انسان کے
جذبات بدل جاتے ہیں سفیان خان کی رعب دار آواز لاونج میں گونجی،
دالہام نے سر تا پاؤں تک سفیان خان کو دیکھا جنہوں نے پورے
خاندان کے خلاف جا کر اپنی من پسند عورت سے نکاح کیا تھا۔۔ سردار
کی ٹانگ سے خون نکل کر ارد گرد پھیل گیا تھا۔۔ "
طرسم نے آنکھوں میں آنسو لیے سردار کو دیکھا جو ہر وقت غصہ کرتا رہتا
تھا۔۔ "

راہا! ریحانہ خانم راہا کے پاس گئی تو وہ ڈر کر واپس سردار کے پاس جاتے
اس کے سینے سے لگ گئی ان کی کی آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہنے
لگے۔ ان کی بیٹی اپنی ماں سے ڈر رہی تھی۔۔ آئیدن بار بار اپنی پیشانی
مسل رہا تھا تاکہ اس کی آنکھوں میں آنسو نہ آئے۔۔۔ "

راہا گڑیا یہاں بیٹھو دالہام نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیے صوفے پر بٹھایا اور خود سردار کی کرسی پر براجمان ہو گیا پاؤں میں حد سے زیادہ درد بڑھ گیا تھا۔۔۔ "

ہادی سردار کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا وہ جانتا تھا دالہام خانزادہ ابھی اسے کچھ نہیں کہے گا کیونکہ اس کی مورے اور بہن کی طبیعت بگڑ سکتی تھی۔۔ ریحانہ خانم صوفے پر بیٹھ گئیں لیکن نظریں اپنی بیٹی پر سے نہ ہٹا پائی کچھ یہی حال سونیا اور آئیدن کا تھا۔ صارم علینہ کو اپنے ساتھ لے کر بیٹھ گیا وریام کی نظریں سونیا کی نم آنکھوں پر ٹکی تھی۔۔۔ طرسم اپنے ہادی لالا کے پاس بیٹھنے لگی سردار نے اس کا بازو کھینچ کر اپنے ساتھ سردار کی کرسی پر بٹھایا۔۔ "

اٹھ کیوں رہی ہو دیو کی پری سردار کی سردارنی اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھتی ہے بھولو مت تم نے ہی کہا تھا سردار نے طرسم کو صوفے سے

اٹھتے دیکھ اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا اور آنکھوں میں سفاکیت لیے ہادی کو گھورا بدلے میں ہادی نے بھی اسے انہی نظروں سے نوازا۔۔۔ "

مجھے میرے لالا پاس بیٹھنا ہے چھوڑیں مجھے طرسم نے اپنا بازو اس کے ہاتھ سے چھڑوانا چاہا وہ پھر سردار سے ناراض ہو گئی تھی، راہا نے ایئر پوٹس اتار کر سردار کی گود میں رکھ دیے اور خود اس کی گود میں جا کر بیٹھ گئی، طرسم نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے سردار کو دیکھا ابھی تک وہ مکمل طور پر اس مہا شیطان کو سردار کے ساتھ برداشت نہیں کر پائی تھی اور اب راہا میڈم آ گئی تھی اس کے حق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے۔۔۔ "

دیو! طرسم نے بار بار نفی میں سر ہلایا، ہزار ناراضگی سہی لیکن اسے برداشت نہیں تھا کسی کا سردار کی گود میں بیٹھنا۔۔ "

اس کی حالت ہی اس وقت۔۔۔۔ جیسی مرضی حالت ہو مجھ سے
برداشت نہیں ہو رہا اسے کہیں اپنے شوہر کی گود میں جا کر بیٹھے طرسم نے
دانت کچکچاتے ہوئے راہا کی طرف دیکھا اسے وہ بری نہیں لگتی تھی لیکن
اسے وہ اپنے شوہر کی گود میں برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ "
راہا گڑیا آپ یہاں بیٹھ جاؤ سردار نے اپنی ٹانگ دوسرے ٹانگ پر رکھی
اور تھوڑی سی جگہ بنا کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا صوفے نما کرسی پر وہ تینوں
ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔۔ "
گڑیا تم میرے پاس آجاؤ ہادی نے اپنی بہن کو صوفے پر ہاتھ رکھ کے
اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا سردار نے طرسم کی کمر پر ہاتھ سختی سے رکھا
اور غصے سے ہادی کو گھور کر دانت کچکچائے جیسے دانتوں کے درمیان
اس کا سالا تھا۔۔ "

بابا جانی! شیر طیان کمرے سے باہر نکلا سوجن زدہ ہوئی آنکھوں کو مسلتے سیڑھیاں اتر کر سردار کے پاس سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اس کی نظر ابھی سردار کے ٹانگ کی طرف نہیں گئی تھی حتیٰ کہ کسی کی بھی نظر سردار کی ٹانگ پر نہ گئی جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔۔ آنکھیں مسلتے ہوئے وہ سردار کی گود میں بیٹھ گیا اور یہاں پر طرسم کی بس ہو گئی۔۔ وہ اٹھ کر ہادی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔۔ اس کے شوہر پر اس سے زیادہ اس کا بھتیجہ اور بہن حق جما کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ "

آئی مس یو ہادی لالا طرسم نے ہادی کے گرد حصار بناتے ہیں اس کے سینے پر سر رکھ لیا، اگر وہ جل رہی تھی تو سردار کو بھی جلانا چاہتی تھی، صارم کو اپنی بیٹی کی حرکتیں اچھی طرح سمجھ آ رہی تھی اسے سردار کا پر سکون ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ چاہتی تھی ایک دفعہ پھر ہنگامہ ہو بڑی حویلی میں۔۔ "

بابا جانی آپ رات کو کہاں تھے شیر طیان نے سردار کے رخسار پر بوسہ دیا طرسم نے ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں بنالی۔۔۔ "

کچھ ضروری کام تھا اس وجہ سے رات کو حویلی میں نہیں آیا شیر طیان کے رخسار سہلائے طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے جنہیں چھپانے کے لیے اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ "

شیرود الہام نے اپنے چار فٹی بیوی کو اپنی آنکھیں چھپاتے دیکھ شیر طیان کو سائیڈ پر بٹھا دیا۔۔ "

راہا! آئیدن نے راہا کو پیار سے بلایا اس نے آنکھوں پر پٹی ہٹا کر اس کو دیکھا اور سختی سے اپنے لالا کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ "

میں تمہارا بھائی! آنسوں کو آنکھوں میں آنے سے روکا بتانا حد سے زیادہ مشکل لگا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ تمہارا محافظ۔۔۔ راہا نے اپنے لالا کی طرف دیکھا تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔ "

اچھا آپ میرے لالا ہو لیکن لالا تو چاکلیٹس دیتے ہیں راہا کی بات سن کر آئیدن نم آنکھوں سمیت مسکرایا اور اٹھ کر کچن میں گیا فرج کھولی وہاں صرف دو چاکلیٹس پڑی تھی انہیں پکڑ کر باہر آتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کے اپنی بہن کی گود میں چاکلیٹس رکھ دی۔۔ "

اب تو میں تمہارا لالا ہوں آئیدن نے کھڑے ہوتے اپنے بازو دونوں اعتراف میں پھیلائے پہلے تو راہا کو جھجھک محسوس ہونے لگی دا لہام خانزادہ نے جیسے ہی اسے آئیدن کے گلے لگنے کا اشارہ کیا اسی پل راہا

نے اپنے لالا کے سینے پر سر رکھ دیا، آئیدن لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اپنے آنسو پر ضبط نہ کر سکا۔۔ "

ابھی تو یہ تھوڑی سی چاکلیٹ ہے کل میں اپنی گڑیا کو ڈھیر ساری چاکلیٹ لا کر دوں گا پھر اپنے دالہام لالا سے زیادہ مجھے پیار کرنا ہے، راہا نے نفی میں سر ہلایا اور دالہام کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی، طرسم بار بار اپنی آنکھیں مسل رہی تھی تاکہ ان میں نمی شامل نہ ہو۔۔۔ "

راہا! سونیا نے اسے پکارتے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اس نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ سونیا نے روتے ہوئے اپنے بڑے لالا کو دیکھا۔۔ "

راہا! گڑیا بہن ہے تمہاری، میں تو آفس جاتا ہوں تو پھر تم گھر اکیلی بور ہو جاؤ گی نا تو تمہاری بہن تمہارے ساتھ کھیلا کرے گی دالہام خانزادہ نے ایک سائیڈ کی سمائل پاس کرتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ سوچتے ہوئے کھڑے ہو کر اس کے گلے لگ گئی کتابیں پڑھنے کے بعد

اسے تمام رشتوں کی سمجھ لگ گئی تھی لیکن ابھی اس بات سے انجان تھی کہ ان میں اس کی ماں کون ہے بہن کون ہے۔۔ "

دیکھو تم نے میرے ساتھ جھگڑا نہیں کرنا راہا نے اکثر کہانیوں میں پڑھا تھا کہ بہنیں بہت جھگڑا کرتی ہیں سونیا نے آنسو بہاتے ہوئے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔ کہنے کو وہ دونوں جڑواں تھی لیکن چہرے دونوں کے الگ تھے۔۔ "

میں تم سے جھگڑا نہیں کروں گی تمہارے ساتھ کھیلوں گی سونیا نے اس کے دونوں رخسار کھینچے اور ہلکے پھلکے انداز میں کہا تاکہ راہا بھی پر سکون رہے، راہا کی نظر ریحانہ خانم پر گئی جو ہنوز آنسو بہا رہی تھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتے ان کے پاس صوفے پر بیٹھی، اور ان کے آنسو صاف کرنے لگی اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ اس کی ماں ہے لیکن اسے ریحانہ خانم کے آنسو تکلیف دے رہے تھے۔۔۔ "

آنٹی روتے نہیں ہیں رونا گندی بات ہے ریحانہ اسے اپنے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی راہا خاموشی سے اپنی ماں کے سینے پر سر رکھے بیٹھی تھی بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے احساسات سمجھ سے باہر تھے۔ ہادی مسکرایا اس سب میں ایک چیز اچھی ہوئی تھی وہ دونوں اپنی فیملی کے پاس واپس آ گئے تھے، یعقوب کا ابھی کسی کو نہیں پتا تھا کہ اسے پیٹ پر گولی لگی ہے وہ دوائیوں کے زیر اثر شہریار کے کمرے میں تھا اور حیا شرم کے مارے اپنے کمرے سے ہی باہر نہیں نکلی تھی، رضیہ خانم، فاریہ خانم اور سفیان خان ہلکے پھلکے انداز میں راہا سے ملے تاکہ اس کی طبیعت خراب نہ ہو۔۔ "

سردار کی نظر ان دونوں بہن بھائی پر جمی ہوئی تھی اس کا سالا اس کی بہن کو گھورنے میں مصروف تھا اور اس کی بیوی اپنی آنکھیں چھپائے بھائی کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔۔۔ "

طرسم کیا ہوا؟ طرسم اپنی جگہ سے اٹھی توہادی نے اس کا ہاتھ پکڑلیا اپنے لالا کا ہاتھ جھٹکتے لمبے قدم بڑھاتے وہ اپنے کمرے میں جاتے کھٹاک سے دروازہ بند کر کے زمین پر بیٹھ کے رونے لگی، دیوا سے کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن ہر کسی کو اپنے بے حد قریب کر کے بیٹھ جاتا تھا۔۔ "

باباجانی آپ کے پاؤں پر کیا ہوا ہے؟ شیر طیان کی نظر اپنے باباجانی کے پاؤں پر گئی جو خون آلود تھا لیکن اس کے باباجانی کی نظر اپنے کمرے پر ٹکی ہوئی تھی جہاں اس کی بیوی روتے ہوئے گئی تھی۔۔۔ "

شوہر ایسا ہونا چاہیے سردار صاحب جس کی وجہ سے اس کی بیوی سب کے سامنے رونا شروع ہو جائے ہادی کا دل چاہ رہا تھا کوئی چیز اٹھا کر سردار کے سر پر مار دے۔ اس کی وجہ سے اس (ہادی) کی بہن رو رہی تھی۔۔ "

تم اپنی زبان بند رکھو مجھے معلوم ہے مجھے میری بیوی کو کیسے منانا ہے یا
اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا ہے کم از کم تم جیسا بے غیرت نہیں
ہو جو اس طرح کا بے ہودہ کھیل رچا کر ایک معصوم کو اپنے نکاح میں لوں
سردار کے بازوں اور کانپٹی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئی آنکھیں مزید
سرخ ہوئی ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی، اس نے اپنے گھر کی فوٹیج موبائل پر
ان کر کے دیکھنی تھی لیکن کہیں نہ کہیں اس کے ذہن میں صرف یہی کیڑا
گھوم رہا تھا کہ جو کچھ ہوا ہے اس میں ہاتھ ہادی کا بھی ہے۔۔۔ "
سردار صاحب پہلے اپنے کیے گئے کارنامے پر نظر ڈالے میری بہن نا
بالغ تھی جب آپ نے اس سے نکاح کیا۔۔
تمہارے باپ نے 16 سال پہلے زبان دی تھی پورے کلام کے
سامنے کہ وہ اپنی بیٹی ونی میں دے گا سردار نے صوفے پر ہاتھ ٹکاتے ذرا

ساجھک کراس کی انکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولاہادی نے بھی بدلے
میں اسے انہی نظروں سے نوازا۔۔ "
اورآپ کوشرم نہیں آئی اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرتے
ہوئے۔ صارم اور سفیان خان کو معاملہ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا نظر
آنے لگا۔۔۔ "
نہیں آئی، ریت کے دانے کے برابر بھی شرم نہیں آئی جیسے تمہارے
باپ کو میرے بھائی کے تڑپتے وجود کے گرد چکر لگاتے بلند آواز میں
سفاکیت کے قہقہے لگاتے ہوئے نہیں آئی تھی سردار نے اس کے
باپ کا کیا گیا گناہ یاد کروایا۔۔ "
اسلام میں قصاص ہوتا ہے قتل کے بدلے قتل، قتل کر کے معاملہ ختم کیا
جا سکتا تھا میری بہن کو کیوں نکاح میں لیا ہادی کو بس اس بات سے
تکلیف تھی کہ سردار نے اس کی بہن کو اپنے نکاح میں کیوں لیا انجانے

میں وہ کہیں نہ کہیں غلط بات کہہ گیا تھا اور سب سے زیادہ غصہ تو اسے اب آیا، جب اس کی نظر میں سردار نے اس کی بہن کو اگنور کیا، حالانکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔۔"

تمہارے چاچو کو قتل کر نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے اپنے چھوٹے۔۔۔۔ بھائی کی طرح پیار کیا تھا، تم اس وقت محض پانچ سال کے تھے، تمہارے باپ سے زیادہ میں تم پر حق جماتا تھا کہ یہ میرے پاس رہے گا، کیسے قتل کر دیتا تم دونوں کو میں، تمہارے باپ کو تڑپتا دیکھنا چاہتا تھا جیسے میرا بھائی تڑپا تھا اور آج تمہارا باپ تڑپ رہا ہے اور مجھے سکون مل رہا ہے سردار اسے نظر انداز کرتا ایک نظر اپنی بہنوں کو دیکھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا شیر طیان نے اسے آواز لگائی وہ ہر کسی کو نظر انداز کرتے دروازہ کھٹکھٹانا شروع ہو گیا، طرسم دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ "

پری دروازہ کھولو دالہام خانزادہ نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا طرسم روتے ہوئے باربار نفی میں سر ہلا رہی تھی وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ "

پری دیو کی پیاری جان! اسے پکارتے ہوئے بچوں کی طرح بہلانا چاہا وہ اٹھ کر بیڈ پہ جا کے بیٹھ گئی اور زاروقطار آنسو بہانے لگی نقاب اتار کر بیڈ پر پھینکا حجاب کھول کے زمین پر پھینک دیا جلد بازی میں حجاب کھولنے کی وجہ سے اس کا جوڑا کھل کر بال پورے کمر پر پھیلتے بیڈ پر بھی پھیل گئے۔۔ "

پری! سردار نے مزید ایک مرتبہ اسے پکارا جب دروازہ نہ کھولا تو لمبے ڈھگ بھرتا ہوا سیڑھیاں اترنے لگا ٹانگ سے خون بے انتہا نکلنا شروع ہو گیا سیڑھیاں اتر کر وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا، دیوار کا سہارا لیتے کچن میں گیا وہاں سے ڈپلیکیٹ چابی پکڑ کے اگلے لمحے تیز قدم لیتے اپنے کمرے کے

دروازے کے باہر جاتے دروازہ کھولا کھٹاک سے دروازے بند کرتے لاک کر کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر اپنی بیوی کو دیکھنے لگا جو بکھری حالت میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ "

چلے جائیں یہاں سے ، اپنی بہن اور بھتیجے کے پاس جائیں مجھے اکیلے رہنا ہے بیڈ سے نیچے اتر کر اس کا بازو پکڑتے سائیڈ پر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نازک سی لڑکی اس پہاڑ نما اپنے شوہر کو کیسے دروازے کے سامنے سے ہٹا سکتی تھی۔۔۔ "

اب تم جلاد بیوی تو مت بنو میں نے اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ایک طرف بہن کھینچے اور ایک طرف بیوی میں اپنی پوری کوشش کرتا ہوں کہ تم سب کو مکمل ٹائم۔۔۔۔ مکمل ٹائم تو پھر ٹھیک ہے ناجب آپ اپنی بہن اور بھتیجے کو ٹائم دے رہے ہوں گے میں اپنے بابا اور بھائی کو ٹائم دوں گی اور خبردار اگر آپ نے پھر مجھے منع کیا کہ میری موجودگی میں

تم ان کے پاس نہیں جاؤں گی طرسم نے آخری الفاظ سردار کی نقل اتارتے ہوئے ادا کیے تھے جیسے وہ غصے میں اسے کہتا تھا۔۔۔ "

او کے ائی ایم سوری سردار نے اپنے دونوں کان پکڑ لیے وہ دوسروں کے لیے جلاد تھا لیکن اپنی بیوی کے لیے اس کا سویٹ دیو تھا۔۔ "

چپ کر کے باہر چلے جائیں میں اس سب سے نہیں ماننے والی آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر زار و قطار انسو بہنے لگے سردار اسے اپنے سینے سے لگانے لگا طرسم نے اس کے سینے پر وزن ڈال کے کچھ دور دھکیلا۔۔ "

چار فٹی گناہ ملتا ہے شوہر کو اس طرح دور دھکیلنے سے ذہن میں بے انتہا پریشانیاں ہونے کے باوجود بھی ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے سینے سے لگایا وہ مزاحمت کرتے ہوئے اس کے سینے پر مکے مار رہی تھی۔۔ سردار اسے ساتھ لیے لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا کیونکہ ٹانگ کا درد برداشت سے باہر تھا۔۔ "

اپنے شوہر پر کچھ رحم کھالو پہلے ہی ٹانگ میں حد سے زیادہ درد ہے سردار نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا ٹانگ سے خون نکل کر سارے پاؤں کو سرخ کر گیا تھا۔۔ "

ایک کام کریں تھوڑا سا اور جھپٹ کرنا میرے بھائی کو پکڑیں پھر پاؤں پر کم وزن ڈلے گا تو بالکل ٹھیک ہو جائے گا طنز کرتے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کی ٹانگ پکڑ کے اپنی گود میں رکھتے ٹراؤزر اوپر کیا اور پٹی تبدیل کرنے لگی، 15 منٹ لگا کے سارا خون صاف کر کے اس کے بعد پٹی تبدیل کی اور آنکھوں سے اشارہ کیا کہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھو۔۔ سردار اچھے شوہر کی طرح ہاں میں سر ہلا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔۔ طرسم منہ بنا کے سینے پر ہاتھ باندھتے بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھ گئی۔۔ "

ایک کام کریں آپ نیچے جا کے اپنی بہن اور بھتیجے پاس بیٹھیں میں اکیلی ٹھیک ہوں سردار ہلکا سا مسکرایا تھوڑی دیر پہلے وہ پرواہ دکھا رہی تھی اب پھر اس سے کسی کیڑے نے کاٹ لیا۔۔۔ "

وہ کیا ہے نا ابھی میرا دل اپنی بیوی کے پاس بیٹھنے کا ہے سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا، طرسم کا سر سردار کی گود میں تھا، دالہام خانزادہ اس کے بالوں کو ہلکے سے سہلانے لگا تاکہ اس کا غصہ کم ہو، وہ بیچارا پہلے تو دو کے درمیان پھنستا تھا اب تیسری اس کی بہن بھی بڑی حویلی آ چکی تھی اب کبھی اسے اس کے بھتیجے نے اپنی طرف کھینچنا تھا کبھی بیوی نے تو کبھی بہن نے۔۔ "

چھوڑیں مجھے جا کے ان سب کے پاس بیٹھیں، ہمیشہ میری فیملی کے بارے میں غلط بولتے ہیں ان پر غصہ کرتے ہیں اور جب میں روکوں تو میری طرف گھور کر بھی دیکھتے ہیں طرسم نے آنسو بہاتے ہوئے

شکایتیں لگائی ، سردار کو اپنی حرکت پر جی بھر کر غصہ آیا جب اس نے طرسم کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ سردار نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا سر اپنی سینے پر رکھا اور اس کے بالوں کے ساتھ کھیلنا شروع ہو گیا۔۔ "

ہاں مجھے نہیں پسند تمہارا تمہارے بھائی اور باپ کے پاس جانا ، مجھے نفرت ہے تمہارے باپ سے اور اب تمہارے بھائی سے ، میں اپنی غلطی مانتا ہوں آج کے بعد جب تم میرے پاس ہو گی تمہیں مکمل ٹائم دوں گا۔ سردار کے لہجے میں ان دونوں کے لیے نفرت واضح ہو رہی تھی۔۔ "

کب تک آپ میرے بابا کو سزا دیں گے۔ ٹھیک ہے لالا کی غلطی مانتی ہوانہوں نے غلط کیا ہے لیکن میرے بابا اپنے گناہ کی سزا بھگت چکے ہیں طرسم نے روتے ہوئے سردار کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما ایک بیٹی اپنے باپ کی تڑپ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ "

میرا بھائی واپس لا سکتی ہو سردار کا سوال سن کر وہ خاموش ہو گئی۔۔ "
تم سب کہتے تو ہو میں اسے معاف کر دو، لیکن کیسے! اتنا ظرف میرے
اندر پیدا نہیں ہو رہا۔ اپنے بھائیوں سے، باپ سے، ہر شخص سے بڑھ کر
میں تمہارے باپ سے پیار کرتا تھا لوگ ہماری دوستی کو دیکھ کر کہتے تھے
یہ غلطی سے ایک دوسرے کزن پیدا ہوئے ہیں انہیں ایک دوسرے کا
بھائی ہونا چاہیے تھا، جب مجھے معلوم ہوا تمہارے باپ نے میرے
بھائی کا قتل کر دیا ہے میرے دل سے دوستی ختم ہوئی، اور جب میں نے
فوٹیج دیکھی تمہارا باپ میرے بھائی کو بچانے کی بجائے اس کے گرد چکر
لگاتے قہقہے لگا رہا تھا جو مثبت احساسات میرے دل میں اس کے لیے
تھے وہ بھی ختم ہو گئے، سردار نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپایا جتنی
کوشش کرتا تھا ان لمحوں کو بھولنے کی وہ لمحے اس قدر ہی اس کی
آنکھوں کے سامنے آتے۔۔۔ "

میرے بابا کو تڑپا کے کیا آپ کو سچ میں سکون میں ہیں سردار نے اپنی نظریں اس پر جمائی وہ ابھی تک ناراض تھی کیونکہ وہ اسے آپ کہہ کر بلا رہی تھی۔۔۔ "

جھوٹ مت بولیے گا مجھ سے سردار نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے طرسم فوراً بولی۔۔ "

میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے۔۔

جواب نہیں ہے یا پھر آپ دینا نہیں چاہتے طرسم اٹھ کر بیٹھی اور اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔ "

اس معاملے میں تم جو سمجھنا چاہتی ہو سمجھ لو سردار اس بات کو مزید بڑھانا نہیں چاہتا تھا اس لیے بات کو ختم کرنے کے لیے مختصر سا جواب دیا۔۔ "

اگر مجھے پتہ شوہر آپ جیسے ہوتے ہیں میں شادی ہی نہ کرتی۔۔

کیا مطلب میرے جیسے ہوتے ہیں؟ سردار نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی پکڑ کر اپنی طرف کیا۔۔ "

آپ وقت دیتے ہیں مجھے؟ ابرو اچکائی۔۔"

میری چھوٹی سی بیوی کو کھانے اور سونے سے فرصت ملتی ہے؟ سردار کی بات سنتے ہیں طرسم مسکرانے لگی پچھلے کچھ دنوں سے بہت سے زیادہ سونا شروع ہو گئی تھی۔۔ "

اب تو میں جاگ رہی ہوں! وہ جیسے کہنا چاہ رہی تھی اب میں جاگ رہی ہوں اب تو مجھے مناؤ۔۔ "

کیسے مناؤں اس کی پیشانی پر مہر ثبت کر کے آنکھ مارتے ہوئے پوچھا۔۔ "

دیو میں ناراض ہو جاؤ گی اس کی شرٹ کے دو بٹن کھول کے اس کے سینے کے بال کھینچنا شروع ہو گئی۔۔۔ "

کیا کر رہی ہو؟۔۔

یہ سزا ہے آج کے بعد اگر مجھے اگنور کر کے کسی اور کے پاس گئے تو پھر میں اسی طرح کیا کروں گی سردار نے آنکھیں بند کر لی بال کھینچنے کا درد تو اسے بہت زیادہ ہو رہا تھا لیکن اپنی بیوی کی ناراضگی کی وجہ سے وہ سکون سے بیٹھا رہا 15 منٹ وہ اس کے بال کھینچتی رہی۔۔ طرسم کی نظر جب اس پر پڑی اس کی انکھیں نیند کی وجہ سے بند ہو رہی تھی طرسم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کے 15 منٹ لگا کے اسے صحیح طریقے سے لٹایا اس کے اوپر لحاف دیا۔ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی، جب یقین ہو گیا وہ سو چکا ہے نقاب اور حجاب کر کے نیچے چلی گئی تاکہ اپنی فیملی کو وقت دے سکے وہ سردار کی موجودگی میں اپنی فیملی کے پاس اب نہیں جانا چاہتی تھی کیونکہ اس وجہ سے ان دونوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہوتا تھا۔۔ "

ٹھنڈے پانی کی بالٹی اس کے اوپر پھینکنی تھی طرسم جیسے ہی سردار کی کرسی پر آکر بیٹھی ہادی تلملاتا ہوا بولا شیر طیان نمیرہ کی گود میں بیٹھ کر رو رہا تھا کیونکہ اس کے بابا جانی کو چوٹ لگی تھی۔۔ "

لالا آپ کیوں ان سے الجھتے ہیں، آپ کو معلوم ہے ان کے غصے کا طرسم نے التجائی نظروں سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔۔ "

پوری بات بتانے کی زحمت کروگے، صارم نے غصے سے اپنے بیٹے سے پوچھا۔۔ "

میں جب پاکستان آیا تھا تو میں نے اپنا نام تبدیل کرلیا تاکہ اس کو معلوم نہ ہو میں پاکستان آیا ہوں۔ میرے دوست کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی وہ راہا کو پڑھانے کے لیے آتا تھا اسے اپنے علاج کے لیے بیرونِ ملک جانا پڑا اُس نے مجھے کہا کہ تم اس لڑکی کو جا کر پڑھا دینا میں ان کے

گھر جانا شروع ہوگیا، شروع کے دنوں میں مجھے علم نہیں تھا کہ یہ سردار
کی بہن ہے کیونکہ میں نے اپنی پوری ہوش میں سردار کو نہیں دیکھا تھا
لیکن جب میں نے اس کے لالا کے کمرے میں اپنی بہن اور بہنوئی
صاحب کی تصویر دیکھی تب مجھے علم ہوا کہ یہ سردار کی بہن ہے۔ آگے
کی کہانی میں آپ سب کو بتا چکا ہوں ہادی نے ساری بات بتا دی
سوائے اپنے مقصد کے۔۔ صارم اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا اس کا
بیٹا اتنا سیدھا نہیں تھا جتنا وہ بننے کی کوشش کر رہا تھا ایک باپ کو اپنے
بیٹے کی ہر حرکت کا پتہ ہوتا ہے۔۔۔ "
دالہام نے تمہیں پہچانا کیوں نہیں جب تم التمش بن کر اس کے گھر گئے
تھے سفیان خان نے اپنے ذہن میں آیا ہوا سوال پوچھا۔۔ "

میں پانچ سال کا تھا جب ہم چھوٹی حویلی چلے گئے تھے اس کے بعد سردار نے میرا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔ سب پوری بات جان کر خاموش ہو گئے لیکن صارم بے چین تھا اسے کچھ نہ کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی تھی۔۔ "

لالا! راہا آنکھیں مسل کر رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی آئیدن اس کے پاس بیٹھا۔۔ "

تمہارے لالا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ سو گئے ہیں آئیدن نے اسے اپنے ساتھ لگایا راہا کی آنکھیں بھی نیند سے بند ہو رہی تھی پانچ منٹ میں وہ بھی گہری نیند میں چلی گئی۔۔ "

آئیدن اسے سونیا کے کمرے میں لے جاؤ ریحانہ خانم کے کہتے ہی وہ اپنی بہن کو اٹھا کر سونیا کے کمرے میں لے گیا۔۔ "

دادو، مورے وہ میرے کمرے میں رہے گی ہادی نے اپنی مورے اور (ریحانہ خانم) دادی کو پکارتے کہا۔۔ "

ہادی ابھی اسے ہمارے ساتھ تھوڑا وقت گزارنے تو جب مجھے لگے گا کہ اسے اب تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہیے اس رشتے کو سمجھنا چاہیے تب اسے تمہارے کمرے میں منتقل کر دیا جائے گا اور کوشش یہی ہوگی کہ اس سے پہلے ولیمہ کر دیا جائے ریحانہ خانم نے اپنی شال درست کی، سب نے اپنے سر اثبات میں ہلائے مجبوراً ہادی کو خاموش رہنا پڑا

"

بابا آپ کا کمرہ کون سا ہے صارم نے اس کے پوچھتے ہی اپنے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا وہ خاموشی سے اپنے باپ کے کمرے میں جا کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا ہے کیونکہ اسے شدت سے نیند آ رہی تھی۔۔ "

ریحانہ ٹینشن مت لو ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی سفیان خان نے ریحانہ خانم کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ "

سفیان لالاہر چیز سلجھنے کی بجائے الجھ رہی ہے یہی دعا کرتی ہوں کہ ہماری فیملی ایک ساتھ رہے دوبارہ بکھرے مت ریحانہ خانم اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ "

میرے خیال سے اب ہم سب کو اپنے کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، اگر ہم اس سب کے بارے میں سوچتے رہیں گے گھر میں اور زیادہ اداسی پھیلے گی سفیان خان بڑی حویلی سے باہر چلے گئے صارم بھی آفس چلا گیا نمیرہ شیر طیان کو اپنے کمرے میں لے گئے اس کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا حویلی میں موجود ہے ہر شخص اپنے کام میں مصروف ہو گیا سوائے وریام کے کیونکہ اس کے زخم ابھی تک صحیح نہیں ہوئے تھے۔۔ "

سب اپنے کمرے میں جا چکے ہیں کیوں نہ مغرور خانزادی سے ملاقات کی جائے اکیلے میں وریام کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی وہ پھر کوئی

الٹا کارنامہ سر انجام دینے لگا تھا پہلے زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے تھے دوسرے زخم کھانے کا اس نے ارادہ کر لیا۔۔ "

وریام سونیا کے کمرے کے باہر کھڑا سینے پر ہاتھ باندھے ایک پاؤں کو آگے پیچھے ہلا رہا تھا۔ بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے، نظر دوڑائی سونیا کہیں پر بھی نہیں تھی راہا بیڈ پر گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی۔ سسکیوں کی آواز سن کر وریام بالکنی کی طرف بڑھنے لگا سائیڈ پر زمین پر بیٹھے سونیا رو رہی تھی۔ پہلی مرتبہ اس نے مغرور خانزادی کو آنسو بہاتے دیکھا تھا۔۔ "

سونی تم روتی بھی ہو وریام بالکنی میں جاتے ہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر پر سکون انداز میں کھڑا ہوا سونیا نے اس کے سونی بولنے پر گھور کے اسے دیکھا۔۔۔ "

تم یہاں کیا کر رہے ہو سونیا نے سختی سے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کیے دوپٹہ درست کرتی کھڑے ہو گئی اس وقت وہ سفید رنگ کی شلوار قمیض میں مبلوس تھی اس کے ساتھ لائٹ پنک کلر کا دوپٹہ لیے وہ وریام خانزادہ کے دل میں اتر رہی تھی۔۔ "

محب اپنے محبوب سے ملنے آیا ہے۔۔

اور یہی محب پچھلی دفعہ مرنے والی حالت میں یہاں سے گیا تھا لگتا ہے اس مرتبہ پھر وہی حالت کروانے کا ارادہ ہے تمہارا وریام خانزادہ۔

سونیا نے مسکراتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا اور کمرے میں چلی گئی،

وریام بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔۔ "

وہ عشق ہی کیا جس کی راہ میں کانٹے نہ بچھائے گئے ہوں وریام دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھا سونیا نے مڑ کر سر تا پاؤں تک اسے گھورا۔۔ "

تمہیں شرم نہیں آتی۔۔ سونیا نے راہا کے چہرے سے کمبل ہٹا کر دیکھا کہ وہ سو رہی ہے۔۔۔۔ "

آتی ہے لیکن مجھے محسوس نہیں ہوتی وریام نے بیچارا سا چہرہ بنایا اور اس کو آنکھ ماری، سونیا نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے وہ حد سے زیادہ بے شرم انسان تھا۔۔ "

کیوں اتنی ضد کر رہی ہو مان جاؤ وہ واش روم میں جانے لگی وریام اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔ "

دیکھو تم اگر گھر بات کرو گی تو تمہارے لالا مان جائیں گے وریام نے محبت پاش لہجہ اپنایا، سونیا نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔۔ "

اگر اتنی ہی تمہیں آگ لگی ہے تو خود بات کر لوں وہ کسی بھی طرح اس سے جان چھڑوانا چاہتی تھی لاپرواہی سے کہتے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔۔۔ "

ٹھیک ہے کرلیتا ہوں بات بعد میں قبر پر فاتحہ پڑھنے آجانا وریام خانزادہ سر ڈھیٹ بنے کھڑا تھا۔۔ "

ٹھیک ہے جب مرجاؤ گے تو فاتحہ پڑھنے آجاؤں گی فل وقت میری جان چھوڑ دو سونیا نے اسے دھکا دیا وریام نے جان بوجھ کر اپنا پاؤں ٹیرا کیا اور وہ منہ کے بل زمین پر گرا پیشانی زمین کے ساتھ ٹکرانے کی وجہ سے خون نکلنا شروع ہوگیا، سونیا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی اس کی نیت اسے گرانے کی نہیں تھی۔۔ "

محبوب کو زخم دے کر سکون ملتا ہے آج علم ہوگیا وریام کے لبوں پر مسکراہٹ تھی پیشانی سے خون بہہ کر گردن تک کا سفر طے کر گیا۔۔ "

مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے تو مہربانی فرما کر چلے جاؤ یہاں سے سونیا واش روم میں چلی گئی وریام نے ٹھنڈی آہ خارج کی اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تقریباً 15 منٹ بعد وہ واش روم سے باہر آئی کوئی

دروازے پر دستک دے رہا تھا دروازہ کھولا سامنے ملازمہ ایک پارسل لیے کھڑی تھی۔۔ "

بی بی جی یہ آپ کے لیے پارسل آیا ہے سونیا نے آنکھیں چھوٹی کر کے پارسل کو دیکھا اس نے تو کوئی چیز آرڈر نہیں کی تھی پارسل پر بھیجنے والے کا نام بھی نہیں تھا۔۔ پارسل اٹھا کر دروازہ بند کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ "

یہ کس نے بھیجا ہے؟ سوچتے ہوئے پارسل کے اوپر والی پیکنگ کھولی اندر ایک باکس تھا جیسے ہی اس میں باکس کھولا۔۔۔ آہمممم بلند آواز میں چیخ مارتے پارسل کو زمین پر پھینکنے لگی جب اس میں سے ایک مری ہوئی چھپکلی بیڈ پر گری اور ایک زندہ چھپکلی اس چھپکلی کے اوپر تھی، راہا اس کی چیخیں سن کر اٹھ بیٹھی بیڈ پر چھپکلیوں کو دیکھ کر وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کے ساتھ چپکے چیخیں مارنے لگی۔۔ "

بچاؤ دونوں آنکھوں میں آنسو لیے چیخیں مار رہی تھی ریحانہ خانم ، صوفیہ خانم ، فاریہ خانم ، نمیرہ ، طرسم ، قندیل ، حبا اور علینا تمام عورتیں سونیا کے کمرے میں داخل ہوئی ، وہ دونوں مسلسل چیخ رہی تھی ان کی نظروں کا تعاقب کیا بیڈ پر چھپکلیوں کو دیکھ کر ریحانہ خانم نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ ۔ شور کی آواز سن کر ہادی نیند سے بیدار ہوا چہرے پر اکتاہٹ سجائے سیڑھیاں چڑھ کے کمرے میں گیا راہا اور سونیا کا رنگ زرد پڑ چکا تھا وریام بھی چیخیں سن کر کمرے میں داخل ہوا اس نے پیشانی سے نکلا خون صاف کر لیا تھا۔ ۔ "

راہا! ہادی اپنی منکوحہ کو پکارتے اس کے پاس گیا جیسے ہی کندھے پر ہاتھ وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتی گرنے لگی ہادی نے اس کے سر کے نیچے ہاتھ رکھا حالانکہ نیچے بیڈ تھا۔ سونیا کی حالت بھی ناساز ہونے لگی

وریام خانزادہ کی مغرور خانزادی بے ہوش ہوگئی۔ وریام اور ہادی نے اتفاقاً ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔ "

راہا! سونیا! ریحانہ خانم نے انہیں پکارتے بیڈ پر پڑا کمبل اٹھا کر زمین پر پھینکا دونوں چھپکلیاں زمین پر گر گئی جو زندہ تھی وہ دیوار پر چلی گئی۔ ہادی راہا کے رخسار تھپتھپا رہا تھا وریام ہر ایک کو نظر انداز کرتے سونیا کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے رخسار تھپتھپانے لگا ریحانہ خانم اور رضیہ خانم نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر وریام کو دیکھا۔

راہا ہادی کی بیوی تھی اس کی پرواہ کرنا بنتا تھا لیکن وریام خانزادہ وہ کس رشتے سے اس کا سر اپنی گود میں رکھے بیٹھا تھا ریحانہ خانم غصے سے اس کی طرف گئی اور اس کا بازو پکڑ کے پیچھے کیا اپنی بیٹی کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے رخسار تھپتھپانے لگی۔۔ تین سے چار منٹ بعد ان دونوں کو

ہوش آئی راہاڈر کرہادی کے ساتھ چپک گئی اور سونیا اپنی مورے کے ساتھ۔۔ "

سونیا راہا بیٹا اپ دونوں چپکلی سے ڈر گئی ریحانہ خانم نے سونیا کی پیشانی پر بوسہ دے کر راہا کے رخسار پر ہاتھ رکھا، دل چاہا اس کے پیشانی پر بوسہ دے کر اسے پر سکون کریں۔۔ "

مورے اگر چھپکلی دیوار پر ہوتی تو مجھے اتنا ڈرنا نہیں لگتا۔ مجھے پارسل آیا میں نے کمرے میں آکر کھولا ایک زندہ چھپکلی باہر آرہی تھی اور ایک مری ہوئی باکس میں موجود تھی پارسل زمین پر پھینکا تو وہ دونوں اچھل کر بیڈ پر گر گئی سونیا کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے ڈر کر اپنی مورے کے سینے میں چہرہ چھپایا، راہا ہادی کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔ "

کس نے بھیجا تھا پارسل رضیہ خانم نے سونیا کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے پوچھا۔۔ "

مجھے نہیں معلوم پارسل کے اوپر بھیجنے والے کا نام نہیں لکھا تھا اداس سا چہرہ بنا کر اپنی مورے کو دیکھا۔۔۔ وریام اپنا سر کھجانے لگا اگر اسے پتہ ہوتا پارسل بھیجنا اتنا خطرناک ثابت ہوگا وہ کبھی چھپکلیاں پارسل میں ڈال کر نہ بھیجتا۔۔ "

جس بے غیرت نے یہ پارسل بھیجا تمہیں، اللہ کرے اس کی بھی یہی حالت ہو جو ہماری دونوں بیٹیوں کی ہوئی ہے رضیہ خانم نے راہا اور سونیا کی طرف دیکھا جن کے چہرے ابھی بھی زرد تھے۔۔ "

مورے کیوں اس بیچارے کو بددعائیں دے رہی ہیں وریام خانزادہ نے اپنی ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر انہیں اور بددعائیں دینے سے روکا وہ انجانے میں اپنے بیٹے کو ہی بددعائیں دے رہی۔۔ "

کیوں بد دعائیں نہ دو اس کی وجہ سے ہماری بیٹیوں کا اتنا برا حال ہو گیا ہے رضیہ خانم کو پارسل بھیجنے والے پر غصہ آ رہا تھا اپنے چاچو کے تاثرات دیکھ کر ہادی کو سمجھ لگ گئی کہ یہ چھپکلیوں والا کارنامہ اس کے چاچو کا ہے۔۔۔"

چھپکلی! راہا نے روتے ہوئے ہادی کے سینے سے چہرہ نکال کر بیڈ کی طرف اشارہ کیا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی ہادی نے اس کے بال سہلاتے اسے چپ کروانے کی کوشش کی وہ اپنے چاچو سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آخر انہوں نے چھپکلی کیوں کمرے میں بھیجی۔۔۔"

تم ایک چھوٹی سی چپکلی سے ڈر رہی ہو جب وہ کمرے میں آئی تھی تو تھپڑ مار کر نکال دیتی باہر سونیا نے غصے سے ہادی کو دیکھا وہ چھپکلی تھی کہ انسان جسے تھپڑ مار کر باہر نکالتی، راہا نے حامی میں سر ہلایا اور دل میں سوچا کہ اگلی بار چھپکلی آئی تو اسے تھپڑ مارے گی لیکن پھر اپنے شوہر کی

باتوں پر غور کر کے اس نے غصے سے دیکھا اتنی سمجھ تو اسے ہے تھی کہ چھپکلی کو تھپڑ نہیں مارا جا سکتا۔ ہادی کی بات پر وہاں موجود ہر انسان مسکرانے لگا۔۔۔ "

لالا آپ کو نا اپنی بیوی کو سنبھالنا نہیں آتا میرے دیو تو مجھے بہت پیار کرتے ہیں جب میں ڈر جاتی ہوں طرسم نے اتراتے ہوئے کہا ہادی کو لگا کہ وہ صرف اسے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہی ہے اس سے مذاق کر رہی ہے سردار جیسا سنگ دل انسان کبھی کسی سے پیار نہیں کر سکتا تھا۔

ریحانہ خانم نے اور علینا نے طرسم کی خوشی کی نظر اتاری۔۔ "

اور چاچو آپ تو سونیا آپی سے پیار کرتے ہیں تو پھر کیوں نہیں کہہ دیتے دیو سے کہ شادی کروادے آپ کی سونیا آپی کے ساتھ طرسم کے الفاظ سن کر ہادی نے اپنے چاچو کی طرف دیکھا اب اسے سارا معاملہ سمجھ آیا تھا کہ چھپکلی کیوں بھیجی گئی تھی ریحانہ خانم کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ

ہوئے کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی سردار کبھی اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہوگا کچھ یہی تاثرات رضیہ خانم کے چہرے پر تھے۔۔۔ "

چاچو کی گڑیا ہے ابھی تمہارے چاچو قتل نہیں ہونا چاہتے جب قتل ہونے کا موڈ بنے گا تب تمہارے دیو سے کہہ دوں گا کہ مجھے اس کی بہن پسند ہے سونیا کا دل کیا چلو بھر پانی میں ڈوب مرے وہ اس کی ماں کے سامنے کھلے لفظوں میں کہہ رہا تھا کہ میں سونیا خانزادی کو پسند کرتا ہوں۔ طرسم نے بلائی باہر نکال کے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اپنے چاچو کو دیکھا۔۔۔ "

وریام میری بیٹی کا پیچھا چھوڑ دو دالہام کبھی بھی اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہوگا ریحانہ خانم نے سچی بات اسے بتادی وریام نے چہرے پر بے انتہا سنجیدگی سجا کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "

چچی بے فکر ہو جائیں آپ کے بیٹے کو منا کر رہوں گا نکاح تو میں نے آپ کی بیٹی سے ہی کرنا ہے اور پوری دھوم دھام سے کروں گا پورا کلام دیکھے گا کہ وریام خانزادہ نے اپنی مغرور خانزادی کو نکاح میں لیا ہے اس نے اٹل لہجے میں کہا ریحانہ خانم نے لمبا سانس لیا اور اپنی بیٹی کو دیکھا جو آنکھ بند کیے ہوئے تھی، راہا ہادی کے ساتھ ہنوز چپکی بیٹھی تھی۔۔۔"

سونیا ٹھیک ہو تم نمیرہ نے فکرمندی سے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ راہا ریحانہ خانم کو دیکھنے لگی جیسے اس کا دل چاہ رہا تھا ان کے گلے لگنے کا۔۔"

میں بھی یہاں سر رکھ لوں راہا نے یہ جھجکتے ہوئے ریحانہ خانم کے کندھے کی طرف اشارہ کیا سونیا نے اپنی مورے کے دائیں کندھے پر سر رکھا راہا ہادی سے دور ہوتے اپنی مورے کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ

گئی۔۔ طرسم اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر مسکرا رہی تھی جہاں اس کے دیو نے پیار کیا تھا طرسم کو مسکراتے اور گہری سوچ میں گم دیکھ کر قندیل کے دل میں مزید حسد پیدا ہوا۔۔ "

بہت جلد تم سے یہ سب چھین لوں گی میں قندیل نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ وہ سردار اور طرسم کو ایک دوسرے سے دور کرے گی۔۔ "

مرد یہاں سے باہر جانے کی زحمت کریں گے علینا نے اپنے بیٹے اور دیور کی طرف دیکھا وہ دونوں سٹپٹا کر کمرے سے باہر چلے گئے واقعی کمرہ عورتوں سے بھرا ہوا تھا وہ دو مرد عورتوں کے درمیان کھڑے تھے۔۔ "

سونیا بیٹا تمہیں وریام پسند ہے ریحانہ خانم نے اپنی بیٹی کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔ "

مورے میرے لالا کو وہ پسند نہیں ہے اور میں اپنی لالا کے خلاف نہیں
جا سکتی اور ویسے بھی نکاح میں ولی کی رضامندی ضروری ہوتی ہے میں
چاہتی ہوں میرے نکاح پر میرے لالا خوشی سے رضامندی دے ،
چاہے وہ نکاح وریام خانزادہ سے ہو یا پھر کسی اور سے ، مجھے اس بات
سے فرق نہیں پڑتا جہاں میرے لالا میرا رشتہ طے کریں گے میں
خاموشی سے ہاں کر دوں گی سونیا نے نظریں جھکا کر اپنی مورے کے
سوال کا جواب دیا ، رضیہ خانم نے مسکراتے ایک مرتبہ پھر اس کے سر
پر ہاتھ رکھا وہ واقعی میں ایک سلجھی ہوئی لڑکی تھی جوان کے بیٹے کے لیے
بہترین تھی ۔۔ "

چاچو چھپکلی کا پارسل آپ نے بھیجا تھا میری سالی کے لیے ہادی نے
اپنے چاچو کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ مارا وریام نے ابرو اچکائی کہ میں تمہارا
چاچا ہوں تو ذرا تمیز سے رہو ۔۔ "

بہت غلط جگہ ٹانکا اڑایا آپ نے ہادی نے افسوس سے سر ہلایا اس کا تو نکاح ہو گیا تھا وہ ٹینشن فری تھا لیکن اس کا چاچو بہت بری طرح پھنسا تھا۔۔ "

اس کمبخت دل کا کیا کریں ہم جہاں ملنے کے چند فیصد بھی امکانات نہیں ہوتے وہاں لگ جاتا ہے اور محب کو ذلیل کروا دیتا ہے وریام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا لبوں پر خود بخود مسکراہٹ آ گئی۔۔ "

عاشق صاحب اگر آپ کے فیوچر سالے نے آپ کی حرکات دیکھ لی آپ کا چہرا اور سردار صاحب کا ہاتھ ہادی نے وریام کو ہاتھ دکھا کر اپنے چہرے پر بنے نیلے نشانات کی طرف اشارہ کیا کہ جو میرا حال ہوا ہے یہ نہ ہو اپنا بھی یہی حال کروا کے بیٹھ جاؤ۔۔ "

اپ نے چھپکلیاں کیوں بھیجی تھی ہادی نے ٹھوڑی پر شہادت کی انگلی رکھ کر پوچھا۔۔ "

بس ایسے تنگ کرنے کے لیے بھیجی تھی یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ محترمہ بے ہوش ہو جائیں گی وریام نے تاسف میں سر ہلایا واقعی لڑکیاں بہت نازک ہوتی ہیں۔۔ "

تنگ اپنی والی کو کرنا تھا اور اور میری والی کو فری میں بے ہوش کر دیا مہربانی ہیں آج کے بعد اگر کوئی چیز میری سالی کے لیے بھیجنی ہو تو اکیلے میں بھیجیے گا میری بیوی معصوم ہے ہادی نے اتراتے ہوئے کہا وریام نے اسے گردن سے پکڑ لیا۔۔ "

ایک چیز قابل قبول ہے کہ تم نے اس کی حفاظت کے لیے نکاح کیا لوگوں نے تم پر الزام لگایا لیکن بیٹا جی کوئی مرد اتنا بھی بے وقوف نہیں ہوتا کہ وہ سچا ہو اور اپنے کردار کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں وریام کے ذہن میں بار بار ایک بات ہی کھٹک رہی تھی، ہادی کا رویہ سے عجیب لگ رہا تھا۔۔ "

کچھ زیادہ ہی دماغ اپ کا چلنا شروع ہو گیا ہے وقت آنے پر بتاؤں گا ہادی اپنے چاچو کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اپنے ماں باپ کے کمرے میں چلا گیا تاکہ سو سکے اس کی نیند میں بار بار خلل پیدا ہو رہا تھا۔۔ "

رات کے سات بجے یاور مرزا کمرے میں داخل ہوا را عنین ابھی تک بیڈ میں بے ہوشی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھی اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑا جگ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھوڑا سا پانی ڈالتے اس کے چہرے پر پھینکا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔ سامنے اس درندے کو دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگی۔۔ "

یہاں تم آرام کرنے کے لیے نہیں آئی یاور مرزا اس کے قریب ہو کر بیٹھا را عنین کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی، دل دھڑکنا بھول گیا، سانس لینا مشکل ہونے لگا۔۔ "

مجھے جانے یاور نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے اس کے الفاظ کو حلق میں ہی دبا دیا، اس کا لمس محسوس کرتے اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے وہ کہاں پھنس گئی تھی۔۔ "

افف یہ آنسو انگوٹھے سے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے سیاہ آنکھوں میں جھانکا، جہاں ڈر واضح تھا لال ڈورے آنکھوں میں صاف نمایاں ہو رہے تھے۔۔ "

اپنے ذہن سے اس خیال کو نکال دو کہ تمہیں یہاں سے آزادی ملے گی یاور مرزا نے انگلی اس کی پیشانی پر رکھتے اسے نیچے کی جانب لے جاتے اس کی ٹھوڑی پر ٹکائی جیسے جیسے اس کی انگلی نیچے کی جانب حرکت کر رہی تھی راعنین نے سانس لینا بند کر دیا، اس کی انگلی اس معصوم کی ٹھوڑی پر تھی۔۔ "

میری پٹی کرو!اس نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینک دی، راعنین نے آنکھیں بند کر کے نفی میں سر ہلایا وہ بیڈ سے اٹھنے لگی یاور سائیڈ ٹیبل کے دراز پر اپنا ہاتھ رکھتے اس کے قریب ہوا۔۔ "

نین اتنا ڈرتے نہیں ہے خاموشی سے میری پٹی کرو نہیں تو پھر مجھے زبردستی کروانی آتی ہے یاور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی خون آلود پٹی پر رکھا تھا اس کے بازو سے خون نکل کر ہاتھ تک آگیا کیونکہ اس نے کھلے زخم پر پٹی کی تھی۔۔ راعنین مرتی کیا نہ کرتی کہ مترادف فرسٹ ایڈ باکس سے کاٹن پکڑی ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔ "

ڈاکٹر ہوتے ہوئے بھی تمہارے ہاتھ کپکپا رہے ہیں یاور مرزا نے اس کی آنکھوں پر پھونک ماری راعنین کے رنگ اڑے وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہے۔۔ آنکھیں بند کر کے کھولتے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس کا

خون صاف کیا اب وہ کانپتے ہاتھوں سے اس کے سٹیچز نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔ لمبا سانس لے کر خود کو پر سکون کیا اس کے سٹیچز لگا کر جلد بازی میں پٹی کی یاور اس کی کی گئی پٹی کو دیکھ کر مسکرایا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بھی اس نے پرفیکٹ طریقے سے مرہم لگائی تھی۔۔۔ "

مجھے یہاں کیوں قید کیا ہے راعنین نے زار و قطار روتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔ "

نین مجھے تمہارے نین بہت خوبصورت لگتے ہیں یاور مرزا نے مرتبہ پھر اس کی آنکھوں پر پھونک ماری۔۔ "

تو پھر کسی اور کے نین پسند کر لو میں کسی اور کی عزت ہوں مجھے جانے دو یہاں سے راعنین نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے، وہ اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرتی تھی اور اب اس درندے کی قید میں پھنس چکی تھی۔۔ "

اگر میں اسے قتل کر دوں تو؟ یا ور مزید اس کے قریب ہوا ان دونوں میں محض تین انچ کا فاصلہ تھا۔۔ "

اسے کچھ مت کرنا! را عنین نے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے وہ اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔۔ "

نین میرے سامنے مظلوم کی طرح ہاتھ مت جوڑو یا ور نے اس کے نازک ہاتھ اپنے سخت ہاتھوں میں تھامے، وہ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھڑوانے لگی لیکن ناکام۔۔ "

مجھے جانے۔۔۔۔۔ میری کہیں گئی بات ایک مرتبہ میں تمہیں سمجھ نہیں آتی تم یہاں سے کبھی آزاد نہیں ہو پاؤ گی ہمیشہ میری قید میں رہو گی اس نے را عنین کا چہرا دبوچتے اسے اپنے قریب تر کیا، اسے اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ "

زندگی بھر تم اس قید میں رہوگی میرے قریب اس نے پراسرار قہقہہ لگایا اس کا قہقہہ سن کر راعنین کا دل لرز اٹھا، وہ نہ جانے اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔ "

تم صرف اس وحشی کے پاس رہوگی یاور اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا جس کو وہ سختی سے بند کیے کپکپا رہی تھی۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے اپنے سینے سے لگایا، راعنین مزاحمت کر رہی تھی، وہ پاگل انسان کسی اور کی عزت کو خود کے قریب کر رہا تھا یہ سوچ کر ہی راعنین کا دل بند ہونے لگا۔ وہ اپنے شوہر کے پاس رہنا چاہتی تھی۔۔ "

تمہاری مزاحمت کسی کام نہیں آئے نین یاور نے اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے ایک ہاتھ میں قید کیے۔ ہاتھ پاؤں سن ہو رہے تھے لمبے

سانس بھرتی وہ اس وحشی کو دیکھ رہی تھی جو جان لینے کے در پر تھا۔۔۔۔

مجھے میرے شوہر پاس جانا ہے میری ماں پاس جانا ہے راعنین رو رو کر بے حال ہو چکی تھی، آنکھیں خشک ہو گئی، سوجن زدہ آنکھوں کھلتی تو ایسا محسوس ہوتا جیسے ابھی بھی وہ بند ہے۔۔ وہ بے حس بنا اسے اپنے قریب کیے اس کے الفاظ سن رہا تھا، اک سکون تھا اس کی آواز میں وہ چاہتا تھا وہ بولتی رہے اور وہ سنتا رہے۔۔۔ "

تمہارے اس شوہر سے زیادہ میں تمہیں آسائشیں دے سکتا ہوں یاور نے بہکانا چاہا تاکہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر اس کے پاس آجائے۔

راعنین نے سوجن زدہ آنکھوں کو بمشکل کھول کر اسے دیکھا نفی میں سر ہلانے کی ہمت نہیں تھی۔ یاور مرزا کا لمس اس کی جان نکال رہا تھا۔۔ ابرو اچکا کر وہ دیکھ رہا تھا تاکہ راعنین اس کی بات کا جواب دے۔۔ "

مجھے۔۔۔۔۔ میرے شوہر کی۔۔۔۔۔ عزت عزیز ہے۔۔۔۔ میں کبھی
ہامی۔۔۔ نہیں بھروگی ہچکیاں بھرتے خشک آنکھیں جھکا کر جواب دیا،
عورت اپنے من پسند مرد کو کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔۔ "
اگر وہ شوہر ہی نہ رہے تو؟ الفاظ سانسیں کچھ لمحے کے لیے بند کر گئے۔
جس کے ساتھ اس نے بچپن سے خوشگوار زندگی کے خواب دیکھے تھے وہ
شخص اس سے دور ہو گیا تو را عنین مر جائے گی۔۔ اگر تم نے اسے مار دیا
تو میں خود کو مار لوگی میں اپنے شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں رہ سکتی
آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ ستم گر اس کے آنسو کی وجہ بن رہا
تھا۔۔۔ یاور نے سر تا پاؤں تک اس کا جائزہ لیا ایسا محسوس ہو رہا تھا
جیسے وہ کئی جگہ سے خوار ہو کر اس کے گھر کے باہر آئی تھی۔۔ "

تم کسی کو ڈھونڈ رہی تھی یاور نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا

راعنین کا ذہن یکدم جاگا وہ تو اپنی ماں کو ڈھونڈنے آئی تھی۔۔۔ میری

ماں زیر لب بڑبڑاتے وہ ارد گرد نظریں دورانے لگی۔۔ "

میری ماں، مجھے جانے دو راعنین کی مزاحمت پھر سے شروع ہو گئی،

یاور نے اس کے ہاتھ چھوڑنے کی غلطی نہ کی، وہ اس کی آنکھیں دیکھ رہا

تھا، اس کا پسندیدہ نظارہ۔۔ "

افف نین تمہاری ماں تو اب تک شاید پہاڑی سے گر چکی ہو گی۔ راعنین

کی تمام مزاحمت رک گئی اس کی ماں بیماری کی زیر اثر کہی بھی چلی جاتی تھی

اور راعنین پاگلوں کی طرح انہیں ڈھونڈ کے واپس لاتی تھی اس مرتبہ وہ

شاید پہاڑوں کی طرف چل پڑی تھی۔۔۔ "

میری ماں! راعنین دہاڑے مار کر رونے لگی، اگر اس کی ماں کو کچھ ہو گیا

ہوا تو؟ یاور نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ "

مجھے شور پسند نہیں، راعنین بے ہوش ہو کر اس کے سینے پر گری، یاور نے سائڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر اس کے چہرے پر انڈیلا وہ ہڑبڑاتے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی، منہ کھولا ہوا تھا، ایک سانس لینا طویل ہوا۔۔۔ "

اپنا دھیان رکھا کرو اس کا بازو پکڑ کر کھڑا کرتے بیڈ سے چادر اتار کر زمین پر پھینکی، اسی لمحے کمرے میں ملازمہ آئی اس نے کوور اتار کر دوسرا چڑھا کر بیڈ شیٹ ڈالی تکیے رکھنے لگی اس میں سے چاقو گرا ملازمہ نے ڈر کر تکیے کے نیچے رکھ دیا کمبل بیڈ پر رکھتے، دروازہ بند کر کے وہ چلی گئی، راعنین نے یاور کے بازو پر دانت گاڑھے لیکن اس نے ہاتھ نہ چھوڑا، ملازمہ کے جاتے ہی بیڈ کے درمیان میں نیم دراز ہوتے راعنین کا ہاتھ کھینچ کر اپنے ساتھ بیڈ پر لٹایا وہ اٹھ کر بھاگنے لگی یاور نے تکیے کے نیچے سے چاقو نکال کر دائیں جانب لیٹی راعنین کے دائیں ہاتھ کے پاس گاڑھ دیا۔۔۔ "

اگر تم زرہ سا بھی ہلی تو اس چاقو سے تمہارے ٹکرے ٹکرے کر دوگا اس کی طرف رخ کرتے آنکھوں پر پھونک ماری، راعنین کے آنسو تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔ "

مجھے جانے۔۔۔ لبوں پر چاقو رکھ کر یاور نے اسے چپ کروادیا۔۔ اگر وہ ایک لفظ ادا کرتی تو گہرا کٹ اس کے لبوں پر لگنا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے لیٹی رہی دو گھنٹے بعد آنکھیں کھول کر اس وحشی کو دیکھا جو سو رہا تھا،

راعنین آدھا گھنٹہ لگا کر اس کا ہاتھ اپنے اوپر سے ہٹا سکی ہر لمحے دل میں یہی ڈر تھا کہ وہ اٹھ نہ جائے۔۔ جیسے تیسے کر کے بیڈ سے اٹھی، دروازہ لاک تھا اسے اپنی قسمت پر رونا آرہا تھا وہ کہاں پھنس گئی تھی اب اس وحشی انسان نے چابی پتہ نہیں کہاں رکھی تھی۔ ذہن پر زور ڈالا کہ شاید یاور نے اس کے سامنے کہی پر چابی رکھی ہو۔ لیکن کچھ یاد نہ آیا۔۔ لاک پر غور کیا تو وہ فنگر پرنٹ اور کوڈ پر مشتمل تھا۔۔ افف خدایا اب میں کوڈ کا کیا

کرورا عنین نے دل میں اپنے خدا کو پکارا۔ دل کیا جی بھر پر روئے لبوں پر ہاتھ رکھ زمین پر بیٹھے اپنی سسکیوں کا گلہ گھوٹنا چاہا کہ اس کی سسکیوں کی آواز سن کر یاور مرزا نہ اٹھ جائے، پندرہ منٹ رونے کے بعد وہ اٹھی اور غور سے دروازے کو دیکھنے لگی جس کے اوپر فنگر پرنٹ ہلکے سے نظر آرہے تھے را عنین نے ڈرتے ہوئے پرنٹ والے ڈیجٹ پر انگلی رکھی ٹوٹل چھ ڈیجٹ پر کلک کیا لاک کھل گیا، شکر کا کلمہ پڑھتے، آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ باہر چلی گئی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکلنے لگے کہ وہ یہاں سے چلی جائے گی اپنی ماں پاس۔۔ گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا کیونکہ ان کے بوس کو شور پسند نہ تھا اور جب وہ سو جاتا تھا ملازمین اپنے گھر چلے جاتے تھے صرف گارڈز گیٹ پر موجود ہوتے۔۔ را عنین نے گھر سے باہر نکلی سامنے گارڈز مین گیٹ پر کھڑے تھے وہ پلر کے پیچھے چھپ گئی اپنے حلیے پر غور کیا اس کا دوپٹہ کمرے میں رہ گیا تھا۔۔۔ "

یا اللہ مجھے یہاں سے آزاد کروادے بے آواز روتے اوپر کی طرف دیکھا
پلر کی سائیڈ سے تھوڑا سا سر نکال کر دیکھا سامنے یاور مرزا کھڑا۔۔۔
آہمممم بلند آواز میں چیخ مارتے وہ زمین پر بیٹھ گئی، اس کے اچانک
سامنے آنے پر بس دل بند ہونا رہ گیا تھا رنگ سرخ سے زرد ہو گیا، ہاتھ
پاؤں برے طریقے سے لرز رہے تھے۔ وہ لبوں پر پراسرار مسکراہٹ
سجائے اسے دیکھ رہا تھا وہ نیند سے بیدار ہو گیا تھا جب راعنین اس کا ہاتھ
اپنے اوپر سے ہٹا رہی تھی، یاور نے اس کی ہر حرکت کو دیکھتے دل میں
مسکرا رہا تھا کہ اس سے زیادہ بے وقوف لڑکی کہیں نہیں ملے گی۔۔۔ "
تمہیں کیا لگا نین تم میری قید سے آزاد ہو جاؤ گی یاور گھٹنوں کے بل زمین
پر بیٹھا راعنین اپنی شہ رگ کو سہلاتی اپنی سانس بحال کرنے کی کوشش
میں تھی جو اس ستم گر نے اٹکائے ہوئے تھے، ٹھنڈ کے موسم میں بھی
وہ پسینے سے شرابور تھی ڈرجان نکال رہا تھا، یاور کی آنکھیں اس کی

آنکھوں پر ٹکی تھی، ٹھوڑی سے چہرا پکڑ کر اوپر کیا را عنین نے آنکھیں کھولی وہ اس کی آنکھوں میں کھو گیا، سحر تھا جو ہر چیز بھلا رہا تھا، اپنے سر کو جھٹکتے اس کا بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا وہ مزید خود کو اس میں گم نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ پاگل کر دیتی تھی سامنے والے کو۔ اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے گھر کے اندر لے جاتے لاونج میں صوفے پر پھینکا، را عنین زمین پر بیٹھتی ہی چلی گئی، یاور کا چہرا سرخ تھا آنکھیں روح فنا کر رہی تھی۔ اس نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کرتے چہرے سے دبوچا۔۔۔ "

نین تم نے اپنے نین کا کیا حال کر لیا ہے یاور ایک مرتبہ اس کی آنکھوں میں دیکھنا شروع ہو جاتا تو آنکھیں جھپکانا بھول جاتا۔۔"

مجھے جانے۔۔۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر گرفت سخت کر دی اگلے الفاظ وہ بولنے کے قابل ہی نہ رہی۔ یاور کو صرف اس کی بھیگی آنکھیں

نظر آرہی تھی۔۔ یاور مرزا اس کی گردن پر جھکا، را عنین نے نفی میں گردن ہلانے لگی تاکہ وہ اس سے دور ہو۔ اسے ہنوز مزاحمت کرتے محسوس کر کے چہرے پر گرفت مزید سخت کر دی اس کا چہرا ایک جگہ اکڑ گیا۔ کچھ لمحے بعد اس کا چہرا دیکھا جو گہرا زرد تھا بے ہوش ہوتے اس کے بازو میں جھول گئی اسے بازو میں اٹھا کر کمرے میں لے گیا، بیڈ پر لٹا کے اس کے ساتھ نیم دراز ہو گیا اس کی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔ اسے دیکھتے ہوئے کب یاور مرزا کی آنکھ لگی اسے علم نہ ہوا۔۔ "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اپنی بائیں جانب دیکھا اس کی چار فٹی بیوی اس کے پاس نہیں تھی وہ جھٹکے اٹھ بیٹھا وہ کمرے میں بھی موجود نہیں تھی۔۔۔ "خبردار اگر بیڈ سے اٹھے۔ وہ بیڈ سے اترنے لگا تھا جب طرسم ڈریسنگ روم سے باہر نکلی اسے غصے سے

دیکھتے الفاظ ادا کیے دالہام اسے غور سے دیکھنے لگا وہ سکول کے
یونیفارم میں ملبوس تھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اس
نے اپنے بالوں کو کنگی کی، دالہام اسے تیار ہوتے دیکھ مسکرایا۔ اس
کے منع کرنے کے باوجود کے بیڈ سے اتر کر اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا،
آئینے میں اس کا عکس دیکھ کر دیو کی پری کا چہرا سرخ ہوا۔ سردار نے
مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اسے دیکھا تو طرسم کا سارا غصہ ختم ہو گیا، مڑ کر
اسے ڈریسنگ ٹیبل کے بڑے سٹول پر بٹھایا تاکہ اس کی ٹانگ پر زیادہ
وزن پر پڑے۔۔ اس کے لمبے گھنٹے بال دو پٹے کی طرح اسے کوور کر
رہے تھے دالہام خانزادہ اس کی خوبصورت نیلی آنکھوں کو دیکھتا کبھی
اس کے ڈمپلز کو تو کبھی اس کے بالوں کو۔۔ "

میں نے منع کیا تھا دیو کہ بیڈ سے نہیں اٹھنا طرسم نے جھک کر اس کے
سینے پر اپنے نرم ہاتھوں سے تھپڑ مارا۔۔ "

سکول جانا ہے ؟ اس کی جانب دیکھتے سوال کیا۔۔ "

سکول جانا ہے اس لیے تو یونیفارم پہنا ہے طرسم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر اسے بتایا، دالہام اس کے انداز پر مسکرایا وہ اس کے مسکرانے کی وجہ تھی۔۔ "

اوکے جی! چلو میں اپنی پری کی چٹیاں بناتا ہو دالہام نے اس کے بال شانوں سے پکڑ کر پیچھے کیے۔۔ طرسم نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ "

دیو تمہیں چٹیاں کرنی آتی ہے اس کا چہرا تھام کر پوچھا دالہام نے اس کے نرم لمس کو محسوس کر کے آنکھیں بند کی، اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے، طرسم سردار کے چہرے کو دیکھنے لگی وہ 37 سال کی عمر میں بھی 26 یا 27 سالہ مرد لگتا۔ سبز آنکھیں جو اس وقت اس کے دیو نے بند کی تھی، گلابی کٹاؤدار لب جو اب گہرے براؤن رنگ میں تبدیل ہو رہے تھے لیکن کیوں طرسم سوچ میں پر گئی، اس کی آنکھوں کے نیچے

ہلکے نمایا تھے جو اس کی خوبصورتی کو مزید واضح کر رہے تھے۔۔ پہلے تو دیو کے لب گلابی اور آنکھیں کے نیچے ہلکے نہیں تھے وہ گہری سوچ میں گم ہو گئی۔۔ "

کہاں گم ہو آنکھیں کھولتے اس کی طرف دیکھ جو اپنے خیالوں میں گم تھی۔۔ "

کہیں نہیں طرسم نے مسکرا کے اس کو دیکھا اور زمین پر بیٹھ گئی دالہام نے اسے شانو سے تھام کر اٹھانے کی کوشش کی تو اس کی پری نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کی گود میں پیچھے کی طرف سر رکھتے، نفی میں گردن ہلائی ایک ہاتھ سے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کیا، سر دار سمجھ گیا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ برش پکڑ کے اس کے بالوں کو کنگی کی، بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کرتے چٹیاں بنانے لگا وہ اکثر سونیا کی چھٹیاں بناتا تھا جب وہ چھوٹی تھی۔۔ "

واؤ دیو فری ٹائم میں تم گھر کے کام سیکھتے تھے طرسم نے کھڑے ہوتے اس کے کندھوں پر اپنی کہنیاں ٹکا کر ذرا سا جھکتے ہنستے ہوئے کہا۔۔ "

مرد کو اگر گھر کے کام کاج آتے ہو تو کیا غلط بات ہوتی ہے؟ سردار اسے اپنی گود میں بٹھانے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ پیچھے کر دیے اگر وہ اس کی گود میں بیٹھتی تو پھر اس کی ٹانگ پر وزن پرتا اور ایک مرتبہ پھر خون نکلنا شروع ہو جاتا۔۔ "

اچھی بات ہے مردوں کو بھی گھر کے تھوڑے بہت کام آنے چاہیے تاکہ اپنی بیوی کی مدد کروائیں لیکن میں تو کوئی کام کرتی ہی نہیں چلو کوئی بات نہیں تم میرے حصے کے کر لیتے ہو، مجھے ابھی تمہاری گود میں نہیں بیٹھنا جب مکمل طور پر تمہاری ٹانگ ٹھیک ہو گی تب میں بیٹھوں گی طرسم نے سردار کے رخسار پر لب رکھے اپنا عبایا پہنا، حجاب کیپ اور نقاب پہن کر سٹالر دیو کے آگے کیا کہ تم مجھے حجاب کرو۔ وہ دالہام خانزادہ کے

سامنے جھکی تو اس نے اس کا حجاب کیا۔۔ واللہ وہ حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی پردے میں چھپی ہوئی۔ اگر اس وقت کوئی سردار سے پوچھتا کہ سب سے خوبصورت نظارہ کیا ہے تو وہ اپنی پری کی طرف اشارہ کر دیتا۔۔ "

میں ناشتہ لے کر آتی ہوں وہ جانے لگی اس کے دیو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس کے قریب کھڑے ہوتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ "

"سب کے ساتھ ناشتہ کرتے ہیں۔۔ "

تمہاری ٹانگ سے پھر خون بہنا شروع ہو جائے گا نقاب میں نظر آتی اس کی نیلی آنکھوں میں فکر واضح ہو رہی تھی۔۔ "

نہیں نکلتا خون آہستہ چلوں گا طرسم نے سر ہلایا اس کے دیو نے بلا اس معاملے میں اس کی بات ماننی تھی، اس کے آگے ہاتھ کیا کہ میرا سہارا لے کر چلو، مسکراتے ہوئے اپنی چار فٹی بیوی کا ہاتھ تھام لیا۔۔ "

اب آتے ہیں ہادی خانزادہ کی طرف جو صبح صبح اپنی بیوی کے کمرے میں پہنچ گیا تھا بنا دروازہ ناک کیے کمرے میں داخل ہوا سونیا بالکلنی سے کمرے میں آئی سامنے ہادی کو دیکھ کر ابرو اچکائی۔۔ "

خیریت آپ اپنے قدم شریف لے کر میرے کمرے میں آئے ہیں طنزیہ لہجہ استعمال کیا گیا۔۔ "

اپ بھول رہی ہیں شاید پھپھو جی آپ کے علاوہ یہاں میری بیوی بھی موجود ہے اگر آپ نے اسے اپنے کمرے میں نہ رکھا ہوتا تو اپنی شکل دکھانے کی زحمت نہ کرتا ہادی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دے کر شرارتی انداز لیکن ادب سے کہا۔۔ "

نہایت ہی کوئی بد تمیز انسان ہو تم ۔۔ "

ویسے پھپھو جی میری چچی کب بنیں گی آپ ہادی نے سونیا کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا اس نے بیڈ سے کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا ۔۔ "

مجھے گونگے بہرے سے نکاح کرنا منظور ہے لیکن تمہارے چاچو سے نکاح کرنا منظور نہیں غصے میں جو اس کے منہ میں آیا وہ بولتی گئی ہادی نے کانوں کو ہاتھ لگایا اس کی ہونے والی چچی کے لیے اس کے چاچو گونگے بہرے سے بھی گئے گزرے تھے ۔۔ "

آپی آپ پروفیسر آنکل سے کیوں جھگڑ رہی ہو راہا آنکھیں بند مسلتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی اپنی بہن کو اپنی پروفیسر سے لڑتے دیکھ الٹے سیدھے منہ کے زاویہ بنا کر پوچھا ۔۔ "

آپی کی جان آپ کا پروفیسر انکل ہلا ہوا ہے ۔۔

وہ مجھے پتہ ہے آپی جو انسان ہلا ہوا ہوتا ہے وہ ٹیچنگ کرتا ہے اپنی بیوی کا جواب سن کر ہادی کے کانوں سے دھوئیں نکلنا شروع ہو گئے وہ دونوں بہنیں ایک جیسی تھی جنہیں اتنا ہینڈسم انسان پاگل لگ رہا تھا۔۔۔ "

بے بی گرل ناشتہ کرتے ہیں آجاؤ سونیا کو نظر انداز کرتے اس کے پاس صوفے پر بیٹھا چہرے پر آئے بال پیچھے کر کے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا سونیا کو ہادی کی حرکات عجیب لگ رہی تھی۔۔ایک گھوری سی نواز کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔۔ "

میرے ٹمی سے آوازیں آرہی ہے مجھے بہت بھوک لگی ہے راہا جلدی سے واش روم میں گئی فریش ہو کر باہر آئی ہادی بیڈ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہا تھا اس کے باہر آتے ہی ہادی اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر گیا اک طرف سے ہادی اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کے سیڑیاں اتر رہا تھا اور دوسری جانب

سے سردار اپنی پری کا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اتر رہا۔ سیڑھیاں اتر کر جب ان دونوں کی نظر ایک دوسرے پر گئی سردار تلملاتا ہوا اس کی طرف بڑھا ہادی نے بھی اپنے قدم سردار کی جانب بڑھائے۔۔ "

میری بہن کا ہاتھ چھوڑو سردار نے کھا جانے والی

نظروں سے اسے نوازا۔۔ "

پہلے آپ میری بہن کو چھوڑے ہادی نے راہا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر اسے اپنے بالکل قریب کر کے کھڑا کیا ان دونوں کے کندھے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔۔ "

وہ میری بیوی ہے سردار بمشکل خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔۔ سردار نے اپنی پری کی طرف دیکھا جو پریشانی سے اپنے بھائی اور شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔ "

سالے صاحب آپ کی بہن میری بھی بیوی ہے پڑوسن نہیں جو ہاتھ پکڑنے پر اتنا بھڑک رہے ہیں آپ ہادی راہا کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لیے ناشتے کے ٹیبل پڑ گیا چیئر پیچھے کر کے اسے بٹھایا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ لالا! راہا نے اپنے لالا کی طرف دیکھا تو ہادی نے مسکرا کر اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ راہا نہ سمجی سے اسے دیکھنے لگی۔۔ "

تمہاری لالا تمہاری بھابھی ساتھ ہیں۔۔

سردار طرسم کا ہاتھ پکڑے سردار کی کرسی پر براجمان ہوا اس کے بائیں طرف اس کی پری بیٹھ گئی۔۔ "

راہا اِس سائیڈ پر بیٹھو دالہام نے راہا کو ریحانہ خانم کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اٹھنے لگی تو ہادی نے سختی سے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔۔ "

طرسم تم میرے پاس بیٹھو سردار نے فوراً اپنی پری کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔۔ "

میری بیوی تمہارے پاس نہیں بیٹھی گی دالہام خانزادہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا لیکن ہادی خانزادہ بدمزگی پیدا کر رہا تھا۔۔ "

میری بیوی بھی آپ کے پاس نہیں بیٹھے گی وہ بھی اسی انداز میں بولا، صارم نے اپنے بابا کو دیکھا اور سردار کی طرف اشارہ کیا کہ آپ اسے سنبھالیں میں اپنے اس نمونے کو سنبھالتا ہوں۔۔ "

ہادی منہ بند کر کے ناشتہ کرو صارم نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔ ہادی بیچارہ اپنی گردن سہلاتا رہ گیا۔۔ "

سردار تم چھوٹے بچے نہیں ہو جو اس طرح لڑائی کرنے بیٹھ جاتے ہو سفیان خان نے اسے ڈپٹا لیکن اس نے سفیان خان کی ڈانٹ کا کوئی اثر نہ لیا ڈھیٹو کی طرح کھانے پر نظر جمائے منہ میں نوالے ڈال رہا تھا۔۔ "

مجھے برداشت نہیں ہے میری بہن اس کے پاس بیٹھے۔۔۔

سردار دالہام تیمور خانزادہ مجھے بھی نہیں برداشت کہ آپ میری بہن کو اپنے پاس بٹھاؤ ہادی کی پیشانی پر بے شمار بد نمودار ہوئے سردار نے شعلے برساتی نظروں کا رخ اس کی طرف کیا وہ دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ "

تم دونوں اپنی بکواس بند کر کے جوڑوں کے غلام بن کے بیٹھے رہو، دالہام جیسے تم اپنی بیوی کے پاس کس کو برداشت نہیں کر سکتے، ویسے وہ بھی اپنی بیوی کے پاس کسی کو برداشت نہیں کر سکتا ہر مرد اپنی پسندیدہ عورت کو لے کر جنونی ہوتا ہے سفیان خان کب سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے لیکن مجال ہے ان دونوں نے اپنی زبان بند کی ہو۔۔ "

بالکل صحیح کہا آپ نے سفیان خانزادہ ہر مرد اپنی پسندیدہ عورت کو لے کر جنونی ہوتا ہے لیکن میری بہن آپ کے پوتے کی پسندیدہ بیوی نہیں

ہے، کسی مقصد کے تحت اس نے میری بہن کو اپنے نکاح میں لیا ہے
سردار نے چمچ زور سے پلیٹ میں پھینکا اسے ہادی کی نظریں ٹھیک نہیں
لگتی تھی عجیب سے جذبات سردار کو اس کی آنکھوں میں نظر آتے تھے
بدلہ لینے کے۔۔ "

کس نے کہہ دیا سردار صاحب آپ سے کہ آپ کی بہن میری پسندیدہ
بیوی نہیں ہے۔ سردار اسے جواب دینے لگا ریحانہ خانم نے اس کے
دائیں ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ماں ایک ایسی ہستی ہوتی ہے کہ بیٹا اس کے
آگے ہار جاتا ہے اپنے غصے کو چھوڑ دیتا ہے۔۔ "

اللہ حافظ بابا! شیر طیان اپنے بابا اور مورے کے ساتھ سکول کے لیے تیار
ہو کر نیچے آیا انہیں اللہ حافظ کہتے بنا سردار کی طرف دیکھے کار میں جا کے
بیٹھ گیا، دالہام نے ٹھنڈی آہ خارج کی اس کا شیر واس سے ناراض
تھا۔۔

چلو تمہیں سکول چھوڑ آؤ طرسم کا ہاتھ پکڑ کے درد برداشت کرتے ہوئے کار تک گیا دروازہ کھول کر اسے اندر بٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔ "

ان کے جانے کے بعد سب نے خاموشی سے ناشتہ کیا کیونکہ سفیان خان کو حد سے زیادہ ان پر غصہ آرہا تھا۔ وریام بیچارے نے اپنے نکاح کی بات کرنی تھی لیکن ماحول کو دیکھا اپنے لبوں پر قفل لگا لیا۔۔ "

دالہام نے ایک نظر اپنے شیرو کو دیکھا جس کے چہرے پر غصہ تھا وہ بیک سیٹ پر منہ پھلائے چونکڑی مار کر بیٹھا تھا۔۔ "

میرے بیٹے کو کیا ہوا ہے ؟ فرنٹ مرر سے اس کو دیکھتے ہوئے ائی برو اچکا کر پوچھا شیر طیان باہر دیکھنے لگا وہ اپنے بابا جانی سے سخت ناراض تھا وہ کب سے اسے اگنور کر رہے تھے ۔ ۔ اوئے مہا شیطان کیوں میرے دیو کو تنگ کر رہے ہو طرسم پیچھے مڑی اس کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً اسے دونوں بازوں میں اٹھا کر آگے لاتے اپنی گود میں بٹھایا ۔ ۔ "

جہنم کے کانٹے میں تمہارا بیٹا نہیں ہوں جو مجھے اپنی گود میں بٹھا رہی ہو میرا مطلب آپ کا شیر طیان نے پہلے اسے تم کہہ کر پکارا، جب اپنے بابا جانی کی سخت نظریں خود پر محسوس کی الٹے سیدھے چہرے کے زاویے بنا کر اسے آپ کہا ۔ طرسم نے اس کا چہرہ تھوڑی سی پکڑ کر اوپر کیا ۔ ۔ "

وہ تو میں نے بس اس لیے گود میں بٹھایا ہے تاکہ تم میرے دیو سے اپنی ناراضگی ختم کرو کیونکہ میں اپنے دیو کو اداس نہیں دیکھ سکتی اور ناجب میرا بیٹا ہو گا تو اسے میں ہمیشہ اپنی گود میں رکھوں گی جیسے تمہارے ساتھ

لڑتی ہوں اس سے جھگڑا نہیں کروں گی بلکہ اس سے بہت سارا پیار کروں گی طرسم نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھ کر اسے سمجھایا شیر طیان کا غصہ کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گیا وہ بار بار اس کے بابا جانی کو" میرا دیو" کہہ کر پکار رہی تھی۔۔ اس کا اخری جملہ سن کر شیر طیان نے بمشکل خود کو رونے سے روکا یعنی کہ جب اس کے بابا جانی کا بے بی آئے گا تو پھر اس کے بابا جانی اس سے پیار نہیں کریں گے۔۔ "

بابا جانی آپ مجھ سے ہمیشہ پیار کرو گے؟ ساری ناراضگی سارا غصہ جاگ کی طرح بہہ گیا وہ بس چاہتا تھا اس کے بابا جانی اس سے ڈھیر سارا پیار کریں طرسم کی گود سے اٹھ کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے اپنے بابا جانی کی گود میں بیٹھ کر ان کے سینے سے لگ گیا سردار نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اس نے لمبا سانس لیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ ساتھ میں مسکرائی بھی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کے دیو نے اس کی طرف کیوں دیکھا ہے۔۔ "

بابا جانی کی جان آپ کے بابا جانی آپ سے ہمیشہ پیار کریں گے۔ ہر انسان کا ہماری زندگی میں ہمارے دل میں ایک مقام ہوتا ہے تمہارا جو مقام ہے وہ میں کسی کو نہیں دے سکتا دالہام خانزادہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی چار فٹی بیوی کا ہاتھ پکڑا ایک ہاتھ سے وہ ڈرائیو کر رہا تھا سکول کے باہر کار روک کر ان دونوں کی طرف مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر دونوں کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس چھوٹے شیطان کو گود میں اٹھا کر کار سے باہر نکلا طرسم دوسری طرف سے کار سے باہر نکلی۔ کچھ آدمی سکول سے کچھ دوری پر کھڑے تھے جیسے ہی ان کی نظر سردار کی پری کی نیلی آنکھوں پر گئی وہ بھٹکنے لگے تھے۔۔۔ سست قدم وہ سکول کی جانب بڑھانے لگے تاکہ ان کے سکول کی طرف پہنچنے سے پہلے سردار وہاں سے چلا جائے۔۔ "

سکول میں دونوں نے جھگڑنا نہیں ہے اپنی لڑائیاں گھر تک رکھنی ہیں
شیر طیان اور طرسم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کچھ سوچتے ہوئے
ہاں میں سر ہلایا۔ وہ دونوں اندر جا رہے تھے جب طرسم کا عبایا پاس لگے
ایک چھوٹی سی شاخ کے کانٹے میں پھنس گیا۔۔ دالہام خانزادہ کی نظر
دور کھڑے دو لڑکوں پر گئی جو اس کی بیوی پر نظر ٹکائے ہوئے تھے
طرسم اپنا عبایا وہاں سے نکال کر سکول کے اندر چلی گئی وہ آدمی تقریباً
سردار کی کار کے پیچھے کھڑے تھے انہیں اس چیز کا احساس دلائے بغیر کہ
وہ ان دونوں کو دیکھ چکا ہے ارد گرد دیکھتے ہوئے کار تک گیا اندر بیٹھنے کی
بجائے کار کے پیچھے جاتے ان دونوں کا سر پکڑ کر ڈکی پر مارنے لگا تین
منٹ مسلسل وہ ان کا سر ڈکی پر مارتا رہا وہ دونوں بے حد کوشش کر
رہے تھے خود کو آزاد کروانے کی ان کا چہرہ گریبان خون آلود تھا۔ طرسم
کو سکول سے باہر نکلتے دیکھ ان دونوں کو زمین پر پھینکتے اپنے دونوں ہاتھ

پیچھے لے جاتے اپنی چار فٹی بیوی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا کالی شلوار قمیض کی وجہ سے اس کے کپڑوں پر خون کے نشانات نظر نہیں آ رہے تھے۔۔ "

دیولاسٹ والے لیکچر میں ٹیسٹ ہے مجھے نہیں آتا اس لیے مجھے جلدی لینے آنا ہے اس کے تھوڑا سا قریب ہو کر سرگوشی نما آواز میں کہا سردار نے ہاں میں سر ہلا دیا طرسم نے مسکراتے پاؤں اوپر کرتے اس کے دونوں رخسار کھینچے اور سکول کے اندر بھاگ گئی سردار کی آنکھوں میں جو مسکراہٹ تھی وہ یکدم سنجیدگی میں تبدیل ہوئی کار کے پیچھے جا کر ان دونوں کو پیچھے سے پکڑتے اوپر اٹھایا اسی وقت سردار کے آدمی سکول کے باہر آئے سردار نے ان دونوں کو اپنے آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ وہ ہر ایک انسان کو ختم کرنے کا جو اس کی پری کی طرف دیکھے گا۔ اسے برداشت نہیں تھا اس کے علاوہ کوئی اور اس کی بیوی کو دیکھے۔ کار میں

بیٹھ کر حویلی کی طرف روانہ ہو گیا کیونکہ اسے ضروری میٹنگ کے لیے فائلز ریڈی کرنی تھی۔۔ "

طرسم کے پہلے چار لیکچر بہت اچھے طریقے سے دوسرے پانچواں لیکچر اس کا فری تھا کلاس باہر نکل کر وہ گراؤنڈ میں چکر لگا رہی تھی۔ ٹھیک سے ناشتہ نہ کرنے کی وجہ سے اسے بہت زیادہ بھوک کا احساس ہونے لگا کینٹین میں جا کر سینڈوچ لیتے گراؤنڈ میں گھاس پر بیٹھ گئی گراؤنڈ میں پرنسپل راؤنڈ پر تھا اس کے ساتھ ایک آدمی تھا۔ نقاب کے نیچے سے وہ سینڈوچ کھا رہی تھی پرنسپل کے ساتھ موجود آدمی کی نظر گراؤنڈ میں بیٹھی اس نیلی گڑیا پڑ گئی۔ ایک جگہ کھڑے وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا پرنسپل نے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو ابراہم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ جائیں میں تھوڑی دیر بعد آجاؤں گا۔ وہ ہنوز اس پری کو دیکھنے میں مصروف تھا جس کی آنکھیں ہر انسان کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔۔ "

ابراہم دنیا جہاں کی عورتوں کا حسن اس نقابی لڑکی کی آنکھوں پر ختم ہوا ہے ابراہیم خود سے بات کرتے ہوئے طرسم کو دیکھ رہا تھا بے اختیار وہ اپنے قدم اس کی جانب بڑھانے لگا تقریبا پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ شیر طیان کا پانچویں لیکچر میں بریک ٹائم ہوتا تھا اور طرسم کا چھٹے لیکچر میں بریک ٹائم ہوتا تھا۔ وہ دبے پاؤں جہنم کے کانٹے کے پیچھے کھڑے ہوا۔۔ باؤوؤ! لبو کے پاس دونوں ہاتھ رکھ کر بلند اواز میں کہا طرسم اپنی جگہ پر اچھلی غصے سے پیچھے مڑتے اسے سختی سے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔۔ "

اوئے مہا شیطان دیو نے کیا کہا تھا اپنی یہ شیطانیاں گھر تک محدود رکھنی ہے میں سردارنی ہوں اس طرح جھگڑتی اچھی نہیں لگوں گی اپنا نقاب درست کرتے اترا کر کہا شیر طیان کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر سر تا پاؤں تک اسے دیکھنے لگا۔۔ سردارنی صاحبہ میرے سردار بابا جانی اپ سے زیادہ

پیارے ہیں طرسم نے فوراہاں میں سر ہلایا اس کے لیے واقع ہی بہت پیارا تھا لیکن وہ اپنے دیو کے اصلی روپ سے ناواقف تھی کہ کس طرح درندگی سے لوگوں کو مارتا ہے۔۔ شیر طیان ہنسنے لگا ان دونوں کی پہلی دفعہ کوئی بات ایک جیسی تھی وہ زمین پر بیٹھا اچانک اس کی نظر ابراہشم پڑ گئی جو اس کے بابا جانی کی پری کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ اپنے دانتوں کو زور سے اپس میں رگڑنے لگا اس پانچ سالہ بچے کو اس ادمی کی نظریں عجیب لگ رہی تھی۔۔۔ "

چلو اندر چلیں! شیر طیان کو ڈر لگنے لگا طرسم کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا اسے ڈرتے دیکھ پریشانی میں وہ بھی کھڑی ہو گئی شیر طیان وہاں رکا نہیں اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے اپنی کلاس میں لے گیا ابراہیم اس کے جاتے ہی ہوش میں آیا۔۔ "

افف !وائلڈ ڈریگن کے قید میں آنے کے لیے تیار ہو جاؤ لبوں پر کمینگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی ۔ وہ بھی اس بات سے انجام تھا کہ وہ پری سردار کی بیوی ہے ۔ وائلڈ ڈریگن جانے انجانے میں بھیڑیے کے علاقے میں قدم رکھ چکا تھا ۔ ۔ پانچ منٹ اس جگہ کو دیکھتا رہا جہاں طرسم بیٹھی تھی لمبا سانس خارج کرتے ہوئے پرنسپل کے آفس میں چلا گیا ۔ ۔ ۔ "

طرسم بریک ٹائم میں کلاس سے باہر تھی جب سکول کی میڈ اس کے پاس ائے اور کہا کہ اس کا بھائی اس سے ملنے آیا ہے جو ہاں میں سر ہلا کر اس روم میں چلی گئی جہاں بچے سکول کے وقت اپنے گھر والوں سے ملتے ہیں ۔ دل میں عجیب سا خیال ایا کہ اس کے ہادی لالہ سکول میں ایسے ملنے کیوں ائے ہیں انہوں نے جو بات کرنی تھی وہ گھر بھی تو کر سکتے تھے اور ویسے بھی تھوڑی دیر رہ گئی تھی اس کے حویلی پہنچنے میں ۔ جیسے ہی وہ روم

میں داخل ہوئی سامنے یاور مرزا بیٹھا تھا اسے دیکھ کر اس کی انکھیں مسکرائی اس کے سامنے رکھی کرسی پر طرسم بیٹھی۔۔ "

یاد اگئی آپ کو؟ مسکرا کر اس سے پوچھا یاور نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ "

ہاں بالکل میری بہن کو تو میری یاد ائی نہیں موبائل دیا تھا لیکن کال کرتا تو نمبر بند جاتا۔ یاور نے اسے شکوہ کیا طرسم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔۔

لالا میرے موبائل میں کوئی نمبر موجود نہیں ہے میں اپ کو کال کرنے لگی تھی لیکن جب موبائل ان کیا اس میں کوئی نمبر موجود نہیں تھا طرسم نے اداسی سے اسے بتایا یاور اپنی داڑھی کو کھجانے لگا دل میں خیال ایا کہیں سردار کو علم تو نہیں ہو گیا کہ اس کی بیوی اس کے دشمن کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ اس نے اپنے ادمیوں کے ہاتھ موبائل بھیجا تھا لیکن سخت سیکیورٹی کی وجہ سے وہ موبائل طرسم تک نہ پہنچ پایا۔۔ "

وہ موبائل تمہارے پاس موجود ہے؟ اس کے سوال پر طرسم نے گردن ہلائی۔ یاور نے اپنی پاکٹ سے سم نکال کر سینٹر میں رکھیں ٹیبل پر رکھ دی۔۔ یہ سم موبائل میں ڈال دینا اور مجھ سے رابطے میں رہنا، یاور نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا نقاب میں نظر اتی نیلی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔۔ "

لگتا ہے ہر چیز بھلا کر سردار کے ساتھ خوش ہو تم؟

کون سی چیزیں لالا؟ طرسم نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے سوال کیا۔۔ "

بھول گئی قندیل تمہارے شوہر کے ساتھ اس کے کمرے میں رہتی رہی ہے تمہاری غیر موجودگی میں تمہارا شوہر ایک قاتل۔۔۔۔ لالا میرے شوہر قندیل کے قریب نہیں جاتے وہ خود گندی حرکتیں کر کے میرے

دیو پاس اتی ہے یاور نے ایک ائی بروچکا کر اسے دیکھا اس کا "میرا دیو"
کہنا بہت کچھ واضح کر رہا تھا۔۔۔ "
تم ابھی مرد ذات کو پہچانتی نہیں ہو۔ وہ اگر 10 عورتوں کے ساتھ بھی
ناجائز رشتے میں ہو تب بھی اپنی بیوی کو اس بارے میں علم نہیں ہونے
دیتے یاور چاہتا تھا سردار کا ہر اپنا اس سے دور ہو جائے۔۔ "
لالا میرے دیو ایسے نہیں ہیں جب اپ مجھے زبردستی اپنے پاس لے کر
گئے تھے پہلے اپ نے مجھے مارا لیکن پھر مجھے پیار سے اپنے پاس رکھا
جیسے ایک بھائی اپنی بہن کو اپنے پاس رکھتا ہے اپ دیو کے بارے میں
غلط باتیں کرتے تھے کہ وہ قاتل ہے وہ دوسری لڑکیوں کے پاس رہتا
ہے میں نے اپ کی باتوں پر یقین بھی کر لیا لیکن جب میں ان سے ملی وہ
تو مجھ سے بے انتہا پیار کرتا ہے وہ جب غصے میں ہوتے ہے کسی کی
بات نہیں سنتے لیکن جب میں ایک مرتبہ انہیں منع کر دوں کہ تم غصہ نہیں

کروگے اور خاموش رہوگے تو وہ میری بات مان جاتا ہے۔ میرا دیو مجھ سے بہت پیار کرتا ہے لالا اپ کو غلط فہمی ہے طرسم نے اسے تفصیل سے بتایا کہ وہ کس قدر اسے محبت کرتا ہے یاور نے اپنا سر جھٹکا اسے سردار ایک فرضی انسان لگتا تھا جو صرف خود پر چڑھے خول میں خود کو چھپانا جانتا تھا۔۔ "

وہ قاتل ہے میرے پورے خاندان کا قاتل ہے ختم کردوں گا میں اسے اس وحشی انسان کو یاور کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہوگئی۔۔ "

لالا میرا دیو قاتل نہیں ہے انہیں کچھ مت کیجیئے گا لالا میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں مجھے ان سے دور مت کرے طرسم کی انکھوں سے زارو قطار انسو بہنے لگے یاور کے الفاظ سن کر اس کا دل لرز اٹھا تھا جانے انجانے میں وہ اظہار محبت کر گئی تھی۔۔۔ "لالا میں اسے بہت پیار کرتی ہوں مجھے اس سے دور کر کے جہنم میں اسی انسان کے پاس پھینک دیا گیا

جو پل پل مجھے تڑپاتا ہے میں دعا کرتی ہوں مجھے موت آجائے "یاور کو اس میں اپنی بہن نظر انے لگی کانوں میں اس کے الفاظ گونجنے لگے اس کی بہن بھی اس کے سامنے اسی طرح روئی تھی اپنی محبت کے بارے میں سوچ کر۔۔ "

میں اس سے تم سے دور نہیں کروں گا جیسے میں تنہا رہا ہوں ویسے سردار کو تنہا کردوں گا مجھ سے میرا بھائی میری بہن میرے ماں باپ دور ہوئے ہیں میں اس کا سب کچھ اس سے چھین لوں گا طرسم کے آنسوؤں میں مزید تیزی آئی وہ اپنے دیو سے دوری برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن اپنے دیو کو ہر لمحہ تڑپتے دیکھنا اس کی جان نکالنے کے مترادف تھا۔ ہاتھ کانپنے لگے عبائے کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑلیا۔۔ "

میرے دیو کو درد ہوگا طرسم نے اپنے انسو صاف کر کے التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ "

معصوم سی گڑیا! میں بھی اسی دکھ سے گزرا ہوں۔ اور اس کی وجہ تمہارا دیو ہے اگر میں نے اس کی جان بخشی ہے صرف تمہاری وجہ سے کیونکہ تم میں مجھے اپنی بہن نظر آتی ہے یاور کے ذہن میں ماضی کی یادیں حاوی ہو رہی تھی۔۔ "

اس سم کو حویلی میں جا کر موبائل میں ڈال لینا میں تم سے رابطہ کروں گا یاور اپنا جملہ مکمل کر کے وہاں سے چلا گیا۔ وہ سردار کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن طرسم کے انسو دیکھ کر اس میں ہمت نہ رہی اس سے اس کے شوہر کو دور کرنے کی۔ اس کی انکھوں میں اسے وہی ڈر اور درد محسوس ہوا جو اس نے اپنی بہن کی انکھوں میں محسوس کیا تھا۔۔ "

طرسم ٹیبل پر ہیڈ ڈاؤن کرتے بے اواز رونے لگی دل میں پختہ ارادہ کر لیا جب یاور اس سے رابطہ کرے گا تو وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرے گی۔ اگر سردار کے خاندان کو کچھ ہو گیا تو اس کے خاندان والے جیتے جی

مرجائیں گے اس کے چاچو سونیا خانزادی سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ راہا اس کے بھائی کی بیوی ہے اس کے بابا اس کے شوہر کو خود سے بڑھ کر چاہتے ہیں۔ حویلی کے تمام افراد کی ایک دوسرے میں جان بستی ہے۔۔"

کچھ نہیں ہوگا خود کو سمجھاتے ہوئے آنسو صاف کر کے روم سے باہر آگئی اب اسے سیکنڈ لاسٹ لیکچر کا انتظار تھا جب اس کے دیو نے اسے سکول سے لینے آنا تھا۔۔"

دالہام خانزادہ حویلی داخل ہوا اپنے کمرے میں جا کر کپڑے تبدیل کر کے اپنی مورے کے کمرے میں چلا گیا کیونکہ اسے ان سے ضروری بات کرنی تھی اس کے بعد اس نے میٹنگ کے لیے فائلز ریڈی کرنی تھی۔۔"

وریام سونیا کے کمرے کی طرف رخ کرنے لگا وہ ریحانہ خانم کے
کمرے کے باہر کھڑا تھا اس کے کانوں سے دالہام خانزادہ کی آواز ٹکرائی
"مورے جو فیملی سونیا کے رشتے کے لیے آئی تھی انہیں ہاں کر دے"،
وریام نے ہاتھ دیوار پر رکھتے سہارا لیتے خود کو گرنے سے بچایا۔ وہ تو اس
امید میں تھا اس دن کی باتوں کے بعد اس رشتے کے لیے ہاں نہیں ہوگی۔
ہر چیز امید کے بر عکس ہو رہی تھی، محبت کھونے کی تکلیف برداشت
کرنا کسی حد تک انسان کو راس آجاتی ہے لیکن اپنی محبت کو کسی اور کا
محرم بنتا دیکھنا روح کو زخمی کرتا ہے تکلیف ایسی ہوتی ہے جیسے باریک
کپڑے کو کانٹوں کے اوپر نرمی سے بچا کر جھٹکے سے کھینچ لیا
جائے۔۔۔"

دالہام!۔۔۔۔۔۔ مورے میں مزید اس معاملے میں کوئی الفاظ نہیں سننا
چاہتا، لڑکا اچھا ہے سونیا کی رضامندی بھی شامل ہے۔ باپ کے بعد

ایک بھائی کا فرض بنتا ہے وہ اپنی بہن کو اس کے ہمسفر کے حوالے کردے۔ انھیں ہاں کرے اور کہے کہ ایک ہفتے کے اندر ہی نکاح کرنا ہے سردار الہام خانزادہ کا لہجہ اٹل تھا ریحانہ کو خاموشی اختیار کرنی پڑی۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے وہاں رکا نہیں دروازہ کھول کر جیسے ہی وہ باہر آیا وریام سائیڈ پر ہو گیا، سردار اپنی رعب دار شخصیت لیے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا ٹانگ پر گولی لگنے کی باوجود بھی اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح نہیں ہو رہی تھی وہ اپنے درد ہر قابو پانا جانتا تھا۔۔ اپنی بات مکمل کر کے سردار وہاں سے چلا گیا لیکن وریام خانزادہ کو جلتے انگاروں پر کھڑا کر گیا تھا۔۔ "

محبت سے جدائی سہنے والے کسی کو اس کی محبت سے دور نہیں کرتے، لالا آپ کیوں مجھے میری محبت سے دور کر رہے ہیں وریام خانزادہ الٹے قدم لیتے اپنے کمرے کی طرف چل پڑا، آنکھیں ایک جگہ پتھرا گئی تھی۔

کمرے کے قریب پہنچا غائب دماغی سے دروازہ کھول کر صوفے تک گیا ، بیٹھنے لگا پاؤں لڑکھڑایا صوفے کا سہارا لیتے زمین پر بیٹھ گیا۔ اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

"جب انسان کو کسی چیز کو کھونے کا ڈر ہو درد برداشت سے باہر ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ صاف دیکھائی دیتے ہے، بلکل سفید کاغذ کی طرح "

کبھی نہیں ہوگا، وریام خانزادہ اپنی محبت کو کسی اور کا نہیں ہونے دوگا، سونیا خانزادی تم محض وریام خانزادہ کی ہو، تم کل بھی اس کی تھی آج بھی اس کی ہو اور ہمیشہ اس کی کی رہوگی۔ صوفے پر رکھے سارے کشن اٹھا کر زمین پر پھینک دئے دل چاہ رہا تھا ہر چیز تہس نہس کر دے، اپنے دل کی طرح ہر شہ کو ٹکروں میں تقسیم کرے۔ اپنے بکھرے بال درست کرتے کمرے سے باہر گیا۔ اتفاقاً نظر کچن کی طرف گئی سونیا اپنے لیے

چائے بنا رہی تھی چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔ "کیا یہ چمک رشتہ کی ہامی کی خوشی میں تھی" دل میں بے ساختہ خیال آیا۔ جسے وہ چار بار جھٹک رہا تھا وریام خانزادہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا اس کے دل و دماغ پر سردار کے الفاظ حاوی تھے۔۔ کچن کی طرف قدم بڑھائے، سونیا اپنے آپ میں مگن تھی چائے کے ساتھ کھانے کے لیے وہ کاؤنٹر سے بسکٹ نکال رہی تھی، پیچھے کو مڑی سامنے وریام خانزادہ کو دیکھ کر بے اختیار اس کا ہاتھ دل کے مقام پر گیا۔ ہاتھ میں پکڑے بسکٹ زمین پر گر گئے۔ یہ رد عمل وریام کو اچانک دیکھنے پر نہیں بلکے اس کی سرخ آنکھیں اور بکھرا حلیہ دیکھ کر تھا۔ وہ شخص جو ہمیشہ بن سنور کر رہتا تھا آج اس کی آنکھیں سرخ، بال بکھرے ہوئے، شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھولے ہوئے، بازو کے بٹن کھولے۔ "اسے کیا ہوا ہے؟" وہ بس سوچ ہی سکی پوچھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ "

پاگل انسان ڈرا دیا تم نے مجھے زمین سے بسکٹ اٹھا کر چائے کی طرف متوجہ ہو گئی، وریام خانزادہ جہاں کھڑا تھا وہی رہا۔ پاؤں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ناکام، وہ چند لفظ سن کر ٹوٹ گیا تھا۔ جب اسے غلط فہمی ہوئی تھی کہ سونیا کا نکاح شہریار سے ہو گیا ہے وہ پل پل تڑپا تھا لاکھ اسے بھلانے کی کوشش کی لیکن بھول نہ پایا۔ چھ سال بعد علم ہوا اس کا کسی سے بھی نکاح نہیں ہوا۔ چھ سال بعد اس سے ملاقات کی اس کی محبت کا رشتہ آیا ہوا تھا اور آج اس کا بھائی انہیں ہاں کرنے والا تھا وریام خانزادہ کی زندگی ختم کرنے والا تھا۔۔"

ڈر تو تم نے میرے دل میں پیدا کر دیا، تمہیں ہنستا کھیلتا میرا چہرا پسند نہیں تھا سونیا مڑ کر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی اس نے کیا کیا تھا جس سے اس کی مسکراہٹ غائب ہو جائے۔۔ "

وریام خانزادہ مجھ سے پہیلیاں نہ بجھواؤ۔ اور خبردار تم نے مجھے کسی ایسے کام کا قصوروار ٹھہرایا جو میں نے کیا نہ ہو سونیا نے اسے شہادت کی انگلی دکھا کر وارن کیا۔ وریام کے لبوں پر کھوکھلی یک طرفہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔ "

تکلیف دے کر صنم کہتا ہے مجھ سے
ہم تمہیں تکلیف میں دیکھ نہیں سکتے
)انوانصاری(

تم بیرونی نہیں اندرونی زخم دیتی ہو چائے کپ میں ڈالتے ہوئے ہاتھ رک گئے۔ سونیا کو اس کی باتیں عجیب لگ رہی تھی۔۔۔ "

جس کی قسمت میں جو دکھ لکھا ہوا سے مل کر رہتا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔
اپنا دھیان اس کی بات سے ہٹایا اور کہ کر چائے کپ میں ڈالی پلیٹ میں
بسکٹ رکھے۔۔ "

شادی مت کرو! سونیا کچن کے دروازے کے پاس پہنچ گئی تھی وریام
کے الفاظ سن کر ایک لمحے کے لیے رکی اور پھر خود پر خول چڑھا کر اپنے
کمرے کی طرف چل دی۔ وریام کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا
کیا۔۔ ٹوٹا ہوا دل لیے کچن سے باہر نکلا، بے دھیانی میں چلتے وہ علینا سے
ٹکرایا محض ایک لمحے کے لیے اسے دیکھ کر کمرے میں چلا گیا۔

وریام! علینا نے اسے آواز لگائی اسے واپس مڑتے نہ دیکھ اس کے پیچھے
گئی۔ پہلے پہل جب وہ اسے آواز دیتی تھی علینا کو اسی وقت "جی بھابھی"
کہ آواز آتی۔۔ اسے کیا ہوا معلوم کرنے کے لیے اس کے پیچھے گئی اندر

داخل ہوئی تووہ بیڈ پر بیٹھا تھا، علینا اسکے پاس جا کر بیٹھ گئی اس نے پھر بھی ایک لفظ نہ بولا۔۔ "

کچھ ہوا ہے؟ وریام نے نفی میں۔ سر ہلا دیا، اس کی حالت علینا کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔ "

مجھ سے بھی چھپاؤ گے وریام علینا نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا جبکہ اس کے لہجے میں فکر اور پریشانی واضح تھی۔۔ "

لالا اس کہ شادی کے لیے ہاں کرنے لگے ہے وریام کے الفاظ ہر چیز سمجھنے کے لیے کافی تھے۔۔ "

وریام! تم لالا سے بات کرو۔۔

کیسے کرو بات بھابھی۔ جس کو محرم بنانا ہے جب وہ ہی راضی نہیں میں کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔ زبردستی کرنے سے وہ میرے لیے حاصل ہو کر بھی لاحاصل رہے گی۔ علینا خاموش ہو گئی، وریام کی بات

درست تھی زبردستی سے ہمیں ہماری محبت صرف ظاہر طور پر حاصل ہوتی ہے۔ زبردستی اپنا بنانے، ہر خلش کے بعد جب سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے تب عورت کے دل میں ہمیشہ یہ خلش رہتی ہے کہ کاش اسے اس کے محرم نے کبھی زبردستی اپنا نہ بنایا ہوتا۔ وریام اپنی بھابھی کو گہری سوچ میں دیکھ کر یک طرفہ مسکرا کر ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کر گیا۔۔ "

تم لالا سے بات کرو علینا کو صرف ایک یہی راستہ نظر آیا۔ وریام نے آنکھیں سختی سے بند کی جلن محسوس ہوتے ہی ہڑبڑاتے آنکھیں کھول لی۔ آنکھوں میں نمی تھی۔۔ "

وہ انسان اپنی بہن کو مجھے سونپے گا جو مجھ سے بچانے کے لیے ایک ہفتے کے اندر اس کا نکاح کروا رہا ہے۔

وریام!۔۔۔۔۔ بھابھی مجھے اکیلا چھوڑ دے میرا اس وقت دماغ کام نہیں کر رہا۔ دماغ مفلوج ہو رہا ہے، دماغ کو سکون ملنے کے بعد ہی کچھ سوچ پاؤں گا وریام بیڈ پر درمیان میں نیم دراز ہو گیا علینا اس کے کمرے سے باہر چلی گئی اب اس کا رخ سردار کے کمرے کی طرف تھا۔۔ "

لالا! علینا کمرے میں داخل ہوئی دالہام خانزادہ فائلز کا جائزہ لے رہا تھا اس نے ایک ضروری میٹنگ پر جانا تھا، علینا نے دھیمی آواز میں پکارا، اسے لگا کہ سردار نے اس کی آواز نہیں سنی لیکن اس کا وہم تھا، وہ تو کمرے میں رینگتی ہوئی چونٹی کی آواز بھی سن لیتا تھا۔۔ "

جی! یک لفظی جواب دے کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا جیسے وہ جانتا تھا علینا اس سے کس بارے میں بات کرنے آئی ہے، جس کا جواب تھا لیکن حلق سے الفاظ ادا ہونا ناممکن تھا۔ مکمل طور پر خود کو فائلز پر متوجہ کرنا چاہا لیکن دھیان علینا کے کچھ لمحے بعد پوچھے جانے والے سوال پر تھا۔۔

لالا! آپ سونیا کے رشتے کے لیے ہاں کر رہے ہے؟ جھجکتے ہوئے سوال کیا۔ اس سے پہلے دل سے ہی دالہام خانزادہ سے بات کرتے ہوئے ڈر لگتا تھا کہیں وہ غصے میں اپنی حد تجاوز نہ کر جائے۔ انسان اکثر غلط فہمی پال لیتا ہے، اس وقت بھی ہر مرتبہ کی طرح غلط فہمی کے زیر اثر تھی کہ سردار اس سے بلند آواز میں بات کرے گا۔۔ "

ہاں! پھر سے یک لفظی جواب آیا علینا کو محسوس ہوا وہ جیسے اس کے سوالات کا جواب نہیں دینا چاہتا، محض مجبوری کے تحت اسے دینا پر رہا ہے۔۔۔ دالہام خانزادہ کی نظریں فائلز پر تھی ذہن سوال پر اٹکا تھا جو ابھی تک علینا نے اس سے نہیں کیا تھا۔۔ "

منع کر دے! علینا نہیں چاہتی تھی سونیا کا رشتہ ہوو ریام خانزادہ اس کے لیے پرفیکٹ تھا، یہ بات دالہام خانزادہ کو کون سمجھاتا۔۔۔ کیوں؟ وہ بار باریک لفظی جواب دے رہا تھا۔ علینا کے پاس وجہ تھی بیان کرنے کے

لیے الفاظ کی کمی ہونے لگی۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مروڑتے ہوتے ایک نظر دالہام کو دیکھا جس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے علاوہ وہاں کوئی موجود نہ ہو۔۔ "

"وجہ آپ جانتے ہے۔۔ "

مجھے نہیں علم منع کرنے کے لیے تین لفظ استعمال کیے گئے، سامنے والے کے دل کے سو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لیے کافی تھے وہ اک امید لے کر سردار کے پاس آئی تھی۔ وہ امید چند الفاظ سن کر ٹوٹنے لگی، علیناپختہ ارادہ کر کے اس کے کمرے میں آئی تھی۔ دالہام خانزادہ اسے یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں سے باہر جاؤ۔۔۔ "

ایک بات پوچھو آپ سے؟ اس نے اجازت چاہی دالہام نے سر ہلا دیا۔ جیسے وہ اس کے سوال کا منتظر تھا۔۔ لالا! طرسم آپ سے چھ سال

دور رہی ہے کیسا محسوس ہوتا تھا دالہام خانزادہ نے فائلز پر اپنی گرفت سخت کر دی۔۔۔ "

آپ کی آنکھوں کے نیچے ہلکے، سگریٹ پینے کی وجہ سے ہونٹوں کا گہرے بھورے رنگ میں تبدیل ہونا سب کچھ واضح کر رہا ہے علینا نے پہلی مرتبہ ہمت کی تھی سردار سے اپنی دل و دماغ میں آئی بات کہنے کی۔۔

تو؟ سردار ہنوز سنگ دل بنا بیٹھا تھا۔ علینا نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

اپ کی انکھوں کے نیچے ہلکے اس لیے ہیں کیونکہ اپ کو اپ کی محبت سے دوری برداشت نہیں ہوئی تھی۔ جیسے اپ کی حالت ہوئی ہے اپ چاہتے ہیں کہ وریام بھی اسی حال میں پہنچ جائے؟ علینا نے انکھوں میں نمی لیے اسے سوال کیا۔ سردار نے فائل بند کر کے ٹیبل پر ہاتھ رکھتے نظریں اس پر مرکوز کی۔۔ "

اگر تمہیں علم ہو تو تمہاری بیٹی میری بیوی تھی میری محبت مجھ پر حلال تھی سردار کا مختصر سا جواب ایک لمبی وضاحت اس کے سامنے پیش کر گیا الینا ایک مرتبہ پھر گہری سوچ میں گم ہو گئی وہ کیسے اسے سمجھاتی۔۔۔۔ اپ کے الفاظ بالکل درست ہے اپ کی بہن میرے دیور پر حلال نہیں ہے لیکن اگر اپ نے اپنی بہن کا رشتہ کہیں اور کروایا خدانخواستہ، سراسر نقصان اپ کی بہن کے حصے میں آئے گا دالہام نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا لی الینا کے الفاظ غلط نہیں تھے لیکن سردار کو اس وقت اس کے الفاظ خنجر کی مانند دل میں پیوست ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ " شادی کے بعد اگر اپ کی بہن کے شوہر کو معلوم ہوا کہ ایک مرد اس کی بیوی کا عاشق ہے اور ابھی تک اس سے محبت کرتا ہے چاہے اپ کی بہن اس سب میں ملوث نہیں تھی۔ کیا وہ اپ کی بہن کو عزت دے پائے گا؟ وریام کے دل میں زندگی بھر کے لیے درد بھر جائے گا لیکن

اپ کی بہن کی زندگی اجڑ جائے گی خسارہ میرے دیور کے حصے میں نہیں
اپ کی بہن کے حصے میں آئے گا کیونکہ مرد کو کوئی قصوروار نہیں ٹھہراتا
قصوروار ہمیشہ عورت ٹھہرائی جاتی ہے ۔ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند
کرتے ہوں لڑکا پیچھے ہٹ جائے تب بھی گنہگار لڑکی تصور کی جاتی ہے ہر
چیز میں گنہگار لڑکی کو نکالا جاتا ہے ہمارا معاشرہ مرد کو گناہ گار نہیں کہتا وہ
چاہے زنا کرے لڑکیوں کو تنگ کرے ایک وقت میں دس دس لڑکیوں
سے بات کریں وہ پھر بھی پاک صاف ہے اوایک عورت محض ایک لمحے
کے لیے کسی سے پیار بھرے لہجے میں بات کرلے تو وہ بدکردار ثابت
ہوتی ہے معاشرے میں ۔ سردار یہ لبوں پر قفل لگ گیا الینا بولنے پر ائی
تو بولتی ہی چلی گئی اس کے لہجے میں کوئی ڈر خوف نہیں تھا وہ سچی بات کہہ
رہی تھی اور اس کی باتیں کچھ لمحے کے لیے سردار کو لاجواب کر گئی یہ
ہمارے معاشرے کی تلخ حقیقت ہے مرد کو گنہگار تصور نہیں کیا جاتا لیکن

عورت سے ایک چھوٹا سا گناہ بے ہو جائے تو معاشرہ اس چھوٹے سے گناہ کو بھی پہاڑ کے مانند کہتا ہے۔۔ "

سیدھی طرح کہہ دو کہ تم چاہتی ہو میں اپنی بہن کا نکاح تمہارے دیور سے کرواؤ۔۔۔۔۔۔ لالا! میرے شوہر کی وجہ سے باقی سب کو سزا مت دے میرے بیٹے نے غلط کیا ہے میں جانتی ہوں اس نے صرف اس لیے راہا سے نکاح کیا کیونکہ آپ نے اس کی بہن سے نکاح کیا اور اس کا کیا مقصد ہے میں نہیں جانتی۔ باقی سب کا اس میں کوئی قصور نہیں، ہر ایک نے بغیر غلطی کے سزا بھگتی ہے اب مزید کسی اور کو سزا مت دے علینہ اس کی بات مکمل ہوتے ہی بولی سردار نے اپنی پیشانی مسلی اس کے سر کا درد شدت اختیار کر گیا پیشانی مسل کر جیسے اپنے درد کو کم کرنے کی کوشش کی۔۔ "

میرے پاس تمہارے ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے سردار کمرے سے جانے لگا علینا کی آواز پر اس کے قدر رکے۔۔۔ لالا! اپنے رشتوں کو خود سے دور مت کریں۔ ہر بھائی یہ چاہتا ہے کہ اس کی بہن ایک اچھے گھر جائے باقی آپ خود سمجھدار ہیں الینا اپنی بات مکمل کر کے سردار سے پہلے اس کے کمرے سے نکل گئی۔ دالہام نے سائیڈ پر چیئر زا ٹھا کر زمین پر پھینکی ہر چیز تہس نہس ہو رہی تھی ایک بہن کو دھوکے سے اس کے سالے نے اپنے نکاح میں لے لیا اور اب بیوی کا چچا اس کی دوسری بہن کے پیچھے تھا۔۔ "

اپنے ذہن میں آئے تمام خیالات کو جھٹکتے چئیر سے اپنی فائل اٹھا کر بڑی حویلی سے چلا گیا پہلے ہی اسے میٹنگ کے لیے دیر ہو چکی تھی۔۔"

یعقوب کو اس نے طرسم اور شیر طیان کو سکول سے لینے کے لیے بھیج دیا۔ طرسم نے جب یعقوب کو ڈرائیونگ سیٹ پر دیکھا غصے سے پاؤں

پٹکتی ہوئی بیک سیٹ پر بیٹھ گئی رو رو کر اس کی آنکھیں درد ہو رہی تھی۔۔ شیر طیان مٹکتے ہوئے چل کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔ حویلی پہنچ کر وہ جب اپنے کمرے میں گئی اس کا دیو کمرے میں موجود نہیں تھا ذہن پر زور ڈالا تو یاد آیا اس نے ضروری میٹنگ پر جانا تھا۔۔ اس کا انتظار کرتے ہوئے شام ہو گئی۔۔ ہادی کا کمرہ تیار ہو گیا تھا اپنے کمرے میں بیٹھے وہ بور ہونے لگا ذہن میں خیال آیا "ہادی خانزادہ تمہاری تو بیوی بھی ہے "

مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھا راہا کے کمرے کے باہر پہنچ کر ناک کیا دروازہ اس کی بیوی نے ہی کھولا اسے پیچھے کرتے کمرے میں دیکھا سونیا اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔۔ "

پروفیسر انکل کیا ہوا؟ اس کے انکل بلانے پر ہادی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے سر تا پاؤں تک گھورتے ہوئے دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔ راہا نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔ ہادی پر سکون انداز میں بیڈ پر پھیل

کے بیٹھا اسے راہا کے دل میں جگہ بنانی تھی۔ کیونکہ اگر وہ راہا کے دل میں جگہ بناتا تو وہ اس کے بے حد قریب ہو جاتی اور یہ چیز سردار کو تکلیف دینی تھی کہ اس کی بہن اس سے زیادہ اپنے شوہر پر توجہ دے رہی ہے۔ اسے اچھے سے علم تھا سردار کے جنونی پن کا۔۔ "

مجھے انکل مت بلایا کرو میرا نام ہے ہادی خانزادہ ہادی نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا راہا کندھے اچکا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سٹول پر بیٹھ گئی وہ کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی جو حادثہ اس کے ساتھ ہوا تھا وہ کچھ حد تک اسے بھلا چکی تھی۔۔ "

آپی نے کیا کہا تھا ہاں یاد آیا "ٹھرکی" ہو آپ ہادی نے اپنے دانت کچکچائے اسے اب اپنی ہونے والی چچی پر غصہ آنے لگا وہ اس کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکا رہی تھی۔۔ "

افف میری ننھی سی بیوی میں تمہیں ٹھڑکی لگتا ہوں معصوم سا چہرہ بنا کر اسے پوچھا راہا نے اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔ "

میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں ہادی نے اپنی پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر اسے پکڑائی راہا خوشی سے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کے چاکلیٹ کھانے لگی بے صبری سے چاکلیٹ کھانے کی وجہ سے اس کے ہونٹ کے کناروں پر چاکلیٹ لگ گئی۔ ہادی محویت سے اس کے گلابی ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ "

تھوڑی سی آپ بھی کھا لو راہا نے چاکلیٹ اس کی طرف کی وہ کبھی ہادی کو تم کہہ کر پکارتی تو کبھی آپ کہہ کر۔ ہادی کو اُس کی یہ حرکت بہت پیاری لگتی تھی۔ اس نے چھوٹی سی بائٹ کی ہادی کے ہونٹ کے کنارے پر چاکلیٹ لگ گئی۔۔ "

آپ چھوٹے بچے ہو جو اپنا منہ گندا کر رہے ہین راہا پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔ چاکلیٹ کیونکہ تھوڑی سی میلٹ تھی ہادی نے تھوڑی سی چاکلیٹ پکڑ کے اس کے رخسار پر لگا دی۔ راہا نے بھی اس کے رخسار پر چاکلیٹ لگائی۔ دونوں ایک دوسرے کے چہرے دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔ "

سردار تھکا ہارا حویلی آیا بے ساختہ اس کا دل کیا اپنی بہن سے جا کر ملے کا سونیا کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے ہیں دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاکڈ تھا۔۔۔

راہا گڑیا! سردار نے اسے پیار بھرے لہجے میں پکارا۔ ہادی نے اپنے سالے کی آواز سن کر پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔ "

اپنے لالا سے کہو تم واش روم میں ہو۔ ہادی نے اس کے قریب ہوتے سرگوشی نما آواز میں کہا۔ راہا نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

لالا کہتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے اپنی بات مکمل کر کے وہ دروازے کی جانب بڑھی اسے قبل وہ دروازہ کھولتی ہادی نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔"

ایسی کی تیسی تمہاری لالا کی جو میں نے کہا ہے وہ بولو ہادی نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اپنے قریب کرتے اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی۔۔ "

اچھا کرتی ہوں اس نے آہستگی سے کہا ہادی نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جیسے ہی اس نے ہاتھ چھوڑا راہا نے فورا لاک کھول کر دروازہ کھول دیا۔ ہادی اس کی چالاکی پر ہکا بکا رہ گیا وہ واقعی میں ہی لالا کی چمچی تھی۔ سردار کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی اسے اپنی بہن کے کمرے میں دیکھ کر اور خاص کر ان دونوں کا حلیہ دیکھ کر دونوں کے ہونٹوں کے کنارے اور رخسار پر چاکلیٹ لگی ہوئی تھی۔۔"

یہ کیا حرکت ہے ؟ سردار نے کھا جانے والی نظروں سے اسے نوازا ہادی اپنی بتیسی نکال کر کمرے کے اندر گیا اور بیڈ پر پھیل کے بیٹھ گیا۔ پاؤں پٹختا ہوا سردار اندر داخل ہوا اور اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ سے اٹھاتے دیوار کی طرف دھکا دیا۔۔ راہا بلائی لب دانتوں دباتے کمرے کے اندر گئی۔۔ "

سالے صاحب اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں اپنی بیوی کے کمرے میں آیا ہوں۔ ہادی سرد ڈھیٹ بنے چیئر پر بیٹھ گیا۔۔ راہا ٹکر ٹکر اپنے لالا اور شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔ "

ایسی کی تیسی تمہاری۔۔۔ دفع ہو جاؤ مجھے یہ چیز نہیں برداشت تم میری بہن کے کمرے میں آؤ دالہام کا ضبط جواب دے رہا تھا اس شخص کو اپنی بہن کے کمرے میں اور عجیب حالت میں دیکھ کر۔۔۔ "

تو پھر آپ نے میرہ بہن کو اپنے کمرے میں کیوں رکھا ہے۔ سردار ہادی کو جو بات کرتا تھا وہ اسی کی بات کو الٹ کر دیتا۔۔ "

میری من پسند بیوی ہے! محرم ہو میں اس کا سردار نے دانت کچکچائے۔۔ "

میری بیوی بھی میری من پسند ہے۔ کسی نے زبردستی پسند نہیں تھی کروائی۔ راہا کی طرف محبت پاش نظروں سے دیکھنا شروع ہو گیا سردار نے اسے گریبان سے پکڑتے اس کے چہرے پر مکا مارا۔ راہا کی آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہوئے اپنے لالا کو غصے میں دیکھ کر ذہن کے پردوں کے سامنے وہ آدمی لہرانے لگے جنہوں نے اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی۔ لالا! آنسو بہاتے ہوئے اپنے لالا کو پکارا۔ سردار نے جیسے ہی اپنی بہن کو دیکھا ہادی کو چھوڑ کر اس کے پاس

گیا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔ ہادی بھی پریشانی سے ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ "

راہا لالا کی جان تم ٹھیک ہو؟ سردار نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اس کے رخسار سہلاتے پوچھا۔۔ جانِ ہادی سردار کے ہاتھ پیچھے کر کے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر فکرمندی سے پوچھا راہا کی سانس اکھڑ رہی تھی اس کے ساتھ اکثر اس طرح ہوتا تھا جب اسے ماضی کی یاد آتی تو اس کی سانسیں اکھڑنا شروع ہو جاتی تھی۔ سردار کو 440 واٹ کا جھٹکا لگا اس کے جانِ ہادی کہنے پر۔ اور اب یہ جھٹکا وہ ہادی خانزادہ کو دینے والا تھا۔۔ "

دیو! طرسم کمرے سے باہر آئی تھی یہ دیکھنے کے اس کا دیو حویلی آیا ہے یا پھر نہیں۔ وہ سونیا کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی جب اسے اندر سے آوازیں سنائی دی۔ اپنے دیو کو دیکھ کر تیز قدم بڑھاتے اس کے

سینے سے لگ گئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کانوں میں یاور مرزا کی باتیں گھوم رہی تھی۔۔ ہادی کو حد سے زیادہ غصہ آیا اپنی بہن کو سردار کے قریب دیکھ کر۔ اسے 440 واٹ کا جھٹکا لگ چکا تھا۔ لیکن جب اس نے اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو خونخوار نظریں سردار پر ٹکائی اسے اپنی بہن کے آنسو کی وجہ وہ معلوم ہو رہا تھا سردار کا بھی کچھ یہی حال تھا اپنی بہن کو روتے ہوئے دیکھ اسے ہادی اس کے آنسو کی وجہ معلوم ہونے لگا۔ ہادی نے رہا کے آنسو صاف کیے اور سردار نے طرسم کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔ دالہام نے اپنی بیوی کے آنسو صاف کر کے اپنی بہن کو اپنی جانب کھینچ کر دونوں کو اپنے ساتھ لگایا ہادی تلملا کر رہ گیا اس کی حرکت پر۔۔ "

دیو!

لالا! دونوں نے اسے پکارا۔ دونوں کی حالت خراب ہو رہی تھی راہا کی سانسوں میں اتھل پتھل تھی اور طرسم کی آنکھوں میں حد سے زیادہ سوجن ہو چکی تھی بے حد رونے کی وجہ سے۔۔ "

سب ٹھیک ہے! ان دونوں کی پیشانی پر بوسہ دے کر ان دونوں کو پر سکون کرنا چاہا وہ اکثر اپنی بہن اور بیوی کو اسی طرح مناتا تھا ہادی نے آنکھیں سختی سے بند کر لی وہ یہ بھی لحاظ نہیں کر رہا تھا کہ اس کی بیوی کا بھائی اس کے پاس کھڑا ہے۔۔۔ تقریباً پانچ منٹ وہ سردار کے گلے لگی رہیں کچھ حد تک وہ پر سکون ہو چکی تھی ہادی نے بھی ان دونوں کو پیچھے نہ کیا کیونکہ وہ اپنی بہن اور بیوی دونوں کے لیے فکر مند تھا۔۔ "

کبھی شرم آئی ہے سالے صاحب شرم لفظ سنا ہے کبھی ہادی نے اپنی بہن کی طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ وہ اس کی بہن کو اس کے سامنے ہی اپنے ساتھ لگائے کھڑا تھا۔۔ "

میری ڈکشنری میں ایسے لفظ نہیں ہوتے ۔ سردار نے کندھے اچکائے اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی ۔ ۔ "

آج کے بعد میری بہن کے کمرے میں مت آنا ۔ ۔

طرسم تم آج سے مورے پاس سویا کروں گی خبردار اگر تم میرے سالے کے کمرے میں گئی ہادی نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے ساتھ کھڑے کر لیا طرسم نے اپنی سوجن زدہ آنکھوں سے اپنے بھائی اور لالا کو دیکھا وہ دیو سے دور نہیں رہنا چاہتی تھی ۔ ۔ "

میری بیوی میرے کمرے میں رہے گی سردار آگے بڑھنے لگا راہا نے ڈر کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا ۔ ۔ ۔ "

تو پھر میں بھی اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں لے جاؤں گا ۔ ۔ ہادی بھی ضدی انداز میں بولا اگر سردار اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں رکھ رہا تھا تو وہ بھی اپنی بیوی کو اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے جانا چاہتا تھا ۔ ۔ "

اپنی حد مت بھولو ہادی خانزادہ! سر دار بلند آواز میں بولا اپنی بہن کو وہ کبھی اس شخص کے حوالے نہیں کر سکتا تھا جب تک وہ اس کے معاملے میں مکمل طور پر پر یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اس کی بہن کو اپنے کسی مقصد کے لیے استعمال نہیں کر رہا۔۔ سفیان خان اور صارم جو اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے سر دار کی بلند آواز سن کر ان دونوں نے اپنا رخ سونیا کے کمرے کی جانب کیا۔۔ "

میں اپنی حدود میں ہی ہوں۔ راہا میری بیوی ہے اور بیوی شوہر کے پاس رہتی ہے ہادی کسی طرح بھی راہا کو اپنے کمرے میں لے جانا چاہتا تھا لیکن سر دار اس بات پر ہر گز راضی ہونے والا نہیں تھا۔۔ "

لے جا کر دکھاؤ مجھے طرسم کی آنکھیں نم ہوئی اپنے شوہر اور لالا کو لڑتے تھے ہادی آگے بڑھ کر رہا کا ہاتھ تھامنے لگا سر دار نے اس کے دل کے

مقام پر مقاماڑا۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا صارم نے اپنے بیٹے کو تھاما۔۔۔ "

دالہام!۔۔۔۔۔ آپ اس معاملے مت پڑیں سفیان خانزادہ اپنی بہن کا ولی میں ہوں اور میں اچھے سے جانتا ہوں اس کے لیے کیا صحیح اور کیا غلط ہے سفیان خانزادہ بولنے لگے جب دالہام خانزادہ نے ان کی بات کاٹتے اپنی بات مکمل کی۔۔ "

صارم خان اپنے بیٹے کو لگام ڈالو، اسے اس کی حدود یاد کراؤ دالہام خانزادہ نے اپنا رخ اپنے سسر کی طرف کیا جو اپنے بیٹے کو سہارا دیے کھڑا تھا۔۔ "

چاچو سالے صاحب لگام گھوڑے کو ڈالی جاتی ہے میں انسان ہوں اپنے دل کے مقام کو سہلاتے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔ صارم اور

سفیان اس کے دانت نکالنے پر ہکا بکا رہ گئے مار کھا کر بھی اسے سکون نہیں ملا تھا۔۔ "

سالے !غلط فہمی کا علاج ہے لیکن خوش فہمی کا نہیں ہادی کا منہ کھلا رہ گیا اس کا سالا اسے جانور (گھوڑا) سے بھی گیا گزرا سمجھتا تھا طرسم اتنی ٹینشن کے بعد بھی ان دونوں کا جھگڑا دیکھ کر مسکرائی۔ راہا اپنے شوہر کو گھوڑا بلائے جانے پر ہنس پڑی۔۔ "

بالکل صحیح کہا غلط فہمی کا علاج ہوتا ہے لیکن خوش فہمی کا نہیں جیسے اب میرے سالے کو غلط فہمی ہے کہ میں اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں نہیں لے جا پاؤں گا صارم کا دل چاہ رہا تھا اپنے بیٹے کے منہ پر کھینچ کر ایک تھپڑ لگائیں جسے نہ جانے کون سی آگ لگی ہوئی تھی وہ جانتا بھی تھا کہ راہا کی حالت ٹھیک نہیں ہے پھر بھی ایک بات پر ضد کر رہا تھا کہ میں اسے اپنے کمرے میں لے کر جاؤں گا۔۔ "

میری بہن 16 سال کی ہے لیکن وہ اپنے شوہر کے کمرے میں رہ رہی ہے وہ ابھی تک ٹین ایج میں ہے ایڈلٹس میں شامل نہیں ہوئی جو آپ اسے اس کے شوہر کے کمرے میں رہنے دے رہے ہیں ہادی کی بات سن کر طرسم نے نفی میں سر ہلایا وہ اپنے دیو کے کمرے میں رہنا چاہتی تھی یاور کی باتیں سن کر اسے ڈر لگنے لگا تھا وہ اپنے دیو سے دور ہونا نہیں چاہتی تھی۔ ہادی ایک بھائی کے طور پر ٹھیک تھا کہ اس کی بہن چھوٹی ہے لیکن اپنی بات میں وہ 70 فیصد غلط تھا۔۔ "

تمہیں اس بات سے کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔۔

تو پھر سالے صاحب آپ کو بھی اس بات سے تکلیف نہیں ہونی چاہیے کہ میری بیوی میرے ساتھ میرے کمرے میں رہ رہی ہے ہادی نے ایک سانس میں اپنا جملہ مکمل کیا۔ سفیان خان نے دالہام کو بازو سے پکڑ لیا جو ہادی کو مارنے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔۔ "

مجھے روکنے کی بجائے آپ اپنے بیٹے کو اور اپنے پوتے کو قابو کرے۔
آپ دونوں کا اپنی اولاد پر کوئی کنٹرول نہیں ہے ایک کا بیٹا عاشقی
معشوقی کرتا پھر رہا ہے اور دوسرے کے بیٹے نے اپنے کسی بے فضول
مقصد کے تحت میری بہن کو اپنے جال میں پھنسا کر نکاح کیا ہے سفیان
خان سے کہہ کر وہ صارم کی طرف متوجہ ہوا۔ دونوں کو شرمندگی نے ان
گھیرا۔۔ "

سبحان اللہ ہے آپ دونوں کے بیٹوں کی غیرت پر۔ ایک نے اس لڑکی
کو پسند کیا جو اسے لالا کہہ کر پکارتی تھی اور دوسرے نے اپنی پھپھو سے
ہی نکاح کر لیا۔ سفیان خان نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنے بیٹے کے
بارے میں سوچا۔ صارم نے خونخوار نظروں سے ہادی کو دیکھا وہ اپنی
بتیسی نکال کر اپنے باپ کو دیکھنا شروع ہو گیا۔۔ "

سالے صاحب آپ نے بھی تو اپنی بھتیجی سے نکاح کیا ہے اپنی غیرت کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے آپ سردار نے اپنا پاؤں پیچھے کی طرف اوپر کرتے اپنا دایاں ہاتھ پیچھے لے جاتے جوتا اتار کر اسے مارا۔ طرسم کا منہ کھل گیا دالہام کی حرکت پر۔ صارم نے ابرو اچکا کر اپنے بیٹے کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا اب سکون مل گیا جوتا کھا کر۔۔ "

بکواس کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا کرو کہ میں تمہارا سالا بعد میں اور رشتے میں چچا پہلے لگتا ہوں جانے انجانے میں وہ صارم کو خود کا بھائی کہہ گیا تھا صارم دل میں مسکرایا اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے آہستہ آہستہ سردار کا دل اس کے معاملے میں نرم ہو جائے گا۔۔ "

تو آپ بھی بات کرتے وقت تھوڑا نرم لہجہ اختیار کر لیا کریں کیونکہ میں آپ کو معصوم بھولا بھالا بھتیجہ ہوں پلس سالہ اور بہنوئی۔۔ "

میرا دل چاہتا ہے اسے بھتیجے پلس سالے اور بہنوئی کو سب سے اوپر والی منزل پر لے جا کر نیچے دھکا دے دوں سردار ایک مرتبہ پھر آگے بڑھنے لگا طرسم اس کے آگے آگئی۔ راہا ہادی کے پاس گئی اور اس کا سینہ سہلانے لگے جہاں پر اس نے لالا نے مکا مارا تھا نہ جانے کیوں اسے برا لگا کہ اس کے پروفیسر انکل کو درد ہو رہا ہے کیونکہ ہادی کا ہاتھ اس کے سینے پر تھا۔ سردار نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی اپنی بہن کو اپنے سالے کے قریب دیکھ کر۔۔ "

پروفیسر انکل درد ہو رہا ہے بلائی لب باہر نکال کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس سے سوال کیا۔ ہادی نے نفی میں سر ہلا کر سردار کی جانب دیکھتے آنکھ دبائی۔۔ "

لالا آپ میرے دیو کو کیوں تنگ کر رہے ہیں طرسم نے سردار کے دونوں ہاتھ سختی سے پکڑ لیے اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا جس قدر اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا وہ اپنے سالے کا قتل بھی کر سکتا تھا۔۔ "

اپنے اس دیو کو انسان بنا لو جب دیکھو مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے ہادی نے اپنا سینہ سہلایا اس کے سالے نے جیسے جسم کی تمام ترقوت ہاتھ میں جمع کر کے اس کے سینے پر مکا مارا تھا۔۔ "

مجھے تو آپ دونوں ہی انسان نہیں لگتے جب دیکھو جانوروں کی طرح لڑتے رہتے ہو طرسم کو اب رونا آ رہا تھا یاور کی باتیں ابھی تک اس کے دماغ پر سوار تھے اور اب ان دونوں کا لڑنا۔ سفیان کام کا دل چاہا ان دونوں کا سر دیوار پر دے مارے خاص کر سردار کا وہ چھوٹا بچہ نہیں تھا جو چھوٹے بچوں کی طرح ہادی سے لڑنا شروع ہو جاتا تھا۔۔ "

دالہام وہ تو عقل سے پیدل ہے تم ہی تھوڑی سمجھداری دکھا کر اس لڑائی کو یہیں پر ختم کر دو۔۔

سیدھی طرح کہہ دو صارم خان تم چاہتے ہو کہ تمہارا بیٹا اپنی منمانی کرے اور میری بہن کو اپنے ساتھ لے جائے دالہام بلند آواز میں دہاڑا تھا

صارم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کا دوست پہلے سے مزید پاگل ہو چکا تھا۔ اور اس کا بیٹا بھی اپنے چاچا کے برابر چل رہا تھا اسے سردار کی بات سچ ہوتی نظر آئی جب ہادی پیدا ہوا تھا تو وہ کہتا تھا کہ یہ میرے ساتھ رہے گا اور میرے جیسا ہی بنے گا آج واقع ہی وہ سردار کی طرح ضدی حرکات کر رہا تھا۔۔۔"

ہادی اپنے کمرے میں دفع ہو جاؤ سفیان خان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے دروازے کی طرف دھکا دیا راہا آنکھیں پھاڑے ان سب کی طرف دیکھنے لگ گئی سونیا کمرے میں داخل ہوئی سردار نے راہا کی جانب اشارہ کیا تو

وہ فوراًاس کے پاس گئی اس کا ہاتھ پکڑ کے اس کا سر اپنے کندھے کے ساتھ لگایا۔۔ "

سردار صاحب آپ کی بھی مہربانی ہوگی کہ اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں اپنی بیوی کو لے کر کیونکہ آپ کو اس کے بغیر ایک لمحہ بھی سکون نہیں ملتا۔ پوری حویلی کو سر پر اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ابھی تو تین چار لوگ کمرے میں آئے ہیں آپ کے اتنے اچھے الفاظ اور اتنی آہستہ آواز سن کر یہ نہ ہو پوری حویلی کے افراد کمرے میں اکٹھا ہو جائے سفیان خان نے انتہا کا نرم لہجہ اپنایا لیکن ان کے نرم لہجے میں بھی طنز واضح تھا۔ صارم سردار کی عزت افزائی پر اپنی مسکراہٹ نہ چھپا سکا جیسے ہی دالہام نے اپنے میسنے سسر کو دیکھا وہ اپنے لبوں پر جما مار کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اس نے تو کچھ سنا ہی نہیں۔۔ دالہام نے نفی میں سر ہلایا اپنی بہن کی طرف بڑھا اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔ "

اپنا دھیان رکھا کرو اور ایسے بے فضول لوگوں سے دور رہا کرو بے فضول لوگوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بے انتہا پیار سے کہا اور اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سفیان خان اور صارم لمبا سانس خارج کرتے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔ "

دیو! جیسے ہی دالہام کمرے میں داخل ہوا اس کے دروازے بند کرتے ہی بھاری ہوئی آواز میں طرسم اسے پکارتے اس کے سینے سے لگ گئی۔ دالہام خانزادہ اس کی پیٹھ سہلانا شروع ہو گیا۔ اسے شانوں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے اس کے آنسو صاف کر کے۔ بھیگی ہوئی آنکھوں پر پیار بھری مہر ثبت کی۔۔ "

میری پری کو کیا ہوا ہے ؟ سردار نے اسے اپنے بازوں میں اٹھایا بیڈ پر بیٹھ کے اپنی گود میں بٹھاتے اس کے آنسو ایک مرتبہ پھر صاف کیے۔ نقاب نیچے کر کے اس کی سرخ ہوئی ناک سے اپنی ناک مس کی۔۔ "

دیو تم نے ہمیشہ میرے پاس رہنا ہے دالہام خانزادہ کو پریشانی نے آن گھیرا اس کی چار فٹی بیوی کو کیا ہوا تھا اس کی آنکھوں میں ڈر محسوس اس کی دھڑکن کو کم کر گیا۔۔ "

میں ہمیشہ اپنی پری، سردارنی، چار فٹی بیوی کے پاس رہوں گا۔۔ سردار نے اس کے بہتے آنسو اپنے لبوں سے چنے۔۔ "

میں چار فٹی نہیں ہوں میں لمبی ہو چکی ہوں اب تمہارے سینے تک آتی ہے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر روندو آواز میں کہا۔ ہاتھ سردار کے رخسار کو سہلا رہے تھے۔۔ "

میری پری مجھے بتائیں گی اسے کون سی بات پریشان کر رہی ہے اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے حجاب میں سے نکلے بال پیچھے کرتے اس کی پن نکال کر حجاب کھول دیا۔۔۔ طرسم کی ٹھوڑی کے نیچے لال رنگ کا نشان تھا اس نے شاید سکول سے واپس آکر حجاب زیادہ ٹائٹ کر لیا تھا۔۔ "

تمہیں حجاب کرنا نہیں آتا کیا؟ اس کا چہرہ اوپر کر کے وہ حصہ سہلایا جہاں پر سرخ رنگ کا نشان پڑ گیا تھا۔۔ "

اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے مجھ سے پیار کرنا نہیں چھوڑنا۔ اسے ڈر تھا اگر سردار کو پتہ چل گیا کہ وہ یاور مرزا سے رابطے میں ہے تو کہیں اس سے دور نہ ہو جائے۔۔ "

میری پری جتنی چاہے غلطیاں کر لے میں کبھی اسے خود سے دور نہیں کروں گا۔

اوراگر کوئی سنگین غلطی ہوجائے تو؟ طرسم سردار کا چہرہ تھام کر ایک ڈر کے تحت کہا دالہام نے اس کی ہتھیلی پر بوسہ دیا۔۔ "

اگر تم سے کوئی سنگین غلطی ہوجائے جس سے تمہارا اپنا نقصان ہو تمہیں ڈانٹنے تم سے دور ہونے کی بجائے خود کو سزا دوں گا۔۔ طرسم کو اس کے الفاظ دور ہونے سے زیادہ تکلیف دہ لگے اگر اس سے دور ہوتا تو وہ تکلیف بے انتہا تھی لیکن اگر وہ خود کو سزا دیتا طرسم نے ہر لمحہ تڑپنا تھا۔۔"

خبردار دیوا اگر تم نے میری غلطی کی سزا خود کو دی طرسم نے اس کے سینے پر مکا مارا۔ سردار کا ایک ہاتھ اپنے تھائے پر تھا اس کی ٹانگ سے پھر

خون نکلنا شروع ہو گیا زیادہ چلنے کی وجہ سے ۔ پہلے وہ اسے سکول چھوڑنے گیا اس کے بعد واپس حویلی آنا فائل سلیکٹ کر کے میٹنگ اٹینڈ کرنا اور اب اتنی دیر اپنی بہن کے کمرے میں کھڑے ہو کر اپنے سالے سے لڑائی کرنا اس سب میں وہ اپنی ٹانگ پر دھیان نہ دے سکا اور اب بے انتہا خون نکل رہا تھا ۔ ۔ "

تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے ؟ اس کے ذہن میں خیال آیا کہیں اس کی پری نے کوئی غلطی تو نہیں کر دی جس کی وجہ سے وہ سے اس طرح کے سوال پوچھ رہی ہے ۔ ۔ مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی بس تم ہمیشہ میرے ساتھ رہنا طرسم نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا اور سینے پر سر رکھ دیا ۔ اپنی ٹانگ کا درد بلائے آنکھیں موندے اس کے گرد حصار قائم کیا ۔ ۔ "

دیو تم لالا سے کیوں جھگڑتے ہو جیسے میں تمہاری بیوی ہوں راہا بھی تو لالا کی بیوی ہیں۔ اسے منانے کے لیے طرسم اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔ حالانکہ سردار کو پسند نہیں تھا کوئی اس کے بالوں کو ہاتھ لگائے لیکن اسے اس کی بیوی کا لمس سکون دے رہا تھا۔۔ "

بالکل صحیح کہا جیسے تم میری بیوی ہو میری بہن تمہارے لالا کی بیوی ہے لیکن جو چال تمہارا لالا چل رہا ہے اس سب کو سمجھنے کے لیے تم اور میری بہن ابھی بہت چھوٹی ہو اور تمہارے اس کم عمر لالا کو لگتا ہے کہ وہ میرے ساتھ میدان میں پورا اترے گا دالہام نے نہایت ہی پیار سے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے اسے سمجھایا وہ غصہ کرتا تو اس کی چار فٹی بیوی اس سے ناراض ہوتی اور لڑنا شروع ہو جاتی اسے صرف ایک یہ ہی راستہ نظر آیا اپنی بیوی کو پیار سے منانے کا۔۔ "

دیو! طرسم اسے پکار کر اس کی داڑھی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا شروع ہو گئی۔ کبھی اس کی مونچھ اوپر نیچے کرتی کبھی بال بکھیرتی تو کبھی اس کے رخسار کھینچتی۔۔ تمہارے ہاتھ بہت چل رہے ہیں میں کسی کو اپنے بالوں کو اور داڑھی مونچھ کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا اور تم کب سے ان کے ساتھ کھیل رہی ہو دالہام نے اس کے نرم ہاتھوں پر اپنے بھاری ہاتھ رکھ کر محبت پاش نظروں سے اس کی نیلی آنکھوں کو دیکھا اس کے خوبصورت آنکھیں ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی سردار کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔ "

اچھی بات ہے تم کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے کیونکہ ان کے ساتھ کھیلنا۔ تمہارے بالوں کو بکھیرنا صرف تمہاری سردارنی کا حق ہے اس کے حق جمانے پر سردار مسکرایا۔ اسے حق جماتی ہوئی اپنی سردارنی بہت

پسند تھی۔۔ طرسم خود کو اس کے ساتھ مصروف کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ ذہن سے وہ باتیں نکل جائیں۔۔"

دیو تم نے مجھے اتنے سال بعد کیسے پہچانا؟ اس کی گردن میں بازو حائل کیے، نظریں اس کی سبز آنکھوں پر مرکوز تھی۔۔ "

جیسے انسان سانس لینا نہیں بھول سکتا ویسے ہی میں اپنی پری کی نیلی آنکھیں نہیں بھلا سکتا۔ تمہاری ان نیلی آنکھوں کو میں بھیر میں بھی پہچان سکتا ہوں۔ تمہاری خوشبو مجھے تمہاری طرف کھینچتی ہے دالہام خانزادہ نے تمہاری روح سے عش۔۔۔۔ وہ خاموش ہوگیا بات ادھوری رہ گئی۔ عشق کے آگے "ق" لگائے بغیر اسے ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کا ادھورا عشق بولنا اس کے مکمل عشق کو واضح کر گیا۔ طرسم اس کے الفاظ میں کھو گئی اس کا دیوا اس سے محبت کرتا تھا اور جنون کی حد تک کرتا تھا۔

دالہام کو اظہار کرنا مشکل لگا شاید عمر میں زیادہ فرق ہونے کی وجہ سے۔۔۔"

ایک سوال ہے تمہارے لیے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی اس نے ہاں میں سر ہلا کر سوال پوچھنے کی اجازت دی۔۔ جب تم جوانی کی دہلیز پر مکمل طور قدم رکھو گی میں تو بوڑھا ہو جاؤں گا تو کیا اس وقت تم اس بڈھے کے ساتھ رہو گی دالہام نے اس کیا آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔ اس کا سوال سن کر اس کی سردارنی اس کا غور سے جائزہ لینے لگی۔ سبز آنکھیں، سرخ و سفید رنگت، واللہ اس کے گلابی لب جو براؤن رنگ میں تبدیل ہو رہے تھے۔ تھوڑی سی بھاری داڑھی، بھاری مونچھیں بلکل سرداروں کی طرح، اپنی پری کے جانے کے بعد اس نے اپنے بال پہلے جیسے بڑھا لیے تھے اب اس کا فوجی کٹ نہیں تھا۔ وجیہہ شخصیت کا مالک، رعب دار آواز، چوڑا سینہ، بازو کی ابھری ہوئی رگیں۔ آنکھوں کے نیچے ہلکے

کالے نشان اس کے سفید رنگ کو اور زیادہ ابھار رہے تھے، براؤن گھنے بال۔ وہ اس میں محو ہو کر اسے بے انتہا غور سے دیکھ رہی تھی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کے لیے اسے الفاظ نہ ملے۔ دن بادن وہ مزید خوبصورت ہو رہا تھا۔ اس کا سردار اسے محو ہو کر دیکھتا تھا اور آج اس کی سردارنی اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر اپنے دل میں نقش کر رہی تھی۔۔ "

دل اگر باہر نکال کر رکھ دو تو زندہ رہو گی؟ جواب کے بدلے سردار کو سوال ملا۔۔ "

نہیں! اس نے یک لفظی جواب دیا۔ طرسم اس کی مونچھیں سہلانے لگی۔۔ میری یہی حالت ہو گی اگر کبھی جدا ہوئے تو! جانے انجانے میں وہ بے انتہا گہرائی والے الفاظ ادا کر گئی۔ سردار نے تعجب سے اسے

دیکھا۔ وہ اس کی محبت میں مبتلا تھی۔ دل کی دھڑکن بے قابو ہو گئی دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہو گیا۔۔ "

دیو! طرسم نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو جیسے وہ ہوش میں آیا۔ سردار نے نظریں نیچے کر لی وہ کھو رہا تھا اس میں، اور ابھی یہ صحیح وقت نہ تھا خود پر اپنے جذبات کو حاوی کرنے کا۔۔ "

دیو تم شرماتے بھی ہو۔ سردار کا سرخ چہرا دیکھ کر وہ مسکرا کر بولی سردار نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا وہ سرخ ہو رہا تھا لیکن کیوں؟ وہ تو اپنے سالے سے کہہ کر آیا تھا میری ڈکشنری میں شرم لفظ نہیں ہے اور اب اس کی بیوی نے اسے شرمانے پر مجبور کر دیا تھا۔ طرسم اس کے چہرے کی سرخی کو دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی۔ اس کا دیو شرما رہا تھا۔۔ "

مجھے ایک کام ہے میں تھوڑی دیر یعقوب کے پاس جا رہا ہوں اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نقاب کر کے نیچے آجانا۔ مجھے بہت بھوک لگی

ہے تمہارے بغیر کھانا شروع نہیں کروں گا اسے بیڈ پر بیٹھایا تو طرسم نے اسے گریبان سے پکڑا اور آبرو اچکائی جیسے پوچھنا چاہ رہی تھی کہاں بھاگ رہے ہو، سردار اس کی آنکھوں، پیشانی اور رخسار پر مہر ثبت کر کے کمرے سے چلا گیا طرسم مسکرانے لگی اس کا دیوا اس سے ہر شخص سے زیادہ محبت کرتا تھا اس کی نظر سے زمین پر گرے خون پر نہ گئی۔۔ "

میرے دیو! تم بڈھے ہو جاؤ گے تب بھی تمہاری پری تمہارے ساتھ رہے گی چہرے پر ہاتھ رکھ کر شرماتے ہوئے کہا۔۔ وہ اپنی خوشی میں گم تھی جب اس کا موبائل رنگ ہوا سائیڈ ٹیبل کے دراز سے موبائل نکلا حویلی آ کر اسے موبائل میں سم ڈال لی تھی موبائل پر لالا لفظ جگمگا رہا تھا۔ ذہن تھوڑی دیر کے لیے یاور مرزا کی باتوں سے ہٹا تھا اب پھر وہی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگی۔۔ کال پک کر کے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔ "

کیسی ہو؟ دو لفظ اس کے کانوں کے ساتھ ٹکرائے۔۔۔ "

ٹھیک !ڈرتے ہوئے جواب دیا۔ یاور کو اس کی آواز بھاری محسوس ہوئی، طرسم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ "

رو رہی ہو؟ سوال کیا لیکن اس سوال کا طرسم نے کوئی جواب نہ دیا۔ دل درد سے پھٹنے والا ہو گیا وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو بھی کفن میں لپٹے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔ "

آپ کی کیا دشمنی ہے لالا میرے خاندان سے؟ ہچکیاں بھرتے اس سے پوچھا ہاتھ کانپنے لگے۔ یاور کی آنکھوں میں خون اترا۔۔ "

قاتل ہے تمہارا خاندان!۔۔۔۔ میرا خاندان قاتل نہیں ہے آپ کسی کو بھی کچھ نہیں کرے گے طرسم اس کی بات کاٹتے بے آواز روتے ہوئے بول رہی تھی آنسو تیز رفتار میں بہہ کر اس کے کپڑوں کو بگھو رہے تھے۔۔ "

تم بہت معصوم ہو۔ میں نے تمہیں اپنے پاس رکھ کر تمہارے دیو کو تڑپا تڑپا کے مارنا تھا لیکن تمہاری معصومیت ختم کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ تم میں مجھے میرے کسی اپنے کا عکس نظر آتا تھا۔ لیکن اب اور نہیں یا تو میں تمہارے دیو کو ختم کروں گا یا پھر اس کے خاندان کو جیسے اس نے میرے خاندان کو قتل کیا تھا۔ یاور مرزا وحشت ناک لہجہ اپنا کر بولا طرسم کے رونے میں مزید تیزی آئی۔ جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔۔ "

آپ مجھے مار دو میرے دیو اور میری فیملی کو چھوڑ دو لالا وہ زار و قطار رو رہی تھی آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ یاور نے موبائل کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔ "

تمہیں نہیں مار سکتا کیونکہ مجھے تمہیں دیکھ کر کوئی یاد آتا ہے۔ لیکن تمہارے اس دیو کو ختم کر سکتا ہو۔ چلو ایک کام کرو میں تمہیں دو آپشن دیتا ہو ایک چوز کرنا۔۔ پہلا میں تمہارے دیو کو قتل کر دو۔ دوسرا میں اس

کے خاندان کو قتل کرو دو بے حد سفاک بن کر اس نے الفاظ ادا کیے۔
طرسم موبائل بیڈ پر رکھ کر لبوں پر سختی سے ہاتھ جما کر خود کی آواز حلق میں دبائی۔ دل چاہ رہا تھا دہاڑے مار کر روئے۔ اس نے اس قدر سختی سے لبوں پر ہاتھ رکھے تھے کہ جیسے اس کا سارا خون اس کی پیشانی اور رخسار میں جمع ہو گیا ہو۔ آنکھوں سے آنسو بہہ کر گود میں گر رہے تھے۔۔"
چلو شاباش میری پیاری بہن بتائے کسے ختم کرو؟ طرسم کے موبائل کا کال والیم زیادہ تھا موبائل بیڈ پر تھا آواز صحیح سنائی دی۔ کانپتے ہوئے ہاتھ سے موبائل پکڑا کان سے لگایا جیسے ہی بولنے کے دوسرا ہاتھ لبوں سے ہٹایا اس نے لمبی ہچکی بھری۔۔ "
کسی کو کچھ میت کیجیے گا۔ اس سے التجا کی، یاور کو اس کا رونا بے بس کر رہا تھا اس کی سسکیاں اسے اس کی بہن کی سسکیوں کی یاد دِلا رہی تھی

جیسے اس کی بہن اس کے سامنے سسکی تھی آج طرسم خانزادی سسک رہی تھی اپنی محبت کے لیے۔۔ "

تم اپنے دیو سے محبت کرتی ہو۔ چونکہ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو میں اپنی مرضی کروگا۔ میں تمہارے کو کچھ نہیں کروگا لیکن اس کی بہن، بھائی اور ماں کو ختم کردوگا۔ اس کی محبت کے علاوہ اس کے پاس کوئی اس کا اپنا نہیں رہے گا جیسے میرے پاس صرف میری محبت ہے۔ میری پیاری بہن اپنے دیو کے معاملے میں بے فکر ہو جائے۔ یاور کے سینے انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ غصے میں اپنی بات مکمل کی جبکہ آخری الفاظ محبت سے کہے، وہ طرسم خانزادی کو اپنی بہن مانتا تھا۔۔ اس نے کال کٹ کردی طرسم سائیڈ ٹیبل کے دراز میں موبائل پھینک کر آؤندے منہ بیڈ پر لیٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی بال کھل کر بیڈ پر پھیل گئے۔ جیسے بھورے رنگ کی آبشار ہو۔۔ "

یا اللہ تو ہر چیز آسان کرنے والا ہے روتے ہوئے اپنے خدا کو پکارا ہر مشکل میں وہی ساتھ دینے والا ہوتا ہے۔ ہمت جمع کر کے واش روم جاتے وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کی۔ دعا میں روتے ہوئے اپنے خاندان کی زندگی مانگی۔ وہ ہر شخص سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔۔ "

سردار شہریار کے کمرے میں آیا یعقوب بیڈ سے اٹھ کر لڑکھڑتے ہوئے چلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سردار نے غصے سے اسے دیکھا وہ فوراً بیڈ پر بیٹھ گیا۔ فرسٹ ایڈ باکس نکال کے اپنی ٹانگ پر پٹی کی یعقوب کی آنکھیں پھیلی اس کی خون آلود ٹانگ دیکھ کر۔ اسے معلوم تھا کہ سردار الا پرواہ ہے لیکن اس قدر تھا آج مکمل طور پر دیکھ لیا تھا۔۔ شہریار واش روم سے باہر نکلا کمر میں بے تحاشہ درد ہو رہا تھا۔ اس کے باپ نے سارے بدلے بیلٹ مار کر نکالے تھے۔۔ "

تمہیں کیا ہوا ہے اسے کمر پر ہاتھ رکھ کر چلتے دیکھ ان دونوں نے پوچھا۔۔
بیوی سے ملنے گیا تھا باپ کو پتا چل گیا نکاح کا، بیوی کے سامنے مجھے
سیک دیا سردار کی طرف پیٹھ کر کے شرٹ اوپر کی اس کی پوری کمر پر
بیلٹ کے نشان تھے یعقوب پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا۔ سردار نے تاسف
سے سر ہلایا اسے کیا آگ لگی ہوئی تھی نکاح کے فوراً بعد بیوی سے
ملاقات کرنے کی۔۔ "

اچھا ہوا تمہارے ساتھ سردار نے اپنی پٹی کی اور یعقوب کو سہارا دے کر
اٹھایا یعقوب اس کے ساتھ چلنے لگا شہریار منہ بناتے ان کے پیچھے پیچھے
نیچے گیا سب کھانے ٹیبل پر موجود تھے سوائے طرسم کے سردار اپنی
کرسی پر بیٹھا۔ شہریار میسنوں کی طرح حبا کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آئیدن نمیرہ
کے ساتھ بیٹھا تھا شیر طیان سردار کی گود میں بیٹھ گیا۔ ہادی راہا کے پاس
بیٹھا تھا سردار نے لمبا سانس لیا اس نے فل وقت کھانا سکون سے کھانا

تھا، لیکن اپنے سالے کی حرکتیں دیکھ کر اسے سکون غرق ہوتا نظر آرہا تھا۔ طرسم کمرے سے باہر نکلی خاموشی سے سردار کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔اس کے آتے ہی ان سب نے کھانا شروع کر دیا سردار کو حیرت ہوئی اس کی چار فٹی بیوی نے شیر طیان کو اس کی گود میں بیٹھے دیکھ ہنگامہ نہیں کیا تھا۔۔ "

میں سوچ رہا ہوں آج رات ہم باہر چلیں آئیدن نے ٹیبل کے نیچے سے نمیرہ کا ہاتھ پکڑا بہکے ہوئے انداز میں سرگوشی کی جو نمیرہ کے ساتھ بیٹھے وریام کو بخوبی سنائی دی۔۔ "

آئیدن خاموش ہو جائے ہم کھانے کے ٹیبل پر موجود ہیں دانت کچکچاتے ہوئے اپنے شوہر کو چپ کروانا چاہا جو بے شرمی کی ہر حد پار کرنے کو تیار تھا۔ متاعِ جاں چھ سال کافی دوری برداشت کر لی ہے ہم نے۔ اب مزید دوری برداشت نہیں ہو رہی وریام نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی

ان دونوں کی گوہر افشائیاں اس کا دماغ خراب کر رہی تھی نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا اس نے ایک مرتبہ بھی سونیا خانزادی کی طرف نہ دیکھا اگر وہ اس کی جانب دیکھ لیتا تو نظریں ہٹانا مشکل تھا۔۔ "

حبا بے بی کھانا کھا لو رات کو تمہارے کمرے میں آ کر اچھی طرح تمہارا علاج کروں گا تمہاری وجہ سے میرے باپ نے مجھے مارا ہے۔ شہریار نے مسکرا کر کھانے کا چمچ منہ میں ڈالتے حبا کا ہاتھ ٹیبل کے نیچے سے پکڑا ۔ بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائے بائیں ہاتھ سے حبا نے چمچ منہ میں ڈالا۔ وریام خانزادہ نے لمبا سانس خارج کیا اس کے بائیں جانب شہریار صاحب بیٹھے تھے جو اپنی بیوی کے ساتھ گوہر افشائیاں کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ "

میرے وجہ سے کچھ نہیں ہوا آپ کو کس نے کہا تھا کہ آدھی رات کو میرے کمرے میں آئے اور اپنے انکل میرا مطلب بابا سے مار کھائیں جبا نے دوسرا چمچ منہ میں ڈالا اور کندھے اچکا کر کہا۔۔ شہریار نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اسے اچھی طرح سبق سکھائے گا۔۔ "

متاعِ جاں پھر ڈن کریں آج رات باہر گزاریں گے نمیرہ نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا کہ فل وقت خاموش ہو جاؤ اس بارے میں بعد میں بات کریں گے آئیدن نے شہادت کی انگلی سے اپنی بیوی کے ہاتھ کی پشت پر نہیں لکھا۔ نمیرہ بے بسی سے سر جھکا کر بریانی کھانے لگی۔۔ "

جبا بے بی میں سوچ رہا ہوں مورے کو تب بتائیں جب اللہ ہمیں خوشخبری دے پھر مورے ناراض بھی نہیں ہوں گی جبا کے گلے میں نوالہ پھنس گیا وہ بری طرح کھانسنے لگی شہریار کی بات سن کر وریام پانی پی رہا تھا غوطہ لگنے کی وجہ سے وہ بھی بری طرح کھانسنے لگا ریحانہ خانم، رضیہ خانم

اور فاریہ خانم نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا اچانک ان دونوں کو کیا ہو گیا تھا کچھ یہی حال باقی سب کا بھی تھا۔۔ ہادی کا چمچ نیچے گر گیا اپنے چاچو کے اچانک کھانسنے پر جیسے ہی وہ چمچ اٹھانے کے لیے نیچے جھکا اس کی نظر شہریار اور آئیدن کے ہاتھوں پر پڑی ان کا کارنامے دیکھ کر اسے معاملہ کچھ حد تک سمجھ آ گیا۔۔۔ "

وریام، حبا! بیٹا کیا ہوا ہے ریحانہ خانم نے فکرمندی سے ان دونوں کا پوچھا دونوں نے ایک ساتھ نفی میں سر ہلایا بات بتانے کے قابل ہی نہیں تھی۔۔ حبا بے بی تم نے جواب نہیں دیا میری بات کا شہریار کو ابھی بھی سکون نہ ملا اس کے کان کے قریب نہ محسوس طریقے سے جھکا ایک مرتبہ پھر سرگوشی کی۔ حبا نے بمشکل پانی اپنے حلق سے نیچے کیا۔

وریام اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا کام برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔ "

متاعِ جاں میں سوچ رہا ہوں ہمارے بیٹے کا بہن یا بھائی آجانا چاہیے

نمیرہ پانی پی رہی تھی فوارے کی صورت میں اس کے منہ سے پانی باہر نکلا، وریام کی زبان برے طریقے سے دانتوں میں آئی۔ صوفیا خانم نے پریشانی سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ ان سب کو اچانک کیا ہو رہا تھا ساری حویلی والے سوچ میں پڑ گئے۔۔ طرسم نے سردار کا ہاتھ پکڑ لیا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ جی بھر کر روئے سردار نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔۔۔ "

ہم کھانے کے ٹیبل پر بیٹھے ہے لیکن آپ دونوں کی حرکات دیکھ کر لگ رہا ہے جیسے میں رومینٹک مووی دیکھنے بیٹھا ہو۔ برائے مہربانی اپنی ان حرکات کو کمرے تک محدود رکھا کرے۔۔ اس کی بات سن کر دونوں نے جھٹ سے اپنی بیوی کا ہاتھ چھوڑ دیا پوری زندگی کی شرمندگی کو ایک لمحے میں ان دونوں نے محسوس کر لیا بڑی حویلی کے تمام افراد کی نظر ان پر

تھی، وہ دل میں اس شدید کنوارے کو گالیاں نکالنے لگے جسے ان ہلکا پھلکا رومینس ہضم نہیں ہوا تھا۔۔ "

مجھے نہیں معلوم تھا میرے چاچے اتنا بے صبرے ہے ہادی نے آئیدن اور سردار کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا سردار نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھا طرسم سر جھکا گئی اسے اداس دیکھ کر دالہام خانزادہ نے خود کو بولنے سے روکا۔ آئیدن کو ان دونوں چاچے بھتیجے پر غصہ آرہا تھا دونوں کباب میں ہڈی بننا اچھی طرح جانتے تھے۔۔۔"

ہادی بیٹا بکواس کرنے سے پہلے سوچ لیا کرو ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے یہ نہ ہو کہ میں ہر رشتہ بھول کر تمہارا حشر برا کر کے تمہیں یہاں اٹھا کر جنگل میں پھینکا آؤ کیونکہ تم وہیں پر رہنے کے قابل ہو بندروں کے ساتھ آئیدن ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا ہادی تلملا کر رہ گیا ایک چاچو نے

اسے گھوڑا بنا دیا تھا دوسرے نے بندر بنا دیا اس کے سالوں کی نظر میں اس بیچارے کی کوئی عزت ہی نہیں تھی۔ شہریار نے آئیدن کی ہاں میں ہاں ملائی آئیدن کا دوست ہونے کی وجہ سے وہ بھی ہادی کا چچا لگتا تھا۔۔۔ "

تم سب خاموشی سے کھانا کھا رہے ہو یا پھر میں یہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا جاؤں سفیان خان غصے سے بولے۔ آئیدن اور ہادی خاموشی سے کھانا کھانے لگے وریام کی نظریں کھانے پر تھی شہریار نے سر تا پاؤں تک اسے گھورا جو آگ لگا کر سکون سے کھانا کھا رہا تھا۔۔ الطاف خان کو اپنے بیٹے کی حرکات اچھی طرح سمجھ آگئی تھی جو ٹیبل کے نیچے سے کارنامہ سرانجام دے رہا تھا وہ اس کے باپ تھے اس کی ہر حرکت سے واقف تھے۔ صارم نے علینا کا ہاتھ پکڑا، اس کے ہاتھ پکڑنے کی دیر تھی علینا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ "

ص۔ صارم! اٹکتے ہوئے آہستہ سے اسے پکارا۔۔۔ "

میں دیکھ رہا ہوں جب سے ہماری بیٹی بڑی حویلی میں آئی ہے تو مجھے ٹائم نہیں دے رہی۔ علینا کے سانس سوکھ کر اچانک اپنے شوہر کو پرانے روپ میں دیکھ کر۔ وریام کو اپنے لالا آواز سنائی دے رہی تھی ٹینشن میں ہونے کی وجہ سے اس کے کان کچھ زیادہ ہی کھل گئے تھے۔ ہر ایک کی آواز اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔ "بڑی حویلی کے کسی مرد کے اندر شرم نامی چیز ہے ہی نہیں مجھے تو لگتا ہے میرا باپ بھی انہیں میں شمار ہے" یہ بات سوچتے ہوئے اس نے اپنے بابا کی طرف دیکھا جو اس کی مورے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اللہ یا تو ان سب کو عقل دے یا مجھے بہرا کر دے دل میں دعا مانگی وہ مزید یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ "

علینا بتاؤیار؟ صارم نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی ہادی چونکہ اپنے بابا کے پاس بیٹھا ہوا تھا اپنے باپ کے الفاظ سن کر بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ بڑی ویلی کے تمام مرد ایک ہی پٹڑی پر چل رہے تھے۔ وہ سب کھانا کم کھا رہے تھے اور اپنی بیویوں کو دیکھ زیادہ رہے تھے۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اُس بحث کے بعد سب نے خاموشی سے کھانا کھایا اور حویلی کے تمام افراد لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔ "

بابا جانی مجھے آئس کریم کھانی ہے شیر طیان سردار کے ساتھ والے صوفے میں بیٹھا تھا ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر فرمائش کی۔ طرسم نے کچھ نہ بولا وہ لبوں پر قفل لگائے بیٹھی تھی آج اس نے ضد نہیں کی تھی کہ وہ

سردار کے ساتھ اس کی کرسی پر بیٹھے گی۔۔ نمیرہ نے ملازمہ کو فریج سے آئس کریم لانے کا کہا شیر طیان نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ فرج والی آئس کریم نہیں کھائے گا اس نے باہر والی کھانی ہے۔۔ "

تمہارے بابا جانی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے چپ کر کے یہی کھاؤ آئیدن نے اسے ڈپٹا منہ بنا کر آئس کریم پکڑ کے کھانا شروع ہو گیا۔۔۔۔

آئیدن کیوں اسے ڈانٹ رہے ہو چھوٹا بچہ ہے وہ! ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کے کندھے پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔ "

میں ذرا اپنے کمرے میں جا رہا ہوں مجھے بہت نیند آ رہی ہے آئیدن نے نیند آنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا وریام کا دل کیا اپنے فیوچر سالے کا کچومر بنا دے خود تو شادی کر کے سکون میں تھا اور اس کی راہ کا کانٹا بن رہا تھا۔۔ "

میں بھی کمرے میں جارہا ہوں شہریار نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا ہادی نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا۔۔ شہریار چاچو! آئیدن چاچو کی تو سمجھ آتی ہے وہ شادی شدہ ہے ان کا جلدی کمرے میں جانا بنتا ہے آپ تو ابھی کنوارے ہیں آپ اتنی جلدی کیوں کمرے میں جارہے ہیں شہریار نے اس کے بات سن کر دانت کچکچائے وہ اس کا بانڈا پھوڑنے پر تلا ہوا تھا۔۔ ہادی نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی اسے شہریار کا معاملہ کچھ گڑبڑ لگ رہا۔۔

نہایت ہی کوئی بے باک انسان بن گئے ہو تم صارم نے گھوری سے اپنے بیٹے کو نوازا جو حد سے زیادہ بے باک ہو گیا تھا جرمنی جا کر۔۔ تو آپ کو کس نے کہا تھا ایک 15 سالہ لڑکے کو جرمنی بھیجیں ہادی کہاں پیچھے رہنے والا تھا اسے ابھی بھی غصہ تھا اس کے باپ نے اسے خاندان سے دور کر دیا۔۔ "

اگر مجھے پتہ ہوتا تم نے ایسا کارنامہ سرانجام دینا ہے میری توبہ کبھی تمہیں جرمنی نہ بھیجتا صارم نے راہا کی جانب دیکھ کر کہا۔ غلطی اس کے بیٹے نے کی تھی لیکن اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ غلطی نکالی جاتی تو وہ صارم خان کی تربیت کی نکالی جانی تھی۔۔ "

جو بھی ہے بابا کارنامہ بڑا خوبصورت سرانجام دیا ہے میں نے ہادی نے اپنی نظریں راہا کے خوبصورت سراپے پر ٹکائی۔ سردار نے صارم کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ "

یہ کارنامہ کیسا تھا صارم نے اس کی گردن پر زور سے تھپڑ مار کر کمر پر مکا مارا۔ ہادی اپنی گردن اور کمر پر ہاتھ رکھ کر لمبا سانس لے کر رہ گیا۔۔ "

آپ پروفیسر انکل کو کیوں مار رہے ہیں؟ راہا جو ریحانہ خانم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ان کے پاس سے اٹھ کر ہادی کے پاس بیٹھ کے پیٹھ سہلانے لگی سردار، صارم اور آئیدن کا منہ کھل گیا۔ ہادی کو اس وقت

مسکراہٹ پر قابو پانا سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔۔ دالہام
خانزادہ کو چاکلیٹ والا معاملہ اب سمجھ آیا تھا وہ اپنی بہن کو خود کا عادی بنا
رہا تھا اس سے محبت سے بات کر کے اپنے پیار بھرے جال میں
پھنسانے کی کوشش میں تھا اور وہ کئی حد تک کامیاب بھی ہو چکا
تھا۔۔ "

راہا میرے پاس آؤ سردار غصے سے بولا راہا ہادی کے پاس بیٹھ کر زارو
قطار آنسو بہانے لگی اس کے لالا نے کبھی اس سے غصے سے بات نہیں
کی تھی آج پہلی مرتبہ انہوں نے اسے غصے سے پکارا تھا۔۔ "
سالے صاحب کیوں میری بیوی کو ڈانٹ رہے ہیں ہادی نے راہا کے
آنسو صاف کیے دالہام اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنی بہن کا بازو پکڑ کے اسے
اپنے ساتھ لگا لیا۔ اپنی کرسی پر بیٹھتے اسے اپنے ساتھ بٹھا کر آنسو صاف کر
کے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔ "

صارم خان اپنے بیٹے کو سمجھا دو یہ نہ ہوا گلی مرتبہ اس کی کٹی ہوئی گردن تمہارے ہاتھ میں ہو علینا نے دالہام کی بات سن کر اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا سب حیرت سے سردار کو دیکھنے لگے کسی کو بھی اس سے اتنے سفاک الفاظ کی امید نہیں تھی۔۔ "

شوق سے کاٹیں سالے صاحب میں بھی ہادی خانزادہ ہوں اپنی عزت کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا ہادی نے اپنے کمرے کی طرف اشارہ کیا کہ میں اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں لے کر ہی جاؤں گا جو کر سکتے ہو کر لو۔۔ "

اپنی جان پیاری نہیں ہے تمہیں؟۔۔

جان سے زیادہ آپ کی بہن پیاری ہے سردار اپنی کرسی سے اٹھنے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا آنکھوں میں نمی تھی کچھ یاور کی باتیں سوچ کر اور اب اپنے بھائی اور شوہر کو لڑتے دیکھ۔۔ "

لالااپ کیوں لڑتے ہیں میرے دیو سے طرسم نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے ہادی کو دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا دوسرے لفظوں میں وہ بے بس ہو گیا تھا اپنی بہن کے آنسو دیکھ کر اس نے اپنے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھی جیسے کہنا چاہ رہا تھا میں کچھ نہیں بولوں گا۔۔ "

دیو! کیوں اتنا غصہ کرتے ہو؟ مجھے ڈر لگتا ہے تمہارا غصہ دیکھ کر طرسم نے اس کے بائیں کندھے پر سر رکھا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ "

میں نہیں غصہ کروں گا تم رونا بند کرو اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے آنسو صاف کیے۔ اپنی پری کی آنکھوں پر سوجن دیکھ کر اسے بے انتہا تکلیف ہوئی۔۔ ہادی کو حد سے زیادہ حیرت ہوئی وہ سردار جو کسی کی بات نہیں سنتا تھا اپنی بیوی کے آنسو نے اسے بے بس کر دیا۔۔ طرسم نے

کمرے کی طرف دیکھا سردار سمجھ گیا کہ وہ کمرے میں جانا چاہتی ہے۔۔ "

راہا کو کمرے میں لے جاؤ سردار نے سونیا سے کہا وہ اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئی۔ آئیدن کے اچھے خاصے موڈ کا بیرا غرق ہو گیا اپنی بہن کو روتے دیکھ غصے سے ہادی کی طرف دیکھتے وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا نمیرہ شیر طیان کو گود میں اٹھا کر کمرے میں جانے لگی وہ اپنی مورے کی گود سے اتر کر اپنے بابا جانی کے گود میں بیٹھ گیا۔ نمیرہ نے لمبا سانس لیا اسے عادت ہو گئی تھی ہر دوسرے دن اس کا بیٹا سردار کے پاس ہوتا تھا۔۔ دالہام طرسم کا ہاتھ پکڑے اور اپنے شیرو کو گود میں اٹھائے کمرے میں چلا گیا۔ ان دونوں کے درمیان لیٹ کر ان کا سر اپنے سینے پر رکھتے ان کے بال سہلانے لگا کچھ دیر میں ہی وہ گہری میں چلے گئے۔۔۔ "

آپ کہاں جارہے ہیں ؟ الطاف خان کو شہریار کے پیچھے جاتے دیکھ فاریہ خانم نے پوچھا۔۔۔۔ بیگم میں آج اپنے بیٹے کے پاس سوؤں گا فاریہ خانم پہلے تو سوچ میں پڑ گئی پھر مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔ شہریار نے چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر اپنے باپ کو دیکھا وہ اچھے سے جانتا تھا اس کا باپ اس کے کمرے میں کیوں سو رہا ہے۔ دانت کچکچاتے ہوئے یعقوب کو سہارا دے کر اپنے کمرے میں لے گیا۔۔ "

بوس !ایک آدمی وائلڈ ڈریگن کے پاس آیا۔۔جس لڑکی کی معلومات آپ نے ڈھونڈنے کے لیے بولا تھا اس کا نام طرسم ہے کلام کے سردار کی وفی میں آئی ہو بیوی۔ " بیوی "لفظ سن کر اس نے جھٹکے سے اپنے آدمی کو دیکھا جو لڑکی اسے پسند آئی تھی وہ کسی اور دسترست میں تھی۔ وائلڈ ڈریگن کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے

اشارے سے اپنے آدمی کو بولنے کا کہا۔۔۔ بوس اس لڑکی کو سردار
کے کسی دشمن نے اغوا کرلیا تھا وہ چھ سال بعد سردار کے پاس آئی ہے
لیکن اس خوبصورت دوشیزہ کا چہرا کسی نے نہیں دیکھا پورے کلام میں یہ
بات مشہور ہے کہ سردار کی وفی میں آئی بیوی انتہا کی خوبصورت ہے اور
لوگوں نے ابھی محض اس کی آنکھیں دیکھی ہے اور اس کی خوبصورتی کے
چرچے ہر جگہ ہے اپنے آدمی کی باتیں سن کر اسے طلب ہوئی اس
خانزادی کا چہرا دیکھنے کی وہ اس نیلی موم کی گڑیا کا چہرا دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ
تصور کرنے لگا وہ کس حد تک حسن رکھتی ہوگی۔ دل بے تاب
ہوگیا۔۔۔ "

مجھے اس موم کی گڑیا کے متعلق سب جاننا ہے اس کا چہرا دیکھنا ہے
وائلڈ نے خونخوار نظریں اس پر مرکوز کی۔ اس کا آدمی گہری سوچ میں مبتلا
ہوگیا سردار کی حویلی میں داخل ہونا آسان نہ تھا اور اس کی بیوی کے

متعلق تمام معلومات حاصل کرنا بھیڑیے کے علاقے میں جا کر اس کے جوڑے پر نظر جمانے کے مترادف تھا۔۔ "

بوس ناممکن ہے؟۔۔ وہ آدمی ڈر کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔۔۔۔ سردار کی حویلی میں کوئی ایک ایسا انسان ضرور ہوگا جو اسے دغا دے سکتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان کی زندگی میں ایک ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جو آستین کا سانپ نکلتا ہے۔ وائلڈ ڈریگن نے سردار کی وحشت کے متعلق سنا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ آدمی سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا کون ہو سکتا تھا جو سردار کو دھوکہ دینے کی ہمت کرے۔۔ "

تمہارے پاس دو گھنٹے ہے مجھے جلد از جلد بتاؤ اس شخص کے بارے میں جو سردار کو دھوکہ دے وائلڈ ڈریگن کے کہنے کی دیر تھی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔ ڈھیر گھنٹے بعد وہ آدمی دوبارہ وائلڈ ڈریگن کے سامنے تھا۔۔۔

بوس قندیل نامی لڑکی سردار کو پسند کرتی ہے وہ اس کے پیار میں آندھی ہے مافیا میں موجود ایک آدمی نے بتایا ہے کہ یاور مرزا کی اس نے مدد کی سردار کی بیوی کو اغوا کرنے میں وائلڈ ڈریگن کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا اسے راستہ مل گیا ایک مہرا مل گیا تھا۔۔ بوس یہ اس لڑکی کا نمبر ہے آدمی نے ابراہم کو نمبر دیا۔۔ "

قندیل ہو تم ؟ قندیل اپنے کمرے میں آئی جب اس کے موبائل پر کسی ان ناؤن نمبر سے کال آئی۔ کال پک کرتے ہی مردانہ آواز اس کے کانوں میں گئی۔۔ "

ہاں! تم کون ہو؟ اس کے سوال کا جواب دے کر الٹا سوال کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی وہ واقعی ہی ایک چلاک عورت تھی۔۔

وائلڈ ڈریگن! دو لفظی جواب دیا قندیل کے کان کھڑے ہو گئے وہ مافیا میں

سب سے آگے تھا۔ اسے تعجب ہوا کہ وہ اس سے بات کیوں کر رہا ہے۔۔ "

تم سردار کی حویلی میں رہتی ہو؟ وائلڈ ڈریگن اس کے متعلق ہر چیز کلیر کر کے اس سے کام کی بات کرنا چاہتا تھا۔۔ تمہارا اس سب سے کیا تعلق قندیل بیڈ پر بیٹھی موبائل سپیکر پر ڈال دیا۔ وائلڈ ڈریگن نے اپنا سر جھٹکا وہ عورت اس کا دماغ خراب کرنے والی تھی لیکن کہتے ہے مصیبت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے وہ اپنے مطلب کے لیے اس کا استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔ "

مجھے سردار کی بیوی عرف پری کے متعلق ہر پل کی معلومات چاہیے وہ کس وقت کیا کرتی ہے کہاں جاتی ہے ہر چیز کے بارے میں قندیل نے جھٹکے سے موبائل پکڑا اسے وائلڈ ڈریگن کی باتوں میں اپنا مقصد نظر آنے لگا۔ اس کی باتیں بہت کچھ واضح کر گئی۔۔ اس سب کے بدلے مجھ کیا

ملے گا؟ وہ سیدھا اپنے مطلب کی بات پر آئی۔ وائلڈ ڈریگن کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔۔۔ "

تمہارے راستے کا کانٹا طرسم خانزادی ہے اور میرا سردار۔ سردارنی کو میں اپنے پاس لے آؤں گا اور تم سردار پر قبضہ جما لینا۔ وائلڈ ڈریگن نے اسے لالچ دیا۔ اسے اپنے آدمی کی باتوں سے اتنا علم ہو گیا تھا کہ سردار کو قتل کیے بغیر وہ طرسم خانزادی کو اپنے پاس نہیں لا سکتا، قندیل طرسم کو دالہام سے دور کرنا چاہتی تھی چھ سال پہلے اس نے حویلی کی بیک سائیڈ کا دروازہ کھولا اور طرسم وہاں سے باہر چلی گئی تھی اب وہ پھر اسے دور کرنا چاہتی لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ "

میں تمہیں اس پدی کے متعلق ہر انفارمیشن دوں گی لیکن بدلے میں مجھے منافع بھی چاہیے لاکھوں کے حساب سے۔ وائلڈ ڈریگن نے نفی میں سر

ہلایا وہ حد سے زیادہ لالچی عورت تھی۔ منظور ہے بشرطیکہ کی تم مجھے اس کے ہر لمحے کا بتاؤگی۔۔ "

ایک کام کرتی ہو اس کے اندر گھس جاتی ہو پھر یہ بھی بتا دوگی کہ اس کا دل آہستہ دھڑک رہا یا تیز یا پھر وہ سانس بھی لے رہی ہے کہ نہیں قندیل جل بھن کر بولی۔ اس نے صرف اپنے مقصد کے لیے ہامی بھری تھی اسے اب اس پاگل سائیکو کو برداشت کرنا تھا۔۔ وائلڈ ڈریگن نے کال کٹ کر دی اور قندیل کے اکاؤنٹ میں چار لاکھ سینڈ کیے ساتھ میں ایک مسیج چھوڑا "جیسے جیسے تم مجھے بڑی معلومات دیتی جاؤگی رقم میں اضافہ ہوتا جائے گا "قندیل اس کا میسج پڑھ کر مسکرائی وہ پاگل انسان تھا صرف چند معلومات کے لیے اپنی پیسے لٹائے جا رہا تھا۔۔ "

یاور مرزا کمرے میں گیا را عنین آری ترچھی بیڈ پر لیٹی تھی اس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ نشان واضح ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔ اس نے آنکھیں کھولی سامنے اس درندہ صفت انسان کو دیکھ کر ہڑبڑاتے اس دور ہو کر بیٹھی۔۔۔

مجھ سے ڈر کیوں رہی ہو نین یاور نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے جا لگی۔ وہ ہچکیاں بھرتے رونے لگی۔۔

روتے نہیں ہے یاور نے اس کا چہرا سامنے کیا وہ جھٹپٹانے لگی اسے اس شخص کی قید میں نہیں رہنا تھا اس کا لمس اسے تکلیف دے رہا تھا۔۔ مجھے جانے۔۔۔۔۔۔۔ یاور کی وحشت ناک نظروں کو دیکھ کر اس کے الفاظ حلق میں ہی دب گئے، دل خون کے آنسو رو رہا تھا وہ کیسے وہاں سے نکلے۔۔ "

چلو شاپنگ پر چلتے ہے تمہارے یہ کپڑے مجھے پسند نہیں ہے یا ور نے اس کا بازو پکڑا کھینچتے ہوئے کھڑا کیا۔ وہ سکون کا طلب گار تھا جبکہ وہ لڑکی اسے اپنے قریب نہیں آنے دے رہی تھی۔۔ "

مجھے کہیں نہیں جانا مجھے میری ماں پاس جانا ہے وہ رو رہی تھی اس کے آنسو یاور کے دل پر گرے۔ اس کا چہرا دبوچ کرا پنے قریب کیا، اسے اس کی نم آنکھیں اچھی نہ لگی۔۔۔۔ تم میرے ساتھ چل کرا پنے کپڑے اگر نہیں خریدنا چاہتی تو کوئی بات نہیں مجھے تم اپنے کپڑوں میں اچھی لگوگی نین۔ اسے سر تک پاؤں تک گہری نظروں سے دیکھا را عنین کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اپنے پسندیدہ شخص کی جگہ اسے کوئی اور دیکھ رہا تھا۔۔ "

مجھے کہیں نہیں جانا را عنین کو اس انسان پر ریت کے دانے کے برابر بھی بھروسہ نہ تھا وہ کب اس کے ساتھ کیا کر دے۔۔۔ او کے پھر جا کر

نین میرے کپڑے پہنوں یا وراس کا بازو پکڑ کر الماری کے پاس گیا۔
اندر سے اپنا ٹروزر شرٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ راعنین کا حلق
خشک ہو گیا وہ اس کا لباس زیب تن نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ "
چلو شاباش کپڑے تبدیل کرو اسے واش میں دھکا دے کر ہاتھ میں کپڑے
تھما کر دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر اس کا انتظار کرنے
لگا۔۔۔ راعنین روتے ہوئے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔ اپنے کپڑوں پر
دیہان گیا جو کندھے سے پھٹے ہوئے تھے۔ ایک طرف کنواں اور
دوسری طرف کھائی وہ اپنی نمائش نہیں کرنا چاہتی تھی اور نہ اس شخص
کے کپڑے پہننا اسے منظور تھا۔۔ پندرہ منٹ کپڑوں کو دیکھتی
رہی۔۔۔۔۔ نین تم باہر آ رہی ہو یا پھر میں اندر آؤں اس کی آواز سن کر
پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اس نے فوراً کپڑے تبدیل کیے۔ آنسو
ہاتھ کی پشت سے صاف کر کے دروازے پر دستک دی تو یاور نے واش

روم کا دروازہ کھولا اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر نکالتے۔ گہری نظروں سے اسے دیکھا وہ بے انتہا دلکش لگ رہی تھی یاور کے کپڑوں میں۔۔ "

چشمِ بدور اسے بازو میں اٹھا لیا را عنین مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی لیکن یاور نے اس کے گرد حصار مضبوط کر لیا۔۔ افففف نین تم کیوں خود کو مجھ سے دور کرتی ہو اسے بیڈ پر بیٹھا کر قریب تر ہو کر بیٹھا۔ وہ پیچھے کو کھسکنے لگی۔۔ یاور اس کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھا رہا تھا۔۔ "

ہم دونوں شادی کر لے! یاور نے پھر اس سے کہا را عنین نے نفی میں سر ہلایا وہ اپنے شوہر کے علاوہ خود کو کسی اور سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ اس کا محرم تھا جس سے بچپن میں ہی اس کا نکاح کر دیا گیا تھا۔۔ "

میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہو راعنین غصے سے بولی۔ وہ مزید اس کے پاس نہیں رکنا چاہتی۔۔۔

کیا تمہارا وہ شوہر تمہیں اپنے پاس رکھے گا یہ جاننے کے بعد کے تم تقریباً دو دن سے میرے پاس ہو؟ یاور نے اس سے پوچھا راعنین سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔ بے ساختہ خیال آیا "راعنین تم اپنے شوہر سے محبت کرتی ہو لیکن اس نے تو تمہیں تمہاری جوانی میں تو دیکھا ہی وہ آخری مرتبہ تم کئی سال پہلے ملا تھا وہ نا جانے تم سے محبت کرتا بھی ہے کہ نہیں؟ "اس نے روز سے سر جھٹکا۔ چاہے اس کا شوہر اس سے پیار نہ کرتا ہو لیکن وہ تو اپنے شوہر سے پیار کرتی ہے۔۔ "

میں پیار کرتی ہوا پنے شوہر سے راعنین زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔ وہ شوہر جس نے آج تک تمہاری خبر تک نہیں لی یاور نے اسے آئینہ

دیکھایا۔۔ راعنین کی آنکھیں مزید بے قابو ہو گئیں۔۔ ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی بیڈ پر کھانا رکھ کر چلی گئی۔۔

کھانا کھالو! یاور نے نوالہ بنا کر اس کے لبوں کے قریب کیا راعنین نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اسے نفرت ہو رہی تھی۔ اس کے بر عکس یاور اسے اپنے کپڑوں میں دیکھ کر بہک رہا تھا وہ با مشکل خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔ "

مجھے وحشی بننے پر مجبور مت کرو یاور نے اس کا چہرا دبوچا راعنین نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر گرفت سخت کرتے منہ میں نوالہ ڈالا۔ راعنین کے آنسو اس کے ہاتھ پر گر رہے تھے۔۔ کئی نوالے اسی طرح اس کے منہ میں ڈالے۔۔ یاور کے لیے اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ یاور نے اس کا چہرا چھوڑ دیا اس کے آنسو لبوں سے چنے۔ وہ مزاحمت کرتی رہی جس کا یاور پر کوئی اثر نہ ہوا۔۔ وہ اس کی گردن میں

جھکا۔ را عنین پھوٹ پھوٹ کر رو رہی اس کے دونوں ہاتھ یاور کے ایک ہاتھ میں قید تھے۔۔ ہر چیز بھلائے وہ را عنین پر حاوی ہوا۔ وہ روتی رہی سسکتی رہی لیکن اس نے اس کی ایک نہ سنی۔۔ کئی گھنٹے وہ اذیت میں مبتلا رہی اب تو رو رو کر آنکھیں خشک ہو گئی، تمام مزاحمت ترک کر دی۔ محض لب پھڑپھڑا رہے تھے جبکہ حلق سے ایک لفظ بھی ادا نہ ہوا وہ حد سے زیادہ تڑپی تھی۔۔ "

صبح کا سورج طلوع ہوا یاور نے اپنے ساتھ نیم بے ہوش ہوئی را عنین کو دیکھا جس کی آنکھوں پر بے تحاشہ سوجن تھی چہرا زرد تھا۔ وہ ٹوٹ چکی تھی۔ یاور اٹھ کر بیٹھا اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا وہ بے جان وجود کی طرح اس کے لگی۔ وہ جیسے زندہ لاش بن کر رہ گئی تھی۔۔

نین یاور نے اسے پکارا مقابل سے اسے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

نین! ایک مرتبہ پھر پکارا اس کے رخسار تھپتھپائے اپنی طرف کیا۔۔ "

راعنین! بلند آواز میں اسے پکارا۔ اس نے موندی موندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا آنسو لڑیوں کی مانند بہے اگلے لمحے وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گئی۔ یاور نے اسے بیڈ پر لٹایا ڈاکٹر کو کال کی۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر کمرے میں موجود تھی اس کی حالت ڈاکٹر پر بہت کچھ واضح کر گئی۔ اس نے یاور کی طرف دیکھا۔۔۔ "

محرم ہوا سکا ڈاکٹر کو اس کی بات سن کر حد سے زیادہ حیرت ہوئی۔ کیسا درندہ صفت شوہر تھا جس نے اپنا حق ریپسٹ کی طرح لیا تھا جسے ریپسٹ ریپ کرتے ہے۔۔

ڈاکٹر کے ساتھ تقریباً اس کا پورا اسٹاف موجود تھا انجیکشن ڈرپس لگا کر۔ دھیان رکھنے کا کہہ ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی۔ یاور اس کے پاس بیٹھ گیا وہ زرد ہو چکی تھی۔ "تمہیں پیار کرنا نہیں آتا" الفاظ کانوں میں گونجتے ہی لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی۔۔۔

صحیح کہا تھا تم نے مجھے محبت کرنا نہیں آتی یاور اس کے رخسار سہلانا شروع ہو گیا اس کی محبت کرنے کا طریقہ ہی ایسا تھا جیسے کوئی درندگی دکھا رہا ہو۔ اور راعنین کے لیے وہ اس کا نامحرم تھا لیکن در حقیقت وہ اس کا محرم تھا۔۔ "

راعنین کو کچھ گھنٹے بعد ہوش آگئی بہت ہی مشکل سے سر ہلاتے دائیں جانب دیکھا سامنے یاور مرزا بیٹھا ہوا تھا رات کے گزرے لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔۔ "

طبیعت ٹھیک ہے اس کے پوچھتے ہی دہاڑے مار کر رونے لگی ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔ اس کی عزت خراب ہو گئی۔۔ "

میں ناپاک ہو گئی ہمیشہ کے لیے وہ بے تحاشہ بلند آواز میں رو رہی تھی۔

کس نے کہا تم ناپاک ہو؟ یاور وہاں سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ابرو اچکا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ راعنین میں نظریں اٹھانے کی بھی سکت نہیں تھی۔ چہرا گھٹنوں میں دیے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔ اپنے شوہر کو چھوڑ دو یاور نے سفاکیت سے کہا یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس کی بیوی ہے۔ راعنین نے اپنا رخ اس کی طرف کیا، آنکھوں میں سوجن ہونے کی وجہ سے وہ نہ کھلنے کے برابر کھلی ہوئی تھی۔۔۔

میں کبھی اپنے شوہر کو نہیں چھوڑوگی وحشی انسان وہ حلق کے بل دھاڑی تھی یاور کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا راعنین کا دل سو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ایک ڈر دل میں بیٹھ گیا اس کی مسکراہٹ دیکھ کر۔۔۔ تمہارا وہ شوہر تمہیں اپنائے گا یہ معلوم ہونے کے بعد کہ اس سے پہلے اس کی عزت پر کسی اور مہر لگا دی یاور نے کہنیاں صوفے کی پشت پر ٹکائی

راعنین کی زبان تالو ساتھ چپک گئی کوئی مرد کتنی مرضی محبت کرتا ہو لیکن اگر عورت کو کسی مرد نے ہوس کا نشانہ بنایا ہو وہ کبھی اسے نہیں اپناتا۔۔۔۔

کیا ہوا جواب نہیں مل رہا۔ اگر تمہاری محبت کامل ہوتی تو تم فوراً جواب دیتی تمہیں اپنے شوہر سے محبت نہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں یاور سے محبت کرتی ہو، میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہو۔ وہ کبھی مجھے نہیں چھوڑے گا راعنین اپنے سر تھام کر چلائی اسے یقین تھا اپنی محبت پر کہ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گا۔۔"

یاور نے اگر تمہیں چھوڑ دی۔۔۔۔۔ اپنی بکواس بند کرو تم، میرا شوہر مجھے نہیں چھوڑے راعنین نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے اسے اپنے جسم سے گن آنے لگی۔ جھک کر زمین سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنی گردن صاف کرنے لگی کبھی اپنے بازو کبھی ہاتھ تو کبھی چہرا صاف کرتی۔۔

یاور مسکراتے اس کا جنون دیکھ رہا تھا اپنے شوہر کے لیے اس کا جنون یاور کو سکون دے رہا تھا۔ یکدم اس کی آنکھیں پھیلی راعنین کی گردن اور بازو سے خون نکلتے دیکھ۔ جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے دوپٹہ پکڑ کر زمین پر پھینکا۔۔۔ "

پاگل لڑکی! یاور نے اس کا چہرا دبوچ کر اپنی قریب کیا جو دوپٹے سے صاف کرنے کی وجہ سے بے تحاشہ سرخ ہو چکا تھا۔ وہ خود کو کم اور یاور کو زیادہ تکلیف میں مبتلا کر گئی۔۔

مجھ۔۔۔۔۔ے۔۔۔جا۔۔۔۔نا۔۔۔ہے ٹوٹے پھوٹے لفظ بولے وہ ہمت ہار رہی تھی۔۔ افففف نین میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہو جو ایک مرتبہ میری قید میں آجائے اس کی واپسی ممکن نہیں اس کی سوجن زدہ آنکھوں پر پھونک ماری راعنین نے آنکھیں سختی سے بند کی۔

بے تحاشہ جلن ہونا شروع ہوگئی۔ یاور اس کے قریب تر ہو کر
بیٹھا۔۔۔۔
میں مرجاؤگی آنکھیں ہنوز بند رکھے بولی یاور کو اس کی حالت ناساز معلوم
ہونے لگی۔ چہرا ابھی تک زرد تھا۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ اس کے رخسار
تھپتھپائے، یاور نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا اور واش روم میں لے
گیا ٹھنڈا پانی شاور پر چلا دیا اسے نیچے کھڑا کر کے خود سائیڈ پر کھڑا ہو گیا،
اچانک اس کے اوپر ٹھنڈا پانی پڑا راعنین نے جھٹ سے آنکھیں کھولی،
ٹھنڈ کی وجہ سے وہ تھر تھر کانپنے لگی۔ یاور نے ایک نظر بھی اس کے
سراپے کی طرف نہ دیکھا واش روم سے باہر نکل کر الماری سے اپنا
سوٹ نکال کر واپس واش روم میں گیا سائیڈ پر کپڑے رکھ کے گرم (
نارمل) پانی ان کر کے باہر چلا گیا، راعنین زمین پر بیٹھ کر بلند آواز میں
دہارے مار کر رونا شروع ہوگئی۔۔۔

یا اللہ مجھے یہاں سے نکال دے، میں اس دلدل میں نہیں رہنا چاہتی۔
میرے اللہ مجھے معاف کردے میں گناہگاروں میں شامل ہوگئی وہ اونچی آواز میں چلاتی ہوئی بولی۔ باہر کھڑے یاور نے اس کی آواز باخوبی سنی۔۔۔ جب رو رو کر تھک گئی تو کپڑے تبدیل کیے اٹھ کر چلنے لگی لڑکھڑا کر منہ کے بل زمین پر گری دونوں سائیڈ سے ہونٹ کے کنارے پھٹ گئے۔ دیوار کا سہارا لے کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتے دروازے تک پہنچی۔ دروازہ کھول کر باہر آنے لگی اسے پہلے وہ گرتی یاور نے اسے فوراً اسے تھام لیا۔ راعنین نے بامشکل ہاتھوں کو حرکت دے کر اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے چاہے۔۔۔

نین ایک مرتبہ تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی اس کے بلند آواز میں بولنے پر راعنین کی سانسیں سوکھ گئی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی جیسے ابھی باہر نکل آئے گی۔ یاور نے نرمی سے اس کے ہونٹ کے دونوں

کنارے صاف کیے۔۔ اسے بیڈ پر بیٹھا کر یاور کمرے سے باہر جانے لگا دروازے کے پاس رک کر مڑ کے اسے دیکھا جو نڈھال بیٹھی تھی اس میں اٹھنے تک کی ہمت نہیں تھی۔ دروازے کا لاک چیک کر کے، اس نے جو شیٹ لگائی جس سے راعنین کو پاسورڈ پتا چلتا اتار دی۔ باہر نکل کر دروازہ بند کیا وہ خود بخود لاک ہو گیا۔۔

یا اللہ! اس کے نکلتے ہی ہنذیانی انداز میں چیخی۔۔ "

آئیدن اٹھ جائے نمیرہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی۔ آئیدن کو جھنجھوڑ کر اٹھانے لگی آج اس نے نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔۔ آئیدن اٹھ جائے نہیں تو میں آپ کے اوپر پانی گرا۔۔۔ نمیرہ بول رہی تھی جب آئیدن نے نرمی سے اسے اپنے پاس بٹھایا اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھتے آنکھیں میچ لی۔۔ "

کیسی بیوی ہو تم شوہر کو کچھ پل سکون سے سونے بھی نہیں دیتی نمیرہ نے نفی میں سر ہلایا اسے سوئے ہوئے نو گھنٹے ہو گئے تھے۔۔

آئیدن خاموشی سے اٹھ کر قضا ہوئی نماز پڑھے نہیں تو میں آپ کو۔۔۔۔۔۔۔ نمیرہ کو پہلے سمجھ نہ آیا وہ کیا بولے۔ آئیدن محو ہو کے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے دو الفاظ بولے "ماروگی"۔۔

اوہو میری متاعِ جاں! تم اپنی جان کو ماروگی آئیدن کو اپنے پرانے روپ میں واپس آتے دیکھ نمیرہ نے حلق سے تھوک نگلا وال کلاک کی طرف دیکھا جو صبح سے تقریباً سات بجا رہی تھی۔۔ آئیدن اس کی گردن میں چہرا چھپانے لگا نمیرہ بیڈ سے اٹھ گئی گردن میں منہ چھپنے کی بجائے تکیے میں چھپ گیا۔ نمیرہ اس کے پاس کھڑی ہنسنے لگی۔۔۔

ہائے میرا شوہر تکیے کے ساتھ رومینس کر رہا ہے دہائی دینے والے انداز میں کہا آئیدن نے تکیے سے چہرا نکالا۔ خاموشی سے اٹھ کر بیٹھا چہرے

کے تاثرات سنجیدہ تھے۔ بیڈ سے اٹھتے واش روم کی طرف رخ کیا۔۔۔

اتنی آسانی سے یہ باز آنے والوں میں سے تو نہیں ہے ابھی وہ سوچ رہی تھی آئیدن نے اس کی کمر میں نرمی سے بازو لپیٹتے اسے اوپر اٹھایا۔۔

ہاں جی تو کیا کہہ رہی تھی میری متاعِ جاں۔ میں تکیے کے ساتھ رومینس کر رہا ہو میری متاعِ جاں ابھی اتنے برے دن نہیں آئے میرے،

میرے پاس میری حق حلال کی بیوی ہے آئیدن نے نرمی سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس نرم لمس محسوس کر کے نمیرہ کے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ آگئی۔ اور اس کی مسکراہٹ اس کے شوہر کا سکون کا باعث بنی۔۔

میں نے تو کچھ نہیں کہا نمیرہ مسکراتے ہو کہہ کر نظریں اِدھر اُدھر دوڑانا شروع ہو گئی۔۔۔ متاعِ جاں مجھے نظر انداز ہونا پسند نہیں ہے آئیدن نے ایک ہاتھ اس کی کمر پر نرمی سے رکھتے مزید اونچا کیا ان دونوں کے

چہرے ایک دوسرے کے سامنے تھے جبکہ ان میں فاصلہ برقرار تھا۔
ایک ہاتھ اس کے رخسار پر رکھتے رخ اپنی طرف کیا۔۔۔
میں اگنور نہیں کر رہی۔۔
مرد کو اپنی پسندیدہ عورت سے نظر انداز ہونا قطع پسند نہیں ہے آئیدن احزان کا انداز بے انتہا سنجیدہ تھا نمیرہ نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھی۔۔

اچانک مسٹر کھڑوس کیوں بن رہے ہیں میاں جی نمیرہ نے میاں جی بلایا تو آئیدن نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔۔ میاں جی آپ کو اچھا نہیں لگا میرا میاں جی بلانا نمیرہ نے شرارت کرتے اس کی پیشانی پر میاں جی لکھا۔ آئیدن تو جیسے اس کے محبت سے میاں جی بلانے میں ہی کھو گیا تھا۔۔ "

کہاں کھو گئے میاں جی نمیرہ نے اس کے دونوں رخسار کھینچے۔۔۔

اظہار کرو آئیدن نے اسے زمین پر کھڑا کیا ہاتھ ابھی بھی اس کی کمر پر تھے۔ نمیرہ شرم سے لال ٹماٹر بن گئی۔ اچانک اس کے یوں اظہار کرنے کا کہنے پر۔۔

متاعِ جاں! آئیدن نے ناراضگی سے دیکھا۔ اس نے اپنے شوہر کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا جو اتنی جلدی ناراض ہونے کی تیاری پکڑ رہا تھا اتنی جلدی تو لڑکیاں بھی ناراض نہیں ہوتی جتنی جلدی اس کا شوہر ہو رہا تھا۔۔۔

اگر میں نے نہ کیا تو؟ نمیرہ اسے تنگ کرنا چاہتی تھی اس کے رخسار سہلاتے لاڈ سے کہا۔۔

اگر تم نے اظہار نہ کیا تو میں۔۔۔ میں نے آئیدن سوچ میں پر گیا وہ کیا بولے نمیرہ مسکرائی اس کے شوہر کو ناراض ہونا بھی نہیں آتا تھا۔۔

میرے میاں جی کو ناراض ہونا بھی نہیں آتا نمیرہ نے ایک مرتبہ پھر اس کے رخسار کھینچے آئیدن نے اس کے ہاتھ پیچھے کر دیے۔۔۔ مرد کو پسندیدہ عورت سے ناراض ہونا نہیں آتا، میں ہر ایک سے ناراض ہو سکتا ہو لیکن تم سے نہیں آئیدن نے اپنے دل کی بات کہی۔ نمیرہ نے دل کی گہرائیوں سے الحمداللہ کہا۔ اس کے حصے میں جو بہتر تھا خدا نے اسے اس سے نواز دیا۔۔۔

مجھے اظہار کرنا نہیں آتا۔ نمیرہ نے نظریں جھکالی آئیدن نے تاسف سے سر ہلایا عورت کو اس مرد کو تنگ کرنے میں سکون ملتا ہے جو اس سے بے انتہا محبت کرتا ہو۔۔۔

ٹھیک ہے پھر مجھے بھی آفس جانے سے پہلے والا پیار کرنا نہیں آتا نمیرہ کے چہرے پر غصے کے تاثرات واضح ہونے لگے آئیدن آفس جانے سے پہلے اس کی پیشانی پر پیار کر کے جاتا تھا۔۔

میاں جی! نمیرہ نے غصے سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑلی۔۔۔ خدا کا خوف کرو لڑکی شوہر کی عزت پر ہاتھ ڈال رہی ہو آئیدن نے اپنے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھا نمیرہ نے دانت کچکچائے۔۔۔

یہ میری پراپرٹی ہے جب چاہے ہاتھ ڈالوں آپ مجھے روکنے والے کوئی نہیں ہوتے نمیرہ نے اس کی شرٹ کھینچ کر اپنے قریب کیا۔ آئیدن نے داد دینے والی نظروں سے اسے نوازا۔۔۔ حق جتانا ہے تو مکمل جتاؤ، اس طرح کے حق جتانے میں مجھے کوئی مزہ نہیں آیا نمیرہ نے نا سمجھی سے دیکھا مکمل حق جتنا کیا ہوتا ہے۔۔ آئیدن نے کندھے اچکا دیے اسے اب نمیرہ کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔۔

تم سے اچھی دوسروں کی بیویاں جو کم از کم شوہر سے پیار تو کرتی ہے، اب تم بھابھی کو ہی دیکھ لو کیسے ہر وقت میرا دیو، میرا دیو کرتی ہے اور ایک تم ہو جس نے کبھی اظہارِ محبت ہی نہیں کیا آئیدن نے اس کی کمر

سے اپنا ہاتھ ہٹایا صوفے پر بیٹھنے لگا نمیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بلکل سامنے کھڑی ہوئی ان دونوں میں چند انچ کا فاصلہ تھا۔۔۔

لیلیٰ مجنوں ہیر رانجھا سوہنی مہینوال عشق میں مبتلا ہوئے
ہم نے عشق کو چھوڑا، جاں کہنے والے کی عادت میں مبتلا ہوئے
)انوانصاری(

اس کے سینے پر نرمی سے سر ٹکاتے شعر بولا آئیدن جھٹکا کھا کر گرنے لگا اس کی متاعِ جاں کب سے شعر وشاعری کرنا شروع ہوگئی تھی؟ اسے پسند نہیں آیا تھا اس کے شوہر کا یہ کہنا کہ دوسروں کی بیویاں ان سے پیار کرتی ہیں لیکن میری بیوی مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ نمیرہ کو ہنوز اپنے سینے

لگے محسوس کر کے اس کے گرد نرمی سے حصار باندھا اسے اس قدر خوبصورت اظہار کی امید نہیں تھی۔۔۔

میں سوچ رہا ہو آج کمرے میں پورا دن گزاروں آئیدن کے الفاظ سنتے ہی نمیرہ نے اسے دھکا دیا وہ پیچھے جانب صوفے پر گرا۔ اس جھٹکے پر ہو ہکا بکا رہ گیا۔۔۔۔ متاعِ جاں یہ کیا تھا ہواؤں میں اڑا کر اچانک زمین پر پٹک دیا۔۔ آئیدن صوفے پر لیٹ گیا چہرے پر کشن رکھ لیا اسے شدید نیند آ رہی تھی نمیرہ کو اس کی چلاکی سمجھ آ گئی اس کے پاس کھڑی ہو کر غصے سے دیکھنے لگی اس نے کمرے والی بات اس لیے کی تھی تاکہ وہ اسے دور دھکا دے اور خود کمرے سے بھاگ جائے اور وہ سکون سے سو سکے۔۔۔ "

میاں جی تنگ نہ کرے اٹھ جائے اتنا تو مجھے شیر طیان بھی تنگ نہیں کرتا جتنا آپ مجھے تنگ کر رہے ہے نمیرہ نے نرمی سے اس کے بازو پر ہاتھ

رکھ کر کشن پیچھے کیا۔ وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی آئیدن احزان کا میلٹڈ پوائنٹ ،،بچارا خاموشی سے اٹھ گیا وضو کر کے قضا ہوئی نماز ادا کی۔ فریش ہو کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بنانے لگا نظر پیچھے بیٹھی اپنی متاعِ جاں پر تھی جس نے چھ سال کی دوری اظہارِ محبت سے ختم کر دی تھی۔۔

شیر طیان کہاں ہے؟ نمیرہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اس کے شوہر نے اب غور کیا تھا کہ ان کا بیٹا کمرے میں نہیں ہے۔۔ کہاں گم ہوتے ہے آپ میاں جی شیر طیان اپنے بابا جانی کے پاس ہے نمیرہ نے اپنا دوپٹہ سیٹ کیا ہاتھ میں بریسلیٹ پہنتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔ آئیدن نے خود پر لعنت بھیجی کیسا باپ تھا جسے یہ ہی نہیں پتا تھا کہ اس کا بیٹا کہاں ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم نماز پڑھ کے بیڈ پر بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی عجیب سے احساسات کے زیرِ اثر وہ خود کو بے انتہا ٹینشن دے رہی تھی۔۔ ایک نظر پاس سوئے ہوئے سردار کو دیکھا جس کے چہرے پر سکون تھا۔ اس کے دائیں کندھے پر شیر طیان سویا ہوا تھا۔۔ دالہام خانزادہ نے اپنا بایاں بازو ہلایا اسے ہلکا پھلکا محسوس کر کے آنکھیں کھولی بائیں جانب اس کی پری گہری سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔۔ "

پری کیا ہوا ہے؟ شیر طیان کو تکیے پر منتقل کر کے اپنی پری کے برابر بیٹھا۔۔

دیو آج پورا دن تم میرے پاس رہو گے طرسم نے نرمی سے اس کے سینے پر سر ٹکایا وہ پرچیز سے تھک چکی تھی وہ کچھ خوشحال پل اپنے دیو کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔۔

اگر میری شرائط پوری کروگی تو پھر پورا دن تمہارے ساتھ گزاروں گا

دالہام خانزادہ نے محض اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہا اسے معلوم

تھا کہ اس کی پری ضد کرے گی کہ میں تمہاری کوئی شرائط پوری نہیں

کروں گی اور آج کا پورا دن تم میرے ساتھ گزارو گے۔۔

دیو! میں تمہاری ہر شرائط پوری کروں گی مجھے بس تمہارے ساتھ وقت

گزارنا دالہام نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے سینے میں مزید بھینچا وہ

کس پریشانی میں بتلا تھی؟ جس کی وجہ سے وہ اپنے دیو سے ضد نہیں کر

رہی تھی۔ دیو! تم پورا دن میرے ساتھ رہو گے نا؟ اس کا چہرہ ہاتھوں

میں تھام کر سوال کیا سردار کو اس کا یوں قریب آنا عجیب سے

احساسات میں بتلا کر گیا نہ جانے کیوں اب اسے عمر کا فرق محسوس ہوتا

تھا شاید بار بار ہادی کا کہنا کہ وہ سردار سے عمر میں بے انتہا چھوٹی

ہے۔۔"

دیواب تم کون سی سوچ میں گم ہو گئے ہو طرسم نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا سر دار پیچھے ہٹ گیا۔ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی، اس کا دیوا سے خود سے دور کیوں کر رہا تھا اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا اگر اسے معلوم پڑ گیا کہ اس کی بیوی اس کے دشمن سے رابطے میں ہے تو کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟۔۔ "

دیو! آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اسے پکارا دالہام خانزادہ آنکھیں بند کرتے کھول کر پیچھے مڑا سختی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ انتقام لینے کے لیے اس نے اس ننھی سی پری کو اپنے نکاح میں لیا تھا تب اس کے سر پر انتقام کا بھوت سوار تھا جس کی وجہ سے وہ یہ تک نہ دیکھ پایا کہ وہ اس کی بیٹی کی عمر کی ہے لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اس سے حد سے زیادہ چھوٹی ہے۔ لیکن اب وہ مکمل طور پر اس کا عادی تھا اور اس کی پری بھی اپنے دیو سے محبت کرنے لگی تھی۔۔ "

کہاں جانا ہے کیونکہ اگر میں حویلی میں موجود رہا تو کوئی نہ کوئی کام کرنے
کے لیے مجھے حویلی سے باہر جانا پڑے گا اس لیے میری پری مجھے کوئی
ایسی جگہ بتائے جہاں وہ جانا چاہتی ہے پھر ہم دونوں پورا دن وہاں
گزاریں گے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اپنے تمام تر جذبات کو ایک
سائیڈ پر کر دیا اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اپنی پری تھی۔ طرسم
نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کے اس کی ٹھوڑی کے ساتھ اپنی پیشانی
لگائی۔۔ اسے اب اپنے دیو کے قریب رہنا اچھا لگتا تھا۔۔ "
مجھے جھیل کے پاس ایک چھوٹے سے گھر میں رہنا ہے صرف تمہارے
ساتھ طرسم نے خود کو اس کے سینے میں چھپا لیا وہ اس ڈر سے باہر نکلنا
چاہتی تھی ہمت نہیں تھی اپنی دیو کو سب کچھ بتانے کی۔ شیر طیان نیند
سے بیدار ہوا جیسے ہی اس کی نظر تکیے پر گئی روتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا
کیونکہ اس کے بابا جانی نے اسے تکیے پر منتقل کر دیا تھا اسے عادت تھی

اپنے بابا جانی کے سینے پر سر رکھ کے سونے کی۔ طرسم فوراً سردار سے دور ہو گئی کیونکہ شیر طیان اکثر انہیں پاس دیکھ کر غلط سوال کرتا تھا۔۔ "

بابا جانی! روتے ہوئے اپنے بابا جانی کی گود میں بیٹھ کر ان کے سینے سے لگ گیا دالہام خانزادہ نے اپنی پری کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا کوئی مسئلہ تو نہیں۔ طرسم نے نفی میں سر ہلایا اس کے کندھے پر سر رکھا وہ بس چاہتی تھی جلد از جلد وہ حویلی سے باہر جائے اور کچھ پل سکون کے گزارے۔۔ "

طیان تمہارے بابا تمہیں یاد کر رہے ہوں گے شیر طیان نے پہلے اپنے بابا جانی کی طرف دیکھا اور پھر اس کی طرف۔ آج پہلی مرتبہ طرسم نے اسے اس کے نام سے بلایا تھا نہیں تو وہ اسے مہا شیطان کہہ کر ہی پکارتی تھی۔۔

جہنم کے کانٹے جب آپ سوئی ہوئی تھی بابا جانی نے آپ کی سر پر کوئی چیز اٹھا کر ماردی تھی شیر طیان نے معصومیت سے پوچھا اسے جہنم کے کانٹے کا یہ انداز ہضم نہیں ہوا تھا۔۔۔

میرے سر پر کسی نے کچھ چیز نہیں مارا طرسم اداسی سے کہہ کر واش روم میں چلی گئی۔ شیر طیان بھی اداس ہو گیا جس سے وہ ہر وقت جھگڑتا رہتا تھا آج وہ خاموش تھی اتنے دن ہو گئے تھے ان دونوں نے جھگڑا نہیں کیا تھا۔۔

بابا جانی آپ کی سردارنی مجھ سے جھگڑا کیوں نہیں کر رہی مجھے پتہ ہے آپ نے منع کیا ہے لیکن وہ اداس اداس رہ رہی ہے شیر طیان کچھ سوچتے ہوئے اداس ہو گیا۔ دالہام خانزادہ نے ٹھنڈی آہ خارج کی۔ میں بابا پاس جا رہا ہوں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں گا کہ ہم تینوں اکٹھے جائیں گے کھانا کھانے کے لیے طیان اپنے بابا جانی کے دونوں رخسار پر بوسہ

دے کر کمرے سے بھاگ گیا جیسے ہی وہ قندیل کے کمرے کے باہر رکا اسے کچھ اوازیں اندر سے آئی۔۔ بغیر نقاب کے کس طرح میں اس کی تصویر لوں قندیل ہاتھ میں موبائل پکڑے چکر کاٹتے ہوئے خود سے باتیں کر رہی تھی وہ سب سے پہلے وائلڈ ڈریگن کو طرسم کی تصویر بھیجنا چاہتی تھی تاکہ وہ اس کا مزید دیوانہ ہو قندیل نے محض ایک مرتبہ اس کا چہرہ دیکھا تھا اور وہ آنکھیں جھپکانا بھول گئی تھی حالانکہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔۔"

یہ جہنم کے کانٹے کی تصویر کیوں لینا چاہتی ہیں بغیر نقاب کے۔ بابا جانی تو انہیں نقاب نہیں اتارنے دیتے اگر یہ نقاب کے بغیر تصویر لے گی تو پھر بری بات ہوگی کیونکہ بابا جانی کو نہیں پسند کوئی ان کی سردارنی کی تصویر لے وہ چھوٹا سا بچہ اپنے ذہن کے مطابق سوچ رہا تھا کیونکہ جو کچھ اسے نظر آتا تھا اس کے مطابق اس کی سوچ صحیح تھی۔۔

کیسے اس کی تصویر لو قندیل نے اپنا موبائل بیڈ پر پھینکا شیر طیان سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر شیر طیان اپنے بابا اور مورے کے کمرے میں چلا گیا۔ اس کی مورے کمرے میں موجود نہیں تھی اس کے بابا امپورٹنٹ فائلز چیک کر رہے تھے اسے بے انتہا نیند آنے لگی اپنے بابا کی طرح وہ بھی زیادہ دیر سونے کا عادی تھا بیڈ پر لیٹنے لگا آئیدن نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑے کرتے صوفے پر پڑے اس کے یونیفارم کی طرف اشارہ کیا کہ شاباش جلدی سے تیار ہو میں سکول چھوڑنے جا رہا ہوں تمہیں۔ وہ منہ بناتا ہوا اپنے کپڑے پکڑ کر واش روم میں بند ہو گیا۔۔ طرسم نے عبایا پہن کر نقاب کیا۔ سردار فریش ہو کر باہر آیا اس

کی پری بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کالے رنگ کی شلوار قمیض کے اوپر کالے رنگ کی ہی چادر اوڑھی۔ اپنی سردارنی کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گیا۔ نیچے گئے سامنے ہادی چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

میری بہن کو کہاں لے جانے کی تیاری کی جا رہی ہے؟ اپنی بہن کو مکمل تیار ہوئے دیکھ اور سردار کو کالے رنگ کی شلوار قمیض اور کالے رنگ کی ہی چادر اوڑھے، ہادی گہری سوچ میں پڑ گیا کہ وہ 37 سال کی عمر میں حد سے زیادہ پر کشش اور دل نشین لگ رہا تھا دیکھنے میں اس کی عمر 27 سے 28 سالہ مرد جتنی لگتی تھی۔۔

ہنی مون پر! دالہام خانزادہ نے طرسم کا ہاتھ پکڑ کے اپنے بالکل ساتھ کھڑے کرتے تلملا کر ملا کر کہا ہادی نے ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جو اداس تھی اس وقت بحث کرنا اسے ٹھیک نہ لگا۔۔۔ سردار کو نظر انداز کرتے اپنی بہن کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

اپنا دھیان رکھنا اور اگر یہ دیو تنگ کرے تو اپنے بھائی کو فوراً کال۔۔۔۔
ہادی بول رہا تھا سردار اپنی بیوی کو لیے باہر نکل گیا دروازہ کھول کر
اسے بٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی بڑی حویلی سے جھیل تک کا
سفر تقریباً گھنٹے کا تھا۔۔۔ "

دیو! سردار ڈرائیونگ کر رہا تھا اسے پکارتے کندھے پر سر رکھ کے
راستے کو دیکھنے لگی۔ دالہام خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا تقریباً گھنٹے کا
سفر اس نے آدھے گھنٹے میں طے کیا جھیل کے پاس کار روکی سامنے
ایک چھوٹا سا گھر تھا ہر طرف برف جمی ہوئی حد سے زیادہ خوبصورت
نظارہ پیش کر رہی تھی سردار کار سے باہر نکلا اس نے سائیڈ پر جاتے
دروازہ کھول کر اپنا ہاتھ آگے کیا طرسم نے ہلکا سا مسکرا کر اپنے دیو کا ہاتھ
تھاما دونوں نے گھر کی جانب رخ کیا جیسے ہی دروازہ کھولا۔ اندر کا منظر
دیکھ کر طرسم کا منہ کھل گیا۔۔

یہ میرے لیے طرسم آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے بے یقینی سے اس مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ چھوٹا سا گھر جہاں بائیں سائیڈ پر بیڈ، دائیں سائیڈ پر بیٹھنے کے لیے سیاہ رنگ کے صوفے رکھے تھے اس کے ساتھ ایک دروازہ تھا شاید وہ واش روم تھا بیڈ کے تھوڑا سا دور ڈریسنگ ٹیبل، پھر کھلی جگہ اور سائیڈ پر اوپن کچن تھا۔ سردار نے بیڈ کے اوپر نیلے پھولوں سے سجاوٹ کی تھی صوفے پر بھی جگہ جگہ نیلے پھول، زمین پر نیلے پھولوں کی بڑی بڑی پتیاں، اس نیلی آنکھوں والی پری کے لیے بچھائی گئی تھی۔ ان پھولوں کے سائیڈ پر سفید رنگ کے موتی ایک قطار میں لگائے گئے تھے۔ جوان نیلے پھولوں کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر ریڈ لپسٹک سے دیو کی پری لکھا ہوا تھا۔ نقاب میں نظر آتی نیلی آنکھیں مسکرائی اس کے دیو نے اسے بے انتہا خوشی دی تھی۔۔۔

میری پری کو یہ سب کیسا لگا طرسم ابھی بے یقینی سے اس چھوٹے سے گھر کو دیکھ رہی تھی۔۔ طرسم نے کچھ نہ کہا دروازہ بند کر کے گھر کے درمیان میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نظریں دورانے لگی۔۔۔

لگتا ہے میری پری کو سب کچھ پسند نہیں آیا سر دار اداس ہوتے کہہ کر صوفے پر بیٹھ گیا زخم کی وجہ سے کھڑے ہونا مشکل ہو رہا تھا۔۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہیں طرسم صوفے پر اس کے پاس بیٹھ گئی اس کے پاس واقع ہی میں الفاظ نہیں تھے. جس قدر وہ چھوٹا سا گھر خوبصورت لگ رہا تھا اچانک دیکھ کر کسی کے لیے بھی تعریف کرنا مشکل ہو گا کیونکہ وہ اس قدر خوبصورت لگ رہا تھا کہ دیو کی پری کو بولنے کے لیے الفاظ ہی نہ ملے۔۔۔

یعنی بس پورا پورا ہے میری پری کو یہ سب کچھ پسند نہیں آیا۔۔

اور اگر میں کہوں اس سب سے زیادہ خوبصورت میرا دیو ہے تو؟ طرسم نے اس کے سینے پر سر رکھا اسے رونے کے لیے اپنا دکھ ہلکا کرنے کے لیے کسی کا سہارا چاہیے تھا جسے سب کچھ معلوم ہو کہ وہ اس وقت کس ٹینشن میں ہے۔۔ اپنے دیو کو سب کچھ نہیں بتا سکتی تھی اسے ڈر تھا اگر وہ اس سے دور ہو گیا تو لیکن وہ اس ڈر کی وجہ سے سردار کے یقین کو ٹھیس پہنچ والی تھی۔۔

مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے! سردار نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر نقاب میں نظر آتی اس کی نیلی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔۔ "

ہماری عمر میں بہت زیادہ فرق ہے تم میرے یو قریب مت آیا کرو

سردار نے اپنے تمام تر جذبات کو کچل کر یہ الفاظ ادا کیے اسے خود سے دور کرنا بے حد مشکل تھا لیکن اپنی اور اس کی عمر کو دیکھ کر سردار عجیب

سے احساسات میں جکڑ جاتا تھا۔۔اس نے یہ سب سجاوٹ اس لیے کی تھی تاکہ وہ اسے پیار سے منا سکے۔۔

تو؟ وہ نہ سمجھی اور پریشانی سے اسے دیکھنے لگی اس کا دیو یہ سب باتیں کیوں کر رہا تھا اس کا دیو تو اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور اب وہ بھی اپنے لیے اسے محبت کرنے لگی تھی تو وہ دور ہونے کی بات کیوں کر رہا تھا۔۔

مستقبل میں تمہیں پریشانی ہوگی جب تم جوان ہوگی میں مکمل طور پر بڑھا ہو چکا 10 سال بعد تم تو ایک نوجوان عورت ہوگی لیکن تب میں تقریباً 50 کا ہو جاؤں گا کیا تم میرے ساتھ گزارا کر پاؤ گی؟ اس کا سوال سنتے ہی اس نے فوراً حامی میں سر ہلا دیا اس کے ذہن میں کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ اس کا دیو اس سے عمر میں بے انتہا بڑا ہے اس نے تو اپنے دیو کے دل سے محبت کی تھی۔۔

یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں گزارا کوئی بھی نہیں کر پاتا جب تم اپنے ہم لڑکیوں کو دیکھو گی جن کے شوہر ان سے محض چار یا پانچ سال بڑے ہوں گے تو تمہارا بھی دل چاہے گا تمہارا شوہر بھی کاش تم سے تھوڑا سا بڑا۔۔۔۔۔ دیو مجھے عمر سے کوئی فرق نہیں پڑتا میرے لیے سب سے زیادہ ضروری تم ہو میں نے کبھی تمہاری عمر نہیں دیکھی ہمیشہ تمہارا پیار ، تمہاری توجہ ان سب کو محسوس کیا ہے۔۔ سردار نے اپنا سر تھام لیا اسے ان سب چیزوں کی ابھی سمجھ نہیں تھی وہ بالکل چھوٹی تھی اس نے محض ابھی محبت کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا۔ سردار نہیں چاہتا تھا کہ وہ محبت سے بڑھ کر اس کے عشق میں داخل ہو جائے۔۔۔

جب دل میں اس طرح کے نئے احساسات پیدا ہوتے ہیں تو ہمارا دل چاہتا ہے ہم صرف اس شخص کے پاس رہیں تمہاری عمر بہت کم ہے اس عمر میں اکثر لڑکیوں کو اٹریکشن ہو جاتی ہے لیکن جب تم میچور ہو گی

تمہیں اس چیز کا شدت سے احساس ہوگا سردار نے پیار سے کہا اس کے دونوں رخسار کھینچے اس کا انداز بالکل ہلکا پھلکا تھا جب کہ طرسم کو وہ سب کچھ طنزیہ لگ رہا تھا۔۔

مجھے کوئی اٹریکشن نہیں ہے مجھے میرے دیو سے محبت ہے اگر اٹریکشن ہوتی تو جب میں تم سے چھ سال کے لیے دور ہوئی تھی وہ اٹریکشن ختم ہو جاتی۔ تم سے دور ہونے سے پہلے مجھے تمہارے خلاف بھڑکایا گیا تھا اگر اٹریکشن ہوتی تو وہ سب باتیں میں ذہن پر سوار ہو جاتی اور میں تم سے ہمیشہ بدگمان رہتی۔ لیکن جب میں تم سے ملی میں وہ سب باتیں بھول گئی تھی مجھے اگر اس وقت کچھ چاہیے تھا تو وہ صرف تم تھے طرسم زار و قطار رونا شروع ہو گئی اس نے مکمل طور پر کوشش کی تھی کہ وہ اپنے دیو کو بتائیں کہ وہ اس کے لیے کس حد تک ضروری ہے۔۔ دالہام خانزادہ نے اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے اس کی

پری نے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے طرسم سکون چاہتی تھی لیکن اس کا دیوا سے مزید تکلیف میں بتلا کر گیا۔۔

محبت کیا ہے؟ سردار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے سوال کیا۔

سکون! یک لفظی جواب دے کر اس کی آنکھوں پر اپنی نظریں مرکوز کی سردار کی سبز آنکھیں طرسم کو اس وقت تکلیف میں بتلا کر رہی تھی۔

کیونکہ وہ اسے خود سے دور کر دینے کی بات کر رہا تھا۔۔

سکون کس چیز سے ملتا ہے؟ اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ایک اور سوال کیا وہ اسے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اسے محض اپنے دل کا ڈر بتا رہا تھا۔

اپنے پسندیدہ شخص کے پاس رہ کر۔ طرسم اس کی مزید قریب ہوئی دونوں کے درمیان صرف چند انچ کا فاصلہ تھا۔

اگراس پسندیدہ شخص سے دل بھر جائے تو محبت باقی رہے گی؟ سر دار
اس سے کچھ دوری پر بیٹھا اسے یہ تھوڑی سی نزدیکی بھی نہیں چاہیے تھی
وہ اپنی پری کو خود کی جانب راغب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔
پسندیدہ شخص سے دل نہیں بھرتا اگر پسندیدہ شخص سے دل بھر جائے تو
وہ آپ کا پسندیدہ تھا ہی نہیں۔ طرسم صوفے سے اٹھ کر اس کی گود میں
بیٹھی حالانکہ اس کی ٹانگ پر زخم تھا لیکن اس وقت اسے رونے کے ساتھ
اپنے دیو پر غصہ بھی آرہا تھا۔
اگراس پسندیدہ شخص کی خوبصورتی ختم ہو جائے؟ سر دار نے آنکھیں سختی
سے بند کی ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی۔۔۔
جو شخص ہمارے دل میں بسیرا کرلے اس کی خوبصورتی نہیں بلکہ سیرت
دیکھی جاتی ہے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے سر دار اٹھنے لگا اس
کی سر دارنی نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔

آپ یہ سب کیوں کر رہے ہو طرسم کے آپ کہتے ہی دالہام نے
آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس کی پری سے ناراض ہو چکی تھی۔۔
آپ جھوٹ بولتے ہو آپ کو مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے جھوٹ کہا تھا
آپ نے کہ آپ کو میری روح سے عشق ہے اگر آپ کو میری روح
سے عشق ہوتا تو کبھی آپ عمر کی بات نہ کرتے طرسم غصے سے اس کی
گود سے اٹھی ناراضگی کا اظہار کرتے رخ دوسری طرف کر لیا وہ اس
چھوٹے سے گھر کے درمیان میں کھڑی زار و قطار آنسو بہا رہی تھی دالہام
کی پری کہ نیلی آنکھوں سے آنسو بہہ کر نیلے پھولوں پر گر رہے تھے وہ
پھول پر گرتے ہی جیسے سفید موتی کی طرح چمکے۔۔۔
مجھے تکلیف دے کر تمہیں سکون ملتا ہے سردار اس کا رخ اپنی طرف
کرنے لگا طرسم نے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے ہاتھ کی پشت سے
سختی سے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

میں نے تمہارا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے یہ سب کیا تھا نہ کہ اور زیادہ خراب کرنے کے لیے۔۔

دیو! تم واقع ہی چاہتے ہو میں تم سے دور چلی جاؤں طرسم روتے ہوئے اس کے پاس گئی اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا سردار کے سر میں بے تحاشہ درد ہو شروع ہو گئی اسے روتے دیکھ اس کی آنکھوں میں بے انتہا درد محسوس کر کے۔

میں تم سے دوری برداشت نہیں کر پاؤں گا اپنی پری کے آنسو اس سے برداشت نہ ہوئے اس کی درد بھری آنکھیں سردار کو اپنے سحر میں جکڑ گئی اور وہ اپنے جذبات کا اظہار کر گیا۔۔۔۔

تو پھر مجھ سے دور ہونے کی بات کیوں کی۔ دالہام خانزادہ نے اپنی پیشانی مسلی جیسے وہ سر کے درد کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

دیو! تمہیں پتہ ہے میری مورے بہت چھوٹی تھی جب ان کی میرے بابا سے شادی ہوئی لیکن میرے بابا تو میری مورے سے بہت پیار کرتے ہیں انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ تم مجھ سے دور چلی جاؤ۔۔

دیو کی جان کیونکہ آپ کے بابا اور مورے کی عمر میں زیادہ فرق نہیں ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اپ کے بابا کی عمر شادی کے وقت محض 19 سال تھی۔ وہ دونوں ہی کم عمر تھے اس لیے کبھی انہیں اس چیز کا احساس نہیں ہوا لیکن مجھ میں اور تم میں حد سے زیادہ فرق ہے جب ہادی پیدا ہوا تھا اگر اس سے کچھ وقت بعد میں شادی کر لیتا تو آج تمہاری عمر کی میری بیٹی ہوتی سردار نے اسے ایک مرتبہ پھر سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

دیو! طرسم نے اس کے سینے پر مکے مارنا شروع کر دیے۔۔

تم کہنا چاہ رہے ہو کہ تم پچھتا رہے ہو کہ جب لالا پیدا ہوئے تھے تم نے شادی نہیں کی اگر تم شادی کر لیتے تو تمہاری آج میری عمر کی بیٹی ہوتی یعنی کہ تم دوسری شادی کرنا چاہتے ہو طرسم اس کی بات کا غلط مطلب لے بیٹھی سردار نے نفی میں سر ہلایا اس کا ذہن واقع ہی بچوں والا تھا۔ وہ اسے کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ کیا سمجھ بیٹھی۔۔

اچھا میری بڑی اماں کیا چاہتی ہو؟ اس کے آگے ہار مان کر دونوں شانوں سے تھامتے پوچھا۔۔

مجھ سے پیار کرو سردار نے فوراً اس کے شانوں سے ہاتھ پیچھے کر لیے۔ دیو کے ہڑبڑانے پر طرسم ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کے سوچ میں پڑ گئی کہ آخر اچانک اسے ہوا کیا ہے۔۔۔

تم تو ایسے مجھ سے دور ہوئے ہو جیسے میں 440 واٹ کا جھٹکا مارا ہو۔۔

تمہیں آئس کریم چاہیے ؟ دالہام خانزادہ کو لگا کہ جیسا پیار وہ چھ سال پہلے کرتا تھا شاید اس کی پری وہ والے پیار کی بات کر رہی ہے کہ اسے آئس کریم ، چاکلیٹس ، نوڈلز کھانے ہیں ۔ ۔

مجھے آئس کریم نہیں کھانی ۔ طرسم نے نفی میں سر ہلاتی ہوئی اس کے مزید قریب ہوئی سردار کو جھٹکے پر جھٹکا مل رہا تھا وہ جتنا اس سے دور اپنانے کی کوشش کر رہا تھا وہ مزید اس کے قریب آتی جا رہی تھی ۔ ۔ ۔

تو پھر ؟ ۔ ۔ ۔

دیو میں ۔ ۔ ۔ نے نہ ایک ۔ ۔ ۔ وڈیو ۔ ۔ ۔ دیکھی ۔ ۔ ۔ ۔ تھی طرسم نے رک رک کر اپنا جملہ مکمل کیا وہ شرما رہی تھی ۔ ۔ ۔

کیسی وڈیو سردار کو تجسس ہوا جاننے کا کہ آخر اس نے ایسی کون سی ویڈیو دیکھ لی جس کی وجہ سے وہ شرما رہی ہے ۔ ۔

آئیدن لالا نمیرہ بھابھی سے پیار کر رہے تھے میں نے سونیا آپی کا موبائل پکڑا تھا تو مہا شیطان نے مجھے ویڈیو سینڈ کی تھی سردار دائیں بائیں دیکھنے لگا اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے۔ اس کا بھائی اس طرح کی ویڈیو اپنے موبائل میں رکھتا تھا جو خیال اس کے ذہن میں آیا وہ سوچتے ہوئے جھرجھری لی۔۔

وہ ویڈیو شیرو نے بھی دیکھی تھی؟ طرسم نے فوراً ہاں میں سر ہلایا سردار کو جگہ نہ ملے جہاں وہ اپنا سر مار دے ایک چھوٹے سے بچے نے نہ جانے اس وڈیو میں کیا دیکھا ہوگا۔۔ طرسم کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے جلن محسوس ہونے لگی نقاب اتار کر حجاب کھول کے سائیڈ پر رکھا۔ ساتھ میں اپنا عبایا بھی اتار دیا دالہام خانزادہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بنا آنکھیں جھپکائے اسے دیکھنے لگا کالے رنگ کی لانگ فراک، ریڈ کلر کی لپسٹک۔ وہ قیامت خیز حسن لیے اپنے شوہر کے سامنے بیٹھی تھی وہ جو ارادہ کر کے آیا تھا کہ

اسے منائے گا خود سے دور رہنے ایک کے لیے۔ لیکن اپنی بیوی کی خوبصورتی دیکھ کر اس کا دل مائل ہو رہا تھا اس کی جانب۔۔۔ طرسم نے ایک نظر بھی سردار کی طرف نہ دیکھا اپنے بال جورے سے آزاد کر کے تھوڑے سے آگے کی طرف کیے۔ بال کمر سے نیچے ہونے کی وجہ سے پورے بیڈ پر پھیل گئے۔ بالوں کو سیٹ کرتے ہی جیسے ہی اس کی نظر اپنے دیو پر گئی۔ اس کا رنگ سفید سے سرخ ہو گیا۔ شرم سے چہرہ دہکنے لگا۔۔

تم۔۔۔ک۔ب۔۔۔۔تیار۔۔۔۔۔ہو۔۔۔ئی دالہام خانزادہ کو الفاظ ادا کرنا حد سے زیادہ مشکل لگا۔ طرسم بلائی لب کو دانتوں میں کاٹنے لگی۔ سردارنی لمبا سانس لیا جیسے اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔

میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے سوال کیا وہ پہلی مرتبہ تیار ہوئی تھی۔ سردار نے اپنی شہ رگ سہلائی تاکہ اسے سانس لینے میں آسانی ہو۔۔

دیو! تم ٹھیک ہو طرسم نے اس کا سینہ سہلایا۔ آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر آنسو بہنا شروع ہو گئے سردار اس کے آنسو دیکھ کر بے بس ہوا سختی سے اپنے سینے سے لگائے چند لمحے بیٹھا رہا جب کچھ حد تک سانسیں بحال ہوئی اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر دونوں رخسار پر مہر ثبت کی۔ طرسم کی گردن پر جھکا وہ مکمل طور پر مدہوش ہو رہا تھا۔ پسندیدہ عورت کی خوبصورتی مرد کو بہکا دیتی ہے سردار دالہام تیمور خانزادہ کو بھی اس کی پسندیدہ عورت کی خوبصورتی نے بہکا دیا تھا اس میں مکمل طور پر مہو ہوتے اپنے تمام حقوق اس سے لینے لگا۔ جن چیزوں سے اس کی پری انجان تھی اس

پہ وہ سب رازاشکار ہو گئے۔۔۔ طرسم نے ایک لمحے کے لیے بھی آنکھیں نہ کھولی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دالہام خانزادہ نے بائیں جانب کروٹ لی۔ نیند سے بیدار ہوتے آنکھیں مسل کر اپنی پری کو دیکھا جو گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی طرسم کو لگ رہا تھا کہ اس کے دیو کو معلوم نہیں وہ پوری رات نہیں سوئی جبکہ اس کا دیو پوری رات اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔۔ رات کے لمحے سردار کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگے۔ مسکراتے ہوئے لب یکدم سنجیدگی میں تبدیل ہو گئے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ارد گرد دیکھا ایک مرتبہ پھر وہ

عجیب سے احساسات میں جکڑا گیا۔۔ ہر مرد کی طرح وہ بھی بہکا تھا اپنی پسندیدہ عورت کو سجا سنورا دیکھ کر۔۔

میری بہن ابھی محض 16 سال کی ہے آپ اسے بھی تو سردار کے کمرے میں رہنے دے رہے ہیں ہادی کے کہے گئے الفاظ ذہن میں ہتھوروں کی مانند بجنے لگے۔ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بستر سے اٹھنے لگا طرسم نے نیند میں اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔ وہ واپس خاموشی سے بیڈ پر لیٹ گیا وہ نہیں چاہتا تھا اس کی پری کی نیند خراب ہو۔۔ آنکھیں بند کرتے ہی اسے بار بار گزرے ہوئے لمحے یاد آنے لگے۔

دالہام خانزادہ تم نے کچھ غلط نہیں کیا وہ تمہاری بیوی ہے چاہے وہ عمر میں چھوٹی ہے لیکن ایک بیوی کے دل میں یہ خیال آجاتا ہے کہ دوسروں کے شوہر ان سے پیار کرتے ہیں اور میرا شوہر مجھ سے پیار نہیں کرتا۔ میں کبھی یہ چیز برداشت نہیں کر سکتا کہ میری بیوی کسی اور کو

دیکھ کر یہ محسوس کرے کہ کاش میرا شوہر بھی مجھ سے یونہی پیار کرتا۔۔
دالہام خانزادہ آنکھیں بند کیے سوچ رہا تھا اور اس کی سوچیں بالکل بھی غلط نہ تھی۔ اکثر ایسی سوچیں انسان کو غلط کام کرنے پر بھی مجبور کر دیتی ہیں جب ان کے پاس حلال ذریعہ ہو لیکن اس حلال ذریعے سے ان کو سکون حاصل نہ ہو۔۔ دالہام خانزادہ گہری سوچوں میں گم تھا طرسم نے موندی موندی آنکھیں کھولی سامنے اپنے دیو کو آنکھیں بند کیے دیکھ اسے لگا کہ وہ سو رہا ہے۔ آرام و سکون سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر دبے پاؤں بیڈ سے اتری وہ ابھی ہال کے درمیان پہنچی تھی جب سردار کی آواز سن کر اس کے قدم روکے، سختی سے انکھیں بند کر لی ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی۔۔
"کہاں بھاگ رہی ہو" سردار اسے آواز لگاتے اپنی پری کی طرح ننگے پاؤں بیڈ سے اترا اس کے پیچھے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ طرسم نے اسے مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہ کی اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ اسے مڑ کر

دیکھتی۔۔چہرہ شرم سے حد سے زیادہ سرخ ہوچکا تھا ہاتھ کپکپا رہے تھے اسے اتنی شرم آج تک کسی سے محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔

کہاں جارہی ہوں سردار نے اسے شانوں سے تھاما اپنی طرف رخ کرنے لگا وہ زور سے نفی میں سر ہلاتے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے خود سے دور کرنے لگی۔۔

چا۔۔۔۔ئے بنا۔۔۔۔نے اٹکتے ہوئے کہہ کر اس کے ہاتھ اپنے دونوں شانوں سے ہٹاتے کچن میں چلی گئی سردار بھی ننگے پاؤں چلتا اس کے پاس کچن میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ طرسم چائے بنا رہی تھی نظریں جھکی ہوئی تھی چہرہ شرم سے سرخ تھا۔ کیونکہ اس کا دیو اس کے پاس کھڑے سینے پر ہاتھ باندھے شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میرا بھی چائے پینے کا بہت من ہو رہا ہے سردار نے سوچا اس کی پری پہلی مرتبہ کچھ بنا رہی ہے کیوں نہ اس کے ہاتھ کا ذائقہ چھک لیا جائے۔۔

میں۔۔۔۔بنا۔۔۔۔رہی۔۔۔۔ہوا ایک لفظ بول کر لمبا وقفہ لیتے دوسرا لفظ ادا کیا سردار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اپنی بیوی کے شرمانے پر۔۔افففف میری چار فٹی بیوی شرماتی بھی ہے سردار نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔اس کے ہاتھ بری طرح کپکپانی لگ گئے چائے میں چینی ڈالنے لگی غلطی سے اس نے نمک والا ڈبہ اٹھا لیا اور چائے کے اندر دو چمچ نمک کے ڈال دیے۔سردار نے بھی اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈبے کی طرف غور نہ کیا۔۔

یہ غلط بات ہے تم نے خود ہی کہا تھا کہ۔۔۔۔۔سردار نے اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کرتے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کا جھکا ہوا

چہرہ اپنے سامنے کیا۔ اس کے بات ادھوری تھی لیکن اس کی پری کو کو سمجھ آگیا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔۔

گندے دیو میں سونیا آپی کو کہتی ہوں کہ وہ آپ کے موبائل پر ویڈیو سینڈ کریں تو پھر ویڈیو دیکھ کر بتانا مجھے آئیدن لالا نے کیسا پیار کیا تھا دالہام خانزادہ نے چائے کے نیچے سے چلہا بند کیا۔ طرسم کی انکھیں ابھی بھی بند تھی۔۔۔

مجھے نہیں دیکھنا تمہارے آئیدن لالا کا رومی۔۔۔۔ دالہام کو پہلی مرتبہ جھجھک محسوس ہوئی اپنی بات مکمل کرنے کے لیے۔ دل میں سوگالیاں اپنے چھوٹے بھائی کو نکالی اس کی وجہ سے وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔۔

ویسے تم میری طرف کیوں نہیں دیکھ رہی؟ دالہام خانزادہ نے اپنے دماغ سے اس فطور کو نکالا جس کی وجہ سے اس نے رات کے وقت اپنی

پری خود تکلیف دی تھی۔ اسے تنگ کرنے کی خاطر دونوں شانوں سے تھام کر اپنے قریب کھڑے کرتے سوال کیا۔۔

پہلے تو تمہاری زبان چپڑ چپڑ چلتی تھی اب بولتے ہوئے کچھ ہو رہا ہے کیا؟ دالہام نے اس کے سرخ ہوئے رخسار کھینچے۔

چائے۔۔۔۔ بن گئی ہے چائے لفظ بھول کر لمبا وقفہ لیتے جلدی سے جملہ مکمل کیا سردار نے اسے ایک سائیڈ پر کھڑے کیا دو کپ میں چائے ڈالتے ٹیبل پر لے جا کر رکھ دی۔ طرسم شرماتے ہوئے نظر جھکا کر اس سے کچھ دوری پر بیٹھ گئے۔ سردار نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے اپنے پاس بٹھایا۔ وہ بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھی سردار کا ری ایکشن دیکھنے کے لیے۔ اس نے پہلی مرتبہ اپنے دیو کے لیے کچھ بنایا تھا۔۔

سردار نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے چائے کا کپ لبوں کے پاس کیا جیسے ہی ایک گھونٹ لیا حلق سے نگلنا مشکل ہوگیا۔ حد سے زیادہ کڑوی چائے۔۔

کیسی ہے؟ اب طرسم نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھتے سوال کیا۔

دالہام خانزادہ نے جب دیکھا کہ وہ ایک امید سے پوچھ رہی ہے کہ میرے ہاتھ کی چائے کیسی بنی ہے اس کا دل توڑنا اسے اچھا نہ لگا۔۔

اس طرح کے چائے آج تک میں نے نہیں پی اس کے بال کانوں کے پیچھے کر کر لہجے میں نرمی سما کر کہا طرسم خوشی سے کھل اٹھی اس کے دیو کو اس نے بنائی ہوئی چائے پسند آئی تھی۔۔

میں بھی پی کر دیکھتی ہوں کیسی بنی ہے ایکسائٹڈ ہوتے چائے کا کپ اٹھایا دالہام نے فوراً اس کے ہاتھ سے کپ پکڑلیا۔۔

چاہے تم نے میرے لیے بنائی ہے تو دونوں کپ میں ہی پیوں گا
سردار نے ایک سانس کے اندر گرم چائے اپنی حلق میں اتاری پھر
دوسرا کپ بھی ایک گھونٹ میں ہی پی لیا۔۔یکدم دو کپ کڑوی چائے
پینے کی وجہ سے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی ابکائی آجائے
گی۔۔۔

دیو یہ کیا حرکت ہے میں نے اپنے لیے بھی چائے بنائی تھی ایک کپ
تمہارا تھا اور دوسرا کپ میرا۔ طرسم نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا
دالہام نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کا حلق بے تحاشہ کڑوا ہو چکا تھا
ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل اور معدہ بھی کڑوا ہو گیا ہے۔ اس
طرح کی چائے وہ کبھی اپنی پری کو نہیں پلا سکتا تھا۔۔۔
اتنے مزے کے چائے بنی تھی پہلی دفعہ تم نے میرے لیے چائے
بنائی ہے سردار نے اس کا چہرہ لے نئے اپنے چہرے کے اصلی

تاثرات چھپا کر پیشانی پر مہر ثبت کی۔ طرسم شرم سے لالا ٹماٹر بنتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ کئی لمحے وہ دونوں ایسے ہی بیٹھے رہے۔۔

دیو سچ میں تمہیں چائے بہت پسند آئی ہے؟

بہت زیادہ اچھی تھی اپنے چہرے کے اصل ایکسپریشنز کو قابو کرنے کی کوشش کی وہ اس پر واضح نہیں کرنا چاہتا تھا کہ چائے کس حد تک بری بنی ہے۔۔۔ دیو ایک کپ اور چائے ہے میں تمہارے لیے لے کر آتی ہوں طرسم خوشی سے مسکراتے ہوئے کچن میں تقریباً بھاگتے ہوئے گئی تھی چائے کپ میں ڈال کر الدین کے جن کی طرح اس کے سامنے حاضر ہوئی چائے دالہام کے سامنے پیش کی۔۔

یا اللہ مجھے بچا لے۔ سب کچھ تیرے حوالے۔۔۔ دل میں اپنے خدا سے دعائیں کرتے ہوئے چائے کا کپ پکڑ کے ایک گھونٹ میں گٹک گیا طرسم کو حیرت ہونے لگی اتنی اچھی چائے بنی تھی کہ وہ تین گھونٹ میں

تین کپ چائے پی گیا تھا اسے تو جب کوئی چیز پسند آتی تھی وہ آہستہ کھاتی تھی تاکہ وہ جلدی ختم نہ ہو جائے اس کا دیوا تنی جلدی پسند آئی ہوئی چیزوں کو ختم کر رہا تھا۔۔

دیو آج ناشتہ میں بناؤں گی۔۔ طرسم کا دل کیا دوسری بیویوں کی طرح وہ بھی اپنے شوہر کے لیے ناشتہ بنائے۔۔

مجھے زندہ رہنا ہے! بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔۔

کیا کہا تم نے! سردار اتنی جلد بازی میں بولا تھا کہ بے دیہانی میں طرسم کو سمجھ نہ آیا کہ اس کے دیو نے کیا کہا ہے۔۔

ہر گز نہیں تم آرام کرو میرے ہوتے تم کھانا بناؤ گی۔ دالہام خانزادہ نے اسے دونوں شانوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا اور خود کچن کی طرف بڑھنے لگا طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

دیو بیویاں شوہر کے لیے کھانا بناتی ہیں شوہر بیویوں کے لیے نہیں بناتے۔۔۔

شوہر اگر بیوی کے لیے کھانا بنا لے گا تو اس کے ہاتھ نہیں ٹوٹ جائیں گے۔ لیکن اگر سردار کی بیوی نے کھانا بنایا تو سردار ضرور اوپر پہنچ جائے گا۔ اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے اس سے نرمی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا آخری بات اس نے دل میں کہی تھی اس کے سامنے کہتا تو اس نے رو رو کر اپنا برا حال کر لینا تھا۔۔۔

سردار نے کچن میں جاتے ہیں انڈے بائل کرنے کے لیے رکھے۔ ساتھ میں آلو بوائل کرنے کے لیے رکھے۔ وہ اپنی پری کے لیے آلو والے پراٹھے بنا رہا تھا ہاتھ میں پہنی گری پر ٹائم دیکھا جو دوپہر کے تقریباً ایک بجا رہی تھی۔۔ الو بائل ہوتے ہوئے اس نے آٹا گوندلیا طرسم کچن کے اندر داخل ہوئی شیلف کے اوپر بیٹھ کر سردار کو مہارت سے اڑا گوندتے

ہوئے دیکھ رہی تھی۔ آٹا گوند کر بائل ہوئے آلو اتار کر ان کو چھیلتے مصالحہ جات شامل کرتے۔ روٹی کے اوپر لگا کر اسے بیلنے لگا اس کی پری اس کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہی تھی۔ اگلے پانچ منٹ میں اس نے پراٹھا تیار کر کے پلیٹ میں رکھا پھر دوسرا پراٹھا بنانے لگا جیسے ہی وہ دوسرا پراٹھا پلیٹ میں رکھنے لگا تھا اس کی پری وہاں رکھا ہوا پراٹھا آدھا کھا چکی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ بھوک۔۔۔۔ لگی۔۔۔۔ تھی جھجکتے ہوئے کہہ کر پراٹھے کی پلیٹ پیچھے کر دی اسے لگا کہ شاید اس کے دیو کو برا لگا ہے۔۔ جھجک کیوں رہی جی بھر کر کھاؤ تمہارے لیے ہی تو بنا رہا ہوں سردار نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کی ناک سے ناک مس کرتے۔ پراٹھے کی پلیٹ اس کی گود میں رکھ کر ایک نوالہ توڑتے اس کے منہ میں ڈالا۔ اس کا پیار دیکھ کر طرسم کی آنکھیں نم ہوئیں۔ گزشتہ سالوں میں یاور مرزا

کی کہی گئی باتیں اسے یاد آئیں "وہ تم سے جھوٹا پیار کرتا ہے کوئی مرد وفی میں آئی ہوئی لڑکی کے ساتھ پیار نہیں کرتا وہ صرف دکھاوا کرتا ہے

"۔۔

لالا آپ کی باتیں جھوٹی ہے میرے دیو سچے ہیں! طرسم نے پلیٹ شیلف پر رکھی نیچے اتر کر سر ادر کے گلے لگ گئی اس نے سختی سے اپنے دیو کے گرد حصار بنایا ہوا تھا۔ اس کی مضبوط گرفت محسوس کر کر سر دار نے بمشکل تیسرا پراٹھا بیلا اسے پکا کر پلیٹ میں رکھ دے ایک ہاتھ سے جس انداز میں بچوں کو اٹھاتے ہیں اپنی پری کو گود میں اٹھا کر دوسرے ہاتھ میں پراٹھے کی پلیٹ پکڑ کے۔ طرسم کو صوفے پر بٹھایا اور پلیٹ کو ٹیبل پر رکھا۔ پانی کا جگ اور ساتھ میں ایک گلاس کچن سے لے کر ٹیبل پر رکھا۔۔

چلو کھانا کھاتے ہے سردار نے نوالہ بنا کر اس کے لبوں کے قریب کیا۔
طرسم نے بھی نوالہ بنا کر دالہام کے لبوں کے پاس کیا۔ دونوں ایک
دوسرے کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگے۔ وہ دونوں اپنے انمول لمحات
جی رہے تھے۔۔ پر اٹھا کھا کر سردار نے اس کے لبوں کے پاس پانی کا
گلاس کیا طرسم نے دو سے تین گھونٹ لیتے اس کے ہاتھ سے گلاس پکڑ
کر اس کے لبوں کے پاس کیا جہاں سے اس کی پری نے پانی پیا تھا وہیں
سے سردار نے پانی پیا۔۔۔

سردار کا موبائل رنگ ہوا بیڈ پر سے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھا ہادی خانزادہ کا
نمبر اوپر جگمگا رہا تھا۔ وہ کال کٹ کرنے لگا "دیو لالا کی کال ہے پک کرو"
اپنی پری کی آواز سن کر دانت کچکچاتے ہوئے کال پک کی طرسم اس کے
پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور کل سپیکر پر ڈال دی۔۔

میری گڑیا لالا کی جان کیسی ہو؟ اس کے جان کہنے پر سردار کی گرفت موبائل پر سخت ہوئی جیسے وہ ہادی خانزادہ کی گردن دبا رہا ہو۔۔۔

لالا جان میں بالکل ٹھیک ہوں! خوش دلی سے، چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ سجا کر جواب دیا سردار تو اپنی بیوی کی خوشی دیکھ کر رہ گیا اتنی خوشی تو اسے شوہر کے پیار کرنے پر محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اسے اپنے لالا کی آواز سن کر ہو رہی تھی۔۔ یہ پورہ دنیا کا ہی مسئلہ ہے بیوی کو شوہر سے زیادہ مائیکے سے آئی کال کی خوشی ہوتی ہے۔۔

وہ ڈرونا دیو تنگ تو نہیں کر رہا۔ سردار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ اپنی بیوی کی وجہ سے اسے برداشت کر رہا تھا۔۔۔

نہیں لالا میرا دیو مجھے تنگ نہیں کرتا بس آپ دونوں کا ہی اینٹ اور کا ویئر ہے۔۔ طرسم نے ایک لفظ اندر نہ بولا ہادی نے اپنے کان صاف کیے یہ محاورہ اس نے اپنی بہن کے منہ سے سنا تھا۔ سردار بھی اس

حیرت سے سر تا پاؤں تک دیکھنے لگا۔ دونوں سوچ میں پڑ گئے اسے (
کت۔۔۔)🐕 کس کو کہا تھا۔۔۔

ہم میں سے اینٹ مارنے والا کون ہے اور کھانے والا کون ؟ سردار نے
اس کا بازو پکڑ کے اپنی طرف رخ کرتے دانت کچکچاتے ہوئے

پوچھا۔۔

یہ تو آپ دونوں کو پتہ ہو مارنے والا کون ہے اور کھانے والا کون۔۔۔
اس نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔

تمہارا دیو ہی کھانے والا ہے۔۔ ہادی نے سارا ملبہ اپنی بہن کے شوہر
کے اوپر ڈالا۔۔

یہ کہہ کون رہا ہے جس کی زبان کے ساتھ (کت۔۔۔)🐕 بندھا ہوا
ہے۔۔

ویسے جو پہلے الٹی سیدھی بات کریں وہ کھانے والا اور جو جواب دے وہ مارنے والا طرسم نے دونوں کی بولتی بند کروادی۔ کئی لمحے کے لیے وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ طرسم کو اپنے بھائی اور شوہر پر غصہ آرہا تھا وہ ان دونوں پر غصہ نکال نہیں سکتی تھی ایک پر غصہ نکالتی تو اس نے کہنا تھا تم ہمیشہ دوسرے کہ سائیڈ لیتی ہو اس لیے اس نے دونوں کو ہی سنا ڈالی۔۔

میں انسان ہو دونوں یک زبان بولے۔ طرسم نے حیرت کا اظہار کرتے پہلے موبائل پھر اپنے دیو کو دیکھا۔۔

اگر انسان کے تو آج کے بعد اپنی زبان کو قابو میں رکھیے گا سردار اور ہادی سوچ میں پر گئے کہ وہ دونوں بولے یا پھر نہیں اتنی اچھی طرسم خانزادی نے ان کی عزت افزائی کی تھی بچارے کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہے۔۔۔

لالا کی جان آپ کے لالا آپ کو بہت مس کر رہے ہیں ہادی نے دالہام کو جلانے کی خاطر کہا۔۔

لالا میں بھی آپ کو بہت مس کر رہی ہو طرسم موبائل پر نظر آتے اپنے لالا کے نام پر ہاتھ پھیرنے لگی دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے لبوں سے لگایا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

دیو کی جان آپ کا دیو آپ کے پاس ہے آپ کو اپنی 10 گز لمبی زبان والے لالا کو یاد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے دالہام نے بھی حساب پورا کیا طرسم کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کیا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی اس کا دیو یہ سب کچھ جلن میں کر رہا ہے۔۔

سالے صاحب اپنی زبان کو قابو میں رکھے ہادی جل بھن کر سوا ہو گیا اسے امید نہیں تھی کہ سردار اس طرح کے الفاظ بولے گا۔۔

کیوں نہ بولو میری جانِ عزیز بیوی میرے پاس موجود ہے۔۔

سالے صاحب میری جان عزیز بیوی بھی میرے پاس موجود ہے اور سونے پر سہاگا آپ اس وقت بڑی حویلی میں موجود بھی نہیں ہے میں چلا اپنی بیوی کے پاس۔ ہادی نے اپنی بات مکمل کرتے ہی کال کٹ کرتی سردار نے غصے سے موبائل کو گھورا دوبارہ اسے کال کی لیکن اس کا نمبر مصروف جارہا تھا۔ چار سے پانچ مرتبہ کال کر کے باوجود بھی مسلسل اس کا نمبر مصروف جائے۔۔۔

ہادی خانزادہ۔۔ سالے ،کمینے !دالہام خانزادہ کو اس کی چار فٹی بیوی نے اس پہلی مرتبہ اس طرح کے الفاظ بولتے ہوئے سنا تھا۔۔۔

آپ ہل گئے ہے کیا؟ طرسم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔۔

میں تو نہیں ہلا لیکن جب بڑی حویلی جاؤں گا تمہارا لالا اور تمہارے آئیدن لالا کو اچھی طرح سبق سکھاؤں گا وہ پھر تمہیں ہلے ہوئے نظر آئیں گے

سردار دالہام خانزادہ کو اپنے بھائی (آئیدن) پر وڈیو کا غصہ تھا اور ہادی خانزادہ یعنی کہ اپنے سالے پر اس کی بکواس کرنے پر غصہ چڑھا تھا۔۔

دیو کیوں آپ میرے لالا کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ راہا بھابھی ان کی بیوی ہے وہ جب چاہے ان کے پاس جائیں۔ اور اب آئیدن لالا نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے۔۔ طرسم کو دالہام خانزادہ کی سمجھ نہیں آ رہی تھی اسے نہ جانے کس بات پر کے غصہ چڑھ رہا تھا۔۔

میرے دیو کتنی مرتبہ کہا ہے غصہ نہ کیا کرو مجھے بعض اوقات ڈر لگتا ہے تمہارا غصہ دیکھ کر طرسم نے اسے بیڈ پر بٹھایا پھر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی اور یہ وہ لمحہ تھا اس کے دیو کا سارا غصہ ختم ہو گیا۔۔

ہادی خانزادہ کال بند کر کے سردار کا نمبر بلاک لسٹ میں ڈال کے موبائل پاکٹ میں ڈالا۔ سونیا کے کمرے کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا سوچنے لگا دروازہ کھولوں یا پھر نہ کھولوں۔۔

کوئی نہ ہادی خانزادہ بے فکر ہو کر اندر جا تیرا سالا صاحب آج حویلی میں نہیں ہے یہی سوچتے ہوئے دروازہ کھولا سامنے سونیا کھڑی تھی ہادی نے سر کو خم دیتے ہلکا سا جھکتے ہاتھ آگے کی جانب لے جاتے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔۔

جیجا جی آپ کو ایک جگہ سکون نہیں آتا ہر دو منٹ بعد میری بہن کے پاس ٹپکے ہوتے ہیں آپ۔۔۔۔ اپنے جیجا جی کو میٹھے لہجے میں اچھے خاصے طنز پانی میں بھگو کر مارے۔۔

وہ کیا ہے نا سالی صاحبہ پلس چچی جان اپس کی بات ہے آپ تو میری پھپھو بھی لگتی۔ دراصل بات یہ ہے مجھے میری بیوی کی بہت یاد آ رہی

ہے اور آج میرا کھڑوس سالہ بھی گھر نہیں ہے وہ میری بہن کو لے کر باہر گیا ہوا ہے تو میں نے سوچا میں ذرا ان کی بہن یعنی کہ اپنی بیوی کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزار لوں کیونکہ بڑے حویلی کے تمام افراد میری اور میری بیوی کی زندگی کے ولن بنے ہوئے ہیں ہادی اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاتے کہتے سونیا کے بازو پڑا انگلی رکھ کر ذرا سا پیچھے کرتے کمرے کے اندر داخل ہوا راہا بیڈ پر اپنے بال کھولی بیٹھی تھی ہاتھوں میں کنگھا پکڑا ہوا تھا۔۔

سونیا کمرے سے باہر چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی ہادی خانزادہ حد سے زیادہ ڈھیٹ ہے وہ کسی کی بات نہیں سنے گا اپنی من مانی کر کے راہا کے ساتھ وقت گزارے گا۔

پروفیسر انکل تم سب کو تنگ کیوں کرتے ہو راہا نے منہ بنا کر کنگھا بیڈ پر رکھا چھوٹے چھوٹے قدم لیتے ننگے پاؤں اس کے پاس جا کر کھڑی ہو

گئی۔۔ میں کسی کو تنگ نہیں کرتا اج میں بہت خوش ہوں لیکن تمہاری بہن میرا موڈ خراب کرنے کی کوشش کر رہی تھی ہادی نے بیڈ پر پیچھے کی جانب گرنے والے انداز میں لیٹا راہا بیڈ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

مجھے بھی بتائیں کس بات پہ خوشی ہو رہی ہے؟

اج تمہارے لالا گھر نہیں ہیں میں تمہارے ساتھ دل کھول کر وقت گزار سکتا ہوں ہادی نے پاؤں اوپر کرتے ہی جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا راہا کا رونے والا منہ بن گیا ہے یہ سن کے کس کے لالا گھر نہیں ہے وہ تو اپنے لالا کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔۔ اور اس نے تو اپنے لالا سے بال بھی بنوانے تھے۔۔

کیا ہوا؟ اتنی خوشی کے موقع پر تم اداس ہو رہی ہو ہادی اس کے پاس کھڑا ہوا شانوں سے تھام کر اپنے قریب کر کے ائی برو چکا کر پوچھا۔ راہا نے

اپنے پروفیسر شوہر کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔۔

میں نے لالا سے بال بنوانے تھے۔ راہا اپنے بالوں کو شانوں پر پھیلاتے اسے بتا رہی تھی کہ میرے بال کھلے ہیں کیونکہ میرے لالا نے اج میرے بال نہیں بنائے۔۔۔۔

تو اس میں منہ بنانے والی کیا بات ہے میں بنا دیتا ہوں تمہارے بال۔ ہادی نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ٹیبل پر بٹھایا اس کے پیچھے کھڑے ہوتے بالوں کو کنگھی کر کے اس کی چھٹیاں بنانے لگا۔ راہا انکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھ رہی تھی وہ بالکل اس کے لالا کی طرح اس کے بال بنا رہا تھا جیسے اس کے لالا بے انتہا نرمی سے اس کے بال بناتے تھے تاکہ اس کی معصوم گڑیا کو تکلیف نہ ہو۔۔۔

یہ بن گئے بال بس اتنی سی بات تھی۔ ہادی راہا کے دل میں جگہ بنا چکا تھا
ہادی جانتا تھا کہ وہ میچور نہیں ہے اور ان میچور لڑکیوں کو ہم بہت جلد اپنا
عادی بنا لیتے ہیں ہادی خانزادہ نے بھی محبت پاش لہجہ اختیار کر کے اسے
اپنا عادی بنا لیا تھا راہا مسکرا کر کھڑے ہوتے اس کے سینے سے لگ گئی
اسی پل اس کے پروفیسر انکل کو ایک شرارت سوجھی اس کو چہرہ اپنے
سینے سے نکالتے ہاتھوں میں تھام کر ناک سے ناک مس کرتے دائیں
رخسار اور لبوں پر نرمی پیار بھری مہر ثبت کی۔ راہا انکھیں پھاڑے اسے
دیکھنے لگی اس کی پروفیسر انکل نے یہ حرکت تب کی تھی جب وہ اسے
بڑی حویلی لے کر ارہا تھا اور اج پھر اس نے وہی حرکت کر ڈالی۔۔۔
جان ہادی کو اپنی لالا کی یاد آرہی ہے اسے حیرت میں مبتلا دیکھ اس کا کھلا
ہوا منہ بند کیا راہا نے حامی میں سر ہلایا تو ہادی خانزادہ کے لبوں پر
شرارت سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔ جیب سے موبائل نکال کر سب

سے پہلے اپنے سالے صاحب کا نمبر ان بلاک کیا۔ وائس کال کی بجائے اسی ویڈیو کال کی۔ دالہام طرسم کے بال سہلا رہا تھا وہ اس کی گود میں لیٹی ہوئی تھی۔ موبائل کے اوپر نمونہ لفظ جگمگانا شروع ہو گیا جب ہادی نے کال بند کی تھی سردار نے ہادی خانزادہ کی جگہ نمونہ لکھ دیا تھا۔۔ ایک لمحے کے لیے ویڈیو کال دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔۔ طرسم فون کال کی آواز سن کر اٹھ بیٹھی دیو کے موبائل پر نظر ڈالی نمونہ دیکھ کر پہلے دیو کو دیکھا اور پھر موبائل کی طرف جب نظر اپنے لال کی ڈی پی پر گئی اس کا دل کیا اپنے لالا اور دیو کے سر پر کچھ دے مارے تاکہ ان دونوں کو عقل آئے۔۔۔

دیو کال اٹھاؤ لالا کو ضروری کام ہو گا طرسم کے کہنے پر دالہام خانزادہ نے کال پک کی۔ ہادی نے اپنی بتیسی نکال کر دکھائی۔ دالہام نے آنکھیں گھمائی لیکن جب اس کی نظر ہادی کے بازو کے ساتھ سر ٹکائے اپنی بہن

پر گئی غصے سے اپنی بیوی کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا اپنے لالا کی حرکت دیکھ لو۔۔

سالے صاحب میری بیوی کو آپ کی بڑی یاد آرہی تھی تو سوچا ویڈیو کال کر کے اس کی بات کروادوں۔ راہا اپنے لالا سے بات کرلوں میں تمہاری لالا کی طرح ظالم نہیں ہوں جو اپنی بیوی کو اس کے بھائی سے بات نہ کرنے دوں راہا کے چہرے پر آئی لٹ کان کے پیچھے کر کے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے موبائل پکڑایا سردار کا بس نہیں چل رہا تھا وہ موبائل میں سے ہادی خانزادہ کو نکال کر اس کا کچومر بنا دے جو اس کے سامنے اس کی بہن کے ساتھ نین مٹکا کر رہا تھا۔۔

لالا آپ کہاں چلے گئے ہو مجھے آپ کی یاد آرہی ہے راہا موبائل پکڑ کر بیڈ پر بیٹھی ہادی اس کے ساتھ چپک کر بیٹھ گیا سردار کا ضبط جواب دینا

شروع ہوگیا۔ وہ اپنی بہن، ماں اور بیوی کے قریب کسی کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

لالا کی گڑیا، لالا کی جان رات کے وقت میں گھر آجاؤں گا اور اس الفی سے دور ہو کر بیٹھو ہر وقت تمہیں اپنے ساتھ چپکا لیتا ہے سردار نے بے پناہ محبت سے اسے پکارا اخری الفاظ ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پیس کر ادا کیے جیسے دانتوں کے درمیان اس کا سالا پلس بہنوئی تھا۔۔

سالے صاحب، وہ اپ کی جان پہلے تھی اب وہ جانِ ہادی ہے ہادی خانزادہ نے اس کے رخسار کھینچے۔ دالہام کال بند کرنے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑلیا۔۔ لالا اپ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہے ہیں میرے دیو کے ساتھ۔ اگر اپنی بیوی کے پاس ائے ہیں تو ویڈیو کال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں اپ میرے دیو کو تنگ کر رہے ہیں

طرسم نے غصے سے اپنے لالا کو کہا جو ہر مرتبہ اس کے شوہر کو تنگ کرنے کے لیے ہر الٹا کام سر انجام دیتا تھا۔۔

ارے میں نے کیا کر دیا۔ تمہاری بھابھی کو تمہارے دیو کی ہی یاد آرہی تھی ہادی نے انکھ دباتے دالہام خانزادہ کو دیکھا جس کا چہرہ دوسرے سے سرخ تھا۔۔۔

بھابھی مجھے لالا سے بات کرنی ہے طرسم کے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر راہا نے ضدی بچوں کی طرح کہا دالہام نے اپنی چار فٹی بیوی کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔۔

لالا کی جان یہ اپ کو تنگ تو نہیں کر رہا دالہام نے پوچھ لینا بہتر سمجھا کیونکہ ہادی خانزادہ سے اس معاملے میں کوئی بعید نہیں کی جا سکتی تھی۔۔

نہیں لالا پروفیسر انکل مجھے تنگ نہیں کر رہے وہ میرے کمرے میں آئے انہوں نے میرے بال بنائے اور میرے ہونٹوں اور رخسار پر

پیار بھی کیا دالہام خانزادہ کے لیے یہ وہ لمحہ تھا کہ جب اس کا دل چاہا کہ وہ شرمندگی سے ڈوب مرے اپنی بہن کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر۔

ہادی کو نہیں پتہ تھا اس کی معصوم بھولی بھالی بیوی ڈائریکٹ کھلے الفاظ میں اپنے لالا کو بتائے گی کہ اس کے شوہر نے اسے کہاں کہاں پر پیار دیا ہے۔۔۔

ہادی خانزادہ مجھے حویلی انے دو پھر تمہارا وہ حشر کروں گا کہ اس دن کے بعد تم میری بہن کے کمرے میں جانے کے قابل نہیں رہو گے جو حالت تمہارے چچا کی کی ہے اس سے بری حالت تمہاری کروں گا۔

دالہام خانزادہ کے غصے سے لاوا پھٹنے لگا۔ اسے شرمندگی اس بات پر ہوئی کہ اس کی بہن کے منہ سے اس نے الفاظ سنے اور غصہ ہادی خان زادہ کے قریب انے پر نہیں بلکہ اس بات پر ایا کہ اس نے اپنی بیوی کو

یہ بات نہیں سمجھائی کہ ایسی باتیں اپنے بھائی ماں باپ کو نہیں بتاتے حالانکہ وہ یہ بات جانتا تھا کہ اس کی بیوی میچور نہیں ہے۔۔

چاچو مجھ سے قسم اٹھوالے مجھے نہیں پتہ تھا یہ ہر چیز آپ کو بتائیں گی

ہادی کو خود بھی شرمندگی ہونے لگی پہلی مرتبہ اس میں ان کے درمیان جو سب سے پہلا رشتہ بنا تھا اس رشتے سے اسے پکارا اور محبت سے پکارا۔۔

تمہارا یہ چاچو تو حویلی اکر میں نکالوں گا۔ دالہام نے غصے سے کال بند کر دی۔ ہادی کو اپنی حرکت خود پر ہی بھاری پڑ گئی وہ کہتے ہیں نا کسی اور کے لیے گھڑا کھودے تو انسان خود ہی اس میں گر جاتا ہے۔۔

جانِ ہادی تم اپنے بھائی سے میری جان نکلوا کے رہو گی ہادی نے اس کے کندھے پر اپنی پیشانی ٹکا کر دکھی لہجے والے انداز میں کہا۔۔۔

لالا اپ سے غصے سے بات کیوں کر رہے تھے ؟ راہا نے کچھ سوچتے ہوئے ہادی سے سوال کیا ہادی اب اسے کیا بتاتا کہ جو حرکت اس نے کی ہے اس کی وجہ سے اس کے سالے صاحب بھڑک رہے تھے اور جب انہوں نے بڑی حویلی آنا تھا ہادی خانزادہ کا اچھی طرح کچومڑ بن تھا پر پھر نہ اس کے باپ نے بچانا تھا اور نہ ہی اس کے دادا نے ایک بہن ہے جو شاید بچا لے۔۔۔

لالا کے ساتھ پروفیسر انکل آپ کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ راہا کو یہ بات بہت کھٹکتی تھی کہ ہادی اس کے لالا کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔۔

تمہارا لالا ہے ہی اسی لائک تمہارے لالا کی وجہ سے میری بہن نے مجھے ک۔۔۔۔۔ ہادی نے سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اسے اپنی بہن کا کہا گیا محاورہ یاد آیا وہ ابھی تک سوچ میں تھا کہ اس کی بہن نے 🐕 (کت۔۔۔۔) کسے کہا تھا۔ ایک بہن کبھی اپنے اس بھائی کو یہ الفاظ

نہیں بول سکتی جس سے وہ بے انتہا پیار کرتی ہو۔ اور نہ ہی ایک بیوی
اپنے شوہر کو اس طرح بولے گی۔۔
میں اگر تمہیں پیار کروں تو اپنے لالا کو نہیں بتانا جب میں کہوں کہ اپنے لالا
کو بتاؤں تب بتانا ہے ہادی نے پیار بھرے لہجے میں اس کے رخسار
سہلاتے ہوئے کہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی اس طرح کی باتیں
اپنے لالا کو بتائے لیکن یہ ضرور چاہتا تھا کہ اس کی بیوی تھوڑی تھوڑی
باتیں بتاتی رہے اپنی لالا کو کہ اس کا شوہر اس سے پیار کرتا ہے۔۔
او کے نہیں بتاؤں گی۔۔
میری پیاری بیوی راہا کے رخسار پر پیار بھری مہر ثبت کی۔۔
میں لالا کو بتاؤں گی آپ نے یہاں پیار کیا راہا نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا
ہادی نے اپنا سر بیڈ کراؤن کے ساتھ مار لیا وہ لالا کے چمکی کے ساتھ
نکاح کر کے بری طرح پھنس چکا تھا۔۔

سونیا ریحانہ کے کمرے میں موجود تھی وہ ان سے اجازت لینے ائی تھی اپنے دوستوں کے ساتھ باہر جانے کے لیے انہوں نے پہلے تو منع کیا لیکن پھر ہاں کر دی کیونکہ سونیا کی جب سے پڑھائی مکمل ہوئی تھی وہ باہر بہت کم جاتی تھی۔۔ سونیا اپنے ساتھ گارڈز لے کر جانا دالہام نے سختی سے کہا ہے کہ جب بھی گھر سے باہر نکلے اب ساتھ میں گارڈز کی دو گاڑیاں ضرور ہونی چاہیے۔ ریحانہ خانم نے اس کے لالا کے کہے گئے الفاظ بتائے سونیا نے حامی میں سر ہلایا وہ اپنی لالا کے ہر فیصلے پر راضی تھی بڑی سی چادر لے کر کار میں بیٹھی۔ تین کار بڑی حویلی سے باہر نکلی درمیان میں سونیا خانزادہ کی کار تھی اور اس کے اگے اور پیچھے گارڈز تھے۔ سونیا اور اس کے دوستیں ایک ریسٹورنٹ پہ ملنے والی تھی ابھی

اس نے ادھار استہ طے کیا تھا جب ان کی گاڑیوں کے پیچھے کئی گاڑیاں لگ گئی۔ سونیا کے سانس سوکھنے لگے۔۔۔

ڈرائیور کار کی سپیڈ تیز کرو سونیا کا دل گھبرانے لگا اس سے پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوا تھا اگر کوئی کار کا پیچھا کرتی ہوئی تو اس کا دل یوں کبھی نہ گھبرایا تھا۔۔ ڈرائیور نے کار کی سپیڈ 120 کر دی۔۔ کار ہواؤں سے باتیں کرنا شروع ہو گئی۔۔ ایک کار ان کی تین گاڑیوں سے اگے نکل گئی اگے پیچھے سے وہ گولیاں چلانا شروع ہو گئے۔ سونیا کے اگے پیچھے موجود گارڈز بھی گولیاں چلا رہے تھے کانوں پر سختی سے ہاتھ جما کر سر نیچے کر لیا۔۔

اللہ جی! گولی شیشے پر لگی بے ساختہ سونیا کے لبوں سے چیخ ادا ہوئی اپنے خدا کو پکارا۔۔

سونیا کچھ نہیں ہوگا! جانی پہچانی آواز سن کر سونیا نے نظر فرنٹ مرر پر مرکوز کی وریام خانزادہ کی آنکھیں دیکھ کر ایک لمحے کے لیے حیرت ہوئی۔ لیکن اس انسان کو اپنے پاس موجود دیکھ کر اس نے اپنے خدا کا شکر ادا کیا۔۔ پہلی مرتبہ اسے وریام کی موجودگی پر خوشی ہوئی تھی۔۔ "

ایک ہاتھ سے وریام کار کو تیز چلاتے دوسرے ہاتھ سے گولیاں چلا رہا تھا ۔ دو کار میں موجود ڈرائیور کی پیشانی پر اس نے گولیاں ماری تھی۔ وریام نے دائیں جانب کے آئینے سے پیچھے کی طرف دیکھا ان کے گارڈز کی گاڑی کے چاروں ٹائر پنچر کر دیے گئے تھے وہ درخت کے ساتھ جا ٹکرائی۔ آگے موجود کار کے بھی دو ٹائر پنچر ہو چکے تھے۔ وریام کسی طرح کر کے اپنی کار کو آگے لے گیا۔ ان کے پیچھے 10 کی تعداد میں گاڑیاں تھیں۔۔ وریام ابھی کچھ دور نکلا تھا جب اس کی کار کے پچھلے دو ٹائر پنچر ہو

گئے۔ سونیا کا دل بے انتہا گھبرانا شروع ہو گیا اسے پہلی مرتبہ ڈر لگ رہا تھا جیسے کچھ غلط ہو جائے گا۔۔

وریام لالا کو کال کرو سونیا نے پیچھے سے وریام کے کندھے کو پکڑ کر پریشانی سے کہا وہ بار بار پیچھے کی جانب دیکھ رہی تھی سب گاڑیاں ان کے پیچھے تھی۔۔

کچھ نہیں ہو گا تمہیں بالکل محفوظ حویلی واپس جاؤ گی۔ آگے آ کر بیٹھو وریام نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا سونیا دو سیٹوں کے درمیان موجود جگہ سے فرنٹ سیٹ پر وریام خانزادہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔ وریام خانزادہ بول رہا تھا جب کار کا آگے والا ایک ٹائر پنچر ہو گیا کار کنٹرول سے باہر ہوتی درخت کے ساتھ جا ٹکرائی۔ سونیا کے سر کے آگے اس نے ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس کی پیشانی پر چوٹ نہ لگے اسے بچاتے ہوئے وریام کا سر سٹیرنگ پر جا لگا جہاں سر دار کے مارنے کی

وجہ سے زخم تھا وہیں پر دوبارہ چوٹ لگنے کی وجہ سے بے تحاشہ خون بہہ کر اس کے آدھے چہرے کو لال رنگ میں رنگ گیا۔۔

وریام! سونیا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نم آواز میں اسے پکارا۔

وریام نے سونیا کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا جلدی سے باہر نکل کر اس کا ہاتھ تھامہ تب تک آٹھ گاڑیاں ان کے سامنے تھی۔ سونیا نے سختی سے وریام کا ہاتھ تھام لیا۔۔ "

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام نے سونیا کو اپنے پیچھے چھپا لیا ان کے دائیں بائیں اور سامنے آدمی تھے پیچھے کار درخت کے ساتھ ٹکرا کر ٹوٹی پھوٹی حالت میں تھی۔۔ وریام نے ایک چیز پر غور کیا کہ سب کی گن کا رخ سونیا کی طرف تھا۔ سونیا نے آنکھیں سختی سے بند کی ہوئی تھی۔۔۔

دیکھ لڑکے اس لڑکی کو ہمارے حوالے کردے تیری جان بخش دیں گے ان آدمیوں میں سے ایک آدمی بولا وریام نے گلے میں ڈالے مفرل سے اپنی پیشانی سے نکلتا خون صاف کیا۔۔۔ سونیا نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑلی۔۔

اپنی بکواس بند رکھ مجھے اپنی جان سے زیادہ اپنی عزت (خاندان کی عزت) عزیز ہے وریام نے سونیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ ان آدمیوں کو اس خانزادے کی اکڑ پر بے پناہ طیش آیا۔۔

کسی طرح بھی ہمیں اس لڑکی کو بوس کے پاس لے کر جانا ہے وہاں کھڑے ایک آدمی نے سرگوشی کی جو وریام کو بخوبی سنائی دی۔۔

اس لڑکی کی عزت اور تیری جان ایک ساتھ ہی نکالیں گے ان ادمیوں میں سے تین آدمی ان کی جانب بڑھے۔ سونیا نے اس مضبوطی کا بازو پکڑلیا۔ ایک لڑکی جتنی مرضی مضبوط ہو لیکن عزت کے معاملے میں وہ ڈر

جاتی ہے۔۔ وریام نے اپنی جیب سے گن نکالی۔ تین آدمی ان کی طرف بڑھ رہے تھے ان کے درمیان میں موجود ایک آدمی کی پیشانی پر گولی ماری اس سے قبل وہ وریام پر گولیاں چلاتے اچانک وہاں موجود کئی آدمی گولیوں کی زد میں آ گئے۔ وہاں موجود 40 میں سے 10 آدمی زندہ تھے آدمیوں نے درختوں کے پیچھے موجود 12 آدمیوں کو جان سے مار دیا ایک گولی وریام کے کندھے پر لگی۔ سونیا کو اس دوران اس نے کار کے اندر بٹھا دیا۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ آدمی 10 سے 30 ہو گئے۔ وریام کی گن میں گولیاں ختم ہو گئی سونیا کانوں پر ہاتھ رکھ کے نیچے جھک کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

وریام مردہ وجود کے قریب پڑی گن اٹھانے لگا دوسری گولی اس کے کہنی کے پاس سے چھو کر گزری۔۔ اپنے پاس سایہ دیکھ کر سر اوپر کی جانب اٹھایا سامنے لوسیفر چہرے پر نقاب لگائے کھڑا تھا "یہ کون ہے "

دل میں سوچا۔ درختوں کے پیچھے موجود لوسیفر کے آدمیوں نے وہاں موجود 30 آدمیوں کو ختم کر دیا لوسیفر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا وریام کا سر چکرا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بھی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔ پیشانی، کندھے اور کہنی سے بے پناہ خون نکل رہا تھا۔۔

سردار کو علم نہیں ہونا چاہیے کہ تم لوگوں پر خصوصاً حملہ کیا گیا تھا اگر وہ پوچھے تو اس سے کہہ دینا کہ آوارہ لڑکوں نے تمہاری کار روکر سونیا کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا اسے بچاتے ہوئے تمہارے بازو پر گولیاں لگی ہیں اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی نما آواز میں کہا اس کی بھاری آواز وریام کو اس وقت ہتھوروں کے مانند سر پر لگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ آنکھیں سختی سے بند کر کے کھول کر سامنے دیکھا ایک بائک تیزی سے اس کے سامنے سے گزری تھی جس پر لوسیفر تھا اسے حیرت ہوئی ایک لمحے میں وہ اپنی بائیک پر بیٹھ کے وہاں سے نکل

گیا تھا اس کی سپیڈ پر داد دینے کا دل چاہا۔ ہمت کر کے اٹھا کار کے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا سونیا بے آواز رو رہی تھی اس کا جسم ڈر کی وجہ سے ہچکولے کھا رہا تھا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر بائیں جانب دیکھا وریام کو سامنے دیکھ کر کار سے باہر نکلتے اس کے گلے لگی۔ بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی تھی۔۔ وریام خانزادہ نے ہلکے سے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ اسے کوئی حق نہ تھا اس کے گرد حصار قائم کرنے کا۔۔

وریام! سونیا کو اپنا بازو گیلا محسوس ہوا جب نظریں اس کے بازو پر گئی آنکھیں خطرناک حد تک پھیل گئی۔۔

تم۔۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا وریام اس کی بات پوری ہونے سے پہلے بول پڑا۔ اس آدمی کے الفاظ سن کر وریام کا شک یقین میں بدل گیا جب اتنی زیادہ گاڑیاں اس نے اپنی کار کے پیچھے دیکھی تھی تب اس کے ذہن میں خیال آیا کہ یہ کوئی آوارہ لڑکے نہیں بلکہ ان کو کسی نے بھیجا ہے کوئی

بہت سوچی سمجھی چال چل رہا ہے۔ سونیا اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں فکر تھی سونیا خانزادی کے لیے۔ اسے اپنی کوئی پرواہ نہیں تھی اسے کہاں چوٹ لگی ہے اور کہاں پر نہیں۔ وریام اس کا بازو پکڑ کر جنگلوں کی طرف نکل پڑا کوئی بھروسہ نہیں تھا جیسے وہ آدمی 10 سے 30 ہوئے تھے پھر سے کوئی ان کے پیچھے لگ جاتا وہ اپنی جان کا تو رسک لے سکتا تھا لیکن اپنے خاندان کی عزت کا رسک لے سکتا تھا۔۔۔

وریام اپنے زخم پر کچھ باندھو وہاں سے خون نکلنا بند نہیں ہو رہا۔ سونیا کی نظر اس کے کندھے پر اور اس کی پیشانی پر ٹکی ہوئی تھی جہاں سے زارو قطار خون نکل رہا تھا جیسے کسی نے خون کی نل کھول دی ہو۔۔

اس وقت میرے خون سے زیادہ تمہاری حفاظت ضروری ہے وریام اس کا ہاتھ پکڑے جنگل میں چل رہا تھا سونیا سوچ میں پڑ گئی جسے وہ پچھلے چھ سال سے دھتکار رہی تھی اسے اپنی جان سے زیادہ اپنی محبت کی

عزت کی پرواہ تھی۔۔۔ وہ جنگل کے درمیان میں پہنچے تھے جب انھیں اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی وریام اسے لے کر جھاڑیوں کے پیچھے چلا گیا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئے ہر جگہ برف جمی ہوئی تھی۔ سونیا ٹھنڈ کی وجہ سے کانپنے لگی۔ وریام نے اپنی جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پر دی سونیا اسے اس کی جیکٹ واپس کرنے لگی وریام نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔۔

ان کی زیادہ ضرورت تمہیں ہے زخم کی وجہ سے تمہیں زخم پر زیادہ درد ہوگا سونیا نے فکرمندی سے کہا۔ وریام ڈھیٹ بن کر مسکرانے لگا اس کی سوفی پرواہ دکھا رہی تھی۔۔

اتنی مشکل سچویشن میں تمہارے دانت نکل رہے ہیں خدانخواستہ اگر گولی کا زہر تمہارے بازو میں پھیل گیا تو؟ سونیا کی آواز مشکل سے اس کے پاس بیٹھا وریام سن پایا۔۔۔

سچویشن تو ڈفیکلٹ ہے لیکن اس ٹھنڈ میں تمہارے یہ چند فکرمندی کے الفاظ میرے تمام زخموں پر مرہم لگا گئے ہیں وریام نے اپنا مفرل اتار کر کندھے پر باندھا جہاں گولی لگی تھی۔۔ سونیا اپنا بلائی لب دانتوں میں کاٹتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ یکدم اس نے وریام کا ہاتھ تھام لیا اسے جھاڑیوں کے دوسری طرف کسی کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔ وریام نے اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔

کہاں جا سکتے ہیں وہ دونوں، بوس نے کہا تھا کسی طرح اس لڑکی کو میرے پاس لے کر آنا چاہے زندہ یا پھر مردہ۔ جھاڑیوں کی دوسری طرف کھڑے تین آدمیوں میں اسے ایک بولا اگر وہ خالی ہاتھ واپس جاتے تو یاور مرزا نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے تھے۔۔۔

وہ یہاں پر نہیں ہے کیونکہ جنگل میں ہر جگہ برف جمی ہوئی ہے وہ لڑکا بے وقوف نہیں لگتا تھا جتنی ٹھنڈ میں اس لڑکی کو اس برفیلی جگہ پر لے آئے۔۔

تم کیسے کہہ سکتے ہو تم نے تو اس لڑکے کو دیکھا ہی نہیں۔ اور معلوم نہیں وہ لڑکی اکیلی تھی یا کوئی ہے تھا اس کے ساتھ۔ ایک آدمی نے اس کی کمر پر تھپڑ مارا۔۔

ہمارے 60 آدمیوں کی لاشیں سڑک پر پڑی ہے۔ اس کار میں مردانہ گھڑی ہے یعنی کہ وہ لڑکی اکیلی نہیں تھی اس کے ساتھ کوئی مرد موجود ہے اس آدمی کی بات سن کر وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔ اور آپس میں باہمی مشورہ کر کے وہ تینوں جنگل سے باہر چلے گئے۔ وریام اٹھ کر دیکھنے لگا سونیا نے نفی میں سر ہلایا۔۔

وریام مجھے لگ رہا ہے وہ پھر واپس آجائیں گے تم پہلے ہی بے انتہا زخمی ہو گئے ہو میں نہیں چاہتی تمہیں مزید زخم آئے۔ سونیا نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامیں۔۔ اوہو مغرور خانزادی کو میری فکر ہو رہی ہے وریام نے اس کی ناک کھینچی جو ٹھنڈ کی وجہ سے بے پناہ سرخ ہوئی تھی۔۔

ٹھرکی خانزادہ کم از کم اس وقت تک ٹھرک پن جھاڑنا بند کر دو میری جان سوکھ رہی ہے یہ سوچ کر ہی کہ اگر کچھ ہو جاتا تو؟ اور ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ ہم نا جانے کس علاقے میں آ گئے سونیا بے آواز رونے لگی ہاتھوں میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے آنسو صاف کر لیتی ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے ہاتھ جیسے جم گئے تھے۔۔۔

بے فکر ہو جاؤ ہم یہاں سے نکل جائیں گے وہ دونوں آہستہ آواز میں بات کر رہے تھے کہ کہیں ان کی آواز سن کر وہ آدمی واپس نا آجائے۔۔

وریام میں مر جاؤں گی میرے ہاتھ پاؤں سن ہو رہے ہیں سونیا اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑنے لگی تاکہ کچھ گرمائش پیدا ہو۔ وریام کا بھی کچھ رہی حال تھا جہاں اسے گولی لگی تھی اس کا پورا بازو سن ہو چکا تھا۔۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے جلدی اٹھو وریام کو اپنا جسم فریز ہوتا محسوس ہو رہا تھا مرد ہو کر اس سے یہ ٹھنڈ برداشت نہیں ہو رہی تھی سونیا تو پھر ایک عورت تھی اور عورت تو حد سے زیادہ نازک ہوتی ہے۔۔۔

وریام !تت۔۔ تم جیکٹ پہن لو م۔۔ میں ٹھیک ہوں ٹھنڈ کی وجہ سے اسے بولا بھی نہیں جا رہا تھا سونیا نے تو پھر بھی چادر اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی لیکن وریام خانزادہ نے صرف ایک شرٹ پہنی تھی۔۔ میں ٹھیک

ہوں۔ چلو یہاں سے وریام اس کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا 15 منٹ مسلسل چلنے کے بعد سونیا کے پاؤں جواب دینا شروع ہو گئے ایک قدم آگے بڑھایا نیچے برف ہونے کی وجہ سے اس سے پہلے وہ پھسلتی وریام نے اسے کندھے سے تھام کر اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔

مم۔۔ مجھ۔۔۔۔ س۔ سے۔۔۔ نہ۔۔ نہیں۔۔۔۔ چل۔۔ چلا۔۔۔ ج۔ جا۔۔ رہا بمشکل اپنی بات مکمل کی۔ وریام خانزادہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اسے زبردستی بھی اپنے ساتھ نہیں چلوا سکتا تھا چونکہ نیچے برف ہونے کی وجہ سے اگر مضبوط قدم نہ اٹھایا جاتا تو پھسل بھی سکتے تھے۔ لمبا سانس خارج کرتے اسے اپنے بازو میں اٹھا لیا۔ آہہہہ وریام خانزادہ کے لبوں سے ہلکی سی چیخ ادا ہوئی گولی لگے ہوئے بازو پر وزن سہنا مشکل تھا لیکن وہ وہاں رک نہیں سکتے تھے رات ہو رہی تھی مکمل اندھیرا چھانے سے پہلے انہیں جنگل سے باہر نکلنا تھا۔۔ لمبے اور بھاری قدم

اٹھاتے اپنے بازو میں سونیا کو دیکھا جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی وہ جیسے اپنے ہوش گنوا رہی تھی۔۔ گھنٹہ مزید چلنے کے بعد بھی جنگل ختم نہ ہوا۔ وریام کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔ ایک درخت کے ساتھ لگ کر تھوڑی دیر کھڑا ہوا پھر ہمت کرتے چلنے لگا سونیا بے ہوش ہو چکی تھی اسے دیکھ کر وریام کی ہمت جواب دینا شروع ہو گئی۔۔

سونیا! اپنے بازو کو ہلکا سا اوپر نیچے کیا ہلنے کی وجہ سے شاید سونیا آنکھیں کھول لیتی۔۔ مزید دس منٹ بعد وہ جنگل سے باہر نکل چکا تھا سامنے اسے ایک چھوٹا سا گھر نظر آیا۔ وریام سونیا کو بازو لیے زمین پر بیٹھ گیا اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ چند قدم چل کے اس گھر کے پاس پہنچ جاتا سامنے جھیل تھی گلا بے انتہا خشک تھا۔۔ وریام کئی لمحے زمین پر بیٹھا رہا پانچ منٹ لگا کر مشکل سے کھڑا ہوا چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس گھر کے

پاس پہنچا۔ آنکھیں بند کر کے کھولتے سونیا کو اپنے بائیں کندھے پر منتقل کیا۔۔جس بازو پر گولی لگی تھی اس ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

سردار طرسم کے لیے رات کا کھانا تیار کر رہا تھا کھانا کھا کر انہوں نے حویلی کے لیے نکلنا تھا۔ شام کے تقریباً سات بج رہے تھے کیونکہ وہ سرد علاقہ تھا اس وجہ سے وہاں رات بہت جلد ہو جاتی تھی۔۔ دروازے پر دستک سن کر طرسم دروازہ کھولنے لگی دالہام خانزادہ نے اسے وہیں بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ہاتھ دھو کر دروازے کی طرف گیا جیسے ہی دروازہ کھولا وریام کو زخمی حالت میں اور اس کے کندھے پر کسی عورت کا وجود دیکھ کر۔ سردار کا ذہن جیسے سن ہونے لگا۔۔

لالا!۔۔۔۔س۔سو۔۔۔ن۔۔۔ نیا وریام نے اپنے کندھے پر منتقل کی ہوئی سونیا کی طرف دیکھ کر بمشکل اس کا نام لیا ٹھنڈ کی وجہ سے اس کی زبان ہلنے سے انکار کر رہی تھی۔۔ سردار نے فوراً اس کے کندھے سے

اپنی بہن کو بازوں میں اٹھایا جس کا چہرہ نیلا ہو چکا تھا۔۔ وریام گرنے لگا سردار نے اپنی پیٹھ اس کی طرف کی۔ اس نے سردار کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا۔ طرسم دروازے کی طرف گئی سامنے اپنے چاچو کو زخمی حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔

وریام کو اندر لے کر آؤ طرسم کو کہہ کر سونیا کو اندر لے جاتے بیڈ پر لٹایا۔ طرسم اپنے چاچو کو سہارا دے کر اندر لائی انہیں صوفے پر بٹھا کر الماری سے کمبل نکال کے ان کے اوپر دیا۔۔

سونیا! دالہام خانزادہ سونیا کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے دوسرے ہاتھ سے اس کو رخسار تھپتھپا رہا تھا۔۔

چاچو! طرسم نے اپنے دوپٹے سے اپنے چاچو کی پیشانی پر جما خون صاف کرنے لگی۔

س۔ سونیا!وریام کی نظر سونیا خانزادی پر تھی سردار بیڈ پر بیٹھا اپنی بہن کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔ لالا!اسے اٹھائے وریام نے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی کھول کر کہا۔۔ اسے اپنے بازو سے زیادہ سونیا کے نہ اٹھنے سے تکلیف ہو رہی تھی۔۔

سونیا لالا کی جان آنکھیں کھولوں سردار نے اسے اپنے سینے سے لگایا اس کی اپنی بہنوں اور بیوی میں جان بستی تھی۔۔ طرسم اپنے چاچو کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے گرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ سردار نے سونیا کو تکیے پر منتقل کرتے دو جگہ آگ جلائی تاکہ گھر میں گرمائش زیادہ ہو جائے۔۔ طرسم کی سانسیں سینے میں اٹکی ہوئی تھی ان دونوں کی حالت دیکھ کر اس کے ذہن میں سب سے پہلا خیال ہی یاور مرزا کا آیا۔۔"میں اس کے بھائی، بہن اور ماں سب کو ختم کر دوں گا" طرسم نے اپنی فراک کو مٹھی میں جکڑا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔

پری سونیا کے ہاتھ سہلاؤ طرسم کو سونیا کے پاس بھیج کر وریام کے پاس بیٹھ کے اس کی شرٹ اتاری۔ الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کے بازو سے گولی نکال کر سٹچز لگاتے پٹی کی۔۔ چونکہ سردار کو خود بھی بہت گولیاں لگتی تھی جس کی وجہ سے اسے اب یہ تمام پروسیس سمجھ آگیا تھا کیسے گولی نکالنی ہے اور کیسے سٹچز لگا کر پٹی کرنی ہے۔ وریام کے کندھے، کہنی اور پیشانی پر پٹی کر کے۔۔ اپنی بہن کو دیکھا جس کی رنگت اب پہلے سے بہتر تھی ٹھنڈ ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے اس کا خون اپنی جگہ رک گیا جس کی وجہ سے اس کا رنگ نیلا ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔ سردار نے صوفے پر تکیا سیٹ کر کے وہاں رکھا کمبل اٹھا کر سائیڈ پر پھینک دیا کیونکہ اس پر خون لگ چکا تھا۔ الماری سے ایک اور لحاف نکال کر صوفے پر رکھا۔۔۔

لیٹ جاؤ گرمائش ملے گی تو جسم کا درد کم ہو جائے گا۔ وریام نے نفی میں سر ہلا دیا اس کی نظریں ابھی بھی سونیا پر تھی سردار کو غصہ تو بہت اس پر آ رہا تھا لیکن خود کو کنٹرول کیا۔۔

تم خاموشی سے لیٹ رہے ہو یا پھر مار کے لٹاؤں تمہیں سردار کو غصے میں آتے تھے وریام نے لحاف اپنے اوپر لے لیا لیٹا پھر بھی نہیں تھا۔۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچے ہیں لیکن ان کی حالت دیکھ کر اسے فل وقت یہ پوچھنا مناسب نہ لگا۔۔ سردار سونیا کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھ سہلاتا رہا تقریباً آٹھ بجے کے قریب اس کی بہن کو ہوش آئی اپنے لالا کو سامنے دیکھ کر ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

سونیا گڑیا سردار نے اسے پیار سے پکارتے اس کا چہرہ سامنے کر کے چہرے پر آئے لٹوں کو اس کے کان کے پیچھے کرتے سر پر دوپٹہ درست کر کے دیا۔۔

لالا وہ لوگ ہمارے پیچھے ہیں وہ مجھے لے کر جانا چاہتے ہیں سونیا اپنا جملہ مکمل کر کے سختی سے اپنے لالا کے سینے سے لگی سردار نے وریام کو دیکھا تو اس نے سونیا کی طرف اشارہ کیا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ فل وقت اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔۔

کوئی تمہیں کچھ نہیں کر سکتا تم اپنے لالا کے پاس ہو بالکل محفوظ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اسے لٹاتے صحیح طریقے سے اس کے اوپر لحاف دیا کیونکہ اس کا وجود گرم رہے۔بخار سے وہ تپ رہی تھی اٹھ کر کچن کی طرف رخ کرنے لگا اس کی بیوی ہاتھ میں پانی کا باؤل اور

پٹیاں پکڑیں بیڈ پر بیٹھ گئی پٹی کو گیلی کر کے سونیا کی پیشانی پر رکھی سردار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ اٹھ کر وریام کے پاس بیٹھ گیا۔۔

لالا سونیا گھر سے اجازت لے کر نکلی تھی اپنے دوستوں کے ساتھ باہر کھانا کھانے کے لیے۔ مجھے کسی کیڑے میں کاٹا تو میں ڈرائیور کی جگہ بیٹھ کر اسے لے گیا ہم راستے میں تھے جب۔۔۔۔ وریام نے تمام بات اسے بتا دی سوائے لوسیفر کے کہے گئے الفاظ چھوڑ کر۔ وہ کشمکش میں بتلا تھا کہ وہ سردار کو بتائے یا پھر نہیں۔۔

مکمل بات بتاؤ وریام خانزادہ نہیں تم مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اسے گہری سوچ میں گم بیٹھے دیکھ سردار غصے سے بولا اس کی آواز دھیمی تھی تاکہ سونیا اور طرسم نہ سن لے۔۔

ہمیں ایک آدمی نے بچایا تھا میں نہیں جانتا وہ کون تھا لیکن جانے سے پہلے اس نے یہ بات کہی تھی کہ یہ بات سردار تک نہیں پہنچنی چاہیے کہ

اس کی بہن کو کوئی اغواہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وریام نے ایک سانس میں ساری بات بتا دی۔ اسے لگا کہ شاید سردار کو معلوم ہوگا کہ وہ آدمی کون تھا جو اس کا ساتھ دے رہا ہے لیکن اسے بتا بھی نہیں رہا۔۔

اس کا چہرہ دیکھا تم نے؟ سردار کے سوال پر وریام نے نفی میں سر ہلا دیا۔ دالہام خانزادہ اپنی پیشانی مسلنے لگا اسے کون سا شخص تھا جو اس کی مدد بھی کر رہا تھا لیکن اسے بتا بھی نہیں رہا تھا۔۔

لالا! سونیا نے اپنا ہاتھ دالہام کی طرف کیا اٹھ کر بیڈ پر جا کے بیٹھ گیا اپنی بہن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر دوسرے ہاتھ سے اس کے رخسار سہلانے لگا۔۔۔ لالا میرے سر میں درد ہو رہا ہے سونیا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ٹھنڈ کی وجہ سے سر میں درد ہو رہا ہے جلد ٹھیک ہو جائے گا سردار ہلکا ہلکا اس کا ہاتھ دبانے لگا۔ وریام خانزادہ کا سر درد کی وجہ سے پھٹ رہا تھا۔

دالہام کچن میں گیا دودھ گرم کر کے لایا وریام نے سر تا پاؤں تک سر دار کو دیکھا وہ اس کے لیے دودھ گرم کر کے لایا تھا جسے دیکھتے ہی اس کا قتل کرنے کا دل کرتا تھا۔۔

ایسے آنکھیں پھاڑ کے کیا دیکھ رہے ہو پکڑو ایک مگ سر دار سخت لہجے میں بولا۔۔

لالا میں سوچ رہا تھا مجھے دیکھ کر آپ کا مجھے قتل کرنے کا دل کرتا ہے اور اسی کے لیے آپ دودھ لے کر آئے ہیں۔۔

زیادہ بکواس مت کرو میرے ساتھ چپ کر کے پینا ہے تو پیو نہیں تو بھاڑ میں جاؤ تم۔ سر دار نے دودھ کے دو مگ ٹیبل پر رکھے اور دو مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنی بہن کو سہارا دے کر بٹھاتے ایک مگ اس کے ہاتھ میں دیا اور دوسرا اپنی بیوی کو پکڑایا۔۔ اور خود صوفے پر وریام کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

سونیا دودھ نے دودھ پیا۔ اسے سر درد کی گولی دی جسم کو گرمائش ملنے کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر میں ہی سو گئی۔ طرسم بھی دودھ پی کر سونیا کے کندھے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔۔

لالا! پلیز مان جائیں دالہام نے سینے پر ہاتھ بند کر آنکھیں موندلی وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا ایک لمحے کے لیے اسے تعجب بھی ہوا تھا کہ وریام اتنے زخم کھا کر بھی اپنی بات پر اٹل تھا۔۔

لالا آج جو حالات بن گئے تھے۔ جب سونیا رو رہی تھی وہ میرے سینے سے لگی تھی لالا اس وقت مجھے ہر چیز سے زیادہ تکلیف اس بات کی ہوئی تھی کہ میں اس کا نامحرم ہوں اور وہ ایک نامحرم کے سینے سے لگی ہے۔ وریام کا سر جھک گیا۔ اسے شرمندگی بھی ہو رہی تھی ایک بھائی کو یہ بات بتاتے ہوئے کہ اس کی بہن کسی غیر مرد کے گلے لگی ہے۔۔

کیا بھروسہ تمہارا وریام خانزادہ تم بھی اپنے بھتیجے کی طرح اس بات کا بدلہ لینے کے لیے کہ میں نے اس نیلی آنکھوں والی گڑیا کو اپنے نکاح میں لیا ہے محض اس لیے میری بہن سے نکاح کرنا چاہ رہے ہو۔ دالہام خانزادہ کی ہادی خانزادہ سے کوئی دشمنی نہیں تھی اسے اس کی آنکھوں میں ایک بدلے کی آگ نظر آتی تھی۔

لالا میں نے کسی بدلے کے تحت آپ سے نکاح کی بات نہیں کی تھی۔ میں جب آپ کے گھر آیا تھا اور دیکھا تھا کہ میری بھتیجی اس گھر میں بالکل اسی طرح رہ رہی ہے جیسے وہ اپنے باپ کے پاس رہتی تھی میرے تمام گلے شکوے جواپ سے تھے وہ سب دور ہو گئے۔ کبھی کبھی یہ خیال ذہن میں آتا تھا کہ وہ آپ سے عمر میں بہت چھوٹی ہے لیکن جب آپ کی پرواہ دیکھتا تھا تو یہ خیال کہیں دب جاتا تھا۔ اور اگر یہ احساسات وقتی ہوتے ان چھ سالوں میں ختم ہو جاتے وریام نے اپنا سر تھام لیا وہ ہر

طرح سے کوشش کر رہا تھا کہ سردار کو منائے کیونکہ اس کی اجازت کے بغیر سونیا کبھی اس سے نکاح نہیں کرے گی۔۔

میں سوچوں گا اس بارے میں! دالہام کو کچھ وقت چاہیے تھا اس بارے میں سوچنے کے لیے کیونکہ آج جس طرح وریام نے اس کی بہن کی حفاظت کی تھی اس کے بعد کوئی شک نہیں رہتا تھا کہ وہ اس کی بہن سے محبت کرتا ہے۔۔

لالا تو جلدی سوچ کر جواب دیجیے گا میں بڈھا ہو کر شادی نہیں کرنا چاہتا۔

وریام کے لبوں پر مسکراہٹ تھی سردار کے گھور کے دیکھنے پر اپنا بلائی لب دانتوں میں دبایا۔۔۔

اس طرح مت دیکھیں لالا میں 32 سال کا ہو چکا ہوں اور ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی میرا بھتیجہ 21 سال کا ہے اور شادی کر کے بیٹھا ہوا

ہے۔ سردار نے نفی میں سر ہلایا اسے اس وقت وہ شدید قسم کا کنوارا محسوس ہو رہا تھا جسے بس شادی کرنے کی آگ لگی ہوئی تھی۔۔

کوئی نہیں 40 سال سے پہلے نکاح ہو جائے گا بے فکر ہو جاؤ وریام کا منہ کھل گیا اسے سردار کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ وہ تو چاہتا تھا جلد از جلد اس کا سونیا سے نکاح ہو جائے۔۔

چند قدم چلنے کے قابل ہو سردار نے ٹائم دیکھا ساڑھے آٹھ ہو چکے تھے۔ انھیں حویلی کے لیے بھی نکلنا تھا۔۔ میرے کندھے پر گولی لگی ہے ٹانگوں پر نہیں چل لوں گا۔ فالتو میں اسے زبان چلاتے دیکھ دالہام کا دل تو کیا اس کے منہ پر رکھ کر تھپڑ مارے۔ خود پر کنٹرول کرتے اٹھا۔ بیڈ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا سوچنے لگا کہ پہلے کس کو اٹھا کر گاڑی میں بٹھائے کیونکہ اس کی بیوی اور بہن دونوں ہی سوئی ہوئی تھی۔۔

لالا انہیں مت اٹھائیں میں طرسم گاڑی میں بٹھاتا ہوں اپ سونیا کو اٹھائیں۔۔

ایک کپ اٹھانے کی حالت میں تمہارا دایاں بازو نہیں ہے اور میں طرسم اٹھالوں گا۔ سردار نے سونیا کو بازو میں اٹھایا کار میں بٹھایا پھر اندر داخل ہوا طرسم نے حجاب کیا ہوا تھا اسے ک نقاب کرتے بازو میں اٹھا کر گھر کو لاک کرتے اس کو پچھلی سیٹ پر بٹھاتے خود وہ دونوں فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہیں سردار تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ اسے حویلی پہنچ کر اپنے سالے اور بھائی کی کلاس لینی تھی۔۔

وریام! اس کا حلیہ کیسا تھا سردار کی سوئی ابھی تک اس آدمی پر ٹکی ہوئی تھی جس نے اس کی بہن کی حفاظت کی تھی۔ وہ لوگ وریام کو نہیں مارنا چاہتے تھے۔۔ ان کا ٹارگٹ سونیا خانزادی تھی۔۔

لالا اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھی اس پل میرا دماغ سن ہوچکا تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

اس کی آنکھوں کا رنگ؟ سردار نے اس کا جملہ مکمل ہوتے ہی سوال کیا۔۔

ہلکے بھورے رنگ کی۔ سردار نے سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارا۔ پہلے یاور مرزا پھر وائلڈ ڈریگن اور اب یہ نقاب پوش۔۔۔ اسے نقاب پوش سے کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے؟۔۔ پونے گھنٹے میں انہوں نے بڑی حویلی کے پورچ میں کار کھڑی کی۔

لالا میرے باپ اور بھائی کو سنبھال لیجئے گا کیونکہ انہوں نے میری بات پر یقین نہیں کرنا وریام نے التجائی نظروں سے سردار کو دیکھا پچھلی مرتبہ جب وہ سردار سے مار کھا کر چھوٹی حویلی گیا تھا۔ اس کی اچھی خاصی عزت افزائی ہوگئی تھی۔۔ دالہام خانزادہ کار سے باہر نکلا پچھلا دروازہ کھول کر

طرسم کا کندھا ہلکے سے ہلا کر اسے اٹھایا۔ آنکھیں مسلتے کھول کر ارد گرد دیکھا خود کو بڑی حویلی میں دیکھ کر۔ کار سے باہر نکلی اسے شدید قسم کی نیند آرہی تھی۔ دوسری طرف آکے سونیا کو اپنے بازوں میں اٹھایا اسے جگانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔

چاچو آپ ٹھیک ہو طرسم نے وریام کو سہارا دیا۔۔

تمہارے چاچے کے کندھے پر گولی لگی ہے ٹانگ پر نہیں جو اسے سہارا دے رہی ہو۔ کبھی شوہر کو تو ایسے سہارا نہیں دیا حالانکہ گولی میری ٹانگ پر لگی ہے زخم ابھی تک بھرا نہیں میر اسردار نے جل بھن کر کہا۔ وریام طرسم کو اپنے بازو کے حصار میں لیتے بمشکل اپنے مسکراہٹ کو چھپاتے لاؤنج کی طرف رخ کیا۔ جب وہ چاروں حویلی کے اندر داخل ہوئے ڈائننگ ٹیبل پر موجود سب افراد کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔ خاص کر وریام کی حالت دیکھ کر۔۔

کیا ہوا ہے ؟ وہ سب یک زبان بولے۔۔

کچھ نہیں ہوا۔ کچھ آوارہ لڑکے سونیا کے پیچھے پڑ گئے تھے اسے بچاتے ہوئے وریام کو زخم آئے دالہام نے یہ بتانے سے گریز کیا کہ وریام خانزادہ کو گولیاں لگی ہیں۔۔

میرا بیٹا رضیہ خانم وریام کے پاس گئی اس نے اپنی مورے کو حصار میں لیا۔ سفیان خان اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔۔

دالہام سونیا ٹھیک ہے سفیان خان نے سونیا کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تو سردار نے ہاں میں سر ہلایا ریحانہ خانم اپنی بیٹی کے پاس گئی اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر آنسو بہانے لگی۔۔ آئیدن نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا۔ سردار نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا جیسے آنکھوں سے ہی نگل جائے گا۔ آئیدن نے حلق سے بمشکل تھوک نگلا اسے ایسا کیوں لگ رہا تھا اس کی دھلائی ہونے والی ہے۔۔ ہادی وریام کے پاس کھڑا

اس کا حال دریافت کر رہا تھا ایک مرتبہ بھی سردار کی طرف نہ دیکھا۔ اور سوچنے لگا کہ کب سردار اس کی پھینٹی لگائے گا۔ اور دل میں یہ دعا کی کہ سب کے سامنے اس کی عزت افزائی نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس کا باپ وہاں پر موجود ہوا سردار نے تو مارنا ہے لیکن اس کے باپ نے ایسے طنز کرنے ہیں اس نے منہ دکھانے کے لائق نہیں رہنا۔۔

میں کمرے میں چھوڑا آتا ہو آئیدن نے سونیا کو دالہام کے بازوں سے اپنے بازو میں منتقل کیا خاموشی سے سونیا کے کمرے کی طرف چل دیا ریحانہ خانم بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

لالا! راہا دالہام کے گلے لگی دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

میری گڑیا نے کھانا کھالیا۔ راہا نے سر ہلایا۔۔

لالا پروفیسر نکل مجھے یہاں پر پیار کیا تھا اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے راہا نے سردار کے کان کے قریب ہو کر کہا ہادی کو جیسے الہام ہوا کہ اس کی بیوی

نے اپنے لالا کو بتا دیا ہے۔۔ دالہام خانزادہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا غصہ کنٹرول سے باہر ہو رہا تھا۔۔

سب عورتیں ایک کمرے میں چلی گئیں کیونکہ انہوں نے عبادت کرنی تھی چونکہ شبِ برات کی رات تھی۔

ہادی خانزادہ اپنے دوسرے سالے کو لے کر مردان خانے میں آؤ سردار سخت لہجے میں کہہ کر مردان خانے چلا گیا۔ صارم نے ہادی کی طرف غصے سے دیکھا اسے محسوس ہو رہا تھا اس کے بیٹے نے ضرور کوئی الٹا کام کیا ہے۔۔

وریام تم ٹھیک ہو۔ صارم اس کے پاس گیا کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔ وریام نے ہاں میں سر ہلایا اس کا دل و دماغ سونیا کی

طرف تھا۔۔ علینا اپنے دیور سے اس کا حال حوال دریافت کرنے لگی۔۔ آئیدن نیچے آیا ہادی اسے مسکرا کر دیکھنے لگا۔ آئیدن کو اس کی مسکراہٹ شیطانی لگ رہی تھی جیسے کوئی کانڈ کیا ہو۔۔ سفیان خان اپنے بیٹے کے گلے لگے۔۔

چاچو! دالہام چاچو ہمیں بلا رہے ہے مردان خانے۔ ہماری پھینٹی لگانے کے لیے محبت سے آئیدن کو بتاتے آخری الفاظ دل میں کہے۔۔۔

خیریت ہے لالا ہمیں مردان خانے بلا رہے ہیں۔۔۔

کانڈ کیا ہوگا تم دونوں نے کوئی صارم نے اپنے بیٹے اور آئیدن کو غصے سے دیکھا ہر گھر میں ایک چھوٹا پیس ایسا ضرور ہوتا ہے جو پورے گھر کو سر پر اٹھائے گھومتا ہے جو بھی الٹا سیدھا کام ہوا ہو ان کے پیچھے ان چھوٹے شیطانوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔

لاحول ولاقوۃ۔ بابا ہم شادی شدہ ہیں ہم الٹے سیدھے کانڈ نہیں کرتے ہادی نے شرمانے کی ایکٹنگ کر کے آئیدن کی چادر سے اپنے آدھے چہرے کو چھپایا۔ اس نے فوراً ہادی کے ہاتھ سے اپنی چادر پکڑی۔۔

جنہوں نے سدھرنا ہوتا ہے وہ شادی سے پہلے ہی سدھر جاتے ہیں اور جنہوں نے نہیں سدھرنا ہوتا وہ شادی کے بعد بھی اول قسم کے۔۔۔۔

صارم نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا وہ سب کے سامنے غلط الفاظ نہیں بولنا چاہتا تھا۔۔۔ آئیدن نے اپنی قمیض جھاڑی وہ شادی سے پہلے بھی سدھرا ہوا تھا اور اب بھی سدھرا ہوا ہی ہے دل میں سوچا اور لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اپنے پیچھے صارم خان کو آتے ہوئے ہادی نے سوال پوچھا بدلے میں اس کے باپ نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔ خاموشی سے وہ قدم مردان خانے کی طرف بڑھانے لگے۔ سفیان خان

اور الطاف بھی ان کے پیچھے پیچھے تھے وریام اور شہریار نے ارد گرد دیکھا لاؤنج میں ان دونوں کے علاوہ کوئی مرد موجود نہیں تھا عورتیں اپنے کمروں میں جا چکی تھی انہوں نے اکیلے کمرے میں جا کر کیا کرنا تھا وہ بھی مردان خانے میں چلے گئے۔۔

میں نے دو کو مردان خانے بلایا تھا یہاں تو پورا خاندان اکٹھا ہو گیا ان سب کو مردان خانے میں دیکھ کر طنز کیا۔ سفیان خان اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے صوفے پر بیٹھے۔ ہادی کے پسینے چھوٹ رہے تھے یہ سوچ سوچ کر ہی کہ سب کے سامنے اس کی درگٹ بننے والی ہے۔

آئیدن سوچ میں ڈوبا تھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔۔

ویسے تو تمہاری زبان دس گز لمبی ہے نکاح کرنے کی تمہیں آگ لگی ہوئی تھی نکاح کے بعد شوہر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہر چیز سمجھائے بکواس کرنی آتی ہے بیوی کو سمجھانا نہیں آتا کہ اپنے شوہر کے

اسلئے سیدھے کارنامے میاں بیوی کے درمیان ہی محدود رہنے چاہیے۔
ایسی باتیں اب ایک بھائی سمجھانے سے تو رہا سب کی نظروں کا رخ ہادی
کی طرف تھا اس نے ایسا کیا کر دیا کہ سردار کو اتنا اس پر چڑھا۔ ہادی اپنا
سر کھجانے لگا اس کا سالا پلس بہنوئی صحیح کہہ رہا تھا ایک بھائی یہ باتیں سمجھا
نہیں سکتا تھا اور راہا کی اپنی ماں کے ساتھ اتنی اٹیچمنٹ نہیں تھی باقی
ساری باتیں شوہر پر ہی اٹکتی تھی۔۔

چاچو میں نے سمجھایا تھا۔ بار بار سمجھایا تھا کہ اپنے لالا کے سامنے کوئی
بات نہیں کرنی لیکن وہ میری سنتی ہی نہیں ہادی کے چہرے پر دکھ تھا
بیچارے نے بڑی کوشش کی تھی کہ اس کی بیوی اس کے سالے کو نہ
بتائیں لیکن وہ لالا کی چمچی کہاں خاموش رہنے والی تھی۔۔

یہ تو آس ہو گیا (ye tu us ho gya) شہریار اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے غم میں شریک ہوا۔ ہادی کی بیوی کی طرح

شہریار کی بیوی بھی اس کی بات نہیں سنتی تھی ملاقات کرنے کا کہتا تو آگے سے کئی سے کئی باتیں بنا دیتی۔۔

ایک دوسرے سے دور ہو کے کھڑے ہو تم سب کا آس اچھی طرح میں نکالو گا۔ ان دونوں کو لیلیٰ مجنوں کی طرح ایک دوسرے قریب کھڑے دیکھ سردار طیش میں آتا دہاڑا۔۔ سب کو سانپ سونگ گیا حتیٰ کہ سفیان خان اور الطاف خان کو بھی۔۔

مرغا بنو! ہادی نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔

چاچو آپ ٹیچر نہیں ہیں اور نہ ہی میں سٹوڈنٹ جو لیسن نہ سنانے پر آپ مجھے مرغا بنا رہے ہیں۔۔

اس وقت تم یہی سمجھ لو کہ میں تمہارا ٹیچر ہوں اور تم میرے سٹوڈنٹ تم نے اپنے پارٹنز کو لیسن سمجھایا نہیں جس کی وجہ سے تمہیں سزا مل رہی ہے۔ سردار نے پاس رکھے چھوٹے ٹیبل کے نیچے سے بیلٹ پکڑ کر

زمین پر مارتے اپنی جگہ سے اٹھ کر رہا ہوا۔ ہادی کی ٹانگیں کانپنے لگی۔

صارم خان سینے پر ہاتھ باندھے خاموشی سے دیکھ رہا تھا پوری وجہ تو اسے معلوم نہ تھی لیکن اتنا ضرور معلوم تھا کہ اس کے بیٹے نے ضرور کوئی الٹا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔جس کی وجہ سے اسے سردار سے سزا مل رہی ہے۔۔ بیچارا ہادی مرتا کیا نہ کرتا کے مترادف مرغا بن گیا سردار نے بیلٹ صارم خان کو پکڑایا۔۔

15 بیلٹ اسے مارو صارم خان نے سرسری طور پر اپنے بیٹے کو دیکھ کر سردار کی جانب رخ کرتے ابرو اچکائی، جیسے وجہ پوچھنا چاہ رہا تھا۔۔

تمہارا سو کولڈ بیٹا میری بہن کے کمرے میں گیا۔ اور مجھے ویڈیو کال کر کے بتایا کہ میں کمرے میں آیا ہوں اور اس کے بعد میری بہن یعنی کہ تمہارے بیٹے کی بیوی نے اپنے شوہر کے کارنامے مجھے بتائے۔ مزید بتانے کی مجھ میں سکت نہیں ہے کیونکہ میں بے غیرت نہیں ہوں۔

سردار نے دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ صارم خان کی آنکھوں میں سرخی شامل ہوئی اس کا بیٹا اس کی عزت کو چار چاند لگا رہا تھا بیلٹ کے اوپر والے حصے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹتے۔ ہادی کی کمر پر مارا۔۔

ماما جی! بلند آواز میں اس میں علینا کو پکارا۔ سفیان خان، الطاف خان ٹھوری کے نیچے ہاتھ رکھے اسے مار پڑتے دیکھ رہے تھے سردار کے فیصلے کے آگے وہ خاموش تھے وریام کو شود یکھنے میں بڑا مزہ آرہا تھا جس طرح اسے مار پڑی تھی اس کے بھتیجے کو پڑ رہی تھی کیونکہ ان دونوں نے ایک جگہ ہی ٹانگ آرائی تھی سردار کی بہنوں کے ساتھ۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھا اس بات سے انجان کے تھوڑی دیر بعد اس کی بھی پھینٹی لگنے والی ہے۔ آئیدن کے اپنے سانس سوکھے ہوئے تھے۔۔ یعقوب لڑکھڑاتا ہوا مردان خانے میں داخل ہوا۔ ہادی کو مار پڑتے دیکھ اپنی حیرت کو چھپا کر خاموشی سے وہاں

بیٹھ گیا۔۔ پورے 15 بیلٹ مار کے اس کا باپ اس سے دور ہوا تھا بیلٹ پورے ہوتے ہی وہ زمین پر لیٹ گیا اس کی پوری کمر پر جلن اور درد ہو رہی تھی۔۔

اللہ پوچھیں آپ سب سے آہمممم اتنی بڑی غلطی نہیں تھی جتنی بڑی سزا دی مجھے اپنے باپ اور چاچے کی طرف دیکھ کر دانت کچکچاتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا درمیان میں چیخ بھی ماری۔۔

آجاؤ سامنے آئیدن کی جانب دیکھتے ہوئے اسے سامنے آنے کا اشارہ کیا وہ حلق سے بمشکل تھوک نکل کر ان سب کے درمیان کھڑا ہو گیا جیسے مجرم کٹہرے میں کھڑا ہوتا ہے۔۔

میاں بیوی کے درمیان جو بھی معاملات ہوتے ہیں وہ کمرے تک محدود رہنے چاہیے کون سے کیڑے نے تمہیں کاٹا تھا کہ ویڈیو بنا کر موبائل اپنے بیٹے کے ہاتھوں میں تھما دیا؟ آئیدن اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے

سردار کو دیکھنے لگا اس نے کون سی ویڈیو بنا کر اپنے بیٹے کو موبائل پکرایا تھا جس پر اس کے لالا اتنا غصہ ہو رہے تھے۔ شہریار نے اپنے ٹراوزر کو مٹھیوں میں جکڑا اس علم ہو گیا تھا سردار کس ویڈیو کی بات کر رہا ہے اور موبائل بھی شیر طیان کو پھر سے اس نے پکرایا تھا آئیدن نے ویڈیو ایک جگہ سے ڈیلیٹ کی تھی جبکہ وہ ویڈیو ابھی بھی شہریار کے موبائل میں تین مرتبہ سیو تھی۔۔

لالا پہلی بات میں نے آج تک اپنی بیوی کے ساتھ کوئی ویڈیو بنائی ہی نہیں اور مجھے نہیں پتہ آپ کس ویڈیو کی بات کر رہے ہیں آئیدن احزان نے اپنے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیا اور گہری سوچ میں گم ہو گیا۔۔

سردار اپنے تھائی پر انگلیاں چلانے لگا اس ویڈیو میں جو بے ہودہ حرکات تھی وہ سب کچھ تمام مردوں کے سامنے بولنا اس کی غیرت اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی۔۔

لالا میرے دوست نے کچھ نہیں کیا وہ تو آپ کے چھوٹے شیطان نے میرے موبائل پر ویڈیو بنائی تھی جو کہ ابھی تک میرے موبائل میں سیو ہے۔۔ اپنے دوست کو پریشانی میں دیکھ کر بے ساختہ شہریار کے منہ سے چیخ نکل گیا۔ آئیدن کا چہرہ خفت اور غصے سے سرخ ہو گیا یعنی کہ وہ ویڈیو ابھی تک شہریار کے موبائل میں موجود تھی۔ یہی کچھ حال سردار کا بھی تھا۔ جن کو ان معاملے کا نہیں پتہ تھا وہ نہ سمجھی سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

لالا! سچی وہ ویڈیو میں نے بھی آج دیکھی ہے کہ ابھی تک میرے موبائل میں ہے شہریار چونکہ سردار کے پاس بیٹھا تھا ہڑبڑا کر اٹھتے اپنے دوست کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ہادی زمین پر لیٹا پیٹ پر ہاتھ رکھ کر قہقہے لگانے لگا اسے مار پڑی تھی اب اس کے سالے کو بھی مار پڑنے والی تھی۔۔

کون سی ویڈیو کی بات کر رہے ہو تم دالہام ، سفیان خان نے چہرے پر سنجیدگی سجا کر اس سے پوچھا سردار نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اب وہ کیا انھیں بتاتا کہ وہ کس ویڈیو کی بات کر رہا ہے ۔ ۔

تم دونوں کو کچھ زیادہ ہی بھائی چارہ یاد آرہا ہے تو پھر آج تم دونوں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی بجائے ایک کمرے میں سو گئے ۔ آئیدن کا منہ کھل گیا سردار کے الفاظ سن کر وہ تو اب ایک پل بھی اپنی بیوی سے دور نہیں رہ سکتا تھا شہریار زمین پر چونکری مار کر بیٹھ گیا اس بیچارے نے ابھی تک اپنی بیوی سے ایک ملاقات کی تھی اور اپنی کمر سکوا کر بیٹھ گیا تھا آج اس نے اپنی بیوی سے ملاقات کرنے کا سوچا تھا لیکن سردار نے اس کے رنگ میں بھنگ ڈال دی ۔ ۔ آئیدن نے شہریار کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے جلت کو نوچنے والے انداز میں پکڑا ۔ شہریار نے اس کے ہاتھ پر مکا مارا ۔ ۔

او بلے بلے شاواشا واہادی کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوتے بھنگڑے ڈالنے لگا سردار نے اس کا بازو پکڑ کر پھینکنے والے انداز میں صوفے پر بٹھایا۔۔ شہریار زمین پر بیٹھا پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گیا۔۔

ایک منٹ دالہام آئیدن کی شادی ہوئی ہے لیکن شہریار ابھی۔۔۔۔۔ بھائی صاحب ایک سے بڑھ کر ایک نکمہ ہمارے گھر میں پایا جاتا ہے. جس رات کو یہ سب گھر سے غائب تھے اسی رات میرے اس اک لوتے سپوت نے نکاح کر لیا تھا اپنے ماں باپ کے بغیر۔ الطاف خان کو یہ بات پوری زندگی نہیں بھولنی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے نکاح پر موجود نہیں تھے۔ سفیان خان لمبا سانس لے کر رہ گئے۔۔۔

نہایت ہی کوئی بے باک انسان ہے بڑی حویلی میں دالہام نے ان تینوں کو گھورا جو ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔۔

چاچو آپ اپنی برائیاں کیوں کر رہے ہے مجھ سے سہن نہیں ہو رہی ہادی نے بیچارا سا منہ بنا کر اپنے سالے پلس بہنوئی اور چاچو کو دیکھا جو ان کی عزت افزائی کر رہا تھا لیکن اسے ہضم نہ ہوئی تو زبان چلا دی۔۔۔

لالا آئیدن نے ریکارڈ توڑے ہے اس نے خود میرے موبائل سے وڈیو ڈیلیٹ ہی نہیں کی شہریار نے بچنے کے لیے سارا بھاڑا اپنے دوست پر ڈالا وہ اپنی نہیں عزت افزائی کروانا چاہتا تھا۔۔۔

یہ کہہ کون رہا ہے جو خود راتوں کو اپنی منکوحہ کے کمرے میں جاتا ہے آئیدن کہاں پیچھے رہنے والا تھا اس کے سارے کالے چھڈے کھول کر رکھ دیے اس نے شہریار کے سر پر تھیڑ مارا۔۔۔

تم سب سے اچھے تو علی بابا کے چالیس چور تھے جو کم از کم ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ تم سب تھالی کے

بینگن ہوان تینوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کے راز افشا کر رہے تھے زبان درازی میں ہر ایک سے آگے نکلنے کی کوشش میں تھے۔۔۔۔ میں چاہے جتنا بھی بے باک ہو میں نے اپنی بیوی کو خاموش رہنا سکھایا ہے میری سب کے سامنے اپنے شوہر کے کارنامے نہیں بتاتی سردار دالہام خانزادہ نے منہ توڑ جواب ہادی خانزادہ کو دیا۔ وہ بچارا سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

بابا جانی آپ نے ان تینوں کو کیوں کھڑا کیا ہے شیر طیان بھاگتے ہوئے مردان خانے میں داخل ہوا سردار کی گود میں بیٹھ کر اپنے بابا، چچازاد بھائی اور چاچو کو دیکھ کر سوال داغا۔۔۔

بیٹا! یہ چھوٹے بچوں کی بات نہیں ہے سردار نے جیسے بات کو ختم کر دیا۔ اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر بال سہلانے لگا غصے سے اچانک اسے ہلکے پھل کے انداز میں دیکھ کر سفیان خان کو اپنی جوانی یاد آئی جب اکثر وہ

صارم کو ڈانٹتے تھے وریام ان کی گود میں بیٹھ کر سوال پوچھتا تھا اور ان کا غصہ جھاگ کی طرح بہہ جاتا۔۔۔

میں جا رہا ہوں اپنی بیوی کے پاس اپنی کمر پر مالش کر۔۔۔۔۔ہادی کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے جب سردار نے بیلٹ پکڑ کر زور سے اس کے پیٹھ پر مارا۔ مضبوطی اس قدر تھی کہ وہ بچارہ چیخ بھی نہ مار پایا۔۔ آئیدن اور شہریار قہقہے لگانے لگے سردار نے دو دو بیلٹ ان کی کمر پر بھی مارے شہریار نے انکھیں سختی سے بند کر لی پہلا درد ابھی کم ہوا نہیں تھا سردار نے اوپر اور بیلٹ مار دیے۔۔

ایک کام کرو تینوں ایک کمرے میں جاؤ اور ایک دوسرے کی کمر پر مالش کرو۔ سردار شیر طیان کو گود میں اٹھا کر مردان خانے سے باہر چلا گیا۔۔

ہماری کمر پر بیلٹوں سے مالش کر کے خود اپنی بیوی کے پاس جا رہا ہے۔۔ ہادی نے ابھی اپنا جملہ مکمل کیا تھا جب اس کے باپ نے اس کے سر پر تھپڑ مارا۔۔

تمیز سے بات کیا کرو چاچو ہے تمہارا! صارم اسے پیچھے کی طرف دھکا دے کر مردان خانے سے باہر چلا گیا سفیان خان اور الطاف خان ان تینوں کو غصے سے دیکھ کر باہر چلے گئے۔ وریام خانزادہ کب سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کر رہا تھا بڑوں کے باہر نکلتے ہی بری طرح ہنسنے لگا۔

یعقوب کا بھی کچھ یہی حال تھا پیٹ پر گولی چھو کر گزرنے کی وجہ سے اس سے تو صحیح طریقے سے ہنسا بھی نہ گیا۔۔

بھائی منہ لگاتا نہیں ہے اور میرے باپ کو بھائی چارہ یاد آ رہا ہے ہادی رونے والا منہ بنا کر صوفے پر گرنے والے انداز میں لیٹا۔ آئیدن اور شہریار بھی گرنے والے انداز میں صوفے پر لیٹ گئے۔۔

کیسے بھائی تم سب میرا سالا میرے رشتے کے لیے ہامی بھرنے والا ہے
کسی نے مجھے مبارک ہی نہیں دی وریام کے الفاظ سنتے ہی وہ تینوں اٹھ
کر بیٹھ گئے تکلیف سے ان کی برے کی حالت تھی اور وریام خانزادہ
انہیں بتیسی نکالتے مبارک دینے کا کہہ رہا تھا۔۔
ہاں ضرور لالا کیوں نہیں !
اتنی بڑی خوشی میرے چاچو کو ملی ہے میں ضرور مبارک دیتا ہوں۔۔۔۔
سپیشل والے انداز میں آخری تین لفظ ان تینوں نے یک زبان بولے
تینوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے وریام کو کندھوں سے نرمی سے پکڑ کر
نیچے کی جانب جھکاتے اپنی کوہنی اس کی پیٹھ پر تینوں نے ایک ساتھ
ماری۔۔۔
آہمممہ اس کی بلند چیخ پوری بڑی حویلی میں گونجی۔ یعقوب نے فوراً
اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا قہقہہ قابو کرنا بے انتہا کا مشکل تھا ان تینوں نے

اب اپنا رخ یعقوب کی طرف کیا اس نے زور سے نفی میں سر ہلایا اس کا مار کھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

ارے یعقوب ہم سب نے اتنا اچھا رات کا کھانا کھایا ہے تم بھی بڑی حویلی کے فرد ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اکیلے کھانا کھائیں اور تمہیں صلح نہ مارے ان تینوں نے یعقوب کے کندھے پر دو دو مکے مارے وہ بیچارہ اپنے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر کے سر جھکا گیا اسے نا جانے کس چیز کی سزا ملی تھی۔۔ اب مردان خانے کی حالت کچھ یوں تھی کوئی اپنی کمر پکڑ کر بیٹھا تھا کوئی کندھے تو کوئی بازو۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

سردار اپنے کمرے میں گیا طرسم جائے نماز بچھائے نوافل ادا کر رہی تھی۔ سردار بیڈ پر بیٹھ گیا کئی لمحے وہ گہری سوچ میں گم رہا۔ شیر طیان کو بیڈ پر لٹایا وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

وہ کون تھا؟ سردار کو کسی طرح بھی پتا لگانا تھا کہ وہ شخص کون تھا جو اس کی مدد کر رہا ہے۔ کئی لمحے وہ انہی سوچوں میں گم رہا شیر طیان کا سر تکیے پر رکھتے واش روم میں گیا وضو کر کے جیسے ہی باہر آیا اس کا چھوٹا شیطان کمر پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔

بابا جانی آپ کو معلوم ہے میں آپ کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں سردار کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی اسے صحیح طریقے سے نماز نہیں پڑھنی آتی تھی کچھ دعائیں اور سورتیں اس نے یاد کروائی تھی تو وہی نماز میں پڑھ کر کہتا تھا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اسے اپنے ساتھ اندر لے کر گیا۔۔ وضو کرواتے گود میں اٹھا کر باہر لایا۔ اپنی سردارنی سے دو قدم آگے جائے نماز بچھا کر اپنے ساتھ اپنے منہ بولے بیٹے کا چھوٹا سا جائے نماز بچھایا۔۔

نوافل پڑھنے آتے ہیں؟ طرسم سلام پھیر چکی تھی۔۔

سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اور سورۃ اخلاص ساتھ میں ایک دعا پڑھتے ہیں پانچ سالہ اس چھوٹے سے شیطان نے وہ چیزیں بتا دی جو اسے اس کے بابا جانی نے یاد کروائی تھی وہ ہاتھوں پہ چیزیں گن رہا تھا کہ اتنی چیزیں میں نے یاد کی ہیں۔۔

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے علاوہ کچھ چیزیں اور بھی ہیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ ادھر آؤ میں بتاؤں تب تک تمہارے بابا جانی بھی آٹھ نوافل پڑھ لیں گے۔ طرسم اپنے دل کو ہلکا کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے اس نے اپنا ذہن عبادت میں لگایا۔ شیر طیان کو اس نے اپنی گود میں بٹھایا جائے نماز میں جب ہم اللہ کے سامنے خود کو حاضر کریں تو ہمارے دل میں ہر قسم کی جلن اور غصہ مٹ جاتا ہے۔۔

سب سے پہلے ہم نیت کرتے ہیں اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر، ثنا پڑھ کے طرسم نے اسے تمام نماز کس چیز سے بتائی کہ دوران نماز ہم یہ

حرکت کرتے ہوئے یہ سورۃ اور الفاظ پڑھتے ہیں۔ شیر طیان بہت دھیان سے تمام باتیں سن رہا تھا اسے ان میں سے کافی زیادہ چیزیں آتی تھی۔۔ 20 منٹ لگا کر طرسم نے اسے تمام چیزیں سمجھائی۔ تب تک سردار بھی آٹھ نوافل پڑھ چکا تھا۔۔۔

چلو نماز پڑھتے ہیں وہ پانچ سالہ بچہ اپنے بابا جانی اور اپنی بڑی مورے کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھا۔ اس کی خوشی دیکھ کر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ کہ چلو اس چھوٹے سے شیطان کی خوشی کے لیے۔۔

چار نوافل کی نیت کر کے عبادت شروع کی۔۔ تسبیحات کر کے وہ دعا مانگ رہے تھے دعا کے درمیان ہی ان دونوں کو شیر طیان کی سریلی اور بلند آواز سنائی دینے لگی۔۔

اللہ جی مجھے بہت ساری چاکلیٹ دینا میرے بابا جانی کو زیادہ سارے بے بی دینا لیکن وہ سب سے زیادہ پیار مجھ سے کرے اور جہنم کے کانٹے کو خوش رکھنا وہ مجھے تنگ کرتی ہے لیکن وہ دل کی اچھی ہے اور اس قندیل چڑیل کو میرے بابا جانی سے دور رکھنا۔ مجھے اور میری بڑی مورے کو اچھا نہیں لگتا کہ وہ میرے بابا جانی اور ان کی پری کے دیو کے قریب آتی ہے۔ اس نے پہلی مرتبہ طرسم کو بڑی مورے کہہ کر پکارا تھا ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اس کی دعا سن کر۔ ان دونوں نے دعا مانگی کہ اس چھوٹے صرف شیطان نے جو بھی دعا مانگی ہے اسے اللہ قبول کرے۔۔

سردار نے دعا مانگ کر اپنی بیوی اور اپنے بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

دونوں مسکرا کر اس کے گلے لگ گئے۔۔۔ تینوں کھڑے ہوئے اپنے جائے نماز کو تہہ لگا کر صوفے پر رکھا۔ طرسم بے انتہا تھک چکی تھی بیڈ پر

نیم دراز ہوتے اپنے اوپر لحاف لے کر کمبل میں دوبک کر لیٹ گئی

شیر طیان بھی بیڈ پر لیٹ گیا سردار کا بھی تھکاوٹ سے جسم ٹوٹ رہا تھا وہ جیسے ہی ان دونوں کے درمیان لیٹا دونوں نے اس کے کندھے پر سر رکھ لیا۔۔

بہت ہی خوبصورت لمحے ان تینوں نے ایک دوسرے کے ساتھ گزارے تھے۔۔ طرسم بظاہر تو سو رہی تھی لیکن آنکھوں میں ابھی تک اس کے چاچو کا چہرہ گھوم رہا تھا ان کے بدن پر لگے زخم بھلانے کی کوشش میں اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھی۔ کیا اسے سردار کو بتا دینا چاہیے تھا کہ یاور اس کے گھر والوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افف شہریار بیڈ پر لیٹے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر سسکیاں بھر رہا تھا۔۔

ابے چپ کر کیا عورتوں کی طرح سسکیاں بھر رہا ہے آئیدن نے جل بھن کر کہا جو کب سے اس کی سسکیوں کی آواز سن رہا تھا ہادی بائیں جانب لیٹا اپنے درد کو برداشت کرنے کی کوشش میں تھا۔۔

آئیدن چاچو چپ کر جائیں آپ کو تو دو بیلٹ پڑے ہیں اس لیے خاموشی سے لیٹے ہیں ہمیں پوچھیں ہماری کمر کا کورمہ بنا دیا ہے سردار چاچو نے ہادی نے رخ آئیدن کی طرف کیا۔ یعقوب صوفے پر لیٹا ان تینوں کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔۔

میں جا رہا ہوں اپنی بیوی کے پاس کوئی مائی کا لال مجھے روک کر دکھائے شہریار بیڈ سے اٹھا آئیدن نے اسے پاؤں مارا وہ یعقوب کے اوپر کیا کر گرا۔۔۔

آہمممممہ دونوں نے ایک ساتھ بلند چیخ ماری شہریار کا ہاتھ اپنی کمر پر اور یعقوب کا اپنے پیٹ پر تھا۔۔

اگر ہم اپنی بیوی کے پاس نہیں جائیں گے تو کوئی بھی نہیں جائے گا

آئیدن اور ہادی دونوں ایک ساتھ بولے شہریار نے کشن اٹھا کر ان

دونوں کے منہ پر مارا۔۔

کھبیسو بغیر تو تم لوگ تو اپنی بیویوں کے پاس چلے جاتے ہیں نکاح کے

بعد میں نے ایک ملاقات کرنے کی کوشش کی تھی میرے باپ نے

مجھے بیلٹ مار کر کمرے سے باہر نکالا تھا۔ اب تو کم از کم مجھے جانے دو

میری کمر ٹوٹ رہی ہے۔۔ شہریار کی کمر واقعی میں درد سے ٹوٹ رہی

تھی پہلے اپنے باپ سے بیلٹ کھا کر اور اب سردار سے بیلٹ کھا

کر۔۔

چل ادھر آ میرا بھائی میں تجھے مالش کرتا ہوں۔۔

پیچھے دفع ہو کیوں میرے جذبات کی ماں بہن ایک کر رہا ہے آئیدن اس کے پاس گیا اس کی شرٹ اتارنے لگا شہریار نے اسے خود سے دور دھکا دیا۔۔

دفع ہو جا کمرے سے باہر تو ہمارے ساتھ کمرے میں رہنے کے لائق ہی نہیں۔ آئیدن نے دروازہ کھول کر اسے ایک اور ٹھڈا مارا وہ بیچارا زمین پر کمرے سے باہر گرا۔۔

وہ رہا تیری بیوی کا کمرہ چل میرا بیٹا دفع ہو وہاں پر آئیدن نے اس کے منہ پر دروازہ بند کیا اور بیڈ پر جا کے لیٹ گیا۔۔

تم بھی چپ کر کے بیڈ پر آ کر لیٹ جاؤ پھر صبح اٹھ کر دوہائیاں دو گے کہ میں صوفے پر سویا تھا میری کمر درد ہو رہی ہے اتنی تو عورتوں کی کمر درد نہیں ہوتی ہو گی جتنی تم مردوں کی ہو رہی ہے آئیدن سردار کا سارا غصہ ان

سب پر نکال رہا تھا یعقوب لڑکھڑاتے ہوئے بیٹھ کے پاس پہنچا خاموشی سے سیدھا ہو کر لیٹا۔۔

حبا شہریار خان تمہاری تو خیر نہیں !شہریار دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہوا ایک قدم بھی چلنے کی ہمت نہیں تھی بمشکل اپنی بیوی کے دروازے کے باہر پہنچا۔۔ سونے پر سہاگا اس کی بیوی کے کمرے کا دروازہ لاک نہیں تھا دروازہ کھول کر اندر گیا بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر کے پیچھے مڑا اس کی بیوی گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔

شوہر کی نیند حرام کر کے خود مزے سے نیند پوری کی جا رہی ہے۔ شہریار اس کے پاس گیا اسے شرارت سوجھ رہی تھی۔ واش روم میں گیا وہاں سے تو تھ پیسٹ اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل سے کاٹن بڈ اٹھایا۔ دبے قدم بیڈ کے پاس پہنچ کر حبا کا ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس کے چہرے کے پاس

رکھا اوپر ساری توتھ پیسٹ نکال دی۔۔اس کے ناک کے قریب کاٹن برڈ ہلکا ساڑب کرنے لگا۔۔ابھن محسوس کر کے وہ ہلکا سا کسمسائی۔

شہریار نے مزید اس کے ناک کے قریب کاٹن برڈ رگڑی زیادہ جلن محسوس کر کے جانے اپنے منہ پر توتھ پیسٹ سے بھرا ہوا ہاتھ مار دیا۔۔اپنا چہرہ گیلا محسوس کر کے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی سامنے شہریار اور آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔شہریار پیٹ پکڑ کر قہقہہ لگا رہا تھا اس نے پہلی مرتبہ اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کی کوئی شرارت کی تھی۔۔۔"

میری نیندیں حرام کر کے بیوی صاحبہ خود سکون سے نیند پوری کر رہی تھی شہریار اس کے پاس پیڈ پر بیٹھا سائڈ ٹیبل سے ٹشو پکڑ کے اس کی آنکھوں کے پاس توتھ پیسٹ صاف کی۔جانے معصومانہ چہرہ بنا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اپنے رخسار اس کے

دونوں رخسار کے ساتھ لگائے۔ شہریار نے اپنے دانت سختی سے آپس میں جوڑے اسے توتھ پیسٹ کی سمیل حد سے زیادہ بری لگتی تھی اور اس کی بیوی نے وہی اس کے چہرے پر لگا دی۔۔

ہائے میرا شوہر بہت پیارا لگ رہا ہے۔ جانے دانت پیستے ہوئے الفاظ ادا کیے شہریار کا بس نہیں چل رہا تھا ساری توتھ پیسٹ سے اس کے منہ پر فیشل کرے۔۔

مزہ آیا آج کے بعد میرے ساتھ اس طرح کی کوئی شرارت مت کیجیئے گا شہریار پراسرار انداز میں مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر جانا کہ سانسیں سوکھنے لگی۔۔

میرا دل کر رہا ہے تمہارے منہ پر فیشل کر و شہریار نے اپنے ہاتھ حبا کے چہرے کے پاس کیے۔۔

شہریار آپ میرے ساتھ ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے انگلی دکھا کر اسے وارن کرنے کی کوشش کی کہ میرے ساتھ اس طرح کی الٹی سیدھی کوئی حرکت مت کرنا۔۔

اوکے !اس کے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر شہریار نے اس کا دوپٹہ پکڑ کے اپنا منہ صاف کرتے اس کی توتھ پیسٹ سے بھری ناک پکڑ کر کھینچتے واش روم کی طرف بھاگ گیا۔ حبا منہ کھولے اپنا دوپٹہ دیکھنے لگی اس کے شوہر نے اس کے دوپٹے کا کیا حال کیا تھا۔۔

ایک مرتبہ باہر آئے اپ پھر بتاتی ہوں۔۔

بیوی تم فل وقت واش روم میں آؤ۔ تمہارے چہرے کی یہ بے انتہا خوبصورت بدبو سن کر میں اللہ کو پیارا ہو جاؤں۔ منہ دھوتے ہوئے

سونگ کر میں نے اللہ کو پیارا نہیں ہونا واش روم سے اسے آواز لگائی پاؤں پٹکتی ہوئی واش روم میں گئی۔ شہریار کی شرٹ کھینچ کر اس کے ساتھ اپنا آدھا چہرہ صاف کیا وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوا۔۔

میری بریںڈڈ شرٹ شہریار اپنی شرٹ کی حالت دیکھ کر صدمے میں چلا گیا۔ حبا خاموشی سے اپنا منہ دھو کر واش روم سے باہر چلی گئی۔ شہریار ابھی بھی اپنی شرٹ کو دیکھ رہا تھا اس بیچارے کو جھٹکے پہ جھٹکا لگا جا رہا تھا شرٹ اتار کر واش روم میں پھینکتے باہر آتے بیٹھ کے پاس کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔

میری ساری نیند خراب کر دی آپ نے۔ حبا نے اس کی طرف نہ دیکھا لحاف اوڑھ کر لیٹ گئی شہریار اپنا درد کم کرنے آیا تھا یہاں اپنی بیوی کو نیند کو پیاری ہوتے دیکھ اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا حبا فوراً اٹھ بیٹھی۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اسے اپنے پاؤں دباتے دیکھ اپنے پاؤں پیچھے کی جانب کھینچے۔۔

میرے باپ بھائی سے بیلٹ مجھے پڑے ہیں اور درد میری بیوی کے ٹانگوں میں ہو رہی ہے تو سوچا اس کے پاؤں دبا دوں کیونکہ وہ تو میری کمر دبانے سے رہی حبا کو شرمندگی نے ن گھیرا وہ جانتی ہوئی تھی کہ شہریار کو اس کے بابا نے مارا ہے بھائی لفظ سن کر اسے اور زیادہ حیرت ہوئی اس کے شوہر سے پہلی درد ٹھیک نہیں ہوئی تھی اوپر سے اور مار پر گئی۔۔

میں دبا دیتی ہوں۔۔

ملکہ حبا آپ کی ٹانگیں درد ہو رہی ہیں اس غلام کو موقع دیں آپ کی خدمت کرنے کا کیونکہ میری بیوی کو تو اللہ نے ہدایت دینی نہیں ہے کہ شوہر کی کمر دبا دے تو میں آپ کی ٹانگیں دبا دیتا ہوں حبا شرمندگی سے نظریں جھکا

گئی اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ شہریار کو کمر میں اتنا درد ہو رہا ہے اگر اسے اندازہ ہوتا ہے تو کبھی یہ نہ کہتی کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔۔

شہریار مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ کو لالا نے مارا ہے میں دبا دیتی ہوں بلائی لب دانتوں میں دبا کر اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا شہریاڑ منہ بناتا ہوا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا درد سے اس کی کمر ٹوٹ رہی تھی اگر سب سے زیادہ کسی کو مار پڑی تھی تو وہ شہریار خانزادہ تھا۔۔

حبا بیڈ سے اٹھی فرسٹ ایڈ باکس سے ٹیوب پکڑ کر شہریار کی پیٹھ کی طرف بیٹھی۔۔ اس کی پیٹھ پر نیلے رنگ کے بے شمار نشانات تھے۔۔

ارام سے لگانا مجھے بہت درد۔۔۔ آہمممہ حبا نے تین انگلیوں پر ٹیوب لگا کر جیسے ہی اس کے کندھوں کے درمیان انگلیاں رکھی بلند چیخ مارتے اس نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ حبا آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا؟ شہریار نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر آنکھیں سختی سے بند کی پیٹھ کے اوپر ٹھنڈی ٹیوب لگنے کی وجہ سے اسے بے انتہا درد ہو رہا تھا۔۔

لگاؤ! اس کی بات کا جواب دیے بغیر ٹیوب لگانے کا کہا جا بے انتہا نرم ہاتھوں سے اس کی پیٹھ پر ٹیوب لگا رہی تھی لیکن شہریار کے لیے برداشت کرنا حد سے زیادہ مشکل تھا۔۔

درد ٹھیک ہوا؟ جا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کے اور پوچھا اس نے حامی میں سر تو ہلا دیا لیکن کمر درد سے ٹوٹ رہی تھی۔۔

اب سو جائیں گر مائش ملے گی تو درد ٹھیک ہو جائے گا جا نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا۔ اسے اپنے شوہر کو تکلیف میں دیکھ کر تکلیف ہو رہی تھی۔

اس کے لیٹتے ہی جا نے اس کے اوپر لحاف درست کر کے دیا۔ شہریار آنکھیں بند کیے لمبے سانس لے رہا تھا۔ جس سے اندازہ کرنا مشکل نہ تھا کہ اسے بے انتہا درد ہو رہی ہے۔۔۔ جا ایک سائیڈ پر لیٹ گئی، دل میں

گدگدی سی ہونے لگی وہ پہلے مرتبہ اپنے محرم کے ساتھ تھی۔۔اس کا دل چاہا شہریار کی بند آنکھوں کو انگلیوں سے محسوس کرے لیکن ڈر بھی لگ رہا تھا اگر اس نے کچھ غلط سمجھ لیا تو؟ جبا شہریار خان یہ بھول گئی تھی کہ شہریار اس کا شوہر ہے۔۔

شہریار! جبا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔۔

جی مسز شہریار خان۔ اس کٹ محبت سے پکارنے پر وہ شرماتی ہوئی اس کے کندھے کے ساتھ سر ٹکا کر چھت کو دیکھنے لگی۔۔

جب آپ مجھے تنگ کرتے تھے میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم دوست بنیں گے دوست سے محبت اور محبت سے محرم۔۔ جبا اٹھ کر بیٹھ گئی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اظہار محبت کر گئی۔۔۔

م سے محبت م سے محرم۔ یہ تو ناممکنات میں سے ایک ہے کہ شہریار خان کسی سے محبت کرے اور اسے اپنا محرم نہ بنائے درد برداشت کرتے ہوئے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

ایک بات یاد رکھیے گا ہر رشتے کو جھوٹ خراب کرتا ہے ہمارے رشتے میں کبھی جھوٹ نہ آئے جبا کی بات شہریار کو خاموش کروا گئی اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا اس بات کا۔۔

ہمارے رشتے میں کبھی جھوٹ نہیں آئے گا نا؟ جبا نے اس کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتے سوال کیا شہریار نے محض ہاں میں سر ہلایا۔ زبان نہ کر رہی تھی لیکن دل نے منع کر دیا کہ اسے تکلیف ہوگی۔۔ جبا مسکراتی ہوئی اس کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی وہ خود پر سکون ہو کر اپنے شوہر کو گہری سوچ میں مبتلا کر کے سو گئی۔۔

بوس ہم نے کوشش کی تھی لیکن۔۔۔۔۔۔۔ لیکن کیا؟ یاور مرزا بلند آواز میں چیخا اسے کسی بھی صورت میں سونیا خانزادی اپنے سامنے چاہیے تھی جیسے اس کی بہن بلک بلک کر مری تھی وہ سردار کی بہن کو بھی اسی طرح مارنا چاہتا تھا۔۔

بوس ہمارے 60 آدمیوں کو انہوں نے جان سے مار دیا اس سنسان علاقے میں سو کی تعداد میں آدمی درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے وہ آدمی سر جھکا کر اسے تمام تفصیلات بتا رہا تھا۔ یاور مرزا اپنی شہ رگ سہلانے لگا سردار حویلی موجود نہیں تھا اس کے اندازے کے مطابق حویلی کے تمام افراد حویلی کے اندر تھے لیکن اس کی غیر موجودگی میں اس کی بہن گھر سے باہر نکلی تو کیسے وہ اس کی حفاظت کے لیے اتنے آدمی تعینات کر سکتا تھا سنسان علاقے میں۔۔ "ضرور کوئی سردار کی مدد کر رہا

ہے لیکن کون ؟ ۔ ۔ "یاور مرزا سوچ میں ڈوب گیا کہ سردار کی مدد کون کر سکتا ہے اگلے لمحے ہی اس کے ذہن میں خیال آیا "دی لوسیفر" ۔ ۔

لوسیفر تم کیوں میرے معاملات میں دخل اندازی کر رہے ہو یاور مرزا نے چیئر اٹھا کر زور سے زمین پر پٹکی، راعنین کو ایک ملازمہ باہر لے کر آ رہی تھی وہ ڈر کر ملازمہ کے ساتھ چپک گئی ۔ یاور مرزا اس کی طرف بڑھنے لگا وہ بھاگ کر کمرے میں بند ہو گئی ۔ ۔ یاور مرزا غصے سے اس کے پیچھے کمرے میں گیا وہ اس سے اتنا کیوں ڈرتی تھی اس کا ڈرنا اسے مزید طیش دلاتا تھا ۔ ۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں کمرے میں داخل ہوتے اس کا منہ دبوچتے بیڈ پر دھکا دیا دروازہ لاک کر کے ۔ بیڈ کے قریب جاتے اپنا ایک گھٹنا بیڈ پر رکھ کے اس کا چہرہ دبوچ کر جیسے گدے کے اندر ڈھنسنے کی کوشش کی تھی ۔ ۔

تم مجھ سے ڈرتی کیوں ہو؟ راعنین کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی اس کی مضبوط گرفت کو محسوس کر کے اسے ایسے محسوس ہوا جیسے ابھی اس کے جبڑے ٹوٹ جائیں گے۔ یاور مرزا سر دار پہ آیا طیش اپنی بیوی پر نکال رہا تھا جو اس بات سے انجان تھی کہ سامنے کھڑا مرد اس کا محرم ہے۔ وہ شخص ہے جس سے وہ بے انتہا بچپن سے محبت کرتی ہے۔۔

چھ۔۔۔۔چھوڑو۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔۔ے راعنین نے اٹکتے ہوئے دو الفاظ ادا کیے ہاتھ پاؤں مارتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

نین تمہیں کیوں لگتا ہے بچوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار کر تم خود سے مجھے دور کر سکتی ہو۔ ویسے اب تمہیں اپنے اس شوہر کی یاد نہیں ستا رہی یاور نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑے کرتے کمر کے گرد بازو لپیٹ کر ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اپنے قریب تر کیا۔۔

وحشی چھوڑو مجھے جسے ہم بھولنا چاہیں اس کی یادیں ہمیں ستاتی ہیں میرا شوہر میرے دل میں نقش ہے میں کہوں یا نہ کہوں وہ ہمیشہ میرے دل و دماغ پر حاوی رہتا ہے راعنین کے اندر نہ جانے اتنی ہمت کہاں سے آجاتی تھی اپنے شوہر کے بارے میں بات کرتے ہوئے وہ یہ چیز بھی بھول جاتی تھی سامنے کھڑا ایک وحشی درندہ ہے جو اس کی زبان درازی کرنے پر اس کی زبان بھی کاٹ کے رکھ سکتا ہے۔۔

اوہو اتنی محبت ہے اپنے شوہر سے یاور نے اس کی آنکھوں پر پھونک ماری راعنین کا دل چاہتا تھا وہ خود کی جان لے۔ اسے مرنا منظور تھا لیکن وحشی انسان کے قید میں رہنا منظور نہ تھا۔۔ یاور نے اس کے چہرے پر آئے بال اپنے انگوٹھے سے پیچھے کیے۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھنے لگا جو شروع سے ہی اسے اپنا دیوانہ بناتی تھی وہ اپنی وحشت کسی

چیز پر نکالنا چاہتا تھا۔ اسے اس وقت اپنے سامنے صرف راعنین نظر آرہی تھی لیکن وہ کوئی شے نہ تھی جس پر اپنا غصہ نکالا جاتا۔۔

سب محبتیں کھوکھلی ہوتی ہے، تمہاری محبت تمہارے شوہر کے لیے کھوکھلی ہے ایک دن یہ محبت تمہارے دل سے ختم ہوجائے گی۔۔ پھر کون سا شوہر اور کون سی محبت۔۔۔؟ یاور نے اس کے بال کھینچتے رخ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کی طرف کیا پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنا اور اس کا عکس آئینے میں دیکھنے لگا۔۔

جیسا انسان خود ہوتا ہے اسے ہر کوئی ویسا لگتا ہے تم اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کرنے لگو گے میں تب بھی کہوں گی کہ مجھے میرے شوہر سے محبت ہے راعنین نے اس کے ہاتھوں پر اپنے ناخن گاڑھتے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ ہر مرتبہ کی طرح وہ یہ بات بھول جاتی تھی کہ وہ اس چٹان نما شخص کو خود سے دور نہیں کر سکتی۔۔

ٹھیک ہے پھر اپنے شوہر کا نام لو اگر تمہاری زبان ایک لمحے کے لیے بھی رکی تو یہ چاکو تمہارے شہ رگ میں اتار دوں گا یاور نے اپنی جیب سے چاکو نکال کر اس کی شہ رگ کے پاس کیا۔ راعنین کا دوپٹہ زمین پر گرا ہوا تھا وہ اس وقت مکمل طور پہ اس وحشی انسان کے حصار میں جکڑی ہوئی تھی۔۔

یاور!

یاور! آنکھیں بند کیے مسلسل اپنے شوہر کا نام جپنے لگی اور دل میں بچپن کے گزرے ہوئے خوبصورت لمحات کو یاد کرنے لگی جو اس نے اپنے شوہر کے ساتھ گزار رہے تھے۔۔

بلند آواز میں!۔۔۔کہتے ہوئے چاکو کی نوک اس کی شہ رگ کے ساتھ لگا دی۔ راعنین نے آنکھیں سختی سے بند کی اور بلند آواز میں یاور نام جپنے

لگی اس بات سے جان کہ جس کا نام وہ لے رہی ہے وہیں اس کی شہ رگ پر چاکو رکھے کھڑا ہے۔۔

سب محبتیں کھوکھلی ہے ایک دن اپنے شوہر سے دعویٰ کرنے والی نین بھی مکر جائے گی یاور مرزا نے دل میں سوچا۔ اسے ہر انسان کی محبتیں کھوکھلی لگتی تھی وہ اس سے محبت کرتا تھا لیکن اسے کسی اور کی محبت پہ یقین نہ تھا۔۔

یاور مجھے لے جاؤ یہاں سے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔ یاور مرزا کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی وہ کسے پکار رہی تھی جو اس کے بالکل قریب کھڑا تھا۔۔ اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کے لبوں پر جھکا۔۔ اکثر انسان جب غصے میں ہوتا ہے اس کا دل چاہتا ہے وہ ہر چیز کو تہس نہس کر دے، اپنی وحشت کسی چیز پر نکالے اور بعض اوقات ہمیں چیزیں نہیں انسان ملتے ہیں اور ہم انسان کو ایک شہ سمجھ کر اس پر

وحشت نکالنا شروع ہوجاتے ہیں۔ اوریاور مرزا بھی یہی کام کر رہا تھا اسے وحشت نکالنے کے لیے کوئی شے نہ ملی تو اس نے اپنی بیوی کو ہی ایک شہ سمجھ لیا۔۔

راعنین کے آنسو اپنی ہتھیلیوں پر محسوس کر کے چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے زرد ہوئے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔۔

خاموش کیوں ہوگئی ہو اب بھی بولو تمہیں یاور سے محبت ہے۔۔۔

راعنین نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے آزاد کرتے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔

خبردار آج کے بعد تم میرے قریب آئے ہزار مرتبہ کہوں گی مجھے میرے شوہر سے محبت ہے کیا کرو گے تم جان لو۔۔۔۔۔اس کے الفاظ حلق میں رہ گئے جب یاور نے اسے بالوں سے پکڑتے چہرہ دبوچ کر اس کے کان کی لو کو دانتوں میں سختی سے دبایا۔۔۔

آہمممہ راعنین کی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی جب اس کے منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا۔ پیچھے ہٹ کر چہرے پر پراسرار مسکراہٹ سجائے اسے دیکھنے میں مہو ہو گیا۔۔

آج کے بعد اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھنا مجھے مجبور مت کرو کہ میرا تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں یاور نے اسے بیڈ پر دھکا دیا اس کے پاس بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے جنونیت سے اسے دیکھنے لگا۔۔

ان ہاتھوں سے تم نے مجھے مارا ہے افففف نییین اس کے نام کو لمبا کرتے ہاتھوں پر اس قدر گرفت سخت کر دی کہ راعنین کا سارا خون اس کی کلائیوں میں اکٹھا ہوا۔ جو پہلے سرخ اور پھر گہرے نیلے رنگ میں تبدیل ہونے لگا۔۔

اج کے بعد اپنے ان ہاتھوں کو حرکت دوگی ؟ راعنین نے فورا نفی میں سر ہلایا اسے اپنے ہاتھ بے جان ہوتے محسوس ہو رہے تھے یاور نے اس کے ہاتھ چھوڑتے اس کا سر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگاتے ۔ اس کے کان کی لو کو دیکھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا ۔ ۔ ۔

درد ہو رہا ہے ؟ اس کا خون دیکھ کر یاور نے اپنا ہاتھ اس کے کان پر رکھا لہجہ بالکل نرم ہو گیا راعنین کو اس کا نرم لہجہ اور زیادہ خوف میں بتلا کرنے لگا ۔ ۔ ۔

ابھی ٹھیک ہو جائے گا ! اس کے کان کی لو پر نرم لمس چھوڑ کے سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے کاٹن اور ٹیوب نکال کر اس کے کان پر لگائی ۔

راعنین ڈر کی وجہ سے کانپ رہی تھی نہ جانے اس کا اگلا قدم کیا ہو گا اسے وہ پاگل سائیکو لگ رہا تھا جو اچانک وحشی اور اب زخم دے کر اس کے زخم پر مرہم لگا رہا تھا ۔ ۔

اج کے بعد اپنے ہاتھوں کو تکلف مت دینا نہیں تو میں اپنے ہاتھوں کو تم سے دگنا تکلف دوں گا یاور نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اسے دبوچ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے آنکھوں میں جھانک کر کہا۔۔ راعنین ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی۔۔

اپنا دھیان رکھنا اس کے رخسار پر شدت سے مہر ثبت کرتے ہیں کمرے سے باہر چلا گیا اسے اب اپنے آدمیوں پر غصہ نکالنا تھا جن کی وجہ سے سردار کی بہن اس کے ہاتھوں سے نکلی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وائلڈ ڈریگن نے صبح کے چھ بجے قندیل کو کال کی چوتھی کال پر اس نے موندی موندی آنکھیں کھول کر سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا بنا نام دیکھے کال پک کرتے کان کے ساتھ موبائل لگایا۔۔

ابھی تک تم نے مجھے نیلی آنکھوں والی پری کے متعلق ایک معلومات بھی نہیں دی وائلڈ ڈریگن کی غصے سے بھری آواز اس کے کانوں میں گونجی فوراً اٹھ کر بیٹھی آنکھیں مسلتے ہوئے موبائل کو چہرے کے سامنے کیا وائل ڈریگن نام پڑھ کے اس کی ساری اڑ نیند ہو گئی۔۔

کوشش کر رہی ہوں میں اس کی تصویر لینے کی۔ اب وہ میرے لیے اپنا نقاب اتار کر تو نہیں بیٹھ جائے گی کہ یہ لو قندیل میڈم میری تصویر کھینچو اور پھر وائلڈ ڈریگن کو بھیج دینا وہ جل بھن کر بولی رات کو وہ دیر سے سوئی تھی اور صبح صبح چھ بجے کال کر کے وہ اس کا موڈ خراب کر رہا تھا۔۔

مجھے جلد از جلد اس کے متعلق معلومات چاہیے سب سے پہلے تو اس کا خوبصورت چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ وائلڈ ڈریگن اس کی نیلی آنکھوں کو سوچتے ہوئے بہکے انداز میں بولا وہ جب بھی طرسم خانزادی کے بارے

میں سوچتا تھا اس کے ذہن پر وہ حاوی ہونے لگتی۔۔ قندیل نے آنکھیں گھمائی اس کا طرسم نامہ شروع ہونے والا تھا۔۔۔

وہ اس وقت کیا کر رہی ہے؟۔۔

میری گود میں بیٹھی ہے۔۔ قندیل کا جواب سن کر وائلڈ ڈریگن نے غصے میں ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں زمین پر پھینکی وہ اس وقت اپنے آفس میں ہی موجود تھا۔۔

اپنی زبان کو سنبھال کر بات کیا کرو تمہیں اغوا کر کے تمہیں کتوں کے آگے پھینکنے میں ٹائم نہیں لگے گا قندیل نہیں بمشکل حلق سے تھوک نگلا وہ بار بار کیوں بھول جاتی تھی کہ جس سے وہ بات کر رہی ہے وہ ایک پاگل سائیکو انسان ہے جو کسی بھی وقت کسی کا قتل کر سکتا ہے۔۔

جا کر دیکھو وہ کیا کر رہی ہے اور کال بند کرنے کی غلطی مت کرنا قندیل نے لمبا سانس لیا اسے بہت زیادہ برداشت چاہیے تھی وائلڈ ڈریگن کے

ساتھ کام کرنے کے لیے کیونکہ اسے سردار کو حاصل کرنا تھا اپنے اوپر سے لحاف اتار کر جوتے پہنتے دروازے کے پاس گئی بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھول کر سردار کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی دل میں دعا کر رہی تھی کہ اس کے کمرے کو لاک نہ لگا ہو۔۔ نرم ہاتھ سے دروازے کے ہینڈل کو پکڑا آہستہ سے کھولنے لگی لیکن وہ لاک تھا۔۔

دبے پاؤں واپس اپنے کمرے میں آگئی دروازہ بند کرتے موبائل کو گھورا جیسے وہ وائلڈ ڈریگن ہو۔۔

سردار صاحب اپنی بیوی کے ساتھ کمرے میں بند ہیں اور دروازے کو لاک لگا ہوا ہے جان بوجھ کر اس نے بات کو لمبا کیا تاکہ وائلڈ ڈریگن کو آگ لگے یہ سوچ کر ہی کہ وہ نیلی آنکھوں والی گڑیا اپنے شوہر کے ساتھ اس کے کمرے میں بند ہے۔۔۔

وہ جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے چاہے وہ نقاب میں ہو اس کی تصویر لے کر مجھے سینڈ کروگی تم ۔ وائلڈ ڈریگن بے تاب ہو رہا تھا اسے دیکھنے کے لیے۔۔۔

ٹھیک ہے وہ جیسے ہی ناشتے کے لیے نیچے آتی ہے پھر اس کی تصویر لوں گی اور تمہیں سینڈ کردوں گی قندیل نے دانت پیستے ہوئے کہا دل تو چاہ رہا تھا کہ اسے مزید تڑپائے ۔۔ وائلڈ ڈریگن نے اسی وقت کال بند کرتی وہ اب انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب قندیل اسے اس نیلی آنکھوں والی گڑیا کی تصویر سینڈ کرے گی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن احزان صبح سات بجے ہی اپنے کمرے میں اگیا تھا کمرے میں داخل ہوتے ارد گرد نظر دوڑائی ، نمیرا آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی نمیرہ اٹھ کر نماز پڑھی اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے شوہر کے

لیے ہلکا پھلکا تیار ہوا ابھی اس نے لپسٹک لگائی ۔ اور اب بالوں کے ساتھ الجھ رہی تھی ۔ وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی جو کہ ایک رات میں ہی اپنے شوہر کی دوری پر مرجھا سا گیا شیر طیان اپنے بابا جانی کے پاس ہی سویا ہوا تھا اس لیے نمیرہ بنا کسی کی پرواہ کیے تیار ہو رہی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ "

آئیدن نمیرہ کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا مہو ہوتے اپنی متاعِ جاں کا چہرہ دیکھنے لگا میک اپ سے پاک چہرہ صرف ہونٹوں پر لپسٹک لگائی تھی جو کہ نمیرہ پر بہت ہی جچ رہی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ "

دیدار یار سے پہلے بے چینی تھی عروج پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حسن سراپا دیکھ کر ہوش اڑا بیٹھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آئیدن کی گھمبیر اور پیار بھری آواز نمیرہ کو اپنے کانوں میں سنائی دی تھی اور یہ شعر سن کر نمیرا کا چہرہ شرم سے لال ہوا تھا اس نے اپنے پیچھے

آئیدن کی موجودگی کو محسوس کرتے اپنے اپ کو ائینے میں دیکھا تھا اور اپنے اپ کو ائینے میں دیکھ کر نمیرہ حیران رہ گئی تھی۔ چہرے پر شرم سے سرخی چھائی۔

نمیرہ نے آئینے میں خود کو رشک بھری نظروں سے دیکھا اس کا شوہر چند گھنٹے اس سے دور رہا تھا اور جیسے وہ چند گھنٹے اس کے لیے صدیوں کی مانند تھے آئیدن احزان تو اپنی متاعِ جاں کا ہر پل نئے سرے سے دیوانہ ہوتا تھا۔۔

نمیرہ کا لال چہرہ دیکھ کر ائیدن کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔ اپنے پیچھے جان نچھاور کرنے والے شوہر کو دیکھ کر نمیرہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہو رہا تھا نمیرہ نے اپنی پلکیں جلدی سے نیچے جھکا لیں آئیدن نے نمیرہ کی کمر سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا لیکن اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔۔۔"""

ویسے بہت حیرانگی کی بات ہے نمیرہ تم نے اپنے شوہر کا حال نہیں پوچھا آئیدن نے جس انداز میں کہا تھا اس کا لہجہ صاف شرارتی تھا لیکن نمیرہ اس کی شرارت سمجھ نہیں پائی تھی آئیدن کی بات سنتے ہی نمیرہ نے جلدی سے اپنا سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔۔کیا ہوا ہے آئیدن اپ کو؟۔۔۔"""

واہ واہ واہ بیگم کو پتہ ہی نہیں مجھے کیا ہوا ہے اتنی زور سے بیلٹ پڑے ہیں مجھے اور نشان پڑ گئے ہیں لیکن میری متاعِ جاں کو تو کچھ ہوش ہی نہیں ہے کہ شوہر کی تھوڑی پوچھ گچھ کر لوں یا اس کی کیئر کر لوں مزید نمیرہ کو اپنے قریب کرتے ہوئے آئیدن نے گھمبیر لہجے میں کہا تو نمیرہ نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری وہ آئیدن کے اتنے قریب تھی کہ اسے شرم آنے لگی لیکن پھر بھی اس نے ائیدن کو نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔

دکھائیں مجھے کیا ہوا ہے اپ کو کس نے مارا آپ کو نمیرا نے پریشانی سے پوچھا ایک طرف شرم آرہی تھی اور پریشانی بھی ہو رہی تھی کہ اس کے شوہر کو نا جانے کتنی مار پڑی ہے۔۔""

میرے بھائی نے مجھے جنگلیوں کی طرح مارا ہے اتنے زیادہ اس نے میری کمر پر بیلٹ مارے ہیں کہ مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا لیکن وہ کیا ہے نا مجھے صبح صبح اپنی بیوی کو دیکھنا تھا اسی لیے میں اتنی مشکل سے چل کر آیا ہوں لیکن میری بیوی کو تو پتہ ہی نہیں آئیدن نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے دہائی دینے والے انداز میں کہا۔ درد تو ہلکی سی تھی اور پولیس والے کے لیے یہ درد بلکل عام تھی۔۔""

کیا آپ کو اتنے بیلٹ پڑے ہیں، اپ ٹھیک تو ہیں نا آپ کو درد ہو رہا ہوگا نا آئیدن کی بات سنتے نمیرہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آئے

تھے جو ٹپ ٹپ اس کے گالوں پر بہے اور اس کے آنسو دیکھ کر آئیدن کو احساس ہوا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا ہے۔۔۔"""

نہیں نمیرہ مجھے زیادہ درد نہیں ہو رہا نمیرہ کے آنسو دیکھ کر آئیدن نے پھر سے کہا۔۔۔"""

نہیں اپ کو بیلٹ پڑے ہیں نا لائے مجھے دکھائیں میں اوپر کریم لگا دیتی ہوں ائیدن کو بیڈ پر بٹھا کر اس کے پاس جا کر بیٹھ کے نمیرہ آئیدن سے بولی اور نمیرہ کی اتنی کیئر سے ائیدن کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی، ایک جھوٹ کی وجہ سے ہی سہی لیکن اسے اس کی بیوی کا پیار مل رہا تھا۔۔۔"""

نہیں نمیرہ میں ٹھیک ہوں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تو بس مذاق کر رہا تھا اتنا بھی بھائی نے نہیں مارا کہ میں بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں ٹھیک ہوں اچھا تم مجھے بتاؤ کہ میرا بیٹا کہاں ہے نظر نہیں ارہا مجھے اس کی

بھی بہت یاد آرہی ہے آئیدن نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی لیکن اسے شیر طیان نظر نہیں ایا تھا۔۔۔۔ نمیرہ کو خود پر غصہ آنے لگا وہ اپنے شوہر کی شرارت کو کیوں نہ پائی۔ غصے سے اس کے سینے پر مکے مارنے لگی۔ ائیدن نے مسکرا کر اس کے ہاتھ تھام کے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

شر طیان کہاں ہوگا اپنے بابا جانی کے پاس ہی ہوگا اسے اپنے بابا جانی کی ہم سے زیادہ عادت ہے اسی لیے وہ ہم سے زیادہ اپنے بابا جانی کے پاس رہتا ہے نمیرا نے آئیدن کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا لیکن نمیرہ کے ہاتھ آئیدن کی شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔۔۔""

ہاں یہ تو ہے شر طیان زیادہ لالا کے ساتھ اٹیچ ہے خیر کوئی بات نہیں میں لالا کے پاس جا کر ہی اسے مل لوں گا آئیدن نے اپنے بٹنوں پر رکھے

نمیرہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا اس کے ہاتھوں کی پشت پر ہونٹ رکھے تھے جسے محسوس کرتے نمیرہ کا چہرہ پھر سے لال ہوا تھا۔۔۔"""

مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے ائیدن نمیرہ نے ہچکچاتے ہوئے ائیدن سے کہا تو اس نے نمیرہ کو دیکھا۔۔

ہاں متاعِ جاں بولو کیا بات کرنی ہے؟ اسے جھجھکتے ہوئے دیکھ ہلکے پھلکے انداز میں کہا تاکہ اس کا جھجکھنا دور ہو۔۔۔۔"""

دیکھو نا آئیدن شیر طیان زیادہ تر اپنے بابا جانی کے پاس رہتا ہے وہ لگتا ہی نہیں ہے کہ ہماری اولاد ہے ہمارے پاس وہ رہتا ہی نہیں ہے۔ میرا بھی دل کرتا ہے میری اولاد میرے پاس رہے میں اپنی اولاد کو محسوس کروں جب شر طیان پیدا ہوا تھا تب تو میں اس پر اتنا دھیان نہیں دے پائی تھی اس لیے وہ زیادہ اپنے بابا جانی کے پاس ہی رہتا ہے لیکن اب میرا دل کرتا ہے کہ ہماری بھی اولاد ہو جو مطلب کہ ہمارے پاس

رہے ہم اس سے پیار کریں تم سمجھ رہے ہو نا میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں نمیرہ نے اپنی انکھوں میں ایک امید لیے اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔۔۔جبکہ نمیرہ کی بات سنتے ائیدن کے چہرے پر جو مسکراہٹ تھی وہ معدوم ہوئی تھی اور وہ خاموش ہو گیا تھا نمیرہ نے پھر سے ائیدن کو دیکھا لیکن اس نے نمیرہ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا نمیرہ کی بات سنتے اس کے چہرے کا رنگ ایک پل کو بدلا تھا لیکن پھر سے وہ نارمل ہوتے نمیرہ کو دیکھنے لگا ائیدن کی خاموشی نمیرہ کو ہضم نہیں ہوئی تھی وہ ابھی تک ائیدن کے جواب کی منتظر تھی لیکن وہ خاموش تھا۔۔۔""

ائیدن کیا ہوا کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہمارے پاس بھی ہمارا بچہ ہو جو ہمارے ساتھ کھیلے ہمارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرے ہمیں بھی ماں باپ ہونے کا احساس ہو طیان تو اپنے بابا جانی کے ساتھ ہی رہتا ہے کبھی کبھار ہمارے پاس اور پھر اپنے بابا جانی کے پاس ہی رہتا ہے۔ نمیرہ اس کا

جواب سننا چاہتی تھی اسے اپنے بیٹے سے بے انتہا محبت تھی لیکن وہ
اس کے بہت کم آتا تھا اور جب بھی آتا تو اپنے بابا جانی کی بات کرتا
آئیدن تو پورا دن گھر سے باہر ہوتا تھا لیکن نمیرہ گھر موجود ہوتی شیر طیان
جب سکول سے آتا اپنی مورے سے صرف رسماً مل کر دالہام خانزادہ
کے کمرے میں چلا جاتا طرسم کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرتا اس کے ساتھ
جھگڑتا لیکن اس سب میں اس کی ماں کہاں تھی۔۔۔"""

نمیرا ابھی میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو کیا تم میری کمر پر ٹیوب پر
لگا سکتی ہو بھائی صاحب نے بہت مارا ہے مجھے واقعی میں بہت درد ہو رہا
ہے مجھ سے بیٹھا بھی نہیں جا رہا آئیدن نے بات چینج کرتے ہوئے نمیرہ
سے کہا اور نمیرہ کے پاس سے اٹھ کر بیڈ پر دوسرے سائیڈ جا کر لیٹ گیا

"""""

نمیرہ نے آئیدن کو دیکھا جو اس کی بات کو اگنور کرتے خود لیٹ گیا تھا لیکن پھر اس کی طبیعت کا سوچ کر نمیرہ نے اپنے دماغ کو کچھ بھی غلط سوچنے سے روکا تھا اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھی ٹیوب لے کر وہ اس کے پاس گئی آئیدن نے بھی اپنی شرٹ اتار لی تھی لیکن اس کی کمر پر صرف دو ہی بیلٹ پڑے تھے. جس کے ہلکے ہلکے سے نشان تھے

"""

یہ کیا اتنا تو آپ کو مار نہیں پڑی ائیدن جتنا آپ شور مچا رہے تھے نمیرہ نے ایک ائی برو اچکاتے ہوئے آئیدن کی پیٹھ کو دیکھتے ہوئے کہا تو بدلے میں اس نے دانت نکال کر دیکھا دیے۔ وہ مکمل طور پر اس اک دھیان بھٹکا چکا تھا۔۔۔"""

تم کیا جانو بابو ان دو بیلٹوں کی درد تم بس ان پر ٹیوب لگا دو اپنے نرم نرم ہاتھوں سے مجھے سکون آجائے گا قسم سے ساری رات نہیں سویا

درد کی وجہ سے ائیدن نے دکھیاری ماں کی طرح نمیرہ سے کہا اس کے الفاظ سنتے نمیرہ کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔۔"""

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا تھوڑی سی ٹیوب نکال کر نمیرہ نے ہلکے ہلکے سے نشان نظر آتے نشانات پر لگائی۔۔۔"""

اف تمہارے ہاتھوں میں جادو ہے جادو نمیرہ جیسے ہی تم نے ہاتھ لگایا ہے مجھے تو میرا درد چھومنتر ہوتا ہوا نظر آیا ہے دل کر رہا ہے تمہارے ہاتھوں کو پھر سے چوم لوں ائیدن نے اپنی آنکھیں جھپکاتے ہوئے اتنی معصومیت سے کہا تھا کہ نمیرہ کے ہونٹوں پہ پھر سے مسکراہٹ آئی تھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ آئیدن نے بھی گہرا سانس لیا تھا کہ وہ نمیرہ کو اس بات سے ہٹا چکا ہے۔۔۔۔

اب آپ کا سونے کا ارادہ ہے ناشتہ نہیں کرنا کیا نمیرہ نے ٹائم دیکھا ساڑھے سات ہو چکے تھے۔۔ آئیدن بچارا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ شرٹ اٹھاتے واش روم میں گھس گیا۔۔

اب آتے ہیں سردار کی طرف جو نیند سے بیدار ہو چکا تھا۔ یوں کہنا ٹھیک ہوگا کہ وہ پوری رات سویا ہی نہیں تھا اس کی پوری رات آنکھوں میں ہی کٹی تھی فجر کی نماز پڑھ کر اس کی سردارنی سو چکی تھی لیکن وہ صوفے پر بیٹھا ابھی بھی گہری سوچوں میں گم تھا۔۔ سردار کو رات کے وقت یہ بات معلوم ہوئی کہ یاور نے اس کی بہن پر حملہ کروایا تھا وہ اپنے خاندان کی موت کا بدلہ لے رہا تھا لیکن وہ بھی اصل بات سے انجان تھا اصل راز سردار جانتا تھا۔ یاور مرزا کہانی کا ایک رخ دیکھ کر انتقال لے رہا تھا۔۔

یاور مرزا تمہارا یہ بدلہ تمہیں بہت بھاری پڑے گا۔ میں اچھے سے جانتا ہوں میرے خاندان میں سے کون تمہارے ساتھ شامل ہے لیکن میں

انتظار میں ہوں وہ کب اپنی اگلی چال چلے گا۔ سردار نے اپنی نظروں کا رخ سائیڈ ٹیبل کی جانب کیا جہاں اس کی سردارنی کی کچھ ضروری چیزیں پڑی ہوئی تھی اور اس کی سردارنی کو لگتا تھا چیزیں چھپانے کے لیے یہ سب سے بہترین جگہ ہے۔۔ افففف اس کی معصوم سردارنی کی سوچ۔۔۔

تم سب کو کیوں لگتا ہے کہ سردار ہر چیز سے انجان ہے سردار دبے پاؤں طرسم کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اس کے پاس بیٹھتے چہرے پر آئے بال پیچھے کر کے اس کے رخسار پر پیار بھری مہر سخت کی اس کی بیوی ابھی بچی تھی اور اس کے ذہن میں غلط ملٹ باتیں ڈالی جا رہی تھی۔ اسے ٹریپ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔۔

تم بہت غلط کر رہی ہو مجھ سے چھپا کر۔ دیو کی جان تمہارا دیوا سی انتظار میں تھا کہ تم کب اسے بتاؤ گی کہ تم اس کے دشمن کے ساتھ رابطے میں ہو۔

لیکن تم نے مجھ سے چھپایا تمہیں تمہارا دیو کچھ نہیں کہے گا لیکن جو تمہارا استعمال کر رہا ہے اسے میں زمین پر چلتے کیڑے کی طرح مسل کر رکھ دوں گا سردار اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر غور سے دیکھنے لگا جہاں صرف معصومیت تھی نیلی آنکھیں اس وقت بند تھی لبوں پر سوتے ہوئے بھی ہلکی سی مسکراہٹ تھی جیسے اس نے اپنے دیو کے لمس کو محسوس کیا تھا۔۔

سردار کو تکلیف ہوتی تھی یہ سوچ کر کہ اس کی پری اس سے باتیں چھپا رہی ہے لیکن اس کی مسکراہٹ کو برقرار رکھنے کے لیے وہ اس تکلیف کو خوشی خوشی برداشت کر رہا تھا۔۔ رات کو اپنے موبائل کو چارج لگانے لگا۔ سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا جہاں موبائل پڑا ہوا تھا۔ اسے بے انتہا حیرت نے ان گھیرا۔ اسے سارا معاملہ سمجھنے میں ایک لمحہ نہ لگا۔۔

موبائل کو ان کیا۔ وہ انلاک تھا کنٹیکٹ اوپن کیے جس میں محض ایک نمبر تھا جس کے اوپر "یاور لالا" لکھا ہوا تھا۔۔ دل سو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا یہ دیکھ کر کہ اس کی پری اس سے چھپ کر اس کے دشمن سے رابطے میں ہے۔۔ جس پر وہ سب سے زیادہ یقین کرتا ہے وہی اس سے چھپا رہی ہے۔۔ اسی وقت موبائل آف کر کے واپس سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ تو گیا تھا لیکن دماغ ابھی بھی اس موبائل پر لکھے الفاظ پر تھا۔۔

کیوں؟ سردار نے اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے دل میں اس سے سوال کیا کہ وہ کیوں اس سے چھپا رہی ہے۔۔ اس کا ذہن بچوں والا ہے

اکثر بچوں کے ذہن میں الٹی سیدھی باتیں ڈال دی جاتی ہیں لیکن اس کی پری تو اس کے ساتھ اٹیچ تھی بے انتہا۔ تو پھر کیوں چھپا رہی تھی۔۔

(تمہارا دیو ختم ہو گیا)۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ طرسم دائیں بائیں گردن ہلاتے نہیں بول رہی تھی سردار نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے

تھامے۔۔

دیو! میرا دیو طرسم زور سے نفی میں سر ہلاتے بلند آواز میں اسے پکارتے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی وہ مکمل طور پر پسینے سے شرابور ہو چکی تھی اپنے سامنے سردار کو دیکھ کر اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رونے لگی سردار نے اس کے گرد مضبوطی سے حصار باندھتے اس کی پیٹھ سہلائی۔ اسے اپنی پری کے آنسو تکلیف دے رہے تھے اور وہ ان آنسوؤں کی وجہ بھی جانتا تھا۔۔

کیا ہوا؟ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر آنسو صاف کرتے اس کی نیلی خوبصورت آنکھوں پر بوسا دیا جن پر وہ فدا تھا۔۔

تم ٹھیک ہو؟ طرسم نے اپنے نرم ہاتھوں میں اس کے مضبوط ہاتھ تھامے سوال کیا اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔ طرسم نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر دونوں رخسار پر مہر ثبت کی۔ دالہام خانزادہ اس کے انداز پر حیران رہ گیا، اسے مزید اپنا دیوانہ بنا کر اسے اپنے عشق میں پاگل کر کے اس سے راز پوشیدہ رکھ رہی تھی۔۔

دیو! مجھے کبھی چھوڑ کے مت جانا اس کے سینے پر سر ٹکا کے اس کی پشت پر اپنے ہاتھ رکھیں۔ طرسم کے بال دالہام کے بازو اور گود میں پھیلے ہوئے تھے۔۔ اس کے بالوں کی خوشبو سردار کو پاگل رہی تھی۔۔۔

اے یارِ دل ستمگر!

تو دغا بھی کرے ہم تیرے ہے

تو رقیب کو جگہ دے ہم تیرے ہے

اس کا چہرا اپنے مقابل کرتے اس کی آنکھوں میں جھانکا، سردار دالہام خانزادہ کی آنکھیں طرسم خانزادی پر بہت کچھ واضح کر گئی وہ اظہارِ محبت کے ساتھ اسرارِ وفا کر گیا۔۔ آج اس کی پری کو اپنے دیو کی آنکھوں میں ایک عجیب سا جذبہ نظر آیا لیکن کس چیز کا وہ سمجھ نہ پائی۔۔

دیو! تم نے یہ کیوں کہا کہ تو دغا بھی کرے ہم تیرے ہیں تو رقیب کو جگہ دے ہم تیرے ہیں۔۔۔ میں تمہیں کبھی دغا نہیں دے سکتی اور مجھے ہر گز برداشت نہیں ہے ہمارے بیچ کوئی تیسرا آئے طرسم نے دوبارہ

اس کے سینے پر سر رکھا اور اپنی شہادت کی انگلی سے اس کے سینے پر پری کا دیو لکھنے لگی۔ سردار کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ آئی وہ رقیب کو جگہ دے چکی تھی۔ یاور مرزا کو اپنے اور سردار کے رشتے میں لے آئی تھی۔۔

دیو کی جان تم ہزار مرتبہ بھی دغا دو ہزار مرتبہ تم رقیب کو ہمارے درمیان لاؤ۔ تمہارا یہ دیو ہمیشہ تمہارا دیوانہ رہے گا کبھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔ سردار نے اپنے سر کو جھٹکتے جیسے ان سب خیالات کو نکالنا چاہا اس کے لیے اگر کچھ ضروری تھا تو اس کی پری۔ اگر وہ اس سے جھوٹ بول رہی ہے تو وہ انتظار کرے گا اس کے سچ بتانے کا۔۔

تم مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتے ہو؟ اس کی قمیض کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پوچھا۔۔

بشر کو جان عزیز ہوتی ہے۔۔ سردار نے اس کے بال سہلائیں چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے کر کے اس کے رخسار پر ناک کو مس کیا۔۔

چلو شاباش اٹھو کھانا کھانے چلتے ہیں مجھے بہت بھوک لگی ہے سردار نے اسے بازو میں اٹھایا ایک نظر اس چھوٹے سے شیطان کو دیکھا جو گہری نیند میں غرق تھا۔ ڈریسنگ روم کی طرف قدم بڑھا کے الماری کے سامنے کھڑے ہوتے اسے زمین پر کھڑے کیا۔ الماری کھول کر خوبصورت عبایا کی کولیکشن دیکھنے لگا جو اس نے اپنی بیوی کے لیے تیار کروائی تھی۔۔

آج تم گرے کلر کا عبایا پہنو گی! میرے ساتھ میچنگ کر کے سردار نے اپنے گرے رنگ کا پینٹ کوٹ نکالا اور اپنی چار فٹی بیوی کا گرے رنگ کا عبایا، حجاب اور ہم رنگ نقاب نکالا۔۔ طرسم نے مسکراتے اس کے ہاتھ سے عبایا پکڑا۔۔

دیو عبایا کے نیچے میں کون سے کپڑے پہنوں طرسم نے دوسری الماری کھول کر اسے دکھائی تو سردار نے وہاں سے لائٹ پنک کلر کا کُرتا اور ساتھ کھلا ٹروزر نکال کر اسے پکڑایا آج ہفتہ تھا اسے سکول سے چھٹی تھی۔۔

دیو آج تو ہفتہ ہے میں نے سکول نہیں جانا تو پھر عبایا۔ چٹی ہے میں نقاب اور حجاب کروں گی۔۔ طرسم نے عبایا پکڑ کر مسکراتے ہوئے اسے دکھایا گیا۔۔

تو پھر تم یہ پہنو! سردار نے اس کے ہاتھ سے پنک کلر کا کُرتا پکڑ لیا اور الماری سے لونگ لائٹ گرے کلر کی فراک نکال کر اسے پکڑا دی۔۔

آج میرے دیو کا میچنگ کرنے کا ارادہ ہے؟ طرسم اس کی گردن میں بازو حائل کرنا چاہتی تھی لیکن وہ تو بمشکل اس کے سینے تک پہنچتی تھی گردن میں کیسے بازو حائل کر سکتی تھی۔۔ سردار نے اس کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے اسے اوپر اٹھایا۔ اس کی پانچ فٹی بیوی نے مسکرا کر اپنے دیو کی گردن میں بازو حال کیے۔۔۔

تم پہلے سے مزید لمبے کھمبے ہو گئے ہو۔ اپنی ہائٹ تھوڑی کم کرو تمہاری بیوی چھوٹی ہے طرسم نے چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر کہا جب وہ 10 سال کی تھی اسے لگتا تھا وہ دیو کے برابر اپنی ہائٹ کر لے گی پر چار فٹ سے اس کا قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہوا تھا اور اس کا ڈیو تقریباً ساڑھے چھ فٹ کا تھا۔۔

ہتھوڑے مار کر اپنا قد کرو۔۔

ہو ہی نہ جائے تمہارا قد چھوٹا! ابھی میں 16 سال کی ہوں تو میرا قد اور لمبا ہو سکتا ہے سائنس کہتی ہے ہمارا قد 18 نہیں 20 سال تک لمبا ہو سکتا ہے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے پہلے 18 کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے 20 سال کہہ دیا۔۔

چلو دیکھتے ہیں میری بیوی کتنی لمبی ہوتی ہے اس کی ناک سے ناک مس کرتے پیشانی پر بوسہ دے کر زمین پر کھڑے کیا۔۔

میں کپڑے تبدیل کر کے آتی ہوں اس کی سینے پر ہلکا سا مکا مار کے ڈریسنگ روم سے باہر بھاگ گئی۔ سردار نے ہلکا سا مسکرا کر اسے دیکھا وہ اپنی پری پر واضح نہیں کرنا چاہتا تھا اسے تکلیف ہو رہی ہے اس کے بات چھپانے پر۔۔ کپڑے تبدیل کر کے باہر آ کر بیڈ پر بیٹھا شیر طیان آنکھیں مسل کر ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔

کہاں دیکھ رہا ہے میرا شیر اسے اپنی گود میں بٹھا کر ناک کھینچتے ہوئے دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔ شیر طیان کا حقیقی باپ آئیدن تھا لیکن سردار نے ہمیشہ اسے اپنی پہلی اولاد کی طرح چاہا تھا۔۔

بابا جانی آپ اپنی پری کو زیادہ ٹائم دیتے ہو آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے شیر طیان نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر شکایت کی۔۔

بالکل نہیں میں اپنی پری اور اپنے شیر کو برابر پیار دیتا ہوں تم دونوں ہی ہو جو مجھے ٹھیک سے پیار نہیں کرتے سردار نے اپنا رخسار اس کی آگے کیا شیر طیان نے اس کے دونوں رخسار پر پیار کیا۔۔

میں اپنے بابا جانی سے بہت پیار کرتا ہوں سب سے زیادہ۔۔

سب سے زیادہ؟ اس کے دونوں رخسار کھینچ کر سوال کیا۔۔ شیر طیان نے اپنے بابا جانی کے چہرے کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں تھاما سردار محض تین لوگوں کو اپنا چہرہ تھامنے کی اجازت دیتا تھا ایک اس کی مورے دوسری اس کی بیوی اور تیسرا اپنے ننھے سے شیطان کو۔۔

اللہ کی بعد سب سے زیادہ آپ کو پیار کرتا ہوں۔ اپنے بابا اور مورے سے بھی زیادہ سردار نے اس کا پہلا جملہ سن کر مسکرایا اگلا جملہ سنتے ہی اس کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ اپنے سگے ماں باپ سے زیادہ اس کے ساتھ اٹیچ ہو جائے گا۔۔

یہ بات اپنی مورے اور بابا کے سامنے مت کرنا انہیں برا لگے گا۔ اور آج کے بعد کوئی بھی اگر تم سے یہ سوال پوچھے تو تمہاری زبان پر یہ لفظ ہونے چاہیے کہ تم اپنے بابا اور مورے سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہو بے شک سردار اسے اپنی پہلی اولاد کی طرح چاہتا تھا لیکن اس نے کبھی یہ نیت نہیں رکھی تھی کہ وہ اپنے سگے ماں باپ سے بڑھ کر اسے پیار دے۔۔

کیوں بابا جانی ہمیں تو سچی بات کہنی چاہیے میں بابا اور مورے سے بہت پیار کرتا ہوں لیکن سب سے زیادہ آپ سے۔۔ دالہام خانزادہ خاموش ہو گیا وہ بار بار اسے ایک بات نہیں کہنا چاہتا تھا اگر بچے پر بار بار ایک چیز کا پریشر ڈالیں تو ضدی بن جاتا ہے۔۔۔

چلو دیر ہو رہی ہے ناشتہ کرتے ہیں سردار نے اسے گود میں اٹھایا اتنی دیر میں طرسم چینج کر کے باہر آ چکی تھی وہ نقاب کرنے لگی سردار شیر طیان کو

گود میں اٹھائیں واش روم میں گیا اس کے منہ ہاتھ دھو کر ڈریسنگ روم
میں گیا اس کے کپڑے تبدیل کرواتے ہیں باہر آیا تب تک اس کی پری
بھی تیار ہو چکی تھی اس کا ہاتھ پکڑے باہر نکلتے سیڑھیاں اترنے لگا سب
کی نظران دونوں پر تھی۔ حویلی کے تمام افراد ٹیبل پر موجود تھے سونیا سر
جھکائے بیٹھی تھی۔ وریام کو ریحانہ خانم نے کمرے میں ریسٹ کرنے کا
کہا لیکن وہ ضد کر کے باہر آیا کہ میں سب کے ساتھ کھانا کھاؤں گا میں نے
اکیلے کمرے میں نہیں رہنا۔۔ راہا خاموشی سے بیٹھے اِدھر اُدھر دیکھ رہی
تھی شہریار اور ہادی اپنی کمر پر ایک ہاتھ رکھے، دوسرے ہاتھ میں چمچ
پکڑے سوچ رہے تھے کہ ہمیں درد کمر کی کس جگہ پر ہو رہی ہے کیونکہ وہ
بیچارے جہاں پر بھی ہاتھ لگاتے وہیں پر درد ہونا شروع ہو جاتی۔۔۔
سردار نے اپنے ساتھ والی کرسی پیچھے کی طرسم اس پر بیٹھ گئی سردار نے
شیرطیان کو آئیدن کی گود میں بٹھا دیا اور خود سردار کی کرسی پر براجمان

ہوا۔۔۔ سب لوگ خاموشی سے کھانا کھانے لگے قندیل نے موبائل اوپر کرکے طرسم کی تصویر لینی چاہیے لیکن وہ سر جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں کیمرے میں نہ آئی اور وائلڈ ڈریگن اس کی آنکھوں کا ہی تو دیوانہ تھا۔۔۔

وریام نے اپنے بازو کی طرف دیکھا جسے وہ ہلکا پھلکا بھی نہیں ہلا سکتا تھا کیونکہ اس کی کہنی کی ہڈی کے پاس سے گولی چھو کر گزری تھی۔۔۔

بڑی مورے وریام کو کھانا کھلادے زخم ہونے کی وجہ سے وہ اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت نہیں دے سکتا یکدم سونیا کی نظر اس کی طرف گئی بازو پر غور کیا تو فوراً اس کی مورے کو کہا کہ کھانا کھلائیں کیونکہ اس نے کل رات کا صرف دودھ پیا ہوا تھا۔۔ سردار نے اپنی بہن کی فکر بخوبی نوٹ کی تھی۔ آئیدن بلائی لب دانتوں میں دبا گیا ان دونوں بھائیوں کو محسوس

ہو رہا تھا کہ ان کی بہن اب وریام کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔۔ وریام خانزادہ کے لبوں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔

سونیا نے اپنے دائیں جانب دیکھا اس کے لالا کی نظر اس پر تھی اپنی حرکت پر غور کرتے شرمندگی سے وہ چہرہ جھکا کر بیٹھ گئی۔۔

لالا میں۔۔۔۔۔ کھانا شروع کریں سب۔ سردار اس کی بات کے درمیان میں ہی کاٹتے سخت لہجے میں بولا سونیا خاموش ہو گئی اس کے لالا نے اپنے انداز سے اس پر واضح کر دیا تھا کہ فی الوقت خاموش رہو۔۔ سردار نے ارادہ کیا تھا کہ وہ بعد میں سونیا سے اس متعلق بات کرے گا۔۔

قندیل نے خاموشی سے بنا کسی کو محسوس کروائے طرسم کی تصویر لی اور فوراً وائلڈ ڈریگن کو سینڈ کر دی۔۔

طیان میرے پاس آجاؤ۔ نمیرہ نے اپنے دونوں بازو پھیلائے۔۔

مجھے بابا جانی پاس بیٹھنا ہے شیر طیان اپنے بابا کی گود سے اتر کر سردار کی گود میں بیٹھ گیا نمیرہ نے خود پر بے انتہا ضبط کر کے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روکا۔۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر لمحہ اس کا بیٹا اسے دور ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ نمیرہ۔۔۔۔۔مجھے بھوک نہیں ہے اسے اٹھتے دیکھ آئیدن نے ابھی اسے پکارا ہی تھا نمیرہ اس کی بات کاٹتے اپنا جملہ مکمل کرتے تھے قدم بڑھاتے وہاں سے چلی گئی ایک لمحہ بھی مزید وہاں بیٹھنا اس کے لیے مشکل ترین تھا۔۔۔کمرے میں جاتے دروازہ بند کر کے زمین پر بیٹھ کر بے آواز ہچکیاں بھرتے رونے لگی۔۔۔

یا اللہ!۔۔۔۔۔۔اتنے امتحان مجھ سے مت لے پہلے۔۔۔۔شوہر کی محبت سے محروم۔۔۔۔۔رہی اور اب اولاد۔۔میں یہ نہیں کہتی۔۔۔۔۔کہ وہ اپنے بابا جانی۔۔۔۔۔پاس نہ جائے لیکن اپنے۔۔۔۔ماں باپ کو بھی تو۔۔۔۔۔ٹائم دے۔نمیرہ روتے ہوئے

ہچکیوں کے درمیان بولی۔ وہ تڑپ رہی تھی اپنی اولاد کو محسوس کرنے کے لیے۔ اولاد نہ ہو تو انسان صبر کر لیتا ہے لیکن اگر اولاد ہو اور وہ آپ کے پاس ہی نہ آئے یہ اذیت ایک ماں کو ختم کر دیتی ہے۔۔۔

میں آتا ہو آئیدن کو عجیب سے احساسات نے گھیر لیا کھانا ادھورا چھوڑ کر اس نے کمرے کی طرف رخ کیا نمیرہ کسی کے قدموں کی آواز سن کر زمین سے اٹھی ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے آنسو صاف کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ آئیدن کمرے میں داخل ہوا اسے سر جھکائے دیکھ اس کے پاس جا کر بیٹھا۔۔

کھانا ادھورا چھوڑ کر کیوں آئی۔۔۔ آئیدن نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر پیار سے پوچھا۔۔

بھوک۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ تھی آئیدن کی شرٹ سے اپنے آنسو صاف کر کے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

تمہیں برا لگا کہ ہمارا بیٹا تمہاری گود میں بیٹھنے کی بجائے لالا کی گود میں بیٹھ گیا۔ نمیرہ کی آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر سے موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔ آئیدن نے نوٹ کیا تھا جب شیر طیان اپنی مورے کی گود میں بیٹھنے کی بجائے اپنے بابا جانے کی گود میں بیٹھ گیا تھا۔۔

آئیدن اسے کہیں نا اپنی مورے کے پاس بھی تھوڑی دیر بیٹھا کریں آنسو صاف کر کے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے التجائی لہجے میں کہا۔۔

میں اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا ہاں البتہ اس سے پیار سے سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ تھوڑا سا صبر کرو آئیدن نے اس کے آنسو صاف کیے جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

اولاد کے معاملے میں صبر نہیں ہو رہا۔۔جس چیز کو چاہتی ہوں وہ مجھ سے دور ہو جاتی ہے۔۔ میرے حصے کی ہر چیز کسی اور کو ملتی ہے پہلے

دالہام، میں اسے بے انتہا چاہتی تھی وہ طرسم کی قسمت میں تھا اور اب میرا بیٹا وہ مجھ سے پیار کرنے کی بجائے طرسم کے ساتھ رہتا ہے میں۔۔۔ نمیرہ کی زبان پر جو الفاظ آئے وہ بولتی گئی اچانک اس کی نظر آئیدن پڑ گئی جس کی آنکھوں کا گلابی بن گہرا ہو رہا تھا۔ حلق سے آواز نکلنا بند ہو گئی زار و قطار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انجانے میں وہ چھ سال پرانا زخم تازہ کر گئی تھی۔۔

آئیدن۔۔۔۔۔ م۔ میں۔۔۔ و۔ وہ۔۔۔۔ اسے الفاظ نہ ملے بولنے کے لیے اس کے کندھے پر سر ٹکا کر چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے اپنے دل کا غبار نکالنے لگی۔۔

پہلی محبت کو بھلانا۔۔۔۔ سب کے لیے بے انتہا مشکل ہوتا ہے۔۔ مجھے تمہارے لفظوں سے تکلیف نہیں ہوئی بلکہ تکلیف اس بات سے ہوئی ہے کہ میری محبت تمہارے دل سے ایک غیر محرم کی

محبت کو کم نہیں کر سکی آئیدن کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے۔۔
تکلیف بے انتہا تھی۔ اس کی بیوی اس کے سامنے اپنی پہلی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔۔

میں طیان کو سمجھاؤں گا کہ تمہارے پاس رہے۔ آئیدن نے لبوں پر مسکراہٹ لائی۔ نمیرہ نے ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں نمی تھی۔۔

آئیدن مجھے معا۔۔۔۔ معافی مت مانگنا غلطی ہو گئی کوئی بات نہیں
آئیدن نے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔ وہ اپنی بیوی کو مزید توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔ نمیرہ کا دل چاہا خود کی جان لے لے۔ اس کا شوہر اس پر جان نچھاور کرتا تھا اور وہ انجانے میں اسے ناقابلِ برداشت تکلیف میں مبتلا کر گئی۔۔

آئیدن میرے بیٹے کے ساتھ زبردستی مت کیجئے گا اس کا جب دل چاہے وہ میرے پاس آجائے وہ میرا بیٹا ہے میں اس سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔ اس کے بابا جانی اس کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔ اسے آپ مجھے دوسری اولا۔۔۔۔ نمیرہ نے لبوں کو دانتوں میں دبا لیا۔ یکدم شرم نے آن گھیرا وہ کیسے بے شرموں کی طرح اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ اسے۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

آج میں شاید تھوڑی لیٹ حویلی آؤ۔ آئیدن نے اس کی رخسار کھینچ کر مسکراتے ہوئے الفاظ ادا کیے۔ نمیرہ مسکرا بھی نہ سکی وہ اس کے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتا تھا۔۔

اگر میری بیوی کو میرا لیٹ گھر آنا برا لگ رہا ہے تو میں شام کے وقت ہی گھر واپس آجاؤں گا آئیدن احزان نے اس کے ساتھ کی پشت کو اپنے

لبوں کے ساتھ لگایا۔۔۔ نمیرہ نے اپنے سر کو جھٹکا وہ شاید کچھ زیادہ ہی سوچ رہی تھی۔۔

جلدی گھر آنا ہے میں ویٹ کروں گی آئیدن نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

ایک بات پوچھوں؟

ہاں پوچھو۔۔ آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنے بال سنوارے۔۔

میں اب آپ کو خوبصورت نہیں لگتی۔ دل میں آئی بات پوچھ لی کہ شاید اس کے شوہر کو وہ خوبصورت نہیں لگتی کیونکہ ان دونوں میں پانچ سال کا عمر کا فرق ہے۔۔

الفاظ نہیں ہے تمہاری خوبصورتی بیان کرنے کے لیے آئیدن اس کی گردن پر جھکا بالوں میں ہلکے سے ہاتھ چلاتے ہوئے کچھ لمحے بعد اس کے چہرے کو ہاتھوں میں تھام کر آنکھوں کے درمیان لب رکھے۔۔

اوکے بائے بیوی مجھے لیٹ ہو رہا ہے اس کی پیشانی پر ایک مرتبہ پھر شدت سے بوسہ دے کر وہ کمرے سے چلا گیا۔۔۔

نمیرہ تم پاگل ہو گئی ہو کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہو تمہارا شوہر تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ شاید ابھی انہیں لگتا ہو کہ ہمارے لیے شیر طیان کافی ہے اپنا کندھا تھپتھپاتے ہوئے خود کو حوصلہ دیا مسکرا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھتے شرماتے چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔

کھانا کھا کر سونیا اپنے کمرے میں گئی دل میں خیال آیا کہ جس نے تمہیں بچایا ہے تم نے اس کا حال پوچھا ہی نہیں۔ سر پر دوپٹہ درست کر کے لیتے وریام کے کمرے میں گئی وہ بیٹ پر نیم دراز تھا۔۔

اسے دیکھتے ہی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بازو پر وزن ڈلنے کی وجہ سے آنکھیں سختی سے ایک لمحے کے لیے بند کی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

چیف منسٹر نہیں ہوں جو میرے آنے پر اٹھ کے بیٹھ گئے ہو سونیا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

ہمارے لیے تو آپ چیف منسٹر سے بھی بڑھ کے ہیں وریام خانزادہ نے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سونیا سائیڈ ٹیبل پر پڑے فریم کو اٹھانے لگی وریام نے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔

ایسا کیا ہے اس فریم میں جو تم اتنے گھبرا گئے ہو اس کے چہرے کا اڑا ہوا رنگ بہت کچھ سوچے پر مجبور کر گیا۔ آخر اس فریم میں ایسا کیا ہے جو وریام اسے دکھانا نہیں چاہتا۔۔

طبیعت کیسی ہے ؟ فریم کو اگنور کر کے اس سے حال دریافت کیا وریام خانزادہ کے لبوں سے مسکراہٹ غائب نہیں ہو رہی تھی سونیا کو اس وقت وہ اول درجے کا ٹھرکی انسان لگ رہا تھا۔۔

تم ملنے آئی ہو ہر درد دور ہو گیا چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر لمبا سانس بھر کر رہ گئی۔۔ اس ٹھرکی خانزادے کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا جسے مشکل سے مشکل سچویشن میں بھی ٹھرک جھاڑنا اتا تھا۔۔

خود کو تیار کر لو میری بیوی بننے کے لیے وریام بیڈ سے اٹھا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر مہو ہوتے اسے دیکھنے لگا۔۔

وریام خانزادہ اگر تمہیں علم ہو تم مجھے یوں دیکھنے کا حق نہیں رکھتے تو بہتر رہے گا اپنی نظریں سنبھالو سونیا نے غصے سے کہا تو اس کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹ گئی جو سونیا خانزادی کے دل کو تکلیف دی گئی وہ ابھی ان احساسات سے ناواقف تھی۔۔

اپنی شرٹ تو بدل لو پوری حویلی میں گندے کپڑے پہن کے گھوم رہے ہو بات کو بدل دیا وہ معافی تو ہر گز نہیں مانگنا چاہتی تھی کیونکہ وہ وریام خانزادہ کی مغرور خانزادی تھی وہ کیسے معافی مانگتی۔۔

مورے تھوڑی دیر تک آتی ہے وہ تبدیل کروادیں گی کیونکہ ایک ہاتھ سے شرٹ بدلنے سے تو رہا۔۔

تھینک یو مجھے بچانے کے لیے سونیا نے اس کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھا کیونکہ اس نے تکلیف برداشت کر کے اس کی حفاظت کی تھی۔۔

میں تمہاری احسان مند رہوں گی تم نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میری حفاظت کی۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہتے نظروں کا رخ دوسری طرف کر لیا وہ اگر مزید اس کی آنکھوں میں دیکھتی تو ٹھرکی خانزادہ کو موقع مل جاتا دوبارہ نکاح کی بات پر آنے میں۔۔

تم نے محبت نہیں کی اس لیے تمہیں اندازہ نہیں محب کے لیے محبوب کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے آنکھ مار کر کہا سونیا کا دل کیا کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے جو حد سے زیادہ ٹھرکی انسان تھا۔۔۔

لالا کے سامنے آنکھ مارنا تو پھر وہ تمہیں اچھی طرح آنکھ مارنا سکھائیں گے۔۔۔

تمہارے لالا سے یاد آیا ایک خوشخبری تمہیں بتانا میں بھول گیا ہمارے رشتے کے بارے میں تمہارے لالا نے کہا تھا کہ میں سوچوں گا اٹس مین بہت جلد ہاں ہونے والی ہے سونیا نے آنکھیں پھیلا کر سر تا پاؤں تک حیرت سے اسے دیکھا۔ دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن دل کہہ رہا تھا کہ وہ کیوں جھوٹ بولے گا۔۔۔ سونیا خاموش رہی لبوں سے ایک لفظ بھی ادا نہ کیا۔۔

تمہارے دل میں میرے لیے احساسات پیدا ہو رہے ہیں۔۔ وریام نے نوٹس کیا تھا وہ اس کی پرواہ کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔

غلط لگتا ہے تمہیں۔۔

نظریں مت چراؤ میری آنکھوں میں کر کہو کہ تمہارے دل میں کوئی احساسات نہیں ہے۔ وریام نے ہلکے سے سخت لہجے میں کہا۔ اسے یوں سونیا کا نظریں پھیرنا ناگوار گزرا۔۔

میرے دل میں۔۔۔۔۔ سونیا خاموش کیوں ہو گئی ہو اپنی بات مکمل کرو۔ وہ ابھی بات کر رہی تھی جب اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر پڑی سردار دروازے پر کھڑا ان دونوں کی شاید تمام گفتگو سن چکا تھا اپنی بہن کو خاموش ہوتے دیکھ بولا۔۔

لالا! سونیا نظریہ جھکذ کر مجرموں کی طرح ہاتھ باندھے رخ اپنے لالا کی طرف کر کے کھڑی ہو گئی۔۔

مجھ سے جھوٹ مت بولنا میرے لیے ہر چیز سے بڑھ کر تمہاری خوشی
ہے اگر تم اس ٹھرکی انسان کے ساتھ اپنی پوری زندگی گزارنا چاہتی ہو تو
مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے سردار نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا
وہ ان بھائیوں کی طرح نہیں تھا جو بہن کے پسند کی شادی کی بات کرنے
پر قتل کرنے تک آجاتے تھے۔ اسلام نے اجازت دی ہے عورت کو
کہ وہ اپنی پسند کا اظہار کرے لیکن شرم وحیا کے دائرے میں رہ کر۔۔
لالا جو آپ کا فیصلہ۔۔
لالا کی پیاری سی گڑیا زندگی تم نے گزارنی ہے کیوں جھجھک رہی ہو صرف
ہاں میں سر ہلا دو کیونکہ عورت تو شرم وحیا کا پیکر ہے وہ کبھی اپنے بھائی یا
باپ کھلے عام اظہار نہیں کر سکتی کہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔۔ اب یہ
مت سوچنا کہ میرے لالا کیا سوچیں گے میں کچھ غلط نہیں سوچوں گا لالا کی
جان اسلام نے اجازت دی ہے اپنی پسند کا ہمسفر چننے کی تو پھر میں کون

ہوتا ہوں اس بات پر اعتراض کرنے والا۔ سردار نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ وریام خانزادہ بے صبری سے انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ اپنے لبوں سے ہاں لفظ نکالے۔۔

لالا مجھے نہیں پتہ میرے لیے کیا بہتر ہے لیکن میں صرف اتنا جانتی ہوں اگر اس ٹھرکی انسان کی محبت جھوٹی ہوتی تو جب میں نے اسے تھپڑ مارا تھا وہ محبت تبھی ختم ہو جاتی۔ سونیا نے اپنے لالا کے کوٹ کے بٹن کے ساتھ کھیلتے ہوئے نظریں جھکا کر الفاظ ادا کیے۔۔ سردار کو سمجھنے مشکل نہ ہوئی کہ اس کی بہن اس رشتے پر راضی ہے۔۔

شکر الحمدللہ! وریام نے اوپر کی جانب دیکھتے خدا کا شکر ادا کیا سردار اس کی طرف دیکھنے سے خود کو نہ روک پایا وہ شخص اس کی بہن کے لیے غلط نہ تھا جو صرف اس کے ہاں ہونے پر ایک لمحہ ضائع کیے بغیر سب سے پہلے اپنے خدا کا شکر ادا کیا۔۔

لالا وہ جو رشتہ آیا تھا اس رشتے سے منع کر دے وریام نے جب دیکھا کہ سردار اسے ہی دیکھ رہا ہے فوراً اپنی زبان پر ہوئی کھجلی مٹا دی۔۔

سونیا میرا بچہ اپنے کمرے میں جاؤ اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسا دے کر باہر بھیج دیا وریام کی طرف مڑ کر رکھ کر اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔۔

یہ کس لیے تھا۔۔؟

کیا کہہ رہے تھے اسے میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو۔ نکاح سے پہلے اگر تم نے میری بہن کے ساتھ اس طرح کی بکواس کی تمہاری یہ آنکھیں نکال کر رکھ دوں گا۔ وہ تمہارا حال پوچھنے آئی تھی نہ کہ تمہارا ٹھرک پن دیکھنے ایک اور تھپڑ اس کی گردن پر مار کے سردار کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

اللہ جانے میری چھوٹی سی بھتیجی کیسے انہیں برداشت کرتی ہے انوکھا ہی پیار جتانے کا طریقہ ہے وریام کو یاد آیا جب وہ چھوٹا تھا تب بھی سردار اسے اسی طرح مار کر پیار جتاتا تھا لیکن تب وہ رونے لگ جاتا تھا اب بیچارا بڑا ہو گیا تھا رو بھی نہیں سکتا تھا۔۔

وائلڈ ڈریگن اپنے ایک مخصوص کمرے میں بیٹھا تھا وہ پاگل سائیکو انسان تھا جس نے محض اس موم کی گڑیا کی نیلی آنکھیں دیکھی تھی وہ پاگل دیوانہ بن گیا سیاہ و سفید رنگ سے ہاتھ بھر کر کینوس پر اس پری کی تصویر بنا رہا تھا ۔۔آدھی تصویر بنائی جب اسے نقاب میں نظر آتی اس کی نیلی آنکھوں کی تصویر موبائل پر موصول ہوئی۔ اس کے ہاتھ مزید تیزی سے چلنے لگے ہاتھ رنگ میں ڈبونے کی جگہ اس نے غلطی سے اپنا ہاتھ چاقو کے اوپر رکھ دیا۔

سیاہ و سفید رنگ پر خون تیر نے لگا اس کی آنکھوں نے ابراہم ملک کو جنون کی حد تک اپنا دیوانہ بنایا تھا ابراہم ملک جب اس کے حسن کے بارے میں سوچتا تھا اس کی سانس رکنے لگتی تھی۔ کیا منظر ہوگا جب وہ اس موم کی گڑیا کا چہرا (قیامت خیز حسن) دیکھے گا۔۔

کینوس پر بنی تصویر آدھی سیاہ سفید رنگ سے بنائی گئی تھی طرسم خانزادی کا آدھا چہرہ اس نے بنایا تھا جس میں صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھی جن میں وائلڈ ریگن نے نیلا رنگ بھرا تھا اور آدھے کینوس پر اس کے سرخ خون کی قطاریں بنی ہوئی تھی اس کے آدھے چہرے کی تصویر کو تھامے دائیں سائیڈ سے سختی سے کینوس کو پکڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے بے پناہ خون نکل کر کینوس سے بہتے زمین پر گرنے لگا۔۔

میں جلد از جلد تمہیں اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں وائلڈ ڈریگن نے موبائل پکڑ کے اپنے چہرے کے بالکل قریب کرتے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ کوئی فرق نہ تھا کینوس میں بنی تصویر میں اور موبائل میں موصول ہوئی تصویر میں ایک فرق کیا جا سکتا تھا کہ موبائل پر وصول ہوئی تصویر خوبصورت تھی اور کینوس پر بنی تصویر خوبصورتی کے ساتھ خوفناک بھی لگ رہی تھی۔۔

ڈریگن! اس کا ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا وائلڈ ڈریگن نے گردن موڑ کر ٹیری کرتے آنکھوں میں گلابی پن لیے اسے دیکھا اس کا آدمی دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا وائلڈ ڈریگن تب کسی کی جانب ایسے دیکھتا تھا جب اسے کسی کی جان لینی ہوتی تھی۔۔ اس سے پہلے وہ آدمی کمرے سے باہر جاتا سائیڈ پر پڑا چاکو اٹھا کر نشانہ اس کے شہ رگ کا لگایا اگلے لمحے وہ زمین پر گرتے تڑپنے لگا ابراہم ملک اس کے پاس گیا

زمین پر بیٹھتے جیب سے گن نکال کر اس کی پیشانی پر گن میں موجود تمام گولیاں اتار دی۔۔۔

پہلے تو میرا صرف اپنے دشمن کو مارنے کا ارادہ تھا لیکن اب سب سے پہلے سردار تمہیں اپنے راستے سے ہٹاؤگا اس موم کی گڑیا کو حاصل کرنے کے لیے اس کی شہ رگ سے نکلتے خون کو جنونی نظروں سے دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے۔۔ وہ سنکی انسان تھا جو کسی کی بھی جان لے سکتا تھا محض اپنے مفاد کے لیے۔ اور اب وہ سردار کی جان لینا چاہتا تھا اس پری کو حاصل کرنے کے لیے۔۔

ڈریگن !

ایک اور آدمی کمرے میں داخل ہوا وائلڈ ریگن کو اپنے ہی آدمی کو مارتے دیکھ وہاں سے بھاگنے لگا وال ڈریگن نے اس کے شرٹ کو پیچھے سے پکڑ کے کمرے کے اندر دھکا دیا۔ اسے اس وقت اس موم کی گڑیا کا

جنون ہو رہا تھا کہ وہ اس کے پاس ہو دروازہ بند کرتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے دوسرے آدمی کی گردن سے چاکو نکال کر اس کی آنکھوں میں چاکو مارنے لگا۔۔ایک لمحے میں ہی وہ آدمی اپنی جان گواہ بیٹھا۔۔

وائلڈ ڈریگن کو پسند نہ تھا جب وہ اس کمرے میں ہو تو کوئی اس کے معاملات میں دخل اندازی کرے اس کے سکون میں خلل پیدا کرے اور جو کوئی کرتا تھا وائل ڈریگن اسے اس دنیا سے ہی ختم کر دیتا تھا۔۔

پری بہت جلد تمہیں اپنے حصار میں لے لوں گا وائلڈ ڈریگن نے پراسرار قہقہہ لگایا اور جنونیت بڑے انداز میں اس کینوس کو دیکھنے لگا۔۔

طرسم ناشتہ کرنے کے بعد اپنے کمرے میں چکر لگا رہی تھی بور ہوئی تو کمرے سے باہر نکل کر بیک سائیڈ پر گارڈن میں چلی گئی۔۔وہاں اسے سٹور روم نظر آیا۔۔

میں نے پوری حویلی گھوم لی ہے لیکن یہ سٹور روم نہیں دیکھا۔ بولتے ہوئے سٹور روم کا دروازہ کھولا اندر گھرا اندھیرا تھا۔۔ سائیڈ سے لائٹ جگائی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتے آگے بڑھنے لگی ہوا کی وجہ سے دروازہ بند ہو گیا دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس کے بدن کو جھٹکا لگا۔۔ ہمت پیدا کرتے آگے بڑھی ہر جگہ فرنیچر پڑا ہوا تھا ایک سائیڈ پر رکھے صندوق پر اس کی نظر جا ٹھہری۔۔

کیا اس میں بھی فلموں کی طرح راز دفن ہوں گے؟ وہ آج کل انگریزوں کی فلمیں کچھ زیادہ ہی دیکھ رہی تھی۔ صندوق کے پاس گئی اسے تالا لگے دیکھ سوچ میں پڑ گئی کہ اسے کھولے کیسے؟ اچانک ذہن میں خرافات ترکیب آئی پھر حجاب کے نیچے سے اپنے بالوں میں سے پن اتار کر تالا کھولا۔۔۔ جیسے ہی صندوق کھولی حد سے زیادہ ڈسٹ اس کے آنکھوں میں گئی پانچ منٹ وہ اپنی آنکھیں مسلتی رہی۔۔

افف! آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر صندوق کے اندر جھانکا وہاں سیڑھیاں دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلی، منہ کھل گیا۔۔

صندوق کے اندر سیڑھیاں کیسے ہو سکتی ہیں؟ صندوق کو ارد گرد دیکھا غور کرنے پر علم ہوا کہ وہ لکڑی کا صندوق نہیں بلکہ سیمنٹ سے بنایا گیا ایک دروازہ تھا جسے صندوق کی شکل دی گئی تھی۔۔

ہائے اللہ اس کے اندر کیا ہوگا۔۔ ڈرتے ہوئے اپنی فراک اٹھا کر سیڑھیاں اترنے لگی اسے بے انتہا ڈر لگ رہا تھا آگے نہ جانے کیا ہوتا۔۔ سیڑھیاں اتر کر سامنے ہر طرف الماریاں بنی ہوئی تھی۔۔

ایک الماری کھولی اس میں خون آلود کپڑے اور شناختی کارڈ پڑا ہوا تھا۔۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کارڈ پکڑا اس کے اوپر بھی خون لگا ہوا تھا بمشکل ایک لفظ اسے نظر آیا وہ زیرِ لب بڑبڑائی تھی "تیمور خانزادہ"۔۔

یہ تو دیو کے بابا کا نام ہے ذہن پر زور ڈالا جب اس کا نکاح ہوا تھا تب سردار کا مکمل نام بولا گیا تھا "دالہام تیمور خانزادہ"۔۔

ان کے شناختی کارڈ پر خون کیوں لگا ہوا ہے اور کیا یہ کپڑے بھی ان کے ہیں۔۔ طرسم سوچ میں پڑ گئی۔ الماری کے نچلے حصے پر نظر گئی جہاں کئی خون سے بھری ہوئی چیزیں پڑی ہوئی تھی الماری کا دروازہ بند کر کے۔ دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کے لمبے سانس لینے لگی خوف کی وجہ سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔ ایک قدم اٹھانا بھی مشکل تھا لیکن اگر وہاں رہتی تو خوف سے بے ہوش ہو جاتی آدھا گھنٹہ لگا کر وہ اس صندوق سے باہر نکلی کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ سٹور روم سے باہر نکلتے ہی زمین پر بیٹھ گئی۔۔ "

وہ سب کیا تھا کیا اس کا دیو اس جگہ کے بارے میں جانتا تھا؟۔۔۔ برف باری ہونے لگی ٹھنڈ کی وجہ سے مجبوراً اسے اندر جانا پڑا۔۔ اپنے کمرے

میں جانے کے بجائے وہ اپنی مورے کے کمرے میں چلی گئی کیونکہ
اسے اس وقت اپنی ماں کا حسار چاہیے تھا سکون کے لیے۔۔
ہادی سردار کے کمرے میں دبے پاؤں گیا آج وہ یونیورسٹی نہیں گیا تھا
اس کا آخری سال تھا اس کے بعد اس نے ڈاکٹر ہادی بن جانا تھا۔۔
جرمنی سے اس نے اپنے سمسٹر پاکستان میں ٹرانسفر کروانے تھے۔۔
مجھے مارا تھا سردار صاحب آپ نے اب میں مزا چکھا کر رہو گا ہاتھ میں
پکڑے پٹاخے بیڈ شیٹ اتار کر خوبصورتی سے سجا کر سیٹ کرتے۔
صفائی سے اوپر بیڈ شیٹ دوبارہ بچھا دی۔۔پیچھے مڑا سامنے سفیان خان
کھڑے تھے انہیں سردار سے کچھ ضروری کام تھا۔ لیکن اس کے
کمرے میں ہادی کو دیکھ کر گڑبڑ کا احساس ہوا۔ ہادی نے با مشکل حلق سے
تھوک نگلا۔ اس کے دادو نے کہیں اسے پٹاخے رکھتے دیکھ تو نہیں لیا
تھا۔۔ وہ الدین کے جن کی طرح اچانک کہیں بھی ٹپک پڑتے تھے۔۔

یہ کیا حرکت ہے ہادی خانزادہ! سفیان خان سنجیدگی سے بولے چہرے پر غصے کے تاثرات واضح ہونے لگے۔۔

دادو میں نے کیا کیا ہے انجان بننے کی ایکٹنگ کی۔۔

بنا سردار کی اجازت لیے تم اس کی غیر موجودگی میں اس کی چیزوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو ہادی نے سکون کا سانس لیا اس کے دادو نے اسے محض بیڈ شیٹ سیٹ کرتے دیکھا تھا۔۔

کون سے کیڑے نے کاٹا تمہیں جو سردار کے کمرے کی صفائی کرنا شروع ہو گئے اپنے بیڈ کی چادر کبھی درست کی نہیں تم نے سفیان خان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا ہادی نے مسکرانا بہتر سمجھا اگر وہ بولتا تو بری طرح پھنس جاتا۔۔۔

دادو دل کر رہا تھا چاچو کا کمرا درست کر دو۔ ساتھ میں چاچو کو بھی پہلا جملہ بلند آواز میں بول کر دوسرا بڑبڑایا۔۔

کیا کہا؟ سفیان خان اس کے پاس گئے۔۔

کچھ نہیں دادووووو۔۔ ہادی نے دادو لفظ کو لمبا کیا جب سفیان خان نے تھوڑی سی بیڈ شیٹ اٹھائی نیچے پٹاخے دیکھ کر غصے سے ابرو اچکا کر اپنے پوتے کو دیکھا جو الٹے سیدھے کارنامے کرنے باز نہیں ارہا تھا۔۔۔

دادو!۔۔۔

جو بے غیرتوں والے کام تمہارے پاس ہے۔۔ سفیان خان نے اس کا کان پکڑ کر برے طریقے سے مروڑا۔۔

دادو کیا کر رہے ہیں میں شادی شدہ میری بیوی دیکھ لیں گی تو کیا سوچے گی میرا شوہر ابھی تک اپنے دادو سے مار کھاتا ہے۔۔

تو میں اسے کہہ دوں گا نا کہ تمہارے شوہر کی حرکتیں ہی مار کھانے والی ہیں سفیان نے اس کا کان چھوڑتے اس کی کمر پر تھپڑ مارا ہادی نے اپنے

دادو کا ہاتھ پکڑ کر غور سے دیکھا ان کے ہاتھ میں ابھی بھی اتنی طاقت تھی۔۔۔

ہٹاؤ یہ پٹاخے یہاں سے۔۔

دادو اپنی مار کا بدلہ لینا ہے مجھے ہادی نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا اور جہاں سے اس کے دادو نے چادر ہٹائی تھی وہ سیٹ کر دی۔۔

بے شرم بے حیا انسان تم بھول رہی ہو شاہد یہ تمہاری بہن کا کمرہ ہے۔ سفیان خان نے اسے یاد دلانا چاہا کہ سردار کے ساتھ یہ اس کی بہن کا بھی کمرہ ہے۔۔

میرے پیارے دادو آپ پر سکون جائیں جب سردار گھر آئے گا تب میں اپنی بہن کو کمرے میں نہیں جانے دوں گا اور صرف سردار ہی ان پٹاخوں کے اوپر بیٹھے گا۔ کتنا مزہ آئے گا جب چاچو اوپر بیٹھیں گے اور ٹھا

کی آواز آئے گی سفیان خان اسے دیکھتے ہیں سوچ میں پڑ گئے ان کی بھتیجی ان میچور تھی یا پھر ان کا پوتا۔۔

پھر جب بعد میں سردار سے سب کے سامنے مار پڑے گی خبردار اگر تم میری طرف آئے کہ دادو مجھے بچائے۔۔

میری بہن ہے مجھے بچانے کے لیے بے فکر ہو جائے ہادی نے اپنے بال پیچھے کرتے ہیں اتراتے ہوئے کہا کہ میری بہن ابھی ہیں مجھے بچانے کے لیے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

اور اگر سردار تمہیں مردان خانے لے گیا وہاں تو تمہاری بہن نہیں جا سکتی ہادی نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا پہلے درد ابھی کم ہوئے نہیں تھے۔۔

جو ہو گا دیکھا جائے گا اللہ کے حوالے۔۔ ہادی اپنے دادو کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں اپنے ساتھ باہر لے گیا سفیان خان پر سکون تھے وہ

جانتے تھے جب سردار کو پتہ چلے گا ان کے پوتے کی اچھی خاصی پھینٹی لگنی ہے۔۔

سردار ڈیرے پر بیٹھا ہوا تھا یعقوب اس کے پاس تھا۔۔

یعقوب ہاور مرزا کی کمزوری کے بارے میں معلوم کرو اس کے خاندان کا کوئی جو اس کے ساتھ برے کاموں میں شامل ہو۔۔

سردار میں نے معلوم کروایا ہے اس کے خاندان میں سے کوئی زندہ نہیں ہے سوائے اس کی بیوی کے۔ یعقوب نے سردار کے پوچھتے ہی جواب دیا اس نے ہر کوشش کی تھی کہ یاور مرزا کے خاندان کے کسی افراد کو ڈھونڈ نکالے اسے صرف ایک فرد کے بارے میں پتہ چلا تھا راعنین۔۔۔

نہیں یعقوب ہم عورت ذات کا سہارا نہیں لے سکتے اپنے دشمن تک پہنچنے کے لیے کمزور لوگ عورت کا سہارا لیتے ہیں جیسے یاور مرزا میری

بیوی کا سہارا لے رہا ہے سردار نے ہاتھ میں پکڑی لاٹھی مٹی کے اندر گاڑھ دی۔۔

سردار بی بی جی آپ کو دھوکہ دے رہی ہیں۔ جیسے آپ کے بابا کو شاہان م۔۔۔۔۔۔ آج کے بعد اگر تم نے اس درندے کا نام لیا تو تمہاری زبان کاٹ کر زمین میں دفن کر دوں گا۔۔ اور میری پری مجھے ہزار مرتبہ بھی دھوکہ دے ہزار باتیں مجھ سے چھپائے تب بھی اس کا دیوانہ اس کے ساتھ اس کے سائے کی طرح رہے گا سردار یعقوب کا گریبان پکڑتے اسے جھٹکے سے چھوڑ کر وحشت ناک لہجے میں دہاڑا۔۔

معاف کر دے سردار آئندہ نام نہیں لوں گا یعقوب نے سردار کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں سرخ پیشانی کی رگیں ابھری ہوئی۔ چہرہ بے حد گلابی ہوا تھا غصے کی وجہ سے۔۔

یہ میری زندگی کا سب سے گہرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا پہلو ہے جسے
میں کبھی اپنی زندگی میں واپس نہیں لانا چاہتا ہاں البتہ اس سے جڑے
لوگوں کو ضرور ختم کروں گا سردار الہام خانزادہ کا دل چاہتا تھا اس مردہ
شخص کے ساتھ جڑے لوگوں کو ختم کر دے لیکن اس کی تربیت اسے
اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ یہ کام کرے۔۔ تیمور خانزادہ نے سردار کی
چٹان کی مانند مضبوط تربیت کی تھی لیکن اسے یہ بھی سکھایا تھا کہ اس
انسان کو کبھی قتل نہ کرنا جو معصوم ہو۔۔

سر دار کیا سوچ رہے ہیں ؟ یعقوب نے اسے گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ ڈرتے ہوئے پوچھا سر دار کا کوئی بھروسہ نہ تھا وہ اس کے منہ پر تھپڑ بھی مار دیتا۔۔

یاور مرزا تیار رہو اگلی چال کے لیے سر دار نے اپنی پیشانی مسل کر دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ موبائل پر نوٹیفکیشن کی آواز آئی کوٹ کی اندرونی پاکٹ سے موبائل نکالا اوپر دیو کی پری جگمگا رہا تھا۔۔

Deo ap kaha ho?

طرسم کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی سونیا کے کمرے میں جا کر موبائل پکڑتے اسے میسج کیا۔ دل گھبرا رہا تھا وہ بس چاہتی تھی اس کا دی اس کے پاس ہو اس کے قریب۔۔

Deo ki Jan, DEO ap k Dil ma ha ❤....

سردار نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسے ریپلائی دیا۔ سردار کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا یعقوب اپنی داڑھی کھجانا شروع ہوگیا اس کا سردار ابھی کھولتے لاوے پر جل رہا تھا اور اچانک اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔ "ضرور بی بی جی کا میسج ہوگا" دل میں سوچا کیونکہ سردار اپنی چار فٹی بیوی کے علاوہ کسی کی بات پر مسکراتا نہیں تھا۔۔

❤❤

Mujhe chocolate khani hai!

دل والا ایموجی بیج کر ایک نئی فرمائش کی۔ اس کا دل کر رہا تھا چاکلیٹ کھانے کا لیکن سب سے زیادہ دل اور دماغ ضد کر رہے تھے کہ اپنے دیو کو اپنے پاس بلاؤ بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھی سونیا اور راہا ریحانہ خانم کے کمرے میں تھی۔۔

Mein aty waqat lay aoo ga 😙

دالہام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا، میسج کیا۔ کئی سالوں بعد اس کی پری نے چاکلیٹ کی فرمائش کی تھی۔ سردار کے ہاتھوں کی سپیڈ دیکھ کر یعقوب کو جلن سی ہونے لگی اس کے پاس بیوی کیوں نہیں تھی۔۔ اس کی بیوی بھی اسے میسج کرتی اور وہ یونہی اسے ریپلائی دیتا۔۔

Abhi khani hai!☹

وہ اداس ہوگئی اس کی بات کا کیا مطلب تھا کہ وہ رات کے وقت حویلی واپس آئے گا جبکہ طرسم چاہتی تھی وہ ابھی اور اسی وقت اس کے پاس ہو۔ بلائی لب زور سے دانتوں میں کاٹنے لگی۔۔

Ok ma a Raha ho !!!mujy bi apni pari ki khushbo ko mahsoos krna ha 🔥💋

سردار کی آنکھوں کا گلابی پن کم ہوگیا چہرہ ہلکا سا گلابی تھا جیسے اس نے غصہ کیا ہی نہ ہو۔۔

Deo aik game khelni hai ?

طرسم نے جھجکتے ہوئے ٹائپ کیا۔ اچانک ہی اس کا دل چاہا اپنے دیو سے کچھ سوالات کرنے کا۔۔

Han bolo Mari Jan 😚

اس کا جواب دیکھ کر طرسم کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

Mari Jan boly or ma na khelo ya ho skata ha Bhala 💋

پہلا سرخ پن ابھی کم نہ ہوا تھا جب سردار نے دوبارہ میسج کیا۔ طرسم ایک ہاتھ اپنے رخسار پر رکھے دوسرے ہاتھ سے بمشکل ٹائپ کر رہی تھی وہ شرم وحیا کے زیرِ اثر لال ٹماٹر بن چکی تھی۔۔

Tumhein in mein se kaun sa dress pyara Laga.. ?

دو تصویریں بھیجی ایک میں کالے رنگ کی فراک اور ساتھ کالے رنگ کی ساڑی تھی وہ اپنے دیو کی پسند پوچھنا چاہتی تھی کہ اسے کون سا پسند ہے۔۔

Saree...

سردار نے اسے کبھی ساڑی میں نہ دیکھا تھا۔ صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگاتے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کو دانتوں کے درمیان رکھا۔ ٹانگ کے اوپر ٹانگ رکھ کر وہ مست ماحول میں بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی پریشانی اس کی زندگی میں ہی نہ ہو اور یقوب بیچارہ یہ سب دیکھ کر جل جل کر سوا ہو گیا۔۔

Lipstick Kon si?

ریڈاور پنک کلر کی لپسٹک کی تصویر سینڈ کی وہ آج اپنے دیو کی تمام پسند کے مطابق تیار ہونا چاہتی تھی۔ وہ کبھی اچھی طرح اپنے دیو کے لیے تیار نہیں ہوئی تھی محض لبوں پر لپسٹک لگا کر کہتی کہ میں تیار ہو گئی ہوں۔۔

Red blood 🔥...

سردار نے اسے لال رنگ کی لپسٹک میں دیکھا تھا اور اسے وہ اس پر بے انتہا خوبصورت لگتی تھی اب اپنی مونچھوں کو اوپر نیچے کرنے لگا اس کی پری اس سے سوال کر رہی تھی کیا اس کے لیے تیار ہونا چاہتی تھی ۔۔۔؟

Pendant?

اس مرتبہ دو پینڈنٹ کی تصویر بھیجی ایک کے نیچے گول ہیرا لگا ہوا تھا اور دوسرے کے نیچے دل کی شکل میں ہیرا لگا ہوا تھا۔۔

Heart pandet ...

سردار کو سمپل سا خوبصورت پینڈنٹ پسند تھا جس کے اوپر دل لگا ہو۔۔
وہ اپنی پسند کے مطابق سے جواب دے رہا تھا لیکن ذہن میں ہنوز سوال
گھوم رہا تھا کہ کیا وہ اس کے لیے تیار ہوگی؟۔۔

Room ya balkani?

طرسم نے تین منٹ لگا کر یہ سوال لکھا ہاتھ پاؤں بری طرح کانپ رہے
تھے۔۔ گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔ لیکن وہ دل کے ہاتھوں مجبور
تھی۔۔

Room... 😳🔥

سردار کے ہاتھوں نے بے ساختہ روم لفظ ٹائپ کر دیا۔ دوسری جانب
سے وہ لفظ فوراً دیکھ لیا گیا سردار نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اسے اب سمجھ
آئی تھی اس کی پری کیا کرنے والی ہے لیکن وہ بار بار خیال کو جھٹک رہا تھا
کہ شاید وہ غلط سوچ رہا ہے۔۔

Pari Jan ya sab q poch rahi ho ....🌚

اس کے سوال پر طرسم سٹپٹا گئی اسے کیا جواب دے گی کہ وہ اس کے لیے تیار ہونے والی ہے اس کی مرضی کے مطابق۔ پورا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔

Surprise ❤

اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو سرپرائز لکھ کر سینڈ کر دیا واقعی اس کے لیے سرپرائز تھا۔ پہلی مرتبہ اس کی پری اس کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔

Miss you deo jaldi aa jao

لبوں پر چھائی شرمیلی مسکراہٹ یک دم سمٹ گئی۔ شدت سے اس کی غیر موجودگی کا احساس ہونے لگا۔۔ آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔

Ma a Raha ho Mari Jan

Ankhein band karoo apny pass mahoos karo 🔥👄

سردار کا میسج پڑھ کے موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ آنکھیں بند کر کے وہ واقع ہی میں سے محسوس کرنے لگی۔ سردار نے موبائل بند کرتے مسکراتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا یعقوب کو440واٹ کا جھٹکا لگا اس کے سردار کو کیا ہو گیا تھا؟ پہلے تو کبھی وہ اس طرح نہیں مسکراتا تھا۔۔

سردار آپ واقعی دالہام خانزادہ ہو یا پھر میں خواب دیکھ رہا ہوں یعقوب آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا سردار نے چٹکی اس کے کندھے پر کاٹی۔۔ آہہہہہہ اپنا کندھا سہلاتے ہوئے چیخ مار کر حلق سے تھوک نگلتے سردار کو دیکھا۔۔

یعقوب صاحب ہوش میں آئیں سردار اپنی جگہ سے اٹھ کر رہا ہوا اسے اپنی پری چاکلیٹ لے کر جلد از جلد کر پہنچنا تھا۔۔

آپ کی صحیح لائف ہے ناجب بھی وائف بلائے فوراً گھر پہنچ جاتے ہیں ہمیں تو کوئی بلانے والا ہی نہیں وہ زیر لب بربرایا تھا لیکن سردار نے اس کی بربراہٹ سن لی تھی۔۔اس کی طرف مڑ کر دو قدم اس کی جانب بڑھائے۔۔

اگر زیادہ بیوی کی کمی محسوس ہو رہی ہے تو رشتہ دیکھتا ہوں تمہارے لیے سردار کی آواز سن کر جھٹکے سے اس نے سر اٹھایا اور نفی میں سر ہلا دیا

۔۔

ن۔ نہیں سردار ابھی مجھے شادی نہیں کرنی ابھی تو آپ کے بچوں کو کھلاؤں گا اس کے بعد شاد۔۔۔ یعقوب نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا وہ آج کل کچھ زیادہ ہی بولنا شروع ہو گیا تھا۔۔

میرے خیال سے تمہیں ہاسپٹل جا کر اپنا دماغی چیک اپ کرانا چاہیے
زبان تمہاری زیادہ لمبی ہو گئی ہے لمبے ڈھگ بھرتا ہوا اپنی کار میں بیٹھا
یعقوب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ڈرائیو کرنا شروع ہو گیا۔۔
طرسم بیڈ سے اٹھی۔ اسے اپنی موڑے کی بات یاد آئی جب وہ اٹھ سال
کی تھی اس کی موڑے تیار ہو رہی تھی۔۔
مورے آپ اتنا تیار کیوں ہو رہی ہیں؟ علینا کی گود میں بیٹھ کر اس کو چہرہ پہ
ننھے ننھے ہاتھوں میں تھامتے سوال کیا۔۔
کیونکہ آپ کے بابا کو پسند ہے میرا تیار ہونا علینا کے چہرے پر شرمیلی
مسکراہٹ تھی سرخ رنگ کی لپسٹک لگاتے ہوئے اپنی بیٹی کے رخسار
پر بوسہ دیا۔۔

آپ بابا کے لیے کیوں تیار ہوتی ہو؟ چھوٹی سی طرسم نے اپنے ذہن کے مطابق اسے سوال کیا۔ علینا نے اپنی گڑیا کے دونوں رخسار کھینچے۔۔

کیونکہ میری جان ہر بیوی اپنے شوہر کی پسند کے مطابق تیار ہوتی ہے اور میرے شوہر کو میرا یوں تیار ہونا پسند ہے علینہا نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا سرخ رنگ کی لپسٹک ہلکا، سا بلش ان اور ساری پہنی ہوئی تھی۔۔

میں بھی اپنے شوہر کے لیے تیار ہوا کروں گی تالیاں بجاتے ہوئے اپنی مورے کے سینے پر سر رکھ کر کہا علینا اس کی بات پر مسکرائی۔۔

اپنے کمرے میں گئی اب اسے کمرہ ڈیکوریٹ کرنا تھا اپنے دیو کے لیے۔۔ کمرے سے باہر آتے ارد گرد نظر دوڑائی اسے گلاب کے پھول منگوانے تھے۔۔

بابا! صارم کو حویلی داخل ہوتے دیکھ بلند آواز میں پکارا۔۔ اپنے کمرے میں جانے کی بجائے وہ اپنی بیٹی کی طرف بڑھا اسے اپنے ساتھ لگاتے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

بابا مجھے ایک چیز منگوانی ہے؟ اپنے بابا کے ہاتھوں کی پشت کو لبوں سے لگا کر پیشانی سے لگایا۔۔

بابا کی جان نے کیا منگوانا ہے؟ اس کے دونوں رخسار کھینچے۔۔

ڈھیر سارے گلاب کے پھول اور پتیاں اور ان کے اوپر کانٹے نہ لگے ہوں۔۔ صارم خان نے ہاں میں سر ہلا دیا لیکن اس کی بیٹی نے اتنے زیادہ گلاب کے پھل کیا کرنے تھے۔۔

بابا مجھے پتا ہے آپ کے ذہن میں آرہا ہے میری بیٹی نے اتنی زیادہ پھول کب کرنے ہیں میں نے اپنے دی۔۔۔ طرسم خاموش ہو گئی اس کے دیو کو پسند نہ تھا ان دونوں کے یہ درمیان کی باتیں کسی تیسرے کو

معلوم ہو۔۔ صارم نے نظریں نیچے کرلی ہاں میں سر ہلاتے ہوئے حویلی سے چلا گیا تاکہ اپنی بیٹی کو پھول لا کے دے۔۔۔ بہت عجیب سے احساسات میں جکڑ گیا تھا جبکہ دل میں خوشی بھی تھی کہ اس کا جگری یار خوش ہے۔۔ اگر 16 سال صارم خان تکلیف میں رہا تھا تو دالہام خانزادہ بھی سکون میں نہیں تھا۔۔

طرسم کمرے میں گئی الماری کھنگالی سائیڈ پر کالے رنگ کی ساڑی پڑی ہوئی تھی لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آئی۔ ساڑی نکال کر بیڈ پر رکھی ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کھول کر ریڈ کلر کی لپسٹک نکال کر آئینے کے سامنے رکھ دی پھر پینڈنٹ نکالا۔۔ اپنا نقاب اور حجاب اتار کر سائڈ پر رکھا۔۔ بال کھول کر اپنا عکس آئینے میں دیکھنے لگی وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اسے تو تیار ہونے کی ضرورت بھی نہ تھی۔۔

واش روم میں جاتے ، منہ دھو کر تولیے سے خشک کیا ریڈ لپسٹک لگا کر ہلکا سا مسکارہ لگاتے آنکھوں میں کاجل لگایا۔ اسے بیس لگانے کی ضرورت ہی نہ تھی اس کا رنگ دودھ کی طرح سفید تھا۔۔ اپنے بھورے بالوں کو جوڑے میں قید کیا اب سب سے مشکل کام تھا ساڑی پہننا جو اسے کمرہ تیار کرنے کے بعد پہننی تھی۔۔ صارم گلاب کے پھول اور پتیاں لے کر کمرے میں داخل ہوا اپنی بیٹی کو تیار ہوئے دیکھ مسکرا کر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔

بابا! طرسم رونے والا منہ بنا کر اپنے بابا کے سینے سے لگ گئی۔۔

کیا ہوا؟۔۔

بابا مجھے کمرہ ڈیکوریٹ کرنا ہے لیکن ٹائم بہت کم رہ گیا ہے دیو گھر آنے والا ہے طرسم نے گلاب کے پھول اور پتیاں اپنے بابا کے ہاتھ سے پکڑ کر صوفے پر رکھے۔۔

آپ میری ہیلپ کردو گے ؟ منظ بنا کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بلائی لب دانتوں میں دبا کرا پنے بابا کے دونوں ہاتھ تھامے ۔۔

اوکے چلومیں ہیلپ کردیتا ہوں صارم کو عجیب لگا لیکن اپنی بیٹی کا رونے والا منہ دیکھ کراس کا دل نہ کیا کہ وہ اپنی بیٹی کو منع کرے ۔۔ اس کے ساتھ مل کر فرش پر گلاب کی پتیاں بچھائی ۔۔ طرسم نے صوفے کی کشن کے اوپر کور سرخ رنگ کا چڑھایا بیڈ کی چادر پہلے ہی سرخ رنگ کی تھی اسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہ تھی ۔۔ پری نے گلاب پکڑ کر چاروں کنارے پر لگاتے پورے بیڈ کے درمیان میں پتیاں بکھیر دی ۔۔ ہر طرف خوشبو پھیلی گئی ۔۔

تھینک یو بابا آپ بہت اچھے بابا ہو طرسم زور سے اپنے بابا کی گلے لگی اور ان کے ہاتھوں کی پشت پر بوسہ دے کر ایک مرتبہ پھر اپنی پیشانی کے ساتھ لگائے ۔۔

بابا کی جان! ہمیشہ خوش رہنا اور کبھی اپنے دیو سے کچھ چھپانا مت۔ میں جانتا ہوں تمہاری عمر بہت چھوٹی ہے، لیکن اپنے رشتے کو سنبھال کر رکھنا کبھی کسی سے یہ بات مت سننا کہ کم عمر تھی اس وجہ سے رشتے کو سنبھال نہ پائی۔ صارم نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا آنکھوں کے گوشے نم ہوئے بے انتہا خوش تھا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے ساتھ خوش دیکھ کر۔۔

او کے بابا جانی! صارم طرسم کے رخسار کھینچ کر کمرے سے چلا گیا وہ سوچ میں پڑ گئی کہ وہ دیو کو بتائیں یا پھر نہیں۔۔ لمبا سانس لیتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ان خیالات کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کی فل وقت وہ صرف اپنے دیو پر توجہ دینے چاہتی تھی۔۔

ساڑی کیسے پہنوں اس نے کبھی ساڑی نہیں پہنی تھی۔۔ اتنا زیادہ ٹائم ہو گیا ہے دیو آنے والا ہو گا گاڑی کی طرف دیکھا جو شام کے سات بجا رہی

تھی ۔ ۔ اوپرلی شرٹ پہن کر آدھا گھنٹہ لگا کر اس نے ساڑی پہنی ۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو دیکھا وہ آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی کالے رنگ کی ساڑی کے اوپر کالے رنگ کا ہی کام ہوا تھا کالے رنگ کے موتی کُرتی کے اوپر لگے ہوئے تھے ۔ ۔ کُرتی بمشکل اس کی کمر کو ڈھانپ رہی تھی شہادت کی انگلی دانتوں میں دبا کر سوچنے لگی اس کا دیو کہیں اس کے بارے میں غلط تو نہیں سوچے گا کہ اس نے اس طرح کے عجیب کپڑے پہنے ہیں ۔ ۔

بالکل نہیں میرا دیو غلط نہیں سوچے گا کیونکہ اسے پتہ ہے میری بیوی میری پسند کے مطابق تیار ہوئی ہے اور میرے پاس کوئی اور ساڑی نہیں ہے صرف ایک ہی ساڑی ہے منہ بناتے ہوئے ساڑی کو دیکھ کر ایک ادا سے اپنے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے

کہا۔۔کیچر سے بال آزاد کیے بری ابشاراس کی کمر کے نیچے تک پہنچی۔۔
بالوں کا ایک حصہ آگے کی جانب کیا۔۔
سردار نے ایک پوری باسکٹ چاکلیٹ کی لی تھی اپنی پری کے لیے
بیکری سے باہر نکلتے کار میں بیٹھا یعقوب کو جلنے کی وجہ سے حد سے زیادہ
بھوک لگنا شروع ہوگئی۔۔ سردار نے نیلے پھول بھی اپنی پری کے
لیے لیے تھے۔۔
جل کر ہی ختم ہوجانا تم سردار نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا یعقوب نے
اپنی نظریں سڑک پر مرکوز کی۔۔ وہ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا ان
سب کو ان کی بیوی کے ساتھ دیکھ کر بیچارا جلنے کی سوا اور کیا کر سکتا تھا۔
حویلی کے پورچ میں کار روکی۔ سردار بے صبری سے باہر نکلا لاؤنج میں
داخل ہوا حویلی کے تمام افراد لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے ہاتھ میں
چاکلیٹ کی باسکٹ اور نیلے پھول دیکھ کر سب نے اپنی مسکراہٹ

چھپائی ہادی کو تو پٹاخوں کی سوچ سوچ کر ہی ہنسی آ رہی تھی سونیا نے پہلی مرتبہ اپنے لالا کو گھر پھول لاتے ہوئے دیکھا تھا۔ آئیدن کے دل میں خیال ایا شادی کے بعد ہر مرد بدل جاتا ہے خاص کر جو سب سے زیادہ سڑیل ہو وہ تو سب سے زیادہ رن مرید بنتا ہے۔۔ شہریار نے حبا کو دیکھا جو آئس کریم کھانے میں بزی تھی اسے جیسے اپنے شوہر کی خوشی نہیں تھی۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں پہلی دفعہ آپ سب نے میرا چہرہ دیکھا ہے؟ سفیان خان کو سر تا پاؤں تک خود کو دیکھتے پا کر ہر ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔۔

ہم دونوں کی عادات ایک جیسی ہے سردار لیکن اتنا رن مرید تو میں بھی نہیں تھا۔ سفیان خان نے اس کی گردن سے اپنی نظریں ہٹائی جہاں پر ناخن کے نشانات تھے سردار نے نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا رات کو

جب اس کی پری نیند میں ڈر رہی تھی تو اس نے اپنی دیو کی گردن پر ناخن مارے تھے۔۔۔

رن مریدی کی بات ہی نہ کریں آپ۔۔ میں نے شاید آپ کے فرشتوں کو پورا دن اپنے کمرے میں بند ہوتے نہیں دیکھا ہے رضیہ خانم چہرے پر ہاتھ رکھ کر نظریں جھکا گئی۔ سفیان خان دانت پیستے ہوئے گھور کر اسے دیکھنے لگے وہ بالکل ان کی کاپی تھا جواب دیے بغیر اسے سکون نہیں ملتا تھا۔۔ راہا سردار کے پاس گئی۔ پھر اس کے گلے لگ گئی۔۔ ہادی بے انتہا ایکسائٹڈ تھا سردار جب پٹاخوں کے اوپر بیٹھے گا اف اسے سوچ سوچ کر ہی ہنسی آرہی تھی۔۔ راہا کے بالوں پر ہلکے سے لب رکھ کر اپنی پاکٹ سے تین چاکلیٹس نکال کر اسے پکڑائی اور تین سونیا کو پکڑا دی وہ اپنی بیوی کے ساتھ اپنی بہنوں کے لیے بھی چاکلیٹ سلایا تھا سونیا کو اتنی زیادہ چاکلیٹ پسند نہ تھی اور راہا کو بے انتہا پسند تھی لیکن وہ اسے زیادہ

چاکلیٹس نہیں لاکر دیتا تھا کیونکہ اسے بی پی کا مسئلہ تھا اور اگر اسے کبھی کبھار زیادہ چاکلیٹ لادیتا تو ایک ساتھ وہ ساری چاکلیٹ کھا جاتی تھی۔۔ اپنی موری کے سامنے ہلکا سا جھکا ریحانہ خانم نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ باقی سب کو اگنور کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف رخ کیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا بند کرتے لاک کر کے جیسے ہی مڑ کر کمرے کی حالت دیکھی وہ اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔۔ ہر جگہ گلاب کی خوشبو۔۔ طرسم ڈریسنگ روم سے باہر نکلی سامنے سردار کو دیکھ کر نظریں جھکالی۔ دالہام خانزادہ کی نظر جیسے ہی اس پر گئی وہ آنکھیں جھپکانا بھول گیا ہاتھ میں پکڑے گلابوں پر گرفت نرم ہوئی۔ بکیٹ زمین پر گر گئی۔۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بیتاب ہونے لگا۔۔

یہ۔۔۔ت۔ تم۔۔۔۔۔ سردار اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اس کے پاس الفاظ ختم ہو گئے اپنی چار فٹی بیوی کی تعریف کرنے کے لیے۔۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وہ اس قدر حسین لگے گی۔۔

کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی میں، دیو میں تمہاری پسند کے مطابق تیار ہوئی ہوں۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا دیو بیچارے کو بولنے کے لیے الفاظ ہی نہ ملے۔۔

میری جان لینے کا ارادہ ہے۔ سردار نے اس کے کندھے پر اپنی آنکھیں ٹکائی مزید دیکھنا مشکل تھا ایک ہاتھ اپنی پری کی پشت پر اور دوسرا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا ہوا تھا۔ طرسم اپنی جگہ ساکت ہو گئی آہستہ آہستہ ہاتھ آگے بڑھاتے سردار کی پشت پر رکھا جو اس کے کندھے پر اپنی آنکھیں ٹکائے جھکا ہوا تھا۔۔

دیو! میں جب تیار ہوتی ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو۔ طرسم نہیں کچکچاتے ہوئے سوال پوچھا اس نے بہت نوٹ کیا تھا کے سردار اسے نظر بھر کر دیکھتا نہیں ہے۔ جبکہ اس نے تو اپنے بچپن میں دیکھا تھا اس کے بابا اس کی مورے کو آنکھیں جھپکائے بغیر دیکھتے رہتے تھے۔۔

تمہارے دیو میں اتنی ہمت نہیں ہے کیا تمہیں نظر بھر کر دیکھ لے۔ ایک کام کر سکتا ہوں یا تو سانس لے لوں یا پھر تمہیں نظر بھر کر دیکھ لوں۔

سیدھے ہو کر کھڑے ہو کے اپنے سینے میں بھینچا پھول زمین پر گرے ہوئے تھے۔۔۔

دیو! یہ میرے لیے زمین پر گرے گیلے پھولوں کو اٹھا کر خوشی سے لہرائے سائیڈ پر پڑی چاکلیٹ کی باسکٹ کو دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔۔

آئی لو یو دیو تم بہت اچھے ہو طرسم نے پاؤں اوپر کیے لیکن اس کی پیشانی دیو کی ٹھوڑی تک بمشکل آئی تھی۔۔ سردار اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے اوپر اٹھانے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ پکڑ کر نیچے کیے سٹول پکڑ کر دالہام کے سامنے رکھتے ہیں اس کے اوپر کھڑی ہو کر اپنی دیو کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور یہ وہ لمحہ تھا جب سردار لڑکھڑا کر گرنے لگا تو طرسم نے اسے شانوں سے تھاما۔۔

سیدھی طرح گولی مار دو لیکن یہ سب مت کرو دالہام خانزادہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے بالکل قریب کرتے کہا جبکہ ان دونوں کے چہرے کے درمیان فاصلہ قائم تھا۔۔

میری تعریف کریں۔ آپ کو کیسا لگا میرا تیار ہونا چھوٹے بچوں کی طرح بہت ایکسائٹڈ تھی کہ میرے شوہر کو میرا تیار ہونا کیسا لگا ہے۔۔

الفاظ کم ہیں ادا کرنے کو نقش ہے ہزار تمہارے صنم کس کی تعریف
کرے لب ہلنے سے انکار کر رہے ہیں سانس سوکھ جائیں گے روح جسم
سے نکل جائے گی لیکن تب بھی الفاظ کم ہوں گے تعریف کرنے کے
لیے سردار نے عقیدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ طرسم شرم سے
بے انتہا سرخ ہوتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی سردار نے اسے
بازو میں اٹھایا بیڈ پر بیٹھتے جیسے ہی اسے اپنی گود میں بٹھایا پٹاخوں کی آواز
کے ساتھ بیڈ کی ایک سائیڈ نیچے کی طرف جھک گئی سردار پیچھے کی جانب
گرا اور طرسم اس کے اوپر۔۔

پری! سردار بیڈ سے اٹھا اسے کھڑے کرتے شانوں سے تھام کر اس کا
جائزہ لینے لگا کہ کہیں پر چوٹ تو نہیں لگی ہاتھ کو الٹا سیدھا کر کے دیکھے گردن
کو اِدھر اُدھر کیا کہ میری پری کو کہیں چوٹ تو نہیں لگ گئی۔۔

دیو! تمہیں چوٹ تو نہیں لگی طرسم نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔
سردار نے نفی سر ہلا کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔
آج تمہارے بھائی کی خیر نہیں سردار کے لیے سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ یہ کام ہادی خانزادہ کا ہے اس نے دل میں یہ الفاظ بولے تھے۔۔چہرہ غصے سے بے انتہا سرخ ہو گیا۔۔
دیو۔ بیڈ کیسے ایک طرف سے ٹوٹ کر نیچے گر گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیو کی جان کچھ نہیں ہوا سردار نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے طرسم گھبراتے چاروں طرف نظر دوڑانے لگی۔۔
اب ہم کہاں سوئیں گے اسے سونے کی پریشانی ستانے لگی جبکہ سردار کا دل کر رہا تھا ہادی خانزادہ کی گردن مروڑ دے۔۔

میری پری، دیو کی جان کچھ نہیں ہوا... اپنا کوٹ اتار کر اس کے کندھوں پر دیا ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے ناخن نیلے پڑ گئے تھے۔۔۔

میرے لیے تیار ہونا تمہیں یاد تھا اپنی صحت کا کوئی خیال نہیں تھا تمہیں سردار نے اس کے نرم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے اپنی پری کو یہ نہ بتایا کہ اسے کمر پر بہت برے طریقے سے بیڈ لگا ہے۔۔۔

دیو! طرسم نے اسے پکارتے ہوا سے بازو سے پکڑ کر صوفے کی جانب لے جاتے ہو صوفے پر بیٹھا کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ اس کے اندر لاوا کھول رہا ہے۔۔

چلو شاباش سو جاؤ تھک گئی ہو گی تم سردار نے اس کے بال سہلاتے ہوئے سر اپنے کندھے پر رکھا وہ اپنی پری کو سلا کر جس نے یہ الٹا کارنامہ کیا تھا اسے سزا دینا چاہتا تھا۔۔

دیو! تمہیں چوٹ تو نہیں لگی ایک مرتبہ پھر پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا سائیڈ پر پڑے نیلے رنگ کے پھول اٹھا کر صوفے پر رکھے۔ طرسم پھول پکڑ کر انہیں اپنی گود میں رکھتے سردار کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔

ویسے تمہیں کس نے کہا تھا تیار ہونے کو اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے سوال کیا۔۔

میری مورے بابا کے لیے تیار ہوتی تھی تو میں نے سوچا میں بھی تمہارے لیے تیار ہو جاؤں سردار کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دے کر پیشانی کو لگایا یہ عمل طرسم دو اشخاص کے ساتھ کرتی تھی ایک اس کے بابا اور دوسرا سردار۔۔ سردار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اپنی بیوی کی خوبصورت حرکات دیکھ کر وہ کہنے لگا۔۔

"تمہارا یہ عمل میری دھڑکنوں کو تیز کر دیتا ہے"

طرسم شرماتی ہوئی مزید سر جھکا گئی۔ اس کے سینے پر انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

ایک بات بولوں ؟.... اچھے بچوں کی طرح مانوگی... سردار نے ٹھوڑی سے اس کا چہرہ تھام کر اپنے مقابل کرتے پوچھا تو طرسم نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کہو کیا بات کہنی ہے ؟

تم ابھی چھوٹی ہو۔ تمہیں ابھی یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب تم 18 کی ہوجاؤگی اس دن میرے لیے تیار ہو اس دن۔۔۔ سردار خاموش ہوگیا وہ ان باتوں کے لیے بہت چھوٹی تھی جھیل کے پاس جب وہ اس گھر میں موجود تھے دالہام خانزادہ بہک گیا تھا۔۔ مگر اب وہ بہکنا نہیں چاہتا تھا۔۔

دیوہر بیوی تیار ہوتی ہے اپنے شوہر کے لیے۔ اور کمرہ بھی سجاتی ہے مورے بھی تیار ہوتی ہیں نمیرہ بھابھی بھی تیار ہوتی ہیں طرسم نے نمیرہ کو

آئیدن کے لیے تیار ہوتے دیکھا تھا اس کا بھی دل چاہا تھا کہ وہ بھی سردار کے لیے تیار ہو۔ وہ اسے منع کیوں کر رہا تھا۔۔

دیو کی پری وہ بڑی ہے میچور ہے... تم ابھی 18 کی نہیں ہوئی... سردار نے نظریں دوسری جانب کرلی وہ اس مرتبہ بھٹکنا نہیں چاہتا تھا۔

اپ کے علم میں اضافے کے لیے بتا دوں کہ میں کچھ دنوں بعد 17 سال ہونے والی ہوں اور مجھے ہر چیز کی سمجھ ہے چھوٹی بچی نہیں ہو۔ اگر آپ نے مجھے کسی چیز کے لیے منع کیا تو میں جیسے پہلے سونیا آپی کے کمرے میں رہتی تھی ویسے..... جا کر دکھاؤ تم مجھے۔ یکدم چہرہ گلابی ہونے لگا دالہام نے سائیڈ پر پڑے کشن کو مٹھی میں جکڑا۔۔ طرسم خانزادی بھول گئی تھی کہ ج اس کی برتھ ڈے ہے۔۔ آج وہ ستراکی ہو جائے گی۔۔

تو پھر مجھے آپ چیزوں کے لیے منع مت کیا کریں اور خود سے دور بھی مت کیا کریں ناراضگی کا اظہار کرتے رخ دوسری طرف کرلیا۔ سردار یہیں پر ہار مان جاتا تھا اپنی پری کے آگے۔ اس کی ناراضگی سہن کرنا سب سے مشکل کام تھا۔۔ ایک نظر غور سے اسے دیکھا اس کے بال صوفے پر اور سردار کی گود میں پھیلے ہوئے تھے جیسے بھورے رنگ کی ابشار ہو۔ ہاتھوں پر کالے رنگ کی چوڑیاں۔ جو کمرے میں شور پیدا کر رہی تھی۔۔

پری..... نہیں ہوں میں کسی کی پری مت بلائے مجھے۔ اتنی عزت سردار کو ہضم نہیں ہو رہی تھی اسے بازوں میں اٹھاتے اپنی گود میں بٹھایا۔ جیسے وہ چھوٹی سی گڑیا ہو۔۔

تمہیں محسوس نہیں ہوتا کہ میں تم سے بہت بڑا ہوں۔۔؟

ہاں بالکل محسوس ہوتا ہے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں ایک بڈھے آدمی کے پاس بیٹھی ہوئی منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے اس کے سینے پر زور سے مکا مارا۔

مانا میری عمر زیادہ ہے لیکن میں بڈھا تو کہیں سے نہیں لگتا محض 37 سال عمر ہے میری، 60 سال کا بڈھا تو نہیں ہو۔ سردار کو صدمہ لگ گیا بڈھا کہنے پر کوئی اسے دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا حتیٰ کہ جو بھی اسے دیکھتا تو اسے لگتا کہ جیسے یہ ابھی 25 سے 27 سالہ مرد ہے۔۔ اس کی باڈی، پرسنلٹی ہر ایک کو اپنی جانب متوجہ کرتی تھی۔۔

دیو آج تو یہ بات کی ہے نا کہ میں تم سے عمر میں بڑا رہا ہوں تم چھوٹی ہو تو میں تمہیں بہت ماروں گی طرسم نے اس کے دونوں کان پکڑ کر کھینچے سردار آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا یہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں اس کے لبوں پر مسکراہٹ لاتی تھی جو اسے اس کی پری کی جانب سے ملتی تھی۔۔

اوکے پری جی آج کے بعد آپ کا دیو یہ بات نہیں کرے گا لیکن آپ کا دیو آپ پر وقت سے پہلے زمہ داریاں نہیں ڈالنا چاہتا سردار نے عقیدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اس کے پیار جتانے کا طریقہ یہی تھا اپنی پری کے لیے۔۔

میں سنبھال لوں گی کیونکہ میرا دیو میرے پاس ہے۔۔ دونوں نے ایک دوسرے کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو کمرے میں چلنا ہے سفیان خان نے ہاتھ میں بڑا سا برتھ ڈے کیک پکڑا ہوا تھا سب کے ہاتھوں میں گفٹس تھے۔ صارم صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا تھا وہ سردار کے کمرے میں نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا اندر پورا کمرہ سجایا گیا ہے اور ایک باپ کے لیے اس سچویشن سے زیادہ اکورڈ سچویشن کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔۔

تم کہاں جارہی ہو کیک لے کر ملازمہ کو کیک کمرے کی طرف لے جاتے دیکھ ہادی نے روک کر پوچھا۔۔

وہ صاحب جی سردار جی نے منگوایا تھا ان کی کال آئی تھی حویلی آنے سے پہلے، انہوں نے کہا تھا جب میں حویلی آؤں تو تھوڑی دیر بعد کیک کمرے میں دے جانا۔ ملازمہ کے الفاظ سن کر ابرو اچکاتے اس کے ہاتھ سے کیک لے لیا اور کہا کہ "تم جاؤ میں لے جاتا ہوں"۔۔

بابا چلے میری گڑیا کی برتھ ڈے ہے لیٹ ہو رہے ہیں ہادی نے ہاتھ پہ پہنی گری پر ٹائم دیکھا جو رات کے 11:47 بجا رہی تھی۔۔

ایک شرط پر میں سب کے ساتھ جاؤں گا کہ کمرے کے باہر کھڑے ہو کر پہلے دستک دو گے۔۔

اوکے میرے بابا جانی اٹھ جائیں ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صارم کو مجبوراً اٹھنا پڑا کیونکہ اس کی اکلوتی بیٹی کا برتھ ڈے تھا۔ طرسم یاد نہیں تھا

لیکن اگر اس کا باپ اسے وش نہ کرتا تو اس نے کسی سے بھی بات نہیں کرنی تھی۔۔

سب سردار کے کمرے کے باہر کھڑے ہو گئے قندیل بھی ان کے ساتھ تھی کیونکہ وہ طرسم کی بغیر نقاب کے تصویر کھینچنا چاہتی تھی۔ آئیدن، یعقوب اور شہریار نے کچھ دیر باہر ہی کھڑے رہنا تھا کیونکہ وہ تینوں طرسم کے لیے نامحرم تھے۔۔

ہادی بغیر دستک دیے دروازہ کھولنے لگا اس کے باپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کیا اور دستک دی۔ آواز سن کر طرسم ہڑبڑا کر اس کے گود سے اٹھی۔ سردار نے اس کے بالوں کا جوڑا بنا کر اس کا حجاب کر کے نقاب کیا یہ سب کام اس نے منٹ کے اندر کیے تھے ہادی کو غصہ چڑھ رہا تھا جو دستک ہونے پر بھی اس کا سالا صاحب دروازہ نہیں کھول رہا تھا۔۔

ڈریسنگ روم میں گیا چادر لا کر اس کے گرد پھیلا کر دی۔ اس کا لباس کسی کو نظر نہ آئے کیونکہ ساڑی میں انسان کی جسامت واضح ہوتی ہے۔۔

ایک نظر غور سے اپنی بیوی کو دیکھا کہ پردے میں مکمل طور پر چھپ چکی ہے؟... دروازہ کھولا۔ وہ سب بغیر سردار کی طرف دیکھے اندر داخل ہو گئے لیکن جب انہوں نے کمرے کی حالت دیکھی سب آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا گئے ہر جگہ گلاب کے پھول پتیاں اور ٹوٹا ہوا بیڈ۔ صارم دیوار کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ سردار کا کا دل چاہا اپنی عقل پر ماتم کریں اس نے یہ کیوں نہ سوچا کہ بیگ ٹوٹا ہوا ہے دیکھنے والے کے ذہن میں تو غلط خیالات ہی آئیں گے۔۔۔

استغفر اللہ ہادی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا سردار نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی اس کے پاس جاتے، گردن سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔

میرا بھتیجہ میری بیوی کو برتھ ڈے وش کرنے آیا ہے ایک ہاتھ سے سختی سے اس کی گردن پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے اس کا رخسار کھینچا ہادی کو علم ہو گیا کہ اس کے کارنامے کا سردار کو پتہ چل چکا ہے۔۔

باہر اجاؤ ہمیں برتھ ڈے سیلبریٹ کرنی ہے طرسم کی۔ صارم اپنی بات مکمل کرتے ہی باہر چلا گیا باقی سب نے بھی باہر کی طرف رخ کیا۔ ہادی نے دیکھا کہ سردار کا دھیان ان سب کی طرف ہے اپنی گردن چھڑواتے نہ محسوس طریقے سے وہ بھاگا تھا۔۔ طرسم اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر سب کو باہر جاتے دیکھ رہی تھی اس کی آج برتھ ڈے تھی اور اسے یاد ہی نہیں تھا۔۔

چلو! طرسم کا ہاتھ تھاما اپنی بیوی کے سامنے کوئی ہنگامہ کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کی برتھ ڈے تھی اور وہ اسے اداس نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

لاؤنج میں سب ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی وہ دونوں نیچے آئے صارم نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کو گلے لگایا۔ علینا نے اپنی بیٹی کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

چلو جلدی کرو کیک کٹ کرنا ہے ہادی نے ہاتھ میں بندھی گھڑی کو دیکھا 12 بجنے میں ایک منٹ رہ گیا تھا اپنی بہن کو درمیان میں کھڑے کیا ایک سائیڈ پر کھڑے ہوتے اس کا ہاتھ تھاما سردار اپنے چار فٹی بیوی کے بائیں جانب کھڑے ہوا۔

سائڈ پر ہٹوا اپنے باپ کو یہاں کھڑے ہونے دو چہرے پر سنجیدگی سجائی۔ وہ چاہتا تھا کہ ہادی خانزادہ کی جگہ صارم خان اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹے۔ صارم خان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا جب سردار نے یہ کہا۔ دائیں جانب طرسم خانزادی باپ اور بائیں جانب اس کا شوہر کھڑا تھا۔ اس کا ہاتھ دونوں نے ایک ساتھ تھام کر کے کاٹا ایک ایک پیس پکڑ کے

پہلے سردار نے طرسم کے لبوں کے پاس کیا چھوٹی سی بائٹ اس نے اپنے شوہر کے ہاتھ سے لی اور پھر اپنے بابا کے ہاتھ سے۔ باری باری کر کے سب نے اسے کیک کھلایا۔ ہادی نے اس کے لبوں کے پاس کیک کیا وہ کھانے لگی تو اس نے پیچھے کر لیا۔۔

ہادی لالا! منہ بسورتے ہوئے اپنی لالا کو دیکھا ہادی نے مسکرا کر اس کے لبوں کے قریب کیک کیا اس نے ابھی چھوٹی سی بائٹ لی ہی تھی جب ہادی نے کیک کی طرف ہاتھ بڑھاتے سائیڈ سے تھوڑی سی کریم اتارتے اس کے نقاب پر لگا دی۔۔

وہ کیا ہے نا میری بہن پردہ کرنا شروع ہو گئی ہے تو چہرے کی جگہ نقاب پر ہی لگانا بہتر لگا ہادی نے ہنستے ہوئے کہا۔ طرسم کو چہرے پر کریم لگنا منظور تھا لیکن اپنا نقاب گندا ہوتے دیکھ آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔

تمہارے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے صارم نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

نمیرہ نے طرسم کے لبوں کے پاس کیک کیا نقاب ہلکا سا اوپر کر کے اس نے کیک کھایا۔۔

یہ میری بیٹی کا گفٹ صارم خان نے اپنی پاکٹ سے ایک چھوٹا ڈبہ نکالا اور اپنی بیٹی کے ہاتھ میں تھما دی۔۔

طرسم نے وہ ڈبا کھولا اس میں چوڑیاں تھی جس کے اوپر چھوٹے چھوٹے ہیرے لگے ہوئے تھے یہ بہت ضروری ہے جو وہ بچپن میں ضد کرتی تھی کہ میں نے یہ پہننی ہے۔۔

اپ سب سے اچھے بابا ہو۔ طرسم آنسو بہاتے ہوئے اپنے بابا کے سینے سے لگی۔ سردار کی نظر سونیا پڑ گئی اس کی آنکھیں نم تھی اسے اپنے بابا کی یاد آرہی تھی۔۔ علینا نے طرسم کو ایر نگز دیے اس کے پسندیدہ۔ چھوٹا

سا موتی نیچے ایک باریک چین اور اس کے نیچے آدھے انچ کا موتی لگا ہوا تھا۔۔ باری باری کر کے سب نے اسے تحفے دیے اب بس سردار اور ہادی خانزادہ رہ گئے تھے جنھوں نے اس چھوٹی سی پری کو تحفے دینے تھے۔۔

سوری لالا کی جان میرے پاس کوئی تحفہ نہیں تمہارے لیے ہادی نے اپنے بال سنوارتے ہوئے آنکھ مار کر کہا۔۔ لیکن جب دیکھا اس کی بہن کا منہ بن رہا ہے تو وہ اپنے کمرے میں گیا اور ایک پنجرا لایا جس میں طوطا تھا۔ خوشی سے بھاگتے ہوئے اپنے لالا کے گلی لگی۔۔

لالا تھینک یو!..... طرسم نے ابھی جملہ مکمل کیا تھا جب وہ طوطا بولا" میاں مٹھو"۔۔

یہ رہا تمہارا تحفہ اسے ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

میں تمہارے شوہر کی طرح نہیں ہوں جس نے کوئی تحفہ ہی نہیں لیا اپنی بیوی کے لیے۔ کہنے کو بس تم سے پیار کرتا ہے۔ سردار نے آنکھیں گھمائی جو تحفہ اپنی بیوی کے لیے لیا تھا وہ اسے اکیلے میں دینا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کی خوشی نظر بھر کر دیکھ سکے۔۔

تمہارا دیو تمہارے لیے کیک بھی نہیں لایا اور نہ تمہیں برتھ ڈے وش کی ہے ہادی نے سردار کو جلانے کے لیے کہا حالانکہ وہ جانتا تھا جو کیک کٹ کیا ہے وہ سردار کا لایا ہوا ہے۔۔

زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے آپ سب میری برتھ ڈے بھول سکتے ہو لیکن میرے دیو اور میرے بابا میری برتھ ڈے نہیں بھول سکتے

طرسم دالہام خانزادہ اور صارم خان کے درمیان میں کھڑی ہو گئی اس کی زندگی میں یہ دو واحد اشخاص تھے جن پر اسے خود سے زیادہ یقین تھا۔

تمہارا تحفہ تمہیں مل جائے گا! سردار نے اس کے رخسار کھینچے اور ایک نظر صارم کو دیکھا جو خاموش کھڑا تھا وہ اب بہت کم بات کرتا تھا اور یہ چیز اب سردار کو کھٹکنے لگی تھی دشمنی میں کم از کم وہ اسے جھگڑ تو لیتا تھا لیکن اب جھگڑتا بھی نہیں تھا۔۔

طیان کہاں ہے؟ سردار نے چاروں طرف نظر دوڑائی لاؤنج میں حویلی کے تمام افراد موجود تھے سوائے اس کو چھوٹے سے شیطان کو چھوڑ کر۔۔

لالا وہ میرے کمرے میں سویا ہوا ہے سونیا نے اپنے لال اپنے کو بتایا۔۔

صبح اٹھ کر اس نے پوری حویلی سر پہ اٹھا لینی ہے آئیدن نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھتے اپنے بیٹے کی الٹی سیدھی حرکات سوچتے ہوئے کہا اس نے صبح اٹھ کر بے انتہا شور مچانا تھا کہ آپ نے جہنم کے کانٹے کی برتھ ڈے

اکیلے سیلیبریٹ کرلی مجھے نہیں اٹھایا۔۔ سردار کے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی کال اٹینڈ کرنے کے لیے وہ سائیڈ پر چلا گیا۔۔

طرسم اپنی مورے کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی اٹھ کے کندھے پر سر رکھا ابھی اسے دو منٹ بھی نہ ہوئے تھے اور گہری نیند میں چلی گئی۔۔

پری! اسے پکارتے ہوئے ان سب کے درمیان گیا اس کی پری تو گدھے گھوڑے بیچ کر سو چکی تھی۔۔

لالا اسے مت جگائیں میری بیٹی نے آج بہت محنت کی ہے علینا نے اس کے اوپر چادر درست کی۔۔ اس کی وہ بیٹی جس نے آج تک اپنے لیے دودھ کپ میں نہیں ڈالا تھا اس نے پورا کمرہ سجایا اور خود اکیلی تیار ہوئی کسی کی مدد نہ لی۔ وہ ماں تھی اور جانتی تھی کہ اس کی بیٹی کو ساڑی باندھنا نہیں آتا۔۔

جانتا ہوں!۔ اسے آج کا دن اپنے کمرے لے جائیں کیونکہ ہمارے کمرے کا بیڈ ٹوٹ چکا ہے دانت پیستے ہوئے ہادی خانزادہ کو دیکھ کر الفاظ ادا کیے۔ علینا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ بیڈ ٹوٹنے کا سن کر شہریار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

علینا اسے کمرے میں لے جاؤ صارم نے اپنی بیوی سے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتے طرسم کو ہلکا سا ہلایا اس میں موندی موندی آنکھیں کھول کر اپنی مورے کو دیکھا اور نیند میں ان کے ساتھ چلنے لگی۔۔ اس کی شروع سے ہی عادت تھی اگر اسے نیند میں جگا کر اپنے ساتھ چلنے کا کہتے تو وہ نیند میں ہی چلنا شروع ہو جاتی۔۔

میرے کمرے میں کون گیا تھا سردار اپنی کرسی پر براجمان ہوا ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا ہادی اور شہریار کا حلق خشک ہو گیا۔ سردار

کوہادی کا تو معلوم تھا کہ اس نے الٹی حرکت کی ہے لیکن شہریار کا رنگ اڑتے دیکھ اس کا دماغ گھوما تھا۔۔

تمہارے کمرے میں ہادی کیا تھا جو پٹاخے تمہارے بیڈ پر بچھائے گئے تھے وہ ہادی خانزادہ کا کارنامہ تھا سفیان خان نے جو دیکھا وہ سب کچھ سردار کو بتا دیا ہادی پر سکون انداز میں بیٹھا تھا جیسے اس نے کوئی غلطی کی ہی نہ ہو۔۔ صارم اپنی پیشانی مسلنے لگا اس کے بیٹے کو یہ بھی شرم نہ آئی کہ جس کمرے وہ پٹاخے رکھنے لگا ہے وہ کمرہ اس کی بہن کا بھی ہے۔۔ اور بیڈ کے سکرو کس نے ڈیلے کیے تھے؟ سردار کا سوال سن کر ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا انہیں لگا کہ بیڈ سردار سے ٹوٹا ہے۔۔

ہادی! صارم نے غصے سے اپنے بیٹے کو پکارا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا بیڈ کے سکرو ڈیلے والی حرکت وہ ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔۔

بابا میں پٹاخے والی بات مانتا ہوں کہ میں نے اپنی مار کا بدلہ لینے کے لیے پٹاخے بیڈ شیٹ کے نیچے بچھائے تھے لیکن سکروڈیلے میں نے نہیں کیے ہادی نے ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں کھڑے کرتے کہا وہ واقع ہی میں نہیں جانتا تھا سکرو کس نے ڈیلے کیے ہیں۔

آئیدن! سفیان خان نے اپنے بھتیجے کی طرف دیکھا تو اس نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔۔

وریام! ریحانہ خانم نے وریام کی طرف رخ کیا اس نے بھی نفی میں سر ہلا دیا۔ آخری انسان بچا تھا شہریار خان، الطاف خان اسے گھور کر دیکھ رہے تھے اسے سردار سے مار پڑی تھی اور ایسی الٹی حرکت صرف وہی سرانجام دے سکتا تھا اس کے باپ تھے اس کی ہر حرکت سے واقف تھے۔۔ سردار نے لمبا سانس خارج کیا اور ان دونوں کے درمیان جا کر بیٹھ گیا ہادی نے حلق سے تھوک نگلا۔ شہریار نے آئیدن کے بیڈ کے

سکروڈیلے کرنے تھے بنا کمرے پر دھیان دیے جلد بازی میں وہ سردار کے کمرے کے سکروڈیلے کر آیا تھا کیونکہ سردار اور آئیدن کا کمرہ الموسٹ سیم تھا۔۔

میرا پیارا بھتیجا ڈیرے کے کچھ ملازم چھٹی پر ہے تو ان کی جگہ ایک ہفتہ پورا ڈیرا تم صاف کیا کرو گے میرے گاڑی دھونا ڈیرے میں موجود میرا کمرہ صاف کرنا تمام ذمہ داری تم پر ہے۔ سردار کے بھتیجے ہو اتنا فرض تو تمہارا بنتا ہے کہ اپنے چاچو کے کام آؤ۔ سردار کا پیار بھرا لہجہ اس کے ہوش اڑا گیا۔۔۔ وہ اس کی سزا تھی کہ وہ ملازموں کی طرح ڈیرے پر کام کرے گا۔ جو اپنے کام ملازموں سے کرواتا تھا اب وہ خود ملازموں والے کام کرے گا۔۔

اور ابھی اسی وقت تم دونوں 380 مرتبہ اٹھک بیٹھک کرو گے سردار نے دونوں کو پیچھے سے گردن سے پکڑتے دانت کچکچاتے ہوئے الفاظ

ادا کیے۔ 380 اٹھک بیٹھک سن کر ہی ان دونوں کا سر چکرانا شروع ہو گیا۔۔

چاچو یہ کیا بات ہوئی میں نے صرف پٹاخے رکھے اور آپ نے ایک پورا ہفتہ مجھ سے ڈیرے کی صفائی کروانی ہے ساتھ میں اٹھک بیٹھک بھی اور شہریار چاچو کو صرف 380 اٹھک بیٹھک دی ہے ہادی کو کام سے زیادہ اس بات سے تکلیف ہو رہی تھی کہ شہریار کو صرف اٹھک بیٹھک دی جا رہی ہیں۔۔۔

شہریار خانزادہ اپ مزدوروں کے ساتھ پانچ دن کھیتوں میں ہل چلائیں گے مجھے یہ سننے کو نہ ملے کہ میں نے ڈیوٹی پر جانا ہے۔ اور روز تم مالی کی جگہ پودوں کی کٹائی کیا کرو گے تقریباً ڈیڑھ ہفتہ یعنی کہ دس دن۔ سردار نے اس کی گردن پر گرفت مضبوط کی اس نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا منع کرنے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اگر وہ منع کرتا تو سردار نے وہیں پر

اس کا قیمہ بنا دینا تھا۔۔۔ ہادی مسکرانے لگا کے شہریار کی توصیح والی واٹ لگی ہے۔۔ الطاف خان کا دل تو کر رہا تھا جوتا اتار کر اس کے سر پر سو پورے کریں اور کچھ یہی حال صارم کا بھی تھا۔۔ حبا نے اپنے شوہر کو دیکھا جو الٹی سیدھی حرکات کرنے سے باز نہیں آتا تھا اور ہمیشہ برے طریقے سے پھنستا تھا۔۔

میرے سامنے آجاؤ اور اٹھک بیٹھک شروع کرو۔۔

ہادی اور شہریار سردار کے سامنے کھڑے ہو گئے راہا ان دونوں کے اٹھتے ہی اپنی لالا کے پاس بیٹھ گئی وہ بہت ایکسائٹڈ تھی اٹھک بیٹھک دیکھنے کے لیے کیونکہ اس نے یہ لفظ پہلی مرتبہ سنا تھا۔۔

پروفیسر انکل اچھے سے کرنا! راہا نے لہجے میں خوشی سما کر کہا ہادی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کی بیوی ہی خوشی منا رہی تھی کہ اس کے شوہر کو سزا ملی ہے۔۔

ہادی اور شہریار سب کے سامنے اٹھک بیٹھک کرنا شروع ہو گئے۔۔ حبا لبوں پر ہاتھ رکھ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اور راہا تو بے انتہا ایکسائٹڈ ہو کر وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔ 100 اٹھک بیٹھک کرنے کے بعد ان دونوں کی بس ہونے لگی تھی۔۔ ابھی 280 اٹھک بیٹھک رہتی تھی۔۔

صارم سینے پر ہاتھ باندھے سکون سے دیکھ رہا تھا علینا اس وقت باہر موجود نہیں تھی فاریہ خانم کو اپنے بیٹے کی حرکت بہت بری لگی تھی وہ اچھے سے جانتی تھی کہ سردار کو اس طرح کی حرکات نہیں پسند کہ کوئی تیسرا دو لوگوں کے معاملے میں دخل اندازی کرے۔۔

چاچو بس !ہادی 120 اٹھک بیٹھک کر کے زمین پر بیٹھ گیا۔ شہریار نے 125 کی تھی وہ بھی زمین پر بیٹھ گیا۔۔ دونوں کو اپنے پاؤں ٹوٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

خاموشی سے دونوں اٹھک بیٹھک پوری کرو نہیں تو اس مرتبہ بیلٹ میں پکڑوں گا سفیان خان نے دونوں کو ایک گھوری سے نوازا وہ بیچارے بیلٹ کھانے کے لیے ہی رہ گئے تھے جسے دیکھو بیلٹ کی دھمکی دیتا رہتا ہے۔۔

یاور مرزا نے اور بڑی حویلی کے باہر کار روکی گارڈ کو اشارہ کیا کہ دروازہ کھولو اس نے یاور مرزا کو جواب دینے کی بجائے سردار کو کال کی۔۔ سردار باہر کوئی ادمی آیا ہے کار میں موجود ہے وہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ گارڈ کا سوال سننے پر سردار نے جواب دیا۔۔

"نام پوچھو اس کا"۔۔

یاور مرزا! گارڈ اس سے نام پوچھنے ہی لگا تھا یاور مرزا بلند آواز میں بولا جو سردار کو سنائی دیا تھا۔۔ اس سے پہلے گارڈ سردار سے اجازت طلب کرتا یاور مرزا کار سے باہر نکلا گارڈ کو دھکا دیتے اندر داخل ہوا ڈر کے مارے گارڈ کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکلے۔۔

سردار۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔اندر۔۔ بمشکل وہ اتنا ہی بول سکا۔۔

السلام علیکم! لاؤنج میں داخل ہوتے ہیں بلند آواز میں سلام کی۔ دالہام خانزادہ، صارم خان، آئیدن، شہریاران سب نے شعلے برساتی نظروں سے یاور کو دیکھا۔۔ شہریار کھڑا ہو گیا ہادی بھی حیرت سے اس آدمی کو دیکھنے لگا جو رات کے تقریباً ایک بجے ان کے گھر آیا تھا۔۔۔

میں انسان ہی ہوں دوسرے سیارے سے آیا ایلین نہیں ہوں جو ایسے مجھے دیکھ رہے ہیں سب! سردار کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔۔

میری بہن نظر نہیں آرہی۔۔۔ اردگرد نظر دوڑا کر طرسم خانزادی کو تلاشنا چاہا جب اسے نظر نہ آئی تو سوال کر دیا سردار کا خون کھولنا شروع ہو گیا شہریار سردار کے ساتھ بیٹھا اور ہادی سردار کے ساتھ والے صوفے پر۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی! سردار بلند آواز میں دہاڑا تھا اسے یاور مرزا کا حویلی میں آنا ناگوار گزرا۔۔

میں اپنی بہن سے ملنے آ۔۔۔ اپنی بہن کا دھیان تم رکھ نہیں پائے تھے اور دوسروں کی بیوی کو بہن بنانے چلے ہو یاور مرزا بول رہا تھا شہریار اس کی بات کاٹتے درمیان میں بولا سردار نے گردن موڑ پر شہریار کو دیکھا جس کی انکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی۔۔

میری دشمنی سردار سے ہے تو بہتر رہے گا اپنی ٹانگ اندر مت اڑاؤ۔
سردار نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر گن باہر نکالی راہا ڈر کر سردار کے ساتھ چپک گئی مجبوراً سردار کو اپنی گن دوبارہ جیب میں ڈالنی پڑی۔۔
راہا کو کمرے میں لے جاؤ ملازمہ کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا وہ کانپتے ہوئے ڈر کر راہا کے پاس آئی اور اسے بازو سے پکڑ کر کمرے میں لے گئی۔۔

میری بیوی کو آج کے بعد اپنی بہن کہنے کی ہمت مت کرنا یاور مرزا
سردار نے گن نکال کر ہاتھوں میں سختی سے تھام کر گود میں رکھتے رخ یاور کی طرف کر دیا۔۔

تمہاری بیوی میری منہ بولی بہن ہے سردار۔۔۔۔کیسے بے غیرت انسان ہو تم سگی بہن کے لیے بھائی ہونے کے فرائض پورے نہیں کر پائے تھے اور منہ بولی بہن سے ملاقات کرنے آئے ہو۔ شہریار خان کا

لہجہ طنزیہ تھا یاور نے غور سے اس کی غور آنکھوں کو دیکھا اس کے بکھرے بال اور وحشت ناک آنکھیں کسی کا عکس یاور مرزا کی آنکھوں کے سامنے لا رہے تھے۔۔

یاور! سفیان خان نے اپنے زہن پر زور ڈالا۔ یاور مرزا کو وہ کیسے بھول سکتے تھے. جس کے ایک بے انتہا قریبی کی وجہ سے ان کے چھوٹے بھائی نے تکلیف سہی تھی اور آخر میں وہ موت سے جا ملا۔۔

مجھے تو لگا سفیان خان آپ مجھے پہچاننے سے انکار کر دیں گے میں اسی شخص کا بیٹا ہوں جسے دھکے دے کر آپ لوگوں نے کلام سے نکالا تھا جس کی عزت خاک میں ملائی تھی یاور مرزا کی آنکھوں میں لہو رنگ اترا۔ اپنی جیب سے گن نکالی اس سے پہلے یاور گولی چلاتا دالہام خانزادہ نے ٹیبل پر پڑی پلیٹ یاور کے ہاتھ پر ماری اس کے ہاتھ میں موجود گن زمین پر گر گئی۔۔

یاور مرزا میں گھر آئے مہمان کے ساتھ بد سلوکی نہیں کر سکتا اس لیے تم تمیز کے دائرے میں رہ کر یہاں سے دفع ہو جاؤ سردار کے بات کرنے کے انداز سے اسے تیمور خانزادہ یاد آیا جب اس کا کوئی دشمن گھر آتا تھا تو وہ سخت وحشت ناک لہجہ اپنا کر میٹھے الفاظ ادا کرتا تھا۔۔ شہریار گردن ٹیری کیے اسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی اسے نگل جائے گا۔ الطاف خان نے پہلی مرتبہ اپنے بیٹے کو وحشت ناک نظروں سے کسی کو دیکھتے ہوئے پایا تھا۔

تم اپنے باپ کی طرح لوگوں کے دل پر راج کر کے دغا دینا جانتے ہو یاور کا خون خول رہا تھا سردار کا لہجہ دیکھ کر اسے اس انسان کی یاد آ رہی تھی جس سے وہ بے انتہا نفرت کرتا تھا۔۔

اور تم اور تمہاری بہن لوگوں سے جسمانی فائدہ اٹھا کر انہیں مرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہو شہریار نے سائیڈ پر پڑے کشن کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑا یاور مرزا کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ سامنے بیٹھا شخص کون ہے۔۔

اپنی بکواس۔۔۔۔۔وہ بول رہا تھا جب اس کے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی۔جیب سے موبائل نکال کر دیکھا اس کے خاص آدمی کی کال تھی۔۔

بوس راعنین بی بی بے ہوش ہو گئی ہیں یاور مرزا کے ہوش اڑ گئے اپنے خاص آدمی کے الفاظ سن کر بنا کسی کی طرف دیکھیں بغیر وہ اندھا دھن دروازے کی طرف تیز قدم بڑھانے لگا سردار کا دل تو چاہ رہا تھا اس کی پشت پر گن میں موجود تمام گولیاں اتار دے لیکن اس کے باپ نے اسے سکھایا تھا گھر چاہے دشمن آئے لیکن کبھی اسے اپنے گھر میں قتل مت کرنا۔۔

یاور شاہان مرزا! سفیان خان اس کے جاتے ہی زیر لب بڑبڑائے۔۔

یہ شاہان مرزا کا بیٹا ہے سردار نے الفاظ ادا کرتے ہوئے حیرت سے سفیان خانزادہ کو دیکھا۔ تمام معاملات اسے مکمل طور پر اب سمجھ آئے تھے کہ یاور مرزا اس سے بدلہ کیوں لے رہا ہے۔۔

یہ اس شخص کا بیٹا ہے. جس نے تمہاری ماں پر گندی نظر۔۔۔۔۔ سردار نے ٹیبل کو نیچے سے پکڑ کر الٹا دیا۔ لاؤنج میں موجود ہر شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کئی قدم پیچھے ہو گیا۔۔۔ صارم خان نے آگے بڑھتے ہوئے سردار کا بازو تھامنا چاہا سردار نے جھٹکے سے رخ اس کی طرف کرتے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا وہ اس وقت کسی کو بھی اپنے قریب نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

اس شخص نے تمہارے باپ کا دوست بن کر تمہارے باپ کو دغا دی اس کی بیوی پر غلط نظر رکھی۔۔۔۔ سردار نے آنکھیں سختی سے بند کی

سفیان خان کے الفاظ اس کے دل کو چیر گئے یہ اس کی زندگی کی تلخ حقیقت تھی کہ اس کی ماں کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی .....

صام دیکھ موبائل مجھے پکڑا میں نے گیم کھیلنی ہے 19 سالہ دالہام خانزادہ صارم کے پیچھے بھاگ رہا تھا وہ بہت مزے سے گیم کھیل رہا تھا جب صارم نے پیچھے سے آتے اس کا موبائل پکڑ لیا۔۔

تجھے پتہ ہے مجھے یہ حرکت ہرگز نہیں پسند جب میں تیرے پاس بیٹھا ہوں اور تو موبائل میں مصروف ہو جائے صارم نے صوفے پر پڑا کشن اٹھا کر اس کے چہرے پر مارا۔ دالہام خانزادہ کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ

آئی۔ صارم نے نفی میں سر ہلایا وہ جانتا تھا کہ دالہام کوئی الٹی حرکت کرنے والا ہے۔۔

لالا کیا ہوا ہے وریام ہاتھ میں فٹبال پکڑ کر لاونج میں داخل ہوا ان دونوں کو آپس میں جھگڑتے دیکھ آنکھیں پٹپٹاتے پوچھا۔۔ 14 سالہ وریام کی کمر پر زور سے مکا مارتے، اس سے قبل وہ اپنا سپیکر ان کرتا دالہام نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں تمہیں ڈھیر ساری چاکلیٹس لا کر دوگا جب تم سے بابا یا بڑے بابا پوچھے کس نے مارا ہے تو کہنا صارم لالا نے"

صارم کا منہ کھل گیا اپنے دوست کی بکواس سن کر۔ دالہام نے وریام کے لبوں سے ہاتھ ہٹایا وہ بلند آواز میں رونا شروع ہو گیا۔ صارم خان کو سمجھ نہ آیا وہ کرے تو کرے کیا۔۔۔ اس کی آواز سن کے تیمور خان، سفیان خان دونوں کمرے سے باہر آئے۔۔

وریام کیا ہوا میرا بیٹا رو کیوں رہا ہے سفیان خان نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ وریام نے روتے ہوئے صارم کی طرف اشارہ کیا۔ سفیان خان نے غصے سے اپنے بیٹے کو دیکھا جسے اپنے چھوٹے بھائی کو مارتے ہوئے شرم نہیں آئی تھی۔ صارم کا اب دل چاہ رہا تھا واقعی میں اپنے ایک چھوٹے بھائی کی پھینٹی لگائے۔ مارا اسے دالہام نے تھا اور چاکلیٹس کی وجہ سے اس نے نام اپنے بھائی کا لے لیا۔۔

بابا جھوٹ بول رہا ہے یہ میں نے اسے نہیں مارا صارم نے دانت پیستے ہوئے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔۔

زیادہ بنو مت اچھی طرح مجھے تمہاری حرکتوں کا پتہ ہے چھوٹے بھائی کو مار کر تمہیں مزہ آتا ہے؟ شرم کرلو شادی شدہ ہو گئے ہو ایک بچے کے باپ بن گئے ہو لیکن شرم ابھی تک تمہیں نہیں آئی اسے اچھی خاصی سنا کر سفیان خان نے وریام کے بال سہلا کر اسے چپ کروایا۔۔

بڑے بابا صام نے وریام کو مارا ہے کیونکہ یہ موبائل پر گیم کھیل رہا تھا اور وریام فٹبال کھیلتے ہوئے آیا غلطی سے گیند اس کے پاؤں پر لگا جس کی وجہ سے یہ گیم ہار گیا اور اتنے پیارے چھوٹے سے میرے بھائی کو مارنے لگا اسے واقع ہی میں شرم نہیں آتی۔ صارم کا منہ کھل گیا گیم وہ کھیل رہا تھا صارم نے اس سے موبائل کھینچا جس کی وجہ سے وہ گیم ہار گیا۔۔ تیمور خانزادہ نے وریام کی طرف دیکھا تو اس نے فوراً حامی سر ہلایا کیونکہ اسے ڈھیر ساری چاکلیٹس چاہیے تھی۔۔

ارے کیا ہو رہا ہے؟ شاہان مرزا لانچ میں داخل ہوا اپنے دوست کو کسی کو ڈانٹتے دیکھ پوچھتے ہوئے ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

کچھ نہیں یار! سمجھ نہیں آتی اس کا بچپنا کب ختم ہو گا ایک بچے کا باپ بن گیا ہے ابھی بھی موبائل پر بیٹھ کے گیم کھیلتا ہے تیمور خان نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ اسی پل ریحانہ خانم کچن سے

باہر آئی۔ اپنے شوہر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور ان سب کی طرف دیکھ کر معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ بے انتہا خوبصورت تھی تیکھا ناک، گلابی کٹاؤ دار لب، سرخ و سفید رنگت، بھورے بال، سنہری آنکھیں۔ ساڑھے پانچ فٹ قد، وہ آسمانی رنگ کی لانگ فراک میں ملبوس تھی سر پر ہم رنگ دوپٹہ لیے، سیاہ رنگ کی بڑی سی چادر کندھوں پر لی ہوئی تھی۔ ان کی عمر 35 سال تھی لیکن انہیں دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا۔ کہ وہ چار بچوں کی ماں ہے۔ ریحانہ خانم کے شادی 15 سال کی عمر میں تیمور خان سے کر دی گئی تھی کیونکہ تیمور خان کو پہلی نظر میں ہی ریحانہ خانم سے محبت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ضد کر کے فوراً نکاح کروایا۔ اس وقت ریحانہ خانم کا صرف میٹرک کمپلیٹ ہوا تھا انہوں نے اپنی تمام پڑھائی شادی کے بعد مکمل کی تھی۔۔

بیگم اپنے اس بیٹے کو سمجھالو تیمور خان نے صارم کی طرف دیکھ کر کہا دالہام اور صارم زیادہ تر ریحانہ خانم کے پاس رہتے تھے. جس کی وجہ سے وہ کہتی تھی کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔۔

تیمور آپ فضول میں میرے بیٹوں کو ڈانٹتے ہیں ریحانہ خانم نے صارم کا کندھا تھپکا۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اچانک شاہان مرزا کی نظر ریحانہ پر گئی اس کی خوبصورت مسکراہٹ اسے اپنی جانب راغب کر رہی تھی۔ شاہان مرزا نے اپنی نظروں کا رخ دوسری طرف کر لیا۔

بابا اور چاچو مجھے تو کبھی کبھی شک ہوتا ہے آپ لوگوں نے مجھے باہر سے تو نہیں اٹھایا میری چھوٹی مورے مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہے

صارم ریحانہ خانم کے گلے لگا اسے جب ان پر زیادہ پیار آتا تھا تو وہ انہیں چھوٹی مورے کہہ کر پکارتا تھا۔۔

ریحانہ باز آجاؤ تمہاری وجہ سے یہ دونوں ہمیشہ بچ جاتے ہیں سفیان خان نے ان دونوں کو گھوری سے نوازا تو ریحانہ خانم نے اپنے دونوں بیٹوں کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر سہلایا۔ سفیان خان ریحانہ خانم کو صوفیہ خانم کی طرح پیار دیتے تھے۔۔

چلو شاہان ہم مردان خانے چلیں کچھ ضروری چیزیں ڈسکس کرنی ہے تیمور خان نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے جانے لگے تو ریحانہ خانم نے آگے بڑھتے ان کا بازو تھاما۔۔

رات کو آتے وقت میرے لیے گجرے لے کر آئیے گا آہستہ سی آواز میں کہا جو بمشکل تیمور خانزادہ سن پائے غصے میں ہونے کے باوجود بھی ان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی پیار بھری نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا۔۔

بابا آپ لاؤنج میں کھڑے ہیں ناکہ اپنے کمرے میں۔ دالہام نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہہ کر اپنی مورے کو کھینچ کر اپنے پاس کھڑا کیا تیمور خان کو چڑ تھی اپنی بیٹے کی ان حرکات سے۔ جب بھی ریحانہ خانم ان کے پاس ہوتی دالہام کباب میں ہڈی بن کر آجاتا تھا حالانکہ وہ چھوٹا بچہ نہیں تھا جسے سمجھ نہ ہوتی کہ جب ماں باپ ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔۔

ایک کام کروا اپنے بیٹے سے ہی منگوالو تلملاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے شاہان مرزا بار بار خانم کی مسکراہٹ کو دیکھ رہا تھا جو شاہان مرزا کو اس پر نظر ٹکانے پر مجبور کر رہی تھی تیمور خانزادہ کے شاہان مرزا اور سفیان خان چلے گئے۔۔

کیوں تنگ کرتے ہو تم اپنے بابا کو ریحانہ خانم نے دالہام کا کان کھینچا وہ اپنے بیٹے اور شوہر دونوں سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔۔

مورے آپ کے شوہر کو بھی تو شرم آنی چاہیے سب کے سامنے
شروع ہو جاتے ہیں ریحانہ خانم نے ہلکی سی چپت اس کی گردن پر لگائی
اور کچن میں چلی گئی۔۔

ادھر آ تو ذرا میرے پاس۔ وریام وہاں سے جانے لگا صارم نے اس کا
بازو پکڑ کر اپنے پاس کھینچا۔۔

ہاں جی چھوٹے بابو میں نے تمہیں مارا ہے وریام نے دالہام کی طرف
دیکھا کیونکہ اس کی وجہ سے اس نے جھوٹ بولا تھا۔۔

صام چھوڑ دیں کون سی پہلی دفعہ ہماری بے عزتی ہوئی ہے تو جانتا ہے نا
عزت افزائی کروائے بغیر ہم دونوں کو کھانا ہضم نہیں ہوتا دن میں تین
مرتبہ تو مسٹ ہم نے کروانی ہوتی ہے نہیں تو ہمیں گیس ہو جائے گی

دالہام خانزادہ نے آنکھ دباتے ہاتھ صارم کے آگے کیا اس نے اپنے

دوست کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ وریام موقع پاتے اپنے کمرے میں بھاگ گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

زینی آج میں بابا سے ہم دونوں کے رشتے کی بات کروں گا 80 پرسنٹ چانسز ہیں بابا مان جائیں گے اورحان نے زنیشہ کا ہاتھ پکڑا وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔

اورحان اور زنیشہ ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے دونوں فورتھ سمسٹر کے سٹوڈنٹ تھے۔ تین ماہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کیے ہوئے ہو گئے تھے اور اب وہ اپنے رشتے کو ایک پاک نام دینا چاہتے تھے۔۔

اورحان ہمیں لیکچر لینے جانا ہے دیر ہو رہی ہے اپنے سرخ پن کو چھپانے کے لیے اور اس کا دھیان دوسری جانی بھٹکانے کے لیے زنیشہ نے اس کا دھیان لیکچر کی طرف کروانے کی کوشش کی۔۔

کوئی بات نہیں آج بنک مار لیتے ہیں۔۔

اورحان پروفیسر ڈانٹے گے ہم نے کل بھی ان کا لیکچر مس کیا تھا زینی نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا کل بھی اس کی وجہ سے لیکچر مس ہو گیا تھا۔۔

یار کوئی بات نہیں ایک دو دن بنک مار لیں گے کچھ ہو نہیں جائے گا

اورحان زینی کے ساتھ آج وقت گزارنا چاہتا تھا لیکن وہ بار بار ضد کر رہی تھی کہ لیکچر لینے جانا ہے۔۔

لیکچر چھوڑ کے اس ٹائم پہ ہم کیا کریں گے۔۔

ہم نے کیفے ٹیریا جا کر چیزیں کھائیں گے پیار بھری باتیں کریں گے اور سوچیں گے کہ شادی کے بعد ہم کہاں کہاں گھومنے جائیں گے۔ تم شادی پہ کون سا لہنگا پہن لوں گی؟ میں کون سے رنگ کی شیروانی پہنوں گا؟ اورحان زنیشہ کے ساتھ شادی کے لیے بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھا وہ چاہتا تھا جلد اس جلد ان دونوں کی شادی ہو جائے۔۔

ابھی اتنے خواب مت سجاؤ اورحان الطاف خانزادہ پہلے گھر بات کر کے اپنے بابا اور مورے کو مناؤ اس کے بعد میرے گھر رشتہ لے کر آنا اور جب ہمارے نکاح کی ڈیٹ فائنل ہو جائے گی پھر اس بارے میں سوچیں گے زنیشہ شرماتے ہوئے بولی اورحان نے نظر بھر کر اسے نہ دیکھا وہ نکاح کے بعد اسے نظر بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔۔ زنیشہ اور اورحان ہاتھ پکڑے کیفے میں جا کر بیٹھ گئے۔۔

ایک کپ کافی!۔ ۔ اورحان نے ویٹر سے کہا وہ وہاں سے جانے لگا تو زنیشہ بولی۔ ۔

ایک نہیں دو کافی لے کر آئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور تم اورحان، صرف اپنے لیے کافی منگوائی مجھے پھر کس لیے کیفے لے کر آئے ہو ویٹر سے کہہ کر زنیشہ نے اورحان کی طرف رخ کیا تو اس نے تاسف سے سر ہلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔ ۔

ہم دونوں ایک کپ میں کافی پییں گے۔ زنیشہ نے اس کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ مارا اسے اچھے سے سمجھ آ رہی تھی کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے کیونکہ لاسٹ ٹائم زنیشہ جب اس سے اداس ہوئی تھی تو جذبات کے زیر سر اس نے کہا تھا کہ ہم دونوں ایک کپ میں کافی پیا کریں گے۔ ۔

وہ بس میں نے ایسے ہی کہہ دیا تھا ویٹر دو کپ کافی ہی لے کر آنا ہے

زنیشہ کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ تھی نظریں اِدھر اُدھر کرتے وہ

جیسے اورحان خانزادہ کی نظروں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

کل ٹیسٹ ہے مجھے وہ نہیں آتا اورحان خانزادہ کو یاد آیا کل تو ان کا

ٹیسٹ بھی تھا جس کی اس نے بالکل بھی تیاری نہیں کی تھی اور زنیشہ نے

اس ٹیسٹ کی تمام تیاری کر رکھی تھی۔۔

مجھے تمہارے ارادے اچھے سے سمجھ آ رہے ہیں تم چاہتے ہو کہ میں

تمہیں تیاری کرواؤں؟ زنیشہ کے پوچھنے پر اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا

ویٹر دو کپ کافی کے لے کر آ گیا تھا۔۔

مجھے سوچ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی ہے شادی کی پہلی صبح جب ہم دونوں

ہاتھ میں کافی کپ پکڑے صوفے پر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے کافی پی

رہے ہوں گے۔۔

اس کافی کے کپ کا علیحدہ ہی مزہ ہوگا کیونکہ اس وقت ہم دونوں محرم ہوں گے وہ اپنے خوابوں کی دنیا سجا رہے تھے لیکن اس خوابوں کی دنیا نے تہس نہس ہو جانا تھا اور ایک خوفناک حقیقت نے ان کی زندگی میں قدم رکھنا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اورحان نے زنیشہ کا ہاتھ تھام کر دوسرے ہاتھ سے جیب میں سے ایک رنگ نکالتے اس کے داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہنا دی۔۔

میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ۔۔۔زنیشہ نے انگوٹھی کو اپنے لبوں سے لگایا۔۔

زینی میں گھر جا رہا ہوں مجھے کوئی لیکچر نہیں لینے اورحان کافی ختم کر کے کرسی سے اٹھ گیا زنیشہ بھی کھڑی ہو گئی۔۔

اورحان خیریت ہے پہلے کبھی تم اس طرح نہیں گئے فکرمندی سے پوچھا کیونکہ اورحان تبھی جلدی گھر جاتا تھا جب کوئی ایمرجنسی ہوتی تھی۔۔ شہریار گھر بہت تنگ کرتا ہے اس نے مجھے کل کہا تھا کہ جلدی گھر آنا پھر ہم باہر گھومنے جائے گے اپنے چھوٹے بھائی کے بارے میں سوچتے ہوئے مسکرا کر کہا زنیشہ کو شہریار بہت اچھا لگتا تھا چل بل سا سب کو تنگ کرنے والا۔۔

ہاں گھر جا کر اسے ٹائم دو یہ نہ ہو وہ گھر جاتے ہی تمہارے سر پر چڑھ کے بیٹھ جائے اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ مارا۔ وہ ایک مرتبہ اورحان کے گھر گئی تھی تب اس نے شہریار کی شیطانیہ دیکھی تھی اس کے بعد اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا تھا۔

"تمہارے مورے اور بابا اس لڑکے کو سنبھالتے ہیں ہمت ہیں ان کی

"

اللہ حافظ اپنا دھیان رکھنا دونوں نے یک زبان بولتے تھے ایک
دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ زنیشہ لیکچر لینے چلی گئی۔ اورحان نے کار میں
بیٹھتے رخ گھر کی طرف کیا۔ کچھ دیر تک وہ اپنے گھر پہنچ گیا تھا جیسے ہی کار
گھر کے پورچ میں کھڑی کر کے باہر نکلا 10 سالہ شہریار اپنے بڑے لالا
کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھے غصے سے دیکھنا شروع ہو گیا۔۔
شہریار دیکھو میں ٹائم پر آیا ہوں اورحان نے موبائل ان کرتے اسے ٹائم
دکھایا 12 بجے ہوئے تھے۔۔
مجھے جلدی سے آئس کریم اور چاکلیٹ لا کر دے وہ کھا کر پھر ہم باہر
جائیں گے اس کی فرمائشیں سنتے اورحان خانزادہ کا منہ کھل گیا یعنی کہ پہلے
وہ چاکلیٹ اور آئس کریم کھائے گا اس کے بعد جنک فوڈ کھانے کے
لیے اس کے ساتھ باہر بھی جائے گا۔۔

میرے بھائی میرے پاس اتنے فالتو پیسے نہیں ہیں کہ میں تمہیں آئس کریم اور ڈھیر ساری چاکلیٹ بھی کھلاؤں پھر باہر بھی لے کر جاؤں

اور حان اس کے کان کھینچ کر گھر کے اندر چلا گیا شہریار پاؤں پٹختا ہوا اس کے پیچھے پیچھے گھر کے اندر داخل ہوا فاریہ بیگم لاونج میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔

مورے لالا کہہ رہے ہیں وہ مجھے باہر نہیں لے کر جائیں گے شہریار صوفے پر چونکری مار کر بیٹھا رونے والا منہ بنا کر اپنی مورے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ آج سکول سے چھٹی کیوں کی ہے تم نے؟ شہریار اپنے لالا کی بات سن کر میسنو کی طرح سر جھکا کر بیٹھ گیا۔۔

السلام علیکم الطاف خان نے گھر داخل ہوتے بلند آواز میں سلام کی اور اپنی فیملی کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھ گئے۔۔

وعلیکم السلام انہوں نے یک زبان جواب دیا۔۔

بابا مجھے آپ سے بات کرنی ہے؟ سلام کا جواب دیتے ہی اورحان خانزادہ نے بات پوچھنے کی اجازت لینی چاہیے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی۔

فاریہ خانم نے حیرت سے اتنے بڑے بیٹے کو دیکھا آج سے پہلے اس نے کبھی اس طرح اجازت نہیں لی تھی۔۔ الطاف خان نے سر ہلایا تو وہ اپنی جگہ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔

میں ایک لڑکی کو پسند کرتا ہوں اور میں اسے اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہوں! ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے انگلیاں مروڑتے ہوئے آنکھیں بند کیے کہا۔ الطاف خان نے ایک نظر فاریہ خانم کی طرف دیکھا جو اپنے بیٹے کی بات سن کر سکتے میں آ گئی تھی۔۔ ٹھنڈی آہ بھر کر وہ اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔

وہ والی لڑکی پسند ہے جو اس دن ہمارے گھر آئی تھی اور جس نے مجھے شیطان کہا تھا۔ شہریار نے اپنے چھوٹے سے دماغ پر زور ڈالا جب وہ لڑکی آئی تھی اس کا بھائی اور وہ لڑکی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت چپک رہے تھے۔۔ اور حان سر جھکا گیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہی لڑکی ہے۔۔

لڑکی تو اچھی ہے فاریہ خانم اس لڑکی کے بارے میں سوچتے ہوئے بولی۔

الطاف خان نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا جس کے چہرے پر پریشانی صاف نظر آ رہی تھی اس کے ماں باپ رشتے کے لیے مانے گے کہ نہیں۔۔

برخوردار ذمہ داریاں سنبھال لو گے؟ الطاف خان اپنے بیٹے کے پاس بیٹھے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔ اورحان خانزادہ نے جھٹکے سے اپنے بابا کی طرف مسکرا کر دیکھا یعنی کہ وہ مان گئے تھے۔۔

ظاہر سی بات ہے بابا جب میں نے شادی کے لیے کہا ہے تو ذمہ
داریاں اٹھانے کے لیے تیار ہوں میں !خوشی سے اپنے بابا کے گلے لگا
فاریہ خانم اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش تھی اگر ان کا بیٹا اس لڑکی کو پسند
کرتا تھا اور اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنا چاہتا تھا انہیں کوئی مسئلہ نہ
تھا وہاں پہ موجود صرف ایک شخص کو زنیشہ پسند نہیں تھی اور وہ شہریار
تھا۔۔۔

لالا مجھے وہ لڑکی نہیں پسند شہریار غصے سے ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا جو
خوشی منا رہے تھے۔۔

کیوں چھوٹے تمہیں وہ کیوں نہیں پسند اتنی پیاری تو ہے۔ اورحان
خانزادہ زنیشہ کا عکس سوچتے ہوئے بولا الطاف خان نے اس کے سر پر
ہلکی سی چپت لگائی۔۔۔

بابا آج رات آپ نے زنیشہ کے گھر رشتہ لے کر جانا ہے۔۔

باریک پر پاؤں رکھوایک دو دن تک میں اپنے کاروباری معاملات سے فارغ ہو جاؤں پھر رشتہ لے کر جاؤں گا الطاف خان تاسف سے سر ہلانے لگے ان کے بیٹے کو کچھ زیادہ ہی جلدی تھی نکاح کرنے کی۔۔

میری چاکلیٹ اور آئس کریم شہریار اور حان کی جیکٹ کھینچنے لگا۔۔

چلو آؤ ہم لوگ آئس کریم اور چاکلیٹ بھی کھا کے ائیں گے اور ساتھ میں جنک فوڈ۔ اور حان شہریار کا ہاتھ پکڑے باہر لے گیا وہاں اس نے اسے ڈھیر ساری چاکلیٹ، آئس کریم اور برگر بھی کھلایا کیونکہ وہ بے ان انتہا خوش تھا اپنے والدین کے مان جانے پر۔۔

زنیشہ گھر پہنچی اپنا بیگ اتار کر بیڈ پر رکھتے چینج کر کے اور فریش ہوتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی دائیں ہاتھ کی انگلی پر پہنی ہوئی رنگ کو دیکھتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔۔

زنیشہ گھر آگئی ہے ؟ آکاش نے پاس سے گزرتی ہوئی ملازمہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔۔

صاحب جی !وہ اپنے کمرے میں ہے آکاش نے اپنا رخ زنیشہ کے کمرے کے طرف کیا اندر داخل ہوا وہ آئینے کے سامنے کھڑی مدہوش ہونے والے انداز میں انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔۔

کس نے دی ہے یہ انگوٹھی۔ آکاش مرزا نے اپنی بہن کی آنکھوں میں محبت کی چمک محسوس کی۔۔ وہ ہڑبڑاتے اپنے لالا کی طرف رخ کر کے سر جھکا گئی۔۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے زنیشہ مجھے سچ سچ بتاؤ یہ انگوٹھی تم نے خود خریدی ہے یا پھر کسی نے تحفے میں دی ہے۔ اکاش مرزا نے اپنی بہن کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے پوچھا وہ اسے ڈرا دھمکا کر نہیں پوچھنا چاہتا تھا کیونکہ اکثر ہم جب اپنی بہن یا بیٹی کو ڈرا دھمکا کر پوچھتے ہیں۔ تو وہ ہم

سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ کہیں ہمارے گھر والے ہمیں غیرت کے نام پر قتل نہ کر دے۔۔۔

زنیشہ کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے لگے۔ بھاری پلکے اٹھا کر اپنے لالا کو دیکھا جو مسکراتے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

تحفہ دیا ہے کسی نے ؟ جس انگلی میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اسے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے چھپا لیا جیسے اسے ڈر تھا کہیں اس کے لالا اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نہ اتروا لے۔۔

کس نے دیا ہے تحفہ ؟ ایک اور سوال پر اس کے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے آکاش نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کی چیئر پر بٹھایا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اپنی بہن کے کپکپاتے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

کسی لڑکے نے دیا ہے ؟ زنیشہ کے ہاتھ برف کی مانند سرد پڑ گئے تھے اکاش اس کی حالت دیکھ کر کچھ پوچھنے کے قابل ہی نہ رہا اس کے سرد ہاتھ ، آنکھوں سے بہتے زار و قطار آنسو، کانپتا ہوا وجود، اس کی حالت ایک بھائی پر ہر شے واضح کر گئی۔۔

زنیشہ تم نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟۔۔

لالا میں نے بہت کوشش کی تھی کہ میں اس جانب نہ بڑھوں لیکن اورحان کی محبت نے مجھے مجبور کر دیا زنیشہ کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو گئی تھی۔۔

مجھ سے وعدہ.....اور قسم لے لے لالا میں.....نے آپ کی عزت خراب نہیں کی.....اگر یونیورسٹی میں میری اس.....سے بات ہوتی ہے تو.....ایک لمٹ میں رہ کر اور اس نے.....اپنے گھر

بات کرلی ہے.....رشتے کی۔ اٹکتے ہوئے اپنی بات مکمل کی اس کے آنسواس کے لالا کے ہاتھوں کی پشت پر گر رہے تھے۔۔

تم جانتی ہونا یہ بات اگر بابا کو پتہ چلی تووہ غیرت کے نام پر تمہیں قتل کر دیں گے لیکن کبھی تمہارا نکاح اورحان سے نہیں کروائیں گے۔ آکاش کھڑا ہوااسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے حقیقت سے اگاہ کرنے کی کوشش کی۔ آکاش مرزانہایت رحم دل انسان تھاوہ ہر ایک کے جذبات کو سمجھتا تھا جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کرتا تھا۔۔ آکاش کی بات سن کر زنیشہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوگئی۔۔

اگر وہ لڑکا تمہیں لے کر سیریس ہے تواسے کہوچند دنوں میں ہی رشتہ بجوائے اورا پنے ماں باپ کو کہے کہ یہ بات بابا کے سامنے مت کرے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو آکاش دوبارہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اپنی بہن کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے ہوئے اس کے آنسو

صاف کرتے، مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ زنیشہ اپنے دونوں بھائیوں کی لاڈلی بہن تھی یاور مرزا اور آکاش مرزا دونوں اپنی بہن پر جان نچھاور کرتے تھے۔۔ لیکن شاہان مرزا نے ہمیشہ یاور کو زیادہ پیار دیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے ہم قدم چلتا تھا جو کام شاہان مرزا نے اسے کہہ دینا وہ وہی کام کرتا اور آکاش ہمیشہ اپنے دل کی سنتا تھا جو چیز اسے غلط لگتی وہ کبھی اس بات کے لیے راضی نہ ہوتا وہ جذبات میں آکر فیصلہ نہیں کرتا تھا۔۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں یہاں پر 19 سالہ یاور اپنی بہن کے کمرے میں آیا اسے روتے دیکھ اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔ وہ تمام باتیں سن چکا تھا لیکن انجان بننے کی کوشش کی وہ زنیشہ کو بہت تنگ کرتا تھا اور یاور اس مرتبہ چاہتا تھا کہ اس کی بہن خود تمام باتیں اسے بتائے۔ جیسے وہ اکاش کو بتا رہی تھی۔۔

فضول میں اسے تنگ نہ کرو ساری باتیں تم سن چکے ہو آکاش نے یاور کی کمر پر مکا مارا اس نے منہ بسور کے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے لالا کو دیکھا۔۔

بے فکر ہو جاؤ تم تمہارے بھائی ہیں نا تمہاری شادی تمہاری محبت سے ہی کروائیں گے۔ لیکن ہماری عزت کا دھیان رکھنا یاور نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے اس کے بال سہلائے۔۔

اس لڑکے کو کہو جلد از جلد رشتہ لے کر لے کر آئے یاور مرزا کو اس لڑکے پر غصہ تو بہت آرہا تھا لیکن اپنی بہن کی خاطر چپ رہا۔۔

آپ دونوں دنیا کے بیسٹ لالا ہو کھڑے ہوتے اپنے دونوں لالا کے گلے لگی۔۔

تم نے کہا تھا تم آتے وقت میرے لیے چیزیں لے کر آؤ گی کہاں پر ہے؟ یاور نے اسے یاد دلانا چاہا کہ وہ صبح کہہ کر گئی تھی کہ میں آپ لیے

جنگ فوڈ آتے وقت لے کر آؤں گی۔ یاور اور زنیشہ کی عمر میں ایک سال کا فرق تھا زنیشہ 20 سال کی تھی اور یاور 19 سال کا۔ ایک سال بڑی ہونے کے باوجود بھی زنیشہ یاور کو لالا کہہ کر پکارتی تھی۔۔

لالا نہیں یاد رہا۔ زنیشہ نے معصومانہ چہرہ بنا کر اپنے لالا کی طرف دیکھا تاکہ وہ اس سے ناراض نہ ہو اور یہی اس کا پہلا اور آخری حربہ ہوتا تھا اور اس کے دو لالا فوراً مان جاتے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

رات کے آٹھ بج گئے تھے تیمور خانزادہ آفس کے کام ختم کر کے اب وہ ڈیرے پر بیٹھے حساب کتاب کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی بیگم کو کہا تھا کہ وہ جلد گھر آجائیں گے لیکن کام کرتے ہوئے انہیں وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا۔۔

تیمور آج گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے شاہان مرزا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔

یار یہ کام ختم کر لوں پھر گھر جاتا ہوں ریحانہ گھر انتظار کر رہی ہے اپنی خوبصورت بیوی کے بارے میں سوچتے ہوئے تیمور خانزادہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی وہیں شاہان مرزا کی لبوں پر عجیب سی وحشت ناک مسکراہٹ آئی تھی۔۔

میں یہ کام صبح کر لوں گا ابھی مجھے گجرے لینے جانا ہے اچانک تیمور کو یاد آیا کہ اس نے تو ریحانہ کے لیے گجرے بھی لے کے جانے تھے تمام فائلز بند کر کے ٹیبل پر رکھی۔۔ سائیڈ پر پڑی اپنی چادر اٹھا کر اوڑھی۔۔ صحیح تو جوڑو کا غلام ہے۔۔ شاہان مرزا ٹانگ پر ٹانگ رکھتے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کیے کہا۔۔

اگر بیوی کی خواہشات پوری کرنا جوروں کی غلامی ہوتی ہے تو پھر میں جوڑوں کا غلام ہو تیمور خانزادہ کے پیچھے شاہان مرزا بھی ڈیرے سے باہر نکلا۔ دونوں اپنی اپنی کار میں بیٹھے گھر کی جانب روانہ ہوئے راستے میں تیمور خانزادہ نے کار روک کر اپنی خوبصورت سی بیوی کے لیے گجرے لیے 15 منٹ کا راستہ چھ منٹ میں طے کیا گیا۔۔

کتنی مرتبہ تمہیں کہا ہے ٹائم سے حویلی واپس آیا کرو تیمور خانزادہ ابھی گھر داخل ہوا ہی تھا جب سفیان خان نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ڈانٹا۔۔

لالا میں نے کام ختم کر کے ہی گھر آنا تھا۔۔ تیمور خان ریحانہ خانم کے پاس بیٹھ گئے۔۔

بیوی کے لیے چیزیں لانا یاد رہتا ہے بیٹا نہیں یاد۔۔ دالہام خانزادہ گجروں پر نظر ٹکائی ہوئی تھی۔۔

ایک کام کرتا ہوں ایک گجرہ اپنی بیوی کو پہناتا ہوں اور ایک تمہیں پہنا دیتا ہوں۔۔۔ اپنے باپ کے الفاظ سن کر سر تا پاؤں تک انہیں دیکھا اور تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا۔۔

"لاحول ولاقوۃ، کیوں میرے جنس کو خراب کر رہے ہیں میں مرد ہوں عورت نہیں ہوں جو میں گجرے پہنوں"۔۔

تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ بیوی کا یاد ہے بیٹے یاد نہیں۔۔ بیوی کے لیے تو میں گجرے لایا ہوں مگر تم کہتے ہو تو ایک گجرا تمہیں پہنا دیتا ہوں۔ تیمور خان اپنی مسکراہٹ چھپاتے بولے۔ دالہام کو اپنے باپ کے ساری چال بازیاں اچھی طرح سے سمجھ آ رہی تھی۔۔

میں بہت تھک گیا ہوں میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں تیمور خانزادہ اپنے کمرے میں چلے گئے ریحانہ خانم کچن میں گئی ملازمہ کو کھانا کمرے

میں بھیجنے کا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تیمور خانزادہ کی وجہ سے انہوں نے رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔۔

لیلیٰ مجنوں کا شو شروع ہونے لگا ہے دالہام خانزادہ نے غصے سے اپنے ماں باپ کی کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور پاؤں پٹختا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اس کے پیچھے صارم بھی چلا گیا۔ علینا ہادی کو گود میں لٹائے فیڈر پلا رہی تھی۔۔

ایک تو مجھے ان دونوں لڑکوں کی سمجھ نہیں آتی۔ ایک کو نہ جانے اپنے باپ سے کیا مسئلہ ہے جب بھی وہ رات کو اپنی بیوی کے لیے کچھ لے کر آتا ہے اسے مرچیں لگنا شروع ہو جاتی ہیں اور ایک میرا بیٹا ہے جسے اپنی بیوی کی کوئی پرواہ ہی نہیں اسے بس اگر کوئی شخص نظر آتا ہے تو وہ صرف دالہام خانزادہ ہے سفیان خان نے ان دونوں کی پشت کو غصے

سے دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے رضیہ خانم نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

آپ کو معلوم تو ہے وہ تمہیں جب ساتھ ہوتے ہیں انہیں کسی اور کی کوئی ہوش نہیں ہوتی۔۔

کسی اور میں، اور بیوی میں بہت فرق ہوتا ہے اسے چاہیے تھا اب اپنی بیوی بچوں کے ساتھ وقت گزارے لیکن اسے اپنی پہلی بیوی (دالہام خانزادہ) سے فرصت نہیں۔ علینا سفیان خان کی بات سن کر مسکرانے لگی اسے اپنے شوہر کا دالہام کے پاس جانے پر کوئی مسئلہ نہیں تھا بلکہ وہ ان دونوں کی دوستی کو دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔۔

بابا ابھی تھوڑی دیر وہ لالا کے پاس رہیں گے اس کے بعد آجائیں گے کمرے میں اپنے بیٹے کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے۔ علینا نے ہادی کا سر اپنے کندھے پر رکھا اور اس کی پیٹ تھپکنے لگی۔۔

حوصلہ ہے تمہارا۔ جو تمہارا ٹائم ہوتا ہے اس ٹائم پر اپنے شوہر کو اس کی پہلی بیوی (دالہام خانزادہ) کے ساتھ برداشت کر لیتی ہو علینا کے لیے قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا سفیان خان کی باتیں سن کر۔۔۔

آئیدن اپنے کمرے سے باہر آتا لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گیا سامنے بیٹھی نمیرہ کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگا۔۔

اوئے میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو نمیرہ نے اکتاہٹ بھرت انداز سے اسے دیکھا جو بنا آنکھیں جھپکائے اسے نہایت غور سے دیکھ رہا ہوتا۔۔

تم بہت پیاری ہو 10 سالہ آئیدن نے خود سے پانچ سال بڑی نمیرہ کے چہرے کو تکتے ہوئے کہا۔۔

میرا ہاتھ بھی بہت پیارا ہے نمیرہ کو اس کی تعریف بلکل بھی اچھی نہ لگی۔
آئیدن نے روندو چہرا بنا کے رضیہ خانم کو دیکھا۔ انہوں نے آئیدن کو
اپنے ساتھ لگایا۔۔
نمیرہ چھوٹا بھائی ہے تمہارا کیوں اسے ڈانٹ رہی ہو اس نے تو تمہاری
تعریف کی ہے رضیہ خانم نے پیار بھرے انداز میں اسے ڈپٹا۔۔
ممانی یہ اتنا بھی چھوٹا نہیں ہے۔ ہر وقت میرے آگے پیچھے گھومتا رہتا
ہے نمیرہ نے ٹیبل پر پڑی پلیٹ سے بسکٹ اٹھا کر کھایا۔۔ رضیہ خانم
مسکرانے لگی۔۔ وریام خانزادہ کو کوئی ہوش نہ تھی کون کیا بات کر رہا ہے
وہ اپنے فٹبال کو دیکھنے میں مصروف تھا۔
اب آتے ہیں تیمور خانزادہ اور ریحانہ خانم کی طرف۔ ملازمہ کمرے میں
کھانا رکھ کر جا چکی تھی۔۔

تیمور تمام کام چھوڑ کر پہلے کھانا کھائے۔ جیسے ہی تیمور خانزادہ ڈریسنگ روم سے کپڑے تبدیل کر کے باہر آئے ریحانہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں صوفے پر بٹھایا۔۔

تمہارے لیے گجرے۔۔۔ میں بعد میں پہن لوں گی پہلی آپ کھانا کھائے ریحانہ نے گجرے پکڑ کر سائڈ پر رکھے اور نوالہ بنا کر تیمور خانزادہ کے لبوں کے پاس کیا۔۔

خیر ہے! آج بڑی پرواہ دکھائی جا رہی ہے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے نوالا کھایا۔۔ ایک نوالہ بنا کر ریحانہ کے لبوں کے پاس کیا۔۔

خاموشی سے نا کھانا کھائے نہیں تو مجھ سے مار کھائیں گے ریحانہ نے ایک اور نوالہ تیمور خانزادہ کے لبوں کے پاس کیا۔۔

شوہر کو مار کر کیوں خود کو گناہگار کرنا چاہتی ہوں تیمور خان نے اس کے کندھے پر سر رکھا وہ بے انتہا تھک چکا تھا۔۔

سائیڈ پر پڑے کچرے اٹھا کر ریحانہ کے ہاتھوں پر پہنائے۔۔

کیا سوچ رہے ہیں؟ تیمور خانزادہ کو گہری سوچوں میں گم دیکھ کر ریحانہ خانم نے تیمور خانزادہ سے سوال کیا۔۔

میں سوچ رہا ہوں گجرے زیادہ خوبصورت ہے یا پھر میری بیوی کی کلائیاں؟ اس کی کلائی پر مہر ثبت کرتے ہوئے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنی بیوی کا خوبصورت چہرہ تکنے لگا۔۔

خیریت ہی ہے کہیں بھنگ پی کر تو نہیں آئے ریحانہ خانم نے ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں سمیٹی اور تیمور خانزادہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئی

تیمور خانزادہ نے ریحانہ خانم کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے قریب کیا۔۔

تم عمر بڑھنے کے ساتھ مزید خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔ تیمور خانزادہ نے ریحانہ خانم کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے۔

اور آپ عمر بڑھنے کے ساتھ مزید ٹھرکی ہوتے جا رہے ہیں ریحانہ خانم کی زبان بس اپنے شوہر کے سامنے چلتی تھی دوسرے کے سامنے وہ بس مطلب کا بولتی تھی۔۔

ریحانہ میں دیکھ رہا ہوں تم بہت زیادہ بولنا شروع ہو گئی ہو۔

آپ کو برا لگتا ہے میرا بولنا ریحانہ اداس ہوئی اپنے ہاتھ میں پہنے گجرے کو دیکھنے لگی۔۔

ہر گز نہیں مجھے اپنی بیوی کو خاموش رہنا برا لگتا ہے نہ کے زیادہ بولنا۔

تمہاری سریلی آواز سننا مجھے بے انتہا پسند ہے۔ تیمور خانزادہ نے ریحانہ کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔

تیمور میری راہا! ریحانہ خانم تیمور خانزادہ کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔ اچانک آنکھوں کے پردوں کے سامنے اپنی تین سالا بیٹی کا عکس نظر آیا جسے وہ تین سال پہلے کھو چکی تھی۔۔

اسے میرے پاس واپس لے آئے ریحانہ خانم کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔ آنسو بہہ کر تیمور خان کی شرٹ میں جذب ہونے لگے۔۔ انہوں نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا جن کی آنکھیں سپاٹ تھی۔ دھڑکتے دل کے ساتھ سوال کیا۔۔

آپ کو ہماری بیٹی کی یاد نہیں ریحانہ خانم نے انہیں شانوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا۔ ان کا بے تاثر چہرا انہیں تکلیف دے گیا۔۔

میں نے کوئی جگہ نہیں چھوڑی ریحانہ لیکن اپنی بیٹی کو تلاش نہ کر سکا۔ میں اس متعلق بات نہیں کرتا تو اس کا ہر گز مطلب نہیں ہے کہ میں ہماری بیٹی کو بھول گیا ہوں۔ باپ اپنے بیٹے کو شاید بھلا دے لیکن اپنی بیٹی

اپنے دل کے ٹکرے کو نہیں بھلا سکتا۔ ایک لمحہ بھی مجھے سکون نہیں ملتا ، میں محافظ تھا اس کا۔ کوئی درندہ مجھ سے میری بیٹی دور لے گیا تیمور خانزادہ کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے جو انہوں نے بڑی مہارت سے چھپائے تھے۔۔

رویا مت کرو۔ ریحانہ خانم کا چہرا ہاتھوں میں تھام کے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ وہ ان کے سینے سے لگے بلند آواز میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

میری جان نکالنی ہے تیمور خان نے ان کی پیٹھ سہلا کے چپ کروانے کی کوشش کی۔ ان کے گرد سخت حصار قائم کیا۔۔۔

راہا کے دکھ میں ریحانہ تم سونیا پر توجہ نہیں دے رہی۔ میں اسے ڈھونڈھ رہا ہو۔ جو بچے ہمارے پاس ہیں انہیں محرومی مت دینا۔ میری غیر موجودگی میں، تم نے مکمل طور پر سونیا کو دالہام کے حوالے کر دیا ہے

اور آئیدن کے تمام ناز نخرے سہیل اٹھاتا ہے۔ تم ہر وقت اس کے غم میں ہلکان ہوتی رہتی ہو تیمور خانزادہ نے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تاکہ وہ رونا بند کردے۔۔ تیمور میں اپنی پوری کوشش کرتی ہوں کہ اپنے بچوں کو اپنی تمام تر توجہ دوں ریحانہ نے نظریں جھکالی اپنے بیٹوں کو تو وہ توجہ دیتی تھی لیکن سونیا کو جب بھی وہ دیکھتی تھی انہیں راہا یاد آتی تھی۔۔۔

ہم نے تو اسے سکول بھیجا تھا ریحانہ خانم ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر چہرا ہاتھوں میں چھپائے رونا شروع ہوگئی۔ ان کی آنکھوں پر بہت جلد سوجن ہوجاتی تھی۔۔

تیمور خانزادہ کو آج بھی وہ دن یاد تھا جب وہ راہا کو یونیفارم پہنا کر اس کی دو پونیاں کر کے سکول چھوڑ کر آئے تھے اور دو گھنٹے بعد ہی وہاں ڈارک ویب میں کام کرنے والوں نے وہاں سے لڑکیاں اغواہ کرلی تھی جن میں

تین سالہ راہا بھی شامل تھی جس کا آج تک تیمور خانزادہ کو پتا نہ چلا کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا تیمور خانزادہ نے روتی ہوئی ریحانہ کو خود میں بھینچا۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا کہنا آسان ہے لیکن سب ٹھیک ہو جانے تک برداشت کرنا بہت مشکل ہے ریحانہ خانم کا جواب تیمور خانزادہ کو لا جواب کر گیا۔۔ یہ حقیقت ہے حوصلہ دینا آسان ہے اور سہنا مشکل۔۔

یار کیا ہو گیا ہے میں تمہارے لیے اتنی محبت سے گجرے لایا ہوا اور تم مسکرا کر شوہر کو خوش کرنے کی بجائے رو رہی ہو۔

not fair....

اس کے رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی ناک کو کھینچتے لاڈ سے کہا۔ ریحانہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اپنے شوہر کی حد درجہ محبت دیکھ کر۔۔

اوکے میاں جی! اپنے آنسو صاف کر کے لبوں پہ مسکراہٹ سجائے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔

تمہاری آنکھوں پر سوجن مجھے اچھی نہیں لگتی ریحانہ کی آنکھوں پر لب رکھتے بھاری لہجے میں کہا ریحانہ نے ان کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

مجھ سے ہمیشہ یونہی محبت کیجیے گا میرے تیمور خان وہ ان کی داڑھی کے ساتھ کھیلنا شروع ہو گئی۔ تیمور خانزادہ کی سرداروں جیسی مونچھیں اسے بہت پسند تھی جس کی نوکیں گول کی ہوتی تھی۔۔ وہ گبرو جوان تھے۔۔

آخری سانس تک اپنی ریحانہ سے یونہی محبت کروں گا اور جب یہ سانسیں ختم ہو گی تو میری محبت تمہارے دل پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو جائے گی تمہارے دل و دماغ پر تیمور خانزادہ حاوی رہے گا تم کبھی خود کو تنہا محسوس نہیں کرو گی میں تمہیں تمہاری سانس، دل، دھڑکن، روح میں

محسوس ہوگا تیمور خان نے نظریں ریحانہ کے ہاتھوں پر مرکوز کیے کہا۔
انہیں اپنی بیوی کی کلائیاں کے انتہا خوبصورت لگتی تھی۔۔
مجھے نیند آرہی ہے ریحانہ خانم کو آنکھوں میں جلن ہورہی تھی جنہیں بند ہونے پر سکون ملنا تھا۔۔ تیمور ریحانہ کا ہاتھ تھام کرا اپنے بازو کے حصار میں لیے بیڈ تک لے گیا۔ شانوں سے نرمی سے تھام کر بیٹھایا۔ اور لیٹنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے لیٹ گئیں، تیمور خان نے لحاف اس کے اوپر دیا، دوسری سائیڈ پر جا کرا اپنی زوجہ کے پاس بیٹھ گئے۔۔ دیوانہ وار نظریں زوجہِ تیمور پر ٹکائی۔۔
آپ اس قدر مجھ سے محبت کیوں کرتے ہیں بعض اوقات مجھے محسوس ہوتا ہے میں ملکہ ہو اور.....اور میں آپ کا خادم تیمور خانزادہ اپنی زوجہ کی بات کے درمیان میں ہی بول پڑے۔ ریحانہ خانم کے چہرے پر

خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔ تیمور خان ریحانہ کے بال سہلانے لگے۔ کچھ پل میں وہ سوگئیں تھی۔ تیمور بھی ساتھ میں نیم دراز ہوگیا۔۔ تیمور نے خانزادہ نے آنکھیں بند کی انہیں راہا کا مسکراتا چہرا نظر آیا وہ جتنا اسے بھلانے کی کوشش کرتے تھے وہ انہیں اتنا ہی یاد آتی۔۔

)جب وہ راہا کو سکول چھوڑنے گئے(

تیمور خان اپنی تین سالہ بیٹی راہا تیمور خانزادہ کو سکول چھوڑنے گئے تھے راہا پہلی بار سکول آئی تھی اسے بہت رونا بھی آرہا تھا اور بار بار وہ اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسے ابھی کرلے دوبارہ گھر چلے جائے گے۔۔۔"

جیسے ہی تیمور خانزادہ راہا کو چھوڑ کر گئے راہا رونے لگی۔۔۔ لیکن تیمور خانزادہ اپنی جان سے پیاری بیٹی راہا خانزادی کو وہاں ہی روتے ہوئے چھوڑ کر چلے گئے کیونکہ آئیدن اور سہیل نے بھی اسی طرح ضد کی تھی

سونیا نے سکول نہ گئی کیونکہ اسے بخار تھا۔ اگر آج اسے پتہ ہوتا کہ اس کی بیٹی کا آج اُن کے ساتھ آخری دن ہے تو وہ کبھی بھی اپنی بیٹی کو سکول پر چھوڑ کے نہ جاتے اور اس بات پر انہیں بعد میں پچھتاوا ہونے والا تھا۔۔۔۔ نرسری کلاس میں شور شرابا تھا کچھ بچے جو سمجھدار تھے وہ چپ چاپ بیٹھے روتے ہوئے بچوں کو دیکھ رہے تھے جن کا آج سکول میں پہلا دن تھا راہا جب روتے روتے تھک گئی تو خاموش ہو گئی اور منہ بناتی چیئر پر بیٹھ گئی اُسے بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اسے گالیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی جس کی آواز اتنی تیز تھی بچوں سمیت ٹیچروں نے بھی اپنے کانوں پر ہاتھ جما لیے سکول پر کچھ دہشت گردوں کا حملہ ہوا تھا یہ وہ لوگ تھے جو بچوں کو اغوا کر کے ڈارک ویب پر بیچا کرتے تھے ڈارک ویب ایک انسانی جانو کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔۔۔۔ راہا باقی بچوں

سمیت وہاں بیٹھی ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو ہاتھوں میں گنز پکڑے سکول میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔"

چونکہ سکول کے اندر داخل ہوتے سب سے پہلے نرسری کلاس آتا تھا اُن دہشتگردوں میں سے دو نرسری کلاس میں داخل ہوئے۔۔۔بچوں سمیت ٹیچر کی تھی اُن نقاب پوشوں کو دیکھتے چیخیں عروج پر تھی۔۔۔۔" ششش۔۔۔چپ ہو جاؤ سب ورنہ گولیوں سے اڑا دونگا۔۔۔اُن میں سے ایک نے کلاس ٹیچر پر بندوق تان لی تھی۔۔۔سارے چھوٹے چھوٹے 3 سے چار سالا بچے مزید رونے لگے تھے۔۔۔۔"

اٹھاوان بچوں کو۔۔۔ان آدمیوں میں سے ایک آدمی اپنے ساتھیوں سے بولا وہ لوگ سب بچوں کو دیکھ رہے تھے جو کچھ پانچ سال کے تھے کچھ آٹھ سال کے کچھ سات مختلف عمروں کے بچے ایک ساتھ بیٹھے تھے راہاڈرتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔""

ان آدمیوں کے کہتے ہی سکول کے ٹیچرز ان بچوں کو بچانے کے لیے آگے بڑھے لیکن ان دہشت گردوں نے ان سکول کے ٹیچروں پر بھی رحم نہ کھایا اور ان پر گولیاں برسا دیں جس کی وجہ سے سکول کے دو فیمیل ٹیچرز موقع پر ہی شہید ہو گئے۔۔۔۔۔"""

اور ان گولیوں کی بوچھاڑ میں کچھ بچے بھی اپنی جان بچاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے لیکن ان دہشت گردوں نے بغیر ان بچوں کی جانوں کی پرواہ کی بغیر کچھ بچوں کو بھی گولیاں ماری جس کی وجہ سے وہ موقع پر ہی جان بحق ہو گئے تھے اور جو بچے انہیں ڈارک ویب کے لیے سوٹیبل لگے ان بچوں کو اٹھانے کے لیے دہشت گردوں نے اپنے آدمیوں کو بولا تھا

ان دہشت گردوں کی وجہ سے جو سکول تھوڑی دیر پہلے بچوں کی کھلکھلاٹوں سے گونج رہا تھا ابھی وہاں خون ہی خون تھا۔۔۔۔"""

ان آدمیوں نے راہ سمیت کئی بچوں کو وہاں سے اٹھایا اور لے کر جانے لگے۔۔۔۔"

راہا بھی روتے ہوئے ایک بچے کے پیچھے بھاگنے لگی لیکن ایک آدمی نے راہا کو پکڑ لیا اور زور سے راہا کے منہ پر تھپڑ مارا جس سے راہا کے سرخ سفید گال پر اس آدمی کے تھپڑ کا نشان پڑ گیا تھا راہا اتنی چھوٹی تھی کہ وہ اس کے بھاری تھپڑ کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی لیکن پھر بھی راہا اپنے آپ کو چھڑوانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی اس کی زبان سے بس ایک ہی الفاظ سے نکل رہا تھا "دائم لالا، دائم لالا" کیونکہ وہ اپنے دالہام لالا کو دائم لالہ کہہ کر پکارتی تھی۔

دائم لالا، دائم لالا روتے آدمیوں نے راہا کو دیکھا وہ چھوٹی سی معصوم سی بچی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے وہ سکول سے کئی بچوں کو لے جا چکے تھے۔۔۔۔"""

وہ لوگ ڈارک ویب کی طرف سے آئے تھے اور ان بچوں کو وہ اپنے ٹھکانے کی طرف ہی لے کر چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے ان بچوں کو ایک اندھیرے کمرے میں بند کر دیا چونکہ رونے کی پرواہ کیے بغیر وہ لوگ ان ایک کمرے میں بند کر کے وہ لوگ چلے گئے اور اس اندھیرے کمرے میں ان بچوں کے رونے کی آوازیں گونجتی رہیں لیکن باہر کے سفاک اور بے حس انسانوں کو ان بچوں کے رونے کی کوئی پرواہ نہیں تھی انہیں بس انہیں ڈارک ویب کے لوگوں کے آگے بیچنا تھا اور ڈارک ویب میں ان بچوں کے ساتھ کیا ہونا تھا اگر لوگ یہ جان لیں تو وہ کبھی بھی اپنے بچوں کی طرف سے کبھی لاپرواہی نہ کریں۔۔۔۔"""

ان دہشت گردوں نے ڈارک ویب والوں کے ساتھ ایک ڈیل کی ہوئی تھی جس کے بدلے انہیں نے 10 بچے ان کو دینے تھے لیکن ان 10

بچوں میں سے پانچ سال سے کم بچے ان لوگوں کو زیادہ ہی چھوٹے لگے جو ڈارک ویب کی سفاکیت کو نہیں سہ سکتے تھے۔۔۔"""

کچھ دیر ان بچوں کو کمرے میں بند رہنے کے بعد ایک ادمی ان کے پاس ایا جس نے اپنے چہرے پر ماسک لگایا ہوا تھا وہ ان بچوں کو باری باری ہاتھ لگا کر دیکھنے لگا کہ وہ سب اتنی جان رکھتے ہیں کہ وہ ڈارک ویب کی سفاقیت کو اس کی وحشت کو سہہ سکیں۔۔۔"""

اس آدمی نے اپنے پیچھے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو وہ کچھ کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا تھا وہ ان بچوں کو سہی سلامت ڈارک ویب کے آدمیوں کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ بچے کھانا کھانے کی بجائے بلند آواز میں بلک بلک کر رو رہے تھے۔۔

ان ادمیوں کو ان بچوں کی حرکتوں پر بے حد غصہ ایا جس کی وجہ سے وہ ان بچوں کو ایک ایک تھپڑ مار کر جو وہ کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوئے

تھے وہ دوبارہ سے باہر لے کر چلے گئے اور پھر ان بچوں کی حالت کے بارے میں دوبارہ کسی نے بھی نہیں پوچھا۔۔۔""

اگلے دن کچھ لوگ اس اندھیرے کمرے میں آئے چہرے پر ماسک لگائے وہ ان معصوم بچوں کی طرف دیکھنے لگے جس میں پانچ سال، تین سال، سات سال اور 10 سال تک بچے بھی شامل تھے لیکن ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ پانچ سال سے زیادہ بچوں کو وہ ڈارک ویب میں بیچیں گے اور جو پانچ سال سے چھوٹے بچے ہیں انہیں وہ اپنے پاس رکھیں گے اس لیے جو سات سے سال 10 سال کے بچے تھے انہیں لے جانے کے لیے ڈارک ویب کے لوگ آئے جب وہ بچوں کو لے جانے لگی تھے ان کی نظر راہا پر گئی۔۔

یہ بچی بھی ہمارے حوالے کردو ڈارک ویب کے اونر نے راہا کی جانب وحشت بھری نظروں سے دیکھا۔۔

یہ بہت چھوٹی ہے! دہشت گرد ابھی اسے بیچنا نہیں چاہتے تھے۔۔
ہم اس کی دوگنی قیمت دے گے۔ دوگنی قیمت کا سن کر دہشت گردوں
نے راہا کو ان بلیک ویب کے آدمیوں کے حوالے کر دیا۔۔
انہوں نے بچوں کو اپنے ٹھکانے پر لے جاتے سب کو علیحدہ علیحدہ
کمرے میں بند کیا۔ راہا کو کمرے میں بند کرنے لگے وہ جلدی سے باہر
بھاگنے لگی ایک آدمی نے اس کے چہرے پر ایک ساتھ کئی تھپڑ مارے
اس کے چہرے پر سرخ نشانات پڑ گئے۔ وہ نازک کی گڑیا درد برداشت
نہ کر سکی اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔
اور آج تین سال گزر گئے تھے وہ کس حال میں تھی تیمور خانزادہ کو علم نہ
تھا وہ دربدر بھٹکے تھی اپنے دل کے ٹکرے کو ڈھونڈنے کے لیے۔
لیکن وہ انہیں نہ ملی۔۔

اس لڑکے نے اپنی بابا سے عزت افزائی کروا کے حویلی واپس آنا ہے۔

صارم دالہام کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز تھا سہیل خانزادہ کل رات تیمور خانزادہ سے اجازت لے کر اپنے دوست کے گھر گیا تھا ایک رات اس نے اپنی دوست کے گھر رکنا تھا اور آج دوسری رات تھی وہ ابھی تک حویلی واپس نہ آیا تھا۔

اسے کال کر صام دالہام نے صارم کی طرف رخ کیا۔ اس نے اپنے دوسرے نمبر سے سہیل کو کال کی اس کا وہ نمبر صرف دالہام خانزادہ نے پاس تھا۔۔

اسلام علیکم !دوسری بیل پر کال ریسیو ہو گئی۔ سہیل کی بھاری آواز صارم کو سنائی دی اس نے موبائل سپیکر پر کر دیا۔۔

بے بی آپ کہاں ہو؟ صارم نے لڑکی کی آواز نکالی۔۔

کون ؟ سہیل خان نے موبائل کو چہرے کے سامنے کر کے دیکھا کس لڑکی کو آدھی رات کو دوڑا پڑا تھا اسے کال کرنے کا۔۔

آپ کی جانم !صارم کے دوبارہ لڑکی کی آواز نکالنے پر دالہام نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ ہنسی ضبط کرنا مشکل تھا۔۔

او ہیلو کون سی جانم میں تمہیں نہیں جانتا سہیل نے بہت کوشش کی کہ اس کا لہجہ سخت نہ ہو۔ اس نے سے آج تک کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ یہ پتا نہیں کون سی آدھی رات کو اس کی جانم جاگ گئی تھی۔۔ کار کی سپیڈ اس کی سلو کر دی۔ اس لڑکی باتیں اس کا دماغ گھما رہی تھی۔۔۔

جانو ایسا تو مت بولو ہم دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ بے انتہا خوبصورت لمحات گزارے ہے صارم نے کمبل میں اپنا آدھا چہرا چھپاتے ہوئے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔ دالہام خانزادہ نے

آنکھیں بند کی۔ ہنسی کنٹرول کرنے کی وجہ سے اس کا چہرا سرخ ہو گیا تھا۔۔

دیکھو میں.....ہر قربت میں آپ مجھے ہی تو دیکھتے تھے کم از کم اب تو دیکھنے کی بات نہ کرے سہیل پسینے سے بھیگ گیا۔ وہ لڑکی پاگل تھی یا وہ اسے پاگل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس سے پہلے اس کی کار درخت کے ساتھ ٹکراتی سہیل خانزادہ نے کار کو سنبھالا۔۔ دالہام کی آنکھیں پھیلی صارم کی بے باکی دیکھ کر۔۔

سنو تم۔۔۔ پلیز اتنے پیار بھرے لہجے میں بات نہ کرے مجھے یہاں تک آپ کی دھڑکنیں سنائی دے رہی ہے۔ دالہام نے نفی میں سر ہلایا اب تو ٹھرک پن کی حد ہو گئی تھی۔ سہیل نے کار روک دی ڈھیر سارے ٹشو پکڑ کر چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا۔۔

تم لڑکی ہو اس چیز کا لحاظ کر رہا ہو میرا دماغ مت گھماؤ، سہیل خانزادہ اپنے ساتھ بے فضول بکواس کرنے اور بہتان لگانے والوں کا وحشت ناک حشر کرتا ہے ان کے ٹکرے چیلو کو کھلاتا ہے سہیل کا اب پارا ہائی ہوا تھا وہ لڑکی ہر حد پار کر گئی تھی۔۔

ابے اوئے سہیل خانزادہ پانچ منٹ کے اندر حویلی پہنچ نہیں تو تیمور خانزادہ نے تیرے ٹکرے کر کے چیلوں کو کھلانے کی بجائے کتوں کو کھلا دینے ہے دالہام خانزادہ کے لئے صارم کا ٹھرک پن اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ اس سے قبل صارم بولتا دالہام خانزادہ کی رعب دار آواز گونجی۔۔ اپنے جڑواں بھائی کی آواز سن کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا اس کا بھائی اس سے لڑکی بن کر بات کر رہا تھا۔۔

لالا آپ؟ سہیل نے حیرت سے پوچھا۔۔

بکواس نہ کر، تجھے پتا ہے ایسی جنا نیوں والی حرکات میں نہیں کرتا دالہام خانزادہ سخت لہجے میں بولا۔ سہیل کو سمجھ لگ گئی یہ شرارت صارم کی ہے۔۔

صارم لالا! سہیل نے غصے سے صارم کو بلایا تو وہ قہقہہ لگانے لگا کچھ لمحے بعد وہ پیٹ پکڑ کر ہنس رہا تھا۔۔

دالہام خانزادہ کی دبی ہنسی کی آواز گونج رہی تھی۔۔

جلدی حویلی آجاؤ بابا کا دھیان ابھی اپنی زوجہ پر ہے انہوں نے تمہاری غیر موجودگی پر غور نہیں کیا۔ "بس آنے لگا ہو" کہہ کر سہیل نے کال کٹ کردی۔ دوسری جانب سے باتیں سن کر اس بچارے کے رونگٹے کھڑے ہوئے گئے تھے۔۔

افففف صارم لالا آپ بھی نا! سہیل تاسف سے سر ہلاتا ہوا کار میں بیٹھا۔

یہ عورتوں والی عادات تم میں کب سے پیدا ہو گئی صام صاحب!۔
دیکھ سب کہتے ہیں تم میری پہلی بیوی ہے اور میری پہلی بیوی مجھ سے
پیار ہی نہیں کرتی تو میں نے پھر دوسری بیوی ڈھونڈنے کی کوشش
کی۔۔ صارم خان پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گیا دالہام خانزادہ کی ہنسی
کمرے میں گونجنے لگی وہ دونوں ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔۔
صام کتنی مرتبہ منع کیا ہے یہ مت پیا کرو، ہنسنے کی وجہ سے جب پیٹ میں
درد ہونا شروع ہو گئی تو صارم خان سیدھا ہو کر بیٹھا اور اپنی جیب سے
سگرٹ نکالا۔ دالہام خانزادہ نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑنا چاہا تو
صارم نے پیچھے کر لیا۔ حویلی میں صرف ایک فرد جانتا تھا کہ صارم خان جو
سگرٹ پیتا ہے اس میں نشیلی اودیات شامل ہوتی ہیں۔۔
صام نشامت کیا کر۔ دالہام نے حقارت سے اس کے ہاتھ میں پکڑے
سگرٹ کو دیکھا۔۔

یار سگریٹ پینے سے کیا ہوتا ہے ؟ لیٹر سے سگرٹ جلاتے لبوں میں دبایا لمبا گش لیتے ہیں فضا میں دھواں چھوڑا۔۔

اگر تو نے سگرٹ پینے ہوتے ہیں تو نارمل پی لیا کر لیکن یہ نشہ آور سگرٹ مت پیا کر دالہام نے اپنے اوپر لحاف لے کر دوسری طرف رخ کر لیا اسے صارم کی صرف یہی ایک عادت بری لگتی تھی۔۔ صارم دالہام کے کمرے میں آ کر سگرٹ پیتا تھا علینا کے سامنے بہت کم سگریٹ پیتا تھا۔۔

اچھا یار میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں.....ہادی کو میرے پاس چھوڑ جاؤ دالہام نے چہرے سے کمبل ہٹاتے پیچھے کی طرف منہ کرتے اسے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتے کمرے سے چلا گیا اپنے کمرے میں داخل ہوا علینا سو چکی تھی لیکن ہادی بیڈ پر بیٹھا کھلونے سے کھیل رہا تھا اسے گود میں اٹھاتے واپس دالہام خانزادہ کے کمرے میں داخل ہوا اسے اس

کے پیٹ پر بٹھا کر جانے لگا۔ کہ دالہام کی آواز پر اس کے قدم رکے۔۔

"یہ صحیح ہے بچے پیدا تو کرے اور سنبھالنے کے لیے میں آگے ہوتا ہوں "

زیادہ زبان نہ چلاؤ جب سے یہ پیدا ہوا ہے تو اسے اپنے پاس رکھتا ہے اور کیا کہتا ہے مجھے کہ یہ تیرا نہیں میرا بیٹا ہے تو پھر سنبھال۔ ویسے بھی میرے جتنے بھی بچے پیدا ہوں گے تو نے ہی تو سنبھالنے ہیں۔ صارم نے دروازے کو پکڑتے مڑ کر آنکھ دباتے کہا وہ اس بات سے انجان تھا کہ اس کے نئے پیدا ہونے والے بچے کو اس کے اس دوست نے ہی تو سنبھالنا تھا اس نے نیلی آنکھوں والی گڑیا کو۔۔

میرا ہادی! دالہام اس کے دونوں گالوں کو چٹا چٹ چومنا شروع ہو گیا۔۔

جس طرح تو اسے چوم رہا ہے یہ نہ ہو جب یہ بڑا ہو تیرے یہ ہی ہونٹ بند کروادے اس سے پہلے صارم کو دالہام کا جوتا پڑتا وہ کمرے سے بھاگ گیا۔۔

میرا ہادی ابھی تک سویا کیوں نہیں اسے اپنے پیٹ پر بٹھاتے دونوں رخسار کھینچتے ہوئے پوچھا۔۔

چاچو مدے بوت (چاچو مجھے بھوک) دالہام خانزادہ لیٹے ہوئے ہی سائیڈ ٹیبل کا دراز کھول کر ہادی کو چاکلیٹ پکڑائی وہ خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے چاکلیٹ کھانا شروع ہو گیا۔۔

رات کے ایک بجے سہیل خانزادہ حویلی واپس آیا دالہام کے کمرے میں گیا وہ گہری نیند میں سویا ہوا تھا ہادی اس کے سینے سے لپٹا گہری نیند میں تھا سہیل بنا آواز پیدا کیے اپنے کمرے میں جانے کی بجائے اپنے بھائی کے پاس لیٹ گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا آپ کب رشتہ لے کر جائیں گے اورحان خانزادہ بے تابی سے انتظار کر رہا تھا کہ اس کے بابا کب رشتہ لے کر جائیں گے۔۔

ایک دو تین انتظار کر لو جیسے ہی میں کاروباری معاملات سے فارغ ہوتا ہوں رشتہ لے کر چلا جاؤں گا الطاف خان اپنے بیٹے کا جذبات سمجھ رہے تھے لیکن انہیں اپنے کاروباری معاملات سے فرصت نہیں مل رہی تھی۔۔

جلدی کر لیں بابا اداسی سے کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

بابا مجھے آئیدن کے گھر چھوڑ کر آئے شہریار آدھا ادھورا کھانا چھوڑ کر چیئر سے اٹھ گیا الطاف خان نے لمبا سانس خارج کیا ان کے بیٹے کو اپنے گھر میں سکون نہیں آتا تھا ہر دوسرے دن ان کا بیٹا بڑی حویلی پہنچا ہوتا تھا۔۔

اچھا جی چلیں چھوڑ آتا ہوں آپ کو الطاف خان نے اپنا کھانا ختم کیا اور شہریار کو بڑی حویلی چھوڑ کر آفس چلے گئے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور نے آج یونیورسٹی سے چھٹی کی تھی ٹہلتے ہوئے وہ کھیتوں میں جا پہنچا وہ اپنے گھر سے کافی دور نکل چکا تھا۔۔

اوئے لمبے لڑکے میرا دوپٹہ چھوڑو یاور نے ارد گرد دیکھا اس کے اس پاس کوئی انسان نہیں تھا لیکن اسے کسی لڑکی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کانوں میں انگلی گھماتے ہوئے آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولتے ارد گرد دیکھا لیکن کوئی بھی نہ تھا اپنے پاؤں کے نیچے کھچاؤں محسوس کر کے نظر جب نیچے کی ایک چھ سالہ گولو مولو گڑیا زمین پر بیٹھی اس کے پاؤں کے نیچے سے اپنا دوپٹہ کھینچ رہی تھی جو بے دہانی میں یاور کے پاؤں کے نیچے آیا تھا۔۔

آلو زمین میں سے باہر نکلتے ہیں یہ تو سنا تھا لیکن تربوز کے سائز کا آلو نکلتے پہلی بار دیکھا ہے یاور نہایت غور سے اس گولو مولو سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جسے دیکھتے ہی دل چاہتا تھا اس کے دونوں رخسار کھینچے، اس کے نرم ملائم گالوں پر دانت گاڑھے۔۔

تم نے مجھے آلو کہا را عنین اپنے سر پر دوپٹہ درست کر کے لیتی، دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے غصے سے اسے دیکھنے لگی ایک تو اس کا گولو مولو سا منہ اور اوپر سے اس کا دوپٹہ اوڑھنا یاور کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

اب آلو کو میں مٹر جیسا پتلا کہنے سے رہا یاور کو خود پر قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا بے اختیار اس کے دونوں رخسار کھینچے۔۔

اوئے لمبے گندے لڑکے مجھے ہاتھ نہ لگاؤ نہیں تو تمہیں ماروں گی را عنین کو اس کا رخسار کھینچنا بالکل بھی پسند نہ آیا۔۔

تم بہت پیاری ہو یاور نے اس کے سر پر دوپٹہ درست کیا۔۔

مجھے ہاتھ مت لگاؤ لمبے لڑکے یاور کو وہ بالکل کہانیوں کی پری کی طرح لگ رہی تھی کیونکہ وہ باتیں ہی اسی انداز میں کر رہی تھی۔۔

اچھا سنو لمبے لڑکے میں اپنے گھر کا راستہ بھول گئی ہوں مجھے گھر کا راستہ بتا دو یاور نے اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے اسے دیکھا بھلا اسے کیسے اس چھوٹی سی لڑکی کے گھر کا پتہ ہوگا وہ تو پہلی مرتبہ اس سے ملا تھا۔۔

تم باہر کس کے ساتھ آئی ہو؟

اکیلی! سینے پر ہاتھ باندھتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا یاور کو حیرت کا جھٹکا لگا ایک چھوٹی سی بچی کو اس کے ماں باپ تنہا کیسے گھر سے باہر نکلنے دے سکتے تھے۔۔

تمہارے ماما پاپا نے تمہیں اکیلے باہر جانے دیا؟ یاور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اس کی آنکھوں میں جھانکتے سوال کیا۔۔

میرے ماما پاپا نہیں ہیں یاور نے آنکھیں سختی سے میچی۔ اب وہ اس لڑکی کو کیسے گھر چھوڑتا اسے تو اس کے گھر کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ کہاں پر ہے؟

تمہارا کوئی بڑا بھائی یا بہن ہے؟ یاور نے مزید ایک سوال کیا اس کا شاید کوئی بڑا بھائی ہو جسے وہ جانتا ہو۔۔

ہاں میرے بڑے بھائی ہیں اپنے بھائی کے بارے میں بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔

تمہارے بھائی کا کیا نام ہے؟ پیار بھرے لہجے میں اس سے پوچھا۔۔ ابراہم ملک ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر جواب دیا اس کی آنکھوں سے آنسو پھسلتے اس کے دوپٹے میں جذب ہونے لگے۔۔

تم ابراہم کی بہن ہو!ذہن پر زور دینے پر اسے یاد آیا کہ اس نے اپنے بابا کے منہ سے کئی مرتبہ ابراہم ملک نام سنا تھا۔۔اور ایک مرتبہ وہ ان کے گھر بھی آیا تھا یعنی کہ اس لڑکی کا گھر ان کے گھر کے پاس میں تھا۔۔

چلو آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں ائندہ اکیلی گھر سے باہر مت نکلنا یا ورنے اپنی شہادت کی انگلی اس کی طرف بڑھائی۔ راعنین نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی انگلی کو دیکھا پہلے تو اسے غصہ آیا لیکن کچھ لمحے بعد ہی وہ بے آواز رونے لگی۔ اس کے بابا اس کے سامنے اپنی شہادت کی انگلی بڑھاتے تھے اور وہ تھام کر سارے کھیت گھومتی تھی۔ اس کے بابا کے جانے کے بعد کبھی اس کے بھائی نے اسے یوں اپنی انگلی پکڑنے کا نہیں کہا تھا۔۔

آلو جلدی کرو مجھے لیٹ ہو رہا ہے میں نے گھر جانا ہے راعنین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا یاور نے اسے اس کے گھر کے باہر چھوڑا اور اپنے گھر کی طرف کر لیا۔۔ راعنین کی آواز پر اس کے قدم رکے۔۔

شکریہ لمبے لڑکے! تم اچھے ہو راعنین اپنا جملہ مکمل کر کے گھر کے اندر چلی گئی یاور نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہ جا چکی تھی۔۔

راعنین لاونج میں گئی اس کی چھوٹی بہن کھلونوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگ کر آئی۔۔

آپی آپ کہاں گئی تھی پانچ سالہ حبا نے راعنین کے کندھے پر سر رکھ کر پوچھا۔۔

میں کھیت گھومنے گئی تھی راعنین زمین پر بیٹھ کر اس کے ساتھ کھیلنے لگی

ان دونوں کا پورا دن ہی ایسے گزر جاتا تھا۔۔

آپی بھائی آپ کو کیوں مارتے ہیں حبا نے آنکھوں میں نمی لیے اپنی بڑی بہن سے پوچھا۔ ابراہم ملک کا رویہ اپنی بہنوں کے ساتھ بہت تلخ تھا وہ بعض اوقات غصے میں راعنین پر ہاتھ اٹھاتا تھا اسے دیکھ حبا خوف سے سہم جاتی۔۔

بھائی کو غصہ ہوتا ہے اس لیے۔ اس چھ سالہ معصوم سی گڑیا کو کوئی اور جواب سمجھ ہی نہ آئی۔۔

آپا بھوک لگی ہے حبا نے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ راعنین نے کچن کی طرف دیکھا کہنے کو وہ معروف بزنس مین کی بیٹیاں تھی لیکن ان کے بابا کے انتقال کے بعد جیسے ہی تمام معاملات ان کے بھائی ابراہم ملک نے سنبھال لیا تھا اور ملازمین کو منع کر کے کے جاتا کہ صبح کے ناشتے کے بعد انہیں صرف رات کا کھانا دیا جائے۔۔

آنٹی حبا کو بھوک لگی ہے اسے کھانا دے راعنین کچن میں گئی ایک ملازمہ کو کہا۔ اس نے مڑ کر ہمدردی سے اس بچی کی طرف دیکھا وہ بچاری مجبور تھی۔

میں نہیں دے سکتی خود پر ضبط کرتے اس نے کہا۔۔

آنٹی میری بہن کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے بھوک سے راعنین کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔۔

اسے اندر لے کر آؤ اور تم دونوں یہاں چھپ کر کھانا کھا لو اور کسی کو بتانا مت میں نے کھانا دیا ہے ملازمہ نے سرگوشی نما آواز میں کہا۔ راعنین دبے پاؤں باہر گئی اور حبا کا ہاتھ پکڑ کے اسے کچن میں لے گئی۔۔ ملازمہ نے انہیں کھانا پکڑا کے دروازے کے پیچھے بٹھا دیا ان دونوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

آپ بہت اچھی ہو جبا کھانا کھا کر دروازے کے پیچھے سے باہر نکلی۔ اس ملازمہ کی قمیض کھینچی تو وہ نیچے کی جانب جھکی جبا نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔

چلو شاباش اب تم دونوں نے کسی کو بتانا نہیں ہے اس ملازمہ نے دونوں کے بال سہلائے۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی اب ان دونوں کو پورا دن وہاں بند رہنا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابراہم گھر آیا۔ ملازمین رات کا کھانا ٹیبل پر لگا چکی تھی اپنے کمرے میں فریش ہونے کے لیے چلا گیا کمرے سے باہر نکلا اپنی بہنوں کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ جبا ابراہم کو دیکھ کر اپنی بہن کے ساتھ چپک گئی۔۔۔ کھانا کھا لو ابراہم غصے سے بولا۔۔

بھائی ہمیں بھوک نہیں راعنین نے اپنی چھوٹی بہن کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔ ابراہم غصے سے تلملاتا ہوا کھٹاک سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔۔

حبا خوف کے مارے سسکیاں بھرتے اپنی بڑی بہن کے ساتھ چپکے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

تم اتنا کیوں روتی ہو راعنین نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر آنسو صاف کیے حبا ڈرپوک تھی جبکہ راعنین اس کی نسبت مضبوط تھی وہ ابراہم کی مار سہہ لیتی تھی لیکن حبا اسے غصے میں دیکھ کر ہی کانپنا شروع ہو جاتی۔۔

بھائی گندے ہے حبا نے آنکھیں میں ڈھیروں آنسو لیے کہا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

ساری رات کہاں خوار ہوتے رہے ہو تیمور خانزادہ نے منہ میں بریڈ کا پیس ڈالتے اپنے بیٹے سے پوچھا جبکہ وہ اب دالہام اور صارم کی طرف دیکھ رہا تھا جسے وہ کہنا چاہتا تھا مجھے بچا لے۔۔

بابا اس کی کار خراب ہو گئی تھی اس وجہ سے لیٹ ہو گیا دالہام خانزادہ نے جھوٹ بولا تاکہ سہیل کو ڈانٹ نا پڑے لیکن تیمور خانزادہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا سنجیدہ بیٹا کب جھوٹ بولتا ہے اور کب سچ۔۔

آج کے بعد اتنی لیٹ نہیں ہونی چاہیے، اور آج رات پارٹی ہے حویلی میں مجھے ایک بہت بڑا پروجیکٹ ملا ہے اس کی خوشی میں۔ سنجیدہ لہجے میں کہہ کر کھڑے ہوئے چیئر سے اپنی چادر اٹھا کر کندھوں پر لیتے ریحانہ خانم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آفس چلے گئے۔۔

مورے آپ کے بچے جوان ہو رہے ہیں لیکن آپ کے شوہر کا رومینس ابھی تک ختم نہیں ہوا..... کیا بول رہا ہے یار چاچو کو رومینس نہیں کرنا

آتا اصل رومینس تو میرے بابا کرتے ہیں گھر آجائیں تو کمرے سے باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے چاچو تو پھر ہمارے درمیان بیٹھتے ہیں ہم سے باتیں کرتے ہیں سہیل کی بات مکمل ہوتے ہی صارم بول پڑا سفیان خان نے سخت گھوری سے اسے نوازا۔۔

میرے دوست کی طرف ایسے نہ دیکھیں کچھ غلط نہیں کہا اس نے۔

دالہام نے صارم کی پشت کے پیچھے سے ہاتھ لے جاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سفیان خان دونوں کی طرف غصے سے دیکھ رہے تھے کسی ایک کو بات کی جاتی ہے تو دونوں ایسے ساتھ جڑ جاتے جیسے بات ایک کو نہیں دونوں کو کی جا رہی ہے۔۔

سنبھالو اپنی اس بیوی کو سفیان خان سر تا پاؤں تک دالہام کو دیکھتے ہوئے حویلی سے چلے گئے ریحانہ خانم اور رضیہ خانم اپنے اپنے شوہر کی پشت دیکھتی رہ گئیں۔۔

لالا میرے لیے چاکلیٹ لے کر آنی ہے چھ سالہ سونیا نے اپنے بڑے بھائی سے فرمائش کی تو وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے چلے گئے آج پہلے دو لیکچر اس کے فری تھے جس کی وجہ سے وہ لیٹ یونیورسٹی جا رہا تھا۔

صارم ہادی کی پیشانی پر بوسہ دے کر آفس چلا گیا۔۔۔

چونکہ شہریار بڑی حویلی آیا تھا اس وجہ سے آئیدن نے سکول سے چھٹی کر لی سونیا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس وجہ سے وہ بھی گھر تھی۔ نمیرہ اپنے بابا کے پاس گئی ہوئی تھی۔۔ سہیل بھی اپنے بھائی کے پیچھے چلا گیا۔۔

کتنی چاکلیٹس تم کھاتی ہو وریام نے سونیا کو دیکھا جو ہر وقت چاکلیٹ کھاتی رہتی تھی لیکن موٹی پھر بھی نہیں ہوتی تھی۔۔

لالا آپ کو مسئلہ ہے میرے چاکلیٹ کھانے سے آنکھیں پٹپاتے ہوئے اس سے سوال پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اگر وہ سونیا سے لڑتا تو دالہام نے اس کے سر پر کچھ مار دینا تھا۔۔

صوفیہ نمیرہ نے کب تک آنا ہے گھر؟ ریحانہ خانم نے اپنی نند سے پوچھا۔۔

مجھے نہیں پتہ بھابھی افسردہ ہوتے جواب دیا جب بھی نمیرہ اپنے باپ سے ملنے جاتی تھی صوفیا خانم اداس ہو جاتی تھی کہ کہیں ان کا شوہر اپنی بیٹی کو اپنے پاس ہی نہ رکھ لے۔۔

سب رات کی تیاری کرنا شروع ہو گئے ریحانہ خانم الماری کھول کر کھڑی تھی کہ وہ رات کے لیے کون سا لباس منتخب کریں اچانک ان کی نظر گرے رنگ کی ساڑی پڑ گئی جو بے انتہا خوبصورت بنی ہوئی تھی تیمور

خانزادہ کی گرے رنگ کا شلوار قمیض نکال کر گرے رنگ کی ہی
واسکوٹ نکال کر بیڈ پر رکھی۔۔

ساڑی پہن کر بالوں کو جوڑے میں قید کیا ہلکا پھلکا میک اپ کر کے لائٹ
پنک کلر کی لپسٹک لگائی آنکھوں میں کاجل تھا۔ کالے رنگ کی چادر
کندھے پر سائیڈ پر سیٹ کی وہ واقعی سردار کی بیوی لگ رہی تھی۔۔

اہم۔اہم۔۔۔ تیمور خان کمرے میں داخل ہوئے کھانستے ہوئے اپنی
زوجہ کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔۔

زوجہ کیا ارادے ہیں؟ پیچھے سے دونوں شانوں کو تھام کر کندھے پر
ٹھوڑی ٹکا کر آئینے میں عکس دیکھنے لگے۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے
کے لیے بنے تھے۔۔

جلدی سے ریڈی ہو جائے یہ نہ ہو جس نے پارٹی رکھی ہے وہی لیٹ پہنچے
ریحانہ خانم نے تیمور خانزادہ کو واش روم کی جانب دھکا دیا، منہ کے

الٹے سیدھے زاویے بنا کر وہ اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلے گئے ریحانہ خانم نے مسکراتے ہوئے آئینے میں خود کو دیکھا کوئی چیز رہ تو نہیں گئی تھی۔۔

آج تمہارے کیا ارادے ہیں تیمور خانزادہ کپڑے تبدیل کر کے واش روم سے باہر آئے اپنی زوجہ کو ہنوز آئینے کے سامنے کھڑے دیکھ گردن پر چٹکی کاٹتے پوچھا۔۔

محرم جی مجھے آپ کے ارادے خراب لگ رہے ہیں اپنے ارادے اور نیت کو درست کر کے خاموشی سے تیار ہوں نہایت ہی ادب اور احترام سے سر جھکاتے ہوئے ریحانہ خانم نے اپنے شوہر سے کہا تیمور خانزادہ کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ چھائی۔۔

او کے زوجہ جی آپ جا کر دیکھیں آپ کے سپوت تیار ہوئے ہیں یا پھر انہوں نے اپنے باپ سے جوتے کھا کر کمرے سے باہر نکلنا ہے انہوں

نے بھی ریحانہ خانم جیسا لہجہ اپنایا لیکن اپنے بیٹوں کی بات کرتے ہوئے ان کا لہجہ تھوڑا سا طنزیہ ہوا تھا۔۔ ریحانہ کھانا مسکراتے ہوئے اپنے بڑے بیٹے کے کمرے میں گئی۔۔ ان کا بیٹا آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔۔

دالہام خانزادہ نے کالے رنگ کی شلوار قمیض اور کالے رنگ کی ہی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا ریحانہ خانم سوچنے لگی کہ ان کا بیٹا عمر بڑھنے کے ساتھ مزید خوبصورت ہوتا جا رہا ہے۔۔

بیٹا جلدی سے باہر آجاؤ تمہارے بابا نے سختی سے کہا ہے کہ اپنے تینوں بیٹوں کو باہر نکالو !

مورے اپ نہ ہمیں حویلی سے ہی باہر نکال دے سہیل ڈریسنگ روم سے باہر نکلا اس نے سیم دالہام جیسی ڈریسنگ کی ہوئی تھی آئیدن

تولیے سے منہ صاف کرتے ہوئے واش روم سے باہر آیا۔۔ صارم ہادی کو گود میں اٹھائے بالکنی سے کمرے میں داخل ہوا، وریام سہیل کے پیچھے کھڑا تھا ریحانہ خانم ٹکرٹکر سب کو دیکھنے لگی جو ایک کمرے میں ہی اکٹھے تیار ہو رہے تھے جب وہ سب اکٹھے ہوتے تھے ان کی ماؤں کو ڈر ہی لگا رہتا تھا کہ کوئی ہنگامہ حویلی میں نہ کھڑا ہو جائے کیونکہ جب وہ سب اکٹھے ہوتے تھے ان کی زبانیں 20 گز لمبی ہو جاتی تھی۔۔

یہ جا کر اپنے بابا سے کہو! ریحانہ خانم نے ہلکی سی چپت سہیل کے سر پر لگائی۔۔

چھوٹی مورے آپ اپنے شوہر کو تھوڑی دیر سنبھال نہیں سکتی ہمیں ٹھیک سے تیار تو ہونے دیں۔ اور میرے ماں باپ کمرے سے باہر نکلے ہیں یا پھر نہیں؟ صارم نے روتے ہوئے ہادی کے منہ میں لالی پاپ ڈالا۔۔

زیادہ بولو مت تم سب جلدی سے نیچے آجاؤ۔ سفیان بھائی اور بھابھی ابھی کمرے میں ہی ہیں ریحانہ خانم سختی سے ان سب کو کہہ کے نیچے چلی گئی۔۔۔

صارم مجھے شک پڑ رہا ہے تیرا ایک اور بھائی تو نہیں آنے والا دالہام نے صارم کی ٹانگ کھینچی وہاں موجود سب کے قہقہے کمرے میں گونجے تھے۔۔

بابا آپ تا بھائی ائے دا (بابا آپ کا بھائی آئے گا)۔۔

ہادی کی بات سن کر صارم نے نظریں نیچے کرلی اب اتنے چھوٹے بچے کو کیا کہتا۔۔

بالکل صحیح بات پکڑی ہے میری شیر تیرے دادا دادی کی حرکتیں ہی اس طرح کی ہیں۔۔

دالہام شرم کو ہاتھ مار چھوٹا بچہ ہے وہ!۔۔

اس معاملے میں میرے کان بند ہیں دالہام خانزادہ نے اپنے بال سیٹ کیے سب لڑکے تیار ہو چکے تھے انہوں نے نیچے کی جانب رخ کیا حویلی کے تمام افراد تیار ہو چکے تھے پارٹی کا سیٹ اپ گارڈن میں کیا گیا تھا تمام مہمان آ چکے تھے۔۔

مبارک ہو تیمور تمہیں بہت بڑا پروجیکٹ ملا ہے شاہان مرزا تیمور خانزادہ کے ساتھ کھڑا تھا اس کے گلے ملتے ہوئے مبارکباد دی تو بدلے میں تیمور خانزادہ نے خیر مبارک کہا۔۔ وہ دونوں آپس میں مہو گفتگو تھے جب شاہان مرزا کی نظر ریحانہ خانم پر گئی جو گرے رنگ کی ساڑی پہنے کندھے پر کالے رنگ کی شال لیے مسکراتے ہوئے کسی سے باتیں کر رہی تھی ساڑی میں ان کی خوبصورتی مزید واضح ہو رہی تھی ان کے گلابی لب، خوبصورت نقش تیکھی ناک، اور واللہ آنکھوں میں کاجل ہر کسی کو ان کی

جانب متوجہ کر رہا تھا۔۔ شاہان مرزا مہو ہوتے ریحانہ خانم کو دیکھ رہا تھا۔۔

شاہان مرزا کی بیٹی اور بڑا بیٹا بڑی حویلی آئے ہوئے تھے۔ الطاف خان اور اس کی پوری فیملی تھی لیکن اورحان ابھی وہاں نہیں پہنچا تھا۔۔

ریحانہ خانم حویلی کے اندر چلی گئی۔ شاہان مرزا تیمور خانزادہ کی نظروں سے بچتے ہوئے اندر گیا لاونج میں ارد گرد دیکھا ریحانہ خانم کہیں پر بھی نہ تھی کچن میں آواز سن کر وہ کچن کے اندر چلا گیا ریحانہ خانم اپنی شال درست کر رہی تھی۔۔

میں آپ کی مدد کر دوں بے اختیار شاہان مرزا کے منہ سے نکلا ریحانہ خانم جھٹکے سے پیچھے کی جانب مڑی سامنے شاہان مرزا کو دیکھ کر ان کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی انہیں یوں اس کا پوچھنا عجیب لگا اور اس کی آنکھیں ان کو خوفزدہ کر رہی تھی چادر اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ لی۔۔

بھائی تیمور باہر ہے ریحانہ خانم نے ہچکچاتے ہوئے باہر کی طرف اشارہ کیا شاہان مرزا جلدی سے باہر چلا گیا اس وقت وہاں رکنا ٹھیک نہیں تھا اگر تیمور اسے دیکھ لیتا تو معاملہ بگڑ سکتا تھا۔۔۔ شاہان مرزا گارڈن میں پہنچا جب اسے کال آئی کال پک کرنے کے لیے وہ دوسری سائیڈ پر چلا گیا۔۔

جس سکول سے تم نے بچیاں اغواہ کرنے کا کہا تھا یقین کرو آج تمہیں داد دینے کا دل کر رہا ہے شاہان مرزا ایک لڑکی کمال کی تھی اندر، جو تین سال سے میری قید میں ہے لیکن وہ ابھی میری وحشت کے لیے بہت چھوٹی ہے کبھی کبھار دل کرتا ہے اس پر اپنی وحشت نچھاور کروں لیکن کبھی اس کی معصومیت پر اس کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کو دل چاہتا ہے جیسے ہی شان مرزا نے کال پک کی ڈارک ویب کے ایک آدمی کی بھاری آواز اس کے کانوں کے ساتھ ٹکرائی وہ ڈارک ویب کا اونر تھا۔ شاہان مرزا کو

یہ بات معلوم تھی کہ تین سال پہلے ڈارک ویب کے آدمیوں نے جن بچوں کو اغواہ کیا تھا ان میں تیمور خان کی بیٹی راہا بھی موجود تھی۔ اسے لگتا تھا کہ اب تک وہ مر چکی ہوگی لیکن ڈارک ویب کے آدمیوں نے اسے اپنی قید میں رکھا تھا یہ جان کر اسے تعجب ہوا۔۔۔

اتنی اچھی جگہ بتانے کے لیے آج تمہیں انعام دینے کا دل چاہ رہا ہے ڈارک ویب کے اونر نے اسی وقت شاہان مرزا کے اکاؤنٹ میں تین کروڑ سینڈ کیے۔ تین سال تک ڈارک ویب کا اونر راہا پر بری سخت نظر جمائے ہوئے تھا اور آج بے ساختہ اس کا دل چاہا شاہان مرزا کو داد دینے کا۔۔

جو مرضی کرو اس لڑکی کے ساتھ، اس نے سفاکیت سے کہا اس کے ذہن میں یہی خیال تھا کہ تیمور کی دو بیٹیاں تھی کیا فرق پڑ جاتا ہے اگر ایک اسے دور بھی ہو جائے تو؟۔۔۔

اسے تو میں اپنی مرضی کے مطابق رکھوں گا ڈارک ویب کے اونر نے اپنی بات مکمل کرتے ہی کال کٹ کر دی۔۔

دالہام خانزادہ کچن میں گیا اس کی مورے خوف سے کپکپا رہی تھی نہ جانے کیوں آج پہلی بار انہیں اس قدر ڈر لگا تھا کسی کی نظروں سے۔۔ مورے کیا ہوا؟ انہیں شانوں سے تھام کر اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پریشانی چہرے پر سجا کر پوچھا۔۔

کچھ نہیں ٹھنڈ بہت زیادہ ہے ریحانہ خانم نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ وہ یہ بات ہمیشہ بھول جاتی تھی ان کا شوہر اور بیٹا جھوٹ پکڑنے میں ماہر ہے ان سے کوئی بات چھپتی نہیں چاہے جتنی بھی کوشش کر لی جائے۔۔

اچھا چلیں بابا کے پاس ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کو دیکھا وہ اکثر پارٹیز میں انہیں اپنے ساتھ چپکائے رکھتا تھا اور آج وہ انہیں تیمور خانزادہ کے پاس بھیج رہا تھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں چلیں آپ کا شوہر آپ کا انتظار کر رہا ہوگا بازو کے حصار میں لیے اپنی مورے کو باہر لے کر گیا اور تیمور خان کے ساتھ کھڑے کر دیا۔۔

نمیرہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو آئیدن نمیرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گیا جو کچھ دیر پہلے اپنے بابا کے گھر سے ہو کر آئی تھی۔۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے ہر وقت کیوں میرے پیچھے آتے ہو نمیرہ کا موڈ حد سے زیادہ خراب ہو جاتا تھا جب وہ اپنے بابا کے گھر سے آتی تھی۔۔

میں نے تمہاری تعریف کی ہے بہت پیاری لگ رہی ہو آئیدن نے اس کے دونوں رخسار کھینچے وہ نمیرہ سے پانچ سال چھوٹا تھا لیکن اس کا قد نمیرہ سے بڑا تھا۔۔

اپنی عمر کے مطابق حرکتیں کیا کرو تم تو ایسے میرے رخسار کھینچ رہے ہو جیسے میں چھوٹی اور تم بڑے ہوں نمیرہ نے اسے خود سے دور جھٹکا

آئیدن اداس ہوتے سر جھکا گیا وہ دالہام کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

وہ تم سے بات نہیں کرنا چاہتی تو کیوں اس سے اپنی انسلٹ کرواتے ہو شہریار کو نمیرہ پر بہت غصہ آتا تھا جب وہ اس کے دوست کی انسلٹ کرتی تھی۔۔

شہریار مجھے وہ پیاری لگتی ہے 10 سالہ آئیدن کو نمیرہ پسند تھی جب بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا وہ اسے ڈانٹ دیتی لیکن وہ پھر بھی ڈھیٹ بنا اس کے آگے پیچھے گھومتا رہتا تھا۔

دالہام کل تم مجھے سکول چھوڑ آؤ گے؟ دالہام نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ڈرائیور سب بچوں کو سکول چھوڑنے کے لیے جاتا تھا تو پھر اسے کیوں کہہ رہی تھی کہ مجھے سکول چھوڑ آؤ۔۔ اسے بنا جواب دیے اپنے

مورے کے پاس جا کے کھڑے ہو گیا ان کا ہاتھ پکڑا جو بالکل سرد تھا۔۔

چاچو تھوڑی پیار بھری باتیں کریں میری چچی شرم سے سرخ ہو گی تو پھر ٹھنڈ کا احساس نہیں ہو گا صارم دالہام کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔

میں دیکھ رہا ہوں صارم جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے تم انتہا کے بے شرم ہو گئے ہو صارم نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا جیسے اس نے خوشی خوشی اس عزاز کو قبول کیا تھا۔۔

بالکل ٹھیک کہا آپ نے بابا یہ شادی کے بعد کچھ زیادہ ہی بے باک ہو گیا ہے۔۔

بیٹا جب تیری شادی ہو گی نا، تو مجھ سے دس ہاتھ آگے نکلے گا تم بالکل میرے بابا کی طرح، جوڑوں کے غلام سفیان خان جو وہاں سے گزر رہے

تھے اپنے بیٹے کے الفاظ سن کر دانت کچکچاتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے ہو کر شعلے برساتی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

جوڑوں کا غلام ہوگا تیرا باپ سفیان خان نے سختی سے اپنے بیٹے کا بازو پکڑا۔۔

ایگزیکٹلی میرا باپ ہی جوڑوں غلام ہے سفیان خان نے اپنے بیٹے کی بات سن کر اپنے لفظوں پر غور کیا وہ انجانے میں خود کو ہی جوڑوں کا غلام کہہ گئے تھے۔۔

میں وہ مطلب۔۔۔۔۔چھوڑ دے بڑے بابا سچی بات منہ سے نکل جاتی ہے دالہام نے صارم کا ساتھ دیا سفیان خان نے غصے سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔۔

اپنے بیٹے کو قابو میں رکھو۔۔۔

جب میرا بڑا بھائی اپنے بیٹے کو قابو میں نہیں رکھ سکا تو میں کیسے اپنے بیٹے کو قابو میں رکھ پاؤں گا سفیان خان نے اپنی پیشانی مسلی بڑی حویلی میں ایک سے بڑھ کر ایک نمونہ پایا جاتا تھا۔۔

دادو بابا تہہ رہے تھے ان تا ایک اور بھائی آئے دا (دادو بابا کہہ رہے تھے ان کا ایک اور بھائی آئے گا) ہادی نے اپنے دادو کی قمیض کھینچتے ان کا دھیان اپنی جانب کرتے الفاظ ادا کیے سفیان خان کا سر گھومنا شروع ہو گیا ان کا بیٹا اپنے تین سالہ بیٹے کے سامنے اس طرح کی باتیں کرتا تھا۔۔

یہ سکھاتے ہو تم اپنے بیٹے کو !

بابا دالہام نے کہا! صارم نے دالہام کی طرف اشارہ کر دیا۔۔

بڑے بابا ہاں میں نے کہا تھا لیکن آپ کے بیٹے نے اس کے بدلے میں کہا کہ بالکل صحیح کہا تم نے میرے بابا کی حرکتیں ہی اس طرح کی ہیں

دالہام کہاں پیچھے رہنے والا تھا اپنے دوست کو پھنسائے بغیر اسے سکون نہیں ملنا تھا ریحانہ خانم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی ان سب کی نوک جھوک دیکھ کر۔۔

پارٹی ختم ہونے تو پھر بتاتا ہوں تم دونوں کو سختی سے دانت آپس میں پیس رہے تھے جیسے دانتوں کے درمیان صارم خان اور دالہام خانزادہ تھا۔۔

اورحان بڑی حویلی کے اندر داخل ہوا گارڈن کی سائیڈ پر گیا پہلی نظر ہی اس کی زنیشہ پر پڑی جو فاریہ خانم کے ساتھ کھڑی ان سے باتیں کر رہی تھی۔ زنیشہ کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ تھی جو اورحان نے بخوبی محسوس کی۔۔

مورے جو حسین لڑکی آپ کے پاس کھڑی ہے اسے کہیں اپنا چہرہ چھپا لے ہمارے لیے نظریں ہٹانا مشکل ہے اورحان نے اپنی مورے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا جی میرے کندھے پر بندوق رکھ کر مت چلاؤ، اور شرم کرو نکاح نہیں ہوا جو کھلے عام اس طرح کی باتیں کر رہے ہو فاریہ خانم نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی اورحان یسنوں کی طرح ہنسنا شروع ہو گیا۔۔

مورے اب کوئی اتنا حسین لگے گا تو ہم کیسے اس پر سے اپنی نظر ہٹائیں گے اسی لیے تو کہہ رہا ہوں بابا کو کہیں جلدی سے رشتہ لکھ کر جائیں میں مزید انتظار نہیں کر سکتا مجھے نظر بھر کر دیکھنا ہے کسی کو۔۔ اورحان اپنی بات مکمل کرتے مردوں والی سائیڈ پر چلا گیا زینشہ شرم سے لال ٹماٹر بن گئی تھی فاریہ خانم نے اس کے دونوں رخسار کھینچے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

اکاش اورحان کے پاس گیا اوراس سے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگا اسے وہ اچھا لگا تھا اپنی بہن کے لیے۔۔ اگر تم میری بہن کے معاملے میں واقع ہی سنجیدہ ہو تو اپنے گھر والوں کو کہو کہ رشتہ لے کر آئے آکاش کے لہجے میں ایک جھجھک تھی بھائی ہو کر وہ اپنی بہن کی پسند کو کہہ رہا تھا کہ رشتہ لے کر آؤ۔۔

آپ بے فکر ہو جائیں میں نے بابا سے بات کی ہے کچھ کاروباری معاملات ہیں جن کی وجہ سے آپ کے گھر آنا نہیں ہو رہا۔ جیسے ہی بابا وہاں سے فارغ ہوتے ہیں وہ رشتہ لے کر آجائیں گے اورحان خانزادہ کے بولنے کا انداز دیکھ کر اس کے کھڑے ہونے کا طریقہ، ہر چیز آکاش نوٹ کر رہا تھا وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا اس کی بہن کے لیے۔۔

شاہان مرزا نے اورحان خانزادہ کی نظروں کو غور سے دیکھا تھا۔۔

اس پارٹی میں کچھ لوگ خوش تھے کچھ چالیں چل رہے تھے اور کچھ خوفزدہ تھے۔۔ ہر ایک اگلے لمحے سے انجان تھا۔۔

پارٹی ختم ہونے کے بعد سارے مہمان اپنے گھر چلے گئے شاہان مرزا اپنے گھر جانے لگا اس نے حویلی کا مین گیٹ عبور کرنے سے پہلے ریحانہ خانم کی پشت کو دیکھا۔۔ اس کی نیت خراب ہو رہی تھی۔۔

شاہان مرزا گھر جانے کی بجائے ڈارک ویب والوں کے پاس گیا وہاں ایک نئی ڈیل کر کے ابراہم ملک کے گھر پہنچا۔۔

کیسے ہو ابراہم ملک؟ شاہان مرزا لاونج میں صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا۔ اس کے سامنے براہم ملک بیٹھا ہوا تھا وہ دونوں ہی ڈارک ویب میں کام کرتے تھے۔۔

ہم تو ٹھیک ہیں آپ کے حالات کچھ بہتر نہیں لگ رہے ابراہم ملک نے اپنی دونوں کہنیاں صوفے کی پشت پر ٹکائی۔ حبا اور راعنین اپنے کمرے میں بند تھی۔۔

ہمارے حالات بہت جلد بہتر ہو جائیں گے جو سوچا ہے بس وہ ہو جائے جملہ مکمل کرتے ہوئے شاہان مرزا کے ذہن میں ریحانہ خانم کا عکس آیا۔۔

تم سناؤ جائیداد کب تمہارے نام ہو رہی ہے؟ شاہان مرزا نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ابراہم کے نام صرف 20 پرسنٹ جائیداد ہے جبکہ 80 فیصد جائیداد اس کی دو بہنوں کے نام ہیں۔۔

بھول رہے ہو تم شاہان مرزا ساری جائیداد میرے قبضے میں ہے۔۔

جائیداد تب تک تمہارے قبضے میں ہے جب تک تمہاری دونوں بہنیں 18 کی نہیں ہو جاتی۔۔ تم جتنی مرضی ترقی کر لو جب وہ 18 کی ہوں گی جائیداد کا 80 فیصد حصہ ان کے نام ہو جائے گا شاہان مرزا نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا ابراہم کو اسی بات پر سب سے زیادہ غصہ آتا تھا کہ اس کے ماں باپ نے تمام جائیداد اپنے بیٹے کے نام کرنے کی بجائے اپنی دونوں بیٹیوں کے نام کر دی تھی۔۔

نہیں ہرگز نہیں یہ تمام پراپرٹی صرف میری ہے!۔۔

خوابوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت میں قدم رکھو اسے غصے میں آتے دیکھ شاہان مرزا نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔

میں اپنی دونوں بہنوں کی شادی ایسی جگہ کر دوں گا کہ ان کے شوہر کبھی واپس ہی نہ آنے دے وہ ہمیشہ کے لیے وہی قید ہو کر رہ جائے ابراہم کو صرف ایک یہی حل نظر آ رہا تھا وہ کسی طرح بھی اپنی دونوں بہنوں سے

چھٹکارا پانا چاہتا تھا جائیداد کی لالچ میں وہ ہر رشتے کو بھلا گیا تھا یہ تک کہ وہ اس کے ماں باپ کی نشانی ہے اس کے ماں باپ سب سے زیادہ اپنی بیٹیوں سے پیار کرتے تھے۔۔

اگر کسی غریب کے ساتھ بیاہ ہو گے تو وہ لالچ میں آجائے گا اور اگر کسی امیر کے ساتھ تو وہ عقلمند ہو گا اس ان پرکھ ہو گی ان تمام چیزوں کی شاہان مرزا نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے ذرا سا جھک کر آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑتے الفاظ ادا کیے۔۔

بابا گھر آجائیں! یاور کب سے انتظار کر رہا تھا کہ اس کے بابا کب گھر آئیں گے رات کا ایک بج گیا تھا لیکن ابھی تک شاہان مرزا گھر نہ پہنچا تھا اسے معلوم تھا اس کا باپ ابراہم ملک کے گھر ہو گا۔۔ ابراہم نہایت غور سے یاور کو دیکھ رہا تھا وہ محض ایک سال یاور سے بڑا تھا۔۔

میں کچھ دیر تک آتا ہوں تم جاؤ یا ورا اپنے باپ کی بات سن کر وہاں سے
جانے لگا جب اس کی نظر سیڑھیاں اترتی گول مٹول راعنین پر گئی۔۔
اسے دیکھتے ہی اس گول مٹول آلو نے اپنے سر پر دوپٹہ درست کیا وہ چھ
سال کی تھی لیکن اسے دوپٹہ لینا بہت پسند تھا۔۔
اپنے اس آلو کو سنبھال کے رکھا کرو فضول میں کھیتوں میں گھومنے چلی
جاتی ہے بعد میں لوگوں سے کہتی ہے مجھے گھر چھوڑ آؤ سر تا پاؤں تک
اسے دیکھتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلا گیا اس بات سے انجان کہ اس کے
کہے گئے لفظوں کے بعد اس ننھی سی جان پر ظلم کیا جائے گا۔۔
کس کی اجازت سے تم باہر گئی تھی جھٹ سے صوفے سے اٹھا اسے بازو
سے پکڑ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے لاونج میں لاتے منہ پر کئی تھپڑ مارے۔۔
وہ بے آواز رونے لگی اسے اجازت نہیں تھی کہ وہ براہم ملک کے
سامنے سسکیاں بھرے۔۔

بھائی مجھے کھیتوں میں جانا پسند.....ابھی وہ بول رہی تھی کہ اس کے منہ پر ایک ساتھ پانچ تھپڑ مارے گئے ہونٹوں کی دونوں کنارے سے خون بہہ کر ٹھوڑی سی نیچے تک چلا گیا۔۔

آج کے بعد اگر تم گھر سے باہر نکلی تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ زمین پر بیٹھ جاؤ! دانت پیستے ہوئے غصے سے پہلا جملہ مکمل کیا آخری جملہ بولتے وقت وہ دہاڑا تھا را عنین سسکیاں بھرنے لگی فوراً لبوں پر ہاتھ رکھ کے ٹھنڈی زمین پر بیٹھ گئی دسمبر کا مہینہ تھا۔ اور اس مہینے میں کلام میں بے تحاشہ ٹھنڈ ہوتی تھی۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے ابراہم کے ذہن میں بہت کچھ چل رہا تھا۔۔

شاہان مرزا نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کہو۔۔

میں اس کی شادی تمہارے بیٹے سے کروانا چاہتا ہوں مجھے امید ہے تمہارا بیٹا جائیداد کا لالچی نہیں ہوگا شاہان مرزا سوچ میں پر گیا ابراہم ملک

یاور کے وحشی روپ سے انجان تھا یاور مرزا ابراہم ملک کی سوچ سے برعکس تھا وہ ٹیری چیز تھا۔۔

ٹھیک ہے میں اپنے بیٹے سے بات کروں گا اس نے ڈری سہمی گول مٹول آلو کو دیکھا جو زمین پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔

شاہان مرزا مسکراتے ہوئے ابراہم ملک سے ہاتھ ملا کر چلا گیا اور اب اس درندے کا رخ اپنی بہن کی طرف تھا جسے مار مار کر اس کی حالت وہ بدتر کرنے والا تھا۔۔

اب تم کھیتوں میں جایا کرو گی ہر روز ابراہم ملک نے بازو سے سختی سے دبوچتے کھڑا کیا۔۔

اس لڑکے سے ہر روز تمہیں ملنا ہے اگر نہ ملی تو مجھ سے برا تمہارے لیے کوئی نہیں ہوگا وہ وحشی درندہ جائیداد کی لالچ میں یہ بھول گیا کہ اس کی بہن

اس کی عزت ہے اور وہ اپنی بہن کو کسی نا محرم مرد کے پاس جانے کا کہہ رہا ہے۔۔

اس لمبے لڑکے پاس کیوں جانا ہے؟ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے پوچھا اس کے دونوں رخسار پر انگلیوں کے نشان چھپ چکے تھے۔۔

میرے سامنے زیادہ زبان مت چلایا کرو جو کام کہا ہے وہی کرنا را عنین اسے دوبارہ وحشی روپ میں آتے دیکھ ڈر گئی اور فوراً ہاں میں سر ہلا دیا اس کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا وہ محض ایک چھ سالہ بچی تھی اسے صحیح اور غلط کا فرق نہیں پتہ تھا اس کا بھائی اسے جس راستے پر چلنے کا کہتا وہ ڈری سہمی سی راستے پر چلنے لگتی۔۔

اگلے دن کے تقریباً 12 بجے الطاف خان فاریہ خانم اور شہریار کو لیے شاہان مرزا کے گھر گئے۔۔ آکاش اوریا ور اورحان کی فیملی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہ رشتہ لے کر آئے ہیں۔۔

شاہان مرزا لاؤنج میں داخل ہوا الطاف خان کو اپنے گھر دیکھ کر اسے تعجب ہوا۔۔

خیریت کیسے آنا ہوا میرے گھر۔ سلام کرنے کے بعد شاہان مرزا سیدھی مطلب کی بات پر آیا۔۔

میں تمہاری بیٹی کے لیے رشتہ لے کر آیا ہوں اپنے بیٹے اورحان کا الطاف خان نے پاس سے گزرتی ہوئی زنیشہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جیسے زنیشہ کے کانوں کے ساتھ الطاف خان کے الفاظ ٹکرائے اس کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی جسے شاہان مرزا نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔

میں اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں اور طے کر چکا ہے الطاف خان ہکا بکا رہ گئے شاہان مرزا کی بات سن کر کچھ یہی حال آکاش اور یاور کا تھا ان دونوں کا باپ جھوٹ کیوں بول رہا تھا۔۔ زنیشہ نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اپنے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا وہ اپنی جگہ پر ساکت ہو چکی تھی۔۔۔

آپ جس مقصد کے لیے یہاں آئے ہیں وہ پورا نہیں ہو سکتا تو مہربانی فرما کر اپنے گھر واپس چلے جائیں شاہان مرزا نے نہایت بد تمیزی کا اظہار کیا الطاف خان نے ہاتھ سختی سے اپس جوڑتے، آنکھیں بند کی انہیں شاہان مرزا کی بد تمیزی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا انہیں تکلیف ہوئی تھی اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ کر جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کی پسند کا کہیں اور رشتہ طے ہو چکا ہے۔۔

بچے ایک دوسرے کو..... الطاف خان میں نے تمیز کے دہائرے میں رہ کر منع کیا ہے تو بہتر ہے آپ یہاں سے خاموشی سے چلے جائیں مجھے زیادہ بولنے پر مجبور نہ کریں فاریہ خانم نے الطاف خان کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اٹھنے کا اشارہ کیا شہریار کو شاہان مرزا پر بے انتہا غصہ آرہا تھا وہ ہوتا کون تھا اس کے باپ کی بے عزتی کرنے والا۔ ۔ زنیشہ بت بنے اپنی جگہ کھڑے بے آواز رو رہی تھی ۔ الطاف خان نے جاتے ہوئے اس خوبصورت اور معصوم سی بچی کو دیکھا جس کا باپ اس کی خوشیاں چھین رہا تھا۔ ۔

الطاف خان فاریہ خانم اور شہریار وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کی دیر تھی شاہان مرزا نے کھڑے ہوتے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اپنی بیٹی کے منہ پر مارا۔ زنیشہ کی ماں ایک سائیڈ پر کھڑی لبوں پر ہاتھ جما گئی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے شوہر کو روکتی۔ ۔

یہ سب کرنے بھیجتا تھا میں تمہیں، اس سے قبل ایک اور تھپڑ شاہان مرزا اپنی بیٹی کے منہ پر مارتا آکاش نے اپنی بہن کو سینے میں بینچ لیا اور ان دونوں کے آگے یاور کھڑا ہو گیا۔۔

میں بھی کہوں اسے اتنی شے ملی کیسے ہے اس کے دونوں بھائیوں کو اس کے گرد کھڑے ہوتے دیکھ شاہان مرزا کو سمجھنے میں دیر نہ لگی۔۔

بابا اس نے کچھ غلط نہیں کیا جسے وہ پسند کرتی تھی وہ عزت سے اسے اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہے تو آپ نے کیوں منع کیا یاور نے اپنے لہجے کو سخت کیا لیکن اس کے لہجے میں بد تمیزی نہ تھی۔۔

اپنی بکواس بند رکھو تم، میں نے جہاں اس کا رشتہ سوچا ہوا ہے میں وہیں کروں گا۔۔۔۔

بابا جب وہ راضی ہی نہیں ہے تو کیوں زبردستی آپ اس کے ساتھ کر رہے ہیں آکاش زنیشہ کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔

اس حرام۔۔۔۔۔بابا!اس سے پہلے شاہان مرزااپنی بیٹی کوگالی نکالتا آکاش غصے سے بولا۔۔

تم دونوں پیچھے ہٹ رہے ہویا پھر اس کے ساتھ تم سب کی پیٹھ پر بھی اس کے نشانات بناؤشاہان مرزانے اپنا بیلٹ نکالتے ایک سائیڈ سے ہاتھ میں لپیٹا۔۔۔

بابا یہ مت کیجئے گا یاورنے زنیشہ کاہاتھ سختی سے پکڑلیا آکاش نے بھی اپنی بہن کے گردحصار مضبوط کیاان دونوں کومار کھانا منظور تھا لیکن اپنی بہن پروہ ایک خراش بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔۔

توپھر خاموشی سے جولڑکامیں نے اس کے لیے پسند کیااس کے ساتھ ابھی کہ ابھی اس کا نکاح کرواؤزنیشہ نے جھٹکے سے آکاش کی طرف دیکھتے نفی میں سرہلایا۔۔

بابا!وہ دونوں بھائی تڑپ اٹھے تھے۔۔

نہیں تو میں اسے ابھی اوڑاسی وقت جان سے مار ڈالوں گا۔۔ آکاش اپنے باپ سے مکمل طور پر بدزن ہوچکا تھا اسے نفرت ہورہی تھی اپنے باپ سے۔۔

مجھے شادی نہیں کرنی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے زنیشہ اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھ رہی تھی وہ اپنی محبت کے علاوہ کسی اور کے نکاح میں نہیں جانا چاہتی تھی اسے مرنا منظور تھا لیکن کسی اور کے نکاح میں جانا نہیں۔۔

شاہان مرزا اپنی بیٹی کی کمر پر بیلٹ مارنے لگا یاور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا بیلٹ اس کے سینے پر لگا۔۔

میں کسی سے شادی نہیں کروں گی مجھے اورحان سے شادی کرنی ہے بابا وہ عزت سے مجھے..... اکاش سے دور ہوتے زنیشہ اپنے بابا کی طرف گئی شاہان مرزا نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا اور بلیٹ اس کی گردن پر

مارا اس کی دردناک چیخ لاؤنج میں گونجی تھی۔ آکاش نے اسے فوراً کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔ زنیشہ کی گردن سے خون رسنا شروع ہوگیا۔۔

میں خود کی جان لے لوں گا اگر تم دونوں نے اس کا نکاح اس لڑکے سے نہ کروایا تو شاہان مرزا نے ٹیبل پر پھلوں کی ٹوکری میں پڑا چاکو اٹھا کر اپنی گردن پر رکھا اور نے سختی سے انکھیں بند کی وہ اپنی بہن سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور باپ سے بھی لیکن آکاش کو اپنی باپ سے بے انتہا نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے زنیشہ اس لڑکے سے نکاح کر لے گی یا ور کئی لمحے بعد بولا اسے صرف ایک یہی راستہ نظر آرہا تھا شاہان مرزا کی بیوی صوفے پر بیٹھے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بے آواز روئے جا رہی تھی وہ مجبور تھی اپنی بیٹی کے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس کا شوہر صرف زنیشہ کا نکاح اس آوارہ لڑکے سے کروانے کے لیے کر رہا

ہے۔ وہ اپنے شوہر کے تمام کالے کارناموں کے بارے میں جانتی تھی۔۔

زنیشہ نے مضبوطی سے اپنے بڑے بھائی کی جیکٹ کو مٹھیوں میں جکڑا آکاش بے بس ہوچکا تھا اس نے کہا تھا وہ اپنی بہن کا ساتھ دے گا۔۔ زنیشہ کا رنگ زرد پڑچکا تھا۔۔ شاہان مرزا نے فوراً اس آدمی کو کال کی جس سے اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا تھا دوسرے لفظوں میں جس سے اس نے اپنی بیٹی کا سودا کیا تھا۔ اسے دو ہفتے پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ اس کی بیٹی اورحان خانزادہ سے محبت کرنے لگی ہے۔ یہ بات اس کی غیرت پر وار کر گئی جاہل مردوں کی طرح جہاں وہ دوسروں کی بیٹیوں کا سودا کرتا تھا وہیں اپنی بیٹی کو کروڑوں میں بیچ آیا تھا لیکن شرط اس نے یہ رکھی تھی کہ پہلے وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔۔

شاہان کی بات سنتے ہی وہ آدمی 25 منٹ کے اندران کے گھر موجود تھا
زنیشہ کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا آنکھیں سوجھی ہوئی لب پھر پھرا رہے
تھے جسم بالکل ساکت تھا آکاش اپنی بہن کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا اس
میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ زبردستی ہوتے دیکھتا۔
زنیشہ کی ماں اس کے پاس بیٹھی اوریاور نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔
یہ یاور مرزا کی وہ غلطی تھی جس پر اس نے بے تحاشہ پچھتانا تھا۔اس
آدمی کے ساتھ دو گواہ موجود تھے۔۔

زنیشہ ولد شاہان مرزا آپ کا نکاح آیان ولد بلال راجپوت کے ساتھ حق
مہر 30 لاکھ طے کیا گیا ہے کہ آپ کو قبول ہے؟
سختی سے اپنی بھائی کا ہاتھ تھاما اس کے ذہن میں اورحان سے کہی کئی
باتیں گھوم رہی تھی وہ لمحے یاد آئے جب وہ دونوں اکٹھے بیٹھ کر سوچتے
تھے کہ جب ہم محرم بنیں گے ہم یہاں گھومنے جائیں گے شادی پر اس

طرح کا جوڑا پہنیں گے۔۔اس کے تمام ارمان آنسو کی صورت میں آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

بھائی!زیشہ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا وہ آنکھیں سختی سے بند کر گیا اور اپنی نظریں دوسری طرف کرلی۔۔قاضی نے ایک مرتبہ پھر زینشہ سے پوچھا۔۔

قبول ہے بولو!شاہان مرزا نے اپنی بیوی کو کھینچ کر پیچھے کیا اپنی بیٹی کے پاس بیٹھتے اس کی کلائی پکڑ کر بے انتہا سختی سے دبائی۔۔

ق۔ق۔۔اس سے بولا نہ گیا۔۔

ق۔قبو۔۔۔کئی مرتبہ اس نے کوشش کی الفاظ مکمل کرنے سے پہلے ہی اس کے حلق سے آواز نکلنا بند ہو جاتی آنکھوں کے پردوں کے سامنے اسے اورحان نظر آرہا تھا۔۔

"تم میری محبت ہو میری زندگی ہو"کانوں میں اس کی اواز گونجنے لگی۔۔

قبو۔۔۔ایک مرتبہ پھر اس کی زبان رک گئی لب آپس میں سختی سے پیوست ہوئے۔۔

اگر اس مرتبہ تم رکی تو یہی زبان گدی سے کھینچ کر پھینک دوں گا شاہان مرزا نے سرگوشی نما آواز میں کہا۔ یاور سر جھکا کر بیٹھا ہوا تھا آنکھوں کے گوشے نم ہو رہے تھے وہ رونا نہیں چاہتا تھا اسے اپنا باپ اور بہن دونوں عزیز تھے۔۔

قبول ہے!

مجھے بے وفا مت سمجھنا میں مجبور ہو، ایک باپ جیت گیا لیکن بیٹی ہار گئی۔

ایک مرتبہ ہی قبول ہے بولتے جیسے وہ بے جان ہو چکی تھی۔۔

قبول ہے !

بے انتہا دھیمی آواز میں کہا جو بمشکل قاضی سن پایا تھا۔۔

تم کہتے تھے میں تمہارا رانجھا تم میری ہیر ہم دونوں جدا ہو گئے بالکل ہیر رانجھا کی طرح۔۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہ رہے تھے۔۔

قبول ہے !

تیسری مرتبہ آواز بالکل ہی دھیمی تھی۔۔

تیرے ساتھ جو پل گزرے وہ بھلا نہیں سکے گے
ہم کسی اور کو اپنا بنا نہیں سکے گے

اس کے ذہن میں اورحان کے الفاظ گردش کر رہے تھے اچانک ایک دن زنیشہ کے دل میں خیال آیا اور اس نے پوچھا "اگر ہمارے گھر والے رشتے کے لیے نہ مانے تو"۔۔ تب اورحان خانزادہ نے یہ شعر بولا تھا۔۔

آنکھیں سختی سے بند کرتے ہوئے اپنا آپ وہ ایک انجان شخص کے حوالے کر گئی تھی۔۔ شاہان مرزا اس کے پاس سے اٹھ گیا اس کی جگہ زنیشہ ماں بیٹھ گئی اور اپنی بیٹی کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے۔۔۔۔

یاور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کی ہتھیلی پر گرا۔ زنیشہ بے جان ہو چکی تھی چہرہ ایسے زرد تھا جیسے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہا ہو۔۔ میں ابھی اور اسی وقت اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں اس آدمی کے الفاظ سن کر یاور نے فوراً اپنے باپ کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں غصے سے بے انتہا سرخ ہو چکی تھی اس نے محض نکاح کے لیے حامی بھری تھی یہ نہیں کہا تھا کہ اسی وقت اس کی بہن کو اس انسان کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔۔۔

آیان نے آنکھوں میں وحشت لیے شاہان مرزا کو دیکھا وہ اسی وقت رخصتی چاہتا تھا۔۔ شاہان مرزا نے کچھ نہ بولا ٹیبل پر پڑی چھری اٹھا کر

اپنی کلائی پر چلادی فوارے کی صورت میں خون نکلتے اس کے ہاتھ اور گود کو بھی ہونے لگا یاور کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی اسی وقت آکاش گھر میں داخل ہوا ان کی باتیں سن کر اس کا سر چکرانا شروع ہو گیا ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جو بے جان وجود لیے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔

بابا چلے ہاسپٹل چلتے ہیں یاور فوراً کھڑا ہوا اپنے باپ کے دونوں ہاتھ تھامے اس نے جھٹکے سے اپنے بیٹے کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔۔

جب تک تم دونوں اس کی رخصتی نہیں کرواؤ گے میں ہاسپٹل نہیں جاؤں گا یاور کے ہاتھ بری طرح کانپنا شروع ہو گئے وہ پہلے ہی اپنے باپ کی وجہ سے اپنی بہن کی خوشیوں کی قربانی دے چکا تھا۔۔

اور کتنی قربانیاں چاہیے آپ کو؟ آکاش اپنی بہن کے پاس بیٹھا اسے اپنے سینے سے لگاتے اپنے باپ سے سوال کیا۔۔

اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لیے ہزار قربانیاں بھی کم ہوں گی آکاش نے حقارت سے اپنے باپ کو دیکھتے نظریں دوسری طرف کرلی۔ یاور نے اپنا سر تھام لیا اس کے باپ نے اس کے ذہن میں خناس بھرا ہوا تھا جس کی وجہ سے سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ کس کا ساتھ دے چونکہ وہ اپنے باپ کے نقشے قدم پر چلتا تھا جس کی وجہ سے اس کا ذہن صحیح اور غلط کی پہچان کرنا کہیں نہ کہیں بھول چکا تھا۔۔

بابا۔۔۔۔۔ یاور نے ابھی اپنے بابا کو پکارا ہی تھا جب شاہان مرزا نے اپنی دوسری کلائی پر بھی چاقو چلا دیا۔۔ یاور نے جھٹکے سے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور اگلے لمحے اپنے باپ کے دونوں کلائیوں کو دیکھا جہاں سے بے پناہ خون بہہ رہا تھا۔۔

اس کی ابھی اور اسی وقت رخصتی کروا سیان راجپوت سینے پر ہاتھ باندھے تماشہ دیکھ رہا تھا اسے صرف زنیشہ سے مطلب تھا جس کی اس نے قیمت دی تھی اس نے لے کر جانا تھا۔۔

یاور نے بے بسی سے اپنے بڑے بھائی کو دیکھا آکاش اور زنیشہ دونوں بت بن کر بیٹھے تھے۔۔ شاہان مرزا کی بیوی اپنی بیٹی کے پاس بیٹھی سر نیچے کیے روئے جا رہی تھی۔۔

رخصتی کروالیں یاور اپنے باپ کو چھوڑ کر کھڑا ہوا خون آلود ہاتھوں سے اپنی بہن کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا زنیشہ نے کوئی حرکت نہ کی۔ آکاش نے اپنے لب اپنی بہن کے کان کے قریب کیے اور ایک جملہ کہا :

"تمہارا بھائی آج مجبور ہو گیا تھا لیکن اگر تمہیں لگا کہ وہ شخص تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے ایک مرتبہ محض اپنے بھائی کو بتانا تمہیں بچانے کے لیے شاہان مرزا کا قتل تک کر دوں گا"

آکاش نے جملہ مکمل کرتے اپنی بہن کے سر پر بوسہ دیا اسے شک تھا اس کا باپ غلط کاموں میں ملوث ہے اس لیے وہ اپنے باپ سے دور رہتا تھا اور آج اپنے باپ کی حرکات دیکھ کر وہ مکمل طور پر بدزن ہو چکا تھا۔۔ اس کے لیے صرف اس کی ماں، بہن اور بھائی ضروری تھے اس کا باپ اب اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔۔

مجھے معاف کر دینا اس معاملے میں اس کی ماں پہلی مرتبہ بولی تھی۔۔

زنیشہ نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اس کی ماں کا حوصلہ تھا جو کئی سالوں سے اس کے باپ کے وحشی پن کو

برداشت کر رہی تھی اسے کوئی شکوہ نہ تھا اپنے بھائیوں سے اور اپنی ماں سے۔۔

اور اس رات ان کی جان سے عزیز بہن اس گھر کو چھوڑ کے چلی گئی اور حان خانزادہ کی محبت اس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رخصتی کے بعد یاور اپنے باپ کو ہاسپٹل لے کر جا چکا تھا۔۔ زنیشہ کی ماں اور آکاش ایک کمرے میں بند بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں میں ہمت ختم ہو گئی تھی زنیشہ کو رخصت کرنے کے بعد۔۔

۔۔۔

زنیشہ کار میں بے جان وجود لیے بیٹھی تھی اسے کوئی ہوش نہیں تھی کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے دو گھنٹے مسلسل سفر کرنے کے بعد کار ایک عالی شان گھر کے باہر رکی کار سے باہر نکلتے ہی دوسری سائیڈ پر آتے ایان نے دروازہ کھول کر کھینچ کر اسے باہر نکالا۔۔ کسی کٹ پتلی کی طرح اس کے ساتھ جا لگی اس کا ہاتھ سختی سے پکڑے گھر کی جانب بڑھ رہا تھا زنیشہ کی آنکھیں پتھرا گئی تھی۔ ایان نے اسے لا کر کمرے میں بیڈ پر پھینکا وہ منہ کے بل بیڈ پر گری۔۔

ماننا پڑے گا خوبصورتی بہت ہے تم میں زنیشہ کے سر پر جو دوپٹہ تھا وہ زمین پر گر گیا وہ بغیر دوپٹے کے آیان راجپوت کے سامنے تھی۔۔

اتنی بھاری قیمت تمہاری ادا کی ہے فائدہ اٹھانا تو بنتا ہے اس کے قریب کھڑے ہوتے بالوں سے پکڑ کر کھڑے کرتے اپنے قریب کیا۔۔ زنیشہ

کی آنکھوں کے سامنے صرف اورحان خانزادہ کا مسکراتا ہواچہرہ تھا۔۔
اور کانوں میں صرف ایک شعر گونج رہا تھا۔۔

تیرے ساتھ جو پل گزرے وہ بھلا نہیں سکے گے
ہم کسی اور کو اپنا بنا نہیں سکے گے

ایان نے کندھے سے اس کی فراک پھاڑی۔ زنیشہ یکدم جیسے ہوش میں آئی اپنے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

کس سے خود کو چھپا رہی ہو مجھ جیسے وحشی سے کہتے ہوئے ایان نے اس کے گریبان سے فراک پھاڑ دی۔۔ زنیشہ کی آنکھیں خوف کی وجہ سے باہر نکلنے کو تھی۔۔

مجھے جانے ابھی وہ بول رہی تھی جب ایان نے اس کے منہ پر کئی تھپڑ مارے جنہیں برداشت نہ کرنے کی وجہ سے وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی ناک اور ہونٹوں سے خون بہنا شروع ہوگیا اسے بالوں سے جکڑ کر اپنے قریب کرتے اس کی گردن پر دانت گاڑھتے ٹھوڑی پر سختی سے دانت گاڑھے ایان کے منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا تھا۔۔۔

زنیشہ چیخ رہی تھی لیکن اس کی سسکیوں کا اثر ایان پر نہ ہوا۔۔ اس کے جسم کے ہر حصے پر وہ دانت گاڑھ رہا تھا۔۔ اس کی چیخ و پکار سننے والا کوئی نہ تھا کئی گھنٹے وہ اپنی وحشت اس پر اتارتا رہا۔۔ وہ تڑپی تھی روئی تھی آنکھوں میں اپنے محبوب شخص کا چہرہ تھا اپنے بھائیوں کا اپنی ماں کا جنہیں وہ اپنی جان سے زیادہ پیار کرتی تھی۔۔

صبح سے شام ہوگئی زنیشہ مکمل طور پر ایان راجپوت کی ہوس کا نشانہ بن چکی تھی اس انسان کا ابھی بھی دل نہ بھرا۔ برہنہ حالت میں سسکتی ہوئی

زنیشہ پر اسے رحم نہ آیا اور دراز سے سگرٹ نکال کر سلگاتے اس کے بدن پر لگانے لگا اب تو اس میں چیخنے کی بھی ہمت نہ رہی۔ چہرے کو چھوڑ کر اس کے وجود کے ہر حصے پر سگرٹ کے نشانات تھے۔۔

کیسا لگا زنیشہ مرزا شادی کا پہلا دن اس کا چہرہ دبوچتے اپنے قریب کرتے اس کے کان کی لو پر دانت گاڑھے۔ سسکی اس کے لبوں سے ادا ہوئی تھی۔۔

نشانات کم لگ رہے ہیں ایان نے پاکٹ سے بلیڈ نکالتے اس کے پیٹ پر چلائے کندھے پر، گھٹنوں سے نیچے۔۔۔ وہ تڑپ رہی تھی دل میں دعا کی کہ اس کی جان نکل جائے۔۔

اسے تڑپتا ہوا چھوڑ کر ایان راجپوت کمرے سے چلا گیا۔۔ زنیشہ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اٹھ کر کمبل سے خود کو ڈھانپ لیتی۔۔۔ کئی لمحے چھت

کو دیکھتی رہی ہاتھ بڑھاتے کمبل اپنے اوپر لیا اس کے وجود کا ہر حصہ ٹوٹ رہا تھا آج تک اتنی اذیت کبھی اس نے برداشت نہیں کی تھی۔۔ اورحان !اس کا نام لیتے ہی بلند آواز میں چیخے مارتے رونے لگی بال مٹھی میں جکڑ لیے۔۔ اس کی دل دہلا دینے والی چیخیں اگر اس کا کوئی اپنا سن لیتا تو اس کا دل وہیں پھٹ جاتا۔۔۔

یا اللہ اسے سچائی معلوم ہونے سے پہلے میری جان نکال لینا۔ اسے مجھ سے بدگمان نہ کرنا زینشہ ضبط کھوتے چلائی تھی۔ دل چاہا اپنا چہرہ نوچ لے ،جان لے لے خود کی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریاریہ میں اس کے لیے لے کر جا رہا ہوں اورحان نے ہاتھ میں خوبصورت گھڑی پکڑی ہوئی تھی اس کی مورے واپس گھر آنے کے بجائے الطاف خان کے ساتھ آفس چلی گئی تھی اورحان نے بہت مرتبہ

انہیں کال کی۔ لیکن انہوں نے پک نہ کی وہ اپنی خوشی میں مگن تھا اس بات سے انجان کہ اس کی محبت کسی اور کے نام ہو چکی ہے۔۔

ایک تو مورے اور بابا میری کال نہیں اٹھا رہے پریشانی میں اِدھر اُدھر چکر کاٹتے ہوئے کہا وہ ابھی بول رہا تھا جب الطاف خان اور فاریہ خانم گھر داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی تیز قدم بڑھاتے ان کے پاس گیا۔۔

بابا!.....شاہان مرزا نے منع کر دیا الطاف خان کہہ کر رکے نہیں اور اپنے کمرے میں چلے گئے فاریہ خانم نے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ ابھی تو اسے صرف یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ زنیشہ کے باپ نے منع کیا ہے اسے معلوم نہ تھا کہ زنیشہ کا نکاح کسی اور سے ہو چکا ہے۔۔

کیوں؟ کئی لمحے بعد اپنی ماں کی طرف دیکھتے سوال کیا آنکھوں میں موٹے آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

شاہان مرزا نے کہا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ پہلے ہی طے کر چکے ہیں فاریہ خانم نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور حان خانزادہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر بے مول ہو رہے تھے اس کی محبت اس کی نہ رہی تھی۔۔۔

ہم دوبارہ بات کریں گے فاریہ خانم نے اپنے بیٹے کو حوصلہ دینے کے لیے کہا۔۔

آپ دوبارہ جائیے گا اور زنیشہ کے پاپا سے بات کیجئے گا مورے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔ وہ میری زندگی ہے جملہ مکمل کرتے ہوئے اس کے حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔ فاریہ خانم اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر آنسو بہانے لگے شہریار کو شاہان مرزا کی پوری فیملی سے نفرت ہو رہی تھی جن کی وجہ سے اس کا بھائی، اس کی ماں رو رہے تھے۔۔

میں اسے کال..... نہیں بیٹا ابھی اسے کال مت کرنا مجھے اس کا باپ اچھا شخص معلوم نہیں ہورہا تھا فاریہ خانم نے اورحان کا ہاتھ پکڑلیا جس ہاتھ سے وہ موبائل جیب سے نکالنے لگا تھا۔ نہ جانے کیوں فاریہ خانم کے دل میں خیال آیا تھا وہاں سے نکلتے ہوئے جیسے ان کے جانے کے بعد وہ اس معصوم پر ظلم کریں گے وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان کا بیٹا کال کرے اور زنیشہ پر مزید ظلم کے پہاڑ ٹوٹے۔۔

اورحان اپنا سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گیا آنسو پر قابو پانا مشکل تھا وہ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی کے سامنے رو رہا تھا جب سے وہ میچور ہوا تھا وہ اپنے ماں باپ کے سامنے بھی نہیں روتا تھا اگر بعض اوقات کبھی آنکھوں میں آنسو آتے تو اپنے خدا کے سامنے رو لیتا۔۔۔

مورے !چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس مرتبہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔

میری محبت !اورحان کا وجود کانپنا شروع ہوگیا شہریار اپنے بھائی کو دیکھ کر رونے لگا اس نے کبھی اپنے بھائی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا پہلی مرتبہ اس کا بھائی رویا تھا یا ور مرزا کے خاندان کی وجہ سے۔۔۔۔

اگلے دن اورحان یونیورسٹی گیا زنیشہ یونیورسٹی نہیں آئی تھی اس کے موبائل پر کال کی نمبر بند جارہا۔۔ اپنا سر تھامیں گھاس کر بیٹھ گیا۔۔

ڈین سے معلوم کیا کہ شاید زنیشہ اسے وجہ بتا کر گئی ہو چھٹیوں کی۔۔ تین دن مسلسل وہ یونیورسٹی میں اس کا انتظار کرتا رہتا لیکن وہ نہ آئی آج اس نے طے کیا تھا کہ وہ اس کے گھر جائے گا۔۔ تین دن کے اندر اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے کالے ہلکے پڑ گئے تھے۔۔ ڈپریشن میں سیگرٹ پینے کی وجہ سے اس کے ہونٹ سیاہ پڑنے لگے تھے ایک خوبصورت نوجوان اپنی جوانی کھول رہا تھا۔۔۔

وہ راستے میں ہی تھا جب اسے اکاش روڈ پر کھڑا نظر آیا کار روک کر جلد بازی میں باہر نکلتے اس کے پاس گیا۔۔ جیسے ہی آکاش کی نظر اورحان پڑ گئی وہ وہاں سے جانے لگا اس نے جلدی سے آکاش کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

زنیشہ کہاں ہے؟ وہ میری کال نہیں پک کر رہی نہ ہی یونیورسٹی آرہی ہے اور آپ کے بابا نے منع کیوں کیا؟ ایک ساتھ اورحان نے کئی سوال آکاش سے کیے اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا اس کے سوالوں کا اسے کیا بتاتا کہ اس کی بہن کی اس کے باپ نے اپنی غیرت کے نام پر قربانی دے دی ہے۔۔

زنیشہ کہاں ہے؟ اسے خاموش دیکھ وہ تقریباً چیخا تھا دل میں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری محبت مجھ سے دور تو نہیں ہو گئی۔۔۔

اس کی شادی ہو چکی ہے وہ اپنے شوہر کے ساتھ تین دن پہلے دوسرے شہر چلی گئی ہے آکاش کے الفاظ اورحان کی روح فنا کر گئے۔ بے یقینی

سے وہ اسے دیکھنے لگا۔ قدم لڑکھڑائے، لب پھڑپھڑا رہے تھے وہ سوال کرنا چاہتا تھا پوچھنا تھا جبکہ حلق سے آواز نکلنا مشکل ہو گئی۔۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں وہ میرے علاوہ کسی اور کے نکاح میں نہیں جا سکتی اورحان خانزادہ نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اس کے ہاتھ بری طرح لرز رہے تھے آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے آکاش حیرت سے اسے دیکھنے لگا وہ نہ جانے ضبط کی کس انتہا پر پہنچ چکا تھا۔۔

اورحان! آکاش نے اسے بازو سے پکڑا اس کا جس۔ بالکل سرد ہو چکا تھا۔۔

آ۔۔۔آپ۔۔۔۔ن۔۔۔نے ک۔۔۔کہا تھ۔۔۔کام۔۔مجھ س۔۔۔سے م۔۔۔۔میں اپ۔۔۔۔اپنے گھ۔۔۔گھروا۔۔۔۔لوں کو بھ۔۔تجوں گا ا۔۔۔آپ اپنی بہ۔۔۔بہن کوم۔ میرے

حو۔۔۔الے کرد۔۔دیں گ۔۔گے اٹکتے ہوئے بمشکل اپنا جملہ مکمل کیا سانسیں لینے میں مشکل ہو رہی تھی وہ اپنا سینہ مسل رہا تھا۔۔۔

جب تمہارے باب رشتہ لے کر آئے تھے شاہان مرزا نے اسی وقت میری بہن کا نکاح اس آدمی سے کروا دیا تھا جس سے اس نے رشتہ طے کیا تھا۔۔آکاش کے دل میں اپنی باپ کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہی تھی۔اورحان نے لمبا سانس لیا جیسے اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔۔

اورحان سنبھالو اپنے آپ کو اس کی حالت بگڑتے دیکھ آکاش نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔اسے سائیڈ پر بنے بینچ پر بٹھایا وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔

اس بات سے سب انجان تھے کہ تین دنوں میں ہی بے انتہا ٹینشن لینے کی وجہ سے اسے سانس لینے میں مشکل ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔

تمہیں سانس کا مسئلہ ہے آکاش اس کے ہاتھ زور سے ڑب کر رہا تھا۔۔
اور حان کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی گود میں گر رہے تھے آنکھیں
پتھرا گئی تھی جسم برف کی مانند سرد تھا۔۔

ان.....ہیلر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کار کی طرف اشارہ کیا
اس نے تیز قدم کار کی طرف بڑھائے اور دو منٹ بعد انہیلر نکال کر اس
کے لبوں کے پاس کیا۔۔ وہ لمبے لمبے سانس بھرنے لگا پانچ منٹ بعد
بھی اس کی سانسیں بحال نہ ہوئی۔۔
انہیلر اس نے زمین پر پھینک دیا۔۔
ا۔۔۔ پنے کیسے۔۔۔۔اس۔۔۔۔۔کانک۔۔۔۔اح کسی۔۔۔۔۔
اور کے ساتھ۔۔۔ہو۔۔۔۔۔۔۔نے دیا۔۔۔۔
یہ۔۔۔۔۔جانتے۔۔۔۔۔ہوئے بھی کہ
وہ۔۔۔۔۔۔م۔۔۔جھ۔۔۔۔۔۔سے مح۔۔۔۔بت۔۔۔

کرت۔۔۔ی۔۔۔۔ہے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے آنکھیں سختی سے بند کیے تین منٹ لگا کر اس نے ایک جملہ بولا تھا آکاش اس سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہا وہ خود کو اپنی بہن اور اورحان کا مجرم تصور کر رہا تھا۔۔

میں نے کوشش کی تھی لیکن میں اپنی ماں کو بیوہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا آکاش سر جھکا گیا وہ اپنی ماں کی وجہ سے مجبور ہوا تھا۔۔

وہ۔۔۔۔۔۔کیسی۔۔۔۔ہے؟ کئی لمحے لگا کر تین لفظ بولتے سوال کیا۔۔دل میں خیال آیا اور نہ جانے کس حال میں ہوگی۔جس شخص کے حوالے اسے کیا گیا تھا کیا وہ اسے محبت سے رکھ رہا تھا؟۔۔۔

میں نہیں جانتا اورحان وہ نہ جانے میری بہن کو کہاں لے گیا ہے میرا باپ مجھے نہیں بتا رہا میرے پاس اس شخص کا نمبر نہیں ہے اور نہ میرا باپ دے رہا ہے میری بہن کا موبائل میرے باپ کے پاس ہے

آکاش نے اپنا سر تھام لیا۔ وہ بے بس اور مجبور تھا۔۔۔ اورحان نے اپنے ہاتھ میں پکڑی گھڑی کو دیکھا تین دن سے اس نے وہ گھڑی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی جو اس نے زینشہ کے لیے خریدی تھی لیکن وہ موجود ہی نہیں تھی اس تحفے کو اپنے ہاتھ میں پہننے کے لیے۔۔

کسی۔۔۔ طرح مجھے۔۔۔۔۔۔ اس کا نمبر۔۔۔۔ دے دیں۔۔۔۔ میں ایک۔۔۔۔۔ مرتبہ بات کرنا۔۔۔۔ چاہتا ہوں۔۔۔۔ اس سے پوچھنا۔۔۔۔ چاہتا ہوں کس۔۔۔۔۔۔ حال میں ہے اس نے آکاش کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم ؟ آکاش نے اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔ دل میں صرف ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا کے سامنے بیٹھا یہ شخص اس کی بہن کو کس حد تک چاہتا ہے۔۔

کیا تم اس سے بدگمان نہیں ہو جس نے تمہیں چھوڑ کر کسی اور سے نکاح کرلیا؟ دل میں آیا سوال اس سے کیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ سامنے بیٹھے شخص کی حالت ناساز ہو رہی ہے۔۔

جہاں.....بدگمانی.....ہو.....وہاں.....محبت.....نہیں...

...ہوتی.....اور.....جس.....سے.....محبت.....ہو...

...محب.....اس.....سے.....بدگمان.....نہیں.....ہوتا

۔۔آنکھوں سے لڑیوں کی مانند آنسو بہتے آکاش کے ہاتھوں پر گرنے لگے۔۔اسے اورحان کے آنسوا پنے ہاتھوں پر پتھروں کی مانند گرتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔وہ کیسے بھول گیا کہ جس سے ہم محبت کرتے ہیں ہم کبھی اس سے بدگمان نہیں ہوسکتے۔۔

محبت کا "م" مان (امید، یقین)

محبت کا "ح" روح سے وابستگی

محبت کا "ب" محبوب کی ہر غلطی کو معاف کرنا

محبت کا "ت" محبوب کے پاؤں تلے اگر جلتے انگاڑے ہوں تو اس کے

چلنے کے لیے اپنے ہاتھ بچھا دو

آنکھیں بند کیے اس نے یہ الفاظ ادا کیے اس مرتبہ اس کی آواز میں

لڑکھڑاہٹ نہ تھی اپنی بات مکمل کرتے وہ یکم خاموش ہوگیا۔۔ آکاش

نے اس کے ہاتھ چھوڑے تو وہ ڈھلک کر اس کی گود میں گر گئے۔۔۔

اورحان!

اورحان! بلند آواز میں چلاتے ہوئے اسے جھنجھوڑا، ناک کے نیچے ہاتھ

رکھا اس کی سانسیں چل رہی تھیں لیکن بے پناہ دھیمی۔ اسے بازو میں

اٹھا کر کار میں پچھلی سیٹ پر لٹاتے تیز رفتار میں کار چلانے لگا وہ ٹھنڈ میں

پسینے سے شرابور ہو چکا تھا ہاسپٹل کے باہر کار روکتے ہی بلند آواز میں ڈاکٹر کو پکارنے لگا سٹیچر باہر آتے ہی اورحان کو اس پر لٹایا۔۔

ڈاکٹر اسے فوراً ایمرجنسی روم میں لے گئے آکاش گرنے والے انداز میں چیئر پر بیٹھا زندگی کس مقام پر لے آئی تھی اس کے بعد کی وجہ سے دو لوگوں کی ہستی خوشی زندگی برباد ہو چکی تھی۔۔

اورحان کا موبائل، وائلٹ، گھڑی (جو زنیشہ کے لیے لی گئی تھی) ڈاکٹر نے آکاش کو لا کر پکڑا دیے۔۔

کیا اس کے گھر والوں کو انفارم کر دو لیکن وجہ کیا بتاؤں گا کہ میرے باپ کی غلطی کی وجہ سے ان کے بیٹے کی یہ حالت ہوئی ہے اس کا دل لرز رہا تھا اس بارے میں سوچتے ہوئے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی آکاش سوچ ہی رہا تھا جب اورحان کے موبائل پر الطاف خان کی کال آنے لگی حلق سے تھوک نگلتے کال پک کر کے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔

اورحان بیٹا کہاں ہو تم ؟ الطاف خان نے پریشانی سے پوچھا پہلی مرتبہ اس طرح ہوا تھا کہ ان کا بیٹا انہیں بتائے بغیر کہیں گیا تھا۔۔

انکل میں آکاش بات کر رہا ہوں آپ کا بیٹا اس وقت ہاسپٹل میں ایمرجنسی روم میں ہے لمبا سانس لیتے ایک سانس میں انہیں بتا دیا۔۔ الطاف خان کے ہاتھوں سے موبائل گر گیا فاریہ خانم اور شہریار دونوں کی نظر الطاف خان پر ٹکی ہوئی تھی ان کے چہرے کے اڑے رنگ دیکھ کر وہ دونوں بھی پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ شہریار نے موبائل اٹھایا۔۔

بھائی! آپ کہاں ہو؟ شہریار نے پیار سے پوچھا۔ آکاش نے ہاسپٹل کا نام بتا کے کال بند کر دی اس میں ہمت نہیں تھی اس کی فیملی سے مزید بات کرنے کی۔۔ الطاف خان بنا کچھ بتائیں فاریہ خانم کو لیے ہاسپٹل چلے گئے شہریار بھی ضد کر کے ان کے ساتھ گیا۔۔

میرا بیٹا کہاں ہے؟ بھاری ہوئی آواز میں وہ آکاش سے استفار کرنے لگے۔۔

ڈاکٹر ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں امید ہے جلد ہوش آجائے گی اسے سر جھکائے ان کے سوال کا جواب دیا۔۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے سچ بتانے سے آپ کے بیٹے کی یہ حالت ہوگی تو میں کبھی اسے نہ بتاتا آکاش نے رونے کی وجہ سے سرخ ہوئی آنکھوں سے الطاف خان کو دیکھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ الطاف خان کے

ذہن میں اس وقت بے شمار سوالات ہوں گے کہ ان کے بیٹے کو آخر کیا ہوا ہے؟۔۔

کیسا.....سچ؟۔

میری بہن کا نکاح ہوچکا ہے وہ شاید ہمارے گھر جارہا تھا راستے میں مجھ سے ملاقات ہوئی اور میں نے اسے سچ بتا دیا آکاش نے ہاتھ میں پکڑا اورحان کا موبائل گھڑی وائلٹ ہر چیز الطاف خان کے ہاتھ میں تھما دی۔۔شہریار سن ہوئے دماغ کے ساتھ اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔

اسے زنیشہ پہلے بھی اچھی نہ لگتی تھی اوراب تو مزید اس سے نفرت ہونے لگی۔۔بہت چھوٹا تھا لیکن اس نے اپنے بھائی سے سوال کیا تھا کہ اگر اس لڑکی نے کسی اور سے شادی کرلی تو؟جس پر اورحان نے جواب دیا تھا۔۔

"وہ مجھ سے محبت کرتی ہے میرے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرے گی"

یہ جواب دیتے وقت اس کے بھائی کی آنکھوں میں پختہ یقین تھا زنیشہ کو لے کر۔ شہریار بدگمان ہونا شروع ہو گیا اور یہ بدگمانی مستقبل میں اس کے ذہن میں خناس بڑھنے والی تھی۔۔

بابا مجھے بھائی پاس جانا ہے شہریار اپنے باپ کا ہاتھ کھینچنے لگا جو ایک جگہ ساکت کھڑے تھے فاریہ خانم روئے جا رہی تھی۔۔

الطاف خان کے پاس کوئی الفاظ نہ بچا تھا کہنے کو وہ آکاش کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے تھے۔۔

آپ کے بیٹے کو سانس کا مسئلہ ہے؟ کئی لمحے بعد اس نے الطاف خان سے پوچھا۔۔

نہیں !انہوں نے فوراً جواب دیا فاریہ خانم کو شہریار چپ کروا رہا تھا حالانکہ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔۔

جب میں نے اسے بتایا تو اسے سانس لینے میں مشکل ہونے لگی تھی اس نے کار کی طرف اشارہ کیا کہ میرا انہیلر وہاں سے نکالو اس کا مطلب تو صاف ہے کہ اسے سانس کا مسئلہ ہے الطاف خان نفی میں سر ہلا رہے تھے۔۔ آکاش کی باتیں انہیں سوچنے پر مجبور کر گئی کہ کیا وہ اپنے بیٹے سے انجان رہے تھے اپنے بیٹے کی حالت کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔۔

تیمور خانزادہ کام کے سلسلے میں ہاسپٹل آئے ہوئے تھے ایمرجنسی روم کے باہر الطاف خان کو بیٹھے دیکھ ان کی طرف قدم بڑھائے۔۔

الطاف خیریت ہے ؟ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

اورحان ٹھیک نہیں ہے! نظریں نیچے کر کے جواب دیا آنکھیں آنسوں سے بھر گئی تھی۔۔

کیا ہوا اسے؟ الطاف خان کے پاس بیٹھتے ان کا ہاتھ تھاما فاریہ خانم اور ریحانہ خانم دونوں بچپن کی دوست تھی جس کی وجہ سے الطاف خان اور تیمور خانزادہ میں بھی دوستی قائم ہوئی تھی۔۔

الطاف خان نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات تیمور کو بتا دی۔۔

شاہان نے ایسا کیوں کیا؟ ان کے ذہن میں سب سے پہلا خیال ہی یہی آیا۔ اورحان کو وہ بچپن سے جانتے تھے وہ انتہا کا سوبر بچا تھا۔ شاہان مرزا کی بیٹی کے لیے پرفیکٹ میچ تھا۔۔

کیا ہو جاتا اگر وہ ہاں کر دیتا الطاف خان کے گلے میں آنسو کا گولا اٹکا تھا وہ اپنے بیٹوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اگر انہیں ذرا سی بھی خراش آجاتی تو ان سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔

آکاش مجھے تو تم سب نے اس معاملے کی بھنک تک نہیں لگنے دی کیا تم اپنے باپ کو سمجھا نہیں سکتے تھے وہ فیصلہ کرنے میں جلدی کرتا ہے یا ور بھی اس کے نقش قدم پر ہے لیکن تم تو ایسے نہیں ہو تیمور خان نے اپنا رخ آکاش کی طرف کیا اس نے سر جھکاتے چہرے کا زاویہ دوسری طرف کیا تیمور خانزادہ اس کے باپ کے اصلی روپ سے انجان تھا۔ وہ ایک دوست کو اپنے دوست سے بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

انکل میں نے کوشش کی تھی لیکن.....بات ادھوری چھوڑتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

وہ سب ایمرجنسی روم کے باہر بیٹھے انتظار کر رہے تھے ڈاکٹر باہر آیا سب ایک ساتھ کھڑے ہوتے اس کی طرف بڑھے۔۔

انہیں ہوش نہیں آ رہی، جیسے ہی ہم آکسیجن ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سانسیں اکھڑنا شروع ہو جاتی ہیں ڈاکٹر نے افسردہ ہو کر کہا۔۔ اور ہم انہیں آئی سی یو میں شفٹ کرنے لگے ہیں جب تک ہوش نہیں آ جاتی وہ آئی سی یو میں ہی رہیں گے ڈاکٹر کہہ کر وہاں سے چلا گیا الطاف خان گرنے والے انداز میں ایک چیئر پر بیٹھ گئے۔۔

تیمور خانزادہ نے ٹھنڈی آہ بھری اس کے دوست کے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے کسی کی زندگی ختم ہونے جا رہی تھی۔۔۔

راعنین نے آج کھیتوں میں جانا تھا اگر وہ نہ جاتی تو ابراہم اسے بے تحاشہ مارتا پہلی مرتبہ اسے اپنے پسندیدہ مشغلے سے نفرت ہو رہی تھی۔ حبا کو

ہاتھ ہلاتے بائے کرتے ہوئے گھر سے باہر چلی گئی ارد گرد دیکھتے وہ کھیتوں میں چکر لگا رہی تھی جب اسے اپنے سامنے یاور چلتا ہوا نظر آیا۔۔ واہ کیا اتفاق تھا جس سے ملنے کے لیے وہ کھیتوں میں آئی تھی وہ اس کے سامنے تھا۔۔

سنو لمبے لڑکے راعنین اس کے پاس گئی سر پر اچھے سے دوپٹہ درست کر کے سر اوپر اٹھاتے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

آج پھر تم باہر آ گئی سخت لہجے میں اس سے کہا راعنین کو آج اس سے خوف محسوس ہوا اس کا رویہ بہت بدلا ہوا تھا۔۔

مجھے اچھا لگتا ہے کھیتوں میں آنا بلائی لب باہر نکالتے ہیں رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی۔۔

یہ تمہارے چہرے پر کیا ہوا ہے اچانک اس نے سوال کیا کیونکہ آخری دفعہ جب وہ اس سے ملا تھا اس کے چہرے پر کوئی نشان نہیں تھا لیکن اب اس کے چہرے پر نیلے رنگ کی نشانات تھے۔۔

وہ میں گر گئی تھی سفید جھوٹ بول دیا وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی کہ اس کا بھائی اسے مارتا ہے۔۔۔۔

جتنی تم گول مٹول ہو کہیں سے بھی گر سکتی ہو، اور ویسے بھی آلو ہر جگہ سے گرتے ہی رہتے ہیں سر تا پاؤں تک اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مجھے آلو مت کہا کرو را عنین نے غصے سے اسے دیکھا تو یاور کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی وہ غصے سے لال پیلی ہوتی پیاری لگ رہی تھی۔۔

آلو کو میں سڑا بری تو کہنے سے رہا اور تم مجھے لمبا لڑکا مت بلایا کرو یاور نے گھوری سے اسے نوازا جو ہر وقت اسے لمبا لڑکا کہہ کر پکارتی رہتی تھی۔۔۔ راعنین نے اپنی کمر پر دونوں ہاتھ رکھے۔۔

دیکھو نا تم اتنے لمبے ہو میں چھوٹی سی اس لیے میں تمہیں لمبا کہتی ہو محبت بھرے لہجے میں آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بلائی لب کو دانتوں میں دبا کر کہا۔۔

اور تم میرے سامنے بالکل چھوٹی ہو اس لیے میں تمہیں گول مٹول آلو کہتا ہوں یاور نے بھی اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔۔

تم میری نقل اتار رہے ہو فوراً بلائی لب دانتوں میں سے آزاد کیا۔۔

تم امیر خاندان سے تعلق رکھتی ہو پھر تمہارے کپڑے اتنے نارمل کیوں ہیں یاور نے اس کے کپڑوں پر غور کیا اس کے کپڑے ایسے تھے جیسے

ملازمین پہنتے ہیں شاید ملازمین کے بھی کپڑے راعنین کے زیب تن کیے ہوئے کپڑوں سے بہتر ہوں۔۔

اتنے پیارے تو ہیں میرے کپڑے اپنی آنکھوں میں آنسو کو آنے سے روکا وہ ملازمین کے بچوں کے اتارے گئے کپڑے ہی تو پہنتی تھی ابراہم دونوں بہنوں کو صرف سال میں دو سوٹ لے کر دیتا تھا اور راعنین اپنے کپڑے اپنی چھوٹی بہن کو دے دیتی۔۔

تمہیں ہی پیارے لگ رہے ہیں بس یاور نے آنکھیں گھمائی اس کا کسی سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا جب سے اس کی بہن کے رخصتی ہوئی تھی۔۔۔

تم.....پیارے.....ہوا ٹکتے ہوئے کہا ابراہم نے اسے کہا تھا جب تمہاری اس سے ملاقات ہو تو تم اسے یہ الفاظ بولو گی۔۔

چلو جاؤ اپنے گھر میں یاور غصے سے کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ راعنین کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب بچے سکول گئے ہوئے تھے اور گھر کے تمام مرد کام پر تھے رضیہ خان اور صوفیا خانم دونوں بچوں کی میٹنگ پر گئی ہوئی تھی چونکہ ریحانہ خانم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس وجہ سے وہ حویلی میں اکیلی موجود تھی۔۔ وہ لانچ میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔ جب شاہان مرزا بڑی حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ تیمور خانزادہ سے ملنے کے لیے آیا تھا کسی کام کے سلسلے میں۔۔

لاؤنج میں اکیلی بیٹھی ریحانہ کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر اس کی نیت ڈگمگائی تھی وہ سادہ سے حلیے میں بھی ہر مرد کی نیت خراب کر سکتی تھی۔۔ وہ اپنے آپ میں مگن بیٹھی کتاب پڑھ رہیں تھی۔۔

چشمِ بدور بے اختیار شاہان مرزا کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے کسی کی بربراہٹ سن کر ریحانہ خانم نے اپنی پلکیں اٹھائی سامنے شاہان مرزا کو دیکھ کر ان کا دل لرزا تھا کیونکہ اس وقت وہ اکیلی حویلی میں موجود تھی۔۔ بھائی تیمور گھر نہیں ہے شال کو اپنے گرد اچھے سے لپیٹتے ہوئے نظروں کا رخ دوسری طرف کیے کہا اسے شاہان مرزا کی نظریں بے ہودہ لگ رہی تھی۔۔

اور اگر میں کہوں میں تیمور سے ملنے نہیں آیا تو؟ شاہان مرزا ریحانہ خانم کی طرف قدم بڑھانے لگا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پیچھے کو قدم لینا شروع ہو گئی۔۔

آپ جس سے بھی ملنے آئے ہیں اس وقت حویلی میں کوئی موجود نہیں ہے ریحانہ خانم انجانے میں خود کو مصیبت میں ڈال گئی تھی اس وحشی انسان کو یہ بتا کر کہ وہ گھر میں اکیلی ہیں۔۔

یہ تو سونے پر سہاگا ہو گیا لمبے ڈھگ بھرتے تیزی سے اس کے پاس پہنچا اور اس کی شال اتار کر دور اچھالی وہ وہاں سے بھاگنے لگی شاہان مرزا نے ریحانہ کے کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

بہت کوشش کی کہ میں اس جانب راغب نہ ہو لیکن تمہاری خوبصورتی مجھے تمہاری جانب متوجہ کرتی تھی اور آج مجھے موقع مل گیا شاہان نے شانوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا ریحانہ خانم اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے لگی تو اس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے لے جاتے ایک ہاتھ میں قید کیے۔۔۔

چھوڑو مجھے بے غیرت انسان وہ مزاحمت کر رہی تھی شاہان مرزا کو خود سے دور کرنے کی۔۔ لیکن وہ وحشی درندہ اس کا دوپٹہ اتار کر دور اچھالتے اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ ریحانہ خانم نے سختی سے

آنکھیں بند کرلی آج تک تیمور خانزادہ کے علاوہ کسی نے انہیں بغیر دوپٹے کے نہیں دیکھا تھا۔۔

ایک بات کی داد دینی پڑے گی تیمور کو اصل ہیرے کی اچھی طرح پہچان ہے شاہان مرزا بے باکی سے ریحانہ خانم کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔

چھوڑو مجھے ریحانہ خانم نے اس کے منہ پر تھوکا۔۔ شاہان مرزا نے اس کے بالوں کو جکڑتے منہ پر تھپڑ مارے۔۔

جب تک میں تمہیں استعمال نہیں کرلیتا تب تک آزاد ہونا مشکل ہے چہرہ دبوچتے اپنے قریب کرتے کہا۔۔

تم جیسا بے غیرت درندہ نہیں دیکھا جو اپنے دوست کی..... ریحانہ خانم پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی وہ چیخنے لگی شاہان مرزا نے ان کے

لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ دیا۔۔ اتنی زور سے اس نے چہرہ دبایا کہ وہ کچھ بل بولنے کے قابل نہ رہی ہاتھ بڑھاتے کندھے سے شرٹ پھاڑی۔۔ دالہام کے تمام لیکچر ختم ہو چکے تھے اس نے سوچا فضول میں یونیورسٹی بیٹھ کر کیا کرنا ہے اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا حویلی کی طرف رخ کیا اس کے ساتھ سہیل بھی موجود تھا کچھ دیر میں ہی وہ حویلی پہنچ چکے تھے ان دونوں جیسے ہی لاونج میں قدم رکھا اپنی ماں کے قریب شاہان مرزا کو دیکھتے ان کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی ان سے پہلے وہ اس کی ماں کے کپڑے گریبان سے پھاڑتا وہ دونوں بھائی آگے بڑھے دالہام نے شاہان مرزا کو پشت سے اسے پکڑتے اس کے منہ پر مکے مارنا شروع ہو گیا۔ سہیل نے زمین سے شال پکڑ کر اپنی ماں کے اوپر دی۔۔ اور اپنے سینے سے لگا لیا ریحانہ خانم پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

دالہام خانزادہ اسے مار رہا تھا جب شاہان مرزا نے اس کے پیٹ میں جیب سے چاقو نکال کر مارا۔ دالہام نے چاکو پکڑ کے اس کے کندھے پر مارا۔ اسے مارتے ہوئے وہ باہر تک لے کر گیا شاہان مرزا کی پیشانی ناک اور لبوں سے خون نکل رہا تھا زمین پر پڑے پتھر کے ساتھ شاہان مرزا کا پاؤں ٹکرایا اور وہ منہ کے بل نیچے گرا جہاں کوئلے پڑے ہوئے تھے اس کے چہرے پر کالک لگ گئی۔ دالہام خانزادہ کو اپنے پیٹ سے نکلتے ہوئے خون کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ اسے مارتے ہوئے ڈیرے کے قریب لے گیا راستے میں سب لوگ اکٹھے ہو رہے تھے اور دالہام خانزادہ کو وحشیوں کی طرح مارتے ہوئے دیکھ رہے تھے سہیل اپنی ماں کے پاس تھا وہ انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا اس نے تیمور خانزادہ کو کال کر دی اور انہیں سب بتا دیا۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کو ہاتھ لگانے کی بلند آواز میں چلاتے ہوئے اس کے ناک پر مکے مارے جا رہا تھا۔۔ صارم حویلی کی طرف جا رہا تھا لوگوں کو اکٹھا ہوئے کار روک کر ان کی طرف بڑھا سامنے دالہام کو شاہان مرزا کو مارتے دیکھ آنکھیں پھیلائے اپنے دوست کو دیکھنے لگا۔۔ میں تجھے جان سے مار دوں گا دالہام خانزادہ نے زمین پر پڑا پتھر اٹھایا اس سے پہلے وہ مارتا صارم نے دالہام کے ہاتھ پکڑے۔۔

کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو تم؟۔۔۔ اس کے ہاتھ سے پتھر پکڑ کر زمین پر پھینکا۔۔

ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں میں اس درندے نے میری ماں کو ہاتھ لگایا ہے صارم خان کے ہاتھ بے اختیار پیچھے ہوئے دالہام کے ساتھ مل کر وہ شاہان مرزا کو مارنے لگا اس کی حالت بے انتہا بری ہو چکی تھی کپڑے

پھٹ چکے تھے کندھے سے چہرے کے ہر حصے سے خون نکل رہا
تھا۔۔
لوگ انہیں روکنا چاہتے تھے لیکن ان دونوں کے وحشی روپ کو دیکھ کر
ان میں ہمت پیدا نہ ہوئی۔۔
تیمور خانزادہ ہاسپٹل سے نکل چکے تھے وہ ڈیرے کے پاس سے گزر
رہے تھے جب وہاں انہیں لوگوں کی بھیڑ نظر آئی۔۔ غصے سے باہر نکلتے
ہوئے وہ ان سب کے درمیان گئے۔۔۔
چھوڑ دو اسے تیمور خانزادہ کی سخت آواز اس بڑے مجمعے میں گونجی دالہام
نے جھٹکے سے رخ اپنے باپ کی طرف کرتے غصے سے انہیں دیکھا وہ
کیوں کہہ رہے تھے کہ اسے چھوڑو۔۔
تیمور خانزادہ نے اسے گریبان سے پکڑتے کھڑا کیا۔۔

آستین کے ساتھ نکلے تم شاہان مرزا۔ تیمور نے اس کی پیشانی پر مکا مارا وہ کمر کے بل زمین پر گرا تیمور خانزادہ کے بائیں جانب دالہام خانزادہ اور دائیں جانب صارم کھڑا تھا۔۔

تم میری شوخ طبیعت سے واقف تھے تو پھر کیوں بھول گئے تم کہ تمہاری بیوی بے انتہا خوبصورت ہے زمین پر لیٹے قہقہہ لگایا دالہام خانزادہ آگے بڑھنے لگا تیمور نے اس کے آگے ہاتھ کر دیا اسے گریبان سے پکڑتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

خدا نہ کرے کہ کبھی تمہاری یہ شوخ طبیعت تمہارے خاندان پر بھاری پر جائے تیمور خانزادہ نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور کھڑے ہوتے ارد گرد کھڑے لوگوں کو دیکھا۔۔۔

آج کے بعد مجھے یہ کلام میں نظر نہیں آنا چاہیے اس کے سمیت اس کا سارا خاندان کلام سے نکلے گا اگر یہ دوبارہ کلام میں داخل ہوا یا کسی نے

ملنے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ ان لوگوں کو بھی بھیڑیوں کے سامنے پھینک دوں گا تیمور خانزادہ سخت لہجے اور بلند آواز میں بول کر وہاں سے چلے گئے انہوں نے بائیں ہاتھ سے دالہام کا ہاتھ تھاما اور دائیں ہاتھ سے صارم کا۔۔ تیمور خانزادہ کے وفادار لوگوں نے شاہان مرزا کو وہاں سے دھکے دے کر نکال رہے تھے کچھ لوگ پتھر مار رہے تھے۔۔

تم سے اس چیز کا بدلہ لوں گا تیمور خانزادہ مجھے تم نے اور تمہارے بیٹوں نے پورے کلام کے سامنے ذلیل کیا ہے اب میں نے تمہارے بیٹوں کی اور بیوی کی زندگی تباہ نہ کردی تو میرا نام شاہان مرزا نہیں حقارت بھری نظریں ان تینوں کی پشت پر ٹکا کر دل میں سوچا۔۔۔ دور کھڑا آکاش وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اس نے کسی کو بھی نہ روکا اپنے باپ کو مارنے سے، وہ حقدار تھا اس مار کا۔۔

تیمور خانزادہ کار حد سے زیادہ تیز سپیڈ میں چلا رہا تھا حویلی کے باہر کار رکتے ہی ہو بھاگتا ہوا اندر گیا ریحانہ خانم لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی سسکیاں بڑھتے رو رہی تھی فوراً اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے اپنے سینے سے لگاتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ حویلی کے تمام افراد گھر میں موجود تھے۔۔

ت۔۔ت۔۔ تیمور۔۔۔۔۔۔اس۔۔۔ن۔۔۔نے۔۔۔۔۔

مجھ۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔ہا۔۔۔ہاتھ۔۔۔۔۔لگ۔۔۔لگایا۔۔۔۔

ہے روتے ہوئے اٹک کر بمشکل الفاظ ادا کیے تیمور خان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر آنسو صاف کرتے مسکرا کر اپنی بیوی کو دیکھا ان کی آنکھوں میں نمی واضح ہو رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے تیمور نے اپنی زوجہ کی پیشانی پر بوسہ دیا کوئی پرواہ نہ تھی کہ پورا خاندان دیکھ رہا ہے۔۔

اس۔۔۔نے۔۔۔یہاں۔۔۔۔۔ہاتھ اپنے کندھے پر انگلی رکھ دے پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں رونے لگی تیمور خانزادہ نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔دالہام سختی سے آنکھیں بند کر گیا رضیہ خانم ریحانہ خانم کے پاس بیٹھے ان کی پیٹھ سہلا کر چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

یہ دیکھو اب میں نے ہاتھ لگایا ہے تیمور خانزادہ نے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا ریحانہ خانم کا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔۔

مورے سب ٹھیک ہیں دالہام خانزادہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر پشت پر لب رکھتے انہیں حوصلہ دیا۔ سہیل خانزادہ بھی گھٹنوں کے بل بیٹھا اور دوسرا ہاتھ اس نے تھام کر پشت پر بوسہ دیا۔۔ آئیدن اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان میں بیٹھ کر اپنے مورے کی گود

میں سر رکھ گیا۔۔ سونیا اپنے بابا کے پاس بیٹھ گئی۔۔ صارم اور وریام دالہام کے پیچھے کھڑے تھے سفیان خانزادہ نے اپنے بھائی کے سامنے کھڑے ہو کر ریحانہ خانم کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا صوفیہ خانم اور نمیرہ بھی پریشانی سے ان سب کے پاس کھڑی ریحانہ خانم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

دیکھو زوجہ تم سب بچوں کو اداس کر رہی ہو تیمور خان نے ریحانہ خانم کے دونوں رخسار کھینچ کر سب بچوں کی طرف اشارہ کیا جو آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

مورے میرے کھڑوس سڑیل بابا پیار کریں گے نا تو آپ سب کچھ بھول جاؤ گے ہمیں بھی دالہام کے کہنے پر ریحانہ خانم نے تیمور کی طرف دیکھا اور ان کے سینے سے لگ کر ان کے کے گرد سخت حصار قائم کیا وہ بے انتہا ڈر چکی تھی۔۔ سفیان خان نے اپنے بھائی کو اشارہ کیا کہ ریحانہ

کو کمرے میں لے جاؤں۔۔۔ تیمور خانزادہ اپنی بیوی کو بازو کے حصار میں لیے کمرے میں لے گئے۔۔۔

مورے کو کیا ہوا ہے؟ آئیدن نے معصومیت سے اپنے بڑے بھائیوں سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔ انہیں ڈرونا خواب آیا تو وہ ڈر گئی تھی صارم نے آئیدن کو کھڑے کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا وہ چھوٹا بچہ تھا اور سمجھ نہ پایا کہ اس کی ماں کو کیا ہوا ہے؟ سونیا دالہام کے صوفے پر بیٹھتے ہی اس کی گود میں بیٹھ گئی۔۔۔

رونا بند کرو! سختی سے خود میں بھینچتے بال سہلاتے ہوئے سر پر بوسہ دیا۔۔ میں تمہارے پاس ہوں چہرہ ہاتھوں میں تھام کر چہرے کے ہر نقش پر مہر ثبت کی۔۔۔ چادر ہٹائی کندھے سے کپڑے پھٹے ہوئے تھے ریحانہ

خانم نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں چلاتے ہوئے رونے لگی۔۔

ریحانہ! تیمور اسے اپنے سینے سے لگانے لگا اپنے شوہر کو خود سے دور کر کے واش روم کی طرف گئی شاور کے نیچے کھڑے ہوتے بری طرح سے اپنے کندھے کو اور چہرے کو ٹاول گیلا کر کے صاف کرنے لگی۔۔

تیمور خانزادہ بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے واش روم میں گئے وہ اس قدر سختی سے اپنے رخسار اور کندھے صاف کر رہی تھی کہ وہاں پر سرخ نشان پڑنا شروع ہو چکے تھے فوراً ہاتھ سے ٹاول کھینچ کر شاور بند کرتے اپنے سینے سے لگایا وہ دل دہلا دینے والی چیخیں مار کر روتے ہوئے زمین پر بیٹھی تیمور خان بھی اس کے ساتھ زمین پر بیٹھے اسے چپ کروانے لگے۔۔

اسے کبھی اس کے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد نے چھونا اور بغیر دوپٹے کے دیکھنا تو دور کی بات ہے تیمور خان

نے کبھی ان سب کی جھلک بھی اپنی بیوی پر نہیں پڑنے دی تھی جب بھی وہ باہر جاتی لمبی چادر لے کر جاتی تھی اور آج اسے دوپٹے کے دیکھا گیا اس کے کپڑے پھاڑے گئے۔۔

کیوں مجھے سزا دے رہی ہو تیمور خان نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ ریحانہ خانم سے زیادہ تکلیف انہیں ہو رہی تھی ان کی عزت پر ان کا دوست ہی غلط نظر رکھے ہوئے تھا اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کے بچپن کے دوست نے انہیں دھوکہ دیا۔۔ دل کو جیسے کسی نے پاؤں تلے کچل دیا تھا روح زخمی ہوئی تھی۔۔

ریحانہ خانم تیمور خانزادہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کندھوں پر اور اپنے رخسار پر لگانے لگی ہر اس جگہ پہ تیمور خانزادہ کا ہاتھ رکھا جہاں پر شاہان مرزا نے ہاتھ لگایا تھا۔۔۔۔

مجھ سے نفرت ہو رہی ہے نا اب؟ ریحانہ خانم روتے ہوئے ہچکیاں بھرتے بولی انہیں لگ رہا تھا کہ شاید تیمور کو وہ بری لگے گی کیونکہ کسی اور نے چھوا ہے۔۔۔

روح سے کسی کو نفرت ہوتی ہے۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تیمور خانزادہ خود سے نفرت کر سکتا ہے لیکن کبھی اپنے اس دل سے نفرت نہیں کر سکتا ریحانہ خانم کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر ہونٹوں پر مہر ثبت کی۔۔۔

دو گھنٹے لگا کر وہ ریحانہ خانم کو پر سکون کر پائے تھے ان کی منتیں کرتے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے راضی کیا ڈریسنگ روم کے باہر کھڑے ہوئے انتظار کر رہے تھے جیسے ہی ریحانہ خانم باہر آئی اسے بازوں میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

اسے اپنی باہوں میں لے کر بیڈ پر بیٹھے ان کے بال سہلانے لگے دل خون کے آنسو رو رہا تھا اپنے دوست کے دغا دینے کے بارے میں سوچ کر۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے اپنے گھر پہنچا شاہان کی بیوی نے حیرت سے اسے دیکھا جو خون سے لت پت گھر آیا تھا یاور فوراً اپنے باپ کے پاس گیا اسے سہارا دے کر بٹھایا۔۔ آکاش اپنے باپ سے پہلے ہی گھر پہنچ چکا تھا وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھا تھا اس نے یہ بھی پوچھنے کی زحمت نہ کی کہ اس کا باپ ٹھیک ہے یا پھر نہیں۔۔۔

بابا کیا ہوا ہے؟ یاور نے اپنی چادر اتاری اور اپنے باپ کا خون صاف کرنے لگا۔۔

یاور اپنے باپ کا خون صاف کر رہا تھا آکاش کے لیے وہاں بیٹھنا مشکل تھا وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور اپنا سامان پیک کرنے لگا اس کے دل میں نفرت کا اضافہ ہوتا تھا جب بھی وہ اپنے باپ کو دیکھتا تھا وہ جانتا تھا اب ان سب کو کلام چھوڑ کر جانا ہے۔۔

یہ سب کچھ تیمور، صارم اور دالہام نے کیا ہے آنکھوں میں لہو رنگ لیے الفاظ ادا کیے گئے۔۔

ک۔ کیوں یاور کی زبان لڑکھڑائی تھی اپنے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

تیمور کی بیوی میری طرف رغب ہو چکی تھی اس کی نیت ڈگمگائی اس نے اپنے کپڑے پھاڑے اسی وقت اس کے دونوں بیٹے گھر داخل ہوئے انہیں لگا کہ میں نے ان کی ماں کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے اور اس نے مجھ پر الزام لگا دیا شاہان مرزا نے ہر چیز کو

الٹ کر کے بتایا۔۔ یاور کی پیشانی کنپٹی کی رگیں حد سے زیادہ ابھر گئی شاہان مرزا کی بیوی کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو آئے اپنے شوہر کو جھوٹ بولتے دیکھ اپنے مخلص دوست کے بارے میں غلط بولتے ہوئے سن کر۔۔

چھوڑوں گا نہیں میں ان سب کو یاور کے ہاتھوں کی رگیں غصے کی وجہ سے اس حد تک ابھری تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گی۔۔۔۔

تم انہیں کچھ نہیں کہو گے وہ میرا دوست ہے وہ دونوں اس کے بیٹے میں اپنے دوست کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا شاہان مرزا نے بے گناہ ہونے کا اپنے بیٹے کو مکمل طور پر یقین دلا دیا تھا اس کی بیوی کچھ نہیں بول سکتی تھی وہ جانتی تھی وہ اگر بولے گی تو اس کا شوہر اسے وہیں ختم کر دے گا۔۔ اسے مارے پیٹے گا یا پھر کہیں بیچ دے گا۔۔

میری ایک بات مانو گے ؟ شاہان نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اس نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

ابراہم کی بہن سے نکاح کر لو یاور نے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے نظروں کا رخ اپنے باپ کی طرف کیا۔۔ شاہان مرزا کو یہ موقع سب سے بہتر لگا تھا یاور سے بات کرنے کے لیے۔۔ یاور مرزا اپنوں کے معاملے میں ٹوٹتا تھا کمزور پڑ جاتا تھا اور یہ چیز صرف اس کے اپنے جانتے تھے اور شاہان مرزا اس چیز کا ہمیشہ فائدہ اٹھاتا آیا تھا۔۔

بابا ابھی وہ چھوٹی سی ہے۔۔ اس نے تو کبھی اپنے وہم و گماں میں بھی نہ سوچا تھا کہ وہ خود سے 13 سال چھوٹی سی بچی کے ساتھ نکاح کرے گا۔۔

اکاش سمجھدار ہے بیٹی کے فکر سے فارغ ہو چکا ہوں میں اس دنیا سے جانے سے پہلے۔۔۔۔یاور نے اپنے باپ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی وہ خاموش ہو گیا۔۔

مجھے آپ کی خوشی خود سے زیادہ عزیز ہے یاور کا جواب سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔یاور مرزا کی ماں ہمیشہ کی طرح خاموش تھی وہ اپنے شوہر کے فیصلوں میں بولتی نہیں تھی اور جب وہ بولنے کی کوشش کرتی تھی ہمیشہ اسے ظلم سہنا پڑتا تھا۔۔

ماں کیسی بیوی ہیں آپ اپنے شوہر کا دھیان رکھنے کی بجائے خاموشی سے یہاں بیٹھی ہیں شاہان مرزا کی بیوی اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈرتے ہوئے اس کے پاس بیٹھی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

شاہان نے کبھی اسے بیوی کا درجہ نہیں دیا تھا ہمیشہ یہی کہا تھا کہ تم میرے لیے صرف ایک رکھیل کی طرح ہو۔۔۔

بیٹا ابراہم نے کہیں جانا ہے تو میں چاہتا ہوں تم.....بات دوری چھوڑتے شاہان مرزا اپنے بیٹے کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔۔

تیمور خانزادہ نے ہمیں کلام چھوڑنے کا کہا ہے وہ سردار ہے تو ہمیں یہاں سے جانا پڑے گا اور میں یہ چاہتا ہوں ابراہم کے جانے سے پہلے اور کلام سے نکلنے سے پہلے میں تمہارا راعنین سے نکاح کروادو یاور نے سر نیچے کر کے ہامی میں ہلا دیا۔۔ شاہان مرزا لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور اپنے کمرے میں گیا۔۔

سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑ کر ابراہم کو کال کی۔۔

قاضی کو بلاؤ اور اپنی بہن کو تیار کرو میں یاور کو لے کر آرہا ہوں ابراہم جو اپنے کمرے میں بیٹھا فائلز دیکھ رہا تھا شاہان مرزا کی بات سن کر اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی اور ہاں کہہ کر دونوں نے کال بند کر دی۔۔

ابراہم اپنی بہنوں کے کمرے میں گیا وہ دونوں کھیل رہی تھی راعنین کو بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے بیڈ سے کھینچ کر زمین پر کھڑے کیا۔۔

نیچے قاضی آنے والا ہے اور جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم نے ہاں میں گردن ہلانی ہے اس کا چہرہ دبوچ کر وحشت ناک لہجے اپنایا۔۔

معصوم سی گڑیا ہاں میں سر ہلاتے بے اواز آنسو بہانے لگی۔۔

چلو! ابراہم اسے لیے نیچے گیا قاضی کو کال کی تب تک شاہن مرزا کپڑے تبدیل کر کے یاور کو اپنے ساتھ لیے ابراہم کے گھر پہنچ چکا تھا وہ نہ ہی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر گیا اور نہ ہی آکاش کو۔۔۔

راعنین ولد یزدان ملک آپ کا نکاح یاور ولد شاہان مرزا کے ساتھ 50 لاکھ حق مہر طے کیا گیا ہے کہ آپ کو قبول ہے؟

راعنین نہ سمجھ تھی اس نے اپنے بھائی کے کہنے کے مطابق ہاں میں سر ہلادیا دو مرتبہ اور قاضی نے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ یاور ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے بیٹھا تھا۔۔

یاور ولد شاہان مرزا آپ کا نکاح راعنین ولد یزدان ملک کے ساتھ 50 لاکھ کا مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ قاضی نے اب یاور مرزا کی طرف رخ کیا۔۔ اس نے ایک نظر اس گول مٹول آلو کو دیکھا جو اپنی انگلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔

قبول ہے !قاضی کے دو مرتبہ اور پوچھنے پر اس نے اس گول مٹول آلو کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا نکاح نامے پر سائن کیے ،چھوٹی سی راعنین کو سائن کرنے نہیں آتے تھے اس نے انک پیڈ پر انگوٹھا لگا کر نکاح نامے پر لگایا۔۔

سب نے دعا کے لیے ہاتھ کر اٹھائے یاور کی نظر دعا مانگتے ہوئے بھی راعنین کی جانب تھی جو روتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی۔۔۔

مبارک ہو ابراہم ملک دونوں اٹھ کر ایک دوسرے کے گلے لگے اس نکاح کا مقصد صرف وہ دونوں جانتے تھے۔۔ راعنین معصومیت سے بیٹھی ارد گرد نظر دوڑا رہی تھی۔۔ یاور پہلی مرتبہ غور سے اس گھر کو دیکھ رہا تھا۔۔ ابراہم حقارت سے اپنی بہن کو دیکھنے لگا یاور کی نظر اب ان دونوں پر تھی وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگی یاور نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔۔۔

چلو آؤ تمہیں کھیتوں میں گھمانے لے جاتا ہوں یاور کو نہ جانے کیوں راعنین پر غصہ آ رہا تھا لیکن اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر اسے اس سے ہمدردی بھی ہوئی۔۔ وہ جب بھی ان کے گھر آتا تھا اسے ابراہم ملک عجیب و ترین انسان محسوس ہوتا اور راعنین ڈری سہمی رہتی۔۔

اسے باہر مت لے کر جاؤ۔۔

کیوں؟ وجہ؟ جب نکاح ہوگیا وہ میری ملکیت ہے تو جہاں مرضی لے کر جاؤں اسے وہ سنجیدگی سے بھرپور لہجہ اپنائے بولا چہرے کا ہر نقش سختی میں ڈھلا ہوا تھا راعنین کا ہاتھ سختی سے پکڑ کر وہ باہر چلا گیا ابراہم نے شاہان مرزا کو دیکھا۔۔ اسے نہ جانے کیوں گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا جیسے یاور مرزا بہت ٹیرا شخص ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے بھائی کا تمہارے ساتھ رویہ کیسا ہے؟ کھیتوں میں لے جاتے ہی اس سے سوال کیا۔ راعنین آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

مجھے جھوٹ نہیں پسند؟ یہ نشانات تمہارے بھائی نے دیے ہیں؟ یاور کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ جبکہ لہجہ سخت ترین تھا۔۔

بھائی مارتے ہیں! روتے ہوئے اپنے کپڑوں پر نظریں مرکوز کی۔۔

کیوں؟

جب بابا اور ماما ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تھے کچھ دن بعد بھائی ہمارے کمرے میں آئے ان کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اسے سختی سے ہاتھوں میں تھام کر وہ میرے چہرے پر تھپڑ مارنے لگے۔ ہمیں وجہ بھی نہیں بتائی اور اچھے بھائی سے گندے بھائی بن گئے راعنین کا سر جھکا ہوا تھا۔

ہاتھوں کی انگلیاں مڑور رہی تھی۔۔ یاور مرزا کو سارا ماجرا سمجھ آگیا۔ کاغذ یعنی باپ کی مرنے سے پہلے کی گئی وصیت۔۔

تمہارے بھائی نے کبھی جائیداد کی بات کی ہے یاور نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ وہ اپنے شک کو یقین میں بدلنا چاہتا تھا۔۔

ہاں بھائی کہتے ہے کہ یہ تمام جائیداد میری ہے تم دونوں کا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ زمین پر بیٹھ گئی اور گھاس توڑنے لگی۔۔

ایسے بھائی بھی ہوتے ہے جو صرف زمین کے کچھ ٹکرے کے لیے بہنوں پر تشدد کرتے ہے وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا اس نے تو اپنی بہن کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اچانک بہن کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے۔ نا جانے وہ کیسی ہوگی۔ وہ جب بھی شاہان سے ایان کا نمبر مانگتا تو وہ بات کو گول کر دیتا۔۔

18 کی ہونے کا انتظار کرو یاور کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ راعنین نے آنکھیں پٹپٹائی۔۔

یاور اسے اس کے گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلا گیا جو بات اس نے جاننی تھی وہ یاور مرزا جان چکا تھا۔۔ شاہان مرزا اپنی فیملی کو لے کر کلام سے چلا گیا۔۔

راعنین جیسے ہی گھر پہنچی ابراہم نے اسے اپنے کمرے میں بلایا۔۔۔
جی بھائی !ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔۔
وہ تمہیں کیوں لے کر گیا تھا؟ کیا بات کی اس نے ابراہم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔ راعنین نے کھیتوں میں ہوئی تمام باتیں اپنے بھائی کو بتا دی۔۔ ابراہم ملک نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی تمام اشیاء کو ہاتھ مار کر زمین پر بوس کیا وہ چھوٹی سی بچی سہم گئی۔۔

زندہ رہو گی تو 18 کی ہو گی تم دونوں۔ حقارت بھری نظروں سے راعنین کو دیکھ کر وہ کمرے سے نکل کر تیز قدم لیتے سٹور روم میں گیا وہاں پٹرول کم تھا۔۔ اپنے منصوبے کو پایا تکمیل تک پہنچانے کے لیے اسے زیادہ پٹرول کی ضرورت تھی۔۔ اسے اپنے کیے فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا اس نے اپنی بہن کا نکاح کیوں یاور کروا دیا یہ چیز اس کے بغض کو بڑھا گئی۔۔۔۔

پٹرول ہاتھ میں اٹھاتے سوئچ بورڈ کے پاس گیا۔ تاروں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جن میں سے چنگاریاں نکلی اور پاس لگے پردے نے آگ پکڑ لی۔۔ پانی کی طرح پھیلتی آگ کو دیکھ کر پراسراریت سے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجا کر گھر سے باہر جاتے مین گیٹ کو لاک کرتے چاروں طرف پٹرول پھینک کر آگ لگا دی۔۔۔ گارڈز کو وہ پہلے ہی وہاں سے بھیج چکا تھا۔۔ محض جائیداد کے لیے اپنی بہنوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زنیشہ کمرے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ اسے وہاں آئے کئی دن ہو گئے تھے ایان رات کو کمرے میں داخل ہوتا اس پر تشدد کرتا اپنی ہوس کا نشانہ بناتا۔۔۔۔

بھائی! تھوڑی سی آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا سورج ڈھل رہا تھا اس وحشی انسان کے کمرے میں آنے کا ٹائم تھا۔ زنیشہ کی آنکھوں کے

نیچے گہرے ہلکے، چہرا زرد، جسم کے ہر حصے پر نشان۔ اس کا باپ جو دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ کرتا تھا اب اس کی بیٹی کا وہ حشر ہو رہا تھا۔۔ آنکھیں ترس رہی تھی اپنی ماں، بھائیوں اور اورحان خانزادہ کو دیکھنے کے لیے اس کے بھائی نے کہا تھا اگر تمہیں وہ شخص غلط لگے تو مجھے بتانا لیکن وہ کیسے بتاتی پورا دن وہ بے ہوشی کی حالت میں پڑی رہتی تھی۔۔۔

ہمت کرتی زمین سے اٹھی اسے وہاں سے نکلنا تھا صوفے کا سہارا لیا لڑکھڑاتے ہوئے کھڑکی کے پاس گئی۔ باہر جھانکا گارڈز ہر جگہ کھڑے تھے۔۔

یا اللہ میری مدد کر زنیشہ نے اوپر کی جانب دیکھتے خدا سے مدد مانگی تھی۔ اگر وہ مزید کچھ دیر یہاں رہتی تو وہ پاگل ہو جاتی یا مر جاتی۔۔ اسے اس جہنم سے باہر نکلنا تھا۔۔ کافی دیر کھڑکی کے پاس کھڑی رہی مین گیٹ کے

پاس کھڑے گارڈز سکیورٹی روم میں چلی گئے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔یکدم اس نے اپنے حلیے پر غور کیا کپڑے ہر جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔الماری سے چادر نکال کر اوڑھی۔کھڑکی پھلانگ کر مین گیٹ کے پاس گئی اس سے قبل اسے گارڈز دیکھتے وہ گھر کے باہر موجود درخت کے پیچھے چھپ گئی۔۔جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔۔۔

میں کہاں ہو؟ چاروں طرف دیکھا وہ اس جگہ کبھی نہیں آئی تھی۔۔خدا کا نام لیتے چل پڑی پوری رات بھٹکنا منظور تھا لیکن اس وحشی انسان کے پاس رہنا منظور نہ تھا۔۔

وہ بھٹکتی رہی تھی جنگل میں سے کئی گھنٹے خوار ہوئی وہاں سے جیسے ہی باہر نکلی وہاں کچھ آدمی کھڑے تھے اکیلی لڑکی کو دیکھتے اس کی طرف بڑھنے لگے۔زنیشہ کے سانس سوکھنے لگے اس میں بھاگنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

مجھے جانے دو روتے ہوئے ان تین لڑکوں کو کہا وہ منت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔

ان میں سے ایک لڑکے کو اس پر نا جانے کیوں رحم آیا اس نے اپنے دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں روک دیا۔۔۔

تم آدھی رات کے اس پہر اکیلی باہر کیا کر رہی ہو سنجیدگی لیکن نرم لہجہ استعمال کیا گیا۔۔

اپنی حفاظت کے لیے کسی کی قید سے بھاگی ہو۔

تمہارا گھر کہاں ہے؟ میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں اس لڑکے کے دوستوں نے حیرت سے اسے دیکھا جو ہر لڑکی کو چھیڑتا تھا آج ایک انجان لڑکی مدد کر رہا تھا۔۔

مجھے نہیں پتا میں کہاں ہوں چہرا ہاتھوں میں چھپاتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایان نے اسے بتا دیا تھا کہ تمہارا خاندان کلام چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔

لڑکی تمہیں کچھ تو اندازہ ہوگا تمہارا گھر کہاں ہے اس لڑکے نے ایک مرتبہ پھر اس سے پوچھا۔۔

مجھے کسی ایسے ایک جگہ کا بتا دو جو محفوظ ہو زنیشہ نے ان کے اگے ہاتھ جوڑ دیے۔۔

ایک بھائی بن کر کہوں تو ایک لڑکی کے لیے تنہا رات کے اس پہر میں کوئی جگہ محفوظ نہیں ہوتی۔ یہاں پاس میں ایک گھر ہے جہاں بے گھروں کو رکنے کے لیے جگہ دی جاتی ہے میں تمہیں وہاں چھوڑ دیتا ہے زنیشہ نے اس لڑکے کی طرف دیکھا اس کے پاس اس لڑکے پر یقین کرنے

کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا اس کے دوست اسے منع کر رہے تھے۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا تجھے ہمیشہ لڑکیوں کو چھیڑتا ہے اور آج جب تجھے موقع مل رہا ہے تو اس کا فائدہ اٹھانے کی بجائے تو اس لڑکی کی مدد کر رہا ہے۔۔

تم دونوں اپنی بکواس بند رکھو میں اسی لڑکی کو چھیڑتا ہوں جو اس طرح کی ہوتی ہے کبھی کسی معصوم لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا میں نے وہ لڑکا اپنے دوستوں سے بلند آواز میں بات کر رہا تھا زینشہ مکمل طور پر ڈری سہمی ان لڑکوں دیکھ رہی تھی اس لڑکی نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب میری سوچ کے مطابق ہو رہا ہے میری اس حرام..... بیٹی نے میری عزت خراب کرنے کی کوشش کی میں نے شادی کے نام

پر اس کا سودا کر دیا۔ ابراہم ملک جائیداد کے لیے اپنی بہن کا نکاح کروانا چاہتا تھا میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اس کے بہن سے کروادیا۔ لڑکیوں کو بیچنے کی جو ڈیل کی تھی وہ بھی پوری ہونے والی ہے۔ اب بس تیمور خانزادہ کو اس کے انجام تک پہنچانا ہے شاہان مرزا فون کو دیکھتے ہوئے خود سے باتیں کر رہا تھا ساتھ میں اس کے قہقہے گونج رہے تھے۔۔۔۔

آکاش وہاں سے گزر رہا تھا اپنے باپ کی آواز اور قہقہے سن کر رک گیا جیسے جیسے وہ سنتا گیا اس کی سانسیں رکنے لگی اس کا باپ درندے سے بھی برا تھا۔ کیسا باپ تھا جس نے اپنی بیٹی کا سودا کر دیا۔ لالچ میں آئے لوگوں کا فائدا اٹھایا۔ اپنے دوست کے لیے آستین کا سانپ بنا۔ بیٹے کو استعمال کیا۔۔ آکاش اگر دیوار کا سہارا لیے کھڑا نہ ہوا ہوتا تو اسے زمین میں بوس ہونے میں ایک لمحہ نہ لگتا۔۔

سردار تیمور خانزادہ کو جلد اس کے انجام تک پہنچانا ہے اپنی تذلیل کا بدلا لینا ہے تیمور خان تمہاری عزت نیلام کروگا تمہاری بیوی کو استعمال کرکے شاہان مرزا کی آنکھوں میں وحشت تھی۔ آکاش کھٹاک سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

آپ ایسا کچھ نہیں کرے گے آکاش بلند آواز میں دہاڑا تھا۔۔

اور تم مجھے روکو گے شاہان مرزا چیئر کی پشت کے ساتھ ٹیک لگاتے پر سکون ہو کر بیٹھا جائے اسے کوئی فرق نہ پڑا تھا۔۔

میں کہہ رہا ہو شاہان مرزا کچھ مت کرنا سردار کے خاندان کے ساتھ۔

آکاش کا خون کھولنے لگا اس انسان کا وحشی انداز دیکھ کر۔۔

کیا کروگے تم ؟ روک سکو گے مجھے، ایک بات یاد رکھنا میں تمہارا باپ ہو تم میرے باپ نہیں ہو۔ شاہان مرزا جیسے اسے چیلنج کر رہا تھا۔۔

میں سردار کو تمہاری حقیقت بتا دوگا پورے کلام کو بتاؤگا کہ جتنی لڑکیاں آج تک کلام سے غائب ہوئی ہے اس سب میں تمہارا ہاتھ ہے آکاش کی بات سن کر شاہان مرزا چیئر سے اٹھا اور اس کے پاس جا کر کر کھڑا ہوگیا۔۔

اگر تم نے یہ حرکت کی آکاش مرزا میں اسی پل تمہاری جان نکال لوگا۔۔

شاہان مرزا مکمل طور پر درندہ بن چکا تھا اسے اپنی اولاد سے پیار نہیں تھا سوائے یاور کے کیونکہ وہ اس کے نقشِ قدم پر چلتا تھا۔۔

اگر آپ نے کوئی غلط قدم اٹھایا تو میں آپ کی اصلیت ہر ایک پر واضح کر دوگا۔۔

اور میں نے بھی کہا ہے آکاش مرزا میں اسی پل تمہارا قتل کر دوگا۔ شاہان مرزا نے اپنی جیب سے گن نکالی۔۔

آپ اپنے بیٹے کو قتل کرے گے؟ بے یقینی سے اپنے باپ کی طرف دیکھتے سوال داغا۔ کیا اس کا باپ اتنا بے رحم تھا۔۔

مجھے دغا باز لوگ نہیں پسند۔ اگر کوئی مجھ سے دغا کرے تو میں اس کا اسی پل قتل کر دیتا ہوں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سامنے کون ہے شاہان مرزا نے سفاکیت سے کہا۔ آکاش کا دل کئی ٹکروں میں تقسیم ہو گیا وہ شروع سے ہی باپ کی محبت سے محروم رہا تھا۔۔

تو کر دیجیئے گا قتل۔ آکاش نے اپنے باپ کا وہ ہاتھ پکڑا جس ہاتھ میں گن تھی۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں کیسے روکتے ہیں مجھے جھٹکے سے اپنے باپ کا ہاتھ چھوڑ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا شاہان مرزا نے بلند آواز میں پیچھے سے اسے پکارا۔۔ یاور اس وقت گھر موجود نہیں تھا۔۔

آکاش یہیں رک جاؤ نہیں تو گولی ماردوں گا شاہان مرزا نے اس پر گن تانی آکاش نے مڑ کر اپنے باپ کو دیکھا جو اس پر گن تانے کھڑا تھا۔۔ میری ماں نے ہمیشہ مجھے صحیح راستے پر چلنا سکھایا ہے میں سب کو بتاؤں گا کہ میرا باپ ایک ہوس پرست انسان ہے وہ قاتل ہے لڑکیوں کو بیچنے کا کام کرتا ہے. جس نے اپنی بیٹی کا سودا کر دیا اپنے دوست کی عزت پر گندی نظر رکھی، اپنے بیٹے کو استعمال کیا آکاش بولتے ہوئے مڑا جیسے ہی اس نے پہلا قدم بڑھایا تھا شاہان مرزا نے ایک ساتھ تین گولیاں اس کی پیٹھ میں اتار دی۔ اسی لمحے آکاش مرزا کا وجود زمین پر گر گیا۔ زنیشہ کو اس لڑکے نے ایک گاؤں میں چھوڑ کر چلا گیا وہ ابھی پہلے گھر کے گئی اپنی باپ کو اپنے بھائی پر گولیاں چلاتے دیکھ اس کی روح جیسے کسی نے وجود سے جدا کر دی تھی۔۔۔

خد۔۔۔خدا۔۔۔۔ہ۔۔۔ہر۔۔۔ش۔۔۔شے۔۔۔۔د۔۔د۔

۔دیکھتا۔۔۔ہ۔۔۔۔آکاش کی سانسیں بات مکمل کرنے سے پہلے ہی ختم ہوگئی آنکھیں اوپر کی جانب تھی۔۔شاہان مرزا کا دل کانپا تھا اپنے بیٹے کے الفاظ سن کر۔۔۔

وہ اپنے بھائی کے مردہ وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھائی!بلند آواز میں چلاتی ہوئی آکاش کے پاس زمین پہ بیٹھی اس کے بے جان وجود کو جھنجھوڑنے لگی۔۔

بھائی!اٹھے بھائی اپنی بہن کو بچائے درندوں سے۔بھائی اٹھیں وہ بلند آواز میں چلاتے ہوئے اپنے بھائی کو اٹھا رہی تھی جو اسے چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا چکا تھا۔۔

اٹھیں بھائی! آکاش بھائی وہ آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔ ایان اسے ڈھونڈھتے ہوئے شاہان مرزا کے گھر آیا تھا۔ شاہان نے اسے دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا۔۔

بھائی! وہ صدمے سے پاگل ہوتی اسے پکار رہی تھی۔ چادر دور کہیں گر گئی تھی۔۔۔ ایان نے اسے بازو سے پکڑتے کھینچ کر کھڑے کیا۔۔۔

چھوڑو مجھے میرا بھائی، یاور بھائی اسے کے ہاتھ پر مکے مارتے ہوئے آکاش کو ایک لمحے کے لیے دیکھا۔ ارد گرد نظریں دوڑاتا یاور کو پکارا۔۔

بھائی! وہ چیخ رہی تھی ایان نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔ زنیشہ نے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ کر اسے خود سے دور دھکا دیا۔۔۔

میرے بھائی کو مار دیا آپ نے بابا چیختے ہوئے اپنے باپ کی طرف گئی۔۔۔۔

اپنی آواز کو حلق میں ہی دبا لو نہیں تو تمہیں بھی ختم کر دو گا زنیشہ کو ایان سے دور کرتے دھکا دیا وہ منہ کے بل زمین پر گری۔۔۔۔

میرے بھائی کے قاتل ہو آپ، میں سب کو بتاؤں گی زنیشہ کمرے کی طرف بھاگی شاہان ایان اس کے پیچھے بھاگے تھے اس نے دروازے کو لاک لگا دیا۔۔

موبائل! پاگلوں کی طرح ہر چیز اتھل پتھل کرتے موبائل تلاش میں لگی سائیڈ ٹیبل پر یاور کا موبائل پڑا ہوا تھا۔۔۔

کانپتے ہوئے ہاتھوں سے موبائل پکڑا اسے اپنے بھائیوں کے موبائل کا لاک معلوم ہوتا تھا۔۔ یاور اور شاہان زور سے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے جیسے ابھی دروازہ توڑ دیں گے۔۔ اورحان کا نمبر ملایا بیل جا رہی تھی لیکن کال کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔۔ اورحان کی سانسیں ٹھیک ہو چکی تھی لیکن اسے ہوش نہیں آئی تھی اسے ایمرجنسی روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا

غلطی سے الطاف خان اس کا موبائل بیڈ کے پاس پڑے ٹیبل پر ہی بھول گئے تھے۔۔ اورحان نے ہلکی سی آنکھیں کھولی ارد گرد کا وہ ہاسپٹل میں موجود تھا اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم میں جیسے سکت نہیں تھی پاس پڑا اس کا موبائل بج رہا تھا۔۔۔

ہمت کرتے ہیں تین منٹ لگا کر موبائل پکڑ کے کال پک کرتے کان کے ساتھ لگایا۔۔۔

اورحان۔۔۔۔۔۔ مجھے بچالو مجھے۔۔۔۔۔ بابا مجھے ماردیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے آکاش بھائی کو۔۔۔۔ ماردیا ہے روتے ہوئے بولی دروازہ بے انتہا زور سے بجایا جارہا تھا۔۔۔

ز۔۔۔ زنیشہ! اورحان نے اسے پکارا اس کے ہاتھ پاؤں ہلنے سے انکار کررہے تھے اٹھنے کی کوشش کررہا تھا لیکن جسم جیسے سن ہوگیا تھا۔۔

اورحان مجھے بچالو جس طرح وہ دروازہ پیٹ رہے تھے زینشہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی زندگی آج ختم ہو جائے گی۔۔

میں نے تمہیں دھوکہ نہیں دیا میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔

آخرت میں جب ہمیں اپنا ساتھی چننے کا موقع ملا تو میں تمہیں چنوگی

میں.....اس سے پہلے وہ کچھ اور اورحان سے کہتی ایان اور شاہان مرزا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے شاہان نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا اور ایان نے اس کے منہ پر کئی تھپڑ مارے۔۔ اورحان خانزادہ کی آنکھیں بند ہو چکی تھی۔۔

موبائل سامنے کر کے دیکھا جس کے اوپر اورحان خانزادہ کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔

کیا کرنا ہے اس کے ساتھ؟ ایان نے شاہان مرزا کی طرف دیکھا۔۔

میری بلا سے اس کے ساتھ جو مرضی کرو چاہے قتل کر دو شاہان مرزا غصے سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر گیا۔۔ اپنے آدمیوں کو کال کی۔۔۔

معلوم کرو الطاف خان کا بڑا بیٹا کس ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے اسے وہیں پر ختم کر دینا اور واضح اس طرح ہونا چاہے کہ اس نے خودکشی کی ہے اور تیمور خانزادہ کا پتہ کرو اسے بھی آج رات ہی ختم کرنا ہے۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی شاہان مرزا نے کال کٹ کر دی۔۔۔

مجھے چھوڑ کر بھاگی تھی تو؟ ایان راجپوت زنیشہ کی طرف بڑھنے لگا اپنی جیب سے چاکو نکالا، ڈارک ویب میں جو لوگ کام کرتے تھے ان کے پاس ہمیشہ ایک چاکو موجود ہوتا تھا۔۔۔

ویسے بھی میرا دل اب تجھ سے بھر چکا ہے تو کیا فائدہ تیرے زندہ رہنے کا ایان نے اسے بالوں سے جکڑا اس کی گردن میں ایک ساتھ کئی مرتبہ چاکو

مارتے باہر نکالا اور پھر مارنے لگتا۔۔۔ وہ تڑپتی ہوئی ایک لمحے میں بے جان ہو گئی۔۔ اس کا مردہ وجود ایان راجپوت کے بازو میں جھول گیا اسے زمین پر پھینکتے ایان راجپوت جیسے ہی باہر آتے شاہان مرزا کے ساتھ کھڑا ہوا ایان کا موبائل بجنے لگا۔۔۔ خون آلود ہاتھوں سے جیب میں سے موبائل نکالتے کال پک کی۔۔۔

بوس شاہان مرزا کے گھر پر ڈارک ویب کے آدمی حملہ کرنے والے ہیں کیونکہ جو ڈیل آپ نے اور شاہان مرزا نے ڈارک ویب کے اونر کے ساتھ کی تھی وہ لڑکیاں پولیس کے پاس پہن چکی ہیں اور اب ڈارک ویب کے آدمی آپ کو ختم کرنے کے لیے آرہے ہیں اپنے آدمی کی بات سنتے ہی ایان نے کال کٹ کی اور شاہان مرزا کو تمام بات بتائی۔۔ شاہان نے ایک نظر کمرے کے اندر دیکھا اپنی بیٹی کی گردن سے خون نکلتے دیکھ ایک لمحے کے لیے اس کا جسم کانپا تھا۔۔۔ وہ اپنے گناہ کو چھپانے کے

لیے اپنی اولاد کو قتل کر چکا تھا۔۔ وہ دونوں گھر کی پچھلی سائیڈ سے بھاگنے لگے تھے شاہان مرزا نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے یاور کے موبائل کو دیکھا۔۔۔

یاور تیمور خانزادہ کا بیٹا دالہام ڈارک ویب کے آدمیوں کے ساتھ کام کرتا ہے لڑکیوں کو بیچتا ہے اس نے ہمارے پیچھے ڈارک ویب کی آدمیوں کو لگا دیا ہے ہمارے پورے خاندان کو اس نے ختم کر دیا ہے۔ وہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں اور میں گھر میں چھپا ہوں۔ میں نہیں جانتا میں زندہ رہوں گا یا پھر مر جاؤں گا۔۔۔ وہ جانتا تھا اس کی ماں جھوٹی ہے لیکن پھر بھی اس نے اپنی ماں کا ساتھ دیا اور میری بیوی میرے دونوں بچوں کو مروا دیا۔۔ آکاش اور زنیشہ کی خون سے لت پت لاش میرے سامنے ہے۔۔ اور دالہام نے کہا ہے میں یاور کی بیوی کو بھی نہیں چھوڑوں گا اسے بھی مار دوں گا یاور کی زندگی بھی برباد کر دوں گا۔ رونے کی آواز نکال کر

وائس اس کے موبائل میں ریکارڈ کرتے موبائل زمین پر پھینکتے وہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔۔۔

ڈارک ویب کے آدمی پہلے شاہان مرزا کے گھر گئے تھے وہاں پڑی لاشوں کو دیکھ کر انہیں لگا شاید یہاں پر کسی نے حملہ کیا ہے انہوں نے کمرے کے تلاشی لی ایک عورت کا بے جان وجود زمین پر گرا ہوا تھا وہ شاہان مرزا کی بیوی تھی جو اپنی بیٹی کی ٹینشن لینے کی وجہ سے مر چکی تھی۔۔ گھر سے باہر نکلے آدھے گھنٹے کے اندر انہوں نے آیان اور شاہان مرزا کو پکڑ لیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیمور خانزادہ ریحانہ خانم کو پر سکون کروا کے سو چکے تھے ان کا موبائل رنگ ہوا فوراً موبائل پکڑ کے کال پک کرتے کان کے ساتھ لگایا۔۔۔

سردار فصلوں میں آگ لگ گئی ہے آدمی کی آواز سن کر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اپنا وائلٹ اور کار کی چابیاں پکڑی۔۔ یہ شاہان مرزا کے آدمیوں کی چال تھی۔۔

میں جلد واپس آؤں گا میری زوجہ تم نے رونا نہیں ہے تمہارا تیمور تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے وہ کبھی تم سے نفرت نہیں کرے گا آئی لو یو۔ سوئی ہوئی ریحانہ خانم کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر چہرے کے ہر نقش پر بوسہ دیا اور یہ وہ آخری بوسے تھے جو تیمور خان نے اپنی زوجہ کو دیے تھے۔۔۔ وہ باہر کی طرف بھاگا تھا وہ بھی راستے میں ہی تھے جب سامنے سے ایک ٹرک آیا اور کار کو ٹکر مارتے کھائی میں گرا دیا اسی پل دھماکہ ہوا اور کار میں موجود تیمور خانزادہ ختم ہو گیا۔۔

شاہان مرزا کی وجہ سے کئی جانیں اپنے عزیزوں سے دور ہوئی۔۔۔

دوسری طرف شاہان مرزا کے آدمی ڈاکٹر کا بیس لے کر ہاسپٹل پہنچ چکے تھے ہاسٹل کے تمام کیمرے بند کرواتے وہ ایمرجنسی روم میں گئے اس وقت الطاف خان ہاسپٹل کی مسجد میں بیٹھے اپنے بیٹے کے لیے دعا کر رہے تھے۔۔ اورحان کے پاس ایمرجنسی روم میں کوئی موجود نہ تھا دوسرے بیڈ پر پڑا پلو اٹھا کر آکسیجن ماسک اس کے چہرے سے ہٹاتے منہ پر رکھا کچھ دیر بعد ہی بے ہوش ہوئے اورحان کی سانسیں ختم ہو گئی۔ اپنی محبت کے محبت دنیا کو چھوڑنے کے کچھ دیر بعد ہی اس کی سانسیں بھی ختم ہو گئی۔۔ اس کے مردہ وجود کو اٹھا کر بیڈ کی سفید چادر اتار کر اوپر لگے پنکھے کے ساتھ بند کر دوسرا نوک والا حصہ اورحان خانزادہ کے گلے میں باندھا اور پاس پڑا اسٹول اٹھا کر پنکھے کے نیچے رکھتے گرا دیا جس سے دیکھنے والے کو لگے کہ خودکشی کی گئی ہے۔۔۔

اس ایک رات میں پانچ جانیں اپنے عزیزوں سے دور ہوئی تھی آکاش مرزا، زنیشہ مرزا، شاہان مرزا کی بیوی، اورحان خانزادہ اور تیمور خانزادہ۔ اس سب کی وجہ شاہان مرزا تھا۔۔

الطاف خان ایمرجنسی روم میں گئے اپنے بیٹے کے بے جان وجود کو پنکھے کے ساتھ لٹکے دیکھ وہ زمین پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئے آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے ہاتھ پاؤں بری طرح کانپنے لگے۔۔۔

نہیں میرا بیٹا خودکشی نہیں کر سکتا میرا بیٹا الطاف خان یکدم اٹھیں وہ منہ کے بل زمین پر گرے ان کے پاؤں نے ان کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا پھر کھڑے ہوئے اپنے بیٹے ٹانگوں سے پکڑ کر اسے اوپر کیا جیسے انہیں لگ رہا تھا ان کا بیٹا زندہ ہے وہ اسے بچا لیں گے۔۔۔

اورحان !او نچی آواز میں پکارنے لگے ڈاکٹر الطاف خان کی آواز سن کر ایمر جنسی روم میں داخل ہوئے منظر دیکھ کران سب کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی ڈاکٹر نے فوراً باہر کھڑے گارڈز کو بلایا اوراورحان خانزادہ کے مردہ وجود کے گلے سے چادر نکال کراسے بیڈ پر لٹایا ڈاکٹر نے اس کی سانسیں چیک کی وہ ختم ہوچکا تھا۔۔۔

ڈاکٹر میرا بیٹا زندہ ہے نا؟ اپنی بیٹے کو کندھوں سے تھام کرا پنے سینے میں بھینچتے ہوئے زاروقطار آنسو بہاتے پوچھا۔۔۔

He is no more.....

ڈاکٹر کے الفاظ سن کروہ زور سے نفی میں سر ہلاتے اپنے بیٹے کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کراس کے رخسار تھپتھپانے لگے۔۔۔

اورحان !میرے بیٹے میں نے کوشش کی تھی لیکن شاہان مرزا نہیں مانا۔۔بابا کی جان آنکھیں کھولو الطاف خان نے اپنے بیٹے کی لاش کو

جھنجھوڑا۔۔۔اسے اٹھتے نہ دیکھ الطاف خان سے مصنوعی سانسیں دینے لگے ڈاکٹرز نے انہیں پیچھے کیا۔۔۔

سر آپ کیا کر رہے ہیں آپ کا بیٹا مر چکا ہے !ڈاکٹرز کی آنکھیں نم ہو گئیَ الطاف خان کی حالت دیکھ کر۔۔۔

الطاف خان یکدم خاموش ہو گئے اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھ کر اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے بال سہلانے لگے۔۔آنکھوں سے آنسو بہتے اور حان کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے وہ صدمے میں چلے گئے اپنے بیٹے کے مردہ وجود کو دیکھ کر۔۔۔وہ آدھے گھنٹے خاموش بیٹھے رہے آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہہ رہے تھے ڈاکٹرز نے الطاف خان کا موبائل پکڑا ان کا فنگر پرنٹ لگاتے لاک کھول کر کنٹیکٹ اوپن کرتے سب سے اوپر نمبر دالہام خانزادہ کا تھا۔۔انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان کے فیملی کے ممبرز کون ہیں انہوں نے دالہام کو کال کر دی۔۔۔

اس نے جب اورحان خانزادہ کی موت کی خبر سنی اسے دچکا لگا تھا یہ سن کر کہ اس نے خودکشی کرلی وہ ایسا انسان تو نہ تھا وہ تو بہت صبر کرنے والا انسان تھا۔۔15 منٹ کے اندر وہ ہاسپٹل پہنچا کسی طرح کر کے وہ الطاف خان کو ان کے بیٹے سے دور کر کے ان دونوں کو بڑی حویلی لے کر پہنچا۔۔۔

شہریار بڑی حویلی میں ہی موجود تھا رونے کی آوازیں سن کر وہ اپنے دوست کے کمرے سے باہر نکلا جیسے ہی نیچے آیا اپنے بھائی کو کفن میں لپٹے دیکھ۔۔نا سمجھی سے سب کی طرف دیکھتے وہ میت کے پاس بیٹھا۔۔دالہام اور سفیان خانزادہ تیمور خانزادہ کو ڈھونڈ رہے تھے ریحانہ خانم فاریہ خانم کو چپ کروا رہی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کہ انہیں چپ کروانے والا اس دنیا سے جا چکا ہے۔۔

بھائی!اپنے بھائی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

مورے آپ کیوں رو رہی ہیں شہریار نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا اور ان کے آنسو صاف کرتے پیار سے پوچھا آنکھوں میں نمی تھی وہ چھوٹا سا لڑکا جیسے اپنے بھائی کی موت کو جھٹلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

فاریہ خانم نے روتے ہوئے اسے بتایا اس کا بھائی اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔ اور یہ معلوم ہونے کے بعد شہریار دہاڑے مار کر رویا تھا کبھی اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے رخسار پر رکھتا کبھی ان پر بوسہ دیتا۔۔۔

ابھی وہ اور حان خانزادہ کو دفنا کر نمازِ جنازہ پڑھ کر آئے تھے جب ایک آدمی بڑی حویلی داخل ہوا اور اس نے تیمور خان کی کار کے بارے میں بتایا کہ کھائی میں گری ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں سردار تیمور خانزادہ کی گھڑی تھی جو ہمیشہ وہ پہن کر رکھتے تھے۔۔۔

جھوٹ! دالہام۔۔۔۔۔ یہ جھوٹ بول رہا۔۔۔۔ ہے میرے تیمور۔۔۔۔ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب ہمیں کسی اپنے کی موت کی خبر ملتی

ہے اور ہم اس خبر کو جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں ہم یقین نہیں کرتے چیختے چلاتے ہیں کہ ہمارے اس عزیز کو کچھ نہیں ہو سکتا وہ ہمارے پاس ہے۔۔۔

دالہام وہیں پر زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔۔ اس کی ماں چیخ رہی تھی چلا رہی تھی آئیدن سہیل پھوٹ پھوٹ کر بلند آواز میں رو رہے تھے سفیان خانزادہ اپنا سر تھامیں نفی میں سر ہلاتے ہوئے رو رہے تھے۔ آئیدن اپنی ماں کے سینے سے لگا بلند آواز میں رو رہا تھا۔۔ صوفیا خانم دہاڑے مار کر رو رہی تھی ان کا بھائی ان سے دور ہو گیا تھا۔۔ ہر طرف چیخ و پکار تھی۔۔

ہر چیز تہس نہس کر دی ایک شخص نے اس نے اپنے بیٹے کو تنہا چھوڑ دیا تیمور خانزادہ کے بچوں کو یتیم کر دیا۔۔۔

دالہام زمین سے اٹھا اپنی مورے کے پاس گیا اور انہیں اپنے سینے سے لگایا اس کی آنکھیں خشک تھی۔۔ایک آنسو اس کی آنکھوں سے نہ نکلا چہرہ زرد، سرخ آنکھیں، ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔صارم خان اپنے بالوں کو جکڑے ریحانہ خانم کے پاس بیٹھے ان کے کندھے پر سر رکھ گیا۔۔

کتنی بد نصیبی تھی ان کی کہ ان کے باپ کی قبر تک موجود نہ تھی۔۔

ریحانہ خانم کئی مہینے صدمے میں رہی انہوں نے کسی سے بات نہ کی بس کمرے میں بند رہتی عدت پوری ہونے کے بعد بھی وہ کمرے سے بہت کمرے باہر نکلتی تھی۔۔۔

دونوں خاندانوں سے ان کی خوشیاں چھین لی گئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔

دالہام خانزادہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا لاؤنج میں کھڑے ہونا اس کے لیے بے تحاشہ مشکل تھا۔ ماضی کی تلخ یادوں کو یاد کر کے اس کے دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب پہنچ گئی پہلے ماں کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی جانا اور اس کے بعد باپ کی موت اور چند سال بعد ہی جڑوا بھائی کی موت۔۔ ریحانہ خانم بے آواز آنسو بہا رہی تھیں۔۔

طرسم شور سن کر نیند بیدار ہوئی کمرے سے باہر آئی چیزیں زمین پر گری دیکھ اور سب کی آنکھیں سرخ دیکھتے وہ پریشانی میں بتلا ہوئی۔۔۔

کیا ہوا ہے؟ آنکھیں مسلتے ہوئے سب سے سوال کیا۔ صارم خان نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا اور تیز قدم بڑھاتے دالہام کے پیچھے گیا۔۔۔

دالہام!

صام چلے جاؤ یہاں سے دالہام خانزادہ بلند آواز میں چلایا تھا۔۔ صارم اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

صام بھی کہہ رہا ہے اور جانے کو بھی کہہ رہا ہے صارم اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کے گلے لگا۔ دالہام خانزادہ نے اس کے گرد سختی حصار بنایا ذہن میں ماضی کی تلخ یاد گردش کر رہی تھی جس کی وجہ سے وہ کچھ لمحے کے لیے تمام دشمنی بھول گیا۔۔

صام! اس کے کندھے پر اپنی پیشانی ٹکاتے ہوئے جیسے اپنا غم بانٹنا چاہ رہا تھا۔۔۔

دالہام کچھ نہیں ہوا! سب ٹھیک ہے صارم نے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی۔۔ طرسم اپنے بابا کے پیچھے پیچھے اپنے کمرے میں گئی۔ ان دونوں کو گلے لگے دیکھ مسکرائی جو لڑتے رہتے تھے اب ایک دوسرے کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔

مجھے بھول گئے طرسم نے اپنا نقاب اتارتے بلائی لب باہر نکال کر آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اپنے باپ اور شوہر کو دیکھا۔ دالہام خانزادہ نے جب اپنی پری کی آواز سنی صارم سے پیچھے ہوتے دایاں ہاتھ اس کی جانب بڑھایا طرسم صارم اور سردار کے درمیان جا کر کھڑی ہوئی ان دونوں نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

آئی لو یو بابا اور دیو! ان دونوں کا ایک ایک ہاتھ تھام کر ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے اپنی پیشانی سے لگایا۔۔ صارم نے مسکرا کر اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا دالہام فوراً صارم سے دور ہوا اور اپنی پری کو خود کے ساتھ لگا لیا۔۔

کس کی اجازت سے تم میرے گلے لگے تھے غصے سے دانت کچکچاتے ہوئے اپنے سسر کو دیکھا جواب مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اپنے دوست کے گلے لگنے کے لیے مجھے اس کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے صارم آگے بڑھا بنا اس کے غصے کی پرواہ کیے ایک مرتبہ پھر

مضبوطی سے اس کے گلے لگتا ہے کمرے سے چلا گیا سردار کو اس وقت سکون کی ضرورت تھی اور صارم خان جانتا تھا ایک مرد کو سکون صرف اس کی پسندیدہ عورت دے سکتی ہے۔۔۔

دیو کیا ہوا ہے؟ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

کچھ نہیں! اپنے ساتھ لگاتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے اس کی ٹھوڑی پر انگوٹھا رگڑنے لگا۔۔

مجھے کچھ نہیں لفظ انتہائی برا لگتا ہے یہ الفاظ ہم غیر لوگوں کے لیے استعمال کرتے ہیں میں تمہارے لیے غیر ہوں طرسم نے آنکھیں اوپر کی جانب کی۔ سردار اس کی پلکوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔۔

کیا میرے انداز سے تمہیں لگتا ہے کہ تم میرے لیے غیر ہو پیشانی پر پیار بھری محبت کر کے اسے صوفے پر بٹھایا کیونکہ بیڈ تو بیٹھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔

پھر میرا دیو مجھے جلدی سے بتائیں کیا ہوا ہے وہ بات کر رہی تھی اور سر دار اس کے اوپر چادر درست کر رہا تھا۔۔

تمہارے بابا جب تم سے دور ہوئے تھے تکلیف ہوتی تھی؟ اس کو سوال سنتے ہی ہاں میں سر ہلا دیا گیا۔۔

تمہیں تمہارے بابا مل گئے لیکن میرے بابا مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گئے میرے دل میں یہ تکلیف ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئی ہے جتنی مرتبہ یاد آتی ہے دل ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور جسے تم بھائی بنائی پھرتی ہو نا اس سب کے پیچھے اس کے باپ کا ہاتھ ہے تم مجھ سے چھپا کے اس سے رابطے میں رہی ہو اس کا دیا گیا موبائل تمہارے پاس

ہے۔کہنے کو تم کہتی ہو کہ میں تمہارا دیو ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہو کیا یہ محبت ہے ؟جس سے ہمیں محبت ہوتی ہے کبھی اس سے باتیں نہیں چھپاتے۔ دل خوفزدہ ہوتا ہے اس شخص کو کھونے کے لیے، لیکن کہیں نہ کہیں یہ کہہ رہا ہوتا ہے اپنے من پسند شخص کو بتا دو۔ تو تم نے کیوں نہیں بتایا؟ اپنے دل میں آئی تمام باتیں اس نے طرسم خانزادی سے کہہ دی اسے حیرت کا جھٹکا لگا یہ جان کر کہ اس کا دیو جانتا ہے وہ یاور مرزا سے رابطے میں ہے۔۔ شرمندگی سے وہ سر جھکا گئی۔۔

دیو کی پری میں نے تمہیں شرمندہ کرنے کے لیے سب کچھ نہیں بتایا تم مجھ سے کیوں چھپا رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ تمہارے دیو سے کوئی بات چھپتی نہیں ہے پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی طرسم نے اپنی نیلی آنکھوں سے سردار کی سبز انکھوں میں دیکھا نظروں کا تسام بہت زبردست تھا۔۔

میں ڈر گئی تھی.....انہوں نے میرے ساتھ برا نہیں کیا انہوں نے مجھے بہنوں کی طرح اپنے پاس رکھا۔ مجھے نہیں پتہ وہ تم سے کس چیز کا بدلہ لے رہے ہیں وہ بس اتنا کہتے ہیں کہ میرے خاندان کا قاتل تمہارا دیو ہے۔ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں دیو۔ چھوٹے بچوں کی طرح بلائی لب باہر نکال کر اس کی گردن میں چہرا چھپاتے وہ رونے لگی وہ بے انتہا خوفزدہ ہونے لگی کہ اگر اس کے دیو نے اسے چھوڑ دیا تو؟۔۔

پری! کیوں رو رہی ہو اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے آنسو صاف کیے وہ خوفزدہ آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔

میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں بے شمار غلطیاں بھی اگر تم کر دو تب بھی مجھے اپنے ہم قدم پاؤ گی اس کا ناک کھینچ کر سرخ ہوئی ناک پر لب رکھے۔۔۔۔

دیویاور بھائی آپ کے۔۔۔۔۔نام مت لواس کا سردار نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی دانتوں کو سختی سے آپس میں جوڑا۔۔

اس کا باپ اس کے ذہن میں خناس بھر گیا ہے وہ بہت پچھتائے گا جب اسے علم ہوگا اس کے خاندان کا قاتل اس کا باپ ہے۔ میرے باپ کا قاتل اس کا باپ ہے شہریار کے بھائی کا قاتل اس کا قاتل باپ ہے ہر چیز تہس نہس صرف اس کے باپ نے کی ہے اور وہ بدلا ہم سب سے لے رہا ہے سردار اپنی کرسی پر قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ طرسم خانزادی پر اپنا غصہ واضح کر کے اسے اور خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

ان کے ذہن میں جو بھرا گیا ہے وہ اس کے مطابق کر رہے ہیں اپ انہیں سچ بتادیں۔ وہ 17 سالہ لڑکی بعض اوقات ابھی بھی بچوں والی بات کرتی تھی کیونکہ شروع سے ہی اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کیا گیا تھا۔۔

تمہیں لگتا ہے وہ کمینا میری بات کا یقین کرے گا میری بہن پہ جو حملہ ہوا ہے وہ بھی اس نے کروایا ہے وہ اس وقت بے غیرت بن چکا ہے جو انتقام کی آگ میں اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ وہ یہ تک بھول گیا ہے کہ کسی کی بہن بیٹیوں سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ جنگ میں عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے بنا غلطی کے یاور مرزا میرے خاندان کی عورتوں کی طرف آرہا ہے دالہام خانزادہ کی پیشانی کی رگیں بے انتہا ابھر چکی تھی چہرہ سرخ ، آنکھوں میں لال ڈورے ، ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی ہوئی تھی اس وقت صرف وہی جانتا تھا یا اس کا خدا کہ وہ کیسے خود پر ضبط کیے بیٹھا ہے۔۔۔ غصہ نہیں کرنا اپنے کندھے پر۔ کا سر رکھ کر اس کے بال سہلانے لگی اسے صرف ایک یہی حل نظر آیا اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کا۔۔۔ کچھ دیر وہ یونہی بیٹھا رہا۔۔۔

میری بہن پر حملہ کروانے کا انجام اسے بھگتنا پڑے گا سردار سیدھا ہو کر بیٹھا اور اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے موبائل نکالا۔ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہو۔۔۔

سردار نے اپنا موبائل نکالا اور اپنی پری کے گلے میں موجود چپ ایکٹو کر دی جو اس نے کمرے میں آتے ہی ڈی ایکٹیویٹ کی تھی جب بھی وہ اپنی بیوی کے بال پیچھے کرتا تھا اسے اس کے گردن میں ایک جگہ تھوڑی سی سخت محسوس ہوتی تھی جیسے جلت کا دانا بنا ہو۔۔۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے دوبارہ چپ ڈی ایکٹیویٹ کی اور دونوں موبائل ہاتھ میں پکڑے اس کے پاس جا کر بیٹھا اس چپ کے ذریعے یاور مرزا ان کے درمیان ہوئی مکمل باتیں سنتا تھا۔۔

یہ موبائل تمہارے پاس رہے گا لیکن جب بھی وہ تمہیں کال کرے گا تم اس کال کی ریکارڈنگ کر لو گی اگر ہمت نہیں ہوتی مجھے سچ بتانے کی تو یہ

موبائل میرے سامنے رکھ دینا اسے ڈرتے دیکھ اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اسے پر سکون کرنے کی کوشش کی۔۔۔

دیو کی جان وہ تمہیں بہنوں کی طرح ضرور چاہتا ہے لیکن کہیں نہ کہیں وہ تمہارا استعمال بھی کر رہا ہے مجھے تمہارا سگا بھائی تمہارے ساتھ کھڑا برداشت نہیں ہوتا وہ تو پھر منہ بولا ہے۔۔ اور جو میرے خاندان کی عورتوں کو استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر جو حشر میں ان کا کرتا ہوں سن کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے بہت کوشش کے باوجود بھی سردار اپنی آنکھوں میں سفاکیت اور وحشت کو آنے سے نہ روک سکا۔ طرسم ایک جگہ ساکت ہو گئی تھی اسے یاور کے اگلے قدم سے زیادہ سردار سے ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔

دیو غصہ مت کیا کرو آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اسے کہا سردار نے فوراً اپنا سر جھٹکا۔۔۔

میں اپنی پری! دیو کی جان پر غصہ کر سکتا ہوں؟ طرسم ڈر کر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی سردار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اس کی پری ڈرتی بھی اسی سے تھی اور اپنے ڈر کو دور کے لیے اسی کے گلے لگ جاتی تھی۔۔

میں تو اپنی پری کے لیے تحفہ لایا تھا لیکن لگتا ہے اس نے بس ڈرنا ہی ہے تحفہ نہیں چاہیے تحفہ لفظ سنتے ہی جھٹکے سے اس نے سر اٹھایا اور مسکراتے سردار کے دونوں رخسار کھینچے۔۔۔

میرے لیے میرا دیو کیا تحفہ لایا ہے؟۔۔

سردار دالہام خانزادہ نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی۔ اور اسے اپنی پری کے ہاتھوں میں تھما دیا۔۔۔ طرسم نے جب وہ ڈبی کھولی اس کے اندر نوز پن تھی باریک سلور ڈائمنڈ کی چمکتی پر کشش نوز پن جسے دیکھنے والے کئی لمحے آنکھیں جھپکانا بھول جاتے تھے۔۔

لیکن میں نے تو اپنا ناک ہی نہیں چھیدوایا طرسم بے پناہ خوبصورت نوز پن کو دیکھ کر اداس ہو گئی اس کا تو ناک ہی نہیں بنا تھا وہ کیسے نوز پن کو پہنتی۔۔۔۔ اداس ہوتے سردار کی طرف دیکھا۔۔

سردار نے اپنی پاکٹ سے نوز پریسنگ ٹول نکالا۔۔

میں نہیں چاہتا میری بیوی کا چہرہ کوئی نامحرم دیکھے۔ طرسم مسکرانے گی وہ پہلی بیوی تھی جس کا شوہر اس کا ناک چھیدنے لگا تھا۔۔

درد ہوگا! سردار کی نظر اس کی ناک پر تھی جیسے درد اس کی پری کو نہیں اس کو ہونا ہے۔ طرسم نے آنکھیں بند کرتے گردن ہلاتے ہوئے سردار کو شانوں سے پکڑ لیا۔۔

نوز پن کو ٹول میں سیٹ کیا ناک پر پرفیکٹ جگہ پر اس ٹول کو سیٹ کیا، سردار نے آنکھیں بند کرتے اسے پریس کیا وہ اپنی پری کو تکلیف میں

نہیں دیکھ سکتا تھا۔ طرسم نے سسکی بھری۔۔۔ جیسے ہی نوزپن کی نوک ناک کے اندر گئی سردار نے ٹول پیچھے کر کے نوزپن کو لاک کیا۔۔

بہت درد ہو رہی ہے اس کی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔

ٹھیک ہو جائے اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کی ناک کے ساتھ ناک مس کی۔ طرسم خانزادی مسکرائی تھی۔۔ سردار نے اس کی نوزپن پر پیار بھری مہر ثبت کی اور کہا۔۔

"یہ خوبصورت ہے کیونکہ تم نے پہنی ہے"

ایک مرتبہ پھر اس کی سرخ ہوئے ناک پر لب رکھے۔۔

زیادہ درد ہو رہا ہے؟ شہادت کی انگلی اس کی نوزپن پر نرمی سے رکھتے سوال کیا ہمیشہ کی طرح بلائی لب باہر نکال کر آنکھوں میں نمی لیے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

لیکن میں خوش بھی ہوں کیونکہ میں نے اپنے دیو کا لایا ہوا تحفہ پہنا ہے اور یہ دیو کو پسند آیا ہے۔۔

اچھا جی! سردار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

دیو! تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہونا؟ کہ میں نے تم سے چھپایا۔۔

تمہارا دیو تم سے ناراض ہو سکتا ہے؟ جواب کے بدلے سوال کیا گیا۔۔

پوری دنیا مجھ سے ناراض ہو سکتی ہے لیکن میرا دیو مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتا اس کی گردن میں بازو حائل کرتے اس کے گلے لگ گئی سردار آنکھیں بند کر کے اپنی من پسند عورت کے لمس کو محسوس کر رہا تھا۔۔

دالہام! ریحانہ خانم اسے پکارتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اس کے کمرے تک کے بنا دروازہ ناک کیے دروازہ کھولا۔۔ طرسم سردار سے دور ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔

میں بعد میں۔۔۔۔ مورے ریحانہ خانم وہاں سے جانے لگی سردار نے فوراً اپنی ماں کو بلاتے ان کا ہاتھ پکڑا۔۔

سوری بیٹا مجھے ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔ شرمندگی سے سر جھکا کے کھڑی ہو گئیں۔۔

میری مورے اداس کیوں ہو رہی ہے دالہام خانزادہ نے اپنی مورے کے دونوں رخسار کھینچے ریحانہ خانم مسکرانے لگی اپنے بیٹے کی جانب دیکھ کر۔۔۔

کیوں نہیں تم ان سب چیزوں کو بھول رہے؟۔۔۔

آپ بھولی ہیں؟ ریحانہ خانم نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا وہ آج بھی ویسا ہی تھا جب اس سے اس کی کیفیت پوچھی جاتی تو وہ جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتا۔۔۔

ایک عورت وہ لمحے بھول سکتی ہے؟ ایک بیوی اپنے شوہر کو کھونے کا دکھ بھلا سکتی ہے؟ ریحانہ خانم کے لبوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں ان کی دل کی تکلیف بتا رہی تھی۔۔۔

ایک بیٹا اپنی ماں کے ساتھ ہوئے برے سلوک کو بھول سکتا؟ ایک بیٹا اپنے باپ کے قتل کو بھول سکتا ہے؟ دونوں ماں بیٹے ایک ہی دکھ میں مبتلا تھے۔۔

مجھے اپنی بیٹی سے بات کرنی ہے باہر جاؤ تم! ریحانہ خانم نے دروازے کی طرف سے اشارہ کیا طرسم نے لبوں پر ہاتھ جما لیا اسے ہنسی آ رہی تھی سردار منہ کھولے اپنی بیوی اور ماں کو دیکھ رہا تھا یعنی کے اسے اپنے ہی کمرے سے باہر نکلنا تھا۔۔ سر جھٹکتے ہوئے کمرے سے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

ریحانہ خانم نے طرسم کو صوفے پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھتے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔۔

پری میرا بیٹا سب سے زیادہ تمہارے ساتھ جڑ گیا ہے۔ مجھے علم ہے بیٹا تم میرے بیٹے سے بہت چھوٹی ہو، ایک شوہر کی تمام خوشیاں اس کی بیوی ہوتی ہے۔ میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا عورت ہی اپنے شوہر کے سکون کا باعث بنتی ہے اور وہی اس کی سکون کو تباہ و برباد کرتی ہے۔۔ زندگی میں بہت سے معاملات ہوتے ہیں کبھی اس سے کچھ چھپانا۔ کسی بھی غلط چیز کا تمہیں احساس ہو فوراً اپنے شوہر کو بتانا ہم میں سے کسی کو بھی نہیں، اپنے باپ کو، نہ اپنے بھائی کو، سب سے آگے اپنے شوہر کو رکھنا۔ امید کرتی ہوں بیٹا میں جو تمہیں سمجھانا چاہ رہی ہوں تم سمجھ چکی ہوگی اس کی پیشانی پر بوسہ دیا مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔

اپ بے فکر ہو جائیں مورے ۔ کھڑوس دیو بہت غصہ کرتا ہے اس کے غصے کو ٹھیک کرنا پڑے گا مجھے پہلی والی عادات اپنانی ہوں گی طرسم نے شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجائی وہ اس کھڑوس دیو کو اپنی اشاروں پر نچا کر سیدھا کر سکتی تھی جیسے وہ چھ سال پہلے اس کے ساتھ کیا کرتی تھی ۔ ۔

آئیدن سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا سردار کے ساتھ کھڑے ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھا ۔ ۔ ۔

آئیدن کیا ہوا ہے ؟ اس کے اچانک یوں ساتھ کھڑے ہو کر سر رکھنے پر سردار کو حیرت ہوئی ۔ ۔

لالا وہ مجھ سے سوال کر رہی ہے آئیدن کو پسند نہیں تھا اپنی اور نمیرہ کے درمیان میں ہوئے معاملات کسی کو بتانا لیکن یہ بات ایسی تھی کہ بڑی حویلی کے افراد میں سے صرف سردار جانتا تھا ۔ ۔

اسے سچ بتا دو! یہ سب کچھ چھپا کر تم اسے تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں دو گے آئیدن۔ ایک عورت کے لیے یہ کافی ہوتا ہے کہ اس کا مرد اسے سچ بتائے۔ تم ہی تو کہتے ہو، تم نے اس سے عشق کیا ہے اسے تمہاری عادت ہے اور عادت ہر چیز کو پار کر جاتی ہے تو پھر بتا دوں اسے سچ۔

سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

لالا! جو معاملات میرے اور اس کے درمیان ہیں وہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا صرف اتنا کہوں گا کہ اس کی خواہش مر جائے گی۔ آئیدن اسے تمام خوشیاں دینا چاہتا تھا ایک خوشی ایسی تھی جو اسے نہیں دے سکتا تھا اور اس وقت نمیرہ اسی خوشی کی ضد کر رہی تھی۔۔۔

یہی تو آزمائش ہوتی ہے۔ میرے بھائی میں نہیں جانتا چھ سال پہلے تم نے اسے ایک طلاق کیوں دی تھی صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ تمہارے لیے آزمائش تھی اور اب نمیرہ کے لیے یہ آزمائش ہوگی۔ تم نے اپنا

عشق ثابت کیا اسے اس کی عادت ثابت کرنے دو آئیدن کے لبوں پر
فقل لگ گیا وہ اپنی بیوی کو سب کچھ سچ بتا دینا چاہتا تھا لیکن ہمت نہیں ہو
رہی تھی۔۔۔۔۔

اورہاں شیرو کواب اپنے پاس رکھا کرو تم دونوں کی اکلوتی اولاد ہے وہ۔
تمہاری بیوی کواس کی بے انتہا ضرورت ہے دالہام نے اپنے دل پر
پتھر رکھ کر کہا وہ اس چھوٹے سے شیطان کواس کے ماں باپ سے زیادہ
چاہتا تھا لیکن جو معاملات اس کے ماں باپ کے درمیان چل رہے تھے
انہیں مد نظر رکھتے اس چھوٹے سے شیطان کا اپنے ماں باپ کے پاس
رہنا ہی بہتر تھا۔۔۔

لالا وہ چھوٹو شیطان ہر گز آپ سے دور نہیں رہے گا اگر میں اسے اپنے
پاس لے بھی جاؤں وہ تب بھی ضد کر کے اپ کے پاس واپس آئے
گا۔ اور یہ چیز سب سے زیادہ اس (نمیرہ) کو تکلیف دے گی۔۔۔

بے فکر ہو جاؤ میں سمجھاؤں گا اسے دالہام نے اپنے بھائی کا کندھا تھپکا۔۔۔

اگر آپ ساس بہو کی گفتگو ختم ہو گئی ہو تو میں اندر آجاؤں سردار بلند آواز میں بولا نیچے کھڑے تمام افراد نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ریحانہ خانم نے طرسم کو اشارہ کیا کہ چادر ٹھیک سے لو۔ اس نے اپنا نقاب اوپر کیا تو ریحانہ خانم نے دروازہ کھولا۔۔ طرسم کو ناک میں بہت درد ہو رہی تھی پاؤں پٹکتی ہوئی باہر آئی اور سیڑھیاں اترنے لگی سردار نے اپنی ماں کی طرف شاکی نظروں سے دیکھا جیسے پوچھا چاہ رہا تھا کون سی پٹیاں میری بیوی کو پڑھا کر باہر لے کے آئی ہیں۔۔

میں نے اسے کچھ نہیں کہا وہ خود ہی نیچے گئی ہے دالہام اپنی ماں کو حصار میں لیے نیچے گیا وہ سکون سے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

ارے آپ سب کھڑے کیوں ہے مجھے پتہ ہے اب سب سر دارنی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے میں بیٹھ گئی ہوں آپ بھی بیٹھ جائیں بڑی حویلی کے تمام افراد کو کھڑے دیکھ مسکراتے ہوئے سب کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا۔۔ اتنی پریشانی کے باوجود سب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

سر دارنی صاحبہ آپ سر دار کی کرسی بیٹھی ہیں۔۔

سر دار صاحب یہ کرسی بھی میری ہے اور سر دار بھی۔ طرسم نے اس کا بازو پکڑا اور نظریں اپنی ساتھ کھالی جگہ پر مرکوز کی۔۔

وہ خاموشی سے اس کے ساتھ صوفے نما کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

راہا کو نیند نہیں آرہی تھی وہ اپنے کمرے سے باہر آئی ٹکڑ ٹکڑ سب کی طرف دیکھنا شروع ہو گئی ہادی نے اشارہ کیا کہ میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ

وہ خاموشی سے اپنے شوہر کے پاس جا کر بیٹھ گئی سردار نے غصے سے اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں وہ میرے لالا کی بیوی ہیں۔ ہم دونوں بھی تو ساتھ بیٹھے ہیں اگر وہ دونوں ساتھ بیٹھ کے تو کیا ہو گیا ہے سردار کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ دبا کر کہا بڑی حویلی کے تمام افراد ہکا بکا رہ کر طرسم خانزادی کی حرکت دیکھ کر آج تک اس نے اس طرح کی حرکت نہیں کی تھی یہ پہلی مرتبہ تھا۔۔۔

سردار نے بے ساختہ اپنے دل کی مقام پر ہاتھ رکھا۔ اپنی بیوی کی ادا پر وہ ایک مرتبہ وہ پھر دل ہار گیا۔ صارم کو اپنی کہی گئی باتیں سچ ہوتی نظر آئی۔۔ وہ واقعی میں ہی جوڑوں کا غلام بن گیا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دالہام خانزادہ کی نظر شہریار پر ٹکی ہوئی تھی جو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنے میں مصروف تھا۔۔

راہا تم سوئی نہیں ابھی تک گھڑی پر ٹائم دیکھا جو رات کے دو بجا رہی تھی۔۔

پروفیسر انکل مجھے نیند نہیں آئی۔ راہا اداس ہوئی اس کا سونے کا دل کر رہا تھا لیکن نیند نہیں آ رہی تھی۔۔

نیند مجھے بھی نہیں آ رہی چلو ہم کمرے میں چلتے ہیں باتیں کریں گے مووی دیکھیں گے۔۔

خاموشی سے یہاں بیٹھے رہو یہ نہ ہو حویلی کے تمام افراد کو تمہاری مووی دیکھنے کو مل جائے ہادی نے بے ساختہ اپنی شرٹ کا اوپر والا بٹن بند کیا تھا جیسے خدانخواستہ اسے سردار سے اپنی عزت کا خطرہ ہو۔۔۔

لاحول ولا قوۃ چاچو آپ کیوں بھول جاتے ہیں میں مرد ہوں اور شادی شدہ ہوں اس کے کہنے کی دیر تھی صارم خان اور سردار نے اپنا جوتا اتار کر اس کی طرف پھینکا جو اس کے پیٹ پر لگا کراہتے ہوئے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کے سر نیچے کر کے بیٹھ گیا۔ آئیدن جو ہادی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کی کمر پر رکھ کر تھپڑ مارا فوراً وہ سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔۔۔

شرم نہیں آتی آپ دونوں کو اپنے بہنوئی کو اس طرح مارتے ہوئے تلملاتے ہوئے اپنے دونوں سالوں کی طرف دیکھا جو اسے ہر وقت مارتے رہتے تھے۔۔

اور بابا آپ بھی ان کے ساتھ شروع ہو جاتے ہیں مجھے کبھی کبھار لگتا ہے آپ میرے باپ نہیں میری سوتن ہیں جو ہر وقت مجھے میری بیوی سے دور کرتے ہیں ہادی ان تینوں کی طرف غصے سے دیکھ رہا تھا راہا نے ہادی کا ہاتھ پکڑا اس کے کندھے پر سر رکھ دیا سردار نے دانت کچکچاتے

ہوئے اپنے سسر کی طرف دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے. جس کہنا چاہ رہا تھا میرے یار اس معاملے میری طرف نہ دیکھا کرو جو تم کرتے ہو وہی میرا بیٹا کرتا ہے اور جو میری بیٹی کرتی ہے وہی تمہاری بہن کرتی ہے۔۔

راہا گڑیا! بیٹا آپ کمرے میں جاؤ پیار سے اپنی بہن کو کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے میں جانے لگی ہادی نے چونکہ اس کا ہاتھ پکڑا تھا وہ بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اس کے پیچھے چل پڑا سردار نے صبر کا گھونٹ پیا اسے غصہ نہیں کرنا تھا کیونکہ اس کے غصے کی وجہ سے اس کی چار فٹی بیوی ڈرنے لگی تھی۔۔۔۔

دیو میرا نوڈل کھانے کا دل کر رہا ہے طرسم کی نظر ہے سردار پر مرکوز تھی۔۔

میں ملازمہ کو۔۔۔۔۔۔۔ سردار صاحب یہ سردارنی آپ کی بیوی ہے ملازمہ کی نہیں تو خاموشی سے کچن میں جائیں اور میرے لیے نوڈل بنائیں سردار کی مونچھوں کو اوپر کر کے ٹرن کرتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔ اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں اسے کچھ چیزیں سیٹ کرنی تھی تاکہ سونے کے لیے جگہ بن جائے۔۔

اب کون جوڑوں کا غلام بنا ہے؟ سفیان خان نے ابرو آچکا کر پوچھا سردار آنکھیں گھماتے ہوئے کچن میں چلا گیا۔۔۔۔

شہریار! کچن میں شیلف کے پاس کھڑے اس نے شہریار کو پکارا تو وہ اٹھ کر اس کے پیچھے گیا سردار کے پاس کھڑے ہوا۔۔۔

اپنی چیزیں سنبھال کر رکھا کرو جیب سے انگوٹھی نکال کر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی پر رکھی۔۔ شہریار کی آنکھیں پھیلی اپنی انگوٹھی کو دیکھ کر جب وہ

سونیا کو بچانے کے لیے وہاں گیا تھا بے دہانی میں اس کی انگوٹھی وہاں گر گئی تھی۔۔

میرا ساتھ کیوں دے رہے ہو اور ان الٹے کاموں میں کب سے پڑ گئے تم ؟ سردار شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا سینے پر ہاتھ باندھے۔۔

جب سے میرے بھائی کا قتل ہوا تھا اور جب مجھے کلام کے سردار نے میرے بھائی کی تدفین کے وقت بڑے بھائی کی طرح سنبھالا تھا تب سے دل میں پختہ ارادہ کیا تھا جب بھی میرے بڑے بھائی کو میری ضرورت ہوگی میں ہمیشہ اس کے ساتھ موجود ہوں گا شہریار نے انگوٹھی کو اپنی جیب میں ڈالی وہ سردار کے گلے لگنا چاہتا تھا لیکن ایک ہچکچاہٹ تھی وہ شروع سے ہی اس سے ڈرتا تھا۔۔ سردار نے اس کو جھجکتے دیکھ اسے گلے لگایا۔۔

ختم کردوں گا میں یاور مرزا کو! اس نے انکھیں میچی کر کہا جیسے وہ ضبط کے آخری مراحل پر تھا شہریار کی بات سن کر سردار نے اسے پیچھے کیا۔۔

تمہارے بھائی کا قاتل شاہان مرزا ہے یاور نہیں۔۔۔

آپ کو لگتا ہے لالا لیکن وہ سارے بہن بھائی سب میں شامل تھے وہ دونوں بھائی جانتے تھے ان کی بہن سے میرا بھائی پیار کرتا ہے کیا کیا انہوں نے اپنی بہن کا نکاح کہیں اور کروادیا۔ میرا بھائی یہ چیز برداشت ہی نہیں کر سکا۔ میرے بھائی کے گلے پر کرسچینٹی کا نشان تھا اور وہی بریسلٹ میں نے دو سال پہلے یاور مرزا کے ہاتھ میں دیکھا ہے اس بریسلیٹ کے نیچے کرسچینٹی کا نشان ہے پہلے مجھے بھی لگتا تھا کہ میرے بھائی کو قتل کروانے کے پیچھے شاہان مرزا کا ہاتھ ہے لیکن وہ بریسلٹ دیکھنے کے بعد.....شہریار نے خود پر ضبط کرتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

ڈارک ویب کے ساتھ جو لوگ کام کرتے تھے جو بڑی بڑی ڈیلز کرتے تھے صرف ان کے پاس ایک بریسلٹ ہوتا تھا جن کے نیچے کرسچینٹی کا نشان لٹک رہا ہوتا تھا اور وہ بریسلیٹ ابراہم ملک اور شاہان مرزا نے پہنا ہوا تھا شاہان مرزا کا برسلیٹ اب یاور مرزا نے پہنا تھا اپنے باپ کی یاد کے طور پر۔۔

مکمل طور پر تصدیق کی ہے تم نے؟ سردار کے سوال پر شہریار نے حامی سر ہلا دیا۔۔۔

سب کچھ تہس نہس ہو گیا لالا صرف ایک شخص کی وجہ سے اور اسی کا قاتل بیٹا ہم سب کو قصوروار سمجھ رہا ہے شہریار نے نیچے والے دراز سے سردار کو نوڈل نکال کے پکڑائے سردار نے اس کا کندھا پایا وہ نوڈل ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

شہریار دی لو سیفر ایس ٹی ایل STL تم اس کھیل میں نئے آئے ہو غلطیاں کر جاتے ہو جیسے انگوٹھی والی غلطی کر گئے لیکن سردار 18 سال سے اس کھیل کا کھلاڑی رہا ہے اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا کون سی چال کب چلنی ہے بس اتنا تمہیں کہوں گا ہوشیار رہنا۔ سردار نے اس کے کندھے پر ایک تھپکی دی شہریار مسکرایا تھا یہ جان کر کہ سردار کو معلوم تھا جو ایس ٹی ایل اس کی مدد کر رہا تھا وہ شہریار ہی ہے۔ وہ جانتا تھا سردار کو حقیقت بہت جلد معلوم ہو جائے گی اور اسے معلوم ہو گئی۔۔

فاریہ آنٹی کو بتا دو نکاح کے بارے میں۔۔

بہت جلد بتا دوں گا لالا شہریار مسکرا کر کہتا ہوا کچن سے نکل گیا حویلی کے تمام افراد اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے چونکہ کافی رات ہو گئی تھی۔ وریام اپنے کمرے میں گیا موبائل چارجنگ پہ لگانے لگا لیکن چارجر ہی غائب تھا۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی اس کا بڑا بھائی اس کا چارجر اٹھا کر لے

گیا تھا۔ صارم صرف لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا کچھ سوچتے ہوئے وہ کچن میں چلا گیا۔۔

یار ایک باؤل میرے لیے بھی بنا دے صارم کہتے ہوئے شیلف پر چڑھ کے بیٹھ گیا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے، ملازم نہیں ہو تیرا ہر مرتبہ کی طرح بے رخی اپنائی گئی۔۔

میری بیٹی کے لیے تو بنا رہے ہو۔۔

صارم خان میری بیوی ہے وہ۔ سردار نے بیوی لفظ پر زور دیا جیسے اس پہ واضح کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ میری بیوی ہے میں اپنی بیوی کے لیے جو مرضی بناؤں تمہیں اس سے کیا ہے؟

یار لڑائی اپنی جگہ نوڈل واقعی کھانے کا بڑا ہی دل کر رہا ہے بنا دے صارم نے اس کا ہاتھ پکڑا تو سردار نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے ہی

لگا تھا صارم نے آنکھ ماری۔ دالہام خانزادہ سٹپٹا گیا اس کی حرکت

پر۔۔۔

میرے خیال سے تمہاری بیوی کمرے میں ہے دفع ہو جاؤ اس کے

پاس۔ تمہیں میں ہی ملا ہو ٹھرک جھاڑنے کے لیے ابھی تک تمہاری یہ

ٹھرک جھاڑنے والی عادات نہیں گئی وہ جل بھن کر بولا صارم کی آنکھیں

مسکرائی تھی اسے ابھی تک یاد تھا۔۔۔

کیا کروں میری جان بعض اوقات بیوی کے ساتھ ٹھرک جھاڑنے میں

مزہ نہیں آتا جو دوست کے ساتھ ٹھرک جھاڑنے میں مزہ آتا ہے۔۔

دیکھ میرا دماغ نہ خراب کر دفع ہو جاؤ یہاں سے سردار بہت مشکل سے

خود پر ضبط کیے کھڑا تھا دل تو چاہ رہا تھا اس کے منہ پر دو تھپڑ

لگائے۔۔۔

جانِ من کیا ہو گیا ہے تمہیں صارم شیلف سے نیچے اترا دالہام کی گردن بے بازو حائل کے اسی لمحے علینا اور طرسم کچن میں داخل ہوئی ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر بری طرح کھانسنے لگی۔۔۔

یہ۔۔۔ک۔کیا۔۔۔کک۔کر۔۔۔ر۔رہے۔۔۔ہے۔۔آ۔آپ۔۔

۔دونوں انہیں بے تحاشہ کھانسی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے ان دونوں سے ٹھیک سے بولا بھی نہ گیا۔۔۔ سردار نے اسے خود دور دھکا دیا صارم اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

دیو یہ آپ کیا کر رہے تھے؟

صارم آپ کو شرم نہیں آئی ایسی حرکت کرتے ہوئے دونوں ماں بیٹی اپنے اپنے شوہر کی طرف ہوئی دالہام نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری وہ بیچارہ کیا بتاتا ان دونوں کو۔ طرسم نے اس کی حرکت نوٹ کی تھی

۔۔۔صارم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے سردار کی طرف اشارہ کر دیا۔۔۔

دیو میں نے نوڈل بنانے کے لیے بھیجا تھا آپ تو.....طرسم نے حیرانگی سے اپنے باپ اور شوہر کو دیکھا علینا کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔

پری اپنی ماں سے پوچھو کہ اس کا شوہر ٹھڑک جھاڑنے میں سب سے آگے ہے یا نہیں؟ طرسم نے اپنی ماں کی طرف دیکھا علینا بیچارا سا منہ بنا کر اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔۔

بیوی تم جانتی ہو نا تمہارا شوہر تمہارے دیور کی طرح نہیں ہے جو بیوی کو چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔ابے کیا بھونک رہا ہے سردار نے اس کی گردن پر رکھ کر ایک تھپڑ مارا۔ وہ خود کو بچا رہا تھا اور اسے پھنسا رہا تھا۔۔

کیوں جھوٹ بول رہا ہے دالہام میری بیٹی تمہیں کچھ نہیں کہیں گے بتا دو اسے تمہیں لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں میں.....کمینے بے

غیرت دفع ہو جا یہاں سے میں تیرا سر پھاڑ دوں گا دالہام اس کی بات کاٹتے بولا وہ حد سے زیادہ بڑھ رہا تھا طرسم کی انکھیں حیرت سے باہر نکلنے کو تھی علینا بھی سر تا پاؤں تک سردار کو دیکھنا شروع ہو گئی کہ وہ کب سے ایسے کاموں میں بتلا ہو گیا۔۔۔۔

لالا آپ تو ایسے نہیں تھے! علینا حیرت سے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

دیو میں نے تو پڑھا تھا مرد صرف اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے آپ لڑکوں کے پاس بھی جاتے ہو۔۔۔ چھیییی۔ اسی لیے اپ نے ہونٹوں پر زبان پھیری تھی طرسم نے اپنے دونوں کانوں کو ہاتھ لگایا۔ صارم کا چھت پھاڑ قہقہہ کچن میں گونجا۔۔

علینا تمہیں پتہ ہے پر سو صارم آفس جانے کے بجائے کہاں گیا تھا؟ علینہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ صارم کی مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہوئی تھی اسے معلوم تھا یہ ضرور کچھ غلط بولنے والا ہے۔۔

پری تمہارے بابا اور علینا تمہارا شوہر پر سو آفس جانے کی بجائے ایک لڑکی کے ساتھ ریسٹورنٹ میں ڈیٹ پر گیا تھا۔ دالہام خانزادہ نے اپنا موبائل نکال کر ایک پک اوپن کرتے ہیں علینا اور اپنی بیوی کو وہ تصویر دکھائی۔۔۔

صارم! اسی پل علینا کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے اس تصویر میں اس کا شوہر ایک لڑکی کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھا مسکراتے ہوئے ہاتھ میں جوس کا گلاس پکڑا ہوا تھا اور وہ لڑکی ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھک کر اس کے شوہر کی جانب دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔

بابا جی! طرسم نے نم آنکھوں سے اپنے بابا کو پکارا۔۔

کمینے کس چیز کا بدلہ مجھ سے لے رہا ہے تو؟ صارم دانت پیستے ہوئے بولا وہ اس کی اچھی خاصی بینڈ بجا چکا تھا۔۔

بابا کی جان، میری پیاری بیوی یہ سب جھوٹ ہے میں کسی لڑکی کے ساتھ ڈیٹ پر نہیں گیا تھا صارم نے ایک ہاتھ اپنی بیٹی کا اور دوسرا ہاتھ اپنی بیوی کا پکڑا۔۔۔ نا جانے وہ تصویر دالہام نے کب لی تھی۔۔۔

مجھ سے جھوٹ مت بولے تصویر میں صاف نظر آرہا ہے کہ آپ۔۔ علینا کی آنکھوں سے لڑیوں کی طرح آنسو بہنے لگے۔۔ طرسم اپنا ہاتھ چھڑوا کر سردار کے سینے سے لگ کر آنسو بہانے لگی۔۔۔

اپنی بیوی تم سے سنبھالی نہیں جا رہی اور میری بالکل رلا دیا تم نے دالہام نے طرسم کی پیٹھ سہلا کر اسے چپ کروانا چاہا۔۔ صارم خان کی برداشت اب جواب دینا شروع ہو گئی تھی بھنڈ ڈالنے والا بھی وہی تھا اور باتیں بھی اوپر سے وہی سنا رہا تھا۔۔۔

صارم اپنی بیوی کو چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا اور سردار اپنی بیوی کو لیکن دونوں ہی چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ آخر تھک کر سردار نے کہا ..

وہ سب جھوٹ ہے میٹنگ کے سلسلے میں یہ باہر گیا تھا تین لڑکے اور ایک ساتھ میں لڑکی کولیگ تھے تصویر میں جو نظر آرہا ہے وہ سب کچھ جھوٹ ہے دالہام نے اپنی پری کا چہرہ سامنے کرتے ہاتھوں میں تھام کر اسے کہا تو اس کا رونا بند ہوگا تھا وہیں علینا نے بھی رونا بند کیا۔۔۔۔ میں نے اپنی تمام زندگی میں تمہارے علاوہ کسی عورت کی طرف نہیں دیکھا صارم خان نے علینا کے آنسو صاف کیے جو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔۔

اگر کسی کی طرف دیکھو بھی نا تو اپنے ہاتھوں سے آپ کی جان لے لوں گی صارم کی شرٹ کو مٹھیوں میں پکڑتے غصے سے بولی تھی۔۔۔

مورے آپ کو بھی غصہ کرنا آتا ہے۔۔

وہ قندیل چڑیل جب تمہارے شوہر کے آگے پیچھے منڈلاتی رہتی ہے کیسا محسوس ہوتا ہے غصہ تو نہیں آتا نا میری بیٹی کو؟ اپنی ماں کی بات سن کر وہ دانت پیسنے لگی جیسے دانتوں کے درمیان قندیل تھی۔۔۔

دیو میری بات یاد ہے نا وہ چڑیل مجھے آپ کے ارد گرد نظر نہیں آنی چاہیے طرسم نے اپنا رخ سردار کی طرف کیا اسے شہادت کی انگلی دکھاتے ہوئے خبردار کرنے لگی۔۔۔

میں تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھنے کی جرت کر سکتا ہوں اس کی چھوٹی سی انگلی اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامی۔۔۔۔

بابا، دیو چلیں میرے اور مورے کے لیے آپ دونوں نوڈل بنائیں۔

ویسے بابا کی باتیں مجھے سچ ہی لگ رہی ہیں اپ نوڈل کم بنا رہے تھے اور

میرے بابا پر ٹھرک زیادہ جھاڑ رہے تھے طرسم نے چولہے کی طرف دیکھا جہاں پر صرف گرم پانی تھا۔۔

میں بنانے لگا تھا تمہارا باپ آیا تھا اندر۔۔

بابا کی جان مجھے بھوک لگی تھی اس لیے میں کچن میں آیا تھا تمہارا شوہر میرے ساتھ شروع ہو گیا۔۔۔

استغفراللہ صارم کیسی باتیں آپ کر رہے ہیں۔ لالا ایسی حرکتیں نہیں کرتے مجھے پتہ ہے آپ ایسی حرکت کرنے سے باز نہیں آتے جب ہم پہلے بڑی حویلی میں رہتے تھے تب بھی اپ کمرے میں آنے کے بجائے لالا کے کمرے میں چلے جاتے تھے علینا نے اسے گزشتہ سالوں کے بارے میں بتایا جہاں صارم خان سٹپٹایا تھا وہی سردار کا چھت پھاڑ قہقہہ کچن میں گونجا تھا۔۔۔ وہ تینوں حیرت سے اسے دیکھنے لگی صارم اور علینا نے سوچا نہ جانے انہوں نے آخری بار اسے کھل کر ہنستے ہوئے

کب دیکھا تھا اور اس کی چار فٹی بیوی تو پہلی مرتبہ اسے یوں کھل کر ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بالکل صحیح کہا تم نے علینا یہ اس طرح کی حرکتیں ہی کرتا ہے اس نے سہیل کے ساتھ۔۔۔ سردار بولتے ہوئے یکدم رک گیا ایک مرتبہ پھر سنجیدگی کا خول خول پر چڑھائے نوڈل بنانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

صارم نے اسے نوڈل پکڑائے تو سردار نے جبٹنے والے انداز میں اسے پکڑے تھے۔۔۔ وہ دونوں اپنی اپنی بیوی کے لیے نوڈل بنانے لگے۔۔۔

طرسم اپنی مورے کے ساتھ ان کے کمرے میں چلی گئی وہ دونوں کچن میں اکیلے تھے کچھ پل ہنسی خوشی ایک دوسرے کے ساتھ گزارے تھے۔۔ اور پھر سے انجان بن گئے۔۔

سونیا علینا کے کمرے میں گئی۔ اسے چارجر لینا تھا چونکہ اس کا چارجر خراب ہو چکا تھا۔۔

بھابھی آپ کے موبائل کا چارج چاہیے مجھے سونیا کمرے میں داخل ہوئے دروازے بند کرتے جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔

سونیا اس میں جھجکنے والی کیا بات ہے! علینا نے مسکراتے ہوئے اسے چارجر پکڑایا۔۔

یہاں بیٹھو ہمارے ساتھ صارم اور الہام لالا نوڈل بنا رہے ہیں تینوں اکٹھے بیٹھ کے کھاتے ہیں سونیا نفی میں سر ہلانے لگی طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اپنے پاس بٹھایا۔۔۔

میری ہونے والی چچی آپ کی جیٹھانی اتنی پیار سے کہہ رہی ہیں تو انکار کرتے انسان اچھا نہیں لگتا طرسم نے اس کے کندھے کے ساتھ اپنا کندھا مارتے ہوئے شرارت سے کہا۔ سونیا ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

بھابھی یار اپنے شوہر کو سمجھا لے ہمیشہ میرا چار جر اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آتے ہیں وریام اجلت میں اپنے بڑے بھائی کے کمرے میں داخل ہوا بنا سونیا کی طرف دیکھے وہ ایک سانس میں ہی سب کچھ بول گیا جیسے ہی سونیا پر اس کی نظر گئی وہ آنکھیں جھپکانا بھول گیا۔۔۔

زہِ نصیب ملکہ سونیا یہاں ہوئی ہوئی ہے وریام اپنے بھتیجی کے پاس بیٹھ گیا۔۔

میں جا رہی۔۔۔۔۔ میری ہونے والی چچی خاموشی سے یہاں بیٹھی رہیں میرے چاچو کے آتے ہی آپ غائب ہو رہی ہیں سونیا جیسے ہی وہاں سے جانے کے لیے اٹھی طرسم نے دوبارہ اس کا بازو کھینچ کر اپنے پاس بٹھایا۔۔۔

دیکھیں بھابھی لالا یہاں پر آ گئے تو مجھے ڈانٹیں گے۔۔

دیکھ لوں گی تمہارے لالا کو میں! طرسم کی بات سن کر وہاں پر موجود ان تینوں افراد کے چہرے پر شرارت سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

طرسم چاچو کی گڑیا اپنی چچی کو اس طرح کی چیزیں نہیں سکھانی یہ نہ ہو تمہاری چچی مجھے اپنے اشاروں پر نچانے لگ جائے وریام نے طرسم کے کان کے قریب سرگوشی کی جو سونیا نے بخوبی سنی تھی اور گھور کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ زیادہ ہی نہیں بول رہے تم سونیا نے اپنی کمر پر دونوں ہاتھ رکھے اس کے لالا کے ہاں کرنے کی دیر تھی وریام خانزادہ کچھ زیادہ ہی ہاتھ پیر پھیلانے لگ گیا تھا۔۔۔

نوڈل آ گئے! صارم ہاتھ میں باؤل پکڑے کمرے میں داخل ہوا اس کے پیچھے سردار تھا کمرے میں وریام کو دیکھ کر سردار کو غصہ تو بہت آیا لیکن

خود پر قابو کیا اور اپنی بہن کے پاس جا کر بیٹھا صارم خان اپنی بیوی کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم نے اپنا نقاب نیچے کیا کیونکہ وہاں اس کے محرم بیٹھے ہوئے تھے۔۔ ایک باول پکڑ کے گود میں رکھا اور مزے سے نوڈل کھانے لگی۔ صارم نے ہاتھ میں پکڑا بول علینا کو پکڑا دیا۔۔ دالہام نے اپنے حصے کا اپنی بہن کی جانب بڑھایا۔۔ خالی ہاتھ وریام اور سردار بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں نوڈل کا باول نہیں تھا۔۔

میرا منہ نہ دیکھو یہ لو پکڑو صارم نے اپنا باول اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میں دیا اور علینا کے ساتھ نوڈل کھانے لگا۔ سردار اپنی چار فٹی بیوی کے ساتھ نوڈل کھانے لگا۔۔

سونی!.....منہ بند کر کے نوڈل کھاؤ یہ نا تمہاری سونی شکل میں بگاڑ دو۔ نوڈل کھاتے ہوئے آنکھیں گھما کر آنکھوں کا رخ وریام کی جانب کیا وہ خاموشی سے نوڈل پر نظر مرکوز کیے کھانے لگا۔۔۔

دیو میری ہونے والے چچی کی شادی میرے چاچو سے کروادے طرسم نے نوڈل سردار کے لبوں کے پاس کیے اس کے ہاتھ سے کھاتے ہوئے اس کے سو کولڈ چاچو کو دیکھا جو اسے پٹیاں پڑھا رہا تھا۔۔

اپنے اس چاچو کو کوچھری تھلے سالے (چھوری کے نیچے سانس لو) کروا دیتا ہوں اس کی شادی میں۔۔۔

چاچو میں چھوری لے کے آتی ہوں آپ اس کے نیچے دو منٹ سانس لیں پھر دیو آپ کی شادی کروادیں گے طرسم کی بات سن کران سب نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا سردار نے محاورہ بولا تھا "تھوڑی دیر صبر کرلو کروادیتا ہوں اس کا نکاح"۔۔

تم نا نوڈل کھاؤ سردار نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے نوڈل کی طرف متوجہ کیا وہ خاموشی سے نوڈل کھانے لگی۔۔

سونی تمہارے ہونٹوں کے پاس نوڈل لگا ہے سونیا نے آنکھیں بند کر کے سر جھکالیا وہ اسے اس کے بھائی کے سامنے ذلیل کرنے پر تلا ہوا تھا۔۔

وریام خانزادہ عزت ہضم نہیں ہورہی مجھے ویسے ہی بتادو میرے ہاتھوں میں بڑی کھجلی ہورہی ہے میں وہ مٹالیتا ہوں۔۔

اب کچھ نہیں بولوں گا میں۔ لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر خاموشی سے نوڈل کھانے لگا۔۔

دیو مجھے نیند آرہی ہے آدھا باول نوڈل کا کھا کے سردار کے گود میں رکھ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

لالا نوڈل بہت اچھے تھے سونیا مسکراتی ہوئی اپنے بھائی سے کہہ کر چلی گئی پیچھے وہ چاروں رہ گئے تھے۔۔

بھابھی چارجر!۔۔

وریام وہ سونیا لے گئی ہے تم صبح چارج کرلینا اپنا موبائل تمہارے بھائی کا بھی چارجر خراب ہوا ہے علینا نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے شوہر کے خراب چارجر کی طرف اشارہ کیا۔۔

سونی کے لیے کچھ بھ۔۔۔۔۔ میں جارہا ہوں سردار کی شعلے برساتی نظروں کو دیکھ کر اس نے وہاں سے کھسکنا ہی بہتر سمجھا۔۔

سنو! سونیا اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اس نے پیچھے سے آواز دی۔۔۔

آئی لو یو! کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا سونیا کئی لمحے وہیں ساکت کھڑی رہی وہ اتنی آسانی سے اظہارِ محبت کر کے چلا گیا تھا۔۔

پاگل ہے یہ اپنا سر جھٹکتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں تو چلی گئی لیکن ذہن میں ابھی بھی اس کے کہے گئے تین الفاظ گھوم رہے تھے۔۔

کیا وہ واقعی مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے؟ خود سے سوال کیا بیڈ پر بیٹھی یکدم چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا آئینے پر نظر گئی اپنا عکس دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔۔۔

میں کیوں شرما رہی ہوں میں تھوڑی نا اس سے محبت کرتی ہوں میں تو اپنے لالا کے کہنے پر اس سے شادی کر رہی ہوں اپنے دونوں رخسار

سہلاتے ہوئے جیسے وہ اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا بیڈ پر چوکڑی مار کر بیٹھی ہوئی تھی ہادی کب سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا جو بالکل خاموش تھی۔۔

تم اتنا کم کیوں ہنستی ہو تمہاری عادات بچوں والی ہے لیکن بعض اوقات تمہارے چہرے پر سنجیدگی انتہا کی سخت ہوتی ہے ہادی نے غور کیا تھا وہ بہت کم ہنستی تھی۔۔

مجھے نہیں اچھا لگتا ہنسنا۔۔۔

اور جانِ ہادی کو کیوں اچھا نہیں لگتا ہنسنا اس کے منہ پھلا کر جواب دینے پر ہادی نے اسے شانوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا اور اس کے سامنے چونکری مار کر بیٹھ گیا۔۔

مجھے نہیں پسند!ہادی نے محسوس کیا اس کا موڈ کچھ زیادہ ہی خراب تھا وہ سر جھکا کر نظریں نیچے کیے بیٹھی ہوئی تھی وہ اپنے پروفیسر شوہر کی طرف بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور اگر میں تمہیں ہنسا دوں تو؟ ہادی نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی تھام کر سامنے کیا۔۔

مجھے میرے لالا کے علاوہ کوئی نہیں ہنسا سکتا منہ بسور کر جواب دیا اس کا کسی سے بھی بات کرنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔

راہا دنیا میں پہلے انڈا آیا یا مرغی ہادی نے ہنستے ہوئے سوال کیا اور وہ اپنے ذہن پر زور ڈالنے لگی پہلے انڈا آیا تھا کہ مرغی۔۔

آپ میرا ٹیسٹ لینے بیٹھ گئے ہو مجھے ابھی پڑھائی نہیں کرنی میرا دل نہیں کر رہا غصے سے چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر کہا اسے لگ رہا تھا کہ ہادی اس کا ٹیسٹ لے رہا ہے۔ وہ لمبی آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔

اچھا جی چلو مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا اس وقت کیا کھانے کا دل کر رہا ہے۔۔۔

پلیز مجھے تنگ نہ کریں مجھے کسی سے بات نہیں کرنی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رخ دوسری طرف کرنے لگی تو ہادی نے سختی سے اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب تر کر کے بٹھایا۔۔ اس سے پہلے وہ سمجھ پاتی ہادی اس کے پیٹ پر زور سے گدگدی کرنے لگا۔ برداشت نہ کرنے کی وجہ سے وہ کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی ہادی نے اپنے ہاتھوں کو مزید تیزی دی۔ وہ دونوں کھل کر ہنس رہے تھے اسی سب میں راہا کا کُرتا پیٹ سے تھوڑا سا اوپر ہو گیا اور ہادی خانزادہ کی انگلی جیسے ہی اس کے پیٹ پر لگی یکدم اس کی ہنسی غائب ہوئی تھی وہ خوف سے اسے دور ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

راہا کیا ہوا ہے ؟ اس کی آنکھوں میں بے انتہا خوف دیکھ کر پریشانی سے اس سے پوچھا ہاتھ تھامنے لگا تو راہا نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ کے ساتھ چپکا لیے۔۔۔

جانِ ہادی! اس کے پروفیسر شوہر نے پیار سے اسے پکارا۔۔۔

چھوٹے سے بچے کو کیا ہوا ہے ہادی خانزادہ کے کہتے ہی اس نے اپنے دونوں کانوں پر سختی سے ہاتھ جما لیے اور چیخنے مارنے لگی۔۔

مجھے جانے دو، مجھے جانے دو بلند آواز میں چلاتے ہوئے وہ زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی ہادی نے جھٹکے سے اسے اپنے سینے سے لگایا اس کے سینے پر مکے مار کر اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہے کوئی نہیں ہے یہاں پر! ہادی نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر راہا کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔

تمہارے پاس صرف میں ہوں تمہارا پروفیسر انکل راہا نے بھاری پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کے بالکل قریب تھی۔۔۔

ہادی! پہلی مرتبہ اس کا نام پکارتے مضبوطی سے اس کے گلے لگتے گردن میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ ہادی خانزادہ اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔ اچانک اسے نا جانے کیا ہوتا تھا۔۔

کس سے ڈر لگ رہا ہے؟۔۔

ہادی وہ مجھے لے جائیں گے راہا نے اس کے گرد مضبوط گرفت قائم کرتے سینے پر سر ٹکا کر اس کی داڑھی پر ہاتھ رکھتے سہلانے لگی۔۔۔

کون لے جائے گا میری راہا کو؟ اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

وہ گندے لوگ جنہوں نے مجھے بند کیا تھا اور مجھے ڈراتے تھے ۔ وہ مجھ ۔ مجھے ۔ ۔ ۔ یہا ۔ ۔ ۔ یہاں مارتے تھے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا اسے اٹکتے دیکھ ہادی کو مزید سوال پوچھنا مناسب نہ لگا ۔ ۔

میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نہیں لے کے جا سکتا تم میرے پاس رہو گی محفوظ اس کا چہرہ دوبارہ اپنے گردن میں چھپاتے اسے حوصلہ دیا اسے حقیقت صرف سردار بتا سکتا تھا کہ آخر وہ اتنا ڈرتی کیوں ہے اسے کس نے بند رکھا تھا ۔ ۔ ۔

اچھا یار میں نے تو سوچا تھا ہم آئس کریم کھائیں گے اور ساتھ میں مووی دیکھیں گے ہادی نے اس کا دھیان دوسری طرف کروا دیا راہا نے اس کی گردن سے چہرہ نکال کر آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھنے لگی ۔ ۔ ۔

مووی مطلب کارٹون اس نے آج تک کارٹون ہی دیکھے تھے تو اسے لگا مووی بھی کارٹن کو ہی کہتے ہیں ۔ ۔

نہیں جانِ ہادی ہم لڑکا لڑکی والی مووی دیکھیں گے ہادی نے ایل سی ڈی ان کی اپنے موبائل سے کنیکٹ کرتے ہیں ہالی وڈ مووی لگا دی۔۔

جس نے آج تک مووی لفظ پہلی مرتبہ سنا تھا وہ سیدھا ہی اسے انگریزوں کی مووی دکھانے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

سٹارٹ میں مووی بہت اچھی گئی راہا بھی اس کے کندھے پر سر رکھ کر سکون سے مووی دیکھ رہی تھی اسے مزہ آرہا تھا دیکھنے میں۔۔۔

ایییو گندے راہا نے اس کی گردن میں چہرہ چھپا لیا جو سین مووی میں چل رہا تھا اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا شرم سے چہرہ سرخ ہوتے وہ ہادی کے سینے پر مکے مارنے لگی۔۔۔

اتنی گندی چیزیں دیکھتے ہیں آپ گندے۔ سین لکھا مووی میں کس سین چل رہا تھا ہادی نے مسکرا کر اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

یہ تو آج کل ہر مووی میں ہوتا ہے !اس میں اتنی شرمانے والی کیا بات ہے وہ جانتا ہے بھی تھا اس کی بیوی پہلی مرتبہ مووی دیکھ رہی ہے ہادی خانزادہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔

میں کارٹون دیکھتی ہوں ایسی گندی چیزیں نہیں دیکھتی میں اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔

کارٹون میں بھی تو یہ سب ہوتا ہے ہادی نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا ایل سی ڈی پر وہی سین ابھی تک چل رہا تھا۔۔۔

جی نہیں میرے کارٹون اچھے اچھے ہوتے ہیں اتراتے ہوئے کہا گیا۔۔

سنڈریلا والے کارٹون دیکھے ہیں ؟۔۔

ہاں وہ تو بہت مزے کے کارٹون ہیں سنڈریلا کو اس کا پرنس مل جاتا ہے اس کے سوال پوچھتے ہی وہ فوراً خوشی سے بولی تھی۔۔۔

سنڈریلا کے آخر میں جو سین ہے وہ تو بالکل صاف ہے ہادی کا طنز وہ اچھے سے سمجھ گئی تھی چہرہ دوسری طرف کر کے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی۔ وہ پہلی مرتبہ اپنے لالا کے علاوہ کسی اور کی ساتھ اتنا زیادہ کمفرٹیبل ہوئی تھی۔۔

وہ تو اتنا پیارا سا سین تھا یہ تو اتنا گندا ہے راہا کی بات ایک طریقے سے سچ بھی تھی سنڈریلا کے آخر والا سین اتنا گندا نہیں تھا جتنا اس مووی میں دکھایا گیا سین گندا تھا۔۔

میرے کارٹون کا نام ہی اتنا پیارا ہے سنڈریلا اور اس گندی مووی کا نام بھی دیکھو اس کی طرح ہی گندا ہے "لوسیفر"۔۔

منہ بسورتے ہوئے مووی کا نام بولا۔۔

اتنے مزے کی مووی ہے اس کا ایک سیزن رہتا ہے دیکھنے والا۔ ہادی نے صرف اسے چرانے کے لیے کہا تھا اس نے تو پہلی مرتبہ اس مووی کے پہلے سیزن کی ایپیسوڈ دیکھی تھی۔۔

استغفراللہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اس نے ہادی کے دونوں کان کھینچے۔۔

توبہ خود کر رہی ہو کان میرے کیوں کھینچ رہی ہو ہادی نے اپنے دونوں کان پکڑے۔۔

لالا کہتے ہیں اگر خود توبہ کرو تو جس سے آپ کو پیار ہو اس کی بھی توبہ کرواؤ اس لیے میں نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کے آپ کے بھی کان کھینچے ہیں آنکھیں بند کر کے ایک سانس میں اپنا جملہ مکمل کیا۔۔ ہادی نے سکون کا سانس لیا وہ خوف سے باہر آ چکی تھی نارمل طریقے سے اس سے بات کر رہی تھی۔۔۔

مجھے نیند آرہی ہے آنکھیں بند کر کے دوبارہ اس کے کندھے پر سر رکھا اور اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کچھ دیر میں ہی وہ سو گئی ہادی نے اس کے گرد حصار بنایا اور کمبل خود کے اوپر لیتے اس کے ساتھ نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبا کو یاور کہیں دیکھا دیکھا لگ رہا تھا جب وہ نیچے تھی وہ یاور کو دیکھی جا رہی تھی لیکن اسے یاد ہی نہیں آرہا تھا اس نے یاور کو کہاں دیکھا مسلسل یاور کو دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر میں تھوڑی سی درد ہونا شروع ہو گئی تھی جبا نے اپنا سر جھٹکا جبکہ جبا کی حرکتیں شہریار کب سے دیکھ رہا تھا اسے جبا کچھ عجیب عجیب سی لگ رہی تھی جیسے وہ کچھ سوچنے کی کوشش کر رہی ہوں جیسے ہی جبا کمرے میں گئی تھی شہریار اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلا گیا۔۔""

جبا کمرے میں جا کر بھی یاور کو مسلسل سوچ رہی تھی اور اِدھر اُدھر چکر لگا رہی تھی شہریار بھی کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔"""

جبا کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا جبا کے پاس جا کر اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے شہریار اس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ """

جبا نے شہریار کو دیکھا اور سوچنے لگی کہ وہ یاور کے بارے میں شہریار کو کچھ بتائے یا نہیں جبا کو سوچتے ہوئے دیکھ شہریار نے دوبارہ سے جبا کو پکارا۔۔۔۔"""

جبا کچھ بتاؤں گی کیا ہوا ہے کیا سوچ رہی ہو تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا شہریار پریشانی سے بولتا اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا کہ اس کی طبیعت ٹھیک ہے جبکہ شہریار کی اتنی پرواہ کرتے دیکھ جبا دل ہی دل میں خوش ہوئی اور مسکرانے لگی شہریار نے جبا کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو

حیرانگی سے اسے دیکھا پہلے تو یہ کچھ سوچ رہی تھی اور اب مسکرا بھی رہی ہے۔۔۔"""

حبا کیا ہوا ہے کیا سوچ کر مسکرا رہی ہو کچھ پریشانی ہے کیا؟۔۔۔۔"""

نہیں نہیں شہریار کچھ بھی نہیں وہ مجھے کچھ بتانا تھا آپ کو حبا نے شہریار کو کہا۔۔۔"""

ہاں ہاں بتاؤ حبا کیا ہوا ہے۔۔۔۔"""

شہریار مجھے لگ رہا ہے جیسے میں نے اس یاور نامی مرد کو کہیں دیکھا ہے

حبا کی بات سن کر شہریار کو جھٹکا سا لگا۔۔۔"""

کیا مطلب کہ تم نے یاور کو کہیں دیکھا ہے۔۔۔"""

پتہ نہیں شہریار لیکن مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ میں نے یاور کو کہاں دیکھا ہے میں چھوٹی سی تھی جب شاید میں نے اسے دیکھا تھا حبا نے اپنی آنکھیں بند کر کے یاور کو یاد کرنے کی کوشش کی ایک دھندلا سا چہرہ حبا

کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا اور ایک منظر جو حبا کی یادداشت میں گردش کرنے لگا۔۔۔ """

حبا کچھ یاد آیا ہے کہ تم نے یاور کو کہاں دیکھا تھا شہریار حیران تو ہوا لیکن اسے پتہ بھی لگوانا تھا کہ حبا یاور کو کیسے جانتی ہے۔۔۔ """

نہیں شہریار مجھے اتنا تو یاد نہیں آرہا لیکن بس مجھے تھوڑے سے جھلک یاد آرہی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے میری آپی کو مارنی پڑی تھی ایک دم سے حبا اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے شہریار کو بتانے لگی۔۔۔ """

کیا مطلب تمہاری اپنی کو مار پڑی تھی حبا تمہیں جو کچھ یاد ہے مجھے بتاؤ کہ تم نے اس شخص کو کہاں دیکھا تھا اور تمہاری اپنی مطلب کیا مجھے صحیح سے بتاؤ شہریار پریشان ہوتے ہوئے حبا کو تھامتے ہوئے اسے بیڈ پر بٹھایا اور ریلکس ہو کر سوچنے کا کہا۔ آج پہلی مرتبہ اس نے اپنی فیملی کے بارے میں بات کی تھی۔۔ """

مجھے بس اتنی اتنا سا یاد ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس آپی آئی تھی وہ رو رہی تھی کمرے میں آتے ہوئے اور میں نے آپی سے پوچھا تھا کہ انہیں کیا ہوا ہے تو انہوں نے بولا کہ بھائی نے مجھے مارا جب میں نے وجہ پوچھی تھی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا مجھے کمرے سے باہر لے گئی نیچے شاید یہی آدمی بیٹھا تھا مجھے صحیح سے یاد نہیں آرہا لیکن مجھے لگتا ہے یہیں آدمی بیٹھا تھا اور آپی نے اشارہ کیا تھا کہ اس ادمی کی وجہ سے انہیں مار پڑی ہے لیکن اس کے بعد مجھے نہیں پتہ کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا تھا میں کچھ نہیں جانتی پھر سے ایک دھندلا سا منظر حبا کی آنکھوں کے سامنے آیا تو اس کے سر میں شدید درد ہونے لگے وہ اپنا سر پکڑے سر نیچے کو جھکا گئی۔۔۔۔"""

حبا کو اپنا سر پکڑا دیکھ شہریار نے اس کا چہرہ تھام کر اوپر کیا۔ حبا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا کیا ہوا ہے۔۔۔"""

کچھ نہیں !وہ تھوڑا دماغ پر زور دیا ہے نا اس وجہ سے میرے سر میں درد ہونے لگ گیا ہے۔۔۔""

تو میری جان تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم اتنا سوچو تم اس کے بارے میں مت سوچو اگر تمہارے ذہن میں نہیں آرہا تو کوئی بات نہیں اتنا کوئی سیریس میٹر نہیں ہے تمہارے دماغ میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہونا چاہیے تم اس شخص کے بارے میں نہیں میرے بارے میں سوچو شہریار اس کا دھیان یاور کی طرف سے ہٹانے کے لیے اپنی طرف کرنے لگا اور اس کی کمر پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا جبکہ اس اچانک حملے کی وجہ سے حبا کا مکمل دھیان یاور کی طرف سے ہٹ کر شہریار کی طرف ہوا تھا اس نے ہچکچاتے ہوئے شہریار کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔""

یہ یہ کیا کر رہے ہو شہریار چھوڑو مجھے حبق نے اپنا آپ شہریار سے چھڑوانا چاہا جب شہریار نے اپنی گرفت حبا کی کمر پر مضبوط کی۔۔۔۔

نہیں میری جان تمہیں میں نے چھوڑنے کے لیے تو کبھی نہیں پکڑا تھا اور ابھی تو بالکل بھی میرا موڈ نہیں ہو رہا تمہیں چھوڑوں شہریار اپنی خمار بھری نظروں سے حبا کو دیکھتے ہوئے بولا جبکہ شہریار کی باتیں سن کر حبا کی سٹی پٹی گم ہو گئی۔۔۔"""

اسے صاف شہریار کی نظروں میں اپنے لیے خماری نظر آ رہی تھی اور اس کو ڈر بھی لگ رہا تھا شہریار کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر دے۔۔۔ شہریا۔۔۔۔اس سے پہلے کہ حبا کچھ بولتی شہریار نے حبا کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے اور اپنے پیشانی پر شہریار کے لب محسوس کرتے اس کا لمس محسوس کرتے اس نے مضبوطی سے اپنی آنکھیں کے بند کی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔"""

تھوڑی دیر بعد اس نے جیسے ہی اپنی آنکھیں کھولی اور شہریار کی آنکھوں کو دیکھا جا کی انکھیں اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی اسے اپنے شوہر کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دکھائی دینے لگا۔۔""

جا تمہیں کوئی بھی پریشانی ہو تم مجھے بتایا کرو خود سے پریشان مت ہوا کرو میری جان تمہیں یہ شہریار کبھی بھی پریشان نہیں دیکھ سکتا جا کی آوارہ لٹوں کو اس کی کان کے پیچھے کرتے ہوئے شہریار پیار بھرے لہجے میں بولا اور شہریار کی بات سن کر اس کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ آئی وہ کچھ دیر پہلے یاور کے بارے میں کیا سوچ رہی تھی اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا وہ مکمل طور پر بھول چکی تھی اب اس کے ذہن میں شہریار اور شہریار کی باتیں گونج رہی تھیں۔۔۔۔ ""

شہریار آپ بھی کبھی مجھے دھوکہ مت دینا اور ہمیشہ میرے ساتھ رہنا جا نے شرماتے ہوئے سر جھکاتے ہوئے کہا اور نہ چاہتے ہوئے بھی جا

نے شہریار کے سینے پر اپنا سر رکھا۔ اپنے سینے پر اپنی پسندیدہ عورت کا لمس محسوس کرتے اور اس کی سانسیں محسوس کرتے شہریار کی سانس سینے میں اٹکی تھی پہلی مرتبہ جبا نے خود اس کے قریب ہونا چاہا خود اس کے سینے پر اپنا سر رکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔"""

جبا میری جان میں تمہیں کبھی دھوکا نہیں دوں گا اور تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا تم اس شہریار کے دل میں دھڑکنے لگی ہو اس کی سانسیں بند کر کے اس کے سینے میں اٹکنے لگی ہو اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کی سانسیں ختم ہو جائے اور وہ زندہ رہیں تم میری سانس بن گئی ہو اور شہریار جبا کے بغیر نہ مکمل ہے۔۔۔۔"""

شہریار نے اس کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کیا اچانک سے جبا کو اپنی پوزیشن کا خیال آیا کہ اس نے شہریار کے سینے پر سر رکھا ہے تو وہ شرم

کے مارے جلدی سے پیچھے ہونے لگی لیکن اس وقت وہ شہریار کے مضبوط حصار میں تھی وہ چاہ کر بھی پیچھے نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔ """

ششش۔۔۔۔ہہہ۔۔۔شہریار چھوڑے مجھے پیچھے ہو حبا اٹکتے ہوئے شہریار سے بولی تو اس کے ہونٹوں پر شرارت بھری مسکان ائی۔۔۔ """

لیکن میرا ارادہ تو تمہیں چھوڑنے کا نہیں ہے میرا ارادہ تو اپنی محبت بتانے کا ہے کہ شہریار حبا سے کتنی محبت کرتا ہے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنے چہرے کے قریب کیا اس کی گرم سانسیں حبا کو اپنے چہرے پر پڑتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں شہریار نے جھک کر اپنے لب حبا کے سرخ و سفید گال پر رکھے جیسے ہی شہریار کے لب اپنے گال پر محسوس کیے اس کے

گال مزید لال ہوئے وہ فوراً شہریار سے بدک کر دور ہوئی اور گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے شہریار کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔ """

کیا ہوا ہے تم مجھ سے دور کیوں ہو گئی ہو۔۔۔"""

گگک۔۔چچ۔۔۔ کچھ نہیں شہریار بس وہ مجھے نیند آ رہی ہے اتنا ٹائم ہو گیا ہے تو ہمیں سونا چاہیے حبا اپنے ہاتھ مروڑتے ہوئے ہچکچاتے ہوئے شہریار سے بولی تو شہریار نے اس کی ہچکچاہٹ صاف محسوس کی اس نے گہرا سانس بھر کر حبا کو دیکھا۔۔۔۔"""

ٹھیک ہے ادھر آ کے لیٹ جاؤ شہریار بھی بیڈ سے اٹھا اور حبا کو اشارہ کیا کہ میرے پاس لیٹو۔۔حبا تو جلدی سے اپنی جگہ پر لیٹی اور مکمل اپنے اوپر تک کمبل تان لیا کیونکہ ابھی تک اپنی پیشانی پر اور اپنے گال پر شہریار کا لمس محسوس کرتے سرخ پڑ رہی تھی اور وہ اپنا سرخ پڑتا چہرہ شہریار کو نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔۔"""

لیکن شہریار تو پہلے ہی اپنی قربت کی وجہ سے حبا کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ چکا تھا جو کہ شہریار کو بے حد خوبصورت لگ رہا تھا لیکن اب بھی وہ حبا کو مزید تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے وہ بھی فریش ہوتا حبا کے ساتھ جا کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔"""

لیکن سونے سے پہلے وہ اپنی بیوی کو اپنے قریب کرنا نہیں بھولا تھا اسے اپنے قریب پھر سے ہوتے محسوس کرتے حبا نے اپنا سانس روکا۔۔۔۔۔"""

کچھ نہیں کرتا حبا تمہیں سانس لے لو ورنہ اپنے طریقے سے میں نے سانس روکی تو اچھا نہیں ہوگا تمہارے لیے شہریار نے جان بوجھ کر حبا کو کہا تو شہریار کی دی گئی دھمکی کام کر گی حبا نے جلدی سے گہرا سانس بھرا اور شہریار کے سینے سے لگتی اپنا منہ چھپاتی آنکھیں موند گئیں شہریار بھی

مسکراتا ہوا مزید حبا پر اپنا حصار تنگ کرتے ہوئے وہ بھی اپنی آنکھیں موند گیا۔۔۔۔""

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمیرہ بیڈ پر بیٹھی اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو سکون کی نیند سو رہا تھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو متاعِ جاں ہمارا ہی بیٹا ہے آئیدن نے اپنی بیٹے کی پیشانی پر پیار کر کے اپنی بیوی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ نمیرہ نے شیر طیان کو ایک سائیڈ پر کیا اور خود درمیان میں بیٹھی اپنے شوہر کو اشارہ کیا کہ میری سائیڈ پر آ کر لیٹ جائے۔۔

نمیرہ طبیعت ٹھیک ہے اس کے پاس بیٹھ کر کندھے پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے پوچھا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن مجھے آپ نہیں ٹھیک لگ رہے نمیرہ کو آئیدن بدلہ بدلہ محسوس ہو رہا تھا نا جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔۔

میں تو بالکل ٹھیک ہوں تمہیں ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے ؟

آئیدن پتہ نہیں کیوں ، جب ہم دونوں ایک دوسرے سے دور رہتے تھے مجھے تب آپ کا رویہ عجیب نہیں لگتا تھا لیکن اب مجھے آپ کا رویہ عجیب لگ رہا ہے جیسے آپ کچھ چھپا رہے ہیں مجھ سے ۔ آپ نے میرے سوال کا ابھی تک جواب نہیں دیا آئیدن نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری وہ کیسے بھول گیا تھا کہ عورت اپنے شوہر کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کرتی ہے خاص کر جس کی وہ عادی ہو یا جس سے اسے عشق ہو۔۔

دیکھو ہمارا بیٹا ہے ہمیں ابھی دوسرے بچے کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے آئیدن نے شیر طیان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا نمیرہ غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔۔۔

آپ جانتے ہیں آئیدن طیان زیادہ اپنے بابا جانی کے پاس رہتا ہے میں اسے آپ کے بھائی سے دور نہیں کرنا چاہتی مجھے جہاں تک لگتا ہے ہم سے زیادہ وہ ہمارے بیٹے سے اٹیچ ہو گئے ہیں۔ یہ ہمارا ہی بیٹا ہے لیکن میں..... نمیرہ خاموش ہو گئی یہ دیکھ کر کی اس کا شوہر اس کی طرف دیکھنے کی بجائے صرف ان کے بیٹے کو ہی دیکھ رہا ہے۔ وہ شاید اس کے بات پر غور ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

نمیرہ سیدھی بات ہے میں ابھی دوسرا بچہ نہیں چاہتا ہمارا ایک بچہ کافی ہے فل وقت۔ آئیدن نے نظریں نیچے کر کے اسے جواب دیا دل پر پتھر رکھ کر اس نے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔

میری طرف دیکھ کر یہ بات کہیں پھر میں آئندہ اس بارے میں بات نہیں کروں گی۔۔

مجھے صرف ایک.....اس کی طرف دیکھ کر آئیدن جلد بازی میں صرف تین لفظ ہی ادا کر پایا اپنی پسندیدہ عورت کی آنکھیں آنسوں سے بھریں دیکھ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔

میں آپ سے پانچ سال بڑی ہوں اس لیے آپ یہ بات کر رہے ہیں نا نمیرہ کو صرف ایک یہی وجہ نظر آرہی تھی کہ وہ اس سے عمر میں بڑی ہے۔۔۔

ہر گز نہیں! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا جیسے ہی مرد کی پسندیدہ عورت کی عمر بڑھنے لگتی ہے اسے وہ مزید خوبصورت لگنا شروع ہو جاتی ہے وقت گزرنے کے ساتھ اسے اس کے ہر نقش سے عشق ہو جاتا ہے اس کے دل، روح میں اس کی پسندیدہ عورت نقش ہونا شروع ہو جاتی ہے آج یہ بات کی ہے آئندہ مت کرنا کہ تم مجھ سے عمر میں بڑی ہو۔ اگر عمر کی بات ہوتی تو ضد کر کے تم سے نکاح نہ کرواتا میں۔ آئیدن نے اسے اپنے

بازو کے حصار میں لیا اور اس کی ناک کھینچتے ہوئے اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔۔۔

آئیدن مجھے سچ بتائیں مجھے آپ کے الفاظ نہیں آپ کا انداز تکلیف دے رہا ہے۔۔

سن سکو گی اگر وہ حقیقت صبر سے برداشت کر لو گی تو میں تمہیں سچ بتا دیتا ہوں۔ آئیدن نے آنکھیں بند کر کے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔۔۔

آپ سے زیادہ صبر تو نہیں ہے مجھ میں لیکن کوشش کروں گی کہ اپنے شوہر کی امیدوں پر پورا اتروں نمیرہ نے آئیدن کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔۔

میں اب باپ نہیں بن سکتا۔ شیر طیان کی پیدائش کے دو ماہ بعد اگر تمہیں یاد ہو تو میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اسی دوران میں..... آئیدن نے خاموشی اختیار کر لی۔۔ نمیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس کا شوہر

اتنے درد اپنے سینے میں چھپائے بیٹھا تھا اسے اب سمجھ آئی تھی کہ وہ شیر طیان کے پیدا ہونے کے پانچ سال سے دور کیوں رہا تھا۔۔

دور رہنے کی اصل وجہ ہی یہی تھی کیونکہ میں جانتا تھا اگر ہمارے درمیان رشتہ ٹھیک ہوا تو تم اس چیز کی خواہش ظاہر کروگی کیونکہ ہمارا بیٹا ہمارے پاس نہیں بلکہ لالا کے پاس رہتا ہے اور وہی ہوا جیسے ہی ہم دونوں کے درمیان سب کچھ ٹھیک ہوا تم نے اپنی خواہش ظاہر کردی آئیدن نے لبوں پر بمشکل مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھا۔۔ نمیرہ زار و قطار آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اس کی آنکھوں پر نظر ٹکائے اس کے درد کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

مجھے کوئی بچہ نہیں چاہیے میرے پاس ہمارا بیٹا ہے تو کیا ہوا وہ اپنے بابا جانی کے پاس زیادہ رہتا ہے میں اسے کہوں گی کہ اپنے بابا جانی کے ساتھ اپنے ماں باپ کو بھی ٹائم دیا کرو نمیرہ نے آئیدن کے دونوں رخسار پر اپنے ہاتھوں رکھتے اس کی ناک سے ناک مس کی حالانکہ نمیرہ کی آنکھوں میں آنسو تکلیف کو واضح کر رہے تھے۔۔۔

میں کہتا تھا تمہیں ہر خوشی دوں گا لیکن اس خوشی کو چھوڑ۔۔۔۔۔۔۔۔آئیدن اس بات کو چھوڑ دے سمجھے میں نے کوئی بات کی ہی نہیں نمیرہ نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر چپ کروا دیا وہ اسے مزید تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

تکلیف ہو رہی ہے نا نمیرہ کے چہرے پر آئے بال پیچھے کر کے سوال کیا۔۔۔

ہاں بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ میرے شوہر نے اتنے سال مجھے اس بات سے انجان رکھا۔ جانے انجانے میں وہ شکوہ کر گئی تھی۔۔

ہمارے معاشرے میں اگر عورت کو کوئی مسئلہ ہو تو اس کا شوہر اسے چھوڑ دیتا ہے حالانکہ مرد کے نصیب میں اولاد ہوتی ہے عورت کے نصیب میں رزق ہوتا ہے۔ عورت پیسوں کے لیے مرد کو چھوڑ دیتی ہے اور مرد اولاد کے لیے عورت کو۔ تمہیں مجبورا میرے ساتھ رہنا پڑے گا کیونکہ شادی کے بعد ایک عورت کو یہی

خوشی.....آئیدن پلیز خاموش ہو جائیں مجھے یہ سب نہیں سننا آپ یہ سب باتیں کیوں کر رہے ہیں ہمارے پاس ہماری اولاد ہے جہاں میرے ماضی کو لے کر آپ نے اتنا صبر کیا ہے اور یہ صبر پوری زندگی کا ہے تو پھر کیا میں اس چیز کو لے کے صبر نہیں کر

سکتی۔ تھوڑا اوپر ہو کر بیٹھتے آئیدن کو اشارہ کیا کہ اس کی گود میں سر رکھے۔۔ وہ اسی پل اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

آپ نے صحیح کہا مرد کے نصیب میں اولاد ہے اور عورت کے نصیب میں رزق۔ اور میرے نصیب میں جو رزق ہے وہ مجھے مل رہا ہے آپ کے نصیب میں صرف اکلوتا بیٹا تھا اور وہ مل گیا لیکن میں ایک بات کہوں گی اللہ نصیب بدلنے پر قادر ہے۔ اگر اس نے ہمارے نصیب میں ہمارے بیٹے کا ایک اور بہن یا بھائی لکھا ہوا تو ہمیں مل جائے گا لیکن اگر ہمارے نصیب میں صرف اکلوتی اولاد ہے تو پھر ہمارے پاس صرف یہی رہے گا۔ میں جانتی ہوں آپ کے ذہن میں اس وقت کیا خیالات آرہے ہیں۔ کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتی ہوں؟ نمیرہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے سوال پوچھنے کی اجازت چاہی

آئیدن نے اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت پر اپنے لب رکھے اور نظریں اس کے چہرے پر مرکوز کی۔۔۔۔

مجھ سے کوئی بھی بات پوچھنے یا کہنے سے پہلے مجھ سے اجازت طلب مت کیا کرو۔۔۔۔

اگر میں ماں نہ بن سکتی تو کیا آپ مجھے چھوڑ دیتے؟ نمیرہ کے سوال پر اس نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا جب اولاد اس کے نصیب میں تھی تو وہ کیوں اسے چھوڑتا۔۔

آئیدن آپ نے کہا تھا آپ مجھے اپنا عادی بنانا چاہتے ہو آپ کے الفاظ ادا کرنے سے پہلے ہی آپ اپنا عادی مجھے بنا چکے تھے آئیدن احزان نمیرہ حسن کی جان لیوا عادت ہے جسے چھوڑنا جان گوانے کے برابر ہے نمیرہ نے اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ہلکی سی ہٹ کی۔۔

آپ کا عشق جیت گیا !

متاعِ جاں میرا عشق تو جیت گیا لیکن میں ہار.....آئیدن اگر آپ نے ایسی اداس باتیں کی نا تو میں آپ کو مارنا شروع ہو جاؤں گی پھر یہ مت کہیے گا ہمارا بیٹا اٹھ جائے گا تو کیا سوچے گا کہ میری ماں میرے باپ کو مارتی ہے اس کی بات سن کر آئیدن کھل کے مسکرایا تھا۔۔۔

اچھا جی مار لو جتنا مارنا ہے میں کچھ نہیں کہوں گا۔

اور آپ کو لگتا ہے میں آپ کو ماروں گی نمیرہ نے اس کی پیشانی پر اپنا رخسار ٹکایا۔۔۔

نمیرہ ساتھ ساتھ اس کے بالوں میں ہاتھ بھی چلا رہی تھی۔۔ جیسے ہی وہ سویا نمیرہ نے اس کا سر تکیے پر منتقل کیا اس کے لیٹنے کی دیر تھی آئیدن نے نمیرہ کے دائیں کندھے پر سر رکھا اور شیر طیان نے اپنی مورے کے بائیں کندھے پر۔۔ وہ مسکرائی تھی ان دونوں کو اپنے قریب دیکھ کر

وہ دونوں اس کی زندگی کا سکون تھے جن سے جدا ہونے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔اس کے شوہر نے صبر کیا تھا اس حقیقت کو اپنایا تھا کہ اس کی بیوی کی پہلی محبت کوئی اور ہے اور اب نمیرہ حسن کی باری تھی اولاد کے معاملے میں صبر کرنے کی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور جلد بازی میں گھر پہنچا تھا بھاگنے والے انداز میں وہ کمرے میں داخل ہوا را عنین ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ پر تھی اس کے پاس ملازمہ کھڑی تھی۔۔۔

سر میں کمرے میں آئی تو میم بے ہوش تھی ملازمہ نے ڈر کر جواب دیا۔

یاور اس کے پاس بیٹھا رخسار تھپتھپانے لگا لیکن اسے ہوش نہ آئی سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس سے ہاتھ میں تھوڑا سا پانی ڈال کر اس کے منہ پر پانی کی چھینٹے ماری لیکن اسے پھر بھی ہوش نہ آئی۔۔۔ موبائل

نکال کر فوراً ڈاکٹر کو کال کی کچھ دیر بعد ڈاکٹر یاور کے کمرے میں موجود تھی۔۔

کیا ہوا انہیں؟ ڈاکٹر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلا سوال کیا۔۔

اگر مجھے معلوم ہوتا تو آپ کو نہ بلاتا اس کا جواب سن کر ڈاکٹر نے جھرجھری لیتے ہوئے راعنین کی کلائی پکڑ کر نبض چیک کی اس کی نبض دھیمی چل رہی تھی اس کے ہاتھ برف کی طرح سرد تھے۔۔ ڈاکٹر کو کسی اور چیز کا بھی خدشہ لاحق ہونے لگا۔۔۔

آپ باہر جائیں مجھے چیک اپ کرنا ہے۔۔ ڈاکٹر نے مڑ کر یاور سے کہا اس کی بات سن کر یاور مرزا کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔

کیوں میری موجودگی میں چیک اپ نہیں ہو سکتا؟ پھر سے الٹا جواب دیا گیا ڈاکٹر کو وہ سنکی انسان لگ رہا تھا۔۔

دیکھیں مجھے معلوم ہے یہ آپ کی وائف ہے لیکن میں آپ کی موجودگی میں چیک اپ نہیں کر سکتی مہربانی کر کے باہر چلے جائے ڈاکٹر نے منت کرنے والے انداز میں اس سے کہا کیونکہ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا جس طرح وہ ڈھیٹ بن کر پاس کر رہا تھا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا کمرے سے باہر جانے کا۔۔۔

پانچ منٹ کے اندر جو چیک اپ کرنا ہے فوراً کرو یاور تلملاتا ہوا کمرے سے باہر گیا اس کے پیچھے ملازمہ بھی چلی گئی۔۔ ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلایا اور راعنین کا چیک اپ کرنے لگی۔ ایکزیکٹ پانچ منٹ گزرے تھے کہ یاور مرزا کمرے میں داخل ہوا گیا۔۔۔

سب ٹھیک ہے؟ راعنین کے پاس کھڑے ہو کر سوال کیا۔۔

آپ کی وائف اسپیکٹ کر رہی ہیں ڈاکٹر نے مسکرا کر جواب دیا یاور کا جسم ساکت ہوا تھا آنکھیں پتھرا گئی۔۔

ان کا دھیان رکھیں ٹینشن مت دیں ان کا بی پی لو ہو گیا تھا بٹ میں نے انجیکشن لگایا ہے تھوڑی دیر تک کے لیے ہوش آجائے گا۔ ان کے ہوش میں آنے اتے ہی کھانا کھلا کر انہیں میڈیسن دے دیجیے گا۔ ڈاکٹر نے ٹینشن نہ دینے کی ہدایت دینا ضروری سمجھا کیونکہ اسے وہ پاگل انسان لگ رہا تھا 15 منٹ کے اندر کھڑے کھڑے اس نے ڈاکٹر کو اتنی ٹینشن دے دی تھی وہ تو اس کی بیوی تھی نہ جانے وہ اسے کتنی ٹینشن دیتا ہو گا یہ سوچ کر یہ ڈاکٹر نے جھرجھری لی۔۔۔

ڈاکٹر اپنی بات مکمل کر کے میڈیسن کی لسٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کے وہاں سے چلی گئی۔۔ یاور بے یقینی سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگا۔۔

میں باپ بننے والا ہوں میرا بچہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے جیسے وہ یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کی زندگی میں یہ خوشی آنے والی ہے۔۔

راعنین نے مشکل سے آنکھیں کھول کر دائیں جانب دیکھا سامنے یاور کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔۔

مجھے جانے دو دھیمی آواز میں سب سے پہلے لفظ ہی اس نے یہی ادا کیے۔ یاور نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے اٹھا کر بٹھایا اور سختی سے اپنے سینے میں بینچ لیا۔۔

نین ہماری چھوٹی سی فیملی ہوگی۔ میں، تم، ہمارا بچہ یاور نے مسکرا کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے چہرے کے ہر نقش پر مہر ثبت کی آخری جملہ بولتے وقت اس نے راعنین کے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

کیا بکواس کر رہے تم !راعنین نے اسے خود سے دور دھکا دیا اس کے لیے سوچ ہی سہانِ روح تھی کہ وہ کسی کے ناجائز بچے کی ماں بننے والی ہے۔۔۔

نین یار غصہ چھوڑو تم ماں بننے والی ہو یاور ایک مرتبہ پھر اس کے قریب ہو کر بیٹھا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ راعنین اپنی پیشانی ہتھیلی سے زور سے رگڑنے لگی۔۔۔

کیسے بے غیرت مرد ہو تم ناجائز بچے کے پیدا ہونے کے بارے میں پتہ چلنے پر تم خوشی منا رہے ہو راعنین کے لب پھر پھرا رہے تھے ہاتھ بری طرح کانپنے لگے دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کرو یاور نے بہت مشکل اپنے غصے پر کنٹرول کیا۔ اس کا بچہ ناجائز نہیں تھا۔۔۔

نہیں رکھوں گی اپنی زبان پر کنٹرول یہ بچہ ناجائز ہے گندہ خون ہے تم۔۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب اس کے چہرے پر پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اسے چپ کروا دیا رخسار پر ہاتھ رکھے۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر اپنی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کی۔۔

تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا میں۔ اگر تم نے میرے بچے کو ناجائز کہا۔۔۔

کھینچ لو زبان، میری جان سے مار دو مجھے لیکن میں تب بھی کہوں گی یہ تمہارا گندہ وہ بھولنے لگی تھی جو ایک مرتبہ پھر اس کے منہ پر زوردار تھپڑ پڑا۔۔۔۔

مجھے درندہ بننے پر مجبور مت کرو یاور اس کا چہرہ دبوچ کر چلایا تھا۔۔

مجھے میرے شوہر کا بچہ چاہیے مجھے یہ نہیں چاہیے۔ یہ ناجائز، میں اسے مار دو۔۔۔۔ یاور نے اس کا جبڑا بے انتہا سختی سے پکڑ کر سر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگایا۔۔۔۔

تم نے اگر میرے بچے کو کچھ کرنے کی کوشش کی تمہاری جان نکال کر تمہارا یہ مردہ موجود اپنے پالتوں کتوں کے آگے پھینک دوگا۔۔ یاور مرزا کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی زبان کاٹ دے۔۔۔

میں اپنے پیٹ میں اس ناجائز بچے گندے خون کو نہیں پال سکتی۔۔
یاور مرزا کا خون گندا نہیں ہے اپنے دماغ میں یہ بات بٹھا لو راعنین یزدان
ملک۔ میرا بچہ ناجائز نہیں ہے۔ یاور نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی تمام
چیزیں زمین پر بوس کر دی۔۔ اس کا نام سن کر راعنین جیسے سانس لینا
بھول گئی تھی وہ زور سے نفی میں سر ہلانے لگی وہ اس کا شوہر نہیں ہو
سکتا تھا۔۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو تمہارا نام یاور نہیں ہے میرا شوہر ایسا درندہ
ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی بہت لوگوں کے نام ایک جیسے ہوتے ہیں
راعنین اسے کہہ کر خود سے باتیں کرتے ہوئے چہرہ ہاتھوں میں تھام کر
بلند آواز میں رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

سمجھ سکتا ہوں تم کیوں مجھے اپنا شوہر ماننے سے انکار کر رہی ہو۔ کسی اور مرد پر دل آگیا ہوگا ظاہر سی بات ہے اپنے بھائی کے زبردستی کرنے پر تم نے نکاح کیا تھا راعنین نے جھٹکے سے رخ اس کی طرف کیا۔۔

جھوٹ بول رہے ہو تم میرا نکاح تم سے نہیں ہوا۔ میرا نکاح یاور سے ہوا ہے تم کوئی اور ہو۔۔

اب تمہیں یقین دلانے کے لیے شیو کرنے سے تو رہا۔ یاور نے دانت پیستے ہوئے الفاظ ادا کیے جب آخری بار وہ ملے تھے تب یاور کی داڑھی مونچھ نہیں تھی اور داڑھی مونچھ کے بعد اسے پہچان پانا بہت مشکل تھا۔۔۔

جھوٹے ہو تم ۔ میرا یاور ایسا نہیں ہے وہ میرے ساتھ کبھی اتنا برا نہیں کر سکتا۔ راعنین روتے ہوئے بولی تھی یاور نے خود پر کنٹرول کیا وہ اس پر زیادہ ظلم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اب اس کے بچے کی جان اس کی بیوی

کے ساتھ تھی۔ یاور کھانا لینے کے لیے باہر چلا گیا کیونکہ اسے میڈیسن بھی دینی تھی جس کے لیے کھانا کھانا ضروری تھا۔۔

راعنین بے چینی سے کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔ یقین کرپانا اس کے لیے بے انتہا مشکل تھا اس کا دوپٹہ سائیڈ ٹیبل کے دراز کے ہینڈل کے ساتھ اٹک گیا وہ دوسری جانب جانے لگی تھی دوپٹہ اٹکنے کی وجہ سے دراز کھل گیا سائیڈ ٹیبل کے پاس گئی اپنا دوپٹہ ہینڈل میں سے نکالا اس کی نظر ایک الٹی پڑی تصویر پڑ گئی۔۔ اسے باہر نکال کر دیکھا تو اس میں یاور کی تصویر تھی جب وہ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا اس کی داڑھی مونچھ نہیں تھی لبوں پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ لمبے سانس لینے لگی۔۔

یاور! ابھی اس نے پکارا تھا یاور مرزا کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا اور بیڈ پر رکھا۔۔

اسے بازو سے سختی سے پکڑ کر پھینکنے والے انداز میں بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔

ابھی کے ابھی یہ ختم کرو بریانی کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے وحشت ناک لہجے میں کہا۔۔

یہ تم ہو؟ ہاتھ میں پکڑی تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یاور نے اس کے ہاتھ سے فوراً تصویر پکڑلی۔۔۔

بولو نا تم سچی میں میرے شوہر ہو؟ ڈرتے ہوئے اس کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

کھانا کھاؤ!اس کی بات کا جواب دیے بغیر پلیٹ پکڑکر اس کی گود میں رکھی۔۔۔ لبوں پر قفل لگائے وہ کھانا کھانے لگی۔۔ آدھی پلیٹ بریانی کی کھا کے باقی اس نے بیڈ پر رکھ دی۔۔ یاور نے میڈیسن اس کے ہاتھوں میں دی اور پانی کا گلاس پکڑایا وہ چپ چاپ میڈیسن کھا کر اس کی طرف ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔۔

کھانے سے پیٹ نہیں بھرا کیا مجھے کھانے کا ارادہ ہے؟ غصے سے پلیٹ پکڑ کر ٹیبل پر رکھی اور دوسری جانب جا کر لیٹ گیا۔ اس مرتبہ را عنین بیڈ سے اٹھی نہیں تھی بلکہ اپنی نظریں اس پر مرکوز کیے بیٹھی رہی۔۔۔

کیا یہ میرا شوہر ہے؟ پھر چھپایا کیوں؟ میرے ساتھ اس طرح کا رویہ کیوں؟ یہ تو مجھ سے پیار کرتے تھے نا؟ یہ تو اتنے اچھے تھے؟ بے شمار سوال اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔۔

یاور! جیسے ہی اس نے پکارا یاور نے رخ اس کی طرف کرتے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔

کیا مسئلہ ہے اب تمہیں؟

نیند نہیں آ رہی نم ہوئی آنکھوں سے اسے بتایا۔۔

نیند نہیں آ رہی تو مجرہ کر کے دکھاؤ؟ اس کی بات سن کر بے ساختہ اس کے ہاتھ اپنے کانوں تک گئے تھے۔۔۔

آپ ایسے تو نہیں تھے ؟ اس کے آپ بولنے پر یاور اٹھ کر بیٹھا۔۔

میرے ساتھ اتنا میٹھا رویہ اختیار مت کرو مجھے دکھاوے کی محبت پسند نہیں ہے یاور نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا اور پھر لیٹتے اپنے اور اس کے اوپر لحاف دیا۔۔ اس مرتب اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی اس نے شاید یقین کر لیا تھا کہ اس کا شوہر ہے۔۔

میں سچ میں ماں.....بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔

میرے خیال سے میں نے فارسی میں نہیں بولا تھا تم خود ہی بکواس کیے جا رہی تھی یاور نے اس کے گرد حصار سخت کر لیا۔۔ اسے اب یاور کا انداز تکلیف دے رہا تھا۔ پہلے راعنین کو اس کا چھونا تکلیف دیتا تھا کیونکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ یاور اس کا شوہر ہے لیکن اب اسے علم ہو چکا تھا کہ وہ اس کا محبوب شوہر ہے جبکہ اس کا رویہ اپنی بیوی کے ساتھ ٹھیک نہ تھا۔۔

آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو اتنے برے طریقے سے کیوں بات کر رہے۔ راعنین نے نظروں کا رخ اس کی طرف کیا وہ خفا ہونا چاہتی تھی لیکن اس کا رویہ دیکھ کر وہ سہم گئی تھی۔۔

مجھے اس وقت خاموشی چاہیے تمہاری سانس لینے کی بھی آواز مجھے نہیں آئے یاور نے گرفت اس کے گرد اس قدر مضبوط کی تھی کہ راعنین کے لیے سانس لینا محال ہو گیا۔۔۔ اس کے پیٹ پر وزن پر رہا تھا۔۔

یاور میرا پیٹ! اس کے کہنے کی دیر تھی یاور نے فوراً اپنا ہاتھ اس کے پیٹ سے پیچھے کیا۔۔

ٹھیک ہو؟ ٹھوڑی سے اس کا چہرا سختی سے پکڑ کر اپنی طرف کرتے سخت لہجے میں پوچھا وہ خاموشی اختیار کیے اس کے چہرے کو تکنے لگی۔ کیا اس

کی قسمت میں یہی سب تھا پہلے بھائی کے ہاتھوں مار کھانا اور اب شوہر سے مار کھانا۔۔

آپ ایسے تو نہیں تھے؟ یاور نے اپنی آنکھیں گھمائی وہ بار بار ایک سوال کیوں اس سے پوچھی جا رہی تھی۔۔ یاور نے آنکھیں بند کر لی۔۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

میں ماں بننے والی ہوں؟ اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوچا ہر چیز پر یقین کرنا مشکل تھا اس نے تو کسی چیز کو محسوس نہیں کیا تھا۔۔ نا شوہر کے لمس کو اور نہ ہی ماں بننے کی خوشی کو۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی یہ سوچ سوچ کر ہی کہ اتنے دنوں سے وہ اپنے شوہر کے پاس تھی اور بے انتہا برا رویہ اس کے شوہر نے اس کے ساتھ اپنایا ہوا تھا لیکن کیوں؟ یہ سوال اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔۔

اس کی جانب دیکھتے ہیں ہوئے وہ گہری نیند میں چلی گئی کیونکہ ڈاکٹر نے جو اسے دوائیاں دی تھی ان میں ایک سکون کی یعنی کہ نیند کی گولی تھی۔۔

یاور نے رخ اس کی جانب کرتے اس کا چہرا اپنے چہرے کے قریب کیا۔۔

جھوٹی محبت کرتی ہو تو مجھ سے !ایک دن یہ محبت ختم ہو جائے گی سب ختم ہو جائے گا یاور نے اس کا چہرہ اپنی گردن میں چھپاتے اسے حد سے زیادہ خود میں بینچا تھا۔

میں تمہیں کبھی حقیقت نہ بتاتا اگر تم میرے بچے کو گالی نہ دیتی یاور نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے پیٹ پر انگلیوں کو حرکت دی۔۔

اگر کسی کی محبت سچی ہوتی ہے تو وہ اولاد اور ماں باپ کی ہوتی ہے یاور نے آنکھیں بند کرلی۔۔

اپنی بیوی کے ساتھ ظلم کرنے والا اس بات سے انسان تھا کہ اپنے جس باپ کی محبت کو سچا قرار دے رہا تھا وہ سب سے بڑا سانپ تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹوٹے ہوئے بیڈ کو دیکھ کر دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

اب کیا کریں گے دیو بیڈ ٹوٹ گیا طرسم معصومیت سے بولی۔۔۔۔۔ تو دالہام نے اپنی پری کو دیکھا جو پریشانی کھڑی تھی کہ سونا کس پر ہے۔۔۔

کوئی بات نہیں میرے پاس ایک اچھا سا پلان ہے طرسم نے ابھی تک نقاب کیا ہوا تھا وہ دالہام کو تڑپانا چاہتی تھی۔۔۔

اچھا کیسا پلان دیو طرسم ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

میرے ساتھ یہ بیڈ کا گدا اٹھاو۔۔۔۔ """

دالہام نے کہا تو طرسم نے حیرانگی سے دالہام کی جانب دیکھا۔۔۔۔

کیوں اسے اٹھا کر کیا کرنا ہے۔۔۔۔

تم اٹھاؤ تو سہی پھر بتاتا ہوں دالہام کے کہنے پر طرسم نے بیڈ کا گدا ایک طرف سے پکڑا اور دوسری طرف سے دالہام نے پکڑا اور اسے اٹھا کر زمین پر رکھ دیا۔۔

اب اس پر کیا کریں گے ہم دیو وہ نا سمجھی سے گدے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔"""

ابھی تم چپ کر کے ایک سائیڈ پر کھڑی ہو جاؤ جو کچھ کرنا ہوا میں کر لوں گا دالہام کی بات سن کے طرسم کندھے اچکاتے ایک سائیڈ پر کھڑی ہو گی کیونکہ وہ بھی اپنے دیو کے لیے ایک اچھا سا پلان کر کے بیٹھی ہوئی تھی لیکن وہ دالہام کو دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا کرنے لگا ہے۔۔۔"""

دالہام طرسم کو ایک سائیڈ پر کھڑا ہوتا دیکھ جگہ جگہ سے پھول پھول اکٹھے کر کے وہ سارے بیڈ کے گدے پر پھیلا رہا تھا پھر اس نے دونوں تکیے اٹھا کر گدے پر رکھیں اور اپنا کمبل اٹھا کر گدے پر رکھا یہ سارا انتظام تو

طرسم نے کیا تھا لیکن اور رومینٹک ماحول دالہام بنانا چاہتا تھا۔ وہ یہ سب حیرانگی سے دیکھ رہی تھی کہ دالہام کر کیا رہا ہے اس نے اپنی کو ایک نظر دیکھا اور پھر ٹی وی ان کرتے مووی لگائی وہاں اپنا موبائل سیٹ کیا۔۔ پری آؤادھر میرے پاس آکر بیٹھو دالہام گدے پر بیٹھا تو اپنے پاس طرسم کو بلانے لگا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے دالہام کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔۔""

دیو یہ مووی کیوں لگا دی مووی دیکھنے کا تو ہمارا کوئی پلان نہیں تھا طرسم اپنی نیلی آنکھیں دالہام کی آنکھوں میں گھاڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔""

پلان تو ہمارا اور بھی بہت کچھ کرنے کا تھا لیکن اس بیڈ ٹوٹنے کی وجہ سے ہمارا پلان سارا خراب ہو گیا ہے تو جواب میں کروں گا وہیں ٹھیک ہو گا دالہام طرسم کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہنے لگا جب اچانک دالہام نے اپنی پری کو دیکھا جو ابھی تک اپنی نیلی انکھوں سے اسے دیکھ رہی

تھی اس کا بے حد دل کیا کہ وہ اپنی پری کا چہرہ دیکھیں اور اس کی
خوبصورتی کو اپنے الفاظوں سے اپنی شدتوں سے سراہے۔۔۔"""
اس سے پہلے کہ دالہام اس کا نقاب اتارتا طرسم نے دالہام کا ہاتھ پکڑ
لیا۔۔۔ابھی نہیں دیو یہ نقاب میں خود اتاروں گی ویسے بھی ابھی تھوڑی
دیر پہلے تو آپ نے میرا چہرا دیکھا تھا بعد میں اس کو سراہ لیجیے گا طرسم
نے دالہام کے چہرے پر اپنے نرم و نازک ہاتھ رکھے تو سردار کا دل سو
کی اسپیڈ سے دھڑکتے ہوئے باہر نکلنے کو تھا لیکن دالہام گہرا سانس برتے
اس کو دیکھنے لگا۔ اسے نا جانے کیا ہو گیا تھا اس کی ماں نے طرسم
خانزادی کو نا جانے کون سے پٹیاں پڑھائی تھی۔
طرسم نے دالہام کا چہرہ پکڑ کر ٹی وی کی جانب اس کا رخ کیا۔۔

اگر مووی لگائی ہے تو اسے دیکھیں مجھے نہیں طرسم نے ہنستے ہوئے کہا تو دالہام سامنے مووی کو دیکھنے لگا لیکن دالہام کا مووی دیکھنا طرسم کو ہی مہنگا پڑنے والا تھا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔"""

مووی دیکھتے دیکھتے اچانک سے مووی میں ایک بولڈ سین آیا جب ہیرو اور ہیروئین ایک دوسرے کے لبوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے انتہائی بے باک حرکتیں کر رہے تھے اور یہ سین دیکھتے طرسم کی نیلی آنکھیں پھیلی تھی اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کرتث دالہام کے سینے میں اپنا منہ دیا اور اس کاری ایکشن دیکھ کر سردار کا قہقہہ لگانے کا دل کیا اور وہ خود کو روک نہ پایا۔۔۔۔"""

ہاہاہا۔۔۔۔۔اتنے سے میری پری ڈر گئی ابھی تو میں نے اور بھی بہت کچھ سوچا ہوا ہے میری جان دالہام نے طرسم کا چہرہ اپنے سینے سے نکالنا چاہا جب طرسم نے ایک مکا دالہام کے سینے پر مارا۔۔۔

دیو آپ بہت گندے ہیں آپ نے جان بوجھ کر ایسی مووی لگائی ناجس میں ایسے سین آتے ہیں آپ کو پتہ ہے نا مجھے شرم آتی ہے طرسم شرماتے ہوئے ابھی تک اپنا چہرہ دالہام کے سینے میں چھپائی ہوئے تھے۔۔۔۔"""

اچھا اچھا وہ کسنگ سین ختم ہو گیا ہے اب تو تم اٹھ جاؤ جب مووی سے وہ کسنگ سین ختم ہوا تو دالہام نے طرسم کو اپنے سینے سے الگ کیا تاکہ وہ باقی کی مووی تو دیکھ لیں اس نے اپنی ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر ٹی وی کی جانب دیکھا تو واقعی وہاں وہ بے ہودہ سین ختم ہو چکا تھا اس نے شکر ادا کیا اور پھر سے مووی دیکھنے لگی

سردار کی پری تو اپنے آپ ہی بہت کچھ سوچے سمجھے بیٹھی تھی لیکن اسے یہ نہیں پتہ تھا اس کا دیوا اس سے دو ہاتھ آگے ہے وہ ساڑھی پہن کر اپنے دیو کو مزید اپنا دیوانہ بنا چکی تھی۔ اس وقت اس کے بلیک ساڑھی

کے اوپر بلیک کلر کا نقاب کیا ہوا تھا دیو کو شدت سے انتظار تک کب اس کی پری اپنا نقاب اتارے اپنا حجاب اتاریں جس سے اس کے خوبصورت بال اس کے سامنے بکھرے اور آپ مرتبہ پھر وہ اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سنواریں کب وہ اپنا نقاب اپنے خوبصورت چہرے سے اتاریں اور اس کے خوبصورت نقوش کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر اس کے لمس کو محسوس کریں۔۔

دو گھنٹے ایسے ہی گزر گئے جب مووی ختم ہوئی تو طرسم نے کی جانب دیکھا۔۔۔۔"""

کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو اپنی پری کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے دالہام پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔۔"""

آپ نے جو کرنا تھا وہ کر لیا اب میری باری اب میری باری ہے اپ کو سرپرائز دینے کی طرسم اپنی نیلی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی دالہام نے

حیرانگی سے اپنی پری کی جانب دیکھا۔۔۔اس کی سردارنی کی برتھ ڈے تھی اس وجہ سے اس نے سوچا آج اس کے ساتھ مووی دیکھتے ہیں۔۔۔ کیسا سرپرائز؟۔۔۔۔ """

رکے ایک منٹ۔۔۔۔اس نے سردار کا موبائل پکڑتے ہوئے وہاں پر ایک سونگ لگا دیا اور دالہام کا ہاتھ پکڑے اپنی ساڑی کا پلو سنبھالتے ہوئے وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی سردار حیرانگی سے اپنی پری کی ساری کاروائیاں دیکھ رہا تھا کہ وہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔۔۔۔ """

اب میرے دیو نے میرے لیے اتنا کچھ کیا ہے تو میں بھی تو اپنے دیو کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکتی ہوں نا دالہام کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھے اپنی نیلی آنکھوں سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولی سردار اور اپنے درمیان فاصلہ بنا کر دور ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔ """

وہ تصور کا عالم۔۔۔۔۔۔

وہ دل عاشقی۔۔۔۔۔۔۔

وہ دیوانہ موسم۔۔۔۔

وہ تیری دلگی۔۔۔۔

طرسم اپنی آنکھیں کی نیچے ہاتھ رکھے اپنی جان لیوا آنکھوں سے دالہام کو دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبائی جبکے طرسم کا یہ روپ دیکھ کر دالہام صدمے میں جانے کو تھا۔۔۔۔"""

ہم کو بڑا ہی کرے بے قرار اووو پیار پیار پیار۔۔۔۔"""

طرسم ایک دم سے جاتی دالہام کے سینے پر ہاتھ رکھے دالہام کے دل کی دھڑکنیں تیز کر گی۔۔۔۔"""""

وہ محبت کے دن۔۔۔۔۔

وہ گھڑی وہ پرچھن ۔۔۔۔

وہ چھلکتا موسم ۔۔۔۔۔

بارشوں کی رم۔جھم ۔۔۔۔۔۔

ہم کو کرے بڑا بے قرار اووو پیار پیار پیار۔۔۔۔۔"""

طرسم دالہام کی کمر کے پیچھے جاتی اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے مزید دالہام کو اپنی جانب متوجہ کرتے اس کے جزباتوں کو ہوا دینے لگی

"""۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ طرسم سردار سے دور جاتی اچانک سے دالہام نے طرسم کا نقاب کھینچا جس سے اس کا پورے کا پورا نقاب دالہام کے ہاتھ میں تھا جیسے ہی سردار نے اس کا نقاب اتار حجاب کی پن کو ڈہوئی وہ کھل کر زمین پر گرا اس کے لمبے خوبصورت بال اس کے کمر پر بکھرے تھے

طرسم نے آنکھیں پھاڑے دالہام کو دیکھا جو اس کی خوبصورتی کو دیکھ اپنا دل تھام گیا تھا کالی ساڑی میں اس کی پری بے تحا خوبصورت لگ رہی تھی اتنی کہ شاید ہی دنیا میں دالہام نے اپنی پری سے زیادہ کوئی خوبصورت لڑکی دیکھی ہو۔۔۔۔"""

اچانک سے اس نے اپنی پری کی کمر کو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا دالہام کی سانسیں طرسم کو اپنے چہرے پر پڑتے ہوئے محسوس ہوئی۔۔۔۔"""

سانسوں کی وہ ہلچل۔۔۔۔۔

وہ مہکتا آنچل۔۔۔۔۔۔

باہوں کے وہ گھیرے۔۔۔۔۔

زلف کا وہ بادل۔۔۔۔۔۔

سر دار اس کا مہکتا ساڑی کا انچل پکڑتا ہوا اس کی خوشبو کو اپنے اندر
اتارنے لگا جب ساڑی کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے سر دار اس کی
زلفوں کو پکڑ کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا اس کا دل کر رہا تھا وہ
اپنی پری کی ہر ایک چیز کی خوشبو اپنے اندر اتار لے۔۔۔۔۔"""
ہم کو کرے ہی بڑا بے قرار اوو و پیار پیار پیار۔۔۔۔"""
دالہام پری کو چھوڑ کر اس سے دور ہوا وہ بہک رہا تھا وہ خود کو بہت روکتا
تھا لیکن اس کی خوبصورتی، اس کی بچوں والی عادات ہر چیز اسے مزید
دیوانہ بناتی تھی اس کے ہو دور ہونے پر پری نے جھٹ سے دالہام کو
دیکھا وہ اس کے اس مضبوط حصار سے دور نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ محبت
کے جذبات کو محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔۔"""
وہ تیرا شرمانا۔۔۔۔۔۔۔
وہ تیرا جاتے جاتے مرنا۔۔۔۔۔

ہم کو بڑا ہی کرے بے قرار او پیار پیار پیار۔۔۔"""

طرسم دالہام کے سینے سے لگی۔۔۔۔دیو مجھے کبھی اپنے آپ سے دور مت کرنا میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں دیو اور تمہارا یہ مضبوط حسار ہمیشہ میرے ارد گرد رہنا چاہیے تمہارا یہ مضبوط حسار میری زندگی کا خوبصورت ترین تحفہ ہے۔۔۔۔"""""

وہ میرے بن بولے تیرا سمجھ لیا۔۔۔۔

وہ تیرا اشاروں سے ہی بات کو کہ دینا۔۔۔۔

ہم کو کرے بڑا بے قرار اووو پیار پیار۔۔۔۔۔"""

وہ اپنا چہرہ دالہام کے سینے سے نکالتے ہوئے اسے دیکھ کر کہنے لگی ہاں اس کا دیوا ایسا ہی تو تھا کہ اس کے بن بولے ہی اس کی ہر بات سمجھ جایا کرتا تھا اور اشاروں ہی اشاروں میں اپنا پیار اس سے سمجھا دیا کرتا تھا۔۔۔"""

وہ لڑائی جھگڑے۔۔۔۔

بعد میں پچھتانا۔۔۔۔۔

روٹھ کے وہ جانا۔۔۔۔۔

لوٹ کر پھر آنا۔۔۔۔۔""

دلہام نے طرسم کو اپنی باہوں میں اٹھایا جبکہ اپنے آپ کو دلہام کے باہوں میں دیکھتے ہوئے وہ بے انتہا شرمائی اس نے اپنا آپ پھر سے دالہام کے سینے میں چھپانا چاہ جب سردار نے اپنی سردارنی کو گدے پر جا کر بٹھایا۔۔۔۔"

دیو۔۔۔۔ """

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دالہام نے اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھی۔۔

شششش۔۔۔۔ کچھ مت بولو۔۔۔ """

اب بولنے کی نہیں محبت جتانے کی باری ہے جیسے میرے جزبات
جگائے ہے اب انہیں محسوس کرو اور میری شدتیں سہنے کے لیے تیار ہو
جاؤ پری آج تمہارا دیو تمہیں نہیں چھوڑنے والا دالہام گھمبیر لہجے میں کہا
طرسم کی سٹی پٹی گم کر گیا۔۔۔۔"""

دالہام خانزادہ نے اپنی انگھوٹے کو طرسم کے نرم ولازک لپسٹک سے
سجے ہونٹوں پر لگایا اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی دالہام اس کے ہونٹوں پر
جھک گیا دالہام کی اس حرکت کو دیکھتے ہوئے طرسم کی آنکھیں پھیل
گئیں۔۔۔"""

اس نے اپنے دیو کو پیچھے کرنا چاہا جب اس نے طرسم کے دونوں بازو کو
پکڑ کر اس کے کمر کے ساتھ لگا دیا تھوڑی دیر بعد جب دالہام پیچھے ہوا تو
طرسم گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے پھر سے دلہام کو شکوہ کنا نظروں
سے دیکھنے لگی۔۔۔۔"""

ایسے مت دیکھو پری تم نے ہی یہ سب شروع کیا ہے تو اسے اب میں ہی ختم کروں گا اپنی پری کے ساڑی کا پلو اس کے کمر سے کھسکاتے ہوئے اس کے کمر پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے گدے پر لٹا گیا۔۔۔۔""

طرسم دالہام کے جذباتوں کا سمندر بالکل بھی روک نہیں پا رہی تھی اسی لیے طرسم نے اپنی انکھیں مضبوطی سے بند کرلیں اور اپنی پری کو مضبوطی سے آنکھیں بند کرتے دیکھ دالہام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

طرسم کی گردن پر جھک کر وہاں اپنا لمس چھوڑنے لگا جس سے طرسم کے بدن میں سپارک پیدا ہوا تھا طرسم نے مضبوطی سے دالہام کے کندھوں کو پکڑا تھا اپنے کندھوں پر اپنی پری کے ہاتھوں کی گرفت محسوس کرتے مزید اس کے اوپر جھکتا اپنے شدتوں سے روشناس کروانے لگا۔۔

طرسم کی انکھ صبح کے تقریباً نو بجے کھلی اپنے کندھے پر سر رکھیں سوئے سردار کو دیکھ کر اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔ چہرے پر شرم کی سرخی چھا گئی۔۔

دیو! اسے کندھے سے ہلکا سا ہلاتے اٹھانے کی کوشش کی۔۔

دیو کی جان ابھی تمہارے دیو کو بہت نیند آرہی ہے تم بھی سو جاؤ طرسم نے اس کا چہرہ دیکھا آنکھیں بند کیے وہ اپنی پری کے رخسار سہلا رہا تھا جیسے ایک چھوٹے بچے کو پیار کیا جاتا ہے اس کے طرسم خانزادی لیے اس کا چھوٹا سا بچہ ہی تو تھا اس کے وہ ہر ناز نخرے اٹھاتا تھا۔۔۔ اس شرما کر انکھیں بند کی کچھ پل بعد اس کی نظر وال کلاک پر گئی اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی سردار اس کے یوں ہڑبڑانے پر

پریشانی سے اٹھ کر بیٹھا اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

کیا ہوا پری؟ سب ٹھیک ہے؟ اسے اپنے سینے سے لگا کر دوبارہ اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے بے انتہا فکر سے پوچھا۔۔

آپ کی وجہ سے میری فجر کی نماز قضا ہو گئی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے شکوہ کان نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ سردار نے وال کلاک کی طرف دیکھا تقریباً نو بج رہے تھے۔۔

آپ نے اپنی نماز بھی قضا کی اور میری بھی ناراضگی دکھاتے ہوئے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

جان بوجھ کر کون سی قضا ہوئی ہے۔ غلطی سے قضا ہوئی ہے تم قضا ہوئی نماز پڑھ لو یو نا راضگی تو مت دکھاؤ مجھے سردار نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھی۔۔۔۔

میں اپنی پری کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے میری پری ہر وقت ہنستی مسکراتی چاہیے۔ سردار نے اسے بازو میں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔۔

ہمیشہ خوش رہا کرو۔ مجھے تم یوا داس اچھی نہیں لگتی۔ اب کی مرتبہ اس کے اس قدر پیار کرنے پر اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے جب وہ چھ سال بعد ملی تھی اس نے بے انتہا برا رویہ اپنایا تھا اور اب اس نے یاور والی بات بھی چھپائی لیکن اس کے دیو کے پیار میں ریت کے دانے کی برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔۔۔

ائی لو یو دیو اس کی گردن میں بازو حائل کر کے اظہار محبت کیا گیا۔۔

او کے !اس کا ناک کھینچا اور بکھرے ہوئے بال درست کرنے لگا۔۔۔

دیو آج میرے لیے ناشتہ آپ بناؤ گے مجھے آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ کرنا طرسم نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے فرمائش کی۔ سردار کو ایک

ضروری کام پر بھی جانا تھا۔۔ لیکن آج اس کی پری کی برتھ ڈے تھی۔۔

اوکے میری پری کے لیے کچھ بھی مسکراتے ہوئے اٹھا۔ طرسم شرما کر نظر جھکا کر واش روم میں چلی گئی اسے فریش ہو کر قضا ہوئی نماز بھی پڑھنی تھی۔۔ طرسم کہ باہر نکلتے ہی سردار فریش ہونے کے لیے چلا گیا دونوں نے ایک ساتھ اکٹھے قضا ہوئی نماز ادا کی۔۔

دیو کی چار فٹی بیوی میں تمہارے لیے ناشتہ بنانے جا رہا ہوں تیار ہو کر نقاب کر کے نیچے آجانا اس کی پیشانی پر مہر ثبت کرتے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ طرسم بے تحاشا خوش تھی اسے اس کے دیو کا بے پناہ پیار مل رہا تھا۔۔۔

سردار اجلت میں کمرے کا دروازے بند کرنا بھول گیا تھا اور طرسم نے بھی اس چیز پر دھیان نہ دیا بالوں کو کنگھی کر کے جورے کی شکل دیتے

ہیں حجاب کیا۔ آئینے میں وہ اپنا عکس دیکھ رہی تھی وہ دن بہ دن مزید خوبصورت ہوتی جارہی تھی یہ شاید اس کے دیو کی محبت کا نتیجہ تھا۔۔ وہ اپنے دیو کی سوچ میں گم تھی جب قندیل اس کے کمرے سے باہر سے گزری دروازہ کھلا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی ذرا سا اندر جھانکا طرسم کو اکیلے کمرے میں پا کر اسے موقع مل گیا اپنا کام کرنے کا۔ آئینے میں اسے بغیر نقاب کے دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا وہ سوچ میں پڑ گئی کہ ابھی تو وہ 17 سال کی ہے اور ایک عورت کی اصل خوبصورتی ہی 24 سے 25 سال کے بعد آتی ہے۔۔۔۔

جلدی سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کا کیمرہ ان کیا کیونکہ اسے وائلڈ ڈریگن کو جلد از جلد طرسم خانزادی کی تصویر بھیجنی تھی۔۔۔ دو تین تصویریں لیتے ہیں اس نے فوراً موبائل بند کر لیا طرسم کو کمرے میں کس کی موجودگی کا

احساس ہوا جھٹکے سے پیچھے مڑی سامنے قندیل کو دیکھ کر غصے سے منہ پھلایا تھا۔۔۔

کسی کے کمرے میں داخل ہونے کی تمیز نہیں ہے آپ کو؟ طرسم کا لہجہ بے ساختہ سخت ہوا تھا اسے ہرگز قندیل کی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی۔۔۔

مجھے دالہام سے کام تھا۔ دراصل ہم دونوں ایک ساتھ۔۔۔ وہ بھی کوئی سر دڈھیٹ تھی اسے بے عزتی کا کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔ قندیل بول رہی تھی جب طرسم درمیان میں ہی بول پڑی۔۔۔

اپنی بکواس بند کریں اور آئندہ میرے دیو کا نام لیا تو ہر تمیز لحاظ بھول جاؤں گی اپنی حد میں رہ کر میرے شوہر کے بارے میں بات کیا کریں کیونکہ اگر سردار کی سردارنی نے اپنی حدود پار کی تو کوئی اسے سامنے والے کا سر پھاڑنے اور زبان گدی سے کھینچنے سے روک نہیں پائے

گا۔۔ طرسم کی آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہوئی تھی اسے قندیل کا اپنے دیو کا نام لینا پسند نہیں تھا۔۔

اپنی عمر کے مطابق حرکتیں کیا کرو مجھے تو سمجھ نہیں آتا تم جیسی چھوٹی سی بچی میں اسے نظر کیا آتا ہے۔۔ اس جیسے مرد کے لیے تو کوئی جوان لڑکی ہونی چاہیے تم تو ابھی چھوٹی سی بچی ہو۔ بچوں والی حرکتیں ہیں۔ قندیل نے کھلم کھلا طنز کیا اس کی اور سردار کی عمر پر۔۔ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی جیسے وہ اسے غصہ دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

بالکل میں اپنی عمر کے مطابق ہی حرکتیں کرتی ہوں۔ میرے دیو کے سامنے دنیا کی خوبصورت ترین بھی لڑکی لا کر کھڑی کرو گی، اسے ہزار مرتبہ بھی میرے بارے میں بدگمان کرنے کی کوشش کرو، وہ تب بھی کہے گا میں اپنی پری سے محبت کرتا ہوں مجھے اس کا بچپنا پسند ہے۔ اس کی پاگلوں والی حرکتیں پسند ہیں۔ میں عشق ہوا اپنے سردار کا۔ طرسم

ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی آنکھیں پراسرار طریقے سے مسکرا رہی تھی اسے اپنے دیو کی محبت پر یقین تھا اس کے باپ کی کہی گئی باتیں اور اس کی ساس کی کہی گئی باقی اس کے ذہن میں نقش ہوئی تھی۔ ہمیشہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہے۔۔ قندیل اس چھوٹی سی لڑکی کی باتوں پر حیران ہوئی کہ وہ اتنی پر یقین ہے اپنے شوہر کو لے کر کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسے جلن محسوس ہونے لگی طرسم خانزادی کا یقین دیکھ کر وہ کسی طرح بھی سردار کو اس سے جھپٹنا چاہتی تھی۔۔

اب آپ اپنے قدم شریف لے کر باہر جا سکتی ہیں کیونکہ مجھے میرے اور دیو کے کمرے میں کوئی تیسرا ہرگز برداشت نہیں ہے راستہ نظر آرہا ہے آپ کو قندیل محترمہ طرسم نے غصے سے دروازے کی طرف اشارہ

کیا قندیل کے تلملاتی ہوئی چلی گئی لیکن چہرے پر مسکراہٹ بھی تھی کیونکہ جو کام وہ کرنے آئی تھی وہ اس نے کرلیا تھا۔۔۔

باہر نکلتے ہی اس نے وہ تصویر وائلڈ ڈریگن کو سینڈ کردی۔۔جبکہ مقابل ابھی اف لائن تھا قندیل کو شدت سے انتظار تھا کہ کب وہ طرسم کی تصویر دیکھے گا کیونکہ وہ جانتی تھی تصویر دیکھتے ہی وائلڈ ڈریگن کی اسے کال بیک آئے گی۔۔۔

سب ناشتہ کرچکے تھے آفس جانے کا کسی کا بھی موڈ نہیں تھا مرد حضرات گھر موجود تھے۔۔ سردار کو کچن میں جاتے دیکھ سب نے اپنے مسکراہٹ چھپائی۔۔ان سب میں سب سے زیادہ خوش صارم خان تھا کیونکہ اس کی بیٹی بے انتہا خوش تھی۔۔

طرسم نقاب کرکے لاونج میں جاکر سردار کی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

نمیرہ شیر طیان کو گود میں لیے بیٹھی ہوئی تھی جو منہ کے الٹے سیدھے زاویے بنا رہا تھا۔۔

مہا شیطان کیا ہوا؟ طرسم نے اس سے سوال کیا تو اس نے چہرے کا رخ دوسری طرف کیا۔ وہ سردار اور طرسم سے ناراض تھا غلطی سے نمیرہ نے اسے بتا دیا تھا کہ رات کو انہوں نے اس کے بابا جانی کی پری کی برتھ ڈے سیلبریٹ کی ہے۔۔۔

آپ کو کیا ہے؟ آپ کرو اپنی برتھ ڈے سیلبریٹ اپنے دیو کے ساتھ۔ طرسم کا سارا غصہ جھاگ طرح بہہ گیا وہ مسکرائی تھی اس کی بات سن کر۔۔۔

بالکل میں نے اپنے دیو کے ساتھ اپنی برتھ ڈے سیلبریٹ کی ہم نے مووی بھی دیکھی نوڈل بھی کھائے۔ اسے مزید تنگ کر رہی تھی۔۔۔

ہاں تو کھاؤ نا میں نے کون سے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں دیکھو موو ی بیٹھ کے اپنے دیو کے ساتھ۔ اسے بے انتہا جلن محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے بابا جانی اس سے زیادہ اپنی بیوی کو ٹائم دے رہے ہیں۔ وہ بار بار کچن کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اس کے بابا جانی اپنی پری کے لیے کھانا بنا رہے تھے۔۔۔ شیر طیان نے ضد کی وجہ سے ناشتہ نہیں کیا تھا سر دار اپنے چھوٹے شیطان سے پوچھے بغیر کچن میں چلا گیا تھا۔۔۔

ہادی خانزادہ لمبے ڈھگ بھرتا ہوا سیڑیاں اتر کر نیچے آ رہا تھا راہا چھوٹے چھوٹے قدم نیچے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔۔

چاچو کہاں ہے؟ طرسم کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا اسے حیرانگی ہوئی اس کا بھائی آج سالا صاحب بولنے کی بجائے چاچو کیوں بول رہا ہے۔۔۔

لالاخیریت ہے آج اپ دیو کو سالا صاحب بولنے کی بجائے چاچو بول رہے ہیں۔۔۔

طرسم جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو وہ بے انتہا سنجیدگی سے بولا آواز گھمبیر تھی۔۔ طرسم نے کچن کی طرف اشارہ کیا تیز قدم بھرتا کچن میں گیا۔۔۔

راہا آپ کو ملنے سے پہلے کہاں پر تھی؟ اس کے سامنے کھڑے ہوتے سوال کیا سردار نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے انڈا توڑ کر باؤل میں ڈالا۔۔

چاچو کچھ پوچھ رہا ہوں میں آپ سے ہادی نے بہت مشکل سے خود کو بدتمیزی کرنے سے روکا۔۔

اگر تمہیں بتانا ہوتا تو تم سے چھپاتا نا منہ بند کر کے جس راستے سے آئے ہیں اسی راستے سے واپس چلے جاؤ انڈے کو پھینٹتے ہوئے جواب دیا ہادی

نے اپنی پیشانی مسلی اگر سردار سر دڈھیٹ بن رہا تھا تو وہ بھی سردار کے خاندان ہی کا خون تھا۔ اس سے پیچھے کیسے رہ جاتا۔۔

سردار دالہام خانزادہ آپ سے اس وقت آپ کا بھتیجہ یا آپ کی بیوی کا بھائی بات نہیں کر رہا بلکہ راہا ہادی خانزادی کا شوہر آپ سے جواب طلب کر رہا ہے مجھے ابھی اور اسی وقت میرے سوال کا جواب چاہیے کہ میری بیوی آپ کے پاس آنے سے پہلے کہاں پر تھی؟ ہادی نے انڈے والا بال پکڑ کے سائیڈ پر رکھا۔ سردار نے مڑ کر اس کو سخت گھوری سے نوازا۔۔ اور باول پکڑ کر دوبارہ سے انڈا پھینٹنے لگا۔۔

اس کے وجود میں چپ موجود ہے وہ کہاں سے آئی؟ کس نے ڈالی وہ؟ ہادی کے پہلے سوال کا جواب کا سردار کو معلوم تھا لیکن چپ۔۔۔ سردار کے چہرے پر حیرت دیکھ کر ہادی یک طرفہ مسکرایا تھا۔۔ کون سی چپ کی بات کر رہے ہو تم۔۔

چاچو پہلے مجھے بتائیں راہا کہاں پر تھی پھر میں آپ کے سوال کا جواب دوں گا سردار الہام خانزادہ نے ٹھنڈی آہ خارج کی۔ اور سوچا کہ اس کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا شوہر ہے۔۔

ڈارک ویب کے لوگوں کے پاس قید تھی سردار کا جواب سن کر اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

جو لڑکیوں کو بیچنے اور خریدنے کا کام کرتے ہیں؟ بے شکنی سے سردار کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

ہاں! وہ وہاں 15 سال قید رہی 18 سال کی عمر میں وہ مجھے ملی تھی 15 سال ایک جگہ قید رہنے کی وجہ سے اسے دنیا داری کا کوئی علم نہیں ہے اس کا ذہن بالکل بچوں والا ہے میچور نہیں ہے کیونکہ اس نے دنیا کی وحشت ناک حقیقت نہیں دیکھی۔ سردار کی آنکھوں میں غصے کے ڈورے نمایاں ہو رہے تھے وہ ڈارک ویب کی کئی ڈیل کینسل کروا چکا تھا

جب بھی وہ کوئی ڈیل کرنے لگتے سردار غیر قانونی طریقے سے پولیس کی نظروں سے بچ کر لڑکیوں کو بچاتا تھا۔۔۔اور اس آدمی کی تلاش میں تھا جو اس کی بہن پر ظلم کرتا تھا اسے ڈراتا تھا۔۔۔ہادی کی آنکھیں ساکت تھی۔سانسیں روکے وہ سردار کو دیکھنے لگا۔۔

اب میرے سوال کا جواب دو ہادی خانزادہ کون سی چپ کی بات کر رہے ہو۔۔ہادی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

جب میں نے اس سے نکاح کیا تھا اس وقت اس کے کپڑے کندھوں سے پھٹے ہوئے تھے پہلے تو میرا مقصد صرف آپ سے بدلا لینا تھا کیونکہ آپ نے میری 10 سالہ بہن کے ساتھ نکاح کیا تھا لیکن جب نکاح کے بعد میں راہا کو پر سکون کرنے کے لیے کمرے میں گیا میری نظر اس کی کالر۔۔۔۔۔ہادی خاموش ہو گیا تھا۔۔ایک بھائی کو اس کی بہن کے متعلق بتاتے ہوئے اسے شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔

شرع میں شرم نہیں ہادی۔۔۔ سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا
اس نے نرم رویہ اختیار کیا تھا کیونکہ معاملہ اس کی بہن کا تھا۔۔۔
اس کی کالر بون سے نیچے سلائیوں کے نشانات تھے جیسے جلت کاٹ کر
اس جگہ کو سلائی کیا گیا ہو۔ مجھے نہیں معلوم ہے اندر چپ بھیجی گئی یا کچھ
اور۔۔ ہادی اور سردار دونوں ایک ہی کشمکش میں مبتلا ہو گئے ڈارک
ویب نے راہا کی جلت کو کاٹ کر اندر کیا بھیجا تھا۔۔

آپ اس کے بھائی ہیں بھائیوں سے یہ چیزیں چھپی رہ سکتی ہیں لیکن
ایک شوہر سے نہیں۔ اس کا رویہ مجھے پہلے دن سے یہ عجیب لگتا تھا وہ
چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈر جاتی ہے اس کے کمرے میں آئینہ نہیں تھا۔
کل رات وہ جس طرح وہ ڈری ہے اس بات پر میرے بس ہوئی تھی۔
ہادی وہاں رکھی چیئر پر بیٹھ گیا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔
ہادی! سردار نے اس نے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور ہلکا سا جھنجھوڑا۔۔

اسے اپنا عادی بناؤ۔ اس کا ڈر دور کرنے کی کوشش کرو۔ میں نے کافی حد تک اسے پر سکون کیا ہے لیکن یہ کام شوہر سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔ راہا کے وجود پر جو زخم ہے اسے دیکھو اور پھر مجھے بتاؤ کہ وہ کتنا کٹ لگا ہوا ہے چھوٹا ہے یا بڑا۔ تمہیں گوشت میں وہاں سختی محسوس ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کے بعد کا کام پھر میرا ہے سردار نے گھمبیر آواز میں کہا۔۔

ہادی نے حامی نے سر ہلا دیا۔۔

چاچو کبھی گھبراہٹ نہیں ہوئی۔ پہلی مرتبہ ڈر لگ رہا ہے اس کے وجود کے اندر کوئی غلط شے ہوئی تو؟ سردار نے ہادی کی آنکھوں میں دیکھا جہاں واقعی ڈر تھا اپنی بیوی کو کھو دینے کا۔۔

سب بہتر ہوگا۔ اس معاملے کی بھنک حویلی میں کسی کو بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔

بے فکر رہیں۔ اور میں ابھی اس معاملے کی چھان بین کروں گا اور اگر آپ مجھے روکنے کی کوشش کریں گے تو ایک بات ذہن میں رکھ لیں چاچو جان اس معاملے میں پیچھے نہیں ہٹنے والا ہادی نے گردن کو ٹیڑی کر کے ہلکا سا خم دیتے ہوئے جنونیت سے کہا تھا۔۔

بے فکر رہو سالے صاحب ہادی کھل کر مسکرایا تھا دالہام خانزادہ طنز کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔

ہادی کے چکروں میں کھانا لیٹ ہو چکا تھا اور اس کی پری کو بے انتہا بھوک لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کبھی اس سے کوئی کام اچھا نہیں ہوا سردار نے تلملاتے ہوئے بڑبڑایا تھا ہادی نے نفی میں سر ہلایا وہ بس اپنی بہن اور بیوی کے معاملے میں نرم پڑتا تھا سالے کو تو کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔۔

چاچو جان ناشتہ میں نے بھی نہیں کیا تو اپنے اس سالے کے لیے بھی ناشتہ تیار کر دے۔۔۔

تمہارے لیے جوتے تیار کیے ہوئے ہیں میں نے، کھانے ہیں؟ سردار نے چھری کا رخ اس کی طرف کیا۔۔

ارے نہیں نہیں سالے صاحب فل وقت جوتوں کی کمی نہیں بلکہ ناشتے کی کمی محسوس ہو رہی ہے جلدی سے بنا کر باہر لے آئیں اس سے پہلے سے سردار سے واقعی جوتا پڑ جاتا ہادی خانزادہ کچن سے بھاگا تھا اب کسی طرح اسے راہا کو اپنا عادی کر کے اس کا ڈر کم کرنا تھا اور یہ چیز دیکھنی تھی کہ آخر اس کے وجود کے اندر کون سے شے بھیجی گئی ہے۔۔۔

سردار تھوڑی دیر بعد ناشتہ بنا کر ٹیبل پر سیٹ کر رہا تھا اور حویلی کے تمام افراد اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔جو کسی کا کام نہیں کرتا تھا وہ اپنی بیوی کے لیے ناشتہ بنا کر باقاعدہ ٹیبل پر سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

پری، راہا، شیرو آجاؤ ناشتہ کر لو ان تینوں کو آواز لگائی راہا اور دیو کی پری تو ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھ گئی لیکن سردار کا شیرو منہ بسوے اپنی ماں کے گود میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

میرا شیرو مجھ سے ناراض ہے نمیرہ کی گود سے اٹھا کر اپنی گود میں لیا اور اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔۔۔

آپ جاؤ اپنی پری کے ساتھ جا کر اس کی برتھ ڈے سیلبریٹ کریں، مووی دیکھیں، کیک کٹ کریں، اسے تحفہ دیں، اس کے لیے ناشتہ بنائیں شیر طیان نے سردار کو ہر چیز گنوادی کہ یہ چیزیں آپ نے میرے بغیر کی ہیں۔۔۔

میرا بچہ تو اس وقت سو گیا ہوا تھا نا اس لیے میں نے اٹھایا نہیں دالہام خانزادہ نے اس کے دونوں رخسار کھینچے منہ بسور کر وہ چاروں طرف نظریں گھما رہا تھا۔۔۔

ہاں ہاں !اب آپ میری نیند کیوں خراب کریں گے آپ نے تو اپنی پری کے ساتھ اکیلے مووی دیکھنی تھی اکیلے کے کٹ کرنا تھا میری یاد تھوڑی نہ آئے گی اس کی باتیں سن کر سب کا منہ کھولا کا کھلا رہ گیا۔

سفیان خان نے آئیدن کو دیکھا جو اپنی پیشانی مسل رہا تھا اپنے بیٹے کی حرکات دیکھ کر۔۔۔

کوئی بات نہیں آج رات میں اپنے شیرو کے ساتھ مووی دیکھ لوں گا سردار اسے گود میں لیے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔ طرسم ندیدو کی ناشتے کو دیکھ رہی تھی جس میں چیز اومیلیٹ، چائے، آلو والا پراٹھا، شامی وہ

اپنے لبوں پر زبان پھیرتی ناشتے کو دیکھ رہی تھی سردار کرسی پر بیٹھا تو اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔۔

ناشتہ کھانے کے لیے بنایا ہے میں نے دیکھنے کے لیے نہیں سردار کی بات سن کر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔

وہ میں اپنے دیو کا ویٹ کر رہی تھی کہ میرا دیو کب آئے گا اور ہم ناشتہ شروع کریں گے شیر طیان نے اپنے دونوں ہونٹ باہر نکالتے رونے والا منہ بنا کر اپنے بابا جانی کو دیکھا۔۔

یہ کیا بات ہوئی تم نے بس میرا انتظار کیا میرے شیرو کا انتظار نہیں کیا سردار نے جھوٹا غصہ کرتے ہوئے اپنی پری سے کہا۔۔۔

میں بھول گئی میں نے آپ کے شیرو کا بھی ویٹ کیا تھا سردار کی خوشی کے لیے اس نے جھوٹ بول دیا کیونکہ اگر شیر طیان اداس ہوتا تو اس

کے دیو نے بھی اداس ہو جانا تھا اور وہ اپنے دیو کو اداس نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

واہ کیا بات ہے! ہادی ٹیبل کے پاس سے اتنی اچھی خوشبو سونگ کر فوراً بیٹھتے آلو کا پراٹھا پلیٹ میں ڈالتے فٹافٹ کھانا شروع ہو گیا۔۔۔

او ہیلو کدھر میں نے اپنی بیوی بہن اور بیٹے کے لیے بنایا ہے یہ سب کچھ۔۔۔

چاچو جان ایسے تو نہ کہیں میں آپ کا چھوٹا سا پیارا سا شریف بھتیجا ہوں۔ اس کی ہڈحرامیاں دیکھ کر سردار کا دل کانوں کو ہاتھ لگانے کو کیا تھا اتنا شریف بھتیجہ ہونے سے تو اچھا تھا نہ ہی ہوتا۔ وہ سب مزے سے کھانا کھانے لگے۔۔۔

واللہ قسم سے چاچو بہت مزے کا ناشتہ ہے ہادی اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا اسے واقع ہی آلو کے پراٹھے اور املیٹ بہت پسند آیا تھا اب اس نے شامی کھانے تھے۔۔۔

دیو آپ کے ہاتھوں میں جادو ہے اب تو میں روز کھانا بنوایا کروں گی اپنی بہن کی بات سن کر ہادی نے بمشکل اپنے قہقہے پر قابو کیا اصل کنٹرول تو سردار کو اس کی بہن کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ آپس میں مہو گفتگو ہو کر کھانا کھانے لگے راہا بھی اپنے بھائی کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

نہ جانے میرے بیٹے کو کیا مسئلہ ہوا ہے کہ ہم لوگ اتنے دنوں سے آپ کے گھر ہیں اور اب میرے شہزادے نے نیا گھر خریدا ہے وہاں جا رہے گے، بہت اچھا وقت گزرا یہاں پر الطاف خان مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہو الطاف تم بھی اس خاندان کے فرد ہو اتنے سالوں سے ساتھ ہے ہمارا وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے جب آئیدن کی زبان میں کھجلی ہوئی۔۔۔

انکل ابھی شہریار کی شادی نہیں ہوئی اور جب آپ کے گھر رہتی ہے اچھا نہیں لگتا جب نکاح ہو گا تب آپ اپنی بہو کو اپنے ساتھ لے جائیے گا لیکن تب تک وہ ہمارے گھر ہمارے خاندان کی بیٹی کی طرح رہے گی

شہریار نے دانت پیستے ہوئے اپنے اس کمینے دوست کو دیکھا جو اس کے کباب میں ہڈی بننے کے بجائے پورا کنکال بن کر ہی داخل ہو رہا تھا۔۔۔

ہاں بیٹا یہ بات ٹھیک ہے آپ کی میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کیونکہ ابھی نکاح نہیں ہوا تو اچھا نہیں لگتا جوان لڑکی ہے ہمارا بیٹا تو ہے ہی بے خود کبھی بھی بے اختیار ہو کے منہ اٹھا کر اس کے پاس چلا جاتا ہے فاریہ خانم

نے سیدھی سیدھی اپنے بیٹے کی بے عزتی کردی شہریار بیچارا اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گیا الطاف خان خاموشی سے لبوں پر ہاتھ جمائے اپنی مسکراہٹ کو روک رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا ان کے بیٹے نے نکاح کرلیا ہے۔۔۔

بالکل بیگم میں آپ کی بات پر رضامند ہوں الطاف خان کی رضامندی دینے پر شہریار نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا جیسے کہنا چاہ رہا تھا اگر میری بیوی میرے پاس نہیں رہے گی تو آپ کی بیوی کو بھی میں اپ کے پاس نہیں رہنے دوں گا۔۔۔

چلو بیٹا شہریار چلیں فاریہ خانم کھڑی ہوئی ریحانہ خانم کے گلے ملی الطاف خان سفیان خان سے مل رہے تھے۔۔

کمینے جو حرکت تو نے ابھی میرے ساتھ کی ہے تجھے چھوڑوں گا نہیں تیری دھلائی کروں گا کہ اپنے کمرے میں جانے کے قابل نہیں رہے گا

شہریار کی بات سن کر اسے کھانسی کا دورہ پڑا تھا وہ ہنسنا چاہتا تھا لیکن ہنسی کنٹرول کرنے کی وجہ سے بری طرح کھانسنے لگا۔۔۔

بول تو ایسے رہا ہے جیسے تو سال بعد میرے گھر آتا ہے ہر دوسرے دن میرے گھر ٹپکا ہوتا ہے بکواس نہ کر چپ کر کے اپنے گھر جا۔۔ اچھا ہے تھوڑی سی دوری میاں بیوی پیدا ہو تو محبت مزید گہری ہوتی ہے۔۔۔

میرا بیٹا مجھے واپس ایک مرتبہ آنے دو تیری محبت میں اچھی طرح گہری کروں گا تجھے ہر لمحے اپنی بیوی کی کمی محسوس ہوگی شہریار اس کے گلے ملا اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔ آئیدن کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلنے کو تھی نمیرہ لبوں پر ہاتھ جمائے آنکھیں پھاڑے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی آئیدن نے نفی میں سر ہلایا جانے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی اپنے شوہر کی حرکت دیکھ کر۔۔۔

چل میری پہلی محبوبہ تجھ سے میں بعد میں ملنے آؤں گا شہریار، سردار اور باقی افراد سے مل کر ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے ماں باپ کے ساتھ بڑی حویلی سے چلا گیا حبا سے ملنا چاہتا تھا لیکن اپنی ماں کی وجہ سے نہ مل سکا کیونکہ گھر کی خواتین کو نہیں معلوم تھا کہ شہریار نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔

خیرت ہے آج آپ سب آفس نہیں گئے؟۔۔

موڈ نہیں تھا دل چاہ رہا تھا اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزارے سب مرد یک زبان بولے تھے۔۔

دیو! طرسم نے پیار سے اسے پکارا۔۔

مجھے پاپا ساتھ باہر جانا ہے چھ سال ہو گئے ہیں میں اپنے بابا کے ساتھ باہر نہیں گئی میں ہفتے میں چار دفعہ ان کے ساتھ باہر جاتی تھی چاکلیٹس لینے پلیز آج میں اپنے بابا ساتھ چلی جاؤں اس کی آنکھوں میں ایک خواہش تھی

اپنے باپ کے ساتھ باہر جانے کی جو سردار نے بخوبی محسوس کی وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کر پایا تھا اور سر ہامی میں ہلا دیا۔۔۔

میرا دیو بہت اچھا ہے سردار کے دونوں رخسار کھینچتے اپنے بابا کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ صارم مسکراتی آنکھوں سے سردار کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح یاور اٹھا تو اپنے پاس راعنین کو لیٹے ہوئے پایا رنین کو سوتے دیکھ یاور کے لبوں پر مسکراہٹ ائی وہ اپنا چہرہ راعنین کی طرف کرتا لگاتار اس کے ایک ایک نقوش کو دیکھ رہا تھا جب اچانک سے یاور نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی انگلیوں کے پوروں سے ہلکا ہلکا اس کے گالوں کو چھوا جو روئی کی طرح نرم و گداز تھے پھر اپنی انگلیاں آہستہ آہستہ راعنین کے لبوں کو چھونے لگی جو گلاب کی پنکھریوں جیسے نازک تھے یاور کا دل کیا وہ پھر ان

گلاب کی پنکریوں کو محسوس کریں لیکن ابھی وہ اس کی نیند کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا پھر اس کی نظر اس کے چہرے پر آئی بالوں کے لٹوں پر پڑی جو بار بار اس کی نیند کو ڈسٹرب کر رہے تھے یاور نے اس کی بالوں کے لٹ کو پیچھے کیا اور ہلکا سا جھک کر راعنین کے ماتھے پر بوسہ

دیا۔۔۔۔۔"""

اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے راعنین کی آنکھیں ہلکی ہلکی کھلی اور اپنے اوپر جھکے یاور کو دیکھ کر وہ ایک دم سے ڈر کر بیٹھ گئی اور خوف سے یاور کو دیکھنے لگی یاور بھی اسے کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔"""

کیسی ہے میری بیوی یاور نے پیار سے راعنین کے ہاتھوں کو پکڑ کر اس کی پشت کو سہلاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں پوچھا لیکن وہ لگاتار یاور کو دیکھتی جا رہی تھی اس کے ذہن میں بس دو ہی سوال گھوم رہے تھے

کہ کیا یہ وہیں یاور ہے اس کا شوہر اور کیا جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے وہ اس کے محرم کا ہے اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ سامنے موجود شخص جس کے ساتھ اتنے دنوں سے رہ رہی ہے اور اب جس کے بچے کی ماں بننے والی ہے وہی اس کا یاور ہے جس کے ساتھ بچپن سے اس کا نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔"""

نین کو کچھ نہ بولتے تھے کہ یاور نے گھور کر اس کو دیکھا کہ وہ کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔۔

کیا ہوا نین تم کچھ بول کیوں نہیں رہی ہو یاور کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ کتنی ہی محبت راعنین سے کرتا ہے نین حیرت سے یاور کے بدلتے ہوئے لہجے کو دیکھ رہی تھی کبھی وہ پل میں ماشہ پل میں تولا جیسا اس کا رویہ ہو جاتا تھا۔۔۔۔"""

لگتا ہے تم ابھی تک شاک میں ہو کہ میں تمہارا شوہر ہی ہوں تو اس شاک سے باہر نکل آؤ اور یقین کر لو کہ میں ہی تمہارا شوہر یاور ہوں یاور نے راعنین کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں پکڑتے ہوئے کہا جبکہ وہ ابھی بھی کچھ نہ بولی تو یاور نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اس کو دیکھا اس کی اس چھوٹی سی بیوی کو اس کا پیار راس نہیں آتا تھا اس سے پہلے کہ یاور کا موڈ بدلتا یاور گہرا سانس بڑھتے ہوئے اس کا چہرہ چھوڑیں بیڈ سے نیچے اترا۔۔

میں فریش ہونے جا رہا ہوں تب تک تم یہ یقین کر لو کہ میں ہی تمہارا یاور ہوں یہ کہتے ہوئے یاور واش روم میں چلا گیا اور پیچھے راعنین بیڈ پر بیٹھی بے یقین نظروں سے واش روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔"""

کوئی دس منٹ بعد یاور فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا تو سرسری سا
اس گول مٹول آلو کو دیکھا جواب بالکل بھی موٹی نہیں تھی۔ اور جو ابھی
تک وہاں ہی بت بنی بیٹھی یاور کو اب واش روم سے نکلتا ہوا دیکھ رہی
تھی یاور نفی میں سر ہلاتے ہوئے آئینے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور
اپنے بال بنانے لگا یاور نے ائینے میں اپنے عکس کے پیچھے راعنین کو
دیکھا جو بیڈ سے اٹھتی اب اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی یاور کو حیرت
ہوئی جو خود اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی یاور نہ محسوس طریقے سے
مسکرایا اس حالت میں بھی بے حد پیاری لگ رہی تھی بکھرے بال
نائٹ سوٹ وہ بالکل کوئی چھوٹی سی پیاری سی معصوم سی بچی ہی لگ
رہی تھی یاور نے اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا راعنین اس حملے
کے لیے تیار نہیں تھی وہ سیدھا یاور کے سینے سے لگی یاور کے سینے سے
اپنا سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا دونوں کی کالی آنکھیں ایک

دوسرے کی آنکھوں سے ٹکرائی یاور کے حسار میں خود کو محسوس کر کے اس پر کپکپی طاری ہو گئی نین نے پیچھے ہونا چاہا جب یاور نے اس کی اس کوشش کو ناکام بناتے ہوئے مزید اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔"""

اس سے پہلے کہ یاور راعنین کے ساتھ کوئی گستاخی کرتا رائنین کے الفاظ سنتے یاور کی آنکھیں لال ہوئی تھی۔۔۔

کیا آپ واقع ہی میرے شوہر ہیں اور یہ بچہ جائز ہے ؟ یہ میرے محرم کا ہے ؟ اپ ہی میرے محرم ہیں ؟ مجھے اس بات کا یقین نہیں آرہا راعنجن کی بات سنتے یاور نے ایک جھٹکے سے اس کو چھوڑا اور جو تھوڑی دیر پہلے اس پر پیار برسانے کی کوشش کر رہا تھا اب اپنی آگ اگلتی ہوئی آنکھوں سے اس پر نظر مرکوز کی۔ راعنین یاور کا بدلتا ہوا رویہ دیکھ کر اسے اپنی کی گئی بات پر پچھتاوا ہوا اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب جاتی یاور نے اسے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا ایک دم سے راعنین کی کمر دیوار پر لگی جس

سے اس کے منہ سے سسکی نکلی اس نے خوفزدہ ہوتے یاور کی جانب
دیکھا جو اسے ہی کھا جانے والے نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔"""
آگئی اپنی اصلی روپ میں اپنے اصلی الفاظوں کو ظاہر کر دیا۔ یہ بات ذہن
نشین کر لو، میرے قریب مت آیا کرو تم میرے قریب تب ہی آ سکتی
ہو جب میرا دل کرے جب میں تمہیں خود اپنے قریب لے کرانا چاہوں
تم خود میرے قریب نہیں آ سکتی کیونکہ تمہاری محبت کھوکھلی ہے
راعنین تم اس لائق ہی نہیں ہو کہ میں تم سے محبت کروں تمہاری
حرکتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمہاری محبت کھوکھلی ہے اگر
تمہاری محبت سچی ہوتی ہے اپنے شوہر سے تو تم مجھے میرے لمس پہچان
جاتی۔ تمہارے دل میں تمہارے محرم کا جو لمس ہے اس سے تم مجھے
پہچان جاتی لیکن تم کل سے مجھے بے یقین نظروں سے دیکھ رہی ہو جبکہ
مزید اپنی کمر دیوار میں گھستے وہ غصے سے بھرے یاور سے دور ہونا چاہ رہی

تھی جبکہ اس نے راعنین کو کندھوں سے پکڑ کر اسے جنجوڑتے ہوئے اس پر طنز کے تیر برسا رہا تھا۔۔۔۔"""

اس کے پاس سن کر راعنین کی آنکھیں برسنے لگی تھیں۔۔۔اس سے غلطی ہوئی تھی کہ وہ اپنے شوہر کے لمس کو نہیں پہچان پائی تھی لیکن لمس کو نہ پہچاننے کی سزا اتنی بڑی تو نہیں ہونی چاہیے تھی۔۔۔

یہ رونا دھونا میرے سامنے مت کیا کرو مجھے تمہارے انسوں سے بالکل بھی فرق نہیں پڑتا تم کیا سمجھتی ہو کہ میں نے تمہیں تمہارا حق دے دیا تو تم میرے دل کے قریب ہو جاؤ گی ایسا بالکل بھی نہیں ہو گا جب میں چاہوں گا تب بھی تم میرے قریب آ سکتی ہو ورنہ تمہاری میری نظر میں اتنی اہمیت نہیں ہے کہ تم خود میرے قریب آ سکو سمجھیں۔یاور مرزا کون نفرت ہے کھوکھلی محبتوں سے۔اس کے بالوں کو پکڑ کر زور دیتے ہوئے یاور اپنی زبان سے آگ نکالتے راعنین کا پور پور کو اپنے اندر

ست نکلتی ہوئی آگ سے جلا رہا تھا جو کہ یاور کو تو محسوس نہیں ہو رہا تھا لیکن راعنین کو اچھا خاصا اپنا جسم جلتا ہوا محسوس ہوا آنسو نکل نکل کر زمین پر گر رہے تھے لیکن یاور کا ان پر ذرا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس کا دل بے حد خراب ہو رہا تھا لیکن وہ اس لہجے سے یاور سے اتنا خوفزدہ ہو گئی کہ وہ اسے بتا بھی نہیں پا رہی تھی کہ اسے واٹنگ ہو رہی ہے اس سے پہلے کہ یاور کچھ اور کہتا اس سے اپنی وٹنگ کنٹرول کرنا مشکل ہو گئی یاور کو ایک دم سے دھکہ دیتے ہوئے واش روم کی جانب بھاگی جبکہ اسے واش روم میں بھاگتے دیکھ یاور نے گہرے گہرے سانس بھرتے اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے پیچھے باتھ روم کی جانب گیا وہ مسلسل الٹیاں کرتے ہوئے یاور کو پریشان کر گئی یاور کا غصہ نین کی حالت کو دیکھتے ہوئے جھاگ کی طرح بہہ گیا راعنین جب الٹیاں کر بیٹھی تو اس نے خوفزدہ

نظروں سے یاور کی جانب دیکھا جو واش روم کے باہر کھڑا ہے اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔"""

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے باہر آئی تو یاور نے ٹاول پکڑ کر راعنین کا چہرہ صاف کیا اور اس کا بازو پکڑ کر آرام سے بیڈ پر بٹھایا یاور کا لہجہ پل بھر میں بدل رہا تھا۔۔۔

کتنی دفعہ کہا ہے نین اپنا خیال رکھا کرو تم کیوں اپنا خیال نہیں رکھتی ہو کیوں تم میری بیوی اور میرے بچے کی جان لینے پر تلی ہوں پھر سے یاور پیار بھرے لہجے میں بولتے راعنین کو پھر سے بے یقین کر گیا وہ یاور کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اس کا لہجہ کبھی کچھ ہوتا تھا کبھی کچھ ہوتا تھا۔۔۔۔۔"""

ایسے مت دیکھو نین مجھے تمہاری فکر ہے اور ہمارے ہونے والے بچے کے بھی تم جیسا مرضی سوچو لیکن مجھے پتہ ہے کہ میں تمہارا محرم ہوں اور یہ بچہ جائز ہے تمہیں اور کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے تم یہاں

بیٹھو میں تمہارے لیے ناشتہ لے کر آتا ہوں وہ راعنین کی کچھ بھی سنیں بغیر ناشتہ لینے باہر چلا گیا۔۔۔۔"""

راعنین اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے واش روم میں چلی گئی واش روم سے فری ہوتے فریش ہوتے باہر آکر بیٹھی تب تک یاور بھی اس کے لیے ناشتہ لے کر آگیا تھا راعنین نے ناشتے کی ٹرے دیکھی جس میں پراٹھے، بریڈ کے ساتھ مکھن اور اس کے ساتھ چائے رکھی تھی اور اتنے ہیوی ناشتے کو دیکھ کر اس کا پہلا ہی دل خراب ہو رہا تھا اور اب پھر سے دل مزید خراب ہونے لگا لیکن یاور کے غصے کی وجہ سے وہ وہ بول بھی نہ پائی مبادہ کہیں وہ پھر سے غصہ نہ کر جائے۔۔۔"""

ناشتہ کرو نین یاور نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا وہ اپنی زبان سے نہیں کہہ رہی تھی اس کا دل راضی نہیں تھا جس کی وجہ سے بے ساختہ اس کی گردن نفی میں ہی لی تھی کہ وہ اتنا ہیوی ناشتہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔

میرا پہلے ہی دل خراب ہورہا ہے۔ جبکہ یاور نے اس کی ایک بات بھی نہ سنی۔ راعنین کے جابر شوہر نے پھر سے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

نین تم کیا چاہتی ہوکہ میں تمہیں زبردستی ناشتہ کرواؤں۔ مجھے کیوں غصہ دلاتی ہو۔ تم کیوں ایک دفعہ میری بات نہیں مان لیتی ہوں یاور نے غصے سے کہا راعنین جلدی جلدی سے بریڈ کو اٹھا کر کھانے لگی اور راعنین کو پھر سے بچوں کی طرح حرکتیں کرتے دیکھ یاور کے لبوں پر مسکراہٹ آئی وہ انسو بہاتی ساتھ ساتھ بریڈ کے پیس کھا رہی تھی اور ایک گھونٹ چائے کا بھی پی لیتی راعنین کو ناشتہ کرتے دیکھ یاور پاس بیٹھا اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔"

مجھے ضروری کام ہے میں جارہاہوں اپنا دھیان رکھنا اور میرے بچے کا بھی۔ آج جو سوال کیا ہے ائندہ وہ سوال تمہاری زبان پر نہ آئے نین۔۔۔

مجھے ڈرلگ رہاہے؟ راعنین نے اس کا ہاتھ پکڑا اسے نہ جانے کیوں خوف محسوس ہورہاتھا۔۔۔

پہلے کچھ دیر پہلے کیا کہا ہے مجھے پسند نہیں کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے قریب ہو اس کے الفاظ سن کر راعنین نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

بے فکر ہوجاؤ یہاں تم محفوظ ہو میں جلد واپس آجاؤں گا اس کے بال سہلائے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے میڈیسن پکڑ کر اس کے ہاتھ میں تھمائی پانی کا گلاس پکڑایا۔۔ اس نے خاموشی سے میڈیسن کھالی۔۔ اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دے کر اپنے سینے سے لگاتے یاور کمرے سے باہر چلا

گیا وہ پیچھے سوچ میں پڑ گئی۔۔ وہ کیسا رویہ اس کے ساتھ اپنا رہا تھا کبھی بے انتہا پیار کرنا تو کبھی ایک ظالم جابر انسان بن جانا۔۔

آنکھیں بند کر کے لمبا سانس لیا اب اس کی یہی زندگی تھی اپنے اسی شوہر کے ساتھ اسے پوری زندگی گزارنی تھی۔۔۔جس سے وہ بچپن سے محبت کرتی ہے چاہے وہ اس سے محبت کرے یا پھر نہ کرے جبکہ راعنین یزدان ملک آپ سے بہت پیار کرتی ہے آپ کو کبھی چھوڑ کے نہیں جائے گی اپنے آنسو صاف کرتے اس کا عکس سوچتے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا جہاں وہ مہر ثبت کر کے گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وائلڈ ڈریگن کافی لیٹ اٹھا تھا فریش ہو کر باہر آیا موبائل ان کیا اسے قندیل کا نوٹیفکیشن شو ہوا جس پر اس نے پک سینڈ کی ہوئی تھی فوراً سے واٹس ایپ ان کرتے پک اوپن کی۔۔ طرسم خانزادی کا سفید حجاب میں لپٹا ہوا

چہرہ تھا۔۔ نیلی آنکھیں، دونوں رخسار پر ڈمپل، گلابی کٹاؤدار لب،
چھوٹی لیکن تیکھی ناک، سرخ و سفید رنگت، وہ سانس روکے اسے دیکھ
رہا تھا جیسے دل میں نقش کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔۔ سفید حجاب
میں اس کا سرخ و سفید چہرا ابراہم کو دل کے مقام پر ہاتھ رکھنے پر مجبور کر
گیا دھڑکنیں بے تحاشہ تیز تھی جیسے دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔
دلکش، دل نشین، چشمِ بدور، کھلی ہوئی گلاب کی کلی، نیلی آنکھیں جیسے
گہرا سمندر اس کے ذہن میں صرف یہی الفاظ گردش کررہے تھے بولنا
چاہتا تھا لیکن حلق سے آواز نہ نکلی لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔
یہ سوچا تھا تم حسین ہوگی لیکن اپنے حسن سے میری سانسیں روک دوگی یہ
میرے وہم و گماں میں بھی نہ تھا ابراہم ملک اس کی تصویر پر بار بار ہاتھ
پھیر رہا تھا جیسے ابراہم ملک کے ہاتھ میں موبائل نہیں طرسم خانزادی کا

چہرہ تھا اور وہ اس کے چہرے پر ہاتھ کی پشت رکھتے اسے محسوس کر رہا تھا لیکن یہ صرف اس کا خیال تھا۔۔۔

تم مجھے چاہیے ہو کسی بھی صورت میں ابراہم ملک بے قابو ہو رہا تھا وہ جلد از جلد سے ملنا چاہتا تھا اس کی نیلی آنکھوں کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا اس نے وہ خون آلود پینٹنگ اپنے بیڈ کے اوپر لگائی ہوئی تھی۔۔۔

ابراہم نے فوراً اپنے آدمی کو کال کی اسے پتہ لگوانے کو کہا کہ طرسم خانزادی اس وقت کہاں پہ ہے آدھے گھنٹے بعد ابراہم کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ بیکری میں گئی ہے۔۔۔

اس کے پیچھے رہو اور اپنی لوکیشن مجھے سینڈ کرو وہ جہاں جاتی ہے اس کے پیچھے جاؤ کہتے ہی کال کٹ کر دی اس کے آدمیوں نے اپنی لوکیشن سینڈ کی۔۔ شرٹ پہن کر آئینے میں اپنی بال درست کرتے۔۔ کار کی چابیاں

اٹھا کر تیز قدم بڑھاتے کار میں بیٹھا اور تیز رفتار سے کار چلاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔۔۔

وہ صارم کے ساتھ بیکری سے بہت ساری چیزیں لے کر اب پارک میں موجود تھی ابراہم کے آدمی ان کے پیچھے تھے۔۔۔

بابا ہم کتنی دیر بعد یہاں آئے ہیں طرسم صارم خان کا ہاتھ پکڑ مسکراتے چل رہی تھی۔ سفید عبایہ کے ساتھ ہم رنگ نقاب اور حجاب کیے وہ خوبصورتی کی انتہا پر تھی۔ نقاب سے نظر آتی اس کی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر ہر انسان پلٹ کر دیکھتا تھا۔ صارم کو غصہ آرہا تھا لوگوں کی نظریں اپنی بیٹی پر محسوس کر کے۔۔

بابا اگنور کرے پاگل لوگ ہے طرسم نے صارم کی ہاتھ پر گرفت مضبوط کی۔۔ وہ سکون سے اپنے بابا کے ساتھ کچھ پل گزارنا چاہتی تھی۔۔

بابا آپ نے دیو بھائی کا قتل کیوں کیا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا تو پوچھ لیا اسے برا لگتا تھا جب اس کے بابا سے دیو منہ موڑ لیتا تھا۔ نشے میں تھا۔۔ نظروں کا رخ دوسری طرف کیا۔۔

کیسے قتل ہوا؟ طرسم صارم کا ہاتھ پکڑ کر اسے لیے بینچ پر بیٹھی۔۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھری وہ لمحے اسے زندگی بھر کے لیے پچھتاوے میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔

آنکھیں سختی سے میچ کر کھولی اور اسے بتانے لگا۔ جب اسے اس کے کولیگ نے کلب بلایا پہلے تو اسے عجیب لیکن کام کا سوچ کر وہ چلا گیا۔۔ وہاں اس کی میٹینگ اچھی رہی کچھ اور کولیگز بھی شامل ہوئے تھے۔۔۔ ان کے جانے کے بعد اس نے جیب سے نشہ آور سیگرٹ نکالے اور

پینے لگا حویلی میں وہ پی نہیں سکتا تھا کیونکہ دالہام نے سختی سے اسے منع کیا تھا کہ اگر تم نے سیگرٹ پیئے تو میں تم سے بات نہیں کروگا۔۔

اس کے پیچھے کچھ نشیئی آدمی تھے جنھوں نے نشے کی حالت میں دو سے تین سافٹ ڈرنک میں شراب ڈال دی۔۔ کاؤنٹر پر موجود آدمی نے بھی غور نہ کیا۔۔۔

صارم کو یکدم کھانسی ہونے لگی پانی کے لیے ارد گرد نظریں دوڑائیں پانی کی جگہ اسے کولڈ ڈرنکس نظر آئی ایک ڈرنک اٹھا کر پی لی۔۔۔ جو اس سے گناہ کروانے والی تھی۔۔ چونکہ وہ نشے والے سگریٹ پیتا تھا اس لیے اسے کولڈ ڈرنک کا ٹیسٹ عجیب نہ لگا۔۔۔ کچھ دیر ہی گزری تھی نشہ اس پر حاوی ہونے لگا۔ اسے لگا شاید سیگرٹ پینے کی وجہ سے اس کا سر بھاری ہو رہا ہے۔۔۔

لڑکھڑاتے ہوئے کلب سے باہر گیا۔۔ سہیل اپنے دوست سے ملنے گیا ہوا تھا وہ حویلی جا رہا تھا جب اسے راستے میں صارم لڑکھڑاتے چلتا ہوا نظر آیا اپنی جیکٹ میں گن رکھی کیونکہ وہ جگہ بہت خطرناک تھی آوارہ لڑکے چھوٹی چھوٹی بات پر چاقو نکال لیتے تھے وہ کار سے فوراً باہر نکلا۔۔۔

صارم لالا آپ یہاں۔ اس نے جگہ کی طرف دیکھا جو انتہائی گھٹیا تھی۔۔ آپ نے نشہ کیا ہے اس کے پاس سے سہیل کو سمیل آ رہی تھی۔۔۔

نہیں میں نشا نہیں کرتا ہنستے ہوئے کہا اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔۔

لالا یہ بات جب بڑے بابا کو معلوم ہو گی آپ جانتے ہیں وہ کتنا غصہ کرے آپ کو کس حد تک سخت سزا دے گے؟ سہیل نے اسے سنبھالا اور کار طرف لے جانے لگا۔۔

ابھے کچھ نہیں ہوتا۔ میں بلکل ٹھیک ہو صارم اس سے دور ہوا اور قہقہے لگانے لگا۔۔

صارم لالا چلے گھر چلتے ہیں وہ آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔ صارم نے اسے دور دھکا دیا۔۔ اس کی گن جیکٹ سے باہر نکل کر زمین پر گری۔۔ صارم نے وہ گن اٹھالی۔۔۔

صارم لالا مجھے دے سہیل اٹھا اسے گھٹنوں پر چوٹ لگی تھی صارم کے ہاتھ میں گن دیکھ کر وہ بلند آواز میں بولا۔۔۔

چلو سہیل ہم گیم کھیلتے ہیں جیسے چھوٹے ہوتے کھیلتے تھے تم چور میں پولیس۔۔

لالا پلیز گن چھوڑ دے یہ اصلی ہے سہیل دو قدم آگے بڑھا تھا صارم نے بلٹ چڑھا لیا۔۔ اس کے قدم وہی پر رک گئے۔۔۔

لالا وہ گن نکلی ہوتی تھی یہ اصلی ہے۔۔

یہ نکلی ہے بلکل ہلکی صارم نشے میں جھول رہا تھا۔۔

لالا! گن دے دیں سہیل نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی وہ قدم بڑھانے ہی لگا تھا صارم نے گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔۔ اس سے قبل وہ کچھ کہتا صارم نے ایک ساتھ تین گولیاں چلائی۔ ایک سہیل کے پیٹ میں، دوسری کندھے پر اور تیسری دل کے مقام کے پاس لگی۔۔ کمر کے بل وہ زمین پر گرا۔۔ خون چاروں طرف پھیلنے لگا۔۔

ل۔ لالا سہیل کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ صارم اس کے گرد چکر کاٹ رہا تھا وہ نشے کی حالت میں تھا اس بات سے انجان تھا کہ وہ کتنا بڑے گناہ کی طرف بڑھ چکا ہے۔۔ سہیل نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔۔

لا۔۔۔۔۔۔ لاب۔۔۔ بچا۔۔۔۔۔۔ لل۔۔۔۔۔ لے سہیل لمبے سانس بھر رہا تھا۔۔ آنکھیں آنسو سے بھر گئی آنسو بہہ کر بالوں میں جذب

ہو رہے تھے۔۔۔ صارم اس کے پاس گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔
زمین پر پھیلتے خون کو پر ہاتھ رکھا۔۔۔
یہ کہاں سے نکل رہا ہے ہاتھوں کو غور سے دیکھا۔۔
میں نے نکلی گولی ماری ہے تمہارے جسم سے خون کیوں نکل رہا
ہے۔۔ سہیل کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔۔ اس کے لبوں پر زخمی
مسکراہٹ آئی۔۔

ل۔۔۔ لالا۔۔۔۔ نش۔۔۔ نشہ۔۔۔ آ۔ آپ

۔۔۔۔۔ س۔ سے۔۔۔۔۔۔ سہیل نے لمبا سانس لیا اور وہ اس کا
آخری سانس تھا۔۔۔ آنکھیں الٹی ہو گئی۔۔۔
سہیل آنکھیں کھولو ہم گیم رہے ہیں وہ جیسے ہوش میں آیا تھا اس کی بند
آنکھیں دیکھ کر۔۔۔

سہیل کھیل ختم ہوگیا۔ صارم نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔ وہ کہاں اٹھنے والا تھا۔۔

سہیل، گیم ختم ہوگئی نشے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہورہی تھی۔۔ بمشکل آنکھیں کھول کر اس کے رخسار تھپتھپائے۔ اگلے لمحے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے سہیل کی لاش کے اوپر گرا تھا۔ صارم کا سر سہیل کے ٹانگوں پر تھا۔۔

LRI

صارم نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا وہ کیا کر گزرا تھا۔۔ اپنے چچازاد بھائی جسے سگے بھائیوں کی طرح چاہتا تھا اسے ہی قتل کر گیا۔۔۔

قاتل ہے تمہارا باپ، تمہارا شوہر غلط نہیں ہے اس کی بے رخی جائز ہے۔ وہ مجھے منع کرتا تھا صام سیگرٹ نہ پیا کر، صام نشا انسان کو تباہ کر دیتا ہے لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور زندگی بھر کے پچھتاوے

میں بتلا ہو گیا۔ میری وجہ سے تمہیں اپنے باپ کی عمر کے شخص کے ساتھ گزارنی پڑے گی۔ ہادی نے تمہارا نکاح ہونے کی وجہ سے ہم سے رابطہ بند کر دیا، راہا سے نکاح کر لیا۔ میرے باپ کے رشتے علیحدہ ہو گئے۔ سب کچھ میری وجہ سے ہوا صارم کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔ کوئی اس کی اندرونی کیفیات سے واقف نہ تھا۔۔ طرسم اپنے بابا کے ہاتھ سہلانے لگی۔۔۔

بابا! بھاری ہوئی آواز میں صارم کو پکارا۔۔

بابا کی جان اپنے بابا کو معاف کر دو۔ صارم اس کے آگے ہاتھ جوڑنے لگا

طرسم نے فوراً اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ بابا، آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا جو میری قسمت تھا وہ مجھے ملا ہے، میں سردار الہام خانزادہ کی قسمت میں تھی بابا اور یقین جانے میں اپنی قسمت سے بہت خوش ہوں۔ مجھے آپ جیسا شوہر

ملا ہے جو آپ کی طرح میرے نخرے اٹھاتا ہے میں غلطی کرتی ہو تو دھتکارنے ، طنز دینے کی بجائے مجھے سمجھاتا ہے میرے ساتھ کھڑا رہتا۔ صارم مسکرایا تھا ایک یہی چیز تو اسے سکون دیتی تھی اس کی بیٹی خوش ہے۔۔۔

ایک مرتبہ جس عورت سے اس کا بیٹا، جس بہن سے اس کا بھائی اور اپنے جس دوست سے اس کا بھائی دور کیا ہے معافی مانگ لے۔

اور اگر انہوں نے معاف نہ کیا۔ دل میں جو ڈر 16 سال سے بیٹھا ہوا تھا وہ کہا۔۔

بابا دیو کا دل آپ کے معاملے میں سخت میں آپ خدا سے دعا کرے کہ وہ آپ کے دوست کا دل نرم کر دے آپ کے معاملے میں۔ کیونکہ جب انسان معاف نہ کرے تو خدا سے دعا کرو کہ اس شخص کا دل نرم کر دے۔۔۔ صارم حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا وہ بڑی ہو چکی تھی ہر کو

سمجھ رہی تھی اور سلجھانے کی کوشش میں تھی رشتوں کو جوڑ رہی تھی۔۔۔

میں تمہارے کھڑوس شوہر سے بات کروگا۔ صارم نے اپنی کو خود کے ساتھ لگایا۔۔

بابا آپ معافی مانگ لے گے تو آپ کا دل ہلکا ہو جائے گا مورے (ریحانہ خانم) آپ کو سب سے پہلے معاف کرے گی کیونکہ وہ نرم دل ہے۔ وہ ایک صابر خاتون ہے۔۔۔

صحیح کہا تم نے چچی ایک صابر خاتون ہے وہ دونوں باپ بیٹی باتوں میں مگن ہو گئے طرسم خانزادی اپنے بابا کا غم ہلکا کر رہی تھی۔۔۔ ابراہم پارک پہنچ گیا اپنے آدمیوں سے پوچھا تو انہوں نے بینچ کی طرف اشارہ کر دیا۔۔

ابراہم نے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا۔۔

اس کے ساتھ کون ہے؟ سوچا گیا اس نے سردار کو دیکھا ہوا تھا یہ شخص کوئی اور تھا۔۔۔

بوس یہ شاید اس کا باپ ہے اس کا ایک آدمی بولا ابراہم نے انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کر کے ساکت کھڑے سے دیکھنے میں مہو ہو گیا۔۔۔ کتنی دیر وہ وہی کھڑے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

بابا مجھے وہ کاٹن کینڈی لا کر دے طرسم نے ان سے کافی دور کھڑے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جو کاٹن کینڈی بنا رہا تھا۔۔

اچھا تم یہاں بیٹھوں میں لے کر آتا ہو صارم اسے ہدایت دے کر کاٹن کینڈی لینے چلا گیا۔ ابراہم موقع ملتے ہی تیز قدم بڑھاتے آگے بڑھا۔ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اپنے سامنے کسی کو کھڑا دیکھ اس نے اپنی نیلی آنکھوں سے بھاری پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ابراہم ملک دل تھام گیا۔۔ وہ نظروں کا تسام وائلڈ ڈریگن کی سانسیں روک گیا۔۔۔

طرسم وہاں سے جانے لگی ابراہم نے اس کی کلائی پکڑلی۔۔ طرسم نے آنکھیں پھیلائے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ اسے تھپڑ مارنے لگی اس نے طرسم کی دوسری کلائی بھی پکڑلی۔۔

کہاں جارہی ہو! جی بھر کر تمہاری خوبصورتی تو دیکھ لینے دو، تمہارے ڈمپل۔ طرسم کی آنکھیں پتھرا گئی وہ کیسے جانتا تھا اس کے ڈمپل ہے اس نے تو کبھی نقاب نہیں اتارا تھا وہ کئی لمحے ہل نہ پائی۔۔

تمہارے گلابی ہونٹ انہیں چھونے کا دل کررہا ہے، تمہارے نرم و ملائم رخسار۔ نقاب اتارو۔ اس کی تصویر کے بارے میں سوچتے ہوئے الفاظ ادا کیے۔ طرسم اپنی کلائیاں اس کے پتھر جیسے ہاتھوں سے آزاد کروانے کی کوشش کررہی تھی۔۔ چیخنا چاہتی تھی حلق سے آواز نہ نکلے، لب آپس میں سختی سے پیوست ہوچکے تھے۔۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں تھام کر دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔۔ اسے اس

کے ہاتھ کھولتے ہوئے سیسے کی معلوم ہو رہے تھے۔ دل چاہ رہا تھا اسی وقت وہ گوشت کا حصہ کاٹ کر پھینک دے جہاں اس نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔۔

چھ۔۔چھ۔۔۔ بولنے لگی تھی زبان دانتوں تلے آ گئی منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا۔۔ ابراہم ملک اس کے قریب کھڑا تھا۔۔

وہ اس کا نقاب اتارنے لگا طرسم نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوسے نکالتے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا۔۔ اسے خود سے دور دھکا دیا۔ پیچھے مڑتے اندھا دھن بھاگنے لگی عبایا پاؤں کے نیچے آیا وہ منہ کے بل نیچے گری۔ ہونٹ پھٹ گیا۔۔ ابراہم اس کے طرف بڑھنے لگا لوگ اس کے گرد اکھٹے ہوئے صارم شور کی آواز سن کر مڑا اپنی بیٹی کو وہاں موجود نہ دیکھ کر بھیڑ کی طرف بڑھا۔ طرسم کو زمین پر گرے دیکھ اسے اٹھایا وہ اپنے بابا

کے گلے لگتے بے آواز ہچکیاں بھرتے رونے لگی کاٹن کینڈی زمین پر گر گئی تھی۔۔

طرسم، بابا کی جان کیا ہوا؟ صارم نے اس کی پیٹھ سہلائی طرسم نے اپنے بابا کے گرد حصار مزید تنگ کر دیا۔۔

ابراہم دور کھڑا سب کچھ دیکھ رہا۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا یعقوب گارڈز کے ساتھ پارک میں داخل ہوا تھا اس کے پیچھے 50 کی تعداد میں آدمی تھے۔۔ سردار نے اسے بھیجا تھا صارم اور طرسم کے پیچھے ان کی حفاظت کے لیے۔۔

آج نہیں تو کل تم میری ہوگی ابراہم جنونی نظروں سے ایک درخت کے پیچھے کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

بی بی جی کو کیا ہوا ہے؟ یعقوب صارم سے استفار کرنے لگا کیونکہ وہ سردار کی جانب سے دی گئی ذمہ داری تھی اور وہ طرسم کو بہن کی طرح

سمجھتا تھا۔۔۔ صارم نے کندھے اچکا دیے۔ وہ خود حیران و پریشاں تھا کہ اسے اچانک کیا ہوا ہے۔ وہ کبھی گرنے کی وجہ سے اس طرح نہیں روئی تھی بلکہ صارم کو فوراً بتاتی تھی بابا مجھے یہاں چوٹ لگی ہے۔۔

بابا دیو! صارم کی جانب دیکھتے آنسو بہاتے کہا۔۔ صارم اسے اپنے بازو کے حصار میں وہاں سے لے جانے لگا طرسم کے جسم میں کپکپاہٹ طاری تھی۔۔ وہ وہاں سے گئے پیچھے تمام آدمی گن پکڑے چلنے لگے۔

ابراہم کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا جب تک وہ چلی نہ گئی۔

جیسے ہی حویلی کے پورچ میں کار کھڑی ہوئی طرسم اجلت میں کار سے باہر نکلی بھاگتے ہوئے پورچ میں داخل ہوئی۔۔

ل۔۔۔ لالا دیو! ہادی کو دیکھتے پوچھا نظروں چاروں طرف دوڑا رہی تھی۔۔

چاچو ضروری کام سے گئے ہیں۔۔

طرسم!۔۔۔۔۔بابا دیو، مجھے دیو پاس جانا، بابا دیو صارم نے اسے پکارا ہی تھا جب طرسم بول پڑی وہ روئے جارہی تھی اسے دالہام خانزادہ چاہیے تھا۔ صارم نے فوراً دالہام کو کال کی اس کا نمبر مصروف جارہا تھا۔۔

تم بیٹھو آجاتا ہے۔۔۔

مجھے کہیں نہیں بیٹھنا مجھے میرا دیو چاہیے روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف رخ کیا۔۔ اسے اپنے دیو کا حصار چاہیے تھا۔۔ صارم نے دوبارہ دالہام کو کال کی اس کا نمبر مصروف جارہا تھا۔۔

بابا کی جان وہ آجائے گا۔۔ صارم کو سمجھ نہ آئے وہ اپنی بیٹی کو کیسے سمجھائے۔۔

تو بلائے نہ بابا مجھے دیو پاس جانا ہے طرسم کا سر چکرانے لگا گیا۔۔

کیا ہوا طرسم؟ علینا نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

مورے دیو! طرسم بار بار صرف ایک ضد ہی کر رہی تھی علینا کو چھ سال پہلے گزرے لمحے یاد آئے جب اس کی بیٹی نے اسی طرح ضد کی تھی اور جب تک سردار گھر نہیں آگیا تھا اسے سکون نہ ملا تھا۔۔

طرسم ادھر آؤ!۔۔۔۔

مجھے کسی کے پاس نہیں جانا مجھے میرا دیو چاہیے ہادی اسے اپنے پاس کرنے لگا طرسم سب سے دور کھڑی ہو گئی۔ وہ زار و قطار رونے لگی سب حیرت میں مبتلا تھے گھر سے تو وہ خوشی خوشی گئی تھی اب اسے کیا ہو گیا ہے۔۔

وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اس کا پاؤں لڑکھڑایا اس نے دیوار کا سہارا لے لیا۔ صارم، ہادی، سفیان خان، علینا، ریحانہ خانم، صوفیا خانم، رضیہ خانم حویلی کے تمام افراد اس کے پیچھے گئے وہ کمرے کے باہر پہنچے تھے طرسم نے دروازہ بند کر دیا۔۔

طرسم کا سر بے انتہا چکرا رہا تھا کلائیاں اور کندھا جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے کوئلے اوپر رکھے ہو۔۔۔

پری دروازہ کھولو ریحانہ خانم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

طرسم اپنی کلائیوں کو دیکھ رہی تھی کلائیوں سے نظر ہٹا کر آئینے میں اپنا عکس دیکھا نا جانے وہ آدمی کون تھا اس نے طرسم خانزادی کا چہرا دیکھ لیا تھا ایک نامحرم نے اس کا چہرا دیکھا تھا حتیٰ کہ یاور نے بھی نہیں، جب سے اس نے پردہ کرنا شروع کیا تھا۔ وہ چھ سال یاور کے پاس رہی تھی۔ 13 سال کی عمر میں اس نے پردہ شروع کیا تھا۔ یاور کبھی دروازے پر دستک دیے بغیر کمرے میں داخل نہ ہوا تھا۔ اگر کبھی اس نے طرسم کو ہاتھ لگایا تھا تو محض اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتا بھائی بن کر اور وہ بھی بہت کم۔۔

وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی وہ سب دروازہ کھٹکھٹاتے رہے لیکن اس نے نہ کھولا اور ضبط کھوتے چلائی تھی۔۔

"چلے جائے یہاں سے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی، مجھے کوئی نہیں چاہیے، اکیلا رہنا ہے مجھے"

کتنی دیر وہ دروازہ کھٹکھٹاتے رہے تھک ہار کر لاونج میں بیٹھ کر دالہام کا انتظار کرنے لگے۔۔۔ قندیل اس سب سے لطف اندوز ہو رہی تھی وہ جانتی تھی اسے کیا ہوا ہے۔۔ سونیا بار بار اپنے لالا کو کال کر رہی تھی اور اب اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔ راہا اپنے کمرے میں تھی۔۔

تقریباً گھنٹے بعد سردار حویلی کے اندر داخل ہوا ہی تھا صارم اس کے پاس گیا۔۔

دالہام طرسم دروازہ نہیں کھول رہی۔ ہم سب کب سے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے دالہام اس کی بات سنتے ہی کچن میں گیا ڈوبلیکیٹ چابی لی اور

کمرے کی طرف رخ کیا۔۔۔لاک کھولنے لگا لیکن اس دوسرا لاک بھی کیا ہوا تھا جو صرف اندر سے کھلتا تھا۔اس کا سسٹم موبائل سے کنیکٹ تھا سردار نے موبائل نکالا جو بند ہو گیا ہوا تھا اسے ان کیا دو پرسنٹ چارجر تھی۔۔اگلے لمحے لاک کھل گیا۔۔

اس نے مجھے ہاتھ لگایا۔اس نے مجھے دیکھ لیا سردار کمرے میں داخل ہوا تھا طرسم کانپتے ہاتھوں سے کبھی اپنے چہرے کو ہاتھ لگا رہی تھی تو کبھی اپنے کندھوں کو۔آنکھیں آنسو سے بھری تھی۔۔۔

پری!سردار اسے پکارتے اس کے پاس گیا بیڈ پر بیٹھتے اس کے کانپتے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا۔۔

دیو!ا.....اس نے ہا.....ہاتھ لگایا سردار کے ہاتھ پکڑ کر اپنے شانوں پر رکھے۔اس کی آنکھوں میں غصے کی سرخ لکیریں نمایا ہونے لگی۔۔

کس نے ہاتھ لگایا؟اپنے قریب تر کرتے سوال کیا۔۔

وہ آدمی.....ہاتھ...چہرا سردار دالہام خانزادہ کے سینے پر سر ٹکائے زارو قطار آنسو بہانے لگی۔۔۔

دیو میں بے پردہ ہو.....کیا بولے جارہی ہو تم اس کی بات کاٹتے اس کا نقاب اتار کر آنسو صاف کیے۔ اس کی پری کی نیلی آنکھوں پر سوجن ہو چکی تھی۔۔۔ لبوں کے ہمارے پر جما ہوا خون تھا سردار نے اس زخم پر انگھوٹا ڑب کیا۔۔ آنکھیں خون چھلکنے کی حد تک سرخ تھی۔۔۔

جو الفاظ میں اپنے محرم کے سنتی تھی آج کسی نامحرم نے مجھے کہے۔ میری خوبصورتی کا طلبگار ہونے کا حق میرے محرم کو ہے آج ایک نامحرم.....سردار نے اس لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اس کے الفاظ دل کو چیر گئے روح زخمی کر گئے۔۔ اس نے تو اپنی پری کو چھپائے رکھا تھا کس

میں اتنی ہمت پیدا ہو گئی کہ کوئی سردار کی بیوی کی خوبصورتی کے بارے میں الفاظ ادا کیے۔۔۔

دیو! تمہاری باپردہ پری کی خوبصورتی پر باتیں کر کے کسی نے چھوا طرسم کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔ دالہام خانزادہ کے دل میں آگ بھڑک رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔ تمہارا دیو تمہارے پاس ہے اسے چپ کروانے کے لیے لبوں پر مسکراہٹ سجائی جبکہ دل و دماغ اس انسان کے ٹکرے کرنے کی ضد کر رہا تھا۔۔

میری پری بے پردہ نہیں ہوئی، بے پردہ وہ عورت ہوتی ہے جو پردہ کر کے ایک نامحرم کی تعریف کے لیے اپنا پردہ اتار دیتی ہے۔

اس نے مجھے چھوا اپنے دیو کے الفاظ سننے کے بعد اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھا جو اس کے شانو پر تھے جہاں ابراہم ملک نے ہاتھ لگایا تھا۔۔۔۔

سردار نے بنا کچھ کہے کندھے پر پھیلے اس کے حجاب پر لب رکھے۔۔ مٹ گیا ایک نامحرم کا دیا گیا زہریلا لمس دوبارہ اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر آنسو صاف کیے۔۔۔

طرسم نے اس کے آگے اپنی کلائیاں کی جن پر انگلیوں کے سرخ نشان تھے۔۔ سردار نے اس کی دونوں کلائیوں پر مہر ثبت کی اور سر نفی میں ہلایا کہ "ان دو خوبصورت آنکھوں میں نمی لانا بند کرو"۔

سرخ نشانات کو دیکھ کر دالہام کا خون کھولنے لگا۔ اسے اپنے بازو کے حصار میں لے لیا اس کا ڈر دور کرنے کے لیے۔ سہمی بچی طرح وہ اس سے لپٹ گئی۔۔

ہمیشہ میرے ساتھ رہنا میرا سایہ بن کر۔۔

میں تمہارا سایہ نہیں ہو سایہ اندھیرے میں ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔۔ وہ
پہلے ہی بے انتہا ڈر چکی تھی سردار کی باتیں اسے الجھا رہی تھی۔۔

روح بن کر؟

ایک اور سوال کیا گیا۔۔

جب مرتے ہیں روح جسم سے جدا کر دی جاتی ہے اور قیامت والے دن
ہمارے وجود میں ڈال کر زندہ کیا جاتا ہے۔۔

دھڑکن؟ ڈر میں مزید اضافہ ہوا۔

ختم ہو جاتی ہے۔

فوراً جواب دیا گیا۔۔

سانسیں؟

وہ تو ساتھ چھوڑ جاتی ہے سوچا گیا۔

جسم مکمل طور پر مردہ ہونے سے قبل ساتھ چھوڑ جاتی ہیں۔ اس کا جواب طرسم کے دل کو مٹھی میں جکڑ گیا۔

تو تم میرے ساتھ ہمیشہ نہیں رہو گے؟ آنکھیں آنسو بھری۔ موتیوں کی لڑی کی طرح آنسو سردار کی گود میں گرے۔۔۔

میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہو گا۔۔ اگلے آنسو گرنے سے قبل سردار نے ہاتھ نیچے کیے۔ وہ سردار کے لیے قیمتی تھے۔

کیسے؟ اس کے ہاتھوں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھے۔۔

دل!

ایک لمحہ ضائع ہوئے بغیر جواب دیا۔۔

مرنے کے بعد جانور قبر میں داخل ہو کر ختم کر جاتے ہیں۔۔

سردار کے ہاتھ ٹیرا کیے ہتھیلی میں جمع ہوئے آنسو زمین پر گر گئے۔۔۔

میری بیوی باپردہ اور نیک عورت ہے، مرنے کے بعد اللہ کے نیک بندوں کے قریب جانور آنا تو دور بھٹکتے تک نہیں۔ میں اپنی بیوی کا دل ہو جو تا قیامت اس کے ساتھ، قریب رہے گا۔۔

طرسم اس کے سینے سے لپٹے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی وہ اپنے شوہر کے لیے باپردہ اور نیک تھی۔۔

رونا بند کرو دیو کی جان سردار نے اس کے دونوں رخسار کو لبوں سے چھوا۔۔

دیو کی جان کو زور سے ہگ کرو اس کیا آنکھوں میں تکلیف دیکھ کر سردار نے اسے سختی سے خود میں بینچا۔۔ وہ خوف میں بتلا ہو گئی ابراہم کی آنکھوں میں جنونیت دیکھ کر۔۔

دیو !

جی دیو کی جان اس کی پیار بھری آواز سن کر طرسم نے مزید اس کے سینے میں اپنا چہرا چھپایا۔۔۔ آہستہ آہستہ اس کا ڈر کم ہو رہا تھا سردار جلد از جلد طرسم کو پر سکون کر کے صارم کے پاس جا کر اس کا حشر بگاڑنا چاہتا تھا۔۔

دیو تم میرے ہو صرف میرے۔ آئی لو یو۔ اس کا اظہارِ محبت واللہ سردار کے دل کو سکون دے گیا۔۔ کافی دیر وہ اس کی پیٹھ سہلاتا رہا۔۔ جب یقین ہو گیا کہ اب وہ ٹھیک ہے تو اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔

شیر طیان اسی پل کمرے میں داخل ہوا تھا جلد سے سے طرسم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

آپ۔ چھوٹی بچی ہو شیر طیان نے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوال کیا۔۔

نہیں!

تو پھر نیچے بچوں کے طرح ضد کیوں کر رہی تھی اس طرح ضد میں کرتا ہوں جب بابا جانی گھر نہیں ہوتے شیر طیان نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا تھا جیسے اسے طرسم کی حرکت پسند نہیں آئی تھی۔۔

مجھے ہر پل میرا دیو میرے چاہیے ہوتا ہے۔ شیر طیان نے دالہام کی جانب دیکھا۔۔

میں بھی اپنے بابا جانی سے بہت پیار کرتا ہوں شیر طیان ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ اور پھر طرسم اور مہا شیطان لڑنا شروع ہو گئے کہ کون دالہام خانزادہ سے زیادہ پیار کرتا ہے۔۔ سردار اسے شیر طیان کے ساتھ جھگڑتے اور پرانے موڈ میں واپس آتے دیکھ کسی حد تک طرسم کے معاملے میں پر سکون ہوا تھا اس کا موڈ جتنا مرضی خراب ہوتا وہ اپنے دیو کے ساتھ کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

صارم کا خیال ذہن میں آتے ہی اس دماغ یکدم گھوما تھا تلملاتا ہوا نیچے گیا۔ سیڑھیاں اتر کے اس کے قریب جاتے اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ اس کے منہ پر ایک ساتھ کئی مکے مارے۔۔

تمہاری ذمہ داری پر میں نے اسے تمہارے ساتھ بھیجا تھا کیا حال کر کے تم اسے واپس لے کر آئے ہو میرے بعد اس کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے صارم خان۔ کیسے بے غیرت باپ ہو تم تمہاری موجودگی میں کوئی تمہاری بیٹی کے بارے بکواس کر کے گیا اسے چھوڑ کے گیا ہے دالہام نے اس کے پیٹ میں کئی مکے مارے۔ سفیان خان نے آگے بڑھتے اسے صارم سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔

یہ سردار دالہام خانزادہ اور صارم خانزادہ کا معاملہ ہے آپ درمیان میں مت آئے میں بدتمیزی نہیں کرنا چاہتا دالہام نے نظریں نیچے کیے ادب سے کہا وہ سفیان خان سے بدتمیزی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ گری تھی !صارم کو حیرت ہوئی دالہام کی باتیں سن کر۔۔

دالہام میری بیٹی کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔۔۔

اس کی کلائیاں دیکھ صارم خان وہ رو رو کر ہلکان ہو چکی ہے۔ دالہام

خانزادہ نے اس کا گریبان چھوڑتے اسے دور جھٹکا۔۔

اگر ساتھ لے کر جانا تھا تو حفاظت کی ذمہ دار بھی لیتے صارم

خا۔۔۔۔۔۔۔ دالہام میری بیٹی ہے وہ، مجھے اچھے سے معلوم ہے

اس کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں محض کچھ لمحے اس سے دور

گیا تھا اس کے لیے کاٹن کینڈی لینے واپس آیا تو وہ زمین پر گری تھی۔

مجھے مت سکھاؤ کہ میری کون سی ذمہ داری ہے صارم اس کی بات

پوری ہونے سے پہلے بولا۔ دونوں کی کانپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔

پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔

دماغ خراب ہوگیا ہے تم دونوں کا، لڑنے کی بجائے یہ پتا لگواؤ اس کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی کس کی ہمت ہوئی ہے سفیان خان دونوں کو گھوری سے نوازتے ہوئے بولے۔۔۔

دالہام اور صارم نے سرسری کا ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

یعقوب.جس جگہ صارم خان میری بیوی کو لے کر گیا تھا اس جگہ کی فوٹیج مجھے لا کر دو ابھی کے ابھی۔ یعقوب سردار کی بات مکمل ہوتے ہی نکل گیا۔۔

میری بیٹی صارم کمرے کی طرف جانے لگا دالہام نے اس کو بازو سے پکڑا۔۔

وہ کسی حد تک پر سکون ہوئی ہے اگر جا کر اس سے پوچھو گے تو میری بیوی کی طبیعت پھر سے بگڑ سکتی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا صارم خان دالہام خانزادہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ایک بات یاد رکھو دالہام تمہاری بیوی ہونے سے پہلے وہ میری بیٹی ہے۔۔۔

تمہاری بیٹی ضرور ہے لیکن تم سے زیادہ حق میرا ہے اس پر دالہام خانزادہ نے یک طرفہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اس کی بات سچ تھی۔۔۔

دالہام خانزادہ مردان کھانے میں چلا گیا صارم بھی اس کے پیچھے گیا۔ ایک ایک کرتے حویلی کے تمام مرد اسے کے پیچھے چلے گئے۔۔۔

لڑکیوں تم سب اپنے اپنے کمرے میں جاؤ رضیہ خانم نے سونیا، نمیرہ، حبا کو کمرے میں جانے کا کہا۔۔ وہ خاموشی سے راہا کے کمرے میں چلی گئی کیونکہ دالہام نے کہا تھا اس کے ساتھ وقت گزارا کرو۔۔۔۔

علینا بیٹا رونا بند کرو رضیہ خانم، ریحانہ خانم اور صوفیا خانم علینا کو چپ کروانے لگی جو رو رہی تھی۔۔۔

رونے کی بجائے جا کر اپنی بیٹی کو پر سکون کرو علینا ہامی میں سر ہلا کر طرسم کے پاس گئی اس کے پیچھے وہ تینوں بھی تھی۔۔

طرسم کیا کر رہی ہو علینا اس کے پاس بیٹھی طرسم نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔

شیر طیان طرسم کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اسے نیند آ رہی تھی۔۔ طرسم نے ایک نظر اسے دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے اس سے جھگڑ رہا تھا۔۔ وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔

آج میں اپنی پری کے لیے خود کھانا بناتی ہوں، میری پری کیا کھائے گی

طرسم نے نفی میں سر ہلا دیا کہ میں نے کچھ نہیں کھانا۔۔ ریحانہ خانم نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

بتاؤ پری!

بریانی ریحانہ خانم کا پیار بھرا لہجہ دیکھ کر وہ بولی۔۔ وہ سب اس سے ہلکی پھلکی باتیں کر کے اس کا دھیان بھٹکانے لگے۔۔ کچھ معاملات میں وہ سمجھدار کی طرح باتیں کرتی تھی لیکن کچھ معاملات میں ڈر بھی بہت جلد جاتی تھی۔۔

سردار یہ رہی فوٹیج یعقوب مردان خانے داخل ہوا۔ اپنا موبائل سردار کے سامنے کر دیا۔۔ جس میں وہ ویڈیو تھی جب ابراہم نے طرسم کی کلائیاں پکڑی ہوئی تھی۔۔ صارم دالہام کے پاس بیٹھا ہوا تھا جیسے جیسے وہ دونوں ویڈیو دیکھتے جا رہے تھے دونوں کی آنکھوں میں غصے کے لال

ڈورے نمایا ہونے لگے۔۔ طرسم خانزادی ایک کی بیوی تھی اور دوسرے کی بیٹی۔ دونوں ہی اسے لے کر حد سے زیادہ جنونی تھے۔۔ سردار اس کے بارے میں کچھ معلومات ملی ہیں یعقوب خاموش ہو گیا اسے جو حقیقت معلوم ہوئی تھی وہ بتانے کے لیے اس سے بہت ہمت چاہیے تھی۔۔

کون سی معلومات معلوم ہوئی ہے؟۔۔

سردار یہ پہلے ڈارک ویب کے ساتھ ڈیل کرتا تھا لیکن اب یہ ڈارک ویب کا اونر ہے اس کا اصل نام ابراہم ملک ہے یہ اب بی بی جی کے پیچھے ہے میں نے ڈارک ویب میں کام کرنے والے ایک آدمی کو پکڑا تھا جو اتفاقاً کر لیا ابراہم ملک کا آدمی تھا۔۔ اسے بے انتہا مارنے پر معلوم ہوا کہ حویلی میں موجود کسی کے ساتھ وائلڈ ڈریگن کا رابطہ ہے۔ سردار جیسے وہ اس ویڈیو میں بکواس کر رہا تھا بی بی جی کے بارے میں تصویر بھیجنے والا

حویلی میں سے کوئی ایک ہے۔۔ سردار نے یعقوب کا موبائل زمین پر دے مارا۔ سختی سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے وہ ٹوٹے ہوئے موبائل کو دیکھ رہا تھا۔۔ صارم نے سائیڈ پر پڑے ہوئے کشن کو ہاتھوں میں دبوچا۔۔۔

اتنی ہمت اس میں پیدا ہو گئی کہ وہ ہمارا نمک کھا کے ہمارے ساتھ غداری کرے سفیان خان نے ٹیبل پر بڑا واس اٹھا کر زمین پر دے مارا سردار اور سفیان خان کا غصہ ایک طرح کا ہی تھا وہ جب غصے میں ہوتے ہر چیز کو تہس نہس کر دیتے تھے۔۔

آئیدن ابراہم ملک کا بیک گراؤنڈ پتہ کرواؤ۔ اس کے بارے میں مجھے ایک ایک چیز کی معلومات ملنہ چاہیے۔ اس کے کالے کارنامے کل تک میڈیا کے سامنے شو ہونے چاہیے کہ یہ لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلوں میں راتیں گزارتا ہے۔ سردار صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا

ٹانگ ٹانگ رکھی ابراہم ملک معروف بزنس مین تھا لیکن مافیا دنیا میں وہ ڈارک ویب کا اونر وائلڈ ڈریگن تھا۔۔ پہلے وہ اس کا کریئر تباہ کرنا چاہتا تھا اور اس کے بعد اسے زمین پر رینگتے ہوئے کیڑے کی طرح مسل دینا چاہتا تھا۔۔

لالا کام ہو جائے گا۔ آئیدن کی طرف سے فوراً جواب ملا۔۔

یعقوب یہ تمہاری ذمہ داری ہے ابراہم ملک کے بارے میں معلوم کرنا کہ وہ کس وقت کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے اور حویلی میں سے کون اس کے ساتھ شامل ہے سردار کی بات سنتے ہی اس نے ہامی میں سر ہلا دیا۔۔۔

یہ کہاں ملے۔۔۔۔۔ صارم خان جلد بازی میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اکثر جلد بازی میں کیے گئے فیصلے ہمیں خسارے میں مبتلا کر جاتے ہیں۔ صارم کو غصے سے اپنی جگہ سے اٹھتے

دیکھ اس کا ہاتھ بازو پکڑا۔ دالہام خانزادہ ابراہم ملک کی بربادی سوچے بیٹھا تھا کہ کس طرح سے تباہ و برباد کرنا ہے۔۔ سردار نے آنکھیں سختی سے میچی تھی یہ چیز ہادی اور صارم خان نے بخوبی نوٹ کی۔۔۔۔

چاچو اس کے بارے میں سب معلومات مل گئی ہیں بہت جلد ہمارے سامنے ہوگا پھر کیا چیز ہے آپ کو۔۔۔۔۔ ہادی نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

ہادی خانزادہ اسے میں پکڑلوں گا سزا دے دوں گا لیکن اس نے میری بیوی کو دیکھا ہے اس کے بارے میں بکواس کی ہے اس چیز کے لیے میں کبھی خود کو معاف نہیں کرپاؤں گا جس عورت کو میں ہزار پردوں میں چھپا کر رکھنا چاہتا ہوں وہ کمینہ انسان میری بیوی کے بارے میں بے ہودہ الفاظ بول کے گیا ہے۔۔۔

سردار کے الفاظ وہاں بیٹھے ہر شخص کو خاموش کروا کر گئے۔۔۔

دالہام !اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔۔۔

تم توبات مت ہی کرو تو اچھا ہے ساتھ لے گئے تھے لیکن اس کی حفاظت نہیں کر سکے۔ دالہام کو سب سے زیادہ غصہ صارم پر تھا۔۔ دالہام میں تو اس کی خواہش پوری کرنے کے لیے وہاں گیا تھا مجھے کیا معلوم تھا کہ ..... صارم نے اپنا سر تھام لیا۔ وہ کیسے اسے سمجھاتا اگر اسے ذرا سا بھی علم ہوتا کہ اس کے جانے کے بعد اس کی بیٹی کے ساتھ یہ سب ہوگا تو کبھی اسے اکیلا چھوڑ کر نہ جاتا۔۔ سردار نے خود پر قابو کرنے کی کوشش کی وہ اپنے اپے سے باہر ہو کر کوئی غلط قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔

دالہام !معاف کر دیں اچانک صارم اس کی طرف رخ کر کے بیٹھا معافی مانگتے وہ اس کی آنکھوں سے گوشے نم ہوئے تھے وہاں بیٹھا ہر شخص ان دونوں کو دیکھنے لگا۔۔ آئیدن نے ایک نظر صارم خان کو دیکھ کر نظروں

کا زاویہ تبدیل کرلیا۔۔ وریام ہادی اور سفیان خان نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی کہ سردار اسے معاف کردے۔۔۔ دالہام وہاں سے جانے لگا تو صارم نے اس کا بازو پکڑلیا۔۔۔

اور کتنے سال مجھے سزا دے گا اگر میں ہوش میں ہوتا تو کبھی اتنا بڑا گناہ نہ کرتا معاف کردے نا یار صارم مضبوطی سے اس کے گلے لگا سردار اسے پیچھے کر رہا تھا لیکن سارے نفی میں سر ہلاتے بے آواز رونے لگا اس کا صبر ختم ہوگیا تھا۔ وہ مزید یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

صارم پیچھے ہٹو۔۔

معاف کردے صارم اسے چھوڑ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا سر جھکا ہوا تھا آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے ہادی اپنی جگہ سے اٹھا تو سفیان خان نے اپنے پوتے کا ہاتھ پکڑلیا وہ معاملہ دو دوستوں کا تھا۔۔

کیا میرے معاف کرنے سے میرا بھائی واپس آجائے گا؟

کیا مجھے مزید سزا دینے سے وہ واپس آجائے گا صارم نے جواب دینے کے بدلے اس سے سوال کیا بھیگی ہوئی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو بے رحم بنا اپنی جگہ پر ساکت کھڑا تھا۔۔

تو نے کیوں کیا؟ ہزار مرتبہ تجھے منع کیا تھا صام نشہ مت کر لیکن تو نے میری ایک نہ مانی اور قاتل بن گیا ایک معصوم جان کا۔ دالہام خانزادہ کے دل سے جیسے خون نکل کر لمحہ بہ لمحہ اس کی جان نکال رہا تھا۔۔

پتہ نہیں اس دن مجھے کیا ہو گیا تھا میں پہلے بھی سگرٹ پیتا تھا لیکن اس قدر نشہ مجھ پہ حاوی کبھی نہ ہوا تھا۔ دالہام میرا یقین کرو میں نے صرف سگرٹ پیا تھا صارم اٹھا اور دالہام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں واس کا ٹکڑا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا وہ کیسے اسے سفائیاں دے کر سمجھائے کہ اس نے شراب نہیں پی تھی۔۔۔

صارم خان ت۔ نشہ آور سیگرٹ پیتے تھے اس لیے تمہیں اس کولڈ ڈرنک میں شراب کا شامل ہونا محسوس نہیں ہوا اور انجانے میں تم کولڈ ڈرنک کی جگہ شراب پی گئے تھے اور نشے کی حالت میں قتل کر دیا۔۔

دالہام خانزادہ نے اسے حقیقت سے اگاہ کر دیا کہ سگرٹ کی وجہ سے اسے کولڈ ڈرنک کا ٹیسٹ عجیب محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔

تو مجھے معاف نہیں کرے گا؟ صارم نے اپنی سرخ ہوئی ہے آنکھوں سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا۔۔ دالہام نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔۔۔ صارم کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی تھی جو وہاں کھڑے ہر فرد کو تشویش میں بتلا کر گئی کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔۔

آخری مرتبہ پوچھ رہا ہوں مجھے معاف نہیں کرے گا؟ ہاتھ میں پکڑا ہوا واس کا ٹکڑا صارم جیسے ہی اپنی شہ رگ میں مارنے لگا سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

پاگل ہو گئے ہو؟ دالہام خانزادہ نے اس کے ہاتھ سے واس کا ٹکڑا پکڑ کے زمین پر پھینکا جلد بازی میں کھینچنے کی وجہ سے ان دونوں کے ہاتھوں پر گہرا کٹ لگا تھا خون نکل کر انگلیوں سے پھسلتے زمین پر گرنے لگا۔۔

تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور میں کسی بھی لمحے اپنی جان لے لوں گا کیونکہ مزید میں اس بوجھ کو لیے جی نہیں سکتا۔ صارم خان کی آنکھوں میں ایک جنون تھا خود کی جان لینے کا وہ تھک چکا تھا سزا سہتے ہوئے۔۔۔

تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے۔۔

سردار دالہام خانزادہ میں اپنے ہر فرض سے آزاد ہو گیا ہوں۔ اگر اب مر بھی جاؤں گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔ صارم کے الفاظ سن کر ہادی تڑپ اٹھا تھا۔۔

بابا کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ، ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔۔

ایک دن یہ ضرورت ختم ہوجائے گی قاتل ہے تمہارا باپ اور قاتلوں کو جینے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔۔ صارم خان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر سردار کی خون آلود ہتھیلی پر گرا۔۔۔

بابا! ہادی نے بلند آواز میں اپنے بابا کو پکارا۔۔

لالا! یہ سب کچھ ختم کردے آئیدن نے دالہام کے پاس کھڑے ہوتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

صارم خان سر جھکا ہے وہاں سے جانے لگا جب سردار کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔۔

صارم خان تم دوبارہ میرے دل میں وہ جگہ حاصل نہیں کرسکتے لیکن کوشش ہے کہ تم دوبارہ وہی صام بنو گے ناکہ صارم خان دالہام خانزادہ نے اپنی انکھیں بند کرلی آنکھوں کی نوک سے پلکوں کا کچھ حصہ گیلا

ہوا تھا صارم مڑا اور سختی سے سردار کے گلے لگ گیا 16 سال بعد دالہام خانزادہ نے اپنے دوست کی پشت پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

میں ابھی بھی یار وہی صام ہو۔

Love you yar.....

صارم نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے سردار نے اسے خود سے دور جھٹکا۔ صارم کی آنکھیں نم تھی لیکن لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی وہ بلند آواز میں قہقہہ لگانے لگا۔۔۔

شرم نامی چیز نہیں ہے تم میں بچے جوان ہو گئے ہیں تمہارے لیکن ابھی بھی وہی حرکتیں ہیں۔۔۔

ظاہر سی بات ہے یار ہر ایک نہ ایک دن بچے بڑے ہو جاتے ہیں جوان ہو جاتے ہیں صارم خان مسکراتے ہوئے ایک مرتبہ پھر اس کے گلے

لگا۔۔ دالہام خان نے سب کچھ اپنے اللہ کے سپرد کیا اور صبر کو تھام لیا۔۔

آئیدن! صارم خان آئیدن کو پکارتے اس کی جانب ہوا ٹھنڈی آہ بھرتے آئیدن اس کے گلے لگا۔۔

ہمارے دل میں ہمیشہ ایک کاش رہے گا گناہ کرنے والے کے دل میں بھی اور معاف کرنے والے کے دل میں بھی۔

سب کے دل اداس ہوئے تھے لیکن چہرے پر مسکراہٹ بھی تھی۔۔

اب سب کچھ ٹھیک ہے تو یعنی اب آپ مجھے راہا.....تم ابھی بھی میرے سالے ہی ہو بھولو مت سردار اس کی بات کاٹتے بولا صلح کرنے کی کوشش اس کے باپ کے ساتھ کی تھی ناکہ ہادی خانزادہ کے ساتھ۔۔

شام کے سات بج چکے تھے سردار اپنے کمرے میں گیا طرسم سو گئی تھی اس کے کندھے پر سر رکھے شیر طیان سویا ہوا تھا۔ سردار نے شیر طیان کو سائیڈ پر کیا درمیان میں لیٹے ان دونوں کو اپنے حسار میں لیا جو اس کی خوشیاں تھے۔۔

طرسم ڈر کی وجہ سے کانپ رہی تھی سردار نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

نیند میں سردار کی پری نے اپنے دیو کا ہاتھ تھام کر الفاظ ادا کیے تھے۔۔

" میں کھڑوس لیکن نرم دل دیو کی باپردہ بیوی ہو"

وہ مسکرایا تھا کہ اس کے پری اپنے دیو کے الفاظ سن کر کسی حد تک پر سکون ہو چکی ہے۔۔ اس کا دیو صرف اس کے لیے نرم دل تھا۔

دوسرے اشخاص کے لیے وہ ایک وحشی انسان تھا۔۔

موندی موندی آنکھیں کھول کر اس کی ہاتھ کی پشت پر بوسہ دے کر پیشانی سے لگاتے اس کے حصار میں چھپ گئی۔۔

میری پری کو کیا ہوا ہے اس کے بالوں پر بوسہ دے کر شانا سہلایا۔۔
پری کو دیو چاہیے طرسم مزید اس میں چھپی تھی۔۔ سردار نے اس کے گرد سخت حصار قائم کیا۔۔ نیند سے تھوڑی دیر کے لیے بیدار ہو کر وہ دوبارہ گہری نیند میں چلی گئی تھی لیکن اس مرتبہ وہ مکمل طور پر پر سکون تھی۔۔

رات کے کھانے میں سب موجود تھے سوائے ان تینوں کو چھوڑ اور صارم کو چھوڑ کر وہ پر سکون ہو کر اپنی نیند پوری کر رہا تھا کیونکہ اس کا دوست کوشش کر رہا تھا اسے معاف کرنے کی اور یہی صارم خان کے لیے کافی تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

راہارات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی اس کے پیچھے ہادی بھی کمرے میں داخل ہوا۔۔

آج موو ی دیکھیں !راہا کے پاس بیڈ پر بیٹھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اس کا کوئی موڈ نہیں تھا موو ی دیکھنے کا۔۔

تو پھر میری بیوی میرے ساتھ کیا دیکھنا چاہتی ہے ہادی اس کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

مجھے موو ی گندی لگتی ہے راہا نے اسے سچی بات بتا دی۔۔ اسے گزشتہ موو ی بالکل بھی اچھی نہیں لگی تھی۔۔

چلو پھر ہم گیم کھیلتے ہیں۔۔

کون سی گیم ایکسائٹڈ ہوتے گھٹنے پر کہنیاں ٹکاتے آنکھیں پٹپٹا کر سوال پوچھا وہ دونوں بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

میں تم سے سوال کروں گا اور تم جواب دو گی۔۔ راہا چونکری مار کر بیٹھ گئی جیسے کہنا چاہ رہی تھی جو پوچھنا ہے پوچھو۔۔

تمہارا فیورٹ کلر؟

ریڈ! فوراً اس نے جواب دیا تو ہادی مسکرایا تھا۔۔

کھانے میں کیا پسند ہے؟

لالا کے ہاتھ کا پراٹھا راہا کو اپنے لالا کے ہاتھ کا پراٹھا بے انتہا پسند تھا۔۔

راہا ہماری ٹھوڑی کے نیچے جسم کا کون سا حصہ ہے راہا نے گردن پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

گردن سے نیچے! ہادی آہستہ آہستہ جو چیز جاننا چاہتا تھا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

دل! راہا نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ہاتھ تھوڑا سا اوپر رکھو راہا نے اپنا ہاتھ تھوڑا سا اوپر کیا جبکہ کالر بون سے تھوڑا سا نیچے تھا۔۔

یہاں کسی چیز کی سختی محسوس ہو رہی ہے؟

یہاں پر ایسے جیسے پتھر ہے راہا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کالر بون سے تھوڑا سا نیچے سختی کیوں ہے۔۔

میں ہینڈ لگا کر چیک کروں ہادی نے مسکراتے ہوئے معصومیت سے پوچھا جس انداز میں راہا اس سے سوال کرتی تھی۔۔

ہاں! اس کے اجازت دیتے ہی ہادی نے اس کی کالر بون سے تھوڑا سا نیچے ہاتھ رکھا اس جگہ سے جلت اس طرح تھی جیسے جلت کا دانہ بنا ہو اور جلت سویل ہو جائے۔۔ جبکہ وہ نرم نہیں سخت تھا۔۔

ہادی نے کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بینچا دل میں عجیب سے وسوسے آنے لگے کہ اللہ جانے اس کے وجود میں ڈارک ویب کے آدمیوں نے کیا ڈالا ہے۔۔

پروفیسر انکل کیا ہوا ہے؟ راہا اس کا انداز دیکھ کر ڈر گئی تھی۔۔

یہاں درد تو نہیں ہوتی اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔۔

کبھی کبھی ہوتی ہے تھوڑی سی۔ معصومیت سے کہا اور اس کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھ دیے۔۔

جانِ ہادی میں آپ کو یہاں پر پیار کر لو ہادی خانزادہ اس سے بے انتہا پیار بھرا رویہ اپنا رہا تھا کیونکہ وہ ذرا سے بھی سخت رویے سے ڈر جاتی تھی

راہا نے بلائی لب دانتوں میں کاٹا اور کچھ سوچتے ہوئے ہامی میں سر ہلا دیا۔۔

ہادی نے اس کے دونوں رخسار پر مہر ثبت کرتے آنکھوں پر شدت سے بوسہ دیا۔۔

آپ مجھے جانِ ہادی کیوں بلاتے ہیں؟۔۔

کیونکہ تم آہستہ آہستہ ہادی کی جان بنتی جارہی ہو۔ ہادی نے دوبارہ اس کے دونوں رخسار پر مہر ثبت کی۔۔

جی نہیں میں صرف اپنے لالا کی جان ہوں اتراتے ہوئے اپنے لالا کے بارے کا ذکر کیا اچانک ہادی کی ذہن میں جھماکا سا ہوا اسے فوراً سردار کو بتانا تھا۔۔

مجھے نیند آرہی ہے گڈ نائٹ ہادی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر دونوں رخسار پر بوسہ دیتے کمبل اپنے اوپر تان کر کمبل کے اندر دبک کر لیٹ گئی۔۔ ہادی اس کے بچپنے پر مسکرایا تھا اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

کافی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا جب یقین ہوگیا کہ وہ سوگئی ہے تو اس نے اپنا رخ سردار کے کمرے کی طرف کیا حیرت تو تب ہوئی جب سردار کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے

دروازے پر دستک دی سردار چونکہ کچی نیند سوتا تھا موندی موندی آنکھیں کھول کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔ شیر طیان کے سر کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اور طرسم کو تکیے پر منتقل کرتے بیڈ سے اٹھا ان دونوں کے اوپر اچھے سے لحاف دیا۔۔ دروازے کے باہر کھڑے انسان کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔۔ ہادی کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی وال کلاک کی طرف دیکھا جو رات کے تقریباً 12 بجا رہا تھا۔۔۔

خیریت ہے ہادی؟۔۔

چاچوراہا کے وجود کے اندر کوئی بڑی چیز بھیجی گئی ہے ہادی کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔۔

ہادی! اسے کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا۔۔

چاچو میں ڈاکٹر کو حویلی بلانے لگا ہوں کہ اس کا چیک اپ کرے اندر کون سی شے بھیجی گئی ہے۔۔

ہادی صبر سے کام لو جو بھی شے اس کے اندر بھیجی گئی ہے وہ اسے نقصان نہیں دے رہی۔ کیونکہ اس کے ساتھ ابھی تک چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی۔۔ پہلے اس شخص کو ڈھونڈنا ہے جس نے راہا کو قید کر رکھا ہے کیونکہ وہی جانتا ہے اس کے وجود کے اندر کیا شے بھیجی گئی ہے میں نہیں چاہتا کہ ہم لوگ چھیڑ چھاڑ کریں اور میری بہن کی جان کسی خطرے میں پڑ جائے صبر سے کام لو۔۔ ہادی خاموش ہو گیا سردار کی باتیں بالکل ٹھیک تھی۔۔

چاچو! اس نے تڑپ کر سردار کو پکارا تھا وہ نامحسوس طریقے سے مسکرایا تھا اس کے چاچو پکارنے پر اور یہ دیکھ کر کہ وہ اس کی بہن کے لیے فکر مند ہے۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا! سردار نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔
میری بہن کا دھیان رکھیے گا طرسم کی جانب دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے۔۔۔

تمہیں لگتا ہے تمہیں یہ سب کہنے کی ضرورت ہے ہادی نے نفی میں سر ہلایا اپنی بہن کی طرف محبت پاش نظر سے دیکھتے ہوئے چلا گیا سردار کی باتیں اسے کچھ حد تک پر سکون کر چکی تھی۔۔۔

دالہام بیڈ پر بیٹھا طرسم کے چہرے پر بکھرے ہوئے بال کان کے پیچھے کرتے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

تمہارے ہر نقش کی تعریف کرنے کا حق مجھے ہے صرف تمہارے دیو کو۔ سردار نے اس کے دونوں رخسار پر موجود ٹمپلز پر لب رکھے اس کے ذہن میں ابراہم ملک کی باتیں گھوم رہی تھی۔۔۔۔ پھر اس کے لبوں پر جھکا تھا کیونکہ ابراہم ملک نے اس کی بیوی کے متعلق بکواس کی

تھی۔۔ کئی لمحے بعد پیچھے ہوا طرسم نیند سے بیدار ہو چکی تھی آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔

کیا ہوا میری پری کو؟۔۔۔

پری سوئی ہوئی ہے تو اس کا دیو زیادہ ہاتھ پاؤں پھیلا رہا ہے۔۔ طرسم اٹھ کر بیٹھی اور سردار کے کندھے پر سر رکھا۔۔

خیریت ہے آج کل اپنے دیو پر بڑا پیار آرہا ہے۔۔

دیو تم بھی نہ کبھی کبھار چھوٹے بچوں والی باتیں کرتے ہو ظاہر سی بات ہے جب یہ دیو میرا ہے تو اس پر پیار تو آئے گا اب کی مرتبہ طرسم نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کی پیالے میں تھاما تھا اور ناک سے ناک مس کی۔۔۔

تقریباً 38 سالہ مرد تمہیں بچہ نظر آتا ہے۔۔ دالہام نے اس کے ننھے ننھے ہاتھوں کے اوپر اپنے مضبوط ہاتھ رکھے۔۔۔

یہ 38 سالہ مرد کسی اور کے لیے 38 سالہ ہوگا میرے لیے تو میرا دیو ہے جو میرے سامنے چھوٹے بچے والی حرکتیں کرتا ہے طرسم نے زور سے اس کی ناک کھینچ اور پھر وہاں لب رکھے۔۔۔

آہاں بیوی بندہ بشر ہوں اور اس وقت میرے سامنے میری من پسند عورت ہے جو کہ محرم ہے۔ سردار کا انداز بہکا ہوا طرسم شرم سے بے انتہا سرخ ہو گئی۔۔

مجھے نیند آ رہی ہے سردار نے اس کے گرد مضبوط حصار بنایا۔۔۔

ہمیشہ مجھ سے یونہی پیار کرنا ہے۔۔۔

ہمیشہ میرے یونہی قریب رہنا سردار نے اس کے الفاظ کی بدلے اس کا چہرہ سامنے کرتی ٹھوڑی پر لب رکھ کر کہا۔۔

ہمیشہ !دونوں یک زبان بولے ۔۔ سردار اس کے نیند کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور اس میں مدہوش ہونے لگا ۔۔ طرسم نظریں جھکا کر گئی ۔۔۔ اس کے حسار میں مقید وہ خوبصورت لمحات کو محسوس کرنے لگی ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار اپنا تمام کام ختم کر کے اپنے ماں باپ کو نئے گھر میں شفٹ کرتے جو بالکل بڑی حویلی کے سامنے تھا اب دوبارہ بڑی حویلی آیا تھا تاکہ اپنی بیوی سے ملاقات کر سکے ۔ لیکن جب کمرے میں داخل ہوا تو حبا نماز پڑھ رہی تھی شہریار آہستہ آہستہ اپنے قدم اٹھاتا اس کے پاس زمین پر بیٹھتے اسے لگاتار دیکھنے لگا اسے یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس کی بیوی کا قدر خوبصورت ہے کیونکہ حجاب میں اس خوبصورت چمکتا دمکتا چہرہ جو میک اپ سے بلکل پاک تھا ۔ شہریار اسے اپنے دل میں نقش کر رہا تھا ۔ حبا کو نماز میں ہی اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہونے لگی وہ جانتی

تھی صرف ایک شخص ہی اسے اتنی گہری نظروں سے دیکھ سکتا ہے حبا نے اپنا تمام دھیان نماز میں لگایا وہ نماز کو توڑ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔"""

سلام پھیرنے کے بعد اس نے شہریار کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔کیا ہوا شہریار ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ اپنا گلا تر کرتے ہوئے بولی۔۔

میں کسی غیر کو نہیں دیکھ رہا میں اپنی بیوی کو نماز پڑھتا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ وہ کتنی خوبصورت لگتی ہے اچانک سے شہریار نے حبا کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے ڈر کر اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔۔۔"""

کیا ہوا ہے؟ اسے ڈرتے دیکھ شہریار کو حیرانگی تو ہوئی۔۔

کچھ کچھ نہیں شہریار وہ بس ایسے ہی جلدی سے شہرزار کے پاس سے اٹھ کر مصلہ اٹھاتے وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی اور فراک کا بازو کلائیوں تک لے گئی

جو بار بار اوپر کی جانب جا رہا تھا۔۔ شہریار کو لگا جیسے وہ کچھ چھپا رہی ہو وہ بھی زمین سے اٹھ کے اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

حبا کیا ہوا تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو کیا؟ شہریار گہری نظروں سے اس کی حرکات دیکھتا ہوا اس سے سوال کرنے لگا اس کے سوال کرنے پر حبا ہڑبڑا گئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اپنا بازو اپنے دوپٹے سے چھپانے لگی اور یہ حرکت شہریار کی نظروں سے بچ نہیں سکی شہریار نے ایک نظر اس کے بازو کو دیکھا اور پھر اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر اس کی استین کو اوپر کیا حبا اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھی وہ ہڑبڑا کر شہریار کو دیکھتے ہوئے اپنا بازو چھڑوانے لگی جبکہ اس کے بازو ان پر نشان دیکھ کر شہریار کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔"""

حبا کے کلائی کے تھوڑا سا اوپر کر کے جلا ہوئے کا نشان تھا جیسے کسی نے لوہے کی سلاخ کو گرم کر کے بازو پر لگائی ہو شہریار نے حیرانگی سے اس

نشان کو دیکھا اور پھر حبا کو جس کی وجہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آئے تھے۔۔۔"""

ایک تو نشان دیکھ کر اوپر سے حبا کے آنسو دیکھ کر شہریار کی رگیں تنی۔۔"""

یہ کس نے کیا ہے؟ یہ نشان تمہیں کس نے دیا شہریار بہت مشکل سے ضبط کرتے ہوئے اپنے انگوٹھے سے حبا کے اس جلے ہوئے نشان کو سہلاتے ہوئے پوچھنے لگا جبکہ شہریار کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا بازو شہریار کے ہاتھوں سے چھڑوانے لگی۔۔۔"""

چچچ۔۔۔۔ھھ۔۔چھوڑے شہریار کچھ نہیں ہوا بس یہ ایسے ہی نشان ہے وہ پھر سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے شہریار کے پاس اٹھنے لگی جب اس نے حبا کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑتے اسے دوبارہ سے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

حبا میں دوبارہ نہیں پوچھوں گا ایک دفعہ میرے پوچھنے پر جواب دے دیا
کرو یہ نشان تمہارے بازو پر کس نے دیا ہے تم مجھے ایک دفعہ بتا دو۔
اس کی قبر میں نے اپنے ہاتھوں سے نہ کھود دی تو میں بھی شہریار خانزادہ
نہیں غصے سے اس کی رگیں پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔"""
کہاں سے ڈھونڈیں گے کہاں سے.جس نے مجھے یہ نشان دیا ہے مر گیا
ہے وہ حبا غصہ سے چیخی تو شہریار نے حیرت سے اسے دیکھا جو اس کے
سامنے غصے سے بول رہی تھی جب حبا کو احساس ہوا کہ وہ شہریار کے
سامنے کس طرح بول رہی ہے تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی اور شہریار کے
سینے سے لگ گئی اس نے گہرا سانس بڑھتے ہوئے حبا کی پشت کو سہلایا
اور اسے ریلیکس کرنے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے اپنے سینے سے
لگائے رکھا جب تھوڑی دیر گزری تو حبا اس کے سینے سے الگ ہوئی اور
اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے نظریں نیچے ہی جھکائے رکھیں۔۔۔"""

جاب اب تو مجھے بتاؤ یہ نشان تمہیں کس نے دیا ہے کیسے آیا تمہاری کلائی پر یہ نشان۔۔۔"

شہریار وہ وہ جب۔۔۔۔ جب۔۔۔ میں چھوٹی تھی تب میں نے اور میری آپی نے بھائی کی بات نہیں مانی تھی تو انہوں نے غصے سے میری اور میری آپی کی کلائی پر سلاخ گرم کر کے ن۔۔ا۔ا۔۔۔ لگائی تھی مممم۔۔۔ مج۔۔ھے۔۔۔۔ بہت درد ہوئی تھی

شش۔۔۔ہہ۔۔۔۔۔ شہریار میں روئی بھی تھی۔۔۔ لل۔۔۔۔ لیکن جو میری آپی۔۔۔۔ آپی۔۔۔۔ ہے نا و۔۔۔۔ ہ وہ۔۔۔۔۔

بہ۔۔۔۔۔ بہت۔۔۔۔ بہادر تھی انہوں نے اپنے درد کی پرواہ نہیں کی وہ مجھے چپ کرواتی رہی پتہ ہے جب۔۔۔ م۔۔۔۔ مجھے لوہے کی سلاخ لگ گئی تھی نا میں۔۔ بب۔۔ہہ۔۔ تت۔۔۔۔۔ ر۔۔ روئی۔۔۔ تھی لیکن مجھے سنبھالنے والی صرف میری آپی تھی پتہ نہیں میری آپی کدھر

ہیں جب کہ حبا روتے ہوئے شہریار کو اپنے اس نشان کے بارے میں بتا رہی تھی اور دوسری طرف شہریار کی اس کی بات سن کر غصے سے دماغ کی رگیں باہر آنے گئی تھی کہ وہ کیسا بھائی تھا جس نے اپنی ہی بہنوں کی کلائی کو جلایا تھا صرف غصے کی وجہ سے۔۔۔۔"حبا کو لگتا تھا کے اس کا بھائی اس دنیا میں نہیں رہا جب گھر میں آگ لگی تھی تو اس کا بھائی بھی اندر تھا۔۔یہ ان دونوں بہنوں کو لگتا تھا۔۔

اگر تمہارا بھائی اس ٹائم زندہ ہوتا تو اسے میں اس پوری دنیا میں سے کہیں سے بھی ڈھونڈ کر تمہیں اس نشان دینے کی سزا دیتا لیکن اللہ نے اسے پہلے ہی اپنے پاس بلا لیا ورنہ اسے موت دینے کا حقدار میں تھا کیونکہ اس نے میری بیوی کی کلائی پر یہ نشان دیا ہے اتنا ظالم بھائی بھی کوئی ہوتا ہے وہ حبا کو دوبارہ سے اپنے گلے لگاتے ہوئے اسے حوصلہ دینے لگا وہ شہریار سے الگ ہوتی ہوئی اپنے آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی

مجھے اب نیند آئی ہے مجھے سونا ہے وہ مزید شہریار کے سوالوں سے بچتی اٹھ کر سائیڈ پر جا کر لیٹ گئی جبکہ اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے شہریار نے بھی اس سے دوبارہ سوال نہیں کیا اور فریش ہو کر وہ بھی اپنی بیوی کے پاس جا کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔""

یاور کب سے اٹھا ہوا تھا صبح کے 7 بج چکے تھے اور وہ راعنین کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا یاور کا موڈ کسی بات کی وجہ سے بے حد خراب تھا لیکن اسے ابھی نین کو ناشتہ کروانا تھا اور وہ تھی کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی اسے اب غصہ آ رہا تھا تھوڑی دیر اور انتظار کرنے کے بعد آخر کار اٹھ ہی گئی اور اپنی موندی موندی آنکھیں کھول کر وہ یاور کو دیکھنے لگی جو اسے ہی گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں اپ؟ راعنین پزل ہوتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور سوچنے لگی کہ یاور اسے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔۔

اگر میڈم اٹھ گئی ہیں تو فریش ہو جائے مجھے کسی ضروری کام سے باہر جانا ہے لیکن اس سے قبل اپ کو ناشتہ کروانا ہے۔ یاور نے غصے سے بھرے لہجے میں کہا راعنین اپنا حلق تر کرتے ہوئے جلدی جلدی سے بیڈ سے اٹھی اور واش روم کی جانب چلی گئی یاور نفی میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ وہ راعنین کو ناشتہ کروا سکے۔۔۔۔"""

واش روم سے باہر نکلی لیکن کمرے میں یاور موجود نہیں تھا اس نے شکر ادا کیا اور جلدی سے صوفے پر جا کر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگے کہ اس کا مجازی خدا کب آئے گا اور وہ کھانا کھائے گی بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ میں ہاتھی چوہے ہر جانور کود رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد یاور کمرے میں داخل ہوا اس کے ہاتھوں میں ناشتے کی ٹرے تھی یاور نے اس کے

سامنے ناشتہ رکھا اور اور ناشتہ بھی راعنین کی پسند کا تھا جسے دیکھتے ہیں اس کے منہ میں پانی آیا۔۔۔ ناشتے انڈا بریڈ، لسی اور ساتھ میں دہی تھا۔۔
اس نے ایک نظر یاور کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر یاور نے انکھوں ہی انکھوں میں اشارہ کیا کہ ناشتہ کروں اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے وہ جلدی جلدی سے ناشتہ کرنے لگی۔۔۔""

اس نے 10 منٹ کے اندر اندر ہی ناشتہ کر لیا شاید اسے بہت سخت بھوک لگی تھی یہ شاید اس کے شوہر کی سخت نظروں کا نتیجہ تھا نہ جانے اسے کس بات کا غصہ تھا اسے ناشتہ کرتے دیکھ وہ بنا اسے کچھ کہے ٹرے اٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر دوبارہ سے کمرے میں واپس آیا نین ابھی بھی صوفے پر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔
میں کسی کام سے باہر جا رہا ہوں تو اپنا خیال رکھنا جب تک میں واپس نہ آؤں اس کمرے سے باہر کا قدم رکھنا یہاں پر بیٹا اس کی کوئی بات سنی اس

کا چہرہ ہاتھوں میں تھم کر پیشانی پر شدت سے بوسہ دیتے کمرے سے چلا گیا۔ وہ یاور کی پشت کو حیرانگی سے دیکھتی رہ گئی کہ یہ کیا کر کیا گیا ہے۔۔۔"""

یاور ابھی مین گیٹ سے باہر نکلتا کہ اس کی نظر گارڈن پر پڑی جہاں پر گلاب کے پھول لگے تھے اچانک سے یاور کے دل میں اس گلاب کو دیکھ کر راعنین کا خیال آیا اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی وہ اپنے قدم مین گیٹ سے گارڈن کی طرف لے گیا اور پھول کے جا کر کھڑا ہو گیا جیسے ہی اس نے پھول کو ہاتھ لگایا بس لگا جیسے اس نے اپنے گول مٹول آلو کو ہاتھ لگا لیا وہ بھی تو ایسے ہی نرم و نازک گلاب کے پھول جیسے ہی ہیں اس نے وہ پھول توڑا اور اس پھول کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا وہ بھول گیا تھا کہ وہ کسی ضروری کام سے باہر جا رہا ہے اس وقت اسے یاد تھا تو اپنی نین وہ الٹے قدموں سے پھول لیتا اپنے کمرے میں چلا گیا وہ جو خدا کا شکر

کرتی صوفے سے اٹھ کر بیڈ کی جانب جا رہی تھی پھر سے دروازہ کھلتے دیکھ اور یاور کو اندر آتا دیکھ سانس روک گئی۔۔۔۔"""

اس کو ایک جگہ جمتے دیکھ یاور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پاس کیا۔۔۔"""

ک۔۔۔کک۔کیا ہوا۔۔۔۔۔راعنین اٹکتے ہوئے یاور سے پوچھنے لگی

جب یاور نے اپنے کمر کے پیچھے سے اپنے ہاتھ نکالیں اور ہاتھوں میں پکڑا پھول راعنین کی جانب کیا اس کے ہاتھ میں پھول دیکھ کر وہ آنکھیں جھپکانا بھول گئی تھی وہ کبھی پھول کو دیکھتی تو کبھی اس سڑیل انسان کو جو ہر وقت اس پر غصہ کرتا رہتا تھا اور آج اس کے لیے پھول لے کر آیا تھا اس چیز پر یقین کرنا اس کے لیے مشکل تھا۔۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یاور اسے پھول دے سکتا ہے راعنین کو مسلسل پھول کی کو

تکتا پا کر یاور نے اپنا گلا کھنگارا تو وہ ہوش میں آتی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

پکڑلو پھول تمہارے لیے لے کر آیا ہوں یاور نے پیار بھرے لہجے میں کہا جو تھوڑی دیر پہلے یاور کے لہجے میں غصہ تھا وہ اب ذرا بھی اس کو کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا پھول دیکھ را عنین کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی اس کا محرم اسے پہلے دفعہ پھول دے رہا تھا اس کا دل کیوں نہ دھڑکتا اس نے اپنے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے پھول پکڑلیا اور اس کے خوشبو کو محسوس کرنے لگی۔ پھول کو دیکھتے ہوئے پھر وہ یاور کو دیکھنے لگی۔۔"""

نین چلو تیار ہو جاؤ ہمیں شاپنگ پر جانا ہے ایک دم سے یاور کے کہنے پر نین نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔۔۔"""

للل۔۔لکین۔۔۔۔آپ تو کہہ رہے تھے آپ کو کسی ضروری کام سے جانا ہے وہ یاور سے دو قدم پیچھے ہوئی۔۔"""

مجھے ضروری کام سے جانا تھا لیکن اب میرے لیے وہ ضروری نہیں اب میرے لیے تم ضروری ہو اور ہمارا بچہ یاور کی نظریں اس کے پیٹ کی طرف گئی جہاں پر اس کا بچہ تھا اپنے پیٹ پر یاور کی نظریں جاتے دیکھ را عنین کا چہرہ سرخ ہوا۔۔۔"""

ل۔لیکن۔۔۔۔مجھے نہیں جانا مجھے تھوڑی دیر سونا ہے مجھے نیند آئی ہے اسے پریگننسی میں کچھ زیادہ ہی نیند آتی تھی پھر سے سونے کی تیاری پکڑتے ہوئے یاور کو کہنے لگی۔۔۔"""

اگر تم نے اب سونے کی بات کی تو اپنی شدتیں تم پر نچھاور کر کے تمہاری نیندیں حرام کر دوں گا اس سے اچھا ہے کہ جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم نے مال جانا ہے شاپنگ کرنے کے لیے کچھ شاپنگ تمہاری اور کچھ

شاپنگ ہم اپنے بچے کی کریں گے اس سے پہلے راعنین پھر سے کچھ کہتی وہ یاور کا اچھا لہجہ دیکھ کر چپ کر گئی اور سر میں ہاں ہلاتی ہوئی ایک دفعہ پھر سے پھول کو خوشبو کو محسوس کرتی ہوئی چینجنگ روم میں چلی گئی یاور کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔"""""

جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی یاور اسے دیکھتا رہ گیا راعنین نے گھٹنوں تک آتی ہلکے گلابی رنگ کی قمیض اور نیچے پلازو پہنا تھا اور گلے میں دوپٹہ پہنے وہ یاور کے دل میں ادھم مچا گئی یاور نے سلیپر شوز اس کے آگے رکھے کہ یہ پہن کر جانے ہیں نین نے وہی سلیپر پہن لیے اور چپ چاپ یاور کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہ رہی تھی میں تیار ہوں چلیں۔۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے کے کار میں میں بٹھاتے مال کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔ دوسری طرف لوسیفر یعنی کہ شہریار بھی آج یاور کے پیچھے جانا چاہتا تھا اسے یاور

سے بدلہ لینا تھا وہ آج یاور قصہ ختم کرنا چاہتا تھا جو کئی سالوں سے چل رہا تھا۔۔ اپنے آدمیوں کو اس نے یاور کے کچھ آدمیوں میں شامل کیا ہوا تھا جنھوں نے اسے بتایا کہ یاور اپنے ساتھ کسی لڑکی کو لے کر مال جا رہا ہے۔۔

یاور نے کار مال کے پارکنگ ایریا میں کھڑی کی کار سے باہر نکلتے اس کا ہاتھ پکڑتے باہر نکالا اور مال کے اندر چلا گیا۔۔

راعنین اتنے بڑے مال کو دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہو گئی اسے وہ مال بہت مہنگا لگ رہا تھا لیکن وہ یاور کے سامنے بول کر اس کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے جہاں جہاں یاور جاتا رہا وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے جاتی رہی یاور نے کچھ اپنے لیے شاپنگ کی اب وہ گرلز کی طرف آ گیا تھا وہ راعنین کی شاپنگ کر کے اس کے بعد وہ بچے کی جانب جانا چاہتا تھا اچانک سے نین کو چوڑیوں کی شاپ اس مال میں نظر آئی تو وہ یاور کا ہاتھ

چھوڑتے ہوئے چوڑیوں کی اچانک بھاگی جبکہ شہریار جو یاور کا پیچھا کر رہا تھا یاور کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ لڑکی یاور کے ساتھ کون ہے اور اس کے ساتھ کیا کر رہی ہے شہریار کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر ذہن میں آیا اس جیسا مرد تو ہر دوسرے دن کسی نہیں عورت کے ساتھ ہوتا ہے۔ شہریار نے ان کا پیچھا کرنا جاری رکھا۔۔ یاور نے نفی میں سر ہلایا نا جانے لڑکیوں کو چوڑیوں میں کیا نظر آتا تھا اس کے پیچھے پیچھے چوڑیوں کی شاپ میں داخل ہوا۔۔۔۔"""

یاور مجھے چوڑیاں لینی ہیں راعنین چوڑیاں دیکھتے خوش ہوتے ہوئے یاور سے کہنے لگی تو اس نے مسکراتے ہوئے اس کی بچگانہ خواہش کو

دیکھا۔۔

کون سا کلر پسند آیا۔۔ راعنین نے سرخ رنگ کی چوریوں کی طرف اشارہ کیا یاور نے چوڑیاں سٹینڈ سے اتارتے اس کے دونوں ہاتھوں میں سرخ

رنگ کی چوریاں پہنانے لگا اور دکاندار کو اشارہ کیا کہ ہر رنگ کی چوڑیاں پیک کرتے۔۔ راعنین کو لگا کہ وہ عام سی چوڑیاں ہیں لیکن در حقیقت ان چوڑیوں کے اوپر قیمتی موتی اور کچھ کے اوپر ہیرے لگے ہوئے تھے۔۔ شہریار جو اس کے پاس ہی کھڑا تھا وہ یاور کی ایک ایک حرکت کو دیکھتے ہوئے حیران تھا کہ اتنے ایفرٹس اس نے آج تک کسی لڑکی کے لیے نہیں کیے تھے جتنے وہ اس لڑکی کے لیے کر رہا تھا۔۔

چلو بیگم پہلے تمہارے لیے شاپنگ کر لیتے ہیں بعد میں ہم اپنے بچے کے لیے شاپنگ کریں گے یاور اسے ایک ایک چوڑی پہناتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولا اور شہریار یاور کے زبان سے بیگم اور پھر بعد میں بچہ لفظ سنتے صدمے کی حالت میں چلا گیا اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ لڑکی یاور کی بیوی ہے اور اس کے بچے کی ماں ہے شہریار کے لیے تو ایسے مرد کبھی ایک عورت کے ساتھ نہیں ٹک سکتے تھے۔۔

شہریار مزیدان کی باتیں سننے کے لیے۔ چوڑیاں دیکھنے لگا جب اچانک شہریار کی نظر راعنین کے بازو پر پڑی اور دوسرا جھٹکا اسے ابھی لگا کیونکہ راعنین کے بازوں پر بھی ویسا ہی جلنے کا نشان تھا جیسے رات اس نے حبا کے کلائی پر دیکھا تھا اس نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا جو ہلکا سا مسکراتے ہوئے یاور کے ہاتھوں سے چوڑیاں پہن رہی تھی ایک پل کو تو شہریار کو یقین ہی نہیں آیا کہ یہ حبا کی بہن ہو سکتی ہے اس نے دوبارہ سے کلائی کی طرف دیکھا جہاں صاف ویسا ہی نشان نظر آرہا تھا جیسے حبا کے بازو پر تھا۔۔۔۔""

یی۔۔ہہہ۔۔۔ جس کی بہن زندہ ہے شہریار اپنی حیرانگی کو چھپاتے ہوئے ہلکے سے سے بڑبڑانے لگا جب ایک بار یاور نے شہریار کی جانب دیکھا لیکن شہریار نے ماسک لگایا ہوا تھا اس کے بال بھی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے جس کی وجہ سے یا اور اسے پہچان نہ پایا۔ اس کے

ساتھ اس کی بیوی موجود تھی جس کی وجہ سے اس کا تمام دھیان اس کی جانب تھا۔۔ اسے چوڑیاں دیکھ کر اتنی خوش ہو گئی تھی کہ وہ وہاں ہی چڑیاں کھنکانے لگی اور اس کے کھنکھنانے کی یہ اوازیاور کو کانوں میں سرور دینے لگی۔۔۔

میں بہت بہت خوش ہوں یاور یہ بہت اچھی چوڑیاں ہیں۔۔۔۔"""

بہت اچھی چوڑیاں لگ رہی ہیں میری بیگم کے ہاتھوں میں چلواب ہم اپنے بچے کی شاپنگ کرتے ہیں ساتھ میں تمہارے لیے یاور را عنین کا ہاتھ پکڑتا ہوا وہاں سے لے کر چلا گیا جب ہ شہریار وہاں ہی کھڑا دور تک ان کو دیکھتا رہا وہ ابھی تک سکتے میں تھا کہ یہ لڑکی کی حبا کی بہن ہے ، زندہ ہے وہ بھی یاور کی بیوی کے روپ پر اس کے سامنے آئی ہے اسے اب سمجھ نہیں آرہا تھا وہ حبا کو کیسے بتائے جسے کل رات ہی یاد کر کے رو

رہی تھی آج اس کی بہن اسی کے سامنے آگئی شہریار اب مزید یاور کا پیچھا نہیں کر سکتا تھا وہ مال سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔"

دالہام خانزادہ 7 بجے ہی آفس چلا گیا تھا کیونکہ اس کی میٹینگ تھی طرسم کو سکول ڈراپ کرنے صارم گیا تھا اس کی کار کے پیچھے دس گاڑیاں گارڈز کی تھی۔ وہ اپنی پری کے معاملے میں ریت کے دانے کے برابر بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔ سردار نے آئیدن کو کال کی۔۔۔

آئیدن ایک کام تمہارے سپرد کیا تھا۔۔

لالا ایل سی ڈی ان کرے۔۔ سردار نے ایل سی ڈی ان کی۔ نیوز چینل اوپن ہوا جس میں ابراہم ملک کی تصاویر ہوٹل میں مختلف لڑکیوں کے ساتھ

دکھائی گئی تھی دالہام نے آئیدن کو منع کر دیا تھا کہ لڑکیوں کے چہرے بلر ہونے چاہیے اور ابراہم ملک کا واضح۔۔۔

کچھ معلومات میں نے نیوز چینل پر نشر کروادی ہیں اور کچھ میرے پاس محفوظ ہیں۔ میں آپ کو سینڈ کرتا ہوں۔۔ آئیدن کے بات مکمل کرتے ہی سردار نے کال کٹ کر دی۔۔ تھوڑی دیر بعد اسے تصاویر اور وڈیوز ریسیو ہوئی تھی۔۔ کسی میں ابراہم ملک لڑکیوں کے ساتھ تھا کہیں ڈرگز کی ڈیل کر رہا تھا تو کہیں لڑکیوں کی خرید و فرخت کے متعلق ڈیل کر رہا تھا۔۔۔

افف اب مزا آئے گا کھیل کا۔ تم نے اوریاور نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ دونوں کو میں ایک ہی انجام پر پہنچاؤں گا دالہام نے پھینکنے والے انداز میں موبائل ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

ابراہم ملک !ٹیبل پر پڑا چھوٹا سا کانچ کا بال پکڑتے اوپر اچھالتے ہاتھ میں کیچ کرتا۔۔ وہ کس طرح برداشت کیے بیٹھا تھا وہ صرف سردار جانتا تھا یا پھر اس کا خدا۔۔ دل تو چاہ رہا تھا ابراہم ملک اس کے سامنے ہوں اور وہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے لیکن ہر کام کے لیے صحیح وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔۔۔

سردار! کال آئی ہے! یعقوب آفس میں داخل ہوا اپنا موبائل سردار کی طرف بڑھایا کسی ان ناؤن نمبر سے کال آئی ہوئی تھی سردار جان گیا تھا کہ یہ کال کس کی ہے۔۔۔

تم اپنی اس حرکت پر بہت پچھتاؤ گے سردار۔ ابراہم ملک سویا اٹھا تھا جب اس کے پی اے نے بتایا کہ اس کی لڑکیوں کے ساتھ تصاویر نیوز پر آرہی ہے اخباروں میں ہر جگہ یہی الفاظ ہیں ابراہم ملک زنا کار ہے۔۔

یہ تو وقت طے کرے گا پچھتاوا کس کے حصے میں اتا ہے ابراہم ملک۔۔

ٹیک کیر اف یور سیلف میڈیا کو ہینڈل کر لو تمہارا کریئر تو گیا پانی میں۔۔

سردار نے پراسرار قہقہہ لگایا۔۔جو ابراہم ملک کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔۔

غصے سے موبائل بند کرتے سائیڈ پر پھینکا۔۔

اپنی بیوی کے لیے تم نے یہ سب کیا ہے اسی کو تم سے چھین لوں گا۔۔

ابراہم ملک نے اپنا سر جھٹکا اس کا کریئر 50 فیصد برباد ہو چکا تھا۔۔

ابراہم ملک موبائل میں سردار کی پری کی تصویر دیکھنے لگا۔۔۔۔ابرہم ملک کی عمر 39 سال تھی۔ اور وہ خود سے 23 سال چھوٹی لڑکی پر غلط نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

اب آتے ہیں سردار کی طرف جو ٹانگ پر ٹانگ رکھیں آنکھیں بند کی اپنی پری کے بارے میں سوچ رہا تھا یعقوب اس کے پاس بیٹھے نیکسٹ

میٹنگ کی فائل ریڈی کر رہا تھا۔۔ اچانک سردار کا موبائل رنگ ہوا موبائل کی جانب دیکھا طرسم کے سکول سے پرنسپل کی کال تھی۔۔ کال پک کرتے ہی سامنے والے نے سلام کی۔۔

وعلیکم السلام! پری ٹھیک ہے پرنسپل کی سلام کا جواب دیتے ہی سب سے پہلے دالہام خانزادہ نے اپنی پری کی طبیعت دریافت کی۔۔

جی وہ ٹھیک ہے لیکن انہوں نے آج کا ٹیسٹ بہت برا دیا ہے۔۔

سردار نے لمبا سانس لیا وہ جانتا تھا طرسم کا ٹیسٹ اچھا کیوں نہیں ہوا کیونکہ وہ ابھی تک ابراہم ملک کے کہے گئے لفظوں میں جکڑی ہوئی تھی۔۔

تین ٹیسٹ دیے نہیں ہیں اور آج جو ٹیسٹ دیا ہے اس میں بھی فیل ہے۔۔

پری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس وجہ سے وہ کافی دن سکول نہیں آئی۔۔ سردار نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولا۔۔

سر ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی لیکن ان کے ایگزامز آرہے ہیں پری بورڈ میں ان کا رزلٹ بہت گندا ہے اگر ان کا رزلٹ یونہی رہا تو مجھے نہیں لگتا یہ میٹرک میں اچھے نمبر حاصل کر سکیں گی۔۔ پرنسپل سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا کیونکہ طرسم کی پروگریس رپورٹ بہت بری آرہی تھی۔۔۔۔

نیکسٹ ٹیسٹ اس کے اچھے ہوں گے میں اسے خود پڑھایا کروں گا۔۔

جی بہتر میں امید کرتا ہوں کہ طرسم یاور مرزا کے تمام

نیکسٹ..... طرسم دالہام خانزادہ نام ہے اس کا۔ سردار بلند آواز میں دہاڑا تھا اس میں جیسے برداشت ختم ہو گئی تھی پرنسپل کے الفاظ سن کر، اس کی بیوی کے ساتھ ایک نامحرم کا نام لگایا جا رہا تھا۔۔۔

سوری سر وہ ہمارے ریکارڈ میں ان کا نام طرسم یاور.....اپنی
زبان کو لگام دیں پرنسپل اور اپنے ریکارڈ میں اس کا نام درست کریں
پرنسپل کی بات کاٹتے ہوئے سردار بے انتہا غصے سے بولا۔۔
جی سر میں ابھی تبدیل کرواتا ہوں پرنسپل کے کہنے کی دیر تھی سردار نے
کال بند کر کے پھینکنے والے انداز میں موبائل ٹیبل پر رکھا۔۔
سردار! یاور مرزا کا کیا کرنا ہے؟
کیا کرنا ہے اس کا وہ زن مرید اپنی بیوی کے ساتھ جڑ کر بیٹھا ہوا ہے۔۔
پچھلے والا حربہ استعمال کرو یعقوب اس کی بات سن کر مسکرایا تھا۔۔
او کے سردار یعقوب نے اپنا ہاتھ پیشانی کے ساتھ لگاتے سلیوٹ کرنے
والے انداز اپنایا۔۔۔

ائیدن تھکا ہارا گھر واپس آیا اج وہ کافی زیادہ تھا گیا تھا قدم بڑھاتے ہیں کمرے کی جانب رک گیا وہ صبح سات بجے کا گھر سے نکلا ہوا تھا اور اب دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔ دروازہ کھول کر وہ اندر چلا گیا کچھ تھکن کی وجہ سے اور کچھ وہ نمیرہ کی وجہ سے پریشان تھا وہ نمیرہ کے سامنے کبھی کبھی شرمندہ ہو جاتا تھا جو سچائی اس کی بیوی کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے خالی کمرہ دیکھ کر بیڈ پر بیٹھا اور سر جھکا لیا۔ کچھ لمحے بعد نمیرہ کمرے میں داخل ہوئی تھی سامنے آئیدن کو بیٹھے دیکھ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور اس کے پاس جا کر بیٹھتے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

کیا ہوا ہے آئیدن آپ ایسے کیوں بیٹھے ہیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہیں نا؟ نمیرہ فکر مند لہجہ اپنا کر اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

اپنی متاعِ جاں کی آواز سنتے اس نے بھاری پلکے اٹھا کر اسے دیکھا۔ جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

ہاں! بس ٹھیک ہوں تھوڑا تھک گیا ہوں۔۔ اس کی بات سنتے نمیرہ کو عجیب تو لگا کیونکہ گزشتہ دنوں میں آئیدن 24 گھنٹے ڈیوٹی کرتا تھا بعض اوقات تو دو دن گھر نہ آتا اس نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ میں تھک گیا ہوں۔۔

اچھا آپ فریش ہو جاؤ جلدی سے میں آپ لیے پانی لے کر آتی ہوں۔۔۔۔

آئیدن نے نمیرا کی بات سن کر سر ہلایا تو وہ باہر چلی گئی وہ بھی اٹھ کر فریش ہونے کے لیے واش روم چلا گیا جب تک آئیدن فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا تھا نمیرہ پانی لے کر کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔

یہ لیں پانی پیے نمیرہ نے پانی کا گلاس اس کے ہاتھ میں تھمایا اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔ آئیدن ایک سانس میں ہی پانی کا پورا گلاس حلق میں انڈیل گیا۔۔ اس کے پانی پیتے ہی نمیرہ نے پانی کا گلاس پکڑتے سائڈ ٹیبل پر رکھا۔۔

پانی پی کر سے تھوڑا سا سکون ملا تھا لیکن سب نے شدید درد تھا جیسے کوئی ہتھوڑے مار رہا ہو۔ اسے سر دباتے ہوئے دیکھ نمیرہ نے اس سے سوال کیا۔۔۔

آئیدن آپ کے سر درد ہو رہا ہے؟ اس نے بس سر ہلا دیا۔۔۔

چلیں ادھر لیٹے میں سر دبا دیتی ہوں نمیرہ بیڈ کے اوپر چڑھ کر چونکری مار کر بیٹھ گئی اور اپنے خوبصورت شوہر کو اپنی گود میں لیٹنے کا اشارہ کیا۔۔ وہ خاموشی سے اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اس کا ایک ہاتھ تھامتے اپنے لبوں کے ساتھ لگا لیا نمیرہ دوسرے ہاتھ سے اس کا سر دبانے

لگی۔۔۔ اسے نمیرہ کے سامنے شرمندگی بھی ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی شرمندگی چھپا رہا تھا۔۔ دوسری طرف آئیدن احزان کی متاعِ جاں اس کی کیفیت سمجھ رہی تھی کہ وہ کس بات کو لے کر پریشان ہے۔۔ وہ بنا اس بارے میں بات کیے اس انسان کو پر سکون کرنا چاہتی تھی جس نے ہر مشکل میں اس کا ساتھ دیا تھا جب ہر مرد ایک عورت کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے غیرت کے نام پر وہ تب بھی اس کے ساتھ رہا تھا۔۔ نمیرہ کے نرم ہاتھوں کا لمس اسے سکون دے رہا تھا۔۔۔۔

تمہارے ہاتھوں میں جادو ہے جادو سچ میں مجھے بہت سکون آ رہا ہے

آئیدن نے آنکھیں کھول کر محبت پاش اسے دیکھتے ہوئے اس کی ہاتھ کی پشت پر شدت سے بوسہ دیا۔۔ اپنے شوہر کے لمس پر اس کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی۔۔

میں یہ نہیں کہوں گا میں تم سے محبت کرتا ہوں صرف اتنا کہوں گا تم تین لفظ ہو میرے لیے "ر" راحت، "و" خوبصورت واقع, "ح" حیات۔

نمیرہ کے دونوں ہاتھ آئیدن کے ہاتھوں میں تھے۔۔

اپنے محب کو چھوڑ کر مت جانا جانتی ہو نا محبوب کے بغیر دربدر بھٹکتا ہے۔۔۔

آئیدن آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے میں خوش ہوں اپنی قسمت سے آپ سے۔ ہر کام میں اللہ کی رضا ہوتی ہے جب ہماری قسمت میں یہ سب ہوگا تو مل جائے گا آپ کیوں سب کو سر پر سوار کر رہے ہیں ہمارا بیٹا ہے ہمارے پاس۔۔ اس کے بال سہلاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولی جب اچانک سے کمرے کا دروازہ کھلا شیر طیان اندر داخل ہوا اسے دیکھتے جلدی سے آئیدن نمیرہ

کے گود سے اٹھا اور شیر طیان کو دیکھنے لگا، اچھا ہفتہ تھا اور شیر طیان کو سکول سے چھٹی تھی۔۔۔۔

بابا وہ بھاگ کر آئیدن کے پاس گیا اور اس کے گلے لگ گیا۔۔

ارے ارے میرا بیٹا آج بابا کی کیسے یاد آگئی آئیدن شیر طیان کو اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے کہنے لگا نمیرہ نے بھی پیار بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا وہ تو اپنے بیٹے سے پیار کرنے کو ترس ہی گئی وہ اس کے پاس بہت ہی کم ہوتا تھا۔۔۔۔

بس ایسے ہی مجھے میرے بابا اور مورے کی یاد آئی اسی لیے میں آگیا شیر طیان اب نمیرہ کے پاس گیا اور اس کے گال پر اپنے ہونٹ رکھ کر بوسہ دیا۔۔

نمیرہ اپنے بیٹے کے پیار کرنے پر کھل کر مسکرانے لگی۔۔

ویسے ہی میرا دل کر رہا تھا آپ کے ساتھ کھیلنے کو تو میں آگیا۔۔

شیر طیان نے آئیدن اور نمیرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ان دونوں کو اپنے پاس کیا۔۔۔ میرے بیٹے کو ہمارے ساتھ کھیلنا ہے نمیرہ شیر طیان کے بال سہلاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولی تو شیر طیان نے جلدی سے سر ہاں میں ہلایا۔۔

اتنے میں آئیدن بیٹے کے پیٹ میں گدگدی کرنے لگا اس ننھے سے شیطان کے قہقہے پورے کمرے میں گونج رہے تھے کتنی دیر وہ اپنے بیٹے کے پیٹ پر گفتگو کرنے لگا جب ہنس ہنس کر شیر طیان اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا تو آئیدن نے پیچھے ہوا تھا۔۔ نمیرہ نے طیان کو اشارہ کیا کہ چلو تمہارے پاپا کو گدی کرتے ہیں شیر طیان اور نمیرہ ایک ساتھ آئیدن کی طرف بڑھے اس کے پیٹ میں گدگدی کرنا شروع ہو گئے آئیدن ایک ہاتھ سے انہیں پیچھے کرنے کی کوشش کرتا اور دوسرے

ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتا۔ ہنس ہنس اس کا برا حال ہو گیا تھا۔۔ شیر طیان اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے بابا کے پیٹ پر گدگدی کر رہا تھا۔۔

آپ کو پتہ ہے آپ کو پتا ہے بابا، بابا جانی بھی مجھے ایسے ہی پیار کرتے ہیں ایسے ہی کھلاتے ہیں وہ بھی میرے پیٹ میں گدگدی کرتے ہیں تو بہت مزہ اتا ہے وہ اس پیار بھرے لمحے میں بھی اپنے بابا جانی کو یاد کرنا نہیں بولا اور دالہام کے نام سنتے ہی نمیرہ اداس ہوئی تھی اس کا بیٹا اپنے ماں باپ سے زیادہ اپنے بابا جانی سے پیار کرتا تھا۔۔ ائیدن نے نمیرہ کو دیکھا جس کا ہنستا ہوا چہرہ ساکت ہو گیا پھر آئیدن اور شیر طیان آپس میں باتیں کرنے لگے شیر طیان کی زیادہ تر باتوں میں اپنا بابا جانی کے ہی باتیں تھیں اور دالہام کا نام بار بار سن کے نمیرہ واش روم میں چلی گئی سنک کے سامنے کھڑے ہو کر وہ بے آواز رونے لگی، اسے اپنا بیٹا اپنے پاس

چاہیے تھا وہ اپنے بیٹے کو محسوس کرنا چاہتی تھی اپنی ممتا اس پر نچھاور کرنا چاہتی تھی۔۔ مورے کو کیا ہوا بابا وہ اچانک واش روم میں چلی گئی۔۔

کچھ نہیں ہوا بیٹا آپ یہاں کچھ وقت ہمارے ساتھ گزارو۔ آئیدن نے اسے پیار سے سمجھایا وہ چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا نمیرہ کے ساتھ وقت گزارے تاکہ اس کے دل میں جو محرومیاں ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ اٹھ کر واش روم کے دروازے کے پاس گیا دستک جیسے ہی دی نمیرہ نے منہ دھوتے دروازہ کھول دیا۔۔

دل ہلکا کر لیا ہو تو ہمارے ساتھ وقت گزار لو گی آئیدن نے اس کا رخسار سہلایا نمیرہ مسکرائی تھی اس کا شوہر اس کے بن کہے ہر بات جان جاتا تھا بے اختیار وہ اس کے گلے لگی۔۔ شیر طیان ٹکر ٹکرا اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگا اور پاؤں پٹختا ہوا ان دونوں کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

کتنے گندے مورے بابا ہو آپ دونوں مجھے ہگ کرنا بھول گئے آئیدن نے اس کی بات سن کر اسے اپنی گود میں اٹھایا دائیں بازو میں اس نے اپنے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا اور بائیں بازو کے حصار میں اس کی متاعِ جاں تھی۔۔۔

میں نا اپنی بیوی کو بھول سکتا ہوں اور نہ اپنے بیٹے کو تم دونوں میری زندگی کا سکون ہو ان دونوں کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دے کر اپنے ساتھی لیے بیڈ پر بیٹھا بیٹے کو گود میں بٹھایا اور بیوی کو بازو کے حصار میں ہی رکھا۔۔

نمیرہ نے طیان کو اپنی گود میں بٹھایا سینے میں سختی سے بھینچ لیا آئیدن اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔۔

تم دونوں مجھے حسد کرنے پر مجبور کر رہے ہو آئیدن نے ان دونوں کا کان پکڑ کر ہلکے سے کھینچا تو دونوں کھلے کھلانے لگے۔۔ آئیدن احزان کے لیے یہی سکون کے لمحے تھے۔۔

بابا مجھے بابا جانی نے بتایا کہ رمضان آنے والا ہے تو میں بھی سارے روزے رکھوں گا۔ شیر طیان نے اپنے بابا کا چہرہ اپنے ننھے سے ہاتھوں میں تھام کر کہا۔۔۔

ٹھیک ہے تم چڑی روزہ رکھ لینا۔۔

چڑی روزہ کیا ہوتا ہے نہ سمجھی سے اپنے بابا کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

بیٹا چڑی روزہ 12 بجے کھل جاتا ہے۔۔ آئیدن جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا نمیرہ نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا کہ کیوں میرے بیٹے کو تنگ کر رہے ہیں آپ۔۔

تمہارے بابا ایسے ہی تنگ کر رہے ہیں میرا بیٹا سارے روزے رکھے گا اپنی مما کے ساتھ نمیرہ نے اپنے بیٹے کے دونوں رخسار کھینچے اور گھور کر اپنے شوہر کو دیکھا جو اس کے جان سے پیارے بیٹے کو تنگ کر رہا تھا۔۔

یہ غلط بات ہے متاعِ جاں ہم تینوں جب ساتھ ہوتے ہیں تو مجھ سے زیادہ اسے وقت دیتی ہوں۔۔

بالکل نہیں میں تو دونوں کو برابر وقت دیتی ہوں نمیرہ نے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے شوہر کے سینے پر سر رکھا تھا۔۔۔

صارم طرسم کو حویلی چھوڑ کر آفس چلا گیا۔۔

وریام آج کل آوارہ گردی کچھ زیادہ ہی کرنا شروع ہو گیا تھا دو ہفتے سے وہ آفس نہیں جا رہا تھا پہلے اس کی طبیعت خراب تھی اور اب ہڈ

ہرامی۔۔

ویسے تم کہتے ہو مجھے شادی کرنی ہے لیکن پورا دن حویلی میں گھومتے رہتے ہو اتنا جو بزنس کھڑا کیا ہے اسے سنبھالا کس نے ہے رضیہ خانم اس کے پاس کھڑی تھی وہ جان بوجھ کر آفس نہیں جاتا تھا۔۔۔

چھ سال اچھی طرح بزنس کر لیا ہے کم از کم چھ ہفتے تو سکون سے رہنے دے مجھے وریام نے اپنے دونوں ہاتھ آپس میں پیوست کیے۔۔

تمہارا کیا بنے گا۔۔

میں دولہا بنوں گا بہت جلد! وریام اپنی مورے کی پیشانی پر بوسہ دے کر کمرے سے باہر نکلا اور سردار کے کمرے میں چلا گیا کیونکہ اسے اپنی چھوٹی سی بھتیجی سے بات کرنی تھی۔۔۔۔ کلا اس نے طرسم کی حالت کو

مد نظر رکھتے اس سے بات نہیں کی تھی کیونکہ اسے اس وقت سب سے زیادہ اپنے شوہر کی ضرورت تھی اور وہ اس کے پاس موجود تھا۔۔۔

تم اتنی خوفزدہ کیوں ہوئی تھی گڑیا تم ایسی تو نہیں ہو وریام اس کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا جو ابھی تک اب ائے اور نقاب میں ملبوس تھی۔۔

چاچو اس نے مجھے۔۔۔۔ بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔۔ وریام کی نظر اس کی کلائیوں پر گئی جہاں انگلیوں کے نشانات تھے۔ آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا۔ جبکہ وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

چچا بھتیجی بیٹھے ہوئے ہیں ہادی مسکراتے ہوئے سردار کے کمرے میں داخل ہوا۔۔

جی بلکل اور آپ کو کوئی تکلیف ہے وریام نے اپنی چھوٹو سی اور پیاری سی بھتیجی کو اپنے حصار میں لیا۔۔

تم ان کلائیوں کو لے کر بیٹھی ہو جلد ٹھیک ہو جائے گی یہ۔۔ ہادی اس کے بائیں جانب بیٹھ گیا ہلکا پھلکا انداز اپنایا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ان نشانات کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک نامحرم کے لمس کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔۔۔ وریام اور ہادی خانزادہ کی کانپٹی کی رگیں ابھری ہوئی جبکہ لہجہ پیار بھرا تھا تاکہ ان کی ننھی سی گڑیا اداس نہ ہو۔۔۔

اپنے دیو کو کہو اس پر دم درود کرے ہادی کی بات سن کر وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

میرے دیو کے بارے میں بات مت کرے وہ بہت اچھا ہے اور مجھ ڈھیر سارا پیار کرتا ہے طرسم نے آنکھیں چھوٹی کیے اپنے لالا کو گھورا۔۔

صحیح کہتے ہیں خربوزے کا رنگ خربوزہ پکڑتا ہے ہادی خانزادہ غور سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا جس کی عادات اب دالہام خانزادہ جیسی ہو رہی تھی۔ وہ جنونی بن رہی تھی یا شاید بن گئی تھی اپنے دیو کی طرح۔۔۔

کیوں اسے تنگ کر رہے ہو وریام نے ہادی کے کندھے پر تھپڑ مارا طرسم ہنسنے لگی وہ دونوں اس لمحے کے انتظار میں تھے کہ وہ مسکرائے گی۔۔

سب ٹھیک ہے ہم سب تمہارے پاس ہے وریام اور ہادی دونوں نے اسے اپنے حصار میں لیا۔ بظاہر وہ مسکرا رہے تھے لیکن طرسم خانزادی کو علم تھا ان دونوں کا خون کھول رہا تھا یہ سوچ سوچ کر کہ ان کے خاندان کی عورت کو کسی غیر مرد نے ہاتھ لگایا ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چاچولالا میرے سامنے اتنے سویٹ نہ بنے مجھے پتا ہے آپ دونوں کو غصہ آرہا ہے طرسم نے دونوں کے ہاتھوں پر ہلکا سا تھپڑ مارا۔۔

غصہ ہمیں اس کمینے پر ہے اپنی اس پیاری سی گڑیا پر نہیں ہادی نے اپنی بہن کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔

اپنے آپ پر تھوڑا کنٹرول کریں بھتیجے صاحب رخصتی نہیں ہوئی اور اپ خیر سے رخصتی سے پہلے ہی اپنی بیوی کے ساتھ رہ رہے ہیں وریام نے اب اپنا رخ ہادی کی طرف کیا جو مسینو کی طرح اب مسکرانے لگا۔۔

چاچو جس انسان کی وجہ سے آپ یہ کہہ رہے ہیں اسے معلوم ہے میں کیوں رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کے کمرے میں رہا ہوں۔۔ وریام نے حیرت کا اظہار کرتے اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھا۔۔ اور سوچنے پر

مجبور ہو گیا سردار نے رخصتی سے پہلے اسے اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کا کیوں کہا ہے۔۔

چاچو میرے دیوا تنے بھی برے نہیں جتنا آپ سوچ رہے ہیں۔۔
کچھ زیادہ ہی رنگ چڑھ گیا ہے تم پر تمہارے دیو کا ہر چیز سمجھ آنے لگی ہے تمہیں وریام خانزادہ نے اپنی بھتیجی کو دیکھا جو مکمل طور پر اپنے شوہر کے رنگ میں رنگ چکی تھی۔۔۔

ہاں تو میرے دیو ہے ہی اتنے پیارے طرسم اتراتے ہوئے بولی جب اس کے پاس کوئی بیٹھ کر اسے باتیں کرتا تھا تو وہ ابراہم کی کہی گئی باتیں بھول جاتی تھی۔۔

یہ صحیح ہے ایک ہماری بیوی ہے جسے شوہر کی تعریف ہی نہیں کرنی آتی وریام اور ہادی دونوں بڑبڑائے تھے۔۔

آپ بھی میرے دیو کی طرح اپنی بیوی کو پیار کیا کریں پھر وہ بھی آپ کی تعریف کیا کریں گی طرسم نے دونوں کا ہی منہ بند کروادیا۔۔ اگلے ہی لمحے ہادی بولا تھا۔۔۔

میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں وہ الگ بات ہے کہ وہ مجھے بھاؤ نہیں دیتی۔۔

اور مجھے تمہاری ہونے والی چچی نے ٹرک کی بتی کے پیچھے لگایا ہوا ہے

ہادی کر بعد وریام بولا تو بے ساختہ طرسم اور ہادی خانزادہ نے قہقہہ لگایا اپنے چاچو کی بات سن کر۔۔۔

ہماری حویلی کا شدید کنوارا انسان۔۔۔ ہادی پیٹ پکڑ کر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔

ابے ہٹ پیچھے، بہت جلد میں اپنی محبت کو اپنے نکاح میں لوگا طرسم اور ہادی دونوں نے ہامی میں سر ہلایا۔۔

چلو شاباش تم ریسٹ کرو فضول کی چیزوں پر دھیان نہیں دینا ہادی اور وریام دونوں نے اس کا ایک ایک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

طرسم خاموشی بیڈ پر لیٹ گئی۔ ہادی اور وریام کمرے سے چلے گئے۔

وریام کا رخ کچن کی طرف تھا۔۔

زہِ نصیب! کچن میں داخل ہوا سامنے سونیا کو دیکھ کر بے ساختہ اس کے لبوں سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔

سونیا خاموشی سے اپنے کام میں مگن رہی وہ فروٹ کاٹ رہی تھی۔۔

کیا بات ہے مغرور خانزادی آج کل مجھ سے جھگڑے نہیں کر رہی۔۔

کیا چاہتے ہو تم کیا ہر وقت تم سے جھگڑتی رہوں میں؟ سونیا نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا۔۔

ارے میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا وریام شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔

سنو! اسے خاموش رہتے تھے وریام اس کے بالکل ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔

ہاں! تیزی سے پھل کاٹتے اس کی بات کا یک لفظی جواب دیا۔۔۔

رمضان آرہا ہے؟

تو؟ اس کا سوال پوچھتے ہی سونیا بول پڑی پھل کاٹ کر چھری دھونے لگی تمام چھلکے پکڑ کر باسکٹ میں ڈالے وہ ابھی بھی خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں پہلے روزے میں تم میرا دیا ہوا ڈریس پہنو !

وریام نے بلائی لب دانتوں میں دباتے کہا اسے علم تھا سونیا خانزادی عرف وریام خانزادہ کی مغرور خانزادی ضرور کچھ غصے میں بولے گی۔۔

جب تحفے دینے کا رائٹ ہوگا تب دینا۔ چاٹ مصالحہ پکڑ کر فروٹس کے اوپر چھڑکا۔۔

جانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ بے رخ اس لیے اپنا رہی ہو کیونکہ میرے بھائی نے تمہارے بھائی کا.....لالا نے معاف کر دیا ہے میرے لالا کو بات کو درمیان سے ادھورا چھوڑ دیا۔۔

سونیا اس کی بات کا جواب دیے بغیر فروٹس اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی وریام اپنی پیشانی مسل کے ٹھنڈی آہ خارج کر کے وہیں کھڑا رہ گیا اس نے ارادہ کیا تھا کہ سردار جیسے ہی گھر آئے گا وہ اس سے بات کرے گا۔۔

سونیا اس سے کہہ کر اپنے کمرے میں تو چلی گئی لیکن گہری سوچ میں مبتلا تھی فروٹ کا باؤل سائیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔ ذہن میں عجیب سی چیزیں آنے لگی۔۔

)میں چاہتا ہوں پہلے روزے میں تم میرا دیا ہوا ڈریس پہنو(!

وریام خانزادہ پاگل کر رہے ہو تم مجھے !اپنا سر تھام کر گھٹنوں میں لیے بیٹھ گئی۔۔

"ملکہ سونیا" سونیا کے ذہن میں اس کے الفاظ گھوم رہے تھے زور سے نفی میں سر ہلانے لگی لبوں پر محض کچھ الفاظ تھے۔۔

"مجھے اس کے بارے میں نہیں سوچنا وہ میرا کچھ نہیں لگتا"

وہ جتنا اس کی آواز سے پیچھا چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی وریام خانزادہ اتنی ہی شدت سے اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔

شام کے چھ بجے سردار آفس سے آگیا تھا اپنے کمرے کی طرف رخ کیا جب سونیا نے اسے پکارا تھا۔۔

"لالا مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

سردار نے اپنا رخ سونیا کے کمرے کی طرف کیا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اپنے لالا کا ہاتھ تھا انھیں صوفے پر بٹھا کر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

بولو سونیا کیا بات کرنی ہے؟

لالا وہ۔۔۔۔۔ سونیا اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگی اسے سمجھ نہ آئے وہ اپنے لالا سے کیسے بات کریں۔۔

لالا۔۔۔۔ میرا۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ بولنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ زبان ساتھ چھوڑ رہی تھی۔۔

ہمیشہ تم نے بنا ہچکچائے مجھ سے اپنی باتیں شیئر کی ہیں تو آج ایسا کیا معاملہ ہو گیا ہے جو تم مجھے بتاتے ہوئے جھجھک رہی ہو۔۔ سردار نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا سونیا کی لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی

اس کے بابا کے بعد اگر کسی نے اسے باپ والا پیار دیا تھا تو وہ اس کا لالا تھا۔۔

لالا وہ اور میں ایک گھر میں رہتے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا جب وہ مجھ سے بات کرتا ہے ہم دونوں نامحرم ہیں سونیا بنا اٹکے اپنی بات مکمل کیے سر جھکا گئی۔۔ سردار کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔۔

سونیا اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو زور سے مروڑنے لگی وریام خانزادہ جس قدر اس پر تھوڑی دیر پہلے حاوی ہوا تھا وہ غلط تھا ایک نامحرم کا یو دل و دماغ پر حاوی ہو جانا ایک لڑکی کو مشکل میں ڈال دیتا ہے۔۔۔

میں مورے اور بڑے بابا سے بات کروں گا سردار نے اپنی بہن کو بازو کے حصار میں لیتے ہیں اپنے ساتھ لگایا۔۔ سونیا کی آنکھوں میں موٹے

موٹے آنسو جمع ہوئے اسے شرمندگی سی ہونے لگی اپنے لالا کو نکاح کا کہتے ہوئے۔۔

لالا مجھے ڈر لگ رہا اس لیے۔۔۔۔۔۔ روتے نہیں، مجھے اپنی غلطی محسوس ہو رہی ہے کہ جیسے ہی مجھے تمہاری رضامندی اس رشتے میں نظر آئی تھی مجھے تبھی تم دونوں کا نکاح کروا دینا چاہیے تھا سردار نے اس کے آنسو صاف کیے اور اس کی ناک کھینچی اسے اپنی بہن کا اظہار کرنا برا نہیں لگا تھا اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے یہ غلطی کر دی۔۔

لالا میں گناہگار نہیں ہونا چاہتی۔۔

میں جانتا ہوں تمہیں سفائیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اپنی بہن کا ہاتھ سہلایا تاکہ اس کے شرمندگی تھوڑی کم ہو۔۔

اگر آپ جیسے بھائی اور باپ دنیا میں موجود ہو تو کبھی کوئی لڑکی غلط قدم نہیں اٹھائے گی۔ ایک بیٹی کی اپنے باپ کے ساتھ بہن کی بھائی کے ساتھ اتنی اچھی بونڈنگ ہو کہ وہ شرم وحیا کے دائرے میں رہ کر اپنے بھائی اور باپ سے اظہار کر سکیں تو وہ گناہوں سے بچ جائے گی سونیا نے اپنے لالا کے سینے پر سر رکھا جیسے وہ اپنے بابا کے سینے پر رکھتی تھی۔۔

لوگ کہتے ہیں عورت کم عقل ہے لیکن در حقیقت مردوں کی عقل پر بہت جلد پردہ پر جاتا ہے غیرت کا۔۔ وہ اپنی بیٹی، بہن کو اس قدر ڈرا کر رکھتے ہیں کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار اپنے بھائی اور باپ سے نہیں کر پاتیں اور غلط راہ اختیار کر لیتی ہے۔ مردوں کو غیرت کو آنا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ جب ان کی بیٹی یا بہن کہے کہ وہ کسی کو پسند کرتی ہے اس لڑکے کو دیکھیں اس کے متعلق معلوم کریں اگر وہ اچھا انسان ہے تو بے فکر ہو کر اپنا فرض ادا کر دے۔ سردار کے ذہن میں شاہان مرزا کا

عکس آیا جس نے غیرت کے نام پر اپنی ہی بیٹی کا سودا کر دیا اس کی جھوٹی غیرت کی وجہ سے اس کی بیٹی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔۔۔

ہر کوئی یہ بات نہیں سمجھتا لالا سونیا نے آنکھیں موندلی۔۔

آپ نے معاف کر دیا اسے ؟ اسے وریام کی بات یاد آئی۔۔

میں مزید اس سب کو نہیں گھسیٹ سکتا ہر رشتہ خراب ہو رہا ہے۔ سونیا پریشانی کی وجہ سے مورے کی طبیعت خراب رہنا شروع ہو گئی ہے، بڑے بابا ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔ سب میں اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں اپنے خاندان کو ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا ہمارا باپ اور بھائی ہم سے دور ہوا ہے میں نہیں چاہتا مزید ہمارے خاندان کا کوئی فرد دور ہو۔ اسے دوبارہ وہ جگہ نہیں دے پاؤں گا لیکن کوشش کر رہا ہوں۔ دالہام خانزادہ تھک گیا تھا اسے سزا دیتے ہوئے۔ سونیا نے مسکراتے

اپنے لالا کو دیکھا کتنے سالوں بعد وہ اپنے دل کی تمام باتوں اس سے کہہ رہے تھے۔۔۔

لالا یہ کہاوت بالکل صحیح ہے خربوزہ خربوزے کا رنگ پکڑتا ہے دالہام نے فوراً حامی میں سر ہلا دیا۔۔

اور ابھی میں اس خربوزے کے پاس جا رہا ہوں اسے میری ضرورت ہے اور تم نے بالکل ان سب چیزوں کو اپنے سر پر سوار نہیں کرنا میں بات کرتا ہوں رات کو۔۔

لالا ایک اور بات کرنی ہے آپ سے سردار جانے لگا جب سونیا نے نظریں جھکائے کہا۔۔

لالا میں سادگی سے مسجد میں.....وہ بات کو ادھورا چھوڑ گئی۔۔

ہر گز نہیں میں نے پوری دھوم دھام سے شادی کرنی ہے اس سے قبل سردار کچھ بولتا وریام جوکب سے دروازے کے ساتھ لگا ان کی باتیں سن رہا تھا جٹ سے بول پڑا۔۔

تم! سونیا منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔۔

دیکھیں لالا جیسے آپ کی بہن کا ارمان ہے کہ اس نے سادگی سے نکاح کرنا ہے تو میرے بھی شادی کو لے کر کچھ ارمان ہے وریام ان دونوں کے نزدیک جا کر کمر پر دونوں ہاتھ رکھے لڑاکو عورتوں کی طرح بولا تھا۔۔۔

صبر کا سانس لو۔۔ وہ سادگی سے مسجد میں نکاح کرنا چاہتی ہے تو سادگی سے ہی نکاح ہوگا اور رخصتی جب کریں گے تو دھوم دھام سے کریں گے جو تمہارے ارمان ہوں گے رخصتی پر پورے کر لینا دالہام خانزادہ

نے دونوں کی خواہشوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا۔۔ وریام کا منہ بن گیا۔۔

کیا مطلب لالا نکاح کے ساتھ رخصتی نہیں ہوگی ؟

نہیں سردار کا جواب سن کر اسے سمجھ میں نہ آیا وہ خوش ہو یا پھر اداس اس کا نکاح ہو رہا تھا لیکن رخصتی نہیں۔۔۔

لالا.....خاموش ہو جاؤ مجھے جو بہتر لگ رہا ہے میں ابھی وہی کر رہا ہوں۔ آج میں بڑے بابا سے بات کروں گا اور نکاح سے پہلے خبردار تم نے میری بہن سے بات کی تمہارا وہی حال کروں گا جو پچھلی مرتبہ کیا تھا

وریام نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ دیا اس کا دوبارہ ارادہ نہیں تھا مار کھانے کا۔۔۔

نکلو باہر! چٹکی بجاتے دروازے کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے الٹے سیدھے زاویہ بناتا اپنے کمرے میں چلا گیا سردار بھی اپنی بہن کے سر پر

ہاتھ رکھتے اپنے کمرے میں گیا۔۔ چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن اس کی پری کہیں پر بھی نہیں تھی۔۔ بالکنی ڈریسنگ روم واش روم ہر جگہ دیکھ لیا۔۔

شاید علینا کے کمرے میں ہوا اپنے بال پیشانی سے پیچھے کرتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا۔۔ جو سچویشن اس وقت اس کی پری کی تھی اس کا اس کی ماں کے ساتھ وقت گزارنا اس کے لیے بہتر تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم بیٹا کیا ہو گیا ہے کیوں اتنی اداس بیٹھی ہو؟

مورے مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا مجھے رونا آرہا ہے طرسم نے ابھی کہا ہی تھا جب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ علینا ہکا بکا ہو کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

طرسم! حیرت سے اسے پکارتے ہیں اپنے سینے میں بھینچا۔۔

میری پیاری بچی چلو رونا بند کرو ہم آج باہر جاتے ہیں کچھ شاپنگ کرنے۔ کیونکہ پرسوں پہلا روزہ ہے اور رمضان میں شاپنگ ٹھیک سے نہیں کی جاتی علینا نے اس کا موڈ بہتر کرنے کی خاطر کہا۔۔

مورے میں نے کہیں نہیں جانا طرسم نے اپنے آنسو صاف کیے اور گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ گئی۔ حجاب کرنے والا دوپٹہ سائیڈ پر پڑا ہوا تھا نقاب اور حجاب کیپ سائیڈ ٹیبل پر تھی۔۔

بہت مزہ آئے گا نا میں، تم، تمہارے بابا اور لالا ہم چاروں جائیں گے۔۔

مورے آپ دیو کو لالا نہ بولا کریں مجھے دیو سے چاچو والی فیلنگ آنے لگ جاتی ہے علینا اس کی بات سن کر خود کو قہقہہ لگانے سے نہ روک پائی وہ پیٹ پکڑ کر بری طرح ہنس رہی تھی جب سردار اور صارم کمرے میں داخل ہوئے تھے طرسم نے فوراً دوپٹہ سر پر لیا۔۔۔

خیریت ہے؟ صارم نے ابرو اچکا کر اپنی بیوی کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔

آپ کی بیٹی کہہ رہی ہے میں دالہام لالا کو لالا نہ بلایا کروں اسے یہ لفظ سن کر لالا سے چاچو والی فیلنگ آتی ہے جہاں صارم کا ہنسی روکنا مشکل ہوا تھا وہیں سردار نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی بیوی کو گھوری سے نوازا۔ جو لاکھ منع کرنے کے باوجود اسے چاچو کہہ کر پکار رہی تھی۔۔۔

دیوا ایسے میری طرف نہ دیکھو شوہر بننے سے پہلے تم میرے چاچو ہی ہو۔۔

میں نے کتنی مرتبہ تمہیں سمجھایا ہے مجھے چاچو مت پکارا کرو دالہام کا میٹر شارٹ ہونا شروع ہو گیا تھا اسے اس لفظ سے سخت چڑ تھی۔۔۔

میں تو پکاروں گی چاچو چاچو چاچو بار بار ایک لفظ بولتے ہوئے بیڈ سے اٹھی کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے دونوں ابرو اچکاتے آنکھیں پھاڑے اپنے دیو پر نظر ٹکائی۔۔

مت کرو!۔۔

کیا مت کرو؟ مجھ ڈانٹو گے؟ طرسم دو قدم مزید اس کے پاس ہوئی۔۔

تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی ہو میں تمہیں ڈانٹتا نہیں اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ تم مجھے اس لفظ سے پکارنا شروع ہو جاؤ دالہام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر سیدھے کیے جو اس نے کمر پر رکھے ہوئے تھے۔۔۔

مورے مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے اچانک ہی اس کا شاپنگ کرنے کا دل کرنے لگا علینا نے تاسف سے سر ہلایا اس کی بیٹی کو پتہ نہیں کیا ہو گیا

تھا کبھی رونے لگ جاتی تھی کبھی لڑنے اور کبھی شاپنگ کرنے کا موڈ بن رہا ہے۔۔

کہاں جانا ہے وہ دونوں یک زبان بولے تھے۔۔

پرسوں پہلا روزہ ہے میں نے اور مورے نے شاپنگ کرنی ہے اتراتے ہوئے کہا سائٹ ٹیبل سے اپنی حجاب کیپ اور نقاب اٹھا لیا۔۔

ت.....آپ دونوں خاموشی سے اپنی اپنی جیکٹس پہنو ہم جا رہے ہیں مورے جلدی سے مجھے اپنا عبایا دے۔ وہ دونوں بولنے ہی لگے تھے طرسم جٹ سے بول پڑی۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ جلدی سے مال جائے اور ڈھیر ساری شاپنگ کرے اپنی مورے کا اس نے ابایا پہن لیا نقاب اور حجاچ کر کے عبایا کو دونوں سائیڈ سے تھوڑا سا اوپر کر کے پرنسس کی طرح اپنے بابا اور دیو کے سامنے کھڑی ہو گئی علینا نے بھی بڑی سی چادر اوڑھ لی تھی۔۔۔

ان دونوں نے سرسری سا ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کندھے اچکاتے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو کمرے سے باہر نکلنے کا کہا وہ دونوں مسکراتے ہوئے باہر گئی۔۔ سردار اور صارم فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے جبکہ علینا اور طرسم پیچھے بیٹھی ایک دوسرے کے کان میں گھس کر نا جانے کونس سی باتیں کر رہی تھی۔۔

مال کے باہر پارکنگ ایریا میں کار روکی۔ ان دونوں نے کار سے باہر نکل کے اپنی اپنی بیوی کے لیے دروازہ کھولا۔۔

مجھے نہ ڈھیر سارے کپڑے لینے ہیں کار سے باہر نکلتے ہی اس نے جیسے حکم دیا تھا۔۔

یعنی میرا کارڈ خالی کروا کر جاؤ گی سردار نے محض تنگ کرنے کی خاطر کہا اس کے اتنا کہنے کے دیر تھی کہ طرسم کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔۔

پہلی مرتبہ میں شاپنگ کرنے آئی ہوں موٹے موٹے آنسو بہہ کر نقاب میں جذب ہو رہے تھے سردار کو سمجھ نہ آیا اس نے ایسا کیا کہہ دیا ہے اس نے تو محض مذاق کیا تھا۔۔۔

چپ ہو جاؤ تم مجھے پورا کنگلا بھی کر دو گی تب بھی میں تمہیں یہ بات نہیں کہوں گا چلو۔ زار و قطار اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ سردار نے اس کی آنکھیں صاف کی اور بازو کے حصار میں لیے مال کے اندر چلا گیا

صارم علینا کو اپنے ساتھ لیے مال میں گیا۔۔

یہ کتنا پیارا ہے! طرسم کو لائٹ پنک کلر کا عبایا نظر آیا اور وہ عبایہ کی شاپ میں چلی گئی۔۔

اللہ جانے اس لڑکی نے اتنے عبایا کرنے کیا ہیں پوری الماری اس کی عبایہ سے بھری پڑی ہے علینا ماؤں کی طرح تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے گئی۔۔

وہ تینوں اندر داخل ہوئے تھے کہ طرسم ان کے سامنے پانچ عبایہ پکڑے کھڑی تھی۔۔

طرسم خاموشی سے جو ایک پسند آیا ہے وہ خریدنا ہے اتنے زیادہ عبایہ لے کر کیا کروگی۔۔

مورے اپ بھی نا بچوں والی باتیں کر رہی ہیں ظاہر سی بات ہے پہنوں گی طرسم نے تمام عبایا سردار کے ساتھ نے کیے کہ مجھے یہ خریدنے ہیں اس نے خاموشی سے سیلز گرل کو کہا کہ پیک کر دو۔۔ علینا اسے منع کر رہی تھی اس کے شوہر نے ہی اس کے لیے پانچ خوبصورت چادر لی کیونکہ اس کی بیوی چادر اوڑھتی تھی۔۔ وہ صارم کو منع کرتی رہی لیکن اس نے ایک بھی نہ سنی۔۔۔

طرسم باہر نکلی تو اس کی نظر ٹیڈی بیئر والی شاپ پر گئی تیز قدم بڑھاتے وہاں چلی گئی وہ تینوں اس کے پیچھے پیچھے شاپ میں داخل ہوئے۔۔ ایک

بڑا سا بھالو اور تین چھوٹے چھوٹے بالوں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے سر دار کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی علینا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ فضول خرچی کر رہی تھی۔۔

سر دار نے وہ بھی خرید لیے۔۔۔ صارم نے ایک بڑا اور ایک چھوٹا بھالو علینا کے لیے لیا۔۔ ان دونوں ماں بیٹی کو بھالو بہت پسند تھے۔۔

طرسم وہاں سے باہر نکلی علینا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور غصے سے اپنے شوہر اور سر دار کو دیکھنے لگی۔۔۔

صارم اور لالا آپ دونوں مجھے اپنے اپنے کارڈ پکڑائیں ہم دونوں شاپنگ کر لے گئیں اور خبر دار آپ تو ہمارے پیچھے آئے۔۔ میرے شوہر صاحب ہیں جو مجھ پر فضول خرچی کر رہے ہیں اور ایک میری بیٹی ہے جو وہ منہ سے نکال رہی ہے اس کا شوہر اسے خرید کر دیے جا رہا ہے تو مہربانی ہے اپنے کارڈ پکڑا دے جو چیز ضرورت کی ہو گی ہم دونوں لے

لیں گی۔ علینا کوئی یکدم بے انتہا غصہ آیا تھا ان دونوں کی حرکتیں دیکھ کر طرسم منہ بناتے اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔۔

علینا!۔۔۔۔۔۔چپ کر کے مجھے اپنے کارڈ پکڑائے نہیں تو حویلی واپس چلے وہ دونوں ابھی بولے ہی تھے کہ وہ پھر سے غصے سے بول پڑی۔ ان دونوں نے اپنا اپنا کاٹ نکال کر علینا کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔ اسے دونوں کے کارڈ بحث سے بچنے کے لیے مانگے تھے کیونکہ اگر ایک کا کہتی تو دوسرے نے کہنا تھا کہ وہ میری بیوی ہے میں اپنی بیوی پر اپنے پیسے خرچ کروں گا۔۔۔

مورے میں دیو۔۔۔۔چپ کر کے چلو میرے ساتھ ایک تو تمہارے دیو نے تمہیں بگار کر رکھا ہے، اور آپ دونوں مہربانی کر کے ایک جگہ بیٹھ جائیں جب ہم شاپنگ کر لیں گے آپ کو کال کر دیں گے تو وہاں پر

آجائے گا ہمیں لینے ٹیپیکل ماؤں کی طرح علینا اس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ لے لی گئی۔۔۔

آفس جانے سے پہلے کس چیز کا ناشتہ کروایا تھا اسے تم نے؟

یار میں نے تو آلو کے پراٹھے کھلائے تھے میرے خیال سے کسی نے جادو ٹونا اوپر کر دیا ہے جو اس کا دماغ گھوم گیا ہوا ہے سردار نے اس کی بات سنتے ہی تاسف سے اسے دیکھا اس کے بچے جوان ہو گئے تھے لیکن ابھی تک وہ ویسے کا ویسا ہی تھا بظاہر جسم سے بھی اور عقل سے بھی۔۔

علینا نے طرسم وہی چیزیں لے کر دی جس کی اسے ضرورت تھی اور وہ منہ بناتے ہوئے اپنی ماں کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

میں واش روم جا رہی ہوں یہیں پر باہر رکو، کہیں نہیں جانا اسے ہدایت دے کر علینا واش روم میں چلی گئی طرسم خاموشی سے باہر کھڑی ہو گئی

اچانک اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ دیوار کا سہارا لیے وہ مشکل کھڑی تھی ہر چیز دھندلانے لگی۔۔

بیٹا آپ ٹھیک ہو؟ ایک عورت واش روم سے باہر نکلی ہاتھ دھوتے ہوئے اچانک اس کی نظر طرسم پر گئی جو ایک اچھے دیوار کا سہارا لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنا سر تھامے کھڑی تھی۔۔

چ۔ چکر۔۔۔ آ۔۔۔ آرہے۔۔۔۔ ہیں! وہ گرنے لگی تھی اس عورت نے اسے سہارا دیتے گرنے سے بچایا اور باہر لے جاتے چیئر پر بٹھا کر اس کا ہاتھ تھاما۔۔

ڈاکٹرز نبض چیک کرنے لگی۔ وہ ابھی اس کی نبض چیک کر ہی رہی تھی طرسم یکدم اٹھی اور واش روم میں جاتے وامٹ کرنے لگی۔۔ وہ عورت اس کے پیچھے واش روم کے اندر گئی۔۔ اس کی پیٹھ سہلائی اور گہری نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگی۔۔

بیٹا تمہاری شادی ہوئی ہے ؟ اس کے نڈھال ہوئے وجود کو سہارا دے کر دوبارہ باہر لے جاتے چیئر پر بٹھا کر اسے سوال کیا اس نے ہامی میں سر ہلایا۔۔

مجھے لگ رہا ہے کہ تم اسپیکٹ کر رہی ہوں، میں ڈاکٹر ہوں تمہاری سمٹمس دیکھ کر مجھے یہی لگ رہا ہے اپنے شوہر کے ساتھ ہاسپٹل جا کر چیک اپ کروالو۔۔ وہ عورت اس کا کندھا تھپکتے وہاں سے چلی گئی تب تک علینا بھی باہر آگئی تھی اسے نڈھال اور صدمے میں چیئر پر بیٹھے دیکھ اسے ہلکا سا جھنجھوڑا تھا۔۔۔

دیو پاس جانا ہے وہ یکدم ہوش میں آئی اور اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے شوہر کے پاس جانے کی ضد کرنے لگی۔۔

طبیعت ٹھیک ہے طرسم اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے فکر مند لہجے میں پوچھا۔۔

مجھے جانا ہے اسے ضد کرتے دیکھ علینا اسے اپنے ساتھ لیے واپس اسی جگہ پر آئی جہاں پر وہ اپنے شوہر اور داماد کو چھوڑ کر گئی تھی وہ دونوں سکون سے وہاں بیٹھے چنے کھا رہے تھے۔۔ اور سرسری سا ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیتے جبکہ گفتگو کم ہو رہی تھی۔۔۔

دیو، بابا! طرسم ان دونوں کو پکارتے سردار کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور اس کے ہاتھ سے چنے پکڑ کر منہ میں ڈالنے لگی کیونکہ اس کے منہ کا ذائقہ بے حد بگڑ چکا تھا۔۔

دیو، بابا! مجھے ایک عورت نے کہا جو ڈاکٹر تھی کہ تم پریگننٹ ہو ہاسپٹل جاؤ ڈاکٹر کے پاس۔ وہ دونوں جو مزے سے چنے کھا رہے تھے ان کے منہ چنوں سے تقریباً بھرے ہوئے طرسم خانزادی کی بات سن کر سارے چنے گلے میں اتنے برے طریقے سے چنے اٹکے تھے جیسے وامٹ آنے لگی ہے، دونوں نے لبوں کے آگے ہاتھ رکھ لیا۔۔

اپ دونوں بھی پریگننٹ ہو؟ ان دونوں نے چنے جلدی سے منہ سے باہر پھینکے۔۔ طرسم خانزادی کی بات سن کے ان دونوں کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی جیسے ابھی باہر نکل آئے گی۔۔۔ سردار بری طرح کھانسنے لگا۔۔

کس بے وقوف ڈاکٹر نے تمہیں یہ کہہ دیا ہے سردار نے ایک ایک لفظ پر زور دیا کون اس کی بیوی کے ذہن میں ایسی باتیں ڈال کر گیا تھا۔۔

تم کہاں تھی علینا تم اسے اپنے ساتھ لے کر گئی تھی اسے اکیلا کیوں چھوڑ کر گئی تھی۔ علینا کو گم سم منہ کھولے اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے پا کر صارم بولا۔۔

میں بس واش روم گئی تھی۔۔

دیو بابا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟ طرسم کا سر چکرا رہا تھا وہ بے آواز رونا شروع ہو گئی۔۔

پری سردار کو اب فکر ہونے لگی پہلے تو اسے لگا کہ وہ اسے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہی ہے لیکن اسے اپنے سر کو تھامتے دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اسے سہارا دیکھ کر پھر ساتھ لیے پارکنگ ایریا میں گیا۔۔ان کے پیچھے صارم اور علینا بھی تھے۔۔

راہا اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی وہ شدید بور ہو رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا وہ کہیں باہر گھومنے جائے لیکن نہ ہی اس کے لالا گھر تھے نہ ہی کوئی جو باہر لے جائے۔ وہ معصومانہ چہرہ بنا کر کمرے میں بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ہادی اس کے کمرے

میں آیا اس کو دیکھ کر ایک انجانی سی مسکراہٹ راہا کے لبوں پر آئی۔۔۔۔

پادی کی نظریں سیدھی راہا پر گئی جو اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی وہ حیران ہوا کہ راہا اسے ایسے کیوں دیکھ رہی ہے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے جانِ ہادی ایسے کیوں دیکھ رہی ہو کچھ چاہیے کیا ہادی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔۔اس کے پوچھنے پر راہا نے جلدی سے سر ہاں میں ہلایا اور ہادی کے قریب ہو گئی۔۔۔

وہ نہ مجھے نا باہر جانا ہے میں بہت بور ہو رہی ہوں میرا دل کر رہا ہے میں آئس کریم کھانے جاؤں راہا اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالتے ہوئے بچوں کی سی معصومیت اپنے چہرے پر لاتے ہادی سے بولی۔۔۔۔

لیکن تمہارے لالا نے تو منع کیا ہے میرے ساتھ باہر جانے پر تمہیں باہر کیسے لے کے جا سکتا ہوں ہادی نے گہری نظروں سے راہا کو دیکھا جو

اس کے ساتھ باہر جانا چاہتی تھی یعنی کہ وہ اس کے ساتھ تھوڑی بہت کمفرٹیبل ہو گئی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ گھر نہیں ہے آپ مجھے لے جائے جب وہ آئے گے تو پھر میں انہیں منا لوگی وہ آپ کو نہیں ڈانٹے گے۔ مجھے آئس کریم کھانی ہے مجھے آئس کریم کھانی ہے راہا بچوں جیسے ضد کرتے ہوئے ہادی سے ناراض ہو کر اس سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ارے میرا بچہ تم ناراض کیوں ہو گی میرے بچے کو باہر جانا ہے تو ہادی کون ہوتا ہے اپنے بچے کو منع کرنے والا چلو اٹھو جلدی سے تیار ہو جاؤ میں اپنی چوٹی سی بیوی کو باہر گھمانے لے کر جاتا ہوں اور ائس کریم بھی کھائیں گے ہادی اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اپنا عادی بنانا چاہتا تھا جس کی لیے ساتھ وقت گزارنا ضروری تھا۔ راہا کی عمر 24 تھی جبکہ

ہادی کی عمر 21 اور اسے میرا بچہ کہہ کر پکار رہا تھا راہا کو اس کی عمر نہیں معلوم تھی۔۔۔

سچی آئس کریم کھائیں گے میں چاکلیٹ والی آئس کریم کھاؤں گی۔۔۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے جونسی مرضی آئس کریم کھاؤ لیکن اگر تمہارے لالا نے پوچھا تو انہیں مت بتانا کہ میں تمہیں باہر لے کر گیا تھا ورنہ وہ مجھے ماریں گے تو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے معصوم سے شوہر کو مار پڑے ۔۔۔۔ اگر دالہام خانزادہ کو علم ہو جاتا کہ ہادی اسے باہر لے جانے کے ساتھ اسے ڈھیر ساری آئس کریم بھی کھلا کر لے آیا ہے تو ہادی خانزادہ کی اچھی خاصی درگٹ بننی تھی۔۔

نہیں نہیں میں لالا کو نہیں بتاؤں گی نہ ہی آپ کو مار پڑے گی میں جلدی سے تیار ہو کر آتی ہوں یہ کہتے ہوئے بیڈ سے اٹھی اور سامنے الماری سے

اپنا چادر نکال کر اوڑھ لی۔۔ جب وہ دالہام کے ساتھ باہر جاتی تھی وہ بڑی چادر اوڑھتی تھی۔۔

بس اتنا سا تیار ہونا ہے تم نے ہادی اسے چادر لیے تیار ہوتے دیکھ کہنے لگا۔۔۔۔۔

ہاں نا لالا کہتے ہیں کہ میں تو بس دوپٹہ لے کے ہی پیاری لگتی ہوں میں تو ہوں ہی پیاری اسے اپنی تعریف کرتے دیکھ ہادی کے چہرے پر مسکراہٹ ائی۔۔

ہاں ہاں تم بہت پیاری ہو اب چلیں ہادی نے راہا کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑوالیا۔۔۔

ایسے ہی چلتے ہیں راہا ذرا کنفیوز ہوتے ہوئے اس سے کہنے لگی۔۔۔۔ ہادی بھی اس کی کنفیوژن کو دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا سارے گھر والے اپنے اپنے کمروں میں تھے جب کہ دالہام

طرسم کو لے کر ہاسپٹل گیا ہوا تھا اسی لیے دونوں آسانی سے حویلی سے نکل گئے۔۔۔

نہیں آج میرا گاڑی پہ بیٹھ کے جانے کا دل نہیں کر رہا ہے آج میرا دل کر رہا ہے ہم بائیک پہ جائیں وہ ہادی کی نیو بائیک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی ہادی جو گاڑی میں بیٹھ رہا تھا وہ راہا کی بات سنتے اپنی بائیک کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

تو کیا تم اس پر بیٹھ جاؤ گی۔۔۔ اس نے ایک مرتبہ پوچھ لینا بہتر سمجھا کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ڈر جاتی تھی۔۔

لالا کبھی کبھی نا بائیک پر جاتے ہیں تو میرا بھی دل کرتا ہے میں لالا کے ساتھ بیٹھو لیکن لالا کہتے ہیں تم ڈر جاؤ مگر مجھے بیٹھنا ہے۔۔ بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے ہادی سے کہہ رہے تھے جبکہ وہ اس کی خوشی میں ہی

خوش تھا اس نے اپنی پاکٹ سے بائیک کی چابی نکالی اور بائیک سٹارٹ کی۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر میرے پیچھے بیٹھ جاؤ وہ اس کی بات سنتے بائیک پر بیٹھنے لگی لیکن اس سے بیٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

راہا ایک ٹانگ دائیں جانب کرو اور دوسری بائیں جانب اس طرح تم گرو کی نہیں اگر ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھو گی تو گر جاؤ گی ہادی کو اندازہ تھا کہ پہلی مرتبہ بائیک پر بیٹھ رہی ہے اگر دوسری طرح بیٹھتی تو بہت جلد گر جاتی۔ وہ اس کی کہی گئی بات پر عمل کرتے بیٹھ گئی۔۔

مجھے زور سے پکڑلو نہیں تو گر جاؤ گی جیسے ہی ہادی نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے سیدھے سے تھوڑا نیچے رکھا تو راہا نے پیچھے کر لیا۔۔

نہیں نہیں میں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں راہا نے اپنا گلا تر کیا اسے جھجھکتے محسوس کر کے ہادی مسکرایا تھا۔۔۔

اب تمہیں میں ایسے تو بیٹھنے نہیں دوگا بائیک پر بیٹھی ہو تو میری ہی مرضی چلے گی ہادی نے دل میں کہا۔ اس نے جیسے ہی بائک سٹارٹ کی راہا کو زوردار جھٹکا لگا اس کے ہاتھ جلدی سے ہادی کے دونوں کندھوں پر آئے تھے۔۔۔

اسے لیے تمہیں کہا ہے راہا کہ مجھے تھام لو گر نہ جاؤ۔۔۔ اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے راہا کو دھیان سے بیٹھنے کی ہدایت دی۔۔

اچھا ٹھیک ہے اب ٹھیک سے چلائیں ورنہ میں لالا کو بتاؤں گی آپ نے مجھے گرا دیا وہ لالا کی دھمکی دیتے ہوئے اس کے کندھوں کو زور سے تھاما۔ اپنے کندھوں پر راہا کہ ہاتھ دیکھ کر ہادی بہت خوش ہوا اور اس نے بائیک سٹارٹ کی۔۔۔۔۔

ہادی کی بائیک اب ہوا سے باتیں کر رہی تھی اور پیچھے راہا بچوں کی طرح ااا۔۔۔ااا۔۔ااا کرتے ہوئے ہادی کو مسلسل مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے سے ہادی کے سینے سے تھوڑا نیچے کی طرف لپیٹ دیے۔۔۔

اسے بچوں جیسی بیوی مل گئی تھی اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کی بیوی ایسی حرکتیں کرے گی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہادی کی بائیک آئس کریم پالر کے سامنے روکی۔۔

مجھے دو چاکلیٹ والی آئس کریم کھانی ہے۔۔

اچھا تم اندر جا کر کھاؤ گی یا باہر بیٹھ کر کھانی ہے۔۔ہادی کے کہنے پر راہا نے آئس کریم پارلر کی طرف دیکھا جہاں لڑکے لڑکیاں، کچھ فیملیز بیٹھ کر ہنستے ہوئے باتیں کرتے آئس کریم کھا رہے تھے۔۔

مجھے اندر نہیں بیٹھنا مجھے باہر بیٹھ کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں آئس کریم کھانی ہے مزہ آئے گا۔ آئس کریم پارلر کے باہر کافی زیادہ کرسیاں لگی ہوئی تھی وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے ہادی نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا کہ تم وہاں بیٹھو میں آئس کریم لے کر آتا ہوں۔۔۔ وہ اسے کرسی پر بٹھاتے ہوئے ائس کریم پارلر کے اندر چلا گیا تاکہ دونوں کے لیے آئس کریم لے آئے۔۔۔۔۔

ہادی اپنے لیے وونیلا آئس کریم لے کر آیا تھا اور راہا کے لیے چاکلیٹ فلیور آئس۔ وہ ائس کریم لے کر چیئر پر بیٹھا اور چاکلیٹ فلیور ائس کریم راہا کو پکڑائی۔۔ وہ دونوں آئس کریم ایک ساتھ کھانے لگی ہادی اس کی خوشی دیکھ کر خوش تھا۔

واؤ کتنی یمی مجھے نہیں دو گی آئس کریم ہادی نے اسے اکیلے اکیلے آئس کریم کھاتے دیکھ کہا۔۔ آپ آپ کے پاس اپنی آئس کریم ہے تو میں

آپ کو کیوں دوں ۔ اس نے اپنی ائس کریم چھپاتے ہوئے کہا جیسے ہادی اسے ائس کریم چھین لے گا ۔ ۔ ۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے تم کھاؤ تم سے نہیں چھینتا میں راہا ہادی کے کہنے کے بعد انتے مزے مزے سے ائسکریم کھانے لگی ۔ ۔ ۔

بس میرا تو پیٹ فل ہو گیا ۔ راہا اپنے پیٹ پر ہاتھ پھرنے لگی ۔ ۔

تھوڑی سی ایس کریم تم نے کھائی ہے اور تمہارا پیٹ فل بھی ہو گیا راہا نے مزے سے ہاں میں سر ہلایا کہ میرا پیٹ فل ہو گیا ہے ۔ ۔

اچھا تم یہاں بیٹھو میں اندر پیسے دے کر آتا ہوں ہادی دوبارہ سے اندر گیا تھوڑی دور راہا کو تین چار کتے نظر آئے جو اس کی طرف ہی آ رہے تھے راہا کو ایک شرارت سوجی اس نے اندر ہادی کو دیکھا جو پیسے نکال کر دے رہا تھا اس نے وہاں سے کچھ پتھر اٹھائے اور ان کتوں کو مارے جس سے وہ کتے بھونکنے لگے کتوں کے بھونکنے کی وجہ سے ہادی جلدی سے باہر

راہا کے پاس آیا۔ وہ راہا کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ لوگ وہاں سے اٹھ کر بھاگنے لگے۔ کیونکہ وہ جنگلی آوارہ کتے تھے۔۔۔ ہادی راہا کا پکڑ کر تیزی سے وہاں سے بھاگنے لگا وہ اپنی بائیک بھی وہیں پر چھوڑ گیا تھا۔۔

ہائے اللہ میں مرگئی ہائے اللہ میں مرگئی کتے کتے ہمارے پیچھے پڑ گئے ۔۔۔ راہا چیختے ہوئے بھاگ رہی تھی وہ اس لمحے اپنا ماضی میں ہوا ہر ڈر بھلا گئی تھی۔۔ اس کی حالت نارمل ہو رہی تھی اس لیے وہ شرارتیں کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

تو کس نے کہا تھا ان کو پتھر مارنے کو ہادی راہا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مسلسل بھاگ رہا تھا میں نے تو بس مذاق میں پتھر مار دیے تھے وہ تو پیچھے پڑ گئے پیچھے سے کتوں کی بھونکنے کی مسلسل آواز آ رہی تھی اور وہ بھاگتے ہی جا رہے تھے۔۔

یار مجھے تو بائیک لینے کا بھی ٹائم نہیں ملا میں تو تھک گیا ہوں۔۔

نہیں نہیں تھکنا نہیں تھکنا نہیں کتے ہمیں پکڑ لیں گے وہ ہمیں کھا جائیں گے۔ اسے رکتے ہوئے دیکھ وہ فوراً بولی تھی۔ ہادی اسے پریشان ہوتا محسوس کیا تو اس نے پیچھے کی جانب دیکھا وہ کتے ابھی بھی ان کی جانب مسلسل بھاگ رہے تھے۔۔۔۔ ہادی کو بھی کتوں سے ڈر لگتا تھا۔۔

جب راہا تھک کر اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔

ارے راہا جلدی بھاگو مجھے خود کتوں سے بہت ڈر لگتا ہے وہ راہا کو بولنے لگا۔۔۔

میں بہت تھک گئی ہوں راہا نے اتنا ہی کہا جب کتے نزدیک آ گئے تھے۔ ہادی نے اس کو اپنے بازو میں اٹھایا اور بھاگنے لگا بیچارہ خود بھی اتنا تھک

گیا تھا لیکن اسے ان کتوں سے بچنا تھا اگر وہ رک جاتا تو وہ کتے تو انہیں چیر پھاڑ دیتے۔ وہ آوارہ کچا گوشت کھانے والے کتے تھے۔۔

دور ہی ہادی کو ایک شاپ نظر ہے جو کہ کھلی ہوئی تھی ہادی نے شکر ادا کیا اور وہ بھاگ کر اس شاپ کے اندر گیا اور جلدی سے شاپ کا دروازہ بند کر دیا پیچھے وہ کتے شاپ کے آگے کھڑے ہو کر مسلسل بھونکنے لگے اور ہادی نے راہا کو نیچے اتارا اور دونوں گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے ان کو دیکھنے لگے۔۔ کتے آخر کار انہیں اپنے ہتھے نہ چڑھتے دیکھو وہاں سے چلے گئے۔۔۔ تو ہادی نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا تو اس پر نظریں مرکوز کیے لمبے سانس لے رہی تھی اور پھر ایک ساتھ دونوں کا قہقہہ دکان میں گونجا تھا۔۔۔۔۔

ہاہاہا کتنا مزہ آیا نا میں نے ان کتوں کو پتھر مار کر اپنے پیچھے اتنا بھگایا۔۔ راہا خوش ہوتے ہوئے تالیاں بجانے لگی کہ انہوں نے کتے کو پاگل بنا کر

پیچھے چھوڑ دیا اور وہ پکڑ بھی نہیں پائے جبکہ کتوں کی وجہ سے ہادی کو کتنی مصیبت پڑی تھی وہ وہی جانتا تھا اب وہ راہا کو تو ڈانٹ نہیں سکتا تھا اسی لیے چپ کر کے راہا کی ہنسی اور باتیں سننے لگا۔۔۔

ویسے کتنا مزہ آیا ہے نا آئس کریم کھانے کا اور کتوں کو پیچھے لگانے کا راہا اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہنسنے لگی۔۔۔۔

اور جو میں تمہیں اٹھا کر بھاگا ہوں۔ میں بے حد تھک گیا ہوں ہادی بھی معصومانہ منہ بناتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اوآپ تھک گئے ہیں تو میں لالا کو کہوں گی وہ آپ کو دبا دیں گے ٹھیک ہے آپ کے ساری تھکن دور ہو جائے گی راہا آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔

تمہاری مہربانی ہے کہ لالا کو کچھ مت بتانا ورنہ وہ مجھے جان سے مار دیں گے اب چلو میری بائیک وہ آئس کریم پارلر کے سامنے میں نے اپنی بائیک بھی لینی ہے اور گھر جانا کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔

لیکن میں تو کافی تھک گئی ہوں اور مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا اب میں کیسے چلوں گی راہا وہاں ہی نیچے زمین پر چونکری مار کر بیٹھ گئی۔۔۔

راہا۔۔۔۔ہادی میں تھک گئی ہوں نہ میں کیا کروں۔۔ہادی یہیں پر ہار جاتا تھا جب اس کا نام پکارتی تھی۔۔ہادی نے دکان کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا جہاں پر اکا دکا لوگ ہی وہاں سے گزر رہے تھے جب ایک رکشہ دور سے ہادی کو آتا ہوا دکھائی دیا اس نے جلدی سے وہ رکشہ روکا۔۔

اسے آئس کریم پارلر کا ایڈریس بتایا رکشے والے نے کہا کہ وہ وہاں نہیں جاتا۔ہادی نے اسے زیادہ پیسوں کا لالچ دیا اور اسے ائس کریم پالر جانے کے لیے کہا تو پھر رکشے والا مان گیا اور تھوڑی ہی دیر میں ہادی اور راہا

وہیں ائس کریم کے پالر کے سامنے کھڑے تھے جہاں سے وہ کتوں کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔۔۔۔۔

شکر ہے ہم آ گئے ہادی نے شکر ادا کیا کہ اس کی وجہ سے راہا کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔

اب دھیان سے بائیک پر بیٹھنا اچھا۔۔ اس نے اجلت میں کہا۔۔

آپ ڈانٹ کیوں رہے ہو صحیح سے بیٹھوں گی راہا نے اس کے سیدھے سے تھوڑے سے نیچے ہاتھ رکھا۔ اور ہادی کو آئس کریم کھلانا مہنگا پڑ گیا تھا۔۔۔"

ابھی تو سردار کو جب پتہ چلا تھا کہ وہ کیا اڈونچر کر کے آئے تو ہادی خانزادہ کی درگٹ بننی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاروں ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔

دیو! طرسم اسے پکارتے آنسو بہائے جا رہی تھی۔۔ دالہام اسے اپنے بازو کے حسار میرے لیے ڈاکٹر کے کیبنٹ میں لے کر گیا وہاں ڈاکٹر موجود نہیں تھی اس کی اسسٹنٹ تھی۔۔ طرسم کو ون سیٹر صوفے پر بٹھایا۔۔

ڈاکٹر کہاں ہیں؟۔۔

سر ڈاکٹر ابھی 15 منٹ تک آئیں گی۔ اسسٹنٹ نے طرسم کو دیکھا جو اپنا سر تھامیں بیٹھی تھی اس کے پاس گئی اس کے ہاتھ سرد تھے۔۔ صارم اور علینا بھی کیبن میں داخل ہوئے وہ دونوں اپنی بیٹی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔۔

ان کا بی پی لو ہوا ہے میں نے انھیں انجیکشن لگا دیتی ہوں ان کا بی پی نارمل ہو جائے باقی آپ نے جو چیک اپ کروانا ہے وہ ڈاکٹر تھوڑی دیر تک آجائیں گے تو ان سے کروا لیجیے گا اسسٹنٹ نے طرسم کا بازو پکڑ کر

آستین اوپر کیے اس نے فوراً اپنے دیو کا ہاتھ سختی سے تھام لیا۔۔ کچھ لمحے کے اندر اسے انجیکشن لگ گیا تھا اور وہ ابھی بھی آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔۔

دیو مورے کہتی ہے میں ابھی بچی ہوں بچی کا بے بی ہوگا اچانک اسے علینا کی کہی گئی باتیں یاد آئی۔۔۔

وہ تم جیسا ہوگا یا مجھ جیسا۔ نہیں، نہیں وہ مجھ جیسا ہوگا اگر وہ تم جیسا ہوا تو وہ سڑیل ہوگا اور وہ تمہارے ساتھ زیادہ چپکے گا پھر مجھے اس پر غصہ آئے گا علینا اپنی پیشانی مسلنے لگی اس کی بیٹی کو نا جانے کیا ہو رہا تھا جو منہ میں آرہا تھا بولے جا رہی تھی۔۔ صارم لبوں پر قفل لگائے اپنی بیٹی کی باتیں سن رہا تھا اسسٹنٹ بھی اس کی باتوں پر ہکا بکا رہ گئی۔۔۔

مورے کہتی ہیں میں خود کو سنبھال نہیں سکتی ہائے !میں اسے کیسے سنبھالو گی اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ فکرمندی سے بولی علینا نے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔

دیو مجھے چٹکی کاٹو مجھے یقین نہیں آرہا ہے میں اس کی مورے ہوگی وہ بے یقینی سے اس کے پاس کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا ابھی ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کرنا تھا اور اس کی پری نے یہ تک سوچ لیا تھا اگر وہ اس کے دیو کی طرح ہوا تو اس کے دیو کے ساتھ زیادہ چپکے گا، اس کے پیدا ہونے کا ابھی کوئی اتا پتا نہیں تھا اور اسے اپنے بچے پر غصہ آرہا تھا۔۔ صارم تو بس دالہام کے ایکسپریشنز دیکھ رہا تھا اس نے اج تک اسے اتنا کنفیوز کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔ اسسٹنٹ تو اس چھوٹی سی بچی کی چلتی زبان کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی تھی۔۔۔

پری صبر کا سانس لو ابھی ڈاکٹر نے کچھ بتایا نہیں ہے سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اس کی باتیں سردار کو بے ہوش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔ علینا نے ہلکی سی چپت اس کے سر پر لگائی۔۔ اور کہا۔۔

"بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو "

علینا آج اسے مارا ہے آئندہ مت کرنا۔۔ سردار نے ہلکے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔

لالا غصہ مت کیجیے گا لیکن آپ کی اسی ڈھیل نے اسے بگاڑ رکھا ہے علینا اب غصے سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی جو بولنے سے پہلے سوچتی نہیں تھی۔۔

سنبھالنا میں نے ہے تو یہ میری مرضی ہے میں اسے جتنا چاہے بگاڑ لوں سردار کی ہاں میں صارم نے بھی ہاں ملائی۔۔

یہ آج کل تم ٹیپیکل ماؤں والی حرکتیں کرنا کیوں شروع ہو گئی ہو ہر بات پہ میری بچی کو ڈانٹ دیتی ہو۔ صارم بالکل اپنی بیٹی کے پاس کھڑا ہو گیا طرسم کے دائیں جانب سردار اور بائیں جانب صارم۔۔ وہ خاموشی اختیار کر گئی کیونکہ اسے علم تھا ان دونوں سے بحث کرنا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔۔

پورے 15 منٹ بعد ڈاکٹر کیبن میں موجود تھی۔۔

دالہام کیسے ہو؟ کمرے میں داخل ہوتے ہی ڈاکٹر خوشی سے بولی تھی۔۔

میں ٹھیک! تم کیسی ہو حبیبہ؟ طرسم آنکھیں پھاڑے ٹکر ٹکر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔

الحمدللہ ٹھیک! تم یہاں کیسے ڈاکٹر اور سردار دونوں نے ہاتھ ملائے۔

طرسم کی خونخوار نظریں ان دونوں کے ہاتھوں پر تھی۔۔

میری وائف کے طبیعت ٹھیک نہیں ہے دالہام نے اپنی پری کی طرف اشارہ کیا حبیبہ مسکراتی اس کی جانب بڑھی۔۔

آپ سب باہر جائیں !حبیبہ کے کہتے ہی صارم علینا کو لیے باہر چل گیا

سردار باہر جانے لگا طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔

بس پانچ منٹ میں واپس آجاؤگا اندر طرسم نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا

چہرے کا زاویہ دوسری طرف کرلیا۔۔ حبیبہ جب اس کا چیک اپ کر رہی تھی وہ اسے اپنی نیلی آنکھوں سے خونخوار سے دیکھتی رہی۔۔۔

سردار بے چینی سے کیبن کے باہر چکر لگا رہا تھا۔ کچھ یہی بے چینی صارم پر بھی سوار تھی۔ علینا پریشانی سے چیئر پر بیٹھے اندر جانے کے انتظار میں تھی پھر اسے یاد آیا وہ تو اس کی ماں ہے اندر جا سکتی ہے علینا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔۔

یہ اندر کیوں گئی ہے، میں بھی جارہا ہوں سردار اندر جانے لگا صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

وہ ماں ہے اس لیے اندر گئی ہے تھوڑی دیر صبر کر لو صارم اس کی بے چینی سمجھ سکتا تھا کیونکہ یہ وقت اس پر بھی آیا تھا۔۔

صام یار سب ٹھیک ہو گا نہ؟ وہ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اس قدر کنفیوز ہوا تھا۔ صارم اس کی بات سن کر مسکرایا۔۔

بے فکر ہو جاؤ سب ٹھیک ہو گا وہ دونوں دوست بے چینی سے چکر کاٹ رہے تھے ایگزیکٹ پانچ منٹ بعد وہ اندر چلے گئے۔۔ علینا مسکرا رہی تھی اور طرسم منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔

حبیبہ! سردار نے حبیبہ کی جانب رخ کیا۔۔

مبارک ہو دالہام آپ بابا بننے والے ہو! ڈاکٹر نے مسکرا کر اسے بتایا سردار نے صارم کے کندھے کا سہارا لیا۔ وہ ایک جگہ ساکت کھڑا تھا

دماغ کام کرنا چھوڑ گیا اس کی نظریں صرف اپنی پری پر ٹکی ہوئی تھی۔

صارم اور علینا خوش تھے ایک لمحے کے لیے ان کے دل میں خیال آیا کہ ان کی بیٹی چھوٹی ہے لیکن پھر اس کی خوشیاں، اسے اپنی زندگی میں خوش دیکھ کر وہ دونوں خوش تھے۔۔

مبارک ہو آپ کو لالا مسکراتے ہوئے سردار کو مبارک دی صارم نے اس کی طرف دیکھا جو بت بنا کھڑا تھا۔۔

دالہام!۔۔

ہ۔ہاں صارم کے ہلکے سے جھنجھوڑنے پر جیسے وہ ہوش میں آیا تھا۔۔

میں۔۔۔باپ۔۔۔۔بننے۔۔۔۔والا۔۔۔ہوں ایک ایک لفظ میں وقفہ دیتے ہوئے بولا علینا اور صارم خان دونوں اس کی حالت دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی کو قابو کر پائے تھے طرسم اداس بیٹھی ہوئی تھی۔۔

پری! سردار اسے پکارتے اس کے پاس صوفے پر بیٹھا۔۔ اس کا ہاتھ تھاما تو طرسم نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔

میرا ہاتھ کیوں پکڑ رہے ہو، ڈاکٹر حبیبہ کا ہاتھ پکڑو نا۔ دالہام خانزادہ کر مسکرا رہا تھا اس کی پری جلن کی وجہ سے منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔

میں نے تو بس سلام لی تھی۔۔

سلام زبان سے لی جاتی ہے ہاتھوں سے نہیں طرسم نے اس کے کندھے پر ایک ساتھ کئی مکے مارے۔۔ حبیبہ کو اپنا خوش اخلاق طبیعت کا ہونا تھوڑا سا برا لگا تھا وہ کسی کے درمیان جھگڑا نہیں کروانا چاہتی تھی اتنے خوشی کے موقع پر سردار کی بیوی اس سے ناراض ہو گئی تھی۔۔

ایم سوری اگر آپ کو میرا آپ کے شور سے ہاتھ ملانا برا لگا۔ ہم دونوں ایک یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ یونیورسٹی میں جونیئرز کی ریگنگ عام ہوتی اکثر مجھے ریگنگ سے آپ کے شوہر بچاتے تھے۔ اس لیے ہم میں

تھوڑی سی دوستی ہے۔ حبیبہ نے اس سے معذرت کرلی اور ساتھ میں وجہ بھی بتادی کہ وہ تو نے ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں۔۔

پلیز آپ میری وجہ سے اپنے اتنے خوشی کے موقع کو خراب مت کریں حبیبہ بول رہی تھی جب ایک نرس کیبن میں داخل ہوئی اور اسے بتایا کہ ایک پیشنٹ کی طبیعت بہت خراب ہے وہ فوراً کیبن سے باہر چلی گئی۔۔

پری! ناراضگی چھوڑدو والہام نے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کی ناراض کی دور کرنے کی کوشش کی۔۔ صارم اور علینا ان دونوں کے پاس کھڑے تھے۔۔

طرسم اتنی ناراض ہونے والی بات نہیں ہے جتنا تم سر پر سوار کر رہی ہو علینا نے اسے ڈپٹا طرسم بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اپنے بابا کے گلے لگ گئی۔۔۔

علینا کیوں اسے ڈانٹتی ہو صارم نے سخت گھوری سے اپنی بیوی کو نوازا۔۔

صارم چھوٹی چھوٹی باتوں سے رونا یاد آرہا ہے یہ بات تھی ناراض ہونے والی، اپنے شوہر کو مار رہی ہے۔۔۔

بیگم بولو مت ہادی اور اپنی اس بیٹی کی مرتبہ تم نے مجھے کتنا کھپایا تھا آدھی آدھی رات کو اٹھ کر بیٹھ جاتی تھی اور رونے لگ جاتی تھی پھر مجھے ائس کریم کھانی ہے مجھے آدھی رات کو گول گپے لا کر دو، میرے نوڈلز بناؤ، مجھے بریانی بنا کر اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ صارم بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا اسے اپنی بیوی کی باتیں سن کر وہ وقت یاد آیا جب وہ اس کے موڈ و نگز سہتے ہوئے پاگل ہونے کے در پر پہنچ جاتا تھا۔۔ وہ نظریں جھکا گئی اسے ہنسی آرہی تھی واقعی اس نے اپنے شوہر کو بہت تنگ کیا تھا اب ظاہر سی بات ہے اس کی بیٹی نے بھی تنگ کرنا تھا۔۔

بابا میں اسے سنبھال لوگی نا؟ طرسم تھوڑا سا کنفیوز تھی کہ وہ چھوٹی سی بچی کو کیسے سنبھالے گی۔۔ صارم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

بیٹا جب تمہارا بھائی اس دنیا میں آنے والا تھا تو میں بھی بہت زیادہ کنفیوز تھا کہ میں باپ ہونے کی ذمہ داری سنبھال پاؤں گا لیکن جب تمہارا بھائی پیدا ہوا یقین جانو مجھے ہر چیز بھول گئی اگر کچھ یاد رہتا تھا صرف اپنا بیٹا کہ مجھے اس کے لیے یہ کام کرنا ہے اسے سکول بھیجنا ہے اسے پڑھانا ہے اسے کامیاب انسان بنانا ہے۔ صارم نے اسے اپنا ایکسپیرینس بتایا تو وہ مسکراتے سر ہلانے لگی کہ وہ بھی اچھی ماں بنے گی۔۔

سردار تلملاتا ہوا سینے پر ہاتھ باندھ کر ان دونوں باپ بیٹی کو دیکھ رہا تھا اس کی بیوی اس کے ساتھ خوش ہونے کی بجائے اپنے باپ کے گلے لگے کھڑی تھی۔۔۔

علینا صارم باہر جاؤ مجھے بات کرنی ہے۔۔

دالہام گھر۔۔۔۔ میں نے کیا کہا ہے صارم بول رہا تھا جب سر دار

درمیان میں ہی بول پڑا علینا اور وہ دونوں باہر چلے گئے۔۔

پری! سر دارا سے پکارتے اس کے پاس گیا طرسم نے اس کا ہاتھ تھاما

اور اپنا حجاب پکڑ کر اس کا ہاتھ سختی سے صاف کرنے لگی۔۔

آج کے بعد خبر دارا گر آپ نے کسی بھی لڑکی سے ہاتھ ملایا۔۔۔

میں باپ بننے والا ہو؟ اس کی بات کا جواب دیے بغیر وہ بے یقینی سے

ابھی بھی اس سے پوچھ رہا تھا طرسم کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا وہ

نظریں جھکا گئی سر دار نے اس کا نقاب نیچے کیا اس کے چہرے کو گہری

نظروں سے دیکھنے لگا جو لال ٹماٹر بنی انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

مجھے نہیں پتا شرماتے ہوئے وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔۔ سردار نے اس کے گرد مضبوط حصار قائم کیا یہ احساس ہی الگ تھا کہ ان کی زندگی میں ایک نیا فرد شامل ہونے والا ہے۔۔

دیو میں بتا رہی ہوں جب ہمارا بے بی آئے گا تو تم سب سے زیادہ پیار مجھے کرو گے اسے میں خود سارا پیار دے دوں گی تمہارے ساتھ سردار کے کرسی پر میں بیٹھا کروں گی ہمیشہ اور کھانے کے ٹیبل پر تمہارے ساتھ والی کرسی پر بھی ہمیشہ میں نے ہی بیٹھنا ہے میری جگہ تم اسے نہیں دو گے سردار بلائی لب دانتوں میں دبا گیا اس کی پری اس کے معاملے میں بے انتہا جنونی بنتی جا رہی تھی اسے اپنی سگی اولاد تک برداشت نہیں تھی کہ وہ اس کے شوہر کے قریب جائے۔۔۔

بے فکر ہو جاؤ میری چار فٹی بیوی جو تمہاری جگہ ہے وہ میں کسی کو نہیں دے سکتا اور میری اولاد کا میرے دل میں ایک علیحدہ مقام ہو گا سردار

نے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔۔یک دم اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے دیکھ طرسم کا دل گھبرایا تھا۔۔۔

دیو کیا ہوا؟ طرسم نے اس کے ہاتھ تھامے۔۔۔

تم بہت چھوٹی ہو اس سب کے لیے، ابھی یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا تم سنبھال نہیں پاؤ گی۔۔یکدم اس کے ذہن میں عمر کے فرق کا خیال آیا۔۔وہ بہت جلد اس پر ذمہ داریاں ڈال گیا تھا۔۔۔

دیو! میں سنبھال لوں گی۔ آئی پرومس میں اچھی والی مورے ہوں گی میں گندی والی مورے نہیں بنوں گی طرسم نے بہت مشکل سے خود کو رونے سے باز رکھا۔۔اس کا دل مٹھی میں جھکڑ لیا گیا تھا۔۔

دیو میں اس کا بہت دھیان رکھو کی جیسے تم میرا دھیان رکھتے۔ میں بابا کی طرح اسے پڑھایا بھی کروگی اور میں ماما کی طرح تمہیں تنگ بھی نہیں کروگی کہ مجھے چیزیں بنا کر دو۔ میں رات کو رویا بھی نہیں کروگی طرسم بول تھی

جب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ سختی سے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔ سردار نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا وہ اپنے دل و دماغ میں پیدا ہوئی شرمندگی کی وجہ سے اس کی خوشیاں خراب نہیں کر سکتا تھا۔۔

میں اسے اتنا پیار دوں گا کہ اسے کبھی محسوس ہی نہیں ہوگا کہ مجھ پر ذمہ داریاں بڑھنے والی ہے سردار نے دل میں سوچا اسے اپنی پری کا بے تحاشہ خیال رکھنا چاہتا تھا۔۔

تم ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گی جب تمہارا جو نسی چیز کھانے کا دل چاہا اسی وقت مجھے بتاؤ گی اور اگر تم آدھی رات کو رونے لگ جاؤ گی تمہارا دیو تمہیں اپنے سینے سے لگا کر چپ کروائے گا اور تم اکیلی کیوں دھیان رکھو گی تمہارا دیو کس لیے ہے۔۔ طرسم نے خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر پشت پر بوسہ دیتے اپنی پیشانی سے لگایا۔۔

تم اپنی اس ادا سے مجھے مزید اپنا دیوانہ بناتی ہو طرسم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر شرمانے لگی سردار نے اس کے ہاتھ پیچھے کیے اور نقاب اوپر کر کے کیبن سے باہر گیا۔۔ صارم دالہام کے پاس جاتے ہے اس کے گلے لگا۔۔

مبارک ہو تم بابا بننے والے ہو اور بڑے بابا صارم خان بھول گیا تھا کہ وہ نانا بننے والا ہے۔۔

صارم طرسم آپ کی کیا لگتی ہے؟ سردار کے بولنے سے پہلے علینا بول پڑی۔۔

میری بیٹی ہے؟

تو اگر بیٹی کے ہاں اولاد ہونے والے ہو تو باپ بڑے بابا بنتا ہے یا پھر نانا علینا اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے بولی۔۔۔

نہیں تم مجھے ایک بات بتاؤ میری لک دیکھ کر تمہیں کہاں سے لگتا ہے کہ میں نانا بننے والا ہوں صارم نے اپنا ہاتھ پاؤں کی طرف لے جاتے سر تک لے کر گیا کہ میں تمہیں کہاں سے نانا لگتا ہوں۔۔

تو مان یا پھر نہ مان نانا تو تو بننے والا ہے سردار نے اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ مارا تھا۔۔

آپ سب کیوں میرے بابا کو تنگ کر رہے ہیں اتنے ینگ میرے بابا ہیں آپ انہیں نانا نہ بلائیں۔ میرا بے بی میرے بابا کو بڑے بابا ہی بولے گا طرسم نے اپنے باپ کا ساتھ دیا اس کا شوہر اور ماں تو اس کے باپ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے تھے۔۔۔

ہائے پیاری بیٹی صارم اسے اپنے ساتھ لگانے لگا دالہام نے اپنی بیوی کو اپنے پاس کھڑے کر لیا اور کہا کہ حویلی واپس بھی جانا ہے۔۔

راستے وہ سب آپس میں باتیں کرتے آئے سب سے زیادہ زبان طرسم کی چل رہی تھی۔۔۔

وہ سب حویلی پہنچے، رات کا وقت کے 10 بج چکے تھے۔ ہادی کی بائیک اور سردار کی کار ایک ساتھ بڑی حویلی میں رکی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار کار سے باہر نکلا دوسری طرف جاتے ہیں اپنی پری کا ہاتھ پکڑتے اسے باہر نکالا نظر ہادی اور راہا پر ٹکی ہوئی تھی کہ وہ اس ٹائم کہاں گئے ہوئے تھے۔۔

کہاں گئے ہوئے تھے اس وقت؟ سردار نے سنجیدگی سے ان دونوں سے پوچھا۔۔

لالا ہم آئس کریم کھانے گئے تھے بہت مزہ آیا ہمارے پیچھے کتے بھی لگے راہا مسکراتے ہوئے اسے بتا رہی تھی ہادی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ اسے سمجھا کر لایا تھا کہ اپنے لالا کو نہیں بتانا۔ وہ ہر بار کیوں بھول جاتا تھا کہ وہ لالا کی چمچی ہے اپنے لالا کو اگر وہ کوئی بات نہ بتائے تو اس کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔۔۔

تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں لگی سردار اس کے پاس گیا اس کے سر پر ہاتھ اور دوسرا ہاتھ کندھے پر رکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا تھا اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔ سردار نے ایک نظر ہادی کو دیکھا اس پر جو سارا غصہ تھا وہ جھاگ کی طرح بہہ گیا اپنی بہن کی مسکراہٹ دیکھ کر اس کی بہن نارمل ہو رہی تھی نہیں تو پہلے وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈر جاتی تھی۔۔

لالا بہت مزہ آیا میں نے اسے پتھر مارا، ہم دونوں بھاگ گئے، میں تھک گئی پھر پروفیسر نے مجھے اٹھالیا اور بھاگنا شروع ہو گئے وہ ہمارے پیچھے بھاگ رہے تھے جیسے ہمیں کھا جائیں گے پھر ہم دکان میں چپ گئے اور وہ چلے گئے راہا نے خوشی سے مسکراتے ہوئے اسے بتایا اور پھر سردار کے گلے لگی تھی سردار کی روح میں سکون سرایت کر گیا۔۔

اچھی بات ہے تمہیں مزہ آیا لیکن آج کے بعد اس طرح کی حرکت مت کرنا۔ ہادی تمہارے ساتھ تھا اس نے تمہیں بچا لیا نہیں تو تمہیں بہت بری چوٹ لگ سکتی تھی دالہام نے اس کا چہرہ سامنے کرتے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔ ہادی نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ اس کی درگٹ نہیں بنی اس کی بیوی نے واقعی میں اسے بچا لیا تھا۔۔

دیو میرے پاؤں میں درد ہو رہا ہے اندر جانا ہے طرسم ڈھیلے وجود کے ساتھ کھڑی تھی جیسے ابھی زمین پر بوس ہو جائے گی۔۔ سردار نے رخ اس کی طرف کیا ایک بازو کے حسار میں اپنی بیوی اور دوسرے بازو کے حسار میں اپنی بہن کو لیے لاونج میں داخل ہوا۔ ہادی، علینا اور صارم مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔۔

کہاں چلے گئے تھے تم سب سفیان خان نے سنجیدگی سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

ہم شاپنگ کرنے گئے تھے دالہام خانزادہ سردار کی کرسی پر بیٹھا اس کے ساتھ ہی طرسم بیٹھ گئی تھی۔ ملازمین ڈکی سے سامان نکال کر لے کر آئے۔ سردار نے انہیں کمرے میں رکھنے کا اشارہ کیا۔۔ طرسم کو دالہام کے ساتھ بیٹھتے دیکھ ہمیشہ کی طرح قندیل جل بھن کر سوا ہو گئی تھی۔۔۔

بابا جانی شیر طیان اپنی مورے کے ساتھ سیڑھیاں اتر رہا تھا سردار کو دیکھتے ہی اپنی ماں کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگتے ہوئے اس کی گود میں جا کر بیٹھ گیا نمیرہ اور آئیدن صوفے پر بیٹھ گئے۔۔

بابا جانی آپ کہاں تھے میں آپ کا انتظار کر رہا تھا بلائی لب باہر نکالتے سردار کی گردن میں بازو حائل کر کے اس کے سینے پر سر رکھتے وہ شکوہ کن لہجے میں بولا۔۔ سردار اس کے بال سہلانے لگا۔۔

پری کھانے میں کیا کھانا ہے دالہام خانزادہ نے اس سے پوچھا تو کندھے اچکا گئی۔۔

بتاؤ پھر تم نے میڈیسن بھی کھانی ہے۔۔

کیسی میڈیسن دالہام پری ٹھیک تو ہے نا؟ ریحانہ خانم پریشان ہوئی۔۔

ٹھیک۔۔۔یہ۔۔۔وہ۔۔ہے۔۔۔آپ۔۔۔سردار کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ سب کو کیسے بتائیں کہ وہ باپ بننے والا ہے۔۔۔صارم سر تا پیر تک اپنے دوست کو دیکھنے لگا جس کا آج خوشی دماغ گھوم گیا تھا۔۔

پری کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن اس سے زیادہ مجھے تمہاری طبیعت خراب لگ رہی ہے ریحانہ خانم نے پہلی مرتبہ اپنے بیٹے کو اتنا کنفیوز ہوتے دیکھا تھا۔۔

آپ کے پوتے کے ساتھ کھیلنے کے لیے کوئی آنے والا ہے دالہام نے شیر طیان کے رخسار کھینچتے ہوئے الفاظ ادا کیے ریحانہ خانم لبوں پر ہاتھ جمائے حیرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔قندیل اپنی جگہ ساکت رہ گئی یہ جان کر کے ان دونوں کا رشتہ آگے بڑھ چکا ہے ان کی زندگی میں ایک نیا فرد شامل ہونے والا ہے۔۔اور اسے یہ چیز جلد از جلد ابراہم ملک کو بتانی تھی۔۔تاکہ وہ طرسم کو سردار سے دور کردے۔۔

پری !خوشی اور حیرت سے ملے جھلے تاثرات کے ساتھ اسے پکارتے کھڑے ہوئیں اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ طرسم کو کھڑے کرتے اپنے سینے سے لگایا۔۔

میری پیاری بچی ریحانہ خانم نے ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

رضیہ خانم اور صوفیہ خانم نے بھی یہی عمل دہرایا سردار اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے سب عورتوں کو دیکھ رہا تھا جو باری باری اس کی بیوی کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھی وہ سوچ میں پڑ گیا کہ شاید میں نے بھی اتنے بوسے اپنی بیوی کے پیشانی پر نہیں دیے ہوں گے جتنے آج میری مورے ، بڑی مورے اور پھپھو نے دے دیے ہیں۔۔

بہت مبارک ہو تمہیں طرسم! نمیرہ مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگی۔
اسے چلبلی سی طرسم اچھی لگتی تھی کبھی اس کے دل میں اس کے لیے
حسد پیدا نہیں ہوا تھا۔۔
بہت بہت مبارک ہو آپ کو لالا اور طرسم تمہیں بھی جا سردار سے کہتے
طرسم کے گلے لگی۔۔
آئیدن نے طرسم کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔
لالا! آئیدن دالہام کو پکارتے اسے گلے ملا۔۔ سفیان خان اور وریام نے
طرسم کو اپنے سینے سے لگایا اور پھر سردار کو مبارکباد دے کر اس کے
گلے ملے۔۔ سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔۔
دالہام کی نظر سونیا اور راہا پر گئی وہ دونوں حیرت سے اپنی لالا کو دیکھ رہی
تھی۔۔
گڑیا تم دونوں کو کیا ہوا ہے؟

ہم ایک مرتبہ پھر پھپھو بنیں گی سونیا اور راہا دونوں اپنے بھائی کے سینے سے لگی سردار نے ان دونوں کے گرد حصار قائم کیا شیر طیان ناسمجھی سے سردار کی کرسی پر بیٹھا ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ہادی! کیا ہوا تمہیں؟ صارم نے ہادی کو دائیں رخسار پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے اپنی بہن اور سردار کی جانب دیکھتے ہوئے پا کر پوچھا۔۔

میں مامو؟ ہادی اپنے سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے پوچھ رہا تھا۔ طرسم کے پاس جاتے اس کا چہرا تھا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اپنے ساتھ لگایا یہ خوشی اس کے لیے ہر چیز سے بھر کر تھی۔۔

میری پیاری گڑیا! ہادی نے اس کے دونوں رخسار کھینچے قندیل نے خوشی کا اظہار نہیں کیا تھا وہ خاموشی سے جگہ بیٹھی حسد بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ شہریار بڑی حویلی آیا تھا اپنی منکوحہ سے ملنے

کے لیے لاؤنج میں سب کو بیٹھے دیکھ مسکراتے ہوئے ان کے درمیان میں جا کر اپنے دوست کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

السلام علیکم! مسکراتے ہوئے سب کی جانب دیکھتے سلام کر گیا سب نے یک زبان میں سلام کا جواب دیا تھا۔۔ نظریں حبا پر جیسے ہی مرکوز کی وہ شرم سے سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔۔ بے اختیار اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

شیری میں چاچو بننے والا ہوں آئیدن کی خوشی دیکھنے لائق تھی شہریار نے سردار کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ دونوں اطراف میں پھیلاتے کھڑا ہوا۔۔

مبارک ہو لالا شہریار سردار کے گلے ملا بڑی حویلی میں اس وقت ہر طرف خوشی کا سما تھا ہر فرد خوش تھا سوائے قندیل کے۔۔

طرسم تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھیں بیٹھی ہوئی تھی۔۔

یہ سب آپ کو مبارکباد کیوں دے رہے ہیں بابا جانی شیر طیان نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے سردار کا چہرہ تھام کر پوچھا۔۔

کیونکہ آپ کی ایک چھوٹی سی بہن یا بھائی آنے والا ہے۔ شیر طیان پہلے تو مسکرایا لیکن جب اپنے بابا کی بات یاد آئی کہ جب تمہارے بابا جانی کا بے بی آئے گا تو وہ اسے زیادہ پیار دیں گے۔ یہ بات ذہن میں آتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔

پھر آپ اس سے زیادہ پیار دیا کرو گے؟ بلائی لب دانتوں میں دباتے خود کو رونے سے روکا۔۔

ہرگز نہیں بابا جانی کی جان جو آپ کی جگہ ہے وہ ہمیشہ آپ کی ہی رہے گی۔ سردار نے اسے خود میں بھینچا۔ بدلے میں شیرو نے بھی اپنے بابا جانی کے گرد حصار قائم کیا تھا۔۔

آئی لو ویو بابا جانی ہے۔ نمیرہ نے مسکراتے اپنے بیٹے کو دیکھا یکدم وہ اپنی ماں باپ کی طرح نہیں آسکتا تھا۔۔

میرا بھانجا ہو بہو میرے جیسا ہوگا! ہادی نے چٹکی بجا کے بلند آواز میں کہتے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

مشکل سے تیری شکل برداشت ہوتی جب تک میرا بچہ اس دنیا میں نہیں آجاتا اپنی بیوی پر تیرا سایہ بھی نہیں پڑنے دوگا۔۔ سردار نے اپنی بیوی کو خود کے ساتھ لگایا اسے اپنی اولاد بہت پیاری تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کے سالے والے حرکتیں اس کی اولاد میں ہو۔۔

رہنے دو پہلے ہی تم نے میری عزت میں چار چاند لگائے ہیں اگر وہ تمہارے جیسا ہوا تو میری بچی کچی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔۔۔ صارم نے تاسف سے سر ہلا جیسے اس کے بیٹے نے اس کی عزت میں

چار چاند لگائے تھے وہ نہیں چاہتا تھا اس کے دوست کی عزت میں اس کی اولاد چار چاند لگائے۔۔۔

میں تمہیں اپنی بہن کے ساتھ برداشت پتا نہیں کیسے کرتا ہو۔ جب میرا بھتیجا پیدا ہو گا تمہیں اسے ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گا۔۔ آئیدن نے سر تا پاؤں تک اپنے سالے کو دیکھتے ہوئے بولا جو ہر جگہ اس کی بہن کے ساتھ چپکا ہوتا تھا۔۔

ایک نمونہ کافی ہے بڑی حویلی میں اور وہ تمہاری صورت میں موجود ہے۔۔ سفیان خان نے اسے یاد کروایا کہ ہر الٹے کام میں وہ اب سے آگے ہے۔ ہادی منہ کھولے ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔

لالا کا بیٹا تیرے جیسا ہرگز چوہا نہ ہو۔۔ شہریار نے اسے چیرانے کی خاطر کہا۔۔ سب عورتیں اپنے شوہر کی باتیں سن کر ہنس رہی تھی۔۔ سوائے طرسم کے وہ اپنے ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی تھی۔۔

کیوں اس کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی بے عزتی کروا رہے ہو۔۔

وریام خانزادہ نے جب کہا تو ہادی کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی اسے اپنے چاچو سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اسے ایسی باتیں کرے گے۔۔۔ حد کرتے ہو آپ سب بھی۔ میں اتنا بھی برا نہیں ہو جو آپ میرا ایک جملے پر اتنا بھڑک اٹھے ہو۔۔

ہادی نے معصومانہ چہرہ بنایا وہاں موجود ہر مرد کا دل چاہا اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے۔۔

کاش جیتنی تو معصوم شکل بنا رہا ہے اتنی تیری حرکتیں بھی معصوم ہوتی تو کیا ہی بات تھی۔ ہادی نے اپنی بہن کو دیکھا تو اس نے سردار کو غصے سے گھورا جس کے بولنے کی وجہ سے سب نے اس کے بھائی کو باتیں سنائی تھیں۔۔

دیو آپ میرے لالا کو باتیں نہ سنائے طرسم نے اس کے تھائے پر تھپڑ مارا۔۔

میں کیا کرو تمہارے لالا کی حرکتیں ہی اتنی پیاری ہے کہ میری زبان تعریف کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتی سردار نے پیار سے کہا۔۔

پروفیسر نے اتنی بری بات بھی نہیں کہی کہ آپ سب اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں پہلی مرتبہ راہا اس کے معاملے میں بولی تھی کہ میرے شوہر کو نہ ڈانٹے۔۔ سردار نے گھوری سے اسے نوازا جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ صرف میری بہن کی وجہ سے تیری بچت ہو گئی ہے۔۔

بڑے بابا، مورے، بڑی مورے مجھے آپ سے بات کرنی ہے سردار کی بات سن کر وریام اور سونیا سمجھ گئے کہ وہ کیا بات کرنے والا ہے۔۔

آپ سب جانتے ہیں کہ وریام صاحب میری بہن کو پسند کرتے ہیں۔ بڑے بابا دونوں ایک گھر میں رہتے ہیں آمنا سامنا ہوتا ہے اور آپ کا بیٹا خیر سے شریف حد سے زیادہ ہے تو میں چاہتا ہوں جتنی جلدی ان کا نکاح ہو جائے بہتر ہے۔ باقی بڑے آپ تینوں ہیں آپ جو نظریہ ہو گا اس معاملے میں اسے مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ سردار نے احتراماً کہا۔۔۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بیٹا دو ہفتے بعد رکھ لیتے ہیں نکاح رمضان میں۔۔

بھائی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں ریحانہ خانم نے بھی سفیان خان کی ہاں میں ہاں ملائی رضیہ خانم نے بھی ہامی میں سر ہلایا انہیں بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔

مورے ، بڑے بابا ، بڑی مورے میں چاہتا ہوں رمضان سے پہلے ان کا نکاح ہو جائے یعنی کہ کل اور میری بہن کی خواہش ہے کہ سادگی سے مسجد میں نکاح کیا جائے آپ کو جو مسئلہ نظر آرہا ہے کہ تیاریاں کرنے میں ٹائم چاہیے کوئی خاصہ ٹائم نہیں لگے گا۔ سردار کی بات سن کر سب حیرت میں مبتلا ہو گئے چاہے نکاح سادگی سے مسجد میں ہونا تھا لیکن اتنی جلدی وہ سب تیاریاں کیسے کریں گے۔۔۔

سونیا بیٹا ادھر میرے پاس بیٹھو سفیان خان نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ سر جھکا کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔۔

تم پہلے بھی میری بیٹی تھی اور اب مجھے اپنے دونوں بیٹوں سے زیادہ پیاری ہو۔ کیا تم اس معاملے میں مکمل طور پر رضامند ہو؟ سفیان خان نے ایک مرتبہ اسے خود پوچھنا چاہا وہ اپنی دلی تسلی چاہتے تھے۔۔۔

بڑے بابا آپ سب کا فیصلہ مجھے منظور ہے باقی رہی میری رضامندی کے بات تو آپ کا بیٹا۔۔ا۔چھا۔۔ہے جب وہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا چہرہ بے پناہ سرخ ہو گیا تھا۔۔سب اس کے جھجھکنے پر ہنس پڑے۔۔وریام خانزادہ تو اس کے سرخ چہرے پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔۔

اپنی نظریں سنبھالو وریام خانزادہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔۔سردار اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا رہا تھا جیسے اس کے ہاتھوں کے درمیان وریام خانزادہ کی گردن ہو۔۔

چاچو انشاء اللہ آپ کی اولاد کی حرکتیں میری جیسی ہو گی اور وہ آپ کو تگنی کا ناچ نچائے گا اس سے قبل سردار اپنا جوتا اتارتا ہادی اپنی کمرے میں بھاگا تھا۔۔

اپنے بیٹے کو سنبھال لو نہیں ضائع ہو جائے گا میرے ہاتھوں سردار نے اب رخ صارم خان کی طرف کیا تھا۔۔

چلو سب اپنے کمرے جاؤ۔ طرسم بیٹا تم جا کر آرام کرو سفیان نے معاملہ بگڑتے دیکھ سب کی جانب نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔۔ طرسم سردار کی طرف ایک نظر دیکھتے ناراضگی کا اظہار کرتے تیز قدم بڑھاتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ایک تو یہ لڑکی کسی کی سنتی نہیں ہے۔ اتنا تیز کون چلتا ہے اس حالت میں علینا بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ سردار اس کے پیچھے کمرے میں گیا۔۔ نمیرہ نے شیر طیان کو گود میں اٹھایا اس کی نظریں اپنے بابا جانی کے کمرے کی طرف تھی۔۔۔

سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

شہریار اٹھ کر حبا کے کمرے میں گیا وہ بیڈ پر بیٹھی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔۔ شہریار اس کے پاس چلتا اس کے پاس کھڑے ہو کر کوئی لمحے اسے دیکھتا رہا وہ اپنی سوچوں میں اس قدر غرق تھے کہ اسے اپنے شوہر کی موجودگی کا احساس نہ ہوا۔۔ شہریار کو کہیں نہ کہیں اندازہ تھا کہ وہ اپنی فیملی کے بارے میں سوچ رہی ہے اس کے سامنے بیٹھ گیا حبا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ جس کی آنکھوں میں کچھ شرارت تھی حبا نے ابرو اچکائی جیسے پوچھنا چاہتی ہو "کیا ہوا؟"۔۔۔

ویسے حبا تم نے دیکھا لالا کتنے خوش ہیں انہیں اتنی بڑی خوشی ملی ہے جو انسان کبھی نہ مسکراتا تھا اولاد کی خوشی ملنے پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی تھی۔ ہماری چھوٹی سی بھابھی بھی خوش تھی۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اسے واقع ہی سردار کو خوش دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی۔۔۔

ہاں یہ تو ہے لالا بہت خوش ہے اور طرسم بھی۔۔۔

ویسے میں سوچ رہا ہوں جب تمہاری رخصتی ہوگی ہم دونوں ایک ساتھ ہوں گے ہماری زندگی میں بھی یہ خوشی آئے گی یقین جانو میں بھی اتنا خوش ہوں۔۔۔۔ شہریار کی گوہر فشانیاں سن کر حبا آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایسے کیا آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہی ہو۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں کیا تمہیں شوق نہیں ہے کہ تم ماں بنو اور مجھے بھی پاپا بناؤ شہریار کی باتیں سن کر حبا کے گال شرم کے مارے دہکنے لگے وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا تاکہ وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلے۔۔۔۔

مجھے شرم آرہی ہے جانے شہریار کے بازو پر ایک تھپڑ مارا۔۔۔۔۔

ویسے ایمیجن کرو حبا جب تم ماں بنو گے تو تم موٹی ہو جاؤ گی نا تو تم کیسی لگو گی گولو مولو سی پیاری سی کیوٹ سی۔۔ بالکل جیسے آنٹیاں ہوتی ہے پہلے

اس کے دونوں رخسار کھینچ کر پیار بھرے لہجے میں کہا آخری جملہ قص نے شرارتی انداز میں ادا کیا تھا۔۔ حبا نے منہ بسورا۔۔۔

صرف میں ہی نہیں موٹی ہوگی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نا لڑکے بھی موٹے ہو جاتے ہیں آپ بھی موٹے ہو جاؤ گے۔ وہ ہمارے گھر کے پاس نا ایک موٹے سے آنکل ہوا کرتے تھے انہوں نے گھر میں ایک وسیع گارڈن بنایا ہوا تھا دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے وہ باغ ہے۔ آپ کو پتہ ہے جب میں چھوٹی تھی میں اور آپی ہم دونوں ان کے گھر چھپکے سے جاتے اور امرود توڑ کے بھاگ جاتے تھے اور وہ ہمیں پکڑ نہیں پاتے تھے۔ ہم نے ان کا نام رکھا ہوا تھا موٹو انکل۔۔ آپ بھی ان کی طرح موٹو انکل ہو جاؤ گے حبا اپنی ہی بات کہتے ہوئے ہنسنے لگی۔ شہریار اسے خوش ہوتے دیکھ اس کا ہاتھ تھامے اس کے قریب ہو کر بیٹھا۔۔۔

اچھا اچھا تو تمہاری بہن اور تم امرود توڑنے کے لیے جاتے تھے چوری کرنا گندی بات ہے۔ شہریار اس کے مزید قریب ہوا۔ وہ اسے خود کے ساتھ اٹیچ کرنا چاہتا تھا۔ کچھ جاننا چاہتا تھا وہ زبان سے حبا کے ساتھ باتیں کر رہا تھا جبکہ اس کا دماغ مسلسل وہیں چیزیں سوچ رہا تھا را عنین کے بازو پر نشان اور وہی نشان اس نے اپنی بیوی کے بازو پر دیکھا اس کے ذہن میں مسلسل یہ دونوں ہی تھی۔۔۔۔

گندی بات کیسے ہوگی۔ اب ہمیں امرود پسند تھے اور وہ موٹو انکل ہمیں دیتے نہیں تھے اس لیے ہم اتار دیتے تھے ہمیں بڑا مزہ آتا تھا حبا بھی اپنے بچپن کی باتیں یاد کرتے شہریار کو ہنستے ہوئے بتانا لگی۔۔۔

اچھا حبا تم مجھے بتاؤ تمہارے گھر میں اور کون ہوتا تھا جب تم دونوں بہنیں امرود توڑ کر لاتی تھی کوئی پوچھتا نہیں تھا۔۔ شہریار اسے گہری نظروں سے دیکھتے سوال کرنے لگا۔۔۔

میں، آپی اور بھائی ہوتے تھے ہم کوئی بھی کام کرتے تھے تو بھائی کو غصہ آتا تھا میں اور آپی جب امرود توڑ کر لاتی تھی تو ہم بھائی کو نہیں بتاتے تھے ہم چپ کر کے کھاتے تھے میری آپی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔۔

تمہارے ماما پاپا؟۔۔اس کا اگلا سوال سنتے ہی حبا اداس ہوئی تھی۔۔۔ ہم بالکل چھوٹی تھی جب ماما پاپا چھوڑ کر چلے گئے تھے اللہ کے پاس اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

تمہاری آپی تم سے کافی بڑی تھی شہریار نے اس سے یہ سوال پوچھ لینا ضروری سمجھا کیونکہ جس طرح وہ کہہ رہی تھی آپی میرا ساتھ دیتی تھی وہ مجھ سے بہت پیار کرتی تھی اسے لگا شاید اس کی بہن زیادہ بڑی ہو۔۔

نہیں راعنین آپی مجھ سے صرف ایک سال بڑی تھی آپی پتہ نہیں
زندہ۔۔۔۔حبا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے کی تیاری پکڑنے لگی تھی
شہریار نے اسے فورا اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

روتے نہیں۔ ویسے تم نے غلط کہا ہے میں تو اتنا موٹا نہیں ہوں گا دیکھنا
میں ایسے ہی رہوں کا پتلا سا لیکن جب عورتیں ماں بنتی ہیں نا تو وہ موٹی ہو
جاتی ہوں لیکن جب موٹی ہو جاؤ گے نا تب تم مجھے اتنی ہی پیارے لگو گی
شہریار اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے گھمبیر آواز میں بولا۔۔
میں تو ہوں ہی پیاری نا میں تو آپ کو پیاری لگوں گی لیکن جب آپ
موٹے ہو جاؤ گے نا مجھے آپ بالکل بھی پیارے نہیں لگو گے حبا شہریار
کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے آنسو صاف کرتے مسکرائی تھی۔۔
تو پھر مجھے کوئی پیارا سمجھیے گا اگر میں تمہیں پیارا نہیں لگوں گا شہریار اس
سے گال پر چٹکی کاٹتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

اپنے گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے شہریار کو گھور کر دیکھا۔۔

چٹکی کیوں کاٹی ہے مجھے اتنی درد ہو رہی ہے۔ اچھا آپ مجھے بتائیں آپ میری فیملی کے بارے میں کیوں پوچھ رہے تھے۔۔

ارے نہیں نہیں ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ کیوں میں تمہاری فیملی کے بارے میں نہیں پوچھ سکتا؟ شہریار اپنے چہرے کے تاثرات ٹھیک کرتے ہوئے حبا کو دوسری باتوں میں لگانے لگا۔۔۔

پوچھ سکتے ہیں ویسے پہلے کبھی نہیں پوچھا نا اسی لیے کہہ رہی ہوں۔۔

کبھی تم میرے ساتھ اتنے فری بھی تو نہیں ہو۔ حبا کوئی ایک دم اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اس نے کبھی فری ہو کر اپنے شوہر سے بات نہیں کی تھی۔۔

ویسے آپ رخصتی کی کب بات کر رہے ہو۔۔۔

لگتا ہے میری بھی بیوی کو بہت جلدی ہے میرے کمرے میں آنے کی اس لیے تو رخصتی کی بات کر رہی ہے شہریار اپنے لہجے میں شرارت سموئے حبا سے کہنے لگا۔۔۔ شرارت کے ساتھ اسے اپنے شوہر کے لہجے میں معنی خیزی بھی نظر آئی تھی۔۔

ایسے بھی بات نہیں ہے مجھے کوئی جلد نہیں ہے آپ چوری چوری مجھ سے ملنے آتے ہو نا اسی لیے میں نے کہا ہے ورنہ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے حبا پھر سے اس کے کندھے پر چپت لگاتے ہوئے اس سے الگ ہوتے ہوئے بیٹھی۔۔۔

اوہو تو میری بیوی چاہتی ہے میں سب کے سامنے ملنے آیا کرو حبا اس کی باتوں سے شرم سے سرخ ہو گئی۔۔

مجھ سے ایسی باتیں نہ کریں حبا شرما کر اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔

راعنین یزدان ملک عرف راعنین یاور مرزا شہریار کے ذہن میں صرف یہی الفاظ گھومنے لگے۔ اسے حبا کی فیملی کے متعلق جاننا تھا کہ اس کی فیملی میں کون کون سے افراد تھے۔۔

حبا ایک بات پوچھوں تمہارے بھائی کیوں تم پہ غصہ کرتے تھے۔۔

پتہ نہیں ابراہم بھائی ہمیشہ سے ہم پر غصہ کرتے تھے پوری رات گھر نہیں آتے تھے ہم دونوں بہنیں اکیلی گھر ہوتی تھی حبا کے منہ سے ابراہم نام سنتے سب سے پہلے اس کے ذہن میں ابراہم یزدان ملک معروف بزنس مین آیا تھا۔۔

ابراہم یزدان ملک تمہارے بھائی کا پورا نام تھا۔۔ حبا مزید اس کے سینے میں چھپتی حامی میں سر ہلا گئی۔۔

پری! اتنا غصہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا تو وہ کھسکتے اس دور ہوئی۔۔

آپ بٹھاؤ اپنے بیٹے کو اپنی گود میں ، سناؤ میرے لالا کو باتیں طرسم کا دل کر رہا تھا وہ کسی سے جھگڑا کرے اور اسے بس دو باتیں مل گئی۔۔

وہ تو سب مذاق کر رہے تھے سردار نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولا

اس نے مذاق تو کیا تھا لیکن کہیں نہ کہیں وہ سیریس بھی تھا۔۔۔

مجھے نا ابھی بات نہیں کرنی میرا موڈ نہیں کسی سے بات کرنے کا وہ عبایا حجاب اور نقاب سمیت اپنے اوپر کمبل لے کر لیٹ گئی۔۔

پری عبایہ تو اتار لو۔۔

آپ اپنے بیٹے کو گود میں بٹھائیں اور میرے لالا کو بس باتیں سنائیں

طرسم نے کمبل میں سے تھوڑا سا منہ باہر نکالا اسے زبان دکھا کر پھر اپنے اوپر کمبل لے لیا سردار اس کی حرکت پر مسکرایا تھا۔۔

شاباش اٹھو کھانا کھاؤ پھر میڈیسن بھی کھانی ہے سردار نے اسے شانو سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھایا اس کے چہرے پر ابھی بھی کمبل تھا وہ ہٹانے لگا تو طرسم نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔۔۔

کیا ہوا؟ ہچکیوں کی آواز سنتے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو وہ رو رہی تھی۔۔اس کا نقاب نیچے کرتے فوراً اس کے آنسو صاف کیے۔۔

بھوک لگی ہے روتے ہوئے نچلا لب باہر نکال کر وہ مزید رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی سردار اپنی داڑھی کھجانے لگا اس نے فارسی میں تو نہیں کہا تھا کہ کھانا کھا لو۔۔

کیا کھانا میری پری نے مجھے بتائے سردار نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔

مجھے آئس کریم ، چاکلیٹ ، نوڈل ، جیلی ، نمکو اور کھٹی میٹھی چیزیں کھانی ہیں طرسم اپنا رونا بھول کر ہاتھوں کی انگلیوں پر چیزیں گنتے اسے بتا رہی تھی کہ میں نے اتنی چیزیں کھانی ہیں ۔ ۔

پہلے کچھ اچھا کھا لو میڈیسن کھانے کے تھوڑی دیر بعد تم جو مجھے کہو گی میں تمہیں لا دوں گا ۔ ۔ سردار نے اس کے حجاب میں سے پن نکال کر حجاب کھول کے سائیڈ پر رکھا پھر حجاب کیپ اتار کر سائیکل پر رکھی ۔

دوپٹہ پکڑ کر اس کے سر پر دیتے اس کی ٹھوڑی ہلکی سی دبائی ۔ ۔

دیو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میں جو چیزیں کہہ رہی ہوں وہ گندی ہے غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے آنکھوں میں نمی لیے کہا

سردار نے نفی میں سر ہلایا وہ دوبارہ اسے رلانا نہیں چاہتا تھا ۔ ۔

تو پھر مجھے لا کر دو ۔ ۔

پری، میری چار فٹی ضد نہیں کرتے، تم تو میرا اچھا بچہ ہونا۔ کوئی ایسی چیز بتاؤ جو گھر میں میں تمہیں بنا کر دوں سردار نے اسے یہ آفر بھی کر دی کہ میں تمہیں خود بنا کر دیتا ہوں لیکن کوئی اچھی چیز کھا لو۔۔۔

مجھے کچھ نہیں کھانا سردار نے لمبا سانس لیا ابھی تو شروعات تھی اور اس کی چار فٹی بیوی کے اتنے نخرے تھے نا جانے اگلے نو مہینے میں اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی۔۔

میں نے کل رات کا کھانا کھایا ہوا ہے اگر تم نے کھانا نہ کھایا تو پھر میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اس نے واقعی کل رات کا کھانا کھایا ہوا تھا تھوڑی دیر پہلے اس نے صارم کے ساتھ صرف چنے کھائے تھے۔۔۔

دیو کتنی گندی بات ہے کھانا کیوں نہیں کھایا چلو جلدی سے کھانا کھاؤ طرسم نے فکرمند لہجہ اپنایا۔۔

بشرطیکہ تم بھی میرے ساتھ کھانا کھاؤگی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے اپنے دیو کی خاطر اس نے ہامی بھرلی۔۔ سردار فوراً نیچے گیا پلیٹ میں اس کے لیے اچار گوشت اور ساتھ میں دو روٹیاں ڈش میں رکھ کر کمر میں لے گیا۔۔

خوشبو جیسے ہی طرسم کے ناک کے نتھنوں کے ساتھ ٹکرائی اس کے منہ میں پانی آگیا سردار بیڈ پر بیٹھا اور اس کے سامنے کھانا رکھ دیا اس نے ایک روٹی کے دو حصے کیے ایک اپنی پری کو پکڑایا اور دوسرا خود کھانے لگا اس نے ابھی آدھی روٹی کھائی تھی اور اس کی پری نے ڈیڑھ روٹی کھا لی تھی۔۔

دیو ختم ہوگئی اتنا کہتے ہی اس نے رونے کی تیاری پکڑلی۔۔

اس میں رونے والی کیا بات ہے میں اور لا دیتا ہوں۔ سردار نیچے گیا اور پھر کچن سے دو روٹیاں لے کر آیا۔۔۔۔ اس مرتبہ بھی پہلے والا معاملہ ہی ہوا اس نے آدھی روٹی کھائی اور باقی ساری اس کی پری کھا گئی۔۔

دیو اب مجھے نیند آ رہی ہے میں سونے لگی ہوں۔۔

میڈیسن کھا لو پھر سو جانا۔ نیند سے بند ہوتی اس کی انکھوں کو دیکھ سردار نے فوراً سائیڈ ٹیبل پر پڑی اس کی میڈیسن اٹھائی پانی گلاس میں ڈالتے اس کے تھما کر میڈیسن ہاتھ میں پکڑا دی۔ الٹے سیدھے منہ کے زاویے بناتے ہوئے میڈیسن کھا کر وہ فوراً لیٹ گئی اور اوپر تک کمبل تان لیا۔۔

کتنی دیر سردار اس کے پاس بیٹھ کر اس کے بال سہلاتا رہا۔۔ اس کے گہری نیند میں جاتے ہی سردار واش روم میں گیا فریش ہو کر باہر آیا کالے رنگ کا ٹروزر شیٹ پہن کر اوپر کالے رنگ کی جیکٹ پہنی اس کے

بال پہلے کی طرح سائڈ سے بھی بھاری ہو گئے تھے۔۔ وہ پہلے کی طرح اپنی پری کا بھارے بالوں والا دیو بن گیا تھا۔۔

دبے پاؤں اس کے پاس کھڑے ہوتے ذرا سا جھک کے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔۔ کمرے سے باہر نکلتے تیز قدم لیتے کار میں بیٹھ کر پانچ منٹ کے اندر وہ اپنے ڈیرے پر پہنچا سامنے شہریار چارپائی پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ جیسے کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے بیٹھا۔۔

ابراہم ملک کو جانتے ہیں آپ؟

نام مت لو اس حرامی کا میرے سامنے سردار کی آنکھوں میں غصے کے لال ڈورے نمایاں ہونے لگے۔۔

سالہ ہے میرا سردار یک طرفہ مسکرا کر اس کی جانب دیکھنے لگا یکدم اس کا دماغ گھومنے لگا تھا یعنی کہ حبا۔۔

مجھے بھی یہ چیز تھوڑی دیر پہلے پتہ چلی ہے. جس ابراہم ملک نے بھابھی پر غلط نظر رکھی ہوئی ہے وہی وائلڈ ڈریگن عرف میرا سالا ہے۔ یاور مرزا کی بیوی حبا کی بہن ہے۔ سردار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر غور سے شہریار کو دیکھنے لگا۔۔

کمینے جتنے دشمن ہمارے پیچھے پڑے ہیں سارے ہی ایک نمبر کے۔۔۔

سردار نے خود کو گالی نکالنے سے بات کیا۔۔

یاور جانتا ہے کہ ابراہم ملک اور حبا کے متعلق؟۔۔۔

مجھے نہیں لگتا لالا کہ اسے میری بیوی اور اپنے سالے کے متعلق علم ہے کیونکہ اگر اسے پتہ ہوتا کہ ابراہم ملک وائلڈ ڈریگن ہے تو اسے اپنے

باپ کی حقیقت پتہ چل جاتی ہے۔۔ شہریار کے بعد سنتے ہیں اس کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔

شہریار تم نہیں جانتے ہمارے ہاتھ ان کی کون سی کمزوری لگی ہے۔۔ کیا مطلب لالا؟ شہریار نا سمجھی سے سردار کو دیکھنے لگا۔ ان کے ہاتھ یاور اور وائلڈ ڈریگن کی کیا کمزوری لگی تھی۔۔

اب ابراہم ملک نے جائیداد کے لیے اپنی دونوں بہنوں کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر آگ لگا دی تھی یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ وہاں سے کیسے بچی۔ آدھی جائیداد وائلڈ ڈریگن کی تمہارے حصے میں ہے اور آدھی یاور کے حصے میں۔۔ تم دی لوسیفر اپنا کارنامہ سرانجام دو اس کی آدھی جائیداد اپنے ہینڈ اوور کر کے۔ دوسری طرف یاور کے سامنے ابراہم کی سچائی لانا اور یاور کو تباہ و برباد کرنا میرا کام کیونکہ اس نے میری بہن پر حملہ کروا کے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔ سردار نے اسے تمام منصوبے سے

آگاہ کیا شہریار کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی تھی لیکن ایک جگہ وہ اٹکا تھا کہ سردار وائلڈ کو صرف جائیداد کے معاملے تباہ کرے گا اس نے تو اس کی بیوی پر غلط نظر رکھی تھی۔۔

جب تم تمام جائیداد ہینڈاوور کر لو گے ادھر سے یاور۔ پھر اس زخمی شیر کو یہ بھیڑیا دبوچے گا سردار نے اپنا سر جھٹکا تھا شہریار اسے اپنے اصلی روپ میں آتے دیکھ اپنا حلق تر کرنے لگا۔۔

ویسے سوچنے والی بات ہے لالا اگر بھابھی کو آپ کا یہ والا روپ دیکھنے کو مل گیا وہ تو شہریار نے اپنے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ لی سردار کو خود کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے پا کر۔۔

سردار کام ہو گیا؟ یعقوب نے جیپ ڈیرے کے اندر کھڑی کی اس سے باہر نکلتے دالہام کے سامنے کھڑے ہوتے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجا کر بولا۔۔

یہ چیز میرے عزیز سردار کھڑے ہوا تو یعقوب اس کے گلے لگا تھا۔۔

کون سا کام لالا؟۔۔ سردار نے یعقوب کی طرف دیکھا۔۔

ابراہم ملک کی دو کمپنیاں جو کہ اس کی بہنوں کے حصے میں نہیں آنی، وہ کمپنیاں اس کے نام ہیں وہ سردار نے خریدی لی ہے۔ یاور مرزا نے آج ڈرگز کی بہت بڑی ڈیل کو پایا تکمیل تک پہنچانا تھا اس کے گودام میں ایک مرتبہ پھر آگ لگا دی گئی۔ یعقوب ہنستے ہوئے بتا رہا تھا شہریار نچلے لب دانتوں میں دباتے ہیں دونوں کو دیکھنے لگا وہ کافی دنوں سے حیرت میں مبتلا تھا کہ سردار نے ابھی تک کوئی کارنامہ سرانجام کیوں نہیں دیا۔۔

وقت.....وقت بہت بری شے کبھی کسی کے ساتھ تو کبھی کسی کے ساتھ سردار نے اپنی جیکٹ کی زپ کھولی۔ یعقوب اس کے پاس کھڑا تھا۔۔ جو میٹنگ کی فائل یعقوب ریڈی کر رہا تھا اس میں کچھ چیزیں سردار نے یعقوب سے شامل کروائی تھی تاکہ انہیں ابراہم ملک کمپنیاں خریدنے میں آسانی ہو۔۔

لالا یعقوب کو تو خوشخبری سنا دے شہریار کی بات سن کے یعقوب سوچ میں پڑ گیا۔ کہ کون سی خوشخبری؟۔۔

تمہیں چاچو پکارنے کے لیے کوئی آنے والا ہے! یعقوب بے یقینی سے سردار کو دیکھنے لگا جبکہ لبوں پر حیرت زدہ مسکراہٹ تھی۔۔

میں سچ میں چاچو.....مبارک ہو سردار یعقوب کا چہرا خوشی سے سرخ ہو گیا اس کا دنیا میں تمام رشتے سردار ہی تھا۔ دالہام خانزادہ کھڑا ہوا اسے گلے لگایا کیونکہ بعض اوقات وہ جھجھک جاتا تھا۔۔

خیر مبارک! یعقوب مسکرایا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابراہم ملک نیکسٹ میٹنگ کی فائل تیار کر رہا تھا۔ اس کا پی اے کمرے میں داخل ہوا۔۔

سر اب جس کمپنی کو لے کر یہ میٹنگ رکھوا رہے ہیں آپ مزید اس کے مالک نہیں رہے کل جب آپ سوات گئے تھے تب معروف بزنس مین اور کلام کے سردار الہام خانزادہ نے آپ کی دو کمپنیاں خرید لی تھی۔۔ پی اے کی بات سن کر ہاتھ میں پکڑے کاغذ ابراہم نے مٹھی میں جکڑ لیے تھے۔۔ دوسری مرتبہ سردار اسے مات دے گیا تھا پہلے اس کی تصاویر لڑکیوں کے ساتھ ٹی وی پر نشر کروا کر اور اب اس کے کمپنی خرید کر۔۔

اس سے قبل وہ کوئی رد عمل ظاہر کرتا اس کے موبائل پر قندیل کی کال آنے لگی غصے سے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے کال بند کر کے رخ اپنے پی اے کی طرف کیا۔۔۔

میں تمہارے حوالے کر کے گیا تھا۔۔ اس کا گریبان پکڑا۔۔

سر ہم نے کوشش کی تھی لیکن سر دار بہت جلد ہمارے شیرز خرید کر لے گیا۔ چاہتے ہوئے بھی ہم اسے نہیں روک پائے اس نے ایسا داؤ کھیلا کہ سب کو اس طرح لگنے لگا جیسے ہماری کمپنی گھاٹے میں جا رہی ہے پی اے نے اسے مکمل بات بتا دی ابراہم نے اسے دور جھٹکا اس کے موبائل پر پھر سے قندیل کی کال آنے لگی غصے سے موبائل پکڑ کر کال پک کی۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ وہ دہاڑا تھا۔۔

تمہارے لیے خوشخبری ہے قندیل مزے سے بیڈ پر پھیل کے بیٹھی۔
اسے مزہ آنے والا تھا ابراہم ملک کو بتائے ہوئے کہ اس کی محبوبہ ماں
بننے والی ہے۔۔۔
بکواس کرو !
تمہاری محبوبہ ماں بننے والی ہے تمہارے دشمن کے بچے کی قندیل نے با
مشکل خود کو قہقہہ لگانے سے روکا تھا۔۔۔
کیا بکواس ہو تم۔ اپنی زبان سنبھالو ابراہم ملک نے ٹانگ مار کر ٹیبل کو
گرایا اس کے شیشے چاروں طرف پھیل گئے۔۔ پی اے حیرت سے
ابراہم ملک کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔
میں بکواس نہیں کر رہی تھوڑی دیر پہلے پوری حویلی میں یہ بات اناؤنس کی
گئی ہے کہ سردار کا وارث آنے والا ہے اور تمہیں یاد ہو تو سردار کی

بیوی تمہاری محبوبہ ہے قندیل اسے آگ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔

وہاں تم میٹنگز اٹینڈ کر رہے ہو۔ اتنی کمپنیاں ہونے کے باوجود دو کمپنیاں جانے پر رو رہے ہو تم اور وہاں وہ پر سکون ہو کر اپنی زندگی جی رہا ہے تمہاری محبوبہ کے ساتھ قندیل خود کے ساتھ اسے بھی حسد میں مبتلا کر کے سب کچھ تباہ و برباد کر دینا چاہتی تھی۔۔

"ایک حاسد یہ بات بھول جاتا ہے کہ حسد کرنے والوں کے ہاتھ کچھ نہیں آتا"

تمہیں کیسے علم کہ میری کی دو کمپنیاں سردار نے خرید لی ہیں۔۔

ہر نیوز چینل پر، سوشل میڈیا میں ہر جگہ یہ بات گردش کر رہی ہے کہ سردار الہام خانزادہ نے ابراہم ملک کی دو کمپنیاں خرید لی ہیں پہلے تم

دونوں بزنس میں برابر تھے لیکن اب وہ تمہیں پار کر گیا ہے ابراہم ملک تم ہار گئے ہو۔۔ قندیل اپنے ہتھ کنڈے اچھی طرح استعمال کر رہی تھی۔۔ سب کچھ تباہ و برباد کر دوں گا سب کچھ ختم کر دوں گا وہ پاگل ہوتے چلا رہا تھا یہ خبر اس کہ جسم سے جیسے روح کو کھینچ گئی تھی کہ جس سے وہ محبت کرتا ہے وہ ماں بننے والی ہے۔۔ وہ خود غرض عاشق تھا۔۔

جب وہ گھر سے باہر نکلے گی تم اسی وقت مجھے بتاؤ گی اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تو سردار سے پہلے تمہیں ختم کروں گا ابراہم نے کال کٹ کر کے موبائل صوفے پر پھینکا تھا اور پھر پی اے کی طرف رخ کیا۔۔۔ اپنے آدمی کے کھڑے کر دو حویلی کے گرد۔۔

سر وہ ہم نے پہلے ہی تعناد کیے ہوئے ہیں پی اے اسے یاد کروایا۔۔

مزید کے کھڑے کردو اور ان کے ساتھ تم بھی موجود ہونے چاہیے۔۔پی اے نے ہاں میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلا گیا ابراہم بے چین ہو چکا تھا صوفے پر بیٹھتے ہاتھ کا مکا بنا کر پاس پڑے کشن پر مارنے لگا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور اپنے گودام کی طرف جا رہا تھا اسے ڈیل کو پایا تکمیل تک پہنچانا تھا وہ اس بات سے انجان تھا کہ سردار نے اس کے گودام میں آگ لگا دی ہے۔۔وہ ابھی راستے میں تھا جب اسے اپنے ایک آدمی کی کام آئی۔۔

بوس ہمارے گودام میں کسی نے آگ لگا دی ہے تمام ڈرگز جل گئے ہے یاور مرزا نے موبائل دوسری سیٹ پر پھینکا تیز رفتار میں گاڑی بگانے لگا۔ چن منٹ بعد وہ گودام کے باہر موجود تھا سردار ایک مرتبہ

پھر اس کا اربوں کے حساب سے نقصان کر گیا تھا۔۔ کیونکہ اس نے اس کی بہن پر حملہ کروایا تھا۔۔

سر داروہ بلند آواز میں دہاڑا تھا آنکھیں بے انتہا سرخ ہو گئیں۔ محض خون نکلنا باقی تھا۔ شعلے برساتی نظروں سے وہ گودام کو دیکھ رہا تھا۔

بوس کیا کرنا ہے؟ اس کے پاس کھڑے آدمی نے پوچھا۔ کیونکہ جن کے ساتھ ڈیل کی تھی انہیں یہ ہر صورت میں چاہیے تھے۔۔

انہیں کہو کہ کچھ دن تک ڈرگز مل جائے گے پیسے دے کر منہ بند کروانے کی کوشش کرو۔ اگر نہیں مانتے تو کام پورا کر دینا یا ور لمبے ڈھگ بھرتے

وہاں سے نکلا تھا کار میں بیٹھ کر موبائل اٹھایا اور طرسم کو کال کی۔۔

وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی پہلی کال ریسیو نہ ہوئی اس نے دوبارہ کال کی جو تیسری بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

اسلام علیکم! نیند میں ڈوبی آواز میں سپیکر میں گونجی۔۔

صرف تمہاری وجہ سے میں نے تمہارے اس سو کولڈ شوہر کو زندہ چھوڑا تھا یاور سلام کا جواب دیے بغیر غصے سے بولا تھا۔۔ پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے تھے۔۔

لالا! آپ دونوں کیوں ایک دوسرے کو برا سمجھتے ہیں طرسم نے خود کو رونے سے روکا۔۔

میں برا نہیں سمجھتا وہ برا ہے، قاتل ہے وہ یاور نے موبائل سپیکر پر کرتے دوسری سیٹ پر پھینکا تھا۔ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔

لالا! میرے دیو قاتل نہیں ہے اس کو کچھ نہیں کرنا طرسم کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔۔

تمہاراوہ دیو میرا اربوں کا نقصان کرتا رہے اور میں بغیر توں ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ جاؤ۔ طرسم نے موبائل بیڈ پر رکھ کر اپنا سر تھاما وہ دونوں آپسی دشمنی میں اسے تکلیف دے رہے تھے۔۔۔۔

لالا میرا دیو کچھ غلط نہیں کر سکتا اگر اس نے آپ کا اربوں کا نقصان کیا ہے تو اس کی پیچھے کوئی وجہ ہوگی طرسم کو اپنے دوی پر پختہ یقین تھا وہ کبھی غلط کام نہیں کر سکتا تھا۔۔

عورتوں کا پیار اندھا ہوتا ہے آج تیسری مرتبہ دیکھ لیا اور پختہ یقین ہوگیا۔ یاور کی آنکھوں کے سامنے طرسم، زنیشہ اور راعنین کا چہرا تھا۔۔

اپنے دیو کو باز کر لو نہیں تو میری گن کی اگلی گولی تمہارے دیو کی گردن میں اترے گی یاور نے اتنا کہتے ہی کال بند کر دی طرسم دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔

دیو! ارد گرد دیکھا لیکن سردار کہیں پر بھی نہیں تھا وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ وہ کہاں چلا گیا تھا دل میں ایک وہم سا بیٹھ گیا کہیں یاور اسے کچھ کر نہ دے۔۔۔

دیو ایک مرتبہ سے پھر پکارتے تکیے میں چہرا دیتے رونا شروع ہو گئی۔۔ کال بند کرتے دوبارہ موبائل دوسری سیٹ پر پھینکا اور تیز رفتار میں کار چلانے لگا۔ اس کا دماغ لاوے کی طرح پھٹنے کے قریب تھا۔۔ طرسم سردار کے بارے میں کوئی بات سننے کو تیار نہ تھی اس نے صحیح کہا تھا عورتوں کا پیار اندھا ہوتا ہے۔۔ تھوڑی ہی دیر میں اپنے گھر کے سامنے کاروں کی سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے زور سے ہارن بجانے لگا۔۔ کار کے ہارن کی آواز سن کر گارڈ نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ یاور نے اپنی تیزی سے اپنی کار گھر کے پورچ میں کھڑی کی۔ غصے سے کار سے نکل کر

زور سے اس کا دروازہ مارا اور اپنے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھا دیے۔۔۔

جیسے ہی یاور نے کمرے کا دروازہ کھولا سامنے راعنین کو دیکھ کر یاور نے اپنی مٹھیاں میچی۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی خود کا عکس دیکھ رہی تھی وہ آج اپنے محرم کے لیے تیار ہوئی تھی تاکہ اس کا غصہ تھوڑا کم کر سکے اور اسے اپنے پیار کا احساس دلا سکے۔۔

یاور نے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا جو اس کے لیے تیار ہوئی تھی راعنین نے لال رنگ کا ریشمی فراک پہنی ہوئی تھی جو اس کے پیروں تک آتی تھی۔ گلے میں دوپٹہ پہنے اپنے سلکی بال لمبے کھلے چھوڑے، چھوٹے چھوٹے جھمکے پہنے، ہاتھوں میں چوڑیاں اور ہلکی سی ریڈ لپسٹک لگائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی لیکن اس ٹائم یاور کا چہرہ

راعنین کو تیار ہوئے دیکھ مزید غصے سے سرخ ہوا۔ وہ پہلے ہی غصے سے پھٹنے کے قریب پہنچا ہوا تھا۔۔

آ گئے آپ۔۔۔۔ راعنین خوش ہوتے ہوئے بولی نظریں جھکا کر وہ یہاں کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔

اسے اپنے قریب آتے تھے یاور نے اس کے چوڑیوں سے بھرے ہاتھ کو دبوچا کچھ چوریاں ٹوٹ کر زمین پر گری تھی اور کچھ راعنین کے ہاتھوں میں چپ گئی۔۔ وہ جو مسکراتے ہوئے اس کے قریب آ رہی تھی اپنے بازو میں چڑیوں کو چبتا دیکھ راعنین کے لبوں سے سسکی نکلی۔ پل بھر میں اس کی آنکھیں جو یاور کو دیکھ کر چمکی تھی آنسو سے بھر گئی۔ اپنی نم آنکھیں اس نے یاور پر ٹکائی جو غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ی۔۔۔اا۔۔۔یاور۔۔۔۔راعنین اٹکتے ہوئے بولی اسے یاور کی لال آنکھوں سے خوف آنے لگا۔۔۔۔

بکواس بند کرواپنی اوراس تیاری کی وجہ جا سکتا ہوں۔ بتاؤ ذرا مجھے تم ،کیا سوچتی ہوکہ یہ تم تیار ہو گئی میرے قریب آؤ گی میرے پہلو میں رہو گی تو تمہاری یہ بھول ہے۔ میں تمہیں سجا سنورا دیکھ کر، تمہاری تیاری کو اپنے پیار سے مزید نکھاروں گا۔ اپنا سارا غصہ اس معصوم سے لڑکی پر نکال رہا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہاتھ سے خون کے قطرے بہہ کر زمین پر گر رہے تھے۔۔

ی۔۔۔ہہہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہے آپ۔۔۔۔"اپنے بازو یاور کے ہاتھوں سے چھڑواتے ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔""

ڈر کیوں رہی ہو اور قریب اووواس نے ہاتھوں پر مزید دباؤ دیتے اس کی درد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے مزید ٹارچر کرنے لگا چوریاں مزید کی

جلت کے اندر جا رہی تھی لیکن اسے اپنے درد کی پرواہ کہاں تھی اصل درد تو اسے یاور کے لفظوں سے ہوا تھا جو اس کے دل کو مٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔۔

اچانک یاور کی نظر راعنین کے بازو پر گئی جہاں سے خون نکل رہا۔۔۔

نین! یاور نے اسے کندھوں سے پکڑ بیڈ پر بٹھایا۔ اس کے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کے سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے ٹیوپ نکال کر اس کلائی پر لگانے لگا۔۔۔ راعنین اس کا بدلتا ہوا روپ دیکھ رہی تھی جو ہر لمحے مختلف ہوتا تھا۔۔۔۔

مجھے اندازہ نہیں تھا تمہیں زخم آ رہا ہے یاور نے اس کی کلائی سہلائی۔۔

آپ مجھے کیوں تکلیف دیتے ہیں یاور میں تو آپ سے پیار کرتی ہوں آپ کیوں اس طرح میرے ساتھ کرتے ہیں؟۔۔۔۔

پیار ہاہا پیار یاور کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔ تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔
پیار پتہ بھی ہے کیا ہوتا ہے یاور غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگا تو
راعنین نے حامی میں سر ہلایا۔۔ اس کا رویہ پھر تبدیل ہو گیا تھا۔۔
اچھا تمہیں پتہ ہے پیار کیا ہوتا ہے چلو بتاؤ پھر پیار کیا ہوتا ہے پھر میں
تمہیں بتاتا ہوں کہ پیار کسے کہتے ہیں۔۔۔۔
راعنین نے اپنا گلا تر کیا تھا وہ اس سے دو قدم پیچھے کی جانب بڑھاتے
کھڑا ہو گیا۔۔۔ نظریں اس کی کلائی پر تھی۔۔
محبت یہ نہیں کہ آپ ایک شخص کو بتاتے رہیں کہ ہم آپ سے محبت
کرتے ہیں بلکہ محبت یہ ہے کہ جب وہ غلط راستے پر چل رہا ہو تو اسے
چھوڑنے کی بجائے اسے صحیح راہ دکھائیں۔ اگر وہ غصہ کرتا ہے تو اپنے
پیار سے اس کے غصے کو کم کریں لیکن اسے اکیلا نہ چھوڑے۔ کبھی اس
سے بدگمان نہ ہو کیونکہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں بدگمانی نہیں ہوتی اور

جہاں بدگمانی ہو وہاں محبت نہیں ہوتی۔ اپنی کلائی کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر درد کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ بے انتہا محبت کرتی ہے جبکہ وہ ستمگر اس پر رحم نہیں کھا رہا تھا۔۔۔

یہ صرف الفاظ ہے جو تم میرے سامنے بیاں کر رہی ہو۔ جیسے ہی تمہیں مجھ سے زیادہ ایک امیر ترین انسان ملے گا تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔

اگر آپ کو یاد ہو تو میرا بھائی جائیداد کے لیے مجھے مارتا تھا کیونکہ 80 فیصد جائیداد ہمارے نام تھی۔ اگر مجھے جائیداد کا لالچ ہوتا یا ور تو میں واپس چلی جاتی۔ راعنین کی گلے میں آنسو کا گولا اٹکا تھا وہ اسے لالچی عورت سمجھتا تھا۔۔۔

میں نے کیا کہا محض الفاظ ہے یہ۔ وہ ستمگر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔ راعنین کو سمجھ نہ آئے وہ اسے کیسے اپنی محبت کا یقین دلائے۔ تھک ہار کر اس نے پوچھ لیا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو کیسے اپنی محبت کا یقین دلاؤ؟ "

میں نے سنا ہے جو محبت کرتے ہیں وہ ہر وقت اپنے محبوب کا نام جپتے رہتے ہیں صوفے کی پشت پر کہنیاں ٹکائی، نظریں اس کے خوبصورت سراپے پر تھی۔۔ راعنین کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔۔۔ ایک لمبا سانس لیتے وہ بولنا شروع ہوئی۔۔۔

یاور !

یاور !

یاور !

راعنین اس کا نام بولے جا رہی تھی اور یاور مرزا پر سکون ہو کر لبوں پر پراسرار مسکراہٹ سے جائے اس سجے سنورے روپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

یاور !

یاور !

ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اسے اس کا نام بولتے ہوئے جبکہ اس ستمگر نے ایک مرتبہ بھی نہ کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔۔

یی۔ یاور اس کا حلق خشک ہونا شروع ہو گیا۔۔

یا۔۔۔ ی۔ یاور

یا۔۔ یاور وہ اپنی شہ رگ سہلانے لگی ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا مزید کھڑے رہنا اس کے بس کی بات نہیں تھی وہ دو گھنٹے سے ایک جگہ کھڑے اس

کے لیے تیار ہوئی تھی اور اب ڈیڑھ گھنٹہ اس کے سامنے کھڑی اس کی کہی ہوئی بات پوری کر رہی تھی۔۔۔

وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی جب یاور مرزا نے آگے بڑھتے اسے تھاما تھا۔۔۔

کیا ہوا بس ہو گیا اقرار محبت۔ کروالیا یقین مجھے؟ راعنین کی آنکھیں نم ہوئی تھی اس نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کی آنکھوں میں نمی شامل نہ ہو۔۔ راعنین کا دوپٹہ زمین پر گر گیا بال اس کے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے گلے میں پہنی چین، کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے۔ یاور ساکت ہوا تھا اس کا روپ دیکھ کر۔۔۔

تم عورتیں اتنی خوبصورت کیوں ہوتی ہو۔ عورتوں کو بس یہی کام آتے ہیں اپنی خوبصورتی دکھا کر بہکانا۔ زہر خند الفاظ استعمال کرتے ہوئے اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔ راعنین نے اپنی سانسیں سے روک لی۔۔۔

اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر لیا اور اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ ہر لمحہ اس کی شدتیں گستاخیاں بڑھتی جا رہی تھی۔ اور ہمیشہ کی طرح راعنین یزدان ملک خاموش رہی اسے سکون حاصل کرنے دیا یاور مرزا کو اس کا حق دے دیا۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا راعنین یاور کے سینے پر سر رکھیں سوئی ہوئی تھی سورج کے کرنیں آنکھوں پر پڑی تو آنکھیں مسلتے ہوئے کھول کر اس ستمگر کی طرف دیکھا جو اسے تکلیف دے کر خود پر سکون نیند سویا ہوا تھا۔۔۔۔

جیسے آپ سوئے ہوئے معصوم اور خوبصورت لگے رہے ہیں کاش آپ کا رویہ بھی اتنا خوبصورت ہوتا میرے ساتھ راعنین اس کی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔ نرم انگلیوں کا لمس محسوس کر کے اس کے لبوں پر

مسکراہٹ آئی تھی۔۔ آنکھیں کھولی سامنے راعنین کا معصوم چہرا تھا۔۔

آپ کو یقین ہو گیا نا کہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو! اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما تھا یکدم یاور نے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔ وہ کمر کے بل دوسری سائیڈ پر بیڈ پہ گری تھی۔۔ آنکھوں میں بے پناہ تکلیف لیے نظریں یاور پر ٹکائی۔۔

مجھے نفرت ہے جھوٹے لفظوں سے۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو، اپنی محبت کا یقین دلانا تھا تم نے، اپنا وجود میرے سامنے پیش کر کے مکمل طور پہ تم نے اپنی محبت کا یقین دلا دیا۔ صحیح کہا تھا میں نے عورت کو صرف یہ کام کرنا آتا ہے وہ ہر طریقے سے اس کی روح کو زخمی کر گیا۔۔ کیا وہ اسے ایک بازاری عورت سمجھتا تھا۔۔۔

ی۔۔۔یا۔۔یاور بے یقینی سے پکارتے با مشکل اٹھ کر بیٹھی اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔اس نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ اپنی محبت کا یقین اس طرح دلائے گی وہ تو اس کی بات پر عمل کر رہی تھی اسے پکار رہی تھی۔۔۔

اب یہ رونا دھونا میرے سامنے مت کرنا۔ایک اور خنجر اس کے دل اور روح میں پیوست کر کے اپنا موبائل پکڑ کر کچھ چیزیں چیک کرنے لگا۔۔

اپنی کانپتے وجود کے ساتھ اپنے خالی ہاتھوں کو سامنے کرتی دیکھنے لگی۔۔

میرا بھائی میرے جسم پر مارتا تھا اور آپ میری روح کو ہر پل زخمی کرتے ہیں میرے دل کو کچل ڈالتے ہیں میرے سینے میں اپنے لفظوں سے کئی خنجر پیوست کرتے ہیں۔میں نے اپنا وجود پیش کیا تھا یا پھر آپ کو محض میرے وجود کی طلب تھی راعنین نے اپنی سرخ ہوئی آنکھوں

سے اسے دیکھا یاور نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔

سوچ سمجھ کر الفاظ استعمال کیا کرو بیوی ہو تم میری میرا جب دل کرے گا تم سے سکون حاصل کروں گا۔۔

تو اس طرح کہہ لیتے نا بیوی ہو۔ یہ کیوں کہا کہ عورتوں کا کام صرف بہکانا ہوتا ہے صرف اپنا وجود پیش کرنا ہوتا ہے۔ کم از کم ایک مان رہ جاتا کہ میرے شوہر نے مجھے اپنی بیوی سمجھ کر سکون حاصل کیا ہے نہ کی ایک بازاری عورت آ۔۔۔۔ راعنین! یاور اس کی بات درمیان میں کاٹنے دہارا تھا اسے برداشت نہ ہوا تھا نین کا خود کو بازاری عورت کہنا۔۔۔

کچھ غلط نہیں کہا میں نے آپ مجھے اسی طرح ٹریٹ کرتے ہیں۔۔

راعنین نے اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔ جس نے یاور نے اس کے گردن پکڑی ہوئی تھی۔۔۔

آپ کو محبت کرنی نہیں آتی۔۔

ہاں نہیں آتا مجھے محبت کرنا، کیونکہ ایک دن سب ہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ زندگی میں ایک انسان سے میں نے محبت کی تھی شدت سے کی تھی وہ میرا باپ تھا جو مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا۔ کیا پتا تم بھی چھوڑ جاؤ؟ یاور اس کی گردن چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگا را عنین نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔۔۔

یاور میرا یقین کریں میں کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ میں بندھ چکی ہوں ہمیشہ کے لیے آپ کے ساتھ پہلے نکاح میں اور اب ہماری اولاد را عنین اسے اپنے ہر عمل الفاظ سے اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کبھی اسے چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔

مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی؟ را عنین نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا کہ وہ کبھی اسے چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔

میں جو کہوں گا کرو گی؟ را عنین نے ہامی میں سر ہلایا۔۔

کسی کا قتل کر سکتی ہو؟ آنکھیں بند کر کے اس نے پھر ہاں کہا۔۔

مجھے محبت کا یقین دلانے کے لیے میرا قتل کر سکتی ہو راعنین نے

جھٹ سے آنکھیں کھولی۔۔۔

یاور! اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر وہ اس کی بات پر نفی

کرنے لگی۔۔۔

کیا ہوا؟ ہمت نہیں ہے؟ راعنین اس کی ٹھوڑی پر اپنی پیشانی ٹکاتے

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اس کے آنسو یاور کے سینے پر گر رہے

تھے۔۔

بولو قتل کر سکتی ہو میرا؟

یاور شاہان مرزا، راعنین یاور مرزا اپنے محرم کے لیے کسی کا بھی قتل کر

سکتی ہے لیکن اپنے یاور پر ایک خراش برداشت نہیں کر سکتی۔ راعنین

رو رہی تھی جب اس کا جی متلانے لگا بیڈ سے اٹھتے اور بھاگتے ہوئے

واش روم گئی تھی۔۔یاور اس کے پیچھے واش روم میں گیا اور اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔

یاور!اپنے منہ پر پانی کے چھینٹیں مارتے وہ یاور کے سینے سے لگی تھی۔۔

میڈیسن کھائی رات کو؟۔۔اسے جواب نہ دیتے دیکھ یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے قریب کر کے پوچھا۔۔۔

وہ میں آپ کے لیے تیار ہو گئی تھی تو میڈیسن کھانا بھول گئی۔۔یاور نے آنکھیں میچی، خود پر کنٹرول کیا۔۔

یاور!اس نے بے انتہا پیار سے اسے پکارا تھا۔۔

ہمممم کیا ہے؟۔۔۔

آپ ایک دن میرے ساتھ اچھی طرح رہ لوگے جیسے سب شوہر رہتے ہیں۔ راعنین اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے التجائے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔

میں نے تمہیں کیا کہا ہے مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا تمہاری بات سچی ہے مجھے محبت کرنا نہیں آتی۔۔

نہیں آتی تو میرا پیار محسوس کرکے آپ محبت کرنا سیکھ جائیں گے۔ غصہ کرنا ہوتا ہے نا مجھ پر جتنا چاہے کرے میں سہہ لوگی جبکہ ایک نہ ایک دن آپ کو مجھ سے محبت ضرور ہوگی مجھے انتظار رہے گا جب آپ خود کہیں گے کہ میں راعنین یاور مرزا سے محبت کرتا ہوں راعنین یاور کا ہاتھ پکڑیں اسے باہر لے گئی اس کے دل میں تکلیف کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے جبکہ وہ لبوں پر مسکراہٹ سے جائے اپنے شوہر کو صحیح راہ پر چلانے

کی کوشش کر رہی تھی اس کو غصے کو قابو کرنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

مت کرو جتنا میرے غصے کو تم قابو کرو گی میری وحشتوں کو سمیٹنے کی کوشش کرو گی ٹوٹتی جاؤ گی۔۔ راعنین نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر کے سر کو خم دیا۔۔۔

آپ کی محبت میں ہمیں سو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا بھی منظور ہے اور تب تک آپ کو ہم سے محبت ہو چکی ہو گی پھر آپ سو ٹکڑوں کو سمیٹتے پھریں گے اور آپ کو ہر ٹکڑا ہر ایک سے زیادہ خوبصورت لگے گا۔۔ راعنین نے یاور کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیٹ کے قریب کیا۔۔۔

اس کی خاطر تھوڑا سا خود پر قابو کریں۔۔ وہ اسے محبت سے سنبھالنا چاہتی تھی وہ اپنی کہی گئے الفاظ سچ کر کے دکھا رہی تھی کہ محبت جتانہ اظہار کرنا

نہیں ہوتا بلکہ اپنے دلِ عزیز شخص کے ساتھ کھڑے رہ کر اسے صحیح راہ دکھانا ہوتا ہے۔۔

ناشتہ کر لو میڈیسن کھانی ہے تم نے ابھی یاور بے رخی اپنائے اس سے بات کر رہا تھا نین کو برا تو لگا لیکن تم لبوں پر مسکراہٹ سجا کے ہاں میں سر ہلا دیا اسے یقین تھا ایک نہ ایک دن تو یاور اس کی محبت کے رنگ میں رنگ جائے گا۔۔

تمہیں عادت ڈالنی تھی یہ شوہر کے ان رویوں کی۔ اور پھر ایک دن تمہارے شوہر نے اس کے قدموں تلے اپنی ہتھیلیاں رکھے گا۔۔ اس کے ذہن میں اس عورت کی بات گردش کی جس نے اسے پالا تھا اس نے راعنین کو یہ چیز سمجھائی تھی کہ تم اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہو اگر وہ برا ہو تو اس کا ساتھ مت چھوڑنا اس کے قریب رہ کر اسے صحیح راہ دکھانا۔ راعنین یاور مرزا اسی بات پر عمل کر رہی تھی۔۔

طرسم نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا سردار صبح کے تقریباً سات بجے حویلی داخل ہوا تھا تمام افراد ابھی سو رہے تھے وہ اپنے کمرے میں گیا بیڈ پر اوندے منہ لیٹے روتی ہوئی طرسم پر نظر گئی۔۔

پری! جھٹکے سے دروازہ بند کرتے تیز قدم بڑھاتے بیڈ پر بیٹھا اسے شانوں سے تھام کر سیدھا کرتے اپنے سینے سے لگایا اپنے دیو کے سینے میں چھپ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔

دیو کہاں تھے؟ طرسم ہوش میں آتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے روتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

دیو کی جان، میری چار فٹی بیوی کو کیا ہوا ہے؟ سردار نے اس کے چہرے پر چپکے بال پیچھے کیے آنسو صاف کر کے نم ہوئی آنکھوں پر لب رکھے۔۔

آپ کہاں تھے ؟ اس کے لہجے میں ناراضگی، فکر، پیار سب کچھ تھا۔۔۔

میں ضروری کام سے گیا تھا۔۔۔

مجھ سے زیادہ ضروری تھا اس کی گود میں بیٹھی جبکہ فاصلہ برقرار تھا شانوں پر ہاتھ رکھ کر استفادہ کرنے لگی۔۔۔

میری پری سے زیادہ ضروری تو کوئی کام نہیں۔۔ اس کی گردن میں بازو حائل کرتے سردار کے رخسار پر وہ اپنی پیشانی ٹکاتے بے آواز رونا شروع ہوگئی۔۔۔ اس کی آنکھوں پر بے تحاشہ سوجن ہو چکی تھی۔۔

اس طرح رو کیوں مجھے تکلیف دے رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کیا۔۔۔ سردار کی نظر سائیڈ پر پڑے موبائل پڑ گئی الفاظ حلق میں ہی رہ گئے۔۔ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر غصے کو کنٹرول کیا۔۔ موبائل پکڑتے کال ریکارڈنگ ان کی یاور کی باتیں سن کر جہاں سردار کے اندر لاوا پھٹنے کے قریب پہنچا تھا وہیں طرسم ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رہی تھی۔۔

دیو مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ آپ کو کچھ کر دیں گے۔ دیو آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے نا؟ آپ میرے پاس رہو گے، اپنی چار فٹی بیوی کے پاس، اپنی پری کے پا۔۔۔۔۔۔ پری میں ہمیشہ تمہارے پاس، تمہارے قریب، تمہارے سینے میں موجود دل کی صورت میں سردار نے اس کے چہرے کے ہر نقش کو لبوں سے چھوا تھا۔۔ طرسم اس کے سینے سے لگی اس کے گرد مضبوط حصار بنا گئی۔۔۔

میرے اگلے قدم کے لیے تیار رہو یاور مرزا سردار نے طرسم کے بالوں پر بوسہ دیا اس کی پیٹھ سے ہلا رہا تھا۔۔ یاور مرزا کی وجہ سے اس کی بیوی پوری رات روئی تھی۔۔۔۔

پری تم موٹی ہو کر کیسی لگو گی؟ سردار اس کا دھیان بھٹکانے لگا۔۔

اپنے دیو کو ہر لمحے کے بعد ایک نئے سرے سے پیاری لگوں گی سردار اس کے بات پر مسکرایا تھا اس کی محبت میں طرسم خانزادی کا انگ انگ ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

دیو مجھے بتایا بغیر آپ کہیں نہیں جاؤ گے رات کو تو ہر گز نہیں جانا اور اگر جاؤ گے تو ساتھ سکیورٹی رکھنی ہے جیسے میرے ساتھ رکھی تھی جب میں سکول گئی تھی طرسم نے شہادت کی انگلی دکھاتے اسے خبردار کیا اس کی آنکھوں پر سوجن، رخسار پر آنسو کے مٹے مٹے نشان۔۔

اپنی پری کے ہر آنسو کا بدلہ تم سے لوگا یاور مرزا سردار نے اس کے رخسار کھینچ کر اس کی ناک دبائی۔۔

میری بیوی کا کچھ کھانے کا دل نہیں کر رہا۔۔۔

نہیں مجھے میرے دیو پاس رہنا ہے سردار اس کا دھیان دوسری جانب متوجہ کروانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اس کی پری کا ذہن صرف انہی

باتوں پر اٹکا ہوا تھا۔ اس کی حالت نازک تھی چھوٹی چھوٹی بات پر ٹینشن لینا شروع ہو گئی تھی چھوٹی چھوٹی باتیں اسے ڈرانا شروع ہو گئی۔۔

ہادی پوری رات جاگتا رہا تھا ایک لمحے کے لیے بھی اس نے اپنی نظریں راہا سے نہیں ہٹائی تھی۔۔۔ موبائل پکڑ کر کسی کو کال کر کے فوراً کمرے میں آنے کا کہا وہ جانتا تھا اس وقت حویلی کے تمام افراد سو رہے ہیں اگر کوئی حویلی داخل ہو گا تو کسی کو بھی علم نہیں ہو گا۔۔۔

راہا اٹھو ہادی نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔۔

مجھے سونا ہے کہتے ہوئے دوبارہ اپنے اوپر کمبل لے لیا جو ہادی نے اتارا تھا۔۔

سوچ لو سونا ہے یا پھر میرے ساتھ گیم کھیلنی ہے گیم کا نام سنتے ہیں وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔

کون سی گیم ؟

تم نہیں کھیل پاؤ گی کیونکہ تم میں ہمت نہیں ہے تم ڈر جاتی ہو ہادی نے چہرے کے عجیب زاویے بناتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے نفی کی تھی۔۔

میں ڈرپوک نہیں ہوں میں کر لوں گی راہا کو غصہ آ رہا تھا ہادی کی بات پر کہ اس نے کیوں اسے کہا کہ وہ ڈرپوک ہے۔۔۔

جانِ ہادی تم سے نہیں ہو گا۔۔

ہادی میں کرلوں گی وہ غصے سے بولی تھی۔۔ اتنے میں ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔۔

سوچ لو کرلوگی ہادی نے ایک مرتبہ پھر اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی وہ اسے اکسا رہا تھا کہ وہ یہ گیم کھیلے۔۔۔ راہا نے گردن ہلائی۔۔

تمہیں جس نے 15 سال قید رکھا ہے اس کا حلیہ تم اس لڑکی کو بتاؤگی راہا کا وجود پسینے میں شرابور ہوگیا ہاتھ کانپنے لگے تھے لب پھڑپھرانا شروع ہوگئے۔۔۔۔

میں نے کہا تھا تم نہیں کرپاؤگی ہادی نے ایک مرتبہ پھر اسے اکسایا۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھی۔۔۔

میں کرسکتی ہوں میں ڈرپوک نہیں ہوں کانپتے ہوئے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی زبان تالو کے ساتھ چپکی تھی۔۔۔ کچھ لمحے بعد وہ بولی تھی۔

بھاری داڑھی میں چھوٹے سے ہونٹ ڈر کی وجہ سے وہ برے طریقے سے کانپ رہی تھی لیکن ہادی نے اسے سنبھالا نہیں تھا اگر وہ تھوڑی سی بھی پرواہ دکھاتا تو اس نے ایک مرتبہ پھر ٹوٹ جانا تھا۔۔

کالی آنکھیں، ناک کے اوپر تل، پیشانی بڑی اسے ڈر لگ رہا تھا لیکن اس نے ہمت کرتے ہوئے اس آدمی کا تمام حلیہ اس لڑکی کو بتا دیا۔۔

آدھے گھنٹے کے اندر سکیچ بن کر تیار تھا راہا مکمل طور پر پسینے میں بھیگ چکی تھی۔۔

پروفیسر میں نے کر لیا میں ڈرپوک نہیں ہے اس نے اب رخ ہادی کی طرف کیا تھا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا انکھیں نم تھی نا جانے وہ کتنا خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔۔

ہادی نے اس لڑکی کو باہر جانے کا اشارہ کیا وہ لڑکی سکیچ بیڈ پر رکھ کر وہاں سے چلی گئی اور فوراً راہا کو اپنے سینے میں بینچ لیا۔۔

سب ٹھیک ہے بالکل صحیح کہا میری راہا نے کہ وہ ڈرپوک نہیں ہے بہت بہادر ہے ہادی نے اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی جو وہ کام کرنا چاہتا تھا وہ ہو گیا تھا نظر سکیچ پر گئی اسے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔

راہا ہم سب نے شاپنگ کرنے جانا ہے آج تمہاری بہن کی شادی ہے ہادی نے اسے یاد دلایا اور اس کا دھیان بھٹکانے کی کوشش کی بڑی حویلی کے مردوں کو یہ کام اچھے سے آتا تھا جب بھی ان کی بیویاں پریشان ہوتی تو انہیں دوسری باتوں میں الجھا دیتے تھے وہ ماہر تھے اپنی بیویوں کو الجھانے میں۔۔

سونیا آپی کی شادی ہے راہا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا جلدی سے اٹھ کر واش روم میں بھاگ گئی تاکہ تیار ہو جائے۔۔۔

طرسم کو دالہام پر سکون کر چکا تھا اس نے آج پھر اس کی سکول سے چھٹی کروادی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کا رزلٹ اچھا نہیں آرہا پڑھائی میں۔۔ شیر طیان نے بھی طرسم کو دیکھ کر چھٹی کرلی۔۔۔

دیو مجھے یاد آیا آج تو چاچو کا نکاح ہے میں نے تو کپڑے ہی نہیں لیے

طرسم فریش ہو کر واش روم سے باہر آئی تھی کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے لڑاکو عورتوں کی طرح کھڑے ہو کر سردار کی جانب رخ کر گئی۔۔

کل شاپنگ پر گئے تو تھے۔۔

اوہو دیو وہ ہم نے گھر میں پہننے کے لیے کپڑے لیے تھے شادی میں پہننے کے لیے نہیں لیے تھے میں نے چوریاں بھی نہیں لی ایئر نگز بھی نہیں لیے، بندیا بھی نہیں لی، جوتا بھی نہیں لیا وہ انگلیوں پر چیزیں گنتے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر اسے بتایا۔۔۔

تم عورتوں کے چونچلے بھی عجیب ہوتے ہیں۔۔

ہاں اب میری چیزیں چونچلے ہی لگیں گی نا، کیونکہ سردار دالہام خانزادہ کا بے بی آنے والا ہے تو اب اپنی پری سے کیا غرض بھلا۔ اپنی پری سے زیادہ پیار تو اب اپنے بچے سے ہوگا۔۔ سردار نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا۔ ذہن میں سب سے پہلا خیال یہی آیا تھا عورتوں سے کوئی سیکھے مردوں کی بات کو پکڑ کر ان کے لفظوں کو گلے میں لٹکا کر سولی پر چڑھانا۔۔۔

شاپنگ پہ جانا ہے نا میں لے جاؤں گا اس طرح کا الفاظ استعمال کر کے مجھے حیرت میں مبتلا مت کیا کرو سردار نے اسے بازو کے حصار میں لیا اور اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر دیا چہرے کی الٹے سیدھے زاویے بنا کر نقاب کرتے اس کے ساتھ نیچے چلی گئی جہاں سب شاپنگ پر جانے کے لیے تیار ہوئے بیٹھے تھے۔۔۔

آئیدن میں نے وائٹ لانگ فراک لینی ہے جس کے اوپر سکن کلر کی کڑھائی ہوئی ہو نمیرہ آئیدن کو بتا رہی تھی کہ مجھے کس طرح کے کپڑے چاہیے۔۔

وہ سب آپس میں لگے ہوئے تھے کہ ہمیں یہ چاہیے سوائے سونیا اور وریام کی وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔۔ اور ان میں ایک فرد ایسا بھی تھا جس بیچارے کو پتہ ہی نہیں تھا اسے کبھی بیوی ملنی بھی ہے کہ نہیں۔۔ یعقوب نے ان سب میں اب کنوارا رہ جانا تھا۔۔۔

آپ سب شاپنگ پہ جا رہے ہیں طرسم نے ان سے پوچھا تو فوراً سب نے ہامی میں سر ہلا دیا۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے ہم سب اکٹھے شاپنگ کریں گے طرسم خوشی سے کھل کھلا اٹھی وہ سب کار میں بیٹھے اور مال کے لیے نکل گئے ایک ساتھ بڑی حویلی سے چار گاڑیاں نکلی تھی۔۔

مال میں پہنچتے ہی لڑکیوں کے چہرے پر خوشی دیکھنے لائق تھی۔۔

مال میں ایک بڑی سی شاپ کے اندر داخل ہوتے سب اپنی اپنی بیویوں کو لے کر بیٹھ گئے۔۔۔

آئیدن نمیرہ بھی ایک جگہ اپنی شاپنگ کر رہے تھے جب نمیرہ کی نظر سامنے لانگ فراک پر باریک جس کا رنگ سفید تھا۔۔

آئیدن وہ دیکھے کتنی پیاری فراک ہے نا مجھے یہ لینا ہے نمیرہ آئیدن کا دھیان اس فراک کی طرف کروانے لگی جبکہ اس کا دھیان ایک گولڈن اور وائٹ کلر کی شلوار قمیض کی طرف تھا۔۔

لیکن مجھے تو وہ فراک پسند نہیں آرہا مجھے تو یہ شلوار قمیض پسند آرہی ہے آئیدن نے اب نمیرہ کا دھیان اس شلوار قمیض کی طرف کروایا۔۔۔۔

لیکن مجھے تو اب یہ فراک لینا ہے مجھے دیکھتے ہی یہ پسند آگیا ہے۔۔۔

نمیرہ مجھے وہ گولڈن اور وائٹ کلر کی شلوار قمیض بہت پیاری لگی ہے۔۔

مجھے فراک پہننی ہے کیونکہ مجھے فراک پسند آئی ہے اگر وہ ڈریس اتنا ہی آپ کو پسند آیا ہے تو میں بعد میں پہن لوں گی آپ خرید لیں گے نمیرہ نے بات ہی ختم کی اسے وہ سفید رنگ کی فراک نہایت پسند آئی تھی جس کے اوپر سکن کلر کا کام ہوا تھا۔۔

دیکھو اسلام کہتا ہے شوہر کو جو چیز پسند ہو بیوی کو وہی زیب تن کرنی چاہیے اپنے شوہر کے پسند کا ڈریس پہنو گی تو زیادہ خوبصورت لگو گی آئیدن نے اسے منانے کی کوشش کی اسے کوئی شلوار قمیض زیادہ پسند آئی تھی جس کے نیچے چوڑی دار پجامہ اور لانگ شرٹ تھی۔۔ سفید رنگ کے اوپر گولڈن رنگ کا کام ہوا تھا گلے پر تلے کا کام۔ اور اسی طرح کا کام نیچے گھیرے پر اور آستینوں پر تھا۔۔

ہاں تو مجھے پتہ ہے میری ہائٹ ذرا لمبی ہے تو مجھے فراک زیادہ اچھی لگے گی اور میں فراک ہی لوں گی ایک دفعہ دیکھے تو سہی نمیرہ نے جلدی سے آئیدن سے یہ کہتے شاپ والے کو کہہ کر وہ فراک اپنے پاس کروائی۔ اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ فراک دیکھا وہ اتنا برا بھی نہیں تھا جتنا دور سے لگ رہا تھا۔۔۔۔

دیکھیں سہی کتنا پیارا کام ہوا ہے اور نکاح میں نا ایسے ہی ڈریس پہنے جاتے ہیں۔ یہ پیک کر دے نمیرہ شاپ والے کو کہہ کر وہ فراک پیک کروانے لگی۔۔ آئیدن نے اس شلوار قمیض کی طرف دیکھا۔ جو اس کے دل کو بھا گئی تھی۔۔

یہ بھی اچھا ہے لیکن اگر تم وہ ڈریس لے لیتی تو آئیدن نے ایک نظر اس ڈریس پر ڈالی۔۔۔

وہ ڈریس بھی پیک کردے۔ یہ فراک میں آج پہنوں گی اور یہ جو آپ کو پسند آیا ہے یہ میں علیحدہ سے آپ کے لیے پہنوں گی نمیرہ نے اپنی بات بھی بنوالی اور اپنے شوہر کو بھی خوش کردیا۔۔

یہ بھی صحیح ہے وہ دونوں آپس میں گفتگو میں مصروف ہو گئے۔۔

مجھے سمجھ میں نہیں آرہا شہریار میں کیا خریدوں آپ ہی میری کچھ مدد کرے۔ حبا تو اتنے سارے کپڑے دیکھ کر کنفیوز سی ہو رہی تھی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنے لیے کیا خریدے۔۔۔۔۔

ویسے تو تم پر ہر چیز سوٹ کرتی ہے لیکن اگر تم میری پسند کا پہننا چاہو تو میں تمہاری ہیلپ کر سکتا ہوں گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے گئے۔۔ شہریار کی تعریف کرنے پر وہ شرماتی نظریں جھکا گئی۔۔

میری مدد کریں۔۔حبا نے اس کا دھیان کپڑوں کی طرف متوجہ کروایا جو گہری نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔شہریار ہر سوٹ کو غور سے دیکھنے لگا کہ اس کی بیوی پر کیا اچھا لگے گا۔۔

اچھا تم بھی ان سب میں سے دیکھو اور میں بھی دیکھتا ہوں جو پسند آ گیا وہ لے لیں گی شہریار نے کہا تو وہ بس سر ہاں میں ہلاتے ہوئے وہاں لٹکے ہر قسم کے سوٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

جب اچانک سے شہریار کی نظر وائٹ اینڈ گولڈن شارٹ قمیض اور گرارے پر پڑی وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا ایک نظر اس نے قمیض اور گراڑے پر ڈالی اور ایک نظر حبا پر جو اپنے لیے سوٹ پسند کرنے میں بزی تھی۔۔۔۔

میری معصوم بیویوں پر بے انتہا خوبصورت لگے گا یہ شہریار نے اس سوٹ پر کیے گئے کام پر ہاتھ پھیرا جو نہایت نفیس طریقے سے کیا گیا تھا۔۔

حبا یہ کیسا ہے؟ حبا اس کے پاس گئی اس سوٹ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی تھی وہ بے انتہا خوبصورت تھا۔۔۔

یہ بہت خوبصورت ہے وہ ٹکٹکی باندھے اس سوٹ کو دیکھنے لگی۔۔

تم اس میں بہت خوبصورت لگوگی۔ انتظار رہے گا اس لمحے کا جب تم سج سنور کر اپنے شوہر کے سامنے آؤ گی یقین جانو وی لمحہ سوچ کر ہی میں بے قابو ہو رہا ہوں۔۔ او گھمبیر بہکے ہوئے انداز میں بولا تھا۔۔

آپ بنا شہریار کہیں بھی شروع ہو جاتے ہو۔۔۔۔

اچھا بیگم جی یہاں پر نہیں گھر جا کے شروع ہوں گا شہریار نے سرگوشی کرتے وہاں سب کے سامنے ہی ایک آنکھ دبائی۔۔۔

چپ کر کے یہ ڈریس پیک کروائیں حبا اس کی کندھے پر تھپڑ مارتے اس سائیڈ پر چلی گئی جہاں لڑکیاں تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہادی میں کیا لوں مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا راہا بچوں جیسی معصومیت چہرے پر لاتے ہوئے ہادی سے کہنے لگی۔۔۔۔

جو چیز تمہیں پسند اتی ہیں لے لو میری بیوی پر ہر چیز پیاری لگے گی۔۔

ہادی نے اسے کشمکش میں نہ ڈالا کیا پتہ راہا کو اس کا پسند کیا ہوا ڈریس پسند نہ آتا۔۔۔

میں نے کارٹون دیکھنے کے لیے ایل سی ڈی ان کی تھی تو وہاں پر ایک موو ی لگ گئی جس میں لڑکی نے ساڑی پہنی ہوئی تھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی مجھے بھی ساڑی لینی ہے راہا نے اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے فرمائش کی تھی۔۔

راہا وہ چیز نے لو جو تم آسانی سے سنبھال سکو یہ نہ ہو سارے کو سنبھالنے کی چکر میں تم کہیں گری ہو۔۔

اوہو میں نہیں گروں گی آپ ہو نا میرے ساتھ۔۔۔ بے دہانی میں وہ الفاظ ادا کر گئی ہادی نے جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا آج پہلی مرتبہ اس نے کوئی اس طرح کی بات کی تھی۔۔ وہ دل میں بے حد خوش بھی ہوا تھا کہ وہ نارمل ہو رہی ہے۔۔

مجھے ساڑی لینی ہے وہ لڑکی اتنی پیاری لگ رہی تھی۔ مجھے بھی ویسا پیارا لگنا ہے اگر آپ نے مجھے نہ لے کر دی تو میں لالا کو کہوں وہ اسے لالا کی دھمکی دیتے ہوئے ارد گرد نظر دوڑانے لگی۔۔

اپنے لالا کے دھمکیاں مت دیا کرو مجھے جو تمہیں پسند ہے تم وہ لے لو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔۔۔

ہیہیی لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے وہ پھر سے کنفیوز ہو کر ساڑیوں کی طرف دیکھنے لگی جو ہر کلر ہر ڈیزائن میں موجود تھے۔۔

ہادی نے ایک وائٹ کلر کی ساڑی پکڑی جس کے اوپر لائٹ پنک اور ریڈ کلر کا کام ہوا تھا اس کی کُرتی لائٹ پنک کلر کی تھی۔۔

یہ تم پر بہت پیاری لگے گی ہادی نے سیلز مین سے کہہ کر وہ ساڑی پیک کروادی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کتنی دیر کی وہاں بیٹھی کپڑوں کو دیکھ رہی تھی لیکن اسے کوئی پسند ہی نہیں آرہا تھا۔۔

دیو میں آج کیا پہنوں؟ اس نے سردار کی طرف دیکھا جو اپنے موبائل پر مصروف تھا اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر بند کرتے اپنے بیگ میں ڈال لیا۔۔۔

میں ضروری کام کر رہا تھا۔۔ سردار امپورٹنٹ فائلز چیک کر رہا تھا موبائل میں۔۔

تم کہتے ہو نا مجھ سے زیادہ کوئی کام تمہارے لیے ضروری نہیں ہے طرسم نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اسے درحقیقت سردار کو قابو کرنا آگیا تھا اپنی خوبصورت اداؤں سے۔۔

میرا دیو میرے بے بی کا بابا چلیں جلدی سے اپنے بے بی کی ماما اور اپنی پری کے لیے پیارا سا ڈریس چوز کریں طرسم نے اس کے ہاتھ کی پشت کو اپنی پیشانی سے لگایا۔۔۔

تم باز آجاؤ اپنی انہی حرکتوں سے کسی دن میری جان نکال دو گی سردار نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھتے سر کو ہلکا سا پیچھے کیا تھا۔۔۔

لیلیٰ مجنوں جو کام کرنے آئے ہیں اس پر دھیان دیں ہادی جو اپنی بہن کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان دونوں کی گفتگو سن کر اس کی زبان میں کھجلی ہوئی

تھی۔۔۔ سردار بولنے لگا تھا اس کی پری نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔۔

طرسم یہ بہت پیارا ہے ہادی نے اس کے سامنے وائٹ کلر کی فراک کی تو سردار نے فراک پکڑ کر دور اچھال دی۔۔۔

میری بیوی میری مرضی کا ڈریس پہنے گی۔۔ دالہام خود پر ضبط کر رہا تھا لیکن ہادی کی حرکتیں اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ مال میں سے کچھ سنا دے۔۔۔

اگر آپ کی بیوی ہے تو میری بہن ہے اور ایک بہن اپنے بھائی کی مرضی کا ڈریس پہن سکتی ہے۔۔

پھر تو جو تمہارے ساتھ بیٹھی ہے وہ میری، راہا شاباش آپ نے اپنے لالا کی پسند کا ڈریس پہننا ہے سردار اس سے کہتے ہوئے اپنی بہن کی

طرف متوجہ ہوا جو آنکھیں پٹپٹاتے پہلے اپنے لالا کو دیکھ کر پھر اپنے شوہر کو دیکھنے لگی۔۔

اوک۔۔۔۔ ہرگز نہیں تم میری پسند کا ڈریس پہنوگی جو میں نے تمہارے لیے خریدا ہے وہ ابھی اوکے بولنے لگی تھی ہادی نے فوراً ایک سانس میں اپنا جملہ مکمل کیا۔۔

تو پھر منہ بند کر کے اپنے کام پر دھیان دو۔۔ سردار نے سفید رنگ کا لہنگہ اپنی پری کے پاس کیا اس کی سمپل شارٹ شرٹ جو بمشکل کمر کو چھپاتی تھی سفید رنگ کا ہی لہنگا جس کے اوپر سفید رنگ کا ہی کام ہوا تھا کُرتی کے اوپر لانگ شرٹ تھی جو بھاری بھر کم تھی۔۔ گلے سے لے کر گھٹنوں تک وہ شرٹ تھی۔۔

چاچو شادی میرے چاچو کی ہے آپ کی نہیں جو اپنی بیوی کو دلہن والا ڈریس لے کر دے رہے ہیں۔۔

ابے سالے تیری زبان بند نہیں ہوتی۔۔ میری مرضی میں اپنی بیوی کو جونسا مرضی ڈریس لے کردوں سردار بلند آواز میں بولا تھا وہاں بیٹھے حویلی کے تمام افراد نے کی جانب دیکھا حتیٰ کہ سیل ورکرز نے بھی۔۔۔

دیو غصے پر قابو! طرسم نے اس کا ہاتھ سہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صارم اپنے بیٹے کو سنبھال دالہام خانزادہ نے خونخوار نظریں اپنے دوست پلس سسر پر ٹکائی۔۔

سالے صاحب مجھے اپنی بہن کی بڑی پرواہ ہے کیونکہ وہ سچ میں ایک دیو پاس رہ رہی ہے ہادی کا موڈ آج دالہام کو تنگ کرنے کا تھا۔۔

میری بہن نام کے پٹھان کے پاس رہ رہی ہے جو در حقیقت ایک جوکر ہے ہادی نے شہادت کی انگلی اپنے سینے پر رکھ جیسے تصدیق کی تھی۔۔

سالے صاحب آپ نے کبھی ایسا پاگل بے وقوف دیکھا ہے جو اندھا نہ ہو لیکن ہر وقت ایک ہی انسان کا دماغ چاٹتا رہتا ہے۔ دالہام نے سر تا پیر تک ہادی کو دیکھ کر ہاں میں سر ہلاتے کہا۔۔۔

"ہاں بلکل دیکھا" اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے ہادی کا دل کیا اپنے چاچے کو پکڑے اور دونوں ایک ساتھ دیوار کے ساتھ سر دے مارے۔۔

تم دونوں خاموشی سے اپنا کام کرو سفیان نے دونوں کو غصے سے کہا سردار آنکھیں گھماتے ہوئے اپنی پری کو ڈریس چوز کروانے لگا ہادی بھی خاموشی سے اپنا کام کر رہا تھا۔۔

ریحانہ خانم سرخ جوڑے کو دیکھ رہی تھی اس جوڑے کو دیکھتے ہی انہیں تیمور خانزادہ کی یاد آئی۔ انہیں اپنی زوجہ پر سرخ رنگ بے حد پسند تھا۔۔ ریحانہ خانم کے پاس صرف اپنے شوہر کی یادیں تھی جوان کی آنکھوں کو نم کر دیتی۔۔

سونیا! وریام اپنی جگہ سے اٹھ کر سونیا کے پاس جا کر بیٹھ گیا تاکہ اپنی مرضی کا ڈریس نکاح کے لیے منتخب کر سکے جو اس کی بیوی نے پہننا ہے۔۔۔

جاؤ یہاں سے لالا نے دیکھ لیا تو غصہ ہوں گے سونیا نے اسے آنکھیں دکھائی کہ یہاں سے جاؤ لیکن وہ بھی ڈھیٹ بنے اس کے پاس بیٹھا رہا۔۔

یہ کیسا ہے سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اس کے سامنے سفید رنگ کی لانگ فراک رکھی۔۔

جاؤ یہاں سے سونیا اپنی آواز کو دیمار کھتے بے انتہا غصے سے بولی تھی۔۔۔

مغرور خانزادی تم اپنی اصلی روپ میں واپس آرہی ہو سونیا نے جھٹکے سے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔ اچھا نہ جارہا ہوں وریام وہاں سے اٹھا خاموشی سے یعقوب کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔۔

بیگم جب آپ یہ لباس زیب تن کریں گی تو حور سے کم نہ لگے گی۔۔ سفیان خان نے رضیہ خانم کے سامنے ایک گرے رنگ کی شلوار قمیض رکھی۔۔جس کے اوپر سیاہ رنگ کی کڑھائی ہوئی تھی۔۔ سفیان خان کے الفاظ وہاں بیٹھے ہر مرد کے کانوں میں گئے تھے جیسے وہ اپنے کان ان کے قریب اتار کر رکھ کے گئے تھے۔۔

بڑی حویلی کے جوڑوں کے غلام !زن کے مرید، زن مریدی کر رہے ہیں۔۔ دالہام خانزادہ نے ڈریس پکڑ کر رضیہ خانم کی گود میں رکھا۔ اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بڑے بابا کو دیکھا جو آج بھی نہیں سدھرے تھے۔۔

اوہو بوڑھی گھوڑی لال لگام۔۔ ہادی خانزادہ کی نظر اپنے دادو کے ہاتھ پڑ گئی جنھوں نے رضیہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔۔ سفیان نے فوراً اپنی بیوی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

میرا ایک اور بھائی یا بہن نہ آجائے کتنی شرمندگی کی بات ہوگی میرے بچے شادی شدہ ہے اور میں ایک مرتبہ پھر بڑا بھائی بنوگا۔۔ صارم خان نے اپنے باپ کی حرکتیں دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے الفاظ ادا کیے وہ سارے شاید آج اپنی شرم بیچ آئے تھے ریحانہ خانم نے ان سب کی جانب دیکھتے یہی سوچا تھا۔۔۔ رضیہ خانم شرمندہ ہوئی تھیں

اپنے شوہر کی حرکت پر ان کی وجہ سے سارے بچے انہیں تنگ کر رہے تھے۔۔۔

سردار آپ کے بڑے بابا تو اس عمر میں بھی بیوی کے قدموں میں ہیں۔۔ یعقوب آج پہلی مرتبہ بولا تھا سفیان خان نے غصیلی نظر اس پر ٹکائی جس کی زبان آج چھری کے جیسی چل رہی تھی۔۔

بابا میرا نکاح ہے لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے تیاریاں کسی اور کی عروج پر ہیں۔۔ وریام خانزادہ نے آنکھ دبا کر اپنے باپ کو یاد دلایا کہ نکاح میرا ہے لیکن تیاریاں آپ کی عروج پر ہیں۔۔ سفیان بس تاسف سے سر ہلاتے رہ گئے انہیں اپنے بیٹوں سے یہی امید تھی کہ ان کی زبان میں جب کھجلی ہوتی ہے تو وہ خاموش نہیں رہ سکتے۔۔

بڑے بابا دادا بننے کے ساتھ آپ پردادا بھی بننے والے ہیں اب کوئی نیا چاند نہ چڑھا دینا۔۔ آئیدن سفیان خان کے پاس جا کر بیٹھا ان کا ہاتھ پکڑ کر

ان کے کانوں کو لگا یا سفیان خان اس کی پیٹھ پر تھپڑ مارنے لگے تھے وہ فوراً وہاں سے اٹھ گیا۔۔

دالہام لالا کے ساتھ کسی اور کا وارث نہ آجائے۔۔ شہریار کہاں پیچھے رہنے والا تھا وہ سفیان خان کے پیچھے کھڑا ہوا اسے قبل اسے جوتا پڑتا وہ پیچھے ہو گئے ریحانہ خانم، صوفیا اور رضیہ خانم اپنا سر تھام کر بیٹھ کے وہ یہ خیال نہیں کر رہے تھے کہ اس وقت مال میں بیٹھے ہیں نہ کہ بڑی حویلی میں۔۔

شرم کرلے یہ گھر نہیں ہے اور بہن بیٹی آپ سب کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں ریحانہ خانم نے ان کو ڈپٹ کر سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ میسنوں کی طرح مسکرانے لگے۔۔

چلو لڑکیوں کو اشیاء خریدنے والی رہ گئی ہیں وہ خریدتے ہیں ان کو رہنے دو یہیں پر۔ چلیں بھابھی، صوفیا۔۔ ریحانہ خانم کے کہنے کی دیر تھی سب نو

جوانوں کے منہ لٹکے تھے وہی سفیان خانزادہ نے ریحانہ خانم کی طرف دیکھا۔۔

لالا مجھے ان نوجوان لڑکوں کی تو سمجھ آتی ہے لیکن آپ ریحانہ خانم سفیان خان کی محبت پاش نظیر رضیہ خانم پر دیکھ کر جھڑ جھڑی لیتے سب لڑکیوں کو لے کر وہاں سے چلی گئی۔۔

بڑے بابا ہر جگہ جھنڈے ہی لگوائیے گا سردار نے ایک مرتبہ پھر ماچس کی تیلی جلا کر آگ لگا دی۔۔۔

میں منہ پر ہاتھ پھیر رہا ہوں گھر جا کر کوئی اپنی بیوی کے پاؤں میں نا تو بیٹھا پھر مجھے کہنا۔ سفیان خان نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے انہیں سب سے زیادہ غصہ دالہام خانزادہ پر تھا جس نے بات شروع کی تھی اس کے پیچھے لگ کر بڑی حویلی کے تمام مرد شروع ہو گئے تھے۔۔۔

طرسم اپنے لیے پینٹنٹ دیکھ رہی تھی۔ دوسری جانب ریحانہ خانم، رضیہ خانم اور صوفیا خانم کنگن والی سائیڈ پر تھی۔۔ قندیل نے موبائل پر ابراہم کو اپنی لوکیشن سینڈ کی۔۔ وہ مال پہنچ چکا تھا۔۔ اس کا رخ اب اس شاپ کی طرف تھا۔۔

طرسم نے ایک پینڈنٹ ہاتھ میں پکڑا ابراہم ملک عورتوں کی نظروں سے بچتے ہوئے پیچھے سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے سائیڈ پر لے جاتے دیوار کے ساتھ لگایا تھا وہ اسے چینجنگ روم کی طرف لے گیا تھا۔۔۔

تم مزید خوبصورت ہوتی جا رہی ہو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا اس کا ایک ہاتھ طرسم کی کمر پر اور دوسرا ہاتھ اس کے لبوں پر تھا۔۔۔

میں نے سنا ہے تمہارے وجود میں سردار کا وارث ہیں طرسم کے سانس سوکھے تھے اس کے الفاظ سن کر وہ بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی تھی ایک نامحرم کا لمس اپنے وجود پر محسوس کرتے۔۔۔

بہت جلد تمہیں اپنے پاس لے جاؤں گا پھر تمہارے وجود میں سردار کی جگہ میری نشانی ہوگی وہ پتھرائے ہوئے وجود پر مشکل سے کھڑی تھی آنکھیں ساقت ہوئی تھی آنسو بہہ کر اس کے نقاب میں جذب ہو رہے تھے ہاتھ پاؤں نے جیسے ہلنے سے انکار کر دیا۔۔۔

مزاحمت کرنا تو دور اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اسے یہ کہہ دیتی مجھے چھوڑ دو۔۔

میرا دل چاہ رہا ہے تمہارا یہ حجاب اتار کر پھینک دو۔ ابراہم اس کی آنکھوں پر لب رکھنے لگا تھا جب پیچھے سے یاور نے اسے گریبان سے پکڑتے کھینچ کر رخ اپنی طرف کرتے ایک ساتھ اس کے منہ پر کئی مکے مارے تھے۔۔ طرسم زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو ہاتھ لگانے کی۔ یاور اس کے چہرے پر مکے مارتے جا رہا تھا ابراہم نے یاور کے لبوں کے قریب مکا

مارااس کے ہونٹ سے خون رسنے لگا۔۔ ریحانہ خانم، صوفیہ خانم، رضیہ خانم تینوں حیرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگی باقی لڑکیوں کا بھی یہی حال تھا علینا اپنی بیٹی کو زمین پر بیٹھے روتے اس کے پاس گئی اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔ اس کا وجود برف کی طرح سرد تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو بے تحاشہ مار رہے تھے سونیا نے فوراً سردار کو کال کی۔

لالا جیولری شاپ پر آئے بھابھی ٹھیک نہیں طرسم کی آنکھیں سرخ اور رنگت کو زرد پڑتے دیکھ سونیا ایک سانس میں بولی سردار سب کچھ چھوڑتے بھاگا تھا اسے یوں بھاگتے دیکھ کے تمام مرد اس کے پیچھے گئے۔۔۔۔

یاور کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا ابراہم ملک کے منہ، ناک، پیشانی ہاتھوں سے خون نکل رہا تھا۔۔ ابراہم یاور کا سر دیوار سے مار کر وہاں

سے بھاگ گیا۔۔۔یاور کی پیشانی سے بے انتہا خون نکل کر اس کے آدھے چہرے کو رنگ گیا۔۔۔

طرسم !یاور اس کے پاس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا طرسم نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا۔۔

گڑیا تم ٹھیک ہو یاور نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔دالہام خانزادہ شاپ میں داخل ہوا۔یاور مرزا کو اپنی بیوی کے قریب دیکھ کر اسے پیچھے سے پکڑ کر کھینچتے اس کے چہرے پر مارنے لگا۔۔طرسم یکدم جیسے ہوش میں آئی تھی جھٹکے سے کھڑے ہوتے سردار کا ہاتھ پکڑ کر یاور کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

دیو!نہیں طرسم لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے بولی اس کا سر چکرا رہا تھا۔۔اس سے قبل وہ گرتی اس کے دیو نے اسے تھام لیا۔۔۔

پری!طرسم کو بے آواز روتے دیکھ سردار کا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔۔۔

لا۔۔۔۔۔لان۔۔۔نے۔۔۔۔بچ۔۔۔۔بچایا طرسم اٹکتے ہوئے بمشکل بول پائی تھی۔۔

دالہام خانزادہ اس سے سوال جواب کرنے کی بجائے سے پر سکون کرو یاور خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا سردار نے اسے اپنے سینے میں بچ لیا حویلی کے تمام افراد سردار کے پیچھے کھڑے آنکھوں سے ہی نگل جانے والی نظروں سے یاور کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

طرسم!صارم خان نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا جو ہچکیاں بھرتے رو رہی تھی۔۔اس نے علینا کی جانب دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا کیا ہوا ہے۔۔

مجھے نہیں پتا صارم ہم تو کنگن دیکھ رہے تھے طرسم پینڈنٹ دیکھ رہی تھی تب یہ اس آدمی کو مارنا شروع ہوگیا۔ اور طرسم زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔

ابراہم ملک تمہاری بیوی کے قریب جانے کی کوشش کر رہا تھا یاور نے ہمدردی سے چھوٹی سی گڑیا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ وہ یہاں سردار کی فیملی کو نقصان پہنچانے آیا تھا لیکن طرسم کے قریب ابراہم ملک کو دیکھ کر اس کا خون کھولنے لگا۔ وہ صرف کہنے کے لیے اسے بہن نہیں کہتا تھا اس نے دل سے اسے بہن مانا تھا اور ایک بھائی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بہن کے قریب کوئی غیر مرد آئے۔۔

دیو! اس نے یہاں طرسم اپنی کمر پر ہاتھ رکھنے لگی سردار نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔

گڑیا ہادی اور وریام طرسم کو پکارتے اس کے گرد اکٹھے ہوئے تھے۔۔

اگر ہم دونوں سکون سے اس وقت کھڑے ہیں سردار تو صرف اس سردارنی کی وجہ سے۔ یا ور خود پر قابو کر رہا تھا۔ محض اس لڑکی کے لیے جسے وہ اپنی بہن کہتا تھا۔

طرسم کا وجود کانپ رہا تھا۔۔ وہ دالہام خانزادہ کے بازوؤں میں ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔

پری.....پری.....دالہام نے اس کا چہرا سامنے کرتے اس کے رخسار تھپتھپائے۔۔

ابراہم ملک! دالہام خانزادہ بلند آواز میں دہاڑا تھا۔۔

سب حویلی واپس چلیں سفیان نے اب عورتوں کی طرف رخ کیا۔۔ صارم کو چھوڑ سب جائے ان سب کو وہی کھڑے دیکھ دالہام خانزادہ ایک مرتبہ پھر دہاڑا تھا۔۔ وہ باپ تھا اس حال میں اپنی بیٹی کے ساتھ رہنے کا اس کا حق تھا۔۔

یعقوب گاڑی نکالو جلدی اسے بازوں میں اٹھائے وہ باہر کی جانب بھاگا تھا یاور اپنی کار میں بیٹھا اور دالہام طرسم کو لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھا یعقوب بے انتہا تیز کار چلا رہا اس کے ساتھ صارم بیٹھا تھا۔۔ان کے ساتھ یاور کی کار تھی۔۔

وہ ہاسپٹل پہنچے وہاں اسے ڈاکٹر حبیبہ کے کیبن میں لے گیا۔۔

حبیبہ، پری! اسے وہاں پڑے بیڈ پر لٹایا۔ یاور، صارم اور یعقوب باہر کھڑے تھے۔ وہ طرسم کی وجہ سے یاور کی موجودگی کو برداشت کر رہے تھے۔۔

دالہام آپ باہر جائیں مجھے چیک اپ کرنے دے حبیبہ کے کہتے ہی وہ غصے سے اس کی جانب دیکھ کر اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑے اس کے پاس کھڑا رہا۔۔اس کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجبوراً حبیبہ کو اس کے سامنے طرسم کا چیک اپ کرنا پڑا۔۔۔

بلڈ پریشر بڑھ گیا ہے اس حالت میں ان کا دھیان رکھیے گا ان کا بلڈ پریشر نارمل رہے اس حالت میں بلڈ پریشر بڑھنا بچے کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔۔ حبیبہ نے ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھا۔۔۔ اسے دوا انجیکشن لگائے۔۔۔

اگر آپ انہیں گھر لے کر جانا چاہتے ہیں تو لے جا سکتے ہیں بس ایک چیز کا خیال رکھیں کہ انہیں کس چیز کی ٹینشن نہ ہو ان کا بلڈ پریشر نارمل ہے ڈاکٹر حبیبہ نے سردار کو بچے کے معاملے میں تو پر سکون کر دیا تھا لیکن اس کی پری ہوش میں آنے کے بعد کس قدر روئے گ ء یہ سوچ کر ہی اس کو دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔ دو گھنٹے بعد وریام اور سونیا کا نکاح بھی تھا۔۔

دالہام اسے بازو ابے اٹھائے باہر لایا۔۔

دالہام میری بیٹی ؟۔۔

ٹھیک ہے !دالہام کی بات سن ایک باپ کو سکون ملا تھا۔۔

میری بیوی بچے کی حفاظت کی ہے تم نے ، اللہ نہ کرے کبھی تمہاری بیوی کے ساتھ ایسا معاملہ ہو قرض رہے گا مجھ پر یہ سب کچھ ، بہت جلد یہ احسان کسی نہ کسی صورت میں چکا دوں گا ۔ ۔ سردار اس معاملے میں اپنے دشمن سے ادھار نہیں رکھنا چاہتا تھا تمام حساب کتاب چکتا کرنا چاہتا تھا ۔ ۔ اس نے کبھی دشمنی کی اڑ میں یہ نہیں سوچا تھا کہ کسی عورت کا نقصان ہو ۔ ۔

اسے بازو میں اٹھائے لمبے ڈھگ بڑھتے ہوئے وہاں سے چلا گیا ۔ ۔ اس کے پیچھے صارم اور یعقوب تھے ۔ ۔

وہ حاملہ ۔ ۔ ۔ یاور کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی ۔ ۔ یکدم اس کے ذہن میں راعنین کا خیال آیا وہ بھی حاملہ تھی لیکن اس نے کبھی سردار کی طرح اپنی بیوی کی پرواہ نہیں کی تھی ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

طرسم کو نیند کے انجیکشن لگے تھے جس کی وجہ سے وہ پر سکون ہو کر سوئی ہوئی تھی وریام اور سونیا کو مسجد میں لے گئے تھے تمام عورتیں حویلی میں ہی موجود تھی سوائے ریحانہ خانم صوفیا خانم اور رضیہ خانم کے اور مرد مسجد میں تھے۔۔

وریام اور سونیا کو ایک دوسرے کے سامنے بٹھایا سونیا سونیا کے اوپر لال رنگ کی بڑی چادر دی ہوئی تھی چہرہ نظر آنا تو دور اس کے کپڑے بھی مکمل طور پر نظر نہیں آرہے تھے۔۔

سونیا ولد تیمور خانزادہ آپ کا نکاح وریام ولد سفیان خان کے ساتھ 1 کروڑ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟ قاضی نے سونیا نے پوچھا۔۔اس کے پاس سردار اور ریحانہ خانم بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنی مورے اور لالا کا ہاتھ تھام لیا آئیدن اس کے پیچھے کھڑا تھا اس نے اپنی بہن کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

قبول ہے !اس کی آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہو کر ٹوٹ کر گرے تھے اسے اپنے بابا کی شدت سے یاد آئی تھی۔۔

"میں نے اپنا آپ اپنے محرم کے سپرد کر دیا۔"

سونیا ولد تیمور خانزادہ آپ کا نکاح وریام ولد سفیان خان کے ساتھ 1 کروڑ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟

قبول ہے !سونیا نے اپنے لالا کے کندھے پر سر رکھا۔۔

"ہر پل تم مجھے اپنے پاس پاؤ گے۔ نکاح میں اتنی طاقت ہے کہ میری یہ پسند محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔۔ انشاء اللہ"

قبول ہے !قاضی کے ایک مرتبہ اور پوچھنے پر مکمل طور پر اپنے آپ کو وریام خانزادہ کے سپرد کر گئی۔۔

"مجھے سنبھال پر رکھنا وریام یہ مغرور خانزادی کسی کی آنا سے نہیں محبت میں بے رخی سے ٹوٹ جاتی ہے"

سردار نے اس کے ہاتھ میں پینسل پکڑائی سونیا نے نکاح نامے پر سائن کر دیے۔۔

وریام ولد سفیان خان آپ کا نکاح سونیا ولد تیمور خانزادہ کے ساتھ 1 کروڑ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟

قبول ہے !اس نے بنا ہچکچائے جواب دیا تھا۔۔

"تمہیں کبھی اپنے فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہوگا"

وریام ولد سفیان خان آپ کا نکاح سونیا ولد تیمور خانزادہ کے ساتھ 1 کروڑ حق مہر طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟قاضی نے ایک مرتبہ پھر پوچھا۔۔

قبول ہے !

"تمہاری اس ہلکی سی پسند کو عشق میں تبدیل کر دوں گا"

قبول ہے !

" تمہیں محبت میں کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا ہمیشہ تمہارا سہارا بن کر تمہاری اس مغروریت کو برقرار رکھوگا"

نکاح نامے پر سائن کرتے مسکراتے سونیا کو دیکھا تھا۔۔۔ سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر ان کے اچھے نصیب کے لیے دعا کی تھی۔۔ سونیا تیمور خانزادی سے سونیا وریام خانزادی بن گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے کسی نے بھی مزاق نہ کیا تھا۔ سونیا اپنی مورے کے سینے سے لگ کر رو رہی تھی۔۔ آئیدن اور دالہام کو اپنی بہن کے رونے کی وجہ معلوم تھی دونوں اس کے پاس گئے اسے درمیان میں کھڑے کرتے دالہام دائیں جانب کھڑا اور آئیدن بائیں

جانب۔۔ دالہام نے آئیدن نے کندھے پر ہاتھ اور اس نے دالہام کے کندھے پر۔ سونیا نے اپنے دونوں بھائیوں کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

بھائی ایسا پیار دینے والے ہو تو باپ کی کمی محسوس نہیں ہونی چاہیے

صارم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ سونیا روتے ہوئے مسکرا پڑی تھی۔۔ اس کے چہرے پر ابھی بھی گھونگٹ تھا۔۔ الطاف خان اور سفیان خان ان کی محبت دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔

چلو حویلی چلتے ہیں ان دونوں بھائیوں نے اپنی بہن کے سر پر بوسہ دیا۔۔ وریام بے تاب تھا اس کا چہرا دیکھنے کے لیے کہ وہ دلہن بن کر کیسی لگ رہی ہے۔ مردوں میں سے کسی نے بھی اسے دلہن کے روپ میں نہیں دیکھا تھا۔۔

ان سب کو لے کر حویلی پہنچے سب لاونج میں بیٹھے تھے۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی سوائے دو افراد، ایک قندیل اور دوسری حبا۔ وہ مال

سے لوٹنے کے بعد سے سوچ میں پڑ گئی تھی۔ ان میں سے ایک شخص تو وہ تھا جس کی وجہ سے اس کی بہن کو مار پڑتی تھی۔ دوسرا اسے اپنا لگا تھا لیکن کیوں۔۔ یہ سوالات اس کا دماغ خراب کر رہے تھے۔۔

آپی کو جس کی وجہ سے مار پڑتی تھی اسی سے آپی کی شادی ہوئی تھی۔ یکدم اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔۔

کیا ہوا؟ شہریار جبا کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا تھا سرگوشی نما آواز میں پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ اٹھ کر طرسم کے پاس چلی گئی اسے اس سے علم ہو سکتا تھا کیونکہ وہ شخص اسے اپنی بہن کہہ رہا تھا یعنی وہ جانتی تھی اسے۔۔

شادی پر کیک کٹ ہوتا ہے آپ سب کیک کٹ کیوں نہیں کر رہے شیر طیان سب کو خاموش بیٹھے دیکھ بولا۔۔

کاٹتے ہے آئیدن نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ علینا کمرے سے باہر آئی سیڑھیاں اتر کر دالہام کے پاس کھڑے ہوتے کہنے لگی۔۔

دالہام طرسم کو لے آؤ۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آئی وہ صرف تم سے ہینڈل ہوگی۔۔

ہم سب اس کے بغیر خوشی نہیں منا سکتے وریام خانزادہ نے دالہام کو دیکھا وہ لمبے ڈھگ بھرتے کمرے گیا۔ حبا طرسم کے پاس کھڑی تھی۔۔۔

حبا! وہ جو گہری نظروں سے طرسم کو دیکھ رہی تھی دالہام کی آواز سنتے ہڑبڑاتے مڑی۔۔۔

تم جا سکتی ہو سردار کو لگا کہ شاید علینا اسے یہاں کھڑا کر کے گئی ہے۔۔ وہ خاموشی سے ہامی میں سر ہلاتے باہر چلی گئی ذہن میں یہ خیال تھا اگر طرسم

کواس انسان کے بارے میں معلوم تھا تو شاید اس انسان کو اس کی بہن کے بارے میں معلوم ہوتا۔۔۔

پری! دالہام اس کے پاس بیٹھا اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کی اس کا رنگ ابھی بھی زرد تھا۔۔

چار فٹی دالہام اسے بے انتہا پیار سے پکار رہا تھا اس کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔ موندی موندی آنکھیں کھول کر سردار کو دیکھا جو محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ آدھ کھلی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اسے اپنے دیو کے علاوہ کسی کا لمس اپنے وجود پر برداشت نہیں تھا۔۔ جھٹکے سے اٹھتے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔ طرسم نے اس کا ہاتھ اپنی کمر پر رکھا جہاں پر ابراہم نے رکھا تھا۔۔

میں تمہارے پاس ہوں کیوں ڈر رہی ہو سردار نے اس کا چہرہ سامنے کیا طرسم کے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے دوپٹہ کہاں تھا کوئی علم نہیں تھا۔۔

ویسے ہماری بزرگ عورتیں کہتی ہیں عورت اگر اپنے مرد کے لیے تیار ہو تو تب اس سے زیادہ پیاری لگتی ہے لیکن مجھے تو تم بکھرے ہوئے حلیے جنت سے اتری حور لگ رہی ہو طرسم جانتی تھی وہ اپنی دیو کو ہر حلیے میں پیاری لگتی ہے اور اسے یہ بھی پتہ تھا کہ اس وقت اس کے ذہن سے وہ حادثہ نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔

دیو.....اسے پکارتے طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں پر رکھا تھا۔ وہ اپنے وجود سے ابراہم ملک کے لمس کو مٹانے کی تگ و دو میں تھی۔۔

دالہام نے اپنے دانت آپس میں سختی سے پیوست کر لیے اس کا ایک ہاتھ طرسم کی کمر پر اور دوسرا لبوں پر تھا یعنی کہ براہم ملک نے.....اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

دیو.....اس.....نے.....کہا.....تمہارے.....وجود...

...میں.....سردار.....کے.....بچے.....کی.....جگہ...

وہ اٹک اٹک کر کہتے ہوئے پھر سے رونے لگی۔۔ سردار نے سائیڈ ٹیبل کو سختی سے پکڑا تھا اس کی نوک اس کی ہتھیلی کے اندر گئی خون نکل کر کہنی کی طرف جانے لگا۔۔

میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی ہاتھ لگا سکتا ہے، چلو شاباش تیار ہو جاؤ سردار نے اپنے آپ کو نارمل ظاہر کیا جیسے اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔۔

تیار؟ آنکھوں میں آنسو لیے سوال کیا۔۔

تمہارے چاچو کا نکاح ہے آج، سب نیچے سیلبریشن کرنے لگے ہیں تیار ہو کر بیٹھے ہیں سب۔ دالہام نے بامشکل اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائی تھی وہ اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس کے اندر لاوا پھٹ رہا ہے۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ ہمارے بے بی کو کچھ کر دے گا میں جب بھی تم سے دور ہوتی ہوں وہ آجاتا ہے طرسم اس کے سینے میں خود کو چھپا گئی وہ جب بھی سردار سے دور ہوئی تھی ابراہم ملک پہنچ جاتا تھا اسے ڈر لگتا تھا اس کے دور جانے پر۔۔

کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ میری بیوی اور بچے کو نقصان پہنچائے سردار کے ہاتھ سے خون نکل کر زمین پر پھیلا ہوا تھا جبکہ اس نے سختی سے ہنوز سائیڈ ٹیبل کو پکڑا ہوا تھا۔۔

شاباش تیار ہو جاؤ سردار اسے کسی طرح ڈریسنگ روم میں بھیجنا چاہتا تھا خود کے غصے پر قابو پانا اسے حد سے زیادہ مشکل لگنے لگا۔۔

طرسم نے چیزوں کا سہارا لیتے ہوئے ڈریسنگ روم میں جیسے ہی جاتے دروازہ بند کیا تھا سردار نے سائیڈ ٹیبل کو دوسری سائیڈ پر گرا دیا ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہر چیز کو زمین پر بوس کیا۔۔

میری بیوی کو ہاتھ اس نے۔۔ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر اپنے عکس پر کو زوردار مکا مار گیا۔ کانچ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ کی پشت میں پیوست ہوئے تھے دونوں ہاتھوں سے خون نکل رہا تھا۔۔

ابراہم ملک! چلاتے ہوئے صوفے کے سامنے پڑے ٹیبل کو اٹھا کر زمین پر مارا۔۔ اپنا پورا کمرہ تہس نہس کر چکا تھا بیڈ کی چادر زمین پر، ٹیبل ٹوٹا ہوا، سائیڈ ٹیبل گرے ہوئے تھے ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ ٹوٹ چکا تھا۔۔ کوئی

اس کمرے کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ اسی سردار کا کمرہ ہے جسے ہلکا سا بھی گندبرداشت نہیں تھا۔۔

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ذہن تھا کہ ان لفظوں پر اٹکے بیٹھا تھا۔۔

)دیو.....اس.....نے.....کہا.....تمہارے.....وجود...

...میں.....سردار.....کے.....بچے.....کی.....جگہ (

دالہام پر سکون کرو خود کو تمہاری پری ڈر جائے گی اپنی پیشانی مسلتے ہوئے وہ خود سے کہنے لگا۔۔ واش روم میں جاتے اپنا چہرہ دھویا جو منہ پر ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے خون آلود ہو چکا تھا ہاتھ کی پشت سے کانچ نکالتے اپنے ہاتھ دھوئے لیکن ان سے خون بہتا جا رہا تھا۔۔ کپڑوں پر خون لگ چکا تھا اگر اس کی پری سے اس حال میں دیکھ لیتی اس نے رو رو کر اپنی طبیعت خراب کر لینی تھی۔۔

خون روکنے والی میڈیسن پکڑ کر اپنے ہاتھ پر گرائی یکدم اتنی زیادہ دوا ہاتھ پر گرنے کی وجہ سے بے تحاشہ جلن پیدا ہوئی ایک زخم اس کی ہتھیلی پر تھا اور دوسرا زخم دوسرے ہاتھ کی پشت پر۔۔ پانچ منٹ واش روم میں کھڑا رہا تاکہ اس کے ہاتھوں سے خون نکلنا بند ہو اور وہ اپنی پری کے پاس جائے۔۔ جیسے ہی خون نکلنا بند ہوا اپنی قمیض اتار کر سائیڈ پر رکھتے ڈریسنگ روم میں گیا۔۔ طرسم چیئر پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔

پری! اسے پکارتے اس کے قریب جا کر کھڑے کرتے ہوئے طرسم کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔

دیو! ڈرلگ رہا ہے طرسم کا ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر اور دوسرا دا الہام کے سینے پر تھا۔۔

میرے ایک سوال کا جواب دو گی؟ آنسو بہاتے ہوئے اس نے ہاں میں سر ہلایا اس مرتبہ سردار نے اس کی آنسو صاف نہیں کیے تھے۔۔۔

اللہ نے عورت کو کمزور بنایا ہے ؟

اللہ نے صرف جسمانی طور پر عورت کو نازک بنایا ہے اگر ذہن اور اندرونی طور پر دیکھا جائے تو عورت سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں ۔ لیکن جسمانی طور پر دنیا میں اللہ نے مرد کو اس کا سہارا بنا کر بھیجا ہے سردار نے صرف گردن ہلائی تھی ۔ ۔

اور یہ سہارا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارے اندر یہ ڈر کیوں ہے تم سردار دالہام خانزادہ کی بیوی ہو جو اپنوں کی طرف دیکھنے والوں کی آنکھیں تک نکال لیتا ہے خود میں جسمانی طور پر بھی اتنی ہمت پیدا کرو کہ اگر کوئی تمہیں ہاتھ لگائیں تو اس کا ہاتھ توڑ دو اگر کوئی تمہاری اولاد کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کرے تو اس کی زبان کھینچ لو ۔ کبھی اس چیز کا انتظار مت کرنا کہ تمہارا دیو آئے گا اور تمہیں بچائے گا ۔ طرسم اپنے

انسوصاف کرتے ہیں مسکرانے لگی اس کا دیوا سے پر سکون کرنا جانتا

تھا۔۔۔۔

چلو شاباش جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔ وہ الماری کی طرف گئی اور اپنا لہنگہ

نکالا۔۔ سردار الماری سے اپنے شرٹ پکڑ کر ڈریسنگ روم سے باہر چلا

گیا تاکہ اس کی بیوی کپڑے تبدیل کر لیا زمین پر گری ریڈ کلر لپسٹک اٹھائی

ساتھ برش اور پانچ منٹ بعد ڈریسنگ روم میں واپس گیا وہ کپڑے تبدیل

کیے حیرت میں مبتلا کھڑی تھی۔۔

کیا ہوا؟۔۔۔

دیو یہ پیارا نہیں لگ رہا طرسم رونے والا چہرہ بنا کر سر نیچے کر گئی سردار

نے اسے غور سے دیکھا جو نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی

تھی حالانکہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہونٹ سوکھے

ہوئے۔۔۔

تم اس قدر خوبصورت لگ رہی ہو کہ اس سردار کی اگلے لمحے سانسیں رک جائیں گی طرسم نے سرسری سا اس کے سبز آنکھوں میں دیکھا تھا جو جذبات کا سمندر سمائے گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا چہرہ یک دم سرخ ہوا تھا۔۔ سردار اس کے قریب گیا ہاتھ میں پکڑے برش سے اس کے بال بنانے لگا۔ بال بنا کر سردار نے اس کے لبوں پر ریڈ لپسٹ لگائی تھی۔ طرسم شرم سے بے تحاشہ سرخ ہو چکی تھی سردار کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

میں نے تو جسٹ لسٹ لگائی ہے سردار اس کی طبیعت کو نارمل ہوتے دیکھ چہرہ سامنے کرتے اس کا نقاب کر کے حجاب کیا۔۔

اب صحیح معنی میں جنت سے اتری حور لگ رہی ہو طرسم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھ کر اس کے حلیے پر غور کیا نیچے شلوار پہن کر اوپر شرٹ پہنے کھڑا تھا۔۔

دیو تم اس طرح نیچے جاؤ گے طرسم نے اسے اس کی حلیے کی طرف

دھیان دلایا۔۔

کرنے لگا ہوں چیخ الماری سے سیاہ رنگ کی شلوار قمیض نکال کر باہر گیا

اور اسے سختی سے کہہ کر گیا کہ ڈریسنگ روم سے اکیلے باہر نہ نکلے وہ پہلے

حیران تو ہوئی لیکن اس کی بات مان کر خاموشی سے وہیں کھڑی رہی

کپڑے تبدیل کر کے واپس ڈریسنگ روم میں آتے الماری سے سفید

رنگ کی چادر نکال کر اوڑھ لی۔۔

دیو بہت پیارے لگ رہے ہو! طرسم نے اس کے چہرے کو غور سے

دیکھا پیشانی پر بال بکھرے ہوئے خوبصورت طریقے سے تراشے گئے

ہونٹ جو دوبارہ اپنی گلابی رنگت میں آ رہے تھے۔ سبز آنکھیں اور واللہ

اس کا سر داروں والا حلیہ کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا سکتا تھا اس کی خوبصورتی

ایسی تھی کہ ایک مرتبہ کوئی اگر اس کی جانب دیکھ لے تو آنکھیں جھپکانا بھول جائیں۔۔۔

خیریت ہے بیوی بڑی گہری نظروں دیکھ رہی ہوں مجھے۔ طرسم نے نظریں جھکالی۔ سردار اسے بازو کے حصار میں لیے جیسے ڈریسنگ روم سے باہر نکلا اس کی انکھوں پر ہاتھ رکھ کر کمرے سے باہر لے جاتے انکھوں سے ہاتھ ہٹا دیا۔۔۔

طرسم کو دیکھ کر صارم ہادی اور صارم اس کی طرف بڑھے اس کا ہاتھ پکڑنے لگے دالہام نے سختی سے اپنی پری کو خود کے ساتھ لگایا۔۔

تم سب کی اپنی اپنی بیویاں ہیں واپس دفع ہو جاؤ سردار کی بات سن کر وہ دانت کچکچاتے ہوئے وریام اور ہادی نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنی اپنی بیوی کے ساتھ جڑ کر بیٹھے۔۔ دالہام نے گہرا سانس لیا اسے ہمت کی ضرورت تھی اسے پتہ تھا اب یہ دونوں اس کی بہنوں کے ساتھ بیٹھ کر

اسے چرانے کی کوشش کریں گے۔۔ دالہام نے یعقوب کو میسج کیا کسی سے بھی ملازمہ کو کہو کہ جا کر میرا کمرہ صاف کر دے۔۔

چلو جلدی سے تصویریں لیتے ہیں کام ختم کریں وریام انگڑائی لیتے ہوئے بولا جیسے بتانا چاہ رہا ہو مجھے شدید قسم کی نیند آئی ہے۔۔

زیادہ نہ بنے ہمیں پتہ ہے آپ کون سی نیند آرہی ہے ہادی کہاں چپ رہنے والا تھا سردار کا سارا غصہ وہ اپنے چاچے پر نکالنے لگا۔۔

صارم لالا آپ کے بیٹے کی زبان کچھ زیادہ ہی چلنے لگ گئی ہے۔۔

ہاں میرے بابا کو تو پتہ ہی نہیں تھا کہ ان کے بیٹے کی زبان لمبی ہے ہادی کے الفاظ سن کر صارم نے اس کی گردن پر چپت ماری۔۔

بابا کچھ شرم کر لے اپنے شادی شدہ بیٹے کو مار رہے ہیں۔۔

اس شادی شدہ بیٹے نے نا کسی دن مجھ سے اپنی ہڈیاں تڑوانی ہے ہادی اردگرد نظر دوڑانے لگا جب اس کی نظر اپنے ساتھ بیٹھی بیوی پر گئے

کپڑوں پر غور کیا تو اس نے ساڑی نہیں پہنی ہوئی تھی بلکہ گھٹنوں تک آتی فراک اور نیچے چوری دار پجامہ پہنا ہوا تھا۔۔

ساڑی کیوں رہی پہنی؟۔۔

وہ میں نے پہنی تھی لیکن مجھ سے سنبھالی نہیں گئی اس لیے میں نے یہ پہن لیا راہا چہرے کے الٹے سیدھے زاویہ بناتے بولی جیسے اسے دکھ تھا ساڑھی نہ پہننے کا۔۔۔

ممممم لمبا سا کہتے ہوئے وہ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیٹھتے اپنی بہن اور سالے پلس بہنوئی کو دیکھنے لگا۔۔

ہمیں نا آپ سب نے فضول میں تیار کروایا ہے نکاح ہونے کے بعد حویلی میں تھوڑا بہت فنکشن رکھتے تو مزہ بھی آتا اتنی سادگی سے نکاح۔۔

علینا نے صارم کی جانب دیکھا بدلے میں نے اس کی طرف نظروں کا رخ کیا جو اکتائی ہوئی بیٹھی تھی۔۔

کوئی بات نہیں اگر تمہیں یہاں مزہ نہیں آیا تو تھوڑی دیر بعد ہم دونوں باہر چلیں گے۔۔

میرے ہاتھ جڑے ہیں آپ کے آگے جیسے سب مردوں نے بابا کو ذلیل کیا ہے میں نہیں چاہتی آپ کو کریں تو بہتر ہے چپ کر کے بیٹھے رہیں علینا نے بھی اپنے شوہر کی طرح سرگوشی نما اواز میں الفاظ ادا کیے صارم کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا اس کی بات سننے کے بعد۔۔۔

طرسم سردار کے ساتھ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی وہاں سے اٹھتے سونیا کے پاس جاتی اس کا گھونٹ اٹھایا چہرے پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ اس کے لبوں سے ماشاء اللہ نکلا تھا۔۔

چچی آپ بہت پیاری لگ رہی ہو وریام ٹیڑھا ہو کر اپنی بیوی کا چہرہ دیکھنے لگا طرسم نے اس کے چہرے پر گھونگٹ کر دیا۔۔

میرے بغیر نکاح کیا ہے نا تو اپنی بیوی کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا طرسم نے غصے سے اپنے چاچو کی طرف دیکھا جو اس کے بغیر نکاح کر کے بیٹھ گئے تھے۔۔

دیکھو یہ نا انصافی میرے ساتھ نہیں کرنی۔۔ وریام نے اسے شہادت کی انگلی دکھاتے خبردار کیا۔۔

یہ نا انصافی نہیں ہے بلکہ حساب چکتا کیا ہے میں نے۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی آپ نے اس بات کا فائدہ اٹھایا اور اکیلے اکیلے نکاح کر لیا طرسم نے اپنے چاچو کی شہادت کی انگلی پکڑ کر ٹیری کی وہ بیچارا دل ہی دل میں تلملا کر رہ گیا۔۔

چچی آپ میری بات سے متفق ہو نا؟ طرسم نے سونیا سے پوچھا تو اس نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

وریام خانزادہ تووڑ گیا! حویلی کے تمام نوجوان مرد ایک ساتھ بولے تھے سوائے سردار کے۔۔

چپ کر کے نا تصویریں بناؤ وہ غصے سے بولتا کھڑے ہوا ان سب نے فیملی پکس بنائی تھی۔۔ اس کے بعد انہوں نے کپل پکس بنانی تھی۔۔ سونیا کو وریام کے پاس کھڑے کیا تو اس نے اپنی بیوی کی کمر پر ہاتھ رکھا۔۔ سونیا نے مشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

ایک منٹ تصویریں کیا اس کی گھونگٹ میں بنانی ہے۔۔ طرسم نے شہادت کی انگلی اسے دکھائی کہ ایک منٹ رکیں۔۔

چچی آپ چاچو کندھے پر سر رکھو اور چاچو آپ سامنے دیکھو۔ وریام نے گہرا سانس لیتے اپنا چہرہ سیدھا کیا طرسم نے سونیا کے چہرے سے گھونگٹ اٹھایا اور ہادی کو کہا کہ تصویر بناؤ۔۔ سب اس چھوٹی سی گڑیا کی ہوشیاری پر ہنسنے لگے۔۔

سردار اپنی پری کی حرکتیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا وہ چاہتا تھا وہ اس طرح ہی ہنستی مسکراتی رہے اس میں اتنی ہمت ہو کہ اگر کوئی اس کا ہاتھ پکڑے تو اس کا وہی کاٹ کر دوسرے ہاتھ میں پکڑا دے۔۔

سونیا چچی آپ چاچو کے کندھے پر ٹھوڑی رکھو اور چاچو آپ خبردار اگر آپ نے میری چچی کی طرف دیکھا وریام کے ساتھ بہت بری ہو رہی تھی ایک تو مشکل سے اس کا نکاح ہوا اور نکاح ہونے کے بعد کوئی اسے اس کی بیوی کی طرف دیکھنے بھی نہیں دے رہا تھا اس سے اچھا تو نکاح سے پہلے تھا کم از کم وہ نظر بھر کر اسے دیکھ تو لیتا تھا۔۔

اسی طرح کر کے اس نے تین سے چار تصویریں کھنچوا کر سونیا کے چہرے پر دوبارہ گھنگٹ کر دیا۔۔

باقی سب کپل نے آرام و سکون سے تصویریں بنائی پیچھے رہ گئے تھے حبا اور شہریار، سردار اور اس کی سردارنی۔۔

سردار کے ساتھ اس کی پری کھڑی ہوئی جو اس کے کندھے سے تقریباً ایک یا دو انچ اونچی تھی۔۔ سردار نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا وہ پرفیکٹ جوڑی لگ رہے تھے قندیل نے ان دونوں کی تصویر بنا کر ابراہم کو سینڈ کر دی۔۔ تاکہ اس کا دل جلے اور وہ ایک مرتبہ پھر سردار کی بیوی سے ملاقات کرنے کے لیے بیتاب ہو۔۔

ہادی لالا ایک اور پک بنانی ہے طرسم نے التجائی نظروں سے سردار کو دیکھا اسے پتہ تھا سردار کبھی اس پک کے لیے راضی نہیں ہوگا۔۔

کوئی بات نہیں بنا دیتا ہوں ہادی نے اپنی بہن کا رخسار کھینچ کر مسکراتے کہا۔۔

دیو آپ میرے ساتھ ایک اور پک بناؤ گے نا اس کے اتنے میٹھے لہجے پر سردار کے ساتھ وہاں کھڑا ہر فرد حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔۔

طرسم نے ٹیبل پر پڑے گلاب کے بھکے میں سے ایک گلاب نکالا اور سردار کو پکڑایا۔۔

یہ پکڑ کر آپ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے اور مجھے پکڑائیں۔۔ سردار نے سفیان خانزادہ کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا آپ کی کالی زبان سے سچ ہوئی ہے۔۔۔

گڑیا بات وہ کرو جو تمہارا شوہر پوری کرلے سردار کسی کے سامنے جھکتا نہیں ہے ہادی نی جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔

دادو کی چھوٹی سی گڑیا آپ کا شوہر کبھی یہ کام نہیں کرے گا سفیان خان بھی بول پڑے وہ سب اسے اکسا رہے تھے۔۔

دیو آپ میرے لیے نہیں کرو گے جملہ مکمل کرتے ہی اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔۔

کر رہا ہوں اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا اور گلاب اپنی پری کی طرف بڑھایا ہادی نے تصویر لی۔۔ طرسم اپنی قسمت پر رشک کیے بغیر نہ رہ سکی وہ سردار جو کبھی کسی کے سامنے جھکا نہیں تھا آج اس کے لیے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔۔۔

اب کیوں رو رہی ہو کھڑے ہوتے اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔

قندیل ہر لمحے کی تصویر کھینچ کر ابراہم کو بھیجتی جا رہی تھی۔۔

آپ کو پتہ ہے جب میں نے آپ کے ساتھ گندے والا رویہ اپنایا تھا تو بابا نے مجھے کہا تھا کہ آپ بہت اچھے ہو آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہو طرسم نے وہ گلاب اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔۔

لیلیٰ مجنوں آپ کمرے میں نہیں ہیں شہریار اپنے بال کھجاتے ہوئے بولا سردار نے کشن پکڑ کر اس کے منہ پر مارا۔۔

اب ہماری باری !

شہریار بیٹا تمہاری شادی نہیں ہوئی کیا کر رہے ہو جب شادی ہوگی تب کپل پک کھنچوانا تم حبا کے ساتھ الطاف خان سب کچھ جانتے ہوئے بھی اسے تنگ کرنے کی خاطر بولے تھے شہریار دانت پیستے زبردستی مسکراتے ہوئے اپنے بابا کو دیکھا۔۔

بیٹا سچ کہا ہے میں نے الطاف خان نے اس مرتبہ سخت لہجہ اپنایا۔ وہ چاہتے تھے کہ اب شہریار اپنی ماں کو بتا دیں نکاح کے بارے میں۔۔ یعقوب رخسار پر ہاتھ رکھے ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا وہ بیچارا کس کے ساتھ تصویر بناتا۔ اس کی تو بیوی ہی نہیں تھی۔۔

چلو ادھر ہم تمہارے ساتھ تصویر بناتے ہیں سردار نے اسے لاؤنج کے درمیان میں کھڑے کیا سب لڑکوں کو اشارہ کیا کہ آجاؤ۔۔ سارے لڑکے

یعقوب کے ساتھ کھڑے ہوئے علینا نے ہادی کا موبائل پکڑ کر سب لڑکوں کی تصویر بنائی۔۔

یہ جو تمہارے ساتھ کھڑا ہوا ہے اس کے ہوتے ہوئے تمہیں بیوی کی کمی نہیں محسوس ہوگی بس اس کے ساتھ کمپنی اچھی بنا لو سردار کی بات سنتے صارم جھٹکے سے یعقوب سے دور ہوا تھا۔۔

لاحول ولا قوۃ، تم نے تو میرا جنس ہی بدل کے رکھ دیا حویلی میں ہر مرد کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

میں نے بابا جانی کے ساتھ پک بنانی ہے شیر طیان نے سردار کی طرف باہیں پھلائی تو اس نے اس چھوٹے سے شیطان کو گود میں اٹھایا۔۔ ہادی نے ان دونوں کی پک بنائی۔۔

تھوڑا بہت ہنسی مذاق کر کے سب اپنے کمرے میں چلے گئے طرسم بھی کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔۔

علینا! وہ اپنے کمرے میں جانے لگی تھی سردار نے اسے پکارا۔۔
آج رات میرے کمرے میں سوجاؤ پری کے پاس وہ رات کو کہیں ڈر نہ جائے۔۔
آپ کہیں جارہے ہیں لالا علینا کو پہلے تو جھجھک ہوئی لیکن پھر بھی اس نے پوچھ لیا۔۔
ہاں مجھے کچھ ضروری کام ہے کہتے ہی سردار چادر ٹھیک سے لیتے حویلی سے باہر نکل گیا جیسے وہ کار میں بیٹھے لگا تھا یعقوب بھاگتے ہوئے کار کے پاس آیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔
یعقوب نے کار ایک فیکٹری کے سامنے روکی سردار کار سے باہر نکلا ڈکی کھولتے بم نکالے۔ وہ فیکٹری دوسری بلڈنگز سے دور تھی۔ ان کی کار سے کچھ دور سردار کے آدمیوں نے اپنی دو جیپ روکی۔ یعقوب نے بم پکڑ کر سب کی طرف اچھالیں۔۔ اشارہ کیا کہ کام پر لگ جاؤ۔۔

سردار ڈکی بند کرتے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا 15 منٹ بعد اس کے آدمی واپس اس کی کار کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔۔ اور اگلے ہی لمحے اس بڑی سی فیکٹری میں دھماکے ہونے لگے جگہ آگ لگی۔۔

اگلے ٹھکانے پر چلو سردار کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ تھی۔۔ وہ دونوں کار میں بیٹھے یعقوب بے تحاشہ تیز کار چلا رہا تھا اور ان کے پیچھے دو جیپ تھی۔۔ اس مرتبہ ایک گھر کے باہر کاٹ روکی گئی۔۔

سردار نے کار سے باہر ہاتھ نکالتے اشارہ کیا اس کا ایک آدمی جیپ سے اترا جس نے اس گھر کے سیکیورٹی گارڈ کی طرح کپڑے پہنے ہوئے تھے۔۔ وہ گھر کے مین گیٹ کے پاس گیا۔۔

ارے کہاں اندر جا رہے ہو۔۔ گیٹ پر کھڑے گارڈ نے اسے اندر جانے سے ٹوکا۔۔

سر نے مجھے آج ہائر کیا ہے تو انہوں نے کہا تھا کہ تم اندر وال سائیڈ پر ڈیوٹی دینا۔ گارڈ کو لگا کہ شاید وہ سچ بول رہا ہے اس نے اسے اندر جانے دیا وہ ڈائریکٹ مین سوئچ بورڈ کے پاس گیا تارو کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی زبردست قسم کی آگ ہر جگہ پھیلی تھی اس آدمی کا ہاتھ جل گیا۔۔ دیوار پھلانگ کر وہ گھر سے باہر نکلا۔۔۔

ابراہم ملک ہر چیز تباہ و برباد کر دوں گا میرا اگلا وار اب تم پر ہے سردار وحشت ناک نظریں اس کے گھر پر ٹکائے بیٹھا تھا جو آگ کے لیے لپیٹ میں آچکا تھا۔۔ وہ ہر طرح سے اسے تباہ و برباد کرنے کی تگ و دو میں تھا۔۔

ایک اور کام دیا تھا تمہیں۔۔

ایسا ہو سکتا ہے کہ سردار یعقوب کو کوئی کام کہے اور وہ پورا نہ کرے یعقوب فی سلیوٹ کرنے والے انداز میں ہاتھ پیشانی کے ساتھ لگایا۔۔

یعقوب ابراہم ملک کے مین اڈے سے لڑکیوں کو نکال چکا تھا جو اس نے استعمال کے لیے اغوا کی ہوئی تھی۔۔ اس کے آدمی لڑکیوں کے ساتھ زبردستی کر کے ان کے وجود کے کسی ایک حصے کو کاٹ کر انڈر ڈرگز بھرتے تھے۔۔ ان کی کار دو جیپ وہاں سے نکل گئی۔۔

شہریار چھپکے سے جا کے کمرے میں گیا وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی۔۔ شہریار کے ہاتھ میں ایک کاغذ اور انک پیڈ تھا۔۔ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اور کہنے لگا۔۔

"مجھے معاف کر دینا میری بیوی مجھے یہ کرنا پڑے گا"

اس کا انگوٹھا پکڑ کر انک پیڈ پر لگاتے اس نے پیپرز پر لگایا تھا۔۔

تمہارے لیے یہ دھوکہ ہو گا لیکن میں یہ سب تمہاری بہتری کے لیے کر رہا ہوں۔ اور اگر کوئی کام کسی کی بہتری کے لیے کیا جائے تو اس کا گناہ

نہیں ہوتا۔ شہریار نے شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا جا کے چہرے پر پریشانی تھی۔۔ اور اس کا شوہر جانتا تھا یہ پریشانی کس چیز کی ہے۔ ایک مرتبہ پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیکھ کر ان کو کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ اس کے ماں باپ اپنے گھر جا چکے تھے حسب معمول وہ بڑی حویلی میں ہی رکا تھا۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا وہ وریام کو تنگ کرے اپنے کمرے میں کاغذات رکھ کر وریام کے کمرے کی طرف جانے لگا جب اسے ہادی بھی اپنے چاچو کے کمرے کی طرف آتا ہوا نظر آیا۔۔ راہا آج سونیا کے کمرے میں سوئی تھی۔۔۔

کہا جا رہے ہو؟۔

جہاں آپ جا رہے ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کھل کر مسکرائے تھے اور دروازہ کھول کر بیڈ پر لیٹے ہوئے وریام کے ساتھ جا کر لیٹ گئے۔۔

اوہیلو کہاں؟ وریام نے ان دونوں کو بیڈ سے اٹھانے کی کوشش کی تو وہ اسے بتیسی نکال کر دکھانے لگے۔۔۔

وریام کو پتہ تھا وہ اس کے پاس کیوں آئے ہیں اگر وہ انہیں وہاں سے اٹھنے کا کہتا تو ان دونوں ڈھیٹوں کی طرح پھر بھی لیٹے رہنا تھا تو وہ خاموشی سے لیٹ گیا کہ جب یہ سو جائیں گے تب وہ اپنا کام سرانجام دے گا۔۔

مجھے واش روم جانا ہے شہریار انگڑائی لیتے ہوئے اٹھا۔۔

تو جا نہ میں نے کونسا تجھے پکڑ کے رکھا ہے وریام اکتائے ہوئے لہجے میں بولا شہریار واش روم گیا اور اپنا کارنامہ کر کے پانچ منٹ کے بعد واپس بیڈ کر لیٹ گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد وریام نے ان دونوں کو دیکھا جو شاید سو چکے تھے انگڑائی لیتے ہوئے اٹھا واش روم میں گیا منہ دھو کر تولیے سے منہ صاف کر کے دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل گیا۔۔اس کے پیچھے پیچھے شہریار اور ہادی بھی کمرے سے نکلے تھے۔ بنا آواز پیدا کیے سونیا کے کمرے کے پاس پہنچ کر دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا اچانک پوری حویلی کی لائٹ بند ہو گئی۔۔

اس نے موبائل پاکٹ سے نکال کر لائٹ ان کی وہ دونوں چہرے پر کمبل لیے سوئی ہوئی تھی۔ دائیں جانب پر سونیا سوتی تھی اور بائیں جانب رہا دائیں جانب کھڑے ہو کر اس کا کندھا ہلکا سا ہلاتے ہوئے اسے پکارا۔۔لائٹ نیچے کر لی۔۔

سونیا! کسی کو خود کو جھنجھوڑتے محسوس کر کے کمبل سے باہر ہاتھ نکال کر موبائل کی لائٹ ان کرتے اٹھ کر بیٹھتے جیسے ہی لائٹ اس نے وریام کی

طرف کی راہا کے لبوں سے زوردار چیخ ادا ہوئی سونیا اس کی چیخیں سن کر نیند سے بیدار ہوئی وریام کی جانب دیکھتے اس نے زوردار چیخ مار تھی وہ دونوں اس ایک دوسرے کے ساتھ چیک کر چیخیں مارنے لگی۔۔

موبائل ان کا بیڈ پر گر گیا تھا۔۔ اسی لمحے لائٹ واپس آئی۔ وریام کو پہلا جھٹکا راہا کے اٹھنے پر لگا تھا اور دوسرا ان کے چیخیں مارنے پر۔ شہریار اور ہادی بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔۔

دالہام اور یعقوب جنہوں نے ابھی لاؤنج میں قدم رکھے تھے سردار اپنی بہنوں کی چیخوں کی آواز سن کر ان کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ اس کے پیچھے یعقوب تھا۔ ان کی چیخیں اتنی بلند تھی کہ حویلی کے تمام افراد کمروں سے باہر نکل کر سونیا کے کمرے میں اکھٹے ہو گئے۔۔

کیا ہو گیا تم دونوں کو وریام غصے سے بولا جو کب سے چیخیں مار رہی تھی اسے اب غصہ ہی آگیا تھا دونوں پر۔ حویلی کے تمام افراد کمرے میں

داخل ہو چکے تھے ۔ راہا اور سونیا سردار کے سینے سے جا لگی ۔ ۔ ان کا دل سو کی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا ۔ ۔

وریام کی حالت دیکھ کر وہ قہقہہ لگانے لگے سردار اپنی بہنوں کے بال سہلا رہا تھا ۔ ۔ وہ سب آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے ۔ ۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں جیسے آپ سب نے جن دیکھ لیا ہو یہ دونوں تب سے چیخ رہی ہے ۔ اور خبردار کسی نے کہا یہاں کیوں آئے ہو میں اپنی منکوحہ کے کمرے میں آیا ہو ۔ ۔ وریام خانزادہ کو عجیب لگنے لگے تھا ان سب کا یوں دیکھنا ۔ ۔

لکھ دی لعنت تمہاری ملاقات پر ۔ ۔ سردار نے اپنا ہاتھ اکراتے اس کی طرف کیا ۔ ۔

بندہ منکوحہ سے ملنے صبح کو آتا ہے اگر رات کو دفع ہو بھی جائے تو کالی شکل کے کر نہیں جاتا ۔ ۔ صارم کے الفاظ سنتے ہی اس نے آئینے میں

اپنا چہرہ دیکھا اس کا پورا چہرہ کالا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے افریقہ سے حبشی آگیا ہے۔۔

میری بھی منکوحہ ہیں لیکن کبھی اتنا اچھا میک اپ کر کے اس ڈرانے کے لیے نہیں گیا۔ شہریار اپنی مسکراہٹ چپاتے ہوئے بولا وریام کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ یہ ساری حرکتیں ہادی اور شہریار کی ہیں۔۔ دو سال بعد میری بیوی رخصت ہو کر میرے کمرے میں آئی تھی لیکن کبھی میں نے اپنی بیوی کی چیخیں نکلوا کر پوری حویلی کو اکٹھا نہیں کیا تھا۔۔ آئیدن نے اسے سر تا پاؤں تک غصے سے دیکھتے ہوئے کہا گھڑی کی طرف جو رات کتنی بجا رہی تھی۔۔۔

نظر نہ لگے اس بھوت کو جو سحری کے وقت اپنے چہرے پر کالک لگانے کے ساتھ کہیں میری عزت کو کالک نہ لگا دے۔۔ سفیان خان اس کی حرکت تلملا اٹھے تھے وہ سب سکون کی نیند سو رہے تھے سحری

ٹائم انہوں نے اٹھنا تھا لیکن یہ اندازہ نہیں بتایا اس قدر ہڑبڑا کر اٹھیں گے۔۔

سبحان اللہ خانزادے! بندہ بیوی سے اکیلے ملاقات کرتا ہے آپ نے تو پوری حویلی کو کمرے میں اکھٹے کر لیا۔ ہادی نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر الفاظ ادا کیے تھے وریام خانزادہ اسے کھا جانے اور نظروں سے دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے پوری حویلی اس کی بیوی کمرے میں اکٹھی ہوئی تھی۔۔ پہلا انسان دیکھا جو شادی کے نام پر اتنا پاگل ہو گیا کہ پہلی ملاقات ہی اپنے منہ پر کالک لگا کی اپنی بیوی سے کر رہا ہے۔۔ یعقوب کیسے نہ بولتا وہ بیچارا اکیلا رہ گیا تھا باقی سب نکاح شدہ ہو چکے تھے۔۔ ہائے اس بیچارے کا دکھ۔۔۔

انشاء اللہ، انشاء اللہ تم دونوں کی رخصتی تب تک نہیں ہوگی جب تک میرے دو بچے نہ ہو جائے وریام نے دعا کرنے والے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

استغفر اللہ استغفر اللہ وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے عورتوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ شہریار کا تو نکاح ہوا نہیں۔۔ سونیا کا دل کیا وہ شرم سے ڈوب مرے اس کا شوہر کیسے کھلے عام لگا ہوا تھا۔۔

کیوں میری پری کو ڈرا رہے ہو اپنا منہ دھو جا کے طرسم اپنے چاچو کو حیرت سے دیکھ رہی تھی سردار کی بات سنتے ہی وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئی۔۔

چاچو! طرسم اسے پکارتے ہوئے ہنستے جا رہے تھے۔ یہ دن ہی دیکھنا رہا رہ گیا تھا کہ اس کی بھتیجی اس پر یوں ہنسے گی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

کمینے بے ، غیرت ، حرامی وریام تلملاتا ہوا سونیا کے کمرے میں موجود واش روم میں گیا ٹاول گیلا کر کے اپنا چہرہ صاف کر کے باہر آیا۔۔۔

ہو گئی ملاقات دفع ہو جاؤ باہر۔ سردار طرسم کو اپنے بازو کے حصار میں لیے باہر جانے لگا۔ شیر طیان نے اپنی باہیں پھیلائیں کہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔۔ وہ ایک بازو میں اسے اٹھائے اور دوسرے بازو کے حصار میں اپنی بیوی کو لیے باہر چلا گیا ایک ایک کر کے سبھی وہاں سے نکلے تھے۔۔

جتنا ذلیل تم نے ہونا تھا ہو لیا اب چلے جاؤ سونیا نے اپنے شوہر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو سرخ چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ابھی تو سحری کا وقت ہے افطاری ہو لینے دو پھر تمہیں بتاؤں گا۔۔ وریام غصے کا بھرا کمرے سے چلا گیا اس کے جاتے ہی سونیا دل کھول کر ہنسی تھی۔۔

ٹیبل سیٹ کر دیا گیا تھا۔۔ بڑی حویلی کے تمام افراد کھانے کے ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔

سب نے خاموشی سے کھانا کھایا کیونکہ اب اگر کوئی بکواس کرتا تو سفیان خان اور سردار نے اس کا برا حشر کرنا تھا۔۔

طرسم کو سحری میں ہی نیند آ رہی تھی وہ بند آنکھوں کے ساتھ کھانا کھاتے ہی اپنے کمرے میں گئی تھی اور وہاں ٹہلنے لگی تاکہ جلدی آذان ہو اور وہ نماز پڑھ کے سو جائے۔۔ سردار کو آفس کا کام کرنا تھا جس کی وجہ سے وہ کمرے میں جانے کی بجائے مردان خانے چلا گیا تاکہ اس کی پری ڈسٹرب نہ ہو۔۔

یاور سحری کے وقت گھر آیا کمرے میں داخل ہوا را عنین کمرے میں نہیں تھی خون آلود چہرے کے ساتھ پورا کمرہ دیکھا واش روم بالکنی وہ کہیں بھی نہیں تھی ذہن میں عجیب سی وسوسے آنے لگے فوراً لاؤنج میں آیا وہاں بھی کوئی نہیں تھا کچن میں گیا تو وہاں اپنی بیوی کو کھڑا دیکھ اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

یاور! اس کی خوشبو جیسے ہی اس کے ناک کے نتھنوں کے ساتھ ٹکرائی اسے پکارتے ہوئے مسکرا کر مڑی تھی لیکن یاور کا حلیہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی اس کا آدھا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا ہونٹ پھٹے ہوئے ہاتھ پر خراشیں تھی۔۔

یاور آپ کو کیا ہوا ہے ؟ راعنین پریشانی سے بولتے ہوئے اس کے قریب گئی اپنے دوپٹے سے اس کے چہرے پر جما ہوا خون صاف کرنے لگی۔۔۔

آپ کیوں کام کرتے ہیں کیوں اپنا دھیان نہیں رکھتے روتے ہوئے کبھی وہ ہونٹ پر جمے ہوئے خون کو صاف کرتی تو کبھی پیشانی پر دوپٹہ رکھتی۔۔

اس کی فکر دیکھ کر وہ یکطرفہ مسکرایا تھا۔۔

میڈیسن کھائی تم نے۔۔

یہاں آپ لہولہان ہوئے کھڑے ہیں اور آپ کو میری میڈیسن کی پڑی ہے راعنین غصے سے اسے ڈوپٹنے لگی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے کر گئی بیڈ پر بٹھاتے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کی مرہم پٹی کرنے

لگی وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

جیسے ہی اس نے یاور کی پیشانی پر پٹی کی تھی اور ہاتھ پر پٹی کی یاور اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھ کے اس کے لبوں پر لمس چھوڑا۔۔ راعنین کے ہاتھوں سے کاٹن زمین پر گر گیا۔۔

سحری کا وقت گزر رہا ہے جلدی کھانا بناؤ۔۔ اس کا کندھا ہلکا سا تھپک کر واش روم میں چلا گیا۔۔

کاش اپ کا رویہ اسی طرح رہے۔ لبوں پر مسکراہٹ آنکھوں میں اداسی تھی۔۔

جلدی سے کچن میں گئی اور سحری تیار کی ٹیبل پر سجا کر کمرے میں آئی یاور شرٹ لیس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔۔

ٹائم گزر رہا ہے جلدی باہر آجائے نظریں دوسری جانب کر کے اسے کہتے باہر بھاگی تھی اسے شرٹ لیس دیکھ کر چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔

یاور باہر گیا تو وہ ٹیبل پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔

بھاگ کر تو تم ایسے باہر گئی ہو جیسے پہلی مرتبہ مجھے دیکھا تھا کرسی پر بیٹھا نین نے پلیٹ میں اس کے لیے کھانا نکالا۔۔

جس سے محبت ہو ہمیں ہر پل ایسا ہی لگتا ہے جیسے ہم پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہو۔۔ راعنین نے پراٹھے کا نی والا توڑ کر منہ میں ڈالا۔۔

اپنا دھیان رکھا کرو میں نہیں چاہتا کہ تم میری اولاد کے معاملے میں کوئی کوتاہی کرو۔۔

کیا آپ کو صرف اپنی اولاد کی پرواہ ہے میری نہیں؟۔۔ راعنین نے اپنی فراک کو سختی سے مٹھی میں جکڑا۔۔

تمہاری پرواہ اس دن ہوگی جس دن مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہو دھوکہ دینے والوں میں سے نہیں ہو۔۔ یاور نے لسی کا گلاس لبوں کو لگایا نم آنکھوں کے ساتھ وہ سحری کرنے لگی وہ اسے کیسے یقین دلاتی وہ دھوکہ دینے والوں میں سے نہیں ہے وہ اسے کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔۔

اس طرح کے الفاظ مت بولا کریں میرے پاس صرف آپ میرا واحد رشتہ ہیں۔۔ میرے لیے میری اولاد بعد میں آتی ہے۔۔ راعنین کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں گرا تھا۔۔ یاور نے اس کی بات پر کوئی تاثر یا رد عمل ظاہر نہیں کیا۔۔۔

مجھے اتنی تکلیف مت دیا کرے نین اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر بے آواز زار و قطار رونے لگی وہ اس کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتا تھا اور اگر دیتا تھا تو تلخی سے۔۔

خاموشی سے کھانا کھاؤ۔۔۔اس کی بات کو ایک مرتبہ پھر نظر انداز کر دیا گیا۔۔

اس طرح مت کیا کریں میرے پاس میرے آنسو صاف کرنے والا کوئی نہیں ہے ایک بہن تھی وہ بھی دور ہو گئی پتہ نہیں زندہ ابھی ہے کہ۔۔۔

راعنین چہرہ ہاتھوں میں چھپا کے بے آواز روئے جا رہی تھی۔۔۔

میرے پاس تو میرا پورا خاندان ہے نا جیسے۔ یاور چیئر پیچھے گھسیٹ کر تلملاتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

کاش آپ کو احساس ہو کہ مجھے آپ کے الفاظ کس قدر تکلیف دیتے ہیں آدھا ادھورا کھانا کھا کر برتن سمیٹ کر کچن میں رکھتے واپس کمرے میں گئی۔۔وہ کچھ فائلز چیک کر رہا تھا۔۔

یاور ایک بات پوچھنی ہے آپ سے اس کا ہر تلخ لفظ، رویہ ایک مرتبہ پھر سے بھلا کر مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیٹھی۔۔۔

اس نے سرسری سی نظر اس پر ڈالی جیسے کہنا چاہ رہا تھا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے۔۔

آپ کو بیٹی چاہیے یا پھر بیٹا اسے اب یہی ایک بات ملی تھی اس سے کرنے کے لیے کیونکہ اسے اپنی بیوی سے زیادہ اپنی اولاد ضروری تھی۔۔

مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا بیٹا ہے یا بیٹی۔۔۔

اگر اللہ نے ہمیں بیٹی دی تو کیا آپ چاہیں گے جو رویہ آپ نے میرے ساتھ اختیار کیا ہے ہماری بیٹی کا شوہر ہماری بیٹی کے ساتھ کرے۔ یاور فائل سائڈ پر پٹک کر خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا وہ اس کی بیٹی کے بارے میں ایسے الفاظ کیسے استعمال کر سکتی تھی۔۔

بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو کہ کیا بولنے لگی ہو تم یاور نے بامشکل اپنے ہاتھوں کو قابو کیا تھا۔۔

تکلیف ہو رہی ہے اپنی بیٹی کے بارے میں یہ سب سن کر اگر میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو انہیں بھی تکلیف ہوتی میرے پاس بھی کوئی ہوتا جنہیں۔۔ وہ ایک مرتبہ پھر سے رونے لگی تھی۔۔ یاور نے ٹھنڈی آہ خارچ کی اور اسے اپنے ساتھ لگایا اس کے سینے سے لگتے ہی اس کے گرد حصار بنا کر وہ دل کھول کر روئی تھی۔۔

مت دیا کریں مجھے اذیت۔ راعنین اس کے سینے پر سر رکھیں اب اس کی گردن میں بازو حائل کر گئی تھی۔۔

اسی لیے میں تمہیں کہتا ہوں کہ مجھ سے دوری اختیار کیا کرو میرا خود پر کوئی قابو نہیں ہے کسی وقت بھی میں وحشی بن جاتا ہوں جب میں خود تمہارے قریب آؤں تب پہل کر لیا کرو اس سے پہلے نہیں۔۔ یاور نے اس کے بال سہلائے وہ اس سے اپنی عادت نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آذان ہونے میں ابھی ٹائم تھا۔۔ وہ وقت سے پہلے اٹھ گئے تھے وریام کی وجہ سے۔ اگر وہ ملاقات کرنے نہ جاتا تو انہوں نے پورے ٹائم پر اٹھنا تھا۔۔

قندیل کچن میں گئی سردار کے لیے دودھ کپ میں ڈال کر اس کے اندر نشہ آور ادویات ملائی۔۔

اس کی یہ حرکت کچن کے دروازے کے پاس کھڑے کسی نے دیکھی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھی۔۔

قندیل نے ملازمہ کے ہاتھ سے دودھ مردان خانے میں موجود کمرے میں بھجوایا کیونکہ سردار اس کمرے میں رکا ہوا تھا۔۔۔ دس منٹ کے بعد اس نے موبائل دیکھا جہاں آذان ہونے میں آدھا گھنٹہ رہ گیا تھا اسے فجر کی آذان ہونے سے پہلے اپنا کام کرنا تھا۔ قدم اس نے مردان خانے کی

طرف بڑھائے۔۔ سب سحری کر کے اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے یعنی کہ سردار کمرے میں اکیلا تھا۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی لائٹ بند تھی۔۔ آہستہ آہستہ وہ بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ لمپ کی ہلکی سی روشنی کمرے میں تھی قندیل کو اس کا چہرا نظر نہیں آرہا تھا۔۔ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انگلیاں اس کے رخسار پر پھیر کر لبوں پر رکھی۔۔ وہ اس کے لبوں پر جھکنے لگی تھی۔ اس نے قندیل کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے بیڈ پر لٹایا اس کے کندھوں سے کپڑے پھاڑے۔ وہ حیرت زدہ آنکھوں سے اس کے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے چہرا نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

اس نے قندیل کی گردن پر دانت گاڑھ کر اس کی ٹھوڑی پر دانت گاڑھے۔۔ وہ ساکت ہو گئی۔ وہ سختی سے اس کی کلائیوں کو پکڑے کندھوں پر دانت گاڑھ رہا تھا۔۔ اس کے لبوں سے سسکیاں ادا

ہوئی۔۔اسی لمحے کمرے میں سردار داخل ہوا لائٹ ان کی۔ یعقوب کو اس کے اوپر جھکے دیکھ اس کا ذہن، وجود سن ہو گیا۔۔۔قندیل نے حیرت سے سردار کو دیکھ کر پھٹی آنکھوں سے یعقوب کو دیکھنے لگی جو شرٹ لیس اس کے اوپر جھکا ہوا تھا وہ اس سے دور ہو کر کھڑا ہوا۔۔۔

یعقوب نہیں۔ سردار نے نفی میں سر ہلایا وہ ایسا نہیں تھا۔۔

یقین کر لیں سردار میں نے یہ سب کیا ہے۔ وہ قندیل کی اجڑی ہوئی حالت دیکھ کر بولا۔۔ سردار کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ قندیل تو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی وہ جسے سردار سمجھ رہی تھی وہ یعقوب تھا۔۔۔

کیوں؟۔۔

نیت خراب ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہ تھی۔ گہری نظروں سے وہ قندیل کا جائزہ لینے لگا۔۔

نہیں یہ جھوٹ.....

کم اون قندیل تم خود ہی تو میرے پاس آئی ہو۔۔ وہ اس کی بات کاٹتے بولا۔ قندیل نے اپنے دوپٹے سے خود کو کوور کیا۔۔

تم خود بھی تو یہ سب چاہتی تھی۔۔ سردار اس کے بے باک لفظوں پر یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ شخص جو 20 سے زیادہ اس کے ساتھ مخلص رہا تھا آج اس نے ہی اس کی حویلی کی عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا۔۔۔

یعقوب زبان کو لگام دو! سردار نے اس کا گردن پکڑی۔۔ اس کا خون کھولنے لگا تھا یعقوب کے الفاظ پر۔۔

کیوں لگام دو سردار، مرد کی زیادہ تر اس عورت پر ہی نیت خراب ہوتی ہے جو اپنی خوبصورتی ظاہر کرے یعقوب ہنوز اسے بے باک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

کیوں کیا تم نے یہ سب دالہام دہاڑا تھا۔۔

کہا نہ سردار کہ نیت خراب ہوئی ابھی تو مزید۔۔

اس سے قبل وہ کچھ کہتا سردار نے اس کے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا۔۔۔

مت گراؤ خود کو میری نظروں میں۔۔۔ سردار نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔۔ قندیل کو پچھتاوا ہو رہا اپنی حرکت پر کاش وہ لائٹ ان کر کے دیکھ لیتی بیڈ پر کون لیٹا ہے۔۔ سردار کہ دونوں ہاتھوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔۔۔ یعقوب کی نظر اس کے ہاتھوں پر گئی تھی اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی۔۔

سردار کیا ہو گیا آپ کو، میں تو صرف خوائش ہی پوری کرنے والا۔۔۔

وہ بول رہا تھا جب سردار نے ایک ساتھ کئی تھپڑ اس کے چہرے مارے

تھے ۔ یعقوب کا چہرا سرخ ہوگیا ۔ جبکہ چہرے پر ابھی بھی کوئی شرمندگی نہیں تھی ۔ ۔

ارے اس سے پوچھے اس کی رضامندی شامل تھی ۔ سردار نے قندیل کی طرف رخ کیا وہ نفی میں سر ہلانے لگی ۔ ۔

کیوں جھوٹ بول رہی اگر تمہاری رضامندی نہیں تھی تو چلائی کیوں نہیں ۔ قندیل اس کی بات پر بری طرح پھنسی تھی ۔ ۔ سردار نے گہرا سانس بھرا اسے علم تھا قندیل حد سے زیادہ بولڈ ہے لیکن وہ اس حد تک گر جائے اس کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا ۔ ۔

ہم دونوں کی رضامندی تھی سردار ۔ ۔ دالہام خانزادہ یعقوب کو گردن سے دوبارہ پکڑ کر اسے مارنے لگا ۔ اسے اس قدر مارا اور اتنی دیر مارا جب تک وہ لہولہان نہ ہوگیا ۔ ۔ ۔

تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی میری نظروں سے گرنے میں ۔ ۔ ۔

دالہام یہ جھوٹ۔۔۔۔۔ بکواس بند کرواپنی قندیل میری تربیت
درمیاں میں آگئی نہیں تمہیں زندہ زمین میں درگور کردیتا۔ سردار کا ہاتھ اٹھا
تھا جواس نے ہوامیں ہی روک لیا۔۔
میں نے۔۔۔۔ماں باپ تو ہے نہیں تمہارے کم ازکم میری ماں کا
خیال کرلیتی جس نے تمہیں بیٹی کی طرح پالا ہے وہ پھر درمیان میں بول
پڑادوسری مرتبہ اس کا ہاتھ اٹھنے لگا تھا۔۔
کیا کریں گے آپ سردار غصہ کرکے جو ہونا تھا ہوگیا۔ یعقوب نے زمین
پر تھوکا منہ سے بے پناہ خون نکلا۔۔
نکاح کروابھی اوراسی وقت یعقوب ادلیب شاہ یعقوب ابھی بھی
بے باک نظروں سے قندیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔
میں اس سے نکاح نہیں۔۔۔۔تم سے نہیں پوچھا میں نے سردار نے
اس مرتبہ اس کا چہرا دبوچا تھا۔۔

ٹھیک ہے کر لیتا ہو نکاح جب تک دل چاہے گا رکھوا اپنے پاس یعقوب نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہا سردار کے ہاتھ بے اختیار ہوئے تھے وہ اسے وحشیوں کی طرح مارنے لگا اور وہ مسکراتے ہوئے سکون سے مار کھا رہا تھا جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

جان سے مار دو تمہیں۔۔ اسے زمین پر پھینکا وہ مسکرا رہا تھا چہرا خون سے بھیگا ہوا تھا سینے پر موجود بال خون آلود تھے جن سے خون ٹپک رہا تھا۔۔

سردار کمرے سے باہر گیا قاضی کو کال کی۔۔

کمینے انسان میں کبھی تم شادی نہیں کرو گی۔۔ ایک نوکر سے تو ہرگز نہیں قندیل اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے لگی تھی وہ جھٹکے سے اٹھا اور اس کی کلائی پکڑ کر مڑورتے اس کی پشت اپنے سینے کے ساتھ لگائی۔۔

اپنے ہاتھ اور زبان کو لگام دو۔۔ مجھے یہ اچھے سے کاٹنے آتے ہیں یعقوب اس کے کان کی لو دانتوں میں دباتے دھیمی آواز میں دہاڑا تھا۔۔

وہ سسکیاں بھارتی رہ گئی اس مضبوط گرفت سے خود کو آزاد نہیں کروا پائی تھی۔۔۔

قدموں کی آہٹ سن کر یعقوب نے اسے چھوڑ دیا۔۔

سردار نے الماری سے شرٹ نکال کر اس کے منہ پر ماری۔۔ یعقوب نے شرٹ پہن کر اپنا عکس آئینے میں دیکھا وہ لہولہان کھڑا تھا۔۔ کچھ دیر تک قاضی حویلی میں آیا۔۔ حویلی کے تمام افراد شاید سو چکے تھے۔۔ صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔۔

قندیل ولد فارس خان آپ کا نکاح یعقوب ولد ادلیب شاہ کے ساتھ حق مہر 30 لاکھ طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

نہیں مجھے اس شخص کے نکاح میں نہیں جانا وہ چلائی تھی۔۔

قندیل فارس خان خاموشی سے ہاں کرو نہیں تو اسی پل تمہاری گردن میں اس میں موجود تمام گولیاں تار دوگا سردار نے اپنی جیب سے گن نکالی وہ نفی میں گردن ہلانے لگی۔۔۔ وہ سردار سے محبت کرتی تھی۔۔

ایک! سردار نے بلٹ چرہایا۔۔

دو! گن کا رخ قندیل کی طرف کیا۔۔

تی۔۔۔۔ قبول ہے وہ آنکھیں سختی سے بند کیے بولی تھی۔۔ سردار نے ٹرگر سے ہاتھ ہٹایا۔۔

قبول ہے! اس کے دوسری مرتبہ قبول ہے کہنے پر سردار نے گن کا رخ نیچے کیا۔۔

قبول ہے! سردار نے گن ٹیبل پر رکھی۔۔ قاضی نے رخ یعقوب کی طرف کیا۔۔

قاضی نے یعقوب سے پوچھا تو اس نے فوراً قبول ہے کہا۔ اس نے کسی کی جانب بھی نہ دیکھا۔ انکھوں میں گلابی پن تھا۔۔

میں غیرت کا نام ہی نہیں لوں گا اگر تم نہ مرد نہیں ہو تو جو بیہودہ الفاظ تم نے میرے سامنے استعمال کیے ہے بڑوں کے سامنے مت کرنا۔ اپنا گھنونا کارنامہ مت بتانا۔ اب یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے تو مرد ہو یا نامرد

سردار نے سیدھا اس کی مردانگی پر وار کیا تھا وہ لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سجائے ہاں میں سر ہلا گیا۔۔

اور تم حیا نامی چیز تو ہے نہیں تم میں۔ کم از کم اپنے دو ٹکے کی عزت کا خیال کر لینا۔۔ سرداران دونوں پر طنز کے تیر برسا تا مردان خانے سے چلا گیا اس کے ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔ کمرے میں داخل ہوا طرسم گہری نیند سوئی ہوئی تھی اپنے ہاتھوں پر دوبارہ سے وہی دوا لگائی۔۔ اور اپنی پری کے پاس بیٹھ گیا نیند اس کی آنکھوں سے کوسو دور تھی۔۔ اس

شخص نے اس کے ساتھ دغا کی جسے وہ اپنا سب سے وفادار سمجھتا تھا۔۔۔۔

وہ ایسا نہیں ہے پھر کیوں ؟ سردار اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔

وہ ہوس پرست نہیں ہے سردار سائیڈ ٹیبل پر پڑی چیزیں زمین پر گرانے لگا بیڈ پر سوئے اپنے بھتیجے اور بیوی کی وجہ سے اس نے اپنے غصے پر قابو کیا۔۔

ہمیشہ میرے ساتھ وفادار رہا ہے وہ یہ گناہ کرنے کی غلطی کیوں کرے گا۔۔ سردار کا سر پھٹنے لگا تھا یہ سوچ سوچ کر اس نے اپنے بھائی سے بڑھ کر اسے چاہا تھا۔۔ اس کا غصہ برداشت سے باہر ہو رہا تھا اور وہ اپنی پری کی موجودگی میں اپنا غصہ نہیں نکالنا چاہتا تھا لمبے ڈھگ بھرتا ہوا وہ حویلی سے نکل گیا۔۔

اب آتے ہیں یعقوب کی طرف جو بیڈ پر پھیل کے بیٹھا تھا۔۔ قندیل
خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔
تم جیسے نوکر کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے۔۔ وہ بول رہی تھی جب یعقوب
بیڈ سے اٹھا اور اس کا چہرہ دبوچتے دیوار کے ساتھ لگایا۔۔
زبان سنبھالو قندیل صاحبہ میں یہ لفظ سردار کے علاوہ کسی کے منہ سے
نہیں سن سکتا۔ یہ یعقوب اگر اس دنیاوی زندگی میں کسی کا غلام ہے تو وہ
سردار ہے یعقوب نے اس کے چہرے پر گرفت سخت کی تھی۔۔
تم دو ٹکے کے نوک۔۔۔ اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس نے
بے حد گرفت مضبوط کی تھی قندیل کو اپنے دانت اپنے منہ کی جلت کے
اندر ڈھنستے محسوس ہوئے تھے۔۔ منہ میں خون جمع ہونے لگا۔۔
مجھے مجبور مت کرو وحشی بننے پر میرے وحشت کا دو فیصد انداز تم دیکھ چکی
ہو اب تم اندازہ کر سکتی ہو میں کس حد تک درندہ بن سکتا ہوں یعقوب

نے اس کا چہرہ چھوڑا، منہ میں جمع ہوا خون اس نے زمین پر تھوکا تھا۔۔
وہ یعقوب جو دکھنے میں صابر انسان لگتا تھا کوئی نہیں جانتا تھا وہ کس قدر
وحشی ہے اس کا یہ انداز صرف سردار جانتا تھا۔۔
دفع ہو جاؤ حویلی کے اندر اور خبردار تم نے اپنے اس کالے کارنامے
کے بارے میں کسی کو بتایا۔۔
تم سردار کی جگہ کیوں موجود تھے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے
دہاڑی تھی۔۔ یعقوب نے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔
مجھے بدکرداروں کی بلند آواز پسند نہیں ہے۔ اگر تم نے اپنا بے ہودہ
کارنامہ حویلی میں کسی کو بتایا تو تمہاری جان نکال لوں گا اتنے ٹکڑے
کروں گا کہ کوئی گن نہیں پائے گا۔ یعقوب نے اس کا چہرہ دبوچا تھا۔۔
عورت اگر بری ہو تو وہ بدروح سے بھی بری ہے یعقوب نے اسے
کمرے سے باہر دھکا دے کر منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔۔

قندیل اس پھٹے ہوئے لباس کو اپنے دوپٹے سے کوور کیے کھڑی تھی۔۔
قسمت اسے کہاں سے کہاں لے گئی تھی اس نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو
گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

جبا دو گھنٹے سے سوچ رہی تھی کہ وہ طرسم کے کمرے میں جائے اوریاور
کے بارے میں پوچھے۔ آخر کار اس نے ہمت کرتے ہوئے طرسم کے
کمرے میں جانے کا فیصلہ کیا کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے
دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔ صبح کے نو بجے ہوئے تھے۔۔
اجاؤ اندر طرسم کی آواز اندر سے آئی تو دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔
طرسم بیڈ پر اپنی کتابیں کھول کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔
جبا! طرسم نے مسکراتے ہوئے اس کا نام لیا تھا۔۔
تمہاری طبیعت کیسی ہے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں! مسکراتے ہوئے جواب دے رہی تھی جبکہ اس کی آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ ابھی بھی کس قدر تکلیف میں مبتلا ہے۔۔

میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں اللہ تمہیں اتنی بڑی خوشی دے رہا ہے۔ وہ اس کے بات سن کر شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔

میں بہت خوش ہوں میرا چھوٹا سا بے بی ہوگا لیکن مجھے ڈر بھی لگتا ہے ویسے سنبھال پاؤں گی جملے کے شروع پر خوش ہوئی تھی جبکہ آخر پر اس کا چہرے پر اداسی چھائی۔۔

اتنا نہ سوچو سب بہتر ہوگا۔۔ وہ مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حوصلہ دیتے ہوئے آخری بات ہچکچاتے ہوئے پوچھی۔۔۔

پوچھو؟۔۔

وہ آدمی کون تھا جس نے تمہاری حفاظت کی تھی مال میں۔۔ حبا یاور کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔۔۔

وہ میرے لالا ہے میں چھ سال ان کے پاس رہی ہوں۔ طرسم نے اسے سچ بتا دیا۔۔۔

تمہارے لالا کی بیوی ان کے پاس ہے طرسم نے نفی میں سر ہلایا وہ جتنی دیر یاور کے پاس رہی تھی اس نے کبھی اپنی بیوی کا ذکر نہیں کیا تھا۔۔

نہیں ان کی بیوی ان کے پاس نہیں ہے ان کی تو شادی ہی نہیں ہوئی۔۔ حبا کو حیرت ہوئی تھی اس کی بات سن کر۔۔

اچھا تو کیا مجھے ان کا نمبر مل سکتا ہے کیا۔۔۔۔

نہیں، میرے پاس ان کا نمبر کہاں سے آیا میری ان سے بات نہیں ہوتی اور میرے پاس تو موبائل ہی نہیں ہے طرسم گھبراتے ہوئے بولے کیونکہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ یاور سے بات کرتی ہے۔۔۔

طرسم کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور وہ مایوس ہو کر تھوڑی دیر اس سے باتیں کرتے ہوئے اپنے کمرے میں گئی اور وہاں بیٹھ کر رونے لگی اسے تھوڑی بہت جو امید تھی کہ طرسم سے یاور کے متعلق کچھ خبر مل جائے گی لیکن وہاں سے بھی مایوسی ملی اب وہ کمرے میں بیٹھی اپنی اور اپنی بہن کی باتیں یاد کر رہی تھی۔۔۔۔

اسی اپنی بہن بے حد یاد آ رہی تھی بچپن کی باتیں یاد کرتے وہ کافی دیر سے رو رہی تھی جب شہریار کمرے میں داخل ہوا حبا کو روتے ہوئے دیکھ جلدی سے اس کے پاس آیا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے؟ تم رو کیوں رہے ہو؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟ ایک ساتھ اتنے سارے اس نے کر دیے اسے کہاں برداشت تھا اپنی بیوی کا رونا۔۔

حبا نے اپنی روئی روئی آنکھیں اٹھا کر شہریار کو دیکھا اور ایک دم سے اس کے سینے سے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

بتاؤ تو صحیح حبا کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا تم رو کیوں رہی ہو مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔۔

مجھے اپنی بہن کی یاد آ رہی یہ بہت زیادہ شہریار سے الگ ہوتی اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

شہریار جانتا تھا اس کی بہن زندہ ہے اور یاور کے پاس ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو گیا کہ ان دونوں بہنوں کو کیسے ملوائے کیونکہ شہریار یاور کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔۔

پتہ نہیں میری بہن زندہ بھی ہو گی یا نہیں تمہیں پتہ ہے شہریار ہم دونوں بہنیں آپس میں بہت کھیلا کرتی تھی آپی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔

ہمارے گھر میں اگ لگی تھی ہم دونوں اسی طرح کر کے وہاں سے باہر تو

نکل گئے۔ آپی اور جنگل میں بٹھا کر گئی کہ تم یہاں بیٹھو میں آتی ہوں۔ پھر نہ جانے میری بہن کہاں چلی گئی مجھے آج ان کی بہت یاد آرہی ہے وہ وہ جو آدمی آیا تھا وہ وہی میری بہن کا شوہر ہے آپ اس سے پوچھے نا میری بہن کہاں سے پتہ ہوگا۔۔ حبا منت کرنے والے انداز میں بولی۔۔ شہریار خاموشی اختیار کیے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

اچھا اچھا ریلیکس ہو جاؤ حبا میں اس کے پاس جاؤں گا اور پتہ کر لوں گا کہ تمہاری بہن اس کے پاس ہے یا نہیں لیکن تم تو پہلے رونا بند کرو ایسے بچوں کی طرح روتی جا رہی ہے جیسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اس کا سر دوبارہ اپنے سینے سے لگاتے اسے چپ کروایا وہ صرف اسے حوصلہ دینے کے لیے کہہ رہا تھا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا یاور کے پاس جائے۔۔

اسے ریلیکس کیا وہ سحری کے بعد سوئی نہیں تھی اس کے بال کتنی دیر وہ سہلاتا رہا اس کے سینے پر سر رکھے وہ سو گئی۔۔

جسٹ فیٹ اینڈ وائلڈ ڈریگن آدھے گھنٹے تک تمہارے سر پر ایک دفعہ ہی دھماکے ہوں گے۔۔ شہریار نے حبا کے بالوں پر لب رکھے۔۔ اسے تکیے پر منتقل کی کرتے لحاف اچھے سے اس کے اوپر دے حویلی سے چلا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار اور شہریار کا کارنامہ ایک مرتبہ ہی ابراہم پر پھوٹے گا۔۔ طبیعت اتنا ساتھ نہیں دے رہی تھی جس کی وجہ سے ابراہم کا سین اب میں نیکسٹ ایپیسوڈ میں لکھوں گی۔ ویسے ایپیسوڈ چھوٹی نہیں ہے جس طرح سے میں لانگ ایپی دے رہی ہوں تقریباً ہر روز آپ کو چاہیے بیسٹ

ریویو مجھے دیں۔ چلیں آج میں پھر دیکھتی ہوں کون بیسٹ والا ریویو دیتا ہے۔

ابراہم نے ایل سی ڈی ان کی ہر نیوز چینل پر پر یہی خبر تھی کہ ابراہم ملک کے گھر میں آگ لگ گئی فیکٹری مزدوروں کی لاپرواہی کی وجہ سے آگ کی لپٹ میں آگئی۔۔۔ابراہم ملک کے جائیداد کے 40 پرسنٹ حصہ ان کی بہن نے لے لیا۔۔

سردار! بلند آواز میں چلاتے ہوئے ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر اس نے ایل سی ڈی میں دے مارا۔۔

تمہیں یہ کرنا بہت مہنگا پڑے گا۔ تم نے میرا مالی نقصان کیا ہے میں تمہاری عزت کا نقصان کروں گا۔۔ ابراہم ملک نے ٹیبل اٹھا کر زمین پر پٹکا تھا وہ پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا۔۔۔ پہلے دو کام وہ جانتا تھا کہ سردار کے ہیں لیکن اس کی بہن کہاں سے آگئی وہ تو مر چکی تھی اس کی جائیداد 40 پرسنٹ کس نے لیا تھا۔۔۔

میری بہنیں زندہ نہیں ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے 40 فیصد جائیداد کون لے گیا؟ وہ بلند آواز میں چلا رہا تھا جب پی اے کمرے میں داخل ہوا۔۔ سردار کی دونوں بہنیں مجھے چند گھنٹوں کے اندر میرے پاس چاہیے اگر وہ دو سے تین گھنٹوں کے اندر میرے سامنے نہ ہوئی پی اے تو تمہاری گردن کاٹ ڈالوں گا میں۔۔ ابراہم اسے گریبان سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے بولا تھا۔۔

بہت مشکل ہے کیونکہ جب آپ نے مجھے وہاں نظر رکھنے کا کہا تھا میں 24 گھنٹوں میں سے صرف تین گھنٹے نظر رکھ پاتا تھا کیونکہ سردار نے پہراداری بہت سخت دی ہوئی ہے حویلی کے قریب۔ ایک پرندہ بھی اس کی اجازت کے بغیر اندر نہیں جا سکتا اس قدر سخت سکیورٹی اس نے حویلی کے گرد کی ہوئی ہے۔۔ ابراہم ملک اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا اسے کسی طرح سردار کی بہنوں کو اغواہ کرنا تھا۔۔

میں کچھ نہیں جانتا مجھے بس اس کی بہنیں چاہیے اس نے میرا مالی نقصان کیا ہے میں اس کی عزت کا نقصان کروں گا۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور تین گھنٹے تک مجھے اس کے خاندان کی عورتیں چاہیں چاہے بہن ہو یا ماں ابراہم وحشی درندہ بن چکا تھا آنکھوں گلابی پن واضح تھا کانپٹی بازوں کی رگیں ابھری ہوئی۔۔

پی اے چلا گیا۔ ابراہم ملک اضطراب کی کیفیت میں چکر کاٹنے لگا وہ سردار کا کام ختم کر دینا چاہتا تھا اور اس کا کام ختم ہوتے ہی وہ طرسم کو حاصل کر لیتا۔۔ ذہن میں ایک بات برے طریقے سے چب رہی تھی کس کی جائیداد کا 40 فیصد کون لے گیا۔۔

پہلے سردار کا کام ختم ہو جائے پھر جس نے میری جائیداد لی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ ابراہم ملک خون کو انظریں چاروں طرف دوڑا رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔

راہا کب سے افسردہ بیٹھی تھی وہ سب کو کام کرتا دیکھ رہے تھی حبا کب سے اسے اداس بیٹھے دیکھ کر آخر کار وہ وہ اس کے پاس چلی گی۔۔۔ """ کیا ہوا ہے راہا۔۔۔۔۔ حبا اس کے پاس بیٹھتے بولی۔۔۔"""

کچھ نہیں راہا منہ بناتے نظریں اِدھر اُدھر دوڑانے لگی وہ کچھ زیادہ ہی بور ہو رہی تھی۔۔۔"""

کچھ تو ہوا ہے بتاؤ نا کیا پتا میں کچھ ایسا کرو کے تمہارا موڈ ٹھیک ہو جایے ۔۔۔اس نے کبھی راہا سے بات نہیں کی تھی۔چونکہ جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی تھی اس نے بڑی حویلی میں ہی رہنا تھا اس لیے وہ چاہتی تھی کہ سب کے ساتھ پیار سے رہے۔"""

سچی۔۔۔۔راہا اپنا چہرہ حبا کی جانب کر کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہاں سچی مجھے بتاؤ تو صحیح نا کیا ہوا ہے۔۔۔۔

حبا بھابھی میں تب سے بور ہو رہی تھی اور مجھے باہر گھومنے جانا ہے میں نے سنا ہے یہاں پہ کھیت بہت پیارے ہیں تو مجھے کھیتوں میں گھومنے جانا ہے۔۔۔

اچھا تو لالا کی چھوٹی سی شہزادی کو کھیتوں میں گھومنے جانا ہے لیکن گھر میں تو کوئی بھی نہیں ہے اور باقی لڑکیاں تو گھر کے کام کر رہی ہیں ہم کس کے ساتھ جائیں گی حبا پر سوچ انداز میں بولی۔۔۔ سب مرد کام کے سلسلے میں گھر سے باہر تھے کوئی گھر میں موجود نہیں تھا جو انہیں باہر لے جاتا۔۔۔

لیکن مجھے نہیں پتہ نہ حبا بھابھی مجھے جانا ہے پتہ ہے لالا بھی مجھے لے کے جاتے وہ بھی گھر پہ نہیں ہیں اور پروفیسر بھی کر بھی نہیں ہے تو مجھے جانا ہے، جانا ہے ورنہ میں رونے لگ جاؤں گی راہا معصومیت سے کہتے حبا کو ہنسنے پر مجبور کر گئی وہ واقعی میں بہت معصوم تھی۔۔

ارے ارے نہیں نہیں رونا نہیں میری جان ہم چلتے ہیں چلو تیار ہو جو ہم دونوں گھوم پھر کر آتے ہیں باقی سب تو کام کر رہے ہیں۔۔۔ حبا اس کی خوشی کی خاطر بولی انہوں نے حویلی سے کچھ دور ہی تو جانا تھا۔۔۔

چلیں چلیں بہت مزہ آئے گا آج ، میں نے چھت سے دیکھا تھا یہ ارد گرد اتنے پیارے کھیت تھے لیکن مجھے کوئی باہر نہیں لے کے جاتا پروفیسر کو کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے لالا غصہ کریں گے نہیں لے کر جانا۔۔ راہا اور جبا باتیں کرتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھا رہی تھی مین گیٹ پر پہنچے تھے جب گاڈز نے انہیں روکا جبا نے سوالیاں انداز میں انہیں دیکھا۔۔۔۔

میم سردار نے منع کیا ہے کہ کسی کو بھی باہر نہیں جانے دینا۔۔۔۔

کہیں دور نہیں جا رہی ہم یہاں کھیتوں میں ہی گھومنے جا رہے ہیں تو ہمیں جانے دو راہا نے گارڈز کو دیکھ کر جبا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا جبا نے راہا کا ڈر دیکھ کر گارڈز کو کہا۔۔۔۔

نہیں بی بی جی سردار نے منع کیا ہے کہ آپ لوگوں کو کبھی اکیلے نہیں جانے دینا اگر جانا ہے تو ہمیں ساتھ لے کر جانا ہو گا گارڈز کی بات سنتے راہا

نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا کہ وہ ان کے ساتھ نہیں جائے گی اسے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔

دیکھیں ہم زیادہ دور نہیں جائیں گے اور آپ کو ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے پھر سے کوشش کی کہ شاید وہ انہیں جانے دیں۔۔۔۔۔

سوری بی بی جی پھر ہم آپ کو نہیں جانے دے سکتے ہمیں سردار کا حکم ماننا ہے گارڈان کا راستہ روک کے پھر سے کہنے لگے۔۔۔۔

راہا میری بات سنو یہ ہمیں ایسے نہیں جانے دیں گے ہمیں انہیں ساتھ لے کر جانا ہوگا باہر جا کر ہم کچھ نہ کچھ کر لیں گے جبار راہا کو سمجھانے لگی انہیں باہر جانا تھا گارڈز کی موجودگی میں وہ کھل کر گھوم پھر نہیں سکتی تھی۔۔ راہ نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر آپ لوگ چلیں۔ ہم نے کھیتوں میں جا کے گھومنا ہے جانے ہار مانتے ہوئے ان گارڈز کو کہا تو گارڈز بھی سارے ہلاتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے چار گارڈز ان کے پیچھے چلنے لگے جبکہ جبا اور راہا کھیتوں کی جانب چل پڑی۔۔۔۔

ہائے بھابھی یہ کھیت کتنے پیارے ہیں مجھے یہاں پہ کوئی لے کے نہیں آتا اب میں روز لالا سے بولا کروں گی کہ مجھے یہاں کھیتوں میں لے کے آیا کریں کتنا سکون آتا ہے نا یہاں پہ راہا بچوں کی طرح وہاں گھومتے ہوئے جبا سے کہنے لگے جبکہ رہا کی حرکتیں دیکھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ گارڈز ان کا دھیان رکھتے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے تاکہ کوئی خطرہ نہ ہو۔۔۔۔

راہا ارام سے بیٹھ جاؤ تمہیں چوٹ نہ لگ جائے پھر دالہام لالا اور تمہارا شوہر مجھے ہی ڈانٹیں گے کہ میں تمہیں کیوں باہر لے کر آئی ہوں اسے کھیتوں میں اچھلتے کودتے دیکھ اسے منع کرنے لگی۔۔۔۔

نہیں لالا بھی کچھ نہیں کہتے اور آپ پھر مجھے بیٹھنے کے لیے کہہ رہی ہیں منہ بناتے ہوئے بولی، وہ ایک جگہ بیٹھ بیٹھ کر بور ہو چکی تھی۔۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے کھیل لو اور۔۔۔ اس سے پہلے کے جبا کچھ اور کہتی دو گولی چلی جو کہ دو گارڈز کے دماغ کے بیچو بیچ لگی اور گارڈز وہاں ہی گر گئے گارڈز کو وہاں گرتے دیکھ جبا اور راہا کی چیخ نکلی۔۔۔۔

دوسرے دو گارڈز نے گن ہاتھوں میں سختی سے پکڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن ارد گرد کوئی انسان نظر نہ آیا اچانک پیچھے سے دو گولیاں چلی تھی جوان کی گردن میں جا لگی چاروں گارڈ کچھ منٹ کے زمین پر ڈھیر ہو گئے تھے۔۔۔۔

راہ ادھر آؤ جلدی کرو حبا راہا کو اپنی جانب بلانے لگی وہ جلدی سے اس کے پاس گئی راہا نے ڈر کر حبا کو مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔

یہ یہ کیا ہو رہا ہے حبا بھابھی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے راہا جو تھوڑی دیر پہلے اتنے خوش تھی اب وہ رونے لگی تھی۔۔۔۔

بھاگو یہاں سے راہا حبا اس ہاتھ پکڑ کر وہاں سے بھاگنے لگی جب چار سے پانچ آدمی ان کے آگے آ گئے۔۔۔۔

ان آدمیوں کو دیکھ کر راہا جلدی سے حبا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر اس کے پیچھے ہو گئی۔۔۔۔

کو۔۔۔کو۔۔۔کون ہو تم لوگ حبا راہا کو اپنے پیچھے کرتے چھپاتے ہوئے بولنے لگی، چٹان نما آدمیوں کو دیکھ کر دونوں کی سانسیں سوکھی تھی۔۔۔

وہ لوگ حبا کی بات کا بنا جواب دیے آگے بڑھیں اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں وہاں سے بھاگتی، دونوں کے چہروں پر رومال رکھے وہ وہاں

انہیں بے ہوش کر کے انہیں لے جا چکے تھے۔۔۔۔۔۔وہاں کھیتوں کی جانب کوئی بھی نہیں تھا نہ ہی کس کو پتہ چلا کہ یہاں پر کیا ہوا ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سردار پہاڑی پر کھڑا تھا اس کے ذہن میں ابھی تک یعقوب کی باتیں گھوم رہی تھی وہ اس حد تک کیسے گر سکتا ہے۔۔ سردار کئی گھنٹوں سے پریشانی میں اسی جگہ پر کھڑا تھا ذہن کی نسیں پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔ کئی دنوں بعد اس کے سر میں پھر سے درد پیدا ہوئی۔۔ اس کی طبیعت جو اس کی پٹی کے آنے کے بعد بہتر ہونا شروع ہوئی تھی پھر سے بگڑنے لگی۔۔

اسے اس پل سکون چاہیے تھا جو صرف اسے اس کی پری دے سکتی تھی پہاڑی سے نیچے اتر کر کار میں بیٹھا تیز رفتار میں کار دوڑاتے ہوئے حویلی

پہنچا گھر کے اندر داخل ہوا تو تمام عورتیں ایک جگہ بیٹھی تھی سوائے راہا اور حبا کے۔۔

خیریت ہے آج جلدی آ گئے ہو ریحانہ خانم مسکراتے بولی تھی۔۔

سردار اپنی ماں کا جواب دیے بغیر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ جب اس نے اپنی ماں کی بات کا جواب نہیں دیا تھا وہ ذہنی طور پر بہت پریشان تھا۔۔ طرسم اٹھ کر فوراً اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔ قندیل اپنے کمرے میں ہی تھی کیونکہ اگر وہ باہر آتی تو اس کی ٹھوڑی اور گردن پر نشان دیکھ کر سب نے سوال کرنے تھے۔۔

مورے آپ نے راہا کو دیکھا ہے سونیا نے چاروں طرف دیکھا لاؤنج اس کی بہن نہ تھی وہ کمرے میں بھی موجود نہ تھی جب سونیا فریش ہو کر کمرے میں آئی تھی۔۔

یہیں پر ہوگی بیٹا اس نے کہا جانا ہے۔۔ ریحانہ خانم کی بات سن کر سونیا اٹھی سب لڑکیوں کے کمرے میں دیکھنے لگی کیونکہ وہ لڑکیوں کے علاوہ کسی لڑکے کے کمرے میں نہیں جا سکتی تھی اسے مردوں سے ڈر لگتا تھا سوائے دو سے تین مردوں کو چھوڑ کر۔۔

مورے راہا کہیں نہیں ہے سونیا جلد بازی میں سیڑھیاں اتر کر نیچے آ رہی تھی اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔

کیا مطلب راہا حویلی میں نہیں ہے سردار کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔

لالا ہر جگہ میں نے دیکھ لیا ہے وہ کسی کے کمرے میں نہیں ہے۔۔

سردار اوپر کی جانب بھاگا تھا جیسے اسے یقین نہیں آیا تھا سونیا کی بات پر حویلی کا ہر کمرہ دیکھ لیا گارڈن بیک سائیڈ اس کی بہن کہیں پر بھی نہیں تھی لمبے ڈھگ بھرتا گارڈز کے پاس گیا۔۔

راہا باہر گئی ہے؟ ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے گارڈ سے پوچھا اس کی کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔۔

جی سر راہابی بی اور حبابی بی گارڈز کے ساتھ کھیتوں میں گئی ہیں ہم نے انہیں منع کیا تھا لیکن وہ ضد کر رہی تھی کہ ہم نے باہر جانا ہے تو چار گارڈز کے ساتھ انہیں بھیجا ہے۔ دالہام کی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ گارڈز پر غصہ کرتا مین گیٹ کو ٹانگ مار کر کھولتے وہ کھیتوں کی جانب بھاگا تھا۔۔

دو کھیت پار کر کے جب وہ تیسرے کھیت میں پہنچا وہاں چار گارڈز کی لاش پڑی تھی۔۔۔

راہا، حبا! چاروں طرف دیکھتے ہوئے وہ بلند آواز میں چلایا تھا کہ شاید وہ کہیں چھپی ہو اور باہر نکلیں۔۔

راہالالا کی جان ، حبا کہاں ہو ارد گرد بھا گتے ہوئے وہ انہیں پکار رہا تھا ایک اس کی بہن جس میں اس کی جان بستی تھی دوسری کسی کی امانت جس کی حفاظت کی ذمہ داری حویلی کے افراد کی تھی ۔ ۔

اس کے ذہن میں دو لوگ آ رہے تھے ایک یاور اور دوسرا ابراہم ملک جو یہ حرکت کر سکتے تھے ۔ ۔

سردار نے شہریار کو کال کی اسے اس بارے میں پتہ ہونا ضروری تھا کیونکہ اس کی بیوی غائب تھی ۔ ۔ شہریار حبا اور راہا کو یاور یا ابراہم اپنی اغوا کیا ہے دونوں حویلی سے باہر نکلی تھی گارڈز کی لاشیں کھیتوں میں پڑی ہیں ۔ ۔ ۔ شہریار سب مردوں کے ساتھ ڈیرے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے کے رنگ اڑے تھے ۔ ۔

ان کمینوں کی اتنی ہمت ہو گئی کہ ہمارے خاندان کی لڑکیوں کو اغوا کر کے لے گئے۔۔ شہریار نے جیسے ہی الفاظ ادا کیے وہاں موجود ہر مرد اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

سردار کال بند کر کے حویلی میں واپس گیا اور سی سی ٹی وی کیمرہ دیکھنے لگا کہ وہ آدمی کس جانب گئے ہیں۔۔

جبا اور راہا کو اغوا کر لیا گیا ہے شہریار اتنا کہتے ہی ڈیرے سے تیز قدم بڑھاتے تقریباً بھاگا تھا اس کے پیچھے حویلی کے تمام مرد اپنی اپنی کار میں بیٹھے اور تیز رفتار میں کار کو دوڑاتے ہوئے حویلی پہنچے سردار سکیورٹی روم میں بیٹھا کیمرے چیک کر رہا تھا۔۔

چاچو کچھ پتا چلا ہادی بھاگتے ہوئے سکیورٹی روم میں داخل ہوا سردار کے پاس کھڑے ہو کر فکرمندی اور غصے سے پوچھا۔۔۔

نہیں کچھ پتا نہیں چلا۔۔ سردار نے بلند آواز میں چیختے ہوئے سامنے رکھے کمپیوٹر اٹھا کر زمین پر پٹکے۔۔۔

یاور! سردار نے بچے کچے تین چار کمپیوٹر بھی اٹھا کر زمین پر پٹکے۔۔۔

ان دونوں کے پاس ایک ہی جگہ ہے جہاں یہ گھنونے کام کرتے ہیں فارم ہاؤس وہ آج وہاں ڈیل کرنے والے ہیں ڈرگز کی۔ یعقوب سیکیورٹی روم میں داخل ہوا تھا سردار نے غصیلی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔

وہ سب پورچ کی طرف گئے کار میں بیٹھتے تیز رفتار میں ایک ساتھ سات گاڑیاں بڑی حویلی کے مین گیٹ سے باہر نکلی تھی سب کا رخ ابراہم ملک کے فارم ہاؤس کی جانب تھا۔۔۔ ہادی تیز رفتار میں گاڑی چلاتے ہوئے بار بار سٹیرنگ پر ہاتھ مار رہا تھا۔۔ صارم، آئیدن، سردار،

یعقوب ہر مرد کا چہرہ غصے سے سرخ تھا وہ جلد از جلد وہاں پہنچ کر اپنے خاندان کی عورتوں کی محفوظ کرنا چاہتے تھے۔۔۔

اوران کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے تھے جنھوں نے ان کے خاندان کی عورتوں کو اغواہ کرنے کی ہمت کی تھی۔۔

ان لوگوں نے راہا اور جبا کو لا کے لاونج میں پھینکا جب صوفے پر بیٹھے ابراہم نے دونوں کو دیکھا دونوں کو ہی راستے میں ہی ہوش آچکا تھا ان دونوں نے نظریں اٹھا کر سامنے صوفے پر بیٹھے براہم کو دیکھا جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ہوا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

راہا ابراہم کو دیکھ کر یکدم خوفزدہ ہو گئی تھی وہ خوفزدہ ہوتے پیچھے کو ہونے لگی لیکن پیچھے اتنے بڑے بڑے گارڈز کو دیکھ کر وہ بے آواز رونے لگی۔۔۔۔

ابھی تو ہم نے تو تمہارا ساتھ کچھ کیا بھی نہیں ہے تم ابھی سے رونے لگ گئی ہو ابراہم گمبھیر لہجے میں راہا سے بولا جبکہ حبا کب سے خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ جانا پہچانا لگا۔۔

کون ہو تم لوگ اور ہمیں یہاں پر کیوں لے کر آئے ہو حبا ہمت کرتے ہوئے ابراہم سے بولی جبکہ ابراہم نے اس کو دیکھا جس نے اس کے سامنے بولنے کی جرات کی تھی۔۔

ابراہم اٹھ کر اپنے قدم حبا کی جانب لے گیا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا اس کے پاس بیٹھنے پر وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔

تم نے میرے سامنے بولنے کی جرات کی ہے تمہاری اتنی ہمت ایک تھپڑ ابراہم نے اس کے چہرے پر مارا جس سے حبا کے ساتھ ساتھ راہا کے منہ سے بھی چیخیں نکلی تھی۔۔۔۔

ابراہم کے ساتھ ساتھ اس کا پی اے بھی راہا کو حوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ راہا اپنی شیطانی بڑی انکھوں سے ڈرا رہا تھا انہی دیکھ کر اس کا وجود کانپنے لگا ان دونوں کو پوری زندگی نہیں بھول سکتی تھی جنھوں نے اسے قید کر کے رکھا تھا اس پر تشدد کرتے تھے راہا اپنے آپ میں سمٹ کر بیٹھتے ہوئے روتے ہوئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

جبا اپنے چہرے پر ہاتھ رکھیں پھر سے غور سے ابراہم کو دیکھنے لگی اسے وہ اپنا لگ رہا تھا جیسے اس نے اسے کہیں دیکھا لیکن اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس نے اسے کہاں پر دیکھا ہے، اس نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا وہ کن درندوں میں پھنس گئی تھی اور اپنے ساتھ ساتھ وہ اس معصوم سی لڑکی کو بھی پھنسا چکی تھی۔۔۔۔۔

اپنی نظریں نیچی کرو حبا کو اپنی جانب کو دیکھتے ہوئے ابراہم کو غصہ آیا کہ وہ کیسے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھ رہی ہے اس کے کہنے کے باوجود بے حیا نے اپنی نظریں نیچے نہیں کی۔۔۔۔

میں نے کہا اپنی نظریں نیچے کرو ایک اور تھپڑ ابراہم نے حبا کو مارا جس سے حبا کے ہونٹ پھٹ گئے ایک خون کی لکیر اس کے ہونٹوں سے نکلنے لگی۔۔۔۔۔

ابراہم کا راہا کی جانب بڑھا تھا جب اس نے چیخنا شروع کیا۔۔۔

خاموش ہو جاؤ تم !پی اے نے ایک تھپڑ راہا کے منہ پر مارا جس سے راہا زور زور سے رونے لگی۔۔۔

مجھے بچائے بھابھی۔ وہ حبا کی جانب جانے کے کوشش کرنے لگی جب پی اے نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔۔

تم پھر سے میری قید میں آگئی نا میں نے کہا تھا نا تمہیں پھر سے میں اپنے پاس لے اؤں گا تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا اس کا بازو زور سے مروڑتے ہوئے اس نے وحشت ناک طریقے سے کہا راہا اپنے آپ کو مسلسل چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔ وہ پھر سے وہ اذیتیں نہیں سہنا چاہتی تھی۔۔

نہیں نہیں چھوڑو مجھے چھوڑو مجھے راہا چیختے ہوئے کہنے لگے جب پی اے نے دوبارہ سے ایک تھپڑ اس کے چہرے پر مارا اور راہا درام سے زمین پر گری۔ گرنے کی وجہ سے راہا کا سر وہاں پر رکھے ٹیبل پر جا لگا جس سے اس کے ماتھے سے خون نکلنے لگا۔۔۔

جبا نے راہا کے ماتھے سے خون نکلتے دیکھ اس کی جانب بھاگنے لگی جب ابراہم نے اپنی ٹانگ اس کے اگے کر دی جس کی وجہ سے جبا منہ کے بل زمین پر گری۔۔

کس کی اجازت سے تم دونوں ایک دوسرے کے پاس جانے کی
کوشش کر رہی ہو۔ ابراہم نے حبا کے پاس جاتے ہوئے اس کے
بالوں کو اپنی مٹھیوں میں جکڑتے وحشت ناک طریقے سے کہا جبکہ اس کو
اپنی جانب دیکھتے حبا اپنی انکھیں سختی سے بند کی تھی اگلے لمحے آنکھیں
کھول کر خوفزدہ انکھوں سے وہ پھر اسے دیکھنے لگی جیسے اس نے یہ
وحشت ناک لہجہ پہلے بھی بھگتا ہوا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں ڈر دیکھ کر اسے لگا جیسے اس نے یہ ڈر پہلے بھی کسی
اپنے کی آنکھوں میں دیکھا ہوا ہے اپنے سر کو جھٹکتے جیسے اس نے اس
خیال کو باہر نکال پھینکا تھا فی الوقت اسے اپنا بدلا لینا تھا۔۔

ابراہم نے حبا کے بالوں کو جکڑتے ہوئے اسے اوپر اٹھایا اور اسے ایک
کمرے کی جانب لے جاتے ہوئے کمرے کے اندر دھکہ دے دیا اور
دروازہ بند کر دیا۔ حبا دروازہ بند ہوتے دیکھ اس کی جانب پلٹی اور زور

زور سے دروازہ بجانے لگی لیکن دروازے نے نہ کھلنا تھا نہ ہی وہ کھلا۔۔۔۔۔

تم اسے کمرے میں لے جاؤ ابراہم نے پی اے کو اشارہ کرتے ہوئے راہا کو کمرے میں لے جانے کے لیے کہنے لگا جب راہا حبا کے کمرے کی جانب دوڑنے لگی تھی۔۔پیچھے سے پی اے راہا کے بالوں کو جکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے کمرے میں لے جا کر اسے بیڈ پر پھینکا۔۔۔

پلیز انکل پلیز مجھے جانے دیں وہ مجھے حبا بھابھی کے پاس جانا ہے راہا اپنے ماتھے سے نکلتے خون کو صاف کرتے ہوئے، اپنے آنسو صاف کرتے کہنے لگے جبکہ پی اے اسے کسی بھی خاطر میں نہ لائے حوس بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔

ارے اتنی جلدی کیسے جانے دوں تمہیں ابھی تو تم میرے قبضے میں آئی ہو پہلے تم یہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔لیکن اب تمہیں یہاں سے بھاگنے

نہیں دے سکتا پی اے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑتے ہوئے اس کے اوپر جھکتے ہوئے کہنے لگا جبکہ راہا اپنے پاؤں مارتے چیختے ہوئے اسے اپنے اوپر سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

باہر کھڑے ابراہم نے دوسرے آدمیوں کو جبا کے کمرے میں جانے کے لیے کہا ایک پل کو اس کے دل نے ملامت کی کہ اس کا نقصان مت پہنچاؤ لیکن پھر سے اپنے اندر اٹھتے سوال کو اگنور کرتے اس نے لوگوں کو اندر جانے کے لیے کہہ دیا اور وہ لوگ درندگی بھری مسکراہٹ اپنے چہروں پر لاتے ہوئے اس کمرے کی جانب چل پڑے۔۔۔۔

اندر کمرے میں جاتے ہوئے ان لوگوں نے جبا کو پکڑ کر بیڈ پر دھکیلا جبکہ جبا نے ایک آدمی کو دھکہ دیا۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو مجھے دھکا دے اس ادمی کو جبا کے دھکا دینے کی وجہ سے غصہ آیا اس نے اسے کے بالوں کو پکڑ کر اس کا سر زور سے دیوار پر

مارا۔ حبا کی ایک دفعہ پھر سے چیخ گونجی۔۔ اس کے سر سے بے تحاشہ خون بہنے لگا۔۔

وہ بے ہوش ہونے کے در پر تھی وہ اپنی عزت بچانے کی خاطر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہ شاید اسے کوئی چیز مل جائے اسے شدت سے شہریار کی یاد آنے لگی کاش وہ اسے بچانے کے لیے وہاں آجائے۔۔ دوسری طرف سے راہا کی پریشانی ہو رہی تھی کیونکہ دوسرے کمرے سے اسے راہا کی چیخنے کی آوازیں آرہی تھی وہ اپنے لیے کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی نہ ہی راہا کے لیے۔۔۔۔

وہ آدمی آگے بڑھتے ہوئے بے باکی جانب بڑھنے لگا جب حبا نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا وہ دروازے کی طرف بھاگی اور وہ ہنستے ہوئے اس کی بازو سے پکڑا تو اس کی سکرٹ پھٹ گئی۔۔

اپنے بازوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپاتے ہوئے وہ روتے ہوئے پھر سے بھاگنے لگی۔۔

ارے جان من کہاں بھاگ رہی ہو یہاں سے کہاں بھاگو گی تم ذرا مجھے بتاؤ تو صحیح وہ آدمی پھر سے حبا کی جانب بڑھنے لگے جب وہ پیچھے جاتے جاتے دیوار کے ساتھ لگ گئی اور ان آدمیوں کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگی حبا کا پورا چہرہ خون سے بھر چکا تھا سر سے نکلتا خون حبا کو زمین پر گرتے ہوئے محسوس ہوا۔۔۔۔۔

اپنے پیچھے دیوار محسوس کر کے حبا نے ہاتھ جوڑ دیے۔جس کا اثر ان لوگوں پر نہیں ہوا، انہوں نے اس کا بازو پکڑ کر بیڈ پر دھکیلا اور اس کا سینے قمیض پکڑ کر وہاں سے بھی چاک کر دی اور اپنا سینہ ان ادمیوں کے سامنے برہنہ ہوتا دیکھ حبا مرنے کے مقام پر آ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

دوسری جانب پی اے نے راہا کو دیکھا اور بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور سگرٹ ہاتھوں میں تھامے پینے لگا راہا کانپتے ہوئے پی اے کو دیکھ رہی تھی کہ اب وہ اسے کیا سزا دے گا۔ وہ دوبارہ اپنے وجود پر اذیتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

جب تم میرے پاس تھی نا تو مجھے بہت اچھا لگتا تھا تمہیں ڈرانا لیکن تم میرے پاس چلی گئی نا اس کے بعد مجھے تمہاری بہت یاد آئی میرے پاس کوئی ڈرنے نہیں والی تھی۔ اب تو واپس آ گئی ہوں نا سارے بدلے لوں گا اپنے سگرٹ کو وہ راہا کہ بازو پر لگاتے ہوئے اس کا بازو جلا گیا اور راہا چیخیں کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔

اپنے بازوں کو اپنے ہاتھوں سے مسلتے ہوئے وہ اپنی جلن کم کرنے کی کوشش کرنے لگی آنسو لگاتار اس کی آنکھوں سے نکل نکل کر بیڈ پر

گرتے جارہے تھے۔۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ مزاحمت کرتی۔۔

مجھے مجھے جانے دو۔۔لالا، پروفیسر۔وہ اپنے لالااور ہادی کو مسلسل پکارنے لگے جب پی اے کو مزید غصہ آیا اس نے وہیں سگرٹ اس کی گردن پر بھی داغ دیا اور جگہ جگہ وہ راہا کے رونے کی پرواہ کیے بغیر اس کے جسم پر سگرٹ کے جلنے کی داغ دینے لگا۔۔۔۔۔"

اس نے کندھوں سے راہا کے کپڑے پھاڑے۔۔۔

اندر سے چیخنے کی آوازیں سنتے ابراہم بہت خوش ہورہا تھا جب اس کے پاس اس کا ایک آدمی آیا۔۔۔

سر وہ ڈیل کرنے والی دو ٹیم آگئی ہیں وہ سر جھکائے ابراہم سے بولا تو ابراہم نے سر ہلاتے ہوئے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کے

لیے کہا اور اٹھ کر اپنے قدم ان کی جانب بڑھا دیے جہاں یاور اور ایک دوسری ٹیم ڈیل کرنے کے لیے آئے تھے۔۔۔۔۔

جیسے ہی ابراہم نے کمرے میں قدم رکھا ایک پل کو تو یاور کو دیکھ کے اسے جھٹکا لگا کہ آج یہ اس کے سامنے آگیا لیکن پھر ابراہم اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لائے اس کی جانب بڑھا اس کی تو یہی سوچ تھی کہ اس کی بہن مر گئی ہے اب یہ کسی بھی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا جبکہ یاور نے بھی ابراہم کو دیکھ کر اپنا رویہ اور تاثرات نارمل ہی رکھے۔۔۔

یاور کو ابراہم کی طرف دیکھ کر غصہ چل رہا تھا کیونکہ اس نے طرسم کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تھی اس کی بیوی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

یہ دوارب کی ڈیل ہے ڈرگز ہمیں اچھی کوالٹی کے چاہیے جسے سونگتے ہی نشہ چڑھ جائے وہ سب ہاور کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ یاور پر ڈرگز کا کام کرتا تھا۔۔

بے فکر رہے۔ اپ سب کو اسی طرح کے ڈرگز ملیں۔ جب اچانک ڈیل کرتے ہوئے یاور کو کسی لڑکیوں کے چیخنے کی آوازیں آنے لگی یاور کا دھیان یکدم ان چیخوں کی جانب گیا ابراہم اور باقی لوگوں کو توان چیخوں کی عادت ہے لیکن یاور کو ان کی عادت نہیں تھی وہ محض ڈرگس کا کام کرتا تھا اس نے کبھی لڑکیوں کی خرید و فروخت کا کام نہیں کیا تھا۔۔ وہ ہر برے کام میں ملوث ہوتا تھا لیکن کبھی کسی کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔۔ لڑکیوں کی چیخوں کی آواز سن کر یاور کو کچھ عجیب لگا لیکن وہ ابراہم سے پوچھ نہیں سکا۔۔۔۔۔۔

باربار ان لڑکیوں کی چیخیں یاور کو ڈیل کرتے ہوئے ڈسٹرب کر رہی تھی جب ڈیل ہو گئی تو یاور جیسے ہی فارم ہاؤس سے باہر نکلا لیکن اس کے دماغ میں مسلسل چیخوں کی آوازیں آ رہی تھی اس کا ایک بار دل کیا کہ وہ اندر جا کے دیکھے کہ یہ کون ہے جو اتنا چیخ رہی ہے کیا وجہ ہے۔۔۔

خانزادوں کی گاڑیاں کلام کی سڑکوں پر تیز رفتار سے دوڑ رہی تھی۔۔ اپنی بہن کو ہاتھ لگانے والے کے ٹکرے کر دوں گا۔ سردار نے کار کی سپیڈ بے حد سے زیادہ تیز کی اس کی کار سب سے آگے تھی۔۔ سردار کی بازو اور ہاتھوں کی رگیں پھٹنے کے قریب تھی ایک ہاتھ سے کار چلاتے دوسرے ہاتھ کے مکے سٹیرنگ پر مار رہا تھا۔۔۔

ابراہم اپنے ہاتھوں کو کٹوانے کے لیے تیار رہو۔۔ شہریار کی پیشانی کی رگیں ابھری ہوئی تھی اس کی بیوی نہ جانے کس حال میں تھی سوچ سوچ کر اس کا دل لرز رہا تھا۔۔

جن آنکھوں سے تم نے میری بہن کو دیکھا ہے انہیں نکال کر اپنے پاؤں تلے کچلوگا۔۔ آئیدن احزان نے زور سے سٹرنگ پر ہاتھ مارا کار تیز رفتار میں دوڑاتے ہوئے وہ دو مرتبہ کسی کے کار سے لگتے ہوئے بچا تھا ۔۔جبکہ اس نے کار ایک مرتبہ بھی نہیں روکی تھی۔۔

اگر مجھے میری بیوی کے وجود پر ایک خراش بھی نظر آئی۔ تمہارے وجود پر جلتے کوئلے پھینکوگا۔ ہادی خانزادہ نے کبھی اپنی بیوی کو خراش تک نہیں آنے دی تھی۔۔۔ اسے اس کے وجود پر ایک بھی خراش برداشت نہ تھی۔۔

خانزادوں کے خاندان کی عورتوں کو انتقام میں لاکر تم نے اپنی موت دعوت دی ہے۔۔ صارم راہا کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھتا تھا۔ ابراہم ملک نے خانزادوں کی غیرت کو للکارا تھا۔۔

کتے سے بھی بدتر موت ملے گی تمہیں ابراہم ملک۔۔ وریام خانزادہ کی کار صارم کے برابر آئی۔۔

تمہاری یہ چال تم پر بہت بھاری پڑے گی۔۔ یعقوب کو علم تھا اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔۔ سب سے آگے سردار کی کار اور اس سے پیچھے چھ کاریں ایک قطار میں تیز رفتار میں آرہی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔

ڈیل ڈن یاور مرزا ہمیں ڈر گز کچھ دنوں کے اندر مل جانے چاہیے ان دونوں نے یاور کی طرف رخ کیا تو اس نے محض ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ ڈیل ختم ہو گئی ہو وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اسے دوسروں کے معاملات میں

دخل اندازی کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا وہ فارم ہاؤس سے باہر نکلا اس نے اپنی کار کچھ دور کھڑی کی تھی جیسے ہی وہ اپنی کار کے پاس پہنچا اسے کچھ دوری سے ایک قطار میں سات گاڑیاں تیز رفتار میں اس طرف آتی نظر آئی تھی۔۔۔

سردار سب سے آگے والی کار میں سردار کو دیکھ کر وہ زیر لب بڑبڑایا تھا یعنی کچھ تو گڑبڑ تھی لڑکیوں کی آوازیں حویلی کی مردوں کا ابراہم ملک کے فارم ہاؤس پر آنا۔۔۔۔ وہ واپس اندر گیا تھا لیکن چھپ کر۔ اس کی سردار سے دشمنی تھی وہ اس کے خاندان کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن کبھی عزت خراب کرنے کا اس نے نہیں سوچا تھا۔۔ اس نے سونیا پر حملہ کروایا تھا اسے مارنا چاہتا تھا لیکن اس کی عزت خراب کر کے نہیں۔۔ کار فارم ہاؤس سے دور روک کر وہ سات ایک ساتھ کار سے باہر نکلے سب کے ہاتھ میں گنز موجود تھی۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی یہ مت دیکھنا گولی کسے اور کہاں لگ رہی ہے۔۔
سردار کے کہتے ہی سب نے ہامی میں سر ہلائے اور اپنی اپنی گن لوڈ کر
لی۔۔

مین گیٹ پر 10 گارڈز کھڑے تھے فارم ہاؤس کے قریب جا کر ان سب
نے نے ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کی طرف دیکھا انگلی ٹرگر پر
رکھتے ایک ساتھ سات گارڈز کی گردنیں اڑائی تھی۔۔اس سے قبل وہ تین
گارڈز گولیاں چلاتے سردار، یعقوب اور آئیدن نے ان تینوں کی پیشانی
پر گولی ماری۔۔

یاور لاؤنج میں کھڑا تھا ابراہم ملک چیخوں کی آواز سن کر مسکرا رہا تھا یاور نے
سامنے موجود ایک قطار میں 10 کمروں کو دیکھا ان 10 میں سے کسی دو
میں لڑکیاں تھیں ابراہم ملک کا فارم ہاؤس ایک بہت بڑے رقبے میں
پھیلا ہوا تھا اگر کوئی انہیں بچانے کے لیے وہاں آتا تو آدھا گھنٹہ اسے کمرہ

ماں ہے۔

یاور مرزا وہ اس فارم ہاؤس میں کہاں پر موجود ہے لوسیفر گردن کو سنکی انسان کی طرح گھماتے وحشت ناک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس فارم ہاؤس میں دو لاؤنج ہیں دوسرے والے لاؤنج میں ایک قطار میں 10 کمرے ہیں ان میں سے کسی دو میں ہے۔۔

وہ ساتوں لاؤنج کی طرف بڑھ رہے تھے یاور ان کے پیچھے چلا گیا ایک مرتبہ دل تو کیا نہ جائے لیکن پھر اس کے ضمیر نے اسے ملامت کیا کہ تم اتنے وحشی تو نہیں ہو کہ کسی کی عزت خراب ہو رہی ہو اور تم منہ موڑ کر چلے جاؤ اسے بچانے کی بجائے۔۔۔

ابراہم ملک لاونج میں بیٹھا تھا۔ اس کے گرد بے شمار گارڈز تھے۔۔ ان سب نے تکلیف سے آنکھیں میچی تھی۔ شدت سے دعا کی تھی کہ کاش وہ بہرے ہوتے اور انہیں یہ چیخیں سنائی نہ دیتی۔۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ان اٹھوں نے ایک ساتھ گولیاں چلا کر 16 گارڈز کو مارا تھا۔۔

ابراہم ملک پراسرار طریقے سے مسکراتے ہوئے گردن ٹیری کر کے ان سب کی طرف دیکھنے لگا۔۔

اپنی گنز پھینک دو نہیں تو ان دونوں کی لاش بھی تم سب کو دیکھنے کو نہیں ملے گی ابراہم ملک نے اپنا موبائل ان کر کے ویڈیو نے دکھائی جہاں پر اس کا پی اے راہا کے وجود پر ابھی بھی سگرٹ لگا رہا تھا۔۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔۔ ہادی نے اپنی نظروں کا رخ تبدیل کر لیا۔۔۔

تم نے بہت بڑی غلطی کی تھی سردار میری فیکٹری اور گھر جلانے کی اب بھگتو۔۔ سردار پراسرار طریقے سے مسکرایا تھا اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں یعقوب کھڑا تھا اور بائیں جانب یاور۔۔ سردار نے اپنا ایک ہاتھ نیچے کرتے انگلیاں پھیلائیں۔ سب سے پہلے انگوٹھے کو ہتھیلی کے ساتھ لگایا پھر شہادت کی انگلی کو پھر درمیانی۔۔ ان ساتوں کی نظریں

سردار کے ہاتھ کی طرف تھی۔۔چوتھی انگلی اس نے اپنی ہتھیلی کے ساتھ لگائی۔۔ان سب کے گرد گارڈز کھڑے ہو کر اپنی گن کا رخ ان کی طرف کیے ہوئے تھے۔۔۔سب نے ایک ساتھ گولی چلائی آٹھ گارڈز کے سینے پر لگی تھی گارڈز نے بھی ایک ساتھ گولیاں چلائی تھی اور وہ سب نیچے جھکے اور اپنے ہاتھ اوپر کر کے پھر سے گولیاں چلائی۔۔ابراہم ملک سردار کو گولی مارنے لگا۔۔تو یاور نے سردار کو پیچھے سے دھکا دیا تھا ابراہم ملک کا نشانہ چوک گیا۔۔شہریار، ہادی، لڑکیوں کے پاس جاؤ سردار بلند آواز میں دہارا تھا گارڈز کو گولیاں مارتے ہوئے چار کمرے میں دیکھے حبا اور راہا ان میں نہیں تھی جن کمروں سے چیخیں سنائی دے رہی تھی وہ درمیانے دو کمرے تھے شہریار اور ہادی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔۔

حبا کے وجود پر قمیض نہ ہونے کے برابر تھی۔۔ دو آدمی اس کے وجود پر کٹ لگا رہے تھے۔۔ شہریار نے گولیاں ان کی آنکھوں میں ماری تھی ٹریگر پر دوبارہ انگلی سیٹ کرتے ان کے ہاتھوں پر گولیاں ماری۔۔
بھاگ کر حبا کے پاس گیا وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔۔۔

حبا! اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھا آدھا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا ایک رخسار پر انگلیوں کے نشانات تھے۔۔ وجود پر وہ نظر ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے فوراً اپنی شرٹ اتار کر حبا کے پہنا کر اپنے سینے میں سختی سے بینچ لیا۔۔
حبا زرہ سا کسمسائی تھی ہلکی سی آنکھیں با مشکل کھولی۔ جن سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔۔

اس کی حالت شہریار کی روح نکالنے کے لیے کافی تھی تکلیف ایسی تھی جیسے کسی کو جلتے انگاروں پر چلایا جا رہا ہے۔۔

مجھے معاف کر دو اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکرائی وہ اس کی حفاظت نہیں کر سکا تھا۔۔ حبا نے کپکپاتے ہاتھ اس کے سینے پر رکھے۔۔

م۔میں۔۔۔۔۔ابھ۔۔۔ابھی بھ۔۔۔ی۔۔۔۔تمہا۔۔۔۔ری

پا۔۔۔۔ک۔۔۔۔ بیو۔۔۔۔۔ی۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔نہ اٹکتے ہوئے مشکل سے اپنا جملہ مکمل کر سکی۔۔

من پسند، وفادار، باوقار، محرم کا وجود مرد کے لیے مرتے دم تک پاک رہتا ہے، تم میرے لیے اس طرح پاک ہو جیسے ایک بچہ پہلی مرتبہ پاک ہو کر ماں کی گود میں آتا ہے۔ شہریار نے اس اس کا چہرہ اپنے سینے میں چھپا لیا۔۔۔ حبا کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔

ہادی جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا پی اے نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا را ہا ہوش و حواس سے بیگانہ زمین پر گری ہوئی تھی کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔۔

اس کا حلیہ دیکھ کر جیسے ہادی کے جسم سے جان نکلی تھی پی اے کی نظر باہر گئی جہاں گارڈز اور حویلی کے افراد ایک دوسرے کو مار رہے تھے گولیاں چلا رہے تھے۔۔ اسے اس وقت وہاں سے نکلنا ہی بہتر لگا۔

ہادی کو دھکا دے کر وہاں سے نکلا ہادی کے لیے فی الوقت اپنی بیوی کو سنبھالنا ضروری تھا اس کے پاس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنی گود میں اسے منتقل کرتے اس کے رخسار تھپتھپائے ہادی کے ہاتھ بری طرح لرز رہے تھے۔۔ اس کی گردن پر وجود پر سگرٹ کے نشانات دیکھ کر۔۔

راہا، جانِ ہادی اٹھوا پنے پروفیسر انکل کو تم نے تنگ نہیں کرنا ہادی اسے جھنجھوڑا رہا تھا۔۔ تکلیف اس قدر بری تھی جیسے کوئی قطرہ قطرہ کر کے جسم سے خون نکال کر انسان کو نچوڑ رہا ہو۔۔

چلو ہم آئس کریم کھاتے ہیں۔ اسے اٹھانے کے لیے وہ طرح طرح کی باتیں کرنے لگا جب کہ وہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی ہادی نے بیڈ کی چادر پکڑ کر اس کے اوپر دی۔۔

آئیدن احزان کو دو گارڈز نے پکڑا ہوا تھا اس نے ایک کی گردن میں کہنی مار کر اس کے سینے پر ٹانگ ماری دوسرے کی گردن پکڑی تھی۔۔ وہ چاکو اس کے پیٹ میں مارنے لگا تو آئیدن نے وہی چاقو اس کے ہاتھ سے پکڑ کر اس کی گردن میں اتارتے پی اے کی طرف اچھالا تھا جو وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں تھا چاقو سیدھا اس کی آنکھ میں جا لگا۔۔۔۔

صارم پر ابراہم ملک نے نشانہ سیٹ کیا گولی اس کی ٹانگ پر لگی تھی۔۔
صارم کے ہاتھ سے گن زمین پر گر گئی۔۔
وریام نے پی اے کو گریبان سے پکڑ کر ایک سائیڈ پر دھکا دیتے زمین پر گرا کر اس کی کمر پر ٹانگ رکھی تھی۔۔
یعقوب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سردار کے آدمی اندر میں وہاں موجود گارڈز کو پکڑ لیا۔۔
ابراہم ملک! اسے پکارتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھانے لگا۔۔
تمہیں کیا لگا تھا کہ تم میرے خاندان کی عورتوں کو اغوا کرو گے اور میں سکون سے بیٹھ جاؤں گا سردار نے ہلکا سا سائڈ کو جھک کر نیچے سے چاکو اٹھایا۔۔
تم مجھے نہیں مار سکتے وہ وحشی انسان ابھی بھی قہقہہ لگاتے بولا تھا۔۔۔

سر دار نے ہاتھ میں پکڑا چاکو اس کی آنکھ میں دے مارا وہ چاکو بریک سا تھا جیسے ایک بالوں میں لگائے جانے والی پن ہوتی ہے اس سے ایک انچ بڑا۔۔

آہمممہ اس کی دردناک چیخ لاؤنج میں گونجی تھی۔۔۔۔اس کی آنکھ سے خون نکلنے لگا۔۔

یاور اور آئیدن نے گولیاں چلائی جو ابراہم ملک کے ہاتھوں اور بازو پر لگی تھی۔۔وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔۔ابراہم ملک کا بازو، چہرہ گردن سینا خون سے لتپت ہوا تھا۔۔

حباااااا!۔۔۔

راہاااااا!۔۔۔

شہریار اور ہادی ایک ساتھ بلند آواز میں چلائے تھے جب انہوں نے اپنی اپنی بیوی کے ناک کے نیچے انگلیاں رکھ کر ان کی سانسیں چیک کی تھی جو نہ ہونے کے برابر تھی۔۔۔

سب کا دھیان ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا وہ سب کمرے کی جانب بھاگے۔ یاور نے پی اے کو پکڑ لیا۔۔ ابراہم ملک ہمت کرتے اٹھا اور وہاں سے بھاگنے لگا یاور نے اسے بھاگتے دیکھ پیچھے سے گولی چلائی اس کا نشانہ چوک گیا تھا جو ابراہم ملک کی پشت پر لگنے کے بجائے اس کے بازو پر لگا لیکن تب تک وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔۔

ہادی! صارم، آئیدن اس کمرے میں گئے جہاں راہا اور ہادی تھے ہادی ساکت بیٹھے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں اس نے راہا کو تھاما ہوا تھا۔۔

صارم اور آئیدن نے اپنی آنکھوں پر ایک لمحے کے لیے ہاتھ رکھا تھا اس کی حالت دیکھ کر۔۔

ہادی!صارم نے اسے جھنجھوڑا جبکہ وہ پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میری بہن۔ آئیدن نے راہا کو ہادی کی گود سے اٹھایا۔۔۔ اور باہر کو بھاگا تھا۔۔

سردار، یعقوب اور وریام شہریار کے کمرے میں گئے جو اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ پر بیٹھا اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔

شہریار اسے ہوسپیٹل لے کر جاؤ۔۔ سردار کمرے میں داخل ہوتے ہی دہاڑا تھا۔۔ ان تینوں نے حبا کی طرف دیکھنے کی غلطی نہ کی تھی۔۔ شہریار اسے باہوں میں اٹھائے باہر کو بھاگا تھا سردار تقریباً بھاگتے ہوئے دوسرے کمرے میں گیا وہاں صارم اور ہادی تھے۔۔

راہا!اردگرد دیکھتے ہوئے یکدم اس نے صارم کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا میری بہن کہاں ہے؟

آئیدن کے گیا ہے۔۔ سردار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور وہ بھی نہیں پوچھ سکتا تھا کہ وہ کیسی ہے کیونکہ جو حالت اس نے ویڈیو میں اس کی دیکھی تھی وہ دیکھنے کے بعد اس میں ہمت نہ رہی کچھ پوچھنے کی۔۔۔۔

سردار نے ہادی کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کیا جس کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ سردار خود اندر سے ٹوٹ چکا تھا اپنی بہن کی حالت دیکھ کر۔۔

راہا! چہرے پر ہاتھ پھیرا اسے پکار کے وہ باہر کی جانب بھاگا۔۔

سردار، صارم، یعقوب اور وریام چاروں باہر آئے جہاں یاور نے پی اے کو پکڑا ہوا تھا وہ بے ہوشی کی حالت میں جا چکا تھا۔۔ سردار نے سرسری سا یعقوب کی جانب دیکھا تھا وہ فوراً آگے بڑھا اور پی اے کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گیا سردار چاہتا تھا وہ اتنی جلد موت کے منہ

میں نہ جائے وہ اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا تھا۔۔۔۔ جیسے یعقوب اسے باہر لے کر گیا تھا وہ سب باہر کی جانب گئے اور اپنی اپنی کار میں بیٹھ کر ہاسپٹل کی جانب رخ کیا ان کے لیے اس وقت سب سے زیادہ ضروری وہ دونوں تھی ابراہم ملک کو تو وہ پتال سے بھی باہر نکال کر جو بے درد موت مار دیتے۔۔

سردار جانتا تھا وہ زخمی حالت میں ہے زیادہ دور نہیں جا سکتا اس لیے اس نے اس پر غور نہ کیا اور اپنی بہنوں کی جانب گیا تھا۔۔

جب تک وہ سب ہاسپٹل پہنچے تھے آئیدن اور شہریار ایمرجنسی روم کے باہر چکر لگا رہے تھے۔۔

کیا کہا ڈاکٹر نے، ہادی اور سردار دونوں یک زبان بولے۔۔

آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے ڈاکٹر انہیں اندر لے کر گئے ہیں ابھی تک کچھ نہیں بتایا شہریار اپنا سر تھامے بولا تھا۔۔

سب مرد بے چینی سے ایمرجنسی روم کے باہر چکر کاٹنے لگے یاور نے ایک نظر سردار کو دیکھا جو تکلیف اسے اپنی بہن کی لاش دیکھ کر ہوئی تھی آج اسی طرح کی تکلیف وہ سہن کر رہا تھا لاکھ دشمنی ہونے کے باوجود بھی اس نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی تھی کہ جو تکلیف اس نے سہی ہے مکمل طور پر وہ تکلیف خانزادوں کا خاندان نہ سہے۔۔

ڈاکٹر جیسے ہی ایمرجنسی روم سے باہر آئی سب مرد اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔۔

ان دونوں لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے وہ کامیاب تو نہیں ہو سکے لیکن تشدد اس قدر برا تھا کہ وہ تکلیف سہن نہیں کر پائی۔ انہیں سانس ٹھیک سے نہیں آ رہا کبھی نارمل ہو جاتا ہے اور کبھی یکدم نہ ہونے کے برابر۔۔ جب تک ان کا سانس ٹھیک نہیں ہو جاتا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور دعا کریں جب انہیں ہوش آئے تو وہ ٹروما سے باہر

نکل چکے ہو۔۔ ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہہ کر واپس ایمرجنسی روم میں چلی گئی۔۔ سردار دیوار کے سہارے پر کھڑا ہو گیا ذہن کی نصیب پھٹنے کے قریب پہنچ گئی وہ اپنی کنپٹیوں کو سہلانے لگا درد بے تحاشہ ہو رہی تھی۔۔۔ یعقوب ہاسپٹل آیا۔ تیز قدم بڑھاتے وہ سب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

آئیدن گہرا سانس بھر کر رہ گیا انکھوں کے گوشے نم تھے۔۔ ڈاکٹر کی بات سن کر ہادی کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔۔۔

اسے ڈیرے پر رکھا ہوا ہے وہ زندہ ہے اتنی جلدی نہیں مرنے والا ایک آنکھ ضائع ہوئی ہے۔۔ یعقوب نے بات مکمل کرتے شہریار اور ہادی کی طرف دیکھا جو اپنا سر تھامے بیٹھے تھے سردار کی حالت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ پھر سے اس کی سر میں درد کی لہریں پیدا ہو رہی ہیں۔۔ جیسے

ہی ان دونوں نے ٹھیک ہونا تھا ان سب مردوں میں دردناک موت پی
اے کو دے کر ابراہم ملک کو زمین سے بھی نکال لینا تھا۔۔۔

مزید ڈیڑھ گھنٹہ گزرنے کے بعد ڈاکٹر پھر سے ایمرجنسی روم سے باہر
آئی۔۔

ڈاکٹر! ایک مرتبہ پھر سب مرد ڈاکٹر کے گرد اکٹھے ہو گئے۔۔

آپ کو صبر سے کام لینا ہوگا اس طرح کے کیسز میں لڑکیوں کو جلدی
ہوش نہیں آتی۔۔

کیا مطلب جلدی ہوش نہیں آتی ہے مجھے میری بیوی صحیح سلامت
میرے سامنے چاہیے ہادی چیئر پر زور سے ہاتھ مارتے اٹھا تھا۔۔

تمیز میں رہ کر جواب دیں ہم ڈاکٹر ہیں نعوذ باللہ خدا نہیں ۔ جب تک خدا نے چاہے گا انہیں ہوش نہیں آئے گی ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں ڈاکٹر کو ہادی کے لہجے پر غصہ آیا تھا ہادی آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے ڈاکٹر کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ڈاکٹر کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہو۔۔۔۔

ڈاکٹر ان سب کو پیچھے کر کے اپنے کیبن میں چلی گئی شہریار نے ایک نظر سردار کی جانب دیکھا جو ہنوز اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔۔۔۔ اگلے لمحے بے شمار گارڈز ایمرجنسی روم کے باہر آ گئے تھے ڈاکٹر زا تنے زیادہ گارڈز کو دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہوئے۔۔۔۔

وریام تم یہیں رکو، تم سب جو ڈاکٹر ٹرنٹمنٹ کر رہی ہے اس کے علاوہ کوئی ایمرجنسی روم کے اندر نہ جائے سردار نے وریام سے کہہ کر رخ ان سب گارڈز کی طرف کیا جو ہاتھ میں گنز پکڑے کھڑے تھے۔۔ ہاسپٹل کا

اونرا تنے زیادہ گارڈز کو اندر داخل ہوتے دیکھ ایمرجنسی روم کی طرف آیا اور بلند آواز میں بولا تھا۔۔۔

یہ ہاسپٹل ہے آپ کا گھر نہیں کہ آپ ہاسٹل کے اندر بھی سکیورٹی کھڑی کریں گے۔۔

اپنا لہجہ درست کرو اور آواز دھیمی رکھو سردار کو بلند آوازیں پسند نہیں ہے کاٹ دار لہجے میں کہتے دھکہ دینے والے انداز میں اس کو سائیڈ پر کرتے باہر کی جانب نکلا تھا سب مرد اس کے پیچھے تھے۔۔ اپنی کار میں بیٹھ کر انہوں نے ڈیرے کی طرف رخ کیا۔۔ جہاں پی اے تھا اس کی آنکھوں میں ایک پن کی طرح کا چاکو لگا تھا جو زیادہ بڑا نہ تھا لیکن اس پر زہر تھا جو پل پل انسان کو موت کی طرف لے جاتا ہے۔۔

ڈیرے کے باہر کار روک کر ایک ساتھ باہر نکلتے اس کمرے کی طرف رخ کیا جہاں اسے بند کیا گیا تھا۔۔ ہادی وحشت ناک نظروں سے دیکھنے لگا وہ

وہی شخص تھا جس نے راہا کو اذیتیں دی تھی جس کا سکیچ اس لڑکی نے بنایا تھا راہا کے کہے گئے الفاظ کے مطابق۔۔

اسے کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا ابھی۔۔ ہادی نے سائیڈ پر دیکھا جہاں آگ جل رہی تھی جو اب شاید بجھ چکی تھی جہاں صرف گرم گرم کوئلے تھے ۔۔ رسیاں کھول کر سی سے اسے نیچے پھینکا جس برتن میں کوئلے تھے ہادی نے بنا پرواہ کی وہ گرم برتن اٹھایا اور اس کی کمر پر کوئلے پھینک دیے وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا یک دم دردناک چیخے مارنے لگا۔۔۔۔

راہا کے وجود میں تم نے کونسی سی شہ بھیجی تھی ہادی نے اس کے بال پکڑے۔۔ پی اے سے بولنا تو دور سانس بھی مشکل سے لیا جا رہا تھا۔۔ ڈ۔۔۔ڈ۔۔۔۔رگ۔۔۔۔۔۔ز۔۔۔۔ مشکل سے وہ ایک لفظ بول پایا ۔ سردار نے تیش میں آتے سائیڈ سے پٹرول پکڑ کر اس کی پشت پر

پھینکا۔۔ دل دہلا دینے والی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔
آئیدن نے سائیڈ پر کھڑے گارڈ سے چاکو پکڑ کر ٹانگ مار کر سیدھا کرتے
اس کی آنکھوں کے اندر مارا۔۔ شہریار نے آئیدن سے چاکو پکڑ کر اس
کے گردن میں گاڑھ دیا۔۔ صارم نے اس کی گردن میں گاڑھے گئے چاکو
کے اوپر پاؤں مارا اس کی گردن کے ارپار ہو گیا آدھے سے زیادہ چاکو
یہاں تک لکڑی بھی گردن کے اندر چلی گئی۔۔ پی اے مر چکا تھا اس کا
خون چاروں طرف پھیل گیا پشت پر جو آگ لگی تھی وہ دھیمی پڑ گئی۔۔
سردار کو اس کا وجود دیکھ کر ابھی بھی سکون نہ آیا تھا اس نے سائیڈ پر بنے
چھوٹے سے دراز سے وہ چاکو نکالا جو وہ لوگوں کو مارنے کے لیے
استعمال کرتا تھا وہ چاکو پکڑ کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر اس
کی ٹانگیں کاٹی۔ دالہام خانزادہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا
چاہتا تھا دل کے مقام پر چاکو مارتے اسے قبل اس کا دل نکالتا صارم

نے اسے پکڑ کر دور کیا تھا۔۔ اس نے صارم کو پیچھے دھکا دیا اس کے چہرے پر جگہ جگہ چاکو مارے کر اس کے پیٹ پر مر دیا۔۔ اس مرتبہ یعقوب آگے بڑھا تھا اس کے پیچھے کھڑے ہوتے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کی جانب بمشکل دھکیلا تھا۔۔ پورے کمرے میں خون پھیل چکا تھا اتنے برے طریقے سے کوئی جانوروں کو بھی ذبح نہیں کرتا جتنے برے طریقے سے خانزادہ نے اس انسان کا قتل کیا تھا جس نے ان کے خاندان کی عورت کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

سب کے کپڑے خون آلود ہو چکے تھے کیونکہ جس طرح انہوں نے چاقو مارے تھے خون فوارے کی صورت میں ان کے کپڑوں اور چہروں پر گرا تھا۔۔

وہ مر چکا ہے سر دار، اس سب سے زیادہ ضروری وہ دو معصوم جانیں ہیں جو اس وقت اپنی زندگی اور موت سے لڑ رہی ہیں یعقوب نے اس کا وحشی پن کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

راہا! اپنی بہن کے بارے میں سوچتے گہرا سانس لیا تھا یک دم اس کے ذہن میں حبا کا خیال آیا وہ امانت تھی اس کے گھر شہریار کی۔۔

ان سب نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا جلدی سے انہیں اپنا حلیہ صحیح کر کے ہاسپٹل پہنچنا تھا۔۔ یعقوب نے ملازمہ کو کال کر کے اسے کپڑے منگوائے جو انہوں نے تبدیل کر کے ہاسپٹل جانا تھا۔ کپڑے تبدیل کرتے ہی وہ ہاسٹل کے لیے نکل گئے تھے وہاں پہنچتے ہی انہوں نے گارڈز کو ہاسٹل کے باہر کھڑا کر دیا تھا اور خود ایمرجنسی روم کے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے۔۔

ڈاکٹر اپنے کیبن سے نکل کر دوبارہ ایمرجنسی روم میں گئی۔۔

15 منٹ مزید انتظار کرنے کے بعد ڈاکٹر باہر آئی۔۔

وہ دونوں خطرے سے باہر ہے ان کی سانسیں نارمل ہو چکی ہیں۔ جیسے ہی ہوش آتی ہے وہ شخص ان سے ملے جو انہیں پر سکون کر سکتا ہے جس کے ساتھ وہ سب سے زیادہ اٹیچ ہیں ہادی نے سردار کی طرف دیکھا کیونکہ وہ سب سے زیادہ اپنے لالا سے اٹیچ تھی لیکن شہریار جا اس کے ساتھ اٹیچ تھی لیکن آخری حد تک نہیں۔۔۔

جیسے ہی انہیں ہوش آتا ہے آپ اندر جا کے مل لیجئے ویسے تو ایمرجنسی روم میں مریض سے ملاقات کرنا الاؤ ہے لیکن جس طرح آپ سب جذباتی ہیں میں نہیں چاہتی کوئی اور کارنامہ آپ اندر سرانجام دے دیں ڈاکٹر نے خاص کر ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اسے سب سے زیادہ جذباتی لگا تھا۔۔۔

سب نے سکون کا سانس لیا تھا کہ وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔۔۔
سردار کو بار بار سفیان خان کی کالز آرہی تھی۔ کبھی ریحانہ خانم کی آتی کبھی صوفیا خانم تو کبھی رضیہ خانم اس نے کسی کی کال نہیں اٹینڈ کی تھی۔۔۔
طرسم نے کوئی 50 کالز اسے کر دی تھی۔۔
یاور اپنی بیوی کو ہاسپٹل لاؤ اگر میری بیوی سب سے زیادہ کسی کو یاد کر کے روتی ہے تو وہ تمہاری بیوی ہے۔۔

میری بیوی کا تمہاری بیوی سے کیا تعلق یاور نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا اس نے ابھی تک حبا کو غور سے دیکھا نہیں تھا نہ کبھی اس کے بچپن میں اس نے کبھی اس سے بات کی تھی۔۔۔
میری بیوی تمہاری بیوی کی بہن ہے جو اس کمینے بے غیرت ابراہم کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور ہوئی تھی تمہاری بیوی اسے پر سکون کر سکتی ہے حبا نے جب بھی مجھ سے ماضی کی بات کیا ہے تو اس میں

تمہاری بیوی کا ذکر رہا ہے۔ شہریار برداشت کی آخری حد تک پہنچ چکا تھا اس شخص پر اس نے مدد طلب نظر ٹکائی ہوئی تھی جسے وہ اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا محبت کی آگے وہ شاید دشمنی کو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔۔

یاور نے ضبط کیا اور اپنا موبائل پکڑ کر گھر کی کیئر ٹیکر کو کال ملائی۔۔

اپنا موبائل راعنین کو دو ملازمہ کے کال اٹھاتے ہی یاور سخت لہجے میں بولا تھا ملازمہ فوراً کمرے میں گئی اور موبائل راعنین کو پکڑا دیا۔۔

باہر کار کھڑی ہے اس میں جا کر بیٹھ جاؤ۔۔

یاور کہاں۔۔۔۔ ابھی وہ بول رہی تھی جب یاور نے کال کٹ کر دی

راعنین اپنے غصے سے موبائل کو دیکھا ایک تو اسے روزہ حد سے زیادہ لگ رہا تھا سحری میں کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا تھا بڑی سی چادر لے کے باہر گئی سامنے ڈرائیور کار کا دروازہ کھولے کھڑا تھا وہ خاموشی سے کار میں بیٹھ گئی۔۔

تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میری بیوی تمہاری بیوی کی بہن ہے جہاں تک میں جانتا ہوں ابراہم نے 18 سال پہلے اپنے ہی گھر کو آگ لگائی تھی تب تو ہماری بیویاں پانچ چھ سال کی تھی شہریار نے آنکھیں گھمائی اس کی نظر میں ان سب سوالوں کا کوئی تک نہیں بنتا تھا۔۔

راعنین کچھ دیر بعد ہاسپٹل میں موجود تھی۔۔ ان سب کو دیکھ کر وہ کنفیوز ہوئی تھی یاور کے پاس جا کر اس کا بازو پکڑ کر سہمے ہوئے انداز میں کھڑی ہو گئی۔۔

راعنین اندر تمہاری بہن ہے اس کے پاس جاؤ۔۔ راعنین نے یاور کو نا سمجھی سے دیکھا۔۔

اس کے ہوش میں آنے سے پہلے تمہارا اس کے پاس ہونا ضروری ہے یہی سمجھ لو کہ اسے دوبارہ زندگی ملی ہے۔ یاور نے ایمرجنسی روم

کے دروازے کی جانب اشارہ کیا راعنین بے یقینی سے ابھی بھی یاور کو
دیکھ رہی تھی جب یاور نے دروازہ کھول کر اسے اندر بھیجا تھا۔۔
سست قدم بڑھاتے وہ دو بیڈ کے پاس رکی ایک پر راہا تھی اور
دوسرے پر اس کی بہن۔۔
جبا!راعنین نے دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے پکارا تھا دونوں بیڈ کے
درمیان میں کھڑی ہوئی پہلے راہا کو غور سے دیکھا اور پھر اپنی بہن کو اس کی
جانب دیکھتے ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی اس کی گردن پر
کٹ، ہاتھوں پر کٹ کے نشانات تھے۔۔ راعنین نہ سمجھ بالکل بھی
نہیں تھی کہ وہ ان نشانات کو سمجھ نہ پاتی۔۔
جبا!ایک نظر غور سے ہی اسے دیکھ کر وہ اپنی بہن کو پہچان گئی تھی بیڈ کے
پاس رکھے سٹول پر بیٹھ کے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا آنکھیں

آنسوں سے بھری ہوئی تھی آنسو بہتے وہ پھر سے بھر جاتی۔ 18 سال بعد اسے اس کی بہن ملی تھی وہ بھی کس حالت میں۔۔۔

جبا! ایک مرتبہ پھر اسے پکارا ہلکے سے اٹھ کے رخسار تھپتھپائے۔۔

راعنین سٹول تھوڑا آگے کرتے اس کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگی سسکیوں کی آواز گونجنے لگی۔۔

جبا نے اپنے کندھے پر وزن محسوس کر کے موندی موندی آنکھیں بمشکل کھولی ذہن میں وہ تمام برے لمحے گردش کرنے لگے اس کے سانسیں تیز ہوئی تھی راعنین اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی حرکت محسوس کرتے اٹھی اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

جبا! کیا ہو رہا ہے؟ اسے گہرے سانس بڑھتے دیکھ اس کے ہاتھ سہلا کر اس کا چہرہ دوبارہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

جانی پہچانی خوشبو محسوس کر کے گہرے سانس بڑھتے ہوئے نظریں
راعنین کی طرف کی۔۔
آپی!وہ مکمل طور پر ہوش میں نہیں آئی تھی اپنی بہن کی خوشبو محسوس کر
کے اس کا چہرہ دیکھ کر وہ ایک لمحے میں اسے پہچان گئی تھی۔۔
آپی کی جان اسے سینے میں سختی سے بینچ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے
لگی۔۔

آپی مجھے مارا، آپی بھائی نے میری عزت حبا بولتے ہوئے بات کو ادھورا
چھوڑتے چیخیں مارنے لگی تھی اسے ابھی بھی ان مردوں کے ہاتھ اپنے
وجود پر محسوس ہو رہے تھے۔۔ راعنین نے زور سے اپنا سر نفی میں ہلایا
جو خیال اس کے ذہن میں آرہا تھا وہ اسے اپنانا نہیں چاہتی تھی ایک بھائی
کیسے اپنی بہن کے ساتھ اس کے آگے سوچتے ہی اس کی روح جسم سے
نکلنے لگی تھی۔۔۔

حبا!سنبھالو خود کو راعنین نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا وہ ہنوز چیخ رہی تھی۔۔۔

می۔۔۔۔۔۔۔راوجو۔۔۔۔۔۔۔۔د، مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔ے

برہ۔۔۔۔۔۔نہ وہ اپنے بال مٹھی میں جکڑتے چلاتے ہوئے کھینچ رہی تھی۔۔

حبا!راعنین نے اس کے بال اس کے ہاتھوں سے آزاد کروائے وہ قابو سے باہر ہو رہی تھی۔۔شہریار حبا کی چیخیں سن کر ایمرجنسی روم کے اندر گیا۔۔

حبا!شہریار نے اسے تھامتے اپنے ساتھ لگایا وہ اسے خود سے دور دھکا دے رہی تھی۔۔

میں تمہارے پاس ہو کچھ نہیں ہوا کوئی تمہیں کچھ نہیں کرے گا تمہارا شہریار تمہارے پاس ہے شہریار نے اس کا چہرہ سامنے کرتے سختی سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔۔

میرا وجود مجھے۔۔۔ کچھ نہیں ہوا تمہیں تم بالکل ٹھیک ہو کچھ بھی نہیں ہوا اپنی گرفت میں نرمی لا کر ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے دوسرے سے اس کے بال سہلانے لگا۔۔

حبا کی سانسیں پھر سے تیز ہوئی تھی اس نے شہریار کو خود سے دور کیا اور ایک مرتبہ پھر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔ آنکھیں بے حد سرخ ہو چکی تھی۔۔ شہریار نے اسے اشارہ کیا۔۔ راعنین نے ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے آنسو صاف کیے بیڈ پر بیٹھتے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اس سے قبل کہ وہ پھر چیخنے لگتی۔ حبا

اپنی بہن کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ سانسیں بے حد تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔

حبا! را عنین نے اس کے بال سہلائے۔۔

آپی مجھے میری بھائی نے ہی بے عزت کر دیا۔ اس کی سسکیوں کی آواز پورے ایمرجنسی روم میں گونج رہی تھی شہریار کی آنکھیں نم ہوئیں اس کی حالت دیکھ کر وہ بمشکل اپنی آنکھوں میں آنسو کو شامل ہونے سے روک رہا تھا۔۔ مزید ہمت نہیں تھی کہ اسے کہتا کہ سب ٹھیک ہے۔۔ ایسے درندے کو بھائی نہیں کہا جا سکتا۔ سب ٹھیک ہے را عنین نے اسے سختی سے خود میں بینچا۔۔

مجھے نہیں جینا میں اس انسان کے قابل نہیں رہی جو مجھے چاہتا ہے حبا پھر سے بلند آواز میں چیخنے لگی وہ بھول گئی تھی کہ جس شخص کے بارے میں وہ بات کر رہی ہے وہ اسی کے پیچھے کھڑا ہے۔۔۔

چاہت وجود سے نہیں دل، روح سے ہوتی ہے۔ وجود کی چاہت ہمیشہ ہوس پرست لوگ کرتے ہیں تمہارا شہریار ہوس پرست نہیں ہے شہریار نے اس کا ہاتھ تھاما جیسے ہی اس کی نظریں حبا کے چہرے پر گئیں وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔۔

راعنین ضبط کھوتے رونے لگی حبا کا چہرا سامنے کرتے ہیں کبھی اس کی پیشانی پر بوسہ دیتی ہیں تو کبھی اس کے دونوں رخسار پر۔۔

شہریار میں ہمت نہیں تھی کہ مزید اس کی حالت دیکھتا لمبے ڈھگ بڑھتا ہوا ایمرجنسی روم سے باہر گیا۔۔

حبا ٹھیک ہے۔۔ شہریار سے سردار نے پوچھا تو وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا جو حادثہ اس کے ساتھ ہو چکا ہے اس کے بعد وہ ٹھیک ہو سکتی ہے۔۔

ہادی کا دل چاہ رہا تھا وہ اندر جائے اسے دیکھے اسے اپنے سینے سے لگائے جبکہ ڈر بھی لگ رہا تھا کہ اگر وہ ہوش میں آئی تو اسے سنبھالنا بے انتہا مشکل ہوگا۔۔

لالا دونوں خطرے سے باہر ہے انہیں حویلی لے چلیں۔۔ یہاں رہیں گی تو ٹروما سے نکلنے کی بجائے یہ مزید اس کے اندر ڈھنستی جائیں گیں۔۔

شہریار کی بات پر سب نے حامی میں سر ہلایا۔ صارم نے اپنے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو کب سے اپنا سر تھامے بیٹھا تھا۔۔۔

یوں سر تھامنے سے کچھ نہیں ہوگا وہ ہوش میں آتی ہے جب وہ کسی حد پر سکون ہو جائے گی تو اسے سب سے زیادہ تمہاری توجہ محبت کی ضرورت ہے اگر تم ہار مان جاؤ گے تو پھر اسے کون سنبھالے گا بیوی کا سب سے بڑا سہارا اسے سنبھالنے والا اس کا شوہر ہوتا ہے۔۔

اس نے گردن ہلائی، چہرے پر ہاتھ پھیرتا کھڑا ہوا آئیدن ڈاکٹر کے پاس گیا اور ڈسچارج پیپر پر سائن کروالیے۔۔ گھڑی پر ٹائم دیکھا افطاری میں محض 5 منٹ رہ گئے تھے۔۔

آئیدن حویلی میں سب کو کال کر کے بتا دو کہ وہ ٹھیک ہے اور یہ کہہ دینا کہ۔۔۔۔۔ سردار بولتے ہوئے خاموش ہو گیا ایک ماں سے یہ چھپانا ٹھیک نہیں تھا کہ اس کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔۔

سچ بتا دینا مورے کو آئیدن نے نم آنکھوں سے اپنے لالا کو دیکھا سب سے مشکل کام انہوں نے کہہ دیا تھا کہ ایک ماں کو بتاؤ کہ اس کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی ہے ایک بھائی کیسے بتاتا کہ وہ اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔ صارم ہو علینا کی کال آ رہی تھی حویلی کی

عورتیں انہیں بار بار کالز کر رہی تھی۔ جبکہ کسی بھی مرد نے ایک بھی اٹینڈ نہ کی۔۔ ان کے پاس جواب ہی نہ تھا دینے کو۔۔۔

راعنین حبا کو تکیے پر منتقل کرتے ایمرجنسی روم سے باہر آئی اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی سوجن واضح تھی۔۔

مجھے اپنی بہن کے پاس رہنا ہے اسے معلوم تھا کہ یاور کہیں گا کہ گھر چلو جبکہ وہ گھر نہیں جانا چاہتی تھی جو حالت اس کی بہن کی تھی وہ اس کے پاس رہ کر اسے سنبھالنا چاہتی تھی۔۔

تم۔۔۔ مجھے نہیں جانا اگر میری بہن کی جگہ آپ کی بہن ہوتی تو کیا اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں آپ؟ یہ سوال یاور کے دل میں خنجر کی مانند لگا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچی تھی آنکھوں کے پردوں کے سامنے اس کی بہن کی لاش آئی اس نے ہڑبڑاتے آنکھیں کھولی۔۔۔

مجھے تمہارا تمہاری بہن کے پاس رکنے پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، میں اپنے دشمن کے گھر تمہیں نہیں رہنے دے سکتا۔۔ یاور اسے اس کی بہن کے پاس چھوڑنے پر رضامند تھا لیکن سردار کی حویلی میں نہیں۔۔۔۔

یاور مرزا میں دشمنی میں عورتوں کو نہیں لاتا۔۔

تم بھول رہے ہو سردار کہ تم اپنی بیوی کو دشمنی کی اڑ میں وٹی میں لائے تھے۔۔ یاور نے دوبدو جواب دیا سردار نے گہرا سانس بھرا اسے اپنی اس حرکت پر زندگی بھر پچھتاوا رہنا تھا کہ وہ دشمنی کے بدلے میں ایک ننھی سی گڑیا کو لے آیا تھا۔۔

یاور مرزا وہ میری سنگین مگر خوبصورت غلطی تھی اسے میں اپنے پاس لے تو آیا تھا لیکن اسے نقصان نہیں پہنچایا بے فکر رہو تمہاری طرح نہیں ہوں کہ دشمنی کی اڑ میں دوسروں کی بہنوں کو قتل کروانے کی کوشش کرتا پھروں۔۔۔۔

بس کر دے آپ دونوں آپ دونوں کی دشمنی اپنی جگہ لیکن مجھے فل وقت اپنی بہن کے پاس رہنا ہے راعنین روتے ہوئے بولی تھی۔۔

یاور کو مجبوراً ہاں میں سر ہلانا پڑا اس کی بیوی کی جو حالت تھی اگر وہ اسے گھر لے جاتا تو اس نے ٹینشن لے کر اپنے ساتھ ساتھ بچے کو بھی نقصان پہنچانا تھا جو کہ یاور مرزا کو ہرگز قبول نہ تھا۔۔۔

سنو! میں تمہاری ساری میڈیسنز حویلی بھجوا دوں گا ٹائم سے میڈیسن کھانی ہے ٹائم سے کھانا کھانا ہے اور کوئی لاپرواہی نہیں برتنی یاور نے اس کا بازو سختی سے پکڑ کر ہدایت دی تھی راعنین خاموشی سے گردن ہلا گئی۔

دل میں خیال آیا کہ کاش وہ یہ کہتا کہ تم اپنا خیال رکھنا۔۔ اسے اپنی بیوی سے زیادہ اپنے بچے کی پرواہ تھی۔۔ اس نے اپنا بازو آزاد کروایا۔۔

بے فکر ہو جائیں یاور ہمارے بچے کا دھیان رکھوں گی راعنین نے مشکل خود کو رونے سے روکا تھا۔۔

راہا کو ابھی تک ہوش نہ آئی تھی۔ حبا کو شہریار نے بازوؤں میں اٹھایا اور ہادی نے راہا کو۔ انہیں لے کر وہ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے۔۔۔ جب آذان ہونے لگی تھی۔۔ یعقوب کھجوریں لایا سب نے ایک ایک کھجور پکڑلی، روزہ افطار کرنا تھا اسے مکڑو نہیں کر سکتے تھے۔۔ حویلی کے پورچ میں جیسے ہی کر کھڑی کی، سفیان خان کے پیچھے حویلی کی تمام عورتیں باہر آئی تھی سوائے قندیل کے وہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔۔

راہا! ریحانہ خانم آنسو بہاتے ہادی کے پاس گئی اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑا جہاں سگرٹ کے نشان تھے۔۔۔ ریحانہ خانم کے آنسو اس کے ہاتھ کی پشت پر گر رہے تھے۔۔

مورے! سردار اور آئیدن نے ریحانہ خانم کو اپنے حصار میں لیا بیٹی کی حالت دیکھ کر وہ ضبط کھو بیٹھی۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ س۔ سب۔۔۔۔ ٹھیک ہے بولتے ہوئے ان دونوں بھائیوں کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔

صوفیہ خانم اور رضیہ خانم نے حبہ اور راہا کی جانب دیکھتے آنکھیں میچی تھی۔۔ طرسم خاموشی سے کھڑی سب کو دیکھ رہی تھی اس بے انتہا پریشان ہو گئی تھی مردوں کی غیر موجودگی پر۔۔

ہادی اور شہریار اپنی اپنی بیوی کو لے کر ان کے کمرے میں گئے۔۔ وہ نیند کے انجیکشن کے زیرِ اثر سو رہی تھیں۔۔

سب عورتیں لاؤنج میں بیٹھی ریحانہ خانم اور سونیا کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اگر چاہتی ہیں راہا اور حبا اس حادثے سے باہر نکل آئے تو مہربانی ہے آپ سب خاموش ہو جائیں سردار سیڑھیاں اترتا نیچے آیا ان سب کو

آنسو بہاتے دیکھ وہ بلند آواز میں بولا تھا سب نے سہم کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو سب اس کی طرف صحیح کہہ رہا ہے وہ اگر ان دونوں کے سامنے تم سب نے اس طرح رونا رویا تو وہ مزید اس حادثے سے میں جکڑی جائیں گی۔۔ سفیان خان نے غصیلی نگاہ سے سب عورتوں کو دیکھا۔۔

بیٹیوں کی ایسی حالت دیکھ کر ماں کو صبر نہیں آتا رضیہ خانم غصے سے اپنے شوہر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تھی ان سب کی بات ٹھیک تھی لیکن ایک ماں کو کون سمجھاتا۔۔۔ راعنین خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی کسی نے اس کی موجودگی پر غور نہیں کیا تھا۔۔

مورے رونے کی بجائے اپنی بیٹی کو جا کر سنبھالے ریحانہ خانم نے سردار کے سینے پر سر رکھا ہمت نہیں تھی کہ اپنی بیٹی کو جا کر دیکھتی

۔۔۔

یہ راعنین ہے حبا کی بہن جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی یہ حویلی میں ہی رہے گی۔۔ سب نے سرسری سا اسے دیکھا تھا جو سہمے ہوئے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔

آئیدن صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا نمیرہ کو آج پہلی مرتبہ اپنا شوہر بکھرا ہوا لگ رہا تھا جیسے مکمل طور پر وہ ٹوٹ گیا ہو۔۔ حویلی کے ہر مرد کی یہی حالت تھی یعقوب سر جھکائے بیٹھا تھا ابھی تو حویلی والوں کو اس کے نکاح کے بارے میں پتہ چلنا تھا۔۔

شہریار اور ہادی اپنی اپنی بیوی کے پاس تھے۔۔۔

سردار راہا کے کمرے میں گیا۔۔ ہادی اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھا تھا۔۔
سردار اپنی بہن کے پاس بیٹھا اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا وہ اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اس لڑکی کا کس قدر خوبصورت وجود ہے آج تک میں نے کسی لڑکی کا نہیں دیکھا اس کے کانوں میں پی اے کی آواز گونجی وہ ہڑبڑاتے اٹھ کر بیٹھتے گہرے سانس لیتے ارد گرد دیکھا۔۔

راہا!۔۔۔۔ دائم لالا وہ مجھے مارے گا وہ مجھے ہاتھ لگائے گا میرے کپڑے پھاڑے گا لالا۔ سردار نے ابھی اسے پکارا ہی تھا جب راہا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو تھام کر کبھی کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تو کبھی اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ رہی تھی۔۔

راہا! سردار نے اسے پکارتے اپنے ساتھ لگایا وہ ہنوز وہی الفاظ دہرائے جا رہی تھی جو حالت اس کی چھ سال پہلے تھی جب وہ پہلی مرتبہ سردار کو

ملی تھی آج پھر اس کی وہی حالت ہو گئی تھی بلکہ اس سے بھی بری۔۔
دالہام اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔

لالا وہ مجھے جلا رہا ہے لالا وہ مجھے جلا دے گا راہا بلند آواز میں چیخ رہی تھی
اس کی چیخوں کی آواز سن کر سب اوپر کی جانب بھاگے تھے۔۔
کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے سردار کی آنکھیں نم ہوئی ہاتھوں میں پہلی
مرتبہ کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر
نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہا تھا مجھ سے تمہاری حالت برداشت نہیں
ہو رہی۔۔

کوئی کچھ نہیں کرے گا، میری گڑیا میرے پاس ہے محفوظ ہے سردار
کے پاس اور کوئی الفاظ نہ تھے اسے حوصلہ دینے کے لیے اسے اپنے
سینے میں سختی سے بینچ لیا ہادی نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تھے اسے
اپنے سینے سے لگانے کے لیے۔۔

لالا وہ مارے گے ، لالا سگرٹ وہی تین چار الفاظ وہ دہرائے جا رہی تھی
ہادی نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور خود میں بینچ لیا راہا اسے
خود دور دھکا دینے لگی ۔ ۔
ہادی ضبط کھوتے بے آواز رونے لگا تھا راہا اس کے سینے سے لگی
پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں نم ہوئی تھی
طرسم اپنے بھائی کو روتے دیکھ خود بھی رونا شروع ہو گئی ۔ ۔
لالا! روتے ہوئے اپنے بھائی کی پاس کے گئی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا
وہ ضبط کھو رہا تھا اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر ۔ ۔ ۔ ۔
ہادی کیا کر رہے ہو صارم نے اس کے کندھے کو سختی سے تھام کر اسے
رونے سے روکا ۔ ۔ ۔
سنبھالو خود کو ۔ ۔ سردار نے راہا کو ہادی سے علیحدہ کیا اگر وہ اس اپنے
سینے سے لگائے رکھتا تو اس نے کبھی چپ نہیں ہونا تھا ۔ ۔

راہا بالکل خاموش ہو گئی اپنے لالا کے سینے پر سر رکھ کے ہاتھ سینے پر رکھ کر ایک جگہ کو پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

راعنین حبا کے پاس جاؤ سردار نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا حبا کے پاس بھی کسی کا ہونا ضروری تھا۔۔ وہ وہاں سے چلی گئی۔۔

میری گڑیا سردار اس کے بال سہلا رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

تقریباً دو ہفتے لگے تھے انہیں کسی حد تک نارمل ہوتے ہوئے۔ راعنین حویلی میں ہی تھی یعقوب نے قندیل سے ملاقات نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی حویلی کے افراد کو بتایا نکاح کے بارے میں کیونکہ جو پریشانی حویلی میں پھیلی ہوئی تھی وہ پریشانی کم ہونی تھی تو وہ نکاح کے بابت بات کر سکتا تھا شہریار بھی اُسی پل کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

راہا گہرے نیند سوئی ہوئی تھی جب ہادی اس کے کمرے میں گیا۔۔

جانِ ہادی !اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے ۔ اپنی پیشانی پر دہکتا لمس محسوس کر کے ، خاموشی سے اٹھ کر بیٹھ گئی دو ہفتوں سے وہ کسی سے کھل کر بات نہیں کر رہی تھی سوائے اپنے لالا کے ۔ ۔

شاباش آجاؤ سحری کرتے ہیں ۔ ۔ ہادی نے سائیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اس کے کندھوں پر دیا ۔ ۔

آپ چلیں میں آتی ہوں کھوکھلی ہادی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر رہ گیا دو ہفتوں سے وہ اسی طرح ہی بیہیو کر رہی تھی وہ بچکانہ حرکتیں اس میں نہ رہی تھی بالکل سنجیدگی والا انداز اپنا گئی تھی ۔ ۔

اچھا چلو جلدی سے فریش ہو کر آؤ میں یہیں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں ہادی نے راہا کے دونوں رخسار کھینچے اس کے ہاتھوں پر بازو اور گردن پر ابھی تک سگرٹ کے نشانات تھے ۔ ۔ وہ واش روم میں چلی گئی بال

بکھرے ہوئے تھے فریش ہو کر باہر آئی تو ہادی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گیا وہ ایک لمحہ بھی اسی تنہا نہیں چھوڑتا تھا۔۔

شہریار حبا کے کمرے میں گیا اس کی بہن اس کے پاس بیٹھی تھی شہریار نے اپنی نظریں نیچے کرلی۔۔

حبا! اسے پکارتے ارد گرد دیکھا وہ واش روم سے باہر نکلی تھی چہرے پر کچھ آوارہ لیٹے لہرا رہی تھی لبوں پر چاکو کے کٹ کا نشان واضح تھا ہلکا سا مسکراتے صوفے پر پڑا اپنے دوپٹہ اٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لیا وہ اپنا اپ چھپانا شروع ہو گئی تھی اپنے ہی شوہر سے۔۔

شہریار مسکرا بھی نہ سکا ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں بنا دی دو ہفتے سے وہ یہ سب برداشت کر رہا تھا محض اس لیے کہ وہ اس حادثے سے باہر نکل آئے۔۔

لیٹ ہو رہا ہے سحری کا وقت گزر رہا ہے جلدی چلو۔ اس کے پاس جا کر کندھے پر ہلکی سی چپت لگائی ، انداز ہلکا پھلکا تھا وہ محض ہلکا سا ایک طرفہ مسکرا کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ گہرا سانس بھرتے شہریار اس کے پیچھے گیا را عنین بھی ان کے پیچھے چلی گئی تقریباً دو ہفتوں میں اس کے شوہر نے ایک مرتبہ بھی اسے کال کر کے حال نہیں پوچھا تھا۔۔

طرسم اٹھ گئی تھی لیکن سردار ابھی تک سویا ہوا تھا اس کے پاس بیٹھ کر اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔۔

پری سونے دو مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔۔

پری کے کھڑوس دیو اٹھ جاؤ سحری کا وقت گزر رہا ہے۔۔ طرسم نے اسے بالوں سے کھینچا۔ گہرا سانس بھرتے وہ اٹھ کر بیٹھا تھا پیشانی پر بال بکھرے ہوئے آنکھوں میں نیند کی سرخی تھی۔۔ پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔۔

آاااا! میرا دیو کتنا پیار الگ رہا ہے۔ طرسم نے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کی بھاری مونچھوں کے نیچے عنابی ہونٹوں پر لب رکھے تھے سردار اس کی حرکت پر ساکت رہ گیا اس سے قبل وہ اسے پکڑتا وہ اپنا نقاب اوپر کرتے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

پری نے کیا؟ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر وہ بے یقینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا وال کلاک پر نظر گئی سحری گزرنے میں محض 45 منٹ رہ گئے تھے اٹھ کر جلدی سے فریش ہوا۔۔ بڑی حویلی کی ساری جوڑیاں کھانے کے ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

انہوں نے خاموشی سے سحری کی تقریباً سب کا کھانا ختم ہونے والا تھا جب یعقوب نے سامنے بیٹھی اپنی بد کردار بیوی پر نظر ڈالی۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے بی بی جی! یعقوب نے ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں رکھ دیا۔۔

بولو!۔۔

قندیل میری بیوی ہے!اس نے بنا ہچکچائے کہہ دیا کہ وہ میری بیوی ہے۔۔

جان چھٹی!دعا کرنے والے انداز میں ہاتھ اٹھاتے چہرے پر پھیرے تھے اس نے اس قدر ہلکے انداز میں کہا کہ کوئی بھی اس کی آواز سن نہیں پایا تھا نہ ہی کسی نے اس کی حرکت پر غور کیا تھا۔۔

کیا؟ سب نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے حیرت کا اظہار کرتے اس "کیا" پر زور دیا تھا۔۔

کیا بکواس ہے یہ؟ سفیان خان کی رعب دار آواز کھانے کے ٹیبل پر گونجی تھی۔۔۔۔

میں بکواس نہیں کر رہا، قندیل میرے نکاح میں ہے۔ ریحانہ خانم نے قندیل کی جانب دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی اس کی ٹھوڑی پر موجود نشان مٹ چکے تھے۔ اگر وہ کچھ بولتی تو بری طرح اپنے ہی الفاظ میں جکڑی جاتی۔۔

یعقوب سحری کرنے سے پہلے تم نے نشہ تو نہیں کر لیا تھا۔ صارم نے غصے کا اظہار کیا۔۔۔

آپ سب کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا تو قندیل سے پوچھ لے۔ بتاؤ قندیل انہیں تم میری بیوی ہو۔ یعقوب لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سجا گیا۔۔

آپی یہ جھ۔۔۔۔ میں نے ان کا نکاح کروایا ہے اس سے قبل قندیل جھوٹ بولتی یا یعقوب تمام باتیں سب پر اشکار کرتا دالہام خانزادہ بولا تھا۔۔

کیوں ؟ سفیان خان نے چمچ زور سے ٹیبل پر پھینکا۔۔

پسند کرتے تھے دونوں ایک دوسرے کو۔۔ دالہام کی خونخوار نظریں یعقوب پر تھی۔۔

پسند کرتے تھے تو کیا سب سے چھپ کر نکاح کرواؤ گے۔۔

دالہام تم نے کسی کو بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔ سفیان خان کے ریحانہ خانم بولی تھی۔۔ تمام افراد حیرت میں بتلا تھے سوائے طرسم کے اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ہنسے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔۔

یعقوب کو چھوڑ کر سب نے سر دار دالہام خانزادہ کی طرف رخ کیا۔۔

جو مجھے بہتر لگا تھا میں نے کر دیا۔ مورے ویسے بھی آپ کی بہن کی عمر ہے تو۔۔۔ سردار نے جملہ ادھورا۔۔ اس کا انداز پر سکون تھا۔ ٹشو سے لب صاف کیا۔

تم! سفیان نے شہادت کی انگلی یعقوب کی طرف کی جو آرام و سکون سے بریانی کھا رہا تھا۔۔

جنہوں نے کارنامہ سر انجام دیا ہے ان کے انداز، چہرے پر ریت کے دانے کے برابر بھی شرمندگی نہیں ہے اور جنہیں معلوم ہوا ہے وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے کھانا چھوڑ کر منہ کھولے انہیں دیکھ رہے ہیں سفیان خان کی بات سن کر جہاں یعقوب کے لیے مسکراہٹ پر قابو پانا مشکل ہوا تھا۔ وہی پر سب نے اپنے کھلے منہ بند کیے۔۔

قندیل تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ ریحانہ خانم کو دکھ ہوا تھا جس بہن کو انہوں نے بیٹی کی طرح پالا وہی ان سے اپنی باتیں چھپانے لگی۔۔

بات کا بتنگڑ بنانے کی ضرورت نہیں ہے جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔ سردار اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

راہا اور حبا دونوں خاموش بیٹھی تھی۔ سحری کر کے وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی سفیان خان اتنا کہہ کر چلے گئے۔۔۔ باقی مردوں کے پاس کچھ کہنے کے لیے تھا ہی نہیں ان کے تو وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ یعقوب قندیل سے نکاح کرے گا جو کہ رشتے میں ان کی خالہ لگتی ہے۔۔۔

قندیل تم مجھے بتا سکتی تھی۔ ریحانہ خانم کو دکھ ہوا تھا۔۔۔

بی بی جی اسے لگا تھا مانیں گی نہیں اس لیے اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا قندیل کی بجائے یعقوب نے جواب دیا تھا۔۔

جو فیصلہ تم نے کرنا تھا وہ کرلیا اس پر عمل بھی کیا خیر اب رخصتی مجھ سے بنا پوچھے مت کرلینا ریحانہ خانم اداس لہجے میں کہہ کر قندیل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے اس کی جانب دیکھتے کمرے میں چلی گئی انہیں دکھ ہوا تھا۔۔

اپنی سحری کا کھانا ختم کر کے سب کمرے میں چلے گئے کیونکہ بولنے کے لیے کسی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اب ٹیبل پر محض قندیل اور یعقوب تھے۔۔۔۔

قندیل نے ایک نظر اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا وہاں سے جانے لگی جب یعقوب جھٹکے سے چیئر پیچھے کرتے اٹھا اور اس کا بازو سختی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔

میری بدکردار بیوی افطاری کے بعد تم سے ملاقات ہوگی بالکل ویسے جیسی ملاقات تم سردار سے کرنا چاہتی تھی۔۔ گہری نگاہوں سے اسے

دیکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچ کر اپنے قریب تر کیا تھا۔۔

تمہارے خوابوں میں ہی ملاقات ہوگی۔۔

تمہاری جیسی بدکردار عورتیں میرے خواب میں نہیں آتی۔ یعقوب نے اس کی کلائی پر اپنا انگلیاں کھبوئی۔ قندیل کو اس کے ناخن اپنی جلت کے اندر جاتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

رات کو ملوگا تم سے بدکردار بیوی خونخوار نظروں سے اسے تا پاؤں تک دیکھ کر لمبے ڈگ کرتا ہے وہاں سے چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین کمرے میں ٹہل رہی تھی طبیعت میں عجیب سا اضطراب تھا۔ کبھی اپنے ہاتھ سے کندھا سہلا رہی تھی تو کبھی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی۔۔۔

ایسی بھی کیا مصروفیات ہیں ان کی کہ کال کرنا بھی گوارا نہیں کیا سائیڈ ٹیبل کے پاس جا کے حبا کا موبائل پکڑا دل چاہا اسے کال کرے۔۔

راعنین تمہیں تو نمبر ہی نہیں پتا کال کیسے کرو گی حبا کا موبائل واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔۔

میں نے بھی میڈسن نہیں کھانی ضدی انداز میں پھر سے ٹہلنے لگی۔۔ "اگر میڈیسن نہ کھائی تو طبیعت خراب ہو گی اور اگر طبیعت خراب ہوئی تو مسئلہ بن جائے گا" دل میں اچانک خیال آیا اسے غصہ آ رہا تھا۔ نہ وہ کال کر سکتی تھی نہ ضد پر قائم رہ سکتی تھی وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔۔

جوڑے سے کچھ بال نکل کر چہرے پر جھول رہے تھے۔ دوپٹے کی نوک زمین کو سلامی پیش کر رہی تھی۔۔

سردار کے پاس یاور کا نمبر ہو گا۔ کیا میں پوچھوان سے؟ بیڈ پر بیٹھ کر اپنا دوپٹہ اٹھایا جو زمین پر پھیل گیا تھا۔۔

اگر یاور نے پوچھا میرا نمبر کہاں سے لیا تو کیا بولو گی وہ تو سردار کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ راعنین کو رونا آرہا تھا وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی اور ایک وہ جسے اس کی یاد ہی نہیں آئی تھی۔۔

نہ کرے کال ایک نہ ایک دن تو میری یاد ستائے گی نہ راعنین نے سائیڈ پر پڑا کشن اپنی گود میں رکھا۔ دل نے چاہا کاش اس کشن کی جگہ یاور ہوتا اور تم اپنا سارا غصہ اس پر نکال لیتی۔۔

آخر اس کی یادوں سے تنگ آکر وہ باہر گئی اسے شہریار حویلی سے باہر جاتا ہوا نظر آیا تو اسے پیچھے سے پکارا۔۔

شہریار !

وہ مڑا تھا۔ راعنین اس کے پاس گئی۔۔

شہریار تمہارے پاس یاور کا نمبر ہے۔ شہریار نے ابرو اچکا کر دیکھا۔ وہ بیوی تھی یاور مرزا کی اور اسے اپنے شوہر کے نمبر کا چاہیے تھا۔۔

اپنا موبائل دے میں ڈائل کر دیتا ہوں۔۔

وہ میرے پاس موبائل نہیں ہے تم حبا کے موبائل پر سینڈ کر دو شہریار خان کو جھٹکے پر جھٹکا لگ رہا تھا۔ عجیب ترین شوہر تھا وہ جس نے اپنی بیوی کو کسی کے گھر چھوڑا ہوا تھا اور اسے موبائل تک نہ لے کر دیا۔۔

میں کر دیتا ہوں شہریار نے حبا کے موبائل پر یاور کا نمبر سینڈ کر دیا۔۔

راعنین واپس کمرے میں گئی۔۔ ڈرتے ہوئے اسے کال کی جو تیسری بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

کون؟ موبائل کان کے ساتھ جیسے ہی لگایا اس ستمگر کی آواز گونجی تھی۔۔

یاور! اسے پکارتے وہ خاموش ہو گئی یاور نے موبائل سامنے کر کے دیکھا راعنین کے پاس نہ تو موبائل تھا اور نہ ہی اس کا نمبر۔۔

میرا نمبر کہاں سے لیا تم نے اور کس کے موبائل سے کال کر رہی ہو۔ موبائل سپیکر پر کرتے۔ اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ نیکسٹ اسے بہت بڑی ڈیل کرنی تھی۔۔

حبا کا موبائل ہے اور نمبر شہریار سے لیا ہے آپ کو تو یاد نہیں آئی کہ میں اپنی بیوی کا حال پوچھ لو کہ وہ کیسی ہے وہ اس سے شکوہ کرنے لگی۔ یاور نے سرسری سے نگاہ موبائل پر ڈالی وہ ان 13 دن میں بے انتہا مصروف ہوگیا تھا۔ اسے اپنے آپ کو دینے کے لیے وقت نہ ملتا تھا۔۔

بہت ماہان کام کیا ہے نمبر لے کر اور کال کر کے۔۔۔

طنز دینے کی بجائے مجھے منائے میں ناراض ہوں آپ سے۔ راعنین واقع میں ہی اس سے ناراض تھی۔۔ دوپٹہ درست کر کے لیا۔ حبا بیڈ پر سکون سے سوئی ہوئی تھی۔۔

اپنے دل و دماغ سے یہ خوش فہمیاں نکال دو کہ میں تمہیں مناؤں گا میرے پاس تمہیں کال کرنے اور منانے کے علاوہ بہت کام ہے۔۔ راعنین کی آنکھیں آنسوں سے بھر گئی اس کی بات سن کر یاور سے اب تک اسے محض تکلیف اور آنسو ہی ملے تھے۔۔

کتنے گندے شوہر ہیں آپ اپنی بیوی کو منانے کی بجائے اسے مزید ناراض کر رہے ہیں۔۔

طبیعت ٹھیک رہتی ہے میڈیسن وغیرہ کھا رہی ہوں۔ اس مرتبہ وہ اپنے آنسوں کو روک نہیں پائی تھی رخسار سے بہتے اس کے گریبان میں جذب ہونے لگے ہر مرتبہ وہ صرف بچے کے لیے پرواہ دکھاتا تھا۔ اس کی پرواہ میں وہ تو کہیں پر بھی نہیں آتی تھی۔۔

ہاں کھا رہی ہوں میڈیسن۔ بے فکر ہو جائیں آپ کے بچے کو کچھ نہیں ہونے دوں گی جتنا وہ آپ کا ہے اتنا ہی میرا۔ اس سے پیدا کر کے ہی

مروں گی۔ ہاتھ کی پشت سے سختی سے اپنے آنسو صاف کیے یاور کے ہاتھ رکے تھے فائل بند کر کے ٹیبل پر رکھی سپیکر آف کر کے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔

دماغ خراب ہو گیا تمہارا کیا بولے جا رہی ہو۔ یاور سے اس کے آخری الفاظ برداشت نہیں ہوئے تھے۔۔

غصہ کیوں آ رہا ہے غصہ تو تب کرتے آپ اچھے لگے ناجب آپ کو میری پرواہ ہو آپ کو تو صرف بچے کی پرواہ ہے بے فکر رہے اسے پیدا کرنے کے بعد ہی مر۔۔۔۔ بکواس بند کرو اپنی راعنین یاور مرزا مجھے بچے کے ساتھ تم بھی بالکل ٹھیک چاہیے ہو اگر تم نے خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تمہارے لیے یاور اس کی بات کاٹتے دہاڑا تھا ٹیبل پر فری فائل اٹھا کر زمین پر پٹکی۔۔ ٹیبل پر موجود بال کو پکڑ کر ہاتھوں میں مسلنے لگا۔۔

ٹھیک ہی تو کہاں ہے میں۔۔۔ بولتے ہوئے اس کے گلے میں آنسو کا گولا اٹکا تھا یکدم وہ چپ ہو گئی اس کی سسکیوں کی آواز یاور کو بخوبی سنائی دی تھی۔۔

دیکھورونا بند کرو مصروف تھا بہت زیادہ میں جس کی وجہ سے تمہیں کال نہیں کر سکا۔۔

آپ کے پاس دو منٹ بھی نہیں تھے کہ مجھے کال کر کے پوچھ لیتے کہ تم کیسی ہو؟ را عنین روتے ہوئے بولی تھی بار بار ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

چلو اب پوچھ لیتا ہوں کیسی ہو؟ چیئر سے اٹھ کر آفس میں چکر لگانے لگا۔۔۔۔

مجھے نہیں کرنی آپ سے بات۔ رہے آپ مصروف اپنے کام میں۔۔

خبردارا گر تم نے کال بند کی۔۔اس سے پہلے وہ کال بند کرتی یاور کی رعب دار آواز اس کے کانوں میں گئی۔۔۔

اپنا دھیان رکھنا،ٹائم سے سونا، ٹھیک سے سحری کرنا، افطاری کے وقت صحیح سے کھانا کھانا، میڈسن یاد سے کھالینا۔ دو سے تین دن بعد میرا کام ختم ہو جائے گا جتنا وقت اپنی بہن کے ساتھ گزارنا ہے گزار لو اس کے بعد اپنے پاس لے آؤں گا تمہیں واپس۔ اور خبردارا اپنے دماغ میں اس طرح کے فتور کو دوبارہ پالا۔ یاور غصے سے کہتا ہوا کال بند کر گیا اگر وہ مزید اس سے بات کرتا تو پھر اسے تکلیف دے جاتا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کو دوپہر کے ڈھائی بجے بے انتہا بھوک لگنا شروع ہو گئی اوپر سے موڈ و نگز کبھی سے غصہ آتا تو کبھی رونا سکول وہ جا نہیں رہی تھی کیونکہ اس کے پیپر تھے جس کی وجہ سے وہ فری ہو چکی تھی۔۔

ڈریسنگ روم میں گئی وہاں سے بیگ پکڑ کر لا کر بیڈ پر پٹکتے میتھ کی بک کھول کر پڑھنے لگی اسے میتھ انتہائی برا لگتا تھا۔۔

دو تین سوال کر کے اس نے پینسل بک پر زور سے ماری۔۔

دل چاہ رہا ہے. جس نے میتھ ایجاد کی ہے اسے پکڑ کر اچھی طرح پھینٹی لگاؤں۔ انگلش مشکل سے یاد ہوتی ہے اس ڈیش نے میتھ میں بھی انگلش کو گھسیڑ دیا ہے فائنڈ ایکس۔ اے پلس بی سکوئر بھاڑ میں جائیں سب کچھ۔۔۔ چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر اس نے رجسٹر کا وہ پیج ہی پھاڑ دیا جس پر دو تین سوال کیے تھے۔۔

پیپر میں اچھے نمبر بھی لینے ہیں اگر اچھے نمبر نہ لیے دیو کیا سوچے گا میری بیوی اتنی نکمی ہے اس بیچاری کو مستقبل کی پریشانی نے ان گھیرا پیپر ابھی ہوئے نہیں تھے کہ اسے رزلٹ کی ٹینشن ہونے لگی اور تیاری کرنے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔

سوال بعد میں کروں گی ابھی ڈیفینیشن یاد کر لیتی ہوں بک پکڑ کر چونکڑی مار کر بیٹھی ابھی اس نے پہلے چیپٹر کی ڈیفینیشن ہی ریوائز کی تھی کہ اسے نیند آنے لگی آنکھیں سختی سے میچ کر کھولتے دوسری چیپٹر کی ڈیفینیشنز نکالی ابھی ایک ڈیفینیشن ہی پڑی تھی جب اس کی آنکھیں بند ہوئی اور پیچھے کو گر گئی۔۔ جھٹکے سے آنکھیں کھولی گود میں پڑی بک کو اٹھا کر اوپر کرتے پھر سے پڑنے لگی اگلی ڈیفینیشن ہاف پڑھیں تھی آنکھیں بند، کتاب منہ پر اور ہاتھ دونوں اعتراف میں پھیلے ہوئے تھے۔۔۔

اسے وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا کب شام کے پانچ بج گئے۔۔ سردار آفس سے گھر آیا اور دیکھتے کچن میں کھڑی افطاری بنا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں گلاب تھا جو راستے میں اس نے سڑک پر پھول بیچنے والے بچے سے لیا تھا۔ کمرے میں گیا اپنی بیوی کو سوئے پا کر ہلکا سا مسکراتے ڈریسنگ روم میں جاتے کپڑے تبدیل کیے۔۔

اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا سائیڈ پر اس کی بک پڑی تھی بک سائیڈ سے اٹھا کر واپس اس کے بیگ کے اندر رکھ دی ہے پھر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا ہاتھ میں پکڑا گلاب اس کے چہرے پر پھیرا۔ طرسم نے پلکوں کو ہلکی سی جنبش دی تھی۔۔

پری اٹھ جاؤ افطاری کا وقت قریب ہے۔۔ سردار نے اس مرتبہ انگلیوں کا لمس اس کے رخسار پر چھوڑا تھا وہ نیند میں بھی مسکرانے لگی۔۔ سردار کو یاد آیا اس کا تو کچھ دن بعد پیپر ہے اور اسی اپنی بیوی کے سست پن کا پتہ تھا۔۔

دیو کی پری جلدی سے اٹھ جاؤ اس کے ناک پر لب رکھیں آنکھیں کھول کر مسکراتے اس کی جانب دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔۔

طبیعت ٹھیک ہے؟

ہاں کھل کر مسکراتے ہوئے اس کی گردن میں بازو حائل کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر شدت سے پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔ اس کے رخسار ہلکی سی سہلائے اور پھر ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔

خیرت ہے آج کل تمہارا انداز مجھے بدلا بدلا لگ رہا ہے سردار نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ طرسم ہنوز مسکرانے جا رہی تھی اگر وہ مسکراتی نہ تو سردار کو پتہ چل جانا تھا وہ پڑھائی سے بچنے کے لیے کر رہی ہے۔۔

میرا پیارا دیو! طرسم نے اس کا ناک کھینچا۔۔

تمہارے بال بہت پیارے ہیں، تمہاری آنکھیں جیسے گہرا سبز جنگل، ہونٹ گلاب جیسے، رخسار روئی جیسے طرسم اس کے ہر نقش پر شہادت کے لیے رکھ کر اسے بتا رہی تھی اور ساتھ ساتھ شرما بھی رہی تھی۔۔

سر دار تو بس اس کے انداز کو دیکھتا رہ گیا چاہے وہ سب پڑھائی سے بچنے کے لیے کر رہی تھی جبکہ اس کا انداز سر دار کو مزید دیوانہ کر رہا تھا۔۔

Love you...

طرسم اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کے رخسار سے ناک سہلانے لگی۔۔۔

اس نے بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر پڑے اس کے بیگ میں سے میتھ کی بک، پنسل اور ایک رجسٹر نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔۔

کچھ دن بعد تمہارا میتھ کا پیپر ہے الجبرا کی پریکٹس کرو۔۔

طرسم نے فوراً اس کی گردن میں سے اپنے بازو نکالے اس کے سینے پر زور سے مکا مارا۔۔

کیسا ظالم شوہر ملا ہے مجھے بیوی کی خوشی راس ہی نہیں آرہی۔۔ طرسم نے پیشانی پر ہاتھ کی پشت رکھتے ہوئے دہائی دینے والے انداز میں کہا سردار اس کی نوٹنکی دیکھتے رہ گیا۔۔۔

جتنے مرضی تم ڈرامے کرلو پڑھنا ہے تمہیں جب تک مغرب کے آذان نہیں ہوجاتی بیڈ سے اٹھتی تم مجھے نظر نہ آؤ۔۔

دیو، میرے سردار! میں تھک گئی ہوں میرا بے بی بھی رو رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ مما آپ سوجاؤ آپ نہ پڑھو۔ نہیں تو میں اور رونے لگ جاؤں گا سردار حیرت سے اسے سر تا پاؤں تک دیکھنے لگا اسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا اگر موڈو نگز تھے تو نہایت ہی خطرناک تھے وہ بیچارہ بے ہوش ہونے کے در پر پہنچنے والا تھا اس کی حرکات دیکھ کر۔۔

دیو مجھے نا بہت تھکاوٹ ہو رہی ہے ٹانگوں میں درد ہے بازوں میں درد ہے سر میں درد ہے جسم کے ہر حصے میں درد ہے اور کیا بتاؤں میں تمہیں۔۔

تم نہ بتاؤ بس خاموش ہو جاؤ کیونکہ تمہارا یہ انداز مجھے ہضم نہیں ہو رہا۔۔ سردار نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروا دیا۔۔

ٹھیک ہے میں سو جاتی ہوں بس تم یہ بک اٹھا لو نہیں تو میری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ سردار نے تاسف سے سر ہلایا اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ افطاری کے بعد اسے پڑھانا ہی پڑھانا ہے۔۔ اس کی بکس پکڑ کر واپس بیگ میں ڈال دی جیسے ہی وہ مڑا اس کی پری کمبل میں دبکی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افطاری میں 15 منٹ رہ گئے تھے سارے کھانے کے ٹیبل پر موجود تھے سوائے سردار کی سردارنی کے۔۔۔

لالا طرسم کہاں ہے؟ علینا نے دالہام کی جانب دیکھا تو وہ اٹھ کر کمرے میں گیا وہ پانچ منٹ پہلے اسے اٹھا کر بٹھا کے آیا تھا اور ابھی تک وہ نیچے نہیں آئی تھی جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا وہ بیڈ پر ہاتھ دونوں اطراف میں پھیلائے اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

پری روزہ افطار کرنا ہے جلدی اٹھو سردار نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھایا تو وہ اس کے پیٹ کے ساتھ سر ٹکائے آنکھیں موندے اپنی نیند کے مزے لوٹنے لگی۔۔

میری گڑیا، دیو کی جان اٹھ جاؤ سردار نے بیڈ پر بیٹھتے ہیں اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر محبت پاش لہجے میں کہا ہلکی سی آنکھیں کھول کر دوبارہ

آنکھیں بند کرتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر پھر سے نیند کی وادیوں میں گم۔۔۔

سردار نے اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے اپنی داڑھی اور مونچھیں اس کے رخسار پر سہلائی تھی وہ ہڑبڑاتے اٹھ گئی۔۔۔۔

اسے یہ کہنے کی بجائے کہ اٹھو۔ اسے بازوں میں اٹھا کر واش روم میں لے کر گیا ہاتھ کی مٹھی میں پانی بھر کر اس کے منہ پر پھینکا غصے سے نیلی آنکھیں پھیلائی اپنے دیو کو دیکھنے لگی۔۔۔

چلو شاباش میرا پیارا بچہ آجاؤ باہر اسے بازو کے حسار میرے لیے باہر لایا۔ اس کے بکھرے ہوئے بال درست کرتے نقاب کر کے حجاب کیا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے ٹیبل پر لے گیا۔۔۔

آذان ہوتے ہی سب نے کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی سوائے اس کی پری کے۔۔

دالہام خانزادہ کو پتہ تھا وہ ناراض ہو گئی ہے کھجور پکڑ کر اس کے نقاب کے نیچے سے اس کے لبوں کے پاس کی جو اس نے آنکھوں سے نفی کی کہ میں نہیں کھاؤں گی۔۔

اس طرح نہیں کرتے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے چلو شاباش۔ کھجور منہ میں ڈالنے کے ساتھ اس نے سردار کی انگلیوں پر دانت گاڑھے تھے۔۔

منہ بناتے ہوئے اس میں تھوڑا سا کھایا اور اپنے کمرے میں جانے لگی جب سردار نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔

کمرے میں جا کر الجبرا کی پریکٹس کرو میں جب کمرے میں آؤں گا تو میں نے چیک کرنا ہے کہ تم نے کتنی پریکٹس کی ہے طرسم کو لگا وہ اسے منائے گا کہے گا کہ میرے ساتھ جانا تھوڑا سا اور کھانا کھا لو تم نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا لیکن وہ تو الٹا اسے پیپر کی تیاری کرنے کا کہہ رہا تھا اپنا ہاتھ چھڑواتے غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

سردار نے سب کی جانب دیکھا جو کھانا کھا چکے تھے ان کو مغرب کی نماز پڑھنے جانا تھا نماز پڑھ کر 15 منٹ بعد واپس آ چکے تھے سب مرد اور عورتیں لاونج میں بیٹھے تھے۔۔

سونیا وریام کی رخصتی کر دینی چاہیے زیادہ کام لیٹ کرنا صحیح نہیں۔ راہا اور ہادی کی بھی رخصتی ہو جائے ساتھ ہی۔ سفیان خان نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ ان کے بیٹے سے تو انتظار ہو نہیں تھا اور رہی بات راہا کی تو وہ پہلے ہی اس حادثے سے باہر نکل نہیں پا رہی تھی حویلی میں تھوڑا ہلہ گلا ہو گا تو وہ اپنے آپ کو جلد اس حادثے سے باہر نکال لیں گی۔۔

وریام نے شرارتی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا جو نظریں جھکائی بیٹھی تھی دل میں خیال آیا کہ کاش وہ واقع ہی اتنی معصوم ہوتی جتنی وہ اپنے بھائی اور بڑے بابا کے سامنے بنتی ہے۔۔۔

ہادی نے راہا کو دیکھا جو حسب معمول خاموش تھی اس خوشی کے موقع پر بھی وہ مسکرا نہیں سکا تھا اس کی حالت دیکھ کر۔ جبکہ دل میں سکول بھی اترا تھا کہ وہ اس کے پاس ہوگا اور اسے مکمل طور پر سنبھال سکے گا حویلی کی تھوڑی ماحول بدلی ہوگی تو وہ بھی بہتر محسوس کرے گی۔۔۔

رمضان کے چار پانچ دن بعد رکھ لیتے ہیں رخصتی کی ڈیٹ۔۔

بڑے بابا راہا اور طرسم میٹرک کے پیپر ہیں وہ ہو جائیں تو پھر اس کے بعد فنکشن رکھیں گے۔۔

ہلکی پھلکی باتیں کر کے سب کمرے میں چلے گئے سردار مردان خانے چلا گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد آئیدن مردان خانے گیا سردار کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

لالا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔

ہاں بولو! سردار نے چائے کا کپ پکڑ کر لبوں کو لگایا۔۔ اور دوسرا کپ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔

میں۔۔۔ اپنا۔۔۔۔۔۔ ٹریٹمنٹ۔۔۔۔۔ کروانا چاہتا ہوں ایک جملے میں تین مرتبہ وقفہ لیتے بولا جو احساسات تھے وہ بیاں کرنے کے الفاظ ملنا ممکن نہ تھا۔ سردار نے اپنے بھائی کو دیکھا بے ساختہ اس کی نظروں میں ہمدردی آگئی۔۔ اگر مرد میں کوئی کھوٹ نکل آئے تو وہ اس معاملے کو آنا کا مسئلہ بنا لیتا ہے کبھی یہ نہیں کہتا کہ میں اپنا علاج کرواؤں گا۔۔ لالا میں جانتا ہوں عجیب ہے لیکن میں اسے محرومیاں نہیں دینا چاہتا اس نے پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر لیا ہے باپ کی دوری، پھر مح۔۔۔ اولاد کی دوری اور اب یہ سب کچھ۔۔۔ اچانک اس کے منہ سے محبت نکلنے لگا تھا فوراً اپنی زبان کو روک لیا وہ اپنی بیوی کے بارے

میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا اس کی بیوی پر سوال اٹھایا جانا یعنی کہ اس کی عزت پر اس کی غیرت پر سوال اٹھانا تھا۔۔

میں ڈاکٹر سے رابطہ کرتا ہوں سردار نے کپ ٹیبل پر رکھتے اسے گلے لگایا۔۔ آئیدن نے گہرا سانس لیا۔۔

اس سب کو اپنے سر پر سوار مت کرو کوئی پتہ نہیں کہ یہ مسئلہ ٹھیک ہوگا یا نہیں۔۔ سردار اسے جھوٹا حوصلہ نہیں دینا چاہتا تھا وہ حقیقت پسند تھا اور اسے حقیقت سے ہی آشنا کروا رہا تھا۔۔

میں نے سب میرے خدا پر چھوڑ دیا ہے جو میری قسمت میں ہوگا وہ مل جائے گا میں اپنی طرف سے ایک کوشش کر رہا ہوں اگر میرے خدا نے چاہا تو میری کوشش کو میرا خدا منزل تک پہنچا دے گا۔ یا مجھے آزمائش میں ہی رکھے گا۔۔۔

خدا ہمیشہ کسی کو آزمائش میں نہیں رکھتا اور اگر رکھتا ہے تو اس کا صلہ آخرت میں ملتا ہے سردار نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔

کچھ زیادہ ہی تم آج کل کام میں مصروف ہو گئے ہو اپنی بیوی بچے کو وقت دیا کرو۔

ہاں جا رہا ہوں۔ بیٹا تو خیر سے سو گیا ہو گا کیونکہ سحری ٹائم اٹھتے ہی اس نے پوری حویلی کو سر پر اٹھانا ہوتا ہے بیگم جاگ رہی ہے جاتا ہوں اس کے پاس۔۔ آئیدن مسکرایا تھا دونوں نے ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے ہیں ایک دوسرے کے ہاتھ کے ساتھ ہاتھ مارا اور مردان کھانے سے باہر چلے گئے۔۔۔

آئیدن کمرے میں گیا۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کا بیٹا سویا ہوا تھا اور بیوی کمرے میں ٹہلتے اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔ دونوں ہاتھ کمر پر تھے جیسے وہ غصے میں ہو۔۔

خیریت ہے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے میرا انتظار کیا جا رہا ہے نمیرہ نے اس کے کہتے ہی اپنے دونوں ہاتھ نیچے کیے تھے۔۔۔

آپ کہاں غائب رہتے ہیں آئیدن آپ مجھے بالکل بھی وقت نہیں دے رہے۔۔

ایک ضروری کیس تھا وہ ختم ہو گیا اب اپنی متاعِ جاں کو مکمل توجہ دوں گا۔۔ آئیدن اسے ناراض ہوتے محسوس کر کے ایک بازو کے حسار میرے لیے بیڈ پر بیٹھا۔۔

اگر مجھے وقت نہ دیا تو میں ناراض ہو جاؤں گی اور پھر بات بھی نہیں کروں گی نمیرہ اس کے سینے پر سر رکھتے اس سے شکوہ کرنے لگی۔۔۔

بے فکر ہو جاؤ میری متاعِ جاں میں تمہیں اپنی پوری زندگی دے سکتا ہوں۔۔ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے پہلا جملہ بولتے کچھ لمحے بعد پھر بولا۔۔ لہجے میں جھجھک تھی۔۔۔

کیسا فیصلہ ؟

میں اپنا ٹریٹمنٹ کرواؤں گا بنا اٹکے یار کے جملہ مکمل کر کے لبوں پر بمشکل مسکراہٹ سجا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

آئیدن کوئی ضرورت نہیں ہے خود کے ساتھ زبردستی کرنے کی۔ آئیدن یہ سب کام تو تب ہو جب ہمارے پاس اولاد نہ ہو۔ اور دیکھیں نا آج کل ہمارا بیٹا ہمارے پاس رہ رہا ہے ہمارے ساتھ وقت گزار رہا ہے۔

نمیرہ کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اسے یہ گوارا نہیں تھا اس کا شوہر محض اس کی ایک خواہش کے لیے اپنی آنا، غیرت، عزتِ نفس ہر چیز کو چھوڑ دے۔ اگر یہ بات حویلی سے باہر نکلتی تو ہر ایک نے اسے تنقید کا نشانہ بنانا تھا۔۔۔

تم جس چیز سے ڈر رہی ہو، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ میں ان مردوں کی طرح نہیں ہوں جس ہر چیز کو آنا کا مسئلہ بنائیں گے اور

بات کو چھپا کر بیٹھ جائیں گے۔۔ اگر یہ بات حویلی سے باہر نکل بھی گئی اور لوگ بکواس کرے گے تو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تمہیں پتہ ہے نا میں کتنا ڈھیٹ ہوں جب ضد کر کے اپنے سے بڑی عورت کے ساتھ نکاح کروا سکتا ہوں تو یہ کیا چیز ہے۔۔ آئیدن کے چہرے پر ذرا بھی اس چیز کا نشان نہ تھا کہ وہ زبردستی یہ کام کر رہا ہے بس ایک عجیب سا احساس تھا۔۔

ایک مرتبہ پھر سوچ لیں میں نہیں چاہتی کوئی آپ کو بات کرے پلیز آئیدن۔ نمیرہ اس سے التجا کرنے لگی وہ نہیں چاہتی تھی اس کا شوہر یہ قدم اٹھائے۔۔

میری متاعِ جاں میں نے فیصلہ کر لیا ہے اور میں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔

وہ کچھ نہ بول سکی بس خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھے گردن پر انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

یار میری بہن کی رخصتی ہے تمہاری نندوں کی تیاریاں وغیرہ کرو۔۔۔ ایسکیوزمی کون سی نند بہنیں ہے میری ایک آپ شوہر پتہ نہیں کیوں یہ نند لفظ درمیان میں لے آتے ہیں۔۔ نمیرہ اس کے سینے پر تھپڑ مارتے غصے سے بولی تھی۔۔

اوکے جی آپ کی بہنوں کی رخصتی ہے تیاریاں کرلیں آئیدن نے اس کے گرد مضبوط حصار بنایا اور دل میں شکر ادا کیا کہ اس کے گھر میں یہ نند بھابھی والا کوئی معاملہ نہیں ہے۔۔

قندیل بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی ٹانگ کے اوپر رکھے، دوپٹہ صوفے پر پڑا ہوا تھا۔۔ موبائل پکڑ کر اس میں مصروف تھی اسے

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ اس کا نکاح ہوا ہے۔۔ اسے صرف سردار کی طلب تھی۔۔

کیسی ہو بدکردار بیوی! یعقوب کمرے میں داخل ہوا دروازے کو لاک کرتے۔ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ ہاتھ پشت پر باندھے تھے۔۔

میرے کمرے سے نکلو۔ نوکر کو مالک کے کمرے میں آنے کی اجازت۔۔ وہ بول رہی تھی جب یعقوب نے اس کا چہرا دبوچا تھا۔۔ دل تو کیا الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے مارے۔۔

زبان سنبھال کر بدکردار بیوی۔۔

بدکردار ہو گے تم قندیل کو ابھی بھی سکون نہ آیا اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹانے کی کوشش میں تھی دوسرے ہاتھ سے یعقوب نے اس کے ہاتھ پیچھے لے جاتے ایک ہاتھ میں قید کیے تھے۔۔۔

نا!، یعقوب شاہ نے کبھی کسی لڑکی کو ہوس بھری نگاہ سے دیکھا تو دور کبھی آنکھوں سے پلکیں نہیں اٹھائی۔ یعقوب نے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا۔ اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکی۔ قندیل مڑی اسے بغیر شرٹ کے دیکھ اس کے سانس سینے میں اٹک گئے۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں میں ایک ڈر بیٹھ گیا۔۔

ڈر کیوں رہی ہوں تم ایسی ہی تو ملاقات چاہتی تھی کسی اور کے ساتھ یعقوب نے پاؤں قندیل کے کمر کے پاس رکھا۔ چہرے پر خوفناک تاثرات تھے۔۔۔ اس کا دل لرز اٹھا۔۔

یعقوب ذرہ سا جھکا گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے دبوچتے اسے اوپر کی جانب اٹھایا۔ جوڑے میں مقید بال کھل کر شانو پر پھیل گئے۔۔

چھ۔ چھوڑو۔۔۔ بے۔۔۔ غیرت۔۔۔ انس۔۔۔۔

بدکردار بیوی میری غیرت کو مت للکاروں شدید نقصان تمہارے حصے میں آئے۔ یعقوب اس کی گردن پر گرفت مضبوط کرتا جارہا تھا۔ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے بے انتہا قریب تھے۔۔

تم مردوں کو صرف وجود سے۔۔۔۔

مردوں کو بہکانے والی کے منہ سے یہ الفاظ سننا ابلیس کے منہ سے خدا کی باتیں سننا جیسا ہے۔ یعقوب اس کی گردن پر جھکا تھا۔ نرم لمس کی جگہ دانت گاڑھے گئے تھے۔۔ ناقابلِ برداشت ہونے درد کی وجہ سے بے ساختہ اس کے حلق سے چیخ نکلنے لگی تھی یعقوب نے دوسرا ہاتھ اس کے لبوں پر رکھا۔ چیخ حلق میں ہی دم توڑ گئی۔۔

اس کی گردن چھوڑ کر یعقوب نے نفرت زدہ نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو سرخ سے سفید ہوتے اب زرد ہو رہا تھا۔۔

درندہ !قندیل نے اس کی گردن پر ناخن مارے۔۔۔ یعقوب کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اس کا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر شدت سے دبایا تھا۔۔

قسمت اچھی ہے تمہاری کہ تمہیں اگر یہ اذیت مل رہی تو اپنے محرم سے تم جیسی بدکردار لڑکی کی وجہ سے لڑکیوں کو نامحرم چھوتا ہے۔ یعقوب اسے بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔ قندیل کی کمر دیوار کے ساتھ شدت سے ٹکرائی۔۔

آہمممم !بلند چیخ اس کے لبوں سے ادا ہوئی۔۔

نہایت ہی کوئی کمینے انسان ہو تم۔ وہ انتہا کی ڈھیٹ لڑکی تھی۔ اتنے گناہ کر دینے کے بعد بھی اسے اپنی کی گئی حرکتوں پر ذرا بھی پچھتاوا نہ تھا۔۔

اور یہ اکڑ بہت جلد ٹھکانے لگاؤں گا میں۔۔

اور تمہیں لگتا ہے تم قندیل خان کو قابو میں کر سکتے ہو اپنی ان ہے ہو وہ حرکتوں سے قندیل نے درد برداشت کرتے ناخن اس کے بازوں پر گڑھے تھے۔۔۔ یعقوب کے چوڑے سینے میں وہ جیسے چھپ سی گئی تھی۔۔

واہ بدکردار بیوی! غیر محرم کے قریب جانا تمہارے لیے ثواب کا کام ہے اور محرم کا قریب آنا بے ہو وہ یعقوب نے ایک مرتبہ پھر اس کا چہرہ دبوچا۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے جبڑے ابھی ٹوٹ جائیں گے۔۔ اس نے اس کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھے۔۔ تم نے تو جیسے بہت اچھا کام کیا تھا نا؟ وہ اسے یاد کروانا نہیں بھولی تھی اگر وہ نامحرم کے قریب جانے کی کوشش کر رہی تھی تو یعقوب نے بھی بدلے میں اسے اپنے دردناک لمس سے آشنا کروایا تھا۔۔

تم حق دار تھی اس کی، مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی بد کردار کو چھونے کا اور اب جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے یہ اسی سب کا نتیجہ ہے جو تم نے کیا ہے۔۔ قندیل کو پہلے تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا لیکن اب بار بار اس کے بد کردار بولنے پر اسے غصہ آنے لگا۔۔۔ یعقوب نے اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑتے اوپر دیوار کے ساتھ لگائے تھے۔۔

بہت ہی کچھ توپ چیز ہو تم۔۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو؟۔۔ قندیل اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھوں کو آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی جو اس کی مضبوط گرفت میں تھے۔۔

یعقوب شاہ!۔۔۔

اگر اتنی ہی تم میں اکڑ ہے تو پھر مجھ جیسے ہی لڑکی کے قریب کیا کر رہے ہو تم مجھ سے نکاح کیوں کیا؟ قندیل کو ابھی تک سمجھ نہیں آئی تھی آخر اس نے نکاح کیوں کیا تھا وہ سردار کی جگہ کیوں تھا۔۔۔۔

اس انسان کی خوشیاں محفوظ کرنے کے لیے جس کی زندگی تم اجاڑنے والی تھی جس کی بیوی کی تصاویر تم نے ایک بے غیرت درندے کو بھیجی تھی۔ ایک باپردہ عورت کو تم نے بے پردہ کرنے کی کوشش کی حویلی کی ساری معلومات ابراہم ملک کو دیتی تھی۔۔ عورت ہو کر تم عورتوں کے متعلق غیر مرد بتاتی تھی۔۔ یعقوب نے اس کے ہاتھ اور چہرہ چھورتے زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔۔ وہ منہ کے بل زمین پر گری۔۔۔۔

ایسا ہی تھپڑ سردار کی عزت پر پڑا تھا جب تم نے تصاویر ابراہم ملک کو سینڈ کی تھی۔۔ اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کرتے بیڈ پر دھکا دیا تھا۔۔۔ قندیل اپنے جسم کو حرکت نہیں دے سکی حتیٰ کہ اپنی ایک انگلی کو بھی نہیں۔ حیرت سے اس کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی کہ یعقوب کو تمام باتوں کا علم تھا کہ وہ ابراہم ملک سے ہے رابطے میں ہے۔۔

وہ تم ہی تھی جس نے یاور کی بھی مدد کی تھی سردار کی عزت کو اغوا ہونے میں۔۔ یعقوب نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اس کا رخ سیدھا کیا۔۔۔

تم نے میرے اس عزیز کو تکلیف دی جس پر میں خراش بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ انسان جو میرے لیے تمام رشتوں میں سب سے آگے ہے جس نے کبھی مجھے ایک بھائی ایک ساتھی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اسے تم نے تکلیف دے کر ذہنی مریض بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔ یعقوب بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا اس نے اب قندیل کی گردن پکڑی تھی۔۔ وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی وہ اس کے ہر راز سے آگاہ تھا۔۔۔۔

سردار کی خوشی کے لیے مجھے تم جیسی بدکردار لڑکی بھی نکاح میں قبول ہے۔ یعقوب نے ایک نظر اس کے حلیے پر ڈالی جو حد سے زیادہ بکھر چکا

تھا۔۔ قیمض ایک کندھے سے نیچے، بال بکھرے ہوئے آدھے شانو پر اور باقی پشت پر، ہونٹ کے کنارے سے خون نکل رہا تھا۔۔ اس کی گندمی رنگت، اور چھوٹے چھوٹے ہونٹ، تیکھی ناک۔ وہ بے تحاشہ پرکشش تھی۔۔۔

عورت کا حسن مرد کو بہکاتا لیکن مجھے تمہاری اس خوبصورتی سے گھن آرہی ہے۔ یعقوب نے حقارت بھری نظروں سے اسے نوازا۔ ہاتھ دونوں آپسی میں پیوست کیے۔۔۔

چلو شاباش۔ بستر پکڑواور زمین پر بچھا کر سوجاؤ یعقوب نے اسے کھینچ کر کھڑا اور خود بیڈ پر پھیل کر بیٹھتے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔۔ وہ ہکا بکا رہ گئی۔۔ شہادت کی انگلی اپنے سینے پر رکھی۔۔۔

نوکر زمین پر سوتے ہیں نہ کہ مال۔۔

تم کیوں چاہتی ہو جو برداشت میں خود پر کیے بیٹھا ہوں وہ ختم ہو جائے اور پھر میں تمہاری گردن مروڑ دو۔۔ اس کے بات درمیان میں کاٹتے گردن ٹیری کیے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔۔

قندیل کو یکدم اس سے خوف محسوس ہوا اور پاؤں پٹکتی ہوئی صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔ اسے تو علم ہوتا ہے یہ نوکر اتنا تیز نکلے گا کبھی مجھ سے نہ اکساتی۔۔۔

یعقوب اسے گھورتے ہوئے اسے علم نہ ہوا کب اس کی آنکھ لگ گئی۔۔ یعقوب ہنوز اسے دیکھ رہا تھا اسے سوتے دیکھ خاموشی سے بیڈ پر پھیل کر لیٹا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام سونیا کے کمرے میں گیا وہ وہاں پر موجود نہیں تھی ذہن میں اچانک خیال آیا کہ وریام خانزادہ تمہاری بیوی اگر اپنے کمرے میں نہیں ہے تو

یقیناً کچن میں اپنے لیے کچھ بنا رہی ہوگی اور ایسا ہی ہوا وہ جب کچن میں گیا سونیا اپنے لیے فرائز بنا رہی تھی۔۔۔۔

کتنی بے شرم بیوی ہو تم اپنے لیے ہر روز کوئی نہ کوئی شے تم نے بنائی ہوتی ہے شوہر کی یاد نہیں آتی تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس جاتے اچھل کر شیلف پر بیٹھا سونیا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

نہیں مجھ میں بالکل بھی شرم نہیں ہے وہ کیا ہے نا میں بے شرم خانزادہ کی بیوی ہوں جو نکاح سے پہلے بھی مجھ سے ملاقات کرنے کے لیے میرے بھائی سے پٹ کر میرے کمرے میں چھپ کر آتا تھا سونیا کہاں چپ رہنے والی تھی آخر ٹھہری وہ وریام خانزادہ کی مغرور خانزادی۔ وہ تو بس اپنی بیوی کی زبان چیک کرتا رہ گیا جو حرکتیں اس کی نکاح سے کچھ ماہ پہلے کی تھی اب وہی ڈیٹا اس میں واپس ڈاؤنلوڈ ہو رہا تھا۔۔۔

اس لیے تو کہتے ہیں مجنوں جلدی اپنے محبوب کا پیچھا نہیں چھوڑتے دیکھ لو بس پٹا لیا تمہارے بھائی کو اور کر لیا نکاح اور اب تو رخصتی بھی ہونے والی ہے رخصتی لفظ کہتے ہوئے اس نے آنکھ دبائی تھی سونیا نے ہاتھ میں پکڑا گرم چمٹا اس کے تھائی پر مارا تھا۔۔۔

آہہہ۔۔ ہلکی سی چیخ اس کے لبوں سے برامد ہوئی۔۔

ابھی تو یہ چمٹا مارا ہے اگلی مرتبہ اس طرح کی ٹھرکیوں والی حرکت میرے ساتھ کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا میرے ہاتھ میں کوئی بھی شے آئی سیدھا تمہارے سر پر مار دوں گی۔۔۔

کیوں رخصتی سے پہلے یار تم نے بیوہ ہونا ہے پھر کسی مزار پر بیٹھ کر بولتی رہو گی کہ میرا وریام آئے گا۔۔۔ وریام کی بات سن کر اس نے اس کے دونوں ٹانگوں پر چمٹے مارے تھے۔۔۔

آنہہ یہی رہ گیا بولنے کے لیے جب تم اوپر پہنچو گے میں تو خدا کا شکر ادا کروں گی کہ جان چھٹی میری تم جیسے ٹھرکی انسان سے۔۔۔

لاحول ولا قوۃ کیسی بیوی ہو تم شوہر کے مرنے پر شکر ادا کرو گی۔۔یار شرم کرو تم ابھی سے ہی میرے مرنے کی خواہش دل میں پالے بیٹھی ہو ابھی تو میں نے کرکٹ ٹیم بنانی ہے۔۔وریام شیلف سے اترا اس کے پیچھے کھڑے ہوتے کمر پر ہاتھ رکھتے اس کی پشت اپنے سینے کے ساتھ لگائی تھی سونیا کے ہاتھ سے چمٹا اور فرائیز نکالنے والا چمچ زمین پر گر گیا ہاتھ اوپر کی جانب اٹھے تھے اور ایک جگہ اکڑ گئے وہ سانس روکے کھڑی تھی۔۔۔آج سے پہلے وریام نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔۔

کیا ہوا؟ اس کے کندھے پر ناک سہلاتے کمر پر انگلیوں کو حرکت دینے لگا۔۔

سونیا نے گہرا سانس لیتے سائیڈ پر پڑی بیسن والی پلیٹ میں ہاتھ رکھا مٹھی میں بیسن بھرتے وریام کے منہ پر پھینکا تھا۔۔ بیسن اس کے ناک اور آنکھوں کے اندر چلا گیا وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتا اپنی آنکھیں مسلنے لگا اور کھانسنے لگا۔۔

وریام!اس کو تین منٹ سے زیادہ اسے اپنی آنکھیں مسلتے دیکھ سونیا نے اپنا دوپٹہ پکڑا اس کے ہاتھ پیچھے کرتے اس کی آنکھیں صاف کر کے چہرہ صاف کیا۔۔ اس کا چہرہ صاف کرنے کے چکر میں وہ اس کے بے انتہا قریب کھڑی تھی ان دونوں میں محض دو انچ کا فاصلہ تھا۔۔۔

ٹھیک ہو؟ وریام کے آنکھیں کھولتے ہی اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھا اپنی مسکراہٹ دباتے جھٹکے سے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے جو دو انچ کا فاصلہ تھا وہ بھی ختم کر دیا۔۔

اوہو اگر اتنی قریب آکر میرا درد دور کرنے کی کوشش کروگی تو کس کمبخت کو درد یاد رہے گا وریام نے دوسرا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھتے پیشانی پر بوسہ دیا تھا سونیا کچھ بولنا تو دور ہلنے کے قابل بھی نہ رہی پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جیسے آنکھیں ابھی باہر نکل آئیں گی حیرت سے۔۔۔

اس قدر حیرت کا اظہار مت کرو شوہر نے لمس دیا ہے کسی غیر نے نہیں اس کے دونوں رخسار کھینچ کر آنکھ دبائی۔۔۔ اچانک دونوں نے اپنے ناک پر ہاتھ رکھ لیا کسی چیز کے جلنے کی سمیل آنے لگی سونیا جھٹکے سے مڑی اس کی فرائیز بالکل سیاہ ہو چکی تھی دھواں پورے کچن میں پھیل گیا۔۔۔

دفع ہو جاؤ تم یہاں سے جب بھی تم میرے پاس آتے ہو کوئی نہ کوئی کام خراب ہو جاتا ہے خبردار اگر آج کے بعد تو میرے پاس آئے سونیا

نے اسے دھکے دیتے کچن سے باہر نکالا۔۔۔ رونے والا منہ بنا کر جلی ہوئی فرائیز نکال کر پلیٹ میں رکھی اور دوبارہ سے آلو کاٹنے لگی۔۔

الو کاٹ کر اس میں مصالحہ مکس کر رہی تھی۔ جب وریام دوبارہ کچن میں داخل ہوا دبے پاؤں سے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے شانوں سے سختی سے پکڑ کر دونوں رخسار پر بوسہ دیتے تقریباً کچن سے بھاگا تھا اسے قبل مڑ کر بیسن سے بھرے ہاتھوں سے اس کے منہ پر تھپڑ مارتی وہ غائب ہو چکا تھا۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے اس انسان کو برداشت کرنے کے لیے ابھی رخصتی نہیں ہوئی اس کا یہ حال ہے رخصتی کے بہت نا جانے یہ کیا کرے گا غصے سے اس نے اپنے دونوں ہاتھ رخسار پر ہاتھ رکھ لیے تھے جن پر بیسن لگا ہوا تھا ایک مرتبہ پھر اس کا شوہر اس کا نقصان کروا گیا اس کا دل کیا

ہے کہ وہ اس کے سامنے ہو اور بیسن سے بھرے ہاتھ سے اس کے منہ پر لگائے جب تک اس کا چہرہ مکمل بھر نہ جائے بیسن سے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب سردار اپنے کمرے کے دروازے کے پاس گیا جب اسے کال آئی تھی کوئی مسئلہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا ڈیرے پر جانا ضروری تھا وہ وہاں پر چلا گیا اور سحر کے وقت بھی گھر نہ آیا تھا۔۔ طرسم کا موڈ سحری کے وقت بے انتہا خراب تھا۔۔

راعنین سے سب کے اچھی خاصی بن گئی تھی۔ سحری کر کے نماز پڑھ کر سب اپنے اپنے کمروں میں جاتے سو گئے۔۔

شہریار اپنے نئے گھر میں گیا جو حویلی کے سامنے ہی تھا جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا الطاف خان اور فاریہ خانم غصے سے اسے دیکھنے لگے

وہ تین ہفتوں بعد کر آیا تھا جو کچھ حبا کے ساتھ ہوا تھا انہیں اس سب کا علم نہیں تھا۔۔

فرصت مل گئی ماں باپ کو اپنا چہرہ دکھانے کی۔۔ داخل ہوتے ہی طنز کے تیر برسائے گئے۔ یک طرفہ مسکرا کر صوفے پر بیٹھ گیا الطاف خان مسکرا بھی نہ سکے جب شہریار ہفتوں اپنا چہرہ نہیں دکھاتا تھا اور جب وہ اسے ڈانٹتے تھے تو وہ آگے سے ہنس دیتا تھا اور کھلکھلا کر ہنستا تھا۔۔

آج وہ لبوں پر یک طرفہ کھوکھلی مسکراہٹ سجا کر سکون سے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔ وہ ان دونوں کے درمیان میں تھا۔۔

مورے! میں نے نکاح کر لیا ہے اور کئی ماہ گزر گئے ہیں۔۔ میں رخصتی چاہتا ہوں۔ شہریار کی جانب وہ بے شکنی سے دیکھنے لگی۔۔

نکاح؟۔۔

جی حالات کچھ اس طرح کے بن گئے تھے کہ مجھے نکاح کرنا پڑا، میں مزید نامحرم بن کر اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تھا اور۔۔۔۔۔ شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ اپنی ماں کو بتا دیا۔۔ فاریہ خانم کو جو غصہ تھا اپنے بیٹے پر وہ قدرے کم ہوا تھا۔ حبا کے ساتھ ہوئے حادثے کے بارے میں سن کر۔ جہاں غصہ کم ہوا تھا وہاں ناراضگی بڑھی تھی کہ ان کے بیٹے نے اتنا بڑا دکھ اپنے سینے میں دبائے رکھا اپنے ماں باپ کو اگاہ نہ دیا۔۔۔

جہاں سے آئے ہو نا وہیں واپس چلے جاؤ اپنے ماں باپ کو مکمل طور پر تم نظر انداز کر چکے ہو اپنے ہر راز تم نے ہم سے پوشیدہ رکھے ہیں تو پھر ہمیں اپنا چہرہ بھی مت دکھایا کرو۔۔ فاریہ خانم کی جگہ الطاف خان بولے تھے۔ فاریہ خانم تو رونے میں مصروف تھی۔۔

آدھا ختم ہوچکا ہوں مکمل طور پر اپنے بیٹے کو ختم مت کریں یہ نہ ہو کہ جیسے بڑے بیٹے کا مردہ وجود ملا تھا چھوٹے کا بھی مل جائے۔۔ فاریہ خانم کا ہاتھ اٹھا تھا جو شہریار کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا وہ سر جھکائے بیٹھا رہا لبوں سے اف تک نہ کہا۔۔

یہ کہہ کر تم نے اپنے ماں باپ کو مار دیا ہے ایک بیٹے کی موت کو ابھی تک ہم بھلا نہیں پائے اور تم ایسی باتیں کرنے لگ گئے ہو۔ فاریہ خانم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔

اپ میری کیفیت کو نہیں سمجھ سکتی مورے اپنے شوہر سے پوچھے اللہ نہ کرے اگر کبھی آپ کے شوہر ایسے حالات آئے۔ لیکن کیا وہ سب سہنے کے بعد خود کو زندہ تصور کریں گے؟ فاریہ خانم لاجواب ہو گئی۔ الطاف خان نے گہرا سانس بھرا گردن موڑ کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو پسینے سے شرابور وجود لیے بیٹھا تھا۔۔

کب کرنی ہے رخصتی ؟

عید کے بعد میں اب اسے سنبھالنا چاہتا ہوں مزید دور رکھ کر اس کی زندگی میں خسارے پیدا نہیں کرنا چاہتا۔۔ شہریار نے اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھا ناراضگی کے باوجود بھی فاریہ خانم ایک ہاتھ اس کے رخسار پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے اس کے بال سہلانے لگی۔۔۔

مجھے غصہ ہے تم پر کہ تم نے نکاح کا مجھ سے چھپایا جبکہ زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ تم نے اس حادثے کے بارے میں چھپایا۔۔ فاریہ کے آنسو شہریار کے بالوں میں گر رہے تھے اور اس کے آنسو اپنی ماں کے ہاتھ کو بھگو رہے تھے۔۔۔۔

مورے آپ وعدہ کریں جب میری بیوی رخصت ہو کر آئے گی آپ اسے مکمل طور پر ماں کا پیار دیں گی ایک لمحہ اسے تنہا نہیں چھوڑے گی۔۔

بیٹا جی پیار تو میں اسے تب دوں گی جب وہ یہاں آئے گی تم رہتے ہی
بڑی حویلی ہو تو بیوی بھی تو وہیں رہتی ہے جہاں اس کا شوہر رہتا ہے
ہمیں کس چیز کا سکھ ملنا ہے۔۔ شہریار جس نے آنسو صاف کرتے ہوئے
اپنی ماں سے کہا تھا بدلے میں جواب سن کر کھل کر مسکرایا تھا۔۔
اب کیا کروں مورے وہ دوست نہیں چھوڑا جاتا۔۔
شہریار اپنے دوست کے بارے میں سوچ کر مسکرانے لگا اس کے بغیر
تو ایک پل بھی اس کا گزارا نہیں تھا۔۔۔

راعنین سوچنے لگ گئی کہ اس کا شوہر اسے کب لینے آئے گا پھر یہ بھی
خیال ذہن میں آجاتا کہ وہ اپنی بہن کو چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔۔

آپی کیا سوچ رہی ہیں؟ حبا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی گود سے سر رکھ کر آنکھیں موند گئی سر پر دوپٹہ لیے خود کو اچھی طرح چھپائے اس کے گود میں لیٹی تھی دو ہفتوں سے اس کا یہی حلیہ تھا۔۔۔

کچھ نہیں، بس سوچ رہی ہوں کہ میرا شوہر مجھے کب لینے آئے گا۔۔

مجھ سے جان چھڑوانی ہے نا اس لیے جانے کی جلدی ہے۔ حبا نے خفگی کا اظہار کرتے آنکھیں کھولی۔ انگلی سے اپنے ابرو سہلائے۔۔

بالکل نہیں اتنی پیاری بہن سے جان کون چھڑواتا ہے۔۔ راعنین نے اس کی خفگی دور کرنے کے لیے اس کی ناک کھینچ کر پیشانی پر پیار کیا۔۔

تمہیں علم ہے حبا کہ تم کتنی خوش قسمت ہو؟ تمہیں بے انتہا پیار کرنے والا شوہر ملا ہے جو تمہاری ہر بات سمجھتا ہے ہر احساس کو محسوس کرتا ہے۔ راعنین کے الفاظ سن کر حبا کہ لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی۔۔۔

میں اب اس کے قابل نہیں رہی۔ ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیلنے لگی۔۔

ایسا مت بولو حبا شہریار تم سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔

اس کی محبت کے برہنہ وجود کو دو مرتبہ کئی غیر مردوں نے دیکھا ہے۔۔

حبا نے چہرہ ہاتھوں میں چھپایا آنسو اس کی بہن کی گود میں گر رہے تھے

پہلی مرتبہ اس کے ساتھ یہ حادثہ یتیم خانے پیش آیا تھا اور اب دو ہفتے

پہلے پھر وہی سے حادثہ دہرایا گیا تھا اس کی زندگی میں۔ پہلا حادثہ بھولنے

میں اسے چھ سال لگے تھے اور یہ تو تا عمر اسے نہیں بھولنے والا تھا کیونکہ

اس حادثے کے پیچھے اس کا بھائی تھا۔۔۔

گھن آتی ہیں مجھے خود سے کہ میرے بھائی نے ہی میری عزت خراب

کرنے کی کوشش کی۔۔ اٹھ کر بیٹھتے چہرا ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگی۔۔ راعنین نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اپنی بہن کا سر

اپنے کندھے پر رکھ کر اسے پر سکون کرنا چاہا اس نے رو رو کر اپنی طبیعت

پھر سے خراب کر لینی تھی۔۔۔

آج کے بعد اسے بھائی مت کہنا اس جیسا بھائی ہونے سے اچھا ہے کسی بہن کے پاس بھائی ہو ہی نا اور خبر دار آئندہ تم نے ایسی کوئی بات کی تم اپنے آپ کو تکلیف دینے کے ساتھ اپنے سے جڑے افراد کو بھی تکلیف دے رہی ہو۔۔ راعنین کا بری طرح لرزا تھا۔۔

اچھا مجھے بتاؤ تمہاری شادی کو کتنی دیر ہو گئی ہے۔ راعنین اس کا دھیان دوسری باتوں میں لگانے تاکہ وہ دوبارہ اس ہادثے کے بارے میں بات نہ کرے۔۔

کافی ماہ ہو گئے ہیں۔۔

یہ تمہارا سسرال ہے؟ راعنین نے ایک اور سوال کیا اس سوال پر حبا کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

یہ میرا پہلا سسرال ہے اور جو میرے شوہر کے سگے ماں باپ کا گھر ہے وہ میرا دوسرا سسرال ہے اور خیر سے ابھی تک میری جو صحیح والی ساس

ہے انہیں پتہ ہی نہیں کہ میں اس ان بہو ہو۔ حبا اداس ہوئی تھی اسے دو ہفتوں سے یہ چیز تکلیف دے رہی تھی کہ اس کے شوہر نے اپنی ماں کو بتایا نہیں۔۔

کیا مطلب تمہاری ساس کو نہیں پتہ۔۔ حبا نے اپنی بہن کو شروع سے لے کر آخر تک ہر چیز بتا دی۔۔

تو پھر اپنے اس شوہر کو کہو چپ کر کے مورے کو بتائے۔۔

مجھے اس بارے میں ان سے بات نہیں کرنی اس قابل نہیں رہی۔۔۔ حبا پھر سے وہی باتیں کرنے لگی۔ آنکھوں میں خالی پن سما گیا تھا۔۔۔

حبا تم ان کیوں باتوں کو لے کر بیٹھ گئی ہو اگر کوئی محبت کرتا ہے تو دل سے کرتا ہے وجود سے نہیں کرتا۔۔ اور مجھے شہریار کی آنکھوں میں تمہارے لیے جسمانی محبت ان دو ہفتوں میں کبھی نظر نہیں آئی اگر اس کی آنکھوں میں کچھ نظر آیا تو محض ایک تکلیف محبت جنو نیت تھی تمہارے

لیے۔۔ راعنین اسے سمجھانے لگی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا وہ چاہتی تھی اس کے جانے سے پہلے اس کی بہن اس حادثے سے باہر نکل آئے۔۔۔۔۔ دروازے پر دستک ہوئی حبا نے دوپٹہ درست کر کے سر پر لیا ساتھ ہی راعنین نے بھی اپنا دوپٹہ درست کیا۔۔

آجائے راعنین نے زرہ اونچی آواز میں کہا تو شہریار کمرے میں داخل ہوا۔۔ حبا آنکھیں پر پلکوں کی بھاری جھالر گرا گئی۔۔۔

ہاں جی! حبا کی جگہ راعنین کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بولی تھی۔۔ ابرو اچکائی ہوئی تھی۔ شہریار کو اس انداز لڑاکو عورتوں والا لگا۔۔

میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔۔ حق سے کہا گیا۔۔

وہ بیوی جس کا آپ کی ماں کو پتا ہی نہیں ہے۔ راعنین نے اس مرتبہ غصیلی نگاہ سے نوازا تھا۔۔

بے فکر ہو جائے ابھی اپنی مورے سے ہی بات کر کے آرہا ہو جلد آپ کی بہن کو اپنے سنگ لے جاؤ اپنی ملکہ بنا کر اپنے دل کا تاج اس کے سر پر پہنا کر وہ چاہے تو اسے ہاتھوں میں کچلے یا پاؤں میں روند دے۔۔ حبا اسے دو ہفتے سے بہت کم دیکھ رہی تھی الفاظ ایسے تھے کہ بے ساختہ اسے نظریں اس پر مرکوز کرنی پڑی۔۔ شہریار اس کی آنکھوں سے تکلیف چُرا کے اسے پر سکون کرنا چاہتا تھا۔ حبا اس کے دکھ میں خود کو ڈوبتے محسوس کر رہی تھی۔۔

راعنین نے جب ان دونوں کی نظروں کا تسام دیکھا تو وہاں نکل جانا ہے بہتر سمجھا۔ دبے پاؤں وہ وہاں سے چلی گئی۔۔ شہریار اور حبا کو اندازہ ہی نہ ہوا راعنین باہر جا چکی ہے۔۔ وہ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا آنکھیں دونوں کی ایک دوسرے پر ٹکی ہوئی تھی۔ وہ تسام جان لیوا سحر میں جکڑ گیا۔۔

حبا! پکارے جانے والا لہجہ اس قدر میٹھا تھا کہ اس کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔

حبا! پہلے سے بھی زیادہ محبت پاش آواز، جو دل کو سکون تو دے گئی لیکن اسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب کرنے لگی۔۔

مجھ سے نظریں کیوں چُراتی ہو۔ خود کو ایسے کیوں چھپاتی ہوں جیسے میں غیر ہوں۔ حبا نے اب اپنی آنکھیں بند کی تھی۔ زار و قطار آنسو بہنے لگے۔۔

اپنے محرم کے قابل نہیں رہی۔۔

میری بات کر رہی ہو۔ شہریار بولتا ہوا اس کے قریب کھڑا ہوا۔۔

آپ جیسا ہمسفر جس انسان کی زندگی میں ہو وہ خود پر رشک کرے گا ہر لمحہ خدا کا شکر کرے گا۔۔۔ حبا کی آنکھیں ہنوز نم تھی آواز بھاری ہوئی۔۔

بلکل میں ہر لمحہ اپنے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے تم جیسی ہمسفر عطا کی۔ حبا نے لمبی ہچکی لی۔ انتی چاہت کے قابل نہیں رہی تھی پھر کیوں وہ اس قدر جنونی بن رہا تھا۔۔

مت کریں شہریار حبا دوسری طرف رخ کرنے لگی شہریار نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ لگی۔۔

ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں بیوی اور تم مجھ پر جھوٹے الزام لگا رہی ہو۔ میں تو معصوم ہوں شہریار نے معصومانہ چہرا بنا کر اس کا چہرا ٹھوڑی سے تھام کر اوپر کیا۔ حبا کی آنکھیں آنسو سے بھری ہوئی تھی۔۔ اس معصومانہ انداز اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

بیوی اپنے اس شوہر پر تھوڑا رحم کر لو۔ حبا نے جیسے ہی اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہ اس کے سینے میں چہرا چھپاتے سسکنے لگی۔۔۔۔

کیوں کرتے ہیں مجھ سے اس قدر پیار کیوں ؟ بچوں کی طرح روتے اس کے سینے پر ساتھ ساتھ تھپڑ مار رہی تھی۔۔

محبت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی شہریار نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے۔ وہ ساکت ہوئی، جلتے انگاروں پر محرم کے لمس نے جیسے برفیلے علاقے کا سرد پانی نچھاور کیا تھا۔۔

کیا حلیہ بنایا ہے تم نے اپنا، چلو شاباش جلدی سے تیار ہو جاؤ میرے لیے۔۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی اس کا دل نہیں تھا تیار ہونے کا۔۔

کیسی بیوی ہو تم اپنے شوہر کے حکم پر عمل نہیں کر رہی میں ناراض ہوں تم سے۔ منہ بسور کر کھڑا ہو گیا جبا کی آنکھیں مسکرائی تھی وہ سنجیدہ شخصیت کا ملک اسے خوش کرنے کے لیے بچکانہ حرکتیں کر رہا تھا۔۔۔

چلو جلدی سے یہ پہن لو۔ الماری سے سوٹ نکال کر اسے پکڑا دیا اپنے من پسند مرد کی خوشی کے لیے وہ سوٹ تھام لیا جو لانگ قمیض اور ساتھ

کھلا ٹروزر تھا۔۔ واش میں گئی تبدیل کر کے باہر آئی۔۔ شہریار نے اسے شانوں سے تھام کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا۔۔ ریڈ کلر کی لپسٹک پکڑی حبا نے اداس اور التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

یار مجھے پسند ہے تم میرے لیے یہ لپسٹک نہیں لگا سکتی۔ حبا سکتے میں چلی گئی کیا اس کی محبت اتنی پختہ تھی کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اس کی بیوی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔

تم لگا رہی ہو یا نہیں شہریار نے اداس ہوتے کہا تھا۔۔ حبا نے شہادت کی انگلی لبوں پر رکھی۔ شہریار نے اس کے ہونٹوں کو سرخ رنگ میں رنگ دیا۔۔۔۔ خود کے عکس کو آئینے میں غور سے دیکھتے شہریار کے عکس کو دیکھا اور پھر کھڑی ہوتی مڑ کر اس کے سینے سے لگی دوپٹہ جو اپنے گرد لپٹا ہوا تھا وہ زمین پر گر گیا۔۔

آپ کی محبت کو آپ سے بے انتہا، بے تحاشہ، بے پناہ محبت ہے۔
جبانے ایڑھیاں اوپر کر کے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ
دینا چاہا لیکن وہ اس سے قد میں لمبا تھا اس کے لب محض شہریار کے ناک
تک پہنچے تھے۔۔ اس کی حرکت کو دیکھ آنکھوں سے مسکراتے جھکا تھا
وہ اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دے گئی۔۔۔۔
ہائے میں مرجاواں تیرے تے۔ شہریار نے اس کی گردن میں بازو حائل
کیے۔۔
اور آپ کی بیوی اپنی جان وار دے آپ پر جبانے اس کے سینے پر سر
رکھا۔ وہ اس کے باپ کے بعد دوسرا مرد تھا جس کو اس کا رونا برداشت
نہیں ہوتا تھا جو ہر حال میں اس کے ساتھ کھڑا رہتا تھا۔۔۔
میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، تمہارا سہارا، تمہاری ڈھال بن کر،
تمہارے دھڑکتے دل کی صورت میں۔ یہ الفاظ اگر ایک مرد اپنی عورت

سے کہہ دے تو اسے کسی کے حوصلے کی ضرورت نہیں وہ اپنی پوری زندگی ان لفظوں کے ساتھ گزار سکتی ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور ہاتھ میں بیگ پکڑے دو ہفتے بعد گھر آیا تھا۔ اپنے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ہاتھ میں پکڑے کئی بیگ رکھ کر لاک لگا دیا۔ اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔۔

کھانا کھایا اور میڈیسن۔۔۔۔۔ ہر طرف سکوت محسوس کر کے وہ خاموش ہو گیا آج تو اسے وہ آواز ہی نہیں آئی تھی۔۔ "یاور آپ آ گئے

"

غصے سے چہرا سرخ ہو گیا غصے کا بھرا بیڈ پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتار کر سائیڈ پر رکھے، کوٹ اتار کر صوفے پر اچھال دیا۔۔

کھانا کھا لیں۔۔

مجھے کھانا نہیں کھانا جاؤ یہاں سے میرا دماغ کھانے آگئی ہو یاور نے آنکھوں میں غصہ سمائے جیسے ہی اوپر دیکھا وہ کہی پر بھی نہیں تھی۔۔ اپنی پیشانی مسلنے لگا۔ وہ اسے اپنا عادی بنانے کی جگہ شاید خود اس کا عادی بن چکا تھا۔۔۔

بھاڑ میں جائے۔ یاور کا دماغ خراب ہونے لگا۔۔

بہن کے پاس جا کر وہی مستقل گھر بنا لیا اپنا اس نے۔۔۔ یاور نے اپنی شرٹ اتار کے بیڈ پر پھینکی۔۔

شوہر کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ ایک دن کال کر کے احسان کر دیا تھا۔ یاور نے پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکال غصیلی نظروں سے دیکھا جیسے وہ راعنین ہو۔۔۔ خود تو اس نے ایک مرتبہ بھی اسے کال نہیں کی تھی اور خود اس کے دوبارہ کال نہ کرنے پر غصہ کر رہا تھا۔۔

کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گئے ہیں دو منٹ نہیں نکال سکے میرے لیے۔
مجھے کہہ رہی تھی اور اب خود ہی کال نہیں کی۔ یاور جل بھن کر سوا ہونے
والا تھا۔۔

بہت دن رہ لیا اپنی بہن کے پاس اب آجائے مسز یاور مرزا اپنے یاور
کے پاس۔ اچانک بیڈ سے اٹھتے بولا تھا اپنی شرٹ پکڑ کر پہن کر موبائل
پاکٹ میں ڈالا اور سائڈ ٹیبل سے کیز اٹھائی۔ اس نے اپنے ادا کیے گئے
الفاظ پر غور نہیں کیا تھا۔۔

ریش ڈرائیونگ کرتے کچھ دیر میں ہی بڑی حویلی کے باہر کار کھڑی کی،
زور زور سے ہرن دینے لگا۔ گھر میں اس وقت شہریار کے علاوہ کوئی مرد
موجود نہیں تھا۔ سب عورتیں گارڈن میں بیٹھی تھی۔ تیز ہارن کی آواز سن
را عنین کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔

گارڈ باہر گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ کو کس سے ملنا ہے۔۔

اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں گیٹ کھولو۔ گارڈ اندر گیا اور چھوٹے والا گیٹ بھی بند کر دیا اور سردار کو کال کی وہ دوبارہ کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔

تیسری بیل پر کال ریسیو ہوئی تھی۔۔

سردار کوئی آدمی آیا اور کہہ رہا ہے میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔

حویلی میں کوئی مرد موجود ہے۔ سردار کو علم ہو گیا کہ یاور آیا تھا تو فوراً سوال کیا۔۔

جی شہریار صاحب حویلی میں موجود ہیں۔ سردار نے اسے کچھ جملے کہہ کر کال بند کر دی۔ گارڈ نے شہریار کو کال کی اور سردار کا پیغام دیا۔۔ حبا اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔ اُس حالت میں کھڑے اسے تقریباً دو گھنٹے ہوئے کو تھے۔۔

مسز شہریار نیچے چلے آپ کی بہن کو رخصت کرنے۔ ان کے زہریلے کمینے میاں جی انہیں لینے آ گئے ہیں۔ حبا اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی وہ اس کی بہن کے شوہر سے اتنا چڑ کیوں رہا تھا۔۔۔

شہریار نے زمین پر گرا اس کا دوپٹہ اٹھا کر اس کے گرد پھیلا کر سر پر دیا۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے لے کر گیا۔۔

مس راعنین۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کے کمینے بے غیرت شوہر صاحب آئے ہیں آپ کو لینے۔ راعنین کو غصہ آیا تھا اپنے شوہر کے بارے میں ایسے الفاظ سن کر۔ ساتھ ہی وہ یاور کا ذکر سنتے جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ چہرے پر خوشی دیکھنے کی قابل تھی۔۔۔۔

اتنی خوشی تو آپ کو میرے ملنے پر بھی نہیں ہوئی ہوگی جتنی اپنے شوہر کے آنے پر ہو رہی ہے۔ حبا شکوہ کر گئی۔ راعنین نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔ یاور غصے سے ہارن پر ہارن دے رہا تھا۔۔

جاؤ نہیں تو اس کمینے نے ہمیں بہرا کر دینا ہے۔۔۔

آرام سے سمجھے میرے شوہر ہیں راعنین سخت لہجے میں بولی سب عورتیں مسکرائی۔ کسی بھی عورت کو برا دشت نہیں ہوتا کہ کوئی اس کے شوہر کے بارے میں بولے۔۔ گھر کے بڑے جانتے تھے وہ یاور کی بیوی ہے لڑکیوں کو نہیں پتا تھا اور نہ ہی طرسم کو۔۔

میری چادر راعنین تیزی سے کمرے کی جانب گئی بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔۔

شہریار یک طرفہ مسکرایا وہ اندھا پیار کرتی تھی اپنے شوہر سے۔۔

چادر اپنے گرد لپیٹ کر بھاگتے ہوئے گارڈن میں آئی۔۔

آپی کیا ہو گیا آپ کو؟ اسے گہرے سانس لیتے دیکھ حبا نے اس شانوں سے تھاما۔۔ ریحانہ خانم نے اپنی آنکھیں کی نمی کو چھپانے کے لئے دوسری جانب رخ کر لیا۔ کبھی وہ بھی اپنے شوہر کا ایسے ہی انتظار کرتی

تھی اور جب وہ انہیں مائیکے سے لینے آتے تو پاگل سی ہو جاتی تھی خوشی سے۔۔۔۔

آپ خیر سے میری بہن کا خیال رکھنا ہے اور جبا تمہارے موبائل پر یاور کا نمبر ہے جب تمہاری رخصتی کی ڈیٹ فکس ہو گی تو مجھے اس نمبر پر کال کر کے بتانا میں اسی پل آجاؤ گی۔ اور پھر خوب ہلا گلا کرے گے۔ اپنا دھیان رکھنا۔ کھڑوس شوہر مان گئے تو واپس آؤ گی تم سے ملنے جلد ہی۔

شہریار سے کہہ کر وہ اپنی بہن کی طرف متوجہ ہوئی اسے گلے لگا کر اس کی دونوں رخسار کو کھینچ کر جلد بازی میں چٹا چٹ چوما۔۔۔ وہ مُڑنے لگی تھی جب جبا اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔۔ کسی نے راعنین کی بات پر ٹھیک سے غور نہ کیا جب اسے نے ڈیٹ فکس کا کہا تھا۔۔

روتے نہیں میرا پیارا بچہ راعنین نے اس کے گرد مضبوط حصار بنایا۔ وہ اس سے محض ایک سال بڑی تھی لیکن سنبھالا اسے پہلے دن سے ہی ماں

کی طرح تھا۔۔یاور نے زور سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا راعنین حبا سے دور ہوئی۔۔

حویلی کی بڑی خواتین کے پاس گئی تو انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے رکھا۔ ریحانہ خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ساتھ لگایا۔۔۔ سب لڑکیوں سے مل رہی تھی جب یاور نے کار دروازے کے ساتھ ہٹ کی تھی۔۔

بہت ہی کوئی بے صبرے شوہر ہیں آپ کے نمیرہ نے مین گیٹ کی جانب دیکھا۔۔۔باقی سب نوجوان لڑکیوں نے بھی ہامی میں سر ہلایا۔۔ ارے وہ میرے دیو کی طرح ہے۔۔راعنین کھل کر مسکرائی تھی اس کے دیو میں اور یاور میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ سردار تو اپنی بیوی کے ہر ناز نخرے اٹھاتا اور یاور اپنے اٹھواتا تھا۔۔۔۔

راعنین باہر کی جانب تقریباً بھاگی تھی اس سے قبل اس کا بے صبرا شوہر گیٹ توڑتا۔۔

جیسے ہی کار میں بیٹھی یاور نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جو گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ انتہائی برے طریقے سے غصے میں کار چلا کر گھر پہنچا۔ جھٹکے سے پورچ میں کار روک کر باہر نکلا دوسری سائیڈ سے دروازہ کھول کر بازو سے دبوچتے اسے باہر نکالا وہ تو بس اس کا انداز دیکھتی رہ پورے راستے وہ اس کی خونخوار نظروں سے ڈرتی آئی تھی۔۔ اسے کھینچتے ہوئے کمرے میں لے جاتے دروازہ لاک کرتے اسے اپنے مقابل کیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کہاں تھی کیوں اتنی دیر کی تم نے یاور نے اسے گھورا۔۔ راعنین نے منہ بسورا وہ عجیب شوہر تھا بیوی کو گلے لگانے کی بجائے ڈانٹ رہا تھا۔۔۔۔

ہائے یاور جی! میں چادر لینے گئی تھی اور اپنی بہن سے مل رہی تھی اس لیے دیر ہو گئی۔ راعنین نے مسکراتے پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

بہن سے ملنے میں دو منٹ، چادر لانے میں دو منٹ تم پورے 12 منٹ تیس سیکنڈ بعد آئی تھی۔۔ یعنی کہ آٹھ منٹ تیس سیکنڈ تم نے مجھے ایکسٹرا انتظار کروایا۔۔ یاور نے اسے ایک ایک منٹ اور سیکنڈ کا حساب گنوایا۔۔۔ راعنین کو تعجب ہوا اس کے لیے ایک ایک منٹ اور سیکنڈ گن رہا تھا۔۔

سوری آج کے بعد ایسا نہیں ہوگا۔ آنکھوں میں جذباتِ محبت سمائے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

آج کے بعد تمہیں کہیں بھیجو گا تو ہو گا نہ اور اب مجھے یہ سننے کو نہ ملے کہ وہ میری بہن ہے میں اس سے ملنے جاؤں گی۔ بے شک ملنے جاؤ لیکن محض ایک یا دو گھنٹے کے لیے۔ اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کیا

چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے۔ اس کے حکم پر وہ آنکھیں پٹپٹانے لگی۔۔

حکم دے دیا ہو تو بیوی کو حصار میں بھی لے لیں یاور جی! اس کا یاور جی کانوں میں شہد گھولنے کی مترادف تھا۔۔ یاور نے اس کے شانوں سے بھی ہاتھ ہٹا دیے۔۔ اس ڈھیٹ ہڈی اور ڈھیٹ دماغ کو دیکھ کر خود ہی اس کے سینے پر سر رکھا۔۔ یاور نے اسے خود سے دور نہیں کیا تھا جبکہ پشت پر ہاتھ بھی نہیں رکھے تھے۔۔

بہت ظالم شوہر ہو آپ۔ اس کے سینے پر ٹھوڑی رکھی۔ دل میں ڈھیروں تکلیف سمائی اگر اسے گلے لگانے میں پہل نہیں کی تھی تو کم از کم پشت پر ہاتھ تو رکھ دیتا۔ ایک حوصلہ ہوتا کہ شوہر کو اچھا لگا ہے اپنی بیوی کا لمس۔ لیکن شاید اسے پسند نہیں تھا راعنین کا قریب آنا۔۔

ڈرامے ہو گئے ہو تو پیچھے ہو جاؤ۔ راعنین نے دو قدم پیچھے کو لیے۔۔

ڈرامے نہیں ہے احساسات ہیں جنہیں آپ چاہ کر بھی محسوس نہیں کر رہے اور مجھے ہمیشہ کی طرح دو پل کی خوشی دے کر بے پناہ دکھ دے رہے ہیں۔ آنکھیں نم ہو گئیں۔ آنکھیں چاروں طرف گھمانے لگی تاکہ آنکھوں کی نمی چھپ جائے۔۔

زیادہ منہ نہ بناؤ چپ کر کے افطاری کی تیاری کرو اور ساتھ میں چائے بھی بنانی ہے۔ بیڈ پر پھیل کر اوندھے منہ لیٹ گیا اس کا بے حد دل چاہ رہا تھا اس کے ہاتھ کی چائے پینے کا۔۔

ابھی افطاری میں بہت ٹائم ہے اور مجھے نیند آ رہی ہے راعنین نے اپنے آنسو صاف کیے اور دوسری جانب جا کر بیڈ پر لیٹ گئی وہ تھک گئی تھی اور اوپر سے بھوک بھی لگی تھی۔۔

یاور سیدھا ہو کر لیٹا۔ اسے بازو سے دبوچتے اپنی طرف کھینچا۔ اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اس کے بغیر اسے نیند نہیں آنی تھی دو ہفتے سے وہ ٹھیک سے سویا نہیں تھا۔۔

میرا چائنہ کا شوہر کبھی بھی خراب ہو جاتا ہے اور کبھی صحیح سے چلنے لگ جاتا ہے اس نے دل میں سوچا۔۔ آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر آنسو بہنے لگے کہ کاش اس کا رویہ یہی رہے۔ راعنین کی نظریں یاور کے ہاتھ پر تھی جو اس کی کمر پر سختی سے رکھے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا اپنے کمرے میں سکون سے سوئی ہوئی تھی۔ ہادی نے آج نماز مسجد کی بجائے گھر میں پڑھنی تھی اور اب وہ راہا کے کمرے میں بیڈ کے پاس جائے نماز بچھائے نماز پڑھ رہا تھا۔۔۔

وہ سکون سے سوئی ہوئی تھی۔۔ جب ہادی نے سلام پھیری نظر اس کے وجود پر تھی اس کے آستین کہنیوں سے اوپر ہو گئے تھے وہاں سیگرٹ کے جلے ہوئے نشان دیکھ کر اس نے ہاتھ کی مٹھی بنائی دوسرے ہاتھ سے تسبیح کر رہا تھا۔ یکدم آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا۔۔۔ اس نے کروٹ لی تو گردن پر نشان تھے۔ ذہن میں اس کا سنجیدہ چہرہ گھومنے لگا۔ ابھی اس کی تسبیح پوری ہوئی تھی جب وہ سجدے میں جاتے یکدم بلک بلک کر رونے لگا تھا۔۔

یا اللہ یہ آزمائش بہت بڑی ہے اسے اس تکلیف میں دیکھ کر میرا دل درد سے پھٹتا ہے برداشت نہیں ہو رہا۔ بچوں کی طرح روتے ہوئے وہ اپنے خدا سے کہنے لگا اس میں جیسے ہمت ختم ہو رہی تھی اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر۔ وہ نہ جانے اس قید میں کتنے سال اسی طرح بلکتی رہی تھی تڑپتی

رہی تھی یہ سوچ ہی اس کے جسم سے روح نکال لیتی تھی اسے پل پل مارتی تھی۔۔۔

کیوں اللہ کیوں آپ نے اتنی بڑی آزمائش میں مجھے ڈال دیا۔۔کیوں؟

اس مرتبہ اس کے رونے میں اضافہ ہوا تھا آواز قدر بلند ہوئی۔۔راہا کسی کے رونے کی آواز سن کر ہلکا سا کسمسائی، آنکھیں مسلتے اٹھ کر بیٹھی نظر بیڈ کے پاس جائے نماز پر سجدے میں گئے ہادی پر گئی جو بری طرح کانپتے ہوئے رو رہا تھا۔۔

راہا نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ لیا اس نے کبھی اسے اس طرح روتے نہیں دیکھا تھا۔۔

میری۔۔۔۔۔

محبت۔۔۔۔۔جس۔۔۔۔۔تکلیف۔۔۔سے۔۔۔گزری۔۔۔۔ہے

۔۔

رویا مت کرو۔۔ہادی نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔

کچھ دیر ہے اس کے بعد پھر ہماری رخصتی۔۔راہا نے گہرا سانس بھرا وہ ابھی رخصتی کے لیے تیار نہیں تھی لیکن منع نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

بس خاموشی سے اس کے کندھے سے سر ہٹا کر گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔۔

ہادی نے اس کے بال سہلائے، بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔اور پتہ ہی نہ چلا کہ کب دونوں کی آنکھ لگ گئی۔۔۔

طرسم بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی نہ وہ سحری کے وقت حویلی میں تھا نہ افطاری پر اور اب پھر سحری کا وقت تھا اور اس کا دیو حویلی میں واپس نہیں آیا تھا پوری رات وہ سو نہیں سکی تھی اس کی غیر موجودگی میں۔
آنکھیں نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے سرخ تھی۔۔۔۔
طرسم بیٹا کھانا کھا لو علینا کمرے میں آئی وہ غصے کی بھری بیٹھی ہوئی تھی۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے بے رخی سے کہتے ہیں لیٹ کر دوسری جانب کروٹ لے لی۔۔ علینا جانتی تھی وہ کس بات پر غصہ ہے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے اپنی ماں کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔
سحری کیے بغیر تو روزہ ہوتا نہیں ہے۔۔ اپنی ماں کی بات سن کر وہ اٹھ کر بیٹھی سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا وہاں کھلی ہوئی چاکلیٹ پڑی ہوئی تھی جس میں تین پیس پڑے تھے وہ تینوں پیس پکڑ کے اس نے منہ میں ڈال دیے

اورشہادت کی انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کیا کہ میں نے کھا لیا ہے۔
دوبارہ سے وہ لیٹ گئی۔۔۔
طرسم دو پیس چاکلیٹ کے کھا کر پورا دن کیسے گزارا کروگی۔۔
مجھے بھوک نہیں ہے مورے۔ طرسم نے اپنے چہرے پر بھی کمبل لے لیا۔۔
بیٹا اس حالت میں اتنا بھوکا رہنا ٹھیک نہیں ہے افطاری پر بھی تم نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ طرسم خاموشی سے اٹھ کر بیٹھی گہرا سانس بھرتے واش روم میں چلی گئی اندر جاتے ہی لبوں پر سختی سے ہاتھ جما کر وہ رونے لگی تھی۔۔
ویسے بہت کہتے میرا تمہارے بغیر ایک پل بھی گزارا نہیں ہے اور اب 34 گھنٹے ہو گئے ہیں حویلی آنا تو دور، کال بھی نہیں کی۔ سختی سے اپنی آنسو صاف کر کے منہ دھو کر باہر آئی حجاب اور نقاب کرتے اپنی ماں

کے ساتھ نیچے گئی مشکل سے اس نے آدھی روٹی بھی نہیں کھائی تھی۔۔

سحری کرنے کے بعد وہ صرف دو گھنٹے سوئی تھی اور پھر آنکھ کھل گئی۔۔

میں کیوں جاگو میں نے سونا ہے دوبارہ سے آنکھیں موند گئی۔۔

قندیل اپنے کمرے سے باہر نکلی اس کے دماغ میں پھر خرافات آئی سردار کے کمرے میں جانے کی۔۔ جیسے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوئی طرسم کو سوئے دیکھ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی لیکن سردار کو کمرے میں موجود نہ دیکھ وہ اداس بھی ہوئی۔۔۔۔

سائیڈ پر پڑی سردار کی تصویر پکڑ کر اس کے اوپر ہاتھ پھیرنے لگی طرسم نے جب تھوڑی سی ہلچل محسوس کی ہلکی سی آنکھیں کھول کر سائیڈ پر دیکھا سامنے قندیل کے ہاتھ میں اپنے دیو کی تصویر دیکھ کر اس کے تن بدن میں

آگ لگ گئی جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے اس کے ہاتھ سے تصویر کھینچی تھی۔۔۔

تمیز نامی چیز نہیں ہے تم میں کسی کے کمرے میں یوں منہ اٹھا کر آ جاتے ہیں کیا؟۔ طرسم نے سردار کی تصویر کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

تم سے مطلب۔۔۔

قندیل چڑیل صاحبہ خاموشی سے یہاں سے دفع ہو جاؤ نہیں تو دھکے مار کر اپنے کمرے سے باہر نکالوں گی گٹ لاسٹ۔ طرسم تصویر سائیڈ پر رکھتے بیڈ سے اٹھی اور دروازے کی جانب اشارہ کیا وہ رف سے حلیے میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی قندیل کو اس سے نفرت تھی جبکہ اس کا خوبصورت روپ دیکھ کر وہ کچھ لمحے تو اسے کچھ کہہ ہی نہ سکی۔۔

بال کمر سے نیچے تک تھے کچھ آگے کی جانب پھیلے ہوئے آوارہ لیٹے چہرے پر لہرا رہی تھیں اور ساتھ اس کی نیلی خمار آلود، آنکھیں گلابی لب، واللہ کیا خوبصورتی تھی۔۔۔

تم دفع ہو رہی ہو یا پھر طرسم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا واس اٹھایا اسے بے حد غصہ تھا جو قندیل پر نکلنے والا تھا۔۔

تمہیں لگتا ہے تم مجھے مار سکتی ہو۔۔

طرسم نے قہقہہ لگایا اس سے قبل وہ مارتی ریحانہ خانم کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے ہاتھ سے واس پکڑ لیا۔۔

یہ کیا کر رہی ہو پری۔۔ قندیل نے معصومانہ چہرہ بنا لیا۔ ریحانہ خانم نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا تھا پہلی مرتبہ ان کا لہجہ بے انتہا سخت ہوا تھا۔۔

اس نے میرے دیو کی تصویر پکڑی۔۔ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی ریحانہ خانم کو سخت ہوتے دیکھ۔۔

تو تصویر پکڑنے پر یوں مارنے لگ جاتے ہیں اور کس طریقے سے تم بول رہی ہو" اس نے "پری وہ تم سے رشتے میں بڑی ہے۔۔۔ ریحانہ خانم نے اسے ڈانٹا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو مسل کر آنسوں کو آنکھوں میں شامل ہونے سے روکا وہ قندیل چڑیل کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

آپی دالہام نے اسے کچھ زیادہ ہی بگاڑ رکھا ہے یہ جب بھی مجھ سے بات کرتی ہے بدتمیزی کرتی ہے۔۔ قندیل موقع کا فائدہ اٹھانے لگی۔۔

تم جاؤ یہاں سے ریحانہ خانم طرسم کو مسلسل

اپنی آنکھیں مسلتے دیکھ سمجھ گئی تھی کہ وہ خود کو رونے سے روک رہی ہے وقفے وقفے سے وہ ہچکی بھی بھرتی، لب پھر پھرا رہے تھے قندیل پراسرار مسکراہٹ اس کی طرف اچھال کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔

پری اس طرح بیٹا بد تمیزی سے بات نہیں کرتے اور بد تمیزی کرنے کے ساتھ تم واس بھی اسے مارنے لگی تھی۔۔ ریحانہ خانم نے اسے بیڈ پر بٹھا کر ساتھ بیٹھتے بازو کے حسار میں لیتے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔

وہ میرے دیو کی طرف دیکھتی ہے۔۔۔

پری میرا پیارا سا بیٹا تم زیادہ سوچتی ہو، آپ اپنے دیو کے ساتھ کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتی اس لیے آپ کو لگتا ہے۔ اور قندیل نے تو پسند کی شادی کی ہے یعقوب کے ساتھ تو پھر تمہارے شوہر کی جانب

کیوں دیکھے گی۔ ریحانہ خانم کو اپنی بہن پر پختہ یقین تھا کہ وہ اس طرح کی حرکت نہیں کر سکتی۔۔

طرسم چپ کر گئی اسے اب سارا غصہ سردار پر آرہا تھا۔۔

ٹھیک ہے مورے میں آئندہ خیال رکھوں گی ایسی کوئی حرکت نہ کرو ریحانہ خانم کو برا نہ لگی اس لیے اس نے بات کو ختم کر دینا ہے بہتر سمجھا۔۔۔

میری پیاری بیٹی ریحانہ خانم اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلی گئی۔۔

ان کے جاتے ہی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی اپنے بال باندھے ڈریسنگ روم میں جاتے ہیں عبایہ نکال کر پہنتے نقاب اور حجاب کیا۔۔۔

نیچے گئی لڑکیاں لاونج میں تھی اور گھر کی بڑی عورتیں کچن میں مصروف تھی۔ کسی نے طرسم پر غور نہ کیا کہ وہ کہیں جا رہی ہے کیونکہ وہ نقاب اور

حجاب کر کے رکھتی تھی۔ عبایہ پر کسی کی نظر نہ گئی نہیں تو انہیں علم ہو جاتا کہ وہ باہر جا رہی ہے اور سردار نے سختی سے منع کیا ہوا تھا کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر حویلی سے باہر نہیں جائے گی۔۔

پورچ میں کھڑی ہو گئی اسے سامنے ہی یعقوب نظر آیا۔۔

ڈرائیور! یعقوب جو سکیورٹی روم میں کام کر رہا تھا۔ ڈرائیور لفظ سن کر علم ہو گیا کہ کون بلا رہا ہے۔ کام چھوڑ کر پورچ کی طرف آیا اور ادب سے کہا۔۔

جی بی بی جی! وہ جانتا اسے ڈرائیور کہہ کر محض وہی پکارتی ہے۔۔

مجھے سردار کے پاس لے چلو۔۔

معافی چاہتا ہو بی بی جی سردار نے سختی سے منع کیا ہے کہ کوئی عورت ان کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے اور ویسے بھی اس وقت سردار

ضروری کام میں مصروف ہیں۔۔ طرسم کے تاثرات بگڑتے جارہے تھے۔۔

میں نے تم سے تفصیل مانگی۔ مجھے جانا ہے تو جانا ہے بس بات ختم۔ وہ حکمی لہجے میں بولی یعقوب کو سات سال پہلے والا واقع یاد آیا جب وہ سردار کی اجازت کے بغیر اس کی سردارنی کی ضد کی وجہ سے اسے سردار کے پاس لے گیا تھا۔۔۔۔

میں پوچھتا ہوں سردار سے وہ جو کہے گے میں اسی پر عمل کروگا۔ طرسم نے اپنی آنکھیں گھمائی وہ اسے بتائے بغیر اس کے پاس پہنچ کر دیکھنا چاہتی تھی وہ کون سے ضروری کام سرانجام دے رہا ہے۔۔ یعقوب نے تین کال اسے کی جبکہ پک ایک بھی نہ کی گئی۔۔۔

بی بی جی وہ کال ریسیو نہیں کررہے اور میں ان کی اجازت کے بغیر آپ کو ان کے پاس بھی نہیں لے کر جا سکتا۔۔ پہلے ہی دو حادثے ہو چکے ہیں

بڑی حویلی میں۔ یعقوب نے سر کو خم دیتے کہا۔ دونوں ہاتھ آگے کرتے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑی۔۔

طرسم کو سردار کے ساتھ اس کے خاص آدمی پر بھی غصہ آنے لگا۔۔

تم بھول رہے ہو ڈرائیور میں سردار دالہام خانزادہ کی بیوی ہوں اور سردارنی اپنے سردار سے کہہ کر تمہیں الٹا لٹکوانے میں لمحہ بھی ضائع نہیں کرے گی تو خاموشی سے مجھے سردار کے پاس لے جاؤ۔ حکمیہ لہجہ اپنا کر چٹکی بجاتے کار کی طرف اشارہ کیا۔ یعقوب نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

میں سردار کی حکم عدلی نہیں کر سکتا۔

سردار کی حکم عدلی کرنے پر تمہیں چہرے پر سردار کی انگلیوں کے نشان تحفے میں ملے ہیں یہ نہ ہو سردارنی کی حکم عدلی کرنے میں کوڑے کے نشان تحفے میں مل جائے۔ یعقوب نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اس کی

طرف دیکھنے کی غلطی نہ کی۔ کسی نے اس کے چہرے کے نشانات پر غور نہیں کیا تھا اور اب تو نشان ختم ہو چکے تھے۔ وہ تو کبھی ٹھیک سے اس کے سامنے کھڑا بھی نہ ہوا تھا تو اس نے ان نشانات پر غور کر لیا۔۔۔

اب خاموشی سے مجھے لے کر چلو۔ یعقوب نے اوپر کی جانب دیکھتے کار کا پچھلا دروازہ کھولا طرسم کے بیٹھتے بند کرتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے کار حویلی سے باہر لے گیا۔۔۔۔ کوئی بھروسہ نہیں سردار اپنی بیوی کی بات مان کر اسے کوڑے بھی مار دیتا۔۔۔۔

جو عزت افزائی ہوگی دیکھی جائے گے اس نے دل میں سوچا۔۔

ڈرائیور اگر تمہاری بیوی نے ایک مرتبہ اور میرے دیو کی طرف دیکھا تو پھر تمہیں اپنی اندھی بیوی کے ساتھ گزارا کرنا پڑے گا۔ تو بہتر یہی ہے

اپنی بیوی کو قابو میں رکھو۔۔ یعقوب نے خود پر ضبط کیا دل تو چاہا تھا بول دے کہ "بے شک اندھی کر دو اسے"۔۔

ڈرائیور اپنی بیوی کی طرح کہیں تمہیں بھی تو کم سنائی نہیں دیتا۔۔

بی بی جی سمجھا دو گا اسے اچھی طرح سمجھاؤ گا آنکھیں خون چھلکنے لگی۔ وہ ابھی بھی اپنے حرکتوں سے باز نہیں آئی تھی۔ یعقوب نے اس سے زیادہ ڈھیٹ عورت اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔۔ ڈیڑے سے ان کی کار کچھ دوری پر تھی۔ سردار ایک معاملہ سلجھا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا حویلی جانا نہ ہوا تھا۔ ساتھ میں کچھ امپورٹنٹ میٹنگ بھی ان دونوں ہی تھی۔۔ فل وقت وہ میٹنگ کو ختم کر کے جرگے میں بیٹھا تھا۔۔

یا اللہ بچا لے یعقوب نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے دوسرا ہاتھ رخسار پر رکھا۔ جہاں اسے سردار نے تھپڑ مارے تھے۔۔

ڈیرے کے باہر اس نے جیسے ہی کار روکی طرسم دروازہ کھول کر باہر نکلی کھٹاک سے بند کیا۔ آواز سن کر سب نے کار کی جانب دیکھا تھا۔ دالہام خانزادہ طرسم کو وہاں دیکھ کھولتی آگ میں جھلسنے لگا۔ ڈرائیونگ سیٹ سے یعقوب کو باہر نکلتے دیکھ اس نے اپنی گردن گھمائی تھی۔۔۔۔

طرسم لمبے ڈھگ بھرتی جرگے کے درمیان میں سردار کی کرسی کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔ سب لوگ حیرت میں مبتلا تھے انہوں نے کبھی سردار کی ونی میں آئی بیوی کو نہیں دیکھا تھا۔۔

کونسے ہل جوت رہے ہو جو حویلی میں قدم نہیں رکھا۔ سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ سردار سے اس انداز میں بات کرے۔۔۔

سردار نے ابرو آچکا کر اسے دیکھا۔۔

کیا؟ کوئی ہوش ہے بھی یا نہیں کہ بیوی گھر بیٹھی انتظار میں ہیں اس نے کچھ کھایا یا نہیں، نہ ہی تمہیں اپنی بیوی کی پرواہ ہے نہ بچے کی۔۔ طرسم نے بلند آواز اور غصے میں "کیا" کہہ کر۔ اپنی آواز کو زرہ سا دھیمہ کیا تھا۔۔۔

سب لوگ اپنے مسئلے کو بھول کر ایک دوسرے کی کانوں میں باتیں کرنے لگے کہ یہ تووفی میں آئی لڑکی ہے سردار کا وارث اس سے پیدا ہوگا۔۔۔

نیا سردار وفی میں آئی لڑکی کی کوکھ سے پیدا ہوگا۔۔ سردار کے کانوں میں ایک آدمی کی آواز گونجی۔۔ چہرا خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہوگیا۔۔

سب جو طرسم کی طرف دیکھ رہے تھے نظریں نیچے کرلی۔۔۔

واپس کار میں جا کر بیٹھو سردار نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔۔۔

نہیں جاؤگی دیومیں دیکھنا چاہتی ہو کون سے تمہارے ضروری کارنامے سرانجام دے رہے ہو۔۔۔ طرسم سردار کے دائیں جانب کھڑی ہوگئی اس وقت وہ ضد پر تھی۔۔۔

سردار آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ صارم خان کی بیٹی وفی میں آئی ہے تو پھر اسے بیوی کا رتبہ کیوں دیا گیا اور اب آپ کا وارث۔ سردار نے خونخوار نظریں یعقوب پر ٹکائی جو طرسم کو جرگے میں لے کر آیا تھا۔۔ اس کی عزت کے بارے میں لوگ تبصرے کر رہے تھے۔۔۔

اوہیلو آپ ہوتے کون ہو یہ فیصلہ کرنے والے کہ میں اپنے دیو کے پاس رہوگی یا نہیں۔ اپنے کام سے کام رکھے تو بہتر ہے۔ دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی نہ کرے۔۔ طرسم تلملاتے بولتے ہوئے آگے بڑھنے لگی سردار نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔۔

سردار آپ نے سردار ہوتے ہوئے شروع سے چلتی آئی رسم کو توڑا ہے۔۔ جرگے میں بیٹھا ایک آدمی بولا جس کا پہلا جملہ بھی سردار نے سنا تھا۔۔۔

قتل میری بیوی کے باپ نے کیا تھا میری بیوی نے نہیں۔۔ میں نے طرسم خانزادی کو اپنے نکاح میں لیا اور اسے میری بیوی کا رتبہ حاصل ہے۔ اس جاہلانہ رسم کو سردار دالہام تیمور خانزادہ آج ختم کرتا ہے کہ کوئی بھی لڑکی اپنے باپ یا بھائی کے ظلم کی سزا بھگتنے کے لیے ونی ہو کر نہیں جائے گی۔ یا تو قتل کے بدلے قتل ہو گا یا قتل کے بدلے بھرپائی میں قتل کرنے والا منہ مانگی قیمت ادا کرے گا۔ اسلام میں قصاص بھی یہی ہے کہ قتل کے بدلے قتل کیا جائے نہ کہ بیٹی دی جائے۔ میں نے یہ گناہ اپنی سر لیا تھا اور اس ازالہ بھی کر لیا اپنی منکوحہ کو بیوی کا رتبہ دے کر۔ اب تک کلام میں جتنی بھی لڑکیاں ونی ہو کر گئی ہے یا تو وہ مرد انہیں

بیوی ہونے کا رتبہ دے یا انہیں اس قید سے آزاد کرے۔۔۔ سردار حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔ چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ آنکھوں میں وحشت ناک غصہ۔ کسی میں ہمت نہ ہوئی سردار کے آگے بولنے کی۔۔۔

خوبصورتی پر ہی پھسلا ہے، آنکھیں ہی اتنی قاتل ہے اس وفی میں آئی لڑکی کی، کیسے نہ پھسلتا۔۔ سردار نے وہ الفاظ سنے تھے۔ اپنے آدمی کی طرف دیکھا تو اس نے گردن ہلادی۔۔۔

طرسم مسکرائی تھی اپنے دیو کی لفظوں پر لیکن یکدم اسے سردار کی غیر موجودگی کا یاد آیا پھر سے اسے غصہ آیا۔۔

اور ہاں جب اپنی منکوحہ کو بیوی ہونے کا رتبہ دو اسے وقت بھی دو یہ نہیں کہ سردار کی طرح 36 گھنٹے حویلی سے غائب رہو۔ طرسم بھی سردار کی طرح سنجیدگی سے بولی سب نے نظریں نیچے کی ہوئی اور ہامی میں سر ہلا

دیا کسی نے طرسم کی طرف نہ دیکھا انہیں اپنی آنکھیں نہیں نکلوانی تھی۔۔۔

جاسکتے ہیں سب باقی معاملات کے فیصلے کل کیے جائے گے۔ سردار طرسم کا ہاتھ پکڑ کر ڈیرے پر موجود اس کمرے میں لے کر گیا جہاں وہ اکثر رات کے وقت آرام کرتا تھا۔ ڈیرے میں دو کمرے تھے ایک آرام کرنے کے لیے دوسرا اٹارچر کرنے کے لیے۔۔۔

کیا حرکت ہے یہ کس کی اجازت سے تم حویلی سے باہر نکلی ہو۔۔ وہ غصے سے استفادہ کرنے لگا۔۔

سردارنی کو سردار کی اجازت کی ضرورت نہیں جہاں سردار 36 گھنٹے حویلی سے غائب رہ سکتا ہے وہاں سردارنی بھی بنا اجازت کے حویلی سے باہر نکل سکتی ہے۔۔ طرسم دوبدو بولی آنکھیں میں سرخی لیے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھنے

لگی۔۔۔ دونوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو چکے تھے۔۔۔

دل تو چاہ رہا ہے تمہاری عقل ٹھکانے لگاؤں وہ سب تمہارے بارے میں بکواس کر رہے تھے۔۔

مجھے مارو گے طرسم اس کے بلکل سامنے کھڑی ہو گئی اسے دالہام پر حد سے زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔ دالہام کے قریب ہوئی دونوں میں چند انچ کا فاصلہ تھا۔۔۔ سردار کو حیرت ہوئی وہ اپنی پرانی ٹون میں آرہی تھی جیسے وہ دس سال کی عمر میں تھی۔۔ بنا ڈرے ڈٹ کر اس کے مقابل کھڑی ہوتی تھی۔۔

سردار صاحب آج کے بعد اگر مجھے بن بتائے حویلی سے گئے آپ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا طرسم نے گریبان والی جگہ سے اس کی چادر پکڑ کر اسے جھکایا تھا۔۔۔۔

جبکہ ابھی بھی دالہام کا سر اس سے اونچا تھا۔۔۔

تمہیں میری اجازت کے بغیر حویلی سے باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا پری۔

دالہام نے اس کا نقاب درست کیا وہ اس پر اپنی وحشت نہیں نکال سکتا تھا لیکن ان آدمیوں پر ضرور نکال سکتا تھا جنہوں نے بکواس کی تھی۔۔ اوران کے ساتھ یعقوب کی بھی دھلائی ہونی تھی جو اسے وہاں کے کر آیا تھا۔۔

تمہیں بھی مجھ سے پوچھے بغیر 36 گھنٹے غائب نہیں ہونا چاہیے تھا میرے دیو۔ طرسم اپنی نیلی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں گاڑھے کھڑی تھی۔۔ دالہام کے زہن میں ان آدمیوں کے الفاظ گردش کر رہے تھے۔۔۔

یعقوب ڈیرے پر کھڑا اپنی شامت آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ جب سردار کے آدمی دو آدمیوں کو ڈیرے میں بنے دوسرے کمرے میں لے کر گئے۔۔۔

جاؤ یہاں سے سردار کو خود پر کنٹرول کرنا اس وقت سب سے زیادہ مشکل کام لگ رہا تھا۔۔

نہیں جاؤ گی کیا کر لو گے۔۔ طرسم اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔ اسے آج نا جانے کیا ہو گیا تھا جس چیز سے سردار اسے منع کر رہا تھا وہ اسی چیز کی ضد کر رہی تھی۔۔

میری وحشتوں، غصے کو نہیں دیکھ سکتی تم تو بہتر ہے یہاں سے چلی جاؤ پری۔ میں نہیں چاہتا تم مجھ سے خوف کھاؤ۔ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھے اس مرتبہ اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ اسے اپنا اصلی روپ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔۔۔

مجھے نہیں جانا دالہام نے گہرا سانس بھرا۔۔

رہو یہی پر سردار اس کے ہاتھوں سے اپنی چادر آزاد کروا کر دوسرے کمرے میں گیا جہاں وہ آدمی تھے۔۔ طرسم اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

دالہام نے کمرے میں داخل ہوتے اپنی چادر اتارتے ہی چھوٹے سے دراز سے چاقو نکالا۔ ان دو آدمیوں کی جانب جاتے ایک کی آنکھ میں مارا۔۔ دوسرے کی آنکھیں خوف سے باہر نکلنے کو تھی۔۔ ایک آنکھ سے نکال کر دوسری آنکھ میں مارا اس آدمی کی خوفناک چیخیں کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔ دوسرا آدمی خوف سے ہی بے ہوش ہوگیا۔۔۔

چیخیں سن کر طرسم کا دل کانپ اٹھا نا جانے اس کمرے میں کیا ہو رہا تھا۔۔ دالہام کے آدمی نے دوسرے آدمی کے منہ پر پانی سے بھری بالٹی پھینکی۔۔۔ سردار اب اس کے گلے میں چاقو کھبو رہا تھا۔۔۔ گرے رنگ کی قیمض خون سے بھر چکی تھی۔۔ چہرے پر خون تھا۔۔۔

سردار دوسرے آدمی کی طرف ہوا وہ چیخنے لگا سردار نے اس کے منہ میں چاقو گسیر دیا۔۔ اس آدمی نے اپنی درمیانے چار دانتوں کے ساتھ والے دانت نکلی نوکیلے دانت لگوائے جنہیں وہ لڑکیوں کو ہوس کا نشانہ

بنانے کے لیے استعمال کرتا تھا۔۔ وہ آدمی لڑکیوں کو ہوس بھری نظروں سے دیکھ کر نا جانے کتنی لڑکیوں کو ہوس کا نشانہ بنا چکے تھے آخری غلطی انہوں نے سردار کی بیوی کو دیکھ کر کی تھی۔۔۔ سردار اس کی آنکھوں ، پیٹ ، گردن میں چاقو مارے جا رہا تھا۔ پہلے تو ان کی دل دہلا دینے والی چیخیں گونج رہی تھی۔۔ اور محض سردار کی بھاری سانسیں۔۔

طرسم ہمت کرتے کمرے سے باہر نکلی دوسرے کمرے کی طرف جانے لگے یعقوب آگے بڑھا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

آپ اندر نہیں جا سکتی۔۔

اور مجھے روکنے والے تم کوئی نہیں ہوتے۔ طرسم اسے دھکا دیتی اندر کی جانب گئی۔ یعقوب نے پیچھے اس کا بازو پکڑ لیا اسے معلوم تھا سردار

اسے اس چیز سزا دے جبکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ طرسم سردار کا وحشت ناک روپ دیکھے۔۔۔

چھوڑو مجھے طرسم نے دوسرے ہاتھ کے ناخن اس کی کلائی پر گاڑھ دیے۔۔ یعقوب نے پھر بھی اس کا ہاتھ نہ چھوڑا۔۔۔

پورا کمرا خون سے بھرا ہوا تھا۔۔ جیسے کسی جانور کو زبح کیا ہو۔ سردار اپنی قیمض اتار کے تولیے کو گیلا کیے اپنا وجود اور چہرا صاف کر کے اپنی چادر اوڑھی۔۔

کمرے سے باہر آیا یعقوب نے طرسم کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا انہیں مار کر اسے جو سکون ملا تھا یعقوب کا ہاتھ اپنی بیوی کی کلائی پر دیکھ کر اسے پیچھے سے پکڑ کر اس کے چہرے پر ایک ساتھ کئی مکے مارے۔۔

طرسم کچھ لمحے تو سردار کو یعقوب کو مارتے دیکھتی رہی جب وہ نار کا تو آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا لیا۔۔۔

دیو چھوڑوا سے۔۔

سردار بی بی اندر جا رہی تھیں یعقوب نے اپنے ہونٹوں سے نکلتا خون صاف کرتے کہا۔۔

اس کے لیے تجھے چند مکے پڑے باقی کی مار اسے یہاں لانے کے لیے۔۔

یعقوب اپنا چہرا پکڑ رہ گیا۔۔ دونوں میاں بیوی ہی سنکی تھے۔۔

قیمض کہاں ہے؟

مجھے ایک بات تو بتاؤ؟ جو 36 گھنٹے میں حویلی سے باہر رہا ہوں تم جاسوسی کا کورس کر رہی تھی؟۔۔۔۔ دالہام کو اس وقت ایک جاسوس ہی لگ رہی تھی۔۔۔

دیو! یکدم وہ رونے لگی تھی۔۔ جبکہ آنکھوں میں آنسو نہیں تھے محض آواز ہی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟ اسے روتے دیکھ دالہام کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بہہ گیا۔۔۔

وہ چیخیں کس کی تھی ؟

وہ گندے لوگ تھے پری جو لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں انہیں مار رہا تھا۔۔

اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر پیار سے کہا۔۔ یعقوب آنکھیں پھاڑے

اسے دیکھے جا رہا تھا اور یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ وہی سردار

ہے جو اندران آدمیوں کو بے دردی کی موت مار کر آیا ہے۔۔۔

طرسم کو لگا وہ بس ان کی دھلائی کر کے آیا ہے۔۔

ایک بات بولو مزید رونے کی آوازیں نکالی۔۔ دالہام کی جان نکلنے والی

ہو گئی تھی اسے یوں لمبے سانس لیتے دیکھ۔۔۔

غصہ نہ کیا کرو۔ طرسم آنکھ دباتے بولی۔۔ دالہام خانزادہ نے تاسف

سے سر ہلاتے خود پر لعنت بھیجی تھی وہ دنیا جہاں کے لوگوں کی مکاریاں

سمجھ جاتا تھا لیکن اپنی پری کی شرارتیں نہیں سمجھ پاتا تھا۔۔۔

آج تو معاف کر رہی ہو آئیندہ اگر حویلی سے غائب ہوئے تو یہ پری تمہاری جان نکال لے گی۔۔اس کی چادر پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔ یعقوب نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

سردار کو ہر دن نیا سے نیا جھٹکا لگ رہا تھا اس کی حرکتیں دیکھ کر۔۔۔ طرسم کا سر چکرانے لگا وہ گرنے لگی تھی جب سردار نے اسے تھاما تھا۔۔

پری!۔۔۔

اس کے فکرمندی سے پکارنے پر طرسم مسکرائی تھی۔۔اس اگر بتاتی کہ اس نے دو دن سے کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا تو وہ اس سے ناراض ہو جاتا اور ابھی وہ اس کی ناراضگی مول نہیں لے سکتی تھی۔۔۔

بیکری چلے !طرسم ہمت کرتے ٹھیک سے کھڑی ہوئی۔۔اس کا سر مزید چکرارہا تھا یہ سوچ کر کہ وہ افطاری تک بھوک کیسے برداشت کرے گی۔۔

بیکری ؟ تمہارا روزہ نہیں ہے ؟

روزہ ہے لیکن مجھے بیکری جانا ہے اور چیزیں لینے ہے پھر میں افطاری کے بعد کھاؤگی۔۔

سردار مسکرایا وہ نہ نہیں کر سکتا تھا اسے ساتھ لیے کار کی طرف بڑھنے لگا۔ یعقوب کے پاس سے گزرتے ٹانگ ماری کہ کار ڈرائیو کرو۔۔

یعقوب بھاگ کر کار میں بیٹھا۔۔ سردار اپنی پری کو لے کر پیچھے بیٹھا۔۔ وہ فرصت سے یعقوب سے تفصیل پوچھنا چاہتا تھا کہ اس نے قندیل کے ساتھ وہ سب کیوں کیا۔ اس کا دل راضی نہیں تھا اسے گناہگار ماننے پر۔

آخر وہ بیس سال سے زیادہ عرصہ سے اس کا وفادار آدمی تھا۔۔۔

بیکری پر کار کھڑی کی طرسم نے وہاں سے دو باسکٹ بھر کر چیزیں لی۔
سردار صرف ایک چادر اوڑھے اس کے ساتھ بیکری میں گیا تھا۔۔ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کون کیا کہے گا وہ تو محض اپنی پری کے لیے اس چادر میں ہی پوری بیکری میں گھومتا رہا۔۔
یہ خوبصورت لمحے تھے جو وہ اپنی پری کے ساتھ گزار رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رمضان کے گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا کب آخری روزہ آگیا۔۔ لڑکیاں عید کی تیاریوں میں مصروف تھی جب ریحانہ خانم نے ان سب کے لیے جو کپڑے منگوائے ہوئے تھے سب کو دیے اور کہا کہ عید کی نماز پڑھتے وقت یہی پہننا ہے۔۔۔

آج افطاری نہیں بنانی کیا؟ دوپہر کے تین بجے سب مرد حویلی میں موجود تھے عورتوں کو آرام وٗ سکون سے بیٹھے دیکھ پوچھنے لگے۔۔۔

سب کچھ تیار ہے بس ایک دو چیزیں رہ گئی ہیں وہ افطاری سے تھوڑی دیر پہلے بنالیں گی جب آپ سب گھر آتے ہیں تو کھانے کے بارے میں پوچھنے کی بجائے نا بیویوں کا حال چال پوچھ لیا کریں۔۔۔ طرسم تھکے ہوئے انداز میں بولی۔۔ اس کے عید سے چار دن بعد پیپرز شروع ہونے والے تھے۔۔۔

سب نے سردار کی طرف دیکھا وہ اس کی اچھی خاصی واٹ لگاتی تھی۔۔۔۔

کس سے پنگے لے روہ آج کل تمہارے چہرے سے ایک نشان غائب ہوتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے۔۔ صارم نے اس کے نشانات کو غور سے دیکھتے پوچھا تھا۔۔

بس ایسے ہی۔۔ طرسم اس کی بات سن کر مسکرائی تھی صرف وہ جانتی تھی کہ سردار نے اسے مارا ہے۔۔

افطاری سے فارغ ہو کر سب لڑکی لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ مہندی لگانے کے لیے ایک لڑکی حویلی بلائی گئی تھی جس نے سب لڑکیوں کو مہندی لگائی۔۔۔۔

طرسم مسکراتے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جس پر اس لڑکی نے نہایت ہی خوبصورت مہندی لگائی جو تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔۔۔۔

سنو میرے ہاتھ پر دیو لکھنا۔۔ وہ لڑکی سے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی لڑکیاں اپنے شوہروں کے نام لکھواتی تھی اور یہ لڑکی دیو لکھوا رہی تھی۔۔

ایسے مت دیکھیں اس کی طرف وہ اپنے شوہر کو دیو بلاتی ہے۔۔ نمیرہ نے اس لڑکی کو حیرت میں ڈوبتے ہوئے دیکھ کر اس کی حیرت دور کی تو وہ مسکراتی اس کے ہاتھ پر دیو لکھ گئی۔۔۔

سب لڑکیوں نے اپنے شوہر کا نام لکھوایا تھا سونیا نے بھی نام لکھوایا لیکن کچھ زیادہ ہی باریک کر کے۔۔

اس کے بعد جو روٹین کے کام ہوتے ہیں وہ سب ان میں مصروف ہو گئی کوئی اپنی جیولری پوری کر رہا تھا کوئی میک اپ کا سامان کوئی کپڑے اور کوئی جوتے۔۔۔۔

مردوں نے جب دیکھا کہ ان کی تیاریاں ختم ہی نہیں ہو رہی وہ سکون سے اپنے کمرے میں جاتے نیند کی وادیوں گم ہوئے تھے لڑکیوں کو اپنی تیاریاں مکمل کرتے ہوئے تقریباً رات کے دو بج گئے بنا اپنے شوہروں کو تنگ کیے وہ سب بھی نیند کی وادیوں میں گم ہوئی تھی۔۔۔

طرسم اٹھ جاؤ میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ صبح کے چھ بجے دالہام کی آنکھ کھلی طرسم کو ہلکا سا جھنجھوڑتے ڈریسنگ روم گیا تھوڑی دیر بعد کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے کالے رنگ کی چادر کندھوں پر ڈالے باہر آیا۔۔۔ وہ آنکھیں مسلتی بیڈ پر بیٹھی تھی اچانک سردار پر نظر گئی وہ اس کو بنا پلکے چپکی دیکھ رہی تھی۔ پیشانی پر بکھرے بال، سبز آنکھیں، خوبصورت نقوش۔۔۔ بھاری مونچھوں کے نیچے عنابی اور واللہ اس کے بھاری بال۔۔۔۔۔

طرسم لحاف اپنے اوپر سے ہٹاتے اٹھی اس کے پاس جا کر کندھوں سے تھام کر آیت الکرسی پڑھ کے اس کے چہرے پر پھونک ماری۔۔۔۔۔

اللہ تم کو ہر لڑکی کی بری نیت بری نظر سے بچائے تم کو صرف میں ہی نظر آؤں میرے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہ آئے۔۔۔۔ سردار نے نفی میں سر ہلایا اس کو کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں دیر ہو رہی ہے سردار اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا۔۔۔

نمیرہ نے آئیدن کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ اٹھایا تب کہیں جا کر وہ نماز پڑھنے کے لیے تیار ہوا تھا۔۔ شہریار اور ہادی نے اپنی بیویوں کو بالکل بھی نہ تنگ کیا تیار ہو کر نکل گئے۔۔ صارم نے سب سے زیادہ سستی دکھائی تھی سب سے آخر میں وہ مسجد میں پہنچا تھا یعقوب ان کے ساتھ ہی تھا سب مردوں نے عید کی نماز پڑھی ایک دوسرے کے گلے مل کر عید مبارک کہنے لگے۔۔۔

عید مبارک سر دار! سر دار نے سب کو گلے لگایا تھا اب یعقوب اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ گہرا سانس بھرتے ہیں خیر مبارک کہتے ہیں اس کے گلے لگا۔۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے اب نئے دوسرے دوست بن رہے ہیں۔۔

صارم ایک جگہ کھڑا ناک سے سکیرتے بولا تھا۔۔

زیادہ جل مت دالہام نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ کیا اور اس کے کندھے پر بازو رکھا۔۔۔ کچھ دیر میں ہی وہ حویلی گئے سب عورتوں نے بھی عید کی نماز پڑھ لی تھی۔۔۔۔

عید مبارک طرسم سب سے پہلے اپنے بابا کے گلے لگی۔۔ دالہام نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے کزن کو دیکھا اس کی بیوی اس سے پہلے عید مبارک کہنے کی بجائے اپنے باپ کے پاس چلی گئی تھی۔۔

عید مبارک! نمیرہ آئیدن کے پاس کھڑی ہوتی شرماتے ہوئے بولی تھی ریڈ کلر کی لانگ شرٹ میں ریڈ کلر کا بھاری کام کا دوپٹہ لیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ آئیدن نے براؤن کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی بال پیشانی پر بکھرے ہوئے لبوں مسکرا رہے تھے چھ اٹھ سے نکلتا قد۔۔ نمیرہ اپنے شوہر کی خوبصورتی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

خیر مبارک متاعِ جاں آئیدن نے اسے بازو کے حصار میں لیا۔۔۔

عید مبارک! علینا صارم کے پاس گئی تو اس نے بائیں حسار میں اپنی بیوی کو لیتے خیر مبارک کہا تھا۔۔ دائیں بازو کے حسار میں اس کی بیٹی ابھی تک اس کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔۔۔ علینا نے لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی بال حسب معمول جورے میں قید سر پر دوپٹا تھا۔۔

صارم نے سفید رنگ کے شلوار قمیض پہنے اور سکن کلر کی واسکوٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔

عید مبارک کہتے راہا پہلے اپنے بھائیوں سے پھر بڑے بابا سے اور پھر شوہر کے پاس گئی۔۔۔ ہادی نے اسے بازو کے حصار میں لیا۔۔ راہا سفید رنگ کی شارٹ فراک میں مبلوس سکائی بلو کلر کا دوپٹہ سر پر لیے لائٹ پنک کلر کی لپسٹک لگائے کھڑی تھی اس نے بالکل بھی میک اپ نہیں کیا تھا۔۔

جبانے یہیں عمل کیا تھا سب اپنی اپنی بیویوں سے مل رہے تھے تین افراد ایسے تھے جن کی بیویاں ابھی تک انہیں عید مبارک کہنے کے لیے ان کے پاس نہیں آئی تھی ایک سردار کی بیوی اور دوسرا یعقوب شاہ اس کی جو تلملاتے ہوئے دور کھڑے غصے سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی

تھی۔۔کیونکہ اس طرح عید مبارک کہنا اس نے کسی اور کے لیے سوچا تھا۔۔۔

تیسرا وریام اس کی مغرور خانزادی نے تو اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا سیاہ رنگ کی شارٹ فراک پہنے سیاہ رنگ کا دوپٹہ لیے میک اپ سے پاک چہرہ لیے وہ اس کے دل میں اتر رہی تھی اپنے لالا بڑے بابا کو عید مبارک کہتے ان کے پاس ہی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

ایک منٹ حبا تم کیوں شہریار لالا کے گلے کی لگی تمہاری تو ان سے شادی نہیں ہوئی ابھی۔۔کسی نے یہ چیز نوٹ نہیں کی تھی سوائے سردار کی پانچ فٹی بیوی کے۔۔۔

سب کی نظروں کا رخ دونوں کی طرف ہوا تھا جو ایک دوسرے کے پاس کھڑے تھے۔۔۔

ایسے مت دیکھیں میری طرف بیوی ہے میری ہمارے نکاح کو کئی مہینے گزر چکے ہیں۔۔ کچھ معاملات ایسے ہو گئے تھے کہ صرف مردوں کو اس چیز کا علم تھا۔۔

کوئی بات نہیں جہاں اتنے افراد نے چھپ کر نکاح کیا ہے ایک تم بھی سہی۔۔ ریحانہ خانم نے سردار، یعقوب اور ہادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اچھی بات ہے نا ہم سب نے اپنے بڑے بھائی کو فالو کیا ہے۔۔ شہریار نے سارا مدعی سردار پر ڈال دیا۔۔

ہاں صحیح ہے مجھے گھسیٹ لو اندر ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ہوئے سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔۔

دالہام اپنے کمرے میں گیا جہاں پر طرسم بیڈ پر بیٹھی نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔۔

کیا ہوا ہے طرسم کیا سوچ رہی ہو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا بیگ بیڈ پر رکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔ کچھ نہیں دیو پتہ نہیں میرا دل عجیب سا ہو رہا ہے دل گھبرا رہا ہے میرا۔۔ اپنی شہ رگ پر ہاتھ رکھ کر چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنائے بیگ کی طرف اس کا دھیان نہ گیا تھا۔۔

کوئی بات نہیں میرا بچہ ایسے دنوں میں ایسے ہو جاتا ہے اور آج تو عید کا دن ہے یوں منہ بنا کر مت بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں دالہام وہی بیگ پکڑتے ہوئے طرسم کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

میرے لیے ڈریس وہ بے انتہا خوش تھی رات کو وہ تھوڑا اداس بھی تھی کہ اس کے شوہر نے اسے سوٹ نہیں لا کر دیا بے شک اس کی ساس نے اسے دے دیا تھا اور وہ اس نے عید کی نماز پڑھتے وقت پہن لیا تھا

لیکن شوہر نے تو نہیں دیا تھا۔۔ جیسے ہی بیگ کھولا اس میں ڈیسنٹ سا ڈریس تھا جس کے اوپر نہایت ہی صفائی سے کام کیا گیا تھا۔۔ جبکہ طرسم کو وہ پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

دیو یہ کیا ہے میں یہ ڈریس نہیں پہنوں گی مجھے تھوڑا سا بھاری کام والا ڈریس چاہیے۔۔ یہ بہت زیادہ سمپل ہے۔۔۔ وی ضدی انداز میں بولی تھی۔۔

پری میں تمہیں بھاری کام والا ڈریس لے کر نہیں دے سکتا کیونکہ وہ تم سے ہینڈل نہیں ہوگا اور اس حالت میں نہیں پہننا۔۔ خاموشی سے یہ ڈریس پہن لو بہت پیارا ہے مجھے بہت پسند آیا ہے۔۔ سردار نے اسے پیار سے منانے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں نہیں میں یہ ڈریس نہیں پہنوں گی۔۔۔۔

تم یہیں ڈریس پہنوں گی پری دالہام طرسم کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔اس ناک کے ساتھ ناک سہلائی اس کے اس قدر پیار سے منانے پر وہ کیسے نہ مانتی۔۔اس کا دیوا چھے سے جانتا تھا اسے کیسے منانا ہے۔۔ٹھیک ہے دیو میں یہ ڈریس پہنوں گی طرسم اپنے چہرے سے اس کے ہاتھوں کو ہٹا کر بیڈ سے اٹھی ڈریسنگ روم میں جاتے الماری میں سے ہیل والے جوتے نکال کر باہر آتے ہیں دالہام کے سامنے کیے۔۔۔دیو یہ دیکھو پرفیکٹ میچ ہو رہے ہیں ڈریس کے ساتھ۔۔۔

مجھے لگ رہا ہے تمہارا ذہن تھوڑا ہل گیا ہے۔۔ہر گز ہیل ہے بہن نے اپنی حالت پر تھوڑا رحم کھا لو۔دالہام ہلکا سا غصے سے بولا تھا۔۔۔اسے غصہ کرتے دیکھ طرسم کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔۔

طرسم کی آنکھوں میں نمی دیکھ دالہام نے اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

پری دیو کی جان! تمہیں جتنا ہو سکے اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھنا ہے اور تم ان دنوں میری ہیل نہیں پہننی۔ رہی بات میچنگ کی تو وہ میں میچنگ سلیپر زلایا ہوں اسی بیگ سے ایک بلیک کلر کی ہی سمپل فلیٹ جوتی نکالتے ہوئے اس نے طرسم کے آگے رکھیں۔۔۔۔

نہیں دیو پہلے میں نے آپ کی بات مانی ہے لیکن اب میں آپ کی بات نہیں مانوں گی میں اس ڈریس کے ساتھ یہ ہیلز ہی پہنوں گی۔۔۔ طرسم ضدی انداز میں بولی۔ ڈریس اتنا بھی سمپل نہیں تھا جتنا طرسم کو نظر آرہا تھا۔۔ کالے رنگ کے لانگ فراک کے گلے دامن اور آستین پر کالے موتیوں کا کام ہوا تھا۔۔۔ جو اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔۔

تم یہیں جوتا پہنو گی۔۔

ٹھیک ہے دیو پہن لوں گی طرسم منہ بناتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔دل بلکل بھی نہیں تھا وہ جوتا پہننے کا جو ڈریس کے ساتھ پرفیکٹ میچ تھا اس کا دل کالے رنگ کی ہیلز پر اٹکا تھا۔۔۔

چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔

ہونے لگی ہوں۔ طرسم کی بات سن کر دالہام نے اس کے ماتھے پر پیار بھرا بوسہ دیا اور باہر چلا گیا۔۔۔""

دالہام کے جانے کے بعد طرسم نے وہ کپڑے اٹھائے اور چینجنگ روم میں چلی گئی تاکہ ٹائم سے تیار ہو سکے۔۔

ایک گھنٹے بعد دالہام کمرے میں داخل ہوا جب اس نے اپنی پری کو تیار ہوتے ہوئے دیکھا جو اس کے دیے گئے ڈریس میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے کالا رنگ صرف طرسم کے لیے بنا ہوا

ہے نیچے سلیپر پہنے دوپٹہ گلے میں ڈالیں اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے ،
سرخ رنگ کی لپسٹگ لگائے دل کی دھڑکنیں تیز کر گئی۔۔۔۔
دل کی دھڑکن اگر حد سے زیادہ بڑھ جائے تو ہارٹ اٹک آنے کا خطرہ ہوتا
ہے پری جان۔۔ دالہام اس کی پیچھے کھڑے ہوتے اسے اپنے حصار میں
لے گیا۔۔۔
دالہام اس کی بالوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے اس کے کندھے پر جھکا
تھا۔۔۔
یقین جانو دل کی دھڑکنیں بھی اٹھاتی ہے سو گئی ایسا لگ رہا ہے جیسے ابھی
پسلیاں توڑ کر باہر دل باہر آجائے گا۔۔۔ دالہام۔ اس کی گردن پر
جھکا۔۔
دیو نہیں کرے۔ وہ شرم سے لالا انار بن گئی تھی اسے اپنے آگے
کرتے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بالکنی کا دروازہ کھولا اور اس کی

آنکھوں سے ہاتھ ہٹا دیے سامنے ڈھیروں بلون جن کے اندر چاکلیٹس ڈالی گئی تھی ایک سائیڈ پر ٹیبل رکھی اوپر ایک ڈبی پڑی ہوئی تھی سائیڈ پر دو چیئرز تھی۔۔۔

ہر بلون کے ساتھ ایک گلاب تھا۔۔۔

یہ میرے لیے ہے؟ بے یقینی سے پوری بالکنی کو دیکھتے وہ سردار سے پوچھنے لگی۔۔۔

یہ میری پری کے لیے ہے۔۔ سردار نے اس کے سامنے ہاتھ کیا مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر قدم ٹیبل کی جانب بڑھاتے سردار نے چیر پیچھے کی طرف کو کی طرسم کو پرنسس ٹریٹمنٹ فیلنگ آرہی تھی۔۔۔

سردار نے ڈبی کھول کر اس کے سامنے کی جس میں ڈائمنڈ رنگ تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس میں پہنائی۔۔

تمہاری عیدی! طرسم نے اس انگوٹھی پر لب رکھے اور اٹھ کر سردار کی گود میں بیٹھ گئی۔۔

گفٹ بہت زیادہ پیارا ہے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر بھاری مونچھوں کے نیچے عنابی ہونٹوں پر لب رکھ کر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

تم نے کیوں مجھے ہارٹ اٹیک دینا ہے۔۔ دالہام نے بے انتہا سخت حصار اس کے گرد بناتے اس کا چہرہ سامنے کرتے شدت سے ہر نقش پر مہر ثبت کی۔۔۔

دیو بلون میں سے چاکلیٹ نکالے اس کا انداز بدلتے دیکھ اسے صرف ایک ہی راستہ نظر آیا سردار کھل کر مسکرایا تھا۔ طرسم فوراً سے زمین پر بیٹھ گئی اور بالوں سے پن نکال کر بلون میں مارتے ساری چاکلیٹ نکال

کرایک سائیڈ پر ڈھیر لگانا شروع ہوگئی۔۔۔اس کے بال زمین پر پھیلے ہوئے تھے۔۔

دیو میری ہیلپ کرو۔۔۔

سردار کے پاس اب یہی کام رہ گیا ہے ٹھنڈی آہ بھرتے ہے اس کے ساتھ زمین پر بیٹھا اور بلون پھاڑنے لگا۔ آدھا گھنٹہ لگا کر اس نے سارے بلون پھاڑے۔ ساری چاکلیٹس کا ایک جگہ ڈھیر لگا دیا تھا۔۔۔

دیو ایک بات کہوں اس گفٹ سے زیادہ یہ والا گفٹ اچھا ہے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی پر شہادت کی انگلی رکھ کر بعد میں چاکلیٹس کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سب سے اچھا ہے۔۔۔

دیو آئی لو یو۔۔

اوکے۔۔۔اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ تم اظہار کرو گی اور میں تمہیں کہوں گا کہ پڑھائی نہ کرو عین پیپر کے وقت کرنا تو تمہاری غلط فہمی ہے

یہ۔۔ سردار نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی جو میسنوں کی طرح مسکرانے لگی تھی۔۔

دیو میں نے ناموویز میں دیکھا ہے کہ شوہر بیویوں کے لیے شعر و شاعری کرتے ہیں آپ۔۔۔ وہ بات کو ادھورا چھوڑ گئی۔ وہ سردار کے لبوں سے اپنے لیے تعریف سننا چاہتی تھی۔۔۔

ہر ایک کو نظر آتے ہے میری آنکھوں میں جذباتِ عشق
اک تو ہے جو دیکھ کر بھی نظر انداز مہارت سے کرتا ہے

دیو یہ تعریف تھی یا پھر شکایت۔۔ طرسم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے سینے پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔

سچ تھا تم ایسا ہی تو کرتی ہوں ہماری آنکھوں میں موجود جذباتِ سمندر کو نظر انداز کرتی ہو۔۔۔ دالہام نے اسے خود کے بے انتہا قریب کیا۔۔۔

ہاں اور اگر میں ایک رخسار پر بوسہ دے دوں تو آپ کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔۔۔ سردار کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا طرسم اپنے لبوں پر ہاتھ جما کر اسے دیکھنے لگی اکثر لڑکیوں کا چہرہ سرخ ہوتا ہے یہاں لڑکے کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ شخص جو کسی کو قتل کرتے ہوئے ریت کے دانے کے برابر بھی نہیں ہچکچاتا تھا اپنی بیوی کے چند لفظوں پر شرما گیا۔۔۔۔

افف میرے ہیرو کچھ زیادہ ہی بلش کرنے لگ گئے ہو۔۔ سردار نے کھانس کر لبوں پر رکھ لیا طرسم نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں پکڑ کر اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلائی تھی۔۔۔ دیکھو تم چھوٹی ہو تو چھوٹے بچوں والی حرکتیں کیا کرو یہ بڑی اماں بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

ہاں ویسے چھوٹی بچی تو ہوں میں لیکن اماں بھی بننے والی ہوں جملہ مکمل کرتے ہوئے آخر میں اس نے آنکھیں گھما کر ٹیری کر کے باہر نکالی تھی سردار کھل کر مسکرانے لگا اس کی حرکات دیکھ کر۔۔۔

اتنی خوبصورت ادائیں نہیں دکھاتے شوہر کو کچھ شوہر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے دل کی دھڑکن یا تو یکدم تیز ہو جاتی ہے یا رک جاتی ہے۔۔۔

سردار نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا مزید اس کی یہ شرارتیں دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔

دیوا اللہ نے اپ کی صورت میں جو مجھے تحفہ دیا ہے وہ سب سے زیادہ بیسٹ ہے طرسم نے سردار کے سینے پر شہادت کی انگلی رکھی محبت پاش نظر سے اسے دیکھتے اس کے کندھے پر سر رکھ کر اس کی خوشبو محسوس کرنے لگی سردار نے دل میں اس کی خوشیوں کو نظر اتاری تھی۔۔ ابراہم کو انہوں نے بہت ڈھونڈا تھا لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور

اس نے اب اسے ڈھونڈنا چھوڑ دیا تھا اس کی بیوی کی ذہن سے اب وہ نکل چکا تھا اب وہ خوش رہنا شروع ہو گئی تھی بہت کم ڈرتی تھی۔۔۔ سردار اسے یونہی مسکراتے دیکھنا چاہتا تھا لیکن یہ مسکراہٹ بہت کم عرصے کے لیے تھی۔۔۔۔

دوسری جانب وریام سونیا کے روم میں گیا کیونکہ سب کی بیویوں نے ان کے گلے لگ کر انہیں عید مبارک کہا تھا۔ لیکن مجال ہے جو اس کی بیوی نے پہل کی ہو۔۔

جیسے ہی وریام کمرے میں داخل ہوا سونیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے اپنے بال سنوار رہی تھی۔۔ بیگ اپنی کمر کے ساتھ لگائے وہ خاموشی سے اس کے پیچھے کھڑے ہو گیا۔۔ اپنے پیچھے اس کا عکس دیکھ کر وہ جھٹکے سے مڑی۔۔۔

تم یہاں پر کیا کر رہے ہو سکون نہیں آتا تمہیں ۔ کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے ۔ وہ آج کل لڑاکوں عورتوں کی طرح حرکت کر رہی تھی ۔ ۔ ۔ کیسی بیوی ہو تم ، سب نے صبح اپنے شوہر کو عید مبارک کہا اور گلے مل کر کہا ۔ اور تم نے جھوٹے منہ شوہر سے نہیں پوچھا گلے لگنا تو دور ہے ۔ ۔ وریام شرارت بھرے لہجے میں سونیا سے کہتے اس کے رخسار لال کر گیا ۔ وہ اس کی چلاکیاں سمجھ رہی تھی ۔ ۔ ۔ ۔

تمہارے گلے لگو؟ اگر تمہارے گلے لگوگی تو تم الفی نے مجھے خود کے ساتھ چپکا لینا ہے تو میں ایسے ہی ٹھیک ہو ۔ ۔ سونیا بھی کہاں باز آنے والے تھی وہ بھی اس کا بات کا کرارہ جواب دیتے ہوئے وریام کا منہ پھلا گئی ۔ ۔ ۔ ۔

سونیا کیسی باتیں کر رہی ہے اپنے شوہر کے ساتھ نہیں چپکوگی تو کس کے ساتھ چپکوگی ۔ تمہارا واحد شوہر ہو میں ۔ آجا گلے لگ جا سونیے ۔ ۔ ۔

پہلی بات مجھے کسی اور کے ساتھ چپکنے کا کوئی شوق نہیں ہے اور تمہارے گلے لگ ہی نہ جاؤ۔۔ سونیا اسے دھکا دے کر پیچھے کرتے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

اتنے جلدی کیا ہے مجھے کمرے سے نکالنے کی جو میں کرنے آیا ہوں وہ تو کر لینے دو وریام معنی خیزی سے کہتا اس کے قریب ہو کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔ سونیا کی سانسیں سوکھنے لگی۔۔۔

کیا مطلب؟ کس مقصد کے لیے آئے ہو؟ اس نے اپنے کپڑوں کو سختی سے مٹھی میں جکڑ لیا۔۔

میں تمہیں محسوس۔۔۔ سیدھی طرح کہہ دو مجھ سے تھپڑ کھانا ہے سونیا نے اپنی ہتھیلی اسے دکھائی وریام نچلا لب وہ دانتوں میں دبا گیا۔۔۔ اس مزید سانس سوکھنے لگے۔۔

دیکھو میرے ساتھ اس طرح کی کوئی حرکت کی نا تو میں تمہارا بہت برا حشر کروں گی وریام۔ اس کے لب صحرا کی طرح خشک ہو چکے تھے وہ بار بار اپنے لبوں پر زبان پھیر رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

اپنی حد میں رہو تم سے زیادہ ترسا ہوا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔

اوہو مغرور خانزادی اس میں ترسہ ہوا ہونے والی کون سی بات ہے تمہارا شوہر ہونا۔۔ وریام اس کے بالکل قریب بیٹھ گیا تھا بیگ اس نے پیچھے بیڈ پر رکھا۔۔۔

شوہر ہو تو کیا اس طرح کی بے ہودہ حرکتیں کرو گے میرے ساتھ۔۔۔ سونیا مزید پیچھے ہونے لگی لیکن پیچھے بیڈ کراؤن تھا۔۔

استغفراللہ استغفراللہ کون سی بیہودہ حرکتیں کردی میں نے۔ وریام نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے۔۔۔

میرے خیال سے چمٹے بھول گئے ہو تم اور مجھے لگتا ہے اب لیمپ کھانے کا تمہارا ارادہ ہے سونیا نے سائیڈ ٹیبل پر پڑھا لیمپ اٹھا لیا۔۔۔

تم کیسی لڑکی ہو شوہر رومینٹک ہونے کی کوشش کر رہا ہے اور تم اس کی جان لینے پر اتاری ہو۔۔ وریام نے اس کے ہاتھ سے لیمپ پکڑ کر واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا۔۔۔

سکون سے خود میرے گلے لگ کر عید مبارک کہہ دو چلا جاؤں گا میں۔۔۔

میں کبھی تمہارے گلے نہیں لگو سے۔۔۔ اس نے فوراً سے جواب دیا تھا۔۔۔

تو پھر میں بھی کبھی یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اپنا مقصد نہ پورا کر لو۔۔ وریام نے ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے دوسرا ہاتھ اس کے کمر پر رکھا سونیا نے آنکھیں بند کر کے سر جھکا لیا۔۔۔

اچھا کہتی ہو۔۔۔ سونیا نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا وریام نے اس کے ہاتھ چھوڑے لمبا سانس لیتے اس نے اپنے ہاتھ اپنے شوہر کی پشت پر رکھے تھے۔۔

عید مبارک! ٹھنڈی ابشار جیسے اس کے دل پر گری تھی مسکراتے ہوئے اس کے گرد حصار قائم کرتے چہرہ سامنے کر کے شدت سے پیشانی پر بوسہ دیتے خیر مبارک کہا تھا۔۔۔

ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے ہیں چھوٹا سا بیگ پکڑ کر اس میں سے ایک لمبی ڈبی نکالی۔۔۔

یہ تمہاری عیدی!۔۔

سونیا نے جھجھکتے ہوئے اس کے ہاتھ سے وہ ڈبی پکڑی۔ کھولی تو اس میں بے انتہا خوبصورت پینٹ تھا جس کے اوپر " W " لکھا ہوا تھا۔۔۔

یہ مجھے ہر وقت تمہاری شہ رگ کے قریب نظر آنی چاہیے تاکہ مجھے احساس ہو کہ میں اپنی بیوی کے شہ رگ سے بھی قریب تر ہو۔۔۔ اس کا بازو پکڑ کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے کرتے اس کے ہاتھ سے پینڈٹ پکڑ کر اس کے سارے بال آگے کی جانب کرتے گلے میں پینڈٹ پہنایا تھا ہک بند کر کے اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھی۔۔۔

تم نا اپنی حد سے کچھ زیادہ ہی آگے بڑھ رہے ہو۔ وہ ذرا سا نیچے جھک کر پیچھے ہوئی وریام گرتے ہوئے بچا تھا۔۔

تم !وریام اسے پکارتے اس کے قریب جانے کا جب سونیا بھاگ کر واش روم میں چھپ گئی تھی۔۔

سونیا دروازہ کھولو۔۔

شوہر صاحب خاموشی سے چلے جائیں میرا کوئی ارادہ نہیں ہے دروازہ کھولنے کا جسٹ گیٹ لاسٹ۔۔ وریام تلملاتے ہوئے دروازے پر زور سے مقامار کر کمرے سے باہر چلا گیا وہ کچھ دیر بعد پھر آنا چاہتا تھا اسے تنگ کرنے کے لیے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن کمرے میں داخل ہوا تو نمیرہ نے اپنے ہاتھ آگے کر دیے۔۔۔

شوہر صاحب میری عیدی؟۔۔۔

اوہو تو یہاں شوہر کا نہیں عیدی کا انتظار ہو رہا تھا شیر طیان اچھلتا ہوا اپنے بابا کے پاس آیا اپنی باہیں پھیلائیں آئیدن نے اسے گود میں اٹھایا۔۔۔

بابا میری عیدی؟۔۔

اوہو تو دونوں ماں بیٹے کو عیدی چاہیے۔۔۔ اسنے ابھی پاکٹ سے والٹ نکالا ہی تھا کہ نمیرہ نے اس کا والٹ پکڑ لیا۔۔

طیان ہم دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔۔

اوکے مورے ان دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔

یہ بھی صحیح ہے۔۔ وہ بس ان ماں بیٹے کو دیکھتے ہی رہ گیا۔۔۔

چلو آجاؤ کہیں باہر گھومنے چلتے ہیں ائیدن نے الماری سے نمیرہ کو چادر نکال کر پکرائی اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے وہ باہر گیا کار میں بیٹھتے رخ پارک طرف کیا تھا۔۔۔

شیر طیان پارک میں جاتے ہی کھل کھلا کر کھیلنے لگا۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔۔

آئیدن مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔

ہاں کہو۔۔۔

آپ اپنا ٹریٹمنٹ نہیں کروائیں گے۔ ٹریٹمنٹ تو تب کرواتے اچھے لگے ناجب آپ کی بیوی کو کوئی مسئلہ ہو۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو

کیوں کروانا ہے یہ سب۔ باقی اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو صبر کر لے اللہ پر سب چھوڑ دے ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی۔۔ نمیرہ نے آئیدن کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ وہ نہیں جاتی تھی اس کا شوہر یہ قدم بڑھائے۔۔۔ اور اپنی تذلیل کروائیں کیونکہ اس سب کو معاشرے میں مرد کے لیے ایک گالی سمجھا جاتا تھا۔۔

نمیرہ میں۔۔۔۔ آئیدن ہر مشکل کے بعد آسانی ہے کیا آپ کو اللہ کی اس کہی گئی بات پر یقین نہیں ہے۔۔ آئیدن کو وہ لاجواب کر گئی تھی۔۔ انگلیوں کو وہ آپس مرورنے لگا کیا کرتا عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھا۔۔ وہ لوگ بھی تو ہے جن کی اولاد نہیں ہے ہمارے پاس تو ہمارا بیٹا ہے چاہے اس کی مکمل محبت ہمیں نہیں ملتی لیکن ہم ماں باپ ہیں اس کے جب بڑا ہو گا خود ہی سمجھ جائے گا۔۔ اس سب کا پیچھا چھوڑ دیں۔۔۔

آئیدن نے کچھ بھی نہیں کہا تھا وہ میں اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا جو جھولا جھولتے ہوئے کسی لڑکی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اوئے لڑکی تمہارے بال کتنے پیارے ہیں۔۔ شیر طیان ایک چار سالہ بچی کے پاس گیا جس کے بال سنہرے تھے۔۔۔

تم کیوٹ بہت ہو شیر طیان نے اس کے رخسار کھینچے۔۔ اس کے بال کانوں کے پیچھے کیے

یہ کیا کر رہا ہے آئیدن اپنی پریشانی بھول کر اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھنے لگا جو پانچ سال کی عمر میں ہی ٹھرک جھاڑ رہا تھا۔۔۔۔

اتنا حیران مت ہوا اپنے باپ پر ہی گیا ہے یاد ہے جب آپ چھوٹے تھے کیسے مجھ پر ٹھرک جھاڑتے تھے تم بہت پیاری ہو، تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ نمیرہ اس کی نقل اتارتے اسے بتا رہی تھی وہ اس کی حرکتیں دیکھ کر مسکرانے لگا تھا۔۔۔

میری بچپن کی محبت ہو تم۔۔ لیکن میں اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا 12 سے 13 سال عمر تھی میری۔ یہ تو ابھی زمین سے بھی پوری طرح نہیں نکلا۔۔ ائیدن اور نمیرہ بینچ سے اٹھ کر اس کے پاس گئے۔۔

میری دوست بن جاؤ، ہم دونوں کھیلیں گے لیکن جب میرے بابا جانی کی گڑیا آئے گی نا تو پھر میں تم سے بات کرنا چھوڑ دوں گا کیونکہ پھر وہ میرے پاس ہوگی نا تو میں بڑا ہو کر اس سے شادی کروں گا تم سے نہیں۔۔۔ آئیدن کا منہ کھلا رہ گیا اس کی بات سن کر اس کا بیٹا تو الٹرا پرو میکس نکلا تھا ٹھرک کے معاملے میں۔۔۔

ابے اوئے ٹینڈے زمین سے تو پہلے نکل لے پھر شادی بھی کر لینا۔۔ آئیدن نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تھی۔۔۔

بابا بھولیے مت جب آپ بھی چھوٹے تھے آپ میری مورے کو بھی ایسے کہتے تھے۔۔۔ آئیدن نے غصے سے نمیرہ کو دیکھا کہ تم نے اسے یہ سب کچھ بتایا ہے۔۔۔

مجھ سے قسم لے لیں میں نے اس کے سامنے سے کوئی بات نہیں کی۔۔ نمیرہ تو ہکا بکا رہ گئی تھی اس کی باتیں سن کر۔۔۔

مجھے بابا جانی اور ویام چاچو نے بتایا ہے کہ تمہارے بابا تمہاری ماما کے پیچھے شروع سے ہی پاگل تھے۔۔۔

لالا، وریام لالا کیسی باتیں آپ نے میرے بیٹے کو سکھائی ہیں دل میں تلملاتے ہوئے اس نے کوئی سو گالیاں وریام اور پھر لالا کو نکالی تھی۔۔۔

اچھا سنو لڑکی تمہارا نام کیا ہے تم مجھے بتا دو پھر جب بابا جان کی بیٹی آئے گی نا میں اسے بتاؤں گا کہ میں نے ایک لڑکی کو دوست بنایا تھا اور اسے

خود کے ساتھ کھیلنے کا کہا تھا پھر جب تم حویلی آئی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔۔ نمیرہ اپنے بیٹے کی باتیں سن کر بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئے اتنا ٹھرکی تو اس کا شوہر نہیں تھا جتنا اس کا بیٹا ٹھرکی نکل آیا تھا۔۔۔

تم کیا بول رہے ہو؟ اس سب میں وہ لڑکی پہلی مرتبہ بولی تھی اسے شیر طیان کی باتیں سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بولے جا رہا ہے۔۔۔

بیٹا کچھ نہیں آپ جاؤ آئیدن نے اسے وہاں سے بھیج دیا اس کا بیٹا پھر اس کے پیچھے جانے لگا آئیدن نے اسے اپنی گود میں اٹھایا تھا اور غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

پتہ نہیں کس پر گئے ہو تم ؟ آج کی بعد اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تم نے چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔۔۔

بابا میں تو آپ پر گیا ہوں نا ابھی مورے نے بولا۔۔ آئیدن نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

نہ میرا بیٹا تمہارا باپ ضرور تمہاری ماں کے پیچھے پاگل تھا لیکن یہ کام کبھی نہیں تھا کیا کہ ٹھرک کسی اور پر جھاڑنا اور شادی کے بارے میں کسی اور کا سوچنا۔۔ نمیرہ اپنا قہقہہ نہیں روک پائی تھی پیٹ پکڑ کر وہ ہنسے جا رہی تھی ان دونوں باپ بیٹوں کی باتیں سنتے۔۔۔

ہم نے کوئی مزاحیہ بات نہیں کی۔ وہ دونوں ایک ساتھ تقریباً چلائے تھے نمیرہ نے فوراً اپنی لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو قابو میں کیا۔۔۔

میرے لیے تو تم دونوں باپ بیٹے ہی نمونے ہو جو مرضی کرتے رہو میری طرف سے میں تو بیٹھنے لگی ہوں نمیرہ تلملاتی ہوئی واپس بینچ پر جا کر بیٹھ گئی اور وہ دونوں باپ بیٹے پارک گھومنا شروع ہو گئے۔۔۔ آئیدن

اس لیے اس کے ساتھ تھا تاکہ وہ کسی اور لڑکی کے ساتھ شروع نہ ہو جائے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا کا دل کیا وہ میک اپ کرے۔ کیونکہ سب اپنے شوہر کے لیے تیار ہوئی تھی سوائے اس کے۔۔

مجھے تو میک اپ ہی نہیں کرنا آتا اس نے رونے والا چہرا بنایا۔۔۔۔

پھر تھوڑی بعد ہمت کرتے آئی شیڈ کٹ کھول کر سامنے رکھی۔۔

فاؤنڈیشن ہلکا سا چہرے پر لگایا لیکن اس کی بلینڈنگ سہی سے نہ ہوئی۔

کہیں پر لگا زیادہ تھا اور کہیں پر تو لگا ہی نہیں تھا۔۔۔

لپسٹک ریڈ لگائی۔ آنکھوں میں کاجل لگایا تو یکدم جلن ہونے لگی وہ اپنی آنکھیں مسلنا شروع ہو گئی۔۔ سارا کاجل پھیل گیا۔۔ اس کی لپسٹک

ابھی ڈری نہیں ہوئی تھی آستین لگنے کہ وجہ سے وہ بھی پھیل گئی۔۔۔

اس نے اپنا چہرا نہیں دیکھا تھا۔۔۔

ہادی کمرے داخل ہوا اس کا حلیہ وہ دیکھ کر ایک جگہ ساکت ہوا۔ وہ ٹکر ٹکر دیکھنے لگا۔۔۔ بدلے میں راہا بھی اسے آنکھیں پٹپٹاتے دیکھ رہی تھی۔۔

میں نے کوشش کی ہے؟ یہ صحیح ہوا ہے؟ کہتے اس نے آئینے سے کپڑا ہٹایا اس نے پہلی مرتبہ ہمت کی تھی خود کو آئینے میں دیکھنے کی اس سے قبل وہ دیکھتی۔۔ ہادی فوراً سے آئینے کے آگے کھڑا ہو گیا۔۔۔

اتنی خوبصورت لگ رہی ہو کہ الفاظ نہیں مل رہے ہادی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا جہاں ایک امید، خوشی اور جھجھک تھی۔۔

سچی؟ اسے یقین نہ آیا۔۔

ہاں بے انتہا! ہادی نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

مجھے خود کو دیکھنا وہ ہمت جمع کرتے بولی۔۔

میری آنکھوں میں دیکھو۔۔

نہیں پروفیسر تمہاری آنکھیں بہت چھوٹی ہے۔۔۔

آنکھیں چھوٹی ہے لیکن اس میں تمہارے لیے جذبات کا ایک جہاں آباد ہے۔۔۔ ہادی نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھا کر رخ دوسری طرف کرتے آئینے پر دوبارہ سے کپڑا ڈال دیا۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے ساتھ بیٹھا۔۔۔

اچھا یار میں نے سوچا تھا تمہارا میک اپ خود کروں گا۔ لیکن تم نے تو خود کر لیا ہادی نے اداس ہوتے کہا۔۔۔ راہا اسے اداس ہوتے دیکھ خود بھی اداس ہوئی تھی۔۔۔

میں منہ دھولو؟۔۔ وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔۔ ہادی مسکرایا وہ اپنی شرارتوں پر واپس آرہی تھی۔۔

اوکے !وہ جلدی سے واش روم میں گئی وہاں پر کوئی بھی آئینہ نہیں تھا چہرا دھو کر باہر آئی لیکن ابھی بھی آنکھوں کے نیچے کا جل پھیلا ہوا تھا۔۔ ہادی کو دیکھا یا کے منہ دھل گیا۔۔۔

دوبارہ دھو کر آؤ ابھی صاف نہیں ہوا وہ دوبارہ گئی اور اپنا چہرا صاف کر کے آئی۔۔۔

پرفیکٹ !ہادی نے اسے بیڈ پر بٹھایا فاؤنڈیشن کی جگہ اس نے ویسلین پکڑ کر اس کے چہرے پر لگائی۔۔ کیونکہ اس کا چہرہ خشک ہو چکا تھا۔۔ تھوڑی سی کریم پکڑ کر اس کے چہرے پر لگا کر پنک کلر کی لپسٹک لگاتے ہلکا سا بلشن لگا دیا۔۔۔

تم اس طرح زیادہ پیاری لگتی ہو۔۔ ہادی نے اس کے سادہ سے حلیے کو دیکھا جو اسے مزید اتنا دیوانہ بنا رہا تھا۔۔

اب میں نے آپ کو تیار کرنا ہے۔۔۔

یار لڑکے تیار نہیں ہوتے لڑکیاں تیار ہوتی ہیں میں جنانی تھوڑی
ہوں۔۔۔ہادی نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں کو لگائیں۔۔
آپ نے مجھے تیار کیا میں نے منع کیا ہے میں نے بھی تیار کرنا ہے۔۔
تم نہ کرو میری عزت کا فلودہ بن جائے گا اگر کسی نے مجھے دیکھ لیا۔۔
ہادی نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔
تو دیکھتے رہیے میں انہیں کہہ دوں گی کہ آپ بھی جا کر اپنی بیوی سے تیار
ہو جاؤ۔۔چٹکی بجاتے اسے نیا حل بتایا ہادی کو وہاں سے نکلنا بے انتہا
مشکل لگنے لگا اس نے تیار نہیں ہونا تھا۔۔۔
پلیز!امید بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔
بس لپسٹک گی اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔
لپسٹک کے ساتھ بلش بھی اس کے بولتے ہی وہ فوراً بولی تھی ہادی نے
گہرا سانس بھرا اور ہامی میں ہلایا رایا نے ریڈ کلر کی لپسٹک پکری ہادی نے

اپنے سانس روک لیے لپسٹک اس نے ہونٹوں پر لگا کر آئی شیڈ کٹ میں سے ریڈ کلر کی شیڈ کے اوپر برش لگا کر اس کے رخسار پر لگایا تھا اور پھر ناک پر کیونکہ اس نے سونیا کو ایک مرتبہ اسی طرح تیار ہوتے دیکھا تھا۔۔۔ لیکن انجانے میں وہ بلش کی جگہ آئی شیڈ اس کے رخسار اور ناک پر لگا گئی تھی۔۔

اپ جو کر لگ رہے ہو وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئی بار بار اس کے ناک پر ہاتھ رکھتی ہادی نے سکون کا سانس لیا چاہے وہ جو کر لگ رہا تھا لیکن اپنی بیوی کو یوں کھل کر ہنستے دیکھ اس کے وجود میں سکون سرایت کر گیا۔۔۔

اب منہ دھو لو اس سے پہلے کوئی مجھے دیکھے۔۔

نہیں مجھے آپ کی تصویر بنانی ہے۔۔ پھر میں اسے دیکھ کر ہنسا کروں گی
ہادی نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں میں سر ہلا گیا محض اس کی خوشی کی خاطر رہا
نے اس کا موبائل پکڑ کر تصویر بنائی۔۔

اچھا اب دھولیں اسے رونے والا منہ بناتے دیکھ رہا بولی وہ تقریباً واش
روم کی طرف بھاگا تھا اور اپنا منہ رگڑ رگڑ کر صاف کرتے باہر آیا اور
سکون کا سانس لیا تھا اس نے خود کو آئینے میں دیکھنے کی غلطی نہیں کی
تھی۔۔۔ نہیں تو پوری زندگی سے یہ لمحہ نہیں بھولنا تھا۔۔۔

وہ جب باہر آیا وہ پھر سے اس کی تصویر دیکھ کر ہنس رہی تھی ہادی اس
کے پاس بیٹھ گیا اس کے پاس بیٹھ کر اسے ساتھ لگایا اس کی مسکراہٹ
ہی تو وہ واپس لانا چاہتا تھا۔۔۔

یہ میری بیوی کی عیدی ہادی نے جیب سے بریسلیٹ نکال کر اس کے
ہاتھ میں پہنایا جس کے اوپر جانِ ہادی لکھا ہوا تھا۔۔۔

یہ میرے لیے ؟ بے یقینی سے اس بریسلیٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی ہادی نے ہاں میں سر ہلاتے اس کے ہاتھ پر پہنایا تو راہا نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا تھا۔۔

ابھی ہماری رخصتی نہیں ہوئی میں پہلے ہی تمہارے پیچھے پاگل ہو رہا ہوں مزید نہ کرو۔۔ ہادی بہکے ہوئے انداز میں بولا تھا لیکن راہا اس کا انداز نہ سمجھ پائی اور کندھے اچکاتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔ ہادی نے نا محسوس طریقے سے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یعقوب قندیل کے کمرے میں گیا وہ نیوی بلو کلر کی شارٹ قیمض اور کھلا ٹروزر پہنے، بال کھلے، لبوں پر نیوڈ کلر کی لپسٹک، ہلکا سا بلش ان لگائے سوئی ہوئی تھی۔۔ وہ قدم بڑھاتا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔ جتنا اس کا چہرا خوبصورت تھا کاش اس کا دل بھی اتنا ہی خوبصورت ہوتا، اس کا حسن کا

دیکھ کر یعقوب کے دل میں نفرت کی آگ بھڑکنے لگی وہ اسی خوبصورتی سے کسی کو ورگلانا چاہتی تھی۔۔

یعقوب نے ہاتھ آگے بڑھایا اسے نارمل طریقے سے اٹھانے لگا تھا اس کے چہرے کے پاس ہاتھ لے جاتے انہیں روک دیا۔۔۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ کو اٹھا کر زور سے ٹیبل پر مارا وہ بڑبڑا کر اٹھی تھی سامنے اسے دیکھ کر آنکھیں پھیلی اتنی اپنا دوپٹہ پکڑنے لگی یعقوب نے ہاتھ بڑھاتے اس کا دوپٹہ پکڑ کر دو اچھال دیا۔۔

کیا ضرورت اس کی ٹکرے کی تم تو اپنی خوبصورتی سے بہلاتی ہو۔ آج یعقوب شاہ بہلنے آیا ہے یعقوب اس کے قریب تر ہو کر بیٹھ گیا۔ اتفاقاً دونوں نے ہی نیوی بلو کلر پہنا ہوا تھا۔۔۔

اپنی حد میں رہو میں آج تک کسی کو نہیں ورغلایا۔۔

سردار کے کمرے میں تو تمہاری روح جاتی تھی یعقوب نے اس کے سفید چہرے کو دبوچا۔۔۔

تم صرف ظلم کرنا جانتے ہو۔۔

اور تم بہکانا اپنا آپ ظاہر کرنا منع کیا تھا نہ سردار کی زندگی میں دخل اندازی نہ کرنا۔۔ یعقوب نے درمیاں موجود فاصلہ ختم کر دیا۔۔

میرے قریب مت آؤ۔۔ قندیل کی جان حلق میں اٹکی تھی اسے اپنے قریب ہوتے دیکھ اسے ایک نوکر اپنے شوہر کے طور پر بلکل بھی قبول نہیں تھا۔۔۔

او کے بدکردار بیوی قریب نہیں آؤگا یعقوب نے اس کی گردن پر پہلے سے موجود نشان پر پھر دانت گاڑھے۔۔ اس کے منہ سے چیخ نکلنے لگی اس نے قندیل کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

بدکردار بیوی، جو حرکت تم مردان خانے میں کرنے والی تھی شاباش جلدی سے کرو۔ یعقوب نے اس کے ہونٹوں کی طرف دیکھا۔ زہن میں اس کی حرکت گردش کر رہی تھی جب وہ اس کے لبوں پر جھکنے لگی تھی۔۔۔

ہرگز۔۔۔۔ منع مت کرنا ایک مرتبہ پھر اسی رات کی طرح میں پھر سے درندہ بنوگا۔ اس دن تو بخشا تھا کیونکہ میں گناہ کبیرا نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آج میرے پاس یہ حق ہے۔۔ یعقوب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ اس کے خوفناک تاثرات دیکھ کر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اپنی بات سچ کر کے دکھائے گا۔۔

جلدی! وہ چلایا تھا۔۔۔ قندیل کانپنے لگی تھی۔۔ آنکھیں بند کر کے اس کے لبوں پر لب رکھنے لگی تھی یعقوب اٹھ گیا۔ وہ اس عورت کا لمس خود کے وجود پر نہیں چاہتا تھا۔۔

تم اس قابل نہیں ہو تم اپنے محرم کو اپنا لمس دے سکو یا اس کا نرم لمس محسوس کر سکو یعقوب نے ایک پاؤں بیڈ پر رکھتے اس کا چہرا دربارہ دبوچتے بیڈ کراؤن کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔ اس نے درد برداشت کرتے آنکھیں میچی۔۔

بدکردار بیوی، عید مبارک! یعقوب اس کے کان قریب جھکتے بول کر کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا۔ اس کی لبوں سے ہلکی سے چیخ برآمد ہوئی۔۔

مت بھولو تم مرد ہو اور مرد کبھی بھی عورت کی خوبصورتی دیکھ کر بہک جاتا ہے چاہے وہ ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو۔۔

تمہاری غلط فہمی ہے یعقوب شاہ دوسری مردوں کی نہیں ہے جو اتنی آسانی سے بہک جائے۔ مجھے تمہارے خوبصورتی سے گھن آتی ہے۔

یعقوب نے اسے جھٹکا اس کا سر برے طریقے سے بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا۔۔۔

اس غلط فہمی کو ختم کردو میں تمہارے عقل ٹھکانے لگاتے ہی تمہیں اس نام کے رشتے سے آزاد کردوگا۔۔ میں تم جیسی بدکردار عورت کے ساتھ گزارا نہیں کرسکتا جو نکاح کے بعد بھی باز نہ آئی ہو دل میں سوچتے شعلے برساتی نظروں سے اسے دیکھتے کمرے سے چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک وجود ویران علاقے میں موجود گھر میں بیڈ پر تقریباً بے جان حالت میں پڑا تھا۔۔ ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی۔ اس کا ایک بازو کہنی تک کٹ چکا تھا۔۔۔ چہرے پر نشان اور آنکھ پر پٹی اسے مزید خوفناک بنا رہی تھیں۔۔

زہن میں اس نیلی آنکھوں والی گڑیا کا عکس آیا تھا جو اس کے اندر لاوے کو مزید بھڑکا رہا تھا۔۔جس کی وجہ سے اس کا یہ حال ہوا تھا تھا جبکہ وہ اسے پھر بھی وہ حاصل نہیں ہوئی تھی۔۔۔

بہت جلد ابراہم ملک ایک مرتبہ پھر تمہاری زندگی میں قدم رکھے گا۔۔وہ اپنے وجود وہ ہلانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ صرف ایک ٹانگ میں ہلکی سی اور ہاتھ میں حرکت ہو رہی تھی۔۔کمرا اپنی جگہ پر آ کر چکی تھی۔۔۔۔

تم سب اپنے کیے گئے عمل پر مور کے گھاٹ اترو گے سب سے پہلے سردار الہام خانزادہ۔۔۔

وہ پہلے سے زیادہ وحشی درندہ بند چکا تھا۔۔

یا ور عید کی نماز پڑھ کر اپنے کچھ کام سرانجام دے کر گھر پہنچا۔ راعنین گرے کلر کی فراک پہنے لبوں پر سرخ رنگ کی لپسٹک لگائے، بال کھلے

ہوئے ، آنکھوں میں کاجل ، گلے پینڈنٹ ، کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے پہنیں اس کا انتظار کر رہی تھی ۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسے خود کے لیے سکھا سنورا دیکھ کر کچھ لمحے تو وہ آنکھیں جھپکانا بھول گیا ۔ ۔

عید مبارک !را عنین مسکراتے اس کے گلے لگی یاور نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا اور خیر مبارک کہا تھا چہرا ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا اس کا موڈ بے انتہا اچھا تھا ۔ ۔ ۔

یاور نے گرے رنگ کی شلوار قمیض پہنے ، بال نفاست سے سیٹ کیے ہوئے تھے ۔ ۔ اس کی گندمی رنگت گرے کلر میں مزید نکھر رہی تھی ۔ ۔ عید مبارک کہہ دیا ہے تو پھر عیدی بھی دے میری !خوشی کا اظہار کر کے اس کے گردن میں بازو حائل کیے یاور نے غور سے اس کے سجے

ہوئے روپ کو دیکھا وہ تیار ہونے کی وجہ سے ہی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی یا پھر ماں بننے کی کشش تھی۔۔۔

کیا ہوا؟ عیدی نہیں دینی مجھے۔۔ اداس ہوتے پوچھا تو یاور نے اپنی جیب سے وائلٹ نکال کر جتنے بھی پیسے تھے وہ سارے اس کے ہاتھ میں تھما دیے۔۔

کافی ہے یا پھر اور چاہیے؟۔۔۔

ان پیسوں کی جگہ اگر آپ مجھے پیشانی پر ایک بوسہ دے کر کہتے کہ یہ تمہاری عیدی ہے تو میرے لیے وہ سب سے قیمتی عیدی ہوتی۔۔

راعنین نے حسرت سے کہا یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی اور رخسار پر شدت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔۔

میں خواب دیکھ رہی ہوں۔۔ راعنین آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھنے لگی۔۔

اگر حقیقت میں واپس جانا ہے تو پہلے والا رویہ اختیار کر سکتا ہوں۔۔۔

نہیں نہیں کوئی ضرورت نہیں آپ ایسے ٹھیک ہیں راعنین دوبارہ اس کے سینے سے سختی سے لگ گئی کہ مبادہ اس کا رویہ پھر سے نہ بدل جائے۔۔۔

یاور تھینک یو سو مچ آپ نے مجھے اتنے دن میری بہن کے پاس رہنے دیا اور اب مجھ سے پیار سے باتیں کر رہے ہیں وہ خوش تھی اپنے شوہر کے پیار بھرے رویے سے۔۔۔یاور نے اس سے اپنے سخت حصار میں لیا۔۔

اب آتے ہیں حبا اور شہریار کی طرف۔۔۔

یقین جانو آج بے انتہا خوبصورت لگ رہی ہو تم۔۔

پہلے آپ کو خوبصورت نہیں لگتی تھی۔۔حبا نے اپنا دوپٹہ درست کر کے سر پر لیا تھا۔۔

اس قدر خوبصورت لگتی ہو کہ دل کی دھڑکن بے حد تیز ہو جاتی ہے خون اتنی تیزی سے نسوں میں دوڑتا ہے جیسے دماغ تک پہنچ کر نسیں پھٹ جائے گی۔۔۔۔

شہریار ایسی باتیں مت کرے حبا اس کے سینے سے لگی۔۔۔۔

او کے پھر میری بیوی مجھے بتا دے میں کیسی باتیں کرو۔۔

شہریار مجھے آپی کے پاس جانا ہے۔ پلیز منع مت کیجیے گا مجھے لے جائیں

شہریار نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے جب اس نے دوسرا جملہ بولا۔۔ شہریار کے موڈ کا بیرا غرق ہوا تھا۔۔ بہن یعنی کہ یاور۔۔ مجھے تمہاری بہن کا شوہر نہیں اچھا لگتا۔ شہریار نے حبا کو حقیقت نہ بتائی کہ کیوں اسے یاور سے نفرت ہے۔۔۔۔

تو آپ مجھے گھر کے باہر چھوڑ آئیے گا بعد میں میں آپ کو کال کر دوں گی تو لینے آجائیے گا اس نے التجائی لہجہ اپنایا۔۔ اسے اپنی بہن کی شدت سے یاد آرہی تھی۔۔۔

ہرگز نہیں تم وہاں اکیلے نہیں رہو گی۔۔ وہاں جائیں گے لیکن محض ایک گھنٹے کے لیے اس سے زیادہ نہیں۔۔ جانت گردن ہلادی اتنا شکر کیا کہ وہ اسے لے کر تو جارہا ہے باقی لیٹ کرنا اس کا کام تھا۔۔۔

اچھا ریڈی ہو جاؤ لے چلتا ہوں۔۔۔ شہریار بیڈ کراؤن ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

تیار ہونے کے نام پر جانے محض ایک چادر لی۔۔ 15 منٹ بعد وہ یاور کے گھر کے باہر تھے۔۔

دروازہ کھولو شہریار نے یاور کو میسج کیا موبائل پر نوٹیفکیشن کی آواز سن کر پاکٹ میں سے باہر نکال کر دیکھا جس پر شہریار عرف لوسیفر کا کک میسج دیکھ

کر وہ پراسرار طریقے سے مسکرایا تھا واٹس ایپ ان کر کے میسج دیکھا۔۔
اور گارڈ کو کال کر کے کہا کہ گیٹ کھول دے۔۔ یاور راعنین کو لیے
لاونج میں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔
وہ حبا کو لئے لاونج میں داخل ہوا۔۔ راعنین اپنی بہن کو دیکھ کر تیز قدم
بڑھائے۔ دونوں ایک دوسرے سے گلے ملی۔۔۔
میں نے سوچا میری آپی نے مجھے عیدی تو دینی نہیں ہے تو میں ہی اپنی
آپی سے عیدی کے طور پر ملاقات کر لیتی ہوں۔۔
بہت اچھی عیدی دی ہے میری چھوٹی نے۔ راعنین نے اس کے
رخسار کھینچے اور اسے لیے کمرے میں چلی گئی۔۔۔
شہریار یاور کے سامنے بیٹھ گیا۔۔
جو مجھے اپنا سب سے بدتر دشمن سمجھتا ہے آج وہی میرے گھر آیا ہے
یاور نے جیسے ٹانٹ کیا تھا۔۔

محض اپنی بیوی کی خوشی کے لیے۔۔شہریار نے آنکھیں گھماتے کہا۔۔۔

وہ کیا ہے نہ میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں اس کی عزت کرتا ہو شہریار نے پراسرار مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔یاور اس کے طنز کو اچھے سے سمجھا تھا۔۔

اپنے کام سے کام رکھو میری پرسنل لائف کے بارے میں بکواس مت کرو شہریار خانزادہ۔یاور کی کانپٹی کی رگیں ابھری تھی۔۔۔

اوکے میں تمہارے پروفیشنل لائف کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ کتنی لڑکیوں کو اب تک بیچا ہے؟ میرے بھائی کی طرح کتنوں کو اپنی بہن سے محبت کرنے کی سزا کے طور پر جان لی ہے۔۔شہریار ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔۔دل تو چاہا اس کا گلا دبائے اسی طرح اسے مارے جیسے اس کے بھائی کو مارا گیا تھا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہوں میں لڑکیوں کو نہیں بیچتا۔ میں نے تمہارے بھائی کو نہیں مارا۔۔ یاور پھنکارا تھا۔ اسے تو اس کے بھائی کی موت کا علم اس کی موت کے دو سال بعد ہوا تھا۔۔

بکواس میں نہیں تم کر رہے ہو یاور مرزا میرے بھائی کے قاتل تم ہو۔ بیٹا باپ کے نقشِ قدم پر ہی چلتا ہے۔۔ جیسے وہ لڑکیوں کو بیچتا تھا تو بھی بیچتے۔۔۔۔۔ اپنی بکواس بند کرو شہریار میرے بابا ایسا گھناؤنے کام نہیں کرتے تھے۔ وہ نہایت شریف انسان تھے۔۔ یاور اس کی بات کاٹتے دہاڑا تھا۔۔ یہ پہلا شخص تھا جو اس کے باپ پر اس قدر گھناؤنا الزام لگا رہا تھا۔۔۔ ان کی بلند آوازیں سن کر حبا اور راعنین کمرے سے باہر آئی۔۔۔

ہاں بلکل اتنا شریف تھا کہ اس نے اپنی ہی بیٹی کا سودا کر دیا تھا۔۔۔

شہریار خان! وہ چلاتے ہوئے اٹھ کر اس کی گردن پکڑنے لگی راعنین نے یاور کو پکڑا تھا جبا شہریار کے پاس چلی گئی۔۔۔

تم جسے گناہگار سمجھتے ہوئے یاور مرزا وہ بے قصور ہے سردار نے تمہارے خاندان کو قتل نہیں کیا۔ تمہارا باپ ہی تمہاری بہن، بھائی اور ماں کا قاتل ہے شہریار بولنے پر آیا تو تمام حقیقت اس کے سامنے کھول کر رکھ گیا۔۔۔۔

میں تمہاری جان لے لوگا یاور نے راعنین کو دھکا دیا وہ گرتے ہوئے بچی۔ اس سے قبل وہ شہریار تک پہنچتا جبا اپنے شوہر کے آگے کھڑی ہوگئی۔۔ راعنین نے اس کے آگے آتے اسے روکا۔۔۔

قاتل مارنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے پوچھو اپنی بیوی سے کہ تمہارا باپ اس کے گھر کر کیا کرنے جاتا تھا۔ اس کا بھائی اور تمہارے باپ

لڑکیوں کو کیسے ہوس کا نشانہ بناتے تھے۔۔شہریار آگے بڑھنے لگا تھا حبا نے بمشکل اسے روکا تھا۔۔۔

یاور نے جھٹکے سے راعنین کی طرف دیکھا جس کی سانسیں سوکھی ہوئی تھی۔۔۔

راعنین بول دو یہ جھوٹ ہے یہ کمینہ میرے بابا کے بارے میں بکواس کر رہا ہے۔۔میرے بابا ایسے نہیں ہیں۔۔۔یاور یقین کرنے کو تیار نہیں تھا کہ اس باپ ایک درندہ تھا۔۔۔۔

آپ کے بابا اور میرے بھائی اکثر لڑکیوں کے ساتھ گھر آتے تھے۔۔۔

راعنین اس حقیقت سے آگاہ تھی کہ یاور کے بابا اور اس کا بھائی لڑکیوں کو لے کر گھر آتے تھے۔۔

جھوٹ بول رہی ہو تم یاور نے اسے خود سے دور دھکا دیا تھا وہ صوفے پر گری۔۔۔

آپی!جبانے بلند آواز میں اسے پکارا۔۔

میرے بابا ایسے نہیں ہے۔۔وہ پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا

تھا۔۔۔

تمہاری بہن کا حوصلہ ہے جو ایسے شخص کے ساتھ گزارا کر رہی ہے۔چلو

یہاں سے شہریار اسے وہاں سے لے کر جانے لگا۔۔

شہریار نہیں،شہریار میری آپی۔۔وہ بول رہی تھی شہریار اسے وہاں سے

لے کر چلا گیا۔۔۔

سب جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے وہ بار بار ایک بات ہی دہرا رہا

تھا۔۔۔زہن میں محض راعنین کے الفاظ گردش کر رہے تھے۔۔وہ غصے

سے پاگل ہوتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔کھٹاک سے دروازہ بند کرتے وہ

اپنا سر تھامیں بیٹھ گیا۔۔

سب جھوٹ بول رہے ہیں میرے بابا ایسے نہیں ہیں وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

یاور! را عنین کا سر چکرا رہا۔ ہمت کرتی اٹھی ابھی وہ سیڑھیوں سے کچھ دور تھی۔۔۔ جب سب دھندلا نظر آنے لگا اس سے قبل وہ کسی چیز کا سہارا لیتی وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتی کمر کے بل زمین پر گری تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے بابا ایسے نہیں ہے، وہ بہت اچھے تھے۔ سب جھوٹ بول رہے ہیں وہ یقین کرنے کو تیار نہیں تھا۔ زہن ان لفظوں کی گردش کی وجہ سے پھٹنے کے قریب تھا۔۔

نین نے جھوٹ بولا ہے اسے محبت نہیں اگر ہوتی تو مجھ سے جھوٹ نہ بولتی شہریار کا ساتھ نہ دیتی۔۔ یاور اپنی پیشانی پر مکے مار رہا ہے۔۔ وہ پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

یاور آدھے گھنٹے بعد نیچے آیا۔ راعنین کو ہوش و حواس سے بیگانہ زمین پر گرے دیکھ اسے بازو میں اٹھا کر صوفے پر لٹایا۔۔

نین! یاور نے اس کے رخسار تھپتھپائے، ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے ہاتھ پر تھوڑا سا پانی ڈال کر اس کے چہرے پر چھینٹیں ماری۔۔ وہ زرہ سا بھی کسمسائی نہیں تھی۔ یاور کی سانسیں خشک ہونے لگی۔۔

اسے باہوں میں اٹھائے باہر کو بھاگا تھا۔ ہاسپٹل پہنچتے ہی وہ بلند آواز میں چلانے لگا تھا۔۔

ڈاکٹر، ڈاکٹر! بلند آواز میں ڈاکٹر کو پکارتے وہ راعنین کے زرد چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ سٹیچر پر اسے منتقل کرتے ایمرجنسی روم تک گیا اندر جانے لگا ڈاکٹرز نے اسے روک دیا۔۔۔

میری بیوی!۔۔۔

سر پلیز الاؤ نہیں ہے ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولی تھی۔۔ یاور اپنا سر تھامے چکر لگانے لگا۔۔

یا اللہ کچھ غلط مت کرنا۔ وہ دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہا تھا۔ وہ سب کچھ کھو چکا تھا یہ آخری رشتہ تھا اس کے پاس۔۔

بے چینی میں چکر کاٹتا رہا پندرہ منٹ، آدھا گھنٹہ گزارا اور اب گھنٹہ گزر چکا تھا جبکہ ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں آئی تھی۔۔۔ ایک نرس ایمرجنسی روم کے اندر گئی۔ اس کے ہاتھ میں رپورٹ تھی۔ مزید دس منٹ انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئی۔۔

حوصلے اور صبر سے میری بات سنیے گا، بی پی حد سے زیادہ لو ہو گیا تھا کچھ شاید انہوں نے اپنے کھانے پینے اور میڈسن کا دھیان نہیں رکھا۔ جس کی وجہ سے چکر آئے گرنے کے باعث آپ کی وائف کا مس کیرج ہو گیا۔ یور بے بی.....اس سے آگے ڈاکٹر کیا بول رہی تھی اسے کچھ سنائی نہ دیا۔ دل و دماغ میں بس ایک لفظ اٹکا تھا "مس کیرج"۔۔

وہ تو اس کے کھانے پینے کا خیال رکھتا تھا روز اسے میڈیسن دیتا تھا۔۔ جب گھر نہ ہوتا تو پوچھتا کہ تم نے کھانا کھایا، میڈیسن لی۔۔ وہ صدمے کی کیفیت میں گرنے میں انداز میں چیئر پر بیٹھا تھا۔۔

آپ کی وائف کو ہوش آگئی ہے، وہ ٹھیک ہیں، یہ آپ کی وائف کی رپورٹ آپ اپنی تسلی کر لے۔ ڈاکٹر اس کی گود میں رپورٹ رکھ کر ہمدردی سے اسے دیکھتی چلی گئی۔۔

یاور نے کانپتے ہاتھوں سے رپورٹ کھولی۔ جہاں صاف لفظوں میں مس کیری کا لکھا ہوا تھا۔ نظر نام پر گئی جہاں "راعنین" لکھا ہوا تھا۔۔ اسی لمحے اس نے وہ رپورٹ پھاڑ دی اس کے ٹکرے ٹکرے کر کے ایمرجنسی روم کے باہر پھینکے۔۔۔

یا اللہ جس کی مجھے سب سے زیادہ خوشی تھی تو نے وہی مجھ سے چھین لی۔۔ یاور تقریباً دہاڑا تھا۔۔ ذہن سن ہو چکا تھا۔ کوئی اس سے اس وقت پوچھتا کہ سب کچھ کھو دینا کیسا ہوتا ہے۔۔۔

کاش یہ نہ ہوتا! جب مکمل فیملی دور ہو جائے ایک نیا فرد زندگی میں آ کر آپ کو ایک چھوٹی سی فیملی دینے والا ہو، ایک واحد شخص جب آپ کی خوشیاں بننے والا ہو آپ کا سکون بننے والا ہو اور وہ فرد ہی چھین لیا جائے ، تو انسان کی روح و دل مر جاتے ہیں کیونکہ ہم نے امیدیں لگائی ہوتی ہے۔ خوشیوں کی، سکون کی، دکھوں کے سمٹنے کی۔ جب وہی انسان نہ

رہے تو پھر کاش رہ جاتا ہے۔۔ اور یہ کاش انسان کے دل کو مکمل طور پر مردہ کر جاتا ہے۔ اس کے دل کو سخت کر دیتا، بلکل پہاڑ کی مانند۔۔

اس نے ایمرجنسی روم کی طرف سست قدم بڑھائے اندر گیا راعنین سائیڈ پر پڑے ٹیبل کا سہارا لے کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے ابھی تک ڈاکٹر نے نہیں بتایا تھا کہ اس کا مس کیرج ہو گیا ہے۔۔۔

یاور! جیسے ہی وہ اس کے پاس پہنچا راعنین نے اس کا ہاتھ پکڑا سے پکارا یاور نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا۔۔

خوش ہو اب؟ راعنین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

کہتا تھا لاپرواہی مت کرو۔ اب سکون میں ہو میرے بچے کو ختم کر کے۔

پہلا جملہ دھیمی آواز میں بولا دوسرا جملہ بولتے وقت راعنین کو بازو سے دبوچتے کھڑا کرتے وہ دہاڑا تھا۔۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی تو یاور نے اسے جھٹکا دیتے کھڑا کیا۔۔۔

آپ۔۔۔۔۔کک۔۔۔یا۔۔۔۔۔۔ک۔ک۔ہہ

رہے۔۔۔۔ہ۔۔۔ہی۔۔۔اس سے جملہ مکمل نہ کیا گیا۔۔چہرا آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔

م۔میں۔۔۔ن۔نے۔۔۔کک۔۔وئی۔۔۔ل۔لل۔لاپروا۔۔۔ہہ۔ہی۔۔۔نہ۔یں۔۔۔۔۔کی۔۔۔۔وہ روئے جا رہی تھی۔۔حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔یاور زخمی نظریں اس پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔

آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔

اس کی بات کا جواب دیے بغیر اس کی چادر بیڈ سے پکڑ کر اسے گرد دے کر کھینچ کر وہاں سے لے گیا۔۔وہ راستے وہ روتے ہوئے بولتی رہی تھی۔۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں میرا بچہ بلکل ٹھیک ہے آپ جھوٹ بول رہے ہو"۔۔۔

کمرے لا کر اسے بیڈ کی جانب دھکا دیا تھا۔۔

یاور سب جھوٹ ہے نہ آپ مجھے اذیت دینے کے لیے کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

کونسا باپ ایسا ہوتا ہے راعنین یزدان ملک جو اپنے بچے کے بارے میں ایسے الفاظ بولے گا۔۔ یاور دہارا تھا ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔۔۔

تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے، ٹھیک سے کھانا نہ کھانا، میڈیسن نہ کھانا، ضد کرنا، اس سب کی وجہ سب کچھ ہوا ہے اگر تم اپنا دھیان رکھتی نہ تمہارا بی پی لو ہوتا اور نہ تم گرتی۔۔ یاور نے اس کا چہرہ دبوچا تھا وہ غم میں اس قدر غرق کر ہو چکا تھا کہ وہ اس کی تکلیف سمجھ ہی نہیں رہا تھا صرف اپنی تکلیف کو اہمیت دے رہا تھا۔۔۔

یاور میں روز روٹین سے کھانا کھا کر میڈیسن کھاتی تھی آج آپ کا انتظار کر رہی تھی آپ کے ساتھ کھانا کھا کر۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی چہرہ آنسو سے مکمل طور پر درد تھا۔۔

میرے بچے سے زیادہ تمہارے لیے میں ضروری ہوں۔ یاد ہے تم نے کہا تھا بچے سے پہلے شوہر ضروری ہے میرے لیے۔۔ تم نے ثابت کر دیا کہ تمہاری محبت خود غرض ہے اپنی محبت کی آڑ میں تم میرے بچے کو ختم کر گئی۔۔۔۔ مان گیا تمہاری محبت کو میں کہ خود غرض محبت میں عورت اپنے بچے کو بھی ختم کر جاتی ہے۔۔۔ یاور نے جھٹکے سے اس کا چہرہ چھوڑا تھا وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھی۔ اس نے ایک مرتبہ بھی نہ سوچا یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے کہ ایک عورت اپنے بچے کو ختم کر گئی۔۔۔ وہ تو دل میں ہزاروں ارمان سجائے بیٹھی تھی حد سے زیادہ خوش تھی کہ اس کی ایک چھوٹی سی فیملی بننے جا رہی ہے۔۔۔

میں نے نہیں مارا اپنے بچے کو وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے دہاڑے مار کر
رونے لگی یاور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرا ایک زخمی نگاہ
سے اسے دیکھ کر کمرے سے باہر نکلتے دوسرے کمرے میں گیا۔ جس کو
اس نے لاک لگایا ہوا تھا اور جہاں اس نے اپنے بچے کے لیے بے شمار
چیزیں لے کر رکھی تھی۔۔۔ چاروں طرف بھالو، گڑیا، مختلف کھلونے،
بچوں کے چلانے والی کار، سائیکل، واکر، ہر وہ چیز جو بچے کو چاہیے ہوتی
ہے۔ دیواروں پر فریم لگے تھے جن کے اوپر کچھ الفاظ لکھے تھے۔۔

Baby with mama , baby with baba ,

family pic , baby ...

مختلف الفاظ فریم کے اوپر لکھے ہوئے تھے کہ اس فریم پر بچے کی تصویر
اس کی ماں کے ساتھ ہوگی یا پھر باپ کے ساتھ۔۔۔

اس کے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی وہ تمام اشیاء اکٹھی کر کے بیٹھا تھا جبکہ اب کچھ بھی نہ رہا تھا۔۔۔

تمہاری خود غرض محبت کھا گئی میرے بچے کو نین۔ زمین پر بیٹھتے سجدے کی حالت میں جاتے زمین کو اپنے آنسوؤں سے بھگونے لگا۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا میں نے اپنے بچے کو نہیں مارا۔۔۔ وہ دہاڑے مارے رونے لگی۔۔

میرا بچہ، بار بار وہی الفاظ وہ بولے جا رہی تھی پہلا بچے کو کھو دینے کا دکھ اور دوسرا اس کے شوہر کا کہنا کہ تم ہی اپنے بچے کی قاتل ہو۔۔۔ اسے ختم کر گیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی دہاڑے مار کر رو رہی تھی اور اس کی آواز بخوبی یاور تک گئی۔۔

حبا کو لے کر شہریار بڑی حویلی پہنچا جیسے ہی وہ کمرے میں گئے حبا نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوالیا۔۔۔

کیا کر کے آئے ہیں آپ وہاں پر؟۔۔۔

جو بھی کیا ہے بالکل ٹھیک کیا ہے میرے بھائی کا قاتل ہے تمہاری بہن کا شوہر۔۔شہریار نے اپنے غصے پر قابو کیا تھا۔۔۔

اور آپ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ قاتل ہیں آپ کے بھائی کے۔۔

حبا میں غصہ کر جاؤں گا پلیز مجھ سے اس متعلق بات مت کرو۔۔شہریار نے اپنی پیشانی مسلی اس نے آج تک اس پر غصہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی کرنا چاہتا تھا۔۔

جتنا غصہ کرنا ہے کر لیں لیکن میں بھی پوچھ کر رہوں گی کیوں لگتا ہے آپ کو ایسا؟ حبا نے اسے دونوں بازوں سے پکڑ کر ہلکا سا جھنجھوڑا تھا۔۔۔

اس نے گہری سانس لی اور پھر کہنے لگا۔۔

یاور کے ہاتھ میں وہی بر سلیٹ ہے. جس بر یسلیٹ کا نشان میرے بھائی کی گردن پر تھا۔۔ کر سچینٹی کا نشان۔۔۔

کر سچینٹی کے نشان والا بر یسلیٹ تو میرے بھائی نے بھی پہنا ہوتا تھا اور جب مجھے۔۔۔۔۔ اغوا کیا گیا تھا تب بھی میں نے بھائی کے ہاتھ میں بر یسلٹ دیکھا تھا۔۔ یکدم اسے اپنے بھائی کا بر یسلٹ یاد آیا تھا۔۔ جملہ مکمل کرتے ہوئے ایک مرتبہ درمیان میں وہ اٹکی تھی۔ شہریار کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی۔۔۔

کیا مطلب؟۔۔

جس بر یسلیٹ کی آپ بات کر رہے ہو وہ بر یسلیٹ تو میں نے چھوٹے ہوتے بھائی کے ہاتھوں میں بھی دیکھا ہے میرا بھائی ہر غلط کاموں میں ملوث ہے۔۔ آپ ایک مرتبہ تحقیق کر کے تو دیکھیں۔ اس طرح کا

بریسلٹ نہ جانے کتنے لوگوں نے پہنا ہو۔ حبا نے شہریار کا کندھا سہلایا اس کے اندر کھولتے لاوے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔۔۔

تمہارے بھائی کی میرے بھائی سے کیا دشمنی؟۔۔

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ میرے بھائی نے قتل کیا آپ

ایک مرتبہ تحقیق تو کریں بعض اوقات ہمارے سامنے وہ پہلو نہیں آتے جو صحیح ہوتے ہیں ہم آدھا قصہ سن کر یا دیکھ کر اسے ہی سچ مان لیتے ہیں۔۔ حبا کی بات سن کر وہ خود سوچ میں پڑ گیا اسے اس معاملے میں ایک مرتبہ تحقیق کروانے کی ضرورت تھی۔۔۔ یکدم ذہن میں خیال آیا کہ اس طرح کا بریسلیٹ تو ڈارک ویب کے آدمیوں نے پہنا ہوتا ہے اور یاور ڈارک ویب میں نہیں ہے تو پھر اس کے ہاتھ میں یہ بریسلٹ کیوں ہے؟۔۔

"اس کے باپ کا" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔۔

اس بات کو چھوڑ دو حبا فل وقت۔ اپنی حیرت اور پریشانی کو چھپاتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرا کر بولا تھا۔۔

حبا نے مزید اس بات کو بڑھانا بہتر نہ سمجھا شہریار نے بیڈ پر بٹھایا اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگانے لگا۔۔ تاکہ فل وقت اپنے ذہن کو تھوڑا پر سکون کر سکے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

اس نے سردار کی دی ہوئی آدھی چاکلیٹس ختم بھی کر لی تھی۔۔ سردار سفیان خان کے پاس گیا تھا انہوں نے بچوں کی رخصتی کے متعلق ضروری بات اس سے کرنی تھی۔۔ اس کا موبائل سائڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔۔ طرسم بور ہونے لگی سردار کا موبائل پکڑ کر کارٹون دیکھنے لگی جب کارٹون دیکھ کر تھک گئی۔۔ یوٹیوب بند کر دیا تبھی اوپر واٹس ایپ پہ ویڈیو کا نوٹیفکیشن آیا تھا کسی ان ناؤن نمبر سے، اس کے ہاتھوں میں کھجلی سی

واٹس ایپ ان کر کے وہ ویڈیو جیسے ہی لگائی سردار ڈیرے پر موجود کمرے میں بے رحمی سے دو لوگوں کا قتل کر رہا تھا کبھی ان کے منہ میں چاکو مارتا، تو کبھی آنکھوں میں، کبھی پیٹ پر، کپڑے خون الود تھے۔ یہ واقعہ زیادہ پرانا نہیں تھا۔ طرسم کے ہاتھ سے موبائل گر گیا اسے یاد آیا جب یعقوب نے اسے کمرے میں جانے سے روکا تھا اور تھوڑی دیر بعد سردار بغیر قمیض کے کمرے سے باہر نکلا تھا کیونکہ اس کی قمیض خون آلود تھی۔۔

میرا دیو برا نہیں ہے اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھامے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ دوپٹہ سر سے ڈھلک کر زمین پر گرا تھا۔۔۔

دیو! ابھی اس نے سردار کو پکارا ہی تھا جب اس کی نظر موبائل پر چلتی وڈیو پر گئی اس نے سختی سے آنکھیں بند کی۔ بند آنکھوں سے بھی زارو قطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔

طرسم کے ذہن میں وہ تمام چیز گردش کرنی لگی وہ لمحے یاد آئے جب وہ دس سال کی عمر میں ڈیرے پر گئی تھی اور سردار بغیر شرٹ کے اس سامنے آیا تھا۔ جب ملازمہ کو اس نے دالہام کے کپڑے دیے تھے۔۔۔ جب وہ آدمی اس کے بارے میں بکواس کر رہے تھے۔۔۔ تم درندے ہو۔ درندے ہو تم محض اس لیے تم نے ان دونوں کو مارا کیونکہ انہوں نے میرے بارے میں بولا تھا۔۔ طرسم زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اسے لگتا تھا سردار اس کے جس طرح بیہود کرتا ہے وہ حقیقت میں بھی ویسا ہے۔ جبکہ یہ اس کی غلط فہمی تھی جو آج دور ہو گئی۔۔۔

میں ایک بھیڑیے کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ یاور لالا صحیح کہتے تھے تم درندے ہو۔۔۔ طرسم کی نظر ایک مرتبہ پھر موبائل پر گئی تھی جہاں وہ ایک آدمی کی گردن میں چاقو مار رہا تھا۔۔ اس نے موبائل پکڑ کر دیوار پر

دے مارا۔۔ بلند آواز میں بچوں کی طرح ہچکیاں بھرتی رونے لگی۔۔۔۔۔

"وہ قاتل ہے" ذہن میں یاور کے الفاظ گردش کرنے لگے۔۔ وجود رونے کی وجہ سے ہچکولے کھا رہا تھا۔۔

اللہ جی! اوپر کی جانب دیکھتے وہ لمبی ہچکی بھرتے بولی تھی۔۔۔

آنکھیں خشک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

تم میرے بابا کو قاتل کہتے ہو جبکہ خود ایک سفاک بھیڑیے ہو۔۔ اپنا سر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹکا کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔ رونے میں زرہ بھی کمی نہ آئی۔۔۔ کتنی دیر وہ روتی رہی بیڈ کا سہارا لے کھڑی ہوئی۔۔

بال بکھرے ہوئے، نیلی آنکھیں جو سرخ رنگ میں تبدیل ہوئی، آنکھیں سوجن زدہ تھی، رخساروں پر آنسو مٹے مٹے نشان تھے۔۔۔

پری کیا ہوا ہے ؟ دالہام خانزادہ کمرے میں داخل ہوا اس کا اجڑا حلیہ دیکھ کر تیز قدم بڑھاتے اسے شانوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

طرسم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور جھٹکا۔۔ آنکھوں میں حقارت تھی۔۔

پری! حیرت زدہ لہجے میں اسے پکارا۔۔

بھیڑیا ہو تم جو انسانوں کو چیڑ پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔۔ طرسم حلق کے بل چلائی، چہرا غصے سے خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا۔۔۔

پری کیا بول رہی ہو تم، میں کسی کو کیوں مارو گا۔۔ اس نے اپنی حیرت کو چھپایا۔ سردار اس کے قریب جانے لگا اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے اسے روک دیا۔۔۔

ہاتھ مت لگانا مجھے گھن خود سے کہ ایک بھیڑیے کے ساتھ رہ رہی ہوں، بھیڑیے کی فطرت میں شامل ہوتا ہے سردار دالہام خانزادہ چیڑ پھاڑ

کرنا۔۔ وہ دل چیڑ دینے والے الفاظ استعمال کر رہی تھی۔ کئی خنجر دل میں پیوست ہوتے دالہام خانزادہ کو زخمی کر گئے تھے۔۔۔

گھن؟ ہلکے سے لب کھول کر یکدم گہرا سانس لیا تھا جیسے اگلا سانس نہیں آئے۔۔۔

ہاں گھن آتی ہے دالہام خانزادہ، قاتل ہو تم، نہیں، نہیں قاتل کہنا غلط ہوگا تم ایک وحشی درندے اور بھیڑیے ہو جس کی فطرت میں شامل ہے خون بہانا۔۔ وہ ظالم بنی اس کے دل و روح کو زخمی کر رہی تھی۔ آنکھیں اس ستمگر پر ٹکی تھی۔ وہ ہر ایک کی بے رخی برداشت کر سکتا تھا لیکن اپنی پری کی نہیں۔۔۔

پری! میں ہر وضاحت دینے کو تیار ہوں دالہام خانزادہ آگے بڑھا اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر بال پیچھے کرتے اس کی پیشانی پر بوسہ دینے لگا جب اس کی پری کی نازک انگلیاں اس کے رخسار پر نشان چھوڑ گئی۔۔۔

میرے پاس مت آؤ، مت لگاؤ مجھے اپنے خون سے رنگے ہاتھ۔ دیو جتنی تم سے محبت تھی آج اتنی ہی نفرت ہو رہی ہے۔۔

یہ تھپڑ دالہام خانزادہ کے چہرے پر نہیں روح پر پڑا تھا۔۔ اس شخص سے طمانچہ پڑا جس لبوں سے نکلا ایک لفظ بھی اسے موت کی ازیت دینے جیسا تھا۔۔

لبوں پر زخمی مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھا۔۔

میں نے ان کا قتل کیا ہے ایک مرتبہ وجہ تو پوچھ لو پری۔۔

اس کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ پیار بھرا تھا۔ حلانکہ وہ اپنے لفظوں سے اسے مارنے کے در پر تھی۔۔

نہیں جاننی مجھے کوئی وجہ، قاتل ہو تم ایک وحشی قاتل طرسم بے آواز رونا شروع ہو گئی۔۔

دیو کی پری رو کر مجھے تکلیف مت دو۔۔

نہیں ہوں میں آپ کی پری چلے جائیں یہاں سے نہیں دیکھنا مجھے آپ کا چہرا بہت اچھا تحفہ دیا مجھے آپ نے دالہام خانزادہ۔۔۔ دالہام کا ہاتھ یکدم اس کی کانپٹی پر گیا تھا۔ درد سے رگیں پھٹنے کے قریب تھی۔۔ ایک لمحے میں وہ اس سے انجانا رویہ اپنا گئی تھی۔۔

اس طرح مت بو۔۔۔ وہ بول رہا تھا جب طرسم واش روم میں چلی گئی اور کھٹاک سے دروازہ بند کرتے زمین پر بیٹھ کر رونے لگی۔۔

پری دروازہ کھولو، پری! وہ دروازہ کھٹکھٹاتے گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔ جو اذیت اسے چھ سال بعد اس کی واپسی پر رویے پر ہوئی تھی اسے کئی گناہ زیادہ آج ہو رہی تھی۔۔

پری! سانس حد سے زیادہ اکھڑنے لگا۔۔ وہ زمین پر بیٹھ گیا۔۔ طرسم نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ دیے کانوں میں ان آدمیوں کی دردناک چیخیں گونج رہی تھی۔۔

سردار کی آنکھوں میں درد شروع ہو گیا۔ جیسے ان پر بے پناہ وزن ہو۔۔ دیوار کا سہارا لے کر اٹھا۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ ایک لفظ بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ سائیڈ ٹیبل کے سب سے نیچے والے دراز سے اپنی میڈیسن نکالی جو اس نے کھانا چھوڑ دی تھی۔۔ چار گولیاں اس نے ایک ساتھ کھائی تھی۔۔ بیڈ پر بیٹھا جبکہ انداز جیسے گرنے والا تھا۔۔ کچھ لمحوں میں ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئی۔ کیونکہ ایسے مریض کو سکون کی گولی دی جاتی ہے تاکہ وہ سو جائے اور اس کا ذہن تھوڑی دیر کے لیے سکون میں چلا جائے۔ اگر انہیں یہ گولیاں نہ دی جائے تو ان کی دماغ کی نسیں پھٹنے میں دیر نہ لگے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کتنی دیر روتی رہی تھک کر اپنی آنسو ہاتھ کی پشت سے سختی سے صاف کر کے اٹھی منہ پر پانی کے چھینٹیں مار کر باہر آئی موبائل زمین پر ٹوٹا ہوا پڑا تھا سر دار اوندے منہ بیڈ پر لیٹا تھا۔۔

کیسے نیند آجاتی ہے لوگوں کو مار کر۔۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کوئی انسان نے اتنا پر سکون ہو کے کیسے سو سکتا ہے۔۔

ڈریسنگ روم میں گئی الماری سے لحاف اٹھا کر صوفے پر لیٹ گئی۔۔ ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا کہ وہ ہوش میں بھی ہے یا نہیں۔۔ جلد ہی صبح کا سورج طلوع ہو گیا۔۔ طرسم نے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی وہ ابھی تک سویا ہوا تھا۔۔۔۔

اس انسان کو نماز کی کیا فکر جو قتل کرنے میں ماہر ہو۔ حقارت بھری نظروں سے اسے دیکھا جب کہ شدت سے دل چاہا تھا کاش وہ ویسا ہی نکلتا جیسا اس نے سوچا تھا۔۔۔۔

طرسم نے اپنے بال درست کیے جو کل رات کے بکھرے ہوئے تھے حجاب اور نقاب کر کے صوفے پر بیٹھ گئی کتنی دیر وہ گہری سوچوں میں گھوم رہی تھی ٹھنڈی آہ بھرتے کمرے سے باہر چلی گئی ناشتے کے ٹیبل کی طرف اس کو اکیلے آتے دیکھ ان سب کو حیرت کا جھٹکا لگا وہ سردار کے بغیر کمرے سے باہر نہیں نکلتی تھی۔۔۔

دالہام کہاں ہیں؟۔۔ سفیان خان نے سوال کیا۔۔

وہ سوئے ہیں۔۔

شکر ہے تمہیں بھی تھوڑی عقل آئی کہ شوہر کو تم نہیں آپ کہہ کر پکارتے ہیں۔۔ علینا نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا اپنی بیٹی کو تمیز سے اپنے شوہر کے بارے میں بات کرتے دیکھ۔۔۔

اس کا بالکل بھی دل نا تھا کھانا کھانے کو، اپنی حالت کو مد نظر رکھتے اسے مجبورا کھانا پڑا۔۔

سب نے خاموشی سے ناشتہ کر لیا انہیں لگا شاید وہ تھکا ہوا ہے اس وجہ سے نیچے نہیں آیا۔۔۔

طرسم اپنے کمرے سے بیگ پکڑ کر اپنی مورے کے کمرے میں چلی گئی اس اپنے پیپرز کی تیاری کرنی تھی۔ صبح سے دوپہر ہو گئی جب سردار کو ہوش آئی تھی سر درد سے پھٹنے لگا جو تھوڑی دیر سونے کی وجہ سے سکون ملا تھا وہ غرق ہو گیا۔۔۔۔

سر تھامیں اٹھ بیٹھا نظر موبائل کی طرف گئی جو ٹوٹی ہوئی حالت میں زمین پر پڑا تھا۔۔۔

یعنی وڈیو بھیجی گئی تھی میرے موبائل پر سردار اپنی پیشانی پر بکرے بال درست کیے موبائل تو مکمل طور پر ٹوٹ چکا تھا اب وہ کیسے پتہ لگواتا کہ کس نمبر سے ویڈیو آئی تھی۔۔۔

فریش ہو کر کپڑے تبدیل کر کے واپس کمرے میں آیا خالی کمرہ سے منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔ سر میں درد ایک مرتبہ پھر شدت اختیار کر گئی۔۔۔ جب راہا کے ساتھ حادثہ ہوا تھا اس نے بمشکل اپنے اس سر درد سے جان چھڑوائی تھی۔۔۔

طرسم اپنا بیگ پکڑے واپس کمرے میں آئی سردار کو سامنے دیکھ کر نظر بیک پر مرکوز کیے صوفے پر رکھ دیا اور چونکری مار کر بیٹھتی میتھ کی بک نکال کر روین کرنے لگی۔۔

پری کھانا کھایا تم نے اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے اس کے پاس گیا۔۔
کنپٹیوں کی رگیں ابھری ہوئی تھی ان کے اوپر ہاتھ رکھتا تو ایسا محسوس ہوتا
جیسے ابھی وہ پھٹ جائیں گی۔۔
وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر ڈیفینیشن پڑھنا شروع ہو گئی سردار ڈریسنگ ٹیبل کا
سٹول پکڑ کر صوفے کے پاس رکھتے بیٹھ گیا۔۔ سردار نے اس کے ہاتھ
کانوں سے ہٹانے چاہے تو اس کی پری نے اس کے ہاتھ جھٹک
دیے۔۔۔

پری اپنی صحت کا دھیان رکھو اس طرح نہیں کرتے سردار رات کی تمام
باتیں بھلا گیا تھا جو اس نے تلخ الفاظ استعمال کیے تھے۔ آنکھیں بھاری
ہونا شروع ہو گئی سر درد اس قدر شدید تھا جیسے جان نکل جائے گی۔۔۔
مجھے نہیں بات کرنی۔ آپ کیوں فضول میں مجھے تنگ کر رہے ہیں؟
اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا جبکہ نظریں ابھی بھی کتاب پر مرکوز تھی۔۔

میڈیسن لی تم نے ؟

کچھ کھانے کا دل کر رہا ہے تو بنا دوں صبح کا ناشتہ کیا ہوگا۔۔۔ بتاؤ نا مجھے کیا کھانے کا دل چاہ رہا ہے میں بنا دیتا ہوں۔۔ وہ چاہتا تھا بس کسی طرح وہ اس سے بات کر لے ایک مرتبہ اسے سن لیے کہ وہ کیوں اس طرح کرتا ہے۔۔۔

سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ آنکھیں بند کرتے ہیں مزاحمت کرنے لگی۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے فضول میں اپنا وقت برباد نہ کرے جائیں جا کر قتل کریں۔ طرسم نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔ دالہام خانزادہ اپنی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہیں اوپر چہرہ کر کے لمبا سانس لے کر اٹھا۔۔ دل چاہ رہا تھا کوئی چیز پکڑ کر اپنے سر پر مارے تاکہ اس کا سر درد کم ہو جائے۔۔ کمرے

سے باہر نکلا وہ ہنوز اپنی پیشانی مسل رہا تھا کچن میں جا کر پانی چولہے پر رکھا تاکہ اپنی پری کی فیورٹ چیز بنائے۔۔

15 منٹ میں نوڈلز بن کر تیار تھے باول میں ڈال کر ٹرے میں رکھ کر کمرے میں لے کر گیا صوفے کے سامنے رکھیں چھوٹے سے ٹیبل پر نوڈل رکھیں۔۔ طرسم نے سردار کو اس طرح نظر انداز کیا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔۔ سردار نے فاک پر نوڈل رکھتے اس کے لبوں کے پاس کیا وہ دوسری طرف رخ کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

ناراضگی مجھ سے ہے نوڈلز کا کیا قصور ہے۔۔ سردار نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ طرسم نے اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے پیچھے کیے تھے۔۔۔

کھانے کا کوئی قصور نہیں ہے بنانے والے ہاتھ غلط ہیں مجھے قاتل کے ہاتھوں سے بنا کچھ بھی نہیں کھانا۔۔ وہ سفاکیت کی آخری حد پر پہنچ گئی تھی۔۔۔

اچھا میرے ساتھ جیسے پہلے شرارتیں کرتی تھی ویسی شرارتیں نہیں کیا؟

آپ کو کیوں لگتا ہے کہ ہمارے درمیان سب کچھ نارمل ہے قتل کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے آپ بھول رہے ہیں شاید آپ نے میرے بابا کو 16 سال اپنے بھائی کے قتل کی سزا دی ہے۔۔ طرسم نے غصے سے اسے دیکھا تھا سردار نے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے پہلی مرتبہ حقارت نظر آئی تھی خود کے لیے۔۔

تمہارے بابا نے ایک بے قصور کی جان لی تھی۔ میں نے ان دونوں کو اس لیے مارا کیونکہ وہ ہر لڑکی کو ہوس کا نشانہ بناتے تھے اور اب ان کی

نظریں تم۔۔۔۔ سردار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا دوسرا ہاتھ ابھی بھی کن پٹی پر رکھا ہوا تھا۔۔

یہ اٹھا کر لے جائیں یہاں سے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اگر آپ نے اسی طرح بار بار مجھے تنگ کیا تو میں کمرہ علیحدہ کر لوں گی۔۔ طرسم اس کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی سردار کا سر چکرانے لگا وہاں رکنا اور اس درد کو برداشت کرنا اس کے لیے نا ممکن تھا اور اپنی پری کے سامنے وہ دوائیاں کھا نہیں سکتا تھا۔۔

نوڈل وہی چھوڑ کر کمرے سے باہر نکلا لانچ میں کوئی بھی موجود نہ تھا عورتیں گھر کے کام کاج کر کے اکثر سوچ جاتی تھی وہ مردان چلا گیا صارم پہلے سے ہی وہاں بیٹھا تھا۔۔۔

خیریت ہے آج ناشتہ تم نے ہمارے ساتھ نہیں کیا؟

وہ بنا کوئی جواب دیے صوفے پر بیٹھ گیا ذہن اس وقت بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔

دالہام طبیعت ٹھیک ہے ؟

صارم چپ کر جاؤ میرے دماغ کی نسیں پھٹ رہی ہیں۔ دالہام اکتائے ہوئے لہجے میں صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا اسے سکون چاہیے تھا اور جو شخص اسے سکون دے سکتا تھا وہ تو اس سے خفا ہوئے بیٹھا تھا۔۔۔

دالہام اپنی پیشانی پر مکے مارنے لگا۔۔

دالہام کیا ہو رہا ہے ؟ اسے بار بار اپنی پیشانی پر مکا مارتے دیکھ صارم نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ اپنا ہاتھ چھڑوا کر سائیڈ پر بنی الماری سے اس نے میڈیسن نکالی تھی ڈبی میں سے ایک ساتھ چھ ٹیبلٹ اس نے ہاتھ پر رکھی

ٹیبل پر پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی ڈالا وہ منہ میں ڈالنے لگا تھا جب صارم نے اس کے ہاتھ سے وہ گولیاں گرادی۔۔۔

پاگل ہو گئے ہوں ایک ساتھ اتنی گولیاں کون کھاتا ہے۔۔

صام میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے کچھ دیر تک اگر یہ ٹھیک نہ ہوا میں مر جاؤں گا۔۔ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامیں وہ بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔

کیا چیز پریشان کر رہی ہے؟ تم نے میڈیسن لینا چھوڑ دی تھی؟ دالہام بس اپنی پیشانی مسلتا جا رہا تھا اس نے صارم کے کسی سوال کا جواب نہ دیا۔۔۔۔

دالہام اپنی آنکھیں زبردستی کھول رہا تھا جن کے آگے اندھیرا چھانا شروع ہو گیا۔۔

مجھے ٹیبلیٹ کھانی ہے اگر میں نے نہ کھائی تو میں مر جاؤں گا۔

م۔ میں۔۔۔۔ن۔نے۔۔۔۔۔را۔۔رات۔۔۔۔۔۔گلک۔کو۔۔

۔میڈیسن کھائی تھی میں۔۔۔۔ٹھ۔۔۔۔۔ٹھیک۔۔۔۔ہوگیا تھا۔۔

دالہام گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔صارم فی نفی میں سر ہلایا اسے اب سمجھ آیا تھا وہ ناشتے پر کیوں نہیں آیا۔۔۔

دالہام میڈیسن کھا کر تمہیں وقتی سکون ملے گا اس کے بعد پھر سے یہی درد۔۔

صام مجھے میڈیسن کھانے دے میرے دماغ کی شریانیں پھٹ رہی ہیں۔۔دالہام پیچھے کی جانب بیڈ پر لیٹ گیا جبکہ پاؤں زمین پر تھے۔۔۔

دالہام کیا چیز پریشان کر رہی ہے تمہیں؟ صارم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔

مجھے۔۔۔۔۔۔ میڈیسن ابھی وہ بول رہا تھا جب اس کا جی متلایا وہ واش روم میں جاتے قے کرنے لگا۔۔

دالہام !صارم اسے پکارتے اس کے پیچھے گیا۔۔

چل ڈاکٹر پاس !صارم اسے ساتھ لیے کمرے میں لایا اور بیڈ پر بٹھا کے اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔۔ چادر پکڑ کر اس کے گرد پھیلائی۔۔۔۔

سر دار! یعقوب مردان خانے کے کمرے میں داخل ہوا دالہام کا زرد چہرہ دیکھ کر فکر مندی سے اسے پکارتے اس کے پاس گیا۔۔ یعقوب اس کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔۔

سر دار آپ ٹھیک ہیں ؟۔۔۔

یعقوب گاڑی نکالو جلدی !صارم کے کہتے ہی کمرے سے باہر بھاگا تھا۔۔

دالہام کوئی ضد نہیں چپ کر کے میرے ساتھ چل صارم نے زبردستی اسے کھڑا کیا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے منع کر دیتا۔ وہ اسے ساتھ لے کر پورچ میں گیا کار میں پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی یعقوب بے انتہا تیز رفتار میں کار دوڑانے لگا چند منٹ میں ہی ہاسپٹل کے باہر تھے۔۔

سردار کو لے کر صارم ابھی باہر ہی نکلا تھا جب وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتی زمین پر گرا۔۔۔ صارم اسے بازو میں اٹھائے بامشکل ہاسپٹل کے اندر لے کر گیا یعقوب بلند آواز میں ڈاکٹر کو پکار رہا تھا۔۔۔

اتفاقاً وہی ڈاکٹر ان کے سامنے آگیا جس نے کافی مہینوں پہلے دالہام کا چیک اپ کیا تھا۔۔

ڈاکٹر کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ اسے پھر سے وہی درد ہے وہ اسے لیے ایمرجنسی روم میں گیا۔۔ یعقوب اور صارم بے چینی سے باہر انتظار

کرنے لگے دونوں کے سانس سوکھے ہوئے تھے چہرے یکدم زرد پر
گئے تھے اس کی حالت دیکھ کر۔۔۔۔

تقریباً 20 سے 25 منٹ بعد ڈاکٹر ایمرجنسی روم سے باہر آگیا۔۔۔
آپ دونوں میرے کیبن میں آئے۔۔

دونوں حیرت زدہ چہرے لیے لیے ڈاکٹر کی جانب دیکھتے اس کے پیچھے
چلنے لگے کیبن میں داخل ہوتے ہی بے چینی سے انہوں نے پوچھا
تھا۔۔۔ "دالہام ٹھیک ہے؟"

مجھے آپ ان کی کنڈیشن تفصیل سے بتائیں لاسٹ ٹائم جب میں نے ان
کا چک اپ کیا تھا تب مجھے یہ ڈپریشن کے ہی مریض لگے تھے لیکن
انہوں نے اپنی کیفیت مکمل طور پر میرے ساتھ شیئر نہیں کی تھی۔ نہ ہی
یہ بتایا کہ انہیں کب سے یہ درد ہے۔ جب تک مجھے مکمل ان کے سمٹمز

کا پتہ نہیں چل جاتا میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔۔ڈاکٹر خود کشمکش میں مبتلا تھا۔۔۔

ڈاکٹر انہیں دونوں کنپٹیوں پر بے تحاشہ درد ہوتی ہے اور یہ درد بعض اوقات کئی دنوں تک بھی رہتی ہے۔ یہ درد ہوتے چھ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ یعقوب چونکہ شروع سے ہی دالہام کے ساتھ تھا اس نے اس کی تمام تر کیفیت بتادی کہ اسے کہاں پر درد ہوتا ہے اور کتنی دیر ہوتا ہے۔۔۔

آپ عقل سے پیدل ہیں؟ اتنا عرصہ ہوگیا مائیگرین کی درد ہوتے ہوئے اور آپ نے ابھی تک مکمل طور پر ان کا چیک اپ نہیں کروایا۔۔مجھے حیرت ہورہی ہے آپ سب پر۔۔ڈاکٹر حیرت زدہ تاثرات چہرے پر سجائے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر میں نے بہت کوشش کی کہ انہیں ہاسپٹل لے کر آؤں لیکن سردار کسی کی سنتے ہی نہیں تھے محض سر درد کی میڈیسن کھاتے تھے یا نیند کی گولیاں لے لیتے۔۔

ڈاکٹر نے ٹھنڈی اہ بھرتے پوچھا۔۔

کیا انہیں کوئی سٹریس ہے کسی چیز کی پریشانی ہے؟۔۔

کچھ گھریلو معاملات ہیں۔

دیکھیں مسٹر صارم آپ کے گھر کے جو بھی معاملات ہیں انہیں درست کریں کیونکہ اس قدر ان کا ٹینشن لینا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے آپ نے ان کی حالت دیکھ لی ہے اس وقت کیا ہے۔۔ اگر مزید آپ کے گھریلو معاملات اسی طرح چلتے رہے اور یہ تناؤ کا شکار رہے تو پھر دماغ کی شریانیں بھی پھٹ سکتی ہیں جس قدر یہ سٹریس لے رہے ہیں۔۔ کچھ مریض بچتے ہیں نہیں تو زیادہ تر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولا تھا اسے ابھی تک حیرت ہو رہی تھی کہ انہوں نے اس کا مکمل طور پر چیک اپ نہیں کروایا۔۔۔

صارم اور یعقوب دونوں اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔۔۔

دالہام کو ہوش آگیا ہے؟

میں نے انہیں تھوڑی سی ہیوی ڈوز دی تھی تاکہ ان کی طبیعت کچھ بہتر ہو امید کرتا ہوں ہوش آگیا ہوگا ڈاکٹر نے صارم کے سوال کا جواب دیتے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا وہ دونوں ڈاکٹر کے ساتھ ایمرجنسی روم میں گئے سردار اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔ ڈرپ سائیڈ پر لٹک رہی تھی۔ ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔ آنکھیں سرخ تھی اور چہرہ زرد۔۔۔ درد کچھ حد تک کم ہوئی تھی۔۔ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کے اس کے ہاتھ کے اوپر ادوایات والی کاٹن رکھ کر خون کو روکا تھا۔۔

چلو حویلی واپس چلیں سردار نے سائیڈ پر لگے وال کلال پر ٹائم دیکھا جہاں شام کے چھ بج رہے تھے۔۔

یہ یہاں پر تو رکنے نہیں لگے تو گھر جا کر ان کے کچھ ایکسر سائز ہیں وہ کروا لیجیے گا اور یہ میڈیسن فارمیسی سے لے لیجیے گا ڈاکٹر نے میڈیسن کی لسٹ یعقوب کو پکڑائی اور کچھ ایکسر سائز بتائی دالہام نے اپنی چادر پکڑ کر کندھوں پر اوڑھی اسے اپنی پری کے پاس جانا تھا۔ انسان کو جس شخص سے تکلیف ملے اسے سکون بھی وہی دیتا ہے۔۔۔۔ صارم اور یعقوب اس کو سہارا دینے لگے سردار دونوں کا ہاتھ جھٹک کر ہاسپٹل سے باہر جاتے کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کے آنکھیں موند گیا۔ آنکھوں کے پردوں پر اس کی پری کا چہرا آیا۔۔ جو مسکرا رہی تھی۔۔ سردار کے لب مسکرائے تھے۔۔

دالہام راہا ٹھیک ہے اب ، اسے ہادی سنبھال لے گا صارم کو لگا اس کا راہا کی وجہ سے یہ حال ہوا ہے ۔ جبکہ پہلی وجہ تھی اس کی بہن (راہا) اور جو کسر رہ گئی تھی وہ صارم خان کی بیٹی ، سردار کی بیوی نے پوری کر دی ۔ ۔ ۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا ۔ جو معاملات اس کے اور طرسم کے درمیان چل رہے تھے وہ انہیں خود ہینڈل کرنا چاہتا تھا ۔ ۔

تمہارے رخسار پر یہ نشان کیسے صارم کو دالہام کے رخسار پر چھوٹی چھوٹی لکیریں نظر آئی ۔ وہ منتظر تھا جواب کا جبکہ سردار نے اسے جواب نہ دیا ۔ ۔ ۔ ۔

سردار طبیعت ٹھیک ہے ؟

دونوں اس سے پورے راستے بات کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس نے لبوں سے ایک لفظ بھی ادا نہ کیا جیسے ہی کار حویلی کے پورچ

میں رکی وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا لاونج میں بیٹھے کسی بھی فرد کی جانب نہ دیکھا۔۔۔ یعقوب اور صارم اندر داخل ہوئے تو سفیان خان، ریحانہ خانم، صوفیا خانم اور رضیہ خانم نے ایک ساتھ پوچھا تھا۔۔۔

کہاں گئے تھے؟۔۔۔

کسی کام کے سلسلے میں گئے تھے۔۔ وہ دونوں بھی جواب دے کر کمرے میں چلے گئے۔۔۔

دالہام جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا طرسم بیڈ پر سوئی ہوئی تھی چہرے پر پریشانی تھی۔۔ دالہام اس کے پاس بیٹھ گیا۔ جنونی انداز میں اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ اسے اگر علم ہوتا اُس سب کے پتا چلنے پر اس نے اس قدر سخت رد عمل ظاہر کرنا تھا تو آہستہ آہستہ اپنے انداز میں اسے بتاتا یوں اسے یکدم سب پتا نہ چلتا۔۔۔

سردار نے نرم مہر اس کی پیشانی پر ثبت کی۔۔ وہ فوراً نیند سے بیدار ہوتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اسے سامنے دیکھ کر اس سے دور ہوئی۔۔ نیند کا خمار آنکھوں میں لیے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ پانچ منٹ پہلے سوئی تھی۔۔

میرا ارادہ تمہیں اٹھانے کا نہیں تھا۔۔

جہاں سکون حرام کر دیا ہے آپ نے وہاں نیند کچھ بھی نہیں۔ طرسم نے اس پر سے نظریں ہٹالی۔ دالہام کو اس کا آپ کہنا تکلیف دے رہا تھا۔۔

کتنی دیر اس سب کی سزا ملے گی؟ دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔۔ اس کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ جواب دے گی جبکہ وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی۔۔۔

کھانا کھایا؟ دالہام اس سے بات کرنا چاہتا اگر اسے دوبارہ کچھ دیر یہ خاموشی ملتی پھر سے وہی حالت ہونے میں دیر نہیں لگنی تھی۔۔۔

چاکلیٹس کھانی ہے؟.....آئس کریم؟.....لیز؟ نوڈلز؟.....گول گپے؟.....کیک؟.....اور کئی چیزیں اس سے پوچھی اور وہ سفاک بنی اردگرد نظریں دوڑا رہی تھی۔۔۔

مجھ سے جھگڑلو، دوبارہ تھپڑ مار لو لیکن یہ خاموشی مت دو۔ اپنی انا سب کچھ ختم کر کے اس نے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔ محبت یا عزتِ نفس ان میں سے ہم ایک چیز کو عزیز رکھ سکتے ہیں دونوں کو ہم ایک ساتھ عزیز نہیں رکھ سکتے۔۔۔

مجھے نیند آرہی ہے آپ بیڈ پر سو جائیں طرسم بیڈ سے اٹھنے لگی سردار نے اس کا ہاتھ سختی سے تھام کر اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

ہر گز نہیں ہم دونوں میں سے کوئی بھی کاؤچ پر نہیں سوئے گا۔۔ چپ کر کے یہاں لیٹ جاؤ مجھے غصہ کرنے پر مجبور مت کرو۔۔

غصہ آرہا ہے مجھے بھی ویسے ہی قتل کریں گے جیسے ان دو آدمیوں کو قتل کیا تھا۔۔۔ وہ اپنا بازو اس سے چھڑوانے لگی۔۔ سردار کو سکون چاہیے تھا۔۔ بیڈ پر لیٹے اس کھینچ کر اپنے ساتھ لٹاتے بازو کے حصار میں لیا تھا۔۔ وہ مزاحمت کرتی رہی خود کو آزاد کروانے کی۔۔

مجھے چھوڑیں۔۔۔ اس کیا آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔۔۔

تمہارے دیو کو سکون چاہیے تمہاری بے رخی برداشت کرنے کی فل وقت مجھ میں ہمت نہیں ہے سردار کے انداز میں تکلیف سی تھی۔۔ طرسم نے بار بار اس کا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹا رہی تھی۔۔

چھوڑیں بیڈ پر ہی سوؤں گی طرسم کے کہتے ہی سردار نے اس کے کندھے پر گرفت نرم کی۔ وہ دور ہو کر لیٹی اور درمیان میں کشن رکھ دیے۔۔

اس سے آگے نہیں بڑھنا۔ دوسری طرف رخ کر کے لیٹ گئی۔ کیا فرق رہ گیا تھا صوفے پر سونے میں اور بیڈ پر سونے میں۔۔

سردار نے گہرا سانس بھرا اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی اگر وہ مزید ٹینشن لیتا تو پھر سے اپنی وہی حالت کر بیٹھتا۔۔ لیکن سکون کہاں تھا۔ پسندیدہ اور محرم عورت ہی مرد کے سکون کا باعث ہوتی ہے اور اس کی محرم اس سے خفا تھی اسے کیسے سکون میسر ہوتا۔۔

کل کے ایپیسوڈ میں انشاء اللہ یاور راعنین، راہا ہادی اور نمیرہ آئیدن کے سین ہوں گے کوشش ہے ان تینوں کپل کے سین دے دوں۔۔۔

اگر آپ سب کے ہاتھوں میں درد نہ ہو تو آج ریویو اچھا دیجیے گا۔۔ کچھ ریڈرز ہیں جو روٹین سے ریویو دیتے ہیں۔۔ اور ان کے کمنٹس پر اگر مجھے اچھا بھی لگتا ہے۔۔

یاور پوری رات دوسرے کمرے میں زمین پر بیٹھا رہا تھا۔۔ صبح کا وقت بھی اس نے اسی کمرے میں گزارا تھا۔۔ شام کے وقت وہ کمرے میں گیا۔ راعنین روتے ہوئے سو گئی تھی ذہن میں پھر ڈاکٹر کی باتیں گردش کرنے لگی اس کے پاس کھڑے ہوتے جھنجھوڑ کر اسے اٹھایا۔۔ وہ ہڑبڑاتے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

ماں ایسی ہونی چاہیے بچہ کھو دیا اور آرام سے نیند پوری کر رہی ہے۔۔

راعنین نے تلخ نظروں سے اسے دیکھا اس کی بکھری ہوئی حالت دیکھ کر

بھی وہ یہ بات کہہ رہا تھا آنکھوں پر بے تحاشہ سوجن ہو چکی تھی چہرا زرد تھا بال بکھرے ہوئے دوپٹہ نہ جانے کہاں تھا وہ ہر چیز سے بے خبر اپنے غم میں غرق تھی اس کے کمرے میں آنے سے دو منٹ پہلے اس کی آنکھ لگی تھی۔۔

دکھ تو ذرا بھی نہیں ہوا نا اپنے ہی بچے کو ختم کر کے؟۔۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھیں یاور میرے بارے میں جو بولنا ہے بولتے رہے میرے بچے کے بارے میں کچھ مت بولیے۔۔ راعنین کی آنکھوں میں پھر سے آنسو جمع ہوئے تھے کمبخت آنکھیں خشک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

کون سا بچہ جو رہا ہی نہیں۔ جسے تمہاری لاپرواہی نے ختم کر دیا تمہاری خود غرض محبت نے اسے۔۔۔۔۔ خاموش ہو جائے اس کی آواز بلند ہوئی

تھی وہ کبھی اس کے آگے نہیں بولی تھی جبکہ اس مرتبہ اس کا ضبط جواب دے گیا۔۔

کیوں خاموش ہوجاؤں سچ برا لگ رہا ہے کہ تم اپنے بچے کی قاتل ہ۔۔۔۔ منہ پر پڑنے والے تھپڑ لے اس کے الفاظ حلق میں ہی دبا دیے۔۔

خبردار اگر آپ نے ایک ماں کے بارے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے۔ آپ نے مجھے جتنی تکلیف دینی ہے دے میں خاموشی سے برداشت کروں گی لیکن ایک ماں کے بارے میں اگر آپ نے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے تو یہ نہیں دیکھوں گی کہ سامنے میرا شوہر ہے۔۔۔ غصے سے راعنین کے چہرے پر وجود کا تمام خون سمٹ آیا۔۔ وہ اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے وحشت ناک اور بے یقینی نظروں سے

اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ لڑکی جو اس کے سامنے بولتی نہیں تھی آج اسی نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا تھا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یاور نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اس کے بال پکڑے تھے۔۔

آپ کو یہ تھپڑ آپ کی بیوی نے نہیں ایک ماں نے مارا ہے۔۔ اس کی آنکھوں میں ذرا بھی ڈر نا تھا۔۔

اگر تمہاری یہ ممتا پہلے ہی جاگتی تو کبھی میرا بچہ مجھ سے دور نہ ہوتا۔۔۔

اپنے الفاظ درست کریں یاور ہمارا بچہ نہ کہ آپ کا۔۔ راعنین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اپنے بال اس کے ہاتھوں سے آزاد کروانے کی مزاحمت کی۔۔۔

اپنی زبان کو لگام دو مجھے مجبور مت کرو کہ میں تم پر ہاتھ اٹھاؤ۔۔ یاور نے اس کے بالوں پر گرفت سخت کی تھی۔۔

آپ نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آپ بالکل اپنے باپ کے جیسے ہو، ایک وحشی کے درندہ جو صرف نوچنا جانتا۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب یاور نے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔۔

میرے بابا ایسے نہیں تھے۔۔۔

آپ کے بابا ایسے ہی تھے تب میں چھوٹی تھی مجھے سمجھ نہیں آتا تھا جب میرا بھائی اور آپ کا باپ لڑکیوں کو لے کر گھر آتے تھے اور انہیں اپنی ہوس کا نشانہ۔۔۔۔ بکواس بند کرو اپنی وہ دہاڑا تھا تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا جو ہوا میں ہی خود پر کنٹرول کرتے اس نے روک لیا۔۔۔

کیا ہوا مارے نا ہاتھ کیوں روک لیا یہی سب تو کرنا آتا ہے جو آپ کے بابا کرتے رہے ظاہر سی بات ہے بیٹا بھی اسی کے نقش قدم پر چلے گا۔۔

یاور نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا اس کے دونوں رخسار پر

انگلیوں کے نشان چھپ گئے۔۔ وہ ہچکیاں بھرتی زاروقطار رونے لگی۔۔

میرے بابا کے بارے میں مت بولنا نہیں تو بہت براحال کروں گا تمہارا۔۔ میں جانتا ہوں اپنے بچے کی قاتل کو میں اپنے سامنے کیسے برداشت کررہاہوں۔۔

مجھے نہیں رہنا یہاں آپ جیسے وحشی کے پاس تو ہرگز نہیں۔۔ راعنین الماری کی طرف بڑھی اور اپنے کپڑے نکال کر باہر پھینکنے لگی۔۔ اس کے پیچھے کھڑے ہو کے بازو سے دبوچ کر جھٹکے سے رخ اپنی طرف کیا تھا۔۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔

میں آپ جیسے انسان کے پاس نہیں رہوں گی۔۔ راعنین اپنا بازو اس کی مضبوط گرفت سے چھڑوانے لگی۔۔۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہیں خود سے دور جانے دوں گا۔ تم ہمیشہ اس وحشی
کے پاس رہو گی اس کا وحشی پن سہنے کے لیے یاور نے اس کے بالوں
پہ ایک مرتبہ پھر گرفت کرتے اپنے قریب تر کیا تھا۔۔
کیا مردوں کو اپنی وحشت نکالنے کے لیے عورتیں ہی نظر آتی ہیں۔۔
راعنین نے اس کے سینے پر دباؤ ڈالتے اسے دور کر کے پوچھا تھا جبکہ یاور
کی آنکھوں میں ابھی بھی وہی سفاکیت تھی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ سنگدل
بن چکا تھا اپنے بچے کو کھونے کے بعد۔۔
کیا ہوا تم تو کہتی تھی میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی ارادہ بدل گیا کیا؟ کیا
کوئی اور پسند آگیا ہے؟۔۔ یاور پھر سے اپنے پرانے روپ میں واپس
آرہا تھا جو تھوڑا بہت اس سے پیار بھرے لہجے میں بات کرتا تھا وہ لہجہ
بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔

میں آپ کو کبھی نہ چھوڑ کے جانے کی بات کرتی اگر آپ مجھے میرے ہی بچے کی قاتل نہ کہتے۔۔ راعنین نے اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی تگ ودو کی جو وہ مزید اس کی کمر کے گرد لپیٹے جا رہا تھا۔۔۔

تو پھر مت چھوڑ کے جاؤ۔۔ راعنین کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی

۔۔۔ یہ بات وہ اسے پیار سے بھی تو کہہ سکتا تھا۔۔ لیکن نہیں وہ تو شروع سے ہی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تھا تو کیسے جذباتی ہو کر فیصلہ نہ کرتا۔۔۔

میرا یقین کریں یاور میں نے جان بوجھ کر لاپرواہی نہیں کی میں روٹین سے میڈیسن کھاتی رہی ہوں کھانا بھی ہر روز کھاتی تھی بس کل صبح کا ناشتہ نہیں کیا تھا ایک مرتبہ ناشتہ نہ کرنے سے تو یہ سب نہیں ہو سکتا۔۔ وہ بھی اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی کہ وہ اپنا بچہ کھو چکی ہے۔۔۔۔ وہ نچلا لب دانتوں میں سختی سے دباتے بے آواز رو رہی

تھی وہ دہاڑے مار کر رونا چاہتی تھی جبکہ حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

یاور کو اس کی حالت دیکھ کر اپنی سسکتی ہوئی ماں یاد آئی جب وہ روئی تھی اپنی بیٹی کے دور ہونے پر۔۔۔۔ وہ جتنی کوشش کرتا تھا اپنے خاندان کو بھلانے کی اتنا ہی وہ اس پر حاوی ہوتے تھے۔۔

اس نقصان کی بھرپائی کیسے کروگی پوری زندگی تم۔۔۔ اس کے اتنا رونے کے باوجود بھی اسے ہی قصوروار ٹھہرائے جا رہا تھا۔۔۔

آپ کو لگ رہا ہے کہ صرف آپ کا نقصان ہوا ہے۔۔ ایک ماں کا تو اس میں بالکل بھی نقصان نہیں ہوا، بچے کا اس سے بھلا کیا تعلق؟

راعنین نے اسے خود سے دور دھکا دیا وہ کبھی نہیں سدھر سکتا تھا انسان کی عادت کو بدلا جا سکتا ہے لیکن فطرت کو نہیں اس کی باپ نے اپنی عادات اس کی فطرت میں شامل کر دی تھی۔۔ جب تک اس کے سامنے

سچائی نہیں آنی تھی اس کا رویہ اپنی وہ بیوی کے ساتھ یوں ہی سخت رہنا تھا۔۔

یاور کو سانس لینے میں مشکل ہونے والی اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکتے وہ بیڈ پر بیٹھا۔۔

راعنین الماری کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔۔ اسے اس وقت ایسا انسان چاہیے تھا جس سے وہ اپنا دکھ بانٹ لے اپنے دل کو ہلکا کر لیں جبکہ اس کا شوہر اس سے منہ موڑے بیٹھا تھا۔۔

کھانا لادو؟ اپنے آنسو صاف کر کے ہمیشہ کی طرح خود پر خول چڑھاتے اپنے درد کو چھپا کر اسے پوچھنے لگی۔۔

زہر لادو! تلخی سے جواب دیا گیا۔۔

اتنا برا رویہ مت اختیار کریں کہ بعد میں اس کی بھرپائی نہ کر پائیں اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ کمرے سے نکل کر کچن میں گئی دروازے کے پاس

زمین پر بیٹھتے ہچکیاں بھرتے رونے لگی۔۔ ہچکیاں دہاروں میں تبدیل ہو گئی تھی۔۔ یاور کو اس کا رونا سنائی دے رہا تھا جبکہ وہ سنگدل بنے لیٹ گیا۔۔۔ 15 منٹ، آدھا گھنٹہ اور اب تقریباً گھنٹہ ہونے والا تھا اچانک اس کے رونے کی آواز بند ہوئی یاور ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا تھا لمبے ڈگ پر تھا کمرے سے باہر گیا وہ بالکل خاموش کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی آنکھیں ایک جگہ پتھرا گئی۔۔

آپ کو کچھ چاہیے جیسے ہی اس کی خوشبوناک کے نتھنوں کے ساتھ ٹکرائی اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔

چائے چاہیے تھی۔۔۔ یاور کو کوئی اور بات ہی نہ ملی کہنے کے لیے اس قدر سنگدل تھا کہ پرواہ دکھانا اسے انتہائی مشکل لگا۔۔

بنا دیتی ہوں اپنے آنسو صاف کر کے اٹھی فرج میں سے دودھ نکال کر اس کے لیے چائے بنانے لگی کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر

کھڑا ہو گیا وہ دو پٹے سے بے نیاز کھڑی ابلتے ہوئے دودھ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کھانا کھایا تم نے ؟ اچانک اس کا دھیان ہاتھ میں پہنی گری کی جانب گیا جو رات کے 8 بجا رہی تھی۔۔۔

اب اپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے. جس کی وجہ سے فکر کرتے تھے وہ نہیں رہا۔۔ دودھ کے اندر چینی ڈالتے ہوئے چینی کا ڈبہ بند کر کے واپس شیلف پر رکھ دیا۔۔۔

زندہ رہنے کے لیے میرے خیال سے کھانا ضروری ہے۔۔

آپ کو کیا فرق پڑتا ہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں۔ آپ کی زندگی میں میری حیثیت صرف ایک کھلونے کی طرح ہے جب دل کی کھیل لیا جب دل کیا اٹھا کر دور پٹک دیا۔۔ راعنین چولہے کو ہلکا کرتے شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

کچھ زیادہ ہی زبان چلنے لگ گئی ہے تمہاری۔۔۔یاور کو برداشت نہیں ہوا تھا اس کا یوں دوبدو جواب دینا۔۔

اب نہیں بولا کروں گی۔۔رخ دوبارہ چولہے کی طرف کیا چائے کپ میں ڈالتے کپ اس کی جانب بڑھایا یاور کپ پکڑ کر کمرے میں چلا گیا۔۔

راعنین کمرے میں گئی جو کپڑے الماری سے باہر پھینکے تھے وہ اٹھا کر دوبارہ الماری میں سیٹ کر کے رکھ دیے۔بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی۔۔

آنکھیں موندے اپنی تکلیف کو کم کرنے لگی بے ساختہ اس کا ہاتھ اپنے پیٹ پر گیا تھا۔۔۔ایک نظر یاور کو دیکھا جو چائے پی کر سکون سے آنکھیں موندیں لیٹا تھا دل میں یکدم خیال آیا کیا اس کے لیے تکلیف کچھ لمحے کے لیے تھی۔۔

یاور نے رخ دوسری طرف کیا ہاتھ میں اس نے چھوٹا سا بریسلٹ پکڑا ہوا تھا جو کہ اس نے اپنے بچے کے لیے لیا تھا بریسلیٹ ایسا تھا کہ اگر بیٹی ہوتی تو وہ بے پہن سکتی تھی اور بیٹا بھی پہن سکتا تھا۔۔

برسلیٹ کو اپنے لبوں سے لگاتے ہیں اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

دونوں ہی اپنے غم میں خود کو تکلیف پہنچایا جا رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ بار بار کروٹ لے رہا تھا نمیرہ اور شیر طیان سکون سے سوئے ہوئے تھے۔۔

اس کے لالا کو کیا ہوا تھا کبھی وہ یوں بنا ان سب کے پاس بیٹھے ان سے بات کیے، اپنے کمرے میں نہیں گئے تھے۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھا موبائل پر ٹائم دیکھا تو رات کے 10 بج رہے تھے۔۔ وہ اپنے لالا کے پاس جانے کی بجائے صارم کے کمرے کی جانب گیا

دروازے پر دستک دی۔۔ صارم جسے خود پریشانی کے باعث نیند نہیں آئی تھی دروازے پر دستک سن کر باہر آیا سامنے آئیدن کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔۔۔

لالا کو کیا ہوا ہے؟۔۔۔

کچھ نہیں ہوا آئیدن، کام کے سلسلے میں گئے تھے تو وہاں تھوڑی بحث ہو گئی کسی کے ساتھ اس وجہ سے اس کا موڈ خراب ہے۔۔ صارم نے جھوٹ تو بول دیا جبکہ اس کی آنکھیں کچھ اور ہی بتا رہی تھی۔۔

مجھ سے جھوٹ مت بولیے، لالا کو کیا ہوا ہے میرے بھائی ہیں میں اچھے سے جانتا ہوں کہ جب انہیں کوئی پریشانی ہوتی ہے تبھی ان کا رویہ ایسا ہوتا ہے جب آپ کی بیٹی یہاں پر نہیں تھی تب ان کی اس طرح کی حالت تھی۔۔ آئیدن غصے سے بولا تھا اسے لگتا تھا کہ سردار کو ڈپریشن ہے اور وہ ڈپریشن اب ٹھیک ہو چکا ہے جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔۔

اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی ڈپریشن میں حد سے زیادہ رہنے کی وجہ سے اسے مائیگرین کی درد شروع ہو گئی ہے دالہام کو اس قدر درد ہونے لگی ہے کہ وہ اپنا آپا کھونے لگتا ہے، ٹھیک سے علاج نہ کروانے کی وجہ سے اسے ادوایات کی پر لگ گئی ہے۔۔ پہلے سے بھی زیادہ بدتر حالت ہو گئی ہے اس کی۔۔ صارم کی بات سن کر اسے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا مشکل لگنے لگا سائیڈ پر پڑے ٹیبل کا سہارا لے کر وہ کھڑا تھا۔۔

راہا کی وجہ سے اس کی حالت ہے جیسے ہی ٹینشن کم ہو گی شاید درد ٹھیک ہو جائے۔۔

یعنی ڈاکٹر پر یقین نہیں ہے کہ یہ درد ختم ہو گی یا نہیں۔۔ آئیدن کے لہجے میں نمی شامل ہوئی۔۔۔

آئیدن آج تک مائگرین کی درد کا علاج نہیں نکلا۔۔ صارم نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ آنکھوں کو نم ہونے سے روکا۔۔ اس بھائی پھر اسی سب میں دھنستا جا رہا تھا۔۔۔ لیٹنے کی بجائے وہ کھڑکی کھول کر کھڑا ہو گیا چاند کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ جب اس کا بیٹا گزشتہ سالوں میں اس کے بھائی کے پاس تھا تب اس کی حالت کچھ بہتر تھی۔۔

نمیرہ نیند سے بیدار ہوئی اسے پیاس لگی تھی اٹھ کر بیٹھتے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس پکڑ کر پیا نظر کھڑکی کے پاس کھڑے آئیدن پر گئی۔۔۔۔ اس کے پاس جاتے پیچھے کھڑے ہو کر اس کے گرد حصار بناتے پشت پر سر ٹکایا تھا۔۔

کیا ہوا؟ آپ سوئے کیوں نہیں؟ پیار بھرے لہجے میں پوچھا جبکہ سامنے سے جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

کیا ہوا آئیدن سے دور ہٹتے رخ اپنی طرف کر کے فکرمندی سے

پوچھا۔۔۔

آج کے بعد تم یا میں طیان کو بالکل بھی نہیں روکیں گے اس کے بابا جانی کے پاس جانے سے۔ جب اس کا دل کرے گا اسے جانے دیں گے اور رہی بات ہماری کہ ہمارے پاس اولاد نہیں ہوگی تو میں نے جو پہلے فیصلہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے میں اسی پر عمل کروگا۔۔ آئیدن ایک سانس میں بولا تھا وہ اپنے لالا کی دوبارہ وہی حالت ہوتے رہے دیکھ سکتا

تھا۔۔۔

آئیدن اگر آپ چاہتے ہیں ہمارا بیٹا آپ کے لالا کے پاس جائے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ بے شک اسے بھیج دے لیکن یہ جو آپ نے فیصلے والی بات کی ہے اس پر آپ ہرگز عمل نہیں کریں گے اگر میری زندگی میں ایسے ہی رہنا لکھا ہے تو میں رہ لوں گی۔۔۔ وہ غصے سے بولی

تھی اسے اب سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے سمجھائے کہ اس طرح کا کوئی قدم نہ اٹھائے۔۔۔

تمہیں ابھی یہ سب آسان لگ رہا ہے لیکن آہستہ آہستہ جب ہر ایک کی فیملی بڑھے گی تم احساس کمتری کا شکار ہونا شروع ہو جاؤں گی۔۔۔

نہیں ہوگی میں احساس کمتری کا شکار چھوڑ دے اس بات کو۔۔ نمیرہ پھر سے غصے سے بولی تھی۔۔

آئیدن آپ کو کیوں سمجھ نہیں آرہا کہ مجھے نہیں چاہیے یہ سب کچھ۔ میں خوش ہوں جو کچھ میری زندگی میں ہے۔۔ نمیرہ نے اس کے سینے پر سر رکھتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھے تھے۔۔۔

میں صبر کرنا چاہتی ہوں اور مجھے پتہ ہے میرا خدا مجھے میرے صبر کا پھل دے گا۔ اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں۔۔ میں اسی پر خوش ہوں

نمیرہ نے اس کی جانب مسکراتے دیکھ کر اس کے دونوں رخسار کھینچے تھے۔۔۔

بے فکر ہو جائے میں کبھی آپ سے اس چیز کی شکایت نہیں کروں گی میں اپنے خدا سے خوش ہوں اس نے میری قسمت میں جو بھی لکھا ہے وہ میرے لیے بہترین ہے۔۔ ہر مشکل کے ساتھ آسانی آتی ہے

ہمارے حصے میں بھی میرے خدا نے اس مشکل کے ساتھ ساتھ آسانی بھی لکھی ہے اور ایک دن یہ مشکلات ختم ہو جائیں اور صرف آسانیاں ہوں گی۔۔

اِنَّ مَعَ ال ْعُس ْرِیُس ْرًا ط﴿٦﴾

"یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

کسی منزل کی طرف قدم اٹھتا ہے تو منزل عظیم ہونے کی صورت میں ہر قدم پر مشکلات اور صعوبتیں پیش آئیں گی۔ صعوبت اس وقت آتی ہے جب قدم بڑھتا ہے۔ لہٰذا ہر قدم کے ساتھ جہاں عسر (صعوبت) ہے وہاں یسر (آسانی) بھی ساتھ ساتھ ہے اور صعوبتوں کے ساتھ اٹھنے والے ہر قدم میں آسانی بھی ہے۔ چنانچہ بعد العسر یسراً نہیں فرمایا: مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا فرمایا۔ یعنی مشکل کے بعد آسانی ہے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: مشکل کے ساتھ ساتھ آسانی ہے۔ چنانچہ ہر قدم پر مشکل کم، آسانی زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔

الْعُسْرِ الف لام کے ساتھ تکرار ہوئی ہے تو دوسرے الْعُسْرِ کا الف لام عہد ذکری سابقہ الْعُسْرِ کی طرف اشارہ ہے۔ اس طرح عسر ایک ہی رہ جاتا ہے اور یسر دو ہو جاتے ہیں چونکہ یہ

الف لام کے بغیر ذکر ہوا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک عسر کے نتیجے میں دو آسانیاں مل جایا کریں گی۔۔۔۔

پر سکون کرنا کوئی تم سے سیکھے۔۔ آئیدن نے اس کے گرد حصار بنایا دونوں چاند کی طرف دیکھنے لگے۔۔ شیر طیان کی آنکھ کھلی اپنی مورے اور بابا کو دیکھ کر اس نے چیخ ماری تھی۔۔ وہ دونوں جھٹکے سے مڑے اور حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

مجھے یہ بتانا تھا کہ میں بابا جانی کے پاس جا رہا ہوں آپ دونوں جاگتے رہو ہاتھ اوپر کرتے ہلاتے انہیں باہر بائے کرتے کمرے سے نکل گیا تھا نمیرہ ٹھنڈی آہ بھرتے سینے پر ہاتھ باندھ کر اپنے بیٹے کی حرکتیں بس دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔

وہ سردار کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر زور سے دروازہ پیٹنے لگا دستک کی آواز سن کر سردار فوراً اٹھا اور دروازہ کھولا سامنے اس ننھے سے شیطان کو دیکھ کر اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔۔

آج اپنی مورے اور بابا پاس نہیں سونا۔۔

وہ کیا ہے نہ میرے بابا جانی کو تو میری یاد نہیں آئی تو سوچا میں خود چلا جاؤں۔ سردار نے دروازہ بند کرتے حیرت سے چھوٹے سے شیطان کو دیکھا جس کی زبان پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی تھی۔۔

بابا جانی ہاااااااا یہ جہنم کا کانٹا درمیان میں پیلو رکھ کے سوتی ہے اور جب میں سوتا ہوں تو پھر ضد کرتی ہے کہ میرے دیو کو درمیان میں لٹاؤ۔۔

شیر طیان کی آواز سن کر طرسم اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

اوئے مہا شیطان پہلی بات تم میرے کمرے میں کیا کر کیا رہے ہو اور دوسرا میری مرضی میں درمیان میں کشن رکھ کر سویا پھر تمہارے بابا جانی

کو رکھ کر۔۔ طرسم کہاں پیچھے رہنے والی تھی جب تک اسے جواب نہ دے دیتی اسے سکون نہیں ملنا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر درمیان میں کشن رکھ کر سو میں تو اپنے بابا جانی کے کندھے پر سر رکھ کر سوؤں گا پھر جلتی رہنا۔۔۔ شیر طیان نے اسے زبان نکال کر دکھائی۔۔

بری بات ہے بڑی ہے تم سے۔۔ سردار نے اسی ڈپٹا تو وہ معصومانہ چہرہ بنا کر اپنے بابا جانی کی گردن میں چہرہ چھپا گیا سردار اسے لیے بیڈ پر بیٹھا بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے ہیں اسے اپنی گود میں لٹایا تو وہ سینے پر سر رکھتے اپنے بابا جانی کے گرد حصار بنا گیا۔۔۔ وہ اس کا حقیقی باپ نہ تھا لیکن محبت اس سے سب سے زیادہ کرتا تھا۔۔۔

طرسم کو ناراضگی کے باوجود بھی جلن ہو رہی تھی۔۔ خود پر ضبط کرتے وہ لیٹ کر سر تک کمبل تان گئی۔۔۔

بابا جانی جب آپ کی گڑیا آئے گی نا تو میں اسے اپنے ساتھ رکھوں گا اور بڑا ہو کر اس سے شادی کر لوں گا۔۔۔ طرسم جو ابھی لیٹی تھی اس کی بات سن کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

او ہیلو میں اپنی بیٹی کسی کو بھی نہیں دوں گی۔۔ طرسم نے سختی سے کشن کو پکڑ لیا تھا۔۔

پری پہلی بات وہ چھوٹا ہے اسے نہیں سمجھ، اس نے کیا بات کی ہے اور دوسرا اگر ہماری بیٹی ہوئی تو میں اپنے بیٹے کو ہی دوں گا میں ہماری بیٹی کو خود سے دور نہیں کروگا۔۔ سردار نے شیر طیان کے بال سہلائے۔۔ وہ کھلکھلانے لگا تھا۔۔

میں اپنی بیٹی کسی کو بھی نہیں دوں گی یہ آپ کا بیٹا ہے آپ اپنے بیٹے کو جو مرضی دے لیکن میں اپنی بیٹی نہیں دوں گی۔۔ طرسم انجانے میں نہایت ہی غلط الفاظ استعمال کر گئی تھی۔۔

تمہیں اپنے الفاظ درست کرنے کی ضرورت ہے آج کے بعد بچے کے سامنے اس طرح کی الفاظ مت بولنا۔۔ سردار کا سخت لہجہ دیکھ کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا وہ جلد بازی میں غلط الفاظ استعمال کر گئی تھی۔۔

جو بھی ہے میں اپنی بیٹی نہیں دوں گی۔۔

ہماری بیٹی سردار نے دونوں لفظ پر زور دیا تھا۔۔ سر میں ایک درد کی لہر پیدا ہوئی اپنی دائیں کنپٹی کو اس نے ہلکے سے سہلایا۔۔۔

بابا جانی جب آپ کی گڑیا آئے گی تو جیسے میں آپ کو پیار کرتا ہوں نا میں اس سے بھی پیار کروں گا پھر وہ مجھ سے بھی پیار کرے گی اور میرے ساتھ رہے گی۔ آپ اپنی پری سے ناراض مت ہو۔ چپ کر کے سو جائیں مجھے نیند آ رہی ہے۔۔ طیان نے سردار کا چہرہ اپنے چھوٹے

چھوٹے ہاتھوں میں تھام کر آنکھیں بند کرتے کہا جیسے اسے بتانا چاہ رہا تھا کہ مجھے شدت سے نیند آرہی ہے۔۔۔

سردار نے اسے بیڈ پر لٹایا اور خود سیدھا ہو کر جیسے ہی لیٹا تھا شیرطیان تقریباً پورا کا پورا اس کے اوپر لیٹ گیا۔۔ طرسم کی یکدم نظر ان دونوں پر گئی تھی دل میں جلن بے تحاشہ بڑھنے لگی جس کندھے پر وہ سر رکھ کر سوتی تھی آج وہاں وہ چھوٹا شیطان سر رکھ کر سویا ہوا تھا۔۔۔ شیرطیان نے اپنے بابا جانی کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہ تھا پھر اپنے بابا جانی کی پری کو دیکھا جو غصے سے چھت کو دیکھ رہی تھی۔۔

جہنم کا کانٹا میرے بابا جانی سے ناراض ہے وہ چھوٹا سا بچہ اپنے ذہن میں خرافات چلانے لگا۔۔

بابا جانی مجھے سائیڈ پر سونا ہے آپ اس سائڈ پر سو جائیں۔ ویسے بھی آپ کی پری نے تو درمیان میں پلور کھے ہوئے ہیں وہ آپ سے ناراض ہے

اسے ناراض ہی رہنے دیں۔ میں اور آپ ایک ساتھ سوتے ہیں۔۔
طرسم کو اس شیطان پر غصہ چڑھ رہا تھا جو جان بوجھ کر اسے جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

سردار نے اسے اپنی جگہ پر لٹایا اور خود درمیان میں لیٹ گیا طرسم نے ابھی بھی درمیان میں پیلور رکھے ہوئے تھے۔۔

بابا جانی آئی لو یو! شیر طیان نے سردار کے رخسار پر بوسہ دیا اور پھر کندھے پر سر رکھ کر ایک ہاتھ اور ٹانگ سردار پر رکھتے آنکھیں بند کی۔۔

طرسم دوسری طرف رخ کر کے رو رہی تھی۔۔ روتے ہوئے اسے پتہ نہ چلا کہ اس کی آنکھ لگ گئی سردار بھی سو چکا تھا فجر کی نماز پڑھ کے وہ دوبارہ سو گئی سردار نے آج پھر فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور اس کی پٹی نے اسے اٹھایا بھی نہیں تھا وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر واپس جا کر سو گئی نیند میں اسے پتہ نہ چلا کب وہ سردار کے کندھے پر سر رکھ کر ایک ہاتھ

اس کی سینے پر رکھیں گہری نیند کی وادیوں میں گم مسکرا رہی تھی۔۔ سردار نے جب دیکھا وہ اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہی ہے اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی اس کے گرد سے حصار قائم کرتے آنکھیں موند کر سکون کی نیند سویا تھا۔۔۔

صبح کے نو بجے اس کی آنکھ کھلی خود کو سردار کے کندھے پر سر رکھے محسوس کر کے جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔

شیر طیان کی طرف دیکھ کر اسے غصہ آنے لگا وہ اس کی جگہ کیوں لے رہا تھا اچھا بھلا وہ اپنے ماں باپ کے پاس رہتا تھا پھر سے واپس سردار کے ساتھ چپکنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

میری طرف سے جو مرضی اس کے قریب آئے۔۔ طرسم اپنے سر کو جھٹکتی واش روم میں چلی گئی۔۔ سردار اٹھا خود بھی فریش ہوا اور ساتھ میں

اس چھوٹے سے شیطان کو بھی اٹھا کر فریش کیا اس کے کپڑے تبدیل کیے۔۔

سردار، طرسم اوشیرطیان ایک ساتھ نیچے گئے سب نے ناشتہ کرلیا تھا انہوں نے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کیا طرسم نے اسے بلانا تک گوارا نہیں کیا تھا۔ اورنہ اسے یہ کہاں کہ شیرطیان کواپنی گود سے اتارو۔۔

دالہام کچھ آدمی آئے ہیں تمہارے ڈیرے پر لے جانے کے لیے کوئی مسئلہ ہوگیا ہے ریحانہ خانم کی بات سن کے وہ کھانا آدھا ادھورا چھوڑ کر شیرطیان کی پیشانی پر بوسہ دے کر طرسم کی جانب ہونے لگا اس نے رخ دوسری طرف کرلیا۔۔ وہ اپنی مورے کے سامنے ہلکا سا جھکا انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو وہاں سے چلا گیا۔۔ طرسم کھانا ختم کر کے پیپرز کی تیاری کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ریحانہ خانم کچھ عورتوں کے پاس بیٹھی تھی۔۔ان کے کچھ مسائل تھے جو ایک عورت نے ہی حل کرنے تھے۔۔وہ سب اس وقت گارڈن میں موجود تھی۔۔

نمیرہ ریحانہ خانم کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔دل میں ابھی بھی آئیدن کا پریشان چہرا تھا۔۔

فضول میں اپنا ٹریٹمنٹ کروانے کہ بات کر رہے تھی اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔وہ بے ساختہ ہلکا سا بڑبڑائی تھی ایک عورت سے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔۔۔ریحانہ خانم کو ملازمہ نے لا کے دیا جس پر کال آ رہی تھی کال اٹینڈ کرنے کے لیے وہ سائیڈ پر گئی۔۔۔

ارے سردار کا بھائی باپ نہیں بن سکتا۔آئیدن صاحب کا ایک بیٹا تو ہے لیکن وہ تو سردار کے پاس ہی رہتا ہے ہائے بچاری بی بی جی ان میں

کوئی مسئلہ بھی نہیں ہے شوہر کی وجہ سے انہیں بھی بانچ والی زندگی گزارنی پڑے گی۔۔

ہاں بالکل صحیح کہہ رہی ہو تم، بیچاری کے شوہر میں مسئلہ ہے اور اولاد سے محروم سے رہنا پڑے گا۔ کچھ عورتیں اب ایک دوسرے کے کانوں میں گھس کر باتیں کر رہی تھی۔۔

نمیرہ نے ان کی باتیں سن کر بے انتہا مشکل سے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روکا تھا۔۔

مجھے تو بیچاری بی بی جی پر ترس آرہا ہے شوہر کی وجہ سے اولاد سے محروم رہے گی عورتیں بار بار وہی لفظ دہرائے جا رہی تھی ریحانہ خانم جیسے ہی وہاں آکر بیٹھی نمیرہ اپنے کمرے میں گئی لبوں پر سختی سے ہاتھ جما کر بیڈ پر بیٹھتے وہ رونے لگی۔۔۔

ہماری زندگی میں مشکلات ہیں ان لوگوں کو کیا مسئلہ ہے کتنی دیر رونے کے بعد اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور غصے سے کہا تھا۔۔۔

میرا شوہر، میری زندگی میں خوشیاں ہیں یا غم ہیں۔۔وہ سب میرے حصے میں ہے لوگوں کا بس کام ہوتا ہے دوسروں کو تکلیف پہنچانا اور میں بھی پاگلوں کی طرح رونے بیٹھ گئی تھی اپنے آنسو صاف کر کے واش روم میں جاتے چہرہ دھو کر وہ واپس نیچے گئی تھی اور گھر کے کاموں میں مصروف ہو گئے شیر طیان اپنی پڑھائی میں مصروف تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا کتنا لرن کیا ہے؟ ہادی کمرے میں داخل ہوا وہ اسے ایک چیپٹر یاد کرنے کے لیے دے کر گیا تھا۔۔

لانگ کو سچن نہیں یاد ہو رہا۔۔راہا نے بک بیڈ کے دوسری سائیڈ پر پھینک دی۔۔

کونسا کوسچن یاد نہیں ہورا ہادی بک پکڑ کر اس کے پاس بیٹھا۔۔

یہ والا کوسچن۔۔ سائنس اسے بہت بری لگتی تھی۔۔

راہا یہ امپورٹنٹ ہے یہ یاد کرنا ہے تم نے، ایک ایک پیراگراف کر کے یاد کرو۔۔ ہادی نے کوسچن کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔۔

یہ پہلا پیراگراف یاد کر کے مجھے سناؤ۔۔

منہ بناتی وہ سوال یاد کرنے لگی۔ ہادی نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور یوز کرنے لگا، اٹھ کر بالکنی سائڈ پر جا کر کسی سے کال پر بات کرنے لگا۔۔

جی میں اسے لے کر آرہا ہوں۔ کچھ دیر بعد واپس کمرے میں آیا۔۔ پندرہ منٹ گزرے راہا نے بک پھینک دی۔۔۔

مجھے نہیں یاد کرنا۔۔

اوکے نہ یاد کرو ہم باہر چلتے ہیں ہادی کی بات سن کر راہا سہم گئی۔ اس حادثے کے بعد وہ باہر جانے کا سن کر ہی ڈر جاتی تھی۔۔۔

ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں میرا پیٹ خراب ہے میڈیسن لینی ہے ہادی نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولا۔۔

تو آپ جائے میڈیسن لے آئے۔۔

یار اگر مجھے ڈرپ لگ گئی تو میرا دھیان کون رکھے گا، شوہر کا دھیان تو بیوی رکھتی ہے۔۔ راہا نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔ اس کی زیادہ طبیعت خراب ہونے کا سن کے وہ اس کے ساتھ جانے کو راضی ہو گئی۔۔۔

ہادی نے اسے بڑی سی چادر دی۔۔۔ وہ دونوں بڑی حویلی سے نکل گئے۔ ہاسپٹل کے باہر کار روک کر باہر نکلتے اسے بازو کے حصار میں لیے اندر گیا۔۔ ڈاکٹر کے کیبن میں داخل ہوا۔۔

اسلام علیکم !ہادی نے سلام کی راہا کو چیئر پر بیٹھاتے اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

وعلیکم السلام !

ڈاکٹر میں آپ کو تمام کنڈیشن بتا چکا ہوں ہادی کے چہرے پر ٹینشن تھی۔۔

بے فکر رہے میں پوری کوشش کروگی کہ آپ کی وائف سیف رہے اور تمام مسائل حل ہوجائے۔ ڈاکٹر راہا کا بازو پکڑنے لگی وہ ہادی کے چپک گئی۔ ہادی نے اسے کھڑا کیا۔۔

ڈاکٹر میں ساتھ آؤں گا۔۔

آپ میل۔۔۔۔ میں شوہر ہوڈاکٹر۔ ہادی اس کی بات کاٹتے بولا تھا۔۔ چہرے کے تاثرات سخت تھے۔۔

ڈاکٹر راہا کی چادر اتارنے لگی اس نے ڈاکٹر کے ہاتھ جھٹک دیے۔۔۔

ہادی نے ڈاکٹر کو پیچھے ہونے کا شارہ کیا اور خود اس کی چادر اتاری۔۔

ڈاکٹر نے غور سے اس کی کالر بون سے زرہ سا نیچے دیکھا جہاں سویلنگ اور سلائیوں کے نشان تھے۔۔۔

اپنی وائف کو ریلیکس کرے میں نے ٹچ کر کے چیک کرنا ہے۔۔

راہا اچھے بچوں کی طرح ڈاکٹر کو چیک کرنے دو ہادی نے اس کی رخسار سہلاتے کہا۔۔

آپ نے کہا تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے وہ رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی۔۔۔

دونوں کا چیک اپ ہونا ہے ہادی نے پھر جھوٹ بولا۔۔ راہا منہ بنا گئی۔

ڈاکٹر نے ہاتھ لگایا تو وہاں سے جلت سخت تھا۔۔۔ ڈاکٹر نے دو سے تین

ٹیسٹ کیے اوران کی رپورٹ آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔ ہادی راہا کو لے کر ڈاکٹر کے پاس بیٹھا تھا۔۔ کچھ دیر بعد رپورٹس آگئی تھی۔۔

مشکل ہے بہت زیادہ ڈاکٹر نے رپورٹ دیکھتے ہے کہہ دیا۔ اسے خدشہ تب ہی ہوگیا تھا کہ یہ سیریس معاملہ ہے جب اس نے ہاتھ جلت پر رکھ کر چیک کیا تھا۔۔۔

ڈاکٹر آپ نے کہا مثبت جواب ملے گا۔۔

میں نے کہا تھا مسٹر ہادی لیکن جو ڈرگز آپ کی وائف کے وجود میں بھیجے گئے ہیں وہ بلکل دل کے پاس پہنچ چکے ہے رسک ہے اگر آپ لینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ ڈاکٹر نے فائلز ہادی کی جانب بڑھائی، راہانا سمجھی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ کی وائف بہت ویک ہے ان میں اتنی ہمت نہیں ہے

کہ یہ سرجری برداشت کر کے سکے، اور ٹوپرسنٹ چانسز ہوتے ہیں
مریض کے بچنے کے۔ ڈاکٹر نے ہمدردی سے اس معصوم گڑیا کو دیکھا جو
سہم کر اپنے شوہر کے ساتھ چپکی تھی۔۔۔
میں کوشش کروگی مسٹر ہادی کے اس کا کوئی حل نکالو ڈاکٹر کچھ لمحے
خاموش رہنے کے بعد بولی تھی۔۔ ہادی نے ایک نظر اپنی بیوی کو
دیکھا۔۔۔

ہادی نے اس کا دوپٹہ درست کیا۔۔ وہ راہا کو لے کر ہاسپیٹل سے نکل
گیا اس کا ارادہ دوسرے ڈاکٹرز سے کنسلٹ کرنے کا تھا۔۔۔ ایک ڈاکٹر
کے سہارے وہ نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔
مجھے ڈاکٹر پاس کیوں لے کر گئے آپ؟۔۔
میری جان آپ کا چیک اپ کروانے کہ آپ ٹھیک ہے یا نہیں۔۔
ہادی نے اس کی پیشانی ہے بوسہ دیا۔۔۔

میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔۔ وہ اتراتے بولی۔۔ اس کی حالت میں سدھار آرہا تھا۔۔ وہ مسکرانے لگا اپنی کیفیت وہ اس پر واضح نہیں کرنا چاہتا تھا بلکے کسی پر بھی نہیں۔۔۔

ہادی کا موبائل رنگ ہوا۔۔ پاکٹ سے نکال کر دیکھا تو اوپر "سالا پلس ڈیش بہنوئی، میسنہ چاچو" لکھا تھا۔ اتنا لمبا اور خوبصورت کنٹیکٹ نیم آج تک کسی نے نہیں لکھا ہوگا۔۔ جس طرح کا ہادی خانزادہ نے لکھا ہوا تھا۔۔

جی چاچو!۔۔۔

راہا کہاں ہے؟ کال پک ہوتے ہی اس کی بات کو نظر انداز کیا گیا۔۔ وہ معاملات سلجھا کر کچھ دیر پہلے حویلی آیا تھا۔۔ راہا کو دیکھنے کے لیے کمرے میں گیا لیکن وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔

راہا میری جیب میں، نہیں میری گود میں ہے۔ ہادی نے اپنے بازو کے حصار میں بیٹھی راہا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ دوسرے ہاتھ سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔۔

سردار نے آنکھیں گھمائی۔۔

ٹیشن نہ لو حویلی واپسی پر یہ گود ہی سلامت نہیں رہے گی۔۔ سردار کو اس سے اس قدر بے باکی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔

استغفراللہ، شوہر بیوی کو بازوؤں میں اٹھاتا ہے اور میری بیوی پھر مجھے اپنے بازو میں اٹھائے گھومے گی اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔۔

لاحول ولا قوۃ بے ساختہ سردار کے لبوں سے نکلا تھا۔۔۔

دس منٹ کے اندر تم دونوں مجھے حویلی میں چاہیے نہیں تو تمہیں معزور کر دوگا۔۔۔

سالے صاحب کیوں آپ چاہتے ہیں آپ کی بہن معزور شوہر کے ساتھ گزارا کرے۔۔ وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا۔۔

اگر اس سالے کی زبان نہ بند ہوئی تو مجھے پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ میری بہن ایک مزدور انسان کے ساتھ زندگی گزارے۔۔ سردار نے کہتے ہی کال کٹ کر دی۔۔۔

کافی خطرناک سالا ملا ہے مجھے۔۔ ہادی کہ کانوں سے دھوئیں نکلنے لگے تھے۔۔۔

میں تو آپ کی گود میں نہیں بیٹھی راہا نے اس کے سینے پر مکا جھڑا اسے پتا تھا اس کے لالا کی کال ہے۔۔۔

نو پرابلم بیٹھ جاؤ راہا اس سے دور ہو کر بیٹھی۔۔ ہادی اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہ رہا تھا۔۔ جبکہ وہ مزید خراب ہو گیا۔۔

میں آپ سے بات ہی نہیں کروگی آپ بہت برے ہو راہا نے منہ بسورا۔۔

میں منا لو گا ہادی نے اسے دوبارہ بازو کے حصار میں لیا۔۔۔ راستے میں اسے آئس کھلائی۔۔

حویلی جا کر کسی کو نہیں بتانا کہ میں تمہیں ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔۔ راہا جو دونوں ہاتھوں میں آئس کریم پکڑے کھا رہی تھی اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

شہریار کب سے بیٹھا حبا کی باتوں کو سوچ رہا تھا کہ اس کے بھائی نے بھی ویسا ہی بریسلٹ پہنا ہوا تھا تو کیا اس کے بھائی کی موت کے پیچھے ابراہم

کا ہاتھ ہو سکتا ہے ۔ جبکہ اس کے بھائی کا تو ابراہم کے ساتھ ہوئی تعلق نہیں تھا۔ سچائی کا پتہ کرنے کے لیے اس نے ہاسپٹل جانے کا فیصلہ کیا جہاں اس کا بھائی ایڈمٹ تھا۔۔۔۔

شہریار ہاسپٹل کے لیے نکل چکا تھا مسلسل راستہ میں وہ بس یہی دعا کر رہا تھا کہ اس نے کسی پر اپنے بھائی کے قتل کا الزام نہ لگایا ہو۔ ہاسپٹل پہنچ کر وہ ہاسپٹل کے ڈپارٹمنٹ کی جانب گیا جہاں پر سارے ریکارڈ پڑے ہوتے تھے۔۔۔۔

وہ ایک ادمی کے پاس گیا جو سارے ریکارڈ چیکنگ وغیرہ کر رہا تھا۔۔۔۔

سر مجھے آپ سے کچھ ہیلپ چاہیے شہریار اس کے پاس جاتے ہوئے بولا تو اس آدمی نے شہریار کو دیکھا۔۔

جی بولیں کیسی ہیلپ۔۔۔۔

18 سال پہلے میرا بھائی یہاں ایڈمٹ ہوا تھا اور حان الطاف تو مجھے اس کا ریکارڈ چاہیے اگر مل سکتا ہے تو شہریار اس آدمی کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

18 سال یہ تو بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے سر اور ویسے بھی جو اس ٹائم اس ہاسپٹل میں کام کرتے تھے وہ ڈاکٹر بھی ریٹائر ہو گئے ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ 18 سال پہلے کا ریکارڈ یہاں موجود ہو گا۔۔

پلیز آپ چیک کرے 18 کے ہاسپٹل میں 18 سال پہلے کسی کا قت۔۔۔۔ خود۔۔ کشی کی تھی ایمرجنسی روم میں۔۔ پہلے وہ "قتل" بولنے اور پھر خود کشی بولتے اس کی زبان لڑکھڑائی۔۔

شہریار کے چہرے کی بے شمار پریشانی کے تاثرات دیکھ کر اس آدمی نے ریکارڈ چیک کرنا شروع کیا تو اس ٹائم جس کمرے میں شہریار کا بھائی

موجود تھا اس کمرے میں صرف ایک ڈاکٹر ہی اس کا ٹریٹمنٹ کر رہا تھا جس کا نام ڈاکٹر شہباز تھا۔۔۔

سر ایک ڈاکٹر کا ریکارڈ ہمیں ملا ہے جو اس ٹائم آپ کے بھائی کا ٹریٹمنٹ کر رہا تھا وہ الٹا ئیر ہو گئے ہیں تو آپ ان سے جا کے اگر کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔۔۔

تھینک یو سر مجھے ان کا ایڈریس دے دیں۔۔ شہریار جلد بازی میں بولا۔۔

سوری سر پہلے ہی میں نے آپ کو انفارمیشن دے دی کیونکہ وہ آپ کے بھائی تھے لیکن میں ڈاکٹر کا اڈریس نہیں دے سکتا کیونکہ وہ ہاسپٹل کے رولز کے خلاف ہے۔۔۔ شہریار کے کہنے پر اس آدمی نے منع کیا کیونکہ یہ ہاسپٹل کے رولز کے خلاف تھا لیکن جب شہریار نے اپنا کارڈ

دکھایا کہ وہ کیا کام کرتا ہے تو اس آدمی کو مجبوراً شہریار کو اس ڈاکٹر کا ایڈریس دینا پڑا۔۔۔۔۔

شہریار وہ ایڈریس لیتا ہوا اس ڈاکٹر کے گھر پہنچا۔۔۔

جیسے ہی شہریار نے اس گھر میں قدم رکھا اسے ایک عورت کی آواز آئی۔۔۔۔ جو کہ اس ڈاکٹر سے جھگڑا کر رہی تھی۔۔

شہباز ہمیں کس چیز کی سزا ملی ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آتی ہماری ایک ہی اولاد ہے اور وہ بھی معزور پیدا ہوئی ہے ہم نے کہاں کہاں اس کا علاج نہیں کروایا لیکن وہ ٹھیک ہی نہیں ہو رہا اور آپ بھی تو ویل چیئر پر ہیں اب اس گھر کا خرچہ کیسے چلے گا پچھلے 16 سال سے ہم اپنے بیٹے کا علاج کروا رہے ہیں اور آپ کا بھی علاج کروا رہے ہیں جو ہماری جمع پونجی تھی وہ تو ختم ہو گئی۔ اب صرف آپ کی پینشن ہے۔ شہباز کی بیوی اس کے

پاس بیٹھتے روتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی جب شہباز نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

مجھے معاف کردو رقیہ مجھے وہ پیسے نہیں لینے چاہیے تھے شاید اس کے گھر والوں کی بددعا مجھے لگ گئی ہے اس ٹائم تو میں لالچ میں آگیا تھا لیکن مجھے نہیں پتہ تھا میرا لالچ مجھے یہاں تک لے آئے گا شہریار دروازے کے باہر یہ سب سنتا سکتے میں تھا کہ یہ کس لالچ کی بات کر رہے ہیں اور کن پیسوں کی شہریار دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر گیا ایک انجان لڑکے کو اپنے گھر میں دیکھ کر شہباز اور اس کی بیوی ڈر گئی کہ یہ کون ہے۔۔۔۔

کون ہو تم اور ہمارے گھر میں کیا کرنے آئے ہو۔۔۔۔

آپ ڈاکٹر شہباز ہی ہیں نا شہریار ان کی بات کو اگنور کرتے ہوئے ان سے پوچھنے لگا تو شہباز نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا اور پھر سر ہاں ہلایا۔۔۔

جی میں ہی ڈاکٹر شہباز ہوں آپ کو کوئی کام ہے۔۔۔

کام تو مجھے بہت ضروری ہے اگر آپ مجھے سچ بتا دیں تو۔۔

کیا مطلب سچ بتا دوں آپ مجھ سے کیا جاننا چاہتے ہیں۔۔۔۔

18 سال پہلے اورحان الطاف خانزادہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھا تو کیا اپ ہی اس کا ٹریٹمنٹ کر رہے تھے جبکہ شہریار کے منہ سے اورحان کا نام سنتے شہباز کے چہرے کا رنگ ایک پل کو اڑا تھا کہ اس کا ماضی پھر سے اچانک اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔

تم کون ہو اور میں تمہیں کیوں بتاؤں کہ میں ٹریٹمنٹ کر رہا تھا یا نہیں

شہریار نے شہباز کی بات سنتے اسے اپنا کارڈ دکھایا جبکہ اس کا کارڈ دیکھ کر شہباز کی رنگ زرد پڑ گیا۔۔ جب اس نے اس کا پورا نام پڑھا شہریار الطاف خان۔۔ یعنی وہ ایک پولیس آفیسر اور اس کا بھائی تھا۔۔

اب آپ مجھے بتائیں گے یا مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا شہریار نے اپنی گردن کو ٹیرا کیا۔۔۔

جی میں ہی اس کا ٹریٹمنٹ کر رہا تھا۔۔

تو پھر آپ کو پتہ ہوگا کہ اورحان خانزادہ کو کس نے مارا ہے شہریار نے گہری نظروں سے ایک نظر شہباز کو دیکھ کر اس کی بیوی کو دیکھا۔۔اس کی بات سنتے ہیں شہباز نے تھوک نگلا اور ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا جو بے بسی سے اپنے شوہر کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

تم کیا لگتے ہو اورزیادہ کے شہباز نے لہجہ دھیما کر کے پوچھا۔۔۔وہ نام پڑھنے کے باوجود بھی جیسے یقین نہیں کر پایا تھا یا کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

میں اورحان خانزادہ کا بھائی ہوں۔۔

میں پچھتا رہا ہوں وہ بات چھپا کر۔ نا جانے مجھے تمہارے خاندان میں سے کس کی بدعا لگی ہے کہ میرا ہاں ایک ہی بیٹا پیدا ہوا جو دو سال کا ہوا تو اسے

ایک خطرناک بیماری نے گھیر لیا وہ معزور ہوگیا ہے میرا کچھ سال پہلے ایکسیڈنٹ ہوا اور اپنی ٹانگیں کھو بیٹھا۔۔اس ایک گناہ کی وجہ سے میرا سب کچھ مجھ سے چھن گیا۔۔۔ڈاکٹر کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔۔۔ کا مطلب کیسا گناہ، مجھے کھل کے بتائیں گے۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔میں بتاتا ہوں اس رات جب میں اورحان خانزادہ کے کمرے میں گیا تو ایک آدمی اس کے چہرے پر تکیہ رکھے اسے مار رہا تھا اس کے ساتھ دو سے تین آدمی تھے جب میں نے شور مچانا چاہا تو اس آدمی نے خاموش رہنے کا کہا اور مجھے بہاری نوٹوں کے بنڈل دے کر میرا منہ بند کروادیا یہ کہتے ہوئے شہباز کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔ مجھے معاف کردو بیٹا میں اس ٹائم لالچ میں آگیا تھا اس ٹائم نئی نئی ہاسپٹل میری جاب لگی تھی اور اتنا پیسہ دیکھ کر میرے دل میں لالچ آگیا اور میں نے پھر کسی کو نہیں بتایا کہ اسے کس نے مارا ہے لیکن جب روز میری

بیوی مجھے طعنہ دیتی ہے میں اپنے بچے کو دیکھتا ہوں تو مجھے وہ جرم یاد آتا ہے کہ وہ پیسہ بھی میرے اب کسی کام میں نہیں آیا۔ میں نے اورحان کے گھر والوں کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور پھر میں کہیں بھی نہیں جا سکا شہباز روتے ہوئے شہریار کو بتانے لگا جب کہ وہ یہ سنتے سکتے میں تھا۔۔ ڈاکٹر جو زندگی بچاتے ہی اس نے ہی اس کے بھائی کی قتل کو چھپایا۔۔۔

کیا اپ مجھے اس کا کچھ حلیہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کیسا دکھتا تھا شہریار نے اپنی مٹھیاں بناتے ضبط کرتے ہوئے شہباز سے کہا ورنہ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ سامنے موجود ڈاکٹر کو جان سے مار دے لیکن اس ڈاکٹر کی بھی کیا غلطی پیسہ تو انسان کو خرید سکتا ہے تو وہ ڈاکٹر بھی بک گیا۔۔۔۔۔

ہاں میں اس کا حلیہ بتا سکتا ہوں اس کے کان سے نیچے تک آتے بال تھے اور اس کی داڑھی بھاری تھی اور اور اس کی ہلکی ہلکی مونچھیں تھی مجھے

کچھ اچھا یاد تو نہیں بس اس کا ہلکا پھلکا سا چہرہ یاد ہے گندمی رنگت تھی اس کی۔ بس یہی تھا۔۔ جبکہ اس شخص کا حلیہ سنتے شہریار کے دل میں ایک ہی خیال آیا تھا کہ وہ ابراہم ملک تھا کیونکہ جیسا اس شخص نے حلیہ بتایا وہ ابراہم کا ہی تھا۔۔۔

میں آپ کو ایک تصویر دکھاتا ہوں تو کیا آپ اسے پہچان سکتے ہیں۔۔۔

بیٹا میں اسے پہچان لوں گا یہ سنتے شہریار نے اپنے موبائل سے ابراہم کی تصویر نکال کر جیسے ہی ڈاکٹر کے سامنے کی ڈاکٹر نے جلدی سے سر ہاں میں ہلا دیا۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا یہی ہے وہ قاتل یہی ہے اس کے ساتھ جو آدمی تھے مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔۔۔

لیکن بیٹا تمہارے بھائی کا گنہگار میں بھی ہوں مجھے تو سزا مل گئی ہے لیکن میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں بیٹا مجھے معاف کر دو۔ میں بہت

شرمندہ ہوں اس گناہ کے سزا میں پچھلے 16 سالوں سے بھگت رہا ہوں میں اللہ سے یہی دعا کرتا تھا کہ کاش یہ جو میرے دل پر بوجھ ہے نا وہ سب گھر والوں کے سامنے کھول سکوں اور اس قاتل کا سچ بتا سکوں تب ہی مجھے موت آئے۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔

آپ نے میری مدد کی ہے اس کے لیے شکریہ ڈاکٹر شہباز اور اللہ نے آپ کو سزا دے دی ہے آپ کے کیے کی لیکن اصل سزا کا حقدار تو قاتل ہے اور میں اسے اس کے انجام تک ضرور پہنچاؤں گا یہ کہتے ہوئے شہریار ان کے گھر سے باہر چلا گیا۔۔۔

دوسرے جانب حبا شہریار کا کمرہ صاف کر رہی تھی جب اسے الماری میں سے شہریار کی پسٹل نظر آئی اس کی پسٹل کو اٹھاتے ہوئے وہ لگاتار اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کاش مجھے یہ گن چلانی آتی تو میں سب سے پہلے اپنے وحشی بھائی کا قتل کرتی، جس نے نہ جانے کتنی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں اور میرے ساتھ بھی۔۔۔ یہ سوچتے ہوئے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔ بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں اور اس کی بھائی نے اپنی ہی بن کے ساتھ ہی زیادتی کروانے کی کوشش کی۔۔۔ وہ جنونی انداز میں اس گن کو دیکھ رہی تھی جیسے ہی شہریار کمرے میں داخل ہوا حبا کو پسٹل کو عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے پاس گیا اور اس کے ہاتھوں سے پسٹل کھینچی۔۔۔

تم یہاں پر کیا کر رہی ہو اور پسٹل کو کیوں دیکھ رہی ہوں۔۔۔

نہیں بس ایسے ہی میں صفائی کر رہی تھی مجھے نظر آ گئی اور میں دیکھنے لگ گئی شہریار نے مزید کوئی بحث نہیں کی اور پسٹل پکڑ کر واپس الماری میں

رکھی اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا حبا کو حیرت ہوئی کہ شہریار نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔

آپ ٹھیک تو ہو نا کوئی پریشانی ہے کیا؟ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھنے لگی۔۔۔۔

حبا تم نے صحیح کہا تھا کہ میرے بھائی کا قاتل یاور نہیں ہے شہریار نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا حبا نے کشمکش میں مبتلا ہو گئی، نا جانے کیوں اسے اپنا بھائی قاتل لگ رہا تھا۔۔

آپ کو اصل قاتل کا پتا چلا؟

تمہارا بھائی شہریار نے تھکے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے دوبارہ سے سر جھکا گیا جبکہ اس کے منہ سے یہ سنتے حبا نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم شہریار کہ میرا بھائی تمہارے بھائی کا قاتل کیسے ہو سکتا ہے اس کی کیا دشمنی ہو سکتی ہے تمہارے بھائی سے۔۔۔۔۔ اپنے خیال کو سچ ہوتے دیکھ اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

یہ میں نہیں جانتا جبا۔ میرے بھائی کا قتل جس نے ہاسپٹل میں کیا تھا وہ تمہارا بھائی ہی تھا شاہان اور ابراہم مل کے کوئی کام کرتے تھے اور میرا بھائی شاہان کی بیٹی سے محبت کرتا تھا جہاں تک میرے علم میں آرہا ہے میرا بھائی کوئی سچ جان گیا تھا شاہان کے بارے میں۔ میں اپنے بھائی کے قاتل کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوگا۔ شہریار کی آنکھوں سے آنسو نکل نکل کر جبا کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔ جبا نے اس کے کانپتے ہاتھوں میں تھام کر آنسو صاف کیے۔۔۔۔

آپ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ میں نے گن کو کیوں پکڑا ہے۔۔ میں نے جب گن پکڑی تو میرے زہن میں سب سے پہلا خیال ہی یہی آیا کہ اگر یہ

مجھے چلانی آجائے تو پہلی گولی میں اپنے بھائی کی پیشانی میں اتاروگی۔۔

شہریار یک طرفہ مسکرایا تھا وہ لڑکی جو بے حد ڈرتی تھی اپنے شوہر کا دکھ ہلکا کرنے کے لیے اپنے بھائی کو مارنے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔۔

شہریار آپ کو یاور بھائی کے پاس جانا چاہیے۔۔ آپ نے اس شخص کو قتل کا قصوروار ٹھہرایا جو اس نے کیا ہی نہیں تھا۔۔ شہریار نے آنکھیں گھمائی اسے اس بے غیرت انسان کے پاس نہیں جانا تھا جس نے اپنی بیوی کو سانسیں سوکھا کر رکھی ہوتی تھی۔۔

تمہیں لگتا ہے میں معافی مانگوگا اس سے تو تمہاری غلط فہمی ہے۔۔ ہاں اپنی غلطی مانوگا لیکن معافی نہیں مانگوگا۔۔ میرے ساتھ چلو تم بھی اپنی بہن کو دکھ بانٹ لینا۔۔ شہریار جانتا تھا اس انسان نے پھر سے اپنی بیوی کو اذیت دی ہوگی۔۔ حبا کے ذہن میں یاور کا وہ رویہ آیا جب اس نے اس کی بہن ہو دھکا دیا تھا۔۔۔

چادر لے کر باہر آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا شہریار باہر چلا گیا ہے
جلدی سے چادر لے کر اس کے پیچھے گئی اس نے یاور کے گھر کی طرف
رخ کیا تھا۔۔ کچھ دیر میں ہی ہو یاور کے گھر کے باہر موجود تھے گارڈ نے
اسے دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔۔

یاور لاونج میں صوفے پر بیٹھا کچھ فائلز چیک کر رہا تھا آج ہو آفس نہیں گیا تھا
راعنین حسب معمول کچن میں موجود کام کر رہی تھی۔۔

شہریار کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔

اسلام علیکم بھائی! آپی کہاں ہے؟ جانے ڈرتے ہوئے پوچھا تو یاور نے
کچن کی طرف اشارہ کر دیا۔۔ اس سے قبل وہ کچن میں جاتی راعنین اپنی
بہن کی آواز سن کر کچن سے باہر آئی۔۔ شہریار یاور کے سامنے بیٹھ گیا
تھا۔۔

آپی !جبا خوشی سے اسے پکارتے اس کے گلے لگی جبکہ راعنین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔

آپی کیا ہوا؟ جبا اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے آنسو صاف کر کے پوچھنے لگی۔۔جبکہ وہ روئے جا رہی تھی۔۔اسے کئی دنوں بعد اپنا دل ہلکا کرنے کے لیے کوئی ملا تھا۔۔

م۔میرا۔۔بچہ۔۔۔راعنین پھر سے اس کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ رونا شروع ہو گئی یاور نے اپنے ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں بنائی۔۔

جبا کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کے گلے لگے رو رہی تھی شہریار کو دکھ ہوا تھا لیکن جب اس کی نظر یاور کی سرخ چہرے پر گئی اسے عجیب سے احساس نے ان گھیرا۔۔

آپی چپ ہو جائے۔۔اس نے اپنی بہن کے آنسو صاف کیے جو پھر سے بہتے جبا کے ہاتھوں کو بھگو گئے۔۔

جو ہماری قسمت میں ہوتا ہے ہمیں مل جاتا ہے۔۔ حبا اسے بازو کے حصار میں لے کر صوفے پر بٹھایا کچن میں جاتے پانی کا گلاس لا کر اپنی بہن کو تھمایا۔۔ راعنین نے کانپتے ہاتھوں سے پانی پیا۔۔

میری قسمت میں ہی کیوں سب کچھ چھن جانا لکھا۔۔ وہ روتے ہوئے بمشکل بولی تھی۔۔۔

جب اللہ کچھ لیتا ہے تو اس کے بدلے ہمیں بے شمار دیتا ہے۔۔ حبا اپنی بہن کے پاس بیٹھی اپنے ساتھ لگاتے چپ کروانے لگی یاور نے ایک مرتبہ بھی اسے نا کہا کہ چپ ہو جاؤ۔ وہ فائلز چیک کرنے میں ہی مصروف تھا۔۔۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ چپ ہوئی تھی۔۔

تم اتنے دنوں بعد مجھ سے ملنے آئی ہو اور میں رونے بیٹھ گئی ہوں۔۔
راعنین نے اپنے آنسو سختی سے صاف کیے اور پھر خود پر خول چڑھا لیا۔۔۔شہریار کو کال آئی وہ اٹینڈ کرنے کے لیے سائیڈ پر چلا گیا۔۔
چلو حبا ہم اندر چلتے ہیں وہ اسے ساتھ لیے کمرے میں گئی کمرے میں جاتے ہی حبا نے اس کا بازو پکڑ کر بیڈ پر بٹھاتے اس کے پاس بیٹھی۔۔۔

آپی آپ یاور بھائی کے ساتھ خوش ہو؟ حبا کو عجیب سا رویہ لگ رہا تھا یاور کا۔۔

ہاں میں بہت۔۔۔۔۔خوش ہوں ان کے ساتھ۔۔۔جملہ بولتے ہوئے درمیان میں اس نے وقفہ لیا تھا وہ خوش نہیں تھی محض دکھاوا کر رہی تھی۔۔۔

آپی آپ جھوٹ تو نہیں بول رہی کیونکہ یاور بھائی کا رویہ مجھے ٹھیک نہیں لگا انہوں نے ایک مرتبہ بھی آپ کو چپ کروانے کی کوشش نہیں کی۔۔

نہیں میری جان تم زیادہ سوچ رہی ہو یاور مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں ان فیکٹ جب پتہ چلا تھا کہ بچہ نہیں رہا تو انہوں نے ہی مجھے سنبھالا۔۔ وہ بہت مہارت سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔

تم میرا چھوڑو یہ بتاؤ تمہاری رخصتی کب ہے؟ اس کا دھیان وہ خود پر سے ہٹا رہی تھی ہمت نہیں تھی اس کے سوالات کے جواب دینے کی۔۔

پتہ نہیں ابھی انہوں نے بات تو کی ہے۔ حبا کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

انشاء اللہ جلد ہوگی اور اللہ تمہیں بے انتہا خوشیاں دے ، تمہارا شوہر تمہیں سمجھے ، تمہیں پیار دے ، تمہاری محبت کو عزت دے ۔۔ راعنین نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا ان سب چیزوں کے لیے وہ ترسی تھی شوہر سے نہ ہی محبت ملی اور نہ ہی عزت ۔۔

آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں کہ آپ کا مس کیریج ہوا ہے ۔۔

میری پیاری سی گڑیا مجھے خود ہوش نہیں تھی ہر وقت صرف روتی رہتی تھی کیسے بتاتی ۔ پلیز جبا اب اس بارے میں مجھ سے مزید بات مت کرو میں پھر رونا نہیں چاہتی ۔ راعنین نے اس کے دونوں رخسار کھینچے تھے ۔۔

ہمممم ۔۔ آپی باہر چلتے ہیں یہ نہ ہو پچھلی مرتبہ کی طرح ہمارے شوہر پھر سے آپس میں جھگڑنا شروع ہو جائیں ۔۔ جبا کو ڈر بھی تھا کہ اگر وہ باہر نہ گئی یہ نہ ہو ان کے شوہر لڑنے لگ جائے اور اگر وہ کمرے میں بیٹھ گئی تو

وہ اپنی بہن سے مزید سوال پوچھنے لگ جاتی جس سے اس کی بہن کو تکلیف ہوتی۔۔

وہ دونوں باہر گئیَ شہریار کی کال بھی بند ہو چکی تھی وہ پھر سے یاور کے سامنے بیٹھا۔۔

میں اپنے بھائی کے قتل کے بارے میں غلط تھا وہ کسی اور نے کیا ہے۔۔ شہریار کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

چلو اندازتو تمہیں ہوا کہ تم غلط ہو۔۔

میں محض اپنے بھائی کے معاملے میں غلط تھا تمہارے باپ کے معاملے میں نہیں۔۔ شہریار خان کث بازو کی رگیں ابھر چکی تھی آنکھوں میں گلا بھی پن شامل ہونے لگا۔۔۔

شہریار خان اس سے قبل وہ اپنی جگہ سے اٹھتا راعنین اس کے پاس بیٹھی اسے بازو سے سختی سے پکڑ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

پلیز کچھ مت کیجیے گا۔۔حبا نے شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔

مل لیا اپنی بہن سے چلو اب۔۔۔

شہریار اسے میرے پاس تھوڑی دیر رہنے دو۔۔راعنین اپنی بہن کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

سوری مس راعنین میں اپنی بیوی کو آپ کے وحشی شوہر کے گھر نہیں چھوڑ سکتا مجھے کوئی ضروری کام ہے اور مجھے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جانا ہے۔۔اور ہاں یاور مرزا اگر یقین نہیں آتا کہ تمہارا باپ ابراہم کے ساتھ ہر گھنونے نے کام میں شامل ہے تو اپنی بیوی سے پوچھ لو کیونکہ وہ تمہارے باپ کے کرائم پارٹنر کی بہن ہے اپنی بھائی اور تمہارے باپ کے ہر کالے کارنامے سے واقف ہے اپنی بات مکمل کر کے وہ وہاں رکا نہیں تھا حبا کا ہاتھ پکڑ کر چلا گیا۔۔

کیا بکواس کر کے گیا یہ؟ وہ یکدم دہاڑا تھا۔۔

مجھے نہیں علم یہ آپ دونوں کا معاملہ ہے آپ دونوں ہی سلجھائیں۔
راعنین اس کے پاس سے اٹھ گئی وہ بہت کم اس سے بات کرتی تھی اگر
کوئی سوال کرتا تو جواب دے دیتی نہیں تو خاموشی اختیار کیے بیٹھی
رہتی۔۔ایک گھر میں رہنے کے باوجود بھی وہ دونوں انجان بن گئے تھے
ایک کمرے میں ہوتے ایک بیڈ پر ہوتے جبکہ دوریاں کئی میلو تھی۔۔
ہادی راہا کو لیے گھر پہنچا سامنے سردار کھڑا تھا اس کی جانب غصے سے
دیکھنے لگا تو ہادی چہرے پر یک طرفہ مسکراہٹ سجا کر اس کی جانب
بڑھا۔۔

چاچو فل وقت غصہ مت کریں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔
سردار کے قریب کھڑے ہو کے اس نے سرگوشی نما آواز میں کہا تھا
راہا اپنے لالا کے گلے لگی سردار نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ
رکھا۔۔

چلو جاؤ شاباش جا کر اپنے پیپرز کی تیاری کرو یہ خود تو آوارہ ہے ہی ہر جگہ گھومتا رہتا ہے ساتھ تمہیں بھی گھماتا رہتا ہے۔۔ سردار کی بات سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔۔ راہا اچھے بچوں کی طرح اپنے لالا کی بات مان کر کمرے میں چلی گئی ہادی اور سردار مردان خانے گئے۔۔

کیا بات کرنی ہے؟۔۔

چاچو میں ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا راہا کو، ڈاکٹر کہتی ہے کہ اس کے بچنے کے صرف دو پرسنٹ چانسز ہیں پہلے میں نے سوچا تھا کہ دوسرے ڈاکٹر سے رابطہ کرتا ہوں لیکن مجھے نہیں لگتا اتنا ٹائم ہے کہ ہم ایک ڈیڑھ ماہ اسی سب میں ضائع کرے کیونکہ چیک اپ کے دوران ڈاکٹر نے مجھے بتایا ہے کہ جو ڈرگز ہیں وہ دل کے قریب پہنچ چکے ہیں جرمنی میں میں ایک ڈاکٹر کو جانتا ہوں میں ان سے بات کروں گا اگر مجھے وہاں سے مثبت جواب ملا تو میں راہا کو لے کر جرمنی چلا جاؤں گا رخصتی اور فنکشنز جو بھی ہے

آپ اسے دو تین ماہ کے لیے پوسپون کروادیں۔۔ہادی کے الفاظ سن کر سردار سوچ میں پڑگیا کہیں نہ کہیں اس کی بات ٹھیک تھی کہ اگر وہ پاکستان میں ڈاکٹرز سے رابطہ کرتے رہے تو کافی وقت ضائع ہوگا۔۔ تو اس ڈاکٹر سے رابطہ کرو اگر مثبت جواب ملتا ہے تو لے جاؤ راہا کو جرمنی۔۔

ہادی نے اپنا فون نکالا وہ جیسے تیار بیٹھا تھا ڈاکٹر کو کال کی جو تیسری بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

ڈاکٹر کو اس نے راہا کے متعلق ہر چیز بتائی۔ کچھ دیر تو وہ ڈاکٹر خاموش رہی ہادی کو ٹینشن ہونے لگی اس کی خاموشی محسوس کر کے۔۔۔

مسٹر ہادی آپ کو انہیں ہمارے پاس جب آپ کو پتہ چلا تھا تبھی لے انا چاہیے تھا جلد از جلد انہیں لے کر آپ جرمنی پہنچیں معاملہ کافی حد تک بگڑ چکا ہے یہ نہ ہو کہ علاج کروانے سے پہلے ہی آپ اپنی بیوی کو کھو

بیٹھے۔۔ ڈاکٹر نے ہادی سے مزید کہا کہ اس کے تمام رپورٹس مجھے سینڈ کر دو اور اسے لے کر جلد از جلد جرمنی پہنچو۔۔۔

کیا کہا ڈاکٹر نے ؟۔۔

ڈاکٹر کہہ رہے ہیں جلد از جلد سے لے کر جرمنی آجاؤ۔۔ ہادی اور سردار دونوں کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔۔

میں تم دونوں کی جرمنی کی ٹکٹ کرواتا ہوں۔۔۔

لیکن راہا کے پیپرز ہیں ہادی کریکدم یاد آیا اس کے پیپرز ہیں کچھ دنوں بعد۔۔

پیپرز وہ بعد میں بھی دے سکتی ہیں میری بہن کی زندگی سب سے زیادہ ضروری ہے۔۔ سردار اور ہادی راہا کے کمرے کی جانب گئے تاکہ اسے راضی کر سکے جرمنی جانے کے لیے۔ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے تھے ان کی نظر راہا پر پڑی جو بیڈ پر کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی۔۔

راہا گڑیا آپ جرمنی جانا چاہتی ہو اپنے پروفیسر انکل کے ساتھ دالہام اپنی بہن کے پاس بیٹھا اسے بازو کے حصار میں لیا۔۔

جرمنی.....آپ بھی ساتھ چلو۔ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں گڑیا میں نہیں جا سکتا کیونکہ یہاں کے تمام معاملات میں نے ہینڈل کرنے ہیں اور آپ کی بھابھی کو میری ضرورت ہے۔۔ اس نے دالہام کی طرف ناراضگی سے دیکھا تھا۔۔

راہا ناراض نہیں ہوتے۔۔

بلکل راہا ناراض نہیں ہوتے ہم جرمنی جائے گے تو وہاں سے تمہارے لالا کے لیے سرپرائز گفٹ بھی لے کر آئے گے۔۔ ہادی راہا کے دائیں جانب بیٹھا۔ وہ ان دونوں کے درمیان تھی۔۔۔

گفٹ؟ راہا اور دالہام ایک ساتھ بولے۔۔

جرمنی سے ہم تمہارے لالا کے ان کا بھانجا لے کر آئے گے۔۔ہادی نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے سنجیدہ انداز میں کہا تھا۔۔ سردار نے راہا کا موبائل پکڑ کر ہادی کی پیشانی پر مارا۔۔

نہایت ہی بے شرم انسان ہو تم۔۔

اس میں بے شرمی کیسی ایک نہ ایک دن تو آپ نے ماموبننا ہے ہادی نے ایک آنکھ دبائی۔۔ راہا ان کے درمیان بیٹھی ان کی گفتگو کو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔۔

میرا تو پتا نہیں لیکن تمہاری جرمنی سے واپسی پر البتہ تم ضرور ماموبن گئے ہو گے۔۔ سردار کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔ صارم سردار سے ملنے اس کے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب اسے ہادی کے کمرے سے آوازیں آئی۔۔

ہائے میں اپنے بھتیجے کو اپنے سینے سے لگا کر رکھوگا اپنے دل کے پاس۔۔

اور میں تمہارا یہ دل ہی نکال دوگا سردار کی اورا پنے بیٹے کی لڑائی کو دیکھ کر اس نے ان دونوں کے درمیان میں بیٹھی اپنی بہو کو دیکھا جو کبھی دالہام کو دیکھتی اور کبھی ہادی کو۔۔ صارم دالہام کا دھیان بھٹکتے دیکھ پر سکون ہوا تھا۔۔۔

آپ دونوں چپ ہو جائے مت جھگڑے جب میں پروفیسر کے ساتھ جرمنی سے واپس آؤگی لالا، تو آپ انہیں ان کا بھانجا دے دینا اور یہ آپ کو آپ کا بھانجا دے دیں گے۔۔ راہا نے بات ہی ختم کر دی۔ ہادی کا زوردار قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔

کمینے بے غیرت تو نے اس بات کو سچا ثابت کر دیا ہے کہ خربوزہ خربوزے کا رنگ پکڑتا ہے میری بہن کو اپنے جیسا بنا دیا۔۔ دالہام اس

کے سر پر سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ مارنے لگا تھا صارم نے دالہام کے ہاتھ سے لیمپ پکڑا۔۔

کیوں ماموبننے سے پہلے اپنے بھنوئی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور آپ کا بیٹا پھر ماموکسے بلائے گا۔۔۔

صام اس کا منہ بند کروالے نہیں توضائع ہوجائے گا یہ میرے ہاتھوں دالہام کا چہرا سرخ ہوچکا تھا۔۔۔

ہادی تمیز بھول گئے ہو تم۔۔۔ صارم نے رخ ہادی کی طرف کیا۔۔ لیمپ واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔

ایم جسٹ کڈنگ ڈیڈ ہادی نے اپنی بتیسی دیکھائی۔۔ جبکہ سردار یہ بھی جانتا تھا اس کے دل میں کس قدر درد چھپا ہے۔۔۔

راہا گڑیا آپ اپنی پیکنگ کرو سردار اپنی بہن کو اپنے ساتھ لگاتے اٹھا۔۔

صارم اور دالہام باہر آئے، سردار وہاں سے جانے لگا صارم نے اس کا بازو پکڑا۔۔

دالہام یار اپنا ایک پراپرچیک اپ کروالو۔ صارم کے لہجے میں اضطراب تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔

دالہام اب تو یار اکیلا نہیں ہے تیرے ساتھ تیری بیوی اور اب تیرا بچہ بھی ہے۔ اپنے لیے نہ سہی اپنی بیوی اور اولاد کی خاطر اپنا چیک اپ کروالے۔ دالہام سائیڈ پر پڑی بیئر پر بیٹھا صارم اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

تو نے بہت میڈیسن کھائی ہے سر درد کی وجہ سے کہیں وہ اپنا اثر نہ دیکھا جائے۔۔ سات سال کم عرصہ نہیں ہوتا۔۔۔

صارم میں ٹھیک ہوں میں پچھلے چھ سال سے جانتا ہوں کہ مجھے مائیگرین کی درد ہے۔ تب جینے کی خواہش نہیں تھی اور پھر جینے کی خواہش ہوئی جو آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے اگر سانسیں چل رہی ہے تو محض۔۔۔۔ وہ بول نہ سکا بیوی، وہ تو بے رخی اپنائے بیٹھی تھی اولاد تھی جس کے بارے میں سوچ کے خیال آتا تھا کہ زندگی ضروری ہے کیونکہ باپ کے بعد اولاد ٹھوکریں کھاتی ہے۔۔

تو جس کے لیے زندگی ضروری لگ رہی ہے اس کی خاطر۔۔ صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

سوچوں گا اس بارے میں۔۔ اور یہ پیسے بھجوا دینا وہاں پہ یا خود دے آنا سردار اسے ایک بھاری کی رقم اپنی جیب سے نکال کر پکڑاتے حویلی سے چلا گیا ضروری میٹنگ تھی وہ اپنا دھیان بھٹکانے کی کوشش میں تھا کیونکہ درد شدت اختیار کر رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم اپنی پڑھائی ختم کر کے بیگ اٹھا کر اپنے کمرے میں آئی اس کا دم گھٹ رہا تھا دل چاہ رہا تھا کھلی فضا میں جائے عبایا پہن کر نیچے گئی نکاح اور حجاب تو اس نے پہلے سے ہی کیا تھا پورچ کی طرف گئی جہاں یعقوب کھڑے کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

مجھے باہر جانا ہے۔۔

بی بی جی اگر آپ کہتی ہیں میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑ دیتا ہوں میرا اس وقت کوئی موڈ نہیں ہے سردار سے مار کھانے کا یا انہیں مزید ٹینشن دینے کا۔۔ یعقوب نے کال بند کی اور گارڈز کو اشارہ کیا کہ گیٹ کے پاس کھڑے ہو جائیں گیٹ کے پاس پہلے چار گارڈ کھڑے تھے جبکہ اب 12 گارڈ ہو گئے تھے۔۔

میرے سامنے زیادہ زبان مت چلایا کرو مجھے باہر جانا ہے۔۔ طرسم کو اس پر غصہ آتا تھا جب وہ منع کرتا تھا۔۔

بی بی جی میں اس مرتبہ سردار کی حکم عدلی نہیں کروں گا جب تک وہ اجازت نہیں دیں گے میں آپ کو باہر لے کر نہیں جاؤں گا۔۔ یعقوب نے بے انتہا سخت لہجہ اپنایا تھا وہ اس مرتبہ کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس نے سردار کو کال کی تیسری بیل پر رسیو ہوئی تھی۔۔۔

سردار بی بی جی کہہ رہی ہیں انہیں باہر جانا ہے سردار جو میٹنگ کر کے ابھی باہر نکلا تھا یعقوب کی بات سن کر وہ رکا تھا گہرا سانس بھرتے اس نے کہا۔۔۔

"اسے باہر لے جاؤ یعقوب امید کرتا ہوں میری عزت کی حفاظت کرو گے تم"۔۔

آپ بے فکر ہو جائیں سردار یعقوب اپنا سر کٹوا دے گا لیکن آپ کی عزت پر انچ نہیں آنے دے گا۔۔ یعقوب ایک عزم سے بولا تھا اسے سردار جیسا دوست کہیں نہیں مل سکتا تھا جو اتنا سب ہونے کے باوجود بھی اس پر یقین کرتا تھا بے شک اس نے محض اپنے دوست کی خوشی کے لیے وہ سب کیا تھا۔۔

یعقوب میرے موبائل پر کس نمبر سے لاسٹ ٹائم ویڈیو آئی تھی پتہ لگواؤ۔۔

کیسی وڈ۔۔۔۔ تم بس چیک کرو کہ کس ان نون نمبر سے میرے موبائل پر ویڈیو آئی تھی سردار اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے بول پڑا کیونکہ وہ جانتا تھا اس کے پاس اس کی پری کھڑی ہے۔۔۔

جی سردار تھوڑی دیر تک آپ کو ڈیٹیلز مل جائیں گی۔۔ یعقوب نے کہا تو سردار نے کال کٹ کر دی ٹھنڈی آہ بھرتے اس نے طرسم خانزادی کو دیکھا جو سرخ آنکھیں لیے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

چلیں بی بی جی آپ کو سیر کروالاؤ۔۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔۔

ڈرائیور راستے میں اگر تمہاری زبان چلی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

طرسم نے کار میں بیٹھتے ہوئے انگلی دکھا کر وارن کیا یعقوب نے دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور حویلی سے باہر نکل گیا اسے کوئی شوق نہیں تھا اس سے بات کر کے اپنی بے عزتی کروانے کا۔۔

ویسے خیر ہے آج کل تمہاری بیوی کمرے سے باہر ہی نہیں نکل رہی اچھی بات ہے کم چپکا چپکی کرتی ہے۔۔۔ یعقوب نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کر کے دوسرے ہاتھ سے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا وہ جانتا تھا وہ کیوں نہیں باہر نکل رہی کیونکہ ابھی تک اس کے چہرے پر نشان تھے

طرسم کے آخری الفاظ سن کر اس کا ایک مرتبہ پھر دل کیا تھا اپنی بیوی کی ان حرکات کو لے کر اس کا برا حشر کر دے۔۔۔

طرسم نے اسے ایک سائیڈ پر کار روکنے کا کہا اس کا دل کر رہا تھا وہ ان گھروں کے درمیان بنی جگہ پر چکر لگائے۔۔۔

تم میرے پیچھے نہیں آؤ گے۔۔

بی بی جی میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا یعقوب نے سینے پر ہاتھ باندھ کر سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

جہنم میں جا رہی ہوں چلو گے میرے ساتھ۔۔ وہ تلملاتے بولی۔۔۔

اگر آپ کی حفاظت کے لیے وہاں جانا پڑا تو اپنے سردار کا حکم سمجھ کر وہاں پہ بھی چلا جاؤں گا۔۔ طرسم نے اس سے زیادہ ڈھیٹ انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ جہاں جہاں جاتی ہے وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا اس کے سامنے اچانک ایک عورت آ گئی۔۔۔

یہ ہماری سردارنی ہے اس بوڑھی عورت نے بے یقینی سے یعقوب سے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔

بی بی جی آپ ہمارے گھر آئے اس بوڑھی خاتون نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا طرسم چاہتے ہوئے بھی اسے منع نہ کر سکی اور اس کے ساتھ اس کے چھوٹے سے گھر میں گئی جہاں ایک بوڑھا آدمی ایک تصویر پکڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔

اس بوڑھی خاتون نے چارپائی کو صاف کر کے اس پر بیٹھنے کا کہا وہ خاموشی سے اس پر بیٹھ گئی۔۔

بی بی جی ہم آپ کی مہمان نوازی کیا پیش کرے اس عورت کو جھجھک محسوس ہو رہی تھی نہ جانے اس کا پیش کیا اسے پسند آئے گا یا پھر نہیں۔ اس لیے سے پوچھ لینا بہتر سمجھا۔۔۔ یعقوب سائیڈ پر ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔

بی بی جی ہم کے شوہر کے بہت مشکور ہیں انہوں نے ہماری بیٹی کو انصاف دلوایا وہ بوڑھا آدمی اس تصویر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔۔۔

کیسا انصاف؟ طرسم نے نہ سمجھی سے اس خاتون اور بوڑھے آدمی کو دیکھا۔۔۔

ہماری بیٹی کو تین درندوں نے زیادتی کا نشانہ بنایا تھا پولیس میں کمپلین کی کچھ نہیں ہوا سردار تک معاملہ گیا اور ہماری بیٹی کو انصاف مل گیا اگر سردار قدم نہ اٹھاتے تو آج بھی ہم اپنی بیٹی کے انصاف کے لیے دربدر بھٹکتے رہتے۔۔ خدا نے ہمیں ایک بیٹی دی تھی اور وہ بھی ان درندے کی وجہ سے ہم سے دور ہو گئی۔۔ بولتے ہوئے اس آدمی کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

سردار نے ان کا وہی حشر کیا تھا جو انہوں نے ہماری بیٹی کا کیا تھا۔۔۔

سردار نے ہماری بیٹی کو انصاف دلوایا ہے ہم یہ احسان کبھی نہیں چکا سکیں گے وہ آدمی اور بوڑھی خاتون ایک ساتھ بولے تھے طرسم حیرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔ وہ کچھ دیر بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ زہن ہمیں بے شمار خیالات گردش کرنے لگے۔۔۔

آپ اس شخص کی بیوی ہیں جس نے ونی میں آئی لڑکی کو بھی پلکوں پر بٹھا کے رکھا ہے۔ یہ رسم آج تک گاؤں میں چلتی آئی ہیں کہ ونی میں آئی لڑکی کو لوگ نوکر سے بھی بدتر سمجھتے ہیں لیکن سردار نے اپ کے بچپنے کو ختم نہیں ہوئے دیا تھا۔۔ اس عورت نے دیکھا تھا جب وہ 10 سال کی

تھی سردار اس کے گود میں اٹھائے پورے کلام میں گھوم رہا تھا۔۔
بات کرتے ہوئے اس عورت کے لبوں سے مسکراہٹ اور آنکھوں
میں آنسو کم نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔
بی بی جی آپ کو لگ رہا ہو گا کہ آپ کے شوہر نے بہت برے طریقے
سے انہیں مارا ہے۔ اگر آپ ہماری بیٹی کا چہرہ دیکھ لیتی تو آپ کہتی کہ
آپ کے شوہر نے جو حال ان درندوں کا کیا اس سے بھی برا کرنا چاہیے
تھا۔۔۔ بوڑھا آدمی کرسی سے اٹھا اور طرسم کے سامنے رکھی چارپائی پر
بیٹھا تھا ہاتھ میں پکڑی اپنی بیٹی کی تصویر اس کی جانب بڑھائی اور جب اس
نے وہ تصویر دیکھی وہ بے انتہا خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔
یعقوب اسی طرح سخت تاثرات چہرے پر سجائے کھڑا تھا اسے طرسم
کے تاثرات دیکھ کر گڑبڑ کا احساس ہونے لگا حالانکہ اس کے چہرے پر
نقاب تھا جبکہ آنکھیں بہت کچھ واضح کر رہی تھی۔۔۔

اللہ نے ہمیں ہیرا دیا تھا اور ان درندوں نے اسے نوچ ڈالا جب ہم اسے دفنانے لگے تھے اس کے وجود میں ایک ہڈی بھی سلامت رہی تھی۔۔

طرسم کو اس بوڑھے آدمی کی بات سن کر جھٹکا سا لگا تھا سانس سوکھ گئے، حلق خشک تھا۔۔۔

دیو نے گنہگاروں کو سزا دی تھی۔۔ وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔۔ صارم اس بوڑھی عورت کے گھر میں داخل ہوا وہاں یعقوب اور اپنی بیٹی کو بیٹھے دیکھ اسے حیرت ہوئی۔۔

میں نے جلد بازی میں کیا کر دیا میں نے دیو کو تھپڑ مارا، اسے بے رخی دکھائی اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آواز بے ساختہ بلند ہوئی تھی وہاں موجود ہر شخص نے اس کے الفاظ سنے تھے اور ان میں سے ایک بھی فرد ایسا نہ تھا جس کے لیے آسان تھا اس کی باتوں پر یقین کرنا۔۔

یعقوب اور صارم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔۔

کیا کہا تم نے؟ صارم غصے سے بولا تھا۔۔ طرسم نے جھٹکے سے سر اٹھاتے سامنے دیکھا اپنے بابا کو سامنے دیکھ کر اس کہ سانسیں سینے میں اٹکی تھی پہلی مرتبہ اس کے بابا کے چہرے پر حد سے زیادہ غصہ تھا۔۔

بابا۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔

تم نے تھپڑ کیوں مارا تھا۔۔ صارم اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا ہاتھوں کی مٹھیاں بنی ہوئی تھی آنکھوں میں پھٹتا لاوا طرسم کو خوف زدہ کر رہا تھا۔۔

باباوہ میں نے ویڈیو دیکھی تھی جہاں دیو قتل کر رہا تھا اس لیے میں نے۔۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو گئی سر جھکا لیا۔ صارم نے بمشکل اپنے ہاتھوں کو کنٹرول کیا تھا اگر وہ اس کی بیٹی اور عورت نہ ہوتی اس کا ہاتھ اٹھنے میں دیر نہیں لگنی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا کہ راہا کی وجہ سے اس کا اس قدر برا حال ہوا ہے جبکہ اصل وجہ اس کی بیٹی تھی۔۔ وہ کیسے اس بات پر غور نہیں کر سکا تھا کہ راہا کو سنبھالنے کے لیے اس کا شوہر اس کے پاس تھا۔۔ اس کا دھیان کیوں اپنی بیٹی کی طرف نہ گیا۔۔

تم نے میری تربیت کو غلط ثابت کر دیا طرسم، جسے گڑیا کہہ کر میں نے اپنی پلکوں کو پر بٹھائے رکھا تھا آج اس نے ہی اپنے باپ کا سر جھکا دیا۔۔ طرسم ہچکیاں بڑھتی رونے لگی تھی۔۔ یعقوب کے لیے اس بات کو تسلیم کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا کیونکہ اس نے سردار کا رویہ دیکھا تھا اپنی بیوی کے ساتھ وہ ہر ایک پر غصہ کرتا تھا لیکن کبھی اسے اُف تک نہ کہا تھا۔۔

بابا مجھے حقیقت نہیں پتا تھی۔ مجھے معاف کر دے بابا۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔

ایک مرتبہ بھی تم نے نہیں سوچا اس شخص کو تھپڑ مارتے ، اسے بے رخی اپناتے ہوئے جو تم سے اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتا ہے ۔ ۔ بلکہ تمہاری غلطی نہیں ہے غلطی میرے دوست کی ہے. جس نے تمہیں اس قدر پیار دیا تمہارا ہر نخرہ اٹھایا ۔ اپنی عزتِ نفس ، انا ہر چیز کو تمہارے قدموں میں رکھ دیا اور تم نے اسی کے پیار کو ٹھکرا کر اس کے منہ پر تماچہ مارا ۔ ۔ اس سے اچھا تھا وہ تمہارے ساتھ ونی میں آئی ہوئی لڑکی کے جیسا ہی برتاؤ کرتا ۔ ۔ صارم نے اس کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکا تھا ۔ ۔ طرسم چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بری طرح رونے لگی تھی ۔ ۔

تمہاری وجہ سے ، صرف تمہاری وجہ سے آج میرا دوست پل پل مر رہا ہے ۔ ۔ تمہیں اس کی حالت پر ترس نہیں آیا تھا ۔ ۔ صارم یکدم چلایا تھا طرسم ڈر کی وجہ سے کانپنے لگی ۔ ۔ اس کا وہ باپ. جس نے آج تک اس

سے بلند آواز میں بات نہیں کی تھی آج وہ اپنی تربیت کو غلط کہہ رہا تھا اس پر چلا رہا تھا۔۔

دالہام نے آپ کے لیے رقم بھجوائی تھی۔۔ صارم نے جیب سے پیسے نکال کر اس بوڑھی خاتون کو پکڑا دیے۔۔۔

بابا۔۔۔ خاموش ہو جاؤ آواز نہ نکلے تمہاری۔۔ اس نے ابھی پکارا ہی تھا جب صارم نے اس کا بازو سختی سے پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ باہر لے گیا یعقوب ان کے پیچھے گیا۔ اس نے طرسم کو کار کا دروازہ کھول کر اگلی سیٹ میں جھٹکا دے کر بٹھایا تھا وہ ہنوز روئے جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر حویلی کی طرف رخ کیا اس کے پیچھے یعقوب کی گاڑی تھی۔۔۔

وہ دونوں میاں بیوی ابھی تک حیرت میں مبتلا تھے۔۔

دالہام تمام میٹنگ ختم کر کے حویلی پہنچا سر چکرا رہا تھا درد پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر گئی کمرے میں گیا منہ دھو کر فریش ہوتے باہر آیا۔۔۔ آنکھوں پر جیسے بوجھ سا پڑ گیا تھا کمر کے بل پیچھے کی جانب گرنے والے انداز میں لیٹا تھا۔ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔

تھوڑی دیر بعد ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا، زور سے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔

یا اللہ! اب وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے مار رہا تھا۔۔

مجھے گھن آتی ہے خود سے۔۔۔ ذہن میں اس کے الفاظ گردش کرنے لگے۔۔ بار بار یہی الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے اس نے دونوں ہاتھ سختی سے کانوں پر رکھ لیے۔۔۔

مجھے آپ سے نفرت ہو رہی ہے۔۔ دالہام بے چینی سے پورے کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔ ذہن میں اس ستمگر کے الفاظ تھے۔۔

میں نے اسے دل وجاں سے چاہا، اس نے بے رخی اپنا کر میرے دل کے سو ٹکڑے کر دیے۔۔ دالہام ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے زور سے پیشانی پر مارنے لگا۔۔ درد اس قدر تھا جیسے شریانیں پھٹ جائیں گی۔۔ درد برداشت سے باہر تھی اس نے نچلے دراز سے پرانی والی میڈسن نکالی اور ایک ساتھ چھ گولیاں حلق میں اتاری۔۔

انسان سکون کا غلام ہوتا ہے اور میں اپنی پری کا غلام ہو۔۔۔ پری تمہارے دیو کو سکون کی طلب ہے مجھے سکون دے دو۔۔ وہ صوفے پر بیٹھا سر زور سے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹکرایا تھا۔۔

میں غلط نہیں ہوں پری۔۔ ایک مرتبہ مجھ سے پوچھو ہر چیز بتاؤں گا تمہیں۔۔ وہ بول رہا تھا جب اس کا دل یکدم گھبرایا تھا جی مت لانے لگا واش روم میں جاتے وہ واش بیسن پر جھکا خون کی قے کر رہا تھا آنکھیں

زرد ہو چکی تھی، اس کا دل پاؤں تلے روندا گیا تھا۔ وہ اپنی پری کی بے رخی برداشت نہیں کر سکا تھا۔۔۔

سب ختم! وہ واش بیسن کے سہارے کھڑا تھا کانپتے ہاتھوں سے پانی چلا کر کولی کی منہ سے صرف خون نکلا تھا چیزوں کا سہارا لے کر واش روم سے باہر نکلا پاؤں نے وجود کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا۔۔

بمشکل بیڈ کے پاس پہنچا تھا آنکھیں بند ہوئی پاؤں لڑکھڑائے وہ دائیں جانب زمین پر گرا آنکھیں بند ہو گئی سانسیں دھیمی ہوئی۔۔۔

ہادی دالہام سے ٹکٹ کی بابت پوچھنے کے لیے اس کے کمرے میں آیا اسے ہوش و حواس سے بیگانہ زمین پر گرے دیکھ بھاگ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا سردار کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے رخسار زور سے تھپتھپانے لگا۔۔۔

چاچو! چاچو کیا ہوا؟ چاچو آنکھیں کھولیں۔۔ ہادی نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔۔ ناک کے نیچے ہاتھ رکھ کر سانسیں چیک کی جو بالکل دھیمی ہو چکی تھی۔۔۔

بابا، دادو، آئیدن چاچو وہ بلند آواز میں سب کو پکارنے لگا بار بار سردار کو جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔

وریام چاچو، بابا وہ پھر سے چیخا تھا ہادی کی بلند آوازیں سن کر حویلی کے تمام افراد کمرے میں داخل ہوئے سردار کو ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ کر کچھ اپنی جگہ پر منجمند ہوئے اور کچھ اس کے پاس جاتے اسے جھنجھوڑ کر اٹھانے لگے۔۔۔

آئیدن نے سب کو پیچھے کیا اپنے لالا کو بازو میں اٹھا کر وہ باہر کی طرف بھاگا تھا ہادی، وریام، سفیان خان، شہریار چاروں اس کے پیچھے تھے۔۔

عورتیں پورچ تک گئی سفیان خان نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہیں روک دیا۔۔

سفیان لالا مجھے جانا ہے !ریحانہ خانم روتے ہوئے بولی تھی وہ کیسے حویلی رہ جاتی اپنے بیٹے کو اس قدر بری حالت میں دیکھ کر۔۔۔۔

مجھے جانا ہے۔ راہا اور سونیا روتے ہوئے ضدی انداز میں بولی سفیان خان نے ان تینوں کو اشارہ کیا کہ تم سب جاؤ آئیدن کے ساتھ۔۔

میری پیاری بیٹیاں اس وقت حویلی میں رہیں۔ جیسے ہی تم دونوں کے لالا کو ہوش آتی ہے تم دونوں کو ہاسپٹل بلوالیں گے۔۔ ریحانہ تم چلو میرے ساتھ ریحانہ خانم سفیان خان کے ساتھ کار میں بیٹھی وہ کار حد سے زیادہ تیز رفتار میں چلا رہے تھے۔۔۔

صارم حویلی کی طرف آرہا تھا جب راستے میں تین گاڑیاں تیز رفطار میں گزری تھی اس کی نظر پہلی کار میں موجود آئیدن اور ہادی، اگلی کار میں

شہریار اور وریام پھر سفیان خان اور ریحانہ خانم پر گئی۔۔۔اس نے اپنی کاران کے پیچھے لگائی اور ہادی کو کال کی۔۔ یعقوب بھی ان کے ساتھ شامل ہوا۔۔

سب کہاں جا رہے ہو؟۔۔ صارم نے بے چینی سے پوچھا تھا۔۔

بابا چاچو کو ہوش نہیں آ رہا۔۔

کیا مطلب دالہام کو ہوش نہیں آ رہا۔۔ صارم بلند آواز میں دہاڑا تھا طرسم ہکا بکا رہ گئی اپنے بابا کے الفاظ سن کر۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ بابا میں چاچو کے کمرے میں گیا تھا وہ زمین پر گرے ہوئے تھے۔۔ ہادی نے کہہ کر کال کٹ کر دی ان سب کی جان حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔

بابا دیو کو کیا ہوا؟ طرسم ایک مرتبہ پھر زار و قطار آنسو بہانے لگی تھی۔۔

تمہارے کیے کا نتیجہ نکلا ہے۔۔اگر میرے دوست کو کچھ ہوا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔صارم کو اس وقت سب سے زیادہ غصہ اپنی بیٹی پر آرہا تھا اتنے سالوں بعد اس کے اور سردار کے درمیان سب کچھ ٹھیک ہوا تھا اور اس کی بیٹی نے سب خراب کر دیا۔۔۔

بابا دیو کو کیا ہوا ہے؟ وہ بلند آواز میں بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔

صارم نے جواب نہ دیا کچھ دیر بعد تمام گاڑیاں ہاسپٹل کے باہر کھڑی تھی۔۔

آئیدن دالہام کو اٹھائے ہاسپٹل کے اندر بھاگا سٹیچر پر لٹاتے ڈاکٹر اسے ایمرجنسی روم میں لے کر گئے۔۔

طرسم جب تک اندر پہنچی تھی سردار کو وہ ایمرجنسی روم میں لے کر جا چکے تھے۔۔

سب مرد ایمرجنسی روم کے باہر کھڑے ہو گئے طرسم بری طرح بھوت پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

اب اس طرح رونے سے سب ٹھیک نہیں ہو جائے گا۔۔ صارم بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا اپنی بیٹی کی طرف رخ کرتے غصے سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

صارم! کیوں بچی کو مزید تکلیف دے رہے ہو۔۔ ریحانہ خانم اپنے آنسو صاف کر کے طرسم کے پاس بیٹھی اسے اپنے سینے سے لگاتے چپ کروانے لگی ساتھ خود بھی رو رہی تھی۔۔

صارم کو غصہ آ رہا تھا ان سب کی غلطی تھی جو انہوں نے حد سے زیادہ پیار سے دے دیا تھا۔۔

ڈاکٹر سردار کو آئی سی یو میں لے گئے۔۔۔ طرسم نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔ دو گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئے۔۔

جن ڈاکٹر سے چیک اپ انہوں نے کروایا ہے انہوں نے ہمیں ان کی رپورٹس دکھائی ہیں مائگرین کا درد تھا انہوں نے سر درد کی میڈیسن بہت زیادہ مقدار میں کھائی ہے۔۔۔ایک مائگرین کی درد کی وجہ سے اور دوسرا انفیکشن کی وجہ سے ان کی حالت زیادہ بگڑی ہے ہم نے ان کا معدہ واش کر دیا ہے۔۔جبکہ معدے کے گرد سوجن ہو چکی ہے۔۔اور انفیکشن مزید بڑھ رہا ہے۔۔امید ہے تھوڑی دیر تک انہیں ہوش آ جائے گا نیکسٹ ٹائم اگر ان کی یہی حالت ہوئی تو معاملہ جان لیوا ہو سکتا ہے۔مائگرین کے پیشنٹ کو اگر پریشانی کی وجہ سے یہ درد ہو تو ان کے لیے ڈپریشن حد سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے تو کوشش کیجئے گا زیادہ سے زیادہ انہیں ٹینشن سے دور رکھا جائے۔ڈاکٹر نے انہیں تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔۔سب حیرت سے ڈاکٹر کو دیکھ رہے تھے۔۔طرسم گرنے والے انداز میں چیئر پر بیٹھتے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر زار و قطار

رونے لگی اس کی ایک غلطی کی وجہ سے اس کا دیو اس حال میں پہنچا تھا۔۔۔۔

دعا کرے انہیں جلد ہوش آجائے۔ ڈاکٹر بات مکمل کر کے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

صارم طرسم کے سامنے والی چیئر پر بیٹھا۔۔ کیا ہو گیا تھا، کاش اس کی بیٹی جلدی بازی میں قدم نہ اٹھاتی۔۔ کاش اس کا دوست لاپرواہی نہ کرتا اور نہ ہی اس کی بیٹی کو حد سے زیادہ پیار دیتا۔۔۔

"عادت جان لیوا ہوتی ہے اور وقت آنے پر جان نکال لیتی ہے "

مجھے۔۔۔۔۔ معاف۔۔۔۔۔ کردو۔۔۔۔۔ دیو! روتے ہوئے مشکل سے الفاظ ادا کیے۔۔۔۔ صارم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا خاموش ہو جاؤ۔۔ دالہام کو ہر گز یہ چیز برداشت نہیں ہوئی تھی کہ اس نے پری کو کوئی باتیں کریں۔۔

بابا! طرسم روتی ہوئی اپنے بابا کو پکارتے ان کے پاس بیٹھی اور سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔۔ صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ نہیں رکھا تھا سخت دل بنا بیٹھا رہا۔۔ تین گھنٹے گزر گئے سردار کو ہوش نہ آئی ریحانہ خانم اور طرسم رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی سب مرد تین گھنٹوں سے چکر لگا رہے تھے۔۔ حویلی سے بار بار کالز آ رہی تھی۔۔

مجھے دیو سے ملنا ہے طرسم اپنے آنسو صاف کر کے اٹھی نقاب پورا گیلا ہو چکا تھا وہ اندر جانے لگی جب آئی سی یو کے باہر کھڑے گارڈ نے اسے روکا۔۔

ایم سوری میم ابھی ملاقات کا وقت نہیں ہے۔۔

مجھے میرے دیو سے ملنا ہے وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔

میم پلیز یہ ہاسپٹل کے رولز ہیں۔۔

بابا، دادو انہیں کہیں مجھے اندر جانے دے۔۔ طرسم نے التجائی نظروں سے اپنے بابا اور دادو کو دیکھا۔ آئیدن آگے بڑھا۔۔

انہیں جانے دے۔۔

دیکھیں سر۔۔۔۔ اگر انہیں اندر نہ جانے دیا ابھی اسی وقت تم اپنی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔۔ آئیدن خوفناک لہجے میں بولا تھا گارڈ کو اس سے خوف محسوس ہوگا وہ چاہتا تھا طرسم اندر جائے۔۔ کیونکہ اکثر ہمیں اس انسان کی آواز سن کر ہوش آجاتی ہے جو ہمارے لیے سب سے ضروری ہوگی۔۔

گارڈ نے اسے اندر جانے دیا سردار مشینوں میں جکڑا لیٹا تھا چہرے پر آکسیجن ماسک تھا ہاتھ پر ڈرپس لگی ہوئی تھی۔۔

دیو! اسے پکارتے ہوئے پاس گئی اس کا ہاتھ تھام کر اپنی پیشانی سے لگاتے پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح بلند آواز میں روئی۔۔۔

دیو! مج۔۔۔۔۔ھ۔۔۔۔۔ے

۔۔۔۔۔معا۔۔۔۔۔ف۔۔۔۔۔کر۔۔۔دو۔۔۔ ہچکیاں بھرتے ہوئے مشکل سے اس نے الفاظ ادا کیے تھے اس کے پاس بیٹھتے سینے پر سر رکھ کرا پنے دل کا غبار نکالنے لگی۔۔۔

دیو میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔۔ کبھی آپ کو برا نہیں کہوں گی کبھی آپ کو خود سے دور نہیں کروں گی۔۔ طرسم نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔ پاس کھڑا ڈاکٹر تھوڑی دیر کے لیے آئی سی یو سے باہر چلا گیا۔۔

طرسم نے اپنا نقاب نیچے کرتے ہیں اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے۔۔

میں اپنی بیٹی بھی آپ کے بیٹے کو دے دوں گی۔ سینے پر سر رکھ کر سوؤں گی درمیان میں کشن بھی نہیں رکھوں گی۔۔ جو کھانے کا دل کیا کرے گا

آپ کو فوراً بتاؤں گی۔۔ آپ کے ہاتھ سے نوڈل بھی کھاؤں گی۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے پیشانی سے لگایا۔۔ اسے ہوش نہ آتے دیکھ وہ روئے جا رہی تھی۔۔

دیو میں تمہیں تم کہہ کر بلاؤں گی ساری باتیں مانوں گی بس اپنی پری کو معاف کر دیں۔ اٹھ جاؤ۔۔ طرسم کا حلق خشک ہو چکا تھا۔۔ آنکھوں پر بے انتہا سوجن تھی۔۔

میں شیر طیان کو پیار بھی کروگی۔ اس سے جیلس بھی نہیں ہوں گی۔ تمہارے لیے تیار بھی ہوں گی۔۔۔ ہمارے پاس اگر کوئی قیمتی شے یا انسان ہو ہمیں اس کی قدر نہیں ہوتی جب وہ دور ہو جائے تو ہمارا دل بند ہونے لگتا ہے تب ہمیں اس کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔۔ اور طرسم خانزادی کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ کیا ہونے والی ہے۔۔

دیو اٹھ جاؤ طرسم اس کے رخسار پر اپنی پیشانی ٹکاتے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کا ایک ہاتھ اپنے چہرے پر رکھتے آنسو بہا رہی تھی۔۔

دالہام نے گہرا سانس لیا تھا۔ وہ جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھی اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما وہ گہرے سانس بڑھ رہا تھا جبکہ آنکھیں بند تھی۔۔ طرسم نے اپنا نقاب اوپر کیا۔۔

دیو! طرسم نے اس کے ہاتھ سہلائے دوسرے ہاتھ سے اس کا سینہ سہلانے لگی۔۔

دیو! وہ بار بار اسے پکار رہی تھی۔۔

ڈاکٹر، ڈاکٹر! وہ بلند آواز میں چلاتے ڈاکٹر کو پکارنے لگی۔۔ اس کی آوازیں سن کر ڈاکٹرز جو آئی سی یو کی طرف آ رہے تھے اندر کی جانب بھاگے تھے۔۔

میم پیچھے ہٹے۔۔ ڈاکٹر نے اسے پیچھے کیا۔۔ دالہام کی سانسیں یک دم دھیمی ہوئی تھی وہ اس کے سینے پر دباؤ ڈالنے لگے۔۔

آپ پلیز یہاں سے باہر جائیں۔۔ ایک ڈاکٹر سخت لہجے میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تھا وہ سب برے طریقے سے اس کے سینے پر دباؤ ڈال رہے تھے دل کی دھڑکن نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

الیکٹرک مشین پکڑ کر وہ اس کے سینے سے شرٹ پھاڑتے جھٹکے دینے لگے۔۔ طرسم نے اپنے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ کر خود کو چیخ مارنے سے روکا تھا۔۔ آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔۔

میم آپ باہر جائے۔ دو ڈاکٹر غصے سے بولے وہ اپنی جگہ پر منجمند ہو چکی تھی۔۔

تین ڈاکٹر اس کے سینے پر الیکٹرک مشین رکھ کر جھٹکے دے رہے تھے ایک ڈاکٹر باہر گیا اور سفیان خان سے کہا کہ اسے لے کر جائیں۔۔

آئیدن اندر گیا اپنے لالا کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی لڑی کی طرح بہنے لگے کانپتے ہاتھوں سے طرسم کا بازو پکڑا۔۔ آنکھیں سختی سے بند کرلی اسے تقریباً کھینچتے ہوئے باہر لے کر گیا تھا ہمت نہیں تھی وہاں رکنے کی۔۔

طرسم دیوار کے ساتھ کھڑی تھی جسم میں جیسے جان ختم ہو گئی پاؤں نے وزن اٹھانے سے انکار کر دیا وہ زمین پر بیٹھتے ہی چلی گئی۔۔

طرسم !صارم نے اسے پکڑ کر کھڑا کیا اس کا بے جان وجود اپنے باپ کے سہارے پر تھا۔۔ اچانک اس کے ذہن میں آیا کہ اس کی بیٹی کے وجود میں ایک اور جان بھی ہے۔۔

طرسم سنبھالو خود کو کچھ نہیں ہوگا اسے وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔

صارم کے لیے آنسوؤں پر قابو کرنا بے انتہا مشکل تھا۔۔ آئیدن چہرہ

ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اگر کوئی اندر جا کے اس کی حالت دیکھ لیتا تو اپنا ضبط کھو بیٹھتا۔۔۔

با۔۔۔۔۔۔با۔۔۔میر۔۔۔۔۔۔ا۔۔۔۔د۔۔۔د۔۔۔یو! طرسم نے کئی منٹ لگا کر تین لفظ بولے تھے۔۔

ریحانہ خانم کا بی پی لو ہو گیا ہادی انہیں لے کر ایک روم میں گیا جہاں ڈاکٹرز نے انجیکشن لگایا اور کچھ میڈیسنز دی سفیان خان نے یعقوب کو کہا کہ انہیں لے کر حویلی جائے جبکہ ریحانہ خانم ضدی انداز میں وہیں پر بیٹھی رہی۔۔ یعقوب بار بار آئی سی یو کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

ہادی اسے لے جاؤ یہ خود کی طبیعت خراب کر لے گی۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا وہ اپنے بابا کے سینے میں مزید چہرہ چھپائے بلند آواز میں دہاڑے مار کر روتے ہوئے بولی۔۔ اپنے بابا کے گرد سخت کر لیا تھا وہ چھوٹی سی ڈری سہمی بچی لگ رہی تھی۔۔۔

بابا دیو! صارم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے اس کا کندھا سہلایا۔۔ اس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جب ہمارے پاس سامنے والے کو حوصلہ دینے کے لیے امید نہ ہو تو یہ چند الفاظ بول دیتے ہیں اور اس وقت صارم کے پاس الفاظ نہیں تھے اپنی بیٹی کو چپ کروانے کے لیے۔۔

بابا ڈاکٹر باہر کیوں نہیں آئے؟ بابا میرا دیو؟ بابا وہ کچھ بتا کیوں نہیں رہے؟ وہ صارم سے دور ہوتی چلائی تھی اندر جانے لگی۔ ہادی نے اس کا بازو پکڑا۔۔

مجھے اندر جانا ہے ہادی لالا وہ میرے دیو کو درد دے رہے ہیں۔۔ طرسم بے قابو ہو رہی تھی۔۔ اپنی غلطی کا اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ کاش وہ اسے سمجھتی اس کی بات سن لیتی۔۔

"ہم اکثر یک طرفہ رخ دیکھ کر رد عمل ظاہر کر دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے، نہ ہی اس شخص کی سنتے ہے کہ اس نے وہ سب کیوں کیا؟ ہم محض اپنے آپ کو آگے رکھتے ہیں سامنے موجود شخص کی کیفیت تکلیف جاننے کی کوشش نہیں کرتے، ان لمحات میں ہم اس شخص کی دی گئی محبت، عزت سب بھول جاتے ہیں۔ وہ وضاحت دینے لگے تو لب سیل دیتے ہیں، اشاروں سے بتانے لگے تو ہاتھ روک دیتے ہیں اور جب وہ سچا نکلے اور دور ہو جائے تو صبر نہیں آتا۔ چیختے ہیں، چلاتے ہیں، اس کی منتیں کرتے ہیں، معافیاں مانگتے ہیں، اس کے دکھوں کا ازالہ کرنے کی

کوشش کرتے ہیں جبکہ وہ تکلیف اس شخص کے دل میں نقش ہو کر
اسے مردہ کر چکی ہوتی ہے۔"

طرسم تم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ تم چاچو کی حالت دیکھ سکو۔ ہادی نے اس کے بازو پر گرفت سخت کرتے اپنے پاس کیا۔۔

لالا دیو کو درد ہو رہا ہے لالا۔۔ وہ اپنا بازو اپنے بھائی کے ہاتھ سے چھڑوا رہی تھی۔۔ ہادی نے اسے بازو کے حصار میں لیا۔۔ ریحانہ خانم اس کی حالت دیکھ کر مزید رونے لگی۔ آئیدن سر تھامیں بیٹھا تھا۔۔ وریام اندر گیا۔ سفیان خان نم آنکھیں لیے بیٹھے تھے۔ شہریار وریام کے پیچھے اندر گیا۔۔۔

ڈاکٹر سردار کے سینے پر بے دردی سے دباؤ ڈال رہے تھے۔ دالہام کا وجود جھٹکے کھا رہا تھا۔۔ اب انہوں نے ہاتھوں میں الیکٹرک مشین پکڑی

تھی بار بار اس کے سینے سے لگا رہے تھے۔ جبکہ ہارٹ بیٹ زیادہ نہیں ہو رہی تھی۔۔

وریام نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا آنکھیں آنسو سے بھر گئی جب نظر دالہام کی بند آنکھوں پر گئی۔۔

شہریار نے لمبا سانس لیا۔ ایک بھائی وہ کھو چکا تھا۔ اس بھائی کے بعد جس نے بھائیوں جیسا پیار دیا اسے اس حالت میں دیکھنا آسان نہ تھا۔۔۔

چاچو اندر گئے ہیں مجھے بھی جانے دے گے۔۔ طرسم آئی سی یو کی طرف بڑھی اس مرتبہ سفیان خان نے اسے پکڑا تھا۔۔

مت جاؤ اندر سفیان خان نے اس کی طرف ہمدردی سے دیکھا جس نے اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔

دادو، دیو! طرسم کی نظر آئی یو کی جانب تھی۔۔

تمہارے رونے سے وہ ٹھیک ہو جائے گا؟۔۔

ڈاکٹرز دو گھنٹے بعد آئی سی یو سے باہر آئے تھے۔۔

ڈاکٹر! وہ سب ڈاکٹر کے گرد اکٹھے ہو گئے۔۔

ان کی سانسیں ہموار نہیں ہو رہی، آپ سب کو ان بیماری کا علم تھا پھر بھی آپ لاپرواہی کر گئے۔۔

ہمیں تو آج پتا چلا ہے۔ سفیان خان، ہادی، وریام اور شہریار ایک ساتھ حیرت زدہ لہجے میں بولے۔۔ طرسم اور ریحانہ خانم حیرت سے ڈاکٹر کو دیکھ رہیں تھیں۔۔

اگر کوئی چپ تھا تو صارم، یعقوب اور آئیدن کیونکہ یہ حقیقت سے آگاہ تھے۔۔۔

دو مرتبہ سردار میرے پاس آئے ہیں بلکے لائے گئے ہیں ان کے ساتھ یہ دونوں ہوتے تھے۔۔ ڈاکٹر نے یعقوب اور صارم کی طرف اشارہ کیا۔۔ سب نے ان دونوں کی جانب دیکھا۔۔

کب اسے ہوش آئے گا صارم نے ان سب کو نظر انداز کیا تھا۔۔

جب تک ان کی سانسیں ہموار نہیں ہو جاتی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ڈاکٹر وہاں سے چلے گئے۔۔ طرسم ساکت ہو گئی، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ہاتھوں میں کپکپاہٹ طاری ہوئی۔۔

ہادی اسے حویلی لے جاؤ اسے ایک جگہ کھڑے بے آواز روتے دیکھ صارم ہادی سے بولا۔۔

طرسم چلو۔۔

مجھے نہیں جانا۔ مجھے میرے دیو پاس رہنا ہے۔ اس نے اپنا بازو ہادی کے ہاتھ سے چھڑوایا۔۔

تین دن وہ اسی حالت میں رہا تھا۔ ریحانہ خانم کو انہوں کو زبردستی واپس حویلی میں بھیجا تھا جبکہ طرسم تین دن سے ہاسپٹل میں تھی نہ اس نے

ٹھیک سے کھانا کھایا نہ وہ اپنا دھیان رکھ رہی تھی تین دن سے مسلسل بس رو رہی تھی۔۔

صارم، آئیدن، وریام اور یعقوب ہاسپٹل رکے ہوئے تھے انہوں نے ،ہادی شہریار اور سفیان خان کو گھر بھیج دیا۔۔ سفیان خان کی طبیعت خراب ہو سکتی تھی اور شہریار، ہادی کو اس لیے انہوں نے حویلی بھیجا تاکہ عورتوں کی حفاظت کے لیے کوئی مرد گھر موجود ہو۔۔

حویلی کی عورتوں میں صرف طرسم ہاسپٹل میں موجود تھی۔۔۔

مجھے دیو سے ملنا ہے۔۔ طرسم اپنے بابا کے پاس جاتے ہیں ضدی انداز میں بولی تھی صارم نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا آنکھیں سوجن زدہ، آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے، رنگت تین دن میں سر پڑ گئی تھی۔۔

تم نے ملنے نہیں جانا کل ملنے گئی تھی اپنی طبیعت خراب کروا کے بیٹھ گئی تھی۔۔

جس قدر میرے دیو کے بری حالت ہے اتنا برا حال نہیں ہوا تھا۔۔
طرسم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑور تھی آنکھوں کی پلکیں بھیگی ہوئی تھی۔۔

اور جب تمہارے اس دیو کو ہوش آئے گی اسے تمہاری حالت کا پتہ چلے گا اس نے تمہیں کچھ نہیں کہنا ہم سب کے پیچھے پڑ جانا ہے، تمہیں کوئی ہلکا سا ڈانٹ لے اس سے وہ بھی برداشت نہیں ہوتا تو مہربانی ہے محترمہ چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔ طرسم کو مزید رونا آیا تھا اپنے بابا کو سخت ہوتے دیکھ۔ اس کے بابا نے کبھی اس سے اس طرح بات نہیں کی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوگا مجھے، مجھے اندر جانا ہے میرے دیو پاس۔۔

بھابھی ابھی ملاقات کا ٹائم نہیں ہے۔۔۔ آئیدن نے اسے سمجھانا چاہا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کے لالا کے بچے کو کچھ ہو کیونکہ جس قدر اس کی بھابھی صاحبہ رو رہی تھی اپنی طبیعت خراب کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی تھی اس نے اندر جا کر۔۔

میری دفعہ آپ سب کو ملاقات کا ٹائم یاد آجاتا ہے اور خود جب مرضی اندر چلے جاتے ہیں سب۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی تھی۔۔ وریام نے آئیدن کی جانب دیکھا کہ اسے اندر بھیجو یہ نہ ہو اپنی طبیعت خراب کروالے۔۔

چلیں اندر آئیدن کی بات سنتے ہی وہ اٹھی تھی۔ جیسے ہی آئی سی یو کے اندر گئی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے سردار کہ وہی حالت تھی کوئی سدھار اس کی حالت میں نہیں آیا تھا سانسیں کبھی حد سے زیادہ کم اور کبھی بے انتہا تیز ہو جاتی۔۔۔

طرسم اس کے پاس کھڑی ہوئی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔

تم بہت برے ہو میں نے غلطی کی تھی اتنی بڑی سزا دو گے ؟ طرسم نے اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے اپنی پیشانی سے لگایا تھا۔ اس کا یہ عمل اس کے دیو کو بے انتہا پسند تھی۔۔ وہ دیوانہ تھا اس کا۔۔

میں ہر بات مانو گی اٹھ جاؤ وہ اب اس کے بھاری بال سہلا رہی تھی۔۔

دیکھو اگر تم نہیں اٹھے نہ میں تمہارے بال کاٹ دو گی جیسے پہلے کاٹے تھے۔ کبھی تمہیں سوچا ٹوٹ جانے کا نہیں کہوں گی۔ طرسم نے اس کے بھاری بھر کم بال مٹی میں جکڑے اگلے لمحے ہی ان پر گرفت ڈھیلی کی تھی۔۔ وہ جانتی تھی دالہام کو اپنے بال بہت پسند ہے۔۔

تم بھی مجھے تھپڑ مار لینا اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے سختی سے صاف کر کے اس کا ہاتھ سہلایا۔۔

دیو! اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسے پکارا۔۔

بابا نے مجھے ڈانٹا تھا تم اٹھونا انہیں ڈانٹوانہوں نے مجھے ڈانٹا۔۔ طرسم نے اس کے بالوں میں ایک مرتبہ پھر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔ طرسم رونے لگی جو ڈاکٹر پاس بیٹھا تھا وہ فوراً دالہام کے پاس گیا اس کی نبض چیک کی۔۔ مشین کی طرف دیکھا بلڈ پریشر بے حد تیز ہو گیا تھا۔۔

ڈاکٹر نے چند انجیکشن اسے لگائے۔۔ پندرہ منٹ بعد اس کی سانسیں نارمل ہوئی تھی۔۔

وہ زار و قطار میں رو رہی تھی آنکھیں آنسو سے بھرتی، کھالی ہوتی پھر اگلے لمحے آنسوؤں سے بھر جاتی۔۔۔

دالہام نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی۔ آنکھیں کھولنے کی کوشش جبکہ ان پر پہاڑ کی مانند وزن محسوس ہو رہا تھا۔۔

ڈاکٹر نے اس کے ہاتھ سہلائے۔ نرس اس کا سینا سہلا رہی تھی۔۔

دالہام نے بامشکل تھوڑی سی آنکھیں کھولی۔۔

دیو! طرسم سست قدم لیتی ہے اس کے پاس گئی۔ سردار نے نظروں کا رخ اس کی طرف کیا ہاتھ بڑھاتے چہرے سے اکسیجن ماسک اتارنے لگا

ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔۔

سردار کی آنکھوں میں تکلیف واضح تھی اپنی پری کی سوجن زدی انکھیں اور سیاہ حلقوں کو دیکھ کر۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھا رہی تھی جب ڈاکٹر نے کہا۔۔

پلیز آپ تھوڑی دیر کے لیے باہر جائیں۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا آپ سب باہر جاؤ میرا دیو ٹھیک ہے۔۔ طرسم نے اس نرس کو پیچھے کیا اور سردار کا ہاتھ تھام لیا۔۔

ڈاکٹر۔۔۔۔۔صارم۔۔۔کو۔۔۔بلائے کچھ لمحے لگا کر اس نے اپنی بات مکمل کی ڈاکٹر نے نرس کو بھیجا تھوڑی دیر بعد صارم آئی سی یو میں موجود تھا۔۔اسے ہوش میں دیکھ کر اس کے قریب گیا تو سردار نے یہ الفاظ بولے۔۔۔

مجھے۔۔۔۔حویلی۔۔۔۔۔جانا۔۔۔۔ہے۔۔

میرے خیال سے تین دن بے ہوش رہنے کی وجہ سے تیرے پرزے ڈھیلے ہو گئے ہیں جب تک مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہو جاتا کوئی حویلی نہیں جا رہا۔۔صارم نے اس کا وہی ہاتھ پکڑا جو اس کی بیٹی نے پکڑا ہوا تھا طرسم اپنے باپ کی وجہ سے دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔اسے برا لگا تھا اس کی جگہ اس کے بابا کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

مجھے۔۔۔۔یہاں نہیں رہنا۔۔۔۔۔۔دماغ خراب۔۔۔۔ہورہا ہے۔۔ دالہام نے پھر اپنا آکسیجن ماسک اتارنے کی کوشش کی اس مرتبہ صارم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا تھا۔۔

یار کیوں کررہا ہے اس طرح۔ بہت مشکل سے تجھے ہوش آئی ہے کیوں ہم سب کی جان نکالنا چاہتا ہے۔۔ دالہام نے بیزار سی کیفیت میں اپنی آنکھیں بند کرکے کھولی نظریں پھر بھٹک کر سائیڈ پر کھڑی اس ننھی سی گڑیا پڑ گئی۔۔جو آنسو بہا رہی تھی۔۔

طرسم باہر جاؤ۔۔ صارم نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو سائیڈ پر کھڑی روئے جارہی تھی۔۔

اپنے بابا کی بات سن کر وہ مزید ہچکیاں بھرتے رونے لگی۔۔

صارم۔۔۔وہ دبا دبا سا گرایا تھا۔۔ صارم کو اس پر غصہ رہا تھا اس کی انہی حرکتوں نے طرسم کو بگاڑا تھا۔۔

ڈاکٹر۔۔۔۔ ڈسچارج پیپر ریڈی کرواؤ مجھے واپس جانا ہے۔۔۔ وہ ایک سانس میں بولا تھا جبکہ جملہ مکمل کرتے ہی اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے جب تک آپ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہو جاتے ہم آپ کو ڈسچارج نہیں کریں گے تو بہتر رہے گا آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔۔ دالہام کی آنکھوں غصہ شامل ہونے لگا تھا اس کا دم گھٹ رہا تھا اس جگہ پر۔۔۔

ڈاکٹر جب آپ کو دیو کہہ رہے ہیں انہوں نے یہاں پہ نہیں رہنا انہوں نے حویلی جانا ہے تو آپ کیوں فضول میں ضد کر رہے ہیں چپ کر کے ڈسچارج پیپر پر سائن کریں۔۔ وہ ایک سانس میں ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

میم جب تک مریض مکمل طور پر ریکور نہیں ہو جاتا ہم ڈسچارج پیپر پر سائن نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی اس کا شوہر ابھی ہوش میں آیا تھا اور وہ اسے گھر میں جانے کی بات کر رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر جو ڈاکٹر ہوتے ہیں نا فضول باتیں کرتے اچھے نہیں لگتے آپ چپ کر کے ڈسچارج پر سائن کریں۔۔ اسے پتہ تھا اگر وہ یہاں پر رہا تو سب سے پہلی بات کسی نے اسے سردار کے قریب نہیں جانے دینا تھا دوسرا اس کے سردار کو ہاسپٹل میں رہنا پسند نہیں تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔

اگر اس کی حویلی میں طبیعت خراب ہو گئی۔ تو کمرے میں آئی سی یو والا ماحول طرسم خانزادی بنائے گی ڈاکٹر بن کے یہ چیک اپ کرے گی۔ جس کا ابھی تک میٹرک کمپلیٹ نہیں ہوا۔۔ صارم نے جل بھن کر کہا

تھا۔۔ وہ لمبی ہچکیاں بھرتے رونے لگی اس کے بابا اس پر اپنا غصہ نکال رہے تھے کیونکہ اس نے ان کے دوست کو ہرٹ کیا تھا۔۔

پلیز آپ سب باہر چلے جائے اتنے لوگوں کو مریض کے پاس آئی سی یو میں رکنے کی اجازت نہیں ہے۔ طرسم آگے بڑھتے اپنے بابا کو پیچھے کر کے سردار کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔ دالہام نے اس کے انداز کو دیکھا جو بدلا بدلا سا تھا جب کہ تکلیف ہو رہی تھی اس کا حلیہ دیکھ کر۔۔

صارم مجھے حویلی لے چل دالہام نے اس کی جانب دیکھا چہرے پر بیزاریت تھی۔۔

آپ ڈسچارج پیپر پر سائن کریں، ڈاکٹرز کا انتظام کرنا میرا کام ہے۔۔

صارم نے جب دیکھا وہ حد سے زیادہ بیزار ہو رہا ہے ہاسپٹل میں تو اسے یہی ایک راستہ نظر آیا وہ اپنے جان سے پیارے دوست کے لیے پورا ہاسپٹل حویلی میں لے جا سکتا تھا۔۔۔

دیو! طرسم نے سے پکارا جبکہ اس نے اپنی پری کی جانب نہیں دیکھا تھا شاید اپنے جذبات یا اپنی فکر چھپانے کی اس میں ہمت نہیں تھی وہ شاید ضبط کھو بیٹھتا۔۔

وریام اور آئیدن آئی سی یو میں آئے۔۔

لالا! آئیدن نے اسے پکارا طرسم کو ایک مرتبہ پھر پیچھے ہونا پڑا۔ آئیدن سردار کے گلے لگا تھا۔۔ دوسری جانب وریام تھا۔۔۔

لالا کیا حال کر لیا آپ نے اپنا۔۔ آئیدن نے اپنی انکھوں سے چھلکتی نمی صاف کی۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔

لالا! وریام نے اس کا ہاتھ پکڑا تو سردار نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں تم دونوں کیوں چھوٹے بچوں کی طرح آنسو بہا رہے ہو۔۔۔

طرسم سائیڈ پر کھڑی تھی وہ اپنے دیو کے سینے سے لگنا چاہتی تھی۔۔۔

یعقوب سردار سے ملنے کے لیے نہیں آیا تھا۔۔

چلو باہر۔۔ صارم نہیں چاہتا تھا کوئی اس کے پاس رکے اور اسے مزید اس سب میں گھسیٹیں کہ اب ٹھیک ہو۔۔ کیا ہو گیا ہے یہ۔۔

صارم لالا کب سے آپ لالا کے پاس ہیں ہم آئے ہیں تو آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔

مجھے تم لوگوں کے آنے سے نہیں بلکہ مجھے بکواس سے تکلیف ہو رہی ہے جو تم دونوں کر رہے ہو۔۔ وہ دونوں تلملا کر رہ گئے۔ کر دل تو چاہا تھا کہ اس کے بال نوچ لیں صرف یہ چیز انہیں روک رہی تھی کہ وہ ان سے بڑا ہے۔۔

سردار طرسم اس کی جانب دیکھنے لگا تو صارم نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔ وہ چاہتا تھا اس کی بیٹی کو تھوڑا سا اس معاملے میں اندازہ

ہوکہ جب نظر انداز کیا جاتا ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔اس نے ہمیشہ یہ چیز نوٹ کی تھی کہ وہ سردار کو نظر انداز کرتی ہے جبکہ وہ ایک لمحہ بھی اسے نظر انداز نہیں کر پاتا۔۔

استغفر اللہ لالا ہمیں پتہ ہے آپ تین دن سے گھر نہیں گئے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ علینا بھابھی کی جگہ آپ لالا کے ساتھ شروع ہو جائے۔۔وریام اور آئیدن کا حیرت سے منہ کھل گیا تھا صارم کو دا لہام کا چہرہ تھامتے دیکھ۔۔۔

نہایت ہی کوئی گھٹیا سوچ کے انسان ہو تم دونوں۔۔

بتانے کے لیے شکریہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا آئیدن نے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑا سردار اپنی پریشانی مسل رہا تھا وہ اس سے ملنے کے لیے آئے تھے یا پھر ایک دوسرے کے ساتھ بکواس کرنے۔۔

طرسم اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی جن دو شخص کے ساتھ وہ سب سے زیادہ پیار کرتی تھی وہی اسے اگنور کر رہے تھے اس کے بابا خود تو اسے اگنور کر رہے تھے اس کے دیو کو بھی اسے نہیں دیکھنے دے رہے تھے۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب حویلی کے لیے روانہ ہونے لگے سردار کو انہوں نے پچھلی سیٹ پر بٹھایا طرسم جلدی سے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

صارم فرنٹ سیٹ پر بیٹھا، ڈرائیونگ سیٹ پر یعقوب تھا۔۔۔

طرسم ڈرتے ہوئے اس کے قریب ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ بخوبی اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا جبکہ بولا کچھ بھی نہیں۔۔

جھجکتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا سردار نے سکون سے آنکھیں بند کی تھی

اس کا لمس اپنے ہاتھ پہ محسوس کر کے۔۔

طرسم کا شدت سے دل کیا اس کے سینے پر سر رکھے۔ سامنے اپنے
کھڑوس باپ کو بیٹھے دیکھ وہ محض آنسو ہی بہا سکی تھی۔۔ سب سے زیادہ
دکھ تو اس بات کا ہوا کہ اس کے دیو نے اسے پکارا تک نہیں۔۔۔۔
سردار نے اس کے آنسو صاف کیے نظریں سامنے کی جانب تھی اس
کی طرف نہ دیکھا۔۔ اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا۔۔ تھوڑی دیر تک
وہ سب بڑی حویلی کے باہر موجود تھے صارم نے اسے سہارا دے کر کار
سے باہر نکالا اسے اپنے سینے پر بے انتہا درد ہو رہی تھی۔۔
دالہام! ریحانہ خانم اسے پکارتی اس کے پاس گئی اور اسے اپنے سینے
سے لگایا تھا سردار نے اپنی ماں کے گرد حصار بنایا۔۔۔
مورے روئے مت آپ کا بیٹا ٹھیک ہے۔۔ دالہام نے اپنی ماں کا
چہرہ ہاتھوں میں تھام کر ان کے آنسو صاف کیے سفیان خان اس کی
جانب بڑھے اور اسے گلے لگایا۔۔

باقی سب ابھی ملنے لگے تھے کہ صارم بول پڑا۔۔۔

اسے کمرے میں جالینے دے پھر اپنا رونا دھونا شروع کرلینا سب۔۔

وریام اور آئیدن آنکھیں صارم کی جانب دیکھتے سوچتے ہی رہ گئے کہ کس نے اسے مرچی لگادی ہے کب سے آگ ہی نکال رہا ہے منہ سے۔۔۔

راہا جو اپنے لالا کے گلے لگنے لگی تھی اس کی بات سن کر وہیں کھڑے بلند آواز میں رونا شروع ہوگئی۔۔ ہادی نے اپنی پریشانی پر ہاتھ مارا تین دن سے وہ اسے چپ کروا کروا کے تھک گیا تھا۔۔

راہا! دالہام اس کی جانب بڑھا اسے اپنے سینے سے لگائے وہ مزید رونا شروع ہوگئی۔۔

گڑیا میں بالکل ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا۔۔ وہ اسے چپ کروا رہا تھا جب سونیا اس کے گلے لگ کر رونے لگی وہ اپنی دونوں بہنوں کا کندھا

سہلاتے انہیں چپ کروانے کی کوشش میں تھا۔۔ طرسم بھی ہچکیاں بھرتے لگی کہ اس کے دیو نے اسے گلے نہیں لگایا تھا۔۔ علینا نے اپنی بیٹی کو چپ کروایا۔۔

بس چپ ہو جاؤ سب ٹھیک ہے سردار نے اپنی دونوں بہنوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان دونوں کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا دونوں نے اپنی آنکھوں صاف کی اور پھر اپنے لالا کو لیے ان کے کمرے تک گئے۔۔۔

جیسے ہی وہ بیڈ پر بیٹھا تھا ہادی شہریار دونوں اس کے گلے لگے۔۔

کیا چاچو یار سانس سکھا دیے تھے ہمارے۔۔ ہادی نے مسکراتے کہا تھا جبکہ آنکھوں میں تکلیف نظر آ رہی تھی۔۔

تم کب سے اپنی تکلیف کو چھپانے لگ گئے۔۔

لالااپ ریسٹ کریں، کیونکہ ابھی آپ کی پری آپ کو تنگ کرنے والی ہے شہریار نے پھر اسے انہی معاملات میں الجھتے دیکھ بات کو گھمایا تھا۔۔۔

قندیل ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی وہ اگے بڑھنے لگی۔ یعقوب نے اس کی کلائی سختی سے پکڑ کر اپنے پاس کھڑے کیا۔۔

خبردار اگر تم آگے گئی۔۔ یعقوب کے چہرے کے تاثرات اس قدر سخت تھے جیسے وہ ابھی کسی کا قتل کر دے گا۔۔

اسے وہیں دروازے کے ساتھ ٹکا کر کھڑے کرتے سردار کہ بائیں جانب تھوڑا سا دور کھڑا ہوا تھا۔۔

چلو سب باہر اسے ریسٹ کرنے دو۔۔۔

صارم لالا! مجھے آپ ایک بات بتا دیں کیا تکلیف ہو رہی ہے آپ کو۔۔ آئیدن کا اس مرتبہ دماغ گھوما تھا وہ بار بار ان سب کو باتیں سنا رہا تھا۔۔۔

مجھے تم سب پر کوئی بھروسہ نہیں ہے تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی بلاسٹ کر سکتا ہے تو بہتر ہے باہر دفعہ ہو جاؤ اور خیر سے میری جو بیٹی یہاں کھڑی ہے وہ بھی باہر چلی جائے۔۔

تو کیا لالا کی بیوی کی جگہ آپ نے ان کے ساتھ کمرے میں رہنا ہے۔۔

مجھے آپ کی نیت آج کل میرے لالا پہ خراب ہوتی نظر آ رہی ہے۔۔۔

آئیدن نے ابرو اچکا کر سر تا پاؤں تک اسے دیکھا تھا۔۔۔

بالکل اپنے دوست کی بیوی کی جگہ اس کے ساتھ میں ہی کمرے میں رہوں گا۔۔

استغفراللہ، لاحول ولاقوۃ، ہادی نے اپنے دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے تھے اپنے باپ کی بات سن کر۔۔

طرسم سائیڈ پر صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی سب کا دھیان اس کی جانب گیا تھا۔۔۔

صارم آپ کو شرم تو نہیں آئی اپنی بیٹی کو اس طرح رلاتے ہوئے۔۔ علینا غصے سے اپنے شوہر سے کہتے اپنی بیٹی کے پاس گئی اسے سینے سے لگاتے چپ کروانے لگے جبکہ وہ مزید رونا شروع ہو گئی تھی کوئی اسے اس کے دیو کے پاس نہیں جانے دے رہا تھا۔۔ سردار نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا جو رو کر اسے تکلیف دے رہی تھی۔۔

بابا جانی شیر طیان بھاگتے ہوئے کمرے میں آیا اور سردار کی گود میں بیٹھ گیا۔۔

بابا جانی آپ کہاں تھے۔۔ میں روز آپ کے کمرے میں آتا تھا آپ کمرے میں نہیں تھے نہ ہی جہنم کا کانٹا تھی۔۔ اس ننھے شیطان کو کسی نے بھی نہیں بتایا تھا کہ اس کے بابا جانی کی طبیعت خراب ہے۔۔ وہ بس اسے یہی کہتے رہے کہ وہ ہمیں بنا بتائے کہیں چلے گئے ہیں اگر بتاتے کہ ہمیں معلوم ہے وہ کہاں پر ہیں تو وہ ضد کرتا کہ مجھے لے کر جائیں ان کے پاس۔۔

میں ہاسپٹل وزٹ کرنے گیا تھا۔۔ سب نے تاسف سے سر ہلایا دالہام خانزادہ کہ ہاسپٹل وزٹ کرنے نے سب کی جان حلق میں اٹکائی ہوئی تھی۔۔

مجھے بھی ساتھ لے جاتے میں گھر میں بور ہوتا رہا تھا۔۔ شیر طیان نے اس کے دونوں رخسار پر شدت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔

میں نے آپ کو بہت مس کیا اس نے ایک مرتبہ پھر اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیا اور بعد میں اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا تھا۔۔

طرسم اپنی ماں کے پاس سے اٹھی شیر طیان کو اس کی گود سے اٹھانے لگی تو اس نے سردار کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔

اٹھو میرے دیو کی گود سے۔۔ وہ روتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے اس کا بازو پکڑ کر اسے دور کر رہی تھی۔۔

میں نہیں اٹھوں گا میرے بابا جانی ہے۔۔

طرسم نے اس کے دونوں بازوں پر زور سے چٹکی کاٹ کے اسے اٹھا کر سائیڈ پر کھڑے کیا وہ بلک بلک کر بلند آواز میں رونے لگا تھا۔۔ طرسم سردار کے پاس بیٹھی اس کے سینے پر سر رکھ کر خود بھی رونا شروع ہو گئی۔۔۔

آپ سب بہت برے ہیں سب مجھے سزا دے رہے ہیں وہ اس کے سینے پر تھپڑ مار رہی تھی۔۔ دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ چھوٹا شیطان ابھی بھی وہاں کھڑا گلا پھاڑ کر رو رہا تھا۔۔ نمیرہ اپنے بیٹے کو چپ کروا رہی تھی جبکہ وہ ان دونوں کو ساتھ بیٹھے دیکھ پوری حویلی کو سر پر اٹھائے ہوئے تھا اپنے چیخوں سے۔۔ ایک نظر سب کی جانب دیکھا لمبا سانس بھرتے سب کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔ وہ چھوٹا شیطان ابھی بھی وہیں کھڑا تھا وہ اپنی ماں اور بابا کے ساتھ نہیں گیا تھا۔۔

کس نے سزا دی؟ اس وقت میں وہ پہلی مرتبہ بولا تھا۔۔

بابا نے ڈانٹا، بابا تمہارے کے پاس نہیں جانے دیتے تھے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر اس نے شکوہ کیا تھا شیر طیان اس کے پاس گیا اس کی ٹانگ پر مکے مارنے لگا کہ میرے بابا جانی سے دور ہٹو۔۔ سردار نے

اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے اپنی دائیں جانب بٹھا کر اپنے ساتھ لگایا۔۔

مجھے معاف کر دے۔۔ روتے ہوئے اس سے کہا سردار نے اس کے آنسو صاف کر کے جیسے ہی اس کا نقاب نیچے کیا اس کا سرد چہرہ اجری ہوئی حالت دیکھ کر اس کے سانس رکے تھے۔۔

بابا نے ڈانٹا! اس کے بال سہلاتے ہوئے آنکھوں میں گلابی پن شامل ہو رہا تھا جسے صاف واضح تھا کہ اب اس کے بابا کی خیر نہیں تھی۔۔۔ دیو مجھے معاف کر دو اس نے پھر وہی الفاظ دہرائے سردار نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

طرسم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا جو سرد تھے اس نے فوراً لحاف پکڑ کر سردار کے اوپر دیا۔۔

وہ دوبارہ اس کے سینے پر سر رکھنا چاہتی تھی جبکہ جھجھک محسوس ہو رہی تھی اس نے بے رخی اپنا کر جو الفاظ ادا کیے تھے وہ انتہائی برے تھے۔۔۔ وہ اس کی ہر ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا وہ چاہتا تھا اس مرتبہ وہ خود پہل کرے۔۔

میں تھک گیا ہوں وہ سیدھا ہو کر لیٹ گیا چھوٹا شیطان اس کے دائیں کندھے پر سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔۔ طرسم ہاتھوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے ہیں انگلیاں مروڑتے اسے دیکھنے لگی۔۔

آہستہ آہستہ اپنے وجود کو ہلکا سا گھسیٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کچھ دوری پڑ لیتی پھر اٹھ کر بیٹھ گئی سردار اوپر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

مجھے پتہ ہے میں نے تین دن سے کپڑے تبدیل نہیں کیے اپنا دھیان نہیں رکھا لیکن اتنی بھی گندی نہیں لگ رہی کہ مجھے چھوڑ کر تم پینٹ کو

دیکھنے لگ جاؤ۔۔اس سے برداشت نہیں ہوا تھا اس نظر انداز ہونا جبکہ وہ نظر انداز نہیں کر رہا تھا محض چاہتا تھا کہ وہ پہل کرے۔۔۔

نیند نہیں آ رہی سردار نے اس چھوٹے شیطان کو اپنے اوپر منتقل کیا جو اپنے بابا جانی کے سینے پر تھوڑی ٹکا کر ان کی داڑھی کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔

طرسم کو حد سے زیادہ جلن ہونے لگی ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مصروف دیکھ کر۔۔

دیو میں سر دباؤ۔۔جھجکتے ہوئے پوچھا سردار کو برا لگ رہا تھا اس کا ایک یوں اجازت لینا اور جھجکنا۔۔

کیا ان دونوں کے درمیان اتنی دوریاں بڑھ گئی تھی کہ اپنے محرم کو ہاتھ لگانے کے لیے اسے اجازت چاہیے تھی؟۔۔۔

بابا جانی آپ کی گڑیا کب آئے گی مجھے اس کے ساتھ کھیلنا ہے۔۔

میں تمہیں اپنی گریا نہیں دوں گی میرے شوہر پر قبضہ جمانا نہیں تم چھوڑتے۔ میری بیٹی آئے گی اس قبضہ جمانے لگ جاؤ گے۔۔ طرسم نے اسے دھکا دے کر ایک سائیڈ پر لٹایا اور خود سردار کے کندھے پر سر رکھ کر لیٹی سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔۔ طرسم جھٹکے سے پھر سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ وہ بے چین ہو رہی تھی۔۔

جو شخص ہمیں بے انتہا محبت دیتا ہو اور وہ ہلکا سا بھی نظر انداز کرے تو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔۔ اور یہی حال طرسم خانزادی کا تھا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

دیو میں اسے اپنی گڑیا دے دوں گی۔۔ میرا مطلب ہماری۔۔ طرسم نے جب پہلا جملہ بولا سردار نے ابرو چکا کر اسے دیکھا تو فوراً اس نے اپنے الفاظ تبدیل کیے۔۔

دیو! پیار سے اسے پکارا۔۔

دیو! اس یوں بلانا سردار کو بے چین کرنے لگا وہ بار بار اسے پکار رہی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے یونہی سنتا رہے۔۔۔

دیکھو میں نے کان بھی پکڑ لیے۔ کان پکڑ لیے گئے تھے لیکن اپنے نہیں سردار کے۔ آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی نمی شامل ہوئی اگر اسے علم ہوتا کہ اس کے دیو کی طبیعت ناساز ہے تو وہ کبھی اس سے بے رخی نہ اپناتی۔۔

پکا والا سوری طرسم نے اب اپنے کان پکڑے تھے۔۔ وہ ایک لمحے کے لیے مسکرایا تھا اس کی حرکات دیکھ کر۔۔ شیر طیان ٹکر ٹکر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

طرسم ہلکا کا جھجھکی تھی اور پھر اس کے کندھے پر سر رکھ کر داڑھی کے ساتھ کھیلنے لگی۔ آنسو سردار کا کندھا گیلا کر رہے تھے۔۔ اس نے اپنی پری کے گرد بے انتہا سخت حصار بنایا تھا۔۔۔ شیر طیان کے سر کے نیچے سے اپنا بازو نکال کے اس کے آنسو صاف کیے۔۔ طرسم رشک بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی وہ اس انسان کو تکلیف پہنچا گئی تھی جس نے کبھی اسے افف تک نہیں کہا تھا وہ اس کا ہر حکم سر آنکھوں پر رکھتا تھا۔۔ جسے اس کے آنسو برداشت نہیں ہوتے تھے۔۔

آئیندہ اگر میں نے ایسی کوئی بیوقوفی کی تو تم مجھے تھپڑ مار دینا جیسے میں نے مارا تھا۔۔ طرسم نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔

مرد کبھی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا اور پسندیدہ عورت کو تھپڑ تو دور تکلیف دینے کے بارے میں بھی نہیں سوچ سکتا۔۔ دالہام نے اس کا حجاب درست کیا تھا وہ عبایا سمیت لیٹی ہوئی تھی۔۔

طرسم نے اس کے رخسار پر لب رکھے۔۔ وہ مسکرایا تھا۔

میں ناراض ہوں۔۔۔ ابھی اس نے بولا تھا جب شیر طیان گلا پھاڑ کر رونے لگا اس کے بابا جانی اسے نظر انداز کر رہے تھے۔۔ دالہام اٹھ کر بیٹھا اسے اپنی گود میں بٹھا کر سینے سے لگایا۔۔

کیوں؟ دیوت۔۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب شیر طیان کا سپیکر مزید اونچا ہوا تھا۔۔۔

دیو تم نارا۔۔۔ بابا جانی! وہ اونچا بولتے رونے کی آوازیں نکال رہا تھا۔۔

تم توچپ کرو۔۔ طرسم نے اس کی گردن پر تھپڑ لگایا تھا وہ چپ ہونے کی بجائے اور زیادہ آوازیں نکالنے لگا۔۔

بابا جانی یہ میری گڑیا کو بھی ایسے ہی مارے گی۔۔۔ آآآآآاااااا۔۔

جہنم کا کانٹا میری گڑیا کو مارے گی۔۔۔ پہلا جملہ بول کر اس نے رونے کی آواز نکالی اور پھر دوسرا جملہ بول کر رونے لگا، آنسو آنکھوں میں ایک بھی نہیں تھا۔۔

طرسم کا منہ کھلا رہ گیا۔ ایک تو وہ اس کے شوہر پر قبضہ جمائے بیٹھا تھا اور اب اس کی بیٹی پر جما لیا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی۔۔

نہیں میرا بچہ پری آپ کی گڑیا کو نہیں مارے گی۔ میرا پیارا بچہ۔۔

اس پیارے بچے کو چھوڑو اور اپنے بچے کی مما پر دھیان دو۔۔ ناراض کیوں ہو مجھ سے۔۔ طرسم نے سردار کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر اپنی طرف کیا۔۔

میں کیوں بتاؤں میں تو ناراض ہوں ۔ دالہام نے شیر طیان کی پیشانی پر پیار کیا طرسم کا دل کیا الفی پکڑے دیوار پر چپکائے اور اس پر اس شیطان کو چپکا کر اسے چھوڑ کر اپنے دیو کو لے کر دوسرے کمرے میں جائے اور اس کی پھینٹی لگائے ۔ ۔

بابا جانی ہم آپ کی گڑیا کا کیا نام رکھے گے ۔ ۔

مہا شیطان ۔ ۔ جاؤ یہاں سے ۔ ۔ طرسم دالہام کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی دس دن سے اس نے اپنے دیو کے ساتھ ٹائم سپینڈ نہیں کیا تھا ۔ ۔

دیو تم تو مان گئے تھے پھر یہ ناراضگی کیسی ؟ ۔ ۔ طرسم نے دالہام کا چہرا اپنی طرف کیا ۔ ۔

بابا جانی بتائیں نہ ہم گڑیا کا نام کیا رکھے گے۔ شیر طیان نے طرسم کے ہاتھ پیچھے کیے دالہام کا چہرا تھام اپنی طرف کیا۔ وہ بیچارا ان دونوں کے درمیان گچکر بن کر رہ گیا۔۔

تم دونوں چپ کر کے بیٹھو۔ وہ غصے سے بولا دونوں نے اپنے ہونٹوں پر شہادت کی انگلی رکھی۔۔

جب گڑیا پیدا ہوگی تب رکھ لے گے اس کا نام اور میں تم سے ناراض ہوں، کیسی بیوی ہو تم وجہ ہی معلوم نہیں۔۔ دالہام نے شیر طیان نے کہہ کر اپنی بیوی کی طرف رخ کیا جو آنکھیں پٹپٹاتے معصوم بچوں کی طرح اسے دیکھ رہی جیسے اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔۔

خبردار اگر اب کسی نے مجھے تنگ کیا۔۔ اس کے سر میں درد شروع ہوگیا تھا۔ وہ سینا سہلانے لگا جو ڈاکٹرز کے وزن ڈالنے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔۔

بابا جانی ہم سوتے ہیں شیر طیان دالہام کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گیا

طرسم بھی چپ کر کے اس کے کندھے پر سر رکھ کر لیٹی۔۔

دیو میں تمہاری ناراضگی دور کر دوگی۔۔ طرسم نے اس کے بالوں میں ہاتھ

پھیرا۔۔ وہ چپ کر کے لیٹ گیا تھا وہ چاہتا تھا وہ اسے منائے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سونی! وریام سونیا کے کمرے میں آیا جو کپڑے تبدیل کر کے واش روم

سے باہر نکلی تھی اس ٹھرکی انسان کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اس نے

آنکھیں گھمائی۔۔۔۔

تم سے حساب ہوگا اس چیز کا کہ تم اپنے محرم کو دیکھ کر یوں آنکھیں

گھماتی ہو۔۔ وریام اس کے پاس کھڑا ہوا۔۔ سونیا نے سر تا پاؤں تک

اسے دیکھا تھا۔ اور ایک مرتبہ پھر آنکھیں گھماتی اسے نظر انداز کرتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔

رخصتی ہونے دو یہ آنکھیں گھمانا اچھی طرح سیدھا کروں گا۔۔ وریام نے اسے پیچھے حصار میں لیا۔۔ سونیا نے آنکھیں بند کر کے کھولی۔ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس نے وریام کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ وہ توہکا بکا رہ گیا اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں پر محسوس کر کے۔ وریام کی سونیا پر گرفت نرم پڑی۔ اس چیز کا فائدہ اٹھاتے اس نے وریام کے پیٹ میں کہنی ماری وہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے اس سے دور ہوا۔۔

ترسے ہوئے انسان ہو تم۔۔ شرم نامی چیز تو ہے ہی نہیں، تمہیں کیا لگا تھا تم سونیا خانزادی کو قابو میں کرو گے۔۔ سونیا ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔

افف مغرور خانزادی نکاح کے بعد تمہارے ہاتھ پاؤں اور زبان پھر سے پہلے کی طرح چلنے لگی ہے۔۔

اسی لیے تم قابو میں ہو، نہیں تو۔۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔۔

یعنی تم مانتی ہو تم نے مجھے اپنے سحر میں جکڑا ہوا ہے وریام اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔

مجھ لگ رہا تین ہاسپٹل رہ کر تمہارا دماغ سٹھیا گیا ہے۔۔۔

وہ تو جب جوان ہونے کے بعد تم سے ملاقات ہوئی تھی تبھی سٹھیا گیا۔۔

وریام نے آنکھ دبائی۔۔

33 سالہ مرد جوان ہوتا ہے کیا؟

اوہیلو تمہیں کس اینگل سے میں بڈھا لگتا ہوں۔۔ سونیا نے کانپٹی پر ہاتھ رکھا کہ دماغ سے لگتے ہوں۔۔

اووووووو، وہ تووقت بتائے گا۔ ویسے پھر اس حساب سے تو تمہارے لالا بھی بڈھے ہوئے کیونکہ ان کی عمر 38 ہو گئی ہیں اور ان کا اب بچہ ہو گا

۔۔۔

جی نہیں میرے لالا کی لک افففف! کوئی بھی لڑکی فدا ہو جائے گی ان پر۔ انہیں دیکھ کر کوئی ان کی عمر کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اور ویسے بھی 38 سالہ انسان بوڑھا نہیں ہوتا۔ سونیا اپنے لالا کی تعریف کرتے نہیں تھک رہی تھی۔۔

واہ، شوہر کی عمر 33 ہے اور وہ تمہیں بڈھا لگ رہا ہے بھائی کی 38 ہے وہ بڈھا نہیں لگ رہا۔۔ وریام اس کے لاجک پر حیران ہوا تھا۔۔۔۔

ہاں تو دیکھو میرے لالا تین ہاسپٹل اڈمٹ رہے ہیں لیکن ان کے حسن میں فرق نہیں آیا اور تم جو محض ان کے پاس رکے تھے ان سے بری حالت کروا کر واپس آئے ہو جیسے آئی سی یو میں تم اڈمٹ ہو وریام کا منہ

کھل گیا اس نے فوراً اپنا عکس آئینے میں دیکھا اس کی آنکھوں کے نیچے حلقے پر گئے تھے لیکن اتنا برا حال بھی نہیں ہوا تھا جتنا وہ کہہ رہی تھی۔۔

تمہاری آنکھیں خراب ہوگئی ہیں، ہائے اللہ مجھے اندھی مل گئی وہ دہائی دینے لگا۔۔

اوئے میں اندھی نہیں ہوں بدتمیز انسان۔۔ سونیا اس کے قریب کھڑی ہوئی۔۔

تمیز نہیں ہے شوہر سے بات کرنے کی وریام نے اس شانوں سے پکڑا تھا۔۔

نہیں! آنکھیں گھمائی گئی۔ وریام نے اس کی ناک پر ہلکے سے دانت گاڑھ دیے۔۔۔

جنگلی انسان! وہ اپنا ناک سہلانے لگی۔ آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائی تھی۔۔۔

دن بدن خوبصورت ہوتی جارہی ہو۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا اس کی رنگت سرخ و سفید، چھوٹے سے ہونٹ، اس کے آگے وہ اسے دیکھ ہی نہ سکا۔۔

اور تم دن بدن ٹھرکی بنتے جارہے ہو۔۔ سونیا نے اپنے کندھے اس کے ہاتھوں سے آزاد کروائے۔۔ وہ غصے سے لال پیلی ہورہی تھی۔۔ ویسے ایک بات ہے۔

کیا؟

پسندیدہ عورت مرد کو ہر لمحہ سکون دیتی ہے اس کی مسکراہٹ کی وجہ بنتی ہے وہ چاہے حد سے زیادہ بدتمیزی کرے۔ اسے بدتمیزی نہیں لگتی بلکہ وہ دیوانہ ہوتا اس کی مسکراہٹ کا اس کے طنز کا۔ وریام نے محبت پاش لہجے میں کہتے اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔ انداز نرم تھا۔۔ سونیا اپنی جگہ پر

ساکت ہوئی تھی۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی۔۔۔

اوہو تمہیں شرمانا بھی آتا مجھے لگا بس میرا خون چوسنا آتا ہے وریام نے آنکھ دبائی۔۔۔

تمہیں نہ عزت راس میں آتی تم اپنی عزت افزائی کروا کر ہی سکون سے رہتے ہو۔۔ سونیا نے اس کے سینے پر کئی مکے مارے تھے۔۔۔

اور تم یوں زبان چلاتی بہت خوبصورت لگتی ہو۔۔ وریام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔۔

اور مجھے تم زہر لگتے ہو یو میرے ہاتھ پکڑتے ہوئے۔۔

اور میں فدا ہوتا ہوں تمہاری غصے میں سرخ ہوئی ان آنکھوں پر۔ وریام نے اسے تنگ کرنے کے لیے ان پر اپنا لمس چھوڑا۔۔۔

ٹھر کی انسان سونیا نے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور اس کے سر پر سائیڈ پر پڑا لیمپ مارا تھا۔۔۔۔

ہائے میری بیوی بیوہ ہونا چاہتی ہے مجھے مار کر۔ وہ سر پکڑ کر دہائی دینے لگا۔۔ کون کہہ سکتا وہ 33 سالہ مرد ہے۔۔۔۔

عورتیں بھی اس طرح دہائی نہیں دیتی، مجھے تو کبھی کبھار لگتا ہے تم مرد ہی نہیں۔۔

استغفر اللہ! کیسی باتیں کر رہی ہو۔ الحمدللہ میں مکمل مرد ہوں وریام نے اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن بند کر کے، دونوں کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔

تو پھر اپنی حرکتیں بھی مردوں والی رکھو۔۔

مردوں والی حرکتیں رکھو وریام اس کے قریب پہنچا اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرنے لگا۔۔

مرد بننے کو کہا ہے چھچھوڑا بننے کو نہیں کہا۔۔۔

محترمہ اپنی آنکھیں چیک کرواؤ اپنے اچھے خاصے شوہر کو تم آپا جمیلہ سمجھ رہی ہو۔۔ وریام نے اس کے دونوں کان کھینچے جو بے انتہا سرخ ہو گئے۔۔

وریام! چھچھوڑے انسان سونیا نے اپنا آئی شیڈ کٹ ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھائی۔۔

میرا پیارا شوہر میرے پاس آؤ میں تمہیں اب واقعی میں آپا جمیلہ بناتی ہوں۔۔ ساتھ میں اس نے برش بھی پکڑا۔۔

یہ غلط ہے۔۔ وریام پیچھے کی جانب جا رہا تھا جبکہ سونیا اس کی طرف تیزی سے بڑھنے لگی۔۔

نہیں ٹھر کی شوہر جی اب تو میں تمہیں آپا جمیلہ بنا کر ہی سانس لوگی۔۔

اگر تم مجھے آپا جمیلہ نہ بنا پائی تو تم تو اللہ کو پیاری ۔۔۔ نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں مجھے میری بیوی بہت پیاری ہے وریام کا کوئی ارادہ نہیں تھا میک اپ کرنے کا۔۔

خاموشی سے کروالو نہیں تو۔۔۔

نہیں تو کیا تم گھبر بن جاؤ گی اہہہ میرے مس گھبر۔۔۔ وریام کی زبان بند ہو جاتی ایسا ممکن تھا۔۔

یار تمہارے تو گھبر کی طرح ڈولے شولے ہی نہیں ہیں۔۔ وریام اس کے بازو پکڑ کر چیک کرنے لگا۔۔

میرے تو ڈولے شولے نہیں ہے البتہ تم ضرور آپا جمیلہ کی طرح ٹھمکے لگاؤ گے سونیا نے صوفے کے سامنے ٹیبل پر پڑا واس اٹھایا۔۔ آئی شیڈ کٹ اور برش رکھ دیا۔۔

سونی نہیں، میری مس گھبر کیوں تم نے آج رات بیوہ ہونا ہے ابھی تو میں نے کرکٹ ٹیم بنانی ہے یار۔۔ وریام کی نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے واس پر ٹکی ہوئی تھی۔۔

کرکٹ ٹیم! تمہیں میں مشین نظر آتی ہوں۔۔۔

نہیں تو! تم مجھے مس گھبر لگتی ہو۔ سونیا اس کے سر پر واس مارنے لگی وہ جھکا، واس دیوار کے ساتھ لگتے کئی ٹکروں میں تقسیم ہوا۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے واس کے ٹکروں کو دیکھنے لگا اگر وہ جھکتا نہ تو اس کی ٹکٹ کٹ جانی تھی۔۔۔

میرے خیال سے تمہیں شوہر کی ضرورت نہیں ہے وریام نے پھر آنکھ دبائی تھی۔۔۔

مجھے شوہر نہیں جنانی ملی ہے آپا جمیلہ۔ سونیا ارد گرد دیکھتے کوئی چیز اسے مارنے کے لیے ڈھونڈنے لگی۔۔

اور مجھے بیوی نہیں بندہ ملا ہے گھبر پا جی۔۔ سونیا صوفے سے کشن پکڑ کر اسے مارنے لگی۔۔

صحیح کہتے ہیں کسی انسان کو نا عزت راس نہیں آتی۔ تمہیں عزت راس نہیں آتی کیا جمیلہ آپا؟۔۔

شرم کرو کیوں اچھے خاصے شوہر کا جنس تبدیل کر رہی ہو۔۔۔ وریام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر گھماتے ہیں اس کی پشت اپنے سینے کے ساتھ لگا کر اپنے حصار میں مقید کیا تھا۔۔

اب بتاؤ کیا بول رہی تھی تم ٹھمکے لگوانے ہے۔۔ وریام نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائی۔۔

اگر تم نے میرے ساتھ کوئی چھچھوڑی حرکت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ سونیا نے اس کے بازو پر ناخن گاڑے۔۔

مس گھبر! وریام بوجھل لہجے میں کہتے اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔ سونیا یکدم جیسے سکتے میں چلی گئی تھی جسم ایک جگہ اکڑ گیا۔۔

تم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میرا مقابلہ کر سکو میری مس گھبر، میری مغرور خانزادی مجھے اچھا لگتا ہے جب تم میرے ساتھ جھگڑا کرتی ہو۔۔ وریام نے اس کے کندھے پر لب رکھے تھے۔۔۔ پھر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

تم نے بہت اپنے شوہر کو مار لیا ہے شوہر کی تھوڑی خدمت کر دو قسم سے بہت تھک گیا ہوں وریام اسے چھوڑ کر بیڈ پر لیٹ گیا اس کے چہرے پر تھکاوٹ واضح تھی۔۔ سونیا نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ وہ اس کے لالا کے پاس تین دن رہا تھا اور ہاسپٹل میں تو انسان مریض کا دھیان رکھتے ہوئے اس سے زیادہ خود بیمار ہو جاتا ہے۔۔۔

گرم دودھ لا دو۔۔

نہیں مجھے دودھ نہیں پینا بس میرا سر دبا دو۔۔ سونیا خاموشی سے اس کے پاس بیٹھی وریام نے اس کی گود میں سر رکھا تو اس کا سر دبانا شروع ہو گئی۔۔۔

جو ہمارے درمیان ابھی گفتگو ہوئی ہے وہ ساری مذاق میں کی تھی لیکن ایک بات میں نے مذاق میں نہیں کی تھی۔۔

کونسی بات؟

مجھے کرکٹ ٹیم پوری چاہیے۔۔ سونیا نے اس کا سر دباتے ہوئے اس کے بال کھینچے تھے۔۔۔

اہہہ مس گھبر!۔۔

خاموشی سے لیٹے رہو نہیں تو تمہیں گنجا کر دوں گی۔۔ وریام مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گیا اس مغرور خانزادی کا کوئی بھروسہ بھی نہیں تھا کیا معلوم وہ اسے واقعی گنجا کر دیتی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا طرسم اور وہ چھوٹا شیطان دالہام خانزادہ کے کندھے پر سر رکھیں اڑے ترچھے سوئے ہوئے تھے۔۔۔۔ان دونوں کی پیشانی پر بوسہ دے کر انہیں تکیے پر منتقل کرتے فریش ہونے کے لیے واش روم میں چلا گیا کالے رنگ کا ٹروزر شرٹ پہن کر باہر آتے اپنے بال سنواریں۔۔

طرسم نیند سے بیدار ہوئی اپنا سر تکیے پر دیکھ کر جھٹکے سے اٹھ بیٹھے سامنے سردار کو تیار ہوا دیکھ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی بیڈ سے اٹھی اپنا عبایا اتار صوفے پر رکھا وہ رات کو بنا عبایا اتارے سو گئی تھی۔۔

اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کے سینے پر ہاتھ باندھ کر پشت پر سر ٹکایا تھا وہ مشکل سے اس کے کندھے تک آتی تھی۔۔اس کے چھوٹے

چھوٹے ہاتھ اپنے سینے پر محسوس کر کے وہ مسکرایا البتہ بولا کچھ بھی نہیں تھا۔۔

میرے دیو کی ناراضگی کیسے ختم ہوگی۔۔اس کے سامنے کھڑے ہوتے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے موجود تھوڑی سی جگہ پر بیٹھی تھی۔۔

مجھے کیا معلوم یہ تو ناراضگی ختم کرنے والی کو علم ہوگا۔۔طرسم اپنے دونوں ہاتھ رخسار پر رکھ کر آنکھیں پٹپٹاتے اس کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔

طرسم نے سائیڈ سے ریڈ پلسٹک پکڑ کر لگا لی۔اپنے بال جوڑے سے آزاد کرتے پشت پر پھیلائے کچھ بال آگے کیے سردار نے اپنی نظروں کا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔

دیو میری طرف دیکھو۔۔ دالہام نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا وہ اتنی آسانی سے ماننے والا نہیں تھا اگر وہ اس کی جانب دیکھ لیتا تو دوبارہ اس کے سحر میں جکڑا جاتا جس سے وہ کبھی نکلا ہی نہیں تھا۔۔

یہ تو کوئی طریقہ نہ ہوا ماننے کا۔۔

میں نے موویز میں دیکھا ہے بیوی ایسے ہی مناتی ہیں۔۔ طرسم اس کے سامنے گئی تو سردار نے اپنے موبائل پر نظریں مرکوز کر لی۔۔

یہ تم موویز دیکھتی کہاں پر ہو؟ اس کے ہاتھوں کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ ایک تو ان موویز نے لڑکیوں کے دماغ خراب کیے ہوئے تھے۔۔۔

بیڈ کے بالکل سامنے اتنی بڑی ایل سی ڈی تو میں نے لگوائی ہے نہ؟

دالہام نے نفی میں سر ہلایا اپنا رخ دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف کر

لیا۔۔ طرسم سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔۔ اتنا تو اسے علم تھا اگر ایک نظر وہ اسے دیکھ لیتا تو آنکھیں جھپکانا بھول جاتا۔۔۔۔

میری طرف نہیں دیکھنا؟ کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے اس سے پوچھا جب کہ مقابل شخص نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

اس طرح کی حرکتیں کرنے کی بجائے بہتر ہے اپنے پیپر کی تیاری کرو دو دن بعد تمہارا پیپر ہے۔۔ طرسم کا دل کیا اس کے سر پر کچھ مارے اور ہر بات میں اسے پیپر یاد آجاتے تھے۔۔۔ دالہام سائیڈ ٹیبل کے پاس گیا جگ پکڑ کر گلاس میں پانی انڈیلا، گلاس پکڑ کر لبوں کو لگایا۔۔

دیو! پری کی جان، دالہام جو پانی پی رہا تھا فوارے کی صورت میں اس کے منہ سے سارا کا سارا پانی باہر نکلا تھا۔۔ وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ طرسم فوراً اس کے پاس گئی اور اس کی پیٹھ سہلانے لگی۔۔

دیو تم ٹھیک اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی سردار نے اس کا سر اپنے کندھے کے ساتھ لگاتے ہامی میں سر ہلایا۔۔۔ طرسم ابھی بھی اس کی کمر سہلا رہی تھی۔۔۔

میں ناراض ہوں۔۔ دالہام کہتے کمرے سے باہر نکل گیا وہ منہ کھولے اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔ اس سے اچھا تھا کہ وہ اسے دو تھپڑ مار لیتا۔۔ کم از کم دو لمحے کے لیے خوشی دے کر بعد میں یہ کہنا کہ میں ناراض ہوں آسمان پر لے جا کر نیچے پٹکنے کے مترادف تھا۔۔

وہ اپنی پہلی روٹین پر واپس انا چاہتا تھا۔۔ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا حویلی کے تمام افراد ابھی سوئے ہوئے تھے اس نے رخ صارم کے کمرے کی جانب کیا۔۔

دروازہ کھٹکھٹایا۔۔ وہ دو منٹ انتظار کرتا رہا کسی نے دروازہ نہ کھولا دوبارہ پھر دستک دی علینا آنکھیں مسلتی اٹھی دوپٹہ پکڑ کر سر پر لیتے دروازہ کھولا سامنے دالہام کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔۔

لالا آپ یہاں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ۔۔۔۔ صارم سویا ہوا ہے؟ وہ بھی بول رہی تھی جب وہ درمیان میں ہی بول پڑا۔۔

جی لالا صارم سوئے ہیں۔۔

اگر تم مائنڈ نہ کرو تو میں اسے لے جاؤں۔۔ دالہام نے پوچھ لینا بہتر سمجھا۔۔

نہیں لالا میں نے کیوں مائنڈ کرنا ہے آپ لے جائے انہیں۔۔ علینہ سائیڈ پر ہو گئی دالہام کمرے کے اندر گیا۔۔ صارم کو کندھے سے پکڑ کر ہلکا سا ہلایا۔ وہ ہلکا سا بھی نیند سے بیدار نہیں ہوا تھا اس کا وجود اکڑا ہوا تھا جیسے کسی مردے کا وجود اکڑ جاتا ہے۔۔

صام !اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے ہلکا سا جھنجھوڑا، صارم نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے اوپر تقریباً گرایا تھا۔۔۔ دالہام نے سائیڈ ٹیبل کو پکڑلیا نہیں تو اس کا سر صارم کے سینے پر جا لگتا تھا۔۔ صارم نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ لیا علینا حیرت سے منہ کھولے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

صام بے غیرت اٹھ !دالہام غصے سے بولا۔۔ جبکہ وہ نیند میں مسکرا رہا تھا۔۔

میری جان سوجاؤ !

تو ایک مرتبہ اٹھ سہی تیری جان میں نکالتا ہوں۔۔ دالہام اس کے اوپر سے اٹھنے لگا صارم نے اسے ایک جھٹکا دیا تھا دالہام کو اپنا سر اس کے کندھے پر رکھنا پڑا تھا۔۔

علینا بے بی تم موٹی ہو گئی ہو، میں پھر سے باپ بننے والا ہوں؟۔۔

کمینے حرامی تو ایک مرتبہ اٹھ تجھے میں باپ بناتا ہوں۔۔ علینا بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی اپنے شوہر کی حرکتیں دیکھ کر اور سردار کا سرخ ہوا چہرہ دیکھ کر جو اس کے شوہر کا قتل کرنے کو تیار بیٹھا تھا۔۔

میری جان ہم ہانی مون پر چلیں گے۔۔ دالہام نے زور سے اس کے سینے پر چٹکیاں کاٹی تھی جبکہ اس کی نیند میں ذرا سا بھی خلل نہ پڑا، اس نے اپنے ہاتھ اتنے برے طریقے سے اکڑائے ہوئے تھے کہ دالہام اٹھ نہ سکا۔۔۔

صام اٹھا جا کمینے غلطی کردی تیرے کمرے میں آکر نہ جانے تیری بیوی تجھے کیسے اٹھاتی ہے۔۔ دالہام نے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا تھا وہ ہلکا سا کسمسایا اور دالہام کو اپنے حصار میں لیے لیٹ گیا۔۔

علینا بے بی۔ صارم دالہام کے پیٹ پر ہاتھ سہلانے لگا۔۔ علینا شرم سے مرنے کے قریب پہنچ گئی تھی اپنے شوہر کی حرکتیں دیکھ کر۔۔۔

علینا جس طریقے سے اسے اٹھاتی ہوا بھی کے ابھی اٹھاؤ نہیں تو میں تمہارے شوہر کو نیند میں ہی ختم کر دوں گا۔۔ علینا کے ہاتھ پاؤں سن ہو چکے تھے اس سے ہلا نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

لالا مجھے گھنٹہ لگتا ہے انہیں اٹھانے میں۔۔ علینا نے رونے والا منہ بنا کر کہا۔۔

اب جس طریقے سے میں اسے اٹھاؤں گا آج تک کسی نے نہیں اٹھایا ہوگا۔۔۔

علینا بے بی آئی لو یو صارم دالہام کے کندھے پر لب رکھنے لگا اس نے ہاتھ اوپر لے جاتے ایک ساتھ تین تھپڑ اس کے چہرے پر مارے تھے وہ ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کر ارد گرد دیکھنے لگا۔۔ دالہام کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کر، علینا کو حیرت سے منہ کھولے دور کھڑے دیکھ اس بیچارے نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

د۔ د۔ ددالہام تو یہاں۔ اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

دالہام ارد گرد ڈنڈا ڈونڈھنے لگا۔۔ اس کی نظر سامنے کھڑکی پر لگے پردے پڑ گئی پردہ اتار کر اس میں سے ڈنڈا نکالتے صارم کی طرف بڑھا۔۔

اب مجھے بتا کس جگہ تو نے ہنی مون پر جانا ہے۔۔ دادا بننے کی عمر میں تیرا بچہ کہاں ہے ٹپکنے والا ہے۔۔ دالہام اس لوہے کے راڈ کو پکڑے اس کے پاس کھڑا ہوا۔۔

دالہام نے اس کی کمر پر ایک ساتھ پانچ مرتبہ لوہے کے راڈ مارے تھے۔۔۔

علینہ کا حوصلہ ہے. جس نے تجھے اتنے سال برداشت کیا ہے۔۔ دالہام نے اس کا بازو پکڑ کر اس پر راڈ مارا تھا. جس بازو سے پکڑ کے صارم نے اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔۔۔

میرے وہم وگماں میں بھی نہیں تھا کہ تو علینا کی جگہ ہوگا۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ گیا اگر مزید بیڈ پر بیٹھتا تو اس نے راڈ مار مار کر اس کی ہڈیاں توڑ دینی تھی۔۔۔۔

پہلے تو نے میری بیوی کو ڈانٹا اسے اتنا رلایا اور اب یہ چھچھوڑی حرکتیں میرے ساتھ کی۔۔ دالہام نے غصے سے اس کی طرف بڑھا۔۔ تو کیا ہو گیا ہے اپنے دوست کے ساتھ کی ہے۔۔۔۔

مجھے جیسا کیوں لگ رہا ہے تجھے عورتوں کی جگہ مردوں میں انٹرسٹ ہے۔۔ دالہام نے جب دیکھا اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے اس کے لبوں سے یہی الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔

لاحول ولا قوۃ، یار میں مذاق کر رہا تھا تو تو سیریس ہی ہو گیا۔۔۔

تم نے میری پری کو کیوں رلایا؟ دالہام نے اب کی مرتبہ سنجیدگی سے پوچھا۔۔ صارم کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات نے احاطہ کیا۔۔۔

اسے تو نے حد سے زیادہ بگاڑ دیا ہے دالہام، مانتا ہوں جب اس کا نکاح ہوا وہ بچی تھی بچوں کو پیار دینا چاہیے لیکن تم نے حد سے زیادہ اسے پیار دے دیا۔ وہ بگڑ چکی ہے، مجھے تم سے زیادہ اب اپنی غلطی نظر آ رہی ہے مجھے میری تربیت غلط ہوتی نظر آئی جب مجھے معلوم ہوا کہ اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے۔ مجھے روکنا چاہیے تھا جب تم اسے حد سے زیادہ پیار دینا شروع ہو گئے تھے۔ صارم کا لہجہ سخت تھا اسے برا لگا تھا اس کی بیٹی کی حرکت کا سن کر۔۔

صام اسے میں نے سنبھالنا ہے اس نے مجھے تھپڑ مارا، برا رویہ میرے ساتھ اختیار کیا جو معاملات ہے میرے اور اس کے درمیان ہے وہ جیسی ہے مجھے ویسے ہی قبول ہے۔۔۔

تجھے قبول ہے لیکن ایک باپ کو گوارا نہیں ہے کہ اس کی بیٹی اپنے شوہر پر ہاتھ اٹھائے اس کے ساتھ زبان لڑائے۔ مجھے اپنی تربیت غلط ہوتی نظر

آتی ہے۔۔ صارم اپنی جگہ ٹھیک تھا اور دالہام اپنی جگہ لیکن کہیں نہ کہیں سردار غلط بھی تھا اس نے حد سے زیادہ اسے بگاڑ دیا تھا۔۔ علینا ان کی باتیں سمجھ نہ سکیں یا اسے سمجھ آگئی تھی وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی نے اپنے شوہر پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔

تجھے اسے رلانا نہیں چاہیے تھا تو جانتا ہے مجھے برداشت نہیں ہوتے اس کی آنکھوں میں آنسو اور صام تجھے اس کی حالت کا بھی پتہ ہے۔۔ صارم نے گہرا سانس لیا۔۔۔

دالہام میں نے اس کے ساتھ برا رویہ رکھا مجھے اپنے رویہ کوئی پچھتاوا نہیں ہے اس کے لیے یہ ضروری تھا تاکہ اسے بھی احساس ہو کہ جب کوئی ہمیں حد سے زیادہ پیار کرے تو ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے نہ کہ ناقدری کر کے اسے تکلیف پہنچائے۔۔ صارم اپنی بات پر اٹل تھا۔۔۔

ویسے مجھے ایک بات بتا جب میں تجھے علینا سمجھ رہا تھا تیرے ہاتھ پاؤں نہیں تھے اٹھ جاتے میرے پاس سے۔۔

مُردوں کی طرح جسم اکڑا کر تم سوتے ہو۔۔ ایسا لگتا ہے کسی نے سمٹ لگا دیا ہو تمہارے وجود کے اوپر، آج کے بعد اگر تو نے کوئی ایسی حرکت کی میری بیوی کو رلانے کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہونا اور میری توبہ آج کے بعد میں تمہارے کمرے میں آیا تمہیں جگانے کے لیے دالہام نے اس کے کندھے پر تین دفعہ پھر راڈ مارا تھا۔۔۔۔

آہمممم !صارم کے لبوں سے چیخ ادا ہوئی تھی۔۔

ویسے شرم نہیں آئی 42 سال کی عمر میں بچوں کے خواب دیکھتے ہوئے۔۔

دیکھ پہلے بات میری عمر 42 سال لگتی ہی نہیں مجھے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں دو جوان بچوں کا باپ ہوں اور اگر میرا تیسرا بچہ بھی آ

جائے تو کون سا فرق پڑ جائے گا۔۔ دالہام نے تاسف سے سر ہلایا اس کے ارادے دیکھ کر۔۔ علینا کا سر چکرانے لگا ہوں لڑکھڑا کر گرنے لگی تھی کہ صارم نے اسے تھاما۔۔ علینا جھٹکے سے اسے دور ہوئی تھی۔۔۔

مجھے لگا تھا بچے جوان ہو گئے ہیں آپ سدھر جائیں گے لیکن آپ تو پہلے سے زیادہ ٹھرکی بن گئے ہیں۔۔ دوسری عورتوں کے شوہر دوسری لڑکیوں میں انٹرسٹ لیتے ہیں میرا شوہر اپنے دوست پر ہی ٹھرک جاتا ہے۔۔ علینا تلملاتی ہوئی کمرے سے باہر گئی تھی۔۔ صارم نے اسے روکنا چاہتا تھا لیکن بیچارے کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے کہنے کے لیے۔۔۔

تیرے ساتھ یہی ہونا چاہیے تو اسی لائک ہے۔۔۔

دالہام کہاں جا رہے ہو؟ اسے باہر جاتے دیکھ صارم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

میں میٹنگ اٹینڈ کرنے جارہا ہوں۔۔۔

دماغ ہل گیا ہے تمہارا تین دن بے ہوش رہ کے۔ ابھی کل آئی سی یو سے ڈسچارج ہو کر آئے ہو اور اب میٹنگ اٹینڈ کرنے جارہے ہو۔۔ صارم کی سمجھ سے باہر تھا وہ۔۔ تین دن اس نے سب کی جان حلق میں اٹکائی ہوئی تھی اور اب ایسے گھوم رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔

صام میں ٹھیک ہوں۔۔

تو ٹھیک ہیں یا پھر نہیں ہے خاموشی سے اپنے کمرے میں جا کر آرام کر نہیں تو میرے کمرے میں۔۔۔۔ میرے پاس میرا کمرہ ہے میری توبہ جو تیرے کمرے میں آرام کرو۔ میں مردان خانے جارہا ہوں۔ دالہام اپنا ہاتھ چھڑوا کر مردان خانے چلا گیا۔۔ صارم انگڑائی لیتے فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔

- - - - - - - - -

کیسی لگی ایپیسوڈ ریویو دینا مت بھولیے گا۔۔

- - - - - - - - - -

ہادی سردار کے پاس مردان خانے گیا۔۔ وہ آج جلد اٹھ گیا تھا۔۔۔۔ چاچو مجھے لگتا ہے مزید دیر نہیں کرنی چاہیے مجھے راہا کو لے کر جرمنی چلے جانا چاہیے۔ ہادی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا۔۔

ٹکٹ بک کروادی ہوئی ہے میں نے تم تینوں کی۔۔

تینوں کی؟ ہادی نا سمجھی سے سردار کو دیکھنے لگا۔۔ تیسرا کون جا رہا تھا۔۔

وریام تم دونوں کے ساتھ جا رہا ہے اگر اکیلے جاؤ گے تو تمہارے لیے اکیلے سب کچھ ہینڈل کرنا مشکل ہو جائے گا تو اسے ساتھ لے جاؤ۔ ویسے بھی آج کل میری بہن کو تنگ کرنے کے علاوہ اس کے پاس کوئی کام نہیں ہے میٹنگ اٹینڈ کرنے جائے گا اٹینڈ کر کے واپس حویلی، پھر میٹنگ ہو گی اینڈ کرنے جائے گا میٹنگ ختم ہوتے واپس پھر آ جائے گا۔۔ اس کے پاؤں ایک جگہ ٹکتے ہی نہیں، تو بہتر ہے اسے اپنے ساتھ لے جاؤ وہاں کم از کم، تم راہا کا دھیان رکھ پاؤ گے اور باقی جو کام ہوں گے وہ وریام دیکھ لے گا۔۔ تم راہا کی کنڈیشن سے اچھی طرح واقف ہو کہ وہ بات بات پر ڈر جاتی ہے بہت چھوٹے دل کی مالک ہے۔۔ اس لیے اس کے پاس ہر وقت ایک فرد کا ہونا لازمی ہے تم ہاسپٹل کی میڈیسن دوسرے کام کو دیکھو گے یا پھر اسے۔۔ ہادی نے ہاں میں گردن ہلا

دی۔ سردار کی بات ٹھیک تھی راہا کو ہر وقت کسی فرد کی ضرورت پڑے گی۔۔

چاچو سب ٹھیک ہوگا؟۔۔

خود کو ریلیکس رکھو ہادی سب ٹھیک ہوگا۔۔ سردار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

آپ ریسٹ کرتے یہاں مردان خانے کیا کر رہے ہیں؟ طرسم سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟۔۔

بھتیجے ہو بھتیجے ہی رہو میرے باپ نہ بنو۔ ہادی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا وہ کس انسان سے سیدھے جواب کی توقع کر رہا تھا۔۔۔

وریام آنکھیں مسلتا مردان خانے داخل ہوا۔۔ ان دونوں کو صبح صبح ایک دوسرے کے پاس بیٹھے تھے اس نے حیرت سے ابرو اچکا تھی۔۔

جو ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہتے ہیں آج اتنے پاس بیٹھے ہیں۔۔

زبان چلانے سے بہتر ہے اپنی پیکنگ کرو جا کے۔۔ سردار نے سامنے پڑا چائے کا کپ اٹھایا۔۔

میں کیوں پیکنگ کرو؟۔۔ ہم سب کہیں جا رہے ہیں کیا؟ اس کے ذہن میں بے شمار سوالات آئے تھے۔۔

راہا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کے علاج کے لیے جرمنی جا رہا ہے ہادی، تو میں چاہتا ہوں اس کے ساتھ تم بھی جاؤ۔ راہا کی کنڈیشن ایسی نہیں ہے کہ اسے اکیلا چھوڑا جائے اسے ہر وقت جس انسان کے ساتھ وہ کمفرٹیبل ہے اسے اپنے قریب چاہیے۔۔

راہا کو کیا ہوا؟ وریام خانزادہ سنجیدگی سے دونوں کو دیکھنے لگا۔۔

چاچو کچھ باتوں پر پردہ رہے تو اچھا رہتا ہے، بس آپ اتنا جان لیں کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اور ضروری ہے اسے جرمنی لے جانا۔۔ ہادی نے اپنے چاچو کی طرف مسکراتے دیکھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کی حالت کا کسی کو علم ہو کہ وہ کس درد سے گزری ہے، کس کی قید میں رہی ہے، کس حال میں رہی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میں پیکنگ کر لیتا ہوں جانا کب ہے؟

آج۔۔۔ سردار کا یک لفظی جواب سن کر دونوں نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا۔۔

چاچو! بابا، دادو ان سب سے تو ابھی بات نہیں کی اور جب تک انہیں تفصیل نہ بتا دی جائے یہ جانے نہیں دیں گے۔۔

تم دونوں خاموشی سے اپنا سامان پیک کرو باقی ہینڈل کرنا میرا کام ہے۔۔ وہ دونوں ہامی میں سر ہلاتے اپنے اپنے کمرے میں جاتے پیکنگ کرنے لگے۔۔

سردار کتنی دیر وہاں بیٹھا رہا سر میں پھر سے درد پیدا ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

دل چاہنے لگا کہ میڈیسن کھا لے جو وہ شروع سے کھاتا آیا ہے جبکہ اپنی ماں، بہنوں اور اپنی پری کی حالت یاد کر کے اس نے خود کو باز رکھا انفیکشن کی وجہ سے اس کی طبیعت کافی حد تک بگڑ چکی تھی اگر اب بگڑتی تو وہ ہمیشہ کے لیے اپنی فیملی سے دور ہو جاتا۔۔۔۔

لاؤنج میں گیا حویلی کے تمام افراد اٹھ چکے تھے سب کے ساتھ بیٹھ کے ناشتہ کرنے لگا۔ گود میں شیر طیان تھا اور بائیں سائیڈ پر طرسم بیٹھی ہوئی تھی۔۔

راہا، ہادی اور وریام آج جرمنی جا رہے ہیں۔۔ سردار نے ناشتہ ختم کرتے ہو سب کی جانب سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

خیریت ہے اچانک!۔۔

وریام کو کچھ ضروری کام ہے اپنا اور راہا کی اوٗٹنگ ہو جائے گی اس کا مائنڈ فریش ہو جائے گا۔۔ سردار نے جھوٹ بول دیا۔۔

بیٹا راہا کے پیپر ہیں۔۔

دراحارو غتیابنں ہ نہ دہ او ہغہ باید د درملن پ لپارہ جرمنی تہ لاړ شی. د ہغہ حادث پ لہ املہ چ پ لہ راحاسرہ وشوہ، ہغہ تہ ځ ین پ انتانات رامین ځ تہ شوي، نو باید درملنہ ی پ وشی.

) راہا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے علاج کے لیے اس کا جرمنی جانا ضروری ہے۔ جو حادثہ راہا کے ساتھ ہوا ہے اس کی وجہ سے اسے کچھ انفیکشنز ہو گئے ہیں تو ان کا علاج ہونا ضروری ہے۔۔ (

وہ راہا کو نہیں بتانا چاہتا تھا کہ اس کے علاج کے لیے اسے جرمنی لے جایا جا رہا ہے چونکہ اسے پشتو تو نہیں آتی تھی اس لیے سردار نے پشتو زبان کا استعمال کیا۔۔۔۔

راہ۔۔۔۔ مورے وہ پریشان ہو جائے گی۔۔ ریحانہ خانم اسے پکارنے لگی تھی جب سرداران کی بات کاٹتے بولا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد رہا اور ہادی لاونج میں بیگ پکڑے کھڑے تھے اور سب سے مل رہے تھے۔۔۔ وریام اپنا سوٹ کیس لینے کے لیے کمرے میں گیا۔۔ سونیا اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

جا رہے ہو؟۔۔ سینے پر ہاتھ باندھ کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

تم تو بہت خوش ہو گی جو انسان تمہیں ہر وقت تنگ کرتا رہتا تھا اب دو ماہ کے لیے چلا جائے گا۔۔ وریام خانزادہ اپنی کچھ چیزیں سوٹ کیس میں ڈالنا بھول گیا تھا چیزیں الماری سے نکالنے لگا۔۔

ہاں میں بہت خوش ہوں کیونکہ اب تم میرا دماغ نہیں چاٹا کرو گے۔۔

سونیا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جبکہ دل عجیب احساسات کا شکار ہوا۔۔

اچھا سنو! کچھ لمحے بعد وہ بولی تھی۔۔

جی سنائیے! الماری میں سے باہر جھانکتے آنکھ دبائی۔۔

وہاں جا کر لڑکیوں کو مت تاڑنے لگ جانا۔ میں ہادی کو کال کر کے پوچھتی رہوں گی اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے کسی لڑکی، نرس، ڈاکٹر کسی کی جانب دیکھا ہے تو میں تمہارا قتل کر دوں گی۔۔ سونیا اس کے پاس گئی الماری کا دروازہ پکڑ کے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔۔

اوہو میری مس گبر جیلس ہو رہی ہے۔۔ وریام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اپنے قریب کیا تھا۔۔

میری جوتی بھی نہ جیلس ہو۔۔ سونیا نے ایک ادا سے کہا تھا وریام نے مسکراتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر شدت سے بوسہ دیتے کہا۔۔

"دو ماہ تمہارے بغیر گزارا مشکل ہوگا۔ پہلے تو خود کو یہ کہہ کر چھ سال تمہاری یادوں کو جھٹکنے کی کوشش کی تھی کہ میں تمہارا محرم نہیں ہوں۔ اب تو ہمارے درمیان یہ پاک رشتہ بھی موجود ہے کیسے گزارا ہوگا مس گبر، میری مغرور خانزادی"

سونیا کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے۔۔۔

زیادہ مجنوں بننے کی ضرورت نہیں ہے گزارا ہو جائے گا۔۔ میرا تو بہت آسانی سے۔۔۔۔ گزر۔۔۔ گزارا ہوگا۔۔ بولتے ہوئے اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔ من پسند شخص سے جھوٹ بولنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔۔

وہ تو مجھے ابھی سے نظر آنا شروع ہو گیا ہے کہ کیسا گزارا ہو گا۔۔ وریام نے اس کی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے سہلائے، پلکیں نم محسوس ہوئی تھی۔۔۔

زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے نیچے چلو سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ مغرور خانزادی کبھی اقرار مت کرنا اپنے جذبات کا۔۔ سونیا اس کی بات مکمل ہوتے ہی وہاں سے جانے لگی جب اس نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

اپنا دھیان رکھیں اس کا چہرہ دوبارہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیتے اپنا سوٹ کیس پکڑ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔۔ سونیا کی بائیں آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔۔

اتنی دیر میں اوپر لگا کے آیا ہوں ابھی تک آپ سب کا ملنا ملانا نہیں ہوا۔۔ وریام نے ان سب کی طرف دیکھا جو ابھی تک ان دونوں سے مل رہے تھے۔۔

سیدھی طرح کہتے ہیں بھائی کہ آپ واپس جانا چاہتے ہیں اپنی وائف کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے۔۔۔ حبا حویلی میں کتنے عرصے سے رہ رہی تھی لیکن کبھی وہ بولی نہیں تھی آج پہلی مرتبہ اس نے کسی کو تنگ کیا تھا۔۔

حویلی میں کوئی ایسا فرد نہیں بچا جس سے تم نے بے عزتی نہ کروائی ہو اپنی۔۔ سفیان خان نے تاسف سے سر ہلایا تھا وہ بیچارا بس اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہی رہ گیا۔۔

لالا! راہا سردار کے گلے لگی اس نے شفقت سے اپنی بہن کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

اپنا دھیان رکھنا ہے اور زیادہ تنگ نہیں کرنا ہادی کو۔۔ ہمیشہ کی طرح اپنے لالا کی بات مانتے ہوئے اس نے ہاں میں سر ہلا تھا۔۔

لالا! طرسم روتے ہوئے ہادی کے گلے لگی آج کل اسے چھوٹی چھوٹی بات پر رونا آرہا تھا۔۔

طرسم میری گڑیا دو ماہ کی بات ہے میں واپس آجاؤں گا۔۔ ہادی نے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر دونوں رخسار کھینچے تھے۔۔

اپنا دھیان رکھنا۔ ہادی سے کہہ کر وہ اپنے چاچو کی جانب ہوئی۔۔

چاچو مس یو۔۔ وریام نے مسکراتے اپنی چھوٹی سی بھتیجی کو اپنے ساتھ لگایا تھا جو ابھی سے اسے مس کرنے لگ گئی تھی۔۔۔۔

سب نے مسکراتے چہرے، نم آنکھوں کے ساتھ ان دنوں کو حویلی سے رخصت کیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم اپنے بابا کے کمرے میں گئی جو آفس کے لیے تیار ہو رہے تھے۔
وال کلاک کی جانب دیکھا جو 12 بجا رہی تھی۔۔
بابا آج آپ اتنی لیٹ آفس جا رہے ہیں۔۔ طرسم صارم سے پوچھنے لگی
جبکہ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔
بابا! طرسم ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے اپنے بابا کے سینے سے لگی
تھی۔۔

صارم نے اسے خود سے دور کیا بیڈ پر بیٹھتے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھول کر اپنی
گھڑی نکال لی۔۔ علینا اس وقت کمرے میں نہیں تھی۔۔
بابا ایم سوری۔۔ طرسم صارم کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔۔ وہ خود کو رونے
سے روک رہی تھی جبکہ آنسو بہتے جا رہے تھے۔۔

جب تم چھ سال بعد ہمیں ملی تھی میں نے تبھی تمہیں منع کیا تھا تبھی سمجھایا تھا کہ کبھی غلط قدم مت اٹھانا۔۔ تمہاری نظر میں اپنے بابا کی بات کی کوئی وقعت نہیں ہے۔۔

بابا وہ سب اچانک ہوا تھا وہ وڈیو جس میں دیو قتل کر رہا تھا وہ میں۔ وہ چہرا ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ویڈیو کے بارے میں سوچتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔۔۔

طرسم !صارم نے اسے بازو کے حصار میں لیا اس کا نقاب نیچے کرتے آنسو صاف کیے۔۔

بابا سوری!۔۔۔

مجھے پتہ ہے وہ سب اچانک تھا لیکن ہاتھ اٹھانا نہیں بنتا تھا۔ تمہارے بابا نے یہ سکھایا ہے کہ اپنے شوہر کے چہرے پر طمانچہ مارو۔ صارم نے ٹھوڑی سی اس کا چہرہ پکڑتے نظروں کا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

جب ہمیں کوئی چیز اچانک پتہ چلے ہم اپنے غصے کو اپنی ناراضگی کو روک نہیں پاتے لیکن اس انسان سے ناراض نہیں ہوا جاتا جو ہمیں ہر ایک سے زیادہ چاہتا ہو۔ جس نے کبھی آپ کو اف تک نہ کیا۔۔

بابا آپ غلط الفاظ استعمال کر گئے ہیں، اگر کوئی شخص ہمیں ایک حد تک پیار دیتا ہے وہ ہم سے جھوٹ بولے، باتیں چھپائے ہمیں اتنا فرق نہیں پڑتا۔ جتنا ہمیں اس شخص کے جھوٹ بولنے، باتیں چھپانے پر پڑتا ہے جو ہمیں سب سے زیادہ چاہتا ہو۔ مجھے برا لگا تھا درد ہوا تھا کہ میرے دیو نے مجھ سے چھپایا۔ میرا وہ دیو جو دوسروں کے لیے حد سے زیادہ کھڑوس تھا لیکن میرے لیے میرا نرم دل دیو۔۔ طرسم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنے لگی۔ دل میں ابھی تک یہ خلش تھی کہ اس کے دیو نے اس سے چھپایا۔۔۔۔۔

اتنی بڑی کب ہو گئی تم ۔ اتنی بڑی باتیں مت کیا کرو۔ صارم نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔

ائندہ مجھ سے ناراض نہیں ہونا طرسم نے اپنے بابا کی داڑھی شرارت سے زرہ سی کھینچی جو نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

اوکے میں ناراض نہیں ہوں گا اور میری بیٹی بھی مجھ سے وعدہ کرے کہ آج کے بعد وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی۔۔ تمہاری ناراضگی جائز تھی جبکہ تھپڑ مارنا غلط۔۔ صارم ذرا سا مسکرایا تھا۔۔

آپ کی بیٹی وعدہ کرتے ہے کہ وہ صرف ناراض ہو گی ہاتھ اٹھانے والا کام نہیں کرے گی۔۔

نہیں مطلب ناراض ابھی بھی ہونا ہے۔۔

بابا یہ جو بیویاں ہوتی ہیں نا یہ ناراض ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔ طرسم نے بلائی لب باہر نکالتے، دائیں رخسار پر ہاتھ رکھتے، آنکھیں پٹپٹا کر،

اپنے بابا کے کندھے کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔صارم اپنی بیٹی کا چہرہ تکتا رہ گیا۔۔

تمہاری باتوں سے ایک چیز سمجھ آئی ہے بیوی چاہے 15 سال کی ہو۔ اپنی حرکتوں سے اس نے یہ ضرور ثابت کرنا ہے کہ وہ بیوی ہے۔۔ طرسم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

لو یو بابا جانی! طرسم نے اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر پشت پر بوسہ دیتے ہیں اپنی پیشانی سے لگایا تھا۔۔

بابا کی جان صارم نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

بابا میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں وقت گزر رہا ہے۔ طرسم اپنے بابا کے دونوں رخسار کھینچ کر نقاب اوپر کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور سوچنے لگی کہ اپنے دیو کو کیسے منائے ایک دم ذہن میں خیال آیا اپنا بیگ پکڑ کر اس میں سے ایک سفید کاغذ نکالا۔ جو وہ پینٹنگ کرنے کے لیے استعمال کرتی تھی اس کے اوپر اس نے چند باتیں اپنے دیو کے لیے لکھی اور سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ دیا۔۔

طرسم وضو کرنے کے لیے واش روم میں گئی اس کا جی متلانے لگا۔۔ کتنی دیر وہ واش بیسن پر جوقے کرتی رہی تھی۔۔ سر چکرانے لگا وضو کر کے باہر آتے صوفے پر وہ کتنی دیر اپنا سر تھامے بیٹھی رہی۔۔ جب چکر آنا کم ہوئے تو جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔۔

سردار اپنا سر تھامے کمرے میں داخل ہوا طرسم جائے نماز پر بیٹھی تسبیح کر رہی تھی۔ وہ بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کرتے اس کے پاس جا کر بیٹھا کچھ لمحہ رکا اور گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

طرسم تسبیح کرتے ہوئے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں پھیرنے لگی۔۔
دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آنکھیں بند کیے وہ دل کی گہرائی سے اپنے خدا
سے مانگ رہی تھی۔۔ دالہام اس کا حجاب میں لپٹا خوبصورت چہرہ دیکھ
رہا تھا چھوٹی سی نوز پن میں سورج کے کرنیں پڑ رہی تھی اس کی چمک اس
کے چہرے کو مزید خوبصورت بنانے لگی۔۔ سردار ایک ہاتھ اس کے
دونوں ہاتھ کے نیچے رکھ کے دوسرے ہاتھ سے اپنی پیشانی مسل رہا
تھا۔۔ طرسم اس کا لمس اپنے ہاتھ پر محسوس کر کے مسکرائی۔۔۔
اللہ جی میرے پیپر اچھے ہو جائیں۔ بے ساختہ اس کی آواز زرہ سی بلند
ہوئی تھی جو سردار نے بخوبی سنی۔۔
اللہ جی میں نے اپنے شوہر کو تھپڑ مارا مجھے معاف کر دے۔۔ اس چیز کی
سزا میرے پیپر کر کے معاملے میں مجھے مت دینا۔ سردار شدید درد
ہونے کے باوجود بھی اس کی باتوں پر مسکرائے بغیر رہ نہ سکا۔۔ آنکھیں

سختی سے میچے التجائی تاثرات چہرے پر سجائے۔ وہ دعا مانگنے میں
مصروف تھی۔۔

اللہ جی میں اپنے شوہر کی خدمت کروں گی ساری باتیں مانوں بس میرے
پیپر اچھے سے ہو جائے۔ اللہ جی دو دن بعد میرا پیپر ہے میتھ کا مجھے کچھ
نہیں آتا۔ تھوڑی بہت محنت کی ہے باقی سب آپ کے بھروسے۔۔

سردار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ طرسم ایک دم جیسے ہوش میں آئی کہ اس
کی گود میں سر رکھ کر اس کا دیو لیٹا ہوا ہے جلدی سے دعا مانگ کر چہرے پر
ہاتھ پھیرا کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔

دیکھو بری بات ہے کسی کی دعا پر ہنستے۔۔۔ اسے ہنستے دیکھ وہ اپنا جملہ
مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔ وہ بے تحاشہ خوبصورت لگتا تھا ہنستے
ہوئے۔۔

مجھے تمہاری دعا پر نہیں تمہارے انداز پر ہنسی آئی ہے۔۔

ناراضگی ختم ہوگئی۔۔ طرسم نے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھرتے دوسرا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا تھا۔۔۔

نہیں میں ابھی بھی ناراض ہوں بس تھوڑا سر میں درد ہو رہا تھا تو لیٹ گیا۔۔ دالہام نے ناراض ہونے کی ایکٹنگ کرتے کہا اس نے سردار کی پیشانی پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔

ابھی تم کہہ رہی تھی کہ اللہ میں نے اپنے شوہر کو تھپڑ مارا مجھے معاف کردے۔ تو یہ اب کیا تم شوہر کے سر پہ مالش کر رہی ہو۔۔۔

ہاں میں اپنے شوہر کی پیشانی پر پیار بھری مالش کر رہی ہوں اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے چہرہ ہاتھوں میں چھپایا۔۔ اس کے شرمانے پر سردار کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔۔۔ بھاری ہوتی آنکھوں کو کھولتے اٹھ کر بیٹھا وہ چونکری مار کر جائے نماز پر بیٹھی تھی اسے اسی انداز میں اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتے جائے نماز کو تہہ لگا کر صوفے پر رکھا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے تم بالکل اچھی بیوی نہیں ہو تمہیں شوہر کو منانا نہیں آتا۔۔ دالہام پھر سے اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

تو میرا یہ گندا شوہر مجھے بتا دے نہ اس نے کیسے ماننا ہے۔۔

گندا؟ اس نے ابرو چکاتے اسے دیکھا۔۔

میرے چھوٹے سے بی بی کو آنے دو اس دنیا میں پھر میں اسے بتاؤں گی کہ تمہارے دیو بابا مجھ پر غصہ کرتے ہیں مجھے آنکھیں دکھاتے ہیں۔۔

طرسم نے اسے شہادت کی انگلی دکھاتے جیسے خبر دار کر رہی تھی کہ میرے بچے کو آنے دو پھر دیکھنا وہ میرا ساتھ دے گا۔۔

جو بیٹی ہوتی ہے وہ باپ کا ساتھ دیتی ہے تو میری بیٹی پیدا ہونی ہے اور وہ ہمیشہ میری سائیڈ پر ہوگی۔۔

بیٹی باپ کا ساتھ دیتی ہے تو پھر بیٹا ماں کا ساتھ دیتا ہے اور اگر اللہ نے ہمیں بیٹا دے دیا تو؟ تالی بجھاتے ہوئے خوش ہو کر بولی تھی۔۔

جی نہیں مجھے بیٹی چاہیے جو میرے پاس رہے ہمیشہ میری سائیڈ لے اور میں اس کی سائیڈ پر رہوں۔۔ ہم دونوں ہر چیز ساتھ کیا کریں گے۔۔۔ طرسم کا چہرہ سرخ ہونے لگا غصے سے اور خفت سے۔ ابھی اس کی بیٹی پیدا ہوئی نہیں تھی اور سردار پہلے ہی اس کے حصے کا سارا پیار اپنی بیٹی کو دینے کی بات کر رہا تھا۔۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لیں اگر میرے حصے کا پیار آپ نے ہماری بیٹی کو دیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ طرسم حد سے زیادہ سنجیدہ انداز میں بولی تھی۔۔ لہجے میں خفت واضح تھی۔۔

کیسی ماں ہو تم اپنی بیٹی سے جل رہے ہو جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئی۔۔

دیو مجھے نہیں اچھا لگتا کہ آپ میرے حصے کا پیار کسی کو بھی دے یہاں تک کہ ہماری بیٹی کو بھی۔ جو اس کے حصے کا پیار ہے اسے ملے لیکن جو میرے حصے کا پیار ہے وہ کسی کو بھی نہیں ملنا چاہیے۔۔

سردار نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

ویسے تم تو مجھ سے ناراض تھے۔۔۔ سردار اس سے باتیں کرتے ہوئے یہ بھول گیا کہ وہ تو اس سے ناراض تھا۔۔ اس نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

ہاں تو میں ناراض ہی ہوں۔۔ اس نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

طرسم نے اس کے بال ہلکے سے کھینچ کر اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔۔ وہ اسے باتوں میں اس لیے لگا رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کے سر میں

درد شدت پیدا کر رہا ہے اور جب یہ درد پریشانی کی وجہ سے ہو تو اس درد کو صرف سکون ہی دور کر سکتا ہے۔۔

دیو پلیز مجھے پتہ ہے تم صرف مجھے تنگ کرنے کے لیے کر رہے ہو۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔اس نے رونے والا چہرہ بنایا۔۔

کیا ہوا تم کو؟ وہ اس کی گود سے اٹھا چہرہ ہاتھوں پہ تھام لیا۔۔

جو بھی تھا ٹھیک ہو گیا اس کے چہرے پر اپنے لیے فکر پیار دیکھ کر وہ نم آنکھوں سمیت بولی۔۔اس کے بابا کے تمام الفاظ سچے تھے وہ سب سے زیادہ اس سے پیار کرتا تھا وہ الگ بات تھی کہ کبھی اس نے اقرار نہیں کیا تھا وہ جب بھی اظہار کرتی تو "اوکے "کہہ دیتا۔۔

یہ تمہارے لیے طرسم نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک سفید کاغذ نکال کر اسے پکڑایا۔۔سردار نے حیرت سے وہ کاغذ پکڑ کر کھولا اور اس پر لکھے الفاظ پڑھنے لگا۔۔

زمایینہ دیو۔۔

ستاپری لہ تاسرہ ډیرہ مینہ لري. ستاپری ستاپہ مخ وہل ې وہ، چې درد ی ې لاہم پہ خپل مخ احساسوي. ہغہ خبرې چې ہغې وویل ې اوستاسو زړہ ی ې ټپي ک ړ، اوس ہم دہغې زړہ ژړ وي. خپلہ پری وت ړ ہ، ہغہ بہ دہغہ دردلہ املہ م ړ ہ شی چې تاتہ ی ې رسولی دی .

تہ څہ کوې چې ماپہ دې ویلو سرہ ځ وروې چې تہ لہ ماخ خہ غوسہ ی ې، خوپہ خدای قسم، ستاغوسہ ماوژنی.

)میراپیاردیو۔۔

تمہاری پری تم سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ تمہاری پری نے تمہارے چہرے پر تھپڑ مارا جس کی تکلیف اسے ابھی تک اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی ہے جو الفاظ اس نے بول کر تمہارے دل کو زخمی کیا تھا

وہ ابھی تک اس کے دل کو چیر رہے ہیں۔ اپنی پری کو سمیٹ لو وہ تمہیں دی گئی تکلیف سے مر جائے گی۔۔

تم مجھے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو لیکن واللہ تمہاری یہ ناراضگی میری جان نکال رہی ہے۔۔(

"تمہاری پری"

آخر پر بڑے حروف میں یہ دو لفظ لکھے تھے۔۔

اس کاغذ پر لکھی باتوں کو اس نے کئی بار پڑھا اور اپنے دل میں نقش کیا جو شاید پہلی مرتبہ پڑھنے پر ہی نقش ہو گیا تھا۔۔کیا وہ اس کی محبت میں اس قدر گہرائی میں جا چکی تھی۔۔

اسے ہنوز گہری نظروں سے ان لفظوں کو تکتے

پا کر طرسم نے اس کا چہرا تھام کر سبز آنکھوں

پر مہر ثبت کی تھی۔۔۔۔

سردار نے اپنے بازو دونوں اطراف میں پھیلائیں طرسم اس کے سینے سے لگتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا تھا۔۔

آج اس طرح کی باتیں کی ہیں آئندہ کی تو میں تمہیں کچھ کہنے کی بجائے اپنی جان لے لوں گا۔۔ سردار نے اس کا چہرہ اپنے قریب تر کرتے ہر نقش کو نرم لمس سے نوازا تھا۔۔۔

میں اپنی پری کو کبھی بکھرنے نہیں دوں گا۔ تم تھپڑ کے بات کر رہی ہو تمہیں تو اس سردار دیو کا خون بھی معاف ہے۔۔ طرسم نے اس کے جس رخسار پر تھپڑ مارا تھا اسی رخسار پر نرمی سے ہاتھ پشت سہلاتے بوسا دیا۔۔۔

یہ غلطی مجھے زندگی بھر یاد رہے گی۔۔۔

اوراگر تم نے دوبارہ اس غلطی کی بات کی تو دیو پھر صحیح والا ناراض ہو گا پھر مناتے رہنا پوری زندگی۔۔ سردار نے اس کی پیشانی پر ہلکی سی چپت لگا کر کہا تھا طرسم کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔۔

آئی لو یو۔۔

او کے۔۔

اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا جتنا پیار اس پر آرہا تھا اتنا ہی اب غصہ آنے لگا جب وہ اقرار کرتی تھی تو وہ کیوں جواب نہیں دیتا تھا محض او کے کہہ کر ایسا لگتا تھا جیسے جان چھڑواتا ہے۔۔

کیا ہوا اب کس بات پہ غصہ آگیا میری پری کو۔۔

میری بات کا جواب نہیں ملا مجھے۔۔

کونسی بات کا وہ جیسے انجان بنا۔۔

دیو! اسے ضدی انداز میں پکارتے چھوٹے بچوں کی طرح ہاتھ پاؤں بیڈ پر مارے تھے۔۔

کیا میرے اقرار کے لیے الفاظ کی ضرورت ہے۔۔ اب کی مرتبہ سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پشت پر لب رکھتے پیشانی سے لگایا تھا۔۔

طرسم کچھ لمحے سانس نہ لے سکی۔ اس کی محبت کو لفظوں کی ضرورت نہیں تھی۔۔ کئی لمحے سانس روکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بے پناہ سرخ ہو چکا تھا سردار نے جب اس کے چہرے کو دیکھا تو سخت گھوری سے اسے نوازا یکدم طرسم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

میرا ہاتھ پیشانی سے کیوں لگایا۔ ہم کسی کا ہاتھ اپنی پیشانی سے اس وقت لگاتے ہیں جس ہمارے دل میں اس شخص کے لیے بے پناہ محبت ہو اور ہمارے دل میں آخری حد تک عزت اور احترام ہو۔۔

محبت کا دوسرا لفظ عزت ہے۔۔ سردار نے اسے سختی سے خود میں بینچا۔۔ وہ ہر مرتبہ سے لاجواب کرتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تقریباً تین ماہ بعد

یاور اس کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جس کو اس نے اپنے بچے کے لیے سجایا تھا چیئر پر بیٹھے وہ ماضی کی یادوں میں گم تھا۔۔

یاور جیسے گھر داخل ہوا۔ گھر میں اتنا سناٹا محسوس کرتے یاور کا دل دھڑکا اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا وہ مین گیٹ عبور کرتے ہیں اندر داخل ہوا گھر کا دروازہ کھول کر وہ آگے بڑھنے لگا۔۔

جب اس کا پاؤں کسی چیز سے اٹکا اس نے نیچے کی جانب دیکھا۔ لب کھلے لیکن حلق سے آواز نہ نکلی وہ پھٹی آنکھوں سے دروازے کے پاس

پڑی اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے لگا۔ اپنے بھائی کی لاش دیکھ کر اس کا وجود کانپنے لگا تھا۔۔ ہر جگہ خون پھیلا ہوا تھا۔۔

بھ۔۔۔ بھائی!ا۔۔ااا۔۔۔ کا۔۔۔ ش۔۔۔۔۔ بھ۔۔۔ بھ۔۔ائی۔۔۔ اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی کانپتے ہوئے ہاتھ اپنے بھائی کے چہرے پر رکھتے تھپتھپانے کی کوشش کی جبکہ ہاتھوں میں جیسے جان نہیں ختم ہو گئی تھی۔۔

بھ۔ بھا۔۔۔۔ئی وہ اپنے بھائی کو پکار رہا تھا کہ شاید اس کا بھائی اٹھ جائے لیکن اس کے بھائی کی روح تو کب کی پرواز کر چکی تھی۔۔۔

بھائی بھائی اٹھیں جب اپنے ہاتھوں پہ لگا یا ور کے ہاتھ خون سے بھر چکے تھے۔۔۔

بھائی، بھائی اٹھے وہ چلا رہا تھا۔ اب وہ خون بھرے ہاتھ کبھی اپنے چہرے پر لگاتا اور کبھی اپنے بھائی کے چہرے پر لگاتا۔۔۔۔

بھائی تنگ نہیں کرے نہ۔۔۔ وہ اپنے بھائی کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھامے چلا رہا تھا آنکھوں سے آنسو بہتے اس کے بھائی کے چہرے پر گرنے لگے۔۔ اس کی نظر اپنے بھائی کے وجود پر گئی جہاں کئی گولیوں کے نشان تھے۔۔۔

نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا میرا بھائی۔ ماما، بابا۔ وہ اپنے بھائی کی لاش چھوڑیں وہ اندر کی جانب بھاگا لیکن گھر میں کوئی ہوتا تو اسے کسی کی آواز آتی اسے یہ سناٹا اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اتنا سناٹا تو اسے گھر میں کبھی نہیں ہوا تھا وہ سب سے پہلے اپنے کمرے میں گیا لیکن جیسے ہی اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا سامنے ہی اپنی بہن کی پڑی لاش کو دیکھ کر اس کے قدم لڑکھڑائے تھے اس سے پہلے کہ وہ گرتا اس نے دروازے کا سہارا لیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے زنیشہ کی لاش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ، نہیں، نہیں، نہیں، زنیشہ۔ پاگلوں کی طرح کہتے آگے بڑھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا تھا زمین پر پھیلا خون اس کے سفید کپڑوں کو لال رنگ میں تبدیل کر گیا۔۔ اس نے ایک نظر اپنی بہن کی طرف دیکھا جس کی گردن کافی حد تک کٹ چکی تھی اتنی کٹ چکی تھی بس اس کے تھوڑی سی گردن اس کے جسم کے ساتھ لگی ہوئی تھی وہ اپنی بہن کے چہرے پر اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ لگا کر دہاڑے مار کر رونے لگا۔۔۔۔۔

زنیشہ! وہ چیک رہا تھا چلا رہا تھا آنکھوں سے آنسو بہنا بند نہیں ہو رہے تھے۔۔ خون نکل کر پورے کمرے میں پھیل چکا تھا اتنا خون پھیل چکا تھا جیسے کہ کسی جانور کو ذبح کیا گیا ہو۔۔ اپنی بہن کا اپنے ہاتھ میں تھامے وہ بچوں کی طرح بلند آواز میں بلک بلک کر رو رہا تھا۔۔

زونیشہ! بھائی ہمیں چھوڑ گئے۔۔۔ وہ بھائی، بھائی۔۔۔ گولیاں۔۔۔ لگی ہیں۔۔ اپنی بہن کے ہاتھ کو سختی سے اپنے ہاتھ میں دباتے اسے اٹھانے

کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ اکثر وہ زنیشہ کے ہاتھ کو جب دباتا تھا تو وہ اس پر چیختی تھی۔۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ جب گھر جائے گا تو اسے اپنی بہن اور اپنا بھائی اس حال میں ملیں گے۔۔ وہ بار بار اپنی بہن کی گردن جوڑنے کی کوشش کرتا کہ شاید اس کی بہن اٹھ جائے لیکن اس کی بہن کی بھی روح کب کی پرواز کر چکی تھی۔۔۔۔

اہمممم۔۔۔۔۔ایک بے انتہا بلند یاور کے حلق سے نکلی تھی۔۔

نہیں، نہیں۔۔ وہ حقیقت کو اپنا نہیں پا رہا تھا۔

ماما، بابا اپنے ماں باپ کو پکارتے زنیشہ کے پاس سے اٹھا یاور کا وائٹ سوٹ جو اس نے پہنا ہوا تھا وہ مکمل خون سے بھر چکا تھا وہ بھاگتا ہوا سیڑھیوں چڑھتا گیا کئی دفعہ تو وہ سیڑھیوں سے گرتے گرتے بچا تھا لیکن جیسے ہی وہ اپنے باپ ماں کے کمرے میں داخل ہوا اس کا قدم جو چل

رہے تھے وہ بھی آہستہ ہو گئے وہ اپنے شکستہ قدم لیتے اپنی ماں کی
جانب قدم بڑھانے لگا۔۔۔۔
یاور نے اپنی ماں کے مردہ کو دیکھا۔ جن کے منہ سے خون نکل رہا تھا
ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بالکل نیلا پڑ چکا تھا۔۔۔
ماما کیا ہوا۔ وہ گرنے والے انداز میرے زمین پر اپنی ماں کے پاس بیٹھا
ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ ماما اٹھے سب مجھے تنگ کر رہے
ہیں۔۔۔ آپ تو آٹھ جائے۔۔ یاور نے اپنی ماں کے وجود کو جھنجھوڑا۔
کانپتے ہوئے ہاتھ اپنی ماں کے ناک کے نیچے رکھے سانسوں کا نام و
نشان نہیں تھا۔۔۔ کئی انسو ٹوٹ کر یاور کی آنکھوں سے زمین پر گرنے
لگے۔۔ یاور دہارے مار کر اپنی ماں کے پاس بیٹھ کر رویا تھا۔۔ وہ اپنا
سب کچھ کھو چکا تھا۔۔۔ کئی چیخیں اس کے حلق سے نکلتے ہوئے اس
سنسان گھر میں گونجی تھی۔۔۔

نہیں ، نہیں ، نہیں آپ سب مجھے چھوڑ کے نہیں جا سکتے میں کیسے زندہ رہوں گا آپ سب کے بغیر۔۔ بابا بابا۔۔ اپنے بابا کو پکارتے وہ اپنی ماں کو بھی چھوڑے ، سیڑھیاں اترتے نیچے کی طرف بھاگا۔۔۔

بابا! اپنے باپ کو آوازیں دیتے ہوئے وہ پورا گھر دیکھنے لگا لیکن اسے کہیں بھی اس کا باپ نظر نہیں آیا وہ تو ان سب کو مارکب سے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ وہ بیک ڈور کی جانب جا کر اپنے بابا کو ڈھونڈنے لگا لیکن اسے اس کے بابا نہ ملے۔۔

بھائی آپ۔۔۔ آپ نے تو وعدہ کیا تھا اپ مجھے کبھی چھوڑ کے نہیں جائیں گے یہ یہ سب کیا ہے بھائی مجھے چھوڑ کر کیوں گئے۔۔ کون ظالم ہے جس نے میرے بھائی ، بہن اور ماں کو اتنی بے دردی سے مار دیا ہے میں کیوں نہیں مر گیا اپ لوگوں کے ساتھ کاش میں بھی اس مر جاؤ ۔۔ بھائی ہماری بہن۔۔ یاور نے زور سے اپنی آنکھیں میچے بار بار اس

اسے اپنی لاڈلی بہن کی کٹی ہوئی گردن سامنے آتی تو اس کا دل بند ہونے لگتا تھا۔۔۔۔۔۔

اتنے میں محلے دار بھی اس کے گھر میں جمع ہونے شروع ہو گئے جب محلے والوں نے یاور کی حالت کو دیکھا جو اب ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے۔ پتھرائی انکھوں سے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھ رہا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو اٹھا کر ایک سائیڈ پہ کر دے یا اپنی بہن کے لاش کو اٹھا کر لاونج میں لا سکیں ان کی تدفین کی تیاری کر سکے۔۔۔۔

محلے والوں کو یاور کی حالت دیکھ کر ترس آنے لگا تھا یاور کی حالت کو دیکھتے ہوئے محلے والوں نے اکاش کو زینشہ اور اس کی ماں کو کفن دفن کرنے کی تیاری کی سب لوگ تو ان سب کی لاشیں دیکھ کر ایک پل کو ڈر گئے تھے کچھ لوگ توبہ توبہ کر رہے تھے کہ کیسی دردناک موت ہوئی ہے

لیکن یہ تو اللہ پاک کا کام ہے کہ کس کو کیسی موت دینی ہے اور کیسی نہیں۔۔۔۔

یاور ابھی بھی دیوار کے ساتھ ٹیک بیٹھے سب کو دیکھ رہا تھا اس کے حلق سے کچھ بھی نہیں نکل رہا تھا وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہا تھا۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے ہی گھر والوں کی لاشوں کو سہارا دے کر قبرستان تک چھوڑیں تھوڑی ہی دیر میں کفن دفن کا سارا کام کرتے ہوئے وہ لوگ ان کو لے کر تدفین کے لیے لے کر چلے گئے۔۔۔۔۔

اور یاور وہاں ہی خالی ہاتھ بیٹھا رہ گیا کچھ محلے داروں نے تو اسے کچھ کھانے پلانے کی بھی کوشش کی لیکن اس نے کھانے پینے سے بھی منع کر دیا۔۔۔۔

ایسے ہی دن گزرتے گئے وہ اپنے گھر میں ہی تھا جب گھر کی صفائی کی گئی تو ملازمہ نے اسے موبائل لا کر پکڑایا تھا اس نے وہ موبائل اپنی الماری

میں رکھ دیا۔۔ اچانک یاور کو وہ موبائل یاد آیا جو ملازمہ کو بیک ڈور والی سائڈ سے ملا تھا۔۔۔

اگر بابا نہیں ہے تو کیا انہیں کوئی لے گیا ہے۔ میں تو اپنا موبائل کمرے میں رکھ کر گیا تھا۔ میرا موبائل ٹوٹا ہوا ہے یعنی وہ بابا کے پاس تھا۔۔ یاور جھٹکے سے بیٹھ سے اٹھا تھا الماری سے اپنا موبائل نکال کر اسے ان کیا۔۔ جیسے جیسے ریکارڈنگ سنتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں جیسے خون جمع ہونے لگا اس کی آنکھیں لال ہوتی جا رہی تھی۔ جب جب اس کا باپ دالہام کا نام لے رہا تھا۔ اس کا خون کھولنے لگا اس کے اندر لاوا پھٹنا شروع ہو گیا۔۔

دالہام خانزادہ تم نے میرے گھر والوں کو قتل کیا ہے نا اب تم دیکھتے جاؤ کہ میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں۔ تمہارے گھر والوں کو ایسی موت دوں گا نا کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گے۔۔۔ اس نے ہاتھ پر بے انتہا

گرفت سخت کی تھی دل میں دالہام کے لیے بے انتہا نفرت پیدا ہو گئی۔۔۔۔

تم نے میرے خاندان کو بے دردی سے مارا تھا میں کچھ پل کے لیے رک گیا لیکن میں نے دشمنی ختم نہیں کی سردار۔ نفرت اور بدلے کی آگ ابھی بھی میرے دل نے بھڑک رہی ہے۔۔۔ سب سے پہلے میں نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی تھی اور تمہیں بھی سب سے پہلے اپنے بھائی کی لاش ملے گی۔۔

ماضی کی تلخ یادوں کو ایک مرتبہ پھر یاد کرتے وہ پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور گہرا سانس بھرتے ان کھلونوں کی جانب دیکھنے لگا۔۔جو اس نے دل میں ہزاروں ارمان سجا کر لائے تھے۔۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھا جب کسی نے دروازے پر دستک دی کسی کو بغیر اجازت کے اس کمرے میں آنا منع تھا۔۔اس کی آنکھوں میں حد سے زیادہ سرخی شامل ہوئی تھی لمبے ڈھگ بھرتا دروازے تک پہنچا تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر نکلا، کھٹاک سے دروازہ بند کیا سامنے راعنین کھڑی تھی۔۔

کھانا کھالیں نظریں جھکائے الفاظ ادا کیے یاور بغیر اس کی طرف دیکھیں سیڑھیاں اترنے لگا اور لبوں پر قفل لگائے اس کے پیچھے سیڑھیاں اتر رہی تھی ان دونوں کے درمیان زیادہ بات نہیں ہوتی تھی۔ راعنین تو بالکل خاموش ہوگئی تھی۔۔ کوئی بات نہ کرتی تین ماہ ہو گئے تھے وہ اپنی بہن سے بھی نہیں ملی تھی محض کمرے اور کچن تک محدود ہو کر رہ گئی۔۔ یاور کے دائیں جانب بیٹھ کر اس کی پلیٹ میں کھانا ڈالا اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالتے چھوٹے چھوٹے نوالے توڑ کر کھانے لگی۔۔۔۔ بھوک نہ ہونے کے برابر تھی دل گھبرا رہا تھا۔۔

یاور نے کھانا ختم کیا ہی تھا جب اسے کال آئی۔ کال اٹینڈ کرنے کے لیے وہ سائیڈ پر چلا گیا۔۔ راعنین نے تمام برتن سمیٹے کچن میں جا کر ان کو دھوتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ یکدم اس کا سر چکرایا تھا۔۔ جی متلانے لگا واش روم میں جاتے ہیں واش بیسن پر جھکتے وہ قے کرنے

لگی۔۔ایک ہاتھ سے اپنا سر تھامے دوسرے ہاتھ سے سہارا لیتے واش روم سے باہر آتے بیڈ پر بیٹھی۔۔اچانک اس کی نظر آئینے میں اپنے عکس پر گئی اپنے آپ پر غور کرتے اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

یہ۔۔نہیں۔۔۔راعنین۔۔۔نہیں تم نے اپنا بچہ۔۔۔۔کھویا ہے۔۔۔اس لیے زیادہ۔۔۔۔سوچ رہی ہو۔۔۔وہ تین ماہ سے ان سب چیزوں کو جھٹلا رہی تھی۔اس کی جسامت بڑھ رہی تھی جبکہ وہ ہر مرتبہ اپنی جسامت پر غور، اپنے جذبات، اپنے اندر تبدیلیاں محسوس کرنے کے باوجود بھی وہ ہر چیز کو جھٹلا رہی تھی۔۔

میرا بچہ نہیں رہا۔۔۔تو۔۔چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔اسے بے انتہا پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گئی۔۔گھرے

گہرے سانس بھرتے 15 منٹ بعد وہ خود کو کسی حد تک پر سکون کر سکی تھی جبکہ درد ابھی بھی بے انتہا تھی۔۔

یاور کمرے میں داخل ہوا۔ راعنین جو دوپٹے سے بے نیاز بیٹھی تھی اپنا دوپٹہ پکڑ کر اپنے گرد پھیلایا۔۔

یاور مجھے ہاسپٹل جانا ہے۔۔ دوپٹہ سختی سے مٹھی میں جکڑ کر اس نے کہا تھا گزشتہ ایک ہفتے سے اسے روانہ یہ درد محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔ راعنین نے خود پر حد سے زیادہ قابو کیا جبکہ آنسو تھے اس کی بات ماننے کو تیار ہی نہ ہوئے۔ وہ اس کی بیوی تھی اس کی ذمہ داری تھی۔۔

بنا کچھ کہے اپنے آنسو صاف کر کے چادر نکال کر خود کے گرد اچھے سے لپیٹتے پورچ میں گئی۔۔ ڈرائیور کو یاور نے کال کر کے کہہ دیا تھا کہ اسے ہاسپٹل لے جاؤ۔۔ اس نے راعنین کے لیے دروازہ کھولا وہ خاموشی

سے پچھلی سیٹ پر بیٹھے آنسو بہائے جا رہی تھی۔۔ درد سے اس کا برا حال تھا۔۔

ہاسپٹل کے باہر جیسے ہی ڈرائیور نے کار روکی وہ فوراً باہر نکلی اور لمبے ڈھگ بھرتے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوئی۔۔

اپنا چیک اپ کروانے کے لیے وہ ڈاکٹر کے کیبن میں داخل ہوئی۔۔

ڈاکٹر مجھے گزشتہ ایک ہفتے سے پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے اور دو ماہ سے تو ایسا ہے کہ ہر تیسرے دن قے آتی ہے۔۔ راعنین کا حلق خشک تھا وہ بمشکل ڈاکٹر کو بتا پائی تھی۔۔ اس کی طبیعت چاہے حد سے زیادہ خراب ہو جاتی ہے لیکن کبھی اس نے یاور کے سامنے ذکر نہیں کیا تھا نہ ہی کبھی یاور نے غور کیا۔۔

مس آپ گائنکالجسٹ کے پاس جائیں اور ان سے اپنا چیک اپ کروائیں۔۔

ڈاکٹر میرا گائنا کالجسٹ سے کیا کام۔ مجھے نارمل پیٹ میں درد ہے اور وامٹ ہوتی ہے۔۔ اس نے سختی سے اپنے دوسرے ہاتھ کی کلائی پکڑی۔۔

میم آپ کی جسامت دیکھ کر کسی کو بھی علم ہو جائے گا کہ آپ ماں بننے والے ہیں آئی تھنک آپ کا فورنتھ سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔۔ میں گائنکالجسٹ نہیں ہوں لیکن آپ کی حالت دیکھ کر اتنا اندازہ تو مجھے بھی ہو گیا ہے۔ مجھے حیرت ہو رہی ہے آپ امید سے ہیں آپ کو خود میں تبدیلیاں محسوس نہیں ہوئی۔۔ راعنین پھٹی آنکھوں سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگی زبان تالوں کے ساتھ چپک گئی سانسیں سینے میں اٹکی تھی۔۔ جس بات کو وہ جھٹلا رہی تھی کیا وہ سچی تھی۔۔

لیکن۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔۔۔ے ڈاک۔۔۔۔ٹر۔۔۔۔نے کہا

۔۔۔۔۔تھا۔۔۔ میر۔۔۔۔۔۔ا۔۔۔۔بچہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ رہا۔۔

راعنین بے آواز آنسو بہاتے بولی۔۔۔۔

ڈاکٹر کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی آپ جا کے ایک مرتبہ دوبارہ اپنا چیک اپ کروائیں۔۔ میری بات کا برا مت بنائیے گا اگر ڈاکٹر کو غلط فہمی ہو بھی گئی تو آپ کو کیسے محسوس نہ ہوا اتنے ماہ کے آپ امید سے ہیں۔۔ ایک عورت کو تو فوراً اندازہ ہو جاتا ہے اپنے اندر تبدیلیاں محسوس کر کے اور ساتھ آپ کی بڑھتی ہوئی جسامت۔۔ کیا آپ کے شوہر نے بھی غور نہیں کیا۔۔ راعنین کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔ وہی کیبن میں بیٹھے وہ بلند آواز میں رونے لگی تھی۔۔ ڈاکٹر ہڑبڑا گئی اس کے یورونے پر۔۔

صبر سے کام لے ، خاموش ہوجائیں ، آپ ڈاکٹر سے جا کر اپنا مکمل چیک اپ کروائیں ۔ ۔ راعنین کتنی دیر روتی رہی ۔ اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے اس نے سختی سے صاف کیے تھے ۔ ۔

لیڈی ۔ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر ۔ ۔ ۔ ۔ کا ۔ ۔ ۔ کک ۔ ۔ بین ۔ ۔ ۔ ۔ کہاں ۔ ۔ ۔

ہے ۔ ۔ ۔ راعنین نے بمشکل الفاظ ادا کیے ۔ ۔

چلیں میں آپ کو چھوڑ رہا ہوں اس کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر کو اس پر ترس آیا اس کا ہاتھ پکڑے اسے گائنکالجسٹ کے کیبن میں لے گئی ۔ ۔ ۔ راعنین کو ڈاکٹر کے پاس چھوڑ کر وہ ڈاکٹر چلی گئی ۔ ۔ یہ وہی ڈاکٹر جس سے پچھلی مرتبہ راعنین نے اپنا چیک اپ کروایا تھا ۔ ۔

ڈاکٹر آپ نے کہا تھا میرا مس کیرج ہوگیا ہے ۔ لیکن ۔ ۔ وہ بات کو ادھورا چھوڑ گئی ۔ ۔ ۔

مس راعنین مجھے غلطی لگی تھی جس دن آپ کو ایمر جنسی روم میں لے جایا گیا تھا اسی دن ایک اور عورت ایمر جنسی روم میں موجود تھی اور آپ دونوں کا نام سیم تھا۔ رپورٹ اس عورت کی آئی تھی اور بچہ بھی اس کا ضائع ہوا تھا۔ آپ کی رپورٹ تھوڑی دیر بعد آئی تھی۔ اس عورت کا چیک اپ مجھ سے پہلے دوسری ڈاکٹر کر رہی تھی۔ جب رپورٹ آئی تو مجھے لگا وہ آپ کی ہے۔۔ میں نے آپ کو کہہ دیا کہ آپ کا بچہ ضائع ہو گیا ہے اور اس عورت کو کہا کہ آپ کا بچہ بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے معاف کر دیں میری غلطی کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا دکھ سہنا پڑا۔۔

راعنین نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ ڈاکٹر کی ایک غلطی کی وجہ سے اس نے بچہ کھونے کا درد تین ماہ برداشت کیا تھا۔۔ اس کی ایک غلط فہمی کی وجہ سے یاور کا رویہ پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تو اسے بلانا تک گوارا نہیں کرتا تھا۔۔

آپ کو اندازہ ..... نہیں ہے ڈاکٹر ..... آپ کی ..... ایک غلط ..... فہمی کی ..... وجہ ..... سے میں نے اپنا ..... سب کچھ کھو ..... دیا۔ جس شخص ..... سے محبت ..... تھی اسے ..... کھو دیا۔ اپنا ..... آپ ..... کھو دیا۔۔ راعنین روتے ہوئے اپنی بات مکمل کرتے درمیان میں ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں۔۔۔

راعنین نے لمبا سانس لیا۔ خوشی بے انتہا تھی کہ اس کا بچہ اس سے دور نہیں ہوا جبکہ تکلیف اس سے زیادہ تھی کہ اسے اس کے شوہر کی پرواہ ملے گی محض بچے کی خاطر اور اب اسے یہ پرواہ نہیں چاہیے تھی۔۔۔۔ جبکہ یاور سے چھپا بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

وہ لاکھ بری بن سکتی تھی لیکن اپنی اولاد کو اس کے باپ سے دور نہیں کر سکتی تھی۔۔

پلیز میری اس غلطی کو درگزر کر دیجئے گا۔۔ڈاکٹر شرمندہ تھی۔۔

میں نہیں جانتی میں اس غلطی کو درگزر کر پاؤں گی کہ نہیں۔۔وہ کچھ لمحہ خاموش ہو گئی۔۔

ڈاکٹر مجھے گزشتہ ایک ہفتے سے بہت زیادہ درد محسوس ہو رہی ہے۔۔

ڈاکٹر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات واضح تھے اس نے غور سے راعنین کا چہرہ دیکھا۔۔آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے، آنکھیں زرد تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے اس کا مکمل چیک اپ کیا۔۔

کمزوری کی وجہ سے ہو رہا ہے میں آپ کو میڈیسن دیتی ہوں وہ روٹین سے کھائیے گا اور اپنی ڈائٹ کا دھیان رکھیں۔۔ڈاکٹر نے ادویات لکھ کر اسے پکڑا دی۔۔

ڈاکٹر میں ایک مرتبہ پریگنسی ٹیسٹ کروانا چاہتی ہوں۔۔

یہ ٹیسٹ کیوں کروانے ہے جبکہ آپ جانتی ہیں کہ آپ امید سے ہیں ڈاکٹر کو حیرت ہوئی وہ دوبارہ ٹیسٹ کیوں کروانا چاہتی تھی۔۔

پلیز ڈاکٹر مجھے کروانا ہے۔۔ ڈاکٹر میں دوبارہ اس کے ٹیسٹ کے رپورٹ ملتے ہی وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔۔ ڈاکٹر کی کہی گئی دوائیاں لے کر وہ گھر پہنچی، راستے میں وہ گہری سوچوں میں گم رہی تھی۔۔

لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگے کہ اس ستمگر کو کیسے بتائے۔۔ آدھا گھنٹہ سوچوں میں گم رہی تھی ہمت پیدا کرتے کمرے میں گئی جبکہ کمرہ خالی تھا۔ ملازمہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یاور سر دوسرے کمرے میں ہے۔۔ ہاتھ میں اس نے رپورٹ پکڑی ہوئی تھی۔۔

ٹینشن اور خوشی میں وہ یہ بات بھول گئی کہ بنا اجازت کے کمرے میں جانا منع ہے بغیر دستک دیے دروازہ کھول کر جیسے ہی وہ کمرے میں

داخل ہوئی تھی۔۔۔کمرے کا حلیہ دیکھ کر وہ ایک جگہ ساکت ہوئی۔۔پورا کمرہ بچوں کے کھلونوں سے بھرا ہوا تھا۔ٹرانسپیرنٹ الماری تھی جس میں بے شمار کپڑے تھے۔۔یاور زمین پر ایک بھالوں کو اپنے سینے سے لگائے سویا ہوا تھا اس کی بھاری پلکیں گیلی تھی رخسار پر آنسو کے مٹے مٹے نشانات تھے۔۔۔آگے بڑھتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر ان کھلونوں کو دیکھنے لگی۔۔

وہ ایک برا شوہر تھا اور شاید اس سے اچھا کوئی باپ نہیں تھا۔۔۔

دوسروں کو رلانے والا شخص اپنی اولاد کے لیے تین ماہ سے زیادہ عرصے سے رو رہا تھا۔۔۔

یاور!را عنین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اپنے کندھے پر لمس محسوس کرتے ہیں وہ ہڑبڑاتے جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔سرخ آنکھوں میں غصہ

لیے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا میری اجازت کے بغیر تم اس کمرے میں کیا کر رہی ہو۔۔۔

جاؤ یہاں سے۔ اس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے جب وہ غصے سے دہارا تھا۔۔

چلی جاؤں گی بس ایک مرتبہ میری بات سن لیں۔۔

ہمارے درمیان سننے سنانے کو کچھ نہیں رہا چلی جاؤ یہاں سے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔۔ یاور نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

یاور میں۔۔۔۔ میں نے کہا نہ جاؤ۔ مر گئے ہیں میرے لیے سب رشتے۔۔ اپنے خاندان کو کھونے کے بعد میں تنہا ہو گیا اور اب میں ہمیشہ تنہا ہی رہنا چاہتا ہوں چلی جاؤ یہاں سے۔۔ وہ بول رہی تھی جب وہ اس کی بات کاٹتے اسے شانوں سے سختی سے تھامتے جھنجوڑتے ہوئے بلند آواز میں بولا۔۔۔۔ راعنین کے ہاتھ سے رپورٹ زمین پر گر گئی۔۔

جارہی ہو بس اتنا کہنا تھا کہ جس کے لیے یہ کمرہ سجایا ہے چند ماہ ہیں اس کے بعد وہ آپ کی گود میں ہوگا۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھنے لگی جب یاور نے اس کی کلائی سختی سے پکڑی تھی۔۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔ وہ حیرت سے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائیں اسے دیکھنے لگا۔۔

مس کیرج ہو چکا تھا اس کے بعد ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں بنا۔۔ اس سے کچھ نہ کہا محض زمین سے رپورٹ پکڑ کر اس کے سامنے کر دی۔۔

یاور نے فوراً اس رپورٹ کو کھولا جس کے اندر لکھے چند الفاظ کو پڑھ کے وہ بھی یقینی سے رپورٹ کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ کیسے اس ڈاکٹر نے تو کہا تھا۔۔ وہ بات مکمل نہ کر پایا۔۔

اس ڈاکٹر کی ایک غلط فہمی نے سب کچھ ختم کر دیا اور آپ نے بھی جلد بازی میں اس رپورٹ پر لکھے ہوئے اُس عورت کے سر نیم کو نہیں پڑھا تھا۔۔ راعنین نے اپنے آنسو صاف کیے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔

میں جانتی ہوں کہ اب میری غلطی نکلے گی کہ تین ماہ گزر گئے اور تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ تمہارے وجود میں ایک اور جان ہے۔۔ مجھے ہوا تھا انداز، کئی مرتبہ ہوا لیکن آپ کے لفظوں نے اس پر یقین ہی نہ کرنے دیا۔ جب بھی طبیعت بگڑتی کچھ محسوس ہوتا تو اپنے خیالوں کو جھٹکتی کیونکہ آپ کے الفاظ میرے ذہن میں بیٹھ چکے تھے کہ میں اپنی اولاد کی قاتل ہوں۔۔ راعنین اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

یاور نے اس رپورٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا آنکھیں ایک جگہ پتھرا گئی تھی۔۔

کیا ہوا خوشی نہیں ہے یہاں پھر اب بچہ نہیں چاہیے؟ جیسے اس کی ماں کی کوئی وقعت نہیں، کیا اس کی بھی نہیں رہی؟۔۔۔ راعنین نے تلخ مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اس پر نظر مرکوز کی یاور کی آنکھوں سے آنسو بہتے اس کی گود میں گر رہے تھے۔۔۔۔ راعنین نے سائیڈ سے ایک چھوٹا سا بھالو پک رہا ہے اور اسے اپنی گود میں رکھا۔۔۔۔

مجھے کبھی آپ سے محبت نہیں ملی، میں ترستی تھی آپ کی محبت کے لیے بے انتہا ترسی ہو۔ جب معلوم ہوا ماں بننے والی ہوں تب مزید تڑپی تھی، پھر آہستہ آہستہ آپ سے محبت ملنے کی امید کم ہو گئی پھر ذہن میں بس یہی خیال رہتا تھا کہ میرا بچہ ہوگا اور میں اس سے محبت دوں گی وہ تھوڑا سا بڑا ہوگا تو اپنی ماں کو یعنی کہ مجھے محبت دے گا۔ لیکن پھر انہی سب سوچوں میں الجھ کے رہ جاتی مجھے شوہر کا پیار بھی چاہیے۔۔ آپ سے زیادہ مجھے خوشی تھی کہ ہمارے پاس ہمارا بچہ ہوگا۔ میری چھوٹی سی فیملی ہوگی ہم

تینوں خوش رہیں گے۔ مجھے یقین تھا کہ جب ہمارے بچے کی پیدائش ہوگی آپ بدل جائیں گے آپ مجھے محبت دیں گے۔۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہمارے درمیان جو محبت تھی شاید وہ بھی ختم ہوگی۔ اب کچھ ہے تو وہ محض ہمارا بچہ، کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں لیکن ہمت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ جس طرح ماں باپ کے بغیر میں نے زندگی گزاری ہے میں نہیں چاہتی میرا بچہ والدین میں سے کسی ایک کے پیار سے بھی محروم رہے۔۔۔ راعنین بول رہی تھی اور وہ خاموش تھا۔۔ اس نے اپنی تمام کیفیات اس بتادی۔۔

پاسس پڑے سٹول کا سہارا لے کے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی یا وروہیں بیٹھا رہ گیا۔۔

اپنا سر تھامے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے خود کو ہزار مرتبہ کوسا تھا۔۔ میرا بچہ۔۔ کچھ نہیں ہوا اسے۔۔ وہ بار بار وہی الفاظ دہرا رہا تھا۔۔

میرے لیے میری اولاد۔۔۔۔ وہ اچانک چپ ہو گیا ذہن میں اس کے الفاظ گردش کرنے لگے۔۔۔

کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے آپ کو چھوڑ کر چلی (جاؤں لیکن ہمت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ جس طرح ماں باپ کے بغیر میں نے زندگی گزاری ہے میں نہیں چاہتی میرا بچہ والدین میں سے کسی ایک کے پیار سے بھی محروم رہے)۔۔

یاور تم نے بھی تو آدھی سے زیادہ زندگی اپنے ماں باپ کے بغیر گزار دی ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔ میرا بچہ یہ سب نہیں سہے گا اسے کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔ وہ اپنا سر تھامے کئی کھلونا کو پکڑ کر خود میں بیچ کیا جیسے وہ کسی کمی کو پوری کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

راعنین کمرے میں داخل ہوتی بیڈ پر اوندے منہ لیٹے تکیے میں منہ دیے اپنی سسکیوں کا گلا گھوٹنے لگی۔۔۔

رات کے دو بج گئے وہ کب سے روئے جا رہی تھی نہ رات کا کھانا کھایا اور نہ ہی میڈیسن۔۔ یاور کمرے میں داخل ہوا ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔۔ کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کر کے اپنے آنسو صاف کر کے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اس کی جانب دیکھا نہیں تھا۔۔

یاور نے ٹرے اس کے سامنے رکھ دی۔۔ راعنین نے خود پر ضبط کرتے آنکھیں میچی تھی۔ اسے نفرت ہو رہی تھی اس کے فنکار مند ہونے سے۔۔

کھانا کھالو۔۔۔

وہ بس اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اس نے ایک نظر بھی کھانے کو یا پھر یاور کی طرف نہ دیکھا۔۔۔

بچے کے لیے ہی کھالو۔۔اسے کھانا نہ کھاتے دیکھ اسے صرف ایک یہی بات ملی۔۔

بچے کے لئے ہی کھالو کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے میری پرواہ کر کے لائے ہیں اس نے "ہی" لفظ پر زور دیا۔۔۔۔

کھانا کھالو۔۔راعنین نے ٹرے پکڑ کر زمین پر الٹ دی۔۔

نہیں چاہیے مجھے آپ کا لایا ہوا کھانا، مجھے معلوم ہے کہ مجھے اپنے بچے کے لیے خود کا دھیان رکھنا ہے آپ کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔

جب بچہ پیدا ہو جائے گا جتنا چاہے اس سے پیار دیجئے گا جتنا چاہے اس پر حق جتائیے گا میں نہیں منع کروں گی لیکن جب تک اس کی پیدائش نہیں ہو جاتی۔اگر کبھی میرے لیے فکرمندی ظاہر کی تو محض بچے کا نام آگے ہونا

چاہیے میرا نہیں۔۔ راعنین نے نظر زمین پر گرے ہوئے کھانے پر مرکوز کیے کہا تھا۔۔ اسے نہیں چاہیے تھی اس کی پرواہ، اس کی فکر۔۔ یاور نے ملازمہ کو کال کر کے دوبارہ کھانا منگوایا۔ اس مرتبہ اس نے کھانا کھالیا تھا۔۔ کھانا کھاتے ہی میڈیسن کھا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موند گئی۔ یاور دوسری جانب بیڈ پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔۔

اب شدت سے پچھتاوا ہو رہا تھا کاش وہ اس کی طبیعت پر غور کر لیتا۔ جو لاپرواہیاں ہوئی تھی تین ماہ میں کم از کم وہ نہ ہوتی۔۔۔ رشتہ تو شاید ان کے درمیان کبھی ٹھیک نہیں ہونا تھا۔ تو کم از کم بچے کے معاملے میں لاپرواہی نہ ہوتی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کے پیپرز ختم ہو گئے تھے پیپرز کے دوران سردار نے اسے بہت سختی سے پڑھائی کروائی تھی اسے ڈانٹتا بھی اور ہر وقت اسے کتابوں میں لگائے رکھتا۔۔ جیسے ہی اس کے پیپرز ختم ہوئے سردار کو گاؤں کے مسئلوں نے آن گھیرا، مسئلے ختم ہوئے تو بزنس نے جان نہ چھوڑی وہ تقریباً ایک ماہ سے بیرون ملک گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔۔ پچھلے کچھ دنوں سے اس کا موبائل بھی آف جا رہا تھا۔۔

فجر کی نماز پڑھ کر وہ بیڈ پہ بیٹھی تھی اس کے پاس شیر طیان سویا ہوا تھا۔ جب سے سردار گیا تھا وہ اسی کے پاس ہوتا تھا ان دونوں کے درمیان جھگڑا بھی بہت ہوتا اور وہ ضد کر کے اسی کے میں سوتا تھا۔۔

ایک مرتبہ حویلی واپس آجاؤ بات ہی نہیں کروں گی میں۔۔ اس نے آج کوئی 50 کال دوسرے کر دی تھی جبکہ اٹینڈ ایک بھی نہ ہوئی اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔

طرسم اسے یاد کر کے روز روتی جب بھی طبیعت خراب ہوتی تو اس کے شدت سے یاد آتی تھی اس کی فکر، اس کی پرواہ، اس کے خوبصورت الفاظ یاد آتے۔۔

کوئی پرواہ ہی نہیں ہے نہ میری اور نہ ہی اپنے بچے کی۔۔ ویسے بہت کہتے ہیں میری بیٹی اس دنیا میں آئے گی تو اسے بے پناہ پیار دوں گا۔۔ ہر چیز اسے لا کر دوں گا پوری دنیا کی خوشیاں اس کے قدموں میں رکھ دوں گا اور سات دن ہو گئے ہیں ایک مرتبہ بھی کال کر کے نہیں پوچھا کہ میری پری کی طبیعت کیسی ہے؟۔۔ طرسم کی آنکھیں نم ہوئی۔۔ اپنے آنسو صاف کر کے ڈریسنگ روم میں جاتے ہیں کپڑے تبدیل کیے۔ پنک کلر کی بے انتہا کھلی فراک جو اسے گھٹنوں تک آتی تھی۔ اس کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ اور نقاب نکال کر باہر آئی۔۔

نقاب اور حجاب کر کے وہ کمرے سے باہر نکلے ابھی تک حویلی کا کوئی افراد بھی نہیں اٹھا تھا۔۔

قندیل اپنے کمرے سے باہر نکلی یکدم اس کے دل میں حسد پیدا ہوا تھا اسے دیکھ کر۔۔ اس کا خوبصورت چہرہ، اس کا بھرا ہوا سراپہ اسے بے انتہا خوبصورت بنائے ہوئے تھا۔۔ کچھ دن پہلے اس نے طرسم کا چہرہ دیکھا تھا جہاں بے انتہا کشش تھی۔۔

یہ خوشیاں میری تھی۔۔ طرسم سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی۔۔ یعقوب سردار کے جانے کے بعد حویلی میں ہی رہ رہا تھا۔۔ وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا جب اس کی نظر قندیل پر پڑی جو حقارت بھری نظر طرسم پر ٹکائیں کھڑی تھی۔۔ تین ماہ یعقوب نے اس سے بات نہیں کی تھی وہ محض سردار کے ساتھ کاموں میں مصروف رہتا اور سردار کے جانے کے بعد سفیان خان کے ساتھ مل کر وہ کلام میں ہوئے معاملات حل

کروانے میں ساتھ دیتا۔۔ کھیتوں کو دیکھتا۔ سفیان خان کی مدد کرواتا تھا۔۔

تم نے میری خوشیاں چھینی ہے۔۔ قندیل اس کی جانب بڑھی تھی یعقوب لمبے ڈھگ بھرتا ان دونوں کی طرف گیا۔۔ اس نے طرسم کو دھکا دیا اس سے قبل وہ گرتی یعقوب نے اسے بازو سے پکڑ کر اوپر کی جانب کھینچا۔۔

طرسم پتھرائی نظروں سے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

بی بی جی آپ ٹھیک ہے؟ طرسم اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھیں بے یقینی سے قندیل کو دیکھ رہی تھی جو حسد کی زد میں آکر اس کی جان لینے والی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے وجود میں ایک ننھی سی جان ہے۔۔۔۔ ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔۔۔

کسی دن حسد میں ہی جل کر یہ خاکستر ہو جائے گی۔ طرسم نے حقارت بھری نظروں سے اسے نوازتے وہاں اپنے کمرے میں چلی گئی اس کی سانس سینے میں اٹکے ہوئے تھے۔۔

یعقوب اسے بازو سے دبوچتے کھینچتے ہوئے کمرے میں لے کر گیا تھا۔۔

الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس نے قندیل کے چہرے پر مارا۔۔

تم جیسی نیچ عورت سے یہی امید کی جا سکتی ہے۔۔ جو اپنا گھر بسانا نہ جانتی ہو بلکہ دوسروں کا اجاڑنا جانتی ہو۔۔ دوسروں کی خوشیاں چھیننا جانتی ہو۔۔ یعقوب نے اسے دونوں شانوں سے سختی سے پکڑا تھا قندیل کو اس کی انگلیاں اپنے وجود کے اندر جاتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

میں نے تمہیں تین ماہ کا وقت دیا کہ شاید تم سدھر جاؤ شاید تمہیں احساس ہو کہ کسی اور کی زندگی میں دخل اندازی نہیں کرتے جس کی قسمت میں جو خوشیاں ہوں اسے وہی ملتی ہیں۔۔ لیکن تم حسد حد سے زیادہ غرق ہو چکی

ہو نہ تمہیں صحیح کی پہچان رہی ہے اور نہ غلط کی۔ جو تمہارے ذہن میں گند آتا ہے اسی پر عمل کر جاتی ہو۔۔ قندیل کو اس نے جھٹکا تھا وہ اوندھے منہ بیڈ کر گری۔۔

خود پر لعنت بھیجنے کا دل چاہ رہا ہے جب میں نے اپنے دماغ میں اس خیال کو لایا کہ تم سدھر جاؤ گی اور ایک نارمل رشتہ ہمارے درمیان ہو گا۔۔

یعقوب نے اس کا چہرہ دبوچا تھا۔۔۔

میں کبھی ایک نوکر کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ مجھے صرف سردار چاہ۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب یعقوب نے اس کے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ کے دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے لے جاتے دبوچتے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

کیسی بے حیا عورت ہو تم۔ اپنے شوہر کے سامنے تم کسی اور کی محبت کی مالا جپ رہی ہو۔ یعقوب کا دل چاہا اس کی زبان حلق سے کھینچے دوبارہ اسے اس عورت کے منہ سے یہ الفاظ سننے کو نہ ملے۔۔۔۔

جس سے محبت ہے اسی کی محبت کی مالا۔۔۔۔ یعقوب نے اس کے چہرے پر گرفت سختی کی۔۔۔

مجھے درندہ بننے پر مجبور مت کرو۔۔ یعقوب کا چہرہ سرخ، کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی۔۔ اس کا ضبط جواب دے رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کرو گے تم اپنی ہوس کا نشانہ بناؤ گے۔۔ قندیل بولنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اپنی زبان کو لگام دو۔۔

وجہ؟ جب مجھے تمہارے ساتھ زندگی ہی نہیں گزارنی۔ میں کسی اور سے۔۔۔ یعقوب کا ہاتھ اٹھا تھا جبکہ اس نے ہوا نہیں روک لیا۔۔

تمہیں معلوم ہے تم مرد ہی نہیں ہو۔ تم نے اس عورت کو نکاح میں لیا ہے جو کسی اور کے نکاح میں جانا چاہتی تھی کسی اور کے قریب جانا چاہتی تھی مردانگی ہوتی تو کبھی تم۔۔۔ یعقوب نے ایک ساتھ دو تھپڑ الٹے ہاتھ کے اس کے چہرے پر مارے تھے۔۔ اس کے ہونٹوں کے کنارے سے خون نکلنے لگا۔۔

میری مردانگی دیکھنی ہے تم نے؟۔۔ یعقوب کا ضبط مکمل طور پر جواب دے چکا تھا کیونکہ وہ اپنی ہر حد پار کر چکی تھی اس کی مردانگی پر سوال اٹھا رہی تھی۔۔۔

مردانگی ہوگی تو دکھاؤ گے نا۔۔ یعقوب نے اس کی گردن پر گرفت سخت کی بالوں سے پکڑ کر جھٹکا دیتے اسے کھڑا کیا تھا۔۔ یعقوب نے اس کا ہاتھ مروڑتے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر لگاتے۔۔ اس کے کان کے قریب اپنے لب کرتے سرگوشی کی۔۔

خاموشی سے میرے ساتھ چلو نہیں تو تمہیں یہیں پر ہلاک کردوں گا۔۔

یعقوب اسے بازو سے پکڑتے کھینچتے ہوئے باہر لے کر گیا حویلی کے تمام افراد سوئے ہوئے تھے اسے لے جاتے کار میں بٹھا کر حویلی سے نکل گیا وہ کار حد سے زیادہ تیز دوڑا رہا تھا۔۔

کہاں لے کر جا رہے ہو؟ مجھے تم جیسے نوکر کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔۔

یعقوب جس کا رخ اپنے اصل گھر کی طرف تھا اس نے وہاں جانے کی بجائے راستہ بدل لیا۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ایک سنسان جگہ پر بنے چھوٹے سے گھر کے سامنے موجود تھے جس کے آس پاس کوئی گھر نہیں تھا۔۔ پہاڑی پر وہ گھر تھا۔۔

یہ کہاں لے کر آئے ہو تم مجھے؟ اس کا حلق خشک ہو گیا اس جگہ کو دیکھ کر۔۔ یعقوب کار سے باہر نکلا اسے کھینچتے ہوئے باہر نکال کر گھسیٹے گھر کے اندر لے کر گیا۔۔ وہ گھر ایک کمرے، چھوٹا سا لاؤنج اور اوپن کچن پر مشتمل تھا۔۔۔ گھر کا دروازہ بند کرتے، اسے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر پٹکا، کمرے کے دروازے کو لاک لگا کر، بھاری قدم اس کی جانب بڑھائے۔۔۔

بے غیرت انسان وہ اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے لگی تھی جب یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر مروڑتے اس کی پشت کے ساتھ لگاتے اپنے قریب کیا۔۔

اپنی ہوس دکھانے لگے ہو۔۔اس کے اس قدر قریب ہونے پر وہ تلملائی تھی۔۔

تم جیسے نامرد۔۔۔ یعقوب نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر چہرے پر ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔اس کی گردن پر جھکتے دانت گاڑھے۔۔اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ اس پر حاوی ہوا تھا۔۔اس کے بولے گئے بے ہودہ الفاظ کو وہ حقیقت کا رنگ دے گیا۔۔اس کا لمس ہر گز نرم نہیں تھا۔۔

اسے چھوڑ کر فریش ہوتے وہ کمرے سے نکل گیا لاونج میں جا کر اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے سرخ آنکھوں سے ارد گرد دیکھنے لگا اس کی وحشت ابھی بھی کم نہ ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس کے ساتھ یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا جبکہ اس کے الفاظ اس کا انداز اسے درندہ بننے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

صحیح کہتے ہیں عورت اپنے الفاظ اپنے انداز سے درندے کو انسان بنا سکتی ہے اور انسان کو درندہ۔ بدکردار بیوی! آج تم نے یعقوب شاہ کو درندہ بنا دیا۔۔ آنکھیں بند کیے وہ صوفے پر لیٹ گیا چھت کو پتھرائی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ کتنی دیر وہ اسی انداز میں لیٹا رہا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اٹھ کر واپس کمرے میں گیا قندیل بیڈ پر بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں تھامے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی دوپٹہ زمین پر گرا ہوا تھا۔۔

پہلی عورت دیکھی ہے جو نامحرم کے پہلو میں جانے کے لیے ہر غلط کام کر جاتی اور آج محرم کے پہلو میں آئی تو تو رونا آرہا ہے۔۔ تم واقع ہی ایک بدکردار بیوی ہو۔۔ یعقوب صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے بیٹھ کر بلند آواز میں غصے سے دہارا تھا۔۔۔

تم جیسے درندے کے پہلو میں آنگ کے کبھی خواب نہیں سجائے تھے میں نے۔۔ وہ اس کی جانب رخ کرتی چلائی تھی۔۔

شش۔۔۔ آواز نیچے بدکردار بیوی، مجھے بدکرداروں کی بلند آواز پسند نہیں ہے۔۔۔ یعقوب نے لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

اس نے اپنا عکس سامنے لٹکے ایک چھوٹے سے آئینے میں دیکھا تھا۔۔۔ گردن، ٹھوڑی اور کلائیوں پر نشانات تھے۔۔

کیا کہا تھا تم نے کہ میں ایک نوکر کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتی۔۔ اب تمہیں اسی گھر میں میرے ساتھ رہنا ہے۔۔ یعقوب بھاری قدم اٹھاتے اس کے سامنے کھڑا ہوا ٹھوڑی سی سختی سے چہرہ تھام کر اوپر کی جانب کرتے پاؤں بیڈ پر رکھتے ہلکا سا جھکا تھا۔۔

آج کے بعد سوچ سمجھ کر الفاظ ادا کرنا۔۔

صحیح کہا تھا میں نے مرد ہوس پرست ہوتا ہے وہ جتنی مرضی ہوا میں باتیں کر لے کہ مجھے تمہاری خوبصورتی سے نفرت ہے وہ ایک نہ ایک دن

بہک جاتا ہے۔۔۔ قندیل نے اس کے کہے گئے الفاظ پر چوٹ کی تھی۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ نفرت تو آج بھی ہے مجھے تمہارے حسن سے دل چاہتا ہے تمہاری جلت کو جلا ڈالو جس حسن پر تمہیں غرور ہے وہ ختم کر دو۔ اس نے پراسرار قہقہہ لگا کر الفاظ ادا کیے اسے اس کی خوبصورتی کی طلب نہیں تھی۔۔۔

اپنا منحوس چہرہ سیدھا کرو اور کچن میں جا کر کھانا بناؤ۔۔

مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی ابھی تک اس کی اکڑ میں ذرا سا بھی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔

تو بنانا سیکھو آج میں باہر سے کھانا لا رہا ہوں کل سے تم مجھے کچن میں نظر آنی چاہیے گھر کے تمام کام تم کرو گی یہ جو مٹی نظر آ رہی ہے فرنیچر پر، ہر چیز کل تک مجھے صاف چاہیے نہیں تو پھر میں اپنے انداز میں صاف

کرواؤں گا جو تمہیں بالکل بھی پسند نہیں آئے گا بدکردار بیوی۔۔ یعقوب اسے خود سے دور جھٹکتے کمرے سے باہر نکلا باہر سے کمرے کو لاک کرتے گھر کے دروازے کو بھی لاک کر کے کھانا لینے کے لیے گیا تھا۔۔۔

وہ ایک کمرے میں داخل ہوا۔ دیوار پر حویلی کے تمام افراد کی تصاویر لگائی گئی تھی۔۔ ہاتھ میں لال مارکر پکڑ کر اس نے آئیدن کی تصویر پر کراس کا نشان لگایا سرخ آنکھ سے وہ ان سب تصاویر کو دیکھ رہا تھا۔۔

ایک ایک کر کے تمہارا پورا خاندان ختم ہوگا۔۔ اس نے اپنی اس آنکھ پر سونے کا ہاتھ رکھا جس پر سیاہ پٹی لگی ہوئی تھی۔۔

سب سے پہلے تمہارا بھائی آئیدن احزان خانزادہ ختم ہوگا۔۔اس نے پراسرار قہقہہ لگایا۔۔۔یک دم اس کی نظر طرسم کی تصویر پر گئی اپنا سونے کا ہاتھ اس نے اس تصویر پر پھیرا تھا۔۔

ان سب کو ختم کر کے تمہیں میں اپنے پاس لے آؤں گا اپنے بے انتہا قریب، تمہاری یہ نیلی محض مجھے دیکھیں گی۔۔۔ابراہم ملک نے ایک مرتبہ پھر پراسرار قہقہہ لگایا تھا۔۔

تیار رہو ایک نئی جنگ کے لیے۔۔ابراہم نے طرسم کی تصویر ہاتھ میں پکڑی اس کمرے سے باہر نکل کر وہ اپنے کمرے میں گیا تھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنا حلیہ دیکھا کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے ایک ہاتھ سونے کا اور ایک آنکھ پر سیاہ رنگ کی پٹی لگی ہوئی تھی۔۔۔اسے اس انجام تک پہنچانے والے بڑی حویلی کے افراد تھے

اور وہ اب ان سب کو ختم کرنا چاہتا تھا اور اس پری کو اپنے قریب لے آنا چاہتا تھا۔۔۔

پری! ابراہم نے اس تصویر کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

بہت جلد اس تصویر کی جگہ تم میرے سینے سے لگی ہوگی۔۔ وہ ابھی تک اس کے پیچھے پاگل تھا وہ اسے اپنے قریب تر دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

ایم بیک پری! اس کی تصویر کو دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا شدت سے دل کیا تھا کہ وہ اس کے سامنے ہو اور وہ اسے اپنے سینے سے لگائے۔۔

جبکہ یہ سردار کے ہوتے ناممکنات میں سے ایک تھا۔۔ وہ اپنی پری پر کسی کی نظر برداشت نہیں کر سکتا تھا اور ابراہم اسے اپنے قریب لانے کی بات کر رہا تھا۔۔

ابراہم ملک کو مکمل طور پر ٹھیک ہونے میں ڈھائی ماہ لگے تھے۔۔ سردار کے موبائل پر وڈیو بھیجوانے والا بھی وہی تھا۔۔

وہ اس کی زندگی مکمل طور پر تباہ و برباد کر دینا چاہتا تھا۔۔ وڈیو کا کام سر انجام دے کر اس نے اپنے آپ مکمل طور پر ٹھیک ہونے کا انتظار کیا اور اب وہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ خانزادوں کو برباد کرنے کے لیے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا اس کے خاندان کو لگ رہا تھا وہ سکون میں ہے جبکہ وہ ایک ہفتے سے مائیگرین کی درد میں بتلا تھا جبکہ وہ سر درد سے پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا تھا جو عورت اسے سکون پہنچا سکتی تھی وہ اس سے دور تھی۔ وہ سکون کے لیے گزشتہ ایک ہفتے سے نیند کی گولیاں کھانے لگا جتنا وہ اس درد سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا تھا وہ اتنی ہی شدت کا شکار ہوتا۔۔ ہلکی سی آواز بھی اس کی کنپٹیوں پر ہتھوروں کی طرح لگتی تھی۔۔۔ آدھے سر کا درد انسان کی جان نکال لیتا ہے وہ ایک ہفتے سے بے ہوشی کی حالت میں تھا۔۔۔

موندی موندی آنکھیں کھولی سر اس قدر بھاری تھا جیسے اوپر کسی چٹان کا وزن ہو۔۔ ہمت کرتے ہیں وہ اٹھ کر بیٹھا سامنے صارم کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے کہنیاں صوفے کی پشت پر ٹیکائے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔۔

یہ ابھی کم ہے دو تین ڈبیاں اور ختم کر لو صارم نے ہاتھ میں پکڑی نیند کی گولیاں بیٹھ پر اچھالی تھی۔۔

تم یہاں کب آئے؟ دالہام اپنا سر تھامے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

سر درد ٹھیک نہیں ہو رہا تین چار گولیاں اور کھا لو سکون مل جائے۔۔ صارم طنز پر طنز کیے جا رہا تھا اس نے سردار کے پاس پڑی میڈیسنز کی طرف اشارہ کیا۔۔

دیکھ صام میرا سر اس وقت پھٹ رہا ہے میرے ساتھ فضول کی بکواس نہ کر۔۔ وہ گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔۔۔ صارم صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس بیڈ پر جا کے بیٹھا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

دالہام اب سب ٹھیک ہے پھر کس چیز کی ٹینشن ہے تجھے۔۔

پتا نہیں۔۔ دالہام خود میں الجھ کر رہ گیا تھا۔۔

مجھے بتاؤ تم پاکستان سے امریکہ کیوں آئے ہو۔۔

پہلے تم میرے سوال کا جواب دو کہ دو سے تین ہفتوں کا تمہارا کام تھا ایک ماہ ہونے کو ہے تم ابھی تک واپس نہیں آئے وجہ؟ وہ جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرنے لگا۔۔

میرا کام ایک ہفتہ پہلے کا ختم ہو گیا تھا اچانک سر میں درد لگ گئی پری سے بات کرنی تھی موبائل بند تھا جب تک چارج ہونا تھا میرا دماغ پھٹ

جانا تھا اس وجہ سے نیند کی گولیاں کھائیں جیسے ہی ہوش آتی تھی پھر سے وہی حال ہو جاتا تھا اور پھر نیند کی گولیاں کھا لیتا۔۔

منع کیا تھا کہ مت جاؤ اکیلے مگر تمہیں بھی کسی ڈھیٹ کا اثر نہیں ہوتا۔۔

صارم نے غصے سے کہا تھا سردار کی آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ چکے تھے۔۔

پری کیسی ہے؟۔۔

تمہاری پری ایک ہفتے سے رو رو کر ہلکان ہو چکی ہے۔۔

اپنا موبائل دو مجھے اسے کال کرنی ہے۔۔ دالہام نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی کی اس کا موبائل بند تھا۔۔۔۔

ابھی کال مت کرنا وہ غصے سے بھری بیٹھی ہے واپس پاکستان چلو میرے ساتھ۔ امنے سامنے آرام سکون سے منانا، جو غصہ ہو گا تجھ پہ نکال لے گی اور رونے لگ جائے گی پھر کم از کم تم اس کے پاس تو ہو

گے اسے چپ کروانے کے لیے۔۔ کال پر بات کی وہ غصہ کر کے
رونے بیٹھ جائے گی پھر آپ اس کے پاس موجود نہیں ہوں گے اور
سردار صاحب آپ اس کی حالت سے اچھی طرح واقف ہیں اسے ٹینشن
دینا بچے کو نقصان دینا ہے۔۔ صارم کی بات سن کر وہ ٹھنڈی آہ پر کر رہ
گیا آنکھیں سختی سے بند کرتے اس نے سر درد کو کم کرنے کی کوشش
کر رہا تھا۔۔۔

جب تجھے پتہ ہے تجھے سکون نہ ملے تیرے ذہن میں وہی سب چیزیں
گھومتی ہیں تو کیوں اتنی دیر کے لیے امریکہ آیا تھا کام ختم کرتے ہی واپس
چلے جاتے۔۔۔۔

فل وقت اپنا لیکچر بند کرو اور میرا سر دباؤ۔۔ دالہام واپس بیڈ پر لیٹا۔۔
صارم اس کا سر دبانے لگا۔۔

یار ویسے ایک بات ہے تم نے مجھ سے ہر وہ کام کروایا ہے جو شوہر اپنی بیوی سے کرواتا ہے کبھی سر دبا دو کبھی کپڑے استری کر دو کبھی برتن دھو دو تو کبھی وہ کام کر دو۔۔

ایک منٹ برتن دھلوانا، کپڑے کب استری کروائیں میں نے؟۔۔

سردار صاحب ٹائم دیکھیں میں صبح کا آپ کے فلیٹ میں آیا ہوں اتنی بری گھر کی حالت تو میراثی بھی نہیں کرتے جتنی بری حالت تم نے کی ہوئی تھی اور خیر سے میڈ بھی نہیں رکھی۔ برتن میں نے دھوئے، لاؤنج کی حالت درست میں نے کی اور مجھے پتہ تھا سردار صاحب نے اٹھ کر کپڑے پہننے ہیں نیند کی گولیاں کھا کر سوئے ہیں تو آپ کے کپڑے بھی استری کیے۔۔

دالہام نے اپنا گلا کھنگارا۔۔

میں نے تمہیں نہیں کہا تھا گھر کے سارے کام کرو۔ وہ الگ بات ہے کہ تمہیں بیوی بننے کا ہر وقت شوق چڑھا رہتا ہے تمہارا نام صارم خان نہیں، مس فلرٹ ہونا چاہیے تھا۔۔

استغفراللہ میں تمہیں عورت نظر آتا ہوں؟۔۔ بال تمہارے عورتوں کی طرح وزنی ہے۔ صارم نے اس کے بھاری بال کھینچے تھے۔۔

بالکل مجھے تیری حرکتیں عورتوں والی ہی لگتی ہے اور سیدھی طرح کہہ دے جلن ہو رہی ہے میرے بالوں کو دیکھ کر۔۔

میرے جوتی بھی نہ جلے۔ اس نے جھوٹ بولا ہے جبکہ اس کا دل چاہ رہا تھا اس کے بھاری بھر کم بال کھینچ دے۔۔

دروازے پر دستک سن کر صارم باہر گیا پارسل بوائے نے اسے ایک پیکٹ پکڑا دیا۔۔ صارم نے سائن کر کے ڈلیوری کے پیسے اسے پکڑا

دیے وہ ایک چھوٹا سا پیکٹ تھا۔۔ پیکٹ پکڑے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

دالہام تمہارا کوئی پارسل آیا ہے۔۔ دالہام نے وہ پیکٹ پکڑ کر کھولا، لفافہ پھاڑا، اندر سے ایک تصویر برآمد ہوئی جو کہ آئیدن کی تھی۔۔جس کے اوپر لال مارکر سے کراس کا نشان لگایا گیا تھا۔۔

دالہام اور صارم پھٹی آنکھوں سے تصویر کو دیکھ رہے تھے۔۔

صام آئیدن کو کال کرو۔۔ دالہام بلند آواز میں دہاڑا تھا اس نے آئیدن کو کال کی جو پہلی بیل پر ہی اٹینڈ کر لی گئی تھی۔۔۔

آئیدن تم ٹھیک ہو۔۔ آئیدن جو اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کیس کی کچھ فائلز چیک کر رہا تھا اسے صارم کا لہجہ سے عجیب لگا۔۔

میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔

دالہام نے صارم کے ہاتھ سے موبائل پکڑا۔۔

تم اس وقت کہاں ہو؟ ۔ ۔ بے صبری سے پوچھا گیا تھا ۔ ۔

لالا میں اپنے آفس بیٹھا ہوں کچھ کریملز کی فائل چیک کر رہا ہوں ۔ ۔

آئیدن نے پر سکون انداز میں کہا دالہام نے کال بند کر دی ۔ ۔

صارم لالا امریکہ کب گئے ؟ موبائل ٹیبل پر رکھ کر وہ سوچ میں گم ہو گیا ۔ ۔

صام پاکستان کی ٹکٹ کرواؤ ہم واپس جا رہے ہیں اور اپنے بیٹے کو فون کر کے پوچھو وہ کب واپس آ رہا ہے میری بہن کو لے کر ۔ ۔ دالہام نے اپنا سر جھٹکا ، درد کسی حد تک بہتر ہو چکی تھی ۔ ۔ صارم نے اس کے کپڑے پریس کر کے صوفے پر رکھے تھے انہیں اٹھا کر وہ واش روم میں بند ہو گیا ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑے ہو کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ ۔

کون یہ بھیج سکتا ہے ۔ ۔ ؟

یاور؟۔۔۔ابراہم ؟کون یہ حرکت کر سکتا ہے ؟۔۔۔اس کے ذہن میں کئی سوالات گھومنے لگے۔۔

آدھا گھنٹہ وہ ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا رہا کپڑے تبدیل کر کے باہر آیا بال تولیے سے صاف کیے۔۔۔صارم ابھی تک اس تصویر کو پکڑیں گہری سوچ میں گم تھا۔۔

دالہام یہ حرکت محض اُن دو افراد میں سے کوئی کر سکتا ہے ؟۔۔

جانتا ہوں اور یہ حرکت کرنا انہیں بہت مہنگا پڑے گا۔۔دالہام نے اپنے بال بنائیں اور صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

چل آجا کھانا کھائے۔۔۔

کھانا ؟۔۔

پاستہ بنایا تھا بھوک لگ رہی تھی۔۔دالہام معنی خیزی سے مسکراتے لاؤنج میں گیا۔۔دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے تھے۔۔

مسکرا کیوں رہے ہو؟ ۔۔ صارم کو اس کی معنی خیز مسکراہٹ چب رہی تھی ۔۔

علینہ کو کافی آسانی ہوتی ہوگی گھر کے کام کاج میں آخر اس کا شوہر کپڑے استری کر لیتا ہے، گھر صاف کر لیتا ہے، کھانا بنانا، برتن دھونا ہر کام سے آتا ہے ۔۔ دالہام لاؤنج دیکھ رہا تھا جو بالکل صاف ہو گیا تھا جیسے کوئی گند ہی نہ پڑا ہو ۔۔۔

کتنا بے غیرت دوست ہے تو، ایک تو میں نے سارے کام کیے اوپر سے تو باتیں سنا رہا ہے ۔۔

دالہام نے پاستے کی پہلی بائٹ منہ میں ڈالی لبوں پر ہاتھ رکھتے وہ بری طرح کھانسنے کی ایکٹنگ کرنے لگا ۔۔

انتہا کا فضول پاستہ بنایا ہے تم نے؟

ہے ے ے ے۔۔ حیرت زدہ تاثرات چہرے پر سجائے، اس نے فوراً پہلی بائٹ منہ میں ڈالی اور غصے سے اسے دیکھا پاستہ بے انتہا ٹیسٹی تھا۔۔

تو نہ کھاؤ۔۔ صارم اپنے پیٹ کو سہلاتے مزے سے پاستہ کھانے لگا۔۔ دالہام بھی خاموشی سے کھا رہا تھا۔۔

کل کی ہماری فلائٹ ہے۔۔ سردار نے محض گردن ہلائی۔۔

تم سب بہت بڑی غلطی کر رہے ہو سردار کو کمزور سمجھ کر۔ انجام بھگتنے کے لیے دونوں تیار ہو جاؤ۔۔ دالہام نے اپنے ٹراؤزر کو سختی سے مٹھی میں جکڑا تھا آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ اس نے دو ماہ ابراہم کو ڈھونڈنا چھوڑ دیا تھا جبکہ پھر سے وہ اسے ڈھونڈنے لگا تھا۔ اسے تب تک سکون نہیں آنا تھا جب تک اسے تڑپتے ہوئے مرتا نہ دیکھ لیتا۔۔

وہ پاستہ کھا کر کمرے میں گیا اور یعقوب کو کال کی۔۔۔

یعقوب حویلی کے گرد سکیورٹی حد سے زیادہ سخت کردو۔ کارڈز کو کہہ دینا اگر کوئی بھی مشکوک انسان حویلی کے گرد بھٹکتا ہوا دکھائی دیا اسے وہیں پر گولی سے اڑادے۔۔ یعقوب جو اپنی پیشانی مسل رہا تھا سردار کی بات سن کر اسے پھر کسی خطرے کا احساس ہونے لگا۔۔

سردار۔۔۔۔ واپس آکر تم سے اس متعلق بات کروں گا۔۔ سردار نے اس کی بات کاٹتے اپنی بات مکمل کر کے کال بند کردی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہادی بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔۔ راہا اس کی گود میں سر رکھے گہری نیند سو رہی تھی۔۔ وہ اس کی وجہ سے پوری رات نہیں سویا تھا۔ اور اس کی بیوی سکون سے اس کی گود میں سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔۔

ہادی کے ذہن میں وہ تمام لمحے گردش کرنے لگے جب وہ راہا کو لے کر جرمنی آیا تھا۔۔

وہ جب اسے لے کر جرمنی پہنچے تھے۔ انہوں نے راہا کو نہیں بتایا تھا کہ اس کا آپریشن ہے جبکہ راہا ایک نئے ملک سیر کرنے کے لیے بہت اتاولی ہو رہی تھی۔۔

وریام اور ہادی اس کا اچھے سے خیال رکھ رہے تھے جگہ جگہ اسے گھمانے لے جاتے۔ کبھی اس کی طبیعت خراب ہو جاتی تو دونوں ہی بے حد پریشان ہو جاتے۔۔۔ اسے کالربون کے نیچے اب درد ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔

ہادی راہا کو نہیں علم کہ اس کا اپریٹ ہے۔ آپریشن کے وقت اگر اس کی طبیعت خراب ہو گئی تو؟ ٹینشن کی وجہ سے اگر بلڈ پریشر ہائی ہو جائے تو اپریشن نہیں کیا جاتا۔۔ ہادی کی جگہ وریام کو ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔

نہیں چاچو وہ نہیں ڈرے گی راہا بہت بہادر ہے۔۔ میں اسے یہ کہا ہے کہ تمہیں جو درد ہوتا ہے ہم ڈاکٹر زچیک اپ کروائیں گے وہ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ہادی ہمت نہیں ہارنا چاہتا تھا۔۔۔

اللہ کرے اس کا اپریشن ٹھیک ہو جائے ابھی وہ باتیں کر رہے تھے جب راہا ان کے پاس آئی۔۔

مجھے بھی بتائیں نا آپ دونوں کیا باتیں کر رہے ہیں؟ رہا معصوم بچوں کی طرح ان کے پاس آکر بیٹھی۔

تمہیں جرمنی کیسا لگا؟ وہ دونوں اس کی بات کو نظر انداز کرتے اسے دوسری باتوں میں لگانے لگے۔۔۔

بہت بہت اچھا ہے بہت پیارا بھی ہے راہا نے انہیں بتایا کہ اسے کون کون سی جگہ جرمنی میں سب سے زیادہ پیاری لگی ہے۔۔

وقت گزرتا گیا اپریشن کا دن قریب آگیا۔۔انہیں جرمنی آئے ہفتہ ہوچکا تھا۔جب وہ تینوں اکٹھے بیٹھے پھر سے باتیں کررہے تھے اچانک سے راہا کو اپنی جسٹ کے تھوڑا سا اوپر بہت زیادہ درد محسوس ہوا راہا نے وہاں پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔

مجھ۔۔۔۔ے۔۔۔بہت۔۔۔۔د۔۔درد

۔۔۔۔۔ہو۔۔۔رہا۔۔۔۔ہے راہا مشکل سے اٹکتے ہوئے بولی۔

دونوں نے پریشان سی اس کی طرف دیکھا۔۔

راہا کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو نا؟ ہادی نے اسے بازو کے حصار میں لیتے اپنے ساتھ لگاتے پریشانی سے پوچھا۔۔

مجھے بہت درد ہو رہا ہے راہا نے شدت سے درد کی وجہ سے اپنی آنکھیں بند کی۔۔۔۔

جلدی ہاسپٹل لے کے چلواسے۔ وریام اس کی آنکھیں بند ہوتے دیکھ بولا۔۔ ہادی نے راہا کو اپنے بازو میں اٹھایا۔۔۔

تھوڑی دیر تک وہ ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔۔ راہا کی حالت کو دیکھتے ہوئے اسے جلدی سے آپریشن روم میں لے جایا گیا جب ہادی نے نم آنکھوں سے وریام کی جانب دیکھا تو وریام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ ٹینشن نہ لو ہادی وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔

ڈاکٹر آپریشن روم میں جانے لگی تھی جب ہادی نے ڈاکٹر کو بلایا۔۔

ڈاکٹر میری وائف ٹھیک تو ہو جائے گی نا؟

جی ہم نے ان کی رپورٹس دیکھی ہیں ان کے چانسز ہیں بچنے کے فکر مت کریں ہمیں اپنا کام کرنے دے باقی آپ اللہ سے دعا کریں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کی وائف بالکل ٹھیک ہو جائے گی ڈاکٹر ہادی کو مطمئن کرتے ہوئے اپریشن تھیٹر میں چلا گئی۔۔۔

ہادی اور وریام اضطراب کی کیفیت میں آپریشن تھیٹر کے باہر چکر لگا رہے تھے۔۔

ہاتھی کب سے ڈاکٹرز کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے جب چار سے پانچ گھنٹوں کے بعد ڈاکٹر باہر آئی۔۔ ڈاکٹر کے چہرے پر صاف پریشانی ظاہر ہو رہی تھی جسے دیکھتے ہوئے ہادی اور وریام دونوں ہی رنگ اڑے۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا میری وائف ٹھیک تو ہے نا؟۔۔

دیکھیں آپریشن کرنے سے پہلے ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ اس کے بچنے کے چانسز ہیں لیکن آپریشن کے دوران ان کی طبیعت اتنی خراب ہو گئی ہے کہ ان کے بچنے کے چانسز بہت کم ہیں۔۔۔۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہیں اپ ڈاکٹر اپ کا دماغ تو ٹھیک ہے آپ نے مجھے پہلے بولا تھا کہ میری وائف کے بچنے کے چانسز ہیں اس کا آپریشن

سسکس ہو جائے گا لیکن اب آپ کہہ رہی ہیں کہ بچنے کے چانسز نہیں ہیں۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر کے الفاظ سنتے چلایا تھا۔۔ وہ اسی لیے اسے بیرون ملک لے کر آیا تھا تاکہ جلد از جلد اس کا آپریشن ہو جائے وہ ٹھیک ہو جائے۔۔

دیکھیں ہم تو اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے۔ اللہ پاک نے چاہا تو آپ کی وائف بالکل ٹھیک ہو جائے گی ابھی ہمیں آپریشن کرنے دیں بعد میں ہم آپ کو پوری ڈیٹیل بتائیں گے یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر پھر سے اندر چلا گئی جبکہ ڈاکٹر کی بات سنتے ہادی کے قدم لڑکھڑائے تھے اس سے پہلے کہ وہ گرتا وریام نے اسے سنبھالا تھا۔۔۔۔

چاچو یہ ڈاکٹر پاگل ہو گئی ہے میری راہا کا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔۔ میری راہا کو کچھ بھی نہیں ہو، آپ سن رہے ہیں نہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ہادی

کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔ آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہو کر ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

ہمت مت ہارو ہادی کچھ نہیں ہوگا اسے۔ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔ وریام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے تھپکا جبکہ دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا۔ وہ جب جرمنی آئے تھے وہ پوری امید تھے پر ہم امید ٹوٹ رہی تھی۔۔ وہ اپنا سر تھامے چیئر پر بیٹھا نہ انکھوں سے وریام کو دیکھا۔۔

چاچو اسے کچھ نہیں ہوگا نا؟۔۔ ابھی تو مسکرانا شروع ہوئی تھی میرے ساتھ کمفرٹیبل ہوئی تھی ابھی تو اس نے زندگی جینی ہے۔۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی؟ وہ بار بار اس سے پوچھ رہا تھا کہ اس کی راہا ٹھیک تو ہو جائے گی نا۔۔۔

ہادی ریلیکس ہو جاؤ کچھ بھی نہیں ہوتا انشاء اللہ ہماری راہا بالکل ٹھیک ہو جائے کہ اس کا آپریشن کامیاب گا وریام نے ہادی کے آنسو صاف

کرتے ہوئے اسے دلاسا دیا لیکن اس ٹائم جب ہمارا دلِ عزیز خطرے
میں ہو جب اس سے دور جانے کا ڈر ہو تو کب دلا سے کام کرتے
ہیں۔۔۔ ہادی نے صرف سر ہامیں ہلایا اور بینچ کی پشت پر سر ٹکائے
آنکھیں موند گیا اس کی آنکھوں کے سامنے راہا کا مسکراتا چہرہ ایا تھا۔۔
دل ہی دل میں اپنے اللہ سے دعا مانگ رہا تھا جب اچانک اسے اذان کی
اواز آئی یہ مسجد بالکل ہاسپٹل کے قریبی بنی ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل چاہا
وہ وہاں جائے اور اپنے خدا سے مانگے۔۔

میں مسجد جا رہا ہوں۔۔ ہادی اپنے شکستہ قدم لیتے ہوئے ایک نظر
اپریشن تھیٹر کی جانب دیکھتے باہر کی جانب چل دیا۔۔ وریام نے بھی
ہادی کو نہیں روکا۔۔۔

ہادی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے بے آواز روتے ہوئے وضو کیا
اس کی آنکھوں سے آنسو تھام ہی نہیں رہے تھے پانی میں اس کے آنسو

شامل ہورہے تھے۔۔اس نے نماز شروع کی جیسے ہی وہ نماز میں میں کھڑا ہوا آنسو ٹپ ٹپ جائے نماز پر گرنے لگے جب سجدے میں گیا تو سجدے میں اس کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے اور اپنے اللہ سے اپنی راہا کو مانگے۔۔۔

نماز ختم کر کے اس نے دعا مانگنے کے لیے اپنا سر سجدے میں گرا دیا۔۔۔

اے اللہ میں جانتا ہوں میں بہت گنہگار ہوں لیکن تو چاہتا ہے نا کہ تیرا کا بندہ تجھ سے مانگے۔۔۔اے خدا میں تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ اللہ مجھے میرے راہا دے دینا میری راہا کو مجھ دور مت کرنا میرے خدا۔۔اے تو کہتا ہے نا میں اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہوں میری دعائیں قبول کرلے میرے خدا۔ سر سجدے میں رکھتے ہادی کتنی ہی دیر وہاں روتے ہوئے اپنے اللہ سے اپنی راہا کی زندگی مانگنے لگا۔۔۔

جب ہم مشکل حالات میں رو کر دل کی گہرائیوں سے خدا سے مانگتے ہیں تو ہمیں ہر چیز سے نواز دیتا ہے۔۔۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ جب تم خوش تھے تب تو کبھی تم نے مجھے یاد نہیں کیا میرا کبھی شکر ادا نہیں کیا۔ تو اس شہ کا کبھی شکوہ نہیں کرتا۔ اے میرے تو اتنی دیر بعد میرے پاس آیا ہے وہ بس یہی کہتا ہے کہ تو نے دل کی گہرائیوں سے، سچی نیت سے دعا کی ہے اور میں سچی نیتیں دیکھتا ہوں دعا کی گہرائی دیکھتا ہوں۔۔

دوسری جانب راہا کا آپریشن کامیاب ہوا تھا ڈاکٹرز نے شکر کا سانس بھرتے ہوئے باہر آئیں اور باہر بیٹھے وریام کو دیکھا وہ جلدی سے ڈاکٹر کے پاس گیا۔۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری بہن؟ اس نے راہا کو بہنوں کی طرح سمجھا تھا۔۔

مبارک ہو آپ کی بہن کا آپریشن کامیاب ہوا لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا ہے اور ہمیں نہیں پتہ کہ اسے ہوش کب تک آئے گا لیکن وہ

زندہ ہے اس بات کی خوشی ہے اور امید ہے کہ وہ جلدی ہوش میں آ جائیں گی تھوڑا صبر رکھیں اور ان کے ہسبینڈ کو بھی دلاسا دیجیے گا کہ ان کی وائف جلدی ہی ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ ڈاکٹر کو علم ہو گیا تھا کہ وہ کس قدر جذباتی ہے۔۔

جی ڈاکٹر تھینک یو سو مچ۔ میں ہادی کو بتاتا ہوں ڈاکٹر یہ سنتے ہو چلا گیا جب وریام نے ہادی کو کال کی۔۔۔۔

ہادی ابھی بھی سجدے میں تھا جب اس کا موبائل بجا اس نے جلدی سے موبائل نکالا اور فوراً کال پک کی۔۔۔

مبارک ہو ہادی تمہاری دعائیں اللہ نے سن لی ہیں راہا کا اپریشن کامیاب ہوا ہے تم جلدی سے آ جاؤ یہ سنتے ہوئے ہادی کے لب مسکرائے اور اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اوپر جانب دیکھا جیسے اللہ کا شکر ادا کر رہا ہو۔۔ کال بند کرتے ہی وہ ایک بار پھر سے سجدہ میں گر گیا۔۔۔

اللہ جی آپ کا بہت بہت شکریہ میری راہا کو مجھے واپس دینے کے لیے میں۔۔ جلدی سے اٹھتے وہ ہاسپٹل بھاگا، وریام کے پاس گیا۔۔۔ راہا کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔

کیسی ہے راہا ٹھیک تو ہے نا میں اس سے مل سکتا ہوں کیا وہ روم میں جانے لگا جب وریام نے ہادی کا بازو پکڑا۔۔

نہیں ہادی ابھی اسے ہوش نہیں آیا ہے۔۔۔

چاچو مجھے پتہ ہے اسے ابھی ہوش نہیں آیا ظاہر سی بات ہے آپریشن ہوا ہے تھوڑی دیر تک اسے خوش آجائے گا میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔۔ ہادی بے صبری سے کہتے ہوئے اندر جانے لگا وریام نے پھر سے اس کا بازو پکڑا۔۔

ہادی اس کا آپریشن کامیاب ہوا ہے لیکن ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ وہ بے ہوش میں نہیں آرہی اور پتہ نہیں کب تک ہوش میں آئے گی۔۔۔

کیا مطلب کب تک ہوش میں ہے کہ اگر اس کا آپریشن کامیاب ہوا ہے تو اسے ہوش میں آجانا چاہیے تھوڑی دیر میں۔۔

ہاں!۔۔۔ ہادی تھوڑا صبر کرلو نا شکر ادا کرو اس کا اپریشن کامیاب ہوا ہے تو ہوش میں بھی آجائے گی۔۔۔۔

رات بھی گزر چکی تھی لیکن راہا کو ہوش نہیں آئی تھی جب ہادی ڈاکٹر کے پاس گیا ڈاکٹر میری وائف کو ہوش کیوں نہیں آرہا ہے۔۔۔۔

ان کا آپریشن تو کامیاب ہوگیا ہے مسٹر ہادی لیکن ائی ڈونٹ نو کہ انہیں ہوش کیوں نہیں آرہا ہے ان کے ہم نے ساری رپورٹس بھی چیک کی ہیں ان کی رپورٹس بھی نارمل ہیں آئی ہوپ وہ اس کنڈیشن سے ابھی باہر نہیں آنا چاہتی اس لیے وہ اپنے دماغ کو ٹھیک سے کور نہیں کر پا رہی ہیں امید ہے کہ کچھ دنوں تک وہ ہوش میں آجائیں گی۔۔۔

ڈاکٹر کوئی سیریس بات تو نہیں ہے نا میری بیوی ٹھیک تو ہے نا ہادی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ڈرتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

جی مسٹر ہادی آپ کی وائف بالکل ٹھیک ہے الحمدللہ بس ہوش میں آجائیں گی تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔۔

ہادی بس سر ہلاتا ہوا باہر آگیا وریام کو بتانے لگا۔۔۔

جب ہادی کمرے میں گیا اور راہا کے پاس جا کر بیٹھ گیا اس کا ہاتھ تھام کر اس کے پاس بیٹھ کر اسے لگاتار دیکھنے لگا۔۔

اٹھ جاؤ نہ راہا تمہیں پتہ ہے نہ تمہارے ہادی کا تمہارے بغیر دل نہیں لگتا پھر تم کیوں مجھے تنگ کر رہی ہوں۔ تمہارا دل نہیں کرتا اپنے پروفیسر سے بات کرنے کا مجھے تمہارے شرارتیں بہت یاد آرہی ہیں راہا وہ اپنا سر راہا کے ہاتھوں پر ٹکائے آنسو بہانے لگا۔۔۔۔

وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا اور یہ آواز اسے ایک ماہ بات سننے کو ملی تھی۔۔

ان لمحوں کو یاد کرتے تکلیف زدہ مسکراہٹ نے ہادی کے لبوں پر احاطہ کیا تھا اس نے اپنی بیوی کو دیکھا جو پر سکون انداز میں سوئی تھی۔۔

جانِ ہادی اٹھ جاؤ۔ ہادی نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اس نے موندی موندی آنکھیں کھولی۔۔

کیا ہے؟ ایک سونے بھی نہیں دیتے۔۔ راہا چہرے کے الٹے ہیرے زاویہ بناتے اٹھ بیٹھی۔۔

وہ پہلے سے زیادہ شرارتیں کرنا شروع ہو گئی تھی اسے غصہ بھی بہت آتا تھا اس کا ذہن آہستہ آہستہ میچورٹی کی طرف جا رہا تھا۔۔

اور کتنا سونا ہے تم نے 12 بج گئے ہیں۔ یار مجھے بے انتہا لگی ہے اٹھ جاؤ میں نے کھانا کھانا ہے۔۔ ہادی نے اسے بازوں میں اٹھایا اور واش روم میں جاتے واش بیسن کے سامنے کھڑا کر دیا۔۔

شاباش جلدی سے فریش ہو کر باہر آجاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں تمہارا جانِ ہادی۔۔ ہادی نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر شدت سے پیشانی پر بوسہ دیا تھا راہا کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔۔۔

ہادی اس کے چہرے پر سرخی بکھرتے دیکھ مسکرائے بغیر رہ نہ سکا۔۔

اوہو جانِ ہادی اپنے پروفیسر کے بوسہ دینے پر شرما رہی ہے۔۔ راہا نے اسے واش روم سے باہر دھکا دے کر دروازہ بند کر دیا وہ ہنستے ہوئے بند دروازے کا دیکھ کر کمرے سے چلا گیا۔۔

راہا نے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا جو لال ٹماٹر کی طرح سرخ ہوا تھا۔۔۔
بے شرم۔۔ اپنے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنے چہرے پر چھائی سرکے کو کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔
وریام لاونج میں بیٹھے سونیا کو کال کر رہا تھا جو بار بار کٹ کر رہی تھی۔۔
ہادی اپنے چاچو کی حالت دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام اسے بار بار کال کر رہا تھا جبکہ اس نے ایک مرتبہ بھی اٹینڈ نہ کی۔۔
راہا فریش ہو کر باہر آئی ہادی اسے معنی خیزی اور محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ اس کی نظروں سے کنفیوز ہوتی وہ کھانے کے ٹیبل پر بیٹھی
وریام اور ہادی بھی صوفے سے اٹھ کر کھانے کے ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔

راہا کے موبائل پر کال آنے لگی دیکھا تو اوپر "سونیا آپی "جگمگا رہا تھا۔۔

اسلام علیکم آپی !راہا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جبکہ وریام کے کان کھڑے ہوئے۔۔

راہا گڑیا کب واپس آ رہی ہو؟ میں بور ہو جاتی ہوں تمہارے بغیر۔۔

ہم کب واپس جا رہے ہیں؟ راہا نے ہادی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

کل واپس چلے جانا ہے۔۔ ہادی نے منہ میں بریانی کا چمچ ڈالتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔

سونیا آپی ہم کل واپس آ جائیں گے اور۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب وریام نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ لیا۔۔

میری کال کیوں نہیں اٹینڈ کی۔۔ وریام موبائل کو اپنے کان کے ساتھ لگاتے غصے سے بولا تھا کھانے کے ٹیبل سے اٹھتے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

ہادی مسکرایا اپنے چاچو کی حالت دیکھ کر اس کی مسکراہٹ تھمتی نہیں تھی۔۔

مجھے راہا سے بات کرنی ہے اسے موبائل دو۔۔

کیوں مس گبر شوہر سے بات نہیں کرنی۔۔ وریام بیڈ پر بیٹھا موبائل کو سپیکر پر کرتے سائیڈ پہ رکھ دیا۔۔

آپا جمیلہ میرا دماغ نہ گھماؤ تم چپ کر کے وہیں سیٹل ہو جاؤ لڑکیوں کو تاڑنے میں مصروف رہو۔۔ سونیا غصے سے بولی سے اس کا چہرہ حد سے زیادہ سرخ تھا۔۔

کیا ہو گیا ہے میں لڑکیوں کو کیوں تاڑوں گا۔۔ وریام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

زیادہ مصروف ہو گئے ہو لڑکیوں کو تاڑنے میں۔ اب مجھے کیوں کال کرو گے کوئی اور لڑکی پھنسالی ہو گی اس لیے تو ایک ہفتے سے کال نہیں کی۔۔ سونیا نے سچی بات اگل دی کہ اسے کس چیز پر غصہ ہے۔۔

میرے پاس میری مس گھبر ہے میں کسی اور لڑکی کو کیوں اتاروں گا۔۔ وریام اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے لگا۔۔

مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری لڑکیاں۔۔۔ مغرور خانزادی کون سی لڑکیاں! وریام کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کن لڑکیوں کی بات کر رہی ہے۔۔

جب ایک ہفتہ پہلے تم نے مجھے کال کی تھی مجھے پیچھے سے لڑکیوں کی آواز آرہی تھی۔۔

سونی میں مووی دیکھ رہا تھا۔ وریام کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے اس مووی میں لڑکی کال پر کسی سے بات کر رہی تھی اور خیر سے اس کی بیوی کو جرمنی کی زبان آتی نہیں تھی۔۔

جو بھی ہے تم مجھے بتا نہیں سکتے تھے کہ تم مووی دیکھ رہے ہو۔ غلطی اس میں تمہاری ہی ہے۔۔

ہاں غلطی میری ہے میں مانتا ہوں اس نے مزید بحث کو نہ بڑھایا کیونکہ اسے علم ہو گیا تھا اگر بیوی کہے کہ تم غلط ہو تو چپ کر کے مان جاؤ کہ تم غلط ہو اگر نہیں مانو گے تو سو کی جگہ ہزار باتیں تمہیں سننے کو ملیں گی وہ اگلی پچھلی باتیں نکال کر طنز مارتی ہیں۔۔۔

تم اپنی غلطی مان رہے ہو کوئی گڑبڑ ہے تم نے کوئی کالا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔۔

سونی آخر تم مجھ سے چاہتی کیا ہو اگر میں کہتا کہ اس میں میری غلطی نہیں ہے تب بھی تم نے باتیں سنائی تھی اور اب اگر میں نے غلطی مان لیا تب بھی تم باتیں سنا رہی ہو۔۔

مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی رہو تم مصروف۔۔ سونیا نے کال کٹ کر دی وریام غصے سے موبائل کو گھورنے لگا۔۔

کوئی نہ میری سونی پاکستان جا کر تمہیں مناؤں گا۔۔ وریام نے موبائل بند کیا اسے پکڑتے باہر آیا اور راہا کے پاس رکھ دیا۔۔

اپنی بہن کو تھوڑی عقل کی گولیاں کھلاؤ۔۔

وریام چیئر کھسکا کر بیٹھا اور کھانا کھانے لگا۔۔

اپ میری اپی کو تنگ نہ کیا کرو تو پھر وہ آپ سے جھگڑا نہیں کریں گی۔۔

چاچواپ کیوں بھول جاتے ہیں دونوں سگی بہنیں ہیں ایک پٹڑی پر ہی چلیں گی۔۔ وریام کو حیرت سے اپنی بیوی کی طرف دیکھتے پا کر ہادی بولا تھا۔۔

سب بیویاں ایک جیسی ہی ہوتی ہیں۔۔ تاسف اسے سر ہلاتے ہوئے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔۔

ہادی راہا کے کمرے میں گیا وہ دوپٹہ بیڈ پر رکھے اپنے بال شانوں پر پھیلائے لپسٹک کھول کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جانِ ہادی ابھی اسے مت لگانا کیونکہ رخصتی نہیں ہوئی میں نہیں چاہتا کہ جب ہم پاکستان جائیں تو تمہارے لالا کو خوشخبری مل جائے کہ وہ ماموں بننے والے ہیں۔۔ راہا جو مہو ہو کر لپسٹک کو دیکھ رہی تھی ہادی کے الفاظ سن کر اس کا چہرہ سرخ ہوتے دہکنے لگا۔۔ اس نے فوراً لپسٹک ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی۔ اسے اب بہت سی باتوں کے مطلب سمجھ آنے لگے

تھے۔ کچھ حرکات ابھی بھی اس کی بچوں جیسی ہی تھی جبکہ بہت ہی چیزوں میں وہ سمجھداری رکھتی تھی ہادی اسے اکثر باہر لے کر جاتا تاکہ وہ دیکھے لوگ کس طرح زندگی گزار رہے ہیں لڑکیوں کو کس حد تک کانفیڈنٹ ہونا چاہیے۔۔۔۔

مجھے نیند آرہی ہے اپنا دوپٹہ بیڈ سے پکڑ کر لیٹتے لحاف سر تک تان لیا۔۔

بہت تیز ہو تم !ہادی بیڈ پر دوسری جانب لیٹ گیا۔۔

راہا!۔۔

جی !اس کے بلانے پر وہ کمبل کے اندر سے ہی بولی تھی۔۔

شرمایا مت کرو دھڑکنیں بے قابو ہو جاتی ہیں۔۔ راہا بے تحاشہ سرخ پر چکی تھی چہرہ پسینے سے بھیگ گیا۔۔

اب تم یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر شرماؤ گی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔۔

ٹھر کی پروفیسر آپ چپ کر جاؤ۔۔ راہا نے کمبل ابھی تک اپنے چہرے سے نہیں ہٹایا تھا ہادی سے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے سائیڈ سے کمبل تھوڑا سا کھینچ کے اپنے اوپر لے کر سو گیا کیونکہ وہ پوری رات جاگتا رہا تھا راہا کو ویسے ہی سستی بڑی چڑھتی تھی۔۔

انہیں رات کے دو بجے پاکستان کے لیے نکلنا تھا۔۔

شہریار تین دن بعد حویلی آیا تھا۔ اپنے کمرے میں گیا سامنے بیڈ پر آئیدن اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔

کہاں گم ہو؟۔ شہریار اس کے پاس بیٹھا اس کے کندھے پر زور سے تھپڑ مارتے پوچھا۔۔

تمہیں فرصت مل گئی دوست سے ملاقات کرنے کی۔۔

یار مورے بابا کے پاس تین دن گیا تھا تاکہ ان کے شکوے بھی دور ہو جائیں۔۔ آئیدن نے محض ہامی میں سر ہلایا۔۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے اب بات ہی نہیں کرتے مجھ سے۔۔ شہریار کو اس کا تین ماہ سے رویہ عجیب لگ رہا تھا کچھ زیادہ بات نہیں کرتا تھا اگر کوئی سوال کرتا تو جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔۔

کچھ نہیں یار بس کچھ مسئلے جان نہیں چھوڑ رہے۔۔ آئیدن کے لہجے میں اکتاہٹ تھی وہ اکتا گیا تھا ہر چیز سے۔۔

کیسے مسئلہ ؟۔۔

جذباتی مت ہونا کہ میں نے تمہیں بتایا نہیں۔ معاملہ ہی ایسا تھا کہ مجھے خود اس سب کو قبول کرنے میں وقت لگا انسان تب تک کسی کو نہیں بتا سکتا جب تک وہ خود کس چیز کو قبول نہ کر لے۔۔

ایسا کیا ہو گیا ہے آئیدن ؟ شہریار کو ٹینشن ہونے لگی آخر ایسا کیا معاملہ ہو گیا ہے جو وہ اس قدر جذباتی الفاظ استعمال کر رہا ہے۔۔

میں اب کبھی باپ نہیں بن سکتا۔ اب تم خود سمجھدار ہو کہ ایک شادی شدہ زندگی میں کیا مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔۔ آئیدن کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا وہ اپنی انگلیوں کو مروڑتے ہیں پھر کسی سوچ میں گم ہو گیا شہریار اپنا سر تھامے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

یار کیا ہو گیا ہے ؟ کیوں اتنی ٹینشن لے رہے ہو، تم صاحب اولاد ہو، تمہارا ایک بیٹا ہ۔۔۔ تمہیں لگتا ہے وہ ہمارا ہے ؟ ہم صرف بائلوجیکل ماں باپ ہے اس کے۔ اسے لالا نے پالا ہے تم اس سے پوچھو گے نا کہ تمہیں سب سے زیادہ کس سے پیار ہے وہ اپنے ماں باپ کی جگہ لالا کا نام لے گا۔۔ آئیدن اس کی بات کاٹتے بولا تھا اس کے دل میں کبھی حسد نہ پیدا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا اس کے لالا کے پاس رہتا ہے بلکہ وہ خوش

ہوتا تھا اپنے بیٹے کو خوش دیکھ کر اپنے بھائی کو خوش دیکھ کر لیکن جب اپنی بیوی پر نظر جاتی تو ہر احساس ختم ہو جاتے تھے صرف ایک احساس ایک دکھ رہتا کہ اس بیوی پوری زندگی اولاد سے محروم رہے گی۔۔۔

آئیدن طیان ابھی چھوٹا ہے جب وہ بڑا ہو گا تو خود بخود اسے ہر رشتے کی سمجھ لگ جائے گی وہ جتنا پیار لالا کو دیتا ہے اتنا پیار ہی اپنے ماں باپ کو دے گا۔۔ شہریار نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا دوست کا دلاسا دینا اس کے ہمدردی بھرے الفاظ انسان کو پر سکون کرتے ہیں۔۔۔

یہ چیز سوچ کر میں تو صبر کر لیتا ہوں لیکن نمیرہ۔۔ آئیدن بے بس ہو جاتا تھا جب بھی اس کے بارے میں سوچتا تھا۔۔

میرا جو پہلا بچہ ہو گا وہ میں تجھے دے دوں گا۔۔

شہریار تم پاگل ہو۔۔۔ اس کے اچانک الفاظ ادا کرنے پر آئیدن ہکا بکا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔

ہاں تو کیا ہے میں اپنے دوست کو اپنی اولاد نہیں دے سکتا کیا؟۔۔
تو نے کہہ دیا ہے نا سمجھ لے مجھے مل گیا۔ اس سے آگے کچھ مت کہنا
شہریار۔۔ آئیدن نے اپنی پشت پر رکھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں
میں تھاما تھا۔۔
اچھا چل اپنے لٹکا ہوا منہ سیدھا کر ہم دون۔۔۔۔ شہریار مجھے آپی کے
پاس جانا ہے میری۔۔۔۔ شہریار آئیدن سے بات کر رہا تھا جب حبا
دروازے پر بنا دستک دیے بے دہانی سے اندر داخل ہوتے بولنے لگی
سامنے آئیدن کو بیٹھے دیکھ اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔
آپی کے پاس۔۔ کیوں خیریت ہے تمہاری آپی ٹھیک ہے؟ شہریار نے
اس سے پوچھا۔۔
وہ میری برتھ ڈے ہے کل۔ میرے پاس صرف میرا ایک ہی رشتہ
ہے میری آپی تو مجھے ان کے ساتھ سیلیبریٹ کرنی ہے۔۔

اوکے میں لے جاؤگا۔۔شہریار کی بات سن کر اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

اگر تم دونوں مائنڈ نہ کرو۔ توحبا کی برتھ ڈے حویلی میں سیلیبریٹ کر لو کیونکہ کل میرے بیٹے کی بھی برتھ ڈے ہے۔ حبا تم اپنی بہن کو حویلی بلوا لو۔۔حبا نے شہریار کی طرف دیکھا تو اس نے ہاں میں سر ہلانے کا کہا۔۔۔

آئیدن وہاں سے اٹھ کر چلا گیا وہ کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتا تھا۔۔

برتھ ڈے ہے میڈم کی تو میڈم جی کیا چاہیے؟ شہریار اس کے پاس گیا اس گردن میں بازو حائل کرتے سوال کیا۔۔

مجھے انمول تحفہ چاہیے۔۔حبا نے اس کے سینے پر اپچ لکھا۔۔

تو پھر انتظار کرو! شہریار نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ ہاسپٹل جانا ہے۔۔ ریحانہ خانم اور علینا سردار کے کمرے میں آئی اسے بے فکر ہو کر بیڈ پر پھیل کے بیٹھے دیکھ دونوں غصے سے بولی تھی۔۔

ضروری ہے جانا؟ اسے ہاسپٹل جانا انتہا کا برا کام لگتا تھا۔۔

ہاں جانا ضروری ہے چلو اٹھو جلدی سے۔۔۔ علینا نے غصے سے ہر لفظ پر زور دیا تھا۔۔

چلو اٹھو جلدی سے۔۔۔ اپنی ماں کی نقل اتارتے ہوئے اٹھی ڈریسنگ روم سے اپنا عبایہ پہنتے باہر آئی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس صوفے پر پڑا ہوا اپنا نقاب پکڑا، نقاب اور حجاب کر کے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر ان دونوں کو دیکھنے لگی جو جلاد بنی اسے ہاسپٹل لے جا رہی تھی۔۔۔

وہ دونوں اسے لیے ہاسپٹل چلی گئی۔۔ ڈاکٹر کے کیبن میں جاتے ہی طرسم نے ڈاکٹر حبیبہ کو غصے سے دیکھا اسے وہ بالکل بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔۔

کیسی ہو آپ؟ ڈاکٹر حبیبہ نہایت ہی خوش مزاج لڑکی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ چھوٹی سی گڑیا اسے پسند نہیں کرتی۔۔

ٹھیک ہو۔۔ چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنائے تھے۔۔

حبیبہ نے مسکراتے اس کا چیک اپ کیا کچھ ٹیسٹ وغیرہ کیے تھے۔۔

تھوڑی دیر بعد علینا اور ریحانہ خانم اس کے کیبن کے اندر موجود تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہے؟ ریحانہ خانم اور علینا نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔

جی بچے بالکل ٹھیک ہیں۔۔

بچے؟ طرسم نے اپنے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھ کر لفظ پر زور دیا تھا۔۔

جی ٹونز ہیں۔۔ ریحانہ خانم اور علینا حیرت سے کبھی ڈاکٹر کو دیکھتی تو کبھی طرسم کو۔۔

میں دو بچوں کی اماں بنوگی۔۔ ہائے انہیں میں نے سنبھالنا ہے میں تو ابھی خود بچی ہوں۔ دیو کس لیے ہیں دیو سنبھالے گا۔۔ ٹھوڑی پر شہادت کی انگلی رکھتے وہ مستقبل کے بارے میں سوچتے ہوئے کہنے لگی۔۔

طرسم! علینا خانم نے دانت کچکچاتے ہوئے غصے سے اپنی بیٹی کا دیکھا جو کہیں بھی شروع ہو جاتی تھی۔۔۔

مورے جب ہادی لالا پیدا ہوئے تھے تو آپ چھوٹی تھی تو ہادی لالا کے سارے کام بابا کرتے تھے میرے تو دو بچے ہوں گے نا تو میرے بچوں کے سارے کام دیو کیا کرے گا۔۔ علینا منہ کھولیں اپنی بیٹی کو دیکھنے لگی صارم اور علینا دونوں نے مل کر ہادی کو سنبھالا تھا نہ کہ اکیلے صارم نے۔۔

پیمپر صاف کرنا، کپڑے تبدیل کرنا، انہیں کھانا کھلانا سب کچھ دیو کیا کرے گا۔۔ میں بس چونکری مار کر بیٹھے اپنے شوہر اور بچوں کو دیکھوں گی۔۔ علینا نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت ماری اپنا سر سہلاتے ہوئے رونے والا چہرہ بناتے ہیں اپنی ماں کو دیکھا۔۔

تمہاری باتیں سن کر ایسا لگ رہا ہے جیسے تم بچے پیدا کر کے احسان کر رہی ہو لالا پر۔۔

ڈاکٹر حبیبہ اس کی باتیں سن کر ہنس رہی تھی۔۔

ارے اسے مار کیوں رہی ہیں اچھا ہے نا دا لہام قابو میں آئے گا۔۔

ڈاکٹر حبیبہ وہ میرے دیو ہے تو آپ نہیں سردار کہہ کر بلائیں۔۔ طرسم نے اپنے غصے کو بہت مشکل سے قابو کیا اور اتراتے ہوئے کہا۔۔

او کے! حبیبہ نے سرینڈر کرنے والے انداز میں ہاتھوں اوپر کی جانب کیے تھے۔۔۔

مورے دیو کوئی ہی سنبھالنے پڑنے ہیں۔ دیکھیں میں نے اب کالج جانا کرنا ہے پھر میں پڑھائی کروں گی بچوں کو سنبھال لوں گی شوہر کو سنبھالو گی یا گھر کے کام سنبھالوں گی میں تو چھوٹی سی بچی ہوں نا۔۔

ایسے نہ دیکھیں میری طرف میرا شوہر کہنے کو تو بڑی عمر کا لیکن ہے چھوٹا سا بچہ ہے۔۔ علینا کو خود کی جانب گھورتے پا کر اس نے تھوڑا سا وقفہ لیتے پھر ایک جملہ بولا تھا۔۔

علینا تو بس اپنے نمونے کو دیکھتے رہ گئی وہ اس انسان کو بچہ کہہ رہی تھی جو اس سے 21 سال بڑا تھا۔۔ ریحانہ خانم اس کی باتوں پر ہنسنے لگی۔۔

ہاسپٹل سے واپس گھر آئے جیسے ہی کار پورچ میں رکی سامنے وہ چھوٹا سا شیطان کھڑا تھا۔۔

آپ سب کہاں گئے تھے دادو؟ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنی چھوٹی سی کمر پر ٹکائے وہ لڑاکو عورتوں کی طرح کھڑا ان سے پوچھنے لگا۔۔ علینا نے اسے گود میں اٹھایا۔۔

ہم ہاسپٹل گئے تھے کہیں گھومنے نہیں گئے تھے وہ تینوں اسے لیے اندر داخل ہوئی۔۔

ہاسپٹل بے بی لینے گئے تھے؟۔۔

نہیں ہم بس ایسے ہی گئے تھے۔۔ ریحانہ خانم نے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

بس ایسے ہی تو ہاسپٹل نہیں جاتے یا تو کوئی بیمار تھا ویسے کوئی لگ نہیں رہا وہ الگ بات ہے۔ آپ ڈاکٹر سے انجیکشن لگوانے گئے یا پھر بے بی لینے گئے تھے۔ وہ پانچ سالہ بچہ اپنی ضد پر تھا۔۔

بتائیں نا میری گڑیا کو لینے گئے تھے؟ لے کر کیوں نہیں آئے۔۔

اوئے مہا شیطان یہ جو تمہیں بات بات پر گڑیا یاد آجاتی ہے اگر گڑیا کی جگہ گڈا آگیا تو اور اگر دونوں ہی گڑیا نہ ہوئی تو۔۔۔ طرسم ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی لاونج میں بیٹھی سب عورتوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

دونوں؟ حیرت سے سب کے منہ کھولے تھے۔۔

حویلی میں دو چھوٹے چھوٹے مہمان آئیں گے۔۔ سونیا اس کے پاس بیٹھتے اس کے گلے لگی تھی۔۔

ایک کو تو میں اپنے پاس رکھوں گی ایک آپ اپنے پاس رکھنے لینا۔۔

میں اپنی گڑیا کو کسی کو نہیں دوں گا۔۔

میں نے اپنے بچے کسی کو بھی نہیں دینے ہیں۔۔ طرسم نے عجیب نظروں سے ان دونوں کو دیکھا ابھی پیدا ہوئے نہیں تھے اور وہ پہلے ہی ضد لگا کر بیٹھ گئے تھے۔۔

دو ہو گے؟ شیر طیان طرسم کے قریب ہو کر بولا۔۔

ہاں ۔ دو بھائی یا دو بہنیں یا پھر ایک بہن اور ایک بھائی ۔ ۔ طرسم نے سرگوشی نما آواز میں کہا ۔ ۔

شیر طیان ٹھوڑی پر اپنی چھوٹی سے انگلی رکھے سوچ میں پڑ گیا ۔ ۔

دل کو کسی نے نہیں بتانا کہ دو بے بی ہیں ۔ ۔

کیوں ؟ علینا ابرو اچکاتے بولی ۔ ۔

مجھے ایک ہفتے سے آپ کے داماد نے کال نہیں کی تو تھوڑی سی سزا بنتی ہے تھوڑی دیر نہیں بتاؤں گی اس کے بعد میں بتا دوں گی ۔ ۔ طرسم کو سردار کے بارے میں سوچ کر غصہ آنے لگا جس نے ابھی تک اسے کال نہیں کی تھی ۔ ۔

چھوٹے چھوٹے بچے کتنے پیارے لگتے ہیں ۔ حبا رخسار پر ہاتھ رکھتے رشک بھری نگاہ سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی ۔ ۔

بیٹا اپ کی بھی رخصتی ہونے والی ہے انشاء اللہ اللہ اپ کو بھی دے گا۔۔ رضیہ خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا وہ شرم سے سرخ ہوتی چہرے پر ہاتھ رکھتی سر جھکا گئی۔۔

سب عورتیں ہنسنے لگی۔ مردوں میں سے کوئی بھی حویلی موجود نہیں تھا۔ قندیل کی غیر موجودگی پر کسی نے غور نہیں کیا تھا کیونکہ وہ کم ہی اپنے کمرے سے باہر نکلتی تھی زیادہ تر وہ اپنے کمرے میں رہتی ریحانہ خانم اس کے کمرے میں جاتی تھی۔ لیکن آج وہ طرسم کو لے کر ہاسپٹل چلی گئی جس کی وجہ سے وہ قندیل کے کمرے میں نہیں گئی تھی۔۔

۔۔ نمیرہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔۔۔۔

نمیرہ واش روم سے باہر نکلی دو تین سے اسے چکر آرہے تھے جی بھی متلا رہا تھا۔ وہ سب سمٹمز تھے جو اسے شیر طیان کی دفعہ ہوئے تھے۔۔

کہیں میں ؟ ۔ ۔ اگر ایسا کچھ نہ ہوا تو؟ ۔ ۔ ۔ لیکن سمٹمز تو سب وہی ہیں ۔ ۔ نمیرہ سوچ میں پڑ گئی شدت سے دل کیا کہ ہاسپٹل جا کر چیک اپ کروا لے ۔ ۔

نمیرہ گہرے سانس لے رہی تھی سمجھ نہیں آ رہا تھا ہاسپٹل جائے یا پھر نہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر چادر پکڑ کر نیچے گئی سب عورتیں کچن میں موجود تھی وہ خاموشی سے باہر نکل گئی ڈرائیور کو کہا کہ اسے ہاسپٹل چھوڑا آئے ۔ ۔ تین کار حویلی سے باہر نکلی تھی ایک جس میں نمیرہ تھی اور باقی دو میں گارڈز تھے ۔ ۔

ہاسپٹل کے اندر داخل ہوئی دل بے انتہا گھبرا رہا تھا وہ گائنکالجسٹ کے کیبن میں گئی ۔ ۔

ڈاکٹر میری طبیعت کچھ آپسیٹ ہے۔۔ نمیرہ جھجکتے بولی تھی۔۔ ڈاکٹر مسکرائی اس کی نبض چیک کی۔۔ اسے سائیڈ پر لے جاتے اس کا تمام چیک اپ کیا۔۔

آپ کی نارمل طبیعت خراب ہے آپ اسپیکٹ نہیں کر رہی۔ اگر آپ اپنے ٹیسٹ بھی کروانا چاہتی ہیں تو کروالیں ٹیسٹ نیگٹو ہی آئے گا۔۔۔ نمیرہ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہے تھے۔۔ وہ کتنی امیدوں سے آئی تھی کہ شاید اللہ اسے ایک مرتبہ پھر اولاد دے۔۔

آپ کا کوئی بے بی نہیں ہے؟ ڈاکٹر نے اسے یوں روتے ہوتے دیکھ پوچھا۔۔۔

ایک بیٹا ہے۔۔

میں نے ان خواتین کو یوں ہمت ہارتے، روتے ہوئے دیکھا ہے جن کی کوئی اولاد نہ ہو آپ کا ایک بیٹا ہے تو پھر آپ کیوں ہمت ہار رہی ہے۔۔

ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا تھپکا تھا ڈاکٹر کی عمر کافی زیادہ تھی۔۔

نمیرہ نے اپنے آنسو صاف کیے چادر کو سختی سے مٹھی میں جکڑ کر وہ چلی گئی۔۔ الفاظ نہیں تھے ادا کرنے کے لیے۔ بیٹا ہے لیکن پاس نہیں ہے۔۔

وہ ہاسپٹل سے باہر آئی جب ایک عورت اسے اپنے بچے سے پیار کرتی ہوئی نظر آئی تھی۔ وہ اپنے بچوں کے دونوں رخسار چوم رہی تھی۔۔۔ روتے ہوئے کار میں بیٹھی پورا راستہ وہ روتی رہی تھی۔۔ جیسے ہی کار حویلی کے پورچ میں روکی اس نے سختی سے چادر سے اپنے آنسو صاف کیے اور کار سے باہر نکلی لاؤنج میں گئی سب عورتیں ابھی بھی کچن میں مصروف تھی۔۔ صوفیا خانم سیڑھیاں اتر رہی تھی اپنی بیٹی کو باہر سے آتے دیکھ اس کے پاس گئی۔۔۔

کہاں گئی تھی؟۔۔

اپنی دوست سے ملنے گئی تھی جھوٹ بول کر وہ اپنے کمرے میں گئی بیڈ پر اوندے منہ لیٹتے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔۔

اللہ جی! وہ بلند آواز میں خدا کو پکارتے روئی تھی۔۔۔۔

کتنی دیر وہ یونہی روتی رہی۔ شیر طیان کمرے میں داخل ہوا وہ اپنے کھلونے لینے آیا تھا اپنی مورے کو روتے دیکھ وہ ایک جگہ ساکت ہوا کچھ لمحے اپنی ماں کو دیکھتے ان کی جانب قدم بڑھاتے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

مورے! آپ کیوں رو رہی ہو؟ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس نے نمیرہ کے گیلے رخساروں پر رکھے تھے۔ اپنے بیٹے کی آواز، اس کے لمس کو محسوس کر کے وہ مزید روئی تھی اٹھ کر بیٹھتے اسے اپنی گود میں بٹھاتے سینے میں بھینچ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے اپنے دل کا غبار ہلکا کرنے لگی۔۔۔

مورے کی جان مورے کو مت تنگ کیا کرو۔۔ نمیرہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے ہر نقش کو چوما تھا۔۔

مورے آپ کیوں رو رہی ہو؟ میں تو آپ کو تنگ بھی نہیں کرتا میں تو جہنم کے کانٹے کو تنگ کرتا ہوں۔۔ وہ اپنی معصومیت کو چہرے پر سجاتے بولا۔۔۔

میری جان یہی چیز تو تکلیف دیتی ہے کہ تم اپنی ماں کو تنگ نہیں کرتے۔ اپنی ماں کے پاس رہتے نہیں ہو۔۔ نمیرہ نے اس کے پیشانی پر بکھرے بال درست کیے تھے۔۔

مورے میں آپ کے پاس رہتا تو ہوں۔۔

صرف دو گھنٹے!۔۔ اس کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اچھا آپ روئے نہ میں آپ کے پاس زیادہ رہا کروں گا۔ طیان نے نمیرہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر اس کے گیلے رخساروں پر بوسہ دے کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔۔

میری مورے تو سٹرانگ ہیں نا روتے نہیں۔۔ نمیرہ اس کی باتیں سن کر کھل کر مسکرائی تھی اپنے آنسو صاف کر کے اپنے بیٹے کے چہر کو چٹا چٹ چومنے لگی۔۔۔

میرے بیٹے کی کل برتھ ڈے ہے میرے بیٹے کو کیا چاہیے۔۔

مجھے ایک بہن یا بھائی چاہیے جیسے بابا جانی کی گڑیا کا آئے گا۔۔ نمیرہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔

یہ تو اللہ دیتا ہے وہ چیز بتاؤ جو میں تمہیں دے سکوں۔۔ اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو کیا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔ وہ اداس ہوا۔

میرا بیٹا اداس کیوں ہو رہا ہے اپنی مورے کو وہ چیز بتاؤ نا جو وہ آپ کو دے سکے۔۔

مجھے ڈھیر ساری چاکلیٹ اور کھلونے چاہیے۔۔اس نے ہاتھوں کو دونوں اعتراف پھیلایا۔۔

اوکے جی میں اپنے بیٹے کو بہت زیادہ چاکلیٹ اور کھلونے دوں گی۔۔

نمیرہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا اس کی پوری زندگی اب اسی طرح گزرنی تھی۔۔یہ سوچ کر ٹینشن ہونے لگی کہ اگر آئیدن کو پتہ چلا کہ وہ ہاسپٹل گئی تھی اسے کس قدر تکلیف ہوگی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کا وقت تھا جب یعقوب گھر داخل ہوا صبح کے وقت وہ کھانا بھجوا چکا تھا جبکہ رات کا وہ ساتھ لے کر آیا تھا۔۔

لاؤنج گندا تھا کچن میں مٹی جمی ہوئی تھی اس کی بدکردار بیوی نے ابھی تک گھر کی صفائی نہیں کی تھی کمرے میں داخل ہوا وہ بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھے کسی سوچوں میں گم تھی۔۔۔

یہ کھانا پکڑو اور کچن میں برتن پڑے ہیں انہیں دھو کر ان میں ڈال کر لاؤ یعقوب نے کھانا بیڈ پر رکھا۔۔ قندیل اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگی۔۔

تمہارے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہیں۔ چل کر چاؤ کچن میں اور خود ڈال کر لاؤ۔۔ تمہیں عزت راس نہیں آتی۔ یقین نہیں آتا کہ تم سرداروں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ یعقوب کی بات سن کر اس نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا آنکھوں میں سرخی آئی تھی۔۔

میرے خاندان تک نہ جایا کرو نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ قندیل غصے سے بھری بیڈ سے اٹھی کھانا پکڑ کر کچن میں گئی منہ کے الٹے سیدھے

زاویے بنا کر برتن دھوتے ان میں کھانا ڈال کر کمرے میں آتے تقریباً پھینکنے والے انداز میں یعقوب کے سامنے رکھا تھا۔۔

نوکر کے لیے کھانا لانا پڑ رہا ہے۔۔ وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔

یہ تمہاری حویلی نہیں ہے اور اگر حویلی ہوتی بھی تب بھی یہ تم پر فرض ہوتا کہ اپنے۔۔۔ اس نے جملے کو مکمل کرنا گوارا نہ سمجھا اور خاموشی سے کھانا کھانے لگا قندیل کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے اس نے صبح کا تھوڑا سا کھانا کھایا تھا نخرے کرنے کی بجائے وہ اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی اور کھانا کھانے لگی۔۔

صبح تک مجھے گھر سے صاف چاہیے۔۔

ہاں تو کر کے جانا باہر۔۔ منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔۔

میرے خیال سے یہ کام عورتوں کے کرنے والے ہیں نہ کہ مردوں کے۔۔

جو حرکت تم صبح میرے ساتھ کر چکے ہو وہ بھی مردوں کے کرنے والی نہیں تھی۔۔ یعقوب نے گہرا سانس بھرا وہ پھر اسے غصے دلا رہی تھی۔۔

زبان بند کر کے کھانا کھاؤ نہیں تو اٹھا کر کمرے سے باہر پٹک دوں گا سوتی رہنا پھر ٹھنڈ میں لاونج میں۔۔ یعقوب کو اس کی عادات اور الفاظ سے نفرت تھی۔ تین ماہ کا وقت دے کر بھی اس میں تھوڑی سی بھی تبدیلی نہ آئی بلکہ وہ مزید اپنے حسد میں مبتلا ہوئی اور بدزبان ہوئی۔۔

کھانا کھا کر یعقوب نے اسے اشارہ کیا کہ برتن اٹھا کر باہر لے کے جاؤ۔۔ تلملاتے ہوئے اس نے سارے برتن اٹھائے کچن میں رکھ کر واپس آئی تو وہ پھیل کر بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔۔

دروازہ بند کرتے اس کے سر پر جا کے کھڑی ہو گئی۔۔

اوہیلو یہ میری جگہ ہے!۔۔ قندیل غصے سے بولی کمرے میں محض ایک سنگل بیڈ تھا جس پر وہ پھیل کے لیٹا ہوا تھا تھوڑی سی بھی جگہ نہیں تھی جہاں وہ لیٹ جاتی۔۔ نہ ہی کمرے میں کوئی بڑا صوفہ موجود سا صرف دو ون سیٹر صوفے موجود تھے۔۔ ساتھ میں ایک چھوٹا سا ٹیبل، الماری اور ڈریسنگ ٹیبل تھا۔۔

یعقوب تھوڑا سا سائیڈ پر کھسکا تھا جس سے چھ سے سات انچ جگہ بنی۔ قندیل نے منہ کھول کر اس تھوڑی سی جگہ کو دیکھا۔۔۔ اور پھر اس کی جسامت کو دیکھا جتنا اس کا قد لمبا تھا اس کا سینہ اتنا ہی زیادہ چوڑا تھا۔۔ اٹھو بیڈ سے اور زمین پر سو، بیڈ پر میں سوؤں گی۔۔

وجہ بیڈ سے اٹھنے کی۔ میں یہیں پر سوؤں گا باقی تمہاری مرضی ہے جہاں مرضی سوجاؤ۔۔ یعقوب بے نیازی سے بولا اور کمبل پکڑ کر اپنے اوپر لے لیا۔۔

دیکھو مجھے سردی لگ رہی ہے اور مجھے نیند آرہی ہے اٹھو بیڈ سے۔۔ قندیل غصے سے بولی جبکہ اس پر اس کے غصے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔ کتنی دیر وہ انتظار کرتی رہی کہ وہ اٹھ جائے گا جبکہ وہ ڈھیٹ بنا بیڈ پر لیٹا رہا۔۔ اگر اسے ہاتھ لگاتی تو پھر سے اسے وہ کوئی سزا دے دیتا اور اس وقت اسے سخت نیند آرہی تھی۔۔

کم از کم کروٹ لے کر ہی لیٹ جاؤ۔ اتنی جگہ پر میں پوری نہیں آؤں گی۔۔

کہہ تو تم ایسے رہی ہو جیسے بھینس جتنی موٹی ہو۔ میرے ایک ہاتھ جتنی تمہاری کمر ہے۔۔ یعقوب نے اس کے دبلے پن پر چوٹ کی تھی۔۔

قندیل نے اپنا دوپٹہ اچھی طرح اپنے گرد پھیلایا تھا۔۔

کتنے بد تمیز ہو تم شرم نہیں آتی اس طرح کی بات کرتے ہوئے۔۔

تمہیں تو جیسے بڑی شرم آتی تھی غیر محرم کے کمرے میں جاتے ہوئے۔۔ قندیل خاموش ہو گئی۔۔۔

کروٹ لے کر لیٹو مجھے نیند آ رہی ہے وہ بے بس ہو گئی تھی۔۔ یعقوب دائیں جانب کروٹ لے کر لیٹا۔۔ قندیل نے بیڈ پر لیٹتے ہی دائیں جانب کروٹ لے لی جبکہ اس کو اپنی پشت پر اس کی گہری نظریں محسوس ہو رہی تھی اس نے جھٹکے سے اس کی جانب رخ دیا۔۔

دونوں میں محض چند انچ کا فاصلہ تھا۔۔

اپنی آنکھیں بند کرو۔۔

تمہیں تو سخت قسم کی نیند آ رہی تھی تو سوئی کیوں نہیں۔۔ یعقوب اس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا۔۔

قندیل نے اسے نظر انداز کر کے آنکھیں بند کی۔۔ جبکہ ابھی بھی اسے اس کی نظریں اپنے وجود پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

جو تم نے آج میرے ساتھ کیا ہے کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔۔

اور جو حرکات تم کر چکی ہو وہ کبھی بھول نہیں سکتا موقع دیا تھا تمہیں تم نے وہ بھی ضائع کر دیا۔ تمہاری الفاظ مزید تو مجھے بدگمان کر رہے ہیں۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔ اور اپنی آنکھیں بند کر لی دو نفرت کرنے والے نا جانے کیسے اپنی زندگی میں اگے بڑھیں گے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار اور صارم پاکستان کے لیے نکل چکے تھے صبح کے اٹھ بجے وہ حویلی پہنچے۔ اسی وقت ہادی، راہا اور وریام کی کار حویلی کے پورچ میں کھڑی ہوئی وہ پانچوں ایک ساتھ کار سے باہر نکلے صارم اپنے بیٹے اور بھائی کے گلے لگا جب کہ سردار نے اپنی بہن کو گلے لگایا۔۔

لالا کی جان کیسی ہو؟ دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اس کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔

میں ٹھیک ہوں لالا بالکل ٹھیک۔۔ وہ کھل کر مسکراتے ہوئے بولی سردار اسے خوش دیکھ کر دلی اور روحانی طور پر خوش ہوا تھا۔۔

میری گڑیا سردار نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

سالے صاحب ہم بھی آپ کے کچھ لگتے ہیں۔۔ ہادی آنکھ دباتے اس کی جانب بڑھا سردار نے اس کی کمر پر ایک تھپڑ مارتے اسے گلے سے

لگایا دوسری جانب وریام اس سے ملا تھا۔۔ صارم نے راہا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔

سردار حویلی کے اندر گیا۔ سب کھانے کے ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے ان کو دیکھتے ہی سب کھانا چھوڑ کر ان کی جانب بڑھے سفیان خان نے سب سے پہلے سردار کو گلے لگایا۔۔

کیسے ہو برخودار؟۔۔

بالکل ٹھیک! آپ کی حالت کچھ خراب لگ رہی ہے بیوی ناراض ہے کیا؟ سفیان خان نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا وہ ان کی ٹانگ کھینچنے سے باز نہیں آتا تھا۔۔

ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کو اور بیٹی کو سینے سے لگایا رضیہ خانم اپنے دونوں بیٹوں سے ملی علینا اپنے بیٹے سے مل رہی تھی۔۔

سونیا اپنے لالا کے گلے لگی اور پھر اپنی بہن کے ۔ سب ایک دوسرے سے مل رہے تھے ۔ ۔ آئیدن مسکراتے سردار سے ملا دالہام نے اس کے گرد سخت حسار بنایا تھا ۔ ۔

آئیدن تم ٹھیک ہو؟ ۔ ۔

لالا میں بالکل ٹھیک ہوں کال پر بھی صارم لالا مجھ سے پوچھ رہے تھے مجھے آپ کے اور ان کے لہجے میں پریشانی محسوس ہوئی ۔ مجھے کیا ہونا ہے ۔ ۔

میرے ہوتے ہوئے کچھ ہو بھی نہیں سکتا ۔ ۔ سردار نے اس کا کندھا تھپکا اس کی بیوی اپنے بابا ، بھائی اور چاچو سے مل رہی تھی ۔ اپنی نند سے بھی ملی جبکہ اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا ۔ ۔ یہی حال کچھ سونیا کا بھی تھا وہ سب سے مل سوائے اپنے شوہر کے ۔ ۔

میرے خیال سے کسی کا ایک عدد شوہر بھی یہاں موجود ہے۔۔ وریام اور سردار یک زبان بولے پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ہوئے اپنی اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔۔

سونیا آپی ہم نے کھانا ویسے چھوڑ دیا اتنی بھوک لگی ہے چلیں ہم کھانا کھاتے ہیں۔۔ طرسم اور سونیا دونوں ہاں میں سر ہلاتے ہوئے ناشتے کے ٹیبل پر جا کے بیٹھ گئی اور سکون سے کھانا کھانے لگی سب گھر والے نے ان دونوں لڑکیوں کی طرف دیکھ کر پھر ان دونوں مردوں کی طرف دیکھا جو منہ کھولے اپنی اپنی بیوی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

بابا جانی! شیر طیان اپنے کمرے سے باہر نکلا سامنے اپنے بابا جانی کو دیکھتے بلند آواز میں پکارتے تیزی سے سیڑھیاں اترتے نیچے آیا۔

سردار کے پاس کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ دونوں اعتراف میں پھلائے۔

سردار نے اسے گود میں اٹھاتے اس کے دونوں رخسار پر چٹاچٹ بوسے تھا۔۔

میرا بیٹا! سردار نے اب اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا تھا شیر طیان اپنے بابا جانی کی گردن میں بازو حائل کرتے ان کے گردن میں چہرہ چھپا گیا۔۔

بھوک بہت لگی ہے۔ وہ سب ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھانے لگے۔۔ طرسم اور سونیا نے خاموشی سے ناشتہ کیا تھا اپنے اپنے شوہر کی جانب نہ دیکھا ان دونوں کو غصہ تھا کہ انہوں نے ایک ہفتہ انہیں کال نہیں کی۔۔

پری! کل ہاسپٹل گئی تھی؟ سردار کو یاد آیا کہ کل اس نے چیک اپ کروانے کے لیے جانا تھا جو وہ ہر منتھ کرواتی تھی۔۔ طرسم نے اس کی

بات کا کوئی جواب نہ دیا اور سب عورتوں کی طرف ایک نظر دیکھا تھا
سب خاموشی سے اپنا کھانا کھانے لگی۔۔

جبکہ علینا کو اپنی بیٹی پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

گئے تھے بیٹا! ریحانہ خانم بولی تھی کیونکہ سردار کے چہرے پر پریشانی
واضح تھی۔۔

وہ خاموش ہوگیا۔ طرسم کو سردار کی گود میں بیٹھے اس مہا شیطان پر شک ہو
رہا تھا کہیں وہ سچ نہ اگل دے کہ سردار کے ٹونز ہیں۔۔

دالہام جو پرافٹ حاصل ہوا ہے وہ سب اکاؤنٹ میں ہے ؟ سفیان خان کھانا کھاتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔

جی تمام پرافٹ اکاؤٹ میں ہیں اور 8 لاکھ میرے پاس ہیں اس وقت۔۔

بابا جانی میری گڑیا کب آئے گی۔۔ کل میری برتھ ڈے ہے نا آپ مجھے گفٹ کردو۔۔ دالہام خانزادہ نے اس کے بال بکھیرے۔۔

میرا بیٹا! وہ کوئی چیز نہیں ہے جو میں آپ کو برتھ ڈے پہ گفٹ کردوں ابھی انتظار کرو۔۔ طیان کا منہ بن گیا منہ بسورتے ہوئے وہ کھانا کھا رہا تھا۔۔

بابا جانی آپ کو پتہ ہے جہنم کے کانٹے نے کہاں ہے کہ کیا پتہ گڑیا آنے کی بجائے دو گڈے آجائیں۔۔

دو؟ سردار نے حیرت سے طرسم کی جانب دیکھا۔ سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے وہ تصدیق کر رہا تھا کہ میرے دو بچے ہیں۔۔

طرسم نے غصے سے اس کی گود میں بیٹھے شیطان کو دیکھا جس کی زبان میں کھجلی ہوتی اور وہ مٹاتا نہ ایسا تم ممکن نہیں تھا۔۔

سردار کا چہرہ خوشی کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔۔ مرد حضرات لبوں پر ہاتھ جمائے سردار کے چہرے کو دیکھ رہے تھے وہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔۔

طرسم اٹھ کر جانے لگی سردار نے اس کا ہاتھ پکڑا اپنی جیب میں موجود تمام پیسے نکال کے کھڑے ہوتے اس کے سر سے وارتے پاس کھڑی ملازمہ کو پکڑا دیے۔۔۔

سردار کی چھوٹی سی سردارنی ہم سے صلح کرنے کے لیے جو سزا دینا چاہتی ہے اس سردار کو دل و جاں سے قبول ہے۔ دالہام نے سر کو ہلکا

ساجھکایا تھا۔ وہ مرد جس نے خدا کے بعد دنیاوی زندگی میں محض اپنی ماں کے سامنے سر جھکایا تھا۔ آج وہ پوری حویلی کے سامنے اپنی بیوی کے سامنے سر کو خم دیے سزا طلب کر رہا تھا۔ ملازمین حیرت سے سردار کو دیکھ رہے تھے حویلی کے افراد کا حال ان سے مختلف نہ تھا۔۔۔

وہ تو سوچ کے بیٹھی تھی اس سے جھگڑے گی اسے ڈھیر ساری باتیں منوائے گی جبکہ اس کا انداز دیکھ کر اس کی ساری ناراضگی جھاگ کی طرح بہہ گئی تھی۔۔

سزا تو میں بہت زیادہ دوں گی۔ طرسم اپنی مسکراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ نقاب میں نظر آتی اس کی آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ کھل کر مسکرا رہی ہے۔۔۔

دل وجان سے منظور ہے چار فٹی جو بھی سزا ہوگی اتنی بڑی خوشی کے بعد تو ہر سزا قبول ہے۔۔ دالہام خانزادہ نے اسے بازو کے حصار میں لیا تو سب مردوں نے گلا کھنگارا تھا۔۔

دالہام نے اس کے کندھے سے ہاتھ نہیں ہٹایا تھا۔۔ سب ان دونوں کے لیے بے انتہا خوش تھے جبکہ مرد اور عورتیں ابھی تک حیرت میں مبتلا تھے کہ وہ اس قدر اپنی پری سے پیار کرتا ہے کہ اپنی آنا سب کچھ چھوڑ کے اس کے سامنے جھکا ہے۔۔

میری پیاری بیٹی صارم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو سردار سے دور ہوتی ہے اپنے بابا کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

بابا مورے نے آج مجھے ڈاکٹر کے سامنے تھپڑ مارا۔۔ زرہ سی رونے کی آوازیں نکالتے وہ اپنے بابا سے اپنی ماں کی شکایت کرنے لگی۔۔

کیوں؟ دالہام اور صارم یک زبان بولے۔۔

اس سے ذرا یہ بھی پوچھے کہ یہ ڈاکٹر کے سامنے کیا باتیں کر رہی تھی اسے شرم نہیں آتی کہیں بھی شروع ہو جاتی ہے بچے پیدا کر کے یہ احسان کر رہی ہے۔۔ علینا غصے سے بھری بیٹھی تھی۔۔ پہلے شوہر بنا بتائے بیرون ملک چلا گیا اور بیٹی نے علیحدہ دماغ خراب کیا تھا۔۔ ایسا کیا تم نے بول دیا جو تمہاری ماں اتنی بھڑک رہی ہے۔۔ وہ دونوں اس مرتبہ بھی یک زبان بولے تھے۔۔

میں نے تو بس یہی کہا تھا کہ مجھ سے دو بچے نہیں سنبھالے جائیں گے میں ابھی چھوٹی ہوں تو بچوں کے سارے کام دیو کیا کرے گا میں بس بیٹھ کر اپنے بچوں اور شوہر کو دیکھا کروں گی۔۔ کیونکہ مجھے کالج جانا ہے، گھر کے کام بھی کرنے ہیں اپنے شوہر کو بھی سنبھالنا ہے تو پھر میں بچوں کو کیسے سنبھالوں گی تو بچوں کو سنبھالنے کام تو دیو کو کرنا ہے نا۔۔ معصوم سا چہرہ بناتے وہ اپنے باپ اور شوہر کو بتا رہی تھی وہ دونوں ہی سوچ میں

پڑ گئے یہ گھر کے کام کون سے کرتی ہے ، پڑھائی برائے نام بس ہوتی ہے.جس دن ٹیسٹ ہو اس دن پڑھ لیا بعد میں پتہ ہے ہی نہیں ہوتا کتابیں کہاں ہیں ۔ اور جہاں تک شوہر کو سنبھالنے کے بات رہی وہ بیچارہ اگر رات کو لیٹ ہو جائے تو خود کھانا گرم کر کے اسپیشل اپنی بیوی کے لیے کمرے میں لے کر جاتا تھا ۔ ۔

دالہام میرے بھائی پانچوں نمازوں میں بلکہ تہجد میں بھی خدا سے دعا کیا کرو کہ یا اللہ مجھے صبر دے ۔ ۔ صارم اسے بس یہی کہہ سکا تھا ۔ سب مردوں کے قہقہے بے ساختہ تھے ۔ ۔

بابا میں نے کچھ غلط نہیں کہا نا ؟ ۔ ۔

تم ہمیشہ صحیح کہتی ہو ۔ ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے یک زبان بول کر ، درمیان میں کھڑی اس پانچ فٹی لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو

ان سب کو اپنے اشاروں پر نچا رہی تھی۔۔ناشتہ سبھی نے کر لیا تھا۔۔
اور اب سب لانچ میں بیٹھے تھے۔۔
آئیدن !لالا تم سے آگے نکل گئے ہیں تمہاری رخصتی کو چھ سال ہو گئے ہیں اور ایک بیٹا ہے۔ لالا نے ایک ساتھ ہی۔۔۔ سردار نے خونخوار نظروں سے وریام کو دیکھا تو اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اگر جملہ پورا کرتا تو اس کی حالت دوبارہ جملہ مکمل کرنے کے قابل نہیں رہنی تھی۔۔
لالا دو بچوں کے بابا بننے والے ہیں ذرا اپنے جذبات ہم پر بھی اشکار کریں۔۔شہریار اور آئیدن بولے۔۔
جب تم نے پہلی مرتبہ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھایا تھا کیا وہ جذبات تم کس کو بتا سکتے ہو۔۔آئیدن نے نفی میں سر ہلایا یہ جذبات کسی کو بتانے کے لیے ہمیں الفاظ ہی نہیں ملتے۔۔

آج میں بھی انہی جذبات کے سحر میں جکڑا ہوں مجھے نہیں معلوم میری خوشی کی انتہا کیا ہوگی جب میرے دونوں بچے میری گود میں ہوں گے۔۔ سردار مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

بابا جانی آپ نے اپنی گڑیا مجھے دینی ہے۔۔ شیر طیان کو نہ جانے کیوں ڈر لگنے لگا کہیں اس کے بابا جانی اسے اس کی گڑیا نہ دے کیونکہ ان کی پری صاحبہ اس بات پر راضی نہیں تھی۔۔۔

میری گڑیا اگر اللہ نے مجھے دی تو وہ میرے بیٹے کی ہے۔۔ دالہام نے اس چھوٹے سے شیطان کے پیٹ میں گدگدی کی۔۔۔

لالا وہ آگے کم ٹھرکی نہیں ہے جو آپ اسے مزید بڑھاوا دے رہے ہیں عید کے دن پارک میں ایک لڑکی کے ساتھ شروع ہوا تھا۔۔

بابا جانی میں نے اس دوست بننے کا کہا تھا میں نے اسے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس سے شادی کروں گا شادی تو میں آپ کی گڑیا سے کروں گا جب

وہ آجائے گی تو میں کسی لڑکی سے دوستی بھی نہیں کروں گا اور بات بھی نہیں کروگا۔۔۔ حویلی کے تمام افراد ہکا بکا ہو کر اس چھوٹے سے شیطان کو دیکھنے لگے جس نے اپنے مستقبل کی مکمل تیاری کی ہوئی تھی۔۔۔

زمین سے تو پوری طرح نکل جاؤ پھر شادی بھی کرلینا۔۔ صارم نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تھی اپنا سر سہلاتے ہوئے رونے والا چہرہ بنا کر وہ سردار کے سینے میں چہرہ چھپا گیا۔۔

دالہام بیٹا تم کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہے تھے ایک ہفتہ مسلسل تمہیں کال کرتی رہی ہوں۔۔ ریحانہ خانم کے چہرے پر پریشانی تھی۔۔

پلز سردار صاحب نے پھر استعمال کرنا شروع کردی تھی تو کال کیسے اٹھاتے ہیں۔۔ صارم بڑبڑایا اس کی بڑبڑاہٹ کسی اور کے کانوں تک تو

نہ گئی جبکہ طرسم نے بخوبی سنی تھی۔۔وہ سردار کے ساتھ اس کی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔

پلز!منمناتے ہوئے حیرت اور غصے سے سردار کو دیکھا۔۔

میری طبیعت تھوڑی ٹھیک۔۔۔۔سفائیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے جب بھی تھوڑی سی بھی طبیعت خراب ہونا پلز کھا لیا کریں بلکہ پانچ چھ ڈبیاں منگوا کر اپنے پاس رکھ لیں ہر روز ایک ڈبی ختم کیا کریں۔۔

طرسم غصے سے کہتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔دالہام شیرطیان کو آئیدن کی گود میں بٹھاتے ہیں اس کے پیچھے گیا۔۔

پری!دالہام کمرے میں داخل ہوا وہ بیڈ پر بیٹھی کشن کو مروڑ رہی تھی۔۔

میری سردارنی ناراض ہوگئی ہے دالہام بیڈ پر بیٹھا تو اس نے رخ دوسری جانب کرلیا۔۔

سر درد ناقابل برداشت تھا اس وجہ سے میڈیسن لی تھی۔۔

میں نے منع کیا ہے اب بھی میڈیسن لیں لے۔۔ طرسم نے ہاتھ میں پکڑا کشن زمین پر پھینکا۔۔

آئی پرومس آئندہ میڈیسن نہیں کھاؤں گا۔۔ دالہام نے پیچھے سے اسے اپنے حسار میں لیا۔۔

اور اگر میڈیسن لی تو؟ وہ پیار سے بولی تھی رخ اس کی جانب کرتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تم میرے پاس رہنا تو کبھی میڈیسن نہیں لوں گا۔۔ دالہام نے اس کا نقاب نیچے کیا اس کے نرم و نازک رخسار، پر کشش چہرہ، دن بدن اس کی خوبصورتی بڑھتی جارہی تھی۔۔ آہستہ آہستہ وہ ہیلدی ہوتی جارہی تھی۔۔

میری موٹو! دالہام نے اس کے دونوں رخسار کھینچے طرسم منہ پھلائے اسے دیکھنے لگی۔۔

میں موٹی ہو گئی ہوں۔۔ طرسم اپنے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھتے آنکھوں میں نمی لیے کہنے لگی۔۔۔

نہیں تم بالکل بھی موٹی نہیں ہو۔۔۔

دیو تم نے ابھی کہا کہ میں موٹی ہوں۔۔ طرسم نے شہادت کی انگلی کے سینے پر رکھی تھی۔۔

کیوٹ والی موٹی لگ رہی ہو۔۔

یہ کیوٹ والی موٹی کون سی ہوتی ہے طرسم نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھے۔۔

اب ظاہر سی بات ہے دو بچوں کی ماں بننے والی ہو کیوٹ والی موٹو تو بنو گی نا سردار نے اس کے پھولے ہوئے گال پھر سے کھینچے تھے۔۔

طرسم منہ بسور کر بیٹھ گئی۔۔

میں بہت خوش ہوں کہ خدا مجھے ایک ساتھ دو خوشیاں دے رہا ہے اور میں چاہتا ہوں میری دونوں بیٹیاں ہوں۔۔

نہیں پھر بیٹیاں دونوں ہی آپ کے سائیڈ پہ ہوں گی ایک بیٹا ہو اور ایک بیٹی ہو۔۔ بیٹی آپ کے پاس، بیٹا میرے پاس۔۔ طرسم نے اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکاتے کہا وہ سردار کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔۔

تو کیا مطلب تم بیٹی کو پیار نہیں دو گی؟۔۔

میں دونوں کو پیار دوں گی لیکن جو دونوں کے کام کرنے ہیں نا ان کے کپڑے بدلنا، پیمپر تبدیل کرنا، پھر کھانا کھلانا وہ سارے کام میرا شوہر کرے گا میں بس آرام سے نیند پوری کیا کروں گی کیونکہ سب کہتے ہیں جب بچے ہو جائیں نا تو نیند پوری نہیں ہوتی وہ بہت تنگ کرتے ہیں تو پھر آپ سنبھالا کرنا، میں نے بس نیند پوری کیا کرنی ہے۔۔ طرسم نے سر اوپر کی جانب کرتے اس کی داڑھی کے دو تین بال کھینچے تھے۔۔۔

پری !کیا تمہیں واقعی ایسا لگتا ہے کہ بچے پیدا ہونے کے بعد تم پر ذمہ داریاں حد سے زیادہ بڑھ جائیں گی۔۔ دالہام کے ذہن میں بے ساختہ خیال آیا تھا۔۔

نہیں تو تم ہونا میرے ساتھ میرے سر پہ کیوں ذمہ داری زیادہ ہوں گی ہم دونوں مل کے بچوں کو سنبھالیں گے۔۔ طرسم نے اس کے لہجے میں اداسی محسوس کی تھی سیدھی ہو کر بیٹھتے اس کے دونوں رخسار کھینچتے کہا تھا۔۔۔۔

دیو!لویو۔۔ طرسم شرما کر کہتے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھتے خود کو چھپانے لگی۔۔

سردار کی مسکراہٹ کی وجہ ہی اس کی یہ بچکانہ حرکتیں تھی۔۔ طرسم کا دل چاہا تھا کہ وہ سردار کو بتا دے کہ قندیل نے اسے دھکہ دینے کی کوشش

کی ہے۔۔اگر یعقوب اسے نہ بچاتا تو شاید اب تک وہ بہت بڑے خسارے کے زد میں آ چکے ہوتے۔۔

سردار صاحب اپنی سزا سن لیں۔۔دالہام نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے اور گلا کھنگارا۔۔

24 گھنٹے میری ہر بات مانی جائے گی۔کسی چیز کے لیے بھی منع نہیں کیا جائے گا۔دالہام خانزادہ 24 گھنٹے کے لیے آپ سردار نہیں بلکہ میرے غلام ہے میرا ہر حکم مانا جائے گا۔آخر میں سردارنی ہوں۔

طرسم نے اتراتے ہوئے کہا۔۔دالہام نے ہاں میں گردن ہلائی۔۔

اپنی بات پر قائم رہنا ہے طرسم نے ابرو اچکائے۔۔

ایسا ہو سکتا ہے سردار آپ کی حکم عدلی کرے۔۔طرسم کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

سردار کی اتنی جرت نہیں ہے کہ وہ اپنی سردارنی کو منع کرے۔۔ طرسم ہنستے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

لیکن پھر بھی ہم آپ سے وعدہ لینا چاہتا ہے۔۔ وہ اپنی آواز کو بھاری کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

سردار نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

وعدہ! اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے پیشانی سے لگایا۔۔ طرسم نے اس کے اسی ہاتھ کی پشت کو اپنے لبوں کے پاس کرتے بوسہ دیتے پیشانی سے لگایا۔۔

وہ وعدہ کر گیا تھا لیکن اس بات سے انجان تھا کہ یہ وعدہ اس سے بہت کچھ کروانے والا ہے۔۔۔ ایک سنگین بات منوانے والا ہے. جس پر وہ کبھی رضامندی نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام سونیا کے کمرے میں گیا جو آنکھیں بند کیے پر سکون انداز میں بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔

اس کے پاس بیٹھتے اس کا ناک کھینچا تھا سونیا نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر غصے سے اسے دیکھا۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں؟۔۔ سونیا نے اسے خود سے دور دھکا دیا۔۔

سونی!وریام نے بے انتہا پیار سے اسے پکارا۔ جبکہ اس پیار نے سونیا کے غصے کو مزید ہوا دی تھی۔

جاؤ یہاں سے مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کے کھڑی ہوئی۔۔

افففف میری مس گبر کو غصہ آرہا ہے۔۔ وریام اس کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔۔

آپا جمیلہ کیوں تم نے مجھ سے اپنی اینڈلیول کی عزت افزائی کروانی ہے۔۔ سونیا نے آنکھیں گھمائی تھی وریام نے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا اگر وہ ہنستا تو اس نے مزید غصہ کرنا تھا۔۔

مس گبر وریام نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھی تو وہ پیچھے ہو گئی رخ اس کی طرف کرتے سخت گھوری سے نوازنے لگی۔۔

میرے پاس مت آؤ۔

اب تو میں پاس آؤں گا مغرور خانزادی! وریام اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ سونیا پیچھے کو قدم لے رہی تھی جب وہ دیوار کے ساتھ جا لگی۔ وہ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اگر تم نے میرے ساتھ کوئی ٹھرک جھاڑا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

۔۔۔

تم سے بڑا ظالم میں نے دیکھا بھی نہیں۔ وریام نے دیوار پر اس کے دونوں جانب ہاتھ رکھے۔ وہ سانسیں روک گئی تھی۔۔

جاؤ واپس جرمنی وہاں لڑکیوں کو تارنے کا کام کرو۔ سونیا آنکھیں پھیلائے کھڑی تھی جبکہ اس کی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ بزی تھا اس لیے کال نہیں کر سکا۔ وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔۔

تو اب بھی بزی رہو میری بلا سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم کیا کرتے اور کیا نہیں کرتے۔۔ وہ بے نیازی سے کہہ رہی تھی جبکہ فرق انتہا کا پڑتا تھا۔۔۔

کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

نہیں پڑتا سونیا نے اسے انداز میں جواب دیا۔۔

اوکے مغرور خانزادی !اس نے موبائل نکال کر کسی کو کال کی اور سکون سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ سونیا نے محض ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ سیاہ پینٹ شرٹ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس کے پیشانی پر بکھرے بال اسے مزید پر کشش بنا رہے تھے۔۔

کیسی ہو بیلا!۔۔ کسی لڑکی کا نام سنتے سونیا کی آنکھیں پھیلی۔۔

ہاں میں بلکل ٹھیک۔۔

سوری یار ایمرجنسی واپس آنا پڑا تھا اس لیے تمہیں انفارم نہ کر سکا۔۔

وریام کا لہجہ حد سے زیادہ محبت پاش اور نرم تھا۔۔ سونیا کا چہرا سرخ ہونے لگا۔۔

آہہہ آئیندہ ایسا نہیں ہوگا بیلا۔ وہ "بیلا" پر زور دیتے بولا تھا۔ سونیا نے سختی سے آنکھیں میچی تھی۔۔ دل کیا وریام کا سر پھاڑ دے اس کے موبائل کے ٹکرے ٹکرے کر دے۔۔

جانتا ہوں یار بیلا ہم ٹھیک سے ٹائم سپینڈ نہیں کر پائے۔۔ سونیا کی بس ہو رہی تھی وہ مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔

ہنس ہنس کر باتیں کی جا رہی تھی۔۔

بیلا جان۔۔۔ سونیا غصے سے بھری اس کے پاس گئی موبائل پکڑ کر کان سے لگاتے غصے سے بلند آواز میں کہنے لگی۔۔

مس بیلا اپنی حد میں رہو آج کے بعد اگر تم نے میرے شوہر کو کال کی تو تمہیں جان سے مار دوگی۔ زیادہ آگ لگی ہے تو کسی اور کو ڈھونڈ لو۔ جس کے ساتھ تم بکواس کر رہی ہو وہ آل ریڈی بکڈ ہے۔۔

سونیا نے دوسری جانب خاموشی پا کر موبائل کی سکرین کو دیکھا جہاں کوئی نمبر شو نہیں ہو رہا تھا موبائل بند تھا۔۔ اسے وریام کی چلاکی سمجھنے میں دیر لگی تھی۔۔ وہ مہو ہوتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

میرا شوہر!وریام ہر لفظ پر زور دیتے بولا۔۔ سونیا نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

عورت جنتی مرضی مغرور ہو اپنے مرد پر کسی دوسری عورت کی نظریں برادشت نہیں کرتی۔ غصے میں وہ ایسے الفاظ بول جائے گی کہ مقابل پر آشکار ہو جائے گا کہ وہ اس کی محبت میں بتلا ہے۔۔

کیا شوہر نہیں ہو؟۔۔۔چہرے پر سنجیدگی سجائے پوچھا۔۔ وہ صوفے سے اٹھا۔۔

شوہر تو ہوں لیکن بیوی نے آج تک احساس نہیں دلایا۔ سونیا اردگرد دیکھنے لگی۔۔ وریام نے نفی میں سر ہلایا۔ اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کیا سونیا کی پیشانی وریام کی لبوں تک آتی تھی۔۔۔اس نے عقیدت سے اس کی پیشانی پر لمس چھوڑا، چہرے کو دیکھا جو پہلے غصے سے سرخ تھا جبکہ اب شرمیلا پن واضح تھا۔۔

ائے ہائے بیوی یو شرماؤ تو نہ۔۔ وریام بوجھل لہجے میں بولا زرہ سا جھکتے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔ سونیا کچھ لمحے بعد اس سے دور ہو کر کھڑی ہوئی۔۔

جب شوہر کو ایک ہفتہ کال کرنا یاد نہیں رہتا کہ میری ایک عدد بیوی بھی ہے تو مجھے کیوں یاد رہے گا کہ میرا شوہر ہے۔۔ بے نیازی سے کہتے اس سے مزید دور ہوئی۔۔

وریام مسکرایا وہ واقعی میں اس کی مغرور خانزادی تھی اظہار لفظ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔۔

سونی! وریام نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔۔

قسم سے وریام ٹھرکی لگ رہے ہو سونیا نے سر پاؤں تک اسے دیکھا۔

دل میں خیال آیا اس سے زیادہ ہینڈسم کوئی ٹھرکی نہیں ہوگا۔۔

اور یہ ٹھرکی قربان تم پر وریام نے آنکھ دبائی۔۔

نہایت ہی کوئی۔۔۔ خوبصورت انسان ہو۔ بتانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں وریام اس کی بات کاٹتے بولا سونیا اپنی بات کٹتے دیکھ اس کے سینے پر مکے مارنے لگی۔۔۔

یہ خوبصورت نرم و نازک ہاتھ وریام نے اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑے سونیا نے سر تا پاؤں تک اسے گھور تک دیکھا۔۔

سونیا مسکراتے اس کے قریب ہوئی۔ ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ وریام کو خطرے کی گھنٹیاں اپنے کانوں میں بجتی محسوس ہوئی۔۔

سونیا نے نامحسوس طریقے سے ٹیبل پر پڑی کامن پن اٹھائی اور اس کے کندھے پر چبودی۔۔۔

آہمممم !وریام نے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھا وہاں سے خون نکلنے لگا تھا۔۔ سونیا آنکھیں پھاڑے اس کے کندھے کو دیکھنے لگی اس نے تو ذرا سی چبوئی تھی اتنا زیادہ خون کیوں نکلنے لگ گیا تھا۔۔۔

وریام کی انگلیاں خون سے بھر گئی۔۔

وہ غلطی سے ہوا میں نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ سونیا نے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے کاٹن نکال کر اس کے کندھے پر رکھا اس کی نظروں میں ایک تکلیف سی تھی۔۔۔

جانتا ہوں وریام نے دوسرا ہاتھ اس کی پشت پر رکھتے اپنے ساتھ لگایا تھا اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے نیچے کی جانب کرتے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر رکھتے اس کے بالوں پر بوسا دیا۔۔۔

اتنا ناراض مت ہوا کرو۔ آئندہ یہ غلطی نہیں ہوگی، کہیں بھی جاؤں گا تو ہر روز دن میں تین سے چار مرتبہ تمہیں کال کیا کروں گا۔۔۔ وریام نے

اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما کچھ لمحے وہ دونوں دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے سونیا پھر سے پیچھے ہوئی اور خاموشی سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔ وہ مزید اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی اس کی قریب رہ کر اس کی خوشبو کو محسوس کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے چلا گیا وریام جانتا تھا اس کی بیوی مان چکی ہے لیکن اس بات کا اقرار نہیں کرے گی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن کمرے میں گیا۔۔ نمیرہ رات کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھتے مسکراتے اسے دیکھنے لگا جس نے سفید رنگ کی گھٹنوں سے نیچے تک قمیض اور چوری کرنے پجامہ پہنا ہوا تھا بالوں کو چٹیا میں باندھے ایک پھول چٹیا پر لگائے، ہلکا سا میک اپ کیے، آنکھوں میں کاجل لگا کر وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

کیا ارادے ہیں متاعِ جاں۔۔اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہوا شانوں سے تھام کر اس کی پشت اپنے سینے کے ساتھ لگائی۔۔۔

ارادے تو کچھ خاص نہیں ہیں لیکن مجھے اپنے شوہر کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ نمیرہ نے رخ اس کی جانب کیا اس کا دوپٹہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا آئیدن نے ڈریسنگ ٹیبل کے دونوں سائیڈ پر ہاتھ رکھتے ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

تمہاری یوں کاجل لگانا مجھے تمہاری آنکھوں میں گم ہو جانے پر مجبور کرتا ہے۔۔۔ آئیدن نے اس کی آنکھوں پر پیار بھری مہر ثبت کی۔۔

نمیرہ نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔ اس نے سختی سے اپنے دونوں ہاتھ آپس میں پیوست کیے ہوئے تھے۔ آئیدن سیدھا ہوا تو نمیرہ کے پاؤں زمین سے اٹھائے گئے۔۔ اس نے فوراً اپنی متاعِ جاں کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے گرنے سے بچایا۔۔

میری ہائٹ کا مذاق اڑانے کے لیے کیا ہے نا۔۔۔ نمیرہ آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھ رہی تھی اس کی ہائٹ اتنی چھوٹی نہیں تھی آئیدن ہی کچھ زیادہ لمبا تھا۔۔

میری اتنی جرات کہ میں اپنی بیوی کی ہائٹ کا مذاق اڑاؤں۔۔۔ آئیدن نے اس کے چہرے پر لہراتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے اسے زمین پر کھڑا کیا۔۔۔

آئیدن مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ اسے اپنے شوہر سے مزید چھپانا ٹھیک نہ لگا۔۔

میں۔۔۔۔ تم ہاسپٹل گئی تھی یہ چیک کروانے کے لیے کہ تم پریگننٹ ہو یا نہیں۔۔۔ ابھی نمیرہ نے ایک لفظ بولا تھا جب اس نے اپنی متاعِ جاں کی بات مکمل کی۔۔ نمیرہ کے چہرے کا رنگ اڑا۔۔۔

آپ کو کیسے پتا؟۔۔۔

بیوی گھر سے باہر نکلے اور شوہر کو علم نہ ہو اتنا بے خبر انسان نہیں ہوں میں۔۔ آئیدن نے مسکراتے ہوئے اس کی ناک کھینچی۔۔۔

نمیرہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے۔۔

آئیدن

۔۔۔ میں۔۔۔۔ بس۔۔۔ وہ۔۔۔ ایسے۔۔۔ ہی۔۔۔ میرا۔۔ مقصد آپ کو۔۔۔ ہرٹ کرنا۔۔۔۔ نہیں تھا۔۔ وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔ آئیدن نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

مجھے بالکل ہرٹ نہیں ہوا۔۔ رونا بند کرو یار، مرد سے زیادہ ایک عورت کو اس کی کمی محسوس ہوتی ہے عورت تو خود کو نامکمل محسوس کرتی ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو۔۔ آئیدن نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

مجھے معلوم ہے آپ کو ہرٹ ہوا ہے۔۔اس نے آئیدن کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

مجھے تمہارا ہاسپٹل جانا تکلیف نہیں دیا بلکہ اب تمہارا رونا تکلیف دے رہا ہے۔۔آئیدن نے اس کا ناک کھینچتے کان ہلکے سے کھینچے تھے۔۔

آپ اس قدر پیار کیوں کرتے ہیں مجھ سے، میری ہر غلطی کو معاف کر دیتے ہیں۔ میری ہر خامی کو اپناتے ہیں۔۔

یہی تو محبت ہوتی ہے کہ جس سے آپ کو محبت ہے اسے اس کی ہر خامی ہر غلطی کے ساتھ اپناؤ۔۔ نمیرہ نے اس کے سینے پر سر رکھتے اس کے پشت پر دونوں ہاتھ رکھ تھے۔۔۔

آج ہمارے بیٹے کی برتھ ڈے ہے یوں اداس ہو کر مجھے بھی اداس کرو گی۔۔۔آئیدن نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سی تھام کر اوپر کی جانب کیا۔۔ وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔

بلکل نہیں، میاں جی چلیں اچھے میاں کی طرح اپنی بیوی کے سر پر دوپٹہ دیں۔۔ آئیدن نے بیڈ سے دوپٹہ پکڑا اور اس کے سر پر دیتے آگے کی جانب کرتے پیچھے سے اسے حصار میں قید کیا تھا آئینے میں وہ دونوں اپنا عکس دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔

جب میں ہم دونوں کو یوں قریب دیکھتا ہوں تو اپنا آپ مکمل ہوتا محسوس ہوتا ہے۔۔ عورت مرد کو مکمل کرتی ہے یہ احساس مجھے تمہیں اپنے قریب پا کر محسوس ہوتا ہے۔۔ آئیدن نے اس کا رخ اپنی جانب کرتے شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اس نے آنکھیں بند کر کے اپنے محرم کے لمس کو محسوس کیا۔۔۔

اللہ نے اسے انمول ہیرے سے نوازا تھا۔۔ وہ سونے کے پیچھے خود کو تھکا رہی تھی جبکہ اللہ نے اس کی قسمت میں بہترین لکھا تھا۔۔

چلیں ہمارا بیٹا ویٹ کر رہا ہے! نمیرہ نے اس کی شہ رگ پر چٹکی کاٹی۔۔۔

میں دیکھ رہا ہوں آج کل بہت زیادہ شرارتی ہوتی جا رہی ہو تم۔۔۔ کیا کروں میاں جی شوہر کی سنگت کا اثر ہو رہا ہے۔۔ نمیرہ نے ایک آنکھ دبائی۔۔

یہ سنگت بھاری پڑ سکتی ہے۔۔

اس سنگت کا بھاری پڑنا منظور ہے نمیرہ نے اس کے ہاتھ تھامیں۔۔۔ اتنی بڑی بات نہ کرو کہ اس پر پورا نہ اتر سکو۔۔ نمیرہ اس کے الفاظ سنتے شرم سے لال ٹماٹر بن گئی آئیدن کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا تھا۔۔

افف متاعِ جاں تمہارا یہ بے باک انداز سہنا ہمارے لیے آسان نہیں ہے۔۔۔ آئیدن نچلا لب دانتوں میں دباتے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے کون سی بے باک حرکت کی ہے۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھ چھوڑ کر اپنے ہاتھ کمر پر ٹکائے۔۔۔ وہ لڑاکو عورتوں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔

رہنے دو بعد میں تم نے رونے لگ جانا ہے۔۔

میں نہیں روتی، بتائیں کون سی بے باک حرکتیں کی ہیں میں نے۔۔

آئیدن نے اسے تنگ کرنے کی خاطر کہا تھا جبکہ وہ سیریس انداز میں اسے دیکھنے لگی جیسے پوچھا چاہ رہی تھی کہ مجھے جلدی بتائیں۔۔۔

یار تم بیویاں ایک بات کے پیچھے کیوں پڑ جاتی ہو آئیدن نے اس کے ہاتھ پکڑے۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔۔

مجھے نہیں پتا مجھے اب جاننا ہے میں نے کون سی بے باک حرکتیں کی ہیں۔۔ وہ ضدی انداز میں بولی۔۔

آئیدن اس کے لبوں پر جھکا۔۔ نرم لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا اپنی مسکراہٹ پر قابو کیے وہ اسے دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔۔

متاعِ جاں نے جاننا ہے کہ کون سی بے باک حرکتیں ہیں؟۔۔۔ وہ شرم سے بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے اگلے لمحے ہی وہ واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔ آئیدن پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گیا اس کے قہقہوں کی آواز سنتے نمیرہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔

جبانے یاور کو کال کی کیونکہ راعنین کے پاس موبائل نہیں تھا۔۔

اسلام علیکم بھائی !دوسری بیل پر ہی کار ریسیو کرلی گئی تھی حبا نے فوراً سلام کی۔۔

یاور صوفے پر بیٹھا تھا راعنین بیڈ پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔۔

وعلیکم السلام !رعب دار آواز سپیکر میں گونجی تھی۔۔۔

بھائی میری برتھ ڈے ہے کل آپی کو آپ حویلی لے آئیے گا۔۔ رات کو ہم نے برتھ ڈے سیلبریٹ کرنی ہے۔۔ حبا نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔

یاور نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا جو ہر چیز سے بے خبر بس کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ راعنین کے چہرے پر مسکراہٹ آخری مرتبہ نہ جانے کب آئی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں لے آؤں گا۔۔

تھینکیو بھائی اور میری آپی سے بات کروادیں۔۔ حبا خوشی سے چہکنے لگی تھی۔۔۔

میں ابھی باہر ہوں۔۔۔ راعنین نے نفی میں سر ہلایا نہ جانے وہ اب کس سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔

اوکے !جبا کے کہتے ہی یاور نے کال کٹ کر دی۔۔

ایک وجہ، راعنین کو اس کی بہن سے ملوانا تھا جس کی وجہ سے وہ حویلی جا رہا تھا جبکہ دوسری وجہ اس کا اپنا مفاد تھا۔۔

ریڈی ہو جاؤ ہم حویلی جا رہے ہیں تمہاری بہن کی برتھ ڈے ہے کل، جو اس نے آج رات 12 بجے سیلیبریٹ کرنی ہے۔۔

راعنین نے کھانا وہیں چھوڑ دیا چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی۔۔۔

میں کیسے بھول گئی جبا کی کل برتھ ڈے ہے۔ ہائے اللہ جی میں نے تو اس کے لیے کوئی گفٹ بھی نہیں لیا۔۔ راعنین جلد بازی میں اٹھنے لگی جب

اس کا پاؤں سائیڈ پر پڑے سٹول کے ساتھ ٹکرایا وہ گرنے لگی تھی یاور نے لمبے ڈھگ بھرتے اس کے پاس پہنچتے اسے تھاما تھا۔۔

راعنین نے اس کا ہاتھ جھٹکے سے اپنے بازو سے پیچھے کیا۔۔

راستے میں گفٹ شاپ کے پاس کار روکنی ہے مجھے میری بہن کے لیے گفٹ لینا ہے۔۔

روک لوگا۔۔یاور نے ٹھنڈی آہ بھرتے جواب دیا۔۔

اور میرے فائنل پیپر ہیں تین ہفتوں بعد یہ میرا لاسٹ سمسٹر ہے اور مجھے اس کے پیپر دینے ہیں۔۔راعنین کا خواب تھا کہ وہ ڈاکٹر بنے۔چھ ماہ ہو چکے تھے اسے یاور کے پاس آئے۔۔اس مرتبہ کسی وجہ سے اس کا یہ سمسٹر لمبا ہو گیا تھا۔۔۔

اس سیمسٹر کی تم نے کوئی پڑھائی نہیں کی تو پیپر کیسے دو گی۔۔

وہ مجھ پر ہے اتنے نمبر لے لوں گی کہ ایم بی بی ایس میں ٹاپ کر سکو۔
یونیورسٹی میں میرا شمار ٹاپرز میں ہوتا ہے اور انشاء اللہ میں ٹاپ کروں گی۔۔ راعنین الماری کے پاس جاتے اپنے کپڑے نکال رہی تھی ساتھ اسے جواب بھی دیا۔۔۔

اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا وہ محض منصوبہ تیار کرنے لگا کہ اس نے بڑی حویلی میں جا کر کیا کارنامہ سر انجام دینا ہے اور سردار کا چہرہ دیکھنے کے لیے وہ بے تاب تھا جب وہ اسے اپنی حویلی میں دیکھے گا۔۔۔

راعنین کپڑے تبدیل کر کے واش روم سے باہر نکلی پین تھا لائٹ پرپل کلر کی کھلی پاؤں تک چھوتی فراک اس نے پہنی ہوئی تھی جس کے گلے پر گوٹے کا کام ہوا تھا اور آستینوں پر گوٹے کا بھاری کام ہوا تھا باقی تمام فراک سمپل تھی۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جاتے لائٹ ہنگ کلر کی لپسٹک نکال کر بالوں کو کنگھی کرتے جورے میں مقید کیا یاور اپنی سانسیں روکے اسے دیکھ رہا تھا وہ مزید پر کشش ہوتی جارہی تھی شاید ماں بننے کی کشش تھی۔۔

راعنین کو اس کی نظروں سے تکلیف ہورہی تھی۔۔

اس نے دوپٹہ پکڑ کر سر پر لیا۔۔

چلیں! بڑی سی چادر اپنی گرد لیتے اپنے ہاتھوں پر نظر مرکوز کر کے کہا یاور اپنے کپڑے پکڑ کر واش روم میں گیا کپڑے تبدیل کرتے، بالوں کو جیل سے سیٹ کر کے، پرفیوم لگا کر، کلائی میں گھڑی پہن کر، چابی پکڑتے نکل گیا راعنین اس کے پیچھے آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔۔ یاور اس کے لیے کار کا دروازہ کھولنے لگا اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور کار میں بیٹھ گئی۔۔

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی کچھ دیر بعد اس نے گفٹ شاپ کے باہر کار روکی۔ راعنین نے حبا کے لیے تحفہ لیا اور واپس کار میں بیٹھ گئی ان کا رخ حویلی کی جانب تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حبا کمرے میں گئی بیڈ پر بے بی پنک کلر کی باربی فراک تھی ساتھ میں سلور جیولری، پنک رنگ کے ہیلز۔۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بیڈ تک پہنچی۔ کپڑوں پر ہاتھ پھیرا۔۔

حبا نے فراک کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھی۔

اس کا موبائل رنگ ہوا، سکرین پر شہریار کا نام جگمگا رہا تھا۔ شرماتے ہوئے جلدی سے کال اٹینڈ کی۔۔۔

جی!۔۔

ہائے میں قربان اس جی پر۔۔ شہریار جو مردان خانے مردوں کے ساتھ بیٹھا تھا اٹھ کر باہر آیا، دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔۔

جو ڈریس تمہارے کمرے میں ہے اسے پہن کر تیار ہو جاؤ۔۔۔ حبا کے لبوں سے شرمیلی مسکراہٹ غائب نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

جی! شہریار کھل کر ہنسا تھا اس کے "جی" کہنے پر۔۔

او کے جی اب تیار ہو جائے۔۔۔ شہریار نے کال کٹ کی اور واپس مردوں کے پاس چلا گیا۔۔

حبا نے باربی فراک کو سامنے کیا جو سادہ لیکن انتہا کی خوبصورت تھی۔۔
اس کے اوپر آف وائٹ کلر کے موتیوں سے کام ہوا تھا۔۔جو صرف
دامن پر تھا۔۔
واش روم گئی کپڑے تبدیل کر کے باہر آئی۔آئینے کے سامنے کھڑے
ہوئے کر بالوں کنگی کی۔بال شانوں پر پھیلائے،لائٹ پنک کلر کی
لپسٹک لگائی۔رخساروں پر بلش ان لگایا،آنکھوں میں وائٹ پنسل۔۔
گلے میں وائٹ کلر کا پینڈنٹ پہنا،کانوں میں چھوٹے چھوٹے ائیر
رنگز۔۔۔۔
بیڈ پر بیٹھ کر فراک زرہ سی اوپر کر کے ہیل پہننے لگی تو اس کے بال پھسل
کر آگے کو آئے۔۔انہیں پیچھے کر کے ہیلز بند کرنے لگی پھر دوبارہ بال
آگے آجاتے۔۔

شہریار کمرے میں داخل ہوا، اس کا خوبصورت سراپہ دیکھ کر وہ ہلکنے کے قابل نہ رہا۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا بیگ تھا۔۔ اس کی سیاہ زلفیں اس کو تنگ کرتے اسے مزید حسین بنا رہی تھیں۔۔ بنا آواز پیدا کیے دروازہ بند کر کے وہ مہو ہوتے اسے دیکھنے لگا۔۔ کتنی دیر وہ اسے دیکھتا رہا۔۔

حبا کو غصہ آنے لگا اپنے بالوں پر، وہ اس کے پاس گیا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اس کا پاؤں تھاما۔ حبا اپنا پاؤں پیچھے کرنے لگی تو شہریار نے مضبوطی سے اس کا پاؤں پکڑ کر ہیلز کی ہک کو بند کیا۔۔ دوسرا پاؤں پکڑ کر ہیل پہنائی۔۔

حبا نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے خدا نے شوہر کی صورت میں تمام خوشیاں دی تھی۔۔

شہریار نے بیگ بیڈ پر رکھا، کھڑے ہوتے اسے شانوں سے تھام کر کھڑے کرتے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔۔

حبا نے آنکھیں بند کرلی۔۔ شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر پڑے بیگ میں سے ڈبی نکالی، اس میں سے رنگ نکال کر اس کی انگلی میں پہنائی۔۔ حبا نے نم آنکھوں سے اس انگوٹھی کو دیکھا اور پھر شہریار پر نظریں ٹکاتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی ٹھوڑی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔

یہ تو تمہارے اس قدر حسین لگنے پر تحفہ تھا۔ برتھ ڈے کا گفٹ ابھی باقی ہے۔۔ حبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

شہریار نے اسے بیڈ پر بٹھایا خود گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

دنیا کا انمول تحفہ یقین ہے جو آج میں اپنی بیوی کو دینا چاہتا ہوں۔ حبا کو اس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئے۔۔۔

میں پولیس آفیسر ہوں، جبکہ میں نے مافیا کے دنیا میں اپنا ایک نام بنایا ہے، دی لوسیفر!..... میں وہ کام کرتا ہوں جو پولیس والے وردی

پہن کر نہیں کر سکتے۔ کچھ مجرموں کو عدالت کی پھانسی نہیں بلکے عین موقع پر مار دینا چاہیے جو پولیس والے نہیں کرتے۔۔ وردی پہن کر میں پولیس ہونے کا فرض ادا کرتا ہوں اور پولیس کی وردی کے بغیر میں ایک ایسا درندہ بنتا ہوں جو مجرموں کی زبان سے ایک لفظ نکلنے سے پہلے ہی انہیں ختم کر دیتا ہے۔۔۔ وہ کچھ لمحہ رکا تھا۔۔

میں نے تمہاری حصے کی جو 40 فیصد جائیداد تھی اپنے نام کروائی کیونکہ تمہارے بھائی کو ہم بزنس کے معاملے میں اور برے کاموں میں ہرا کر جھپٹنا چاہتے تھے لیکن وہ پھر بھی زندہ نکل گیا وہاں سے۔ لیکن کب تک ہم سے بھاگے گا۔۔ تمہارے شوہر نے تم سے ان چیزوں کو راز رکھا تھا۔۔ شہریار نے اس کی کلائی پر لب رکھے۔۔

حبا لاجواب ہوگئی اس نے سچائی بتائی بھی تو اس انداز میں کہ اس کی بیوی اس سے بدگمان نہ ہو۔۔ حبا بنا آنکھیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس نے کہا تھا اسے انمول تحفہ چاہیے اور اسے مل گیا تھا۔۔۔۔

آج تک شاید ہی کسی شوہر نے اپنی بیوی کو اس قدر انمول اور خوبصورت تحفہ دیا ہوگا۔۔ حبا بھی اس کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی۔ اس نے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔

شہریار نے اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی، دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گم تھے۔۔ کیا عالم تھا کہ دو محبت کرنے والے ایک دوسرے کی محبت میں مکمل طور پر غرق ہو چکے تھے۔۔ انہیں ایک دوسرے کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔۔

ویسے حبا! یار اب رخصتی میں زیادہ دیر نہیں ہونی چاہیے۔۔ حبا نے اپنی آنکھیں بند کرلی۔۔ شہریار خان کا قہقہہ کمرے میں گونجا اس نے شرماتی ہوئی اپنی بیوی کو سینے میں بینچ لیا۔۔ وہ دونوں زمین پر بیٹھے تھے۔۔

نیچے چلے سب ویٹ کر رہے ہیں۔۔ حبا نے ہاں میں سر ہلایا، شہریار خان کھڑا ہوا اس کا تھام کر اسے کھڑا کیا۔۔

ایک منٹ، ایک چیز رہ گئی۔ شہریار نے بیڈ پر پڑے بیگ سے بے بی پنک کلر کا سٹالر نکال کر سائیڈ پر رکھا۔ اس کے بالوں کو جوڑے کی شکل دی۔۔ اپنے سامنے کھڑا کرتے اس کا حجاب بنایا۔۔۔

یہ خوبصورتی محض میرے لیے ہے۔۔ حبا نے دل میں ہزار مرتبہ الحمدللہ کہا تھا۔۔ وہ جتنا اپنے خدا کا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا۔۔

طرسم نے وائٹ کلر کی فراک پہنی ، جس پر سفید چمکدار موتی اور سلور گوٹے کی کڑھائی ہوئی تھی ۔ ۔ دامن اور آستین پر کام ہوا تھا ، فراک انتہا کی کھلی تھی تاکہ اس کی جسامت واضح نہ ہو ۔ ۔ سردار اسے حد سے زیادہ کھلے کپڑے لا کر دیتا تھا جس سے اس کا موٹاپا ظاہر نہ ہو ۔ ۔ ۔

بال اب گھٹنوں تک آنے لگے تھے ، سردار ڈریسنگ روم میں کپڑے تبدیل کرنے گیا تھا ۔ سفید رنگ کی شلوار قمیض اس نے طرسم کی ضد کی وجہ سے پہنی تھی ، آستین کہنیوں تک فولڈ کیے ، سکن چادر گردن میں ڈالے اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا ، نظر اس کے بھورے بالوں پر گئی ۔ ۔ ان میں اپنا چہرا چھپاتے ان کی خوشبوں خود میں اتارنے لگا ۔ ۔ طرسم نے بھاری پلکیں اٹھائی ، اسے اپنے دیو کی دیوانگی سرخ ہونے پر مجبور کرتی تھی ۔ ۔

اس نے جب دیکھا سردار ابھی تک اس میں گم ہے تو اس کے بالوں میں ہلکے سے ہاتھ چلایا تو اس نے خمار آلود آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ دیو جی مجھے تیار ہونا ہے برائے مہربانی سیدھے ہو کر کھڑے ہو۔۔ اس نے اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتے، ریڈ لپسٹک اٹھائی لبوں پر لگاتے، ہلکی سی رخسار اور ناک پر لگاتے اسے بلینڈ کیا۔۔ سردار اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ آنکھوں میں اس نے کاجل لگایا تھا۔۔ اسے اپنی نیلی آنکھوں میں کاجل لگانا بے حد پسند تھا اور سردار کو یہ منظر دیکھنا ہر چیز سے زیادہ اچھا لگتا تھا۔۔۔

دالہام نے ڈریسنگ ٹیبل سے سلور ڈائمنڈ کی چوڑیاں پکڑ کر اس کے ہاتھوں میں پہنائی پھر اس کے گلے میں پینڈنٹ پہنایا۔۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنائے۔۔

رخ اپنی جانب کیا سردار نے اپنی جیب سے پیسے نکال کر اس کے سر سے وارے تھے۔۔

مجھے تو ڈر لگتا ہے کہیں تمہیں میری نظر ہی نہ لگ جائے۔۔

جو آپ کو خود سے زیادہ چاہتے ہو ان کی نظر نہیں لگتی۔۔ طرسم نے شانوں پر پھیلے اپنے بھورے بال پیچھے کیے۔۔ سردار کو اشارہ کیا سٹول پر بیٹھو۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سٹول پر بیٹھا، کنگی پکڑ کر اس کے بال بنائے۔ جیل لگائی پھر دوبارہ بنائے کیونکہ جیل کے بغیر اس کے بال ایک جگہ ٹک نہیں رہے تھے بار بار پیشانی پر بکھرتے۔۔

دیوا تنے سلکی بال تو لڑکیوں کے بھی نہیں ہوتے جتنے تمہارے ہے۔۔

طرسم نے باڈی سپرے پکڑ کر اسے لگائی۔۔ ساتھ دو دفعہ خود پر بھی سپرے کی۔۔

مجھے تمہاری پرفیوم بہت پسند ہے۔۔۔

اور مجھے اپنی خوشبو میں تم! سردار نے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

دیو میرا وزن بہت بڑھ گیا ہے تمہارے ٹانگیں درد ہوگی۔۔ طرسم اس کی گود سے اٹھنے لگی دالہام نے اسے بازوں سے سختی سے پکڑا۔۔۔

جتنا تمہارا اب وزن ہے اتنا میں ایک ہاتھ میں اٹھا سکتا ہوں۔۔ اتنی تم رہ گئی ایمان احمد۔۔ دالہام نے اس کے بال کان کے پیچھے کیے۔۔۔

یہ ایمان احمد کون ہے؟ ابرو اچکاتے اس سے پوچھا۔۔ دالہام خانزادہ نے اس کے شکی انداز پر بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا۔۔

ایمان احمد مصر کی وہ خاتون ہے جس کا وزن 7 من سے بھی زیادہ ہے۔۔

طرسم حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں موٹی نہیں ہوں وہ فوراً بولی۔۔ اسے لگتا تھا اس کا وزن کچھ زیادہ بڑھ گیا ہے۔۔ اس سے قبل وہ مزید باتیں کرتے دروازے پر دستک ہوئی،

طرسم سردار کی گود سے اٹھ گئی۔۔طیان بھاگ کر سردار کی گود میں بیٹھ گیا۔۔۔

بابا جانی مجھے تیار کریں۔۔طرسم نے ڈریسنگ روم کی الماری سے سفید رنگ کی شلوار قمیض اور چھوٹی سی سکن کلر کی چادر نکالی۔۔بیڈ پر رکھتے واپس ڈریسنگ روم میں گئی اور اپنا سفید نقاب اور حجاب ڈھونڈنے لگی۔۔

جب باہر آئی تو سردار شیر طیان کے کپڑے تبدیل کر چکا تھا۔وہ اسے گود میں بٹھائے اس کے بال اپنے جیسے بنا رہا تھا۔۔۔۔

تم جتنا مرضی میرے دیو کی طرح بال بنا لو کبھی میرے دیو کی طرح نہیں بن پاؤ گے۔۔طرسم کی بات سن کر اس نے اپنے بابا جانی کو دیکھا۔۔

کیوں تنگ کر رہی ہو میرے بیٹے کو دالہام نے اس کی پیشانی پر پیار کیا تو وہ کھلکھلا اٹھا۔۔

آپ دونوں کا پیارا گر ہو گیا ہو تو نیچے چلے سب انتظار کر رہے ہو گے۔۔
اس نے اپنے بال جوڑے میں مقید کیے نقاب ٹھیک سے کرتے حجاب
کیا۔۔۔۔

وہ تینوں نیچے گئے سب لاونج میں موجود تھے تھے لڑکیوں نے لائٹ کلر
کی فراک پہنی ہوئی تھی جبکہ مردوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض۔۔
راہا نے لائٹ گرے کلر کی شارٹ فراک پہنی تھی ساتھ کھلا ٹروزر۔ سر پر
دوپٹہ لیے وہ ہادی خانزادہ کے دل میں اتر رہی تھی۔۔ میک حسب
معمول پنک کلر کی لپسٹک۔۔

سونیا نے سکن کلر کی لانگ شرٹ پہنی تھی جس کے ساتھ کھلا پجامہ
تھا۔۔ میک اپ کے نام پر آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر نامحسوس
طریقے سے لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔

علینا نے ہلکی زرد رنگ کا کُرتا اور کھلا ٹروزر پہنا تھا۔۔ ہلکی سے لپسٹک لگائے وہ صارم کے ہوش اڑا رہی تھی۔۔

مرد حضرات نے سیم ڈریسنگ کی تھی ساتھ سکن کلر کی چادر لیے وہ حسن کو پیچھے چھوڑ گئے تھے۔۔ واللہ ان سب کا ایک ساتھ کھڑے ہونا انہیں مزید پر کشش بنا رہا تھا۔۔

یعقوب کہاں ہے؟ سردار نے اس کی غیر موجودگی محسوس کی تھی۔۔

قندیل حویلی میں نہیں ہے ریحانہ خانم اس کے کمرے میں گئی تھی اسے وہاں موجود نہ پا کر وہ سیڑھیاں اترتے سردار سے کہہ رہی تھی۔۔۔

دالہام کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ قندیل کہاں غائب ہوئی ہے۔۔

مورے بے فکر ہو جائیں وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے میں کال کرتا ہوں اسے، آجاتے تھوڑی دیر تک۔۔ اپنی ماں کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر

اس نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پر سکون انداز میں کہا تو وہ بھی تھوڑا پر سکون ہوئی تھی سر دار سائڈ پر گیا اور یعقوب کو کال کی۔۔

وہ گدھے گھوڑے بیچ کر سویا ہوا تھا قندیل صوفے پر بیٹھی تلملا رہی تھی

اس نے صبح کا کھانا کھایا تھا اب تو اس کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگ گئے تھے اس کا دل چاہا بیڈ پر سوئے اس انسان کو پکڑ کر زمین پر پٹکے۔جس نے کچن کا تمام سامان لا کر رکھ دیا تھا کہ پکاؤ اور کھاؤ۔۔اور قندیل میڈم کو کچھ ڈنگ سے بنانا نہیں آتا تھا۔۔

موبائل پر آتی کال کی آواز سن کر یعقوب نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل پکڑا جس پر سر دار کا نام جگمگا رہا تھا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھا اور موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔

ابھی کے ابھی حویلی پہنچو اور اپنی بیوی کو بھی خیر سے ساتھ لے کر آؤ جسے تم بغیر رخصتی کے اپنے ساتھ لے کر چلے گئے ہو۔۔

جی سردار میں 20 منٹ تک آرہا ہوں۔۔ یعقوب کی آواز سن کر سردار کو علم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ کی طرح گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا اس نے کال کٹ کر دی یعقوب نے قندیل کی جانب دیکھا۔۔

اپنا حلیہ درست کرو ہم حویلی جا رہے ہیں۔۔ یعقوب کمرے سے چلا گیا دس منٹ بعد وہ اندر آیا، اس نے اپنے اور قندیل کے چند سوٹ الماری میں رکھے تھے اس نے غور نہ کیا اس نے کیا پہنا ہے یا وہ کیسی لگ رہی ہے۔۔

اسے ساتھ لے کر وہ حویلی کے لیے نکل گیا۔۔ حویلی کے پورچ میں کار رکی دونوں ہم قدم چلتے لاؤنج میں پہنچے۔۔ ریحانہ خانم اس کے پاس گئی اور اسے گلے لگایا قندیل کا دل چاہا وہ اپنی بہن گلے لگ کر روئے۔۔

کم از کم بتا کر تو جایا کرو۔۔ ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا وہ ان کے لیے ان کی بیٹی تھی۔۔

بی بی جی اچانک پلان بنا تھا باہر جانے کا اس وجہ سے آپ کو بتا نہیں سکے قندیل سے پہلے یعقوب بول پڑا۔۔

بیٹا مجھے اب بی بی جی کہہ کر مت بلایا کرو۔ میرے بیٹوں کی طرح مورے کہہ کر پکارا کرو۔۔ یعقوب نے محض حامی میں گردن ہلائی سردار کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اتفاقاً اس نے بھی سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے ساتھ سکن کلر کی چادر لی ہوئی تھی۔۔

میں بھول گیا تھا آج چھوٹے خان کی برتھ ڈے ہے۔۔ یعقوب نے اس چھوٹے سے شیطان کو دیکھا جو سب مردوں کی طرح ڈریسنگ کیے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔۔

بابا جانی ہم کس کا انتظار کر رہے ہیں؟ شیر طیان سے انتظار نہیں ہو رہا تھا وہ جلد از جلد کیک کاٹنا چاہتا تھا۔۔

بیٹا آپ کے ساتھ آپ کی چچی کی بھی برتھ ڈے ہے اوران کی بہن کا انتظار ہورہا ہے شہریار نے اس چھوٹے شیطان کے رخسار کھینچے۔۔ چچی جی اپنی بہن کو کہیں جلدی آئیں وہ ہر لفظ کو لمبا کرتے بولا۔۔ سب اس کے انداز پر ہنسنے لگے۔۔

یاور کی کار حویلی کے پورچ میں رکی وہ سب آپس میں باتیں کررہے تھے۔۔ یاور کار سے باہر نکلا دوسری طرف جاتے دروازہ کھولا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن راعنین نے اس کا ہاتھ نہ تھاما۔۔ کچھ لمحے لگا کر وہ خود ہی کار سے باہر نکلی۔۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوئے سردار کی آنکھیں سرخ ہونے لگی کنپٹی اور بازوں کی رگیں ابھری تھی یاور کو حویلی میں دیکھ کر۔۔

طرسم نے ایک نظر یاور کو دیکھا اور پھر اپنے شوہر کی جانب جو غصے سے پھٹنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔۔

دیو! طرسم نے سردار کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

راعنین حبا کے گلے لگی۔ خود کو اس نے بے انتہا قابو کیا تھا کہ وہ نہ روئے جبکہ آنکھوں میں آنسو جمع ہوتے ٹوٹ کر گرنے لگے۔۔۔

آپی آپ رونے کیوں لگ جاتی ہو۔۔ حبا نے اپنی بہن کے آنسو صاف کیے۔۔۔

اتنی دیر بعد اپنی بہن سے ملی ہو نا اس لیے۔۔ راعنین نے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا وہ اس سے ایک سال بھری تھی جبکہ اسے ہمیشہ ایک ماں کی طرح اس نے پیار دیا تھا۔۔

یہاں کیا کر رہے ہو تم یاور مرزا۔۔ سردار آگے بڑھنے لگا طرسم نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا لیا۔۔

مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہاں آنے کے لیے۔۔۔

یہ سردار الہام تیمور خانزادہ کی حویلی ہے کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کی حویلی میں نہیں داخل ہو سکتا۔۔۔ سردار کی آواز بلند ہوئی تھی۔۔

اور یاور مرزا کا ان کوئی میں شمار نہیں ہوتا۔۔

تمہاری اکڑ ٹھکانے لگانا میرے مشکل کام نہیں ہے یاور مرزا۔۔۔

تم خود۔۔۔۔ لالا خاموش ہو جائیں۔۔۔۔۔ دیو تم نے کہا تھا نا تم میری ہر بات مانو گے اور ویسے بھی یہ سردار کا اصول ہے کہ اگر اس کا دشمن مہمان بن کے اس کی حویلی میں آئے تو اسے مہمانوں کی طرح ہی ٹریٹ کرے گا۔۔ طرسم نے پہلے یاور کو چپ رہنے کا کہا جو بولنے لگا تھا۔۔۔ پھر اپنے شوہر کی جانب رخ کیا جو اس کا قتل کرنے کے در پر پہنچ چکا تھا۔۔

اس کے اصول اسے خاموش رہنے پر مجبور کر گئے تھے اور دوسری جانب اس نے اپنی پری سے وعدہ کیا تھا۔۔

یہاں آپ مہمان کے طور پہ آئے ہیں تو مہربانی ہوگی مہمان بن کے رہیے گا کوئی مسئلہ مت کھڑا کر دیجئے گا ہماری خوشی کو خراب مت کیجئے گا لالا۔۔ طرسم نے یاور سے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا اس نے حامی میں سر ہلایا۔ اس نے خود کو سردار کو کچھ غلط بولے سے باز رکھا۔۔ وہ صرف کہنے کے لیے اسے بہن نہیں کہتا تھا اسے بہن مانتا تھا۔۔

سب مردوں نے آنکھیں گھمائی تھی یاور کو حویلی میں دیکھ کر۔۔ وہ سب اپنے اصول کی وجہ سے خاموش رہے۔۔

پانچ منٹ رہ گئے ہیں 12 بجنے میں۔۔ طرسم نے سب کا دھیان وقت کی جانب متوجہ کروایا تو سب نے محض گردن ہلائی تھی خوشی جیسے پھیکی پڑ گئی۔۔

جیسے ہی 12 بجے شہریار نے حبا کا ہاتھ پکڑا آئیدن اور سردار نے شیر طیان کا ہاتھ پکڑ کر کیک کٹ کیا تھا۔۔۔ سب نے ایک ایک کا پیس

پکڑا۔۔ سب سے پہلے اس چھوٹے شیطان کو کھلایا شہریار نے جا کے ناک پر تھوڑی سی کریم لگاتے اسے کیک کھلایا تھا۔۔

وریام سونیا کو کیک کھلانے لگا تو اس نے چہرے کا رخ دوسری جانب کرلیا۔ اس نے سب کی نظروں سے بچتے ہوئے سونیا کی کمر پر چٹکی کاٹی۔ اس نے جھٹکے سے رخ اس کی جانب کرتے منہ کھولتے اسے دیکھا۔ وریام نے اس کے منہ میں کیک کا پیس ڈال دیا۔۔

پھر تم کہتی ہو میں ٹھرکی ہوں۔۔ وریام نے آنکھ دبائی سونیا کا دل تو چاہا تھا پاس پڑا کیک پکڑ کر اس کے سر پر مارے۔۔

آئیدن نے اپنی بیٹی کو کھلا کر نمیرہ کے لبوں کے پاس کیک کا پیس کیا اس نے مسکراتے ہوئے کیک کھایا، آئیدن کا ہاتھ تھام تھے اس کے چہرے کی جانب اس کے ہاتھ کا رخ کیا۔۔ مسکراتے ہوئے اس نے بھی کیک کی چھوٹی سی بائٹ لی تھی۔۔

سردار نے طرسم کا نقاب ہلکا سا سائیڈ پر کرتے اسے کیک کھلایا اس نے اسے کیک کھلا کر سائڈ سے کریم پکڑ کے اس کے رخسار پر لگائی۔۔

راہا نے پہلے ہادی کی طرف کیک کا پیس کیا۔ اسے سمجھ نہ آئے وہ خوشی کا اظہار کرے یا حیرت کا اس کی بیوی جسے بے انتہا کیک پسند تھا وہ پہلے خود کھانے کی بجائے اس کے لبوں کے پاس کر رہی تھی۔۔

کوئی بات نہیں اگر آپ کا دل نہیں کر رہا تو میں کھا لیتی ہوں ہادی نے کے کھانے کے لیے منہ کھولا جب راہا نے کیک کا پیس سے اپنے منہ میں ڈال دیا۔۔۔ وہ بیچارہ بس اس کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

راعنین نے اپنی بہن کو کیک کھلایا۔۔ یاور سائیڈ پر کھڑا تھا ان سب کو دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ وہ بھی اپنی بیوی کو کیک کھلائے لیکن اپنی آنا کے خول میں لپٹا وہ شخص وہیں کھڑا رہا۔۔۔

سب لاونج میں بیٹھے تھے جب شیر طیان بلند آواز میں بولا۔۔

چلیں جلدی جلدی سب میرا گفٹ نکالیں۔

آئیدن نے بچوں والی ایک بڑی سی کار تحفے میں دی تھی جو سائیڈ پر ایک ملازم نے لاکر رکھی۔۔۔

نمیرہ کمرے میں گئی واپسی پر اس کے ہاتھ میں ایک بڑی باسکٹ تھی جس میں ڈھیر ساری چاکلیٹ تھی۔۔

طرسم نے اسی ڈھیر سارے کھلونے دیے۔ سب نے اسی طرح کی چیزیں دی تھی۔ کھیلنے والی گن، وہ سب چیزیں بچے استعمال کرتے ہیں۔۔

بابا جانی میرا تحفہ سب نے اسے گفٹ دے دیے تھے لیکن سردار نے ابھی تک نہیں دیا تھا۔۔۔

سردار نے اپنا موبائل ان کرتے اسے ایک نسلی گھوڑے کی تصویر دکھائی۔۔

یہ رہا میرے بیٹے کا گفٹ جس پر وہ صبح سواری کرے گا۔۔طیان خوشی سے اچھلتے اپنے بابا جانی کے گلے لگا اسے گھوڑے بہت پسند تھے۔۔۔

راعنین نے حبا کو ایک باکس پکڑایا۔ توحبا نے مسکراتے اسے کھولا جس میں سے ایک ٹیڈی نکلا جس کے گلے میں لاکٹ تھا۔ وہ لاکٹ جو حبا اور راعنین بچپن میں پہنتی تھی جس میں ان کے والدین کی تصویر تھی۔۔۔حبا نے اس لاکٹ کو بھالو کی گردن سے اتارتے اس پر لب رکھے تھے۔۔۔

راعنین نے اپنے بیگ سے دوسرا لاکٹ نکالا۔۔
دونوں نے کھل کر مسکراتے نم آنکھوں سے لاکٹ کو دیکھا۔۔۔
حبا ہم سب نے تمہارے لیے ایک گفٹ ریڈی کیا ہے۔۔آئیدن نے سنجیدہ انداز میں کہا توحبا نے مسکراتے ان سب کی طرف دیکھا۔۔

مرد دائیں جانب اور عورتیں بائیں جانب بیٹھیں تھی جبکہ طرسم سردار کے ساتھ اس کی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔

ایک بڑا سا ڈبہ ملازمہ نے ٹیبل پر لا کر رکھا۔۔

برتھ ڈے تمہاری ہے لیکن یہ تحفہ تم دونوں کے لیے ہے۔ خاص کر تمہارے شوہر کے لیے۔۔۔ حبا مسکراتے ہوئے ان سب کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ حبا کو انہوں نے ٹو سیٹر صوفے پر بٹھا کر شہریار کو اس کے ساتھ بٹھایا۔۔

آئیدن نے باکس کھولا۔۔۔

اس میں سے چوسنی نکال کر شہریار کے ہاتھ میں پکڑائی۔۔

میرے بھائی جب رات کو تمہارا بچہ تمہیں زیادہ تنگ کرے گا تو یہ اس کے منہ میں ڈال دینا پھر سکون بھری رات گزرے گی۔۔۔ شہریار نے چوسنی پکڑلی۔۔ نمیرہ اپنی شوہر کی حرکت پر مسکرانے لگی۔۔۔

وریام نے باکس میں سے ڈائپر نکالا شہریار کے پاس جا کر اس کی گود میں رکھا۔۔

یہ فیوچر میں تمہارے بہت کام آئے گا جب بیوی ناراض ہوگی تو اسے منانے کی خاطر تمہیں ڈائپر صاف کرنے پڑیں گے۔۔ شہریار ہاتھ کی پشت اپنے لبوں پر رکھے ڈائپر کو دیکھنے لگا جبار خسار پر ہاتھ رکھے ان تحفوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ سونیا اس سے اسی سب کی امید کر سکتی تھی۔۔

رخصتی کے بعد آنسو پوچھنے کے لیے کام آئے گا۔ ہادی نے ڈبے میں واپس نکالے اپنی بتیسی نکالتے شہریار کی گود میں رکھا۔۔۔

اگر رخصتی کے بعد رونے کا دل کیا تو یہ اپنے منہ میں ڈال لینا یعقوب نے ڈبے میں سے فیڈر نکال کر شہریار کو بکرایا۔۔۔ قندیل کوئی پرواہ نہیں تھی وہ کیا کر رہا ہے۔۔

صارم نے ڈبے میں ہاتھ مارا تو اس کے ہاتھ میں سریلیک آیا۔۔ وہ ہنستے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔۔

ویسے تمہاری حرکتیں سری لیک کھانے والی ہیں نہ کہ بچہ پیدا کرنے والی۔۔ سب مردوں نے اپنے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ کر خود کو بلند قہقہہ لگانے سے روکا۔۔ راعنین ان سب کو ہنستے مسکراتے دیکھ رہی تھی۔۔ علینا کو اپنے شوہر سے اسی بے باکی کی امید تھی۔۔۔

سردار اپنی جگہ سے اٹھا ڈبے میں ہاتھ مارا اس کے ہاتھ میں کھلونا آیا جس کے بجانے سے آواز پیدا ہوتی تھی۔۔

کوئی نہ شہریار خان شادی کے بعد بیوی اس طرح ہی بجائے گی۔ سردار نے اس کے سامنے کھلونا کرتے اسے بجاتے دکھایا۔ سب کے قہقہے لاؤنج میں گونجے تھے۔۔ سردار جیسے ہی اپنی جگہ پر واپس بیٹھا تھا۔۔ طرسم غصے سے اسے دیکھنے لگی جیسے پوچھنا چاہتی تھی کہ میں ایسے بجاتی

ہوں تمہیں۔۔ تم کہنا چاہ رہے ہو کہ میں تمہیں اپنے اشاروں پر نچاتی ہوں نقاب میں نظر آتی ہے اس کی آنکھیں سردار پر بہت کچھ واضح کر رہی تھی۔۔

سب بچے کو کھلونے پکڑا رہے ہو۔ نکاح کو اتنا عرصہ ہو گیا خوشخبری دینے کی بجائے کھلونے سمیٹ رہا ہے۔۔۔ وہ جل بھن کر بولا تھا جیسے اپنا الفاظوں سے اسے آگ لگانا چاہتا تھا۔۔

شہریار سب کے الفاظ سن کر ہنس رہا تھا جبکہ یاور کی مرتبہ اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔

یاور کسی کو کال کرنے کے لیے سائیڈ پر گیا۔ ملازمہ ہاتھ میں ٹرے پکڑے اس کی جانب بڑھ رہی تھی جب وہ یاور کے ساتھ ٹکرائی۔ یاور نے جیب میں سے ایک چیز نکالتے کولڈ ڈرنک میں ڈالنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب ہو گیا۔۔

سردار کی نظروں سے وہ سب مخفی نہیں رہا تھا۔۔اس نے ملازمہ کے آتے ہی وہ گلاس پکڑا جس میں یاور نے دوائی ملائی تھی۔۔باقی سب افراد نے ایک ایک گلاس پکڑا۔۔۔۔

جبا تمہارے لیے میرے اور پری کی طرف سے تحفہ۔ سردار نے اپنی جیب سے بی ایم ڈبلیو کی چابی نکال کر جبا کو پکرائی۔۔۔

شہریار نے سائیڈ پر پڑا ایک چھوٹا سے

بیگ میں سے ایک ڈبہ نکال کے پکڑایا جس میں ہیرے کا سیٹ تھا یہ الطاف خان اور فاریہ خانم نے بھیجا تھا چونکہ وہ عمرے کے لیے گئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اس کی خوشی میں شامل نہیں ہوئے تھے۔۔

یہ مورے اور بابا کی طرف سے ہے۔۔ حبا نے جھجکتے سردار اور شہریار سے وہ دونوں تحفے لیے تھے۔۔

نمیرہ اور آئیدن نے حبا کو خوبصورت سے کنگن دیے۔۔ وریام اور سونیا نے دو بریسلیٹ دیے جن میں سے ایک مرد کے لیے اور دوسرا عورت کے

پہننے والا تھا۔۔ ہادی اور راہا نے دو پینڈنٹ دیے ایک ایس لکھا تھا اور دوسرے پر اچ۔۔ سب نے خوبصورت اشیا دی تھی۔ اور تحفے حبا کے ساتھ شہریار کو بھی مل رہے تھے۔۔

برتھ ڈے حبا کی ہے جبکہ تحفے تمہیں مل رہے ہیں۔۔ آئیدن نے اس کے کندھے پر چٹکی کاٹی۔۔

تجھے کب سے یہ جنانیوں والی عادات پڑ گئی ہیں۔۔ آئیدن اس کی بات پر ہنسنے لگا۔ یاور آرام سکون سے بیٹھا موبائل چلا رہا تھا۔۔

سب کولڈ ڈرنک پینے لگے جبکہ سردار نے کولڈ ڈرنک نہیں پی تھی۔۔
ان سب کے کولڈ ڈرنک پیتے ہی ملازمہ نے درمیان سے ٹیبل اٹھالیا۔۔
قندیل کا سر چکرانے لگا اسے ہر چیز گھومتی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔اس
نے سائیڈ پر بیٹھے یعقوب کو دیکھا۔ وہ تمام تکلیفیں یاد آئی جو اس نے دی
تھی۔۔۔ وہ دانت کچکچانے لگی۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا اس کے بال
نوچے سب کو چیخ چیخ کر بتائے۔۔ یعقوب سکیورٹی چیک کرنے کے لیے
مردان خانے کے پاس موجود سکیورٹی روم میں چلا گیا۔۔
وحشی درندہ چلا گیا۔۔ قندیل کے بولنے پر اس نے اس کی جانب
دیکھا۔۔
مجھے ہاتھ تو لگائے میں پھر اسے ماروگی۔۔ مجھے بدکردار بیوی کہتا ہے یہ
خود بدکردار شوہر ہوگا۔ وہ بلند آواز میں نشے میں جھولتی ہوئی بول رہی
تھی۔۔

سب کے چہروں پر محض حیرت تھی اسے اچانک کیا ہو گیا تھا۔۔

میں دالہام سے پیار کرتی ہوں اس نے مجھ سے شادی کیوں کی؟۔ قندیل بلائی لب باہر نکالتے دالہام کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہاں موجود ہر انسان بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے، وہ اچھا نہیں ہے۔ قندیل نشے کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھی وہ لاونج کے درمیان میں کھڑی تھی۔۔

میں نے اس رات تمہارے لیے دودھ میں نشہ آور گولیاں ملائی تھی۔ اس نوکر کو پتا چل گیا اور وہ تمہاری جگہ لیٹ گیا۔ مجھے لگا کہ تم دودھ پی کر لیٹے ہو۔ میں تمہارے قریب جانے لگی تھی جبکہ وہ یعقوب تھا اس نے میرے۔۔۔ خاموش ہو جاؤ سردار دہاڑا تھا۔ سب ہکا بکا اس کے الفاظ سن رہے تھے۔ یقین کرنا آسان نہیں تھا۔۔ طرسم اپنا نچلا لب دانتوں

میں سختی سے دبا گئی کوئی عورت اس حد تک کیسے گر سکتی تھی۔۔ ریحانہ خانم کے آنسو تھم نہیں رہے تھے۔۔

اس نے کچھ نہیں کیا تھا بس گردن پر دانت گاڑھے، اس نے کندھوں سے کپڑے پھاڑے۔ تمہارے سامنے اس طرح ظاہر کیا کہ وہ میری عزت خراب کر چکا ہے۔ قندیل نشے میں جھولتی ہوئی ہر راز کھول رہی تھی۔۔

کیوں! بے اختیار سردار کے لبوں سے نکلا تھا۔۔

کیونکہ میں تمہاری زندگی میں رکاوٹ بن رہی تھی وہ چاہتا تھا تم خوش رہو۔ اس نے نکاح اس لیے کیا تاکہ وہ مجھے روک سکے ابراہم کا ساتھ دینے سے، طرسم کی تصویر میں نے اسے بھیجی تھی۔۔ دالہام نے اپنی آنکھیں میچی۔ یاور حیرت سے اس عورت کو دیکھ رہا تھا جو حد سے زیادہ گر

چکی تھی۔۔ یعقوب لاونج میں داخل ہوا۔۔ اسے سب کو حیرت سے کھڑا دیکھ ان کے پاس گیا۔۔

میں نے کل اسے دھکہ دینا چاہا جب اس نوکر نے اسے بچایا تھا اور مجھے لے گیا حویلی سے قندیل کا دوپٹہ شانوں سے گرنے لگا سب مردوں نے اپنی نظریں نیچے کرلی۔ جب یعقوب نے اپنی چادر اس کے گرد پھیلائی۔۔

تم بدکردار ہو نوکر، تمہاری وجہ سے دالہام نے زبردستی میرا تم سے نکاح کروایا۔۔ یعقوب نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ بے شک اس نے وہ تمام گناہ کیے تھے لیکن اب وہ اس کی بیوی تھی وہ نہیں چاہتا تھا سب کے سامنے یہ راز آئے۔ وہ تو نشے میں بول رہی تھی جبکہ یعقوب نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔

چھوڑو! اس نے یعقوب کا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

خاموش ہوجاؤ۔۔ وہ خود پر بے انتہا ضبط کرتے بولا۔۔

کیوں خاموش ہوجاؤ مجھے تم جیسے نوکر کے ساتھ زندگی نہیں گزارنی۔۔

یعقوب لے جاؤ اسے یہاں سے، ورنہ میرا ہاتھ اٹھنے میں دیر نہیں لگے گی

میں یہ بھی لحاظ نہیں کروں گا کہ یہ ایک عورت ہے۔۔ سردار نا چاہتے

ہوئے الفاظ ادا کر گیا۔۔۔

ریحانہ کھانا پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ انہوں نے ایسی تربیت تو

اس کی ہرگز نہ کی تھی۔۔

مجھے نہیں اس کے ساتھ جانا۔۔۔۔ وہ چلائی تھی۔۔۔

تم نے خود کو شرمندہ نہیں کیا، تم نے آج خان خاندان کے سامنے

یعقوب شاہ کو شرمندہ کیا ہے۔ 20 سال سے جن کے سامنے یعقوب

شاہ سر اٹھا کر جیا تھا آج تم نے اسے نظریں اٹھانے کے قابل نہیں

چھوڑا۔۔ یعقوب اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس کے کمرے میں

لے کر گیا وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بڑی حویلی سے دور لے جانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اس سے پہلے جو کچھ اس کی بیوی نے خراب کیا تھا اسے وہ سب کچھ ٹھیک کرنا تھا اس نے اپنے دل میں بختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی وہاں سے نکل جائے گا۔۔۔۔

یعقوب نے اس کے گلے کی مخصوص رگ دباتے اسے بے ہوش کر کے اسے بازو میں اٹھا کر تقریباً پٹکنے والے انداز میں بیڈ پر لٹایا تھا۔۔

یاور مرزا! سردار نے دہارتے ہوئے اس کی جانب رخ کیا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری حویلی میں، میرے خاندان کی عورت کو نشہ آور شہ پیلانے کی دالہام نے اس کا گریبان پکڑا، یاور اسے بازو سے پکڑ کر دور کرنے لگا جب سردار نے اسے ایک زوردار جھٹکا دیا تھا۔۔۔۔

یاور مرزا تم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ تم سردار کی گرفت کو نرم کر سکو۔۔ دالہام خانزادہ کی آنکھوں میں نفرت تھی یاور کے لیے بے انتہا نفرت اور یہی تاثرات یاور کی آنکھوں میں تھے۔۔

اور تمہیں لگتا ہے تم یاور مرزا کو قابو میں کر سکتے ہو۔۔۔ سردار کا پراسرار بلند قہقہہ بڑی حویلی میں گونجا تھا۔۔ سب ہکا بکا ان دونوں کو دیکھ رہے تھے، قندیل کی باتوں پر یقین کرنا ان کے لیے مشکل ترین تھا۔ اور اب سردار اور یاور کی بحث۔۔

سردار تم جیسی چونٹیوں کو مسلنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگاتا اگر اب تک تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو تو صرف اس کی بدولت۔ دالہام نے اپنی

نظروں کا رخ اپنی پری کی طرف جو اس کے پیچھے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی سہمے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ راعنین اپنے شوہر کے پیچھے اس سے کچھ دور کھڑی تھی۔۔۔

تم بے غیرت ہو بلکل اپنے باپ کی طرح دالہام نے اسے جھٹکتے اس کا گریبان چھوڑا، یا وراس سے کچھ فاصلے پر ہوا، جبکہ اس کے الفاظ سن کر وہ سردار کا گریبان پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔ سردار نے اس کے پیٹ پر ایک زوردار ٹانگ ماری۔۔ وہ گرنے لگا تھا جب اس نے پاس کھڑی راعنین کے کندھے کا سہارا لیا تھا۔۔۔

اپنے گریبان پکڑنے والوں کے ہاتھ کاٹنا میرے لیے مشکل کام نہیں ہے۔ سردار نے اپنی جیب سے وہ چاقو نکالا جو وہ لوگوں کو مارنے کے لیے استعمال کرتا تھا۔۔

سب کی آنکھیں ان دونوں کی بڑھتی لڑائی کو دیکھ کر باہر نکلنے کو تھی۔۔

دالہام !ریحانہ خانم نے اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر تڑپ کر اسے پکارا تھا۔ وہ جذباتی نہیں تھا پھر وہ اب جذبات میں آکر یہ سب کیوں کر رہا تھا سب کی سمجھ سے یہ بات باہر تھی۔۔۔

اپنے خواب میں تم یاور شاہان مرزا کو نقصان پہنچا سکتے ہو یاور نے اپنی جیب سے پسٹل نکالا۔۔ دونوں نے ایک دوسرے کی جانب ایک قدم بڑھایا تھا۔۔

یاور مرزا انسان باپ کا نام فخر سے اپنے نام کے ساتھ تب لگاتا جب اس کا باپ اچھا انسان ہو جبکہ تمہارا باپ ایک ہوس پرست اور نامرد۔۔۔۔ دالہام !یاور اس کی بات کاٹتے بلند آواز میں چلاتے گن کا رخ دالہام کی جانب کرتے گولی چلانے لگا جب راعنین نے اس کے ہاتھ کو اوپر کی جانب کیا نشانہ چوکتے ایک بڑے بلب کو گولی جا لگی۔۔۔ اس کے کانچ زمین پر گرے۔۔

پاگل ہو گئے ہیں آپ! را عنین پھولی سانسوں کے درمیان بولی۔ یاور نے اس کا ہاتھ جھٹکا وہ گرنے لگی تھی، حبا جو اپنی بہن سے کچھ دور کھڑی تھی فوراً تھاما۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے اسے یاور سے سب کے سامنے اس رویے کی امید نہیں تھے۔۔

طرسم آگے بڑھتے اس کے ہاتھ چاقو پکڑنے لگی جب دالہام نے خونخوار نظروں سے دیکھا اس کے قدم وہی رکے تھے۔۔

وہ تیزی سے دالہام کی جانب بڑھا جب آئیدن اور شہریار، یعقوب نے اپنی گن نکالی، وہ سردار کے دونوں جانب کھڑے تھے، گن کا رخ یاور کی طرف کیا گیا۔۔۔

گن کا رخ تبدیل کرو، اس کی دشمنی مجھ سے ہے اور آج یہ دشمنی ختم ہوگی ہم میں سے کسی ایک کے مرنے کی صورت میں۔ دالہام نے چاقو پر

گرفت مضبوط کی۔ ایک وار یاور کی ہاتھ پر کرنا تھا اور اس کا ہاتھ لٹکنا شروع ہو جانا تھا۔۔

دیو!۔۔۔۔ کوئی اس معاملے میں آگے نہیں بڑھے گا۔۔ اس کی رعب دار آواز حویلی میں گونجی تھی۔۔ لہجہ اس قدر خونخوار اور سخت تھا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی حلق سے ایک لفظ نکال لیں۔۔۔

کیا ہوا بے غیرت، نامرد کے بیٹے کی قدم رک گئے۔ یاور ہاتھ کی مٹھی بناتے آگے بڑھا اس کے چہرے پر مارنے لگا سردار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔ دوسرے ہاتھ کا مکا بناتے اس کے چہرے پر مارا، یاور نے زور دار ٹانگ سردار کے گھٹنے پر ماری۔۔۔ طرسم کے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔۔

سردار کے وجود کو جھٹکا لگا تھا، یاور اس کے دوسرے گھٹنے پر مارنے لگا
دالہام نے ایک ساتھ کئی مکے اس کے پیٹ میں مارے۔۔ وہ پیٹ پر
ہاتھ رکھتے جھکا تھا۔۔ اس کے ہاتھ سے گن گر گئی۔۔
راعنین نم آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو غلط تھا لیکن انجان
تھا۔۔
یاور نے زمین پر گرے کانچ کو پکڑ کر سردار کے سر میں مارا، دائیں سائیڈ
سے خون نکل کر اس کے رخسار تک آیا تھا۔۔ دالہام نے ہاتھ میں پکڑا
چاقو یاور کے بازو میں مارا، خون فوارے کی صورت میں نکل کر دالہام کی
سفید قمیص کو سرخ رنگ میں تبدیل کر گیا۔۔
طرسم زار و قطار رو رہی تھی ان دونوں کو لڑتے دیکھ راہا سہمی اپنی ماں
کے گلے لگی تھی، ریحانہ خانم چاہ کر بھی انہیں روک نہ پائی۔ اتنے سالوں
سے جو آگ ان کے دل میں جل رہی تھی اس میں کسی ایک کو جھلسنا تھا۔

سونیا، نمیرہ، علینا تینوں کے دل ڈر رہے تھے کچھ غلط ہونے کے احساس سے۔۔

تمام مرد خود پر خول چڑھائے کھڑے تھے۔۔جبکہ دل کہیں نہ کہیں کسی انجانے خوف میں بتلا تھا۔۔

یاور نے ایک نظر اپنے بازو سے نکلتے خون کو دیکھا اور پھر گردن ٹیڑی کیے دالہام کو۔۔ سردار پراسرار انداز میں یک طرفہ مسکرایا تھا۔۔

آج یہ دشمنی کسی ایک کی موت کی صورت میں ختم ہو کر رہے گی یاور نے زمین پر گری اپنی گن اٹھائی، دالہام نے چاقو کا رخ یاور کی طرف کرتے اس کی پیشانی کا نشانہ بنایا۔۔ راعنین نفی میں سر ہلانے لگی، وہ دونوں اپنی دشمنی میں اپنی بیویوں کو جیتے جی مارنے والے تھے اپنے بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم کرنے والے تھے۔۔

طرسم کا وجود کانپنے لگا تھا اس کا ایک ہاتھ اپنے دل کے مقام پر تھا جبکہ دوسرا ہاتھ بے ساختہ پیٹ پر گیا تھا۔۔

نہیں۔۔ وہ دونوں زیرِ لب بڑبڑائیں۔۔

سردار! آپ حقیقت جانتے ہیں، یہ قدم مت اٹھائے راعنین اپنی جگہ پر کھڑی بلند آواز میں چلائی تھی۔۔

یاور نے انگلی ٹریگر پر رکھی، اس نے ہر آواز کو نظر انداز کیا، دالہام نے اپنی گردن ٹیڑی کرتے یاور کو حقارت بھری اور پراسرار نظروں سے دیکھ کر ان دونوں سہمی ہوئی صنفِ نازک کو دیکھا۔ جو بے آواز رو رہی تھی۔۔

دیو مت کریں ہم اس انسان کو غلط نہیں کہہ سکتے جو سچ سے انجان ہو۔

طرسم روتے ہوئے بولی، یاور کی انگلی ٹریگر سے پیچھے ہوئی تھی۔۔

دالہام تمہاری جود شمنی ہے یاور سے وہ الگ لیکن یہ کہیں کا اصول نہیں ہے کہ گناہ باپ کا ہو اور بھگتے اولاد۔ ۔ یاور کا خون کھولنے لگا وہ سب اس کے باپ کو گناہگار کیوں کہہ رہے تھے اس کا باپ تو ایک اچھا انسان تھا۔ ۔

بکواس کر رہے ہو تم سب، میرے بابا گناہگار نہیں بلکہ تم سب گناہگار ہو جو میرے بابا پر الزام لگا رہے ہو۔ وہ دہاڑا تھا۔ ۔ یاور نے پھر اپنا نشانہ دالہام پر بنایا۔ ۔ ۔

غلط فہمی کا علاج ہے یاور لیکن خوش فہمی کا نہیں۔ ۔

اپنی بکواس بند کرو۔ ۔ ۔ اس نے اپنی آنکھیں دالہام کی سبز آنکھوں میں گاڑھی تھی۔ ۔

دالہام نے بھی اپنا نشانہ اس پر سیٹ کیا۔ ۔ ۔

سردار!را عنین نے روتے ہوئے پکارا جسم سے روح نکلنے کے
مترادف اسے تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔
یاور لالا آپ نے وعدہ کیا تھا آپ دشمنی کی اڑ میں اپنی بہن کا گھر نہیں
اجاڑے گے طرسم کا وجود برے طریقے سے لرز رہا تھا۔ وہ دونوں سنگ
دل بنے کسی کی سن نہیں رہے تھے۔۔۔
دیو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔ اور سردار دالہام کا وعدہ تو
پتھر۔۔۔۔ پر لکیر کے مترادف ہے پتھر کو توڑ بھی دیا جائے۔۔۔۔ تو وہ
نشان برقرار رہتا ہے۔۔ طرسم ہانپتے ہوئے بولا رہی تھی، ان دونوں کا
اندازان دونوں کی جان نکال رہا تھا۔۔۔
مظلوموں کو قتل کرنے والے کے لیے وعدے اہمیت نہیں رکھتے، آخر
ہے تو یہ اسی عورت کا بیٹا جس نے محبت کے وعدہ کسی اور سے کیے اور
میرے باپ پر نیت خراب ہونے۔۔۔۔۔ یاور بول رہا جب دالہام

نے چاقو پھینکا ریحانہ خانم نے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ مارا نشانہ چوک پر چاقو سائیڈ پر جا گرا۔۔۔

مورے۔۔۔ خاموش ہو جاؤ دالہام تیمور خان، اس نے میرے کردار پر سوال اٹھایا ہے میری مخلص محبت پر، تو اسے جواب بھی میں دوگی۔۔ ریحانہ خانم کی آواز بلند ہوئی تھی۔۔

بولو کیا بولنا ہے تم نے۔۔۔ ریحانہ خانم نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو سختی سے صاف کیے تھے۔۔

تمہارا باپ آستین کا سانپ تھا جس نے اپنی دوست کی بیوی پر غلیظ نظر رکھی، ایسا زخم اپنے دوست کو دیا جو بھر نہ سکا۔۔

میرے بابا نے کچھ نہیں کیا تھا آپ تھی جس نے میرے باپ پر الزام لگا کر دو مخلص دوستوں کو علیحدہ کیا تھا۔۔ یاور کی آواز بلند تھی، سردار کا

دل چاہا زبان حلق سے کھینچ لے اپنی ماں سے بلند آواز میں بات کرنے والے کی۔۔۔

میں تمہارے اس سوال کا جواب دوگی، اس جواب کی صورت میں اگر تمہیں اس سوال کے جواب کا علم ہوا۔ ریحانہ خانم جانتی تھی آج ایک بیٹے کا مان ٹوٹے گا۔ یہ معاملہ ہتھیار، مار کٹائی سے حل ہونے والا نہیں تھا۔۔

تمہارا باپ کیا کام کرتا تھا کوئی معلومات ہے؟ تم کہہ رہے ہو میرا باپ ایک اچھا انسان ہے۔ کیا کبھی تمہاری ماں مسکرائی تمہارے باپ کے ساتھ؟، کیا کبھی تم نے اپنی ماں کے چہرے پر چمک دیکھی شوہر کے پیار کی؟۔۔۔ ریحانہ خانم نے اپنی چادر درست کی جو کندھے سے پھسل رہی تھی۔۔

میرے بابا پراپرٹی ڈیلر تھے۔ میری ماں۔۔۔۔اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا محض ایک سوال کا جواب اسے پتا تھا اور وہ بھی غلط

۔۔۔

کیا ہوا جواب نہیں ہے؟ تمہارے باپ نے مجھے بیوہ کیا، میرے بچوں کو یتیم کر دیا۔ میری محبت مجھ سے دور کی، میری عزت خراب کرنے کی کوشش کی۔ میری بربادی کا ذمہ دار تمہارا باپ ہے۔ ریحانہ خانم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی وہ حلق کے بل چلائی تھی۔۔یاور نفی میں سر ہلانے لگا۔۔ دالہام گہرا سانس بھر کر رہ گیا اپنی ماں کی تکلیف پر۔۔۔

جھوٹ بول رہی ہیں آپ میرے بابا غلط نہیں ہیں۔۔یاور کو اپنی آواز گہری کھائی سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

مورے یہ اُس انسان کے نقش قدم پر چلا ہے کہ جس نے کبھی صحیح اور غلط میں فرق نہیں سمجھا غلط فہمی کا علاج ہوتا ہے خوش فہمی کا نہیں اور یاور مرزا کو یہی خوش فہمی ہے کہ اس کا باپ ایک اچھا انسان ہے۔۔

دالہام نے اپنی ماں کے ساتھ کھڑے ہوتے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بازو کے حصار میں لیا۔۔ خونخوار نظریں اپنے دشمن پر ٹکائے ہوئے تھا۔۔

جھوٹے ہو تم سب۔۔ وہ حلق کے بل چلایا تھا۔۔

اپنی بیوی سے پوچھو جس کے بھائی کے ساتھ مل کر تمہارے باپ نے ہر کالا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔۔ یاور نے سردار کے الفاظ سنتے ہی راعنین کی طرف رخ کیا، نظروں میں ایک امید تھی جیسے وہ اس سے مثبت جواب کی توقع کر رہا تھا۔۔ جیسے اس سے کہنا چاہ رہا تھا کہہ دو یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔

نین یہ سب جھوٹ ہے نا بکواس کر رہا ہے یہ؟ یاور نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کرتے پوچھا۔۔

کوئی جھوٹ نہیں بول رہا۔۔ یاور آپ کے بابا میرے بھائی کے ساتھ مل کر دن میں نہ جانے کتنی لڑکیوں کی عزت خراب کرتے تھے انہیں درندے بن کر نوچتے تھے۔۔ بہت مرتبہ میں نے اپنے بھائی اور آپ کے بابا کو گھر میں لڑکیوں کو لاتے ہوئے دیکھا ہے ان کی چیخوں کی آوازیں پورے گھر میں گونجتی تھی۔۔ راعنین نے بنا اٹکے بات مکمل کی۔ اسے نفرت تھی اپنے بھائی سے یاور کے باپ سے۔۔۔۔

جھوٹی ہو تم بھی میرے بابا کبھی کسی لڑکی کی عزت کے ساتھ کھلوار نہیں کر سکتے۔۔ وہ پاگلوں کی طرح نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔

کتنوں کو جھٹلاؤ گے یاور سردار نے نفی میں سر ہلاتے اس سنکی انسان کو دیکھا جو اپنے باپ کی محبت میں مکمل طور پر غرق ہو چکا تھا۔۔

بکواس کررہے ہو تم ، تمہارا باپ غلط تھا تمہاری ماں غلط ہے میرے بابا غلط نہیں ہے ۔ ۔ دالہام آگے بڑھنے لگا ریحانہ خانم نے اس کا بازو سختی سے پکڑا تھا ۔ ۔ ۔

ډالهم ، زه ستا اوستاد پلار عاد تونه بنډ ه پ ې ژنم . کله چ ې يوځ وک ستا سو دواړ و دښمن مني په غاړ ه اخلي ، تاسو د خپل دښمن من په وړ اندې هر ثبوت له ځان سره ساتئ . دلاسونوبنډ ورولو پرځ اى ، داشواهد مخې ته راوړ ئ .

دښمن من په وسلومه ماتوه ، بلک ې په حقيقت سره . ځ که چ ې د حقيقت ک وزاريوکس په خپل مخ غورځ وي .

) دالہام مجھے تمہاری اور تمہارے بابا کی عادات کا اچھے طریقے سے علم ہے ۔ جب کوئی تم دونوں سے دشمنی مول لیتا ہے تو اپنے دشمن کے خلاف ہر ثبوت اپنے پاس رکھتے ہو ۔ ہاتھ چلانے کی بجائے وہ ثبوت

سامنے لاؤ۔ دشمن کو ہتھیاروں کی مار نہ مارو بلکہ سچ کی مار مارو۔۔۔ کیونکہ سچ کی مار انسان کو منہ کے بل گراتی ہے۔۔(

ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کے ہاتھ پر اپنی گرفت نرم کی تھی۔۔

لے کر آؤ اسے! سردار بلند آواز میں دہاڑا۔۔ آئیدن اور شہریار سردار کے کہتے ہی نکلے تھے تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے۔۔

زنجیروں سے بندھے آدمی کو پکڑے، سب کے درمیان دھکا دیا گیا وہ منہ کے بل تقریباً گرا تھا۔۔۔ حویلی کے تمام مرد جانتے تھے وہ کون ہے۔ سوائے سفیان خان کے۔ کیونکہ انہیں انجان رکھا گیا تھا۔۔

اس نے شرٹ نہیں پہنی تھی پشت پر زخم کے نشانات تھے۔ آنکھوں پر اور لبوں پر پٹی باندھی گئی تھی پیشانی سے خون نکل رہا تھا، ہاتھوں اور بازوؤں پر جگہ جگہ کٹ لگے ہوئے تھے اس کے وجود کا ایک بھی حصہ ایسا نہ تھا جہاں زخم نہ ہو۔۔۔

وہ کون تھا اس کی اتنی بری حالت کس نے کی تھی۔۔

یاور ہکا بکا اس آدمی کو دیکھنے لگا۔ یعقوب نے آگے بڑھتے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی یاور کو دیکھتے اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

ت۔ تتت۔۔ تم۔۔۔ وہ بمشکل بول پایا تھا یاور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

م۔۔۔ ممجھ۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ مع۔۔۔ اف۔۔۔۔ کک۔۔۔ کر ۔۔۔۔ دد۔۔ دو۔۔ اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے۔۔ خوف کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔

غور سے اس کا چہرہ دیکھ کر یاور کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔

آیان! وہ زیر لب بڑبڑایا اس کی بڑبڑاہٹ سردار نے سنی تھی۔ اس کے لبوں پر یک طرفہ پراسرار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔ وہ حیرت سے

آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا جب اس کے خاندان کا قتل ہوا تھا اس کے باپ کا کوئی پتہ نہ چلا تب اس نے آیان کو ڈھونڈا تھا لیکن اسے وہ کہیں بھی نہ ملا۔۔

یاور نے اس کے لبوں سے پٹی ہٹائی۔۔

مجھے معاف کر دو وہ معافی مانگنے کے لیے ہاتھ جوڑنے لگا جب شہریار اور آئیدن نے اس کے ہاتھوں میں بندھی زنجیروں کو کھینچا تھا۔۔

شاہان مرزا کے خاندان کو کس نے قتل کیا ہے؟ سردار لمبے ڈھگ بھرتا۔ اس کے پاس پہنچا اس کا چہرہ دبوچتے وہ دہارا تھا یاور سن ہوئے دماغ کے ساتھ بس اسے دیکھتے جا رہا تھا۔۔۔

شاہان نے۔۔۔۔ اپنے بیٹے۔۔۔۔ آکاش کو۔۔۔۔ قتل کیا۔۔۔۔

یاور کی بہن۔۔۔۔ کو میں نے۔۔۔۔ مارا اس کے۔۔۔۔ باپ کے

سامنے۔۔۔۔یاور لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا جب اس نے سائیڈ پر پڑے ٹیبل کا سہارا لیا۔۔۔

ج۔۔۔جھ۔۔۔یاور بولنا چاہتا تھا جبکہ اس کے حلق سے آواز نہ نکلی۔ آیان وہ شخص تھا جو اس کے باپ کے ساتھ ابراہم کے بعد اسے ہمیشہ نظر آیا تھا۔۔۔وہ کیوں جھوٹ بولے گا جو اس کے باپ کے ساتھ ہر قدم پر موجود ہوتا تھا۔۔

تمام راز بولو جو تم شاہان کے بارے میں جانتے ہو؟۔۔۔

شیر طیان کو آئیدن نے ملازمہ کو پکڑا وہ اسے لے کر کمرے میں چلی گئی وہ چیخ رہا تھا اسے نہیں جانا۔۔۔

شاہان ڈارک ویب۔۔۔۔کے آدمیوں میں شامل تھا، ابراہم
،میں۔۔۔۔اور شاہان ایک ٹیم۔۔۔۔میں تھے۔شاہان مرزا نے
اپنی۔۔۔۔بیٹی کا سودا کیا تھا۔۔۔۔مجھ سے کیونکہ اس۔۔۔کی بیٹی
کسی۔۔۔اور۔۔۔سے۔۔۔محبت کرتی تھی۔۔۔۔اور حان کو قتل
۔۔۔۔شاہان نے کروایا تھا،۔۔۔سردار تیمور خان کو۔۔۔۔ختم
کرنے والا،۔۔۔۔۔سردار کی بیوی۔۔۔۔پر غلط نظر اس نے
۔۔۔۔۔رکھی تھی۔۔یاور پتھر کا مجسمہ بن گیا، آنکھیں پتھرا گئی دل لرز رہا
تھا جسم میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ کانپے۔۔
لب ہلکے سے ہلے تھے جبکہ ادا ایک لفظ بھی نہ ہوا۔۔
آیان تمام راز کھولتا گیا اور یاور کے جسم سے روح کھینچی جا رہی تھی۔۔
ج۔۔۔۔جھ۔۔جھ۔۔۔جھ۔۔۔وہ بولنا چاہتا تھا، کیا آسان تھا بولنا؟

میں اور شاہان تمہارے۔۔ گھر سے اکٹھے بھاگے تھے۔۔۔ مجھے معاف کردو وہ رویا تھا 16 سال سے زیادہ اس نے سزا جھیلی تھی۔۔

میرے بابا کہاں ہے؟ یاور نے بے صبری سے پوچھا تھا۔۔

وہ مر چکا ہے۔۔

لے جاؤ اسے دالہام نے کہا، یعقوب آگے بڑھنے لگا جب یاور نے زمین پر گرا سردار کا چاقو اٹھا کر آیان کی گردن میں مار دیا، اور ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اس کی گردن میں مارا خون فوارے کی طرح نکلتا یاور کے کپڑوں کو بھیگو رہا تھا گردن اس کے وجود کے ساتھ لٹک رہی تھی۔۔۔

سب عورتوں کی چیخیں بے ساختہ تھی۔۔ سب نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھ چاقو کھینچ کر دور پھینکا۔۔

یاور کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے وہ منظر لہرا رہا تھا جب اس نے اپنی بہن کی کٹی ہوئی گردن دیکھی تھی اسی طرح ایان کا خون چاروں طرف پھیلنے لگا۔۔۔اس نے زمین پر پھیلے خون پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔

جھ۔۔۔جھوٹ وہ پاگلوں کی طرح خون کو دیکھ رہا تھا۔۔راعنین نے اپنی آنکھیں ابھی تک میچی ہوئی تھی۔آئیدن،شہریار،صارم اور یعقوب اس کا وجود اٹھا کر لے گئے۔۔فرش خون ایسے پھیلا تھا جیسے جانور زبح ہوا ہو۔۔یاور کے کپڑے خون سے بھیگ چکے تھے۔۔۔

سب جھوٹ ہے،سب جھوٹ ہے وہ کھڑا ہوا وہ خون سے بھیگا ہوا تھا۔۔

جھوٹے ہو سب اس نے سائیڈ پر پڑے ٹیبل کے اوپر سے واس اٹھا کر زمین پر بوس کیے۔۔وہ ہنذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔۔

یاور!راعنین اس کے پاس گئی۔۔۔

یہ سب جھوٹ ہے میرے بابا ایسے نہیں ہے میرے بابا بہت اچھے ہے وہ اپنے سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے اسے بتا رہا تھا۔۔

سردار نے اپنی چادر سے سختی سے اپنی سر سے نکلتے خون کو صاف کیا۔۔

یاور آپ کے کہنے سے درندہ انسان نہیں بن جائے گا راعنین نے اسے کندھوں سے تھاما تو اس کے ہاتھ خون سے بھر گئے۔۔ یاور کے کندھے سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

تم بھی سب کے جیسی ہو جھوٹی یاور نے اسے خود سے دور دھکا دیا اس سے قبل وہ منہ کے بل زمین پر گرتی سردار نے اسے تھاما۔۔ راعنین کا دوپٹہ سر سے اتر کر شانوں پر آیا۔۔ سردار نے نظروں کا رخ دوسری جانب کیا۔۔۔ راعنین نے فورا اپنے سر پر دوپٹہ لیا۔۔۔

تم جھوٹے ہو، میرے بابا نہیں برے، میرے بابا برے نہیں ہے یاور آس پاس موجود چیزیں اٹھا کر زمین پر پٹک رہا تھا۔۔ سفیان خان نے اسے زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر دیکھا تھا وہ ہو بہو اپنے باپ کی طرح تھا اس کے نقشِ قدم پر چلا تھا۔۔

طرسم سردار کو دیکھ رہی تھی جس کے سر سے خون نکلنا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔ یاور نے سردار کو شانوں سے پکڑا اور چلانے لگا۔۔

تم نے اس سے جھوٹ بلوایا میرے بابا ایسے نہیں ہے، کوئی باپ اپنی بیٹی کا سودا نہیں کر سکتا۔ بیٹی تو باپ کا دل ہوتی ہے اور بیٹا سانسیں، باپ کیسے اپنے بیٹے کو گولیاں مار سکتا ہے۔ وہ چلا رہا تھا، اس کا مان، فخر، یقین، امید، ہر آس ٹوٹی تھی۔۔ اس کا دل نہیں روح زخمی ہوئی تھی اس کی روح چیخ رہی تھی۔۔

سردار نے اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹائے۔۔جبکہ اس نے دوبارہ اسے شانوں سے تھاما تھا۔۔

کہہ دو، تم نے اسے جھوٹ بلوایا ہے۔ میں اپنی تمام دشمنیاں تم سے ختم کر دوگا۔۔ یاور تڑپ رہا تھا، ٹوٹ رہا تھا۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گریبان میں جذب ہوا۔۔ اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔

سردار کو ایک لمحے کے لیے اس کی حالت پر ترس آیا تھا۔۔

سب سچ ہے، درندہ ہے تمہارا باپ۔ یاور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا ہاتھ برے طریقے سے لرزنے لگے۔ وہ یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

تم سب جھوٹے ہو، ایک باپ کبھی اپنی بیٹی کا سودا نہیں کرتا۔ نہیں کر سکتا وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا چیخنے لگا۔۔ راعنین اس کے پاس جانے لگی دالہام نے ہاتھ آگے کرتے اسے وہی روک دیا۔۔ ہادی نے راہا کو اپنے ساتھ لگایا جو بری طرح کانپ رہی تھی۔۔ وہ اسے اندر لے

جانے لگا تو وہ ایک جگہ پتھر اسی گئی۔۔ دوسرے بازو کے حصار میں اس نے طرسم کو لیا۔۔ وہ دونوں ہادی خانزادہ کے سینے میں چھپی ہوئی تھی۔۔

درندے کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ رشتے نہیں دیکھتے بس کر گزرتے ہیں۔

سردار کے الفاظ سن کر اس نے زمین پر پڑا سردار کا چاقو پکڑا۔ اس سے پہلے وہ مارتا صارم نے اس کے پیچھے جاتے اس کے بازو پکڑے۔ وہ زخمی شیر کی طرح رخ تبدیل کرتے صارم پر جھپٹا تھا۔۔ چاقو صارم کے کندھے پر لگا۔۔ آئیدن نے اس کے ہاتھ سے چاقو کھینچا، یعقوب نے اس کے بازو پکڑے۔۔

ہادی نے راہا اور طرسم کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا، دالہام مردان خانے گیا ایک انجیکشن لاتے یاور کی گردن پر لگانے لگا تو حد سے زیادہ جھٹپٹانے۔۔ وہ صدمے سے پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا۔۔ دالہام

نے اسے سر سے پکڑتے گردن پر انجیکشن لگا دیا۔ وہ اسی پل گرا تھا اس کا سر سردار کے کندھے پر تھا۔۔

راعنین پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

پھینک آؤ اسے کسی بھی کمرے میں۔۔ یعقوب اسے سہارا دیے اپنے کمرے کے ساتھ موجود کمرے میں لے گیا۔۔۔

راعنین اس کے پیچھے جانے لگی، دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑا طرسم کے بعد کسی لڑکی کا اس نے ہاتھ پکڑا تھا۔۔

خود پر تھوڑا ترس کھاؤ۔ دالہام نے اس کا ہاتھ محض ایک لمحے کے لیے پکڑا تھا۔ نظروں کا رخ دوسری طرف کیے الفاظ ادا کیے۔۔

ٹھیک ہے وہ، یعقوب اس کی پٹی کر دے گا۔۔ دالہام کا سر چکرانے لگا کیونکہ کانچ سر کے دائیں جانب اندر تھا۔۔ اس نے کانچ کو کھینچا، خون کی تیز دھار اس کے رخسار سے بہتے نیچے گئی تھی۔۔۔

دیو! طرسم روتے ہوئے اس کے پاس گئی وہ حد سے زیادہ سہم چکی تھی ملازمین لاونج میں پھیلا خون صاف کر رہے تھے۔۔ جانے راعنین کو بٹھایا۔۔

جی دیو کی پری! ہر چیز بھلائے وہ پیار سے بولا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔ طرسم اس کے سینے سے لگتے رونے لگی۔۔

صام تم ٹھیک ہو۔ دالہام صارم کی طرف بڑھا جس کے بازو سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

ہادی نے ڈاکٹر کو کال کی، سفیان خان سر تھام کر بیٹھ گئے۔۔

خون! صارم اس نے چادر کا کچھ حصہ اس کے سر پر رکھتے خون کو روکنے کی کوشش کی اسے اپنے زخم کی جیسے پرواہ ہی نہ تھی۔۔۔ علینا نم آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔ سونیا اپنے لالا کی طرف بڑھی، راہا دالہام کے دائیں جانب کھڑے اس کے سینے لگی تھی۔۔ دائیں

جانب طرسم تھی سونیا سامنے کھڑے آنسو بہا رہی تھی وہ مغرور خانزادی محض اپنے لالا کے لیے روتی تھی۔۔ علینا صارم کو دیکھے روئے جا رہی تھی۔۔ ریحانہ خانم دالہام سے کچھ دوری پر کھڑی تھی۔ رخسار آنسوؤں سے تر تھے۔۔

سنبھالو اپنی اپنی بیوی کو دالہام کو سمجھ نہ آئے وہ کس کو پہلے چپ کروائے۔۔۔ وریام نے سونیا کو پکڑا، ہادی نے بمشکل راہا کو دالہام سے دور کیا۔ صارم اپنی بیوی کی جناب بڑھا، دالہام نے اپنے بازو کے حصار میں اپنی ماں کو لیا۔۔۔

ریحانہ خانم چاہتے ہوئے بھی خود کو اونچی آواز میں رونے سے نہ روک پائی، جس نے انہیں چپ کروانا تھا وہ تو انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔

مورے! دالہام نے طرسم کو صارم کی طرف کیا صارم نے اپنی بیٹی کو بازو کے حصار میں لیا۔۔

مورے !آئیدن نے اپنی ماں کے آنسو صاف کیے ان دونوں نے اپنی ماں کو صوفے پر بٹھایا۔۔

سونیا اور راہا اپنے اپنے شوہر کو چھوڑ کر ریحانہ خانم کے پاس بیٹھیں۔۔

دالہام اور آئیدن گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے۔۔

اپنی مورے کا ایک ایک ہاتھ دونوں بھائیوں نے تھاما۔۔

مورے کمزور نہیں پڑے اگر ایک عورت شوہر کے جانے کے بعد اپنی اولاد کو دیکھ کر جیتی ہے تو اولاد اپنی ماں کو مضبوط دیکھ کر جیتے ہیں۔

سردار کو کمزور مت پڑنے دے مورے۔۔۔ دالہام نے اپنی ماں کی ہتھیلی پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

مورے آپ کی اولاد آپ کا ایک آنسو دیکھ کر کمزور پڑ جاتی ہے۔ آئیدن نے ریحانہ خانم کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام پیشانی سے لگایا تھا۔۔

مورے مجھے لالا نے سنبھلا بابا کے جانے کے بعد جبکہ کانوں میں بابا کے چند الفاظ گردش کرتے تھے تم اپنی ماں کی طرح مضبوط بننا۔۔۔ میرے بابا تو کہتے تھے تمہاری ماں جیسی مضبوط عورت میں نے نہیں دیکھی تو آپ کیسے کمزور پر سکتی ہے۔۔ سونیا نے اپنی ماں کے کندھے ہر سر رکھا۔۔

مورے اگر ہم کسی اپنے کو یاد کر کے روئے جو ہمیں چھوڑ کر اپنے اصل گھر چلا گیا ہو۔ تو ہمارے آنسو اس انسان کے روح کو ہر پل تکلیف دیتے ہیں۔۔ راہا نے پہلی مرتبہ اپنی ماں کا چہرا ہاتھوں میں تھام کی ان کے رخسار پر بوسہ دیا تھا۔ ان تینوں نے مسکراتے اپنی بہن کو دیکھا تھا۔۔۔

راعنین اور حبا بنا آنکھیں جھپکائے ان سب کو دیکھ رہی تھی ان سب کا پیارا نمول تھا۔۔

ریحانہ تم رو کر اپنے بچوں کو اذیت دے رہی ہو صوفیا خانم اور رضیہ خانم نے ہمدردی سے ریحانہ خانم کو دیکھا تھا۔۔

چچی! صارم، آئیدن اور دالہام کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ریحانہ خانم کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے انہیں پیار سے پکارا۔۔ شہریار، ہادی اور وریام ان تینوں کے پیچھے کھڑے ہوئے۔۔ نمیرہ راہا کے پاس بیٹھی۔۔ علینا سونیا کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

تم دونوں مرہم لگاؤ۔ ریحانہ خانم نے صارم اور دالہام کو تڑپ کر کہا تھا۔۔

جب تک آپ مسکرائے گی نہیں، ہم یہاں سے ہلے گے بھی نہیں۔۔ ریحانہ خانم ان کی محبت پر مسکرائی تھی۔۔۔ ان سب نے سکون کا سانس لیا۔۔ طرسم دور کھڑی تھی ریحانہ خانم نے دالہام کے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے پیچھے دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔

سنبھالو اپنی پری کو۔۔ دالہام نے نظروں کا رخ اس کی جانب کیا جو ابھی تک آنسو بہا رہی تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تو طرسم تیزی سے آگے بڑھتی اس کے پاس سے گزر کر ریحانہ خانم کے پاس سے سونیا کو اٹھا کر خود بیٹھتے ان کے سینے سے لگی۔ دالہام کو لگا تھا وہاں اس کے پاس آرہی ہے جبکہ وہ اس کی ماں کے پاس چلی گئی۔۔۔۔

ڈاکٹر کیوں نہیں ابھی تک آیا ہادی کھڑا ہوا غصے سے موبائل نکالا۔۔

میں پٹی کر دو راعنین نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔۔

میں ایم بی بی ایس کر رہی ہوں، لاسٹ سمسٹر ہے ان سب نظروں کا رخ اپنی جانب دیکھ کر وہ فوراً بولی۔۔ اسے لگا کہ ان سب کو لگ رہا ہے جیسے وہ ٹھیک سے مرہم نہیں لگا پائے گی۔۔۔

راعنین نے پہلے یاور کے بازو پر پٹی کی پھر دالہام کے پاس آئی۔۔ سب کے لبوں پر جیسے قفل لگ گیا تھا سب خاموش تھے۔۔۔۔

سب ٹھیک ہے دالہام نے غصے سے کہا تھا۔۔ سب ہلکا سا مسکرائے تھے سوائے طرسم کے وہ ابھی تک ریحانہ خانم کے ساتھ چپکے بیٹھی تھی۔۔۔

کسی کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نکلا مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔

سفیان خان نے سب سے کہہ کر اپنی بیوی کو دیکھا جو ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

بیگم ٹب لا کر رکھ دو۔۔ سفیان خان نے ان کے رونے پر چوٹ کی۔۔۔ سب سفیان خانزادہ کے طنز پر سب عورتیں مسکرائی تھیں۔ مرد حضرات سنجیدہ چہرہ لیے کھڑے تھے۔۔۔ یعقوب یاور کو کمرے میں چھوڑ کر اس کی پٹی کر کے باہر آیا۔۔

یاور؟ راعنین نے فوراً اس سے پوچھا۔۔۔

ٹھیک ہے! راعنین نے گہرا سانس بھرا۔۔

آپ کے بال کاٹنے پڑے گے دائیں سائیڈ سے۔۔ راعنین نے اس کے بھاری بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا اسے زخم نظر ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔ مجھے مرہم نہیں لگوانا۔۔ دالہام نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو پھر خون سے بھر گیا۔۔۔

آپ کا خون نکلنا بند نہیں ہورہا۔۔ راعنین نے التجائی انداز میں کہا۔ اس کے شوہر کی وجہ سے انہیں یہ زخم آئے تھی جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جاتے، وہ عجیب سے احساسات کے زیرِ اثر رہتی۔۔

دیو بال کٹواؤ طرسم اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔

میں اپنے بال نہیں کٹواؤں گا دالہام کو اپنے بال بے انتہا پسند تھے وہ ہر گز انہیں کٹوانا پسند نہیں کرتا تھا۔۔

مجھے سیز دے۔۔ راعنین نے طرسم کو قینچی پکڑائی۔۔

میری طرف رخ کریں وہ حکمیہ لہجے میں بولی۔۔

مجھے بال نہیں کٹوانے ، میرے بال طرسم نے راعنین کو اس کے پاس سے اٹھنے کا اشارہ کیا دائیں سائیڈ پر بیٹھے اس کے بال پکڑے جو انتہا کے بھاری تھے۔۔ دالہام کے بال کانوں کے نیچے تک تھے۔۔

دیو زیادہ بال نہیں کٹے گے جیسے تم نے پہلے آرمی ہئیر کٹ کروایا تھا ویسا پھر کروالینا۔۔ طرسم اسے کسی طرح راضی کرنا چاہتی تھی۔۔ طرسم کے ہاتھوں پر خون لگنے لگا۔۔ دالہام نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

دیو درد ہو رہا ہے طرسم نے اپنے پیٹ کی جانب دیکھا۔۔ دالہام کا دھیان اپنے بالوں سے ہٹا تھا اس نے جلدی سے دالہام کے بال کاٹ دیے۔۔

ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ دالہام کا دھیان اپنے بالوں پر نہ گیا جیسے درد طرسم کو نہیں اس کو ہو رہی تھی۔۔ طرسم نے مزید اس کے تھوڑے سے بال کاٹے کیونکہ وہ اس قدر بھاری تھے کہ

تھوڑے سے کاٹنے پر بھی جلت نظر نہ آئی، زخم نظر نہ آیا ابھی بھی اس پر بال تھے۔۔

زیادہ درد ہو رہا ہے دالہام نے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھاما طرسم کے سفید نقاب پر خون لگا۔۔

راعنین اب پٹی کرے طرسم اس کے پاس سے اٹھی دالہام کی نظر یکدم اپنے بالوں پر پڑی۔ وہ ہکا بکا اپنے بالوں کو دیکھنے لگا۔۔

راعنین نے اس کے سر پر پٹی کی۔۔ وہ خاموش رہا جبکہ اپنے بال دیکھ کر اسے ہول پر رہے تھے۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔ دالہام کے لیے اپنے بالوں سے نظریں ہٹانا مشکل تھا وہ بار بار آنکھیں بند کر کے کھول کر زمین پر گرے اپنے بالوں کو دیکھتا۔۔

سردار بال ہی تو تھے بڑے ہو جائیں گے پھر سے۔۔

تم لڑکیوں کے اگر کوئی ایک انچ بھی بال کاٹ دے پانچ ہفتے تم لڑکیوں کا رونا بند نہیں ہوتا اور میرے تو اتنے زیادہ بال کاٹ دیے۔۔ راعنین نے لبوں پر ہاتھ رکھتے محض ایک نظر اسے دیکھا تھا اس نے آج تک کسی مرد کو اپنے بالوں کے لیے اس طرح کرتے نہیں دیکھا تھا۔۔

بال اتنے پیارے ہیں افسوس کرنا تو بنتا ہے اس کے دل میں خیال آیا سردار کے بال ایسے تھے ایک انسان ہاتھ لگائے تو دل چاہتا تھا بالوں میں بار بار ہاتھ چلاتے جائیں۔۔

جو کچھ یہاں ہوا ہے اپنے ذہن سے سب نکال دو اب سب کچھ نارمل ہے، ٹھیک ہے سب۔۔ اور جبا تمہاری برتھ ڈے سپائل ہو گئی۔۔

سردار کا پہلا جملہ سن کے سب گہرا سانس بھر کر رہ گئے جبکہ جبا نے اس کا دوسرا جملہ سن کر مسکراتی نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

نہیں لالا میری برتھ ڈے ہر گز سپائل نہیں ہوئی بلکہ ایک اچھا کام ہوا ہے کہ ایک سچ سے انجان شخص کو سچائی معلوم ہوئی ہے۔۔ حبا نے اپنی بہن کا ہاتھ تھاما جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔

راعنین اور طرسم بیٹا تم دونوں ریسٹ کر لو۔ تم دونوں کی ایسی حالت نہیں ہے کہ مزید بیٹھ سکو۔۔ طرسم نے خفگی سے اپنے دیو کو دیکھا اور پھر ریحانہ خانم کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔۔

حبا نے نہ سمجھی سے ریحانہ خانم کو دیکھتے اپنی بہن کو دیکھا اس کی بہن کی کون سی حالت؟۔۔

آپی!۔۔۔ بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔۔

میرا مس کیرج نہیں ہوا تھا غلط فہمی تھی۔۔

آپی غلط فہمی زیادہ سے زیادہ دو ہفتوں تک رہتی ہے تین ماہ گزر چکے ہیں۔۔ اس کی بہن کی باتیں اس کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔۔

اور بھی بہت پریشانیاں تھی جس کی وجہ سے مجھے احساس نہیں ہوا۔۔

راعنین کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ وہ تکلیف وہاں موجود کچھ اشخاص محسوس کر سکے تھے۔۔

جا بچے اپنی بہن کو ریسٹ کرنے دو۔ ریحانہ خانم کو نا جانے کیوں وہ یاور کی ماں کی طرح لگی تھی "مظلوم"۔۔۔ وہ ماں بننے والی تھی جب کے چہرے پر وہ چمک نہیں تھی جو ایک ماں اور بیوی کے چہرے پر ہونی چاہیے۔۔

راعنین اس کمرے میں چلی گئی جہاں یاور تھا۔۔

دروازہ بند کر کے سست قدم لیتے ہیں وہ اس کے پاؤں کے پاس بیٹھی تھی۔۔ اس نے شرٹ نہیں پہنی تھی۔۔

قسمت کہاں لے آئی۔ مجھے اتنی اذیتیں دی ہیں آپ نے لیکن آپ کی حالت دیکھ کر درد ہو رہا ہے کہ ایک بیٹے کا مان ٹوٹا ہے۔۔ راعنین نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا جہاں اذیت تھی۔۔۔

اسے اپنے وجود میں بے انتہا درد محسوس ہو رہا تھا دوسری سائیڈ پر جا کر بیٹھتے کچھ لمحے گہری سوچ میں مبتلا رہی لیٹ کر کروٹ اس کی جانب لی۔۔

وہ چہرے سے جس قدر خوبصورت تھا کاش اس کا رویہ بھی اس قدر ہی خوبصورت ہوتا۔۔ وہ دل کا برا نہیں تھا وہ محض اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تھا جس کی وجہ سے وہ بھٹک گیا تھا۔۔

راعنین نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی تھی کہ اس کا یہ زخم جلد بھر جائے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے شیر طیان روتے ہوئے سو گیا تھا۔۔

طرسم نے اپنا حجاب اور نقاب اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا جو خون سے بھرا ہوا تھا۔۔

دالہام کمرے میں داخل ہوا وہ اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔ واش روم میں جا کر اپنے کپڑے تبدیل کر کے ڈارک گرے کلر کا ٹروزر شرٹ پہنیں باہر آیا۔۔

میری پری کو کیا ہوا ہے؟ دالہام اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اسے بازو کے حسار میں لیا۔۔

پیچھے ہٹیں، مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔ طرسم نے اس کے سینے پر مکا مارتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

اور میری پری کو مجھ سے کیوں بات نہیں کرنی۔۔

آپ کو اپنی کوئی پرواہ نہیں ہے، نہ میری اور نہ ہی بچوں کی۔۔ دالہام نے ابرو اچکائی۔۔ جیسے پوچھنا چاہا کہ "تمہیں ایسا کیوں لگا"۔۔

اگر کسی کو سچ معلوم نہ ہو تو اس سے لڑنے کی بجائے اسے مارنے کی بجائے سچ اس کے سامنے لے کر آؤ، آپ دونوں کو ایک مرتبہ بھی خیال نہ آیا کہ اگر کچھ ہو گیا تو آپ کی بیویوں کا کیا ہو گا آپ کے بچے، ایک مرتبہ بھی ذہن میں خیال نہیں آیا تھا۔۔ طرسم اس سے دور ہو گئی۔۔ جو بھی تھا سب ختم ہو گیا۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آتا ہے یہاں سے نکل جائے گا پھر وہ اپنے راستے میں اپنے راستے۔۔ دالہام نے اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی اور بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔۔

اب میری باتیں بے وصول لگنے لگی ہے نا اس لیے مختصر سا جواب دے کر سونے کی تیاری پکڑ رہے ہیں۔۔ دالہام نے گہرا سانس لیا وہ

کیوں بھول جاتا تھا اس کی حالت اس طرح کی ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی بات پکڑ کر بیٹھ جاتی ہے۔۔

ایسی بات نہیں ہے میں محض تھک گیا ہوں، تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میری پری چاہتی ہے کہ میں اس سے باتیں کروں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میں پوری رات جاگ کر اپنی پری کو سن سکتا ہوں اس میں مگن ہو سکتا ہوں دالہام اٹھ کے بیٹھنے لگا طرسم نے اسے شانوں سے تھام کر واپس لٹا دیا۔۔

آپ ریسٹ کرو۔۔ سردار سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھنے لگا اس کا "آپ" بولنا اس کی ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔۔

پری سر دبا دو۔۔ دالہام نے اس کی گود میں سر رکھا۔۔ طرسم نرم ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگی سردار نے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔۔

آج تو بیوی کی تعریف کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔ طرسم نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا جو نیچے یاور کو چیر پھاڑنے کو دور رہا تھا اور اب ایسے بیہو کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔

آپ بھول گئے ہیں شاید آپ نے تعریف کی تھی میری۔۔ دالہام نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اس کی پری ہی ناراضگی بڑھتی جا رہی تھی۔۔

ہمیں یاد ہے ہم نے آپ کی تعریف کی تھی جبکہ اب پھر تعریف کرنے کا دل چاہ رہا ہے۔۔

میرے خیال سے سر پر چوٹ کافی گہری لگی ہے۔۔ دالہام کو جواب دے کر اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔۔

اور مجھے لگ رہا ہے میری پری مشکل سے ہی مانے گی۔۔ دالہام نے ایک مرتبہ پھر اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔

میرے خیال سے اب ہمیں سوجانا چاہیے رات کے دو بجنے والے ہیں۔۔ طرسم نے وال کلاک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

نیند نہیں آرہی۔۔۔

دماغی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں چیک اپ کروالیجیے گا سر پر کچھ زیادہ ہی گہری چوٹ آئی ہے۔۔ طرسم اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی تو دالہام نے ذرا سا جھٹکا دیتے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔ طرسم کی ٹھوڑی دالہام کے لبوں کے پاس تھی۔۔ نرمی سے اس نے اپنی پری کی ٹھوڑی پر مہر ثبت کی تھی۔۔۔

وہ شرم سے بے حد سرخ ہوگئی، چہرہ خون چھلکنے لگا۔۔ دالہام نے اس کے دونوں رخسار پر نرمی سے لمس چھوڑا۔۔ وہ اس کے سبز آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں جذبات کا سمندر تھا۔۔ وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔۔

اس کی آنکھوں میں مزید دیکھنا طرسم کے بس کی بات نہیں تھی۔۔

دالہام نے اس کی گود سے سر اٹھالیا۔۔

دیو!۔۔۔رات۔۔۔کافی۔۔۔ہو۔۔۔۔گئی۔۔وہ اپنے بال کانوں کے پیچھے کر کے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ارد گرد دیکھتے خاموشی سے نیم دراز ہو گئی۔۔

دالہام خانزادہ کروٹ اس کی جانب لیتے اس کے ہر نقش کو غور سے دیوانہ وار دیکھنے لگا۔۔

سوجاؤ دیو اس کی نظریں طرسم کو کنفیوز کر رہی تھی۔۔

اس وقت بے تحاشہ سرخ انار میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔

دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیری۔۔

اور اس وقت انتہا کے بے شرم انسان میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔ طرسم نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

پری میں نے تو کوئی بے شرمی نہیں دکھائی۔

ویسے تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا میرے بال کٹوا کر۔۔ دالہام نے پٹی کے اوپر ہاتھ رکھا اس بیچارے کو گہرے دکھ نے گھیرا ہوا تھا۔۔

کیا ہو گیا ہے بال ہی ہے واپس آ جائیں گے۔۔

مجھے نہیں پسند میرے بال کٹے۔۔ دالہام خانزادہ بار بار پٹی کے اوپر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

لمبا سانس بھرتے طرسم کو بازو سے پکڑ کر آرام سے اپنے قریب کیا۔ اس کے سر کے نیچے اپنا بازو رکھ کر کندھے پر ہاتھ رکھا چہرے پر آئے بال پیچھے کر کے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

ذہن میں کچھ سوچوں نے بسیرا کیا ہوا تھا اس نے یاور کو ایک کولڈ ڈرنک میں نشہ آور چیز ملاتے دیکھا تھا اور وہ کولڈ ڈرنک کا گلاس تو اس نے پکڑ لیا تھا تو پھر قندیل کو نشہ کیسے چڑھا۔۔۔

ان سوچوں سے پیچھا چھڑا کر وہ آنکھیں موند گیا اس کا سکون اس کے پاس تھا وہ جلد ہی گہری نیند میں چلا گیا جبکہ طرسم اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔ میرا گندا دیوا اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے ذرا سا اوپر ہوتے رخسار پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

یعقوب قندیل کو رات کے وقت ہی حویلی سے اٹھا کر پہاڑی پر موجود گھر میں لے آیا تھا قندیل کو کوئی ہوش نہیں تھی کہ اسے کہاں لے کر جایا جا رہا ہے۔۔۔ یعقوب گھر میں داخل ہوا اسے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر لٹایا

واپس باہر جاتے گھر کے دروازے کو لاک کر کے کمرے میں آیا۔۔۔

ایک نظر اسے دیکھ کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

صبح جب قندیل کی آنکھ کھلی تو اس کی نظر کمرے کی چھت پر گئی اس نے ایک دفعہ پھر اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی اور اس کمرے کو دیکھنے لگی اس کمرے کو اجنبی اور حیرت انگیز نظروں سے دیکھ کر سوچنے لگی۔۔

یہ کس کا کمرہ ہے اور میں کہاں ہوں اس ٹائم وہ اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی اور پورے کمرے میں نظر دوڑانے لگی۔۔۔

جب اچانک اسے خیال ہے یہ کمرہ تو یعقوب کا ہے جہاں وہ پہلے بھی رہ چکی ہے۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بند دروازے کی جانب دیکھا اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ رات کو کیا ہوا ہے اسے یہی لگ رہا تھا کہ یعقوب اسے پھر سے زبردستی اس حویلی سے اس گھر میں لے آیا ہے۔۔۔۔

قندیل جلدی سے دروازے کی جانب جا کر دروازہ زور زور سے بجانے لگی۔۔۔

کھولو کھولو، کوئی ہے مجھے کیوں یہاں پر لا کے بند کیا ہے تم نے۔۔

کھولو! اسے پتہ تھا یہ اس یعقوب کا گھر ہے اور یعقوب باہر ہی ہوگا جبکہ یعقوب جو باہر کچن میں اپنے لیے چائے بنا رہا تھا قندیل کی آواز سنتے اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

بڑی جلدی اٹھ گئی میڈم۔ چلو چلتے ہیں میڈم کو گڈ مارننگ کہنے۔۔ یعقوب خود سے ہی باتیں کرتے ہوئے اپنے قدم کمرے کی جانب بڑھانے لگا قندیل برے طریقے سے زور زور سے دروازہ بجا رہی تھی۔۔ یعقوب نے جھٹکے سے دروازہ کھولا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی تھی۔۔۔ خود کو سنبھالتے وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں پر دوبارہ سے لے کے آنے کی۔
دوبارہ سے نامرد نے اپنی ہوس۔۔اس سے پہلے کہ قندیل کچھ اور کہتی
ایک تھپڑ یعقوب نے اس کے چہرے پر مارا تھا اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ
کے اس نے غصے اور حیرانگی کہ ملے جھلے تاثرات سے یعقوب کو دیکھا جو
غصے سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔
میں نے تم سے زیادہ بے شرم لڑکی آج تک نہیں دیکھی تم نے جو کل
کیا ہے نا تمہیں اس کے لیے میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔۔
بکواس بند کرواپنی ایک نوکر ہو کر تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تمہاری ہمت
کیسے ہوئی۔۔قندیل نے آگے جاتے ہوئے یعقوب کا غصے سے گریبان
پکڑا جبکہ اپنے غریبان پر قندیل کے ہاتھ دیکھ کر یعقوب کا چہرہ غصے سے
سرخ ہوا تھا۔۔۔

سردار کے علاوہ کسی کی اتنی ہمت نہیں کہ وہ یعقوب کا گریبان پکڑے۔۔ یعقوب نے اس کو کلائیوں سے سختی سے پکڑ کے خود سے دور جھٹکا تھا۔۔ قندیل کی کلائیوں پر سرخ نشان پڑ گئے۔۔۔

اب میں نے کیا کر دیا ہے کون سی تمہاری شان میں گستاخی ہو گئی ہے جو منہ اٹھا کر مجھے یہاں لے آئے ہو۔ قندیل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سامنے کھڑے اس شخص کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔۔۔

میں تمہیں بتاؤں تم نے کیا کیا ہے غصے سے اپنے قدم قندیل کی جانب بڑھاتے ہوئے اپنی مٹھی میں قندیل کے بال جکڑتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا یعقوب کی سانسیں اپنے چہرے پر پڑتے ہوئے محسوس کرتے قندیل نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور ڈرتے ہوئے وہ اس کو دیکھنے لگی۔۔۔

تم نے کل اپنے تمام کالے کارنامے بتائے جو تم نے سردار کی خوشیاں چھیننے کے لیے کیے تھے۔ دودھ میں نشہ آور چیز ملانا، ابراہم کو بی بی جی کی تصویریں بھیجنا، سردار کے بچے کو مارنے کی کوشش کرنا۔۔ ہر راز تم خان حویلی کے افراد پر اشکار کر گئی تھی۔۔۔

گگگ۔ ککا۔۔۔ کیا۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں۔۔۔ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا اور نہ ہی میں نے ایسا کچھ کیا ہے قندیل اپنے بال چھڑواتے ہوئے یعقوب سے کہنے لگے جب اس نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے مزید اس کے بالوں کو جکڑا۔۔۔

تم نے کل ہو خود اپنی اس زبان سے اپنے سارے گناہ قبول کیے ہیں قندیل بی بی اور تم کہہ رہی ہو کہ تم بے قصور ہو۔۔۔۔۔۔

یعقوب نے قندیل بال چھوڑ کر اسے پیچھے کی جانب جھٹکا دیا جبکہ اسے کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اس نے سب کچھ اگل دیا ہے اب اس کا کچھ بھی

نہیں۔بچا حویلی میں سب اس کے خلاف ہو چکے ہیں اس لیے تو وہ اسے یہاں پر لے آیا ہے۔۔۔۔

یہ سوچتے ہوئے قندیل کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے جبکہ اس کے آنسو دیکھ کر یعقوب حیران ہوا کہ وہ رو کیوں رہی ہے لیکن یعقوب کو سامنے کھڑی لڑکی سے بے انتہا نفرت تھی اس نے اس کے سردار اور سردارنی کے ساتھ کیا کچھ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

قندیل کے آنسو کی سب سے بڑی وجہ ریحانہ خانم تھی جنہوں نے اسے ہر انسان سے بڑھ کر پیار دیا تھا۔۔اسے صرف ان کی پرواہ تھی کہ وہ اس سے بدگمان نہ ہو۔۔

نہیں نہیں میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔میں اپنے پاؤں پہ کلہاڑی نہیں مار سکتی یہ میں نے کیا کر دیا ہے ابھی تو اپنے پلان کامیاب ہونے کا ٹائم آیا تھا نا کہ یہ میں نے کیا کر دیا ہے۔۔آپی انہیں کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی۔

میری آپی! قندیل اپنے بال جکڑتے ہوئے دل ہی دل میں سوچنے لگی اور وہ گھٹنوں کے بل بیڈ کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھی، آنسو زمین پر گرنے لگے۔۔۔

اس کے آنسو دیکھ کر یعقوب کو لگا جیسے وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہو لیکن وہ تو اپنے پلان میں فیل ہونے پر رو رہی تھی یعقوب نے اپنے غصے کو گہرا سانس لیتے ہوئے کنٹرول کیا اور اپنے قدم اٹھاتے ہوئے قندیل کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور قندیل کے ہاتھوں کو تھام کر اس نے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

جو ہونا تھا وہ کل ہو چکا ہے تم نے اپنے ساتھ مجھے بھی شرمندہ کیا۔ کبھی میرا سر جھکا نہیں تھا کیونکہ کبھی ایسی نوبت ہی نہیں آئی تھی میں ہمیشہ سردار کے ساتھ ان کا دوست بن کر رہا لیکن کل تمہاری وجہ سے مجھے نظریں اٹھا کر ان کی جانب دیکھنا بھی شرمناک کام لگا۔۔ تم میری بیوی

بن چکی ہو تمہاری عزت میری عزت ہے تم نے اپنی عزت خراب نہیں کی تم نے اپنے شوہر کی عزت خراب کی ہے۔۔ یعقوب نے اس کا اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

یعقوب کی بات سنتے قندیل نے غصے سے اپنا ہاتھ جھٹکے سے چھڑوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے یعقوب کو پیچھے کی جانب دھکیلا۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی دوبارہ سے میرا ہاتھ پکڑنے کی ایک نوکر ہو نوکر کی طرح رہو میرے سر پر زیادہ چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور تم حویلی والوں کے سامنے نظریں اٹھانے قابل نہیں رہے تو نہ رہو مجھے اس کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ تم وہاں کے نوکر ہو اور میں اس گھر کی ایک فرد ہوں میں جانتی ہوں مجھے وہ سب معاف کر دیں گے اگر وہ سب میں نے بولا بھی ہے تو مجھے حویلی میں سب رہنے دیں گے میں تمہارے چھوٹے سے گھر میں کبھی بھی نہیں رہوں گی سمجھ آئی مجھے یہاں سے جانا ہے

قندیل غصے سے یعقوب کو کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر کی جانب جانے لگی جبکہ قندیل کی ہٹ دھرمی کو دیکھ کر یعقوب کو بے حد غصہ آیا اس نے اٹھتے ہوئے قندیل کا بازو پکڑ کر اسے اپنے جانب کھینچا۔۔۔۔ قندیل بی بی میں نوکر ہوں میں مانتا ہوں لیکن تم اب اس نوکر کی بیوی ہو تو اب تم بھی یہ اچھے سے جان لو کہ تمہارا اس حویلی سے اب کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ حویلی والوں نے تمہیں خود میرے حوالے کیا ہے اور تم نے اس گھر کے باہر قدم بھی نکالا تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر اس کمرے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کر لوں گا کیونکہ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں پیار سے سمجھایا جائے۔۔ غصے سے یعقوب کی نسیں پھول چکی تھی۔۔ جبکہ یعقوب کو اتنا غصے میں دیکھ کر قندیل نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔۔

میں اس گھر میں کبھی نہیں رہوں گی یہ چھوٹا سا گھر میرے قابل نہیں
ہے میں حویلی میں ہی رہوں گی چھوڑو مجھے ، وہاں ہی جانا ہے مجھے۔۔۔۔
میں پہلی اور آخری دفعہ کہہ رہا ہوں اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش
بھی کی تم نے تو مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہوگا اور تمہیں تو اب میں اپنے
طریقے سے ٹھیک کروں گا میں کسی کام سے باہر جا رہا ہوں میرے
آنے سے پہلے تم نے یہ پورا کمرہ صاف کرنا ہے اگر تم نے پورا کمرہ نہ
صاف کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا یہ تمہارے خوبصورت چہرے پر
تھپڑ کے نشان ہے نا یہ دو سے چار کر دوں گا میں تمہارے جسم پر ایسا
کوئی بھی حصہ نہیں ہوگا جہاں پر میرے تشدد کا نشان نہیں ہوگا۔۔ امید
کرتا ہوں قندیل بی بی مجھے دوبارہ سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے
گی۔۔۔ دوبارہ سے اس کا بازو پکڑتے ہوئے اپنے پاس کرتے ہوئے
اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا جبکہ اس کی آنکھیں

دیکھ کر قندیل کی زبان تالو سے چپک چکی تھی وہ تو کچھ بولنے کی قابل ہی نہیں رہی تھی۔۔

میں نے تمہیں کیا کہا ہے تم سمجھ رہی ہو نا۔ یعقوب نے جس لہجے میں کہا تھا قندیل نے جلدی سر ہاں میں ہلایا۔۔ وہ مزید اس سے بحث کر کے اپنا حلیہ اس کے ہاتھوں بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

گڈ ایسے ہی تم میری بات مانتی رہی تو بہت جلد تم میری اچھی والی بیوی بن جاؤ گی اس کا بازو چھوڑتے ہوئے یعقوب اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے باہر کی جانب جانے لگا جب دوبارہ سے وہ اس کی طرف مڑا۔۔

میرے انے سے پہلے کمرہ بالکل صاف ہونا چاہیے کسی بھی چیز پر مجھے مٹی نظر نہ آئے۔۔ یہ کہتے ہوئے یعقوب باہر کی جانب چلا گیا جبکہ وہ اس کے پیچھے جانے لگی لیکن پھر سے اس کی دھمکی سن کر وہ کمرے کی

دہلیز پار کرتے رک گئی اس نے کمرے سے ہی دیکھا یعقوب باہر کے کو لاک کر چلا گیا تھا۔۔۔

یہ میں کہاں پھنس گئی ہوں مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا میں کیا کروں۔۔

قندیل نے اس چھوٹے سے گھر کو دیکھا کمرے کے باہر چھوٹا سا لاونج بنا ہوا تھا لاونج میں ہی اوپن کچن بنا ہوا تھا اور پھر قندیل نے اب کمرے میں نظریں دوڑائیں جہاں پر سنگل بیڈ تھا اور چادر بکھری ہوئی تھی اور دو چھوٹے چھوٹے صوفے پڑے ہوئے تھے ایک کپڑوں کی الماری پڑی تھی اور ایک ڈریسنگ ٹیبل پڑا تھا۔۔۔ جن پر بے تحاشہ مٹی جم چکی تھی جیسے وہ چند گھنٹوں کے لیے نہیں نہ جانے کتنے مہینوں کے لیے چلی گئی تھی۔۔۔

میں یہ کمرہ کیسے صاف کروں گی میں نے تو کبھی کام کو ہاتھ بھی نہیں لگایا وہ چلتے ہوئے شیشے کے سامنے گئی جب اس نے اپنے خوبصورت گال پر

یعقوب کے ہاتھوں کے چھاپ دیکھی تو ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس نے اپنے ہاتھ سے اس نشان پر پھیرے۔۔۔

اگر تم نے پورا کمرہ نہ صاف کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا یہ تمہارے خوبصورت چہرے پر تھپڑ کے نشان ہے نا یہ دو سے چار کر دوں گا میں تمہارے جسم پر ایسا کوئی بھی حصہ نہیں ہوگا جہاں پر میرے تشدد کا نشان نہیں ہوگا۔۔۔ اسے یعقوب کی دی گئی دھمکی یاد آئی۔ اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے وجود پر یا اپنے چہرے پر نشان پروانے کا۔۔

میں کہاں پھنس گئی ہوں اسے تم ایسا مزہ چکھاؤں گی کہ ساری زندگی یاد دیکھے گا لیکن ابھی کمرہ صاف کر دیتی ہوں یہ نہ ہو وہ کچھ اور ہی کر دیں وہ یہ سوچتے ہوئے اب بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگے پھر آہستہ آہستہ اس نے سارا کمرہ صاف کر دیا۔۔ جبکہ ابھی بیڈ کی چادر تبدیل کرنے والی تھی وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

اللہ پوچھے تم سے! ٹھنڈ میں بھی وہ پسینے سے بھیگ چکی تھی۔۔

ہمت جمع کرتے اس نے بیڈ کی چادر تبدیل کی، پیٹ میں ہاتھی، چوہے، گدھے ہر چیز دوڑنا شروع ہو چکی تھی۔۔

کھانے کو ناشتہ بھی نہیں ہے میں کیا کروں اگر مزید تھوڑی دیر بھوکی رہی تو مر جاؤں گی۔۔ حلق سے تھوک نگلتے اٹھ کر کچن میں گئی ہر چیز موجود تھی پکانے کے لیے۔۔ یہ سوچ سوچ کر ہی موت پڑ رہی تھی کہ بنائے گا کون اسے تو کچھ بنانا نہیں آتا تھا۔۔

کوئی نہ قندیل چائے تو بنا ہی لوگی اتنی مرتبہ آپی کو بناتے دیکھا ہے۔۔ لمبا سانس لیتے دودھ پکڑ کر برتن میں ڈالا جس میں چائے بنانی تھی چولہا جلا کر برتن چولہے پر رکھا پتی ڈھونڈنے لگی۔۔ ایک ڈبی پکڑی اس میں موجود شے کالے رنگ کی تھی۔۔

سونگا تو وہ کالی مرچی تھی سونگنے کی وجہ سے ناک میں گئی 15 منٹ وہ چھینکیں مارتی رہی تھی۔۔

دودھ ابل کر باہر آنے لگا اس نے فوراً چولہا ہلکا کیا۔۔

پتی کہاں ہے؟ پانچ منٹ مزید لگا کر اسے پتی ملی تھی۔۔ ایک چمچ پتی کا اس نے دودھ میں ڈالا پھر چینی اور نمک ڈھونڈنے لگی۔۔ وہ اسے جلد ہی مل گئی ڈبی کھول کر وہ سوچ میں پڑ گئی کہ چینی کون سی ہے اور نمک کون سا کیونکہ دونوں ہی باریک تھے۔۔

تھوڑا تھوڑا پکڑ کر زبان پر رکھتے چیک کیا۔۔یکدم ذہن میں خیال ایسے چائے بنانے کے لیے اتنا ٹائم لگ رہا تھا جب کھانا بنائے گی اس نے تو پورا دن لگا دینا تھا۔۔

سوچتے ہوئے ہی اس نے دو چمچ نمک کے دودھ میں ڈالے اور ایک چٹکی چینی کی۔۔

چولہا تیز کرتے جیسے ہی دودھ کو بوائل آیا اس نے چلہا ہلکا کر کے چائے کو پکنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔

اس نے تو پتہ نہیں کب آنا ہے بھوک سے میرا کام پورا ہو رہا ہے گرنے والے انداز میں لاونج میں پرے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔اب ٹھنڈ لگنے لگی تھی جبکہ پاس کوئی شے نہیں تھی جو وہ اوپر لے لیتی محض ایک لحاف تھا جو بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔

تھوڑی دیر بعد یعقوب گھر داخل ہوا اسے سامنے لاؤنج میں بیٹھے، کانپتے ہوئے دیکھ کر سرسری سا سر تا پاؤں تک دیکھ کر کچن میں چلا گیا۔۔ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ قندیل صاحبہ نے چائے بنائی ہے۔۔

قندیل نے جب اس کے ہاتھ میں ناشتہ دیکھا وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

جلدی سے کھانا لگاؤ مجھے بھوک لگی ہے وہ لاونج میں بیٹھ گیا قندیل غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کچن میں گئی وہ اس وقت اس سے بحث نہیں کرنا چاہتی تھی اسے صرف کھانے سے مطلب تھا۔۔ جب یعقوب نے دیکھا کہ وہ گھنٹہ لگا رہی ہے ناشتہ پلیٹ میں رکھنے میں اٹھ کر کمرے میں گیا صاف ستھرا کمرہ دیکھ کر وہ لبوں پر ہاتھ جمائے اپنی مسکراہٹ کو قابو کرنے لگا۔۔۔

بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھ گیا قندیل ناشتہ لے کر کمرے میں آئی بیڈ پر رکھا پھر واپس کچن میں چلے گئی۔ یعقوب کندھے اچکاتے کھانا شروع ہو گیا وہ دو کپ چائے کے لے کر کمرے میں آئی۔۔

یعقوب نے ان دو کپ چائے کی طرف دیکھا سوچنے لگ گیا اسے اتنی چائے کی طلب ہو رہی تھی کہ دو کپ پینے لگی ہے کیونکہ اس سے یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ یقوب کے لیے خود چائے لے کر آئے۔۔۔

ناشتہ کر کے قندیل نے ایک کپ یعقوب کے پاس رکھا۔۔

کیا یاد کرو گے قندیل خان کے ہاتھ کی چائے پی ہے۔۔ یعقوب نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔ اسے خطرے کی گھنٹیاں اپنے کانوں میں بجتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

یعقوب نے دل میں آیت الکرسی پڑھی۔۔

یا اللہ چائے بس پینے کے قابل ہو۔۔ دل میں سوچتے ہوئے اس نے چائے کا ایک سپ ہی لیا تھا اس کے چودہ طبق روشن ہوئے، حلق سے نکلنا بے انتہا مشکل تھا، چائے فوارے کی صورت میں منہ سے باہر نکلی تھی۔۔ وہ برے طریقے سے کھانسنے لگا قندیل جو چائے پینے لگی تھی اس نے فوراً واپس ٹرے پر رکھ دی۔۔

یہ کیا کیا تم نے میں نے ابھی کمرہ صاف کیا تھا چہرے پر ہاتھ رکھتے حیرت سے وہ فرش کو دیکھنے لگی جہاں یعقوب نے چائے تھوکی تھی۔۔

کمرہ دوبارہ صاف ہو سکتا ہے لیکن اگر یہ میں نہ تھوکتا تو میں نے ضرور اللہ کے پاس پہنچ جانا تھا حد سب سے زیادہ گوار بیوی مجھے ملی ہے۔۔

یعقوب اپنی شہ رگ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

تمیز سے تم ہوتے کون ہو مجھے گوار کہنے والے۔۔ میں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے اور تم نے مجھے لگتا ہے میٹرک بھی مکمل نہیں کیا۔۔ یعقوب کو سر تا پاؤں تک دیکھ کے اس لیے آنکھیں گھمائی تھی۔۔

پہلی مرتبہ پڑھی لکھی گوار دیکھی ہے میں نے۔کہنے کو پی ایچ ڈی کی ہے لیکن ڈھنگ سے ایک چائے نہیں بنانی آتی۔۔۔ یعقوب نے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔

او ہیلو اتنی اچھی چائے بنی ہے۔۔۔

اچھی چائے بنی ہے چلو شاباش یہ دونوں کپ پیو۔۔۔ یعقوب نے قندیل کے ہاتھ میں چائے کا پکڑایا تھا تو اس نے واپس ٹری پر رکھ دیا۔۔ میرا ابھی موڈ نہیں ہے چائے پینے کا۔ ناشتہ کر کے میرا پیٹ بھر گیا ہے۔۔ چائے کا ایک سپ لے کر اس کا ری ایکشن دیکھ کر قندیل کا دل نہ چاہا چائے پینے کا۔۔

یعقوب شاہ تم نے اس سے کچن کے کام کروانے تھے ایک چائے اسے ڈھنگ سے بنانی نہیں آتی۔ جب کھانا بنائے گی تو تمہارا کیا حال ہوگا۔۔ یعقوب اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔ وہ تین دن سے باہر کا کھانا کھا رہا تھا جب کہ وہ گھر کا کھانا کھانے کا عادی تھا۔

لوگ کہتے ہیں شادی ہوجائے بیوی آئے تو شوہر کو سکون رہتا ہے یہاں اس نے میرا جنا حرام کیا ہوا ہے سکون تو دور کی بات اچھا کھانا کھانے کو نہیں ملتا۔۔ یعقوب دل میں سوچتا تلملا کر رہ گیا۔۔

میں سونے لگا ہوں، برتن اٹھا کر کچن میں لے جاؤ اور دھو کر رکھ رہے ہیں۔ میرے اٹھنے کے بعد اگر مجھے برتن سنک میں ملے ان برتنوں کا تو پتہ نہیں تمہاری اچھی طرح ضرور دھلائی کردوں گا میں۔۔۔ یعقوب نے برتنوں کی ٹرے پکڑ کر اس کی گود میں رکھی تھی۔۔

تم ہاتھ تو لگانا مجھے۔ میں تمہارا ہاتھ توڑ۔۔ یعقوب نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا اس کی زبان کو وہیں بریک لگی تھی۔۔

میری آپی نے آج تک مجھ سے کام نہیں کروایا، یہاں تک کہ میں برتن اٹھا کر کچن میں نہیں رکھتی تھی اللہ پوچھے تم سے مجھ سے کام کروا رہے ہو۔ منہ بسورتے ہوئے برتر اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔۔

تم جیسی عورت پیار سے سمجھنے والی نہیں ہے تمہیں اپنے طریقے سے سیدھا کرنا پڑے گا۔۔ یعقوب بیڈ پر لیٹا اپنے اوپر لحاف لیا۔۔

میں نے آج تک برتن اٹھا کر کچن میں نہیں رکھا۔ قندیل بی بی تم سے تو گھر کے تمام کام کرواؤں گا تمہاری یہ جو پیسوں کی اکڑ ہے نا سب سے پہلے اسے ختم کروں گا۔۔ یعقوب نے پہلے اس کی نقل اتاری بعد میں دانت کچکچاتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین کی آنکھ کھلی صبح کے نو بج رہے تھے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے وہ جھٹکے سے اٹھنے لگی جب اسے وجود میں درد محسوس ہوئی۔۔

راعنین تم اپنے گھر میں نہیں ہو کیسے بھول گئی۔۔ سائیڈ سے دوپٹہ پکڑ کر سر پر لیا، بے ساختہ نظر اس ستمگر پر گئی جو ابھی تک اس انجیکشن کے زیر اثر سو رہا تھا۔۔۔ گہرا سانس بھرتے واش روم میں جا کر فریش ہوئی نیچے گئی تو سب ناشتہ کر کے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔ مرد حضرات آفس جا چکے تھے۔ دالہام، شہریار اور سفیان خان حویلی میں موجود تھے۔۔

راعنین بیٹا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔ ریحانہ خانم کے پاس جیسے ہی پہنچی تھی انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پیار سے پوچھا۔۔۔

جی آنٹی میری طبیعت ٹھیک ہے!۔۔ راعنین نے اپنی بہن پر غور کیا جو کسی بات پر شہریار سے لڑ رہی تھی۔۔

کیا ہوا تم کیوں جھگڑ رہی ہو۔۔

آپی میرے شوہر کے کام ہی ایسے ہیں۔۔ جانے منہ بسورا تو شہریار اس کی حرکت پر ہنسا تھا۔۔

کچھ نہیں راعنین بس آپ کی بہن کا دماغ تھوڑا ہل گیا ہے میں نے یہی کہا ہے کہ رخصتی کروا کر تمہیں بیرون ملک لے جاؤں گا۔۔

آپی میں کہیں نہیں جاؤں گی مجھے آپ کے پاس رہنا ہے۔۔ میرا ایک ہی تو رشتہ ہے میں اس سے بھی دور چلی جاؤں آپ چلے جائیے گا میں نے تو نہیں جانا۔۔ اس نے شہریار کے کندھے پر مکا مارا۔۔

راعنین ہلکا سا مسکراتی سائیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

تمہارے سنکی شوہر کو ہوش آیا۔۔ دالہام سردار کی کرسی پر بیٹھے کھیتوں کے حساب کتاب چیک کر رہا تھا صفحہ پلٹتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔

نہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا۔۔ وہ نظر جھکائے بولی تھی۔۔

شکریہ آپ نے وہ سچائی میرے شوہر کے سامنے لائی جو وہ کسی بھی صورت میں ماننے کو تیار نہیں تھے اور معافی بھی چاہتی ہوں آپ سب سے میرے شوہر کی وجہ سے آپ سب زخمی ہوئے۔۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو برے طریقے سے وہ مروڑ رہی تھی اس کی انگلیاں سرخ ہونے لگی۔۔۔

راعنین معافی مانگنے کا کوئی جواز نہیں بنتا جو الٹی حرکات کی ہیں تمہارے شوہر نے کی ہیں، نہ کہ تم نے اور دوسرا شکریہ کی ضرورت نہیں، میں نے اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے کیا ہے کیونکہ تمہارا پاگل سنکی شوہر اپنے باپ کے پیار میں مکمل طور پر غرق ہو چکا تھا وہ صحیح اور غلط میں فرق بھولنے لگا تھا اپنی دشمنی میں وہ میرے خاندان کی عورتوں تک آگیا تھا اور یہ چیز مجھے برداشت نہیں ہے کہ کوئی میرے خاندان کی

عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھے۔۔ دالہام نے ڈائری کے اوپر پینسل رکھتے ہیں سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔

ناشتہ کرلو! دالہام دوبارہ ڈائری کی طرف متوجہ ہوگیا اسے کچھ دیر بعد کھیتوں میں جانا تھا تاکہ تمام چیزوں کا جائزہ لے سکے۔۔۔

میں بعد میں کرلوں گی۔۔ وہ جھجھک رہی تھی۔۔

جس انسان کے لیے خود کو تھکا رہی ہو کچھ قدم اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔

جب حد سے زیادہ محبت دینے والا شخص ذرا سا بھی دور ہو تو ہمیں اس کی قدر ہونے لگتی ہے اور تمہارے ناقدرے شوہر کو اس وقت شدت سے اس چیز کی ضرورت ہے۔۔ عورت بے مول نہیں ہوتی انمول ہوتی ہے کبھی عورت کو مرد کے پاؤں کی دھول نہیں بننا چاہیے۔۔ دالہام اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اس کے سر پر محض دو سیکنڈ شفقت سے ایک بھائی کی طرح ہاتھ رکھا۔۔

اپنی ماں کے سامنے ہلکا سا جھکا تو ریحانہ خانم نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔
اپنی پری کی جانب مڑ کر اس کے دائیں رخسار پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا سہلا کر
قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔
لالا ہم کہاں گئیں۔ وہ چند قدم دور گیا تھا جب سونیا اور راہا ایک ساتھ
بولی۔۔۔
دالہام واپس آیا اور ان دونوں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بازو کے حصار میں
لیتے اپنے ساتھ لگایا راہا اور سونیا نے اپنے لالا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔
لالا اپنا دھیان رکھیے گا۔۔ وہ جانتی تھی وہ روکیں گی بھی تو وہ رکنے والا
نہیں۔ اسے جتنی مرضی چوٹ لگی ہو جو اس کے من میں آئے گا اس نے
وہی کرنا ہے۔۔ دالہام وہاں سے چلا گیا شہریار بھی اس کے پیچھے گیا تھا
اسے کچھ ضروری کیس کے سلسلے میں جانا تھا۔۔۔

طرسم نے راعنین کو اشارہ کیا کہ اس کے پاس آ کر بیٹھے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی وہ سردار کی کرسی تھی طرسم سردارنی تھی وہ اس کرسی پر بیٹھ سکتی تھی لیکن راعنین نہیں۔۔

اچھا جی یہاں پر بیٹھ جاؤ۔۔ طرسم نے سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

راعنین اس کے پاس جا کر بیٹھی۔۔

اگر یاور لالا ہوش میں آئے وہ روئے نا تو اپنا کندھا انہیں دے دینا۔

کیونکہ وہ اس وقت مکمل طور پر ٹوٹ چکے ہیں، ایک آخری رشتہ تم ہو ان کے پاس وہ دل کے برے نہیں ہیں انہیں بس پیار کرنا ٹھیک سے نہیں آتا، جتانا نہیں آتا۔۔ میں چھ سال ان کے پاس رہی ہوں، مجھے اپنے لیے ہمیشہ ان کی آنکھوں میں عزت نظر آئی ہے۔۔۔ جبکہ کبھی کبھار لہجہ

ایسا ہو جاتا جیسے وہ ایک سفاک انسان ہے۔۔ طرسم نے جیسا رویہ یاور کا دیکھا تھا وہ اس کے مطابق بات کر رہی تھی۔۔

بے فکر رہو۔ اُس بیٹے کو رونے کے لیے کندھا دوں گی جس کا مان ٹوٹا ہے ہمدرد بن کر، شاید بیوی بن کر کبھی اپنے شوہر کو کندھا نہ دے پاؤ۔ ہر کسی کی قسمت ایک جیسی نہیں ہوتی کچھ کو خوشیاں ملتی ہیں اور کچھ کو غم۔۔ راعنین نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا تھپک کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔

دعاؤں سے نصیب بدل جاتے ہیں۔ خدا سے دعا کرو، کیا پتا خدا تمہاری جھولی میں دوسروں سے بھی زیادہ خوشیاں ڈال دے۔۔ طرسم نے اس کی رشک بھری نظریں خود پر محسوس کی تھیں۔۔

میں اپنے خدا کے معاملے میں کبھی مایوس نہیں ہو سکتی۔۔ راعنین مسکراتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتے کمرے میں گئی۔ صوفے پر بیٹھی وہ کتنی دیر گہری سوچ میں گم رہی تھی۔۔ زندگی عجیب ڈگر پر چل رہی تھی۔۔ سوچ میں ڈوبے اسے وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب تین گھنٹے گزر گئے۔۔۔

یاور اپنی گردن بار بار دائیں بائیں ہلا رہا تھا۔۔

بابا جان! بابا! وہ بے ہوشی کی حالت میں اپنے بابا کو پکار رہا تھا۔۔

یاور! را عنین اس کے پاس جا کر بیٹھی اسے کندھے سے پکڑ کر ہلکا سا جھنجھوڑا۔۔

بابا! یک دم اس نے آنکھیں کھولی تھی ہڑبڑاتے اٹھ کر بیٹھا بازو پر وزن پڑا، زخم سے خون رسنے لگا۔۔

نین میرے بابا! اس نے را عنین کو شانوں سے تھاما۔۔۔

آپ کے بابا کہیں بھی نہیں ہے مر چکے ہیں وہ۔۔

میرے بابا مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔ وہ اپنا سر تھامے بلند آواز میں بولا۔۔

ایک درندے کے لیے اپنی یہ حالت کر رہے ہیں؟۔۔

میرے بابا درندے نہیں ہیں۔۔۔ وہ اسے کندھوں سے دوبارہ پکڑتے جھنجھوڑتے ہوئے بولا تھا۔۔

کیوں حقیقت کو جھٹلا رہے ہیں کتنوں کو جھٹلائیں گے۔ جس سے پوچھیں گے وہ یہی جواب دے گا کہ آپ کا باپ قاتل تھا ایک وحشی درندہ تھا۔۔

نہیں نین میرے بابا ایسے نہیں تھے وہ سب کہہ رہے ہیں میری بہن کا سودا کیا گیا تھا میرے بابا نے میرے بھائی کو قتل کیا۔ باپ اپنی بیٹی کا سودا نہیں کر سکتا کبھی اپنے بیٹے کو قتل نہیں کر سکتا۔۔

باپ نہیں کر سکتا لیکن ایک درندہ ضرور کر سکتا ہے جو انسان کی شکل لیے انسانوں میں گھوم رہا ہو۔۔ راعنین کو اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ کر برا لگا تھا۔۔

نین میرے بابا تو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ باپ کبھی نہیں اپنے بچے کو مار سکتا۔ میرے بھائی کی پشت پر کئی گولیاں ماری گئی تھی میری بہن کی گردن اس کے وجود کے ساتھ لٹک رہی تھی۔۔ تم بتاؤ کیا کوئی باپ اپنی اولاد کی اتنی بری حالت دیکھ سکتا ہے؟ اور وہ کچھ کرے بھی نہ؟ یاور کہ کئی آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں گرے۔۔

میرا جواب وہی ہے جو میں نے کچھ لمحے پہلے دیا ہے۔۔ آپ کا باپ انسان نہیں تھا وہ ایک وحشی درندہ تھا جس کے لیے انسان محض کھلونے تھے جو ہر روز کسی کی عزت خراب کرتا تھا انہیں نوچتا تھا

میرے بھائی کے ساتھ مل کر۔۔۔ راعنین کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔ بیتے ہوئے لمحوں کو یاد کر کے۔۔

مجھے تم سب جھوٹے لگ رہے ہو، میں نہیں مان سکتا ایک باپ اپنی اولاد کے ساتھ اس طرح نہیں کر سکتا ہے۔۔ کوئی باپ نہیں کر سکتا۔ اپنا سر تھا بال مٹھیوں میں جکڑتے وہ حلق کے بل چلایا تھا۔۔ وہ بکھر گیا تھا۔۔۔۔

کیسے یقین دلائیں آپ کو؟۔۔۔

یاور نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

ننن۔۔ ننن۔ نین! وہ اسے پکارتے اس کے کندھے پر سر رکھ کر اس کی پشت پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔۔

ایک باپ ایسا نہیں کر سکتا۔۔اس کا دل و دماغ اس حقیقت کو اپنانے کے لیے تیار نہ تھا۔۔اس کے آنسو راعنین کے کندھے کو گیلا کر رہے تھے۔۔

میرے بابا برے نہیں ہے!وہ اپنا سر تھامے اس کی گود میں سر رکھتے بچوں کی طرح ہچکیاں بھرتے رونے لگا۔۔

راعنین کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اسے ٹوٹتے دیکھ کر وہ پہلی مرتبہ اسے یوں روتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

یا اللہ میری روح میرے وجود سے جدا کر دے، مجھے نہیں رہنا اس دنیا میں۔اس کے رونے کی آوازیں کمرے میں گونج رہی تھی۔۔وہ بچوں کی طرح بلکنے لگا۔۔

یاور!راعنین نے اسے پکارتے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

میرے دل کو کوئی مسل رہا ہے۔۔ اس نے راعنین کی گود سے سر اٹھایا آنکھیں آنسو سے بھری ہوئی تھی لب برے طریقے سے پھڑپھڑا رہے تھے۔۔

بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موندی بند آنکھوں سے موتیوں کی لڑی کی طرح آنسو بہہ رہے تھے وہ اس قدر رویا تھا کہ اس کا سینہ بھیگ چکا تھا۔۔

راعنین نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو اٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلا اور پھر اس گلاس کو یاور کی جانب بڑھایا تھا۔۔

پانی پی لیں۔۔ یاور نے آنکھیں کھولی کئی آنسو ایک ساتھ ٹوٹتے اس کی خالی ہتھیلیوں پر گرے۔۔ آنکھیں اس قدر سرخ تھی کہ جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔۔۔۔

میں براہوں نا مجھے ختم کردو، سب ٹھیک ہوجائے گا تم بھی اس قید سے آزاد ہوجاؤ گی۔ اپنے بچے کے ساتھ سکون سے زندگی گزار سکو گی۔۔جس کی مجھ سے دشمنی ہے وہ دشمنی بھی ختم، یاور مرزا ختم۔۔۔

راعنین نے آنسو سے بھری آنکھوں سے اس خودغرض انسان کو دیکھا جس نے خود کو سکون پہنچانے کے لیے الفاظ ادا کیے تھے جبکہ اپنے سے جڑے رشتوں کے بارے میں ایک لمحہ بھی نہ سوچا۔۔۔

میں کہاں ہوں؟ یک دم اس نے اردگرد دیکھا خود کو انجان جگہ پر پا کر وہ حیرت سے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

آپ اس وقت سردار کی حویلی میں ہے۔۔۔راعنین کا سر چکرا رہا تھا۔۔ یاور کی آنکھیں مزید سرخ ہوئی تھی اس کی کنپٹی کی رگیں بھر چکی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔اس نے دوبارہ اپنی وہ خون آلود شرٹ پہنی۔۔

چلو یہاں سے۔۔یاور نے اسے بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا۔۔۔

یاور کچھ لمحہ رک جائے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔
میں اس انسان کے گھر مزید ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا چاہتا۔ میرے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گے اگر میں یہاں رکا تو۔ یاور ضبط کے آخری مراحل پر پہنچا تھا۔۔

وہ راعنین کو بازو سے پکڑے اپنے ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکلا تیزی سے سیریاں اترنے لگا۔۔ سردار جو کھیتوں کے معاملات دیکھ کر ابھی حویلی میں داخل ہوا تھا یاور کو زبردستی اپنی بیوی کو نیچے لے کر آتے دیکھ اس کا دماغ گھوما تھا۔۔۔

تم جیسا سنکی پاگل انسان نہیں دیکھا میں نے۔۔ جیسے ہی وہ سیڑھیاں اترا تھا وہ غصے سے بولا۔۔ یاور کی سوجھی کوئی آنکھیں دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنا دل کا غبار ہلکا کر چکا ہے۔۔

اپنے کام سے کام رکھو سردار۔۔

اپنے کام سے کام ہی رکھ رہا ہوں تم جیسا بے حس اور صفاک انسان نہیں ہوں کہ اپنی بیوی کی حالت کی پرواہ کیے بغیر اسے گھسیٹ دے لے کر چلا جاؤں۔۔ یاور نے مڑ کر راعنین کو دیکھا جس کا چہرہ ہاتھ پسینے سے بھیگ چکے تھے۔۔

راعنین! اسے شانو سے تھام کر صوفے پر بٹھایا تو وہ گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔۔ عورتیں جو کچن میں کام کر رہی تھی ان دونوں کی بلند آواز سن کر باہر آئیں۔۔ ریحانہ خانم اس کی حالت خراب ہوتے دیکھ اس کے پاس گئیں ٹیبل پر پڑے جگ کو پکڑ کر گلاس میں پانی انڈیلتے اسے پکڑایا۔۔

وہ ایک سانس میں سارا پانی اپنے حلق میں انڈیل گئی۔۔

راعنین! یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اس کے بازو سے خون کے قطرے گرنے لگے۔۔ درد کی شدید لہر بازو دوڑی تھی۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ راعنین نے اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے پیچھے کیے۔۔

یہ بھی صحیح ہے تکلیف دے کر بعد میں آنسو صاف کر کے بیٹھ گیا۔۔

سردار کہاں چپ رہنے والا تھا جب تک اسے آگ نہ لگا دیتا اسے سکون نہیں ملنا تھا۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہیں میرے معاملے ٹانگ کیوں اڑا رہے ہو۔۔

طرسم اپنے بابا کے کمرے سے باہر نکلی ان دونوں کو پھر سے جھگڑتے دیکھ اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔

وہ کیا ہے ناجب کوئی آپ کے ماملے میں ٹانگ اڑائے تو اس کے معاملے میں ٹانگ اڑانے کا الگ ہی مزہ آتا ہے۔۔ سردار کا اشارہ اپنی پری کی طرف تھا وہ ہمیشہ ان دونوں کے درمیان بولتا تھا جب بھی وہ ان کے سامنے ہوتا۔۔

میری بہن ہے وہ۔۔ یاور نے اپنی آواز کو دیھما رکھنے کی کوشش کی جبکہ اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔۔

تو راعنین بھی میری بہن ہے۔۔ کیوں ہو نہ بہن میری؟ راعنین نے نہ سمجھی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔ اس نے گردن ہلائی یہ سمجھ نہیں آیا تھا وہ ہاں کہہ رہی ہے یا پھر نہ کہہ رہی ہے۔۔ طرسم ان دونوں کے درمیان میں جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

کل جتنا خون خرابا آپ دونوں نے کر لیا ہے کافی ہے مہربانی ہے سکون سے بیٹھ جائے۔۔ اور یاور لالا اپنی بیوی کی حالت کا تھوڑا خیال کر لے انہیں سنبھالیں نہ کہ دوسرے معاملات میں الجھے۔۔۔

تمہیں اپنے بھائی سے زیادہ یہ کمینہ عزیز ہے۔۔ یاور نے تلملاتے ہوئے طرسم سے کہہ کر کھا جانے والی نظر سے سردار کو دیکھا تھا۔۔

او!منہ بولے سالے بیوی کو شوہر ہی عزیز ہوتا ہے نہ کہ کچرے سے اٹھایا گیا بھائی۔۔راعنین نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا کہ اپنے شوہر کو روکو۔۔

دیو!پلیز خاموش ہو جائیں۔۔طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر منت کرنے والے انداز میں کہا تھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو؟۔۔یاور نے راعنین کا ہاتھ پکڑا اس نے ہاں میں سر ہلا دیا درد تو اسے ہو رہی تھی اگر بتاتی تو پھر کوئی نیا کارنامہ اس کا شوہر سر انجام دے دیتا۔۔

چلو!۔۔

یاور لالا آپ ڈرائیو کیسے کریں گے آپ کے دائیں بازو پہ اتنا گہرا زخم ہے رک جائیں جب تک زخم تھوڑا بہتر نہیں ہو جاتا۔۔

مجھے پیدل چل کر اپنے گھر جانا منظور ہے لیکن یہاں رہنا منظور نہیں ہے۔۔ سردار نے گھورتے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا جیسے وہ تو مرے جا رہا تھا اسے اپنے گھر روکنے کے لیے۔۔

لالا را عنین ٹھیک نہیں ہے رک جائیں کچھ دن۔۔ سردار نے اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا لبوں پر مسکراہٹ تھی آنکھیں غصے سے بھری ہوئی تھی جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا اسے یہاں روک کر تم نے کیا کرنا ہے۔۔

آپ نے کہا تھا میری ہر بات مانیں گے تو چپ کر جائے۔۔ سردار کا دل کیا اپنا سر دیوار سے دے مارے۔ اس نے غلطی کر دی تھی اس سے وعدہ کر کے کہ وہ اس کی باتیں مانے گا۔۔

مجھے تمہارے اس جھوٹے شوہر کے گھر نہیں رکنا۔۔

یاور مرزا میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔۔ سردار دہاڑا تھا۔۔

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ میرے بابا نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے۔۔ یاور نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے گھمایا، وہ انسان ابھی تک یقین نہیں کر پایا تھا کہ اس کا باپ ایک وحشی درندہ تھا۔۔

مورے راعنین کو دیکھیں! اپنی ماں کو راعنین کا خیال رکھنے کہہ کر یاور کا بازو سختی سے پکڑتے اسے کھینچتے ہوئے گارڈن میں بیک سائیڈ پر بنے سٹور روم میں لے کر گیا۔۔ اس نے صندوق کا تالا کھولتے اسے تقریباً دھکہ دیا تھا کہ نیچے چلو۔۔

یاور خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے نیچے کی جانب بڑھنے لگا۔۔ وہاں بڑی سی الماریاں تھی سردار نے ایک الماری کا دروازہ کھولا جس کے اندر خون آلود کپڑے اور خون سے بھرا ہوا آئی ڈی کارڈ پڑا تھا۔۔

اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت چاہیے تمہیں؟ یاور نے آئی ڈی کارڈ پکڑا جو تیمور خانزادہ کا تھا ساتھ میں وہ کپڑے پڑے تھے جو اس کے بابا اور تیمور نے ایک جیسے لیے تھے۔۔

تمہارے باپ نے میرے بابا کا ایکسیڈنٹ کروایا، کار کھائی میں گری تھی بلاسٹ ہوا تھا سب کو لگا کہ لاش نہیں بچی۔۔ جبکہ سات دن بعد مجھے میرے بابا کا مردہ وجود کھائی میں ملا تھا جسم جل چکا تھا۔ وجود سے خون نکل کر جما ہوا تھا۔ ایسی حالت نہیں تھی کہ میں انہیں کر لے کر آتا اپنی ماں کو آخری مرتبہ ان کا چہرہ دکھاتا۔۔ ایک بیٹے نے اپنے باپ کو کندھے پر اٹھا کر دفنایا تھا۔۔ اور کوئی جنازہ پڑھنے والا نہیں تھا۔۔ سردار کے الفاظ سن کر یاور کے ہاتھ سے آئی ڈی کارڈ گر گیا۔۔

میری بہن ڈارک ویب کے آدمیوں کے پاس 15 سال قید رہی اس کے پیچھے بھی وجہ تمہارا باپ تھا جس نے اسکول سے بچیاں اٹھانے کا کہا تھا۔۔ یاور گہرے سانس بھر رہا تھا۔ اس کا باپ اس قدر وحشی تھا۔۔ کیا کہا تھا تمہارے باپ نے کہ میری ماں نے اس پہ الزام لگایا، میں نے اور سہیل نے اپنی ماں کا ساتھ دیا۔ کوئی بیٹا اتنا بے غیرت نہیں ہوتا کہ اپنی ماں کے بارے میں اس طرح کہ بے ہودہ الفاظ استعمال کریں۔۔ ایک سوال کا جواب دو کیا تم اپنی ماں کے متعلق اس طرح کی بکواس کر سکتے ہو؟ یاور نے اپنی انکھیں میچی تھی۔۔۔

میں نے اپنے باپ کے جانے کے بعد اپنی ماں کو تڑپتا دیکھا ہے دن رات روتے دیکھا ہے۔۔ دالہام بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا یاور اس کے الفاظ سننے کے بعد کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا اس کا انداز اس کا لہجہ اسے یقین دلا رہا تھا۔۔

صارم نے نشے کی حالت میں میرے بھائی کا قتل کیا اور تم نے وہ ویڈیو میرے 12 سالہ بھائی کو بھیج دی۔۔ اگر تمہیں کوئی تمہارے بھائی کی قتل کی ویڈیو بھیجے کیسا محسوس ہوگا؟ یاور نے اپنا سر تھام لیا اسے شدت سے اپنی غلطی کا پچھتاوا ہوا تھا۔ اس نے سردار کو مکمل طور پر صارم سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ اس وقت وہ کلب میں موجود تھا اور اس نے دیکھا تھا ان لوگوں کو نشہ اور چیز صارم کی ڈرنک میں ملاتے۔۔ اس نے اسے نہیں روکا تھا سہیل کا قتل کرنے سے وہ محض ایک جگہ چھپ کر ویڈیو بناتا رہا۔۔

اگر صارم میرے بھائی کا قاتل ہے تو اس قتل میں تم بھی برابر کے شامل ہو وہ تو نشے میں تھا جب کہ تم ہوش میں تھے میرے بھائی کو بچا سکتے تھے۔۔ یاور لڑکھڑا کر گرنے لگا جب اس نے الماری کے دروازے کا سہارا لیا۔۔۔

تمہیں کیسے وہ سب غلط لگتا تم تو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے تھے۔۔
دالہام الماری کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا ہاتھوں کی، کنپٹی کی رگیں حد
سے زیادہ ابھری ہوئی تھی پیشانی پر بے شمار بل نمودار ہوئے۔۔
ہماری زندگیاں برباد کرنے والا تمہارا باپ ہے نہ کہ میں۔۔ جو کچھ تمہارا
باپ تمہاری ماں کے ساتھ کرتا رہا کبھی اسے سکون سے سانس نہیں لینے
دیا۔ وہی سب کچھ تم نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا۔ یاور عورت کے
چہرے پر نظر آتا ہے کہ اس کا مرد اسے کس حد تک محبت کرتا ہے
میری بیوی چھ سال تمہارے پاس رہی تم نے اسے میرے خلاف
بدگمان کرنے کی کوشش کی جبکہ وہ جیسے ہی مجھ سے ملی وہ ہر چیز بھول
گئی تھی اسے اگر کچھ یاد تھا تو محض اپنا دیو، یہ محبت کا اثر ہوتا ہے۔۔ یاور
نے الماری کے ساتھ ٹیک لگائی اور زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔ جسم میں جان
نہیں رہی تھی پاؤں نے وجود کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا۔۔

آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی ہر چیز سچی نہیں ہوتی۔۔۔

چپ ہو جاؤ دالہام تمہارے الفاظ میری روح کو نوچ رہے ہیں۔۔ وہ چلایا تھا، جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔۔ وہ کیا کر گزرا تھا اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے اس کی اپنی ہستی خوشی زندگی برباد ہو گئی۔ وہ بیوی اس سے کترانے لگی جو اس سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔۔۔ اس نے ایسے انسان کو قصوروار ٹھہرایا جس کے خاندان کو اس کے باپ نے اجاڑا تھا اس کی زندگی اس کے باپ نے برباد کی تھی۔۔۔۔

دالہام نے گہرا سانس بھرا اور اس کے ساتھ زمین پر بیٹھا۔۔

پچھتانے سے یا رونے سے کچھ بدلے کا نہیں جو رشتہ تمہارے پاس بچا ہے اسے سنبھالو یہ نہ ہو اسے بھی کھو دو۔۔

میری زندگی میں کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا سب کچھ میں نے اپنے ہاتھوں سے برباد کیا ہے اس عورت کی محبت کو گنوا دیا جو مجھ پہ اپنی جان نے نچھاور کرتی تھی۔ اب ہاتھ لگاؤ تو جھٹکتی ہے۔۔

نرم رویہ، لہجہ، انداز۔ سخت ترین عورت کا بھی دل نرم کر دیتا ہے۔۔

یاور نے قہقہہ لگایا جس میں تکلیف واضح تھی۔۔

تم کیوں میرے ہمدرد بن رہے ہو میں نے تو تمہارے ساتھ اتنا برا کیا ہے، تمہارے بھائی کا قتل میرے سامنے ہوا جبکہ میں نے روکا نہیں تھا ، تمہاری محبت کو تم سے جدا کیا، تمہاری بہن پر حملہ کروایا، تمہارے گھر میں داخل ہو کر نشہ آور شہ ملا کر تم لوگ کی خوشی خراب کرنے کی کوشش کی۔۔

بے فکر رہو نفرت ابھی بھی میرے دل میں اتنی ہی ہے۔ مجھے اس عورت پر ترس آرہا ہے جو تمہارے ساتھ جڑی ہے۔ ایک بات یاد رکھنا

اس مرد سے بد قسمت کوئی مرد نہیں ہے. جس کی عورت پر کوئی غیر مرد ترس کھائے ۔ یاور کے سانس سینے میں اٹکے تھے ۔ ۔ وہ واقع ہی ایک بد قسمت مرد تھا ۔ ۔

پچھتاوے میں گرنے سے بہتر ہے جا کر اپنی بیوی کو سنبھالو اور جب تک یہ ٹوٹا ہوا بازو سیدھا نہیں ہو جاتا تمہاری بیوی کی حالت بہتر نہیں ہو جاتی تب تک پاؤں ٹکا لو ایک جگہ ۔ اور دل میں غلط فہمیاں نہ پالنا، میں محض اپنی بیوی کی وجہ سے تمہیں یہاں روک رہا ہوں کیونکہ میں اس سے وعدہ کر بیٹھا ہوں ۔ ۔ سردار چہرے پر ہاتھ پھیرتا کھڑا ہوا اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ کر کھڑا کیا تھا ۔ ۔

تم جیسا کمینہ انسان اپنی زندگی میں میں نے دیکھا ۔ ۔ یاور کہ بازو میں درد کی شدید لہر دوری تھی ۔ ۔

بے فکر ہو جاؤ منہ بولے سالے دیکھنے کو ملے کا بھی نہیں۔۔ فل وقت دفع ہو اوپر اور اپنی بیوی کو سنبھالو جا کر۔۔

میری بیوی ہے میں سنبھال لوں گا زیادہ زبان نہ چلاؤ میرے ساتھ۔۔ یاور تلملاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگا سردار کا دل تو کیا پیچھے سے ایک ٹانگ مارے اور منہ کے بل وہ سیڑھیوں سے گرے۔۔ دونوں اس صندوق سے باہر نکلیں گے لاک کرتے باہر آئے، لاؤنج میں گئے تمام عورتیں راعنین کے پاس بیٹھی تھی۔

راعنین کی گود میں فروٹس کا باول تھا ٹیبل پر دودھ کا گلاس، ڈرائی فروٹس پڑے ہوئے تھے۔۔

اسے کہتے ہیں پرواہ کرنا، تم کیا کرتے ہو کنجوسی۔۔ دالہام اسے آگ لگا کر سردار کی کرسی پر جا کر بیٹھا۔ شام کے پانچ بج چکے تھے۔۔

یاوراپنی بیوی کے پاس جاکر بیٹھا تورا عنین کو اپنے بازو پر کچھ گیلا محسوس ہوا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بولی کچھ نہیں تھی محض اس کے کندھے کو دیکھنے لگی جہاں سے خون نکل رہا تھا۔۔ راعنین نے فروٹس کا باؤل ٹیبل پر رکھا۔۔

فرسٹ ایڈ باکس !اس نے ریحانہ خانم کی جانب دیکھا توانہوں نے ملازمہ کو بھیجا تھوڑی دیر بعد وہ فرسٹ ایڈ باکس لے کر آئی۔۔ عورتیں اپنے کام میں مصروف ہوگئیں۔ لاونج میں محض ریحانہ خانم تھی۔۔ سردار اپنی کرسی پر بیٹھا موبائل چلا رہا تھا۔۔

یاور نے ایک سائیڈ سے شرٹ اتاری تو راعنین نے پٹی کی، وہ اسے دیکھ رہا تھا کہ شاید وہ اس کی طرف دیکھ لے۔۔ جیسے ہی وہ پٹی کر کے فارغ ہوئی ایک گارڈ حویلی میں داخل ہوا اور ٹیبل پر ایک بیگ رکھ کر چلا گیا۔۔

یاور نے سردار کی جانب دیکھ کر ٹیبل پر پڑے کپڑوں کو دیکھا۔۔

یہ مہربانی کس لیے؟۔۔

یاور مرزا تم اس وقت حویلی میں مہمان ہو اور مہمان کی ضروریات کا خیال گھر کے افراد کا فرض، اگر یہ مہمان نوازی راس نہیں آ رہی تو بتا دو۔ جو مہمان نوازی کل کی تھی آج بھی وہی کر دیتا ہوں۔۔ ابرو اچکاتے الفاظ ادا کیے گئے۔۔

یاور کو اپنے کپڑوں سے سمیل آ رہی تھی۔۔ یاور نے راعنین کا ہاتھ پکڑا جیسے کہنا چاہ رہا تھا میرے ساتھ آؤ۔۔ اس کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے

میں لے گیا۔۔ راعنین کو اس نے شرٹ پکرائی۔۔ وہ شرٹ لیس کھڑا تھا۔۔

گہرا سانس بھر کر اس نے ایک بازو پر شرٹ پہنائی اب دوسرے پر پہنانی تھی جس پر زخم تھا۔ راعنین کی انگلیاں اس کے کندھے کے ساتھ ٹچ ہو رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا راعنین اس کی طرف دیکھے جیسے وہ پہلے دیکھتی تھی۔ چار منٹ لگا کر اس نے دوسرے بازو پر شرٹ چڑھائی۔۔ اسے شرٹ پہنا کر وہ کمرے سے جانے لگی جب یاور نے اس کا بازو پکڑا۔۔

کہاں جا رہی ہو ریسٹ کر لو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔

بھوک کی وجہ سے چکر آ رہے تھے اور جو دوسری درد ہو رہی تھی وہ اب معمول ہے۔۔ عادی ہو جاتی ہے عورت۔۔ بنا اس کی طرف دیکھے اپنا بازو چھڑوا کر وہ کمرے سے چلی گئی۔۔

یاوراس کے دل سے تم نے خود کی ہی محبت ختم کی ہے اس نے کھوکھلا قہقہہ لگایا۔۔کپڑے تبدیل کر کے وہ نیچے گیا سردار کرسی بیٹھا سو گیا تھا۔ وہ شدید تھک چکا تھا۔ اس کے علاوہ لاؤنج میں کوئی نہ تھا عورتیں کچن میں مصروف تھی۔ طرسم اور راہا گارڈن میں بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔

میری نیندیں حرام کر کے خود سکون سے سو رہا ہے۔۔یاور نے گھوری سے اسے نوازا۔۔شیر طیان ٹیوشن سے واپس آیا۔ وہ پڑھائی پر توجہ نہیں دے رہا تھا حویلی میں کوئی پڑھنے کو کہتا تو رونا شروع ہو جاتا اس لیے آئیدن نے اسے ٹیوشن بھیجنا شروع کر دیا۔۔

گندے انکل میرے بابا جانی کو کیوں دیکھ رہے ہو۔۔شیر طیان نے اس کے گھٹنے پر تھپڑ مارا۔۔

کیونکہ تمہارے بابا جانی کے کام ہی ایسے ہے۔۔اس نے غور سے اس چھوٹے شیطان کو دیکھا جس کی آنکھیں سرخ تھی۔۔

وہ سردار کی گود میں بیٹھا تو اس نے آنکھیں کھولی۔۔

میرے بابا جانی تھک گئے ہیں؟ دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

شیر طیان اس کی سر پر بندھی پٹی پر ہاتھ پھیرتے غصے سے یاور کو دیکھنے لگا۔۔جبکہ اس کے بازو پر بندھی ہوئی پٹی کو دیکھ کر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

یہ الٹراپرو مکس کس کا ہے؟

آپ کس کے الٹراپرو مکس ہو؟ سردار کے بولنے سے پہلے وہ بول بول پڑا اسے مطلب نہیں پتا تھا اسے بس یاور کا پوچھنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

اپنے ماں، باپ کا۔۔

تو پھر مجھ سے کیوں پوچھا، میں بھی تو اپنے بابا، مورے کا الٹرا پرو مکس ہو۔۔

مجھے لگ رہا تم ابنارمل پیدا ہوا ہے۔ اس لیے زبان عمر سے پہلے اور قد سے زیادہ لمبی ہے۔۔ یاور اس چھوٹے سے شیطان کو دیکھتا رہ گیا جس کی گز بھر لمبی زبان تھی۔۔

ہاں وہ دیکھیں آپ کی تو حویلی کے مین گیٹ تک جا رہی ہے۔۔ یاور لبوں پر ہاتھ جمائے سوچ میں پڑ گیا اسے آج تک کسی نے اس طرح کے جواب نہیں دیے تھے۔ ایک چھ سالہ بچے نے اس کی بولتی بند کر دی تھی۔

شیرو۔۔ دالہام نے غصے سے اسے پکارا وہ کچھ زیادہ ہی بول رہا تھا۔۔ بابا جانی مجھے یہ گندے انکل اچھے نہیں لگتے، یہ گندے ہیں انہوں نے آپ کو مارا ہے۔۔۔

اچھے ہوں یا برے ہوں یوں بد تمیزی نہیں کرتے۔ آئندہ اس طرح کی بد تمیزی کرتے ہوئے میں تمہیں نہ دیکھوں۔۔ شیر طیان اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلاتے ہیں اپنے بابا جانی کی گردن میں بازو حائل کرتے سینے میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔

یہ نمونہ جس کا بھی ہے لیکن سنگت تمہاری ہے۔۔ یاور اپنی پٹی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔۔

تمہارا منہ جو بند کروایا ہے اس لیے؟۔۔ سردار اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔۔ ہادی کے سیکنڈ لاسٹ سمیسٹر کے فائنل سٹارٹ تھے وہ اب پرائیویٹ سٹڈی کر رہا تھا ساتھ اپنے بابا کا بزنس ہینڈل کرتا۔۔ وہ حویلی آیا لاونج میں دو جانی دشمن کو بیٹھے دیکھ ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔

میری بہن کہاں ہے؟ ہادی نے سردار سے پوچھا۔۔

جیب میں ہے نکال کر پکڑاؤ۔۔

میری بہن اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے کہ جیب میں پوری آجائے۔۔ ہادی نے منہ بسورا۔۔

لیکن میرا ہاتھ ضرور اتنا بڑا ہے کہ تمہارے منہ پر پورا آجائے گا۔۔

سردار شیر طیان کے بال سہلا رہا تھا۔۔ ہادی اور یاور سوچنے لگے کہ اس نے کونسی مرچی چبالی ہے جو آگ اگل رہا ہے۔۔

مجھ پر ہاتھ اٹھا کر میری بہن کو منانے کے لیے پلو سے لٹکتے پھرے گے۔۔ ہادی خان خاموش رہ جائے یہ ممکن نہ تھا۔۔

حویلی میں ایک جنگلی کتا رکھا ہے دونوں کی گردن میں زنجیر باندھ کر کھیتوں میں لے جا کے کتے کی دم پر رکھ کوئی چیز مارو گا۔۔ کیسا رہے گا پورے کلام کی سیر ہو جائے گی۔۔ سردار نے اس بچارے کو بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔ کچھ لمحوں بعد ڈھیٹ بن کر وہ پھر بولنے لگا۔۔

ٹھیک ہے ڈن ، پھر مجھے میری بیوی پیار کرے گی میرے زخموں پر مرہم لگائے گے میرے قریب ہو کر۔۔

ترسے ہوئے سالے !دالہام نے گلاس پکڑ کر اس کی طرف پھینکا جو اس نے مہارت سے کیچ کیا تھا۔۔

ترسا ہوا ہوتا تو اب تک آپ ماموبن گئے ہوتے۔۔ یاور حیرت سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں کا صحیح معنی میں سالے بہنوئی والا رشتہ تھا۔ ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کو دوڑتے تھے۔۔

سردار ٹیبل پر پڑا شیشے کا جگ اٹھا کر اس کی طرف اچھالنے لگا تھا جب طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

میرے لالا کو کیوں مار رہے ہو دیو؟ طرسم نے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے پوچھا۔۔

اپنے لالا کو یہاں سے لے جاو نہیں تو میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جائے گا۔۔ سردار دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔۔

آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا؟ طیان تم اٹھو، جا کر اپنے کپڑے چینج کرو اور بیگ کمرے میں رکھو سردار سے کہہ کر وہ شیر طیان کو غصے سے کہنے لگی آنکھیں گھماتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ سردار چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا وہ پھر اس سے ناراض ہو چکی تھی۔۔

پلو سے لٹکنے کا ٹائم آگیا ہے۔۔ ہادی کی زبان میں کھجلی ہوئی جو اس نے مٹانا ضروری سمجھا تھا۔۔

آپ میرے لالا کو کیوں تنگ کر رہے ہیں۔۔ راہا لاؤنج میں داخل ہوئی اپنے شوہر کو اپنے بھائی کو تنگ کرتے دیکھ ابرو اچکاتے پوچھا۔۔

تمہارے لالا کے کام ہی ایسے ہیں؟۔۔۔

میرے لالا کے کام ایسے نہیں ہیں آپ کے کام ہی الٹے ہیں؟ راہا غصے سے اسے دیکھتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ طرسم بھی وہاں سے جا چکی تھی۔۔

اب کسی اور کا بھی پلو سے لٹکنے کا ٹائم آگیا ہے۔۔۔ سردار نے ہادی کی ٹانگ کھینچی۔۔۔

سردار اٹھ کر مردان خان نے چلا گیا رات کے سات بجے تک سب مرد ویلی آچکے تھے اور مردان خانے بیٹھے ہوئے تھے۔ یاور گم سم بیٹھا موبائل چلا رہا تھا وہ اپنا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کا دھیان اس کے بابا کی جانب نہ جائے وہ جیسے ابھی بھی اس امید میں تھا کہ شاید وہ سب جھوٹ نکل آئے۔۔

مجھے ایک بات پوچھنی ہے تم سب سے؟ سفیان خان سگرٹ کا کش لیتے بولے۔۔۔

جی پوچھے بڑے بابا۔۔

آیان تم سب کو کہاں سے ملا تھا؟۔۔ اور اس کی یہ حالت تم سب نے کی ہے؟۔۔ وہ سنجیدگی سے ان سب سے پوچھ رہے تھے۔۔ یاور بھی موبائل چھوڑ کر ان سب کی جانب متوجہ ہوا، وہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ آیان انہیں ملا کہاں سے تھا۔۔۔

جب یاور ہمارے خاندان کی جانب دوبارہ سے رخ کرنے لگا تھا تب ہم نے اس کے ماضی کو مزید کھنگالا اور یہ جاننا چاہا کہ ایسا کون سا شخص ہے جو اس بے عقل کی عقل کو ٹکانے لگا سکتا ہے۔۔ دالہام کے الفاظ سن کر یاور کا ایک مرتبہ پھر دل کیا اس کے سر پر ایک مرتبہ اور کانچ پکڑ کر مارے۔۔۔

معلومات نکلوانے پر پتہ چلا کہ دو لوگوں کی لاش نہیں ملی تھی ایک شاہان مرزا اور ایک آیان۔ ہمیں زیادہ ڈھونڈنا نہیں پڑا تھا یہ ڈارک ویب سے

بھاگا تھا اور مزاروں کے باہر بیٹھ کر مانگتا تھا۔۔ تصویر ہمارے پاس موجود تھی ہم نے اسے پکڑ لیا تشدد کرنے پر علم ہوا کہ شاہان مر چکا ہے۔۔ میں ابھی سے باہر نہیں لانا چاہتا تھا لیکن اس پاگل کو دیکھ کر مجھے اسے سامنے لانا پڑا۔۔ دالہام نے شروع سے لے کر آخر تک سفیان خان کو بتا دیا۔۔

مطلب یہ سارا کیا دھرا تمہارا تھا۔۔ دالہام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے انہیں یہ لگا تھا اپنی بیماری کے زیر اثر وہ بالکل خاموش ہو چکا ہے اسے کوئی علم نہیں ہے، کیا معاملات حویلی میں ہو رہے ہیں یا حویلی سے باہر اس کے دشمن کر رہے ہیں۔۔۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

دادو منہ بند کر لیں مکھی اندر چلی جائے گی۔

بکواس بند کرواپنی۔۔ سفیان خان نے غصیلی نظروں سے ہادی کو نوازا۔۔

بڑے بابا ہمیں بھی اس طرح ہی حیرت کا جھٹکا لگا تھا جو آپ سوچ رہے ہیں ہمیں بھی یہی تھا کہ لالا کو کوئی علم نہیں ہے کیا معاملات حویلی کے اندر ہو رہے ہیں۔ یا ان کے دشمن کیا کر رہے ہیں انہیں کچھ علم نہیں جبکہ ہمیں بھی اچانک پتہ چلا تھا جب ہم ڈیرے میں موجود دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں آیان کو باندھا گیا تھا۔۔ آئیدن نے کہا تو سب مردوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی سوائے صارم کے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سردار نے اسے پکڑلیا۔۔۔

اور پھر تم سب نے مل کر تشدد کیا۔۔ سب نے فرمانبردار بیٹوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔۔

شرم تو نہیں آئی تھی پولیس والے ہو کر اس طرح کا کام کرتے ہوئے

سفیان خان نے اپنے بھتیجے اور شہریار کی جانب رخ کیا۔۔

یقین کریں بڑے بابا نہیں آئی تھی۔۔ وہ دونوں اپنی بات مکمل کرتے ہیں ہنسنے لگے۔۔۔

سردار کے ساتھ شہریار اور صارم شامل تھے جو تمام معاملات کو دیکھ رہے تھے اور جب ان سب کو علم ہوا تو سب ہی اس کام میں شامل ہوئے تھے۔۔

لالا کس سوچ میں گم ہے؟ آئیدن نے دالہام کو کسی سوچ میں گم ہو کر اپنی پیشانی مسلتے دیکھ پوچھا۔۔

یاور نے ایک کولڈ ڈرنک میں نشہ اور چیز ملائی تھی تو قندیل نے کیا پیا تھا۔۔ دالہام گہرے سوچ میں گم بولا۔۔۔

دالہام میں نے میں نے حد سے زیادہ نشیلی شے نہیں ملائی تھی میں نے محض ترتھ سیرپ ملایا تھا اس کی مقدار انتہائی کم تھی اگر کوئی پیتا تو سچ بولتا اور نشے میں الٹی سیدھی حرکتیں کرتا محض دو گھنٹے کے لیے۔۔ یاور نے سچ بول دیا کیونکہ جو حالت قندیل کی تھی وہ نشے میں لگ بھی رہی تھی اور نہیں بھی۔ ایسے جیسے ادویات کے ذریعے اس کے دماغ کو سن کیا گیا تھا۔۔

جس کولڈ ڈرنک میں تم نے ترتھ سیرپ ملایا تھا وہ میں نے پکڑلی تھی جبکہ قندیل نے دوسرا گلاس اٹھایا تھا۔۔ سردار کب سے اسی سوچ میں گم تھا کہ یہ حرکت کون کر سکتا ہے۔۔۔

شکر کا کلمہ پڑھ رہے تھے کہ ساری مصیبتیں ٹل گئی ہیں اب پھر سب پریشانی سے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔۔

اب کون سا نیا دشمن نکل آیا ہے۔۔ شہریار اپنی انگلیوں کو مروڑنے لگا۔۔

دالہام جب میں نے نشہ آور چیز کولڈ ڈرنک میں ملائی تھی تب۔۔ وہ خاموش ہوگیا سردار کو یہ چیز انتہائی زہر لگتی تھی جب کوئی بات کرنا شروع کرے اور درمیان میں ہی ادھورا چھوڑ دے۔۔

بکواس مکمل کیا کرو۔۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔۔۔

ملازمہ میرے ساتھ ٹکرائی تھی اس کے چہرے پر خوف تھا ایک گلاس پر مجھے پاؤڈر لگا نظر آیا تھا۔۔ وہ اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے بولا۔۔

کیسا پاؤڈر؟۔۔

یہ تو تمہاری حویلی کی ملازمہ ہی بتا سکتی ہے۔۔۔ یاور نے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

شہریار سرونٹ کوارٹر میں گیا اس ملازمہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا کچھ دیر بعد وہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

جی صاحب جی! اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔۔

مردان خانے چلو! شہریار سخت لہجے میں بولا ملازمہ کا حلق خشک ہو گیا خواتین کو مردان خانے جانے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی کام ہوتا تو مرد مردان خانے جاتے تھے۔۔

ڈرتی کپکپاتے وجود کے ساتھ وہ شہریار کے پیچھے چلنے لگی مردان کھانے میں داخل ہوتے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ کر نظریں جھکائے آنکھیں بند کر گئی۔۔

کل کوئی عجیب واقعہ ہوا ہے؟ سردار نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔۔

اسے اتنا یقین ملازموں پر تھا کہ وہ اس کے دشمن کے ساتھ نہیں مل سکتے۔۔۔ اس نے دل میں تہیہ کیا تھا اگر وہ ملازمہ سچ بول دے گی تو وہ

اسے ایک موقع دے گا اگر اس نے جھوٹ بولا تو اسے سزا دی جائے گی۔۔

س۔۔۔ سردار!۔۔۔

مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے بولنے سے پہلے سوچ سمجھ لینا۔۔

سردار نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی ہاتھوں کی انگلیوں کو ہلاتے ہوئے وحشت ناک لہجے میں اسے پوچھا تھا۔۔

سردار میں کل حویلی سے باہر گئی تھی۔ کسی نے میرے گردن پر چاقو رکھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ عورت تھی جبکہ آواز مرد کی تھی۔ اس نے کہا کہ جھوٹ بول کر مجھے اندر لے کر جاؤ نہیں تو تمہارے ٹکڑے کر کے کہیں پھینک دوں گا تمہارے گھر والوں کو تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی۔ میں اسے جھوٹ بول کر اندر لے آئی کہ میری بہن ہے۔۔ وہ کچن میں گیا اور ایک کولڈ ڈرنک میں پاؤڈر ڈال دیا میں نے اسے منع کرنے کی کوشش کی

تواس نے چاکو نکال کر میری گردن پر رکھ دیا اور کہا کہ اگر میں نے کسی کو بتایا وہ مجھے ختم کردے گا اس نے کہا کہ خاموشی سے یہ کولڈ ڈرنک لے کر باہر جاؤ۔۔۔ مجھے معاف کردے سردار میں نے اپنی جان بچانے کی خاطر کیا تھا۔۔ وہ سردار کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی اس نے روتے ہوئے تمام بات بتائی تھی۔۔۔۔

تم جہاں سے جاسکتے ہو کہیں اور ملازمت ڈھونڈو۔۔

سردار مجھے معاف کردے۔۔ سردار میں کبھی موت کے خوف سے کسی کی بات نہیں مانوں گی۔۔ کبھی حویلی سے باہر ہی نہیں نکلوں گی۔۔ وہ دالہام کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی۔۔

یہ پہلی اور آخری مرتبہ ہے اگر دوبارہ کچھ اس طرح کا ہوا تو یاد رکھنا سردار تمہارا عورت ہونے کا لحاظ نہیں کرے گا۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتے مردان خانے سے چلی گئی تھی۔۔۔۔

لالا آپ اس سے پوچھتے تو سہی کہ وہ مرد کون تھا۔۔

کان بند کر کے بات سنتے ہو آئیدن اس نے کہا کہ وہ عورت کے بھیس میں تھا نہ کہ اپنے اصلی حلیے میں۔۔۔ دالہام خانزادہ ایک مرتبہ پھر کشمکش میں مبتلا ہوا تھا سب مرد خاموش تھے۔۔

یاور امریکہ میں آئیدن کی تصویر دالہام کو تم نے بھیجی تھی؟ صارم نے یاور سے پوچھا۔ یاور کے معاملے میں سب کچھ حل ہو چکا تھا لیکن پھر بھی اس نے پوچھا وہ اپنے دل و دماغ کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ حرکت یاور کے علاوہ کسی اور نے نہ کی ہو۔۔۔ اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے بدلے میں اسے گھورا تھا۔۔۔

نہیں میں نے کوئی تصویر نہیں بھیجی۔۔۔

جھوٹ مت بولو!

صارم خان میں اگر کوئی کام کرتا ہوں تو سب کے سامنے کہنے کی بھی ہمت رکھتا ہوں جو انسان جھوٹوں سے نفرت کرتا ہو وہ جھوٹ نہیں بولتا۔۔یاور کا انداز سفاک تھا۔۔

ابراہم !سردار کے ذہن میں محض ایک یہی انسان آیا تھا اس نے تمام چیزوں کو جوڑا پہلے اس کے قتل کرنے کی ویڈیو کو اس کے موبائل پر سینڈ کرنا، پھر آئیدن کی تصویر اور اب حویلی میں داخل ہو کر نشہ آور چیز کولڈ ڈرنک میں ملانا۔۔۔

کیا ابراہم ؟شہریار اس کا نام سنتے ہی سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

وہ ہم سب سے بدلا لینا چاہتا ہے اور نام یاور کا استعمال کر رہا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے یاور میرے خاندان کو مروانا چاہتا ہے تو اس نے اسی کا نام استعمال کیا تاکہ میرا شک اس پر جائے۔۔دالہام خانزادہ کے الفاظ

سن کر سب کے چہرے غصے سے سرخ ہوئے تھے خاص کر یاور اور شہریار کا۔۔

ہادی کی آنکھوں کے سامنے راہا کا وجود آیا جب وہ اسے لے کر ہاسپٹل گیا تھا۔۔ وہ لمحے وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا وہ اذیت اسے ہر لمحہ بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی تھی جب بھی اس کے سامنے اس کی بیوی کا تشدد زدہ وجود آتا تھا۔۔

یاور نے ابراہم کو پکڑنا تھا۔۔

سردار! بڑی بی بی جی نے پیغام بھیجا ہے کہ سب مردوں کو کہیں آ کر کھانا کھائیں۔۔ سب مرد خود کے تاثرات کو چھپاتے اپنے غصے کو کم کر کے لاؤنج میں گئے سب عورتیں کھانے کے ٹیبل پر بیٹھی تھیں۔۔۔

سب نے خاموشی سے کھانا کھایا۔ طرسم سردار کے ساتھ بیٹھی۔ اس کی جانب نہ دیکھا وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی۔ اسے اچھا لگتا تھا جب وہ اسے مناتا تھا۔۔

سب کھانا کھا کر اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا ہادی سے ناراض ہو کر کمرے میں بیٹھی تھی اور وہ ابھی تک اسے منانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اسے ہادی پر غصہ آ رہا تھا اسے سوچا تھا وہ منہ بنا کر بیٹھی تھی وہ اب بور ہونے لگی۔۔

کیا کروں کیا کروں بہت بور ہو رہی ہوں وہ لگی جب اچانک سے اس کے ذہن میں آیا کیوں نہ تھوڑا تیار ہوا جائے۔ کیونکہ وہ کبھی کھل کر تیار نہیں ہوئی تھی۔۔

لیکن مجھے تو تیار ہونا ہی نہیں آتا لیکن مجھے لپسٹک تو لگانی آتی ہے۔۔
یہی سوچ کر راہا خوش ہوئی اس نے جلدی سے اپنے میک آپ باکس
سے لپسٹک نکالی پہلے تو وہ دیکھتی رہی وہ کون سے کلر کے لپسٹک
لگائے لیکن سمجھ میں نہیں آرہا تھا جب اس کی نظر ریڈ کلر کی لپسٹک
پڑی۔۔۔
میں نے کبھی ریڈ کلر کے لپسٹک نہیں لگائی یہی لگا کر ٹرائی کرتی ہوں کیسی
لگے گی۔۔۔۔
اس نے ریڈ کلر کی لپسٹک اٹھائی اور اپنے ہونٹوں پر لگانے لگی آئینہ تو
اس نے کبھی دیکھا نہیں تھا وہ آئینے کے بغیر ہی لپسٹک لگا رہی تھی جو
اس کے ہونٹوں کے نیچے بھی لگ رہی تھی لیکن اسے پتہ نہیں چل رہا
تھا۔۔۔ لپسٹک لگا کر اس کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔۔

پتہ نہیں کیسی لگ رہی ہوں گی میں خیر اچھی لگ رہی ہوگی کیونکہ مجھ پر لپسٹک بہت اچھی لگتی ہے وہ بار بار اپنے ہونٹوں کو ملا کر خوش ہو رہی تھی دوسری جانب ہادی بھی راہا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ ناراض ہو کر کمرے میں گئی ہوں اسے جا کر کیسے منائیں۔۔۔۔۔

جیسے ہی ہادی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر پر پڑی جو ہونٹوں پر لال رنگ کے لپسٹک لگائے بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں تھی راہا کے ہونٹوں کو لال رنگ میں رنگے دیکھ ہادی کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اس کا دل چاہا وہ راہا کے ہونٹوں کو چھوئے۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی ہادی نے راہا کی لپسٹک کو غور سے دیکھا اس کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔ وہ خیالوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے ہادی کے آنے کا پتہ ہی نہ چلا لیکن جب اس کے قہقہے کی آواز سنی تو اس نے گھور کر ہادی کو دیکھا جو ہنستا اور اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایسے کیا دیکھ کر ہنس رہے ہیں یہ راہا تھوڑا غصے سے بولی جب ہادی اس کے لہجے میں غصہ محسوس کرتے ہوئے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے اس کے پاس گیا۔۔۔

یہ کیا کیا ہو تم نے اپنے لبوں کے ساتھ۔۔۔ ہادی نے راہا کی ہونٹوں کو چھونا چاہا جب رہا نے ہادی کے ہاتھ کو جھٹکا۔۔۔

خبردار مجھے ہاتھ میں لگایا تو، میں ناراض ہوں آپ سے وہ منہ بناتے ہوئے بولی اس نے منہ بناتے ہوئے دونوں ہونٹ باہر نکلے تھے اس کے عمل سے لپسٹک مزید پھیل چکی تھی جسے دیکھ کر ہادی کو پھر سے ہنسی کا دوڑا پڑنے والا تھا لیکن اس نے اسے کنٹرول کیا تاکہ راہا مزید ناراض نہ ہو۔۔۔۔۔

اچھا تمہیں پتہ ہے تم نے لپسٹک کیسی لگائی ہے ہادی نے راہا کے شانوں سے پکڑ کر اس سے پوچھا تو راہا نے حیرانگی سے ہادی کی طرف دیکھا۔۔

میں پہلے بھی سٹک لگاتی ہوں اس مرتبہ ایسا کیا ہوا ہے جو اپ کی ہنسی نہیں رک رہی۔۔

چلو آؤ تمہیں آئینے میں دکھاؤ تم نے کیسی لپسٹک لگائی ہے وہ پکڑ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس لے جانے لگا جب راہا نے اپنا ہاتھ ہادی کے ہاتھوں سے چھڑوایا م۔۔

نہیں میں آئینے کے سامنے نہیں جاؤں گی مجھے خوف آتا ہے میں دیکھنے سے ، میں نے نہیں دیکھنا۔۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات تھے پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندے نمودار ہوئی۔۔

راہا تمہیں مجھ پر یقین ہے نا تو پھر تم میرے ہوتے ہوئے کیوں ڈرتی ہو کیا تم ساری زندگی آئینہ نہیں دیکھوگی؟ ساری زندگی اس ڈر کو اپنے اندر سے ختم نہیں کروگی کیا؟ ہادی نے دوبارہ سے راہا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

جب راہا کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اور اس نے اپنی نم آنکھوں سمیت نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں مجھے ڈر لگتا ہے مجھے اپنے آپ کو نہیں دیکھنا، مجھے خوف آتا ہے اپنی خوبصورتی سے کیونکہ وہ سب اسی خوبصورتی کے تبصرے کرتے تھے۔۔ راہا کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی ہاتھ لرزنے لگے ماضی کے لمحوں کو یاد کرکے۔۔۔

راہا بھول جاؤ ان سب اذیت ناک لمحوں کو، کیا تم اپنے شوہر کے ساتھ ایک خوبصورت زندگی نہیں گزارنا چاہتی جیسے ہر لڑکی گزارتی ہے۔۔ جیسے

سب لڑکیاں اپنی خوبصورتی کو دیکھ کر مسکراتی ہیں۔ تیار ہو کر آئینے میں دیکھ کر کہتی ہے کہ ہم سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں ہے کیا تم یہ نہیں کہنا چاہتی۔۔ ہادی خانزادہ تمہاری اس معصوم خوبصورتی کا ہی تو دیوانہ ہے۔۔۔

میں نے خود کو دیکھا ہے اپنے شوہر کی آنکھوں میں، ہر روز اپنا عکس دیکھتی ہوں لیکن آئینہ نہیں دیکھنا۔ راہا نے بھی اسی لہجے میں کہا جس قدر پیار بھرے لہجے میں ہادی کہہ رہا تھا۔۔۔

راہا کی بات سنتے ہادی کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن آئینہ تو آئینہ ہوتا ہے چلو آؤ مجھ پر یقین رکھو اور میرے ساتھ چلو ہادی نے اپنا ہاتھ آگے کیا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھامتی ہے یا نہیں۔ اس پر یقین کرتے راہا نے آنکھیں سختی سے بند کر کے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔ راہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں محسوس کرتے

ہوئے ہادی کے دل میں سکون اترا اسے احساس ہوا کہ ہاں اس کی شہزادی اس کی راہا اس پر یقین کرتی ہے وہ اس کا ہاتھ پکڑے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لے گیا اور آئینے سے کپڑا ہٹا دیا۔۔

آنکھیں کھولو جانِ ہادی۔ اس نے ہادی کے ایک بار کہنے پر انکھیں نہیں کھولی۔۔

اپنی انکھیں کھولو اور دیکھو ہادی کی دنیا کتنی حسین ہے۔۔ ہادی کی بات سنتے راہا نے اپنی ہلکی ہلکی آنکھیں کھولیں جیسے ہی اس نے اپنی آنکھیں کھولی خوف کے مارے اس کے وجود کو ایک جھٹکا سا لگا تھا ہادی نے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ تو وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی۔۔ وہ آئینے میں اپنا اپ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ وہ تھی ایک عرصہ گزر چکا تھا اس نے اپنا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔

راہا نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے گال پر رکھا۔ اپنے گالوں کو محسوس کرنے لگی پھولے پھولے گال جو بے حد خوبصورت لگ رہے تھے پھر اس نے اپنی ناک کو چھوا جو چھوٹی سی ناک اس کے چہرے پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔ پھر آہستہ اس نے اپنے پورے چہرے کو چھوا، کبھی اپنے بال چھوتی، کبھی اپنے گال، کبھی گردن اور آخر میں جب اس نے اپنے ہونٹوں پر نظریں دوڑائیں اپنے ہونٹوں کو چھوا تو ایک پل کو وہ بھی حیران رہ گئی۔۔۔

یہ لپسٹک میں نے لگائی ہے؟ روتے روتے اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

ہاں جی یہ لپسٹک تم نے لگائی ہے اس لیے تو میں کہہ رہا تھا کہ تم آئینے میں خود کو دیکھا تم نے ہونٹوں پر کم اور ہونٹوں کے ارد گرد لپسٹک زیادہ لگائی ہے۔۔

آپ بھی نا کتنے برے ہیں آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اتنی گندی لپسٹک لگی ہوئی ہے مجھے اب شرمندگی ہو رہی ہے۔۔" وہ نارمل انداز میں بات کرتی تھی جیسے ایک میچور لڑکی بات کرتی ہے۔۔۔

تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے راہا بے بی میں ہونا تمہیں سیکھانے کے لیے کہ لپسٹک کیسے لگاتے ہے۔۔۔"""

نن۔۔ نہین۔۔۔۔ میں خود لگا لوں گی آپ کو لگانے کی ضرورت نہیں ہے ہادی کے کہنے سے راہا کو بے حد شرم محسوس ہو۔۔ ہادی تھوڑا حیران بھی ہوا تھا کیونکہ پہلے کبھی اسے یوں لپسٹک کے نام پر شرماتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔

کیسی شرم؟ تمہیں لپسٹک لگانے کا حق میرا ہے اور اتارنے کا حق بھی میرا ہے ہادی بے باکی سے کہتے راہا کا چہرہ لال کر گیا۔۔۔۔ """

کلک کک کیا مطلب آپ کا۔۔۔ رایا کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔۔۔

ابھی بتاتا ہو یہ کہتے ہادی نے اپنے انگوٹھے سے راہا کی لپسٹک صاف کی اور اپنے لبوں کے پاس ہادی کا لمس محسوس کرتے راہا پیچھے کی جانب ہونے لگی جب ہادی نے اس کی کمر میں اپنا ہاتھ رکھتے اسے اب مزید اپنے قریب کیا اور اس کے دور جانے کے کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔

ایسے نہیں جانِ ہادی اتنی جلدی دور نہیں جانا ابھی تو میں لپسٹک لگانی ہے اور صاف بھی کرنی ہے اس کے کانوں کے پاس جھکتے ہوئے گمبھیر لہجے میں بولتے وہ مزید راہا کو شرمانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

للل۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ میں آپ سے ناراض ہوں آپ مجھ سے دور ہو جائیں راہا کو کوئی اور بات سمجھ نہیں آئی تو اس نے اپنی ناراضگی کا بہانہ بنانا چاہا۔۔۔

مجھے اپنی بیوی کی ناراضگی دور کرنا اچھے سے آتی ہے یہ کہتے ہوئے اس نے لپسٹک اٹھائی اور راہا کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر آہستہ آہستہ اس کے لبوں پر لگانے لگا جب کہ اتنے نزدیک سے ہادی کا چہرہ دیکھنے لگی اس کا چہرہ دیکھنے میں اتنے مگن تھی کہ اس نے اپنے آپ کو چھڑوانے کی کوشش ہی نہیں کی جب لپسٹک لگ گئی تو ہادی نے اس کا چہرہ چھوڑا اور اس کا چہرہ پھر سے اپنے سامنے کیا۔۔

اب دیکھو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔

راہا نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا تو اتنی صفائی سے لپسٹک لگائی گئی تھی لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ کسی لڑکے نے لگائی ہے۔۔

ہہہ ہاں۔۔۔ بہت اچھی لگی ہے لپسٹک۔۔ اپنی لبوں پر اپنی زبان پھیرتے ہوئے راہا نے کہا کیونکہ اسے ہادی کی نظریں اپنے اوپر محسوس

ہو رہی تھیں اور اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا کچھ شرم بھی آ رہی تھی۔۔۔۔

ہادی نے دوبارہ سے راہا کہ کندھوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔۔

وہ کیا ہے نا جانِ ہادی کہ یہ لپسٹک میں نے لگائی ہے اب اتارنی بھی میں نے ہی ہے۔۔

ہادی کی بات سمجھتے ہوئے راہا نے نفی میں سر ہلانا چاہا لیکن اس کے دور ہونے سے پہلے ہی ہادی نے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے اور وہ اچانک اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی اس نے مضبوطی سے ہادی کے کندھوں کو پکڑا۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ پیچھے ہوا راہا نے گھور کر گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے ہادی کو دیکھا۔۔۔

اپ اب بہت گندے ہو گئے ہو پہلے تو اس طرح نہیں کرتے تھے یہ یہ کیا کر دیا۔۔۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولی وہ ہونے کے در پر پہنچ گئی تھی۔۔ اب دیکھو آئینے میں۔۔ راہا نے جب اپنے آپ کو ائینے میں دیکھا تو مزید شرم وحیا کی وجہ سے اس کا چہرہ لال ہو گیا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم کا خون چہرے پر آگیا ہو کیونکہ جو تھوڑی دیر پہلے اس کے ہونٹ پر لپسٹک لگی تھی اب اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔

آپ کتنے گندے ہیں یہ یہ کیا کر دیا میری لپسٹک۔۔ وہ اس کے سینے پر مکے مارنے لگی اور شرم کی وجہ سے اس کے سینے میں چہرہ چھپانے لگی اس نے راہا کے گرد اپنے بازو کا حصار بنا لیا۔۔۔

مجھے تم ہمیشہ یونہی مسکراتے ہوئے چاہیے کبھی تمہاری آنکھوں میں ڈر نظر نہ آئے۔ میں تمہیں بے خوف کرنا چاہتا ہوں ان درندوں سے

تمہاری ماضی کی یادوں سے۔۔ تم چھوٹی سی دنیا ہوہادی خانزادہ کی ہادی نے اس کے بالوں پر نہ محسوس طریقے سے لب رکھے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سونیا ہمیشہ کی طرح اپنے کمرے میں سکون سے پھیل کر بیٹھی تھی جب وریام کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

سونئے کی ہوریا، کدی بندے نووی یاد کرلیاں کرو (سونی کی ہورہا ہے، کبھی شوہر کو بھی یاد کرلیا کرو) وریام اس سے کچھ دوری پر بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھ کے پیچھے کی جانب لیٹ گیا۔۔ سونیا کو اس کی پنجابی پر حیرت ہوئی تھی وہ پٹھان تھا جبکہ لہجہ مکمل پنجابیوں والا تھا۔۔

کیا تکلیف ہے؟ ہمیشہ کی طرح اس نے روکھا سوکھا لہجہ اپنایا۔۔

کبھی تو پیار سے شوہر کو بلالیا کرو۔۔

شوہر اس لائک نہیں ہے کہ اسے پیار سے بلایا جائے۔ سونیا نے اسے چٹکی بجاتے اشارہ کیا کہ یہاں سے اٹھو میں نے لیٹنا ہے۔۔

اٹھا سکتی ہو تو اٹھا لو وریام نے کندھے اچکاتے ہوئے بے فکر انداز میں کہا۔۔

سونیا نے اس کی کمر پر ٹانگ مار تھی وہ کراہتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی جب دیکھو مجھ بیچارے کو مارتی رہتی ہو۔۔

وہ کیا ہے نا مجھے پتہ ہے میرا شوہر زبان سے مانتا نہیں ہے ہاتھ پاؤں چلاؤں تو پھر ہی وہ مانتا ہے۔۔

جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں نا مجھے لگ رہا ہے مجھے دوسری شادی کرنی پڑے گی کیونکہ تم سے تو نا عزت ملتی ہے نہ پیار۔۔ سونیا کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی اس کی بات سن کر۔۔

دوسری شادی کرو گے تم ؟ اس نے پوچھا وہ جیسے یقین کرنا چاہتی تھی کہ یہ الفاظ اس انسان نے بولے ہیں جو تقریباً سات سال اس کے پیچھے خوار ہوا تھا۔۔ اس سے محبت کا دعویٰ دار تھا۔۔

ہاں بالکل میں مرد ہوں مجھے چار شادیاں کرنے کا حق ہے ! اپنی شرٹ کا کالر سیدھے کرتے ہوئے اترا کر بولا تھا۔۔

وریام خانزادہ تم مجھے دوسری شادی کر کے دکھاؤ سب سے پہلے تو میں تمہاری دوسری بیوی کو قتل کروں گی اور اس کے بعد جو قصائی جانوروں کی بوٹیاں کرنے کے لیے چاقو استعمال کرتے ہیں اسے پکڑ کر تمہاری گردن پر چلا کر تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سمندر میں پھینک آؤں گی۔۔ سونیا گھٹنوں کے بل بیڈ پر کھڑی ہوتی اس کے ذرا سے قریب ہوتے گردن کے پاس ہاتھ لے جاتے بولی تھی جیسے وہ اگلے لمحے ہی اس کی گردن دبا دے گی۔۔

تمہیں کیوں غصہ آرہا ہے؟ غصہ تو تمہیں تب آنا چاہیے جب تمہیں مجھ سے محبت ہو۔ جب محبت ہی نہیں ہے تو غصہ آنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا کیونکہ فرق ہی تب پڑتا ہے عورت کو۔۔ وریام سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھنے لگا سونیا کے لب پھڑپھڑا رہے تھے وہ اپنے نچلے لب کو سختی سے دانتوں میں دبا گئی۔۔

ضروری نہیں کہ محبت ہو تب ہی بیوی غصہ کرے۔ اگر پسند کی شادی نہ ہوئی ہو تب بھی عورت کو غصہ آتا ہے جب اس کا شوہر دوسری شادی کی بات کرتا ہے۔۔ وریام اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا وہ بات کو گھمانا اچھے طریقے سے جانتی تھی۔۔

یعنی تم کہنا چاہ رہی ہو نکاح میں تمہاری رضامندی شامل نہیں تھی۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔ وریام کا انداز سنجیدہ تھا اگر وہ اسے تنگ کرنے کے لیے نہ کہتی تو معاملہ شاید سنجیدہ ہو جاتا۔۔

اگر تمہاری رضامندی شامل تھی تم سے دور کیوں بھاگتی ہو۔۔

تمہیں آج کیا ہو گیا ہے اتنے سڑیل کیوں بن رہے ہو۔۔ سونیا نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔

محبت کرتی ہو؟۔۔

مجھے نیند آ رہی ہے لحاف کھینچ کر اپنے اوپر لیتے آنکھیں سختی سے بند کر لی۔۔ وریام نے اسے اٹھا کر بیٹھ کے درمیان میں لٹایا اور اس کی جگہ پر لیٹتے اسے بازو کے حصار میں لیا۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم؟۔۔ اسے اپنے کمرے میں سونے کی تیاری پکڑتے دیکھ سونیا تقریباً چلائی تھی۔۔

وہی جو مجھے بہت دیر پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔ وریام نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔۔ سونیا کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔

دد۔۔دیکھو۔۔۔۔غغغ۔غلط۔۔۔بات۔۔۔اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔وریام کو اس کی یہ حالت دیکھنے میں مزہ آیا۔۔

وریام!۔۔۔

جی میری سونی!وریام نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

وریام!سونیا نے اسے کندھے سے پکڑ کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔وریام اسے چھوڑ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

چہرے پر تاثرات سخت تھے سونیا اٹھ کر بیٹھی اسے آج نا جانے کیا ہو گیا تھا عجیب سا رویہ تھا اس کا۔۔

مجھ سے محبت نہیں ہے۔اس لیے مجھے برداشت کرتی ہو کیونکہ انجانے میں تم سے غلطی ہو گئی مجھ سے نکاح کر کے۔۔وریام کو غصہ تھا اس کے منہ میں جو آیا اس نے بول دیا۔۔

کیا بولے جا رہے ہو تم ؟ سونیا کو اس کے لفظوں پر غصہ آیا تھا وہ جانتا بھی تھا کہ اس کے دل میں احساسات ہے اس نے سونیا کو سردار سے بات کرتے ہوئے سنا تھا جب وہ نکاح کے بارے میں کہہ رہی تھی۔۔ وہیں جو تم نے سنا ہے کیونکہ تم۔۔۔ اس نے مکمل نہ تھی وہ غصے میں سونیا کو غلط الفاظ نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔۔

کیا میں ؟ اسے شانوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

کچھ نہیں !وریام نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

سونیا نے اس کے سینے پر کئی مکے مار کر دل کے مقام پر سر رکھتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھے۔۔۔

انتہائی برے انسان ہو تم !وہ اب اس کی پشت پر مکے مار رہی تھی۔۔

وریام کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ، اس کے گرد اس نے مضبوط حصار قائم کیا تھا۔۔

یہی اگر تم چند لمحے پہلے کر لیتی تو۔۔ سونیا نے نظریں اوپر کی جانب کرتے انتہائی غصے سے اسے دیکھا تھا۔۔

سونی تم اس وقت سونی ہی بنی رہو تو اچھا ہے مس گبر نہ بننا۔۔ وریام نے اس کی پیشانی پر نرمی سے لمس چھوڑا۔۔ سونیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا تھا وہ نظر جھکا کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

اوئے ہوئے سونی بھی شرماتی ہے۔۔ سونیا نے ایک مرتبہ پھر کئی مکے اس کی پشت پر مارے۔۔

کیوں میری ریڑ کی ہڈی توڑنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔ سونیا نے آنکھیں موندی۔۔ وریام اس کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کر رہا تھا۔۔ سونیا کے سر میں درد ہو رہا تھا نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

نیند آرہی ہے؟ وریام نے اس کے بال سہلائے تو اس نے ہاں میں سر ہلایا وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔ نرم انگلیوں سے اس کا سر دبانے لگا۔۔

یہ تم۔۔۔ سر درد کو سکون ملے گا تو تمہیں نیند آئے گی۔۔ سونیا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ اس کے سر میں درد ہے۔۔ چند لمحوں میں ہی وہ گہری نیند میں چلی گئی وریام اسی انداز میں بیٹھا رہا۔۔۔۔

مغرور خانزادی ایک نہ ایک دن تو کھل کر اظہار کروں گی۔۔ وریام نے حصار اس کے گرد مضبوط کیا تھا اسے بھی اندازہ نہ ہوا کب اس کی آنکھ لگ گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابراہم کمرے میں بیٹھا حرام شے اپنی حلق میں انڈیل رہا تھا۔۔

آہہہ بہت جلد سردار تمہارے حصے میں بربادی آئے گی۔۔ سب کچھ تہس نہس کردوں گا۔۔ ابراہم ملک نے یک اور وائن گلاس اپنی حلق میں انڈیلا۔۔۔

آئی ایم بیک! میں تمہارے ہی ہتھکنڈے استعمال کروں گا تمہیں بزنس میں ہراؤں گا اور پھر تمہارے خاندان کو تم سے جدا کروں گا۔۔ اور اس لوسیفر کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کتوں کے آگے ڈالوں گا جس نے میری اس نام نہاد بہن سے نکاح کرکے 40 فیصد جائیداد ہڑپی ہے۔۔ ابراہم نے وائن کی بوتل اٹھا کر زمین پر دے ماری۔۔۔

افف میری جان بہت جلد تم میرے قریب ہو گئی۔۔۔ ابراہم کے پاس ابھی بھی وہ تصویر موجود تھی جو قندیل نے اسے سینڈ کی تھی اس نے اس تصویر کی کئی کاپی اپنے پاس رکھی تھی۔۔۔

میں نے اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی تو وہ زندہ کیسے بچی اگر ایک زندہ ہے تو دوسری بھی زندہ ہوگی۔۔ یعنی مرزا کے پاس ہے راعنین اور حبا کا شوہر لوسیفر ہے۔۔ آہہہ دونوں ہی ایک نمبر کے خبیث انسان ہے۔۔ ان دونوں کے بارے میں سوچتے ہیں اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔

لوسیفر تو پہلے ہی سردار کے ساتھ شامل ہے یا ور سردار کے ساتھ نہیں شامل ہونا چاہیے اگر یہ تینوں اکٹھے ہو گئے تو سب کچھ برباد ہو جائے گا۔۔ سردار کا دوست اس کا بھائی، مجھے کسی طرح ان سب میں دراڑ ڈالنی

ہے۔۔ یہ سبایک ساتھ نہیں ہونے چاہیے۔۔ ابراہم اپنی پیشانی مسلنے لگا اسے کوئی نیا منصوبہ تیار کرنا تھا ان سب میں دراڑ ڈالنے کے لیے۔۔ وہ ویڈیو بھیجنے کے بعد مجھے لگا تھا کہ وہ نیلی آنکھوں والی گڑیا سردار سے نفرت کرے گی لیکن وہ تو مزید اس کی دیوانی ہوتی جارہی ہے۔۔ اور جس آدمی کو میں نے ان کی حویلی میں بھیجا تھا ابھی تک کوئی ایسی بات حویلی سے نہیں نکلی کہ سردار کی بدنامی ہو۔۔ ابراہم نے اتنے ہتھکنڈے استعمال کیے تھے جبکہ وہ ایک میں بھی کامیاب نہیں ہوسکا تھا۔۔ محض ان سب بھائیوں کے ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے، وہ ایک دوسرے کی طاقت تھے اگر ایک کمزور پڑتا تو دوسرا دشمنوں کے سامنے کھڑا ہوجاتا تھا۔۔

مجھے تم سب کی کمزوری کو پکڑنا ہوگا۔ کمزوری کا استعمال کر کے ہی میں تم سب کو علیحدہ کر سکتا ہوں۔۔ ابراہم نے سامنے دیوار پر لگی ان سب مردوں کی تصویروں کی جانب دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔۔

اور پھر اپنی نظریں ہاتھ میں پکڑی طرسم کی تصویر پر مرکوز کی۔۔ مسکراتے ہوئے اس کی تصویر پر لب رکھے۔۔

میری نیلی آنکھوں والی گڑیا میں تڑپ رہا ہوں تمہیں اپنی باہوں میں بھرنے کے لیے۔ شدت سے اس لمحے کا انتظار ہے جب تم میرے قریب ہوگی جب تم میری ہوگی۔۔ ابراہم بار بار اس کی تصویر پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔ ہر لمحہ نئے سرے سے اس کا دیوانہ ہوتا جا رہا تھا اور اس کی یہی دیوانگی سے موت کے منہ میں لے جانے والی تھی۔۔۔۔

افففف تمہاری خوبصورتی کسی کو بھی اپنی جانب مائل کر سکتی ہے۔۔

حیرت ہو رہی ہے مجھے یاور پر جس نے چھ سال تمہیں اپنے پاس رکھا اور

تمہیں چھوا تک نہیں۔۔۔ عجیب انسان ہے جس نے تمہاری خوبصورتی کا فائدہ نہیں اٹھایا۔۔ ابراہم اب اس کی تصویر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ وہ جسے دیوانگی کا نام دے رہا تھا وہ محض ہوس تھی۔۔۔۔

وہ اب خان حویلی کے مردوں کو علیحدہ کرنا چاہتا تھا۔۔ جن کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی۔۔ انہیں جدا کرنا کسی کے لیے بھی آسان نہیں تھا ان میں محبت ایسی تھی کہ چاہے کوئی لاکھ انہیں ایک دوسرے سے بدگمان کرنے کی کوشش کرے ناکام ہی ہوگا۔۔۔

وہ اچھوں کے لیے بے انتہا اچھے تھے اور دشمنوں کے لیے نفرت اور انتقام کے ہر حد پار کر جاتے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم کو پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گئی تھی بھوک کی وجہ سے۔۔

آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی آنکھوں میں نیند کا خمار لیے وال کلاک کی

جانب دیکھا جو رات کے تقریباً دو بجا رہا تھا۔۔ دوسری سائیڈ پر سردار گہری نیند سویا ہوا تھا۔۔ طرسم نے دوپٹہ پکڑ کے حجاب کیا بغیر نقاب کیے پہلے وہ باہر جانے لگی پھر یکدم ذہن میں خیال آیا کہ اگر کوئی مرد نیچے آگیا تو۔۔۔ حجاب کھول کر نقاب لگایا اور پھر دوبارہ سے حجاب کرتے کمرے سے باہر نکلی۔۔

دوسری جانب راعنین کو نیند آرہی تھی چٹپٹی چیز کھانے کا دل کرنے لگا چہرے پر ہاتھ رکھیں وہ چھت کو دیکھ رہی تھی اس کا اپنا گھر نہیں تھا جہاں وہ آدھی رات کو اٹھ کر کچھ بھی بنا کر کھا لیتی۔۔ دو گھنٹے اپنا سر کھپانے کے بعد بالاخر وہ بھی کمرے سے باہر نکلی سردار کی طرح یاور بھی گہری نیند سویا ہوا تھا۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ کر سیڑھیاں ہوتے تھے کچن کی جانب بڑھی۔۔

بھوک لگی ہے ؟ دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے سے پوچھا

مسکراتے ہوئے دونوں نے ہی ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

آپ کا کیا کھانے کا دل کر رہا ہے ؟۔۔

میرا دل کر رہا ہے کچھ چٹپٹی سی چیز ہو!راعنین اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی اسے شدت سے بھوک لگی تھی۔۔

نوڈل بنائیں !اس نے چٹکی بجاتے کہا تو راعنین نے ہاں میں سر ہلایا پانی چولہے کے اوپر رکھ کر دونوں نے نوڈلز نکالے۔۔

راعنین آپ اتنی خاموش کیوں رہتی ہیں ؟ طرسم نے نوڈل کا پیکٹ کھولتے اس سے پوچھا تھا۔۔

نہیں تو میں زیادہ خاموش نہیں رہتی اگر کوئی بات کرے تو جواب دیتی ہوں۔۔ راعنین نے دوسرا پیکٹ پکڑ کر کھولا پانی کو بائل آچکا تھا دونوں نے ایک ایک نوڈل برتن میں ڈالا۔۔

وہی نا بس تھوڑا سا بول دیں گی اگر کوئی سوال کرے گا تو۔۔۔۔

اب ہر کوئی تمہاری طرح چلبلا تو نہیں ہوتا۔۔ راعنین ہنس رہی تھی۔۔

کیا زیادہ باتیں کرنا بری بات ہے؟ وہ اداس ہوئی۔۔۔

بالکل نہیں زیادہ باتیں کرنا بری بات نہیں ہے بلکہ وہ انسان دل کے بہت صاف ہوتے ہیں جو زیادہ باتیں کرتے ہیں ان کے دل میں جو بھی بات ہو وہ منہ پر کہتے ہیں پیٹ پیچھے کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں انا نہیں ہوتی یقین جانوں تمہاری یہ عادت بہت پیاری ہے کہ تم مسکرا کر سب سے بات کرتی ہو۔۔۔ راعنین نے اس کا رخسار کھینچا۔

طرسم مسکرانے لگی اسے لگتا تھا کہ اس کی عادت بری ہے جو زیادہ بول جاتی ہے۔۔

یہ کیا کر رہی ہوں؟ طرسم کو نوڈلز میں لال مرچ شامل کرتے اس نے حیرت سے پوچھا۔۔

تھوڑی سی لال مرچ اگر نوڈلز میں ڈال لیں تو ایک الگ ہی چٹپٹا سا مزہ آتا ہے۔ اس طرح تو بس کھٹا کھٹا فیل ہوتا ہے اگر مرچ ڈال لے تو تھوڑی سپائسی ہو جاتے ہیں! وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی دل چاہ رہا تھا گرم گرم نوڈل پکڑ کر منہ میں ڈال لیں جو ابھی ٹھیک سے پکے بھی نہیں تھے۔۔

میں نے کبھی نوڈلز میں لال مرچ ڈال کر نہیں کھایا۔۔

تو آج کھا لیجئے گا بہت زیادہ مزے کے ہوتے ہیں اس کے تو منہ میں پانی آرہا تھا را عنین اس کا انداز دیکھ کر ہنسنے لگی۔۔

کوئی تمہارے ساتھ رہ کر بور نہیں ہوگا۔۔ وہ دونوں مسکرا رہی تھی۔۔

علینا کو پیاس لگی تھی سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ میں پانی ختم ہو گیا تھا جگ پکڑے وہ کمرے سے باہر نکلی کچن میں داخل ہوئی ان دونوں کو رات

کے دو بجے نوڈل بناتے دیکھ اپنی بیٹی کی پیچھے کھڑی ہو کر سر پر ہلکی سی چپت لگائی تھی۔۔۔

آدھی رات کو نوڈل کھانے تمہیں یاد آرہے ہیں صبح پیٹ پکڑ کے بیٹھ جاؤگی کہ مجھے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔۔ علینا کی عمر اتنی خاصی زیادہ نہیں تھی لیکن وہ مکمل ٹپیکل ماؤں والی حرکتیں کرتی تھی۔۔

مورے آپ تو مجھے مارتی ہی رہتی ہیں اب میں چھوٹی بچی نہیں ہو۔۔

مجھے نظر آتا ہے چھوٹی بچی نہیں ہو! علینا نے جگ شیلف پر رکھا۔۔۔

اس ٹائم نہیں کھاتے نوڈل پھر صبح پیٹ میں درد ہوگا تمہیں! علینا نے اب کی مرتبہ فکرمندی سے بولا تھا۔۔

کچھ نہیں ہوتا، دل کر رہا تھا کھانے کا۔۔ راعنین جھجکتے ہوئے بولی۔۔

راعنین تم اتنا ہچکچا کر کیوں بات کرتی ہو؟ علینا نے اس کا کندھا ہلکے سے تھپکا تھا۔۔

کیونکہ میں اس شخص کی بیوی ہوں جس کی وجہ سے آپ کی فیملی کی خوشیاں۔۔۔ راعنین پہلی بات کہ کسی کی غلطی کا سزا کسی دوسرے کو نہیں دینی چاہیے اور دوسرا تمہارے شوہر نے غلط کیا لیکن وہ بھی سچ سے انجان تھا۔۔ علینا اس کے بات درمیان میں ہی کاٹتے بول پڑی۔ بڑی حویلی کے افراد کی فطرت میں یہ شامل نہ تھا کہ کسی کی غلطی کی سزا کسی اور کو دی جائے۔۔

اچھا جلدی بناؤ مجھے بھی کھانے ہے۔۔

مورے ابھی آپ مجھے ڈانٹ رہی تھی کہ آدھی رات کو تم نوڈل کھا رہی ہو اور اب کہہ رہی ہیں تم میرے لیے بھی بناؤ۔۔

ہاں تو کیا ماں کے لیے بناتے ہوئے تمہارے ہاتھوں میں درد ہوگا۔۔

ایک چیز بتا دو جو تم نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر اپنی ماں کو کھلائی ہو۔۔

طرسم اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔۔

آپ اپنی بات کر رہی ہیں آج تک میں نے اپنے شوہر کو کچھ بنا کر نہیں کھلایا۔۔ وہ ہنستے ہوئے بول رہی تھی علینا نے اسے گردن پر ایک رکھ کر تھپڑ لگایا۔۔

میں دیو کو بتاؤں گی آپ کے جلادن ساس مجھے ہر وقت مارتی رہتی ہے طرسم نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا۔۔

کیونکہ میری بیٹی کی حرکتیں ہی اس طرح کی ہے کہ اسے تھپڑ مارے جائیں۔۔ کل سے تم رات کا کھانا بنایا کروگی۔۔۔ علینا کی بات سن کر اس نے منہ بسورا۔۔ اس کی ساس ماں کی طرح تھی اور ماں ساس کی طرح۔۔

نوڈلز انہوں نے تین باؤل میں ڈالے۔۔ اور تین گلاس میں کولڈ ڈرنک ڈالی۔۔ کولڈ ڈرنک کی ٹرے علینا نے پکڑی اور دوسری والی راعنین نے۔۔ طرسم نے کولڈ ڈرنک ہاتھ میں پکڑی اور لاونج میں گئیں۔۔

یہاں بیٹھ کر نہیں کھانا چھت میں بیٹھ کے کھاتے ہیں بہت ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔۔

رات کے دو بجے ہم چھت پر بیٹھ کر کھائیں گے۔۔ راعنین نے حیرت سے پوچھا جب کہ علینا طرسم کو گھور رہی تھی۔۔

مزہ آئے کھانا، یہاں پر جو بھی آئے گا سیدھا ہمیں ڈانٹے گا اس لیے اوپر جا کے سکون سے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔۔

ویسے ٹھنڈی ہوا تو چل رہی ہے مزہ آئے گا۔۔

کوئی الٹا کام نہ ہو جائے علینا ان دونوں کو ایک بات پر رضامند ہوتے دیکھ کسی سوچ میں گم بولی تھی۔۔

مورے کیا الٹا کام ہونا ہے سب تو سو رہے ہیں ہم بس نوڈل کھا کر نیچے آجائیں گے۔۔۔

وہ تینوں حویلی کی چھت پر چلے گئے وہاں کچھ چیئرز پڑی ہوئی تھی سامنے ٹیبل پر اتھا۔۔ طرسم اور راعنین سیڑھیاں چڑھ کر تھک گئی تھی۔۔ وہ آرام و سکون سے بیٹھ کر نوڈل کھانے لگی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار نے بائیں جانب ہاتھ رکھا جانب رکھا۔ بائیں سائیڈ پر طرسم کے وجود کو محسوس نہ کر کے وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

پری! دالہام نے اپنے اوپر سے الحاف اٹھایا، ارد گرد دیکھا کوئی بھی کمرے میں موجود نہ تھا، ڈریسنگ روم میں چیک کیا وہاں کوئی نہیں تھا بالکنی میں چیک کیا، واش روم کی جانب گیا تو اس کی بھی لائٹ آف تھی۔۔

پری! دالہام کے سانس سوکھنے لگے تھے۔۔

کہیں !اسے سات سال پہلے ہوا حادثہ یاد آیا جب وہ سے دور ہو گئی تھی اور چھ سال بعد اسے ملی تھی۔۔ دوبارہ وہ اس اذیت سے نہیں گزرنا چاہتا تھا۔۔

دوسری جانب یاور نے کروٹ لی ہلکی سی آنکھیں کھولی بیڈ کو خالی دیکھ کر وہ بھی ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا۔۔۔

نین !انکھیں مسلتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر واش روم کا دروازہ ناک کیا جب سوئچ پر دھیان گیا تو لائٹ آف تھی واش روم کی، بالکنی میں چیک کیا وہاں بھی کوئی نہ تھا۔۔۔۔

نین !یاور کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔۔

کہیں مجھے چھوڑ کر۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے پاگل کر رہی تھی کہیں وہ اسے چھوڑ کر تو نہیں چلی گئی۔۔

صارم جس کی نیند میں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا تھا اپنے ساتھ خالی جگہ کو محسوس کرتے وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا، خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا پورا کمرہ اس نے دیکھ لیا اسے اپنی بیوی کہیں پر بھی نہ نظر آئی۔۔۔

علینا اس کا دھیان دروازے کی جانب گیا جو لاک نہیں تھا۔۔

باہر دیکھتا ہوں وہ تینوں اپنے اپنے کمرے سے باہر نکلے لاؤنج میں کھڑے ہو کر پہلے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد میں ارد گرد نظر دوڑانے لگے۔۔۔

علینا!۔۔۔

پری!۔۔

نین!۔۔۔

وہ تینوں زیرِ لب بڑبڑائے تھے۔۔ ابرو اچکاتے وہ تینوں ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

صام پری تمہارے کمرے میں ہے کیا؟۔۔۔

تم اپنی بیوی کا پوچھ رہے ہو مجھے میری بیوی نہیں مل رہی۔۔ صارم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

سیدھی طرح جواب دو پری تمہارے کمرے میں آئی ہے۔۔۔

نہیں یار میرے کمرے میں کوئی بھی نہیں ہے میں تو سویا اٹھا، خالی کمرہ مجھے منہ سے چڑھا رہا تھا۔۔ صارم کا رنگ اڑ گیا تھا۔۔

نین کہیں طرسم سے ملنے تو نہیں آئی تمہارے کمرے میں۔۔۔

ہاں جاؤ میرے کمرے میں بیٹھ کر دونوں گپے لڑا رہی ہیں۔۔ سردار نے آگ اگلی تھی۔۔ یاور نے آنکھیں گھمائی وہ کس سے سیدھے جواب کی توقع کر رہا تھا۔۔

آدھی رات کو کہاں جا سکتی ہیں یہ؟ وہ تینوں کہتے ہوئے حویلی میں پھیلے۔۔ گارڈن، بیک سائیڈ، حویلی کا ہر کمرہ انہوں نے دیکھ لیا جو خالی

تھا۔ لیکن وہ تینوں انہیں کہیں بھی نہ ملی تھک ہار کر وہ تینوں گارڈن میں کھڑے ہو کر اپنا سر تھام گئے۔۔

فوٹیج! دالہام سیکورٹی روم کی جانب بڑھا صارم اوریا وراس کے پیچھے سکیورٹی روم میں گئے۔۔ حویلی کا کوئی فرد رات کو گارڈن میں نہیں آیا تھا۔۔

کہاں جا سکتی ہے یہ؟ وہ تینوں پسینے سے بھیگ چکے تھے دل میں یکدم ایک عجیب سا خوف بیٹھ گیا۔۔ دالہام ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی مسلنے لگا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اپنے دل کا مقام سہلا رہا تھا۔۔

حویلی میں کوئی داخل ہوا ہے؟ سردار نے مین گیٹ پر کھڑے گارڈ سے پوچھا تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

نہیں سردار کوئی آدمی حویلی کے اندر داخل نہیں ہوا اور نہ ہی ہمیں بڑی حویلی کے گرد بھٹکتا ہوا کوئی نظر آیا۔۔۔

تم کہتے تھے میری حویلی میں پرندہ بھی میری اجازت کے بغیر داخل نہیں
ہو سکتا رات کے دو بجے تین عورتیں تمہاری حویلی سے غائب ہے۔۔
یاور بلند آواز میں بولا تھا اس کے سانس سینے میں اٹکے ہوئے تھے یہ
سوچ کر ہی کہ اس کی بیوی نہ جانے کس حال میں ہوگی۔۔
سردار اور صارم کی حالت بھی کچھ الگ نہ تھی۔۔۔
دالہام ہم نے چھت پر نہیں دیکھا! صارم کے کہنے کی دیر تھی وہ تینوں
چھت کی جانب بھاگے۔۔ جیسے ہی انہوں نے آخری سیڑھی عبور کی ان
کی نظر قہقہ لگاتی ہوئی اپنی بیویوں پر گئی۔۔
میں بتا رہی ہوں۔۔ تم دونوں کے بچے ہوں گے انہیں دن میں کم سلانا
تاکہ وہ رات کو اپنی نیند پوری کرے نہیں تو پوری رات جاگ کر انہیں گود
میں لے کر بیٹھی رہوں گی۔ اور یہ جو شوہر ہوتے ہیں نا سکون سے نیند
پوری کر رہے ہوتے ہیں انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی بیوی جاگ رہی

ہے۔ علینا ان دونوں کو ٹپس دے رہی تھی کہ جب بچے پیدا ہوں گے تو یہ کام ضرور کرنا۔۔

اگر رات کو کبھی بچوں نے تنگ بھی کیا تو ان کے بابا صاحب ہیں نا سنبھالنے کے لیے سارا کام اب ہم بیویاں ہی کریں۔۔ طرسم کی پشت ان تینوں کی طرف تھی اس نے نقاب نیچے کیا ہوا تھا مزے سے منہ میں نوڈل ڈالتے ہوئے بولی۔۔

ہاں تو اور کیا دن میں بھی ماں ہی بچے کو سنبھالے اور راتوں کو ماں ہی جاگے۔ بچے صرف ماں کے ہوتے ہیں باپ کے نہیں ہوتے کیا۔۔۔ راعنین نے الٹے سیدھے چہرے کے زاویے بناتے کہا نوڈل کا چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔۔

وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے جن کو وہ پوری حویلی میں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے تھے۔۔ وہ آرام سے بیٹھ کر ہنستے

ہوئے نوڈل کھا رہی تھی اور ایک دوسرے کو مشورے دے رہی تھی کہ بچے ہونے کے بعد یہ کام ہم نے کرنا ہے یا تم یہ کر لینا۔۔

صارم تو اپنی بیوی کو دیکھتا رہ گیا جب ہادی اور طرسم چھوٹے تھے وہ پوری رات جاگتا رہتا تھا اسے کبھی علینا کو اٹھا کر نہیں کہا تھا کہ بچے سنبھالو۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ شوہر آرام سے سوئے رہتے ہیں۔۔

سردار کے لیے کچھ نئے نہ تھا اسے اپنی پری کی حرکتیں اچھی طرح پتہ تھی وہ خود کو تیار کر رہا تھا کہ آدھی رات کو جاگ کر اس نے ہی بچوں کو سنبھالنا ہے۔۔

یاور نے لبوں پر ہاتھ رکھے اس کی بیوی بھی اتنا بولتی ہے اسے آج پتہ چلا تھا۔۔

نیچے لاؤنج میں بیٹھ کر تم سب کو نوڈل ہضم نہیں ہونے تھے۔۔ دالہام کی بلند آواز سن کر تینوں ہکا بکا رہ گئی۔۔ طرسم نے اپنا نقاب اوپر کر کے مڑ کر دیکھا۔۔ ان تینوں کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔ دیو! ہمیں بھوک لگی تھی۔۔ اپنے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔۔

لاونج میں موجود صوفوں پر کانٹے نہیں لگے تھے جو تم تینوں کو چھت پر رکھی ہوئی ان کرسیوں پر بیٹھ کے نوڈل ہضم ہونے تھے۔۔ سردارانتہا کے پیار بھرے لہجے میں بولا تھا جبکہ لفظوں کے تیر اس کی زبان سے نکلتے ان تینوں نے محسوس کیے تھے۔۔

علینا وہ دونوں تو چھوٹی ہے ان کا سمجھ آتا ہے کہ وہ اس طرح کی حرکت کریں گی لیکن تم بھی! لوگ کہتے ہیں عورتوں کی عمر بڑھے تو وہ میچور ہوتی جاتی ہیں لیکن میری بیوی تو بچی بنتی جا رہی ہے۔۔ صارم نے سر تا

پاؤں تک زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجاتے دانت کچکچاتے ہوئے اسے گھورا تھا۔۔

اور تم اگر تمہیں آدھی رات کو بھوک لگی تھی تو نوڈل اٹھا کر کمرے میں لے آتی یوں رات کے دو بجے چھت پر بیٹھ کر کون سی پریاں تمہارے منہ میں مٹھائیاں ڈال رہی ہیں۔۔ یاور بے انتہا میٹھے، پیار بھرے لہجے میں بولا۔۔ راعنین شہادت کی انگلی کا ناخن دانتوں میں دباتے نوڈل پر نظر جما گئی اس کے پیار بھرے لہجے میں بھی طنز ہی ہوتے تھے۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ہم نوڈل کھانے کے اوپر آئے تھے آپ سب تو سردار نے غصے سے دیکھا تو طرسم کی بولتی بند ہوئی تھی تو ان کی حالت ہوئی تھی وہ تینوں ہی جانتے تھے۔۔

اٹھو جلدی یہاں سے! سردار کو غصے میں آتے دیکھ وہ تینوں اٹھی۔۔ یاور اور صارم اپنی اپنی بیوی کو گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔

تینوں نے اپنی اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر جیسے ہی لاؤنج میں گئے۔۔۔ آئیدن لاؤنج کے درمیان میں سر تھامے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا تمہیں؟ وہ یک زبان بولے کیونکہ اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔۔

لالا میری بیوی کمرے میں نہیں ہے۔۔۔

ایک دفعہ تم بھی چھت کا چکر لگا آؤ مل جائے گی۔۔ یاور نے راعنین کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس نے ایک دفعہ بھی اپنے شوہر کی جانب نہ دیکھا تھا۔۔

چھت پر کیا کرنے گئی وہ؟ اس بیچارے کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا وہ چھت کی جانب بھاگنے لگا جب نمیرہ کچن سے باہر نکلی اور بولی۔۔

آئیدن آپ چھت پر کیا لینے جا رہے ہیں؟ آئیدن نے مڑ کر اسے دیکھا جو آئس کریم کھا رہی تھی۔ نمیرہ پانی پینے کے لیے کمرے سے باہر نکلی تھی جبکہ فرج میں آئس کریم پڑے دیکھ اس کا دل کیا کھانے کا اور وہ کچن میں چیئر پر بیٹھ کر سکون سے کھانے لگی تھی۔۔۔

میرے چار بچے چھت پر بیٹھے ہیں انہیں لینے جا رہا ہوں۔۔ جل بھن کر بولتا وہ سیڑھیوں سے نیچے اترا۔۔

چار بچے! ہمارا بیٹا تو کمرے میں سویا ہے! نمیرہ کو اس کے طنز کی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

راعنین نے اپنا ہاتھ یاور کے ہاتھوں سے چھڑوایا۔۔ لبوں پر زخمی مسکراہٹ سے یاور اس نے اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

خبر دار آج کے بعد آدھی رات کو تم کمرے سے باہر نکلی۔۔اور خیریت ہے آپ چھ رات کے تین بجے یہاں پر کھڑے ہیں۔۔اپنی بیوی سے غصے سے کہہ کر اس نے ان سب کی طرف رخ کیا۔۔

یہ آئیڈیا اس کا تھا چھت پر جانے کا۔۔سردار نے اس کے بات کوئی اگنور کرتے ہوئے ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

راعنین نے اور علینا نے طرسم کی طرف اشارہ کر دیا۔۔

دیو میں بتاتی ہوں نوڈل بنانے کا آئیڈیا راعنین کا تھا، اوپر جانے کا میرا، گپے مارنے کا مورے کا۔۔

سبحان اللہ بتا تو ایسے رہی ہو جیسے بہت اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم تینوں نے۔۔طرسم آنکھیں گھمائی ایک تو اس نے سچ بولا اوپر سے اسے طنز سننے کو مل رہے تھے۔۔۔

آج کے بعد اگر میری اجازت کے بغیر تم کمرے سے باہر نکلی رات کے وقت، تو واللہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ صارم نے علینا کے بازو پر گرفت سخت کی۔۔

رات کو اگر بھوک لگے تو مجھے اٹھانے کی زحمت کر لینا، خود بڑی اماں بن کے کمرے سے باہر نہیں نکلنا پتہ بھی ہے سیڑھیاں زیادہ نہیں چڑھنی پھر بھی نیچے آ کر سب سے اوپر والے چھت پڑ گئی۔۔ یاور نے اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب کیا تو اس نے نظریں جھکا لی وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز کرتی تھی۔۔

تم تو کمرے میں چلو تمہیں میں بتاتا ہوں۔۔ سردار کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جبکہ آنکھوں میں سرخ ڈورے نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔

ہوا کیا ہے؟ نمیرہ سب کی جانب دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوا بس ہماری بیویوں کو آدھی رات کو دورا پڑا تھا نوڈل بنا کر چھت پہ جا کر کھانے کا۔۔ صارم اوریاور آنکھیں گھماتے ہوئے بولے تھے۔۔

سب اپنی اپنی بیوی کو لے کر کمرے میں چلے گئے۔۔

اپنے دماغ کو ذرا کم چلایا کرو۔۔ سردار کمرے میں داخل ہوتا ہے کھٹاک سے دروازہ بند کر کے لاک کرتے اس کی جانب مڑا۔۔۔

دیوا اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو؟ وہ ڈرنے کی بجائے اپنے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر آنکھیں دکھاتے بولی تھی۔۔

غصہ کیوں کر رہا ہے جو حرکت تم نے کی ہے تم جانتی ہو کیا

میرا۔۔۔ دالہام نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔ جو حالت اس کی ہوئی تھی وہ جانتا تھا یا پھر اس کا خدا۔۔۔

دیوا تنی بری حرکت بھی نہیں کی میں نے کہ اتنا غصہ کرنے لگ جاؤ تم۔۔۔

کسی دن میں بنا بتائے حویلی سے چلا جاؤں گا اور تین چار دن کے لیے واپس نہیں آؤں گا رابطہ نہیں رکھوں گا پھر میں تم سے کہوں گا کہ کوئی بڑی بات نہیں ہے دو تین دن کے لیے ہی تو غائب ہوا ہوں۔۔ دالہام نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کیا۔۔

غائب ہو کر دکھاؤ مجھے۔۔ اس کی سانسوں میں اتھل پتھل شروع ہو گئی۔۔

کیا ہوا سن کر ہی حالت خراب ہو رہی ہے۔۔ دالہام نے اس کا نکاب نیچے کیا۔۔ سردار کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا وہ جیسے آج تمام بدلے لینے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا۔۔

دیو! مجھے نہیں پتہ تھا تم اتنا پریشان ہو جاؤ گے۔۔

پریشان ہونے والے تو کوئی بات ہی نہیں ہے بیوی ہی تورات کے دو بجے کمرے سے غائب ہوئی تھی۔۔ دالہام نے اس کے شانوں پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔ طرسم کواب اپنی حرکت پر پچھتاوا ہو رہا تھا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ دالہام اس سے ناراض ہو جائے گا۔۔

دیو!۔۔۔ دالہام نے اس کے شانوں سے اپنے ہاتھ ہٹائے۔۔۔

مت بلاؤ مجھے دیو جاؤ جا کر نوڈل کھاؤ، خود بنانے کی آگ لگی ہوئی تھی میں تو جیسے مر گیا تھا نا۔۔۔

دیو کیا ہو گیا؟ تم سوئے ہوئے تھے مجھے مناسب نہیں لگا تمہیں جگانا۔۔۔ طرسم تڑپ اٹھی تھی اس کے الفاظ سن کر۔۔۔

پہلے جب تمہیں بھوک لگتی تھی تم بنا سوچے سمجھے مجھے اٹھا دیتی تھی چاہے میں پانچ منٹ پہلے ہی کیوں نہ سویا ہوتا۔ مجھے اٹھایا نہیں تھا گیا؟

دالہام نے اسے پھر سے شانوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔ جبکہ آنکھوں میں ابھی بھی غصہ تھا۔۔ اور اس غصے کے پیچھے خوف تھا۔۔ دیو سوری ائندہ جگا دیا کروں گی اگر بھوک لگے گی۔۔ طرسم نے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تو دالہام نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔

دیو! پیار سے اسے پکارا، دالہام اسے نظر انداز کر کے بیڈ پر لیٹ گیا اس نے پہلی مرتبہ اسے نظر انداز کیا تھا۔۔

ایم سوری طرسم اس کے پاس بیٹھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ سر پر لگی پٹی گندی ہوئی تھی شاید اس نے پٹی تبدیل نہیں کروائی تھی۔۔

طرسم کی نظر سائیڈ سے کٹے ہوئے اس کے بالوں پر گئی وہ اپنے بالوں کو کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا اور اس کی پری نے اس کے بال کاٹ دیے تھے۔۔

میرا دیو کیسے مانے گا طرسم نے اس کے رخسار پر شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے T اور S لکھا۔۔ سردار نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔۔ وہ رخ موڑے لیٹا تھا۔۔۔

پکا آئندہ کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گی۔۔ طرسم نے اس کا رخ اپنی طرف کرنے کی کوشش کی جب کہ وہ اپنے جسم کو اکڑا کر لیٹا تھا۔۔

دیو درد ہو رہا ہے۔۔ اس کی بار سنتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

کہاں؟۔۔ پریشانی سے پوچھا گیا۔۔

دل میں! طرسم نے آنکھیں پٹپٹائی۔۔

آئندہ اس طرح کا مذاق نہ کرنا کہ تمہیں درد ہو رہا ہے۔۔ دالہام کے چہرے پر فکر تھی طرسم کو اپنی حرکت پر بے حد غصہ آیا۔۔ وہ اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ اپنی حرکت سے وہ اسے مزید ناراض کر گئی۔۔

مان جاؤنا ائندہ ایسی حرکت نہیں کروں گی۔۔اب اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہونے لگی تھی۔۔سردار نے اپنی آنکھیں میچی۔۔۔

میں تمہیں شرارت کرنے سے منع نہیں کر رہا محض وہ حرکات کرنے سے منع کر رہا ہوں جس سے کسی کو تکلیف ہو سکتی ہے۔۔تم تینوں تو اپنے مزے کے لیے چھت پر چلی گئی جب ہمیں پتہ چلا کہ ہماری بیوی کمرے میں نہیں ہے ہمیں لگا کہ شاید نیچے ہے پوری حویلی میں ہم تینوں پاگلوں کی طرح تم تینوں کو ڈھونڈ رہے تھے۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ ہم پر کیا گزری ہے۔۔دالہام نے خفگی سے کہا تھا اس کے کندھے پر سر رکھنے لگی تو اس نے رخ موڑ لیا۔۔۔۔

طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو کر بہنے لگے اس نے فوراً اپنے نقاب سے آنسو صاف کیے۔۔اس کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی۔۔شاید بی پی تیز ہو رہا تھا۔۔

دیوایم سوری۔۔۔

مت بولو یہ الفاظ !دالہام اپنی انگلیاں مروڑ رہا تھا۔۔

اپنی پری کو درد دے رہے ہو تم !دالہام کو اس کی آواز میں تکلیف محسوس ہوئی اس کی جانب رخ کیا تو گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔۔

پری !اس کے پکارنے کی دیر تھی کہ وہ رونا شروع ہو گئی۔۔

درد ہو رہا ہے دالہام نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔ نبض چیک کی جو بے انتہا تیز تھی۔۔ ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے بی پی چیک کرنے والی مشین نکالتے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا بی پی چیک کرنے لگا جو تیز ہوا تھا۔۔۔۔

مان جاؤ طرسم نے اس کی داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔۔

میں ناراض نہیں ہوں۔۔

جھوٹ مت بولو صاف پتہ چل رہا ہے کہ تم ناراض ہو۔۔اس کے سینے پر سر ٹکایا۔ طرسم سردار کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔۔

مجھے کسی نے کہا تھا کہ جب بچے آجائیں تو شوہر کا پیار کم ہو جاتا ہے۔۔ پھر وہ بہت زیادہ ناراض ہوتا ہے۔۔۔ دالہام نے ایک ابرو اچکائی۔۔ وہ محض ایک مرتبہ اس سے ناراض ہوا ہے اور محترمہ کہہ رہی ہیں کہ شوہر حد سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔۔۔

یہ کام بیوی کا ہوتا ہے شوہر کا نہیں۔۔ دالہام ابھی بھی نہیں مانا تھا۔۔ اس نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے میڈیسن نکال کر اس کی گود میں رکھی۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ کو پکڑ کر گلاس میں پانی انڈیل کر اسے پکڑایا۔۔

یہ کس لیے۔۔

جو آپ کا بی پی تیز ہوا ہے اس کے لیے۔ دالہام خانزادہ نے اسے پکڑ کر اس پشت پیٹ کراؤن کے ساتھ لگائی تاکہ وہ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے۔۔ طرسم نے میڈیسن کھائی۔۔

میرا وزن زیادہ ہو گیا نا اس لیے اب مجھے خود کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے نہیں دیتے سردار نے اپنا سر تھام لیا وہ بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہی تھی اس نے واش روم جانا تھا اس لیے اس کی پشت اس نے بیڈ کرون کے ساتھ لگائی تھی۔۔

ہاں بالکل، تمہارا شمار تو ان عورتوں میں ہوتا ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ موٹی ترین مانی جاتی ہیں۔۔ سردار تلملاتے ہوئے اٹھ کر واش روم میں چلا گیا۔۔۔

مجھے پتہ تھا میں نے موٹی ہو جانا ہے اس دن پوچھا بھی تو کہتے ہیں تم موٹی نہیں ہوں تمہیں تو میں اپنی ایک ہاتھ سے اٹھا سکتا ہوں اور اب مجھے دنیا

کی سب سے وزنی ترین عورت کہہ کر گئے ہیں۔۔ وہ بے آواز رونے لگی۔۔۔ رورو کر اسے اپنا نقاب گیلا کر لیا تھا سردار واش روم سے باہر نکلا اسے بیڈ پر ہلکان ہوئے بیٹھے دیکھ۔۔ اس کے پاس جا کر بیٹھا۔۔

کیا ہوا؟۔۔۔

میں موٹی ہو گئی ہوں۔۔ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ بلائی لب باہر نکالا تھا۔۔

اب ظاہر سی بات ہے تم نے موٹی تو ہونا ہے۔۔۔

دیکھا میں موٹی ہوں۔۔ دالہام لبوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اور آنسو صاف کر کے پیشانی پر بوسہ دے کر وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا تھا۔۔

طرسم کو برا لگا اس کا یوں بنا اس سے بات کیے سونے کے لیے لیٹ جانا۔۔۔۔

دیو! میں اچھی بیوی نہیں ہونا؟ اس کا سوال سن کر سردار کو مزید خفا ہونا صحیح نہ لگا۔۔۔

اور یہ کس نے کہہ دیا تم سے۔۔ اٹھ کر بیٹھتے سینے پر ہاتھ باندھ کر اس سے پوچھا۔۔

بس ایسے ہی۔۔ جیسے دوسری بیویاں شوہر کے لئے تیار ہوتی ہیں ان کے لیے کھانا بناتی ہیں، ان کے آنے کا انتظار کرتی ہیں پھر کھانا کھاتی ہیں میں تو کچھ بھی نہیں کرتی۔۔۔ وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔۔۔

ایک اچھی بیوی جانتی ہو کیا ہوتی ہے؟

ہاں وہ سب کام کرتی ہیں جو ابھی میں نے بتایا۔۔ طرسم کی بات سن کر وہ مسکرایا۔۔۔

بالکل نہیں اچھی بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کے سکون کا باعث بنے، جو ہمیشہ اپنے شوہر کے ساتھ سنجیدگی اختیار نہ کرے بلکہ اپنی بچکانہ حرکتوں

سے اس کی خوشی کا باعث بنے۔۔ جب شوہر تکلیف میں ہو تو اس سے جھگڑنے کی بجائے اسے سکون پہنچائیں۔۔ اور یہ کام میری بیوی بخوبی کرتی ہے۔۔۔ تو اپنے ذہن سے اس خیال کو نکال دو کہ تم اچھی بیوی نہیں۔۔ طرسم نے بلائی باہر نکالتے اس کے گردن میں بازو حائل کرتے سینے پر سر ٹکایا۔۔

چلو شاباش سو جاؤ۔۔ دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کا سر تکیے پر منتقل کیا۔۔

وہ سردار کا ہاتھ تھام کر لیٹتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

مجھے تمہارا چہرہ حجاب نے لپٹا ہوا بے انتہا خوبصورت لگتا ہے۔۔۔ دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت سہلائی۔۔

اور مجھے میرے دیو مجھ سے یوں پیار کرنا۔۔ طرسم نے اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے پیشانی کے ساتھ لگایا۔۔ دالہام بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا رہا۔۔

صارم کمرے گیا علینا دروازہ بند کر کے اس کے پاس بیٹھی۔۔

ارے تم یہاں کیوں بیٹھ گئی ہوں۔ تم نے تو چھت پر کرسیوں پر بیٹھنا تھا چلو جاؤ شاباش چھت پر واپس۔۔ اس کا طنز سن ایک مرتبہ اسے ہنسی آئی تھی جبکہ لبوں پر ہاتھ رکھتے اس نے اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا۔۔

ہاں وہ کیا ہے نا میرا ابھی چھت پر جانے کا دل نہیں کر رہا فی الوقت مجھے بہت نیند آرہی ہے۔ تو مجھے سونا ہے آپ بھی سو جائیں۔۔ علینا نے

بے نیازی سے کہا وہ حیرت میں بھی مبتلا تھی کہ جس شخص کو وہ گھنٹا لگا کر اٹھاتی تھی وہ اپنی گہری نیند میں اس کی غیر موجودگی کو محسوس کر کے نیند سے بیدار ہوا تھا۔۔

میری نیندیں حرام کر کے تمہیں نیند آ رہی ہے۔۔۔ وہ تلملاتے ہوئے بولا۔ جس قدر وہ پریشان ہوئے تھے یہ صرف وہی جانتے تھے۔۔۔

صارم کیا ہو گیا ہے صرف چھت پر ہی تو۔۔۔۔ اسے غصے سے اپنی جانب دیکھتے پا کر اپنے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ لی۔۔

مجھے آواز نہ آئے تمہاری خاموشی سے سو جاؤ۔۔ علینا خاموشی سے بیڈ پر نیم دراز ہو گئی اسے سے قبل وہ اس کی اور عزت افزائی کرتا۔۔

ویسے مجھے نہیں پتہ تھا میرا شوہر ابھی بھی مجھ سے اتنا پیار کرتا ہے۔۔

نہیں مجھے تو بیوی کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب ہمارے بچے چھوٹے تھے میں سکون سے سوتا تھا اور تم پوری رات جاگتی تھی۔۔ صارم نے

دانت کچکچاتے اسے گھورا جبکہ وہ نظریں نیچے کر کے اپنی مسکراہٹ پر قابو کر رہی تھی۔۔ وہ پوری رات جاگ کر بچوں کو سنبھالتا تھا اور اس کی بیوی الگ ہی قصے سنا رہی تھی۔۔۔۔

نہیں تو میرا شوہر تو جاگتا تھا میرے ساتھ۔۔۔

شرم تو نہیں آئی تھی بیٹی کا پٹیاں پڑھاتے ہوئے۔۔ صارم نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھایا۔۔

اللہ اللہ صارم میں نے کون سی پٹیاں پڑھائی ہیں میں نے تو بس یہی کہا تھا کہ ان کو دن میں بچوں کو کم سلانا نہیں تو رات کو تنگ کرے ہے۔۔ اور پھر ماں گود میں لے کر بیٹھ جاتی ہے اور کچھ شوہر ایسے ہوتے ہیں جو سکون سے سوتے ہیں میں نے آپ کا نام تو نہیں لیا تھا آپ نے خود یہ بات اپنے اوپر لی تھی۔۔ صارم نے نفی میں سر ہلایا اس کی بیوی کا کچھ نہیں ہو

سکتا تھا اسے اُس وقت شدت سے نیند آرہی تھی جسم ٹوٹ رہا تھا اس کی بیوی نے آدھی رات کو اس کی پوری حویلی میں دوڑ لگوائی تھی۔۔

خبردار آج کے بعد تم کمرے سے باہر نکلی رات کے وقت۔۔۔ نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا جتنا پیار سے پیش آرہا ہوں تم اتنا ہی بگڑتی جا رہی ہو۔۔۔۔

اوہو شوہر جی اتنا بھی غصہ نہ کرو۔۔ صارم نے ایک مرتبہ پھر اسے گھوری سے نوازا تو اس نے کمبل سر تک تان کر نیم دراز ہو گئی۔ صارم دوسری جانب جا کر بیڈ پر نیم دراز ہوا اور اسے اپنی طرف کھینچ کر اس کے سر کے نیچے اپنا بازو رکھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور اور را عنین کمرے میں پہنچے تو یاور نے دروازہ بند کر کے اسے شانوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگایا۔۔ وہ اس کی حرکت پر ہکا بکا رہ گئی۔۔

کیا کر رہے ہیں آپ؟ را عنین نے اسے خود سے دور جھٹکا۔۔

کیا ضرورت تھی رات کے دو بجے تمہیں چھت پر جانے کی۔۔ جان نکلنے والی یار ہو گئی تھی میری۔۔ یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما تو اس نے اس ایک مرتبہ پھر خود سے دور دھکا دیا۔۔

میری مرضی میں جہاں مرضی جاؤں آپ کو بس بچے کی پرواہ ہونی چاہیے اور بے فکر رہا کرے اس معاملے میں، بچے کا دھیان میں مکمل طور پر رکھ رہی ہوں۔۔۔ را عنین بیڈ پر جا کر بیٹھی۔۔

کیا مطلب صرف بچے کی پرواہ ہونی چاہیے تم میری بیوی ہو۔۔۔

بیوی؟۔۔کبھی بیوی سمجھا ہے مجھے، میں آپ کے لیے بیوی نہیں ہوں صرف ایک کھلونا ہو جسے آپ استعمال کرتے آئے ہیں جب دل چاہتا تھا کھیل لیتے تھے اور جب دل چاہا خود سے دور پھینک دیا۔۔جیسے ہی پتہ چلا ہے کہ بچے کو کچھ نہیں ہوا تو۔۔۔راعنین نے گہرا سانس بھرتے بار کو ادھورا چھوڑ دیا۔۔

نین!۔۔میرا نام راعنین یزدان ہے۔۔وہ غصے سے اس کی بات کاٹتے ہوئے غرائی۔۔

تمہارا نام راعنین یاور ہے وہ اس کے پاس بیٹھا تو وہ کھسک کر دور ہوئی۔۔

کیا مسئلہ ہے جو بات بات پر میرے پاس کیوں آرہے ہیں؟۔

میری بیوی ہو تو پاس تو آؤں گا ہی۔۔

یاور پلیز میرے ساتھ اس طرح کی حرکتیں مت کریں۔۔ وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

کب تک سزا ملے گی؟ وہ لبوں پر مشکل مسکراہٹ سجائے بولا۔ ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیا۔۔

سزا اس کو دی جاتی ہے جس سے ہمارا رشتہ ہو اور ہمارے درمیان صرف کاغزی رشتہ بچا ہے محبت کا رشتہ نہیں رہا۔۔ اس کے حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔

کیا ایک موقع نہیں دو گی مجھے؟۔۔

کئی موقع دیے ہے آپ کو جبکہ میرے حصے میں ہر مرتبہ ذلالت آئی۔۔۔ راعنین نے اپنی ہتھیلی پر ناخن مارے وہ اپنے آنسوؤں کو ضبط کر رہی تھی جبکہ یہ مشکل ترین کام ہوتا جا رہا تھا۔۔

بھٹکے ہوئے مسافر کو راہ دکھانی چاہیے نہ کہ اس کی غلطیاں بتا کر اسے مزید پچھتاوے میں بتلا کرے۔۔ یاور اپنی خالی ہتھیلیوں کو دیکھ رہا تھا وہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھا تھا جس باپ پر مان تھا وہ باپ غلط نکلا جس کے لیے وہ سب سے لڑا اس نے ہی اس کا سر جھکا دیا۔۔۔

بھٹکے ہوئے مسافر کو راہ دکھانے کی کوشش کی تھی اس نے میرے راستے میں ہی انگاڑے بچھا دیے۔۔ یاور کا دل کیا اپنے ہاتھ کاٹ دے جس سے اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارے تھے۔۔

میں اپنے بابا وجہ سے ایسا بنا مجھے لگتا تھا وہ صحیح ہیں اگر کوئی میرے بابا کے بارے میں کچھ بولتا تھا تو میں اس کی جان لینے پر آجاتا۔ میرے بابا جو مجھے کہتے تھے میں ان کی ہر بات مانتا۔ میرے بڑے ب بھائی مجھے منع کرتے تھے یاور اتنی فرمانبرداری مت کرو، وہ شاید بابا کی حقیقت سے واقف تھے۔۔ میں اپنے باپ کی محبت میں اس قدر غرق ہو گیا اپنی ماں

کے دکھ کو ہی نہ سمجھ سکا۔ سردار کی ماں میری ماں کی تکلیف جان گئی تھی جبکہ میں بیٹا ہو کر نا جان پایا۔۔ اپنی بہن سے بے انتہا پیار کرتا تھا جبکہ اپنے باپ کو کھونے کے ڈر سے اسے ایک درندے کے حوالے کر دیا۔۔ میرا بھائی رویا تھا لیکن میں اپنے باپ کی ضد پر اس کے ساتھ کھڑا ہوا جو میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔ کچھ لمحے رک کر اس نے گہرا سانس لیا اور پھر سے بولنے لگا۔۔

میں نے اپنے باپ کی محبت میں اِس حویلی کے افراد کو بے انتہا تکلیف پہنچائی ہے۔ سب کو غلط کہا جو غلط تھا اسے غلط نہ کہنے دیا۔۔ جو کچھ میرا باپ میری ماں کے ساتھ کرتا رہا، وہ سب میں نے تمہارے ساتھ کیا، تمہیں محبت نہ دے سکا تمہاری محبت کا مان نہ رکھ سکا۔ صرف بچے کے لیے محبت دکھائی، تم پر ہاتھ اٹھایا، تمہیں دھتکارا ہر ایک کا مجرم ہوں میں۔۔ یاور کی دائیں آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ پر اس کی ہتھیلی کے

درمیان میں گرا۔۔۔۔ راعنین جو خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی اس کے الفاظ سن کر آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔۔

بے شک آپ نے سب کچھ انجانے میں کیا۔ میں اپنے ساتھ کیے ہر ظلم کے لیے آپ کو معاف کر سکتی ہوں لیکن کبھی ان لفظوں کے لیے معاف نہیں کروں گی جب آپ نے مجھے کہا تھا کہ میں اپنی اولاد کی قاتل ہوں کیسے سوچ لیا آپ نے ایک ماں اپنے بچے کو مار دے گی۔۔ اس کے لیے کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی میں۔ آپ ایک اچھے باپ بن سکتے ہیں ایک اچھا شوہر نہیں۔۔ راعنین نے ابھی بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا وہ اپنی نظریں نیچے کیے الفاظ ادا کر رہی تھی۔ ایک بیوی تو شاید اسے معاف کر سکتی تھی ایک ماں کبھی یہ معاف نہیں تھی کر سکتی۔۔

کیا سزا ہے میرے لیے؟ یاور زمین پر اس کے قدموں کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ اٹھے یہاں سے راعنین ہڑبڑا گئی تھی اس کے یوں زمین پر بیٹھنے پر۔۔

بیوی سے معافی مانگنے لگا ہوں۔۔۔

یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔ راعنین اٹھنے لگی تو یاور نے اس کے گھٹنے پر زور دیا جیسے وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھے۔۔

کیا ہو گیا ہے؟ اگر مرد عورت کو اپنے پاؤں کی دھول سمجھ کر اسے دھتکارنے کی ہمت رکھتا ہے تو بعد میں معافی مانگنے کے لیے اس کے قدموں میں بیٹھنے کی بھی ہمت رکھیں۔۔ یاور نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تو وہ اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔۔

مجھے یہ سب نہیں پسند اٹھ جائے۔۔ راعنین مزاحمت کرتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

میں نہیں اٹھوں گا جب تک تم مجھے معاف نہ کردو۔۔۔

تو بیٹھے رہے پھر یہیں پر۔۔ اس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور بیڈ پر نیم دراز ہوتے کروٹ دوسری جانب لی۔۔ یاور کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی تھی وہ وہیں پر سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

راعنین نے ایک مرتبہ بھی اسے مڑ کر نہ دیکھا کہ وہ زمین سے اٹھا ہے یا پھر نہیں۔۔

پوری رات یونہی گزر گئی صبح کے آٹھ بجے راعنین کی آنکھ کھلی، آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی بیڈ کی دوسری جانب خالی تھی اس نے جیسے ہی جوتا پہننے کے لیے پاؤں نیچے کیے اس کے پاؤں کے نیچے کسی کا وجود

آیا جھٹکے سے اس نے اپنے پاؤں اوپر کیے نظریں نیچے دوڑائیں تو یاور زمین پر بیٹھا سو رہا تھا۔۔ اس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔۔

یاور! را عنین نے ہلکا سا جھک کر سے جھنجھوڑنے کی کوشش کی جبکہ وہ نہ اٹھا مشکل سے زمین پر بیٹھتے اس نے زور سے اسے جھنجھوڑا رہا تھا۔۔ اسے یکدم آنکھیں کھولی گہرے سانس بھرنے لگا اس کا وجود برف کی طرح سرد ہو چکا تھا۔۔

یہ سب کر کے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔۔ اس سرخ آنکھیں، نیلے پڑتے ناخن، نیلے ہونٹوں کو دیکھ کر وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے بولی۔۔

تم نے ہی تو کہا تھا کہ بیٹھے رہیں یہاں پر۔۔ را عنین نے گہرا سانس بھرا اور سائیڈ ٹیبل کا سہارا لے کر بیڈ پر بیٹھی۔۔

کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے میری ہر بات مانی جاتی ہے وہ منمنائی تھی۔۔

ایک موقع تو دو تمہارے بولنے سے پہلے ہی ہر خواہش پوری کر دیا کروں گا۔۔ یاور نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے پیچھے کر لیا وہ مزید خود کو ذلیل نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔ اس مرتبہ اس کی انا اس کی عزتِ نفس آگے آ رہی تھی۔۔

میری عزتِ نفس مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔۔

تم تو کہتی تھی محبت میں انسان اپنی عزت نفس کو کہیں پیچھے چھوڑ آتا ہے تو کیا محبت واقع ہی ختم ہو گئی۔۔ وہ بے یقینی سے اس سے پوچھ رہا تھا وہ عورت جو ہر وقت اس کی محبت کی مالا جپتی رہتی تھی آج اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی۔۔

وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے واش روم میں چلی گئی یاور نے اپنا سر سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ٹکایا اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو چکے تھے۔۔ جسم

بے انتہا درد ہو رہا تھا بیڈ اور سائڈ ٹیبل کا سہارا لے کر وہ بیڈ پر بیٹھا کمر بالکل اکڑ چکا تھا پورے وجود میں گلٹ پڑ گئے تھے۔۔

وہ واش روم سے باہر نکل کر ٹھیک سے دوپٹہ لیتے کمرے سے چلی گئی۔۔

سب ناشتہ کر رہے تھے تمام مرد آفس جا چکے تھے۔ طرسم اور شیر طیان کو ڈرائیور سکول چھوڑنے گیا تھا ساتھ میں گارڈز کی تین گاڑیاں تھی۔۔

طرسم وہاں اپنی کچھ عزیز ٹیچرز اور دوستوں سے ملنا چاہتی تھی جس کی وجہ سے آج وہ سکول گئی تھی۔۔۔

طرسم کے حویلی سے باہر نکلنے کہ چانسز ہیں یا پھر نہیں؟ ابراہم نے کسی کو کال کر کے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

مجھے نہیں علم وہ حویلی سے باہر نکلے گی۔۔

تو پتہ کرواؤ؟ نہیں تو میں انہیں جان سے مارنے میں وقت نہیں لگاؤں گا وہ دہاڑا تھا۔۔ وہ آدمی سختی سے اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں میں تبدیل کر گیا۔۔

کرواتا ہوں پتہ !کہہ کر اس نے کال کٹ کر دی۔۔ تھوڑی دیر بعد اسنے دوبارہ ابراہم کو کال کی۔۔

وہ آج سکول جا رہی ہے۔۔ اس کی بات سنتے ہی ابراہم نے کال کٹ کر دی۔۔ وہ آدمی اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے رہ گیا۔۔۔

دوسری جانب طرسم سکول میں اپنی ٹیچرز سے ملی، کچھ دوستوں سے ملاقات ہوئی۔۔ وہ چلتے ہوئے اس جگہ پر آئی جہاں سٹوڈینٹ کو آنا منع تھا۔ وہ اکثر وہاں چلی جاتی تھی اور جب کوئی ٹیچر دیکھتی تو بتیسی نکال کر عزت افزائی کروالیتی، وہ وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔۔ کسی نے پیچھے سے

اسے پکڑتے اس کا چہرا درخت کے ساتھ لگاتے اس کی پشت اپنے سینے

سے لگا کر اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھی تھی۔ ہاتھ اس کے پیٹ پر گردش کر رہے تھے۔۔ وہ سانس روک گئی، وہ اس قدر خوفزدہ ہو چکی تھی کہ ہمت نہ ہوئی اس کے ہاتھ کو پیچھے کرنے کی۔۔۔

بہت یاد آتی تھی تم یا یوں کہوں کبھی بھولی ہی نہ تھی۔ سونے کا ہاتھ اس نے طرسم کے کندھے پر رکھا۔۔۔

چھ۔۔۔چھوڑو۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے۔۔۔ بے۔۔۔ غیر۔۔۔ت۔۔۔۔۔انسان۔۔۔۔ آواز سنتے ہی وہ اسے پہچان گئی تھی۔ الفاظ ادا کرنے میں مشکل ہوئی۔۔۔۔

چھوڑنے کے لیے کبھی تھا ما ہی نہ تھا تمہیں کہتے ہوئے اس نے طرسم کے دونوں ہاتھ پکڑ کے اس کی پشت سے لگاتے، سونے بنے ہاتھ سے

اس کا حجاب کندھے سے سائیڈ پر کرتے وہاں لب رکھے
تھے۔۔آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اس کے دیو کے علاوہ کسی اور
نے اسے چھوا تھا۔۔۔۔

تمہاری خوشبو مجھے اکساتی ہے کہ میں تمہیں باہوں میں بھر کر خود میں سما لو
وہ بہکے ہوئے انداز میں بولا نامحرم کے لبوں سے اس طرح کے بے
ہودہ الفاظ سن کر شدت سے دل چاہا تھا کہ اسے
موت آجائے۔ مزاحمت کرتے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی جبکہ ناکام ہوئی
تھی۔۔۔

میں تمہارے وجود میں اپنے خون کو پلتے دیکھنا چاہتا تھا جبکہ تمہارے
وجود میں اس سردار کا وارث پل رہا ہے وہ بے دردی سے اس کے
پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

آہہہ!۔۔۔دل خراش چیخ اس کے لبوں سے ادا ہوئی۔ جب ابراہم نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے دونوں ہاتھوں پر دباؤ بڑھایا تھا۔۔ اسے اس کے لمس سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے وہ درد سے کراہ رہی بولنا چاہتی تھی جبکہ اس بھاری ہاتھوں کی وجہ سے نا اپنا آپ نہ چھڑوا پائی۔۔

تم تو میری نیلی آنکھوں والی گڑیا ہو تمہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔۔ میں تمہارے وجود میں موجود سردار کے وارث کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔ اس سے پہلے وہ کوئی حرکت سرانجام دیتا اس نے ابراہم کی ہتھیلی پر بے دردی سے دانت گاڑھے۔ اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ ہٹاتے اس کے ہاتھ آزاد کر کے اپنی ہتھیلی سہلانے لگا۔۔

طرسم مڑی اس کا حلیہ دیکھ کر بے ساختہ اس نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی کالے رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے اس کا سونے کا ہاتھ۔۔اسے دیکھ کر ہر کسی کو وہ وحشی درندہ لگتا تھا۔۔

وہ اس کی جانب بڑھنے لگا تو سب نے اپنے قدم پیچھے کو بڑھائے۔۔

"کبھی کمزور مت پڑنا"

دالہام کے الفاظ اس کے ذہن گردش کرنے لگے اس کی نظر سائیڈ پر پڑے ایک پتھر پر گئی اگر وہ جھکتی تو وہ اسے پکڑ لیتا۔۔وہ پیچھے کی جانب قدم بڑھاتے جا رہی تھی، گہرے سانس بڑھ رہی تھی۔۔ابراہم ملک لمبے ڈھگ بڑھ رہا تھا اس کے قریب جانے کے لیے۔۔طرسم جسم کی تمام ترقوت اکٹھے کرتی نیچے جھکی اور وہ بڑا پتھر اٹھا کر اس کی جانب اچھالا وہ سائیڈ پر ہو گیا جبکہ ہاتھ اوپر کی جانب کیا، پتھر اس کی کمر پر لگا تھا۔۔۔وہ

کراہتے ہوئے جھکا تو طرسم نے دوسرا چھوٹا پتھر اٹھا کر اس کے سر پر مارا تھا۔۔

بے غیرت انسان تم ہاتھ لگا کر دکھاؤ مجھے تمہارے ہاتھ توڑ کے رکھ دوں گی میں۔۔ تم وحشی درندے ہو گے دوسروں کے لیے تم میں اپنی ہمت نہیں ہے کہ تم میرے بچوں کو نقصان پہنچا سکو۔۔ وہ گہرے سانس بڑھ رہی تھی اس کا سر چکرانا شروع ہو گیا پیٹ میں بے تحاشہ درد ہونے لگی۔۔ وزنی پتھر اٹھانے کی وجہ سے۔۔

ابراہم کے سر سے خون نکل رہا تھا وہ اٹھ کے اس کی جانب بڑھنے لگا تو وہ بلند آواز میں چلائی۔۔ ابراہم اسے چلاتے دیکھ لوگوں کی بڑبڑاہٹ اور قدموں کی آواز سن کر وہ سکول میں موجود پچھلے جس دروازے سے داخل ہوا تھا وہیں سے نکل گیا۔۔

طرسم گہرے سانس بڑھ رہی تھی۔ اگر وہ ہمت ہارتی تو وہ اپنی عزت کو گنوا بیٹھتی یا پھر اپنی اولاد کو۔۔

کیا ہوا طرسم؟ کچھ فی میل ٹیچرز اس کے پاس آئی اسے شانوں سے تھام کر اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے اس سے فکرمندی سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں! میم چکر آرہے ہیں طبیعت خراب ہورہی ہے۔۔ آپ میرے شوہر کو کال کردے اس نے آنکھوں سے آنسو نکلنے سے پہلے ہی اسے بے دردی سے مسل دیا۔۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی وہ جس قدر کمزور پڑتی ابراہم اسے اتنا ہی ڈراتا۔۔ اس ٹیچر نے ریکارڈ سے سردار کا نمبر نکال کر کال کی جو ریسیو نہ کی گئی۔۔ دو منٹ بعد دوبارہ کال کی جو پک کرلی گئی تھی۔۔۔ دالہام ضروری میٹنگ اٹینڈ کررہا تھا۔۔

سر آپ کی وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے انہیں ہیں ہو رہی ہے۔۔
ٹیچر نے طرسم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کراہ رہی
تھی۔۔

میں آرہا ہو۔۔ اس نے فوراً کال کٹ کی میٹنگ چھوڑ کر وہ تقریباً بھاگنے
والے انداز میں میٹنگ روم سے باہر نکلا، لفٹ کے پاس گیا تو اسے ٹائم
لگ رہا تھا اس فلور تک آنے میں۔۔ وہ بھاگتے ہوئے سڑھیوں کی
جانب بڑھا۔ وہ اپنے آفس کے چھٹے فلور پر موجود تھا جب تک سیڑھیاں
ختم ہوئی تھی وہ پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔۔ پارکنگ ایڑیاں میں گیا کار
میں بیٹھتے اس نے تیزی سے دوڑاتے ہوئے رخ طرسم کے سکول کی
طرف کیا تھا۔۔ تقریباً 20 منٹ بعد اس کی کار سکول کے باہر رکی۔۔
کار سے باہر نکلتے کھٹاک سے دروازہ بند کرتے وہ سکول کے اندر داخل
ہوا گارڈن میں چیئر پر وہ اپنا سر تھامے بیٹھی تھی۔۔

پری کیا ہوا؟ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما لہجے میں فکر، محبت ہر وہ جذبہ موجود تھا جو ایک محبت کرنے والے کے لہجے میں اس کی انکھوں میں موجود ہوتا ہے۔۔

درد ہو رہا ہے تکلیف کے باوجود بھی اس کا لہجہ مضبوط تھا۔۔ دل چاہ رہا تھا اسے اُسی بتا دے جبکہ تکلیف اس قدر تھی کہ ایک لفظ بھی مزید لبوں سے نکالنا مشکل تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار اسے سہارا دے کر کار تک لے کر گیا۔ دروازہ کھول کر اسے بٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اس کا رخ ہاسپٹل کی طرف کیا وہ

آنکھیں میچے بیٹھی تھی ہاتھوں کو مٹھیوں کی شکل دی۔ گہرے سانس بھر رہی تھی تکلیف برداشت سے باہر ہونے لگی۔۔

پری کچھ نہیں ہوگا؟ دالہام نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے، دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ کچھ دیر بعد وہ ہاسپٹل میں موجود تھے ڈاکٹر حبیبہ نے اس کا چیک اپ کیا۔ دالہام بے چینی سے کیبن کے باہر چکر لگا رہا تھا جیسے ہی چیک اپ کمپلیٹ ہوا ڈاکٹر حبیبہ نے سردار کو اپنے کیبن میں بلایا۔۔

حبیبہ میری بیوی، میرے بچے؟ کمرے میں داخل ہوتا ہی طرسم کے پاس کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر فکرمند لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

ریلیکس ہو جاؤ دالہام! تمہاری وائف ٹھیک ہے میں نے ان انجیکشن لگا دیا ہے درد اب ختم ہو چکا ہے اور بچے بھی ٹھیک ہیں۔۔

حبیبہ ایسے درد کیوں ہوئی ہے اچانک اتنی درد تو نہیں ہوتی۔۔ دالہام اس کا ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔

اچانک درد ہوتی ہے لیکن اس قدر زیادہ درد تب ہوتی ہے جب کوئی وزنی چیز اٹھائی جائے۔۔ تمہاری بیوی نے کوئی بھاری چیز اٹھائی ہے اور بی پی بھی ہائی تھا اس کا۔۔ دالہام نے طرسم کی جانب دیکھا جوان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔

دالہام اگر تم مائنڈ کرو تو مجھے ایک مریض کو چیک کرنے جانا ہے تب تک تمہاری وائف کا جو ٹیسٹ کروایا ہے اس کی رپورٹ آجائے گی پھر ہی میں میڈیسن لکھ کر دے سکتی ہوں۔۔ حبیبہ کو لگا کر شاید وہ برا مان جائے کہ وہ اس کی بیوی کو چھوڑ کر کسی اور پیشنٹ کو چیک کرنے جا رہی ہے جبکہ یہ تو اس کا فرض تھا کہ وہ ہر مریض کا علاج کرے۔۔

جاؤ حبیبہ اس میں مائنڈ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے یہ تمہاری جاب ہے۔۔ حبیبہ وہاں سے چلی گئی تو سردار نے رخ اپنی بیوی کی طرف کیا۔۔

ابراہم سکول ایا تھا۔۔ اس کا رخ اپنی طرف محسوس کرتے ہی وہ بولی۔ دالہام کی آنکھوں میں حیرت سمائی۔۔ پیشانی کی رگیں پھولنے لگی۔۔ پہلے تو میں ڈر گئی تھی جب وہ میرے قریب آنے کی کوشش کر رہا تھا مجھے اپنی عزت خراب ہونے کا خوف محسوس ہوا، لیکن جب وہ میرے بچوں کو ختم۔۔۔۔ میں نے بھاری پتھر اٹھا کر اس کی طرف اچھالا تھا جس کی وجہ سے مجھے درد ہونے لگی اور اس نے میرے پیٹ۔۔۔۔۔ طرسم بات کرتے ہوئے درمیان میں رکی تھی اور کچھ الفاظ چھوڑ دیے جبکہ آخر میں جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔ آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی جبکہ خود پر

کنٹرول کرتے اس نے اپنے آنسوں کو پیا تھا انہیں آنکھوں سے باہر نکلنے نہ دیا۔۔۔۔

دالہام اپنی پیشانی مسلتے اپنے غصے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ دل چاہا تھا ابراہم اس کے سامنے اور اس کی گردن مروڑ دے۔۔

میں نے تمہیں تھپڑ مارا کیونکہ تم نے اس شخص کو بے دردی سے مارا تھا جبکہ میں یہ نہ سمجھ سکی کہ ایک بھائی نے اپنی بہن کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو ختم کیا ہے۔۔ اگر تم ابراہم ملک کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو گے نا تو میں اس کے وہ ٹکڑے دیکھ کر مسکراؤں گی۔۔ اسے وہ لمحہ نہیں بھول رہا تھا جب اس نے بے دردی سے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے دباؤ ڈالا تھا۔۔

دل ہلکا کر لو! دالہام نے گہرا سانس بھرتے اپنے غصے پر قابو کیا اس کے لیے فل وقت سب سے زیادہ اپنی بیوی ضروری تھی۔ ابراہم کے اس

نے واقعی میں ٹکڑے ٹکڑے کرنے تھے.جس نے اس کی بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی اس کے بچوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔۔

میں کیوں روؤں ، دو مرتبہ میں روئی ہوں کیونکہ وہ میری عزت خراب کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اب میرے بچوں پر اپنی گندی نظر رکھ رہا ہے۔۔ دیو تمہاری بیوی شاید رو سکتی ہے لیکن ایک ماں نہیں رو سکتی جو اس بچوں کو ہاتھ لگائے گا وہ اس کے ہاتھ توڑ دے گی۔۔ وہ چیئر پر بیٹھی تھی دالہام اس کے سامنے چیئر پر بیٹھا اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔۔ اس کے حجاب پر لب رکھے تھے۔۔

آج لگ رہا ہے تم واقعی سردار کی سردارنی ہو۔۔ دالہام نے اس کی ناک کھینچی وہ اس کے سامنے اپنا غصہ دکھا کر معاملے کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

وزنی چیز اٹھانے سے گریز کرنا۔۔ دالہام نے اس کے رخسار سہلائے۔
ڈاکٹر حبیبہ کیبن میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں طرسم کی رپورٹس
تھی۔۔

دالہام اپنی وائف کا حد سے زیادہ خیال رکھو۔ اور پلیز ڈائٹ ٹھیک کرو،
ہیلدی چیزیں انھیں کھلاؤ اور اتنا کھانا کھائیں کہ ان کی صحت بھی ٹھیک
رہے اور بچوں کی صحت بھی۔۔ یورون بے بی ازویک۔۔ ایک دن کے
لیے کوئی کھٹی چیز مت دینا۔ دالہام نے گہرا سانس بھرا۔۔ وہ حیرت میں
مبتلا تھی اسے ڈاکٹر کی کوئی باتیں سنائی نہیں دے رہی تھی وہ صرف اپنے
شوہر کو دیکھ رہی تھی کیا اسے غصہ نہیں آیا تھا اس کی باتیں سن کر ابراہم
پر وہ نارمل بیہیو کر رہا تھا۔۔

میں اس کے کھانے پینے کے معاملے میں اب خود دھیان رکھا کروں گا۔۔ سردار مزید دو تین باتیں ڈاکٹر حبیبہ سے کر کے اپنی پری کو لیے ہاسپٹل سے نکلا۔ جب اسے راستے میں گول گپے نظر آئے۔۔

دیو گول گپے کھانے ہیں!۔۔

پری نہیں گول گپے نہیں کھانے حبیبہ نے سختی سے منع کیا ہے کہ ایک دن تمہیں کھٹی چیز بالکل بھی نہ دو۔ ایک دن کیا مجھے لگتا ہے ایک ہفتے ان کھٹی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے تمہیں اب۔۔ دالہام نظر روڈ پر مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔

وہ منہ بنا آکر بیٹھ گئی پھر اپنے بچوں کے بارے میں سوچ کر اس نے مزید ضد کرنا چھوڑ دی۔۔

دالہام اسے لے کر کمرے میں گیا اس نے کسی کو بھی اس کے ساتھ ہوا معاملہ نہ بتایا۔۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کا حجاب کھول کر اس کے شانوں پر پھیلاتے نقاب اتار کر سائیڈ پر رکھا۔۔

کسی چیز کی ٹینشن نہیں لینی ہر چیز ٹھیک ہے۔۔

میرے دیو کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی ٹینشن لینے کی ضرورت ہے؟۔۔ وہ فخر سے بولی تھی اگر اسے ذرا سا بھی کچھ ہوتا تو وہ جانتی تھی دالہام ہر چیز تہس نہس کر دے گا۔۔۔

اب تو میری ضرورت نہیں ہے میرے خیال سے کیونکہ میری پری تو خود سب کچھ ہینڈل کر سکتی ہے۔۔

الفاظ کا چناؤ غلط کر گئے ہیں آپ سردار صاحب۔ سردارنی اپنے سردار کے بغیر کچھ نہیں ہے۔۔ دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اسے بیڈ پر نیم دراز ہونے کا کہہ کر نیچے گیا کچن میں جاتے کسٹرڈ بنا کر 20 منٹ بعد

واپس کمرے میں آیا وہ چھت کو دیکھتے ہوئے سوچو میں گم تھی سردار نے زور سے دروازہ بند کیا تو وہ ہوش میں آئی اس کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

مجھے یہ نہیں کھانا اس کے ہاتھ میں میٹھا کسٹرڈ دیکھ کر اس نے منہ کے الٹے سیدھے زاویے بنائے تھے۔۔

بے فکر ہو جاؤ میں بھی یہی کھا رہا ہوں۔۔

تم بریانی نہیں کھا رہے؟ طرسم کو جب وہ کمرے میں لے کر آ رہا تھا اسے کچن سے بریانی کی خوشبو آئی تھی۔۔

نہیں، جو میری پری کھایا کرے گی میں وہی کھایا کروں گا۔۔ اسے اتنے پیار سے کسٹرڈ بنا کر لاتے ہوئے دیکھ اس سے انکار نہ ہوا۔۔

مجھے کھلاؤ! دالہام اسے اپنے ہاتھوں سے کھلانے لگا۔۔ کسٹرڈ کھا کر میڈیسن کھاتے ہیں وہ مزید آدھے گھنٹے تک گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔

دالہام اس کے اوپر لحاف ٹھیک سے دیتے ڈریسنگ روم میں گیا اپنے کپڑے تبدیل کیے سر پر بندھی پٹی کو خود تبدیل کیا۔۔ وہ اب کالے رنگ کی شلوار قمیض میں مبلوس تھا۔۔

اس سیاہ رنگ سے بھی زیادہ تمہاری زندگی سیاہ کردوں گا۔۔ تیش میں آتے الفاظ ادا کرتے ہیں ڈریسنگ روم سے باہر نکل کر وہ حویلی سے نکل گیا راستے میں اس نے یعقوب کو کال کر کے ڈیرے پر بلایا۔۔ جیسے ہی وہ ڈیرے پر پہنچا وہاں یعقوب موجود تھا جبکہ اس کے ساتھ یاور بھی موجود تھا اسے ڈیرے پر موجود دیکھ کر اس کا خون مزید کھولا تھا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟۔۔

دیکھنے آیا تھا سردار اپنے فیصلے کس جگہ کرتا ہے اور لوگوں کو قتل کرنے کے لیے کون سا کمرہ اس نے بنایا ہے۔۔ یاور ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا دالہام نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے رخ یعقوب کی جانب کیا۔۔

یعقوب ابراہم ملک کے بارے میں تمہیں پتہ کرنے کا کہا تھا۔۔

سردار میں ہر جگہ پتہ کر چکا ہوں وہ کلام میں کہیں پر بھی نہیں ہے۔۔ اسے غصے سے دہاڑتے دیکھ وہ نظریں جھکائے بولا تھا۔۔

وہ خبیث انسان کلام میں ہی موجود ہے تھوڑی دیر پہلے وہ میری بیوی۔۔۔ دالہام نے دائیں ہاتھ سے اپنا سر تھامتے خود کے غصے پر ضبط کیا تھا نہیں تو وہ غصے میں آکر یعقوب کا حشر بگاڑ دیتا۔۔

کیا مطلب، طرسم؟ یاور اس کی جانب مڑا تھا۔۔

میری بیوی کا نام مت لیا کرو یاور۔۔ آخری مرتبہ خبردار کر رہا ہوں نہیں تو اگلی مرتبہ تمہاری زبان حلق سے کھینچوں گا۔۔ وہ اس کا گریبان پکڑنے لگا تھا جب یاور نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

دالہام میں نے تمہاری بیوی کو اگر کبھی دیکھا ہے تو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے اسے بہن کی طرح نہیں بہن سمجھتا ہوں میں۔۔ فل وقت جس

انسان کے دماغ میں تمہاری بیوی کے لیے گند بھرا ہے اسے پکڑو مجھ سے لڑنے کی بجائے۔۔

دالہام نے اسے دھکا دیتے ہیں اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔

یعقوب جلد از جلد اسے ڈھونڈو۔۔ آدمیوں کو ہر جگہ پھیلا دو کہ کہیں بھی ابراہم ملک نظر آئے اسے میرے پاس زندہ لے کر آؤ مجھے اس کا مردہ وجود نہیں چاہیے۔ وہ زندہ چاہیے تاکہ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر سکوں۔۔ یعقوب نے حامی میں سر ہلایا۔۔

یاور دوسری جانب گیا اس نے اپنے آدمی کو کال کی۔۔

ابراہم ملک کو ڈھونڈو کہیں بھی نظر آئے میرے پاس لانا ہے زندہ اگر مردہ میرے پاس آیا تو تم سب کی لاشیں تم لوگوں کے گھر پہنچیں گی۔۔

یاور دانت کچکچاتے ہوئے غصے سے گرایا تھا سردار نے رخ اس کی جانب موڑا۔۔

دالہام !ہمارے درمیان دشمنی اختلافات جو کچھ بھی ہے وہ ایک طرف ، مجھے اپنی منہ بولی ہی صحیح لیکن اپنی بہن کی عزت ، اس کی خوشیاں بہت عزیز ہیں !دالہام سامنے پڑی چارپائی پر بیٹھا۔۔۔

دالہام کے موبائل پر کال آنے لگی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو اوپر جبا کا نام جگمگا رہا تھا۔۔

السلام علیکم بھائی !۔۔۔۔ میرا مطلب سردار راعنین نے پہلے اسے بھائی کہا پھر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اسے سردار پکارا۔۔

وعلیکم السلام !بھائی کہہ سکتی ہو۔۔

بھائی آپ سے ایک چھوٹا سا کام تھا۔۔ وہ جھجھکتے ہوئے بولی اس کے پاس ایسا کوئی فرد نہیں بچا تھا جسے وہ یہ کام کہہ دیتی۔۔ نہ ہی کوئی مرد حویلی میں موجود تھا۔۔

بھائی مجھے کچھ میڈیسن منگوانی ہے یاور کو کال کی کتنی مرتبہ لیکن ان کا نمبر بند جا رہا ہے۔ یہ چھوٹا سا ایک احسان۔۔۔۔ بھائی بھی کہہ رہی ہو اور یہ بھی کہہ رہی ہو کہ احسان کرنا ہے۔۔ دالہام کی رعب دار آواز گونجی تھی جبکہ یاور اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔۔

میں میڈیسن لا دیتا ہوں۔۔

جبا کی طبیعت خراب ہے؟ اسے لگا جبا کی کال آئی ہے تو اس کی ہی طبیعت خراب ہوگی۔۔

میری بہن کی کال تھی کہہ رہی تھی کہ یاور کال نہیں اٹھا رہا تو آپ میڈیسن لا دے۔۔ اس کی پہلی بات سن کر وہ رسماً مسکرایا جبکہ اگلے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

راعنین!۔۔ وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

تم جیسا بے خبر شوہر نہیں میں نے دیکھا اگر بیوی کو موبائل لے کر نہیں
دیا تو کم از کم اپنا موبائل ان رکھ لیا کرو۔۔ سردار کو حیرت ہوتی تھی اس پر
اس نے اس جیسا لاپرواہ اور ظالم شوہر اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔۔
اس نے اپنا موبائل نکالا جو بیٹری لو ہونے کی وجہ سے بند ہو چکا تھا۔۔
مجھے اپنا موبائل دو جو اس نے میڈیسن کہی ہے میں لے
کر۔۔۔ ضرورت نہیں ہے اس نے مجھے کہا تو میں لے جاؤں گا۔۔۔
اس کے بات درمیان میں ہی کاٹتے بولا۔۔
دیکھو فضول میں مجھ سے بحث نہ کرو میری بیوی ہے میں اپنی بیوی کی
ذمہ داری اٹھا سکتا ہوں اسے غصہ آرہا تھا۔۔
میری زبان مت کھلواؤ۔۔ دالہام وہاں سے نکلتے اپنے کار کی جانب بڑھا
یاور جو پیدل چل کر ڈیرے تک آیا تھا اس کے ساتھ کار میں بیٹھا،
یعقوب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔

دالہام نے خود کو بولنے سے باز رکھا تھا وہ میڈیکل سٹور کی طرف جا رہے تھے میڈیسن لے کر واپس حویلی کی طرف جا رہے تھے جب راستے یاور کا گھر آیا۔۔ ان دونوں کی آنکھیں پھٹی رہ گئی اس کا گھر آگ کے لپیٹ میں تھا۔۔

یعقوب کار روکو یاور بلند آواز میں بولا تو یعقوب نے جھٹکے سے کار کی نظر اس کے گھر کی جانب گئی وہ تینوں فوراً کار سے باہر نکلے اور گھر کا مین گیٹ عبور کیا۔۔ پورچ میں یاور نے جو اپنے بچے کے لیے کھلے لائے تھے وہ پڑے ہوئے تھے ان کے اوپر خون گرا گیا تھا بھالو پھاڑ دیے گئے جھولے اور کھلونے ٹوٹے ہوئے تھے۔۔

یہ سب۔۔۔ اس کے الفاظ حلق میں رہ کر جب اس کی نظر گھر کے مین گیٹ کے ساتھ والی دیوار پر لگے ایک کاغذ پر گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔۔

"بہت خوشی سے تم اپنے دشمن کے گھر رہے ہو اس کا ساتھ دے رہے ہو، سردار اور تم اپنی فیملی کو بچا سکتے ہو تو بچا لو "

دالہام نے وہ کاغذ پکڑ کر اسے مٹھی میں جھگڑتے آگ کی طرف پھینکا۔۔۔

میری بیوی تک پہنچنے سے پہلے ہی تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔ یاور کا چہرہ سرخ ہو گیا اس کے پاس راعنین آخری رشتہ تھا وہ گنوانا نہیں چاہتا تھا اسے۔ وہ ایک مخلص اس رشتہ تھا اس کے پاس۔۔

کون دے رہا ہے اسے معلومات سردار کے دہاڑنے کی آواز پورے گھر میں گونجی اس نے زوردار ٹانگ وہاں پڑے کھلونوں کو ماری۔۔

یاور حویلی سے اپنی بیوی کو نکالنے کی غلطی مت کرنا۔ بلکہ حویلی میں سے کوئی بھی عورت باہر نہیں نکلنی چاہیے اگر نکلے بھی تو گھر کا مرد اس کے

ساتھ ضرور ہو، نہ کہ صرف گارڈز۔۔۔ دالہام کی بات پر اس نے ہامی میں سر ہلایا وہ اپنی بیوی کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ اگر کو ایک گھنٹے کے اندر بجھا دیا گیا تھا وہ وہاں سے نکل گئے۔ جبکہ ذہن میں صرف یہی بات گردش کر رہی تھی معلومات ابراہم تک پہنچا کون رہا ہے۔۔ راستے میں یاور نے راعنین کے لیے کپڑے لیے کیونکہ جب وہ بڑی حویلی گئے تھے وہ اپنی کوئی شہ لے کر وہاں نہیں گئے تھے۔۔

یعقوب انہیں حویلی چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا اس میں ہمت نہیں تھی ریحانہ خانم سے یا کسی بھی افراد سے نظریں ملانے کی۔۔۔

حویلی پہنچ کر یاور نے ملازمہ کو بیگز پکڑائے، راعنین کی طرف میڈیسن بڑھائی، نظروں کا رخ دوسری جانب کے اس نے یاور کے ہاتھ سے میڈیسن لی تھی۔۔۔

دل کیا اسے اپنے بازوں میں سمیٹ لیں جبکہ اس کی بے رخی دیکھ کر وہ بولنے کے لیے لب ہی نہ کھول سکا۔۔

حبا چھت پر دھوپ میں بیٹھ کر پڑھ رہی تھی جب شہریار اس کے پاس آکر بیٹھا۔۔

پڑھائی ہو رہی ہے؟ شہریار نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے اسے تنگ کرنے کی خاطر پوچھا۔۔

نہیں ڈانس ہو رہا ہے۔۔۔

اوہہہ چلو جلدی کرو میں بھی دیکھو میری بیوی کیسا ڈانس کرتی ہے۔۔ حبا نے بک پکڑ کر اس کے سر پر ماری۔۔ وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔

اوہو ایسا بھی میں نے کیا کہہ دیا جو تمہیں غصہ آرہا ہے۔۔۔

شہریار مجھے تنگ نہ کرے میرے پیپر ہیں مجھے تیاری کر لینے دے۔۔
راعنین کی طرح حبا کا بھی لاسٹ سمسٹر تھا اس کے بعد حبا کی پڑھائی ختم ہو جانی تھی۔۔۔
اچھے نمبر لینے ہیں !شہریار نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھتے پیشانی پر زور ڈال کر کہا تھا۔۔۔
بے فکر رہے اچھے نمبر لوں گی لیکن جتنے چاہے اچھے نمبر لے لوں بننا تو میں نے ہاؤس وائف ہے وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔۔
کس نے کہا تم نے ہاؤس وائس بننا ہے؟ ابرو اچکا کر پوچھا گیا تھا۔۔
اب میں بزنس سنبھالنے سے تو رہی۔ میری جائیداد آپ کے نام ہیں تو ظاہر سی بات ہے آپ ہی اسے سنبھالیں گے اور ویسے بھی اگر آپ اپنے نام نہ کرواتے تو میں نے آپ کو اپنی جائیداد دے دینی تھی۔۔

مجھے زمین کے ٹکڑے سے کوئی غرض نہیں یہ محض رشتوں کو خراب کرتا ہے۔۔ وہ بک پر کچھ پوائنٹس کو مارک کرتے ہوئے بولی۔۔

جبا میں نے صرف تمہارے بھائی کی وجہ سے جائیداد اپنے نام کروائی تھی سنبھالو گی تم ہی اسے، میں نے نہیں سنبھالنا۔ تمہارے بھائی نے جائیداد کے لیے تم دونوں بہنوں کو مارنے کی کوشش کی تھی اور اب وہ دیکھے گا کہ اس کی بہنیں ہی اس جائداد کو سنبھال رہی ہیں اسے دگنا کر رہی ہیں۔۔ اسے اپنے جس بزنس پر غرور تھا اس کا غرور توڑنے کے لیے اس سے آگے بڑھ گئی ہیں۔۔ میں چاہتا ہوں میری بیوی انڈیپینڈنٹ ہو کچھ معاملات میں۔۔ شہریار نے اسے شانوں سے تھام کر ذرا سا اپنے پاس کرتے سنجیدگی سے کہا تھا اس کے چہرے پر کہیں بھی مذاق کا تاثر نہیں تھا۔۔

بہت مشکل ہے میرے لیے، میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔۔ جانے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔۔

اگر ہم نیت کر لیں تو کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔۔ شہریار کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

شہریار!۔۔۔ بحث نہیں۔۔ اس نے پکارا ہی تھا جب شہریار نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا۔۔

اوکے میں وعدہ نہیں کر سکتی لیکن کوشش کروں گی اسے ضد کرتے دیکھ محض کچھ عرصے کے لیے اسے چپ کروانے کی خاطر وہ بولی تھی اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا بزنس سنبھالنے کا۔۔

شہریار آج کل آپ بہت مصروف رہنے لگ گئے ہیں مجھے ٹائم نہیں دیتے کوئی بات نہیں لیکن اپنے ماں باپ کو ٹائم دیا کریں ان کی اکلوتی اولاد ہیں آپ۔۔۔

دیتا ہوں میں مورے بابا کو ٹائم لیکن فی الوقت وہ یہاں موجود نہیں ہے۔۔ جب وہ یہاں موجود تھے میں دن میں چار سے پانچ گھنٹے ان کے پاس جاتا تھا۔۔ اس نے حبا کے دونوں رخسار کھینچے۔۔

میں آپ کو بتا رہی ہوں جیسے ہی رخصتی ہوگی میں، مورے بابا کے پاس رہوں گی خبر دار آپ نے مجھے کہا کہ میں بڑی حویلی رہتا ہوں تو تم بھی یہاں آؤ۔۔ انہیں کس بات کا سکون ہوگا پھر؟ بیٹے کی شادی ہوئی ہے ظاہر سی بات ہے ان کے بیٹی آئے گی تو کیا بیٹی بھی ان کے بیٹے کے ساتھ چلی جائے۔۔ حبا اسے شہادت کی انگلی دکھاتے خبر دار کرتے ہوئے بولی وہ اچھے سے جانتی تھی الطاف خان اور فاریہ خانم اسے اپنی بیٹی سمجھتے ہیں۔ جیسے ایک بیٹی کے لاڈ اٹھائے جاتے ہیں وہ ویسے ہی اس کے لاڈ اٹھائیں گے۔۔۔

اوکے جی!۔۔۔

ویسے مجھے اب شدت سے رخصتی کا انتظار ہے کب رخصتی ہوگی کب تم میرے کمرے میں موجود ہوگی اور پھر کچھ دیر بعد مجھے یہ خوشی سننے کو ملے گی کہ میں باپ بننے والا ہوں۔۔ جبا نے بک پکڑ کر تین سے چار مرتبہ اس کے سر پر ماری۔۔۔

باپ بنے کا کچھ زیادہ ہی شوق چڑھا ہے صاحب زادے آپ کو۔۔

یقین جانوں واقعی بہت چڑھا ہے۔۔ اسے تنگ کرنے کی خاطر وہ اس کے پاس ہوا پیشانی پر شدت سے شرارتی انداز میں بوسہ دے کر۔۔ اٹھا جبا نے پینسل پکڑ کر اس کی کمر پر ماری وہ مسکراتے ہوئے کچھ دور جا کر کھڑا ہوا جب اس کی نظر چھت کی دوسری سائیڈ پر کھڑے ہادی پر گئی۔۔ جو اپنی شرٹ کا بازو اوپر کے انجیکشن لگا رہا تھا۔۔ وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگا وہ کس چیز کا انجیکشن لگا رہا تھا۔۔

اب تو تمہاری بے انتہا عادت ہو گئی ہے مجھے، تمہیں لگاؤں نا تو نیند نہیں آتی۔۔ افف نشہ وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا۔۔ شہریار کی آنکھیں پھٹی رہ گئی اس کے الفاظ سن کر۔۔

نشہ! وہ حیرت سے منمنایا ہادی کو وہ نظر نہیں آرہا تھا جبکہ شہریار آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔۔ وہ انجیکشن لگا کر اسے چھت سے دور اچھالتے دوسری جانب سے ہی نیچے چلا۔ وہ اس کے پیچھے جانے لگا شہریار کے موبائل پر کال آئی دیکھا تو آفیسر کی کال تھی وہ ایک ضروری کیس ہینڈل کر رہا تھا۔۔

کال پک کی تو آفیسر کی پریشانی سے بھرپور آواز سپیکر میں گونجی تھی۔۔ سر ایمرجنسی ہے جلدی سے آجائیں۔ اس کی بات مکمل ہوتے ہی شہریار نے کال کٹ کر دی ابھی اس کا جانا ضروری تھا اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ واپسی پر ہادی سے اس متعلق پوچھے گا۔۔۔۔

میں جا رہا ہوں شاید لیٹ واپس آؤں اپنا دھیان رکھنا حبا کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر ہلکے سے سہلاتے چلا گیا۔۔

یاور کمرے میں گیا راعنین بیڈ کی چادر سیدھی کر رہی تھی۔۔

کیا کر رہی ہو؟ راعنین نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے کام میں مصروف رہی۔۔

تمہارے لیے کچھ کپڑے لایا تھا اچھے لگے تمہیں؟ بیڈ پر بیٹھتے اس کا ہاتھ پکڑنے لگا تو وہ دوسری جانب چلی گئی۔۔

بتاؤ نہ کپڑے کیسے لگے تمہیں؟ وہ پھر سے سوال پوچھ رہا تھا جبکہ وہ خاموشی اختیار کیے کمرے کی صفائی کرنے میں مصروف تھی۔۔

ویسے مجھے ریڈ کلر کی فراک بہت زیادہ پیاری لگی ہے۔۔ وہ آج پہننا تم!

راعنین نے ٹھنڈی آہ بھری اس نے تو بیگ کھول کر بھی نہیں دیکھے تھے انہیں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا وہ کیا لے کر آرہا ہے یا کیا نہیں لایا۔۔ یا ور کسی طرح اپنے دل کے بوجھ کو، درد کو کم کرنا چاہتا تھا جبکہ یہ کام اس کے لیے بے انتہا مشکل بن رہا تھا۔۔ باپ کا غم اس کے دل سے کبھی ختم نہیں ہونا تھا اور بیوی کا رویہ دیکھ کر اس کا دل مزید ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔۔ راعنین بیڈ کی دوسری جانب بیٹھی۔۔

نین تم نے بچے کا کیا نام سوچا ہے؟۔۔

کوئی نام نہیں سوچا میں نے۔۔ راعنین کشن کو پکڑ کر اس کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔

کیا مطلب نام نہیں سوچا۔ عورت کو تو جب پتہ چلے کہ وہ ماں بننے والی ہے وہ تو تبھی سے نام سوچنا شروع ہو جاتی ہے۔۔ یاور نے حیرت کا اظہار کیا۔۔

آپ نے کچھ سوچنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا وہ تلخ مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولی۔۔

پچھتاوا رہے اس بات کا پوری زندگی۔۔ خیر اب سوچ لیتے ہیں نام، اگر بیٹی ہوئی تو گل نور نام رکھیں گے۔۔ یاور اس کی جانب رخ کر کے بیٹھا۔۔۔

پیٹی سنبھال لیں گے؟۔۔ کیونکہ اکثر وہ مرد بیٹیاں نہیں سنبھال سکتے جنہوں نے کبھی بیوی کو عزت نہ دی ہو۔۔ راعنین نے کشن کو سختی سے مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔ اسے بیٹی کی چاہت تھی کیا وہ بیٹی کو سنبھال سکتا تھا؟۔۔

اپنی بیٹی کے قدموں کے نیچے اپنی ہتھیلیاں بچھاؤں گا۔۔ وہ اپنے بابا کی دھڑکن ہوگی۔۔ یاور نے اس مرتبہ مضبوطی سے اس کے ہاتھ تھامے تھے تاکہ وہ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نہ چھڑوا پائے۔۔۔

اتنے بڑے دعوے مت کریں کہ پورے ہی نہ کر پائیں۔۔

بے فکر رہو اگر اللہ نے مجھے بیٹی دی تو اپنے دعوے پورے کروگا۔۔

یاور اس کے ہاتھوں کی پشت پر نرمی سے انگوٹھا سہلایا تھا۔۔

ویسے اگر بیٹا ہوا تو کیا نام رکھوں گی؟۔۔۔

اگر میرا بیٹا ہوا تو میں اس کا نام اپنے بابا کے نام پر رکھوں گی۔۔ راعنین نے اپنے دل کی بات کہی، یاور مسکرایا تھا جبکہ دل پر کسی نے خنجر چلائے تھے کبھی اسے بھی یونہی مان ہوتا تھا اپنے باپ پر۔۔ جو آج کرچی کرچی ہوگیا تھا اس کا باپ ایک وحشی درندہ نکلا تھا۔۔۔۔

یاور نظر جھکائے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا اسے اپنے ہاتھ خالی محسوس ہوئے، اپنا دل خالی محسوس ہونے لگا جیسے یک دم سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔۔

آج تم میرے لیے وہ ریڈ فراک پہنوں گی۔۔۔

ہم گھر کب جا رہے ہیں کیونکہ اب آپ کا بازو بہتر ہے۔۔ راعنین اس کی بات کو نظر انداز کر گئی۔۔

ابھی ہم گھر نہیں جا رہے یہیں پر رہیں گے۔۔ اسے نہیں بتانا چاہتا تھا کہ ان کے گھر آگ لگی تھی اور اس کی جان کو خطرہ ہے۔ اور یہ خطرہ پیدا کرنے والا اور کوئی نہیں اس کا بھائی ہے۔۔۔۔

یہاں رہنے کی وجہ؟۔۔۔۔

بات کو نہ گھماؤ تم آج میرے لیے ریڈ فراک پہنو گی۔۔ یاور اس کے سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ راعنین نے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروائے۔۔

ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں رہا کہ میں آپ کے لیے تیار ہوں۔۔ ایک وقت تھا جب خوشی سے آپ کے لیے تیار ہوتی تھی اور ہمیشہ دھتکاری جاتی تھی کبھی ایک دن ایسا آتا تھا جب آپ پیار سے بات کر لیتے، اور مجھ پاگل کو لگتا تھا سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے اور اگلے دن وہی سب کچھ۔۔۔ راعنین کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ نے احاطہ کیا، مسکراتے ہوئے الفاظ ادا کر رہی تھی جبکہ آنکھوں میں خالی پن تھا۔۔۔

ایک مرتبہ اور تیار ہو کر دیکھ لو دھتکاری نہیں جاؤ گی۔۔

مت کریں یاور یہ سب وقتی ہے آپ صرف اپنے پچھتاوے کو دور کرنے کے لیے سب کر رہے ہیں جیسے ہی پچھتاوا دور ہو جائے گا مجھے

پھر سے دھتکارا جائے گا اور اس مرتبہ مجھے یہ سب نہیں سہنا کرنا۔۔
راعنین نے نفی میں سر ہلایا۔۔ وہ تھک چکی تھی بار بار دھتکارے جانے پر۔۔۔

ایک موقع مجھے دے کر دیکھو۔۔

یہ ایک موقع دینا میرے لیے آسان نہیں ہے۔۔ وہ بیڈ سے اٹھی کمرے سے باہر جانے لگے جب یاور نے اس کے پیچھے جاتے ہوا سے بازو سے پکڑ کر دروازہ بند کرتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

میں تھک چکا ہوں، میرے باپ نے مجھے تھکا دیا ہے یاور نے اس کے گرد بے حد مضبوط حصار بنا کر اس کے کندھے پر سر رکھا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے کھڑی رہی وہ ایک بیٹے کو اپنا دل ہلکا کرنے دے رہی تھی۔۔

وقت لگے گا لیکن آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا جو دکھ ہے دل میں وہ ختم ہو جائے گا۔۔

کیا تم اپنے دل سے دکھ ختم کر سکتی ہو؟ یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے پوچھا۔۔

میرے سینے میں دل نہیں ہے اب محض دکھوں کا بسیرا ہے۔۔

اور اگر میں ان دکھوں کو ختم کر دوں تو؟ یاور نے ہلکے سے اس کا رخسار سہلایا۔۔ را عنین دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

اگر آپ کوشش کریں گے تو یہ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھیں گے۔۔ میں نہیں جانتی یہ دکھ کب ختم ہوں گے۔۔ بات مکمل کرتے وہ کمرے سے چلی گئی یاور نا امیدی کی مسکراہٹ لبوں پر سجائے واپس بیڈ پر بیٹھا۔۔

بیگ میں سے کپڑے نکال کر سب الماری میں سیٹ کیے۔۔ کچھ کپڑے اس نے اپنے بچے کے لیے خریدے تھے وہ بھی سائیڈ پر الماری میں رکھ دیے۔۔

ایک نہ ایک دن تو سب کچھ نارمل ہو جائے گا۔۔ گہرا سانس بھر کے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار دوبارہ پھر حویلی سے باہر جا چکا تھا رات ہو چکی تھی لیکن وہ ابھی تک گھر نہ آیا سب نے رات کا کھانا بھی کھا لیا۔۔

طرسم کیا ہوا؟ صارم نے اپنی بیٹی کا کندھا سہلایا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اٹھ کر کچن میں گئی ملازمین کھڑی ہنس رہی تھی۔۔۔۔

برتن میں نے آ کر دھونے ہیں وہ غصے سے ان سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ سب ہڑبڑا کر سیدھی ہوئیں۔۔۔۔

بی بی جی ہم کرنے لگی ہیں۔۔ دو ملازمہ برتن دھونے لگی۔۔
شیلف صاف کرنے کے لیے نئے ملازم بلاؤں، ڈائننگ ٹیبل صاف کرنے کے لیے الدین کا جن آئے گا۔۔ ایک ملازمہ شیلف صاف کرنے لگی۔ دو ملازم باہر جا کر ڈائننگ ٹیبل صاف کرنے لگی وہ غصے کی بھری لاؤنج میں آئی۔۔
ٹھیک سے صاف کرو۔۔ اسے ڈائننگ ٹیبل صاف کرواتے ہوئے ملازموں کے پاس کھڑی ہو کر وہ سخت لہجے میں کہہ رہی تھی ریحانہ خانم، رضیہ خانم، صوفیا اور علینا حیرت سے منہ کھولے رخسار پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھ رہی تھی جس نے آج تک کوئی ذمہ داری نہیں سنبھالی تھی وہ ملازمین سے کام کروا رہی تھی۔۔۔۔
میرا کمرہ جا کر صاف کر کے آؤ جیسے ہی انہوں نے ڈائننگ ٹیبل صاف کیا۔۔ طرسم بولی تھی۔۔

بی بی جی وہ تو آج چھٹی پر ہیں سردار نے صرف ایک ملازمہ کو اپنے کمرے میں جانے کی اجازت دی ہے۔۔۔ طرسم نے ٹھنڈی آہ بھری اسے درحقیقت غصہ سردار پر تھا جو ان سب پر نکل رہا تھا۔۔

طرسم کیا ہو گیا؟ ہادی اس کے پاس گیا اس سے بازو کے حصار میں لیتے لاونج کے صوفے پر بٹھایا۔۔

ہادی لالا آپ آج کل کچھ زیادہ گھر نہیں رہنے لگ گئے کام کس نے کرنا ہوتا ہے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے اس نے اپنے لالا کی طرف رخ کیا ہادی اپنا سر کھجانے لگا اسے نا جانے کیا ہو گیا تھا آج۔۔

کل بس نہیں گیا تھا۔۔

کیوں نہیں گئے تھے ویسے تو آپ کہتے ہو میں نے رخصتی کروانی ہے رخصتی سے پہلے مکمل طور پر ذمہ داریاں تو اٹھائیں پھر بعد میں بیوی کی ذمہ داری اٹھا سکیں گے، بچوں کی ذمہ داری اٹھا سکیں گے۔۔ جب

آپ رخصتی سے پہلے ہی کوئی ذمہ داری ٹھیک سے نہیں اٹھا پا رہے بعد میں کیا کریں گے۔۔ ہادی نے راہا کی طرف دیکھا جو اپنی مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔۔

بھابھی بالکل ٹھیک کہا میں کوئی چیز کہوں تو پہلے مجھے جی بھر کر تنگ کریں گے اور اگر کوئی باہر لے آنے والی چیز ہو تو اگلے لا نہ کر دیں گے مجھے۔۔ راہا نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا تاکہ وہ جوہر وقت کے بھائی کو تنگ کرتا رہتا ہے آج اس کی بہن اسے تنگ کرے۔۔۔

اپ میرے دیو کو طنز مارتے ہو کہ وہ میرا دھیان نہیں رکھتا جبکہ آپ خود اپنی بیوی کا دھیان نہیں رکھتے دونوں ہی ایک جیسے ہو کوئی دھیان نہیں ہے بیوی کا۔۔ ایک سردار صاحب ہیں کوئی ہوش نہیں ہے بیوی کہاں ہے بیوی ٹھیک ہے یا نہیں ہے بس اپنے کام کی پڑی ہوئی ہے اور ایک ادھر آپ ہے بیوی کوئی کام کہہ دے تو اگلے دنوں سے لا کے دینا

ہے۔۔حد ہوتی ہے۔۔طرسم بولنے پر آئی تو بولتے ہی چلی گئی۔۔۔۔

وہ اپنی فرسٹریشن نکالنا چاہتی تھی۔۔اور اس وقت صرف اسے اپنا بھائی نظر آرہا تھا۔۔

بابا یار اپنے دوست کو فون کریں انہیں کہیں گھر تشریف لے آئیں نہیں تو ان کی بیوی نے میرا کچھ نہیں چھوڑنا۔۔

بابا آپ نے کسی کو بھی کال نہیں کرنی آنا ہوگا نا خود گھر آئیں گے کوئی کال نہیں کرنی۔۔طرسم غصے سے بولی۔۔صارم نے موبائل جو پاکٹ سے نکالا تھا واپس پاکٹ میں ڈال دیا۔۔

سارے شوہر ایک جیسے ہوتے ہیں کوئی پرواہ نہیں۔۔

جتنا تمہارا شوہر تم سے پیار کرتا ہے مجھے نہیں لگتا کوئی اور اپنی بیوی سے اتنا پیار کرتا ہوگا پھر بھی تم ناشکری بنی ہو۔۔ہادی نے اس کے کندھے کے ساتھ اپنا کندھا مارا۔۔

کیسے بھائی ہو آپ شرم نہیں آتی ہے بہن کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور اسے کندھے مار رہے ہو۔۔ طرسم اپنے معدے پر ہاتھ رکھ کر رونے والا وہ بناتے بولی۔۔

مارا میں نے تمہیں کندھے پر ہے ہاتھ تم اپنے معدے پر رکھ رہی ہو۔۔

ہاں تو مجھے درد معدے میں ہو رہی ہے۔۔۔ ہادی نے اپنا سر تھام لیا جن مرد حضرات کے بچے تھے انہیں معلوم تھا طرسم کو موڈو نگز ہو رہے ہیں۔۔

کیسے ہو سکتا ہے کندھے پر مارے تو معدے میں درد کیسے ہوتا ہے؟ ہادی اپنی داڑھی کھجانے لگا۔۔

ہادی بیٹا جب رخصتی ہوگی باپ بننے والے ہو گے نا تب پتہ چل جائے گا کندھے پر لگنے سے معدے میں درد کیسے ہوتا ہے۔۔۔ ہادی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور نفی میں سر ہلایا۔۔

اللہ میری توبہ ہے میں کبھی نہ یہ چیز برداشت کرو۔۔۔

مطلب اگر میں ایسا کہوں گی تو آپ مجھے ڈانٹو گے مجھے مارو گے۔۔۔

ہادی کی بات پوری ہوتے ہی راہا بول پڑی۔۔

نہیں میرا وہ مطلب۔۔۔ راہا بھابھی چھوڑ دیں شوہروں کا یہی حال ہے کبھی کچھ کہتے ہیں تو کبھی کچھ کہتے ہیں۔۔ کرنا انہوں نے وہی ہوتا ہے جو ان کا دل چاہتا ہے۔۔ فضول میں اپنی انرجی ضائع نہ کریں ہادی بول رہا تھا جب طرسم اس کی بات کاٹتے درمیان میں بول پڑی۔۔ راہا ہاں میں سر ہلا کر منہ بنا کر بیٹھ گئی۔۔۔

میری بہن تمہارا اپنے شوہر سے لڑنے کا موڈ ہے بے شک لڑو لیکن میرا اور میری بیوی کے درمیان جھگڑا نہ کرواؤں۔۔ ہادی نے التجائی لہجہ اپنایا۔۔۔

میں جھگڑا کرواتی ہوں۔۔ طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے سردار کی کار پورچ میں رکی لاونج میں داخل ہوا۔۔۔ ہادی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کے اس کی بیوی کی طرف اشارہ کیا کہ سنبھالوں اسے۔۔۔

پری!۔۔ سردار اس کے پاس گیا تو اس نے ہاتھ کی اشارے سے روک دیا۔۔۔

میرا نام طرسم ہے پری نہیں۔۔ آنکھیں گھماتے ہوئے اس نے کہا اور اپنے آنسو فوراً صاف کیے۔۔

کیا ہوا؟ اس کے پاس بیٹھنے لگا تو وہ اٹھ کر ریحانہ خانم کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔

مورے آج میں آپ کے پاس سوؤں گی کیونکہ آپ کے بیٹے نے بہت زیادہ کام کرنا ہے تو میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی۔۔ دالہام کا منہ کھل گیا اس نے کیا کیا تھا۔۔

طرسم بیٹا۔۔۔ آپ اپنے بیٹے کی اتنی چھوٹی سی بات نہیں مان سکتی۔۔ ریحانہ خانم نے ابھی اسے پکارا ہی تھا جب وہ رونے والا منہ بنا کر بولی اوران کے کندھے پر سر رہ گئی۔۔۔

تم نے میرے کمرے۔۔۔ مورے کسی کو کہے خاموش ہو جائے میرے سر میں وہ درد ہو رہا ہے۔۔ دالہام کی بات کاٹ کر اس نے اپنی بات مکمل کی۔ وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگا کہ اس کی آواز سے اس کے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔۔

مورے چلے سونے۔۔ طرسم نے ریحانہ خانم کا ہاتھ پکڑا اور انہیں کھڑا کیا۔۔ اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتے وہ ساتھ لیے ان کے کمرے میں چلی گئی۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا کبھی کبھار بیوی کے بغیر بھی کمرے میں رہ لینا چاہیے۔۔ سفیان خان اپنی مسکراہٹ چھپا کر چہرے پر سنجیدگی سجائے بول کے وہاں سے چلے گئے۔۔۔

دالہام اس کے پیچھے جانے لگا تو صارم نے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

اس کے پاس ابھی جاؤ گے تو وہ جھگڑے گی اپنا بی پی تیز کروالے گی۔۔ اسے کوئی آغوش میں لے تو وہیں سو جاتی ہے چچی اسے جیسے ہی اپنے آغوش میں لیں گے اس نے سو جانا۔۔ صبح منا لینا جب اس کا دماغ تھوڑا فریش ہو جائے گا۔۔ صارم اس کے بات کسی حد تک ٹھیک تھی

اگر سردار ذ سے منانے جاتا تو اس نے اپنا بی پی تیز یا پھر لو کروالینا تھا۔۔
اس لیے اسے صبح منانا ہی بہتر تھا۔۔

یعقوب اس گھر میں واپس گیا جہاں اس نے قندیل کو رکھا تھا۔۔ قندیل لاؤنج میں موجود صوفے پر سوئی ہوئی تھی لاونج بکھرا ہوا پڑا تھا۔۔ دروازہ بند کرتے چہرے پر ہاتھ پھیر کر وہ کمرے میں داخل ہوا کمرہ بھی اجڑی حالت میں۔۔
ایک تو اس عورت کی سمجھ نہیں آتی چھوٹا سا گھر ہے وہ بھی اسے سنبھالا نہیں جا رہا۔۔
قندیل۔۔ قندیل! اس نے دو مرتبہ سے بلایا جبکہ وہ ہر چیز سے بیگانہ بے فکر انداز میں سوئی ہوئی تھی۔۔

یعقوب نے اس کا ناک سختی سے پکڑلیا۔۔ جب سانسوں کی تنگی محسوس ہوئی تو اس نے ہڑبڑاتے آنکھیں کھولی۔۔ یعقوب نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔

بدتمیز انسان یہ کیا طریقہ ہے اٹھانے کا۔۔ اپنا سرخ ہوا ناک سہلاتی ہوئی وہ تلملا کر بولی تھی۔۔

تم جیسی کو ایسے ہی اٹھایا جاتا ہے۔۔ یعقوب اسے دھکا دینے والے انداز میں سائیڈ پر کھسکا کر صوفے پر بیٹھا۔۔

کیا مطلب مجھ جیسی کو؟۔۔

مجھے تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے بدکردار بیوی۔۔ یعقوب کی بات سن کر غصے سے اس نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔۔

مجھے بھوک لگی ہے جلدی کھانا لے کر آؤ۔۔ یعقوب نے اپنی جیکٹ اتار کر سائیڈ پر پڑے ون سیٹر صوفے پر رکھی۔۔۔

میں نے کھانا نہیں بنایا اور نہ ہی مجھے بنانا آتا ہے۔۔

تو کیا تمہیں بس زبان ہی چلانی آتی ہے۔۔ قندیل کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔۔ ہر بات پر وہ طنز مارتا تھا۔۔

ہاں جیسے تمہیں بس ہاتھ چلانے آتے ہیں مارنے کے لیے تمہیں کون سا کھانا بنانا آتا ہے۔۔

قندیل بی بی کھانا بنانا عورتوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا۔۔۔ یعقوب ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔۔

کیوں اگر مرد بنالیں گے تو ان کے ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔۔ ویسے بھی مردوں کو بس عورتوں پر ہاتھ ہی اٹھانا آتا ہے کھانا بنانے سے رہے۔۔ وہ اپنی زبان کی کھجلی مٹائیں بغیر کیسے خاموش رہ سکتی تھی وہ اسے طنز کر رہی تھی کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھاتا ہے جبکہ اپنے کہے گئے لفظوں پر اس نے غور نہ کیا۔۔۔۔

جب عورت بنا بات پر مرد کو گالی دے اسے دو سے تین مرتبہ سمجھایا جائے اور وہ باز نہ آئے تو پھر ہاتھ اٹھانا ہی بہتر ہوتا ہے۔۔ اور تم جیسی ہٹ دھرم عورت میں نے نہیں دیکھی۔۔ جسے نہ اپنا گھر صاف رکھنا آتا ہے نہ ہی رشتہ سنبھالنا آتا ہے اور نہ کھانا بنانا۔۔ اس نے قندیل کو بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔ وہ بس غصے سے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی رہ گئی۔۔۔

پتہ نہیں کون سے لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ شادی کے بعد سکون کی روٹی، گھر کا کھانا نصیب ہوتا ہے۔۔ ایک میری ہڈ دھرم بیوی ہے جسے ڈھنگ کی چائے نہیں بنانی آتی۔۔۔

اتنے ہی اکتائے ہوئے ہو تو شادی کیوں کی تھی مجھ سے کوئی اور ڈھونڈ لیتے میرے سر ہی چڑھنا تھا تم نے۔۔ قندیل اس سے دور ہو کر بیٹھی

عجیب انسان تھا دل تو چاہتا تھا کہ پکڑ کر کہیں پھینک آئے اس کا قتل کر دے، چائے میں زہر ملا کر اسے پلا دے۔۔

دل تو یہی چاہ رہا ہے کہ دوسری بیوی لے آؤ کم از کم سکون کا کھانا تو ملے گا گھر آؤں گا صاف ستھرا گھر، مسکراتے ہوئے استقبال کیا جائے کم از کم تمہارے طرح سوئی ہوئی بیوی تو نہیں ملے گی۔۔ یعقوب نے اس کی پیشانی پر شہادت کی انگلی ساتھ دوسری انگلی ملاتے ہیں اس کی پیشانی پر رکھ کر زور دیتے پیچھے کی جانب کر کے اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے الفاظ ادا کیے۔۔۔

ایک بات بتاؤ تمہیں اپنی لڑکی دینی کس نے ہے؟ اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

میں نے صرف ایک اشارہ کرنا ہے تمام لڑکیاں یعقوب شاہ کے آگے پیچھے گھومیں گی۔۔ قندیل دانت پیستی رہ گئی۔۔

صحیح کہا ہے مجھے دوسری شادی کر لینی چاہیے۔۔۔

ہاں تو جاؤ جا کر کرو دوسری شادی تمہیں کس نے پکڑا ہوا ہے۔۔ قندیل تلملاتی اٹھی تھی۔۔۔

بالکل کروں گا کم از کم تھک کر جب گھر آؤں گا تو یوں بھوکا تو نہیں بیٹھنا پڑے گا۔۔ قندیل خود پر بمشکل ضبط کر رہی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ غصے میں الٹے سیدھے الفاظ بولے گی اور پھر وہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا اس کا آپ نے چہرے پر نشان پروانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا کچن میں جا کر سبزیوں کو دیکھنے لگی اسے تو کچھ بھی نہیں بنانا آتا تھا کھچڑی تک بنانی نہیں آتی تھی۔۔۔

یعقوب اس کے پیچھے کچن میں داخل ہوا۔۔

بس یہ حسن ہی ہے تمہارے پاس، جسے دیکھنے کا میرا بالکل بھی دل نہیں کرتا۔۔ کیونکہ یہ حسن تم نے نہ جانے کتنے مردوں کو دکھایا ہے۔۔۔

قندیل کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی۔۔۔

میں نے محض دالہام وہ خاموش ہوگئی یعقوب کی بات غلط نہیں تھی ایک مرد کو دکھا لینا یعنی کہ سب کچھ ختم۔۔۔ اسے وہ لمحہ یاد آیا جب وہ بغیر دوپٹے کے آدھی رات کو اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ اور آئیدن نے اسے کمرے سے باہر نکالا تھا۔۔

ایسے کام ہی نہیں کرنے چاہیے کہ بعد میں یہ آنکھوں میں آنسو شامل ہونے لگے۔۔ صحیح کہا ہے کسی نے خوبصورت چہرے رکھنے والے انسانوں کا دل اکثر کالا ہوتا ہے۔۔ یعقوب نے اسے سائیڈ پر کیا فرج سے چکن نکال کر اسے صاف کرتے برتن میں ڈال کر چولہے پر رکھا۔۔ قندیل اپنے ہاتھوں کو آپس میں سختی سے پیوست کیے وہاں بت بنی کھڑی تھی۔۔ ایک سائیڈ پر چکن رکھ کر دوسرے چولہے پر اس نے چاول رکھے۔۔۔

یعقوب کو گھر کے تمام کام کرنے آتے تھے۔۔

میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو پیاز کا ٹویا وہ بھی نہیں کاٹنے آتے۔۔ قندیل نے پیاز پکڑ کے کاٹے وہ اس قدر کڑوے تھے کہ آنکھوں سے پانی بہنے لگا اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ پیاز کی کڑواہٹ کا پانی تھا یا پھر اس کے اندر پیدا ہوتے عجیب سے احساس آنسو کی صورت میں اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

مجھ سے نہیں کاٹے جا رہے یہ بہت کڑوے ہیں۔۔ قندیل نے اپنی آنکھیں مسلیں اسے بے انتہا جلن محسوس ہو رہی تھی وہ واپس کمرے میں گئی۔۔۔ یعقوب نے اس کے کاٹے ہوئے پیاز دیکھے جو انتہائی موٹے تھے۔۔ انہیں باریک کیا نیا پیاز پکڑ کر کاٹا۔۔ ڈیڑھ گھنٹے میں کھانا بنا کر وہ کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ اس طرح صاف ہو چکا تھا جیسے وہاں پر کوئی گندہی نہ پھیلایا گیا ہو۔۔۔

چلو کچھ تو اثر ہوا اسے۔۔ کھانا بیڈ پر رکھتے چونکری مار کر بیٹھ کے وہ سکون سے کھانے لگا۔۔ قندیل جو صوفے پر بیٹھی تھی چپ کر کے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ کے کھانا کھانے لگی۔۔۔

پہلی بائٹ لیتے ہی وہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ کیا کوئی مرد بھی اتنا ٹیسٹی کھانا بنا سکتا ہے۔۔

برتن اٹھانے کی زحمت کر لو گی یا وہ بھی اٹھانے نہیں آتے۔۔۔ قندیل نے غصے سے اس کی جانب دیکھا بدلے میں یعقوب نے ابرو اچکا ہے تو اس نے فوراً نظریں نیچے کر لی۔۔ برتن اٹھا کر وہ کچن میں رکھنے گئی جب اسے پیچھے سے یعقوب کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

برتن سینک میں نہیں پھینکنے بلکہ دھو کر آنا ہے۔۔ تلملاتے ہوئے اس نے برتن دھو کر رکھے واپس کمرے میں آئی تو وہ پھیل کر بیٹھ کر لیٹا ہوا تھا۔۔

سائیڈ پر ہٹو۔۔۔اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔۔

کیا مصیبت ہے سائیڈ پر ہوتے اس نے کروٹ لی۔۔جب اسے یعقوب کی نظر اپنی پشت پر محسوس ہوتی تھی تو سونا اس کے لیے حد سے زیادہ مشکل ہو جاتا تھا۔۔اس لیے قندیل اس کی جانب رخ کر کے لیٹی تھی۔۔

مہربانی ہے یا تو یہ بیڈ تبدیل کرواؤ یا پھر ایک اور سنگل بیڈ اس کمرے میں لے کر آؤ کیونکہ میں اس بیڈ پر تمہارے ساتھ نہیں سو سکتی۔۔قندیل کنارے پر لیٹی ہوئی تھی اگر وہ ذرا سا بھی ٹیری ہوتی تو اس نے سیدھا زمین پر کمر کے بل گرنا تھا۔۔

وہ کیا ہے نہ قندیل بی بی میں ٹھہرا نوکر میں کہاں بیڈ افورڈ کر سکتا ہوں۔۔

قندیل نے آنکھیں گھمائی جب اس کی نظر یعقوب کے ہاتھ میں پہنی ہوئی

گھڑی پڑ گئی۔۔وہ Piaget Emperador Temple
تھی جس کی قیمت 3.6 ملین ڈالر تھی۔۔
یہ گھڑی تو Piaget Emperador Temple ہے جس
کی قیمت 3.6 ملین ڈالر ہے قندیل حیرت سے منہ کھولیں اس کی گھڑی کو
دیکھ رہی تھی۔۔
اتنی مہنگی گھڑی میں کہاں سے لاؤں گا یہ تو اس کی کاپی ہے اور کاپی تو آج
کل کہیں سے بھی مل جاتی ہے۔۔ یعقوب نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا
اور آنکھیں موند گیا۔۔ قندیل بس اس کی گھڑی کو دیکھے جا رہی تھی اس کا
اندازہ کیسے غلط ہو سکتا تھا کوئی اتنی پرفیکٹ کاپی کیسے بنا سکتا تھا۔۔۔
تمہاری اوقات بھی کاپی پہننے لگے ہیں۔۔
یعقوب نے غصے سے گھور کر اسے دیکھا تو اس نے فوراً اپنی آنکھیں بند
کر لی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار ضروری معاملات نپٹا کر حویلی واپس آرہا تھا صبح کے چار بج چکے تھے۔۔ پوری رات وہ وہاں خوار ہوتا رہا۔۔۔ وہ اپنے گھر کے پاس پہنچا تھا جب اس کو نیوز ملی تھی کہ شہر میں ڈرگز کی سپلائی ہونے والی ہے اس لیے وہ گھر سے ریڈی ہو کر نکل چکا تھا۔۔۔۔

آئیدن گھر میں ہی موجود تھا اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ نہیں گیا تھا ابھی اسے لیٹے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب اسے شہریار کی کال وصول ہوئی وہ سویا ہوا تھا آئیدن نے اپنی بند ہوتی انکھیں کھول کر کال اٹھائی اور شہریار کی بات سنی۔۔۔۔

آئیدن یار تم کدھر ہو تم میرے پاس آجا، میں یہاں پر اکیلا کھڑا ہوں۔۔۔ وہ تھک گیا تھا اکیلے کام کر کے اس کا پارٹنز تو ریسٹ کر رہا تھا۔۔ دوپہر کا ایک بج چکا تھا۔۔۔

نہیں شہریار میرا دل نہیں کر رہا ہے ویسے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم کام سنبھال لو ناوہاں پہ آئیدن نے مشکل سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔۔۔۔

آئیدن تمہیں پتہ ہے ناپیچھے سے آرڈر ہیں اور جنہوں نے یہاں پر ڈیوٹی دینی ہے انہوں نے اس میں تمہارا نام بھی لکھا ہوا ہے اگر سر کو پتہ چل گیا کہ تم نہیں آئے تو تمہاری نوکری پر بات بن سکتی ہے۔۔۔۔

اچھا یار آرہا ہوں ایک تو طبیعت خرابی میں بھی بندہ آرام سے نہیں کر سکتا یہ کہتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔۔ کال بند کر اور تیار ہونے لگا مشکل سے

یونیفارم پہنا تو نمیرہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔ اسے یونیفارم پہنے دیکھ پوچھنے لگی۔۔

آئیدن آپ کہاں جا رہے ہیں؟

یار ایک ڈیوٹی ہے وہاں پر سر نے بلایا ہے میرا جانا ضروری ہے۔۔

لیکن تمہاری طبیعت تو ٹھیک نہیں ہے پھر کیوں جا رہے ہو آج چھٹی کر لیتے ہیں نا۔۔۔ نمیرہ اس کے پاس گئی اس کے یونیفارم کا کالر سیدھا کرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

کہا تھا چھٹی کرنے کو لیکن نوکری ہے نوکری کرنے تو جانا ہی ہے آئیدن جلدی جلدی تیار ہوتے ہوئے نمیرہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے چلا گیا۔۔۔۔

اس نے مشکل سے ہی ڈرائیونگ کی اور وہاں پر پہنچا جہاں روڈ پر ناکہ بندی کی گئی تھی کیونکہ انہیں خبر ملی تھی کہ ہیروئن اسمگلنگ کی جا رہی ہے

"""۔۔۔۔۔

ان سب کو دیکھ کر اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہاں پر پولیس والوں نے کچھ گاڑیاں روکی ہوئی تھی جن پر پولیس کو شک ہوا تھا وہ انہوں نے بعد میں چیکنگ کرنی تھی جبکہ آئیدن کو اس بات کا

نہیں پتہ تھا کہ سائیڈ پر وہ گاڑیاں کیوں رکی ہوئی ہیں اس نے بھی اپنی گاڑی وہاں جا کر پارک کر دی اور اتر کر وہ شہریار کے پاس آیا۔۔ شہریار موبائل کچھ چیزیں چیک کر رہا تھا اسے آئیدن کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہوا۔۔۔

شہریار یار تم خود سب کچھ ہینڈل کر لیتے میری تو اتنی طبیعت خراب ہے مجھ سے تو کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا ہے آئیدن نے شہریار کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا اسے بخار تھا جسم میں شدید درد تھا۔۔

یار تمہیں پتہ تو ہے نوکری ہی ایسی ہے اگر کوئی آفیسر آ گیا اس نے تمہارے بارے میں پوچھ لیا تو؟

چلو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں بس جلدی سے یہاں سے نہ پابندی ختم کرو پھر میں تو گھر جا کر آرام کروں گا۔۔۔۔۔

جتنی گاڑیاں پولیس والوں نے ایک جگہ اکٹھی کی تھی اب ان کی چیکنگ کی باری تھی شہریار، آئیدن اور کچھ پولیس افسر گاڑیاں چیک کرنے گئے تھے جب ایک پولیس والے نے آئیدن کی گاڑی چیک کی تو اس میں سے ہیروئن کے پیکٹ ملے تھے ایک اور گاڑی میں سے ہیروئن کے پیکٹ ملے تھے۔۔جب ہولدار نے شہریار کو آواز دی۔۔۔

سر ایک گاڑی میں ہیروئن ملی ہے اس ہوادار کی بات سنتے شہریار اور آئیدن وہاں پر گئے جبکہ آئیدن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی جب اس نے اپنی گاڑی سے ہیروئن نکلتے ہوئے دیکھی۔۔۔۔

شہریار کو تو پہلے یقین ہی نہیں آیا کہ یہ آئیدن کی گاڑی ہے لیکن جب اس نے آئیدن کا چہرہ دیکھا جو کہ زرد پڑ چکا تھا اسے یقین آگیا کہ یہ اس کی گاڑی ہے جبکہ ایک اور گاڑی سے جو ہیروئن نکلی تھی ان لوگوں کو بھی پولیس نے پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

اور وہاں پر ایک میڈیا والے کی بھی گاڑی کو روکا گیا تھا ویڈیو والوں کو تو کوئی نیوز چاہیے ہوتی ہے اور آئیدن کو کون نہیں جانتا تھا وہ کلام کا ایس ایس پی ائیدن احزان تیمور تھا۔۔۔

میڈیا والے نے جلدی سے اپنے آفس میں کال کی کہ وہ جلدی سے کیمرے وغیرہ لے کر یہاں پر پہنچے ایک بہت بڑی نیوز ہیں جبکہ آئیدن اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کرنے لگا اس نے شہریار کو دیکھا تو نفی میں سر لایا۔۔

شہریار مجھے نہیں علم یہ کہاں سے آئی ہے میں ایسا گھنونا کام کبھی نہیں کر سکتا۔۔آئیدن بار بار نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی کار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

سر یہ تو ایس ایس پی آئیدن احزان کی گاڑی سے ہی ہیروئن نکل آئی اب آپ اس کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے ایک نیوز چینل کا آدمی

شہریار کے آگے آکر کھڑا ہوتے اس سے سوال کرنے لگا جبکہ آئیدن کی تو پہلے ہی طبیعت خراب تھی اس کے سر میں مزید درد ہونے لگا۔۔ تو وہم وگماں میں بھی نہ تھا کہ اس کی کار سے ہیروئن برآمد ہوگی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں تمام میڈیا وہاں آپ پر موجود تھا آئیدن اور شہریار ایک ساتھ کھڑے تھے اور اب کچھ افیسرز بھی آئے دونوں ان سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔۔۔

ایس ایس پی آپ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔

سر مجھے نہیں علم کہ میری کار میں ہیروئن کیسے آئی ہیں۔۔ آئیدن مزید بولنے لگا اس کو دوسرے ملزموں کے ساتھ لے جایا جانے لگا میڈیا والے آئیدن کی تصویریں کھینچ رہے تھے اور ساتھ میں خبریں بھی دے رہے تھے کہ کلام کے ایس ایس پی آئیدن احزان کی گاڑی سے ہیروئن برامد ہوئی جو کہ ہمارے پولیس کے نام پر دھبہ ہے اور آئیدن اپنا چہرہ

چھپانے کے لیے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کر رہا تھا اسے اتنی ذلت اتنی رسوائی کبھی بھی محسوس نہیں ہوئی جتنی آج ہو رہی تھی جبکہ شہر یہاں نے میڈیا والوں کو پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن میڈیا والے کہاں باز آتے ہیں۔۔۔۔

سب لگاتار آئیدن سے سوال کر رہے تھے جو آفیسر ساتھ تھے ان سے بھی سوال کر رہے تھے شہریار نہ آئیدن کو سنبھالنے کی کوشش کی۔۔۔۔

دوسرے ملزموں کو اور آئیدن کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا جب ملزموں کو ایک جگہ پر بٹھایا گیا اور آئیدن کو بھی وہاں پر بٹھانے لگے تو شہریار کی آواز سے سب رکے۔۔۔

خبردار اگر کسی نے آئیدن کو یہاں پر بٹھایا ملزم نہیں ہے یہ بھائی ہے۔۔۔ میرے بھائی تم لوگوں کو یقین نہ ہو لیکن مجھے اپنے بھائی پر

پورا یقین ہے اسے میرے کیبن میں بٹھایا جائے گا نہ کہ مجرموں کے ساتھ۔۔ اس کی کار سے ہیروئن برآمد ہوئی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہیروئن بیچنے والے وحشیوں کے ساتھ ہیں۔۔۔ شہریار نے آئیدن کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔ اسے اپنے ساتھ لے کر کیبن میں جانے لگا جب پیچھے سے ایک میڈیا والا بولا تھا۔۔

یہ آپ کا بھائی ہے سہی لیکن پولیس کے نام پر دھبہ ہے ان کی گاڑی میں اس سے پہلے کہ ایک شخص کہتا شہریار نے اس سے کے چہرے پر مکا مارا تھا۔۔

خبردار میرے بھائی کے بارے میں کچھ بھی کہا اپنی جان تو دے سکتا ہے میرا بھائی لیکن ایسا کام کبھی نہیں کر سکتا میں سچائی کا پتہ لگاؤں گا کہ اس کی گاڑی میں ہیروئن کیسے آئی یہ کہتے ہوئے شہریار آئیدن کو لے کر اپنے کیبن میں چلا گیا اور اسے آرام سے کرسی پر بٹھایا۔۔۔۔۔۔

شہریار تو جانتا ہے نا میں ایسا کام نہیں کر سکتا جس نے آج تک مجرموں کو پکڑا ہے انہیں سزا دی ہے وہ ایسا گھنونا کام کرے گا۔۔ کتنے سال میں نے ایمانداری سے کام کیا ہے ایک غلط فہمی کی وجہ سے میری محنت پر سوال اٹھایا جا رہا ہے۔۔ وہ بے یقینی سے بول رہا تھا اسے ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ اس کی کار سے ہیروئن برآمد ہوئی ہیں۔۔۔

یار چھوڑ بس میڈیا والوں کو کوئی نہ کوئی نیوز چاہیے ہوتی ہے نشر کرنے کے لیے۔۔۔

نہیں شہریار یہ میری نوکری، میری ایمانداری کا سوال ہے آخر میری کار میں ہیروئن کیسے آئی۔۔ آئیدن اپنی پریشانی مسل رہا تھا اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یوں اس کی کار سے ہیروئن برآمد ہوں گے اور اس کی محنت پر سوال کیا جائے گا۔۔

شہریار خان آپ آئیدن احزان کو اپنے کیبن میں کیوں لے کے آئے ہیں جبکہ انہیں مجرموں کے ساتھ بٹھانا چاہیے تھا۔۔جو آفیسر ان دونوں سے سینیئر تھا وہ شہریار کے کیبن میں داخل ہوا۔۔۔

سر آئیدن کی کار سے ہیروئن برآمد ہوئے ہیں جب کہ اسے معلوم ہی نہیں تھا اس کی کار میں ہیروئن ہیں۔۔

ہر کوئی پکڑے جانے کے بعد یہی بولتا ہے۔۔آفیسر کا جواب سن کر آئیدن کا دماغ گھوما تھا۔۔

سر اگر مجھے علم ہوتا میرے کار میں ہیروئن ہے تو میں آپ کو اتنا پاگل نظر آتا ہوں کہ میں اپنی کار اس جگہ کھڑی کرتا جہاں چیکنگ ہو رہی تھی آئیدن نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کا لہجہ تلخ نہ ہو جبکہ وہ اپنے لہجے کو تلخ ہونے سے نہ روک پایا۔۔

اپنا لہجہ درست کریں آئیدن احزان اگر آپ مکمل طور پر مجرم ثابت نہیں ہوئے تو آپ بے گناہ ثابت بھی نہیں ہوئے۔۔ آفیسر سخت لہجے میں بولے آئیدن نے ایک مرتبہ پھر اپنی پیشانی مسلی۔۔

سر۔۔۔۔۔ آپ کے معاملے میں چھان بین کی جائے گی جب تک چھان بین مکمل نہیں ہوجاتی تب تک آپ کو سسپینڈ کیا جاتا ہے۔۔ وہ بولنے لگا تھا جب افیسر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ آئیدن اور شہریار دونوں کی آنکھیں پھیلی آفیسر کی بات سن کر۔ آفیسر اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے چلا گیا آئیدن نے ٹیبل پر موجود تمام چیزیں ہاتھ مار کر زمین پر بوس کر دی۔۔

صرف ایک غلط فہمی کی وجہ سے مجھے سسپینڈ کیا جا رہا ہے۔۔۔ آئیدن نے چیئر اٹھا کر زمین پر ماری شہریار نے کھڑے ہوتے ہیں اس کے دونوں بازو پکڑے۔۔

کیا کر رہے ہوں آئیدن ابھی تو کچھ وقت کے لیے سسپینڈ کیا گیا ہے یہ نہ ہو پرمانٹ تمہیں نکال دیا جائے۔۔ شہریار نے اس کے ہاتھوں کو چھوڑا تو وہ اپنا سر تھام کر پیچھے پڑے صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔۔

کچھ آفیسرز شہریار کے کیبن میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں ہتھکڑی موجود تھی۔۔

ہمیں آرڈر دیے گئے ہیں کہ آئیدن سر کو۔۔۔۔ جن پاؤں سے چل کر کیبن کے اندر آئے ہو انہیں قدموں سمیت واپس چلے جاؤ نہیں تو چلنے کے لیے انہیں سلامت نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک تمام ثبوت ہاتھ نہیں لگ جاتے کلام کا کوئی آفیسر مجھے ہتھکڑیاں نہیں پہنا سکتا۔۔

آئیدن دہارا تھا وہ آفیسرز کے گریبان پکڑنے لگا جب شہریار نے بمشکل اسے روکا۔۔

جائے یہاں سے۔۔ آفیسر زباہر چلے گئے آئیدن نے اسے خود سے دور دھکا دیا اور تلملاتا ہوا پولیس اسٹیشن سے نکل کر شہریار کار میں بیٹھتے ہوئے حویلی کی طرف چلا گیا۔۔ میڈیا نے اس کی تصاویر لی تھی جو وہ پولیس اسٹیشن سے باہر نکل کر اپنی کار میں بیٹھا تھا۔۔۔ شہریار پولیس اسٹیشن سے وائٹ لے کر اس کے پیچھے نکلا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب مرد مردان خانے بیٹھے تھے، سفیان خان نے نیوز چلائی۔۔ جمعہ کا دن تھا۔۔ سب مرد جو اپنے موبائل میں مصروف تھے۔ آئیدن کا نام کا سن کر سب کا دھیان نیوز کی جانب ہوا۔۔

دو بڑی خبریں آج نشر ہونے جا رہی ہے۔۔ پہلی، ابراہم ملک نے دوبارہ پھر اپنا نام بزنس کی دنیا میں قائم کیا ہے وہ ابھی تک مکمل طور پر سامنے نہیں آئے اور انہوں نے کئی معروف بزنس مین کی کمپنیوں کے 50 فیصد شیئرز خرید لیے ہیں۔۔۔ دوسری اور سب سے بڑی خبر ایس ایس پی آئیدن احزان کی کار سے ڈرگز برآمد ہوئے۔ آئیدن احزان جنہوں نے کئی بڑے بڑے مجرموں کو پکڑا ہے آج وہ خود مجرموں میں شامل ہو چکے ہیں، انہیں سسپنڈ کر دیا گیا، تفتیش جاری ہے۔۔ سب حیرت سے ایل سی ڈی کو دیکھ رہے تھے۔۔ دالہام نے جیب سے موبائل نکال کر نیوز ایجنسی میں کال کی۔۔۔

آئیدن احزان کے متعلق ہر جگہ سے یہ نیوز ہٹا دی جائے، کسی نیوز چینل اور سوشل ایپ پر مجھے یہ نیوز نظر نہ آئے۔۔ دالہام کال پک ہوتے ہی دہاڑا تھا۔۔

سر ہم۔۔۔۔اگر یہ نیوز ہٹائی نہ گئی تو تم سب کے چینل کے ساتھ تم سب کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔۔ نیوز ایجنسی کے اونز کے دل میں خوف بیٹھ گیا۔۔ دالہام کو پختہ یقین تھا اپنے بھائی پر وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

آئیدن کی کار سے ڈرگ کیسے۔ صارم بول رہا تھا جب شہریار کی کار پورچ میں رکی۔۔ سب مرد پورچ کی طرف بڑھے۔۔ آئیدن کار سے باہر نکلا اور لمبے ڈھگ بھرتے حویلی کا اندرونی گیٹ عبور کر کے لاونج میں گیا سب اس کے پیچھے گئے۔۔ شہریار نے بائیک حویلی کے باہر روکی، وہ تقریباً بھاگتا ہوا اندر گیا۔۔۔

آئیدن! وہ غصے کا بھرا اپنے کمرے میں جانے لگا دالہام نے اس کا بازو پکڑا۔۔

تمہاری کار۔۔۔ مجھے نہیں پتا کیسے ہیروئن میری کار میں آ گئی۔۔۔
دالہام کی بات درمیان میں کاٹتے وہ چلایا تھا غصے سے اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے کے قریب تھی۔۔۔ تمام عورتیں حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا تم اتنے بے خبر تھے؟

لالا میں حویلی سے کار لے کر نکلا باخدا میں نے راستے میں کہیں کار نہیں روکی۔۔ مجھے نہیں انداز میری کار میں ڈرگز کیسے پہنچے۔ مجھے نہیں علم۔۔۔ وہ پھر چلایا تھا۔۔ غصے سے اس کا چہرہ بے تحاشہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

آئیدن! شہریار نے اسے پکارتے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔
کیا بولے جا رہے ہو سب؟ ریحانہ خانم ائیدن کے پاس گئی جس کے چہرے سے محض خون رسنا رہ گیا تھا۔۔

آپ کے بیٹے کو سسپینڈ کر دیا ہے۔۔جس جاب کو اس نے
ایمانداری سے آج تک کیا ہے ایک غلط فہمی کی وجہ سے نکال دیا گیا۔۔
آئیدن کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی۔۔
سونیا اور راہا سائیڈ پر بت بنی کھڑی تھی۔۔
آئیدن بیٹا۔۔۔۔ مت بولیے گا مورے کے سب ٹھیک ہو جائے گا
اس امید میں میرا سب کچھ بکھر چکا ہے۔۔خالی ہاتھ رہ گیا ہے آپ کا
بیٹا۔ کچھ نہیں رہا اب اس کے پاس۔۔۔آئیدن ریحانہ خانم کی بات
کاٹ کر بولا۔۔ دالہام اس کے الفاظ کے ہر معنی سے واقف تھا۔۔
آئیدن اتنا ناامید کیوں ہو رہا ہے تو؟۔۔۔
اگر میری جگہ تم ہوتے تو کیا کرتے۔ برداشت کر پاتے معاشرہ جسے مرد
کے لیے گالی۔۔۔۔آئیدن! اس سے قبل وہ اپنی بات مکمل کرتا
دالہام کی رعب دار آواز لاؤنج میں گونجی تھی۔۔۔

سب کچھ ختم ہوگیا ہے۔۔ آئیدن نے ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ہاتھ مار کر زمین پر بوس کیا۔۔ نمیرہ، راعنین اور طرسم جو ٹیبل کے پاس کھڑی تھی وہ کچھ قدم پیچھے ہوئیں۔۔۔۔

کیوں اس قدر نا امید ہو رہے ہو۔۔ سفیان خان اس کے پاس گئے۔

دالہام نے اس کا بائیاں بازو پکڑا اور سفیان خان نے دائیاں بازو پکڑا۔۔ سفیان خان اس کی بات سمجھ چکے تھے بے شک وہ نا مکمل بولی گئی تھی۔۔

اصل مرد جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟ اگر اس پر الزام لگایا جائے تو وہ اپنا غصہ چیزوں پر یا اپنی عورت پر نکالنے کی بجائے جس نے اس پر الزام لگوایا ہے اسے زندہ زمین میں گاڑھ دے۔۔ اب یہ تو تمہیں ہی معلوم ہو تمہارے ساتھ یہ کون کر سکتا ہے۔۔ سفیان خان کے الفاظ سن کر اس نے جھٹکے سے ان کی طرف رخ کیا۔۔

فل وقت اپنے دماغ کو ٹھنڈا کرو اور فضول چیزوں کے بارے میں نہ سوچو۔ تم سردار دالہام کے بھائی ہو تمہیں اس معمولی سی جاب جانے پر افسوس ہو رہا ہے؟۔۔ جنہوں نے تمہاری ایمانداری پر سوال اٹھایا ہے ایک پختہ ثبوت انہیں زندگی بھر کے پچھتاوے میں مبتلا کر دے گا۔۔ انہیں نظریں اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔ پر سکون رکھو خود کو میرے بھائی۔۔ دالہام نے اس کا کندھا تھپکا۔۔۔

لالا!۔۔۔ آئیدن پر سکون ہو جاؤ بعض اوقات جذبات میں لیے گئے فیصلے غلط ثابت ہو جاتے ہے۔۔ آئیدن نے دالہام کو پکارا تو اس نے سرگوشی نما آواز میں الفاظ ادا کیے۔۔

ہمممم کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ شہریار اس کے پیچھے جانے لگا تو صارم نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روکا۔۔۔

شہریار اسے تنہا رہنے دو اگر اس سے مزید کسی نے بات کی تو غصے پھٹ پڑے گا۔۔۔ شہریار کسی حد تک صارم کی بات سے متفق تھا۔۔۔

نمیرہ آئیدن کے پیچھے کمرے میں گئی۔۔۔

دالہام، آئیدن پر کیوں الزام لگایا گیا۔۔ ریحانہ خانم کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے۔۔۔

کسی بے غیرت نے اپنی بے غیرتی دیکھائی ہے۔۔۔ دالہام کے الفاظ وہاں موجود ہے مرد کو سمجھ آئے تھے۔۔ کیونکہ ان کا اس وقت ایک ہی دشمن تھا اور وہ تھا ابراہم ملک۔۔۔

سب کو کیا ہو گیا ہے۔ چلو شاباش اپنا کام کرو جا کر سب اور طرسم، راعنین بیٹا آپ دونوں آرام کرو۔۔۔ سفیان نے سب عورتوں کی طرف دیکھا جو ابھی تک حیرت میں مبتلا تھی۔۔ سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔۔

ریحانہ خانم صوفے پر بیٹھ کر اپنا سر تھام گئی۔۔

مورے۔۔ دالہام، سونیا اور راہا ریحانہ خانم کے پاس بیٹھی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب؟ پہلے قندیل جسے میں اپنی بیٹی سے زیادہ چاہتی تھی اس نے سب کچھ تباہ کرنے کی کوشش کی اور اب میرے بیٹے پر الزام ۔۔۔ ریحانہ خانم کو دالہام نے اپنے سینے سے لگایا۔۔

چچی اتنی جلدی دل مت ہار جایا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ صارم نے ریحانہ خانم کا ہاتھ تھاما۔۔ دالہام اور صارم نے سونیا کو اشارہ کیا کہ انہیں اندر لے جاؤ۔۔

سب ٹھیک ہے آپ ریسٹ کریں مورے۔۔ سونیا نے اپنی ماں کو اٹھایا اور انہیں لے کر کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

یہ سب اس ابراہم کا کیا دھرا ہے یاور کی آنکھوں میں خون شامل ہوا، پہلے طرسم کے ساتھ بد تمیزی کرنا، پھر اس کے گھر کو آگ لگانا، اس کی بچے کے پیچھے پڑنا اور اب آئیدن۔۔۔

لیکن اسے پل پل کی خبر دے کون رہا۔۔ سب دالہام خانزادہ کی بات کی پر سوچ میں پڑ گئے آخر کون غدار ہو سکتا تھا۔۔

جو کوئی بھی ہے دالہام وہ کوئی حویلی میں سے ہے جسے ہر چیز کے متعلق آگاہی ہو۔۔ اپنے کے بھیس میں غدّار۔۔ سفیان خان اور صارم یک زبان بولے تھے۔۔

کون ہو سکتا ہے۔۔ شہریار نے سختی سے ہاتھ کی مٹھیاں بنائی۔۔

ہادی اور وریام ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے گہری سوچ میں گم تھے۔۔ کون ہمت کر سکتا تھا غدّاری کرنے کی۔۔

اس کا کیا کرنا ہے؟ میری مانو تو اڑا دیتی سالے کو۔۔ یاور نے سردار کی جانب رخ کیا۔۔

تم جذبات میں آکر فیصلہ کر جاتے ہو یاور۔ وہ اسی انتظار میں ہے کہ ہم اس پر حملہ کروائیں جبکہ ابھی ہم یہ سب کچھ نہیں کریں گے۔۔ وہ چال چل رہا ہے ہمارے ساتھ۔۔ دالہام سرداری کی کرسی پر بیٹھا۔۔

نمیرہ دروازہ آہستہ سے بند کر کے آئیدن کے پاس صوفے پر بیٹھی جو اپنے ہاتھوں کو سختی سے مٹھیوں میں تبدیل کیے خونخوار نظروں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

آئیدن!۔۔۔ نمیرہ نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھنے چاہے تو اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔

یہاں سے چلی جاؤ میں نہیں چاہتا میں غصے میں کچھ غلط کر بیٹھو۔۔ آئیدن نے اپنی آنکھیں میچی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں غصہ نکالنا ہے تو نکال لیں۔۔ اچھا ہے نا غصہ نکل جائے گا اندر رہ کر دماغ تو خراب نہیں کرے گا۔۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھے۔۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

کیسے ٹھیک ہو گا مجھے بتاؤ نا؟ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہونا۔۔ آئیدن صوفے سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ نمیرہ نہیں وال کلاک کی جانب دیکھا شیر طیان کے ابھی ٹیوشن میں آنے میں وقت تھا اور اس سے پہلے سے اپنے شوہر کو پر سکون کرنا تھا اکثر ماں باپ کے غصے کی وجہ سے بچوں پر غملط اثر پڑتا ہے۔۔

آئیدن کیا اس طرح نا امید ہونے سے سب کچھ ٹھیک ہو جانا ہے۔۔
آپ پتہ کروائیں آپ کی کار میں کس نے ڈر گزر کھے تھے۔۔۔اس کے
پاس جا کر کھڑی ہوئی اور دوبارہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
لیے۔۔۔
ابراہم ملک !فل وقت ابھی وہی چھری ہمارے سر پر منڈلا رہی
ہے۔۔اور اس چھری کو پکڑ کے ایسے میں نے اگ لگانی ہے کہ۔۔۔
آئیدن نے اپنی بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔وہ غصے سے ہاتھوں کی
مٹھیاں بنائے دیوار پر مار رہا تھا۔۔
آئیدن کیا کر رہے ہیں آپ؟۔۔نمیرہ اس کے ہاتھوں کو پکڑنے لگی تو
اس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے تھے۔۔۔

میرا دل چاہ رہا ہے ہر چیز کو تہس نہس کر دوں سب کچھ تباہ و برباد کر دوں۔۔ آئیدن کے اچانک جھٹکنے پر وہ گرنے لگی تھی جب اس نے دیوار کا سہارا۔۔

نمیرہ! آئیدن اس کے پاس گیا شانوں سے تھاما اس کا کندھا برے طریقے سے دیوار کو لگا تھا۔۔

کچھ زیادہ ہی غصہ چڑھا ہے۔۔ وہ اپنا کندھا سہلانے لگی۔۔

متاعِ جاں میں نے کہا تھا نا چلی جاؤ۔۔ آئیدن ایک ہاتھ اس کے رخسار پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے اس کا کندھا سہلانے لگا۔۔

اگر میں چلی جاتی تو یہ غصہ آپ نے خود پر نکالنا تھا۔۔ نمیرہ نے دوبارہ سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

چلی جاؤیہاں سے میرا ذہن پر سکون نہیں ہو رہا میں کچھ غلط کر بیٹھوں گا۔
جاؤیہاں سے۔۔ آئیدن اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آزاد کروانے
لگا۔۔ نمیرہ نے اس کے سینے پر سر رکھتے پشت پر ہاتھ رکھے تھے۔۔۔
نکالیں جتنا غصہ نکالنا ہے میں یہی پر ہو۔۔ وہ اس کے سینے پر ٹھوری
ٹکائے اس کے چہرے کو تکنے لگی۔۔

میں تم پر اپنا غصہ نہیں نکالنا چاہتا جاؤیہاں سے۔۔ وہ اسے خود سے دور
کرنے لگا تو نمیرہ نے سختی سے آنکھیں بند کر کے بچوں کی طرح بلائی لب
باہر نکالا تھا۔۔

میاں جی آپ مجھے کمرے سے کیوں نکالنا چاہتے ہیں میں رو دو گی۔۔
بچوں کی طرح معصومانہ چہرہ بنائے آنکھیں بند کیے وہ بول رہی تھی۔۔
کون کہہ سکتا ہے کہ تم 33 سالہ عورت ہو۔ حرکتوں سے تم 16 سالہ بچی
لگتی ہو۔۔ آئیدن ذرا سا مسکرایا تھا اس کا انداز دیکھ کر۔۔

عورت بچی تب بنتی ہے جب اس کا شوہر اسے بے انتہا پیار کرتا ہوں اس کی ہر بات مانتا ہو۔۔ اور میرا میاں تو میری ہر ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے شانوں پر رکھے۔۔

ان ڈائریکٹلی تم کہہ رہی ہو کہ میں جوڑوں کا غلام ہوں۔۔

ہاں تو کیا جوروں کا غلام ہونا بری بات ہے۔ ویسے آپ کہہ رہے ہیں اپ کے جاب چلی گئی اتنی اچھی تو جاب آپ کر رہے ہیں اپنی بیوی کی باتیں مان کر۔۔ نمیرہ نے آنکھ دبائی تو آئیدن نے نفی میں سر ہلایا۔۔ جس نے کبھی اس طرح کی حرکتیں نہیں کی تھی آج اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کر رہی تھی۔۔

میاں جی کیوں اپنا منہ لٹکائے پھر رہے ہیں آپ کی بیوی کو اچھا نہیں لگ رہا۔۔ آئیدن نے اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھتے بالوں پر لب رکھے تھے۔۔

مجھے جاب جانے کا دکھ نہیں ہے بلکہ دکھ اس چیز کا ہے کہ میری ایمانداری پر سوال اٹھایا گیا ہے۔۔ آئیدن کی بات سن کر نمیرہ کی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تو اس میں سختی سے آنکھیں میچ لی تکلیف اسے بھی ہو رہی تھی یہ جان کر کہ اس کے شوہر پر الزام لگایا گیا ہے۔۔

کچھ نہیں ہوتا آجائے گی جاب واپس! نمیرہ نے اس کے شانے پر ہلکی سی چپت لگاتے اسے اپنا سر نیچے کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ جھکا تو نمیرہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر پیار بھری مہر ثبت کی۔۔

اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ

نمیرہ نے آیت پڑھی تو آئیدن نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔

امید کی لاٹھی پکڑانا تمہیں اچھے سے آتا ہے۔۔ آئیدن نے اس کا رخسار سہلایا۔۔

امید کی لاٹھی تو اللہ نے پکڑائی ہے کہ مجھ سے امیدیں لگا کر رکھو میں کبھی نا امید نہیں کروں گا۔۔ نمیرہ نے اس کے شانے پر دو مکے مارے تھے۔۔

یہ کس لیے؟۔۔

مجھے میرے کندھے پر درد ہو رہی ہے اس لیے، اتنے برے طریقے سے میرا کندھا دیوار کے ساتھ لگا۔۔۔ آئیدن نے اس کے شکوہ کرنے پر اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جہاں اسے درد ہو رہا تھا۔۔۔

آئیدن اگر آپ کو لالانہ روکتے تو آپ سب کو بتا دیتے کہ۔۔۔ تو پتہ چل جاتا سب کو، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ویسے بھی حویلی سے باہر یہ بات نکل چکی ہے۔۔ سب جانتے ہیں کہ آئیدن کبھی اب باپ نہیں بن سکتا

وہ۔۔۔۔ آئیدن اس کے بات کاٹتے بولا تھا جب نمیرہ نے اس کے لبوں پر اپنی انگلیاں رکھتے اسے چپ کروایا۔۔

ہاں نکل چکی ہے بات حویلی سے باہر جبکہ حویلی کے افراد کو ابھی تک ان چیزوں کا علم نہیں ہے۔۔ مجھے نہیں پسند کوئی بھی اس بارے میں ذکر کریں۔۔ نمیرہ نے اپنا موڈ خراب ہونے سے خود کو باز رکھا۔۔۔

آپ ریسٹ کریں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے سو جائیں۔۔ آئیدن نفی میں سر ہلا رہا تھا جب اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پر بٹھاتے خود چونکری مار کر بیٹھی اور اسے اپنی گود میں سر رکھنے کا اشارہ کیا۔۔

مجھے نیند نہیں آئے گی۔ اس نے ابھی جملہ مکمل کیا ہی تھا جب نمیرہ نے کھینچ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔۔

آجائے گی نیند، سونے کی کوشش کریں وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی ساتھ ساتھ اس کے رخسار سہلا رہی تھی۔۔

وہ آنکھیں بند کیے لیٹ گیا کچھ دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں جا چکا تھا۔۔
پیشانی پر بکھرے ہوئے اس کے بال پیچھے کرتے شدت سے پیار کر کے
اس کا سر تکیے پر منتقل کرتے اس کے اوپر لحاف دے کر وہ کمرے سے
چلی گئی۔۔۔۔
نیچے آئی تو سب مرد لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔
نمیرہ آئیدن ٹھیک ہے؟ دالہام نے اضطراب کی کیفیت میں پوچھا۔۔
جی آئیدن ٹھیک ہیں سو چکے ہیں۔۔ بات مکمل کرتے وہ وہاں سے
جانے لگی جب سردار کے الفاظ پر اس کے قدم رکے تھے۔۔۔
وہ غصہ بہت کم کرتا ہے لیکن جب کرتا ہے تو حد سے زیادہ کرتا ہے۔۔
اسے اکیلا مت چھوڑنا وہ اکثر غصے میں خود کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔۔
بے فکر رہے انہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گی۔۔ بنا مڑے اس کی بات کا
جواب دے کر وہ کچن میں چلی گئی تھی۔۔ وہ دالہام سے بات کرتے

ہوئے اپنی نظریں نیچے رکھتی تھی وہ اس کی جانب بہت کم دیکھتی تھی۔۔ اسے لگتا تھا اگر اس نے سردار کی طرف دیکھا تو اپنے شوہر کو دھوکہ دے گی۔۔

ہادی ان سب کے ساتھ بیٹھا تھا جب اس کے ہونٹ خشک ہونے لگے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں گیا دراز سے انجیکشن نکال کر اسے ہلا اپنے بازو پر لگایا۔۔ جیسے ہی انجیکشن لگا انجیکشن کو پکڑ کر بہت زیادہ ٹشو کے اندر لپیٹتے اس نے باسکٹ میں پھینک دیا۔۔ بیڈ پر نیم دراز ہوتے گہرے سانس بھرنے لگا۔۔

اگر انجیکشن نہ لگاؤں تو جان کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔۔۔ بڑبڑاتے ہوئے کچھ دیر میں ہی وہ ہر چیز سے بیگانہ بیڈ پر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم ریحانہ خانم کے کمرے میں بیٹھی تھی جب اچانک سے اس کا دل کچھ چٹپٹی چیز کھانے کا کرنے لگا۔۔

کیا ہوا طرسم ؟ طبیعت ٹھیک ہے ؟ ریحانہ خانم نہیں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔۔۔

جی مورے میرے طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ریسٹ کریں۔۔

طرسم بیڈ سے اٹھ کر سائڈ لیمپ آف کرتے ہیں ریحانہ خانم کے اوپر لحاف درست کر کے دیتے لائٹ بند کر کے چلی گئی۔۔

دیو کو کہتی ہوں مکرونی بنا کر دے۔۔ ایک منٹ میں تو ناراض ہوں میں کیوں کہوں کہ مکرونی بنا کر دے۔۔ وہ پہلے سردار کے کمرے کی جانب رخ کرنے لگے پھر یاد آنے پر ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر الفاظ ادا کرتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔

چھوٹی بی بی جی آپ کو کچھ چاہیے کیا؟ ایک نوکرانی نے آکر طرسم سے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

ہاں میرا کچھ کھانے کو دل کر رہا ہے۔۔۔ اب وہ اپنا نقاب درست کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جی جی چھوٹی سردانی آپ حکم کریں میں بھی آپ کو بنا کر دیتی ہوں۔۔۔

نہیں ایسا کرو کہ تم میرے ساتھ بنانے میں ہیلپ کرو۔۔ میں آج بناؤں گی میں دیو کو بتاؤں گی کہ مجھے بھی کھانا بنانا آتا ہے وہ دل ہی دل میں سوچ کر خوش ہوئی تھی۔۔ دالہام نے طرسم کو کچن میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا تو اس نے طرسم کی باتیں جو وہ ملازمہ سے کر رہی تھی وہ سن لی تھی۔۔

اچھا تو میری پری کا مکرونی کھانے کا دل کر رہا ہے لیکن اس نے مجھے کیوں نہیں بولا پھر دالہام اس کی ناراضگی کا سوچ کر دل ہی دل میں مسکرایا۔۔۔۔۔۔

تم لوگ باہر جاؤ۔۔ دالہام کی آواز سن کر سب کے سانس سینے میں اٹکے وہ فوراً ہاں میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل گئی جو ملازمہ طرسم کے ساتھ کھڑی تھی وہ بھی چلی گئی۔۔

جبکہ طرسم نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے دالہام کو دیکھا۔۔۔

آپ یہاں پہ کیا کرنے آئے ہیں میں تو ان سے مکرونی بنوانے لگی تھی میرا دل کر رہا تھا لیکن اپ نے انہیں باہر کیوں بھیجا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے ناک سکیڑتی کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بولی۔۔

کیونکہ تم اپنے لیے مکرونی نہیں بنا سکتی اس لیے میں تمہیں مکرونی بنا کے دوں گا۔۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے بنا لیکن میں بنا لوں گی۔۔ طرسم نے آنکھیں گھمائی۔۔

شوہر سے چیزیں بنواتی رہنا ہڈ دھرم کہیں کی کبھی خود کچھ نہ کرنا۔۔۔ علینا کچن میں داخل ہوئی طنز کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا جگ شیلف پر رکھا۔۔

طرسم کا منہ بن گیا اپنی ماں کی بات سن کر۔۔

علینا کیسی باتیں کر رہی ہو اب بیوی ہے میری، چھوٹی ہے وہ کوئی بات نہیں سیکھ جائے گی۔۔

بیوی ہے تو اسی لیے کہہ رہے ہیں کہ اسے بھی کچھ کھانے پینے کی چیزیں بنانی آنی چاہیے۔۔۔۔

علینا اس نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ میں خود بنا رہا ہوں اس کے لیے، اس کا دل کر رہا ہے مکرونی کھانے کو۔۔ دالہام نے اس کی سائیڈ لی۔۔

آپ جو مرضی کہہ لے لالا اس نے کبھی کچھ بنانا نہیں سیکھنا اس نے ہڈ دھرم ہی رہنا ہے۔۔ علینا یہ کہہ کر کچن سے باہر چلی گئی جب دالہام نے دوبارہ سے طرسم کی طرف دیکھا جو مزید ناراضگی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں میرے لیے مکروفی بنانے کی میں خود ہی بنا لیتی ہوں تم جاؤ دوسرے کام کرو جو میرے سے اور ہمارے بچوں سے بھی زیادہ ضروری ہے طرسم منہ بناتے ہوئے چیزیں اکٹھی کرنے لگی پتہ تو اسے کچھ بھی نہیں تھا کیا کیا چیزیں ڈالی جاتی ہے وہ خود ہی برتن اٹھا اٹھا کے رکھنے لگی جسے دیکھ کر دلہام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

پری تم ناراضگی میں مزید خوبصورت لگتی ہے اچھا نا تم ادھر بیٹھو ناراض مت ہونا اس نے ترسم کے ہاتھوں سے برتن لے کر شیلف پر رکھے اور پھر طرسم کو آرام اپنے بازوں میں اٹھا کر شیلف پر بٹھایا۔۔۔

یہ یہ کیا کر رہے ہو تم دیو طرسم نے گھور کر دالہام کی جانب دیکھا۔۔۔

وہی جو مجھے کرنا چاہیے ارام سے تم یہاں بیٹھو اور مجھے دیکھو تمہارے لیے مکرونی کیسے ہوں فٹافٹ بناتا ہوں۔۔۔۔

مجھے تمہارے ہاتھ کی مکرونی نہیں کھانی طرسم جان بوجھ کر نخرے دکھاتے ہوئے دالہام سے بولی۔۔۔۔

مجھے تو اپنے ہاتھ کے مکرونی تمہیں کھلانی ہے نا اور لگتا ہے ہمارے بچے کو بھی ضرورت ہے میرے ہاتھ کی چیزیں کھانے کی اس لیے میں اپنے ہاتھ سے اچھی سے مکرونی بنا کر کھلاؤں گا۔۔۔

دلہام نے اس کے قریب ہوتے اس کا نقاب اتارا تو اس نے حیرانگی سے دالہام کی جانب دیکھا۔۔۔

دیو! وہ اپنا نقاب اوپر کرنے لگی جب سردار نے اس کے ہاتھ پکڑے۔۔

میں سب لوگوں کو باہر بھیج چکا ہوں اس کی ٹینشن مت لو تم میری پری تمہیں میرے علاوہ بھی نہیں دیکھ سکتا دالہام نے جھکتے ہوئے طرسم کے گال پر لب رکھے تو طرسم کے گال مزید لال ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اب ایسے شرماؤ گی تو میں میکرونی کیسے بناؤں گا میں تو تمہیں ہی دیکھتا رہوں گا۔۔۔۔۔ دالہام اس کی نیپ کھینچ کر شیلف پر دونوں سائیڈ پر ہاتھ رکھ کے اس کے قریب ہوتے بولا۔۔

زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے دیو مجھے بہت بھوک لگی ہے اس لیے جلدی سے مکرونی بنا دو۔۔۔۔۔

کچھ لمحہ پہلے تم کہہ رہی تھی تمہیں میرے ہاتھ کی مکرونی نہیں کھانی اب کہہ رہی ہو کہ جلد سے مکرونی بناؤ۔۔اسے طرسم کو تنگ کرنے میں مزا آرہا تھا۔۔۔

دیوا اگر تم نے بنانی ہے تو بنا دو نہیں بنائی تو مجھے بولو میں کسی ملازمہ کو کہہ کر بنوالوں گی۔۔۔۔وہ اٹھنے لگی تو دوبارہ سے اسے شیلف پر بٹھا دیا۔۔ اچھا ٹھیک ہے تم یہاں پر بیٹھو تم میرے پاس بیٹھو گی تو میں اچھے سے مکرونی بنا سکوں گا دالہام نے سبزیاں کاٹنی شروع کی اور پھر آہستہ آہستہ اس نے مکرونی بنانا شروع کر دی۔۔۔۔

طرسم اس کے پاس بیٹھے شیلف پر ٹانگیں ہلاتی ہوئی مسلسل اسے دیکھتی جا رہی تھی جو کسی ماسٹر شیف کی طرح مکرونی بنا رہا تھا پاس پڑے سے پھلوں کی ٹوکری میں سے طرسم نے ایک سیب اٹھا کر اسے کھانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ وہ اپنے دیو کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

دلہام مکرونی بناتے بناتے کبھی اس کے ماتھے پر بوسہ دے دیتا تو کبھی اس کے گال پر، کبھی کہیں چھیڑ دیتا جس سے طرسم مزید لال ہو رہی تھی۔۔۔

تم لال لال سیب کھا کے لال گلاب ہو رہی ہو یا میرے چھیڑنے پر لالو لال ہو رہی ہوں دالہام نے مزید طرسم کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔ دیوا گر آپ نے مزید مجھے چھیڑانا تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی اور آپ کے ہاتھ کے مکرونی بھی نہیں کھاؤں گی طرسم نے اسے دھمکانا ضروری سمجھا۔۔۔۔

اب تم ایسا نہیں کہہ سکتی اتنی مشکل سے میں نے مکرونی بنائی ہے اور اب تو تیار بھی ہو گئی ہے دیکھتا ہوں میں کیسے نہیں کھاتی تم۔۔ میکرونی کو دم پر لگا کر وہ شیلف کے پاس آ کر طرسم کے اوپر جھکتا ہوا گمبھیر لہجے میں بولا تو اس نے دیو کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

لیکن میں تو تم سے ناراض ہوں اگر میں نہ بھی کھاؤں گی تو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔

تم مجھ سے ناراض ہو میں تو تم سے ناراض نہیں ہوں نا اگر تم نہیں کھاؤ گی تو مجھے برا لگے گا اور میری محنت بھی ضائع ہو جاؤ گی اسے لیے میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں کھلاؤں گا۔۔۔۔۔

کوئی زبردستی ہے کیا طرسم نے اپنے چھوٹے چھوٹے نازک ہاتھوں سے اپنے دیو کو پیچھے کرتے ہوئے کہا تو سردار نے اس کے ہاتھوں کو پکڑا۔۔۔

زبردستی ہی سمجھ لو لیکن کھانی تو آج تمہیں پڑے گی۔۔۔ طرسم اسے منع نہ کر چکی کیونکہ اسے مکرونی کی اتنی اچھی خوشبو آرہی تھی کہ منہ میں بار بار پانی انے لگا۔۔

چلو شاباش ساری ناراضگی ختم کرو اور مکرونی کھاؤں۔۔ وہ اپنے خاندان کا سربراہ تھا اسے سب کو خوش اور ایک ساتھ رکھنا تھا۔۔ چاہے اپنے دل میں ہزار غم ہوں۔۔

اس نے طرسم کو اپنے ہاتھوں سے مکرونی کھلائی اور بار بار سے تنگ کرنے کے لیے اس کی پیشانی پر بوسہ دیے جا رہا تھا۔۔

دیو مجھے تنگ نہ کرو۔۔ طرسم نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔ دالہام کے سر پر ابھی بھی پٹی بندھی ہوئی تھی زخم کچھ حد تک بھر چکا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن رات کے تقریباً 11 بجے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ اسے وریام کے کمرے کی لائٹ جلتی ہوئی نظر آئی۔۔ اس کے کمرے میں گیا تو کمرہ خالی تھا، سائیڈ ٹیبل کا نچلا دراز کھلا ہوا تھا جس میں تین پیکٹس پڑے تھے۔۔ آئیدن نے حیرت سے ان پیکٹ کو پکڑا تھوڑا سا ناک کے پاس

کر کے جیسے ہی اس نے اسے سونگا فوراً اس کے چہرے کا رخ دوسری جانب کیا اور اس پیکٹ کو خود سے دور کیا۔۔۔

ڈرگز! وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

وریام لالا ڈرگز لیتے ہیں آئیدن نے اردگرد دیکھا غصے سے اس کے کنپٹی کی رگیں پھر سے ابھرنے لگی تھی واش روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا کمرے میں کوئی بھی موجود نہ تھا پیکٹ واپس دراز میں پھینکتے وہ باہر آیا اور اسے ڈھونڈنے لگا سب اپنے کمرے میں موجود تھے۔۔

وریام نے ہاتھ میں شیشہ پکڑا ہوا تھا جو پیتے ہوئے لاونج میں داخل ہوا۔۔ آئیدن کو دیکھتے اس نے وہ اپنی پاکٹ میں ڈال لیا۔۔

لالا آپ ڈرگز لیتے ہیں؟ آئیدن کے پوچھنے پر اس نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔

میرے خیال سے تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے میں کیوں ڈرگز لینے لگا۔۔

وریام غصے سے بولا تھا۔۔

میں نے خود آپ کے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں ڈرگز دیکھے ہیں۔۔

میرے پاس کوئی ڈرگز نہیں ہے دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا۔۔ وریام نے آنکھیں گھمائی۔۔

میں آپ کو دکھاتا ہوں چلیں آئیدن کے ساتھ وہ اپنے کمرے میں گیا جب اس نے سائیڈ ٹیبل کا نچلا دراز کھولا تو اس میں کوئی پیکٹ موجود نہیں تھا۔۔

کہاں ہے ڈرگز؟ وریام نے سینے پر ہاتھ باندھے، ابرو چکا کر اسے پوچھا۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے خود یہاں ڈرگز دیکھے ہیں۔۔

اگر تم نے دیکھے ہیں تو کیا آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔۔ آئیدن اپنی پیشانی مسلتے اس خالی دراز کو دیکھ رہا تھا۔۔

آئیدن تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے جا کر آرام کرو۔۔ وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے بولا۔۔ آئیدن تشویش میں مبتلا ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ ذہن میں ابھی تک وہ پیکٹ سے گھوم رہے تھے جو اس نے خود ہاتھ میں پکڑ کر سونگھے تھے تو وہ غائب کیسے ہو سکتے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہادی فریش ہو کر واش روم سے باہر نکلا۔۔ جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا وہ شرٹ لیس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا جب راہا اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

ہاااا۔ گندے پروفیسر آپ کو شرم نہیں آتی شرٹ پہنے بغیر کھڑے ہو

راہا نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔۔

میں تو اپنے کمرے میں کھڑا ہوں چاہے شرٹ لیس کھڑا ہوں یا پھر ڈریس

لیس وہ مجھ پہ ڈیپینڈ کرتا ہے۔۔۔ ہادی نے پیشانی پر اپنے بال

بکھیرے۔ راہا نے ایک مرتبہ پھر اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔۔

بے شرم، آپ کو شرم نہیں آتی۔۔

بے شرم بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی پوچھ رہی ہو کہ شرم نہیں آتی؟

ہادی نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کیا راہا نے اپنی آنکھیں

سختی سے بند کرلی۔۔

میں کوئی جن تو نہیں ہوں جو تم نے آنکھیں بند کرلی۔۔ مجھ سے ڈر لگ رہا

ہے۔۔

میں کیوں ڈرنے لگی آپ سے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔

ویسے پروفیسر شوہر آپ کمزور ہو رہے ہو آپ کے ڈولے پتلے ہو گئے۔۔ راہا نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔۔

نہیں تو میں بالکل فٹ فاٹ ہوں۔۔ ہادی نظریں چراتے بولا۔۔

پروفیسر آپ کمزور ہو گئے ہو۔۔ ہادی نے بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ پکڑ کر پہنی۔۔

تم بس زیادہ فیل کر رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے میری صحت بالکل ٹھیک ہے۔۔ راہا نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اس کی آنکھیں خراب نہیں تھی اس کے شوہر کا دماغ ہی خراب ہو گیا تھا۔۔

ایک منٹ میں تو ناراض تھی۔۔

ادھر آؤ میں تمہیں بتاؤ جو ناراض تھی تم۔۔ وہ جانے لگی جب ہادی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے قریب کھینچا۔۔

میں سچی میں ناراض ہوں۔۔ وہ آنکھیں پٹپٹاتی مسکرا کر بول رہی تھی۔۔ اوہو مجھے لگ نہیں رہا کہ یہاں ناراضگی ہے۔۔ ہادی نے اس کے ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلائی تو راہا مسکرائی تھی۔۔۔

ہادی!۔۔۔

جی جانِ ہادی! ہادی نے اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے تو اس نے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

آپ اب اتنی جلدی کیوں سو جاتے ہیں مطلب کے اب آپ مجھ سے اتنی باتیں نہیں کرتے جیسے پہلے ہم رات دیر تک باتیں کرتے تھے۔۔ راہا نے اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے ہادی کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

تم جانتی ہو میرے ایگزامز ہیں تو مجھے کچھ ان پر بھی توجہ دینی ہوتی ہے اس وجہ سے تم سے رات دیر تک باتیں نہیں کر پاتا۔۔۔ ہادی نے جواز پیش کیا تو وہ بلائی لب باہر نکال کر محض ہاں سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔۔

ہاں جی اب امتحانات ہم سے زیادہ ضروری ہو گئے۔۔ راہا نے اپنی آنکھیں بند کرتے بیچارگی سے کہا وہ تو اس کی ڈرامے بازیاں دیکھتے رہ گیا۔۔

تم سے زیادہ تو کچھ ضروری نہیں ہے میرے لیے وہ اسے گدگدی کرنے لگا دونوں کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔۔

ہادی! ہاہاہاہا۔۔۔۔ نہ۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ کرے۔۔۔ وہ ہنس رہے تھے ہادی مسلسل گدگدی کر رہا تھا بیڈ پر بیٹھ کر پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگے۔۔

بہت آج کل بولنے لگی ہو تم۔۔۔

اچھا میرا بولنا برا لگ رہا ہے تو میں خاموش ہو جاتی ہوں۔۔ وہ لبوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر بیٹھی ہادی نے اس کے ہندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے۔۔

اہا یہ غلطی مت کرنا۔ ہادی خانزادہ کو یہ خوبصورت آواز سننا پسند ہے۔۔۔ وہ دوبارہ اس کے بالوں پر لب رکھ گیا۔۔۔

اچھا جی! وہ کھل کھلا کر ہنسی تھی۔۔

شاباش اپنے ایگزمز کی تیاری کرو 25 کی ہونے لگی ہو تم اور ابھی تک تم نے اپنا میٹرک کمپلیٹ نہیں کیا اور یہاں میں جو ابھی 22 کا نہیں ہوا میری پڑھائی مکمل ہونے والی ہے۔۔

مجھے طنز کر رہے ہیں کہ میں نے اپنی پڑھائی مکمل نہیں کی۔۔ راہا خفگی سے بولی۔۔

نہیں جانِ ہادی میں کیوں طنز کروں گا۔۔ وہ اسے منانے کے لیے اپنے پاس کرنے لگا تو اس سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔۔

ویسے میں آپ سے تین سال بڑی ہوں۔۔ آپ مجھ سے چھوٹے ہو تو میری ساری باتیں مانا کرو کیونکہ چھوٹوں کو بڑوں کی بات ماننی چاہیے۔۔ وہ اس کے پاس ہو کر بیٹھی اور بڑوں کی طرح لہجہ اپناتے ہوئے اسے حکم دینے لگی۔۔۔

اور کوئی حکم جناب عالی !

نہیں فل وقت تو کوئی حکم نہیں ہے بس یہی حکم ہے کہ ٹانگیں درد تھوڑی کر رہی ہیں وہ دبا دے۔۔۔ ہادی اس کی ٹانگیں دبانے لگا تو اس نے فوراً اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔

میں تو مذاق کر رہی تھی آپ تو سیریس ہی ہو گئے۔۔۔

میں کون سی دبانے لگا تھا مجھے پتہ تھا تم نے نہیں دبانے دینی۔۔ راہا نے کئی مکے اس کے سینے پر مارے تھے۔۔

گندے پروفیسر کچھ زیادہ ہی مجھے تنگ کرنے لگ گئے ہیں آپ۔۔ ہادی نے اس کا ناک کھینچ کر اس کے لبوں پر لمس چھوڑا۔۔۔

آپ نہ کچھ زیادہ ہی بے شرم ہو کے آج کے بعد آپ کے کمرے میں ہی نہیں آنا میں نے۔۔ وہ اس کے کمرے سے بھاگ گئی پیچھے ہادی خانزادہ کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شیر طیان سردار کے کمرے میں داخل ہوا کوئی کمرے میں موجود نہیں تھا۔۔ سردار کا موبائل سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا تھا وہ پکڑ کر گیم کھیلنا شروع ہو گیا۔۔ گیم کھیلتے کھیلتے اسے بھوک لگی سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا تو وہاں سے

لیز اٹھا کر کھانے لگا۔۔ ختم ہوئی تو دوسری پکڑلی ریپر زوہ زمین پر پھینک رہا تھا لیز کے ٹکڑے بیڈ پر گرے ہوئے تھے۔۔

طرسم کمرے میں داخل ہوئی کمرے کا حلیہ دیکھ کر وہ آنکھیں پھاڑے اس چھوٹے شیطان کو دیکھنے لگی جو سکون سے بیڈ پر پھیل کر موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھا اور ساتھ میں منہ میں لیز ڈھونس رہا تھا۔۔

یہ کیا کر رہے ہو؟ طرسم نے اس کے پاس جاتا اس کی گردن پر ہلکی سی چپت لگائی پورا کمرہ اس نے گندا کر دیا تھا۔۔

اوہو میں کھیل رہا ہوں۔۔ اپنی گردن سہلاتے ہوئے منہ بنا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

کھیلتے ہیں تو ایسے کیا پورا کمرہ گندا کر دیتے ہیں۔۔۔

بڑی موری مجھے ایک بات بتائیں جب آپ کے بے بی آئیں گے تو آپ کو نا ہیں بھی ایسے ماروگی جب وہ کمرہ گندہ کریں گے۔۔ شیر طیان

بلائی لب باہر نکالتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومانہ انداز میں بولا تھا۔۔

چھوٹے شیطان تم تو کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گئے۔۔ طرسم اس کے پاس بیٹھی اور اس چھوٹے سے شیطان کو اپنی گود میں بٹھایا۔۔

خیریت ہے آج تم نے مجھے جہنم کا کانٹا نہیں کہا بلکہ بڑی مورے کہا ہے۔۔ طرسم نے ابرو اچکاتے پوچھا۔۔ اسے ضرور کوئی کام تھا اس لیے پیار سے بلا رہا تھا۔۔

کیوں میں بڑی مورے نہیں پکار سکتا؟ مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھا۔۔ طرسم حیرت سے اسے دیکھنے لگی آج اسے اتنا پیار کیوں آرہا تھا اس پر۔۔ پہلے تو ہر وقت اس سے جھگڑنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔۔

شیر و کیا چاہیے اس سے قبل وہ مزید مسکے لگاتا اس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اس کے نام سے پکار کر پوچھا۔۔۔

بڑی مورے میری گڑیا کب آئے گی؟ مجھے اس کے ساتھ کھیلنا ہے پھر بڑے ہو کے مجھے شادی بھی کرنی ہے اور وہ ابھی تک آئی نہیں۔۔ اگر وہ لیٹ آئی تو پھر میں تو زیادہ برا ہو جاؤں گا اور وہ مجھ سے چھوٹی ہو گی۔۔

طرسم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی اس چھوٹے سے بچے کو نہ جانے شادی کی اتنی آگ کیوں لگی ہوئی تھی۔۔

جب آنا ہو گا گڑیا نے آجائے گی۔۔ اور اگر گڑیا نہ آئی گڑیا کی جگہ دونوں شہزادے آ گئے تو؟۔۔ طرسم نے اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی تھام کر چہرہ اپنے سامنے کرتے پوچھا۔۔۔

ہر گز نہیں اللہ جی مجھے گڑیا دیں گے کیونکہ میں روز اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ جی جلدی جلدی گڑیا کو بھیج دو۔۔ طرسم مسکرا رہی تھی اس کی باتیں سن کر۔۔۔۔

چلو جی دیکھتے ہیں اللہ شہزادی دیتا ہے یا پھر دونوں شہزادے۔۔ طرسم نے اس کے دونوں رخسار کھینچے اسے ہنسی آتی تھی جب وہ شادی کی بات کرتا تھا۔۔

وہ جلدی سے آئے پھر مجھے شادی کرنی ہے۔۔

پہلے زمین سے تو پوری طرح باہر نکل آؤ پھر شادی بھی کر لینا۔۔ طرسم نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور اس کے رخسار پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔

چلو اٹھو مہا شیطان میرے ساتھ کمرہ صاف کرواؤ۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی کہ چھوٹے سے بچے سے کام کرواتے ہوئے۔۔

شیر طیان نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اسے دکھائے۔۔۔

بالکل نہیں جیسے چھوٹے بچے کو شرم نہیں آئی تھی میرا پورا کمرہ گندا کرتے ہوئے اب مجھے بھی شرم نہیں آئے گی، صاف کرواتے ہوئے چلو یہ نیچے سے چیزیں اٹھاؤ مجھ سے جھکا نہیں جائے گا۔۔ طرسم اسے تنگ کرنے کی خاطر بولی وہ کمرہ صاف کر سکتی تھی لیکن اسے بار بار نیچے جھکنا پڑنا تھا اور وہ فل وقت اس شیطان کو تنگ کرنا چاہتی تھی جو بار بار اس کی بیٹی کا نام لے کر اسے تنگ کرتا تھا۔۔

شیر طیان نے سارے ریپر اٹھائے پھر طرسم کے ساتھ مل کر بیڈ کی چادر صاف کی، ڈسٹنگ کی اس کے ساتھ مل کر۔۔۔

نمیرہ اسے ڈھونڈتے ہوئے سردار کے کمرے میں آئی ان دونوں کو ڈریسنگ ٹیبل صاف کرتے دیکھ وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔

اوہو یہ کیا ہو رہا ہے؟ طرسم اور شیر طیان دونوں مڑے سامنے نمیرہ کو دیکھ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ڈسٹنگ والا کپڑا اسے دکھایا۔۔

اس نے میرا سارا کمرہ گندا کیا تھا اور میرا دل نہیں کر رہا تھا کہ میں ملازمہ کو کہوں کہ صاف کرے اور اکیلے کرنا مشکل ہو جانا تھا مجھ سے بار بار جھکا بھی نہیں جانا تھا اس وجہ سے میں نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

کوئی بات نہیں میں، صرف اسے ڈھونڈ رہی تھی اس نے کھانا نہیں کھایا صبح کا۔۔

رہنے دے اب کھائے گا بھی کیسے میرے لیز کے چار پیکٹ ختم کر چکا ہے اب اس کی بھوک نہیں رہی۔۔ طرسم نے اس کا کان کھینچا جو کھانے کی جگہ لیز سے پیٹ بھر کر بیٹھا تھا۔۔

ناشتے میں لیز کھانا ضروری تھا۔۔ نمیرہ نے اس کا دوسرا کان کھینچ کر اسے ڈپٹا وہ ان دونوں سے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اور ڈسٹنگ والا کپڑا زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔

مجھے ڈھول سمجھا ہوا ہے. جس کا دل کر رہا ہے بجھائی جا رہا ہے مجھے پکڑ کر۔۔ نمیرہ اور طرسم اس کے چلتی زبان کو دیکھتی رہ گئی۔۔

تو یہ ڈھول بے فضول شور نہ پیدا کیا کرے۔۔ طرسم اور نمیرہ یک زبان بولی۔۔۔

وہ ڈھول ہی کیا جس نے شور پیدا نہیں کیا وہ آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب قدم لے رہا تھا سائیڈ ٹیبل کا دراز کھلا ہوا تھا وہاں سے ایک اور لیز پکڑ کر وہ کمرے سے باہر بھاگا تھا اس سے پہلے کہ اس کی ماں اور طرسم اسے پکڑتی۔۔۔

طرسم دراز سے اپنی چیزیں اٹھا لو نہیں تو اس نے ایک بھی نہیں چھوڑنی اور کھانے کی جگہ صرف یہی سب کچھ کھاتا رہے گا۔۔ طرسم نت سر ہلایا اسے صرف چیزیں اٹھانی پڑنی تھی۔۔

اگر کوئی کام ہے تو میں ہیلپ کروادوں۔۔

نہیں بس ہو گیا جھاڑو ہے وہ میں لگا لوں گی۔۔ نمیرہ مسکرا کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے اپنے بیٹے کے پیچھے گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام اپنے کمرے میں گیا جہاں سونیا پر سکون انداز میں بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

خیریت ہی ہے آج مغرور خانزادی ہمارے کمرے میں آئی ہیں۔۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔۔

جی! سوچا ہم اپنے شوہر صاحب کو مل لائیں کیونکہ انہیں تو فرصت نہیں ہے نہ ہی یاد ہے کہ ان کی ایک عدد بیوی بھی ہے حویلی میں۔۔ وہ طنز کیے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔۔

ہمیں تو یاد ہے لیکن کسی اور کو یاد نہیں ہے کہ ان کا شوہر بھی ہے۔۔

اگر ایسا ہوتا تو یہاں کمرے میں موجود نہ ہوتی۔۔یک دم اسے غصہ آیا غصے سے آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے وہ بولی تھی۔۔

رات کو آئیدن لالا اور آپ کیا بات کر رہے تھے؟ سونیا نے رات کو انہیں لاونج میں کھڑے دیکھا تھا۔۔

میرا سالا ہے میں جو مرضی بات کروں۔۔وریام نے کندھے اچکائے۔۔۔اچانک ہی اس کی نظر سرہانے کے پاس پڑے شیشے پڑ گئی جو وہ کبھی کبھار رات کے وقت پیتا تھا۔۔۔

مجھے تمہارے کمرے سے سمیل سی آ رہی ہے۔۔

تمہارا ناک کچھ زیادہ تیز ہو گیا ہے وریام اچھے سے جانتا تھا وہ شیشے کے فلیور کی سمیل تھی۔۔

نہیں مجھے ایسی سمیل پہلے کبھی تمہارے کمرے سے نہیں آئی۔۔۔وہ ارد گرد دیکھنے لگی کہ سمیل کس چیز کی آ رہی ہے۔۔

یار کسی چیز کی سمیل نہیں ہے۔۔۔

وریام میں کہہ رہی ہوں نا عجیب سی سمیل ہے جیسے کسی نشیلی چیز کی سمیل ہو، عجیب سی کوئی سڑانگ سمیل ہے۔۔ سونیا کو بہت دیر سے وہ عجیب سمیل آرہی تھی اور اب تو سر میں درد ہونے لگی تھی اس سمیل کی وجہ سے۔۔۔

یار کسی نشیلی چیز کی سمیل نہیں ہے شیشے کے فلیور کی سمیل ہے۔۔

کیا کہا؟ وریام کو اپنی جلد بازی پر انتہا کا غصہ آیا۔۔۔

شیشے کے فلیور کی سمیل تم کو کیسے پتہ یہ شیشے کے فلیور کی سمیل ہے۔۔

وہ کل جب تم سوئی ہوئی تھی میرا دوست آیا تھا تو وہ شیشہ پیتا ہے تو اس کی سمیل ہے۔۔ وریام نے صاف جھوٹ بولا اگر وہ اسے بتاتا کہ وہ شیشہ پیتا ہے تو اس نے تو وہیں پر تیسری جنگ عظیم شروع کر دینی تھی۔۔

تو تم نے ایسے انسان سے دوستی رکھی ہی کیوں ہیں جو شیشہ پیتا ہے۔۔

وہ حد سے زیادہ غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

شیشے میں نشہ ڈال کر نہیں پیتا جسٹ فلیور ہوتا ہے۔۔

چاہے فلیور ہوتا ہے ہوتا تو شیشہ ہی ہے، بری چیز ہوتی ہے۔۔ سونیا غصے سے بیڈ سے اٹھی اپنی چپل پہن کے باہر جانے لگے جب وریام نے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

یار کیا ہو گیا ہے کیوں اتنا غصہ کر رہی ہو۔۔۔

آج کے بعد اگر تم نے اپنے اس دوست سے بات کی تو مجھ سے بات مت کرنا کیونکہ مجھے نہیں پسند میرا شوہر ایسے انسان کی صحبت میں بیٹھے جو اس قدر گھٹیا چیزوں کا استعمال کرتا ہے چاہے اس میں نشہ ہو یا نہ ہو۔۔

سونیا اپنا بازو چھڑواتے طیش میں آتے بولی تھی اس کا لہجہ بے تحاشہ سخت تھا۔۔

اوکے ٹھیک ہے میں اس سے بات نہیں کروں گا ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔

اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ دوست کی بات پر بھی اس قدر غصہ کرے گی۔۔۔

اس نے بازو کے حصار میں لیتے واپس بیڈ پر بٹھایا۔۔ سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو پکڑ کر گلاس میں پانی انڈیلتے اس کے سامنے کیا۔۔

پانی پیو!

وریام خبردار اگر تم نے دوبارہ اپنے اس دوست سے بات کی۔۔

سونی پکا میں اس سے بات نہیں کروگا۔۔ وہ گہرا سانس بھرتے اس کے پاس بیٹھا اس کا کوئی دوست ہے ہی نہیں تھا یا یوں کہا جائے اس نے کبھی دوست بنایا ہی نہیں تھا۔۔۔ جو کبھی بنائے تھے وہ ساتھ چھوڑ چکے تھے۔۔۔

آج صحیح بیوی لگ رہی تھی جیسے بیویاں اپنے شوہروں سے جھگڑتی ہیں۔۔ سونیا نے پانی پی کر اس کے کندھے پر گلاس مارا۔۔

تمہیں مارنے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں آتا۔۔۔ وہ اپنا کندھا سہلا رہا تھا۔۔

نہیں آتا جیسے تمہیں مجھے تنگ کرنے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں آتا۔۔۔ وہ اسے زبان دکھاتے ہوئے بولی۔۔۔

چھوٹی بچی ہص جو ایسے زبان دکھا رہی ہو مجھے۔۔ وریام نے اس کے ناک پر چٹکی کاٹی۔۔۔

آپا جمیلہ تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔

نہیں مس گھبر مجھے شرم نہیں آتی۔۔ وریام نے اس کے کندھے پر سر رکھا تو آنکھیں گھما کر اسے دیکھنے لگی اسے حد سے زیادہ اس پر غصہ آرہا تھا

کہ اس نے اس انسان سے دوستی کیوں کی جو اس طرح کی بری عادت میں
مبتلا ہے۔۔۔

سونی! وریام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اس کے قریب ہونے لگا
جب سونیا اس سے دور ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔

شوہر صاحب اپنی حدود میں رہیں۔۔

میں نے کون سی حدود پار کی ہے آپ بتانا پسند کریں گی مس سونی۔۔۔

وہ مزید اس کے قریب ہو کر بیٹھا سونیا پیچھے ہوئی تو اس کے کمر بیڈ کراؤن
کے ساتھ جا لگی۔۔۔

تم مجھے سونی کیوں بلاتے ہو۔۔ سونیا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے
دیکھا۔۔۔

سونی کو سونی نہیں بلاؤں، تو کیا بلاؤں؟ وریام نے اس کے رخسار پر اپنے
ہاتھ کی پشت پھیری۔۔

اج کل بہت ٹھرکیوں والی حرکتیں کرنے لگ گئے ہو تم۔۔۔ سونیا نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

شیر طیان بھاگتا ہوا وریام کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

پھپھو مورے مجھے پکڑنے آرہی ہیں۔۔ وہ بولتے ہوئے سونیا کے گود میں بیٹھ گیا۔۔

ضرور کوئی شرارت کر کے آئے ہو تم۔۔

سونیا پھپھو میں تو معصوم سا بچہ ہو میں نے تو بس لیز کھائی ہیں صرف پانچ چھ۔۔ سونیا اور وریام اس کے بے نیاز انداز کو دیکھتے رہ گئے جیسے وہ بول رہا تھا صرف پانچ چھ۔۔

اور یہ پانچ چھ لیز کھانے سے پہلے کھانا کھایا تھا؟ وریام نے اس کا کان کھینچ کر پوچھا۔۔

جی بڑے چاچو میں نے کھانا کھایا تھا۔۔ شیر طیان کی بات سن کر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سوچ میں پر گئے اگر اس نے کھانا کھایا تھا پھر نمیرہ اسے کیوں پکڑنے اس کے پیچھے آرہی تھی۔۔۔

اور یہ کھانا کب تم نے کھایا تھا؟ وہ دونوں یک زبان بولے۔۔۔

کل رات کو! لیز کھول کر تین چار پیس پکڑ کر اپنے منہ میں ٹھونستے ہوئے بولا۔۔ وریام نے اس کے ہاتھ سے لیز پکڑلی۔۔

چل بیٹا پہلے جا کر کھانا کھاؤ پھر لیز ملے گی۔۔

سونیا پھپھو آپ کے شوہر گندے ہیں۔۔ وہ منہ کے الٹے سیدھے زوایے بنا کر بولا تھا۔۔

ابے تھوڑی دیر پہلے میں بڑے چاچو تھا اور اب میں تیری پھپھو کا شوہر بن گیا۔۔ وریام نے اس کا کان پھر سے کھینچا تو وہ سونیا کی گود سے اتر گیا۔۔

سب نے مجھے ڈھول سمجھا ہوا ہے پہلے بڑی مورے نے مجھے بجایا پھر موڑے نے مجھے بجایا اور اب آپ کے شوہر بجا رہے ہیں۔۔ وہ سونیا کی جانب دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر غصے سے بول رہا تھا۔۔۔

مجھے کسی کے پاس بھی نہیں جانا سارے ایک جیسے ہیں مجھے پکڑ کر بجاتے رہتے ہیں وہ تلملاتا ہوا کمرے کے دروازے کے پاس گیا رک کر کچھ لمحے بعد مڑا لمبے ڈھگ بھرتے واپس آیا اور وریام کے ہاتھ سے لیس پکڑ کر بھاگا تھا۔۔۔

پورا شیطان ہے یہ! وہ تاسف سے سر ہلا رہا تھا

خبردار میرے بھتیجے کو کچھ کہا اتنا پیارا ہے ماشاء اللہ!۔۔

کبھی شوہر کو دیکھ کر ماشاء اللہ بولا ہے؟۔۔

شوہر کی ایسی شکل ہی نہیں ہے کہ اسے دیکھ کر ماشاء اللہ بولا جائے۔۔

اینڈلیول کی عزت افزائی کروا کے وہ بیچارا کچھ بولنے کے قابل ہی نہ

رہا۔۔ سونیا اسے صدمے میں جاتے دیکھ کمرے سے چلی گئی وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگا جرمنی میں لڑکیاں اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتی تھی اور یہاں ایک اس کی بیوی تھی جسے اس کی قدر ہی نہیں تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور گارڈن میں چکر لگا رہا تھا جب ایک گارڈ اس کے پاس آیا اور اسے پارسل دیا۔۔

سر یہ آپ کے لیے پارسل آیا ہے۔۔ یاور نے حیرت سے گارڈ کو دیکھا اور پارسل پکڑ لیا گارڈ پارسل دیتے ہی وہاں سے چلا گیا یاور نے پارسل کھولا اس میں دو تصاویر تھی ان کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی۔۔

ایک تصویر میں ایک عورت سردار کے بے انتہا قریب کھڑی اس کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔ دوسری تصویر میں سردار اس عورت کی گردن پر جھکا تھا۔۔

یہ سب کیا ہے؟ دالہام اس طرح کی حرکت نہیں کر سکتا وہ تو طرسم سے بے انتہا محبت کرتا ہے وہ شوہر اپنی جان اپنی بیوی پہ نچھاور کرے وہ کیسے کو دھوکہ دے سکتا ہے۔۔ یاور کا دماغ سن ہونے لگا تھا وہ پتھرائی آنکھوں سے ان دو تصویروں کو دیکھنے لگا۔۔

جھوٹ ہے سب! وہ میری بہن کو دھوکا نہیں دے سکتا۔۔ یاور نے ان تصویروں کو پھاڑ کر باسکٹ میں پھینک دیا اسے اس سب میں نہیں الجھنا تھا۔۔

یہ سب ابراہم کی چال ہے۔۔ لیکن تصویر میں صاف نظر آرہا ہے سردار اس عورت کے قریب ہے۔ وہ اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرنے لگا حلق بے انتہا خشک ہوچکا تھا۔۔۔

وہ شخص یہ سب کچھ کیسے کر سکتا ہے؟ جس کی بیوی چھ سال کسی غیر مرد کے پاس رہی ہو اور ایک مرتبہ بھی اس نے اپنی بیوی کے کردار پر سوال نہ اٹھایا ہو وہ کبھی بھی اس طرح کی حرکت نہیں کر سکتا۔۔ یاور خود سے باتیں کرتے ہوئے اپنی پیشانی بار بار مسل رہا تھا کبھی ہاتھ پیچھے لے جاتے گردن پر رکھتا اور کبھی اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا۔۔

اس کا پورا وجود پسینے سے شرابور ہوچکا تھا۔۔

یاور لالا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔ طرسم اپنا کمرہ صاف کر کے گارڈن میں آئی تو سامنے یاور کو پریشانی میں دیکھ کر اس کے پاس جا کے پوچھا۔۔

ہ۔۔ہاں۔۔۔۔میری۔۔۔طبیعت۔۔۔ٹھیک۔۔۔ہے وہ وقفہ لے کے بولا۔۔ذہن عجیب کشمکش کا شکار تھا۔۔۔۔

دالہام کہاں گیا ہے؟۔۔

پتہ نہیں لالا کہاں گئے ہیں آج تو اپنا موبائل بھی گھر چھوڑ گئے ہیں۔۔

طرسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

دالہام کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟۔۔وہ ان کے گھر رہ رہا تھا لیکن پھر بھی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اس سے پوچھے کہ سردار کا رویہ اس کے ساتھ کیسا ہے۔۔۔

دیو کا رویہ تو بالکل ٹھیک ہے بس آج کل کچھ زیادہ مصروف رہنے لگ گئے ہیں۔۔طرسم مسکراتے ہوئے بولی اس کی آنکھوں میں خوشی واضح تھی جبکہ یاور کو اس کی آنکھوں میں خوشی دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی جو کچھ

اس کے سامنے آیا تھا اگر وہ سچ نکلا تو جن آنکھوں میں خوشی تھی ان میں آنسو ہونے تھے۔۔۔۔

اللہ کرے اس کا رویہ یونہی اچھا رہے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے یاور حویلی سے باہر نکل گیا۔۔ وہ سن ہوئے دماغ کے ساتھ چل رہا تھا ہر چیز سمجھ سے باہر تھی۔۔۔

ذہن میں کہیں نہ کہیں یہ بات گردش کر رہی تھی کہ یہ ابراہم ملک کی چال ہے جبکہ تصویر میں سردار کا چہرہ دیکھ کر وہ پاگل ہونے کے در پر پہنچ گیا تھا۔۔جس طرح وہ زنیشہ سے محبت کرتا تھا جیسے اس کے لیے اس کی بہن عزیز تھی اسی طرح اسے طرسم عزیز تھی۔۔۔

عجیب کشمش میں مبتلا وہ ڈیرے کے پاس پہنچا جب اسے سامنے ایک عورت کسی کے بے انتہا قریب کھڑی نظر آئی۔۔اسے اس آدمی کا چہرا نظر نہیں آرہا تھا اس کی پشت، جسامت پر غور کیا تو وہ

سردار تھا۔۔۔ بھاری بال، سر پر بندھی پٹی، چوڑی پشت ایک عورت اس کی گردن میں بازو حائل

کیے اس کے بے انتہا قریب کھڑی تھی وہ ساکت ہو گیا، آنکھیں پتھرا گئیں وہ اس کی بہن کو دھوکا دے رہا تھا۔ اس میں اتنی ہمت پیدا نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کر اس کا چہرا دیکھ لے۔۔۔

سردار آپ کی خوبصورتی دیکھ کر کوئی آپ سے دور نہیں رہ سکتا وہ بے باکی سے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔ یاور بار بار نفی میں سر ہلانے لگا۔ وہ تو طرسم سے اپنی جان سے زیادہ محبت کرتا تھا وہ اسے دھکا کیسے دے سکتا تھا۔۔۔

میں تو پہلی نظر میں دیوانی ہو گئی آپ کو دیکھ کر۔ وہ عورت اب اس کی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔

یاور کی آنکھیں درد سے پھٹنے لگی آنکھیں سختی سے بند کر کے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔ آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا تو وہ دونوں چلتے ہوئے دوسری جانب جا رہے تھے۔۔۔

وہ بت بنا انہیں جاتے دیکھتا رہا۔۔ جب تک ہوش آئی کہ وہ ان کے پیچھے جائے تب تک وہ وہاں سے جا چکے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آدمی صوفے پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا جب اسے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو ابراہم ملک کی کال تھی۔۔

تمہارے لیے ایک اور کام ہے۔۔۔

ابراہم میں اب تمہارا کوئی کام نہیں کروں گا۔۔۔ وہ غصے سے چلایا تھا۔۔

تمہیں کرنا ہوگا نہیں تو میں انہیں قتل کردوں گا۔۔ وہ جس چیز سے اس انسان کو بلیک میل کر رہا تھا دوبارہ پھر اسی کا استعمال کیا۔۔۔

تم انہیں کچھ نہیں کروگے۔ وہ اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں کی شکل میں تبدیل کر گیا۔۔

اگر چاہتے ہو میں انہیں کچھ نہ کروں تو جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں وہ سب کرو۔۔ ابراہم ملک اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔۔

یہ آخری کام ہے جو میں کروں گا اس کے بعد تم انہیں میرے حوالے کر دوگے۔۔ وہ ضبط کے آخری مراحل پر پہنچ چکا تھا۔۔

وہ مجھ پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ میں تم سے یہ آخری کام کروا رہا ہوں یا پھر نہیں وہ کمینگی سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

ویسے تم نے پہلے بھی بہت اچھے سے کام سرانجام دیا ہے۔۔ ابھی ویسے ہی کام کرنا جیسے پہلے کرتے آئے ہو۔۔ میں ان سب کو ٹوٹتے

ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔اب جو میں تمہیں کہوں گا خاموشی سے وہ کرو۔۔۔ابراہم نے اسے اگلا کام بتایا اس کی بات مکمل کرتے ہی اس نے کال کٹ کر دی۔۔۔

دوسری جانب یاور حویلی واپس آیا سردار مردان خانے جا رہا تھا۔۔۔وہ اس کے پیچھے مردان خانے میں داخل ہوا۔۔

کیا کر رہے تھے تم باہر!اندر داخل ہوتے ہی وہ غصے سے چلایا تھا۔۔۔

آواز اور لہجہ دھیما رکھو یاور!وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا دائیں ہاتھ کی کہنی صوفے کی پشت پر ٹکائی۔۔

اس عورت کے ساتھ کیا کر رہے تھے تم؟ سردار نے ابرو آچکا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

کس عورت کی بات کر رہے ہو تم یاور مرزا اوپر والا مالا خالی ہو گیا ہے؟۔۔ وہ اپنے غصے پر قابو رکھتے خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے الفاظ ادا کرنے لگا۔۔۔

وہی عورت جو تمہاری گردن میں باہیں ڈالے کھڑی تھی۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم آج تک سردار دالہام تیمور نے صرف اپنی بیوی کو اپنے قریب آنے دیا ہے۔۔۔ دالہام کی آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا۔۔

اگر ایسی بات ہے تو وہ تمہارے قریب کیا کر رہی تھی۔۔۔

کس عورت کی بات کر رہے ہو تم؟ دالہام صوفے سے اٹھا اس کے مقابل کھڑا ہوتے دہاڑا تھا۔۔۔۔

وہی عورت دالہام جس کے ساتھ ڈیرے سے کچھ دور تم کھڑے تھے۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے یاور میں ڈیرے پڑ گیا ہی نہیں میں آفس کیا ہوا تھا ضروری کام سے۔۔ دالہام بلند آواز میں چلاتے ہوئے اسے دھکا دے کر وہاں سے جانے لگا جب یاور نے اسے بازو سے پکڑ کر وہیں روکا تھا۔۔۔

اگر مجھے علم ہوا کہ تم میری بہن کو دھوکہ دے رہے ہو تو جان سے مار ڈالوں گا تمہیں میں۔۔۔ یاور نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی۔۔

ایک بات یاد رکھنا یاور سردار مرنا پسند کرے گا لیکن بے وفائی کرنا نہیں۔۔ اپنا بازو چھڑوا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے وحشت ناک لہجے میں الفاظ ادا کر کے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ پشت وہ حلیہ سب کچھ سردار کا تھا۔۔ یاور اپنا سر تھامے صوفے پر بیٹھا۔۔ اس نے سردار کا چہرہ نہیں دیکھا تھا جب وہ عورت اس کے قریب آ رہی تھی۔۔۔۔

دالہام اپنے کمرے میں گیا کپڑوں سمیت شاور کے نیچے ٹھنڈا پانی چلا کر کھڑے ہوتے وہ اپنے ذہن کو پر سکون کرنے لگا۔۔۔

یاور کی باتیں اس کا خون کھولنے کا باعث بنی تھی۔۔

اس نے اپنی قمیض اتار کر دور اچھالی۔۔۔

سردار خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ ذہن میں ابھی تک اس کی باتیں گردش کر رہی تھی آخر کیوں اس نے وہ الفاظ بولے تھے۔۔ وہ تو آفس گیا ہوا تھا تو پھر اس نے کسے اس عورت کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔ اس کی پٹی بھیگ چکی تھی سر سے اتار کر اسے دور اچھالی، زخم بھر رہا تھا۔ ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا تھا۔۔ سٹچز صاف واضح نظر آرہے تھے۔۔

اس کا ذہن بند ہونے لگا تھا شاور آف کر کے باتھ روب پہن کر واش روم سے باہر آیا۔۔ بیڈ پر بیٹھتے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔۔ یا ور جذباتی انسان تھا اگر وہ ابھی اس سے جا کر پوچھتا تو اس نے فضول میں جھگڑا شروع کر لینا تھا۔۔

دالہام چلتا ہوا آئینے کے سامنے آیا اور اپنی مشین اٹھا کر اسے دیکھا اور ایک نظر اپنے بالوں کو دیکھا کہ وہ کہاں سے کاٹنا شروع کریں۔ مشین اس نے آن کی اور آہستہ آہستہ اس نے اپنے بال کاٹنے شروع کر دیے وہ اتنی مہارت سے بال کاٹ رہا تھا تاکہ اس کا سر مزید کوئی زخم نہ لگے سٹچز خراب نہ ہو۔۔ کچھ بال اس نے وینچی سے پکڑ کے کاٹے اپنے بالوں کی کٹنگ کر کے اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تو وہ اتنی خوبصورتی سے فوجی کٹنگ کر چکا تھا اپنے کٹنگ کر کے اس نے گہرا

سانس بھرتے ہوئے پھر سے اس کا دھیان یاور کی باتوں کی طرف گیا لیکن اپنا سر جھٹکتے ہوئے بیڈ پر جا کر بیٹھا۔۔۔۔

ابھی وہ بیڈ پر جا کر بیٹھا ہی تھا کہ طرسم کمرے میں داخل ہوئی اس نے ایک نظر اپنے دیو کو دیکھا جو فوجی کٹنگ میں انتہا کا خوبصورت لگ رہا تھا جبکہ کافی عرصہ پہلے بھی اس نے فوجی کٹنگ کروائی اور اب اس سے بھی کہیں زیادہ۔۔

کیا ہوا ہے دیو ایسے کیوں بیٹھے ہوئے ہو طرسم مسکراتے ہوئے دلہام کے پاس آتے ہوئے اس سے کہنے لگی جب اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اپنے طرسم کی جانب دیکھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔ وہ ابھی تک ان باتوں میں الجھا ہوا تھا۔۔

لیکن پھر بھی کیا ہوا ہے طرسم دالہام سے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی اور اس کے مونچھوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھونے لگے جب

دالہام نے اپنی آنکھیں اٹھا کر اپنی پری کی نیلی آنکھوں میں دیکھا اسے پھر سے یاور کی باتیں یاد آنے لگی کہ وہ کب اس کی پری کو دھوکہ دے رہا ہے۔۔کیا وہ دھوکہ دے سکتا تھا اپنی زندگی کو؟

پری کا یہ حال تھا وہ کبھی دیو کی مونچھوں کو چھو رہی تھی کبھی اس کو گالوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوتی۔۔اب وہ اس کے سینے پر سر رکھے باتھ روب میں سے نظر آتے اس کے سینے کے بال کھینچنے لگی۔۔

کیا کر رہی ہو دالہام نے اس کے ہاتھ اپنے سینے سے پیچھے کیے۔وہ پیار بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔جتنا مرضی ڈسٹرب ہو وہ اپنی پری سے غصے سے بات نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہے دیو میں اتنی شرارتیں کر رہی ہوں اور تم کوئی رسپانس ہی نہیں دے رہے ہو۔۔کیا کچھ ہوا ہے؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟ طرسم کا

دھیان بھی ایک دم سے براہم کی جانب گیا اس نے تو نہیں کچھ کہہ دیا یا کر دیا۔۔۔

نہیں میری پری ایسے کوئی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیوں پریشان ہو رہی ہو تم پریشان مت ہو تم ایسے ہی کھلکھلاتے ہوئے اچھی لگتی ہو۔۔۔۔

اگر تمہیں میں ایسے ہی اچھی لگتی ہوں چلو پھر یہ لو۔۔ اتنا کہنا تھا کہ طرسم نے اس کی ناک پر اپنے دانت گاڑھ دیے۔جس پر دالہام کی چیخ واضح تھی۔۔۔۔

شیٹ! یہ کیا کر رہی ہو پری۔۔ اپنے ناک کو اپنی انگلی سے رگڑتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے کو دیکھا۔۔۔

ہاں تو دیو تم نے کہا نا کہ میں تمہیں کھلکھلاتے ہوئے اچھی لگتی ہوں تو مجھے اچھا لگتا تمہارے ناک پر کاٹی کرنا۔۔ تمہیں درد ہوئی ہے کیا؟ برا لگا

تمہیں ؟ طرسم نے اپنے نچلے ہونٹ کو باہر نکالتے ہوئے معصوم بچوں کی طرح کہا تو دالہام کو اپنے پری پر بے حد پیار آیا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے پری ویسے تم گردن پر لو بائٹ بھی دے سکتی ہو۔۔ مجھے درد نہیں ہوگا۔۔ دالہام نے تھوڑا شرارت سے کہا طرسم سے اس کے بعد سنتے ہوئے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ جھکا گئی۔۔۔۔

تم بھی نہ دیو کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو یہاں پر ہی کاٹی کرنی تھی۔۔۔۔

پھر سے طرسم کی بات سن کے دالہام کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ وہ آج کل کھل کے مسکرا ہی نہیں پا رہا تھا نہ ہی اس سے مسکرایا جا رہا تھا یاور کی باتیں اس کے دل و دماغ میں جیسے بس سی گئی تھی پہلے ہی وہ اس کے خلاف تھا اب تو وہ کوئی الٹی ہی بات کر رہا تھا جس کا دالہام کو تو کوئی عطا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

اچھا پری تم ادھر بیٹھو مجھے تھوڑا سا کام ہے میں وہ کر کے آتا ہوں۔۔یہ کہتے ہوئے دالہام ڈریسنگ روم میں جاتے ہیں اپنا لباس تبدیل کر کے طرسم کی کمرے سے باہر چلا۔۔

دیو کو کیا ہو گیا؟ میرے سے ناراض تو نہیں ہوں گے لیکن ناراض میں تھی انہوں نے منا تو لیا تھا تو اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری بات کا صحیح سے جواب ہی نہیں دے رہے ہیں وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب دالہام کے موبائل پر کسی کال آئی۔۔

او دیو تو اپنا موبائل پھر یہاں ہی چھوڑ گئے چلو اچھا ہوا ہے میں اٹھاتی ہوں اور کہہ دیتی ہوں میرے دیو کی طبیعت ٹھیک نہیں انہیں ڈسٹرب مت کریں یہ کہتے ہوئے طرسم نے بنا نا دیکھے کال اٹھائی۔۔۔۔

تو سردار صاحب کیسے لگ رہے ہیں جھٹکے اگر ابھی بھی کوئی کمی ہے تو مجھے بتا دو اس سے پہلے طرسم کچھ کہتی اگلے کی بات سن کر تم کو بے حد

غصہ آیا۔۔۔ وہ سامنے والے شخص کی آواز پہچان چکی تھی کیسے نہ وہ اس بے غیرت انسان کی آواز کو پہچانتی۔۔۔

میرے دیو کو جھٹکے دینے سے اچھا ہے تم اپنے جھٹکے کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہیں ایسے 344 ووٹ کے جھٹکے لگیں گے نا تم اٹھنے کے قابل نہیں رہو گے طرسم دانت پیستے ہوئے بولی تھی وہ ہوتا کون تھا اس کے دیو کو تکلیف دینے والا۔۔۔۔

اوہو میری نیلی آنکھوں والی گڑیا میرث تو وہم وگماں میں بھی نہ تھا سردار کو کال کرنے پر مجھے تمہاری آواز سننے کو ملے گی یقین جانوں تڑپتے ہوئے دل کو قرار آگیا۔۔ ویسے ایک بات پوچھنی تھی کیسا لگا تھا میرا لمس۔۔ طرسم کو ابراہم کی بات میں ایک طنز محسوس ہوا تھا جو کہ اس کے دل پر جا کر لگا تھا۔۔۔۔

پھر سے وہ لمس یاد آیا جو سکول میں ابراہم نے اسے دیا تھا طرسم نے گہرا سانس بھرنے ہوئے سے پہلے اپنی گھبراہٹ پر کنٹرول پاتے اس نے پھر اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔۔

تمہارا لمس محسوس کرنے سے اچھا ہے میں اپنی جان دے دوں اور تمہارا وہ گھٹیا لمس تو تب ہی مٹ گیا تھا جب میرے دیو نے مجھے چھوا۔۔ مجھے صرف میرے سردار کا لمس محسوس ہوتا۔ جو وہ محبت میں پیار میں مجھے دیتا ہے۔۔ تم جیسے گھٹیا کمینی انسانوں کا لمس محسوس کرنے سے پہلے خود کی جان لینا پسند کروں گی۔۔

طرسم نے ابراہم کو آگ لگانے کے لیے الفاظ بولے تھے اور ابراہم کو آگ لگ بھی گئی تھی اس کے سامنے اس کی نیلی آنکھوں والی گڑیا سردار کے تعریف کر رہی تھی اور یہ بات ابراہم کو کہاں ہضم ہونے والی تھی۔۔۔۔۔۔

بہت جلد تمہارے سر دار کو تم سے دور کر دوں گا تم میری قید میں ہو گئی۔۔

تمہاری غلط فہمی ہے ابراہم ملک کہ تم مجھے میرے سر دار سے دور کر سکتے وہ شخص ہر چیز تباہ و برباد کر دے گا اگر تم نے مجھے اس سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ تم ہزار بد گمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرو وہ تب بھی مجھے چنے گا تب بھی میرے ساتھ رہے گا۔۔ طرسم نے دانت پیستے ہوئے طنزیہ لہجہ استعمال کیا۔۔

تو دیکھتے ہیں تمہارا دیو کہاں تک تمہارا ساتھ دیتا۔ سایہ بھی اندھیرے میں ساتھ چھوڑ جاتا ہے ابراہم کا کمینگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔۔

تمہیں کس نے کہا وہ میرا سایہ ہے وہ میرا دل ہے جو تا قیامت میرے وجود میں رہے گا۔۔ اسے کیسے مجھ سے دور کرو گے۔ تمہاری گھٹیا ہڑبے

کام نہیں آئیں گے۔۔۔ طرسم کہہ کر کال بند کرنے لگی جب اس کے ہاتھ سے کسی نے موبائل پکڑا تھا۔۔

ابراہم ملک! وہ دہاڑا تھا۔۔

سردار کیسا لگ رہا ہے سب کچھ۔۔۔ ابراہم کمینگی سے بولا۔۔

بے انتہا اچھا۔۔ سردار نے بھی اسی کے انداز میں طنزیہ لہجہ اپنا کر کہا تھا۔۔۔ ابراہم کو اس کے لہجے میں ذرا سا بھی خوف یا اداسی محسوس نہ ہوئی۔۔

اس نے فورا کال کٹ کر دی اس نے اتنا سب کچھ کر دیا تھا پھر بھی اس کے لہجے میں ذرا سا بھی فرق نہیں ایا تھا ویسا ہی رعب دار، طنزیہ اور وحشت ناک لہجہ تھا۔۔۔۔

پری! آج کے بعد کسی کی کال مت اٹھانا میرے موبائل پر۔۔ سردار نے سخت لہجہ استعمال کیا تھا تو وہ پہلے ہاں میں سر ہلاتے بعد میں آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھنے لگی۔۔

اس کی وجہ سے آپ پریشان ہیں نا؟ دالہام نے اس سے کوئی جواب نہ دیا۔۔ اگر اسے تمام باتیں بتاتا تو وہ ٹینشن لیتی جو اس کی حالت کے لیے نامناسب تھی۔۔

کیا بھونک رہا تھا۔۔ دالہام نے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔۔

جو بھی بھونک رہا تھا۔۔ مجھے فرق پڑتا ہے اپنے دیو کے رویے سے، اور کوئی جو مرضی بھونکتا رہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ طرسم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے۔۔۔

آئی لو یو!۔۔۔

اوکے !طرسم نے اس کے سینے پر تھپڑ مارے تھے وہ محض اوکے کیوں بولتا تھا جبکہ وہ انتظار میں ہوتی تھی کہ وہ "آئی لو یو ٹو" بولے۔۔

تم بہت کنجوس ہو اظہار کے معاملے میں۔۔ طرسم نے منہ بسورا۔۔

دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔۔

تم میرا سکون ہو! دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ سہلایا تو مسکرائی تھی۔۔۔۔

اپنا دھیان رکھنا میں ضروری کام سے جا رہا ہوں۔۔ دالہام نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے اور اس کے رخسار پر مہر ثبت کر کے چلا گیا

آئیدن ابھی تک سوچ میں تھا کہ آخر وریام نے اس سے جھوٹ کیوں بولا جبکہ اس نے وہ سونگا تھا وہ ڈرگ ہی تھے۔۔ اور جیسے ہی وہ اسے کمرے میں لے کر گیا دراز میں کوئی پیکٹ موجود نہیں تھا۔۔

کیا وہ چھپا رہا تھا یا کوئی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔۔ وہ اپنی پیشانی مسلنے لگا اگر یہ سب سچ تھا تو اس کی بہن کی زندگی خراب ہو سکتی تھی۔۔ کیونکہ نشہ کرنے والا آدمی کبھی عورت کو عزت نہیں دے سکتا۔۔

نہیں وریام لالا ایسے نہیں ہے۔۔ تو پھر وہ ڈرگز کیسے ان کے کیبن میں آئے، میں نے ان کے ہاتھ میں۔۔۔ شیشہ۔۔ اچانک اس کے ذہن میں ہے کہ اس کے ہاتھ میں اس وقت شیشہ موجود تھا جو ٹھیک سے وہ دیکھ نہیں پایا تھا۔۔ لیکن اب جیسے اس کا دماغ چلنے لگا تھا وہ سٹرونگ سمیل شیشے کے فلیور کی تھی۔۔۔

یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ؟ اگر میری بہن کی زندگی اس شخص نے خراب کی تو جان سے مار ڈالوں گا میں ۔ ۔ آئیدن اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا بال بکھر کر پیشانی پر آئے ۔ ۔ ۔

حویلی میں ہر چیز الجھ کر رہ گئی تھی ۔ ۔

میری کار میں ڈرگز کس نے رکھے ۔ ۔ ۔ اس نے بیڈ پر پڑے تمام کشن اور تکیے زمین پر پھینکے ۔ ۔

اس نے بیڈ کی چادر اتار کر زمین پر پھینکی ۔ ٹیبل پر پڑا واس اٹھا کر زمین پر بوس کیا وہ ہر چیز اٹھا کر زمین پر پھٹک رہا تھا ۔ ۔ ہر چیز تہس نہس کرنے میں مصروف تھا ۔ ۔ جب کمرے حلیہ مکمل طور پر اس نے خراب کر دیا تو اپنے بال پیشانی سے پیچھے کرتے لمبے ڈھگ بھرتا ہوا حویلی سے نکل گیا تاکہ ان آفیسر سے پوچھ سکے کہ انہیں کیا ثبوت ملے ہیں جو اس کے بارے میں تفتیش کر رہے تھے ۔ ۔ ۔

ہادی اپنے کمرے میں موجود تھا جب شہریار اس کے کمرے کے پاس سے گزرا اچانک اس کے ذہن میں چھت والا واقعہ گردش کرنے لگا جب اس نے ہادی کو انجیکشن لگاتے دیکھا تھا۔۔ وہ اس کے کمرے میں گیا تو ہادی پھر سے اپنے بازو کی نبض سہلا رہا تھا۔۔

کیا کر رہے ہو ہادی؟ شہریار نے اپنے ہاتھ پیچھے لے جاتے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑی۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی ریسٹ کر رہا ہوں۔۔

اج کل تم اپنے پڑھائی اور آفس پر دھیان نہیں دے رہے۔۔ شہریار اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا ہادی نے عجیب نظروں سے اس کی جانب دیکھا وہ اس سے سوال کیوں پوچھ رہا تھا۔۔

آفس تو روٹین سے جا رہا ہوں بس ایک دن نہیں گیا تھا۔۔۔

اور پڑھائی کچھ دیر بعد تمہارے ایگزیمز ہیں؟ شہریار باتوں باتوں میں اس سے پوچھنے کی کوشش کر رہا تھا وہ ڈائریکٹ پوچھتا تو اس نے بھڑک جانا تھا یا شاید اس کے ذہن میں یہ خدشہ تھا کہ وہ غلط ہو۔۔

تیاری کر رہا ہوں ساتھ ساتھ رات کے وقت کرتا ہوں میں۔۔ ہادی کو عجیب لگنے لگے اس کے سوال۔۔

کسی چیز کا انجیکشن لے رہے ہو تم؟ شہریار کی بات سنتے ہی اس کی آنکھیں پھیلی۔۔

میں کیوں انجیکشن لینے لگا؟ ابرو اچکا کے سینے پر ہاتھ باندھتے اس سے پوچھا۔۔

میں تمہیں چھت پر دیکھا ہے انجیکشن لگاتے۔۔ شہریار کا لہجہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔

میں کوئی انجکشن نہیں لگا رہا آپ کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں چاچو اپنی آنکھیں ٹھیک کروائیں وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا جب شہریار نے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

بھتیجے صاحب جو کارنامے آپ کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے تو بہتر خود کو سدھار لو اس سے قبل پوری حویلی کے سامنے یہ بات آئے۔۔ شہریار نے ہر لفظ پر زور دیتے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی اور آپ مجھ سے سوال نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔۔ ہادی اپنا بازو چھلوا کر کمرے سے نکل گیا شہریار غصے سے اس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا آج سے پہلے اس نے اس قدر بد تمیزی سے بات نہیں کی تھی۔۔ مذاق کرتا تھا تنگ کرتا تھا لیکن اس کے لہجے میں کبھی بد تمیزی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔۔

شہریار اپنی پیشانی مسلتا ہوا اپنے کمرے میں گیا اور آفیسرز کو کال کی جو آئیدن کے متعلق تفتیش کر رہے تھے۔۔

سر ہمیں کوئی ثبوت نہیں مل رہے ایس ایس پی آئیدن کے خلاف جبکہ ان کی کار سے ڈرگز برآمد ہوئے ہیں۔۔

جب کوئی ثبوت ہوگا تو ملے گا آئیدن نے کچھ نہیں کیا وہ بے قصور ہے اس کمینے آفیسر نے جان بوجھ کر اسے سپینڈ کیا ہے جو آفیسر شہریار سے بات کر رہا تھا وہ تفتیش کرنے والے آفیسرز کے ساتھ شامل تھا اور اس کی شہریار سے کافی اچھی دوستی تھی جس وجہ سے اس نے اسے سچ بتایا۔۔

سر کوئی ثبوت ہمیں نہیں مل رہا جبکہ پیچھے سے آرڈرز آرہے ہیں کہ ثبوت ڈھونڈے جائیں آئیدن سر کے خلاف۔۔ شہریار نے کال کٹ کر کے اپنا موبائل زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔۔

جاشہریار کے کمرے میں آئی جو غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔۔

کیا ہوا کیوں اتنے غصے میں بیٹھے ہیں؟۔۔۔

کچھ نہیں ہوا؟ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا جا اس کی پشت کو تکتی رہ گئی

آخر اسے کیا ہوا تھا پہلے تو کبھی اس کا رویہ اتنا عجیب نہیں رہا تھا۔۔

آئیدن بھائی کی وجہ سے پریشان ہوں گے؟ وہ بیچاری جو بکس پکڑ کر اس کے پاس آئی تھی اسے کچھ کو سچن سمجھ نہیں آرہے تھے اس کے بیڈ پر چونکری مار کر بیٹھ کے بک سائڈ پر پھینکی لحاف اوڑھ کر سونے کی تیاری پکڑی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم ہال میں ٹہل رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا وہ باہر کہیں گھومنے جائے۔۔جبکہ سردار نے منع کیا ہوا تھا کہ کوئی اکیلا باہر نہ نکلے۔۔وہ کس کو ساتھ لے کر جاتی ہو جس پر دالہام غصہ بھی نہ کرتا۔۔

طرسم یعقوب کے ساتھ جا نہیں سکتی تھی ایک دو دفعہ اس کے ساتھ گئی تھی تو معاملہ الٹا ہی ہوا تھا۔۔

یاد آیا آج بابا گھر ہیں۔۔ اچانک اس کے زین میں آیا تو وہ صارم کے کمرے میں گئی جو بیڈ پر بیٹھا فائلز چیک کر رہا تھا۔۔

بابا! پیار سے پکارتے اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔

جی بابا کی جان! صارم نے مسکرا کر جواب دیا۔۔

بابا مجھے باہر جانا ہے پلیز مجھے باہر لے چلیں! طرسم نے فائل سائڈ پر رکھ کر اپنے بابا کے ہاتھ پکڑے۔۔

او کے! صارم اس کے اس قدر پیار سے کہنے پر اسے منع نہ کر سکا۔۔

بابا ہم پیدل چلیں گے مجھے بس واک کرنے کے لیے جانا ہے۔۔ صارم نے ہامی میں سر ہلایا، طرسم نے اپنی موڑے کا عبایہ پہن لیا کیونکہ اپنا عبایہ پہننے کے لیے اسے پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کمرے میں جانا پڑتا تھا

جس کی وجہ سے کافی تھکاوٹ ہو جاتی تھی وہ سیڑھیاں بہت کم چڑھتی تھی۔۔۔۔ صارم اسے ساتھ لیے باہر چلا گیا ساتھ پانچ گارڈز بھی موجود تھے۔۔ وہ حویلی سے کچھ دور پہنچ چکے تھے۔۔۔

کتنی دیر ہو گئی ہے ہم یو واک کرنے باہر نہیں نکلے۔۔ وہ جب بھی اپنے بابا کے ساتھ باہر آتی تھی اسے پرانے دنوں کی یاد آنے لگتی تھی۔۔ شوہر چاہے جتنا بھی پیار کریں ماں باپ کے ساتھ گزارے ہوئے پل ایک لڑکی کو کبھی نہیں بھولتے۔۔۔

ہاں واقعی بہت۔۔۔ یک دم وہ خاموش ہو گیا اس کا سر چکرانے لگا ہر چیز دھندلی ہونے لگی۔۔ صارم نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولی ہر شے مزید دھندلی ہو رہی تھی۔۔۔

بابا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ طرسم نے اپنے بابا کے کندھے پر ہاتھ رکھا کسی کے گرنے کی آواز سن کر دونوں نے پیچھے کی جانب دیکھا گارڈز

زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔۔ صارم کو ان کا وجود ٹھیک سے نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

بابا! طرسم کو یک دم خوف محسوس ہونے لگا۔۔

حویلی۔۔۔۔۔۔۔ جاؤ ایک لفظ بول کر لمبے وقفے کے بعد دوسرا لفظ ادا کیا۔ اس سے قبل طرسم کچھ بولتی یا کوئی عمل کرتی صارم ہوش و حواس سے بیگانہ زمین پر گرا ہوا تھا۔۔

بابا! وہ چلائی تھی جب کسی نے پیچھے سے اس کے دونوں بازوں کو پکڑ کر اس کی پشت پر لگایا تھا۔۔

آہمممم! یکدم اس کے لبوں سے چیخ ادا ہوئی۔۔۔

چھوڑو مجھے! اس نے ہمت کر دیتے اپنا پاؤں اس شخص کے گھٹنے پر مارا تھا۔۔ اس کی گرفت اس کے ہاتھوں پر نرم ہوئی۔۔ وہ وہاں سے بھاگنے لگی جب اس شخص نے اسے پھر سے پکڑا اسے کھینچنے لگا جب

طرسم کا چہرا درخت کے ساتھ ٹکرایا تھا پیشانی سے خون نکلنے لگا۔۔۔
ہونٹوں پر گہری چوٹ لگی تھی ہونٹ کے کنارے سے خون نکل کر اس
کے نقاب کو بھگونے لگا۔۔۔

اس نے طرسم کی گردن کی مخصوص رگ دباتے اسے بے ہوش کیا بازو
میں اٹھا کر کہیں کھیتوں میں دور لے جاتے ایک کھیت میں اسے چھوڑ دیا
تھا اس کا خوش وہواس سے بیگانہ اڑا تر چھا وجود کھیتوں میں پڑا ہوا تھا
پیشانی سے خون نکل کر اس کے چہرے کو تر کر گیا۔۔۔ایک نظر وہ شخص
اسے دیکھتے وہاں سے چلا گیا جیسے اس کا یہی کام تھا اسے ہوش وحواس
سے بیگانہ کر کے کہیں دور پھینک آنا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین چلو!چیک اپ کروانے جانا ہے۔۔ وہ کچن میں داخل ہوا تمام عورتیں کچن میں موجود تھی۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی کچن سے چلی گئی یاور اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔۔

چیک اپ کیوں کروانے جانا ہے؟ راعنین نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا نیچے وہ پوچھ نہیں پائی تھی کیونکہ سب عورتیں موجود تھی۔۔

کیا مطلب کیوں جانا ہے میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ میرا بچہ ٹھیک ہیں۔ راعنین کے لبوں پر کھوکھلی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا آج بھی اس کے لیے اس کا بچہ پہلے تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔کہتے ہوئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے گئی اپنے بکھرے بالوں کو کنگی کر کے جوڑے میں مقید کیا۔۔ اس کے تاثرات یک دم حد سے زیادہ سنجیدہ ہوئے تھے یاور نے جب اس کے تاثرات پر غور کیا تو

اسے کچھ لمحہ قبل اپنے کہے گئے الفاظ یاد آئے۔۔اسے واقع ہی محبت کرنی نہیں آتی تھی لفظوں کا چناؤ کرنا نہیں آتا تھا۔۔

نین وہ میں۔۔۔اسے سمجھ نہ آئے وہ اپنے اس جملے کے بعد، کیا کہے اس سے۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک رہتی ہے؟ اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس سے سوال کیا تو راعنین نے محض حامی میں سر ہلایا تھا بڑی سی چادر پکڑ کر اپنے اوڑھتے وہ اس کے سامنے کھڑی ہو گئی جسے کہنا چاہتی تھی میں تیار ہوں چلیں۔۔۔

ایک موقع نہیں دے سکتی مجھے؟ اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کرتے سوال کیا۔۔راعنین نے اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹائے۔۔۔

آسان نہیں ہے میرے لیے، ہمارا بچہ سب سے بڑی وجہ ہے ہم دونوں کے ساتھ رہنے کی۔۔ یہ بچہ نہ ہوتا تو کب کی جا چکی ہوتی آپ کو چھوڑ کر۔۔۔

کہاں؟ یک لفظی سوال کیا ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں بنا لی یقین کرنا مشکل تھا کیا واقعی وہ اسے چھوڑ کر چلی جاتی؟ جو اسے ہر چیز سے زیادہ محبت کرتی تھی۔۔

ہر انسان سے دور، تنہا، میرے پاس اگر کوئی بات کرنے کے لیے ہوتا ہے تو صرف میرا خدا، جہاں کم از کم ان بندوں کی کھوکھلی محبتیں نہ ہوں، کھوکھلے الفاظ جو آپ کے دل کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے۔۔ راعنین اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جبکہ یاور اس سے نظر نہ ملا پایا اس کی بھاری پلکوں نے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک پردہ بنا دیا۔۔۔

ایک موقع دے کر دیکھو۔۔ راعنین نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

میں چاہتا ہوں تم بھی خوش رہو پلیز فیز کو خوشی سے گزارو۔۔ اس حالت میں عورت کو خوش رہنا چاہیے۔۔

بہت جلدی نہیں یاد آگیا کہ اس حالت میں عورت کو خوش رہنا چاہیے۔۔ جب مجھے تھپڑ مارتے تھے مجھے میرے بچے کا قاتل قرار دیتے تھے۔ اپنا حق حاصل کرنے کے بعد مجھے دھتکارتے تھے تب یاد نہیں ہوتا تھا کہ میں حاملہ ہوں۔۔ راعنین چلائی تھی بے انتہا کنٹرول کرنے کے باوجود بھی اس کی انکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔۔

پتہ ہے کیا کمی رہ جاتی تھی مجھ میں اور ایک طوائف میں کہ۔۔ راعنین! اس کی بات درمیان میں کاٹتے دانتوں کو ستی میں اپس میں پیسٹ کرتے ہوا سے پکارا تھا۔۔

سکون حاصل کرنے کے بعد طوائف کو پیسے دے کر دھتکار دیا جاتا ہے اور بعد میں پھر کچھ دنوں بعد اسی سے سکون حاصل کر کے اسے پھر پیسے

دیے جاتے ہیں۔۔ آپ نے وہ سب کیا محض پیسے دینا رہ گیا تھا۔۔۔
یاور نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی تھی۔۔
آپ کے بابا بھی کیا آپ کی ماں کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے کیونکہ آپ بھی انہی کے نقش قدم پر چلے ہیں۔۔ یاور اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔۔ جس دکھ پر وہ قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا را عنین نے اسی پر وار کیا۔۔

ہاں چلا ہوں اپنے باپ کے نقش قدم پر، اور سب کچھ ہار کر بیٹھ گیا ہوں۔۔ میں نے کبھی اپنی ماں کو اپنے باپ کے ساتھ خوش نہیں دیکھا اور وہی سب میں نے کیا۔۔ فرق اتنا ہے کہ میری ماں انتظار کرتی مر گئی لیکن میرا باپ نہ بدلا۔۔ اور میں بدل رہا ہوں میری بیوی مجھے موقع نہیں دینا چاہتی۔۔ یاور نے میں اپنے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کرتے ہیں انہیں مروڑا۔۔۔

آپ کو لگتا ہے موقع دینا آسان ہے ؟ آپ اپنے باپ کے ہر غلط کام سے واقف ہیں ، اگر آپ کی ماں زندہ ہوتی اور میں کہتی کہ اپنی ماں سے جا کر کہیں آپ کے بابا کو موقع دے ۔ ۔ تو آپ کو لگتا ہے اپ کی ماں کے لیے یہ آسان ہوتا ۔ ۔ راعنین نے سختی سے اپنے انسو صاف کیے تھے ۔ ۔ یاور نے آنکھوں میں موجود آنسوؤں کو پیا تھا ۔ ۔ انہیں ٹوٹ کر گرنے نہ دیا ۔ ۔

لیٹ ہو رہا ہے ؟ یاور نے نظریں دوسری جانب کی وہ سائیڈ سے گزرتے کمرے سے باہر چلی گئی اس کے پیچھے یاور ٹھنڈی آہ خارج کرتے قدم بڑھانے لگا ۔ ۔ ۔

وہ دونوں ہاسپٹل پہنچے ، راعنین جس ڈاکٹر سے چیک اپ کرواتی تھی اس کی جگہ اس مرتبہ ڈاکٹر حبیبہ تھی ۔ ۔

اس نے راعنین کا چیک اپ کیا۔ یاور کیبن کے باہر چکر کاٹ رہا تھا جیسے ہی چیک اپ مکمل ہوا ڈاکٹر حبیبہ نے اسے اندر بلایا۔۔

ڈاکٹر کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے؟ چیئر پر بیٹھتے اس نے سوال کیا۔۔

جی نہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے سب کچھ ٹھیک ہے آپ کی وائف بھی اور آپ کا بے بی بھی۔۔۔ یاور نے سکون کا سانس لیا۔۔

ڈاکٹر آر یو شور کہ کوئی مسئلے والی بات نہیں ہے ایک مس انڈر سٹینڈنگ کی وجہ سے ہمیں لگا کہ مس کیرج ہو گیا ہے لیکن مس کیرج نہیں ہوا تھا تین ماہ میری وائف نے کوئی میڈیسن نہیں لی، ڈاکٹر کی بتائی ہوئی ڈائیٹ فالو نہیں کی۔۔

بے فکر ہو جائیں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، اس کنڈیشن میں میڈیسن لینا ضروری نہیں ہوتا، احتیاط کرنا ضروری ہوتا ہے اور ڈاکٹر کی ڈائٹ

فالو کرنا۔۔یاور کو گہرا سانس بھرتے دیکھ ڈاکٹر مسکرا مسکراتے بولی تھی۔۔

راعنین خاموش گم سم بیٹھی ہوئی۔۔وہ ایک مس انڈرسٹینڈ ہی تو اس کی زندگی خراب کر گئی تھی۔۔کاش وہ سب نہ ہوتا اور آج ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہوتا۔۔۔وہ اتنا برا نہ بنتا ہے اسے قاتل قرار نہ دیتا۔۔

اپ انہیں گلوکوز کی ڈرپ لگوالیں۔۔یاور نے ہاں میں سر ہلایا اسے لے کر روم میں چلا گیا جہاں سے ڈرپ لگنی تھی۔۔

دالہام تقریباً رات کے وقت حویلی واپس آیا متلاشی نظروں سے ارد گرد دیکھا لیکن اسے اس کی بیوی کہیں بھی نظر نہ آئی وہ جب بھی رات کو حویلی آتا تھا وہ اس کے انتظار میں ہوتی تھی آج اس کی کھلکھلاہٹ آوازیں

کہیں سے بھی نہیں آرہی تھی وہ کمرے میں گیا کمرہ بالکل خالی کپڑے تبدیل کر کے واپس لاونج میں آیا۔۔ کچن میں گیا جہاں ریحانہ خانم کام کر رہی تھی۔۔

مورے پری کہاں ہے؟ دالہام نے ریحانہ خانم کے پاس کھڑے ہوتے پوچھا تو انہوں نے کندھے اچکا دیے۔۔

اپنے کمرے میں ہوگی۔۔

کمرے میں دیکھ لیا مورے وہاں پہ نہیں ہے۔۔ دالہام نے اپنی پریشانی ، بے چینی پر قابو کیا۔۔

بیٹا کسی لڑکی کے کمرے میں ہوگی سونیا کمرے میں دیکھ لو، راہا کے پاس یا علینا کے کمرے میں۔۔ دالہام ان کی بات مکمل ہوتے ہی کچن سے باہر نکلا سب سے پہلے علینا کے کمرے میں گیا جو بیڈ پر بیٹھی ہے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔

علینا پری کہاں ہے ؟

لالا وہ صارم کے ساتھ باہر گئی ہے ابھی تک نہیں آئی ، میں کب سے کال کر رہی ہوں انہیں وہ کال بھی نہیں اٹھا رہے ۔۔ علینا نے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی دالہام نے جیب سے اپنا موبائل نکالا اور اسے کال کی ۔۔

کال جا رہی تھی جبکہ وہ اٹھا نہیں رہا تھا ۔۔ تین سے چار مرتبہ کال کی ، غصے بھرے میسج بھی کیے ۔۔۔

تمہارا شوہر اپنی ان بچکانا حرکتوں کی وجہ سے مجھ سے پٹے گا کسی دن ۔۔۔

دالہام غصے سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا اپنی جیپ میں بیٹھ کر باہر گیا راستے میں اسے گارڈز اور صارم بے ہوشی کی حالت میں زمین پر گرے ہوئے ملے ۔۔۔ وہ اجلت میں جیپ سے باہر نکلا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے صارم کا رخسار تھپتھپانے لگا ۔۔

صام !وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ رہا تھا اسے اٹھتے نہ دیکھ جیپ میں سے پانی کی بوتل نکال کر کھول کے اس کے منہ پر انڈیلی آنکھیں جھپکائیں، کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ آنکھوں پر بے انتہا وزن محسوس ہونے لگا۔۔ دالہام نے دوسری پانی کی بوتل پکڑ کر اس کے چہرے پر انڈیلی تو وہ ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا۔۔

طرسم !دالہام طرسم۔۔۔ صارم اٹھتے ہی ارد گرد دیکھتے ہیں اپنی بیٹی کو پکارنے لگا۔۔

صام میری کہاں ہے؟ دالہام اسے گریبان سے پکڑتا دہاڑا تھا۔۔

دالہام میں اسے لے کر باہر آیا تھا اچانک سب کچھ دھندلا ہونے لگا۔۔۔۔۔ صارم نے ان کے ساتھ ہوا سارا معاملہ بتایا جب تک وہ ہوش میں رہا تھا۔۔

دالہام کی نظر سائیڈ پر گئی جہاں خون کے گرا ہوا تھا درخت پر خون کے دھبے تھے۔۔

میں تجھے جان سے مار دوں گا اگر میری بیوی یا بچوں کو کچھ ہوا اس کا گریبان چھوڑتے کھڑا ہوا اس کی نظر یک دم زمین پر گرے خون کے قطروں پر گئی وہ تیز قدم بڑھاتا جہاں خون تھا اس جانب جانے لگا جب اسے سامنے سے ایک عورت بھاگتی ہوئی نظر آئی تھی جو اس کی طرف آرہی تھی۔۔ صارم دالہام کے پیچھے تھا۔۔۔

سردار وہاں ایک عورت بے ہوش پڑی ہے اس کے سر سے خون نکل رہا ہے وہ عورت دالہام سے کچھ دوری پر تھی جب وہ بلند آواز میں بولی تھی سردار کی بیوی کو کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا بہت کم لوگ تھے جنہوں نے سردار کی بیوی کو دیکھا تھا۔۔

دالہام جہاں سے وہ عورت آئی تھی اس طرف بھاگا، کھیت کے درمیان میں اس کی پری خون سے بھرے چہرے سمیت، بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔۔

پری! دالہام اسے بازوؤں میں اٹھا کر بھاگتا ہوا واپس آیا، صارم اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر ساکت ہوا صارم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دالہام اسے لے کر پیچھے بیٹھا۔۔

پری آنکھیں کھولو، پری۔۔ دالہام اس کے چہرے سے نقاب ہٹاتے اس کا رخسار سہلا رہا تھا۔۔ دالہام نے دل میں شدت سے دعا کی تھی اس کی بیوی اور بچوں کو کچھ نہ ہو۔۔

پری اٹھو۔۔ دالہام نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ہلکا سا جھنجوڑا کہ شاید وہ اٹھ جائے۔۔

تیز چلاؤ دالہام دہاڑا تھا طرسم کو سختی سے اس نے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

ہاسپٹل کے باہر جیپ رکتے ہی وہ اسے دوبارہ بازوں میں اٹھائے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوا۔۔ اسے ایمرجنسی روم میں لے جایا گیا تھا۔۔۔

دالہام اسے کچھ نہیں ہوگا۔۔ صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔

اگر میری بیوی یا بچوں میں سے کسی کو بھی کچھ ہوا تو تجھے جان سے مار ڈالوں گا۔ دالہام کا دماغ اس وقت بند ہونے لگا تھا اس کا پھٹا ہوا اونٹ دیکھ کر، پیشانی سے نکلتا ہوا زار و قطار خون، نہ جانے وہ کب سے وہاں اس حالت میں پڑی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوگا۔۔ صارم بڑبڑاتے ہوئے چیئر پر بیٹھا اپنی پیشانی مسلی۔۔

یاور کمرے سے باہر نکلا ابھی را عنین کی آدھی ڈرپ رہتی تھی اور وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔۔

ایمرجنسی روم کے باہر صارم اور دالہام کو دیکھ کو وہ ان کے پاس گیا۔۔ ڈاکٹر ایمرجنسی روم سے باہر نکلی۔ دالہام اور صارم ڈاکٹر کے پاس گئے یاور بھی ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

بلڈ کا انتظام کریں آپ کی وائف کا خون بہت زیادہ بہہ چکا ہے ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولی۔۔

پری کا بلڈ گروپ کونسا ہے؟ دالہام نے صارم کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

اے بی پازیٹیو !

ڈاکٹر کون سے روم میں بلڈ ڈونیٹ کرنا ہے صارم کے بولتے ہی یاور بولا ،ان دونوں نے مڑ کر یاور کو دیکھا۔۔

آپ کا بلڈ اے بی پازیٹیو ہے ؟

جی ڈاکٹر میرا بلڈ اے بی پازیٹیو آپ دیر مت کیجئے جلدی کریں ۔ ۔ ڈاکٹر نے ایمرجنسی کے ساتھ والے روم کی جانب اشارہ کیا ۔ ۔ یاور وہاں چلا گیا ۔ ۔ دالہام ایمرجنسی روم کے باہر کھڑے اسے دیکھ رہا تھا ۔ ۔ یاور کا خون لے کر طرسم کو لگا دیا گیا ۔ ۔ وہ تینوں بے چینی سے باہر کھڑے تھے ۔ ۔

صارم ڈاکٹر سے پوچھ کر آیا کہ طرسم سے کب مل سکتے ہیں ڈاکٹر نے کہا کہ ایک شخص اسے جا کر مل سکتا ہے ۔ ۔ دالہام فوراً ایمرجنسی روم میں چلا گیا ۔ ۔

وہ بیڈ کے پاس رکھے سٹول پر بیٹھا تھا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھا میں اس کی کلائی اور پشت پر بوسہ دے کر پیشانی سے لگا رہا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

عشق روانداا ے ، عشق رول چھڈدا ا ے

سانوں پچھو محبوب گنوان دا دکھ

بندے نو ککھ دا نئیں چھڈدا ، او مردہ ہو جاندا ا ے

وہ ایک مرتبہ پھر اس کے ہاتھ کی پشت کو لبوں سے لگاتے پیشانی سے لگا گیا ، ایک نظر اس کے بے سد پڑے وجود کو دیکھا ۔ چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا ، ہاتھ پر ڈرپ ، دوسرے بازو بلڈ پریشر چیک کروانے کی مشین ، پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی ، ہونٹ کے کنارے پر زخم ، مشینوں میں جکڑی اس کی پری ۔ ۔ ۔

تم سے زیادہ ظلم آج تک سردار پر کسی نے نہیں کیا ، تم اس سنگ دل سردار کو پل بھر ہنسا کر اس کے دل کو سختی سے مٹھی میں جکڑتی ہو کہ انگلیاں اندر تک پیوست ہو جاتی ہے اپنے دیو کے خون سے بھرے

ہوئے اپنے ہاتھ دیکھ کر بھی تمہیں اس پر ترس نہیں آتا وہ اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہا تھا اس کا ہاتھ اس کے چہرے پر سفر کرتے اس کے رخسار تک آیا جہاں ماسک کی الاسٹک کی وجہ سے نشان پر چکے تھے۔۔ دالہام نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے، دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹا اسے اپنے سینے میں سختی سے بینچ لیا۔۔۔

تمہارے خاموش ہونٹ، بند آنکھیں تمہارے اس دیو کو اندھا اور بہرا کر رہی ہیں۔ کچھ پل میں ہی سردار دالہام تمہاری آواز سننے کو ترس گیا ہے تمہاری آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنے کے لیے بے تاب ہے، میری اس بے تابی اور تڑپ کو ختم کردو۔ دالہام نے شدت سے اس کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔۔۔

کچھ تو بولو! دالہام نے اس کے ماسک کے اوپر ہاتھ رکھا، تڑپ کر اس کے ہونٹوں کو دیکھا وہ بے انتہا تڑپ رہا تھا اس کی آواز سننے کے لیے

مجھ مظلوم پر زرہ سا ترس کھا لو، مت ترساؤ اپنی آواز کے لیے، اپنی ان نیلی آنکھوں کو دیکھنے کے لیے۔ اس مرتبہ وہ شدت سے اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا۔۔۔ اس کا ہر پل تنگ کرنا، بات بات پر ناراض ہونا فرمائش کرنا، ہر لمحہ سردار کی آنکھوں کے سامنے گردش کر رہا تھا۔۔ پری! دالہام نے اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے اپنی پیشانی سے لگایا۔۔

طرسم نے ہڑبڑاتے آنکھیں کھولی، آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے وہ اردگرد دیکھنے لگی۔ اس نے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر اور دوسرا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا۔۔

دیو! خود کو دالہام کے بازوؤں میں محسوس کر کے گہرا سانس بھرتے وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

میرے بچے؟ وہ بولتے ہوئے اپنا سر اس کے سینے سے اٹھانے لگی جب اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے دوبارہ اپنے سینے پر رکھا تھا۔۔ دالہام کے پورے وجود میں سکون سرایت کر گیا اس کی آواز سن کر اس کی نیلی آنکھیں دیکھ کر۔۔

ریلیکس ہو جاؤ سب ٹھیک ہے۔۔ دالہام نے اس کے گرد سخت حصار قائم کیا۔۔

دیو میں بابا ساتھ گئی تھی مجھے نہیں پتہ تھا میرے ساتھ۔۔ اپنے چہرے سے آکسیجن ماسک ہٹاتے وہ بول رہی تھی جب سردار نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھتے اسے چپ کروایا۔۔ اس کے گرد حصار سخت کرتا جا رہا تھا۔۔

تم ٹھیک ہو، محفوظ ہو، میری پناہوں میں ہو۔۔ دالہام کا موبائل رنگ ہوا اپنی جیب سے موبائل نکالتے کال ریسیو کی۔۔ سکرین پر دو جگہ ایک

ساتھ دھماکہ ہوا اس کے لب پر اسرار طریقے سے مسکرائے تھے آنکھوں میں وحشت تھی۔۔ وہ اپنے دشمن کو چاروں طرف سے گھیر رہا تھا۔۔

دیو تم مجھ سے ناراض تو نہیں؟۔۔۔

میں اپنی پری سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ دالہام نے اس کی پیشانی پر لب رکھے تو وہ مسکرانے لگی۔۔ صارم اوریاور ایمرجنسی روم میں داخلے ہوئے طرسم سے سردار سے دور ہو گئی۔۔

میری گڑیا! صارم نے اس کے پاس جاتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

بابا آپ ٹھیک ہوں؟ طرسم نے روتے ہوئے اپنے بابا سے پوچھا۔۔

ہٹا کٹا ہے تمہارا باپ نظر نہیں آرہا تمہیں؟ دالہام کو صارم ساری پر بے انتہا غصہ تھا اس کی درگٹ بننے والی تھی۔۔

ٹھیک ہو تم ؟ یاور نے محض ایک لمحے کے لیے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پوچھا۔۔

جی لالا میں ٹھیک ہوں!۔۔

ڈرا دیا تھا تم نے !صارم نے اپنی بیٹی کا رخسار سہلایا۔۔

بس دعا کرو تمہاری چیخیں سن کر تمہاری بیوی نہ ڈرے۔۔ صارم نے ایک نظر اسے دیکھا وہ زہر اگلنے سے باز کہاں آنے والا تھا جب تک اس کی دھلائی نہ کر دیتا اسے سکون نہیں ملنا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علینا کو کال کر کے بتا دو کہ تم دونوں ٹھیک ہو۔۔ صارم نے جیب سے موبائل نکالا اور اسے کال کی جو پہلی بیل پر ہی ریسیو ہو گئی تھی۔۔

صارم آپ کہاں ہیں؟ آپ ٹھیک ہے؟ طرسم؟ کال پک کرتے ہی اس نے ایک ساتھ سوال کر دیے۔۔

سب ٹھیک ہے ہم کچھ دیر تک حویلی آ رہے ہیں! ریلیکس ہو جاؤ علینا صارم نے اتنا کہتے ہی کال بند کر دی وہ مزید بات کرتا تو اس کی بیگم نے رونے لگ جانا تھا۔۔

پری ٹھیک ہو؟ سردار نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ایک مرتبہ پھر پوچھا تو اس نے حامی میں سر ہلایا۔۔ یاور نے نظریں نیچے کی ہوئی تھی اس نے طرسم کہ جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

دیووہ! طرسم کے چہرے پر پریشانی تھی۔۔

کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہے! دالہام نے اس کے ہلکے سے رخسار کھینچے۔۔ کچھ دیر بعد وڈسٹارچ پیپر بنوا کر حویلی پہنچے رات کے گیارہ بج چکے تھے حویلی کے تقریباً تمام افراد سو چکے تھے۔۔

سردار اسے بازو کے حصار میں لیے کمرے میں لے کر گیا۔۔ صارم اپنے کمرے میں گیا تاکہ اپنی بیوی کو پر سکون کر سکے۔۔ وہ ابھی تک سوچ میں تھا کہ اس پر کس چیز کا مزہ طاری ہوا تھا۔۔۔ یا ور پر کمرے میں جانے کے بجائے مردان خانے چلا گیا۔۔۔

دیو درد ہو رہا ہے۔ طرسم بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی جب اس نے اپنے سر اور کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

دالہام نرم ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگا۔ تکلیف طرسم کی آنکھوں میں واضح تھی کہ اسے کس قدر درد ہو رہی ہے۔۔

بھوک لگی ہے؟ دالہام کے پوچھنے پر اس نے ہاں میں گردن ہلائی۔۔ اٹھ کر کمرے سے باہر گیا اور رات کے گیارہ بجے اپنی بیوی کے لیے سوپ بنانے لگا۔۔ سوپ بنا کر وہ کمرے میں گیا اس کی پری دوائیوں کے زیر اثر سو چکی تھی۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا ہلایا لیکن وہ نیند سے بیدار نہ ہوئی اسے گہری نیند سوتے دیکھ اسے جگانا سردار کو مناسب بنا لگا سوپ سائیڈ پر رکھ کر وہ اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ تھام گیا۔۔۔

کچھ دیر اسے یوں ہی دیکھتے وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔ وہ ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کمرے سے چلا گیا اس کا رخ گارڈن کی طرف تھا وہاں جاتے جیپ میں بیٹھ کر وہ حویلی سے نکل گیا۔۔ اپنا موبائل پکڑ کر اس نے کسی کو کال کی۔۔۔

میں تمہیں لوکیشن بھیج رہا ہوں ابھی اور اسی وقت وہاں پہنچو۔۔۔ دالہام نے اپنی بات مکمل کرتے ہی موبائل دوسری سیٹ پر پھینکا اور ایک سنسان جگہ جیپ روکی۔۔۔

وہ غصے سے بھرا وہاں ٹہل رہا تھا جب وہ آدمی وہاں پہنچا۔۔ اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کر کے وہ جھٹکے سے مڑا اور اس آدمی کا گریبان پکڑتے ایک ساتھ کئی مکے اس کے چہرے پر مارے تھے۔۔ وہ اب اس کے پیٹ پر مکے مار رہا تھا وہ آدمی خاموشی سے اس کی مار کھانے لگا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری خون سے لت پت بیوی کو وہاں چھوڑنے کی اور میں نے تمہیں منع کیا تھا نا کہ ابھی اس کے ساتھ نہیں کرنا، ایک دن بعد یہ سب کرنا ہے تاکہ میں وہاں موجود ہوں اور اسے وقت پر اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔ دالہام نے اس کے منہ پر زوردار ایک تھپڑ مارا۔۔

میں ابھی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ابراہم نے مجھ مجبور کیا اور کہاں تھا کہ ابھی اور اس وقت یہ کام کرو، مجھے مجبوراً اسی وقت وہ سب کرنا پڑا۔۔ وہ آدمی شرمندہ ہو کر سردار کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

تم نے میری پری کو تکلیف پہنچائی اس کے سر پر وار کیا۔۔ دالہام نے ایک اور مکا اس کے پیٹ پر مارا تھا۔۔ وہ آدمی اپنے پیٹ پر ہاتھ کر کراہنے لگا۔۔

میں کھینچ رہا تھا جب ان کا چہرہ درخت کے ساتھ ٹکرایا، سر اور ہونٹوں پر چوٹ لگی اس وقت ابراہم کے آدمی پاس تھے میں انفارم نہیں کر سکتا تھا۔۔

تمہاری اس غلطی کی وجہ سے میری بیوی کو نقصان پہنچ سکتا تھا میں اپنے بچوں کو ہمیشہ کے لیے کھو بیٹھتا۔۔ دالہام نے اپنی جیپ سے گھوڑوں کو مارنے والا کوڑا پکڑا۔ ایک ساتھ کئی ضربے اس کی پشت پر لگائی تھی۔۔

وہ اپنے درد پر قابو کرتے وہ سب برداشت کرتا رہا۔۔ اس کی غلطی تھی اور اس کی غلطی کی وجہ سے طرسم کی جان بھی جا سکتی تھی طرسم کا خون حد سے زیادہ بہہ چکا تھا۔۔

ائندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔۔ اس کی پشت پر سرخ نشان بن گئے تھے کچھ نشانات سے تو خون بھی نکلنا شروع ہوگیا۔۔

ائندہ ایسی غلطی کی تو زندہ نہیں بچوں گے تم۔۔ دالہام نے ایک اور کوڑا اس کی پشت پر مارا۔۔

ابراہم اب کون سی چا چلنے والا ہے؟ کوڑے کو جیپ کے اندر پھینک کر خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔۔۔

اس کا اگلا وار جہاں تک مجھے نظر آرہا ہے آئیدن ہے وہ آہستہ آہستہ سب میں دراڑیں ڈال رہا ہے۔۔ اس آدمی نے سردار کو ابراہم ملک کی

کال کی ہوئی ریکارڈنگ سنائی جسے سن کر اس کی آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا۔۔۔

یہ بہت پچھتائے گا۔۔ وہ بھیڑیوں کی جھنڈ میں ہاتھ ڈال رہا ہے۔۔ وہ بھول گیا ہے بھیڑیے درندوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔۔

دالہام کے لب پر اسرار طریقے سے مسکرائے تھے ابراہم کو لگ رہا تھا وہ خانزادوں کے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے جبکہ اصل کھلاڑی سردار دالہام تیمور خانزادہ تھا۔۔

مجھے معاف کردے، میں اس کے ساتھ شامل نہیں ہونا چاہتا تھا مجبورا ہونا پڑا۔۔ دالہام نے اس کی جانب نہ دیکھا محض ہاں میں سر ہلایا۔۔

جب ایک ایک حویلی میں غلط معاملات ہونے لگے وہ تبھی اس معاملے کی سمجھ اسے لگ گئی تھی۔۔ اور اس کے لیے وہ مجرم ڈھونڈنا آسان نہیں تھا وہ ہر ایک سے اچھی طرح واقف تھا۔۔

دھیان رکھنا کسی کو نقصان نہ پہنچے۔۔ دالہام نے سخت لہجے میں کہا جبکہ ذہن میں یہی بات گردش کر رہی تھی حویلی کے افراد کو جسمانی نقصان تو نہیں جبکہ ذہنی اور جذباتی نقصان ضرور پہنچے گا۔۔

نہیں پہنچے گا۔۔ وہ آدمی فوراً سردار کی ہاں میں ہاں ملا گیا۔۔ سردار غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہیں وہاں سے چلا گیا اور وہ آدمی اپنی راہ اختیار کر گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں ایک کام دیا تھا تم وہ بھی ٹھیک سے نہیں کر پائے وہ کیسے اتنی جلدی سردار کے ہاتھ لگ گئی، اس کے بچے ضائع کیوں نہیں ہوئے، کیا تم نے اسے انجیکشن نہیں لگایا تھا۔۔ ابراہم دہاڑا تھا۔۔

تم نے مجھے کہا تھا کہ اسے زخمی کر کے کھیتوں میں چھوڑ دینا۔۔ اور میں نے چھوڑ دیا تھا اسے زیادہ ہمارے درمیان کوئی ڈیل نہیں ہوئی تھی۔۔ اس آدمی کی آواز بلند ہوئی تھی۔۔

اپنی حد میں رہو مت بھولو وہ دونوں میرے پاس ہے۔۔ مجھے تلخ لہجہ اور بلند آواز پسند نہیں ہے۔۔ ابراہم قہقہہ لگاتے ہوئے بولا تھا جبکہ دل میں آگ لگی ہوئی تھی یہ جان کر کے سردار کے بچوں کو کچھ نہیں ہوا۔۔ وہ سردار کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا تھا۔۔

بہت شوق ہے اسے میری ڈیلز کینسل کروانے کا۔ اب نئے وار کے لیے تیار رہے۔۔ اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی سختی سے مٹھی بنائی۔۔ وہ مزید اس کے لیے کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا جبکہ مجبوراً اسے کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔

میں کوئی اور کام نہیں کروں گا۔۔

تمہیں کرنا ہوگا نہیں تو میں سب کچھ تباہ و برباد کردوں گا۔۔۔ وہ ٹھنڈی آہ بھرتے اس کی ہر بات پر ہاں کہنے لگا۔۔ وہ مجبور تھا اگر وہ اس کی بات نہ مانتا تو وہ انہیں قتل کر ڈالتا۔۔

ابراہم اسے اپنی نئی چال کے متعلق بتانے لگا جو اسے بڑی حویلی کے افراد کے ساتھ کھیلنی تھی۔۔ اس آدمی نے مجبوراً حامی بھر لی۔۔ کوئی اور راستہ نہ تھا۔۔

بہت جلد تم میرے پاس ہوگی اور تمہارے وجود میں پلتے سردار کے وارث کو میں ختم کردوں گا ابراہم نے ہاتھ میں پکڑی اس نیلی آنکھوں والی گڑیا کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ وہ پہلے سردار کے بچوں کو ختم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد اس نیلی آنکھوں والی گڑیا کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔

ابراہم ملک اپنی نظر میں آئی ہوئی شے کو نہیں چھوڑتا۔۔ اس کا پراسرار قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔ وہ ہر حال میں اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔ اس کی تصویر پر دیوانہ وار ہاتھ پھیرتے ہوئے لبوں سے لگا گیا۔۔ تم نشے کی مانند ہو خون کی طرح رگوں میں بہتی ہو۔۔ ابراہم نے تصویر میں نظر آتے اس کے گلابی لبوں پر انگوٹھا رکھا۔۔ وہ اس کی خوبصورتی میں کھوتا جا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن پولیس سٹیشن گیا تھا جہاں کچھ آفیسر اس کے بارے میں بکواس کر رہے تھے۔۔ اپنے غصے پر قابو رکھتے وہ اس آفیسر سے ملا جو اس کے کیس کی تفتیش کر رہا تھا۔۔

کیا ثبوت ملے ہیں اب تک میرے خلاف؟ آئیدن اس کے سامنے بیٹھا اس سے سوال کر رہا تھا۔۔

کوئی ثبوت نہیں ہمیں ملے لیکن آرڈر مل رہے ہیں کہ ثبوت تلاش کیے جائیں۔۔ آئیدن نے اپنے ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں بنالی۔۔۔ تو کرو پھر ثبوت تلاش، رشوت خور آفیسرز کے لیے آئیدن غصے سے بھرا کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

راستے میں اس کی کار کے سامنے ایک آدمی آیا اس نے جھٹکے سے کار رکی وہ آدمی پراسرار قہقہہ لگانے لگا۔ وہ اس آدمی کو عجیب نظروں سے دیکھتے غصے سے بھرا کار سے باہر نکلا۔۔

پاگل ہیں آپ آدھی رات کو یوں سڑک کے درمیان میں چل رہے ہیں۔۔

تو بھی تو آدھی رات کو پاگلوں کی طرح گھوم رہا ہے اس آدمی کے الفاظ سن کر آئیدن کا دل چاہا اس کا منہ توڑ دے جبکہ اس کی عمر دیکھ کر اس نے اپنے ہاتھوں پر قابو کیا۔۔

یہ تیرے لیے بھیجا گیا ہے وہ آدمی کار کے اوپر ایک پیکٹ رکھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔ آئیدن حیرت میں مبتلا ہو کر اس پیکٹ کو دیکھنے لگا اس سے قبل وہ آدمی کو بلاتا وہ نہ جانے کہاں چلا گیا تھا ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ اس وقت سنسان جگہ پر موجود تھا۔۔

اس نے اس پیکٹ کو کھولا اس کے اندر ایک موبائل اور ایک کاغذ تھا۔۔ پہلے اس نے کاغذ کھولا جس کے اوپر لکھے الفاظ پڑھتے اس کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھی۔۔

جسے تم اپنا مخلص دوست سمجھتے ہو وہی تم سے راز رکھ کر بیٹھا ہے۔۔ شہریار خان کے نام سے جسے تم جانتے ہو اپنا دوست اپنا بھائی مانتے ہو وہ لوسیفر ہے " STL " ۔۔۔کہنے کو وہ پولیس آفیسر ہے جبکہ مافیا میں اسے ایک وحشی درندے کے نام سے جانا جاتا ہے۔۔ یقین نہیں

آتا تو موبائل میں موجود ویڈیو دیکھ لو اگر وہ دیکھ کر بھی یقین نہ آئے تو اپنے دوست کے فلیٹ پر چلے جانا۔۔

تمہارا خیر خواہ

آئیدن اس کاغذ کو سائیڈ پر پھینکا موبائل ان کیا اس پر کوئی لاک نہیں لگا تھا گیلری میں صرف ایک ویڈیو موجود تھی جیسے ہی وہ ویڈیو لگائی، موبائل پر چلتا ہوا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں تکلیف سے سرخ ہو گئی۔۔۔ شہریار ایک آدمی کی انگلیاں کاٹ رہا تھا۔۔ اس نے وہ موبائل پکڑ کر سڑک پر پٹک دیا۔۔ کار میں بیٹھتے وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے شہریار کے فلیٹ میں چلا گیا شہریار کے فلیٹ کی چابی اس کے پاس موجود ہوتی تھی لاک کھول کر وہ اندر داخل ہوا لیکن سامنے کا ماحول دیکھ کر وہ ساکت ہوا۔۔

اگر تم نے سچ نہ بتایا کہ تو میں اسی لمحے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور مافیا میں موجود ہر انسان جانتا ہے کہ جو لوسیفر جو کہتا ہے وہ کرنے سے گریز نہیں کرتا۔۔ آئیدن شہریار کے الفاظ سن کر بت بن گیا ہمت نہ تھی دروازے کے پاس سے ہلنے کی۔۔ شہریار ایک آدمی کا گریبان پکڑے چلا رہا تھا۔۔ اس آدمی کو سچ بولتے نہ دیکھ شہریار نے اس کی گردن میں ایک ساتھ کئی گولیاں مار کے اس کا منہ کھولتے اندر گولیاں اتاری تھی۔۔ اس کے پاس کھڑے آدمی کی نظر جب دروازے کی جانب گئی تو اس نے شہریار کو پکارا۔۔

بوس! اپنے آدمی کی نظروں کا تعاقب کر کے جیسے ہی وہ مرا تھا آئیدن کو دیکھ کر اس کے سانس سینے میں اٹکے۔۔۔

آئیدن! اس کی جانب جانے لگا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا۔۔ یعنی اس کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ سچ تھے۔۔۔

تو تو لو سیفر ہے۔ جو نا جانے کتنوں کا قتل کر چکا ہے۔۔ آئیدن اس کے خون سے بھرے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

آئیدن میں ہر چیز کی وضاحت دینے کو تیار ہوں میرے دوست

، میرے بھائی شہریار نے اپنے خون سے بھرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما تو اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کی جانب کھینچ لیا۔۔

دوست وضاحت نہیں دیتے جب وہ کوئی راستہ اختیار کرتے ہیں تو وہ سچ بتا دیتے ہیں اور تو نے نہ جانے کب سے مجھ سے یہ راز رکھا ہے۔۔ آئیدن ٹوٹا تھا۔۔ اپنے دوست کے ہاتھوں جو اس سے راز رکھ گیا۔۔

آئیدن!۔۔۔

کیا آئیدن نے اپنی ہر چیز تجھے بتا دی۔۔ میرے گھر میں لالا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ میں باپ نہیں بن سکتا میں نے تجھے بتایا۔۔ لیکن تو

نے۔۔ وہ جتا نہیں رہا تھا بتا رہا تھا کہ اس کا دوست اس سے راز رکھ گیا ہے۔۔

آئیدن مجھے لگا تو ناراض۔۔۔ اگر دوست ناراض ہو جائے تو دوست منا لیتا ہے، اب مجھے سمجھ آ رہا ہے کہ ابراہم ملک نے تمہاری بیوی عرف لوسیفر کی بیوی کو اغواہ کر کے گھر سے دور کیوں پھینکا تھا کیونکہ وہ تمہیں دھمکانا چاہتا تھا ہم نے جب پوچھا تمہارا کوئی دشمن ہے تو تو نے کہا نہیں۔۔ آئیدن اس کے بات درمیان میں ہی کاٹتے چلایا تھا۔۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔

آئیدن میرے یار، میرے بھائی۔۔۔ مت بول مجھے یار، مت بول بھائی اگر مجھے بھائی مانتا ہوتا تو کبھی مجھ سے چھپاتا نا۔۔ آئیدن ایک مرتبہ پھر اس کے بات درمیان میں کاٹتے اس آدمی کے مردہ وجود کو دیکھ کر

وہاں سے چلا گیا۔۔ شہریار اس کے پیچھے بھاگا تھا وہ کار میں بیٹھنے لگا جب شہریار نے اسے بازو سے پکڑا۔۔۔

آئیدن یار میری بات سن۔۔۔ شہریار کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔۔ اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچی۔۔

یار مجھے مار لے مجھ پر چلا لے لیکن یوں منہ نہ موڑ۔۔ آئیدن نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا ہاتھ چھڑوا کر کار میں بیٹھنے لگا تو شہریار نے پھر سے اس کے بازو سے پکڑا۔۔

تو تو میرا جگری یار ہے، یو منہ موڑ کر چلا جائے گا۔۔ شہریار کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی پہلی بار اس کا دوست اس سے منہ موڑے کھڑا تھا۔۔ وہ کچھ نہ بولا پتھرائی آنکھوں سے اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو اس کے بازو پر تھے۔۔۔

اپنا بازو چھڑوا کر کار میں بیٹھتے وہ وہاں سے نکل گیا 10 کلومیٹر دور جاتے کار سڑک پر چھوڑتے باہر نکلا اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔ وہ سڑک کے کنارے پر چلنے لگا۔۔

وہ چلنے کی کوشش کر رہا تھا، قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ وہ غلط نہ تھا جبکہ وہ غلط قرار دیا جا رہا تھا۔۔۔

ہر چیز تہس نہس ہو رہی ہے۔ کیا یہ سب ہی میری زندگی ہے؟ میں اپنے عشق کا پہلا عشق نہ بن پایا میں باپ نہیں بن سکتا، میری بیوی اولاد ہوتے ہوئے بھی خود کو بے اولاد محسوس کرتی ہے وہ تنہائی میں بلکتی ہے اور آئیدن احزان کچھ نہیں کر پاتا، مجھ پر سمگلر ہونے کا الزام لگایا گیا، میری جاب چلی گئی، میری ایمانداری پر سوال اٹھائے گئے، مجھے مجرم قرار دیا گیا، میرا دوست جسے میں نے اپنا بھائی مانا جو میری ہر کیفیت، حالت سے واقف تھا وہ مجھ سے راز رکھ گیا۔ شہریار خان دوست سے راز

نہیں رکھے جاتے وہ چلا رہا تھا، آدھی رات کو سڑک کے کنارے پر بیٹھے۔۔ اگر کسی نے آئیدن احزان کو مکمل طور توڑا ہے تو اس کے دوست نے جو اس سے راز رکھ گیا دوستی میں ملی ازیت انسان کی جان نکال دیتی ہے اور آئیدن احزان کی جان نکل رہی تھی۔۔۔

ہم تو ہم راز تھے شیری، تم نے الگ راستہ اختیار کیا اور اپنی دوست کو خبر بھی نہ ہونے دی وہ اپنے پیچھے موجود درخت کے ساتھ سر ٹکا کر بیٹھ گیا ، نظر خالی ہاتھوں پر تھی جب سب کچھ چھن جاتا ہے تو انسان اپنے خالی ہاتھ دیکھتا رہ جاتا ہے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوتے ٹوٹ کر اس کے گریبان میں جذب ہونے لگے۔۔ شہریار اس کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں تک پہنچا اسے سڑک کے کنارے پر بیٹھے دیکھ اس نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان

پھیری۔۔ شہریار ہمت کرتے اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا دونوں کی آنکھ نم تھی۔۔

اپنے دوست کو ایک موقع دے آئندہ کبھی تجھ سے کوئی راز نہیں رکھوں گا۔۔ اس نے اس کے خالی ہتھیلیوں پر اپنے ہاتھ رکھے شہریار کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے اسے حد سے زیادہ تکلیف دے رہا تھا اپنے دوست کا یوں منہ موڑنا۔۔

آئیدن نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے اٹھ کر جس جانب سے آیا تھا واپس اسی طرف چلنے لگا شہریار اس کے پیچھے چل رہا تھا۔۔

آئیدن بات سن یار۔۔۔ اس سے قبل وہ اسے روکتا وہ کار میں بیٹھ کر تیز رفتار میں دوڑاتے، وہاں سے نکل گیا شہریار کی کار اس سے پیچھے تھی۔۔

وہ حویلی پہنچا رات کا تقریباً ایک بج چکا تھا آئیدن اپنے کمرے میں گیا۔۔
شہریار اسے اپنے کمرے میں جاتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے کمرے
میں جاتے وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا تھا۔۔اس کا دوست اس سے خفا
ہو گیا تھا۔۔
مجھے اگر علم ہوتا تو اس قدر خفا ہو گا میں کبھی تجھ سے نہ چھپاتا۔۔۔اس
نے جملہ مکمل کیا ہی تھا جب دل میں خیال آیا کہ تم جانتے بھی تھے وہ ہر
طرف سے ٹوٹ چکا ہے اسے تمہارا راز چھپانا کس قدر تکلیف دے سکتا
ہے تم نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جب انسان ہر طرف سے ٹوٹ جاتا ہے تو
وہ اپنے دوست کے پاس آتا ہے اور جب دوست بھی اسے توڑ دے تو
وہ ہر طرف سے نہ امید ہو کر اپنے خدا کے پاس جا پہنچتا ہے۔۔
شہریار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔۔وہ بچوں کی طرح بلک رہا تھا۔۔
اپنے بھائی کے بعد اس نے سب سے زیادہ اپنے دوست کو چاہا تھا اس

کا بھائی تو اسے چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔ وہ مکمل طور پر آئیدن کے ساتھ جڑ گیا تھا اسے خود سے خفا نہ ہونے دیتا اگر وہ اس سے کبھی ناراض ہو جاتا تو دن رات اس کی منتیں کرتا رہتا کہ مجھ سے ناراض نہ ہو مان جاؤ۔۔ مختلف طریقے اپناتا اس سے منانے کے لیے۔۔

لیکن آج وہ ایک بڑی غلطی کر گیا تھا اپنے دوست سے راز رکھ کر۔۔۔ آئیدن مجھے معاف کر دے۔۔ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے وہ بچوں کی طرح بلک رہا تھا اس کے لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا اسے منانا چاہتا تھا جبکہ آئیدن اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔

تجھے کیسے مناؤں؟ وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر لیٹا آنکھوں سے انسو نکل کر بیڈ کی چادر میں جذب ہو رہے تھے۔۔

دوسری جانب آئیدن صوفے پر سر تھام کر بیٹھا تھا نمیرہ اور اس کا بیٹا بیڈ پر سوئے ہوئے تھے۔۔

کبھی کبھار ہی شیر طیان ان کے پاس سوتا تھا۔۔

وہ ہمت ہار رہا تھا اس کی امیدیں ٹوٹ رہی تھی۔۔

میں نہ اچھا شوہر بن سکا نہ ہی ایک اچھا باپ، اپنے دکھ میں غرق ہوں اپنی ماں کو وقت نہیں دے پاتا۔ وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگا۔۔

میں کیا ہوں؟ وہ صوفے کی پشت پر سر ٹکاتے آنکھیں موند کر سوچ رہا تھا۔۔

یعقوب آج باہر لاؤنج میں سویا ہوا تھا پانچ منٹ اس کی آنکھ لگتی اور ایک گھنٹہ وہ ارد گرد دیکھتا رہتا ہے۔۔ صبح کے چھ بجے تھک کر وہ اٹھ کر بیٹھا اور کمرے میں گیا قندیل زمین پر بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔۔

کیا آپی مجھ سے بات کرلیں گی؟ اس کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ،
یعقوب نے جیب میں ہاتھ ڈالا اس کی جیب میں موبائل نہیں تھا۔۔
اسے یعقوب کے موبائل کا پاسورڈ نہیں پتا تھا لیکن پھر بھی وہ ہاتھ میں
موبائل پکڑے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اس کی بہن اس سے بات
کرے گی یا نہیں۔۔
کس سے پوچھ کر میرا موبائل لے کر آئی ہو؟ دروازے پر کھڑا غصے سے
بولا تھا۔۔
مجھے آپ سے بات کرنی ہے آپی نمبر تمہارے پاس ہے تو میری بات
کرواؤ۔۔ اپنے آنسو صاف کر کے کھڑی ہوئی اس کے پاس جاتے اس
کی جانب موبائل بڑھایا۔۔

تو یہ تم مجھے آ کر کہہ سکتی تھی چور کی طرح موبائل پکڑنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ وہ طنز کے تیر برسا رہا تھا۔۔ قندیل کو اس کا ہر طنز برداشت تھا فل وقت اسے صرف اپنی بہن سے بات کرنی تھی۔۔

میری غلطی ہے آئندہ نہیں کروں گی بس میری آپی سے بات کروادو۔۔

اس کی سرخ ہوئی آنکھیں دیکھ کر یعقوب نے ریحانہ خانم کو کال ملائی۔۔ جو کہ تیسری بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

اسلام علیکم !ریحانہ خانم نے سلام لی تو یعقوب نے موبائل قندیل کو پکڑا دیا۔۔۔

آپی !یک دم اس کی آواز بھاری ہوئی تھی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

کیوں کال کی ہے اپنا لہجہ سخت کر کے ریحانہ خانم بولی تھی جبکہ اتنی دیر بعد اپنی بہن کی آواز سن کر جسے انہوں نے بیٹی کی طرح پالا تھا ان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔

آپی مجھ سے خفا نہ ہو وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

اس کی ماں نے اسے نہیں پالا تھا بلکہ ریحانہ خانم نے پالا تھا اس کی ماں کی غلط حرکتوں کی وجہ سے اس کے باپ نے قندیل کی ماں کو چھوڑ دیا تھا۔۔

ریحانہ خانم کے بابا کو قندیل کی ماں نے اپنے جال میں پھنسا کر ان سے نکاح کیا کچھ دیر بعد ریحانہ خانم کے والد وفات پا گئے تھے قندیل کی حقیقی ماں کا رویہ اپنی سگی اولاد کے ساتھ ٹھیک نہ تھا۔۔ ریحانہ خانم قندیل کو اپنے پاس لے آئی اور اس کی پرورش کی۔۔ انہوں نے کبھی اسے اس بات کا طعنہ نہیں دیا تھا کہ تمہاری ماں ایک بدکردار عورت تھی۔۔ اپنی بیٹی سے زیادہ وہ اپنی بہن کو پیار دیتی تھی۔۔ کبھی سے خفا نہیں ہوئی تھی

پہلی مرتبہ وہ اس قدر قندیل سے خفا ہوئی تھی کہ اسے کال کر کے اس کا حال نہ پوچھا۔۔

تم نے میرا مان توڑا ہے۔ تم نے میرے بیٹے کی خوشیوں کو ختم کرنا چاہا۔ تمہاری وجہ سے میرا بیٹا اتنے سال ڈپریشن میں رہا۔ اس کی بیوی اس سے دور ہو گئی تم نے اس کے بچوں کو مارنے کی کوشش کی۔۔ میری محبت کا تم نے یہ صلہ دیا ہے مجھے۔۔ ریحانہ خانم کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے ان کی آواز سے ہی قندیل کو معلوم ہو رہا تھا کہ وہ رو رہی ہیں۔۔۔

آپی مجھے معاف کر دے مجھ سے ناراض مت ہوں میں ہر ایک کی ناراضگی، نفرت برداشت کر سکتی ہوں لیکن آپ کی نہیں۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی یعقوب سینے پر ہاتھ باندھے سنگدل بنا کھڑا تھا۔۔ مجھے چاہے جو مرضی سے سزا دے لیکن مجھ سے بات کر لے۔۔۔

تم نے یہ سب کر کے میری تربیت کو غلط ثابت کیا ہے۔۔ ریحانہ خانم نے اپنے لبوں پر سختی سے ہاتھ رکھ لیا ان کے رخسار آنسوں سے بھیگ چکے تھے۔۔

آپی ایسا مت کہے۔۔ قندیل بلک بلک کر رونے لگی۔۔

جس دن میں نے تمہیں اپنے گھر خوش دیکھ لیا اس دن مجھے لگے گا کہ میں نے اپنی بیٹی کی اچھی تربیت کی ہے۔۔ ریحانہ خانم نے اپنی بات مکمل کر کے کال کٹ کر دی موبائل سائیڈ پر رکھ دی چہرہ ہاتھوں میں تھام کر وہ رونے لگی تھی۔۔

اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر یعقوب کو دیکھا جو سختی سے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے اس کے جانب دیکھ رہا تھا۔۔ اسے وہ شخص پسند نہیں تھا تو وہ کیسے اس شخص کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارتی۔۔

رونا دھونا ہو گیا ہو تو ناشتہ مل جائے گا مجھے۔۔ یعقوب جانتا تھا کچھ پل کے لیے اس پر ریحانہ خانم کی باتوں اثر ہو گا پھر سے وہی سب کچھ۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ تم مجھ سے نکاح کر کے بیوی بنا کر یہاں لائے ہو یا پھر نوکرانی بنا کر جب دیکھو یہ بناؤ تو کبھی وہ بناؤ، گھر کی صفائی کرو۔۔

سیریسلی بیوی! کبھی بیویوں والا کام کیا ہے؟ بیوی لفظ سے آشنا ہو تم؟ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اس سے سوال کیے قندیل اپنے ہی لفظوں پر شرمندہ ہو گئی۔۔

ہمیں بات وہ کرنی چاہیے جو کرنے کے لائق ہو۔۔ اگر آپ کے ہاتھوں میں درد ہو رہا ہے تو مجھے بتا دیں قندیل بی بی میں خود بنا لیتا ہوں ناشتہ کیونکہ آپ کو تو شوہر کے کام کرنا بے عزتی محسوس ہوتی ہے آپ اپنے آپ کو نوکرانی محسوس کرتی ہیں۔۔ اس کا طنز سن کر وہ دانت پیستی رہ گئی اسے ہاں کہہ کر اس نے کیا کرنا تھا کھانا تو اس سے بنانا نہیں آتا تھا۔۔

تمہیں اچھی طرح پتہ بھی ہے مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔

تو کھانا بنانا کب سیکھو گی جب چار بچے ہو جائیں گے۔۔ قندیل نے

حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھا یعقوب نے جب اپنے لفظوں پر غور

کیا تو اس نے اپنے دانت سختی سے آپس میں جوڑے تھے۔۔

بھول گیا تمہیں تو اپنے شوہر کے علاوہ باقی سارے مرد اچھے لگتے ہیں

یعقوب دانت پیستے ہوئے کہہ کر کمرے سے باہر کچن میں چلا گیا قندیل کی

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے۔۔ اپنے آنسو سختی سے

ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے وہ کچن میں گئی۔۔

مجھے کھانا بنانا سکھا دو چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر وہ بولی تھی

اتنی جلدی وہ سیدھی ہو جاتی یہ تو ناممکنات میں سے ایک تھا کہ وہ اس سے

پیار بھرے لہجے میں بات کر لیتی۔۔

میں یہاں تمہیں اماں جی نظر آتا ہوں۔۔

جس طرح تم کھانا بناتے ہو اماں جی ہی لگتے ہو۔۔ طنز کرتے شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اور غور سے دیکھنے لگی وہ ناشتہ کیسے بنا رہا ہے۔۔

تمہیں اچانک کیا دورا پڑ گیا ہے کھانا بنانا سیکھنے کا۔۔

وہ کیا ہے نا تم تو پورا دن گھر سے باہر آوارہ گردی کرتے رہتے ہو اور میں بھوک سے مرتی رہتی ہوں گھر، کھانا بنانا آئے گا کم از کم اپنے پیٹ میں تو کچھ ڈالوں گی۔۔ اس کی کینچی کی طرح تیز چلتی ہوئے زبان کو دیکھ کر یعقوب کا ایک لمحے کے لیے دل تو کیا حلق سے اس کی زبان کھینچ لے۔۔

یہی اگر تم نے اپنے گھر سے کھانا بنانا سیکھا ہوتا تو آج تمہیں یوں سیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔۔ قندیل نے عجیب و غریب چہرے کے زاویے بنا کر اسے دیکھا جو ساس کی طرح طنز کر رہا تھا۔۔ اسے ساس یا نند کی

ضرورت نہیں تھی اس کا شوہر ہی سارے معاملات اس کے ساتھ نپٹا رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ زیادہ ہی نہیں طنز دینا شروع ہو گئے تم؟ قندیل نے دانت کچکچائے۔۔

یہ بات تو تم تب کرو جب ہمارے درمیان محبت موجود ہو۔۔ قندیل پھر سے اس کے جواب پر تلملا کر رہ گئی پاؤں پٹکتے ہوئے لاؤنج میں جا کر بیٹھ گئی یعقوب نے تاسف سے سر ہلایا اس نے سیکھ لیا تھا کھانا بنانا۔۔

پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو چار پیسے خود کے پاس ہیں نہیں اور باتیں سنو اس کی۔۔ وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی جبکہ اس کے بڑبڑاہٹ یعقوب نے بخوبی سنی تھی۔۔

اگر میرے پاس چار پیسے نہ ہوتے تو اب تک بھوک سے مر چکی ہوتی تم

یعقوب بڑبڑایا تھا کھانا بنا کر وہ کمرے میں لے گیا ایک مرتبہ بھی اسے نہ

کہا کہ آ کر کھانا کھا لوں۔۔ مجبوراً قندیل کو خود ہی کمرے میں جانا پڑا وہ سکون

سے چونکری مار کر بیٹھے املیٹ بلوں والا پراٹھا کھا رہا تھا۔۔ ساتھ اچار رکھا

ہوا تھا۔۔

قندیل اس کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔۔

مجھے آپی سے ملنا ہے یعقوب نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا نظروں میں سختی

تھی۔۔

تم کہیں بھی نہیں جا سکتی تمہاری زندگی اب اس گھر کی چار دیواری میں

محدود ہے۔۔ دونوں ہاتھ سائیڈ پر کرتے ہو جھاڑتے ہوئے بولا تھا کھانا وہ

کھا چکا تھا یا یوں کہا جا سکتا ہے مزید حلق سے نوالہ نگلنا اس کے لیے

مشکل ہو گیا تھا۔۔

دیکھو تم مجھے میری فیملی سے دور نہیں کر سکتے۔۔اس نے اس کا گریبان پکڑا تو یعقوب نے اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑتے بیڈ سے نیچے کھڑا کرتے اس کی پشت کے ساتھ لگاتے اپنے پاس کیا تھا۔۔

تمہاری فیملی محض بی بی جی تھی جن کا تم نے رتی بھر بھی احساس نہ کیا اور ہر غلط کام کیا جس سے ان کو اذیت ہو تو واپس کس منہ سے جانا چاہتی ہو۔۔یہ محض بناوٹی خوبصورت چہرا لے کر۔۔کیونکہ دل تو تمہارا کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔۔یعقوب کی گرفت اس کے ہاتھوں پر سخت ہوئی۔۔

آہہہ!بے ساختہ اس کے لبوں سے چیخ ادا ہوئی تھی اپنے ہاتھ چھڑوانے کی مزاحمت کرنے لگی۔۔

چھوڑو مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، مجھے میری آپی پاس واپس جانا ہے۔۔ وہ چلائی تھی جب یعقوب نے اس کی دونوں کلائیاں ایک ہاتھ میں پکڑتے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تمہیں اس طرح چیخ و پکار کر کے اس قید سے آزاد ہو سکتی ہو تو یہ تمہاری بھول قندیل بی بی۔۔ جب تک تمہاری عقل ٹھیک نہیں ہو جاتی تم یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی۔۔ وہ اس وقت یعقوب کے بے انتہا قریب کھڑی تھی اس کے چوڑے وجود کے پیچھے وہ چھپ سی گئی۔۔

مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ میں ایک نوکر کے ساتھ پوری زندگی بسر نہیں کر سکتی اس کی ہتھیلی پر دانت گاڑھے جب یعقوب نے اپنے ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کیے تھے۔۔

جتنی چاہے زبان چلا لو رہنا تو تمہیں اس نوکر کے ساتھ ہی ہے۔۔

تم کیسے زبردستی ایک عورت کو خود کے ساتھ باندھ سکتے ہو جبکہ وہ تمہارے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی قندیل ہنوز مزاحمت کر رہی تھی۔۔ تمہیں لگتا ہے تمہاری یہ مزاحمتیں کام آئے گی یعقوب طنزیہ مسکرایا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا قندیل پر کسی کی باتوں کا اثر محض چند لمحے تک رہتا ہے وہ پھر سے پرانی والی قندیل بن جاتی ہے۔۔۔

تمہیں بس اپنی طاقت دکھا کے مجھے ڈرانا آتا ہے۔۔

اوو تو تم مجھ سے ڈرتی بھی ہو اب کی مرتبہ یعقوب اس کے چہرے پر لہراتی آوارہ لٹو کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔ اس کے ہاتھ کی پشت قندیل کے رخسار کے ساتھ مس ہو رہی تھی۔۔

یعقوب کی انگلیاں قندیل کے رخسار کو چھوتے اس کے ٹھوڑی تک گئی۔۔

چھوڑو مجھے قریب مت آؤ میرے ہٹو پیچھے !وہ چلائی تھی جب یعقوب نے اس کی کلائیاں چھوڑتے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔

مجھے کو شوق نہیں ہے تمہیں چھونے کا، تم جیسی۔۔۔ یعقوب نے خود کو بازرکھا غلط کہنے سے۔۔

یہ کہہ کون رہا ہے.جس نے مجھے اس گھر میں لاتے ہی میرے وجود کو حاصل کیا تھا۔۔اور باتیں سنو مجھے کوئی شوق نہیں ہے چھونے کا تمہیں۔۔قندیل نے طنز کیا وہ حقارت بھری نظروں سے اسے سر تا پیر تک دیکھ رہی تھی یعقوب نے اپنے غصے پر بامشکل قابو کیا۔۔

تم مردوں کو عورت سے صرف ایک کام ہوتا ہے اور وہ۔۔۔قندیل اپنی زبان کو لگام دو جو کچھ میں نے اس وقت کیا تھا وہ سب ضروری تھا تمہاری عقل ٹھکانے لگانے کے لیے میں نے کبھی تم سے اپنا حق طلب نہیں کیا اور نہ ہی میں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم جیسی عورت سے حق

طلب نہیں جا سکتا۔۔۔ جتنا خود کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ نہیں تم بدل جاؤ گی، سنبھال جاؤ گی، لیکن نہیں انسان کی عادت بدل سکتی ہے فطرت کبھی نہیں بدلتی۔۔ یعقوب شاہ کو تمہاری اس خوبصورتی کی کوئی طلب نہیں ہے۔۔ اور ویسے بھی طلب من پسند عورت کی ہوتی ہے تم جیسی کی نہیں، تم کبھی یعقوب شاہ کی من پسند نہیں بن سکتی۔۔ یعقوب اس کی بات کاٹتے بولا تھا اس نے اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔۔ اس جیسی عورت کبھی نہیں بدل سکتی تھی۔۔

قندیل کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا کہ مجھ جیسی عورت کسی من پسند نہیں بن سکتی؟ اس کے بات قندیل کے دل میں خنجر پیوست ہوئی تھی۔۔۔

سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے !وہ برتن اٹھا کر کچن میں رکھنے گیا واپس آیا تو وہ ابھی بھی جگہ پر ساکت کھڑی تھی وہ خاموشی سے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

اگر تمہیں اپنی بے عزتی محسوس نہ ہو تو جو گند گھر میں ڈلا ہوا ہے وہ صاف کرلے گی آپ یا پھر آپ کی عزت میں کمی آجائے گی یہ سب کرنے سے۔۔ قندیل پلٹی تھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔۔ اس نے کچن صاف کیا پھر لاؤنج اور پھر واپس کمرے میں آئی جو چیزیں بکھری ہوئی تھی انہیں سمیٹا، جھاڑو لگایا۔۔ یعقوب خاموشی سے بیڈ پر بیٹھا موبائل پر کچھ چیزیں چیک کر رہا تھا آج اس کا حویلی جانے کا ارادہ نہیں تھا۔۔

اچانک قندیل کو خیال آیا کہ جو گھر کے باہر چھوٹا سا گارڈن بنا ہے اسے بھی صاف کرلے۔ وہ واپس کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی شاید اس میں یعقوب کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں۔۔

(تم جیسی عورت سے حق طلب نہیں جا سکتا۔۔۔اور ویسے بھی طلب من پسند عورت کی ہوتی ہے تم جیسی کی نہیں) اس کے ذہن میں یعقوب کی باتیں گردش کر رہی تھی جھاڑو سائیڈ پر پھینکا اور اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگی ذہن میں یہی خیال گردش کر رہا تھا کیا وہ اتنی بری تھی۔۔

آسمان پر کالے بادل لہرا رہے تھے اس قدر وہ سیاہ تھے جیسے ابھی برس پڑے گے اور شدت سے برسیں گے۔۔وہ چھوٹے سے گارڈن کے درمیان میں بت بنی کھڑی تھی بارش یک دم تیزی سے ہونے لگی وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی، بارش میں بھا گنے کی وجہ سے کپڑے اس کے وجود کے ساتھ چپک چکے تھے بارش کے ٹھنڈے پانی کی وجہ سے وہ کپکپا رہی تھی۔۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا وہ اسی جگہ بت بنی کھڑی رہی۔۔ تیز ہوتی بارش کو محسوس کر کے بلا آخر وہ چیک کرنے کے لیے لاؤنج میں گیا تو لاونج بالکل خالی تھا کچن میں بھی کوئی موجود نہیں تھا جیسے ہی اس نے گھر کا دروازہ کھولا وہ گارڈن کے درمیان میں کھڑی بارش میں بھیگ رہی تھی۔۔

اس عورت کا دماغ خراب ہے اور لمبے ڈھگ بھرتا باہر گیا اسے کھینچتے ہوئے کمرے میں واپس لایا۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ اپنی چادر پکڑ کے اس کے کندھوں پر دی تو قندیل نے اپنے کندھوں سے چادر اتار کر زمین پر پھینک دی۔۔

مجھ جیسی عورت کی پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ وہ زمین پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی یعقوب کو ایک لمحے کے لیے گمان ہوا جیسے وہ پاگل ہے۔۔

اٹھ کر کپڑے بدلو؟ اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

بے فکر رہو مروں گی نہیں، بقول تمہارے میں ایک بد کردار عورت ہوں اور بد کردار عورتیں جلدی مرتی نہیں ہے۔۔۔ یعقوب کا دل تو کیا کھینچ کر دو تھپڑ اس کے منہ پر لگائے اس کی عقل ٹھکانے آئے۔۔۔ جا کر کپڑے بدلو طبیعت خراب ہو سکتی ہے تمہاری اس مرتبہ وہ پیار سے بولا تھا۔۔ قندیل نے سرخ ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ کچھ لمحے بعد اس نے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔۔

مجھے مجبور مت کرو کہ مجھے خود تمہارا لباس تبدیل کرنا پڑے۔۔ قندیل نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کی تھی ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی۔۔ اس کے کپکپاتے وجود کی طرح اس کا دل بھی کپکپا رہا تھا۔۔

تمہیں جب مجھ سے محبت نہیں ہے تو پھر کیوں تمہیں فکر ہو رہے ہو کہ میری طبیعت خراب ہوگی۔۔

مجھے تمہاری کوئی فکر نہیں ہے یہ اس نے قندیل کو بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا اس کا وجود کوئلے کی طرح دھک رہا تھا۔۔

کپڑے تبدیل کرو فوراً وہ دہارا تھا۔ قندیل نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

آخری مرتبہ کہہ رہا ہوں کپڑے تبدیل کرو۔۔ وہ زہر خند لہجہ استعمال کرتے بولا۔۔ آنکھوں میں اس قدر وحشت تھی کہ اس کا وجود برے طریقے سے کپکپانے لگا تھا۔۔

میں لکڑیاں لے کر جب واپس کمرے میں آؤں تم مجھے کمرے میں نظر نہ ہو بلکہ واش روم میں کپڑے لے کر دفع ہو جانا اسے چھوڑ کر وہ کمرے سے باہر گیا قندیل کپکپاتے وجود کے ساتھ الماری کے پاس گئی اور ایک ڈریس پکڑ کر واش روم میں چلی گئی یعقوب کمرے میں آیا، کمرے کے بیچوں بیچ اس نے آگ جلائی تھی۔۔

جیسے ہی وہ کپڑے تبدیل کر کے واش روم سے باہر نکلی اس کا سر چکرانے لگا تھا وہ بخار سے تپ رہی تھی۔۔ دوپٹہ اس کا بیڈ پر پڑا ہوا تھا بیڈ پر لیٹ کر خود پر لحاف لینے کی بجائے وہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔۔

میرے خیال سے بیڈ دیکھنے کے لیے نہیں ہوتا۔۔ یعقوب نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا جب وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔۔ اپنا نڈال وجود لیے وہ اس کے سینے پر سر رکھے کھڑی تھی۔۔

یعقوب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا وہ حد سے زیادہ گرم ہوئی تھی۔۔

عقل نامی چیز ہے ہی نہیں اس عورت میں۔۔ یعقوب نے اسے سہارا دے کر بیڈ پر بٹھایا وہ مزاحمت کرنے لگی جب اس نے دونوں شانوں سے اسے تھام کر غصے سے دیکھا۔۔

دواوپر تھپڑ لگاؤں گا میں، چپ کر کے بیٹھ جاؤ یہاں پہ۔۔ اسے بٹھا کر اس کے اوپر لحاف دیا کچن میں جاتے ہیں اس کے لیے دودھ گرم کر کے کمرے میں لایا۔۔ ساتھ پانی اور میڈیسن تھی۔۔

بخار حد سے زیادہ تیز ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔ میڈیسن کھاؤ اور پھر دودھ پینا۔۔ یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی پر دو گولیاں رکھی اور پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا۔۔

وہ زمین پر میڈیسن پھینکنے لگی تھی جب اس نے قندیل کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ اس کے ہاتھ سے میڈیسن پکڑ کے اس کا جبڑا دبوچتے ہو منہ میں میڈیسن ڈال کے لبوں کے ساتھ پانی کا گلاس لگایا مجبوراً اسے میڈیسن کھانی پڑی۔۔۔

چپ کر کے اب یہ دودھ پی لو نہیں تو گرم دودھ تمہارے حلق میں انڈیلوں گا۔۔ وہ بری طرح کھانس رہی تھی جب اس نے اس کی پیٹھ سہلائی اور اس کے سامنے دودھ کا گلاس کیا۔۔

تم سے زیادہ ظالم انسان اس دنیا میں نہیں ہوگا۔۔ قندیل نے اس کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس پکڑلیا وجود درد سے ٹوٹ رہا تھا۔۔ چوتھا حصہ دودھ کا پی کر اس نے سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھ دیا۔۔

پینے کا کہا تھا منہ مارنے کے لیے نہیں کہا تھا۔۔ قندیل نے بخار کی وجہ سے سرخ ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ اس کی زندگی عذاب بنا کر رکھ دی تھی اس نے۔۔ مجبوراً دودھ کا گلاس پکڑا اور آدھا گلاس بھی کر واپس پھر سے رکھ دیا۔۔

تم پورا گلاس دودھ کا پی رہی ہو یا پھر اپنے طریقے سے تمہیں پلاؤں منہ بناتے ہوئے اس نے دودھ کا گلاس پیا اور دو گھونٹ میں آدھا گلاس

حلق میں انڈیل گئی دودھ گرم تھا اس کی زبان جل گئی۔۔ وہ بہت تیز سانس بھر رہی تھی۔۔

اتنی کون سی آگ لگی ہوئی تھی گرم گرم دودھ پینے کی۔۔ یعقوب اس کے پاس بیٹھا تو دور ہونے لگی جب سائیڈ پر دیکھا تو جگہ ہی نہیں تھی اگر تھوڑا سا بھی سائیڈ پر ہوتی تو زمین پر گر جاتی۔۔

بیڈ تبدیل کرواؤ اتنا چھوٹا سا بیڈ ہے۔۔ اس کے قریب بیٹھنے پر نہ جانے کیوں اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

وہ کیا ہے نا میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں بیڈ تبدیل کروا لوں۔۔ تمہیں اسی سب کے ساتھ گزارا کرنا ہوگا۔۔ اب میں تمہیں وہ آسائشیں نہیں دے سکتا جو بڑی حویلی میں موجود ہے۔۔ یعقوب اس کے ساتھ بیٹھا اس کا کندھا قندیل کے کندھے کے ساتھ ٹچ ہوا۔۔ دونوں کے درمیان ایک انچ کا بھی فاصلہ نہیں تھا۔۔

سوجاؤ چپ کر کے طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔۔ قندیل نے ایک نظر سر تا پاؤں تک اسے دیکھا اتنا ہٹا کٹا انسان سنگل بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اس بیچاری کی لیٹنے کے لیے جگہ ہی نہیں تھی۔۔

یا تو۔۔۔ تم اس بیڈ پر۔۔۔۔ بیٹھ سکتے ہو۔۔۔۔ یا پھر میں لیٹ۔۔۔ سکتی ہوں۔۔ سر میں اور وجود میں بے انتہا درد ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس سے ٹھیک سے بولا نہ گیا۔۔

یعقوب نے اسے کمر سے پکڑ کر نیچے کی جانب کھسکاتے اسے لیٹاتے اس کی کروٹ اپنی جانب کر کے خود بھی اس کی جانب کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔

بخار مجھے۔۔۔۔۔ چڑھا ہے۔۔۔ طبیعت میری خراب۔۔۔۔۔۔ ہے۔ تم کیوں۔۔۔۔۔ سونے کی تیاری کر۔۔۔۔ رہے ہو۔۔ قندیل نے اسے نیم دراز ہوتے دیکھ دانت کچکچاتے ہوئے کہا تھا۔۔

مجھے تھکاوٹ ہو رہی ہے مجھے اپنی نیند پوری کرنی ہے تو مہربانی کر کے مجھے سونے دو کیونکہ مہرانی رات کو تو آپ نے پورے بیڈ پر پھیل کر اپنی نیند پوری کی تھی اور میں پوری رات لاونج میں تارے گنتا رہا تھا۔۔

قندیل نے نظریں نیچے کر لی وہ اس کے قریب تھا اور سوچنے لگی لاونج میں تو اوپر چھت ہے اس نے اتارے کیسے گنے تھے۔بخار کی وجہ سے اس کا واقعی دماغ گھوم گیا ہوا تھا اس نے محض طنز کیا تھا جسے وہ کچھ زیادہ ہی سیریس لے گئی تھی۔۔

مشکل سے آدھا گھنٹہ گزرا تھا یعقوب کی آنکھ لگی جب اس کا دہکتا وجود یعقوب کے ساتھ بار بار ٹچ ہونے کی وجہ سے اس نے نیند سے بھری آنکھیں کھولی اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا۔بخار کم نہیں ہوا تھا بلکہ وہ مزید بڑھتا جا رہا تھا۔۔

ایک تو اس لڑکی نے دماغ خراب کیا ہوا ہے! تلملاتے ہوئے اٹھ کر کچن میں گیا پانی اور پٹی پکڑ کر کمرے میں آیا اسے سیدھا کر کے بیڈ پر لٹاتے پٹی گیلی کر کے اس کے سر پر رکھی وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو بار بار ہلا رہی تھی۔۔

یعقوب نے اس کا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور نرم ہاتھوں سے دبانے لگا شاید اس کے ہاتھ درد ہو رہے تھے۔۔ پھر اس نے قندیل کا دوسرا ہاتھ دبایا پیشانی پر پٹی دوبارہ گیلی کر کے رکھتے اس کا سر دبایا۔۔

یہی کام رہ گیا ہے بس کرنے کے لیے، میں کیوں اتنی پرواہ کر رہا ہوں۔۔ کبھی کبھار مجھے تو لگتا ہے میں بیوی ہوں اور یہ شوہر ہے ساری خدمتیں مجھ سے کرواتی ہیں اور خود مہارانی بن کے بیٹھی رہتی ہے آ جا کر بس جھاڑو لگا دے گی، دو برتن دھو دے گی۔۔ یعقوب اس کا سر دباتے ہوئے خود کو کوس رہا تھا۔۔

گھنٹہ پٹیاں کرنے کے بعد اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا بخار ابھی بھی تیز تھا۔۔
قندیل کی سانسیں بھاری ہو رہی تھی بارش زور و شور سے برس رہی
تھی۔۔
قندیل! یعقوب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔ اس نے با
مشکل سرخ ہوئی آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا۔۔
درد۔۔۔ ہو رہا۔۔۔ ہے! وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔
کہاں درد ہو رہا ہے یعقوب نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا تو اس نے
شانو پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ یعقوب اٹھ کر کچن میں گیا
ایک دراز کھولا ایک چھوٹا سا باکس نکالا اس میں میڈیسنز اور کچھ ٹیوبز پڑی
تھی ایک ٹیوب پکڑ کر واپس کمرے میں آیا انگلیوں پر تھوڑی سی لگاتے
اس کی گردن پر نرم ہاتھوں سے ہلکی سی مساج کی اور لحاف اس کی گردن

تک دیا۔۔ لحاف کے اندر ہاتھ لے جاتے اپنے ہاتھوں کو اچھی زیادہ نرم کرتے ہلکے ہاتھوں سے شانوں کو دبایا۔۔

قندیل! یعقوب بیڈ پر بیٹھا اور اس کا سر اپنی گود میں رکھا قندیل کی آنکھیں بند تھیں جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

یعقوب کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے کل وہ کار کی بجائے بائیک لے کر گھر پہنچا تھا جس کی وجہ سے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر نہیں جا سکتا تھا۔ اس قدر تیز بارش ہو رہی تھی کہ کوئی ڈاکٹر بھی اس علاقے میں نہیں آ سکتا تھا۔۔

چپ ہو جاؤ! یعقوب نے اس کے آنسو صاف کیے پٹی اس کی پیشانی سے اتار کر دوبارہ گیلی کرتے اس کی پیشانی پر رکھی۔۔

تمہیں کس پاگل نے کہا تھا بارش میں نہاؤ، یہ موسم تھا بارش میں نہانے کا۔۔ یعقوب نے اسے ڈپٹا تو وہ مزید رونے لگی تھی اس مرتبہ اس کے رونے کی آوازیں آرہی تھی۔۔

یعقوب نے اسے ذرا سا اوپر کرتے اپنے سینے سے لگایا۔ تاکہ اسے کچھ گرمائش ملے پسینہ آنے کی وجہ سے اس کا بخار کم ہو۔۔ اسے اپنے سینے کے ساتھ لگائے کتنی اس کی پٹیاں کرتا رہا۔۔ وہ ایک جگہ اکڑ کر بیٹھا ہوا تھا نظر ترچھی کر کے اس کا چہرہ دیکھا وہ پر سکون ہو کر سو چکی تھی۔۔ جبکہ وہ ابھی بھی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو حرکت دے رہی تھی اس کا ہاتھ پکڑ کر یعقوب نرم ہاتھوں سے پھر سے دبانے لگا۔۔ تین گھنٹے گزر چکے تھے کبھی وہ اس کے ہاتھ دباتا، کبھی سر کبھی، شانوں سے دباتا تو کبھی پٹی تبدیل کرتا۔۔

اب اس کا بخار پہلے سے بہتر تھا۔۔جبکہ یعقوب کی آنکھیں بے انتہا سرخ ہو چکی تھی نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے۔۔

یعقوب اسے یونہی لے کر بیٹھا رہا شام کے پانچ بجے قندیل نیند سے بیدار ہوئی اپنا سر یعقوب کے سینے پر محسوس کرتے، اس نے نظریں اوپر کی جانب کے وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے سویا ہوا تھا اس نے قندیل کے گرد سخت حصار قائم کیا ہوا تھا۔۔

اسے وہ کچھ دیر پہلے گزرے ہوئے لمحے یاد آئے جب وہ اس کے ہاتھ دبا رہا تھا اس کی پرواہ کر رہا تھا۔۔

کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ۔۔دانت کچکچاتے ہوئے اس نے الفاظ ادا کیے تھے جبکہ جملہ مکمل ہوتے ہی اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

میں کیوں مسکرا رہی ہیں اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔ یعقوب ہلکا سا کسمسایا تھا جبکہ گرفت حد سے زیادہ اس پر مضبوط ہوئی۔ قندیل کو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی ایک لمحے کے لیے محسوس ہوئی تھی۔۔

کٹا کہیں کا۔۔ اس کی مضبوط جسامت میں وہ دب کر رہ گئی تھی۔۔ قندیل سوچنے لگی وہ اس کے حصار سے کیسے نکلے کیونکہ جس قدر اس کا مضبوط حصار تھا وہ توڑنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔۔ اس کے بار بار حرکت کرنے کی وجہ سے یعقوب نے نیند کے خمار سے بھری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور فوراً اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک لیا جو پہلے سے بہتر تھا۔۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ لہجہ بے تحاشہ نرم تھا آنکھوں میں فکر تھی۔۔ قندیل سوچ میں پڑ گئی جو محبت پرواہ اسے سردار سے چاہیے تھے

وہ سب اسے آج یعقوب سے ملی تھی جسے نہ جانے اسے کتنا برا بھلا کہا تھا۔۔

وہ اس سے برا کہتا تھا، بدکردار کہتا تھا جب کہ پرواہ بھی کرتا تھا۔۔

تم کیوں اتنے پیار سے مجھ سے بات کر رہے ہو میری اتنی پرواہ کیوں، تمہارے لیے تو میں بدکردار بیوی ہوں اور کیا مرد اپنی بدکردار عورت (بیوی) کی اتنی پرواہ کرتے ہیں۔ اس سے اس قدر پیار سے بات کرتے ہیں۔۔

تمہاری اس بات کا جواب میں وقت آنے پر دوں گا۔۔ فل وقت مہربانی ہوگی اپنی طبیعت پر دھیان دوں۔۔ یعقوب اٹھ کر جانے لگا جب قندیل نے اسے گریبان سے پکڑا۔۔ بجلی زور سے گرجی تھی کہ وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے والی بجلی کے گرجنے سے ڈرتی ہے۔۔۔اس کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ آئی۔۔

ہاں تو بجلی سے بھی کسی کو ڈر لگتا ہے۔۔قندیل نے کھڑکی کی جانب دیکھا اور پھر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔یعقوب اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنے لگا جب اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا لی۔۔

یو میرے قریب مت آؤ۔۔یعقوب نے نظروں کا رخ دوسرے جانب کر کے کہا۔۔

خود جب دل چاہتا ہے مجھے اپنے پاس کر لیتے ہو۔۔کتنی دیر خود کے ساتھ چپکائے بیٹھے تھے مجھے۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔وہ غصے سے بول رہی تھی جب پھر سے بجلی چمکنے پر وہ مزید اس میں خود کو چھپانے لگی۔۔

- - - - - - - - - - - - -

وہ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔۔ بجلی کے چمکنے کی وجہ سے وہ ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔

بے فکر رہو بجلی تم پر نہیں گرے گی وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔ قندیل نے اس کی گردن سے چہرا نکال کر اسے دیکھا۔۔

کیوں تم مجھ پر بجلی گرانا چاہتے ہو۔۔ یعقوب کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اتنے پر سکون انداز میں اس کے قریب ہو کر کیوں بیٹھی ہے۔۔۔ اس کے لیے وہ محض ایک نوکر تھا۔۔

جواب نہیں دیا تم نے۔۔ اس نے یعقوب کے سینے پر چٹکی کاٹی تو اس نے سختی سے قندیل کا ہاتھ پکڑا۔۔

اپنے ہاتھوں کو اور نگاہوں کو قابو میں رکھو قندیل بی بی، مجھے تمہارے لمس کی کوئی چاہت نہیں ہے یعقوب نے اس کے سر سے تھام کے اسے تکیے پر منتقل کیا اور خود بیڈ سے اٹھ گیا۔۔

اب تو میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا تھا جس پر مجھے ایسے الفاظ بولے جائے وہ اس کے اٹھتے ہی سوچنے لگی، آنکھیں نم ہونے لگی تھی۔۔ وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

سنو! یعقوب نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تو وہ گڑبڑا گئی۔۔

گلے میں درد ہو رہی ہے۔۔

دبا دوں! وہ دانت کچکچاتے بولا۔ قندیل غور سے اسے دیکھنے لگی جو نا جانے کتنے گھنٹے اس کے ہاتھ، شانے اور سر دباتا رہا تھا۔۔ اسے لیے

بیٹھا رہا تھا۔ اور اب اس کے ٹھیک ہوتے ہی پہلے کی طرح انجان بن گیا۔۔

ہاں دبا دو اچھا ہے نہ سب کی جان چھوٹ جائے گی۔ سب ہی مجھ سے تنگ آئے ہیں۔۔ وہ اٹھ کر واش روم میں چلی گئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔

وہ اندر جاتے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اس کے سسکنے کی آواز یعقوب کو بخوبی سنائی دی۔۔ اس کا رویہ یعقوب کی سمجھ سے باہر تھا۔۔

دس منٹ گزرے وہ واش روم سے باہر نہ آئی، اب تقریباً گھنٹہ ہونے کو تھا اسے باہر نہ آتے دیکھ وہ واش روم کے پاس گیا۔۔

قندیل باہر آؤ! اسے کوئی جواب نہ ملا۔۔

قندیل سنائی نہیں دے رہا تمہیں، باہر آؤ۔۔ وہ بلند آواز میں بولا اس مرتبہ بھی کوئی آواز اسے سنائی نہ دی۔۔ سسکنے تک کی آواز نہیں آرہی تھی۔۔

قندیل باہر آجاؤ نہیں تو بہت برا حشر کروگا میں تمہارا۔۔ وہ دہاڑا، دروازہ توڑنے والے انداز میں پیٹنے لگا۔۔ جبکہ پھر بھی کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔

قندیل !اب کی مرتبہ اس کی آواز میں نرمی تھی۔۔۔

چلو شاباش باہر آؤ۔۔ اس نے محبت سے اسے بلایا۔ اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ پا کر اس نے دروازہ توڑ دیا وہ واش روم میں ہوش و حواس سے بیگانہ گری تھی۔۔

قندیل !اسے پکارتے ہوئے بازوؤں میں اٹھایا اس کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔۔ وہ برف کی طرح سرد ہوئی تھی۔۔

قندیل !اسے اپنی گود میں بٹھاتے اسے کے رخسار تھپتھپانے لگا۔۔
قندیل دیکھو اگر تم مزاق کر رہی ہو میرے ساتھ تو بہت برا مزاق ہے ،
اٹھو! نہیں تو جان نکال لوگا میں تمہاری۔۔ وہ اسے جھنجھوڑتے بول رہا
تھا۔۔ اس کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔۔
یا خدا! یعقوب نے اس کی نبض چیک کی جو دھیمی تھی۔۔ اسے بیڈ کراؤن
کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھاتے وہ الماری کے پاس گیا اس کا ڈریس
نکالا۔۔ اس کے پاس کھڑے ہوتے سوچنے لگا کہ وہ اگلا قدم اٹھائے یا
نہ اٹھائے۔ جب اس کی نظر قندیل کے خشک اور نیلے پڑتے ہونٹوں پر
گئی تو اس نے لائٹ بند کر کے اس کے کپڑے تبدیل کیے۔۔ اس
لٹاتے اس کے اوپر لحاف دیا۔۔ کمرے کے درمیان میں جلتی ہوئی آگ
میں مزید لکڑیاں ڈالی۔۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ اپنے دونوں
ہاتھوں میں لیے سہلانے لگا۔۔

ایک مرتبہ تم ہوش میں آؤ تمہاری عقل ٹھکانے لگاتا ہوں میں۔۔ وہ اب اس کا دوسرا ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔ اس کے پاؤں سہلائے، آدھے گھنٹے بعد اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولی تھی جن سے یکدم آنسو جاری ہوئے تھے۔۔

تم۔۔۔۔ تو

۔۔۔۔ گلہ۔۔۔ دبانا۔۔۔۔۔ چاہتے۔۔۔ تھے۔۔۔ تو۔۔۔۔ اب۔۔۔ ۔ہاتھ۔۔ کیوں۔۔۔ دبا۔۔۔۔ رہے۔۔۔۔ ہو۔۔۔ مجھے۔۔۔ ختم۔۔۔۔ کرنا۔۔۔ چاہتے۔۔ تھے۔۔ تو۔۔۔ مرنے۔۔۔ دیتے۔۔۔۔ وہ ایک لفظ بول کر اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیرتی اور پھر دوسرا لفظ ادا کرتی۔۔

مرنے کے قریب پہنچ گئی ہو لیکن زبان چلانا بند نہیں کی تم نے۔۔

یعقوب کچن میں گیا اور پانی نیم گرم کر کے کمرے میں آیا۔ اسے اٹھا کر

بیٹھاتے اس کے لبوں کے ساتھ لگایا اس کا ایک ہاتھ قندیل کی کمر پر تھا دوسرے ہاتھ سے اسے پانی پلا رہا تھا۔۔ پانی پلا کر گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔ وہاں سے جانے لگا تو قندیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

اگر میں۔۔۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔ لیکن پھر کچھ لمحے بعد بولی۔۔۔

مجھ سے نفرت کرتے ہو۔۔

تمہیں کب سے اس بات سے فرق پڑنے لگا؟ یعقوب اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا تو قندیل نے دونوں ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

مت کرو قندیل بی بی یہ سب بی بی جی باتوں کا اثر ہے کچھ لمحوں بعد یا کچھ دنوں بعد تمہیں اپنی غلطی پر جی بھر کر پچھتاوا ہو گا کہ تم ایک نوکر کی بیوی بن کر رہ رہی ہو۔ تو بہتر ہے یہ سب مت کرو۔۔ یعقوب اپنا ہاتھ چھڑوا کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا اس کا لہجہ زہر خند بلکل بھی نہ تھا وہ نرم لہجہ اختیار

کر گیا تھا اور یہ نرم لہجہ اسے اس کے سخت لہجے سے زیادہ تکلیف دے گیا تھا۔۔

مجھے آپی پاس چھوڑ آؤ اگر تمہیں لگتا ہے کہ کبھی بدل نہیں سکتی۔۔ میں ہمیشہ نکچڑی قندیل فارس ہی رہوگی۔۔ وہ اپنے دل کی بات بیاں کر گئی۔۔

تمہیں ہمیشہ یہی رہنا ہوگا اس چھوٹے سے گھر میں۔۔ وہ موبائل پر مصروف ہوگیا بنا اس کی جانب دیکھے الفاظ ادا کیے۔۔

یعنی تم بس حویلی کے افراد کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم نے ایک بدکردار عورت کو اپنے پاس رکھا ہے جو سب کی نظر میں اپنے وجود کو۔۔ کچھ زیادہ ہی زبان نہیں چلنے لگ گئی تمہاری۔۔ یعقوب تلملاتا ہوا اٹھ کر اس پاس گیا۔۔ آنکھوں میں غصہ تھا وہ شعلے برساتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

آئیندہ میرے سامنے زبان مت چلانا جو کچھ آج تم کر چکی ہو وہ کافی ہے۔۔ یعقوب بیڈ کراؤن پر ہاتھ رکھتے زرہ سا جھک کر بولا تھا۔۔

کیا کیا ہے میں نے؟ نم آنکھوں سے اس سے پوچھنے لگا۔۔

تم مجھے بد کردار کہتے ہو، ہاں میں نے غلط حرکات کی تھی۔ اس سزا کی حقدار ہوں میں لیکن تم جب تمہارا دل چاہتا ہے مجھے چاہے سزا دینے کے لیے قریب آتے ہو اور جب دل چاہتا ہے جھٹک دیتے ہو، تم نے مجھ سے اپنا حق لیا پھر کہا تمہاری عقل ٹھکانے لگانے کے لیے کیا۔ میرا لباس تبدیل کیا اور اب کہوں گے تم ٹھنڈ سے مر جاتی اگر میں تمہارا لباس تبدیل نہ کرتا۔۔ اتنی بری ہوں میں کہ مجھے اس قدر تلخ الفاظ بولے جائے؟۔۔ وہ اس سے استفار کر رہی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے۔۔

یعقوب میں نے غلط حرکات کی ہیں لیکن مجھے چھونے والے پہلے مرد تم ہو۔۔ میں بدکردار نہیں ہوں۔۔ وہ اب کی مرتبہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اس نے سردار کے سامنے اپنا آپ پیش کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ پہلی مرتبہ وہ بے ہوش تھا اور دوسری مرتبہ اس کی جگہ یعقوب تھا۔۔

یعقوب ساکت ہوتے اسے دیکھ رہا تھا اس نے پہلی مرتبہ اس کا نام لیا۔۔

میں بدکردار نہیں ہوں۔۔ قندیل کو اب تکلیف دیتا تھا اس کا بدکردار کہنا۔۔

یاد رکھنا میری یہ بات، عورت کے عمل سے پتا چلتا ہے کہ وہ بدلنا چاہتی ہے یا نہیں، وہ کچھ اچھا چاہتی ہے یا نہیں۔۔ جس دن مجھے لگا کہ تم بدل گئی ہو یعقوب ادلیب قسم کھاتا ہے تمہیں وہ سب کچھ دے گا جو

بیوی اپنے شوہر سے چاہتی ہے، تمہارے سوچنے سے پہلے یعقوب ادلیب تمہاری ہر خواہش پوری کرے گا۔۔ وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر الفاظ ادا کرتے کمرے سے چلا گیا۔ وہ ایک پل بھی اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا۔۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے رشتے کو سنوارنے کے لیے کوشش کرتی ہے یا پھر نہیں، کیا وہ صرف ریحانہ خانم کی باتوں کی وجہ سے یہ سب کر رہی تھی۔۔۔

کیا واقعی وہ بدلنا چاہتی ہے۔۔ وہ لاونج میں صوفے پر بیٹھا سوچ رہا تھا۔۔ قندیل بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی۔۔ زندگی عجیب ڈگر پر چلنے لگی تھی۔ جس سے اسے محبت تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش تھا اس کی زندگی میں بے شمار خوشیاں آنے والی تھی اس کے بچوں کی

صورت میں۔۔اور وہ محض تکلیف سے گزر رہی تھی۔۔اس کے دل میں جو حسد تھا اس کی زندگی کو جلا کر خاکستر کر گیا تھا۔۔

طرسم کی بات سچ ہوئی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رات کے وقت گھر آیا تھا پورا دن وہ باہر رہا کمرے میں داخل ہوا نمیرہ کمرے میں موجود نہ تھی وہ بالکنی کی جانب گیا تو وہاں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔

آئیدن آپ کہاں تھے؟ کھڑے ہوتے وہ غصے سے اس سے پوچھنے لگی۔۔

ضروری کام تھا۔۔لہجے میں اداسی تھی اور اس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

طیان کہاں ہے ؟ کمرے میں اپنے بیٹے کو موجود نہ دیکھ اس سے سوال کیا اس نے کندھے اچکا دیے۔۔

مجھے نہیں معلوم، ہوگا اپنے بابا جانی کے پاس نمیرہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ آنکھوں کے گوشوں میں ایک تکلیف واضح ہوئی تھی جو آئیدن سے مخفی نہ رہ سکی۔۔

سب ٹھیک ہے ؟ اس سے سوال کیا تو وہ محض ہاں میرے سر ہلا کر باہر کی جانب دیکھنے لگا جہاں ہر طرف اندھیرا تھا لیکن اس اندھیرے میں ہر گھر کے باہر جلتی لائٹ ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔۔

کبھی میری زندگی میں یونہی خوبصورت منظر ہوتا تھا اب سب بتیاں بجھ گئی۔۔ وہ اس منظر کو دیکھتے کھوئے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔ گزرے ہوئے پل اسے شدت سے یاد آئے تھے۔۔

وہ لمحے جب وہ شہریار کے ساتھ ان گلیوں میں گھومتا ہوتا تھا رات کے اندھیرے میں پہاڑی پر چڑھ کر وہ دونوں وہ منظر دیکھتے تھے اور واپس جب گھر آتے تو اپنے ماں باپ سے ڈانٹ کھا کر دانت نکالتے ہوئے ایک کمرے میں بند ہو جاتے انہیں کسی کی ڈانٹ کا اثر نہیں ہوتا تھا۔۔

آئیدن آپ آفس چلے جایا کریں۔۔

مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے بزنس ہینڈل کرنے میں ایک جاب تھی جو میں خوشی سے کرتا تھا اب وہ بھی نہیں رہی۔۔ آئیدن آنکھیں موند کر کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔۔

آئیدن دنیا میں صرف ایک جاب ہی تو نہیں ہے جس کے لیے آپ اس قدر خود کو پریشانی میں مبتلا کر رہے ہیں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

اسی امید میں کہ سب ٹھیک ہو جائے گا آہستہ آہستہ سب کچھ بکھر گیا ہے۔۔ اس نے قہقہہ لگایا ایک کھوکھلا قہقہہ لگایا جیسے وہ خود پر ہنس رہا تھا۔۔

آئیدن! نمیرہ نے اپنی چیئر اس کے پاس رکھ لی اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اس نے آنکھیں کھول کر ایک نظر اسے دیکھا۔۔

کوئی بات ہوئی ہے؟ اس کے پاس ہوتے اس کے ہاتھ کی پشت سہلاتے اس سے پوچھنے لگی نمیرہ کا دل گھبرا رہا تھا اسے یوں پریشانی میں دیکھ کر۔۔

میری زندگی میں دو برے راز رہے ہیں ایک مجھے تب معلوم ہوا جب میں بے انتہا خوش تھا اور دوسرا جب میں مکمل طور پر ٹوٹ چکا ہوں تب معلوم ہوا۔۔ سمجھ نہیں آرہا ان دونوں میں سے زیادہ خطرناک کون سا راز

رہا ہے ؟ آئیدن نے ہاتھ پیچھے لے جاتے اس کی گردن پر رکھتے اس کا چہرہ اپنے پاس کر کے شدت سے پیشانی پر مہر ثبت کی تھی۔۔

نمیرہ نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ آئیدن نے یک طرفہ مسکرا کر اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیری۔۔

نمیرا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس کے ہاتھ میں پہنی ہوئی چوریوں کا شور وہاں گونجا جاتا تھا۔۔

آئیدن نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا اپنی پریشانیوں کی وجہ سے وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

متاعِ جاں میرے لیے تیار ہو۔۔ اس کے اچانک فرمائش کرنے پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جبکہ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

نہیں ہونا ؟ اس نے پوچھ لینا بہتر سمجھا۔۔

میں ابھی تیار ہوتی ہوں۔۔ وہ فوراً اٹھ کر کمرے میں گئی کپڑے تبدیل کر کے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی اس نے شارٹ کُرتا اور کھلا ٹراؤزر پہنا۔۔ بالوں کی چٹیا کھول کر انہیں کنگھی کی، دو لیٹیں چہرے پر چھوڑتے ، کچھ بال پکڑ کر پیچھے کلپ لگاتے، پنک کلر کی لپسٹک لگائی تھی۔۔ آئیدن کمرے میں داخل ہوا اسے ہڑبڑی میں تیار ہوتے دیکھ سینے پر ہاتھ باندھ کر اس کے پیچھے کھڑے ہوا ہلکی سی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

اتنا کافی ہے یا پھر اور تیار ہو جاؤ؟ مڑ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا تو آئیدن نے کاجل پکڑ کر اس کی آنکھوں میں لگایا تھا۔۔ پرفیکٹ! اس کی گردن میں بازو حائل کرتے ناک کے ساتھ ناک سہلائی۔۔

اچھا سنیے! پیار سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے۔۔

جی سنائیے! اسی کی انداز میں بولا گیا۔۔

مجھے آپ سے ایک شکایت ہے!وہ روٹھے پن سے بولی۔۔

میری متاعِ جاں کو مجھ سے کیا شکایت ہے؟

آپ شادی کے بعد مجھے گھمانے کے لیے نہیں لے کر گئے۔۔ نمیرہ نے نچلا باہر نکالتے ہو معصومانہ انداز میں کہا۔۔

سیدھی طرح کہہ دو ہنی مون پہ جانا ہے تم نے!وہ اسے تنگ کر رہا ہے۔۔

استغفراللہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا، کیا سوچیں گے سب کہ شادی کے تقریباً سات سال بعد جا کر انہیں یاد آیا ہے کہ انہوں نے ہنی مون پر جانا ہے۔۔ وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتی بول رہی تھی۔۔

تو کیا ہو گیا انسان جب مرضی ہنی مون پر جا سکتا ہے!بلکہ میں تو تب بھی جاؤں گا جب میرا بیٹا جوان ہو جائے گا آئیدن کی بات سن کر وہ شرماتے اس کے سینے سے لگی۔۔۔ اور ایک تھپڑ اس کے سینے پر جڑ دیا۔۔

بہت بے شرم ہے آپ !

آئیدن نے گہرا سانس بھرا وہ جتنا اپنا دھیان بھٹکانے کی کوشش کر رہا تھا اتنا ہی وہ چیزیں اس کے ذہن پر سوار ہو رہی تھی۔۔ کاش اسے اپنے دوست کا یہ راز کسی اور سے معلوم نہ ہوتا وہ خود اسے بتاتا۔۔ یہ چیز اندر ہی اندر اسے ختم کر رہی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار کے پاس اس کے کمرے میں گئی تو شہریار اپنے بالوں کو ہاتھوں میں جکڑے ہوئے بیڈ پر بیٹھا تھا چہرہ اس نے جھکایا ہوا تھا جبا پریشانی سے شہریار کے پاس گئی اس نے پہلے کبھی شہریار کو اتنا تھکا ہوا نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے شہریار تم ٹھیک تو ہو نا جبا اس کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پکارا تو شہریار نے اس کی آواز سنتے ہوئے اپنا

چہرہ اٹھایا اور اس کی آنکھیں دیکھ کر اس کا دل دھک سے بیٹھا۔۔ سرخ انکھیں بکھرے بال اور شرٹ کے اوپر دو بٹن کھلے ہوئے۔۔ وہ بکھری ہوئی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

شہریار کیا ہوا ہے؟ اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سیٹ کرتے ہوئے حبا نے دوبارہ سے پوچھا تو شہریار نے نفی میں سر ہلایا۔۔

کچھ نہیں حبا، کچھ نہیں ہوا اس نے اس کا ہاتھ آرام سے اپنے بالوں سے پیچھے کیا تو اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔۔۔

اچھا آپ بتائیں آپ نے کھانا کھایا حبا نے دوبارہ سے پوچھا تو شہریار نے بس نفی میں سر ہلایا۔۔۔

کیوں نہیں کھانا کھایا؟

بس میرا دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

اپ نے اپنی کیا حالات بنائی ہوئی ہے جاؤ اٹھ کے چینج کر کے آئیں اور اپنے بال بھی سیٹ کریں۔۔ آپ کو پتہ ہے نا مجھے تمہارے بال یو الجھے ہوئے نہیں پسند۔۔

نہیں ابھی میرا دل نہیں کر رہا ہے شہریار نے بس اتنا ہی کہا تو وہ خاموش ہو گئی حبا کو کچھ بڑا ہی مسئلہ لگا تھا کیونکہ جب بھی وہ شہریار کے پاس ہوتی تھی وہ ہمیشہ اسے تنگ کرتا شرارتیں کرتا۔۔ اس کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے۔۔ لیکن اج وہ خاموش بیٹھا تھا۔۔

آپ کو پتہ ہے میں بہت ایکسائٹڈ ہوں آپ کے اور طرسم کہ بے بی کے لیے۔۔ وہ کب آئیں گے اور وہ کب ان کے ساتھ کھیلوں گی۔ حبہ نے شہریار کا موڈ تھوڑا سا فریش کرنے کی کوشش کی جبکہ اس نے دوبارہ صرف ہاں میں سر ہلایا لیکن کوئی جواب نہیں دیا حبا کوئی اس دفعہ بے حد

پریشانی ہوئی۔۔۔۔۔۔جب بھی وہ بچے کی بات کرتی تھی شہریار اسے تنگ کرتا تھا کہ ہمارا بھی جلد آجائے گا۔۔

شہریار مجھے بتائیں، کیا مسئلہ ہے۔۔اگر آپ نے مجھے نہ بتایا تو میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی جب بھی آپ مجھ سے بات کرنے کے لیے میرے کمرے میں آئیں گے میں خاموش رہی ہوں گی جانے دھمکی دینا ضروری سمجھا تو شہریار نے ایک ائی بروچکا کر اس کو دیکھا۔۔۔۔۔

کیا بتاؤں تمہیں میں؟ کیا سننا چاہتی ہوں تم؟

کہیں جو آپ کے دل و دماغ میں چل رہا ہے. جس کی وجہ سے آپ ایسی حالت بنا کے بیٹھے ہو اپنی۔۔۔۔۔

یار کچھ نہیں ہوا جبا وہ بس آئیدن۔۔۔۔۔شہریار نے تمام معاملہ سے بتا دیا وہ ہر کسی کی ناراضگی برداشت کر سکتا تھا حتیٰ کہ اپنے ماں باپ کی بھی لیکن اپنے دوست کی ناراضگی سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔

آپ بات کرو نا بھائی سے انہیں کہو کہ آپ اگر لوسیفر بن کر مافیا کی دنیا میں رہ رہے ہو تو اچھا کام کی نیت سے رہ رہے ہو انہیں سمجھاؤ۔۔وہ آپ سے ناراضگی ختم کر دے گے۔۔جبا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

اس بات پر ناراض نہیں ہے کہ میں لوسیفر ہو وہ اس بات پر ناراض ہے کہ میں نے اس سے چھپایا دوستی میں راز نہیں رکھے جاتے۔۔جبا اس کے الفاظ سن کر خاموش ہو گئی وہ ان دونوں کی دوستی سے اچھی طرح واقف تھی۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا آپ بس اچھے کی امید رکھیں نا! جانے اس کے کندھے پر رکھا تو اس کے لب مسکرائے تھے۔۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر جا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔۔۔

شکر ہے آپ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی ہے۔۔ جانے اس کے پیٹ میں ہلکی سی گدگدی کی تو شہریار پیچھے کو کھسکا۔۔

بہت شرارتی نہیں ہو گی تم جو مجھے ایسے کر رہی ہو ابھی تمہیں بتاتا ہوں شہریار نے اسے پکڑنا چاہا تھا وہ بھاگ کر بیٹھ کے دوسری جانب چلی گئی وہ اس جانب آیا تو بیڈ کے اوپر چڑھ کے دوسری جانب گئی۔۔ شہریار دوسری جانب جاتے ہوئے اس سے قبل کہ وہاں سے ہلتی شہریار نے اسے پکڑ کر بیڈ پر دھکیلا تھا۔۔

اب بتاؤ بڑی شرارتیں کر رہی تھی۔۔ کچھ کل کے لیے اس کا دھیان اس سب سے ہٹا تھا۔۔ شہریار جبا کے پیٹ میں گدگدی کرنے لگا جبا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

نہیں نہ کرو شہریار مجھے بہت زیادہ گدگدی ہو رہی ہے جبا نے ہنستے ہوئے کہا تو شہریار نے بھی بس کیا اب دونوں ہی ہنس رہے تھے ایسے ہی ہوتا ہے جب ایک پارٹنر دوسرے کا موڈ ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ ہر سچویشن میں اس کا ساتھ دے سکتا ہے جیسے جبا نے شہریار کا دھیان اس سب سے بھٹکایا تھا۔۔۔۔۔۔

جبا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے شہریار نے سنجیدگی سے اس سے کہا تھا تو جبا نے بھی اس کو دیکھا۔۔

ہاں بولیں شہریار کیا بات کرنی ہے۔۔۔۔

ایک بزنس میٹنگ ہے جہاں پر تو نے جانا ہے شہریار نے اتنا کہا تو حبا نے حیرانگی سے شہریار کی جانب دیکھا۔۔۔

کیا مطلب کیسی بزنس میٹنگ؟ وہ حیرت میں بتلا ہوئی تھی

تم جانتی ہو نا کہ تم لوگوں کی جائیداد کا زیادہ حصہ تمہارا اور تمہاری بہن راعنین کا ہے تو اسی لیے تم نے ایک میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے جہاں تمام بڑے بزنس مین موجود ہوں گے۔۔ شہریار اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔۔

لیکن شہریار میں اکیلی کیسے؟ اسے ڈر لگنے لگا وہ کیسے اکیلی وہ سب سنبھال سکتی تھی۔۔

اکیلی کیسے؟ راعنین تمہارے ساتھ ہوں گی تم پریشان مت ہو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا جیسے تم میری بیوی میرے ساتھ ہر قدم رہی ہے تو میں اپنی بیوی کا ساتھ چھوڑ سکتا ہوں؟ اس نے نفی میں سر ہلایا اس کا

شوہر کبھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا تھا جبکہ وہ میٹنگ کو لے کر بہت زیادہ کنفیوز اور ڈر رہی تھی اس کے چہرے پر ڈر دیکھ کر شہریار نے حبا کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑا۔۔

تم ابھی بھی ڈر رہی ہو؟

ڈر تو لگے گا نا شہریار میں نے کبھی کوئی میٹنگ اٹینڈ نہیں کی مجھے کوئی آئیڈیا نہیں ہے اور وہاں تو تمام معروف بزنس مین ہوں گے۔۔ میں نے کوئی غلطی کر دی تو؟ اس کے ہاتھ اب کانپ رہے تھے۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا حبا میں تمہارے ساتھ ہوں نہ، تم کیوں پریشان ہوتی ہو اور مجھے تم پر یقین ہے کہ تم کوئی بھی غلطی نہیں کرو گی تم سب کچھ اچھے سے ہینڈل کر لو گی شہریار نے پیار بھرے لہجے سے حبا کو کہا تو حبا کو دل ہی دل میں کچھ ڈھارس ملی تھی اس نے ہاں سر میں ہلایا۔۔۔

اگر آپ میرے ساتھ ہیں تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں شہریار بس آپ میرا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔۔۔

کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔اب شہریار اور حبا ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ ابھی بھی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے جب زور سے باہر بادل کرتے اور بادل کے گرجنے کی آواز سن کر حبا زور سے شہریار کے سینے سے لگی شہریار کے دل کی دھڑکنے تیز ہوئی تھی حبا کو اپنے سینے سے لگتے دیکھ کر۔۔۔۔۔

لگتا ہے آج موسم بھی ہم پر مہربان ہے جو ہمارا محبوب ہمارے سینے سے لگا ہے شہریار نے شرارت سے کہا تو حبا نے پیچھے ہونا چاہا لیکن شہریار نے اس کی کمر پکڑ کر مزید اسے اپنے قریب کر لیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا ان میں تھوڑا سا بھی فاصلہ نہیں تھا شہریار کی گرم

سانسیں حبا کو اپنے چہرے پر پڑتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ اپنے شوہر کی پریشانی کو کم کر گیا تھا۔۔۔

شہریار کیا کر رہے ہو تم حبا نے شہریار کو پیچھے کرنا چاہا جب اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ شہریار اپنے دماغ میں ہوتے ہوئے آئیدن کی باتوں سے بے حد پریشان ہو چکا تھا اس کے سر پہ بے انتہا درد ہونا شروع ہو چکی تھی اگر وہ مزید اس سب میں الجھا رہتا تو اس کی دماغ کی نسیں پھٹ جاتی۔۔

اس سے پہلے کہ شہریار کچھ اور کرتا باہر زوروں سے بارش ہونے لگی تھی۔۔۔

شہریار بارش ہو رہی ہے حبا خوشی سے جلدی سے شہریار کو پیچھے کیا اور جلدی سے بالکنی میں بھاگ گئی جہاں پر اس پر پانی کی بوندیں برسنے لگی تھیں حبا اپنے ہاتھ بارش میں کر کے خوش ہو رہی تھی جب اپنے پیچھے

شہریار کو محسوس کیا شہریار نے جلدی سے پیچھے سے اسے اپنی باہوں میں سماتے ہوئے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا کہ حبا حد سے زیادہ تیز رفتار میں دھڑکنے لگا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔

اوپر سے ان دونوں پر برستی بارش ان دونوں کے جذبوں کو ہوا دے رہی تھی بارش پڑنے کی وجہ سے حبا کے کپڑے گیلے ہو گئے تھے جو کہ اس کے جسم کے ساتھ چپک رہے تھے شہریار نے اس کے بھیگتے بالوں کو اس کے گردن سے پیچھے ہٹایا اور اپنے لب اس کے گردن پر رکھے حبا ایک دفعہ کانپ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

شہریار نہیں کرو نا پلیز حبا نے شرماتے ہوئے کہا اس کا چہرہ پورا سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔

کیا نہ کروں جان من شہریار نے اس نے کان کے قریب کے گمبھیر لہجے میں بولا تو حبہ نے گھور کر شہریار کی جانب دیکھا۔۔۔

ایسے مت دیکھو، ورنہ میں کچھ کر جاؤں گا اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تو حبا نے جلدی سے سر کو جھکا لیا۔۔۔۔۔۔

ایسے اپنا چہرہ مت جھکاؤں حبا شہریار نے اپنی انگلی سے حبا کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کی جانب کیا اور جلدی سے اس کی نازک گردن پر اپنے لب رکھ دیے حبا نے مضبوطی سے شہریار کے کندھوں کو تھاما وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شہریار اس حد تک رومینٹک بھی ہو سکتا ہے وہ بھی جب آج پریشان تھا۔۔ اس سے اگر پتہ ہوتا ہے انجام یہ ہونا ہے تو وہ اس کا موڈ ایک حد تک ہی ٹھیک کرتی۔۔

تمہارا یہ سرخ چہرہ دیکھ کر میرا دل چاہ رہا ہے اپنا حق وصول کر لو۔۔ حبا اتنا ظلم مت کرو یہ نہ ہو آج کچھ تمہارے ساتھ کر ڈالوں اور تم برداشت

ہی نہ کرو شہریار نے ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا تو حبا نے شہریار کو پیچھے کر کے اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شہریار کو دیکھا۔۔۔

خبردار میرے ساتھ کچھ کیا میں ماما (فاریہ خانم) کو بتا دوں گی کہ آپ میرے قریب آتے ہیں بیوی ہو تم میری جو مرضی کر سکتا ہوں میری ماں کی یا پھر حویلی والوں کو کیا مجال وہ مجھے روکے۔۔۔

شہریار کچھ مت کریے گا ہماری رخصتی نہیں ہوئی ابھی۔۔ مجھے سردی لگ رہی ہے چلیں اندر میں کپڑے بھی سارے بھیگ چکے ہیں۔۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا جس کے سارے کپڑے بھیگ گئے تھے اور اس کے جسم کے ساتھ چپک رہے تھے۔۔

کپڑے تو میرے بھی گیلے ہو گئے ہیں کیوں نہ ایک وہ بول رہا تھا جب حبا دوسو کی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی چینجنگ روم میں گھسی تھی اور اس کی سپیڈ دیکھ کر شہریار کا قہقہہ کمرے میں گونج رہا تھا۔۔۔۔۔۔

راہا کا یونہی دل کیا کہ وہ ساڑھی پہنے، اس نے سونیا کے نکاح پر ساڑھی لی تھی لیکن پہنی نہیں تھی جبکہ اب اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ ساری پہنے۔۔ اس کے بعد پھر اس نے ساڑھی لی تھی وہ بھی ویسے ہی الماری میں سیٹ کیے رکھ دی۔۔

الماری کھول کر سرخ رنگ کی ساڑھی نکال کر اس نے بیڈ پر رکھی اب اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کہ اسے پہننا کس طرح ہے۔۔ ساری چیزیں نیٹ سے دیکھ کر اسی طریقے سے اس نے ساڑھی پہنی۔۔

بال کھول کر ہونٹوں پر سرخ رنگ کی لپسٹک لگانے لگی آئینے کے سامنے کپڑا تھا۔۔ گہرا سانس بھرتے ہمت کر کے اس نے وہ کپڑا ہٹایا اور خود کا چہرہ دیکھا کچھ لمحہ اسے ڈر محسوس ہوا۔۔

میں کیوں ڈرو۔ ۔ اپنا عکس دیکھ کر ہلکا سا مسکراتے ہیں اس نے لبوں پر
لپسٹک لگائی، بلش ان لگا کر اپنا چہرہ دیکھ کر وہ شرمانے لگی تھی۔ ۔
ہادی کمرے میں داخل ہوا، جبکہ سامنے کا منظر دیکھ کر وہ سانس روکے
نچلا لب دانتوں میں دبا گیا۔ ۔ سرخ ساڑھی میں ملبوس، سرخ رنگ کی
ہے لپسٹک لگائے، آنکھوں میں کاجل لگا ہوا تھا، وہ ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے کھڑی ساڑھی کا پلو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، چہرے پر
موجود جھنجھلاہٹ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔ ۔ ۔ اور اس کی یہ
خوبصورتی ہادی خانزادہ کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔ وہ اپنی جگہ
پر بت بنا کھڑے ہو کر گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ۔ ۔ ۔
کیسی لگ رہی ہوں؟ اسے کمرے میں ہادی کی خوشبو محسوس ہوئی تو اس کی
جانب مڑ کر بال کان کے پیچھے کرتے پوچھا۔ ۔ ۔

صحیح کہتے ہیں عورت کو قتل کرنے کے لیے خنجر کی ضرورت نہیں، اس کی معصومانہ ادائیں کافی ہیں وہ چلتا ہوا اس کے پاس گیا، سر تا پاؤں تک اسے گہری نظروں سے دیکھا۔۔۔۔ راہا اس کی نظروں سے کنفیوز ہوئی تھی، وہ اس کی نظروں سے بچنے کے لیے مڑی تھی جب ہادی نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اور اس کا رخ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کی جانب کیا۔۔۔۔

واللہ خدا کی یہ تخلیق ہر شہ سے زیادہ خوبصورت اور انمول ہے، جتنا دیکھو گے تمنا مزید بڑھے گی راہا شرم سے سرخ پر گئی، وہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اس کے شوہر کو اچکل کون سے دورے پر رہے ہیں۔ ہر پل بس قریب آنے کا بہانہ ڈھونڈتا ہے۔۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں میں کیسی لگ رہی ہوں؟ وہ انجانے میں پھر غلط سوال کر گئی۔۔۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہے تمہاری خوبصورتی بیان کرنے کے لیے،
اگر جاننا ہے تو میری آنکھیں حاضر ہیں۔ وہ اس کے کندھے پر مہر ثبت
کرتے بولا راہا کو اس کی حرکت پر چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا، اس نے
سختی سے آنکھیں بند کی تھی۔۔ وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔۔
کنفیوز کیوں ہو رہی ہو؟ ہادی نے اس کا رخ اپنی طرف کر کے اس کی ناک
پر نرمی سے لب رکھے۔۔
آپ پہلے تو اس طرح نہیں کرتے تھے دل میں آئی بات اس نے پوچھ
لی۔۔ جھجکتے ہوئے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔۔
پہلے میری بیوی بچی تھی اور بچوں کے ساتھ اس طرح کا پیار نہیں کیا
جاتا۔۔ راہا شرم سے بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گئی اس نے اپنا
چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔

مجھے نہیں پتا تھا میری بیوی اتنی شرمیلی ہے۔۔ہادی اسے گدگدی کرنے لگا تو راہا نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور ہنسنے لگی۔۔

ہادی نہ کرے۔۔۔

ہائے قربان جاؤں تمہارے یوں ہادی کہنے پر۔۔ہادی نے اس کے دونوں رخسار کو شدت سے چوم لیا۔۔

۔۔۔

لیکن مجھے آتی ہے اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے لگی جب وہ اس کے گردن پڑ جھک گیا۔۔ وہ اپنی سانسیں روک گئی۔۔

تم نشے کی مانند ہو۔۔ جتنا کرو اس سے دگنی طلب ہوتی ہے ہادی نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔ گہرا سانس بھرتے ہوئے دور ہوا۔۔ ایک لمحے کے لیے دل چاہا اپنا حق اس سے وصول کر لے۔۔

خیریت ہیں ویسے آج تیار کیوں ہوئی ہو دل میں آئے خیال سے اپنا دھیان بھٹکانے کے لیے اس سے باتیں کرنے لگا۔۔

وہ میرا دل کر رہا تھا نا میں تیار ہوں، ساڑھی پہنو۔۔ وہ اسے دو قدم پیچھے ہوتی گھوم کر بولی تھی اس کے آدھے سے زیادہ بال آگے کی جانب آئے کچھ شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔۔ کچھ آوارہ لٹے چہرے پر لہرانے لگی۔۔

ہادی اپنی نظروں کا رخ تبدیل کیا۔۔

آج پہلی مرتبہ میں نے سرخ رنگ پہنا ہے۔۔ خوش ہوتے بتا رہی تھی۔ اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی اور اس کی ہلکی سی داڑھی کو کھینچا تو وہ اس کا بازو پکڑنے لگا تھا جب وہ بھاگی اور اس کے ہاتھ میں راہا کی ساڑھی کا پلو آ گیا۔۔

میرا پلو چھوڑے۔۔ راہا اس سے دور کھڑی تھی جب وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔

میرے پاس آؤ! راہا نے نفی کی۔۔ ہادی نے اس کا پلو کھینچا نہیں تھا وہ محض اس کے ہاتھ میں تھا۔۔ پلو ابھی بھی راہا کے کندھے پر تھا۔۔

کوئی بات نہیں میں تمہارے پاس ذجاتا ہوں۔۔۔ ہادی اس کے پاس گیا تو اس کے دونوں رخسار پکڑ کر اس نے زور سے کھینچے تھے۔۔

آپ نے میرا پلو کیوں پکڑا میری ساڑھی خراب ہو جاتی میں نے اتنی مشکل سے پہنی ہیں۔۔ وہ اس کے سینے پر مکے مار رہی تھی بے دھیانی میں اس کے کچھ زیادہ ہی قریب ہو گئی تھی ہادی نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

میں نے تمہارا ہاتھ پکڑنا تھا غلطی سے پلو ہاتھ میں آگیا۔۔ ہادی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

اچھا! اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا جب اس کی نظر ہادی کی شہ رگ پر موجود تل پر گئی اس نے اس تل کے اوپر شہادت کی انگلی رکھی اور یہاں ہادی خانزادہ کا ضبط جواب دے گیا۔۔

اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ اس کا چہرا تھام کر ہر چہرے کے ہر نقش پر لمس چھوڑا۔۔ ہادی خانزادہ بہکا تھا محض اس کے زرہ سا چھونے سے۔۔ اسے اس وقت اگر کچھ نظر آرہا تھا تو وہ اس کی

بیوی تھی وہ ہر نظر میں ہر بار سے زیادہ دیوانہ ہوا۔ اس کے لمس میں نرمی تھی۔۔ وحشی پن نہ تھا جس سے راہا ہادی خان کو تکلیف پہنچتی۔ وہ اپنا حق مکمل طور پر اس سے وصول کر گیا۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا وہ اس کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی، ایک پر سکون نیند تھی جو دونوں نے لی۔ ہادی کے چہرے پر سورج کی کرنیں پڑی تو وہ نیند سے بیدار ہوا، اپنے پہلو میں سوئی اپنی من پسند بیوی کو دیکھ کر اس کے لب مسکرائے، مسکراہٹ ایسی تھی کہ جیسے دنیا کی سب سے خوبصورت شہ اس کے پاس ہو۔۔ دنیا کے حسین ترین منظر میں سے مرد کے لیے ایک خوبصورت منظر یہ کہ اس کی پسندیدہ عورت اس کے پہلو میں پر سکون سو رہی ہو۔۔

دائیاں ہاتھ رخسار پر رکھتے کہنی پر وزن منتقل کر کے کتنی دیر وہ اسے تکتا رہا ، یہاں تک کہ اس کی کہنی سرخ ہو گئی ۔ ۔ راہا اس کی شرٹ میں مبلوس تھی ۔ ۔

جانِ ہادی ! ہادی نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے تو وہ زرا سا کسمسائی ۔ ۔

جانِ ہادی ! وہ اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیر رہا تھا ۔ ۔ ان دو الفاظ کو اس نے اس قدر محبت سے بولا تھا اگر وہ نیند میں نہ ہوتی تو شرم سے سرخ انار کی طرح ہو جاتی ۔ ۔

اٹھ جاؤ ! میں جانے سے پہلے تمہارے شرمیلے تاثرات دیکھنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ہادی نے راہا کی ٹھوڑی پر دانت گاڑھے تھے ۔ ۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اسے اپنے قریب دیکھ کر راہا کی آنکھیں پھیلی پھر یکدم وہ نظریں جھکا گئی ۔ ۔ شرم سے وہ بے تحاشہ سرخ ہو گئی ۔ ۔

واللہ جان نکالوں گی تم میری !ہادی نے شدت سے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

تمہیں دیکھ کر یہ گماں ہوتا ہے جیسے تمام تر خوبصورتی تم پر ختم ہوئی ہے۔۔ ہادی اس کے بالوں میں اپنا چہرا چھپا کر اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا جبکہ وہ بت بنی ہوئی تھی آنکھیں بند، چہرا سرخ، لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔ اس کی سادگی ہی چاروں خانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔

اپنا دھیان رکھنا میرے لیے جانِ ہادی، کیونکہ تمہارا چہرا دیکھ کر لگ رہا ہے جیسے تم نے شرما شرما کر خود کو کچھ کر لینا ہے اور تمہیں یوں شرماتے دیکھ ہادی خانزادہ کی برداشت ختم ہو رہی ہے راہا اس کے سینے پر مکے مارنے لگی۔ ہادی کا چھت پھاڑ قہقہہ وہاں گونجا تھا۔۔

ہادی خانزادہ جتنا تو مسکرا رہا ہے، اگر کسی کو علم ہو گیا تو نے رخصتی سے پہلے اپنا حق لے لیا ہے تجھے وہ زات کے جوتے پڑنے ہے کہ اگلی مرتبہ کوئی الٹی حرکت کرنے سے تو ہزار بار سوچے گا اور جوتے مارنے میں سب سے آگے تیرا باپ ہو گا۔۔ اچانک ہی اس کے ذہن میں خیال آیا اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔ وہ راہا کی پیشانی پر بوسہ دے کر اٹھ گیا۔۔ وہ دروازے پاس پہنچا تھا راہا کو لگا وہ جا چکا ہے وہ اٹھی تو وہ سامنے کھڑا تھا ایک آنکھ دباتے اس نے الفاظ ادا کیے۔۔

"جانِ ہادی اب شرماتی مت رہنا ناشتے پر آجانا"

وہ سر تک لحاف اوڑھ گئی۔۔ ہادی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

اس کے ہونٹ خشک ہونے لگے تھے آنکھوں میں گلابی پن شامل ہو رہا تھا اس نے پھر سے دراز سے انجکشن نکلا اور اپنے بازو پر لگایا۔۔ وہ

لگاتے ہی کچھ دیر میں اسے جیسے سکون پہنچ گیا تھا۔ وہ بیڈ پر نیم دراز ہوگیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کچھ تصاویر ہے یہ تم یاور مرزا کو تک پہنچاؤ گے۔۔ اس آدمی نے آنکھیں سختی سے میچی۔۔

کیا ملے گا تمہیں ابراہم ملک یہ سب کرنے سے؟ وہ آدمی دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔۔

انتقام! نیلی آنکھوں والی گڑیا۔۔ اس نے پراسرار قہقہہ لگایا۔۔ ہاتھ میں اس نے طرسم کہ تصویر پکڑی ہوئی تھی۔۔

حیرت زدہ بات ہے کہ یاور مرزا حد سے زیادہ جذباتی ہے اس نے سردار سے بحث کیوں نہیں کی اس سے علیحدگی اختیار کیوں نہیں کی۔۔ ابراہم ملک دیوار پر لگی ہوئی حویلی کے افراد تصاویر کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

انتظار ہے اس دن کا جس دن یہ سب بکھر جائے گے اور میں ان کے ٹوٹنے کا فائدہ اٹھاؤں گا۔ وہ آدمی دل میں مسکرایا تھا کوئی آج تک حویلی کے مردوں کو توڑ نہیں پایا تھا اور نہ کسی میں اتنی ہمت تھی۔۔ ان کی نیو سردار تھا جسے توڑے بغیر وہ سب بکھر نہیں سکتے تھے اور سردار کو توڑنا ناممکنات میں سے ایک تھا۔۔ وہ غدّار کو بھانپ لیتا ہے۔۔۔

اگر تم نے کوئی بھی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو تم جانتے ہو میں کیا کرو گا۔۔ ابراہم نے اس آدمی کا گریبان پکڑا تھا۔۔ اس کی قوت برداشت جواب دی رہی تھی۔۔

اگر انہیں کچھ ہوا تو میں تمہیں۔۔۔ دھمکی دینے سے پہلے سوچ لو میں انہیں ختم کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔۔ ابراہم نے اس آدمی کے پیٹ میں مکا مارا تھا۔ اسے پیچھے کی جانب دھکہ دیا۔۔

بھول کر بھی مجھ سے الجھنے کی کوشش مت کرنا بہت بھاری پڑے گا تمہیں۔۔ وہ آدمی سختی سے اپنے دانت آپس میں پیوست کر گیا وہ ضبط کر آخری مراحل پر تھا وہ اپنے غصے کی وجہ سے اپنے عزیز کو نہیں کھو سکتا تھا۔۔

میری گڑیا کب تم میرے پاس آؤ گی اور میں تمہیں محسوس کروگا۔۔ وہ طرسم کی تصویر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ وہ آدمی پراسرار طریقے سے مسکرایا تھا اگر ابراہم یہ الفاظ دالہام کے سامنے بولتا تو اب تک ٹکروں میں تقسیم ہو چکا ہوتا۔۔

تم سب کی وجہ سے میں اپنی ایک آنکھ اور اپنا ایک بازو گنوا بیٹھا، اب تیار ہو جاؤ اپنے ٹکرے ٹکرے کروانے کے لیے۔۔ وہ پاگلوں کی طرح ان کی تصاویر کو دیکھتے ہنس رہا تھا۔۔

اس نیلی آنکھوں والی گڑیا میں سردار کی جان بستی ہے اور سردار میں تم سب کی۔۔ اس کھلونے کی میرے ہاتھ لگنے کی دیر ہے اور تم سب ختم۔۔ وہ جنونی انداز میں اس کی تصویر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ ابراہم کے کہتے ہی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔۔

ایک مخصوص جگہ پر پہنچا جہاں سردار اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

سردار گرے شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھا۔۔ اس کی رعب دار شخصیت کسی کو بھی خوف میں مبتلا کر سکتی تھی۔۔

وہ آدمی اپنے موبائل کی ریکارڈنگ ان کر کے ابراہم کے پاس گیا تھا اس نے موبائل سردار کی طرف بڑھا دیا۔۔ اس کی آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا تھا غصے سے دماغ کی نسیں پھولنے لگی۔۔

تمہاری بھول ہے یہ ابراہم ملک کہ تم میری پری کو مجھ سے دور کر سکتے ہو۔ وہ میری کمزوری نہیں میری طاقت ہے، سردار اپنے عزیز کو کبھی اپنی کمزوری نہیں بناتا۔۔ اس سے قبل دالہام اس کا موبائل کھائی میں پھینکتا اس آدمی نے اپنا موبائل پکڑلیا۔۔

یاور کو وہ تصاویر دو، جو وہ کہتا ہے کرو۔۔

لیکن اگر وہ سب کے سامنے چلانے لگا تو؟ اس آدمی نے فکرمندی سے کہا کیونکہ یاور کے جذباتی پن سے سب واقف تھے۔۔۔

دالہام نے اسے ایک پیکٹ پکڑایا جو بلکل اس پیکٹ کی طرح تھا جو ابراہم نے اسے دیا تھا۔۔

میرا دیا گیا پیکٹ تم یاور کو دو گے ناکہ ابراہم کا دیا گیا۔۔ دالہام کی نظر اس آدمی کے ہاتھ میں پکڑے دونوں پیکٹ کی طرف تھی۔۔

اس پیکٹ میں کیا ہے؟

تمہارا کام صرف یہ یاور تک کسی طرح پہنچانا ہے نہ کہ سوال کرنا دالہام سخت لہجے میں بولا وہ آدمی ہاں میں سر ہلا گیا۔۔ وہ ان دونوں کے بیچ پھنس گیا تھا۔۔

گھر چلے جائیے 24 گھنٹے سے آپ حویلی سے باہر رہے ہیں یہ نہ ہو آپ کی چھوٹی سے بیگم آپ کو ڈھول کی طرح بجانا شروع ہو۔۔۔ اس آدمی کے الفاظ حلق میں رہ گئے جب دالہام نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

میرے معملات میں بکواس نہ کیا کرو۔۔ وہ آدمی ہاں میں سر ہلا گیا۔۔ دالہام اپنی جیپ میں بیٹھ کر چلا گیا اور وہ آدمی اپنے راستے نکل گیا۔۔۔ اس کے ذہن میں یہی تھا کہ اس پیکٹ میں کیا ہے۔ دل تو کیا پیکٹ کھول کر دیکھے لیکن اگر پیکٹ کھولتا تو دالہام نے دھلائی کرنی تھی۔۔۔

دالہام اپنی پری کے لئے چاکلیٹ لے کر حویلی پہنچا سب ناشتہ کر چکے تھے آج سب مرد حویلی میں موجود تھے کوئی بھی آفس نہ گیا کیونکہ جمعہ تھا جمعے والے دن مرد حضرات آفس نہیں جاتے تھے۔۔

نواب زادے کہاں آوارہ گردیاں کرتے پھر رہے ہو تم؟ سفیان خان نے سر تا پاؤں تک اسے گھورتے استفار کرنا چاہا۔۔۔

جہاں آپ اپنی جوانی میں آوارہ گردیاں کرنے جاتے تھے، ریڈلائٹ ایریا۔۔ دالہام اس قدر سنجیدہ ہو کر بولا تھا کہ وہاں موجود ہر فرد نے سفیان خان کی جانب دیکھا۔۔۔

بابا! ایسا ریڈلائٹ ایریا جاتے تھے؟ صارم نے اپنے بابا کو حیرت سے پکارا۔ وہ جانتا تھا دالہام مزاق کر رہا ہے وہ محض اپنے بابا کو تنگ کرنے کے خاطر بولا۔۔

سیدھی طرح کہہ دو صارم جوتے کھانے ہیں۔۔ سفیان خان نے اپنے جوتے کی اشارہ کیا۔۔

بابا آپ کو شرم نہیں آئے گی اپنے جوان بیٹے کو مارتے ہوئے۔۔

مجھے ایک بات بتاؤ تمہیں کس پاگل نے کہہ دیا ہے کہ تم جوان ہو؟ عجیب انسان ہو دو جوان بچوں کے باپ ہونے کے باوجود خود کو جوان کہہ رہے ہو۔۔ سفیان خان نے اس کی گردن پر ایک رکھ رک تھپڑ لگایا۔۔ سب ہنسے تھے سوائے تین افراد کے۔۔ آئیدن، شہریار، دالہام۔۔۔

دالہام کی نظر یعقوب پر گئی تو اس نے ابرو اچکائی۔۔

کل کہاں غائب تھے؟ چھٹی کرنے کی وجہ جان سکتا ہوں۔ اج کل کچھ زیادہ ہی چھٹیاں کرنے لگ گئے ہو۔۔ دالہام نے سختی سے اس سے پوچھا۔۔۔

سمجھا کرے نہ چاچو اب وہ شادی شدہ ہے ظاہر سی بات ہے اپنی بیوی کے ساتھ مصروف ہوتا ہوگا۔۔ ہادی کی بے باک بات پر سب مردوں نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی جانب کر کے لعنت دی تھی۔۔ کیونکہ عورتیں پاس بیٹھی تھی۔۔ سردار کی نظر اپنے کمرے کی طرف تھی جہاں اس کی بیوی تھی۔۔

چاچو، سالے صاحب! میری بہن یعنی کے آپ کی بیگم کل سے کمرے سے باہر نہیں نکلی، دروازے سے ہی کھانا پکڑ لیتی تھی ملازمہ سے، وہ آپ سے سخت ناراض ہے منتیں کرنے اور پلو سے لٹکنے کے لیے تیار ہو جائے۔۔ دالہام نے صوفے پر پڑا کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا۔۔ کسی کو نہیں پتا تھا طرسم کی پیشانی پر چوٹ لگی ہوئی ہے۔۔ دالہام نے منع کر دیا تھا صارم کو کہ وہ کسی کو بھی نہ بتائے۔۔ اور اوپر سے سونے پر سہاگا اس

کی پری کمرے سے ہی باہر نہیں نکلی جس کی وجہ سے کسی کو پتا نہیں چلا۔۔۔

ویسے میرا دل کر رہا ہے لالا میں آپ کے ساتھ کمرے میں جاؤں اور دیکھو میری بھتیجی آپ کو اپنے اشاروں پر کیسے نچاتی۔۔۔ وریام اپنی بتیسی دکھاتے بولا۔۔

جیسے بڑے بابا، بڑی مورے کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔۔ سب کے قہقہے وہاں گونجے تھے۔۔ سفیان خان اپنا جوتا پکڑنے لگے جب رضیہ خانم نے ان اک ہاتھ پکڑا۔۔ سفیان خان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا بات وریام نے کی تھی وہ انہیں کیوں درمیان میں گسیٹ رہا تھا۔۔

لائیو دیکھ لو کیسے بڑے بابا بڑی مورے کے ہاتھ پکڑنے پر رک گئے ہیں۔۔۔ دالہام کہہ کر اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔۔ سفیان خان نے

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا کہنے کو وہ تیمور خانزادہ کا بیٹا تھا لیکن حرکتیں سفیان خان کی تھی۔۔

راہا تمہاری ٹھوڑی پر کیا ہوا؟ سونیا نے راہا کی ٹھوڑی پر نشان دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔۔ راہا شرم سے لال ہو گئی۔۔

ہادی نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے نظریں نیچے کر لی۔۔ اس کی سالی کی نظریں بہت تیز تھی۔ اس کے چاچو کا حوصلہ تھا جس نے اس جیسی جلادن بیوی کو برداشت کرنا تھا۔۔۔ دالہام اپنے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔۔

کس نے کیا یہ؟ اس مرتبہ وہ بلند آواز میں بولی تھی کہ سب کا دھیان اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔ ہادی نے نفی میں سر ہلایا۔۔

آپی وہ چوڑیوں کے نشان ہے۔۔ راہا نے اپنے لبوں پر زبان پھیری۔۔

میری پیشانی پر پاگل لکھا ہے ؟ سونیا نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا ۔۔ وہاں موجود ہر شخص نے جب اس کی تھوڑی پر بنے دانتوں کے نشان کو دیکھا ایک نظر ہادی کو دیکھ کر وہ اپنے پیشانی مسلتے اپنی نظریں نیچی کر گئے ۔۔ اب وہاں عورتیں بیٹھی تھی نہیں تو ہادی کی ہار جانی تھی آج ۔۔ وریام نے اپنی بیوی کو دیکھا جو خود تو اٹھ گئی لیکن اس کا دماغ ابھی تک سویا ہوا تھا ۔۔

سونی تمہاری پیشانی پر صرف پاگل لکھا ہی نہیں بلکہ تم پاگل ہو جو اپنی بہن سے اس طرح کا بیوقوفانہ سوال کر رہی ہو ۔۔ سونیا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا ۔۔

چاچو غلطی چاچی کی نہیں غلطی آپ کی ہے کیونکہ آپ نے کبھی پیار سے سمجھایا نہیں ۔ ہادی نے آنکھ دباتے کہا اس کی بات سب مردوں نے

سنی تھی۔۔ آئیدن، وریام، صارم نے کشن پکڑ کر اس کے منہ پر مارا۔۔
جو حد سے زیادہ بے باک ہو رہا تھا۔۔

دالہام نیچے آجاؤ بیٹا دروازہ نہیں کھلے گا۔۔ سفیان خان بلند آواز میں
بولے۔۔ دالہام نے دانت کچکچاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا ڈوبلیکیٹ
چابی بھی کمرے کے اندر تھی۔۔

بے فکر رہے جیسے آپ پوری رات کمرے میں جانے کے لیے اپنی
بیوی کی منتیں کرتے تھے میرے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔۔

ریحانہ تمہارا بیٹا کوئی کسر نہیں چھوڑتا مجھے ذلیل کرنے میں۔۔ ریحانہ خانم
اپنی مسکراہٹ پر قابو کر رہی تھی۔۔۔

پری دروازہ کھولو! دالہام کب سے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔۔

چلے جائے یہاں سے! اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔۔

میں اپنی پری کے لیے چاکلیٹس لے کر آیا ہوں۔۔۔

آپ اپنی ان چالکلیٹس کو لے کر جہاں کل سے غائب تھے وہی واپس چلے جائے۔۔ طرسم کو اس پر بے انتہا غصہ تھا۔۔۔

چار فٹی دروازہ کھولو۔۔ دالہام نے اس قدر سختی سے دروازے پر دستک دی تھی جیسے وہ دروازہ توڑ دے گا۔۔۔

میں نہیں کھولوگی وہ ناک سکیرتی بولی۔۔

میں آخری مرتبہ کہہ رہا ہوں دروازہ کھول دو نہیں تو توڑ کر اندر داخل ہوں گا اور پھر بعد میں جو تمہاری شامت آئے گی وہ علیحدہ۔۔ دالہام نے سخت لہجہ استعمال کیا وہ دروازے کا لاک کھول کر صوفے پر جا کے بیٹھ گئی۔

سردار کمرے میں گیا تو وہ منہ پھلائے بیٹھی ہوئی تھی دوپٹہ نہ جانے کہاں پر تھا بال کھلے ہوئے، کچھ آوارہ لیٹے چہرے پر لہرا رہی تھی۔۔ پٹی بھی تبدیل نہیں ہوئی تھی۔۔

پری! دالہام اسے پیار سے پکارتے اس کے پاس جا کر بیٹھنے لگا جب طرسم نہیں اسے خود سے دور دھکا دیا تھا۔۔

جہاں پر کل سے آپ غائب ہیں دوبارہ پھر وہیں چلے جائیں مجھے نہیں ضرورت آپ کی۔۔

تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں تمہاری ضرورت ہوں؟ ضرورت ایک دن ختم ہو جاتی ہے۔۔ اور تمہارا دیو تو تمام عمر تمہارے ساتھ رہے گا۔۔

دالہام اس کے پاس بیٹھا تو وہ کھسک کر دور ہوئی تھی۔۔ کل پورا دن اس نے درد میں گزارا تھا۔۔ اور اس کا شوہر نہ جانے کہاں غائب تھا اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھی اپنی بیوی کی۔۔

پری میں ضروری کام کے لیے حویلی سے نکلا تھا۔۔

میں نے آپ سے کچھ پوچھا یا کچھ کہا، جائیں جا کر اپنا کام کریں؟ دالہام اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے لگا تو طرسم نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا صوفے

کی پشت پر ہاتھ رکھتے سارا وزن پشت پر منتقل کرتے وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

پری چاکلیٹ کھانی ہے؟ اسے اپنی چار فٹی بیوی کو منانے کا یہی راستہ نظر آیا اس کے پاس گیا وہ چاکلیٹ سامنے کی جو اس نے ہاتھ مار کر زمین پر گرائی تھی۔۔

مجھے کوئی چاکلیٹ نہیں چاہیے چلے جائیں یہاں سے آپ۔۔ طرسم خفی سے بولی اور کمرے میں چکر لگانے لگی ٹھیک سے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے اسے معدے میں درد ہو رہی تھی۔۔

ناراض نہیں ہوتے میری گڑیا! دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ اوپر کے جانے لے جاتے اس کے ہاتھ پر زور سے دانت گاڑھ کے سر دار کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

آہہہ ظالم بیوی! دالہام دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ سہلانے لگا۔۔

مجھ سے بات مت کریں آپ۔۔۔ طرسم ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھے پورے کمرے میں منڈلاتی پھر رہی تھی بھوک کی وجہ سے اس کا برا حال تھا۔۔ آج صبح اس نے ٹھیک سے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔۔ چاکلیٹ زمین پر گری ہوئی تھی سردار نے وہ اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کر رکھی۔۔

پری میری گڑیا میری چار فٹی بیوی ناراض نہیں ہوتے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ طرسم نے گہرا سانس بھر کے ایک ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے کندھے پر لگی سیفٹی پن کو اتارا اور سردار کے ہاتھ میں چبودی وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوا تھا۔۔

مجھے ہاتھ مت لگائیں چاچو جی! وہ دانت پیستی ہوئی بولی تھی۔۔

لڑکی کتنی مرتبہ کہوں میں تمہارا چاچو نہیں ہوں۔۔ دالہام اپنی پیشانی مسلتے بولا تھا اسے زہر لگتا تھا یہ چاچو لفظ۔۔

کس نے کہا آپ میرے چاچو نہیں ہیں آپ میرے بابا کے کزن عرف منہ بولے بھائی ہے میرے بابا کے تو میرے چاچو کیسے نہ ہوئے۔۔

طرسم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے تھے دالہام کچھ بولنے لگا تھا جب اپنی گول مٹول بیوی کو دیکھ وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گیا وہ پہلے ہی اس سے ناراض تھی اگر وہ مزید کچھ بولتا تو نہ جانے وہ کیا کرتی۔۔

لڑکی مجھے چاچو نہ بلایا کرو۔۔ دالہام نے اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

اب چاچو کو چاچو نہیں بلاؤں گی تو کیا دادا ابو بلاؤں گی۔۔ طرسم اسے چرانے کی خاطر زبان نکال کر اسے دکھاتے رخ دوسری جانب کر کے کھڑی ہو گئی سردار نے گہرا سانس بھرتے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیلے تھے۔۔

تمہارا دادا اور چاچا نیچے بیٹھ کر گپے ہانک رہے ہیں جا کر انہیں چاچو دادا بلاؤ۔۔ میں تمہارا شوہر ہوں تم مجھے میاں جی، ہبی، شوہر، جان اس طرح کے نام سے بلاؤ۔۔ دالہام نے پہلا جملہ دانت پیستے ہوئے بولا تھا جیسے دانتوں کے درمیان وہ کسی چیز کو چبانے کی کوشش کر رہا ہو جبکہ دوسرا جملہ اس نے نہایت ہی پیار سے بولا تھا جس پر اس کی چار فٹی بیوی نے مڑ کر اس کی جانب ابرو اچکاتے دیکھا تھا۔۔

چاچو جی میں اس طرح کے واحیات لفظ استعمال نہیں کرتی۔۔ طرسم اس کے پاس گئی اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے زور سے دبایا تھا۔۔

پری میری قوت برداشت ختم ہو رہی ہے مجھے بار بار اس لفظ سے مت بلاؤ۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر اس کے شانوں

پر رکھتے پیشانی پر بوسہ دیا تو اس کی چار فٹی بیوی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دھکہ دے کے دور ہوئی تھی۔۔

چاچو شرم نہیں اتی چھوٹی سی بچی کے ساتھ اس طرح کی حرکت کرتے ہوئے۔۔ دالہام اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پیچھے کی جانب رکھا اور گہرا سانس بھرنے لگا وہ جانتا تھا وہ صرف تنگ کرنے کے لیے اسے بار بار چاچو بلا رہی ہے کیونکہ 24 گھنٹے وہ حویلی سے باہر رہا۔۔

یہ چھوٹی بچی اتنی بھی بچی نہیں رہی۔۔ سردار نے اس کی بڑھتی ہوئی جسامت کی طرف اشارہ کیا تھا طرسم نے کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا۔۔

خود ہی تو تم ڈھول بجاتی رہتی ہو کہ میں اماں بننے والی ہوں اب جب میں بول رہا ہوں تو سوئیاں چب رہی ہے۔۔ دالہام نے اپنی مسکراہٹ پر

قابو کیا تھا آج نہ جانے کیوں اسے اپنی بیوی کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔

چاچو!وہ سے پھر سے چیرانے لگی۔۔

لڑکی مجھے چاچو نہ بلاؤ۔۔

ویسے جتنی آپ کی عمر ہو گئی ہے چاچو نہ بلاؤں تو کیا بڈھا بلانے لگ جاؤں۔۔ طرسم ہنستے ہوئے بولی تھی جب سردار اس کے قریب گیا اور شدت سے اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔

اس کے پیچھے ہوتے ہی طرسم نے آئینے کی طرف اپنا رخ کیا اس کے گردن پر لال نشان بن گیا تھا۔۔

ہاااا یہ تو دانتوں کے نشان ہے پر بڈھے لوگوں کے منہ میں تو ڈانٹ ہی نہیں ہوتے۔۔ طرسم نے اس نشان پر ہاتھ رکھتے ہیں اپنی آنکھیں سختی

سے میچی تھی وہ نشان دیکھ کر اسے رونا آنے لگا ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ رکھتے وہ زمین پر بیٹھی اور بچوں کی طرح آوازیں نکال کر رونے لگی۔۔

پری! دالہام اسے پکارتے اس کے پاس زمین پر بیٹھا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔

مذاق کر رہا تھا میں نے تو ہلکے سے بس دانت لگائے تھے مجھے نہیں پتہ تھا نشان پڑ جائیں گے۔۔ دالہام نے اس سرخ نشان پر اب کی مرتبہ لب رکھے تھے اس کے بالوں کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے ڈریسنگ ٹیبل پر بڑا کیچر اٹھا کر اس کے بالوں پر لگایا پھر اس کے آنسو صاف کیے۔۔

میری پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جہاں آوارہ گردیاں کر رہے تھے نا وہیں جا کر دوبارہ کارنامے سرانجام دے۔۔ دالہام نے

مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اگر وہ مزید کچھ بولتا تو اسے نہ جانے کون کون سے طنز سننے کو ملنے تھے۔۔

اچھا! آئیندہ نہیں جاؤں گا اگر کہیں گیا بھی تو تمہیں بتا کر جاؤں گا۔۔ دالہام نے اسے اپنے حصار میں لیا طرسم اس کے سینے پر سر رکھیں زمین پر بیٹھی تھی جب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی چاکلیٹس پر گئی۔۔ دالہام اٹھا اور چاکلیٹس پکڑ کر اس کے پاس آتے ہیں دوبارہ زمین پر بیٹھا اور چاکلیٹ کھول کر اسے پکڑائی۔۔

وہ سکون سے بیٹھ کر چاکلیٹ کرنا شروع ہو گئی دالہام اسے حصار میرے لیے بیٹھا تھا۔۔ وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دینے لگا جب طرسم نے اسے خود سے دور کیا تھا۔۔

آپ کی سزا ہے آپ میری قریب نہیں آؤ گے۔۔

یہ تو نا انصافی ہے میرے ساتھ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کر اپنے قریب کرتے بہکے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔ میرے ساتھ تو جیسے بڑا انصاف کیا ہے نہ۔ اس کے بار بار آپ کہنے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ابھی تک اس سے خفا ہے۔۔

اچھا چلو میرا پیارا بچہ ناراض نہیں ہوتے۔ دالہام نے شدت سے اس کے دونوں رخسار پر مہر ثبت کی تھی۔۔

چپ کر کے نا اپنا کام کریں مجھے مت بلائیں۔۔

او کے اس کے کہتے ہیں وہ کندھے اچکاتے اس کے چہرے کے ہر نقش پر اپنے لمس چھوڑنے لگا۔۔ اس نے دالہام کے پیٹ میں مکا مارا۔۔

مار کیوں رہی ہو تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ اپنا کام کرو میں کام ہی کر رہا ہوں۔۔ دالہام نے اس کی ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلائی تھی۔۔۔ ساتھ ایک آنکھ بھی دبائی۔۔

دیو تم حد سے زیادہ ٹھرکی انسان ہو ہر وقت تمہیں یہی سب سوجھتا رہتا ہے۔۔ طرسم بیڈ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئی اسے اب اٹھنے میں بہت مشکل ہوتی تھی۔۔

اگر بیوی اس قدر خوبصورت ہو تو یہ سب کرنا غلط بات تو نہیں ہے دالہام اسے اپنے گلے لگانے لگا تو اس کے موٹاپے کی وجہ سے وہ ٹھیک سے اسے اپنے سینے سے نہ لگا سکا۔۔

وہ بچارا اپنا سر کھجاتے اسے دیکھنے لگا۔۔

موئے موئے ہو گیا طرسم ہنستے ہوئے بیٹھ کے پاس گئی بیٹھنے لگی تو پھر سے اس نے سائیڈ ٹیبل کا سہارا لیا۔۔

تم عورتیں جب حاملہ ہوتی ہو تو بوڑھی خاتون کی طرح آلسی کیوں ہو جاتی ہوں ، پہلے سہارا لے کر کسی چیز کا پھر بیٹھتی ہو بیڈ پر ، عمر سے پہلے ہی بوڑھی عورت بن گئی ہو وہ اسے تنگ کرنے کے لیے اس کی حرکت پر چوٹ کر رہا تھا۔۔

اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا 7 کلو وزن اٹھائے وہ چوبیس پھرتی تھی اٹھنے بیٹھنے میں مشکل پیش آتی۔۔۔

بہت آسان ہے یہ وزن اٹھانا ؟ وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔۔

ہاں دالہام نے نیازی سے کہا۔۔ طرسم نے اس کی جانب مسکرا کر کے تھا اور اپنی باہیں پھیلائی۔۔ دالہام کو گڑبڑ کا احساس ہونے لگا۔۔

اس کے قریب پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اپنے بازو کے حصار میں لیا تو طرسم نے اس کی گردن پر لب رکھے۔۔

دیو میرا تربوز کھانے کا دل کر رہا ہے اس کے سر دار کو 440 واٹ کا جھٹکا لگا اس کی حرکت دیکھ کر۔۔

مجھے تربوز لا دو میرا بہت دل کر رہا ہے کھانے کو، پورا تربوز لے کر میں آنا اسے کاٹنا مت۔۔

اگر میں تربوز کاٹ کر نہیں لاؤں گا تو پھر کھاؤ گی کیسے۔۔ دالہام کے لیے پہلی مرتبہ تھا کہ اسے اپنی بیوی کی چلاکی سمجھ میں نہ آئی۔۔

تم لے کر آؤ دل کر رہا ہوں میرا نہیں تو میں رونے لگ جاؤں گی۔۔

رونا مت میں لے کر آیا دالہام نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ہاں میں سر ہلا کے کمرے سے باہر نکلا نیچے گیا تو سب مردوں نے اس کی جانب مشکوک نظروں سے دیکھا تھا انہیں نظر انداز کرتے ہوئے وہ کچن میں گیا۔ جہاں پر تربوز پڑے تھے ان میں کوئی بھی چھوٹا تربوز نہ تھا سب بڑے بڑے تربوز تھے تقریباً سات کلے تربوز اٹھائے ساتھ میں چھڑی لیے وہ

کچن سے باہر نکلا۔۔اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف دیکھ کر سب مرد حیرت میں بتلا ہوئے۔۔

چاچو کہیں میری بہن یہ تربوز آپ کے سر پر تو نہیں مارنے لگی۔۔ہادی نے اپنی مسکراہٹ پر قابو کرتے ہیں تو اس سے کہا۔۔

اس کا تو پتہ نہیں ہے البتہ اگر تمہارا دل کر رہا تھا تربوز کھانے کا تو تمہارے سر پر مار دیتا ہے۔۔دالہام دانت پیستے ہوئے بول کر سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں گیا۔۔زمین پر رکھنے لگا طرسم نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں رکھو، حیرت میں بتلا ہو کر سردار نے تربوز بیڈ پر رکھ دیا واپس جانے لگا تو طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

برتن تو لانے دو جس میں کاٹنا ہے۔۔

رہنے دو اس کی ضرورت نہیں ہے طرسم نے اس کے بیڈ کی پاس کھڑا کیا اور سائیڈ کے دراز سے اس نے بڑی ٹیپ نکالی۔۔

دیو یہ تربوز پکڑ کر اپنے پیٹ کے پاس رکھو۔۔ دالہام نے اس کی جانب دیکھا تربوز تو اس نے پکڑ تو لیا لیکن اپنے پیٹ سے تھوڑا دور تھا۔۔

پیٹ کے ساتھ لگاؤ جلدی۔۔ وہ حد سے زیادہ غصے سے بولی دالہام نے تربوز اپنے پیٹ کے ساتھ لگایا تو اس کے ارد گرد چاروں طرف ٹیپ لپیٹ کر کندھے کی جانب بھی ٹیپ لپیٹی اچھی طرح اس کے وجود کو ٹیپ سے اس قدر سختی سے لپیٹ دیا کہ تربوز گرے نہ۔۔

یہ کیا کر رہی ہو؟ دالہام نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا اپنے آپ کو دیکھ کر وہ بیچارہ بے ہوش ہونے کے در پر پہنچ گیا۔۔

اتارو اسے اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔۔ دالہام اتارنے لگا طرسم نے سختی سے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔

بے فکر رہے سردار صاحب میں نے کہہ دوں گی اپنی بیوی کو طنز کرنے کا نتیجہ ہے۔۔ دالہام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں

سکتا تھا ایک بات اس نے غصے میں کرنی تھی اور اس نے اپنا بی پی ہائی کروا کے بیٹھ جانا تھا۔۔

اور کیا کہہ رہے تھے تم کہ یہ وزن اٹھانا آسان ہے۔۔ بیٹھنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔۔ طرسم اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے اس کے پاس لے کے گئی اسے صوفے پر بٹھایا۔۔

زیادہ جھکے بنا صوفے سے اٹھو، دھیان رہے پیٹ پر زیادہ وزن نہ ڈلے۔۔ بیوی کو منانے کے لیے وہ کام بھی کرنا پر رہا تھا جو اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔۔ دالہام نے کوشش کی کہ وہ زیادہ نہ جھکے اور صوفے سے سکون سے اٹھے جبکہ وہ جب بھی اٹھنے لگتا پیٹ پر زیادہ وزن ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ پھر بیٹھ جاتا تین منٹ لگا کر وہ صوفے سے اٹھنے میں کامیاب ہوا تھا۔ خیال آیا اگر وہ تربوز اس کے پیٹ پر نہ ہوتا چند سیکنڈ لگنے تھے اسے اٹھنے میں۔۔

طرسم نے بیڈ پر پڑا شیر طیان کا کھلونا پکڑ کر زمین پر پھینکا۔۔

اسے اٹھائیں! دالہام نے اس کی جانب دیکھا اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی، آگے ہی سب مرد اس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اگر کوئی اسے یہ سب کرتے دیکھ لیتا تو اس کی عزت کا اچھا خاصا فریدہ بن جانا تھا۔۔

دالہام جھکنے لگا پیٹ پر پھر سے زیادہ وزن محسوس ہوا تر بوز پر ہاتھ رکھ کر بس ٹیرا ہو کر ایک ہاتھ پشت پر رکھتے جھکا اگلے لمحے کو پھر سے کھڑا ہو گیا طرسم کے لیے اس کی حالت دیکھ کر ہنسی ضبط کرنا حد سے زیادہ مشکل ہونے لگا۔۔ چھ فٹ سے لمبا قد رکھنے والا انسان اپنی پانچ فٹی بیوی کے اشارے پر ناچ رہا تھا۔۔ وہ شخص جو سامنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تھا اپنی بیوی کے سامنے ایک لفظ بھی نہیں بولتا تھا چاہے وہ اسے جو چاہے کرواتی رہے۔۔۔

اٹھاؤ کھلونا دالہام نے نڈھال ہوئے وجود کے ساتھ جھکتے با مشکل وہ کھلنا اٹھا کر بیڈ پر رکھا اس کی کمر میں درد شروع ہو گئی تھی۔۔ جیسے ہی اس نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا طرسم نے سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما لیا تاکہ اس کی ہنسی نہ نکلے۔۔

میرے شوہر کو کمر میں درد ہو رہی ہے مجھے تو بالکل درد نہیں ہوتی۔۔ اس کے لہجے میں طنز واضح ہو رہا تھا۔۔ دالہام نے کندھوں کو ڈھیلا چھوڑا۔۔

طرسم نے اس کا بازو پکڑ کر اسے واپس صوفے پر بٹھایا جھٹکے اس کا جوتا اتارنے لگی دالہام اس کا ہاتھ پکڑنے لگا جب پیٹ میں اتنا بڑا تربوز بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اس وقت ٹھیک سے جھکا نہ سکا۔۔ اس کا جوتا اتار کر طرسم نے کچھ دوری پر رکھا اور اشارہ کیا کہ اب اسے پہنو۔۔۔

دالہام کی کمر ٹوٹنے کی حد تک درد ہو رہی تھی 15 منٹ لگا کر اس نے جوتا پہنا تھا۔۔

دیو صوفے سے اٹھو اور بیڈ پر لیٹو پھر بیڈ سے اٹھ جانا۔۔ دالہام پسینے سے شرابور ہو چکا تھا تین منٹ لگا کے وہ سوفے سے اٹھا اور سائیڈ ٹیبل کا سہارا لے کر بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔۔

دھیان سے سردار صاحب ابھی اپ یہی تصور کریں کہ آپ کے پیٹ کے ساتھ تربوز نہیں بچہ ہے۔۔۔ دالہام کو برے طریقے سے کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔۔ اس کے جنڈر کا اس کی بیوی نے ستیاناس کر کے رکھ دیا تھا۔۔

اپنی کھانسی پر قابو کر کے وہ لیٹا تو حد سے زیادہ وزن محسوس ہونے پر وہ گہرے سانس بھرنے لگا کروٹ لی تو اسے تھوڑا سکون ہو گا۔۔

بیڈ سے اٹھو۔۔ طرسم اس کے پاس کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کے کھڑی تھی۔۔

ماں تم بننے والی ہو ایکسر سائز تمہیں کرنی چاہیے لیکن کرو اتم مجھ سے رہی ہو۔۔ دالہام اپنے بازو دونوں اطراف میں پھیلائے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔

آپ مردوں کے لیے یہ کہنا بہت آسان ہے نا کہ بچہ پیدا کرنا کون سا مشکل ہے یہاں تو صرف اٹھنے بیٹھنے میں ہی آپ کا وجود میں نڈھال ہو گیا ہے۔۔

مشکل سے بیڈ کے اس پر بیٹھا۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا کہ بچے پیدا کرنا آسان ہے میں نے صرف یہ کہا تھا کہ تم جو بات پر آلسی پن بوڑھی عورتوں کی طرح دکھاتی ہوں وہ نہ دکھاؤ کرو میں نے صرف مذاق کیا تھا تم نے کچھ زیادہ ہی سیریس لے لیا

ہے مہربانی اسے میرے پیٹ سے اتارو نہیں تو میری کمر ٹوٹ جائے گی۔۔ عورت کا کام عورت ہی کر سکتی ہے اور مرد کا کام مرد۔۔ دالہام کی حالت دیکھ کر وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو کر گئی۔۔ ہادی جو دروازے کے پاس کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ پیٹ بھر ہاتھ رکھتے برے طریقے سے قہقہے لگانے لگا۔۔ اسے پاگلوں کی طرح اسے دیکھ دالہام اور طرسم اس کی جانب متوجہ ہوئے سب مردوں نے بھی حیرت سے ہادی کو دیکھا جواب زمین پر بیٹھا ہنس رہا تھا۔۔

سردار صاحب ماں بننے والے ہیں۔۔ ہاہاہاہا میرے خدا بس ٹھیک سے ڈلیوری ہو جائے۔۔ ہاہاہا۔۔ اس کی بات سن کر سردار کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا وہی طرسم ہنسی جا رہی تھی میرے بھائی کو ہنستے دیکھ، ہادی کی بات سن کر سفیان حتیٰ ہر مرد لبوں پر ہاتھ جمائے اس جانب رخ کر کے دیکھنے لگے کہ معاملہ کیا ہے۔۔

ہاہاہا۔۔بابا آپ کا دوست ماں۔۔۔ہاہاہا۔۔۔بننے والا ہے۔۔ہاہاہا۔۔
ہنس کر ہادی کا برا حال ہو رہا تھا وہی سردار غصے سے پھٹنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔۔اس کی بات سن کر سب مرد اوپر گئے دالہام نے اپنے کندھے پر لپٹی ٹیپ کو کھینچ کر اتارنے کی کوشش کر رہا تھا پر اس کی لیئر زاتنی زیادہ تھی کہ وہ زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی نہ ٹوٹی۔۔آئیدن جو کب سے سیریس بیٹھا تھا اپنے لالاک کی حالت دیکھ کر وہ بھی پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گیا شہریار دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے ہنس رہا تھا۔۔
وریام تو پیٹ پکڑ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا یعقوب نے پہلے اپنے لبوں پر ہاتھ جما کر بہت مشکل سے اپنی ہنسی قابو کی جو محض ایک لمحہ کے لیے ہوئی۔۔
صارم نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا جو لبوں پر ہاتھوں رکھے سر جھکا کر کھڑی تھی پھر دوست کو دیکھا جس بیچارے کا غصے سے برا حال تھا۔۔

طرسم نے کینچی پکڑکر ٹیپ کاٹی تو تربوز اس کے پیٹ سے نیچے گر پر سردار کے پاؤں پر برے طریقے سے لگا تھا۔۔۔ تربوز تین حصوں میں تقسیم ہوگیا۔۔

آہمممم دالہام تو نیچے کی جانب جھکا تھا اس نے تھائی سے سختی سے کوئی ٹانگ کو تھاما۔۔۔

ہائے میرے سالے کا مس کیرج ہوگیا۔۔ ہادی نے تربوز کے ٹکڑوں کو دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا۔۔۔ وہ ابھی بھی زمین پر بیٹھا ہنس رہا تھا اس قدر ہنسنے کی وجہ سے اس کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہوگئی تھی دالہام نے جب اس نے الفاظ سنے تو ڈریسنگ ٹیبل سے ڈنڈا اٹھا کر باہر آیا۔۔

کھینچ کر اس نے دو ڈنڈے ہادی کی کمر پر لگائے تھے کیونکہ سب سے زیادہ وہی ہنس رہا تھا عورتیں سب نیچے ہی بیٹھی تھیں۔۔۔۔

میں ماں بننے والا ہوں چل سالے آج میں تجھے ماں بناتا ہوں دالہام کی بات سنتے وہ بھاگنے لگا تھا جب دالہام نے اس کا بازو پکڑ کر اس کے اپنی طرف کھینچا اور دو ڈنڈے اس کی کمر پر لگاتے ہیں اس کے تھائے سے اوپر لگائے تھے۔۔

چاچو سوری !دالہام بار بار اس کے تھائے سے اوپر ڈنڈے مار رہا تھا۔۔ ایسی کی تیسی تیری سوری کی۔۔ دالہام نے تین ڈنڈے اس کی کمر پر مارے۔۔

بابا بچائے۔۔۔

بکواس کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔ صارم سکون سے اپنے بیٹے کو مار کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

لالا کیوں مار رہے ہیں ہادی کو راہا سیڑھیاں چڑھتے اوپر آئی اور اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

سنبھالو اپنے اس جنانی شوہر کو نہیں تو میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جائے۔۔

چاچو فل وقت کو آپ کا بچہ ضائع ہو گیا ہے۔۔ ہادی نے پھٹے ہوئے تربوز کی طرف اشارہ کیا وہ اسے پھر سے ڈنڈا مارنے لگا جب سامنے اپنی بہن کو دیکھ کر اس نے اپنے ہاتھ پر قابو کیا۔۔

بچے کو کیوں مار رہے ہو مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم جیسا نوجوان مرد پیٹ پر تربوز باندھ کر اپنی بیوی کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔۔ اب سفیان خان کی باری تھی جنتا سردار انہیں ذلیل کر کے آیا تھا اب ان کا ارادہ تھا اس سے ذلیل کرنے کا۔۔۔

آپ کو میرے نوجوان ہونے پر مسئلہ ہے یا پھر اپنی بیوی کی بات ماننے پر وہ بتیسی دکھاتے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے بولا تھا سفیان خان نے نفی میں سر ہلایا وہ شرمندہ ہو ہی نہ جاتا ان کی بات پر۔۔۔

نہایت ہی کوئی بے شرم انسان ہو تم!

آپ کو آج پتہ چلا ہے کہ میری عادات آپ جیسی ہیں؟ دالہام ان کے پاس گیا ان کی گردن میں بازو حائل کر کے بولا سفیان خان اپنی آنکھیں میچ لی اس کی زبان بند کروانا ناممکنات میں سے تھا۔۔

میرے بیٹے تیری بیوی پیچھے کھڑی ہے مجھ پر حق نہ جما۔۔

بڑی مورے کوئی مسئلہ تو نہیں ہے اگر میں آج رات آپ کے شوہر کو کمرے میں لے جاؤں۔۔ سفیان خان نے اسے خود سے دور دھکا دیا جبکہ باقی سب مرد ہنسی لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔۔ دالہام صرف سفیان خان کے ساتھ اس طرح کے مذاق کرتا تھا۔۔

یہ حرکتیں نا تم اس کے ساتھ کیا کرو کیونکہ ایسے ہی دورے پڑتے ہیں آدھی رات کو تمہارے کمرے جانے کے۔۔ ویسے بھی تم دونوں

شادی سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ ہی تو سوتے تھے۔۔ طرسم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑا اپنے بابا اور اپنی شوہر کو دیکھا۔۔

لاحول ولا قوۃ بڑے بابا ہم ایک کمرے میں رہتے تھے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ اللہ۔۔ صارم اور دالہام نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔ بہت ہنسی مذاق ہو گیا ہے میں تھک گیا ہوں سب اپنے اپنے کام پر توجہ دے۔۔ دالہام کی بات سن کے سب مردہامی میں سر ہلا گئے۔ جبکہ ہادی اسے شرارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

سیدھی طرح کہہ دے چاچو کہ میں نے کمرے میں بند ہونا ہے۔۔ دالہام نے ڈنڈا اس کی جانب پھینکا جو اس کے پیٹ میں لگا تھا۔۔

صام تیرے بیٹے میں ذرا شرم نہیں ہے بکواس کرنے سے پہلے یہ بھی نہیں سوچتا کہ میری بیوی اس کی بہن ہے۔۔ وہ تلملا کر کہتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

دیکھا میں نے کہا تھا بس کمرے میں جانا ہے ہادی کو ابھی بھی اثر نہیں ہوا تھا اب کی مرتبہ صارم نے اس کی گردن پر رکھ کر ایک تھپڑ مارا تھا بیچارہ اپنی گردن سہلاتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

آہستہ آہستہ اپنے کام میں مگن ہو گئے مرد مردان کھانے جا کر بیٹھ گئے۔۔

طرسم اس کے پیچھے کمرے میں گئی اور دروازہ بند کیا اس نے اپنی شارٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی اس کا پورا وجود پسینے سے بھیگا ہوا تھا چہرہ اس قدر سرخ تھا جیسے ابھی جلت سے خون نکلنا شروع ہو جائے گا۔۔

دیو مجھے نہیں پتہ تھا لالا دیکھ رہے ہیں۔۔ طرسم اس کے پاس گئی اس کے لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔۔

میری چار فٹی میسنی بیوی تمہیں کچھ بھی نہیں پتہ ہوتا۔۔ دالہام نے اس مرتبہ طنز کیا تھا۔۔ اس بیچارے کی عزت کا فلودہ بن گیا تھا سب کے سامنے۔۔

دیو کمر میں زیادہ درد ہو رہا ہے سردار نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جب وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر بولی۔۔

میری کمر میں درد تو نہیں ہو رہا البتہ تمہاری کمر میں اب ضرور درد ہو گا۔۔ طرسم نے نہ سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جب دالہام اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ کچھ لمحے بعد پیچھے ہوتے اس کی ناک زور سے کھینچی۔۔

دیو مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھائے۔۔۔ اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو چکا تھا۔۔

تم نے جتنی مشقت آج مجھ سے کروائی ہے کوئی حاملہ عورت سے بھی اتنی مشقت نہیں کرواتا۔۔ دالہام کی کمر واقع ہی ٹوٹ رہی تھی۔۔

کمر دبا دو میں۔۔

ہاں ابھی دو منٹ میری کمر دباؤ گی بعد میں چار گھنٹے مجھے دبانی پڑے گی۔۔

طرسم نے گھور کر اسے دیکھا ویسے بھی بات نہیں تھی۔۔

دیو میں نہیں دبواؤں گی پکا میں تمہاری کمر دبا دیتی ہوں سردار کی مضبوط جسامت کے پیچھے وہ جیسے چھپ گئی تھی حالانکہ وہ پہلے سے کافی ہیلدی ہو چکی تھی۔۔

ویسے تم کافی موٹی نہیں ہو گئی سردار نے اسے سر تا پاؤں تک دیکھا تو نے اس کے سینے پر مکے مارے تھے جب سردار نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

میں کچھ زیادہ ہی اوورری ایکٹ کر گئی تھی لیکن آج کے بنا بتائے حویلی سے باہر نکلے تو میں اپنی مورے کے کمرے شفٹ ہو جاؤ گی۔۔

کیوں اپنے باپ کے حق پر ڈاکہ ڈالنا ہے تم نے۔۔ سردار کی بے باک الفاظ پر وہ نظریں نیچے کر گئی۔۔

یکدم دالہام کے چوڑے سینے پر طرسم کی نظر گئی دالہام شرٹ لیس کھڑا تھا اور وہ اسے دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو پری زیادہ ہینڈسم لگ رہا ہوں کیا دالہام نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے کہا تو طرسم نے اپنے دیو کے سینے پر نظریں جمائی۔۔۔۔

میرا دل کر رہا ہے آپ کے ناجو سینے پہ بال ہیں نا انہیں کھینچوں طرسم اپنے دیو کے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہنے لگے تو

دالہام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اسے نہ جانے کیا مزہ اتا تھا اس کے سینے کے بال کھینچے میں۔۔۔۔ طرسم کو غصہ آرہا تھا اس کے بالوں پر۔۔ تمہیں کب سے ضرورت پڑ گئی مجھ سے پوچھنے کی کہ تم کیا کرو کیا نہیں میں پورے کا پورا تمہارا ہوں کچھ بھی کر سکتی ہوں دالہام نے طرسم کی کمر پکڑ کر ارام سے اسے اپنے نزدیک کرنے کی کوشش کی جبکہ اس کی جسامت کی وجہ سے اتنی زیادہ قریب نہیں کر سکا تھا۔۔

ایک تو ہمارے بچے ابھی سے ہمارے درمیان روکاوٹ بن رہے ہیں میں تمہیں اپنے قریب کرنا چاہتا ہوں جبکہ تم میرے قریب نہیں ہو سکتی دالہام نے معصومیت بڑا منہ بناتے ہوئے کہا تو طرسم کے لبوں پر مسکراہٹ ائی۔۔۔ وہ تھوڑی دیر پہلے اس کی کی گئی تمام شرارتیں جیسے بھول چکا تھا۔۔

ہمارا درمیان دیو کوئی بھی نہیں آسکتا ہمارے بچے بھی نہیں تم نہ اس بات کی ٹینشن مت لو اور میرا دل کر رہا ہے نا وہ میں کر کے چھوڑوں گی طرسم نے زور سے دالہام کے سینے کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا دالہام نے درد کو برداشت کیا تھا اسے جب بھی غصہ اتا وہ یہی سب کرتی تھی وہ اپنی پری کے پیار میں کچھ بول ہی نہ سکا کہ اسے درد ہو رہی ہے۔۔۔۔

خوش ہو گئی دالہام نے اس نے ہنستے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھنے لگا لیکن طرسم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

ابھی تو میرا دل کر رہا ہے میں آپ کے کندھے پر اور سینے پر دانتوں کے نشان بناؤ طرسم نے اس دانت پیستے ہوئے کہا۔۔ دالہام سوچنے لگا جب سے ماں بننے کی سے خوشخبری ملی ہے شاید اس کی شرم ختم ہو گئی ہے۔۔

دیکھ لو پری تم میری جذباتوں کو بڑھا رہی ہو یہ نہ ہو اور پھر تم مجھے منہ بنا کر کہو کہ آپ بہت بے شرم ہیں اپ کو شرم نہیں آتی۔۔ دالہام نے اس کا چہرہ دوسری جانب کرتے ہوئے اس کے پیٹ پر اپنے بازو سے گھیرا بنا کر اس کے کندھے پر اپنا سر رکھ کر شدت بھرے جذباتوں سے اسے کہا طرسم کی آئینے پر پڑی اپنا اور سردار کا عکس دیکھ کر اس کے لب مسکرائے تھے۔۔

دیو بے فکر رہو میں کبھی تمہارے پیار سے تنگ نہیں ہوں گی نہ ہی ہمارا پیار کم ہوگا ہمارے بچوں کے اس دنیا میں آنے کے بعد بھی نہیں۔۔۔ وہ مڑی تھی اپنے پاؤں ذرا سے اٹھاتے اس نے سردار کے کندھے پر دانت گاڑھ دیے اس نے اپنے لبوں سے نکلنے والی چیخ کو بمشکل روکا تھا۔۔۔

اب جگہ جگہ اس کے کندھوں پر دانتوں سے نشان بنا رہی تھی اور اس کا دیو کچھ بھی نہیں کہہ رہا تھا تھوڑی دیر بعد طرسم الگ ہوئی تو اس نے اس کے ہندھوں پر دیکھا جہاں اس کو دانتوں کے نشان تھے اور وہاں سے ہلکے ہلکے خون کے قطرے نکل رہے تھے۔۔۔۔

دیو کیسا لگا میرا پیار دالہام نے آئینے میں اپنے کندھوں کو دیکھا جو دانتوں کے نشانات سے بھر گئے تھے کہنیوں تک دانتوں کے نشان تھے دونوں بازوں پر۔۔

کوئی بات نہیں میری پری اب تمہاری باری۔۔۔

نہیں نہیں دیو تمہیں پتہ ہے نا میری طبیعت۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ طرسم کچھ اور کہتی دالہام نے اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھی۔۔

میرے یہ نشان بناتے ہوئے تو میں تمہیں طبیعت کا نہیں پتہ تھا اب میری باری ہے تو میں تمہیں اپنی طبیعت یاد آگئی سردار بدلہ لیے بغیر سکون سے نہیں بیٹھتا۔۔ پیار میں تو میں ضرور اپنا بدلہ پورا کرتا ہوں وہ اس کی گردن پر جھکا جب کہ کوئی سختی نہ تھی اس کے لمس میں۔۔ وہ اسے کبھی تکلیف نہیں دے سکتا تھا اس نے دل میں اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ وہ ابراہم کے معاملے سے خود کو نکال چکے ہیں۔۔

وہ طرسم کے لبوں پر جھکا جبکہ اپنے دیو کے سامنے کچھ بھی نہیں بول سکتی تھی نہ ہی کبھی مزاحمت کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد پیچھے ہوا تو طرسم نے گہرے سانس بڑھتے ہوئے منہ بناتے ہوئے دالہام کو دیکھا۔۔۔

تم بہت برے ہو۔۔ طرسم نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔۔

نہیں میں بلکل برا نہیں ہوں۔۔ وہ پھر سے طرسم کی نازک گردن پر اپنے دانت گاڑھ گیا کہ طرسم کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اس سے پہلے اس کی چیختی دالہام نے اس کے لبوں پر اپنے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے پری اتنے زیادہ نشان بنایا تم نے میرے کندھوں پر بازوؤں پر لیکن ایک دفعہ بھی میری چیخ سنی ہے چھوٹا سا نشان تمہارے گردن پہ بنا دیا تو تمہارے چیخیں نکل رہی ہیں اگر کسی نے سن لی تو کیا سوچے گا کوئی دالہام نے مظلوم بننے کی ایکٹنگ کرتے اسے ڈانٹا تو طرسم نے نفی میں سر ہلایا اس کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا جبکہ اسے اپنے گردن پر جلن بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

مجھے گردن پر جلن ہو رہی ہے کیا تمہیں بھی بازوؤں پر جلن ہو رہی ہے۔۔ طرسم نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔۔

یہ بالکل نہیں تمہارے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے مجھے جلن ہو سکتی ہے۔۔ دالہام نے اسے شانوں سے تھام کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔

چلو شاباش ریسٹ کرو تم دالہام اس کی پیشانی پر شدت سے بوسا دے کر ڈریسنگ روم میں چلا گا۔۔

طرسم خود کے عکس کو آئینے میں رشک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

طرسم نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی وہ سائیڈ پر کھڑی تھی جس کی وجہ سے کسی کا دھیان اس کی جانب نہیں گیا تھا صرف

اس کے بابا نے اسے دیکھا تھا۔۔ طرسم آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

وہ ڈریسنگ روم میں کھڑا اپنا سر تھام گیا اس نے بہت بڑی غلطی کی تھی اسے ہاں کہہ کر، توبہ کر لی تھی اس نے کہ اب کبھی اسے تنز نہیں کرے گا۔۔

شیر طیان فٹبال سے کھیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا جب اس نے زور سے فٹبال کو ہٹ کیا طرسم نے دروازاہ کھلنے کی آواز سن کر مڑ کر دیکھا فٹبال اس کے پیٹ پر لگا تھا۔۔ شیر طیان لبوں پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

آہہہ! بے ساختہ اس کے لبوں سے چیخ ادا ہوئی۔۔ دالہام طرسم کی چیخ سن کر ڈریسنگ روم سے باہر نکلا وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھیں سٹول پر بیٹھی۔۔

پری کیا ہوا؟ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے فکرمندی سے اس سے پوچھا تھا۔۔ طرسم نے درد سے کراہتے ہوئے سائیڈ پر پڑے فٹبال کی جانب اشارہ کیا سردار نے جب فٹبال دیکھا تو غصے سے شیرطیان کو دیکھا تھا۔۔

بابا جانی میں کھیل رہا تھا غلطی سے لگ گیا۔۔ دالہام کو خود کی جانب غصے سے دیکھتے پا کر وہ اپنا نچلا باہر نکالتے رونے والا منہ بنا کر بولا تھا۔۔

یہ فٹبال کھیلنے کی جگہ ہے۔۔ دالہام کا لہجہ سخت ہوا تھا شیرطیان اپنے لب باہر نکالتے آنسو بہانے لگا۔۔

بہت شرارتی ہو گئے ہو تم، اگر بچوں کو کچھ ہو جاتا تو۔۔

دیو بچہ ہے اسے تھوڑی نا اندازہ تھا مجھے لگ جائے گا۔۔۔ دالہام کے غصے سے بولنے پر طرسم نے سختی سے اس کا بازو پکڑا۔۔ شیرطیان اپنی

آنکھیں مسلتے اپنی جگہ پر بت بنے کھڑا روئے جا رہا تھا۔۔ اسے اپنے بابا کی کہی گئی بات یاد آئی جو انہوں نے کافی عرصہ پہلے اسے کہی تھی۔۔

"جب تمہارے بابا جانی کے بے بی آئیں گے تو وہ ان سے زیادہ پیار کریں گے "

آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے اپ بس اپنے بے بی سے پیار کرتے ہو دالہام کو یکدم اپنے اپنائے گئے لہجے کا احساس ہوا وہ وہاں سے جانے لگا جب دالہام طرسم کو چھوڑتے اس کی جانب بڑھا اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔

ایسی بات بالکل نہیں ہے۔۔ دالہام نے اس کے دونوں رخسار اور پیشانی پر پیار کیا وہ مزید رونے لگا تھا۔۔ پہلی مرتبہ اس طرح ہوا تھا کہ وہ کسی کا غصہ کسی اور پر نکال گیا تھا ابراہم کے الفاظ ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہے تھے جب اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے بچوں کو ختم

کرنا چاہتا ہے۔۔ وہ ابراہم کا غصہ اس ننھے سے شہزادے پر نکال گیا تھا۔۔

بابا جانی کی چھوٹی سی جان! آپ کے بابا اس وقت تھوڑی پریشانی میں مبتلا ہے اس وجہ سے غصہ کر گئے دالہام نے اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچا تھا شیر طیان سردار کی گردن میں چہرہ چھپاتے اس کے گرد بازو حائل کر گیا۔۔

طرسم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھیں ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا گئی۔۔ بابا جانی بڑی مورے کو پین ہو رہا ہے۔۔ طرسم فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی مسکراتے ہم دونوں کی جانب دیکھنے لگی۔۔

پری! دالہام اس کے پاس گیا۔۔

دیو زیادہ زور سے نہیں لگا ٹھیک ہے مجھے ویسے ہی پین ہو رہا ہے ٹھیک ہوں میں۔۔ دالہام کا ہاتھ پکڑ کر سہارا لیتے وہ کھڑی ہوئی سردار اسے ساتھ

لیے بیڈ تک گیا اسے بٹھاتے خود اس کے پاس بیٹھ کر اس چھوٹے سے شیطان کو اپنی گود میں بٹھایا۔۔

سوری مجھے نہیں پتہ تھا اتنی زور سے لگے گا میں تو کھیل رہا تھا۔۔ شیر طیان نے اس کے دونوں رخسار کھینچ کر ایک رخسار پر بوسہ دیا۔۔ دالہام نے طرسم کے رخسار پر ہاتھ کی پشت سہلائی جیسے وہ شیر طیان یہ لمس کو مٹا رہا تھا۔۔

یہ میری بیوی ہے! دالہام نے اسے انگلی دکھاتے ہیں جیسے جتایا تھا۔۔ تو پھر میری گڑیا کو لائے میں اسے پیار کیا کروں گا۔۔

سردار میں سے اپنی بیٹی نہیں دوں گی جس طرح کی اس کی حرکتیں ہیں۔۔ طرسم اس کے الفاظ سن کر ہکا بکا رہ گئی تھی اس کے بچوں کی پیدائش ابھی ہوئی نہیں تھی اور وہ پہلے ہی حق جما کر بیٹھا ہوا تھا۔۔

اپنی عمر کے مطابق باتیں کیا کرو۔۔

میں نے کیا کیا بابا جانی، میں نے تو کہا ہے آپ گڑیا لے کر اؤ پھر میں اس گڑیا کو پیار کیا کروں گا۔۔ دالہام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ چھوٹا تھا اس کی سمجھ میں جو باتیں آرہی تھی وہ اسی کے مطابق بات کر رہا تھا۔۔۔

آجائے گی گڑیا بھی۔۔ شیرو جتنے تم اتاولے ہو رہے ہو اگر گڑیا نہ آئی تو؟ اس کی جگہ اگر تمہارا بھائی آگیا پھر کیا کرو گے؟۔۔۔ دالہام کے ذہن میں بھی اب اپنی پری والی سوچ آنے لگ گئی تھی جس قدر وہ گڑیا کو لے کر اتاولا تھا اگر گڑیا کی جگہ شہزادہ آجاتا ہے تو اس کے سارے ارمانوں پر پانی پھرنا تھا۔۔

جی نہیں میری گڑیا ہی آئے گی دیکھ لینا آپ دونوں۔۔ وہ بھی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے مسکرا کر بولا۔۔

چلو جی دیکھتے ہیں دالہام نے ایک بازو کے حصار میں طرسم کو لیا اور دوسرا ہاتھ شیر طیان کے کندھے پر رکھ کر دونوں کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام اپنے کمرے میں تھا طبیعت بوجھل سی ہونے لگی۔۔ سائیڈ ٹیبل کے دراز سے شیشہ نکال کر پینے لگا اس بات سے بے پرواہ ہو کے کہ صبح کا وقت ہے اگر کسی نے اسے شیشہ پیتے دیکھ لیا تو اس کی بیلٹ سے اچھی خاصی پٹائی ہونی تھی۔۔ جبکہ اسے پرواہ کہاں تھی وہ لاپرواہ بنا صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے ایک کہنی صوفے کی پشت پر ٹکا کر سکون سے شیشہ پینے میں مصروف تھا۔۔

اتنی بیوقوف تو نہیں میری مغرور خانزادی جتنا وہ بن رہی تھی۔ وہ اس کی حرکت کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس نے سب کے سامنے کی تھی۔۔

ایک مرتبہ رخصتی ہونے دو پھر بتاؤں گا تمہیں اور اللہ جانے یہ رخصتی کب ہونی ہے۔۔۔ایک ہادی ہے جسے کوئی ٹوکتا ہی نہیں جب چاہے منہ اٹھائے اپنی بیوی کے کمرے میں چلے جاتا ہے کسی دن کوئی کانڈ کر کے بیٹھا پھر منہ دیکھتے رہ جائیں گے سب۔۔وہ جل بھن کر بولا تھا اسے بہت غصہ چڑھتا تھا جب وہ کمرے میں جاتا تھا تو ہر کوئی اسے طنز کرتا تھا لیکن جب وہ کمرے میں جاتا تھا تو جی راہا کا دھیان رکھنے کے لیے گیا ہے۔۔

آج میں جاتا ہوں کمرے میں کوئی روک کر دکھائے مجھے اسے تو کوئی روکتا نہیں ہے شیشے کا لمبا کش لیتے ہوئے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔ہر طرف دھواں پھیلا ہوا تھا ایک عجیب سی سمیل پورے کمرے میں پھیل چکی تھی۔۔ پانچ منٹ مزید شیشہ پی کر اس نے واپس دراز میں رکھ دیا باہر آیا تو مرد مردان خانے جا چکے تھے اور عورتیں کچن میں مصروف تھی کچھ اپنے

کمرے میں تھی سونیا میڈم تو بہت کم کچن میں جاتی تھی اور یہ بات اس کا شوہر اچھے سے جانتا تھا اس کے کمرے میں گیا تو وہ خالی تھا واش روم سے شاور چلنے کی آواز آرہی تھی وہ سکون سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

مغرور خانزادی! وہ سینے پر ہاتھ باندھے ٹکٹکی باندھ کر واش روم کے دروازے کو دیکھ رہا تھا سونیا سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہن کر بال تولیے میں باندھے واش روم سے باہر نکلی۔ چہرے پر پانی کی بوندیں تھی وریام مہو ہوتے اسے دیکھ رہا تھا سونیا نیچے کی نظریں نیچے کی جانب تھی جس کی وجہ سے وہ اسے بیڈ پر بیٹھے نہ دیکھ پائی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی بالوں سے ٹاول اتار کر سائیڈ پر رکھا بالوں کو جوڑے میں قید کیے اس نے کلپ لگایا ہوا تھا بالوں سے پانی بہہ رہا تھا اس نے آئینے میں دیکھا جب اسے پیچھے بیڈ پر بیٹھا وریام نظر آیا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ مڑ کر غصے سے اسے دیکھتے پوچھنے لگی۔۔

میں اپنی بے وقوف بیوی کی بے وقوف حرکتیں دیکھنے آیا ہوں جیسے وہ تھوڑی دیر پہلے نیچے کر رہی تھی سونیا اس کے شروع کے الفاظ سن کر غصے سے سرخ ہو گئی جب کہ آخری الفاظ سنتے وہ نہ سمجھ انداز میں اپنی شہادت کی انگلی کا ناخن دانتوں میں دبانے لگی۔۔

تمہیں میں بے وقوف نظر آتی ہوں؟ اس کے پاس جاتے ذرا سا جھک کر آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے سوال کیا گیا۔۔

جس طرح تم نیچے بلند آواز میں راہا سے استفار کرنے لگی تھی تب مجھے بے وقوفی لگی تھی۔۔ سونیا اس سے قبل بولتی اسے وریام سے عجیب سی سمیل لانے لگی جو اسے لاسٹ ٹائم اس کے کمرے سے آئی تھی۔۔

یہ کیسی سمیل آ رہی ہے تم سے؟ سونیا نے اس کے سینے پر شہادت کی انگلی رکھی۔۔

کوئی سمیل نہیں آرہی مجھ سے، تمہارا ناک کچھ زیادہ ہی کھل گیا ہے شاور لے کر، کہیں شیمپو ناک میں تو نہیں ڈال لیا تھا۔۔ وریام اپنی بتیسی دکھاتے بولا سونیا نے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر آنکھوں میں غصہ سما لیا۔۔

بات کو گھماؤ مت سیدھی طرح بتاؤ یہ سمیل تم سے کیوں آرہی ہے۔۔ اس کا انداز بالکل بیویوں والا تھا۔۔

خیریت ہے آج بالکل بیوی کی طرح پوچھ رہی ہو۔۔

تو پہلے کیا میں سوتن کی طرح پوچھتی تھی۔۔ سونیا نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔

تم کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گئی ہو۔۔ وریام اس کے سنجیدہ تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔

میں نے لاسٹ ٹائم تمہیں کہا تھا وریام کہ تم اپنے اس دوست سے نہیں ملو گے لیکن تم باز نہیں آئے تم پھر اس سے ملے ہو اور وہی سمیل آج مجھے تمہارے کپڑوں سے آرہی ہے۔۔ سونیا کو بے انتہا غصہ اس پر آ رہا تھا وہ اس کے منا کرنے کے باوجود بھی اپنے اس نشئی دوست سے ملا تھا جبکہ ایسا کچھ تھا ہی نہیں۔۔

ریلیکس ہو جاؤ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔

وریام انف بات کو مزید مت گھماؤ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو کیا تم پھر اپنے اس دوست سے ملے تھے؟ سونیا کا چہرہ مکمل سرخ ہو چکا تھا۔۔

میں اپنے کسی دوست سے نہیں ملا تمہارے سامنے میں سب کے ساتھ بیٹھا تھا اور اب اپنے کمرے میں گیا۔۔ وریام نے سچ بولا جبکہ یہ بات اس پر ظاہر نہ کی کہ وہ ہی شیشہ پیتا ہے۔۔

تو پھر تم سے یہ سمیل کیوں آرہی ہے وجہ جان سکتی ہو میں ؟ اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے سر اونچا کیے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

یار وہ کیا ہے نا آج میں نے شاور نہیں لیا اس لیے سمیل آرہی ہے وہ پھر سے بات کو گول کر گیا۔۔ سونیا محض ہاں میں سر ہلا کر واپس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

اس نے جو دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا وہ اتار کر سائیڈ پر رکھا اس کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔ بالوں کو کنگھی کرنے کی بجائے اس نے لپسٹک پکڑ کر لگا لی اسے کچھ سمجھ نہیں ارہا تھا وہ کیا کر رہی ہے۔۔

سوفی وریام نے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے اپنے حصار میں لیا تو سونیا نے اس کے پیٹ میں کہنی مار کر اسے خود سے دور کیا تھا۔۔ وریام اس کی حرکت پر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر تا رہ گیا۔۔۔

محترم شوہر صاحب دوری اختیار کریں تو بہتر رہے گا آپ کے لیے۔۔

میرا خون جلانے کے علاوہ تمہیں کوئی کام نہیں آتا۔۔ وہ اس کی حرکت پر تلملایا تھا۔۔ سونیا نے کچھ نہ کہا محض جوڑے سے بال آزاد کر کے انہیں آگے کی جانب کیا تھا۔۔

کچھ کہا تم نے؟۔۔ وہ انجان بنی۔۔ وریام نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہے ہیں اس کا نکھرا ہوا روپ دیکھ کر وہ اس کے قریب جانے لگا جب سونیا نے آنکھیں دکھا کر ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا۔۔

میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں، سونیا کو اس کی حرکت بہت بری لگی تھی جو صحیح جواب دینے کے بجائے غلط جواب دے کر بات کو گھما رہا تھا۔۔

تمہارے ساتھ ہی توفری ہونے کا حق ہے مجھے۔۔ وریام اس کے قریب جاتے شانوں سے پکڑ کر اپنے پاس کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

اگر اتنا ہی تمہیں حق کا پتہ ہے تم مجھے سچ بتاؤ، سمیل کیوں آرہی ہے؟

سونیا نے اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹائے تھے۔۔

میں اپنے اس دوست سے ملا تھا اس نے جھوٹ بول دیا۔۔

تم نے ابھی کہا کہ تم سب کے ساتھ بیٹھے تھے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئے تھے یعنی وہ جھوٹ تھا؟ سونیا دو قدم مزید پیچھے ہوئی۔۔

ہاں اس لیے نہیں بتایا کیونکہ تم ناراض ہو جاتی۔۔

چلے جاؤ یہاں سے وریام۔۔ سونیا نے اپنا دوپٹہ پکڑ کر اپنے شانوں پر پھیلایا اور دروازے کی جانب اشارہ کیا۔۔

سونی میری بات سنو!۔۔۔

وریام چلے جاؤ یہاں سے میں نے اس دن تمہیں کہہ دیا تھا یا تو اپنے اس نشئی دوست سے تعلق رکھو یا پھر مجھ سے بات کرلینا۔۔ تمہیں اپنا وہ نشئی دوست ضروری ہے تو مہربانی کر کے یہاں سے چلے جاؤ۔۔ وریام اس کے پاس جانے لگا تھا جب سونیا کئی قدم پیچھے ہوتے دیوار کے ساتھ جا کر کھڑے ہو گئے۔۔

اس نے مجھے بلایا تھا ملنے کے لیے منع کیا لیکن وہ ضد کر رہا تھا اسے منانے کی خاطر وہ مزید کی جھوٹ بولنے لگا اس بات سے بے خبر ہو گئی کہ جب اسے پتہ چلے گا تو وہ کس قدر ناراض ہو گی۔۔

تو جاؤ نا اس دوست کے پاس جس کی ضد تمہارے لیے زیادہ ضروری ہے۔۔ سونیا کی آواز اس مرتبہ ذرا سی بلند ہوئی تھی۔۔

سونی میری مغرور خانزادی اتنا غصہ نہیں کرتے اس کے پاس گیا سونیا وہاں سے جانے لگی جب اس نے دونوں جانب دیوار پر ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا۔۔

میرے ساتھ اس طرح کی چھچھوڑوں والی حرکتیں مت کرو زہر لگتی ہیں مجھے یہ حرکتیں۔۔ سونیا نے اس کے سینے پر وزن ڈالتے اسے خود سے دور کرنا چاہا جب وریام مزید اس کے قریب ہوا تھا ان میں محض دو انچ کا فاصلہ رہ گیا۔۔

آج کے بعد نہیں ملوں گا اس دوست سے۔۔ وریام نے اس کا چہرہ ہاتھوں سے تھاما تو سونیا نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔۔

وریام چلے جاؤ میں غصے میں غلط کہہ دوں گی تو پھر تم دوسرے مردوں کی طرح میرے لفظوں کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر بیٹھ جاؤ گے اس کا انداز بے تحاشہ سنجیدہ تھا وہ کئی سالوں بعد اسے اس قدر سنجیدہ ہو کر بات کر رہی

تھی۔۔یہ سنجیدگی تب اس کے لہجے میں تھی جب وہ جوان ہونے کے بعد پہلی مرتبہ اس سے ملا تھا۔۔اسے اس کا لہجہ انجان لگا تھا۔۔

وعدہ لے لو مجھ سے، آج کے بعد یہ سمیل نہیں آئے گی مجھ سے۔۔

مجھے تم سے کوئی وعدہ نہیں چاہیے چلے جاؤ یہاں سے۔۔سونیا اسے پیچھے کرتی صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔۔بھیگے بال اس کی پشت سے قمیض کو گیلا کر گئے تھے۔۔

ایک مرتبہ میری بات سن لو۔۔

وریام چلے جاؤ یہاں سے مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے وہ غصے سے گرائی تھی جب وہ ڈیٹ بنا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔

میں اس سے نہیں ملوں گا مجھ سے یوں خفا مت ہو۔وریام نے پیار بھرے لہجے میں کہہ کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اور پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔

وریام کا چہرہ اس کے قریب ہونے کی وجہ سے سونیا کو اس کے منہ سے وہی سمیل آ رہی تھی۔۔

کہیں وریام شیشہ؟ اس کے ذہن میں خیال آیا۔۔

نہیں، نہیں وہ اس طرح کی حرکت نہیں کر سکتا وہ مجھ سے جھوٹ کیوں بولے گا وہ اپنے ذہن میں آئے خیال کو جھٹکنے لگی۔۔۔

پکا آج کے بعد یہ ہی سمیل نہیں آئے گی تم سے؟ وریام نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

پکا آج کے بعد یہ سمیل مجھ سے نہیں آئے گی۔۔ وریام نے ہاں تو کر دی جبکہ دل میں یہ خیال آیا کہ اس کے لیے چھوڑنا آسان نہیں ہے اگر کبھی اس نے یہ پیا تو کبھی وہ اس سے ملنے نہیں آئے گا جب تک اس سے یہ سمیل دور نہ ہو جائے۔۔

وریام نے اس کی پیشانی پر لب رکھے سونیا نے آنکھیں میچی تھی اس سے قبل وہ اس کے مزید قریب رہتا وہ صوفے سے اٹھ گئی۔۔

چلو جاؤ یہاں سے کوئی آجائے گا۔۔ وریام کو تپ چڑھ گئی اس کی حرکت پر جس طرح اس سے دور بھاگتی تھی اتنا تو کسی کی بیوی نہیں بھاگتی اپنے شوہر سے دور۔۔

وریام اس سے بات کرنے کے لیے آگے بڑھنے لگا جب اس کا موبائل رنگ ہوا اسے افس سے کال آرہی تھی۔۔ اس نے کال کٹ کردی۔۔ وہ بھول گیا تھا اس کی میٹنگ ہے۔۔

ابھی تو بچ گئی ہو لیکن اگلی بار نہیں چھوڑوں گا تمہیں وریام نے اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اس کی ٹھوڑی پر دانت گاڑھے تھے۔۔ سونیا کے لبوں سسکی ادا ہوئی۔۔

اب پتہ چلا نشان کیوں ہے؟ آج کے بعد کسی سے اس طرح کے بے وقوفانہ سوال مت کرنا۔۔ وریام شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے کمرے سے چلا گیا وہ اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتے اسے دل میں سو باتیں سنانے لگی۔۔

وہ آدمی حویلی میں داخل ہوا لاونج میں آیا لاونج بالکل خالی تھا اس نے کچن کے پاس رکھے ٹیبل پر وہ پارسل رکھ دیا جس کے اوپر یاور کا نام لکھا تھا وہاں سے جانے لگا جب اس کی جیب سے دوسرا پارشل جو براہم نے دیا تھا وہ زمین پر گرا اس کا دھیان نہ گیا اور وہ حویلی سے چلا گیا۔۔

صارم کو علینا سے بات کرنی تھی وہ کچن کی جانب جا رہا تھا جب اس کی نظر زمین پر گرے پیکٹ پر گئی اس نے وہ پیکٹ اٹھایا۔۔

یہ کس کا ہے ؟ بربراتے ہوئے اس نے پیکٹ کی دونوں سائیڈ دیکھی جس پر کسی کا بھی نام نہیں لکھا تھا وہ ایک شفاف لفافہ تھا۔۔۔ صارم نے وہ لفافہ کھولا تو اس میں کچھ تصاویر تھی۔۔ جنہیں دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں حیرت سمائی تھی۔۔

پہلی تصویر میں دالہام کسی عورت کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ دوسری تصویر پر وہ عورت دالہام کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھتے اس کے حد سے زیادہ قریب کھڑی تھی دونوں کے لب میں دو انچ کا فاصلہ تھا۔۔ تیسری تصویر میں دالہام اس عورت کے کندھے سے کپڑے نیچے کی جانب کھسکا رہا تھا۔۔

پری دھیان سے۔۔ دالہام طرسم کا ہاتھ تھامے اس کی مدد کر رہا تھا سیڑھیاں اترنے میں۔ شیر طیان ان کے ساتھ چلتا ہوا نیچے آرہا تھا

سیڑھیوں سے اتر کر اس نے اسے سردار کی کرسی پر بٹھایا۔۔ صارم حیرت سے سردار کو دیکھ رہا تھا۔۔

دیو مجھے یہ نہیں کھانا دالہام کو ٹیبل سے سیب پکڑ کر کاٹتے دیکھ اس نے ضدی انداز میں نفی میں سر ہلایا۔۔

تم نے یہ کھانا ہے چلو شاباش! دالہام نے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ کر اس کے رخسار کھینچتے سے کا ایک پیس کاٹ کر اس کے لبوں کے پاس کیا۔۔

صارم نے ایک نظر دوبارہ ان تصاویر کو دیکھا۔۔

یہ جھوٹ ہے میرا دوست کبھی میری بیٹی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔

صارم وہ تصاویر پکڑے کچن میں گیا وہاں سے ماچس پکڑی اپنے کمرے میں گیا بالکنی میں جا کر اس نے وہ تصاویر زمین پر پھینکتے انہیں آگ لگائی تھی۔۔

دالہام کبھی اس طرح نہیں کر سکتا اس کی تو میری بیٹی میں جان بستی ہے وہ اس کے ساتھ کبھی دغا نہیں کر سکتا۔۔ صارم نے گہرا سانس بھرا۔۔ اور ٹیبل پر بیٹھتے فائلز پکڑ کر ان میں مصروف ہو گیا۔۔

دوسری جانب یاور حویلی میں داخل ہوا تھا وہ لاؤنج میں گیا سامنے طرسم اور دالہام کو بیٹھے دیکھ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی کبھی اس نے زنیشہ کے متعلق یہی سب سوچا تھا کہ اس کا شوہر اسے یونہی خوش رکھے گا۔۔

وہ اس ٹیبل کے پاس کھڑا تھا جب اس کی نظر وہاں رکھے لفافے پڑ گئی جس کے اوپر یاور لکھا تھا۔۔

اس نے وہ لفافہ پکڑ کے کھولا جیسے ہی اس پر لکھے الفاظ پڑھے وہ اپنی جگہ پر سن ہو گیا۔۔

وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی وہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔

کیا وہ مجھ سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔۔ یاور نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری وہ کاغذ پکڑے وہ کچن میں گیا راعنین کچن میں موجود نہ تھی۔ اس کا رخ کمرے کی جانب تھا۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تھا ہاتھ میں لفافہ تھا آنکھیں سرخ، ہاتھوں کی انگلیوں میں کپکپاہٹ سانسیں بھاری، دل میں بے یقینی، راعنین جو اس سے محبت کی دعویٰ دار تھی وہ یہ قدم اٹھانے

سے موت کو قبول کرنا پسند کرے گی۔۔ دل و دماغ میں گردش کرتا یہ خیال اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفلوج کر رہا تھا وہ بالکنی میں کھڑی راعنین کے پاس گیا جو باہر کے منظر میں گم تھی اسے یاور کی موجودگی کا علم نہ ہوا۔۔

مجھ سے اس قدر نفرت ہو گئی ہے تمہیں کہ تم یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئی
نین ؟ لہجے میں بے یقینی سمائے وہ استفار کر رہا تھا وہ نا سمجھ نظروں سے
کبھی اس کے ہاتھ میں موجود کاغذ کو دیکھتی تو کبھی اس کے چہرے کو۔۔۔
مانتا ہوں میں کہ میں اچھا شوہر نہیں ہو لیکن تمہیں یہ حق نہیں ہے کہ تم
مجھے میرے بچے سے دور کرو، میں سب کچھ تباہ کر دو گا را عنین کیا بولے
جا رہے ہیں آپ ؟ میں آپ کو ہمارے بچے سے دور کیوں کرو گی۔۔
تو یہ کیا ہے را عنین، تم نے خلع کی پیپرز کیوں بنوائے، میں مر جاؤ لیکن
کبھی تمہیں خود سے علیحدہ نہیں کرو گا وہ اسے شانوں سے پکڑ چلایا تھا اس
نے خلع کے پیپر زرا عنین کے سامنے کیے تھے اسے زندگی کی دوسری
سب سے بڑی تکلیف سے آشنا کروایا جانے والا تھا۔۔
میں نے یہ پیپر نہیں بنوائے، آپ کو غلط فہمی
ہوئی ہمیشہ کی طرح اس نے انکھیں سختی سے بند کر کے کھولی۔۔

خلع کے پیپرز مرد نہیں بنواتا را عنین ۔ تم کبھی خود کو مجھ سے دور نہیں کر سکتی ، تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو نہ ۔ یاور نے پہلا جملہ بلند آواز میں بولا جبکہ باقی کے الفاظ اس نے محبت اور جنونی انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ادا کیے ۔ ۔ ۔

محبت ؟ ہمارے درمیاں ؟ میں نے خوش فہمیاں پالنا چھوڑ دی ہیں ، بے فکر رہے آپ کا بچہ آپ سے علیحدہ نہیں ہوگا ۔ ۔ لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی جو سامنے والے کا دل چیر گئی ۔ ۔

خوش فہمی ! وہ حیرت سے محض اتنا ہی بول سکا ۔ ۔

محبت کی طلبگار تھی ، آپ سے دھتکار ملی ، سرد ڈھیٹ کی طرح اپنی تذلیل کرواتی رہی ، اس قدر مجھے رونا گیا کہ اب کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا اگر آپ کے ہاتھ میں خلع کی جگہ طلاق کے کاغذات ہوتے تو میں کچھ نہ کہتی

آپ کو اور سب چھوڑ کر چلی جاتی، اپنے بچے کے ساتھ، اذیت سے بھرپور مسکراہٹ اس نے لبوں پر سجائے کہا تھا۔۔

اس کا دماغ سن ہو گیا، خلع کے پیپرز اگر اس نے نہیں بنوائے تھے لیکن اقرار بھی کر گئی تھی کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ اسے چھوڑے یا اپنے پاس رکھے۔۔۔

کیا علیحدگی اختیار کرنا اتنا آسان ہے تم تو دعوے کرتی رہی ہو مجھ سے محبت کا، کیا محبت ختم ہو گئی؟ یاور کے لہجے میں محض بے یقینی تھی۔۔۔

علیحدگی اختیار کرنا حد سے زیادہ مشکل ہے لیکن بعض دفعہ آسان ہو جاتی ہے جب سامنے والا آپ کی زندگی جہنم سے بھی بدتر بنا دے۔۔ راعنین بالکنی سے کمرے میں آ گئی وہ کمرے سے باہر جانے لگی تھی جب یاور نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

تم واقعی مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گی۔۔۔ راعنین مڑی اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے آزاد کیا۔۔۔

پہلی بات میں نے یہ خلع کے پیپرز نہیں بنوائے، دوسرا اگر آپ مجھے چھوڑ بھی دو تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا ہاں ایک مان ٹوٹے گا کہ آپ ایک اچھے شوہر تو نہیں بن پائے لیکن ایک اچھے باپ بھی نہیں بن پائے، آپ یہ واضح کر دو گے کہ آپ دوسرے شاہان مرزا ہو۔۔۔

راعنین جانے لگی جب یاور نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کیا اس کے لب چھوٹے بچے کی طرح کپکپائے تھے۔۔ آنکھیں آنسو سے بھر گئیں۔۔

ر۔ راعنین! اس نے تڑپ کر اسے پکارا تھا دونوں انکھوں سے انسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔ بے انتہا کوشش کرنے کے بعد بھی وہ اپنے آنکھوں میں نمی کو شامل ہونے سے نہ روک پائی۔۔

میرا اس دنیا میں تم آخری رشتہ ہو، تم اگر مجھ سے دور ہوئی
میری۔۔۔۔۔ زندگی چھن جائے گی مجھ سے۔۔ بات کرتے ہوئے یاور
کے حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔۔ اس کا دل چاہا وہ بچوں کی طرح بلک
بلک اونچی آواز میں روئے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی کی زندگی نہیں چھنتی ہاں کچھ وقت کے لیے ہم اداس ہو جاتے ہیں
لیکن پھر ہم اپنی پرانی زندگی میں واپس لوٹ جاتے ہیں۔۔ بے فکر رہے
عادی میں آپ کی بنی تھی آپ میری عادی نہیں بنے راعنین کی
آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

مجھے اذیت مت دو۔۔ یاور اس کے دونوں ہاتھ ہاتھوں میں تھامتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا سر جھکا ہوا تھا۔۔

راعنین پیچھے کی جانب ہونے لگی جب یاور نے اس کے ہاتھ سختی سے تھام کر آنسوں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

تکلیف مت دو مجھے۔۔ راعنین اپنی جگہ پر ساکت تھی وہ شخص جو اسے بے تحاشہ تکلیف دے چکا تھا آج وہ شخص اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اس سے کہہ رہا ہے، مجھے تکلیف نہ دو جبکہ اس نے تو کچھ نہیں کیا تھا۔ محض خاموشی اختیار کی تھی اور اس انسان کا خاموش ہو جانا دل کو کچل جاتا ہے جو آپ پر اپنی جان وارتا ہو۔۔

میں نے آپ کو کوئی تکلیف نہیں دی۔۔ راعنین نے اس کی مضبوط گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔

تمہاری خاموشی!۔۔

کیونکہ آپ کو میری آواز نہیں پسند، آپ کو چبتی ہے ی۔۔ہ را عنین ہنوز مزاحمت کر رہی تھی اپنے ہاتھوں کو آزاد کروانے کی۔۔یاور اس کے ہاتھوں کو دیوانہ وار دیکھ رہا تھا وہ ہاتھ جو اس کی نین خود اس کے ہاتھوں میں دیتی تھی آج انہیں گرفت سے آزاد کروا رہی تھی۔۔جو اپنے شوہر کا پیار چاہتی تھی آج بے حس بنی کھڑی ہے۔۔

تم کب سے بے حس ہو گئی نین؟ وہ اس کے ہاتھوں کی پشت پر لب رکھتے بولا تھا۔۔را عنین کا دل چاہا وہ دہاڑے مار کر روئے اس کے سوال پر۔۔

جب دل کسی کو پیش کیا جائے تو وہ بیکار شہ سمجھ کر پاؤں تلے کچل دیتا ہے احساسات مر جاتے ہیں اور انسان کو بے حس کر دیتے ہیں یاور آپ نین کو بے حس کر گئے۔۔یاور کے ہاتھوں کی گرفت نرم ہوئی۔اپنے

ہاتھ چھڑوا کر وہ کمرے سے باہر جانے لگی یاور نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ خلع کے پیپرز زمین پر گرے ہوئے تھے۔۔

مت جاؤ، یاور اس کے کندھے پر سر رکھ کر کندھے کو آنسو سے تر کرنے لگا۔ گرفت مضبوط تھی، راعنین سانس روکے کھڑی تھی۔۔

یاور نے اس کی گردن میں چہرا چھپا لیا۔۔

یاور دور ہٹے مجھ سے۔ راعنین اس کے ہاتھ پیچھے کرنے لگی۔۔

تم تو خواہش مند تھی کہ تمہارا شوہر محبت سے اپنے حصار میں لے۔۔ یاور کی آواز رونے کی وجہ سے بے حد بھاری ہو چکی تھی۔۔

مر گئی خواہش! اس کے لہجے میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی وہ سنگ دل بنی ہوئی تھی۔۔

محبت کی خواہش مر جاتی ہے؟۔۔ وہ اس کے کندھے پر پیشانی ٹکا گیا۔۔

کس نے کہا ہے محبت خواہش ہے محبت تو حسرت ہے اور عورت کی
محبت تو خاص کر حسرت ہوتی ہے اسے کبھی نہیں ملتی چاہے اس کی
محبت میں جتنی بھی شدت ہو۔ میں نے خواہش نہیں حسرت کی تھی جو کبھی
پوری نہیں ہو سکتی۔۔ راعنین نے رخ اس کی جانب کیا یاور نے اس کی
پشت پر ہاتھ رکھے، سر ابھی بھی اس کے کندھے پر تھا۔۔
اگر تمہاری محبت تمہاری اس حسرت کو پوری کر دے! یاور نے اس کا
چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔
حسرتیں پوری نہیں ہوتی! راعنین اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے پیچھے
کرنے لگی تو یاور نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں فقط ویرانہ تھا۔۔
میں نے خلع کے پیپرز نہیں بنوائے۔۔ راعنین اس سے دور ہوئی۔۔

تو تم نے یہ کیوں کہا ہمارے جدا ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔ راعنین کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی جواب دینے کے لیے حلق سے آواز نکلنا ضروری تھی جو فل وقت آنسوؤں نے روکی ہوئی تھی۔۔

بولو! کیا تمہیں فرق نہیں پڑے گا؟ تم نے کہا تم نے حسرت کی تھی اور حسرت تو کبھی ختم نہیں ہوتی وہ مرتے دم تک ساتھ رہتی ہے۔ تو یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو محبت ختم ہو گئی ہے۔۔ یاور اس کی جانب قدم بڑھانے لگا وہ پیچھے کو قدم لے رہی تھی جب اس کی پشت دروازے سے جا لگی۔۔

یہ وقتی ناراضگی ہے نین، جس سے ہم محبت کرتے ہیں اس سے کبھی نفرت نہیں کر سکتے۔۔ یاور نے دروازے کے دونوں جانب ہاتھ رکھے راعنین اس کی جانب نہیں دیکھ رہے تھے۔۔

تم کہتی ہو ہمارے درمیان جو بھی ہے بس ہماری اولاد ہے۔ تو اس اولاد کی خاطر ٹھیک ہو جاؤ کیونکہ مستقبل میں اسے ہمارا رویہ، ہمارا ایک دوسرے سے کھینچا رہنا متاثر کرے گا۔۔

پلیز مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔ راعنین میں مزید سکت نہ تھی اس کی باتیں سن کی۔۔۔۔

کیوں نہیں سننی یاور نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے پاس کیا۔۔

مت چھوئے مجھے راعنین کے کہنے کی دیر تھی جب یاور نے سختی سے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا اس کے سینے سے لگتے ہی وہ دہاڑے مار کر رونے لگی اور اسے خود سے دور کرنے کی جدوجہد کرنے لگی۔۔

مت آئے میرے قریب مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ کے چھونے سے۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔

نین! یاور نے پیار سے پکارتے اس کے بال سہلائے۔۔

کاش اپ نے مجھے اپنا پیار بھرا لمس دیا ہوتا، تو آج یو اذیت نہ ہوتی مجھے۔۔ وہ روتے ہوئے اس کے سینے پر مکے برساتے بول رہی تھی۔۔ یاور آنکھیں بند کیے اس کے بال سہلانے کے ساتھ دوسرے ہاتھ سے اس کے پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔۔

وہ روئے جا رہی تھے جبکہ یاور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر راعنین کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔ یاور کے ہاتھ ہنوز حرکت میں تھے۔۔ اسے سہارا دیے اسے لیے بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

چھوڑے مجھے! راعنین اسے خود سے دور کرنے لگی جبکہ یاور نے اس کے گرد سے حسار نہیں ہٹایا تھا۔

میری نین! یاور نے نا محسوس طریقے سے اس کے بالوں پر لب رکھے۔ راعنین کی روتے ہوئے کب آنکھ لگ گئی اسے اندازہ ہی نہ ہوا یاور نے اس کا چہرہ دیکھا جو سرخ ہوا تھا آنکھوں پر سوجن ہو گئی تھی۔۔

اسے نرمی سے یاور نے تکیے پر منتقل کرتے ہیں شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔

صحیح کہتے ہیں عورت محبت ہے۔۔ یاور نے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی اس کی نم پلکوں پر مہر ثبت کی تھی۔۔

تم بہت نازک اور حساس ہو نین! میں تمہیں پرانی والی نین بنا کر رہوں گا۔۔ یاور ایک مرتبہ پھر شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ لے کر اٹھا اور زمین پر پڑے کاغذ اٹھائے اب اسے پتہ لگوانا تھا یہ خلع کے کاغذ بھجوائے کس نے ہیں۔۔

یاور کا خون کھول رہا تھا یہ سوچ کر ہی کہ کس نے یہ بھجوائے ہیں اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اس کے سامنے ہو وہ اس کی گردن مڑور دے۔۔

وہ سردار کہ حویلی آنے کا انتظار کر رہا تھا جو کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا اسے سب سے پہلے اس بارے اسی سے بات کرنی تھی کیونکہ حویلی اس کی تھی اور یہ لفافہ کون دے کر گیا تھا یہ وہی بتا سکتا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یعقوب گھر پر نہیں تھا جب کہ قندیل اپنا کمرہ صاف کر رہی تھی جب سارا کمرہ صاف کر بیٹھی تو بیڈ پر بیٹھ کے اپنے اور یعقوب کے رشتے کے بارے میں سوچنے لگی۔ کیا وہ ایسا کیا کرے کہ یعقوب کو اس پر یقین آجائے کہ ہاں وہ بدل سکتی ہے وہ رشتہ سنبھال سکتی ہے یعقوب کی باتیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ انسان کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بدل رہا ہے یا پھر نہیں۔۔۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی جب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل پر گئی جو کہ یعقوب کا تھا ایک پل تو اسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئی کہ

وہ اپنا موبائل گھر پر کیوں چھوڑ گیا ہے پھر اس نے جلدی سے وہ موبائل اٹھانا چاہا کہ وہ اپنی آپی کو کال کر لے لیکن پھر کسی سوچ کے تحت اس نے ہاتھ نہیں لگایا اسے ڈر تھا کہیں یعقوب کو پتہ نہ چل جائے لیکن پھر اس کے ذہن خیال میں آیا کہ کیوں نہ وہ یقوب کے لیے کھانا بنائے۔

آج موبائل بھی اس کے ہاتھ لگا ہوا ہے اور موبائل سے دیکھ کر وہ یعقوب کی پسند کی کوئی بھی ڈش بنا سکتی ہے۔۔۔۔

اس نے ڈرتے ڈرتے موبائل اٹھایا اور ان کیا شکر کیا کہ لاک نہیں لگا ہوا تھا، جبکہ ذہن میں یہ خیال گردش کرنے لگا جس موبائل سے اس میں کال کی تھی اس پہ تو لاک لگا تھا اور یہ موبائل وہ موبائل نہیں تھا جس سے اس نے ریحانہ خانم سے بات کی تھی۔۔ اس نے سیدھا یوٹیوب کھولا اور اس سے الگ الگ قسم کی ڈشز دیکھنے لگی جو کہ اس کے لیے بہت مشکل تھا پہلے اس نے کبھی کھانا نہیں بنایا تھا ابھی اس سے کچھ بھی سمجھ نہیں

آنا تھا وہ یعقوب کے لیے کیا بنائے اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا اتنی
ساری ڈشز کی ویڈیو دیکھ کر۔۔۔۔۔

جب اسے سب سے زیادہ آسان بریانی لگی تھی۔۔ انسان کا کچھ اور پسند ہو
نہ ہو بریانی ضرور پسند ہوتی ہے یہ سوچتے ہوئے اس نے پہلا سٹیپ یہیں
سے لینے کی کوشش کی کہ وہ اس کے لیے بریانی بنائے گی گہرا سانس بھر
کر اس نے موبائل اٹھایا اور کچن کی طرف چل پڑی کچن میں جا کر تو اسے
سب سے زیادہ مشکلیں چیزیں ڈھونڈنے میں لگی تھیں پہلے تو چاول
صاف کیے چاول صاف کرتے کرتے اس کے ہوش اڑ گئے تھے

۔۔۔۔۔

اس کے لیے یہ چھوٹے چھوٹے کام کرنا بھی بہت مشکل کرتا ہے کیونکہ
اس نے کبھی کیے نہیں تھے چاول صاف کر کے اسے بھگو کر اس نے
آہستہ آہستہ سارے مصالحے وغیرہ ڈھونڈ کر رکھے اس کے بعد ساری

چکن وغیرہ دھو کر رکھا چکن سے اتنی سمیل آنے کے بعد تو اسے واٹنگ ہونے لگی تھی جو اس نے بہت مشکل سے کنٹرول کی تھی لیکن اب اس نے اگ میں ہاتھ ڈال لیا تھا تو کام پورا کر کے نکالنا تھا۔۔

اس نے پیاز کاٹنے کی کوشش کی جبکہ پیاز کاٹتے کاٹتے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔۔

افف کیا مصیبت ہے یہ، اس کے لیے مجھے یہ سب کرنا پڑ رہا ہے پتہ نہیں مجھ سے صحیح بنے گی بھی یا نہیں اور اگر اسے پسند نہ آئی تو؟ اگر اس نے کہا بریانی اونچی نہیں بنی تو اس کا سر پھاڑ دوں گی میں۔ قندیل نے غصے سے یعقوب کے بارے میں سوچا لیکن پھر اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے اس نے پیاز کاٹنا شروع کی جبکہ پیاز کاٹتے کاٹتے وہ اپنی انگلی بھی کاٹ چکی تھی۔۔۔

اوَچ ہائے اللہ اپنی انگلی سے خون نکل کے دیکھ اس نے اپنا سر پکڑلیا تھا۔۔۔

ایک آنکھوں سے پانی کم نکل رہا تھا جو انگلی سے خون بھی نکل رہا ہے پہلے وہ سارا خون چوس گیا ہے میرا اور اب دیکھو یہ نکل رہا ہے جلدی سے خون کور کنے کے لیے اس نے پانی کے نیچے کیا اور جو تھوڑے دیر بعد رکا تو اس پر سنی پلاس لگا کر اس نے پھر سے بریانی بنانا شروع کردی کیونکہ اب جو کام سے شروع کیا تھا وہ مکمل کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

آخر کار یو ٹیوب سے دیکھ دیکھ کر اس نے بڑی مشکل سے بریانی بنانا شروع کی اور آہستہ آہستہ بریانی بن بھی گئی تھی لیکن بریانی بننے کا ساتھ ساتھ پورا کچن بھی اس نے گندا کر دیا تھا ہر طرف چھلکے بکھرے ہوئے تھے اور ہر طرف پانی بکھرا ہوا تھا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ کسی لڑکی نے کچن

میں کھانا بنایا ہے ایسا لگ رہا تھا جیسے عقل سے پیدل کوئی لڑکا کچن میں گھس گیا ہو اس نے کھانا بنایا۔۔

ساری بریانی بننے کے بعد اب اس کے دم لگانے کا ٹائم آگیا تھا جب یعقوب گھر میں داخل ہوا تو اسے بریانی کی خوشبو محسوس ہوئی اس نے حیرانگی سے کچن کی جانب اپنے قدم بڑھائے لیکن جب کچن میں دیکھا تو ہر طرف گند دیکھ کر اس نے حیرانگی سے قندیل کی جانب دیکھا جو بریانی کو دم لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ کیا کیا ہے تم نے قندیل؟ یعقوب بھڑکا تو قندیل نے ڈر کر پیچھے کی جانب دیکھا سامنے یعقوب کو دیکھ کر اس نے غصے سے بھرپور گھوری سے اسے نوازا۔۔

آرام سے نہیں بلا سکتے تم ڈرا ہی دیا ایک تو اتنی مشکل سے بریانی بنا کے میں تھک گئی ہوں اور بس تم ہو کے آتے ہی مجھے ڈرا دیا پھر سے بریانی کی طرف دھیان کرتے ہوئے یعقوب کو کہنے لگی۔۔۔۔۔

پہلی بات بریانی بنا ہی نہ لو تم اور دوسرا کچن کی حالت دیکھو ایسا لگ رہا ہے جیسے کوڑے دان سے سارا کورا پکڑ کر کچن میں بکھیر دیا ہو۔۔ یعقوب نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا قندیل نے کچن کی جانب نظر دوڑائی جو حد سے زیادہ گندا ہو چکا تھا۔۔

یعقوب نے اسے دیکھا جو کچن کے ساتھ ساتھ خود بھی گندی ہوئی تھی بال بکھرے ہوئے تھے دوپٹہ اس نے کمر میں باندھا ہوا تھا اور پسینے سے شرابور چہرے پر پسینے کی وجہ سے بال چپکے ہوئے تھے یعقوب کو اسے دیکھ کر عجیب سا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

سیریز نے تمہیں کھانا بنانا ذرا بھی نہیں آتا؟ کچن کی حالت دیکھو تم نے کیا بنائی ہے اور اپنی حالت پر غور کرو زرا، یہ نہ ہو بریانی کھا کر جو میں نے قے کرنی ہے وہ تمہارا اور کچن کا حلیہ دیکھ کر میں کر دوں۔۔ اگر چاہتی ہوں میں گھر تھوڑی دیر سکون سے بیٹھ جاؤں تو مہربانی ہے سب سے پہلے جا کر اپنا حلیہ صاف کرو اور بعد میں یہ کچن بھی۔۔ قندیل کو اس پر غصہ تو بے انتہا آیا اس نے اس کے لیے سب کیا تھا اور وہ تھا کہ خوش ہونے کی وجہ سے باتیں سنا رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں فریش ہونے چلی جاتی ہوں لیکن میرے پاس کپڑے نہیں ہیں تو ایسا کرو کہ حویلی سے میرے جا کر کپڑے اور کچھ میک اپ کا سامان لے آؤ تاکہ میں اچھے سے تیار ہو سکوں قندیل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اس کے پاس چند سوٹ جو کہ ابھی سب دھونے والے پڑے تھے۔۔

میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ میں حویلی سے تمہاری کوئی چیز نہیں لے کے آسکتا ہوں جب تم وہاں تھی وہ چیزیں تمہاری تھی لیکن اب وہ تمہاری نہیں ہیں اس لیے وہاں سے تمہارے لیے کوئی چیز نہیں آئے گی جو بھی تمہارے پاس کپڑے ہیں وہی پہنو اور جس چیز کی ضرورت ہے وہ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے خود لے کر آؤں گا یعقوب نے غصے سے کہا تو قندیل نے گھور کر یعقوب کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جس طرح کہ میں کپڑے پہنتی ہوں نا جس طرح کا میں میک اپ یوز کرتی ہوں تم نہیں لے کے آسکتے وہ بہت مہنگی چیزیں ہوتی ہیں دیکھو تمہارے پاس اتنے پیسے نہیں ہے کہ تم اس طرح کی اشیاء لے کر آ سکو۔۔ اب ویسے بھی تمہارے پیسے میں خرچ نہیں کروا سکتی پتہ نہیں تم کیسے اتنی مشکل سے کماتے ہو۔۔ تم میری ضروریات پوری نہیں کر سکتی۔ قندیل نے کہا لیکن وہ اپنی بات سے یعقوب کے دل کو ہرٹ کر

چکی تھی باتوں ہی باتوں میں اس نے بتا دیا تھا کہ وہ اس کے خرچے نہیں اٹھا سکتا۔۔۔۔

قندیل بی بی یہ بات کرتی ہے تم تب اچھی لگو جب میں تمہاری کو ضروریات کا خیال نہ رکھو۔۔ تم نے کبھی مجھے کہا ہی نہیں مجھے اس چیز کی ضرورت ہے۔ تم میری بیوی ہو میری ذمہ داری ہو تمہاری ہر ضرورت پوری کر سکتا ہوں اتنی سکت ہے مجھ میں۔۔ میں ضروری کام سے جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے اپنا حلیہ درست کرو میں واپس آؤں تو مجھے تم ان کپڑوں میں نظر نہ آؤ۔ کچن والا کارنامہ ہے وہ بھی دیکھتا ہوں کیا بنایا ہے۔۔ یعقوب غصے سے کہتا ہوا گھر سے چلا گیا۔۔ قندیل سوچنے لگ گئی اس نے ایسے کون سے الفاظ استعمال کیے ہیں جو اسے اس قدر برے لگ گئے۔۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ کے اس

کے پشت کو گھور کر رہ گئی۔۔ بریانی کو دم بھی آچکا تھا تو قندیل فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ دوسری جانب یعقوب بڑے سے مال میں داخل ہوا وہ اب خود ہی اس کے لیے شاپنگ کرنا چاہتا تھا کہیں نہ کہیں اس کی بھی غلطی تھی کہ اس نے اپنی بیوی کی ضروریات کا دھیان نہیں رکھا۔۔ سب سے پہلے اس نے قندیل کے لیے اچھے اچھے اپنی پسند کے ڈریس لیے جو دوپٹے کے ساتھ تھے وہ قندیل کو دوپٹے سمیت ہی دیکھنا چاہتا تھا اسے عورت کے سر پر دوپٹہ اچھا لگتا تھا۔۔۔

پھر وہ جوتوں والی سائیڈ پر گیا تو اس نے قندیل کے لیے کوئی اٹھ جوڑے جوتے کے لیے تاکہ اسے کوئی کمی محسوس نہ ہو اس میں قیمت نہ دیکھی تھی کس شے کی کتنی قیمت ہے جو اسے پسند آتی گئی وہ خرید تا گیا۔۔ اس کی ضرورت کا وہ ہر سامان خریدنے لگا۔۔

اس کے بعد اسے میک اپ کا یاد آیا تھا وہ نیک اپ والی سائیڈ پر گیا اس نے ادھر جا کے کو میک اپ دکھانے کے لیے کہا سب کچھ تو اس نے لے لیا تھا پلسٹک ، مسکارا وغیرہ ہر وہ چیز جو لڑکی میک اپ میں یوز کرتی ہے جو چیزیں اسے سمجھ نہیں ارہی تھی وہ اس نے سیلز گرل کو کہا۔۔

سیلز گرل اس کی بہت مدد کی۔۔

سر آپ کون سے سکن ٹون کی بیس لینا چاہیں گے۔۔۔۔

جی کیا مطلب کون سی سکن ٹون مطلب کوئی بھی اچھے سے بیس دکھا دیں جو میں اپنی بیوی کے لیے لے کے جا سکوں۔۔۔۔۔

دیکھیں سر ہر سکن کی الگ الگ کلر ہوتا ہے تو اپ کی بیوی اگر آپ کے ساتھ آجاتی ہے تو ہم اس کی سکن دیکھ کر بیس بتا دیتے ہیں اور دے دیتے ہیں تو وہ اچھا ہوتا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میری بیوی کا جو کلر ہے نا بہت
وائٹ ہے تو ایسی بیس دکھا دے جو اس کے کلر پر سوٹ کر جائے
یعقوب کے الفاظ سن کر اس عورت نے حیرانگی سے اس کی جانب
دیکھا جو اپنی بیوی کو نہیں لے کے آسکتا تھا لیکن اس نے کافی زیادہ
شاپنگ کی ہوئی تھی پھر اس نے نے یعقوب کو ایک بہترین بیس دی جو
ہر سکن ٹائپ کے لیے تھی اور ہر سکن کلر پر سوٹ کر جاتی تھی وہ بیس اور
باقی سارا میک اپ کا سامان لے کر وہ گھر کی جانب چلا گیا۔۔۔۔۔ایک
لمبی لسٹ بنی تھی وہ لاکھوں اس کے سامان پر خرچ کر آیا تھا۔۔
جب وہ گھر پہنچا تو اس نے ایک نظر کچن کو دیکھا سارا کچن بالکل صاف
ستھرا تھا اور پھر وہ اپنے کمرے کی جانب چلا کہ جہاں قندیل بیٹھی یعقوب
کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ جو فریش ہونے کے لیے کمرے میں ائی تھی تو
اس نے شکر ادا کیا تھا کہ الماری میں اس کا ایک سوٹ پڑا ہوا تھا۔۔

کمرے میں آہٹ محسوس کر کے اس نے اپنی اپنا رخ دوسری جانب کیا۔ یعقوب کے ہاتھوں میں اتنی زیادہ شاپنگ بیگ دیکھ کر اس کی انکھیں پھٹی رہ گئی۔۔

یہ یہ کیا ہے ؟ ان سب میں۔۔۔۔۔۔

اس میں تمہاری ضرورت کا سامان ہے کپڑے، میک اپ، جوتے، چوڑیاں اور ہر وہ سامان ہے. جس کی ایک عورت کو ضرورت ہوتی ہے۔۔ اس کے پہلے الفاظ سن کر جہاں قندیل حیرت سے بیگز کو دیکھ رہی تھی آخری الفاظ کانوں تک پہنچتے ہی اس نے انکھیں چھوٹی کر کے سے دیکھا۔۔۔

ہاں تو ضرورت کا سامان کپڑے جوتے ہی ہوتے ہیں۔ اسے گھبراتے دیکھ یعقوب کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

تمہارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے۔۔ مطلب یہ سب تو اتنا مہنگا ہے قندیل نے ابھی ایک سوٹ اندر سے نکالا تھا اسے دیکھتے ہی وہ حیرت سے بولنے لگی۔۔

تمہیں اس چیز سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے میرے پاس پیسے کہاں سے آئے اور کہاں سے نہیں۔۔ تمہاری ضروریات پوری ہو رہی ہیں بس بات ختم۔۔ یعقوب نے اپنی اجرک اتار کر سائیڈ پر پھینکی اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

میں نے تمہیں بیڈ تبدیل کرنے کا کہا تھا اور تب تم نے مجھے کہا کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں ان سب چیزوں کے لیے تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئے۔ قندیل اس کے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے کھڑی تھی اس نے باقی بیگ بھی نہیں کھولے تھے۔۔

میں نے کیا کہا ہے تمہیں سب سے مطلب نہیں ہونا چاہیے اپنے کام سے کام رکھو۔۔ اور اگر بریانی کھانے کے قابل ہے تو لے آؤ مجھے بھوک لگی ہے میں نے ابھی حویلی بھی واپس جانا ہے۔۔ یعقوب آنکھیں بند کیے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قندیل نے ہاتھ میں پکڑے اس ڈریس کو دیکھا جس کے اوپر بھاری کام ہوا تھا اسے واپس بیگ میں رکھتے ہیں اس نے کچھ بیگ اٹھا کر صوفے پر رکھے اور کچھ زمین پر صوفے کے ساتھ رکھ دیے کیونکہ بیگ بہت زیادہ تھے۔۔ ذہن میں ابھی بھی یہی کھچڑی پک رہی تھی کہ آخر اس کے پاس اتنے پیسے آئے کہاں سے۔۔ کچن میں جاتے ہی، بریانی دو پلیٹ میں

ڈال کر لا کر بیڈ پر رکھی واپس کچن میں گئی رائتہ اور پانی لے کر کمرے میں آئی یعقوب ایک نظر بریانی کو دیکھ کر قندیل کی جانب رخ کرتے اسے دیکھنے لگ جاتا۔۔

یہ واقعی تم نے بنائی ہے یعقوب بے یقینی سے بریانی کو دیکھ رہا تھا جس کی خوشبو بے تحاشا اچھی تھی۔۔

میری حالت اور کچن کی حالت دیکھ کر تمہیں کیا لگ رہا تھا کہ میں نے باہر سے آرڈر کی ہے وہ تلملاتی ہوئی اس کے سامنے بیٹھی۔۔

بس کھانے لائق ہو۔۔ طنز کیے بغیر وہ رہ نہیں سکتا تھا پہلا چمچ اس نے بسم اللہ پڑھتے منہ میں ڈالا۔۔ وہ ایک نوالہ لیتے ہی وہ لبوں پر ہاتھ رکھتے اسے دیکھنے لگا۔۔ چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔۔۔

بریانی اچھی نہیں بنی کیا؟ قندیل نچلا لب سختی سے دانتوں میں دبا گئی۔۔

حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسی پھوّر لڑکی نے اتنی اچھی بریانی بنائی ہے

قندیل سوچ میں پڑ گئی یہ تعریف تھی کہ بے عزتی۔۔

سیدھی طرح نہیں کہہ سکتے اچھی بنی ہے فضول میں عزت افزائی کرنے کیا ضرورت ہے۔۔ قندیل چونکری مار کر بیٹھی اور پلیٹ پکڑ کر بریانی کھانے لگی جو واقع ہی بے تحاشہ لذیذ بنی تھی۔۔

شکر ہے اتنے دنوں بعد گھر کا کھانا نصیب ہوا نہیں تو خود گھر آ کر کھانا بنانا پڑتا تھا یا پھر باہر سے لے کر آنا پڑتا تھا مجھے۔۔ قندیل خاموشی سے چمچ منہ میں ٹھوس رہی تھی اور ساتھ میں اسے گھوریوں سے نواز رہی تھی جو خاموشی سے کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔۔

یعقوب نے ایک پلیٹ بریانی کی ختم کی اور پھر اس کی جانب دیکھنے لگا قندیل نے ابھی آدھی پلیٹ کھائی تھی اپنی پلیٹ سائیڈ پر رکھتے ہوئے واپس کچن میں گئی پلیٹ میں بریانی ڈال کر واپس کمرے میں آتے اس

کے سامنے رکھی، قندیل نے ابھی ایک پلیٹ بھی نہیں کھائی تھی جبکہ یعقوب دوسری پلیٹ بھی ختم کر چکا تھا۔۔

کتنا کھاتے ہو تم! حیرت سے منہ میں بریانی کا چمچ ڈالا۔۔

تمہارا چھین کے تو نہیں کھا رہا۔۔

قندیل نے غصے سے اس کے سامنے سے خالی پلیٹ اٹھائی تمام برتن اٹھاتے وہ کچن میں گئی اور زور سے شیلف پر پٹکے۔۔

او محترمہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں جو تم برتن توڑنا شروع ہو گئی ہو۔۔

جہاں لاکھوں روپے میرے کپڑوں اور میک اپ پر خرچ آئے ہو۔ پانچ چھ ہزاروں گر برتنوں پر لگا لو گے تو کچھ ہو نہیں جائے گا۔۔ قندیل کچن میں کھڑی بلند آواز میں بولی تھی۔۔

ہاں تمہارے بابا دکان کھول کے بیٹھے ہیں نا جو پانچ چھ ہزار میں برتن دے دیں گے۔۔ قندیل نے گہرا سانس بھرا اور ان دو سے تین برتنوں کو دھو کر شیلف پر رکھتے کمرے میں آئی وہ سکون سے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔ بیڈ تبدیل کرواؤ۔۔ یعقوب نے بازو اپنی آنکھوں پر رکھا تھا سائیڈ پر کرتے، آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھنے لگا۔۔

اس بیڈ پر تمہیں کیا تکلیف ہے؟

بہت زیادہ تکلیف ہے، چھوٹا سا بیڈ ہے ایسا لگتا ہے رات کو اگر میں کروٹ لوں گی تو زمین پر پڑی ہوں گی۔۔ قندیل نے اس کی ٹانگ پر مکا مارا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر بیٹھی۔۔

اتنا چھوٹا بیڈ بھی نہیں ہے دو لوگ پورے آسکتے ہیں اوپر۔۔ یعقوب نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

جب شوہر تمہارے جیسا سانڈ ہو تو پھر ڈبل بیڈ بھی چھوٹا ہے۔ یہ تو پھر سنگل ہے۔۔ قندیل نے اس کی چوڑی جسامت کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

تو تمہارا کیا خیال ہے لڑکیوں کی طرح میری پتلی کمر ہو، لڑکیوں کی طرح لکڑی جیسا اپنا فگر بنا لو۔۔ یعقوب نے اس کے دبلے پن پر چوٹ کی۔۔ قندیل نے دائیں جانب دیکھتے، آئینے میں اپنا عکس دیکھا وہ کچھ زیادہ ہی پتلی ہو گئی تھی۔۔

ایسی بھی بات نہیں ہے میری ہیلتھ ٹھیک ہے۔۔

کہاں سے ٹھیک ہے مجھے ذرا بتانا پسند کرو گی 30 سال تمہاری عمر ہے اور تمہارا چہرہ دیکھ کر لگتا ہے جیسے 15 سال کی بچی ہے۔۔ یعقوب نے اس کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنے پاس کرتے کہا بچوں کی طرح اس کا چھوٹا سا چہرہ تھا۔۔

تمہاری نا زبان کچھ زیادہ ہی چل رہی ہے۔۔ قندیل نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اتنی عزت افزائی آج تک اس کی کسی نے نہیں کی تھی۔۔

سیدھی طرح کہہ دو تمہیں ڈرم کی طرح موٹی بیوی چاہیے تھی۔۔ قندیل کو غصہ آرہا تھا اس پر۔۔

لیکن ٹرم کی جگہ مجھے چھوٹی سی ڈرمی مل گئی۔۔ قندیل اپنے دانت آپس میں پیسنے لگی جیسے درمیان میں یعقوب ہو۔۔

میں جا رہا ہوں گھر کو لاک لگا لینا۔۔

واپس کب آؤ گے؟ وہ بیڈ سے اٹھا اپنی اجرک کندھے پر رکھی۔۔

رات کے 12 بج سکتے ہیں یا پھر شاید سحری ٹائم۔۔ یعقوب نے ڈریسنگ ٹیبل سے برش پکڑ کر اپنے بالوں کو کنگھی کی۔۔

یعقوب اندھیرا ہونے سے پہلے گھر آجایا کرو مجھے ڈر لگتا ہے اکیلے گھر میں، ایک تو یہ جگہ اتنی ویران ہے کوئی آس پاس رہتا بھی نہیں ہے۔۔ قندیل اپنی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی اتنے بڑے خاندان میں رہنے والی لڑکی اب تنہا گھر میں رہتی تھی۔۔

کام نہ کروں میں؟ ابرو اچکا کر پوچھا گیا، لہجہ سخت تھا۔۔۔

میں تمہیں یہ نہیں کہہ رہی کہ تم کام نہ کرو لیکن کم از کم وقت سے گھر آجایا کرو۔

جلدی گھر آکر کیا کرو تمہارا چہرہ تکا کرو، جو کبھی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی۔ اور یہ جو اچھی بیوی بننے کا بھوت تمہارے سر پر سوار ہے ایک دو دن تک اتر جائے گا۔۔۔ یعقوب اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف لے جاتے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے اس کے سامنے کھڑا سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

آج آرام سے ہی بات کی ہے۔۔

میں نے ابھی کیا کہا ہے یہ صرف دو سے تین دن تمہارے سر پر بھوت سوار رہے گا اس کے بعد تم پہلے جیسی بن جاؤ گی۔۔ یعقوب نے اسے شانوں سے تھاما قندیل کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔۔

میں کوشش کر رہی ہوں! آنکھوں میں آنسو جمع ہو چکے تھے۔۔ یعقوب نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا ایکدم اس کی نظر قندیل کی انگلی پر پڑی جہاں لمبائی میں بڑا کٹ لگا ہوا تھا۔۔

تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟ اس کا ہاتھ پکڑا تو قندیل نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کی جانب کھینچا۔۔

بریانی بناتے وقت کٹ لگ گیا تھا۔۔ آنسو پھسل کر رخسار پر آ گئے جو اس نے ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے صاف کیے۔۔

کلائی میں بندی گھڑی پر ٹائم دیکھا شام کے ساتھ بج چکے تھے اور آدھے گھنٹے تک اندھیرا ہو جانا تھا۔۔جیب سے موبائل نکال کر اس نے سردار کو کال کی۔جو تیسری بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

سردار مجھے کام ہے تو میں حویلی نہیں آسکتا۔۔۔قندیل کے لب زرہ سے مسکرائے تھے اس کی بات سن کر۔۔

اچھے سے جانتا ہوں تمہیں کون سا کام ہے سردار نے اپنی بات کہتے ہی کال کٹ کر دی۔۔یعقوب نے موبائل سامنے کرتے ہیں چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رخ اس کی جانب کر گیا۔۔۔

اب تم نے مجھے گھر بٹھا کر کیا کرنا ہے۔۔

میں نے کیا کرنا ہے مجھے ڈر لگتا ہے اس لیے تم نے گھر رکھا ہے۔۔

قندیل بے فکر انداز میں بیڈ پر چونکری مار کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔

گھر آتے ہی میرے کان کھانا شروع ہو گئی تھی میرے کپڑے اور میک اپ۔۔ اب لایا ہوں تو دیکھ بھی لو۔۔ قندیل نے ایک نظر اتنے زیادہ بیگ کی طرف دیکھا۔۔

ابھی میں بہت تھک گئی ہوں یہ میں صبح دیکھوں گی جتنے زیادہ ہیں مجھے پانچ گھنٹے لگ جانے ہے۔۔ قندیل نے لمبا سانس لیتے ہیں کہا تھا۔۔

اوکے جب مرضی دیکھنا مجھے تو نیند آرہی ہے میں سونے لگا ہوں۔۔

یعقوب نے اسے سائیڈ پر کھسکایا اور کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔ قندیل کتنی دیر نہیں بیٹھی رہی سوچوں میں گم اسے اندازہ ہی نہ ہوا کب اس کی آنکھ لگ گئی یعقوب جو کہ محض آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا تھا نیند تو کوسوں دور تھی بھاری پل کے اٹھا کر اسے دیکھا اسے سیدھے کر کے لٹاتے اس کا ہاتھ پکڑا جہاں کٹ لگا ہوا تھا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اسے زخم آیا اس

کے لیے کھانا بنانے کی وجہ سے جبکہ اس نے ایک مرتبہ بھی ذکر نہ کیا۔۔

اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے اس نے ایک ٹیوب نکالی اس کی انگلی پر لگاتے اس کے جانب پھر سے کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔ قندیل کے چہرے پر جیسے تھکاوٹ کے تاثرات تھے۔۔ وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی ٹیوب لگانے پر بہت زیادہ جلن ہوئی تھی جبکہ اس کی نیند میں ذرا بھی خلل پیدا نہ ہوا۔۔

یعقوب اس کا بچوں جیسا چہرہ دیکھ کر سوچ رہا تھا کیا واقعی ہی وہ بدل جائے گی؟

نمیرہ کمرے میں گئی تو آئیدن اپنا سر پکڑے ہوئے لیٹا ہوا تھا وہ اس کے پاس گئی۔۔۔

آئیدن کیا ہوا ہے ؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ نمیرا اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے جب اس نے اپنی ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر اپنی متاعِ جاں کو دیکھا۔۔

ہاں بس وہ میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے اسی لیے نمیرہ نے اسے کو دیکھا جو دن بدن نہ جانے کس چیز کی ٹینشن لے کر کمزور ہوتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے تھے ہونٹ جیسے خشک پڑ گئے تھے۔۔۔۔۔

آئیدن آپ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتے ہو دیکھیں کیا حالت کر دی ہو آپ نے اپنی ، چلیں میں آپ کی سر کی مانش کرتی ہوں آپ کا سر درد دیکھنا چٹکی میں ٹھیک ہو جائے گا نمیرہ نے کہا تو آئیدن نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں نمیرہ مجھے کچھ بھی نہیں کروانا پلیز تم مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔

ایسے کیسے آپ کو میں اکیلا چھوڑ دوں کبھی آپ نے مجھے میری پریشانی میں اکیلا چھوڑا ہے نہیں نا تو میں بھی آپ کی بیوی ہوں تو میں کیسے اکیلا چھوڑ سکتی ہوں۔۔ چلین اٹھیں، جلدی کریں، میں تیل لے کے آنے لگی ہوں میری گود میں سر رکھیں اور مالش کرتی ہوں یہ کہہ کر نمیرہ نے جلدی سے ائل پکڑا اور دوبارہ سے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی اور آئیدن کے نہ کرنے کے باوجود بھی اس نے اپنے شوہر کو شانوں سے پکڑ کر زمین پر بٹھایا۔۔

دیکھنا جتنا آپ ابھی ضد کر رہے ہو نا مالش کروں گی نا سکون آجائے گا پھر آپ میرا شکریہ ادا کرو گے دیکھنا۔۔ آہستہ آہستہ اس کے سارے کی مالش کرنے لگی جبکہ آئیدن کو واقعی ہی سر کی مالش سے بہت ہی آرام مل رہا تھا۔۔۔۔۔۔

تمہارے ہاتھ میں کیا جادو ہے نمیرہ واقعی میرے سر کو سکون مل رہا ہے مجھے نیند بھی آرہی ہے۔۔۔۔

کوئی نہیں سونا ہم باہر جارہے ہیں گھومنے پھرنے اتنی دیر ہوگئی ہے میں کہیں باہر ہی نہیں گئی۔ صبح ٹائم ڈیوٹی پر چلے جاتے تھے رات کو گیارہ بجے گھر آتے اور کبھی تو پوری رات ہی گھر نہیں آتے تھے۔۔ اس کے سر کی مزید مالش کرتے ہوئے نمیرہ نے کہا تو آئیدن نے نمیرہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

نہیں تم نے میرے سر کے مالش کردی اتنا ہی بہت ہے میں باہر نہیں جاؤں گا۔ میں باہر جاؤں گا لوگ مجھے دیکھیں گے پھر سے وہی بکواس سننے کا میرا ذرا بھی موڈ نہیں ہے۔ میں گنہگار نہیں ہوں پھر بھی مجھے ان نظروں سے دیکھا جاتا ہے جیسے ایک گناہ کبیرہ کرنے والے گنہگار کو دیکھا جاتا ہے۔۔

آپ پاگل ہو گئے ہو۔ ان لوگوں کا تو کام ہے دیکھنا کہنا لیکن جو ہم ہیں وہ ہمیں پتہ ہے نا، کیا آپ لوگوں کی باتوں کی وجہ سے حویلی سے باہر جانا چھوڑ دو گے ان کا تو کام ہے منہ کھولنا۔۔ نمیرہ نے آئیدن کے بالوں میں اپنا ہاتھ چلاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا وہ ڈانٹنا چاہتی تھی لیکن پھر بھی اس کا لہجے میں پیار سمایا تھا۔۔۔۔۔۔

میں نہیں چاہتا میرے ہاتھ چلے ان لوگوں پر جو ہر وقت منہ ہوتے رہتے ہیں مجھ میں اب ذرا بھی برداشت نہیں ہے لوگوں کی بکواس سننے کی۔۔

اور میں باہر نہیں بنے گا میرا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔

میں بھی دیکھتی ہوں آپ میرے ساتھ کیسے باہر نہیں جاتے ہو ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل سے کنگھی پکڑتے ہوئے اس نے آئیدن کے بالوں کی کنگھی کرنا شروع کر دی۔۔

اب ٹھیک ہے اس کے بارے کو کنگھی کر کے وہ خوش ہو کے بولی تھی۔۔

نہیں نمیرا میرا نہیں دل کر رہا باہر جانے کو تم کیوں نہیں سمجھ۔۔۔

آئیدن نے منع کرنا چاہا جب نمیرہ نے گھور کر آئیدن کی جانب دیکھا۔۔

میں آپ کو کہہ رہی ہوں نا کہ مجھے جانا ہے تو بس جانا ہے کیا آپ اپنی بیوی اتنی سی فرمائش پوری نہیں کر سکتے۔۔ نمیرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو آئیدن نے غور کر نمیرہ کی طرف دیکھا۔۔

ہاں ہاں اب تمھارا ڈرامے بازی شروع ہو جائے گی۔۔۔۔۔

ہاں تو آپ کے سر کی مالش اس لیے میں نے کی ہے کہ آپ ٹھیک محسوس کرو اور میرے ساتھ باہر جائے۔۔

ٹھیک ہے اب تم نے میرے لیے اتنا کچھ کیا ہے تو میں بھی تمہارے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں آئیدن کا بالکل بھی دل نہیں تھا باہر جانے کو لیکن وہ نمیرہ کو منع نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اپنی پریشانی میں نمیرا کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا نمیرہ اٹھ کے تیار ہونے لگی ہوں تو آئیدن بھی چینج کیا اور باہر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔۔۔۔۔۔

نمیرہ نے بڑی سی چادر لی، پورچ میں پہنچے کار میں بیٹھتے وہ حویلی سے نکل گئی۔۔۔

جانا کہاں ہے ویسے آئیدن نے نمیرہ سے کہا تو اس نے سامنے تھوڑی دور پارک تھا وہاں اشارہ کیا۔۔۔ اس نے کار روک دی اور اپنی متاعِ جاں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے پیدل ہی پارک کی جانب چل پڑا۔۔۔۔۔

آپ کو پتا ہے آئیدن آپ کے ساتھ جب بھی میں باہر اتی ہوں نا مجھے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے میں جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کروں کہ اللہ نے آپ کو میرا ہمسفر بنایا ہے ائدن کا ہاتھ پکڑتے ہوئے نمیرہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا تب تک وہ پارک بھی پہنچ چکے تھے اور ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ ائیدن کچھ کہتا دو سے تین لوگ اس کے پاس آئے جو وہاں کے ہی رہنے والے تھے۔۔۔۔۔۔

ہم نے نیوز میں سنا ہے ایس ایس پی کہ آپ نے ڈرگ سمگلنگ کرنے کی کوشش کی ہے آپ کی نوکری چلی گئی ہے کیا یہ سچ ہے کیا آپ واقعی ڈرگ سمگلنگ کرتے ہو ایک ادمی نے آئیدن کی جانب دیکھ کر کہا جب کہ آئیدن نے اپنی پیشانی مسلی اس کی پیشانی اور ہاتھوں کی رگیں ابھرنا شروع ہو چکی تھی۔۔

ہاں ہاں یہ بات سچ ہی ہوگی تبھی تو نیوز میں دکھائی گئی ہے تبھی تو ان کی نوکری چلی گئی ہے دوسرا آدمی بھی باتیں کرنے لگا تو تیسرا ادمی اس کی بات سن کر ہنسنے لگا ان کی باتیں سنتے آئیدن کے سر میں مزید درد شروع ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت مشکل سے خود پر قابو کر رہا تھا۔۔ وہ آدمی کافی زیادہ عمر کے تھے۔۔

ایکسکیوزمی انکل وہ کیا ہے نا آپ کی اتنی عمر نہیں ہے کہ اپ کسی کے بھی بارے میں ایسی باتیں کر سکیں اپنے گھر اور اپنی زندگی میں توجہ دے ناکہ دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی کریں اور ویسے بھی آپ ہوتے کون ہیں میرے شوہر کے بارے میں ایسا کہنے والے میں جانتی ہوں کہ میرے شوہر کیسے ہیں تو بہتر ہے اپ اپنی زبان کو قابو میں رکھ کر استعمال کریں نمیرہ انتہائی پیار بھرے لہجے میں بولی تھی اتنی اچھی عزت افزائی ہونے پر ان آدمیوں کے منہ بند ہوئے تھے۔۔

لیکن ہم نے تو جو سنا تھا ہم وہیں کہہ رہے ہیں نیوز والے اور پولیس والے جھوٹ تو نہیں بولتے دوسرے آدمی نے بھی نبیرہ کو چپ کروانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔

وہ پولیس والے اور اپ لوگ کانوں کے کچے ہوتے ہو نا اس نے کسی کی بات پر بھی یقین کر لیتے ہوں ابھی تک کوئی بھی ثبوت حاصل نہیں ہوا کہ میرے شوہر نے وہ ڈرگس سمگلنگ کیے تھے جب ثبوت حاصل ہو گیا تب اپنا منہ کھولیے گا اگر ابھی آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا میرے شوہر کو سوال کرنے کا اور ابھی میں اپنے شوہر کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے آئی ہوں تو آپ لوگ جا سکتے ہیں میں آپ لوگوں کی وجہ سے اپنے شوہر کے ساتھ اتنے اچھے پل خراب نہیں کرنا چاہتی ہوں سو لیو۔۔ نمیرہ نے غصے سے کہا تو تینوں آدمی نمیرہ کو غصہ دیکھ کر چلے گئے جبکہ آئیدن نمیرہ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نا نمیرہ کہ مجھے باہر نہیں جانا۔ مجھے پتہ تھا یہیں باتیں ہوں گی۔۔۔

اگر وہ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں تو تم دوٹک جواب دیا کرو نا تم پہلا تو ایسے نہیں ہوا کرتے تھے لیکن خیر تمہاری بیوی تمہارے ساتھ ہے نا دیکھا کیسے منٹوں میں چپ کروا دیا انہیں تم کیوں پریشان ہوتے ہو میں ہوں نا نمیرہ نے پبلک پلیس میں ہی سب کے سامنے آئیدن کے پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا، آئیدن ادھر ادھر دیکھنے لگا کسی نے دیکھا تو نہیں جبکہ اسے لڑکیوں کو ذرا شرماتے ہوئے دیکھ کر نمیرہ کو ہنسی آئی۔۔۔۔۔ کسی نے نہیں دیکھا سب اپنے اپنے کام میں بزی ہیں۔۔ کچھ ہی لوگ ہوتے ہیں دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی کرتے ہیں۔۔۔۔ جو کچھ زندگی میں ہو گیا ہے ہمت ختم ہو رہی ہے مجھ میں۔۔ آئیدن نے دل میں سوچا۔۔

وہ لڑکی دیکھو کتنی خوبصورت ہے آئیدن کے کانوں کے ساتھ جیسے ہی یہ آواز ٹکرائی اس نے رخ دائیں جانب کرتے دیکھا کچھ لڑکے نمیرہ کی جانب دیکھتے کمینگی سے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجا گئے تھے۔۔۔

آئیدن بینچ سے اٹھا اوران لڑکوں کی جانب جاتے ایک ساتھ کئی مکے اس لڑکے کے چہرے پر اس نے مارے تھے پیچھے سے دوسرا لڑکا اسے پکڑنے لگا تو اس نے اس کے پیٹ میں ٹانگ مارتے دونوں کا سر انتہائی زور سے ایک دوسرے کے ساتھ مارا تھا۔۔

خبیث انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کی طرف دیکھنے کی۔۔

آئیدن نے ان دونوں کو مار مار کر ان کا برا حشر کر دیا نمیرہ اسے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ آئیدن کے سر پر خون سوار تھا وہ جیسے اپنا تمام غصہ ان دونوں لڑکوں پر نکال رہا تھا۔۔

میری بیوی ہے میری عزت ہے آئیدن نے ان دونوں کے چہرے پر مکا مارا، ان کے رخسار سے خون بہہ رہا تھا پیشانی، ناک، چہرے کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں سے خون نہ نکل رہا ہو۔۔ لوگ ارد گرد اکٹھے ہو چکے تھے۔۔ اور ایک دوسرے کے کان میں باتیں کر رہے تھے یہ تو سسپینڈ ایس ایس پی ہے۔۔

آئیدن چھوڑ دے انہیں۔۔ نمیرہ نے بامشکل اسے ان لڑکوں سے دور کیا جو تقریباً بے ہوشی کی حالت میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔۔

چلو یہاں سے آئیدن ان لوگوں کے لفظوں کو نظر انداز کیے اس کا ہاتھ پکڑے پارک سے باہر نکل گیا۔۔

دالہام ڈیڑے پر بیٹھا تھا رات ہو چکی تھی اسے کچھ معاملات نپٹانے تھے وہ جانتا تھا کہ اس کی پری اس سے ناراض ہوگی لیکن وہ پھر بھی حویلی نہ گیا اور وہیں بیٹھ کر کام کرتا رہا جب ایک عورت اس کے پاس آئی تھی۔۔

سردار مجھے مدد چاہیے؟ دالہام نے سرسری سا اس کی جانب دیکھتے ہاں میں سر ہلایا اور دوبارہ پھر ڈائری کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔

میں کلام میں نئی آئی ہوں میرے پاس رہنے کے لیے کوئی گھر نہیں ہے میں سڑک پر رہتی ہوں اور آوارہ لڑکے مجھے تنگ کرتے ہیں، آپ کی بہت مہربانی ہوگی میری مدد کریں عورت روتے ہوئے بول رہی تھی

اس نے بڑی سی چادر سے اپنا چہرہ اور وجود ڈھکا ہوا تھا۔۔

ٹھیک ہے کل تک انتظام ہو جائے گا دالہام کا لہجہ سخت تھا جب بھی کوئی عورت اس کے پاس آتی تو اس کا لہجہ سخت ہوتا تھا اس نے کبھی نرمی اختیار نہیں کی تھی۔۔ وہ عورت اس کی خوبصورتی دیکھتی رہ گئی سیاہ

چادر کندھوں پر ڈالے، سیاہ شلوار قمیض، ساتھ ہم رنگ پشاوری چپل پہنے ہوئے وہ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا وہ عورت اس پر سے اپنی نظریں ہٹانا بھول گئی۔۔

شاید ہی اس نے آج تک اس قدر خوبصورت مرد دیکھا تھا اس کی نظر اس کی بالوں پر گئی جو بار بار اس کی پیشانی پر آ رہے تھے وہ ہاتھ سے انہیں پیچھے کرتا اگلے لمحے وہ پھر پیشانی پر آتے۔ اس کی سبز آنکھیں، گھنی پلکیں۔۔ واللہ کیا خوبصورتی تھی اس کی۔۔

شکریہ سردار! وہ کہہ کر مڑنے لگی جب جان بوجھ کر اس نے اپنا پاؤں ٹیرا کیا سردار جو کہ چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا وہ اس کے اوپر گری تھی۔۔ اس عورت کے ہاتھ دالہام کے سینے پر تھے چہرہ اس کے بے انتہا قریب تھا۔۔

سردار ڈائری سائیڈ پر پھینکتے فوراً کھڑا ہوا اس کا چہرہ ایک لمحے میں ہی پسینے سے بھیگ گیا تھا۔۔

وہ عورت اپنی چادر درست کرتی کھڑی ہوئی۔۔

جاؤ یہاں سے !دالہام غصے سے بلند آواز میں بولا تھا وہ عورت سر جھکا کر وہاں سے چلی گئی۔۔ سردار نے اپنی چادر سے اپنا پسینے سے بھیگا ہوا چہرہ صاف کیا اس کا جسم جیسے کھولتے ہوئے لاوے میں جلس رہا تھا۔۔

پاگل عورت غصے سے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ کمرے میں گیا جگ پکڑ کے گلاس میں پانی ڈالتے ایک سانس میں اپنے حلق میں انڈیل گیا۔۔ اپنے سینے پر ہاتھ مارتے وہ اپنی قمیض جھاڑنے لگا جہاں اس عورت کے ہاتھ لگے تھے۔۔

پری !یکدم اس کے ذہن میں اپنی چھوٹی سی بیوی کا خیال آیا جو اس کا انتظار کر رہی تھی کلائی پر بندی گھڑی پر ٹائم دیکھا جو رات کے گیارہ بجا

رہی تھی۔۔اسے ابھی کچھ معاملات نپٹانے تھے جنہیں نپٹائے بغیر وہ واپس حویلی نہیں جا سکتا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاور ہادی کے کمرے کے پاس گزر رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ وہ اپنے بازو پر انجیکشن لگا رہا ہے اسے حیرت ہوئی تھی اسے انجیکشن لگاتے دیکھ کر۔۔جبکہ ہادی انجیکشن لگاتے ہی مدہوشی والے انداز میں بیڈ پر لیٹا۔۔

یاور اسے نظر انداز کرتے چلا گیا۔۔

یاور پوری رات مردان کھانے رہا تھا۔۔وہ دالہام کا مردان خانے میں انتظار کر رہا تھا، اضطراب کی کیفیت میں وہ چکر کاٹتے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔۔پیشانی پر بے شمار بل تھے۔۔۔

دالہام صبح کے سات بجے حویلی میں داخل ہوا تھا۔یاور نے گارڈز سے کہا تھا جیسے ہی دالہام حویلی میں آئے تو اسے مردان خانے بھیج دینا۔۔

سردار آپ کا یاور صاحب مردان خانے انتظار کر رہے ہیں۔۔ دالہام جو اندر جا رہا تھا اس نے اپنا رخ مردان خانے کی طرف کیا۔۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا یاور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔

خیریت ہے؟ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس نے انجان بنتے پوچھا۔۔

کسی نے خلع نامہ بھجوایا ہے راعنین نے نام سے! وہ دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف کرتے دائیں ہاتھ کی کلائی بائیں ہاتھ سے سختی سے پکڑا گیا۔۔۔

ہمممم !

ہمممم! کیا دالہام مجھے پانچ منٹ کے اندر بتاؤ کے لفافہ وہ حویلی کے اندر کون دے کر گیا ہے۔۔ یاور نے اس کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔

جب تم اپنی بیوی کے ساتھ تعلق ٹھیک ہی نہیں کر پا رہے تو چھوڑ دو اسے، وہ بھی سکون میں آجائے گی اور تم بھی۔۔ دالہام ہر چیز سے بے

نیاز ہو کر صوفے پر بیٹھا۔۔یاور اس کا گریبان پکڑنے لگا جب دالہام نے اس کے ہاتھ پکڑے۔۔

ہاتھوں کو قابو میں رکھو یاور مرزا۔۔

تم ہوتے کون ہو ہم دونوں کے معاملے میں بولنے والے۔۔

ہاں تو صحیح کہا ہے آزاد کرو اسے، کونسا وہ خوش ہے تمہارے ساتھ۔۔۔

دالہام نے اسے دور جھٹکا۔۔

دالہام خانزادہ اپنی زبان کو لگام دو جان سے مار دو گا تمہیں میں۔۔یاور کا چہرا مکمل طور پر سرخ ہو چکا تھا خون رسنا باقی تھا۔۔۔

یاور وہاں سے جانے لگا، دالہام کے لفظوں نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔۔

ضرورت نہیں ہے سکیورٹی روم میں جانے کی میں جانتا ہوں کس نے خلع کے پیپرز بھجوائے تھے۔۔یاور جھٹکے سے مڑا تھا چہرے پر وحشت ناک تاثرات تھے۔۔وہ دالہام کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔۔

کس نے بھجوائے ہے؟

سردار دالہام خانزادہ!دالہام نے پر سکون انداز میں کہا۔۔یاور کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھیں۔۔

تم نے؟وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیوں میں نہیں بھجوا سکتا؟دالہام کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔

میں جان لے لوگا تمہاری دالہام، تمہاری ہمت کیسے ہوئی خلع کے پیپرز بنوانے کی، میری بیوی کو مجھ سے جدا کرنے کی۔۔

ایسے ہوئی ہمت، ایسے کیا!یاور اس کی جانب بڑھنے لگا تھا جب دالہام نے شعلے برساتی نظروں سے اسے گھورا۔۔دالہام نے صاف کاغذ پکڑ کر

اس کے اوپر کمینہ، حرامی لکھ کر پاس پڑے لفافے کے اندر ڈال کر بند کرتے یاور کے سامنے رکھا۔۔

دالہام خانزادہ! یاور نے بلند آواز میں اسے پکارتے اس کا گریبان پکڑا۔۔ دالہام نے اس کے چہرے پر مکا مارا۔۔

مرد جو سب مردان خانے کی طرف آرہے تھے ان کی آوازیں سن کر ان کے قدم تیز ہوئے تھے۔۔ وہ اندر داخل ہوئے تو ان دونوں کو بمشکل دور کیا۔۔

پاگل ہو گئے ہو تم دونوں؟ سفیان خان غصے سے بولے تھے۔۔

سنبھالے اپنے بھتیجے دوسروں کی شادیاں تڑواتا پھر رہا ہے یاور کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔۔ سب کی نظریں دالہام کی جانب ہوئی تھی۔۔

کس کی شادی تڑوائی ہے ؟ سفیان حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھتے پوچھ رہے تھے۔۔ ان کے وہم گماں میں بھی نہیں تھا دالہام اس طرح کا کام کرے گا۔۔

بڑے بابا وہ کیا ہے نہ اس کی عقل گھٹنوں میں چلی گئی ہے خلع نامہ دیکھا ہے تو ہوش آئی ہے کہ اس کی بیوی بھی انسان ہے۔۔ دالہام سرد ڈھیٹ بنا جواب دے رہا تھا۔۔ وہ لاپرواہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہوئی تھی خلع نامہ بنوانے کی۔۔ سفیان خان اس کی سامنے کھڑے تھے۔۔

بتایا تو ہے آپ کو ابھی کیا تکلیف ہوئی ہے۔۔

سر داریہ پارسل آیا ہے !گارڈ مردان خانے داخل ہوا اس نے دالہام کے سامنے ایک لفافہ کیا۔۔ جلدی سے وہ صافہ کھولا تو اس کے اندر کچھ

تصاویر تھی سب مرد سردار کے پاس کھڑے تھے تصویریں دیکھ کر سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئی۔۔

دالہام یہ سب کیا ہے؟ سفیان خان اسے کسی عورت کی ایک قریب دیکھ کر غصے سے اسے استفار کرر ہے تھے۔۔ دالہام کٹ لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی وہ کل رات کی تصاویر تھی جب وہ عورت اس کے اوپر گئی تھی۔۔

دالہام تم نے کہا تھا تم مرنا پسند کرو گے لیکن دغا دینا نہیں۔۔ یاور کا دل چاہ رہا تھا اس کی جان لے لیں جو اس کی بہن کی زندگی خراب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

پچھلی مرتبہ بھی تصاویر میں نے دیکھی تھی تمہیں کہا تو تم نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کیا اور اب پھر یہ تصاویر۔۔ کتنی مرتبہ تم نے جھٹلاؤ گے، میں نے تمہیں اسی عورت کے قریب دیکھا تھا اس دن ڈیرے کے

پاس، طرسم تم سے ناراض ہوتی ہے کہ تم راتوں کو گھر نہیں آتے تو کیا اسی کے ساتھ۔۔ دالہام نے کھڑے ہوتے ایک زوردار مکا یاور کے چہرے پر مارا تھا اس کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے۔۔

کیوں اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتے ہو تم! دالہام نے اس کی گردن پکڑی آئیدن اور صارم نے مشکل اسے کھینچ کر پیچھے کیا ہے۔۔ یاور اس کی جانب بڑھنے لگا جب شہریار اور ہادی نے اسے پکڑا۔۔ سفیان خان اور وریام ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔

یہ سب ابراہم کا کیا دھڑا ہے، کل رات یہ عورت میرے پاس آئی تھی کہ وہ دربدر بھٹک رہی ہے اسے مدد چاہیے اور اچانک وہ میرے اوپر گری اور کسی نے تصاویر کھینچی۔۔۔

اس دن کی تصاویر کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا جب عورت تمہارے قریب تھی۔۔ یاور ان سب کو پیچھے کرتے چلایا تھا۔۔

میرے خیال سے اتنے چھوٹے تم بچے نہیں ہو کہ تمہیں پتہ نہ ہو آج کل کس طرح نکلی تصویریں بنائی جا رہی ہیں۔۔ دالہام نے آئیدن اور صارم کو خود سے پیچھے کیا۔۔

ٹھیک ہے تصاویر کا میں مان لیتا ہوں وہ عورت ڈیرے کے۔۔۔۔چہرہ دیکھا تھا تم نے میرا۔۔۔اس کی بات کاٹتے سردار دہارا تھا دونوں کے چہرے غصے سے حد سے زیادہ سرخ ہو چکے تھے۔۔ آئیدن، وریام، صارم، شہریار، ہادی تمام مرد چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہیں ان دونوں کی باتیں سن کر حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہے تھے اسی پل یعقوب مردان خانے داخل ہوا۔۔

نہیں!۔۔

تو تم کیسے کہہ سکتے ہو وہ میں تھا۔۔ دالہام کا دل تو کیا اس جذباتی چہرے پر رکھ کر تین چار تھپڑ مارے۔۔

دالہام مجھے تصویریں ملی تھی کیا وہ ابراہم کی بھیجی ہوئی تھی۔۔ صارم کی بات پر جھٹکے سے رخ موڑتے سردار نے اس کی جانب دیکھا۔۔

کیا بولے جا رہے ہو تم سب مجھے بتانے کی زحمت کرو گے۔۔ سفیان خان بلند آواز میں بولے تھے وہ سب آپس میں ہی جھگڑنا ہی شروع ہو چکے تھے۔۔

کونسی تصاویر تمہیں ملی ہے؟ دالہام کا رخ اب صارم کی طرف تھا۔۔

جیسی تصاویر ابھی ہیں۔ اسی لڑکی کے ساتھ تمہاری تصاویر تھی۔۔

سفیان خان نے سائیڈ پر پڑا ڈنڈا اٹھا کر صارم کی کمر پر مارا۔۔

جو بکواس کرنی ہے پہلے مجھے بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے۔۔ سفیان خان نے اس قدر زور سے ڈنڈا اس کی کمر پر مارا تھا کہ وہ بیچارا اپنی کمر سہلاتا رہ گیا۔۔

بابا یہاں اتنی سیریس بات ہو رہی ہے آپ کو ڈنڈے مارنے کی پڑی ہوئی ہے۔۔ صارم نے اپنے باپ کے ہاتھ سے ڈنڈا پکڑا۔۔

اپنے بھتیجے کی طرح نشہ کر کے تو نہیں بیٹھے تھے جو خلع کے پیپرز بنوا لیے تم نے۔۔ یاور کی بات پر ہادی کا رنگ اڑا تھا۔۔

کون نشہ کرتا ہے؟ صارم اور دالہام ایک ساتھ بولے۔۔

ہادی خانزادہ! میں نے اسے انجیکشن لگاتے ہوئے دیکھا ہے جیسے نشئی لوگ بیڈ پر نہیں گرتے اس انداز میں یہ بیڈ پر گرا تھا۔ حالت نہیں نظر آ رہی ہے تم سب کو اس کی۔۔ صارم کا چہرہ یک دم غصے سے سرخ ہوا تھا آنکھوں میں گلابی پن شامل ہوا ہاتھوں کی رگیں ابھری تھی وہیں دالہام کی حالت کچھ مختلف نہ تھی۔۔

لالا میں نے بھی اسے دیکھا انجیکشن لگاتے ہوئے ایک مرتبہ میں نے پوچھا تو آگے سے اس نے مجھ سے بدتمیزی کی تھی کہتا ہے آپ سے مطلب! شہریار بھی بول پڑا اسے ہادی کا لہجہ بہت برا لگا تھا جب اس نے بدتمیزی کی تھی۔۔

ہادی !صارم نے کا چہرہ اب زرد ہو رہا تھا جیسے جسم میں خون کا ایک قطرہ نہ رہا ہو۔ ۔اس کی تربیت ایسی تو نہیں تھی کہ اس کا بیٹا نشہ کرنے لگتا۔ ۔

تم نشہ کرتے ہو؟ دالہام ہادی کا بازو سختی سے پکڑ کر چلایا تھا۔ ۔

چاچو میں !

میں کیا ہادی !دالہام نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔ ۔

دوسرا تھپڑ اسے اس کے باپ سے پڑا اس کے ہونٹوں کے دونوں کناروں سے خون نکلنے لگا۔ ۔

سفیان خان کا سر چکرانا شروع ہو گیا ان سب کی باتیں سن کر آج سے پہلے وہ کبھی اس طرح ایک دوسرے سے الجھے نہ تھے۔ ۔

میں نے یہ سوچ کر اپنی بہن کو تمہارے حوالے کیا تھا کہ تم اس کا دھیان رکھو گے نہ کہ اس کی زندگی برباد کر کے رکھ دو گے۔ ۔جان سے مار ڈالوں

گا تمہیں میں۔۔ دالہام نے اس کا گریبان پکڑ کر چہرے پر ایک اور تھپڑ مارا اس کے دونوں رخسار پر انگلیوں کے نشان چھپ چکے تھے۔۔

لالازرہ اپنے دوسرے بہنوئی کی طرف بھی دھیان دیں جس کے کمرے سے مجھے ڈرگز ملے تھے۔۔ وریام نے آنکھیں پھاڑ آئیدن کو دیکھا جبکہ وہ جب اس کے کمرے میں دیکھنے آیا تھا وہاں تو کوئی ڈرگز نہیں تھے۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا آئیدن، گھر رہ کر پاگل ہو گئے ہو تم میں کیوں ڈرگز لینے لگا۔۔ وریام کا رنگ اڑا تھا اس کی بات سن کر۔۔ وہی دالہام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہر چیز حد سے زیادہ الجھ چکی تھی کہیں نہ کہیں ابراہم کامیاب ہوا تھا اپنی چال چلنے میں۔۔

خاموش ہو جاؤ سب! دالہام کی بلند آواز مردان خانے میں گونجی وہ جو سب واپس میں بحث کر رہے تھے سب ہی خاموش ہوئے تھے۔۔

سکون سے بیٹھ جاؤ سب !جس کے دماغ میں کوئی بھی الٹی سیدھی بات ہے یا کچھ بھی ہوا ہے وہ بتائیں یوں جھگڑنے سے مسئلے کا حل نہیں نکلنا۔۔ دالہام کے بعد سفیان خان بولے تھے سب صوفے پر بیٹھ گئے ہادی بیٹھنے لگا تو دالہام نے اس کی ٹانگ پر پاؤں مارا وہ کراہتے ہوئے اپنے تھائی پر ہاتھ رکھ کر کھڑا رہا۔۔

پہلے تم بتاؤ تم نے یاور کے ساتھ یہ سب کیوں کیا ہے۔۔

میں جانتا ہوں میرا انداز غلط تھا میں نے کچھ زیادہ ہی پرسنل دخل اندازی کر دی ان دونوں رشتے میں، لیکن ایک فائدہ ہوا ہے کہ اس نے ہوش کے ناخن لیے ہیں اور میرے خیال سے اب انسانوں کی طرح زندگی گزارے گا اپنی بیوی کے ساتھ۔۔ نہ کہ اپنے باپ کی طرح بن کر اپنی بیوی کو پوری زندگی اذیت میں رکھے گا۔۔ یاور نے آنکھیں گھمائی تھی

چاہے اس نے سب کچھ ٹھیک کرنے کی خاطر یہ کیا تھا اسے سردار کا یہ انداز بالکل بھی اچھا نہ لگا تھا۔۔

بہت اچھا کام کیا ہے تم نے خلع کے پیپر بھجوا کے دل تو کر رہا ہے دالہام تمہارے چہرے پر میں ایک تھپڑ ماروں۔۔ دالہام سکون سے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔

ابراہم سب کو علیحدہ کرنے کے لیے چال چل رہا تھا کیونکہ اگر ہم میں سے کوئی ایک کمزور پڑتا تو دوسرا آگے آجاتا تھا وہ ہم سب کو علیحدہ کرنا چاہتا تھا اور سب سے زیادہ تکلیف اسے اس بات کی ہوئی تھی کہ یاور اب ہمارے ساتھ شامل ہوا ہے اور لوسیفر میرے ساتھ شامل ہے۔۔ یہ سب اس کی چالیں تھی جو کچھ بھی تم سب نے دیکھا وہ سب ابراہم کا کیا دھرا تھا وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے سن رہے تھے۔۔

یاور تم نے، مجھے نہیں پتا کس کے ساتھ اس عورت کو دیکھا ہے وہ میں نہیں تھا اور دوسری جو تصویریں تم نے اور صارم نے دیکھی ہے وہ نقلی تصویریں ہیں۔۔ اور آئیدن وریام ڈرگز نہیں لیتا وہ رکھوائے گئے تھے۔۔ جو آدمی تمہارے پاس آیا تھا اور تمہیں شہریار کے متعلق بتایا وہ ابراہم کا بھیجا ہوا تھا تاکہ تم دونوں دوستوں میں دراڑ پڑے کیونکہ لوسیفر کو توڑنے کا آسان طریقہ تم سے علیحدگی تھی۔۔ آئیدن کی کار میں ڈرگز ابراہم نے رکھے تھے، بے فکر ہو جاؤ آئیدن بہت جلد تمہیں ایس ایس پی آئیدن احزان پھر سے پکارا جائے گا۔۔ میرے خیال سے سب کو اپنے اپنے سوالوں کا جواب مل چکا ہوگا۔۔ سب لبوں پر ہاتھ جمائے بیٹھے حیرت میں مبتلا تھے نظریں کسی کی سردار پر تھی اور کوئی سوچوں میں گم تھا۔۔

آئیدن کے لبوں پر کھوکھلی مسکراہٹ آئی تھی نوکری تو پھر آ سکتی تھی لیکن جو تکلیف اسے اس کے دوست کی طرف سے ملی تھی وہ نہ جانے کب بھرنی تھی اگر اس سب میں کسی کا سب سے زیادہ نقصان ہوا تھا تو وہ آئیدن تھا۔۔ شہریار نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو آئیدن نے بدلے میں کوئی رد عمل یا تاثر ظاہر نہیں کیا تھا۔۔

لالا ہادی کا کیا معاملہ ہے، ہمارے درمیان جو دراڑیں پڑی، جو کچھ بھی ہوا وہ ابراہم کا کیا تھا جبکہ میں نے اوریاور نے اسے انجیکشن لگاتے خود دیکھا ہے۔۔ شہریار کی بات پر سردار کا رخ ہادی جانب ہوا۔۔

میں نشے کے انجیکشن نہیں لیتا بلکہ میرے پٹھوں میں کھنچاؤ ہے. جس کے انجکشن مجھے دو ماہ لگانے ہیں۔ اب آپ سب پوچھیں گے میں نے بتایا کیوں نہیں آگے ہی اتنی پریشانیاں حویلی میں چل رہی تھی اپنی نئی مصیبت میں اندر ڈال کر بیٹھ جاتا ہے۔۔ اللہ پوچھے آپ سب سے! تھپڑ

مار مار کر میرا منہ لال کر دیا ہے اب جب میری بیوی پوچھے گی ناجواب دیتے رہنا آپ دونوں ۔ میں اسے کہوں گا کہ تمہارے سسر نے اور تمہارے ان لاڈلے لالا نے میرا منہ لال کیا ہے ۔ ۔ ہادی اپنے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھ کر بول رہا تھا اس بیچارے کو فری میں مار پڑی تھی ۔ ۔

ادھر آؤ میرے پاس صارم نے نہایت پیار سے اسے اپنے پاس بلایا ۔ ہادی کو اپنے باپ کا پیار راس نہیں آیا تھا اس نے آنکھیں پھیلا کر اپنے باپ کو دیکھا مرتا کیا نہ کرتا بیچارا اپنے باپ اور چاچو کے درمیان جا کر بیٹھ گیا ۔ ۔

دالہام اور صارم نے ایک ساتھ کئی تھپڑ اور مکے اس کے اس کی کمر اور گردن پر مارے تھے ۔ ۔

آہمممہ اس کی بلند چیخ مردان خانے میں گونجی تھی ۔ ۔

پٹھوں کا درد ٹھیک ہوا ۔ ۔

ماماجی!وہ بیچارا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا اس کا سر چکرانا شروع ہو گیا تھا۔۔
میری عمر 42 سال ہو گئی ہے آج تک مجھے پٹھوں کا درد نہیں ہوا تمہیں 22 سال کی عمر میں پٹھوں کا درد شروع ہو گیا۔۔ صارم نے ایک اور تھپڑ اس کی گردن پر مارا تھا۔۔ ہادی جس کا جسم پہلے ہی درد سے ٹوٹ رہا تھا اتنی مار کھا کے اسے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اگلے لمحے ہی وہ بے ہوش ہو جائے گا۔۔ وہ گھٹنوں میں چہرہ دے کر بیٹھ گیا اسے بے انتہا درد محسوس ہو رہی تھی۔۔

میرے خیال سے اب انجیکشن لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اگر پڑے گی تو سیدھی طرح منہ سے پھوٹو گے کہ مجھے درد ہے اور میں انجیکشن لگانے لگا ہوں۔۔ دالہام نے اسے گردن سے پکڑ کر سیدھا کر کے بٹھایا تھا جو اپنے گھٹنوں میں چہرہ دے گیا تھا۔۔ یعقوب نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی اس بیچارے کی بہت بری درگت بنی تھی۔۔

ہادی نے ہاتھوں کی سختی سے مٹھی بنائی اور دانتوں کو اپس میں پیوست کیا۔۔ اگر صارم اس کا باپ اور دالہام اس کا چاچو نہ ہوتا تو اس نے اپنی زبان اور ہاتھوں پر ہوئی کھجلی مٹا لینی تھی۔۔

لیکن یہ سب کر کون رہا تھا یعنی کہ حویلی میں داخل ہو کر تمہارے بھائی کی کار میں ڈرگز رکھنا، وریام کے کمرے میں ڈرگز کا ہونا، تصاویر حویلی میں پہنچنا یہ سب کس کے کارنامے ہیں۔۔ یاور سینے پر ہاتھ باندھے بیٹھا خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھتے پوچھ رہا تھا۔۔

یہ کوئی اپنوں میں سے ہی ہے کیونکہ کسی غیر کو اتنی کمزوریوں کا پتہ نہیں ہوتا۔۔ سفیان خان سب مردوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

- - - - - - - - - - - - - - -

دالہام نے یعقوب کی جانب دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔ لب ہلکے سے کپکپا رہے تھے جیسے وہ بولنا چاہتا تھا۔۔

میں نے کیا ہے، میں شامل تھا ابراہم کے ساتھ۔۔ سر جھکائے نظریں نیچے کیے وہ بولا تھا۔۔

سفیان خان، یاور، ہر مرد نفی میں سر ہلا رہا تھا وہ دالہام کا وفادار تھا 20 سال سے، وہ کیسے اس کے ساتھ دغا کر سکتا تھا۔۔

کیوں تم نے ابراہم کا ساتھ دیا؟ سفیان خان نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی تھی۔۔۔ یعقوب نے نظریں اٹھا کر دالہام کو دیکھا جیسے وہ ان سب کا جواب نہیں دے سکتا تھا شاید اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے یعقوب ؟ سفیان خان دہارے تھے سب مرد حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے یقین کرنا نا ممکن تھا کہ جوان کے ساتھ ان کا بھائی بن کے رہتا تھا اسی نے یہ کام کیا ہے۔۔ بڑے بابا اس نے غلطی کی ہے لیکن جو جواز ہے اس کے پاس وہ غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔۔ یعقوب کے دوبارہ سر جھکانے پر سردار بولا تھا۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا بتانا پسند کرو گے ؟ سفیان خان کا رخ سردار کی جانب ہوا تھا سب جاننا چاہتے تھے کہ آخر یعقوب نے یہ سب کیوں کیا۔۔

LRI

سردار طرسم کو کمرے میں چھوڑنے کے بعد مردان کھانے بیٹھا ہوا تھا ذہن میں صرف یہی خیال گردش کر رہا تھا کہ ابراہم کو کیسے پتہ چلا وہ حویلی

سے باہر نکلی ہے۔۔اس کا ذہن بھٹک کر چند افراد کی جانب گیا تھا لیکن وہ پھر نفی میں سر ہلا کر ان خیالات کو جھٹکنے لگا۔۔اور کچھ دن بعد آئیدن کا جب معاملہ ہوا وہ دوبارہ مردان خانے بیٹھا رہے گا۔۔دالہام نے پہلے کیمرے چیک کیے ریکارڈنگ میسنگ تھی وہ پورچ میں گیا جہاں آئیدن کی کار کھڑی ہوتی تھی وہاں کھڑے ہو کر غور سے زمین کو دیکھنے لگا سائیڈ پر پاؤڈر گرا نظر آیا تھا اس پاؤڈر کے ساتھ ہی انگوٹھی پڑی ہوئی تھی جو کہ یعقوب کے ہاتھوں میں ہوتی تھی چاندی کی انگوٹھی جس کے اندر نیلے رنگ کا موتی لگا تھا۔۔دالہام نے وہ انگوٹھی اٹھالی شک اس کا یعقوب کی جانب تھا جبکہ وہ بار بار اس خیال کو جھٹلاتا تھا کہ وہ اس کا وفادار ہے وہ کبھی اس کے ساتھ دگا نہیں کر سکتا جبکہ وہ دغا کر گیا تھا۔۔

یعقوب! دالہام انکھیں بند کرتے ہیں زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔اس نے کچھ آدمیوں کو یعقوب کے پیچھے لگوایا اور پتہ کرنے کا کہا کہ وہ کہاں جاتا ہے

کیا کر رہا ہے۔۔ اگلے دن ہی تمام معلومات سردار کے سامنے تھی کہ اس نے ابراہم کا ساتھ کیوں دیا۔۔ اس نے گہرا صاف لیا تھا جیسے آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی ہو۔۔ وہ ڈیرے پر بیٹھا تھا انگوٹھی مٹھی میں بند کرتے اپنی جیب میں بیٹھا اور ڈیڑے سے نکل گیا اس کا رخ پہاڑی کی طرف تھا راستے میں کار روک کر اس نے یعقوب کو اپنی لوکیشن سینڈ کی اور وہاں پہنچنے کا کہا جیپ روک کر وہ پہاڑی چڑھنے لگا اونچائی پر جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ کچھ دیر بعد یعقوب وہاں پہنچا تھا۔۔۔

سردار سب ٹھیک ہیں آپ نے مجھے یہاں بلایا؟ یعقوب اس کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا تھا سامنے گہری کھائی تھی۔۔۔

جانتے ہو یعقوب جب ہم کسی پر اندھا یقین کریں تو وہ ایسے ہی ہمیں گہری کھائی میں دھکیلتا ہے۔ دالہام نے زمین سے لکڑی اٹھا کر کھائی میں پھینکی۔ یعقوب کا حلق خشک ہوا تھا زبان تالو کے ساتھ چپک گئی۔۔

میں نے اندھا یقین کیا اپنے بھائیوں سے بڑھ کر پیار دیا بالاخر مجھے کیا ملا دھوکا، دغا۔ میں فخر سے کہتا تھا یعقوب میرا وفادار ہے وہ مجھے کبھی دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔ یعقوب کی نظریں جھکی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آہستہ آہستہ کوئی اسے کھائی کی جانب دھکیل رہا ہے دل کو مٹھی میں جکڑ کر اس کا خون نچوڑ رہا ہے۔۔

میں اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے ساتھ باہر نہیں بھیجتا تھا جو کہ اس کا محرم ہے۔ تم پر یقین کر کے اس کی حفاظت کی ذمہ داری تمہارے حوالے کر دیتا تھا تم نے کیا کیا جو میرے بیوی پر غلط نظر رکھے بیٹھا ہے تم نے اسے بتا دیا کہ میری بیوی کے پاس اس وقت اس کا محافظ، اس کا شوہر موجود نہیں ہے۔۔ یعقوب نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کے آنکھوں کے گوشے نم ہونے تھے دل چاہا اس کھائی میں چھلانگ لگا دے مزید الفاظ سننے کی ہمت نہیں تھی۔۔

س۔ سردار!م۔۔مع۔۔۔اف۔۔۔۔ک۔ک۔کر۔۔دے۔۔۔

یعقوب نے بمشکل تین الفاظ بولے تھے۔۔

دغابازی کی معافی ہوتی ہے۔ تم نے ہمارے خاندان کی عورت کے قریب جانے کی کوشش کی، اس وقت تمہارا مقصد کچھ بھی تھا میں نے تمہیں کسی کے سامنے غلط ثابت ہونے نہیں دیا میں نے کہا نہیں میرا بھائی ہے۔۔ تم نے کیا کیا یعقوب ادلیب، میری بیوی کو اس درندے کے حوالے کرنی چلے تھے۔۔ سردار اسے گریبان سے پکڑتے دہارا تھا ایک کا چہرہ زرد تھا تو دوسرے کا چہرہ سرخ جب کہ تکلیف دونوں کی برابر تھی ایک دغا کھا کر تڑپ رہا تھا اور ایک دغا دے کر۔۔۔

دغابازی کرتے تم تب اچھے لگتے ناجب میں نے کبھی تمہارے ساتھ نا انصافی کی ہوتی۔۔ کیوں یعقوب؟ دالہام نے اس کا گریبان چھوڑا تھا دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔۔

جانتے ہو جب کوئی میرا اپنا غلط کام کرتا ہے میں اس کے منہ پر دو تھپڑ مارتا تھا جب کہ تمہاری حرکتوں کو دیکھ کر تمہاری دغابازیاں دیکھ کر میرا دل نہیں چاہ رہا میں تمہیں چھوں۔۔ یعقوب کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے وہ کئی سالوں بعد رویا تھا۔۔

سردار۔۔ میں۔۔۔ م۔۔ م۔۔ مجرم۔۔۔ ہو۔۔۔۔ ں آپ ۔۔۔۔ کا۔۔ آپ۔۔۔۔۔۔ کے خاندان کا۔۔۔۔ لیکن میں۔۔ مجبور ہوں۔ اٹکتے ہوئے جملہ مکمل کر کے آخر میں بے ساختہ اس نے ایک لمبی ہچکی لی تھی وہ 35 سالہ مرد جیسے بچہ معلوم ہو رہا تھا۔۔

مجبوری! میرے ہر راز سے تم واقف ہو۔ یہی ثابت ہو رہا ہے کہ تمہاری نظر میں میری کوئی وقعت نہیں اگر ہوتی تو تم مجھے بتاتے کہ تمہارے ماں باپ ہیں اس کے پاس۔۔ یعقوب نے آنسو سے بھری آنکھوں سے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں آپ کے ساتھ دغا کروں گا سر دار، مجھے ابراہم کی طرف سے ایک پیکٹ موصول ہوا تھا اس میں موبائل تھا میرے ماں باپ کی ویڈیو تھی جس میں وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔۔ جنہیں میں کئی سالوں سے مرا ہوا سمجھتا رہا وہ زندہ تھے۔۔ آپ جانتے ہیں نا میں کس حال میں ملا تھا آپ کو، میں تڑپتا تھا ماں باپ کے پیار کے لیے۔۔ یعقوب کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔

مجھے کہا گیا اگر میں نے اس کا ساتھ نہ دیا تو وہ میرے ماں باپ کو ختم کر دے گا ایک مرتبہ انہیں کھونے کا درد برداشت کر چکا ہوں دوبارہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ یعقوب گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر وہ بے آواز آنسو بہانے لگا تھا۔۔

یعقوب! دالہام اس کے پاس گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

تم نے اس ویڈیو میں اپنے ماں باپ دونوں کا چہرہ دیکھا تھا؟۔۔ یعقوب نے سختی سے اپنے آنسو صاف کیے اور نفی میں سر ہلایا۔۔

میں نے بابا کا چہرہ دیکھا تھا میری امی کا چہرہ نہیں تھا وڈیو میں۔۔ دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ دالہام نے موبائل نکال کر ایک ویڈیو پلے کرتے یعقوب کے ہاتھ میں پکڑایا ویڈیو محض اس نے 30 سیکنڈ کی دیکھی جب اس کے ہاتھ سے موبائل زمین پر گرا۔۔

یہ۔۔

سردار۔۔۔۔۔۔۔۔۔بابا۔۔۔میرے۔۔۔۔بابا۔۔۔۔سردار۔۔

سردار کے کندھے پر سر رکھے وہ دہاڑے مار کر رونے لگا تھا۔۔ دالہام نے زمین پر گرے موبائل کو دیکھا جہاں ویڈیو چل رہی تھی ابراہم نے یعقوب کے باپ کے بازو پر چاقو چلایا تھا وہ یعقوب جو بے دردی سے

مرتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر آنکھیں نہیں جھپکاتا تھا اپنے باپ کی حالت اس سے دیکھی نہ گئی۔۔

یعقوب! دالہام نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔۔ وہ مکمل طور پر ٹوٹا تھا اپنے ماں باپ کے بعد جس انسان سے وہ سب سے زیادہ پیار کرتا تھا جو اس کے لیے عزیز تھا آج اسے تکلیف میں دیکھ کر، اپنے باپ کو تکلیف میں دیکھ کر وہ ضبط کھو بیٹھا تھا۔۔

اس ویڈیو میں صرف میرے بابا ہیں میری امی نہیں ہے۔۔ یعقوب نے اپنے آنسو سختی سے صاف کیے اور موبائل پکڑا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے ویڈیو میں کمرے میں محض ایک آدمی کو باندھا گیا تھا جو اندلیب شاہ تھا۔۔ کوئی عورت وہاں موجود نہیں تھی۔۔

تمہاری ماں ابراہم کے پاس نہیں ہے اس نے جھوٹ بولا تھا البتہ تمہارے بابا ضرور اس کے پاس ہے تمہاری ماں نہیں ہے۔۔

میری امی کہاں ہے پھر؟ اس نے سردار کو کندھوں سے تھام کر بے صبری کے انتہا کرتے پوچھا تھا۔۔

تمہاری ماں تقریباً ایک سال ہمارے دشمن کے پاس رہی ہے اور ابھی بھی اس کے پاس ہی ہے۔۔

کون سا دشمن سردار؟ مجھے بتائیں نا میں نے اپنی ماں سے ملنا، سردار میری ماں! پھر سے اس کی آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہوئے تھے ایک بیٹے کی آنکھوں میں تڑپ تھی اپنی ماں سے ملنے کی۔۔

یاور کے پاس ہے تمہاری ماں! دالہام نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کرتے ایک پتھر پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھا۔۔

یاور کی تو آپ سے دشمنی تھی نا سردار تو اس نے میری ماں کو کیوں اپنے پاس رکھا۔ اسے ماردوں گا اگر اس نے میری ماں کو ذرا بھی

تکلیف پہنچائی ہوئی۔۔ یعقوب کی رنگت یکدم زرد سے سرخ ہوئی تھی پیشانی اور ہاتھوں کی رگیں ابھرنے لگی۔۔

یاور نے دشمنی کی اڑ میں تمہاری ماں کو اپنے پاس نہیں رکھا تمہاری ماں اس کے پاس بالکل محفوظ ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ جو عورت اس کے پاس ہے وہ تمہاری ماں ہے۔۔ یعقوب کے سر کے اوپر سے سردار کی باتیں گزر رہی تھی۔۔

کیا مطلب سردار؟ مجھے ٹھیک سے بتائیں، مجھے میری ماں پاس جانا ہے۔۔ وہ وہاں سے جانے لگا جب دالہام نے اسے بازو سے سختی سے پکڑ کر دوبارہ اس پتھر پر پٹکا تھا اس کی کمر برے طریقے سے پتھر کے ساتھ ٹکرائی۔۔

ہوش کے ناخن لو! تمہارے بابا اس وقت خطرے میں ہیں جذبات میں آکر اپنی ماں کی جان خطرے میں مت ڈالو۔۔ دالہام نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کر کے بٹھایا۔۔

ابراہم ہر وقت تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کس طرح تم چھپتے چھپاتے یہاں آئے ہو، اگر اس نے تمہیں کسی عورت سے ملاقات کرتے دیکھ لیا یا پھر حویلی میں کوئی نئی عورت داخل ہوئی تو وہ تمہیں مجبور کرے گا اس کے بارے میں پتا لگوانے کا۔ اب تمہاری ماں کو ایک دو دن تو ہم اپنے پاس رکھ نہیں سکتے۔۔ جب تک تمہارے باپ کا معاملہ حل نہیں ہو جاتا اپنی ماں کو یاور کے پاس رہنے دو۔۔ یعقوب نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے اس کا پورا وجود پسینے سے بھیگ چکا تھا۔۔ سردار ایک مرتبہ مجھے میری ماں سے ملنے دیں۔۔

پاگل مت بنو یعقوب! دالہام اس کے پاس بیٹھا تھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

تمہاری ماں محفوظ ہے بالکل ٹھیک ہے۔ جانتے ہو میں نے یاور کو دو وجہ سے حویلی میں رکھا ہوا ہے ایک اس نے میری میری بیوی کو مجھ سے دور تو کیا تھا لیکن اس کی حفاظت بھی کی دوسرا اس نے تمہاری ماں کا علاج کروایا اور اسے اپنے پاس رکھا۔۔ تم ہمارے خاندان کے فرد ہو۔۔ وہ الگ بات ہے کہ تم نے کبھی خود کو میرا بھائی سمجھا ہی نہیں۔۔

سردار ایسی بات نہیں ہے یعقوب فورا بولا تھا۔۔

ایسی بات ہوتی تو تم مجھے فوراً بتاتے کہ تمہیں ابراہم بلیک میل کر رہا ہے۔۔ یعقوب سر جھکا گیا تھا اس نے غلطی کی تھی بہت بڑی غلطی اور اس کی یہی غلطی دغا کے زمرے میں آئی تھی۔۔

سردار !

مجھ سے اس بارے میں بات مت کرنا نہیں تو نہیں تو جان لے لو تمہاری۔۔ یعقوب نے اسے پکارا ہی تھا جب دالہام غصے سے بولا تھا۔۔

میری ماں کو کیا بیماری تھی؟ کچھ لمحے بعد یعقوب بولا۔۔

تمہاری ماں کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی وہ اکثر چیزیں بھول جاتی تھی۔ گھر سے باہر نکلتی تو کوئی بھی راستہ اپنا لیتی اور کئی دنوں تک بھٹکتی رہتیں۔۔ اس نے تمہاری ماں کا علاج کروایا تھا اور کئی ماہ ان کا بیٹا بن کے ان کی خدمت کرتا رہا۔۔۔ سردار نے گہرا سانس بھرا۔۔

یقین نہیں آرہا سردار میری ماں محفوظ ہے اور اس شخص کے پاس محفوظ ہے جو شاہان مرزا کا بیٹا ہے ایک وحشی درندے کا۔۔

اگر اس میں شاہان مرزا کا خون ہے تو اس کی تربیت اس کی ماں نے بھی کی ہے۔ بعض اوقات اگر باپ کا خون رنگ لاتا ہے تو کہیں نہ کہیں ماں

کی تربیت بھی سامنے آتی ہے۔۔ دالہام نے ہاتھ میں پکڑی اس کی انگوٹھی اس کی ہتھیلی پر رکھی۔۔

میری ماں ابراہم کی قید سے کیسے آزاد ہوئی؟ یعقوب سوچ میں پڑ گیا۔۔

یہ تو تمہاری امی ہی بتا سکتی ہیں جب اس سے ملاقات ہوگی۔۔ دالہام نے اپنی خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

سردار مجھے معاف کر دیں۔۔

دغا بازی کی معافی ہوتی ہے؟ دالہام نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنا شروع کیا۔۔

تم نے جو کچھ بھی کیا مجھے تکلیف ہوئی لیکن سب سے زیادہ تکلیف اس بات پہ ہوئی کہ تم نے مجھے بتانا تب گوارا نہ کیا۔۔ یعقوب دالہام کے گلے لگا۔۔

معاف کردے سردار! دالہام نے اس کی پشت پر ہاتھ نہ رکھیں یہ سب بھلانے میں وقت لگتا یا شاید کبھی بھولتا ہی نا۔۔

LRI

دالہام نے شروع سے لے کر آخر تک انہیں بتا دیا۔۔ سوائے اس بات کو چھوڑ کے کہ یعقوب کی ماں یاور کے پاس ہے ابراہم کے پاس نہیں ہے۔۔

جب مجھے علم ہوا تھا کہ یعقوب ابراہم کا ساتھ دے رہا ہے۔ پھر میں نے ابراہم کے خلاف اسی کی چال کو استعمال کیا اس لیے سب میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئی۔۔ ان سب کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ اس پر غصہ کرے یا نہ۔۔

سفیان خان صوفے سے اٹھے تھے یعقوب کے سامنے جا کر انہوں نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا۔۔

دل تو چاہ رہا ہے تمہاری چمڑی ادھیڑ کر تمہارے ہاتھوں میں پکڑاؤں گا۔۔ سفیان خان اس کے سامنے کھڑے خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔

بڑے صاحب میں۔۔ میں۔۔۔ کیا بکری کی طرح میں میں لگائی ہے۔۔

سفیان خان کو اس پر حد سے زیادہ غصہ آرہا تھا وہ اسے اپنے فیملی کا افراد سمجھتے تھے جبکہ وہ ان سے اپنی تکلیف چھپا کر غلط راستہ اختیار کر گیا تھا۔۔

جب تمہارے ماں باپ اس کے پاس تھے پھوٹ نہیں سکتے تھے؟ دالہام نے سفیان خان کو نہیں روکا تھا اس کی عزت افزائی ہونی بنتی تھی۔۔

سب سے پہلی بات تو ایسی کبھی غلطی میں کرنے نہیں لگا ایسی غلطی کرنے سے پہلے خود کو مار ڈالوں گا۔۔ یعقوب نے سفیان خان کے

دونوں ہاتھوں کو پکڑا تھا۔۔ سفیان خان نے اسے کھڑے کر کے اپنے ساتھ لگایا۔۔

دل تو ابھی میرا یہی کر رہا ہے کہ دو تھپڑ اور لگاؤں میں۔۔ سفیان خان نے اس کی کمر پر ایک تھپڑ مارا تھا یعقوب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی اسے پچھتاوا ہو رہا تھا خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے ان افراد سے چھپایا جو اس سے بے تحاشہ محبت کرتے ہیں جو سب کچھ جاننے کے بعد وجود بھی اسے گلے لگا رہے ہیں۔۔

آئیدن کو کچھ لمحے کے لیے اس پر غصہ تو آیا تھا لیکن پھر اس کا جذبات کو سمجھتے ہیں وہ خاموش رہا۔۔ لیکن اسے غصہ زیادہ اس بات پہ آ رہا تھا کہ اس کے لالا منیسنے بن کر ہر کام کروا رہے تھے۔۔

یاور میری ماں ٹھیک ہے نا؟ بلاخر آج اس نے پوچھ لیا مزید وہ یہ بات اپنے دل میں نہیں رکھ سکتا تھا سردار کا دل کیا پاس پڑا ڈنڈا اٹھا کر اس

کے سر پر مارے جہاں اس نے اتنی دیر صبر کیا تھا وہاں کچھ دیر اس سے اور صبر نہیں ہو سکتا تھا۔۔

مجھے کیا پتا! تمہاری ماں ابراہم کے پاس ہے تمہیں لگتا ہے وہ ٹھیک حالت میں ہوں گی؟ وہ پہلے تو حیرت میں مبتلا ہوا کہ وہ اس کی جانب دیکھ کر کیوں پوچھ رہا ہے اور پھر اس نے جواب کے بدلے سوال کر دیا۔۔

میری ماں تمہارے پاس ہے۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا جذبات میں آ کر کیا بولے جا رہے ہو میں تمہاری ماں کو اپنے پاس کیوں رکھوں گا۔۔ یاور کو ایک لمحے کے لیے وہ پاگل محسوس ہوا تھا جو شاید اپنے ماں باپ کو کھونے کے خوف سے پاگل ہو گیا تھا۔۔

وہی عورت یاور مرزا جس کا تم نے علاج کروایا ہے اور اسے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔۔ دالہام اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا جتنا اب وہ بول چکا تھا اب اس کا منہ بند کروانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

وہ تمہاری ماں نہیں ہے۔جس عورت کا میں نے علاج کروایا ہے وہ راعنین کی منہ بولی ماں ہے۔جس نے اسے پالا ہے۔۔ یاور دانت پیستے ہوئے بولا تھا اس کے پاس وہ عورت تھی۔جس نے راعنین کو پالا تھا جسے ڈھونڈتی ہوئی راعنین اس کے گھر کے پاس آئی تھی اور پھر بعد میں جب اس کی بیوی بار بار اپنی ماں کے پاس جانے کی ضد کرتی تھی تو اس نے اس عورت کو ڈھونڈا تھا اور جب علم ہوا کہ اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے اس نے اس عورت کا علاج کروایا تھا۔ اور راعنین کو اس بارے میں کوئی خبر نہ تھی۔۔

یاور وہ یعقوب کی حقیقی ماں ہے جس کا تم نے علاج کروایا ہے۔۔
سردار ٹھیک ہار کر بول پڑا سب اپنا سر تھام کر بیٹھ گئے انہیں جھٹکے پر جھٹکا لگ رہا تھا۔۔ جبکہ یعقوب کو زوردار جھٹکا لگا تھا یہ جان کر کہ اس کی ماں نے یاور کی بیوی کو پالا ہے۔۔
ایک کام کرو پاگل خانے میں چلے جاؤ، بہتر رہے گا تم سب کے لیے۔۔
سفیان خان اپنا سر تھامے بولے تھے۔۔
دادو اپنے اس بھتیجے کا دماغ درست کریں جس نے سب کا دماغ گھمایا ہے ہر راز یہ جانتے ہیں لیکن کسی کو بتانے کی زحمت ہی نہیں۔۔۔ وہ بول رہا تھا جب سردار نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔۔
دماغ تو تمہارا درست ہونے والا ہے بڑا شوق چڑھا ہوا تھا تمہیں انجیکشن لگانے کا۔۔ ہادی اپنے دانت پیسنے لگا اگر اسے پتہ ہوتا انجیکشن لگانا

اسے اتنا مہنگا پڑے گا وہ انجیکشن نہ لگاتا بلکہ درد سہہ کر ہی مر جاتا ہے کم از کم یہ طنز تو نہ سننے پڑتے ہیں۔۔

مجھے نہیں لگتا اب کسی کے دماغ میں کوئی الجھن ہوگی۔۔ سردار نے سب کی طرف دیکھا جو اپنے سر تھامیں بیٹھے تھے۔۔

اب اس ابراہم کے معاملے کا کیا کرنا ہے۔۔ آئیدن، شہریار اور یاور ایک ساتھ بولے۔۔

کل امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔ وہ اٹینڈ کرلیں شریفوں والے انداز میں۔۔ دالہام کے لبوں پر پر سرار مسکراہٹ تھی اس کے لفظوں کا مطلب سمجھتے سب کے لب پر اسرار انداز میں مسکرائے تھے۔

سر داروہ میٹینگ تو آج 11 بجے ہے دو گھنٹے بعد۔۔ یعقوب دالہام کے بولتے ہی فوراً بولا تھا۔۔۔

آج؟ دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے یعقوب کو دیکھا۔۔

جی سر دار آج 11 بجے میٹنگ ہے جو کرنا ہے ہمیں ان دو گھنٹوں میں کرنا ہے۔۔ سب نے گہرا سانس بھرا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے سب کھڑے ہوئے تھے۔۔

بڑے بابا! سب عورتوں کی حفاظت آپ کے ذمے ہے! میں ہر طرف سکیورٹی کر کے جا رہا ہوں کوئی بھی اگر کہے کہ اسے باہر جانا ہے تو اس عزت افزائی کر کے سکون سے اسے بٹھا دیجیے گا چاہے میری پری ہی کیوں نہ ہو کیونکہ سب سے زیادہ ضد وہی کرتی ہے۔۔ سفیان خان نے حاں میں سر ہلایا۔۔ وہ سب مردان خانے سے نکلنے لگے جب سر دار سفیان خان کے پاس گیا اور ہلکا سا جھکا تھا۔۔ سفیان خان نے

مسکراتے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔ وہ سب وہاں سے نکل گئے ان کا رخ ایک مخصوص مقام کی جانب تھا۔۔ آٹھ گاڑیاں سڑک پر تیز رفتار سے دورائی جارہی تھی۔۔

وریام، صارم تم دونوں اس جگہ پر جاؤ۔ ان دونوں کی کاردالہام کی دونوں جانب تھی دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنی کار کا رخ دوسری جانب کرلیا باقی چھ گاڑیاں، تین آگے اور تین پیچھے تھی وہ چھ گاڑیوں میں افراد اپنے دوسرے معاملات نپٹانے کے لیے گئیں۔۔

تقریباً 11 بجے وہ سب سردار کی کمپنی میں موجود تھے۔۔ میٹنگ سردار کی کمپنی میں ہورہی تھی جہاں تمام بزنس ٹائیکون نے آنا تھا۔۔۔ ابراہم ملک وہاں پہنچا وہ سیدھا میٹنگ روم میں گیا تھا جیسے ہی وہ میٹنگ روم میں داخل ہوا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئی وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا میٹنگ روم بالکل خالی تھا۔۔

11 بجے میٹنگ ہے پانچ منٹ رہ گئے ہیں ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا۔۔ وہ گھڑی پر ٹائم دیکھتے بولا جب دروازہ کھولنے کی آواز سن کر وہ مڑا تھا سامنے سے یعقوب اندر داخل ہو رہا تھا۔۔

تمہارا سردار کہاں ہے آج ؟ اور ابھی تک تمام بزنس مین کیوں نہیں آئے۔۔ ابراہم اس کی جانب دیکھتے دبا دبا سا دہاڑا تھا۔۔

مجھے کیا پتہ کیوں نہیں آئے باقی بزنس مین ان کی گود میں تو جا کے بیٹھا نہیں ہوں میں۔۔

بہت زبان چلنے لگ گئی ہے تمہاری یعقوب شاہ بھولو مت تمہارے ماں باپ میرے پاس ہیں اگر تم نے مزید زبان لڑائی تو انہیں گنواہ بیٹھو گے۔۔ یعقوب نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی تھی ابراہم نے اس کا بہت غلط استعمال کیا تھا اور وہ بھی اس انسان کے خلاف جس کے ساتھ

وہ وفادار تھا جسے تکلیف دینے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

تم میرے بابا کو کچھ نہیں کر سکتے یعقوب گردن کو ٹیڑی کیے بولا۔۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے یعقوب اندلیب کہ میں تمہارے بابا کی جان بخش دوں گا۔۔ یعقوب نے گہرا سانس بھرا۔۔

تمہارے جیسا مکار وحشی انسان نہیں میں نے دیکھا جو دوسروں کی بیویوں پر نظر رکھتا ہے جو عورتوں کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہے ڈرگز بیچتا ہے۔۔ یعقوب چیئر پیچھے کی جانب کھینچتے بیٹھا تھا۔۔ ابراہم کو بے تحاشہ طیش آیا اس کا پر سکون انداز دیکھ کر۔۔

اب تم کہو گے کہ میں یہ سب نہیں کرتا۔۔ یعقوب پراسرار یکطرفہ مسکراہٹ لبوں پر سجا گیا۔۔ ابراہم نے اپنا سونے کا ہاتھ اپنے دوسرے

کندھے پر رکھا تھا اس کی ایک آنکھ پر کالی پٹی بندھی ہوئی تھی سیاہ رنگ کے پینٹ شرٹ میں وہ یعقوب کے سامنے موجود تھا۔۔

ابراہم ملک جو کام کرتا ہے وہ اقرار کرنے کی بھی ہمت رکھتا ہے۔۔ہاں میں کرتا ہوں خرید و فروخت لڑکیوں کی اور ڈرگز کی۔ قتل کرتا ہوں اور بے تحاشہ کیے ہیں اتنے قتل کیے ہیں کہ میں گنتی بھول گیا۔۔ابراہم اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا۔۔

تم نے اورحان خانزادہ کو قتل کیا ہے تھا ابراہم ملک اور الزام اس بیچارے یاور پر گیا، اور آئیدن کی کار میں ڈرگز بھی تم نے رکھوائے۔۔ یعقوب کی بات پر ابراہم نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

وہ بیچارہ یاور سردار سے بلاوجہ دشمنی مول لے کر بیٹھا تھا جبکہ اس کا باپ غلط تھا اس کے خاندان کو اس کے اپنے ہی باپ نے ختم کیا تھا اور اس کی بہن کو اس کے بہنوئی نے کہ اس کا باپ ڈارک ویب کے ہتھے لگنے

سے پہلے سردار پر تمام الزام ڈال گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے لیکن حیرت ہوتی ہے مجھے سردار پر جس نے اتنا کچھ اس کے ساتھ کیا وہ اس کے ساتھ دوستی کر کے اسے اپنے گھر رکھ رہا ہے، اور اس کا بھائی افف بیچارا ایماندار پولیس والا اس کی نوکری چلی گئی۔۔

ابراہم بے وقوف بنا ہر بات اگل رہا تھا اپنا ہر راز بتا رہا تھا۔۔

ماسٹر مائنڈ پیچھے تم اور شاہان مرزا تھے اور تم کئی عرصے سے ڈارک ویب کے اونر ہو۔۔ یعقوب اسے اب یہ آخری بات اگلوانا چاہتا تھا۔۔

سب کچھ جانتے ہو تم پھر بھی کیوں سوال کر رہے ہو، وہ سب کرنے والا میں ہی تھا۔۔ اس نے ایک مرتبہ پھر قہقہہ لگایا تھا۔۔ اور اس کا یہ آخری قہقہہ تھا میٹنگ روم کا دروازہ کھلا میڈیا اور پولیس آفیسرز اندر داخل ہوئے تھے ان آفیسرز میں سب سے آگے شہریار تھا جس کی آنکھوں میں گلابی پن تھا کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔۔

ابراہم ملک آپ ڈارک ویب کے اونر ہے ، آپ سمگلر ہیں ؟ اپ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے اپ نے ابھی اقرار کیا ہے اپنے تمام جرموں کا ، آپ نے ایس ایس پی آئیدن احزان پر الزام لگایا گیا ۔ ۔ میڈیا کا ایک آدمی اس کے آگے مائک کرتے بولا تھا باقی تمام ویڈیوز بنا رہے تھے کچھ تصویریں کھینچ رہے تھے شہریار آگے بڑھا پر اسرار مسکراہٹ لبوں پر سجائے شعلے برساتی نظروں سے اسے دیکھتے ہتھکڑی اس کے سامنے کی تھی ۔ ۔ جو اس نے اس کے دوست کے ساتھ کیا تھا وہی اس کے ساتھ ہو رہا تھا فرق کتنا تھا کہ اس کا دوست بے قصور تھا اور ابراہم ملک قصوروار ۔ ۔

میڈیا والوں کے پیچھے سے سردار میٹنگ روم میں داخل ہوا تھا اس کے پیچھے آئیدن ، یاور ، ہادی تھے ۔ ۔

سر دار دالہام خان آپ اس سب کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے ۔
انہوں نے آپ کے بھائی پر الزام لگایا ۔ ۔ پاکستان کی سب سے بڑی
میٹنگ ہونے والی تھی یہ اور جو اس میٹنگ میں مین بزنس مین ہے وہی
سمگلر اور ڈارک ویب کا اونر نکلا ہے ۔ ایک لڑکی دالہام کے سامنے مائک
کرتے ہیں اس سے پوچھ رہی تھی ۔ ۔
اس جیسے انسان کو پولیس پھانسی کے پھندے تک لے جائے کیونکہ
ایسے انسان کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں میرے بھائی پر الزام لگایا گیا تھا
اسے سمگلر کہا گیا جبکہ میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا تھا تمام الزام غلط
ثابت ہوئے ہیں ۔ ۔ سر دار نے الفاظ ادا کر کے مائک سائیڈ پر کر دیا وہ
سب اب آئیدن کی طرف ہوئے تھے ۔ ۔
سر کیا آپ اپنی جاب پر واپس آئیں گے ؟

جی بالکل میں اپنی جاب پر واپس آؤں گا اینڈ نو مور کوسچن پلیز۔۔ آئیدن نے بھی مائک پیچھے کر دیا شہریار نے اسے ہتھکڑی پہنائی ابراہم اس وقت کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ تمام پولیس آفیسرز کی گن کا رخ اس کی جانب تھا۔۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اسے یقین تھا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے گا۔۔

شہریار اسے وہاں سے لے گیا میڈیا والے اس کی تصویریں کھینچ رہے تھے پولیس کی گاڑی میں اسے بٹھائے وہ اسے پولیس اسٹیشن کی جانب لے جا رہے تھے جبکہ سردار اور کچھ اور وہاں بزنس مین موجود تھے جن سے سوال کیے گئے۔۔ دالہام نے تمام بزنس مین کو کہا تھا کہ میٹنگ کچھ گھنٹے لیٹ ہوگی اس لیے بہت کم بزنس مین وہاں آئے تھے۔۔ وہ سب وہاں سے نکلے تھے میڈیا والوں کی نظروں سے بچ کر اپنی اپنی گاڑیوں میں موجود وہ یاور کے اڈے کی جانب جا رہے تھے۔۔۔ شہریار کی کار پولیس

کی گاڑی کے پیچھے تھی اس نے ڈرائیور کو کال کر کے گاڑی روکنے کا کہا اور ڈرائیور کی جگہ خود بیٹھ کر وہاں سے لے گیا دو آفیسرز اس گاڑی میں موجود تھے ایک وہ آفیسر تھا جو آئیدن کے کیس کے متعلق تفتیش کر رہا تھا اور انہیں تمام معلومات دے رہا تھا جو دوسرا آفیسر ضتھا اس کا شہریار نے منہ بند کروادیا کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گا کہ وہ ابراہم کو لے کر جا رہا ہے۔۔

وہ ابراہم کو لے کر جا رہے تھے جب راستے میں ابراہم کے آدمی گاڑیاں لے کر ان کے گرد اکٹھے ہوئے تھے شہریار کے ساتھ آئیدن بھی موجود تھا دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر گردن ہلائی اور گن لوڈ کرتے گولیاں چلانے لگے ابراہم پیچھے پر سکون بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ یہ وہ گاڑی تھی جہاں بہت سارے مجرموں کو پیچھے بند کیا جاتا تھا۔۔

تم لوگ مجھے کہیں نہیں لے جاسکتے وہ بلند آواز میں بولا تھا جب کہ ائیدن گولیاں مارتے ان کی گاڑیوں کے ٹائر پنچر کر رہا تھا اور شہریار کچھ لمحے کے لیے گردن باہر کو نکال کے ڈرائیورز کی پیشانی پر گولی مارتا۔۔

ابراہم کو چکر آنے لگے تھے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی اور کچھ پل میں ہی وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ گاڑی میں گرا ہوا تھا۔۔ جو ہاتھ کھڑی شہریار نے اسے پہنائی تھی اس کے اوپر چھوٹی چھوٹی کانٹے کی طرح نکلی شے بنی ہوئی تھی۔۔ جس کے اوپر اس نے بے ہوشی کی دوا لگائی ہوئی تھی جو بے انتہا خطرناک تھی۔۔ اس نے اس دوا کی بہت کم مقدار استعمال کی تھی تاکہ وہ زیادہ دیر بے ہوش نہ رہے۔۔۔

کسی طرح کر کے وہ ابراہم کو لے جا چکے تھے۔۔ یاور کے اڈے پر پہنچتے ہی آئیدن اور شہریار نے اسے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے گودام کے درمیان میں پھینکا تھا۔۔ یہ گودام جنگل کے درمیان میں موجود تھا۔۔

یاور نے اپنے آدمی کو بھیجا وہ پانی کا جگ لے کر آیا اس نے پورا جگ ابراہم کے چہرے پر انڈیلا وہ گہرا سانس بھرتے اٹھ کر بیٹھا تھا اس کے گرد وہ چھ کھڑے تھے۔۔

کیسا لگا ہمارا دیا گیا جھٹکا؟ سردار اور یعقوب دونوں کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ تھی دونوں یک زبان بولے تھے۔۔

ابراہم کا قہقہہ اس گودام میں گونجا تھا۔۔

تم لوگوں کو لگتا ہے کہ تم سب نے مجھے قید کیا ہے بہت بڑی غلط فہمی ہے تم سب کی۔۔ ذرا نظریں تو دوڑاؤ گودام سے باہر میرے آدمی موجود ہیں اس کی بات سن کر سردار کے بلند اور پراسرار قہقہے کی آواز گودام سے باہر کافی دور تک گئی تھی۔۔

ہوش کے ناخن لو ابراہم یہ تمہارا اڈا نہیں ہے یہ یاور مرزا کا اڈا ہے۔۔

یاور غصے سے دہارا تھا۔۔ سردار نے پیشانی پر آئے بال پیچھے کیے۔۔

ہم معافیا کے لوگوں کے درمیان چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھے ہوتے تھے۔۔یاوراور لوسیفر نے دوقدراس کے جانب بڑھائے تھے۔۔

تم جیسے کبھی ابراہم ملک ایک وحشی درندے کو ختم نہیں کرسکتے۔۔ابراہم کھڑاہوااس کی آنکھوں میں ابھی بھی ڈرنا تھا۔۔

ابراہم تم وحشی درندے ہواور تم بھیڑیوں سے الجھے ہوجو تمہیں چیر پھاڑ کررکھ دیں گے۔۔دالہام کی آنکھوں میں خون اترا تھا شاہان کے ہر غلط کام میں یہ شامل تھا شاہان نے جب اورحان اور تیمورخانزادہ کومارنے کا کہا تھا توان سب کا ساتھ ابراہم نے دیا تھا۔۔

کتے سے بھی بدتر موت مروگے تم؟شہریارکی آنکھوں کے سامنے اس کے بھائی کا مردہ وجودلہرانے لگا۔۔

تم صرف اپنے خواب میں مجھے مارسکتے ہو!ابراہم کے لبوں پرابھی بھی مسکراہٹ تھی۔۔

دالہام نے اپنی جیب سے چاکو نکال کر اس کے گھٹنے پر مارا تھا اس کی بلند چیخ پورے گودام میں گونجی تھی وہ گھٹنے کے بل زمین پر گرا۔۔

مرنے سے پہلے تمہیں تحفہ دینا چاہتا ہوں۔۔ وہ سب جنہوں نے چاقو نکال لیے تھے سردار کی بات سن کر سب کو حیرت ہوئی کہ وہ کیا کرنا چاہ رہا ہے۔۔

گودام کا جو دروازہ بند تھا وہ کھولا گیا اور صارم راعنین اور حبا کو لے کر گودام میں داخل ہوا۔۔

تمام مرد انہیں دیکھ کر سمجھ گئے تھے وہ سب ابراہم کے سامنے کھڑے تھے جس کی وجہ سے ابراہم کو پتہ نہ لگا کہ کون گودام میں داخل ہوا ہے وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ گھٹنے پر وزن نہیں پڑ رہا تھا۔۔

تمام مرد پیچھے ہوئے سامنے دو لڑکیوں کو دیکھ کر پہلے تو وہ نہ سمجھ نظریں ان پر ٹکا گیا جب غور کیا تو نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

حبا کے نقش بڑے ہو کر تبدیل ہو گئے تھے جبکہ راعنین کے نقوش ابھی بھی ویسے ہی تھے۔۔

یہ! وہ محض اتنا بول سکا ہے راعنین اور حبا اپنی جگہ ساکت ہو گئی حبا نے راعنین کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا دونوں کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

را۔۔۔ راعنین! وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

تم زندہ کیسے بچ گئی؟ اس کے سوال پر ان دونوں بہنوں کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی لڑی کی طرح ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔

ابراہم گھر میں آگ لگا کر گھر سے باہر نکل آیا تھا اور ایک نفرت بھری مسکراہٹ اس نے گھر کی طرف اچھال لی اور گھر سے دور چلا گیا اسے کوئی فکر نہیں تھی کہ اس کے گھر میں اس کے بہنیں ہیں وہ زندہ جل جائیں گی اپنی بہن کو زندہ جلتے ہوئے چھوڑ کر وہ چلا گیا جب کہ گھر کے اندر ہر

طرف آگ پھیلتی جارہی تھی جب کمرے میں دھواں داخل ہونے لگا تو راعنین اور حبا کو لے کر کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ دروازہ لاک تھا۔۔

آپی یہ آگ کیسے لگ گئی ہے اور دروازہ کیوں بند ہے بھائی کہاں ہیں حبا ڈرتے ہوئے راعنین کے گلے لگ کر بولی۔ اس نے حبا کو زور سے گلے لگایا۔۔ حبا بری طرح کھانسنے لگی۔۔

کچھ نہیں ہوگا، ہم یہاں سے باہر نکل جائیں گے راعنین کو بھی دھوئے کی وجہ سے کھانسی ہونے لگی تھی جب اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا تو وہ کھلی ہوئی تھی شکر تو یہ تھا کہ ابراہم دروازہ بند کر گیا تھا لیکن کھڑکی وہ کھلی چھوڑ گیا تھا راعنجن نے حبا کو پکڑا اور کھڑکی سے باہر پھینکا اور خود بھی وہ کھڑکی سے کود گئیں۔۔۔۔

وہ دونوں سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر کو آگ کی لپیٹ میں جکڑے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔

آپی یہ آگ مجھے ڈرلگ رہا ہے آپی پلیز مجھے چھپا لے حبا روتے ہوئے راعنین سے کہنے لگی جبکہ اس نے جلدی سے حبا کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے بھاگ گئی کیونکہ اگر ہر طرف پھیلتی جا رہی تھی۔۔ راعنین حبا کا ہاتھ پکڑے پورے گھر میں اِدھر ادھر بھاگ رہی تھی ان دونوں کو باہر نکلنے کا کوئی بھی راستہ نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔

جب اچانک سے آگ سے لپٹا ہوا پردہ ان کے اوپر گرنے راعنین نے حبا کو دھکہ دیا تو وہ دور جا کر گری تھی اور راعنین اپنے وزن پر برقرار نہ رہ سکی۔ اور دوسری سائیڈ پہ جا کر گری تھی حبہ نے چیختے ہوئے راعنین کو پکارا۔۔

آپی، آپی!

جبکہ وہ اپنی بہن کی چدائی اواز سنتی تھی پھر اس کی طرف بھاگی اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کچن کی طرف بھاگی کیونکہ کچن میں ان کا ایک ایک بیک ڈور بنا تھا جو گھر سے باہر نکلتا تھا اس کو تالا لگا ہوا تھا راعنین نے کاؤنٹر کھولیں اور ہتھوڑی ڈھونڈنے لگی اس نے تمام برتن بکھیر دیے آخر کار اسے ہتھوڑی مل گئی اور تالے پر مارتے پانچ منٹ بعد اس سے تالا ٹوٹا تھا وہ حبا کو لے کر گھر سے باہر نکلی۔۔

راعنین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھر سے دور بھاگنے لگی جیسے ہی تھوڑی ہی دور گئی تھی پورے گھر کی بلڈنگ ملیا میٹ ہو گئی تھی وہ تو شکر تھا کہ حبا اور راعنین ٹائم سے گھر سے باہر نکل آئی تھیں۔۔ ورنہ وہ بھی اس ملبے کے نیچے دب جاتی۔۔۔

راعنین اس کا ہاتھ پکڑتے بھاگتی جارہی تھی وہ چھوٹی بچیاں تھی تھک چکی تھی بھاگ بھاگ کر۔۔ جب ایک جگہ انہیں ایک درخت نظر آیا اس کے پیچھے درخت ہی درخت تھے ایک چھوٹا سا جنگل تھا جوان کے گھر کے کچھ فاصلے پر تھا۔۔

آپی میں تھک گئی ہوں تھوڑی دیر بیٹھ جاتے ہے نا جانے سانس لیتے ہوئے راعنین کو کہا وہ بھی تھک گئی تھی۔۔ راعنین ایک درخت کے نیچے حبا کو لے کر بیٹھ گئی جب ایک سانپ چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور راعنین کے پاؤں پر کاٹ گیا اس کی ایک چیخ پورے جنگل میں گونجی تھی۔۔۔۔۔۔

آپی، آپی کیا ہوا ہے آپ کو۔۔ راعنین کو دور سے کچھ آدمی ان کی جانب آتے ہوئے نظر آئے جس طرح کا اس کا بھائی تھا اسے ہر آدمی ہی ویسا لگتا تھا۔۔ اسے ڈر لگنے لگا کہیں وہ اس کی بہن تو نہ لے جائے۔۔۔

ہبہ تم۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ حبا بھاگ جاؤ راعنین نے اٹکتے ہوئے اس کو کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں آپی میں آپ کو چھوڑ کے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے راعنین نے حبا کو دھکا دیا وہ دور جا کر گری تھی۔۔

راعنین نے سانپ کی جانب دیکھا جواب پھر سے حبا کی جانب جانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ راعنین نے پتھر اٹھا کر دوسری جانب پھینکا تو شوہر کی اواز سن کر سانپ اس جانب چلا گیا۔۔

حبا بھاگو کو آدمی تمہیں پکڑ لیں گے۔۔ راعنین چلائی تھی۔۔ اس نے جب پیچھے کی جانب دیکھا سامنے سے ادمیوں کو آتے دیکھ وہ بھاگی تھی وہاں سے وہ اپنی بہن کو چھوڑ کر وہ الگ ہو گئی جبکہ راعنین خود کو گھسیٹتے ہوئے درخت کے پیچھے چلی گئی اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ان آدمیوں

کو نظر نہ آئی اور وہ وہیں پر جسم میں زہر پھیلنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔

حبا ان ادمیوں سے ڈر کر کافی دور تک بھاگ چکی تھی اس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا وہ راستہ بھول گئی تھی جہاں سے وہ آئی تھی اس نے سامنے دیکھا جہاں ایک روڈ تھا اور گاڑیاں چلتی ہوئی جا رہی تھی اس کا سانس پھول گیا تھا جب اچانک سے اس کو چکر آیا اور وہ وہاں ہی بے ہوش ہو گئی اس سے پہلے کہ کوئی گاڑی اسے کچل دی ایک گاڑی سے قریب آ کر کھڑی ہوئی تھی سے ایک ادھیر عمر کی عورت نکلی اس نے حبا کو بے ہوش دیکھا اور اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈالا اور وہ چلی گئی اور یہ عورت کوئی اور نہیں یتیم خانے کی اونر تھی اس طرح حبا یتیم خانے پر پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔

دوسری جانب راعنین بے ہوش ہو چکی تھی جب ایک بوڑھا آدمی اس جنگل میں اپنی کچھ بکریاں لاتے ہوئے انہیں چڑھا رہا تھا جب اسے دور سے ایک چھوٹی سی بچی بے ہوش پری نظر آئی وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن جب اس کے نظر پاؤں پر پڑی تو وہ سامنے کا ٹنے کا نشان تھا اسے پتہ چل گیا تھا کہ اسے سانپ نے کاٹا ہے وہ آدمی ایک حکیم تھا اس نے جلدی سے اس کو اپنی گود میں اٹھایا اور بکریاں لیں اور گھر کی جانب چلا گیا۔۔۔۔۔۔

جا کر اس نے نین کو چارپائی پر لٹایا اور کچھ جڑی بوٹیاں ملا کر اس نے راعنین کے پاؤں پر لگائی جب ایک عورت اس آدمی کے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔

رفیق بھائی کیسے ہیں آپ؟ عورت اس آدمی کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بہنا تم کیسی ہو؟ رفیق نے اس عورت کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

میں تو ٹھیک ہوں رفیق بھائی اور یہ لڑکی کون ہے؟ وہ عورت چھوٹی سی بچے کو دیکھ کر رفیق سے بولی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں بہنا میں جنگل میں گیا تھا تو یہ بے ہوش پڑی تھی اور میں اس اٹھا کر لے آیا اسے سانپ نے کاٹا ہے تو میں نے جڑی بوٹیاں ملا کر لگائی ہیں امید ہے کہ جلدی ہوش میں سجائے گی زہر ابھی ٹانگ میں ہی پھیلا ہے۔۔۔۔۔

رفیق بھائی کتنی پیاری بچی ہے نا؟ جب یہ ہوش میں آئے گی تو اسے کہاں بھیجیں گے آپ؟۔۔

مجھے نہیں پتہ میں اسے کہاں بھیجوں گا نہ جانے کہاں دربدر بھٹکے گی یہ بچی۔۔ وہ بوڑھا آدمی اس معصوم سی چھوٹی سی بچی کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

میں اسے لے جاؤں۔۔ میں اکیلے ہوں میرے پاس کوئی سہارا نہیں ہے میرا۔۔ اس عورت کو وہ چھوٹی سی گڑیا بہت پیاری لگی تھی۔۔

ہاں ہاں ضرور تم اسے اپنے گھر لے جاؤ۔۔

ہاں رفیق بھائی سارا دن تو میں اکیلی ہوتی ہوں یہ بچی میرے پاس رہے گی تو میرے گھر رونق لگی رہے گی نہ جانے اس کے گھر والے کہاں ہیں اگر وہ آئے تو میں اسے ان کے حوالے کر دوں گی۔۔

ہاں بہنا تم لے جاؤ اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو نا تو مجھے بتانا میں ضرور پہنچا دیا کروں گا آج سے یہ میری بیٹی ہے اور تمہاری بھی۔۔ جو عورت راعنین کو اپنے گھر لے کر گئی تھی وہ یعقوب کی ماں تھی۔۔

ایسے ہی ایک دو دن بعد راعنین کو ہوش آیا تو وہ اپنی بہن کو پکارنے لگی لیکن اپنی بہن کو وہ کھو چکی تھی رفیق نے اور یعقوب کی ماں نے اس کو سنبھالا تھا اور آہستہ آہستہ پھر راعنین یعقوب کی ماں کے پاس سے رہنے لگی اس کی عادی ہو گئی تھی اور کچھ ہی سالوں میں رفیق کی بھی موت ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے بھائی کو بد دعائیں دیتی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہر رشتہ اس سے دور ہوا تھا۔۔ بہت چھوٹی سی گریا بھول چکی تھی کہ اس کے دو رشتے اس کے پاس ہیں ایک اس کا شوہر اور ایک اس کی بہن۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں حیرت ہوئی ہوگی ہمیں دیکھ کر ہمیں ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی تمہیں اپنے سامنے موجود پا کر کیونکہ تم جیسے شیطان جلدی ختم نہیں ہوتے۔۔

راعنین نے ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے

تھے آنکھوں میں نفرت اور حقارت سمائے وہ ابراہم ملک کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔

کاش اس گھر میں ہماری جگہ تم ہوتے اور وہیں جھلس کر مر جاتے۔ تم نے جائیداد کے لیے اپنی بہنوں کو ختم کرنے کی کوشش کی اور بعد میں جب پتہ چلا میری بہنیں زندہ ہیں تو اپنی ہی بہن کی اولاد کو ختم کرنے چلے تھے۔۔ راعنین اور جبا نے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے دونوں کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔۔

مجھے نہیں پہچانا کیا؟ میں جبا یزدان! میں وہی لڑکی ہوں جس کے ساتھ تم نے زیادتی کروانے کی کوشش کی تھی۔۔ جبا اور راعنین دونوں اس کے پاس کھڑی تھی۔۔

ابراہم کی زبان تالو کے ساتھ چپک چکی تھی ان دونوں کو سامنے دیکھ کر۔۔

یقین نہیں آتا تم نے محض جائیداد کے لیے ہم دونوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ابراہم۔۔ راعنین کے گلے میں آنسوؤں کو گولا اٹکا تھا جبکہ بمشکل اس نے خود کو رونے سے روکا۔۔

ہاں تو کیا کرتا ہمارے باپ نے ساری جائیداد تم دونوں بہنوں کے نام کردی تھی میرے حصے کیا آیا صرف 20 فیصد جبکہ بیٹے کے حصے میں زیادہ جائیداد آتی ہے۔۔ ابراہم چلایا تھا بے تحاشہ درد ہونے کے باوجود بھی وہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا کیونکہ دوسری ٹانگ پر وزن ڈالنا بے انتہا مشکل تھا۔۔

ایک مرتبہ ہم سے تو کہا ہوتا کہ تمہیں جائیداد چاہیے۔ اسی پل ہم تمہارے حوالے کر دیتے ہمیں کوئی طلب نہیں تھی۔۔ جانے لمبی ہچکی لی تھی۔۔۔

یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں دنیا میں صرف یہی چیزیں ضروری ہیں اور تم دونوں کبھی یہ سب میرے حوالے نہ کرتی۔۔ اپنے بھائی کی باتیں سن کران کی روح جیسے جسم سے نکل رہی تھی۔۔

یہ آخری ملاقات ہے نین! یاور نے راعنین کا ہاتھ پکڑا اور شہریار نے حبا کا

اگر آپ ہماری ملاقات نہ کرواتے تو اچھا تھا کم از کم جو ایک مان تھا وہ تو رہ جاتا۔۔ نین کی آنکھیں خشک نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بڑی تھی اور سب

سے زیادہ چاہت اسے ہی تھی بھائی کی۔۔جبا کی نظروں میں محض نفرت تھی کاش وہ اس کا بھائی نہ ہوتا اور وہ اسے جان سے مار دیتی۔۔

لے جاؤ صارم ان دونوں کو باہر۔۔دالہام نے صارم کی طرف دیکھا جو ان دونوں کے پیچھے تھا۔۔

نہیں جانا میں اس کو تڑپتے دیکھنا چاہتی ہوں، میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اپنے ماں باپ کی میت کو دیکھ کر جس کی آنکھوں سے ایک آنسو نہیں آیا تھا کیا وہ اپنی موت کو قریب دیکھ کر روتا ہے؟۔۔جبا نے شہریار اور راعنین نے یاور کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

ابراہم ملک نے ایک نظر ان سب کو دیکھا اور سوچ کر مسکرانے لگا ان سب کے ہاتھ میں چاقو تھے وہ واقعی بھیڑیے تھے جو اس کا شکار کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔۔

تم سب مجھے کبھی ختم نہیں کر سکتے!وہ قہقہے

لگا رہا تھا۔۔

تمہیں کس نے کہا ہے ہم تمہیں ختم کرے گے۔۔ دالہام نے ہاتھ میں پکڑا چاقو دور اچھالا، اسے اپنے بابا کا وجود نظر آرہا تھا، جلا ہوا چہرا، ان کے جھلسے ہوئے وجود کو وہ دفنا کر آیا تھا۔۔

سب نے حیرت سے اسے دیکھا جو اپنے باپ کے قاتل کو چھوڑ رہا تھا۔۔

لالا! شہریار نے لہو سمائی ہوئی آنکھوں کا رخ اس کی طرف کیا۔۔۔

ایک وار تمہارا ہے! دالہام نے ابراہم کے گھٹنے کی طرف اشارہ کیا۔۔

دالہام کے ہاتھ کا اشارہ یعقوب کی طرف تھا جبکہ نظروں کا رخ شہریار کی طرف تھا۔۔ یعقوب ابراہم کے سامنے کھڑا تھا جبکہ شہریار اس کے پیچھے

ابراہم نے یعقوب کی طرف دیکھا۔۔

شہریار نے پیچھے سے اس کے گھٹنے میں چاقو مارا تھا۔۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرا۔۔ حبا نے راعنین کے سامنے کھڑے ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کی تھی۔۔ ابراہم کی دردناک چیخ وہاں گونجی تھی۔

دالہام اسے گھسیٹتے ہوئے سائیڈ پر لے کر گیا، دیوار کے ساتھ لگی زنجیروں سے اس کے ہاتھ باندھے، یعقوب کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی تھی اس نے یونہی اس کے باپ کو باندھا تھا۔۔۔۔

دالہام نے ہاتھ پیچھے کی جانب لے جاتے یعقوب کو اشارہ کیا وہ گودام سے باہر گیا اور دونوں ہاتھوں میں دو بھیڑیوں زنجیریں پکڑے اندر داخل ہوا۔۔

سب سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے۔۔ حبا بھیڑیوں کو دیکھ اپنی سانسیں روک گئی۔۔ راعنین کا ہاتھ بے ساختہ دل کے مقام پر گیا تھا وہ جیسا بھی تھا لیکن ہے تو ان کا بھائی۔۔

تم سب بھول رہے ہو یعقوب کے ماں باپ میرے پاس ہے ابراہم
ابھی بھی باز نہ آیا تھا اس کے گھٹنوں سے بے انتہا خون نکل رہا تھا۔۔
یعقوب نے بھیڑیوں کی زنجیریں چھوڑی اور وہ ابراہم پر جھپٹے تھے
دونوں نے ابراہم کی گھٹنوں سے نیچے سے ٹانگیں اس کے وجود سے
علیحدہ کردی اس کی دردناک چیخیں وہاں گونجی، دالہام نے زنجیروں سے
پکڑ کر بھیڑیوں کو پیچھے کیا وہ دونوں اس کی ٹانگوں سے گوشت کھا رہے
تھے راعنین نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے، حبا اپنے کانوں پر ہاتھ
رکھے راعنین کے سینے سے لگی کھڑی تھی دونوں بہنوں کی آنکھیں بند
تھی۔۔
دالہام نے ان بھیڑیوں کو سائیڈ پر باندھ دیا۔۔

آہمممہ ، آہمممہ ابراہم چیخ رہا تھا درد اس قدر بڑھا کے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگیا، شہریار اس کے پاس گیا ناک کے نیچے ہاتھ رکھا تو سانسیں چل رہی تھی لیکن دھیمی۔۔۔

زندہ ہے ابھی !شہریار سنگ دل بنا بولا، راعنین کے کانوں تک یہ بخوبی گئی تھی اس نے آنکھیں کھول کر محض ایک لمحے کے لیے اپنے بھائی کو دیکھا اور فوراً آنکھیں بند کرلی، بند آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ گئی ہو۔۔ جانے ایک مرتبہ بھی آنکھیں نہ کھولی تھی۔۔

صام ڈاکٹر کو بلاؤ !

پاگل ہو گئے ہو تم ؟ یاور غصے سے چلایا تھا۔۔

چاچو آپ اسے کیوں بچا رہے ہیں، یہ وہی ہے جس نے ہماری عزت کی نوچنا چاہا تھا ہادی خونخوار اور وحشت ناک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اتنی آسانی سے اسے مرنے نہیں دوگا میں، جیسے میرے بابا، اور حان تڑپ تڑپ کر مرے ہیں یہ بھی ویسے ہی مرے گا، کوئی نہیں ہوگا اس کے آپ پاس، اسے قبر نصیب نہ ہو۔۔ دالہام کی آنکھوں کے سامنے بار بار اس کے بابا کا چہرا آرہا تھا۔۔ صارم ڈاکٹر کا انتظام کرنے چلا گیا۔۔۔

لے کر جاؤ انہیں باہر شہریار نے حبا کو را عنین سے علیحدہ کیا وہ شہریار کے سینے میں چہرا چھپا گئی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی، آنسو بہتے شہریار کے سینے کو بھگو رہے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ بھی ابراہم کی

طرف نہیں دیکھا تھا۔۔ شہریار اسے لے کر باہر چلا گیا۔۔ ابراہم کا بے تحاشہ خون نکل چکا تھا۔۔

یاور راعنین کی طرف بڑھا اس کا ہاتھ تھاما تو راعنین نے آنکھیں کھولی۔ اس نے ہمت کرتے اپنے بھائی کی طرف دیکھا یاور کے سینے سے لگتے وہ دہاڑے مار کر رونے لگی تھی۔۔

کاش، کاش ابراہم تم اچھے ہوتے کاش وہ چلا رہی تھی بلند آواز میں رو رہی تھی۔۔

کاش تم دوسرے بھائیوں کی طرح ہوتے کاش وہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

راعنین! یاور نے اٹھانے کی کوشش کی، وہ چھراہا تھوں میں تھامے روئے جا رہی تھی۔۔ راعنین وہ بہن تھی جس نے حبا کو تو کبھی کسی غم کی ہوا نہ لگنے دی تھی اسے کبھی ابراہم سے امیدیں نہ لگوائیں تھی جبکہ وہ خود

اپنے بھائی سے امیدیں لگا بیٹھی تھی اور وہ امیدیں ٹوٹی تھی راعنین یزدان ٹوٹی تھی۔۔ بڑی بہن ہمیشہ سب صحیح ہو جانے کی امید لگاتی ہے اور بکھر جاتی ہے۔۔

میرا بھائی کیوں اچھا بھائی نہ بن سکا اس کی سسکیاں یاور کے دل کو بھاری وزن تلے دبا گئی۔۔

راعنین اٹھو یاور نے اسے اٹھایا، راعنین یاور کے سہارے تھی۔۔ وہ اسے باہر لے گیا۔۔

کچھ دیر میں ہی صارم ڈاکٹر کو لے کر پہنچ چکا تھا۔۔ شہریار نے اس کی سانسیں چیک جواب حد سے زیادہ دھیمی ہو چکی تھی۔۔

میں ان کا یہاں علاج نہیں کر سکتا ڈاکٹر نے اسے دیکھتے ہی کہا۔۔

اس کا مکمل علاج کروانا کون چاہتا ہے ڈاکٹر محض اسے اتنا ٹھیک کر دے کہ یہ سسک سکے۔۔ ڈاکٹر کا حلق خشک ہوگیا تھا، صارم ڈاکٹر کے ساتھ اس کا تقریباً تمام سٹاف بھی اٹھا لایا۔۔

دالہام گودام سے باہر گیا وہ دونوں بہنیں رونے میں مصروف تھی۔۔ ایک درندے کی جانے پر تم دونوں رو رہی ہو جس نے نا جانے کتنوں کی خوشیاں کھائی ہے۔ اچھانک نی عورتوں کو بیوہ کیا ہے اس نے۔۔

راعنین نے اپنے انسو صاف کیے اور رخ سردار کی جانب کیا۔۔

اگر اپ ایک درندے کی بات کرتے ہیں تو ہاں میں خوش ہوں لیکن اگر یہ بات آپ ایک بہن سے کہہ رہے ہیں تو میں خوش نہیں ہوں دل چاہ رہا ہے یونہی بلند آواز میں روتے ہوئے میری جان نکل جائے۔۔

راعنین! یاور نے اس پکارتے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑا تھا۔۔

دالہام گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ حبا بالکل خاموش ہو گئی تھی وہ ابھی بھی شہریار کے سینے پر سر رکھے جیسے بے جان وجود کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

حبا! شہریار نے اسے پکارا اس نے کوئی جواب نہ دیا میں آنکھیں بند ہوئی تھی اور کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

ان کو کر لے جاؤ یاور، شہریار! دونوں نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا وہ دونوں سہم گئیں تھی۔۔

اس کا کیا کرنا چاہ رہے ہو تم؟ دونوں یک زبان سوال کر گئے۔۔

اسے ہوش دلاؤ گا اور ایک کمرے میں بند کر کے مرنے کے لیے چھوڑ دو گا۔۔ یہ تڑپے گا لیکن اس کے پاس کوئی ہو گا نہیں، وہ وہی پکارتے ہوئے مر جائے گا، وہی اس کا وجود ہڈیوں میں تبدیل ہو جائے گا۔۔ کیڑے گوشت ختم کر دیں گے۔۔ راعنین نے سختی سے اپنے لبوں پر

ہاتھ رکھا تھا وہ سب اپنی جگہ درست تھے لیکن وہ اس کا بھائی تھا۔۔

دالہام اندر گیا۔۔

ڈاکٹر اسے محض اتنا ٹھیک کر دے کہ یہ کچھ ماہ زندہ رہ سکے، تڑپ سکے۔۔ ڈاکٹر نے ہاں میں سر ہلایا جبکہ اسے اس کا بچنا مشکل لگ رہا تھا۔۔ صارم، ہادی، آئیدن اور یعقوب نے ایک نظر اسے دیکھا انکھوں میں محض حقارت، نفرت، وحشت تھی۔۔

سردار میرے بابا؟۔۔ دالہام نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔۔

وہاں پر آدمیوں کو چھوڑتے وہ سب وہاں سے نکلے تھے، سب کا رخ حویلی کی جانب تھا۔۔ وہ سب حویلی پہنچے کار سے باہر نکلتے ہی یعقوب سردار کی جانب ہوا۔۔

سردار میرے بابا! دالہام نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا سب مرد سردار کے پیچھے حویلی کے اندر داخل ہوئے سفیان خان صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔۔

دالہام! وہ بے چینی سے صوفے سے اٹھے سردار کے پاس گئے۔۔

سب ٹھیک ہے بڑے بابا! کون سے کمرے میں رکھا ہے؟ سفیان نیچے سیڑھیوں کے پاس کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔

راعنین اور حبا صوفے پر بیٹھی، حبا کچھ نہیں بول رہی تھی جبکہ راعنین بھی خاموش بیٹھی تھی۔۔ وہ سب مرد کمرے کی جانب بڑھے تھے عورتیں سب ایک کمرے میں بیٹھیں ہوئی تھی سفیان خان نے سب کو ڈانٹ کر ایک کمرے میں بٹھا دیا تھا۔۔

سامنے بیڈ پر یعقوب کے بابا اندلیب لیٹے ہوئے تھے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھے صارم اور وریام انہیں ابراہم کی قید سے آزاد کروا گھر لے

آئے تھے وریام ان کے پاس رکا تھا اور ڈاکٹر کو بلا کر ان کا چیک اپ کروایا جبکہ صارم راعنین اور حبا کو لے کر گودام پہنچا تھا۔۔

بابا! یعقوب تیز ختم بڑھاتے اپنے بابا کے پاس بیڈ پر بیٹھا ان کے سینے پر سر رکھ کر بے اواز آنسو بہانے لگا۔۔

بابا! بابا جان! یعقوب نے انہیں کندھوں سے تھامتے ہلکا سا جھنجھوڑا تھا۔۔ جبکہ وہ ہوش میں نہ آئے۔۔

یعقوب وہ ٹھیک ہے ریلیکس ہو جاؤ! انہیں ہوش میں آنے میں تھوڑا لگے گا کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی ڈاکٹر نے ڈرپس لگا کر انہیں سکون کا انجیکشن لگایا ہے یعنی نیند کا۔۔ یعقوب نے گہرا سانس بھرا اور اپنے بابا کا ہاتھ پکڑ کر ان کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھے تھے۔۔

یاور میری امی! یعقوب نے الفاظ ادا کرتے ہیں پیچھے مڑ کر دیکھا تو یاور وہاں موجود نہیں تھا۔۔

تمہاری امی کو لینے گیا ہے ریلیکس اس کی اُڑی ہوئی رنگت دیکھ کر سفیان خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

سردار مجھے معاف کردے !اس نے اپنی نظریں جھکا کر کہا تھا جس کے ساتھ میں اتنا برا کیا اسی نے اس کے ماں باپ اس کے پاس واپس لائے تھے۔۔

دالہام نے کوئی جواب نہ دیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار حبا کے پاس لاونج میں آیا، اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ جیسے ہی اپنے ہاتھوں میں لیا اس کے سینے پر سر رکھ کے پھر سے بے آواز رونے لگی۔۔

جبار یلیکس بیوی !شہریار نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا تھا جبکہ راعنین نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔

وہ میرا۔۔ حبا چاہ کر بھی خود کو رونے سے نہیں روک پائی تھی محض دو الفاظ اس سے بولے گئے جو اس نے کیا لیکن وہ ان کا بھائی تھا۔۔

ہم دونوں بہنوں کا ایک رشتہ تھا کاش وہ اچھا ہوتا اور ہم دونوں بھی کہتی کہ ہمارا بھائی ہے۔۔ شرم محسوس ہوتی ہے اسے بھائی کہتے ہوئے جس نے اپنی ہی بہن کے ساتھ۔۔ حبا اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔

یوں رونے سے سب ٹھیک ہو جائے گا کیا؟ حبا نے نفی کی اور اپنے آنسو صاف کیے۔۔

آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہوتی کہ میں اس انسان کی بہن ہوں جس نے آپ کے بھائی کو قتل کیا۔۔

قتل تمہارے بھائی نے کیا ہے تم نے نہیں، تو میں کیوں تمہیں قصوروار ٹھہراؤ۔۔ شہریار نے اس کی نم ہوئی آنکھیں صاف کی۔۔

لیکن!

لیکن ویکن کچھ بس تم رونا بند کر دو مجھے تم روتی ہوئی نہیں چاہیے حبا شہریار خان۔ اس نے حبا کی ناک کھینچی تو وہ ہلکا سا محض ایک لمحے کے لیے مسکرائی تھی۔۔

شہریار نے راعنین کی طرف اشارہ کیا جو آنکھیں میچیں بیٹھی تھی۔۔ حبا راعنین کے پاس جا کر بیٹھی۔۔ شہریار اٹھ کر اندر چلا گیا ان دونوں بہنوں کو اکیلے بیٹھ کر اپنا گم ہلکا کرنے کی ضرورت تھی۔۔

آپی! حبا نے راعنین کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ کئی آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

ہم کسی کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے حبا کیونکہ ان سب کا مجرم ابراہم ہے اور گناہ کرنے والے کو سزا ملتی ہے یہی سمجھ لو کہ وہ اس کی سزا ہے راعنین نے گہرا سانس لیا اور اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔۔

ہمم حبا اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔ راعنین نے اس کے گرد حصار بناتے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

حبا جاؤ تم ریسٹ کرو۔۔

آپی مجھے نہیں جانا! حبا نے نفی میں۔ سر ہلائے جا رہی تھی۔

آپی کی جان تم تھک گئی جاؤ آرام کرو۔۔ راعنین نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

بہت بری ہے آپ، ریسٹ آپ کو کرنا چاہیے اور کمرے میں بھیج مجھے رہی ہے۔۔ اپنی بہن کی آنکھوں میں محبت اور شفقت دیکھ کر وہ اٹھی اور راعنین کی رخسار چومتے بولی۔۔

یاور نے ہوٹل کے سامنے اپنی کار روکی، ہوٹل کے اندر داخل ہوتے وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ دائیں جانب

بنے چھوٹے سے کچن میں ایک عورت کھڑی کھانا بنا رہی تھی وہ اس کے پاس گیا اور آہستہ آواز میں سلام کی۔۔

اسلام علیکم !وہ عورت مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھتے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

میں ناراض ہوں اپنے بیٹے اتنی دیر بعد مجھ سے ملنے آئے ہو۔۔ اس نے عورت نے خفگی سے کہا تھا۔۔

ماں آئیندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔

اس طرح ہی کہتے ہو یعقوب جبکہ تم مجھ سے ملنے نہیں آتے۔۔ مریم بیگم لاؤنج میں صوفے پر جا کر بیٹھ گئی ان کے چہرے پر ناراضگی کے تاثرات تھے۔۔ یاور ان کے پاس بیٹھا وہ ان کا بیٹا یعقوب بن کر ملنے آتا تھا۔۔

ماں چلے ہم گھر چلتے ہیں ؟ یاور نے ان کا ہاتھ تھاما اور صوفے پر بیٹھا جبکہ مریم بیگم حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

بیٹا یہی تو ہمارا گھر ہے !

نہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور نہ یہ ہمارا گھر ہے۔۔ مریم بیگم کے چہرے پر محض حیرت کے تاثرات تھے۔۔

کیا کہہ رہے ہوں تم ؟ تم میرے بیٹے ہو یعقوب ! مریم بیگم کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔

میں آپ کو بیٹا نہیں ہوں میرا نام یعقوب نہیں یاور ہے۔۔ جس لڑکی کو آپ نے پالا ہے میں اس کا شوہر ہوں۔ میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں آپ کا بیٹا کلام کے سردار کے ساتھ ہے اور ابھی ہم اسی کی حویلی میں جا رہے ہیں جہاں آپ کا بیٹا ہے اور اپ کا شوہر۔۔ مریم بیگم نہ سمجھی سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو ! میرے شوہر نہیں رہے اور تم میرے بیٹے ہو۔۔

ماں جی آپ کے شوہر زندہ ہیں اور آپ کا بیٹا سرداروں کی حویلی میں ہے۔۔ چلیں میرے ساتھ۔۔ مریم بیگم کا ہاتھ تھامے یاور فلیٹ سے باہر نکلا انہیں کار میں بٹھاتے وہ اپنے ساتھ لے گیا جبکہ مریم بیگم کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ یاور کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

میں جانتا ہوں میں نے آپ سے جھوٹ بولا لیکن وجہ محض آپ کی طبیعت خرابی تھی، مجھے نہیں پتا تھا جو یعقوب سردار کے پاس ہے وہی یعقوب آپ کا بیٹا ہے اگر مجھے علم ہوتا تو میں کب کا آپ کو اس کے حوالے کر دیتا کیونکہ مجھے کوئی حق نہیں ہے میں کسی کی ماں کو اس سے دور رکھو۔۔ مریم بیگم کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

وہ انہیں لے کر حویلی پہنچا ان کا ہاتھ تھامے وہ جیسے ہی لاونج میں گیا را عنین کی نظر مریم بیگم پر گئی جھٹکے سے صوفے سے اٹھی اور ان کی جانب بھاگی تھی۔۔

ماں !را عنین ان کے سینے سے لگتے رونے لگی جبکہ مریم بیگم نے بھی اس کے گرد حصار بنایا تھا اتنی دیر بعد اپنی بیٹی کو دیکھ کر جس کو ہمیشہ انہوں نے اپنے سینے سے لگا کر رکھا تھا۔۔

ماں آپ کہاں تھی ؟ وہ روتی ہوئی ان کا چہرہ تھامے ان سے پوچھ رہی تھی ان کے دونوں ہاتھ پکڑتے پشت پر بوسہ دیتے اپنی پیشانی سے لگائے تھے۔۔

میں نے اپنی بیٹی کو بہت یاد کیا۔۔ مریم بیگم نے اس کی پیشانی اور رخسار پر بوسہ دیا تھا۔۔ را عنین ان کے سینے سے دوبارہ لگی۔۔

را عنین انہیں یعقوب سے ملنے دو۔۔ یاور نے اسے مریم بیگم سے پیچھے کیا۔۔

میری ماں ہے یہ آپ کے پاس تھی آپ نے مجھے بتایا کیوں۔۔۔

انہیں اپنے بیٹے یعقوب سے ملنے دو۔ یاور نے اس کے بات درمیان

میں کاٹتے ہوئے بولا تھا جبکہ اپنے شوہر کے الفاظ سن کر وہ پھٹی آنکھوں سے مریم بیگم اسے دیکھنے لگی۔۔

یعقوب ان کا بیٹا؟ وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔۔

میں تمہیں بعد میں تفصیل سے بتاؤں گا نین فل وقت انہیں یعقوب سے ملنے دو۔۔ راعنین پیچھے ہوئی تھی مریم بیگم نے اس کا ہاتھ تھاما اور یاور کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی یعقوب جو اپنے باپ کے ہاتھ سہلا کر انہیں ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا دروازہ کھولنے کی آواز سے مڑا سامنے اپنی ماں کو دیکھتے اپنے بابا کا ہاتھ چھوڑتے ان کی جانب بڑھا۔۔

امی! یعقوب ان کی طرف بڑھا مریم بیگم نے یاور کی جانب دیکھا۔۔

یعقوب نے اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھتے ان کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

مریم بیگم نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تو وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔۔ راعنین نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

امی! یعقوب انہیں بار بار پکار رہا تھا ان کے ہاتھ پکڑ کر اپنی پیشانی سے لگاتا۔۔ مریم بیگم غور سے اسے دیکھ رہی تھی یعقوب اور یاور کے نقش داڑھی ہونے کی وجہ سے ایک جیسے لگتے تھے جس کی وجہ سے مریم بیگم یاور کو یعقوب سمجھ بیٹھی تھی۔۔ یعقوب! مریم بیگم نے اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھام کی ہر نقش پر پیار کیا تھا۔۔ وہ یعقوب جوان سے 12 سال کی عمر میں علیحدہ ہو گیا تھا۔۔ آج ان کا جوان بیٹا ان کے سامنے تھا۔۔

آپ کا بیٹا یاور مسکراتے ہوئے بولا۔۔

مریم بیگم نے یعقوب کو اپنے ساتھ لگایا اچانک ان کی نظر ادلیب شاہ کی طرف گئی وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی انہیں یاور کی بات پر یقین نہیں آیا

تھا کہ ان کا شوہر زندہ جبکہ اپنے شوہر کو دیکھ کر ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔۔۔

اندلیب! وہ ان کی جانب بڑھی تھی یعقوب اپنی ماں کے پیچھے کھڑا تھا۔۔ حویلی کے تمام مرد خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔

اندلیب! مریم بیگم نے دوبارہ انہیں پکارا وہ ہوش میں نہیں تھے۔۔

یعقوب یہ کیوں نہیں اٹھ رہے مریم بیگم روتے ہوئے بول رہی تھی انہوں نے اندلیب شاہ کا ہاتھ پکڑا جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔

امی تھوڑی دیر تک ہوش آجائے گی بابا کو ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجیکشن لگایا ہے۔۔ مریم بیگم ان کا ہاتھ پکڑے روئے جا رہی تھی دوسرے ہاتھ میں انہوں نے یعقوب کا ہاتھ پکڑا۔۔

تم کہاں تھے اپنی ماں کے پاس واپس کیوں نہیں آئے مریم بیگم نے شکوہ کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

مجھے ابراہم نے کہا تھا آپ دونوں نہیں رہے۔۔ یعقوب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اس نے اپنی ماں کی گود میں سر رکھا۔۔

جب ہم ساتھ تھے وہ پل کتنے حسین تھے امی، اس ابراہم نے سب ختم کر دیا۔۔ یعقوب نے اپنی ماں کے ہاتھ کی پشت لبوں کے ساتھ

لگائے۔۔ وہ سب مرد خوش تھے یعقوب کے لیے کہ اس اسے اس کے ماں باپ مل گئے، اس کی خوشی دیکھ کر جیسے وہ اس کی کی گئی حرکات بھول گئے تھے۔۔ جبکہ سردار خاموش تھا۔۔

LRI

یعقوب 12 سال کا تھا جب وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ پارک میں گیا تھا جب ابراہم کی نظر اس پر پڑی وہ بارہ سال کی عمر میں ایک مضبوط مرد معلوم ہوتا تھا اس کے سینے کی چوڑائی بارہ سال کی عمر میں نوجوان مرد جیسی تھی۔۔

اسے تو میرے ساتھ ہونا چاہیے ڈارک ویب میں ۔ ابراہم ملک اسے غور سے دیکھ رہا تھا ۔ ۔ چند دن لگا کر اس نے یعقوب کے متعلق تمام معلومات حاصل کی اور شاہان کی مدد حاصل کر کے اس کے آدمیوں کو یعقوب کے گھر بھیجا ۔ تب ابراہم کے آپس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اکیلے یہ کام کرتا ۔ ۔

وہ آدمی یعقوب کے ماں باپ کے گھر گئے اور انہیں اپنا بیٹا ان کے حوالے کرنے کا کہا ۔ ۔

میں اپنا بیٹا کسی کو نہیں دوگا چلے جاؤ یہاں سے ۔ ۔ اندلیب شاہ غصے سے بولے تھے یعقوب ان کا اک لوتا بیٹا تھا ۔ ۔

انہوں نے ابراہم کو کال کر کے بتایا کہ ادلیب شاہ نہیں مان رہا ۔ ۔

اٹھا کر لے آؤ سب کو ابراہم غصے سے بولا تھا اس کے آدمیوں نے ابراہم کے کال کٹ کرتے ہی اپنی گن نکالی اور یعقوب کے والدین پر تان دی۔۔ یعقوب جو کمرے میں تھا شور کی آواز سن کر باہر آیا۔۔

بابا! وہ اپنے بابا کو پکارتے اپنے بابا کے پاس جا کر کھڑا ہوا، مریم نے اسے اپنے سینے میں بینچ لیا۔۔

انہوں نے مریم کے سر پر گن تان کے ان سب کو لے گئے۔۔

وہ تینوں ابراہم اور شاہان کے سامنے کھڑے تھے۔۔

اگر تم سکون سے اپنے بیٹے کو میرے حوالے کر دیتے تو تم دونوں سکون سے اپنے گھر ہوتے اور تم دونوں کا بیٹا میرے پاس۔۔ ابراہم کمینگی سے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا اس کے پاس شاہان مرزا بیٹھا تھا۔۔

میرے بیٹے سے کیا چاہیے تمہیں؟ ادلیب شاہ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لگاتے بولے۔۔

تمہارا بیٹے کی ڈارک ویب کو ضرورت ہے ابراہم کمینگی جھلکتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میں اپنے بیٹے کو کبھی تمہارے حوالے نہیں کروگا۔۔ اندلیب شاہ غصے سے دہاڑے تھے مریم بیگم رو رہی تھی وہ اپنے بیٹے کو گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔

لے جاؤ ان سب کو، اور علیحدہ علیحدہ کمرے بند کرو۔۔ شاہان مرزا کی بلند آواز وہان گونجی۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا بابا، امی مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔ یعقوب بلند آواز میں بولنے لگا اس کی جسامت چاہے بڑوں کی طرح تھی لیکن اس کا ذہن ابھی بچوں جیسا تھا۔۔

ان سب کو علیحدہ کمروں میں بند کر دیا تھا یعقوب، مریم چیختے رہے تھے جبکہ ان درندوں پر اثر نہ ہوا۔۔

وہ یعقوب کو اس کے ماں باپ سے ملنے نہیں دیتے تھے وہ کتنے دن روتا رہا۔ وہ اسے کھانے کے لیے ایک وقت کی روٹی دیتے تھے۔۔۔ تقریباً دو ہفتوں بعد ابراہم اس کمرے میں گیا جہاں یعقوب کو بند کیا گیا تھا۔۔

اپنے ماما بابا سے ملنا تم نے یعقوب. جس کا رو رو کر اور بھوک کی وجہ سے براحال ہو گیا تھا۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا اس نے فوراً سر گھٹنوں سے باہر نکالا اور ہاں میں سر ہلانے لگا۔۔

اس کے لیے تمہیں کام کرنے ہو گئے اگر تم تمام کام کر گئے تو تمہیں تمہارے ماں باپ سے ملواؤ گا۔۔

میں سارے کام کروگا مجھے میرے امی بابا سے ملنا ہے۔۔ یعقوب نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

ٹھیک ہے، تمہاری ٹریننگ ہوگی سات ماہ کی اس کے بعد تم اپنی ماں باپ سے مل سکوگے، سات ماہ سن کر اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے لیکن وہ ہامی میں سر ہلائے جارہا تھا اسے اپنے ماں باپ سے ملنا تھا۔۔

اس نے وہ تمام ٹریننگ اس بچے سے کروائی جو 22 سالہ نوجوان مرد سے کروائی جاتی تھی ہورات کو تھک کر زمین پر بیٹھے روتا تھا۔۔ چھ ماہ اس نے ٹریننگ کی وہ اپنے ماں باپ سے ملنے کی ضد کرتا تو ابراہم اسے مارتا اور کہتا کہ وہ اس کے ماں باپ کو مار دے گا۔۔

آج بھی وہ تھک کر کمرے میں آیا اسے شدت سے اپنے ماں باپ کی یاد آرہی تھی انہیں کسی اور جگہ اب بند کر دیا گیا تھا۔۔

بابا، امی وہ انہیں پکارتے بلند آواز میں رونے لگا۔۔ ابراہم ہر زور رات کو اسکے کمرے میں آتا تھا آج بھی وہ اس نے کمرے میں آیا۔۔

رونا بند کر دو یعقوب!

مجھے میرے امی بابا سے ملنا ہے مجھے ان کے پاس جانا ہے وہ ابراہم کی طرف بڑھا اور اس کا گریبان پکڑا۔۔ ابراہم نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارے وہ منہ کے بل زمین پر گرا۔۔

اب وہ زندہ رہے گے تو تم ملو گے ابراہم غصے سے کہتا کمرے سے باہر نکلا، آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ کوئی اس کا گریبان پکڑتا۔۔

وہ اس کے ماں باپ کو مارنے جا رہا تھا جب شاہان نے اسے روکا۔۔

ابراہم اندلیب شاہ سے ہم کام لے سکتے ہیں اسے مار کر غلطی مت کرنا۔۔ ابراہم غصے کا بھرا یعقوب کے ماں باپ کے پاس گیا اور یعقوب کے باپ کی شرٹ اور اس کی ماں کا دوپٹہ پکڑ کر، اندلیب شاہ کے ہاتھ پر کٹ لگاتے اس دوپٹے اور شرٹ پر گرایا تھا انہیں زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔۔ وہ یعقوب کے پاس گیا اور دوپٹہ اور شرٹ اس کے سامنے پھینکی۔۔

مر گئے تمہارے ماں باپ اتنا کہتے وہ کمرے سے چلا گیا۔۔ یعقوب پھٹی ہوئی آنکھوں سے ان کپڑوں کو دیکھنے لگا۔۔

بابا امی، بابا وہ دہاڑے مار کر رونے لگا۔۔ وہ رو رو کر نڈھال ہو چکا تھا۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا۔ نہیں رہنا وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا دروازے کے پاس گیا۔۔ دروازہ کھلا تھا ابراہم انجانے میں دروازہ لاک کرنا بھول گیا تھا۔۔

وہ باہر نکلا آدمیوں کی نظروں سے بچتے بچاتے وہ سیڑھیاں اتر کر مین گیٹ کے پاس آیا جب اسے پیچھے سے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی وہ پیلر کے پیچھے چھپ گیا۔۔ اس آدمی کے وہاں سے جاتے ہی یعقوب کھڑکی کی جانب گیا بنا آواز پیدا کیے کھڑکی کھول کر وہاں سے چھلانگ لگاتے وہاں سے چلا گیا۔۔ وہ پوری رات بھٹکتا رہا، اس کے پیچھے کتے لگے اس کے پاؤں پر کاٹنے کے نشان تھا وہ پوری طرح زخمی ہو گیا تھا اگلے دن کے آٹھ بجے وہ سردار کی حویلی کے باہر تھا۔۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے جسم پر نشانات تھے۔۔

دوسری جانب اندلیب شاہ اپنی بیوی کو اس جہنم سے نکالنا چاہتے تھے کیونکہ کچھ آدمی مریم بیگم پر غلط نظر رکھ رہے تھے۔۔ اسی رات انہوں نے مریم کو وہاں سے بھگا دیا کیونکہ شاہان اور ابراہم وہاں موجود نہیں تھے۔۔ وہ خود وہاں سے نکلنے لگے جب کچھ آدمیوں نے ان کو پکڑ لیا مریم بیگم کا پیچھا انہوں نے دس گھنٹے کیا لیکن انہیں وہ نہ ملی۔۔

وہ رفیق نامی انسان کے پاس پہنچ گئی تھی جنہوں نے بہن سمجھ کر انہیں سہارا دیا۔۔

ابراہم نے یعقوب کو بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے نہ ملا۔۔

LRI

تم سردار تیمور خانزادہ کے پاس رہے ہو؟ مریم بیگم کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں امی میں سردار تیمور خان کے بیٹے سردار دالہام کے پاس رہا ہوں اور اگر آج آپ میرے پاس ہے تو صرف ان کی وجہ سے۔۔ یعقوب نے مسکراہٹ لبوں پر سجا کر دالہام کو دیکھا۔۔

سردار آپ۔۔۔ آپ مجھے سردار مت بلائے، میرے نام سے پکارے آپ رشتے میں اور عمر میں ہم بڑی ہے۔۔ دالہام ان کی بات درمیان میں کاٹتے بولا۔۔ مریم بیگم مسکرائی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے ہوش میں آنے کا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔

آپ آرام کرلے سب مرد وہاں سے اٹھے تھے۔۔

ہاں امی آپ آرام کرے! یعقوب نے اپنی ماں کے ہاتھ چومے۔۔

مجھے میرے بیٹے کے ساتھ باتیں کرنی ہے میرے دونوں بیٹوں اور بیٹی کے ساتھ۔۔ مریم بیگم نے یاور کا ہاتھ پکڑا اور را عنین کی طرف دیکھا۔۔

سب وہاں سے چلے گئے سوائے ان تینوں کے۔۔

ماں میں نے بہت مس کیا انہوں نے مجھے بتایا بھی نہیں، راعنین یاور سے بات نہیں کرنا چاہتی لیکن پھر بھی وہ اس سے شکوہ کر گئی۔۔

مجھے یہ کہتا تھا کہ تمہیں میں یاد نہیں ہوں تمہارے ایکسیڈنٹ ہوا اور۔۔۔

مریم بیگم نے یاور کے سر پر چپت لگائی۔۔

اور میرا کیا؟ یعقوب نے اپنی کا دھیان اپنی جانب متوجہ کروایا۔۔

تم تو اپنی ماں کی جان ہو۔۔ مریم بیگم نے ان تینوں کی پیشانی چومی۔۔

اور پھر اپنے شوہر کو دیکھا جن کے ہوش میں آنے کا سب کو انتظار تھا۔۔

کتنی دیر وہ چاروں ایک دوسرے سے باتیں کرتے اپنا غم ہلکا کرتے رہے۔۔

آپ آرام کرے امی !انہیں بیڈ پر بیٹھاتے وہ تینوں کمرے چلے گئے تھے۔۔ یعقوب کمرے سے جانے لگا مڑ کر واپس آیا اور اپنے بابا کے پاس بیٹھا۔۔

جلدی ہوش میں آجائے بہت تنگ کیا آپ دونوں نے مجھے ، مجھے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہے آپ دونوں سے۔۔ یعقوب نے اپنے بابا کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر اپنی ماں کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھا۔۔

امی آپ سے اور بابا سے ملنے کے لیے میں نے۔۔۔۔ یعقوب نے تمام بات اپنی ماں کو بتا دی۔۔

آپ سردار کو کہے نہ مجھے معاف کر دیں یعقوب اپنی ماں کی جانب جا کر بیڈ پر بیٹھا۔۔

یعقوب تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے، اس انسان کو دھوکا دیا اس کے خاندان کو تکلیف پہنچائی جنہوں نے تمہیں اپنے بیٹے طرح اس حویلی میں رکھا۔۔ مریم بیگم کا دل مٹھی میں جکڑا گیا اپنی بیٹے کی باتیں سن کر۔۔ آپ بات کیجیے گا۔۔

نہیں!، میں بات نہیں کروگی غلطی تم نے کی ہے تو ازالہ بھی تم کروگے ۔۔ بھائیوں کی طرح سردار نے تمہیں اپنے ساتھ رکھا ہے تو بھائی بن کے اسے مناؤ۔۔ مریم بیگم نے اس کا کندھا تھپتھپایا، وہ لمبا سانس لیتے اٹھ کر چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیریت ہے حویلی میں بہت خاموشی ہے۔۔ دالہام نے کچن کی طرف دیکھا وہاں بلکل سناٹا تھا زیادہ تر سب عورتیں کچن میں پائی جاتی تھی۔۔

ہاں سب ایک کمرے میں بیٹھی چغلیاں کر ہوگی اپنے اپنے شوہر کی۔۔
سب مسکرائے تھے سفیان خان کی بات پر۔۔

میری پری بھی وہی ہے؟

جی ہاں آپ کی مرشد بھی وہی ہے مرید صاحب! دالہام کی سفیان خان نے میٹھی میٹھی عزت افزائی کر دی۔۔

چلیں ہم چلے اپنے مرشد کے پاس کیونکہ وہ ہم سے ناراض ہیں۔ دالہام کارخ اوپر سونیا کے کمرے کی جانب تھا۔۔ شادی شدہ حضرات (جن کی رخصتی ہو چکی ہے) اس کے پیچھے تھے۔۔

دالہام نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن دروازہ نہ کھلا، آئیدن، سفیان خان، صارم اوریاور، سردار کے پیچھے موجود تھے۔ راعنین بھی ان کے ساتھ کمرے میں تھی۔۔

دوبارہ پھر دروازے پر دستک دی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ ۔ دالہام نے زور سے دستک دی جیسے دروازہ توڑ دے گا۔ ۔

شیر طیان نے زراسا دروازہ کھول کر چہرا باہر نکالا۔ ۔

جی کہیں کیا کام ہے ؟ وہ ابرو آچکا کر کہہ رہا تھا اس سے قبل دالہام دروازہ کھولتا شیر طیان باہر آیا اور اندر سے کسی نے دروازہ لاک کر دیا۔ ۔

تم اندر کیا کر رہے تھے عورتوں کے ساتھ ؟ یاور نے اس چھوٹے شیطان کو دیکھا جوان کو دیکھ کر دانت نکال رہا تھا۔ ۔

میں مستیاں ! یاور اور دالہام نے آئیدن کو دیکھا۔ ۔

جیسا باپ ویسا بیٹا انتہا کا ٹھرکی سفیان خان دانت پیستے ہوئے بولے کیونکہ ان کی بیوی بھی اندر تھی۔ ۔

طیان مورے کو باہر بھیجو جلدی آئیدن نے اسے حکم دیا تھا۔ ۔

آپ کو نظر نہیں آرہا بابا انہوں نے آپ سب کی وجہ سے مجھ معصوم کو بھی باہر نکال دیا ہے۔۔ابھی تو ان پیاری آنکھوں والی نین آنٹی کی گود میں بیٹھ کر ڈھیر ساری ان کے بے بی کے بارے باتیں کرنی تھی۔۔

جہاں آئیدن کا منہ کھلا تھا اس کے معصوم کہنے پر وہی یاور نے دانت کچکچائے وہ اس کی بیوی کی گود میں بیٹھ کر اس کے بچے کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا جبکہ اسے آگ لگی ہوئی سردار کی گڑیا کی۔۔

ویسے تو تمہیں دالہام کی گڑیا کے آنے کی آگ لگی ہے تو میرے بچے کے بارے میں بات کیوں کرنی ہے۔۔

وہ اس لیے کیونکہ جو بابا جانی کا پرنس ہوگا اسے میں آپ کی گڑیا پاس بٹھا دو گا اور میں اپنی گڑیا کے ساتھ کھیلا کرو اس طرح وہ مجھے تنگ نہیں کیا کرے گا۔۔وہ پوری پلاننگ کر کے بیٹھا تھا۔۔

کیا کھا کر پیدا کیا ہے اسے ؟ سفیان خان ، صارم اور یاور تینوں آئیدن کی طرف ہوئے تھے ۔۔

مجھے کیوں باتیں سنا رہے ہیں خون میرا ہے لیکن پرورش لالا کی ہے ۔۔

دالہام جو میسنا بنا کھڑا تھا ان کی بات کو نظر انداز کرتے دروازے پر دستک دینے لگا ۔۔

لیکن خون تو تمہارا ہے ! دالہام نے جیسے ہاتھ جھاڑے تھے ۔۔

پری ! دالہام نے اسے پکارا تو سب عورتوں نے طرسم کو دیکھا ۔۔

کوئی مجھے یہ نہ کہے کہ باہر جاؤ ، جب انہیں کوئی پرواہ نہیں ہے اپنی بیوی کی اپنے بچوں کی تو میں کیوں جاؤ ۔۔ طرسم ضدی انداز میں بیٹھی رہی دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا تھا اس کی یہی روٹین تھی ٹائم سے واپس نہیں آتا تھا دو دن اپنا چہرا نہ دیکھاتا ۔۔ تقریباً ڈھیڑ ماہ رہ گیا بچوں کی پیدائش کو اور اس کے شوہر کو کوئی ہوش نہ تھی ۔۔

شیر واندر جاؤ اور پری کو کسی طرح باہر لے کر آؤ۔۔ دالہام حد سے زیادہ آہستہ آواز میں بولا۔۔

بابا جانی بڑی مورے نہیں آئے گی۔۔۔ وہ آنکھیں بند کر کے گردن ہلانے لگا۔۔

اسے لے کر آؤ باہر اگر تم اسے باہر نہ لائے تو میں اپنی گڑیا بھی تمہیں نہیں دوگا۔۔ دالہام کی دھمکی سن کے اس کا رونے والا منہ بن گیا۔۔

اب سمجھ آگیا آپ سب کو کہ اسے شہ کون دیتا ہے۔۔ آئیدن نے دالہام کی طرف اشارہ کیا شیر طیان کو بگاڑنے میں سب سے بڑا ہاتھ ہی اس کا تھا۔۔

اچھا میں کرتا ہو۔۔ کہتے شیر طیان دروازے پر دستک دینے لگا۔۔

بابا جانی آپ کمرے میں جاؤ میں آپ کی پری کو لے کر آتا ہوں۔۔

او کے پانچ منٹ کے اندر وہ مجھے کمرے میں چاہیے دالہام کہتے کمرے میں چلا گیا۔۔

یہ صحیح ہے یا ورنے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔

اچھا اب سب جاؤ، آجائے گی آپ کی بھی بیویاں۔۔ وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے بولا۔۔

میں منہ پر ہاتھ پھیر کہہ رہا ہو آئیدن احزان تمہیں یہ تگنی کا ناچ نچائے گا جوان ہو کر۔۔ وہ تینوں بول کر وہاں سے چلے گئے تھے ایک کی بیوی باہر آتی تو سب اپنی اپنی بیویوں کو لے کر جاتے۔۔ آئیدن غصے سے اپنے فقنے کو دیکھنے جو ابھی سے اس کی عزت میں چار چاند لگا رہا تھا۔۔ اپنی ماں کو بھی باہر بھیجنے کی زحمت کر دینا۔۔ آئیدن تلملاتے ہوئے کہہ کے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

وہ چاروں نیچے کھڑے تھے ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگے اور سوچنے لگے کہ رخصتی کے بعد ان کی بھی یہی حالت ہوگی۔۔

شیر طیان نے زور سے دورازے پر دستک دی۔۔

بڑی مورے دروازہ کھولے وہ چیخا تھا اس کے چیخنے کی آوز سن کے نمیرہ اور طرسم دروازے کی جانب گئی دروازہ کھولا تو بلائی لب باہر نکالے رونے والا منہ بنا کر کھڑا تھا۔۔

طرسم نے ارد گرد دیکھا کوئی بھی نہیں تھا۔

میں نے کپڑے بدلنے ہے یہ گندے ہو گئے ہیں شیر طیان نے اپنی شرٹ سینے پکڑ کر کھینچی۔۔

تھوڑی دیر پہلے تو چینج کیے ہے تم نے طرسم اور نمیرہ یک زبان بولی۔۔

بڑی مورے مجھے چینج کرنے ہے اور بڑے بابا جیسے کپڑے پہننے

ہیں۔۔

میں کروادیتی ہو نمیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔

بڑی مورے کپڑے دے۔۔

بیٹا تمہاری بڑی مورے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے انہیں تنگ نہ کرو

نمیرہ نے سمجھانا چاہا۔۔ لیکن وہ اپنی ضد پر قائم تھا۔۔

شیر طیان کو ضد کرتے دیکھ نمیرہ نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

میں کر دیتی ہوں چلو مہا شیطان طرسم اس کا ہاتھ پکڑے کمرے میں چلی

گئی اس بات سے انجان کہ اس کا شوہر کمرے میں ہے۔۔

طرسم کمرے میں داخل ہوئی دالہام دروازے کے پاس ٹیک لگا کر کھڑا

تھا اس کی نظر اس پر نہ گئی اور وہ ڈریسنگ روم میں گئی شیر طیان کے

کپڑے نکال کر باہر لائی وہ اس کا ہاتھ پکڑے باہر آیا تھا۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے۔۔ کپڑے سائیڈ پر رکھے تھے۔۔

بڑی مورے اپنے کپڑے تبدیل کر لو گا میں چھوٹا بچہ نہیں ہوں اب۔۔

طرسم نے اس کے کپڑے تبدیل کروانے کے لیے اس کی شرٹ پکڑ کر ابھی تھوڑی سی اوپر ہی کی تھی کہ اس نے طرسم کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

صرف کپڑے الماری سے نکلوانے کے لیے مجھے کمرے میں لائے تھے۔۔ شیر طیان نے نفی کرتے ہوئے دروازے کے سائیڈ پر کھڑے سردار کی جانب اشارہ کیا طرسم نے رخ دوسری طرف موڑا اسے وہاں کھڑے دیکھ اس نے فوراً نظروں کا رخ تبدیل کیا تھا۔۔

بہت اچھا کارنامہ کیا ہے وہ اب کی مرتبہ غصے سے بولی تھی کیونکہ وہ بے انتہا سے ناراض تھی وہ دو ماہ سے یہی سب کر رہا تھا ایک دن گھر رہتا چار دن گھر نہ آتا۔۔

شیرو بیٹا آپ جاؤ مجھے آپ کی بڑی مورے کو منانا ہے۔۔

بابا جانی میں تھوڑی نہ آپ کو کاٹی کاٹ رہا ہوں منائیں آپ۔۔ میں نے آپ کے ہاتھ تو نہیں پکڑے دالہام کو اب واقع ہی لگا تھا کہ اس نے اس چھوٹے سے شیطان کو کچھ زیادہ ہی بگاڑ دیا ہے وہ کچھ زیادہ ہی بولنا شروع ہو گیا تھا۔۔

میں نا منانے لگا ہوں، یہاں کوئی شو نہیں چلنے لگا جو تم سکون سے بیڈ پر بیٹھ کر دیکھو گے چپ کر کے جاؤ کمرے میں اور اپنی مورے کو اپنے بابا پاس بھیجو چلو جاؤ شاباش۔۔ دالہام نے اسے بیڈ سے اٹھا کر کھڑا کیا تو وہ دانت پیستے ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگا تھا۔۔

ایک مرتبہ میری گڑیا کو آنے دو، دیکھنا اٹھا کر بھاگ جاؤں گا پھر ڈھونڈتے رہنا سب میں اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں رکھوں گا اس

کمرے میں آنے ہی نہیں دوں گا اور نہ ہی اپنے بابا اور مورے کے کمرے میں جانے دوں گا وہ غصے کا بھرا پاؤں پٹختا ہوا چلا گیا۔۔

ابھی میری بیٹی پیدا ہوئی نہیں ہے اور یہ پہلے ہی اسے اپنے کمرے میں لے جانے کی بات کر رہا ہے۔۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنی پری کی جانب بڑھا جو اب بیڈ کی چادر سیدھی کر رہی تھی۔۔ بیڈ نیچے تھا جس کی وجہ سے اسے بار بار جھکنا پڑ رہا تھا۔۔

کیا کر رہی ہو؟ دالہام اس کے پاس گیا اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کیا تھا۔۔

وہی جو دو ماہ سے کر رہی ہوں روز کمرہ میں ہی سیٹ کرتی ہوں تو آج بھی میں کر لوگی تو کیا ہو جائے گا۔۔ سنجیدہ لہجہ اپنا کر دائیں جانب سیٹ کر کے وہ بائیں جانب گئی تھی۔۔ دالہام کو اپنی غلطی کا شدت سے پچھتاوا ہو رہا تھا پچھلی مرتبہ وہ مان گئی تھی لیکن اس مرتبہ ناراضگی سخت تھی۔۔

پری !جو معاملات تھے وہ تمام نپٹ گئے ہیں اب میں سات بجے حویلی آجایا کروں گا۔۔

میری طرف سے آپ چاہے مہینوں بعد حویلی واپس آئیں مجھے کوئی پرواہ نہیں جب آپ کو اپنی بیوی اپنے بچوں کے پرواہ نہیں ہے تو مجھے بھی کوئی نہیں ہے جہاں مرضی جائے آپ !طرسم نے اپنی سائیڈ پر تکیہ سیٹ کر کے رکھا اور شیر طیان کے کپڑے پکڑ کر ڈریسنگ روم میں گئی سردار اس کے پیچھے گیا۔۔

پری !دالہام اسے پیچھے سے اپنے حسار میں لینے لگا تو طرسم نے اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔

دیو مجھے تنگ نہ کریں میرے سر میں پہلے ہی شدید درد ہے۔۔ طرسم ڈریسنگ روم سے باہر نکل گئی۔۔

میں سر دبا دوں !

دیو پلیز کوئی ضرورت نہیں ہے ہمدرتی دکھانے کی اگر اتنی ہی پرواہ ہوتی تو مجھے راتوں کو اکیلا نہ چھوڑتے جب مجھے سب سے زیادہ تمہاری کی ضرورت تھی۔۔ طرسم درد برداشت کرتے بولی تھی وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا۔۔

آہہہ !خود پر قابو کرنے کے باوجود بھی وہ خود کو سسکنے سے نہ روک پائی تو درد برداشت سے باہر ہونے لگی تھی اس کا چہرہ زرد پڑتے دیکھ سردار اس کے پاس گیا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے جو برف کی طرح سرد ہو چکے تھے۔۔

پری درد ہو رہا ہے ؟ دالہام نے ایک ہاتھ اس کے چہرے پر رکھتے دوسرا اس کے پیٹ پر رکھا تھا۔۔ طرسم نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کیے۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے چلے جاو یہاں سے ؟ طرسم گہرے سانس لے رہی تھی۔۔

اٹھو عبایہ پہنو میں تمہیں ہاسپٹل لے کر جاؤ۔۔ دالہام نے اسے لمبے سانس بھرتے دیکھ اسے شانوں سے تھاما تھا جب طرسم نے غصے سے پھر سے اس کے ہاتھ جھٹکے تھے۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں لے کر جانے کی پچھلے دو ہفتے سے یہی درد برداشت کر رہی ہوں۔۔ طرسم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔۔

دالہام کا اس وقت دل چاہ رہا تھا وہ خود کو کچھ کر ڈالے باہر کے کاموں میں وہ اس قدر الجھ گیا تھا کہ اسے اپنی بیوی، بچوں کی کوئی ہوش ہی نہ رہی۔۔ اپنے خاندان کو بچانے کے چکر وہ اپنی بیوی کو خود سے خفا کر بیٹھا تھا۔۔

پری ہاسٹل لے کر جاتا ہوں ڈاکٹر کو چیک اپ کرواتے ہیں۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے میں گئی تھی ہاسپٹل مورے کے ساتھ کیونکہ آپ تو

یہاں موجود نہیں تھے ڈاکٹر نے کہا سب ٹھیک ہے یہ درداب کبھی بھی ہو سکتی ہے نارمل ہے یہ ان مہینوں میں۔۔۔ڈاکٹر نے میڈیسن دی ہے کھا لیتی ہوں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی۔۔وہ اس کی بات درمیان میں کاٹتے بولی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے اس نے میڈیسن نکالی دالہام نے گلاس میں پانی انڈیل کر اسے پکڑایا۔۔

میڈیسن کھا کر وہ آنکھیں بند کرتے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھ کر جیسے درد کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

پری میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ وقت سے گھر آجایا کروں گا ناراضگی ختم کر دو۔۔دالہام اسے بازو کے حصار میں لینے لگا تو طرسم نے اس کے ہاتھ برے طریقے سے جھٹکے تھے۔۔

مجھے تنگ مت کریں مجھے نیند آرہی ہے وہ بمشکل کروٹ لے کر لیٹی تھی درد برداشت سے باہر ہونے لگی آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکلیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔

میری پری، میری گڑیا! دالہام دوسری جانب جا کر بیٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

مجھے سونے دے مجھے نیند آرہی ہے۔ طرسم نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا اور لحاف چہرے تک اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔ دالہام اس کے پاس بیٹھا بے چینی سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر بار بار کھول رہا تھا۔۔

پری درد ٹھیک ہوئی؟ دالہام نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تو اس نے کندھا اچکایا تھا جیسے کہنا چاہ رہی تھی ہاتھ پیچھے کریں۔۔

ایم سوری! دالہام نے اس کے چہرے سے لحاف اتار کر چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھاما تھا۔۔

مجھے نہیں چاہیے اپ کی سوری اپنے پاس رکھیں اپنے یہ سوری۔۔
طرسم نے بات مکمل کرتے ہیں آنکھیں بند کرلی تھی وہ اس کے رخسار سہلا رہا تھا۔۔

آج آئی لو یو نہیں بولنا؟ اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اس کے ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتے پوچھ رہا تھا جبکہ نہ اس کے چہرے پر کوئی تاثر ایا اور نہ ہی اس نے آنکھیں کھولی، نہ جواب آیا۔۔۔

پری! دالہام اسے نہایت پیار سے پکار رہا تھا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

پری جان! دالہام نے شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ طرسم نے بمشکل خود کو آنکھیں کھولنے سے روکا۔۔
درد ٹھیک ہوئی؟ اس نے طرسم کی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔

دیو آپ کو سمجھ نہیں آرہا مجھے تنگ مت کرے۔۔ طرسم نے آنکھیں کھولیں جبکہ اس کی طرف نہ دیکھا۔۔

کیوں تنگ نہ کرو تمہیں تو تنگ کرنے کا حق ہے مجھے دالہام نے اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے۔۔

وہ خاموشی سے لیٹی رہی تھی درد پہلے سے کچھ بہتر ہوا میڈیسن کھانے کی وجہ سے۔۔

سردار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ یوں ہی خاموش گم سم لیٹی تھی۔۔

پری! دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو اس نے آنکھیں بند کرلی۔۔

سزا نہیں دوگی مجھے؟ طرسم نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلا دیا۔۔

دالہام کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے منائے۔۔

بھوک لگی ہے؟ دالہام کو یہ سوال پوچھنا بہتر لگا کیونکہ اسے کھانے کا بہت شوق تھا۔۔

مجھے فل وقت نیند آرہی ہے مجھے سونے دیں خاموش ہوجائے۔۔

دالہام نے اپنا نچلا دانتوں میں دبایا۔۔

آئندہ ایسا نہیں ہوگا؟ دالہام نے اس کا چہرہ دوبارہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔

دیو جب بھی تم تین دن یا چار دن بعد حویلی واپس آتے تم یہی کہتے آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور اگلی مرتبہ پھر ویسا ہی ہوتا، تمہیں کوئی میری پرواہ نہیں

ہے تمہیں بس اپنے کام کی پرواہ ہے، سرداری کی پرواہ ہے، اپنے خاندان کی پرواہ ہے ش بیوی کی تمہیں کوئی ہوش نہیں ہے اور نہ ہی اپنے بچوں کی۔۔ جو بھی ہے سب کچھ مجھے ہی ہینڈل کرنا ہے مجھے کالج میں ایڈمیشن لینا ہے مجھے پڑھنا ہے لیکن ابھی میں ایڈمشن نہیں لے سکتی اور جب یہ پیدا ہو جائیں گے تو انہیں سنبھالنے میں لگ جاؤں گی تم نے کون سا نہ سنبھالنا ہے۔ تم بس اپنی سرداری میں مصروف ہو گئے، اپنے آفس کے کاموں میں مصروف ہوں گے اور میں پس جاؤں گی درمیان میں، نہ ٹھیک سے پڑھائی کر پاؤں گی ورنہ اپنے بچوں پر ٹھیک سے توجہ دے پاؤں گی۔۔ طرسم نے اس کے ہاتھ برے طریقے سے جھٹکے تھے وہ اپنے دل کی تمام بھڑاس نکالنے لگی جو دو ماہ سے بھری ہوئی تھی۔۔ آنکھیں آنسو سے بھر گئی ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔۔

دالہام کچھ لمحے بولنے کے قابل نہ رہا وہ صحیح کہہ رہی تھی وہ اپنی سرداری میں مگن ہو گیا تھا۔۔ اپنے خاندان کو کبھی کبھار وقت دے دیتا لیکن اپنی بیوی کے لیے وقت نکالنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی ایسا نہیں کروگا۔۔

دیو پلیز مجھے ایسے جھوٹے وعدے نہیں چاہیے رکھیں آپ اپنے جھوٹے وعدے اپنے پاس۔۔ طرسم نے اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے صاف کیے۔۔ دالہام ہاتھ لگانے لگا تھا تو اس نے ایک مرتبہ پھر اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔

پرا پر ٹائم دوں گا تمہیں اپنے بچوں کو بھی، بچوں کی پیدائش ہونے دو انہیں میں سنبھال لوں گا تم اپنی پڑھائی پر توجہ دینا۔۔ دالہام نے اسے شانوں سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھایا کیونکہ اس سے اٹھنے میں مشکل پیش آتی تھی۔۔

اور یہ سرداری کون سنبھالے گا۔ اور بزنس؟ آئیدن لالا تو اپنی جاب پر واپس چلے جائیں گے وہ الزام غلط ثابت ہو جائے گا ان پر۔ ساری ذمہ داریاں تو تمہارے سر پہ آئیں گی کس کس کو ٹائم دو گے؟ اپنی ماں کو، بہن کو، بیوی، بچے، آفس، کلام کے لوگ؟ کیا ہوا کوئی جواب نہیں ہے؟ اسے چپ بیٹھے دیکھ وہ غصے سے بولی اب کی مرتبہ اس کی آواز ذرا سی بلند ہوئی تھی۔۔۔

صحیح کہتے ہیں جب تک بچے نہ ہوں تو بیوی کو پرا پر ٹائم ملتا ہے اور جب بچے پیدا ہو جائے تو بیوی کی کوئی ہوش ہی نہیں رہتی، وہ ٹھیک ہے، نہیں ہے، زندہ بھی ہے یا نہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔۔

پری! دالہام نے تڑپ سے پکارا تھا۔۔ آنکھوں میں تکلیف واضح تھی اس کے لفظوں کی۔۔

کیا ہوا درد ہو رہا ہے میری بات سن کر؟ مجھے بھی ہوتا ہے راتوں کو روتی تھی جب تم میرے پاس نہیں ہوتے تھے اگر گھر نہیں آنا ہوتا تھا کم از کم انسان کال کر دیتا ہے ایک میسج کر دیتا ہے کہ مجھے لیٹ ہو جائے گا یا پھر میں گھر نہیں آسکتا۔ نہ کوئی کال، نہ میسج، نہ ہی گھر میں کسی اور کو بتایا کہ وہ مجھے بتا دے آ کے۔۔ طرسم ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیے بولتی جا رہی تھی دو ماہ کا غصہ وہ اس پر نکال رہی تھی۔۔۔

کوئی اہمیت نہیں رہی میری! طرسم نے اپنی آنکھیں بند کی تاکہ آنسو نکلنا بند ہو جبکہ وہ بند آنکھوں سے بہتے ہی جا رہے تھے۔۔ دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا ہی تھا آنسو صاف کرنے کے لیے کہ اس کی پٹی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے اس کی گود میں پٹکا تھا۔۔

جو رلاتا ہے نا اسے آنسو صاف نہیں کرنے چاہیے آنسوؤں سے زیادہ اس کا لمس درد دیتا ہے۔۔ طرسم کی آواز حد سے زیادہ بھاری ہو گئی تھی

رونے کی وجہ سے۔۔ دالہام نے گہرا سانس لیا وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا تھا وہ دوسرے رشتوں کو سنبھالنے کے چکر میں اپنی بیوی کے ساتھ خوبصورت رشتے کو خراب کرنے والا تھا۔۔

میرا لمس درد دیتا ہے؟ اس کے ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیتے ہیں وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

طرسم نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

پری جواب دو میرے سوال کا؟

مجھے نیند آرہی ہے مجھے سونا ہے! اس نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں میں سے نکالے۔۔ مشکل سے خود کو گھسیٹتے ہوئے تکیے پر اپنا سر رکھا کروٹ لیتے آنکھیں موندی تھی۔۔ وہ کشن کو ہگ کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی کچھ دیر میں ہی وہ گہری نیند میں چلی گئی تھی۔۔

دالہام اسے دیکھنے میں مصروف تھا اس کا گول مٹول چہرہ وہ کافی زیادہ ہیلدی ہو گئی تھی۔۔یکدم آنکھوں میں تکلیف سمائی تھی۔۔

اس لیے دور بھاگتا تھا تم سے!لیکن تم اتنا ہی میرے پاس آتی گئی۔میں وقت سے پہلے تم پر ذمہ داریاں نہیں ڈالنا چاہتا تھا اور تم۔۔۔دالہام نے جملہ ادھورا چھوڑتے گہرا سانس بھرا۔۔

تمہاری عمر اتنی نہیں ہے کہ تم پر ایسی ذمہ داریاں ڈالی جاتی۔منع کرتا تھا تمہیں!دالہام نے اس کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔کاش وہ خود پر قابو پا لیتا۔۔

دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا کتنی دیر یونہی بیٹھے اسے دیکھتا رہا یکدم اس کی نظر اپنی پری کے پاؤں پر گئی جن پر سوجن بہت زیادہ تھی۔۔

دالہام اٹھ اور ڈرار سے آئل نکال کر ہاتھوں پر ہلکا سا لگاتے بیڈ پر بیٹھتے اس کے دائیں پاؤں کو پکڑ کر مالش کرنے لگا۔۔15 منٹ ایک پاؤں پر اس نے مالش کی تھی اس کے نرم و نازک پاؤں کافی حد تک سویل ہو چکے تھے۔۔ پھر اس کا بایاں پاؤں پکڑ کر کتنی دیر وہ پاؤں پر مالش کرتا رہا کافی حد تک دونوں پاؤں کی سویلنگ کم ہو چکی تھی۔۔

میری ننھی سی گڑیا بہت جلد تمہاری ناراضگی دور ہو جائے گی۔۔ تم ناراض ہونا کہ میں حویلی نہیں آتا تھا اب میں کہیں بھی نہیں جاؤں گا ایک ہفتہ میری پری کا۔۔ اور ایک ہفتے بعد جب میں آفس یا پھر ڈیرے پر جایا کروں گا کام جتنا مرضی ہو سات بجے حویلی واپس۔ دالہام نے اس کے چہرے کے ہر نقش پر مہر ثبت کی تھی پاؤں پر مالش کرنے کے بعد اس نے اپنی پری کا سر دبایا۔۔ طرسم کی پیشانی پر پہلے بل نمودار ہو رہے تھے جبکہ اب سکون تھا۔۔۔

میری چھوٹی سی پری! کبھی نہیں سوچا تھا جس دوست میں جان بستی ہے اس کی بیٹی جان بن جائے گی۔۔جس بچے کو میں اپنا بیٹا کہتا تھا اس کی بہن میری بیوی بن جائے گی۔۔ دالہام نے ٹھوڑی پر لب رکھے تھے۔۔ اس کے اوپر لحاف دے کر وہ کمرے سے باہر نکلا صارم سیڑھیوں کے پاس کھڑا کسی سوچ میں گم تھا وہ اس کے پاس گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

اب کس خیالوں میں گم ہوں؟ دالہام اس کے ساتھ کھڑا ہوا اور لاؤنج میں دیکھنے لگ گیا جو بالکل خالی تھا کیونکہ سب مرد حضرات تھک چکے تھے اور اپنے اپنے کمرے میں موجود تھے آج کوئی بھی آفس نہیں گیا تھا۔۔

علینا بتا رہی تھی طرسم کافی زیادہ تم سے ناراض ہے؟ صارم اس کی جانب رخ کر کے کھڑا ہوا اور سنجیدگی سے اس سے سوال کرنے لگا۔۔

کچھ کام کا برڈن زیادہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے جلدی گھر واپس آنا۔۔

دالہام کام اپنی جگہ جبکہ فیملی اپنی جگہ، مجھے تم سے ان بچگانہ حرکتوں کی امید نہیں تھی تمہارے لیے کام سے زیادہ تمہاری بیوی اور بچے ضروری ہونے چاہیے تھے میں کبھی اس معاملے میں نہیں بولا تھا۔ علینا جب مجھے بتانے لگی تو میں نے اسے منع کر دیا میں نے کہا ان دونوں کا معاملہ ہے ان دونوں کو حل کرنے دو لیکن بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ دو ماہ سے یہی سب چل رہا ہے۔۔ صارم اس کی بات درمیان میں کاٹتے غصے سے بول رہا تھا اس کی بیٹی اتنی بڑی نہ تھی اسے اس حالت میں سب سے زیادہ اپنے شوہر کی ضرورت تھی۔۔

میری بیٹی راتوں کو تکلیف میں رہتی رہی ہے چچی اور میری بیوی اسے راتوں کو جاگ کر دیکھتی رہی ہیں۔۔ صارم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا

دالہام کو مزید خود پر غصہ آرہا تھا کہ وہ کیوں اپنی بیوی کو پرا پر ٹائم نہیں دے سکا۔۔

صام! دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

دالہام میری بیٹی ابھی 18 سال کی بھی نہیں ہوئی، اس پر دو بچوں کی ذمہ داری آجانی ہے اسے تمہاری ضرورت ہے ہر انسان سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔۔ جتنا ہو سکتا ہے اسے وقت دو، یہ نہ ہو کہ پوری زندگی اس کے دل میں یہ بات رہ جائے کہ جب مجھے میرے شوہر کی ضرورت تھی وہ تو میرے پاس تھا ہی نہیں۔۔۔ پہلے طرسم کی باتیں اور اب صارم کی باتیں سن کر اس کے سر میں درد شروع ہو گیا خود پر بے انتہا غصہ آنے لگا ایک لمحے کے لیے اس کا دل چاہا کہ کوئی چیز پکڑ کر اپنے سر پر مار دے۔۔

یار ہو گئی ہے غلطی! مجھے نہیں اندازہ تھا کہ اتنی تکلیف میں ہے اگر پتہ ہوتا تو ہر چیز چھوڑ کر اس کے پاس آجاتا۔ منانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں مان رہی۔۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کی بات کسی کو بتا رہا تھا۔۔

تو سدھارو اس غلطی کو۔۔

بے فکر ہو جاؤ صارم منا لوں گا تمہاری بیٹی کو ایک دو دن تک تمہیں ویسے ہی مسکراتی اور کھل کھلاتی ہوئی حویلی میں نظر آئے گی۔ ناراضگی اس مرتبہ تھوڑی سی سخت ہو گئی ہے۔۔ لیکن جلد ہی اسے منا لوں گا۔۔

دالہام نے گہرا سانس بھرا۔۔ ابھی تو وہ صحیح ہوئی تھی جبکہ سردار کا ارادہ تھا وہ جیسے ہی اٹھے اسے وہ خوبصورت انداز میں منائیں۔۔

اچھا سن کوئی ٹپ ہی بتا دو بیوی کو منانے کی۔۔ صارم نے پاس والی چیئر سے کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا۔۔

خبیث انسان تو یہ بات کیوں بھول جاتا ہے تیری بیوی میری بیٹی ہے تو اس طرح کی ٹپس مجھ سے نہ مانگا کر، ٹپس کی جگہ جوتے ہی ملنے ہیں۔۔

صارم کا چہرہ اب کی مرتبہ مزید سرخ ہوا تھا جبکہ دالہام مسکرانے لگا تھا۔۔

ویسے کبھی سوچا نہیں تھا میں نے تو میرا سسر بنے گا۔۔ اور جسے میں اپنا بیٹا کہتا ہوں وہ میرا سالہ بن جائے گا۔۔

بس قسمت ہے! وہ دونوں مسکرائے تھے واقعی قسمت ہی تھی کہ دو جگری یاروں کا ہر طرف سے رشتہ مضبوط ہوا تھا کچھ رشتے اگر سوچا جائے تو عجیب بھی تھے لیکن وہ ان دونوں کی دوستی کو بے انتہا مضبوط کر گئے تھے۔۔۔

ہادی کا رزلٹ کب آنا ہے؟ دالہام کو یکدم یاد آیا تھا۔۔

پتہ نہیں عنقریب ہے شاید!صارم کو بھی صحیح طریقے سے نہیں پتہ تھا کہ اس کا رزلٹ کب ہے۔۔

میں تمہیں خبر دار کر رہا ہوں اگر اب مجھے میری بیٹی اداس نظر آئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔

تجھے لگتا ہے وہ میری موجودگی میں اداس رہ سکتی ہے؟ وہ جس طرح شرارتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولا تھا صارم کا دل کیا اسے سیڑھیوں سے نیچے دھکا دے۔۔

تجھ سے زیادہ خبیث انسان نہیں دیکھا میں نے۔۔۔ صارم تلملاتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ وہیں دالہام سوچ میں پڑ گیا کہ وہ اپنی بیوی کو کیسے منائے۔۔ سست قدم لیتے ہیں وہ اپنے کمرے میں گیا اور واپس اس کے پاس بیٹھتے اس کا چہرہ تکنے لگا۔۔

یاورا پنے کمرے میں نہیں جاتا اس میں ہمت نہیں تھی راعنین کا سامنا کرنے کی۔۔جو کچھ وہ کرچکا تھا اس کے بعد شاید وہ کبھی اس سے بات نہ کرتی۔۔اس نے مریم بیگم کے متعلق اس سے چھپا کے رکھا وہ مردان خانے چلا گیا۔۔۔

ہادی راہا کے کمرے میں گیا اس بیچارے کا چہرہ اور کمر بے انتہا درد ہو رہی تھی کچھ پٹھوں کی درد بھی تھی جس کی وجہ سے اسے اتنے تھپڑ اور مکے پڑے تھے اگر اسے اندازہ ہوتا کہ یہ بات چھپوانے پر اسے اتنی مار پڑنی ہے تو وہ کبھی چھپاتا ہی نا۔۔

کمرے میں نظریں دہرائی راہا کہیں بھی نہیں تھی جبکہ واش روم سے پانی کی آواز آرہی تھی مسکراتے ہوئے وہ واش روم کے پاس جا کر کھڑا ہوا سینے پر ہاتھ باندھے اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا ایک لمحے کے

لیے تو اس بیچارے کا دل چاہا کہ لیٹ کر آرام کرے. جس قدر اسے تھپڑ اور مکے پڑ چکے تھے۔۔

راہا اپنا منہ دھو کر واش روم سے باہر آئی سامنے ہادی کو دیکھ کر اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا نظر جھکا کر وہ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

اہمم اہمم۔۔ گلا کھنگارتے ہوئے اس کے پاس جا کر بیٹھا راہا کا چہرہ ٹماٹر کی طرح ہو گیا تھا۔۔

خیریت ہے آج کل بہت خوبصورت لگنے لگ گئی ہوں۔۔

کیوں میں پہلے خوبصورت نہیں لگتی تھی۔۔ راہا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تو ہادی نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی تھی۔۔

تم تو ہر پل مجھے پہلے سے زیادہ حسین لگتی ہو۔۔ ہادی ایک ہاتھ کی پشت اس کے رخسار پر پھیر رہا تھا۔۔

ہادی آپ سب کہاں گئے تھے بڑے بابا نے ہم سب کو ڈانٹ کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔۔

سمجھ لو تم سب کی بہتری کے لیے تھا لیکن اب سب ٹھیک ہے ہادی نے اس کے دونوں رخسار کھینچے اور اس کی پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔

ہادی راہا کے قریب ہو کر بیٹھا تو وہ پیچھے کی جانب ہونے لگی تھی۔۔

ہادی ہماری رخصتی نہیں ہوئی! راہا نے ہچکچاتے ہوئے کہا تھا ہادی نے ابرو اچکائی تھی۔۔ آج سے پہلے اس نے کبھی رخصتی کا نام نہیں لیا تھا۔۔

یہ بات تمہارے ذہن میں کس نے ڈالی ہے۔۔۔ راہا اپنی شہادت کی انگلی دانتوں میں دبا گئی ذہن میں سونیا کی باتیں گھومنے لگی تھی۔۔ جب وہ کمرے میں سب بیٹھی ہوئی تھی۔۔

)راہا آج کل کچھ زیادہ ہی ہادی تمہارے کمرے میں چکر نہیں لگانے لگ گیا محترمہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی پہلے تو چلو سمجھ آتی تھی تمہارا ذہن میچوڑ نہیں تھا وہ تمہارے پاس رہتا تھا تمہارا دھیان رکھتا تھا لیکن اب تمہیں ہر چیز کی سمجھ ہے تو برائے مہربانی اسے خود سے دور رکھا کرو جب رخصتی ہوگی تب جتنی مرضی باتیں کرنا جتنا مرضی اس کے ساتھ رہنا۔۔

سونیا اس کے دونوں ہاتھ پکڑے سخت لہجہ اپنا کر اسے سمجھا رہی تھی۔۔

آپی وہ آتے ہیں میرے کمرے میں میں ان کے پاس نہیں جاتی۔۔

اور جب وہ آتے ہے نا توان وہ کو کہا کریں کہ اپنے کمرے میں واپس دفع ہو جائے۔ سونیا نے "وہ "لفظ پر خاصا زور دیا تھا۔۔

اگر مجھے آج کے بعد وہ تمہارے کمرے سے نکلتا ہوا نظر آیا اسے تو میں کچھ نہیں کہوں گی البتہ تمہارے منہ پر دو تھپڑ ماروں گی میں۔۔۔ سونیا اسے آنکھیں دکھاتے بول رہی تھی جبکہ سب عورتیں اس کی باتوں پر ہنسنے لگی۔۔ وہ اسے بالکل جیسے مائیں اپنی بیٹیوں کو غصے میں سمجھاتی ہیں ویسے سمجھانے لگی تھی (

آپی نے کہا تھا پاس نہیں آنے دینا وہ بڑبڑائی تھی۔۔

کیا بول رہی ہو؟

کچھ نہیں آپ جائیں یہاں سے۔۔ راہا نے اس کے کندھے پر ایک ہاتھ رکھتے ہیں اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔

کیوں جاؤں اپنی بیوی کے پاس ہوں۔۔ہادی اس کے مزید قریب ہوا تھا ان دونوں میں اب محض چند انچ کا فاصلہ تھا۔۔

ابھی آپ اس بیوی کو اپ رخصت کروا کے نہیں لے کر گئے جس دن رخصت کروا کے لے کے جائیں گے اس دن اس طرح کہے گا اپنی بیوی کے پاس ہو۔۔اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو دیکھ کر اسے یقین نہ آیا کہ یہ اس کی معصوم بھولی بھالی بیوی ہے۔۔۔

ضرور میری بیوی کی بیٹری کو کس نے چارج کیا ہے۔۔ہادی کو اچھی طرح سمجھ لگ گئی تھی یہ پٹیاں کسی اور کی پڑھائی ہوئی ہیں۔۔۔

اب ہماری رخصتی ہے جانِ ہادی!بس کچھ دن اور۔۔ہادی میں نے کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما اور اس کے دونوں رخسار پر محبت بھری مہر ثبت کی۔۔

ہادی آہستہ آہستہ مزید اس کے قریب ہوتا گیا تھا اور ایک مرتبہ پھر وہ اس سے اپنا حق حاصل کر گیا۔۔

دوسری جانب وریام اپنے کمرے سے باہر نکلا یونہی اس کا دل کیا ذرا اپنی بیوی کے دیدار کر لیے جائیں سونیا کے کمرے میں گیا کمرہ بالکل خالی تھا واش روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا کمرے میں کوئی بھی موجود نہ تھا وہ نیچے آیا لاونج بھی بالکل خالی، اس کا رخ گارڈن کی طرف تھا وہاں گیا تو سونیا سینے پر ہاتھ باندھے پھولوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

اوہو تو میری مغرور خانزادی یہاں پہ ہے۔۔ وریام نے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے، اسے اپنے حصار میں لیا سونیا نے زور سے اس کے ہاتھ پر مکا مارا تھا۔۔

آج کل تمہارے ہاتھ کچھ زیادہ ہی نہیں کھل گئے۔۔ سونیا فوراًاس کی جانب رخ کر کے کھڑی ہو گئی آنکھیں چھوٹی کر کے گھوری سے نوازا۔۔

یار میری حق حلال کی بیوی ہو تم، تم پر ہی تو ہاتھ کھلیں گے۔۔ سونیا نے آنکھیں گھمائی تھی اس انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

اپنی اس حق حلال کی بیوی پر تب حق جمانا جب رخصتی ہو جائے گی فل وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے دماغ کو قابو میں رکھو۔۔ سونیا آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجا گئی۔۔

بہت ہی ظالم بیوی ہو تم۔۔

اب ایسا بھی کوئی ظلم نہیں میں نے تم پر کیا۔۔ اگر اتنا ہی ہے نا تو جا کر کہو رخصتی کروانی ہے فضول میں میرا سر مت کھایا کرو۔۔ وریام دانت پیستا رہ گیا وہ بیچارہ جب بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا ذرا سا

رومینٹک ہوتا تھا اس کی بیوی بالٹی بھر کر پانی اس کے جذبات پر انڈیلتی تھی۔۔

کبھی تو اپنے شوہر کے رومینٹک ہونے پر مسکرا دیا کرو جب دیکھو زہر ہی اگلتی رہتی ہو۔۔ وریام دانت پیس رہا تھا۔۔

یہ شوہر رومینٹک ہوتا مجھے تب اچھا لگے میں تب شرماؤں جب میں مکمل طور پر اپنے شوہر کے حوالے کر دی جاؤ سمجھ آئی شوہر صاحب،

میری آپا جمیلہ۔۔ سونیا کہاں پیچھے رہنے والی تھی اسے مرچیں لگائے بغیر اسے سکون کہاں ملنا تھا۔۔

میری مس گبر ایک مرتبہ رکھتی ہونے دو منہ پر ہاتھ پھیر کر کہہ رہو تمہیں تمہاری نانی، دادی نہ یاد کروائی پھر کہنا مجھے، پورا دن کمرے میں بند کر کے اپنے سامنے بٹھا کر رکھوں گا۔۔ پھر جب کہو گی نا مجھے میرے لالا سے ملنا ہے، میری مورے پاس جانا ہے تو میں کہوں گا تم مکمل طور پر

اپنے شوہر کی ہو اس کے پاس رہو، اسے ٹائم دو، اس سے محبت کرو۔۔
وریام نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور دانت مسلسل پیستے ہوئے تلملا کر
بولا تھا۔۔۔
نہایت ہی کوئی بد تمیز انسان ہو تم تمہیں شرم نہیں آتی اس طرح کی
باتیں مجھ سے کرتے ہوئے۔۔
میری بیوی کو برا لگ رہا ہے اگر برا لگ رہا ہے تو یہ باتیں میں کسی اور
سے جا کر، کر لیتا ہوں۔۔ وریام کے لبوں پر اب کی مرتبہ شرارتی
مسکراہٹ تھی۔۔
میں تمہارا قتل کر دوں گی اگر تم نے کسی اور لڑکی سے باتیں کی مجھے کوئی
فرق نہیں پڑے گا اگر میں رخصتی سے پہلے بیوہ ہو جاؤں گی۔۔ سونیا اس
کا گریبان پکڑتے اسے جھکاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے بولی
تھی۔۔

اوہو بیوی کا رومینٹک ہونے کا موڈ ہے۔۔ سونیا نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا تھا وہ کمر کے بل زمین پر گرا۔۔

مس گبر! اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہیں وہ بیچارا کراہنے لگا تھا۔۔

اوہو میری آپا جمیلہ کو درد ہو رہی ہے تم کیوں بھول جاتے ہو کہ جسے تم مغرور خانزادی کہتے ہو وہ کیسے تمہارے ساتھ رومینٹک ہو سکتی ہے۔۔

سونیا گھٹنوں زمین پر بیٹھی اس کے دونوں رخسار کھینچ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر دانت گاڑھتے وہاں سے چلی گئی۔۔ وریام ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ کو اپنے سینے کے ساتھ سہلاتے بیچارا اپنے درد کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اسے بیوی نہیں ایٹم بم ملی تھی جسے بس دھماکے کرنے آتے ہیں۔۔

اب آتے ہیں شہریار کی طرف جو کچن میں پانی پینے کے لیے آیا تھا۔۔ فرج سے پانی کی بوتل نکال کر اس کا ڈکن کھولیں وہ منہ کے ساتھ لگائے

پی رہا تھا جب حبا کچن میں داخل ہوئی اپنے شوہر کو بے ڈھنگے انداز میں پانی پیتے دیکھ اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

شہریار یہ آپ کس طرح پانی پی رہے ہیں!اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل پکڑ کر گلاس میں پانی ڈالتے اسے پکڑایا تھا۔۔

عجیب بیوی ہو تم!شوہر پانی پی رہا ہے اس کے ہاتھ سے بوتل کھینچ لی تم نے۔۔پانی کا گلاس پکڑتے ایک سانس میں حلق انڈیل گیا۔۔

شہریار یہ کوئی انداز نہیں تھا پانی پینے کا حبا اداسی سے کہتے ہوئے، دوسرے گلاس میں پانی ڈال کر پینے لگی شہریار جانتا تھا وہ کیوں اداس ہے اس کے پاس چیئر پر بیٹھا اور اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا۔۔

کچھ دیر تک ہماری رخصتی ہے کیا ڈیسائڈ کی ہے وہ اسے دوسری باتوں میں لگانا چاہتا تھا۔۔

ابھی تو کسی نے رخصتی کی بات نہیں کی کہہ رہے تھے کہ عید کے بعد کرنی ہے لیکن پھر دوسرے مسئلے مسائل ہو گئے تو کوئی رخصتی نہیں ہوئی۔۔

جانے گلاس ٹیبل پر رکھا اور سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔۔

نہیں میں بات کروں گا مورے بابا سے کہ اب رخصتی کرنی ہے بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے نکاح کو۔۔ شہریار اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے بولا تھا جب کہ جانے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

شہریار یہ کچن ہے !جانے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کیا۔۔ اتنے میں ہی اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا۔۔

ایک تو مجھے تمہارے شرمیلے پن کی سمجھ نہیں آتی۔۔ شہریار پیچھے ہوا اس کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا تو اس نے اپنا رخ دوسری جانب کر لیا۔۔

یہ بھی صحیح ہے شوہر دیکھ رہا ہو تو دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔ حبا نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا اسے بے انتہا شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔

ویسے تم نے بزنس وومن بننا ہے اور یہاں تمہارا شرمیلہ پن نہیں ختم ہو رہا۔۔

ایسکیوزمی وہ پروفیشنل لائف ہوگی یہ پرسنل لائف ہے۔۔ حبا نے فوراً اس کی جانب رخ کیا آنکھیں پھیلا کر اسے جواب دیتے منہ بسوڑا تھا۔۔

اچھا جی پرسنل لائف! شہریار اسے تنگ کرنے کی خاطر معنی خیزی آنکھوں میں سمائے بولتے اسے اپنے بے حد قریب کر گیا۔۔

شہریار چھوڑے مجھے آپی آ گئی۔۔۔ حبا کے کہنے کی دیر تھی شہریار نے اسے فوراً چھوڑا، حبا بھاگ کر کچن کے دروازے کے پاس گئی اس نے

اردگرد دیکھا تو راعنین کہیں پر بھی نہیں تھی۔۔ شہریار نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھوری سے نوازا۔۔

شوہر جی ابھی رخصتی نہیں ہوئی اتنا کہہ کر حبا اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

ٹھنڈی آہ بھرتے شہریار کچن سے باہر نکلا وہیں وریام حویلی کے اندر داخل ہوا تھا جب انہیں ہادی راہا کے کمرے سے نکلتا دکھائی دیا۔۔

راہا کے کمرے میں یہ کیا کر رہا ہے وہ دونوں یک زبان بولے تھے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے وہ تیز قدم بڑھاتے ہادی کے پاس گئے اس سے قبل کہ وہ اپنے کمرے میں جاتا۔۔۔

کہاں سے تشریف آوری کر کے آرہے ہیں؟ وہ دونوں اس کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔

چاچو میں وہ راہا کہ کمرے میں گیا تھا۔۔

تیری رخصتی ہو گئی ہے؟ وریام نے دانت پیستے اس سے پوچھا تھا۔۔

وریام لالا آپ رخصتی کی بات کر رہے ہیں مجھے تو لگتا ہے چار پانچ بچے بھی ہو گئے ہیں اس کے ، اس لیے اسے کسی کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ، جب دیکھو منہ اٹھا کے اپنی بیوی کے کمرے میں گیا ہوتا ہے ۔ ۔ شہریار نے اچھا خاصا طنز کیا ان دونوں کے اندر بے انتہا آگ بھڑک رہی تھی اسے اپنی بیوی کے کمرے سے نکل کے دیکھ کر ۔ ۔

اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس وجہ سے میں کمرے میں گیا تھا ۔ ۔

بیٹا اگر بیوی کی طبیعت خراب ہوتی ہے نا رخصتی سے پہلے تو جوتے پڑتے ہیں ۔ ۔ ۔ وریام اور شہریار یک زبان بولے ۔ ۔

استغفر اللہ وریام چاچو ، شہریار چاچو آپ دونوں کتنے گندے خیالات رکھتے ہیں میں ویسے ہی کمرے میں گیا تھا ۔ ۔ ہادی جس انداز میں بولا تھا ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر ہادی کی جانب دیکھا ۔ ۔

پکا ویسے ہی گئے تھے نا؟

کیا مسئلہ ہے آپ دونوں انویسٹیگیشن کیوں کرنے لگ گئے ہو جیسے میں کوئی۔۔۔۔جرم کر کے آیا ہوں۔۔ہادی کی زبان لڑکھڑائی تھی بات کرتے ہوئے۔۔

جس طرح تیری زبان لڑکھڑا رہی ہے اس طرح مجرم کی زبان ہی لڑکھڑاتی ہے۔۔شہریار دانت پیستے بول رہا تھا۔۔

میرے خیال سے بیوی سے نا بے عزتی کروا کے آئے ہیں آپ دونوں اس لیے میرے سر پر چڑھ گئے ہوں۔۔پیچھے ہٹے مجھے نیند آرہی ہے میں نے سونا ان دونوں کو پیچھے کر کے وہ اپنے کمرے میں گیا اور لاک لگا لیا جبکہ شہریار اور وریام کی چھٹی اس کہہ رہی تھی کوئی نہ کوئی یہ کانڈ کر رہا ہے۔۔

میں بتا رہا ہوں وریام لالا اگر اس نے رخصتی سے پہلے کوئی چاند چڑھایا کسی اور کا تو پتہ نہیں اس کا قتل میں ضرور کر دوں گا۔۔جس کی عمر 30 سال ہونے والی ہے وہ اپنی بیوی کے کمرے میں نہیں جاتا یہ جب دیکھو اپنی بیوی کے کمرے میں گھسا ہوتا ہے۔۔

تم اپنی بات کر رہے ہو میری عمر 33 سال ہو گئی ہے ہماری رخصتی کا کسی کو خیال ہی نہیں ہے اور یہ جو ابھی 22 سال کا ہے اسے رخصتی کی آگ لگی ہے۔۔۔ وہ دونوں دکھیارے اپنے دکھ ایک دوسرے سے بانٹتے ہوئے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔۔

تقریباً رات کے گیارہ بجے راہا کمرے سے باہر نکلی اس کا دل انتہا گھبرا رہا تھا۔۔ جب ہادی اس کے کمرے میں آیا تھا تب بھی اسے چکر آ رہے تھے اب وہ بیک سائیڈ پر گارڈن میں چلی گئی۔۔ اسے حد سے زیادہ چکر آنے لگے وہ گھاس پر زمین پر بیٹھ گئی۔۔

صارم، وہ انسان جو حد سے زیادہ گہری نیند کا مالک تھا آج اسے نیند نہیں آرہی تھی وجہ شاید اس کی بیٹی تھی۔۔ وہ گارڈن میں گیا راہا کو زمین پر بیٹھے دیکھ تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس پہنچا۔۔

راہا کیا ہوا؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ اسے گہرے سانس بھرتے صارم گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اس کا کندھا سہلاتے ہوئے پوچھا۔۔

لالا چکر آرہے ہیں! راہا کی آنکھیں بند ہو رہی تھی حلق حد سے زیادہ خشک ہو گیا تھا۔۔ دوسری جانب چہرہ کرتے راہا نے قے کی۔۔

راہا! صارم نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔ صارم کو سمجھ نہ آئے وہ کس کو بلائے۔۔

اٹھو کندھوں پہ لی چادر اتار کر اس کے گرد دیتے اسے کھڑا کیا۔۔

کسے بلاؤں؟ راہا کو وہ بازو کے حصار میں لیے کھڑا تھا۔۔

لالا! راہا رونا شروع ہو گئی تھی۔۔ اس کی حالت دیکھ کر صارم کا دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا۔۔ اسے ساتھ لیے پورچ میں لے کر گیا کار میں بٹھاتے تیز رفتار میں چلاتے ہوئے حویلی سے نکل گیا تھا۔۔

آئینے میں اس نے بیک سیٹ پر بیٹھی راہا کو دیکھا اس کی حالت کو دیکھ کر جو اس کے ذہن میں خیال آ رہا تھا وہ بار بار اپنے سر کو جھٹکتے جیسے اس خیال کو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا پورے راستے روتی گئی تھی ہاسپٹل کے باہر کار روک کر باہر نکلتے پچھلا دروازہ کھولتے اسے باہر نکالا۔۔

صارم اسے ڈاکٹر لے کے کیبن میں گیا راہا کو ہنوز بے انتہا چل کر آ رہے تھے۔۔

آپ کی وائف ہے یہ؟ ڈاکٹر کے سوال پر صارم کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

جی نہیں بیٹی ہے میری!صارم نے بیٹی کہہ دیا نہیں تو اس ڈاکٹر نے مزید عجیب نظروں سے اسے دیکھنا تھا۔۔۔

آپ کو دیکھ کر لگتا نہیں ہے آپ جوان بیٹی کے باپ ہیں۔۔ وہ ڈاکٹر حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

صارم نے ابرو اچکا کر دیکھا تو ڈاکٹر راہا کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

کیا مسئلہ ہے ان کا؟ ڈاکٹر نے راہا کی اڑی ہوئی رنگت دیکھتے سوال کیا۔۔

چکر بہت آرہے ہیں قے ہو رہی ہے۔۔ ڈاکٹر نے اس کی نبض چیک کی۔۔

آپ کی بیٹی میرڈ ہے؟ صارم نے ڈاکٹر کے سوال پر گردن ہلائی تھی۔۔

تو پھر آپ انہیں گائنکالوجسٹ کو چیک کروائیں، کیونکہ مجھے یہ پریگننٹ لگ رہی ہے۔۔ کنفرم تو آپ کو یہ گائنکالجسٹ بتا سکتی ہیں۔۔ صارم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا، اس نے راہا کی جانب دیکھا اس کی جھکی ہوئی نظریں دیکھ کر کوئی سوال نہیں رہا تھا پوچھنے کے قابل اور نہ ہی وہ پوچھ سکتا تھا اس طرح کا سوال۔۔

اس وقت ڈاکٹر اویلیبل ہے؟

جی ڈاکٹر حبیبہ یہیں پہ ہیں آپ ان سے چیک اپ کروالیں۔۔ ڈاکٹر نے صارم کو ڈاکٹر حبیبہ کا کیبن بتا دیا۔۔

راہا چلو بیٹا! صارم نے اسے اٹھنے کا کہا تو وہ چکرا کر گرنے لگی تھی جب اس نے بازو کے حصار میں اسے لیا اور کیبن سے باہر آیا تھا۔۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔۔ وہ اسے لیے ڈاکٹر حبیبہ کے کیبن میں گیا

صارم کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی وہ سردار کے ساتھ صارم کو بھی جانتی تھی۔۔۔

صارم راہا کو لیے ڈاکٹر حبیبہ کے سامنے بیٹھا۔۔

یہ؟ ڈاکٹر حبیبہ نے پہلی مرتبہ راہا کو دیکھا تھا وہ محض ایک لفظ ہی بول سکی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

آپ کا ان سے ریلیشن کیا ہے؟ ڈاکٹر حبیبہ کو لگا شاید صارم نے دوسری شادی کر لی ہے۔۔

میری بیٹی ہے! صارم نے بہو کی جگہ بیٹی کہنا بہتر سمجھا۔۔

لیکن آپ کی تو صرف ایک بیٹی ہے دالہام کی بیوی! ڈاکٹر حبیبہ کے چہرے پر محض حیرت تھی۔۔

میری بہو ہے اور میرے لیے جیسے میری بیٹی ہے بالکل ویسے ہی یہ میرے لیے ہے۔۔ صارم کو انتہا کی شرم محسوس ہوئی تھی کہ وہ اسے

گائنا کالوجسٹ کے پاس لے کر بیٹھا ہے جبکہ یہ کام عورتوں کے تھے۔۔

آپ کسی عورت کو ساتھ لے آتے تو بہتر تھا ڈاکٹر حبیبہ کو بھی عجیب لگا تھا۔۔

اچانک اس کی طبیعت خراب ہوئی تھی اور مجھے لگا شاید غلط کھانے کی وجہ سے طبیعت خراب ہوئی ہے لیکن ڈاکٹر کے پاس گئے تھے انہوں نے کہا گائنا کالوجسٹ کو چیک کروالے۔۔ صارم کے چہرے پر ہچکچاہٹ، جھجھک اور شرم تھی۔۔

جی ٹھیک ہے آپ باہر جائیں میں چیک اپ کرتی ہوں۔۔ ڈاکٹر حبیبہ کو بھی بہت مزید بڑھانا بہتر نہ لگا صارم اٹھ کر کیبن سے باہر چلا گیا راہا کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

ارے تم رو کیوں رہی ہو؟ راہا نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے اس کا چیک اپ کیا اور آدھے گھنٹے بعد صارم کو کیبن میں بلایا۔۔

مبارک مسٹر صارم دادا بننے والے ہیں آپ۔ ایک منتھ ہو گیا ہے یہ پریگننٹ ہے۔ ویسے حیرت کی بات ہے نہ ان کے شوہر کو علم ہوا اور نہ آپ کے گھر میں کسی عورت کو کیونکہ جس قدر آج ان کی طبیعت خراب ہوئی ہے پہلے بھی ہوتی ہو گی اس متعلق علم ہو جاتا ہے۔۔ صارم نے محض گردن ہلائی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا خوشی بھی تھی جبکہ خوشی سے زیادہ غصہ تھا۔۔ راہا بے آواز زار و قطار آنسو بہا رہے تھے۔۔

یہ میڈیسن ہے یہ لے لیجیے گا اور انہیں ایک ڈرپ لگوانی ہو گی۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے اسے پرسکرپشن پکڑائی۔۔۔

راہا بیٹا رو کیوں رہی ہو؟ اسے ہچکیاں بھرتے دیکھ صارم نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

سوری لالا! وہ روئے جا رہی تھی۔۔ ڈاکٹر حبیبہ اس کے الفاظ سن کر عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کچھ نہیں ہوا! تھینک یو حبیبہ! صارم راہا کو لیے کیبن سے نکلا وہ چپ نہیں ہو رہی تھی کچھ لمحے بعد وہ ہچکی بھرتی۔۔ اسے لے کر دوسرے روم میں گیا وہاں اسے دو ڈرپس لگی تھی رات کے تین بج چکے تھے۔۔ اسے وہ بار بار چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ اس کا بی پی بھی کافی لو ہو گیا تقریباً چار بجے اس کا بی پی نارمل ہوا تھا۔۔

اسے لے کر صارم ابھی ہاسپٹل کے کیفٹیریا تک پہنچا تھا جب راہا نے لمبی ہچکی بھری تھی صارم نے اسے بینچ پر بٹھایا اور اس کے لیے جوس لے کر آیا۔۔

راہا بیٹا! کچھ نہیں ہوا، یوں رونے سے کیا ہوگا؟ صارم نے اس کا کندھا تھپتھپایا تھا۔۔

لالا سب مجھ سے ناراض ہو جائیں گے دالہام لالا، آئیدن لالا، سونیا آپی، مورے کوئی مجھ سے بات نہیں کرے گا۔۔ راہا کہتے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے ہچکیاں بھرتے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔

کوئی کچھ نہیں کہے گا تمہیں، چلو شاباش رونا بند کرو۔ تم نے کوئی جرم نہیں کیا جو سب تم سے ناراض ہوں گے یا باتیں سنائیں گے۔ کوئی میری بیٹی کو باتیں سنا کر تو دکھائیں۔۔ صارم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ راہا نے بھاری بھیگی ہوئی پلکیں اٹھا کر صارم کو دیکھا۔۔ آپ کو غصہ نہیں مجھ پہ وہ بچوں کی طرح بلائی لب باہر نکالے آنکھیں پٹپٹاتے پوچھ رہی تھی۔۔

مجھے تم پر کیوں غصہ ہوگا؟ چلو جوس پیؤ صارم نے اس کے ہاتھ میں جوس پکڑایا تو راہا آنسو صاف کرتے جوس پینے لگی۔۔

آپ نے کہا کوئی مجھے باتیں نہیں سنائے گا لیکن ہادی؟ اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

بے فکر رہو بیٹا زندہ بچ جائے گا تمہارا شوہر! جو کارنامہ سر انجام دے چکا ہے وہ تو میں یہ کہہ نہیں سکتا کہ ہم اسے پیار سے اپنی گود میں بٹھائیں گے اسے شاباشی دیں گے۔۔جس انداز نے وہ دانت پیستے ہوئے بولا تھا راہا کو اپنے شوہر کی فکر ہونے لگی نہ جانے وہ سب اس کا کیا حال کرتے۔۔

اسے تو شاید کوئی کچھ نہ کہتا لیکن اس کے شوہر کی خیر نہیں تھی۔۔

صارم تقریباً صبح کے پانچ بجے اسے لے کر حویلی پہنچا تھا اتنے گھنٹے اس نے خود پر کیسے ضبط کیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا اس کے بیٹے نے جو

کارنامہ کیا تھا اس کے بیٹے کو تو باتیں جو سنائی جانی تھی وہ الگ لیکن صارم کو کسی نے نہیں چھوڑنا تھا۔۔

صارم حویلی کے اندر گیا سب اپنے اپنے کمرے میں تھے راہا کو اس کے کمرے میں لے گیا۔۔ اس کے سر میں انتہا کی درد لگ چکی تھی کچھ نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ غصہ قابو کرنے کی وجہ سے۔۔

راہا بیٹا اب آپ سو جاؤ! پوری رات جاگتی رہی ہو مزید جاگو گی تو طبیعت خراب ہو گی کسی چیز کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے اس نکمے شوہر کے تو زرہ بھی ٹینشن نہ لینا۔۔ صارم کا سرخ چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر غصے میں ہے جبکہ وہ راہا سے محبت پاش لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتے کمبل سر تک تان گئی۔۔

صارم راہا کے کمرے سے باہر نکلا دروازہ بند کرتے اس کا رخ اب ہادی کے کمرے کی جانب تھا۔۔ بنا آواز پیدا کیے اس کے کمرے میں

داخل ہوا الماری سے اس نے ہادی کا موٹے چمڑے کا بیلٹ نکالا تھا۔۔ وہ بے فکر انداز میں بیڈ پر پھیل کر منہ کے بل سویا ہوا تھا۔۔ صارم نے بیلٹ اس کی برہنہ کمر پر مارا تھا وہ چیخ مارتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

بابا! اپنے باپ کو ہاتھ پر بیلٹ لپیٹتے اسے پاس آتے دیکھ اس کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی مشکل سے حلق سے تھوک نگلا گیا تھا۔۔ کون سی آگ لگی تھی تمہیں صبر نامی چیز نہیں تھی تم میں۔۔ صارم نے دوسرا بیلٹ اس کے سینے پر مارا تھا۔۔

آہہہ، بابا کیوں مار رہے ہیں مجھے؟ اپنا سینہ اور پیٹھ سہلاتے ہوئے وہ بیڈ سے نیچے اترا صارم تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس پہنچا اور ایک ساتھ کئی بیلٹ اسے مارے تھے اس کی کمر اور سینے پر سرخ نشان بن گئے۔۔

بابا کیا ہوا؟ ہادی بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا۔۔ صارم نے چار بیلٹ اس کے بازو پر مارے۔۔

پہلے تم نے سب سے چھپا کر نکاح کیا اور اب شرم نہیں آئی تھی رخصتی سے پہلے رشتہ بناتے ہوئے راہا کے ساتھ۔ کون سی آگ لگی تھی تمہیں!

ہادی نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری اسے اندازہ نہیں تھا کہ رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ رشتہ بنانے پر اس کے باپ کا اس قدر سخت رد عمل ہوگا۔۔

بابا وہ میں۔۔ وہ۔۔ دراصل۔۔ میں۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا وہ بولے کیا جب صارم نے پھر سے اسے بیلٹ مارے۔۔ وہ درد سے کراہ رہا تھا۔۔۔

تم سے زیادہ بے صبرا انسان نہیں دیکھا میں نے اپنی زندگی میں آخر ایک دن رخصتی ہو جانی تھی۔۔ کیا جلدی تھی تمہیں؟

بابا کیا ہو گیا ہے رشتہ ہی بنایا ہے میں نے !میں کون سے چار بچوں کا باپ بن گیا ہو اور میں نے اپ کو بتایا نہیں ۔۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنا سینہ دوسرے ہاتھ سے اپنے کمر سہلاتے ذرا سی بلند آواز میں بولا تھا اس کے بابا کب سے مارے جا رہے تھے ۔۔

خبیث انسان باپ بننے والے ہو تم اور یہ بات جب دالہام اور تمہارے دادا کو پتہ چلے گی تمہاری چمڑی ادھیر کر رکھ دے گے دونوں !صارم غصے سے دہارا تھا ۔۔

ابھی چمڑی ادھیڑنا باقی ہے اس نے اپنے وجود کی طرف اشارہ کیا تھوڑی سی بھی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں بیلٹ کے نشان نہ ہوتے ۔۔ بابا ویسے آپ نے مذاق کیا ہے نا؟ یہ باپ بننے والی بات ۔۔ ہادی کی بکواس سن کر صارم کا دل کیا سب سے اوپر چھت سے جا کر اپنے اس بیٹے کو دھکا دے ۔ اس نے کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا ۔۔

ہاں بالکل جیسا مذاق تم نے میرے ساتھ کیا ہے میں بھی تمہارے ساتھ مذاق ہی کر رہا ہوں صارم جس قدر زہر خند لہجے اور غصے میں بولا تھا ہادی کو ایک لمحے کے لیے لگا جیسے اس کا باپ اس کی جان لے لے گا۔۔

تمہاری تو جو مرمت سب نے کرنی ہے وہ علیحدہ لیکن بعد میں جو باتیں سننے کو ملیں گی وہ مجھے سننے پڑنی ہے تمہیں نہیں۔۔۔ صارم نے بیلٹ زمین پر پھینکا تھا صوفے پر وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔۔

ہادی کی سمجھ سے باہر تھا وہ خوش ہو یا پھر اپنے باپ کو منائے یا تھوڑی دیر بعد جو اس کی حالت ہونی تھی اس سے بچنے کی دعا کرے۔۔ وہ اٹھ کر سست قدم بڑھاتے ڈرتے ہوئے اپنے باپ کے پاس بیٹھا۔۔

بابا !

دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے ابھی اس نے پکارا ہی تھا جب صارم کھا جانے والے انداز میں بولا۔۔

مجھے سچی نہیں پتہ تھا میں، وہ۔۔۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔
دودھ پیتے بچے ہو تم؟ صارم نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا تھا۔۔ ہادی
بیچارے کی بے ہوش ہونے والی حالت ہو چکی تھی۔۔
جس نے بھی تمہیں مارا یا کچھ بھی کہا میں کسی کو نہیں روکوں گا بلکہ میں خود
کہوں گا جتنی اس کی مرمت کرنی ہے کرو۔۔ تم جانتے بھی ہو یہ بات اگر
حویلی سے باہر نکلی تو کتنی بدنامی کریں گے لوگ کہ سردار کی بہن رخصتی
سے پہلے ماں بننے والی ہے۔۔ اندازہ بھی ہے تمہیں ہادی پہلے ہی سب
اس بات کو پکڑ کے بیٹھے ہے کہ سردار وٹنی میں آئی لڑکی سے اپنا وارث
پیدا کر رہا ہے اور اب نیا شوشہ مل جائے گا انہیں۔ بات تو لوگوں نے
میری تربیت پہ کرنی ہے۔۔ صارم غصے سے کہتا ہوا بنا اس کی جانب
دیکھے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

ہادی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔اس کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا ابھی تو اس کی سالے پلس چاچو کو پتہ چلنا تھا اس کے دادا اور چاچو میں کوئی فرق نہیں تھا دونوں چمڑی ادھیڑنے میں ایک سے بڑھ کر آگے تھے۔۔

میرے بابا کی بات سچی نکلی ہے۔ محض ان کی عزت کو نہیں، پورے خاندان کی عزت کو چار چاند لگنے والے ہیں۔۔ہادی چہرے پر ہاتھ پھیرتا صوفے سے اٹھا آئینے کے سامنے کھڑے ہو کے وہ اپنے نشان زدہ وجود کو دیکھنے لگا۔۔

میں تو ایسے جیسے مار کھانے کے لیے پیدا ہوا اس خاندان میں۔۔وہ بیڈ کے پاس جاتے گرنے والے انداز میں لیٹا کمر پر بے انتہا درد ہوئی تھی۔۔

راہا! یک دم ذہن میں راہا کا خیال آیا تو وہ اٹھ کر بیٹھا تیز قدم بڑھاتے وہ دروازے تک گیا جب اس کے قدم رکے تھے۔۔

ہادی اس کے کمرے میں گیا تو تیرے باپ نے سیڑھیوں سے تجھے دھکا دینا ہے۔ دوسرا راہانے بھی اچھی خاصی سنانی ہے۔۔ کیونکہ محترمہ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ رخصتی نہیں ہوئی۔۔ ہادی واپس بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔۔

یعقوب صبح اٹھتے ہی اپنے امی بابا کے کمرے میں گیا اس کے باپ کو ابھی تک ہوش نہ آیا تھا ڈاکٹر کو کال کر کے پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ان کا بے ہوشی کی حالت میں ہی رہنا بہتر ہے۔۔ اس کی ماں گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔۔ چہرے پر سکون تھا خوشی سے بھرپور مسکراہٹ یعقوب کے لبوں پر آئی تھی اپنے ماں باپ کو اپنے سامنے دیکھ کر۔۔ وہ خواہش کرتا تھا کہ اسے بھی ماں باپ کا پیار ملے جو آج اس کے پاس تھے۔۔

اپنے امی بابا کے کمرے سے باہر آیا سب ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھے
وہ ان کے درمیان جا کر بیٹھا۔۔
مریم آنٹی کو جگا تو نہیں آئے ؟ انہیں نیند پوری کرنے دو تھکی ہوئی ہے
وہ۔۔ دالہام نے نوالہ منہ میں ڈالتے کہا تھا۔۔۔
نہیں سردار میں نے نہیں انہیں جگایا۔۔
دالہام نے اپنی پری کو دیکھا جو خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی وہ ہلکے گلابی
رنگ کی کھلی فراک میں مبلوس، ہم رنگ حجاب اور نقاب کیے بیٹھی تھی
اس کی نیلی آنکھیں اس ہلکے رنگ میں واضح ہو رہی تھی۔۔ ناراضگی
آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔
دوسری جانب اگر صارم کی طرف رخ کیا جائے تو اس کا چہرہ ہنوز سرخ
تھا وہ سویا نہیں تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔
سب ناشتے پر موجود تھے سوائے ہادی اور راہا کے۔۔

یاور نے ایک نظر رعنین کو دیکھا جو گم سم بیٹھی ہوئی تھی۔۔

صارم سب ٹھیک ہے؟ دالہام نے اسے حد سے زیادہ سنجیدہ انداز میں بیٹھے دیکھ فکر مند لہجے میں سوال کیا۔۔

ہمم! اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور جواب نہ تھا۔۔

یعقوب! قندیل گھر اکیلی ہے؟ ریحانہ خانم جانتی تھی سب کو قندیل کا ذکر برا لگے گا جبکہ انہیں فکر ہو رہی تھی اس کی۔۔

اچانک یعقوب کے ذہن میں خیال آیا وہ تو کل صبح سے گھر سے نکلا ہوا ہے اور قندیل اکیلی ہے گھر، اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

میرے ذہن سے نکل گیا تھا وہ اکیلی ہے گھر؟ وہ پریشانی سے بولا جبکہ دالہام کا چہرہ سرخ ہوا تھا اس کے ذکر پر۔۔

یعقوب اسے یہاں پر لے آؤ۔۔ اپنی ماں کی بات پر دالہام نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی تھی۔۔

اسے حویلی میں بلانا ہے تاکہ پھر وہ میرے بچوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے دالہام نے بمشکل خود پر قابو کرتے اپنی آواز کو بلند ہونے سے روکا تھا۔۔

دالہام وہ بدل چکی ہے۔۔ ریحانہ خانم کو تکلیف ہوئی تھی کہ کوئی بھی اسے اب اچھا نہیں سمجھتا تھا۔۔

جو چاہے کرے میری بلا سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ دالہام کندھے اچکاتے ہیں کھانا کھانے لگا۔۔ صارم جو سوچ رہا تھا کہ اسے بتا دے اس کا غصہ دیکھ کر اسے ابھی بتانا بہتر نہ لگا جبکہ چھپانا بھی بہتر نہ تھا۔۔

سردار میں اپنے والدین کو لے کر جا رہا ہوں کیونکہ میں اپنی بیوی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ اس نے جو بھی غلطیاں کی وہ ماضی تھا جب کہ اب وہ میری بیوی ہے اس کا دھیان رکھنا میرا فرض ہے۔ میں جا رہا ہوں

یہاں سے شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔ سردار نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

یوں مت دیکھیں سردار اگر میری بیوی نے غلطیاں کی ہیں تو اپنے ماں باپ کی خاطر میں نے بھی آپ سب کو تکلیف دی ہے۔۔ یعقوب اندلیب شاہ اگر تم یہاں سے گئے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا پہلی غلطی تم نے قندیل کا معاملہ چھپا کر کی تھی دوسری غلطی تم نے اپنے ماں باپ کے بارے میں چھپا کر کی اور اب تیسری غلطی تم اب کرنے جا رہے ہو۔۔ دالہام اس کی بات کاٹ کے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولا تھا جبکہ طرسم نے سکتی سی انکھیں میچی تھی اس کے غصے پر۔۔

میں اپنی بیوی کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا سردار۔۔

ٹھیک ہے لے آؤ اپنی اس بیوی کو یہاں پر۔۔ دالہام غصے سے کہتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ یعقوب نے گہرا سانس بھرا اس نے کہہ تو دیا

تھا وہ یہاں سے چلا جائے گا جبکہ آسان نہ تھا سردار کے خاندان کو چھوڑنا۔۔

بولنے سے پہلے سوچ سمجھ لیا کرو یعقوب کہ کیا بولنے جا رہے ہو تم سفیان خان سخت لہجہ اپنا کر بولے۔۔

لے آؤ اپنی بیوی کو یہاں پر۔۔ اور جب تک تمہارے بابا مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہو جاتے تم اسی حویلی میں رہو گے اور اس کے بعد یہاں کوئی پاس میں گھر خرید لو وہاں شفٹ ہو جاؤ، زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ سفیان خان کی بات پر اس نے ہاں سر ہلا دیا۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد یعقوب قندیل کو لینے کے لیے چلا گیا وہ گھر پہنچا قندیل کچن میں کھڑی تھی بال بکھرے ہوئے تھے دوپٹے کا کوئی پتہ نہیں تھا کہاں ہے۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے رخ دروازے کی جانب کیا اور ناراضگی سے چہرہ دوسری جانب کر لیا۔۔

سامان پیک کرواپنا، ہم حویلی جارہے ہیں کچن میں جاتے سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔ قندیل نے اس کی جانب رخ کیا وہ اسے حویلی لے کر کیوں جانا چاہتا تھا۔۔

میں حویلی نہیں جارہی۔۔

میں بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہو قندیل اپنا سامان پیک کرو ہم جا رہے ہیں یعقوب کہتے کمرے میں چلا گیا قندیل اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

دیکھو مجھے حویلی نہیں جانا سب مجھے برا بھلا کہیں گے سب باتیں سنائیں گے۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے کسی کی بات سننے کی، میں چار دیواری میں ہی رہنا چاہتی ہوں مجھے قبول ہے اپنی قسمت میں یہ چار دیواری۔۔۔ قندیل اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور صاف لفظوں میں منع کر دیا اسے عادت سی ہو گئی تھی اس گھر میں رہنے کی۔۔

میں تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔

کیا مطلب اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تم رات کو گھر آیا کرو گے نا کوئی بات نہیں ایک دن نہیں آئے تو! وہ اپنی ناراضگی، انا کو بھلائے اس سے التجائی لہجے میں بات کر رہی۔۔

قندیل میں چار سے پانچ دن تک گھر نہیں آؤں گا یا شاید اس سے بھی زیادہ رہ لوگی اکیلے یہاں پر۔۔ یعقوب نے اسے شانو سے تھام کر اپنے پاس کرتے پوچھا۔۔

حویلی جانا ضروری ہے۔۔

کیوں جانا ضروری ہے تم تو کہتے تھے نا جو میں پیچھے چھوڑ آئی ہوں وہ سب پیچھے رہ گیا ہے میری جو زندگی ہے اب تمہارے ساتھ ہے تو پھر کیوں مجھے واپس لے کر جانا چاہتے ہو۔۔ قندیل نے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔۔ یعقوب نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔

میرے ماں باپ حویلی میں ہیں۔ میرے بابا کی طبیعت فی الوقت ٹھیک نہیں ہے میرا ان کے پاس رہنا ضروری ہے۔ قندیل تمہیں بھی یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ جب تک میرے بابا مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہو جاتے میں حویلی سے نہیں نکل سکتا اور ویسے بھی میں انہیں اس گھر میں نہیں لا سکتا کیونکہ یہ ایک کمرے پر مشتمل گھر ہے میں نیا گھر لوں گا ہم سب وہاں رہیں گے۔۔ یعقوب نے الماری کھولی الماری میں وہ تمام بیگز ابھی بھی ویسے ہی پڑے تھے جو وہ اس کے لیے لایا تھا۔۔

الماری کے اوپر سے بیگ نکال کر اس نے قندیل کے تمام کپڑے نکال کر بیگ میں رکھے اور جو میک اپ کا سامان تھا وہ ایک بڑے سے بیگ میں ڈالا۔۔

وہ حیرت میں کھڑی تھی جہاں تک وہ جانتی تھی یعقوب کے ماں باپ مر چکے تھے۔۔۔

تمہارے ماں باپ تو۔۔۔۔اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

جس کا ساتھ تم نے دیا تھا میرے بابا اس کے پاس تھے انہیں وہ تکلیف میں رکھتا تھا اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ میرے امی بابا نہیں رہے۔۔ لیکن اب وہ میرے پاس ہے اور میں اپنی تمام توجہ انہیں دینا چاہتا ہوں تو خاموشی سے میرے ساتھ چلو کوئی ضد نہیں۔۔ یعقوب نے بیگ کی زپ بند کی اور اس کی جانب رخ گیا۔۔

میں سب کی نظروں کا سامنا نہیں کر سکتی۔۔اس کے لہجے میں آنکھوں میں شرمندگی تھی۔۔

بے فکر رہو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔ یعقوب نے چادر پکڑ کر اسے پکڑائی۔۔

یعقوب تمہیں لگتا ہے وہ مجھے اپنائیں گے۔۔ وہ بے انتہا محبت سے بولی تھی محبت سے کسی کے منہ سے اپنا نام سننا کس قدر خوبصورت ہوتا ہے اسے پہلی مرتبہ معلوم ہوا تھا۔۔

ہاں! ہر مجرم کو ایک موقع دیا جاتا ہے تو تمہیں بھی دیا جائے گا بس اس موقع کو کبھی ہاتھ سے مت جان دینا ایک موقع ملے گا رشتوں کو واپس اپنے قریب کرنے کا کبھی یہ موقع کھونا مت بیگ پکڑے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا چادر اچھے سے اپنے گرد لیتے کمرے کا دروازہ بند کر کے گھر سے باہر آئی تو یعقوب نے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔۔

اسے ساتھ لے وہ کار میں بیٹھا اور کچھ دیر بعد وہ حویلی میں موجود تھے پورچ میں کار کھڑی کرتے وہ کار سے باہر نکلا تھا جب قندیل نے اس کا سختی سے ہاتھ پکڑ لیا۔۔

وہ دونوں لاؤنج میں گئے تمام افراد لاؤنج میں موجود تھے سوائے تین لوگوں کے سردار، ہادی اور راہا۔۔

یعقوب کی ماں بھی ان سب کے درمیان بیٹھی تھی۔۔جبکہ اس کے بابا کو ابھی تک نیند کے انجیکشن کے زیر اثر رکھا گیا تھا۔۔

یہ لڑکی کون ہے یعقوب؟ وہ جیسے ہی ان کے پاس پہنچا تھا مریم بیگم نے اس کے ساتھ لڑکی کو دیکھتے سوال کیا جب کہ حویلی کے تمام افراد نے اپنی نظروں کا رخ تبدیل کیا تھا۔۔ریحانہ خانم کچن میں تھی۔۔

میری بیوی ہے امی! مریم بیگم مسکرائی تھی اس کی بات سن کر اور کھڑی ہوتے ہیں قندیل کے پاس جا کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔قندیل بے یقینی سے کھڑی تھی اس نے مریم بیگم کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

ماشاءاللہ میری بہو تو بہت پیاری ہے۔۔ کافی کم عمر ہے پہلا جملہ انہوں نے خوشی سے بولا تھا جبکہ دوسرا جملہ انہوں نے حیرت سے بولا۔ قندیل کا چہرہ دیکھ کر انہیں وہ کافی کم عمر لگی۔۔

سب کی آنکھیں پھیلی تھی مریم بیگم کی بات پر اس کی عمر کم نہیں تھی۔۔ امی اس کی عمر 30 سال ہے۔۔

تیس! مریم بیگم حیرت زدہ ہوئی تھی اس کا چہرہ دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے رخسار پر رکھ گئی۔۔

جی 30 سال عمر ہے وہ الگ بات ہے کہ چہرے سے لگتی نہیں ہے۔۔ مریم بیگم حد سے زیادہ حیران ہوئی تھی اس کی عمر کا سن کر۔۔

جو بھی ہے میری بہو بہت پیاری ہے۔۔ مریم بیگم نے اس کی پیشانی پر بوسا دیا قندیل خاموش گم سم کھڑی تھی ریحانہ بیگم کچن سے باہر آئی قندیل کو دیکھ کر وہ تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس پہنچی اور اسے اپنے سینے سے

لگایا تھا قندیل ریحانہ خانم کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

آپی!ان کے گرد مضبوط حصار بناتے اس نے ریحانہ خانم کو پکارا۔۔۔

میں نے بہت یاد کیا تمہیں!ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا وہ بالکل بدل گئی تھی چہرے سے بھی اور لباس کے پہننے کا انداز بھی۔ پہلے وہ تنگ کپڑے پہنتی تھی جبکہ اب وہ کھلے کپڑوں میں اور سر پر دوپٹہ لیے ریحانہ خانم کے سامنے موجود تھے۔۔

بہت بدل گئی ہو تم !

جس سے نکاح کروایا گیا ہے اس نے بدل دیا ہے مکمل طور پر جو کام نہیں بھی کرتی تھی وہ بھی کروالیے۔۔ ریحانہ خانم کھل کر مسکرائی تھی اور اس کی پیشانی چومی۔۔

قندیل سفیان خان کے پاس گئی۔۔

بڑے بابا! ڈرتے ہوئے انہیں پکارا وہ انہیں سب کی طرح بڑے بابا ہی بلاتی تھی۔۔

معاف کردے مجھے! سفیان خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

یہ پہلا اور آخری موقع ہے تمہارے لیے قندیل ہمیں دوبارہ تم سے کوئی شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔۔ باقی جو سب تم سے ناراض ہے آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ مریم بیگم یعقوب کے ساتھ کھڑی تھی یعقوب نے اپنی ماں کو اپنے بازو کے حصار میں لیا۔۔

قندیل کو یعقوب نے اپنے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا وہ ہاں میں سر ہلاتی ہے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اسے کمرے میں کیوں بھیجا مجھے اپنی بہو سے باتیں کرنی تھی۔۔

بعد میں کر لیجئے گا اپنی بہو سے باتیں ابھی فل وقت جا کے اپنے شوہر پر دھیان دے ان کے پاس جا کے بیٹھے۔۔ مسکرا کر کہا تھا تو مریم بیگم ہاں میں سر ہلاتی تو میں چلی گئی تھی۔۔

دالہام نیچے آیا یعقوب کے ہاتھ میں کار کی چابی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ قندیل کو لے آیا ہے۔۔

سب مرد آفس کے لیے نکل گئے سوائے صارم کے۔۔ ہادی ابھی تک اپنے کمرے میں ہی تھا اور راہا بھی سوئی ہوئی تھی کیونکہ وہ پوری رات جاگتی رہی تھی۔۔

دالہام تم نے آفس نہیں جانا؟ سفیان خان نے اس سے پوچھا تھا اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

نہیں ایک ہفتہ میں آفس نہیں جا رہا میرے حصے کے معاملات آفس میں صارم سنبھالے گا اور آپ بھی ہاتھ پاؤں ہلا کر ڈیرے کے معاملات سنبھالے۔۔ دالہام سردار کی کرسی پر بیٹھا۔۔

سفیان خان نے اس کے حکم پر آنکھیں گھما کر رہ گئے۔۔

صارم تم آفس نہیں گئے؟

بس ایسے ہی تھکاوٹ ہو رہی ہے کل چلا جاؤں گا۔۔ صارم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ رہا تھا۔۔

مورے مجھے شیک بنا دے۔۔ علینا سے کہہ کر طرسم اپنے مورے اور بابا کے کمرے میں چلی گئی۔۔

دالہام کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا تھا جب تک وہ کمرے میں جاتے دروازہ بند نہ کر گئی۔۔

یعقوب کار نکالو۔۔ دالہام کے کہتے یعقوب نکلا اس کے پیچھے وہ بھی باہر گیا تھا کار میں بیٹھا۔۔ جیسے ہی کار حویلی سے باہر نکلی تھی یعقوب نے اس سے پوچھا۔۔

سردار کہاں جانا ہے؟

بیکری کی طرف رخ کروں۔۔ یعقوب نے بیکری کے سامنے کار روکی دالہام کار سے باہر نکلتے بیکری میں گیا اور اپنی پانچ فٹی بیوی کی پسند کی تمام چیزیں اس نے لی، تین باسکٹ بھر چکی تھی چیزوں کو پیک کرواتے کار میں رکھا کچھ بلونز لیے تھے۔۔

راستے میں اس نے نیلے پھول ایک جگہ سے لیے جو اس نے رات کو کہیں سے ارڈر کروائے تھے۔۔

تمام اشیا لے کر وہ واپس حویلی گیا سارے بیگز پکڑ کر سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور سوچنے لگا اب ان سب چیزوں کو سیٹ کیسے کریں۔۔

نیلے پھولوں کا ایک بکے تھا۔۔اس نے وہ صوفے پر رکھا بیڈ پر اس نے نیلے پھول پھیلائے، زمین پر بھی نیلے پھول پھلائے گئے۔ چاکلیٹ ایک سائیڈ ٹیبل پر ساری رکھی، دوسری سائیڈ ٹیبل پر اس نے کیک کے پیکٹس رکھے، صوفے کے آگے موجود ٹیبل پر اس نے لیز کے کئی پیکٹ رکھے تھے۔۔۔

بیڈ پر کئی کھانے کی چیزیں رکھی غباروں میں ہوا بھر کر کچھ بیڈ پر سائیڈ پہ رکھے کچھ زمین پر پھینکے کمرہ بے انتہا خوبصورت طریقے سے اس نے ڈیکوریٹ کیا تھا۔۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اسے اپنی پری کا کمرے میں آنے کا انتظار تھا۔۔

طرسم کو علینا نے شیک بنا کر دیا وہ پی کر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔۔جب علینا بولی۔۔

طرسم دالہام لالا آج حویلی میں ہی ہے جاؤ تم اپنے کمرے میں۔۔
کیوں جاؤ کمرے میں تاکہ کچھ پل کی خوشی دے کر وہ واپس پھر انہیں سب کاموں کی طرف ہو جائے مجھے نہیں چاہیے اس سے اچھا وہ چلا جاتا آفس۔۔ طرسم نے گہرا سانس بھرا تھا تو علینا نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

میرے کمرے سے باہر جاؤ جہاں مرضی جا کر بیٹھو۔۔ طرسم غصے سے اٹھی اور کمرے سے باہر گئی اسے آرام کرنا مجبوراً اسے اپنے کمرے میں ہی جانا پڑا۔۔ جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا، کمرے کا حلیہ دیکھ کر وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی آنکھیں پھیلا کر وہ سب چیزوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ دالہام مسکراتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اپنی انکھیں بند کر کے کھولتے ہیں اندر داخل ہوئی بیڈ کے پاس جاتے ہیں سائیڈ سے پھول ہٹاتے سائیڈ ٹیبل کا سہارا لے کر وہاں بیٹھ گئی۔۔

وہ اپنی انگلیاں ہتھیلی پر سہلا رہی تھی۔۔ دالہام اس کے پاس بیٹھا۔۔
پری! دالہام نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا تھا۔۔

پلیز مجھے تمہاری پھر سے وہی باتیں نہیں سننی۔۔ طرسم نے نظریں جھکائی ہوئی تھی اسے ٹانگوں میں بے انتہا درد محسوس ہو رہا تھا پاؤں پر پھر سے سوجن ہو چکی تھی۔۔

اتنی ناراض ہو مجھ سے؟ دالہام کو اس کا انجان لہجہ تکلیف دے رہا تھا۔۔

جب آپ کو میری کوئی پرواہ نہیں ہے تو میں کیوں خود کو فضول میں ہلکان کروں۔۔ دالہام نے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

تمہیں لگتا ہے کہ مجھے اپنی پری جان کی پرواہ نہیں ہے! دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔

اگر میری پرواہ ہوتی تو یوں دو ماہ مجھے اکیلا نہ چھوڑتے جب مجھے سب سے زیادہ آپ کی ضرورت تھی مجھے آپ چاہیے تھے۔۔ لیکن اپ میرے پاس موجود نہیں تھے طرسم نے آنکھیں میچی تھی۔۔

پری! آئی پرامس تمہارا دیو ہمیشہ تمہارے پاس رہے گا۔۔ میں کہیں نہیں جارہا اب۔۔ دالہام نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے اس کے دونوں رخسار پر بوسا دیا۔۔

یہ جو بات بات پر چپکنا شروع ہو جاتے ہو نا میرے ساتھ مت چپکا کریں مجھے نہیں اچھا لگتا۔۔

میرا پاس آنا برا لگتا ہے تمہیں؟ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

چپ کر کے نا کمرے سے باہر چلے جاؤ۔۔ طرسم اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے لگی تو اگر دالہام اس کے مزید قریب ہوا۔۔

دیو اگر مزید میرے قریب آئے نا تو۔۔۔۔ میں بہت ماروں گی تمہیں۔۔ پہلے اسے سمجھ نہ آئی ہے وہ کیا بولے بات کرتے ہوئے درمیان میں وقفہ لیتے تھوڑی دیر خاموش رہ کر بات مکمل کی۔۔

تمہاری خوبصورت آنکھوں سے ہر روز قتل کرتی ہے ہمارا۔۔ دالہام نے اس کا نقاب نیچے کیا تھا۔۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔۔

اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا پھر تمہاری طرح میرے بچے بھی غصہ کریں گے۔۔ دالہام اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھنے لگا طرسم نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا تھا۔۔

ہمارے بچے! آج کے بعد "میرے "کہا نا تو میں تمہاری زبان کو
تمہارے دانتوں میں دبا دوں گی۔۔ طرسم نے دانت پیستے اس کی شرٹ
سے نظر آتے سینے پر موجود بال اس نے کھینچیں۔۔
مجھے ایک بات بتاؤ تمہیں کیا مزہ آتا ہے میرے بال کھینچنے کا۔۔
جو تمہیں مزہ آتا ہے چار دن حویلی سے باہر رہنے کا۔۔ طرسم نے اسے
دھکا دیتے بیڈ سے اٹھایا اور ٹیک لگا کر بیٹھی۔۔ اسے کمر میں درد شروع
ہو جاتی تھی۔۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا مشکل ہو گیا
میرے لیے۔۔ طرسم نے کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا تھا۔۔ دالہام
نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی وہ غصہ کرتی ہوئی چاروں کھانے
چت کر رہی تھی سردار کے۔۔۔ اس کے موٹے پھولے ہوئے رخسار
وہ بیڈ پر بیٹھی سفید بھالو لگ رہی تھی۔۔ وہ کافی زیادہ موٹی ہو گئی تھی۔۔

مجھے دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے میں 17 سال کی لڑکی ہوں سب مجھے دیکھ کے کہیں گے تم 27 سال کی ہو، جتنی موٹی میں ہو گئی ہوں۔۔ دالہام نے غور سے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا وہ 27 سال کی تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہی تھی وہ لگ ابھی بھی بچی رہی تھی پہلے ہی قد اس کا پورا تھا اور اب تو موٹی ہونے کی وجہ سے زیادہ چھوٹی لگنے لگ گئی تھی۔۔

کس پاگل نے تمہیں کہہ دیا تم 27 سال کی لگتی ہو مجھے تو تم ستارہ سے 15 سال کے لگنے لگ گئی۔۔ دالہام کو وہ مزید بچی لگنا شروع ہو گئی تھی۔۔

سردار یہاں سے چلے جاؤ نہیں تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی خود تو تم بڈھے ہوتے جا رہے ہو۔۔ طرسم فل جھگڑنے کے موڈ میں تھی۔۔ دالہام کو اب اس کا غصہ کرنا مزہ دے رہا تھا۔۔

لگتا ہے میری پری کی ناراضگی ختم ہو گئی ہے اب بس موڈ و نگز ہی ہے۔۔ دالہام میسنوں کی طرح مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیٹھا۔۔ سردار صاحب یہ جو آپ کو لگ رہا ہے نا کہ سردارنی مان گئی ہے تو بہت بڑی غلط فہمی ہے۔۔ سردار صاحب آپ اپنا چہرہ شریف یہاں سے گم کر لے نہیں تو میں آپ کے چہرے کا اتنا خوبصورت حشر کروں گی کہ کسی کو دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے آپ۔۔۔ وہ اتنی تمیز سے بولی تھی کہ دالہام کو واقع ہی لگا تھا جیسے وہ اس کے چہرے کا حشر بگاڑ دے گی۔۔

پہلے تو میں نے ایک سائیڈ سے بال کاٹے تھے نا اب میں نے درمیان سے بال کاٹنے ہے پھر سارے کہیں گے گنجا سردار۔۔ دالہام کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔ اس کی پری کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

ناراض نہ ہو۔۔ دالہام نے نرم لمس اس کے لبوں پر چھوڑا۔۔ طرسم نے آنکھیں بند کی تھی۔۔

دیو پلیز چلے جائیں یہاں سے مجھے تنگ مت کرے۔۔ اسے قریب آتے دیکھ طرسم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

پری جان بس کردو اتنی ناراضگی مت دکھاؤ۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

مجھے تنگ مت کریں!۔۔

پری جان! دالہام نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے حد سے زیادہ محبت پاش لہجے میں پکارا۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں اس طرح مان جاؤں گی۔۔ اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے حلق سے تھوک نگلتے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی۔۔

بالکل کیونکہ میں جانتا ہوں میری پری محبت سے مانے گی۔۔ دالہام نے اس کی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔۔

تمہاری آنکھیں سمندر کی طرح گہری ہیں۔۔ دالہام اٹھا اور نیلے پھولوں کا بھوکے پکڑ کر اس کے پاس بیٹھا اور اس کی گود میں رکھا۔۔

سردارنی اپنے اس غلام کی اس خطا کو معاف کر دیں آئندہ اس طرح کی گستاخی نہیں ہوگی۔۔ طرسم آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھنے لگی۔۔

مرشد آپ کی ناراضگی ہم سے برداشت نہیں ہو رہی۔۔ طرسم اس کے مرشد کہنے پر مسکراتے نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

آپ کو باتوں میں الجھانا اچھے طریقے سے آتا ہے۔۔ طرسم اس کے سینے پر تھپڑ مارتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ گئی۔۔ دالہام نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

آئی لو یو بولو! بہت دن ہو گئے ہیں تم نے نہیں بولا۔۔

تو تم کون سا مجھے جواب دے دیتے ہو جب بھی آئی لو یو بولو تو مجھے سننے کو ملتا ہے اوکے۔۔ طرسم نے "اوکے "لفظ ادا کرتے چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنائے تھے۔۔

مرشد مس کر رہا ہوں آپ کے آئی لو یو کو۔۔ طرسم کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

آئی لو یو! طرسم نے اس کے ایک رخسار پر بوسہ دیتے دوسرے رخسار پر چٹکی کاٹی تھی۔۔

اوکے! اپنا رخسار سہلاتے اس کے رخسار پر بوسہ دے کر کہا تھا طرسم نے دانت پیستے ہوئے اس کے سینے پر کئی مکے مارے۔۔

نفرت ہے اس لفظ سے۔۔ طرسم کا پھر سے منہ بن گیا تھا۔۔ اس مرتبہ اسے لگا تھا کہ وہ واقع ہی میں آئی لو یو ٹو بولے گا۔۔

پری جان! طرسم نے رخ دوسری طرف کرلیا۔۔

پری جان! اس نے پھر سے محبت پاش لہجے میں پکارا۔۔

دیو باز آجائے! طرسم واپس اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

ویسے ایک بات بتاؤ تمہیں یہ سب اچھا نہیں لگا کیا؟

یہ سب بہت خوبصورت ہے بالکل میرے بچوں کے بابا کی طرح۔۔

طرسم نے جان بوجھ کر دیو نہیں کہا تھا۔۔

تمہارے بچوں کے باپ سے پہلے نا میں تمہارا شوہر ہوں۔ تمہارا دیو، تمہارا سردار۔۔ طرسم نے معصومانہ چہرہ بنا کر اسے دیکھا اور اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔ اور سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی اس قدر پیار کرنے والے شوہر سے کون زیادہ دیر کیسے ناراض رہ سکتا ہے۔۔

خیر ہے آج کل پری رومینٹک ہو رہی ہے تم؟ طرسم مسکراتے اس کے پاس ہوئی تھی اور اس کے بال کھینچے۔۔

پری! دالہام نے فوراًا اپنے بال سیٹ کیے۔۔

تمہیں معلوم ہے نا مجھے نہیں پسند کوئی میرے بالوں کو ہاتھ لگائے۔۔

میں کوئی ہوں؟

تم تو میری پری جان ہو! دالہام نے اس کی ناک کے ساتھ اتنی ناک سہلائی تھی۔۔

جتنی میٹھی میٹھی باتیں کر کے تم باتوں میں الجھاتے ہو نا، وہ مجھے نہیں لگتا کوئی کر سکتا ہے۔۔

اب ہر کوئی سردار دالہام خانزادہ نہیں ہوتا۔۔ طرسم کھل کر مسکرائی تھی اور دوبارہ اس کے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئی۔۔

دیوا اگر اب مجھے تنہا چھوڑانا تو میں کبھی بات نہیں کروں گی۔۔

میں نے کہا نا اب اکیلا نہیں چھوڑوں گا ایک مرتبہ غلطی کر چکا ہوں دوبارہ نہیں۔۔

دیو مجھ سے چلا نہیں جاتا۔۔اس نے رونے والا چہرہ بنا کر کہا۔۔
اب بچوں کی پیدائش تک اس طرح ہی ہے۔۔دالہام نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

راعنین اپنے کمرے میں موجود تھی بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائیں بیٹھی گہری سوچوں میں گم۔۔

کیوں عادت نہیں ہو رہی مجھے اس زندگی کی، پوری زندگی میں نے یونہی گزارنی ہے۔ پھر کیوں دل میں امید پیدا ہوتی جا رہی ہے کہ ایک دن سب کچھ بدل جائے گا میں خوشگوار زندگی گزاروں گی۔۔راعنین نے ارد گرد دیکھا کمرا بالکل خالی تھا یاور جب سے گھر آیا تھا اس نے ایک مرتبہ بھی راعنین کو نہ بلایا۔۔

ایک بار معافی مانگتے ہیں اگلے پل کچھ پتہ ہی نہیں۔۔ وہ جیسے طنز کر رہی تھی ہمت کرتے اٹھی اور کمرے میں چکر لگانے لگی یہ جانتے ہوئے بھی کہ زیادہ چلنے کی وجہ سے اس کے پاؤں پر سوجن بھی ہو سکتی ہے۔۔

عادت ڈالو خود کو اسی ایک رشتے کے ساتھ پوری زندگی ہے اب تمہاری۔۔ باقی سب کے بارے میں سوچنا چھوڑ دو۔ اس نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا تھا جیسے اب اسے اپنے بچے کے علاوہ کسی اور (یاور) کی شاید چاہت نہ تھی۔۔۔

اتنا آسان تو نہیں ہے تمہارے لیے راعنین؟ دل میں صرف یہی خیال گردش کر رہا تھا کہ اس شخص سے خود کو دور کر لینا جسے آپ بے انتہا محبت کرتے ہو نا ممکن ہے۔۔

یاور کمرے میں داخل ہوا راعنین چکر لگاتے دروازے تک پہنچی تھی جب اچانک اس کے سامنے آیا۔۔

تم آرام کرو کیوں فضول میں چکر لگا رہی ہو۔۔ یاور نے زبردستی سے شانوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔

کچھ لینے جا رہی تھی کیا؟ مجھے بتاؤ میں لے آتا ہوں! یاور گھٹنوں کے بل اس کے پاس زمین پر بیٹھتے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ راعنین نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

میں جانتا ہوں تمہیں یہ چیز بہت تکلیف دی ہے کہ ماں میرے پاس تھی اور میں نے تمہیں بتایا نہیں۔ جانتا ہوں تمہارے دل میں شکایت ہے یہ۔ یاور نے اس کا ہاتھ پکڑا راعنین کہ لبوں پر زخمی مسکراہٹیں احاطہ کیا تھا۔۔

میرے دل میں تو بہت سی شکایتیں ہیں کس کس کو دور کریں گے۔۔ بے ساختہ لبوں پر شکوہ آیا وہ جیسے تھک چکی تھی ہر چیز سے، ناراضگی سے، ہر تکلیف سے۔۔

ہر ایک کو دور کر دو گا۔۔ یاور نے اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسا دیا راعنین نے دوسرے ہاتھ سے سختی سے مٹھی بنائی تھی۔۔

یاور مجھے کچھ پل اکیلا چھوڑ دے مجھے میرے پاس کوئی نہیں چاہیے۔۔

راعنین نے اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا۔۔

نین!

پلیز یاور مجھے اس وقت کوئی نہیں اپنے پاس چاہیے چلے جائیں یہاں سے۔۔ ابھی اس نے پکارا ہی تھا جب وہ اکتاہٹ سے بھرپور لہجے سے بولی تھی۔۔۔

مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا رہنا ہے مجھے کوئی نہیں چاہیے اپنے پاس۔۔

راعنین نے اس مرتبہ التجاہی لہجہ اپنایا تھا۔۔

پلیز یاور! یاور کھڑا ہوا ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھتے سست قدم لیتے دروازے تک پہنچا مڑ کر دوبارہ دیکھا تو وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ کمرے سے چلا گیا۔۔

میں کیوں آگے نہیں بڑھ پا رہی؟ میں کیوں اس انسان میں الجھ کے رہ گئی ہوں؟۔۔ وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی آنسو آنکھوں سے بہہ کر اس کی گود میں گرنے لگے تھے کتنی دیر وہ یونہی روتی رہی بلاخر تھک ہار کر کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر گئی بمشکل سیڑھیاں اتر کر وہ گارڈن کے سائیڈ پر گئی تھی وہاں چکر لگاتی رہی۔ اس کے پاؤں پر سوجن بے انتہا ہو چکی تھی۔۔ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب وہ چلتی ہوئی مردان خانے کی طرف چلی گئی۔۔

اس کا دم گھٹ رہا تھا وہاں پر ہی چیئر پر وہ بیٹھ گئی جب مردان خانے سے سردار نکلا مرادن خانے کے باہر راعنین کو بیٹھے دیکھ اسے حیرت ہوئی۔۔

راعنین تم مردان خانے کیا کر رہی ہو؟ وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی تھی ارد گرد دیکھا غور کیا۔۔ اور شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔

بھائی میں غلطی سے آگئی۔ اس کے ہاتھ برے طریقے سے کپکپا رہے تھے۔۔

راعنین سب ٹھیک ہے؟ دالہام کو اس کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے بچوں کی طرح کپکپاتے ہونٹ کانپتے ہوئے ہاتھ پلکیں بھیگی ہوئی۔۔

یاور سے بحث ہوئی ہے؟

نہیں ہماری کیوں بحث ہوگی۔۔ ہماری اب بحث نہیں ہوتی۔۔ وہ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ اس سے مسکرایا نہیں جا رہا تھا۔۔

ایک لمحے کے لیے سردار کا دل چاہا کہ اس سے پوچھے کہ یاور اور تمہارے درمیان سب ٹھیک نہیں ہوا لیکن پھر اسے کسی کے معاملے میں دخل اندازی کرنا بہتر نہ لگا۔۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ دالہام نے ایک مرتبہ پھر پوچھا اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔

چلو میرے ساتھ اندر بیٹھو دالہام نے اسے مردان خانے کی طرف اشارہ کیا وہ سست قدم لیتی بمشکل اندر گئی تھی صوفے کی پشت کا سہارا لے کر بیٹھی دالہام نے پانی گلاس میں ڈال کر اس کے سامنے رکھا۔۔

راعنین کیا یہ سوچ کر تمہاری طبیعت بگڑ رہی ہے کہ یاور نے تم سے مریم آنٹی کے بارے میں چھپایا۔۔ دالہام نے بلاخر پوچھ لیا جبکہ لہجے میں جھجھک تھی اسے یہ بات پوچھنا ابھی بھی دخل انداز ہی لگ رہا تھا۔۔

مجھے کسی سے شکایت نہیں، شکایت تو ان سے ہوتی ہے جن سے امیدیں لگائی ہوں میری امیدیں تو کب کی ختم ہو چکی ہیں۔۔ راعنین نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا تھا جبکہ مسکراہٹ میں محض تکلیف تھی۔۔

وہ شاید اپنے قوت سے زیادہ درد سہہ کر اس طرح کی ہو گئی تھی۔۔

راعنین پریشان ہونا تمہارے لیے اور تمہارے بچے کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔ دالہام نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

پریشانی تو میری زندگی کا حصہ ہے میں تو دعا کرتی ہوں کبھی کبھی کہ بچے کی پیدائش کے وقت مر جاؤں گے لیکن پھر سوچتی ہوں میرے بچے کو کون

سنبھالے گا۔۔ راعنین پہلے مسکرا کر بولی آخری الفاظ ادا کرتے ہیں اس کے لبوں سے زخمی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔

راعنین کیا ہو گیا ہے؟ دالہام کو اس کی حالت دیکھ کر پریشانی ہو رہی تھی جس طرح کی وہ الفاظ ادا کر رہی تھی جس طرح کا اس کا انداز تھا۔۔

میں ہر کسی سے دور چلی جانا چاہتی ہوں مجھے کوئی نہیں چاہیے اپنے پاس کوئی بھی نہیں مجھے بس میرا بچہ چاہیے۔ راعنین اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنے لگی اسے اپنی بہن کے فکر نہیں تھی کیونکہ اس کا شوہر اسے سنبھالنے کے لیے اس کے پاس موجود تھا۔۔

راعنین بھائی سمجھ کر مجھے بتا سکتی ہو کہ کیا چیز تمہیں تکلیف دے رہی ہے؟ دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔۔

میں تھک گئی ہوں !اس نے محض چار الفاظ بولے اور پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی ۔۔جس لہجے میں سردار نے اس سے بات کی تھی اس لہجے کی امید وہ اپنے بھائی سے رکھا کرتی تھی ۔۔

ہر چیز سے ، کوئی مجھے نہیں سمجھتا ، کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا صرف میری بہن مجھ سے پیار کرتی ہے باقی سب مطلب کے ہیں !وہ روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی ۔۔۔

مجھے پر سکون زندگی چاہیے جو مجھے بچپن سے ہی نہیں ملی ۔ جب میں اپنے گھر تھی تو دل میں یہ خواہش تھی حسرت تھی کہ میرا بھائی مجھے اور میری بہن کو پیار کرے جیسے دوسرے بھائی کرتے ہیں لیکن اس نے ہمیں مرنے کے لیے چھوڑ دیا ، ماں جی کے پاس تھی تو مجھے دکھ ہوتا تھا کہ میری وجہ سے انہیں اتنی محنت کرنی پڑ رہی ہے میری پڑھائی کا تمام خرچہ انہوں نے اٹھایا ، میں خود کو بوجھ سمجھتی تھی ان پر اور پھر وہ بھی مجھ سے

دور ہو گئی۔ یاور کے بارے میں سوچتی تھی کہ میرا شوہر ہے مجھ سے پیار کرے گا میرے چھوٹے سی فیملی ہو گی اور اس شوہر نے کبھی پیار بھری نظروں سے دیکھا ہی نہیں اگر دیکھتا بھی تو میں چند لمحے اس کے بعد دھتکار دیتا۔۔ آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو صاف کرتی وہ دوبارہ بہنے لگتے زار وقطار روتے ہوئے سب کچھ بتا رہی تھی۔۔

وہ کہتا تھا میں اسے چھوڑ کے چلی جاؤں گی جب کہ میں نے بہت کوشش کی اسے اپنی محبت کا یقین آئے لیکن اسے نہ آیا۔ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہمیں لگا بچہ نہیں رہا، مجھے میرے بچے کا قاتل ٹھہرا دیا گیا۔۔ اور اس دن وہ راعنین مر گئی تھی جو اپنے شوہر کی محبت کے لیے ترستی تھی۔۔ راعنین نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچی تھی۔۔ اور سوچنے لگی کہ اب زندگی میں آگے بھی یہی سب کچھ ہے۔۔

مجھے سب سے دور جانا ہے۔۔ وہ ایک ہی رٹ لگائے بیٹھی تھی سردار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور گہرا سانس لیا۔۔ راعنین کی باتیں سن کر اسے یاور میں شاہان مرزا کی جھلک نظر آئی تھی۔۔

سب سے دور جا کر کیا کرو گی کیا دور جانے سے محبت مل جائے گی سب کی۔۔

مجھے کسی کی محبت نہیں چاہیے۔۔ راعنین نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔

محبت تو تمہیں ہر شخص کے چاہیے جس سے تم نے امید لگائی تھی۔ سب سے زیادہ یاور سے، تم نے کہا کہ جو اس سے محبت کرتی تھی وہ مر گئی جبکہ تمہاری آنکھوں میں ابھی بھی ایک خواہش ہے حسرت ہے شوہر کی محبت کی، تمہاری آنکھیں طلبگار ہیں اس کی۔۔ محبت چاہ کر بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ تم کہہ رہی ہو تمہیں سب سے دور جانا ہے جب کہ تم درحقیقت

خود کو ڈھونڈنا چاہ رہی ہو پرانی راعنین کو واپس لانا چاہ رہی ہو جسے کوئی بھی تکلیف دیتا تو وہ خاموشی سے سہہ جاتی اور اس سے مسکرا کر بات کرتی۔۔ دالہام کی باتیں اس کے کانوں کے پردوں کو پھاڑ رہی تھی ہو وہ کانوں پر ہاتھ جما گئی۔۔۔

میں پرانی راعنین نہیں بننا چاہتی اس کی ہر کوئی تذلیل کرتا ہے۔۔

راعنین نے نچلا سختی سے دانتوں میں دبایا تھا۔۔۔

پر سکون زندگی چاہیے؟

ہاں! اس نے فوراً جواب دیا تھا۔۔

یاور کو ایک موقع دو تمہاری زندگی میں جتنی بھی تکلیفیں آئی ہیں کہیں نہ کہیں وجہ وہی نکلتا ہے تو ایک موقع دو سب کچھ سدھارنے کا۔۔ جو کچھ ہوا ہے وہ بھلایا نہیں جا سکتا لیکن ہاں کسی کی محبت زخموں پر مرہم ضرور لگا سکتی ہے۔ نشان رہیں گے، تکلیف ختم ہو جائے گی اور اس شخص کی

محبت کبھی ان نشانات کی طرف دیکھنے نہیں دے گی۔۔ دالہام نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔۔

بھائی مجھ سے نہیں ہوگا مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔۔

کیا اپنی اولاد کے لیے بھی نہیں ہوگا۔ اگر اولاد کے لیے اچھی تربیت ضروری ہے تو اچھے ماحول کا ہونا بھی ضروری ہے اگر ماں باپ یوں ہی خفا رہیں گے بچے پر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے اس چیز کا۔ وہ دوسروں کے ماں باپ کو دیکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ میرے ماں باپ اس طرح کیوں نہیں رہتے ایک نہ ایک دن وہ یہ سوال تم دونوں سے کرے گا اور تم دونوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔۔ دالہام نے اپنی پری کے علاوہ کبھی کسی سے اس طرح کھل کر بات نہیں کی تھی۔۔

بھائی بہت مشکل ہے۔۔ راعنین نے سائیڈ پر پڑے کشن کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔

ریلیکس ہو جاؤ۔۔ دالہام نے جگ پکڑ کر گلاس میں پانی ڈالا اسے پکڑایا تو وہ ایک سانس میں ہی حلق میں انڈیل گئی۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے یاور میرے ہر زخم پر مرہم رکھے گا؟

ایک کام کرو یاور کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تم نے آئس کریم کھانی ہے فلیور مت بتانا بس اتنا کہنا مجھے آئس کریم کھانی ہے لے کر آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دالہام نے مکمل بات اسے کہیں، راعنین نے اس کے الفاظ سنتے بمشکل حلق سے تھوک نگلا تھا کیونکہ یاور سے بات کرنا ہی بہت مشکل تھا اس کے لیے۔۔

اس کے بعد جو اس کا رد عمل ہو گا پھر تمہارے دل میں کوئی بات نہیں رہے گی میرے خیال سے، کہ وہ زخم پر مرہم نہیں رکھ سکتا۔۔ دالہام نے اپنی پیشانی پر آئے بال پیچھے کیے تھے۔۔۔

کوشش کر کے دیکھو راعنین ہر چیز بہتر ہو جائے گی۔۔ تھوڑا وقت لگے گا لیکن آہستہ آہستہ سب کچھ ٹھیک ہو گا ایک چیز مزید کہوں گا کہ بچے کی پیدائش پر تم دونوں اپنے ہر غم بھول جاؤ گے۔۔

راعنین نے آنکھیں بند کر کے کھولی اور پھر ہاں میں سب ہلایا اگر وہ یونہی خفا رہتی تو یہ تکلیف کبھی ختم نہیں ہونی تھی۔۔۔

راعنین مردان خانے سے باہر نکلی یاور اس جانب آ رہا تھا۔۔ اسے مردان خانے سے نکلتے دیکھ یاور کو حیرت ہوئی پیچھے سے سردار نکلا تھا۔۔

سب ٹھیک ہے؟ راعنین کے پاس جاتے فکر مند لہجے میں اس نے پوچھا تھا۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے! اور نظریں جھکائے بولی تھی سردار وہاں سے چلا گیا۔۔

وہ۔۔۔ میرا۔۔۔ مجھے۔۔۔ وہ۔۔۔ راعنین نے فراک مٹھی میں جکڑا۔۔

نین بولو کیا بات ہے؟ وہ بے انتہا پیار سے بولا۔۔ راعنین نے گہرا سانس لیا۔

مجھے آئس کریم کھانی ہے! ایک سانس میں الفاظ ادا کر دیے۔۔

بس اتنی سی بات اس کے لیے گھبرا رہی ہو میں ابھی لا دیتا ہوں۔۔ چلو آؤ پہلے میں تمہیں اندر بٹھا دوں اپنے پاؤں کی حالت دیکھو تم کیسے سویل ہوئے ہیں۔۔ یاور بے انتہا خوش تھا کئی ماہ بعد اس نے فرمائش کی تھی۔۔ اس نے راعنین کو جیسے ہی اپنے بازو کے حسار میں لیا اس نے سختی سی آنکھیں بند کر لی تھی یاور نے اس کی حرکت پر غور کیا تھا اسے برا بھی لگا اور اپنی کی گئی غلطیوں پر غصہ بھی آیا۔۔۔

اسے لاؤنج میں صوفے پر بٹھا کر وہ تیز قدم بڑھاتے باہر گیا جیسے ہی بیکری پہنچا اس نے پیشانی پر ہاتھ مارا وہ یہ تو پوچھنا بھول گیا تھا اس نے کون سا فلیور کھانا ہے۔۔

میرے خیال سے اسے چاکلیٹ پسند ہوگا کیونکہ لڑکیوں کو چاکلیٹ پسند ہوتا ہے۔۔اس نے چاکلیٹ آئس کریم تین مختلف قسم کی لی تھی۔۔ لے کر وہ حویلی گیا وہ ابھی بھی لانچ میں بیٹھی ہوئی تھی یاور نے اس کے سامنے آئس کریم کی۔۔

مجھے چاکلیٹ نہیں پسند!را عنین نے منہ بسورا۔۔حلانکہ اسے چاکلیٹ بہت پسند تھی۔۔

کوئی بات نہیں تم مجھے بتاؤ تمہارا کون سا فلیور کھانے کا دل کر رہا ہے میں وہ لے آتا ہوں۔۔یاور نے ملازمہ کو آئس کریم پکرائی کے فرج میں رکھ دیں۔۔

راعنین جھجھک رہی تھی۔۔

ہچکچاؤ مت مجھے بتاؤ کون سا فلیور کھانا ہے۔۔

میرا سٹرابری فلیور کھانے کا دل کر رہا ہے۔۔ راعنین اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی بہت مشکل ہو رہا تھا اس کے لیے یہ سب۔۔ میں لا دیتا ہوں یاور واپس بیکری میں گیا اور اس مرتبہ پھر سے تین قسم کے سٹرابری آئس کریم لے کر آیا تھا ساتھ ایک کارنیٹو بھی لی۔۔

یہ لو نین! یاور اس کے پاس بیٹھا اور اسے کارنیٹو نکال کر پکڑائی باقی آئس کریم ٹیبل پر رکھی۔۔

میرا سٹرابری کھانے کا دل نہیں کر رہا مجھے ونیلا کھانا ہے۔۔ راعنین کو لگا کے وہ اب غصہ کرے گا۔۔ کیونکہ اس کے لیے غصے پر قابو کرنا بہت مشکل تھا۔۔

ٹھیک ہے میں لادیتا ہوں اس نے آئس کریم پھر سے ملازمہ کو پکڑائی اس نے فرج میں رکھ دی تیسری مرتبہ وہ بیکری گیس اوراس مرتبہ پھر اس میں تین سے چار فلیوروو نیلا آئس کریم کے لیے تھے وہ اس میں خوش تھا کہ وہ اس سے فرمائش کررہی ہے۔۔

واپس حویلی پہنچا اور ٹیبل پر آئس کریم رکھی تھی۔۔۔

یہ ٹھیک ہے؟ راعنین نے نفی میں سر ہلادیا۔۔ وہ بہت ڈررہی تھی کہ وہ اب غصہ کردے گا۔۔

کون سا فلیور کھانا ہے؟ اس مرتبہ بھی اس نے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

پستا فلیور کھانا ہے یا ور پھر چوتھی مرتبہ بیکری گیا اوراس مرتبہ پستہ فیور لے کر آیا اس نے پھر سے نفی میں سر ہلادیا۔۔ اب وہ پانچویں مرتبہ

بیکری گیا اور جتنے بھی فلیور آئس کریم کے موجود تھے وہ لے کر حویلی آیا اور تمام آئس کریم اس کے سامنے رکھ دی۔۔۔

یاور! یہ؟ وہ حیرت سے منہ کھولے ٹیبل پر پڑی آئس کریم کو دیکھ رہی تھی جو تقریباً ادھے سے زیادہ ٹیبل پر پھیلی ہوئی تھی۔۔

جون سا دل کرے فلیور کھا لینا۔۔ راعنین نے حیرت سے اسے دیکھا جو مسکراتے اس کی جانب دیکھ رہا تھا آنکھوں سے یا چہرے سے نہیں لگ رہا تھا کہ اسے غصہ ہے بلکہ وہ بے انتہا خوش تھا۔۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

مجھے آئس کریم کھانی ہی نہیں ہے۔۔

اوکے کوئی بات نہیں، اس نے دوبارہ ملازمہ کو بلایا اور اسے آئس کریم فرج میں رکھنے کا کہہ دیا تقریباً پوری فرج آئس کریم سے بھر چکی تھی۔۔

اچھا مجھے بتاؤ تمہارا کیا کھانے کا دل کر رہا ہے؟ یاور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔ راعنین نے آنکھیں بند کر کے کھولی یاور مرزا ایک انا پرست انسان کسی کی پرواہ کیے بغیر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔۔ رضیہ خانم، صوفیہ خانم اور ریحانہ خانم لاؤنج میں آئی ان تینوں کی طرف دیکھ کر نین نے یاور کو اٹھنے کا اشارہ کیا اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

یاور اٹھے آنٹی کیا سوچیں گی؟

آنٹی میرے یوں اپنی بیوی کے پاس بیٹھنے پر آپ کو کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟ راعنین نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اس کے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا یاور ایسی حرکت کرے گا ریحانہ خانم، صوفیہ خانم اور رضیہ خانم نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ہمیں کیوں مسئلہ ہوگا تمہاری بیوی ہے، مناؤ تم اپنی بیوی کو۔۔۔وہ تینوں مسکراتی ہوں گارڈن میں چلی گئی۔۔

یاور آپ کو شرم نہیں آئی اس طرح کہتے ہوئے۔۔راعنین اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔

مجھے کیوں شرم آئے گی میری بیوی ہو تم !اچھا مجھے بتاؤ تمہارا کیا کھانے کا دل کر رہا ہے؟ یاور چاہتا تھا وہ اس سے فرمائش کرے۔۔۔

اتنے اچھے بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے معلوم ہے یہ بس دکھاوا ہے پھر بدل جاؤ گے آپ وہ اپنے ہاتھ چھڑواتی وہاں سے جانے لگی جب یاور نے اس کا ہاتھ پکڑتے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

کیسے یقین دلاؤ تمہیں کہ میں اپنی بیوی کی محبت چاہتا ہوں۔۔۔اس کا ساتھ چاہتا ہوں؟ بتاؤ مجھے تم جو کہو گی میں کرنے کو تیار ہوں۔۔

اپنی تمام جائیداد میرے نام کردے، بتائیں کریں گے؟ نہیں نا؟

راعنین نے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور سینے پر ہاتھ باندھے۔۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر! راعنین کو حیرت ہوئی سردار نے اس سے کہا تھا کہ تم اسے تنگ کرو انتہا کا تنگ اور آخر پر آکر ایسی فرمائش کرو کہ وہ پوری کرنا اس کے لیے مشکل ہو اور پھر اس کا جواب جاننے کے بعد تمہاری شاید ہر شکایت ختم ہو جائے۔۔

راعنین کہ وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ یوں ہاں کردے گا پھر ذہن میں خیال آیا وہ محض بول رہا ہے وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا۔۔

تم جا کر ارام کرو میں آتا ہوں۔۔ راعنین کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا وہ حویلی سے نکل گیا۔۔ راعنین اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

وہ صرف بول رہے تھے انہوں نے ایسا کچھ نہیں کرنا۔۔ راعنین کو یقین تھا وہ کچھ نہیں کرے گا۔۔

راعنین نے آنکھیں بند کی اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔

ماما کے لیے بہت مشکل ہو رہا ہے ہر چیز کو ہینڈل کرنا پتہ نہیں میں تمہارے بابا کے لیے پہلی کی طرح نارمل ہو پاؤں گی یا نہیں۔۔ راعنین کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی سردار کی باتیں سچ تھی سچی محبت کبھی ختم نہیں ہوتی اور جس طرح کی محبت راعنین نے یاور سے کی تھی وہ ایک اتنی مرتبہ دھتکارتا تھا وہ مسکراتی اس کے سامنے جاتی، وہ محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھی۔۔

بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی اس کی آنکھ لگ گئی دو گھنٹے بعد یاور حویلی واپس آیا اس کے ہاتھ میں فائل، کمرے میں گیا راعنین سوئی

ہوئی تھی بنا آواز پیدا کیے اس کے پاس جا کر بیٹھا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

نین! اس کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھتے ہلکا سا ہلایا تو وہ نیند سے بیدار ہو گئی۔۔ راعنین نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔

اور کچھ چاہیے؟ یاور نے ہاتھ میں پکڑی فائل اس کی گود میں رکھی۔۔

راعنین نے حیرت اور نہ سمجھی سے فائل کی طرف دیکھتے یاور کی طرف دیکھا۔۔

کھولو! راعنین نے فائل کھولی اندر موجود صفحے کے اوپر لکھے الفاظ پڑھ کر اس کی آنکھیں خطرناک تک پھیلی تھی۔۔ وہ جائیداد کے کاغذات تھے یاور مرزا اپنی تمام جائیداد راعنین کے نام کر چکا تھا۔۔

یہ کیا ہے؟ وہ حیرت سے اس کی جانب دیکھتے پوچھ رہی تھی اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا۔۔

تم نے کہا تھا ناکہ اگر میں اپنی جائیداد تمہارے نام کردوں گا تو تم پہلے کی طرح مجھے محبت دوگی تم جو کہوگی میں کرنے کے لیے تیار ہوں اگر تم یہ کہو گی ناکہ یاور خود کو ختم کردو میں یہ حرام (خودکشی) کام کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔ یاور نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے وہ پھر بھی مسکرا کر اپنی نین کو دیکھ رہا تھا۔۔

کوئی بھی کرنے کو تیار ہوں بس مجھے معاف کردو مجھے پہلے کی طرح محبت دے دو۔۔ یاور نے اس کے ہاتھوں کی پشت کو اپنی پیشانی سے لگایا آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر راعنین کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔۔ ہماری اولاد کی خاطر مجھے معاف کردو! راعنین نے آنکھیں بند کر کے سانس روک گئی تھی۔۔ کیا وہ واقعی بدلنا چاہتا تھا؟

کیا تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟ کیا واقعی محبت ختم ہو گئی؟ تمہاری محبت اتنی کمزور تو نہ تھی!۔۔ یاور اس سے سوال کر رہا تھا جب کہ راعنین نے ایک بھی سوال کا جواب نہ دیا وہ گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔

اگر تم مجھ سے علیحدہ ہونا چاہتی ہو تو۔۔۔ یاور سے اس سے آگے بولا نہ گیا۔۔ راعنین نے آنسو سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

اب کیوں کر رہے ہیں یہ سب؟ جبکہ آپ کو تو میری محبت پر یقین نہیں تھا تو اب کیوں چاہیے؟ راعنین نے فائل سائیڈ پر پھینکی اسے جائیداد کی کوئی طلب نہ تھی۔۔

پاگل تھا آنکھوں پر پٹی بندھ چکی تھی اس وقت۔۔ اپنے باپ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتا تھا ہر کوئی مجھے چھوڑ گیا تھا میرے خاندان میں میرے پاس کوئی نہیں تھا۔ نہ ماں، نہ بہن، نہ بھائی، نہ باپ ہر کوئی مجھے تنہا کر گیا تو مجھے لگتا تھا تم بھی چھوڑ جاؤ گی۔ کوئی محبت نہیں ہوتی سب

کچھ جھوٹ ہوتا ہے۔۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے بہت تکلیف دی ہے تمہیں لیکن ایک مرتبہ مجھے بھی تو سمجھنے کی کوشش کرو میں نے کیوں کیا کیونکہ کبھی مجھے ٹھیک سے بتایا ہی نہیں گیا محبت کیسے کرتے ہیں۔۔۔ بہن سے حد سے زیادہ محبت کرتا تھا لیکن جب اورحان کی بات آئی میں نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے باپ کو آگے رکھ گیا۔۔ میری محبت کھوکھلی ثابت ہوئی مجھے محبت کرنا نہیں آتا۔۔ یاوردانت آپس میں پیوست کرتے، زبان تالو کے ساتھ چپکاتے، جیسے آنسو کو گلے میں ہی روک دیا تھا۔۔

میں بدلنا چاہتا ہوں تم میرا ساتھ دوگی تو میں مکمل طور پر بدل جاؤں گا۔ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا میں شروع سے ایک جذباتی انسان رہا ہوں جس نے جذبات میں آکر فیصلے کیے ہیں اور یہ جذباتی فیصلے میرے لیے غلط ثابت ہوئے، مجھے تنہا مت چھوڑو مجھے صحیح معنی میں اب تمہاری

ضرورت ہے کیا تم اپنی محبت کو بھٹکنے کے لیے اکیلا چھوڑ دو گی ؟ یاور نے اس کی گود میں سر رکھا۔۔۔ راعنین نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔ کچھ لمحے وہ دونوں اسی انداز میں بیٹھے ہوئے ہیں راعنین نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اس کے بالوں پر رکھے۔۔

میرے لیے بہت مشکل ہے۔۔ جب بھی آپ مجھ سے بات کرتے ہیں مجھے آپ کے دیے گئے زخم یاد آتے ہیں۔۔ جس محبت کی آپ بات کر رہے ہو شاید دل میں کہیں دب گئی ہے۔۔

ہر زخم پر مرہم لگاؤں گا تمہیں بے انتہا خوش دو گا جن کی تم حقدار ہو۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور آپ کو لگتا ہے وہ زخم بھر جائیں گے ؟ وہ اس سے پوچھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک ناامیدی تھی جیسے اس کی ہر امید ختم ہو گئی ہو۔۔

وعدہ کرتا ہوں! ساتھ دو گی میرا؟ یاور نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا بیڈ پر اس کے اس کے قریب ہو کر بیٹھا۔۔

راعنین نے آنکھیں بند کر کے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔ یاور نے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے راعنین کو اپنے پاس کرتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ راعنین کا وجود کانپ رہا تھا یاور نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

نین! وہ آنکھیں موند گئی دل میں خوف تھا کہ دوبارہ وہ صرف تکلیف اس کے حصے میں نہ آئے۔۔

وہ آنکھیں بند کر کے لمبے سانس لے رہا تھا لبوں پر مسکراہٹ تھی اتنی غلطیوں کے بعد بھی اس کی بیوی نے اس کی جانب قدم بڑھایا تھا۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔

آئس کریم کا کام تم نے مجھے تنگ کرنے کے لیے کیا تھا نا؟ یاور نے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے مسکراتے پوچھا تھا۔۔ اگر وہ اس سے بات نہ کرتا تو اس نے یونہی روتے رہنا تھا۔۔

راعنین نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔

یاور سے پیچھے ہوئی اس کا ہاتھ ابھی بھی یاور کے ہاتھ میں تھا سائیڈ سے اس نے فائل پکڑ کے یاور کی گود میں رکھ دی۔۔

مجھے یہ سب نہیں چاہیے یاور میں نے کبھی اس چیز کی طرف نہیں کی اور نہ ہی مجھے کبھی ہوگی۔۔ راعنین نے نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی یاور نے اس کی ٹھوڑی سے چہرہ تھامتے اپنی طرف اس کے چہرے کا رخ کیا۔۔

وہ چاہتا تھا وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھی جبکہ وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔

یہ سب ہم دونوں کا ہے تمہارے پاس رہے میرے پاس رہے کیا فرق پڑتا ہے۔۔ یاور نے اس کی پیشانی پر لب رکھیں۔۔ راعنین کو آج پہلی مرتبہ اس کا لمس بے انتہا نرم محسوس ہوا تھا۔۔

مجھے یہ نہیں چاہیے۔۔ راعنین نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا فائل پکڑ کر کاغذات باہر نکال کر پھاڑنے لگی تھی جب یاور نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔۔

میں نے ابھی کیا کہا ہے؟ وہ اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے پوچھنے لگا دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑ کر کاغذات پکڑ کے سائیڈ پہ رکھے تھے اور اس کے اوپر فائل رکھ دی۔۔

لوگ کیا کہیں گے کہ تمام جائیداد بیوی کے نام ہیں جبکہ کاروبار تو شوہر کرتا ہے۔۔

تمہیں لوگوں کی پرواہ ہے یا اپنے شوہر کی؟ یاور نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو وہ نظریں جھکا گئی۔۔

لوگوں کا کام ہوتا ہے بولنا انہیں بولنے دو میں نے اپنی خوشی سے اپنی تمام جائیداد اپنی بیوی کے حوالے کی ہے انہیں کیوں مرگی کا دورہ پڑے گا۔جس طرح وہ چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر بول رہا تھا راعنین مسکرائی۔۔اس کے بھائی نے جائیداد کی وجہ سے انہیں مارنے کی کوشش کی جب کہ اس کا شوہر اپنے تمام جائیداد اس کے نام کر گیا تھا۔۔

یاور نے دل میں اس کی مسکراہٹ کی نظر اتاری۔۔

نین بس دو دن ، گھر رینویٹ ہو رہا ہے پھر ہم واپس اپنے گھر چلے جائیں گے۔۔

اچھا بھلا تو گھر تھا رینویٹ کیوں کروا رہے ہیں ؟ راعنین کو صارم جب گودام لے کر جا رہا تھا راستے میں اس نے یہ بتایا تھا کہ تمہیں تمہارے بھائی کے پاس لے جایا جا رہا ہے راعنین نے منع کر دیا تو تب اس نے بتایا تھا کہ کیا تم اپنے بھائی سے یہ سوال نہیں پوچھنا چاہو گی، کہ اس نے تمہارے بچے کو مارنے کی کوشش کیوں کرنی چاہی تھی۔۔

گھر کو آگ لگا دی تھی، جب میرا بازو ٹھیک ہو گیا تھا ہم نے یہاں سے چلے جانا تھا لیکن اس سے پہلے ہی گھر کو آگ لگ گئی۔۔ کام کے لیے میں باہر رہتا ہوں پورا دن اور تمہیں اکیلا گھر اس حالت میں میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس وجہ سے ہمیں اتنی دیر حویلی میں رکنا پڑ رہا ہے اور اب سب کچھ ٹھیک ہے۔۔ یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بتایا۔۔

کیا یہ رویہ ہمیشہ میرے ساتھ یونہی رہے گا۔۔

مرتے دم تک بلکہ ہر لمحہ محبت، نرمی، شدت بڑھتی جائے گی۔۔ یاور نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اس نے آنکھیں بند کرلی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا جب سب مرد حضرات گھر واپس آ گئے تھے سردار جو کہ اپنی پری کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا تھا اس کی مدد کر رہا تھا سیڑھیاں اترنے میں۔۔ ان سب کو حویلی میں موجود دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔۔

خیریت ہے آج سب دوپہر میں ہی واپس آ گئے ہو۔۔ اس نے طرسم کو اپنی کرسی پر بٹھایا اور خود صوفے پر بیٹھا تھا تاکہ طرسم سکون سے بیٹھ سکے۔۔

بس ایسے ہی آج دوپہر کا کھانا حویلی میں کھانے کا دل کر رہا تھا اس لیے آگے واپس۔۔ وریام نے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

صارم ابھی بھی خاموش بیٹھا تھا۔۔

راہا اور ہادی کہاں ہے؟ سفیان خان نے ان دونوں کی غیر موجودگی کو محسوس کیا۔۔

ہادی نے اپنے وجود پر ٹیوب لگائی تاکہ درد کم ہو شرٹ پہن کر ہمت کرتے نیچے گیا سب کے درمیان بیٹھا ہی تھا جب صارم بول پڑا۔۔

دالہام مردان خانے چلو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔ ہادی کی سانسیں سینے میں اٹک گئی اس نے اپنا سینہ سہلایا۔۔ دالہام صوفے سے اٹھا۔۔

تم بھی چلو! صارم نے غصے سے ہادی کی طرف دیکھا تھوک نگلتے وہ کھڑا ہوا سب نے آنکھیں چھوٹی کر کے تینوں کو دیکھا انہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ چپ رہے وہ تینوں مردان خانے گئے۔۔

راہا کمرے سے باہر نکلی ڈرتے ہوئے وہ نیچے آئی تھی اسے لگ رہا تھا کہ سب کو علم ہو گیا ہے۔ وہ ان سب کے درمیان بیٹھی۔۔

راہا بیٹا طبیعت ٹھیک ہے؟ صبح تم ناشتے پر بھی نہیں آئی تھی۔۔ ریحانہ خانم نے اسے اپنے ساتھ لگاتے پوچھا۔۔

جی ٹھیک ہے اس کی مورے۔جس قدر اس سے پیار سے بات کر رہی تھی اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کیا صارم لالا نے کسی کو بتایا نہیں؟۔۔

راہا کا جی متلانے لگا وہ منہ پر ہاتھ رکھتے ریحانہ خانم کے کمرے میں گئی تھی واش روم میں داخل ہوتے وہ قے کرنے لگی۔۔ سب عورتیں حیرت سے منہ کھولے بیٹھی تھی جب ریحانہ خانم، رضیہ خانم، علینا اور صوفیہ خانم اس کے پیچھے گئی۔۔

راہا نڈھال وجود کو بمشکل گھسیٹتے ہوئے واش روم سے باہر نکلی سامنے ان چاروں کو دیکھ کر اس کا حلق خشک ہوا تھا۔۔

راہا!ریحانہ خانم سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

مورے!اس نے ڈرتے ہوئے اپنی ماں کو پکارا اور ان کے سینے سے لگی۔۔

یہ سب کیا ہے بیٹا؟ رات کو تم نے کوئی غلط چیز کھالی تھی؟ ریحانہ خانم کے ذہن میں جو خیال آرہا تھا اسے جھٹکتے ہوئے انہوں نے سوال کیا۔۔۔

مورے میں نے کوئی غلط چیز نہیں کھائی۔۔ نظریں جھکائے بولی جبکہ دل میں ڈر تھا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہو جائے گی۔۔۔

مورے میں امید سے ہوں!اس نے آنکھیں بند کرتے حد سے زیادہ جلدی میں الفاظ ادا کیے۔۔ ریحانہ خانم نے آنکھیں میچی تھی۔۔

راہا گڑیا تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟ ریحانہ خانم اور رضیہ خانم ایک ساتھ بولی۔۔

راہا نے روتے ہوئے رات والا سارا واقعہ انہیں بتا دیا۔۔ ریحانہ خانم چکرا کر گرنے لگی تھی جب علینا اور صوفیہ خانم نے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔ مورے میں! وہ روتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی ان کے سینے سے لگ گئی وہ مزید رونے لگی تھی۔۔ علینا بے یقینی سے کھڑی تھی اب اسے سمجھ آیا تھا کہ اس کا شوہر سردار اور اس کے بیٹے کو لے کر مردان خانے کیوں گیا ہے۔۔

ہادی نے دالہام کی اجازت کا رضیہ خانم غصے سے بولی تھی۔۔

ریحانہ خانم خاموش رہی ان کے چھوٹے بیٹے نے بھی تو یہی کیا تھا اسے کچھ اس لیے نہ کہا گیا کیونکہ معاملات اس طرح کے ہو گئے تھے کہ اس بار میں بات کرنا ٹھیک نہیں تھا بلکہ انہوں نے اس وقت شکر ادا کیا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔۔

جو ہونا تھا ہو گیا ہے بس رخصتی کی تیاری کرنی ہے جلد سے جلد میں چاہتی ہوں راہا کی رخصتی جائے۔۔۔ ریحانہ خانم نے راہا کے سر پر ہاتھ رکھا جبکہ اُنھیں فکر بھی ہو رہی تھی کہ جب یہ بات باہر نکلے گی تو لوگوں کی باتوں کا سامنا گھر کے مردوں کو کرنا ہے پڑے گا۔۔

وہ اسے لے کر باہر گئی سب حیرت میں بیٹھی ہوئی تھی جبکہ جو شادی شدہ تھے انھیں سمجھ لگ گئی تھی کہ رسہا کو کیا ہوا ہے۔۔

مورے! طرسم نے علینا اور ریحانہ خانم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ ان دونوں نے پہلے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر طرسم کی طرف جتنی وہ اسے بچی سمجھتے تھے سب سے پہلے پکارا ہی اس نے تھا۔۔

کیا ہوا راہا کو؟ سونیا راہا کے پاس گئی اسے بازو کے حصار میں لیے اپنے ساتھ بٹھایا وہ اپنی مورے سے پوچھ رہی تھی۔۔

سفیان خان نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا تو انہوں نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

یہی امید تھی ہادی سے۔۔۔ سفیان خان غصے سے بولے سب مردوں اور عورتوں کی نظروں کا رخ سفیان خان کی طرف ہوا ان کے ذہن میں جو خیال گردش کر رہا تھا اس پر مہر سفیان خان کے غصے نے لگا دی۔۔

وریام اور شہریار بے یقینی سے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔ سب مرد ایک ایک کرتے ہیں مردان خانے کی طرف نکلے تھے۔۔

میں پھپھو بننے والی ہوں! طرسم خوشی سے چہکتی ہوئی بولی تھی جبکہ سونیا حیرت سے منہ کھولیں اپنی بہن کو دیکھنے لگی۔۔

راہا یہ سب کیا ہے؟ راہا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی اپنا سر جھکا گئی۔۔۔

راہا! تمہیں بہت زیادہ مبارک ہو۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔ طرسم سردار کی کرسی سے اٹھی اور راہا کے پاس بیٹھتے اسے گلے سے لگایا۔۔

تمہیں غصہ نہیں ہے مجھ پہ !

مجھے تم پر غصہ کیوں ہوگا میں تو اتنی خوش ہوں طرسم نے اپنے بازو دونوں اعتراف میں پھیلائے۔۔

سونیا نے راہا کا ہاتھ پکڑا وہ اپنی بہن کے لیے خوش تھی جبکہ اسے یہ بات بری لگ رہی تھی کہ ابھی اس کی رخصتی نہیں ہوئی۔۔

مورے رخصتی کروائیں! سونیا نے اداس ہوتے کہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اس کی بہن کو باتیں سنائے۔۔

تمہیں تو میں اکیلے میں پوچھوں گی۔۔ سونیا دانت پیستی ہوئی راہا کے کان کے قریب ہوتے اہستہ آواز میں بولی تھی۔۔۔

آپی! راہا نے معصومانہ چہرہ بنا کر اسے پکارا۔۔

سب ایک دم خاموش ہو گئے تھے۔۔ جب راعنین بولی۔۔

اپ کیوں سب اس کو برا فیل کروا رہے ہیں غلطی ہوئی ہے گناہ نہیں ہوا۔۔ راعنین کو حویلی میں سب سے زیادہ معصوم اور پیاری طرسم کے بعد راہا لگتی تھی۔۔ جبا مسکرائی تھی۔۔

میں نے تو نہیں برا فل کروا رہی یہ سب لگے ہیں میں تو بہت خوش ہوں۔۔ طرسم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔

سب مسکرائے تھے اور سب نے باری باری راہا کو مبارکباد دی جبکہ سونیا کو ابھی بھی غصہ تھا۔۔

کیا بات ہے صارم میں صبح سے نوٹ کر رہا ہوں تمہارا رویہ بہت عجیب ہوا ہے۔۔ چہرے پر غصہ بھی ہے۔۔ دالہام کے سامنے وہ دونوں کھڑے تھے۔۔

بیٹھ جاؤ اور صبر سے میری بات سننا۔۔ دالہام کو صارم کا انداز حد سے زیادہ عجیب لگا تھا ایسی کون سی بات تھی جس کے لیے اسے صبر کرنا تھا خیر وہ صوفے پر بیٹھا اس کے سامنے صارم بیٹھا تھا ہادی بیٹھنے لگا تو صارم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔۔

کل مجھے نیند نہیں آرہی تھی میں باہر آگیا راہا گارڈن میں تھی اس کی طبیعت خراب ہو گئی مجھے لگا کچھ غلط اس نے کھا لیا ہے اس وجہ سے قے ہو رہی ہے اسے لے کر ہاسپٹل گیا تو وہاں معلوم ہوا وہ امید سے ہے۔۔ دالہام نے آنکھیں بند کر کے کھولتے صارم کو آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے دیکھا تھا۔۔

تم ہوش میں ہو؟ کیا کہے جا رہے ہو تم؟ دالہام کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا آنکھوں میں گلابی پن شامل ہونے لگا۔۔

میں سچ بول رہا ہوں دالہام، ہادی نے رخصتی سے پہلے راہا کے ساتھ رشتہ بنالیا تھا۔۔ صارم نے آنکھیں سختی سے بند کر کے الفاظ ادا کیے۔۔

دالہام کے لیے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا اس نے خونخوار نظروں کا رخ ہادی کی طرف کیا۔۔

صارم کیا بول رہا ہے ہادی؟ کیا یہ سچ ہے؟ دالہام صوفے سے اٹھا اس کے پاس جاتے دانت پیستے ہوئے بے بے تحاشہ غصے سے استفار کرنے لگا۔۔۔

چاچو وہ۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ وہ۔۔ ہادی کو الفاظ نہیں مل رہے تھے اس کے ذہن میں بس یہی گھوم رہا تھا اس کی دھلائی ہونے والی ہے۔۔

مجھے ہاں یا پھر نہ میں جواب دو ہادی خانزادہ! دالہام نے اس کا گریبان پکڑا تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا تھا۔۔

دالہام نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔۔

خبیث انسان کون سی اتنی بیتابی تھی تمہیں۔۔ دالہام نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر مارا۔۔

چاچو آپ سب تو مجھے ایسے مار رہے ہیں جیسے خدا نخواستہ ہمارا نکاح نہیں ہوا ہے۔۔ ہادی اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے اپنے باپ اور چاچو کی طرف دیکھ کر بول رہا تھا اس کا دل کر رہا تھا اس کو آ کر مارے جا رہا تھا جیسے اس نے کوئی گناہ کبیرہ کر دیا ہو۔۔

نکاح ہوا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی جانتے ہو کتنی بدنامی ہو گئی اگر یہ بات باہر نکلے گی۔۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا ہادی خانزادہ اگر کسی کو باتیں سننی پڑیں گی نا تو وہ تمہارا باپ، میں اور بڑے بابا ہیں۔۔ دالہام نے سائیڈ سے گھوڑوں کو مارنے والا کوڑا پکڑا۔۔

چاچو نہیں !اس بیچارے میں ہمت نہیں تھی اگر اسے ایک بھی کورا پڑتا تو اس کے وجود سے خون نکلنا شروع ہو جانا تھا کیونکہ اس کا باپ اسے برے طریقے سے مار چکا تھا۔۔

صام میرا دل کر رہا ہے تمہارے بیٹے کو جان سے مار دوں۔۔ اتنی بے صبری ہمارے خاندان کے کسی مرد میں نہیں ہے۔۔ جتنی تمہارے بیٹے میں ہے۔ 22 سال عمر ہے اس کی اور آگ لگی ہوئی ہے اسے۔۔ دالہام کا چہرہ خون چھلکنے کی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔۔

مجھے مت سناؤ جو کرنا ہے کرو اس کے ساتھ، میرے ہاتھ کھڑے ہیں اس کے معاملے میں، پہلے اس نے عجیب و ترین ہتھکنڈے اپنا کر چھپ کر نکاح کیا اور اب رخصتی سے پہلے کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔۔ صارم نے سر اینڈر کرنے والے انداز میں اپنے ہاتھ اوپر کیے

تھے اس نے پہلے ہی ارادہ کرلیا تھا جس نے بھی مارا وہ نہیں روکے گا۔۔

کیسے بابا ہیں آپ؟ سب آپ کے بیٹے کو مارنے کو دوڑ رہے ہیں اور آپ کہہ رہیں ہیں کہ جتنا مرضی مارو۔۔ ہادی صدمے کی کیفیت میں بولا تھا صارم نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔۔

یہ بات تمہیں اس طرح کی حرکت کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھی۔۔

صارم تلملاتا ہوا واپس سکو۔ سے صوفے پر بیٹھ گیا جب سب مرد مردان خانے داخل ہوئے۔۔

سفیان خان نے اندر داخل ہوتے ہی ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا اس کے دونوں رخسار پر انگلیوں کے نشان چھپ گئے تھے۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا دوسرا تھپڑ اس کے منہ پر پڑا۔۔

دادو!اس نے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھتے رونے والا منہ بناتے اپنے دادو کو پکارا۔۔

دل تو چاہ رہا ہے تمہاری چمڑی ادھیر کر رکھ دوں۔۔۔ سفیان خان نے سائیڈ سے ڈنڈا پکڑا ہادی نے نفی میں سر ہلانے لگا ایک کے ہاتھ میں کوڑا تھا دوسرے کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔۔ وریام اور شہریار دانت پیس رہے تھے۔۔

بیٹا ایک مرتبہ ان دونوں سے تیری دھلائی ہو اس کے بعد تیرا جو حشر میں کروں گا پوری زندگی تو یاد رکھیے گا وریام صوفے پر بیٹھا جب کہ شہریار بھی خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

آئیدن دالہام کے ساتھ کھڑا کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ یعقوب اوریاور اس کی حرکت پر اپنی مسکراہٹ روک رہے

تھے۔۔جس طرح ہر روز وہ راہا کے کمرے میں جاتا تھا انہیں اندازہ تھا کوئی نہ کوئی کارنامہ سرانجام دے گا۔۔

کچھ تو رحم کریں مجھ بیچارے پر جس پر دل چاہ رہا ہے ماری جا رہا ہے مجھے۔۔

بیچارا! وہ تینوں ایک ساتھ بولے۔۔

سفیان خان نے تین ڈنڈے اس کی کمر پر مارے تھے۔۔

آہہہ! اس کا سر چکرانے لگ گیا تھا۔۔اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا اس کے لیے مشکل ہو گیا جب دالہام کی نظر اس کی سفید شرٹ پر گئی کمر سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔۔

ہادی نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

بڑے بابا! دالہام نے سفیان خان کو پکارتے انہیں مارنے سے روکا تھا۔۔

ہادی زمین پر بیٹھ گیا اس کا وجود ٹوٹ رہا تھا جس قدر وہ مار کھا چکا تھا دو دنوں میں۔۔

خبردار اگر تم رخصتی سے پہلے حویلی کے اندر گئے جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی تم مردان خانے رہو گے۔۔ دالہام کی نئی سزا سن کر اس کا سر مزید چکرانے لگا تھا۔۔

چاچو اتنی بری سزا نہ دے۔۔ مجھے حویلی سے بے دخل تو نہ کریں۔۔

جب اولاد تم جیسی خبیث ہو نا تو بے دخل کرنا ہی بہتر ہے صارم جو کہ اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اس کی گردن پر پھر سے ایک تھپڑ مارا۔۔

اپ نا میری ماں کے کنٹرول سے کچھ زیادہ ہی باہر نکل گئے ہیں مورے کو کہتا ہوں آپ پر قابو کرے کچھ زیادہ ہی ہاتھ چلنے لگ گئے ہیں آپ کے۔۔ اس سے قبل صارم اسے پھر تھپڑ مارتا ہوا سائیڈ پر ہو گیا تھا۔۔

دالہام جلد از جلد رخصتی کرنی ہے راہا کی سفیان خان نے سردار کی جانب دیکھا۔۔

ابھی نہیں کر سکتے !

کیوں ؟ صارم اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

صارم اگر تم غور کرو تو تمہاری بیٹی ماں بننے والی ہے اس کی اس طرح کی کنڈیشن نہیں ہے کہ وہ شادی اٹینڈ کر لے اور ظاہر سی بات ہے ہادی کے ساتھ شہریار اور وریام کی بھی رخصتی ہے راعنین کی اکلوتی بہن ہے وہ کبھی نہیں مانیں گے اپنی بہن کی رخصتی کے لیے جب تک اس کے بچے کی پیدائش نہ ہو جائے ادھر سے تمہاری بیٹی کا بھی اکلوتا بھائی ہے۔۔ دالہام کی بات پر سبھی متفق ہوئے تھے کیونکہ طرسم کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ شادی اٹینڈ کر سکتی اس سے تو ٹھیک سے نہ اٹھا جاتا تھا نہ آرام سے بیٹھا جاتا تھا۔۔

یعنی تقریباً تین ماہ مزید انتظار کرنا پڑے گا ہادی کے بولنے پر وریام اور شہریار اٹھے اس کے سر پر تھپڑ مارے۔۔

کمینے خبیث انسان تجھے کیا مسئلہ ہے اب رخصتی چاہے پانچ ماہ لیٹ ہو یا دس ماہ لیٹ ہو۔۔ ان دونوں نے ہادی کا ایک ایک کان پکڑا۔۔۔

میں نے کہا تھا نا وریام لالا کوئی کانڈ کر کے آیا ہے۔۔ ہو گیا کانڈ! شہریار نے اس کے سر پر ایک اور تھپڑ مارا تھا اس بیچارے کو ہر کوئی ڈھول سمجھ کر بجا رہا تھا۔۔

میں چھوٹا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں جس کا دل کرے مجھے ڈھول سمجھ کے بجاتا جائے۔۔ ہادی نے دونوں کو پیچھے کرتے ہیں اپنے کان چھڑوائے۔۔

اس دن کتنے کانفیڈنس سے بول رہا تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے وریام نے اس کے تھائی پر اپنا پاؤں زور سے مارا۔۔

یہ کانڈکب کا ہوا ہے؟ شہریار نے اس کے سر پر تھپڑ مارا تھا۔۔

ایک ماہ سے زیادہ۔۔ شاید دو۔۔ وہ میسنوں کی طرح مسکراتے بولا تھا

جب آئیدن نے پلاسٹک کا گلاس پکڑ کر اس کی پیشانی پر مارا تھا۔۔

ہمارا دل پتہ ہے کیا چاہ رہا ہے تمہاری بوٹی بوٹی کر دے خبیث

انسان۔۔ جن کی عمر گزر رہی ہے شادی کی وہ سکون سے بیٹھے ہیں اور

جسے ابھی مکمل طور پر جوانی نہیں چاہیے اسے۔۔ وریام اور شہریار نے

جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔

ابے یار مجھے نہیں اندازہ تھا۔۔ وہ بیچارہ تھک ہار کر بولا اس کے جسم کا

ہر پرزہ ڈھیلا ہو چکا تھا۔۔

دودھ پیتے بچے نہیں ہو تم! دالہام اٹھنے لگا تو ہادی خود کو گھسیٹتے ہوئے

صوفے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔۔ اس کی کمر سے خون نکل کر چند قطرے

زمین پر گرے ہوئے تھے۔۔

یار بس کر دو کیوں تم لوگ میری بیوی کو رخصتی سے پہلے بیوہ کرنا چاہتے ہو۔۔ ہادی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بولا اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔

کون سی رخصتی تمہاری وہ بس اب دنیا کو دکھانے کے لیے رخصتی ہونی ہے البتہ تم تو خبیث انسان رخصتی کر چکے ہو اپنی۔۔ شہریار اور وریام غصے سے بلند آواز میں بولے تھے دونوں کا ضبط جواب دے رہا تھا دل تو کر رہا تھا اس کے منہ پر کھینچ کر تین چار لگائے۔۔

یعقوب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

اسے کہتے ہیں بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔۔

یعقوب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا وہی یاورا اپنے لبوں پر ہاتھ جما کر بیٹھ گیا۔۔

یہ دانت کون نکال رہا ہے. جس کو تقریباً تین ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں بیوی کو رخصت کرا کر لے کر گئے اور ابھی تک۔۔ اتنی مار کھانے کی باوجود بھی ہادی کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو دیکھ کر یعقوب کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔

خبیث انسان یعقوب نے کشن پکڑ کر اس کے منہ پر مارا تھا۔۔

کیا کرتے ہو یعقوب صاحب پیچھے رہ گئے جن کی رخصتیاں ہو گئی ہیں سب کے بچے ہیں۔۔ سب ٹھیک ہے نا؟ ہادی نے اچھی خاصی یعقوب کی ٹانگ کھینچی، یعقوب کا ایک مرتبہ دل تو کیا تین چار اس کے منہ پر لگائے۔۔

ہادی! دالہام نے غصے سے اسے پکارا تو وہ نظریں جھکا کر بیٹھ گیا۔۔

ویسے یعقوب بات تو ٹھیک کی ہے اس نے یاور اور سفیان خان بولے تھے یعقوب اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔ سردار صوفے سے اٹھا تھا اور وہاں موجود چھوٹے سے دراز سے مرہم اٹھا کر ٹیبل پر رکھی۔۔

چلیں آجائیں سب اندر چلیں رہنے دے اسے یہیں پر، اگر درد برداشت سے باہر ہو تو یہ مرہم پڑی ہے ٹیبل پر لگا لینا ہے وہ سب کو لے کر باہر نکل گیا جبکہ شہریار اور وریام دونوں اس کے سر پر ایک ایک تھپڑ مزید مارتے وہاں سے نکلے تھے وہ وہی زمین پر لیٹ گیا۔۔۔ جیسے ہی اس کی کمر زمین کے ساتھ لگی تھی اس نے آنکھیں سختی سے بند کی۔۔۔

اسے بھی اتنی مار نہیں پڑی ہوگی جس نے گناہ کبیرہ کیا ہوگا میں نے تو بس اپنی بیوی سے حق ہی لیا تھا اس پر اتنی دھلائی ہو گئی میری۔۔۔ وہ اٹھا کمرے کی جانب جاتے، بیڈ پر جا کر لیٹا ذرا بھی ہمت نہیں تھی کہ تھوڑا سا بھی ہل لیں۔۔

وہ مردان خانے کے باہر کھڑے تھے جب سفیان خان بولے۔۔

دالہام بس یہ بات حویلی سے باہر نہ نکلے غصے میں آکر اس کی تو اچھی خاصی دلائی ہم نے کر دی ہے لیکن اصل مسئلہ لوگوں کا ہے۔۔

کچھ نہیں ہوگا بڑے بابا کوئی منہ کھول کر تو دیکھیں زبان اس کی حلق سے کھینچ لوں گا۔۔ اور تم دونوں اگر تم دونوں نے بھی ایسا کوئی کارنامہ سر انجام دیا ہے تو بتا دو یہ ناپتہ چلنے پر اس سے بری حالت ہو تم دونوں کی۔۔ دالہام نے رخ وریام اور شہریار کی طرف کیا۔۔۔

لالا آپ کو لگتا ہے ہم اس طرح کی حرکت کریں گے۔۔ ہماری بیویاں ہمیں ہاتھ نہیں لگانے دیتی۔۔ پہلا جملہ سردار سے کہتے ہیں دوسرا انہوں نے اپنے دل میں کہا تھا۔۔ دالہام نے سب کو اندر جانے کا اشارہ کیا وہ سب لاؤنج میں گئے۔۔۔۔

میں آتا ہو۔۔ وہ لاؤنج میں داخل ہوئے تھے جب سردار واپس مڑا اور مردان خانے گیا ان سب نے اسے اس قدر تو نہیں مارا تھا کہ اس کا خون نکلنا شروع ہو جاتا ایک ڈنڈا لگنے سے کسی کو خون نہیں نکلتا اس کے ذہن میں یہی سوال تھا وہ مردان خانے گیا کمرے میں گیا تو ہادی نڈھال بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔

ہادی! دالہام نے اسے پکارا تو بمشکل اٹھ کر بیٹھا۔۔

جی! وہ نروٹھے پن سے بولا۔۔

شرٹ اتارو اپنی !

چاچو میں لڑکا ہوں دالہام کا دماغ گھوما تھا اس کے لفظوں پر اس کی زبان کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی تھی۔۔

اچھا اتار رہا ہو یوں تو مت دیکھیں۔۔ اسے خونخوار نظروں سے خود کی جانب دیکھتے پا کر اس نے تکلیف برداشت کرتے اپنی شرٹ اتاری جبکہ اس کے سینے، بازوں پر نشان دیکھ کر سردار کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی۔۔

یہ کس نے مارا تمہیں؟ دالہام اس کے پاس گیا اس کا پورا سینہ، پشت سوجن زدہ تھی۔۔

آپ کے جگری یار نے۔۔

صام نے !اس کے لہجے میں محض حیرت تھی۔۔

کوئی گناہ تو نہیں کیا تھا، ہاں غلطی ہے۔۔ ٹھیک ہے تھوڑا بہت انسان مار لیتا ہے بابا نے تو چمڑی ادھیر کر رکھ دی میری۔۔ ہادی اپنے وجود کو دیکھتے بولا تھا۔۔

ناانصافی کی ہے آپ سب نے میرے ساتھ، آئیدن چاچو کی رخصتی نہیں ہوئی تھی جب وہ بابا بننے والے تھے ان سے کسی نے سوال نہیں کیا تھا اور مجھے ایسے آپ سب نے مارے جیسے جانوروں کو مارتے ہیں خاص کر میرے بابا نے آپ سب نے تو ایک دو تھپڑ مارا ہے بابا نے تو۔۔ ہادی بولتے بولتے رک گیا۔۔

میں نہیں رہوں گا مردان خانے میں حویلی میں رہوں گا اپنی بیوی کے ساتھ رہوں گا کوئی روک کر دکھائے مجھے۔۔ ہادی ضدی لہجے میں بولا تھا اسے غصہ آرہا تھا۔۔

دالہام کی نظریں تو محض اس کے وجود پر ٹکی ہوئی تھی اسے اگر اندازہ ہوتا صارم اسے اس قدر برے طریقے سے مار چکا ہے وہ کبھی اس پہ ہاتھ نہ اٹھاتا۔۔

آپ کہہ رہے تھے کہ بات باہر نکلے گی لوگ باتیں کریں گے کوئی کر کے دکھائے میری بیوی کو باتیں منہ توڑ دوں گا اس کا۔۔ ہادی نے اپنی شرٹ پکڑ کر پہنی۔۔

ہادی انسان کا خود پر تھوڑا کنٹرول بھی ہوتا ہے آئیدن کا تم جانتے ہو کیا معاملہ بنا تھا جس کی وجہ سے کسی نے اس سے سوال نہیں کیا اور پتہ بھی عین شادی والے دن چلا تھا۔۔

ٹھیک ہے آئیدن چاچو کا معاملہ الگ تھا ایمانداری سے آپ مجھے ایک سوال کا جواب دیجیے گا غصہ نہیں کرنا! دالہام نے ہاں میں گردن ہلائی جیسے کہنا چاہ رہا تھا پوچھو کیا پوچھنا ہے۔۔

من پسند عورت، آپ کی محبت، محرم ہو اور آپ کے سامنے ہو، دور رہا جاتا ہے؟ ہادی کے سوال کا دالہام کے پاس جواب تھا لیکن وہ دے نہ سکا۔۔

نہیں رہا جاتا نا اور راہا میری بیوی ہے میں نے لے لیا حق۔۔ وریام اور شہریار چاچو بیوی کے ترسے ہوئے انسان اتنے تھپڑ مارے انہوں نے میرے سر پہ۔ میں چھوٹا نا ہوتا تو اچھی طرح بتاتا انہیں۔۔۔ وہ اب اپنی بھڑاس نکال رہا تھا۔۔

زیادہ زبان نہ چلاؤ۔۔ دالہام نے غصے سے کہتے اس کی شرٹ اتاری تھی کمرے سے باہر نکلا ٹیبل پر پڑی مرہم پکڑ کر اندر گیا انگلیوں پر لگاتے اس کے سامنے بیٹھا۔۔

یہ بھی صحیح ہے ایک مار رہا ہے اور دوسرا مرہم لگا رہا۔۔ دالہام مسکرایا تھا کہنے کو ہادی میچور انسان تھا لیکن کہیں نہ کہیں اس میں ابھی بھی بچپنا تھا۔۔

دالہم نے اس کے سینے اور پشت پر مرہم لگائی اور جہاں سے خون رسا تھا وہاں پر باہر جاتے دوسری ٹیوب لگا لا کر لگائی۔۔

مجھے راہا سے ملنا !

دالہام نے ابرو اچکاتے دیکھا۔۔

ٹھیک سے خوشی محسوس نہیں کرنے دی کسی نے، نہ آپ نے خود محسوس کیا اور نہ مجھے کرنے دیا۔۔ دالہام نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

خیر ہی ہے سالے صاحب میری ساری باتیں مانی جا رہی ہے۔۔ ہادی کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

اس لیے میں ملنے دے رہا ہوں کیونکہ تمہیں کچھ زیادہ ہی مار پڑ گئی ہے تمہارے باپ سے۔۔ دالہام نے اسے شرٹ پہنائی اس کے بٹن بند کیے۔۔

چاچو !

ہمممم !

بہت درد ہو رہا ہے۔۔ وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تو درد کی ایک لہر کمر میں پیدا ہوئی تھی۔۔

تمہارے باپ سے ذرا جا کر میں پوچھتا ہوں کون سی اسے اتنی آگ لگی تھی تمہیں مارنے کی۔۔

ہاہاہا! ہادی ہنسا تھا۔۔

چاچو انہوں نے اپنا نکاح والا غصہ نکالا ہے کیونکہ میں نے بن بتائے جو چال کھیل کر نکاح کیا تھا اس معاملے کا سارا غصہ نکلا۔۔ ہادی اپنے باپ کی رگ رگ سے واقف تھا۔۔

چلو! دالہام نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا اسے اکیلے مردان خانے رکھنا ٹھیک نہ تھا کیونکہ جس طرح اس کا سینہ اور پشت سوجن زدہ تھی اسے آرام کی ضرورت تھی اور ساتھ میں خدمت کی بھی۔۔

وہ اسے لے کر لاونج میں پہنچا سب مرد حیرت سے اسے دیکھنے لگے کسی کو نہیں علم تھا کہ صارم نے اسے بیلٹ سے مارا ہے۔۔

علینا اس سے ناراض بیٹھی تھی۔۔ ہادی پہلے اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھا انہیں اپنے ساتھ لگایا۔۔

مورے ناراض تو نہ ہو آپ کو دادی بنا دیا ہے۔ وہ انتہا کا ڈھیٹ انسان تھا اتنی مار کھانے کے باوجود بھی اس کی زبان میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔۔

بہت بے شرم ہو گئے ہو تم۔۔ ہادی مسکرایا تھا۔۔ اس نے راہا کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔

لالا طرسم مشکل سے راہا کے پاس سے اٹھی اور اپنے لالا پاس جا کر بیٹھی۔۔

گڑیا طبیعت ٹھیک ہے ہادی نے اسے اس قدر مشکل سے اٹھتے دیکھ اسے سہارا دے کر اپنے پاس بٹھایا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ لالا میں پھپھو بننے والی ہوں وہ خوشی سے چہکتے اپنے لالا کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

یہ واحد فرد تھی ہادی خانزادہ کے لیے خان حویلی میں جو ہر طرح کی سچویشن میں اس کے ساتھ ہوتی۔۔

دادو! ہادی نے ریحانہ خانم کو پکارا تو وہ اپنی اٹھی تھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا اس کے چہرے پر نشان دیکھتے انہیں علم ہو گیا کہ یہ ان کے بیٹے اور جیٹھ کا کارنامہ ہے حالانکہ انہوں نے ابھی اس کی وجود پر پڑے نشان نہیں دیکھے تھے۔۔

اپ سب کو شرم نہیں آئی اسے مارتے ہوئے ریحانہ خانم نے غصے سے اپنے بیٹے اور جیٹھ کی طرف ہوں۔۔

پہلے اس نے بنا بتایا نکاح کیا اور اب یہ نیا کارنامہ اس نے سر انجام دیا ہے ہمارے لیے۔۔ سفیان خان دانت پیستے ہوئے ہادی کی جانب دیکھتے بولے۔۔

رضیہ بھابھی اپنے شوہر کو نا ذرا سنبھال لیں بہت ہاتھ کھل گئے ہیں ان کے بیکار میں بچے کو اتنا مار دیا۔۔ ریحانہ خانم نے ہادی کی پیشانی چومی اور اس کے رخسار سہلائے تھے جہاں نشان تھے۔ علینا نے اپنے بیٹے کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔

ہادی جاؤ ریسٹ کرو۔۔ دالہام نے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کی مکمل حالت سے صرف وہی واقف تھا۔۔

راہا! اس نے جیسے ہی اسے پکارا راہا سونیا کے کندھے پر سر رکھتی اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔

میرے خیال سے میں نے کمرے میں جانے کا کہا ہے۔۔

اچھا جا رہا ہوں چاچو۔ کہتے وہ اپنی بہن کے دونوں رخسار کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگاتے اٹھا۔۔

طرسم نے غصے سے اپنے دیو کو دیکھا جس نے اس کے بھائی کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔

طرسم تم جا کر ریسٹ کرو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔

طرسم نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

سب اپنے اپنے کمرے میں چلیں !ایک ایک کرتے سب اپنے اپنے کمرے میں غائب ہوئے تھے صارم جانے لگا تو دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

صام تمہیں اسے اس طرح نہیں مارنا چاہیے تھا !

دالہام غصہ چڑھ گیا تھا مجھے اس کی حرکتوں کا سوچ کر، میری غلطی کی وجہ سے میری بیٹی ونی ہو کر گئی تھی جبکہ اس نے اس بات کا بدلہ لینے کے لیے تمہاری بہن سے نکاح کیا اور جو چال کھیلی۔۔۔ صام چپ ہو گیا اور پھر کچھ لمحے بعد بولا۔۔

اور اب یہ سب! مجھے فکر ہوتی ہے دالہام کہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری سنبھال پائے گا کہ نہیں بیوی کی ذمہ داری آگے بچے کی ذمہ داری۔۔ تمہیں لگتا ہے آسان ہے ابھی اس کی پڑھائی مکمل نہیں ہوئی۔۔ کیسے ہینڈل کرے گا یہ سب کچھ؟ افس جانا، پڑھنا، گھر آ کر بچہ، بیوی۔۔ صارم نے اپنے تمام خدشے بیان کیے۔۔

اسے اس طرح مارنے سے وہ ذمہ دار بن جائے گا۔۔

اسے اچھی طرح پتہ ہے اسے کیوں مار پڑی ہے اگر تھوڑی سی بھی عقل ہوگی نا سب کچھ سنبھال لے گا اب۔۔ صارم کہتے اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یعقوب کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی اندلیب شاہ لیٹے ہوئے تھے یعقوب چلتا ہوا اپنے بابا کے پاس گیا جب انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں یعقوب کو تو پہلے یقین ہی نہیں آیا کہ اس کا بابا ہوش میں آچکے ہیں۔۔۔۔

جیسے ہی انھوں نے آنکھیں کھولیں بلب کی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑی تھی انھوں نے ایک بار پھر سے اپنی آنکھیں بند کی یعقوب جلدی سے اپنے بابا کے پاس جاتا اس کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔۔۔

بابا۔۔۔۔ یعقوب تڑپ کر بولا جب اپنے پاس کسی کی آواز سنتے اندلیب شاہ نے آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا تو ایک پل کو حیران ہوئے اور ان کی آنکھوں میں جلدی ہی خوف کی لہر دوڑ رہی تھی۔۔۔۔

کک۔ وو۔ کون۔۔۔ ہو تم۔۔۔۔۔ اندلیب شاہ اٹکتے ہوئے بولے جبکہ ان کی زبان سے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کے یعقوب کے دل میں درد ہوا تھا۔۔۔۔۔

بب۔۔ اا۔۔ بابا۔۔۔۔ میں آپ کا بیٹا یعقوب۔۔۔۔ یعقوب اٹکتے ہوئے الفاظ ادا کر رہا تھا ایک تو اپنے باپ کی ایسی حالت اور پھر اس کا نا پہچاننا یعقوب کو اندر ہی اندر توڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

میرا بیٹا نہیں نہیں پیچھے ہو جو میرا بیٹا تو مر گیا تھا۔۔ میرے بیٹے تم نہیں ہو سکتے پیچھے ہو جاؤ اندلیب شاہ یعقوب کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے اٹھ کر بیٹھے تھے اچانک ان کا سر چکرایا تھا اور کمرے میں مریم داخل ہوئی تھی وہ

جو اپنے شوہر کے لیے ٹھنڈے پانی اور کپڑا لے کر آ رہی تھی تاکہ اپنے شوہر کا چہرہ صاف کر سکے انھیں ہوش میں آتے دیکھا حیرانگی سے جلدی سے اس کے پاس گئی۔۔۔۔۔

اندلیب اپ کو ہوش آگیا مریم نے جیسے کہا اندلیب شاہ جو یعقوب کو دھکا دے رہے تھے مریم کے جانب متوجہ ہوئے اور آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

مریم نے جاتے ہی ان کا ہاتھ پکڑا جب انھوں نے اپنا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔

میں مریم آپ کی بیوی!

تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو اور میرے ساتھ کھیل کھیل رہے ہو نا نہ تم میری بیوی نہ یہ میرا بیٹا ہے پیچھے ہو جاؤ۔۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے اپنے چکراتے سر کو پکڑا جب یعقوب نے اپنے باپ کو اپنے سینے سے لگایا تھا یعقوب سے اپنے باپ کے یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

بابا بابا پلیز بس کر دیں آپ کا بیٹا، آپ کی بیوی، آپ کے پاس ہے، آپ کیوں نہیں پہچان پا رہے۔۔جبکہ یعقوب کے سینے سے لگتے ہی اندلیب شاہ کا جسم جو کپکپا رہا تھا وہ ایک دم ساکت ہوا تھا اندلیب شاہ کو یعقوب کے سینے کے ساتھ لگتے سکون سا محسوس ہوا تھا ان کی انکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے جب مریم نے بھی دونوں کو روتے رکھتے دیکھا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔

مریم کو روتا دیکھ اندلیب یعقوب سے پیچھے ہوا اور مریم کو دیکھنے لگا جب اپنے کپکپاتے ہاتھ انہوں نے مریم کے ہاتھ پر رکھے اور اپنے شوہر کا لمس محسوس کرتے ہوئے وہ مزید پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رونے لگی اور اندلیب کی گود میں اپنا سر رکھ دیا اپنی گود میں مریم کے آنسو میں محسوس کرتے ہوئے اندلیب نے ضبط سے اپنی انکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔۔

مم۔۔رر۔مریم۔۔۔۔۔۔۔اندلیب نے پکارا تو اس کے گود سے سر اٹھا کر مریم نے اپنے شوہر کو دیکھا جو سالوں بعد اسے ملا تھا اور وہ بھی ایسے حالات میں جتنا شکر ادا کرتی کم تھا کہ اس کا شوہر ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔۔

اندلیب م میں اپ کی بیوی آپ کی مریم !مریم نے اندلیب کا ہاتھ پکڑا اور اس سے کہنے لگی اور یعقوب اپنے ماں باپ کو ایک ساتھ دیکھ کر پھر سے مسکرایا تھا۔۔۔

اندلیب یہ ہمارا بیٹا یعقوب۔ ہماری چھوٹی سی فیملی ایک مرتبہ پھر اکٹھی ہوئی ہے جو کئی سال پہلا علیحدہ ہوئی تھی۔۔ اندلیب نے آنکھیں بند کرتے ہیں کھولی اور یعقوب کی جانب دیکھا۔۔ وہ ہو بہو اندلیب شاہ کی طرح تھا اس کے نقوش، چوری جسامت، بال۔۔

بابا میں اپ کا بیٹا یعقوب۔۔ اب اپ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا مجھے
معاف کر دینا میں آپ کا خیال نہیں رکھ سکا لیکن اب میں اپ کو کبھی
نہیں چھوڑوں گا کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا یعقوب آنکھیں بند کرتے بول
رہا تھا جبکہ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے انہوں نے اپنی باہیں
پھیلائیں تو یعقوب اور مریم ان کی باہوں میں سما گئی اندلیب نے آسمان
کی جانب چہرہ کر کے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اللہ نے اس کے فیملی
سے دوبارہ ملا دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اندلیب نے مریم اور یعقوب کو پیچھے کیا تو یعقوب نے مسکرا کر اپنے بابا
کو دیکھا۔۔

بابا اپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟

یعقوب میں ٹھیک ہوں بس ہلکا سا سر میں درد ہے۔۔۔

انشاء اللہ بابا وہ بھی جلدی ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ یعقوب کھل کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ قندیل یعقوب کو ڈھونڈتے ہوئے کمرے میں داخل ہیں سامنے اندلیب شاہ کو بیٹھے دیکھ ہچکچاتے ہوئے ان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

اندلیب شاہ نے قندیل کی جانب دیکھ کر یعقوب کی طرف دیکھا۔۔ بابا یہ میری بیوی قندیل۔۔ یعقوب کھڑا ہوا اور قندیل کو اپنے بازو کے حصار میں لیے اندلیب شاہ کے پاس گیا۔۔ انہوں اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

شادی ہو گئی تمہارے! بچے بھی ہیں؟ اندلیب شاہ کو لگا کہ یعقوب کی عمر کافی زیادہ ہو گئی ہے تو اس کے بچے بھی ہوں گے۔۔

نہیں بابا میری شادی کو ابھی تین ماہ ہوئے ہیں میرا کوئی بچہ نہیں ہے۔۔

اتنی لیٹ کیوں شادی کی 35 سال تمہاری عمر ہے۔۔ اندلیب شاہ حیرت سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔۔

کوئی دل کو اچھی ہی نہیں لگی۔۔ قندیل خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

اور ویسے بھی بابا ہر کوئی اپنے کی طرح تو نہیں ہوتا جو 18 سال کی عمر میں شادی کر کے بیٹھے اور 20 سال کی عمر میں بچہ بھی ہو۔۔ اندلیب شاہ ہمسے تھے اس کی بات سن کر۔۔

ہماری فیملی کمپلیٹ ہو گئی بیٹا تھا اور اب بیٹی بھی ہے۔۔ مریم بیگم نے قندیل کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھایا یعقوب اپنے بابا کے پاس بیٹھا۔۔

وہ چاروں اپ اس میں باتیں کرنے لگی مریم بیگم تو اپنے شوہر کو دیکھے جا رہی تھی۔۔ اتنے سالوں بعد ان کے شوہر ان کے پاس تھے۔۔

شام کے وقت سب کھانے کے ٹیبل پر اکٹھے ہوئے اندلیب شاہ کو ہوش میں دیکھ کر سب مسکرائے تھے۔۔ یعقوب ان کا ہاتھ تھامے انہیں ٹیبل تک لے کر آیا اور چیئر پیچھے کرتے انہیں بٹھایا۔۔

سردار بہت شکریہ آپ کا۔۔

مجھے سردار مت بلائیں، میرے نام سے پکارے۔۔ دالہام کو اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ یقوب کے ماں باپ اسے سردار کہہ کر بلا رہے ہیں۔۔

اندلیب کیسی خوشی ہے پھر اپنی چھوٹی سی فیملی دوبارہ اپنے پاس دیکھ کر۔۔ سفیان خان بریانی کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے بولے تھے۔۔

خان صاحب یہ خوشی ناقابل بیاں ہیں الفاظ نہیں ملیں گے بیان کرنے کے لیے۔۔ اندلیب شاہ نے اپنی بیوی اور بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ ہادی راہا کی جانب دیکھتے ہو کھانا کھا رہا تھا۔۔ صارم کی نظر اپنے بیٹے پر گئی جب اس نے اپنے بیٹے کی نظروں کا تعاقب کیا تو تاسف سے سر ہلاتے رہ گیا۔۔

اس لڑکے کا کچھ نہیں ہو سکتا سر دڈھیٹ ہے یہ! صارم نے اپنے کھانے پر دھیان دیا۔۔

یہ جو تم ہر دوسرے دن حویلی بیٹھے ہوتے ہو اب روزانہ آفس میں نظر آنے چاہیے۔۔ اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے تو ذمہ داری سنبھالنے کے لیے کام بھی کریں۔۔

دیکھ کر رہ ہیں دادو مجھے اندازہ ہے کہ ذمہ داریاں مجھ پر بڑھی ہیں اور میں پر سکون ہو کر ذمہ داریوں کو سنبھال لوں گا۔۔ دالہام نے میں گہرا سانس

بھر اسے یہی امید تھی ہادی سے کہ وہ اس کی بہن کو سنبھال لے گا۔۔جبکہ ابھی تھوڑا غصہ بھی تھا۔۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا تھا۔۔

لالا! دالہام اپنے کمرے میں جانے لگا جب راہا نے اسے پکارا۔۔

آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔راہا نظر جھکائے دالہام کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔آئیدن جو اپنے کمرے میں جا رہا تھا ان دونوں کو لاؤنج میں کھڑے دیکھا ان کے پاس آیا۔۔

میں اپنی گڑیا سے کیوں ناراض ہوں گا۔۔دالہام نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔

آپ نے مجھ سے بات نہیں کی نا اس لیے مجھے لگا آپ مجھ سے ناراض ہو۔۔آئیدن لالا نے بھی بات نہیں کی۔۔راہا کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

گڑیا ہم تم سے ناراض کیوں ہوں گے دونوں بھائی یک زبان بولے

دونوں نے اپنی بہن کو بازو کے حسار میں لیا۔۔

پکا نہ آپ دونوں مجھ سے ناراض نہیں ہونا؟

بالکل نہیں ہم خوش ہیں اپنی بہن کے لیے بس تمہارے شوہر پر تھوڑا غصہ آیا تھا۔۔ دالہام اور آئیدن نے اس کے رخسار کھینچے۔۔

چلو شاباش جاؤ جا کے ریسٹ کرو۔۔ دالہام اور آئیدن نے اس کے رخسار سہلائے اور مسکراتے اس کی جانب دیکھتے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

یعقوب دو تین دن سے سکون سے سویا نہیں تھا وہ جلد ہی اپنے کمرے میں چلا گیا جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا قندیل آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔۔ یعقوب کا لایا ہوا لباس اس نے پہنا ہوا تھا دوپٹہ بیڈ پر پڑا تھا لبوں پر گہرے گلابی رنگ کی لپسٹک لگی ہوئی تھی۔۔

آج پہلی مرتبہ یعقوب نے قندیل کو تیار ہوتے دیکھا تھا۔۔۔

خیرت ہے؟ کہیں جا رہی ہوں؟ سوال کرتے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے یعقوب نے اپنی پشت پر ہاتھ باندھے تھے۔۔

اس ٹائم میں نے کہاں جانا ہے۔۔ کچھ بال چہرے پر چھوڑتے، دونوں سائیڈ سے تھوڑے سے بال پکڑ کر پیچھے چھوٹا سا کلپ لگایا تھا چند بال پکڑ کر آگے کیے اور یعقوب کی جانب مڑی تھی۔۔

تم تو جب حویلی میں ہوتی تھی اکثر اس ٹائم ہی باہر جاتی تھی دوستوں کے ساتھ۔۔

تب میں شادی شدہ نہیں تھی اور وہ قندیل کوئی اور تھی۔۔ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی بیڈ سے پکڑ کر دوپٹہ شانوں پر پھیلایا یعقوب اس کی جانب مڑا اور اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔۔ غور سے دیکھنے لگا وہ واقعی

بدل گئی تھی اس کا پہننے اوڑھنے کا طریقہ، بات کرنے کا طریقہ، دیکھنے کا انداز، لہجہ۔۔

ویسے کہا جاتا ہے پیار انسان کو بدلتا ہے مجھے تمہارے غصے نے بدل دیا کھڑوس انسان۔۔ قندیل نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا اور گہرا سانس بھرتے آنکھیں چھوٹی کرتی اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

ہاں بدل گئی ہو لیکن مکمل طور پر نہیں۔۔ یعقوب یکطرفہ مسکراتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا جبکہ قندیل کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

کیا مطلب بدل گئی ہوں لیکن مکمل طور پر نہیں۔۔ وہ اس کے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کے اسے دیکھنے لگی یعقوب نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا ہلکے گلابی رنگ کا لباس پہلے ٹشو کا دوپٹہ جو شانوں سے بار بار پھسل کر کہنیوں تک آرہا تھا۔۔ گلے پر، دامن اور آستینوں پر موتیوں کا بھاری کام ہوا تھا۔۔

بہت سی چیزیں تمہاری تبدیل ہوئی ہیں لیکن۔۔ وہ خاموش ہوگیا۔۔
کھل کر بولو کیا بولنا چاہ رہے ہو تم؟ قندیل اس کے پاس بیٹھی ان دونوں میں صرف ایک انچ کا فاصلہ تھا یعقوب کو حیرت ہوئی اس کے پاس بیٹھنے پر۔۔

بتاؤ؟ قندیل نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

کس کے لیے تیار ہوئی ہو؟ سوالیہ نظروں سے اس کے سراپے کو ایک مرتبہ پھر گہری نظروں سے دیکھا۔۔

بیوی کس کے لیے تیار ہوتی ہے؟ سیدھی طرح اس نے بھی جواب نہ دیا۔۔

کس کے لیے ہوتی؟ مجھے تو نہیں پتا۔۔۔ سامنے بھی یعقوب شاہ تھا وہ کیسے سیدھا جواب دے دیتا بدلے میں۔۔

لڑکیوں کو تو ویسے ہی تیار ہونے کا شوق ہوتا ہے اور میں نے ابھی کہا نا مکمل طور پر بدلی نہیں ہو تم پہلے بھی تیار ہو کر گھومتی تھی، ظاہر سی بات ہے حویلی واپس آگئی ہو تم اپنی پرانی روٹین پر واپس آنا ہوگا جیسے پورا دن تیار ہو کر گھومتی تھی۔۔

بہت ہی کوئی ان رمینٹک انسان ہو تم۔۔ تمہارے لیے کھڑوس انسان آج کے بعد تیار ہونا ہی نہیں ہے میں نے تیار۔۔ قندیل غصے سے کہتے اس کے پاس سے اٹھنے لگی جب یعقوب نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھایا دونوں ایک دوسرے کے بے انتہا قریب تھے۔۔

کیا مسئلہ ہے؟ اپنا بازو چھڑواتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

اچھی لگ رہی ہو! قندیل دونوں رخسار پر ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ خود کے قریب کیا۔۔

مجھے تم سے وعدہ چاہیے قندیل! یعقوب اس کی آنکھوں میں دیکھتے بول رہا تھا۔۔

کیسا وعدہ؟

وفا کا! ہمیشہ ساتھ نبھانے کا! یعقوب نے اس کے سامنے ہاتھ کیا قندیل نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

وعدہ یعقوب شاہ قندیل ہمیشہ تمہارے ساتھ وفادار رہے گی ماضی میں جو اس نے غلطیاں کردی ہیں۔۔ وہ کبھی پرانی غلطیاں نہیں دہرائے گی۔۔

یعقوب مسکرایا تھا اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر۔۔

ویسے تمہاری وجہ سے مجھے باتیں سننی پر رہی ہے۔۔ یعقوب کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی۔

جانتے ہو میں نے جو غلطیاں کی ہیں اس لیے تمہیں۔۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

تم واقعی بے وقوف ہو۔۔ میں نے تمہارے ماضی کی کوئی بات کی ہی نہیں۔۔ قندیل نے بھاری پلکیں اٹھا کر نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

پھر میری وجہ سے کون سی باتیں سننی پڑی ہیں تمہیں؟

امی بابا نے جو بات کی تھی ویسے ٹھیک ہی کی تھی 35 سال میری عمر ہو گئی ہے اور ابھی تک۔۔۔۔ قندیل کا چہرہ یکدم سرخ پڑ گیا۔۔

یعقوب مجھے نیند آ رہی ہے میں نے سونا ہے۔۔۔ قندیل اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی جب یعقوب نے اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑتے دوسرا ہاتھ اس کی کمر پر رکھا۔۔

کیا میرے ساتھ رشتہ آگے نہیں بڑھانا چاہتی تم؟ کیا میں ابھی بھی یہ سمجھوں کہ میری بیوی میری محبت میں مبتلا نہیں ہوئی، اسے عادت بھی نہیں ہوئی؟ قندیل نے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔

میں بہت غلطیاں کرتی ہوں پھر تم کہو گے مجھے پھوور بیوی ملی ہے جسے نہ ڈھنگ سے کام کرنا ہوتا ہے اور نہ ہی بیویوں کی طرح رہنا آتا ہے۔۔

قندیل نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکائی اس نے بس مشکل سے بریانی بنانا ہی سیکھا تھا۔۔

کوئی بات نہیں میری امی ہے نا تمہیں سکھا دیں گی سب کچھ۔۔

وہ مجھے باتیں نہیں سنائیں گی کہ کیسی لڑکی ہو تو تمہیں کسی نے کچھ سکھایا نہیں۔۔ وہ اپنے تمام خدشے اس کے سامنے بیان کر رہی تھی اسے ڈر لگ رہا تھا اگر اس کی ساس بھی دوسری ساس کی طرح ہوئی تو۔۔

میری امی ایسی نہیں ہے وہ تمہیں ہرگز ایسی بات نہیں کریں گی وہ تمہیں بیٹی بنا کے اپنے ساتھ رکھے گی۔۔ قندیل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

یعقوب نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا اور اسے اپنے قریب تر کیا۔۔ وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ پیچھے ہوتے اس کی گردن پر جھکتے لمس چھوڑنے لگا۔۔ وہ اس میں کھونے لگا تھا قندیل آنکھیں موندتی اپنا اپ اپنے شوہر کے حوالے کر گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہادی پھر سے سب سے چھپتا چھپاتا راہا کے کمرے میں آ پہنچا تھا راہا جو ابھی واش روم سے فری ہو کر باہر نکلی تھی بیڈ پر ہادی کو بیٹھا دیکھ ایک دم ہڑبڑا بکر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

ہادی اپ یہاں رہا اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولے کہ دروازہ اور کھڑکی تو بند ہیں تو یہ کہاں سے اگیا۔۔۔۔۔۔

ادھر ادھر دیکھنا بند کرو رہا تمہارے پاس پہنچنے کے لیے مجھے زیادہ ہتھکنڈے اپنانے ضرورت نہیں ہے میرے پاس اور بھی بہت سے

راستے ہیں تم ادھر آکر بیٹھو ہادی کو سارے جسم میں درد ہو رہا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنی بیگم سے ملنے کے لیے آیا تھا کیونکہ اس نے تو اپنے بچے کی خوشی اپنی بیوی سے شیر ہی نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ صحیح طریقے سے خوش ہو پایا تھا بیچارے کو مار ہی اتنی پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ہادی آپ جاؤ یہاں سے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی ویسے بھی آپ نے جو کرنا تھا نا کر لیا۔۔۔ راہا ناراضگی سے بولی، راہا کی ناراضگی سے بولنے سے ہادی کو غصہ تو آیا لیکن وہ برداشت کر گیا۔۔

راہا میں تمہیں کہہ رہا ہوں نا کہ یہاں میرے پاس آکر بیٹھو ہادی نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو راہا پیر پٹکتے ہوئے ہادی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہاں اب بولے کیا ہے۔۔۔۔۔ اکتائے لہجے میں بولی جبکہ ہادی نے راہا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کرنا چاہا تو راہا نے ہادی کو پیچھے دھکا دیا اس کا

دھکا دینے سے ہادی کے جسم میں مزید درد ہوا تھا اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔۔۔۔

اووچچ۔۔۔اہہہ۔۔۔۔ہادی کے سسکنے سے راہا نے جلدی سے ہادی کو دیکھا۔۔

کیا ہوا ہے ہادی آپ ٹھیک تو ہو نا آپ کو کہیں چوٹ لگی ہے کیا؟

جلدی ہی راہا نے فکرمندی سے پوچھا اس کے فکرمندی سے پوچھنے سے ہادی نے طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی کچھ کے چہرے پر صاف انگلیوں کے نشان تھے۔۔

مجھے چوٹ نہیں لگی، چوٹیں لگی ہیں۔۔۔۔۔چوٹیں پر زور دیتے ہوئے ہادی نے چبا چبا کر کہا تو راہا کو سمجھ نہ آئی۔۔

کیا مطلب چوٹیں لگے کہاں پہ چوٹ لگی ہیں۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے دولالانے میرے جسم پر لالے ڈال دیے ہیں۔ جو تمہارے باپ (سسر) اور بھائی نے مجھے چوٹیں دی ہیں نا میں ان چوٹوں کی بات کر رہا ہوں راہا کو پھر بھی سمجھ نہ آیا تو ہادی نے اپنی شرٹ اتار کر اپنے کمر اور سینہ دکھایا تو اپنے منہ پر راہا نے ہاتھ رکھا کیونکہ اگر وہ ہاتھ نہ رکھتی تو اس کے منہ سے بہت بری چیخ نکلنی تھی۔۔

یہ کیا ہوا ہے ہادی آپ کو راہا تو پھٹی آنکھوں سے اس کا پورا جسم دیکھ رہی تھی جہاں پر مار کے نشان تھے۔۔۔۔۔

یہ جو میں باب بنا ہوں نا جس کی میں صحیح طریقے سے خوشی بھی نہیں منا پایا ہوں اس کے بدلے میں تحفے ملے ہیں مجھے سب گھر والوں سے۔۔ اب خوش ہو گئی ہو تم دیکھ کر کہ مجھے کتنے تحفے ملے ہیں ہادی نے پھر سے مسکراتے کہا تو راہا کو ہنسی بھی آئی اور دکھ بھی ہوا۔۔۔۔۔۔

تو میں تو آپ کو منع کرتی رہی تھی کہ میرے پاس نہ آؤ لیکن آپ نے کہا تھا میں سب دیکھ لوں گا اب سب دیکھ بھی لیا اور مار بھی پڑ گئی، سکون آگیا راہا نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا تو ہادی نے گہرا سانس بھرا۔۔

درد ہو رہا ہے؟ راہا نے نچلا لب دانتوں میں دباتے اس کے قریب ہوتے پوچھا۔۔

نہیں مزہ آرہا تھا ہے۔۔ وہ طنز کر رہا تھا۔۔ راہا نے اس کے سینے پر سر رکھ کر اس کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

آپ کو پتہ تھا نا ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا آپ بھی تو ہر کام جلد بازی میں کرتے ہو تو پھر مار تو پڑنی تھی نا۔۔ پہلے آپ نے نکاح بھی بہت جلدی میں کیا اور رخصتی کا انتظار بھی نہیں کیا۔۔ راہا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا الفاظ ادا کرتے ہوئے۔۔

صحیح ہے سارے مجھے غلط کہو۔۔ راہانے مسکراتے اس کے سینے سے سر اٹھایا۔۔

ہادی مجھے بہت شرم محسوس ہوئی تھی سب کے سامنے۔۔ وہ سر جھکائے بولی۔۔

ایم سوری جانِ ہادی۔۔ ہادی نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

ابھی فل وقت سب کچھ چھوڑ دو مجھے میرے ایک سوال کا جواب دو۔۔

تم خوش ہو؟

ہاں میں خوش ہوں بس مجھے تھوڑی سی شرمندگی ہوئی تھی جب پوری فیملی بیٹھی تھی اور۔۔۔ راہانے بات مکمل نہ کی۔۔

بس میں مامو بن جاؤں اس کے بعد ہماری رخصتی ہو جائے گی۔۔

اور میں پھپھو وہ دونوں کھل کر مسکرائے تھے۔۔

پھپھو اور ماموں بننے کے بعد ہم دونوں ماما اور بابا بن جائیں گے۔۔ راہا ایک دم انار کی طرح سرخ ہو گئی۔۔

تم نے نا میرا ایک کام کرنا ہے راہا۔۔

کیسا کام؟ راہا کی نظریں سوالیہ تھی۔۔

وہ میں تمہیں صبح بتاؤں گا کہ کیا کام کرنا ہے وہ تینوں بڑے تھے انہوں نے کیوں مجھے مارا میں سمجھ سکتا ہوں لیکن وریام چاچو اور شہریار چاچو نے میرے سر پر تھپڑ مار کر اچھا نہیں کیا بدلا تو میں بھی لوں گا۔۔ ہادی نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ضرور اس چیز کا بدلہ لے گا بیویوں کے ترسے ہوئے انسانوں سے۔۔

چھوڑ دے کوئی بات نہیں بڑے تھے۔۔

میری معصوم بیوی انہوں نے کس چیز کے لیے مجھے مارا ہے وہ تمہیں سمجھ نہیں آئے گا۔۔ ہادی نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے لبوں پر لمس چھوڑا۔۔

ہادی میرے خیال سے آپ کا پھر مار کھانے کا ارادہ ہے۔۔ ہادی کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔

میں ڈھیٹ انسان ہوں مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔ ہادی نے اس کے دونوں رخساروں پر مہر ثبت کی۔۔ اور اسے اپنے سینے میں بینچا تھا۔۔

میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں جانِ ہادی! ہادی نے اس کے بالوں پر لب رکھے۔۔ راہا اس کی گردن میں بازو حائل کرتی سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

رات کا ایک بجا تھا جب طرسم کو درد ہونے لگی وہ گہرے سانس لینے لگی تھی۔۔ ہمت کرتے پانچ منٹ لگا کر وہ اٹھ کر بیٹھی اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

اس نے سردار کو نہ جگایا اسے لگا جیسے پہلے سے درد ہوتی ہے ابھی بھی ویسی ہی درد ہے تھوڑی دیر تک ٹھیک ہو جائے گی۔۔ لیکن آہستہ آہستہ درد بڑھتی گئی۔۔

میڈیسن کھا لیتی ہوں کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو پکڑ کے گلاس میں پانی ڈالا اور اپنی میڈیسن دراز سے نکالتے کھائی۔۔ بیڈ شیٹ کو وہ مٹھی میں سختی سے جکڑ گئی کبھی دائیں جانب چہرے کا رخ کرتی تو کبھی بائیں جانب۔۔

اللہ جی! آدھا گھنٹہ گزر گیا درد برداشت کرتے ہوئے جبکہ میڈیسن کھا کر بھی فرق نہ پڑا۔۔

دیو! طرسم نے دالہام کے کندھے پر ہاتھ رکھتے سے ہلکا سا ہلایا۔۔ دالہام آنکھیں مسلتے اٹھا۔۔۔

دیو مجھے بہت درد ہو رہی ہے۔۔ دالہام نے فوراً سائیڈ لیمپ آن کیا اس کا چہرہ دیکھا جو زرد پڑ چکا تھا۔۔

میں نے میڈیسن کھائی لیکن فرق نہیں پڑا ایک گھنٹہ ہو گیا درد کم نہیں ہو رہی۔۔ طرسم کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔۔

چلو ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔ دالہام نے اپنے اوپر سے الحاف ہٹایا ڈریسنگ روم میں جاتے اس کی چادر لے کر باہر نکلا اس کے گرد دی۔۔

دیو مجھے۔۔۔۔ ڈرلگ۔۔۔ رہا۔۔ اگر۔۔۔۔ کچھ ہو گیا۔۔ طرسم روتے ہوئے درمیان میں ہچکیاں بھرتے بولی۔۔

کچھ نہیں ہو گا پری سب ٹھیک ہے۔۔ دالہام اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا جب درد ناقابل برداشت ہوا اور اس کے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔۔

آہہہ !دالہام نے اسے باہوں میں اٹھایا اور باہر کی طرف رخ کیا۔۔

یاور!اٹھیں۔۔ راعنین نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔۔

کیا ہوا راعنین طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔۔ یاور اٹھتے ہی اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پوچھنے لگا۔۔

ہاں طبیعت ٹھیک ہے میری۔۔ مجھے پیاس لگی ہے جگ میں پانی ختم ہو گیا مجھ سے سیڑھیاں نہیں اتری جائیں گی پانی لادیں۔۔

اچھا میں لا کر دیتا ہوں یاور جگ پکڑیں کمرے سے باہر نکلا۔۔

یاور جو کچن سے پانی لے کر نکلا تھا دالہام کو طرسم کو بازوں میں اٹھائے جلد بازو میں سیڑھیاں اترتے دیکھ وہ اس کے پاس گیا۔۔ طرسم اس کے سینے میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔۔

یاور میں پری لے کر ہاسپٹل جا رہا ہوں اگر وہاں مورے کی ضرورت پڑی تو انہیں لے کر ہاسپٹل پہنچ جانا۔۔ دالہام نے جلد بازی میں اس کی جانب رخ کرتے ہوا سے کہا۔۔

تم جلدی ہوسٹل لے کر جاؤ میں آ رہا ہوں۔۔ دالہام باہر کی جانب بھاگا تھا اسے کار میں بٹھاتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے وہ حویلی سے نکل گیا۔۔

یاور تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں گیا اور سائیڈ ٹیبل پر پانی کا جگ رکھا الماری سے اپنی جیکٹ پکڑی۔۔

یاور کہیں جا رہے ہیں آپ؟ راعنین نے اسے جیکٹ پہنتے دیکھ پوچھا۔۔

طرسم کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اچانک، دالہام اسے ہاسپٹل لے کر گیا میں وہیں جا رہا ہوں۔۔

یاور میں بھی چلتی ہوں ساتھ۔۔ راعنین بیڈ سے اٹھی اور الماری سے اپنی چادر نکالنے لگی۔۔

ہرگز نہیں تم گھر رہو تمہاری کنڈیشن اس وقت ایسی نہیں ہے کہ میں تمہیں کہیں لے کر جاؤں۔۔ یاور نے سختی سے منع کر دیا۔۔

میں بالکل ٹھیک ہ۔۔۔ راعنین کے وجود میں یک دم درد کی تیز لہر پیدا ہوئی تھی۔۔

نین ٹھیک ہو؟ یاور نے اسے آنکھیں بند اور ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے دیکھ اسے شانوں سے تھام کر فکر مند لہجے میں پوچھا۔۔

ہاں۔۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔ ہوں۔۔۔ وہ رک رک کر بول رہی تھی۔۔

نین مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔ یاور نے اسے شانوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔

نین درد ہو رہا ہے ؟ یاور نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔۔ راعنین نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری۔۔

یاور! وہ یکدم بلند آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

راعنین! یاور نے اس کے رخسار تھپتھپائے راعنین کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔

یاور نے اسے بازو کے حصار میں لے کر کھڑے کرنے کی کوشش کی جب کہ راعنین میں اتنی ہمت نہ رہی کہ وہ کھڑی ہو جاتی یاور نے زمین پر گری اس کی چادر پکڑ کر اس کے گرد دیتے، اسے بازوں میں اٹھائے کمرے سے نکلا تھا تقریباً بھاگتے ہوئے پورچ میں پہنچا اور اسے لے کر ہاسپٹل کی طرف نکل گیا۔۔

ایک جانب اسے طرسم کی فکر ہو رہی تھی کیونکہ کافی دن ہو گئے تھے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور دوسری طرف اس کی اپنی بیوی وہ بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

یاور! را عنین نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہیں اسے پکارا۔۔

نین کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے دوسرے ہاتھ سے اس نے را عنین کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

دوسری جانب طرسم کی طبیعت حد سے زیادہ خراب ہو رہی تھی۔۔

دیو۔۔۔۔ اگر۔۔۔ کچھ۔۔۔ ہو گیا! طرسم کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔

کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو گا۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔

دیو۔۔۔ میر۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔ بچے! طرسم سے ٹھیک سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔

کسی کو کچھ نہیں ہوگا نہ تمہیں اور نہ ہمارے بچوں کو۔۔ دالہام حد سے
زیادہ تیز رفتار میں کار چلانے لگا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔ ساتھ۔۔۔۔ ہو۔۔۔ نا۔۔ طرسم نے کانپتا ہوا
ہاتھ اس کے سامنے کیا تو سردار نے اس کا ہاتھ سختی سے تھاما تھا
دوسرے ہاتھ سے وہ کار کی سپیڈ حد سے زیادہ تیز کر گیا۔۔
دالہام نے ڈاکٹر حبیبہ کو کال کی جو تیسری بیل پر رسیو ہوئی تھی۔۔

حبیبہ میری پری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں ہاسپٹل آرہاہوں اگر تم ہاسپٹل نہیں ہو تو فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔۔ دالہام نے اپنی بات مکمل کرتے ہی کال کٹ کردی۔۔

جلد ہی وہ ہاسٹل کے باہر تھا یاور کی کار بھی اسی وقت ہاسپٹل کے باہر رکی ، دونوں کار سے باہر نکلتے دوسرا دروازہ کھول کے اپنی بیویوں کو بازوں میں اٹھائے ہاسپٹل کے اندر کی جانب تیز قدم بڑھانے لگے۔۔

ڈاکٹر انہیں ایمرجنسی روم میں لے گئے تھے۔۔ دالہام اور یاور پریشانی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے تھے۔۔

ڈاکٹر حبیبہ روم سے باہر نکلی تو وہ دونوں اس کی جانب ہوئے۔۔

یاور آپ کی وائف کے آپریشن کے زیادہ چانسز ہیں اور دالہام طرسم کا میں کچھ نہیں کہہ سکتی کیونکہ مجھے اس کا آپریشن کیس نہیں لگ رہا لیکن اس کی عمر بہت کم ہے۔۔ کام بہت زیادہ رسکی ہے اور طرسم ہمت ہار رہی

ہے۔۔ڈاکٹر حبیبہ نے انہیں تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔۔دالہام اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچ گیا۔۔

آپ رضامند ہے یاور اپنی وائف کے آپریشن کے لیے؟

ڈاکٹر مجھے کوئی ایشو نہیں ہے بس میری بیوی اور بچہ بالکل ٹھیک ہوں۔۔یاور نے سردار کی طرف دیکھا جس کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔

دالہام ریلیکس ہو جائے آپ اندر جائیں اور اپنی وائف کو تھوڑا ریلیکس کریں انہیں کہے تھوڑی ہمت رکھیں۔ان کی طبیعت تھوڑی ناساز ہو رہی ہے۔۔دالہام حبیبہ کی بات سنتے ہی ایمرجنسی روم میں گیا راعنین کو اب درد کم ہو رہی تھی جبکہ طرسم بے آواز روئے جا رہی تھی۔۔

پری!دالہام اس کے پاس بیٹھا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

دیو۔۔۔مجھے۔۔۔۔ڈر۔۔۔۔لگ۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔درد ہونے کی باعث اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔

ڈر کیوں لگ رہا ہے تم تو اتنی ایکسائٹڈ تھی کہ ہمارے پاس ہمارے بچے ہوں گے تو پھر اب کیوں ڈر رہی ہو۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھ اپنے لبوں کے ساتھ لگائے۔۔

درد۔۔۔۔۔ہہہ۔۔۔ہو۔۔۔رہی۔۔۔ہے۔۔ طرسم نے آنکھیں سختی سے بند کر کے گہرا سانس لیا تھا۔۔

میں کہہ رہا ہوں نا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم نے تو ان کی پیدائش کے بعد کالج ایڈمیشن بھی لینا ہے۔۔ اور پھر میں نے بچوں کو سنبھالنا ہے۔ طرسم اس کی بات سن کر مسکرائی تھی جبکہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

چپ کیوں ہو چلو شاباش مجھ سے باتیں کرو۔۔ دالہام نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

ڈائپر۔۔۔۔ بھی۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ صاف۔۔۔ کرو۔۔۔ گے۔۔ طرسم درد برداشت کرتے بمشکل جملہ مکمل کر پائی۔۔

ایک بے بی کا تم کروگی ایک کا میں کروں گا۔۔ دالہام اس کے آنسو صاف کر رہا تھا جو بار بار بہتے جا رہے تھے۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ دونوں۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔ تم۔۔۔ کرو۔۔۔ گے۔۔۔ طرسم نے اس کے ہاتھوں کو مضبوتی سے پکڑا یہاں تک کہ اس کے ناخن سردار کے ہاتھوں میں اندر جا رہے تھے۔۔

او کے ڈن دونوں کا میں کروں گا لیکن جب میں صبح گھر سے باہر ہوں گا پھر کون سنبھالے گا ان دونوں کو؟۔۔

پھر.....میں.....سنبھالوں.....دوں.....گی.....

اور.....جب.....تم.....گھر.....آؤ.....گے

.....تمہیں.....ہمارے.....بچوں.....کی.....

شکایت.....لگاؤں.....گی۔۔وہ مشکل سے ایک ایک لفظ کر کے جملہ مکمل کر رہی تھی۔۔

راعنین نے مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔اور آنکھیں بند کر لی درد تھی لیکن قابل برداشت۔۔

دالہام نے نچلا لب سختی سے دانتوں میں دبایا۔۔اس سے اس کی پری کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔

ہم.....ساتھ.....ہو گے.....نا؟

ہاں ہم ساتھ ہوں گے ساتھ میں ہمارے دو بچے۔۔ دالہام نے طرسم کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا جب اس کی دائیں آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر طرسم کی بائیں آنکھ پر گرا تھا۔۔۔

یاور روم میں داخل ہوا اور راعنین کے پاس بیٹھا اس نے طرسم کی جانب نہ دیکھا تھا کیونکہ اس وقت وہ بغیر نقاب کے بیڈ پر تھی سر پر دوپٹہ تھا لیکن چہرے پر نقاب نہیں تھا۔۔

ٹھیک ہو؟ یاور نے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔۔

ہاں لیکن ڈر لگ رہا ہے۔۔ راعنین نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

ڈرتے نہیں ہے بس جلدی سے مجھے میری بیٹی میرے پاس چاہیے۔ ساتھ میں اس کی مسکراتی ہوئی ماں کیونکہ اس کے بغیر ہم دونوں باپ بیٹی کا گزارا نہیں ہوگا۔۔ راعنین کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جبکہ دل میں

تکلیف سی پیدا ہوئی کہ اسے اس کا بچہ عزیز ہے لیکن دوسرا جملہ سن کر اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی۔۔

یاور نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے دوسری جانب دالہام طرسم کے ہاتھ سہلاتے تو کبھی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ رہا تھا۔۔

ڈاکٹر حبیبہ ایمرجنسی روم میں داخل ہوئی۔۔

مسٹر یاور پیچھے ہو جائیں آپ کی وائف کو ہم لے کر جا رہے ہیں۔۔ یاور نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیتے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ ڈرنا نہیں۔۔

ڈاکٹر حبیبہ کے ساتھ ایک اور ڈاکٹر موجود تھی جو راعنین کو لے گئی یاور اس کے ساتھ باہر گیا اس نے راعنین کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا جب تک اسے اپریشن تھیٹر میں نہ لے گئے۔۔۔

ڈاکٹر حبیبہ طرسم کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

دیو! طرسم نے تکلیف سے تڑپتے اسے پکارا۔۔

دالہام آپ باہر جائے۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے دروازے کی جانب اشارکیا تو طرسم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔۔

کچھ نہیں ہوگا۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے آزاد کروایا۔۔

مت جاؤ مجھے چھوڑ کر۔۔ طرسم نے آنسو سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے الفاظ ادا کیے۔۔۔

دالہام باہر چلا گیا اس نے مڑ کر نہ دیکھا اگر وہ دیکھتا تو کبھی باہر نہ جا پاتا۔۔ کچھ نرسز ایمرجنسی روم میں گئی۔۔ ڈاکٹر حبیبہ 15 منٹ بعد باہر نکلتے، وہ آپریشن تھیٹر میں چلی گئی۔۔

آپریشن تھیٹر کے ساتھ ہی ایمرجنسی روم تھا وہ دونوں رات کے دو بجے روم کے باہر پریشانی سے چکر کاٹ رہے تھے اور دل میں دعا کر رہے تھے کہ ان کی بیوی اور بچے ٹھیک ہو۔۔۔

ڈاکٹر حبیبہ آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی تھی اور ان دونوں کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔

مسز یاور اور ان کا بچہ ٹھیک ہے ان کے 90 فیصد چانسز ہے آپریشن کامیاب ہونے کے لیکن ہم مسز دالہام کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کی عمر بہت کم ہے اور بچے بھی دو ہے جہاں یاور نے سکون کا سانس لیا تھا وہی دالہام کے سانس سینے میں رکے تھے۔۔۔

حبیبہ !

دالہام ہم اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر حبیبہ کہتے ہی روم میں چلی گئی دوسری ڈاکٹر راعنین کا آپریشن کر رہی تھی۔۔

دالہام سب ٹھیک ہوگا اللہ پر یقین رکھو۔۔ دالہام چیئر پر سر تھام کر بیٹھ گیا اسے اس کی پری اور بچے، تینوں چاہیے تھے۔۔۔

بے چینی سے کتنی دیر وہ وہی چکر کاٹتے رہے یہاں تک کہ تہجد کا ٹائم ہو گیا لیکن ابھی تک دونوں جانب سے ڈاکٹر باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔ نہ ہی ان کو اندر جانے دیا جا رہا تھا۔۔

تقریباً ساڑھے تین ڈاکٹر حبیبہ ایمرجنسی روم سے باہر نکلی۔۔ نرس پیپرز لے کر ڈاکٹر حبیبہ کے پاس آئی۔۔

دالہام ان پیپرز پر سائن کر دو۔۔

کس چیز کے لیے سائن کرنے ہے۔۔ دالہام کا حلق اور زبان خشک ہو گئی۔۔

تمہاری بیوی کو یا بچوں کو کچھ ہو گیا تو ہم زمہ دار نہیں ہو گے۔۔ ڈاکٹر نے اس سے نظر ملائے بغیر کہا تھا۔۔

کیا مطلب بیوی بچوں کو کچھ۔۔۔ دالہام سے اس سے آگے بولا نہ گیا۔۔

دالہام آپ کی وائف کی بہت کم عمر ہے اور آپ کو سوچ سمجھ کے یہ قدم اٹھانا چاہیے تھا۔۔ اور خیر سے بچے بھی دو ہیں مجھے یہی تھا کہ ان کا آپریشن ہونا ہے لیکن اچانک معاملات الٹ ہو گئے ہیں۔۔ ڈاکٹر حبیبہ بے بسی سے بولی تھی ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔۔

میں کسی پیپر پہ سائن نہیں کروں گا مجھے میری بیوی میرے بچے، تینوں صحیح سلامت میرے پاس چاہیے اگر کسی کو بھی کچھ ہوا میں ہر چیز تباہ و برباد کر دوں گا۔۔ دالہام کا وجود پسینے سے شرابور ہو چکا تھا وہ اپنے دل کا مقام سہلانے لگا۔۔

ریلیکس ہو جائے دالہام ہم کوشش کر رہے ہیں جبکہ اثار بہت کم ہے۔۔ ڈاکٹر حبیبہ چیئر پر پیپر ز رکھ کر واپس ایمرجنسی روم میں چلی گئی۔۔۔

دالہام ہاسپٹل میں موجود مسجد میں گیا جائے نماز پر بیٹھتے نوافل ادا کرتے، دعا کے لیے جیسے ہی اس نے ہاتھ اٹھائے تھے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔

یا اللہ میری پری اور بچوں کو مجھ سے دور مت کرنا۔۔ میں اپنی پری کے بغیر نہیں رہ سکتا وہ زندگی ہے میری۔۔۔ میرے بچے، بہت انتظار کیا ہے ان کی پیدائش کا، یہ خوشی مجھ سے مت چھیننا میرے خدا۔۔ دالہام کے آنسو اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔۔

نا وہ اپنی پری کو کھونے کا گم برداشت کر سکتا تھا اور نہ ہی اپنے بچوں کو۔۔

میں نہیں سہن کر سکتا ان کی جدائی !چہرے پر دونوں ہاتھ رکھتے سجدے میں جاتے آنکھیں سختی سے بند کیے اپنے خدا سے التجا کر رہا تھا۔۔

اپنے بندے کو اس کی زندگی اور مسکرانے کی وجہ دے دے ، اس سے مت چھین۔۔ دالہام نے گہرا سانس بھرا۔۔ آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے اپنے باپ کی موت کے بعد آج وہ سجدے میں جاتے رو رہا تھا۔۔

دالہام کتنی دیر سجدے کی حالت میں رہا اور پھر ہمت کر کے اٹھا بے جان قدم اس نے ایمرجنسی روم کی جانب بڑھائے تھے یاور ابھی تک بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

دالہام کی سرخ اور سوجن زدہ آنکھیں ، کپکپاتے ہوئے لب۔۔ یاور کو وہ پہلے کی طرح مضبوط رہنے والا سردار نہیں لگا تھا۔۔

دالہام !یاور اس کے پاس گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

یاور یعقوب کو کو کال کرو اسے کہو مورے اور صارم کو لے کر ہاسپٹل آجائے۔۔ دالہام کی آواز بے انتہا بھاری ہو چکی تھی وہ چیئر پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا یاور نے جیب سے موبائل نکال کر یعقوب کو کال کی۔۔ جو کہ چوتھی بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔۔

کیا مسئلہ ہے یاور آدھی رات کو کال کیوں کی ہے وہ اوندے منہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔

یعقوب ریحانہ آنٹی، علینا اور صارم کو لے کر ہاسپٹل پہنچو۔۔ ہاسپٹل کا نام سنتے ہیں یعقوب اٹھ کر بیٹھا سائیڈ لیپ آن کرتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

خیریت ہے؟ ہاسپٹل کیوں؟ سب ٹھیک ہے؟ ایک ساتھ اس نے کئی سوال کیے۔۔

طرسم اور راعنین کو لے کر ہاسپٹل آئے ہیں ریحانہ انٹی اور علینا کا پاس ہونا ضروری ہے۔

میں آرہا ہوں یاور یعقوب نے کال کٹ کردی، اٹھا اور الماری سے اپنی چادر نکالی قندیل ذرا سے شور سے نیند سے بیدار ہوجاتی تھی اسے چادر اوڑھتے دیکھ وہ لحاف اپنے اوپر سے ہٹا کے اس کے پاس گئی۔۔

اس ٹائم کہاں جارہے ہو؟

سردارنی اور راعنین کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے انہیں لے کر ہاسٹل گئے ہیں۔۔ یعقوب اپنی بات مکمل کرتے ہی کمرے سے نکلا اور ریحانہ خانم کے کمرے کی جانب گیا ان کا دروازہ کھٹکھٹایا جو کچھ لمحے بعد کھولا گیا تھا۔۔

سب ٹھیک ہے یعقوب اتنی رات کو؟

بی بی جی، سردارنی اور راعنین بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے انہیں ہاسپٹل لے کر گئے ہیں سردار۔۔ یاور کی کال آئی تھی وہ کہہ رہے ہے کہ آپ کو اور علینا بی بی لے کر ہاسپٹل پہنچوں۔۔

میں چادر لے کر آئی۔۔ ریحانہ خانم کمرے کے اندر گئی تو یعقوب صارم کے کمرے کی جانب ہوا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جو تھوڑی دیر بعد کھل گیا تھا سامنے علینا کھڑی تھی۔۔

علینا بی بی ہاسٹل جانا ہے سردارنی کو سردار ہاسپٹل لے گئے ہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔

یا اللہ! کہتے ہوئے علینا اندر گئی اور اپنی چادر نکالنے لگی۔۔ چار جر نکال کر اس نے صارم کو ہلایا۔۔

صارم اٹھیں ہاسپیٹل جانا ہے طرسم وہاں ہے۔۔ جیسے ہی اس نے اپنی بیٹی کا نام سنا وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھا۔۔

وہ ٹھیک تو ہے نا؟ صارم نے اپنے اوپر سے ہٹایا۔۔

دوسری جانب شیر طیان اپنے مورے بابا کمرے سے باہر نکلا وہ سردار کے کمرے میں جارہا تھا جب ریحانہ خانم، علینا اور صارم کو کمرے سے باہر نکلتے دیکھ ان کے پاس گیا۔۔

آپ سب اس وقت کہاں جارہے ہو؟ اس نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے سوال کیا۔۔

ہم گڑیا لینے جارہے ہیں! ریحانہ خانم مسکراتے بولی تھی شیر طیان کے لبوں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔

میں بھی جاؤں گا گڑیا کو لینے۔۔ ریحانہ خانم نے اسے منع نہ کیا کیونکہ جتنا وہ ایکسائٹڈ تھا گڑیا کے لیے شاید ہی کوئی ہوتا وہ اسے ساتھ لیے کار میں بیٹھی۔۔ دو کار بڑی حویلی سے نکلی تھی۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔

ریحانہ خانم نے اپنے بیٹے کو سر تھامے دیکھا تو تیز قدم بڑھاتے اس کے پاس گئے۔۔۔

دالہام کیا ہوا؟ پری ٹھیک ہے نہ؟ ریحانہ خانم نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔۔

حبیبہ کچھ نہیں بتا رہی بار بار بس ایک بات کہیں جا رہی ہے کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔ دالہام گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔

علینا بے آواز رونے لگی تھی اس کی بات سن کر۔۔

صارم دالہام کے گلے لگتے بولا تھا۔۔

کیوں ٹینشن لے رہے ہو ہماری پری اور ہمارے دو چھوٹے چھوٹے شہزادے یا شہزادیاں ہمارے پاس ہوں گے۔۔ صارم نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔۔

امید ہے تینوں صحیح سلامت ہمارے پاس ہوں۔۔

یاور بیٹا را عنین ؟ ریحانہ خانم نے یاور سے پوچھا جو بار بار آپریشن تھیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ڈاکٹر کہہ تو رہے ہیں سب ٹھیک ہے لیکن ابھی تک باہر نہیں آئے ہیں۔۔ یاور کو اب بے انتہا ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔

بابا جانی آپ اداس کیوں ہو آپ کی پری اور میری گڑیا کہاں ہے ؟

شیر طیان اس کی گود میں بیٹھا تو دالہام نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

اسی پل آپریشن تھیٹر سے ڈاکٹر باہر آئی۔۔ اس کے ہاتھ میں ننھا سا وجود تھا۔۔

میری بیوی ؟ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ سوال کیا۔۔ ڈاکٹر مسکرائی تھی اس کی طرف دیکھ کر باپ سب سے پہلے جا کر اپنی اولاد کا پوچھتا ہے لیکن اس نے اپنی بیوی کا پوچھا۔۔

آپ کی وائف بالکل ٹھیک ہے تھوڑی دیر تک انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیا جائے گا اور مبارک ہو مسٹر یاور اللہ نے رحمت دی ہے۔۔ ڈاکٹر نے مسکراتے اس ننھے سے وجود کو یاور کی طرف بڑھایا تھا یاور کے ہاتھ کپکپائے تھے۔۔ اس نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھاتے ہی کہا۔۔

"الحمدللہ" !

میری بیٹی !دالہام میری چھوٹی سی گڑیا۔۔ یاور نے اپنی بیٹی کی پیشانی اس کے دونوں رخسار پر پیار کیا۔۔

مبارک ہو یاور! صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کی بیٹی کا چہرہ دیکھا اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں بالکل اپنی ماں کی طرح۔۔ چھوٹے چھوٹے گلابی ہونٹ۔۔ باریک ناک۔۔

خیر مبارک !یاور کے لبوں سے مسکراہٹ غائب نہیں ہو رہی تھی
یعقوب نے بھی اسے مبارکباد دی اور پھر ریحانہ خانم کی جانب
بڑھی۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری ہے !ریحانہ خانم نے اس کے نرم و ملائم رخسار پر
ہاتھ رکھا۔۔ علینا نے بھی یاور کی بیٹی کو دیکھتے ہیں اسے مبارکباد دی
تھی۔۔ جبکہ شیر طیام اپنے باباجانی کی گود میں بیٹھے ہیں اپنی گڑیا کا انتظار کر
رہا تھا۔۔

دالہام نے شیر طیان کو چیئر پر بٹھایا اور خود اٹھتے یاور کے پاس گیا۔۔
ماشاءاللہ بہت پیاری ہے۔۔ دالہام نے اس کا چہرہ دیکھتے ہی کہا۔۔
جبکہ نظر بھٹک کر پھر سے ایمرجنسی روم کی جانب گئی۔۔
مسٹر یاور ہمیں بچی پکڑا دے دو گھنٹے سے پہلے آپ کو آپ کی بیٹی واپس
مل جائے گی۔۔ آپ کی وائف اور بیٹی کو ایک ساتھ دوسرے میں ہم

شفٹ کر دیں گے فل وقت ہمیں آپ کی بیٹی کو نرسری میں رکھنا ہے تھوڑی دیر۔۔ یاور نے اپنی بیٹی کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کیا۔۔ ڈاکٹر آپ نے کہا تو ہے میری بیٹی ٹھیک ہے تو پھر اسے میرے پاس رہنے دے۔۔

جی آپ کی بیٹی بالکل ٹھیک ہے لیکن ہمیں اپنی تسلی کے لیے تھوڑی دیر کے لیے انہیں نرسری میں رکھنا ہے۔۔ یاور کا دل نہیں تھا اپنی بیٹی کو دینے کا، دل چاہ رہا تھا بس اسے اپنے سینے سے لگا کر رکھیں لیکن مجبوراً اسے اپنی بیٹی پکرانی پڑی۔۔

دوسری جانب سے ڈاکٹر حبیبہ باہر آئی تو دالہام فوراً اس کے پاس گیا۔۔

حبیبہ میری بیوی میرے، بچے؟

تینوں ٹھیک ہے !ڈاکٹر حبیبہ نے کھل کر مسکراتے گہرا سانس بھرتے اسے کہا تھا۔۔

سچ میں ؟ دالہام جیسے بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔۔

ہاں تینوں بالکل ٹھیک ہیں۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔ صارم ، علینا ، ریحانہ خانم ، یعقوب اور دالہام یک زبان بولے تھے۔۔۔

مجھے ملنا ہے !دالہام بنا ڈاکٹر حبیبہ کی اجازت لی ہے محض کہتا ہوا اندر چلا گیا۔۔

سامنے بیڈ پر طرسم لیٹی ہوئی تھی اور ساتھ میں ایک بڑے سائز کے کریب میں دونوں بچے لیٹے تھے۔۔

پری !دالہام اس کے پاس گیا اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر چہرے کے ہر نقش کو لبوں سے چھوا تھا۔۔

ہمارے بے بی! طرسم نے اپنے دونوں ہاتھ دالہام کے ہاتھوں کے اوپر رکھیں اس کے ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔

ہماری چھوٹی سی فیملی! دالہام نے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا۔۔

اور اپنے بچوں کی طرف دیکھا۔۔

کریب کو پاس کرتے دالہام اٹھا، چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرتے اس نے اپنے بچوں کی جانب بڑھائے تھے جبکہ پھر اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے اس کے ہاتھ برے طریقے سے کانپنے لگے تھے۔۔

دیو کیا ہوا؟ طرسم اس کے ہاتھوں کو کانپتے دیکھ پوچھنے لگی۔۔

اتنے چھوٹے چھوٹے ہیں! طرسم مسکرانے لگی تھی وہ انسان جو لوگوں کو برے طریقے سے مارتا تھا چھوٹے سے بچوں کو اٹھانے سے ڈر رہا تھا۔۔

دیو اٹھائیں کچھ نہیں ہوگا۔۔

مجھے لگ رہا ہے یہ میرے ہاتھ سے گر جائیں گے۔۔ انہیں درد ہو گا
میرے مضبوط ہاتھوں میں، وہ اتنے نرم و نازک ہے طرسم کی آنکھوں
میں نمی شامل ہوئی تھی جبکہ لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔

نہیں گرتے! طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑا اسے اپنے بچے اٹھانے کا اشارہ
کیا۔۔

دالہام نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری ایک ہاتھ میں اپنے
ایک بچے کو اٹھایا اور دوسرے میں دوسرے کو۔۔

میری زندگی مکمل کر دی تم دونوں نے۔۔ دالہام نے دونوں کی پیشانی
اور رخساروں پر بوسہ دے کر انہیں اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

دونوں. بیٹیاں ہیں؟ دالہام ان دونوں کے رخسار چومتے ہوئے بولا تھا
دونوں کی آنکھیں بند تھی۔۔

اللہ کی رحمت بھی ہے اور نعمت بھی۔۔ طرسم اپنے بچے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

دالہام کھل کر مسکرا رہا تھا۔۔

دیو مجھے بھی پکرائے ہیں میں نے نہیں پکڑا انہیں۔۔ طرسم محبت باش نظروں سے اپنے بچوں کو دیکھ رہی تھی اس نے ابھی تک انہیں محسوس نہیں کیا تھا۔۔

ایک منٹ! دالہام نے ان دونوں کو واپس کریب میں لٹایا اور طرسم کو سہارا دے کر بٹھاتے، لمبا سانس لیتے دونوں بچوں کو دوبارہ اپنی گود میں لیتے، بیٹے کو اپنی پری کی گود میں دیا اس کے پاس بیٹھتے اپنے بازو کے حسار میں لیتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

شکریہ میری پری جان! دالہام نے اپنے دونوں بچوں کو دیکھ کر اپنی پری کی طرف رخ کرتے اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلائی۔۔

طرسم نے چٹاچٹ اپنے بیٹے کا چہرہ چوما اور پھر اپنی بیٹی کی جانب دیکھا اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیتے وہ سردار کے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔ بیٹے کو اس نے سینے سے لگایا ہوا تھا جبکہ بیٹی سردار کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔

دیو! مورے آئی ہیں؟

ہاں وہ باہر ہے۔۔ دالہام نے اس کے بالوں پر لب رکھے اور اس کے سر پر دوپٹہ درست کیا۔۔

ڈاکٹر حبیبہ کمرے میں داخل ہوئی اور تاسف سے سر ہلاتے ہوئے سردار کو دیکھا۔۔۔

دونوں بچے مجھے پکڑا دے۔۔

کیوں؟ جیسے ہی حبیبہ نے الفاظ کہے وہ دونوں یک زبان بولے۔۔

تھوڑی دیر کے لیے بچے ہم نے اپنے پاس رکھنے ہیں اس کے بعد آپ کو مل جائیں گے۔۔ طرسم نے اپنے بیٹے کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے سردار کی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔

دالہام کی گرفت بھی اپنی بیٹی پر ذرا سی مضبوط ہوئی تھی وہ جیسے اپنے بچوں کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتے تھے ایک پل کے لیے بھی۔۔

دے دو پری! ضروری ہے بچوں کے لیے۔۔ دالہام نے اپنی بیٹی کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کرتے بس اپنے سینے سے لگا کر پھر ڈاکٹر حبیبہ کو پکڑایا تھا۔۔ جبکہ طرسم بے آواز رونے لگی تھی۔۔ دالہام نے اس کی گود سے بیٹے کو اٹھاتے اس کی پیشانی چوم کر اس کے دونوں رخسار پر ناک سہلاتے ڈاکٹر حبیبہ کو پکڑایا وہ دونوں بچوں کو لے کر باہر گئی۔۔

سب اس کے گرد ہوئے تھے جب ڈاکٹر حبیبہ نے انکھوں سے سب کو پیچھے رہنے کا اشارہ کیا۔۔

آپ محض ابھی چہرہ دیکھ لیں ابھی نہیں پکڑا سکتی مجھے انہیں لے کر نرسری میں جانا ہے۔۔ ریحانہ خانم جو سب سے زیادہ بے صبری س انتظار کر رہی تھی وہ اداس ہوئی تھی ان دونوں کا انہیں سمجھ نہ لگے کہ وہ اپنے باپ پر گئے ہیں یا ماں پر آنکھیں ان کی ہنوز بند تھی۔۔

علینا اور صارم نے دونوں کے رخسار پر ہاتھ رکھا جبکہ یعقوب اوریاور مسکراتے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

دونوں؟۔۔

ایک بیٹی ہے اور ایک بیٹا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے دونوں کے چہرے پر کپڑا کر دیا جبکہ شیر طیان ان سب کو پیچھے کرتے آگے بڑھا۔۔

آنٹی مجھے میری گڑیا پکرائے۔۔ اس نے اپنے دونوں بازو اوپر کی جانب کیے۔۔ ڈاکٹر حبیبہ اس چھوٹے سے بچے کو دیکھتے مسکرائی اور نفی میں سر ہلایا۔۔

بیٹا ابھی نہیں پکڑنا جب بعد میں انہیں ان کے ماما بابا کو واپس کروں گی تب پکڑلینا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے جانے لگی جب اس نے ڈاکٹر کا کوٹ پکڑلیا۔۔

میری گڑیا مجھے پکڑائیں۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے ریحانہ خانم کی طرف دیکھا تو انہوں نے شیر طیان کو پکڑا وہ دونوں بچوں کو لے کر وہاں سے چلی گئی جبکہ پیچھے سے وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا۔۔

دادو میری گڑیا، دادو وہ میری گڑیا لے گئی۔۔ شیر طیان بلند آواز میں بول رہا تھا جب ریحانہ خانم نے اسے اپنے سینے سے لگایا وہ ہاتھ پاؤں مارتے ان کی گود سے اترنے کی جدوجہد کرنے لگا جبکہ انہوں نے اسے نہ چھوڑا۔۔۔

صارم سب کو کال کر کے بتا دوں نہیں تو صبح اٹھتے ہی سب نے ہمارے سروں پر چڑھ کر بیٹھ جانا ہے۔۔ صارم نے مسکراتے ہوئے ہادی کو کال ملائی جو دوسری بیل پر ہی ریسیو ہو گئی تھی۔۔

مار مار کر یاد آ گئی بیٹے کی! کال اٹھاتے ہی اس نے اپنی زبان کے جوہر دکھائے تھے۔۔

تم کیوں چاہتے ہو ایک دفعہ پھر تمہیں مار پڑے۔۔ اور اس مرتبہ تمہارے بھانجے اور بھانجی کے سامنے تمہیں ماروں گا۔۔ صارم کا دوسرا جملہ سن کر ہادی ہڑبڑاتے اٹھ بیٹھا۔۔۔

بابا طرسم! سب سے پہلے اس کے ذہن میں اس کی بہن کا خیال آیا۔۔

بالکل ٹھیک ہے سب کو کال کر کے بتا دو کہ سردار صاحب کے ہاں رحمت اور نعمت دونوں پیدا ہوئے ہیں۔۔ صارم نے کال کٹ کر دی جبکہ دوسری جانب ہادی نے راہا کو جھنجھوڑ کر اٹھایا۔۔

ہادی کیا ہو گیا ہے ؟ آنکھیں مسلتے اٹھ کر بیٹھی ۔۔

میں ماموں بن گیا ہادی حد سے زیادہ بلند آواز میں بولا تھا راہا آنکھیں پھاڑے سے دیکھنے لگی ۔۔۔

دالہام لالا؟ اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو ہادی نے ہاں میں سر ہلایا ۔۔۔

جلدی سے اپنی چادر پکڑو ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں اتنا کہتے ہی ہادی کمرے سے باہر نکلا اور سب کے کمروں کے دروازے کھٹکھٹائے تھے ۔۔۔

بڑی حویلی والوں اٹھ جاؤ! اگلا سردار آگیا ہے! وہ وہ سب کے دروازے کھٹکھٹا کر لاؤنج میں کھڑا تھا اس نے اتنی زور سے دروازیں کھٹکھٹائے تھے کہ سب اپنے اپنے کمروں سے باہر نکلے اور حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے لاؤنج میں اکٹھے ہوئے ۔۔۔

کیوں چلا رہے ہو کیا ہو گیا ہے؟ آئیدن نے گھوری سے اسے نوازا جو اتنی مار کھا کر سویا تھا اور پھر صبح کے چار بجے اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

آئیدن چاچو، چاچو بن گئے ہیں آپ، آپ کے بیٹے کی گڑیا آ گئی ہے۔۔

آئیدن منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

طرسم اور دالہام لالا؟ سب کی نظریں سوالیہ تھی۔۔

ہاں جی دالہام چاچو اور یاور صاحب بابا بن گئے ہیں۔۔ جلدی سے سب تیار ہو جائیں 15 منٹ میں ہم سب ہاسٹل کے لیے نکل رہے ہیں۔۔

حبا کے لبوں پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی یاور کا نام سن کر۔۔

سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بھاگے اور 15 منٹ میں سب تیار ہو کر ہاسپٹل کے لیے نکلے تھے۔۔

ڈاکٹر حبیبہ واپس آئی تو شیر طیان دانت پیستے اسے دیکھنے لگا وہ اپنی ہنسی ضبط کرتی ایمرجنسی روم میں گئی۔۔

دالہام انہیں دوسرے روم میں شفٹ کرنا ہے۔۔ دالہام نے طرسم کا دوپٹہ پکڑ کر اس کا حجاب بنایا۔۔

حبیبہ پن ہے؟ ڈاکٹر حبیبہ نے اپنی کورٹ کی جیب سے دو کامن پن نکال کر اسے پکڑائی دالہام نے دو پیٹے کی سائیڈ پکڑتے دوسری سائیڈ پر لے جاتے پن لگاتے ڈھیلا سا نقاب کیا تاکہ اسے سانس لینے میں مشکل نہ ہو۔۔ نقاب اس نے اس لیے کیا کیونکہ اب پوری فیملی نے روم میں اکٹھا ہونا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین کو دوسرے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا یا ور فوراً اس کمرے میں گیا اس کے پاس جاتے بیڈ پر بیٹھتے جھک کر اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

مبارک ہو مسز یاور! بیٹی بالکل تمہاری طرح ہے بڑی بڑی کالی آنکھیں۔۔ یاور اس کے رخسار پر لب رکھتے بولا۔۔

ہماری بیٹی کہاں ہے؟ وہ نہایت دھیمی آواز میں بولی یاور نے پہلے کندھے اچکا دیے پھر مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

نرسری میں ہے ڈاکٹر کہہ رہی تھی تھوڑی دیر تک واپس کر دیں گے۔۔

نرسری میں کیوں سب ٹھیک ہے نا؟ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوئے۔۔

سب ٹھیک ہے ڈاکٹر نے کہا ویسے ہی ہم نے اپنی تسلی کے لیے اسے تھوڑی دیر نرسری میں رکھنا ہے۔۔ راعنین نے ہاں میں سر ہلایا جب دروازہ کھولنے کی آواز آئی تو یاور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ ڈاکٹر بچی کو گود میں اٹھائیں ان دونوں کی جانب آئی۔۔

یہ لیں آپ کی بیٹی !ڈاکٹر نے بیٹی کو یاور کے بازو میں دیا اور باہر چلی گئی

جبکہ یاور پھر سے اس کا چہرہ چومنا شروع ہو گیا۔۔

راعنین حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو کبھی اپنی بیٹی کے ناک پر ہاتھ

رکھ رہا تھا تو بھی اس کے ہونٹوں پر اور کبھی رخسار سہلا رہا تھا۔۔

یاور!۔۔

جی یاور کے گول مٹول آلو۔۔ راعنین ذرا سا ہنسی جب اس کے وجود میں

درد کی لہر پیدا ہوئی۔۔

آرام سے !یاور نے اس کا ہاتھ پکڑا تو راعنین نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا

یاور نے اپنی بیٹی کو اس کے بازو پر لٹایا۔۔

یاور یہ تو بالکل میری طرح ہے !راعنین نے اس کے چہرے پر ہاتھ

پھیرا۔۔

لیکن نصیب میری طرح کے ناہوں ؟ راعنین کی آنکھیں موٹے موٹے آنسوسے بھر گئیں جب یاور نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

یہ رونے کا موقع ہے !اس کے آنسوصاف کرتے اس کے تھوڑی پر دانت گاڑھے تھے۔۔

اب تم روئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا مجھے تم مسکراتی ہوئی چاہیے یہ آنسو نہیں۔۔ یاور نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کے دوسرا ہاتھ بیٹی کے چہرے پر سہلانے لگا۔۔۔

دوبارہ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر یاور پیچھے ہوا طرسم کو بھی اسی کمرے میں شفٹ کر دیا گیا جہاں راعنین تھی۔۔

ساتھ کریب بھی رکھ دی گئی لیکن بچے ابھی نرسری میں تھے۔۔

وہ سب حد سے زیادہ خوش تھے۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو میری بہن کو یاور نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

یعقوب، علینا، ریحانہ خانم، صارم اور شیر طیان کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔

ڈرا دیا تھا تم نے ہمیں! یاور کی بات سن کر مسکرائی۔۔

آپ سب کیوں ڈر گئے تھے آپ سب کو پتہ ہے نا اتنی جلدی میں آپ سب کی جان نہیں چھوڑنے والی۔۔ سب اس کی بات سن کر ہنس رہے تھے۔۔

شیر طیان منہ بنا کر بی بی کریب کے پاس کھڑا ہو گیا۔۔۔ اسے اس کی گڑیا چاہیے تھی۔۔

حویلی کے تمام افراد کی کار ہاسپٹل کے باہر رکی وہاں موجود تمام لوگ اتنے زیادہ لوگوں کو ہاسپٹل کے اندر داخل ہوتے دیکھ حیرت میں مبتلا تھے کسی کے ہاتھ میں بھکے تھا چاکلیٹ، کپڑے وہ مختلف چیزیں لے کر

ہاسپٹل پہنچے نہ جانے صبح کے تقریباً بجے انہیں یہ سب چیزیں کہاں سے ملی۔۔

سب روم میں داخل ہوئے اوریک زبان بولے۔۔

کنگریچولیشن !یاور، راعنین دالہام اور طرسم سب ان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔ سونیا اپنے لالا کے گلے لگی۔۔

لالہ بے بی کہاں ہے؟ سونیا نے خالی کریب کو دیکھ کر سوال کیا۔۔

تھوڑی دیر تک آجاتے ہیں؟ سب طرسم اور راعنین ملنے لگے۔۔

ماشاءاللہ یاور بھائی آپ کی بیٹی تو بہت پیاری ہے۔ راہا نے اسے گود میں اٹھایا، تو اس کی گود سے فوراً سونیا نے اٹھالیا۔۔

راعنین آپی مکمل آپ پر گئی ہے باپ سے ایک چیز بھی نہیں لی اس نے۔۔۔ راعنین ذرا سا ہنسی تھی۔۔۔

اچھا ہی اپنے سر سے ہوئے باپ پر نہیں گئی۔۔شہریار نے بچی کے رخسار ہلکے سے کھینچے۔۔

میری بھانجی ہے مجھے تو کوئی پکڑائے حباتب سے ان کے منہ دیکھ رہی تھی کبھی سونیا اٹھاتی کبھی نمیرہ تو کبھی کوئی۔۔

چلو سب اسے پکڑاؤ۔۔صوفیا خانم نے سونیا کو اشارہ کیا تو اس نے حبا کی گود میں اسے دیا۔۔

یاور بھائی آپ دوسرا بے بی لے آئیں یہ مجھے دے دے۔۔سب اس کی بات پر ہنسنے لگے جبکہ شہریار گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

بیگم یہ ان کا ہے انہیں دے دو ہماری رخصتی ہو جائے گی پھر ہمارا بھی آجائے گا اس کی بے شرمی پر سفیان خان نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا۔۔

اج کل کے نوجوانوں کو بہت آگ لگی ہے۔۔ سب کی ہنسنے کی آوازیں وہاں پر گونج رہی تھی۔۔

یاور کو پہلے فیملی کی کمی محسوس ہو رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ سب کمرے میں آئے ان سب کو ہنستے مسکراتے اپنی بیٹی کو پیار کرتے دیکھ بنا کسی ہچکچاہٹ کے۔۔ وہ بے انتہا خوش تھا۔۔۔ دل میں افسوس پچھتاوا بیٹھا کہ اس نے سنی سنائی بات پر یقین کر کے ان سب کو تکلیف دی تھی لیکن انہوں نے سب کچھ بھلا کر اسے معاف کیا اور اسے اپنے خاندان کے فرد کی طرح اپنے ساتھ رکھ رہے تھے۔۔

یاور کی جیب میں جتنے پیسے تھے اس نے نکال کر اپنی بیوی اور بیٹی کے سر سے وار کر نرس کو پکڑا دیے جو کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

دالہام تم بھی پری کا اور اپنے بچوں کا صدقہ دو۔۔ دالہام نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا۔۔۔

بچوں کو آنے دیں پھر تینوں کا صدقہ دیتا ہوں۔۔ دالہام نے طرسم کے دونوں رخسار کھینچے سب حد سے زیادہ خوش تھے۔۔

اسی پل ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئی اور ہاتھ میں سردار کے دونوں بچوں کو اٹھایا ہوا تھا شیر طیان ڈاکٹر کی طرف بھاگا اور اس کا کوٹ کھینچا۔۔۔

میری گڑیا! ڈاکٹر حبیبہ اس بچے کو دیکھتی رہ گئی سب سے زیادہ ایکسائٹڈ تو وہ تھا۔۔

سب سے پہلے حق چاچو ہوتا ہے۔۔ آئیدن آگے بڑھا اور اس نے بیٹے کو اٹھالیا۔۔ جبکہ شیر طیان نے پھر سے حبیبہ کا کوٹ کھینچا۔۔

ڈاکٹر آنٹی میری گڑیا مجھے پکرائیں آپ کی نہیں ہے۔۔ وہ چیخا تھا جب حبیبہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

چھوٹے سے شیطان تم بیٹھو گے تو میں تمہیں گڑیا پکڑاؤں گی۔۔ ڈاکٹر حبیبہ ہنستے ہوئے بولی تو شیر طیان فوراً صوفے پر بیٹھا ڈاکٹر حبیبہ نے اس کی گود میں اس چھوٹی سی گڑیا کو رکھا۔۔

سب سردار کی بیٹی سے پیار کر رہے تھے جب صارم نے اسے اٹھایا۔۔

ماشاءاللہ! بیٹے کے آنکھیں کھولتے ہی صارم بولا کیونکہ اس کی آنکھیں اپنے باپ کی طرح بھی سبز۔۔

مجھے لگتا ہے یہ سردار صاحب کی کاپی ہے۔۔ یعقوب نے اس کا چہرہ دیکھتے بولا۔۔ سب نے ایک ایک کرتے بیٹے کو اٹھایا جبکہ ہادی کی باری آئی نہیں رہی تھی۔۔

میرا بھانجا ہے کوئی مجھے بھی ہاتھ لگانے دو۔

خبر دار کسی نے اس کو پکڑایا۔ میں نہیں چاہتا میرا بیٹا اس کی طرح بے شرم نکلے۔ سر دار سے تنگ کرنے کے لیے بولا جبکہ ہادی کا منہ بن گیا اس کی بات سن کر۔۔

یہ کیا بات ہوئی چاچو میرا بھانجا ہے میرے پاس رہے گا۔۔ میرا بیٹا میرے پاس آؤ۔ ہادی نے اسے اپنے بازوں میں اٹھایا اور اس کا چہرہ چومنے لگا۔۔

کیوں میرے بیٹے کو گندا کر رہے ہو۔۔ ہادی کا منہ بن گیا سر دار کی بات پر وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ اس کی ٹانگ کھینچ رہا ہے۔۔

جو مرضی بولے میں تو کروں گا پیار ہادی نے پھر سے اس کے چہرے پر پیار کیا اور شدت سے کیا تھا یہاں تک کہ وہ رونے لگ گیا۔۔

ہادی لالا میرے بیٹے کو رلا دیا آپ نے۔۔ طرسم کا رونے والا منہ بن گیا تھا اپنے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھ کر۔۔

نہیں نہیں میری بہنا رونا نہیں میں چپ کروادیتا ہوں۔۔ ہادی کتنی دیر اسے ہلاتا رہا جبکہ وہ چپ نہ ہوا تو دالہام نے ہاتھ دکھاتے، اپنے بیٹے کو گود میں اٹھایا جیسے اس پر لعنت بھیج رہا تھا۔۔

میرا شہزادہ دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا لیکن وہ چپ نہ ہوا وہ مزید رونے لگا۔۔

کسی کو چپ کروانا نہیں آرہا، میرا بیٹا ادھر دو۔۔ طرسم نے اپنے ہاتھ اپنے بیٹے کی طرف بڑھائے تو دالہام نے جیسے ہی اپنا بیٹا اس کی گود میں دیا وہ چپ ہوگیا۔۔

میرے خیال سے میں اس کا باپ ہوں۔۔ دالہام آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنی سبز آنکھوں سے اپنے باپ کو گھور رہا تھا۔۔

آپ بھول رہے ہیں شاید بیٹے ماؤں کے زیادہ سگے ہوتے ہیں۔۔ طرسم نے اپنے بیٹے کی سبز آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

میرا سبز آنکھوں والا بیٹا۔۔ دالہام کو جلن ہوئی تھی اس کی سبز آنکھوں سے کہ اس کی آنکھیں سبز کیوں ہیں جب کہ ابھی تک کسی نے بیٹی کی آنکھیں نہیں دیکھی تھی۔۔

مجھے بھی پکڑا دے۔۔ شہریار نے جیسے ہی پٹی کی گود سے اس کے بیٹے کو اٹھایا وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا اس نے واپس طرسم کی گود میں رکھ دیا۔۔ سپیکر ہی پیدا ہوا ہے۔۔۔ سب ہنسے تھے۔۔

میری بیٹی دالہام اپنی بیٹی کی پاس گیا شیر طیان اس کے رخسار، اس کی پیشانی، اس کے ہونٹوں پر بوسہ دے رہا تھا۔۔ سب اس چھوٹے شیطان کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور آنکھیں خطرناک تک پھیلائے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

میری عائسل گڑیا! سب کا حیرت سے منہ کھلا تھا اس نے تو نام بھی ڈیسائڈ کر لیا تھا اپنی گڑیا کا اور وہ سب ابھی صرف بچوں کو اٹھا رہے تھے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

چھوٹے شیطان بیٹی میری ہے نام میں ڈیسائڈ کروں گا۔۔

جی نہیں یہ میری گڑیا ہے آپ کا بیٹا وہ ہے جا کر اسے پکڑے۔۔ یہ میری عائسل ہے۔۔ دالہام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔۔

جی نہیں میں اس کا نام عائسل نہیں رکھوں گا۔۔

جی نہیں بابا جانی یہ میری عائسل گڑیا ہے۔۔ شیرطیان ضدی انداز میں بولا وہ تو ہرگز راضی نہیں تھا اس کا نام بدلنے پر اس نے سختی سے اسے اپنے سینے سے لگایا وہ رونا شروع ہو گئی۔۔

روتے نہیں چپ ہو جاؤ وہ چھ سالہ بچہ اپنی گود میں اسے رکھیں ایک ہاتھ
اس کے سر کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف
کرتے اس کے رخسار چومتے بول رہا تھا۔۔
دالہام نے دانت پیستے تھے بیٹا تھا جو ماں کے ساتھ چپک کر بیٹھا تھا اور
بیٹی کی جان خیر سے وہ چھوٹا شیطان نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔
شیرویہ میری بیٹی ہے میرے پاس رہے گی میں کسی کو نہیں دوں گا۔۔
بابا جانی آپ نے کہا تھا یہ میری ہے تو یہ میرے پاس رہے گی۔۔
شیر طیان نے شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تو وہ بلند آواز میں
رونے لگی وہ اسے بازو میں پرفیکٹ انداز میں اٹھائے کمرے میں چکر
لگانے لگا جبکہ وہ سب اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہے
تھے۔۔

روتے نہیں تمہارا طیان تمہارے پاس ہے۔۔اس کی باتیں سن کر خونخوار نظروں سے سردار نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔۔

کیا کھا کر تم نے اس سے پیدا کیا ہے؟

جب یہ اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں نا لالا میری طرف مت دیکھا کریں سنگت آپ کی ہے میری نہیں۔۔ائیدن اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا۔۔

خبیث انسان خون تیرا ہے۔۔دالہام کا بس نہیں چل رہا تھا اس کے ہاتھ سے اپنی بیٹی کھینچ لے۔۔

میری بیٹی !

بابا جانی وہ رہا اپ کا بیٹا اسے جا کے پکڑے یہ میری گڑیا ہے یہ میرے پاس رہے گی۔۔دالہام نے ٹھنڈی آہ خارج کی۔۔

طرسم کو چکر آنے لگے تھے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی اس نے بولنے کی کوشش کی جبکہ اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی سب کا دھیان شیر طیان کی طرف تھا۔۔

ددد۔۔دد۔۔۔دیو! بمشکل اس نے سردار کو پکارا دالہام نے جیسے ہی مڑا اس کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر وہ اس کے پاس پہنچا۔۔۔

پری کیا ہو رہا ہے؟ دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔

صام ڈاکٹر کو بلاؤ! دالہام بلند آواز میں بولا کیونکہ طرسم گہرے سانس بھرنا شروع ہو گئی تھی۔۔

صارم ڈاکٹر کو بلا کر لایا اس کی حالت دیکھتے ہی وہ اسے پھر سے ایمرجنسی روم میں لے گئے۔۔ اندر لے جاتے ہی انہوں نے چہرے پر آکسیجن ماسک لگایا، ہاتھ پر بلڈ پریشر کی مشین چند منٹوں میں ہی اسے مشینوں میں جکڑ دیا گیا۔۔

آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر حبیبہ ایمرجنسی روم سے باہر آئی۔۔

سانس کا ایشو ہو رہا تھا بلڈ پریشر کافی لو ہو گیا تھا اب بہتر ہے۔۔۔ ڈاکٹر حبیبہ کی بات سنتے ہی دالہام نے ایمرجنسی روم کے دروازے کی جانب دیکھا۔۔

مجھے اندر جانا ہے۔۔ وہ فوراً بولا۔۔

دالہام !

مجھے اسے تنہا نہیں چھوڑنا حبیبہ ، یہ وہ وقت ہے جب میرا اس کے پاس ہونا انتہا کا ضروری ہے۔۔ حبیبہ نے حامی میں سر ہلایا تو وہ فوراً کمرے میں گیا۔۔

پری کیوں میری سانسیں روک رہی ہو وہ اس کے پاس بیٹھا اس کی پری اس وقت ہوش میں تھی۔۔

میرے.....بچوں.....کا.....دھیان.....رکھنا....ہے

طرسم نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔

ہم دونوں مل کر رکھیں گے۔۔ دالہام نے اس کی انکھوں سے نکلتے آنسو کو لبوں سے چنا۔۔ طرسم نے اس کے لمس پر آنکھیں بند کرتے اسے محسوس کیا۔۔۔

آئی.....لو.....یو! طرسم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

اوکے! دالہام نے آنکھیں بند کی جبکہ لبوں پر مسکراہٹ تھی وہ جانتی تھی اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔۔

جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر ہمیں اپنے بچوں کو لے کر گھر جانا ہے۔۔ اور اس کے بعد تمہارا ایڈمیشن بھی تو کروانا ہے۔۔ طرسم اس نے اپنے ہاتھ کو مشکل سے حرکت دیتے ہیں اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی۔۔۔ وہ اس کی ایک بات پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

پری ہماری فیملی مکمل ہوگئی دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا لبوں پر محض مسکراہٹ تھی۔۔

میں۔۔۔بہت۔۔۔خوش۔۔۔ہو۔۔۔چہرے پہ آکسیجن ماسک لگا تھا جس کی وجہ سے اس سے ٹھیک سے بولا نہ گیا طرسم نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تھا یکدم نے اس نے گہرا سانس بھرا اور آنکھیں پتھرا گئی۔۔

پری!دالہام نے اس کا چہرا ہاتھوں میں تھام کر اسے پکارا۔جب اس کی نظر مشین کی جانب گئی دل کی دھڑکن نہ ہونے کے برابر تھی خون کی گردش بے پناہ کم ہوگئی۔اس کا چہرا مکمل زرد پڑ چکا تھا۔۔۔

پری آنکھیں کھولو، پری!دالہام نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا

۔۔

ڈاکٹر!وہ بلند آواز میں ڈاکٹر کو پکارنے لگا۔۔

ڈاکٹر! وہ چلاتے ہوئے ساتھ میں طرسم کے رخسار تھپتھپا رہا تھا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ روم میں داخل ہوئی اور دالہام کو باہر جانے کا کہا۔۔ ڈاکٹر اس کے سینے کو پش کر رہی تھی تاکہ اس کی دھڑکن نارمل ہو

دالہام دروازے پر لگے شیشے سے اندر کا منظر دیکھ کر آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے پیشانی دیوار کے ساتھ لگاتے، ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے دیوار پر مار رہا تھا آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گر رہے تھے۔۔

مم۔ میری پری! اس کی آواز اور لہجے میں تکلیف، تڑپ، دلِ عزیز شخص کو کھو دینے کی خوف تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دالہام کیا ہوا ہے؟ صارم نے اس کے پاس جاتے پوچھا آواز میں خوف تھا۔۔۔

صام اس..... کو سانس..... نہیں آرہا۔۔ دالہام کا جملہ مکمل کرتے ہی گہرا سانس بھرا جیسے خود سانس کا مسئلہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔

سب ٹھیک ہو گا دالہام صبر کرو۔۔ صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ ابھی بھی پیشانی دیوار کے ساتھ ٹکائے ہاتھ کی مٹھی دیوار پر رکھے ہوئے تھا۔۔

دالہام! ریحانہ خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

مورے پہلی خوشی ہے میری زندگی کی وہ بھی مکمل نہیں ملے گی۔۔ لبوں پر مسکراہٹ سجائے سرخ ہوئی آنکھوں میں نمی لیے بول رہا تھا۔۔

ایسا نہیں کہتے میرے بیٹے کو تمام خوشیاں ملیں گی اور مکمل ملیں گی۔۔

ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تو سردار کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

سردار آپ کی سردارنی کو کچھ نہیں ہوگا! یعقوب دالہام کے پاس ایا اس نے سردار کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔

لالا! آئیدن نے اپنے بھائی کا دوسرا ہاتھ سختی سے پکڑا تھا کئی سالوں بعد اس نے اپنے بھائی کو یوٹوٹتے دیکھا تھا۔۔

ہادی نے سردار کے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا اسے اٹھائے وہ باہر آیا جبکہ بیٹی کو لے کر شیرطیان راعنین کے پاس تھا۔۔

چاچو! یہ مجھے دے دیں! ہادی نے اس ننھے سے شہزادے کی پیشانی پر بوسہ دیا آنکھوں میں آنسو کے چمک رہے تھے اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑلیا تھا وہ اپنی بہن سے بے انتہا محبت کرتا تھا وہ اسے کبھی نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔

دالہام ہادی کے پاس گیا اور اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھا جو کھلکھلا رہا تھا۔۔
اس کی سبز آنکھوں میں چمک تھی بالکل اپنے بابا کی طرح۔۔

دالہام نے اسے ہادی کی گود سے لیا۔۔

بہت گندے بچے ہو تم ، اپنی ماما کو تم نے مارا نا ، دیکھو انہیں سانس نہیں آرہا۔ وہ ننھا سا شہزادہ رونے کی تیاری پکڑنے لگا۔۔

میرے پاس نہیں رونا اپنی ماما کے پاس جا کر رو اور انہیں کہو کہ چپ کرواؤ میں چپ نہیں کرواؤں گا میں صرف اپنی بیٹی کو چپ کرواؤ گا تمہیں نہیں کرواؤں گا اپنی مما پاس جاؤ۔۔ دالہام کی آنکھوں سے آنسو بہتے بچے کی گردن پر گر رہے تھے۔۔۔۔

سب نے آنکھیں سختی سے بند کی تھی اس کی حالت دیکھ کر، جبکہ آئیدن کا دل چاہ رہا ہے کاش اس کے بس میں ہو وہ اپنے بھائی کو تمام خوشیاں دے۔۔ وریام نے سونیا کو دیکھا جو رو رہی تھی۔۔

یاور تم راعنین کے پاس جاؤ۔۔ سفیان خان نے اسے بھیج دیا۔۔ مریم بیگم اور اندلیب شاہ گھر ہی تھے کیونکہ اندلیب شاہ کی اس طرح کی حالت نہ تھی کہ انہیں کہیں لے کر جایا جاتا۔۔

جاؤ اپنی ماما پاس اور انہیں کہو کہ بابا میری آنکھوں سے جیلس ہوتے ہیں آپ میری آنکھوں پر پیار نہ کیا کرو۔۔ دالہام نے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

سب کی آنکھیں نم ہوئی تھی اس کی باتیں سن کر۔۔

دالہام نے اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور دوبارہ پھر دروازے پر لگے شیشے سے اندر دیکھا جہاں فی- میل ڈاکٹرز اس کے گرد اکٹھی ہوئی تھی اس کی پری کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔

دالہام جاؤ جا کر اپنی بیٹی کو دیکھو طیان پکڑ کر بیٹھا ہے۔۔ سفیان خان نے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا کیونکہ وہ مسلسل ایمرجنسی روم کے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

آپ اسے یہاں لادے مجھے۔۔ دالہام وہاں سے ہرگز ہلنے کو تیار نہیں تھا۔۔

وہ کتنی دیر اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگائے کھڑا رہا۔۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد ڈاکٹر حبیبہ ایمرجنسی روم سے باہر نکلی تھی۔۔

میری پری ٹھیک ہے نا حبیبہ؟ دالہام کے چہرے کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔۔

اسے ہوش نہیں آ رہی! بلڈ پریشر نارمل ہو گیا ہے دل کی دھڑکن بھی ٹھیک ہے لیکن ہوش نہیں آئی ڈاکٹر حبیبہ خود بہت زیادہ پریشان تھی وہ

انسان جسے ہمیشہ اس نے مضبوط دیکھا تھا آج وہ ہمت ہار رہا تھا اپنی
بیوی کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر۔۔
مجھے میری پری سے ملنا۔۔
نہیں دالہام ہمیں مکمل طور پر چیک کر لینے دو کہ کوئی خطرے کی بات تو
نہیں ہے، ہوش کیوں نہیں آ رہی اس کے بعد تم مل سکتے ہو اس سے
پہلے کوئی نہیں مل سکتا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ اتنا کہہ کر واپس ایمرجنسی روم میں
چلی گئی۔۔ دالہام نے گہرا سانس بھرا اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔
جو کھلکھلا رہا تھا جبکہ آنکھیں بند تھی۔۔۔ اس کے بھورے بال، کٹاؤ دار
گلابی لب، سبز آنکھیں وہ اپنے باپ کی کاربن کاپی تھا۔۔
دالہام سے مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا وہ اپنی پری کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔

ہادی اپنا نچلا لب دانتوں میں سختی سے دبائے کھڑا رہا تھا وہ خود کو رونے سے روک رہا تھا جبکہ اپنی بہن کو کھو دینے کا ڈر اس کی آنکھوں سے واضح ہو رہا تھا۔۔۔ راہا اس کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

ہادی کچھ نہیں ہوگا! راہا نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تو ہادی نے ہچکی بھری تھی جیسے ایک چھوٹا بچہ بھرتا ہے۔۔

ہادی! شہریار نے اس کی آنکھیں دکھائی کیونکہ اگر وہ روتا تو وہاں جو سب خود پر ضبط کیے بیٹھے تھے وہ ضبط ٹوٹ جانا تھا۔۔۔

دالہام نے اپنے بیٹے کو ریحانہ خانم کو پکڑا دیا۔۔ اور خود وہاں کھڑے ہو کر اپنی پری کو دیکھنے لگا۔۔

میں اپنا سر تھامے بیٹھ گیا۔۔

دو گھنٹے بعد تمام ڈاکٹرز باہر آئیں۔۔ بچوں کو ایمرجنسی روم میں طرسم کے پاس رکھے کریب پر لٹا دیا گیا تھا۔۔

انہیں ہوش نہیں آرہا ہم نے بہت کوشش کی۔۔ ڈاکٹر حبیبہ مایوسی سے بولی تھی اس کے ساتھ تین ڈاکٹر اور موجود تھیں۔۔۔

کیا مطلب پوش نہیں آرہا۔۔ وہ بالکل ٹھیک تھی مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔۔ دالہام اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کے بولا اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔۔۔

دالہام ہم نے پوری کوشش کی ہے لیکن نہیں آئی امید ہے جلد آجائے گی۔۔

کب؟ وہ اس کا جملہ مکمل ہوتے ہی بولا۔۔

صبر سے کام لو ایسے ٹینشن لینے سے اور ہڑبڑی سے کیا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔

مجھے ملنا ہے ؟ دالہام کہتے ہی ایمرجنسی روم میں چلا گیا۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے گہرا سانس بھرا۔۔

دالہام روم میں داخل ہوا، سست بے جان قدم بڑھاتے بیڈ کے پاس گیا۔ آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو چکی تھی اپنی پری کی بند آنکھیں اور مشینوں میں جکڑے دیکھ رخساروں پر الاسٹک کا نشان پڑ چکے تھے۔۔ اس کے پاس کھڑے ہوتے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے سر جھکا کر آنکھیں بند کر گیا کئی آنسو ٹوٹ کر اس کے ہاتھ کی پشت پر گرے۔۔

تمہیں سکون ملتا ہے مجھے تکلیف دے کر؟ تم مجھے بہت تنگ کرنے لگ گئی ہو ایک مرتبہ ہوش میں آؤ بہت برا پیش آؤں گا تمہارے ساتھ دالہام نے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، سردار کیا آنکھوں سے آنسو ایسے گر رہے تھے جیسے ڈوری ٹوٹ کر موتی گرتے ہیں وہ جھکا اور اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکاتے اس کے دائیں رخسار پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

پری جان! "اوکے" کہنے کی سزا دے رہی ہو۔ ایک مرتبہ آئی لو یو بولو جواب تمہیں تمہارا من پسند ملے گا۔۔ اٹھ جاؤ میں ہمارے بیٹے کو نہیں سنبھالوں گا۔ میں تو بس ہماری بیٹی کو سنبھالوں گا۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا جب کریب میں لیٹے بچے رونے لگے دالہام نے ان دونوں کو بازو میں اٹھایا، بیٹا اپنی سبز آنکھوں میں نمی لیے ہاتھ پاؤں ہلاتے رو رہا تھا جبکہ بیٹی روتے ہوئے اپنے ہاتھ باہر نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

دالہام نے ایک نظر بیٹی کو دیکھ کر طرسم کو دیکھا، وہ تڑپ رہا تھا اپنی پری کی نیلی آنکھوں کو دیکھنے کے لیے اس کی بیٹی کی آنکھیں نیلی تھی وہی چمک اور وہی خوبصورتی جو اسے اپنی پری کی انکھوں میں نظر آتی تھی۔۔

پری میں اپنی شہزادی سے پیار کیا کروں گا کیونکہ اس کے پاس نیلی آنکھیں ہیں تم بہت مجھے تنگ کرتی ہو، ہوتی رہنا تم جیلس میں تو تم سے

زیادہ اس سے پیار کروں گا۔۔ وہ اپنی پری کی جانب دیکھتے ہوئے بول رہا تھا کہ شاید وہ اس کے الفاظ سن کر اٹھ جائیں۔۔۔

دالہام بچوں کو لیے وہاں رکھے سٹول پر بیٹھ گیا۔۔

دونوں نے مل کر سنبھالنا ہے تو پھر کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔ دالہام اتنے بچوں کو سینے سے لگا گیا۔۔

شیر طیان ایمرجنسی روم میں داخل ہوا۔۔

بابا جانی آپ کی پری کو کیا ہوا ہے؟ شیر طیان نے سردار کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کے پوچھا۔۔۔

مجھ سے ناراض ہو گئی شاید "اوکے" والی بات پر۔۔ دالہام اس کے چہرے کو دیکھتے بول رہا تھا۔۔

شیر طیان کو سردار کے لفظوں کی سمجھ نہ آئی۔۔

یہ سوئی نہیں ہے یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی۔ شیر طیان اس کی بند آنکھوں کو دیکھ رہا تھا اس کے بیڈ پر بیٹھا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

میرے بابا جانی سے ناراض نہ ہو، اٹھ جاؤ میرے بابا جانی رو رہے ہیں۔۔ شیر طیان نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے رخسار پر رکھا اور اپنے بابا جانی کو دیکھا جن کی آنکھیں سرخ تھیں نمی واضع تھی۔۔

دیکھو تمہیں میرے بابا جانی کا اوکے کہنا برا لگا ہے نا وہ نہیں کہیں گے چلو مت ناراض ہو۔۔ وہ اس کے رخسار تھپتھپا رہا تھا چھوٹے سے شیطان کو برا لگا تھا اس کے بابا جانی کا رونا۔۔

اٹھو نا پھر میں نے تھینک یو بھی بولنا ہے مجھے گڑیا دی ہے نا۔۔

شیر طیان اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ دالہام اپنی جگہ پر ساکت ہوئے اپنے بچوں کو سینے سے لگائے اپنی پری کا چہرہ تکتا جا رہا تھا۔۔

اٹھ جاؤ نا شیر طیان نے دالہام کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھی اور رخسار بھیگے ہوئے تھے۔۔

میں اپنی عائسل گڑیا لے کر بھاگ جاؤں گا کسی کو نہیں پکڑاؤں گا۔۔ اٹھو کیوں میرے بابا جانی کو کیوں رلا رہی ہوں شیر طیان کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

بابا جانی بڑی مورے نہیں اٹھ رہی۔۔ دالہام نے نچلے خشک ہونٹ پر زبان پھیرتے چہرہ اوپر کو کرتے لمبا سانس لیا تھا۔۔

شیر طیان بے آواز رو رہا تھا۔۔

میری بابا جانی کو درد ہو رہا ہے۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتے دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھے اسے ہلا رہا تھا۔۔ عائسل رونے لگی تو شیر طیان نے اس کی جانب دیکھا اور پھر دوبارہ رخ طرسم کی طرف کیا۔۔

میری گڑیا کو چپ کرواؤں بڑی مورے اٹھو۔۔ وہ ہچکیاں بھرتے رونے لگا۔۔

میں تنگ نہیں کروں گا۔۔ شیر طیان نے نچلا چلا لب باہر نکالا آنسو زارو قطار اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔

شیرو۔۔۔ دالہام نے بلا آخر اسے پکارا وہ رو رو کر ہلکان ہو رہا تھا۔۔

دالہام میں جس بازو میں عائسل کو جس بازو میں اٹھایا ہوا تھا اس بازو کو حرکت دے کر اسے ہلانے لگا تاکہ وہ چپ ہو۔۔

بابا جانی! آپ مت رونا آپ کی پری اٹھ جائے گی۔۔ دالہام نے ہاں میں سر ہلایا اسے مزید کمزور نہیں پڑنا تھا۔۔

جیسے ہی عائسل چپ ہوئی اس نے اسے کریب میں ڈال دیا۔۔

شیر طیان دالہام کی گود میں بیٹھا۔۔ دالہام نے طرسم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں کے ساتھ لگا لیا۔۔ وہ دونوں ایک جگہ ساکت ہوئے طرسم کو دیکھ رہے تھے۔۔

یاور راعنین کے پاس گیا۔۔ تو اس نے سوال کیا۔۔

یاور طرسم کی طبیعت کیسی ہے؟ راعنین نے یاور کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔۔

نین اسے ہوش نہیں آ رہی۔۔ یاور سر جھکا کر بیٹھ گیا ابھی تو ان کی سب مشکلات دور ہوئی تھی اور ایک نیا درد پھر سے۔۔

یاور وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ راعنین نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی وہ جانتی تھی یاور طرسم کو اپنی بہن کی طرح چاہتا ہے۔۔۔

راعنین بہت درد ہوتا ہے. جس سے ہم بے انتہا پیار کرتے ہوں اور وہ اپنی آنکھیں نہ کھول رہا ہوں۔۔ دالہام ٹوٹ رہا ہے۔۔ ہمارا پکارنا اور ہمارے اپنوں کی آنکھیں نہ کھولنا ہماری آواز کو ختم کر دیتا ہے۔۔ یاور

کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی تھی وہ 17 سالہ لڑکی ہر ایک کی خوشیوں کی وجہ بنی تھی۔۔۔اس کا خاموش ہونا سب کو اداس کر کے سب کی آنکھوں میں نمی لے آیا۔۔۔

یاور کی نظر دروازے کے باہر دیوار کی طرف چہرا کیے لڑکے پڑ گئی جب غور کیا تو وہ ہادی تھا جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔ وہ ایک کونے میں کھڑا تھا۔۔یاور را عنین کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے باہر گیا ہادی کے کندھے پر اس نے جیسے ہی ہاتھ رکھا تو اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے اور لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

یہاں کونے پر آ کر رو گے تو تمہیں لگتا ہے کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔۔یاور نے اس کی سرخ آنکھوں کو اور بھیگی پلکوں دیکھا۔۔

مجھے میری بہن میرے پاس چاہیے، پہلے ہی سات سال اپنی بہن سے دور رہا تھا اب مزید۔۔۔ نہیں۔۔جملہ بولتے ہوئے آخر میں اس کے گلے میں آنسو کا گولا اٹکا اور آخری لفظ ادا کرتے، جملہ مکمل ہوتے ہی اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہے تھے۔۔

ہادی ہمت مت ہارو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ہادی اپنے نچلے ہونٹ کو سختی سے لبوں میں دبایا یہاں تک کہ اس کے منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا۔۔

کہنا آسان ہوتا ہے ہمت مت ہارو لیکن جو محبت کرتا ہے نا، وہ جانتا ہے اس کے دل کو کس قدر نوچا جا رہا ہے۔۔ہادی نے ہونٹ دانتوں سے آزاد کیا تو ہونٹ کے اوپر خون کا قطرہ تھا۔۔

یہ تم کس سے کہہ رہے ہو جس نے ایک ساتھ اپنے خاندان کے تین افراد کی لاش دیکھی تھی وہ چیختا رہا چلاتا رہا لیکن کوئی نہ اٹھا۔۔یاور یہ

انکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب اس نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی اپنی بہن کا کٹا ہوا سر۔۔

اگر اسے کچھ ہو گیا نا ہادی مر جائے گا اس کی بہن اس کے مسکرانے کی وجہ ہے۔۔ ہادی کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔

دوسری جانب صارم ہاسپٹل کے باہر جا کر بینچ پر بیٹھ گیا۔۔

اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جب اسے یعقوب نے کہا کہ دالہام طرسم کو لے کر ہاسپٹل گیا ہے اسے ڈر بھی لگا تھا لیکن وہ بے انتہا خوش بھی تھا کہ اس کی بیٹی کی زندگی میں نئی خوشیاں آنے والی ہے وہ خوشی تو آ گئی لیکن اس کی زندگی؟

صارم نے لمبا سانس لیا اور ہاتھوں کی مٹھیاں بنا لی۔۔

تمہارے بابا تمہاری آواز سننے کے لیے ترس گئے ہیں میری گڑیا۔۔ بابا کو کیوں تنگ کرتی ہو۔۔ صارم کی آنکھوں کے سامنے اس کا چہرہ آرہا تھا جب اس کی سانسیں کم ہوئی تھی اور چہرا زرد پر گیا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صارم باہر بیٹھا رہا ہمت نہیں تھی اندر جا کر اپنی بیٹی کی حالت دیکھ لیتا۔۔ دالہام طرسم کے پاس بیٹھا اس کے ہاتھ پکڑے اسے مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔۔

پلیز پری ایک دفعہ تو اپنی آنکھیں کھولو میں تمہاری ان نیلی آنکھوں کو دیکھنے کے لیے تمہارا ترس گیا ہوں جن میں ہمیشہ مجھے تنگ کرنے اور شرارتیں کرنے کی چمک ہوا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہارا دیو تمہارے بغیر کچھ بھی نہیں ہے دالہام کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر طرسم کے ہاتھ پر گرا تھا۔۔

تم ہی کہا کرتی تھی نا کہ جب ہمارے بچے ہوں گے تو وہ مجھے بہت تنگ کریں گے۔۔ ہاں وہ مجھے بہت تنگ کرتے ہیں مجھ سے نہیں دونوں سنبھالے جاتے تم کہتی تھی نا جب ہمارے بچے ہوں گے ہم دونوں کھیلا کریں گے ان کے ساتھ۔۔ تم ہمارے بیٹے سے پیار کیا کرو گی اور میں ہماری بیٹی سے۔۔ تو کیوں یوں خاموش ہو۔۔ دلہام نے اپنا سر پری کے ہاتھوں میں رکھتے بیٹھ گیا جب اس کے دماغ میں گزرا ہوا وقت یاد آیا۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے بیڈ پر بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں تھی جب دالہام کمرے میں داخل ہوا دیو تم آ گئے طرسم نے اپنی چمکتی آنکھوں سے دالہام کو دیکھ کر کہا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

ہاں میں آگیا ہوں ؟ کیوں میری پری مجھے یاد کر رہی تھی کیا دالہام نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پہلے تو اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ہاں جی! دیو میں پھر تمہیں یاد کر رہی تھی اور ساتھ میں کوئی اور بھی یاد کر رہا تھا۔۔ ویسے میں سوچ رہی ہوں جب ہمارے بچے پیدا ہوں گے تم انہیں اپنی گود میں اٹھاؤ گے کتنے پیارے لگو گے اور پھر جب ان کے ڈائپرز صاف کرو گے میں سکون سے پاس بیٹھی ہوں گی کتنا مزہ آئے گا نا۔۔ طرسم شرارتی لہجے میں بولی تو دالہام نے گھوری سے نوازا وہ تمام تیاری کر کے بیٹھی ہوئی تھی کہ میں نے اپنے شوہر سے کون سے کام کروانے ہیں۔۔۔

اچھا تو بچوں کو بھی میں سنبھالوں گا اور بچوں کا ڈیپر بھی میں چینج کروں گا تو پھر بچوں کی ماما کیا کرے گی دالہام نے بھی شرارت بھرا لہجے میں کہا تو طرسم اپنے چہرے پر انگلی رکھے سوچنے والے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔۔ بچوں کی ماما کیا کرے گی سوچنے والی بات ہے میں سوچ کر بتاتی ہوں۔۔ طرسم اپنی ٹھوڑی پر انگلی رکھ گئی۔۔

ہاں جی تو بچوں کی ماما اپنے بچوں کو اور اپنے بچوں کے بابا کو دیکھ کر ہنسے گی جب ان کے بابا ان کا ڈائپر چینج کیا کریں گے اور میں بھرپور نیند لیا کروں گی جواب ہمارے بچے مجھے لینے نہیں دیتے۔۔ کیونکہ ان کے بابا صاحب نے تو دیکھا نہیں میں رات کو کتنی دیر جاگتی ہوں کیونکہ وہ تو گھر ہی نہیں ہوتی۔۔ ویسے ٹھیک ہے نا دیو تم سارے کام کرو گے نا۔ وہ شرارت سے اس کے پاس ہوتے بولی۔۔ دالہام اس کا شرارتی انداز دیکھ رہا تھا۔۔ وہ سردار سے شکایت بھی کر گئی تھی۔۔

نہیں پڑتی اتنا نہیں سونا پھر بچے جب تنگ کریں گے تو رات کو میں انہیں سنبھال لیا کروں گا پھر صبح انہیں بابا کہاں سے لا کے دو گی میں تو آفس لوں گا یا پھر ڈیرے پر، ویسے پری مجھے لگتا ہے دونوں بچے تم پر جائیں گے شرارتی، ہائے کوئی ایک معصوم پر بھی چلا جائے۔۔ دالہام نے اپنے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا تو طرسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کر دالہام کو دیکھا۔۔۔۔۔

تم جیسے دو کیا ایک بھی معصوم بچہ پیدا ہو جائے نا دنیا کا معصوموں سے اعتبار ہی اٹھ جائے گا انہوں نے سوچنا اگر معصوم ایسے ہوتے ہیں تو چالاک لومڑی پھر کیسے ہوتی ہے او سوری تم تو مرد ہو تو تم لومڑ ہوئے۔۔ طرسم اسے تنگ کرنے سے باز کہاں آنے والی تھی اس کی ٹانگ کھینچنے لگی۔۔۔

یہ بھی صحیح ہے !ویسے تمہیں شرم نہیں آئی اپنے شوہر کو بلاک لومڑ کہتے ہوئے۔۔ طرسم فرمابردار بیوی کی طرح نفی میں سر ہلا گئی۔۔

بہت تنگ کرتی ہو تم مجھے اور مجھے بھی مجھے سنبھالنے ہیں۔۔ افف

دالہام نے محض اسے تنگ کرنے کی خاطر بول رہا تھا۔۔۔

اچھا اگر اتنا ہی تنگ ہو؟ اچھا اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اگر میں مر گئی تو۔۔۔۔

پری۔۔۔۔۔۔۔۔ طرسم کے ایسا کہنے سے دالہام غصے سے دہاڑا تھا تو پری نے سہم کر دالہام کی جانب دیکھا۔۔۔

تم نے ایسا سوچا بھی کیسے کہ تمہیں کچھ ہو جائے گا۔ تمہیں ایک مرتبہ بھی میرا خیال نہیں آیا ہمارے بچوں کا خیال نہیں آیا کہ تمہارے بغیر ہمارا کیا ہو گا۔۔ تم تو میری خوشی ہو میری زندگی ہو۔۔ اپنے کانپتے ہاتھ اپنی

پری کے چہرے پر رکھتے ہوئے اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھتے کہا۔۔

دیو میں نے تو بس مزاق کیا ہے مجھے نہیں اندازا تھا تمہیں اس قدر برا لگ جائے گا میں کبھی نہ بولتی۔۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔۔ طرسم نے دالہام کے چہرے پر ہاتھ رکھے۔۔ دالہام نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

تو میرا سکون ہو تمہارے بغیر میں زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔

میرے لیے سب سے پہلے تم اہم ہو۔۔۔ تم بہت بڑی خوشی دینے جا رہی ہو اگر وہ مجھے خوشی چاہیے تو خوشی سے پہلے مجھے تم چاہیے۔۔ دالہام نے اسے اپنے سینے سے لگایا اگر اس کے لیے بچے ضروری تھے تو بچوں سے پہلے اسے اپنی بیوی چاہیے تھی۔۔۔۔

اچھا بچے پیدا ہوتے ہی ڈیپر چینج کرنا سیکھ لینا ہے وہ پھر سے شرارتی انداز میں بولی تو دالہام ہنسنے لگا۔۔۔

ہماری چھوٹی سی فیملی مکمل ہوگیا اور ہم خوبصورت لمحات ایک
دوسرے کے ساتھ گزاریں گے۔۔۔
اپنی پرانی باتیں یاد کرتے ہوئے دالہام کی آنکھوں سے مزید آنسو بہتے
ہوئے بیڈ پر گرنے لگے تھے اس نے اپنا سر اٹھا کر طرسم کو دیکھا۔۔۔
پری میں نے بچوں کے ڈائپر چینج کرنا بھی سیکھ لیے ہیں میں نے بچوں کو
اپنی گود میں بھی لے لیا ہے لیکن تمہارے ساتھ وہ ٹائم نہیں گزار پا رہا
ہوں تمہیں اپنے دیو پر ترس کیوں نہیں آرہا ہے دالہام نے جھکتے ہوئے
طرسم کے پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔
جلدی سے اٹھ جاؤ پھر ہم نے گھر واپس جانا ہے۔۔ دالہام نے اس کے
رخسار پر ہاتھ پھیرا، دیوانہ اواز سے پہلے تو دیکھنے لگا۔۔
دن گزرتے جا رہے تھے اور ابھی تک طرسم کو ہوش نہیں آیا تھا ڈاکٹرز
نے ان کی پوری رپورٹس کی تھی لیکن ڈاکٹر کو بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ

اسے ہوش کیوں نہیں آرہا ہے۔۔ دالہام اس کے پاس بیٹھا رہتا اس سے باتیں کرتا رہتا۔۔۔ بچوں کو گھر لے جایا گیا تھا وہ حویلی واپس نہیں جاتا تھا پورا دن ہاسپٹل رہنا بار بار اپنی پری کو دیکھے جانا۔۔

ہاسپٹل میں صارم، دالہام، یعقوب اوریاور تھا یاور طرسم کی وجہ سے ہاسپٹل تھا دوسری وجہ اس کی بیوی تھی کیونکہ ابھی تک ڈاکٹر نے ڈسچارج پیپر پر سائن نہیں کیے تھے۔۔۔ تین دن ہو گئے تھے انہیں ہاسپٹل میں۔۔۔ ہادی کو انہوں نے کل حویلی بھیجا تھا وہ حویلی جانے کے لیے تیار ہی نہ تھا انہوں نے اسے جھوٹ کہہ دیا کہ راہا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری ضرورت ہے۔۔ وہ کسی کی بات نہیں مان رہی وہ کہہ رہی ہے کہ مجھے ہادی میرے پاس چاہیے دوسری جانب صارم نے علینا سے کہہ دیا کہ راہا کو سمجھا دو کہ وہ ہادی کو ہاسپیٹل نہ آنے دے کیونکہ دو دن سے وہ مسلسل رو رہا تھا۔۔

دالہام سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اسے ہوش آجائے گی۔۔ صارم اسے حوصلہ تو دے رہا تھا لیکن وہ خود اندر سے ٹوٹ رہا تھا۔۔ اس نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا بکھرے بال، سرخ آنکھیں، آنکھوں کے نیچے حلقے، اسے اپنی کوئی ہوش نہیں تھی اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ وہی کلام کا سردار ہے جسے اپنے کپڑوں پر ایک سلوٹ تک برداشت نہ تھی۔۔ وہ اپنی پری کے لیے مجنوں بنا پھر رہا تھا۔۔۔۔

تم کہہ رہے ہو اسے ہوش آجائے گی لیکن کب ائے گی تین دن گزر چکے ہیں۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر میری طرف نہیں دیکھا، میں نے اس کی آواز نہیں سنی، میں ترس گیا ہوں اس کی آواز سننے کے لیے۔۔ تم تو باپ ہو نا اس کے تم بولو نا کہ اسے اٹھ جائے تمہاری بات تو وہ کبھی نہیں ٹالتی نا۔۔۔۔۔ دالہام نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھے وہ ہمت

ہار رہا تھا۔۔ وہ ٹوٹتا نہیں تھا لیکن جب بات اس کی پری کی ہوتی تھی اسے ذرا سی چوٹ لگتی تو اس کی سانسیں سینے میں اٹکتی تھی۔۔۔

دالہام! سنبھالو خود کو، اگر وہ میری بات نہیں ٹالتی تو وہ تمہاری بھی کوئی بات نہیں ٹالتی۔۔۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ میری بات مانے گی جب ہ وہ تمہارے لیے مجھ سے بھی لڑجاتی ہے۔۔۔ صارم آنکھیں بند کر کے کھول کر اسے دیکھا۔۔

میں مسجد میں جا رہا ہوں۔۔ دالہام وہاں سے جانے لگا جب صارم نے اس کا بازو پکڑا۔۔

کچھ کھا لو تم نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا زبردستی تمہیں دن میں ایک مرتبہ کھانا کھلایا ہم نے۔۔

میری ٹھیک ہو جائے گی نا پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں گا اس نے بھی تو اتنے دن سے کچھ نہیں کھایا۔۔ تو میں کیسے کھا سکتا ہوں۔۔

بس اسے جلدی سے ہوش آجائے اور پھر میں اسے لے کر حویلی چلا
جاؤں گا اپنے بچوں کے پاس۔۔۔ دالہام نے گہرا سانس بھرتے ہوئے
کہا اور مسجد کی جانب چل پڑا صارم نے اس کی پشت کو دور تک دیکھا اور
ایمرجنسی روم کے دروازے کی طرف دیکھا دروازے کے ہینڈل کو
پکڑتے لمبا سانس لے کر دروازہ کھول کر صارم نے جیسے ہی قدم رکھا نظر
اپنی بیٹی پر گئی۔۔ جو ابھی بھی بے ہوش پڑی ان کے صبر کا امتحان لے
رہی تھی۔۔۔۔۔۔

تم تو کبھی اتنی دیر چپ نہیں بیٹھی پھر آج اتنے دن تم نے کیسا چپ رہ لیا
صارم طرسم کے پاس جاتے ہوئے اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ ہاتھ
پھیرتے ہوئے پیار سے کہنے لگا کہ اس کے آگے جواب نہ دینے پر
صارم کی آنکھوں پر بھی انسو آئے تھے۔۔۔۔

تم کہا کرتی تھی نا بابا جب تک میں بولوں نہیں نا مجھے کھانا ہضم نہیں ہوتا مجھے سکون بھی نہیں آتا دیکھو اب تمہارے نہ بولنے سے ہمیں سکون نہیں آرہا ہے میری جان۔ بابا کی بات مان جاؤ نا اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔

دوسری جانب دالہام نماز پڑھتے ہوئے ختم کرتے اس نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔۔۔

اللہ میں جانتا ہوں میں بہت گنہگار ہوں میں ہر روز تیری کی بارگاہ الہی میں اپنی پری کی زندگی مانگنے اتا ہوں میرے تو اپنے بندوں سے کہتا ہے نا، میرے بندے میرے سے مانگ، میں کبھی تجھے نہ امید نہیں کروگا۔۔ مجھے نا امید مت کرنا میں تجھ پر یقین کیے بیٹھا ہوں۔۔۔ میرے خدا تو سن رہا ہے نا اپنے بندکی فریاد۔۔۔ دالہام خانزادہ کی آنکھوں سے انسو بہتے اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔۔۔ وہ اپنے اللہ سے اپنی پری کے لیے دعا مانگ رہا تھا مانگ تو وہ کتنے دنوں سے رہا تھا۔۔

جب ہم دعا مانگتے ہیں تو شدت سے مانگنی چاہیے بعض اوقات خدا کو ہمارا شدت اور نیک نیت سے دعا مانگنا بے انتہا پسند آتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ ہر روز مجھ سے دعا مانگے۔۔ اور صبر کرے پھر ایک دن وہ اپنے بندے کو بہتر کی جگہ بہترین دیتا ہے۔۔ کبھی خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہیے مایوسی کفر ہے۔۔

میرے خدا تو جانتا ہے نا کہ میں اپنی پری کے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں مجھے دے دو نا میری پری کو واپس، میرے خدا میری زندگی اسے دے دے، میری پری کو ہوش میں لے آؤ۔۔ کہتے ہوئے دا الہام سجدے میں چلا گیا اور اس کے کئی آنسو سجدے میں گرے تھے جب بندے کے اپنے اللہ کے سامنے سجدے میں آنسو گرتے ہیں نا پھر تو اللہ کی رحمت اس انسان پر برس پڑتی ہے اللہ تو اپنے بندے سے بے پناہ محبت کرتا

ہے اور یہ کیسے نا ممکن ہے کہ اللہ اپنے بندے کو اپنی بارگاہ الہی میں سے خالی ہاتھ بھیجے۔۔۔۔

دوسری جانب صارم اپنی بیٹی سے باتیں کرتا جا رہا تھا جب طرسم کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی مشین کی آوازیں سن کر سارم نے ڈرتے ہوئے مشین کی جانب دیکھا جہاں اس کے دل کے دھڑکن نارمل سپیڈ سے حد سے زیادہ تیز ہو گئی وہ گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

طرسم! سارم ایک دم سے پریشان ہوا اس کے ہاتھ مسلنے لگا جبکہ اس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔۔ جلدی سے وہ باہر کی جانب بھاگا اور ڈاکٹر کو بلا لایا ڈاکٹر نے صارم کو باہر جانے کا کہا وہ باہر چلا گیا اور دروازے پر لگے شیشے سے اندر کا منظر دیکھنے لگا ابھی بھی طرسم کا جسم جھٹکے کھا رہا تھا اور مشین حد سے زیادہ تیز چل رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے میری بیٹی کو کچھ مت کیجئے گا۔۔ صارم نے آنکھیں بند کرتے شدت سے دل کی گہرائیوں سے دعا کی تھی۔۔۔ ڈاکٹر نے مکمل چیک اپ کیا طرسم اس کا جسم جھٹکے کھانا بند ہو گیا تھا اور دھڑکن نارمل ہو گئی تھی۔۔ صارم ادھر سے ادھر چکر لگاتے ہوئے مسلسل اپنے اللہ سے دعا مانگ رہا تھا جب ڈاکٹر باہر آئی تو صارم جلدی سے ان کی جانب گیا۔۔

ڈاکٹر میری بیٹی کیسی ہے؟

مبارک ہو مسٹر صارم آپ کی بیٹی کو ہوش آگیا ہے ہم نا امید ہو چکے تھے مکمل طور پر رپورٹس بھی کلیر آرہی تھی کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن انہیں ہوش نہیں آرہا تھا اگر انہیں چند گھنٹے اور ہوش نہ آتا تو یہی چیز ایکسیپٹ ہونی تھی کہ وہ کوما میں جا چکی ہے۔۔ اللہ کی رحمت وہی ہے کہ اپنی بیٹی بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ابھی آپ ان سے مل نہیں سکتے ہم ایک

مرتبہ دوبارہ ٹیسٹ کروائیں گے اگر وہ بالکل کلیئر آئے تو آپ ڈسچارج پیپر بنوا کر انہیں گھر لے کر جا سکتے ہیں۔۔ ڈاکٹر کی بات سنتے صارم نے اپنی انکھیں سے نکلتے آنسو صارم کیے اور دل ہی دل میں اپنے اللہ کا لاکھ شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔

تھینک یو تھینک یو سو مچ ڈاکٹر۔۔

شکر تو اب اللہ کا کریں اللہ نے اپ کی بیٹی کو دوبارہ سے آپ کو نوازا ہے ڈاکٹر حبیبہ صارم سے کہتی اپنے کیبن میں چلی گئی۔۔ اس نے جلدی سے موبائل نکالا اور دالہام کو کال کرنے لگا۔۔۔

دالہام جو اپنے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنی پری کو مانگ رہا تھا موبائل پر کال آتے ہی اس نے اٹھ کر جلدی سے موبائل نکالا تو دیکھا صارم کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

صارم طرسم ٹھیک تو ہے نا، جلدی سے بتاؤ صارم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی دالہام بے چینی سے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

مبارک ہو دالہام تمہاری اللہ کے سامنے کی گئی دعائیں قبول ہو گئی ہیں ہماری پری کو ہوش آگیا ہے یہ سنتے ہی دالہام کے ہاتھ کانپنے لگے تھے اس نے بھی آنکھیں بند کی اللہ کا شکر ادا۔۔۔

میں آرہا ہوں جلدی سے موبائل بند کر کے جیب میں رکھا اور پھر سے سجدہ ریز ہوا تھا۔۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے میں جتنا شکر ادا کروں کم ہے بے شک تو مہربان نہایت رحم کرنے والے میرے اللہ۔۔۔ دوبارہ سے سجدے میں جاتے ہوئے اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جلدی سے نکلتا ہوا ہاسپٹل کے اندر بھاگتے ہوئے ایمرجنسی روم کی جانب بھاگا تھا اس سے پہلے اندر کی جانب جاتا صارم اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔۔

کیا؟ اس نے ان کے ہاتھ کی طرف دیکھا نظر سوالیہ تھی اس نے کیوں روکا تھا۔۔

ڈاکٹر نے کہا ہے اپنے مکمل طور پر ہوش نہیں آئی، ابھی ہم اسے نہیں مل سکتے جیسے ہی اس کے تمام ٹیسٹ کی رپورٹ آجائے گی اگر تمام کلیئر آئی تو ہم اسے حویلی لے کر جا سکتے ہیں۔۔۔

کیا مطلب تم نے مجھے کال پر کہا تھا اسے ہوش آگیا ہے۔۔ دالہام نے دروازے پر لگے شیشے سے اندر دیکھا اس کے چہرے سے اکسیجن ماسک ہٹا دیا گیا تھا۔۔

دالہام تم پریشان مت ہو وہ ٹھیک ہے اب کچھ دیر میں اسے مکمل ہوش آجائے گی یعقوب بھی صارم کے پاس آکر کھڑا ہوا تو وہ بھی بے حد خوش ہوا اس کے الفاظ سن کر۔۔

مبارک ہو سردار! انہیں کو ہوش اگیا ہے یعقوب دالہام کو گلے لگا یاور وہاں پہنچا جب اس نے دروازے پر لگے شیشے سے اندر جھانکا طرسم کے چہرے پر اکسیجن ماسک نہ دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی طبیعت بہتر ہے۔۔ وہ سب اس کے مکمل طور پر ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے سردار بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

"""""

یاور روم میں گیا تو اس نے دیکھا کہ نین سوئی ہوئی ہے اس کے پاس جاتے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا وہ شاید گہری نیند سوئی ہوئی تھی پھر اپنی بیٹی کی جانب دیکھا جو رونے کا شغل فرما رہی تھی اسے روتا ہوا دیکھ یاور جلدی سے اس کے پاس گیا اور اسے کریب سے اٹھایا۔۔۔۔۔

کیوں رو رہی ہو تمہاری مما اٹھ جائے گی تمہارے رونے کی وجہ سے یاور نے اسے اپنی گود میں اٹھا کر اسے ہلاتے ہوئے کہا لیکن اس کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا اس کے رونے کی وجہ سے راعنین ذرا سا کسمائی تھی

- - - - -

تمہاری وجہ سے نا تمہاری ماں اٹھ جائے گی میری گڑیا۔۔ چلو ہم باہر چلتے ہیں تھوڑا سا گھوری ڈال کر اس نے اپنی بیٹی کو دیکھا تو اس کی بیٹی بھی آنکھیں پٹپٹاتے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی یاور اپنی بیٹی کو باہر لے کر چلا گیا اور اسے لے کر گھومنے لگا۔۔۔

بالکل اپنی ماں پہ گئی ہے بڑی بڑی انکھوں والی ایسے انکھیں بڑی بڑی نکال مجھے دیکھ رہی ہو یاور نے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دے کر اس کے رخسار پر ہلکی سی چٹکی کاٹی تو وہ پھر سے رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔۔۔

ارے ارے رونا نہیں رونا نہیں پہلے تمہیں بڑی مشکل چپ کروایا ہے یاور نے رونے والا چہرہ بنا کر اپنی بیٹی کو دیکھا تو وہ بلائی لب باہر نکالتے رونے والا منہ بنا کر اپنے بابا کا دیکھنے لگی۔۔

تھوڑی دیر بعد جب نین نیند سے اٹھی تو اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے اس نے اپنے پاس پڑے کریب کو دیکھا اس کی بیٹی نہیں تھی کریب کو خالی دیکھ کر اس کا دل بیٹھا تھا۔۔۔

یاور یاور وہ زور زور سے یاور کو پکارنے لگی آنکھوں سے آنسو ابل ابل بہنے لگے تھے اپنی بیٹی کو اپنے پاس نہ دیکھ کر جبکہ یاور اندر سے اتی راعنین کی آواز سنتے جلدی سے روم میں گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے نین تم ٹھیک تو ہو نا کیا ہوا ہے یاور اس کے پاس جاتا پریشانی سے بولا تو یاور کی گود میں اپنی بیٹی کو دیکھ کر راعنین نے سکون کا سانس لیا۔۔

یاور کیا کرتے ہیں آپ میں اپنی بیٹی کو یہاں پہ نہ پا کر اتنا پریشان ہوں گی
ذہن میں عجیب وسوسے ارہے تھے کہ پتہ نہیں کون ہماری بیٹی کو لے گیا
ہے اور ایک اپ ہیں آپ اسے لے کر گھوم رہے ہیں۔۔ را عنین
اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے کہہ رہی تھی وہ حد سے زیادہ ڈر گئی تھی۔
یاور کو اس کی بے چینی دے کر ہنسی بھی آئی اور خوش بھی ہوا کہ وہ اپنی
بیٹی کو لے کر اتنا ٹچی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔

نین کیا ہو گیا ہے تم سوئی ہوئی تھی یہ رو رہی تھی تو میں نے سوچا اس کے
رونے کی وجہ سے تم ڈسٹرب ہو گی اور تم اٹھ جاؤ گی ویسے ہی تم نے
بہت نیندیں حرام کی ہیں اس کی وجہ سے اس لیے میں اسے اٹھا کر باہر
لے گیا تھا اور تم پریشان مت ہوا کرو شہزادی ہے یہ میری، میرے
ہوتے ہوئے کوئی میری شہزادی کو ہاتھ لگا کر دکھائے اس کا ہاتھ کاٹ
کے کتوں کو کھلا دونگا۔۔ اتنی ہمت مجھ میں ہیں کہ تمہاری اور اپنے

شہزادی کی حفاظت کر سکتا ہوں۔۔اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی بیٹی کو راعنین کی گود میں دیا تو یاور کی باتیں سن کر راعنین کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔

اوران کی بیٹی بھی اپنی بڑی بڑی کالی انکھیں کھول کے اپنی ماں کو دیکھتی ہے تو کبھی اپنے باپ کو دیکھتی۔۔۔

بالکل تمہاری طرح ہے بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، گھور کر دیکھتی ہیں کہ میں ڈر ہی جاتا ہوں ویسے تم جب مجھے دیکھتی ہو تو میں ڈر جاتا ہوں یاور نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا تو راعنین نے اپنی آنکھیں چھوٹی جاتے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

نہیں ایسے آنکھ کے چھوٹی کر کے نہیں دیکھ سکتی جب تم بڑی بڑی کر کے دیکھتی ہو تب میں ڈرتا ہوں۔۔یاور نے پھر سے مذاق کیا تو راعنجن نے ہلکا سا کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

اوراپ بہت تنگ کرتے ہیں مجھے اور میں شکر کرتے ہیں میری بیٹی مجھ پر گئی ہے اس کی آنکھیں میری جیسی ہے مجھے دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کیونکہ یہ میری جیسی ہے کیوٹ سی۔۔ وہ اپنی بیٹی کی ناک کے ساتھ ناک سہلاتی بولی۔۔

ہاں تو میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی تم پر جائے پیاری سی، کیوٹ سی، اور میں اسے بے انتہا تیار کروگا تم دونوں ماں بیٹی اتنی پیاری ہو کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے دونوں کو کھا جاؤ۔۔

اللہ اللہ یاور بس کریں کیا ہو گیا ہے میرے بیٹی کو کیوں کھانا ہے راعنین نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگایا تو یاور کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔ وہ پر سکون تھا کیونکہ اس کی بہن کی طبیعت ٹھیک تھی۔۔

اچھا میں تمہیں ایک اور بات بتانی ہے طرسم کو ہوش آگیا ہے جب میں اپنی بیٹی کو باہر لے کر گھوم رہا تھا اسے سے پہلے میں باہر تھا میں نے

دیکھا کہ اس کے چہرے سے آکسیجن ماسک ہٹا دیا گیا ہے اور پھر صارم مجھے بتایا کہ طرسم کو ہوش آگیا ہے لیکن ابھی وہ انڈوابزرویشن ہے تھوڑی دیر تک اس کے باقی کی تمام رپورٹس کلیئر آجائیں تو ہم اس حویلی لے کے جاسکتے ہیں۔۔ جلدی سے وہ ٹھیک ہوجائے۔۔ راعنین نے گہرا سانس بھرا جیسے دل میں وہ شکر ادا کر رہی تھی کہ سب ٹھیک ہے اب۔۔ یاور نے پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو راعنین مجھے اپنی زندگی بہترین محسوس ہونے لگی ہیں اپنی بے رنگ زندگی میں رنگ بھرتے ہوئے محسوس ہونے لگے ہے میں اپنے اللہ سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے پاس رہو کبھی مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ ہماری اب اس چھوٹی سی گڑیا نے ہماری فیملی کو مکمل کر لیا ہے یاور جھک کر اپنی بیٹی کی پیشانی پر بھی پیار دیا تو اس کی بیٹی کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

دیکھا بالکل تمہاری طرح ہے جب میں تمہاری پیشانی پر بوسہ دیتا ہوں تو تمہارے لبوں پر مسکراہٹ آتی ہے اور میری بیٹی بھی مسکرا رہی ہے

۔۔

ہاں تو کیا ہے اپنے باپ کا پیار محسوس کرتی ہے نا را عنین نے کہا تو یاور نے ان دونوں کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

یاور اور را عنین نے ابھی تک اپنی بیٹی کا نام نہیں رکھا تھا طرسم کے ہوش میں نہ آنے کی وجہ سے۔۔

"""""""

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات تک طرسم کی ساری رپورٹس ابکی چکی تھی اور وہ کلیئر تھی ڈاکٹرز نے کہا تھا اب اپ انہیں حویلی لے کے جا سکتے ہیں۔۔ یاور اور دالہام ڈسچارج پیپر بنوانے گئے تھے کہ تاکہ وہ طرسم اور را عنین کو حویلی کر لے کر جا سکیں یاور اور دالہام نے جیسے ہی ڈسچارج پیپر بنوائے دالہام

ایمرجنسی روم میں چلاگیا۔۔یاوررا عنین کے پاس گیا۔۔صارم اور یعقوب ایمرجنسی روم کے باہر کھڑے تھے۔۔

وہ جیسے ہی اندر گیا اس کی نظر اپنی پری پر پڑی جس کے چہرے پر ماسک نہیں تھا ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی جو ختم ہونے والی تھی۔۔وہ ختم ہونے کے بعد وہ اسے حویلی واپس کر جا سکتے تھے۔۔۔اس کی خوشبو محسوس کر کے طرسم نے اپنی چہرے کا رخ اس کی جانب کیا۔۔

اپنے دیو کو دیکھ کر طرسم کے دل کو بھی سکون ہوا تھا دالہام کو اس کی نیلی آنکھیں کھلی دیکھ کر اپنے دل میں سکون سرایت کرتا محسوس ہوا وہ اس کے پاس جا کر کھڑے ہوتے دیوانہ وار اسے دیکھنے لگا۔۔

بہت تنگ کیا ہے تم نے پری مجھے، تمہیں اس کے لیے معاف نہیں کروں گا میں۔۔دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کے اس طرح شکایت کرنے پر طرسم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔۔

میں نے کوئی ہنسنے والی بات نہیں سنائی تمہیں دالہام نے اسے گھورا طرسم کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے وہ اپنے دیو کی آنکھوں میں درد دیکھ سکتی تھی۔۔

بہت مس کیا میں نے تمہاری آواز کو، تمہاری آنکھوں کو، تمہارے آئی لو یو کو بہت مس کیا ہے ایک دفعہ بول دو نا میں اپنی پری کے لبوں سے سننا چاہتا ہوں۔۔ دالہام کی آواز کو بھاری محسوس کرتے طرسم کا دل پھر سے اداس ہوا تھا اسے دیکھتے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر رویا ہے۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا کہ آنکھوں میں آنسو مت لاؤ۔۔

بولو نا مجھے سننا ہے۔ دالہام نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔

آئی لو یو! دیو طرسم نے مسکراتے اسے دیکھا جب کہ آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔

اوکے۔۔۔۔۔ دالہام نے دوبارہ سے اسے تنگ کرنے کے لیے

اوکے بولا تو طرسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کر اس کی جانب دیکھا

اور منہ بنا گئی وہ اس سے

پیار پھرے جواب کی امید کر رہی تھی اور اس نے کیا بولا ہمیشہ کی طرح

محض اوکے۔۔ وہ اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا۔۔۔

ایسا کیا دیکھ رہی ہوں جتنا تنگ تم نے مجھے کیا ہے نا ایک دفعہ حویلی چلو

ہمارے بچے بھی اور میں بھی تمہیں بھرپور تنگ کریں گے دیکھنا۔۔

جب کہ بچوں کا سنتے طرسم نے اپنے بچوں کے بارے میں پوچھا۔۔۔

دیو ہمارے بچے کدھر ہیں۔۔۔

پریشان مت ہو پری بچے حویلی پر ہیں مورے انہیں اپنے ساتھ لے کے گئی

تھیں۔۔

ہمارے بچے ہم مس کر رہے ہیں۔۔۔

میں بھی بہت مس کر رہی ہوں۔۔۔ دالہام اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا اس کے دونوں رخسار پر مہر ثبت کی۔۔

دیو تم نے اپنی کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنا بالکل خیال نہیں رکھا نا۔۔ اس کے بکھرے بال، کپڑے اور لال انکھیں، داڑھی بڑی ہوئی دیکھ کر طرسم نے ناراضگی میں کہا۔۔۔۔۔

اس دیو کا خیال تو اس کی پری رکھتی ہے نا جب وہی اس کے پاس نہیں تھی تو وہ اپنا خیال کیسے رکھ پاتا ہے۔۔ طرسم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا۔۔

کتنی دفعہ کہا ہے کہ اپنا خیال رکھا کرو۔۔ طرسم کو تکلیف ہوئی تھی جس کا اس نے غصے سے اظہار کیا۔۔۔

تم ٹھیک ہو گئی ہو نا تم میرا خیال رکھنا اور میں اپنے بچوں کا رکھوگا۔۔

دالہام نے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔ طرسم نے آنکھیں بند کرتے

اس کے لمس کو محسوس کیا۔۔۔ دالہام نے ڈرپ کی جانب دیکھا جو ختم ہو چکی تھی۔۔۔

میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں تمہاری ڈرپ اتار دیں دالہام ڈاکٹر حبیبہ کو بلا کر لایا تو اس نے طرسم کی ڈرپ ہٹا دی اس کو ہاسپٹل سے جانے کی اجازت مل چکی تھی۔۔۔۔۔

دالہام نے اس کا حجاب کیا اور ڈھیلا سا نقاب کر دیا۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھی، نیچے اترنے لگی اس سے پہلے ہی دالہام نے اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔۔۔

دیو کیا کر رہے ہو نیچے اتارو سب دیکھ لیں گے۔۔۔۔

تو دیکھ لینے دو مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔ دالہام بازو میں اٹھا کر باہر لے کر گیا۔۔ صارم نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر خوش ہوا لیکن دالہام کے بازوؤں

میں دیکھ کر اس نے نظریں نیچے کرلی تھی یہی کچھ یعقوب نے بھی کیا۔۔۔

یاور را عنین کو سہارا دیے اور ایک ہاتھ میں اپنی بیٹی کو اٹھائے لے کر آیا۔۔ وہ دونوں اپنی اپنی بیوی کو لے کر باہر طرسم نے شرم کے مارے آنکھیں بند کرلی۔۔ وہ سب گھر کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دالہام اسے لے کر گھر پہنچا یعقوب نے کال کر کے سب کو حویلی میں بتا دیا تھا کہ طرسم اور را عنین کو لے کر وہ سب واپس آرہے ہیں۔۔ جیسے ہی کار حویلی کے پورچ میں رکی ہوئی، تمام افراد باہر گارڈن کی طرف

آ گئے سردار نے باہر نکلتے اسے ہاتھ پکڑایا اور اسے بازو کے حصار میں لیے آگے کی جانب بڑھایا ورنے بھی یہی کیا ایک ہاتھ میں اس کا بچہ تھا اور دوسرے بازو کے حصار میں اس کی بیوی۔۔

ویلکم سونیا سب سے پہلے آگے بڑھی اور اپنی بھابھی کے گلے لگی۔۔

ٹھیک ہو؟ سونیا نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

علینا نے اپنی بیٹی کو سختی سے اپنے سینے سے لگایا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اس نے سب کو حد سے زیادہ ڈرا دیا تھا صارم آگے بڑھا اور ان دونوں کو بازو کے حصار میں لیتے چپ کروایا جو رونے کا شگر فرما رہے تھے۔۔

سب ٹھیک ہے اب رونا بند کردو دونوں۔۔ صارم نے دونوں کو اپنے ساتھ گایا تو دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہیں اسے اپنی بیوی سے دور ہونے کا کہا۔۔

سردار صاحب تمہاری بیوی بننے سے پہلے میں میری بیٹی ہے۔۔ بالکل میری بیوی بننے سے پہلے وہ تمہاری بیٹی تھی لیکن اب میری بیوی ہے پہلے تمہارا حق تھا اب میرا حق ہے۔۔ دالہام نے طرسم تو اپنے پاس کیا وہ ہنسنے لگی ان دونوں کو دیکھ کر حویلی کے تمام افراد اس سے ملے اور انہیں گھر کے اندر لے گئے ہادی اپنے کمرے میں ہی تھا وہ بمشکل سویا تھا تین دن سے وہ راتوں کو جاگتا رہتا اور انتظار کرتا کہ کب کال آئے گی کہ اس کی بہن ٹھیک ہے۔۔ شیر طیان ابھی سویا ہوا تھا نمیرہ نے بہت مشکل سے سلایا تھا نہیں تو وہ بس سردار کی بیٹی کو پکڑے بیٹھا رہتا تھا۔۔

میرے بچے کہاں ہے !وہ ابھی صوفے پر بیٹھی تھی جب اس نے اپنے بچوں کے متعلق پوچھا۔۔

وہ دونوں سوئے ہیں میرے کمرے میں سونیا خوش ہوتے بتا رہی تھی اس نے ضد کر کے ان دونوں کو اپنے کمرے میں رکھا تھا۔۔

آپی انہیں لے آئے میرے پاس اس کی آنکھوں میں تڑپ تھی اپنے بچوں کو دیکھنے کی۔۔ یاور راعنین کے ساتھ بیٹھا تھا بچی ابھی بھی اس کی گود میں تھی۔۔

سونیا ہاں میں سر ہلاتی ہوں اوپر گئی اور دونوں کو لے کر نیچے آئی۔۔

یہ لے آپ کے دونوں بچے سونیا نے ایک کو اپنے بھائی کی گود میں رکھا اور دوسرے کو اپنی بھابھی کی گود میں۔۔۔

طرسم اپنی بیٹی کی پیشانی اور رخسار چومنے لگی۔۔

دالہام نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا تھا تین دن ہو گئے تھے اس نے اپنے بچوں کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔ محض پیدائش کے بعد دو مرتبہ اس نے اپنے بچوں کو دیکھا تھا۔۔۔

طرسم طبیعت ٹھیک ہے نا بیٹا؟ سفیان خان نے فکرمند لہجے میں اس سے پوچھا۔۔

دادو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ طرسم مسکرا کر بولی جب کہ سب نے پرسکون سانس لیا ہادی اپنے کمرے سے باہر آیا اس نے پکا ارادہ کیا تھا وہ ہاسپٹل جائے گا اپنی بہن سے ملنے کیونکہ کوئی اسے ہاسپٹل جانے نہیں دے رہا تھا۔۔ وہ جیسے ہی سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا سامنے اپنی بہن کو بچے اٹھائے دیکھ وہ تیز قدم بڑھاتے تقریباً بھاگتے ہوئے اس کے پاس پہنچا۔۔ اسے دیکھتے ہی اس نے آنکھیں بند کی تھی۔۔ طرسم نے ایک ہاتھ میں اپنی بیٹی کو پکڑا ہوا تھا کھڑے ہوتے اپنے بھائی کے سینے پر سر

رکھا اس کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ تین دن وہ کس اذیت سے گزرا ہے۔۔

لالا! ہادی نے اس کے گرد سخت حصار بنا لیا۔۔

تم بہت مار کھاؤ گی مجھ سے، تمہیں ہم اچھے نہیں لگتے سکون سے بیٹھے ہوئے۔۔ سب کی جان تم نے سولی پر لٹکائی ہوئی تھی۔۔ ہادی نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔

سوری لالا !

تم نا بہت بری ہو جب سے تمہاری اس کھڑوس سے شادی ہوئی ہے نا تم بہت سخت جان ہو گئی ہو۔۔ طرسم اپنے لالا کے سینے پر سر رکھتی مسکرا رہی تھی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ ان دونوں بہن بھائی کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی۔۔

شیر طیان ابھی آنکھیں مسلتا ہوا کمرے سے باہر نکلا لاؤنج میں کھڑے ہو کر اپنی آنکھیں مسلنے لگا۔۔۔۔

طرسم کے بازو میں موجود چھوٹی سی جان رونے لگی تھی جب شیر طیان نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اور اس کی طرف بھاگا۔۔

میری گڑیا مجھے دو۔۔ طرسم جوہادی سے پیچھے ہوتے اپنی بیٹی کو ٹھیک سے پکڑتے اسے چپ کروانے لگی تھی اس چھوٹے شیطان کو اپنے پاس دیکھ کر اسے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا۔۔

میں چپ کروالیتی ہوں طرسم اسے اپنے سینے سے لگا کر ہلا رہی تھی۔۔

بڑی مورے میری گڑیا ہے میں چپ کرواتا ہوں اسے روتے دیکھ شیر طیان کا رونے والا منہ بن گیا تھا۔۔

طرسم کوشش کر رہی تھی لیکن وہ چپ نہیں ہو رہی تھی۔۔ علینا اٹھی اور اس چھوٹی سی گڑیا کا فیڈر بنا کر لائی۔۔

مورے یہ چپ نہیں ہو رہی ہے چند لمحے وہ روئی اور وہ پریشان ہو گئی جب سردار کھڑا ہوا۔۔ تو علینا ان دونوں کے پاس آئی۔۔

اسے بھوک لگی ہے ادھر لاؤ۔۔ علینا بول رہی تھی جب شیر طیان نے اس کے ہاتھ سے فیڈر پکڑ لیا۔۔

میری گڑیا ہے میں اسے دودھ پلاؤں گا۔۔ آئیدن نے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے فیڈر پکڑا اور طرسم کو پکڑایا وہ صوفے پر بیٹھی اور اپنی بیٹی کو دودھ پلانے لگی جبکہ طیان آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے ہیں ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہم نے نام تو ڈیسائڈ کیے ہی نہیں؟ ہادی اپنی بہن کے پاس بیٹھا۔۔

عائسل گڑیا! سب سے پہلے بہت چھوٹا شیطان بولا تھا۔۔

میں اپنی مرضی کا اپنی گڑیا کا نام رکھوں گا دالہام نے اپنی بیٹی کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔

بابا جانی آپ نے کہا تھا یہ میری گڑیا ہے تو میں اپنی گڑیا کا نام بھی خود رکھوں گا وہ ایک سانس میں بولا تھا۔۔ دالہام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا وہ پھنس گیا تھا یہ کہہ کر کہ وہ شیر طیام کی گڑیا ہے۔۔

لالا اب نے کہہ دیا ہے کہ یہ میرے بیٹے کی گڑیا ہے تو نام بھی اس کی پسند کا ہی ہوگا۔۔

جی ٹھیک ہے میرا بیٹا میری بیٹی کا نام رکھ لے۔۔ سردار کے کہنے کی دیر تھی وہ خوشی سے اپنے بابا کی گود سے اچھلا تھا۔۔

بیٹے کا نام کیا رکھنا ہے؟ صارم بولا تو سردار نے اپنی پری کو دیکھا۔۔

ایک نام میری بیوی کی پسند کا۔۔

مجھے غازیان نام بہت پسند ہے۔۔ طرسم نے اپنے بیٹے کا چھوٹا سا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔

چلو ٹھیک ہے ڈن ہوا غازیان۔۔ دالہام نے اسے اٹھاتے اس کا چہرہ اپنے سامنے کر کے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

صحیح ہے رکھتے جاؤ نا نام، میرا بچہ ہوگا اور میں کسی سے پوچھوں گا بھی نہیں۔۔۔ کسی نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں۔۔۔ ہادی صدمے کی کیفیت میں بولا تھا سردار نے اس کی گردن پر تھپڑ مارا تھا۔۔

اپ میرے چاچو کا ہرگز مطلب نہیں ہے کہ جب دل چاہے تھپڑ مار دے مجھے۔۔ ہادی نے منہ بسورا تھا اتنا تو کبھی اس کے باپ نے اسے نہیں تھا مارا جتنا اس کے چاچے نے اسے مار دیا تھا۔۔

جب تم پیدا ہو گئے تھے نا تمہارے باپ سے پہلے تمہیں میں نے اٹھایا تھا۔۔ تو یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ تمہارے باپ سے زیادہ تم پر میں حق رکھتا ہوں۔۔ دالہام نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا وہ

منہ بناتے ہیں اس کے پاس دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر میں اپنے باپ کی جگہ آپ کو بابا کہنا شروع کر دوں ؟ صارم نے کشن پکڑ کر اس کے منہ پر مارا اس کی زبان کبھی سیدھی نہیں ہوتی تھی لیکن در حقیقت سب کے مسکرانے کی وجہ بنتا تھا۔۔

یاور تم نے نام کیا رکھنا ہے مریم بیگم نے یاور سے پوچھا۔۔

ماں انہیں گل نور نام بہت پسند ہے انہوں نے کہا تھا اگر بیٹی ہوگی تو وہ یہی نام رکھیں گے۔۔ یاور سے پہلے راعنین بولی۔۔ اسے یاد تھا جب یاور نے اسے کہا تھا۔۔

بابا جانی مجھے میری گریا پکڑائیں۔۔ شیر طیان سردار کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا معصومانہ چہرہ بنا کر دیکھنے لگا کہ اپنی بیوی کو کہو مجھے میری گڑیا پکڑا دے۔۔

تین دن تمہارے پاس ہی تھی میں نے ابھی اپنی بیٹی نہیں دینی اور نہ ہی اپنا بیٹا۔۔ طرسم نے نفی کی تھی ابھی تو اس نے اپنی بیٹی کو اٹھایا تھا۔۔۔

مجھے آپ کا بیٹا نہیں پکڑنا آپ اپنا بیٹا نا اس پیاری آنٹی کی بیٹی کے پاس رکھ دو۔۔ مجھے تو آپ کی بیٹی چاہیے۔۔ اس کی باتیں سب کو حیرت میں مبتلا کر رہی تھی کہ وہ ابھی سے سردار کے بیٹے سے جیلس ہو رہا تھا۔۔

طرسم اور راعنین تم دونوں جا کر ریسٹ کرو۔۔ یاور اپنی بیوی کو، سردار اپنی بیوی کو لے کر کمرے میں چلا گیا۔۔

طرسم سے اس نے اپنی بیٹی کو لیا تو وہ آرام سے لیٹ گئی۔۔ سردار نے دونوں بچوں کو بیڈ پر لٹایا اور ان کے پاس بیٹھ گیا وہ طرسم کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے سہلا رہا تھا وہ کچھ ہی دیر میں سو گئی تھی۔۔

یعقوب کمرے میں داخل ہوا اندلیب شاہ دوائیوں کے ذریعے سر سوئے ہوئے تھے ان کی طبیعت بہتر تھی لیکن وہ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہونا چاہیے۔۔

یعقوب! تمہیں اپنی امی کی یاد نہیں آئی جب ہاسپٹل تھے ایک مرتبہ بھی تم نے کال نہیں کی مجھے۔۔ مریم بیگم ناراضگی کا اظہار کرتے بولی۔۔

امی پریشانی ہی اتنی تھی جس انسان نے آپ کے بیٹے کو اپنا بھائی بنا کر اپنے ساتھ رکھا ہر قدم اسے اپنے ساتھ لے کر چلا وہ جب مشکل میں تھا تو میں کیسے پر سکون ہو سکتا تھا۔۔ مریم بیگم نے اپنے بیٹے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

خیر بابا نے تنگ تو نہیں کیا؟ اس کے لہجے میں فکر بھی تھی اور شرارت بھی۔۔

شرم نہیں آرہی تمہیں اپنی ماں سے اس طرح کی بات کرتے ہوئے۔۔

ارے میں نے ایسا کیا کہہ دیا میں نے تو محض پوچھا ہے بابا نے تنگ تو نہیں کیا۔۔ مریم بیگم نے اس کے کندھے پر چپت لگائی۔۔

یعقوب قندیل بہت کم بولتی ہے۔۔ وہ جب سے بڑی حویلی میں آئی تھی وہ قندیل کو نوٹ کر رہی تھی وہ ان سے بہت کم بات کرتی تھی۔۔

جھجھک رہی ہے اور کوئی بات نہیں ہے اسے ڈر ہے کہ کہیں آپ دوسری ساس کی طرح نہ نکل آئے۔۔ یعقوب ہنستے ہوئے بتا رہا تھا مریم بیگم بھی اس کی بات پر ہنسنے لگی۔۔

اسے بتا دینا میں دوسری ساس کی طرح نہیں ہوں۔۔ وہ اپنی ہی بات پر ہنسی تھیں۔۔

پسند کی شادی کی ہے؟ مریم بیگم اس کے پاس ہو کر بیٹھی اور اس سے پوچھنے لگی۔۔

نہیں! سردار چاہتے تھے میری شادی قندیل سے ہو جائے تو میں نہیں کر لی۔۔ یعقوب نے دو فیصد سچ بول کر 98 فیصد جھوٹ بولا۔۔

سردار نے اپنے خاندان کی لڑکی کی شادی اس انسان سے کروائی جوان کا غلام ہے۔۔ مریم بیگم حیرت سے بول رہی تھی۔۔

امی انہوں نے کبھی مجھے اپنا غلام نہیں سمجھا ہمیشہ بھائیوں کی طرح اپنے ساتھ رکھا ہے مجھے بتائیں کون سا غلام ہوتا ہے جو سرداروں کے خاندان کے ساتھ ان کے برابر بیٹھ کر کھانا کھائے۔۔ مریم بیگم گہری سوچ میں گم سر ہلا رہی تھی۔۔

قندیل تمہیں پسند کرتی تھی؟ ان کے ذہن میں بہت سے سوال آ رہے تھے۔۔

امی قندیل مجھے پسند نہیں کرتی تھی اس نے سردار کی وجہ سے مجھ سے نکاح کیا اب آپ کے ذہن میں یہ آ رہا ہو گا کہ ہمارے درمیان سب کچھ

خراب ہے۔۔۔ شروعات میں تھا لیکن اب سب ٹھیک ہے۔۔

یعقوب نے آدھی بات بتانا بہتر سمجھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کے ماضی کے بارے میں کوئی بھی بات حال میں آئے ماضی گزر چکا تھا وہ بدل چکی تھی۔۔

مریم بیگم اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی جب اس نے آخری چار لفظ بولے تھے اس کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔۔

امی میں جا رہا ہوں مجھے کچھ کام ہے بابا کا دھیان رکھیے گا۔۔ وہ کہہ کر چلا گیا۔۔۔

مریم بیگم اپنے شوہر اندلیب شاہ کے پاس بیٹھی تھی جبکہ قندیل کب سے کوشش کر رہی تھی کہ وہ یعقوب کی ماں سے جا کر ملے آخر کار اس نے ہمت کرتے ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا تو مریم بیگم نے اندر آنے دی قندیل کو دیکھ کر مریم حیران ہوئی۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کی ایک دوسرے سے اتنی بات نہ ہوئی تھی۔۔ قندیل بہت کنفیوز ہو رہی تھی کہ وہ ان سے کیا بات کرے گی کہیں وہ ان کے بے عزتی نہ کر دے کے اس نے اس کے بیٹے کو پھنسایا ہے یا کچھ اور وہ بھی جیسے اس کا بیٹا کہا کرتا تھا بد کردار کہیں یعقوب کی ماں بھی اسے نہ کہے۔۔۔۔۔

کیا بات ہے قندیل آؤ میرے پاس بیٹھو مریم بیگم نے انتہائی پیار بھرے لہجے میں کہا تو قندیل اپنے قدم آہستہ آہستہ اٹھاتے ہوئے مریم کے پاس جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

کیا بات ہے بیٹا تمہیں کچھ کہنا ہے کیا؟ مریم نے قندیل کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ٹپک ٹپک بیڈ پر گرنے لگے تھے اسے ڈر لگنے لگا ابھی وہ اس سے بے انتہا پیار سے بات کر رہی تھی لیکن جب انہیں اس کے ماضی کا پتہ چلتا تو۔۔

قندیل تم رو کیوں رہی ہو مجھے بتاؤ یعقوب نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔

قندیل نے مریم بیگم کے پوچھنے پر نفی میں سر ہلایا نہیں انہوں نے تو کچھ نہیں کہا۔۔

میں جانتی ہوں جن حالات میں تمہاری اور یعقوب کی شادی ہوئی ہے مجھے یعقوب نے سب بتایا ہے لیکن میں چاہتی تھی کہ تم میرے پاس آؤ، مجھ سے باتیں کرو اور اج تم نے ہمت کر ہی لی ہے تو مجھے بتاؤ یقوب کا رویہ تمہارا ساتھ ٹھیک تو ہے نا وہ تمہیں کچھ کہتا تو نہیں۔۔۔۔۔

قندیل نے اپنا جھکا سر اٹھا کر مریم کو دیکھا جن کی آنکھوں میں شفقت ہی شفقت نظر آ رہی تھی ان کے لہجے میں انتہا کا پیار تھا۔۔۔۔

آنٹی وہ۔۔۔۔

میں یعقوب کی ماں ہوں ۔ وہ مجھے امی کہتا ہے کہ تم بھی مجھے امی ہی کہو تو زیادہ اچھا رہے گا مریم نے ڈانٹتے ہوئے کہا تو وہ ہلکی سی مسکراہٹ قندیل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی ۔ ۔

یعقوب تمہیں ڈانٹنا تو نہیں ہے ۔ ۔ نا جانے کیوں ان کے دل میں یہ خیال آیا تو انہوں نے پوچھ لیا ۔ ۔

جی امی وہ مجھے بہت ڈانٹتے ہیں آپ کو پتہ ہے وہ مجھے ذرا سا بھی پیار نہیں کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قندیل نے مریم کا نرم لہجہ دیکھ اسے یعقوب کی شکایت لگانا ہی ضروری سمجھا ۔ ۔ ۔ مریم بیگم کو اپنے بیٹے پر غصہ آیا تھا ۔ ۔

تم جھجھکتی کیوں ہو مجھ سے بات کرتے ہو ۔ ۔

وہ مجھے لگا شاید اپ بھی دوسری ساس کی طرح سخت ہوگی ۔ ۔ میں آپ کو کچھ شکایت کا موقع نہیں دوں گی میں اچھی بیٹی بن کے رہوں گی آپ کا

دھیان رکھوں گی آپ کے بیٹے کا بھی دھیان رکھیں گی۔۔ قندیل نے مریم بیگم کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو انھوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔

میرا بیٹا بہت خوش قسمت ہے۔جس کی زندگی میں تم جیسے لڑکی آئی ہے۔۔ جب مجھے پتہ چلا کہ تم سردار کے خاندان میں سے ہو مجھے لگا شاید تم مغرور ہو لیکن میرے بیٹے کو تو بہت پیاری بیوی ملی ہے۔۔ اچھا تو مجھے بتاؤ یعقوب تمہیں کیا کہتا ہے میں ذرا اس کے کان کھینچوں گی مریم بیگم سر ہلاتے ہوئے بول رہی تھی جیسے انہیں یعقوب پر بہت غصہ آرہا تھا۔۔ امی اپ کو پتہ ہے وہ مجھ سے تھوڑا سا بھی پیار نہیں کرتے ہیں اور مجھے ہمیشہ ڈانٹتے رہتے ہیں میں کچھ بھی کھانا وغیرہ بناؤں اس میں کیڑے نکالتے ہیں۔۔ انہیں میرا کھانا بنایا ہوا پسند نہیں آتا ہے اور اگر میں پیار سے بات کروں تو مجھے اتنا ڈانٹتے ہیں اگر میں رونے لگ جائے تو مجھے

بہت اور رلاتے ہیں قندیل کو موقع ملا تھا یعقوب کی شکایت لگانے کا وہ بھرپور شکایت لگا رہی تھی۔۔۔۔۔

میرا بیٹا اتنا ظالم تو نہیں ہے اس نے واقع ہی ایسے کیا ہے؟ آنے دو اسے میں اس کے کان کھینچ کر بولوں گی کہ تم مجھ سے کیوں رلاتے ہو اتنی پیاری خوبصورت لڑکی ہے تم تو بنی ہی پیار کرنا کے لیے ہو رلانے کے لیے نہیں۔۔۔۔۔۔

امی آپ واقعی میں بہت اچھی ہیں قندیل مریم کے گلے لگی تو انھوں نے بھی قندیل کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

اچھا امی انکل میرا مطلب بابا ٹھیک ہے؟ قندیل نے ایک نظر اندلیب کو دیکھ کر کہا تو مریم نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

ہاں پہلے سے کافی بہتر ہیں ابھی تو دوائی کھا کر سوئے ہیں اسی لیے ہمارے باتیں کرنے کی وجہ سے اٹھنے ہیں۔۔

امی! یعقوب کمرے میں داخل ہوتے ہوا اپنی ماں کو پکارا جب اپنی ماں کے پاس قندیل کر بیٹھ دیکھا پہلے تو یقین نہ آیا کیونکہ وہ لڑکی جو کسی غریب انسان کو دیکھ کر اس کے پاس کھڑے ہونا بھی پسند نہیں کرتی تھی آج اس کی ماں کے سامنے بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

تم ادھر آؤ میرے پاس مریم بیگم کے بلانے پر وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا ہے۔۔ انھوں نے یعقوب کے کان کھینچ کر اسے اپنے قریب کیا۔۔

تم مجھے بتاؤ نا تم میری بیٹی کو کیا کہتے ہو وہ کہہ رہی ہے کہ تم اسے بہت تنگ کرتے ہو، اسے ڈانٹتے رہتے ہو، تھوڑا سا بھی پیار نہیں کرتے ہو اور جب وہ کھانا بناتی ہوں اس میں کیڑے نکالتے ہو، تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی اتنی پیاری خوبصورت بیوی کو رلاتے ہوئے، اس کا

دل دکھاتے ہوئے۔۔ مریم نے ابھی تک اس کا کان پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

یعقوب نے یہ ساری شکایتیں سن کر ایک نظر قندیل کو دیکھا جو اپنی زبان باہر نکال لے اسے چڑھا رہی تھی یعنی کہ اسے شکایت لگا کر بہت مزہ آیا تھا اسے ڈانٹ پروا کر وہ خوش ہو رہی تھی اور پھر اس نے اپنی ماں کی جانب دیکھا۔۔

امی یہ بہت بڑی ڈرامے باز ہے ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ میں ایسے ذرا بھی نہیں ڈانٹا اور میں پیار تو بہت زیادہ کرتا ہوں اور کھانا ایسے بنانا آتا ہی نہیں ہے۔۔ پوچھے کب اس نے مجھے کھانا بنا کر دیا ہے یعقوب نے اپنا کان چھڑواتے کہا کہ مریم بیگم نے قندیل کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

امی یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں میں نے اس دن ان کے لیے بریانی بنائی تھی اتنی مزے کی بریانی بنی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ اس میں مرچیں بہت زیادہ ہیں۔۔ نمک انہیں میں بہت کم لیکن جب میں نے بریانی کھائی تو وہ بہت مزے کی تھی انہوں نے جان بوجھ کر میری بے عزتی کی قندیل جان بوجھ کر آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے معصومیت لہجے میں سمائے کہا تو مریم نے غصے سے یعقوب کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

خبردار آئندہ میں نے اپنی معصوم بیٹی کی انکھوں میں تمہاری وجہ سے آنسو دیکھے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا جبکہ یعقوب اس بات سے حیران تھا کہ آج ہی ساس اور بہو ملی ہے اور بیٹے کے خلاف کر دیا بہو نے۔۔۔۔ یہ تو الٹا ہی ہوگیا۔۔

امی اپ مجھے ایسا کہہ رہی ہیں آپ اسے جانتے نہیں ہیں بہت بڑی فلم ہے یہ۔۔۔۔

امی امی دیکھا یہ مجھے ڈرامے باز، کبھی فلم کہتے ہیں خود بہت بڑے ہیرو ہیں ناخود کو وہ بظاہر ہچکیاں بھرتے بولی تو مریم نے قندیل کو اپنے سینے سے لگایا۔۔

نہ میرا بیٹا اسے تو میں بتاؤں گی اگر اس نے کبھی تمہیں تنگ کیا۔۔۔

قندیل نے مریم کے سینے سے لگتے ہوئے ایک انکھ دبا کر یعقوب کو دیکھ جو اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اشارہ کر رہا تھا کہ تم مجھے اکیلے میں ملو پھر بتاتا ہوں۔۔۔۔۔

ایسے اشارہ کر کے کیا تم میری بیٹی کو ڈرا رہے ہو۔۔ چلو جاؤ یہاں سے مجھے اپنی بیٹی سے باتیں کرنے دو ڈسٹرب کر دیا، تم نے۔۔

امیییی۔۔۔۔۔۔ یعقوب امی کو تھوڑا ڈمبا کرتے ہوئے حیرانگی سے بولا تو قندیل کا دل کیا ہے وہ قہقہہ لگا کر ہنسے، یعقوب بھی گہرا سانس

بھرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا پھر مریم اور قندیل بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگی۔۔۔

امی ویسے نا اپ کا بیٹا مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں ہاں کبھی کبھی زیادہ غصہ کر دیتے ہیں لیکن پیار بھی بہت زیادہ کرتے ہیں اور خیال بھی بہت رکھتے ہیں اپ انہیں ڈانٹیے گا مت وہیں مذاق کر رہی تھی۔۔ قندیل نے اپنی غلطی مانتے ہوئے کہا تو مریم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔۔

میرا بیٹا غصے کا تیز ہے لیکن کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کر سکتا غصے میں ا کر کبھی غلط حرکت بھی کر جاتا ہے لیکن اس سے بعد میں پچھتاوا بھی بہت ہوتا ہے۔۔۔ میرا بیٹا بہت اچھا ہے قندیل اس کا بہت خیال رکھنا اسے بے پناہ محبت ہے دینا وہ ساری زندگی محبت کے لیے ترسا ہے اور مجھے

تمہاری آنکھوں میں وہ چمک نظر آرہی ہے جو میری بیٹے کی زندگی میں دوبارہ سے روشنی بھر دے گی۔۔۔۔۔

بے فکر رہیں امی میں جانتی ہوں وہ بہت اچھے ہیں اور میری پوری کوشش ہوتی ہے کہ میں انہیں خوش رکھوں۔۔۔۔

کافی دیر دونوں باتیں کرتے رہیں جبکہ قندیل اپنے کمرے میں نہیں جا رہی تھی کہ یعقوب سے اس کا کا سامنا ہوگا۔۔

ٹھیک ہے قندیل میرے سر میں بہت درد ہونے لگ گیا ہے تم بھی اپنے کمرے میں جاؤ اور ارام کرو اور میں بھی سوتی ہوں قندیل مریم کی بات سنتے ہوئے کہ اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھانے لگی اسے لگا یعقوب کمرے میں نہیں ہوگا۔۔

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا اس نے شکر کا سانس لیا ابھی اس نے شکر کا سانس پورا لیا بھی

نہیں تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی اواز آئی اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا کہ یعقوب سینے پر ہاتھ باندھے دروازہ کے ساتھ لگے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

نجج۔۔۔۔ی۔۔کیا۔۔۔۔۔۔کیا ایسے کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو۔۔وہ میں تو مذاق۔۔۔۔پہلا جملہ مکمل کرتے ہیں ابھی اس نے دوسرا شور بھی کیا تھا جب یعقوب درمیان میں اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔۔

مذاق کر رہی تھی یعقوب نے گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے تو قندیل نے بھی اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھانے شروع کر دیے۔۔

ہاں وہ میں مذاق کر رہی تھی میں نے سوچا میں امی کے ساتھ تھوڑی بہت باتیں کر لوں، تھوڑی بہت تمہاری شکایتیں لگا لوں قندیل اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے مسلسل پیچھے ہوتے ہوئے دیوار کے

ساتھ لگی تھی اپنے پیچھے دیوار محسوس کرتے ہوئے قندیل کا سانس اوپر وہ اوپر، نیچے کے نیچے رہ گیا تھا وہ آنکھیں پھاڑے یعقوب کا چہرا دیکھ رہی تھی جو لال ہو رہا تھا۔۔

تم نے امی کو بتایا کہ میں تمہیں پیار نہیں کرتا اس کی دونوں طرف ہاتھ رکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا تو قندیل نے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں نہیں میں وہ۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ قندیل کچھ کہتی یعقوب اس کے لبوں پر جھکا تھا اور جو اس نے کہا تھا نا کہ یعقوب مجھ سے پیار نہیں کرتا اس کی سزا وہ سا دینے لگا تھا قندیل نے اسے کندھوں سختی سے پکڑ کر پیچھے کرنا چاہا۔۔ اسے بالوں کو جکڑ لیا اور اس کا چہرہ مزید اپنے قریب کر لیا، قندیل کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اس کے سانس اکھڑتا محسوس کرتے یعقوب پیچھے ہوا وہ اس کے سینے پر تھپڑ مارنے لگی۔۔

یعقوب نے دوبارہ سے اس کا چہرہ پکڑ کر اپنے چہرے کے نزدیک کیا قندیل کو اس کی گرم سانس اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

آئندہ یہ مت کہنا کہ میں تم سے پیار نہیں کرتا۔۔ یعقوب نے اپنا لہجہ ذرا سخت رکھا میں قندیل حلق سے تھوک نگلا اور ہاں میں سر ہلایا اسے ڈر تھا کہ یعقوب اس کے باتوں سے پھر سے نہ غصے میں آجائے، وہ تھوڑا بہت وہ اس کے ساتھ ٹھیک ہوا ہے اور پھر سے اس کے ساتھ روڈ بیہیو کرنا شروع نہ کر دیں۔۔۔۔۔۔۔

اور کیا کہہ رہی تھی میں تمہیں ڈانٹتا ہوں تمہارے کھانا ہے بنانے میں کیڑے نکالتا ہوں قندیل اپنا لب سختی سے دانتوں میں دبا گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو جب دیکھو کہتے رہتے ہو یہ چیز نہیں ٹھیک بنی وہ چیز نہیں ٹھیک بنی۔۔

محترمہ جب بھی تم کوئی چیز بناتی ہوں اگر وہ اچھی بنتی ہے تو میں کہتا ہوں اچھی بنیبنی ہے اگر نہیں اچھی بنی تو میں تمہارے منہ پر کہہ دیتا ہوں کہ بری بنی ہے۔۔ یعقوب اسے شانوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے پاس کرتے بولا۔۔

ویسے میں نے صحیح کہا تھا تم مجھ سے پیار نہیں کرتے جو شوہر اپنی بیویوں سے پیار کرتے ہیں اگر وہ کھانا ٹھیک بھی نہ بنائے تو شوہر کہتے ہیں بہت اچھا بنا ہے۔۔ قندیل نے ایک ادا سے اپنے بال پیچھے کی جانب جھٹکے۔۔

سوری ٹو سے ، میں جھوٹ نہیں بولتا ۔ ۔ یعقوب نے اس کی کلربون پر دانت گاڑھے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا تو اس نے ابرو اچکا کر آنکھیں اوپر کی جانب کرتے خونخوار نظروں سے اسے دیکھنا ۔ ۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو اپنے دانتوں کو قابو میں رکھو انسان نہیں کاٹتے ، پتہ ہے کون کاٹتا ہے ۔ ۔ یعقوب نے بیڈ پر پڑا کشن پکڑ کر اس کے منہ پر مارا ۔ ۔

تمہیں شرم نہیں آئی اپنے شوہر کو گالی نکالتے ہوئے ۔ ۔ یعقوب نے اسے اپنے پاس کرتے ہیں اس مرتبہ اس کے رخسار پر دانت گاڑھے ۔ ۔ قندیل نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہٹا تھا ۔ ۔

تم مجھ سے پیار نہیں کرتے مجھ پر ظلم کرتے ہو ۔ ۔ قندیل اپنا رخسار سہلانے لگی اس کی کالر بون اور رخسار سرخ ہو گئے تھے ۔ ۔

یعقوب نے جب دیکھا کہ اس کو رخسار اور کالر بون زیادہ سرخ ہو گئی ہے تو اس کے لبوں پر اور کالر بون نرم لمس چھوڑا تھا۔۔

بہت برے ہو تم !قندیل اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا اور نظر جھکا گئی۔۔

یہ بھی صحیح ہے جب دانت گاڑھے تو تب بھی برا اور اب نرم لمس دیا تو اب بھی برا۔۔ یعقوب نے اس مرتبہ پیار سے اس کی پیشانی پر بوسا دیا تو اس نے شرما کر سر جھکاتے اس کے س پر سر رکھا جو پہلی مرتبہ کیا تھا یہ پہل قندیل نے پہلی مرتبہ کی تھی۔۔

اس سے قبل یعقوب اس سے قریب ہوتا کسی نے دروازے پر دستک دی اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے دروازہ کھولا۔۔ سامنے صارم کھڑا تھا۔۔

مجھے تم سے کام ہے باہر آؤ اس نے مر کر دکھا اور آنکھ دبا کے باہر نکل گیا۔۔ صارم کو کوئی کا تھا اسے لے کر حویلی سے چلا گیا تھا۔۔۔

راعنین جب سے کمرے گئی تھی حبا اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔
آپی آپ کی بیٹی کتنی پیاری ہے نا میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا اسے مجھے دے دیں حبا راعنین کے پاس لیٹی ہوئی اس کی بیٹی کو دیکھ کر پیار بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔
حبا کی بات سنتے راعنین مسکرائی تھی۔۔
توحبا میں نے کہا تھا لے لو، تم ہی نہیں لیتی بس کہتی ہو کہ مجھے دے دو
راعنین نے بھی ہنستے ہوئے کہا وہ جانتی تھی حبا است تنگ کرنے کے لیے کہہ رہی ہے۔ راعنجن کے الفاظ سن کر اس کو اپنی بہن پر بے حد پیار آیا۔۔

اپی آپ اتنی اچھی کیوں ہیں میں جو بھی چیز مانگتی ہوں آپ مجھے دے دیتی ہیں چاہے وہ آپ کی کتنی بھی قریب کیوں نہ ہو۔۔۔ راعنین نے حبا کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔۔

تم میری بہن، میری چھوٹی سی جان ہو، تمہاری وجہ سے ہی میری زندگی میں خوشیاں ہیں حبا یہ میری بیٹی تو بعد میں آئی ہیں لیکن پہلی میری بیٹی تم ہو میں نے تمہیں اپنی بیٹیوں کی طرح یہ پالا ہے۔ ہم کافی عرصہ ایک ساتھ نہیں رہے لیکن پیار میں تم سے بے انتہا کرتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔

آئی لو یو آپی میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔ حبا نے راعنین کے رخسار پر بوسہ دیا وہ دونوں مسکرانے لگی ابھی تو ان کی زندگی میں مسکرانے کی باری آئی تھی۔۔۔ حبا نے پھر سے گل نور کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے حبا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

دیکھیے نا نین آپی آپ کی طرح ہی نا بڑی بڑی اس کی انکھیں ہیں گھور گھور کر دیکھتی ہیں مجھے تو ڈر لگتا ہے کسی دن مجھے کہیں کھا ہی نہ جائے۔۔ حبا نے شرارت بھرا لہجہ اپنایا۔۔ راعنین نے اس کو بہت لگائی۔۔

تم میری بیٹی کو کیا کہہ رہی ہو وہ آدم خور تھوڑی ہے جو تمہیں کھا جائے گی۔۔ چھوٹی سی پیاری سی معصوم سی میری بیٹی ہے اتنی معصوم اس کی آنکھیں ہیں بلکل میری جیسی۔۔ راعنین نے بھی اپنی بیٹی کو دیکھا جو ٹکر ٹکر اپنی ماں کو دیکھتی ہے اور کبھی اپنی خالہ کو۔۔۔۔۔۔۔

دوسری جانب یاور جو کب سے نیچے لاؤنج بیٹھا حبا کے کمرے سے باہر جانے کا انتظار کر رہا تھا جو کہ جا ہی نہیں رہی تھی۔۔

پتہ نہیں ان دونوں بہنوں کی کیا باتیں ہیں جو ختم ہی نہیں ہوتی ہیں کب سے انتظار کر رہا ہوں کہ جائے میرے کمرے سے میں اپنی بیوی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کروں اپنی بیٹی سے باتیں کرو۔ اگر میں نے حبا کو نکال دیا

تو میری بیوی ناراض ہو جائے اور کہے بہن کو کمرے سے کیوں نکالا۔۔۔ اب میں کیا کروں یا وراِدھر سے اُدھر چکر لگاتے ہوئے مسلسل سوچنے لگا۔۔۔۔۔۔

ایک تو پتہ نہیں راعنین کو بھی احساس نہیں ہو رہا کہ اس کا شوہر کب سے باہر ہے لیکن اسے کیوں احساس ہو گا وہ تو اپنی بہن کے ساتھ گپو میں مصروف ہیں۔۔ دوسری جانب شہریار بھی گھر میں داخل ہوا وہ جلدی سے حبا کمرے میں گیا تاکہ وہ اس سے مل سکے لیکن حبا کمرے میں موجود ہی نہیں تھی اس نے سارے کمرے دیکھے لیکن کوئی کسی کمرے میں بھی وہ موجود نہیں تھی بس اس نے کپلز والے کمرے نہیں دیکھے تھے کیونکہ وہ کسی کی پرائیویسی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

پوری حویلی ڈھونڈ کر وہ سیڑھیاں اتر کے نیچے آیا جب اسے لاونج میں یاور اِدھر سے اُدھر چکر لگاتا منہ کے ڈیزائن بناتا ہوا کچھ سوچا ہوا نظر آیا۔۔۔۔

تُمہیں کیا ہوا ہے یاور؟ تم ایسے منہ بنا کر کیوں ادھر اُدھر گھوم رہے ہو شہریار اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو یاور نے طنز سے بھری مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسے دیکھا۔۔

کیونکہ تمہاری بیوی جب سے ہاسپٹل سے آئے ہیں میری بیوی اور میری بچی کے پاس بیٹھی ہے اور میں اپنے کمرے میں نہیں جا سکتا اور نہ اسے کمرے سے باہر جانے کا کہہ سکتا ہوں کیونکہ اگر میں تمہاری بیوی کو اپنے کمرے سے نکالا تو میری بیوی ناراض ہو جائے گی اور پہلے ہی میں نے اپنی بیوی کو بڑی مشکلوں سے منایا ہے تو مزید اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تو برائے مہربانی اپنی بیوی کو میرے کمرے سے لے جاؤ تاکہ

اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ ٹائم سپینڈ کر سکو یاور نے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر کہا جسے سنتے آنکھیں پھاڑے شہریار بھی یاور کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

کیا؟ میں کب سے ہبہ جبا ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ وہ تمہارے کمرے میں بیٹھی ہوئی ہے اس کا میں کیا کروں آؤ میرے ساتھ شہریار نے کہا تو یاور بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔۔۔۔

آپی کبھی کبھی تو میرا دل کرتا ہے کہ میں اسے کھاؤ جاؤں اتنی پیاری ہے۔۔ میں آپ کو کہہ رہی ہوں مجھے اپنی بیٹی دے دو مجھے بڑی پیاری لگتی ہے کب سے وہ اس کی بیٹی سے باتیں کر رہی تھی اسے کبھی ہنسا رہی تھی کبھی رلا رہی تھی اور آخر ایک بات پر اٹک گئی تھی کہ آپ مجھے اپنی بیٹی دے دیں جیسے شہریار دروازہ کھلا تو جبا کی آخری بات سن کر اس نے گھور کر اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

جبا تم میرے ساتھ میرے کمرے میں آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہیں کس کی بیٹی چاہیے کس کی نہیں۔۔ شہریار نے ایک ایک لفظ کو زور دے کر کہا تو اپنے پیچھے اپنے مجازی خدا کی آواز سنتے اس نے جلدی سے مڑ کر دیکھا اور اپنی زبان دانتوں دبا گئی۔۔ اس کی ایسی حرکت دیکھتے ہوئے راعنین کو ہنسی بھی آئی لیکن یاور کو غصے میں دیکھ کر اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔

نہیں مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا مجھے ابھی۔۔۔۔۔

نہیں، نہیں سننا ہے صبح سے تم اپنی آپی اور ان کی بیٹی کے ساتھ ٹائم گزار رہی ہو، تھوڑا ٹائم اپنا شوہر کو بھی دو۔۔ تمہیں میرے ساتھ کیوں نہیں جانا؟ شہریار نے اس کی کمر کا گرد ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف دھکیلا اور خود بھی باہر نکلا۔۔ یاور دروازہ بند کر کے راعنین کی جانب آیا۔۔۔۔

تمہیں شوہر کی زرہ پرواہ نہیں ہے کب سے میں انتظار کر رہا تھا جب تمہاری بہن جائے اور میں تم دونوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرو۔۔ وہ اس کے آپس بیٹھے غصے سے بولا۔۔ اپنی بیٹی کو اس نے گود میں لے لیا تھا۔۔

اتنی دیر بعد ہم دونوں باتیں کرنے لگی تھی وہ بھی آپ کو ہضم نہیں ہوا۔۔ راعنین منہ بسورتے بولی۔۔

میں تمہیں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم بہن سے باتیں نہ کرو، کرو اس سے باتیں جی بھر کر کرو لیکن محترمہ تھوڑا شوہر کا بھی خیال کرو۔۔ یاور نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔۔ اپنی بیٹی کو وہ سینے سے لگا گیا۔۔

شوہر کب سے باہر۔۔ وہ بول رہی تھی جب یاور نے خونخوار نظر اس پر ٹکائی۔۔ اس کی چلتی زبان کو بریک لگی۔۔

اگر بیوی جی آپ کی بہن کمرے میں نہ ہوتی تو میں تم دونوں کے پاس موجود ہوتا۔۔ یاور نے گل نور کی پیشانی چومی اسے اپنی بیٹی بے انتہا خوبصورت لگتی تھی۔۔ وہ جتنا اسے دیکھتا تھا اسے کم لگتا تھا اس کا دل نہیں بھرتا تھا اپنی بیٹی کو دیکھتے رہنے سے۔۔

یاور راعنین کے پاس ہو کر بیٹھا اس نے حلق سے تھوک نگلتے نظریں جھکا لی۔۔

نین اس وقت تم واقعی میں گول مٹول آلو لگ رہی ہوں۔۔ نہیں تربوز۔۔ وہ اسے تنگ کرنے لگا جیسا اس نے پہلی ملاقات میں کیا تھا۔۔

شرم نہیں آرہی اپنی بیوی کو تربوز اور آلو کہتے ہوئے۔۔ اسے غصہ آنے لگا تھا۔

اوہو میرے تربوز کو غصہ آرہا ہے یاور نے اس کے لبوں پر لمس چھوڑا۔۔

کیا کر رہے ہیں آپ؟ راعنین کا چہرا ٹماٹر کی طرح سرخ ہوگیا تھا۔۔

اوہو میری بیوی واقعی میں تربوز ہے آئینے میں دیکھو تو سہی تربوز کی طرح لال ہوگئی ہو۔۔ یاور نے اس کی پیشانی پر آئے بال پیچھے کیے۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہوں! یاور اس کے ساتھ بیٹھا اور بازو کا حسار اس کے گرد بنایا وہ شرماتی سر جھکا گئی۔۔

نہ کرو کیوں شوہر کو گھایل کرنے کا ارادہ ہے نین۔۔ اس نے راعنین کے کندھے پر چٹکی کاٹی۔۔

یاور پر مجھے نہ تنگ کریں مجھے نیند آرہی ہے۔۔

یہ بھی صحیح ہے شوہر ٹائم سپینڈ کرنا چاہتے ہیں اور بیوی کو نیند آرہی ہے۔۔ یاور ناراض ہونے کی ایکٹنگ کرتے بولا۔۔

شوہر کے ساتھ میں صبح ٹائم سینڈ کروں گی فل وقت بہت نیند آرہی ہے ہماری بیٹی نے بہت تنگ کی ہے مجھے۔۔اس کی آنکھیں بند ہورہی تھی۔۔یاور نے ابرو اچکائی۔۔

بہن سے باتیں کرتے ہوئے تو تمہیں نیند نہیں آرہی تھی۔۔وہ طنز کیے بغیر نہ رہ سکا۔

فل وقت آرہی ہے نا صبح بات کرلوگی یاور نے گل نور کو بیڈ پر لٹایا اور راعنین کی مدد کی لیٹنے میں کچھ دیر میں ہی وہ گہری نیند سوگئی تھی یاور اپنی بیٹی کو اپنی گود میں لٹاتے اس سے باتیں کرنے لگا۔۔

ماما بہت گندی ہے آپ کے بابا سے پیار نہیں کرتی انہیں اپنی بہن سے زیادہ پیار ہے دیکھو بہن سے پیار کرکے سوگئی ہے شوہر کی باری آئی تو نیند عزیز ہوگئی یاور اپنی بیٹی کو شکایتیں لگا رہا تھا اور وہ اپنے بابا کی باتیں سن کر ہنس رہی تھی۔۔

اپنی مما کی سائیڈ کو لے رہی ہوں بابا کی سائیڈ لینی ہے تم بابا کی شہزادی ہو نا؟ یاور اس کے دونوں رخسار پر لب رکھتے بولا۔۔

تم تو بابا کی جان ہو یاور اسے سینے سے لگا گیا۔۔۔

شہریار حبا کو لے کر کمرے میں گیا تو اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

اب تم مجھے بتا تم وہاں پہ کیا کہہ رہی تھی کہ تمہیں راعنین کی بیٹی چاہیے تو فکر مت کرو، دو مہینے رہ گئے اس کے بعد ہمارے رخصتی ہو جائے گی تو ہماری خود کی بیٹیاں ہو گئی۔۔ ہمیں کسی کی بیٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ شہریار نے اسے کمر پکڑ کر اپنے نزدیک کیا جبکہ حبا اس کے نزدیک ہونے پر ہڑبڑاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگ۔۔۔۔ اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔۔۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے نہیں چاہیے کوئی۔۔ میں بس ایسے ہی کہہ رہی تھی وہ اتنی پیاری ہے نا اس لیے۔۔ حبا کو پھر سے اپنی بہن کی بیٹی کا چہرہ اپنی آنکھوں کے سامنے آتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔۔۔۔

اپنی آنکھوں میں نا اپنی بہن کی بیٹی کو نہ بساؤ اپنے شوہر کو بساؤ تاکہ خوش رہ سکو۔۔ تم پوری زندگی اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہے اس کی آنکھوں کے چمک دیکھتے ہوئے شہریار نے لہجہ حد سے زیادہ بے باک اپنایا تھا۔۔۔۔۔۔

اور ویسے بھی حبا میں تمہیں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ایک ہفتہ ہے تمہارے پاس جتنا ٹائم تم نے اپنی بہن کی بیٹی کے ساتھ، اپنی بہن کے ساتھ گزارنا ہے گزار لو اس کے بعد تم نے آفس جانا ہے۔۔ میں نے تمہارے آفس کے ذمہ داری سنبھالی تھی ابراہم کی وجہ سے لیکن ابھی ابراہم نہیں رہا تو

وہاں پر میرا کوئی کام نہیں ہے سو تمہیں وہاں پر جانا ہے اور اپنا آفس سنبھالنا ہے۔۔۔۔۔۔

لیکن شہریار میں کیسے آفس سنبھالوں گی میں سب کچھ کیسے کروں گی حبا نے پریشان ہوتے ہوئے شہریار کو کہا۔۔۔ اسی ڈر لگ رہا تھا حالانکہ اسے ساری سٹڈی بزنس کی کی تھی۔۔

مجھے تم پر پورا یقین ہے حبا اور تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔۔۔ تم سب کچھ اچھے سے ہینڈل کر لوگی۔۔۔ کر لوگی نا؟ شہریار نے حبا کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر ایک امید سے اس کو کہا تو اسے شہریار کو منع کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

ہاں میں سب کچھ اچھے سے ہینڈل کر لوں گی جب آپ جیسا شوہر میرے پاس ہو۔۔ میرے ساتھ ہر حال میں ہو تو میں ہر چیز ہینڈل کر سکتی ہوں وہ

مسکرائی تو شہریار نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

بہت جلدی ہے نہ تمہیں بیٹی کی، دیکھنا ایک دفعہ رخصتی ہو لینے دو ایک بیٹی کیا تین چار بیٹے بھی تمہارے گود میں لا کر رکھوں گا شہریار نے اس خمار آلود لہجے میں کہا تو حبل اس کے سینے پر مکا مارا اور دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔۔۔۔۔

ہاں تو کیا تمہیں نہیں چاہیے۔۔ شہریار نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا آپ اتنے بھی شرم ہو گے۔۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگا دے توبہ کرتی ہوں بولی۔۔

اس میں توبہ کرنے والے کیا بات ہے اب تمہاری طرح شرما کر ایک جگہ بیٹھنے سے رہا میں۔۔ اس نے حبا کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ان پر ہلکے سے دانت گاڑھے۔۔۔

بے شرم کے ساتھ جنگلی بھی ہو گئے ہیں آپ۔۔ حبا منہ بسور گئی۔۔۔

شہریار بڑے بابا! شہریار جو اسے کمر سے پکڑ کر اپنے بے حد قریب کیے کھڑا تھا فوراً پیچھے ہوا اور مڑ کر دیکھا پیچھے کوئی بھی نہیں تھا حبا نے اسے دھکا دیا تو وہ کمرے سے باہر نکلتے گرتے گرتے بچا۔۔ اس نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔۔

بائے بائے شوہر جی! حبا دروازے کو لاک کرتے ہنسنے لگی جبکہ شہریار غصے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا گیا۔۔

ایک مرتبہ رخ سے ہمیں تو تمہارے 14 طبق روشن نہ کیے پھر کہنا مجھے وہ بلند آواز میں میں کہتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ حبا نے جھرجھری لی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام سونیا کے کمرے میں گیا حسب معمول کمرہ خالی تھا اسے سوچنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اس کی بیوی شاور لے رہی ہے کیونکہ اکثر وہ رات کو شاور لے کر سوتی تھی۔۔

اوہو مغرور خانزادی ہے تمہیں اپنے شوہر کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔ یاور پر بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا اس بیچارے کی قسمت میں انتظار ہی تھا۔۔

یاور پاؤں ہلانے لگا بار بار واش روم کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ایک مرتبہ باہر آؤ بتاتا ہوں۔۔ وریام نے اپنے شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھول دیے۔۔

سونیا کا دوپٹہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا اس کا دوپٹہ پکڑ کر ناک کے پاس کرتے اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔

واہ بیوی تمہاری خوشبو مدہوش کر دینے والی ہے۔۔اس نے دوپٹہ جیسے ہی بیڈ پر رکھا تھا سونیا واش روم سے باہر نکلی بالوں پر ٹاول باندھا ہوا تھا۔۔اسے کمرے میں دیکھ کر حیرت سے آنکھیں کھولتے گھورا۔۔

مجال ہے میں تمہارے کمرے میں آیا ہوں اور تم نے مسکرا کر کبھی میری طرف دیکھا جب دیکھو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی ہو۔۔

ہاں تو جب تم رخصتی سے پہلے کمرے میں آؤ گے تو اس طرح ہی دیکھوں گی نا۔۔سونیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی وریام اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا اس کی نظریں اسے بے انتہا کنفیوز کرنے لگی تھی۔۔

عجیب بات ہے تمہاری بہن رخصتی سے پہلے۔۔وریام اگر اپنا سر نہیں تڑوانا چاہتے تو یہاں سے چلے جاؤ۔۔اس کی بات درمیان میں کاٹتے وہ غصے سے بولی تھی جبکہ وریام نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔اور بے انتہا

غور سے اسے سر تا پاؤں تک دیکھنے لگا سونیا مڑی اور اپنا دوپٹہ پکڑ کر اپنے گرد پھیلایا۔۔۔

الفاظ نہیں مل رہے تمہاری خوبصورتی بیان کرنے کے لیے سونیا نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا اس نے تو چہرے پر کچھ بھی نہیں لگایا تھا میک اپ سے پیک چہرہ تھا۔۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور گنگنانے لگا۔۔ انداز مکمل طور پر بہکا ہوا تھا۔۔

دیکھا کرو ساری عمر

تیرے نشاں بے انتہا

کوئی کسر نہ رہے

میری خبر نہ رہے

وہ گہری نظروں سے سر تا پاؤں تک اسے غور سے دیکھ رہا تھا اس کی نظروں سے کنفیوز ہوتے سونیا نے دوپٹہ درست کر کے لیا۔۔

لگتا ہے اچانک دماغ کھسک گیا ہے اس کا وہ دل میں سوچنے لگی۔۔

چھولے مجھے اس قدر بے انتہا

گنگناتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑنے لگا تو اس نے زور سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔

جب سانسوں میں تیری سانسیں گھلی تو

وہ اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا اور اس سے اپنے بازو کے حصار میں لیا تھا۔۔ سونیا سانسیں روک گئی۔۔

پھر سلگنے لگے احساس مجھ سے کہنے لگے

اس کے ہاتھوں کی حرکت محسوس کر کے وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ اس انداز اور لہجہ بہکا ہوا تھا۔۔

سونیا نے گھور کر اسے دیکھا تو وریام نے آنکھوں پر مہر ثبت کی۔۔

ہاں باہوں میں تیری آ کے جہاں دو یو سمٹنے لگے

سیلاب جیسے کوئی بہنے لگے

وہ ہنوز گنگناتے ہوئے اس کا ایک بازو پکڑ کر اسے گول گھمانے لگا۔۔۔

ٹاول سر سے اتر کر زمین پر گر گیا گیلے بال شانوں پر پھیلے تھے۔۔

کھویا ہوں میں اگوش میں

تو بھی کہاں اب ہوش میں

اسے کھینچ کر اپنے پاس کرتے اپنے حسار میں لے کر اس کے بالوں میں چہرہ چھپا کر گانے کے اگلے الفاظ ادا کیے۔۔

مکھملی رات کے ہو نہ صبح

بے انتہا بے انتہا، یوں پیار کر بے انتہا

وہ اب اس کے بالوں سے چہرہ نکال کر سونیا کا چہرہ تھوڑی دیر تھام کر اس کی انکھوں میں دیکھتے بولا۔۔ سونیا کا ایک لمحے کے لیے دل تو چاہا تھا اس کی انکھیں نکال لے۔۔۔

ہاں چھو تو لیا ہے یہ جسم تو نے روح بھی چوم لے

وریام سونیا کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اس کی پیشانی اپنی پیشانی کے ساتھ لگاتے جیسے ہی اس کی انکھوں میں دیکھا اس نے انکھیں بند کر لی تھیں۔۔

الفاظ بھیگے بھیگے کیوں ہیں میرے

ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے وہ اس کے گیلے بالوں کی آوارہ لٹے جو چہرے پر لہرا رہی تھی انہیں کان کے پیچھے کرتے شانو پر پھیلے بال پیچھے کیے تھے۔۔

ہاں یو چور ہو کے مجبور ہو کے قطرہ قطرہ کہے

اس سے قبل وہ اس کے مزید قریب ہوتا سونیا نے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے اس کے بال کھینچے تھے۔۔۔

احساس بھیگے بھیگے کیوں ہے میرے

وہ اس سے دور ہوئی جب وریام نے اس کا بازو پکڑ کر پھر اپنے قریب کھینچتے گہری نظروں سے اس کے سراپے کو دیکھا۔۔

دو بے خبر بھیگے بدن

دو بے صبر بھیگے بدن

کبھی تو شوہر سے تمیز سے پیش آجایا کرو، جب دیکھو مارتی ہی رہتی ہو۔۔

وہ بے باک انداز میں بولا۔۔

سونیا کو اس لمحہ لگ رہا تھا اس کا دماغ کھسک گیا ہے

لے رات بھر انگڑائیاں

اتنے پیارے شوہر پر کس کو پیار نہیں آتا؟

وہ پھر بھی باز نہ آیا اس کے بے باک الفاظ اور معنی خیز لہجہ سونیا کا چہرہ سرخ کر گئے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وریام نشہ کرکے تو میرے پاس نہیں آئے۔۔ سونیا نے اس مرتبہ آرام سے پوچھا تھا۔۔

شوہر گنگنائے تو نشہ کرکے آیا ہوتا ہے؟ وہ اس کے بالوں کی چند لٹوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

تمہاری حرکتیں دیکھ کر یہی لگ رہا ہے کہ تم نشہ کرکے آئے ہو۔۔ سونیا نے اسے خود سے دور کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

یار موڈ کیوں آف کر رہی ہوں میرا۔۔ وریام اس کے پاس بیٹھ گیا تھا سونیا وہاں سے اٹھ گئی۔۔

وریام چلے جاؤ یہاں سے پلیز ویسے بھی ڈیڑھ ماہ ہے اس کے بعد پھر میں نے تمہارے کمرے میں ہی رہنا ہے تو پلیز رخصتی سے پہلے میرے

کمرے میں نہ آؤ۔۔ میں نہیں چاہتی جو ہادی نے کیا ہے وہ معاملہ ہمارے درمیان میں بھی ہوں۔۔ سونیا کا انداز سنجیدہ تھا۔۔

وریام کو اس کی باتیں بری لگی تھی وہ اس کے کمرے میں ضرور جاتا تھا لیکن کبھی اس کے زیادہ قریب نہ گیا تھا۔۔

ہمم کہہ کر وہ اٹھ کر کمرے دروازے کے پاس ہی پہنچا تھا جب سونیا کے الفاظ پر اس کے قدم ہوتے تھے۔۔

جانتی ہوں تمہیں برا لگا ہے لیکن مجھے رخصتی سے پہلے یہ ملاقات کرنا اچھی نہیں لگتا۔ تم چاہے اسے مغروریت کہو، انا کہو یا جو مرضی۔۔ جب رخصتی ہو جائے گی مکمل طور پر تمہارے حوالے کر دی جاؤں گی تب تمہارے پاس تمام اختیار ہوں گے میں کبھی تمہیں کسی چیز کے لیے بھی منع نہیں کروں گی۔۔ وریام مڑا تھا اور ہلکا سا مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

اگر تم اسی انداز میں سنجیدہ ہو کر کہہ دیتی کہ تمہیں اچھا نہیں لگتا میرا کمرے میں آنا تو میں نہ اتا لیکن مجھے یہ بات بری لگی ہے کہ بے یقینی ہے ہمارے درمیان۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں بے قابو انسان ہوں۔۔ اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے وہاں رکا نہیں تھا لمبے ڈھگ بھرتا وہ کمرے سے نکل گیا جبکہ سونیا نے جب اپنے لفظوں پر غور کیا تو اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیڈ پر بیٹھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کے دو بجے تھے جب غازیان رونے لگا تھا سردار اس کے رونے کی آواز سن کر اٹھا اور اسے گود میں لیتے ہلانے لگا وہ بیڈ سے اٹھا کر کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔

چپ کر جاؤ تمہاری ماں اٹھ جائے گی۔۔ دالہام اس کا چہرہ سامنے کرتے اس سے کہہ رہا تھا اور ہر تین سیکنڈ بعد اپنی پری کا چہرہ دیکھتا کہ وہ اٹھ تو نہیں گئی۔۔۔

شاید اسے بھوک لگی ہو۔۔ دالہام نے سائیڈ ٹیبل پر دیکھا تو اس کا فیڈر خالی پڑا ہوا تھا دراز سے ملک پاؤڈر نکال کر فیڈر میں ڈالا تھوڑا سا پانی ڈال کر اسے اچھی طرح ہلاتے دوسرے ہاتھ میں غازیان کو ہلا رہا تھا لیکن وہ چپ نہ ہوا وہ مزید گلا پھاڑ کر رونے لگا۔۔

میرے باپ چپ کر جا۔۔ دالہام نے اس کے منہ میں فیڈر ڈالا وہ دودھ پینے کی بجائے گلا پھاڑ کر اور زیادہ رونے لگا۔۔

طرسم اس کے رونے کی آواز سن کر اٹھ کر بیٹھی۔۔

دیو پکڑائے مجھے طرسم نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی جانب بڑھائے تو دالہام نے اسے طرسم کی گود میں لیٹایا ہی تھا وہ فوراً چپ ہو گیا۔۔ اور

سکون سے دودھ پینے لگا سردار نے ہاتھ میں پکڑا فیڈر زور پھر سائیڈ ٹیبل پر پٹکا تھا۔۔

یہ مجھے ایک بات بتاؤ تم اس کی ماں ہو تو میں اس کا باپ نہیں ہوں کیا؟ میں پکڑوں تو گلا پھاڑ کر مزید روتا ہوں۔ تم پکڑو چپ ہو جاتا دالہام دانت پیس رہا تھا اسے ہر گز یہ چیز پسند نہیں آئی تھی کہ اس کا بیٹا اس کے پاس آ کر مزید روتا ہے۔۔

آپ کو بچے چپ کروانے نہیں آتے۔۔ طرسم نے ہنستے ہوئے کہا تھا جب کہ دالہام کو وہ سب طنز لگا۔۔

تم نے تو جیسے 10 بچے سنبھالے ہوئے ہیں۔۔ بہت زیادہ ایکسپیرینس ہے تمہیں اس معاملے میں۔۔ دالہام نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تھا اس نے تقریباً اپنی آدھی زندگی گزاری تھی اور اس کی بیوی جس

نے ابھی تک ٹھیک سے دنیا داری نہیں دیکھی تھی وہ اسے بتا رہی تھی کہ تمہیں بچے سنبھالنا نہیں آتے۔۔

طرسم نے سائیڈ پر سوئی ہوئی اپنی بیٹی کو دیکھا جو کسمسا رہی تھی۔۔

اس نے آنکھیں کھولی اور ارد گرد دیکھنے لگے طرسم نے پہلی مرتبہ عائسل کی آنکھیں دیکھی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں میری جیسی ہے۔۔ اس نے دالہام سے پوچھا کہ سردار نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا اور اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

یہ ہے میری شہزادی تمہارے بھائی کو نا تمہاری مما پاس رہنے دیتے ہیں وہ تمہارے بابا سے پیار نہیں کرتا۔۔ بابا سے پیار تو ان کی بیٹی کرتی ہے۔۔ دالہام اپنی بیٹی کی ناک کے ساتھ ناک سہلانے لگا طرسم کو جلن

محسوس ہوئی تھی کہ وہ اب اس کی آنکھوں کو چھوڑ کر اپنی بیٹی کی آنکھوں پر پیار کر رہا تھا۔۔۔

دیو تمہیں تو میری آنکھیں پسند ہے نا؟

تمہاری آنکھیں پسند ہیں لیکن مجھے اپنی بیٹی زیادہ پیاری لگ رہی ہے وہ اسے جان بوجھ کر تا تنگ رہا تھا وہ جانتا تھا وہ جیلس ہو رہی ہے۔۔

میرا بیٹا بھی بہت پیارا ہے اس کی سبز آنکھیں مجھے بہت پیاری لگتی ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے ہونٹ۔۔ طرسم کی باتیں سن کر وہ زبردستی مسکرایا تھا ان کے درمیان یہ بات طے ہوئی تھی کہ بچوں کو بے انتہا پیار دینا ہے لیکن ایک دوسرے کا پیار ویسے کا ویسا ہی رہنا چاہیے۔۔

بہت بری ہو تم اس سے کہہ کر دالہام اپنی بیٹی کو لے کر بیڈ پر بیٹھا۔۔

میری شہزادی نے اپنے بابا سے زیادہ پیار کرنا ہے، بابا کی بات ماننی ہے، بابا کے ساتھ سونا ہے، بابا کے ساتھ کھیلنا ہے، بابا کے ہاتھ سے کھانا کھانا ہے، بابا کی گود میں چپ ہونا ہے۔۔ دالہام نے اپنی بیٹی کی ناک پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ مسکرانے لگی۔۔

بابا کے شہزادی مسکرا رہی ہے اسے بابا سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا ہے۔۔ دالہام نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے تو مزید کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔۔۔

طرسم حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی وہ دونوں کیسے ایک دوسرے سے مگن ہو کر باتیں کر رہے تھے۔۔

مین خود اپنی عائسل کو ریڈی کروں گا صبح، عائسل بابا سے ریڈی ہو گئی نا؟

دالہام اس کی رخسار پر دو انگلیاں رکھ کے پوچھ رہا تھا تو بدلے میں وہ پھر سے کھلکھلا کر ہنسی۔۔

یہ بات ہوئی نہ! دالہام نے اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کیا جبکہ طرسم کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

اس نے غازیان کا چہرہ صاف کیا اور اس کے چہرے کو شدت سے چوما تھا۔۔

میرا شہزادہ، ماما سے پیار کرتا ہے نا؟ آپ کے بابا آپ سے پیار نہیں کرتے وہ صرف اپنی بیٹی سے پیار کرتے ہے اور نہ ہی انہیں آپ کی ما سے پیار ہے۔۔ انہیں بس نا اپ کی بہن چاہیے اور کوئی نہیں۔۔ دالہام نے بمشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا تھا وہ جانتا تھا اس کی پری کو غصہ چڑھ رہا ہے۔۔

پری دالہام اس کے پاس بیٹھا طرسم نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا وہ بس اپنی بیٹے کے ساتھ کھیلتی رہی۔۔

غازیان پھر سے سوگیا تو طرسم نے اسے سائیڈ پر لٹا دیا۔ عائسل بھی کھیلتے ہوئے سوگئی تھی۔۔

پری جان! دالہام نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لے کے اپنے پاس کرتے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔۔

میری پری ناراض مت ہو! جو تمہاری ہے وہ تمہیں ملے گا وہ کسی اور کو نہیں ملے گا اور جو میری بیٹی کے حصے کا پیار ہے وہ اسے ملے گا دالہام نے اس کی پیشانی پر لب رکھے اس نے دالہام کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

درد ہو رہا ہے طرسم نے ناراضگی سے کہا۔۔

کہاں درد ہو رہا ہے؟ وہ پریشان ہو گیا۔۔

سر میں درد ہو رہا ہے! وہ رونے والا منہ بنا کر بولی۔۔

دالہام نے اسے لٹایا اور اس کا سر دبانے لگا کتنی دیر اس کا سر دباتا رہا تھا تقریبا صبح کے چار بجے سویا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن افس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا جب نمیرہ شاور لے کر واش روم سے باہر آئی۔۔ اس کو پھر سے پولیس یونیفارم میں دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی تھی آج کافی عرصے بعد اپنے شوہر کو پولیس یونیفارم میں دیکھا تھا۔۔

آئیدن کو آئینے میں یونیفارم میں اپنے آپ کو دیکھ کر ایک پل کو فخر بھی محسوس ہوا کہ جو الزام اس پر لگا تھا وہ جھوٹا ثابت ہو گیا تھا اور دوسرا وہ خوش بھی بہت تھا ساری زندگی اس نے اس یونیفارم کی ذمہ داری اچھے سے نبھائی تھی کیسے ایک پل میں اس پر الزام لگ گیا تھا لیکن اللہ

پاک انصاف کرنے والا ہوتا ہے اللہ نے اس کے ساتھ انصاف کیا تھا سو وہ آج پھر سے اپنی ذمہ داری سنبھالنے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

نمیرہ چلتے ہوئے اس کے پاس گئی تو آئیدن نے نمیرہ کو دیکھا۔۔

کیا ہوا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں یہ نمی کیوں ہے؟ کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔۔

اس کے پوچھنے پر نمیرہ ہلکا سا مسکرائی اور نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں ہوا تو کچھ بھی نہیں لیکن آپ کو اس یونیفارم میں دیکھ کر مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے سکون مل رہا ہے. جس چیز کو لے کر میرا شوہر پریشان تھا وہ پریشانی ختم ہو گئی ہے۔۔۔

نمیرہ کے منہ سے ایسی باتیں سن کر اس نے اس بازوؤں سے پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔

تمہیں پتہ ہے متاعِ جاں تمہاری جیسی بیوی خوش قسمت انسان کو ملتی ہے جب میں اداس تھا پریشان تھا تم نے ہر حال میں میرا ساتھ دیا ہے میری خوشی غم میں تم میرے ساتھ کھڑی رہی ہو تو ابھی خوش ہونے کے پل ہے تو تمہیں خوش ہونا چاہیے یہ انسو نہیں آنے چاہیے اب تمہاری آنکھوں میں۔۔ایک قطرہ جو نمیرہ کی آنکھوں سے نکل کر گالوں میں بہہ رہا تھا وہ آئیدن نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔۔۔۔۔۔

اگر میری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے چاہیے تو آپ کی آنکھوں میں کیوں نمی کیوں آرہی ہے آپ بھی تو خوش ہونا۔۔نمیرہ اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔وہ خوبصورت انسان چاروں خانے چت کر رہا تھا پولیس کے یونیفارم میں۔۔۔

یہ یہ تو بس خوشی ہے۔۔۔۔۔آئیدن نے نمیرہ کی کمر پکڑ کر اپنے نزدیک کیا اس نے آئیدن کی گردن میں بازو حائل کیے تھے۔۔۔

کیا ارادہ ہے میاں جی نمیرہ نے اپنے ابرو اچکا کر قاتل انداز میں کہا اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔۔

ارادے تو میرے بہت نیک ہیں اگر تم چاہو تو ارادے دکھا سکتا ہوں جتنی خوبصورت تم لگ رہی ہو ان گیلے بالوں میں آئیدن اس کے گیلے بالوں کو پکڑ کر اس کی خشبو کو اپنے سانسوں میں اتار کر خمار آلود لہجے میں کہنے لگا۔۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے میاں جی آپ کو جانا ہے آپ کو دیر ہو رہی ہے اس کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے نمیرا نے ہنستے ہوئے کہا تو آئیدن نے اس کے رخسار پر لب رکھ دیے۔۔۔

چلو زیادہ نہ سہی لیکن چھوٹا موٹا ارادہ تو میں دکھا ہی سکتا ہوں نا اس سے پہلے کے ہونٹوں پر جھکتا اچانک سے دروازہ کھول کر شیر طیان کمرے

میں داخل ہوا تھا آئیدن نے جلدی سے نمیرہ کو چھوڑا دونوں ہڑبراتے ایک دوسرے سے دور ہوتے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔۔

بابا، بابا اسے پکارتے ہوئے اس کے پاس جا کر اس نے باہیں پھیلائیں تو آئیدن نے اسے گود میں اٹھایا۔۔ آئیدن احزان نے منہ بنا کر نمیرہ کو دیکھا کہ اس کا ارادہ تو ویسے ہی رہ گیا اس کا منہ دیکھ کے نمیرہ کو ہنسی آئی لیکن وہ بیڈ سے کپڑے اٹھانے لگ گئی۔۔۔۔

جی بابا کی جان آپ مجھے بتائیں کیا ہوا ہے۔۔۔

بابا آپ اس ڈریس میں بہت اچھے لگ رہے ہیں آپ کو پتہ ہے اپنا جب اداس تھے نا بالکل بھی اچھے نہیں لگتے لیکن ابھی اپ بہت اچھے لگ رہے ہیں آپ کو پولیس کی یونیفارم بھی بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔۔

شیر طیان نے اس کے کندھے پر سر رکھا تو آئیدن کو اپنے بیٹے پر جی جان سے پیار آیا تھا۔۔۔۔۔

اچھا تو میرے بیٹے کو میں پیار الگ رہا ہوں پہلے پیار انہیں لگتا کیا؟۔۔

نہیں نہیں بابا ایسی بات نہیں ہے لیکن آپ اس یونیفارم میں زیادہ ہینڈسم لگ رہے ہیں۔۔ میں بھی جب بڑا ہوں نا تو میں بھی پولیس کا یونیفارم پہنوں گا شیر طیان نے اپنے بابا کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے اس کے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اس کو لے کر بیڈ جا کر بیٹھا تو ایک سائیڈ پر نمیرہ بھی بیٹھ گئی۔۔۔

اج کل میرا بیٹا بہت خوش لگ رہا ہے کیا بات ہے نمیرا نے آنکھیں چھوٹے کر کے شیر طیان کو دیکھا تو شیر طیان اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگا۔۔۔۔۔

ماما بابا اگر میں آپ سے چیز مانگوں تو کیا مجھے دیں گے شیر طیان اپنے نچلا لب باہر نکالتے ہوئے معصوم بنتے بولا۔۔۔۔۔

ہاں بولو میری جان تمہیں کیا چاہیے میں ابھی تمہیں وہ چیز لا کر دیتا ہوں

آئیدن نے پیار سے شرطیان کے رخسار پر لب رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔۔

بابا مجھے عائسل گڑیا چاہیے آپ مجھے گڑیا لا دو نا۔۔۔۔

شیر طیان کے کہنے پر آئیدن اور نمیرہ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا

اور گہرا سانس بھرتے ہوئے پھر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

بیٹا وہ بھی بہت چھوٹی ہے نا اسے اپنے ماما بابا کے پاس رہنا ہے جب وہ

تھوڑی بڑی ہو جائے نا پھر اسے تین دے دیں گے۔۔ آئیدن نے

اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا کہ شرطیان نے غصے سب نے باپ کی

جانب دیکھا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں مجھے میری گڑیا چاہیے۔۔ مجھے میری گڑیا چاہیے اپ اگر مجھے وہ نہیں لاکر دے گے تو میں آپ سے ناراض ہوجاؤں گا یہ کہتے ہوئے شرطیان آئیدن کی گود سے اترا اور باہر کے جانب بھاگ گیا۔۔۔۔

یہ کچھ زیادہ ہی نہیں عائسل کے ساتھ اٹیچ ہورہا یہ اچھی بات نہیں ہے وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔ نمیرہ کو فکر ہوئی وہ ابھی بہت چھوٹا تھا اور عائسل کے ساتھ حد سے زیادہ اٹیچ ہورہا تھا۔۔

اسے اپنی مورے بابا کے پاس رہنا ہے نا تو یہ بس چاہتا ہے کہ ہر ٹائم گڑیا اس کے پاس ہی ہو نمیرا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بیٹے کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا جو باہر کی جانب بھاگ گیا تھا۔۔۔۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو نمیرہ۔۔۔۔

چلوابھی میں چلتا ہوں۔۔اس بارے میں ہم رات کو بات کریں گے اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر جاتا نمیرہ بیڈ سے اٹھی اور اسے ایک دم سے چکر آیا تھا وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔۔

متاعِ جاں کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو نا؟ اسے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کے انکھیں زور سے میچے ہوئے دیکھ کر فکر مند لہجے میں کہا۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو پکڑ کر گلاس میں پانی انڈیلتے اسے پکڑایا نمیرہ ایک سانس میں ہی پی گئی۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں! مجھے ہلکا سا چکر اگیا پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔۔۔

نہیں مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے میں کہیں نہیں جا رہا ہے میں تمہیں لیکن ہاسپٹل جا رہا ہوں۔۔

آئیدن کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کا جانا ضروری ہے اور ویسے بھی بہت دیر بعد آپ نے جانا ہے تو ایسے مت کرے۔۔میں بالکل ٹھیک

ہوں بس رات کو کھانا زیادہ کھا لیا تھا جس کی وجہ سے چکر آ گیا دل خراب ہو رہا ہے تو اس لیے۔۔۔۔۔

پکا نہ متاعِ جاں تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا اگر ذرا سا بھی ڈاؤن فیل ہوا تو مجھے کال کر لینا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے میرے میاں جی میں آپ کو کال کر لوں گی اور کال کر کے بتاتی رہوں گی کہ میری طبیعت ٹھیک ہے کہ نہیں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میری جان نمیرہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

بدلے میں اس نے بھی نمیرہ کے پیشانی پر بوسہ دیا مسکرا کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے وہ چلا گیا۔۔ نمیرہ بھی اپنے چکراتے سر کو جھٹکتے ہوئے باہر کی جانب گئی تاکہ اپنے بیٹے کو جا کے دیکھیں جو ناراض ہو کر پتہ نہیں کہاں جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

دوپہر کے دو بجے تھے جب سب دوپہر کا کھانا کھا کر لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے سب مرد حضرات جلدی گھر آ گئے تھے۔۔

اب میں اپنے گھر واپس جانے کی اجازت چاہتا ہوں سب سے۔۔ یہاں رہ کر بہت اچھا لگا آپ سب نے بہت پیار دیا اور ہر غلطی کو بھلا دیا۔۔

یاور اپنی بیٹی کو گود میں لیے بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی۔۔

ٹھیک ہے جیسا تمہیں بہتر لگتا ہے۔۔ سفیان خان سنجیدگی سے بولے تو یاور مسکرایا۔۔ جبکہ مریم بیگم کی انکھیں نہ ہوئی تھی انہوں نے یاور کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھا تھا اور راعنین کو تو انہوں نے پالا تھا وہ انہیں کچھ دن پہلے ملی تھی اور پھر سے وہ اپنے گھر اپنے شوہر کے پاس چلی جاتی۔۔

میں نے بھی گھر خرید لیا ہے پاس میں ہی۔۔۔ اپنے بابا اور امی کو لے کر وہاں شفٹ ہو جاؤ گا۔۔ یعقوب کی بات پر دالہام نے گہرا سانس بھرا۔۔ وہ اس کے لیے خوش بھی تھا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش ہے لیکن جو کچھ ماضی میں ہو چکا تھا وہ سب سردار کے لیے بھلانا مشکل تھا۔۔

یاور بیٹا اور یعقوب ایک گھر میں رہ لو میں اپنے تینوں بچوں کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔ میری زندگی کے کچھ سال کی ہے جو تین چار سال ہے اپنی ماں کے ساتھ گزار لو مریم بیگم کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے تھے بات کرتے ہوئے۔۔

ماں! را عنین با مشکل اٹھ کر ان کے پاس جا کے بیٹھی اور ان کے آنسو صاف کیے۔۔

یعقوب میری بات مان لو!مریم بیگم نے یعقوب کا ہاتھ پکڑا التجائی نظروں سے وہ یاور کو دیکھ رہی تھی۔۔ یاور اور یعقوب دونوں سوچ میں پڑ گئے۔۔

یعقوب یاور چھوٹی سی فیملی بن جائے گی ہماری۔۔ نہ ہی راعنین کو ماں باپ کا پیار ملا ہے اور تم بھی تنہا ہو۔۔ اور ابھی تمہاری بیوی کو اس وقت ماں کی سخت ضرورت ہے۔۔ یاور کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ مریم بیگم کو جانے دے اسے عادت سی ہو گئی تھی ان کے پاس جانے کی ان کے ہاتھ کا کھانا کھانے کی۔۔

یاور آجاؤ میرے گھر اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارے گھر آجاتا ہوں۔۔

یعقوب اپنے ماں باپ کی خواہش پوری کرنے کے لیے ہر کام کرنے کو تیار تھا۔۔

ٹھیک ہے میں تمہارے گھر شفٹ ہو رہا ہوں شرطیکہ جو گھر تم نے خریدا ہے اس کے آدھے پیسے میں دوں گا کیونکہ میں چاہتا ہوں میری ماں دونوں بیٹوں کے خریدے گئے گھر میں رہے۔۔ یعقوب نے ہاں میں سر ہلایا اسے منظور تھا۔۔

بابار خصتی کا کوئی ارادہ ہے یا پھر نہیں اگر نہیں ارادہ تو مجھے بتا دے میں سونیا کو اپنے کمرے میں شفٹ کر لیتا ہوں وریام حد سے زیادہ سنجیدہ انداز میں بولا تھا اس کے دل میں ابھی تک سونیا کی باتیں چب رہی تھی۔۔

ڈیڑھ ماہ بعد ہی ہم کچھ کر سکتے ہیں! سفیان خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا جو انتہا کے غصے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

مہربانی ہوگی آپ کی جو اپ ڈیڑھ ماہ بعد رخصتی کر دیں گے تو! وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مڑورنے لگا سونیا کو اچھی طرح پتہ تھا اسے کس بات کا غصہ ہے۔۔

شیر طیان سردار کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اس کے ہاتھوں سے عائسل کو لینے لگا۔۔۔

بابا جانی مجھے پکڑا دے۔۔۔ طیان نے کہتے ہی اسے سردار کی گود سے لے لیا دالہام منہ کھولے سے دیکھنے لگا جس نے ایسے اس کی بیٹی کو جھپٹا تھا جیسے چور پیسے پکڑ کر بھاگتا ہے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شیر وہ رونے لگ جائے گی۔۔ دالہام نے عائسل کی جانب پیار بھری نظروں سے دیکھتے کہا تھا جبکہ شیر طیان نے اس نے اپنے ساتھ لگا لیا۔۔

بابا جانی وہ میرے پاس نہیں روتی جب آپ گھر میں تھے تو وہ میرے پاس رہتی تھی۔۔ شیر طیان نے اس کے رخسار پر شہادت کی انگلی رکھی

ہے تو وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی دالہام کا منہ پھر کھلا رہ گیا اس کی بیٹی اس کے علاوہ کسی اور کے پاس کھلکھلا رہی تھی۔۔۔

گڑیا تمہیں میرے پاس رہنا اچھا لگتا ہے نا! شیر طیان نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا بدلے میں وہ مسکرائی جا رہی تھی۔۔ اور دالہام کو غصہ آ رہا تھا وہ اس کی بیٹی تھی وہ اس کے علاوہ کسی اور کے پاس کیوں مسکرا رہی تھی۔۔

طرسم کے لیے مسکراہٹ روکنا مشکل ہو گیا کیونکہ وہ جیلس ہو رہا تھا۔۔

عائسل گڑیا تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تم میرے ساتھ سویا کرنا میرے کمرے میں، تم نے بابا جانی کے پاس نہیں جانا ٹھیک ہے۔۔

اوہیلو کون اس کے کمرے میں رہے گا؟ دالہام نے شیر طیان کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

میری گڑیا میری کمرے میں رہے گی نا بابا جانی۔۔ شیر طیان معصومانہ چہرہ بنا کر بولا تو سردار نے نفی میں سر ہلایا۔۔

بالکل نہیں ہے میری شہزادی ابھی اپنے بابا پاس رہے گی جب بڑی ہوگی تب دیکھا جائے گا یہ کہاں اور کس کے پاس رہے گی۔۔۔ دالہام نے اس کی گود سے اپنی بیٹی کو لے لیا تو وہ وہیں پر گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا۔۔

طیان نمیرہ اس کے پاس جاتے اسے اٹھانے لگی تو وہ روتے ہوئے سردار کے سینے میں چہرہ چھپا گیا ناراض بھی اس سے ہی تھا اور رونے کے لیے سینہ بھی اس کا ہی چاہیے تھا۔۔۔

جاؤ تم سنبھال لیتا ہوں اسے! نمیرہ واپس اپنے شوہر کے پاس بیٹھ کے جبکہ وہ حیرت سے اپنے بیٹے کا ٹھرکی پن دیکھ رہا تھا اسے اب اندازہ ہو رہا

تھا جب وہ نمیرہ کے ساتھ ٹھڑک جھاڑتا تھا تو اس کے باپ کو کیسا فیل ہوتا تھا۔۔

رونا بند کرو! دالہام غصے سے بولا تو وہ ہونٹ باہر نکالتے آنکھیں پٹپٹا کر بھیگی پلکیں جھکا گیا۔۔

جتنی چاہے معصومیت دکھا لو میں اپنی بیٹی نہیں دوں گا۔۔ طیان کچھ نہ بولا جب اس کی نظر سردار کے بیٹے پر گئی جس کا پاؤں عائسل کے پاؤں کو ٹچ ہو رہا تھا۔۔

بڑی مورے اپنے بیٹے کو پیچھے کرے۔۔ طرسم نے غازیان کو پیچھے کیا اور پھر سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھ کے پوچھا کہ کیا ہوا؟
اس کا پاؤں میری گڑیا کے پاؤں کو ٹچ ہو رہا ہے۔۔

ایک تو آپ دونوں کو آپ کی گڑیا لے کر بیٹھ گئی ہے یہ بھی کچھ لگتا ہے سب کا! طرسم کو اب زیادہ غصہ آرہا تھا سب بیٹی پر توجہ دے رہے تھے بیٹے کا کس کو خیال ہی نہیں تھا۔۔

اس کا ماموہے نا اسے اٹھانے کے لیے ہادی طرسم کے پاس گیا اور اسے اپنی گود میں اٹھا کر اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلانے لگا۔۔

کلام کا اگلا سردار! سفیان خان اس کے سر پر ہاتھ پھیر کے بولے تو یک دم دالہام نے سفیان خان اور اپنے بیٹے کو دیکھا تھا نظریں عجیب سی تھی۔۔

کیا ہوا؟ سفیان خان سے اس کی نظریں مخفی نہ رہی۔۔

سردار ابھی طے مت کریں بڑے بابا۔ اگر غازیان ہے تو طیان بھی ہے اور باقی سب کی بھی اولاد ہوگی۔ جو سردار کی کرسی پر بیٹھنے کے قابل ہوگا وہی سرداری سنبھالے گا اگر غازیان اس قابل ہوا تو میں خود اسے

سرداری سونپ دوں گا لیکن اگر وہ اس قابل نہ نکلا تو سرداری کسی اور کے حصے میں جائے گی۔۔ دالہام نے سخت اور واضح لفظوں میں انہیں منع کر دیا کوئی بھی چیز طے کرنے سے کیونکہ کوئی نہیں جانتا جب کوئی بڑا ہوتا ہے تو ذمہ دار ہوگا بھی یا نہیں۔۔۔

ہمم سفیان خان محض اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے۔۔

تقریباً دو ماہ بعد۔۔۔

طرسم شاور لے رہی تھی اور دونوں بچے بیڈ پر تھے سرداران دونوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔

بیٹا آپ کی ماما نے تو دیر لگانی ہے باہر نکلنے میں تو آج بابا دونوں کو ریڈی کرتے ہیں۔۔ دالہام اٹھ کر ڈریسنگ روم میں گیا اور بیٹی کے لیے پنک کلر کی فراک اور بیٹے کے لیے بلیک کلر کی شلوار قمیض نکال کر باہر لایا۔۔

دونوں ہی حد سے زیادہ صحت مند ہو گئے تھے پھولے پھولے رخسار اور سرخ و سفید رنگت پر نیلی اور سبز آنکھیں۔۔

پہلے میں اپنی بیٹی کو تیار کرتا ہوں۔۔ اس کا ابھی اتنا کہنا تھا کہ غازیان کا سپیکر ان ہو گیا۔۔۔

دالہام نے کپڑے سائیڈ پر رکھیں اور اسے اپنی گود میں اٹھایا وہ پھر بھی چپ نہ ہوا گلا پھاڑ کر روئے جا رہا تھا۔۔

غازی چپ! دالہام نے اس کے چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر انگلی رکھی تو وہ اس کی انگلی منہ میں ڈالے اپنی طرف سے کاٹنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ منہ میں دانت ہی نہیں تھے۔۔۔

صحیح ہے باپ کو کاٹو۔۔ دالہام نے انگلی باہر نکالی تو وہ پھر سے رونے لگ گیا۔۔ دوبارہ انگلی ہونٹوں کے پاس کی تو اپنے چھوٹے ہاتھوں سے

اس کی انگلی پکڑ کر منہ کے اندر ڈالتے پھر سے کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

صحیح کہتے ہیں. بیٹیاں باپ کی سگی ہوتی ہیں اور بیٹے ماں کے۔۔ دالہام نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو اس کی طرف دیکھ کر بس مسکراتی تھی اور جب اس کی گود میں ہوتی تو کھلکھلاتی آوازیں نکالتی۔۔

میری انگلی تم کاٹ نہیں رہے ہو چوس رہے ہو کیوں خون ختم کرنا ہے میری انگلی میں۔۔ دالہام نے انگلی پھر سے باہر نکال دی اور اس مرتبہ اس کا سپیکر پہلے سے زیادہ تھا طرسم شاور لے کر باہر نکلی اپنے بیٹے کو بلک بلک کر روتے دیکھ وہ تیز قدم بڑھاتی بیڈ کے پاس آئی اور اپنے بیٹے کو گود میں اٹھایا وہ اسی پل چپ ہو گیا۔۔

دیو میں نے کہا تھا بچوں کا دھیان رکھنا ہے انہیں رونے نہیں دینا۔ جب بھی میں اپنے بیٹے کو تمہارے کے پاس چھوڑ کے جاؤں تم اسے ضرور

رلاتے ہوا گر عائسل کی ہلکی سی بھی رونے کی آواز آجائے اس سے زیادہ تو رونے والا تمہارا منہ بن جاتا ہے۔۔ طرسم نے غازیان کو سینے سے لگایا۔۔ دالہام نے اسے اپنی انگلی دکھائی بعض اوقات جب زیادہ نہانے کی وجہ سے انگلی پر ماس اکٹھا سا ہو جاتا ہے ویسے اس کی انگلی ہو گئی تھی۔۔

یہ تمہارا سپوت اپنے باپ کو کاٹ رہا تھا۔۔ میری بیٹی نہیں مجھے کاٹتی دالہام نے عائسل کو اپنی گود میں لیا۔۔ تو وہ اس کی داڑھی کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔

دیو یہ غلط بات ہے تم زیادہ پیار بیٹی کو کرتے ہو ہمارا بیٹا کچھ نہیں ہے تمہارے لیے۔۔ طرسم سنجیدہ ہوئی تھی جبکہ سردار کا انداز اپنے کے کہے گئے لفظوں پر سنجیدہ نہ تھا۔۔

ایسی بات نہیں ہے میرے لیے میرے بچے برابر ہے وہ الگ بات ہے کہ یہ میرے پاس ٹکتا نہیں ہے میری گود میں آتے ہی اسے رونا یاد آجاتا ہے اور جب تمہاری گود میں ہوتا ہے چپ ہوتا ہے اور ادھر سے بیٹی کا معاملہ بھی یہی ہے وہ میرے پاس خوش ہے تمہارے پاس رونے لگ جاتی ہے۔۔ دالہام بازو میں عائسل کو اٹھائے اس کے پاس گیا اور دوسرے بازو کے حسار میں لیتے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

کبھی یہ اپنے ذہن میں نہ لانا کہ میں بچوں میں فرق کرتا ہوں۔۔ بس ہمارا بیٹا ہم دنوں میں فرق کرتا ہے۔۔ دالہام آخر میں پھر سے اسے تنگ کرنے سے باز نہ آیا۔۔

ہاں بیٹا تو تنگ کرتا ہے یہ ہماری بیٹی کچھ نہیں کرتی۔۔ طرسم نے عائسل کے رخسار شدت سے چومے تھے اس مرتبہ وہ گلا پھاڑ کر روئی تھی۔۔

یہ دیکھوماں کے پیار کرنے سے رو رہی ہے۔۔ دالہام ہنسا تھا لیکن جب دیکھا کہ اس کی بیٹی زیادہ رو رہی ہے تو وہ اسے اٹھا کر کمرے میں چکر لگانا شروع ہو گیا طرسم کے الفاظ کے مطابق رونے کی وجہ سے عائسل کا چہرہ اتنا سرخ نہ ہوا تھا جتنا دالہام کا سرخ ہو گیا تھا اپنی بیٹی کو روتے دیکھ۔۔۔

حد کر دی ہے ان دونوں نے وہ نفی میں سر ہلاتے بیڈ پر بیٹھی اور کپڑے پکڑ کر غازیان کو پہنانے لگی۔۔

جیسے ہی عائسل چپ ہوئی دالہام نے شکر کا سانس لیا اور اسے لے کر بیڈ پر بیٹھا اس کی فراک پکڑ کر چیخ کی اپنے بابا کے ہاتھ لگاتے ہی ہمیشہ کی طرح وہ پھر مسکرا رہی تھی۔۔

دیو صاحب اب میرا ایڈمیشن کروانا ہے کالج یا پھر نہیں؟ طرسم غازیان کو گود میں لے کر چونکری مار کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

کل جاؤں گا کروانے ایڈمشن تم مجھے بتا دو تم نے کون سے سبجیکٹ رکھنے ہیں؟ وہ اس کی جانب رخ کر کے بیٹھا دونوں چونکڑی مار کر بیٹھے ہوئے تھے ایک ایک بچہ دونوں کے پاس تھا۔۔

میرے خیال سے پری آئی سی ایس ٹھیک رہے گا۔۔ طرسم نے چہرے کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر اسے دیکھا تھا۔۔

ڈیل تمہیں پتہ ہے نا مجھے میتھ کرتے ہوئے مرگی کا دورہ پڑتا ہے میں نے یہ سبجیکٹ نہیں رکھنے۔۔ اس نے فوراً نفی کی تھی اسے میتھ بالکل بھی پسند نہ تھا۔۔

اب ایف ایس سی تو آپ رکھ نہیں سکتی کیونکہ میری بیوی نے میٹرک میں سائنس سبجیکٹ نہیں رکھے تھے اور نہ ہی میری بیوی کے پاس اتنا دماغ ہے کہ وہ ڈاکٹر بن جائے۔۔ طرسم کا منہ کھل گیا اپنی بے عزتی پر۔۔

کچھ زیادہ ہی نہیں ہو گیا یہ فضول میں تنگ نہ کرو تمہیں پتہ بھی ہے مجھے میتھ نہیں پسند۔۔ ایف اے کر لو! دالہام نے اسے آسان حل بتایا۔۔

اس کی کوئی ویلیو نہیں ہے میں نے نہیں کرنا۔۔ اس کا جملہ مکمل ہوتے ہی وہ بول پڑی تھی۔۔

او کے پھر آئی کام بیسٹ ہے۔۔ دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اس کے علاوہ اب کوئی اور سبجیکٹ نہیں بچے تھے جو وہ محترمہ رکھ لیتی۔۔۔

لیکن اس میں بھی میتھ ہے اور ساتھ میں اکاؤنٹس۔۔ وہ اپنے رخسار پھلا کر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اس میں میتھ حد سے زیادہ ایزی ہے اور جہاں تک اکاؤنٹنگ کی بات رہی تو مین پوائنٹ سمجھ لو سب کچھ حل ہو جائے گا۔۔ طرسم اپنا سر کھجانے

لگی اس کے پاس اب کوئی اور راستہ تو نہ تھا پڑھنا بھی تھا لیکن کوئی سبجیکٹ بھی پسند ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔

ٹھیییییک ہے ے ے ے !وہ دو لفظ کو حد سے زیادہ لمبا کرتے بولی جیسے مجبوری میں ہاں کر رہی ہوں۔۔

چلو نیچے چلیں سب آ گئے ہو گئے دالہام بیڈ سے اٹھا آج مریم بیگم اندلیب شاہ اور ان کی فیملی ، الطاف خان اور فاریہ خانم نے حویلی آنا تھا۔۔

طرسم نے غازیان کو بیڈ پر لٹایا اپنے بالوں کو کنگی کر کے جورا بناتے حجاب کر کے نہیں نقاب کیا۔ بیٹے کو اٹھا کر دالہام کے ساتھ نیچے چلے گی سب لاونج میں موجود تھے۔۔۔

دالہام سردار کی کرسی پر بیٹھا۔۔

سفیان خان نے اپنا گلا کھنگاڑا اور بولنے لگے۔۔

میرے خیال سے اب بچوں کی رخصتی میں ہمیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے پہلے ہی کافی وقت گزر چکا ہے نکاح کو۔۔

جی بالکل اگر میں نے اپنے بیٹے کی رخصتی نہ کی تو مجھے لگتا ہے ایک دو دن تک صاحبزادے بیوی کو اٹھا کر گھر لے جائیں گے۔۔ الطاف خان نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا جو بدلے میں دانت نکال کر اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔۔

اچھی طرح پہچان گے میرے بابا مجھے۔۔

کیوں تمہارا سب کے سامنے جوتے کھانے کا ارادہ ہے شہریار۔۔

الطاف خان دانت پیستے ہوئے بولے تھے تو وہ بیسنوں کی طرح مسکرا کر سر جھکا گیا۔۔

میں پہلے ہی سب کو بتا دوں رسموں کے مطابق رخصتی کرنی ہے پہلے آپ سب کی وجہ سے میں نے سادگی سے نکاح کیا تھا نہیں تو میرا تبھی

ارادہ تھا نکاح کے ساتھ ہی رخصتی کرنے کا۔۔ وریام نے بولنا بہتر سمجھا کیونکہ جو کچھ اس بیچارے کے ساتھ ہو چکا تھا اس کے بعد اس کا بولنا بنتا بھی تھا ان تقریباً دو ماہ میں اس نے سونیا سے بات نہیں کی تھی نہ ہی وہ اس کے کمرے میں گیا تھا۔۔ اسے یہ چیز حد سے زیادہ تکلیف دے گئی تھی کہ اس کی بیوی کو اس پر یقین نہیں ہے۔۔

پکا تم نے رسموں کے مطابق رخصتی کروانی ہے؟ سردار نے ایک مرتبہ پوچھ لینا بہتر سمجھا کہ یہ اس کا بختہ ارادہ ہے۔۔

جی لالا مجھے رسومات کے مطابق رخصتی کروانی ہے۔۔

ٹھیک ہے بڑے بابا اپ اپنے بیٹے اور پوتے کو کہیں مردان خانے شفٹ ہو جائے جب تک رخصتی نہیں ہوتی۔۔ اور الطاف چاچو اپنے بیٹے کو خبردار کر دے آپ نے اسے گھر سے باہر نکلنے نہیں دینا جب تک رخصتی نہیں ہوتی۔۔ اگر اس نے یہاں پہ رہنا ہے تو مردان خانے

چلا جائے۔۔ان تینوں کے منہ کھل گئے سردار کی بات سن کر ہادی اور شہریار نے دانت پیستے ہوئے وریام کو دیکھا۔۔

لالا مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی رخصتی ہماری بیویوں کی ہونی ہے کہ ہم نے رخصت ہو کر حویلی آنا ہے۔۔وریام خانزادہ اپنی داڑھی کھجا رہا تھا انہوں نے اپنی بیویوں کو اپنے کمرے میں شفٹ کروانا تھا لیکن اس سے پہلے انہیں مردان خانے شفٹ کیا جا رہا تھا۔۔

رسموں کے مطابق شادی کرنی ہے تو پھر مکمل رسمیں بھی ادا کرو اگر مردان خانے میں مسئلہ ہے تو چھوٹی حویلی چلے جاؤ بڑے بابا، صام، بڑی مورے اور علینا کو لے کر۔۔سیدھا حل پھر یہی ہے۔۔۔ان تینوں کا منہ بند ہو گیا مردان خانے رہتے تو کم از کم چھپ چھپا کر اپنی بیویوں سے تو مل سکتے تھے لیکن اگر چھوٹی حویلی چلے جاتے ہیں تو مین گیٹ پر نو اینٹری کا بورڈ نظر آنا تھا انھیں۔۔

میں چاہتا ہوں سب بچوں کے فنکشن ایک جگہ ہی ہوں الطاف کوئی مسئلہ تو نہیں ہے تمہیں۔۔

ارے نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ظاہر سی بات ہے بچے آپس میں دوست ہیں تو ایک جگہ فنکشن ہوں گے تو وہ بھی ٹھیک سے انجوائے کر لیں گے۔۔ الطاف خان کی بات سن کر سفیان خان نے مریم بیگم اور راعنین کی طرف دیکھا۔۔

انکل مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میری بہن تو رہتی ہی یہاں ہے مجھے کبھی کبھار لگتا ہے وہ میری بہن نے اس خاندان کی بیٹی ہے۔۔ راعنین ہنسنے لگی تھی وہ مریم بیگم کے ساتھ رہتی تھی جب جا اس کے ساتھ چلی گئی لیکن وہاں اس کی زبان پر صرف بڑی حویلی کے افراد کا ذکر ہوتا تھا۔۔

بابا میں چاہتا ہوں شادی کے ساتھ کسی اور کا بھی ایک فنکشن شامل ہو جائے۔۔

کس کا صارم ؟ سفیان خان نے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔۔

میری بیٹی کی شادی کے کوئی فنکشن نہیں ہوئے نہ ہی ہم میں سے کوئی اس کے نکاح میں شامل تھا اور فنکشن نہ سہی کم ازکم ولیمہ ہوجائے۔۔ اور ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے وہ دلہن بنے، ہر باپ بھی اپنی بیٹی کو دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے لیکن موقع ہی نہیں ملا۔۔ صارم کی آنکھوں میں خواہش سی تھی اپنی بیٹی کو دلہن کے روپ میں دیکھنے کی۔۔

دالہام! سفیان خان کے پکارتے ہی سب کا رخ سردار کی طرف ہوا۔۔

نارمل ولیمہ نہیں میں چاہتا ہوں دھوم دھام سے ولیمہ ہوں اور جو لوگ کہتے ہیں ونی میں آئی ہوئی لڑکی ہے انہوں میں صحیح معنی میں بتلادوں کہ یہ کلام کے سردار کی سردارنی ہے۔۔ دالہام نے طرسم کو اپنے بازو کے

حسار میں لیا جو ہمیشہ کی طرح اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ سب کے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔

میں نے ایک فیصلہ کیا ہے یاور، راعنین اور یعقوب، قندیل کا بھی ولیمہ نہیں ہوا تو جب ان کے شادی کے فنکشن ختم ہو جائیں گے تو اگلے دن ان دونوں کا ولیمہ ہوگا۔۔

ہاں یہ بہتر ہے ظاہر سی بات ہے ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے۔۔

الطاف خان اور سفیان خان یک زبان بولے۔۔

ایک منٹ گھر کے سارے مرد دلہے بن کر سٹیج پر بیٹھے ہوں گے پہلے دن چار کا ولیمہ اگلے دن پھر دو کا ولیمہ میرے خیال سے تھوڑی تقسیم صحیح کریں۔۔ شادی بھی تو کسی نے انجوائے کرنی ہے سب نے اب اپنی بیویوں کے ساتھ تو نہیں بیٹھا ہونا۔۔ آئیدن کی بات بھی صحیح تھی لڑکیاں

بھی سوچ میں پڑ گئی انہوں نے اپنی بہن بھائیوں کی شادی انجوائے کرنے کی۔۔

پہلے جن تینوں کی رخصتی ہے ان کے فنکشنز کرتے ہیں اس کے بعد دالہام، یاوراور یعقوب ان تینوں کا ولیمہ رکھیں گے تاکہ کسی کا کوئی گلا شکوہ بھی نہ رہے کہ ہماری بہن کا ولیمہ تھا یا بھائی کا ولیمہ تھا اور ہم خود دلہنیں بن کر بیٹھے ہوئی تھی۔۔

یہ ٹھیک ہے! سب لڑکیاں ایک ساتھ بولی۔۔

ہمیں واقعی مردان خانے شفٹ ہونا ہے۔۔ وہ تینوں سفیان خان اور سردار کی جانب دیکھتے پوچھ رہے تھے۔۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اگر مردان خانے شفٹ ہونے میں مسئلہ ہے تو چھوٹی حویلی چلے جاؤ۔۔

نہیں نہیں ہم مردان خانے ٹھیک ہیں تینوں ایک ساتھ بولے جبکہ شہریار اور ہادی کا دل چاہ رہا تھا درمیان میں بیٹھے انسان کو پکڑ کر اچھی اس کی پھینٹی لگائیں اس کی وجہ سے وہ دونوں پھنسے تھے۔۔

رضیہ، ریحانہ صوفیا سب عورتیں مل کر شادی کی تیاریاں کر لو کپڑے وغیرہ سب کا انتظام کر لو تین دن بعد مہندی ہے۔۔ سب نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

اور تم تینوں خبردار رخصتی سے پہلے تم تینوں میں سے کسی نے بھی حویلی کے اندر داخل ہونے کی ہمت کی۔ بڑا شوق چڑھا ہوا ہے نا رسموں کے مطابق شادی کرنے کا تو پھر رسم مکمل طریقے سے نبھاؤں۔۔ شہریار ہادی نے دانت پیستے تھے ان کا بس نہیں چل رہا تھا درمیان میں بیٹھے وریام کو پکڑ کر جوتے مارے جسے آگ لگی ہوئی تھی تمام رسمیں ادا کرنے کی۔۔

وہ تینوں تلملاتے ہوئے اپنا اپنا سامان اٹھا کر مردان خانے چلے گئے تھے۔۔

چاچو اللہ پوچھے گا آپ سے۔۔

وریام لالا آپ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔ شہریار اور ہادی تلملاتے ہوئے مردان خانے میں موجود کمرے میں بیٹھے۔۔

مجھے کیا پتہ تھا وہ اٹھا کر ہمیں مردان خانے میں پھینک دیں گے خیر دو دن بیویوں سے نہ ملوگے تو مر نہیں جاؤ گے دونوں۔۔

کیوں اپنی بیوی کا غصہ ہم پر نکال رہے ہیں چاچو آپ کی بیوی آپ کو ہاتھ لگانے نہیں دیتی ہے تو ہمیں ہماری بیویوں سے دور کر رہے ہیں۔۔

ہادی مجھ سے تھپڑ کھالے گا چپ کر کے بیٹھ جا۔۔ وریام غصے میں بولا تھا ہادی چپ کر کے بیٹھ گیا اس کا چاچا تھا وہ بیچارہ آگے سے بولتا تو پھر اس

کے باپ کو شکایت لگنی تھی کہ لالا آپ کا بیٹا بہت بد تمیزی کرتا ہے۔۔

باخدا اگر آپ میرے چاچو نا ہوتے منہ پہ ہاتھ پھیر رہا ہوں اچھی پھینٹی لگانی تھی میں نے۔۔ اس نے ابھی اتنا بولا ہی تھا جب وریام نے جوتا اتار کر اس کے کمر پر مارا۔۔

اگر تو بھی میرا بھتیجہ نہ ہوتا تو قسم سے تیرے م منہ پر تھپڑ مار مار کر تیرا حلیہ بگاڑ دیتا۔۔ وریام غصے کا بھرا بیڈ پر لیٹ گیا اور سر تک لحاف تان لیا وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے بیڈ پر بیٹھے ہادی کی کمر کے پیچھے وریام کا سینہ اور شہریار کی کمر کے پیچھے وریام کا پیٹ تھا۔۔ وہ دونوں گرنے والے انداز میں پیچھے کی جانب لیٹے تھے اس کی چیخیں پورے کمرے میں گونجی۔۔

بغیر تو ں !وریام نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا سٹیل کا گلاس اٹھا کر ان دو نوں کے سر پر مارا تو وہ دو نوں اپنا سر سہلاتے ہوئے اس کے اوپر سے اٹھے۔۔

اس سے قبل وہ گلاس ان کی پیشانی پر لگتا ہے وہ دو نوں کمرے سے باہر بھاگے اور صوفے پر جا کر بیٹھ گئے۔۔

چاچو کا جینا حرام کرنا ہے۔۔ ہادی کی بات پر شہریار نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

دوسری جانب عورتوں نے گھر میں بے شمار کپڑے منگوائے تھے دلہنوں کے تاکہ وہ پسند کر لے۔۔

پٹھانی فراک تھی سونیا، حبا اور راہا تینوں بیٹھی ہوئی تھی باقی سب لڑکیوں نے بھی پسند کرنے تھے لیکن سب سے پہلے جو دلہنوں نے لینے تھے وہ کپڑے سامنے رکھے گئے۔۔

سونیا، حبا، راہا بیٹا جو ریسٹ پسند آتا ہے وہ لے لو۔۔ رضیہ خانم، علینا اور فاریہ خانم بولی تھی کیونکہ ان تینوں کی مہندی کا ڈریس ان کی جانب سے تھا۔۔ جتنے ڈریس ان کے سامنے پڑے تھے سب کے سب ہی بہت بھاری تھے۔۔

سونیا نے پنک کلر کی فراک پکڑی جس کے گلے پر بھاری کام ہوا تھا نیچے تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر دامن سے لے کر کمر تک شیشے اور موتی، دھاگے سے کام ہوا تھا۔۔ وہ انتہا کے خوبصورت پٹھانی فراک تھی بازوں پر موتی لگے ہوئے تھے اور دامن گلے پر بھی یہی کام تھا۔۔۔

بڑی مورے مجھے یہ اچھی لگی۔۔ سونیا نے رضیہ خانم کو دکھائی تو انہیں بھی وہ فراک بے حد پسند آئی تھی۔۔

راہا کو لائٹ یلو کلر کی فراک اچھی لگی جس کے اوپر پنک ، نیوی ، بلو اور ڈارک گرین کلر کا کام تھا اس کے اوپر زیادہ شیشے کا کام تھا دھاگے کا بھی کام تھا جبکہ واضح زیادہ شیشے کا کام ہو رہا تھا۔۔۔

بھابھی مجھے یہ پسند ہے۔۔ راہا نے علینا کے سامنے فراک کی وہ اس کی ساس بننے سے پہلے اس کی بھابی تھی تو وہ اسے بھابھی کہہ کر ہی بلاتی تھی۔۔

ہاں راہا بہت پیارا ہے تمہاری مہندی ہے جو تمہیں اچھا لگتا ہے لے لو۔۔ راہا نے کھڑے ہوتے وہ ڈریس پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا خوشی اس کے چہرے پر دیکھنے والی تھی جبکہ حبا دونوں رخسار پر ہاتھ رکھے ان ڈریس کو دیکھ رہی تھی اس نے کبھی اس طرح کے کپڑے نہیں پہنے تھے۔۔ مہندی پر تو دلہن گرارہ اور لہنگا نہیں پہنتی۔۔ حبا نے کبھی پٹھانوں کی شادی نہیں دیکھی تھی۔۔

ہمارے یہاں تو یہی لباس پہنا جاتا ہے۔۔حبا کو وہ لباس پیارے لگ رہے تھے لیکن وہ انتہا کے بھاری تھے۔۔۔

حبا بیٹا اگر اس میں تم کمفرٹیبل نہیں ہو تو جس طرح کا تمہیں ڈریس چاہیے تم بتا دو ویسے کا بنوا دیتے ہیں۔۔حبا نے راعنین کی طرف دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے جیسے کہنا چاہ رہی تھی تمہاری مرضی ہے۔۔

میں پہن لوں گی یہی !اس کا دل راضی تو نہیں تھا لیکن ان سب کی خوشی کے لیے اس نے ہاں کی۔۔

اچھا مجھے ایک چیز بتاؤ جب تمہارے ذہن میں رخصتی کا خیال آتا تھا تو تم نے مہندی کے لیے کیسا لباس سوچا تھا۔۔

میں نے لائٹ یلو کلر کی لمبی قمیض اور ساتھ لہنگا۔۔ساتھ دوپٹہ جس کے اوپر کا پرکلر کا موتیوں سے کام ہوا ہو صرف سائیڈ پر درمیان سے بالکل سمپل۔۔فاریہ خانم کے پوچھتے ہی اس نے اپنی پسند بتا دی۔۔

ٹھیک ہے میری بیٹی کا آجائے گا بالکل ایسا ڈریس۔۔

لیکن امی آپ کے ہاں تو یہ پٹھانی فراک پہنی جاتی ہے نا۔۔ حبا کو برا لگا اس نے کیوں اپنی پسند بتا دی کہ اسے اس طرح کا لباس پسند ہے۔۔ تو کیا ہو گیا ہے شادی تمہاری ہے اپنی مرضی کا لباس پہنو شادی تھوڑی ہے نا ہر روز ہوتی ہے۔۔ انہوں نے اس قدر پیار کے لیے لہجے میں بولا تھا کہ حبا ان کے گلے لگی۔۔

چلو اب تم سب کی باری ہے لڑکی ہو اپنی اپنی پسند کا لباس لے لو۔۔

راعنین، طرسم، قندیل اور نمیرہ نے غور سے کپڑوں کو دیکھا تینوں بچے سکون سے سوئے ہوئے تھے اس وجہ سے ان کی مائیں بھی سکون سے بیٹھی تھی۔۔

نمیرہ نے نیوی بلو کلر کی فراک پکڑی جس کے دامن سے پانچ انچ اوپر تک کڑھائی تھی اور پھر گلے پر ہلکا کام ہوا تھا جبکہ بازو انتہائی بھاری تھے۔۔

مجھے یہ اچھی لگی ہے۔۔ نمیرہ نے سب کے سامنے فراک کی۔۔

ایک کام کرتی ہے سب لڑکیاں سیم ڈریس پہنتی ہے دلہن کو چھوڑ کر۔۔

راعنین کی بات پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا انھیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

یہ فراک پیاری ہے طرسم نے وہ فرام پکڑی جو نمیرہ نے پکڑی ہوئی تھی۔۔

سب یہی پہن لیتی ہیں۔۔ راعنین کو بھی وہ اچھی لگی تو قندیل نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

مورے آپ بھی یہی پہنو۔۔

میں یہ پہنتی اچھی لگوں گی لڑکیوں والا لباس ہے میرے دو جوان بچے ہیں میں نہیں پہنوگی۔ علینا نے صاف منع کر دیا حالانکہ اس کی ابھی اتنی عمر نہ تھی۔۔

مورے کچھ نہیں ہو گیا آپ کو دیکھ کر کوئی نہیں کہے گا آپ دو جوان بچوں کی ماں ہو۔۔ علینا نے نفی کی تو سب ضد کرنے لگی مجبوراً اس کو ہاں کرنا پڑا۔۔۔

ڈریس سلیکٹ کرنے کے بعد سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئی شادی کے دوران راعنین نے بھی یہیں پر رہنا تھا کیونکہ فنکشن ایک جگہ ہی ہو رہے تھے بار بار ادھر ادھر جانا بچوں کا سامان تو پھر زیادہ مشکل ہونی تھی۔۔ مرد دوسرے معاملات سنبھالنے کے لیے باہر چلے گئے۔۔۔

نمیرہ اپنے کمرے میں گئی اسے تھکاوٹ سی ہونے لگی حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا محض ڈریس سلیکٹ کیے تھے۔۔

پتہ نہیں اتنی تھکاوٹ کیوں ہوجاتی ہے مجھے حالانکہ کوئی کام بھی نہیں کیا میں نے۔۔ وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔ شیر طیان کمرے میں آیا اور منہ بنا کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔

میرے بیٹے کو کیا ہوا ہے؟ نمیرہ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

عائسل گڑیا سوئی ہے مجھے اس کے ساتھ کھیلنا ہے۔۔ نمیرہ کو پہلے ہی معلوم تھا وجہ اس کی گڑیا ہی ہوگی۔۔

وہ اتنا زیادہ سوتی ہے۔۔

ہاں تو ظاہر سی بات ہے طیان ابھی وہ چھوٹی سی گڑیا ہے ابھی وہ زیادہ سوئے گی نا پھر جب وہ بڑی ہوجائے گی تو پھر آپ کے ساتھ کھیلا کرے گی۔۔ نمیرہ نے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔۔

مورے آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ؟ نمیرہ کے سر دہاتھ اور بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر اپنی مورے کے چہرے کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تھام کر پوچھا۔۔

ہاں بس تھوڑی سی تھکاوٹ ہو رہی ہے آرام کروں گی نا تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔ شیر طیان نمیرہ کی گود سے اٹھا اور لیٹنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے لیٹ گئی طیان نے اس کے اوپر لحاف دیا اور دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔۔

اب سو جائے پھر طبیعت ٹھیک ہو جائے گی ہر وقت کام کرتی رہتی ہیں۔۔ نمیرہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی اپنے بیٹے کی پرواہ پر۔۔ طیان اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر کمرے سے چلا گیا۔۔

دالہام نے موبائل پکڑ کر سب لڑکوں کے نمبر کو ایڈ کر کے گروپ بنایا اور میسج کیا کہ جہاں پر بھی موجود ہوں سب ابھی یاور کے اڈے پر پہنچو۔۔ سب نکلے تھے ادھے گھنٹے بعد وہ سب یاور کے اڈے پر موجود تھے سب کمرے کے باہر کھڑے تھے جہاں ابراہم کو بند کیا گیا تھا۔۔ ڈاکٹر نے اسے ٹھیک کر دیا تھا وہ کبھی ہوش میں آتا تو چلانا شروع ہو جاتا کہ مجھے باہر نکالو اور زیادہ تر نیم بے ہوشی میں پڑا رہتا۔۔

دالہام نے دروازہ کھولا وہ سب کمرے میں داخل ہوئے وہ زمین پر گرا ہوا تھا گھٹنوں سے نیچے کی ٹانگیں وجود کے ساتھ نہ تھی آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے، چہرے پر گوشت جیسے برائے نام رہ گیا تھا۔۔

کیسا لگ رہا ہے ابراہم جو اذیت ہے تم دوسروں کو دیتے ہو آج خود بھگت رہے ہو۔۔ دالہام گھٹنوں کے بل اس کے پاس زمین پر بیٹھا ابراہم نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔

مجھے۔۔۔۔۔چھوڑ۔۔۔۔دو!وہ بمشکل بول سکا۔۔

یہی تمہاری سزا ہے دوسروں کے بھائیوں کو، باپ کو قتل کرنے کے بعد خود تم سکون سے رہتے تھے جبکہ انہیں تم نے پوری زندگی کے لیے تکلیف میں مبتلا کر دیا۔۔شہریار نے اس کا چہرہ دبوچا تھا۔۔یا ور سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا اس کا یہی انجام تھا۔۔

مجھے۔۔۔۔۔جانے۔۔۔۔دو!اس نے کپکپاتے ہاتھ سے جیسے ہی سردار کے پاؤں کو چھوا تھا وہ پیچھے ہو گیا۔۔۔

تم جیسے درندے کو آزاد کرنا بہت بڑی غلطی ہے اگر تمہیں چھوڑ بھی دیا جائے نہ تم چل سکتے ہو نہ تمہارے پاس تمہارا ایک ہاتھ ہے۔۔دالہام نے اس کے کٹے ہوئے وجود کو دیکھا۔۔اس کی حالت بہت بری ہو چکی تھی اسے دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔۔۔

مرنے دے اسے کوئی ضرورت نہیں ہے اسے دیکھنے کی یہیں تڑپ
تڑپ کر مرے اور اس کا گوشت کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔۔
وریام اور ہادی یک زبان بولے ان کی آنکھوں میں خون اترا تھا اسے دیکھ
کر جبکہ صارم کی حالت بھی کچھ الگ نہ تھی۔۔
وہ سب دروازہ بند کر کے وہاں سے چلے گئے۔۔
ابراہم کی آنکھوں کے سامنے یک دم اس کی بہنوں کا چہرہ آیا تھا جنہیں
اس نے بے انتہا تکلیف دی تھی لیکن اسے تکلیف میں دیکھ کر وہ
دونوں پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی ہمت نہیں ہوئی تھی ان کی کہ اپنے
زخمی بھائی کو دیکھ لیتی۔۔
مجھے۔۔ معاف۔۔۔ کر۔۔۔ دو۔۔ وہ پیشانی پر اپنا ہاتھ مارتے رو رہا تھا
اس نے حد سے زیادہ مخلص رشتہ کھویا تھا اپنی بہنوں کو جو ہر لمحہ اسی امید
میں رہی تھی کہ ان کا بھائی ان سے پیار کرے گا۔۔

ایک۔۔۔۔مرتبہ۔۔۔مجھ۔۔۔سے۔۔۔مل۔۔۔لو۔۔اس سے بولا نہیں جارہا تھا جملہ بمشکل مکمل کرتے وہ پھر سے نیند بے ہوشی کی حالت میں چلا گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کو سب مرد مردان کھانے جا کر بیٹھ گئے۔ دالہام کو بزنس کے متعلق ان سے کچھ بات بھی کرنی تھی۔۔کیونکہ جو میٹنگ کینسل ہوئی تھی وہ دو ماہ تک پوسٹپون کر دی گئی تھی جواب انہوں نے دوبارہ کرنی تھی۔۔

پروجیکٹر انہوں نے سامنے لگایا اور سب مرد صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔ہادی کی پیٹھ پروجیکٹر کی طرف تھی جب شہریار نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔

تم نے نہیں دیکھنا باپ بننے کا پتہ ہے۔۔ ذمہ داری سنبھالنے کا نہیں پتہ۔۔ شہریار کے طنز پر اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔۔

جو پروجیکٹ ہے ملنا تھا اس کے متعلق تمام چیزیں لیپ ٹاپ میں موجود تھی وہ ویڈیو دالہام نے لگائی ہوئی تھی سب غور سے ویڈیو کو دیکھ رہے تھے ویڈیو ختم ہوتے ہی سب آپس میں کام کے متعلق بات کرنے لگے کہ میٹنگ کے لیے کیا ضروری ہے اور کیا نہیں۔۔ وہی ہادی کا ابھی ان چیزوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہو رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ حویلی کے اندر جائے اور اپنی بیوی سے ملے۔۔

ہادی نے موبائل پکڑا اور راہا کو میسج کیا۔۔

Jan e haadi..❤️

وہ انتظار کرتا رہا کہ اس کا ریپلائی آئے گا لیکن ریپلائی نہ آیا۔۔ میسج سینڈ ہو چکے تھے جبکہ سین نہیں ہوئے تھے۔۔ ہادی اٹھ کر واش روم میں گیا

وریام جو اس کے پاس بیٹھا تھا اسے دیکھ لیا تھا کہ اس نے راہا کو میسج کیا ہے۔۔اس نے موبائل کا بلوٹوتھ آن کر کے ہادی کا موبائل پروجیکٹر کے ساتھ کنیکٹ کر دیا۔۔۔

ہادی واپس آ کر بیٹھا اور موبائل پکڑا۔۔راہا جو فریش ہو کر واش روم سے نکلی تھی ہادی کا میسج دیکھ کر اس نے ریپلائی دیا۔۔

Ggg

وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

Meri jaan kia kar Rahi hai💏

اس نے فوراً ریپلائی دیا اس بات سے انجان کہ اس کا موبائل پروجیکٹر سے کنیکٹ ہے۔۔اس پیٹھ پروجیکٹر کی طرف تھی اسے نہیں نظر آ رہا تھا سکرین پر کیا چل رہا ہے۔۔

Kuch nhi kamry ma rest .. ♀

اس کا جواب پڑھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جبکہ اب سب مردوں کا دھیان پروجیکٹر کی طرف ہوا تھا۔۔

Mein thori dair tak milny aao ga Tum sy mery Liye tyar rehna 😚

ہادی نے معنی چیر مسکراہٹ لبوں پر لائی تھی۔۔۔ راہا کا حلق اور ہونٹ خشک پڑ گئے اگر دالہام کو پتہ چلتا تو اس کے شوہر کو پھر سے مار پڑنی تھی۔۔۔

Haadi Bhai gussa ho gy , phir ap ko maar pry gi , mat Aaye ga...😉

اس نے جلدی سے اسے ریپلائے دیا۔ وہ ملین چاہتی تھی اسے مار پڑے۔۔

Aisi ki tesi tumhare Bhai , apni biwi sy milny ja Raha hoon ?? Tumhe shohar ki parwah nai hai , mujhe apni biwi ky Saath time spend karna hai 💏

وہ بے شرم بنا میسج کرنے لگا جبکہ سکتیں پر ہادی کے الفاظ پڑھ کر دالہام کا چہرا سرخ ہونا شروع ہوگیا۔۔ صارم نے گھور کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔

Haadi mat bhooly is milny ki wajah sy apko maar pri hai.. ♀

راہا کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے سمجھائے۔ دالہام کو پہلے ہی ہادی پر بہت غصہ تھا۔۔

Jan e haadi ap har cheez sy be-fikar ho jao , bas ready Raho shohar ko haq deny ky Liye. 🌓

دالہام نے خود پر کنٹرول کرنا چاہا اس نے صارم کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ غصہ اپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔ آئیدن نے پہلے تو اسے کچھ نہیں کہا تھا لیکن اب اس کا دل چاہ رہا تھا اسے پکڑ کر چھت پر لے کر جائیں اور مجھے دھکا دے۔۔ اس نے اتنا بے صبرا انسان نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہیں شہریار ، یعقوب ، یاور اور وریام کے لیے ہنسی روکنا مشکل تھا کیونکہ انہیں ان چاروں کے سرخ ہوتے چہرے اچھے طریقے سے نظر آ رہے تھے جو کہ ہادی نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

Ma nahi Haq Dena, pehly hi Haq dy kar sab k samny sharminda ho Gai ho😒

راہا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی اور ایک ہاتھ سے ٹائپنگ کرنے لگی۔۔اس کا شوہر حد سے زیادہ ڈھیٹ انسان تھا۔۔۔

NHi sharamida keyu ho gi ma hoon na tumhare Sath 👫

ہادی نے نچلا لب دانتوں میں دبایا جبکہ اس کی حرکت دیکھ کر صارم کا ہاتھ اپنے جوتے کی طرف جا رہا تھا۔۔

Haadi

راہا کو اب غصہ آ رہا تھا وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔۔۔

Bohat zuban chal Rahi hain tumhari ,

tumhare pass aa kar apny tariky sy

band kro ga.. aur Tum Kuch kar bhi

nahi Pao gi.. 🔥😗🌚

Sweet kiss 💋 ky Saath...

اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے اگلا میسج کیا جب کہ دالہام نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔۔ وہ سب صدمے میں تھے، غصہ تھے کسی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا سب بس آنکھیں پھاڑے پروجیکٹر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

Sharam nami cheez nai hai ap

mein..🙂🙂

راہانے دانت پیستے میسج کیا ایک تو اسے پہلے ہی بات بات پر غصہ چڑھ جاتا تھا اوپر سے اس کا ڈھیٹ شوہر۔۔

Meri jaan hamare khandan mein 3 sharmily hai jin ki Shaadi ho chuki hai lekin abhi tak baap nai bany..😂 agar mein Sharma jata to Tum maa Kesy banti 😚🔥

Sharmany ka kaam biwi ka hai shohar ka nai 😌🌚

اس کا اگلا میسج پڑھ کے یعقوب، وریام اور شہریار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہ ان پر ہنس رہا تھا اور طنز کر رہا تھا۔۔۔

دالہام نے صوفے کے پاس پڑے ٹیبل کے اوپر موجود واس کو پکڑ کر پروجیکٹر پر مارا تھا۔۔۔

واس ٹوٹنے کی آواز سن کر ہادی ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔ اور سب کی طرف دیکھنے لگا جب نظر اپنے باپ اور چاچو پر گئی جو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے اس کا حلق خشک ہو گیا۔۔ سانس سینے میں اٹک گئے۔۔

چاچو بابا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟ اپنے دانت دکھاتے ہوئے وہ ان سے پوچھنے لگا جب کہ دالہام نے صارم کی طرف دیکھا۔۔۔

میری طرف کیا دیکھ رہے ہو میں خود اسے پیدا کر کے پچھتا رہا ہوں۔۔

وریام، یاور، یعقوب اور شہریار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

کیا بول رہے تھے تم؟ کس کی ایسی کی تیسی؟ دالہام اپنی جگہ سے اٹھا ہادی کو گڑبڑ کا احساس ہوا تھا اس نے اب کیا کر دیا ایسا جو اس کا جلاد چاچا سے مارنے کے لیے آرہا تھا۔۔

چاچو ہوا کیا ہے اب تو میں مردان خانے آگیا ہوں اب تم مجھے سکون سے رہنے دے۔۔ وہ پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہا تھا جب صارم اپنی جگہ سے اٹھا۔۔ ان دونوں کا سرخ چہرا ہادی کی حالت خراب ہونے کا باعث بنا۔۔

حق چاہیے؟ صارم نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔ ہادی کا دھیان چیٹ کی طرف گیا لیکن اس نے اپنا سر جھٹکا۔۔

تم کسی نے نہیں ڈرتے۔۔ دالہام نے اس کا دوسرا بازو پکڑا تھا۔۔ وہ دل میں شدت سے دعا کرنے لگا کہ چیٹ نہ کسی نے پڑھ لی ہو۔۔

باپ اور چاچو سے کون نہیں ڈرتا! اس نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔

دالہام نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے رکھ کر تھپڑ مارا تھا۔۔ سالے صاحب کیوں مجھے ڈھول کی طرح بجاتے رہتے۔۔۔ وہ بول رہا تھا جب صارم نے اس کی کمر پر مکا مارا۔۔ اس کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے۔ دونوں نے اس قدر زور سے مارا تھا کہ دانتوں کو سختی سے آپس میں جوڑ گیا۔۔

پہلے زخم دن پہلے بھرے ہیں! وہ ان دونوں کی طرف دیکھ کر بیچارگی سے کہنے لگا۔۔

تمہیں میرا بیٹا عزت راس نہیں آتی۔۔ دالہام نے کہتے پیچھے سے اس کی گردن دبوچ کے صارم کی طرف دیکھا۔۔

جوتا، ڈنڈا یا بیلٹ بہتر رہے گا؟

جیسے اس کے کارنامے ہیں یہ سب ہی کم ہے۔۔ ہادی کا منہ کھل اپنے باپ کے الفاظ سن کر۔۔ وہ باپ تھا کہ دشمن۔۔

مجھے کبھی کبھار لگتا ہے میرا ایک نہیں دو باپ ہے۔۔ صارم نے سائڈ پر پڑا ڈنڈا پکڑ کر دالہام کو پکڑا دیا۔۔

شروع ہو جاؤ۔۔

مجھے بتائے تو سہی ہوا کیا ہے۔۔ ہادی نے موٹا ڈنڈا دیکھ کے سہم کر کہا تھا جب پہلے مار پڑی تھی اس بیچارے سے چار دن سیدھا نہیں ہوا گیا تھا۔۔ کروٹ لے کر بھی لیٹتا تو درد کی لہریں پیدا ہوتی۔۔

سکون نہیں ہے نہ تمہیں جب منع کیا ہے تین دن انتظار کر لو۔۔ صبر نہیں ہے۔ جانِ ہادی میں آرہا ہوں حق۔۔ دالہام نے جب آخری جملہ بولا تو ہادی کے انداز میں بولا جس طرح وہ بولتا ہے لیکن اس نے جملہ مکمل نہ کیا کیونکہ وہ اس کی بہن تھی۔۔۔

چاچو آپ نے چیٹ پڑھیں ہے ہادی کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی جب صارم نے ہادی کی پیٹھ دالہام کی طرف کی اس نے رکھ کے ایک ڈنڈا مارا۔۔

ملنے جانا ہے؟ دالہام نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے پوچھا اس نے نہ میں سر ہلایا اگر ہاں کہتا تو اس کا جلاد باپ اور چاچا اسے قتل کر دیتے۔۔ جتنا آپ دونوں مجھے مارتے ہوں میرے بچے کی پیدائش سے پہلے ہی اسے یتیم کر دو گے۔۔ ہادی نے اپنی پیٹھ سہلائی جہاں دالہام نے ڈنڈا مارا تھا۔۔

موبائل کس نے کنیکٹ کیا تھا؟ آئیدن نے وریام اور شہریار کی طرف دیکھا۔۔ دالہام نے بھی ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔

میں نے نہیں کیا!شہریار نے سر اینڈر کرنے والے انداز میں ہاتھ اوپر کر دیے۔۔

وریام!صارم نے دانت پیستے اسے پکارا۔۔ ہادی تو اپنی بیوی سے بات کر رہا تھا لیکن سب کو میسج پڑھانے والا وریام تھا۔۔۔

لالا میں وہ!وہ پھنسا تھا بہت برا پھنسا تھا۔۔ ہادی کی تو بچت ہو گئی تھی لیکن وہ اس کی پکی درگٹ بننی تھی وہ یہ بھول گیا تھا ہادی جس کے ساتھ بات کر رہا تھا یہاں سب اس کے بھائی ہی بیٹھے تھے۔۔ اور کون سا بھائی برداشت کرتا ہے یہ سب۔۔

چاچو شرم نہیں آئی تھی کسی کی پرسنل چیٹ لیک کرتے۔۔

میرا بیٹا جب تجھے شرم نہیں آئی تھی چچا نکاح شدہ ہو کر بھی کنواروں کی طرح رہ رہا ہے تو باپ بننے چلا۔۔ وریام نے دانت پیسے تھے جبکہ سفیان خان کی طرف دالہام، آئیدن اور صارم نے دیکھا۔۔ یہ سب سے پہلے ان کا شکار تھا۔۔

ادھر آؤ میرے پاس! وریام نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔۔ 33 سال کی عمر میں آج تک اسے کبھی کسی کے سامنے اپنے باپ سے مار نہیں پڑی تھی لیکن آج اسے اپنی حاجت بری ہوتی نظر آ رہی تھی۔۔

بابا جان! اس کے اس قدر پیار سے بلانے پر یاور اور شہریار جو ایک دوسرے کے پاس بیٹھے اپنی ہنسی قابو کرنے لگے۔۔ جوان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔ ہادی مزے سے کھڑا ہو گیا اسے اتنی مار نہیں پڑی تھی لیکن وریام کہ خیر نہیں تھی۔۔

بابا میں نے۔۔۔ سوری !اسے معلوم تھا غلطی تو اس نے کی ہے تو پہلے ہی اس نے معافی مانگ لی۔۔

ایک مرتبہ تمہیں سمجھ نہیں آیا میں نے کیا کہا ہے، میرے پاس آؤ۔۔ آپ میری بیوی تھوڑی ہیں جو آپ کے پاس آجاؤ۔۔ اس کا جملہ مکمل کرنے کی دیر تھی جب سفیان خان نے جوتا پکڑ کے اس کے پیٹ پر مارا تھا۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی تم سب کو آگ کس چیز کی لگی ہوئی ہے ہر بات بات پہ بیوی۔۔ سفیان خان کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ بیچارا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے بیٹھ گیا۔۔

شرم نہیں آئی تمہیں یہ حرکت کرتے ہوئے صارم نے اسے کان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ وریام انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا وہ سب اس سے بڑے تھے۔۔

لالا جب دیکھو یہ لگا ہوتا ہے۔۔ کبھی بیوی سے ملاقات کرنے گیا ہوتا ہے کبھی موبائل پر لگا ہوتا ہے ایک ہماری ہے جو بات ہی نہیں کرتی ہے ڈھنگ سے، جب دیکھو اس کے ہاتھ چل رہے ہوتے ہیں زبان چل رہی ہوتی ہیں۔۔ وریام نے اپنا کان چھڑوانے کی کوشش کی تو دالہام نے اس کا دوسرا کان پکڑ کر مروڑا تھا۔۔ ہادی نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر شہادت کی انگلیوں سے دکھائی جسے کہنا چاہ رہا تھا کیسا فیل ہو رہا ہے دو جلاد کے درمیان کھڑے ہو کر۔۔

لالا! سوری وریام کا کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے سے چھوٹوں کے سامنے مار کھانے کا۔۔

دو تین لگائیں لالا کچھ زیادہ ہی فری ہو گئے یہ ہماری بہنوں کے ساتھ۔

اب اسے ہی ان کا یہ حال ہے رخصتی کے بعد ان کا دل چاہے تو یہ ہمیں

ہماری بہنوں سے ہی نہ ملنے دے۔۔ آئیدن نے وریام اور ہادی کو دیکھا۔۔

تم چپ کر جاؤ! وریام نے اسے آنکھیں دکھائی وہ چھوٹا تھا اس سے جب کہ آئیدن نے دالہام کے ہاتھ میں ڈنڈا پکڑا دیا تھا اس وقت وہ اس کا بڑا بھائی نہیں تھا وہ انسان تھا جس نے یہ الٹی حرکت کی تھی۔۔

عزت راز نہیں آتی ہے تم دونوں چاچا بھتیجے کو۔۔ صارم نے اس کی گردن پر تھپڑ مارتے اسے ہادی کی جانب دھکیلا وہ دونوں ایک صوفے پر گرے وریام ہادی کے اوپر گرا تھا جبکہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر سب قہقہے وہاں گونجے تھے دالہام جو سنجیدہ، حد سے زیادہ غصے میں کھڑا تھا اس کے لیے بھی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔۔

لاحول ولا قوۃ چاچو کبھی اس طرح کہ میں کبھی اپنی بیوی کے قریب نہیں گیا جتنا قریب آپ آ گئے ہیں۔۔ وریام اس کے پیٹ اور سینے پر کہنیاں رکھ کر وزن ڈالتے اٹھا تھا ہادی کی دردناک چیک وہاں گونجی تھی۔۔۔

اب بول کرے گا بکواس! وریام نے اس کے دونوں کان پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔

صارم نے وریام کا کان پکڑ کر اسے اپنے بیٹے سے دور کیا تھا۔۔

یار میں نے نہیں رہنا ان دونوں کے پاس دونوں مجھے مل کر مارتے ہیں ہر بات طانے دیتے ہیں تم باپ بننے والے ہو سب سے چھوٹے ہو سب سے آگے نکل گئے ہو۔۔ ہادی اپنے کان، گردن، تو کبھی پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔۔

ہادی معصومانہ چہرہ بنا کر سردار کے پاس چلا گیا تھا وہ جان گیا تھا اگر وہ سب سے زیادہ اسے مارتا ہے تو ساتھ بھی وہ اس کا دے گا۔۔

چاچو یار قسم سے بڑا مارتے ہیں !دالہام نے شہریار اور وریام کو دیکھا جو منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے انہوں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اسے۔۔

یہ میسنا بن کر آپ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا ہم نے کچھ نہیں کہا اسے۔۔ شہریار نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا وہ بہت بڑا ایکٹر تھا۔۔

چاچو میں تو آپ کا چھوٹا سا بیٹا ہوں نا یار۔۔ دالہام ہادی کے سینے پن پر مسکرایا اور اس کی گردن اپنے بازو میں لیتے اپنے پاس کیا۔۔

جتنے تم معصوم بن رہے ہیں نا اتنے ہو نہیں خبردار تم تینوں میں سے کوئی بڑی حویلی میں داخل ہوا جس رات کا فنکشن ہو گا نا اس دن کے بعد تم لوگوں کے پاس مکمل اختیار ہو گا۔۔ لیکن اس سے پہلے محض تین دن

ہے خود کو قابو میں رکھو۔۔ اس نے تینوں کو خبر دار کیا تھا تو وہ ہاں میں سر ہلا گئے نہ کر کے انہوں نے اپنی کمر نہیں سکوانی تھی۔۔

ویسے چاچو ولیمہ تو آپ کا بھی ہے اسی حساب سے آپ۔۔

صام کیا کھا کے پیدا کیا ہوا ہے تم نے اسے۔ دو بچوں کا باپ بن گیا ہوں اور اب کہہ رہا ہے کہ ولیمہ ہو رہا ہے تو اپنی بیوی سے الگ رہو۔۔ دالہام اس کی ادھوری بات کو مکمل کر گیا اسے پتہ تھا وہ آگے کیا بولنے والا ہے۔۔

غلطی کر دی ہے میں بہت بڑی جس کا اب پچھتاوا ہو رہا ہے مجھے۔۔

ہادی نے منہ بسورا رہا تھا۔۔

پیدا میں اپنی ماں سے ہوا ہوں، آپ سے نہیں، کیوں اپنا جنڈر خراب کر رہے ہیں۔۔

اپنی شکل گم کر لو ہادی نہیں تو شادی سے پہلے میں واقعی تمہارے بچے کو یتیم کر دوں گا۔۔ صارم اس کی طرف ہونے لگا تو ہادی سردار کے پیچھے چھپ گیا۔۔

دالہام تم مجھے کہتے ہو میں نے اسے بگاڑ دیا لیکن درحقیقت تم نے اسے بگاڑا ہے۔۔

میں نے؟ اس نے اپنے سینے پر شہادت کی انگلی رکھتے پوچھا۔۔

جی ہاں جتنا تم دونوں شروع میں آپس میں جھگڑتے تھے نا اتنا ہی یہ تمہارے پیچھے آ کر چھپتا ہے تمہارے کندھے پر رکھ کر بندوق چلاتا ہے۔۔ مجھے لگتا تھا جب یہ چھوٹا ہے بس تب تک تم اسے میرا بیٹا میرا بیٹا کہہ کر پکارو گے۔۔ مجھے تو کبھی کبھی شک ہوتا ہے یہ میرا بیٹا ہے بھی کہ نہیں۔۔ اس کی ساری باتیں مجھ سے پہلے تمہیں پتہ ہوتی ہیں۔۔

صارم نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔

صام چھوڑدے یہ شروع سے ہی ہوتا ہے خاندان کا سب سے چھوٹا بیٹا سب سے آگے نکلا ہوتا ہے۔۔ دالہام کی بات سن کر ہادی کے دانت سب کو نظر آئے تھے وہ اپنی ہنسی پر قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جیسے ہی سردار نے اس کا ساتھ دیا۔۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔۔ ہادی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

مہندی پر کیا پہننا سب نے؟ یاور نے جب کی جانب دیکھتے پوچھا۔۔ سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے ہیں ساتھ میں چادر۔۔ دالہام نے ان کی طرف دیکھتے کہا تھا نظر سوالیہ جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ ٹھیک ہے۔۔

ہاں ٹھیک ہے جیسے کے ہماری بیویاں ڈریس پہنے ویسے کی واسکٹ پہن لیں گے۔۔۔ آئیدن کہتے اٹھا تھا اسے کمرے میں جانا تھا وہ بہت تھک گیا تھا۔۔

چلو ٹھیک ہے سب اپنے کمرے میں چلو سب ریسٹ کرتے ہیں بہت زیادہ تھکن ہو گئی ہے۔ سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے دو دن شادی کی تیاریوں میں لگ گئے۔۔ تقریباً شام کا وقت تھا جب سبھی تیار ہو رہے تھے۔۔

آئیدن سارے کام ختم کر کے تھکا ہارا کمرے میں گیا تھا کہ وہ تیار ہونے لگا فنکشن شروع ہونے والا تھا کمرے میں گیا تو سامنے ہی نمیرہ آئینے کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے ہاتھوں میں ملٹی شیڈ چوڑیاں پہن رہی تھی کیونکہ اس کے لہنگے میں کڑھائی ملٹی تھی۔۔۔۔ وہ پٹھانی فراک پہنے اس کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھیں وہ گہری نظروں سے سر تا پاؤں تک اسے دیکھنے لگا۔۔۔

اج تو متاعِ جاں مجھ پر بجریاں گرانے کا ارادہ رکھ رہی ہے کیا خیال ہے تمہارا؟ آئیدن شرارتی لہجہ بناتے ہوئے نمیرا سے بولا تو اس نے گھور کر اس کو دیکھا جو ابھی بالکل بھی تیار نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

آئیدن کیا کرتے ہو آپ جلدی سے تیار ہو جائیں فنکشن شروع ہونے والا ہے اسے اب مسلسل اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا کر کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔۔

فنکشن شروع ہونے دو لیکن مجھے اپنی بیوی کو تو ٹھیک سے دیکھنے دو نا، کتنی پیارے لگ رہی ہے اسے کندھوں سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑے کر کر وہ اپنی آنکھوں کے حصار میں لیے اسے دیکھنے لگا۔۔

الفاظ کم پر رہے ہیں تمہاری خوبصورتی بیان کرنے کے لیے، ویسے تم دن بدن پیاری ہوتی جا رہی ہو کیا راز ہے۔۔۔۔

کوئی راز نہیں آئیدن پلیز مجھے تنگ مت کریں مجھے تیار ہونے دے اور ویسے بھی ابھی کوئی آجائے گا۔۔۔۔

آج میرا دل کر رہا ہے میں تمہیں تیار کروں اسے آئینے کے سامنے ڈریسنگ کرسی پر بٹھاتے ہوئے آئیدن اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا ہار اٹھا کر دیکھنے لگا جو بالکل اس کے لہنگے کے جیسا لگ رہا تھا۔۔۔

آئیدن میں خود تیار ہو جاؤں گی آپ جا کر اپنے اپ کو تیار کرو نا نمیرہ اپنے لپسٹک سے بھرے ہونٹوں کو دانتوں طرح دباتے ہوئے آئیدن سے بولی۔۔۔۔

اگر آج میں اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے تیار کر دوں گا تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا اپنے ہاتھوں سے نمیرا کے گردن سے بال پیچھے ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے ائدن نے وہ بے انتہا خوبصورت ہار پہنایا جو اس کی گردن پر

بے حد جچ رہا تھا نمیرا کی گردن بے حد خوبصورت لگ رہی تھی آئیدن نے بے اختیار جھکا اور نمیرہ کی گردن پر اپنے لب رکھے تھے اس نے آنکھیں میچی تھیں دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔۔

وہیں بال دوبارہ سے کمر پر کر کے آئینے سے نمیرہ کو دیکھنے لگا جو اپنے دل پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جس اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل سے بندی اٹھا کر اس نے نمیرہ کی پیشانی پر رکھ کر بالوں میں سیٹ کی ایک پن پکڑ کر اس میں فٹ کر دی۔ نمیرا تو بے حد حیران تھی کہ آئیدن اتنی آسانی سے یہ سب کام کیسے کر رہا ہے۔۔۔

آئیدن آپ نے اتنی پرفیکٹ بندی کہاں سے لگانی سیکھی۔۔ اتنی پرفیکٹ تو ہم لڑکیاں بھی نہیں لگا سکتی نمیرا نے آنکھیں چھوٹی کر کے

گھور کر اپنے لہجے میں شرارت سمائے کہا تو آئیدن کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔

اب یہ مت سوچنے بیٹھ جانا کہ میں تم سے پہلے کئی لڑکیوں کی بندیاں سیٹ کرتا رہا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے بیویوں کے لیے کچھ نہ کچھ سیکھنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔

آپ بھی نہ ایسا ویسا میں نے کچھ بھی نہیں سوچا میں نے تو بس ویسے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔

اب میں بالکل تیار ہو چکی ہوں نمیرہ اٹھ کر آئیدن کے سامنے کھڑے ہوئی تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

نہیں ابھی تم پوری تیار نہیں ہوئی آئیدن نے بیڈ پر پڑا پٹھانی دوپٹہ دیکھا جو لہنگے کے ساتھ کا تھا اس نے وہیں دوپٹہ اٹھا کر نمیرہ کے آدھا سر پر دیا اور اسے پن سے فٹ کرنے لگا۔۔۔۔۔ نمیرہ نے بالوں کی چٹیا کی ہوئی

تھی ، ریڈ کلر کی لپسٹک ، آنکھوں میں کاجل ہلکا سا بلشن لگا کر وہ آئیدن احزان کے دل میں اتر رہی تھی ۔۔

آئیدن میں کر لوں گی دوپٹہ سیٹ ہو گیا ہے بس ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔

میں نے کہا نا کہ آج میں ہی اپنی بیوی کو تیار کروں گا تو چپ کر کے تم مجھے تیار کرنے دو آئیدن نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو نمیرہ بالکل خاموش ہو گئی ۔۔

ٹھیک ہے آج آپ تیار کر لو خوش ہو جاؤ دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے آئیدن نے نمیرہ کا چہرہ اپنی جانب کیا تو وہ بالکل پرفیکٹ لگ رہی تھی ۔۔۔۔

آئیدن کی نظر نمیرہ کے سرخ لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر گئی اس کو اپنے گلے میں گلٹی ابھرتے ہوئے محسوس ہوئی ۔۔

تمہارا لپسٹک بھرے لب ایمان ڈگمگا رہے ہیں اجازت ہے مجھے متاعِ جاں؟ وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

نہیں آئیدن اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرتے ہوئے نمیرہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

کیوں میری ساری تیاری پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں پہلے مجھے بڑی مشکل سے ٹائم ملا ہے تیار ہونے کا اور اب آپ ہو کے پیار سوجھ رہا ہے نمیرا کا مت لانے لگا قے جیسے حلق تک پہنچ گئی۔۔ دل بے حد خراب ہو رہا تھا لیکن اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنے طبیعت کو نارمل کرنا چاہا۔۔۔۔۔

تم نے لپسٹک مجھے دکھانے کے لیے لگائی ہے اپنے مجازی خدا کے لیے اگر میں خراب کر بھی دوں تو کیا ہو جائے گا آئیدن معصوم سا منہ بناتے ہوئے بولا تو نمیرہ کو ہنسی آئی۔۔

آپ بھی نہ آئیدن بالکل بچوں کی طرح حرکات کرتے ہو۔۔۔۔۔

متاعِ جاں میں نے کس چیز کی اجازت چاہیے تم سے !آئیدن انکھیں بند کرتے اس پر جھکنے لگا جب شرطیان دروازہ کھٹکھٹایا کمرے میں داخل ہوا۔۔ دستک کی آواز سنتے ہوئے وہ اچھل کر سیدھا ہو گیا۔۔

مورے بابا !ان دونوں کو اس نے پکارا تھا جبکہ آئیدن چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور نمیرہ ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔

مورے بابا کیا کر رہے تھے شیر طیان نے معصومیت سے انکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا تو نمیرہ نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا۔۔۔۔

کچھ نہیں میرا بچہ وہ میں آپ کی مورے کے چہرے پر کچھ لگا ہوا تھا وہ صاف کر رہا تھا دیکھو تو ٹھیک ہے نا؟ تمہاری مورے پیاری لگ رہی ہے نا؟ آئیدن نے اپنا لبوں پر زبردستی مسکراہٹ سجاتے ہوئے

شیر طیان کو کہا تو شیر طیان نے اپنی مورے کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔

واؤ مورے آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں شیر طیان آنکھیں پھاڑیں اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

بیوی کس کی ہے پیاری تو لگے گی نا آئیدن نے اتراتے ہوئے کہا تو شیر طیان نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کے اپنے باپ کو دیکھا۔۔

مورے بھی تو میری ہے نا مجھ پر گئی ہیں شر طیان بھی اپنی بتیسی نکالتے ہوئے ائیدن کو بولا تو اس نے منہ کھوکرا اپنے اس چھوٹے سے لفنڈر بیٹے کو دیکھا۔۔۔۔

آپ جلدی سے تیار ہو جائے سب تیار ہو گئے ہونگے جلدی جائیں۔۔

آئیدن ہاں میں سر ہلاتے وہاں سے جانے لگا جب نمیرہ کو ایک دم سے

چکر آئے تھے اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جھکتے ہوئے کرسی پر ہاتھ رکھا اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا ہے؟ تم ٹھیک تو ہو نا؟ آئیدن اس کی طبیعت خراب ہوتے دیکھ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا آئین وہ شاید صبح میں نے نا پراٹھا کھا لیا تھا اس کے بعد میں نے کچھ بھی نہیں کھایا تو ابھی اتنا بھاری ڈریس پہنا ہوا ہے اور صبح سے بھوک ہی اس وجہ سے چکر آ گئے۔۔ پراٹھا کافی ہیوی اس لیے شاید دل خراب ہو رہا ہے بھوک بھی نہیں لگی۔۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے پیار سے کہا تھا اس کی ذرا سی طبیعت خراب ہوتی اور وہ گھبرا جاتا تھا۔۔

لگتا ہے بابا آپ نے میری مورے کو نظر لگا دی ہے شیطان پھر سے تیلی لگانے سے باز نہ آیا تو نمیرہ نے ہنستے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔۔۔

پکا نا نمیرہ تم ٹھیک ہونا کل بھی تمہیں چکر آئے تھے اور آج بھی تم اپنا بالکل بھی خیال نہیں رکھتی۔۔۔۔

آئیدن میں اپنا خیال رکھتی ہوں آپ اتنے پریشان نہ ہو جایا کریں۔۔ جائے آپ تیار ہو جا کر اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے نمیرا آئیدن سے بولی تو اس نے لب میچے نمیرہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔ """

ٹھیک ہے میں ریڈی ہو کر آتا ہو۔۔۔ آئیدن نے ایک نظر نمیرہ کو دیکھ کر اپنے کپڑے لیتا واش روم چلا گیا۔۔۔۔"""

نمیرہ نے الماری سے شیر طیان کے کپڑے نکالے سفید رنگ کی شلوار قمیض ساتھ می نیوی بلو کلر کی واسکٹ۔۔ اس کے بابا جانی نے اس کا

ڈریس سپیشل سب کے جیسا بنوایا تھا اور ساتھ میں اپنے بیٹے اور بیٹی کا بھی۔۔

مورے مجھے جلدی سے ریڈی کرے پھر مجھے گڑیا پاس جانا ہے۔۔

شیر طیان کی نمیرہ نے شرٹ اتاری تھی۔۔ تو وہ فٹ سے بولا۔۔

نمیرہ نے اسے شلوار قمیض پہنائی اور اور پھر واسکٹ وہ شہزادہ لگ رہا تھا۔۔ اس کے بال بنا کر نمیرہ نے اس کے چہرے پر پیار کیا۔۔

او کے مورے میں بابا جانی اور اپنی گڑیا پاس جا رہے ہیں وہ اتنا کہتے ہیں کمرے سے باہر بھاگ گیا۔۔ نمیرہ اتنے میں ہی خوش تھی کہ ان کا بیٹا انہیں ٹائم دے رہا ہوں۔۔۔

اچانک اس کی نظر آنے میں اپنے عکس پر گئی وہ ہیلدی ہو رہی تھی۔۔

کہنے کو میری طبیعت خراب ہے پر جس طرح میں موٹی ہو رہی ہوں
آئیدن نے کہنا ہے مجھے پانڈا مل گیا ہے۔۔ اپنی بات پر وہ خود ہی ہنس
پڑی تھی۔۔

آئیدن ریڈی ہو کر باہر آیا سفید شلوار قمیض میں وہ نظر لگ جانے کی حد
تک خوبصورت لگ رہا تھا واسکٹ پکڑ کر پہنی، بال گیلے ہوئے تھے
ٹاول سے صاف کر کے ٹاول بیڈ پر پھینک دیا اور نمیرہ کے پاس بیٹھا
ہے۔۔

تمہاری طبیعت واقعی ہی ٹھیک ہے نا؟ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
لیتے پیشانی پر بوسہ دے کر پوچھا۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ ریڈی ہو جلدی سے میں نیچے جا رہی ہوں۔۔ نمیرہ
اس کے رخسار پر لب رکھتے ہی وہاں سے الدین کے جن کی طرح غائب
ہوئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم نے ابھی تیار ہونا تھا اس نے سوچا پہلے بچوں کو تیار کر لیں پھر خود تیار ہوگی۔۔ دالہام تمام انتظامات دیکھ کر کمرے میں داخل ہوا اسے نارمل کپڑوں میں دیکھ کر دروازہ بند کرتے اس کے پاس گیا۔۔

تم نے ریڈی کب ہونا ہے ٹائم ہو گیا ہے۔۔

میرے خیال سے مجھے ان دو کو بھی ریڈی کرنا ہے آپ تو باہر کاکاموں میں مصروف ہو۔۔ طرسم نے دوپٹہ سائیڈ پر رکھا اور الماری سے دونوں کے ڈریس نکالے عائسل کی چھوٹی سی پٹھانی فراک تھی اور اسی طرح کی فراک گل نور کی بھی تھی اور غازیان کی سفید شلوار قمیض اور اوپر واسکٹ۔۔

تم غازیان کو تیار کر لو میں عائسل کو تیار کرتا ہوں سردار نے اس کے ہاتھ سے عائسل کا ڈریس پکڑ لیا اور بیڈ پر بیٹھا وہ بیڈ پر ہاتھ پاؤں مارتے ہنس رہی تھی۔۔

تب سے منہ بنا کر بیٹھی ہے تمہیں دیکھتے ہی ہنسنے لگ جاتی ہے۔۔

دالہام کو اپنی بیٹی پر بے انتہا پیار آیا تھا اس کی بات سن کر۔۔

جتنا پیار بیٹی باپ سے کرتی ہے نا کوئی بھی نہیں کرتا۔۔ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے نا میری شہزادی۔۔ دالہام نے اسے گود میں اٹھایا اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے وہ مزید کھلکھلائی تھی۔۔

دالہام نے اس کا ڈریس چینج کیا وہ اس کی چھوٹی چھوٹی چیزیں لے کر آیا ہوا تھا جیسے کلیپ ہیر بین حالانکہ اس کے چھوٹے چھوٹے بال تھے لیکن ابھی سے اس کے بال بھاری لگ رہے تھے۔۔

میری بیٹی کے بال بہت پیارے ہونے ہیں دالہام نے اس بھورے بالوں کو دیکھا اس کے بال بالکل اپنی ماں کی طرح تھے بھاری اور بھورے۔۔

دیو میرے بھی اسی طرح کے بال ہیں؟ طرسم کو نہ جانے کیوں جلن سی ہونے لگتی تھی جب وہ اس سے زیادہ اپنی بیٹی پر توجہ دیتا تھا۔۔

طرسم نے غازیان کو کپڑے پہنائے۔۔ دونوں بہن بھائیوں کو ایک ساتھ لٹایا وہ واقع ہی ان کی چھوٹی سی شہزادی اور شہزادہ تھا۔۔

اب جلدی سے تم ریڈی ہو جاؤ میں شاور لینے لگا ہوں۔۔ دالہام ڈریسنگ روم میں گیا اور اس کی فراک اور اپنی شلوار قمیض ساتھ باسکٹ نکال کر باہر لایا اس کی فراک بیڈ پر رکھتے اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔۔

15 منٹ بعد وہ واش روم سے باہر نکلا بالوں کو ٹاول سے صاف کرتے ہیں اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہوتے حصار میں لیا تھا نیوی بلو کلر کی لانگ فراک میں اس کی پٹھانی چاروں خانے چت کر رہی تھی اس کے بھورے بال کھلے ہوئے تھے کچھ آگے کی جانب اور باقی تمام پیچھے کی طرف تھے اس کے بال گھٹنوں تک پہنچ گئے تھے۔۔

طرسم نے اس کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھے اور آئینے میں دیکھا۔۔

بچوں کے آنے کے بعد ٹھیک سے ٹائم نہیں سینڈ کر پا رہے ہم دونوں۔۔

یہ شکایت کون کر رہا ہے جو آتے ہی سب سے پہلے تو بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے بیوی کو بعد میں۔۔ طرسم نے اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹتے شکوہ کیا تو سردار اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے مسکرانے لگا۔۔

اب کیا کروں گا تم نے اپنا عکس مجھے دیا ہے۔۔ اور ویسے بھی بیٹی تو باپ کی زندگی ہوتی ہے۔۔ دالہام نے اس کے گرد اپنا حصار تنگ کیا تھا۔۔

بیوی کے قریب اکر تعریف بیٹی کی ہو رہی ہے۔۔ طرسم نروٹھے پن سے بولی۔۔

تم کہتی ہو تو تمہاری بھی تعریف کر دیتا ہوں۔۔ دالہام نے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور اس کی گردن پر جھک گیا۔۔ طرسم نے آنکھیں بند کی۔۔ اب وہ اس کا چہرہ ہاتھس میں تھام کر اس کے دونوں رخسار پر مہر ثبت کر رہا تھا۔۔

پری جان میں اپنی بیٹی سے چاہے جتنا پیار کروں میری پسندیدہ عورت تم ہی رہو گی۔۔ میرے بچے بعد میں ہیں سب سے پہلی میری بیوی۔۔
دالہام کے چند لفظ اس کے تمام شکوے دور کر گئے۔۔

آئی لو یو دیو! طرسم نے پاؤں اوپر اٹھائے وہ اس کے رخسار پر بوسہ دینے لگی تھی جبکہ اس کے لب سردار کی ٹھوڑی تک پہنچے تھے۔۔

دالہام نے طرسم کو کمر سے پکڑ کر اوپر کیا جیسے ہی اس نے سردار کے رخسار پر لب رکھے تھے اس نے "اوکے" کہہ دیا۔۔

طرسم نے دانت پیستے اس کے رخسار پر دانت گاڑھ دیے۔۔۔

ظالم بیوی! دالہام نے اسے نیچے کھڑا کیا اور اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔

مجھے نفرت ہے آپ کے اس اوکے سے۔۔ سیدھی طرح ائی لو یو ٹو نہیں بول سکتے۔۔ دالہام نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جھکا اور اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

"اوکے"

طرسم نے اس کے سینے پر کئی مکے مارے تھے وہ قہقہہ لگاتے سیدھا ہوا۔۔۔

کیسی بیوی ہو تم شوہر کو مارتی رہتی ہو! دالہام نے معصومانہ چہرہ بناتے اپنا سینہ سہلایا۔۔

جسم میں اس کی قمیض کو پکڑتے جھکایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

میرے آئی لو یو کا جواب نہیں دینا؟

دیا تو ہے "او کے"۔۔

اس نے پھر روکے پر زور دیا تھا۔۔

دیو! میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔ طرسم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہیں ناراض ہونے دوں گا دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اپنے پاس کرتے اس کے رخسار کے ساتھ اپنی داڑھی سہلائی۔۔

دیو چب رہا ہے! طرسم اسے پیچھے کرنے لگی تو دالہام نے اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اس کے لبوں پر لمس چھوڑا تھا۔۔

ناراض ہونا ہے؟ وہ اس سے پوچھنے لگا جب طرسم نے اس کے سینے پر کئی مکے مارے۔۔

ہاں میں ناراض ہوں مجھے نہیں کرنی آپ سے بات۔۔ وہ رخ آئینے کی طرف کر کے کھڑی ہو گئی اور اپنے بالوں کو کنگھی کرنے لگی۔۔

شرم نہیں آرہی دو بچوں کی ماں بن گئی ہو اور ان کے باپ سے ناراض ہو رہی ہوں۔۔ دالہام کو شاید اسے تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔

یہ دو بچوں کی ماں نا ابھی 18 کے بھی نہیں ہوئی۔۔

چل جھوٹی اگلے ماہ 18 کی ہو جانا ہے۔۔ دالہام نے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے حصار میں گیا تو طرسم نے اس کے ہاتھوں پر چٹکیاں کاٹی۔۔

جنگلی بلی شرم نہیں آرہی شوہر کو زخم دیتے ہوئے۔۔ دالہام نے اس کے کندھے پر لب رکھے۔۔

مجھے تنگ نہ کریں مجھے تیار ہونا ہے آگے بہت لیٹ ہو گیا ہے۔۔

طرسم نے اسے خود سے دور جھٹکا تو حیرت سے اسے دیکھنے لگا جو شاید واقعی ناراض ہو گئی تھی اپنے بالوں کو کنگھی کر کے اس نے چٹیا کی۔۔ ریڈ کلر کی لپسٹک لگا کر آنکھوں میں کاجل لگایا اور بیڈ پر پڑا اپنا سٹالر پکڑا جس کا اس نے حجاب کرنا تھا۔۔

صبر کر لو مجھے جی بھر کر دیکھ تو لینے دو۔۔ دالہام نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس کے لبوں پر پھر سے لمس چھوڑا تو طرسم نے اس کی

گردن پر زور سے چپکیاں کاٹی دونوں سائیڈ پر اس کے سرخ نشان بن گئے۔۔

تمہیں ذرا ترس نہیں آتا اپنے معصوم شوہر پر۔۔ دالہام دورا بھی بھی اس سے نہ ہوا تھا۔۔

جی نہیں مجھے ایسے بے شرم شوہر پر ترس نہیں آتا۔۔ اس نے حجاب کیا اور پھر نقاب۔۔ دالہام نے فراک کے ساتھ کا دوپٹہ پکڑ کر اس کے سر پر دیا اور پن سے سیٹ کر دیا۔۔

مہندی کے بعد جب کمرے میں آنا ہے حجاب اور یہ دوپٹہ اتار کر زیور پہن کر ٹھیک سے میک اپ کر کے فراک کے ساتھ کا دوپٹہ لے کر تیار رہنا میں اپنی بیوی کو مکمل طور پر سجا سنورا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ بہت ٹائم سے تمہیں خود کے لیے تیار ہوئے نہیں دیکھا۔۔ دالہام نے عقیدت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔

اس کی باتیں سن کر وہ مسکرائی، منانا لفظوں میں الجھانا اسے اچھے سے آتا تھا۔۔

آپ لڑکوں نے اپنا سیٹ آپ کہاں کروایا ہے فنکشن کا۔۔

لڑکوں کا باہر گارڈن میں ہے اور عورتوں کا حویلی کے اندر۔۔ دالہام نے اس کا نقاب سیٹ کرتے ہوئے بتایا نیلی فراک پر نیلا ہی نقاب تھا اور اس نیلے نقاب میں اس کی ہلکی نیلی آنکھیں اور سفید رنگت حد سے زیادہ واضح ہو رہی تھی۔۔

اپنی آنکھیں چھپا لیا کرو یقین جانو تمہارے چہرے سے زیادہ یہ خوبصورت لگتی ہیں انسان ان میں کھونے اسے خود کو نہیں روک پاتا۔۔ وہ اس کی آنکھوں پر مہر ثبت کرتے بولا۔۔ طرسم نے اسے باہر کی طرف دھکا دیا ہے تو وہ ہنسنے لگا۔۔

مجھے اپنے بال تو بنانے دو شرم نہیں آرہی شوہر کو دھکا دیتے ہوئے۔۔

تو شوہر کو شرم نہیں آرہی بیوی کے ساتھ فلرٹ کرتے ہوئے۔۔

طرسم بھی اسی کے انداز میں بولی سردار اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور کنگھی پکڑ کر اپنے بالوں کو سیٹ کرنے لگا۔۔

تمہارے ساتھ تو فلرٹ کرنے کا حق ہے مجھے۔۔ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے بال ٹھیک سے بناتے ہوئے اس کی طرف رخ کیا اس سے قبل وہ اس کے قریب ہوتا غازیان گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا۔۔

کباب میں ہڈی۔۔۔ دالہام نے بیٹے کو گھور کر دیکھا۔۔

میرا اتنا پیارا بیٹا آپ کو ہڈی نظر آتا ہے۔۔ طرسم بیڈ پر جا کر بیٹھی اور اسے اپنی گود میں اٹھایا اس کا ہمیشہ کی طرح رونا بند ہوا تھا اور سردار کو تپ چڑھی تھی اپنے بیٹے کو دیکھ کر۔۔

میری گڑیا! دالہام اپنی بیٹی کے پاس گیا اور گود میں اٹھا لیا۔۔

تمہارے بھائی کے پیدا ہونے کے بعد نا تمہاری مما مجھ سے پیار نہیں کرتی ہے انہیں بس اپنا بیٹا چاہیے، شوہر جائے بھاڑ میں۔۔ طرسم نے کشن پکڑ کر اسے مارا جتنا ٹائم وہ اپنے بچوں کو دیتی، اس سے زیادہ سردار کو دیتی تھی جبکہ وہ پھر بھی شکوہ کر رہا تھا۔۔ غازیان رونے لگا شاید اسے بھوک لگی۔۔۔

میں جا رہا ہوں نیچے آجانا۔۔ دالہام اپنی بیٹی کو اٹھائے چلا گیا اسے انتظامات دیکھنے تھے اور بیٹی کو یہاں چھوڑ کے جا نہیں سکتا تھا کیونکہ پھر

طرسم کے لیے مشکل ہوئی تھی ایک ساتھ دونوں بچوں کو سنبھالنا جبکہ غازیان اپنی ماں کو ٹکرٹکرٹکرٹکر دیکھ رہا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین فراک پہن کر کھڑی تھی اور سوچ رہی تھی میک اپ کیسا کریں گل نور کو ابھی اس نے تیار کرنا تھا۔۔

یاور فریش ہو کر واش روم سے باہر آیا اسے آئینے کے سامنے اپنے آپ کو مسلسل دیکھتے پا کر یاور اس کے پاس جا کر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا۔۔

نین آپ کی بہن کی مہندی ہے نیچے جانے کا ارادہ نہیں ہے۔۔

یاور مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسا تیار ہوں۔۔ یاور نے نیوڈ کلر کی لپسٹک پکڑ کر اسے پکرائی اور اشارہ کیا کہ یہ لگا لو۔۔

بس یہ لگاؤ؟ وہ لپسٹک کو چاروں طرف سے دیکھنے لگی۔۔

اور کچھ لگانا تو وہ بھی لگا لو۔۔

اچھا میں دیکھتی ہوں راعنین نے لپسٹک لگائی، لائنر لگا کر ہلکا سا میک اپ کر کے بالوں کو جورے میں مقید کرتے پیشانی پر بندیا سیٹ کی۔۔

یاور نے دوپٹہ پکڑ کر اس کے سر پر سیٹ کیا۔۔

تم اپنی تیاری مکمل کرو میں اپنی بیٹی کو تیار کرتا ہوں۔۔ یاور اس کا دوپٹہ سیٹ کر کے بیڈ پر جا کر بیٹھا اس کی گڑیا کی چھوٹی سی فراک پاس پڑی تھی۔۔

راعنین بے فکر ہو کر تیار ہونے لگی گلے میں ہار پہنا۔۔ جبکہ یاور نے اپنی بیٹی کے کپڑے تبدیل کیے اور اس کے سر پر ہیئر بین پہنایا تھا۔۔

میری گل! یاور اپنی بیٹی کو گود میں لے کر بیٹھ گیا راعنین بھی تیار ہو گئی۔۔

یاور نے ٹاول پکڑ کر اپنے گیلے ہوئے بال مکمل طور پر خشک کیے اور

واسکوٹ پہن کر بالوں کو کنگھی کی ایک ہاتھ میں اپنی بیٹی کو اٹھایا اور اپنی بیوی کی جانب دیکھا۔۔

چلیں نیچے ؟ یاور نے دوسرے بازو کے حصار میں اسے لیا تھا۔۔

اتنی محبت کی وجہ جان سکتی ہوں ؟ راعنین نے اپنے کندھے پر موجود اس کے ہاتھ کو دیکھ کر کہا ان دو ماہ میں وہ مکمل طور پر بدل گیا تھا اس کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا دھیان رکھتا ہے اگر رات کو گل نور روتی تو اٹھ کر وہی سنبھالتا اس نے کبھی اسے تنگ نہیں کیا تھا کہ اٹھو بیٹی کو چپ کرواؤ اگر کبھی وہ شور سے اٹھ جاتی تو کہتا میں سنبھال لوں گا تم سو جاؤ۔۔۔

جب اتنی خوبصورت اور محبت کرنے والی بیوی ہو تو کس مرد کا دل نہیں چاہتا اپنی بیوی سے محبت کرنے کا۔۔ یاور نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو راعنین اس کے گردن میں چہرہ چھپا گئی ایک ہاتھ اس کی پشت پر رکھا اور

دوسرا اس کے سینے پر اور مسکراتے اپنی بیٹی کو دیکھا جو اپنے باپ کی گود میں کھلکھلا رہی تھی۔۔

نین تمہیں مجھ سے پیار نہیں۔۔ یاور نے چہرے پر اداسی سجائی۔۔

کیا مطلب مجھے پیار نہیں ہے آپ کو بھی یقین نہیں ہے۔۔

دیکھو جب بیوی کو پیار ہوتا ہے نا تو بیوی شوہر کے لیے تیار ہوتی ہے شوہر کے قریب جانے کے لیے پہل کرتی ہے تم کچھ کرتی نہیں ہو۔۔

را عنین نے جب اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھی تو اس کی گردن پر چٹکی کاٹی۔۔

میں ایسی پہل نہیں کرتی۔۔

کتنی بڑی جھوٹی ہو تم پہلے کس طرح پہلے کرتی تھی جب میں ناراض رہتا تھا میرے آگے پیچھے گھومتی تھی تیار ہوتی تھی رات کو میرے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتی تھی میرے سینے پر سر رکھتی، اب تو ویسی کوئی بات ہی نہیں

رہی ہے۔۔یاور نے تاسف سے سر ہلایا اور اپنی بیٹی کو اپنے سامنے کیا۔۔

میری بیٹی بس اپنے بابا سے پیار کرتی ہے ٹھیک ہے نا گل؟ صرف بابا کی شہزادی بابا سے پیار کرتے ہیں مما پیار نہیں کرتی مما بس پہلے پیار کرتی تھی آپ کی مما بس کہتی ہیں انہوں نے آپ کے بابا کو معاف کر دیا لیکن معاف نہیں کیا ہے اگر کیا ہوتا ہے نا جیسے پہلے میرے ساتھ رہتی تھی ویسے رہتی۔۔یاور اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگائے اب کہہ رہا تھا جبکہ راعنین نے اسے شانوں سے پکڑا، اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

کیا بول رہے ہیں آپ کہ میں محبت نہیں کرتی۔۔

ہاں تو پہلے کی طرح کب رہتی ہو تم۔۔وہ جانتا تھا وہ سریس ہو رہی ہے پھر بھی اسے تنگ کرنے لگا۔۔

آپ کو لگتا ہے کہ قریب آنے سے بس پیار ظاہر ہوتا ہے۔۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا میں کہہ رہا ہوں جیسا تم پہلے رہتی تھی ویسا نہیں رہتی۔ تیار ہونا، شوہر کے پاس بیٹھنا، وہ سب اب تم نہیں کرتی۔۔

یاور میں بیٹھتی ہوں وہ لگ بات ہوتی ہے کہ بیٹی پاس ہوتی ہے ظاہر سی بات ہے ہم دونوں کے درمیان ایک نئے فرد کا اضافہ ہوا ہے تو اب تنہا تو ہم دونوں نے بیٹھنے سے رہے۔۔ راعنین کا رونے والا چہرہ بن گیا تھا جب یاور نے اسے پھر سے بازو کے حصار میں لیا اور اپنے ساتھ لگایا۔۔

ہمم! اس کا ہمم سن کر راعنین نے غصے سے اسے دیکھا اور پاؤں اوپر کر کے اس کے رخسار پر لب رکھ دیے۔۔

آپ کی نظر میں یہی پیار ہے نا، کر دیا۔۔ اس کا چہرے کا رخ دوسری طرف کرتے ہیں بائیں رخسار پر بھی لب رکھے تھے جبکہ یاور کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔

راعنین نے پیچھے ہٹتے جب اس کا چہرہ دیکھا تو اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر نظریں جھکا گئی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے دونوں کے لبوں پر احاطہ کیا تھا۔۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ جب اس نے قریب ہونے میں پہل کی تھی اور بدلے میں اسے اپنے شوہر کا پیار بھراری ایکشن ملا تھا۔۔

میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیے۔۔ یاور نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے نکل گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یعقوب مزے سے بیڈ پر بیٹھا اسے تیار ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

چڑیل بھی میک اپ کر کے پیاری لگتی ہے آج پتہ چلا ہے۔۔۔ یعقوب اسے سر تا پاؤں تک دیکھ کے بول رہا تھا جبکہ قندیل کو غصہ آیا تھا اس کے لفظوں پر وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آتا تھا۔۔۔

کیا مطلب پہلے میں پیاری نہیں لگتی۔۔

بالکل بھی نہیں لگتی تھی بس میک اپ کا کمال ہے جو تم اچھی لگتی ہو۔۔

قندیل اس کی طرف مڑی اور حیرت سے منہ کھولے سے دیکھنے لگی کیا وہ واقعی بنا میک اپ کے پیاری نہیں لگتی تھی ذہن میں خیال آیا۔۔۔

صحیح خیال تمہارے ذہن میں آرہا ہے تم بالکل پیاری نہیں لگتی۔۔

کیا واقعی میں تمہیں پیاری نہیں لگتی؟ قندیل اپنا میک اپ آدھا ادھورا چھوڑ کر اس کے پاس جا کر بیٹھی اس نے بیس لگائی تھی بلش ان لگا ہوا تھا اور آنکھوں پر میک اپ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔۔

میک اپ کی وجہ سے تم بس خوبصورت لگتی ہو اور کوئی خوبصورتی نہیں ہے تم میں! یعقوب کے الفاظ سن کر اس کی آنکھوں میں نمی شامل ہوئی جبکہ اسے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ وہ اپنی پیشانی مسلتے اسے دیکھنے لگا وہ اس کی بات کو واقعی سیریس لے گئی تھی۔۔

امی تو کہتی ہے میں اتنی پیاری لگتی ہوں۔۔ قندیل نے معصومانہ چہرہ بنا کر کہا تھا یعقوب نے نفی میں سر ہلایا۔۔

تمہیں پتہ بھی ہے ماں کس طرح کی ہوتی ہیں جو بچہ خوبصورت نہ بھی ہو اسے یہی کہتی رہتی ہیں تم تو میرے سب سے پیارے بچے ہو۔۔

یعقوب نے اچھی خاصی اس کی ٹانگ کھینچی آنکھوں میں جو نمی تھی وہ موٹے موٹے آنسو میں تبدیل ہوئی اور رخسار پر بہنے لگی۔۔

میں نے نہیں میک اپ کرنا میں منہ دھونے جا رہی ہوں میں جیسی ہوں ویسے ہی رہنا اگر کوئی بدصورت کہتا ہے تو کہتا رہے۔۔ اپنے آنسو

صاف کرتے وہ بیڈ سے اٹھ کر واش روم کی طرف جانے لگی تھی جب یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑے اور واپس بیڈ پر اپنے پاس بٹھایا۔۔

ضرور تم نے سب کی باتیں سننی ہیں چپ کر کے تیار ہو نیچے چلتے ہیں۔۔

مجھے تنگ نہ کرو یقوب مجھے نہیں تیار ہونا میں سمپل ہی نیچے جاؤں گی۔۔

وہ ضد پر اڑ گئی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے چہرہ دھونے کی اچھی لگ رہی ہو۔۔ یعقوب نے اسے دونوں شانوں سے تھام کر غصے سے کہا تھا جبکہ اسے پرانے والے روپ میں آتے دیکھ وہ سہم گئی۔۔

مذاق کر رہا تھا میں، تم اتنی دیر لگا رہی ہو تیار ہونے میں اس لیے تنگ کر رہا تھا۔۔ یعقوب نے اسے سہمتے دیکھ اس مرتبہ پیار سے کہا تو وہ خفگی کا اظہار کرتے چہرہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئی۔۔

خاموشی سے میری طرف دیکھ لو پھر تمہیں پتہ بھی ہے میں کیا کرتا ہوں۔

قندیل نے دانت پیستے رخ اس کی طرف کیا۔۔

گڈ گرل اب چلو شاباش شوہر کے رخسار پر پیار کرو۔۔ قندیل نے آنکھیں پھاڑے سے دیکھا۔۔ وہ بات بات پر غصہ کرتا تھا فرمائش ایسے کر رہا تھا جیسے چھوٹی چھوٹی بات پر اسے مناتا ہے۔۔

اس ایسے کیا دیکھ رہی ہو بات مانو نہیں تو پھر میں اپنے طریقے سے بھی لے سکتا ہوں۔۔ قندیل نے آنکھیں بند کر کے کھولی اس انسان کا کوئی بھروسہ بھی نہیں تھا وہ کسی پل کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے آنکھیں بند کرو کرتی ہوں۔۔

جی نہیں میں کوئی آنکھیں نہیں بند کر رہا خاموشی سے کرو۔۔ قندیل اس کی ہٹ دھرمی پر تلملا کر رہ گئی اور اس کے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھے۔۔

آہاں! یعقوب نے اسے کمر سے پکڑ کے اپنے پاس کیا۔۔

قندیل نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا آنکھیں بند کر کے اس کے دائیں رخسار پر لب رکھتے ہی اس نے زور سے دانت گاڑھ دیے۔۔

کیسا لگا بیوی کا پہلا پیار۔۔ قندیل نے اپنی ہنسی پر قابو کیا یعقوب نے سامنے کیا اور اس کی گردن پر دانت گاڑھ دیے۔۔

بیوی کو بھی کیسا لگا شوہر کا پیار بھرا لمس۔۔ قندیل اپنی گردن سہلاتی رہ گئی۔۔

دو منٹ کے اندر ریڈی ہو جاؤ گھنٹے سے میں پیچھے بیٹھ کر تمہارے تیار ہونے کا انتظار کر رہا ہوں خبر دار اگر تم نے 10 منٹ سے زیادہ وقت لگایا۔۔ یعقوب نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کیا اور خود اس کے پاس کھڑا ہوا۔۔

میرے سر پر کیوں چڑھ کر کھڑے ہو گئے ہو تیار ہو جاتی ہو 20 منٹ۔۔۔۔ نہیں دس منٹ میں۔ اسے خود کی جانب گھورتے پا کر اس

نے فوراً اپنے الفاظ تبدیل کیے۔۔ اور پھر وہ اگلے پانچ منٹ میں اس کے سامنے تیار ہو کر کھڑی تھی۔۔

گڈ گرل اب اچھے سے دوپٹہ لو۔۔ قندیل نے فراک کے ساتھ کا دوپٹہ لے کر سر پر سیٹ کیا اور اس کی ایک نوک کلائی کے گرد لپیٹ کر وہاں سیفٹی پن لگائی۔۔

پٹھانی اتنی خوبصورت بھی ہوتی ہے آج پتا چلا ہے۔۔ یعقوب نے شدت سے اس کی پیشانی اور رخسار پر لب رکھے تھے۔۔

لیکن شاہ بالکل اچھے نہیں ہوتے۔۔ قندیل نے اس کی گردن میں بازو حائل کرتے آنکھیں گھماتے کہا تھا۔۔

فنکشن ختم ہونے دو پھر میں تمہیں بتاتا ہوں شاہ کیسے ہوتے ہیں یعقوب نے شدت سے اس کے ہونٹوں پر لمس چھوڑا اور پھر اس کی ٹھوڑی پر ہلکے سے دانت گاڑھے۔۔

ایک کام کرو چھڑی پکڑو میرا گوشت اتارو اور کھالو۔ کوئی دن میں دس مرتبہ مجھے کاٹتے ہو۔۔ قندیل نے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھا تو یعقوب نے قہقہہ لگایا اور اسے بازو کے حصار میں لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب مرد باہر جا چکے تھے عورتیں اندر تھی دلہنوں کو ابھی انہوں نیچے لانا تھا۔۔

مورے یہ درمیان میں پردہ کیوں ہے؟ طرسم نے ہال میں درمیان میں پردہ دیکھ کر پوچھا جبکہ اندر تو محض لڑکیوں کا فنکشن تھا تو پھر پردہ کیوں لگایا گیا تھا اور دوسری سائیڈ پر بھی تقریباً تمام سیٹ اپ تھا۔۔

بیٹا مہندی کی رسم کرنی ہے اس کے لیے یہ لگایا ہے۔۔

مہندی کی رسم؟ وہ سوالیہ نظروں سے سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

ہادی، شہریار اور وریام ان تینوں کو یہاں پر بٹھائیں گے اور پھر پہلے میں مہندی لگاؤں گی ہادی کو، مورے (رضیہ خانم) وریام کو اور فاریہ آنٹی شہریار کو لگائیں گی پھر اس کے بعد چچی وریام اور ہادی کو لگائیں گے مہندی اور شہریار کو مریم آنٹی لگا دیں گی۔۔ طرسم کی رسموں کے مطابق شادی نہیں ہوئی تھی اس وجہ سے اسے کسی رسم کا نہیں پتہ تھا وہ محض ہاں میں سر ہلاتی گئی اپنی ماں کی باتیں سن کر۔۔

طرسم، راعنین، نمیرہ لڑکیوں جلدی سے اوپر جاؤ اور تینوں کے نیچے لے کر آؤ۔۔ سب لڑکیاں ریحانہ خانم کی آواز سنتے ہی اوپر کمرے میں گئی تھی وہ تینوں سونیا کے کمرے میں موجود تھی جیسے ہی وہ سب کمرے کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی بے ساختہ ان سب کے لبوں سے یک زبان نکلا تھا۔۔ "ماشاءاللہ"

راہا لائٹ یلو کلر کی پٹھانی فراک پہنیں لائٹ سا میک اپ کیے ش بالو کی چھٹیاں بنائیں، بھاری زیور پہنے، ماتھا پٹی لگائے، انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ میک اپ اسے لائٹ سا کیا تھا۔۔

سونیا پنک کلر کی پٹھانی فراک، دوپٹہ جوڑے پر سیٹ کیے، سر پر ماتھا پٹی لگائے، ناک میں نوسپن پہنیں، گہرے گلابی رنگ کی لپسٹک لگائے ،چاروں خانے چت کر رہی تھی۔۔ وہ اتنا میک اپ نہیں کرتی تھی زندگی میں پہلی بار وہ اس طرح تیار ہوئی تھی۔۔

حبا لمبی قمیض، ساتھ لہنگا، بال کھلے چھوڑے تھوڑے سے آگے کی جانب کیے، سر پر دوپٹہ سیٹ کر کے، نیوڈ میک اپ، چوڑیاں، گلے میں لاکٹ ہیوی ایئر رنگز اور ساتھ میں بھاری بندھیا لگائے مسکراتے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

ہم پیاری تو لگ رہی ہیں نا؟ وہ تینوں ایک ساتھ بولی تو وہ سب ہاں میں سر ہلاتی ان تینوں کے پاس گئی۔۔

ہائے میری چچی اور بھابھی دونوں بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ طرسم نے دونوں کے رخسار کھینچے۔۔

دوسری جانب نمیرہ اور راعنین حبا کی طرف گئی مسکراتے اسے دیکھا۔ قندیل ان سب سے دور کھڑی تھی۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو تینوں! قندیل نے جھجھکتے کہا۔۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

طرسم میں نے۔۔۔۔ بات کرنی ہے۔۔۔ تم سے۔۔۔ قندیل ہچکچاتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھاتے کچھ دوری پر کھڑی ہوئی۔۔

کیا بات کرنی ہے! طرسم کا لہجہ نرم نہ تھا لیکن حد سے زیادہ سخت بھی نہیں تھا۔۔

مجھے معاف کر دو میں نے بہت برا کیا ہے تمہارے ساتھ تمہیں تمہارے شوہر سے دور کرنے کی کوشش کی، تمہارے بچوں کو۔۔ ایم سوری بات کو ادھورا چھوڑتے آخر میں اس نے معافی مانگی آنکھوں میں موٹے آنسو جمع ہوتے بہنے لگے۔۔ سر اور نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔

میں نے اپنی زندگی سے سبق سیکھ لیا ہے جو رشتے ہیں مجھ سے پیار کرتے تھے ان سے دور جا کر، میں نے اپنی آپی کو بہت ہرٹ کیا ہے سب سے زیادہ۔۔ سب کا یقین، محبت، دوبارہ وہ سب حاصل کرنا چاہتی ہوں۔۔

قندیل کی آنکھوں میں کئی آنسو جمع ہوئے اور ایک ساتھ بہے تھے ہاتھ کی پشت سے سختی سے آنسو صاف کرتے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

ماضی تھا میری غلطیاں تھی پلیز بھول جاؤ۔۔ قندیل اس سے التجا کر رہی تھی جبکہ طرسم نے گہرا سانس بھرا۔۔

میں کوشش کروں گی کہ سب کچھ بھول جاؤاور اچھے سے ہم ساتھ رہیں۔۔ طرسم نے ہمت کر کے جواب دیا یوں پرانی باتوں کو گھسیٹ کر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہونا تھا محض رشتوں میں درار ہی پڑتی۔۔

سونیا! وہ سونیا کی جانب ہوئی۔۔

تم نے ہمارے ساتھ برا نہیں کیا جتنا تم نے طرسم کے ساتھ کیا ہے. جس دن اس نے تمہیں مکمل طور پر معاف کر دیا ہے سمجھ لینا حویلی میں سب نے تمہیں معاف کر دیا۔۔ سونیا مسکرا کر اس سے بات کر رہی تھی۔۔

جس طرح کا اس کا نیچر ہے مجھے نہیں لگتا وہ زیادہ دیر اپنے ساتھ برا کرنے والے کے ساتھ برا رویہ رکھے گی۔۔۔ قندیل کی بات پر سب مسکرائی تھی اس کا نیچر واقع ہی ایسا تھا اگر وہ زیادہ غصہ بھی کر لیتی تو جلد ہی ٹھیک ہو جاتی۔۔

تم سب کو اس سے نیچے لانے کا کہا تھا اور خود یہاں بیٹھ گئی ہو ریحانہ خانم کمرے میں داخل ہوئی غصے سے ان سب لڑکیوں کی طرف دیکھتے کہا نظر ان تینوں پر گئی۔۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں میری بیٹیاں۔۔ ریحانہ خانم ان کے پاس گئی سونیا اور راہا کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر حبا کی۔۔

میری دو نہیں تین بیٹیوں کی رخصتی ہے۔۔ تمہیں یہاں رکھا تو حفاظت کے لیے تھا لیکن تم بالکل میری بیٹیاں جیسے میرے ساتھ رہی ہے ویسے رہی ہو۔۔ ریحانہ خانم نے دوبارہ اس کی پیشانی کی چومی حبا کی آنکھوں میں خوشی سے نمی آئی۔۔

مجھے کبھی یہاں رہ کر محسوس نہیں ہوا کہ میں انجان گھر میں ہوں بالکل ایسا ہی لگا کہ اپنے گھر میں ہوں۔۔ حبا ریحانہ خانم کے گلے لگی۔۔

چلو شاباش نیچے، لیٹ ہو رہا ہے۔۔ وہ ان تینوں کو لے کر نیچے گئی اور دائیں سائیڈ پر بٹھا دیا۔۔

انہوں نے دالہام کو کال کی اور کہا کہ کچن کے دروازے کے راستے سب مرد بائیں سائیڈ پر جا کر بیٹھ جائیں۔۔ تھوڑی دیر میں ہی وہ سب وہاں موجود تھے۔۔

وریام نے سفید رنگ کی شوار قمیض پہنی ہوئی تھی اور ساتھ میں پنک کلر کی واسکٹ زبردستی سب نے اسے پہنائی تھی کیونکہ اس کی بیوی نے پنک کلر پہنا ہوا تھا لیکن یہ رنگ اس پر بے انتہا خوبصورت لگا تھا۔۔ اسے عجیب لگ رہا تھا پہلی مرتبہ اس نے ڈارک پنک کلر پہنا تھا۔۔

ہادی اور شہریار نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہن کر اوپر لائٹ یلو کلر کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔

فاریہ خانم حبا کے پاس بیٹھی اور اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

میں اتنی پرفیکشن سے مہندی نہیں لگاتی لیکن تھوڑی بہت لگانی آتی ہے۔۔ فاریہ خانم مسکراتے ہوئے بول رہی تھی انہوں نے حبا کے ہاتھ پر درمیان میں سرکل لگاتے ہیں سائیڈ پر چھوٹے چھوٹے پھول بنائے تھے۔۔ حبا کے لیے وہ مہندی سب سے زیادہ اچھی تھی کیونکہ وہ پیار اور محبت سے لگائی گئی تھی۔۔ انھوں نے دائیں ہتھیلی پر شہریار کی دلہن لکھا تھا۔۔

دوسری جانب رضیہ خانم میں سونیا کا ہاتھ پکڑا۔۔

بڑی مورے مجھے میری مرضی کی مہندی لگانی ہے۔۔ رضیہ خانم اپنی بہو کی فرمائش پر مسکرائی۔۔

اچھا جی اگر ہوا تو ویسی لگا دوں گی میں۔۔ رضیہ خانم نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔

سمپل سی بس ہاتھ پر سرکل بنا کر اور انگلیوں کے پوروں کو فل کر دے۔۔۔

یہ تو عام دنوں میں بھی انسان لگاتا ہے۔۔

ہاں تو آپ بس مجھے یہی لگا دیں۔۔ رضیہ خانم نے اس کے ہاتھ پر مہندی لگائی اور سائیڈ پر اپنے بیٹے کا نام لکھا۔۔۔

علینا نے راہا کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

راہا کیسی مہندی لگانی ہے؟

جیسا آپ کا دل کرتا ہے لگا دے۔۔ علینا مسکرانے لگی تھی اس کی بہو بہت معصوم تھی۔۔ علینا کو بہت اچھی مہندی لگانی آتی تھی اس نے کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگائی اور چھپا کر اپنے بیٹے کا نام لکھا۔۔

کل جب رخصت ہو جاؤ گی نا تو اپنے شوہر کا کہنا کہ تمہارے ہاتھ سے اپنا نام ڈھونڈے۔۔ سب لڑکیاں ہنسی تھی۔۔

مورے آپ کہتی ہیں تو ابھی دوسری طرف آ کے اپنی بیوی کے ہاتھ سے اپنا نام ڈھونڈ لیتا ہوں۔۔شہریار نے اس کے پیٹ پر کہنی ماری اور اسے چپ کرنے کا اشارہ کیا مہندی کے دن بھی اسے سکون نہیں تھا۔۔۔

بہت بریک ہے اس لڑکے کے کان! صوفیہ خانم ہنستے ہوئے بول رہی تھی۔۔

لڑکیاں تم سب بعد میں مہندی لگانا پہلے لڑکوں کی جانب جا کے رسم کر لیتے ہیں۔۔

او کے! صوفیا خانم کی بات پر سب لڑکیاں یک زبان بولی۔۔

ریحانہ خانم، رضیہ خانم، صوفیا خانم، فاریہ خانم، مریم بیگم، علینا اور طرسم نے مردوں کی سائیڈ پر جانا تھا رسم کے لیے۔۔

ویسے یہ کیسی رسم ہے؟

راعنین بیٹا یہ رسم ہمارے ہاں ہوتی ہے کہ پہلے دلہن کو اس کی ساس مہندی لگاتی ہے اور پھر بعد میں دولہے کو دلہے کی ماں اور ساس مہندی لگاتے ہیں دوسروں میں گھر علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ہمارے گھر ایک ہی ہیں تو اس وجہ سے ہم اکٹھے یہ رسم کریں گے۔۔۔

اوو واچھا! راعنین نے محض اتنا ہی کہا اسے زیادہ رسموں کا پتہ نہیں تھا جو بڑے کر رہے تھے اس میں خاموشی سے ہونے دیا۔۔

چلیں طرسم نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا ہوا تھا بیٹا علینا کے پاس تھا۔۔ کیا ہم نہیں جائیں گی اس سائڈ پر راعنین، قندیل اور نمیرہ بولی۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے سب لڑکی آجاؤ اور تم تینوں سکون سے یہاں بیٹھی رہو۔۔۔

وریام نے گلا کھنگارا۔۔ اسے سب سے پہلے صوفے پر بٹھایا گیا۔۔ رضیہ خانم اس کے پاس جا کر بیٹھی۔۔

مورے زیادہ مہندی نہیں لگانی صرف چھوٹا سا ہتھیلی پر سرکل بنا

دیں۔۔

نہیں میرا ارادہ تمہیں پوری لڑکیوں والی مہندی لگانے کا ہے۔۔

کیا کر رہی ہیں یہ نہ ہو برات والے دن پتہ ہی نہ چلے لڑکے کے ہاتھ کون سا اور لڑکی کے ہاتھ کون سے ہیں۔۔ وریام نے اپنے ہاتھوں کو واسکٹ کے نیچے کر لیا۔۔

چاچو آپ کو اپنے ہاتھوں پر شک ہے کہ جب چچی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہوگا تو آپ کے لیے فرق کرنا مشکل ہو جائے کہ زنانہ ہاتھ کون سا ہے۔۔۔ ہادی کی بات پر سب ہنسنے لگے تھے۔۔

چاچو ایک ہاتھ پہ میں مہندی لگاؤں گی آپ کو طرسم اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

دیکھو زیادہ نہیں لگانی صرف چھوٹا سا سرکل ہتھیلی پر بنا دو مہندی ہی لگانی ہے رسم پوری کرنی ہے ہو جائے گی۔۔ وریام کا کوئی ارادہ نہیں تھا دونوں ہاتھوں پر لڑکیوں جیسی مہندی لگانے کا۔۔ مرد حضرات میں جو مہمان تھے وہ سب باہر بیٹھے ہوئے تھے گارڈن میں مردوں کے لیے سیٹ اپ کیا تھا وہ حویلی کے اندر جہاں عورتیں موجود تھی وہاں غیر مردوں کو نہیں لا سکتے تھے۔۔ مہمان عورتیں اندر تھی جو عورتوں کی سائیڈ پر تھی۔۔

سردار صاحب اپنی اولاد کو پکڑیں۔۔ دالہام نے اپنی بیٹی کو پکڑا۔۔ چاچو ہاتھ دے، جلدی کریں ہم نے بعد میں ڈربا بھی بجانا ہے آپ کی بیوی کو تنگ بھی کرنا ہے۔۔ وریام نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔ اور دوسرا ہاتھ اپنی ماں کو پکڑایا۔۔

مورے سر کل اس سے زیادہ نہیں لگانا۔۔ نہیں تو میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا پھر جس کو مرضی مہندی لگاتے رہنا۔۔

اگ تمہیں بڑی لگی تھی رسموں کے مطابق شادی کرنے کی اب رسمیں بھی پوری کرو نہ۔۔ وریام نے چہرے کے الٹے سیدھے زاویہ بنائے تھے کہنے والا اب اس کا باپ تھا وہ بیچارا آگے سے کیا بولتا۔۔ رضیہ خانم نے اس کی ہتھیلی پر چھوٹا سا سر کل بنا دیا۔۔

طرسم نے اس کی ہتھیلی پر سر کل بنا کے ساتھ میں سونیا کا شوہر لکھا تھا۔۔

یہ کیا لکھا ہے؟

تو کیا آپ میری چچی کے شوہر نہیں ہیں۔۔ وریام نے تیکھی نظروں سے اپنی بھتیجی کو دیکھا جو بہت تیز ہو گئی تھی۔۔

یہ سب تمہارے شوہر کی سنگت کا اثر ہے۔۔

اب کیا کروں چاچو ظاہر سی بات ہے شوہر کی سنگت کا اثر تو بیوی پر ہوتا ہے نا۔۔ طرسم شرمانے کی ایکٹنگ کرتے بولی تھی۔۔

کاش سردار صاحب جیسی میری بھتیجی آپ کی سنگت میں رہ کر ہو گئی ہے سونیا بہن تھی تھوڑا اثر اپنی سنگت کا اس پر بھی ڈال دیتے ہیں کم از کم تمیز سے بات ہی کر لیتی۔۔ وریام کے الفاظ سونیا نے بخوبی سنے تھے اور نظریں جھکا کر ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگی۔۔

چلو ہادی بیٹھو! وریام اٹھا اور اس کی جگہ ہادی بیٹھ گیا رضیہ خانم اٹھی تھی اور ان کی جگہ علینا بیٹھی۔۔

چلیں ہادی لالا بتائیں مہندی کیسی لگانی ہے پورا ہاتھ بھر دوں یا پھر محض ہتھیلی۔۔

جیسی مرضی لگاؤ بس لڑکیوں والی مہندی نہ لگے۔۔ ہادی نے اسے بازو کے حصار لے لیا تھا جبکہ سردار جل بھن کر رہ گیا ہادی کی حرکت پر۔۔

مہندی تو لڑکیاں لگاتی ہیں ادھر دے ہاتھ میں لگاؤ مہندی! طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑا اس کے ہاتھ پر بھی سرکل بناتے ساتھ میں لکھا "رخصتی سے پہلی باپ بننا مبارک ہو "

ہادی نے جب اس کے الفاظ پڑھے تو آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا وہ بھی تنگ کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔

دوسری جانب علینا نے بھی سرکل بنا کر ساتھ میں لکھا۔۔ "راہا کا بے شرم شوہر۔ "

کوئی عزت ہی نہیں ہے میری! ہادی بیچارا تلملا کر رہ گیا نہ ماں نے بخشا تھا نہ بہن نے۔۔

وہ دونوں اٹھی وہاں شہریار بیٹھا شہریار کے ساتھ فاریہ خانم اور مریم بیگم بیٹھی تھی۔۔

انہوں نے اس کی ہتھیلی پر مہندی لگائی اس نے گہرا سانس بھرا تھا انہوں نے محض سر کل ہی بنائے تھے۔۔

میری ماں بھی معصوم ہے اور میری ساس بھی۔۔ وہ ہنسنے لگا۔۔

آپ سب بھی لائن سے بیٹھے مہندی لگاتے ہیں آپ کو۔۔ طرسم نے سب مردوں کا اشارہ کیا ہے یعقوب، یاور، دالہام، صارم اور آئیدن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان سب کی وجہ سے وہ بھی پھنس رہے تھے۔۔

سیدھی بات ہے ہمیں مہندی نہیں لگوانی جن کی شادی ہے اور انھوں نے لگوالی ہے کام ختم۔۔ دالہام ایک سانس میں بولا۔۔

کیسے نہیں لگواؤ گے تم دیوچپ کر کے یہاں بیٹھو میں مہندی لگا رہی ہوں خبر دار کسی نے کچھ کہا۔۔ وہ اسے آنکھیں دکھاتی بولی۔۔ سب کے منہ سے ہنسی کا فوارا چھوٹنے لگا تھا وہ سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما گئے۔

سردار کو کچھ نہ بولتے دیکھ وہ سمجھ گئے کہ سردار کی سردارنی کے آگے نہیں چلتی۔۔

پری میں نہیں۔۔۔ دیو تمہیں سمجھ نہیں آرہا بیٹھ جاؤ چپ کر کے باقی سب نے کچھ کہا ہے تم سب سے پہلے بول پڑے ہو۔۔ وہ اپنی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکاتے بولی اور ٹیبل سے مہندی پکڑی۔۔

اپنے بھائی کو تو اس نے بڑے سکون سے مہندی لگائی تھی نہ جانے اس کے ہاتھوں پر کیا کرتی۔۔۔

لڑکیوں سے اپنے شوہر کو مہندی لگاؤ۔۔ سب مردوں نے طرسم کی بات سن کر گہرا سانس بھرتے اوپر کی طرف دیکھا جیسے دل میں کہہ رہے تھے اللہ بچائے ہمیں۔۔ اور پھر یک دم سب نے گھور کر سردار کو دیکھا تھا اس کی بیوی سب کو پھنسا رہی تھی ایک دو کو مہندی لگا لیتی ٹھیک تھا سب کی بیویوں کہہ دیا کہ اپنا شوہروں کو مہندی لگاؤ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں بیٹھے۔۔ طرسم نے دالہام اورا پنے بابا کا ہاتھ پکڑ کرانہیں صوفے پر بٹھایا۔۔

گڑیا کیا ضرورت ہے مہندی لگانے کی۔۔ صارم نے اسے روکنا چاہا جب کہ اس کی آنکھوں کو اداس ہوتے دیکھ خاموش ہوگیا وہ سردار کے پاس بیٹھ گئی اور علینا مہندی پکڑ کر کے شوہر کے پاس۔۔

یہ بھی ٹھیک ہے بیٹی کی بات کا اچھا فائدہ اٹھا رہی ہوں تم بھی۔۔ صارم نے اس کی کلائی پر چٹکی کاٹی تھی علینا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

نمیرہ نے آئیدن کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔ قندیل مہندی پکڑ کر یعقوب کے پاس بیٹھی تھی۔۔ اور را عنین یاور کے پاس۔۔

بس ایک ہاتھ پر چھوٹا سا سرکل بنانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں سب مرد ایک ساتھ بولے تھے۔۔

وہ ہم دیکھیں گی کیا اور کتنا بنانا ہے کیوں لڑکیوں! اور ساتھ میں چھوٹا سا میسج بھی شوہر کے لیے لکھنا ہے۔۔ طرسم نے ذرا سی بلند آواز میں کہا تھا تو سب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

پری چھوٹا سا سرکل۔۔ دالہام نے عائسل کو ٹھیک سے پکڑتے ایک ہاتھ اس کے سامنے کیا۔۔

طرسم نے اس کے ہاتھ پر چھوٹا سا سرکل بنا کر سائیڈ پر "سردارنی کا جل ککرا شوہر"۔۔

دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جس کی آنکھوں سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ مسکرا رہی ہے۔۔۔

بہت تیز ہو تم !

بتانے کے لیے شکریہ سردار صاحب۔۔ طرسم نے اپنی بیٹی کے چھوٹا سا ہاتھ پکڑے وہ سوئی ہوئی تھی اس کے ہاتھ پر اس نے دل بنایا۔۔

دالہام نے طرسم سے مہندی پکڑ کر اس کا ہاتھ سامنے کرتے ہتھیلی پر "سردار کی سردارنی" لکھا تھا۔۔

علینا کی گود سے صارم نے غازیان کو پکڑا۔۔

علینا نے اس کے ہاتھ پر چھوٹا سا سرکل بناتے سائیڈ پر "علینا کا بھی شرم شوہر" لکھا تھا۔۔

فنکشن ختم ہونے دو بے شرمی تمہیں میں ٹھیک سے دکھاؤں گا۔۔

صارم نے دانت پیستے دیکھا تھا تو علینا بدلے میں مسکرا کر اپنے شوہر کو دیکھا جیسے اسے کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا۔۔

نمیرہ نے آئیدن کے ہاتھ پر چھوٹا سا سرکل بنا کر اس کی طرف دیکھا۔۔

ہاں جی میاں جی کیا لکھوانا ہے؟

جو میری بیوی کا دل چاہ رہا ہے لکھ لے۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھ پر "دلبر جانی" لکھا۔۔ ساتھ میں چھوٹا سا دل بنا دیا۔۔

قندیل نے یعقوب کا ہاتھ پکڑا چھوٹا سا سرکل بناتے سائیڈ پر "کھڑوس، جلاد، لفنڈر شوہر" لکھا تھا۔۔

لفنڈر گری میرے خیال سے کمرے میں دکھائی تھی وہ کم تھی۔۔ یعقوب نے اپنے خشک ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیری قندیل کا دل چاہا سامنے

پڑا ہے شیشے کا گلاس اس کے سر پر مارے جس میں ذرا شرم نہیں تھی۔۔

راعنین نے یاور کے ہاتھ پر سرکل بنا کر سائیڈ پر "گل نور" لکھا تھا۔۔۔

ہماری زندگی کی سب سے بڑی خوشی یاور جس کی وجہ سے ہم ایک ہوئے ہیں۔۔ یاور اپنی بیٹی کا نام اپنے ہاتھ پر دیکھ کر مسکرایا۔۔

چلیں جی لگ گئی مہندی جان چھوڑے ہماری۔۔ یعقوب کے بولنے پر جہاں سب مرد ہنسے تھے وہیں پر لڑکیوں کے منہ بن گئے۔۔

ہم نکلنے لگی ہیں پہلے پیسے تو نکالے! سب لڑکیاں ایک ساتھ بولی۔۔

کون سے پیسے! لڑکوں نے اپنی اپنی جیب پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

بڑا شوق چڑھا ہے جیب پر ہاتھ رکھنے کا جتنے والٹ میں پیسے ہیں چپ کر کے نکالیں اور مجھے پکڑائیں، ہادی لالا، وریام چاچو! جلدی سے مہندی لگانے کے پیسے نکالے۔۔

ایک منٹ ایک سرکل بنا کر سائیڈ پر دو لفظ لکھنے پہ بھی پیسے لیے جاتے ہیں۔۔ وریام نے حیرت سے سب لڑکیوں کو دیکھا تھا۔۔

دلھوں کے لیے کوئی معافی نہیں ہے وہ 30، 30 ہزار نکالیں اور میرے شوہر کی جیب میں جتنے پیسے ہیں وہ نکال کے مجھے پکڑا دے۔۔ اور اگر ان دو دلھوں دنوں نے کہا کہ پیسے زیادہ ہیں میں انہیں پہلے ہی بتا دوں جب کمرے میں جانے لگنا ہے تب تو میں نے اسے بھاری رقم وصول کرنی ہے پھر تو میں نے اپنی انگلی بھی گیلی نہیں تھی۔۔ طرسم نے ان تینوں کی جانب دیکھتے ہیں سینے پر ہاتھ باندھے تھے۔۔۔۔

کیا یاد کرو گی کس سے پالا پڑا ہے۔۔ وریام اور ہادی نے اپنی اپنی جیب سے 40 ہزار نکال کر طرسم کو پکڑائے، اور 40 ہادی نے علینا کو۔۔ وریام نے اپنی ماں کو۔۔ شہریار نے 40 ہزار اپنی ماں کو اور 40 مریم بیگم کو دیے۔۔۔

دیو صاحب! طرسم اب اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔

پری محترمہ میری جیب میں اس وقت لاکھوں روپے موجود ہے! تو میں اب سارے نکال کر تو تمہیں نہیں پکڑا سکتا۔۔ وہ اسے تنگ کرنے لگا۔۔

آپ کو اپنی بیوی سے زیادہ لاکھ روپے عزیز ہے۔۔ اس نے منہ بسورا۔۔

ہر گز نہیں دالہام کی جیب میں جتنے پیسے موجود تھے اس نے نکال کر اسے پکڑا دیے، نوٹوں کی پانچ گٹھیاں تھیں۔۔

سب لڑکیوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جس کے شوہر نے محض اس کے ایک مرتبہ کہنے پر جیب میں جتنے پیسے موجود تھے نکال کے پکڑا دیے تھے سب اپنے اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی اور سب مردوں کو سردار

پر غصہ آنے لگا تھا وہ ان سب کی جیب خالی ہونے کا باعث بننے والا تھا۔۔

یاور!راعنین نے پکارا ہی تھا یاور نے جیب میں موجود تمام پیسے نکال کر اسے پکڑا دیے۔۔

مجبوراً سب مردوں کو جیب سے پیسے نکال کر پکڑانے لگے یعقوب کی باری آئی تو اس نے ایک دفعہ اوپر دیکھا اور پھر اپنی جیب کی طرف۔۔

وہ سب تو اچھا خاصا کماتے ہیں تمہیں تو میرا پتہ بھی ہے۔۔قندیل اس کے ہر لفظ پر ہاں میں سر ہلاتی گئی تھی۔۔

مجھے اچھی طرح تمہارا پتہ ہے جو اتنے مہنگے کپڑے، میک اپ مجھے لا کر دیا تھا وہ پیسے جہاں سے آئے تھے نا اب بھی پیسے وہیں سے نکالو۔۔

یعقوب نے گہرا سانس بھرا وہ پھنس گیا تھا اسے کپڑے لا کر دے کے۔۔۔

اس نے سردار کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جیب سے پیسے نکال کر اسے پکڑا دیے سب لڑکیاں پیسوں کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔

چلو اب سب لڑکے باہر چلے جاؤ۔۔ اور لڑکیوں ابھی تم سب دوسری سائیڈ پر جاؤ۔۔ سب لڑکیاں دوسری سائیڈ پر چلی گئی صرف پانچ عورتیں مردوں والی سائیڈ پر موجود تھی رضیہ خانم، صوفیہ خانم، ریحانہ خانم، فاریہ خانم اور مریم بیگم۔۔

جو ہم نے پیسے پھینکنے ہیں اب کہاں سے لائیں اپنے لاکر سے نکال کر لاؤ ہم نے کوئی پیسے نہیں لگانے صارم اوریاور ایک ساتھ بولے۔۔ سردار نے دونوں ہاتھ ان دونوں کو دکھائے تھے۔۔

دفع ہو اور اپنے لاکر سے پیسے نکال کر لاؤ میں نے یہاں تم سب کا ٹھیکا نہیں اٹھایا ہوا۔۔ دالہام اپنے کمرے میں گیا اور پیسے جیب میں ڈال کر گارڈن کی طرف چلا گیا جبکہ سب مردوں نے گہرا سانس بھرا پیسے لگوانے

والاوہ تھا اور کہہ رہا تھا جا کر اپنے لاکر سے نکال کر لاؤ۔۔ سب مرد اپنے اپنے کمرے سے پیسے نکال کر جیب میں ڈالتے ہیں باہر کی جانب چلے گئے۔۔۔

سب مرد باہر تھے اور عورتیں اندر، درمیان سے پردہ ہٹا دیا گیا تھا ملازمین نے سیٹنگ تقریباً چینج کر دی۔۔ حویلی کے چاروں طرف لائٹیں لگائی گئی تھی اندر سفید اور پیلے پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔۔

آتان بھی کرنا ہے !

اب یہ کیا ہوتا ہے طرسم نے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔ علینا نے اسے مربع شکل کا کپڑا پکڑایا۔۔ لڑکیوں نے وہ کپڑا پکڑا ہوا تھا۔۔

چلو! سب نے طرسم کا ہاتھ پکڑا اور درمیان میں خالی جگہ پر اسے کھڑا کیا۔۔

طرسم نقاب اتاردو ہم عورتیں ہی ہیں۔۔ طرسم نے اپنا نقاب اتار دیا وہاں موجود عورتیں دھنگ رہ گئیں اس کا چہرہ دیکھ کر انہوں نے سردارنی کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ موم کی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔

اب سمجھ آئی ہے سردار کیوں دیوانہ ہے اس کا۔۔ ایک عورت مسکرا کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا۔۔

یہ کوئی مشکل نہیں ہے گھول گھومنا ایک ہاتھ اوپر کر کے دوسرے نیچے پھر تالی بجھا کے دوسرا اوپر اور پھر گھومنا۔۔ نمیرہ نے اسے تھوڑا سا سٹیپ کر کے بتایا۔۔

بس یہی کرنا ہے۔۔

ہاں ہم سب گول دائرہ بناتی ہے اور پھر کرتے ہیں۔۔ قندیل نے فوراً کہا جبکہ طرسم کو سب عورتوں کے سامنے سب کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا گھر کی عورتیں ہوتی تو وہ الگ بات تھی۔۔۔

نمیرہ بھابھی ابھی ہم ویسے ہی تھوڑا ہلا گلا کر لیتے ہیں جب یہ عورتیں جائیں گی نا تب سب کچھ کریں گی۔۔ طرسم کو عجیب لگ رہا تھا سب عورتوں کے سامنے اس طرح کرنا۔۔

چلو ٹھیک ہے! نمیرہ اسے کہہ کر ریحانہ خانم کے پاس گئی اور ان کے کان میں سرگوشی کی تو انہوں نے ہاں میں سر ہلایا انہیں بھی اچھا نہیں لگنا تھا باہر کی عورتوں کے سامنے ہو۔۔

سب بیٹھ کر ہلا گلا کرتی رہی سونیا کو تنگ کرتی رہی اور جیسے ہی وہ عورتیں حویلی سے گئی سب لڑکیاں اکٹھی ہو گئی۔۔

سونیا، راہااور جبا تینوں درمیان میں کھڑی ہوجاؤ۔۔ راعنین ان تینوں کو لے کرائی اورانہیں درمیان میں کھڑا کردیا۔۔ عائسل ریحانہ خانم کے پاس، غازیان صوفیا خانم کے پاس اور گل نورمریم بیگم کے پاس تھی۔۔

ستړګې جادوګړې دي دایښه ل پ ون ی ده

داستړګې جادوګړې دي دایښه ل پ ون ی ده

پشتو الفاظ بولتے ہیں وہ سب گول دائرے میں گھوم رہی تھی راعنجن کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی انہوں نے کون سا گانا پلے کیا ہے۔۔ گول گھوم کر ایک ہاتھ اوپر کرکے چٹکی بجاتے، نیچے ہاتھ کو کرکے تالی بجھا کر پھر سے گھومی تھی۔۔۔

جانان جانان

جانان چې پک پ اوسی څومره ښکلی پ دنیاګی ده

جانان چې پک پ اوسی څومره ښکلی پ دنیاګی ده

جانان جانان جانان جانان

جانان جانان جانان جانان

طرسم نے راہا کا ہاتھ پکڑا اور اسے پکڑ کر گھمایا تھا۔۔ راہا اور طرسم نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے گھومی تھی۔

خواږه خواږه راګوري په نظرک پ م پ انغاړي

خواږه خواږه راګوري په نظرک پ م پ انغاړي

امید دزندګی ده غوږ ول پ م پ جول ی ده

امید زندگی دہ غوږ ول پ م پ جول ی دہ

سونیا کو علینا نے شانوں سے پکڑ کر گھمایا چٹکی بجا کر ایک ہاتھ اوپر کر کے دوسرا ہاتھ نیچے کر کے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک دوسرے کو گھمایا۔۔

جانان جانان

جانان چ پ پک پ اوسی څ ومرہ بنں کل پ دنیا ګی دہ

جانان چ پ پک پ اوسی څ ومرہ بنں کل پ دنیا ګی دہ

جانان جانان جانان جانان

جانان جانان جانان جانان

جانان جانان !وہ سب ایک ساتھ بولی۔۔ طرسم ہنسنے لگی تھی وہ سب سافٹ رومینٹک سانگ پر ڈانس کر رہی تھی۔۔ جبکہ یہ گانا کپل ڈانس کا تھا۔۔۔

ان سب کی کھلے گھیرے کی گہرے نیلے رنگ کی فراک گول گھوم کر ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔۔

داژوندم پ ستا دپارہ دا ینہ ستا دپارہ

داژوندم پ ستا دپارہ دا ینہ ستا دپارہ

داستا محبتونہ م پ کیسہ دزندگی دہ

داستا محبتونہ م پ کیسہ دزندگی دہ

جانان جانان جانان !سب ہنستے ہوئے نیچے رکھیں میٹرس کے اوپر بیٹھی تھی پلو پکڑ کر ٹیک لگائی۔۔

افف تھک گئیں۔۔ سونیا، راہااور حبا صوفے پر بیٹھ گئ۔۔

طرسم بھابھی آپ کے بس ایسے ہی کہتی ہوں مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا جبکہ ہم سب سے اچھا آپ نے کیا ہے۔۔ سونیا نے اسے چٹکی کاٹی۔۔

مجھے ڈانس نہیں آتا مجھے نمیرہ بھابھی نے بتایا کہ اس طرح ڈانس کرو میں نے ویسے کرلیا۔۔

طرسم تم ڈانس کرو، گانا ہم پلے کرتے ہیں تم کروگی کیونکہ تمہیں سب سے اچھا کیا ہے۔۔

قندیل میں نے نہیں کرنا میں تھک گئ ہوں۔۔ راعنین بھابھی کو کہو۔۔

طرسم نے راعنین کی طرف سے اشارہ کیا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

میں نہیں کر رہی ڈانس میرے کمر میں درد شروع ہو جائے گی پہلے ہی میں نے بہت مشکل سے کیا ہے۔۔ اس نے صاف منع کر دیا۔۔

گانا پلے کرتے ہیں چلو اٹھوں۔۔ سب نے زبردستی سے درمیان میں کھڑا کیا۔۔

مجھے نہیں ٹھیک سے کرنا آتا وہ درمیان میں کھڑی تھی۔۔

ایک منٹ! نمیرہ اٹھی اس کے پاس گئی اور اس کے حجاب کی پن کھولی۔۔

بھابھی میرا حجاب کیوں کھول رہی ہیں؟ وہ پریشان ہوئی۔۔

ہم سب گھر کی عورتیں ہیں اور کوئی نہیں ہے۔۔ تمہارا پراپر دوپٹہ سیٹ کرتے ہیں بال کھلے چھوڑ کر، پھر ڈانس کرو۔۔

نہیں ہمارا بھابھی اگر کوئی اندر آگیا تو؟ اسے فکر ہونے لگی۔۔

کوئی نہیں آئے گا ہم سب ہی ہیں۔۔ صوفیا خانم نے پیار سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

طرسم بیٹا ہم سب ہی ہیں۔۔ علینا نے اس کے رخسار کھینچے سب نے اس کے جیسے ہی بال کھولے، حیرت سے منہ کھولے تھے اس کے بال گھٹنوں تک تھے۔۔

بھابھی اپ کی خوبصورتی واقع ہی کمال ہے! سونیا نے اس کے گھنے بالوں اور گلابی رخسار، سرخ ہونٹوں کو دیکھا وہ پٹھانی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔

سب نے اس کا دوپٹہ سیٹ کیا کچھ بال آگے کی جانب کی آوارہ لٹیں چہرے پر لہرانے لگی۔۔

زما سر دارہ دمین پ یارہ

تا نہ ځ ارپین م زہ قربان پین م

یم بی قرارہ زما سر دارہ

سونیا نے اسے گول گھمایا تھا۔۔ دوپٹے کے ساتھ اس کے بعد بھی اوپر کو اٹھے تھے۔۔ دالہام جو کسی کام سے حویلی کے اندر آیا تھا اسے بغیر حجاب کے سب کے درمیان گھومتے دیکھ وہ سکتے میں چلا گیا۔۔

اس بھورے گھنے بال آگے کی جانب آئے تھے ہاتھوں میں موجود چوڑیوں کی آواز بخوبی اس کے کانوں تک گئی۔۔۔۔

پہ سترگ وسترگ وک ې حالونه وایه

پہ سترگ وسترگ وک ې حالونه وایه

آنکھوں کے نیچے ناک کے اوپر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر کے کھولی اس کی نیلی خوبصورت آنکھیں سفید ہاتھ کے اوپر سمندر جیسی گہرائی پیش کر رہیں تھی۔۔

دالہام کو سمجھ نہ آئے وہ غصہ کریں یا پھر اس کی خوبصورتی کو دیکھیں۔۔۔

تو روتیا روک ی راتہ رن گ ونہ بنں ایہ

راتہ رن گ ونہ بنں ایہ دزر ہ قرارہ

وہ ٹکٹکی باندھے اس کے بالوں، آنکھوں اور ہاتھوں کی حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ وہ آج پہلی مرتبہ پٹھانی لباس میں اس کے سامنے موجود تھی۔۔ اور وہ بھی قیامت خیز روپ میں۔۔ وہ گول گھوم رہی تھی اس کی گھرے نیلے رنگ کی فراک چاروں طرف پھیلی،

زما سر دارہ، دمین پ یارہ

زما سر دارہ، دمین پ یارہ

چہرے پر آوارہ لیٹے لہرانے لگی لبوں پر مسکراہٹ تھی آنکھوں میں شرارت۔۔

سردار آگے بڑھا اور اس بالکل سامنے جا کر کھڑا ہو گیا وہ جو گول گھوم رہی تھی یک دم رکی۔۔

تانہ ئ ارپن م زہ قربان پن م

یم ب پ قرارہ زما سردارہ ، دمین پ یا

سردارنی !وہ نہایت ہلکی آواز میں بولا تھا طرسم کے بال شانوں پر پھیل گئے دوپٹہ پیچھے کی جانب تھا۔۔ سردار کی آنکھوں میں اک عجیب سا تاثر تھا۔۔۔

دیو!وہ محض اتنا ہی بول سکی ایک خوف سا دل میں بیٹھ گیا کہ کہیں وہ غصہ نہ کر دے۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟ خود پر قابو کرتے اس نے اپنے آپ کو غصہ کرنے سے روکا تھا۔۔ اسے یہ بھی پسند نہ تھا کہ اس کی خوبصورتی عورتیں دیکھیں۔۔

دیو سب عورتیں ہی ہیں! وہ نظریں نیچے کر گئی۔۔

دالہام خبردار تم نے بچی کو ڈانٹا سب لڑکیاں ہی ہیں تھوڑا ہلا گلا کر رہی تھی۔۔ ریحانہ خانم نے اسے ڈپٹا تو گہری نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگا۔۔

سردارنی زہ نہ خوبن وم چې علاوَہ پلار خوبصورتی کوم اووګورئ

(سردارنی مجھے نہیں پسند میرے علاوَہ تمہاری خوبصورتی کوئی اور دیکھے۔) اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرتے لمبے ڈھگ بھرتا چلا گیا۔۔ لہجے میں ناراضگی تھی۔۔ اسے وہ خوبصورت لگی تھی بے انتہا لگی تھی لیکن اس کی پری کو اس کے علاوہ کسی اور نے کیوں دیکھا۔۔

طرسم بھابھی لالامان جائیں گے کچھ نہیں ہوتا!راہا اس کے پاس گئی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ محض ہاں میں سر ہلا گئی جبکہ دل گھبرا رہا تھا۔۔ نمیرہ اس کے پاس آئی اور اس کے رخسار کھینچے۔۔

ریلیکس ہو جاؤ! کچھ نہیں ہوتا تمہارے لالا کی شادی ہے تم انجوائے کرو۔۔ نمیرہ نے اتنا کہہ کر ابھی دوسری جانب رخ کیا ہی تھا جب اسے چکر آئے وہ گرنے لگی تھی جب طرسم نے اسے تھاما۔۔ سب اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور نمیرہ کو صوفے پر بٹھایا اس کے ہاتھ سرد ہو گئے تھے۔۔

نمیرہ! ریحانہ خانم اور صوفیا خانہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سہلانے لگی۔۔ مورے کچھ نہیں ہوا بس ایسے ہی چکر آ گئے۔۔

ایسے ہی تو چکر نہیں آتے۔۔ صوفیا خانم اور ریحانہ خانم نے اسے ڈپٹا۔۔

نمیرہ سب خیریت ہے نا؟ راعنین نے آنکھوں میں شرارت لیے مسکراتے پوچھا سب لڑکیاں نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگے جبکہ حویلی کی بڑی عورتیں اس کی آنکھوں میں موجود شرارت کو سمجھ گئیں تھی۔۔

نمیرہ! صوفیا خانم نے اسے گلے لگایا نمیرا اتنی نہ سمجھ تو نہ تھی کہ ان کی آنکھوں میں موجود خوشی کو نہ سمجھ پاتی۔۔

مورے ایسا کچھ نہیں ہے! وہ اچانک بولی تھی دو مہینے سے وہ اس سب کو جھٹلاتے آرہی تھی۔۔ گزرے عرصے میں دو مرتبہ ڈاکٹر کے پاس جا چکی تھی چیک اپ کروانے۔۔۔ لیکن ہر مرتبہ نراش ہوتی خود کو بھی تکلیف دیتی اور آئیدن کو بھی۔۔

کیا مطلب نہیں ہے؟ اس کے یوں ہڑبڑانے پر سب تشویش میں بتلا ہوئے۔۔

آپ سب کو غلط فہمی ہو رہی میں امید سے نہیں ہوں۔۔ وہ انہیں سچ نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کا شوہر کبھی باپ نہیں بن سکتا۔۔

مجھے اپنی نبض دکھاؤ!را عنین اس کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کلائی سے نبض چیک کی۔۔ اور اس کے وجود کو غور سے دیکھا۔۔

نمیرہ میں نہیں جانتی وجہ کیا ہے لیکن ایک وقت تھا جب میں بھی اپنے وجود پر بار بار غور کرنے کے باوجود اس چیز کو جھٹلاتی رہی تھی کہ میں امید سے ہوں۔۔ نمیرہ نے آنکھیں میچی تھی۔۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہے تھے خوشی کے تھے یا پھر خوف کے۔۔

نمیرہ رو کیوں رہی ہو؟ ریحانہ خانم نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔

الحمدللہ!روتے ہوئے ہچکیاں بھرتے وہ بولی۔۔۔

اتنی خوشی کی بات ہے اور تم رو رہی ہو !

مورے مجھے لگا میں دوبارہ کبھی۔۔۔ وہ بات ادھوری چھوڑتے اپنی آنسو صاف کر کے اوپر کی جانب دیکھ کر آنکھیں بند کر کے اپنے خدا کا شکر ادا کرنے لگی۔۔

ایسا کیوں لگا بیٹا! نمیرہ کا ہاتھ صوفیا خانم نے پکڑ کر اپنے لبوں سے لگایا۔۔

کچھ نہیں مورے، میں بہت خوش ہوں! نمیرہ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ انکھوں میں نمی۔۔۔

حویلی میں دو نئے مہمان آرہے ہیں ایک کی میں پھپھو بنوں گی اور ایک کی بڑی مورے طرسم ہنستے ہوئے نمیرہ کے گلے لگی۔۔

نمیرہ بھابھی راہا اور سونیا بھی نمیرہ سے گلے ملی۔۔۔

ہائے چھوٹے چھوٹے بچے کتنے پیارے لگتے ہیں۔۔ سونیا اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے گہری سوچوں میں گم ہوتے بول رہی تھی۔۔۔

تمہاری رخصتی ہو جانی ہے کل جلد تمہارے پاس بھی تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں گے۔۔ سونیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا جبکہ اسے وریام کا رویہ یاد آیا تھا دو ماہ سے اس نے بات نہیں کی تھی نہ ہی وہ اس سے کمرے میں ملنے آیا تھا۔۔ کھانے کے ٹیبل پر ملاقات ہوتی تو اس کی جانب دیکھتا بھی نا۔۔

ویسے تو بڑا کہتا ہے محبت ہے یہ اس کی محبت ہے! وہ دل میں کہنے لگی۔۔۔

سونیا کیسی فیلنگز ہیں کل کو لے کر۔۔ قندیل اس کے پاس گئی اسے کندھا مارتے ہوئے پوچھا۔۔

جیسی فیلنگز سب کی ہوتی ہے۔۔ لمبا سانس لیا۔۔

مطلب کچھ کچھ ہو رہا ہے دل میں نمیرہ نے اس کی ٹانگ کھینچی۔۔

سونیا کو تھوڑا کچھ کچھ ہو رہا ہے لیکن راہا کو نہیں ہو رہا۔۔ حبا نے راہا کی طرف رخ کرتے اسے تنگ کیا۔۔

یہ کہہ کون رہا ہے جس نے بس شادی کی رات شرمانا ہی ہے مجھے تو لگتا ہے شرم سے بے ہوش جائے گی۔۔۔ راعنین ہنس رہی تھی جبکہ حبا نے منہ بسور کر اپنی بہن کو دیکھا۔۔

آپی میں دیکھ رہی ہوں شادی کے بعد کچھ زیادہ ہی بے شرم ہو گئی ہیں آپ۔۔ حبا کا چہرہ اس کی ایک بات پر سرخ ہو گیا تھا۔۔

چلو میں بے شرم صحیح تم حد سے زیادہ شرمیلی ہو ایک بات میں نے کی ہے اور ایسے سرخ ہو گیا چہرہ جیسے کسی نے پتہ نہیں کتنے تھپڑ مار دیے ہیں۔۔ راعنین کی بات سنتے فاریہ قادم نے ہنستے ہوئے حبا کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

خبردار کسی نے میری بیٹی کو باتیں کی۔۔ فاریہ خانم نے حبا کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا سب نمیرہ کے گرد اکٹھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

نمیرہ ہم نے دلہنوں کو گفٹ دینا تھا لیکن تم نے ہمیں گفٹ دے دیا اتنا بڑا۔۔ علینا اس کے پاس بیٹھی اس نے کندھا مارتے کہا سب لڑکی آپس میں باتیں کرنے لگی جبکہ طرسم کی سوئی سردار پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

اگر مجھے اندازہ ہوتا ہے وہ میرا حجاب اتارنے پر اس قدر ناراض ہوں گے تو میں کبھی نہ اتارتی۔۔ طرسم گہرا سانس بھرتے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنے لگی۔۔ باقی سب تو آپس میں ہنسنے میں مصروف تھی جبکہ اس کی جان سولی پر لٹک رہی تھی۔۔

اچھا لڑکیوں آج سب نے ایک کمرے میں سونا ہے۔۔ سونیا نے سب کی طرف دیکھا اور چٹکی بجا کر اپنی طرف اشارہ کیا۔۔

اور ہمارے بچے! را عنین، طرسم اور نمیرہ یک زبان بولی۔۔

آپ سب کے شوہر کس لیے ہیں ہر روز آپ سنبھالتیں ہیں ایک رات شوہر سنبھال لیں گے تو کچھ نہیں ہو جائے گا۔۔ ہم سب لڑکیاں ایک کمرے میں سوئیں گی اور ہلا گلا کریں گی۔۔

او کے سب ایک ساتھ بولی اور ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔

نمیرہ جلد از جلد آئیدن نے ملنا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی اور اس کی خوشی دیکھنا چاہتی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب مرد کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے مہمان بھی جا چکے تھے اب وہ سب اکیلے گارڈن میں صوفے پر پھیل کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

نہایت ہی بے شرم انسان ہو تم، ہماری جیبیں خالی کروادی تم نے۔۔۔ صارم نے اس کے پاؤں پر پاؤں مارا۔۔

ہاں تو کیا اپنی بیوی کو ناراض کر دیتا !

کوئی مجھے کہتا تھا کہ میں زن مرید ہوں لیکن وہ سب سے آگے نکلا ہے۔۔

سفیان خان نے ہاتھ میں پکڑی لاٹھی سے سردار کی طرف اشارہ کیا۔۔

میں تو آج بھی دوسرے نمبر پہ ہوں بڑے بابا پہلے نمبر پر آپ آتے ہیں کبھی کبھار تو مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ کہیں مجھے پھر سے بڑا بھائی نہ بنا دیں آپ۔۔۔ سردار کی بات سن کر سب مردوں کے قہقہے وہاں گونجے تھے۔۔

شرم نامی چیز تم میں رہی نہیں۔۔

آپ کو کس نے کہہ دیا مرد شرماتے ہیں۔۔۔ دالہام نے ان کی لاٹھی پکڑ کر ان کے پیٹ پر رکھی تو سفیان خان نے لاٹھی کھینچی اس سے قبل وہ اس کی ٹانگ پر مارتے وہ چونکری مار کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

بڈھے ہو گئے ہیں اب آپ۔۔ دالہام نے آنکھ دبائی۔۔

ویسے بابا لالا ٹھیک کہہ رہے ہیں اب آپ بڈھے ہو گئے ہیں سکون سے بیٹھ جایا کریں۔۔ وریام صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔

بڈھے تو مجھے تم لگتے ہو۔۔ جس سے ابھی تک اس کی بیوی نہیں سیدھی ہوئی۔۔ سفیان خان نے وریام کو بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا جبکہ باقی سب مرد خاموشی سے لبوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے اس کی ستھری ہو گئی تھی۔۔

دیکھ لیں بھتیجہ اور آپ سے 11 سال چھوٹے ہونے کے باوجود میں سب سے آگے نکلا ہوں۔۔ ہادی نے مزید آگ لگانا بہتر سمجھا۔۔

تیرا وہ حساب ہے چھوٹا پیکٹ بڑا دھماکہ۔۔ شہریار نے سر تا پاؤں تک گھور کر اسے دیکھا۔۔

ویسے ہادی تمہارے رزلٹ کا کیا بنا ہے؟ شہریار نے اس کا بھانڈا پھوڑا کیونکہ اس نے رزلٹ کا کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔۔

ہاں تمہارا تو رزلٹ آنا تھا۔۔ صارم نے رخ اس کی طرف کیا۔۔۔

بابا وہ رزلٹ شیٹ میری اندر پڑی ہے اب سب عورتیں اندر بیٹھی ہیں۔۔ اپنا رول نمبر بتاؤ مجھے۔۔ صارم اس کی بات کاٹتے بولا اسے اپنے بیٹے کی ہڈ دھڑمی کا اچھی طرح پتہ تھا۔۔ ہادی نے اپنے باپ کو رول نمبر بتا دیا۔۔

اس کے سب سبجیکٹ میں اچھے نمبر تھے سوائے بائیو کے۔۔۔ اس سبجیکٹ کی وجہ سے اس کی پرسنٹیج کم ہوئی تھی۔۔۔

ادھر آؤ میرے پاس۔۔ ہادی نے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا ہنسی قابو کرنا مشکل تھا اسے پتہ تھا اس کا باپ اسے کیوں بلا رہا ہے۔۔

بابا میری طبیعت تب ٹھیک نہیں تھی تو اس لیے یہ پیپر ٹھیک نہیں ہوا۔۔

بے شرم بے غیرت انسان جو تمہارا مین سبجیکٹ تھا اسی میں تمہارا نمبر کم آئے۔۔ صارم نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

بابا کوئی بات نہیں پیپر تھا ہو گیا لیکن پریکٹیکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی رہتا ہے۔۔۔ اس سے قبل وہ اپنا جملہ مکمل کرتا ہے اپنے باپ کی خونخوار نظریں دیکھ کر وہ جملہ تبدیل کر گیا۔۔

کس سبجیکٹ میں نمبر کم ہے صام؟

بائیو میں صارم کے بتانے کی دیر سے سردار نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا کہنے کو وہ ایم بی بی ایس کر رہا تھا اور نمبر۔۔۔ وہ بیچارہ اس سے آگے کی سوچ ہی نہ سکا۔۔

پھس ہی نکلا پیکٹ! شہریار کی بات پر اس کے منہ میں جواب تو بڑا اچھا آیا تھا لیکن اگر وہ بولتا ہے تو باپ سے جوتے پڑنے تھے مہندی کے دن ہی۔۔

شہریار چاچو جواب بہت اچھا ہے میرے پاس لیکن مہندی کی رات مار کھانے کا ارادہ نہیں ہے میرا۔۔

چلو گانا چلاؤ کوئی تھوڑا ہلا گلا ہم بھی کرتے ہیں۔۔ یعقوب اٹھ کر ڈی جے کے پاس گیا اور اسے ایک گانا بتایا۔۔

ڈانس کون کرے گا! یعقوب کی بات پر سب نے ہی نفی میں سر ہلا دیا۔۔

کوئی الٹی سیدھی بغیرتی تو ہم کر نہیں سکتے لیکن ایک ہم میں موجود ہے جس سے ہم یہ کام کروا سکتے ہیں۔۔ یاور نے یعقوب سے کہہ کر ہادی کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ اور پھر یاور نے دا لہام کو کندھا مارا۔۔

ہادی بیٹا چلو ڈانس کرو۔۔۔

میری شادی ہے تو میں سکون سے بیٹھ کر دیکھوں گا نا آپ سب کریں ڈانس۔۔ہادی نے اپنے باپ کے جملہ مکمل کرتے ہی فوراً نفی کی تھی۔۔۔

تم یہ کہتے ہوئے اچھے نہیں لگتے کہ تمہاری شادی ہے کیونکہ باپ تو تم بننے والے ہو رخصتی تم نے کروالی ہوئی ہے بس رسمیں پوری کر رہے ہیں دنیا والو کو دکھانے کے لیے۔۔اصل شادی تو وریام اور شہریار کی ہے تو شاباش اٹھو آجاؤ درمیان میں۔۔صارم نے اسے پکڑ کر سب مردوں کے درمیان میں کھڑا کیا چاروں طرف انہوں نے صوفے سیٹ کر لیے۔۔

یہ غلط بات ہے میں ایسا ویسا کچھ نہیں کر رہا۔۔ہادی بیٹھنے لگا جب شہریار کھڑا ہوا تھا۔۔

دیکھو تم کیا کہتے ہو۔ ہم تو بڈھے ہیں ہماری ایج زیادہ ہو گئی ہے تو ہم ایسا کام نہیں کر سکتے باقی بچے تم ، سب سے زیادہ جوان مرد چلو شاباش شروع ہو جاؤ۔۔۔ شہریار اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بولا جب ہادی نے اسے خود سے دور دھکا دیا تھا۔۔

میں۔۔۔۔ ڈانس کر رہے ہو یا نہیں دالہام نے سفیان خان کا ڈنڈا پکڑ لیا ہادی نے دانت پیسے تھے جتنا وہ اس کا ساتھ دیتا تھا اتنا ہی اسے پھنساتا بھی تھا۔۔۔۔

چاچو! اس نے بے چارگی سے پکارا۔۔

چلو شاباش شروع ہو جاؤ! سبھی یک زبان بولے تھے۔۔ ہادی کو سمجھ لگ گئی تھی سردار اسے کس بات کا بدلہ لے رہا ہے کیونکہ اس نے اس کی بیوی کو بازو کے حصار میں لیا تھا۔۔

نانی دادی میں نے یاد نہ کروادی پھر کہیے گا۔۔۔ایک منٹ میں ابھی آیا۔۔ہادی دوسری سائیڈ پر گیا تھا اور سٹور روم میں جاتے وہاں سے پٹاخے پکڑ کے اپنے پاکٹ میں ڈال لیے۔۔۔

وہ واپس ایا جب گانے کا بیک گراؤنڈ میوزک سن کر اس نے اپنی پریشانی پر ہاتھ مارا تھا۔۔

یار گانا چینج کرو۔۔

کوئی گانا نہیں چینج ہو رہا چلو میری بلو ٹھمکا لگاؤ۔۔یعقوب سے پہلے وریام بول پڑا۔۔۔

ہادی نے گہرا سانس بھرا۔۔

یا اللہ ان کے پسینے چھڑوانے ہیں بس بیٹی اس نے دل میں سوچا۔۔

لاکے ہار سنگھار میں نکلی۔۔۔۔

تے ہو کے پرن کنوارے ۔۔۔۔۔۔

پہلی دولائن سن کے اسے سمجھ نہیں آیا وہ کرے کیا۔۔ اسے وہ

انسانوں والا گانا ہی نہیں لگ رہا تھا۔۔

یا اللہ شرمی تو آگے بڑی ہے میرے اندر، تھوڑی سی اور پیدا کر

دے۔۔ ہادی نے لمبا سانس لیا۔۔ اور ہلکے پھلکے سٹیپ کرتے سب

سے پہلے اس نے وریام کی طرف رخ کیا۔۔

ویکھ کے چاک شرابی میری۔۔

میرے ٹھمکے گندے نے سارے۔۔۔۔

اپنی کمر ذرا سی مٹکاتے ہوئے وہ وریام کی گود میں بیٹھ گیا۔۔

خبیث انسان اٹھ میری گود سے !وریام اسے دھکا دینے لگا جب ہادی

نے صوفے کی پشت کو سختی سے ہاتھوں میں پکڑا اور وریام کے چہرے پر

ہاتھ پھیرا۔۔

بلو ٹھمکا لگا سانو۔۔۔۔۔

سانو سب نونچا بلو۔۔۔۔۔

بلو ٹھمکا لگا۔۔۔۔

اس نے وریام کو بازو سے پکڑ کر درمیان میں کھڑا کیا اور اس کی کمر پر تھپڑ مارا تھا جب یہ لائن پلے ہوئی تھی۔۔۔ "بلو ٹھمکا لگا"

بے شرم شرم انسان چچا ہوں تیرا۔۔۔

ڈارلنگ وہ کیا ہے نا شرم ہم نے بیچ کھائی ہے۔۔ ہادی نے بے باقی سیرز کے سینے پر ہاتھ پھیر کر اسے صوفے کی جانب دھکا دیا اس بیچارے کے واقع ہی پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔۔

تیرے وچ نشہ بلو ہائے ہائے بہت ہے۔۔۔۔

سانووہ اے نشہ پینے دا شوق اے ے ے۔۔۔۔

ہاتھ کی مٹھی بنا کر انگوٹھا باہر نکالتے ہونٹوں کے پاس کر کے اس نے ہلکا سا سٹیپ کیا اب رخ اس کا شہریار کی طرف تھا کیونکہ ان دونوں نے سے انتہا کا تنگ کیا تھا سب سے پہلے نشانہ بھی انہیں ہی بنانا تھا۔۔۔

سانو جھگ دی نہیں پرواہ۔۔۔

اس لائن کے پلے ہوتے ہی اس نے شہریار کو اپنی طرف کھینچا اس سے قبل وہ ہادی کے اوپر گرتا ہادی نے اپنے وزن پر خود کو برقرار رکھا اور شہریار کی کمر پر ہاتھ رکھا۔۔ سب کے قہقہے وہاں گونج رہے تھے سردار خود کو ہنسنے سے نہ روک پایا اور کھل کر ہنسا تھا۔۔

بس تو نیڑے ساڈے اااا۔۔۔۔

سانو ساڈے نال رلاں۔۔۔۔

بلو ٹھمکا لگا۔۔۔۔۔

اس سے قبل وہ کچھ سمجھ پاتا ہادی نے اس کا ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اسے گھما کر اپنے پاس کرتے ہیں کمر سے پکڑ کر گھمایا تھا۔۔۔ شہریار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اسے خود سے دور جھٹکا اس نے واقع ہی شرم بیچ کھائی تھی۔۔

چڑھ دی جوانی تیری منگدی اے ساتھ نی

نوٹاں دہ ور کھا کرا گے سارے رات نی

اب وہ لائن بولتے بولتے ہوئے اپنے باپ کی طرف ہوا۔۔

خبر دار ہادی تم نے میرے ساتھ کوئی الٹی سیدھی حرکت کی۔۔۔ صارم نے اسے پہلے ہی شہادت کی انگلی دکھاتے خبر دار کیا وہ ڈھیٹ بنا اپنے باپ کے پاس جا کر بیٹھا۔۔

نینا دے نال نین ملا اپنے دل دی گل سمجھا

ہانوں پیا اے چڑیا چا

ہادی نے لائنز بولتی ہے اپنے باپ کے سینے پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔۔

صارم سکتے میں چلا گیا اس کی حرکت دیکھ کر۔۔۔

خبیث انسان میں نے کبھی کسی کو اس طرح ہاتھ نہیں لگانے دیا۔۔ صارم اسے خود سے دور جھٹکنے لگا جب وہ صارم کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر اس کے کندھے پر سر ٹکا گیا۔۔

اے، چل، چل، بلو ٹھمکا لگا

بابا جان! بے شرمی میں تو آپ پر گیا ظاہر سی بات ہے آپ کا بیٹا ہوں۔۔ سب کا دھیان صارم کی طرف ہوا تھا جب ہادی نے اپنی جیب سے پٹاخے نکال کر یعقوب اور یاور کے پاؤں پر پھینکے تھے ان دونوں نے جھٹکے سے اپنے پاؤں پر کیے۔۔

بلو ٹھمکا لگا سا نو سب نو نچا

ان دونوں کو حیرت سے اپنی جانب دیکھ کر وہ خوشی سے اٹھتے ہوئے واقع ہی خوشی سے سٹیپ کرنے لگا تھا۔۔۔

کتھے جمی پلی، تیرا کیرا ہوم ٹون نی

جان لگی یارا نو لکھا کے جائیں وون نی

جان لگی یارا نو لکھا کے جائیں وون نی

وہ اب آئیدن کی طرف ہوا تھا اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کے بہنوئی کا دماغ ہل گیا ہوا تھا۔۔

ہادی اپنے آپ کو قابو میں رکھو خبر دار میرے ساتھ کوئی غلط حرکت کی۔۔

جانِ من آپ کے ساتھ کیسے میں کچھ غلط کر سکتا ہوں۔۔ ہادی اس کے پاس میں سوم زیادہ چہرہ بنا کر بیٹھا اس کا ہاتھ پکڑا۔۔ آئیدن اس سے پہلے کچھ کرتا ہادی نے اس کے گردن پر بے باکی سے ہاتھ پھیرا آئیدن اچھل کر دور ہوا تھا۔۔۔

تیری انی مست ادا، سب دے دتے گیل گھما

جادو ساڈے تے چل گیا، بلو ٹھمکا لگا سانو

داداجی! سفیان خان نے اسے ڈنڈا دکھایا تو اس نے اپنا رخ یاور اور یعقوب کی طرف کیا۔۔

اپ دونوں کو تو میں بول گیا چلے آئیں آپ کو میں ڈانس کا پورا مزہ دیتا ہوں۔۔ یعقوب اور یاور اٹھ کر سردار کے پاس جا کر بیٹھ گئے انہیں پتہ تھا یہ سردار کے ساتھ اس طرح کی حرکت نہیں کرے گا۔۔

سانو سب نو نچا بلو ٹھمکا لگا

گانا بند کرو دا الہام نے گانا بند کروایا تو وہیں زمین پر بیٹھ کر قہقہے لگانے لگا تھا جبکہ سب مردوں کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔

آج کے بعد کہیے گا مجھے ڈانس کر کے دکھاؤ۔۔۔ وریام نے دانت پیستے اسے دیکھا حد سے زیادہ خبیث انسان تھا وہ جسے کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

ڈیرے پر چلتے ہیں کیا خیال ہے الطاف خان کی بات پر سب لڑکے اپنی جگھوں سے کھڑے ہوئے تھے اور ڈیرے کی طرف رخ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے لڑکیوں کا ہلا گلا زیادہ دیر تک چلنا ہے۔۔

وہ سب ڈیرے پر چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے چار چارپائیاں آمنے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔۔

شہریار بیٹا کل سے بربادی شروع ہے تمہاری۔۔ میرا مطلب ذمہ داری! الطاف خان نے اپنے بیٹے کی گردن کو بازو میں لیتے اپنے پاس کیا۔۔

کوئی نہ یہ بربادی ہمیں خوشی خوشی قبول ہے۔۔شہریار خان کے چہرے پر خوشی دیکھنے کے لائق تھی وہ انتہا کا خوش تھا۔۔

ہادی موبائل پکڑے بیٹا تھا اس نے راہا کو میسج کیا جو کہ سینڈ ہی نہ ہوا وہ آف لائن تھی۔۔

Jan e haadi apni pics send kro mujhe..

سنگل ٹک کا نشان دیکھ کر اس کا موڈ آف ہوا تھا۔۔

وریام کا دل چاہا تھا وہ سونیا کو میسج کرے جب کہ اس کا رویہ یاد آیا ہے تو اس نے موبائل بند کر دیا اگر اس نے نہیں بلایا تھا تو سونیا نے بھی ایک مرتبہ بھی اسے بلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

تم واقعی ہی مغرور ہو میری مغرور خانزادی!وریام موبائل میں اس کی تصویر دیکھتے ہوئے بولا تھا جہاں وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔

یعقوب صاحب کوئی خوشخبری نہیں ہے کیا؟ ہادی نے یعقوب کو درمیان میں گھسیٹ لیا۔۔

تجھے کیا تکلیف ہے مجھ سے! یعقوب نے گھور کر اس کی جانب دیکھا وہ مکمل طور پر ان کے ساتھ فری ہو گیا تھا پہلے تو بڑی حویلی کے افراد کے ساتھ بات کرتے جھجھکتا تھا لیکن اب وہ جھجھک دور ہو گئی تھی۔۔

دیکھیں یعقوب صاحب آپ 35 سالہ مرد ہیں اور ابھی تک ایک بچہ بھی نہیں ہے۔۔ یعقوب نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا اندلیب شاہ نے اس کا کندھا تھپتھپایا تھا۔۔

بات تو اس کی ٹھیک ہے 35 سال عمر ہو گئی ہے اب تک تمہارا 10 سال کا بچہ ہونا چاہیے تھا۔۔

بابا آپ بھی شروع ہو جائیں اس کے ساتھ! یعقوب نے خفگی سے اپنے بابا کی طرف دیکھا جو ہادی کے ساتھ مل کر اس کی ٹانگ کھینچ رہے تھے۔۔

ویسے بات تو ٹھیک کی ہے اندلیب نے۔۔

الطاف چاچو باز آجائیں، جب اللہ نے چاہا تو ہو جائے گا بچہ بھی۔۔

الطاف خان بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔۔

وریام بھی تو 33 سال کا ہے کوئی اسے نہیں تنگ کرتا۔۔

ان کی تو ابھی رخصتی نہیں ہوئی رخصتی کے بعد بھی ان کا یہی حال رہنا ہے۔۔ ہادی کو وریام نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں صحیح کہہ رہا ہوں میں؟ وریام نے ٹیبل پر پڑا سٹیل کا گلاس پکڑ کر اسے مارا وہ سائیڈ پر ہوا اور گلاس پیچھے جا کر گر گیا۔۔

دالہام کی تو فیملی مکمل ہو گئی ہے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ۔۔ یاور نے ہنستے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے ہاں میں سب ہلا دیا۔۔

یونہی بیٹھے سب ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچتے رہے تھے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکیاں ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مہو تھی طرسم عائسل کو گود میں لیے بیٹھی تھی غازیان ریحانہ خانم کے پاس تھا۔۔

بڑی مورے گڑیا کو مجھے دے۔۔ شیر طیان اس کے پاس جا کر بیٹھا اور فوراً اس کے ہاتھوں سے عائسل کو لے کر دور ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

طیان وہ گر جاتی ابھی! طرسم نے غصے سے اسے گھورا تھا جس طرح اس نے کھینچا تھا سب کو یہی لگا کہ وہ گر جائے گی۔۔

میں اپنی گڑیا کو کبھی نہیں گرنے دوں گا۔۔ شیر طیان نے اس کے دونوں رخسار چٹا چٹ چومے تھے اس کی چھوٹی سی گڑیا تھا اسے وہ خوبصورت لگی تھی سب سے زیادہ اسے اس کی نیلی آنکھیں پیاری لگتی تھی۔۔

بڑی مورے اسے آج میں اپنے ساتھ کمرے میں سلاؤں گا۔۔

بالکل نہیں تم اسے اپنے ساتھ کمرے میں نہیں لے کے جاؤ گے یہ میرے پاس سوئے گی۔۔ طرسم اس سے عائسل کو لینے لگی تو وہ دور ہو کر بیٹھ گیا۔۔

طرسم اس سے مت لو ورنہ اس نے زیادہ ضد کرنی ہے تھوڑی دیر بعد میں عائسل کو تمہیں پکڑا دوں گی۔۔ نمیرہ اپنے بیٹے کے ضدی پن سے اچھی طرح واقف تھی۔۔

تم نے بڑی ہو کر میرے ساتھ رہنا خبر دار تم کسی اور کے پاس گئی یا کسی سے بات کی۔۔ وہ اسے انگلی دکھاتے خبر دار کر رہا تھا۔۔

مجھے تو لگتا ہے میری بیٹی کے بس تھوڑی سی بڑی ہونے کے لیے دیر ہے یہ لے جائے گا اسے ،جس طرح یہ اس کے ساتھ چپک کر بیٹھا رہتا ہے۔۔ طرسم ایک رخسار پر ہاتھ رکھتے حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

غازیان ٹکر ٹکر اپنی بہن کو شیر طیان کی گود میں دیکھ رہا تھا وہ اپنا نچلا لب باہر نکال کر رونے کی تیاری پکڑنے لگا۔۔

اور مزید ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا ریحانہ خانم نے اسے چپ کروانا چاہا لیکن وہ چپ نہ ہوا طرسم نے اسے گود میں اٹھایا وہ پھر بھی چپ نہ ہوا۔۔

اسے بھوک لگی ہے۔۔ سونیا نے طرسم کو اس کا فیڈر پکڑایا اس نے غازیان کے لبوں کے پاس کیا وہ دوسری جانب چہرہ کر کے مزید اونچی

آواز سے رونے لگا تھا۔۔ طرسم اسے لیے کھڑے ہوئی اور کمرے میں چکر لگانے لگی وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔

مورے یہ چپ کیوں نہیں ہو رہا۔۔ طرسم اسے ہلاتے ہوئے ان سب کے پاس بیٹھی ایک دم وہ چپ ہوا تھا جب اس کی نظر پھر اپنی بہن پر گئی اور وہ بلک بلک کر رونے لگا تھا۔۔

اوئے گندے چپ کر میں نے نہیں تمہارے بہن کو پکڑانا۔۔ شیر طیان نے دیکھا وہ اس کی گڑیا کی طرف دیکھ رہا ہے تو غصے سے بولا غازیان اپنی بہن کو دیکھ کر رونے لگا تھا۔۔

وہ دیکھو اس پیاری آنٹی کی بیٹی ہے نا اسے جا کے پکڑو میری گڑیا پاس نہیں آنا۔۔ غازیان آنکھیں پھاڑے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے شیر طیان اور اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا سب حیرت سے منہ کھولیں ان تینوں بچوں کو دیکھنے لگے۔۔

غازیان میری گڑیا کی طرف نہ دیکھو وہ پیاری آنٹی کی گڑیا ہے اس کے پاس جاؤ۔۔ شیر طیان نے گل نور کی طرف اشارہ کیا تو غازیان نے اس کی طرف دیکھا اور پھر آنکھیں پٹپٹاتے اس گڑیا کی طرف دیکھ کر کھلکھلانے لگا تھا۔۔

ایک چیز کا پتہ چل رہا ہے اس حویلی کے اگلی جنریشن ہے ہی ٹھرکی۔۔

طرسم نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ گل نور کی طرف دیکھ کر ہنسی جا رہا ہے اسے غصہ بھی آیا اور حیرت بھی ہوئی۔۔ را عنین لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

غازیان کا دھیان پھر سے اپنی بہن کی طرف گیا اور وہ رونے لگا۔۔

نمیرہ بھابھی اپنے بیٹے کو کہیں میری بیٹی واپس پکڑا دے نہیں تو میرے بیٹے نے رو رو کر اپنا برا حال کر لینا ہے۔۔ نمیرہ اپنے بیٹے کے

پاس گئی اس کی گود سے عائسل کو اٹھانے لگی تو اس نے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

مورے یہ میری گڑیا ہے اسے کہے پیاری آنٹی کی گڑیا کو پکڑے۔۔

بیٹا اس کی بہن ہے نا تو اس نے اپنی بہن کے پاس رہنا ہے چلو شاباش غازیان کو اس کی بہن دو۔۔ شیر طیان نے نفی میں سر ہلایا اور اسے اٹھائے کمرے سے باہر بھاگ گیا۔۔

میں دیکھ کر آتی ہوں اسے طرسم غازیان کو اٹھائے باہر جانے لگی جب راعنین نے اسے پکارا۔۔

واپس آنا ہے آج ہم سب نے ایک کمرے میں سونا ہے۔۔

ہاں میں آجاؤں گی واپس جلدی! وہ اپنے کمرے میں گئی تو شیر طیان عائسل کو لیے بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔۔

بڑی مورے یہ میرے ساتھ سوئے گی۔۔

ضد نہیں کرتے طیان! طرسم نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا تو وہ ضدی انداز میں نفی میں سر ہلانے لگا اس نے غازیان کو بیڈ پر لٹایا اور پھر اس چھوٹے شیطان کے پاس گئی جو حد سے زیادہ سب کو تنگ کر رہا تھا۔۔

اسے بھوک لگی ہے مجھے پکرادو۔۔ طرسم نے پکڑنا چاہا تو پھر سے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

اچھا جسٹ 5 منٹ پکڑنا ہے اس کے بعد میں نے لے لینا ہے اسے۔۔

طرسم نے حجاب دوبارہ کر لیا تھا اسے کھولا اور ڈریسنگ ٹیبل کا دراز اوپن کر کے اندر سے ماتھا پٹی، جھمکے اور لاکٹ نکالا۔۔

کانوں میں جھمکے پہنے، بالوں کو کنگھی کر کے بندیاں لگائی اور گلے میں لاکٹ پہنا، بالوں کو کھلا چھوڑ کے سر پر دوپٹہ سیٹ کیا لپسٹک جو تھوڑی سی لائٹ ہو گئی تھی اسے دوبارہ ڈارک کیا۔۔

بڑی مورے آپ کہیں جا رہی ہو؟ وہ اسے تیار ہوتے دیکھ پوچھ رہا تھا طرسم نے نفی میں سر ہلا دیا اور اس کی گود سے عائسل کو پکڑنے لگی وہ پھر سے اسے اپنے ساتھ چپکائے دور ہو کر بیٹھ گیا۔۔

طیان تنگ نہیں کرو بیٹا جاؤ شاباش سو جاؤ جا کر اپنے کمرے میں۔۔ آپ کی گڑیا کو بھوک لگی ہے نا؟ طرسم نے عائسل کی طرف دیکھا جو ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔۔

مجھے فیڈر دیں میں پلا دیتا ہوں۔۔ اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا دو ماہ سے یہی سب کچھ چل رہا تھا دن میں ایک مرتبہ شیر طیان نے اسے دودھ پلانا ہوتا تھا کوئی چیز کھاتا تو اس کے منہ میں ڈالنا وہ ضروری سمجھتا تھا وہ تو عین وقت پر کوئی دیکھ لیتا اور اس کے ہاتھ سے پکڑ لیتا کیونکہ ابھی وہ چاکلیٹس، کیک، بسکٹ، نمکو، یہ سب چیزیں کھانے کے لیے بہت چھوٹی تھی۔۔

میں نے نا تمہارے بابا جانی کو شکایت لگانی ہے اور کہنا ہے اسے گڑیا نہیں پکرانی ہے یہ بہت تنگ کرتا ہے اگر تم نے اسے نہ چھوڑا تو اس کے بعد میں پکڑاؤں گی نہیں۔۔ وہ غصے سے بولی تھی اور شیر طیان کو لگا وہ واقع ہی اسے نہیں پکڑائے گی نچلا لب باہر نکالتے رونے والا چہرہ بنا کر اس نے عائسل کو طرسم کو پکڑا دیا تھا۔۔

چلو شاباش اپنے بابا پاس کمرے میں جاؤ۔۔ وہ رونے والا منہ بنا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ طرسم کو برا لگا تھا لیکن وہ حد سے زیادہ ضد کرنا شروع ہو گیا تھا عائسل کو لے کر۔۔

عائسل کو گود میں اٹھایا تو غازیان رونے لگا وہ دونوں کو ایک ایک بازو میں اٹھائے چکر لگاتے چپ کروانے لگی جیسے ہی وہ چپ ہوئے دونوں کو بیڈ پر لٹایا کپڑے چینج کیے دودھ پلایا وہ سو گئے۔۔

اب وہ بے صبری سے اپنے دیو کا انتظار کر رہی تھی اسے پتہ تھا سب لڑکیاں اس کا کمرے میں انتظار کر رہی ہیں لیکن وہ اپنے شوہر کو ناراض نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔

ایک تو عورتوں کی طرح ناراض ہو کر بیٹھ گئے۔۔ اس نے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا جیسا سردار چاہتا تھا وہ بالکل ویسا تیار ہوئی تھی۔۔۔

سب لڑکے تھکے ہارے رات کے دو بجے حویلی میں داخل ہوئے۔۔

ہادی، شہریار اور وریام مردان خانے گئے تھے جبکہ باقی سب اپنے اپنے کمرے میں۔۔

دالہام جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند کیا۔۔ نظر یکدم اس پر گئی، اسے تیار ہوئے دیکھ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔۔

اتنی دیر کر دی میں کب سے ویٹ کر رہی تھی! طرسم مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے پاس گئی۔۔ دالہام محض سر تا پاؤں تک گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔ طرسم نے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی وہ پہلی مرتبہ اس قدر تیار ہو کر زیورات پہن کر اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔

ایک کام کروا بھی بھی سب عورتوں کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ مجھے دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔۔ دالہام نے یکدم خود پر قابو پایا اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا وہ حیرت سے منہ کھولے وہیں کھڑی رہ گئی۔۔

دیو سب عورتیں ہی تو تھی! وہ اس کے پاس جا کر بیٹھی۔۔

ہاں تو میں نے کچھ کہا ہے نہیں نا مجھے تنگ نہ کرو میں بہت تھک گیا ہوں مجھے سونا ہے۔۔

یہ اچھا بہانہ ہے جب بھی ناراض ہو۔۔ مجھے تنگ نہ کرو میں تھک گیا ہوں مجھے سونا ہے۔۔ طرسم اس کی نقل اتارتے بولی تو سردار نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جو کچھ زیادہ ہی اس کی نقل اتارنا شروع ہو گئی تھی۔۔

تم جا کر سب کے سامنے ڈانس کرو۔۔ وہ خفگی سے کہتے ہوئے لیٹنے لگا تو طرسم نے اسے شانوں سے پکڑ کر دوبارہ بٹھایا۔۔

اگر میرا دیو کہتا ہے تو اس کے ساتھ بھی ڈانس کر لیتی۔۔

نہیں تم پہلے جا کے انہیں ڈانس دکھاؤ، شوہر کا تو دیکھنے کا حق نہیں بنتا باقی سب کا دیکھنا حق ہے۔۔ دالہام کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔

اچھا سوری نا! آئندہ کسی کے سامنے اپنا حجاب نہیں اتاروں گی۔۔ طرسم نے اس کے سینے پر سر رکھا سردار نے اس کی پشت پر ہاتھ نہیں رکھا تھا۔۔

اس قدر برا لگ گیا کہ اب تم میرے کندھے پر ہاتھ بھی نہیں رکھو گے۔۔
وہ آنکھوں میں نمی لیے پوچھ رہی تھی جب اس نے دوسری طرف رخ کیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

تم نے کہا تھا نا کہ میں تمہارے تیار ہوں دیکھو میں تیار ہو گئی۔۔

ہاں میں نے کہا تھا میرے آنے پہلے تیار ہو لیکن مجھ سے پہلے تم باقی سب کو دکھا گئی ہوں۔۔ دالہام نے اس کے کندھے سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔

دیو میں نے بس تب لپسٹک لگائی تھی۔۔

بال کھلے تھے، ڈارک لپسٹک لگی تھی سر پر باریک سا دوپٹہ تھا تمہارے سارے بال نظر آرہے تھے۔۔ دالہام نے آنکھیں سختی سے بند کی تھی۔۔ طرسم کو اندازہ نہ تھا وہ آخری حد تک اس کے لیے جنونی ہے جسے عورتوں کا دیکھنا بھی اچھا نہ لگا۔۔

دیوجان آئی لویو! طرسم نے اس کے رخسار پر لب رکھیں وہ ہمیشہ ان تین لفظوں سے مان جاتا تھا۔۔

ہمممم !

اس کا جواب سن کر طرسم کو حد سے زیادہ غصہ آیا تھا لیکن اس نے خود پر قابو کیا اس کے "اوکے" سے زیادہ اس کا "ہمممم" طرسم کو زہر لگا تھا اس سے اچھا وہ اوکے کہہ دیتا۔۔

کبھی تو میرے آئی لویو کا جواب دے دیا کرو۔۔

دیا تو ہے! آگے سے تین لفظی جواب سن کر اس کا دل کیا دیوار کے ساتھ اپنا سر مار لے۔۔

زما سر دار، زما یارلہ دې اله چې قدر خفه وي زه خطا شوم، معافی ترلاسه کولو لپاره د سر دار په غلام ی ک ې بند پات ې شوم.

)میرے سردار، میرے یار مجھ سے کیوں اس قدر خفا ہورہے ہوں، خطا ہوئی ہے مجھے سے، معافی حاصل کرنے کے لیے سردار کی اس غلام کو کیا کرنا پڑے گا (

پشتو بولتے وقت اس کا لہجہ انتہائی میٹھا تھا۔۔

زما سردار! (میرے سردار)

بتاؤنہ دا غلام وک ړي (بتاؤنہ یہ غلام کیا کرے)

طرسم نے ایک نظر پیچھے اپنے بچوں کو دیکھا جو گہری نیند سوئے ہوئے تھے اور پھر ان کے بابا صاحب کی جانب متوجہ ہوئی جو منہ پھلائے بیٹھے تھے۔۔

سردار! دالہام کو اس کا سردار بلانا بے قابو کر رہا تھا دل چاہ رہا تھا اسے سختی سے سینے میں سمالے جبکہ دل یہ بھی کہہ رہا تھا کہ وہ بار بار سے سردار پکارے جائے۔۔

اسی گانے پر مجھے دوبارہ ڈانس کر کے دکھاؤ! دالہام کی فرمائش سن کر اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔

دیو مجھے شرم آ رہی ہے وہ نظریں جھکا گئی۔۔

ان سب کے سامنے ڈانس کرتے ہوئے شرم نہیں آ رہی تھی میرے سامنے کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔۔

وہ تو لڑکیاں تھی نا اس لیے۔۔ طرسم نے بونگی سی دلیل پیش کی۔۔

تو کیا تمہارا ڈانس دیکھنے کے لیے مجھے لڑکیوں کا گیٹ اپ لے کر بیٹھا پڑے گا۔۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا تھا۔۔

استغفر اللہ دیو! کیسی باتیں کر رہے ہو ویسے بھی تم نے ڈانس دیکھ کے لیا تھا۔۔ دالہام نے ہاں میں سر ہلایا ٹانگیں بیڈ کے اوپر کی لیٹنے لگا کہ طرسم نے اس کی ٹانگیں کھینچ کر دوبارہ نیچے کی تھی۔۔

میری بیوی ڈانس کر کے تھک گئی ہے نا تو سو جائے۔۔

سر دار لہ خفہ نہ وي (سر دار مجھ سے خفا نہ ہو) اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کی آنکھوں پر بوسہ دے گئی۔۔۔ دالہام نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبایا۔۔ جب وہ جھکتی اس کے لبوں پر نرم لمس چھوڑ گئی۔۔

اب پکڑ تو نہیں یہ غلطی کی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اپنے پاس کیا۔۔

آئی لو یو! وہ اس کی گردن میں بازو حائل کر کے۔۔

او کے !

دیو! اس کے او کے کہنے پر وہ دانت پیستے اس کے گردن پر اپنے دانتوں کے نشان بنا گئی۔۔

جنگلی بلی! دالہام نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تو اس نے ہاتھ پیچھے کرتے اس کے ہاتھ پر بھی دانتوں کے نشان دیے۔۔

میں خفا ہوا بھی بھی۔۔ دالہام اب اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا۔۔

طرسم تھپڑ مار کے وہاں سر رکھ گئی۔۔

سردار نے یہ خوبصورتی صرف میرے لیے ہے کسی اور کے لیے نہیں۔۔ وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرتے کان کی لو پر لب گیا۔۔

اس کی نیلی آنکھیں، کھلے بال۔۔ دالہام اس کی گردن پر جھکا اور اس کی خوشبو خود میں اتارنے لگا۔۔ وہ آہستہ آہستہ اس میں گم ہوتا گیا تھا۔۔۔

۔۔۔

کہاں چلی گئی؟ وہ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا رات کے دو بج گئے تھے۔۔ دوسری جانب نمیرہ سب لڑکیوں سے بات کر رہی تھی جب اس کا دھیان گھڑی پڑ گیا۔

کہاں جا رہی ہو؟ راعنین نے اسے اٹھتے دیکھ پوچھا۔۔

مجھے کمرے میں جانا !

یہ صحیح ہے طرسم گئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی ہے میرے خیال سے اس کے شوہر صاحب آ گئے ہیں اور وہ کمرے میں ہی بند ہو گئی ہے تم بھی جا رہی ہو۔۔ راعنین نے کمر پر ہاتھ ٹکاتے منہ بناتے کہا تھا سب ایک ایک کر کے غائب ہو رہی تھی۔۔

آپی جانے دے نمیرہ بھابھی نے اپنے شوہر کو بتانا بھی تو ہے۔۔

اووہاں میں بھول گئی، نمیرہ تم جاؤ۔ نمیرہ ان دونوں کی باتیں سن کر شرماتے، ہنستے ہوئے کمرے سے چلی گئی جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو آئیدن نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

مسز آئیدن میرے خیال سے آپ بھول گئی تھی کہ آپ کا ایک عدد شوہر کمرے میں موجود ہے۔۔

جی نہیں مسٹر آئیدن آپ کی مسز کو یاد ہے بس وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔۔ نمیرہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔

کیا ہوا یوں خاموش کیوں بیٹھی ہو؟ کتنی دیر سے وہ خاموش ہو کر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اپنے خوبصورت میاں جی کو دیکھ رہی ہوں! نمیرہ اس کے مزید قریب ہو کر بیٹھی جو دو انچ کا فاصلہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔۔

اچھا جی؟

ہاں جی! نمیرہ اس کی پیار بھری نظروں کو محسوس کر کے شرما کر سر جھکا گئی۔۔

آج کل بہت خوبصورت لگنے لگی ہوں! آئیدن نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔۔

خوبصورت تو میں پہلے بھی تھی۔۔ نمیرہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔

آئیدن مجھے آپ سے بات کرنی ہے! نمیرہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اٹھاتے اس کے ہاتھو کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔ دل بے چین تھا کہ اس کا ری ایکشن کیا ہوگا۔۔

ہاں کہو متاعِ جاں! اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے قریب ہو کر نمیرہ کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکائی۔۔

آپ۔۔۔۔آپ اس میں جیسے سکت ختم ہوگئی تھی۔۔ہاتھ یکدم بے انتہا سرد پر گئے۔۔

میں کیا؟اس کا یوں گھبرانا، جھجھکنا اسے تشویش میں مبتلا کر گیا۔۔

میں جھوٹ نہیں بولوگی۔۔آپ۔۔۔۔آپ۔۔اسے نا جانے کیوں ڈر لگ رہا تھا نمی آنکھوں کا حصہ بنی تھی۔۔

نمیرہ کیا ہوا ہے بولو!کس بات سے اس قدر گھبرا رہی ہو۔۔آئیدن نے اس کے رخسار پر ہاتھ کی پشت سہلائی۔۔۔۔

آپ بابا بننے والے ہیں!آئیدن نے حیرت، بے یقینی، نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، تم جانتی ہو میں کبھی۔۔۔وہ بات کو ادھورا چھوڑ گیا۔۔اور گہرا سانس کھینچا۔۔

آئیدن میں دوماہ سے خود کو یہ کہتی آرہی ہو کہ ایسا کچھ نہیں ہے، کتنی مرتبہ میری طبیعت خراب ہوئی لیکن میں نے اس خیال کو جھٹلایا جبکہ مورے اور راعنین۔۔۔ وہ بات مکمل نہ کر سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ آئیدن ابھی بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے سینے سے لگائے چپ کروانے لگا۔۔

آئیدن میں جھوٹ نہیں بول رہی وہ اس کا چہرا ہاتھوں میں تھامے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

جانتا ہوں لیکن میرے لیے یقین کرنا مشکل ہے، کیسے؟ اس کے لہجے آنکھوں میں محض بے یقینی تھی۔۔

اِنَّ مَعَ ال ْ عُس ْ رِیُس ْ رًا

"یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

کیا واقعی ہی؟ وہ پھر سے سوال کر رہا تھا۔۔

ہاں!اس کے کہتے ہی آئیدن اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس شانوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگایا۔۔

میں۔۔۔بابا۔۔۔آئیدن اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام گیا۔۔آنکھوں سے آنسو بہتے اس کی ہتھیلیوں کو بھگو گئے۔۔

ہم۔۔۔پھر۔۔۔سے۔۔۔۔ایک لفظ کہہ کر وقفہ لیتے دوسرا لفظ بول رہا تھا۔۔ابھی بھی بے یقینی تھی۔۔

آئیدن آپ کو یقین نہیں آرہا کیا؟

دو ماہ ہو گئے؟ وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر بے یقینی سے کہتی اس کی مزید قریب ہوا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا دونوں کے چہرے میں تین انچ کا فاصلہ تھا۔۔

پتہ نہیں شاید دو ماہ سے بھی زیادہ !

اور تم مجھے اب بتا رہی ہو؟ وہ خفگی کا اظہار کرنے لگا۔۔

آئیدن مجھے خود آج پتہ چلا ہے مجھے نہیں علم تھا! وہ اس کے سینے سے لگی۔۔۔

میرے لیے بہت مشکل ہو رہا ہے متاعِ جاں یقین کرنا۔۔۔ وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر ہنس رہا تھا آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔۔

آئیدن رو کیوں رہے ہیں ؟ وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔۔

نہیں پتا مجھے میں خدا کا کس کس چیز کے لیے شکر ادا کرو۔۔ آئیدن نے اسے اپنے سینے سے لگایا نمیرہ نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھے تھے۔۔۔

آئیدن میں آپ سے ایک بات پوچھوں آخری مرتبہ ؟ وعدہ کرتی ہوں اس کے بعد کبھی ذکر نہیں کروں گی! نمیرہ نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکائی۔۔

آپ نے مجھے رخصتی کی رات ایک طلاق دی تھی آپ نے وجہ کسی کو کیوں نہیں بتائی تھی جبکہ میں غلط تھی۔۔ میں گنہگار تھی! نمیرہ نے آنکھیں بند کیے اس سے پوچھا۔ آئیدن نے یکدم گہرا سانس لیا تھا جیسے اگلا سانس نہیں آئے گا۔۔۔

تم میری عزت ہو۔۔ اور عزت کو نیلام نہیں کیا جاتا۔ اور محبت تو چاہے قتل بھی کردے تو دنیا کو بتایا نہیں جاتا اس کا جرم بلکہ اپنے سر لے لیا جاتا ہے۔۔۔ ہر انسان بھٹکتا ہے تم بھی بھٹکی تھی۔۔ اگر میں اپنے محبوب کے راز افشا کرتا ہے تو میں کیسا محب؟ دوسری طرف رشتے کھڑا ہوتے ہیں، تمہارے اپنے تم سے دور ہوتے اور میں یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔۔ میرا سب سے خوبصورت رشتہ میرے لالا وہ مجھ سے جھجھکتے، ہم میں دوریاں آجاتی، وہ انسان مجھ سے بات کرتے قطراتا جس نے مجھے میرے باپ کیے چلے جانے کے بعد سنبھالا، میں اپنے بھائی

سے شرم محسوس کرتا۔۔ وہ مجھ سے دور رہتے ہمارے درمیان میں پہلے جیسا رشتہ نہ رہتا اگر انھیں معلوم ہو جاتا۔۔ آئیدن خاموش ہوا تھا اس نے بہت کوشش کی تھی کہ آنکھوں میں آنسو نہ آئے جبکہ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔۔

مجھے لگتا تمہیں تمہارے سارے سوالوں کے جواب میں مل گئے ہوں گے آج کے بعد کبھی اس سب کا ذکر مت کرنا ابھی تو سانسیں لیتا نظر آرہا ہوں اگر ایک مرتبہ پھر تم نے پوچھا تو شاید اس سے کچھ لمحے بعد کفن میں لپٹا نظر آؤں۔۔۔

آئیدن! اس نے تڑپ کر اسے پکارا تھا۔۔

میرے لیے تم عزیز ہو، میرا بیٹا۔ مجھ سے کبھی اس بات کا ذکر مت کرنا۔۔ وہ نظریں جھکا گیا۔۔

مجھے معاف کردیں! نمیرہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا وہ مسکراتے ہوئے اپنے شوہر کو پھر سے اداس کر گئی تھی۔۔ جبکہ وہ پہلے دن سے ہی حیرت میں مبتلا تھی کہ انسان جتنی مرضی محبت کرلے لیکن سچائی بتا دیتا ہے اور اس نے اپنی بیوی کے تمام راز پشیدہ رکھے تھے۔۔۔

اچھا تم ہاسپٹل گئی تھی کب؟ مجھے پتہ ہی نہیں چلا ہم سب تو باہر تھے کب تم حویلی سے باہر گئی۔۔ آئیدن نے بات کو بدلا اپنے آنسو صاف کیے۔۔

میں ہاسپٹل نہیں گئی اب بھول رہے ہیں شاید ہماری حویلی میں اس وقت ڈاکٹر موجود ہے۔۔ نمیرہ نے اس کے کندھے پر رکھتے مضبوط حصار اس کے گرد بنایا۔۔

ہماری فیملی اب کمپلیٹ ہو جائے گی ہمارے دو بچے اور ہم دو۔۔

آئیدن نے اس کے چہرے کے ہر نقش پر مہر ثبت کی تھی۔۔

میری زندگی کا سب سے حسین تحفہ ہے آپ خدا کی طرف سے۔۔

اور میرے خدا نے تمہاری صورت میں مجھے سکون دیا ہے۔۔ آئیدن

اور نمیرہ دونوں ایک دوسرے کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکاتے آنکھیں

بند کیے ایک دوسرے کے حصار میں مسکرانے لگے۔۔

شیر طیان اٹھا اپنے بابا اور مورے کو دیکھ کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر

آنکھیں پٹپٹاتے نچلا لب نکال کر انہیں دیکھنے لگا۔۔

میرے خیال سے میں بھی ہوں! اس کی آواز سن کر دونوں ایک

دوسرے سے پیچھے ہوئے تھے۔۔

میں بھول ہی گیا میرا نمونہ ادھر ہی موجود ہے آئیدن نے اسے پکڑ کر اپنی

گود میں بٹھایا اور اس کے رخسار چٹا چٹ چومے تھے۔۔

خیریت ہے بابا بڑا پیار آرہا ہے بیٹے پر۔۔

کیسا بیٹا پیدا کیا تم نے متاعِ جاں جسے اپنے باپ کے پیار کرنے پر شک ہورہا ہے۔۔ آئیدن نے نمیرہ کی طرف دیکھا تو وہ ہنسنے لگی۔۔

نہیں مجھے شک نہیں ہورہا یقین ہے ضرور کوئی گڑبڑ ہے نہیں تو آپ اتنی زور سے مجھے پیار کیوں کررہے ہو۔۔

میرے گھر بچہ نہیں ائنسٹائن پیدا ہوا؟ نمیرہ نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

طیان ہم نیا بے بی لے آئے؟ نمیرہ نے اسے اپنی گود میں بٹھا کر پیار سے پوچھا۔۔۔

بابا ہم نئی مورے لے آئے؟ اس نے اپنے بابا کی جانب دیکھتے دانت پیستے کہا لبوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔ وہ کسی کو اپنے بابا اور مورے

کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ آئیدن نے فوراً نمیرہ کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا تھا کیا خیال ہے؟

آئیدن سیدھی طرح کہہ دے کہ میں دوسرے کمرے میں چلی جاؤں۔۔ وہ غصے سے دانت پیستی رخ دوسری طرف کر گئی۔۔ باپ بیٹے دونوں ایک جیسے تھے۔۔

آپ کو چھوٹا بہن بھائی نہیں چاہیے؟ آئیدن نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر پوچھا نمیرہ رخ اس کی طرف کر کے بیٹھے اور غور سے اپنے بیٹے کے تاثرات دیکھنے لگی۔۔

نہیں مجھے نہیں چاہیے پھر آپ دونوں اس کو پیار کرو گے مجھے پیار نہیں کرو گے۔۔ نمیرہ نے اپنے ہونٹوں کو کاٹتے ہوئے آئیدن کی جانب دیکھ کر سر جھکا لیا۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں جو پیار میرے بیٹے کا ہے وہ میرے بیٹے کا ہی رہے گا

اور جو نیا بے بی آئے گا اس کے حصے کا پیار اسے ملے گا۔۔

میں کیسے مان لوں کہ جو میرا بہن یا بھائی آئے گا آپ مجھ سے زیادہ اسے

پیار نہیں کروگے۔۔ شیر طیان رونے والا منہ بنا کر پوچھ رہا تھا۔۔

اچھا چلو اس بات کو چھوڑو مجھے ایک سوال کا جواب دو۔۔ آپ مجھ سے

زیادہ پیار کرتے ہو یا اپنی مورے سے۔۔ آئیدن کی بات پر وہ سوچ میں

پڑ گیا۔۔

میں دونوں سے پیار کرتا ہوں۔۔

نہیں نا ایک کا نام بتاؤ۔۔ شیر طیان نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے نفی میں

سر ہلایا۔۔

آپ دونوں میرے مورے بابا ہو میں اب دونوں سے پیار کرتا ہوں

میں آپ دونوں بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ وہ دونوں کا ہاتھ پکڑ گیا۔۔

بالکل اسی طرح میں اور آپ کی مورے آپ سے اور ہمارے چھوٹے بے بی کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔ جیسے آپ کے لیے ہم دونوں ضروری ہے نا ہمارے لیے بھی آپ اور آپ کا چھوٹا بہن یا بھائی ضروری ہوں گے۔۔ کبھی یہ نہیں کہہ پائیں گے کہ ہم آپ سے زیادہ پیار کرتے ہیں یا آپ کے چھوٹے بہن یا بھائی سے۔۔ شیر طیان ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔۔

پرامس کریں آپ ہم دونوں کو برابر پیار دیں گے۔۔

پرامس نمیرہ اور آئیدن نے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ تھامے۔۔

آئیدن نے ان دونوں کو اپنے حصار لیا۔۔

شہریار کا ارادہ تھا اپنی بیوی سے ملنے کا۔۔ رات کے تین بج گئے تھے حویلی کے تمام افراد سو چکے تھے۔۔ اس نے موبائل پکڑا اور واٹس ایپ

ان کیا حبا کو میسج کیا تو وہ سینڈ ہو گیا تھا وہ ان لائن تھی یعنی کہ وہ جاگ رہی تھی۔۔

Hiba mein Tum sy milny aa raha hoon..

ہبہ کو جیسے ہی نوٹیفکیشن شو ہوا اس نے چیٹ اوپن کی۔۔ اس کا میسج پڑھ کے وہ اپنے انگوٹھے کا ناخن دانتوں میں دبا گئی۔۔

Shaheryaar mein sab ky Saath aik mein hoon mat aye ga..

اس نے فوراً منع کیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے شوہر کی عزت افزائی ہو۔۔۔

Kia matlab?

اسے سمجھ نہ آیا فنکشن تو ختم ہو گیا تھا سب سونے کے لیے اپنے اپنے
کمرے میں چلے گئے تھے شہریار کے مطابق۔۔۔

Hum sab ek kamre Mein soi hai!

حبا نے جلدی سے ٹائپنگ کی جب کہ اس کا جواب پڑھ کے اس نے اپنی
پیشانی پر ہاتھ مارا نہ جانے کیا سوچ ان کے ذہن میں آئی تھی کہ سب ایک
کمرے میں سو گئی تھی۔۔

Tum apne kamre Mein foran jao Main a raha hun..

اس نے بھی ضد پکڑلی تھی کہ وہ آج اس سے مل کر رہے گا اس نے تو
دیکھا ہی نہیں تھا اس کی بیوی کیسی لگ رہی ہے۔۔ وہ اسے تصویروں
میں نہیں اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ حبا کو ڈر لگنے لگا اس نے سب
کی طرف دیکھا مجھے سوئی ہوئی تھی اور پھر اسے میسج کیا۔۔

Shaheryaar Kisi ko pata chal gaya to puri haveli Mein baat phely gi aur phir sab gussa karenge..

اس کا جواب پڑھ کے شہریار نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اس کی بیوی انتہا کی ڈھیٹ تھی اور ساتھ میں ڈرپوک بھی۔۔

Kisi ko pata nahin chalega Tum chup Karke kamre Mein jao .. Main aa Raha Hoon 5 minute tak...

میسج کر کے اس نے موبائل آف کیا اور اپنی سائیڈ پر لیٹے ہادی اور وریام کو دیکھا جو گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔۔

حبارا عنین اور سونیا کے درمیان میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔ ہمت کرتے اٹھی اور نیچے کی جانب کھسکتے بیڈ سے اتری۔۔ بنا آواز پیدا کیے

دروازے تک گئی اور مڑ کر دیکھا کہ سب سوئی ہوئی ہیں جب یقین ہو گیا کہ وہ سب گہری نیند میں ہے آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ باہر نکل کر بے آواز قدم بڑھاتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اچھا ہی ہوا جلدی سو گئے ہیں۔۔ وہ کمرے سے باہر نکلا گارڈن میں گیا۔۔ اور دل میں دعا کرنے لگا بس لاونج میں کوئی موجود نہ ہو اور کوئی اسے دیکھ نہ لے۔۔ ہادی جس نے اسے کمرے سے باہر نکلتے دیکھ لیا تھا اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنا موبائل پکڑ کر باہر گیا شہریار اندر کی جانب جا رہا تھا ہادی نے اس کی تصویر لی اور الطاف خان کو سینڈ کر دی۔۔ جو اتفاقاً سینڈ ہو گئی لیکن ان کا لاسٹ سین 15 منٹ پہلے کا شو ہو رہا تھا۔۔

تم سب نے مجھے پھنسایا تھا نا اب آئے گا مزہ۔۔ جب مہندی کی رات عزت افزائی ہو گی خاطر تواضع ہو گی۔۔ وہ شیطانی مسکراہٹ لائے اس کی

پشت کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ گارڈن میں چکر لگانے لگا تاکہ جو شو حویلی کے اندر شروع ہونا تھا وہ فوراً پہنچ کر لائیو دیکھ سکے۔۔

شہریار حبا کے کمرے میں گیا تو وہ نارمل کپڑوں میں موجود تھی وہ دروازہ بند کر کے کمر پر ہاتھ ٹکائے اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور گھور کر اسے دیکھا۔۔

کپڑے کیوں چینج کیے؟

شہریار وہ کپڑے اتنے بھاری تھے اس لیے میں نے چینج کر لیے۔۔ حبا نے معصومیت سے کہا جبکہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

سب سوئے ہیں دروازے کی طرف دیکھنا بند کر دو میں نے لاک کر دیا ہے اور کپڑے کیوں بدلے ابھی تک تمہارے شوہر نے تمہیں نہیں دیکھا تھا۔۔ شہریار اسے کمر سے تھامتے اپنے قریب کر کے ناک کے ساتھ ناک سہلاتے کہا۔۔

آپ کو رومینس کی پڑی ہے اور مجھے ڈرلگ رہا ہے اگر کوئی آگیا نا تو آپ کی افزائی ہونی ہے انہوں نے کہنا ہے چند گھنٹے اس انسان سے صبر نہیں ہوا تھا۔۔

کہنے دو جو کوئی کہتا ہے مجھے فرق نہیں پڑتا میں اپنی بیوی سے ملنا چاہتا تھا تین دن ہو گئے تمہیں دیکھا نہیں تم سے ملا نہیں میں۔۔ شہریار نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے۔۔

شہریار کل سے میں نے آپ کے کمرے میں ہی رہنا کرنا ہے آپ کے پاس۔ پلیز چلے جائیں مل لیا نا دیکھ لیا مجھے۔۔ حبا اسے خود سے دور کرنے لگی جب وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ پیچھے ہوتے شدت سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

کیسی بیوی ہو تم شوہر کی سائیڈ لیتی ہی نہیں ہمیشہ دوسروں سے ڈرتی رہتی ہو۔۔ شہریار بھکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

شوہر جی کل سے نا ہمیشہ آپ کی سائیڈ لیا کروگی۔۔ حبا کی نظریں بھٹک کر بار بار دروازے کی طرف جا رہی تھی۔۔

میری جان ڈر کویں رہی ہو میں ہوں نا تمہارے سا۔۔ ابھی وہ بول رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔ شہریار اور حبا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے منع کیا تھا نا اپ کو مت آئیے گا لیکن آپ کو اثر نہیں ہوتا۔۔ وہ اسے خود سے دور کرتی دانت پیستی ہوئی بولی تھی وہ دونوں ساکت ہوئے دروازے کو دیکھ رہے تھے دوبارہ دستک نہیں ہوئی تھی۔۔

کوئی بھی نہیں ہے فضول میں تم ڈر رہی ہو وہ پھر سے اسے اپنے پاس کرنے لگا جب دوبارہ دستک ہوئی۔۔۔

دروازہ کھولو! الطاف خان کی آواز سن کر شہریار نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور حبا سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

ایک تو میرے بڈھے باپ کو سکون نہیں ہے وہ حبا کے ساتھ بیڈ پر بیٹھا تو اس نے خود سے دور دھکا دیا۔۔

جا کر دروازہ کھولے اور کروائے اپنی عزت افزائی ساتھ میں مجھے بھی شرمندہ کروائے۔۔ حبا نے اسے دروازے کی طرف دھکا دیا شہریار منہ کھولنے سے دیکھنے لگا جو کچھ زیادہ ہی غصہ کر گئی تھی۔۔۔

شہریار اللہ کا نام لیتے ہوئے دروازے تک گیا جیسے ہی دروازہ کھولا الطاف خان غصے سے سرخ ہوئے طیش میں آتے اسے بازو سے پکڑ کر کمرے سے باہر کھینچا۔۔

سکون نہیں ہوا تھا۔۔ چند گھنٹے بعد اس نے تمہارے پاس ہی رہنا تھا صبر نامی چیز نہیں ہے تم میں۔۔ الطاف خان نے اس کے دونوں کندھوں

پر مکے مارے اور گردن پر تھپڑ جبا بمشکل حلق سے تھوک نگلتے کمرے سے باہر آئی اور نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی۔۔

جبا تم نے تو آج لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہنا تھا۔۔ یقینا اس بے شرم انسان نے ہی تمہیں کہا ہو گا۔۔ وہ فرمابردار بیٹی کی طرح ہاں میں سر ہلانے لگی، شہریار نے دانت پیسے تھے وہ اچھا خاصا شوہر کو مروا رہی تھی۔۔

بابا کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے تمہارا شوہر ہوں تھوڑی دیر بعد ویسے ہی رخصتی ہو ہی جانی ہے۔۔ شہریار کے کہے گے الفاظ اس نے الطاف خان کو بتائیں۔۔

کرتے رہو اپنی منمانی کیا ضرورت ہے۔ باپ بولتا رہے تمہیں کیا فرق پڑے گا بے فضول ہی تو بولتا ہے۔ باپ کی سنی کہاں ہے پہلے نکاح چھپ کر آدھی رات کو اور پھر رخصتی سے چند گھنٹے پہلے ملاقات کی جا رہی

ہیں۔۔الطاف خان طیش میں کہہ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ شہریاران کے غصہ ہونے پر اور سنجیدگی سے وہاں سے جانے پر اپنا سر تھام گیا۔۔

جبا کیا ضرورت تھی بولنے کی !

میں بابا سے جھوٹ نہیں بول سکتی آپ کو منع کیا تھا میں نے باز نہیں آئے اب بھگتے جبا زبان دکھاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ شہریار سر تھامتے سوچنے لگا انہیں بتایا کس نے ہے۔۔پھر تلملاتا ہوا واپس جیسے ہی مردان خانے پہنچا ہادی نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا تھا اسے اندر داخل ہوتے دیکھ اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ کارنامہ اس نمونے کا کیا ہوا ہے۔۔

بے شرم خبیث انسان میں شرم نہیں آئی تھی بتاتے ہوئے۔۔

جب میں اپنی بیوی سے نہیں مل رہا، میں نے اسے مہندی کے سوٹ
میں نہیں دیکھا تو آپ سب کیوں دیکھیں۔ یہ خوشی ہمیں راس نہیں
آئے گی ہادی دانت نکال رہا تھا جبکہ شہریار وہاں پر پڑا گلاس اٹھا کر اسے
مارنے لگا جب وہ پیچھے ہوا تھا۔۔
ہمیشہ کی طرح نشان کچے ہی ہیں کبھی پکا نشانہ نا لگانا۔۔ شہریار نے گہرا
سانس بھرا وہ انتہا کا ڈھیٹ انسان تھا اسے جتنا مرضی بول لیتا اس نے
اپنے ڈھیٹ پن سے باز نہیں آنا تھا بلکہ اور کمینی دکھانے تھی وہ کمرے
میں چلا گیا ہادی کمرے میں گیا وہ دونوں سائیڈ پر لیٹے ہوئے تھے درمیان
میں اس نے لیٹنا تھا سکون سے جا کر درمیان میں لیٹا اور شہریار کی گردن پر
چٹکی کاٹی۔۔
کیا تکلیف ہے تمہیں؟

ملاقات مکمل ہو گئی تھی یا درمیان میں ہی الطاف دادو ٹپک پڑے تھے۔۔ شہریار نے اس کی گردن اپنے بازو میں لی، سخت گرفت اس قدر تھی کہ ہادی نے لمبا سانس لے کر اس کی کمر پر انتہائی بری طریقے سے چٹکی کاٹی۔۔

اللہ پوچھے تمہیں ہادی! شہریار اپنی کمر پکڑ کر اٹھ کر بیٹھ گیا وہ نہایت بلند آواز میں بولا تھا جبکہ وریام آوازیں سن کر اٹھا نیچے سے جوتا پکڑ کر دونوں کی کمر پر لگایا تھا۔۔

منہ بند کر کے سو جا دو گھنٹے سونا ہے پھر سے وہی چیچی لگ جانی ہے۔۔

دونوں کو ایک ایک لگا کر واپس لیٹ گیا شہریار جو اپنی کمر پکڑ کر بیٹھا تھا اور ہادی جو دانت نکال رہا تھا دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے چہرا دیکھا اور پھر اسے دیکھا جسے نہ جانے کس چیز کی تپ چڑھی ہوئی تھی دو مہینے سے جل بھن کر پوری حویلی میں گھوم رہا تھا۔۔

ہادی ٹائم کیا ہوا ہے ؟ ہادی نے موبائل پکڑ کے ٹائم دیکھا صبح کے چار بج چکے تھے۔۔

چار بج گئے ہیں!

مزید ایک گھنٹہ ہم نے سونا ہے کیا خیال ہے سوئیں یا پھر کسی کی نیند حرام کریں۔۔

نیند حرام کرنا بیسٹ ہے۔۔ ہادی کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی

شہریار نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو پکڑ کر گلاس میں پانی ڈالا اور ہادی کو پکڑایا ہادی نے وہ پانی پی لیا تھا۔۔

کمینے انسان پینے کے لیے نہیں پکرایا تھا۔۔

مجھے پیاس بہت لگی تھی اب پکڑائیں، شہریار گلاس میں پانی ڈالنے لگا تو ہادی نے اس کی گردن پر پھر سے چٹکی کاٹ دی۔۔

کیا تکلیف ہے؟ اس نے جگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اپنی گردن سہلائی۔۔

ایک گلاس سے میرے سانڈ جیسے چاچو کا کیا ہو گا جگ پکڑائے۔۔

وریام لالا نے آدھی رات کو جوتے پکڑ کر ہمارے سروں پر مارنے ہیں۔۔ شہریار نے نفی میں سر ہلایا تو ہادی نے جگ پکڑ کر وریام کے اوپر انڈیلتے شہریار کی گود میں رکھ دیا۔۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا چہرے پر ہاتھ پھیر کر ان دونوں کی طرف دیکھا شہریار کی گود میں پانی کا خالی جگ دیکھ کر بیڈ سے اٹھا اور بیڈ کے نیچے سے ڈنڈا پکڑ لیا۔۔

میں نے نہیں کیا اس نے کیا ہے؟ شہریار بھی بیڈ سے اٹھا اور ہادی کی طرف اشارہ کیا جو معصوم منہ بنا کر بیٹھا ہوا تھا۔۔

چاچو میری اتنی ہمت کہ میں ایسی حرکت کروں ابھی آپ نے مجھے کچھ دیر سے جوتا مارا ہے میں تو ایسی حرکت نہیں کر سکتا نا میں تو معصوم سا بچہ

ہوں ناسب کا۔۔ وریام نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا جن سے پانی ٹپک رہا تھا اور دو ڈنڈے اس نے ہادی کی کمر پر مارے۔۔ وہ شہریار کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

کیا دورے پڑ رہے ہیں صبح کے چار بجے تم دونوں کو۔۔ وہ دوسری طرف آیا تو وہ دونوں بیڈ کے اوپر چھلانگ لگاتے ہیں دوسری طرف چلے گئے۔۔

چاچو جس قدر آپ ترسے ہوئے ہیں نا بندے کو نیند نہیں آتی ہے اور آپ کب سے کراٹے مار کر سو رہے ہیں۔۔ ہادی دانت دکھاتے بولا وریام نے وہیں سے ڈنڈا پھینکا ہادی نیچے ہو گیا اور ڈنڈا شہریار کے سر پر لگا۔۔۔

کمینے انسان تو مرواتا ہے ہر وقت مجھے شہریار نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا وریام ان دونوں کی سائیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔۔

چاچو سائیڈ پر ہو کر لیتے ہیں ہم دونوں نے بھی سونا ہے۔۔

بیٹا باہر صوفے ہے زمین ہے جا کر سو۔۔

لیکن چاچو! اس سے پہلے وہ اور بولتا وریام اٹھا اور وہ دونوں کمرے سے باہر بھاگ گئے تھے اس نے دروازے کو لاک کیا اور سکون سے جا کر بیڈ پر لیٹ گیا جبکہ وہ دونوں سر پکڑ کر صوفوں کی طرف دیکھنے لگے باہر اتنی ٹھنڈ تھی۔۔

سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے۔۔

اوہیلو شہریار چاچو صاحب ائیڈیا آپ کا تھا۔۔ دونوں ایک دوسرے کو طنز مارتے ہوئے صوفوں پر لیٹ گئے جبکہ دونوں کو ہی ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔

سب کو ریڈی کروانے کے لیے گھر میں ہی میک اپ ارٹسٹ بلائی گئی تھی۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا طرسم گہری نیند سوئی ہوئی تھی دالہام اٹھ کر فنکشن کے معاملات دیکھنے لگا وہ تقریباً 12 بجے واپس کمرے میں آیا وہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

پری اٹھ جاؤ تم نے تیار ہونے میں بھی وقت لگانا ہے اور بچوں کو بھی تیار کرنا ہے۔۔ دالہام نے اس کا رخسار تھپتھپایا تو وہ ذرا سی آنکھیں کھول کر دوبارہ آنکھیں بند کرتے اس کی گود میں سر رکھ گئی۔۔

دیوا ابھی سونے دو مجھے بہت نیند آئی ہے۔۔ طرسم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے رخسار کر رکھ لیا۔۔

شاباش جلدی سے اٹھ جاؤ دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تو اس سے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

آج ڈریس کون سا پہن رہی ہو تم ؟ دالہام نے اسے اٹھا کر بٹھایا وہ سر دار کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موندے گردن کے ساتھ سر ٹکا گئی۔۔

سکائی یا گرے کلر کا ڈریس ہے مجھے نہیں پتا۔۔ وہ نیند میں تھی دالہام اسے بازو میں اٹھا کر واش روم میں لے کر گیا ہاتھوں میں تھوڑا سا پانی لیتے ، اس کے منہ پر پھینکا تو اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھی واپس کمرے میں داخل ہوتے بیڈ پر بیٹھ کر اسے گود میں بٹھایا۔۔

یہ کیا طریقہ ہے اٹھانے کا؟ منہ بسورے خفگی کا اظہار کیا۔۔

کیونکہ مجھے پتہ ہے نا میری پری ویسے نہیں اٹھے گی۔۔ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے پاس کیا آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا تھا جبکہ اس کے خوبصورتی دیکھ طرسم آنکھیں جھپکانا بھول گئی سبز آنکھیں، بکھرے بال جو پھر سے بھاری ہو گئے تھے۔ نہ جانے اس کے سر دار کو

کان کے تقریباً دو انچ نیچے تک لمبے بالوں کا اتنا شوق کیوں تھا۔۔ اسے دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ بھورے رنگ کی داڑھی، نیچے گلابی لب۔۔

تمہارا ہی ہوں ایسے بے یقینی سے کیا دیکھ رہی ہو؟ دالہام نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے۔۔

دیکھ رہی ہوں کہ میرے شوہر میں کتنی کشش ہے اس کی خوبصورتی، اس کی آنکھیں، بال، ہونٹ، داڑھی، سمجھ سے باہر ہے کس کی تعریف کرو۔۔ دالہام نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔۔

تمہارا یہی کہنا مجھے خود پر ہی رشک کرنے پر مجبور کر گیا ہے! دالہام نے اس کے بالوں کی خوشبو کو خود میں اتارنے لگا۔۔

ویسے یہ خوبصورت انسان چند سالوں تک بڈھا ہو جائے گا۔۔ پھر کیسا حسین؟

مجھے یقین ہے چند سالوں بعد تمہاری خوبصورت مزید بڑھ جائے گے۔
اور فدا تو دل پر ہوا جاتا ہے چہرے پر محض کچھ دیر کے لیے گزارا ہے۔۔
محبت، عشق روح کا رشتہ ہے، محض جسم کا رکھ کر کیسی محبت؟ طرسم اس کا چہرا ٹھوڑی سے تھامے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔
اتنی بڑی باتیں نہیں کرتے پری دالہام نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے۔۔
تم مجھے بچکانہ حرکتیں کرتی پسند ہو۔۔
طرسم اس کی گردن میں بازو حائل کیے گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔
مجھے آج بھی حیرت ہوتی ہے جب میں اپنی اور تمہاری عمر کے بارے میں سوچتا ہوں، خود سے 21 سال چھوٹی لڑکی جواب میرے دو بچوں کی ماں ہے۔۔۔ ویسے میں اگر 20 سال کی عمر میں شادی کر لیتا تو آج

تمہاری عمر کی میری بیٹی ہوتی۔۔ دالہام نے آخری جملہ اسے تنگ کرنے کی خاطر ادا کیا۔۔

تمہاری شادی اس لیے نہیں ہوئی نہ کیونکہ اللہ نے تمہیں میرے لیے رکھا تھا تم نے میرا شوہر بننا تھا۔۔ وہ غصہ ہونے کی بجائے اتراتے بولی تھی۔۔۔

لیکن مجھے لگتا ہے مجھے شادی کر لینی چاہیے تھے تب! دالہام نے چہرے پر اداسی سجائی۔۔

اور ایسا کیوں لگتا ہے؟ طرسم کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات نے احاطہ کیا۔۔

اگر میں تب شادی کر لیتا تو میرے پاس میرے بچے ہوتے جو کہ تمہاری عمر کے ہوتے۔ لیکن میرے پاس تو چھوٹی سی بیوی ہے۔۔ دالہام نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا تھا۔۔

زیادہ ہی کچھ آگ نہیں لگی تمہیں، بہت افسوس ہو رہا ہے کہ شادی نہیں کی تم نے۔۔ اور میرے بابا سے کہا تھا تمہاری بیٹی کو میں لے جاؤں گا جبکہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی مجھے پہلے ہی تم نے اپنے نام کر لیا اور اب تمہیں پہلی شادی نہ کرنے کا دکھ ہے بے وفا انسان۔۔ طرسم اس کے سینے پر مکے مار رہی تھی۔۔ دالہام نے اس کی دونوں کلائیاں ایک ہاتھ میں پکڑی۔۔

پری جان! میں محض تنگ کر رہا تھا جب تمہاری پیدائش سے پہلے میں نے تمہیں اپنے نام کر لیا تھا تو میں کیوں دوسری شادی کا سوچتا۔۔ دالہام نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے کہا۔۔ جہاں محبت واضح تھی۔۔ کھانا کھایا تم نے دیویا نہیں؟ طرسم نے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی اسے مزید بحث نہیں کرنی تھی۔۔

نہیں ابھی فنکشن کے معاملات نمٹا رہا ہوں۔۔ دالہام نے مڑا اپنے بچوں کو دیکھا جو سکون سے سوئے ہوئے تھے۔۔۔

تو کھانا کب کھاؤ گے ابرو اچکائی گئی۔۔

تم ریڈی ہونا سٹارٹ کرو میں جا رہا ہوں۔۔ دالہام اسے بیڈ پر بٹھاتے پیشانی پر بوسہ دے کر اپنے بچوں کی پیشانی چومتے چلا گیا۔۔

دوسری جانب راعنین 12 بجے کمرے میں گئی تو یاور نے اس کی جانب نہ دیکھا اور اپنی بیٹی کو اس کی گود سے لے لیا۔۔ راعنین کو انداز ہو گیا کہ وہ اس سے ناراض ہے۔۔ اس کی پاس جا کر بیٹھی تو یاور نے رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

یاور سب لڑکیوں کا پلان تھا کہ ہم رات ایک کمرے میں رہے۔۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

ہاں تو میں نے منع کیا ہے۔۔ وہ اپنی بیٹی سے پیار کرنے میں مصروف تھا۔۔

اچھا نہ سوری آج میں کمرے میں ہی رہوگی کہیں نہیں جاؤگی شوہر صاحب روٹھے تو نہ مجھ سے راعنین نے اس کی ناک کھینچی تو یاور نے ابرو آچکا کر اس دیکھا۔۔

او تو مجھ پر غصہ کرنا ہے وہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اسے گھورتے بولی یاور اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اپنے قریب کرتے اس کے لبوں پر جھکا۔۔ شدت تھی بے انتہا۔۔ کچھ لمحے بعد پیچھے ہوا تو معنی خیز نظروں سے اس کا جائزہ لیا جو ہاتھوں کو سختی سے پیوست کیے گہرے سانس کھینچ رہی تھی۔۔

بولو آج کے بعد جانا ہے کہیں شوہر کی اجازت کے بغیر۔۔ راعنین نے منہ بسورتے نفی میں سر ہلایا۔۔ اس کی جانب دیکھنے کی غلطی نہ کی۔۔۔

آج کیا پہن رہی ہو تم ؟

بلیک میکسی !راعنین نے منہ بسورے جواب دیا۔۔

میرا بلیک پینٹ کوٹ نکال دینا۔۔ یاور نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اس سائیڈ پر اسے سینے سے لگایا اور دوسری طرف گل نور تھی۔۔

جلدی سے ریڈی ہو جانا میں جا رہا ہوں باہر مردوں کے پاس۔۔ یاور نے اپنی بیٹی کو اس کی گود میں لٹاتے چلا گیا۔۔

راعنین گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔

اب آتے ہیں قندیل اور یعقوب کی طرف۔ قندیل بنا منہ دھوئے اپنے کمرے میں گئی یعقوب غصے کا بھرا بیٹھا ہوا تھا اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھتے ہی لمبے ڈھگ بھرتا اس کے پاس پہنچا اور دروازہ کھٹاک سے بند کیا۔۔

کیا تکلیف تھی جو رات کو کمرے میں نہیں آئی؟ اسے دروازے کے ساتھ لگاتے آنکھوں میں غصے سے دیکھتے پوچھا۔۔

سب لڑکیوں نے ایک کمرے میں رہنا تھا اس لیے۔۔

یعقوب نے دانت پیسے تھے اس کو بس موقع چاہیے ہوتا تھا اپنے شوہر کا دماغ خراب کرنے کا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔ کہیں بھاگ نہیں گئی تھی جو ایسے غصہ کر رہے ہو۔۔ اس کے الفاظ مزید یعقوب کو غصہ دلا گئے۔۔

فنکشن گزر لینے دو جیسے ہی گھر جائے گے تمہیں اچھی طرح سبق سکھاؤ گا میں قندیل یعقوب شاہ۔۔ یعقوب نے سخت لہجہ استعمال کیا۔۔

کیا ہو گیا ہے اتنا کیوں غصہ کر رہے ہو۔۔ قندیل اسے پرانے روپ میں آتے دیکھ سہم کر بولی۔۔

غصہ ؟ میں کب سے انتظار کر رہا تھا تمہارا! آخر کار دل کی بات وہ بول گیا۔۔

اوہو میرا شوہر مجھے یاد کر رہا تھا۔۔ قندیل نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔

یہ پہل کرنا تمہیں مہنگا کر سکتا ہے۔۔ یعقوب نے نظروں سے اسے وارن کیا کہ دور رہو۔۔

کیا مہنگا پڑے گا۔۔ یعقوب نے کھڑکی بند کر کے آگے پردہ کیا، اسے بازوؤں میں اٹھا کر لے کر گیا اور سائیڈ لیمپ آف کر دیا۔۔۔

سب لڑکیاں ریڈی ہو گئی تھی۔۔

طرسم نے گرے کلر کی میکسی پہنی تھی ساتھ ہم رنگ نقاب اور حجاب۔۔ میکسی پر سلور اور گرے کام ہوا تھا۔۔ جیولری کے نام پر محض

دو دو کنگن دونوں کلائیوں پر پہنے اور ہاتھ میں دالہام کی دی ہوئی انگوٹھی۔۔ عائسل نے بھی گرے کلر کی فراک اور غازیان نے گرے کلر کا پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔ غازیان اپنے بابا باز تھا جبکہ عائسل طرسم کے پاس۔۔۔

راعنین نے بلیک کلر کی میکسی جس کے دامن اور بازوؤں پر بھاری کام ہوا تھا۔۔ نیوڈ میک اپ، گلے میں پینڈنٹ اور کانوں میں بڑے ائیر رنگز۔۔ گل نور نے بلیک کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی۔۔

قندیل نے سکن کلر کی شارٹ فراک ساتھ میں گرارا، جس پر کاپر کلر کی تلے کی کڑھائی تھی۔۔

نمیرہ اور طرسم کا ڈریس اتفاقاً سیم ہو گیا تھا۔۔ اس نے بھی نیوڈ میک اپ کیا ہوا تھا۔۔ کانوں میں سلور ائیر رنگز۔۔ ہاتھوں میں چوڑیاں وہ حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی کچھ ماں بننے کی وجہ سے کشش تھی۔۔

حبا، سونیا اور راہا تیار ہو رہی تھی۔۔ جب سب لڑکیاں اندر کمرے میں گئی۔۔ تینوں سرخ جوڑے میں ملبوس تھی۔۔ ہر ایک، ایک سے بڑھ کر خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

حبا کی شارٹ کُرتی ساتھ لہنگا جو بے پناہ بھاری تھا۔۔ دوپٹہ سر پر سیٹ کیے، اس کا ایک کونا پکڑے گا ہاتھوں پر سیٹ کیا گیا تھا۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو! راعنین اپنی بہن کے پاس گئی اور اسے سینے سے لگایا۔۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے اور دل میں خیال کے کاش ان کے ماں باپ زندہ ہوتے۔۔

آپی کیوں رو رہی ہے حبا نے راعنین کے آنسو صاف کیا مسکراتے کہا تھا۔۔

رو کیوں رہی ہو، خوشی کا موقع ہے۔۔۔ طرسم نے دونوں کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو دونوں ہاں میں سر ہلاتے مسکرائی تھی۔۔

سونیا کی کُرتی شارٹ تھی جو بالکل سمپل تھی نیچے بھاری لہنگا جس پر تلے، موتیوں کا کام ہوا تھا لہنگے پر مکمل کڑھائی ہوئی تھی اور اس کے اوپر نیٹ کی لونگ شرٹ تھی جو مکمل کڑھائی سے بھری ہوئی تھی۔۔ اس کا یہ ڈریس وریام نے پسند کیا تھا۔۔

سونیا چچی قسم سے قیامت لگ رہی ہے۔۔ طرسم آنکھ دباتے بولی۔۔

سونیا شرما کر نظریں جھکا گئی۔۔ جبکہ راہا آنکھیں پٹپٹاتے سب کو دیکھ رہی تھی اس نے لانگ کُرتی جو مکمل کڑھائی سے بھری ہوئی تھی لہنگے پر بھی بے انتہا کام تھا دوپٹہ سمپل تھا جس پر ہلکا سا موتیوں کے ساتھ کام کیا گیا تھا۔۔

میں کیسی لگ رہی ہوں؟ اس نے سب سے پوچھا تو سب نے رخ اس کی طرف کیا وہ معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے ہر ایک کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

میرے لالا نے بس تمہیں دیکھ کر بے ہوش ہو جانا ہے۔۔ طرسم ہنستے ہوئے اس کے گلے لگی۔۔

سب اپس میں ایک دوسرے کو تنگ کرنے لگی دوسری جانب۔۔

سب لڑکے اپنے اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلتے مردان خانے گئے ان تینوں کو لیا اور ڈیرے پر چلے گئے ابھی فنکشن سٹارٹ ہونے میں ٹائم تھا۔۔ سب نے اپنی بیوی کے ساتھ ٹونگ کی ہوئی تھی۔۔ دالہام گرے رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا یاور نے بلیک کلر پینٹ کوٹ پہنا تھا آئیدن نے بھی گرے اور یعقوب نے سکن کلر کا۔۔۔

ہمیں تیار کروا کر ڈیرے پر کیوں لائے ہو؟ وریام نے آئیدن سے پوچھا۔۔۔۔

دراصل ایک رسم ہے وہ کرنی ہے دالہام بولا تھا۔۔۔

کیسی رسم دالہام لالا! وریام اور شہریار ایک ساتھ بولے۔۔

پھر رسم پہلے ہمارے ہاں ہوتی تھی اب بہت کم کی جاتی ہے تو میں نے سوچا ہم بھی اس میں شمار ہو جاتے ہیں یہ رسم بس ہادی کے ساتھ کی جائے گی۔۔

ایک منٹ میرے ساتھ یہ بھی دولہے ہیں تو میرے اکیلے کے ساتھ کیوں کی جائے گی۔۔ دالہام کے بات مکمل کرتے ہی بول پڑا تھا اسے گڑبڑ کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔۔

یہ رسم سپیشل ایک ساتھ کرتے ہیں تو تم ہمارے خاندان کے سب سے چھوٹے چشم و چراغ ہو تو یہ رسم کرنا تمہارے ساتھ بنتا ہے۔۔ دالہام اور صارم یک زبان بولتے اسے بازو کے حصار میں لیے چارپائی کی طرف لے کر گئے اور اسے پیار محبت سے بٹھایا۔۔

خیر تو ہے نا اتنے پیار سے مجھے بٹھایا ہے۔۔ باقی سب مردوں کو سمجھ لگ گئی تھی وہ کون سی رسم کرنے والے ہیں سوائے ہادی کے کیونکہ

جب وہ جوان ہونے لگا تھا تو وہ بیرون ملک چلا گیا تھا تو اسے یہاں کی رسموں کا کچھ اندازہ نہیں تھا۔۔

چونکری مار کر بیٹھ جاؤ! الطاف خان نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا تو وہ فوراً چونکری مار کر بیٹھ گیا۔۔ شہریار نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو انہوں نے رخ موڑ لیا۔۔

ادلیب شاہ خاموشی سے کھڑے تھے انہیں اس رسم کا بالکل بھی اندازہ نہ تھا۔۔

دالہام، صارم، آئیدن اوریاور نے چارپائی اٹھائی اور اوپر کی جانب اچھالا وہ تیار نہیں تھا وہ اچھل کر چارپائی پر گرا تھا اس نے فوراً چارپائی کو کناروں سے پکڑ لیا۔۔

چاچو، بابا۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔ مجھے صحیح سلامت ہال میں لے ۔۔۔۔۔۔ جانے کا ارادہ نہیں۔۔۔ ہے آپ کا کیا؟ ہادی کو لگ رہا تھا

وہ اگلے پل چارپائی سے گر جائے گا۔۔ وہ اٹکتے ہوئے جملہ مکمل کر سکا تھا۔۔

چاچو بابا کچھ رحم کریں مجھے معصوم پر مجھے نیچے اتارے۔۔ دالہام نے ایک مرتبہ اوپر کی جانب اچھال کر چارپائی کو ٹیری کر دیا۔۔۔ ہادی کمر کے بل زمین پر گرا۔۔۔ وہ اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہا تھا۔۔

تجھے تیری بیوی سے ہنس کر بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑے گے خبیث انسان تو نے بہت ذلیل کیا ہے مجھے۔۔ وریام نے ہاتھ آگے کی جانب کیا وہ پکڑنے لگا تو اس نے ہادی ہاتھ پر زور سے تھپڑ مارا تھا۔۔

تو نے میری عزت کو چار چاند نہیں 14 چاند لگائے ہیں۔ بے شرم اولاد! صارم سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا وہ بیچارہ آنکھیں بند کر کے کھولتا اسے ایسا لگا جیسے اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔۔۔

غازیان دیکھو تمہارا گرا ہوا ماموزمین ہے گر گیا۔ دالہام نے زمین پر گرے ہوئے ہادی کی طرف اشارہ کیا۔۔ وہ کمر پکڑے سب کے طنز سن رہا تھا۔۔

نوجوان مرد کو کمر میں درد ہو رہی ہے، کوئی بات نہیں روز بیوی کے قدموں میں ہی بیٹھے رہے ہو، شاباش اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیچارا آسمان کی طرف دیکھنے لگا باقی سب تو ٹھیک اس کے بڈھے دادا نے بھی اسے نہیں چھوڑا تھا۔۔

اللہ پوچھے آپ سب سے، میں انسان نہیں ہوں آپ سب کے لیے ڈھول ہوں جس کا دل کرتا ہے پکڑ کر بجا دیتا ہے۔۔ وہ چارپائی کا سہارا لے کر اٹھ کر چارپائی پہ بیٹھا تو آئیدن نے تقریبا تھپڑ مارنے والے انداز میں اس کی شیروانی جھاڑی تھی۔۔

بیٹا جب گھر کے سب سے چھوٹے کی سب سے زیادہ زبان چلے نا تو سب اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں۔۔ صارم کی بات سن کر اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اس نے حویلی کے دو افراد کو اچھی طرح سبق سکھانا تھا جنہوں نے اسے رج کر بدنام کیا تھا اور مارا تھا۔۔

یہ مٹی میری شیروانی سے اتار رہے ہیں مجھے تھپڑ مار رہے ہیں۔۔

جیسی تیری حرکتیں ہیں تجھے تھپڑ نہیں مارنے چاہیے۔۔ آئیدن نے زور سے تھپڑ مارتے اس کی شیروانی سے پھر سے مٹی اتاری وہ سختی سے آنکھیں بند کر گیا۔ پہلے ہی کمر میں درد ہو رہی تھی اوپر سے وہ تھپڑ مارے جا رہا تھا۔۔

اتنے پیارے دولہے کے ساتھ اس طرح کوئی کرتا ہے۔۔ ہادی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا اسے اپنا خوبصورت چہرہ بہت عزیز تھا شکر تھا وہ منہ کے بل نہیں گرا۔۔

اس خوبصورت دلہے نے ناہماری بڑی بدنامی کروائی ہے وہ تو شکر ہے بات باہر نہیں نکلی۔۔ صارم نے اس کے کندھے پر چٹکی کاٹی وہ بدلے میں کاٹنے لگا جب دیکھا سامنے باپ ہے تو چپ کر کے بیٹھ گیا۔۔

تمہاری پیشانی پر کیا ہوا ہے شہریار! دالہام کی نظر اس کی پیشانی پر گئی تو اسے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ کارنامے خودک ء الٹے تھے اگر بتاتے تو سب مردوں نے مل کر اس کی اچھی خاصی کرنی تھی۔۔

میرے خیال سے اب ہمیں نکلنا چاہیے ہال کے لیے۔۔

چاچو یہ تو نا انصافی ہے میرے ساتھ، ان کے ساتھ بھی یہ رسم کریں نا مجھے اپ لوگوں نے اٹھا اٹھا کر پھینکا ہے۔۔۔ ہادی کا منہ کھل گیا تھا وہ بیچارا کیوں ہر مرتبہ پیستا تھا ان سب کے درمیان۔۔

ان کے ساتھ یہ رسم کرنے کا مزہ نہیں آئے گا کیونکہ وہ دونوں بیچارے ترسے ہوئے ہیں۔۔۔ صارم کی بات پر ان دونوں کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔۔۔ وہ دونوں اتنے بھی ترسے نہیں تھے جتنا ان سب نے ان دونوں کو بنا دیا تھا۔۔۔۔

سب تیار ہو کر ہال میں چلے گئے۔۔ ان تینوں کو سٹیج پر بٹھایا گیا تھا اور دلہنوں کو ابھی برائڈل روم میں بٹھایا گیا تھا۔۔

چلو اب تم تینوں کو تم تینوں کے شوہر کے حوالے کر دیا جائے۔۔

راعنین نے ان تینوں کی طرف دیکھتے کہا تھا اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر

اسے کھڑا کیا جبکہ سونیا کا ہاتھ ریحانہ خانم نے تھاما اور راہا کا علینا نے۔۔۔۔ سونیا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔۔

سونیا کیا ہوا بیٹا! ریحانہ خانم نے اسے سینے سے لگایا۔۔۔

کاش بابا ہوتے اور وہ مجھے ساتھ لے کر جاتے اور میرا ہاتھ میرے شوہر کے ہاتھ میں دیتے۔۔ کاش رخصتی کے وقت ان کا ہاتھ میرے سر پر ہوتا۔۔ وہ اپنی دعاؤں میں مجھے رخصت کرتے۔۔۔ سونیا نے گہرا سانس بھرا اسے اپنے بابا کی شدت سے یاد آئی تھی۔۔۔ ریحانہ خانم جن کے چہرے پر خوشی تھی یکدم اداسی چھائی اپنے من پسند شوہر کا ذکر سن کر۔۔

دالہام کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس نے سونیا کی تمام بات سنی تھی۔۔

میں ہو نہ اپنی بہن کے ساتھ کیا میری بہن کو میرے ہوتے ہوئے بھی کمی محسوس ہو رہی ہے۔۔ دالہام نے اسے سینے سے لگایا دوسرے بازو کے حصار میں اس نے راہا کو لیا تھا۔۔

اگر آپ نہ ہوتے تو ان آنکھوں میں محض آنسو ہی ہونے تھا آپ نے ہمیں بھائی بن کر نہیں باپ بن کر پالا ہے۔۔ سونیا دالہام کے سینے میں چہرا چھپا گئی جبکہ راہا نے اپنے بھائی کی پشت پر ہاتھ رکھتے آنکھیں بند تھیں۔۔

میں کچھ نہیں لگتا سب کا، تینوں بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہیں میں تو جیسے بھائی نہیں ہوں نا! آئیدن خفگی ان کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔۔ دالہام نے جس بازو کے حصار میں سونیا کو لیا ہوا تھا وہ بازو پھیلایا تو آئیدن وہاں جا کر کھڑا ہوا اور دالہام کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

میری بہن روئی کیوں ہے ؟ آئیدن نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تو خفگی سے اس نے دیکھا۔۔

کم ازکم آج تو مجھے چپت نہ لگائیں میری رخصتی ہے آج۔۔ آئیدن اور دالہام نے ان دونوں کے گرد حصار مضبوط کیا تھا۔۔

چلیں! دالہام نے راہا کا ہاتھ پکڑا اور آئیدن نے سونیا کا۔۔ جبکہ حبار شک بھری نظروں سے ان دونوں بہنوں کو دیکھ رہی تھی جن کے بھائی ان پر اپنی جان نچھاور کرتے ہیں۔۔۔ پھر اس نے اپنی بہن کو دیکھا جو محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتے اس کا ہاتھ تھام گئی۔۔ وہ انہیں لے کر باہر گئے سب سے پہلے آئیدن اپنی بہن کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھا تھا سٹیج کے پاس پہنچا تو وریام کھڑا ہوا۔۔ اور اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔ آئیدن نے ایک نظر اپنی بہن کے ہاتھ کو دیکھا اور اس کے ہاتھ

کواس نے اس کے شوہر کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ وریام نے نظریں نیچے کی ہوئی تھی اس نے سونیا کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

سونیا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی۔۔ وریام کا ہاتھ تھامے وہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھی جب دالہام راہا کا ہاتھ پکڑے آیا۔۔ ہادی مسکراتے کھڑا ہوا۔۔ راہا کا ہاتھ اس کے شوہر کے ہاتھ میں دیا۔۔ ہادی کے لیے اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل تھا۔۔ وہ نظریں جھکائے اس کے ساتھ بیٹھی اور اس کے بعد راعنین اپنی بہن کو لیے ان کی جانب آرہی تھی شہریار بنا پلکے جھپکائے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اللہ اللہ کر کے رخصتی ہوئی ہے جیسے ہی راعنین نے اپنی بہن کا ہاتھ سے پکڑایا وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا جو سٹیج پر موجود سبھی نے سنا تھا اور اپنی مسکراہٹ پر قابو کرنے لگے۔۔۔

حبا اس کے ساتھ بیٹھ گئی اب منظر یوں تھا کہ وہ سب اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھے تھے دالہام اپنی پری کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا جو اس کی بیٹی کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔۔۔۔

رخصتی مبارک! ہادی نے راہا کی کمر پر ہاتھ رکھا تو وہ یک دم اکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

ہادی سب دیکھ رہے ہیں۔۔ اسے بے انتہا شرم محسوس ہوئی تھی جبکہ ہادی مزید اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹنے لگا۔۔ راہا خاموشی سے بیٹھی رہی اگر وہ اسے مزید ٹوکتی تو اس نے زیادہ ٹھرکی پن دکھانا تھا۔۔۔

نمیرہ نے راعنین کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دودھ کا گلاس جو موتیوں سے سجا ہوا تھا لے کر وہاں آئی۔۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کی جیبیں خالی ہونے لگی تھی۔۔۔

میں سونیا اور راہا کی طرف سے دودھ پلائی کی رسم کرنے لگی ہوں۔۔۔
اور حبا کے طرف سے نمیرہ کے بعد را عنین بولی تھی وہ تینوں ہاں میں
سر ہلا گئے۔۔

یہ دودھ کتنے پیسوں میں ہمیں پلایا جا رہا ہے ذرا ہمیں پینے سے پہلے بتا دیا
جائے۔۔ ہادی نے مسکراتے ان تینوں کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔۔۔
زیادہ نہیں ہے ہادی بس 50 لاکھ پکڑا دو۔۔۔

نمیرہ چاچی میں درختوں پر پیسے نہیں اگاتا۔۔ اس کی بات پر سب مرد ہنسنے
لگے تھے۔۔۔ جب نمیرہ نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔۔
چپ کر کے پیسے نکالو۔۔

خدا کا خوف کریں اس وقت میرے پاس 50 لاکھ نہیں ہے اور میں اتنا
کماتا بھی نہیں ہوں ابھی تو میری پڑھائی بھی نہیں مکمل ہوئی اور آپ چچی
مجھ سے سیدھا 50 لاکھ مانگ رہی ہیں۔۔

اچھا تمہارے مطابق تم اتنا کماتے نہیں ہوں تمہاری پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی تو پھر اتنی آگ کیوں لگی تھی باپ بننے کی۔۔۔انسان باپ تب بنتا ہے نا جب وہ کماتا زیادہ ہوا پنے بچے کا اور بیوی کا خرچہ اٹھا سکے۔۔۔ نمیرہ کے طنز پر اسے چپ لگ گئی اسے اندازہ نہیں تھا اسے سٹیج پر بیٹھ کر یہ طنہ دیا جائے گا۔۔

اب چپ کر کے مجھے پیسے پکڑا دو یہ نا ہو میں مزید عزت افزائی کر دو۔۔

چچی سچ میں میری جیب میں اس وقت اتنے پیسے نہیں ہیں۔۔اس بیچارے نے اپنے جیب پر ہاتھ رکھا۔۔

وریام تم بھی جلدی سے پیسے نکالو!اس کے بعد دودھ ملے گا۔۔

رہنے دو نمیرہ میں نے دودھ نہیں پینا، میں گھر جا کر پیلوں گا۔۔وریام نے نفی میں سر ہلایا تھا اسے بادام والا دودھ 50 لاکھ کا ہر گز نہیں پینا تھا اتنے میں تو وہ پورا ڈیری فارم خرید لیتا۔۔۔۔

راعنین اپ ذرا مناسب دودھ پلائی رکھیے گا کیونکہ یہ پولیس والا نافل وقت غریب ہوا ہے۔۔۔

اللہ اللہ جتنے غریب تم تینوں بن رہے ہو اتنے ہو نہیں۔۔ راعنین نے تاسف سے ان تینوں کو دیکھا جو پیسے دینے سے ہاتھ پیچھے کر رہے تھے۔۔۔

تم سب بھی تو تھوڑے مناسب پیسے کا کھونا سیدھا ہی 50 لاکھ، ان بیچاروں کو کنگلا کرنا ہے۔۔ یاور نے ان تینوں کی سائیڈلی۔۔

انہیں بس پیسوں سے مطلب ہوتا ہے، یہ نہیں پتہ مرد کماتے کیسے ہیں کتنی محنت کرتے ہیں۔۔ یعقوب ہادی کے پیچھے کھڑا ہوا۔۔ قندیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جو انتہا کا کنجوس انسان تھا اتنے پیسے بھی ہوتے تھے اس کے پاس لیکن کنجوس پن کی انتہا تھی۔۔۔

تم توبات نہ ہی کرو اچھا ہے اچھا خاصہ کماتے ہو اور پھر بھی پیسوں کا رونا روتے ہو۔۔ قندیل نے آنکھیں گھمائی تھی اس کے شوہر کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

تم بیویوں کے لیے نا بات کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اصل جو پیسوں کی قدر ہوتی ہے نا وہ مردوں کو ہوتی ہے صارم نے یعقوب کا ساتھ دیا۔۔

کتنے تیز ہیں آپ سب مرد اکٹھے ہو گئے ہیں دودھ پلائی دینی ہے خاموشی سے دیں اتنی کنجوسی کرنے کی کیا ضرورت ہے طرسم ان سب کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔

گڑیا دیکھو یہ سب نا تمہارے لالا کی جیب خالی کر رہیں ہیں ابھی میں نے تمہاری بھابھی کو نا منہ دکھائی بھی دینی ہے۔۔

ہاں تو کس نے روکا ہے وہ تو ان کا حق ہے منہ دکھائی لینے کا، آپ نہ بس خاموشی سے دودھ پلائی کے پیسے نکالے اور ابھی تو کمرے میں جانے سے پہلے میں نے بھی پیسے لینے ہیں۔۔ ہادی نے اپنے بابا کی طرف دیکھا صارم نے اپنی ہنسی کو قابو کیا۔۔

میری طرف کیا دیکھ رہے ہو تمہیں بڑا شوق چلا تھا رخصتی کا بیوی کا حق پورا کرنا تمہیں یاد ہے بہن کا نہیں پتا۔۔ صارم کی بات اسے ایموشنل بلیک میل کرنے کا باعث بنی تھی۔۔۔ ہادی نے آئیدن کے اکاؤنٹ میں 30 لاکھ سینڈ کیے تھے۔۔۔

میرے پاس ابھی اتنے ہی ہیں تو اسی سے گزارا کریں کیونکہ ابھی میری بہن رہتی ہے۔۔ ہادی ابھی مکمل طور پر بزنس میں داخل نہیں ہوا تھا۔۔ اس کے پاس جتنے موجود تھے اس نے اسی کے مطابق سینڈ کر دیے۔۔

چلو کوئی نہیں تم سب سے چھوٹے اس لیے تمہیں معافی۔۔

نمیرہ نے اب رخ وریام کی طرف کیا تھا۔۔ وریام نے موبائل نکالا اور پیسے ائیدن کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیے۔۔۔

آپ کے شوہر کے اکاؤنٹ میں پیسے پہنچ چکے ہیں۔۔ دوسری جانب شہریار نے یاور کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیے تھے۔۔۔۔

چلیں اب دودھ پیں اور ساتھ اپنی بیویوں کو پلائیں۔۔ نمیرہ نے ایک گلاس ہادی کے ہاتھ میں پکڑایا اور دوسرا وریام کے ہاتھ میں۔۔ راعنین نے شہریار کو گلاس پکڑایا۔۔

وریام نے ایک سپ لے کر سونیا کو پکڑا دیا۔۔ اس نے محض ایک سپ لیا تھا واپس گلاس رکھ دیا۔۔ اس نے وریام کی طرف دیکھا اس سب کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔ لیکن اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔

ہادی نے ایک گھونٹ بھرتے راہا کو پکڑایا محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا راہا اس کی نظروں سے کنفیوز ہونے لگی اس نے بھی ایک سپ لیا اور واپس گلاس رکھ دیا۔۔۔

شہریار نے آدھا گلاس دودھ کا پی کے حبا کو پکڑایا تو اس نے دوسری لڑکیوں کی طرح ایک سپ ہی لیا تھا۔۔

اب واپس چلنے کی تیار کریں! ہادی فوراً بولا۔۔

اگر تم اس وقت سٹیج پر نہ بیٹھے ہوتے رکھ کر تھپڑ مارنا تھا صبر نامی چیز تم میں نہیں ہے۔۔ صارم دانت پیستے بولا اس کے بیٹے کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہ نہایت ہی بے صبرا انسان تھا۔۔۔

سب مہمانوں کو کھانا سرو کیا گیا۔۔ ابھی ان سب کا فوٹو شوٹ بھی ہونا تھا۔۔

چاچو فوٹوشوٹ گھر جا کر پوری فیملی اکٹھا فوٹوشوٹ کروائیں گے یہاں پر نہیں۔۔ ہادی کوئی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی کہ وہ ہال میں ہی فوٹوشوٹ کروائیں اس کا ارادہ تھا کہ وہ حویلی جا کر سکون سے اکٹھے ہو کر فوٹوشوٹ کروائیں ساتھ میں جوان کا فوٹوشوٹ ہونا ہے وہ بھی ہو جائے گا۔۔

بلاخر رخصتی کا وقت ہو گیا تینوں کے سر پر دوپٹہ دیا گیا۔۔ سونیا دالہام کے بازو کے حصار میں تھی، راہا ائیدن کے ساتھ اور حبا کے کندھے پر یاور نے ہاتھ رکھا تھا بھائی بن کے۔۔۔

وہ تینوں کو لے کر باہر گئے۔۔۔

رونا نہیں ہمارے ساتھ ایک گھر میں ہی رہنا ہے۔۔ دالہام نے تینوں کو سختی سے باز رکھا جبکہ ان تینوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی۔۔ وجہ رخصتی نہ تھی بلکہ باپ کا موجود نہ ہونا تھا۔۔ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب بیٹی کو

شدت سے باپ کی ضرورت ہوتی ہے اس کے کندھے کی اس کے حسار کی ضرورت ہوتی ہے۔۔

حبا اور راہا کو شدت سے اپنے بابا کی یاد آئی تھی انہوں نے تو ہوش میں اپنے بابا کو نہیں دیکھا تھا۔۔ جب بڑی ہوئی تو محض تصویریں ہی دیکھی۔۔

وہ سب اپنے شوہر کے ساتھ کار میں بیٹھی۔۔۔ سب اپنی اپنی بیویوں کو لے کر کار میں بیٹھے اور رخ حویلی کی طرف تھا ایک ساتھ کئی کار ہال سے نکلی تھی اور حویلی کے باہر رکی۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی سب مردوں نے اپنی اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں باہر نکالا۔۔

لاونج میں گئے۔۔۔بیٹھے لگے تو طرسم بولی۔۔

میرے خیال سے پہلے فوٹوشوٹ کروالینا چاہیے اس کے بعد اپ ڈائریکٹ اپنے کمرے میں جائیے گا کیونکہ مجھے لگ رہا ہے سب بہت زیادہ تھک گئے۔۔ طرسم نے عائسل کو ٹھیک سے پکڑا۔۔

اوکے چلیں! سب سے پہلے شہریار اور حبا سائیڈ پر گئی انہوں نے فوٹوگرافر نہیں بلوایا تھا۔۔۔ سب نے دالہام کی طرف دیکھا۔۔

کیا مطلب میں تو تصاویر نہیں کھینچنے والا کوئی ایک آگے آئے اور کھینچے۔۔

یاد ہے میری شادی پر تصاویر تم نے بنائی تھی قسم سے کمال کی تصویریں آئی تھی۔۔ صارم نے اسے مسکا لگایا اس کی شادی کی تو تصاویر واقع ہی کمال کی تھی۔۔۔

لالا! سونیا اور راہا نے پیار سے پکارا تو اپنی بہنوں کی خاطر اس نے اپنا موبائل نکالا اور شہریار حبا کے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔

پوز میں بتاؤگی۔۔۔ طرسم دالہام کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔۔ سب بڑے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔۔

جبا شہریار لالا کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھوا وران کی آنکھوں میں دیکھو۔۔ جبا کو شرم محسوس ہورہی تھی۔۔ ہمت کرتے ہیں اس نے شہریار کی جانب دیکھا جو محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا دالہام نے تصویر بنائی۔۔

اب سنیے پر سر رکھے۔۔ جبا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی اس کی بات سن کر۔۔

ایسے آنکھیں کیا پھیلا رہی ہو تمہارا شوہر ہوں، تمہاری پراپرٹی ہے رکھ لو سر۔۔ جبا اس کی بے شرمی پر نظریں جھکا گئی اور اس کے سینے پر سر رکھا۔۔ دالہام نے اپنی چھٹکو سی بیوی کو دیکھا جسے بہت پوز پتا تھے۔۔

لالااب آپ حبا کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے پاس کرے۔۔۔ مردوں نے اپنی نظروں کا رخ دوسری طرف کر لیا جبکہ سردار کو مجبوراً دیکھنا پڑا تھا۔۔۔

اس طرح ہی مزید پوز سردار کی پٹی نے بتائے تھے اور تصاویر لی گئی اب باری راہا اور ہادی کی تھی۔۔۔

سالے صاحب اچھی سی تصاویر بنائیے گا۔۔ دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔۔

اگر میری بہن تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو باخدا ایسے زاویے سے تصویر میں نے بنانی تھی کہ پوری زندگی تم نے اپنا سر پکڑ کر بیٹھنا تھا ان تصاویر کو دیکھ کر۔۔ دالہام نے ہر لفظ پر زور دیتے جملہ مکمل کیا۔۔

اسی بات کا تو فائدہ اٹھاتا ہوں سالے صاحب۔۔ راہا نے ہادی کے ہاتھ پر ناخن گاڑے تھے وہ فضول میں اس کے بھائی سے الجھتا تھا۔۔۔

ہادی لالا راہا بھابھی کے پیشانی پر بوسہ دیں۔۔ دالہام نے جھٹکے سے رخ اپنی بیوی کی طرف کیا زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔۔

کیا ہے؟ آج کل ایسے پوز ہوتے ہیں شادی کی تصاویر میں۔۔۔ دالہام نے گہرا سانس بھرا، ہادی کو اشارہ کیا کہ ابھی کوئی حرکت نہ کرنا۔۔

موبائل سیٹ کرتے ہیں اس نے بوسہ کرنے کا اشارہ کیا اور آنکھیں بند کرکے تصویر کلک کرلی۔۔۔ جبکہ باقی سب مردوں کی نظریں اپنی بیویوں پر تھی۔۔

اب راہا بھابھی کے پیچھے کھڑے ہو کر انہیں اپنے حصار میں لے۔۔

ایک کام کرو موبائل پکڑو اور تصاویر کھینچو ساتھ ساتھ پوز بتاتی جاؤ میرے میں ہمت نہیں ہے اس ٹھرکی کو اپنی بہن۔۔ دالہام میں واقعی ہمت نہیں تھی نہ کچھ کرنے کی اور نہ ہی بولنے کی وہ جملہ ادھورا چھوڑ گیا۔۔

اتنے سینسٹواوور پوزیسو بھائی نہ بنے خاموشی سے تصاویر بنائیں۔۔ وہ اسے آنکھیں دکھاتے بولی اس کے بھائی کی شادی تھی وہ چاہتی تھی اچھے سے اچھی تصاویر آئیں۔۔

دالہام نے دانت پیسے اسے مجبوراً تصاویر کھینچنی پڑی تھی جبکہ ہادی کے لیے قہقہہ قابو کرنا اس وقت دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔۔ وہ راہا کے پیچھے کھڑے ہوا اور اسے اپنے حصار میں لیا جبکہ اسے اپنے زیادہ قریب نہیں کیا تھا کیونکہ وہاں تمام افراد موجود تھے۔۔ دالہام کی تصویر کھینچی۔۔۔ مزید چند پوز بتاتے تصاویر لے گئی۔۔۔ اب وریام اور سونیا کی باری تھی۔۔۔

دالہام کے لیے انتہا کا مشکل کام تھا وہ ضبط کے آخری مراحل پر پہنچ چکا تھا ہادی اور راہا کی تصاویر لے کر۔۔۔

چاچوچچی کے ہاتھ پر بوسہ دے۔۔۔ دالہام کا دل چاہ رہا تھا موبائل اپنی بیوی کے ہاتھوں میں پکڑائے جو مہان فوٹوگرافر تھی اور وہاں سے نکل جائے۔۔

وریام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر محض ایک سیکنڈ کے لیے لب رکھے اور دالہام نے آنکھیں بند کر کے تصویر لی تھی۔۔

چاچوچچی کے چہرے کو غور سے دیکھے جیسے مہو ہو کر انسان دیکھتا ہے۔۔ وریام نے نظریں اس کے چہرے کی طرف کی اور انکھیں جھپکانا بھول گیا سرخ رنگ میں رنگے ہوئے ہونٹ، جھکی ہوئی نظریں، بھاری زیور میں خوبصورت چہرہ، وہ کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ دالہام نے تصویر کھینچ لی تھی جبکہ اسے اپنی بہن کی طرف ہنوز دیکھنے پا کر اس نے اپنی بیوی کو آگے کیا کہ جا کر اپنے چاچا کو ہوش دلائے۔۔۔

چاچو بس دو ہی تصاویر بنانی ہے کیا؟ وریام اس کی آواز سن کر ہوش میں آیا۔۔

چچی آپ چاچو کے رخسار پر ہاتھ رکھیں اور ایک ہاتھ ان کے سینے پر۔۔۔

دالہام نے گھور کر وریام کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا تھا جلدی کرو۔۔ وریام نے سونیا کا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھا اور دوسرا رخسار پر جبکہ اس کے ہاتھ میں پہنے چوڑیوں کی آواز وریام کے کانوں میں گئی تو اس نے لمبا سانس لیا تھا۔۔

دوسرے کپلز کی طرح ان کی بھی کچھ اور تصاویر لی گئی تھی۔۔۔

اب میری اور میرے بچوں کی تصاویر لے دیو !

میرے خیال سے میرا شمار ہماری اس چھوٹی سی فیملی میں ہوتا ہے۔۔

دالہام نے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔۔

ہاں تو تم ہمارے ساتھ کھڑے ہونا! دالہام طرسم کے ساتھ کھڑا ہوا۔۔
اس کے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو اپنے بازو میں لیا اور تصویر کھینچی اور پھر یاور کو موبائل پکڑایا کہ ان چاروں کی تصویر لیں۔۔ جب شیر طیان بھاگ کر ان کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔

یاور نے ان پانچوں کی تصویر لی۔۔

پھر نمیرہ شیر طیان اور آئیدن کھڑے ہوئے ان کی ایک تصویر لی گئی پھر یعقوب اور قندیل اسی طرح کر کے سب کپل کھڑے ہوئے تھے۔۔

یاور نے اپنی بیوی کو بازو کے حصار میں لیا اور بیٹی کو پاس کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے دالہام نے ان کی تصویر لی۔۔

میری تصویر میری گڑیا کے ساتھ بھی لے وہ سردار کے پاس گیا اور اپنے بازو پھیلائے کہ میری گڑیا کو مجھے پکڑاؤ۔۔ دالہام نے اسے پکڑا دیا

کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اس نے نہ پکڑایا تو اس نے پوری حویلی سر پر اٹھانی ہے وہ اپنی گڑیا کو پکڑ کر کھڑا ہوا۔۔ دالہام نے اس کی تصویر لی۔۔

زیادہ لینی ہے صرف ایک نہیں۔۔ دالہام نے گہرا سانس بھرا شیرطیان نے عائسل کی پیشانی پر ہونٹ رکھیں۔۔ دالہام کا دل کیا اپنی بیٹی کو اپنے پاس اپنی گود میں لے اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور اس کی بیٹی کی پیشانی پر لب رکھ رہا ہے۔۔

دالہام نے ہمت اور صبر کا مظاہرہ کرتے تصویر کھینچی جب شیرطیان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے رخسار پر رکھا۔۔

کیا کھا کر اس نمونے کو تم نے پیدا کیا ہے؟ تم سب مل کر میرے ضبط کو آزما رہے ہو مجھ میں صبر ختم ہو رہا ہے وہ دانت پیستے بولا تھا جبکہ سب مردوں کی ہنسی چھٹی تھی۔۔ دالہام کے غصے سے دیکھنے پر وہ سب خاموش ہوئے اس نے اس مہا شیطان اور اپنی گڑیا کی تصویر لی۔۔

بس اب تین تصاویر بن گئی ہیں بہت ہے، مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے کہ میں اور تصویر کسی کی کھینچ سکوں۔۔۔ دالہام کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ شیر طیان اپنے بابا جانی کو غصے میں آتے دیکھ اپنی گڑیا کو سختی سے سینے سے لگا گیا جیسے اسے ڈر تھا کہ وہ اسے دوڑ لے جائیں گے۔۔

آجائیں سب ایک تصویر سب بناتے ہیں۔۔ سب مرد اپنی بیویوں کو ساتھ میں لے کر کھڑے ہوئے تھے۔۔ جبکہ ریحانہ خانم نے اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روکا ان کی محبت ان کے پاس نہ تھی۔۔ دالہام موبائل سیٹ کر کے ٹائمر سیٹ کرتے ان سب کے ساتھ آکر کھڑا ہوا اور ایک خوبصورت تصویر ان سب کی لی گئی تھی۔۔

اب کمرے میں چلے وہ سب صحیح معنی میں تھک چکے تھے۔۔۔ جبکہ ہادی کو کمر میں انتہا کے درد شروع ہو گئی تھی ایک ڈنڈے پڑنے کی وجہ سے

اوردوسرا چارپائی سے گرنے کی وجہ سے اس بیچارے کے تو زخم ہی ختم نہیں ہوتے تھے۔۔

ہادی نے راہا کو بازوؤں میں اٹھالیا۔۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں میری بیوی کی جیسی حالت ہے سیڑھیاں چڑھنا اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔ وہ پہلے ہی بہت زیادہ تھک چکی ہے۔۔ اورچاچو صاحب آپ بھی تو اپنی بیوی کو بازوں میں اٹھا کر کمرے میں لے کر جاتے تھے۔۔ دالہام جو غصے سے دیکھ رہا تھا اس کی بات سن کر اس نے نظروں کا رخ تبدیل کیا تھا۔۔۔

شہریار نے حبا کا ہاتھ پکڑا، وریام نے سونیا کا وہ دونوں اپنی اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں چڑھ رہے تھے جبکہ ہادی اسے بازوں میں اٹھائے

کمرے تک گیا جب طرسم اپنے بچوں کو سردار کو پکراتے ان تینوں کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔

وریام چاچو آپ کی کوئی بہن نہیں ہے تو آپ کی بھتیجی ہی یہ رسم کرے گی اور شہریار لالا آپ کے ساتھ بھی رسم میں ہی کروں گی۔۔ تو جلدی سے اپنی جیب ڈھیلی کریں اور اپنی اپنی بیویوں کو لے کر کمرے میں جائیں۔۔ ہادی میں مزید سکت نہیں تھی بحث کرنے کی اس نے راہا کو اشارہ کیا کہ اس کی جیب سے والٹ نکالے۔۔ راہا نے نظریں جھکا کر اس کی جیب سے والٹ نکالا اور طرسم کی جانب بڑھایا۔۔

پیسے نکال لو اور جو کارڈز وغیرہ ہیں وہ اندر رہنے دو۔۔ طرسم نے تمام پیسے نکال کر خالی وائلٹ راہا کو پکڑا دیا۔۔

وریام اور شہریار نے بھی اپنی جیب میں موجود تمام پیسے نکال کر اسے پکڑائے تھے۔۔ وہ دونوں تو اپنی اپنی بیویوں کو لے کر اندر چلے گئے جبکہ وریام وہیں کھڑا تھا۔۔۔

مورے آپ اسے اندر بٹھائیں میری مردان خانے ایک کی چیز رہ گئی ہے وہ لانا بھول گیا تھا میں وہ لے کر آتا ہوں وہ کہتے وہاں سے چلا گیا جبکہ رضیہ خانم نے اسے اندر بٹھایا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔

وہ دلہن بنی اس کا انتظار کر رہی تھی دو گھنٹے ہونے کو تھے اور ابھی تک وہ کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔ بے چینی ہونے لگی چہرے سے گھنگٹ اٹھایا۔۔ دروازے کی جانب تھا کوئی آہٹ وہاں سے نہیں آ رہی تھی۔۔

کیا وہ اسے سزا دے رہا تھا؟ کیسی سزا؟ دوری کی؟ خاموشی کی؟ تنہائی کی؟ دو ماہ کم تو نہ تھے اس ستمگر نے ایک مرتبہ بھی اس کو نہ دیکھا تھا جو دو ماہ قبل اسے مہو ہو کر گہری نظروں سے دیکھتا تھا۔۔ کیا محبت ختم ہو گئی تھی؟ اس کے تلخ لفظوں نے ختم کر دی تھی؟ بے شمار سوال ذہن میں گردش کر رہے تھے۔۔

وریام! وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔۔ بے چینی عروج پر تھی اب مزید اس سے بے رخی برداشت نہ ہو رہی تھی۔۔ وہ بیڈ سے اٹھی اور آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا۔۔

کیا میں خوبصورت نہیں لگ رہی یا اسے اس چہرے کو دیکھنے کی طلب نہیں رہی؟ وہ حد سے زیادہ غور سے خود کو دیکھ رہی تھی۔۔

محب تو محبوب کو، خود کے لیے سجے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے تو کیا وہ میرا محب نہیں ہے؟ تنہا رہنے کے باعث وہ اپنے ذہن میں خیالات کو

آنے سے روک نہیں پا رہی تھی۔۔ دو ماہ اس نے وریام خان کی نظریں خود پر محسوس نہیں کی تھی۔۔ جبکہ آج طلب تھی جیسے اس کی نظروں کی، اس کے لفظوں کی، اس کے خوبصورت لمس کی جب وہ اسے شانوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگاتا تھا۔۔

کیا آج وہ سزا دے گا، یہ دن تو سب کے لیے خوبصورت ہوتا ہے کیا تنہائی کی سزا دی جائے گی۔۔ وہ بیڈ پر جا کر بیٹھی۔۔ ہاتھ بیڈ کی چادر پر پھیرے پورا کمرا گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔ پورے بیڈ پر گلاب کی پتیاں پھیلی ہوئی تھی اور فرش پر بھی اسی طرح تھا۔۔

دل کی دھڑکنیں بڑھی تھی۔۔ نا جانے اس نے کب کمرے میں آنا تھا۔۔ اس کا رویہ کیسا ہونا تھا۔۔

وہ دوبارہ بیڈ پر ٹھیک سے بیٹھ گئی اور اپنا لہنگا پھیلایا پھر سے انتظار کرنے لگی۔ نظریں بھٹک کر دروازے پر جاتی۔۔

بلا آخر کسی نے دروازے کے ہینڈل کو تھاما، آہٹ محسوس کرتے وہ نظریں جھکا گئی۔۔ وریام کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند کرتے جیسے ہی مڑا اسے گھنگٹ کیے بیڈ پر بیٹھے دیکھ، دل بے قابو ہوا۔۔ اب وہ مکمل اس کے پاس تھی اس کی مغرور خانزادی۔۔ کیا آج وہ اپنی مغروریت کو توڑے گی؟ وریام سوچتا ہوا اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔۔ پہلے تو اس کے بیڈ پر پھیلے ہوئے لہنگے کو دیکھا۔۔ آج اس کے کمرے میں ایک نئے وجود کا اضافہ ہوا تھا۔۔

وہ اس سے کچھ دوری پر بیٹھ گیا۔۔ نہ کچھ کہا، نہ چھوا۔۔

سونیا سانس روکے بیٹھی تھی۔ اچانک ہی ہاتھوں میں لرزش طاری ہوئی۔ حلق، ہونٹ، خشک ہو گئے۔۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہونے لگا۔۔

اپنا لہنگا اٹھاؤ مجھے نیند آرہی ہے دو دن سے سویا نہیں ہوں۔۔ وریام نے اس کو گہری نظروں سے دیکھتے کہا۔۔ بے ساختہ سونیا کی آنکھوں میں اس کے لفظوں سے نمی آئی تھی۔۔ پہلے پہل تو وہ محبت بھری باتیں کرتا تھا جب سب منع کرتے تھے اس سے ملنے آتا تھا اور اب جب سامنے تھی میسر تھی کوئی روک ٹوک نہ تھی تو بے رخی اپنا رہا تھا۔۔

سائیڈ پر بیٹھ جاؤ مجھے سونا ہے! سونیا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کے اس کے ہاتھ پر گرے اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنالی۔۔ وریام نے آنکھیں نہ جھپکائیں تھی۔۔

و۔۔ وریام!۔۔۔ کچھ لمحے بعد وہ اٹکتے بولی۔۔

کیا؟ وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا کچھ سوچتے اس نے ہاتھ کو پیچھے کرلیا جو سونیا کی آنکھوں نے گھنگٹ کے نیچے سے دیکھا تھا۔۔

ابھی۔۔۔۔ تک۔۔۔۔ خفا۔۔۔ ہو؟

تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں خفا ہوں یا نہیں تمہیں تو اپنی مغروریت عزیز ہے میری محبت سے زیادہ۔۔ وہ اٹھنے لگا تو سونیا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

ختم کردو خفگی! سونیا نے فوراً ہاتھ پیچھے کیا اور وریام کو اس کی یہی حرکت بری لگی ہاتھ پکڑا تھا تو چھوڑا کیوں؟ زہن نے ان لفظوں کو پکڑا۔۔

جب منانا نہ آتا ہوں تو بات نہیں کرتے مغرور خانزادی! وریام کے لہجے میں اب کی مرتبہ بے رخی تھی سونیا نے اپنا گھنگٹ اٹھایا اور بیڈ سے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

کیا چاہتے ہو کس طرح تمہیں مناؤں؟ سونیا اس کے مقابل کھڑی پیشانی پر بل ڈالے پوچھ رہی تھی۔۔ خوبصورتی انتہا پر پہنچی تھی وریام نے نظروں کو زاویہ تبدیل کیا۔۔ مزید دیکھنا وہ سہن نہ کر سکتا تھا۔۔۔

مجھے نہیں معلوم! وہ جانے لگا تو سونیا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

ویسے تم مجھے مغرور کہتے ہو اور خود دو ماہ مجھ سے بات کرنا تو دور میری طرف دیکھا بھی نہیں! وہ شکوہ کرنے لگی۔۔

تمہیں کونسا فرق پڑتا ہے میں دیکھو یا نہ دیکھو، میں بے قابو انسان ہوں، قابو نہیں رکھ سکتا خود پر۔۔ وہ اس کے الفاظ اس کے سامنے رکھ رہا تھا۔۔۔

وریام! میں نہیں چاہتی تھی کچھ بھی۔۔۔۔ سیدھی طرح کہہ دو مجھ پر یقین نہیں تھا۔۔۔ وہ بول رہی تھی جب وہ درمیان میں ہی بولا اس نے سونیا کی طرف دیکھنے کی غلطی نہ کی دیکھتا تو غصہ سب جھاگ کی طرح بہنا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا ابھی وہ نرم نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔

سنو تو! سونیا نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھاما۔ گہرا سانس بھرتے اس کے دل کے مقام پر سر رکھا۔۔ وریام حیرت سے اس کی حرکت دیکھنے

لگا۔۔کیا وہ اپنی انا، مغروریت توڑ رہی تھی۔۔جبکہ وریام خان کا دل ضد کرنے لگا کہ وہ لبوں سے اظہار کرے۔۔۔

محض کچھ پل کے لیے ہے جیسے ہی خفگی ختم تم دور۔۔وریام نے اس کی پشت پر ہاتھ نہیں رکھے تھے سونیا نے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

دہر شی لپارہ معافی، زما دلدار، دزہ ہ عزیز خاوند. څن ګ ه ډاډه زہ ه رابنں کتہ شودا مغرور خانزادی اب خپل خاوند تہ پہ بشپ ړ ډول سونپ ورک ړ

)ہر چیز کے لیے معافی، میرے دلدار، دلِ عزیز شوہر۔کیسے یقین دلاؤ یہ مغرور خانزادی اب اپنے شوہر کو مکمل طور پر سونپ دی گئی (

وریام نے آنکھیں چھوٹی کر کے نظریں اس کے خوبصورت سراپے پر ٹکائی۔۔ابھی بھی مکمل طور پر کھل کر اظہار نہیں کر پائی تھی۔۔۔

رسی جل گئی پر بل نہیں گئی۔ وہ اسے گھورتے بولا۔۔

اگر یہ مغروریت ختم ہو گئی تو کیا تم اس مغرور خانزادی سے محبت کرو گے؟ اس کے ہاتھ تھام کر اپنے شانوں پر رکھتے پوچھنے لگی۔۔۔

تم نے دو ماہ مجھے میرے لفظوں کی سزا دی۔۔ بات کرنا تو دور میری طرف دیکھا بھی نہیں۔۔ سونیا نے نظریں جھکائی تھی۔۔ وہ بول رہی تھی اور وہ اسے خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

مجھے اظہار کرنا نہیں آتا، جتنا آتا ہے، کر دیا! سونیا نے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے۔۔

یعنی! وریام ایک لفظ بول کر چپ ہو گیا۔۔

یعنی کیا؟ سونیا نے اپنے شانوں پر موجود اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔

کچھ نہیں! وریام کا دل و دماغ ضد کر رہا تھا کہ وہ اظہار کرے۔۔

محبت میں تو غرور اور انا ہوتی ہی نہیں۔۔ اگر یہ دونوں موجود ہوں تو محبت ہی نہیں ہوتی۔۔ سونیا کی آنکھیں نم ہوئی وہ بہت مشکل کے بعد بھی نمی کو شامل ہونے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔۔

اگر میں کہوں کہ میرا غرور، میری انا تم ہو؟ وریام نے جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں موٹے آنسو لیے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی آنسو ٹوٹتے زمین پر گرے تھے۔۔

ہاں میں مغرور ہوں۔۔ اور یہ غرور تم سے قائم ہے۔۔ سونیا نے دوبارہ اس کے سینے پر سر رکھا اور اس کی پشت پر ہاتھ رکھے۔۔۔ وریام کے

لیے جیسے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔اس نے سونیا کی پشت پر ہاتھ رکھتے اسے خود میں بینچا۔۔

بہت ہی برے ہو تم آپا جمیلہ لوگ شادی کی رات بیوی کو منہ دکھائی دیتے ہیں اس کا گھنگٹ اٹھاتے ہیں اور تم عورتوں کی طرح منہ بنا کر بیٹھ گئے ہو سونیا نے پیچھے ہٹتے اس کے سینے پر کئی تھپڑ مارے تھے۔۔

تمہیں شرم نہیں ارہی شادی کی رات اپنے شوہر کو مارتے ہوئے۔۔

ہاں تو اس شوہر کو شرم نہیں آئی اپنی بیوی کو شادی کی رات رلاتے ہوئے۔۔ سونیا نے اس کے کندھوں پر مکے مارے وریام نے اپنا سر تھام لیا وہ نہیں سدھر سکتی تھی مارے بغیر اس کو سکون نہیں ہوتا تھا۔۔

اچھا بیٹھو میری مغرور خانزادی۔۔ وریام نے اسے شانوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک ڈبی نکال کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔۔

ایک خوبصورت سا بریسلیٹ نکالا اس کا ہاتھ تھام کر اس کی سفید کلائی پر پہنایا۔۔

سونی پسند آیا؟ وریام نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔۔

ہاں بس ٹھیک ہے! اس کی آنکھوں میں موجود شرارت کو دیکھ کر وہ زمین سے اٹھا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے شدت کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

سونیا اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے، اسے پیچھے کرنے لگی جب اڈنے گھوری سے اسے نوازا۔۔

نہ نہ مس گبراب آپ مجھے خود سے دور نہیں کر سکتی اگر کرنے کی کوشش کریں گی تو میں مزید قریب کروں گا۔۔ وریام نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی جب دیکھو شروع ہوئے ہوتے ہو۔۔ سونیا ہمیشہ کی طرح بولنا شروع ہو گئی۔۔

کیوں تمہیں بل دینا پڑتا ہے؟ سونیا نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا اسے بحث نہیں کرنی تھی کم از کم وہ آج کا دن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اہم اہم !اس نے گلا کھنگاڑا سونیا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

بہت ٹھرکی انسان ہو تم۔۔

سوفی ابھی تو میں نے ٹھرک پن جاڑا ہی نہیں۔۔ تم کہتی تھی نا کہ جب تم مکمل طور پر میرے حوالے کر دی جاؤ گی تو مجھے خود سے دور کرنے کے مزاحمت نہیں کرو گی۔۔ سونیا نے آنکھیں بند کرتے ہاں میں سر ہلایا۔۔

وریام اس کی گردن پر جھکا۔۔اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔اوراب وہ اس کے رخساروں ہر مہر ثبت کر رہا تھا۔۔

آئی لو یو میری مغرور خانزادی !

یار بندہ لو یو ٹو ہی بول دیتا ہے۔۔ سونیا نے محبت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اچھا لگا سن کر۔۔۔وریام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔جس طرح وہ محبت سے دیکھ رہی تھی اسے لگا تھا وہ آئی لو یو ٹو بولے گی جبکہ یہ کیا تھا۔۔۔"اچھا لگا سن کر "

سونیا اور دالہام بلکل ایک جیسے تھے دونوں کع اظہار نہیں کرنا آتا تھا چونکہ سونیا زیادہ تر سردار کے پاس ہی رہی تھی تو اسی کی سنگت کا اثر تھا۔۔

وریام نے گہرا سانس بھرا اسے بحث نہیں کرنی تھی کم از کم اس وقت تو بالکل بھی نہیں۔۔

وہ دوبارہ اس کی گردن پر جھکا اور جا بجا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔اس نے سونیا کی زیورات اتارے۔۔۔ہاتھ بڑھا کر اس نے سائیڈ آف کر دیا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قندیل کمرے میں ائی اور اپنی جیولری وغیرہ اتارنے لگی جب یعقوب کمرے میں داخل ہوگا یعقوب کو دیکھ کر اس نے اپنے چہرے کے مختلف زاویہ بنائے اور اپنے کنگن اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

یہ میری پیاری سی بیوی کا منہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔اس کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو قندیل نے ابرو آچکا اس کی جانب دیکھا۔۔۔

ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنے کنجوس ہوگے۔۔۔۔۔

کیا مطلب تمہارا؟ میں تم سے تمہارے منہ بننے کے بارے میں بات کر رہا ہوں تم کنجوس بننے کے بارے میں بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔

تم سے زیادہ کنجوس مرد میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔۔ وہاں بول تم ایسے رہے تھے جیسے پیسے تمہارے جیب سے نکلنے تھے تم سب مرد ہوتے ہی کنجوس ہو۔۔۔ ہر بات پہ میرے پاس تو پیسے ہی نہیں اگر تمہارے پاس پیسے ہی نہیں تھے دو دن کے اندر تم نے اتنا بڑا گھر کیسے خریدا؟۔۔۔ جہاں تک مجھے علم ہے تمہارے بابا کی پراپرٹیز بہت زیادہ ہیں۔۔

قندیل اپنی کمر پر بازو رکھتے ہوئے لڑاکو عورتوں کی طرح بولی اس کے اس طرح بولنے سے یعقوب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

دیکھو قندیل میں نہ تو اتنا کماتا ہوں اور نہ ہی میرے پاس اتنا خرچہ ہے کہ میں 50 لاکھ کسی کو دودھ پلائی دے سکوں یعقوب نے بھی اسے جان بوجھ کر تنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بس بس مجھے سب پتہ ہے کہ تم کتنا کماتے ہو۔ اچھا خاصا تم کماتے ہو اور پھر بھی کہہ رہے ہو کہ تم کماتے نہیں ہو اگر کماتے نہ ہو تو نا جتنا بڑا گھر تم نے خریدا ہے کبھی نہ خرید پاتے۔۔ قندیل اپنی گردن سے لاکٹ اتارتے ہوئے کہنے لگے لیکن اس سے لاکٹ کی ہک کھلی ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔

یعقوب نے اس کے پاس جاتے اس کی لاکٹ پر ہاتھ رکھا تو قندیل نے اپنا ہاتھ نیچے کر دیا اور اسے لاکٹ اتارنے دیا۔۔

اتنا گیا گزرا نہیں ہوں کہ اپنی بیوی اپنے والدین کے لیے گھر نہ خرید سکوں، اگر اپنی پوری زندگی کی کمائی مجھے تم تینوں کے نام کرنے کا کہا

جائے تو میں ایک مرتبہ بھی نہ سوچو۔۔ یعقوب نے اس کی گردن پر لب رکھے تو قندیل نے اپنی زور سے آنکھیں میچی تھی جب جب یعقوب اس کے قریب آتا اس کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی تھی وہ بالکل نہیں جانتی تھی کہ یعقوب سے وہ اتنا پیار کرنے لگ جائے گی اس کی قربت قندیل کے لیے سکون کا باعث ہوگی۔۔

آئینے میں قندیل کو زور سے آنکھیں میچے دیکھ یعقوب کے لبوں پر دوبارہ سے مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔

لگتا ہے میری بیوی کو میرا لمس زیادہ ہی پسند آرہا ہے تو کیوں نہ زیادہ لمس دیا جائے جیسے ہی یعقوب نے کہا تو قندیل نے پیچھے مڑ کر اس کو دھکہ دیا اور جلدی سے وہاں سے جانے لگی اس سے پہلے کہ وہ وہاں جاتی اس کا پاؤں کرسی کے ساتھ ٹکرایا، وہ گرنے لگی یعقوب نے جلدی سے اس

کے پیٹ پر زور سے ہاتھ رکھے اس گرنے سے بچایا تھا کھڑا کیا تھا۔۔۔۔۔

یعقوب کے اس طرح پیٹ سے پکڑنے پر قندیل کے پیٹ میں درد کی شدید لہر تھی۔۔

اہہہہ۔۔۔۔۔قندیل کے منہ سے چیخ نکلی یعقوب نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔۔

کیا ہوا قندیل؟ ٹھیک تو ہو نا اسے اپنا پیٹ پکڑے دیکھ کر لڑکھڑاتے پا کر اس نے جلدی سے اسے پکڑا اور بیڈ پر بٹھایا۔۔ درد کے مارے قندیل کی سسک رہی تھی قندیل کا چہرہ جو پہلے دمک رہا تھا ایک دم سے اس میں تکلیف دھر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

قندیل تمہارے پیٹ میں درد کیوں ہو رہا ہے تمہیں؟ ڈاکٹر پاس۔۔۔

نہیں نہیں، میں ٹھیک ہوں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے شاید میں نے صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے نا تو وہ خالی پیٹ سا اور تم نے وہ زور سے ہاتھ لگایا تو مجھے درد ہونے شروع ہو گئی ہے میں ٹھیک ہوں ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

کیا مطلب! تم نے صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے تمہیں پتہ بھی ہے تم پہلے ہی کتنی کمزور ہو گئی ہو۔۔ جان تم میں ہے نہیں اور اوپر سے تم ایسے ہی لاپروائی کرو گی تو کیسے چلے گا اس نے سخت لہجہ اپنایا تھا قندیل نے منہ بناتے ہوئے یعقوب کو دیکھا۔۔۔

ہاں بس ڈانٹنا آتا ہے تمہیں یہ نہیں کہ تھوڑا سا کھانا کھلا دو بیوی صبح سے بھوکی ہے اور ویسے بھی میں صبح سے کام کر رہی تھی شادی کی تیاریوں میں مجھے یاد ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔۔

قندیل تم کسی دن نا مجھ سے مار کھالوگی تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی ہو تمہیں پتہ ہے ناکہ مجھے تم سے۔۔۔۔۔۔ لیکن تم پھر بھی اپنا خیال نہیں رکھتی آج کے بعد روز تم میرے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا کروگی۔۔ حد سے زیادہ لاپرواہی کرنے لگ گئی ہو تم۔۔ میں کھانا لے کر آتا ہوں۔۔

یعقوب نے ان تمام باتوں میں ایک جملہ ادھورا چھوڑا تھا جو قندیل کو سکتے میں مبتلا کر لیا۔۔ وہ بنا اس کی کوئی بات سنیں کمرے سے نکل گیا کچن میں گیا۔۔۔

تھوڑی دیر میں اس نے ایک ٹرے پکڑی اور اس میں چاول رکھے اور روٹی اور سالن رکھ کر کمرے میں لے کر آگیا۔۔۔ قندیل بھی تب تک فریش ہو کر بیڈ پر بیٹھ چکی تھی اور کھانے کا انتظار کرنے لگے اسے بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

یعقوب نے اس کے سامنے ٹرے رکھی اور خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

یہ سارا کھانا تم نے ختم کرنا ہے خبر دار تم نے تھوڑا سا بھی چھوڑا۔۔ دیکھنے وال تو یہی کہے گا شوہر ظلم کرتا ہے ٹھیک سے کھانا کھانے کو نہیں دیتا اور انہیں کیا پتہ بیوی خیر سے ٹھیک سے کھانا ہی نہیں کھاتی ہے اسے کوئی ہوش ہی نہیں اپنی، آگے ہی دیکھنے میں ایسا لگتا ہے جیسے ڈھانچے نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔۔ چاولوں کے چمچ بار بار وہ کندیل کے منہ میں ڈال رہا تھا اور ساتھ ساتھ اسے ڈانٹ کے اس طرح کہنے سے قندیل نے آنکھیں پھاڑے کا یعقوب کو دیکھا۔۔ وہ اتنی بھی پتلی نہیں تھی کہ دیکھنے والا یہ کہے کہ ڈھانچے ہیں اپنے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔۔۔

میں نے موٹی نہیں ہونا میں ایسے ہی ٹھیک ہوں میں۔۔ مجھے اپنا آپ ایسے ہی اچھا لگتا ہے۔۔ قندیل نے یعقوب کی طرف دیکھا جو گھور کر اسے دیکھ رہا ہے چمچ اس نے قندیل کے لبوں سے تھوڑا سا دور رکھا تھا اس نے پکڑ کر اپنے منہ میں ڈالا۔۔۔ اور مزے سے چاول کھانے لگی۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے تم ایسے ہی پیاری لگتی ہو تم موٹی ہو جاؤ تب بھی مجھے پیاری لگو گی تم پاگل بھی ہو جاؤ گے نا تب بھی پیار لگو گی خیر پاگل تو تم پہلے ہی ہو۔۔۔ قندیل نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔

تم نے کھا لیا تھا نا قندیل نے اس سے پوچھا۔۔ تو یعقوب نے بھی نفی میں سر ہلایا۔۔۔ کسی بھی مرد نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا وہ بس مہمانوں کو ہی دیکھ رہے تھے کہ کسی چیز کی کمی تو نہیں۔۔

نہیں مجھے بھوک نہیں تھی بس مجھے بھی یاد نہیں رہا۔۔ کام میں مصروف رہا تھا۔۔

مجھے کھلائی جا رہی ہے تمہیں اپنی کوئی فکر نہیں ہے۔۔ میرے ساتھ تم بھی کھاؤ مجھے ایسے ڈانٹ رہے ہو ابا جی بن کر اور اپنی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔ قندیل نے وہی چمچ پکڑ کر چاول کا بھر کر یعقوب کے منہ کے آگے کیا۔۔ یعقوب نے مسکراتے کھایا اب وہ دونوں ایک دوسرے کو پیار سے کھانا کھلا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اور رہی بات کنجوسی کی تو میں بالکل بھی کنجوس نہیں ہوں بیوی اگر تم مجھے کچھ بھی لانے کا کہو میں تمہیں لا دوں گا بتاؤ تمہیں کیا چاہیے۔۔ اگر میں تمہیں نہ لا کے دوں پھر تم مجھے کنجوس بولو۔۔ یعقوب نے ٹرے سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے بال سہلانے لگا۔۔۔۔۔۔

اچھا جو میں بولوں گی وہ تم مجھے لا کر دو گے پکانا اس کے سینے پر تھوڑی رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی۔۔ یعقوب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

جو حکم میری بیوی کرے وہیں لا کر دوں گا۔۔۔۔۔

اگر اتنا ہی اچھے شوہر بن رہے ہو تو مجھے ہیرے کی انگوٹھی چاہیے۔۔

میں بھی دیکھوں کہ میرا شوہر مجھے لا کر دے سکتا ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔۔

اچھا تو میری بیوی کو ہیرے کے انگوٹھی چاہیے لیکن میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں ہیرے کے انگوٹھی خرید سکو۔۔ میں نے فرمائش کرنے کا کہا لیکن اتنی مہنگی نہیں تم تو زیادہ ہی پھیل گئی ہو۔۔ تھوڑی سستی چیز مانگ لیتی تو کچھ ہو نہیں جانا تھا۔۔۔۔۔۔

دیکھا کہا تھا نا کنجوس ہی ہو۔۔ کچھ نہیں ہونا تھا اگر دے دیتے۔۔۔ اس کے سینے پر چٹکی کاٹتے ہوئے دوبارہ سے اس کے سینے پر سر رکھ دیا اور یعقوب نے اس کے بالوں پر اپنے لب رکھے۔۔

سو جاؤ تھک گئی ہو گی۔۔۔ اگر زیادہ خواہش ہو رہی ہے نہیں لیکن انگوٹھی کی تو میں خواب میں انگوٹھی گفٹ کر دوں گا۔۔ قندیل نے نفی میں سر ہلا تھا اس انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا نہ جانے وہ اتنی کنجوسی کیوں کرتا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار حبا کو لیے کمرے میں گیا دروازہ بند کیا اور اسے بازو کے حصار میں لیتے بیڈ پر بٹھایا۔۔

ہاں جی بیوی جی! وہ اس کی بے حد قریب ہو کر بیٹھا حبا نے شرما کر چہرہ جھکا لیا۔۔

بیوی ویسے منہ دکھائی تو نہیں چاہیے نا؟ وہ تنگ کرنے کے خاطر پوچھنے لگا جانے بھاری پلکیں اٹھا کر اس کو دیکھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو، کھانا ہے مجھے! وہ جس طرح معنی خیزی سے بولا تھا جا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔ شہریار نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔

بیوی اس میں شرمانے والی کیا بات ہے؟ شہریار نے اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کرتے اس کے لبوں پر لمس چھوڑتے پوچھا۔۔

پہلے نا میرے منہ دکھائی دے! جانے ہمت کرتے، اسے خود سے دور کیا۔۔

اتنا بڑا تحفہ تمہیں ملا ہے اور کیا چاہیے تمہیں۔۔۔ شہریار کا ارادہ اسے تنگ کرنے کا تھا۔۔ جانے دانت پیسے۔۔۔

دیکھیں شہریار۔۔۔۔ دیکھ ہی تو رہا ہو۔۔ اس نے ابھی دو لفظ ادا کیے تھے جب وہ اس کی بات درمیان میں کاٹتے بولا اور اس کے رخسار پر ہاتھ

کی پشت پھیری۔۔حبا کا چہرہ سرخ ہوتے دہکنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔

شہریار منہ دکھائی نا بیوی کا حق ہوتا ہے تو پہلے مجھے دیں۔۔شہریار نے اس کے رخسار پر لب رکھیں اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔

کیسی تھی منہ دکھائی!حبا نے گہرا سانس بھرا ایک تو اس کا یوں قریب بیٹھنا اس کے سانس سکھا رہا تھا اور اوپر سے اس کا تنگ کرنا اسے غصہ دِلا رہا تھا۔۔

شہریار اگر آپ نے مجھے منہ دکھائی نہ دی تو میں بات نہیں کروں گی آپ سے!وہ روٹھ گئی شہریار نے اپنی جیب سے ڈبی نکالی جس میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کے ایر نگز اور ایک انگوٹھی تھی۔۔

یہ دیکھیں میری بیوی کے لیے دکھائی۔۔شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے انگوٹھی پہنائی اور ایرنگ سائیڈ پر رکھتے اس کے جھمکے اتار کر اس کے کانوں میں پہنا کر اس کے ہاتھ اور کانوں پر لب رکھے تھے۔۔

پسند آئی میری بیوی کو؟ حبا شرما کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئے جب شہریار کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔

ویسے آج نہیں کہوں گی آپی آگئی ہیں ریحانہ آنٹی پیچھے کھڑی ہیں۔۔حبا نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

آپ کو شرم نہیں آرہی مجھے تنگ کرتے ہوئے !حبا اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑورنے لگی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے میں تو صدا کا بے شرم انسان ہوں۔۔۔شہریار نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے۔۔۔

کیا کہہ رہی تھی تم راعنین کو کہ تمہیں اس کی بیٹی بہت پیاری لگی ہے تو کوئی بات نہیں کچھ عرصے تک ہماری بھی بیٹی ہماری گود میں ہوگی۔۔ حبا کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اس کا شوہر حد سے زیادہ بے شرم انسان تھا۔۔۔

لال ٹماٹر کیوں بن رہی ہو! میں نے تو ابھی کچھ کہا ہی نہیں تمہیں۔۔ حبا نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔ شہریار نے اس کی ہتھیلی پر لمس دیا۔۔

حبا خوش ہو تم؟

آپ جیسا ہم سفر پا کر کون سی لڑکی خوش نہیں ہوگی۔۔ میں کبھی کبھار خود پر ہی رشک کرتی ہوں کہ خدا نے مجھے ہیرا دیا ہے اگر عورت کے خاندان میں سے کوئی غلط نکل آئے جس نے شوہر کے اپنوں کو نقصان دیا ہو تو وہ تکلیف اپنی بیوی کو دیتا ہے کہ تمہارے خاندان کے فرد نے ہمیں

تکلیف پہنچائی ہے تو بدلے میں تمہیں تکلیف پہنچائی جائے گی جب کہ آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا میرا بھائی قاتل تھا آپ کے بھائی کا۔۔ لیکن آپ نے میرا ساتھ دیا کبھی مجھے قصوروار نہیں ٹھہرایا۔۔

وجہ قصوروار ٹھہرانے کی تم نے قتل کیا تھا؟ وہ غصے سے بولا تھا۔۔

میں جانتی ہوں آپ کو برا لگا ہے لیکن یہ ہمارے معاشرے کی تلخ حقیقت ہے کہ سہنا عورت کو پڑتا ہے اگر۔۔ حبا کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے وہ نظریں جھکا گئی شہریار نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور گہرا سانس بھرا اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا غصے سے۔۔

دیکھو میں نہیں چاہتا ہماری اگلی زندگی میں اس درندے کا ذکر ہو، انجانے میں ہی صحیح تم اس کا ذکر کر گئی ہو۔۔ آج کے بعد مت کرنا تم میری بیوی ہو، ایس ایس پی شہریار خان کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے۔۔۔ وہ یوں کمزور پڑتی ایس ایس پی کو پسند نہیں ہے۔۔

اس نے حبا کے آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔۔ حبا نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے محبت سے اسے دیکھتے اس کے گلے لگی۔۔

آئی لو یو شہریار، میں آپ سے بہت ہی محبت کرتے ہوں۔۔ حبا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی پر لب رکھیں شہریار کو 440 کی جگہ 880 واٹ کا جھٹکا لگا تھا وہ لڑکی جو ہر وقت شرماتی رہتی تھی آج اس نے پہل کی تھی۔۔ اس کے لیے یہ ناقابل یقین بات تھی۔۔۔

وہ آنکھیں خطرناک حد تک پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

کیا ہوا؟ حبا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پوچھا۔۔

کچھ نہیں !شہریار نے اس کی پیشانی کے ساتھ پیشانی ٹکائی۔۔

بس دیکھ رہا ہوں میری بیوی میری سنگت میرے رہ کر بے شرم ہو گئی ہے۔۔ حبا اس کے سینے میں چہرہ چھپائے شرمیلی مسکراہٹ لبوں پر سجا گئی وہ واقع ہی بے شرم انسان تھا۔۔

ویسے تم نے اب کبھی مجھے تمہارا سپیشل والا انڈا اور چائے بنا کر نہیں کھلایا۔۔ جبا نے اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکاتے سے دیکھا وہ لمحے یاد آیا جب وہ اسے تنگ کرنے کے بہانے کچن میں اکر اسے کہتا تھا کہ مجھے چائے بنا کر دو۔۔

صبح بنا دوں گی! جبا نے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔۔

کیوں مجھ معصوم پر ظلم کر رہی ہو! شہریار دیوانہ وار کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔ وہ بہکا اور اس شہ رگ پر شدت سے لمس کی برسات کرنے لگا۔۔

جبا چینج کر لو تھک گئی ہو گی کچھ لمحے بعد پیچھے ہوا الماری کے پاس جا کر ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا۔۔۔ جبا ڈریس پکڑ کر چینج کر کے باہر آئی وہ گھنٹے سے زیادہ واش روم میں بند رہی تھی اور شہریار کمر پر ہاتھ ٹکائے اس کا انتظار

کر رہا تھا اس کے باہر آتے ہی شہریار نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔۔

تم ڈریس چینج کرنے گئی تھی یا پھر ڈریس سلائی کر کے چینج کرنے گئی تھی۔۔

شہریار مجھے میک اپ بھی اتارنا تھا جیولری بھی اتنی تھی، ہیئر سٹائل بھی سارا کھولنا تھا اس وجہ سے ٹائم لگا۔۔ اور شاور بھی لینا تھا بال اجرا ہوا کھیت بنے ہوئے تھے۔ حبا کی بھیگے بالوں سے پانی کی بوندیں گر رہی تھی۔۔

جو بھی ہے تم نے بہت ٹائم لگایا ہے۔۔ حبا نے خاموش رہنا بہتر سمجھا اس سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

شہریار اس کے سراپے کو دیکھ کر مدہوش ہونے لگا اسے بازو کے حصار میں لیے بیڈ پر بٹھایا دیوانہ وار گہری نظروں سے اسے دیکھ کر وہ اس کی گردن پر جھکا۔۔ وہ بہکتا گیا اور اپنے تمام حقوق سے حاصل کیے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راہا بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی وہ بے حد تھک چکی تھی کچھ اس کی حالت بھی ویسی تھی کہ تھکاوٹ بہت جلد ہو جاتی تھی۔۔ وہ اپنا دوپٹہ اتارنے لگی پنز لگی ہونے کی وجہ سے اس کے بال کھینچے گئے۔۔

ہادی یہ اتارے !وہ رونے والا چہرہ بنا کر بولی اسے الجھن ہو رہی تھی میک اپ اور جیولری سے۔

ایک منٹ !ہادی نے اپنی شیروانی اتار کر صوفے پر پھینکی اور قمیض کے آستین کو کوہنیوں تک فولڈ کیے۔۔ راہا کو تھام کر اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا اور اس کے دوپٹے سے پنز نکال کر دوپٹہ اتار کر سائیڈ

پر رکھا۔۔ بالوں میں موجود تمام پنز نکالی، بندیا اتار کر سائیڈ پر رکھی، جھمکے اتارے۔۔ اور اب وہ اس کا ہار اتار رہا تھا۔۔

ایک نظر ہادی نے اس کے بالوں کو دیکھا جن میں بے انتہا پنز لگی ہوئی تھی جسے اتارنے میں کافی ٹائم لگنا تھا۔

لمبا سانس لیتے وہ پنز اتارنا شروع ہوا راہا کو درد ہوئی۔۔۔

آرام سے درد ہو رہا ہے۔ راہا نے اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔

سمپل سا جورا بنوالینا تھا کس نے کہا تھا اس طرح کا ہیئر سٹائل بنواؤ۔۔ میک اپ ارٹسٹ نے کہا تھا یہی پیارا لگنا ہے۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔۔ ہادی نے آئینے میں اس کا چہرہ دیکھا خوبصورت تو واقع ہی انتہا کی لگ رہی نظریں ہٹانا مشکل تھا اس پر سے۔۔

ویسے یہ صحیح ہے شادی کی رات آدھا وقت تو یہیں پر ضائع ہو جاتا ہے جیولری اتارو، پن اتارو بالوں سے۔۔ ہادی نے ابھی اس کے بالوں سے پن نکالی بال اکڑ چکے تھے سپرے کی وجہ سے۔۔

چلو پھر شاباش شاور لے کر آؤ۔۔ راہا کھڑی ہوئی اور اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔۔

میں نہیں! اس کا رونے کا دل کر رہا تھا۔۔

اس طرح تمہارے بال خراب ہو جائیں گے۔۔ چلو شاباش جا کر شاور لو، میک اپ اتارو، پھر ریسٹ کر لینا۔۔ راہا کو بازو کے حصار میں لے کر واش روم کے دروازے تک لے کر گیا۔۔

جاؤ! ہادی نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور الماری سے ڈریس نکال کر اسے پکڑایا۔۔

نہیں خراب ہوتے میں جب سو کے اٹھوں گی ناتب شاور لے لوں گی۔۔ راہا کا بالکل دل نہیں تھا اتنی ٹھنڈ میں شاور لینے کا۔۔

بالکل نہیں چلو جاؤ جا کر شاور لو۔۔ وہ ذرا سے سخت لہجے میں بولا اسی پل راہا کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے اس سے قبل ہادی کچھ کہتا وہ ڈریس پکڑ کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔ ہادی نے اپنی پیشانی پر زور سے ہاتھ مارا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد بالوں کو تولیے میں لپیٹے وہ باہر آئی، بنا اس کی طرف دیکھے وہ بیڈ پر جا کے بیٹھ گئی۔۔

جانِ ہادی! ہادی اس کے پاس جا کر بیٹھا تو وہ دوسری طرف رخ کر گئی۔۔۔

اگر تم شاور نہ لیتی تو پھر تمہارے خوبصورت بال خراب ہو جاتے۔۔

آپ کو مجھ سے زیادہ میرے بال اچھے لگتے ہیں کیا؟ وہ دوسری طرف ہنوز بیٹھے اس سے پوچھنے لگی۔۔

میں تمہاری معصومیت، الفاظ، ہر نقش کا دیوانہ ہوں۔۔ ہادی نے اسے پیچھے سے حصار میں لیا تو راہا نے اس کے ہاتھ پیچھے کیے۔۔

میں تھک گئی ہوں مجھے سونا ہے۔۔ راہا نے اپنے آنسو صاف کیے اسے ہادی کا سخت لہجے میں بات کرنا بالکل بھی اچھا نہ لگا تھا پہلے ہی اس کا رونے کا دل کر رہا تھا اس کے ڈانٹنے سے اسے مزید رونا آیا۔۔ اس نے روتے ہوئے شاور لیا تھا۔۔

ایم سوری جانِ ہادی! ہادی نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے، اسے اپنے سینے سے لگا دیا اور پھر اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کیا۔۔۔

میری یہ معصوم سی بیوی نے ناراض نہیں ہونا۔۔ایم سوری آج کے بعد کبھی سخت لہجہ استعمال نہیں کروں گا۔۔چلو آؤ میں اپنی بیوی کے بال بناؤں !ہادی نے اسے اٹھایا اور پھر سے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر اس کے بالوں کو کنگی کی اور چند لٹیں پکڑ کر پیچھے چھوٹا سا کلپ لگایا۔۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے ایک ڈبہ نکالا اسے کھولا تو اس میں چار کنگن تھے۔۔

میں نے کبھی تمہیں چوریاں یا کنگن پہنے نہیں دیکھا میری خواہش ہے کہ میری من پسند بیوی اسے اپنی کلائیوں کی زینت بنائے۔۔ہادی نے اس کے ہاتھ تھام کے دونوں ہاتھوں میں دو دو کنگن پہنائے۔۔۔

یہ بہت خوبصورت ہے ہادی !ہادی کی سانسیں سینے میں اٹکی اسے اپنی بیوی کے لبوں سے اپنا نام سننا بے انتہا پسند تھا۔

پھر بولو !

یہ بہت خوبصورت ہے !راہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

یہ نہیں۔ میرا نام بولو!ہادی گھٹنوں کے بل زمین پر اس کے پاس بیٹھا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر ان پر بوسہ دیا۔۔۔

ہادی!راہا نے شرماتے ہوئے کہا۔۔۔

پھر!کہو۔۔

ہادی !

پھر!

ہادی!اس نے جتنی مرتبہ بولا تھا ہادی نے اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔۔

پھر !

جانِ راہا!ہادی نے اس کے ہاتھوں کو اپنی پیشانی سے لگایا گیا اور کتنی مرتبہ اس کی ہاتھوں پر لب رکھے۔۔۔

تمہیں میری جان لے کر سکون ملے گا۔۔۔ہادی نے کھڑے ہوتے اس کی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیا اور اسے اپنے ساتھ لیے بیڈ پر بٹھایا۔۔

تھک گئی ہو؟ راہا نے حامی میں سر ہلایا! ہادی نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا جیسے ہی وہ نیم دراز ہوئی اس کے اوپر لحاف دے کر دوسری سائیڈ پر جا کر اس کے ساتھ نیم دراز ہوتے اس کا سر دبانے لگا۔

سو جاؤ اٹھوں گی نا تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔۔ہادی اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہ اس کا سر دبا رہا تھا۔۔راہا اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تو وہ پیچھے سے اس کے سر کو دبانے لگا۔۔

جتنا سب اسے ترسا ہوا سمجھتے وہ اتنا ہی صبر کرنے والا تھا اپنی بیوی سے محبت کرنے والا شخص تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے راہا کا وجود گرمائش پکڑ رہا ہے۔۔

اس کا چہرہ سامنے کرتے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو وہ بخار میں بتلا تھی۔۔ اسے بے انتہا تھکاوٹ تھی اور اوپر سے اس نے شاور لے لیا تھا جس کی وجہ سے اسے بخار ہو گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افف! یہ نہ ہی شاور لیتی تو بہتر تھا۔۔ ہادی نے اسے سیدھا کر کے لٹایا۔۔ ڈریسنگ ٹیبل سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر تھرمیٹر نکالا۔۔

راہا اٹھو! ہادی نے اسے ہلکا سا جھنجوڑا تو اس نے موندی موندی آنکھیں کھولی تھی۔۔ ہادی نے اس کے منہ میں تھرمامیٹر رکھا بخار چیک کیا 103 بخار تھا۔۔۔

افففف خدایا! ہادی کمرے سے باہر گیا سب کے کمروں کے دروازے بند تھے دبے پاؤں سیڑھیاں اتر کر کچن میں جاتے پانی اور پٹی لے کر واپس کمرے میں آیا۔۔

راہا کے پاس بیٹھ کر اس کے پیشانی پر پٹی رکھی۔۔

اسے میڈیسن دینا بہتر نہ لگا۔۔۔

راہا تم نے میری ولیمہ کے دن ہی سب سے خاطر تواضع کروانی ہے انہوں نے یہی کہنا ہے تمہاری وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے تم ہی بے صبرے انسان ہو۔۔۔ وہ اس کی پیشانے ی پر دوبارہ پٹی رکھتے، اس کے رخسار پر بوسہ دیتے ہیں بولا۔۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ وہ ٹھنڈی پٹیاں اس کی پیشانی پر رکھتا رہا پھر کہیں جا کر اس کا بخار قدرے کم ہوا تھا۔۔۔

اسے اندازہ ہی نہ ہوا کب پٹیاں کرتے ہوئے اس کی آنکھ لگ گئی وہ اس کے پاس بیٹھے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر سویا ہوا تھا جیسے ہی سورج کی کرنیں اس کی آنکھوں میں پڑی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔ راہا کی پیشانی پر ہاتھ رکھا بخار کم تھا لیکن ابھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوا تھا اس کا وجود ابھی بھی گرم تھا۔۔

جانِ ہادی اٹھ جاؤ! میری جان۔۔ ہادی نے اسے ہلکا سا جھنجھوڑا اس نے آنکھیں کھول کر ہادی کو دیکھا اور اس کی گود میں سر رکھ دیا۔۔

کیا ہوا تھکاوٹ دور نہیں ہوئی کیا؟ ہادی نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

میرا وجود بہت درد ہو رہا ہے !ہادی نے جھک کر اس کے بالوں پر لب رکھے۔بخار کی وجہ سے اس کی طبیعت بوجھل ہوئی تھی۔۔

کچھ نہیں تھوڑی دیر تک ٹھیک ہو جائے گا !وہ ابھی تک رات کی شلوار قمیض میں ہی مبلوث تھا۔۔۔

آپ نے کپڑے نہیں چینج کیے۔۔راہا کی نظر اس کے کپڑوں پر گئی تو ہمت کر کے اٹھ کر بیٹھتے اس کے سینے پر سر رکھتے پوچھا۔۔۔

نہیں بس دل نہیں کیا !وہ کیا کہتا کہ پوری رات تمہارے سرہانے بیٹھا رہا ہوں۔۔

تو کپڑے تبدیل کرے نا !

او کے جانِ ہادی !ہادی نے اس کے رخسار کھینچ کر اپنے کپڑے پکڑتے واش روم میں گیا فریش ہو کر باہر آیا راہا مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ

رہی تھی جب وہ اس کے پاس جا کر بیٹھا اور اپنے گیلے بال اس کے رخسار پر لگائے۔۔

آپ کتنے سرد ہوئے ہو۔۔

جانِ ہادی میں سرد نہیں ہوا تمہارا وجود گرم ہوا ہے۔ میری باڈی کا ٹمپریچر نارمل ہے۔۔۔ راہا نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا تو اسے ہادی کا رخسار بے انتہا ٹھنڈا محسوس ہوا اور سکون ملا جبکہ ہادی کو اس کا ہاتھ حد سے زیادہ گرم محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

راعنین کو بلاؤ! وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔۔

تم ریسٹ کرو میں آتا ہوں وہ بالوں کو تولیے سے ایک مرتبہ صاف کرتے بکھرے بالوں سمیت کمرے سے باہر گیا اوریاور کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔ راعنین جو اپنی بیٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی اوریاور سویا ہوا، دستک کی آواز سن کر اس نے دروازہ کھولا۔۔

خیریت ہے سب! صبح صبح۔۔۔ ہادی کو دیکھ کر وہ فکر مند لہجے میں بولی۔۔

آپ کمرے میں آئیے گا راہا کو بخار کم نہیں ہو رہا۔۔ پٹیاں بھی کی ہیں رات کو میڈیسن میں نے کوئی نہیں دی۔۔ آپ زرہ میرے کمرے میں آئیے گا۔۔ راعنین نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو اپنے بابا کے ساتھ چپک کر لیٹی ہوئی تھی وہ ہادی کے ساتھ اس کے کمرے میں گئی ہادی خود بھی ڈاکٹر تھا لیکن وہ سرجن بن رہا تھا۔۔

راعنین کمرے میں گئی اس کے پاس بیٹھی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔۔ نبض چیک کی اور آنکھیں۔۔۔

مجھے فرسٹ ایڈ باکس دکھاؤ۔۔۔ ہادی نے راعنین کو فرسٹ ایڈ باکس پکڑایا جس میں سے اس نے دو ٹیبلٹ نکالی۔۔

ہادی ایک انجکشن لے کر آؤ وہ بھی راہا کو لگانا ہے۔۔

میں نے انجیکشن نہیں لگوانا۔۔ وہ فوراً بولی۔۔۔

راہا تمہیں ویکنس کافی ہو گئی ہے اور بخار، تھکاوٹ ہے تو انجیکشن لگے گا تم جلدی بہتر ہو جاؤ گی ویسے بھی ولیمے کا فنکشن ہے اور تم نے پھر زیادہ تھک جانا ہے۔۔۔ راہا نے ہادی کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تو اس نے راعنین کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ایک انجیکشن ہی ہے جاؤ لے کر آؤ۔۔ راہا سے زیادہ معصوم چہرہ تو ہادی کا بن گیا تھا۔۔ وہ چلا گیا انجیکشن لینے کے لیے۔۔

درد نہیں ہو گیا پرومس! راعنین نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھایا اور ہادی کا انتظار کرنے لگی۔۔

کچھ دیر بعد ہادی انجیکشن لے کر آیا راعنین اسے میڈیسن دے چکی تھی۔۔ وہ سختی سے آنکھیں بند کر گئی جب اس نے آستین اوپر کیا۔۔ ہادی نے اس کا دوسرا ہاتھ تھاما تو راعنین نے اس کے بازو پر انجیکشن لگایا۔۔۔

اسے سونے دو، دو سے تین گھنٹے پھر یہ بالکل ٹھیک ہو جائے۔۔ راہا کو
راعنین نے ٹھیک سے لٹایا اس کے اوپر لحاف دیا ہادی کو ہدایت دے
کر وہ کمرے سے چلی گئی۔۔
سو جاؤ تھوڑی دیر طبیعت بہتر ہو جائے گی ہادی اس کے پاس بیٹھا اور اس
کے ہاتھ سہلاتا رہا کچھ دیر میں وہ گہری نیند سو گئی تھی اس کی پیشانی پر بوسہ
دیتے اس کے چہرے کو دیکھتا رہا کبھی اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتا ہے تو
کبھی اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگاتا۔۔۔
راعنین جیسے ہی کمرے میں پہنچی یاور غصے کا بھرا بیٹھا ہوا تھا۔۔
کیا ہوا ہے آپ کیوں ایسے بیٹھے ہیں۔۔۔
کہاں گئی تھی تم اتنی صبح؟ اس نے غصے سے پوچھا۔۔
غصہ کم کیا کریں راہا کو بخار تھا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو اسے
دیکھنے گئی تھی میں۔۔ راعنین اس کے پاس بیٹھی۔۔

تمہیں کچھ محسوس ہوا اپنے وجود پر۔۔ راعنین نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

نہیں تو مجھے تو کچھ محسوس نہیں ہوا۔۔

پاؤں پر کچھ محسوس ہوا ہو! راعنین نے اپنے پاؤں میں دیکھا جہاں پائل تھی تو رات تک کوئی پائل نہیں پہنی ہوئی تھی۔۔

یہ کیسے آئی میرے پاؤں میں؟ وہ حیرت سے پائل کو دیکھنے لگی۔۔

رات کو جب تم سوئی ہوئی تھی نا جن آیا تمہارے پاؤں پر پائل پہنائی اور چلا گیا۔۔ اس کی بات سن کر وہ مسکرائی اور اس کے کندھے پر سر ٹکایا۔۔۔

جن نے جھک کر میرے پاؤں پر پائل پہنائی تھی۔۔۔ راعنین نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تو یاور نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

پھر تو جن بڑا پیارا ہے۔۔ یاور نے اس کا چہرہ سامنے کر کے اس کے ٹھوڑی پر لب رکھتے اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کیا۔۔

یاور!

جی نین! اس کے اس قدر ہی پیار پر بلانے سے وہ خود کو سرخ ہونے سے نہ روک پائی۔۔ اس سے پہلے وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ کہتے ہیں گل نور رونے لگی تھی۔۔

میری بیٹی! یاور را عنین سے دور ہوا اور اپنی بیٹی کو گود میں اٹھائے سے ہلانے لگا وہ حیرت سے اس شخص کو دیکھنے لگی جسے دیکھ کر وہ کبھی سوچتی تھی کہ یہ اپنی بیوی کو عزت نہیں دے پایا تو اپنی بیٹی کو کیسے محبت، پیار، عزت دے گا جب کہ اسے اپنی بیٹی سے بے انتہا پیار کرتے دیکھ وہ سکتے میں چلی جاتی تھی۔۔۔

میری جان، میری شہزادی روتے نہیں! یاور کے جیسے سانس سوکھ گئے تھے اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہ اسے اٹھائے کمرے میں چکر لگانے لگا اور را عنین سکون سے بیڈ پر بیٹھے ان دونوں کو دیکھنے لگی اس کی زندگی کا حسین ترین منظر تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روشنی چہرے پر پڑنے کی وجہ سے وریام کی آنکھ کھلی نظر اپنے سینے پر سر رکھی سوئی ہوئی سونیا پر گئی جو گہری نیند میں تھی اور اس کی شرٹ میں مبلوس تھی۔۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کے سامنے کیا تاکہ روشنی اس کی آنکھوں میں نہ آئے، اس کی نیند خراب نہ ہو۔۔ وہ گہری نظروں سے سونیا کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جیسے شرمائی سی اور گھبرائی سی اس کے قریب تھی۔۔

سونی! وریام نے اس کی پیشانی پر لب رکھے اس کا سر تکیے پر منتقل کرنے لگا سونیا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

میرے خیال سے تم چاہتی ہو آج ولیمہ نہ ہو۔۔۔ وریام نے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے ہاتھ سفر کرتے ہوئے اس کی شہ رگ تک گیا تھا۔۔ گرمی سے اسے تکیے پر منتقل کیا لحاف سیٹ کرتے بیڈ سے اٹھا پردے کو ٹھیک کیا کپڑے پکڑ کر فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔ فریش ہو کر باہر آیا۔۔ سونیا مست ہو کر سوئی ہوئی تھی جیسے اپنے ارد گرد کی کوئی ہوش نہ تھی۔۔ وریام اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ اور جھکتے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے اس کی آنکھوں اور تیکھے نقش کو دیکھنے لگا۔۔ بال گیلے ہونے کی وجہ سے پانی کی بوندیں سونیا کے چہرے پر گر رہی تھی۔۔۔ جیسے ہی بوند اس کی آنکھ میں گری تھی سونیا نے

آنکھیں کھولی اسے اپنے بے انتہا قریب دیکھ کر اس کے چہرہ یکدم سرخ انار کی طرح ہو گیا۔۔۔

کیا ہوا میری مغرور خانزادی! وریام نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے۔۔ اور اپنے گیلے بال اس کے چہرے پر لگائے تھے سونیا نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

کیا کر رہے ہو؟

وہ کیا ہے نا میری بیوی بڑی سست ہے ہر کام میں، تو اس نے شاور تو لینا نہیں ہے سوچا اسے ایسے ہی گیلا کر دو۔۔ سونیا نے گھور کر اسے دیکھا جو مسکراتی اور بہکی نظریں اس پر ٹکائے اس کے قریب تھا۔۔

تم کچھ زیادہ ہی بول رہے ہو! سونیا نے اسے دور کرنے کی کوشش کی جب وریام نے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتے ہیں اسے اٹھا کر

بٹھاتے اپنے قریب کر کے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔ کچھ لمحے بعد پیچھے ہوتے اس کی آنکھوں پر مہر ثبت کی۔۔

میں تمہیں کچھ کہہ نہیں رہی تو تم زیادہ فری ہو رہے ہو میرے ساتھ۔۔

سونیا نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔۔

تمہارے ساتھ ہی تو فری ہونے کا حق ہے مجھے۔۔ وریام نے اسے سختی سے اپنے سینے سے لگایا سونیا نے آنکھیں موندی۔۔۔

وریام ایک بات پوچھو؟ سونیا نے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکاتے نظروں کا رخ اس کی طرف کیا تھا انداز سنجیدہ تھا۔۔۔

کوئی بات پوچھنے سے پہلے تمہیں میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلا جھجھک پوچھا کرو۔۔

اوکے میری بات کا سچ جواب دینا ہے۔۔ سونیا سیدھی ہو کر بیٹھی وریام بھی مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

شادی کے بعد عورت کا موٹا ہونا سمجھ آتا ہے لیکن مردوں کا پیٹ ایسے کیوں نکل آتا ہے جیسے تین چار بچے انہوں نے پیدا کیے۔۔ وریام نے آنکھیں بند کر کے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا اس قدر سنجیدہ ہو کر اس نے یہ سوال پوچھنا تھا۔۔

میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ تم موٹے ہوئے نا تو میں کھانا نہیں دیا کروں گی مجھے پریگننٹ شوہر نہیں چاہیے جسے دیکھ کر لگے کہ تین چار بچے یہ پیدا کر چکا ہے۔۔۔ سونیا کی بات سن کر اس نے حیرت سے ایک لمحے میں آنکھیں کھولتے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟

تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا مرد کیوں موٹے ہو جاتے ہیں۔۔۔

سونیا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

مجھ سے تو تم ایسے پوچھ رہی ہو جیسے میں چار شادیاں کر چکا ہوں مجھے ایکسپیرینس تو نہیں ہے اگر تم کہتی ہو تو تین شادیاں کر لیتا ہوں میں اور

۔۔۔۔

وریام خانزادہ اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور لڑکی کے بارے میں سوچنے کی بھی کوشش کی تمہاری جان لے لوں گی میں ۔۔جس چھری سے میں فروٹ کاٹتی ہوں نا اس چھری سے تمہارا گلا کاٹ دوں گی ۔۔

سونیا نے اسے گریبان سے پکڑتے اپنے پاس کیا۔۔

تمہیں کیوں فرق پڑ رہا !

وریام تم ٹین ایج لڑکوں والی باتیں کرنا بند کر دو۔۔ تم اچھی طرح جانتے ہو بیوی کو برداشت نہیں ہوتا کہ اس کا شوہر کسی اور عورت کے بارے میں سوچے یا کسی اور عورت کا ذکر اس کے سامنے کریں۔۔۔ سونیا نے

انتہائی سخت لہجے میں کہا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں انداز میں مزاح نہ تھا۔۔۔

ریلیکس! تمہیں لگتا ہے میں کسی اور لڑکی کی طرف دیکھوں گا جو چھ سال سے زیادہ تمہارے پیچھے خوار ہوتا رہا ہے ایسی جگہ پر رہا ہے جہاں ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت لڑکی تھی جب وہاں میرا دل مائل نہیں ہوا تو تمہیں لگتا ہے کسی لڑکی کی جانب مائل ہوگا۔۔۔وریام نے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا سونیا نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے ایک لمحہ اسے دیکھتے، اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

یاد رکھنا اس مغرور خانزادی کو پسند نہیں ہے کسی کا تمہاری طرف دیکھنا یا تمہارا کسی کے بارے میں سوچنا تک بھی نہیں۔۔تم میرے شوہر ہو مجھے بانٹنا پسند نہیں ہے۔۔سونیا نے پیچھے ہوتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے الفاظ ادا کیے تھے۔۔

یقین نہیں ہے مجھ پہ؟

یقین ہے لیکن برداشت نہیں ہے۔۔۔ سونیا نے نظر جھکالیں۔۔۔

پہلی صبح ہے ہم دونوں کی ایک ساتھ، تمہیں چاہیے محبت بھری باتیں کرو شوہر سے اور تم عجیب وترین باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔ وریام نے ٹھوڑی سے اس کا چہرہ تھامتے اوپر کی جانب کیا۔۔

مجھے تمہارا یوں اداس ہو کر نظریں جھکانا اچھا نہیں لگتا، تم اپنی مغروریت میں ہی مجھے سب سے زیادہ حسین لگتی ہو۔۔۔ سونیا نچلا لب سختی دانتوں میں دبا گئی یہاں تک کہ منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہو چکا تھا نہ جانے کیوں وہ بات بات پر سرخ ہونے لگی تھی۔۔۔

خیر تو ہے بات بات پر سرخ ہو رہی ہو آج۔۔ کہیں میرے قربت کا اثر تو نہیں ہے۔۔ سونیا نے کئی مکے اس کے سینے پر مارے۔۔۔

تم حد سے زیادہ بے شرم انسان ہو سونیا نے اس کی گردن پر دانت گاڑھے۔۔۔

اچھا جی شاباش جلدی سے شاور لے لو! وریام الماری کے پاس گیا اور اس کے لیے اپنی پسند کا ڈریس چوز کرنے لگا سونیا نے دائیں جانب پڑا سائیڈ ٹیبل کا نچلا دراز کھولا تاکہ سائیڈ پر پڑے وریام کی کفلینگ نیچے رکھیں جب اس کی نظر ویوو پر گئی۔۔۔ اس نے پکڑ کر سمیل کی تو وہی سمیل تھی جو اس سے پہلے وریام کے کمرے سے آتی تھی۔۔

یہ کیا ہے وریام؟ سونیا کی آواز سنتے وہ ڈریس پکڑ کر مڑا تھا اس کے ہاتھ میں شیشہ دیکھ کر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

یہ میرے دوست کا یہاں رہ گیا ہوا ہے تو وہ تب سے یہیں پر ہے۔۔ وریام نے جھوٹ بول دیا اس کا ارادہ نہیں تھا کم از کم ولیمے کے دن بیوی کی ناراضگی دیکھنے کا۔۔

کتنے جھوٹ بولو گے ؟ اگر تمہارے دوست کا ہوتا تو جہاں تک میں تمہیں جانتی ہوں تم یا تو پھینک چکے ہوتے یہاں اسے واپس کر دیا ہوتا۔۔۔

سونیا نے وہ بیڈ پر پھینکا تھا۔۔

سونی! میری بات سنو میں۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ سونیا اٹھی اور اس کے ہاتھ سے ڈریس پکڑ کر واش روم میں بند ہو گئے وریام نے ہاتھ کا مکا بنا کر اپنی پیشانی پر مارا۔۔ اور اوپر کی جانب دیکھا۔۔

یا اللہ آج کے دن ہی اسے پتہ چلنا ضروری کیا؟ وریام کمرے میں چکر کاٹتے اس کا انتظار کرنے لگا آدھے گھنٹے بعد میں وہ واش روم سے باہر آئی وریام نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ کر اپنے قریب کیا۔۔

سونی یار ناراض تو نہ ہو۔۔ وریام نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا تو سونیا نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

میں نے منع کیا تھا ناکہ تم دوبارہ اس جانب نہیں جاؤ گے لیکن تم باز نہیں آئے۔۔۔ تم اپنے اس دوست۔۔اس نے جملہ مکمل نہ کیا۔۔۔

یار سچی میں نے پینا چھوڑ دیا تھا پچھلے کچھ دنوں میں پیا کیونکہ خود کو تمہارے پاس آنے سے روکنا چاہتا تھا۔۔ لیکن نہیں پرومس اب نہیں پیوں گا۔۔انجانے میں وہ سچ اگل گیا سونیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے سے دیکھ رہی تھی یعنی کہ اس کی وہ سب باتیں جھوٹ تھی اس کا دوست نہیں وہ شیشہ پیتا تھا۔۔۔

وریام تم پیتے ہوں؟ وہ بے یقینی سے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

اب نہیں پیوں گا اور اس میں نشہ نہیں ہوتا جسٹ فلیور ہوتا ہے۔۔۔

نشہ ہو یا نہ ہو، اس کا شمار غلط چیزوں میں ہی ہوتا ہے۔۔۔ سونیا نے اپنی کمر سے اس کا ہاتھ ہٹایا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

سونی آئی پرومس یار آج کے بعد کبھی نہیں پیوں گا۔۔ وریام اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اسے حصار میں لینے لگا جب سونیا نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔۔

مجھے نہیں چاہیے تمہارے وعدے۔۔۔ سونیا کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے اسے نفرت تھی ان مردوں سے جو ایسے کام کرتے تھے اور اس کا شوہر ہی۔۔۔

تم جھوٹے نکلے! سونیا اپنے آنسو صاف کرتے بولی وریام نے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور سختی سے سینے سے لگایا وہ اسے دور کرنے کی مزاحمت کرتی رہی جبکہ وریام نے اسے نہ چھوڑا۔۔۔

وعدہ آج کے بعد کبھی پینا اور دیکھنا تو دور اس بارے میں سوچوں گا بھی نہیں میری مغرور خانزادی !وریام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔ میں نے تمہیں کئی بار منع کیا تھا کہ اس جانب مت جاؤ لیکن۔۔ سونیا نے اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹائے۔۔

سونی !وریام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔

پلیز وریام ابھی مجھ سے بات نہ کرو میں نہیں چاہتی کہ آج کے دن کا آغاز ہمارا تلخ الفاظ سے ہو۔۔ سونیا نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھی اور تیار ہونے لگی اسے برا لگا تھا بے انتہا برا لگا تھا کہ اس کے شوہر نے اس سے چھپایا جھوٹ بولا جب بھی اس نے پوچھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیدن اٹھا تو نمیرہ کمرے میں موجود نہیں تھی شیر طیان اس کے اوپر مزے سے سویا ہوا تھا۔۔ آئیدن نے اسے بیڈ پر لٹایا جیسے ہی بیڈ سے اترا شیر طیان اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

بابا مجھے سونا! وہ آنکھیں مسلتے بولا۔۔

تو سو جاؤ بیٹا! آئیدن نے پیار سے کہا۔۔ بدلے میں اس نے گھورا، آئیدن مسکرایا۔۔ جب وہ اپنے ماں باپ کے پاس سوتا تھا تو اسے اپنے باپ کے اوپر لیٹے بغیر نیند نہیں آتی تھی۔۔

تم بڑے ہو رہے ہو تمہارا وزن بہت زیادہ ہو گیا ہے پوری رات میرے اوپر چڑھ کے سوئے رہے ہو۔۔ آئیدن بیڈ پر بیٹھا تو وہ جھٹ سے اپنے بابا کی گود میں بیٹھا۔۔

مورے کہتی ہیں ابھی میں چھوٹا ہوں۔۔ طیان نے اپنے بابا کے سینے پر سر رکھا۔۔

لیکن تمہارا سچی میں وزن بہت ہے طیان یہ دیکھو۔۔ آئیدن نے اپنی شرٹ اوپر کر کے دکھائی اس کا سینہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

یہ میرے لیٹنے کی وجہ سے ہوا۔۔۔

جی بالکل، یہ آپ کے لیٹنے کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ آئیدن نے اس کے دونوں رخسار شدت سے چومے تھے جب نمیرا کمرے میں داخل ہوئی۔۔

آپ دونوں باپ بیٹے کی نیند پوری ہو گئی۔۔ بیڈ کے پاس گئی اور کمبل کو تہہ لگانے لگی۔۔

نہیں ابھی سونا تھا لیکن بابا اٹھ گئے۔۔

ویسے طیان بیٹا میرا ابھی دل کر رہا ہے سو جاؤ۔۔۔ دونوں کی باتیں سن کر وہ ہنسنے لگی۔۔۔

فضول میں مجھے تنگ نہ کرے اور دونوں اٹھ کر فریش ہو جائے۔۔

چلو آج بابا اور بابا کا بیٹا اکٹھے فریش ہوتے ہیں۔۔ آئیدن اسے بازو میں اٹھا کر واش روم میں لے کر گیا اس کی شرٹ اتاری تو وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ دیا جیسے اسے شرم آ رہی تھی۔۔

باپ سے شرما رہے ہو آئیدن نے اسے گدگدی کی تو وہ ہنسنے لگا۔۔

آپ نے تو کہا تھا شرٹ لیس کسی کے سامنے نہیں جاتے بری بات ہوتی ہے۔۔

بیٹا ہاں بالکل نہیں جاتے کسی کے سامنے لیکن میں تمہارا باپ ہوں۔۔

آئیدن نے اسے پھر سے بازو میں اٹھایا تو شرارتی نظروں سے اپنے بابا کو دیکھنے لگا۔۔

اچھا جی! اس کے کہنے کی دیر تھی آئیدن کا قہقہہ واش روم میں گونجا۔۔۔

چلو شاباش چپ کر کے نہاؤ۔۔ آئیدن نے اسے نہلایا اور ٹاول میں لپیٹ کر باہر لایا اور نمیرا کی گود میں بٹھا دیا۔۔

اسے تیار کرو میں شاور لے کر آتا ہوں۔۔۔

آپ کو دیکھ کر لگ تو ایسا رہا ہے جیسے آپ نے اسے کم اور خود کو زیادہ نہلایا ہے۔۔ ائیدن نے اپنے کپڑوں کو دیکھا جو آدھے سے زیادہ بھیگ چکے تھے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنے بیٹے کو گھور کر وہ واش روم میں چلا گیا۔۔

چلو شاباش میں آپ کو کپڑے پہناؤں۔۔

مورے میں بڑا ہو گیا ہوں میں اپنے کپڑے بدل لوں گا اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔

مورے گندی بات ہوتی ہے کسی کو بغیر کپڑوں کے نہیں دیکھتے میں کپڑے بدل لوں گا۔۔ نمیرہ نے نے مشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا۔۔

یہ تو اچھی بات ہے کہ میرا بیٹا خود ہی کپڑے تبدیل کر لے گا۔۔ نمیرہ اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کرتی اٹھے اور الماری سے کپڑے نکال کر اسے پکڑائے۔۔۔

آپ باہر جاؤ مجھے شرم آرہی ہے میں اپ کے سامنے نہیں چینج کروں گا۔۔ نمیرہ نے گہرا سانس بھرا اور کمرے سے باہر چلی گئی پانچ منٹ بعد واپس آئی تو وہ کپڑے تبدیل کر کے اپنے بالوں کو کنگھی کر رہا تھا۔۔

طیان آپ نے بال بنانا کس سے سیکھا ہے؟

مجھے بابا جانی نے سکھایا ہے بابا جانی کہتے ہیں اب تم بڑے ہو گئے ہو اپنے کپڑے خود چینج کیا کرو اور اپنے بال بھی خود بنایا کرو۔۔ نمیرہ نے مسکرائی جہاں اس کا بیٹا حد سے زیادہ شرارتی تھا وہیں پر اس کی بابا اور بابا جانی نے مل کر اسے ہر چیز سکھائی تھی۔۔

آئیدن شرٹ لیس کمرے سے باہر آیا تو شیر طیان نے لبوں پڑ سختی سے ہاتھ رکھ کر حیرت سے اپنے بابا کو دیکھا۔۔

بابا گندی بات ایسے شرٹ لیس نہیں کسی کے سامنے آتے۔۔اس نے ٹاول پکڑ کر ہاتھ اوپر کی جانب کرتے ہیں اپنے بابا کے سینے کو چھپانا چاہا تھا۔۔ نمیرہ ہنسنے لگی تھی۔۔

میں کون سا بھیر میں شرٹ لیس کھڑا ہوں اپنی بیوی اور بچے کے سامنے ہی ہوں۔۔ آئیدن نے تاسف سے سر ہلایا۔۔

بابا بری بات ہوتی ہے اس طرح شرٹ لیس کسی کے سامنے نہیں آتے۔۔

اچھا جی نہیں آتا پہننے لگا ہوں شرٹ! آئیدن نے پیشانی پر ہاتھ مارا اور بیڈ پر پڑی اتنی شرٹ پہنی۔۔

بہت اچھا کیا ہے میرے بیٹے نے واقعی شرٹ لیس نہیں آنا چاہیے کسی کے سامنے بھی۔۔ نمیرہ شرارت سے آئیدن کو دیکھتے ہیں بولی تھی بدلے میں اس نے آنکھیں چھوٹی کی جیسے کہنا چاہ رہا تھا تمہیں بتاتا ہوں میں کس کے سامنے شرٹ لیس نہیں آنا چاہیے۔۔۔

بابا میں اپنے بابا جانی کے پاس جا رہا ہوں آپ آئندہ شرٹ لیس باہر نہیں آؤ گے بائے مورے دونوں کو ہاتھ ہلا کر بائے کرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ جب آئیدن نمیرہ کی طرف بڑھا تھا۔۔

کیا بول رہی تھی میرے بیٹے نے بہت اچھا کام کیا۔۔ نمیرہ پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگی تو وہ مزید قریب ہوا جب پیچھے دیوار کے ساتھ نمیرہ جا لگی اس نے آنکھیں بند کر لی۔۔

انکھیں کیوں بند کر رہی ہو دیکھو میری طرف۔۔ آئیدن نے دیوار پر دونوں جانب ہاتھ رکھتے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے۔۔

نہ تنگ کرے میں بہت تھک چکی ہوں صبح صبح اٹھ کر کام کر کے۔۔

تو کس نے کہا تھا کام کرو حویلی ملازمین نہیں ہے کیا اپنی حالت پر بھی تھوڑا غور کر لو۔۔ آئیدن کو یکدم غصہ آیا۔۔

آئیدن کچھ معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں جو گھر کی عورتوں کو دیکھنے پڑتے ہیں وہ ملازمین پر تو نہیں چھوڑ سکتے اور ویسے بھی بڑی میں ہوں تو معاملات بھی تو مجھے دیکھنے ہیں طرسم رشتے میں بڑی ہے لیکن وہ ابھی عمر میں بڑی نہیں ہے۔ وہ محض 17 سال کی ہے۔۔ اتنی ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتی اور نہ ہی ہم ابھی اس پر اتنی ذمہ داریاں ڈالنا چاہتے ہیں۔۔ اس کے دو بچے بھی ہیں اس نے انہیں بھی سنبھالنا ہوتا ہے۔۔ نمیرہ نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔ آئیدن نے آنکھیں بند کر دیں کھولتے گہرا سانس۔۔

اکیلی کام کر رہی تھی؟

بالکل نہیں علینا بھابھی میرے ساتھ کام کروا رہی تھی پھر مورے ، ممانی ، بڑی ممانی سب میرے ساتھ لگی ہوئی تھی کام کرنے ! نمیرہ نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا نہ جانے اسے آج کیا ہو گیا تھا ۔ ۔

اتنا کام نہ کرو ریسٹ کیا کرو ۔ ۔ آئیدن نے اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اسے اپنے ساتھ لگایا اس کا موبائل رنگ ہوا ہیڈ آفس سے کال آ رہی تھی ۔ ۔

کال اٹھائی تو سامنے سے کہا گیا کہ ضروری کام ہے جلدی سے آجاؤ ۔ ۔ ۔

میں جا رہا ہوں ۔ ۔

کہاں ؟

ہائیڈ آفس سے کال آئی ہے ضروری کام ہے کچھ گھنٹے تک واپس آجاؤں گا۔۔ آئیدن نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے سہلاتے کمرے سے نکل گیا۔۔ نمیرہ کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبا اٹھی شہریار اوندے منہ سویا ہوا تھا۔۔ آنکھیں مسلتے ہوئے بیڈ سے اتری آنکھیں کھل نہیں رہی تھی نیند بے انتہا آئی تھی لیکن زیادہ دیر سو نہیں سکتی تھی۔۔ الماری کھول کر اپنا ڈریس پکڑتے فریش ہونے کے لیے چلی گئی فریش ہو کر باہر آئی تو وہ ابھی بھی گہری نیند سویا ہوا تھا اس کے پاس بیٹھتے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اسے جھنجھوڑا۔۔۔

شہریار اٹھے! جبا نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔

جبا سونے دو! وہ چہرے تک کمبل تان کر لیٹ گیا۔۔

شہریار اٹھ جائیں تھوڑی دیر تک آپی یا پھر مورے (فاریہ خانم) ناشتہ لے کر کمرے میں آجائیں گی۔۔ اور آپ ابھی تک سوئے ہیں۔۔ حبا نے اسے پھر سے جھنجوڑا تو وہ دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گیا۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا آپ نیند کے اتنے برے ہیں۔۔ حبا اٹھ کر دوسری سائیڈ پر جا کر بیٹھی اور اس کے چہرے سے کمبل اتارا۔۔

اٹھ جائیں شیری! حبا نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جبکہ آخری لفظ سن کر شہریار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے اوپر گرایا۔۔

شیری! بولتے ہوئے اس کے چہرے پر آئے گیلے بال کان کے پیچھے کیے حبا نے نظروں کا زاویہ تبدیل کیا ویسے اسے نیند آئی تھی اور جیسے ہی اس نے پیار سے پکارا ساری نیند اس کی جیسے اڑ گئی۔۔

اٹھ جائیں نہ !

یار تھوڑی دیر سونے دو۔ دو دن سے میں ٹھیک سے سویا نہیں اور مہندی کی رات تو ہادی خبیث انسان نے مجھے سونے نہیں دیا تھا۔۔

اس نے سونے نہیں دیا تھا یا آپ کو آگ لگی تھی ادھی رات کو مجھ سے ملاقات کرنے کی تین بجے تو آپ مجھ سے ملنے آئے تھے سونا آپ نے خاک تھا۔۔ اور جتنی آپ نے نیند لی ہے نا اتنی ہی نیند میں نے لی ہے کوئی زیادہ نہیں میں سوئی۔۔ جانے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔۔

عجیب بیوی ہو شوہر کو پیار سے اٹھانے کی بجائے تم مجھے تھپڑ مار رہی ہوں۔۔

کیونکہ شوہر اٹھ نہیں رہا نا اس لیے۔۔ جانے اس کے اوپر سے لحاف پیچھے کرنے کی کوشش کی تو شہریار نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کے اپنی کمر کے نیچے رکھ کے اوپر وزن ڈال کر اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔۔

شہریار میرے ہاتھ! جانے غصے سے اسے دیکھا۔۔

مجھے سونے دو گی پھر میں ہاتھ چھوڑوں گا۔۔ شہریار کو انتہا کی نیند آ رہی تھی۔۔ جانے اس کے سینے پر سر رکھا۔۔

نیند آ رہی ہے نا تو سو جاؤ یار ولیمہ تو ابھی چار سے پانچ گھنٹے بعد ہے۔۔

شہریار نے اسے مزید خود کے قریب کیا۔۔ جا اس کے سینے پر وزن ڈالتی اٹھی۔۔

شہریار اٹھ جائیں، مورے کیا سوچیں گی جا اٹھ کر بیٹھی تو شہریار پھر سے سر تک کمبل تان گیا جانے اس کا کمبل کھینچ کر دو پھینکا۔۔۔

سونے دو مجھے کچھ نہیں کہیں گی۔۔ اس کی آواز ہلکی سی بلند ہوئی تھی جیسے ہی اسے اندازہ ہوا وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا جا کو دیکھا جو نظر جھکا گئی۔۔

جا یار میں نیند کا بہت برا ہوں۔۔ شہریار اس کے کندھے پر سر رکھ گیا۔۔

جانے ناراضگی سے دیکھا۔۔

اٹھ جائیں! حبا بیڈ سے اٹھتی تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی ہوئی شہریار نے گہرا سانس بھرا اور اٹھ کر فریش ہونے کے لیے چلا گیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بالوں کو کنگی کی، لپسٹک لگائی اور ہلکا سا بلشن لگا لیا۔۔ تب تک شہریار بھی شاور لے کر باہر آچکا تھا۔۔

آہاں بیوی خیر تو ہے شوہر پر بجلیاں گرانے کا ارادہ ہے۔۔ شہریار نے اسے کھڑے کرتے اپنی طرف کیا اور ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیا۔۔

کیا میں تیار نہیں ہو سکتی؟

پہلے تو نہیں ہوتی تھی شہریار نے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر رکھے۔۔

کیونکہ پہلے رخصتی نہیں ہوئی تھی اب رخصتی ہوئی ہے تو۔۔۔ وہ شرما کر بھاری پلکوں کی جھالر گرا گئی۔۔

تو کیا؟ شہریار سننا چاہتا تھا۔۔

تو میں اپنے شوہر کے لیے تیار ہوا کروں گی۔۔ حبا شرما کر کہتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں محبت تھی۔۔

مجھے ہر روز تم تیار چاہیے میں جب گھر آؤ، سستی کی ماری مجھے تم بیٹھی نہ نظر آؤ بلکہ خوش تیار ہوئی نظر آؤ۔۔ شہریار نے اس کے دونوں رخسار کھینچے اور اپنے بالوں کو کنگھی کی۔۔۔ حبا مہو ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

شہریار کا موبائل رنگ ہوا دیکھا تو ہیڈ آفس سے کال تھی۔۔ اس نے کال پک کی۔۔۔

جی سر !

شہریار امپورٹنٹ کام ہے جلدی آئے۔۔ اس نے مزید چند باتیں شہریار سے کہیں۔۔ شہریار کو مجبوراً ہاں کہنا پڑا۔۔

کیا ہوا؟

کچھ نہیں میں جارہا ہو کام پر ولیمے سے پہلے واپس آجاؤگا۔۔شہریار کی بات پر حبا کا منہ بن گیا۔۔

آپ نے تو چھٹیاں لی تھی نہ!

ہاں لی تھی لیکن ضروری کام ہے.جس کی وجہ سے جانا پر رہا ہے۔۔

نوکری بھی ایسی ہے کہ میں منع نہیں کر سکتا۔۔شہریار نے اس کندھوں سے تھاما۔۔

یہ تو غلط ہے نہ!حبا نہیں چاہتی تھی وہ جائے۔۔

ریلیکس ہوجاؤ، جلد آجاؤگا۔۔اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر وہ کمرے سے چلا گیا۔۔۔آئیدن پورچ میں کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔وہ دونوں حویلی سے نکل گئے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب نے ناشتہ کرلیا تھا کرلیا تھا۔۔ حبا نے سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کیونکہ شہریار گھر موجود نہیں تھا اور اب سب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

حبا، سونیا، راہا بیٹا تم تینوں نے رسمیں ابھی کرنی ہے یا پھر ولیمے کے بعد جب واپس گھر آئیں گے تب کرنی ہے۔۔

مورے ولیمے کی بعد کریں گے۔۔ راہا کی طبیعت ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئی تھی اسے تھکاوٹ ابھی بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔ حبا اور سونیا نے ہاں میں سر ہلایا جو بھی رسمیں تھی وہ ولیمے کی بات کر لیتی۔۔

عورتیں سبھی آپس میں گفتگو کر رہی تھی جب مرد حضرات حویلی میں داخل ہوئے۔ آئیدن اور شہریار بھی کام سے واپس آ گئے تھے۔۔ حبا کا چہرا کھل اٹھا۔۔ وہ سب ان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھے۔۔

چغلیاں ہو رہی تھی شوہروں کی؟ سب مرد یہ زبان بول کر ایک سائیڈ پر بیٹھے تھے جبکہ عورتیں دوسری سائیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

ہاں بالکل ہمارے پاس ایک یہی تو کام رہ گیا ہے شوہر کی برائیاں کرنا۔۔۔۔ بدلے میں وہ سب بھی یک زبان بولی تھی۔۔

چاچو یعنی اچھی خاصی برائیاں ہوئی ہے ہادی نے آنکھ سے دباتے سردار سے کہا راہانے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑا تھا۔۔

برائیاں بھی ان کی ہوتی ہیں جن کے جیسا کوئی موجود نہ ہو۔۔ یعقوب کی بات پر قندیل نے سر تا پاؤں تک اسے دیکھا۔۔

بلکل ہم جیسا کوئی کہاں؟ وریام نے اپنا کالر درست کیا۔۔۔

بالکل آپ جیسے نمونے کہاں؟ سونیا کے لفظوں نے وریام کی بولتی بند کروادی۔۔۔

یعقوب شاہ واحد ہے اس جیسا کوئی نہیں۔۔ قندیل کو ہنوز خود کی جانب گھورتے پا کر وہ بولا تھا۔۔

بلکل جیسے وہ بیوی کے پاؤں دباتا ہے کوئی نہیں دبا سکتا

He is expert

اس کی بات سن کر سب مردوں نے خود کو ہنسنے سے روکا اور عورتوں کا ہنس ہنس کر برا حال ہوا تھا۔۔۔ طرسم نے اپنے شوہر کو غور سے دیکھا جو میسنوں کی طرح ہنس رہا تھا۔۔۔ دالہام نے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا اس نے انکھیں گھمائی۔۔۔

سردار کے سامنے کسی کی آج تک نہیں چلی اور نہ کوئی چلا سکتا ہے۔۔۔

سردار صاحب رات کو بچوں کو سلانا ہے اور ڈائمپر یاد سے چینج کیجیے گا۔

طرسم کی بات پر سب عورتوں نظروں کا رخ سردار کی طرف ہوا تھا وہ اس کی اچھی خاصی بولتی بند کرتی تھی۔۔

یاور مرزا جھکتا نہیں ہے۔۔ یاور نے بولنا ضروری سمجھا کیونکہ مردوں کی بے عزتی ہو رہی تھی۔۔

میرے پاؤں پر جھک کر پائل کس نے پہنائی تھی۔۔ وہ کیسے پیچھے رہ جاتی وہ سب بھرپور کوشش کر رہے تھے عورتوں کا منہ بند کروانے جبکہ وہ یہ بھول گئے تھے انہیں چپ کروانا ناممکنات میں سے ایک ہے۔۔۔

ہادی خانزادہ تو معصوم ہے۔۔ ہادی کی بات پر جہاں عورتوں کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلی تھی وہیں مردوں نے بھی سر تا پاؤں تک گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔

جی بلکل میرے شوہر بہت معصوم ہے، رخصتی سے پہلے بابا بن گئے۔۔۔ ہادی کا منہ کھلا تھا اس کی بات سن کر اسے دوسروں سے تو اس طنز کی امید تھی لیکن اپنی بیوی سے نہیں تھی۔۔

بیٹا ستھری ہوئی ہے۔۔ صارم نے اس کے کان کے قریب ہو کر ہلکی آواز میں کہا۔۔

کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وریام خان کو مارے۔۔ وریام نے سونیا نے طرف دیکھا جو روٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے لگا وہ نہیں بولے گی۔۔ لیکن جب وہ بولی وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

"کل کسی نے تین مکے کھائے ہیں مجھ سے"

آئیدن اور شہریار نے اپنی اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور خاموش رہنا بہتر سمجھا۔۔۔

آئیدن خاموش بیٹھے رہو سب انہیں اپنی عزت کا فالودہ بنوایا ہے ہمارا چپ رہنا بہتر ہے۔۔۔ آئیدن نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

سب ریڈی ہو چکے تھے اور ہال کے لیے نکل گئے تھے۔۔۔ ہال میں بے حد خوبصورت لائٹنگ تھی۔۔ سب ان تین کپلز کا ویٹ کر رہے تھے۔۔ سب سے پہلے ہادی راہا کا ہاتھ پکڑے آیا دونوں طرف سے آتش بازی کی۔۔ راہا نے مضبوطی سے ہادی کا ہاتھ تھاما۔۔ راہا نے گرے رنگ کی میکسی پہنی تھی جس پر سلور کلر کا کام ہوا تھا پوری میکسی پر موتیوں کا کام ہوا تھا۔۔ میکسی میں تھوڑی سی بھی جگہ خالی نہ تھی۔۔ بازو پر محض گرے موتی تھی، آستیں سے اوپر تھوڑی سی جگہ خالی تھی۔۔۔ ہادی گرے رنگ کے تھری پیس میں مبلوس اس کا ہاتھ تھامے چل رہا تھا۔۔

اسے اپنے ساتھ لیے وہ سٹیج پر گیا اور اس کے بیٹھنے کے بعد بیٹھا۔۔

حبا اور شہریار نے ڈل سکائی کلر کا ڈریس پہنا تھا۔۔ حبا کے ڈریس پر بھی سلور کڑھائی ہوئی تھی۔۔ جو انتہائی پر کشش لگ رہا تھا۔۔ شہریار نے ہم رنگ پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا، ٹائی سفید رنگ تھی۔۔۔ وہ حبا کو لیے سٹیج پر بیٹھا اب وریام اور سونیا کی باری تھی۔۔۔

وریام نے سونیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بازو پر زبردستی رکھا وہ ابھی تک ناراض تھی۔۔ سونیا نے گہرا سانس بھرتے اس کا بازو تھاما۔۔ آتش بازی پھر سے کی گئی تھی۔۔ سونیا سٹیج پر بیٹھی تو وہ وریام کا ہاتھ چھوڑنے لگی اس نے سختی سے اس کا ہاتھ اپنے اپنی کہنی سے دبایا۔۔ سونیا نے لیونڈر کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔ اس پر بھی سلور ہی کڑھائی تھی اس کے بازو اور دامن زیادہ بھرا ہوا تھا کڑھائی سے۔۔۔

کتنی دیر ناراضگی رکھو گی میری جان! وریام نے ہلکی سی آواز میں کہا تو سونیا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

تم جا کر شیشہ پیو !

ایم سوری میری سونی تم کہتی ہو تو سب کے سامنے معافی مانگنے کو تیار ہوں۔۔ وریام نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

معصوم چہرا بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ سونیا نے آنکھیں گھمائی۔۔

سوری۔۔۔ وریام اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں کے پاس کرنے لگا سونیذ نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچا ارد گرد دیکھا اور دل میں شکر ادا کیا کسی کی نظر ان پر نہیں گئی تھی۔۔

کیا کر رہے ہو تم ؟ سرگوشی نما آواز میں بولی۔۔

مان جاؤ نا ! وریام نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے سہلایا۔۔۔

میری مغرور خانزادی اتنی خفگی اچھی بات نہیں !

تم نے بھی مجھ سے جھوٹ بولا ! سونیا نے نظریں جھکائی۔۔

تم سے وعدہ بھی تو کیا ہے ائندہ کبھی اس غلط کام کی طرف نہیں جاؤں گا۔۔ وریام ارد گرد دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

حویلی جا کر اس بارے میں بات کریں گے ابھی خاموش ہو جاؤ۔۔۔

وریام نے ٹھنڈے آہ بھری دوسری جانب اگر ہادی اور راہا کو دیکھا جائے خاموش بیٹھے تھے راہا نہ جانے کن سوچوں میں گم تھی اور ہادی اسے دیکھنے میں مہو تھا۔۔

ویسے مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا! راہا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔

ایسے کا دیکھ رہی ہو میں ہمارے بچے کی بات کر رہا ہوں کہ اس کے آنے کا مجھے انتظار بہت شدت سے ہے۔۔ راہا نے شکی نظروں سے اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلاتے دوسری جانب رخ کیا۔۔

ویسے تم کیا سمجھی تھی؟ ہادی نے معنی خیزی سے پوچھا۔۔

میں نے کیا سمجھنا ہے میں تو کچھ بھی نہیں سمجھی! راہا ٹھنڈ میں بھی پسینے سے بھیگ گئی تھی۔۔

میری بیوی کچھ تو سمجھی ہے۔۔

ہاں ایک چیز سمجھ آئی ہے کہ میرا شوہر بہت بے شرم ہے۔۔ راہا نے اس کے تھائی پر چٹکی کاٹی تھی۔۔

مجھے بھی ایک چیز سمجھ آئی ہے؟

کیا؟ راہا نے اشارہ کیا کہ بولو۔۔۔

میں تو بے شرم ہوں لیکن میری بیوی کو میری ہر بے شرموں والی بات سمجھ آجاتی ہے۔۔ ایسا ہی ہے نا جانِ ہادی! راہا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ کھسک کر دور ہونے لگی جب ہادی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے پاس کیا۔۔

دور نہیں جانا! راہا نے خود کو کنٹرول کیا اسے روکنے سے کیونکہ اگر وہ روکتی تو وہ مزید شرارتیں کرتا جو اس کا معمول تھا۔۔

جانے شہریار کو دیکھا جو موبائل کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔۔ ایک رات اور دن میں ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا شوہر ایک انتہائی بگڑا ہوا انسان ہے نیند کا بے حد برا، ہر وقت موبائل کے ساتھ چپکے رہنا، بیوی کی تو جیسے ہوش ہی نہیں تھی۔۔

شہریار میرے خیال سے آپ کی ایک عدد بیوی اپ کے پاس بیٹھی ہے۔۔ شہریار اس کے طنز کو سمجھتے، موبائل بند کر کے جیب میں ڈالتے اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔

ایک ضروری کام تھا وہ دیکھ رہا تھا۔

میرا خیال سے آج ہمارا ولیمہ ہے اور سب سے زیادہ ضروری یہی ہے۔۔اس کے چہرے پر خفگی واضح ہو رہی تھی شہریار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

یہاں پر ناراض مت ہو کیونکہ اگر میں یہاں پر منانے لگا تو پھر تم نے کہنا ہے بے شرم شوہر ہے میرا۔۔حبا کا دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے واقع ہی اس کا شوہر بے انتہا بے شرم تھا۔۔۔

باقی سب مہمانوں کو دیکھنے میں مصروف تھے طرسم سٹیج پر آئی اس نے بلیک کلر کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔۔ساتھ ہم رنگ حجاب اور نقاب کیا ہوا تھا۔۔غازیان اس کی گود میں تھا اور بیٹی سردار کے پاس۔۔

تھوڑا سا اپنی بیویوں سے دور ہو کر بیٹھیں کہیں بھاگی نہیں جا رہی۔۔

طرسم نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہیں ان تینوں سے کہا تو تینوں کو یک

دم کھانسی کا دورہ پڑا تھا وہیں تینوں لڑکیوں کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

چچی، بھابھی، حبا آپ تینوں کو انتہا کے بے صبرے شوہر ملے ہیں۔۔

طرسم راہا کے ساتھ بیٹھی اس کے دوسری جانب سونیا بیٹھی ہوئی تھی۔۔

تمہیں شرم نہیں آرہی اپنے بھائیوں اور چاچو کو بے صبرا کہتے ہوئے۔۔ ہادی نے اس کی گردن پر ہلکی سی چپت لگائی۔۔

مجھے کیوں شرم آئے گی جب ہے ہی بے صبرے سب۔۔۔

ہادی رہنے دو ستھری ہو گئی ہے۔۔ شہریار نے اسے چپ کروانا چاہا۔۔۔

تمہارے شوہر سے کم ہی بے صبرا ہو میں۔۔ جتنا سفر میں نے کیا ہے میں جانتا ہوں۔۔

جی نہیں میرے شوہر آپ کی طرح نہیں ہے وہ تو بہت پیارے ہیں!
میرے معصوم سے شوہر۔۔۔اس کے معصوم کہنے پر شہریار ہادی
وریام تینوں نے آنکھیں پھاڑے منہ کھولنے سے دیکھا کچھ زیادہ ہی
معصوم تھا وہ۔۔۔

اچھی طرح جانتے ہیں جتنا تمہارا شوہر معصوم ہے نا ہمیں پتہ ہے۔۔وہ
تینوں یک زبان بولے۔۔آئیدن سٹیج پر آیا۔۔اور شہریار کے ساتھ
بیٹھا۔۔

کیسا فیل ہو رہا ہے؟ آئیدن نے اس کی کمر پر چٹکی کاٹی تو شہریار کے لبوں
پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

خبیث انسان تمہیں سٹیج پر یہ پوچھنا یاد آیا ہے۔۔

صبح ہم ڈیوٹی پر چلے گئے تھے کچھ پریشانی تھی بعد میں وقت ہی نہیں ملا ابھی وقت ملا ہے تو پوچھ رہا ہوں سب ٹھیک ہے نا؟ شہریار نے اس کی کمر پر مکا مارا۔۔

جیسے تو شادی کے بعد ٹھیک تھا نا میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ ان دونوں نے مشکل اپنی ہنسی پر قابو کیا تھا۔۔

جو کچھ مجھے شادی کے بعد رہنا پڑا ہے وہ کبھی کسی کو نہ سہنا پڑے۔۔

آئیدن نے گہرا سانس بھرا۔۔

سردار، صارم سٹیج پر آئے، ان دونوں نے بلیک کلر کا پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔ سب لڑکیوں نے ہی بلیک ساڑھی اور لڑکوں نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔ آئیدن کھڑا ہوا اور اپنی جیب سے پیسے نکال کر اپنے دوست کے سر سے وارتے اس نے اوپر کو اچھالے تھے۔۔

صارم نے وریام سونیا اور سردار نے ہادی اور راہا کہ سر سے پیسے

وارتے اوپر کی جانب اچھالیں۔۔باقی سب مرد بھی سٹیج پر آئے عورتیں بھی ان کے ساتھ تھی۔۔۔

میرے دوست پر سب قربان !شہریار آئیدن کے گلے لگا۔۔

سردار نے طرسم کو دیکھا جس نے غازیان کو اپنے کندھے کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔۔وہ شاید سوچکا تھا عائسل بھی سوچکی تھی۔۔

نمیرہ آئیدن کے پاس گئی۔۔

آئیدن فنکشن کب تک ختم ہوگا؟ وہ اس کا ہاتھ پکڑے پوچھ رہی تھی۔۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟

ہاں طبیعت ٹھیک ہے بس بہت زیادہ تھک گئی ہوا شادی پر مزہ تو بہت آتا ہے لیکن تھکاوٹ بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔۔نمیرہ چونکہ صبح سے کام کررہی تھی وہ بہت زیادہ تھک چکی تھی۔۔

بس ایک گھنٹہ مزید اس کے بعد سب نے حویلی روانہ ہوجانا ہے۔۔۔

الطاف ابھی بچوں کو لے کر تم نے گھر نہیں جانا، حویلی جانا ہے رسمیں ہے اور کل ولیمہ ہے وہ اٹینڈ کرنے کے بعد تم اپنی بہو اور بیٹے کو گھر لے جانا۔۔

جی ٹھیک ہے آپ کی بات کوئی ٹال سکتا ہے۔۔ ویسے بھی مجھے یہ میرا بیٹا نہیں لگتا یہ آپ سب کا ہی ہے۔۔ الطاف خان ہنستے ہوئے بولے تھے۔۔۔

البتہ یہ میری بیٹی ہے بیٹا آپ کا ہی ہے۔۔۔ الطاف خان نے جا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

اگر میں ان کا بیٹا ہو تو کیا ضرورت ہے گھر جانے کی میں اپنی بیوی کو لے کر یہیں پر رہ جاتا ہوں۔۔ وہ اپنے باپ کو تنگ کرنے لگا۔۔

تم نے رہنا ہے یہاں پر رہو میں اپنی بیٹی کو لے کر چلا جاؤں گا۔۔ الطاف خان نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔۔ وہ جانتے تھے نہ تو وہ اپنے

دوست کے بغیر رہ سکتا ہے اور نہ اپنی بیوی کے بغیر اس طرح وہ
دونوں کو پرا پرٹائم دے سکتا تھا اور اسی بہانے الطاف خان اور فاریہ
خانم کو بھی اپنے بیٹے کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملتا۔۔۔
فنکشن مزید چند گھنٹے چلا اور وہ سب گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔
سب حویلی پہنچے تھے اور کپڑے تبدیل کرنے کے لیے اپنے اپنے
کمرے میں گئے تاکہ بعد میں رسم کر سکے۔۔ کیونکہ لڑکیاں تو اتنے بھاری
کپڑوں میں کھانا نہیں بنا سکتی تھی۔۔
طرسم کمرے میں گئی کپڑے تبدیل کر کے ہلکا ہلکا سا لباس پہن کر باہر آئی
، حجاب کر کے نقاب کیا۔۔ سردار جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہ
غازیان کو پکڑ کر باہر جانے لگی تو دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔
میں صبح سے دیکھ رہا ہوں تو مجھے اگنور کر رہی ہو۔۔

شادی کے کام ہیں تو کام کرنے ہوتے ہیں نا؟ دالہام اس کے طنز کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا باقی سب تو کام ختم کر کے اپنی اپنی بیویوں کے پاس چلے جاتے تھے جبکہ وہ وہیں پر دیکھتا رہتا تھا کہ تمام معاملات ٹھیک ہیں یا پھر نہیں۔۔

پری !

مجھے کوئی وضاحت نہیں چاہیے آپ نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں اب تمہیں پراپر ٹائم دیا کروں گا یہ ٹائم دے رہے ہیں۔۔۔ طرسم اپنے بازو کو چھڑوا کر کمرے سے چلی گئی جبکہ دالہام نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

کل ولیمہ ہے اور تمہاری ماں ناراض ہو گئی مجھ سے !دالہام نے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا اور اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔

کیسے منائیں تمہاری ماں کو؟ دالہام اسے گود میں لیے اس سے باتیں کرتے ہوئے نیچے گیا باقی سب بھی کپڑے تبدیل کر کے آ چکے تھے۔۔۔

سونیا، راہا، حبا تینوں کچن میں جاؤ اور اپنی اپنی مرضی کی شے بنا کر لے آؤ۔۔

مورے یہ رسم تو شادی کے ایک ہفتے بات نہیں کروائی جاتی بعض مہینے بعد کرواتے ہیں۔۔ حبا کے اوپر سے گزر رہی تھی پٹھانوں کی رسمیں۔۔ کچھ لوگ بعد میں کرواتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ولیمے کے دن ہی یہ رسم کروائی جاتی ہے۔۔ تم کھیر بنا لو۔۔۔۔ حبا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

میں کیا بناؤں؟ سونیا نے دانتوں میں دباتے پوچھا میٹھا اسے نہیں بنانا آتا تھا۔۔

تم آٹا گوندھو اور روٹی پکاؤ۔۔ رضیہ خانم کی جگہ ریحانہ خانم بولی تھی۔۔
سونیا نے ڈانٹ پیسے اس کی ماں کو اچھی طرح پتہ تھا اسے آٹا گھوندنا
روٹیاں پکانا نہیں آتا۔۔
میں کچھ نمکین بنا لیتی ہوں ناجہانے بھی اور راہانے تو میٹھا بنانا ہے
نا۔۔
نہیں نہ! سونیا سب سے زیادہ جلدی تمہارے شوہر کو تھی کہ تمام رسمیں
کرنی ہیں تو پھر اب رسمیں مکمل کرونا۔۔ سونیا کا دل کیا اپنے شوہر کو کچن
میں لے کر جائیں اسے کہیں اٹا گوندیں، روٹیاں پکائیں۔۔
تو کیا آپ کھیر کے ساتھ روٹیاں کھائیں گے۔۔ اس کے لیے تو کوئی
نمکین چیز چاہیے نا۔۔ سونیا چاہتی تھی بس وہ کسی طرح مان جائیں کہ تم آٹا
نہ گوندھو روٹیاں نہ پکاؤ۔۔۔

میرے خیال سے کڑاہی بنی ہوئی ہے۔۔ وریام نت بیچ میں ٹانگ اڑانا ضروری سمجھا سونیا نے گہرا سانس بھرا اسے بڑا شوق تھا اس کی بیوی کھانا پکائے۔۔۔

راہا بیٹا تم جوس بنالو۔۔

ایک منٹ جبا کھیر بنائے محنت والا کام ہے وہ بھی، میں آٹا گوندھو، روٹیاں پکاؤں اس میں بھی محنت ہے اس نے صرف جوس کیوں بنانا ہے؟ سونیا نے راہا کا کان کھینچا تو ہادی نے راہا کو پکڑ کے سائیڈ پر بٹھایا اور خود درمیان میں بیٹھ گیا۔۔

مردنا مما بوائے ہوتے ہیں تم وائفی بوائے ہو! سونیا نے اس کے گردن پر چپت لگائی تھی۔۔

سالی صاحبہ میری چاچی بن گئی ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے بجاتی رہیں ہر وقت۔۔

وہ کیا ہے نا میرے پیارے بھتیجے جب کوئی تم الٹی سیدھی حرکت کرو گے نا تو گردن پر کیا تمہارے منہ پر بھی بجا دوں گی میں۔۔ سونیا نے بڑے مزے سے کہا تھا ہادی نے اپنے چاچے کو گھورا جیسے کہنا چاہ رہا تھا اپنی بیوی کو لگام ڈالو۔۔۔

اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے اسے محض جوس ہی بنانے دو۔۔

مورے میری بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں نے نہیں بنانا۔۔ دالہام نے مسکراتے اسے دیکھا وہ ابھی بھی کام سے بھاگ رہی تھی۔۔

اگر تم نے نہ بنایا تو میں نے جوتا ہی پکڑنا ہے۔۔ ریحانہ خانم خاصے غصے میں بولی تھی وہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔۔

راعنین اپنی بیٹی کو فیڈر پلا رہی تھی۔۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی یہ بیویاں جب ماں بن جاتی ہیں تو پاگلوں کی طرح کیوں رہنا شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔ یاور نے اپنی بیوی اور طرسم کو دیکھتے کہا۔۔ دالہام نے طرسم کو دیکھا جس نے الٹے دوپٹے کا حجاب کیا ہوا تھا نقاب بھی الٹا تھا۔۔ راعنین نے جو فراک پہنی ہوئی تھی الٹی پہنی ہوئی تھی اس کی سلائیاں نظر آ رہی تھی۔۔

نین طرسم کا تو سمجھ آتا ہے دو بچے ہیں تھوڑی سی ڈسٹرب ہو گئی اس نے الٹا دوپٹہ لے لیا۔۔۔ ایک بیٹی ہے ہماری تم مکمل میچور ہو پھر بھی۔۔ راعنین نے اس کے کندھے پر مکا مارا۔۔

ایسے کیا مار رہی ہو۔ صحیح کہہ رہا ہوں ابھی چار سے چھ بچے جب ہوئے تب تمہارا کیا حال ہو گا۔۔

چھ! اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔۔

کم از کم آدھی درجن تو ہونی چاہیے نا؟ سب ہنسنے لگے تھے جبکہ راعنین نے گل نور کو یاور کی گود میں لٹا دیا۔۔

ٹھیک ہے آدھی درجن چاہیے نا تو پھر سنبھال آپ لینا۔۔ راعنین نے منہ بسورا۔۔

چلو لڑکیوں اٹھ کر اپنا کام کرو وہ تینوں اٹھ کر کچن میں چلی گئیں حبا کھیر بنانے کی تیاری کرنے لگی راہا سیب کاٹنے لگی۔۔ جبکہ سونیا ان دونوں کا منہ دیکھ رہی تھی۔۔ کھانا تو راہا کو بھی ٹھیک سے نہیں بنانا آتا تھا۔۔

میں آٹا گوندھ سکتی ہوں روٹیاں بھی بنا سکتی ہوں۔۔ سونیا نے آٹا نکالا اور ایک بڑے سے برتن میں ڈالا۔۔ اور خود کو حوصلہ دینے کے لیے بولی۔۔

سونیا زیادہ آٹا نہ گوندھو بس اتنا سا گوندھ لو کہ تین سے چار روٹیاں بن جائیں۔۔

حبا میری مدد کردو مجھے نہیں اٹا گوندنا آتا۔۔۔ سونیا نے معصومانہ چہرہ بنایا۔۔

اگر کسی کو پتہ چل گیا تو؟ حبا نے شہادت کی انگلی دانتوں میں دبائی۔۔

کسی کو پتہ نہیں چلے گا میری مدد کرو دو یار۔۔

اچھا میں کر دیتی ہوں۔۔ حبا نے چاول دھو کر برتن میں رکھے اور دودھ چولہے پر رکھا۔۔ وہ سونیا کی طرف ہونے لگی تھی جب ریحانہ خانم کچن میں داخل ہوئی تو وہ فوراً سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔ راہا نے سیب کاٹ لیے تھے۔۔

ان کا کام ختم ہو جانا ہے اور تم نے منہ اٹھا کر کھڑی رہنا ہے۔۔ انہوں نے سونیا کو طنز کیا۔۔

مورے میری ساس تو مجھے طنز نہیں کرے گی لیکن آپ نے ساس والی ساری کمی پوری کرنی ہے۔۔

ہاں تو اچھی بات ہے نا پہلے تمہیں میں کہتی تھی کام سیکھ لو لیکن تمہیں کسی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔۔ اور خبردار کسی نے اس کی مدد کی۔۔ ریحانہ خانم حبا کی جانب سختی سے دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔ کیونکہ ان تینوں میں سے تمام کام اسے کرنے آتے تھے۔۔ ریحانہ خانم غصے سے بھری چلی گئی جبکہ سونیا نے اپنی ماں کی پشت کو گھورا تھا۔۔۔

ان دونوں کا الموسٹ کام ختم ہونے والا تھا اور سونیا منہ اٹھائے کھڑی تھی۔۔

وریام کو اندازہ تھا اس کی بیوی کو کوئی کام نہیں کرنا آتا اس نے ایک نظر سب کی طرف دیکھا وہ سب اپنی باتوں میں مصروف تھے وہ کال کرنے کا بہانہ کر کے وہاں سے نکلا اور پچھلے دروازے سے کچن کے اندر داخل ہوا۔۔ ان تینوں کو پتہ نہ چلا اس کی موجودگی کا۔۔

پیچھے ہٹو! سونیا کو پیچھے کرتے پانی کا جگ پکڑ کے آٹے میں تھوڑا سا پانی ڈالا۔۔ وہ تینوں حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

وریام آٹا گوندھنے لگا تھا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے میں کرلوں گی۔۔

مجھے پتہ ہے جو تم کرلوگی آدھے گھنٹے سے وہی سب کر رہی ہو۔۔ اور کسی نے بتانا نہیں ہے کہ میں اندر آیا ہوں اس نے راہا اور حبا کی طرف دیکھ کر سختی سے کہا تھا وہ دونوں مسکراتی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔ وریام نے آٹا گوندھا۔۔

سونیا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی جس نے پانچ منٹ میں آٹا گوندھ لیا تھا اور اب روٹیاں بیل رہا تھا۔۔

نظر لگانی ہے میری کوکنگ سکلز کو؟ وریام نے مسکراتے معنی خیز نظر اسے اسے دیکھا تو سونیا نے چہرہ دوسری طرف کیا۔۔

روٹی بیل کر اس نے پکائی اسی طرح اس نے چار روٹیاں پکا کر ہاٹ پاٹ میں رکھی۔۔

کیا دن دیکھنے پڑ رہے ہیں شوہر شادی کے بعد بیوی کے ہاتھ کی پکی روٹیاں کھاتا ہے اور یہاں میں بیوی کے لیے بنا رہا ہوں۔۔

ہاں تو کس نے کہا تھا بناؤ، نہ بناتے۔۔ سونیا ابھی بھی ناراض تھی وریام نے تھوڑا سا آٹا پکڑ کے اس کے رخسار پر لگایا اور تھوڑا گیلا آٹا پکڑ کے اس کے ہاتھوں پر۔۔

یہ کیا کر رہے ہو۔۔ وہ اپنے کپڑے جھاڑنے لگی تو وریام نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔

پہلی مرتبہ تم یہ کام کرنے لگی ہو پاگلوں کو بھی پتہ چل جائے گا کہ اگر کوئی پھوّرا انسان پہلی مرتبہ کام کرے تو اس کے کپڑے، چہرا اور ہاتھ صاف نہیں ہوتے۔۔ جبا اور راہا ہنسنے لگی۔۔ سونیا نے منہ بسورا۔۔۔

ایم سوری میری مس گبر!وریام نے اس کے ہاتھ تھامے۔۔

جاؤیہاں سے کوئی آجائے گا۔۔

پہلے بولو تم نے مجھے معاف کردیا۔۔حبا اور راہا نظریں جھکا گئیں۔۔

وریام!اس نے دانت پیستے پکارا۔۔

پہلے بولو کہ مجھے معاف کردیا۔۔وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

اوکے کردیا معاف!اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ وہ ان دونوں کے سامنے یوں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے۔۔

تھینک یو میری سونی!وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر چلا گیا جبکہ وہ منہ کھولے اسے دیکھتے فوراً سر جھکا گئی۔۔وریام کی حرکت پر جہاں سونیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا تھا وہیں راہا اور حبا کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو گیا۔۔

کچھ دیر بعد حبا کھیر لے کر، سونیا روٹیاں اور ساتھ کڑھائی، راہا جوس لے کر باہر آئی تھی۔۔

انہوں نے ٹیبل پر وہ چیزیں رکھی۔۔ راہا اور حبا نے اپنا نچلا لب سختی سے دانتوں میں دبایا ہوا تھا جبکہ سونیا پر سکون کی۔۔

ریحانہ خانم نے ہاٹ پاٹ کھول کر چیک کیا گول روٹیاں اور مکمل طور پر صحیح طریقے سے پکی دیکھ انہوں نے حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ پہلی مرتبہ روٹیاں پکا رہی تھی اور بالکل گول بنے۔۔۔

کسی نے سونیا کی مدد کی ہے؟ سونیا اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی رہی ان دونوں نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا سونیا کی تو اتنی بے عزتی نہیں ہوئی تھی البتہ وریام کی ضرور ہو جانی تھی اگر کسی کو پتہ چل جاتا۔۔

کیا ہوا ہے ریحانہ؟ سفیان خان بولے۔۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ جس نے کبھی روٹیاں بنائی نہیں اس نے پہلی مرتبہ بنائی ہے اور وہ بھی بالکل گول۔۔

مورے آپ میری سکلز پر شک کر رہی ہیں۔۔ وہ معصومانہ چہرہ بنا کر اپنے لالا کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔ دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جب یکدم اس کی نظر وریام کے ہاتھوں پر گئی جہاں آٹا لگا ہوا تھا۔۔۔

لالا دیکھیں مورے میری روٹیاں پکانے پر شک کر رہی ہیں۔۔

مورے آپ کیوں شک کر رہی ہیں۔۔ ہاں وہ کام کم کرتی ہے لیکن اچھا کام کر لیتی ہے اس نے اپنی بہن کا ساتھ دیا۔۔ ریحانہ خانم خاموش ہو گئی۔۔

آج تو اپنے شوہر سے روٹیاں بنوالی، آئیندہ احتیاط کرنا کہ اس طرح کے کام خود کیا کرو۔۔ سونیا نے سختی سے آنکھیں بند کر لی۔۔

لالا میں نے نہیں بنوائی وہ خود کچن میں آیا تھا اگر وہ نہ بناتا تو مورے نے سب کے سامنے میری عزت افزائی کرنی تھی وہ انتہائی آہستہ آواز میں بولی۔۔

سب نے پہلے کھیر ٹیسٹ کی۔۔

حبا بیٹا بہت مزے کی بنی ہے۔۔ سب نے یہی الفاظ بولے جبکہ وہ اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو چمچ بھر بھر کر منہ میں ڈال رہا تھا لیکن کچھ بول نہیں رہا تھا۔۔

شہریار کیسی بنی ہے؟ بلا آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔۔

اتنی اچھی ہے کہ دل چاہ رہا ہے پورا باؤل کھا جاؤ۔۔ اسے واقعی بہت پسند آئی تھی۔۔ پھر سب جوس پینے لگے جب ہادی نہیں جگ پکڑا۔۔

میری بیوی نے بنایا تھا سب سے پہلے ٹیسٹ بھی میں ہی کروں گا۔۔

ہاں تم کرلو ہمارے منہ تو جیسے نمک سے بھرے ہوئے ہیں نا ہمیں ٹیسٹ کا پتہ نہیں چلنا۔۔ صارم اپنے بیٹے کی حرکت پر تلملا اٹھا۔۔

بالکل بابا! آپ سب کے منہ میں نمک ہی بھرے ہیں، اس لیے تو ہر وقت کرواہٹ اگلتے رہتے ہیں مجھ پر۔۔ ہادی نے گلاس میں جوس انڈیلا اور ایک سانس میں ہی پورا گلاس حلق میں انڈیل گیا۔۔۔

ملازمہ سے کہہ کے اپنے سب اپنے لیے نیا بنوالیں کیونکہ یہ جگ تو میں پینے والا ہوں۔۔ دالہام نے اس کے ہاتھ سے جگ کھینچا اور چار گلاس میں جوس ڈالا، اشارہ کیا کہ ایک ایک پکڑلو۔۔ ایک دالہام نے پکڑا، ایک صارم نے، ایک یعقوب اور ایک یاور۔۔

بہت اچھا بنایا ہے میری بہن نے دالہام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

پھر سب نے ایک ایک بائٹ روٹی کی لی تھی۔۔

مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ یہ سونیا نے بنائی ہے۔۔ ریحانہ خانم ابھی بھی مشکوک نظروں سے روٹیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

مجھے ایک گڈ نیوز بتانی ہے مجھے سب کو! آئیدن نے گلا کھنگارا، عورتوں کو پتہ تھا وہ کیا بتانے والا ہے۔۔۔

میں ایک مرتبہ پھر بابا بننے والا ہوں! آئیدن کے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ تھی سردار فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اپنے بھائی کو گلے لگایا۔۔

میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔۔ دالہام کی گرفت بے انتہا مضبوط تھی آئیدن نے بھی اس کے پشت پر ہاتھ رکھے۔۔۔

چھپے رستم ہمیں بتانے کی زحمت ہی نہیں کی۔۔ سفیان خان بھی اس کے گلے لگے یوں ہی سب مرد اس کے گلے لگے تھے۔۔۔

جبکہ شہریار اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔۔

ابے یار منہ نہ بنا۔۔۔ آئیدن اس کے پاس بیٹھا تو شہریار اس کے گلے لگا۔۔

میں تجھے بتا نہیں سکتا میں تیرے لیے کتنا خوش ہوں۔۔ شہریار نے اس کی پیٹ تھپتھپائی۔۔

یہ صحیح ہے جب میرا پتہ چلا تھا سب نے مجھے جوتے اور بیلٹ پیش کیے تھے یہاں گلے ملا جا رہا ہے۔۔ ہادی بیچارے کو اپنا وقت یاد آگیا۔۔

میرے خیال سے پھر تمہارا ارادہ ہے بیلٹ کھانے کا۔۔

مورے مجھے تو کبھی کبھی شک ہوتا ہے مجھے آپ لوگوں نے ناکچرے کے ڈھیر سے اٹھایا ہے میں آپ کی سکی اولاد نہیں ہوں۔۔ اپنے باپ کی طرف دیکھتے وہ دانت پیستے بول رہا تھا اس کا باپ تو ہر وقت اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔

اگر تم میرے سگے بیٹے نہ ہوتے تو۔۔۔ صارم خود کو بولنے سے روکا۔۔۔

مزید ہلکی پھلکی باتیں کرتے سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تین دن مسلسل کام کر کے سبھی تھک گئے تھے اور صبح پھر فنکشن تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طرسم بچوں کے فیڈر دھونے کے لیے کچن میں گئی ہوئی تھی اس نے دونوں کو صوفے پر لٹا کر سائیڈ پر کشن رکھے ہوئے تھے۔۔

قندیل جو اپنے کمرے میں جا رہی تھی صوفے پر ان دونوں کو لیٹے دیکھ ان کی طرف گئی۔۔

بے ساختہ اسے ان دونوں معصوم بچوں پر پیار آیا اور ان کے پاس بیٹھ گئی۔۔ عائسل کو اس نے گود میں اٹھا لیا۔۔

بالکل اپنی ماں جیسی ہو تم !قندیل نے اس کے رخسار کھینچے جب اچانک اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔۔ یہ سوچ کر کہ اس نے اس معصوم سی جان کو مارنے کی کوشش کی تھی۔۔ ابراہم کو معلومات دیتی رہی تاکہ وہ ان دونوں کو ختم کر دے۔۔

ایم سوری !اگر تم دونوں کو کچھ ہو جاتا نا میں کبھی خود کو معاف نہ کر پاتی۔۔ اسے اب اپنی غلطیوں کا شدت سے پچھتاوا ہو رہا تھا جو وہ ماضی میں کر چکی تھی۔۔

تمہاری ماں اور تم دونوں کی طرف دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں خدا مجھے سزا نہ دیں دے۔۔ میں نے تم تینوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔۔ حاسد ہمیشہ اپنی سزا پاتا ہے۔۔ قندیل کے آنسو عائسل کے چہرے پر گرے تھے۔۔

طرسم کچن سے باہر آئی اپنی بیٹی کو اس کی گود میں دیکھ کر وہ فوراً اس کے پاس آئی۔۔

پریشان مت ہو کچھ نہیں کروں گی تمہاری بیٹی کو۔۔ قندیل نے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنے دوپٹے سے عائسل کا چہرا۔۔

تم نے دل سے معاف کر دیا نا؟ طرسم ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

اج تمہیں دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ واقعی تمہیں اپنی غلطیوں پر پچھتاوا ہے۔۔ طرسم گہرا سانس بھرتی اس کے پاس بیٹھی اور اپنے بیٹے کو گود میں لٹایا۔۔

یعقوب اور دالہام جو اپنی اپنی بیویوں کو ڈھونڈتے کمروں سے باہر نکلے تھے ان دونوں کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے انہوں نے اپنی بیویوں کو دیکھا۔۔

بہت پیارے ہیں تمہارے بچے ؟ قندیل نے عائسل کے رخسار پر بوسہ دیا۔۔

کوئی نہ اللہ تمہیں بھی ایسے ہی پیارے پیارے دو بچے دے گا۔۔ طرسم نے اپنی بیٹی کا رخسار کھینچا تو وہ رونے لگی۔۔

تم باز آجاؤ میری بیٹی کو بہت رلاتی ہو تم !دالہام آگے بڑھا اپنی بیٹی کو گود میں اٹھالیا۔۔

مجھے آپ کی عادت بہت بری لگتی ہے بس بیٹی کی پرواہ بیٹے کی پرواہ نہیں ہے۔۔ اس کے کہنے کی دیر تھی سردار نے غازیان کو بھی اپنی گود میں اٹھایا۔۔

مجھے میرے دونوں بچے ہی عزیز ہیں وہ الگ بات ہے کہ تمہیں اپنا شوہر نہیں عزیز۔۔

مجھے شوہر عزیز ہے البتہ شوہر کو بیوی عزیز نہیں ہے۔۔ طرسم نے آنکھیں گھمائی، یعقوب اور قندیل دونوں نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔

نہیں بیوی تو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔ دالہام نے جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔ یعقوب نے گلا کھنگار کر اسے احساس دلانا چاہا کہ وہاں پر کوئی اور بھی موجود ہے۔۔

کسی میں نا تھوڑی سی شرم ہونی چاہیے جب دو لوگ جھگڑ رہے ہوں تو وہاں رکنا نہیں چاہیے۔۔۔ یعقوب نے نفی میں سر ہلایا وہ شرمندہ ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔۔

دالہام! قندیل کے پکارنے پر اس نے سختی سے آنکھیں بند کی۔۔۔

مجھے معاف کر دو! قندیل نظریں جھکا کر بولی۔۔۔۔

ماضی کی باتوں کو مت دہراؤ قندیل، وقت لگے گا لیکن آہستہ آہستہ سب بھول جائیں گے۔۔ دالہام نے اپنے بچوں پر نظر مرکوز کیے کہا تھا۔۔۔۔

تو مجھے معاف کر دینا یہ نا ہو جب تک تم سب مجھے معاف کرو خدا مجھے سزا دے چکا ہو۔۔ قندیل روتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جب یعقوب نے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو تم؟ یعقوب غصے سے بولا تھا وہیں دالہام نے بھی غصے سے اسے دیکھا۔۔

میں نے بہت لوگوں کی بددعائیں لی ہیں یعقوب کوئی پتہ نہیں کب کس کی قبول ہو جائے۔۔ قندیل مسکراتے کہہ رہی تھی جب کہ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔

جب ہمیں پچھتاوا ہوا اور ہم کہیں کہ ہم نے دوبارہ یہ سب نہیں کرنا تو کچھ نہیں ہوتا پھر۔۔۔

ہاں نہیں ہوتا لیکن میں نے بہت سے عزیز لوگوں کے دل دکھائے ہیں۔۔ قندیل اس کے سینے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

تم نے واقع ہی سب کے دل دکھائے ہیں قندیل لیکن اب تم اس شخص کا دل دکھا رہی ہو جس نے تمہاری زندگی میں خوشیاں واپس لائی ہیں۔۔۔ دالہام جملہ مکمل کرتے طرسم کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

یعقوب نے قندیل کا چہرا سامنے کیا اور اس کے آنسو صاف کیے۔۔

رونا بند کرو! سب ٹھیک ہے۔ یوں رونے سے تم مجھے تکلیف دے رہی ہوں۔۔ قندیل بی بی! اس کے بی بی کہنے پر وہ مسکرائی اور اس کی سینے سے لگی۔۔۔

شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔ قندیل نے پاؤں کی ایڑیاں اوپر کرتے اس کے رخسار پر لب رکھے۔۔

مجھے بہکانے کی غلطی مت کرو۔۔ یعقوب معنی خیزی سے بولا۔۔

قندیل نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔ یعقوب اسے بازو کے حصار میں لیے کمرے میں چلا گیا۔۔

دالہام نے بچوں کو بیڈ پر لٹایا۔۔

دیو تمہیں اسے معاف کر دینا چاہیے جب میں نے معاف کر دیا ہے تو تم کیوں اپنے دل میں بغض رکھ رہے ہو۔۔

میں نے سچی بات کہی ہے اگر جھوٹ بولتا تو تب دل میں بغض ہوتا۔۔ وقت لگے گا سب کچھ بھلانے میں اتنی آسانی سے سب کچھ بھولا نہیں جا سکتا۔۔ دالہام بھی اپنی جگہ ٹھیک تھا ایک غیرت مند مرد کے لیے یہ چیز

بھلانا حد سے زیادہ مشکل ہوتا ہے کہ اس کی باپردہ بیوی کو کسی نے بے پردہ کے دیکھا ہے۔۔ اسے چھوا ہے۔۔

مجھے ترس آتا ہے اس پر۔۔ وہ ماضی کو بھلا نہیں پا رہی۔۔

پری بے فکر رہو جو شخص اس کے ساتھ ہے وہ اسے اس تکلیف سے مکمل طور پر باہر نکال دے گا۔۔ یعقوب ایک اچھا شوہر ہے جو ہر معاملے کو ہینڈل کرنا جانتا ہے۔۔ دالہام کے لہجے میں ایک فخر سا تھا یعقوب کے بارے میں بات کرتے ہوئے۔۔۔

بالکل ٹھیک کہا آپ کی طرح تو نہیں ہے کہ ہر وقت کام میں لگا رہے۔۔ کم از کم اپنی بیوی کو تو وقت دیتا ہے۔۔ دالہام نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا وہ طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔

جب باپ نہ ہونا تو بیٹوں پر ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔۔ اتنی ذمہ داریاں ہو جاتی ہیں کہ انہیں خود کی بھی ہوش نہیں رہتی۔۔ سمجھنا مشکل ہو

جاتا ہے پہلے ذمہ داری پوری کس کی کرے ماں، بہن، بھائی، بیوی
،بچے۔۔ دالہام کے لہجے اور آواز میں محض تکلیف تھی۔۔
طرسم اس کے پاس بیٹھی۔۔
دیو میری طبیعت خراب ہے؟ طرسم چہرے پر تکلیف سجائے اس کے
کندھے پر سر رکھ گئی۔۔
کیا ہوا ہے؟ دالہام نے فکرمندی سے کہتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں
تھاما۔۔
دیو مجھے نہ پھر سے قے ہو رہی ہیں کہیں میں پھر۔۔۔ دالہام آنکھیں
پھاڑے سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔۔
کیا؟ وہ محض اتنا ہی بول سکا۔۔

کیوں کیا ہوا؟ نہیں ہو سکتا کیا؟ طرسم بڑی مشکل اپنی مسکراہٹ چھپا کے سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔

ابھی دو ماہ پہلے دو۔۔۔ دالہام کو سمجھ نہ آئے وہ بولے تو بولے کیا۔۔

طرسم اس کے قریب ہو کر بیٹھی۔۔

مطلب تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔ تم ہمارے بچوں کو نہیں اپناؤ گے؟

اس نے رونے والا منہ بنایا اندر سے اسے بے انتہا ہنسی آ رہی تھی۔۔

نہیں !

نہیں! سردار کے نہیں کہنے پر اس نے حیرت سے اس کی بات دہرائی تھی اس نے فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔۔

میرے کہنے کا مطلب ہے ہاں کیوں نہیں اپناؤں گا میرا بچہ ہے۔۔ کیا تم واقعی پھر؟ اس بیچارے سے جملہ مکمل ہی نہیں کیا جا رہا تھا۔۔ دالہام

نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے بمشکل لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔۔۔ وہ ابھی اپنی پری پر اتنی ذمہ داریاں نہیں ڈالنا چاہتا تھا پہلے ہی دو بچے تھے اس کی پڑھائی بھی تھی گھر کی ذمہ داریاں بھی اب اس پر پڑنی تھی۔۔ اسے نہ جانے کیوں خود پر غصہ آنے لگا۔۔

ہاں ابھی تو نہیں لیکن دو سے ڈھائی سال بعد پھر سے ہو جائیں گی۔۔

دالہام نے منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھا وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔ اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا وہ کیسے اس کی باتوں میں آگیا تھا اور بے وقوفوں کی طرح اس کا دماغ ہی کام کرنا چھوڑ گیا۔۔۔

تمہیں کیا لگا واقعی پھر سے! طرسم ہنستے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی اور اس کے ہاتھ پکڑا جبکہ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر اس کی پھر سے ہنسی نکلی تھی۔۔۔

بہت بری ہو تم تمہیں ذرا بھی اپنے شوہر کی پرواہ نہیں ہے۔۔ میں بھی کہوں ابھی دو ماہ پہلے ہمارے دو بچے ہوئے ہیں اتنی جلدی۔۔ طرسم نے اس میں سینے پر کئی مکے مارے۔۔

صبح واقعی ہمارا ولیمہ ہے۔۔ طرسم اب سنجیدہ ہوئی اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے بولی۔۔

ہاں! دالہام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

کل ولیمہ ہے اور ابھی تک میرا ڈریس حویلی میں نہیں آیا۔۔ طرسم نے منہ بسورتے کہا۔۔ دالہام نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں دکھایا۔۔

دیو کیا کر رہے ہو؟

تماشہ کرنے لگا ہوں کر لیں۔۔۔ دالہام نے طنز کیا۔۔

اچھا جی تماشہ کرنا ہے۔۔ اووووو لیکن تماشہ تو سب کے سامنے ہوتا ہے۔۔ طرسم نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے وہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔

اگر تم کہتی ہو تو سب کے سامنے گود میں بٹھالیتا ہوں۔۔ طرسم نے دانت پیسے۔۔۔

میرے خیال سے دیواب آپ دو بچوں کے باپ ہیں۔۔

ہاں اور تم میرے دو بچوں کی ماں! دالہام اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔۔

دیو صبح ولیمہ ہے تو سب نے صبح جلدی اٹھنا بھی ہے۔۔ طرسم کی نظریں جھکی ہوئی تھی جبکہ سردار نے چہرہ اس کی گردن سے نکال کر اسے غور سے دیکھا۔۔۔

تمہیں میری عادت کا پتہ بھی ہے اگر میں دو گھنٹے بھی سو جاؤں تو بالکل فریش لگتا ہوں۔۔

لیکن آپ کو میرا بھی پتہ ہے میں آٹھ گھنٹے سو جاؤں تب بھی سوئی صورت ہی لگتی ہو۔۔۔ طرسم نے چہرے کے الٹے سے زاویہ بنائے تھے۔۔

بالکل نہیں میری پری تو بے انتہا خوبصورت لگتی ہے۔ دالہام نے اس کے چہرے کے ہر نقش پر لب رکھے۔۔

طرسم کا چہرا سرخ انار بنا اور اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی جب دالہام نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر سامنے کیا اور اس کے ہونٹوں پر جھکا۔۔ کچھ لمحے بعد پیچھے ہوتے اس کے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جب غازیان رونے لگا تھا۔۔

اسے الہام ہو جاتا ہے کہ میرا باپ میری ماں کے پاس آنے لگا ہے۔۔ طرسم نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا دالہام تھوڑا سا پیچھے کی جانب ہوا اور اسے اپنے بازو میں اٹھا لیا۔۔

کیوں اپنے ماں باپ کے بیچ کباب میں ہڈی بنتے ہوں شرم نہیں آتی۔۔

دالہام نے اس کی ناک پر ہلکے سے دانت گاڑھے تو وہ مزید گلا پھاڑ کر رونے لگا طرسم نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا اور اپنے بیٹے کو اٹھا کر کمرے میں چکر لگانے لگی جو فیڈر ان کے لیے بھر کے لائی تھی بیڈ پر بیٹھتے غازیان کو پلانے لگی۔۔۔

تم ویسے مجھے کہتی ہو کہ میں تمہیں ٹائم نہیں دیتا در حقیقت تم مجھے ٹائم نہیں دیتی ہے جب بھی بات کرنے لگتا ہوں یا کچھ بھی یہ رونے لگ جاتے ہیں اور تم ان کے گرد ہو جاتی ہو۔۔ دالہام نے منہ بسورتے کہا جب کہ طرسم نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ سردار اپنی بیٹی کو

بازو کے حصار میں لیے لیٹ گیا جبکہ وہ غازیان کو خاموش کروانے لگی ہوئی تھی۔۔۔

اسے سلاتے علم ہی نہ ہوا کب اس کی آنکھ لگ گئی غازیان تو مزے سے اپنی ماں کی گود میں سویا ہوا تھا جبکہ وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ دالہام کی آنکھ فجر کی اذان سے کچھ دیر پہلے کھلی اس کی نظر اپنی پری پر گئی تو اسے بیٹھ کر سوئے دیکھ بیڈ سے اٹھا اپنے بیٹے کو بیڈ کو بیڈ پر لٹایا اور نرمی سے تکیے پر اس کا سر منتقل کیا۔۔۔

میری معصوم پری اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کرتے اس کے ساتھ نیند دراز ہو گیا۔۔

طرسم نے الارم لگایا ہوا تھا تو فجر کی اذان کے وقت بجتا تھا اذان ہوتے ہی وہ اٹھ کے بیٹھی اور سردار کو ہلانے لگی۔۔۔

دیواٹھ جائے !طرسم واش روم میں گئی فریش ہوکروضوکرکے باہر آئی وہ ابھی تک سویاہواتھا۔۔

تم اٹھ رہے ہویانہیں !دالہام آنکھیں مسلتااٹھ کربیٹھااوراس کے ساتھ نمازاداکی۔۔

پری میں ڈیرے پرجارہاہوں اس کے بعد کچھ ولیمے کے معاملات نپٹانے ہیں !دالہام کالے رنگ کی شلوار قمیض پہن کراوپر سکن رنگ کی چادرلیتے اس کے سامنے کھڑاہوااورپیشانی پرشدت سے بوسادیا۔۔

مہربانی ہوگی ولیمے سے چندگھنٹے پہلے واپس حویلی آجانا۔۔

اوکے میری پری جان ایک مرتبہ پھراس کی پیشانی چومتے وہ چلا گیا۔۔۔۔

طرسم اس کے جانے کے بعد بچوں کے لیے کپڑے نکالنے لگی جب دو ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی تھی ان کے ہاتھوں میں ڈریس تھاانہوں

نے وہ بیڈ پر رکھ دیا اور وہاں سے چلی گئی طرسم نے دریا کا بیگ اوپن کیا ۔۔ وہ ڈریس کھولا تو اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئی تھی ڈریس کو دیکھ کر، وہ سفید پرنسز فراک تھی جس کے اوپر محض موتی لگے ہوئے تھے اس فراک کا رنگ مکمل سفید نہ تھا اور ہر موتی بے انتہا خوبصورت نظارہ پیش کر رہے تھے گلے پر ہلکی سی سلور کڑھائی آستینوں پر کڑھائی کی پٹی تھی ساتھ ہم رنگ حجاب اور نقاب تھا۔۔ نکاب کے چاروں طرف سفید موتی لگے ہوئے تھے۔۔

وہ حیرت سے ڈریس کو دیکھتی رہی۔۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بیگ بھی تھا وہ کھولا تو اس میں عائسل کا ڈریس تھا بالکل اپنی ماں جیسا۔۔

بے انتہا خوبصورت! وہ ڈریس کو دیکھتے بولی۔۔

اور اسے وہیں بیڈ پر پڑا رہنے دیا کیونکہ وہ بہت زیادہ بھاری تھا۔۔۔ ایک ملازمہ پھر سے کمرے میں داخل اس کے ہاتھ میں ایک اور بیگ تھا وہ بیڈ

پر رکھ کر چلی گئی طرسم نے وہ بیگ کھولا تو اس میں وائی ایس ایل کی ہیل تھی۔۔

اسے یاد آیا، جب وہ پریگننٹ اس نے ضد کی تھی ہیل پہننے کی تو سردار نے سختی سے منع کیا تھا اور اسے ہیل پہننے نہیں دی تھی۔۔

میرا دیو! اس کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ آئی۔۔

وہ کاموں میں مصروف ہو گئی۔۔ ولیمے کا وقت قریب آگیا تھا۔۔۔

افففف تیار ہو جاؤ اب! وہ بولتی ہوئی کمرے میں آئی جب وہاں پہلے سے ہی میک اپ ارٹسٹ موجود تھی۔۔

میم سردار نے آپ کو ریڈی کرنے کے لیے مجھے۔۔۔ اوکے اس کا جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی وہ بولی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گئی۔۔ اس نے اپنا نقاب اتارا تو میک اپ ارٹسٹ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اسے تو کسی میک اپ کی ضرورت ہی نہ تھی سرخ و سفید

رنگت، نیلی آنکھیں، گلابی لب۔۔ واللہ کیا خوبصورتی تھی اس کی۔۔

میک اپ ارٹسٹ نے اس کا بے انتہا خوبصورت میک اپ کیا تھا جو پنک اور نیو دونوں شیڈ دے رہا تھا۔۔ میک اپ ارٹسٹ خود اسے دیکھ کر سکتے میں چلی گئی۔۔۔

آپ بہت خوبصورت ہے! آپ کے شوہر بہت لکی ہے انہیں آپ جیسی بیوی ملی ہے۔۔

میرے شوہر مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔۔ کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔۔ اس کے جواب میں وہ فخر سے بولی تھی۔۔۔

میک اپ ارٹسٹ مسکرائی اور اس کا حجاب کر کے نقاب سیٹ کیا اس کی محض نیلی آنکھیں نظر آرہی تھی۔۔ اور وہ سب کو گھائل کر دینے کے لیے کافی تھی۔۔

طرسم نے اپنے بچوں کو ڈریس پہنائے، عائسل کے بالوں میں ہیئر بین لگایا اور غازیان کو ٹائی پہنائی

بے انتہائی لوز کر کے۔۔

میک اپ ارٹسٹ راعنین کے پاس گئی وہ اس کا انتظار کر رہی تھی اس نے اپنی بیٹی کو لوینڈر کلر کا ڈریس پہنا دیا تھا۔۔ اس کی لوینڈر کلر کی میکسی تھی۔۔۔ جس پر لوینڈر کلر کا ہی کام ہوا تھا۔۔ راعنین ڈریس چینج کر کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی۔۔ اس کا میک اپ ڈن کرنے کے بعد۔۔ میک اپ آرٹسٹ نے اسے جیولری پہنائی، اس کے بالوں کا خوبصورت سا ہیئر سٹائل بنا کر تھوڑے سے بال آگے کی جانب کر کے ان میں پھول لگاتے سر پر دوپٹہ سیٹ کیا۔۔۔

راعنین کا پنکش ٹائپ میک اپ ہوا تھا۔۔۔

یاور کمرے میں داخل ہوا تو میک اپ ارٹسٹ وہاں سے چلی گئی اپنی بیوی کو دیکھ کر وہ نظریں نہ ہٹا سکا۔۔

ماشاء اللہ! بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔۔

آپ بھی تیار ہو جائے تاکہ میں بھی ماشاء اللہ کہہ سکو۔۔

کیوں اس طرح ماشاء اللہ کہنے کے قابل نہیں ہوں۔۔ یاور اس کے پاس گیا اسے شانوں سے تھام کر کھڑا کیا۔۔

آپ اس قدر خوبصورت ہے اگر میں پورا دن، پوری رات آپ کی تعریف کرتی رہوں تب بھی مکمل طور پر نہ کر پاؤں گی۔۔ راعنین نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

ریڈی ہو جائے! وہ اس کے قریب آنے لگا جب راعنین پیچھے ہوئی تھی۔۔

نین!

چپ کر کے تیار ہو۔۔ تین گھنٹے لگا کر یہ میک اپ ہوا ہے مجھے خراب نہیں کرنا۔۔ وہ آنکھیں دکھاتے بولی اور اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا مجبوراً یاور کو اپنے کپڑے پکڑ کر واش روم میں جانا پڑا۔۔

دوسری قندیل نے لائٹ پنک کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔۔جس پر باریکی سے خوبصورت کڑھائی ہوئی تھی اس کا ڈریس اتنا بھاری نہ تھا کیونکہ اسے بھاری بھر کم کپڑے پہننا پسند نہ تھے۔۔ میک اپ آرٹسٹ کسی تیار کر کے جا چکی تھی اس کے بال کھلے ہوئے تھے کچھ آگے کی جانب کیے گئے سر پر دوپٹہ سیٹ کیا گیا۔۔۔۔

یعقوب جو ریڈی ہونے کے لیے کمرے میں آیا اسے سامنے تیار ہوئے دیکھ وہ بے ساختہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔

قندیل رخسار مزید گلابی ہونے لگے۔۔

میرے خیال سے ہم نے ولیمہ اٹینڈ کرنا ہے لیکن جس طرح تمہاری نظریں مجھے دیکھ رہی ہیں مشکل لگ رہا ہے۔۔ قندیل نے فوراً اپنی نظریں جھکائی۔۔

ابھی بخش رہا ہوں تھوڑی دیر بعد ولیمہ ہے میری بیوی کی ساری تیاریوں پر پانی پھر جائے گا ولیمے کے بعد دیکھوں گا غور سے۔۔۔ وہ اس کے لبوں پر لمس چھوڑتے بولا قندیل نے سختی سے آنکھیں میچی تھی وہ اپنے کپڑے اٹھا کر چینج کرنے کے لیے چلا گیا وہ اپنی جگہ پر ساکت رہی حتیٰ کہ وہ کپڑے تبدیل کر کے بھی آ گیا تھا۔۔

قندیل بی بی اگر تم چاہتی ہو ہم اپنا ولیمہ اٹینڈ نہ کریں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔ یعقوب نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پھر سے لبوں پر لمس چھوڑا تو وہ یکدم جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔

شرم کرو! کہتے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور نظریں جھکا گئی جبکہ یعقوب کی نظر ابھی بھی اس کی جانب تھی اپنے بال سیٹ کر کے اس کے پاس بیٹھا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا چڑیل خوبصورت بھی لگتی ہے !

میرا موڈ بہت اچھا مجھے فضول میں تنگ نہ کرو۔۔ وہ اداس ہونے لگی تو یعقوب نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

سب ریڈی ہو کر ہال کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔ باقی سب کپل وہاں کھڑے ہو کر ان تین کپل کی انٹری کا ویٹ کر رہے تھے۔۔۔ پورا ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ سردار کا ولیمہ تھا اور پورے کلام کو پتا چلنا تھا کہ سردار نے اس ونی میں آئی ہوئی لڑکی کو بیوی کا درجہ دیا ہے وہ کلام کی سردارنی ہے۔۔

سب سے پہلے سردار اور اس کی سردارنی ہال کے اندر داخل ہوئے۔۔
طرسم نے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا۔۔ نیچے لمبی وائی ایس ایل کی ہیل پہنی
ہوئی تھی۔۔ سردار نے سفید شلوار قمیض پہن کر سفید رنگ کا پرنس کوٹ
پہنا ہوا تھا۔۔ وہ چلتے ہوئے ہال کے درمیان میں آئے جب طرسم کا
پاؤں ٹیرا ہوا وہ گرنے لگی تو سردار نے اسے تھاما۔۔ ہیل تقریباً ساتھ
انچ تھی۔۔ دالہام گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اس کا پاؤں پکڑا تو سب
لوگوں کے منہ حیرت سے کھلے تھے۔۔ کلام کا سردار جو کسی کو منہ لگانا
پسند نہیں کرتا تھا کسی کے سامنے جھکتا نہیں تھا اپنے ولیمے کے دن اپنی
بیوی کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔۔ اس کے پاؤں میں
پہنے دونوں جوتوں کی ہیل توڑی اور اپنی پاکٹ میں موجود رومال نکال کر
اس کا جوتا صاف کیا۔۔ تاکہ اسے چلنے میں آسانی ہو۔۔

طرسم سکتے میں جاتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔یہی ری ایکشن باقی سب کا بھی تھا وہ کھڑا ہوا اور اپنے بازو کے حصار میں لیے سٹیج تک گیا۔۔وہاں موجود ہر عورت نے طرسم خانزادی پر رشک کیا تھا۔۔

خود سٹیج پر چڑھتے اسے ہاتھ پکڑایا طرسم اس کا ہاتھ تھامے سٹیج پر چڑھی۔۔

اب یاور اور راعنین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے چلتے آرہے تھے۔۔راعنین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، ایک ہاتھ میں اس نے اپنی بیٹی کو اٹھایا ہوا تھا۔۔وہ دونوں سٹیج پر جا کر بیٹھے۔۔اور قندیل اور یعقوب آرہے تھے قندیل تھوڑی سی کنفیوز تھی اس کا ہاتھ سختی سے تھامے سٹیج پر بیٹھ کر بھی اس نے یعقوب کا ہاتھ سختی سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔

کیا ہوا گھبرا کیوں رہی ہو؟

کچھ نہیں!وہ اتنا بول کر سر جھکا گئی۔۔

سب مہمانوں نے کھانا کھایا سٹیج پر بیٹھے ان سب نے بھی ہلکا پھلکا کھایا تھا طرسم سے ٹھیک سے کھایا نہیں جا رہا تھا۔۔

یعقوب کھڑا ہوا اور ہاتھ میں مائک پکڑا۔۔

بقول میں اپنی بیوی کے نہایت کنجوس انسان ہوں۔۔ تو یہ کنجوس انسان آج اپنی بیوی کو ولیمے کے دن ایک تحفہ دینا چاہتا ہے۔۔ یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔ اور جیب سے ایک ڈبی نکالی جس میں پنک سٹار ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ انگوٹھی کے اوپر ایک دو سینٹی میٹر (تقریباً ایک انچ) کا ہیرا تھا۔۔۔

زیادہ مہنگی نہیں ہے! مردوں نے نفی میں سر ہلایا۔۔ دنیا کا سب سے مہنگا ترین ہیرا مانا جاتا تھا اور اس کے لیے مہنگا نہیں تھا۔۔۔

پنک سٹار ڈائمنڈ کو 2017 میں دریافت کیا تھا جسے تب 71.2 ملین ڈالر میں فروخت کیا گیا تھا۔۔

اب خوش ہوں !قندیل مسکرا کر نظریں جھکا گئی اسے ہیرے کی اصل قیمت معلوم نہ تھی۔۔۔

یاور راعنین کے کان کے قریب ہوا اور چند جملے ادا کیے جسے سن کر راعنین کچھ لمحے ہل نہ سکی سانس جیسے سینے میں اٹک گئے تھے۔۔۔

"میں ڈرگ سمگلنگ کرتا تھا لیکن جب سے مجھے میری غلطیوں کا احساس ہوا ہے ، اور اپنی بیٹی کو دیکھا میں نے سب کو چھوڑ دیا صرف اپنی اولاد اور بیوی کی خاطر تاکہ میرے اس گنونے کام کی وجہ سے میری بیوی یا میری بیٹی کی طرف کس کی گندی نظر نہ جائے۔۔۔ مجھے تمہارے لیے سب سے بہترین تحفہ یہی لگا۔۔۔"

راعنین کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی اسے امید نہیں تھی وہ اس حد تک بدل جائے گا۔۔

"عورت کی محبت کے بعد مرد کو اس کی بیٹی کی محبت بدل سکتی ہے "

سب زرہ اٹینشن دے ہماری طرف سے چھوٹی سی ایک پرفارمنس ہے۔۔ ہادی نے مائک پکڑے کہا۔۔

اللہ خیر کرے !دالہام، صارم، یاور، سفیان خان نے زیر لب بڑبڑایا۔۔

وریام، شہریار، آئیدن اور ہادی چاروں ڈانس روڈ پر چڑھے تھے جب گانا پلے ہوا۔۔۔

ٹھرکیوں کا گانا لگایا ہے انہوں نے۔۔۔ یعقوب دالہام کے کان کے قریب جھکتے بولا۔۔

ٹھرکیوں نے ٹھٹکی والا ہی گانا لگانا ہے۔۔ وہ سب ہنسنے لگے۔۔

کڑیوں کا نشہ پیارے نشہ سب سے نشیلا ہے

جیسے دیکھو وہ حسن کی بارش میں گیلا ہے

عشق کے نام ہے کرتے سب رام لیلا ہے

میں کرو تو سالا کڑیکٹر دھیلا ہے

آئیدن نے سب سے پہلے ان جملوں پر سٹیپ کیے تھے نظریں نمیرہ پر تھی جب وہ چھوٹا تھا تو اس کو جب دیکھتا تھا وہ اسے ٹھرکی کہتی تھی۔۔

آئیدن نے ٹانگیں ذرا سی آگے کرتے کمر پیچھے کی جانب کرتے ،پیچھے کو ہو کر سیدھا ہوا تھا۔۔۔اس کے سٹیپ دیکھ کر سب نے ہوٹنگ کی اس نے شہریار کے اوپر ہاتھ مارا تو وہ اب سامنے آیا تھا۔۔

کڑیوں کا نشہ پیارے نشہ سب سے نشیلا ہے

جیسے دیکھو وہ حسن کی بارش میں گیلا ہے

عشق کے نام ہے کرتے سب رام لیلا ہے

میں کرو تو سالا کڑیکٹر دھیلا ہے

شہریار نے چٹکیاں بجاتے سیم آئیدن والا سٹیپ کیا تھا اور ہنستے ہوئے بولا۔۔

میں تو سب کی نظروں میں ویسے ہی ٹھرکی ہوں۔۔ سب مردوں کے قہقہے گونجے تھے۔۔

ہے سمپل سا ہے فارمولا

لو کا فنڈا کھولنا

مجھت بس تو کول کول کول ہی رہتا ہے

کسی کا ہاتھ تھام کے

لو یو فورایور بول کے فول فول کہتا ہے

وریام اگے ہوا اس نے دایاں پاؤں سائیڈ پر کرتے بائیں پاؤں کو پیچھے کر
کے دائیں جانب سٹیپ کر کے پھر بائیں جانب یہی سٹیپ کیا۔۔۔
سونیا حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو کمال کا ڈانس کر رہا تھا۔۔ رات کو وہ
اس کے کمرے میں جانے سے پہلے ہی سو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی
بات نہ ہوئی اور کہیں نہ کہیں ناراض کی ابھی بھی قائم تھی۔۔۔

اسے پینے سے ہے مطلب
فرق پڑتا ہے باہوں میں منی ہے یا شیلا ہے
عشق کے نام ہے کرتے سبھی راس لیلا ہے
میں کرو تو سالا کڑیکٹر دھیلا ہے
مین کرو تو سالا کڑیکٹر دھیلا ہے

راہا نے گھور کر اسے دیکھا ہے۔۔ موبائل پکڑ کر اسے میسج کیا اس نے سٹپ کرتے ہوئے موبائل پاکٹ سے نکالا میسج کیا تو اس کے لبوں پر شرارت سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔ میسج کچھ یوں تھا۔

"حویلی واپس چلو پھر میں بتاتی ہوں باہوں میں منی ہے یا شیلا ہے"

ہے چرچا فیس بک پے ہے

مزہ بس ایک لک ہے ہے

حسین چہرے کا کون دیدار بار بار کرتا ہے

وہ وہ چاروں ایک ساتھ کھڑے ہو کر دائیں جانب ہوتے چٹکی بجا کر پیچھے کو ہو کر سیدھے ہوتے ایک دوسرے کے کندھے کو کندھا مار کر سٹیک کیا۔۔۔۔

میں دل کا فوٹو فریم ہو

کنلڈر کی طرح روز روز چینج کرتا ہے

کمر جتنی ہو پتلی مزہ اتنا نشیلا ہے

جیسے ہی یہ لائن پلے ہوئی وریام ، آئیدن اور شہریار نے ہادی کو کمر سے پکڑتے گھمایا تھا مردوں سمیت عورتوں کی بھی ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔

اب ہادی اور وریام آگے تھے آئیدن اور شہریار پیچھے۔۔

وہ دونوں چند سٹیپ کر کے پیچھے گئے اور اب آئیدن اور شہریار آگے آئے تھے۔۔۔

چلے گا آنکھوں کا رنگ کالا ہے یا نیلا ہے

عشق کے نام پر کرتے سب راس لیلا ہے

میں کرو تو سالا کڑیکٹر دھیلا ہے

جبا شہریار کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھتے رہ گئے جس طرح کی لائنز پلے ہوتی تھی اس کے چہرے کے ایکسپریشن بھی ویسے ہی تھے وہ واقعی ہی ٹھرکی انسان لگ رہا تھا۔۔

وہی آئیدن کو کئی سالوں بعد ڈانس کرتے تھے نمیرہ دیوانہ وار اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا بات ہے؟ دالہام نے آئیدن کی کمر پر چپت لگائی تھی۔۔

میں نے سوچا میرے لالا کہ شادی کے فنکشن تو ہوئے نہیں یہ محض ایک ہونے لگا ہے تو تمام جو ارمان تھے وہ اسی پر پورے کر لیں۔۔ آئیدن سردار کے گلے لگا۔۔۔

وہ سب حویلی کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔ جب راستے میں طرسم سردار سے کہنے لگی۔۔

تمہیں جھکنا نہیں چاہیے تھا سب کے سامنے۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔۔

دالہام نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہیں دوسرے بازو کے حصار میں اسے لیا تھا ان کے بچے ریحانہ خانم کے پاس تھے۔۔۔

میں نے ولیمہ صرف دو مقصد کے لیے رکھوایا تھا پہلا کہ تمہارے دل میں یہ ارمان نہ رہ جائے کہ ہماری شادی کا ایک فنکشن بھی نہیں ہوا دوسرا کلام کے لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تم سردار کی سردارنی ہو۔۔ میری سردارنی جو مجھ پر حکم کرتی ہے۔۔۔ دالہام نہایت غور سے اسے دیکھ رہا تھا شدت سے دل چاہ رہا تھا اس کا چہرہ دیکھے۔۔۔

حویلی پہنچتے ہی سب اپنے اپنے کمروں میں ایسے غائب ہوئے تھے جیسے الدین کا جن غائب ہوتا ہے۔۔ شہریار یعقوب بھی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے الطاف خان اندلیب شاہ نے اپنے بیٹے کو لے کر گھر جانا تھا لیکن انہیں کمرے میں بند ہوتے تھے انہیں پھر ایک رات وہاں رہنا پڑا۔۔

طرسم نقاب کیے بیٹھی تھی دونوں بچے آج ریحانہ خانم کے پاس ہی تھے۔۔

بچے کہاں پر ہیں کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا۔۔۔

مورے پاس ہیں انہوں نے کہا آج بچے ان کے پاس رہنے دو میں۔۔

طرسم نے اپنا نقاب اور حجاب اتار کر سائڈ پر پھینکا۔۔ دالہام دانتوں کو سختی سے پیوست کیے زبان تالو کے ساتھ چپکا گیا سانس حلق میں اٹک گئی۔۔

کیا ہوا؟ اپنے بالوں کو جوڑے سے آزاد کر کے کھول کر پشت پر پھیلاتے کچھ آگے کی جانب کیے تھے۔۔

تم تیار ہو کر، بال کھول کے میرے سامنے نہ آیا کرو۔۔ کسی دن سانسیں رک جائیں گی۔۔ دالہام اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیرتے بولا۔۔

طرسم نے چہرے پر آئے بال کانوں کے پیچھے کیے اور اس کے مقابل کھڑی ہوئی۔۔

کیا کہتے تھے تم جب نکاح کر کے لائے تھے یہ چار فٹی میرا دماغ خراب کرتی ہے۔۔ اب کچھ نہیں کہو گے ایسا! طرسم نے اس کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔

پہلے دماغ خراب کرتی تھی اب دل گھائل کرتی ہو! دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اپنے قریب کیا۔۔

لیکن میرے پاس تو تیز دھار والی کوئی چیز نہیں ہے۔۔

تمہاری آنکھیں کافی ہیں میرے دل کو گھائل کرنے کے لیے۔۔۔

دالہام شدت سے اس کی دونوں آنکھوں پر لب رکھتے اس کے لبوں پر جھکا۔۔

تمہاری آنکھیں مجھے اکساتی ہیں کہ میں تمہارے قریب آؤں تمہیں محسوس کروں۔۔ دالہام اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑنے لگا۔۔ طرسم سانسیں روک گئی۔۔۔

دیو میرا ایڈمیشن کروایا تم نے ؟ اسے کوئی اور بات نہ ملی تو یہ بات چھیڑ دی۔۔

جی بالکل میں نے اپنی بیوی کا ایڈمیشن کروادیا ہے فنکشن ختم ہوگیا ہے دو دن بعد سے تم کالج جایا کروگی۔۔ دالہام بھکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

بکس لے لی تم نے ؟ وہ اپنے خشک ہوئے لبوں کو زبان سے ترک کرنے لگی سردار کی نظریں اس کے ہونٹوں پر تھی۔۔

تم اس سب کو فل وقت چھوڑدو تمہاری ہر شے پوری ہوجائے گی بس تم اپنے شوہر پر دھیان دو۔۔۔ دالہام نے بے باکی سے اس کے چہرے پر ہاتھ کی پشت پھیری۔۔۔۔

دیو! طرسم اس کے سینے میں چھرا چھپانے لگی جب اس نے طرسم کا چھرا سامنے کرتے اس کی آنکھوں پر مہر ثبت کی۔۔

میں جتنی مرتبہ بھی تمہاری آنکھوں پر لب رکھتا ہوں مجھے کم لگتا ہے۔۔ دالہام دیوانہ وار اس کی نیلی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا وہ اسے پزل کر گیا۔۔

ہماری اس زندگی کے سفر کا آغاز عجیب تھا لیکن اختتام خوبصورت ہوگا۔۔ طرسم نے اس کے سینے پر سر رکھا اور گردن میں بازو حائل کیے۔۔۔

اور میں چاہتی ہوں سفر کا اختتام ایک نہ کرے بلکہ جب کریں ہم دونوں ایک ساتھ کریں۔۔ اس نے سردار کے دل کے مقام پر لب رکھے تھے۔۔۔

دالہام آہستہ آہستہ اس میں مدہوش ہونے لگا اسے بے انتہا قریب کیے شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔ اور آج اس کی پری اس کی قربت میں مسکرا رہی تھی۔۔۔

صبح کا سورج طلوع ہوا طرسم اس کے سینے پر سر رکھ کے سوئے ہوئے تھی بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ دالہام انگڑائی لیتے کروٹ لینے لگا جب اپنے اوپر وزن محسوس کر کے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولی۔۔۔

پری جان! اٹھ جائیں! دالہام نے اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلائی تو وہ اس کے گردن میں چہرہ چھپاتے اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔۔۔

پری جان! اٹھ جاؤ۔۔ مجھے آفس جانا ہے اور ڈیرے پر بھی کام ہے۔۔ طرسم کہنیاں اس کے سینے پر رکھتے وزن ڈالتے غصے سے اٹھی، سردار نے بمشکل درد برداشت کیا تھا۔۔۔

بہت ظالم ہو گئی ہو تم ، ذرا اپنے شوہر پر ترس نہیں آتا تمہیں ۔ ۔
اس شوہر کا صبح صبح اٹھ کر کام کی بات کرنا ضروری تھا ؟ وہ منہ بسور گئی اسے بالکل بھی اچھا نہ لگا تھا ۔ ۔ دالہام کا یوں کام کی بات کرنا ۔ ۔
او میری بیوی ناراض ہو گئی ؟ دالہام اسے گدگدی کرنے لگا تو پیچھے کی جانب لیٹتے ہنسنے لگی ۔ ۔
دیو نہ کرونا ! طرسم ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ مسلسل اسے تنگ کرنے کے لیے اس گدگدی کرتا جا رہا تھا جبکہ ہنس کر اس کے پیٹ میں درد ہونے لگی تھی ۔ ۔

ہاہاہا ! بس ۔ ۔ ۔ ہاہا ۔ ۔ ۔ درد ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ہاہا ۔ ۔ ۔ ۔ رہا ہے ۔ ۔ ۔ دالہام نے ہنسی کے درمیان جب اس کے ٹوٹے پھٹے الفاظ سنیں تو اسے پکڑ کر سیدھا کیا اور خود بھی سکون سے بیٹھا ۔ ۔ ۔

میرے کپڑے نکالو۔۔ میں فریش ہونے جا رہا ہوں! دالہام واش روم میں چلا گیا طرسم اس کے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھتے، کمرے سے بھاگ گئی اسے پتہ تھا اس نے باہر آ کر اسے پھر سے تنگ کرنا ہے وہ اپنے بابا مورے کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

صارم لاونج میں بیٹھا دالہام کا انتظار کر رہا تھا سردار جب شاور لے کر باہر نکلا کپڑے بیڈ پر موجود پا کر مسکرایا جبکہ ارد گرد نظر دوڑائی تو اپنی بیوی کو کمرے میں موجود نہ دیکھ کر اس کی چالاکی اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے کپڑے تبدیل کیے بال بنا کر نیچے آیا اور صارم کے ساتھ چلا گیا۔۔۔

سونیا گہری نیند سوئی ہوئی تھی وریام کب سے اس کے پاس بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا کل رات پھر سے وہ اس کے کمرے میں جانے سے پہلے سو گئی تھی۔۔۔

سونی!وریام نے پیار سے اسے پکارا جبکہ وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔

سونی!وریام نے اب کہ مرتبہ اس کے رخسار پر لب رکھے تو وہ کروٹ لے کر لیٹ گئی آنکھیں کھولی، لبوں کو دانتوں سے کاٹنے لگی۔۔۔

وریام نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔

میں جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو اور مجھے تنگ کر رہی ہو۔۔ میری پیاری بیوی کیا ایک مرتبہ میری غلطی کو معاف نہیں کیا جا سکتا؟ اتنی بڑی غلطی ہو گئی ہے کیا؟ وریام نے اس کا رخ اپنی طرف کیا تو اس نے آنکھیں بند کر لی۔۔

تم اچھے نہیں ہو۔۔ سونیا کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا وریام کو برا لگا اگر وہ ناراض تھی غصہ تھی تو پہلے کی طرح اس کے کندھے پر مکے مارتی سینے پر تھپڑ مار تھی جبکہ وہ کچھ بھی نہیں کر رہی تھی۔۔

ماروگی نہیں مجھے؟ سونیا نے نفی کی۔۔۔

آئی پرومس کبھی نہیں پیوگا۔۔ وریام کے لیے اس کی ناراضگی ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔۔۔

میں کیسے مان لوں کہ تم نہیں پیوگے۔۔

تمہیں منانے کے لیے تم جو کہوگی میں کرنے کو تیار ہوں۔۔ وریام نے چہرے پر آئے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

جو کہوں گی کروگے۔۔

جو تم کہو! وریام نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اظہار کرو! سونیا سنجیدگی سے بول رہی تھی۔۔

Es ist nicht möglich, dass Sie sich die Zeit genommen haben, vor mehr als einem Jahr zu bezahlen.....

)میں تم سے محبت کرتا ہوں اور یہ محبت تا عمر کے لیے ہے(

سونیا نے ابرو اچکائی نا جانے وہ کونسی زبان بول رہا تھا جبکہ لہجہ انتہائی پیار بھرا تھا۔۔

مجھے تمہاری فارسی سمجھ نہیں آئی۔۔ سونیا نے اس کے سینے پر کئی مکے مارے تھے وریام کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔ اس نے پھر سے وہی الفاظ دہرا دیے۔۔

مجھے نہیں سمجھ آرہا تم کیا کہہ رہے ہو؟

میں کہہ رہا ہوں میں بس تم سے آج پیار کروں گا کل نہیں کروں گا۔۔
سونیا نے اس کی گردن پر زور سے دانت گاڑے۔۔۔
بھوک لگی ہے تو کھانا کھاؤ مجھے کیوں کھا رہی ہو۔۔ اس نے اپنی گردن سہلائی۔۔۔

مجھ سے جھوٹ نہ بولنا مجھے نہیں اچھا لگتا۔۔۔ سونیا ابھی بھی اپنے جذبات بات کا مکمل طور پر اظہار نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اچھا سنو! سونیا نے پکارا۔۔۔
جی سنائیے! سونیا مسکرائی۔۔
مجھے لیز لا کر دو میرے لیز کے پیکٹ ختم ہو گئے۔۔
ابھی؟

جی ہاں ابھی لا کر دو میرا دل کر رہا ہے میں فریش ہو کر آؤں تو لیز باہر پڑی ہو آج میں ناشتے میں یہی کھاؤں گی اور تم مجھے بالکل بھی منا نہیں کرو گے

نہیں تو میں پھر سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔ سونیا نے اپنے اوپر سے لحاف ہٹایا اور اسے شہادت کی انگلی دکھاتے خبر دار کیا۔۔۔

یہ بلیک میلنگ ہے! وریام نے آنکھیں چھوٹی کی۔۔

یہی سمجھ لو تم نے ہی تو کہا تھا جو میں کہوں گی تم کرو گے تو جاؤ میرے لیے ڈھیر ساری لیز لے کر آؤ۔۔۔ سونیا کے کہتے ہی وہ اٹھا اور کپڑے تبدیل کر کے کمرے سے چلا گیا سونیا مسکرائی تھی اور اٹھ کر فریش ہونے کے لیے چلی گئی، بعد میں اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

وہ آدھے گھنٹے بعد آیا تھا۔۔

اتنی دیر لگتی ہے لیز لانے میں۔۔ وریام کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اس نے بیڈ پر الٹ دیا جس میں سے کئی لیز بیڈ پر گری تھی۔۔

میرے خیال سے اتنی کافی ہوگی۔۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھا اور لیز کھول کر کھانے لگا سونیا نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا اور لیز پکڑ کر خود کھانے لگی۔۔

اتنی زیادہ کے آیا ہوں لیکن پھر بھی مجھ سے چھین کر کھانی ہے تم نے۔۔۔

وہ کیا ہے نہ میری آپا جمیلہ جو شوہر کے ہاتھ سے کھینچ کر کھانے کا مزہ آتا ہے ناوہ خود کی شہ کھانے میں مزہ نہیں اتا۔۔ سونیا اس کے سینے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی۔۔

اوکے جی وریام نے ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار بناتے دوسرے ہاتھ سے لیز پکڑ کر اپنے منہ میں ڈالنے لگا ایک خود کھاتا اور دوسرا اس کے لبوں کے پاس کرتا۔۔

قندیل نے آنکھیں کھولی نظر یعقوب پر گئی جو اوندے منہ بیڈ پر پھیل کر سویا ہوا تھا۔۔۔

اللہ جی اس انسان کو کب ڈھنگ سے سونا آئے گا؟ وہ اٹھی اس کی پشت پر تھپڑ مارا۔۔

قندیل کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ وہ غصے سے اٹھ کر بیٹھا اس سے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔

صبح ہو گئی ہے اٹھ جاؤ۔۔

وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے شوہر چند گھنٹے سکون سے سو جائے تمہیں راس نہیں آتا۔۔ یعقوب دانت پیستے بول رہا تھا جب کہ وہ مسکرا رہی تھی اور اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے اس کا غصہ جیسے ٹھنڈا کرنا چاہ رہی تھی

یعقوب نے اس کے ہاتھوں کی حرکت کو دیکھا جو ایک اس کے رخسار پر تھا اور دوسرا سینے پر۔۔

مسکے اچھے سے تمہیں لگانے آتے ہیں۔۔

اب ظاہر سی بات ہے مسکے شوہر کو ہی تو لگاؤں گی۔۔ قندیل نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا یعقوب نے نفی میں سر ہلایا ضرور کوئی کام تھا۔۔ قندیل کیا کام ہے سیدھی طرح بتا دو یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ یعقوب کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بہا تھا اسے شانوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ بالکل اپنے مقابل اور قریب کرتے کہا۔۔

میرا دل کر رہا ہے آج ہم باہر جائیں کھانا کھانے۔۔ قندیل کا یکدم دل کیا تھا کہ وہ باہر کھانا کھانے جائے۔۔

اوکے ڈن ہم آج ناشتہ ریسٹورنٹ میں کرتے ہیں۔۔ یعقوب فوراً مان گیا۔۔

نہیں مجھے ریسٹورنٹ میں ناشتہ نہیں کرنا مجھے سٹریٹ فوڈ کھانا ہے۔۔۔

یعقوب نے حیرت سے اسے دیکھا جو بڑے بڑے ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتی تھی اسے آج سٹریٹ فوڈ کھانے کا شوق چڑھا تھا۔۔۔

پلیز لے جاؤنا منع مت کرنا میں بہت دل کر رہا ہے۔۔

اوکے میں فریش ہونے جا رہا ہوں جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔۔اس کی آنکھوں میں امید اور خوشی کی چمک دیکھ کر وہ منع نہ کر سکا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔

میرا شوہر! شرماتے ہوئے اٹھی جب اچانک اسے چکر آیا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی اس نے سائیڈ ٹیبل کا سہارا لیا تھا۔۔

ایک تو پتہ نہیں چکر کیوں آ رہے ہیں! قندیل نے اپنی پیشانی مسلی۔۔

یعقوب باہر آیا اسے اسی حلیے میں بیٹھے دیکھ اس نے ابرو اچکائی تھی۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو میں فریش ہو کر کپڑے بدلوں گی۔۔ نہ منہ دھویا نہ برش کیا اور ایسے ہی تیار ہو کر نکل جاؤں۔۔ یعقوب نے واش روم کی طرف اشارہ کیا وہ کپڑے پکڑ کر اندر چلی گئی 15 منٹ بعد باہر آئی ہلکی سی لپسٹک لگائی اور بڑی سی چادر اپنے گرد لپیٹ لی۔۔

یعقوب مسکرایا وہ لڑکی جو ٹائٹ کپڑے پہن کر بے انتہا میک اپ کر کے گھر سے باہر نکلتی تھی وہ آج سادگی سے چادر اوڑھ کر نکل رہی تھی۔۔

کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی کیا؟

بہت خوبصورت لگ رہی ہوں! وہ اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے کمرے سے باہر نکل کر پورچ میں گیا کار میں بیٹھنے لگا تو قندیل نے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

مجھے بائک پر جانا ہے !اس نے سر کو خم دیا تھا اور بائک کے اوپر سے کپڑا ہٹا کر سکیورٹی روم سے چابی لے کر اسے اپنے ساتھ بٹھاتے حویلی سے نکل گیا قندیل اس سے دور ہو کر بیٹھی جب یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس کیا۔۔

جب شوہر کے ساتھ بائک پر بیٹھے ہوں نا تو شوہر کے قریب ہو کر بیٹھتے ہیں۔۔۔ قندیل نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پر۔۔

اب ٹھیک ہے شوہر جی !

جی بالکل ٹھیک ہے بیوی جی! یعقوب نے بائک کی سپیڈ تیز کی تو قندیل کی گرفت مضبوط ہوئی تھی اس کے کندھے پر۔۔۔

یعقوب مجھے پہلے گول گپے کھانے ہیں !

جو کم سر کار! قندیل اس کی جی حضوری پر دل کھول کر مسکرائی تھی۔۔ اس نے گول گپے کے ٹھیلے کے پاس بائک روکی۔۔

بھائی تیکھے گول گپے بنائیں گا !

زیادہ تیکھے نہیں بنانے !قندیل کے بولنے کے بعد وہ فوراً بولا تھا۔۔

نہیں آپ زیادہ تیکھے بنائیں۔۔۔ اس نے یعقوب کے ہاتھ پر چٹکی کاٹتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اس آدمی نے گولگپے کی ایک پلیٹ بنادی۔۔ قندیل نے مصالحہ پکڑ کر ایکسٹرا اوپر ڈالا یعقوب حیرت سے اسے دیکھنے لگا جو اتنے زیادہ سپائسی گول گپے کھانے لگی تھی۔۔

وہ بہت مزے سے کھائے جا رہی تھی اور وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا اسے مرچی بھی نہیں لگ رہی تھی۔۔

تمہیں مرچی نہیں لگ رہی کیا؟ وہ حیرت سے اس سے پوچھنے لگا۔۔

نہیں تو مجھے مرچی نہیں لگ رہی۔۔ تم بھی کھاؤ بہت یمی ٹیسٹی ہے مزہ آ جائے گا۔۔ قندیل نے اس کے لبوں کے پاس گولگپہ کیا تھا اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے یہ مرچیں کھانے کا۔۔ وہ بول رہا تھا جب قندیل نے تھیلے پر پلیٹ رکھی۔۔ ایک پکڑا ظاہر اس طرح کیا جیسے وہ اپنے منہ میں ڈالنے لگی ہے جب اچانک اس نے یعقوب کا چہرہ پکڑتے اس کے منہ میں ڈال دیا ہے۔۔ اور اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

کیسا لگا؟ سارا کھاؤ! مجبوراً اسے کھانا پڑا اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگ گیا تھا آنکھوں میں پانی آگیا۔۔۔

تمہارا حوصلہ اتنی مرچیں کھا رہی ہو۔۔۔ جتنی کھالی ہے نا بہت ہے۔۔

قندیل کا ارادہ تھا کہ وہ ایک اور پلیٹ کھائے گی جبکہ یعقوب کو سختی سے

کہتے دیکھ اس کا منہ بنا اس نے اس آدمی کو پیسے دیے اور اسے بائک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

میں نے ابھی ایک پلیٹ اور کھانی تھی۔۔

محترمہ بہت ہے! میرے تو آنکھ، ناک، کان ہر جگہ سے دھواں نکلنے لگ جائے۔۔ قندیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ اس کے ساتھ بائک پر بیٹھی۔۔۔

بہت ہنسی آرہی ہے تمہیں؟ قندیل نے اس کے شانے پر سر رکھ دیا۔۔ کافی دور وہ پہنچ گئے۔ وہ دونوں اس وقت ایسی جگہ پر موجود تھے دیکھنے میں معلوم ہوتا جیسے جنگل ہے ارد گرد درخت اور سائیڈ پر جیسے کھائی تھی جبکہ سڑک ہموار تھی۔۔۔ وہ سڑک کے کنارے پر بائل چلا رہا تھا۔۔۔ تھینک یو یعقوب میری زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے۔۔ وہ آنکھیں بند کیے مسکراتے بولی تھی جب پیچھے سے ایک کار تیز رفتار میں

آئی اوران کی بائیک ساتھ اس قدرزور سے ٹکرائی کہ قندیل بائک سے نیچے گرتے کھائی میں جاگری تھی۔ اس کا سر پتھر کے ساتھ جا کرلگا گرنے کی وجہ سے پتھروں میں حرکت ہوئی تھی اور پتھر اس کی ٹانگ اور ایک چھوٹا پتھر اس کے پیٹ پر جا گرا۔۔۔ یعقوب سڑک کی دوسری سائیڈ پر گرا تھا۔۔ اور وہ کار وہاں رکی نہیں تھی سڑک پر ایک ادمی کو گرے دیکھ کار میں موجود آدمی تیز رفتار سے کار بھگا لے گیا تھا۔۔۔

یعقوب کے سر سے خون بہہ رہا تھا پاؤں ،ٹانگ ، کوہنیوں پر بہت برے طریقے سے زخم آئے تھے وہ ہمت کرتے اٹھا۔۔

قندیل! یعقوب نے چاروں طرف دیکھا اسے وہ کہیں پر بھی نظر نہ آئی۔۔

قندیل! وہ بلند آواز میں چلایا! بھاگتے ہوئے چاروں طرف دیکھا جب وہ سڑک کے کنارے پر پہنچا نیچے کھائی کی جانب دیکھا تو قندیل بے ہوشی کی

حالت میں وہاں گری ہوئی۔۔ یعقوب جہاں تھوڑی سی ہموار جگہ تھی وہاں پر پاؤں رکھتے نیچے جانے کا جب اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے کی طرف گرا تھا اس کی قمیض پیچھے سے پھٹ گئی کمر سے خون نکلنے لگا۔۔ قندیل سے وہ کچھ دور تھا۔۔ اس کے پاؤں کے نیچے پتھر آگیا تھا جس کی وجہ سے وہ مزید گرنے سے بچا۔۔۔ درد برداشت کرتے پھر اٹھا اور پھر سے ہموار جگہ پر قدم رکھتے ہیں اس کے پاس پہنچا۔۔ وہ ایک بڑے پتھر پر تھی۔۔

قندیل! اسے پکارتے اس کا رخ اپنی طرف کیا اس کی پیشانی سے خون نکل رہا تھا۔۔ جہاں پر وہ گری تھی وہ جگہ ہموار تھی یعقوب نے اسے بازو میں اٹھایا اور ارد گرد دیکھنے لگا وہ اوپر کیسے چڑھتا۔۔ بے انتہا مشکل تھا اوپر چڑھنا زخمی حالت میں ایک وجود کو اپنے بازو میں اٹھا کر۔۔

ہموار جگہ ڈھونڈ کر وہاں پاؤں رکھتے اوپر کی جانب چلنے لگا اس نے ابھی دو قدم بڑھائے تھے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔۔

یعقوب ہمت نہیں ہارنی۔۔ ہمت کرتے وہ آدھے گھنٹے بعد سڑک پر آیا اسے سائیڈ پر لٹاتے ارد گرد دیکھنے لگا وہ جگہ سنسان ہوتی تھی۔۔

قندیل وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اس کے رخسار تھپتھپانے لگا اس کے پاس ایسی کوئی شے نہ تھی جسے اس کی پیشانی پر باندھتا تاکہ خون نکلنا بند ہوتا۔۔۔

موبائل! اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا موبائل شاید گر چکا تھا چاروں طرف دیکھنے لگا جب اسے بائیک کے پاس موبائل گرا ہوا نظر آیا اپنا موبائل اٹھایا۔۔

موبائل آف ہوچکا تھا۔۔ اسے آن کرنے کی کوشش کی دو منٹ بعد وہ ان ہوگیا تھا اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور دالہام کو کال ملائی۔۔ جو دوسری بیل پر ہی ریسیو ہوئی۔۔۔

سردار! میں آپ کو لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں جلدی سے یہاں آجائیں۔۔

قندیل۔۔ پہلا جملہ بولتے، ابھی اس نے قندیل کا نام ہی لیا تھا جب اس کے گلے میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔

یعقوب! کیا ہوا؟ دالہام کو جیسے دھچکا لگا تھا اس کی بھاری آواز سن کر۔۔ لوکیشن سینڈ کرو مجھے میں ابھی آرہا ہوں۔۔ دالہام نے کال بند کی تو اسے فوراً لوکیشن ریسیو ہوئی 40 منٹ بعد وہ اس جگہ پر موجود تھا۔۔ کچھ دوری پر اس نے کار روکی باہر نکلا جب یعقوب کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئی جب نظر قندیل پر گئی بے ساخت میں اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

یعقوب کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔

یعقوب کار میں بیٹھے فوراً۔۔۔ دالہام بلند آواز میں بولا اور تیز قدم بڑھاتے ہیں قندیل کے پاس پہنچ کر اسے بازوں میں اٹھایا اور کار میں پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔۔۔ قندیل کے کپڑے پھٹ چکے تھے پیشانی سے زارو قطار خون بہہ رہا تھا۔۔ یعقوب پچھلی سیٹ پر قندیل کے پاس بیٹھا اور اس کا اپنی گود میں رکھا۔۔۔

قندیل آنکھیں کھولو، قندیل وہ اس کے رخسار تھپتھپا رہا تھا۔۔ سر پر گہری چوٹ آئی تھی۔۔

وہ تقریباً گھنٹے بعد ہاسپٹل کے باہر موجود تھے۔۔ راستے میں دالہام نے یاور اور صارم کو کال کر دی تھی۔۔ وہ ان سے پہلے ہاسپٹل کے باہر موجود تھے۔۔۔۔ دالہام کار سے باہر نکلا اور قندیل کو اس نے سٹریچر پر

لٹایا۔۔یاور نے یعقوب کو باہر نکالا قندیل کو پہلے ایمرجنسی روم میں لے جایا گیا اور یعقوب کو بینڈج کرنے لگے۔۔

یاور میری بیوی!اس کی سانسیں حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوگا وہ ٹھیک ہوجائے گی۔۔دالہام نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

ایمرجنسی روم کے ساتھ والے روم میں یعقوب بیٹھا ہوا تھا دالہام باہر آیا۔۔اور وہاں چکر کاٹنے لگا۔۔

یعقوب روم سے باہر آگیا ایمرجنسی روم کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دیکھنے لگا ڈاکٹر وہاں کھڑے تھے قندیل نظر نہیں آرہی تھی۔۔

یعقوب کچھ نہیں ہوگا!دالہام نے اسے گلے لگایا۔۔تین گھنٹے وہ چاروں باہر کھڑے انتظار کرتے رہے جب ڈاکٹر باہر آئی۔۔۔

ڈاکٹر میری بیوی! یعقوب نے بے چینی کی آخری حد پر پہنچتے پوچھا
آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔
آپ کی وائف کے سر پر کافی گہری چوٹ آئی ہے سٹچز لگائے ہیں وہ بہتر ہیں لیکن! ڈاکٹر خاموش ہوگئی یعقوب سے نہ بولا گیا اور نا اگلا سانس لیا گیا اتنی سکت نہ رہی کہ ڈاکٹر سے پوچھ سکے لیکن کیا؟
لیکن کیا ڈاکٹر؟ دالہام نے پوچھا۔۔
وہ پریگننٹ تھی مس کیرج ہوگیا۔۔ اوران کی ٹانگوں پر کافی گہری چوٹ لگی ہے وہ کبھی چل نہیں پائیں گی۔۔۔ یعقوب گرنے لگا تھا جب یاور اور دالہام نے اسے تھاما۔۔۔
مم۔۔۔۔م۔۔۔۔ میری۔۔۔۔ ببب۔۔۔۔ بیوی،،بچہ! یعقوب کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی تھی۔۔ جسم پر لرزہ طاری ہوا تھا۔۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔ اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔۔

یعقوب! دالہام نے اسے اٹھانے لگا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیے۔۔
دیوار کے ساتھ سر ٹکاتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔
یعقوب! دالہام اور صارم نے اسے تھام کر چیئر پر بٹھایا وہ اپنا چہرہ تھا
میں مسلسل زار و قطار روئے جا رہا تھا سردار اس کے پاس بیٹھا اور اسے
اپنے ساتھ لگایا کندھا ملتے ہی وہ مزید بلند آواز میں رونے لگا تھا۔۔
یعقوب سنبھالو خود کو! دالہام، یاور، صارم تینوں کی آنکھوں میں نمی
شامل ہوئی تھی۔۔۔
وہ ہمیشہ سب کے ساتھ کھڑا رہا تھا اور آج خود ٹوٹ رہا تھا۔۔
سردار میں اسے کیسے سنبھالو گا۔۔ اسے کیسے بتاؤں گا ہمارا بچہ۔۔۔۔ وہ
اب کبھی چل۔۔۔۔ وہ جملے مکمل نہیں کر پا رہا تھا۔۔ اس کا وجود ابھی بھی
کانپ رہا تھا یاور نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔

اگر تم ہمت ہارو گے تو اسے کون حوصلہ دے گا۔۔ یاور نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

صارم ڈاکٹر سے پوچھو اسے کب تک ہوش آئے گی۔۔۔ دالہام کے کہتے ہی صارم ڈاکٹر کے کیبن میں گیا اس سے پوچھا تو اس نے کہا تھوڑی دیر تک ہوش آجائے گی۔۔ واپس آیا اور وہی الفاظ ان تینوں کو بتائے۔۔۔

سردار مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس نے لمبی ہچکی لی۔۔

ہم تو اتنے خوش تھے دونوں۔۔ پھر سے بات ادھوری چھوڑتے لمبی ہچکی لیتے، اس کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر اس کی ہتھیلیوں پر گرے تھے۔۔۔۔

اس کے پاس جاؤ اسے کبھی بھی ہوش آسکتی ہے اسے تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ دالہام نے ایمرجنسی روم کے دروازے کی طرف دیکھا

یعقوب نے نفی میں سر ہلایا وہ مکمل طور پر ہمت ہار چکا تھا۔۔ اسے جیسے اپنے وجود کا درد بھول گیا تھا اب اگر کوئی درد حاوی ہو رہا تھا تو وہ دل میں موجود درد تھا۔۔

جاؤ!وہ تینوں یک زبان بولے یعقوب نے لمبا سانس لیا جیسے اگلے لمحے سانس ہی نہیں آئے گا۔۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے ایمرجنسی روم کا دروازہ کھول کر اندر گیا۔۔۔ قندیل بے ہوشی کی حالت میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔

یعقوب جیسے ہی اس کے پاس پہنچا وہ پھر سے ہمت ہارا اس کے پاس بیٹھ کے کندھے پر سر رکھ کے اپنے دل کا غبار ہلکا کرنے لگا جو کہ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھتا جا رہا تھا۔۔

ایم سوری!نا جانے کیوں وہ معافی مانگنے لگا۔۔۔

گھنٹہ وہ اس کے شانے پر سر رکھے روتا رہا۔۔ آنکھیں بے انتہا سرخ ہو چکی تھی سوجن واضح تھی۔۔

قندیل کے ہاتھوں میں حرکت ہوئی تو وہ فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا کمر میں شدید درد کی لہر پیدا ہوئی تھی لیکن اسے کہاں پرواہ تھی۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولی سر کو دائیں جانب کیا سامنے یعقوب کو بیٹھے تھے آنکھوں میں تکلیف اور لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

تم۔۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔ ہو۔۔۔ نا؟ اس پر جیسے ابھی بھی بے ہوشی طاری تھی اس نے پوچھا چہرے پر فکر واضح تھی۔۔۔ یعقوب نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

کہاں چھوٹ لگی؟ قندیل نے بمشکل اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

یعقوب نے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔
قندیل کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑلیا۔۔ وہ تو مضبوط مرد تھا وہ چوٹ لگنے
پر روتا تو نہیں تھا تو آج کیوں رو رہا تھا۔۔۔
رو کیوں رہے ہو؟ قندیل نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرنے کی
کوشش کی تھی۔۔۔

تم۔۔۔۔ وہ۔۔۔ ہم۔۔۔۔ یعقوب ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کر رہا تھا۔۔

کیا ہوا؟ قندیل نے با مشکل حلق سے تھوک نکلا۔۔

مس۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرج۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوگیا۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔۔ کبھی۔۔۔۔۔ چل۔۔۔۔ سکتی۔۔۔ کئی
لمحے لگا کر اس نے ایک جملہ مکمل کیا۔۔ قندیل پھٹی آنکھوں سے اسے
دیکھ رہی تھی۔۔ کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔۔

میرے خدا کیا یہ مکافات عمل ہے ؟ آنسو آنکھوں سے بہہ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرائے جب وہ حسد میں آکر گناہ کر رہی تھی۔۔۔۔ اس کی سب سے قیمتی شہ اس سے چھین لی گئی۔۔ اس نے طرسم کے بچوں کو مارنے کی کوشش کی تھی اس کا اپنا بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی سے دور ہو گیا۔۔ وہ اسے مارنا چاہتی تھی اس سے اس کی خوشی اس کے شوہر سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے سیڑھیوں سے دھکا دینے کی کوشش کی اسے بے پردہ کرنے کی کوشش کی اور آج قندیل یعقوب سے چلنے کی نعمت چھین لی گئی تھی۔۔ اس کا بچہ اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔

آنکھوں سے محض آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔ زبان تالو کے ساتھ چپک گئی تھی۔۔۔ آنکھیں ایک جگہ پتھرا گئی۔۔۔۔ دل میں خدشہ آیا کیا اس کا شوہر اسے چھوڑ دے گا وہ طرسم کو اس کے شوہر سے

دور کرنا چاہتی تھی کہ اب اس کا شوہر اپنی اپاہج بیوی کو اپنے پاس رکھیے گا۔۔۔

قندیل! یعقوب نے اس کے رخسار تھپتھپائے وہ اپنی جگہ پر ساکت تھی۔۔

سب ختم ہو گیا! میں کسی کام کی نہیں رہی یعقوب۔۔ سب ختم! قندیل نے ہاتھ بڑھا کر اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔ یعقوب نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے اس کے گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

کچھ ختم نہیں ہوا میں ہوں نا تمہارے ساتھ!۔۔

تم کیسے کہہ سکتے ہو کچھ ختم نہیں ہوا ہمارا بچہ نہیں رہا میں کبھی چل نہیں سکوں گی اور تم کہہ رہے ہو سب ختم نہیں ہوا! وہ زار و قطار روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

بچہ ہماری قسمت میں تھا ہی نہیں۔۔ اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ۔۔۔ یعقوب میں ہمت نہ تھی کہ اپنی بیوی کو اپاہج بول سکے وہ محض اس کے گرد حصار مضبوط کر رہا تھا۔۔

گناہ تو میں نے کیے تھے تمہارا تو کوئی قصور نہ تھا۔۔ قندیل نے ہمت کر کے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا۔۔

کسی گناہ کی سزا نہیں ہے بس یہ آزمائش ہے! یعقوب نے اس کے آنسو صاف کرتے جیسے ہی اس کی پیشانی لب رکھے۔۔ یعقوب کی آنکھوں سے پھر سے ایک ساتھ کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔

مت رو نہ، تمہارے رونا مجھے رلا رہا ہے۔۔ یعقوب نے اس کے آنسو صاف کیے جبکہ اپنی آنکھیں آنسوں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔

تکلیف برداشت نہیں ہو رہی نا؟ قندیل نے اس کے سینے پر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

مجھے تکلیف نہیں ہو رہی۔۔ یعقوب نے لب چھوٹے بچے کی طرح کپکپائے تھے۔۔ قندیل نے حد سے زیادہ کوشش کی اپنے آنسوؤں پر قابو پائے جبکہ وہ بہتے ہی چلے گئے۔۔۔

یعقوب محض اسے سینے سے لگائے بیٹھا رہا۔۔ قندیل خاموش ہو گئی دونوں کے دل تکلیف میں تھے۔۔۔ یعقوب نے خود کو بولنے سے باز رکھا اگر وہ بولتا تو خود کو رونے سے نہ روک پاتا اور اس کا رونا دیکھ کر قندیل ضبط کھو بیٹھتی۔۔۔

نرس اندر آئی اور قندیل کو نیند کا انجیکشن دیا۔۔ یعقوب اسے کئی لمحے دیکھتا رہا اور پھر باہر آیا۔۔۔

وہ ٹھیک ہے ؟ یعقوب نے ایک نظر ان کی جانب دیکھا اور چیئر پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔۔۔

اس کے بولنے سے زیادہ مجھے اس کی خاموشی تکلیف دے رہی ہے۔۔۔۔ یعقوب نے اپنے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیا۔۔۔

یاور ڈاکٹر سے پوچھو میں اسے کب تک گھر لے کر جا سکتا ہو۔۔ یاور ہاں میں سر ہلاتے ہیں ڈاکٹر کے کیبن میں گیا۔۔ دالہام یعقوب کے پاس بیٹھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

ہمت ہارنے سے کچھ نہیں ہوگا یعقوب۔۔ وہ دالہام کے گلے لگا آنکھیں جیسے ہی بند کی کئی آنسو رخسار پر بہے تھے۔۔۔

ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ دو گھنٹے بعد اسے گھر لے کے جا سکتے ہیں۔۔ یاور نے ان کی جانب آتے کہا۔۔۔

یعقوب اسی انداز میں جو ہے وہ بیٹھا رہا ہے دالہام اور یاور نے زبردستی اس سے کپڑے تبدیل کروائے۔۔۔ چار گھنٹے بعد ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے گئی قندیل کو ذرا سی ہوش آئی تو یعقوب ڈسچارج پیپر بنوا کر ساتھ اپنے گھر لے گیا۔۔۔ اپنے کمرے میں لے جاتے اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

کیوں مجھے اپنے ساتھ لے کر آئے ہو کہیں پر چھوڑ آتے۔۔۔ قندیل نے بیڈ کراؤن کے ساتھ سر ٹکایا۔۔۔

تمہیں بے غیرت لگتا ہوں جو اپنی عزت کو کہیں بھی چھوڑا آتا۔۔

یعقوب نے اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیے۔۔ پیشانی پر لگی پٹی پر اس نے ہاتھ پھیرا۔۔

مجھے اپنے پاس رکھ کر کیا کرو گے ؟ آنسو کو حلق میں ہی دباتے وہ پوچھ رہی تھی۔۔

بے انتہا پیار کروں گا۔۔ اپنی بیوی کو تنگ کروں گا۔۔ یعقوب محبت سے بولا۔۔ دالہام، یاور اور صارم کمرے سے باہر کھڑے تھے انہوں نے اندلیب شاہ، مریم بیگم، ریحانہ خانم، سفیان خان کو یعقوب کے گھر بلالیا وہ سب راستے میں تھے۔۔۔

تمہارا کوئی کام نہیں کر سکتی۔ تمہیں تو بیوی کے ہاتھ کا بنا کھانا کھانا پسند تھا نا میں تو اب کچھ بھی نہیں بنا سکتی۔۔۔ قندیل نے اپنی خالی ہتھیلیوں کو دیکھا۔۔

کوئی بات نہیں میں اپنی بیوی کے لیے بنایا کروں گا۔ شوہر کس لیے ہے۔۔

مجھ سے تمہارے کپڑے بھی پریس نہیں ہوں گے، گھر کی صفائی بھی نہیں ہوگی! بے تحاشہ قابو کرنے کے بعد بھی قندیل خود کو رونے سے نہ روک پائی۔۔

میں نے تمہیں کیا محض کام کرنے کے لیے لایا ہے کیا؟ میں جب کام ختم کر کے گھر آیا کروں گا تمہاری گود میں سر رکھا کروں گا تم میرا سر دبانا۔۔ میرے بالوں میں ہاتھ پھیرنا مجھ سے پیار بھری باتیں کرنا۔۔ یعقوب نے اس کی گود میں سر رکھا۔۔۔

تم کیوں اتنا نارمل بیہیو کر رہے ہو جیسے میں پہلے جیسی ہوں نارمل۔۔۔ جبکہ کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا، یعقوب تم کیوں یہ نہیں سمجھ رہے۔۔ قندیل اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی وہ بمشکل ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

نہیں تو میں ہر چیز سمجھ رہا ہوں! یعقوب نے اس کی گود سے سر اٹھایا اور اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے ہیں محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ یار اداس تو مت ہو کچھ نہیں ہوا؟ یعقوب نے اس کی ٹھوڑی کو انگھوٹے سے سہلایا۔۔۔

اتنے اچھے کیوں ہو۔۔ جب میں سب کی نظروں میں بد کردار تھی تب بھی تم نے مجھے اپنایا۔۔ غصے سے ہی سہی لیکن مجھے سدھارا۔ قندیل نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی جب ریحانہ خان، سفیان خان، اندلیب شاہ اور مریم بیگم کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔ یعقوب بیڈ سے اٹھا سب سے پہلے ریحانہ خانم اس کے پاس بیٹھی ہے اور اس کے گلے لگی قندیل جیسے اپنی بہن کے گلے لگتے ہی اپنا ضبط ہو بیٹھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

آپی سب ختم ہوگیا! مجھ سے میرا بچہ چھین لیا گیا۔۔۔ آپی چاہے میں اپاہج ہوجاتی میرا بچہ تو مجھ سے دور نہ ہوتا۔۔۔ وہ ریحانہ خانم کے سینے سے لگتی زاروقطار رونے لگی۔۔ اسے اپنی ٹانگیں اپنے وجود کے ساتھ محسوس نہیں ہورہی تھی۔۔۔

یہ سب میرے گناہوں کی سزا ہے۔۔ قندیل ہانپتے ہوئے بولی۔۔

نہیں اس طرح نہیں کہتے میرا بچہ! ریحانہ خانم نے اس کی پیشانی چومی۔۔

آپی میرا بچہ! آپی اسے کیوں مجھ سے دور کیا گیا؟ وہ اپنے رخسار پر رکھے ہوئے ریحانہ خانم کے ہاتھوں پر رکھتے کہہ رہی تھی۔۔

ریحانہ خانم کے پاس کوئی جواب نہ تھا وہ محض اسے اپنے سینے سے لگائے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

قندیل بیٹا یوں رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔۔ سفیان خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ اندلیب شاہ نے اپنے بیٹے کو دیکھا جو گم سم کھڑا تھا۔۔

قندیل یار کیا ہوگیا ہے! یعقوب چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائے اس کے پاس بیٹھا ریحانہ خانم اس سے دور ہوئی۔۔

دیکھو مجھے کتنی چوٹیں لگیں ہیں بہت درد ہو رہا ہے یعقوب نے اپنے آستین اوپر کر کے دیکھائے۔۔

اس درد سے بھی زیادہ؟ وہ اس کے دل کے مقام کو دیکھتے بولی۔۔

نہیں مجھے نہیں درد ہوتا میں تو سنگدل ہونا۔۔ تم ہی تو کہتی تھی۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا جبکہ اس ہنسی میں چھپی تکلیف پر ایک نے محسوس کی۔۔۔

یہ سنگدل آج میری وجہ سے ٹوٹا ہے !قندیل پھر سے آنسو بہانے لگی

یعقوب نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

میرے خدایا مجھے صبر دے۔۔۔ قندیل نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابراہم گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔ وہ بھی یہ نہیں کہتا تھا مجھے جانے دو وہ محض اپنی بہنوں کا نام لے کر کہتا کہ مجھے معاف کر دو۔۔

ابراہم کی حالت بہت بری ہو چکی تھی ٹانگیں اور ایک ہاتھ تو اس کے وجود کے ساتھ تھا ہی نہیں آخری سانسیں گن رہا تھا کمرے سے عجیب سی سمیل آنا شروع ہو چکی تھی۔۔ چھوٹے چھوٹے کیڑے اس کے وجود پر رینگتے تھے۔۔ اور اس کا خون چوستے۔۔

اس نے جتنے گھنونے کام کیے تھے اسے سزا مل رہی تھی۔۔

ممم۔مجھے۔۔۔۔۔۔۔ ممممم۔۔۔۔معاف۔۔۔۔۔

گگگگ۔۔۔۔کر۔۔۔۔۔۔ ددد۔۔۔۔دو۔۔وہ بمشکل جملہ مکمل کرپایا

اسے سامنے اپنی بہنیں نظر آئی اوراس کی آنکھیں پتھرا گئی ایک ہاتھ میں

جو تھوڑی سی حرکت ہورہی تھی وہ رک گئی۔۔

سانسیں ختم ہوگئی تھی۔۔اس کا وجود وہیں پڑا رہا کیڑے مزید بڑھنے لگے

اوراس کے خون کو چوستے جارہے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تقریباً دوسال بعد۔۔۔

راہا ہادی کا انتظار کررہی تھی جو ابھی تک آفس سے نہیں آیا تھا اسے غصہ

حد سے زیادہ آرہا تھا صبح سے روحی نے رو رو کر اس کا دماغ خراب کیا ہوا

تھا۔۔

ماما! وہ راہا کو پکارتے پھر سے رونے لگی راہا اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی اس کی بیٹی کچھ زیادہ ہی روتی تھی ہر دو منٹ بعد اس کا سپیکر آن ہوا ہوتا تھا۔۔ وہ تقریباً ڈیڑھ سال کی تھی۔۔

روحی بیٹا چپ کر جاؤ! راہا نے اٹھایا اسے سینے سے لگاتے ہیں اس کے پیٹھ سہلاتے سے چپ کروانے لگی۔۔

اس کی وہم گماں میں بھی نہ تھا کہ اس کی بیٹی سے اس قدر تنگ کرنے لگ جائے گی۔۔

اس نے روحی کو فیڈ کروایا وہ چپ کر کے دودھ پیتی رہی اور جیسے ہی اس کا پیٹ بھرا، وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی اور پھر کھلکھلانے لگی 15 منٹ گزرے تھے جب پھر سے اس کا سپیکر شروع ہو گیا۔۔

تمہارے بابا کو آنے دو وہی سنبھالیں گے تمہیں، میں تھک گئی ہوں تمہیں چپ کروا کے صبح کی کوئی 20 دفعہ رو چکی ہو تم! راہا اسے سینے سے

لگائے چکر لگاتے غصے سے بول رہی تھی جب ہادی کمرے میں داخل ہوا
اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ کر اپنی بیٹی کو روتے پا کر فوراً اس کے
پاس گیا بیٹی کو گود میں اٹھایا وہ اسی وقت خاموش ہو گئی راہا کا دل چاہا
دونوں باپ بیٹی کو کمرے سے باہر نکال دے۔۔
آج کے بعد افس جانا ہے تو اسے ساتھ لے کر جانا ہے گھر میرے پاس
چھوڑ کر نہیں جانا۔۔ نہ پورا دن چپ ہوتی ہے اور نہ مجھے سکون سے بیٹھنے
دیتی ہے اسے اٹھا کر چکر لگانے کی وجہ سے مجھے تو لگتا ہے 20 کلو وزن
میرا کم ہو گیا ہے۔۔۔۔ راہا نے دانت پیستے ہادی کو دیکھ کر کہا اور تھکے
ہوئے انداز میں بیڈ پر بیٹھی دوپٹہ اتار کر سائڈ پر پھینک دیا۔۔
برتھ ڈے ہے تم نے ریڈی نہیں ہونا کیا؟
آپ کی بیٹی خیر سے مجھے تیار ہونے دے گی تو میں ہوں گی نا صبح سے
چپ کروا رہی ہوں اور دو منٹ بعد اسے بھوک لگی ہوتی ہے پانچ منٹ

چپ کرتی ہے پھر رونے لگ جاتی ہے جب تک چپ کرواتی ہوں پھر اسے بھوک لگ جاتی ہے اور پھر بعد میں اس کا وہی کام شروع ہو جاتا ہے وہ ایک سانس میں بولتی گئی ہادی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ کچھ زیادہ ہی تپ گئی تھی۔۔۔ایک نظر اس نے اپنی بیٹی کی جانب کی جو اس کی گود میں کھلکھلا رہی تھی اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ہادی کو سکون ملا۔۔

میری روحی مما کو کیوں اتنا تنگ کرتی ہے؟ ہادی اسے سامنے کرتی اس کی ناک کے ساتھ ناک سہلاتے بول رہا تھا جبکہ راہا نے دانت پیسے اس کی گود میں وہ کھلکھلاتی نہیں ہوتی جیسے ہی باپ کے پاس جاتی تھی اسے ہنسنا یاد آ جاتا تھا اور ماں کے پاس رونا۔۔۔

تم ریڈی ہو جاؤ میں اسے ریڈی کر دوں گا! ہادی نے محبت سے اسے کہا تو بدلے میں راہا نہیں گھوری سے اسے نوازا اور بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔

مجھ سے زیادہ ٹائم نا آپ دونوں باپ بیٹی نے تیار ہونے میں لگانا جب تیار ہو جائیں گے نا مجھے بتا دیجیے گا میں تیار ہو جاؤں گی فل وقت میں تھک گئی ہوں اور مجھے سکون چاہیے تھوڑی دیر مہربانی کر کے اپنی بیٹی کو اٹھا کر نا دوسرے کمرے میں لے جائیں یہاں پر اگر مجھے اس کے رونے کے اواز آئی نا دونوں باپ بیٹی کو پکڑ کے ماروں گی۔۔۔ہادی نے اپنے خشک ہوئے لبوں پر زبان پھیری جب سے راہا کالج جانا شروع ہوئی تھی اس کی زبان بہت چلنے لگی تھی اور کچھ اسے بیٹی کی وجہ سے غصہ بہت آتا، وہ حد سے زیادہ اسے تنگ کرتی نہ پڑھنے دیتی۔۔ ریلیکس ہو جاؤ کیوں اپنا بی پی ہائی کر رہی ہو!ہادی اس کے پاس گیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اپنی بیٹی کو لے کر صوفے پر بیٹھا الماری سے اس نے وائٹ کلر کی باربی فراک نکالیں اور صوفے پر رکھی۔۔

بابا۔۔۔۔ماما۔۔۔۔ایبا۔۔(باباماماارتی ہے)۔۔اس کی بیٹی نے ٹھہر ٹھہر کر تین لفظ بولے جبکہ ہادی کو بخوبی سمجھ لگی تھی وہ کیا بولنا چاہ رہی ہے۔۔

تم نے مارا میری بیٹی کو۔۔ہادی نے راہا کو پکارا تو بدلے میں اس نے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

میں نے نہیں مارا یہ ویسے ہی شکائیتوں چوئی ہے۔۔راہا نے اپنے سر پر دوپٹہ باندھ لیا اس کے سر میں درد شروع ہو گئی تھی۔۔ہادی نے مزید کچھ نہ پوچھا اور اپنی بیٹی کو تیار کر کے اس کے چھوٹے چھوٹے بالوں میں دو کلپ لگائے اور اسے اپنے سامنے کرتے، اس کے دونوں ایک ساتھ چٹاچٹ چومے۔۔

اٹھ کر گرے رنگ کی شلوار قمیض پہنی۔۔باہر آتے، اپنے بالوں کو کنگھی کی۔۔راہا اسے ریڈی ہوتے دیکھ خود بھی اٹھی اور سفید رنگ کی

فراک ساتھ کھلا ٹراؤزر پہن کر باہر آئی بال جوڑے میں مقید کیے ہی تھے جب وہ منہ پر ہاتھ رکھ کے واش روم کی جانب گئی اور قے کرنے لگی۔۔۔۔

راہا! ہادی جو مکمل تیار ہو گیا تھا واش روم کی جانب بھاگا اسے واش بیسن پر جھکے دیکھ اس کی پیٹھ سہلائی۔۔۔ اتنے میں ہی راہا نڈھال ہو چکی تھی اسے سہارا دے کر باہر لایا۔۔

ہادی مجھے چکر آ رہے ہیں! راہا نے اپنا سر تھام لیا ہادی نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا اس کے ذہن میں جو خیال آ رہا تھا اس نے فوراً جھٹکا۔۔ اس سے فل وقت اپنی بیوی پر دوسرے بچے کی ذمہ داری نہیں ڈالنی تھی۔۔ اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ جب روحی پیدا ہوئی تھی تو ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا تھا کہ چار سے پانچ سال تک دوبارہ یہ ماں نہ بنے۔۔

راہا!ہادی نے اس کی پیٹھ سہلائی ریحانہ خانم کمرے میں آئی وہ روحی کو لینے آئی تھی کیونکہ انہیں اندازہ تھا وہ راہا کو کس قدر تک کر رہی ہوگی۔۔ لیکن جب انہوں نے راہا کو نڈھال دیکھا تو اس کے پاس کھڑے ہوتے فکرمندی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

موڑے مجھے قے آرہی ہیں مجھے چکر بہت آرہے ہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ ریحانہ خانم کو چپ لگ گئی انہوں نے ہادی کی طرف دیکھا تو اس نے نظریں جھکالی۔۔۔

ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔ ریحانہ خانم نے کہا تو ہادی نے ڈاکٹر کو کال کی جیسے ہی ڈاکٹر حویلی میں داخل ہوئی وہ سے لے کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب سب مردوں نے اسے ڈاکٹر کے ساتھ دیکھا ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سب اس کے پیچھے کمرے میں گئے ہادی نے انہیں مڑ کر دیکھا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کی خیر نہیں تھی۔۔

راہا! سب اندر داخل ہوئے اور فکر مندی سے اسے پکارا۔۔

پلیز آپ سب باہر جائیں مجھے ان کا چیک اپ کرنے دیں۔۔ ڈاکٹر حبیبہ نے سب مردوں کی طرف دیکھ کر کہا جو سب اندر داخل ہو گئے تھے۔۔

دالہام نے اپنی بہن کی جانب دیکھا اور پھر غصے سے ہادی کو جس قدر اس کی طبیعت روحی کی پیدائش کے وقت خراب ہوئی تھی اس کے بعد کسی میں ہمت نہیں تھی اس کی دوبارہ ایسی حالت دیکھنے کی۔۔

سب باہر گئے سردار نے ہادی کو بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کی۔۔۔ تم اس کی حالت سے واقف ہو نہ ہادی! سردار کے لہجے میں غصے کے ساتھ درد بھی تھا۔۔

ہادی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اسے دینے کے لیے۔۔۔

چاچو! وہ محض اسے پکار کر رہ گیا۔۔۔

اگر ایسا کچھ ہوا نہ ہادی تو مجھ سے برا تمہارے لیے کوئی نہیں ہوگا یاد رکھنا۔۔ میں دوبارہ اپنی بہن کو موت کے منہ میں جاتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔

ہادی اپنا سر تھام کر کھڑا ہو گیا۔۔ 15 منٹ سے سبھی بے چینی سے وہاں چکر کاٹنے لگے سفیان خان سامنے رکھی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

ڈاکٹر حبیبہ باہر آئی تو سب مرد اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اس نے حیرت سے ان سب کو دیکھا۔۔

فوڈ پوائزننگ ہو گئی ہے انہوں نے کچھ غلط چیزیں کھالی ہیں اس وجہ سے قے ہو رہی تھی اور چکر بی پی لو ہونے کی وجہ سے آ رہے ہیں۔۔ ڈاکٹر حبیبہ کے کہتے ہیں سب نے سکون کا سانس لیا یہ بات خوشی کی ہوتی ہے

لیکن جو حالت راہا کی ہوئی تھی اس کے بعد ان کے لیے فل وقت یہ خوشی کی بات نہ تھی۔۔

ہادی اندر گیا راہا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جس کا دماغ کچھ زیادہ ہی چل رہا تھا۔۔

ہادی آپ کو پتہ ہے ڈاکٹر حبیبہ کہہ رہی ہیں کہ میرے ٹرپلیٹ ہے میں اب چار بچوں کی اماں بن جاؤں گی۔۔ ہادی نے با مشکل اپنی مسکراہٹ پر قابو کیا۔۔

ہاں ضرور ٹرپلیٹ بھی ہو گے لیکن تین سال بعد انشاء اللہ۔۔۔ ہادی نے اس کا ہاتھ پکڑا تو سب اندر داخل ہوئے۔۔ راہا نے اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی۔۔۔۔

آپ لوگ تو قصائی بن کر تیار رہتے ہو ہادی کوئی غلطی کریں اور اس کی گردن پر چھری پھیرے۔۔اس نے یہ طنز خاص کر اپنے باپ اور چاچو کو مارا تھا۔۔

تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں کیا کر سکتے ہیں ہم !دالہام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جبکہ مضبوطی اس قدر تھی جیسے وہ دبوچ رہا ہے۔۔

میری گڑیا ٹھیک ہے؟ دالہام نے راہا کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس نے ہاں میں سر ہر ایا روحی کو ریحانہ خانم نے اٹھایا ہوا تھا۔۔۔

لالا میں بالکل ٹھیک ہوں بس غلط چیزیں کھانے کی وجہ سے طبیعت خراب ہوئی ہے اپ جا کر اپنی بیوی کو دیکھیں میری بیچاری بھابھی دو بچوں میں پاگل ہو جاتی ہے۔۔دالہام ہنسا تھا اس کی بات پر۔۔۔

اور آئیدن لالا آپ بھی نمیرہ بھابھی کے پاس جائیں آپ کی بیٹی اور بیٹے نے ناک میں دم کیا ہو گا ان کی۔۔آئیدن اور دالہام، دونوں بھائیوں

نے ایک سال اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے چلے گئے جبکہ کمرے میں اب صارم اور ریحانہ خانم تھے۔۔

یہ تنگ تو نہیں کرتا تمہیں؟ صارم نے محبت سے اس سے پوچھا۔۔

لالا جب آپ شام کو سات بجے تک گھر آتے ہیں نا ساتھ میں میرے شوہر صاحب کو بھی لے آیا کرے، انہیں گھر ٹائم سے آنے کا نہیں پتہ!

صارم نے گھورا۔۔

بابا کہیں تو مجھے بخش دے پہلے جب میں روٹین سے آفس نہیں جاتا تھا تب بھی باتیں سننے کو ملتی تھی اب اگر میں نے بزنس بھی ہینڈل کیا ہے ہاسپٹل میں بھی کام کر رہا ہوں تو اب آپ سب کو ایشو ہے میرے لیٹ آنے سے۔۔۔ ہادی نے کندھے اچکائے صارم نے ریحانہ خانم کو اشارہ کیا کہ چچی چلیں وہ دونوں چلے گئے روحی کو وہ ساتھ لے گئی تھی۔۔

ویسے تمہاری ذہن میں یہ خیال کیوں آیا تھا کہ میں۔۔۔۔اس کے بات ادھوری چھوڑنے کے باوجود بھی ہادی سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔۔۔

بس ایسے ہی ذہن میں آیا۔۔۔ہادی اس کے پاس بیٹھا اور اسے سینے سے لگایا۔۔

ریڈی ہوجاؤ آج تمہاری فیورٹ بھتیجا اور بھتیجی کی برتھ ڈے ہے۔۔۔

راہا مسکرائی اور ہادی کی گردن میں بازو حائل کیے۔۔۔

میرا شوہر مجھے تیار کرے۔۔راہا کی فرمائش پر وہ مسکرایا وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جب ہاتھی اٹھا ڈریسنگ ٹیبل سے چند میک اپ کی چیزیں اٹھا کر بیڈ پر رکھی اور اس کے سامنے بیٹھا۔۔

مجھے بس تین کام کرنے آتے ہیں لپسٹک لگانا، بلش ان، اور آنکھوں میں کاجل۔۔

ہاں تو میرے لیے یہ سب سے خوبصورت میک اپ ہے۔۔ ہادی اس کے الفاظ سن کر گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔ جتنا میک آپ اسے آتا تھا اتنا اس نے راہا کو کیا اور پھر غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

واللہ تمہاری خوبصورتی بے انتہا ہے۔۔۔ ہادی نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سونیا نے وائٹ کلر کی کُرتی اور کھلا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا کیونکہ برتھ ڈے کا تھیم ہی یہی تھا عورتوں نے سفید رنگ کا ڈریس پہننا تھا اور مردوں نے گرے رنگ کی شلوار قمیض۔۔

وہ اپنے بال بنا رہی تھی وریام کمرے میں گیا اسے تیار ہوتے دیکھ اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اپنے حصار میں لیا۔۔ اس کی گردن پر لب رکھے۔۔

دن بدن مزید میرے دل میں اترتی جا رہی ہے۔۔ وریام نے اب کی مرتبہ اس کے کندھے پر لب رکھے تھے۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا میں اتنی موٹی ہوتی جا رہی ہوں اور تم ہو کے محبت میں پاگل ہوتے جا رہے ہو۔۔ موٹی لڑکیوں سے بھی محبت ہوتی ہے کیا؟

سونیا نے میک اپ آدھا ادھورا چھوڑ کر رخ اس کی طرف کیا اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کے پوچھا۔۔

محبت وجود دیکھ کر نہیں ہوتی اور دوسرا موٹا تو تم نے ہونا ہی ہے۔۔۔

وریام نے اس کے بھرے ہوئے سراپے کو دیکھا تھا۔۔

ہاں کچھ دیر تو یہ موٹا میں نے رہنا ہے لیکن اس کے بعد مجھے دوبارہ پتہ ہوگا کیونکہ میں نے سنا شوہر کو پتلی بیوی پسند ہوتی ہے۔۔ سونیا کو نہ جانے کیا سوجھی اس نے یہ الفاظ ادا کیے۔۔ وریام بھی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے ذہن میں یہ بات کس نے ڈالی تھی۔۔

میری مغرور خانزادی مجھے تمہارے موٹی یا پتلی ہونے سے فرق نہیں پڑتا تم میرے لیے اس طرح بھی حسین ہو اور پتلی ہو کر بھی حسین ہوں مجھے تمہارے وجود سے غرض نہیں ہے۔۔ وریام نے اس کے دونوں رخسار کھینچے تھے۔۔ سونیا اس کی گردن پر انگلیاں چلا رہی تھی۔۔

ایک بات ہے اگر ہمارے بچے کی پیدائش کے بعد میں مزید موٹی ہو گئی تو؟ سونیا نے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکاتے ٹکر ٹکر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تو ہو جاؤ موٹی! وریام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔۔

سب کے بچے ہوئے ہیں کوئی اتنا موٹا نہیں ہوا میں کچھ زیادہ ہی موٹی ہو گئی ہوں۔۔۔ وریام کو اس کی بات پر ہنسی تو بے انتہا آئی لیکن اس نے قابو کیا کیونکہ اگر وہ ہلکا ہنستا تو اس کی سونی نے ناراض ہو جانا تھا اور پھر تین دن تک اس سے بات نہیں کرنی تھی اس کے موڈ سونگز بہت ہوتے تھے ناراض ہو جاتی تو دو تین دن تک بات نہ کرتے۔۔۔

کیونکہ تمہارا شوہر تم سے زیادہ پیار کرتا ہے نا اس لیے۔۔۔ وریام نے جھکتے اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑا۔۔

اچھا زیادہ ٹھرکی بننے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تیار ہونے دو۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کی طرف رخ کرتے وہ دوبارہ تیار ہونے لگی۔۔۔ وریام نے تاسف سے سر ہلایا اس کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس نے پوری زندگی کے اسی طرح رہنا تھا جب خود کا موڈ ہوتا پیار بھری باتیں کر لیتی اور جب شوہر باتیں کرنے لگتا تو اسے کوئی نہ کوئی کام یاد آجاتا۔۔

وریام مجھے درازسے نمکو نکال کردو۔۔ سونیا نے لوس پاؤڈر چہرے پر لگاتے درازکی طرف اشارہ کیا۔۔ وریام نے درازسے نمکو نکالی تو پھر سونیا نے اسے اشارے سے کہا کہ مجھے کھلاؤ۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کی سائیڈ پر کھڑے ہوتے ٹیک لگا کر نمکو اس کے منہ میں ڈال رہا تھا اور ساتھ خود بھی کھانے لگا۔۔

ویسے میں کیا سوچ رہا ہوں جرمنی واپس چلا جاؤ۔۔۔

جا کر دکھاؤ تمہاری ٹانگیں توڑ کر ہمیشہ کے لیے بستر پر لٹا دوں گی سونیا اب لپسٹک لگا رہی تھی۔۔

تمہیں شرم نہیں آئے گی شوہر کی ٹانگیں توڑتے ہوئے۔۔

جب شوہر کو شرم نہیں آرہی یہ کہتے ہوئے کہ وہ اپنی حاملہ بیوی کو چھوڑ کر چلا جائے گا تو مجھے شرم کیوں آئے گی۔۔ مجھے میرا شوہر پاس چاہیے۔۔۔ سونیا نے میک اپ کمپلیٹ کرتے، رخ اس کی طرف کیا

اوراس کی شرٹ کے کالر سے پکڑ کر اسے جھکاتے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیا۔۔

وریام خانزادہ آج تم نے کہا ہے کہ تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گے آئندہ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا تمہارے لیے۔۔ غرور کیا مغرور انسان سے دور جاتا ہے؟ وہ اب محبت سے ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے پوچھ رہی تھی۔۔ یا یوں کہا جائے کہ بتلانا چاہتی تھی۔۔

میں اپنی مغرور خانزادی سے کبھی دور نہیں جا سکتا۔۔ وریام اس کے لبوں پر جھکا سونیا نے آنکھیں بند کر لی لیکن جیسے ہی وہ پیچھے ہٹا سونیا کو یاد آیا اس نے لپسٹک لگائی ہوئی تھی آئینے میں اپنا عکس دیکھا لپسٹک پھیل چکی تھی وہ اپنے شوہر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہوں پھر سے لگا لو! وریام نے اپنی مسکراہٹ چھپائی اگر وہ ذرا سا بھی مسکراتا اس کی بیوی نے پوری حویلی سر پر اٹھا لینی تھی۔۔

اتنا ٹائم لگا کے میں نے میک اپ کیا اور تم نے چند لمحے میں اسے خراب کر دیا۔۔ وہ صدمے کی کیفیت میں اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ کے بول رہی تھی وہ چھوٹی چھوٹی چیز کو پکڑ کر بیٹھ جاتی تھی۔۔

ہلکی سی بیس ایڈ کر لو ٹھیک ہو جائے گا۔۔

تمہیں بڑا پتہ ہے بیس ایڈ کر لو ٹھیک ہو جائے گا۔۔ سونیا اب اس کے الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ گئی وریام کا دل چاہا اپنا سر دیوار کے ساتھ دے مارے وہ نہ بولتا تو پھنستا، بول لیتا تو برا پھنستا۔۔۔ اور بیچارہ جاتا تو جاتا کہاں تجھے سمجھ ہی نا آئی۔۔

میرے پیار سے زیادہ ضروری تمہیں میک اپ لگتا ہے۔۔ وریام نے ذرا سا جھکتے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔

نہیں! وریام مسکراتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا اگر وہ اسے غصہ دلانا جانتا تھا تو اسے پیار سے ہینڈل کرنا بھی جانتا تھا۔۔۔

لیکن آئندہ میرا میک اپ نہ خراب کرنا نہیں تو میں تمہیں بہت ماروں گی۔۔

اوکے میری مس گبر جتنا دل چاہے مار لینا اپنے دل کی بھڑاس نکال لینا فل وقت تیار ہو جاؤ سب ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔ وریام نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ سونیا نے اپنا میک اپ ٹھیک کیا اور پھر اپنے سراپے کو دیکھنے لگی وہ جب بھی آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی تھی اپنے آپ کو کئی لمحے غور سے دیکھتی رہتی تھی۔۔۔

بچے کی پیدائش کے بعد میں ڈائٹ کروں گی۔۔۔ اس نے دل میں سوچا اپنے بالوں کا خوبصورت سا ہیئر سٹائل بنایا ہے اور شانوں پر دوپٹہ رکھتے ، وجود پر پھیلاتے ، سر پر سیٹ کیا تھا۔۔ پتلی ہونے کی نسبت وہ موٹی ہو کر زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔ وہ وریام کے پاس بیڈ پر بیٹھی اور اس کے سینے پر سر رکھتے ہیں ایک ہاتھ اس کی پشت پر اور دوسرا گردن کے پیچھے لے جا کر رکھتے ، آنکھیں موند گئی۔۔ وریام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راعنین ریڈی ہو چکی تھی اس نے پاؤں کو چھوتی سفید فراک پہنی ہوئی تھی بالوں کی چٹیاں بنا کر چند لیٹیں چہرے پر چھوڑی۔۔ بیٹی کو وہ پہلے ہی تیار کر چکی تھی اور اب وہ نہ جانے پورے گھر میں کہاں منڈلاتی پھر رہی تھی وہ جب سے چلنا شروع ہوئی تھی ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھتی تھی۔۔۔

نہ جانے یہ کس پر چلی گئی ہے میں تو جب چھوٹی تھی سکون سے ایک جگہ بیٹھ جاتی تھی دو سال کی ہے لیکن سب کو اس نے آگے لگایا ہوا ہے اپنے۔۔۔ راعنین سر ہلاتی رہ گئی یاور بھی تیار ہو چکا تھا لیکن وہ کام کے سلسلے میں کہیں گیا ہوا تھا۔۔

اب مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہیں جب میں ہاسپٹل ہوتی ہوں تو دونوں باپ بیٹی نے ادھم مچایا ہوتا ہے گھر۔۔۔ کہ ہمیں تم وقت نہیں دیتی ہے پورا دن گھر سے باہر رہتی ہوں۔۔۔ وہ ان دونوں کی نقل اتارتے بول رہی تھی۔۔

افف! وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور ان دونوں کا انتظار کرنے لگی اس کی بیٹی زیادہ تر قندیل کے ساتھ کھیلتی رہتی۔۔

گل نور کمرے میں داخل ہوئی۔۔ اس کے سیاہ بال کانوں سے نیچے تک تھے۔۔ اور اس کی بڑی سیاہ انکھیں اسے دلکش بناتی تھی پنک باربی

فراک پہنیں ہاتھ میں پری والی چھڑی پکڑے آنکھیں پٹپٹاتے ہیں اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو مجھے ؟

بابا تھاں اے (بابا کہاں ہے) وہ توتلی زبان میں بولتی اپنی ماں کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔۔۔

بابا کی چمچی، بابا آفس گئے ہیں۔۔

آپ بابا کی تلیت اور میں تمتی (آپ بابا کے پلیٹ اور میں چمچی) را عنین رخسار پر ہاتھ رکھیں حیرت سے منہ کھولیں اپنی دو سالہ بچی کی چلتی ہوئی زبان دیکھنے لگی۔۔

تم نے نا مجھ سے مار کھانی ہے بہت بولتی ہو تم !را عنین سخت لہجے میں کہتی اٹھی اور اسے اپنے گود میں اٹھایا۔۔

تیا میں بالیں نہ تیا ترو (کیا میں باتیں نہ کیا کروں) راعنین کو ایک لمحہ اس کی معصومیت پر بے انتہا پیار آیا اور وہ چٹا چٹ اس کا چہرہ چومنے لگی۔۔

کسی دن کھا جاؤں گی تمہیں میں! راعنین اسے سینے سے سختی سے لگا گئی۔۔

میلے بابا لوئے دے مودے مت تھانا (میرے بابا روئیں گے مجھے مت کھانا)۔۔

بابای کی چمچی کبھی اتنا پیار ماما کے لیے بھی دکھا دیا کرو ہر وقت بابا، بابا۔۔ راعنین منہ بسور کے بول رہی تھی جب یاور کمرے میں داخل ہوا اس کی باتیں سن کر اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی بیوی کو دیکھا اور اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا۔۔

بابا آپ تھا دئے ؟ (بابا آپ کہاں گئے تھے)۔۔ وہ یاور کا چہرہ اپنے چھوٹے ہاتھوں میں تھام کر پوچھنے لگی۔۔

بابا ضروری کام سے گئے تھے۔۔ یاور نے اپنی بیٹی کی پیشانی چومی اس کے نقش ماں کی طرح تھے جبکہ حرکتیں باپ کی طرح۔ وہ حد سے زیادہ چالاک تھی۔۔۔

یاور اس کا بس چہرہ میرے جیسا ہے حرکتیں ساری آپ جیسی ہیں۔۔ تو اچھا ہے نا تم پر نہیں گئی نہیں تو اس نے بھی اول نمبر کی بے وقوف ہونا تھا۔۔۔ یاور کو معلوم تھا اس کے الفاظ سے راعنین کو اچھی خاصی تپ چڑھے گی۔۔

اچھی بھلی ڈاکٹر آپ کو بے وقوف نظر آرہی ہے۔۔۔ وہ دانت پیستے کی اس کے کندھے پر کئی مکے مار گئی جبکہ گل نور کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہوئے تھے راعنین کو اپنے بابا کو مارتے دیکھ۔۔۔

تندی ماما (گندی ماما)۔۔ وہ غصے سے بولی اور یاور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جیسے سہلا رہی تھی۔۔ راعنین جل کر رہ گئی۔۔

اسی لیے آپ کہتے تھے نا مجھے بیٹی چاہیے تاکہ وہ ہر وقت بابا بابا کرتی رہے اور باپ بھی ہر وقت بیٹی کے پیچھے لگا رہتا ہے کسی کو مجھ سے پیار تو ہے ہی نہیں۔۔۔ وہ رونے والا چہرہ بنا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔

ایسا کیوں سوچ رہی ہو تم میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔ یاور نے اس کے پاس بیٹھتے، اسے بازو کے حصار میں لیا اور اس کی پیشانی پر جیسے ہی لب رکھے گل نور گلا پھاڑ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔ یاور اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے چپ کروانے لگا۔۔

کتنا اچھا پیار ہو رہا ہے نا مجھ سے۔۔ راعنین تلملاتی ہوئی بیڈ سے اٹھی اور کمرے سے نکل گئی گل نور فوراً چپ ہوئی یاور اور وہ ایک دوسرے کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگے۔۔

مما کو ناراض کر دیا تم نے۔۔ یاور نے اس کا کان پکڑا۔۔

میں نے نئ تیا (میں نے نہیں کیا)۔۔ وہ آنکھیں پٹپٹاتے بول رہی تھی

اگر یہی یاور کی جگہ اس کی ماں نے کان پکڑا ہوتا تو اب تک اس نے پورا

گھر سر پر اٹھا لینا تھا۔۔۔۔

چلو تمہاری ماں کو منائے جا کر۔۔ اور ماما کو دونوں رخسار پر پیار کرنا ہے

نہیں تو ماما پھر رونے لگ جائیں گی تم بہت تنگ کرتی ہو مما کو۔۔ یاور

نے تھوڑا سا سخت لہجے میں اسے سمجھایا اور وہ فرمانبردار بیٹی کی طرح ہاں

میں سر ہلا گئ۔۔ وہ دونوں باپ بیٹی باہر گئے راعنین غصے سے قریب

برتن دھو رہی تھی حالانکہ وہ مکمل تیار ہو چکی تھی گھر میں ملازمین بھی

تھے۔۔۔ جو ملازمہ برتن دھو رہی تھی اسے پیچھے کر کے وہ خود دھونے

لگی۔۔

یاور کچن میں گیا اور ملازمہ کو کچن سے باہر جانے کا اشارہ کیا وہ باہر چلی گئی یاور نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پانی کے نیچے کرتے دھو کر پانی بند کیا۔۔

کیا مسئلہ ہے کام کرنے دیں مجھے !راعنین دوبارہ پانی چلانے لگی تو یاور میں سے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس کیا۔۔

افف اتنا غصہ نہ کیا کرو!یاور نے اسے بازو کے حصار میں لے کے اپنے قریب کیا۔۔

فضول میں مجھے تنگ نہ کریں جا کر اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزاریں۔۔ اس سے پہلے تو بیوی ہے نا۔۔یاور نے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔ غلط کہا ہے آپ نے جب تک بیٹی پیدا نہیں ہوئی تھی تب تک بیوی تھی اب بیوی کی کوئی ہوش نہیں ہے۔۔۔راعنین اس کا ہاتھ پیچھے کرنے لگی جب یاور نے مزید اسے اپنے پاس کیا۔۔

یاور میرے خیال سے وہ ہر چیز نوٹ کرتی ہے۔۔ وہ آہستہ آواز میں بولی تو یاور نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو ٹکٹکی باندھے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی چہرے سے صاف واضح تھا کہ اسے غصہ آرہا تھا اس کے باپ نے اس کی ماں کو قریب کیا ہوا ہے۔۔

گل! یاور نے پکارا تو اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنی ماں کے رخسار پر رکھ کے اپنے چھوٹے چھوٹے ہونٹوں سے بوسہ دیا۔۔

زبردستی کروایا نا اس سے۔۔ اس کے چہرے سے ہی مجھے پتہ چل رہا ہے. جس طرح وہ گھور کر مجھے دیکھ رہی ہے۔۔ مجھے شک پڑتا ہے میں اس کی سگی ماں ہوں بھی کہ نہیں۔۔ راعنین کی آنکھوں میں نمی آئی تھی اسے بہت برا لگا تھا کہ اس کی بیٹی اس کے ساتھ اٹیچ نہیں ہے۔۔۔

مما! گل نے اپنی باہیں پھیلائی تو راعنین نے اس کی طرف دیکھا اور اسے اپنی گود میں لیا۔۔ تو گل نور نے اپنی ماں کے چہرے کے ہر نقش پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہونٹ رکھے۔۔۔

تھولی (سوری)۔۔ راعنین نے بدلے میں اس کے مکمل چہرے پر پیار کیا اور اپنے سینے میں بینچ لیا۔۔ یاور نے ان دونوں کو اپنے سینے سے لگایا تینوں چہرے مسکرا رہے تھے۔۔۔

قندیل کے کپڑے چینج ہو گئے تھے وہ ویل چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کی ویل چیئر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے تھی میک اپ کرنے کا اس کا ذرا بھی دل نہیں تھا۔۔ واش روم کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں یعقوب شاور لے رہا تھا۔۔ اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی 15

منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ باہر آیا اسے اسی حلیے میں بیٹھے دیکھ اس کے پاس جاتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔۔

تیار کیوں نہیں ہوئی؟ یعقوب نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیتے پوچھا۔۔

میرا دل نہیں کر رہا تیار ہونے کا! قندیل کے چہرے پر اکتاہٹ تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں بھی نارمل کپڑے پہن کر چلا جاتا ہوں۔۔۔ یعقوب چہرہ نیچے کی جانب کر گیا۔۔

بالکل نہیں تم اتنے پیارے لگ رہے ہو۔۔ قندیل نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر کہا۔۔

تو میری بیوی بھی پیاری بنے نا!

بغیر میک اپ کے تمہیں پیاری نہیں لگی رہی؟ قندیل نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔۔

پیاری تو تم مجھے ہر حال میں لگتی ہو۔۔ یعقوب کھڑا ہوا اور اسے اپنے بازو میں اٹھا لیا۔۔

یعقوب کیا کر رہے ہو؟ قندیل نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے گردن کے پیچھے سے لے جاتے ہیں دوسرے کندھے پر رکھا۔۔۔

میری بیوی کا حویلی جانے کا ارادہ نہیں ہے تو سوچ رہا ہوں بیوی سے تھوڑا پیار کر لوں۔۔ قندیل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا وہ انسان نہیں بدلا تھا بلکہ اس کی محبت مزید بڑھی تھی ان دو سالوں میں ایک مرتبہ بھی قندیل کو اس نے یہ احساس نہ ہونے دیا کہ وہ چل نہیں سکتی تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ وہ مسکراتے اپنی بیوی کا ہر کام کرتا۔۔

جی نہیں شوہر جی مجھے جانا ہے وہاں پر مجھے واپس ویل چیئر پر بٹھاؤ میں تیار ہوتی ہوں۔۔ قندیل نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا تو یعقوب نے شدت سے اس کے چہرے کے ہر نقش پر پیار کرتے اسے ویل چیئر پر بٹھایا۔۔

قندیل نے میک اپ کرنا شروع کیا اور یعقوب سینے پر ہاتھ باندھے مہو ہوتے اسے دیکھنے لگا۔۔ 15 منٹ میں اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور دو پسٹک پکڑ کر یعقوب کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

یعقوب ان دونوں میں سے کون سی لگاؤں؟ وہ معصومیت سے دونوں پسٹک کو دیکھتے پوچھنے لگی۔۔۔ ایک پیچ نیوٹ کلر تھا اور ایک پنک۔۔ پنک! قندیل نے پنک پسٹک لگائی۔۔۔ اور پھر ویل چیئر کو یعقوب کی طرف موڑا۔۔۔

اب ٹھیک ہے؟ وہ دوبارہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر ناک کے ساتھ ناک سے ہلاتے میں سر ہلایا۔۔۔

ویسے میں دیکھ رہا ہوں تم اب مجھ سے پیار نہیں کرتی۔۔۔ قندیل نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ حیرت کے ساتھ اس کی آنکھوں میں نمی بھی شامل ہو۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگا میں تم سے پیار نہیں کرتی۔۔ قندیل کے حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔۔۔

ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم میرے لیے تیار نہیں ہوتی رات کو جلدی سو جاتی ہو مجھ سے بات نہیں کرتی ہے۔۔ جبکہ میرا دل کرتا ہے میں روز اپنی بیوی سے رات کو باتیں کروں۔۔۔ قندیل کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے اس سے قبل وہ گرتے یعقوب نے انہیں لبوں سے چنا تھا۔۔

آج مجھے یہ آنسو نظر آئے ہیں آئندہ نظر آئے تو بہت برے طریقے سے پیش آؤں گا۔۔۔ مجھے میری بیوی مسکراتی ہوئی چاہیے! قندیل کھل کر مسکرائی تھی اور اس کی دونوں کندھوں پر اس نے ہاتھ رکھے۔۔

او کے جی میں اپنے شوہر کی ہر شکایت کو دور کر دوں گی اور کوئی شکایت ہے تمہیں مجھ سے تو وہ بھی بتا دو۔۔ قندیل محبت سے یعقوب کے رخسار پر ہاتھ کی پشت پھیرتے پوچھ رہی تھی۔۔

ایک بوسہ مل جائے تو۔۔۔ قندیل کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔ شرماتے ہوئے وہ ذرا سا جھکی اور اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

بس! یعقوب نے اپنے دونوں رخسار پر شہادت کی انگلی رکھی۔۔ قندیل نے اس کے دونوں رخسار پر لب رکھے۔۔ اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔ یعقوب نے اس کو بازو میں اٹھایا بیڈ پر بیٹھتے اسے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھایا۔۔۔

یعقوب ایک سوال پوچھو؟ جیسے ہی اس نے یعقوب کا ہاتھ تھاما وہ اس کے قریب ہو کر بیٹھا۔۔

میں نے کتنی مرتبہ کہا ہے مجھ سے اجازت مت لیا کرو۔۔

تمہیں مجھ سے چر نہیں ہوتی۔۔ مطلب میرا ہر کام تمہیں کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ پانی لا کر دینا، کھانا، چھوٹے سے چھوٹا کام۔۔ تمہارے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ جو کام بیوی شوہر کے لیے کرتی ہے تم میرے لیے کر رہے ہو۔۔ میں ناکا۔۔۔ قندیل مزید بولنا چاہتی تھی جبکہ الفاظ نہ ملے۔۔ جب ایک دوسرے کو محرم قبول کرتے ہیں تو تب روح آپس میں جڑتی ہیں۔۔ میں صرف ایک جملہ بولوں گا تمہیں تمہارے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا۔۔۔ "اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو کیا تو مجھ سے اکتا جاتی؟"۔۔ یعقوب کے الفاظ پر اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔

میں کیوں تم سے اکتاتی ؟ جس شخص سے محبت ہو، جو ہمیں بے انتہا پیار دیتا ہو اس شخص سے کیسے کوئی اکتا سکتا ہے۔۔ قندیل اس کے گلے لگی۔۔ یعقوب نے مضبوط حصار اس کے گرد بنایا۔۔

تو پھر یہ سوال کیوں پوچھا جب تمہیں اس کا جواب معلوم ہے۔۔ یعقوب نے اس کی پیٹھ سہلاتے کہا تھا قندیل اس کے کندھے پر سر رکھے اس کی گردن پر موجود تل پر شہادت کی انگلی پھیر رہی تھی۔۔۔

تم میری زندگی کا قیمتی اثاثہ ہو۔۔ قندیل اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی شروع کے چند ہفتے اس کے لیے انتہائی مشکل تھے۔۔ وہ اپنی طرف سے اٹھنے کی کوشش کرتی اور جب ٹانگیں نا ہلتی تو پھوٹ پھوٹ کر روتی۔۔ راعنین کی بیٹی کو دیکھتی تو یاد آتا اس کی اولاد اس سے دور ہو گئی۔۔۔ وہ احساس کمتری کا شکار ہونے کے قریب پہنچ گئی تھی وہ یعقوب کے سامنے رہی روتی تھی بلکہ تنہائی میں روتی تھی اور جب اس

چیز کا احساس یعقوب کو ہوا اس نے تین ماہ کے لیے کام کرنا چھوڑ دیا۔۔ وہ 24 گھنٹے اس کے پاس رہتا اس کا دھیان رکھتا اس کا چھوٹے سے چھوٹا کام کرتا، پورا دن اسے باتوں میں لگائے رکھتا۔۔ اور آہستہ آہستہ جو چیزیں اسے تکلیف دیتی تھی وہ ختم ہونے لگی اور وہ اپنے تمام دکھ بھلائے اس کے ساتھ خوش رہنے لگی۔۔۔

قندیل میں کیا سوچ رہا ہوں۔۔ اہم اہم! ایک جملہ بولتے اس نے گلا کھنگارا۔۔

ہمیں اب اپنی چھوٹی سی فیملی بنا لینی چاہیے۔۔ یعقوب نے آنکھوں میں شرارت سمائے اس سے کہا۔۔

اور سنبھالے گا کون اسے؟ قندیل اب اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

میں کس لیے ہوں آقا، آپ حکم کیا کریں میں اُسی وقت حاضر ہو جایا کروں۔۔ یعقوب کی بات پر اس نے مسکراہٹ پر قابو کر کے ہاں میں سر ہلایا۔۔

پھر ڈن !قندیل شرما کر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی یعقوب ایک ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کے دوسرا اس کے سر پر رکھا اور گہرا سانس بھرتے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو سنبھال لیا ہے۔۔

چلو جلدی، لیٹ ہو رہا ہے حویلی جانا ہے یعقوب نے اسے بازوں میں اٹھایا۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے تم مجھے ایسے اٹھا کر گھومتے رہتے ہو جیسے میں چھوٹی بچی ہوں تمہیں تو امی بابا کے سامنے بھی شرم نہیں آتی جب مجھے صوفے پر بٹھانا ہوتا ہے تو بازوں میں اٹھا لیتے ہو۔۔ قندیل نے گھورا اسے تو یعقوب نے اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔۔

توکیوں شرم آئے میری حق حلال کی بیوی ہے۔۔

حق حلال کی بیوی ہے نا تو اس حق حلال کی بیوی کو کمرے تک بازو میں اٹھا لیا کرو، سب کے سامنے نہ اٹھا کرو مجھے شرم آتی ہے۔۔ قندیل نے منہ بسورا جبکہ چہرہ شرم سے واقع ہی سرخ ہو رہا تھا۔۔

قندیل بی بی یہ تو سمجھ آتا ہے کہ سب کے سامنے تمہیں شرم آتی ہے تم سرخ ہو جاتی ہوں ابھی تو ہم دونوں تنہا ہیں اب کیوں سرخ ہو رہی ہو۔۔ یعقوب نے معنیٰ خیز لہجہ استعمال کیا۔۔۔

تم جیسا بے شرم شوہر ہونا تو بیوی خود بخود سرخ ہو جاتی ہے۔۔ قندیل نے زور سے اس کے سینے پر تھپڑ مارتے اشارہ کیا کہ مجھے ویل چیئر پر بٹھاؤ۔۔

میرا موڈ نہیں ہے تمہیں ویل چیئر پر بٹھانے کا دل چاہ رہا ہے اس طرح ہی بازو میں اٹھا کر تمہیں کار تک لے کر جاؤ، پھر حویلی کے اندر بھی ایسے ہی۔۔

یعقوب تمہیں سچی شرم نہیں آئے گی سب کے سامنے مجھے یوں اٹھاتے ہوئے۔۔ قندیل لہجے میں حیرت سمائیں پوچھ رہی تھی۔۔

نہیں تو مجھے بالکل بھی شرم نہیں آئے گی۔۔ یعقوب نے نچلا لب دانتوں میں دبایا، قندیل نے خاموش رہنا بہتر سمجھا وہ جتنا بولتی اس نے اتنا ہی تنگ کرنا تھا۔۔ یعقوب نے اسے خاموش ہوتے دیکھ ویل چیئر پر بٹھایا باہر لے کر گیا تو باقی سب بھی ریڈی تھے۔۔ کار میں بیٹھنے لگے تو یعقوب بولا۔۔

امی بابا آج اپنے دوسرے بیٹے کے ساتھ کار میں بیٹھے، مجھے میری بیوی کے ساتھ اکیلے میں وقت گزارنا ہے۔۔ اس کی بے شرمی پر قندیل

کا دل چاہا زمین پھٹے اس میں سما جائے وہ نہ جانے کیوں دو سال میں حد سے زیادہ بے شرم ہو گیا تھا بات کرنے سے پہلے سوچتا نہیں تھا۔۔

جی ٹھیک ہے اور کوئی حکم !اندلیب شاہ نے سر کو خم دیا۔ یعقوب اور یاور کا قہقہہ گونجا اندلیب شاہ نے میں سر ہلا دیا۔ اندلیب شاہ اور مریم بیگم یاور کے ساتھ کار میں بیٹھ گئے۔۔۔

یعقوب نے قندیل کو فرنٹ سیٹ پہ بٹھایا اور ویل چیئر پچھلی سیٹ پر رکھی۔۔

جبا تیار ہو چکی تھی تیار ہوتے وہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنے لگی اور اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دیا۔۔ وائٹ کلر کا لونگ فراک پہنے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے۔۔۔ اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ایک دفعہ تو جبا خود کو دیکھ کر شرما گئی تھی پھر

جلدی سے اس نے لپسٹک کو آخری ٹچ دیا اتنے میں شہریار بھی کمرے میں داخل ہوا اور حبا کو دیکھا تو دو پل کے لیے تو وہ وہاں ہی سٹل ہوا تھا۔۔۔۔۔

شہریار اپنے قدم اٹھاتا اس کے پاس گیا۔۔۔ اسے اپنے پاس آتے دیکھ انکھیں بار بار جھپکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے شہریار ابھی تک آپ تیار نہیں ہوئے حبا نے انکھیں چھوٹی کر کے دیکھا جو اس کے مزید قریب ہوتا جا رہا تھا شہریار نے اس کے کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

جب بیوی تیار ہو اور اتنی خوبصورت لگ رہی ہو تو مجھے نہیں لگتا مجھے تیار ہونا چاہیے۔۔۔ مجھے تو تم سے پیار کرنے کا دل کر رہا ہے شہریار اس کے کھلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خمار بھرے لہجے میں بولا تو حبا نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔۔

شرم کرو شہریار ہر وقت میں رومینس کی سوجھی ہوتی ہے باہر بڑتھ ڈے کی تیاریاں بھی ہو چکی ہوں گی لیکن نہیں تمہیں تو تیار ہونے کی فرصت ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔

تمہیں دیکھنے سے فرصت ملے تو کچھ اور کرنے ہو گا نا مجھ سے۔۔۔ شہریار اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے سرخ لپسٹک سے بھرے ہونٹوں کو دیکھنے لگا اور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔

اسے ایسا کرتے دیکھ جانے نفی میں سر ہلایا۔۔

نہیں شہریار پلیز میرے لپسٹک خراب مت کرنا میں نے بہت مشکلوں سے اپنا میک اپ کیا ہے۔۔ پلیز میرا میک اپ حرام مت کرنا پلیز۔۔۔ جانے اپنے ہاتھوں سے اسے دور کرتے کہا لیکن شہریار کہاں دور ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن یہ تیاری بھی تو تم نے مجھے دکھانے کے لیے کی ہے نا اگر میں اسے خراب کر بھی دوں تو دوبارہ سے کر لینا لیکن ابھی تمہارے خوبصورت ہونٹوں پر پیار کرنے کا دل کر رہا ہے میرا۔۔۔ شہریار بنا جبا کی بات کی پرواہ کیے، اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور واقع وہ شدت دکھا رہا تھا۔۔۔ جبا گہرا سانس بھرنے لگی۔۔ وہ اسے کچھ بھی نہ کہہ سکی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ضدی تھا جب تک وہ اپنی ضد پوری نہ کر لیتا اسے سکون کہاں ملنا تھا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر بعد شہریار پیچھے ہوا تو جبا نے غصے سے اسے کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کو بالکل بھی شرم نہیں آتی نہ شہریار۔۔۔ یہ کیا میری لپسٹک کا حال کر دیا اتنی مشکل سے میں نے میک اپ کیا تھا سارا خراب کر دیا ہے۔۔ خاموشی سے جا کر اپ تیار ہو جائیں۔۔۔ سیاپہ دوبارہ سے مجھے میک اپ کرنا پڑے گا۔۔۔ جبا نے غصے میں کہا تو شہریار نے اپنے لب

دانوں میں دبائے تھے وہ دیکھ رہا تھا کہ حبا کو زیادہ ہی غصہ آگیا ہے اور پھر اپنے ڈیڑھ سال کے بیٹے کی جانب دیکھا جو کہ سویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

سوری حبا جانم لیکن وہ کیا ہے نا تمہاری خوبصورتی دیکھ کے مجھ سے رہا نہیں گیا اب میں تیار ہونے جا رہا ہوں اور میرا بیٹے ابھی تک تیار نہیں ہوا وہ سویا ہوا ہے شہریار اس کے پاس جاتے ہوئے کہنے لگا تو حبا نے اسے کو پکارا۔۔۔

اسے سویا ہی رہنے دیں۔۔۔ جواپ نے میرا میک اپ خراب کیا ہے مجھے دوبارہ کر لینے دیں۔۔ پھر آپ کی بیٹے کو بھی تیار کرتی ہوں ایک تو باپ بیٹے کو بس ایک دوسرے کے ہی پڑ جاتی۔۔۔ ماں کے تو کوئی فکر ہی نہیں ہے نا حبا چرتے ہوئے کہنے لگی تو شہریار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

ٹھیک ہے اتنا غصہ مت کرو تیار ہونے جا رہا ہوں مزید ڈانٹ نہ کھانے سے بہتر تھا کہ شہریار نے جلدی سے کپڑے پکڑے اور واش روم کی جانب چلا گیا حبا نے غصے سے شہریار کے پشت کو دیکھا اور پھر سے اپنا میک اپ سیٹ کرنے لگی جب ایک دم سے اسے دامیر کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔

اااااا۔۔۔۔۔شہریار جاتے جاتے دامیر کو کیا کہہ گئے وہ پھر اٹھ گیا ہے۔۔۔اپ نے اسے چٹکی تو نہیں کاٹ دی۔۔۔وہ جانتے تھی شہریار نے دامیر کو چٹکے کاٹی ہوگی۔۔شہریار کو بے سکون ہو جاتا تھا اگر اس کی موجودگی میں دامیر سویا ہوتا۔۔۔اور کچھ اسے حبا کو جان بوجھ سے تنگ کرنا ہوتا تھا اور اندر واش روم میں حبا کی آواز سنتے شہریار کا دل کیا قہقہہ لگائے کیونکہ وہ واقعی سوئے ہوئے دامیر کو چٹکی کاٹ گیا تھا۔۔۔

جب سے دامیر پیدا ہوا تھا ان دونوں نے حبا کے ناک میں دم کر کے رکھ دیا تھا دونوں ایک جیسے تھے۔۔

چپ ہو جاؤ دامیر کیا ہو گیا ہے۔۔۔ اپنے ماتھے پر تھپڑ لگاتے ہوئے اسے جلدی سے دامیر کو دیکھا جو روتے ہوئے اسے یہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ حبا کو اپنے اس روتے ہوئے بیٹے پر بے انتہا پیار آیا تھا کیونکہ وہ گولو مولو تھا سفید رنگت پہ اس کی ہلکی براؤن آنکھیں اتنی خوبصورت لگتی تھی۔۔ رونے کی وجہ سے اس کی رنگت سرخ پڑ گئی تھی حبا نے چٹا چٹ اپنے بیٹے کو چوم لیا۔۔۔۔

اس نے دامیر کو اٹھایا اور اسے چپ کروانے لگی لیکن میں مجال تھی کہ وہ حبا کی گود میں آتے ہوئے وہ چپ کر جاتا۔۔۔ حبا کو تھوڑی دیر تک جتنا اس پر پیار آ رہا تھا اب اتنا ہی غصہ آ رہا تھا اور ایک شہریار تھا جو کہ واش روم میں چلا گیا تھا اب نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔

شہریار پلیز باہر اجائے یہ مجھ سے چپ نہیں ہو رہا ہے جب تک آپ میں سے گود میں نہیں اٹھاؤ گے کہ چپ نہیں ہو گا آپ نے اسے رلایا اب آپ ہی چپ کرواؤ حبا پیر پٹکتے ہوئے دامیر کو جھولی میں لیے اِدھر سے اُدھر گھومنے لگے ، دامیر اپنی ہلکی براؤن انکھوں سے اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

کیا دیکھ رہے ہو ایسے ماں ہی ہوں تمہاری ڈیڑھ سال میں تمہیں یقین نہیں آیا ہے کیا؟ مجال ہے جو تم میرے پاس آ کے چپ ہوئے ہو حبا اسے ڈانٹ رہی تھی جب شہریار باتھ روم سے نکلا اور جلدی سے حبا کے پاس گیا کیا۔۔۔

تم بس میرے بیٹے کو ڈانٹتی ہی رہتی ہو اور بیٹے کے باپ کو بھی۔۔ کبھی تو پیار سے بات کر لیا کرو شہریار نے جلدی سے دذ میر کو حبا کی گود سے لیا تو اپنے باپ کی گود میں جاتا اس نے پہلے اپنی ہلکی براؤن آنکھوں سے

اپنے باپ کو دیکھ کر یقین دہانی کی کہ۔۔یہ اس کا باپ ہی ہے اور پھر اس کی جو باجا بج رہا تھا وہ یکدم چپ ہوا تھا۔۔۔۔۔

حبا اپنے اس ڈرامے باز بیٹے کو دیکھ کر رہ گئی تھی جو باپ کی باہوں میں جاتے ہی چپ ہو گیا تھا۔۔۔

میری گود میں چپ نہیں کرنا بس باپ کے گود میں جا کے چپ کرنا ہے اور باپ بیٹا دونوں ماں کو تنگ کرتے ہیں حبا پیر پٹکتے ہوئے دوبارہ سے آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور اپنے میک اپ ٹھیک کرنے لگی۔۔۔۔۔

ارے بیٹا ماما ڈانٹتی ہے آپ کی ماما ہے ہی غصے والی مما بری ہے نا۔۔۔ مما کوئی بری رہنے دے پاپا اچھے ہیں نا پاپا کے پاس رہیں گے پاپا کے ساتھ کھیلیں گے۔۔۔شہریار دامیر کو اپنی گود میں لیے اِدھر اُدھر چکر

لگاتے ہوئے اسے پیار بھری باتیں کرنے لگا تو دونوں کو ایسے باتیں کرتے دیکھا ہے حبا کے لبوں پر بھی مسکراہٹ رہی تھی۔۔۔

نظر نہ لگے باپ بیٹے کی جوڑی دل میں اس نے نہراتاری اور پھر تیار ہوئی۔۔۔۔۔۔

ماما تو تیار ہو گئی ہیں لیکن بیٹے کو تیار نہیں کیا شہریار نے پھر سے کہا تو حبا نے کھا جانے نظروں سے اس کو دیکھا۔۔

پہلے ہی وہ میرے پاس نہیں آتا اور مت بھڑکائیں میرے بیٹے کو شہریار۔۔۔ اتنا ہی خیال ہے اپنے بیٹے کا تو چلیں خود تیار کریں مجھے اور بھی کام ہے اس کے کپڑے میں نکال دیتی ہوں۔۔۔ حبا نے الماری اس کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے تو شہریار نے گہرا سانس بھرتے ہوئے دامیر کو بیڈ پر لٹایا اور اس کا کپڑے چینج کرنے لگا۔۔۔ جب تک شہریار

کام سے واپس نہ آجاتا وہ خوش رہتا حبا کے ساتھ لیکن جیسے ہی اس کا باپ گھر آتا وہ اپنی ماں کو بھول جاتا تھا۔۔۔

جیسے ماما کتنی پیاری لگ رہی ہے نا ایسے ہی میں اپنے بیٹے کو پیارا سا تیار کرتا ہوں لیکن ماما کو بتانا مت کہ ہم ماما دونوں اس سے بہت پیار کرتے ہیں شہریار دامیر کے کپڑے چینج کرتے کرتے رازداری سے کہنے لگا ان کی اتنی آواز تھی کہ حبہ سن سکتی تھی حبا الماری سے دمیر کے باقی چیزیں نکال رہی تھی اور شہریار کی باتیں سنتے ہیں وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

دامیر ٹکرٹکرا اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

سمجھ رہے ہو نا میری بات آئندہ ماما کو تنگ نہیں کرنا اس کے کپڑے چینج کر کے اس نے اس کے ہلکے پھلکے جو اس کے سر پر بال ہو گئے ہو تو اس نے اپنے ہاتھوں سے ہی اس کے بال سیٹ کر دیے۔۔۔

واہ میرا بیٹا تو شہزادہ بیٹا لگ رہا ہے شہریار نے بھی چٹا چٹ اس کے گال چوم لیے شہریار اور دامیر نے ایک ہی کلر کے سوٹ پہنے تھے جو کہ گرے کلر تھا لیکن دامیر کو کو وہ چھوٹو سا گرے کلر کا سوٹ کچھ زیادہ ہی سوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے تیار کرتے شہریار نے اسے اپنی گود میں اٹھایا تو دونوں کو ایک جیسا ٹوننگ کرتے دیکھ حبا نے اپنے پرس میں سے کئی نوٹ نکال کر صدقہ دیا تھا۔۔ نظر نہ لگے میرے شوہر کو اور میرے بیٹے کو حبا بھی مکمل تیار ہو چکی تھی اور اب دامیر بھی ٹکر ٹکر اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

شہریار نے اپنی پاکٹ میں سے موبائل نکالا۔۔۔

ہبہ چند تصاویر بناتے ہیں پھر ہم چلتے ہیں شہریار نے دامیر اپنی گود میں اٹھایا ہوا تھا ساتھ ہی ہبہ کھڑی ہو گئی تو مختلف پوز میں وہ تصویریں بنانے لگے کبھی دونوں دامیر کے گالوں پر اپنا لب رکھتے۔۔ کبھی دامیر روتے

ہوئے دونوں کو دیکھتا تو تصویر بن جاتی اسی طرح ان کی فیملی پکچرز بن گئی تھی۔۔ "

تصویریں بنا کر وہ حویلی کے لیے نکل گئے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمیرہ بھی بالکل تیار ہو چکی تھی آئیدن کمرے میں داخل ہوا تو اس نے نمیرہ کو دیکھا جو اب تیار ہوتی اپنے بیٹے کی جانب قدم بڑھا رہے تھے۔۔۔۔۔

مری متاعِ جاں تیار ہو گئی۔۔ آئیدن نمیرہ کے پاس جاتے ہوئے اس کے کمر میں ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو نمیرہ نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا جو اس کے پیٹ پر تھے۔۔۔

بس کر دے آئیدن ہر ٹائم رومینس اور ابھی ہماری بیٹی نے ہمیں اٹھ کر خیر سے تنگ کرنا ہے اس سے بھی ریڈی کرنا بھی میں نے۔۔

ٹھیک ہے کر لو تیار لیکن مجھے رومانس تو کرنے دو ناجب بھی کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایسے ہی پیچھے کر دیتی ہوں۔۔۔اچھا بتاؤ میرا بیٹا کہاں ہے طیان نظر نہیں آرہا آئیدن نے پورا کمرہ دیکھا تو نمیرہ نے ڈریسنگ روم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

آپ کا بیٹا چینج کر رہا ہے ابھی باہر آنے والا ہے ہی ہوگا اس نے ابھی کہا ہی تھا کہ شیر طیان ڈریسنگ روم سے باہر ایا۔۔۔۔۔

شیر طیان نے بھی نیوی بلو کلر کا تھری پیس پہنا تھا جو کہ اس نے غازیان کی ضد سے لیا تھا کہ غازیان نے اگر وہ نیوی بلو کلر پہن رہا ہے تو وہ بھی اسی کلر کا ہی سوٹ پہنے گا اور تھری پیس سوٹ ہی پہننے گا نیوی بلو کلر کا تھری پیس سوٹ شیر طیان پر بے حد زیادہ سوٹ کر رہا تھا بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے اور بالکل تیار کھڑا تھا۔۔۔۔۔جن بچوں کی برتھ ڈے تھی

لڑکیوں نے پنک فراک اور لڑکے نے نیوی بلو کلر کا تھری پیس پہننا تھا۔۔۔

میرا بیٹا تو بہت پیارا لگ رہا ہے آئیدن نے شیر طیان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہا تو شیر طیان مسکرایا تھا۔۔۔۔

ہاں تو اپ کا بیٹا ہے ہی پیارا، پیارا تو لگے گا نا بالکل مورے پہ گیا ہے شیر طان اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے بولا جو تیار ہوئی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

ہاں بس ماں سے ہی پیار کرنا باپ پر تو نہیں جاتے تم آئیدن نے منہ بناتے ہوئے کہا نمیرہ ہنسی تھی۔۔۔ وہ بس کہنے کو اپنی ماں جیسا درحقیقت اس کی حرکتیں نقوش بالکل اپنے باپ جیسے تھے۔۔۔ وہ تینوں آپس میں باتیں کر رہے تھے جب منت کے رونے کی آواز آئی نمیرا نے اسے گود میں لیا۔۔ اسے چپ کروا کے اسے تیار کیا۔۔ اس

نے بھی وائٹ کلر کا فراک پہنا تھا چھوٹا سا فراک منت پر بے حد
خوبصورت لگ رہا تھا اپنی ہلکی گرے یا آنکھوں سے سب کو ٹکر ٹکر دیکھ
رہی تھی۔۔۔۔۔

مورے مجھے پنک ڈریس دے۔۔۔۔

بیٹا تمہاری گڑیا کی مورے اور بابا نے اس کے لیے ڈریس لیا ہوا ہے۔۔
نمیرہ نے اسے راضی کرنا چاہا جس نے ضد کر کے اس کے لیے پنک
باربی فراک لی تھی۔۔۔ تاکہ وہ اپنی برتھ ڈے پر پہنے۔۔ اور یہ فراک اس
نے اپنی پاکٹ منی جمع کر کے لی۔۔۔

جی نہیں میری گڑیا میرا دیا ہوا ڈریس پہنے گی۔۔۔ وہ ضد انداز میں بولا اور
الماری کے پاس جاتے الماری کھولتے نیچے سٹول رکھ کر کھڑے ہوتے
اس نے ڈریس پکڑ لیا تھا۔۔۔

آئیدن نے نمیرہ کو اشارہ کیا کہ کچھ نہ بولے وہ بچہ ہے جو وہ چاہ رہا ہے اسے کرنے دو۔۔۔ شیر طیان یہ ڈریس نکالا اور نمیرہ کے پاس آتے اس کے دونوں رخسار پر بوسہ دیا۔۔

مورے جیسے بابا اپ کو ڈریس دیتے ہیں نا میں بھی اپنی گڑیا کو ڈریس دے رہا ہوں اس نے بڑی ہو کر میرے ساتھ رہنے ہیں۔۔۔ پھر جیسے بابا آپ کے لیے چیزیں لے کر آتے ہیں میں بھی لے کر آیا کرو گا جب میرے پاس پیسے ہوا کریں گے۔۔ وہ کہتے کمرے سے بھاگ گیا تھا۔۔۔ نمیرہ منہ کھولیں اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی اس کی گود میں منت کھل کھلا رہی تھی۔۔۔

آئیدن آپ نے بہت بگاڑ دیا ہے اسے۔۔ ابھی محض اٹھ سال کا ہے اور اس کی باتیں سن لیں آپ۔۔۔ وہ صدمے میں جاتے بول رہی تھی۔۔

جب تھوڑا بڑا ہو گا تو سمجھ لگ جائے گی اسے پھر نہیں اس طرح بولا کرے گا۔۔ آئیدن اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

آئیدن اس کے ماں باپ نے اس کے لیے ڈریس لیا ہوا ہے اور ابھی وہاں جا کر ضد کرے گا کہ میرا دیا ہوا ڈریس پہناؤں اسے۔۔۔۔

نمیرہ جیسے ہم اس سے پیار کرتے ہیں نا ویسے ہی لالا اور بھابھی بھی اس سے پیار کرتے ہے۔۔۔ اور ہم اچھے سے جانتے ہیں اس لڑکے کا اس کے بغیر گزارا نہیں ہے دو تین مرتبہ میں نے ڈانٹ کر دیکھ لیا ہے حال تم نے اس کا دیکھا تھا بعد میں۔۔ آئیدن اسے گزشتہ دنوں کی یاد دلائی جب اس نے شیر طیان کو ڈانٹا تھا اور کہا تھا کہ تم گڑیا کے پاس نہیں جاؤ گے اس نے کھانا پینا بند کر دیا تھا۔۔۔

جب سے عائسل پیدا ہوئی ہے کبھی بھی شیر طیان نے ہماری بات مانی ہے جو ابھی مانے گا اس نے اپنی ہی مرضی کرنی ہے اب تو وہ بڑا ہو گیا

ہے اب تو وہ بالکل بھی اپنی گڑیا سے دور نہیں رہے گا جتنا ہم اسے غصے سے کہیں گے وہ اتنا اس کے قریب ہوتا جائے گا تو بہتر ہے پیار سے سمجھایا جائے۔۔۔۔آئیدن نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

آئیدن بھی صبح سے کام پر لگا ہوا تھا اسے تیار ہونے کا ٹائم بھی نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔

آئیدن آپ بھی تیار ہو جاؤ کب تیار ہونا ہے نیچے سب ویٹ کر رہے ہوں گے ہمارا۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے ابھی جاتا ہوں آئیدن نے اپنے کپڑے لیے اور واش روم کی جانب گیا جبکہ دوبارہ سے اپنے باپ کو دور جاتی دیکھ منت رونے لگی۔۔۔

لو جی باپ دور گیا نہیں بیٹی نے رونا شروع کر دیا صحیح کہتی ہیں جو بیٹیاں ہوتی ہیں نا وہ باپ کی لاڈلی ہوتی ہے۔۔ اچھا میرا بیٹا چپ کر جاؤ بابا چینج کرنے گئے ہیں۔۔۔ نمیرہ نے منت کو اپنے گود میں اٹھاتے ہوئے چپ کروانے کی کوشش کی تو اپنی گرے آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی نمیرہ کو اپنی بیٹی پر بے حد پیار آیا تھوڑی ہی دیر میں آئیدن بھی واش روم سے باہر نکل کر آئینے کا سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور اپنے بال سیٹ کرنے لگا اور اپنے باپ کو دوبارہ سے دیکھتے ہوئے منت زور و شور سے رونے لگی۔۔۔۔۔۔

اسے کیا ہو گیا ہے نمیرہ اسے کہیں بھوک تو نہیں لگی۔۔۔۔

نہیں اسے بھوک نہیں لگی ابھی دودھ پلا کر ہی سلایا تھا یہ آپ کو دیکھ کر رو رہی ہے پکڑوں اسے ذرا چپ کروائیں۔۔ نمیرہ نے منت کو آئیدن کی

گود میں دیا تو وہ اپنے بابا کی گود میں جاتے ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگی اور اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اپنے باپ کے چہرے پر ہاتھ لگانے لگی۔۔۔

دیکھا.بیٹیاں تو ہوتی ہی باپ کی لاڈلی ہیں میرے پاس آتے کیسے چپ کر گئی آئیدن نے نمیرہ کو چھڑانا چاہا تو نمیرہ نے منہ بناتے ہوئے شوز لا کر اس کے سامنے رکھیں۔۔

یہ لیں پہن لو اور۔۔۔۔۔۔

منت کو بیڈ پر آئیدن نے.بٹھایا اور خود شوز پہننے لگا جب کہ منت اب کھلونوں کے ساتھ کھیلنے لگی تھی۔۔۔۔

نمیرہ پھر سے آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دینے لگی وہ اس کے پیچھے جا کر اس کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کی کندھے پر اپنا سر رکھ گیا۔۔۔

بیوی میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ ہم چار پانچ بچے اور کر لیں وہ معنیٰ خیزی سے بولا نمیرہ کا چہار بے تحاشہ سرخ ہو گیا اس کا چہرہ آئینے میں دیکھ کر آئیدن کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔

بالکل بھی نہیں ائدن یہ تو بالکل بھی مت سوچنا ابھی بالکل بھی نہیں۔۔ منت ابھی چھوٹی سی ہے اسے تھوڑا بڑا ہونے دے۔۔۔۔ پھر ہم کچھ اور سوچیں گے میں فی الوقت میں نے دو افلاتونوں کو سنبھال رہی ہوں بہت مجھے تنگ کرتے ہیں۔۔ انہیں بڑا ہونے دیں۔۔ نمیرہ نے آئینے میں منت کو دیکھا جو پھر سے دونوں کو دیکھ رہی تھی اور دونوں کو پھر اپنے اپ میں مصروف دیکھ کر منت کا باجا بجنے والا تھا آئیدن جلدی سے پیچھے ہوا منت کے پاس چلا گیا اور اپنے باپ کو اپنے پاس آتا دیکھ وہ خاموشی سے اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔

نمیرہ کے ذہن میں پھر سے وہی آیت آئی تھی۔۔

اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۶﴾

"یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

جتنا وہ اولاد کی محبت کے لیے ترسی تھی خدا نے اسے اتنی ہی خوشیاں دی تھی اس کا بیٹا بھی اب اس کے پاس رہنے لگا تھا۔۔اور بیٹی کی پیدائش نے ان دونوں کو مزید قریب کر دیا۔۔۔

سب تیار ہو رہے تھے جبکہ طرسم دونوں سائیڈ پر اپنے بچوں کو لیے سکون سے سوئی ہوئی تھی دالہام اسے اٹھا کر فریش ہونے کے لیے گیا تھا لیکن وہ نہ اٹھی اور اپنی نیند مکمل کرتی رہی۔۔

باہر آیا اسے ہنوز بیڈ پر پھیل کے بچوں کو اپنے بازوں پر لٹایا سوئے دیجھ دالہام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ دو بچوں کو نہیں سنبھالتا تھا وہ تین کو سنبھالتا تھا۔۔

پری اٹھ جاؤ! دالہام شرٹ لیس تھا وہ بیڈ پر بیٹھا اور اسے ہلانے لگا۔۔۔
غازیان، عائسل بیٹا اٹھ جاؤ۔۔ اس کے دونوں بچوں کی نیند اپنی ماں جیسی تھی جب تک ان کی نیند نہیں پوری ہوتی تھی انہوں نے اٹھنے کی زحمت نہیں کرنی تھی جب اٹھ جاتے تھے بیچارے سردار کو پاگل ہونے کے آخری در پر چھوڑ دیتے۔۔

دیو کیا ہے سونے دے ہم تینوں کو۔۔ طرسم آنکھیں مسلنے لگی اور دونوں بچوں کو اپنے قریب کیا۔۔

تم نے نا دونوں کی عادتیں خراب کی ہیں غلط ٹائم انہیں سلاتی ہو۔۔
دالہام نے طنز کیا تو طرسم نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔۔
اگر بچہ ماں کی وجہ سے بگڑے تو باتیں ماں کو حد سے زیادہ باتیں سنائی جاتی ہیں اور اگر باپ کی وجہ سے بگڑے تو کوئی بات نہیں چھوٹے بچے ہیں۔۔ طرسم اٹھی اور اپنی آنکھیں مسلتے طنز کے تیر برسانے لگی۔۔۔

باتیں کروالو تم سے جتنی کروانی ہے دالہام نے میٹھی عزت افزائی کی۔۔

طرسم کا منہ بنتے دیکھ اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

میری پری جان نے ناراض نہیں ہونا۔۔۔ میری گڑیا دالہام نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

جلدی سے ریڈی ہوجاؤ ہمارے بچوں کی برتھ ڈے ہے آج۔۔۔

راعنین اوریاور بھی گل نور کو لیتے آتے ہوں گے۔۔ ان کی برتھ ڈے گرل تو تیار ہوگئی ہے لیکن ہمارا برتھ ڈے بوائے اور برتھ ڈے گرل ابھی سوئے ہیں۔۔۔ دالہام نے اپنے دو ننھے شیطانوں کو دیکھا وہ سوئے ہوئے تھے تو کمرے میں خاموشی تھی نہیں تو ادھم مچایا ہوتا تھا ان دونوں نے۔۔

پہلے خود تیار ہوجاؤ پھر انہیں تیار کریں گے کیونکہ انہوں نے پہلے اچھا خاصا تنگ کرنا ہے پھر تیار ہونا ہے۔۔ طرسم نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

طرسم کا کالج ختم ہوگیا تھا اب اس کے سیکنڈ ایئر کے پریکٹیکل چل رہے تھے۔۔۔

دالہام نے طرسم کی وائٹ فراک الماری سے نکالی اور بیڈ پر رکھی۔۔
جلدی سے فریش ہوجاؤ۔۔ طرسم بیڈ سے اٹھی اسے شرٹ لیس دیکھ کر مسکراتی اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی اس کے سینے پر ہاتھ رکھا سر دار نے نچلا لب دانتوں میں دباتے اسے دیکھا جب طرسم نے اس کے سینے سے بال کھینچے تھے۔۔۔۔۔

پری نہ کیا کرو بہت درد ہوتی ہے یار! دالہام نے اپنا سینہ سہلایا تو طرسم نے وہاں لب رکھے۔۔۔

میرے خیال سے ہم نے برتھ ڈے کا فنکشن اٹینڈ کرنا ہے۔۔ دالہام نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

اچھا یاد ہے مجھے! طرسم اب اس کی گردن پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔

اہہم اہہم !پری کنٹرول یور سیلف کیونکہ اگر میں کنٹرول سے باہر ہوا تو کام خراب ہوگا۔۔ دالہام گلا کھنگارتے بے حد پیار سے بولا جبکہ نظروں میں بہکا پن واضح ہو رہا تھا۔۔۔

اچھا اگر تم کنٹرول سے باہر ہوئے تو کیا ہوگا۔۔ دالہام کے چہرے پر اب کی مرتبہ حیرت آئی تھی اسے کیا ہو گیا تھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو اپنی پری کا قریب ہونا اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔

اچھا تو اس قدر لگ رہا ہے الفاظ نہیں ہے لیکن وقت مناسب نہیں ہے۔۔ دالہام نے اس کے چہرے کی ہر نقش پر لب رکھے۔۔

آئی لو یو دیو! طرسم نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے نیچے جھکاتے اس کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

"او کے"۔۔

اب اگر تم نے مجھے اوکے بولانا تو چھت سے نیچے دھکہ دے دوں گی میں اور پھر نیوز میں آئے گا کلام کے سر دار کو اس کی بیوی نے چھت سے دھکہ دے دیا۔۔۔ بلکہ نہیں نیوز بھی اس طرح دکھایا جائے گا کہ سر دار نے خود کشی کی ہے۔۔۔۔ طرسم نے سینے پر کئی تھپڑ مارے۔۔۔

شرم نہیں آئے گی تمہیں شوہر کو قتل کرتے ہوئے۔۔۔ اور استغفر اللہ خود کشی! دالہام حیرت سے بول رہا تھا جبکہ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔ مجھے کیسے شرم ائے گی میں تو بے شرم سر دار کی بیوی ہوں! طرسم اس کے سینے سے لگی۔۔۔

دیو بچوں کو تم ریڈی کر دو گے۔۔ طرسم نے معصومانہ چہرہ بنا کر کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا وہ کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کپڑے پکڑ کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔

دالہام بچوں کی طرف متوجہ ہواوہ دونوں اٹھ کر بیٹھے ناجانے ٹکرٹکرکب سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

تم دونوں کب اٹھے۔۔۔ دالہام ان دونوں کے پاس بیٹھا اور دونوں کو اپنی گود میں بٹھایا۔۔

دب آپ میلی مما توپیال کل رہے تھے (جب آپ میری ماما کو یہاں پیار کررہے تھے)۔۔ غازیان کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے اسے ناجانے کتنا غصہ آرہا ہے۔۔۔

بابا آپ تومدے دہاں پیال کڑتے اونہ (بابا اب تو مجھے یہاں پیار کرتے ہونہ) عائسل منہ بسوڑتے بول رہی تھی بیچارہ سردار ان دونوں کے درمیان پھنس گیا تھا۔۔۔

اس کے دونوں بچے ہی جل ککڑے تھے ایک کو باپ کے ساتھ کوئی برداشت نہیں ہوتا تھا اور دوسرے کو ماں کے ساتھ کوئی برداشت نہیں ہوتا تھا۔۔۔اس معاملے میں وہ بالکل اپنے باپ جیسے تھے۔۔۔

دالہام ابھی حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جب شیر طیان کمرے میں داخل ہوا۔۔

بابا جانی جلدی سے میری گڑیا کو ریڈی کریں۔۔۔اس نے پنک فراک بیڈ پر رکھی تو سردار نے نہ سمجھی سے فراک کو دیکھ کر شیر طیان کو دیکھا۔۔

یہ میری گڑیا کا گفٹ ہے نا، تو وہ اپنی برتھ ڈے پر یہی پہنے گی۔۔۔دالہام نے اپنا چہرے پر ہاتھ پھیرا بچوں نے اسے پاگل کر دیا تھا۔۔۔

جلدی سے ریڈی کریں بابا جانی! شیر طیان نے عائسل کی طرف پیار سے دیکھا اور اسے سردار کی گود سے اٹھا لیا عائسل آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

یہ فراک پیاری ہے نا؟ اس نے فراک اسے دکھائی اور پوچھنے لگا عائسل نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ سردار کے بعد وہ شیر طیان کے پاس نہیں روتی تھی ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی اسے پکڑتا اس کا بابا جا شروع ہو جاتا تھا۔۔۔

شیرو مجھے پکڑاؤ میں اسے ریڈی کرو۔۔۔ دالہام نے اس کی گود سے اپنی بیٹی کو لیا اور شیر طیان کو اشارہ کیا کہ تھوڑی دیر کے لیے باہر جاؤ۔۔۔ وہ فرمانبردار بچوں کی طرح باہر چلا گیا اور ساتھ میں ایک غازیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر باہر لے گیا جبکہ وہ گلا پھاڑ کر رونے لگا تھا۔۔ دالہام نے گہرا

سانس بھر اوہ دونوں بس آپس میں جھگڑتے ہی رہتے تھے انہیں کوئی اور کام نہیں تھا۔۔۔

دالہام نے اپنی بیٹی کے کپڑے تبدیل کیے ہی تھے وہ دونوں اندر آ گئے غازیان دانت پیستے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ شیر طیان ہنس رہا تھا اسے غازیان کو تنگ کر کے بہت مزہ آتا تھا۔۔۔

دالہام نے ڈریسنگ ٹیبل سے بچوں کی کریم پکڑی اور عائسل کے چہرے پر لگا کے اس کے بھورے بالوں میں دو کلپ لگائے اس کی نیلی آنکھیں حد سے زیادہ واضح ہوتی تھی جو دیکھنے والے کو ساکت ہونے پر مجبور کرتی تھی۔۔۔

غازیان بیٹا آجاؤ۔۔ دالہام نے اسے پکڑ کر بیڈ پر لٹایا اور اس کے کپڑے تبدیل کیے شیر طیان سے ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا غازیان کا باجا بجنے

لگا تھا جب دالہام نے اس کو طیان کو دیکھا تو وہ اپنی گڑیا کو گود میں اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لے گیا۔۔۔

طرسم فراک پہن کر باہر آگئی تھی۔۔ تینوں کو اکٹھے دیکھ کر اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا کمرے میں ادھم مچنے والا تھا۔۔۔

اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا حجاب کر کے فوراً نقاب کر لیا۔۔۔ دالہام بچوں کے ساتھ مصروف تھا۔۔

بائے بائے میں اپنی گڑیا کو لے کر جا رہا ہوں وہ عائسل کو لے کر بھاگ گیا۔۔۔ طرسم نے دالہام کو دیکھا۔۔ غازیان جو اپنی بہن کو اس کے ساتھ دیکھ کر غصے سے سرخ ہو رہا تھا وہ بھی اٹھا اور باہر کی جانب بھاگ گیا۔۔۔

پری شوہر کو تو دیکھ لینے دیا کرو پھر نقاب بھی کر لیا کرو۔۔۔

شوہر صاحب آپ نا بعد میں دیکھ لیجئے گا پہلے نیچے چلے آپ کے بچوں نے پوری حویلی سر پر اٹھا لینی ہے۔۔۔ یہ دونوں مل کر بس میری بیٹی کو کھینچتے رہتے ہیں۔۔۔ طیان کہتا ہے مجھے پکڑاؤ غازیان کہتا ہے مجھے پکڑاؤ۔۔ میری بیٹی کو گنجکر بنا دیا ہے دونوں نے مل کر۔۔ طرسم لبوں پر ہاتھ رکھے بول رہی تھی۔۔۔

وہ دونوں بہت جھگڑا کرتے تھے عائسل کو لے کر۔۔۔

سب نیچے اکٹھے ہو چکے تھے۔۔ حبا، شہریار، یاور، راعنین، یعقوب، قندیل۔۔ سب ہی بڑی حویلی کے لاونج میں موجود تھے۔۔۔ قندیل جیسے ہی اندر داخل ہوئی ریحانہ خانم اس کے پاس گئی اور جھکتے اس کے گلے ملی۔۔

تین ماہ بعد تم آ رہی ہو۔۔۔ قندیل ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔ ریحانہ خانم اس کی ویل چیئر لے کر لاؤنج کے درمیان میں لے گئی سب صوفوں پر بیٹھے

جب شیر طیان عائسل کو پکڑے سیڑھیاں تیزی سے اترتے نیچے آرہا تھا اور غازیان چیختا ہوا اس کے پیچھے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔

میلی بہن دو (میری بہن دو) غازیان اس کے پیچھے آتے چلایا تھا جبکہ شیر طیان نے سیڑھیاں اتر کر اسے زبان دکھائی۔۔۔

غازیان جلدی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا شیر طیان عائسل کو لیے صوفے پر بیٹھ کر اس کے گرد مضبوط حصار بنا گیا۔۔۔

طرسم اور سردار کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔۔ دونوں سیڑھیاں اترتے ان سب کے درمیان گئے غازیان شیر طیان کے گھٹنے پر مکے مار رہا تھا۔۔

غازیان ادھر آؤ۔۔ دالہام نے پکارا تو جیسے ہی اس نے سنا ہی نہیں تھا وہ بس اسے مارتا جا رہا تھا کہ میری بہن کو چھوڑو۔۔۔۔

یہ میری گڑیا ہے میں نہیں دوں گا۔۔ شیر طیان نے اسے دور کرنا چاہا تو اس کا سپیکر شروع ہوا تھا۔۔

گل نور اپنی جگہ سے اٹھی اور غازیان کے پاس جاتے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

تندے تم تیوں بھائی تو مال لہے او (گندے تم کیوں بھائی کو مار رہے ہو)

گل نور نے اپنی آنکھوں کو چھوٹے کرتے کہا تو غازیان نے گھور کر شیر طیان کو دیکھا اور پھر آنکھیں پٹپٹاتے گل نور کو۔۔۔

وہ میلی بہن اے (وہ میری بہن ہے) غازیان نے آنکھیں پٹپٹائی۔۔۔

اتھے تھیلینے دو، تم میلے ساتھ تھیلو (اسے کھیلنے دو، تم میرے ساتھ کھیلو)۔۔۔

میں تمالے ساتھ تھیلتا او، پیلے اپنی پہن تولو (میں تمہارے ساتھ کھیلتا ہوں پہلے میں اپنی بہن کولوں)۔۔ غازیان گل نور کے ساتھ کھیلنا بھی چاہتا تھا اور اپنی بہن کو بھی اس سے لینا چاہتا تھا۔۔

غازیان بیٹا نہ تنگ کرو بیٹا جاؤ چھوٹی بہن کے ساتھ کھیلو جا کر۔۔ یاور نے پیار سے اسے سمجھایا۔۔۔

یہ میلی بہن نئ اے (یہ میری بہن نہیں ہے) غازیان نے گل نور کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

تم ویسے طیان کو کہتے ہو کہ وہ اپنے باپ کی طرح ٹھرکی ہے اپنے بیٹے کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔ یاور نے دالہام کی جانب ابرو اچکا کر دیکھا تو وہ کندھے اچکا گیا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اس کا بیٹا انوکھا ہی نمونہ تھا۔۔ دونوں نے ان کی طرف دیکھا غازیان گل نور کے ساتھ بیٹھا ہنس رہا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔۔۔

ویسے اچھا ہے آئیدن چاچو، دالہام چاچو۔۔ آپ دونوں کو اپنے بیٹوں کے رشتے نہیں ڈھونڈنے پڑیں گے اوریاور چاچو آپ کو بھی۔۔ انہوں نے اپنی اپنی سلیکٹ کرلی ہوئی ہے ہم اس عمر میں مٹی کھاتے تھے۔۔ ہادی نے اپنے بھانجے اور کزن کو دیکھا دونوں ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔۔۔

ہادی لالا تو آپ کو کس نے کہا تھا مٹی کھاؤ۔۔ شیر طیان کی بات سن کر اس کا دل تو چاہا دو اس کے کان پر بجائے۔۔۔

چلیں کیک کٹ کرتے ہیں۔۔ دالہام نے سب کو کیک کی طرف متوجہ کیا ملازمین نے لاونج کے درمیان بڑا سا کیک رکھا اس کی لمبائی تقریبا دو فٹ تھی۔۔

غازیان کو طرسم نے گود میں لیا، عائسل کو دالہام نے اور گل نور کو یاور نے راعنین نے اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑا۔۔ ان چاروں نے اپنے بچوں کے

چھوٹے چھوٹے ہاتھ پکڑ کر کے کٹ کیا۔۔ اوران کے لبوں کے پاس کیا۔۔

سب سے پہلے یعقوب آگے بڑھا اور ایک پیس پکڑ کر قندیل کے پاس جاتے اس کے لبوں کے پاس کیا۔۔ اس نے مسکراتے چھوٹی سی بائٹ لے کر اس نے اسی ہاتھ اس کے لبوں کے پاس کیا تو یعقوب نے بھی چھوٹی سی بائٹ لی۔۔

سب ایک دوسرے کو کیک کھلانے لگے۔۔۔

شکریہ میری زندگی کو مکمل کرنے کے لیے اتنی خوشیاں بھرنے کے لیے دالہام نے طرسم کو اپنے بازو کے حسار میں لیا اور اپنے دونوں بچوں کی پیشانی پر لب رکھے۔۔

ہم دونوں کے جان کے ٹکڑے آئیدن نے گود میں اٹھائی اپنی بیٹی اور اپنے بیٹے کو پاس کرتے کہا نمیرہ نے مسکراتے حامی میں سر ہلایا۔۔۔

خوبصورت بلکل تمہاری طرح !ہادی نے راہا کو بازو کے حصار میں لیا اور اپنی بیٹی کا رخسار کھینچا جو بابا کے رخسار کھینچنے پر کھلکھلانے لگی تھی۔۔

میری زندگی کے تمام خوشیاں تم دونوں سے ہیں۔۔ یاور نے راعنین کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور اپنی بیٹی کے رخسار شدت سے چومے تھے۔۔

تمہیں ہر پل خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے تمہیں اتنا پیار کرنے والا شوہر اتنا پیارا بیٹا ملا ہے۔۔ حبا نے اپنے بیٹے کو تھوڑا سا کیک کھلایا اور شہریار کے لبوں کے پاس کیا۔۔

بالکل میں کرتی ہوں شکر ادا۔۔ حبا نے اس کے کندھے پر سر رکھا۔۔

سب کے بچے ان کے پاس ہیں بہت جلد ہمارا بھی ہمارے قریب ہوگا ہماری گود میں۔۔ وریام نے نے محسوس طریقے سے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔ سونیا شرما کر نظریں جھکا گئی۔۔۔

یعقوب گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور دیوانہ وار قندیل کے چہرے کو دیکھا۔۔

محبت، خوشی، زندگی ہو تم! یعقوب نے بنا کسی کی پرواہ کیے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔

اوہو میں نے تو کیک کھلایا ہی نہیں اپنی گڑیا کو، باقی سب نے کھلا لیا۔۔

شیر طیان نے سردار کی گود سے اپنی گڑیا کو لیا اور کیک اس کے لبوں کے پاس کیا اس نے مسکراتے کھایا تھا۔۔

تم بہت پیاری ہو۔۔ شیر طیان نے اس کے رخسار پر لب رکھے۔۔

اوتے (اوکے) عائسل کے اوکے کہتے پر طرسم نے سردار کے سینے پہ تھپڑ مارا تھا باپ کے ساتھ رہ رہ کر اس کی عادات بھی اپنے باپ جیسی ہو گئی تھی۔۔۔

کیا؟ مجھے کیوں مارا؟ دالہام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں کے ساتھ لگایا تھا۔۔

بلکل تمہارے جیسی ہو گئی ہے۔۔

میری بیٹی ہے تو مجھ جیسی ہی ہو گی نہ! دالہام نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

چلیں ایک پک ہو جائے۔۔ یعقوب سب سے تھوڑا دور جا کر کھڑا ہوا ہو وہ پیچھے تقریباً قطار میں کھڑے تھے۔۔ ایک نظر مڑ کر اپنی بیوی کو دیکھا، موبائل سیٹ کر کے ٹائمر آن کرتے، قندیل کے پاس جا کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور ایک خوبصورت تصویر ان سب کی لی گئی تھی۔۔۔ سب ایک دوسرے کی طرف مسکراتے دیکھ کر رہے تھے۔۔۔

اختتام ہوا ناول کا۔۔

امید کرتی ہوں سب نے بھرپور طریقے ناول کو انجوائے کیا ہوا گا۔۔چند اچھے الفاظ سب بتائیے کا ناول کے بارے میں۔۔اور کونسا کردار آپ کے دل کو چھوا۔۔۔

اپنی دعاؤں میں مجھے یا رکھیے گا۔۔۔